www.KitaboSunnat.com

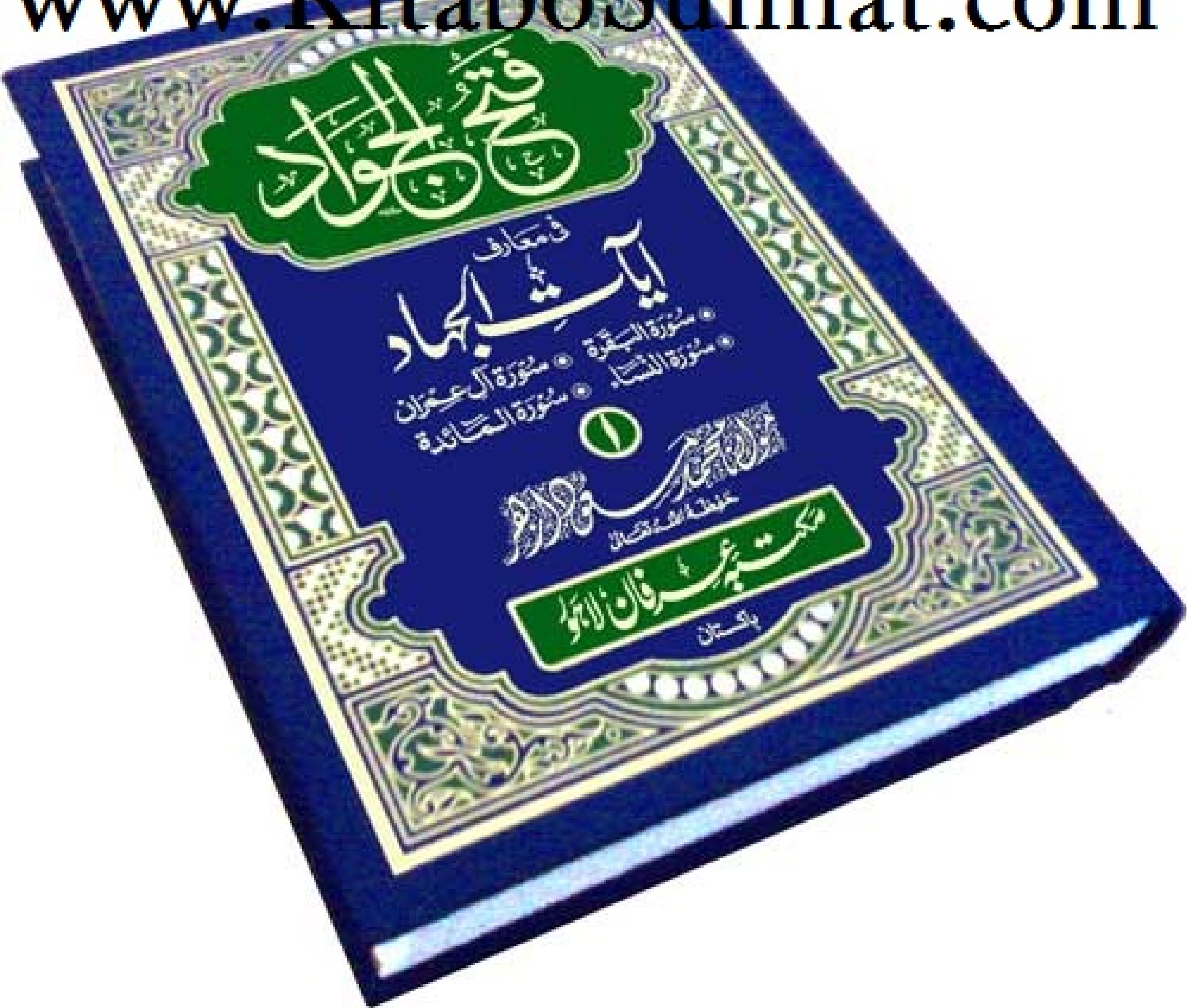

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں


کتاب ........ فتح الجوّاد فی معارف آیات الجہاد (جلد اوّل)

مؤلف ........ مولانا محمد مسعود ازہر صاحب

اشاعت اوّل، دوم ..... تعداد ۲۲۰۰

اشاعت سوم ..... ربیع الاوّل ۱۴۲۸ھ - اپریل ۲۰۰۷ء

صفحات ........ ۵۲۰

تعداد ........ ۲۲۰۰

قیمت ........ ۲۶۰ روپے


## ہماری مطبوعات ملنے کے پتے


مکتبۃ الجمیل" دکان نمبر 5 چودھری منزل سبحان اللہ سینٹر نزد تحصیل والی مسجد فیصل آباد 0321-7828028

مکتبۃ الایمان دکان نمبر ۱۳۱، ندیم ٹریڈ سینٹر، محلہ جنگی، عقب قصہ خوانی بازار پشاور 0321-9013592

رحمانی کتاب گھر دکان نمبر 2 نزد نور رحمانی مسجد لسبیلہ چوک کراچی 0321-2063739

مکتبہ عثمان وعلی، نزد بندھن شادی ہال، گوشہ کالونی بہاولپور 0321-6837145

مکتبۃ السلام، اعظم مارکیٹ کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5118510

ادارہ اشاعت الخیر، حضوری باغ ملتان، فون 061-4514929

کشمیر نیوز ایجنسی، کوٹلی، آزاد کشمیر 05866042256

مکتبۃ المحسن، اردو بازار لاہور 042-7241355

ناشر

مکتبہ عرفان

اسٹاکسٹ مکتبہ ابن مبارک 37 حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

موبائل: 0321-4066827 فون: 042-7324844


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# مختصر فہرست

سُورَةُ البَقَرَة .............. ۵

سُورَةُ آلِ عِمرَان .............. ۱۱۹

سُورَةُ النِّسَاء .............. ۳۵۹

سُورَةُ المَائِدَة .............. ۴۶۷

تعارف .............. ۵۲۹

آیاتِ جہاد کی چار فہرستیں .............. ۵۳۷

فہرستِ مضامین .............. ۵۴۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ

# البقرة

مدنية

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# ابتدائیہ

اس تالیف میں ''سورۃ البقرۃ'' کی درج ذیل
پینتیس آیات کے مضامین جہاد کو بیان کیا گیا ہے:

آیت ۱۰۹
آیت ۱۱۴
آیات ۱۵۳ تا ۱۵۷
آیت ۱۷۷
آیات ۱۹۰ تا ۱۹۵
آیت ۲۰۷
آیات ۲۱۴ تا ۲۱۸
آیت ۲۴۹
آیات ۲۴۳ تا ۲۵۲
آیت ۲۶۱
آیت ۲۶۲
آیت ۲۷۳
آیت ۲۸۶

اور ''سورۃ البقرۃ'' کی درج ذیل پانچ آیات
میں مضامین جہاد کی طرف اشارات موجود ہیں:

۳۰ ۳۶ ۵۸ ۵۹ ۸۹

واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# پینتیس (۳۵) آیات میں مضامین جہاد کا خلاصہ

آیت (۱۰۹) جہاد امر اللہ (اللہ تعالیٰ کا حکم) ہے اور اس میں باطل کا توڑ ہے۔

آیت (۱۱۴) مساجد اور عبادتگاہوں کی حفاظت جہاد میں ہے۔

آیت (۱۵۳) جہاد صبر کا اعلیٰ ترین درجہ ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی مدد آتی ہے۔

آیت (۱۵۴) جہاد فی سبیل اللہ میں قتل کیے جانے والے زندہ ہیں۔

آیت (۱۵۵)(۱۵۶)(۱۵۷) آزمائشیں آتی ہیں خود کو مضبوط بناؤ۔ صبر واستقامت پر بشارت

آیت (۱۷۷) جہاد "ابواب البر" میں سے ہے، صادقین اور متقین میں شامل ہونا ہے تو جہاد میں مضبوط رہو۔

آیت (۱۹۰) ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہو اور حملہ آور دشمنوں کو جواب دو۔

آیت (۱۹۱) کفر کی طاقت وقوت کو توڑ دو اگر وہ مسجد حرام میں لڑیں تو وہاں بھی جہاد کرو۔

آیت (۱۹۲) ایسا جہاد کرو کہ کافر کفر وشرک سے باز آ کر توبہ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

آیت (۱۹۳) دین کے غالب آنے اور اسلام اور مسلمانوں کے مکمل محفوظ ہونے تک جہاد کرتے رہو۔

آیت (۱۹۴) حرمتیں بدلے کی چیزیں ہیں۔

آیت (۱۹۵) جہاد میں مال خرچ کرو اور جہاد چھوڑ کر خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

آیت (۲۰۷) فدائی مجاہد کی شان

آیت (۲۱۴) جنت کا راستہ تکلیفوں اور آزمائشوں سے بھرا پڑا ہے۔

آیت (۲۱۵) اپنے اقرباء پر مال خرچ کر کے ان کا سامان جہاد پورا کرو۔

آیت (۲۱۶) جہاد فی سبیل اللہ فرض ہے۔

آیت (۲۱۷) جہاد کا حکم ہمیشہ کے لئے ہے اور جہاد فتنہ ارتداد کا علاج ہے۔ (سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ)

آیت (۲۱۸) ہجرت اور جہاد اونچے اور مقبول اعمال ہیں۔

آیت (۲۳۹) جہاد میں نماز (صلوٰۃ خوف کا حکم)

آیت (۲۴۳) موت کے ڈر سے جہاد چھوڑنے والے موت سے نہیں بچ سکتے۔

آیت (۲۴۴) جہاد فی سبیل اللہ فرض ہے اسے ادا کرو۔

آیت (۲۴۵) جہاد میں خوب مال خرچ کرو ضرور واپس ملے گا۔

آیت (۲۴۶) ظلم سے نجات اور کافروں سے آزادی جہاد کے ذریعہ ملتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آیت (۲۴۷) امیر جہاد کی صفات

آیت (۲۴۸) امیر جہاد کی برکات

آیت (۲۴۹) اطاعت امیر لازمی ہے اور شہادت کا سچا شوق اور جذبہ قوت کا ذریعہ ہے۔

آیت (۲۵۰) جہاد میں دعاء

آیت (۲۵۱) جہاد کی برکتیں، فائدے اور حکمت

آیت (۲۵۲) فتوحات کی پیشین گوئی

آیت (۲۶۱) جہاد میں مال خرچ کرنے والوں کے درجات

آیت (۲۶۲) جہاد میں لگایا ہوا مال قبول ہونے کی شرطیں

آیت (۲۷۳) جہاد کے لئے خود کو وقف کرنے والوں کا حق

آیت (۲۸۶) مسلمانو! کافروں پر غالب آنے کی کوشش تمہاری ذمہ داری ہے۔ اس میں کامیابی کے لئے دعاء مانگا کرو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## پانچ آیات میں اشارات جہاد کا خلاصہ

آیت (۳۰) سفک دماء علم اور دین کے تابع ہو۔ (خلافت)

آیت (۳۶) باہمی عداوت ضرور ہوگی اس سے مفر نہیں، اہل باطل کی عداوت کا جواب اہل حق کو دینا پڑے گا۔

آیت (۵۸)(۵۹) بنی اسرائیل کو حکم جہاد۔

آیت (۸۹) اہل کتاب فتح مانگا کرتے تھے (فی قول)

## اشارات لاہوری رحمہ اللہ

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے نزدیک سورۃ بقرۃ کی درج ذیل آیات کا تعلق بھی جہاد سے ہے:

(۱۱۰)(۱۸۷)(۱۹۲)(۲۱۹)(۲۲۰) تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۰۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ

اکثر اہل کتاب تو اپنے حسد سے حق ظاہر ہونے کے بعد بھی یہ چاہتے ہیں کہ

كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ

کسی طرح سے تمہیں ایمان لانے کے بعد پھر کفر کی طرف لوٹا کر لے جائیں

فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ

سو معاف کرو اور درگزر کرو جب تک اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجے بیشک اللہ تعالیٰ

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾

ہر چیز پر قادر ہے

### خلاصہ

❶ اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کو ہوشیار فرمارہے ہیں اور انہیں متنبہ کررہے ہیں کہ اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کافر تمہیں مرتد بنانے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔ وہ تمہارے ظاہری اور باطنی دشمن ہیں اور وہ تم سے حسد رکھتے ہیں ❷ مسلمان فی الحال صبر کریں اور نماز اور زکوٰۃ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط بنائیں اور اپنی جماعت کو ان عبادات کے ذریعے قوت دیں ❸ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے والوں کا علاج...... جہاد فی سبیل اللہ کے حکم کے ذریعے نازل ہونے والا ہے...... جہاد فی سبیل اللہ پورے عالم میں امن کا انتظام کرنے والا قانون ہے ❹ مسلمان اپنی کمزوری اور اپنے دشمنوں کی طاقت سے پریشان نہ ہوں، جب جہاد کا حکم نازل ہوگا اور مسلمان اس پر عمل کریں گے تو وہ اکیلے نہیں ہوں گے اللہ پاک ان کی مدد کرنے اور انہیں غالب کرنے پر قادر ہے ❺ جہاد...... امر اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

### اقوال

❶ یہ آیت یہودیوں کے متعلق نازل ہوئی ہے ❷ کعب بن اشرف یہودی کے متعلق نازل ہوئی ہے ❸ حی بن اخطب اور ابویاسر بن اخطب کے متعلق نازل ہوئی ہے ❹ غزوہ احد میں مسلمانوں کو ظاہری شکست ہوئی تو یہودیوں نے مسلمانوں کو طعنے دینا شروع کردیے...... اور انہیں مرتد ہونے کی دعوت دینے لگے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ❺ اس آیت میں سازشوں اور دشمنیوں سے ستائے ہوئے مسلمانوں کے لئے فتح، نصرت اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غلبے کی بشارت ہے۔

## حوالے

❶ بعض یہود شب و روز مختلف تدبیروں سے دوستی اور خیر خواہی کے پیرایہ (انداز) میں مسلمانوں کو اسلام سے پھیرنے کی کوششیں کیا کرتے تھے اور باوجود ناکامی کے اپنی دھن سے باز نہ آتے تھے حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس پر متنبہ فرما دیا (بیان القرآن)

❷ عن ابن عباس رضي الله عنهما قال كان حي بن اخطب وابو ياسر بن اخطب من اشد اليهود للعرب حسداً اذ خصهم الله برسوله صلى الله عليه وسلم، وكانا جاهدين في رد الناس عن الاسلام ما استطاعا فانزل الله فيهما (ابن كثير) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حی بن اخطب اور ابو یاسر بن اخطب یہودیوں میں سے عربوں پر سخت حسد کرنے والے تھے کہ اللہ پاک نے عربوں میں سے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا فرما کر انہیں خصوصیت بخشی۔ یہ دونوں بھرپور کوشش کرتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کو اسلام سے ہٹا دیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

❸ شان نزول کے ایک مخصوص واقعہ کی بنا پر عموماً مفسرین نے یہاں اہل کتاب یا احبار یہود کو لیا ہے لیکن لفظ قرآنی عام ہے اور یہود و نصاریٰ دونوں اس کے عموم میں یکساں داخل ہیں، مسیحیوں کی طرف سے جو کھلا ہوا زبردست اور منظم، اور علماء یہود کی طرف سے نسبتاً ہلکا اور مخفی پروپیگنڈہ عقائد اسلام کے خلاف سیاسی، معاشری، تاریخی، جغرافی، تحریروں کے ذریعہ سے اسلامی آبادیوں کے درمیان جاری رہتا ہے وہ سب اسی حقیقت کے مظاہر ہیں، غایت ان ساری سرگرمیوں اور کوششوں کی یہی رہتی ہے کہ مسلمان اگر یہودیت و مسیحیت کو نہ بھی قبول کریں جب بھی کم سے کم اپنے دین کی طرف سے تو ضرور بدگمان اور برگشتہ ہو کر رہیں...... پرانے مفسروں نے بھی کہا ہے کہ اس میں مسلمانوں کو ایک زبردست انتباہ کافروں کی مسلم دشمنی سے متعلق ہے۔ (تفسیر ماجدی)

❹ عن كعب بن مالك ان كعب بن الاشرف اليهودي كان شاعرا وكان يهجو النبي صلى الله عليه وسلم وفيه انزل الله (ابن كثير) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعب بن اشرف یہودی شاعر تھا اور وہ (نعوذ باللہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو بکا کرتا تھا تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

حتى يأتي الله بأمره ان اہل کتاب کو فی الحال چھوڑ دو اور ان سے درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دے...... اللہ تعالیٰ کے حکم سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک جہاد فی سبیل اللہ کا حکم ہے اور اس میں غزوہ بنی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تفسیر اور غزوۂ بنی قریظہ وغیرہ کی طرف بھی اشارہ ہے...... چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

حتی یاتی اللہ بامرہ یعنی قتل بنی قریظة واجلاء بنی نضیر (قرطبی) یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے مراد بنی قریظہ کا قتل اور بنی نضیر کی جلاوطنی ہے☆ هو واحد الاوامر والمراد به الامر بالقتال (روح المعانی) یعنی امر اوامر کا واحد ہے اور مراد اس سے قتال کا حکم ہے☆ وهو قول اکثر الصحابة والتابعین انه الامر بالقتال (تفسیر کبیر) اکثر صحابہ اور تابعین کے نزدیک اس سے قتال کا حکم مراد ہے۔☆ (بامرہ) فیهم من القتال (جلالین) یعنی اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں اپنا قتال والا حکم لے آئے ☆ الذی هو قتل بنی قریظة واجلاء بنی نضیر واذلالهم بضرب الجزیة علیهم (کشاف) اللہ کے حکم سے مراد بنی قریظہ کا قتل، بنی نضیر کی جلاوطنی، اور ان پر جزیے کی ذلت کا مسلط ہونا ہے۔☆ (اس آیت میں) اشارۃً بتلا دیا کہ انکی شرارتوں کا علاج ''قانون انتقام امن عالم'' یعنی ''قتال وجزیہ'' سے ہم جلدی کرنے والے ہیں (بیان القرآن)

ان اللہ علی کل شی قدیر وفیه إشعار بالانتقام من الکفار ووعد المومنین بالنصرة والتمکین (روح المعانی) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے یعنی وہ کافروں سے انتقام لینے پر اور مسلمانوں کی نصرت کرنے اور انہیں غالب کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

### فائدہ

فاعفوا واصفحوا علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هذه الآیة منسوخة بقول اللہ عز وجل قاتلوا الذین لا یؤمنون الی قوله وهم صغرون ...... امام رازی رحمہ اللہ نے تفسیر کبیر میں اور علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں اس پر مفصل کلام فرمایا ہے۔ طلبہ علم اس بحث کو ان تینوں تفاسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

### نکتہ

اس آیت کے بعد اگلی آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو (وغیرہ)۔ اس سے یہ نکتہ بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ اعمال صالحہ میں غلبہ کی تاثیر ہے۔ یعنی نماز، زکوٰۃ اور دیگر اعمال صالحہ کی برکت سے تم جہاد کرنے اور دشمنوں پر غلبہ پانے کے اہل بن جاؤ گے۔ صاحب ترجمان القرآن لکھتے ہیں:

نماز اور زکوٰۃ یعنی قلبی اور مالی عبادت کی سرگرمی ایک ایسی حالت ہے جس سے جماعت کی معنوی استعداد نشوونما پاتی ہے اور قوی ہوتی ہے، جس جماعت میں یہ سرگرمی موجود ہو وہ نہ تو دین سے برگشتہ (یعنی دور) ہوسکتی ہے اور نہ اس کی اجتماعی قوت میں کمزوری آسکتی ہے۔ (ترجمان القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## چند مماثل آیات

البقرۃ ۱۲۰_۲۱۷، ال عمران ۶۹_۷۲، ۱۰۰، المائدہ ۵۱، التوبہ ۲۹

## دعاء

یہود و نصاریٰ کی طرف سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوششیں اب بھی زوروں پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم قتال فی سبیل اللہ بھی نازل ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو بیداری، شعور...... اور اپنے اوامر پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ البَقَرَة مَدَنِيَّة آیت ۱۱۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے کی ممانعت کر دی

وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا

اور ان کے ویران کرنے کی کوشش کی ایسے لوگوں کا حق نہیں ہے کہ ان میں داخل ہوں مگر

خَاۗىِٕفِيْنَ ڛ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

ڈرتے ہوئے ان کیلئے دنیا میں بھی ذلت ہے اور ان کیلئے آخرت میں بہت

عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

بڑا عذاب ہے

### خلاصہ

❶ مساجد اللہ تعالیٰ کی ہیں جو بھی ان کو کسی بھی طرح سے ویران کرنے کی کوشش کرے وہ بہت بڑا ظالم ہے۔ ❷ مسلمانوں کو چاہیے کہ مساجد کو آباد رکھیں، انکی حفاظت کریں اور جہاد کے ذریعہ مساجد کو محفوظ بنائیں ❸ مساجد کو ویران کرنے والوں کو دنیا میں جہاد کے ذریعہ سزا دی جائے اور ان سے حکومت چھین لی جائے اور اگر وہ مساجد کے مقامات پر قبضہ کرلیں تو انہیں جہاد کے ذریعہ خوفزدہ کیا جائے ❹ ماضی میں جس نے بھی مساجد کو ویران کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے اس علاقے کی حکومت سے محروم کر دیا۔ ❺ ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں بہت بڑا عذاب تیار ہے۔

### اقوال

❶ اس آیت میں فتح مکہ کی بشارت ہے ❷ بیت المقدس کے آزاد ہونے کی بشارت ہے۔ (یہ دونوں وعدے تو ماضی میں الحمدللہ پورے ہو چکے ہیں) ❸ مسلمانوں کے لئے فتوحات کی بشارت ہے ❹ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے خروج کی بشارت ہے۔

### شانِ نزول

❶ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ انہوں نے حدیبیہ والے سال مسلمانوں کو بیت اللہ سے روکا تھا۔ ❷ یہ آیت عیسائیوں کے متعلق نازل ہوئی کیونکہ وہی مساجد کو ویران کرنے کے بانی ہیں۔ ❸ یہ آیت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہود کے متعلق نازل ہوئی جیسا کہ ماقبل کا ربط بھی اشارہ کرتا ہے کہ یہودی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کر رہے تھے جس کا واضح نتیجہ مساجد کی ویرانی ہے ❹ یہ آیت عام ہے جو بھی جب بھی اللہ تعالیٰ کی مساجد کو ویران کرنے کی کوشش کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے۔

حوالے:

❶ اور غور کرو اس سے بڑھ کر ظلم کرنے والا انسان کون ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت گاہوں میں اس کے نام کی یاد کو روکے اور ان کی ویرانی میں کوشاں ہو۔ جن لوگوں کے ظلم کا یہ حال ہے یقیناً وہ اس لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت گاہوں میں قدم رکھیں بجز اس حالت کے کہ (دوسروں کو اپنی طاقت سے ڈرانے کی جگہ خود دوسروں کی طاقت سے) ڈرے سہمے ہوئے ہوں یاد رکھو ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بھی سخت عذاب ہے۔ (ترجمان القرآن)

❷ اس کے شان نزول نصاریٰ ہیں کہ انہوں نے یہود سے مقابلہ کر کے توریت کو جلایا اور بیت المقدس کو خراب کیا یا مشرکین مکہ کہ انہوں نے مسلمانوں کو محض تعصب اور عناد سے حدیبیہ میں مسجد حرام (بیت اللہ) میں جانے سے روکا، باقی جو شخص بھی مسجد کو ویران یا خراب کرے وہ اسی حکم میں داخل ہے (تفسیر عثمانی)

❸ یہ لوگ اس لائق ہی نہیں کہ ان (مساجد) میں داخل ہوں مگر ہاں ڈرتے ہوئے مسلمانوں کے رعب اور دبدبہ سے۔ یعنی داخلہ کی اجازت غیر مسلم کو صرف اس حال میں دی جا سکتی ہے کہ وہ مسلمانوں کا محکوم ہو اور اس کا داخلہ سرکشانہ نہیں مطیعانہ ہو...... ایک قول یہ بھی ہے کہ آیت سارے کافروں کے حق میں ہے کہ عبادت سے روکنے والے تو سارے ہی کافر ہیں اور مساجد سے مراد کل روئے زمین ہے، چنانچہ کافروں کو دارالاسلام میں داخلہ کا کوئی حق نہیں بجز اس کے کہ مسلمانوں ہی کی شرط پر ہو (تفسیر ماجدی)

❹ اس میں اس بات کی خوشخبری دی کہ مکہ معظمہ فتح ہوگا۔ جب غلبہ اہل اسلام کا ہو جائے گا تو یہ مشرکین اس میں ڈرتے ہوئے داخل ہوں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کرایا کہ خبردار اس سال کے بعد کوئی مشرک ہرگز حج نہ کرے (انوار البیان)

❺ عذاب آخرت کا تجربہ تو آخرت ہی میں ہوگا باقی دنیا میں ان لوگوں کی ذلت اور رسوائی کا مشاہدہ تو چند روز میں سب کو ہو گیا، یہود، مشرکین، منافقین سارے اعدائے اسلام جزیرہ عرب میں اور اس کی سرحدوں میں دیکھتے ہی دیکھتے نیست و نابود ہو کر رہے اور قرآن مجید کی پیش گوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی (تفسیر ماجدی)

---

❶ اولئک ماکان لهم ان يدخلوها الاخائفين خبر بمعنى الامر اى خيفوهم بالجهاد فلا يدخلها أحد آمناً (جلالين)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان لوگوں کا حق نہیں کہ وہ ان میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے۔ یہ جملہ خبریہ امر کے معنی میں ہے کہ مساجد کو ویران کرنے والوں کو جہاد کے ذریعہ ڈراؤ تا کہ وہ ان میں امن سے داخل نہ ہو سکیں۔

❼ لهم فی الدنیا خزی قیل القتل للحربی ، والجزیة للذمی ، عن قتادة والسُّدی: الخزی لهم فی الدنیا قیام المهدی ، وفتح عموریة و رومیة و قسطنطنیه ، وغیر ذلك من مدنهم ...... ومن جعلها فی قریش جعل الخزی علیهم فی الفتح ( القرطبی )

مساجد ویران کرنے والوں کے لئے دنیا میں رسوائی ہے۔ یعنی حربی کافر کے لئے قتل اور ذمی کے لئے جزیہ، قتادہ اور سدی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ دنیا میں ان کی ( عمومی ) رسوائی قیام مہدی سے ہوگی اور ان کے شہروں مثلاً عموریہ رومیہ اور قسطنطنیہ کے مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہونے سے۔ اور جن حضرات کے نزدیک یہ آیت قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے انہوں نے دنیا کی رسوائی سے فتح مکہ مراد لی ہے۔

❽ لهم فی الدنیا خزی ای عظیم بقتل ابطالهم و أقیالهم وکسر اصنامهم وتسفیه احلامهم او خراجهم من جزیرة العرب التی هی دار قرار هم ومسقط رُءُو سهم أو بضرب الجزیة علیٰ اهل الذمة منهم ( روح المعانی )

ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے۔ یعنی بہت بڑی رسوائی کہ ان کے بہادروں اور سرداروں کو قتل کر دیا جائے گا، ان کے بت توڑ دیئے جائیں گے اور ان کی عقلوں کی بیوقوفی ظاہر کر دی جائے گی۔ اور انہیں ان کے مستقر یعنی جزیرہ العرب سے نکال دیا جائے گا۔ یا ان میں سے جو ذمی ہیں ان پر جزیہ لازم کر دیا جائے گا۔

## عجیب نکتہ

جب یہ آیت نازل ہوئی تھی تو اس وقت مشرکین مکہ کا بیت اللہ پر قبضہ تھا اور وہ وہاں بے خوف دندناتے پھرتے تھے۔ بیت المقدس پر اہل کتاب کے کافروں کا تسلط تھا اور ان کو کسی طرح کا کوئی خوف اور خطرہ نہیں تھا۔ اور یہودی مدینہ منورہ میں جمے بیٹھے تھے اور بے خوف ہو کر مسلمانوں کو مرتد بنانے اور ان کی مساجد کو ویران کرنے کی تدبیریں کر رہے تھے۔ ان حالات میں قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اس میں جو پیش گوئی فرمائی گئی اس کے پورا ہونے کے کوئی ظاہری اسباب موجود نہیں تھے۔ مگر کچھ ہی عرصہ بعد...... تمام حالات بدل گئے۔ بیت اللہ مشرکین سے پاک ہو گیا، مدینہ منورہ یہودیوں سے صاف ہو گیا۔ اور بیت المقدس میں اسلامی اذان گونجنے لگی۔ اور مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے والے خود خوف اور ذلت کا شکار بن گئے۔ الحمد للہ یہ سب کچھ جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے ممکن ہوا۔ یہ آیت آج بھی زندہ ہے اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو سمجھ عطا فرمائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## مماثل آیات

جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے ہی مساجد اور عبادت گاہوں کی حفاظت ہو سکتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے سورۃ الحج آیت (۴۰)

## دعاء

اللہ تعالیٰ کرے بابری مسجد کو ویران کرنے والے مشرک، اور مسجد اقصیٰ کو گرانے کا عزم رکھنے والے یہودی...... اور اندلس کی مساجد کو ویران کرنے والے نصاریٰ...... اور ماوراء النہر کی مساجد کو ویران کرنے والے کیمونسٹ بھی...... اپنے انجام سے دوچار ہوں۔ اور مسلمانوں کو توفیق ملے کہ وہ جہاد کے ذریعہ...... مساجد کی حفاظت کا انتظام کریں...... اور مساجد گرانے والوں کو خوف کی سوغات دیں۔

آمین یارب العالمین

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ البقرۃ مدنیۃ آیت ۱۵۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

| اے | ایمان | والو | صبر | اور | نماز | سے | مدد | لیا | کرو | بے | شک | اللہ | تعالیٰ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|

مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۱۵۳

صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

## خلاصہ

اے مسلمانو! اگر اللہ تعالیٰ کی نصرت ساتھ لینا چاہتے ہو تو صبر اور نماز میں خود کو مضبوط بناؤ، صبر کے معنٰی ہیں شریعت پر ڈٹے رہنا اور اس کا اعلیٰ ترین درجہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

## حوالے

❶ استعینوا بالصبر علی الذکر والشکر وسائر الطاعات من الصوم والجهاد وترک المبالاۃ بطعن المعاندین فی امر القبلة (روح المعانی)

مدد حاصل کرو صبر سے یعنی ذکر و شکر اور تمام عبادات روزہ جہاد وغیرہ پر ڈٹے رہو اور تحویل قبلہ کے متعلق دشمنوں کے طعنوں کی پرواہ نہ کرو۔

❷ یہاں سے اشارہ ہے کہ جہاد میں محنت اٹھاؤ اور مضبوطی اختیار کرو (موضح القرآن)

❸ اور اس آیت میں یہ اشارہ بھی ہے کہ جہاد میں محنت اٹھاؤ، جس کا ذکر آگے آتا ہے کہ اس میں صبر اعلیٰ درجہ کا ہے (تفسیر عثمانی)

❹ ومنهم من حمله علی الجهاد لانه تعالیٰ ذکر بعده ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله (تفسیر کبیر) بعض اہل تفسیر نے اس آیت میں صبر کا معنٰی جہاد کیا ہے کیونکہ اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور ان لوگوں کو مردہ نہ کہو جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیے گئے۔

❺ ان الله مع الصبرين بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اس (مع) میں مفہوم نصرت واعانت کا شامل رہتا ہے۔ يقتضي معنى النصرة (راغب، تفسیر ماجدی)

## بعد والی چار آیات سے ربط

یہ ربط دو طرح سے سمجھا جا سکتا ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❶ اللہ تعالیٰ کی مدد، نصرت اور خصوصی معیت صبر اور نماز کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ اور صبر کا اعلیٰ درجہ "جہاد فی سبیل اللہ" ہے پس جو شخص جہاد میں مارا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی اونچی مزیدار اور خاص زندگی عطاء فرماتا ہے جس کے سامنے پوری دنیا کی سلطنت اور نعمتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ مگر شہادت تک پہنچنے سے پہلے جہاد میں کافی آزمائشیں آسکتی ہیں، پس کامیاب وہی ہونگے جو استقامت دکھائیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

❷ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، اس پر سوال ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ ساتھ ہے تو مسلمان جہاد میں مارے کیوں جاتے ہیں، یہ لوگ تو دنیا کی نعمتوں سے محروم ہو جاتے ہیں اور جو مارے نہیں جاتے ان پر بھی تکلیفیں آتی ہیں۔ جواب دیا گیا کہ جو مارے گئے وہ تو اصل زندگی پاگئے ایسی مزیدار اور طاقتور زندگی جسے ساری دنیا کے لوگ مل کر بھی نہیں سمجھ سکتے اور جو تکلیفیں اٹھا رہے ہیں وہ بھی رحمت، اجر اور ہدایت کے خزانے جمع کر رہے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مماثل آیت:

صبر کا اعلیٰ ترین درجہ جہاد فی سبیل اللہ میں استقامت ہے ملاحظہ فرمایئے سورۃ بقرہ۔ آیت (۱۷۷)

## دعاء

یا اللہ ہمیں اپنے پسندیدہ صبر اور پسندیدہ نماز پر قائم فرما۔

آمین یارب العالمین

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ البقرۃ مدنیۃ آیت ۱۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿١٥٤﴾

اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مرا ہوا نہ کہا کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے

## خلاصہ

❶ حق کے راستہ میں موت، موت نہیں ہے بلکہ تکلیف اور غم سے پاک ایک اعلیٰ زندگی ہے۔ پس اے مسلمانو! موت کے خوف سے اپنے دلوں کو پاک کرلو۔

❷ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کیے جانے والے ''شہداء'' بلاشبہ زندہ ہیں، مگر تم انکی زندگی کا شعور نہیں رکھتے ہو۔ انکی زندگی بہت طاقتور اور اونچی ہے تمہارا ناقص شعور اس تک نہیں پہنچ سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ بتادیا کہ بل احیاء وہ زندہ ہیں۔

❸ جب مسلمانوں کا قبلہ بیت اللہ کو بنایا گیا تو یہودی کھلم کھلا دشمنی پر اتر آئے، مسلمان کمزور تھے اور یہودی بہت طاقتور، پھر انہیں منافقین کی مدد بھی حاصل تھی، ایسے حالات میں خدشہ تھا کہ اس دین کا کیا بنے گا؟ یہ دین تو ابھی اپنے مرکز مدینہ منورہ ہی میں اتنی مشکلات اور دشمنیوں کا شکار ہے۔ اس پر فرمایا گیا کہ ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے اللہ پاک اس دین کو مکمل فرمائے گا جیسے کہ اس نے تم ہی میں سے ایک رسول بھیجے ہیں۔ یہود تو اس بات کو بھی گوارہ نہیں کرتے تھے۔ اب تم صبر، شکر اور ذکر و نماز کے ذریعے پکے مسلمان بن جاؤ اور جہاد کے لئے نکل کھڑے ہو۔ تم میں سے جو جہاد میں مارا جائے گا وہ عظیم الشان زندگی پائے گا۔ اور جو بچ جائے گا وہ ہدایت، اور اجر و ثواب پائے گا۔ اس نصاب نے مسلمانوں کو مضبوط چٹان...... اور دین کا فدائی بنادیا...... اور پھر دنیا نے دیکھا کہ یہودیت سمٹ گئی اور اسلام دنیا کے اکثر حصے پر چھا گیا...... پس اللہ تعالیٰ نے موت میں زندگی رکھ کر مسلمانوں کو موت کے خوف سے پاک کردیا..... اور یہ سچ ہے کہ جو موت سے نہیں ڈرتا بلکہ اس کے پیچھے دوڑتا ہے دنیا میں کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

## اقوال و حوالے

❶ یہ آیت شہداء بدر کے بارے میں نازل ہوئی ہے (روح المعانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ چودہ حضرات تھے چھ کا تعلق مہاجرین سے تھا اور آٹھ کا انصار سے حضرات مہاجرین کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

حضرت عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت ذوالشمالین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عاقل بن بکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت مہجع بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت صفوان بن بیضاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

### حضرات انصار کے اسماء گرامی یہ ہیں

حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مبشر بن عبد المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت یزید بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عمیر بن الحمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت رافع بن معلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عوف بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
(تفسیر کبیر و سیرت المصطفیٰ)

❷ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ جب جہاد شروع ہوا تو کفار و منافقین نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ لوگ (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بلا فائدہ اپنی جانیں صرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خوش کرنے کے لئے ضائع کر رہے ہیں تب یہ آیت نازل ہوئی اور شہداء کرام کا مقام بتا دیا گیا۔ امام رازی فرماتے ہیں: وعن آخرین ان الکفار والمنافقین قالوا: ان الناس یقتلو ن انفسهم طلبالمر ضاة محمد (صلی اللہ عیله وسلم) من غیر فائدة فنزلت هذه الایة. (تفسیر کبیر)

❸ غزوہ بدر میں جب کچھ صحابہ شہید ہو گئے تو نافہم کافروں نے کہنا شروع کیا کہ انہوں نے خواہ مخواہ اپنی جوانی گنوا دی اور زندگی کے لطف سے محروم ہو گئے، انہیں جواب مل رہا ہے کہ تم جس معنی میں انہیں مردہ سمجھ رہے ہو اس میں وہ سرے سے مردہ ہی نہیں بلکہ زندوں سے کہیں بڑھ کر ہر لذت سے لذت یاب ہو رہے ہیں۔ برزخی زندگی اپنی عام صورت میں تو سب ہی کے لئے ہے، لیکن شہیدوں کو اس عالم میں ایک خصوصی اور امتیازی زندگی نصیب ہوگی۔ آثار حیات میں دوسروں سے کہیں زیادہ قوی۔ (تفسیر ماجدی)

### گذارش

قرآن پاک میں حیات شہداء کا مسئلہ سورۃ آل عمران آیت ۱۶۹ میں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس مقام پر اس مسئلہ کی مزید تفصیلات عرض کی جائیں گی۔

### نکتہ

مسلمان موت سے بے خوف ہوئے تو اپنے دین کو لیکر پورے عالم میں پھیل گئے۔ چونکہ وہ شہادت سے محبت رکھتے تھے اس لئے دعوت کے راستے میں جو رکاوٹ بھی آئی اس سے بلا خطر ٹکرا گئے۔ وہ موت کے پیچھے دوڑتے گئے اور ان کا دین زندہ ہوتا گیا جبکہ یہودی زندگی بچانے کے لئے اپنے قلعوں اور عمارتوں میں بیٹھے رہے اور ان کا مذہب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سمٹتا گیا۔ اب معاملہ برعکس ہے کافروں نے مسلمانوں سے لڑنا اور مسلمانوں نے ان سے گھر بیٹھنا سیکھ لیا ہے، اس لئے وہ طاقتور ہوگئے اور مسلمان کمزور۔ اس کمزوری کو ختم کرنے کا نسخہ اسی آیت میں بیان ہوا ہے اللہ تعالیٰ کرے ہم سب مسلمان اس پر عمل کریں اور زندگی پائیں۔

## مماثل آیات

قرآن پاک کی دیگر درج ذیل آیات میں بھی شہداء کرام کے فضائل کا بیان ہے۔

البقرۃ :۲۰۷۔ آل عمران ۱۴۰۔۱۵۷۔۱۵۸۔۱۶۹۔۱۷۰۔۱۷۱۔۱۹۵۔النساء ۶۹۔۷۴۔التوبہ :۱۱۱۔ الحج ۵۸۔۵۹۔الزمر ۶۸۔سورہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ۴۔۵۔۶۔الحدید:۱۹۔

## دعاء

یا اللہ بے شک آپ کے راستے میں قتل ہونا بڑی سعادت ہے، یا اللہ ہم اس آیت پر اور تیرے پورے کلام پر ایمان لاتے ہیں یا اللہ ہمیں اپنی رضا کے لئے یہ سعادت عطاء فرما اور ہمیں ان مقبول شہداء میں شامل فرما جن کی فضیلت قرآن پاک میں بیان ہوئی ہے۔

آمین یارب العالمین

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ البقرۃ مدنیۃ — آیات ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ

اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے

وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ

اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو

مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ

کہتے ہیں ہم تو اللہ تعالیٰ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں یہ لوگ ہیں جن پر

صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں ہیں اور رحمت اور یہی ہدایت پانے والے ہیں

## خلاصہ

❶ پہلے تو ان کا ذکر تھا جنہوں نے صبر کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کیا یعنی شہداء اب فرماتے ہیں کہ تمہارا علی العموم تھوڑی تکلیف اور مصیبت میں وقتاً فوقتاً امتحان لیا جائے گا اور تمہارے صبر کو دیکھا جائے گا۔ صابرین میں داخل ہونا کچھ سہل (آسان) نہیں اسی واسطے پہلے سے متنبہ فرما دیا۔ (تفسیر عثمانی)

❷ پہلے جہاد کی طرف اشارہ ہوا پھر شہادت کی فضیلت بیان ہوئی اب بتایا جا رہا ہے کہ جہاد و شہادت کا راستہ کچھ آسان نہیں اس میں تکلیفیں اور آزمائشیں آتی ہیں پھر جو لوگ صبر کرتے ہیں اور ڈٹے رہتے ہیں تو ان کے لئے خصوصی بشارتیں، رحمتیں اور ہدایت ہے۔

❸ اہل حق اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائے جاتے ہیں، یہ آزمائشیں ان پر بطور عذاب الٰہی کے نہیں ہوتیں بلکہ ان کے درجات اور مقامات کی بلندی کے لئے ہوتی ہیں اس لئے ان کو مصیبت میں دیکھ کر باطل پرست لوگ خود کو حق پر سمجھنا شروع کر دیں۔

## حوالے

❶ والخطاب عام لسائر المؤمنين وقيل للصحابة فقط وقيل لاهل مكة فقط (روح المعانی) ولنبلونکم میں خطاب عام ہے تمام مسلمانوں کے لئے۔ بعض کے نزدیک یہ خطاب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے اور بعض کے نزدیک اہل مکہ سے۔ (پہلا قول راجح ہے)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❷ ان هذه المحن لا يجب ان تكون عقوبات لانه تعالىٰ وعد بها المومنين من الرسول و اصحابه. ان هذه المحن اذا قارنها الصبر افادت درجة عالية فى الدين (تفسير كبير) یہ تکلیفیں ضروری نہیں کہ بطور عذاب ہوں کیونکہ ان کا وعدہ تو اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ سے کیا ہے۔ اور جب ان تکلیفوں کے ساتھ صبر مل جاتا ہے تو یہ دینی درجات کی بلندی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

❸ من الخوف اى خوف العدو والفزع فى القتال قاله ابن عباس (قرطبی) ہم تمہیں کچھ خوف کے ذریعہ آزمائیں گے خوف سے مراد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک جہاد کے دوران کی گھبراہٹ اور دشمن کا خوف ہے۔

❹ ونقص من الاموال بسبب الاشتغال بقتال الكفار (قرطبی) اور اموال کی کمی سے مراد وہ مالی نقصان ہے جو کافروں کے خلاف جہاد میں مشغول ہونے کے باعث مسلمانوں کو اٹھانا پڑتا ہے۔

❺ والانفس قال ابن عباس: بالقتل والموت فى الجهاد (قرطبی) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ (جان کے نقصان سے مراد) جہاد میں قتل ہونا اور انتقال کرنا ہے۔

## مماثل آیات

اہل ایمان کو آزمایا جاتا ہے یہ مضمون درج ذیل آیات میں بھی بیان ہوا ہے۔

البقرہ: ۲۱۴۔ ۲۴۹۔ ال عمران: ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۶۔ ۱۵۴۔ ۱۸۶۔ ۱۹۵۔ التوبہ: ۱۶۔ العنکبوت: ۲۔ ۳۔ الاحزاب: ۱۱۔ محمد: ۳۱۔

## ملتی جلتی آیات

اس عنوان سے ملتی جلتی چند آیات درج ذیل ہیں:

العنکبوت: ۱۰۔ الحج: ۱۱۔

## دعاء

صبر کرنا، مشکل حالات میں دین اور جہاد پر ڈٹے رہنا، ناموافق ماحول میں اسلامی نظریات پر جمے رہنا بہت مشکل ہے۔ یا اللہ ہمارے ساتھ عافیت کا معاملہ فرما اور صبر و استقامت کو ہمارے لئے آسان بنا۔

(آمین یارب العالمین)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ البقرۃ مدنیۃ — آیت ۱۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

یہی نیکی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو

وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَ

بلکہ نیکی تو یہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور فرشتوں اور

الْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ

کتابوں اور نبیوں پر اور اس کی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں

وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَ

اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں مال دے اور

أَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا

نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے اور جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں جب وہ عہد کرلیں

وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ

اور تنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں یہی

الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾

سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں

## خلاصہ

❶ اس آیت میں (سولہ ۱۶) امہات الاحکام (یعنی بنیادی و لازمی احکام) کا بیان ہے جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میدان جہاد میں ڈٹ کر ثابت قدمی سے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جنگ کی جائے۔

❷ "ابواب البر" یعنی نیکی کا نصاب جہاد میں ثابت قدمی کے بغیر پورا نہیں ہوتا۔

❸ صادقین اور متقین میں شامل ہونے کے لئے بھی دیگر صفات کے ساتھ ساتھ قتال فی سبیل اللہ میں ثابت قدمی لازمی ہے۔

## شانِ نزول

❶ اس میں یہود و نصاریٰ سے خطاب ہے وہ عبادت میں مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں شدید اختلاف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رکھتے تھے یہودی مغرب کی طرف منہ کرتے تھے اور عیسائی مشرق کی طرف، اور اسی کو پورا دین اور مکمل کامیابی سمجھتے تھے تو ارشاد فرمایا گیا کہ نیکی یہی نہیں ہے کہ مشرق پرستی کرو یا مغرب پرستی بلکہ وہ نیکی جو ہدایت کا نتیجہ اور مغفرت کی ضمانت ہے وہ چند عقائد، چند اعمال اور چند اخلاق کا نام ہے۔ پھر اس آیت میں ان عقائد، اعمال اور اخلاق کو بیان فرمایا گیا ہے جن کا آغاز اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے سے اور اختتام میدان جنگ میں ڈٹ کر لڑنے پر ہوتا ہے ان دونوں کے درمیان مزید چودہ چیزوں کا تذکرہ ہے۔

❷ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے "نیکی" کے متعلق پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی:

## حاصل

ہر باطل گروہ اور فرقہ چند رسومات، چند علامات اور چند مقامات ہی کو دین سمجھ لیتا ہے اور پھر اپنے عقائد، اعمال اور اخلاق کی اصلاح سے غافل ہو جاتا ہے۔ یہود و نصاریٰ نے یہی ظلم کیا اور اب مسلمانوں کے گمراہ فرقے بھی اسی طرح بعض مقامات، آستانوں اور بعض افراد و رسومات کو ہی پورا دین اور کامیابی کی ضمانت سمجھ بیٹھے ہیں، اس طرح کی گمراہی کے لئے یہ آیت "نسخۂ اکسیر" اور حق کا معیار ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس آیت کے ایک ایک حکم کو پڑھتا جائے اور پھر اپنا محاسبہ کرتا جائے کہ میرے اندر یہ عقیدہ، یہ عمل اور یہ خلق موجود ہے یا نہیں؟

## ماخذ جہاد

اس آیت میں حین البأس کے الفاظ سے جہاد کی اہمیت اور فضیلت پوری صراحت کے ساتھ معلوم ہوتی ہے ملاحظہ فرمایئے چند اقوال:

❶ وحین البأس ای وقت الحرب یعنی جنگ کے وقت ثابت قدم ہیں (قرطبی)

❷ وحین البأس وقت شدۃ القتال فی سبیل اللہ. یعنی قتال فی سبیل اللہ کی شدت کے وقت ثابت قدم رہنے والے ہوں۔ (جلالین)

❸ وحین البأس ای فی حال القتال والتقاء الاعداء قالہ ابن مسعود وابن عباس وابو العالیۃ ومرۃ الھمدانی ومجاھد وسعیدبن جبیر والحسن وقتادۃ والربیع بن انس والسدی ومقاتل بن حیان وابو مالک والضحاک وغیرھم. یعنی قتال کے وقت اور دشمنوں سے ٹکرانے کے وقت ثابت قدم رہنے والے ہوں یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور باقی حضرات (جن کے نام عربی عبارت میں آئے ہیں) کا قول ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

❹ وحین البأس ای وقت القتال وجھاد العدو یعنی دشمن سے جہاد و قتال کے وقت ثابت قدم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رہنے والے ہوں (روح المعانی) اس کے بعد علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں وھذا من باب الترقی فی الصبر من الشدید الی الا شدلان الصبر علی المرض فوق الصبر علی الفقر والصبر علی القتال فوق الصبر علی المرض : یعنی اس میں ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی ہے پہلے فقر پر صبر کا ذکر ہے پھر مرض پر اور پھر قتال پر کیونکہ مرض پر صبر کرنا فقر پر صبر کرنے سے زیادہ مشکل ہے اور قتال پر صبر کرنا یعنی جہاد میں ڈٹ کر لڑنا مرض پر صبر سے زیادہ سخت ہے۔ (روح المعانی)

## حوالے

❶ فقال قتادة ذکر لنا ان رجلا سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن البّر فا نزل اللہ ھذہ الایة ترجمہ: شان نزول میں گذر چکا ہے (قرطبی)

❷ وقال الربیع وقتادة ایضا الخطاب للیھود والنصاریٰ لا نھم اختلفوا فی التوجہ والتولیّ الخ ترجمہ: شان نزول میں گذر چکا ہے (قرطبی)

❸ معرکہ قتال کفار میں (ثابت قدم رہیں) یعنی پریشان اور کم ہمت نہ ہوں (بیان القرآن)

## فائدہ

وفی الرقاب یعنی وہ مال خرچ کرتے ہیں گردنیں چھڑانے میں۔ اس میں دشمنوں کے ہاتھوں قید ہونے والے مجاہدین اور مسلمان خاص طور پر شامل ہیں۔ چنانچہ امام قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

قال مالک رحمہ اللہ : یجب علی الناس فداء اسراھم وان استغرق ذلک اموالھم وھذا اجماع أیضا : امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں لوگوں پر اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑانا واجب ہے اگرچہ اس میں ان کے تمام اموال لگ جائیں اور اس پر اجماع بھی ہے۔ (تفسیر قرطبی) علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں الرقاب المکاتبین والأسری یعنی مکاتب غلام اور اسیران (جلالین) ہمارے زمانے میں غلام نہیں رہے اس لئے ابواب البر یعنی ایمان واطاعت کے نصاب پر مکمل عمل کرنے کے لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنا مال مظلوم قیدیوں کو چھڑانے میں بھی خرچ کریں اس مسئلے کی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ آگے دوسرے مقام پر آئے گی۔

## نکتہ

شدت قتال یعنی سخت جنگ میں ڈٹ کر لڑنا ایک مختصر سا لفظ ہے مگر اس کے پیچھے ایمان کا ایک پورا باب چھپا ہوا ہے۔ جہاد میں ڈٹ کر لڑنا آسان نہیں ہے، یہ ایک بہت مشکل اور صبر آزما کام ہے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں اسکی تاکید فرمائی ہے ملاحظہ فرمایئے سورۃ انفال آیت (۴۵) اور ان لوگوں پر سخت وعید فرمائی ہے جو میدان جہاد سے بزدلی کی وجہ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے سورۃ انفال آیت (۱۵) (۱۶) اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میدان جہاد میں ڈٹ کر لڑنے والوں کے ساتھ محبت کا اعلان فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے سورۃ صف آیت ۴ اور اسی معاملہ میں منافقین پر سخت نکیر فرمائی ہے ملاحظہ فرمائیے سورۃ احزاب آیت ۱۵، ۱۶ اور پھر باقاعدہ اس مسئلہ کی شرعی تفصیل واضح فرمائی ہے ملاحظہ کیجئے سورۃ انفال آیت ۶۵، ۶۶ اور کافروں اور منافقوں اور شیطان کے جنگ میں پیٹھ پھیرنے کو کئی مقامات پر بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے سورۃ آل عمران آیت ۱۱۱ ،حشر ۱۲ ، ۱۴، انفال ۴۸،توبہ ۵۷، فتح ۲۲۔

معلوم ہوا کہ یہ ایک لازمی اور تاکیدی حکم ہے اور قرآن پاک نے اس کے ہر پہلو کو بیان فرمایا ہے مذکورہ بالا تمام آیات کا ترجمہ اور تفسیر پڑھ لیجئے آپ کو خود اس مسئلہ کی اہمیت اور حساسیت کا اندازہ ہو جائے گا، اس لئے ضروری ہے کہ ہر مومن، متقی اپنے اندر یہ صفت اور یہ خلق پیدا کرے اور بزدلی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے، میدان جہاد میں ڈٹ کر لڑنے کے لئے درج ذیل صفات کا ہونا ضروری ہے: ❶ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق ہو ❷ جہاد کو اللہ تعالیٰ کا حکم، اسلامی فریضہ اور اہم عبادت مانتا ہو ❸ جہاد کی ضروری تربیت رکھتا ہو ❹ حب دنیا اور بخل سے محفوظ ہو ❺ جنگی ماحول میں آتا جاتا رہتا ہو۔

یہ مسئلہ کافی تفصیل طلب ہے یہ مختصر حاشیہ اس تفصیل کا متحمل نہیں ہے شائقین حضرات کتب جہاد کی طرف رجوع فرمائیں۔

## دعاء

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ابواب البرّ پر صفت احسان کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائے اور بوقت جہاد ہمیں ثابت قدمی نصیب فرمائے اور امت میں ایسے صادقین اور متقین اولیاء کرام کی کثرت فرمائے جو جہاد میں ثابت قدم رہنے والے ہوں۔

آمین یارب العالمین

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ البقرۃ مدنیۃ — آیت ۱۹۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا

اور اللہ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑیں اور زیادتی نہ کرو

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۱۹۰﴾

بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

## خلاصہ

اے مسلمانو! اپنے خلاف جنگ کرنے والوں کو منہ توڑ جواب دو اور تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑنے کے لئے ہمہ وقت مستعد اور تیار رہو، جس طرح فوج چھاؤنی میں ہر وقت تیار رہتی ہے ہاں لڑائی کے دوران حد سے تجاوز نہ کرو کہ ان لوگوں کو قتل کرنے لگو جن کا جنگ اور لڑائی سے کسی طرح کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور نہ اپنی نیت میں غلطی اور تجاوز کرو کہ ریاکاری، نام ونمود اور قومیت وعصبیت کی خاطر لڑنے لگو تمہاری جنگ اور لڑائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہونی چاہیے۔

## شانِ نزول

ذوالقعدہ ۶ ھ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ہمراہ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے۔ مشرکین مکہ نے آپ کو مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہونے دیا حدیبیہ کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرکین کے ساتھ ایک معاہدہ ہوا جو "صلح حدیبیہ" کہلاتا ہے اور اسی مقام پر موت اور جہاد پر بیعت بھی ہوئی جو "بیعت رضوان" کہلاتی ہے اس معاہدہ کے تحت یہ بھی طے پایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ سال اسی مہینہ میں مکہ مکرمہ تشریف لا کر عمرہ ادا کریں گے اور یہ بھی طے پایا کہ دس سال تک مسلمانوں کی مشرکین مکہ کے ساتھ جنگ بندی رہے گی۔ ذوالقعدہ ۷ ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عمرہ کے لئے جانے لگے تو اندیشہ تھا کہ مشرکین مکہ بدعہدی کر کے حملہ نہ کر دیں مسلمان چونکہ احرام کی حالت میں تھے اور وہ حدودِ حرم میں جا رہے تھے اور مہینہ بھی ذوالقعدہ کا تھا اور جنگ بندی کا معاہدہ بھی موجود تھا تو کیا مشرکین کے حملے کی صورت میں ان سے لڑنا جائز ہوگا؟ اس آیت میں فرمایا گیا کہ اگر وہ لوگ خود عہد شکنی کریں اور تم سے لڑنے پر آمادہ ہو جائیں تو لڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے، تم بھی ڈٹ کر ان کا مقابلہ کرو اور دل میں کوئی خدشہ نہ لاؤ۔ (قرطبی، ابن کثیر، بیان القرآن، روح المعانی وغیرہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## عجیب ربط

امام رازی رحمہ اللہ اس آیت کا پچھلی آیت کے ساتھ ربط یوں بیان فرماتے ہیں ثم لما امر بالتقوی امر فی هذه الاية باشد اقسام التقوى و اشقها على النفس وهو قتل اعداء الله فقال وقاتلوا فی سبیل الله (تفسیر کبیر) پچھلی آیت میں جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا تو پھر اس آیت میں تقویٰ کی اس سب سے اونچی قسم کا جو نفس پر بہت ہی شاق گزرتی ہے، حکم دیا اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے قتال کرنا چنانچہ فرمایا اور تم قتال کرو اللہ تعالیٰ کے راستے میں۔ (معلوم ہوا کہ جہاد فی سبیل اللہ تقویٰ کی سب سے اونچی سخت اور مشکل ترین قسم ہے)

## جہاد پر غیرت دلانے کا عجیب انداز

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: انما هو تهييج واغراء بالاعداء الذين همتهم قتال الاسلام واهله ای کمایقاتلونکم فاقتلوهم انتم: اس آیت میں الذين يقاتلونكم جو تم سے لڑتے ہیں ان سے لڑو فرما کر مسلمانوں کو جذبہ اور غیرت دلائی گئی ہے کہ تمہارے دشمن تو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف لڑنے کیلئے کھڑے ہوگئے (تو پھر تم اسلام اور مسلمانوں کے حق میں کیوں نہیں لڑتے) یعنی جس طرح وہ تم سے لڑتے ہیں تم بھی ان سے لڑو۔ علامہ ابن کثیرؒ آیت کا یہ مطلب بتا کر ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے جیسا کہ بعض مفسرین کی رائے ہے، منسوخ تب ہوتی جب مطلب یہ ہوتا کہ تم صرف انہیں لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑیں اور خود حملے کی ابتداء نہ کرو حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

## ایک قول

بعض حضرات کے ہاں یہ جہاد کی اجازت پر نازل ہونے والی پہلی آیت ہے عن ابی العالية قال: هذه اول آية نزلت فی القتال بالمدينة (ابن کثیر۔ قرطبی) لیکن دیگر حضرات کے نزدیک پہلی آیت سورۃ حج کی آیت (۳۹) ہے۔

قاتلوا فی سبیل الله قتال کرو اللہ تعالیٰ کے راستے میں۔

فی سبیل الله کی تفسیر میں چند اقوال ملاحظہ فرمائیں:

1. ای فی طاعته وطلب رضوانه: یعنی اللہ تعالیٰ کی طاعت میں اور اسکی رضا جوئی کے لئے لڑو۔ (تفسیر کبیر)

2. ای جاهدوا لاعزاز دين الله واعلاء كلمته یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کی عزت اور اس کے کلمے کی بلندی کے لئے جہاد کرو۔ (روح المعانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

③ ای لاعلاء دینہ: یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے جنگ کرو (جلالین)

الذین یقاتلونکم جو تم سے قتال کریں۔ اس کا ترجمان حضرات نے جو اس آیت کو منسوخ مانتے ہیں یناجزونکم القتال سے کیا ہے یعنی جو لوگ تم سے جنگ کرنے لگیں (ان سے لڑو) مگر چونکہ اکثر مفسرین اس آیت کو محکم مانتے ہیں اس لئے انہوں نے اس کے دو ترجمے کیے ہیں: ① الذین یناصبونکم القتال یعنی وہ جو تم سے جنگ کر سکیں۔ پس ان کو نہ مارو جو جنگ ہی نہیں کر سکتے اور نہ جنگ میں کسی طرح کا تعاون کرتے ہیں۔ ② الکفرۃ کلھم لانھم جمیعا مضادون للمسلمین قاصدون لمقاتلتھم یعنی اس سے مراد تمام کافر ہیں کیونکہ وہ سب مسلمانوں کے مخالف اور ان کے ساتھ لڑنے کے لئے پر عزم رہتے ہیں (کشاف)۔ یہ ترجمہ کرنے میں کئی طرح کے کافروں کو مستثنیٰ کرنا ہوگا مثلاً ذمی، معاہد اور قتال سے لاتعلق وغیرہ۔

ولا تعتدوا اور تجاوز نہ کرو۔ آیت کے محکم ہونے کی صورت میں تجاوز نہ کرنے کے یہ معنی ہیں۔ ① ان بچوں، بوڑھوں، عورتوں، راہبوں اور کسانوں کو قتل نہ کرو جن کا جنگ سے کوئی تعلق نہ ہو۔ ② بغیر دعوت کے اچانک حملہ نہ کرو ③ لاشوں کا مثلہ نہ کرو ④ بغیر کسی جنگی مصلحت کے درختوں کو نہ جلاؤ نہ حیوانات کو قتل کرو (مصلحت ہو تو اجازت ہے)۔ ⑤ مال غنیمت میں خیانت نہ کرو۔ ⑥ حرم میں اپنی طرف سے لڑائی شروع نہ کرو۔ جن سے جنگ بندی کا معاہدہ ہے ان سے عہد شکنی نہ کرو۔ (قرطبی، تفسیر کبیر، ابن کثیر، روح المعانی، عثمانی)

عورتیں اگر لڑائی میں شریک ہوں یا مالی مدد کر رہی ہوں یا مسلمانوں کے خلاف جنگ پر بھڑکاتی ہوں یا اپنے بال کھول کر چیخ و پکار کر کے اپنے لشکر کو فرار پر عار دلاتی ہوں تو انہیں قتل کرنا جائز ہے۔ (تفسیر قرطبی) اگر بچے، بوڑھے، معذور، راہب اور کسان بھی جنگ میں تعاون کرتے ہوں تو ان کا قتل جائز ہے (قرطبی) حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کسانوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ (قرطبی)

بعض مفسرین حضرات نے ولا تعتدوا کا ترجمان الفاظ سے کیا ہے المعنی: لا تعتدوا فی القتال لغیر وجہ اللہ کالحمیۃ وکسب الذکر بل قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم یعنی دیناً واظهاراً للکلمۃ یعنی لا تعتدوا کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے سوا قومیت و عصبیت اور اپنا نام کمانے کے لئے نہ لڑو بلکہ صرف دین کی خاطر اور اللہ تعالیٰ کے کلمے کو غالب کرنے کے لئے لڑو (قرطبی) حق یہ ہے کہ اعتداء کا لفظ زیادتی کے ہر پہلو کو جامع ہے اور ہر طرح کی زیادتیوں کی ممانعت اس سے نکل آئی۔ (تفسیر ماجدی)

### فائدہ

عام طور سے (اس آیت کا) یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ جو لڑنے کے لئے آئے اس سے لڑو اور جو لڑنے کے لئے نہ آئے تو خود بخود لڑنے کے لئے نہ جاؤ۔ عقلی طور پر یہ بات مسلّم ہے کہ جو قوم حملہ کرنے کے لئے تیار نہ ہو وہ غالب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہو سکتی، اگر اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کا محفوظ رکھنا منظور ہے تو یہ تعلیم ہو ہی نہیں سکتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ تم لڑنے کے لئے ہر وقت تیار رہو جس طرح فوج چھاؤنی میں ہر وقت تیار رہتی ہے وہ گویا لڑ رہی ہے، کیونکہ لڑنے پر ہر وقت آمادہ رہنا بھی لڑنا ہے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

### فائدہ

فــي سبيل الله یہ قید کتنی اہم اور دنیا کی تاریخ محاربات میں کیسی انقلاب انگیز ہے! دنیا میں لڑائیاں ہمیشہ لڑی گئیں، اب بھی لڑی جارہی ہیں، آئندہ بھی لڑی جائیں گی لیکن کاہے کے لئے؟ زر کے لئے، یا زن کے لئے، یا زمین کے لئے، زیادہ سے زیادہ یہ کہ "قوم اور وطن" کے لئے!...... یہ خصوصیت صرف اسلامی جہاد کی ہے کہ جب بھی اور جن حالات میں شروع ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہو، شرک کو مٹانے اور توحید کو بلند کرنے کے لئے ہو، دین حق کی حمایت اور نصرت میں ہو، انسانی حکومت مٹا کر خدائی حکومت قائم کرنے کے لئے ہو، خودی کے لئے نہیں خدا کے لئے ہو۔ (مظلوموں کی مدد اور فتنہ کے خاتمہ کے لئے ہو)

قتـــال بائبل میں اس کا ذکر ایک دو جگہ نہیں بیسیوں جگہ موجود ہے اور محاربات یہود سے تو تاریخ کے دفتر رنگین ہیں، رہی مسیحی قومیں اور ان کی خونریزیاں اور خون آشامیاں تو ان کی نظیر تو دنیا کے پردہ پر کہیں نہیں ملے گی، بیاں راچہ بیاں! اور عملاً جو نمایاں فرق اسلامی فاتحین کی رحم دلی اور مسیحی فاتحین کی سنگ دلی کے درمیان رہا ہے اس کا اعتراف تو خود مسیحی اہل قلم کو ہے۔ (تفسیر ماجدی)

### نکتہ

اس آیت کے سیاق وسباق اور مفسرین کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد حج کا بھی محافظ ہے۔ اور ان دونوں فرائض کے درمیان بہت سی مناسبات ہیں۔

### دعاء

یا اللہ کافروں کے لشکر مسلمانوں کے ملکوں میں گھس آئے ہیں، وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کر رہے ہیں یا اللہ ہم مسلمانوں کو اس آیت کا حکم پورا کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرما۔ آمین یا ارحم الراحمین

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ مَدَنِیَّۃٌ — آیت ۱۹۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ

اور انہیں قتل کرو جہاں پاؤ اور انہیں نکال دو جہاں سے انہوں نے

اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

تمہیں نکالا ہے اور غلبہ شرک قتل سے زیادہ سخت ہے اور مسجد حرام کے پاس ان سے نہ لڑو

الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ

جب تک کہ وہ تم سے جہاں نہ لڑیں پھر اگر وہ تم سے لڑیں تم بھی انہیں قتل کرو

جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾

کافروں کی یہی سزا ہے

### خلاصہ

اسلام کے ایسے مخالفین کو جو ہر وقت تمہیں فنا کرنے کی تیاریاں کرتے رہتے ہیں جہاں پاؤ قتل کر دو اور انہیں مکہ مکرمہ اور مسجد حرام سے نکال دو جس طرح انہوں نے تمہیں نکالا۔ یاد رکھو ان لوگوں کا کفر پر ڈٹے رہنا اور دوسروں کو کفر کی ترغیب دینا اور فسادی لوگوں کا طاقتور ہونا یہ تمام جرائم حدود حرم میں قتل وقتال سے زیادہ سخت ہیں۔ بیت اللہ کو کافروں اور مشرکوں سے آزاد کرانا اگرچہ مسلمانوں کی لازمی ذمہ داری ہے مگر وہاں خود جنگ کی ابتداء نہ کرو ہاں اگر وہ لوگ لڑنے پر آجائیں تو پھر تم بھی مسجد حرام (بیت اللہ) میں ان سے جنگ کرو۔ ایسے ضدی، سخت اور ہٹ دھرم کافروں کی یہی سزا ہے۔

### تفسیر

**واقتلو هم** اور انہیں قتل کرو الخطاب فيه واقع على النبي صلى الله عليه وسلم ومن هاجر معه وان كان الغرض به لازماً بكل مسلم۔ اس میں خطاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ ہجرت کرنے والوں سے ہے اگرچہ یہ حکم تمام مسلمانوں کے لئے لازم ہے۔ (تفسیر کبیر)

**واقتلو هم** اور انہیں قتل کرو **هم** ضمیر کے بارے میں امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں عائد الى الذين امر بقتلهم فى الآية الاولىٰ وهم الكفار من اهل مكة فامر الله تعالىٰ بقتلهم حيث كانوا فى الحل والحرم وفى الشهر الحرام ، یہ ضمیر ان لوگوں کی طرف راجع ہے جن کے ساتھ پچھلی آیت میں قتال کا حکم دیا گیا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ یعنی کفار اہل مکہ پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان کے ساتھ ہر جگہ اور ہر وقت قتال کیا جائے حل ہو یا حرم اور خواہ حرمت والا مہینہ ہو۔ (تفسیر کبیر)

حیث ثقفتموھم یعنی جب تم ان پر غلبہ پاؤ امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں الثقف وجودہ علی وجہ الاخذ والغلبۃ (کبیر) ثقفتموا ثقف سے (ہے) جس کے معنی کسی چیز کے پانے اور اس پر کامیاب ہونے کے ہیں (لغات القرآن نعمانی) پھر چونکہ اس میں پکڑنے اور باندھنے کے معنی بھی آتے ہیں اس لئے امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں وفی ھذا دلیل علی قتل الاسیر یعنی اس میں قیدی کو قتل کرنے کی دلیل بھی ہے۔ (قرطبی)

من حیث اخرجوکم جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا (تم بھی وہاں سے انہیں نکالو) ای مکۃ یعنی مکہ سے (قرطبی) علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں والمراد افعلوا کل ماتیسر لکم من ھذین الامرین فی حق المشرکین: یعنی ان دونوں کاموں کی تمہیں اجازت ہے کہ مشرکین کو قتل کردو یا مکہ مکرمہ سے نکال دو ان دونوں کاموں میں سے جو بھی تمہارے لئے ممکن ہو۔

والفتنۃ اشد من القتل کافروں کا طاقتور رہنا اور زور آور ہونا قتل سے زیادہ سخت ہے۔ فتنہ کی مکمل تفسیر ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔

## اقوال

❶ کفار کے ساتھ جبکہ شرائط جواز کے پائے جاویں ابتداءً قتال شروع کرنا درست ہے۔ (بیان القرآن)

❷ جزیرۂ عرب کے اندر جس میں حرم بھی آ گیا کفار کو وطن بنانے کی اجازت نہیں اگر بزور رہنا چاہیں تو غیر حرم میں تو قتال کر کے بھی دفع کر دینا جائز ہے۔ اور حد حرم کے اندر اولاً قتال نہ کریں گے بلکہ ان کو دوسری طرح تنگ کر دیں گے جس میں وہ خود چھوڑ دیں اور اگر کسی طرح نہ چھوڑیں اور دفع کرنے سے آمادہ قتال ہو جائیں تو اس وقت قتال جائز ہے۔ (بیان القرآن)

❸ جمہور ائمہ دین کا اجماع ہے کہ اشہر حرم (محرم، رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ) میں اب قتال جائز ہے اور جن آیات سے ممانعت معلوم ہوتی ہے وہ منسوخ ہیں لیکن افضل اب بھی یہی ہے کہ اشہر حرم میں ابتداء بالقتال نہ کرے (بیان القرآن)

❹ کفار عرب اگر اسلام نہ لاویں تو ان کے لئے صرف قتل کا قانون ہے اگر وہ جزیہ دینا چاہیں تو نہ لیا جاوے گا۔ (بیان القرآن)

## فائدہ

گذشتہ آیات سے دو باتیں ثابت ہو گئیں:

(الف) کوئی جگہ قتال فی سبیل اللہ سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ب) کوئی مسلم اپنے آپ کو جہاد سے مستثنیٰ خیال نہیں کرسکتا۔

جو لوگ بیت اللہ میں گوشہ گیر ہوں، ذکر الٰہی ان کا مقصد وحید ہو اور شب و روز اسی کی عبادت میں مصروف ہوں، تزکیہ نفس و تہذیب اخلاق ان کے پیش نظر ہو وہ بھی جنگ کی شرکت سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتے کیونکہ جب خود بیت اللہ ہی میں جنگ شروع ہوجائے گی تو کون انکی اعانت کے لئے آئے گا، بلکہ انہیں خود اس کے لئے تیاری کرنی پڑے گی۔ پچھلے اوراق میں تم پڑھ آئے ہو کہ حضرت عبداللہ بن مبارک نے فضیل بن عیاض کو جو اشعار لکھ کر بھیجے تھے تو وہ رو پڑے تھے اور مان گئے تھے کہ عبداللہ سچ کہتا ہے۔ اگر یہ بھی تمہارے اطمینان کے لئے کافی نہ ہو تو خود لسان الٰہی اپنی غیر مشتبہ آواز میں اعلان کرتی ہے۔

اجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام كمن آمن بالله واليوم الآخر وجاهد في سبيل الله لا يستون عند الله والله لا يهدى القوم الظالمين (توبه ١٩)

(ترجمہ: کیا تم نے حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کا آباد کرنا اس کے برابر کردیا جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ برابر نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا) اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری سے کسی مسلمان کو مفر نہیں (تفسیر الفرقان)

❷ پس یہ تمام تصریحات واضح کرتی ہیں کہ جہاد کی اصلی غرض و غایت صرف اعلاء کلمۃ اللہ ہو مگر جنگ صرف ان لوگوں سے ہو، جن سے مخالفت کا اندیشہ ہے یا جو اسلام کو تباہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں، ایسے لوگوں کو فوراً قتل کردینا چاہیے، اگر انہیں مہلت دی اور وہ اس درمیان میں آلات حرب سے مسلح ہوگئے تو پھر کامیابی کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ (تفسیر الفرقان)

❸ بیت اللہ الجلیل کے اصلی وارث مسلمان تھے، اس لئے کہ یہی ابراہیمی ملت کے پابند تھے: ان اولى الناس بابراهيم للذين اتبعوه وهذا النبي والذين امنوا (آل عمران ٩١) مگر کفار نے ان کو وہاں سے نکال دیا اور خود اس پر غاصبانہ قبضہ کرلیا اب مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس مرکز سے ان کو الگ کردیں اور اس جگہ کو واپس لے لیں مگر مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ صرف بیت اللہ پر قبضہ کرکے ان کا فرض ختم نہیں ہوجاتا وہ شهداء على الناس کے درجہ پر فائز کیے گئے ہیں، وما ارسلنك الا كافة للناس بشيرا ونذيرا ان کا طغرائے امتیاز ہے۔ خير امة اخرجت للناس انکی خصوصیت کبریٰ ہے، دنیا میں جس قدر انبیاء علیہم السلام آئے ان کے وارث اصلی اب مسلمانوں کے سوا اور کوئی نہیں ان رسولوں نے اپنی امتوں کے لئے مراکز قائم کئے مگر کچھ مدت کے بعد ناخلف ان پر قابض ہوگئے اس لئے بیت اللہ کو اپنے قبضہ میں لینے کے بعد ان کا دوسرا فرض یہ ہوگا کہ دنیا بھر میں جس قدر مذہبی مرکز ہیں ان پر بھی قبضہ کرلیں تاکہ صحیح معنی میں شهداء على الناس کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مصداق بن سکیں۔ (تفسیر الفرقان فی معارف القرآن)

**فائدہ**

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یعنی بذلك صلوت الله وسلامه عليه قتاله اهله يوم فتح مكة فانه فتحها عنوة وقتلت رجال منهم عند الخندقه : یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اجازت مرحمت فرمائی اور آپ نے فتح مکہ کے دن مکہ والوں سے قتال فرمایا اور مکہ کو بزور تلوار فتح فرمایا اور بعض مشرکین کو قتل بھی کیا۔ (ابن کثیر)

صحیح بخاری کی روایت ہے:

ان النبي صلى الله عليه وسلم دخل مكة وعليه المغفر فقيل ان ابن خطل متعلق باستار الكعبة فقال : اقتلوه (بخاری ، مسلم، قرطبي)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور آپ نے جنگی ٹوپی پہن رکھی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ابن خطل (مشرک) کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسے قتل کر دو۔ امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ولهذا السبب اجلى رسول الله تعالىٰ عليه وسلم كل مشرك من الحرم ثم اجلا هم ايضاً من المدينة وقال عليه الصلوٰة والسلام لا يجتمع دينان في جزيرة العرب (تفسير كبير)

ان تمام اقوال کا اور ان جیسے دیگر بہت سے اقوال کا خلاصہ یہ ہوا کہ مکہ مکرمہ جہاد کی برکت سے فتح ہوا، بیت اللہ شریف جہاد کے ذریعہ مسلمانوں کو نصیب ہوا، جزیرۃ العرب جہاد کے ذریعہ کفر و شرک سے پاک ہوا اور دنیا میں پہلی اسلامی سلطنت کا قیام جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ عمل میں آیا۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۹۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

**فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٩٢﴾**

پھر اگر وہ باز آ جائیں تو اللہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

### خلاصہ

پھر اگر وہ کفر وشرک سے باز آجائیں اور ایمان لے آئیں تو (ان سے کوئی لڑائی نہیں) اللہ پاک بخشنے والا مہربان ہے۔ (مشرکین عرب کے علاوہ باقی کافر اگر لڑائی چھوڑ کر اسلام اور مسلمانوں کی بالادستی قبول کرلیں اور جزیہ دیں تو ان کے ساتھ قتال نہ کیا جائے گا)

### حوالے

❶ قال ابن عباس : فان انتهوا عن القتال وقال الحسن فان انتهوا عن الشرك : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ فان انتهوا یعنی اگر وہ قتال سے باز آجائیں اور حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں فان انتهوا کہ اگر وہ شرک سے باز آجائیں۔ (تفسیر کبیر)

❷ فان انتهوا عن الكفر بالتوبة منه كما روى عن مجاهد وغيره أو عنه وعن القتال كما قيل (روح المعانی)

❸ فان انتهوا اى عن قتالكم بالايمان فان الله يغفر لهم جميع ماتقدم ويرحم كلا منهم بالعفو عما اجترم : یعنی اگر وہ تم سے لڑنے سے باز آجائیں ایمان لانے کے ذریعہ تو اللہ تعالیٰ ان کے تمام پچھلے گناہ بخش دے گا اور ان میں سے ہر ایک پر رحم فرما کر ان کے جرائم کو معاف فرمائے گا۔ (قرطبی)

❹ پھر اگر بعد شروع قتال کے بھی وہ لوگ اپنے کفر سے باز آجائیں اور اسلام قبول کرلیں تو ان کا اسلام بے قدر نہ سمجھا جاوے گا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے گذشتہ کفر کو بخش دیں گے اور مغفرت کے علاوہ انواع نعم دیکر ان پر مہربانی بھی فرمادیں گے۔ (بیان القرآن)

❺ یعنی اس سب پر اگر اب بھی مسلمان ہوں تو توبہ قبول ہے (موضح القرآن)

❻ فان انتهوا پھر اگر باز آجائیں محض جنگ سے نہیں جسے انہوں نے شروع کیا تھا بلکہ عقائد کفر وشرک سے جو محرک اور باعث بنے ہوئے تھے جنگ وقتال کے۔ جن مفسرین جدید نے انتهوا سے صرف جنگ سے باز آجانا مراد لیا ہے انہوں نے بہت کمزور پہلو اختیار کیا ہے (تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## دعاء

یا اللہ ہم مسلمانوں کو ایسے جہاد کی توفیق عطاء فرما کہ جس کی شوکت کے سامنے کفر کی طاقت ٹوٹ جائے اور کفار کفر وشرک سے توبہ کر کے ایمان قبول کرنے کی طرف متوجہ ہوں بے شک آپ غفور رحیم ہیں۔

آمین یارب العالمین

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ١٩٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ

اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فساد باقی نہ رہے اور اللہ کا دین قائم ہوجائے پھر اگر

انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩٣﴾

وہ باز آجائیں تو سوائے ظالموں کے کسی پر سختی جائز نہیں

### خلاصہ

تم ان مشرکوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ ان کی قوت وشوکت ٹوٹ جائے شرک کے اقتدار کا خاتمہ ہوجائے اور اللہ تعالیٰ کا دین قائم ونافذ ہوجائے پھر اگر وہ باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر سختی نہیں۔

### ربط

اکثر مفسرین حضرات ماقبل کی تین آیات کے ساتھ ربط جوڑتے ہوئے اس آیت کو جزیرۃ العرب کے ساتھ خاص مانتے ہیں اور فتنہ کا ترجمہ شرک سے کرتے ہیں۔ یعنی ان مشرکین مکہ سے لڑتے رہو یہاں تک کہ جزیرۃ العرب میں کسی طرح کا شرک نہ رہے اور یہ خطہ اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کے لئے خاص ہوجائے، چنانچہ صاحب تفسیر ماجدی لکھتے ہیں:

قاتلوھم میں ھم کی ضمیر کس کی طرف ہے؟ جنگ جاری رکھنے کا حکم کس کے مقابلہ میں دیا جارہا ہے ظاہر ہے کہ مراد کفار مطلق صورت میں بھی ہوسکتے ہیں اور مشرکین عرب بھی سمجھے جاسکتے ہیں لیکن فقہاء حنفیہ اور بکثرت تابعین نے مراد مشرکین مکہ ہی سے لی ہے: ومن راھا غیر ناسخة قال المعنیٰ قاتلوا ھولاء الذین قال الله فیھم فان قاتلوکم (قرطبی) وھم کفار مكة والفتنة ھھنا الشرك ولا یسن بھم سنة اھل الکتاب فی قبول الجزیة قاله ابن عباس وقتادة والربیع والسدی (بحر) عطف علیٰ قاتلو الذین یقاتلونکم ویویدہ ان المشرکین العرب لیس فی حقھم الا الاسلام او السیف (روح) وھذه الآیة خاصة فی المشرکین دون اھل الکتاب (جصاص)

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے، اس لئے ضروری تھا کہ اس کا ایک جغرافیائی مرکز ہو، مستقر ہو اور روئے زمین پر کم از کم ایک خطہ تو ایسا ہو جو شرک وکفر سے قطعاً پاک اور اہل توحید کے لئے صحیح معنی میں ''پاکستان'' ہو اور اس غرض کے لئے مولد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مہبط ''قرآن'' سے بڑھ کر سرزمین اور کونسی ہوسکتی ہے؟ قدرۃً انتخاب اس کے لئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سرزمین عرب کا ہوا۔ کفار عرب اگر اسلام نہ لائیں تو ان کے لئے صرف قتل کا قانون ہے اگر وہ جزیہ دینا چاہیں تو نہ لیا جائے گا۔ (تفسیر ماجدی)

## دوسری رائے

بعض دوسرے مفسرین حضرات کے نزدیک یہ آیت عام ہے چنانچہ علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقاتلوهم امر بالقتال لكل مشرك فی كل موضع علیٰ من رآها ناسخة اس آیت میں ہر مشرک سے ہر جگہ قتال کا عام حکم ہے ان حضرات کے نزدیک جو اس آیت کو ناسخ مانتے ہیں۔ (قرطبی) اس قول کے مطابق فتنہ کے معنی کفر کے لئے گئے ہیں (قرطبی) یعنی جہاد اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کفر کی کمر نہ ٹوٹ جائے اور اس کی قوت اور اقتدار ختم نہ ہو جائے، اس قول کے مطابق اس آیت کا بھی وہی معنی ہوگا جو سورۃ انفال کی آیت (۳۹) کا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وقاتلوهم حتى لاتكون فتنة ويكون الدين كله لله فان انتهوا فان الله بما يعلمون بصير (الانفال ۳۹) یہ آیت تو مفسرین کے نزدیک اقدامی جہاد کی مشروعیت کے لئے بالکل صریح، واضح، عام اور نص قطعی ہے چنانچہ اس آیت میں مذکور لفظ فتنہ کی تشریح میں صاحب تفسیر عثمانی لکھتے ہیں:

”یعنی کافروں کا زور نہ رہے کہ ایمان سے روک سکیں یا مذہب حق کو موت کی دھمکی دے سکیں جیسا کہ تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی کفار کو غلبہ ہوا مسلمانوں کا ایمان اور مذہب خطرہ میں پڑ گیا، اسپین کی مثال دنیا کے سامنے ہے کہ کس طرح قوت اور موقع ہاتھ آنے پر مسلمانوں کو تباہ کیا گیا یا مرتد بنایا گیا بہر حال جہاد و قتال کا اولین مقصد یہ ہے کہ اہل اسلام مامون و مطمئن ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں اور دولت ایمان و توحید کفار کے ہاتھوں سے محفوظ ہو۔ چنانچہ فتنہ کی یہی تفسیر ابن عمر وغیرہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کتب حدیث میں منقول ہے“۔ (تفسیر عثمانی)

اور يكون الدين كله لله کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”یہ جہاد کا آخری مقصد ہے کہ کفر کی شوکت نہ رہے حکم اکیلے اللہ تعالیٰ کا چلے، دین حق سب ادیان پر غالب آ جائے (ليظهره على الدين كله) خواہ دوسرے باطل ادیان کی موجودگی میں جیسے خلفائے راشدین وغیرہم کے عہد میں ہوا یا سب باطل مذاہب کو ختم کر کے جیسے نزول مسیح کے وقت ہوگا بہر حال یہ آیت اسکی واضح دلیل ہے کہ جہاد و قتال خواہ ہجومی ہو یا دفاعی مسلمانوں کے حق میں اس وقت تک برابر مشروع ہے جب تک یہ دونوں مقصد حاصل نہ ہو جائیں“ (تفسیر عثمانی)

خلاصہ یہ ہوا کہ آیت کو خاص مانا جائے یا عام، ہر حال میں جہاد کے حکم کی تاکید معلوم ہوتی ہے اور جہاد کی غرض وغایت کا بھی پتہ چلتا ہے لفظ فتنہ کی مکمل تحقیق و تفسیر ان شاء اللہ تعالیٰ سورہ انفال میں بیان کی جائے گی۔ یہاں صرف امام رازی رحمہ اللہ کی ایک تحقیقی عبارت پر اکتفا کیا جاتا ہے جس میں اس لفظ کی حقیقت تک پہنچنے کا کافی سامان موجود ہے۔

فی المراد بالفتنة ههنا وجوه: احدها: انها الشرك والكفر قالوا كانت فتنتهم انهم كانوا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يضربون ويوذون اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم بمكة حتى ذهبوا الى الحبشة ثم واظبوا علىٰ ذلك الايذاء حتى ذهبوا الى المدينة وكان غرضهم من اثارة تلك الفتنة ان يتركوا دينهم ويرجعوا كفارا فانزل الله تعالىٰ هذه الآية والمعنىٰ قاتلوهم حتى تظهروا عليهم فلا يفتنوكم عن دينكم فلا تقعوا في الشرك

یعنی فتنہ کا معنی بعض حضرات کے نزدیک شرک وکفر ہے یہ حضرات کہتے ہیں کہ مشرکین مکہ کا فتنہ یہ تھا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مکہ میں مارا اور ستایا کرتے تھے یہاں تک کہ انہیں حبشہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی، مگر مشرکین نے ستانے کا سلسلہ برابر جاری رکھا یہاں تک کہ مسلمان مدینہ منورہ چلے گئے، مشرکین مکہ کی غرض اس فتنے سے یہ تھی کہ مسلمان اپنا دین چھوڑ دیں اور کفر کی طرف لوٹ آئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جس کا مطلب یہ ہے کہ ان مشرکین سے لڑتے رہو یہاں تک کہ ان پر غالب آجاؤ اور وہ (مغلوب وکمزور ہوکر) تمہیں دین اسلام کے بارے میں فتنے میں نہ ڈال سکیں اور تم شرک میں مبتلا نہ ہوجاؤ۔ (التفسیر الکبیر)

اس کے بعد امام رازی رحمہ اللہ فتنہ کا دوسرا مطلب ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

وثانيها قال ابو مسلم معنى الفتنة ههنا الجرم قال: لان الله تعالىٰ امر بقتالهم حتى لايكون منهم القتال الذى اذا بدؤا بها كان فتنة على المو منين لما يخافون عنده من انواع المضار

یعنی دوسرا قول ابو مسلم رحمہ اللہ کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ فتنہ سے مراد اس آیت میں "جرم" (یعنی مسلمانوں کے خلاف جنگ کی جرأت کرنا) ہے وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان کافروں اور مشرکوں سے لڑتے رہو تاکہ وہ تم سے لڑ نہ سکیں کیونکہ ان کا مسلمانوں سے قتال کرنا مسلمانوں کے لئے ایک فتنہ ہوگا جس سے انہیں نقصان پہنچ سکتا ہے۔ (التفسیر الکبیر)

یعنی کافروں کی ہر وہ طاقت توڑ دی جائے جس کے ذریعہ وہ مسلمانوں کو مار سکیں، پکڑ سکیں، گمراہ کرسکیں اور دین کے بارے میں فتنہ میں ڈال سکیں۔

سبحان اللہ...... اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کا کیسا زبردست بندوبست کیا مگر ہم مسلمانوں نے اپنی غفلت، کم ہمتی اور بزدلی کی وجہ سے اس بندوبست سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اب جبکہ کفر وشرک کے پجاری حکومتی، عسکری، اقتصادی اور ثقافتی طاقتوں سے مالا مال ہیں تو وہ کس طرح سے مسلمانوں کو ستا رہے ہیں اور کس طرح سے گمراہی پھیلا رہے ہیں۔ فالی اللہ المشتکیٰ

## دعاء

یا اللہ، یا قوی، یا قادر، یا مقتدر، یا قیوم ہمیں ہمت، قوت اور توفیق عطاء فرما کہ ہم تیرے راستے میں قتال کریں یہاں تک کہ فتنہ ختم ہوجائے اور دین خالص اللہ تعالیٰ کا قائم ہوجائے۔ آمین یا ارحم الراحمین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۹۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى

حرمت والے مہینے کا بدلہ حرمت والا مہینہ ہے اور سب قابل تعظیم باتوں کا بدلہ ہے پھر جو تم پر زیادتی کرے

عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

تم بھی اس پر زیادتی کرو جیسی کہ اس نے تم پر زیادتی کی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے

## خلاصہ

❶ پچھلے سال انہوں نے تمہیں حرمت والے مہینے ذوالقعدہ ۶ھ میں حرم شریف میں داخل ہونے سے روکا تھا اب اس سال ذوالقعدہ ۷ھ میں اللہ پاک نے تمہیں حرم میں داخل فرما دیا ہے اس طرح یہ حرمت والا مہینہ اس حرمت والے مہینہ کا بدلہ ہو گیا۔

❷ کفار مکہ جانتے تھے کہ مسلمان حرمت والے مہینوں میں جنگ کی ابتدا نہیں کرتے چنانچہ انہوں نے عمرہ کے دوران مسلمانوں پر حملے کا ارادہ کیا مسلمان اس صورت حال سے پریشان تھے تو انہیں فرمایا گیا کہ جب مشرکین اپنے کفر کی خاطر حرم کی حرمت پامال کر رہے ہیں تو تمہیں بھی اسلام کی خاطر ان سے اس مہینے میں جنگ کرنے میں کوئی اندیشہ اور پریشانی نہیں ہونی چاہیے۔

❸ مشرکین مکہ بلد حرام میں شرک کرتے ہیں اور انہوں نے پچھلے سال ذوالقعدہ کی حرمت کو پامال کر کے تم سے جنگ کی تو اب ان کے خلاف جنگ کرنے میں کوئی برائی نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر)

## دو اقوال

❶ اکثر علماء امت کے نزدیک اشہر حرم محرم، رجب، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ میں جنگ کرنے کی حرمت اب باقی نہیں رہی چنانچہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جمہور ائمہ دین کا اجماع ہے کہ اشہر حرم میں اب قتل وقتال جائز ہے اور جن آیات سے ممانعت معلوم ہوتی ہے وہ منسوخ ہیں لیکن افضل اب بھی یہی ہے کہ اشہر حرم میں ابتداء بالقتال نہ کرے۔ (بیان القرآن)

❷ اس بارے میں ایک دوسری رائے اس عبارت میں ملاحظہ فرمایئے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"عام طور پر مشہور ہے کہ مہینے حرام کے منسوخ ہیں یہ صحیح نہیں ہے بلکہ حرمت باقی ہے۔ تین مہینے حج کے لئے حرام ہیں اور رجب عمرہ کے لئے اگر کوئی قوم ہماری مقدس اشیاء کو تباہ کرے گی تو ہمیں بھی انکی مذہبی مقدس اشیاء کو تباہ کرنا چاہیے"۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ) تفسیر کبیر میں ہے کہ یہ قول حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا ہے۔

والحرمات قصاص حرمتیں تو ادلہ بدلہ کی چیزیں ہیں، فریق مخالف اگر ان کا لحاظ رکھے گا تو ہم بھی لحاظ رکھیں گے اور اگر وہ باطل پر ہونے کے باوجود حرمتوں کو پامال کرے گا تو ہمیں بھی حق کی خاطر پورا جواب دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑنی چاہئے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یعنی اگر کوئی کافر ماہ حرام کو مانے کہ اس مہینے میں وہ تم سے نہ لڑے تو تم بھی اس سے نہ لڑو اور مکے کے لوگ اسی ماہ میں ظلم کرتے رہے مسلمانوں پر۔ پھر مسلمان ان سے کیوں قصور کریں (یعنی کیوں ہاتھ روکے رکھیں) بلکہ سفر حدیبیہ میں ماہ ذی قعدہ تھا عمرے کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گئے اور کافر لڑنے کو موجود ہوئے یہ آیت اس واسطے اتری کہ مسلمان خطرہ کرتے تھے کہ اگر ماہ حرام میں کافر لگیں لڑنے تو ہم کیا کریں۔ (موضح القرآن)

فمن اعتدیٰ علیکم یہاں زیادتی کے بدلے کو زیادتی کہا گیا حالانکہ زیادتی کا بدلہ لینا انصاف ہے تو ایسا مشاکلۃً فرمایا گیا ہے، یہ عربی زبان کا اسلوب ہے کہ کسی بھی عمل کے بدلہ کو اسی عمل والا نام دے دیا جاتا ہے مکر کے بدلہ کو مکر، خداع کے بدلہ کو خداع، کید کے بدلہ کو کید، سیۂ کے بدلہ کو سیۂ اور اعتداء کے بدلہ کو اعتداء۔

## اہم نکتہ

پچھلی آیات سے معلوم ہوا تھا کہ جہاد سے کوئی مقام مستثنیٰ نہیں ہے اور نہ کوئی مسلمان فرد اس سے مستثنیٰ ہے (سوائے ان کے جن کو اللہ پاک نے خود مستثنیٰ قرار دے دیا ہے) اب اس آیت سے معلوم ہوا کہ جہاد سے کوئی وقت بھی مستثنیٰ نہیں ہے جہاد ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ (مستفاد من تفسیر الفرقان) جہاد دراصل اسلام کا حفاظتی نظام ہے اور اتنے عظیم دین اور اتنی عظیم امت کی حفاظت کا کام کس طرح سے بند یا موقوف کیا جاسکتا ہے۔

## فائدہ

پیچھے جو چار آیات گزری ہیں یہ فتح مکہ سے کچھ پہلے نازل ہوئی ہیں، ان میں ایک طرف تو یہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اب جزیرۃ العرب عموماً اور مکہ مکرمہ خصوصاً شرک و مشرکین سے پاک ہونے والا ہے اور دوسری طرف یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ مسلمانوں کے دل میں بیت اللہ کی حرمت، اشہر حرم کی حرمت اور احرام کی حرمت بہت زیادہ تھی اور وہ طبعاً ان مقامات و اوقات میں قتال کو ناگوار سمجھتے تھے۔ اگر صورتحال اسی طرح رہتی تو مکہ مکرمہ کیسے فتح ہوتا؟ چنانچہ ان آیات کے ذریعے انکی ذہن سازی کی جارہی ہے اور انہیں سمجھایا جارہا ہے کہ حرم کو شرک اور مشرکین سے پاک کرنا ہی اسکی اصل حرمت ہے اور یہ حرمت حاصل کرنے کے لئے مسجد حرام میں لڑنا اور حرمت والے مہینوں میں جنگ کرنا بھی جائز

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ الغرض جب ان کے دل و ذہن اس کے لئے آمادہ ہو گئے اور انہوں نے فتح مکہ کے لئے بھرپور جنگی تیاری کر لی تو اللہ پاک نے زیادہ خونریزی نہ ہونے دی اور مکہ مکرمہ فتح ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ اتم۔

**واعلموا ان اللہ مع المتقین** اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہے۔

"اللہ تعالیٰ کا پہلا انعام جو لوگوں پر ہوتا ہے وہ ہے ارادہ کا جزم و استحکام جب تک کسی قانون چلانے والی قوم کی ہمت مضبوط ہوگی کوئی قوم اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے یعنی تمہارے ارادوں کو مستحکم رکھے گا واللہ تعالیٰ اعلم" (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّة — آیت ۱۹۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۚ

اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو

وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾

اور نیکی کرو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

### خلاصہ

جہاد فی سبیل اللہ میں اپنا مال خرچ کرو اور جہاد چھوڑ کر خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور دل کی رغبت شوق اور جذبے کے ساتھ نیکی کرو کہ اللہ تعالیٰ محسنین سے محبت رکھتا ہے۔

### تفسیری اقوال:

**وانفقوا فی سبیل اللّٰہ** اور خرچ کرو اللہ تعالیٰ کے راستے میں

❶ وسبیل اللّٰہ ھنا "الجہاد" یہاں سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے۔ (قرطبی)

❷ الا ان الاقرب فی ھذہ الآیۃ وقدتقدم ذکر الجہاد انہ یرادبہ الانفاق فی الجہاد: یہاں زیادہ اقرب یہ ہے کہ جہاد میں خرچ کرنا مراد لیا جائے کیونکہ پہلے سے جہاد ہی کا تذکرہ چل رہا ہے۔ (تفسیر کبیر)

❸ طاعتہ، الجہاد وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ کی طاعت یعنی جہاد وغیرہ میں خرچ کرو (جلالین)

**ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ** اور اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

❶ بالا مساک عن النفقۃ فی الجہاد اوترکہ لانہ یقوی العدو علیکم۔ یعنی اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاکت میں ڈالنے کا معنی جہاد میں خرچ کرنے سے رکنا یا جہاد چھوڑنا ہے کیونکہ اس سے تمہارا دشمن تم پر غالب آ جائے گا۔ (الجلالین)

❷ ان الالقاء بالید الی التہلکۃ ھو ترک الجہاد فی سبیل اللّٰہ یعنی جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دینا اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ (قرطبی)

❸ ان لا ینفقوا فی مہمات الجہاد اموالہم فیستولی العدو علیہم ویہلکہم وکانہ قیل ان کنت من رجال الدین فانفق مالک فی سبیل اللّٰہ وفی طلب مرضاتہ وان کنت من رجال الدنیا فانفق مالک فی دفع الہلاک والضرر عن نفسک۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاکت میں ڈالنے کا ایک مطلب مسلمانوں کا جہادی مہمات میں مال خرچ نہ کرنا ہے جس کی وجہ سے دشمن ان پر غالب آجائے اور انہیں ہلاک کردے گویا کہ آیت میں یوں کہا گیا کہ اے مسلمان اگر تو دیندار آدمی ہے تو اپنا مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کر اور اگر تو دنیادار ہے تو ہلاکت سے بچنے اور اپنے آپ کو (کافروں کے) ضرر سے بچانے کے لئے مال خرچ کر۔

❹ یعنی چھوڑ کر جہاد نہ بیٹھو اسی میں تمہارا ہلاک ہے۔ (موضح القرآن)

❺ جہاد ترک کر دینا تباہی و بربادی ہے، صرف روپیہ دے کر اپنی جان چھڑا لینا کافی نہیں ہے، بلکہ روپیہ دینے کے ساتھ ساتھ خود جنگ کی تیاری اور جہاد میں شرکت ضروری ہے ایسے موقع پر جبن بزدلی اور بخل سے کام لینا اپنے آپ کو ضعیف و کمزور اور مخالف کو قوی و طاقتور بنانا ہے۔ پس جان و مال دونوں کو حاضر کرو (تفسیر الفرقان)

❻ جو لوگ جہاد کی راہ میں مال خرچ نہیں کرتے وہ اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں، کیونکہ جہاد سے اعراض کا نتیجہ قومی زندگی کی ہلاکت ہے۔ (ترجمان القرآن)

❼ اور تم لوگ جان کے ساتھ مال بھی خرچ کیا کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں یعنی جہاد میں اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو کہ ایسے مواقع میں جان و مال خرچ کرنے سے جبن (بزدلی) یا بخل (کنجوسی) کرنے لگو جس کا نتیجہ تمہارا ضعیف اور مخالف کا قوی ہو جانا ہے جو کہ عین تباہی ہے۔ (بیان القرآن)

❽ انصار نے خیال کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اسلام کی کافی خدمت کی اور جہاد میں شریک رہے اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلمان مہاجر بکثرت جمع ہو گئے ہیں لہٰذا ہمیں اب جہاد میں شرکت کی ضرورت نہیں ہے اور بہتر ہے کہ اب ہم کھیتی باڑی سنبھال لیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جہاد سے جی چرانا ہلاکت ہے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

❾ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں یعنی جہاد وغیرہ میں اپنے مال کو صرف کرو اور اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو یعنی جہاد کو چھوڑ بیٹھو یا اپنے مال کو جہاد میں صرف نہ کرو اس سے تم ضعیف اور دشمن قوی ہوگا۔ (تفسیر عثمانی)

❿ یہاں اصل مخاطب امت ہے بہ حیثیت مجموعی ہے اور بیان یہ حقیقت ہو رہی ہے کہ افراد امت نے اگر جہاد و قتال سے جان چرائی اور مجاہدین کو مالی امداد دینے میں بخل کیا تو نتیجہ لازمی طور پر ساری امت کی تباہی، بربادی، ہلاکت کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ (تفسیر ماجدی)

## تنبیہ

یہ دس عبارات نقل کرنے کے چند مقاصد ہیں:

❶ آیت کی تفسیر واضح ہو جائے

www.KitaboSunnat.com

❷ جو لوگ ابھی تک جانی اور مالی جہاد سے دور ہیں ان کو سمجھ آ جائے کہ وہ خود کو اور پوری امت مسلمہ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں۔

❸ امت کی موجودہ پستی کا راز معلوم ہو جائے گا۔

❹ ان دس عبارتوں میں سے اکثر میں الگ الگ جہادی نکات بیان ہوئے ہیں باریک بینی سے پڑھیں تو بہت سی وہ باتیں سمجھ آ جائیں گی جن کی آج امت مسلمہ کو ضرورت ہے۔

❺ اس آیت کی اصل تفسیر یہی ہے جبکہ باقی اقوال ثانوی درجہ رکھتے ہیں۔

## عجیب نکتہ

اللہ تعالیٰ کی باتیں سچی ہیں اور حکمت سے بھرپور ہیں، کوئی سمجھے یا نہ سمجھے۔ دیکھیں! جہاد میں مارے جانے کو دنیا کے لوگ ہلاکت کہتے ہیں اللہ پاک نے فرمایا جہاد میں مارے جانے والے زندہ ہیں جیسے سورۃ بقرہ کی آیت (۱۵۴) میں گذرا ہے۔ اسی طرح جہاد سے جان بچا کر ظاہری امن سے بیٹھنے والے لوگ کہتے ہیں کہ ہم بچ گئے تو اللہ پاک سمجھاتا ہے یہ لوگ ہلاک ہو گئے۔ جن کے دل کی آنکھیں کھلی ہیں ان کو تو اللہ تعالیٰ کی بات بالکل سچی اور برحق نظر آتی ہے مگر جو لوگ دل کی آنکھوں سے محروم ہیں وہ تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں یقیناً وہ بھی بے اختیار بول اٹھیں گے کہ واقعی جہاد میں جان گنوانے والوں نے زندگی پالی اور بزدلی سے جان بچانے والے ہلاک ہو گئے، برباد ہو گئے، اللہ پاک ہمیں سمجھ عطاء فرمائے۔

## ربط آیات

اعلم ان تعلق هذه الآية بما قبلها من وجهين الخ اس آیت کا ماقبل سے تعلق دو طرح سے ہے (تفسیر کبیر)

❶ پچھلی آیات میں اللہ پاک نے قتال کا حکم صادر فرمایا ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ قتال کے لئے بہت سے آلات و اسباب کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ مال ہی کے ذریعہ حاصل کئے جاتے ہیں اور کئی بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ مال والے لوگ جنگ نہیں کر سکتے اور جنگ کرنے والے بہادروں کے پاس مال نہیں ہوتا تو اس لئے اللہ تعالیٰ نے مال والوں کو حکم دیا کہ وہ اپنا مال ان مجاہدین پر خرچ کریں جن کے پاس مال نہ ہو۔

❷ روایت میں آیا ہے کہ جب پچھلی آیات (جن میں قتال کا ذکر ہے) نازل ہوئیں تو حاضرین میں سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے پاس تو جہاد کے لئے زادِ راہ (توشہ) نہیں ہے اور کوئی ہمیں کھلاتا نہیں تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال داروں کو خرچ کرنے کا حکم دیا اور خرچ نہ کرنے پر ہلاکت کی وعید سنائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (التفسیر الکبیر)

## شان نزول

❶ وروی الترمذی عن اسلم ابی عمران فقال: كنا بمدينة الروم فاخرجوا الينا صفا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عظیماً من الروم فخرج الیهم من المسلمین مثلهم او اکثر وعلیٰ اهل مصر عقبة بن عامر وعلی الجماعة فضالة بن عبید فحمل رجل من المسلیمن علیٰ صف الروم حتی دخل فیهم فصاح الناس وقالو اسبحان الله ! یلقی بیدیه الی التهلکة فقام ابو ایوب الانصاری رضی الله تعالیٰ عنه فقال یا ایها الناس انما تتأولون هذه الایة هذا التاویل وانما انزلت فینا معاشر الانصار لما اعزّ الله الاسلام وکثر ناصروه فقال بعضنا لبعض سرّا دون رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان اموالنا قد ضاعت وان الله قد اعز الاسلام وکثر ناصروه فلو اقمنا فی اموالنا فاصلحنا ماضاع منها فانزل الله علیٰ نبیه صلی الله علیه وسلم یردُّ علیه ماقلنا وانفقوا فی سبیل الله ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة فکانت التهلکة الاقامة علی الاموال واصلاحها وترکنا الغزو۔فمازال ابو ایوب شاخصاً فی سبیل الله حتی دفن بارض الروم قال ابو عیسیٰ هذا حدیث حسن غریب صحیح۔(القرطبی)

یعنی ترمذی کی روایت ہے کہ اسلم ابی عمران رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم روم کے کسی شہر میں تھے کہ رومیوں کا ایک بہت بڑا لشکر ہمارے مقابلہ کے لئے نکلا مسلمانوں کی طرف سے بھی ویسا ہی یا اس سے بھی بڑا لشکر نکلا اس وقت شہر کے گورنر حضرت عقبہ بن عامر تھے۔جبکہ لشکر کے امیر حضرت فضالہ بن عبید تھے اسلامی لشکر میں سے ایک شخص نے رومیوں کے لشکر پر اکیلے حملہ کر دیا اور (انکی صفوں کو الٹتا ہوا) ان کے اندر تک گھس گیا۔یہ صورتحال دیکھ کر لوگ چیخ پڑے اور کہنے لگے سبحان اللہ اس شخص نے تو خود کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں ڈالا ہے اس پر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے اے لوگو تم اس آیت کا یہ مطلب بتاتے ہو حالانکہ یہ آیت تو ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی (وہ اس طرح کہ) جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطاء فرمایا اور اس کے مددگار خوب زیادہ ہو گئے تو ہم انصار نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ چھپ کر ایک دوسرے سے کہا ہمارے اموال برباد ہو چکے ہیں اور اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت عطاء فرمادی ہے اور اس کے مددگار زیادہ ہو چکے ہیں تو ہم لوگ اپنے اموال (وجائداد) میں ٹھہر کر انکی اصلاح کر لیں اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرما کر ہماری بات کی تردید فرمادی پس اس آیت میں ہلاکت کا معنیٰ اپنے اموال میں ٹھہر کر انکی دیکھ بھال کرنا اور جہاد چھوڑ بیٹھنا ہے۔(راوی فرماتے ہیں) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ برابر جہاد میں لگے رہے یہاں تک کہ سرزمین روم میں دفن ہوئے امام ترمذی نے اس روایت کی تحسین وتصحیح فرمائی ہے۔(قرطبی)

۳ وقول ثالث قاله ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما وذلک ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لما امر الناس بالخروج الی الجهاد قام الیه اناس من الاعراب حاضرین بالمدینة فقالو ابما ذا نتجهز فو الله مالنا من زاد ولا یطعمنا احد فنزل قوله تعالیٰ وانفقوافی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سبیل اللہ یعنی تصدقوا یا اھل المیسرۃ فی سبیل اللہ یعنی فی طاعۃ اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ یعنی ولا تمسکوا بایدیکم عن الصدقۃ فتھلکوا

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جہاد میں نکلنے کا حکم دیا تو مدینہ میں آئے ہوئے کچھ دیہاتی حضرات کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے ہم کس طرح سے سامان جہاد برابر کریں اللہ تعالیٰ کی قسم ہمارے پاس تو زاد سفر ہی نہیں ہے اور نہ اور لوگ ہمیں دیتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا انفقوا فی سبیل اللہ یعنی اے مالدارو اللہ تعالیٰ کے راستے یعنی اسکی طاعت میں صدقہ کرو لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ یعنی اپنے ہاتھ صدقہ سے نہ روکو ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

ای لا تمسکو عن النفقۃ علی الضعفاء فانھم ان تخلفوا عنکم غلبکم العدو فتھلکوا یعنی فقیر لوگوں پر خرچ کرنے سے نہ رکو کیونکہ اگر یہ لوگ تمہارے ساتھ جہاد میں نہ جاسکے تو دشمن تم پر غالب آجائے گا اور تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ (قرطبی)

## نکتہ

مال کی محبت دل سے نکلے گی تو جہاد میں جانا آسان ہوگا اور مال جیب سے نکلے گا تو جہاد لڑنا آسان ہوگا اس کے برعکس اگر دل میں مال کی محبت بھری رہی تو بزدلی پیدا ہوگی تب دشمن غالب آجائیں گے اور اگر مسلمان مال جمع کرتے رہے اور جہاد میں لڑنے والے اللہ تعالیٰ کے شیر اسباب کو ترستے رہے تو پوری امت مسلمہ کو نقصان پہنچے گا۔ اس آیت میں مال کے بارے میں پورا نصاب موجود ہے کہ مال کو اسلام کی خاطر جہاد میں خرچ کرو اور اپنے دل بھی مال کی محبت سے پاک کرو اور خود بھی شوق سے جہاد میں نکلو ممکن ہے واحسنوا سے اسی کی طرف اشارہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## نکتہ

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اس حکم پر عمل کیا، ان کے پاس باقی دنیا کے مقابلے میں بہت تھوڑا مال تھا وہ انہوں نے جہاد میں لٹا دیا اللہ پاک نے روم وفارس کے خزانے ان کے قدموں میں ڈال دیئے اور دنیا کے مالداران کو جزیہ دینے لگے مگر جب مسلمانوں نے مال بچانے اور مال بنانے کا نعرہ لگایا تو آج انہیں سانس لینے کے لئے بھی کافروں کو ٹیکس دینا پڑتا ہے خود دیکھ لیجئے جہاد میں جان ومال لگانے والے ہلاک ہوئے یا جہاد سے جان چرانے والے ذلت کے ساتھ ہلاک ہو رہے ہیں۔

## فائدہ

کئی مفسرین حضرات مثلاً امام قرطبی رحمہ اللہ اور امام رازی رحمہ اللہ نے اس آیت کے ذیل میں فدائی حملے کے جواز پر بحث فرمائی ہے۔ (تفسیر قرطبی اور تفسیر کبیر میں ملاحظہ فرمائیں)۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فائدہ

اس آیت کی تفسیر میں مزید اقوال بھی ہیں مثلاً:

❶ المعنى لاتلقوا بايديكم بان تتركوا النفقة في سبيل الله وتخافوا العيلة فيقول الرجل ليس عندي ماانفقه والي هذا المعنىٰ ذهب البخاري رحمه الله (قرطبی) اس معنی کے اعتبار سے بھی اس کا تعلق جہاد کے ساتھ ہوگا۔ ❷ وقال زيد بن اسلم المعنىٰ لا تسافروا في الجهاد بغير زاد (قرطبی) اس معنی کے اعتبار سے بھی اس کا تعلق جہاد کے ساتھ ہوگا۔ ❸ الرجل يصيب الذنب فيلقي بيديه ويقول قد بالغت في المعاصي ولا فائدة في التوبة فييأس من الله فينهمك بعد ذلك في المعاصي فالهلاك اليأس من الله (قرطبی) علامہ آلوسی نے روح المعانی میں اس معنی کو بعید قرار دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہ کل پانچ اقوال ہوگئے۔

## مماثل آیات

جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنے کی فضیلت اور نہ خرچ کرنے پر وعید درج ذیل آیات میں بھی مذکور ہے۔

البقرہ (۲۱۵، ۲۴۵، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۷۰، ۲۷۴) التوبہ (۳۴، ۳۵) محمد (۳۸) الحدید (۱۰)

## دعاء

یا اللہ ہمیں اپنی رضاء کی خاطر جہاد میں مال خرچ کرنے کی توفیق عطاء فرما اور ہمیں جہاد چھوڑنے کی ہلاکت سے بچا اور ہمیں مقام احسان عطاء فرما۔ آمین یارب العالمین

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سورة البقرة مدنية — آیت ۲۰۷

بسم الله الرحمٰن الرحيم

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾

اور بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے اپنی جان بھی بیچ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بندوں پر بڑا مہربان ہے

### خلاصہ

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی جان تک بیچ دیتے ہیں۔ یعنی مالک کی رضا کے لئے فداء ہوجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے حال پر نہایت مہربان ہے (کہ اس نے انہیں جہاد کی توفیق بخشی اور انکی جان کو قبول فرما کر انہیں شہداء کا مقام نصیب فرمایا)

### تفسیر

**یشری نفسه** بیچ دیتا ہے اپنی جان کو۔

❶ أی يبيعها ببذلها فی الجهاد علیٰ ما روی عن ابن عباس والضحاك رضی الله تعالیٰ عنهما ان آلاية نزلت فی سرية الرجيع۔ (روح المعانی)

یعنی اپنی جان کو جہاد میں خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کو بیچ دیتا ہے۔ اس قول کی بنیاد اس پر ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ضحاک رحمہ اللہ کے نزدیک یہ آیت سریۃ الرجیع کے متعلق نازل ہوئی۔

❷ واما الاكثرون فحملوا ذلك علیٰ انها نزلت فی كل مجاهد فی سبيل الله الخ. یعنی اکثر مفسرین کے نزدیک یہ آیت ہر مجاہد فی سبیل اللہ کے متعلق نازل ہوئی ہے جیسا کہ دوسری آیت بھی اسی مضمون کی ہے

ان الله اشتریٰ من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة يقاتلو ن فی سبيل الله فيقتلون ويقتلون وعدا عليه حقا فی التورا ة والانجيل والقرآن ومن اوفیٰ بعهده من الله فاستبشروا ببيعكم الذی بايعتم به وذلك هو الفوزالعظيم (التوبه۔۱۱۱)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے انکی جان اور ان کا مال اس قیمت پر خرید لئے ہیں کہ ان کے لئے جنت ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں پھر قتل کرتے ہیں اور قتل بھی کئے جاتے ہیں یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے پس جو سودا تم نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس سے کیا ہے اس پر خوش رہو اور یہ بڑی کامیابی ہے۔(تفسیر ابن کثیر)

❸ ولما حمل هشام بن عامر رضي الله تعالىٰ عنه بين الصفين انكر عليه بعض الناس فرد عليهم عمر بن الخطاب وابو هريرة وغيرهما وتلو اهذه الاية ومن الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤف بالعباد (البقره ۲۰۷)

اور جب حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمنوں کے لشکر پر اکیلے حملہ کر دیا تو بعض لوگوں نے ان پر اعتراض کیا حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہما نے ان لوگوں کی تردید کی اور یہی آیت تلاوت فرمائی۔

ترجمہ: اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی جان بیچ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔(تفسیر ابن کثیر)

یعنی حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس آیت پر عمل کرنے والا بتایا

❹ يشرى نفسه يبيعها اى يبذ لها فى الجها د

یعنی اپنی جان کو بیچ دیتا ہے یعنی جہاد میں خرچ کر دیتا ہے۔(کشاف)

❺ یہ حال صاحب ایمان کا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر جان دیوے(موضح القرآن)

## شانِ نزول

آیت کے شانِ نزول میں حضرات متقدمین کے کئی اقوال ہیں، چند ایک ملاحظہ فرمائیں:

❶ نزلت فى صهيب رضى الله تعالىٰ عنه یعنی یہ آیت حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی(قرطبی، کبیر، روح المعانی، البحر المحیط وغیرہ) یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ کا قول ہے۔

❷ وقيل نزلت فيمن يقتحم القتال، حمل هشام بن عامر علىٰ الصف فى القسطنطنية فقاتل حتى قتل فقرأ ابو هريرة ومن الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله ومثله عن ابى ايوب۔ یعنی ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت اس مجاہد کے بارے میں ہے جو(اکیلا) دشمنوں میں گھس کر لڑتا ہے چنانچہ حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسطنطنیہ میں جب دشمنوں کے لشکر پر اکیلے حملہ فرما دیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی(قرطبی)

❸ وفى الكواشى انها نزلت فى الزبير بن العوام و صاحبه المقداد بن الاسود لما قال عليه الصلوٰة والسلام من ينزل خبيبا عن خشبته فله الجنة فقال انا وصاحبى المقداد وكان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خبیب قد صلبه اهل مكة یعنی الکواشی میں ہے کہ یہ آیت حضرت زبیر بن العوام اور ان کے ساتھی حضرت مقداد بن اسود کے بارے میں نازل ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جو خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سولی سے اتارے گا اس کے لئے جنت ہے اس پر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں اور میرے ساتھی مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کام کریں گے۔ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل مکہ نے سولی دے دی تھی۔ (روح المعانی)

❹ نزلت فی سریة الرجیع (روح المعانی) یہ پہلے گذر چکا ہے۔

❺ وقیل نزلت فیمن امر بالمعروف ونهی عن المنكر یعنی یہ آیت اس مسلمان کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہوا مفسدین کے ہاتھوں شہید ہو جائے (قرطبی)

❻ وقال الحسن: اتدرون فیمن نزلت هذه الآیة نزلت فی المسلم لقی الكافر الی آخره یعنی حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی؟ یہ اس مسلمان کے بارے میں ہے جس کا کسی کافر سے مقابلہ ہوا اس نے کافر سے کہا لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لو اور اپنی جان اور مال مجھ سے بچا لو کافر نے انکار کر دیا تب اس مسلمان نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم اب میں اپنی جان اللہ پاک کو بیچتا ہوں اور پھر وہ اس کافر سے لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔ (البحر المحیط)

والله رؤف بالعباد اور اللہ تعالیٰ بندوں پر بہت مہربان ہے۔

❶ حیث كلفهم الجهاد فعرضهم لثواب الشهداء کہ اس نے بندوں کو جہاد کا مکلف بنایا اور اس کے ذریعہ انہیں شہداء کے اجر و ثواب کا مستحق بنا دیا۔ (کشاف)

## صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان

قال قتادة اما والله ماهم باهل حروراء المراق من الدین ولكنهم اصحاب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من المهاجرین والانصار لما رأوا المشركین یدعون مع الله الها اخر قاتلوا علی دین الله وشروا انفسهم غضباً لله وجهادا فی سبیله.

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اس آیت کے بارے میں) فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم اس میں اہل حروراء جو دین سے نکلے ہوئے ہیں کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ انہوں نے جب مشرکوں کو دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر قتال کیا اور اپنی جانیں اللہ تعالیٰ کی خاطر غیرت اور اس کے راستے میں جہاد کرنے میں بیچ دیں۔ (التفسیر الکبیر)

## مسائل آیت

التوبہ (۱۱۱)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## دعاء

اللہ پاک ہم سب کو اپنی خاطر ایسی ہی غیرت نصیب فرمائے اور ہمیں توفیق عطاء فرمائے کہ ہم بھی اسکی رضاء کی خاطر اپنی جانوں کو بیچ کر اسے پالیں۔ (آمین یا ارحم الراحمین)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۲۱۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا

کیا تم خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ تمہیں وہ (حالات) پیش نہیں آئے جو ان لوگوں کو پیش آئے

مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ

جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں انہیں سختی اور تکلیف پہنچی اور ہلا دیے گئے یہاں تک کہ

الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ

رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے بول اٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب ہوگی سنو بے شک اللہ تعالیٰ

اللَّهِ قَرِيبٌ ﴿۲۱۴﴾

کی مدد قریب ہے

### خلاصہ

اگر کامیابی اور جنت چاہتے ہو تو آزمائشوں کے لئے تیار رہو اور ان آزمائشوں کی وجہ سے کم ہمت نہ بنو۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت قربانی کے بعد آتی ہے۔

### شانِ نزول

❶ نزلت في غزوة الخندق حين اصاب المسلمين مااصابهم من الجهد والشدة والخوف والبرد وسوء العيش وانواع الاذیٰ حتى بلغت القلوب الحناجر۔

یہ آیت غزوۂ خندق کے موقع پر نازل ہوئی جب مسلمانوں کو بہت تکلیف، مشقت، خوف، سردی، معاشی پریشانی اور طرح طرح کی اذیتوں کا ایسا سامنا ہوا کہ کلیجے منہ کو آنے لگے۔ (روح المعانی)

وقال قتاده والسدي: نزلت في غزوة الخندق حين اصاب المسلمين مااصابهم من الجهد والحزن۔ یعنی امام قتادہ رحمہ اللہ اور امام سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت غزوہ خندق کے موقع پر نازل ہوئی جب مسلمانوں کو سخت تکلیف اور غم نے آلیا (تفسیر کبیر)

❷ وقيل نزلت في حرب احد لماقال عبد الله بن ابی لاصحاب محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الىٰ متىٰ تقتلون انفسكم وترجون الباطل ولو كان محمد نبيا لما سلط الله عليكم الاسر والقتل، فانزل الله تعالىٰ هذه الاية۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت غزوہ احد کے بارے میں نازل ہوئی جب عبداللہ بن ابی (منافق) نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کہا تم لوگ کب تک خود کو مرواتے رہو گے اور باطل کو چاہتے رہو گے اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہوتے تو اللہ تعالیٰ تم لوگوں پر قید و بند اور قتل و غارت کی تکلیفیں نہ ڈالتا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (التفسیر الکبیر)

وقیل فی غزوة احد: یعنی ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت غزوہ احد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (روح المعانی)

❸ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه لما دخل رسول الله صلی الله علیه وسلم المدینة، اشتد الضر علیهم، لا نهم خرجو ابلا مال، وتركوا دیارهم واموالهم فی ایدی المشركین واظهرت الیهود العداوة لرسول الله صلی الله علیه وسلم فانزل الله تعالیٰ تطییباً لقلوبهم: یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفقاء پر کافی تکالیف آئیں کیونکہ یہ حضرات اپنے شہر مکہ سے بغیر مال کے نکلے تھے اور اپنے گھر اور اموال مشرکین کے ہاتھ چھوڑ آئے تھے اور مدینہ منورہ میں یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کا اعلان کر دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تسلی اور اطمینان کے لئے یہ آیت نازل فرمائی (التفسیر الکبیر) (وکذافی روح المعانی بزیادة)

## آیت کا مقصود

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ والمقصود من هذه الاية ماذكرنا ان اصحاب الرسول علیه الصلوٰة والسلام كان ینالهم الامر العظیم من البأساء والضراء من المشركین والمنافقین والیهود ولما اذن لهم فی القتال نالهم من الجراح وذهاب الاموال والنفوس الخ۔

یعنی اس آیت کا مقصد وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا کہ رسول اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو مشرکوں، منافقوں اور یہودیوں سے بہت بڑی تکلیفیں اور پریشانیاں پہنچیں اور جب اللہ تعالیٰ نے انہیں قتال فی سبیل اللہ کی اجازت دی تو اس میں بھی انہیں جان و مال کی قربانی اور زخموں کا سامنا کرنا پڑا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں تسلی دی اور بیان فرمایا کہ ان سے پہلے لوگوں پر بھی دین کی خاطر ایسے حالات آچکے ہیں اور یہ قاعدہ ہے کہ مصیبت جب عام ہو جائے تو آسان ہو جاتی ہے۔ (التفسیر الکبیر)

## سات آیات کا جہادی ربط

اس آیت اور اس کے بعد والی چار آیات کی بلند جہادی شان سمجھنے کے لئے تھوڑا سا پیچھے کی طرف چلیں آیت (۲۱۲) (زین للذین كفروا) میں بتایا گیا کہ مادہ پرست کافر دنیا کے لوگوں کو مال و دولت کی محبت اور نام نہاد ترقی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی طرف بلاتے ہیں کیونکہ انکی نظر میں یہی کامیابی ہے اور وہ اپنی اس کامیابی کی راہ میں مسلمانوں کو رکاوٹ سمجھ کر ان کا مذاق اڑاتے ہیں اور انکی شان اور حیثیت کو رسوا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اسلام کی دعوت کمزور پڑ جائے اور وہ اس آخرت کو بھول جاتے ہیں جس میں مسلمانوں کا درجہ بہت اونچا ہوگا۔ الغرض دولت پسند کافر مسلمانوں کو رسوا کریں گے۔ اور مسلمانوں نے اپنی دعوت کو پھیلانے کے لئے اس رسوائی کا مقابلہ کرنا ہے گویا جنگ یقینی ہوگئی۔ آیت (۲۱۳) میں سمجھایا گیا کہ سب انسان توحید پر قائم تھے اللہ تعالیٰ نے کتابیں اور انبیاء بھیجے پھر باطل پرست لوگوں نے حق سے اختلاف کیا اور زمین کو ضد اور اختلاف سے بھر دیا اب اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بھیجا ہے اور انہیں حق کی ہدایت عطاء فرمائی ہے۔ اب اس امت نے زمین پر سے ضد اور اختلاف کو ختم کر کے سب کو راہ ہدایت پر لانے کی محنت کرنی ہے۔ ظاہر ہے ضدی اور اختلاف پسند لوگوں کے سرغنے اور سردار اس بات کو کہاں برداشت کریں گے گویا جنگ یقینی ہوگئی۔ کیونکہ مسلمانوں نے سرمایہ دار مادہ پرستوں کا بھی مقابلہ کرنا ہے اور دنیا بھر کے باطل فرقوں کا بھی۔ آیت (۲۱۴) میں سمجھایا گیا کہ جہاد اور مقابلہ کے لئے پہلی صفت صبر اور استقامت ہے اس لئے ماضی کے کامیاب لوگوں کے واقعات یاد کر کے خود کو بزدلی اور کم ہمتی سے بچاؤ اور جنت اور کامیابی تک پہنچنے کے لئے ایسے پر عزم ہو جاؤ کہ ہر چیز کی قربانی دینا آسان ہو جائے۔ آیت (۲۱۵) میں سمجھایا گیا کہ ساری دنیا سے مقابلہ ہے اور پورے عالم میں نور ایمان پھیلانا ہے تو اس کے لئے دوسری صفت یعنی مال کی قربانی کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرو اور یہ حقیقت دل میں بٹھالو کہ مال جمع کرنے کی نہیں خرچ کرنے کی چیز ہے۔ آیت (۲۱۶) عزم اور ہمت پیدا ہوگئی اور جان مال کی قربانی کا جذبہ پیدا ہو گیا تو اب تم فریضہ قتال کے قابل ہو گئے اس لئے تمہیں یہ نعمت دے دی گئی کہ جہاد فرض کر دیا گیا (اب پورا عالم تمہارا ہے) آیت (۲۱۷) یہ جہاد ہمیشہ جاری رہے گا اس لئے کہ تمہارے دشمن تمہیں ہر وقت مرتد بنانے کی کوشش میں لگے رہیں گے اور تم سے لڑتے رہیں گے اس لئے تم بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے لڑتے رہو تاکہ ذاتی اور اجتماعی ارتداد سے بچ سکو یاد رکھو جو مرتد ہو جائیگا وہ دنیا و آخرت میں برباد ہو جائے گا۔ آیت (۲۱۸) آزمائشیں منظور، مال کی قربانی حاضر، ہر وقت جہاد میں مصروف اے ہمارے رب ہمیں ملے گا کیا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بڑھ کر دنیا و آخرت میں اور کیا کامیابی ہو سکتی ہے۔

## تائیدی عبارت

مذکورہ بالا ربط آیات کی تائید میں یہ عبارت ملاحظہ فرمائیے:

”پہلا مقصد تو یہ تھا کہ تمسخر کرنے والوں کو روکا جائے اور دوسرا یہ ہوا کہ (گمراہ) اہل کتاب سے کتاب کو بچایا جائے جو اسے بگاڑنا چاہتے ہیں اب حاصل یہ نکلا کہ سب فرقوں کے ساتھ لڑنا پڑے گا، کیونکہ دوسرے فرقے اہل کتاب سے کم دشمن نہیں ہوں گے تو ایک طرح سے مسلمانوں کو ساری دنیا کے مقابلے کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ممکن ہے اس خیال سے مسلمانوں کے دلوں پر برا اثر پیدا ہو جس کی اصلاح آئندہ آیت ام حسبتم والی میں ہے" (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

وزلزلوا اور وہ ہلادیئے گئے۔

❶ خوفاً من الاعداء زلزالاً شدیداً وامتحنوا امتحاناً عظیما یعنی دشمنوں کے خوف سے سخت ہلادیئے گئے اور بڑے امتحان میں ڈال دیئے گئے (تفسیر ابن کثیر)

❷ والمراد خوفوا: یعنی ہلائے جانے سے مراد یہ ہے کہ خوب ڈرائے گئے (تا کہ اپنے دین، نظریے اور کام سے پھسل جائیں) (تفسیر ابن کثیر)

❸ باسا اور ضرا بیرونی تکالیف ہیں اور زلزال ہمتوں، ارادوں کے ضعف اور اضمحلال کو کہتے ہیں کم ہمت لوگ پریشانی میں پھسلنے لگتے ہیں (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

متیٰ نصر اللہ: ای یستفتحون علی اعدائھم ویدعون بقرب الفرج و المخرج عند ضیق الحال والشدۃ یعنی رسول اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں فتح مانگتے تھے اور سخت تنگی اور شدت میں کشادگی اور خلاصی کی دعاء کرتے تھے۔ (ابن کثیر)

## فائدہ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو مختلف اصول بیان کئے ہیں پہلا قاعدہ یہ ہے کہ راہ حق میں تکالیف کا آنا ضروری ہے، اس کے بغیر کامیابی نہیں ہو سکتی، سورۃ عنکبوت میں فرمایا (ترجمہ) کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ (صرف) یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیئے جائیں گے اور انکی آزمائش نہیں کی جائے گی اور جو لوگ ان سے پہلے گذر چکے ہیں ہم نے انہیں بھی آزمایا تھا پس اللہ تعالیٰ انہیں ضرور معلوم کرے گا جو سچے ہیں اور ان کو بھی جو جھوٹے ہیں (عنکبوت ۲،۳) ایک اور جگہ آیا ان اللہ اشتری الآیۃ (ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے انکی جان اور ان کا مال اس قیمت پر خرید لئے ہیں کہ ان کے لئے جنت ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں پھر قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں۔ (التوبہ۔۱۱۱)

دوسرے یہ حقیقت واضح کردی کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کس وقت نازل ہوا کرتی ہے؟ جب تک ایک شخص اپنی تمام قوتوں کو اسکی راہ میں وقف نہ کردے مدد نہ آئے گی اسی قانون کی طرف سورۃ یوسف میں اشارہ کیا حتی اذا استیاس الرسل وظنوا انھم قد کذبوا جاء ھم نصرنا (ترجمہ) یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہونے لگے اور خیال کیا کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا جب انہیں ہماری مدد پہنچی (یوسف ۱۱۰) سورۃ آل عمران کے آخر میں گناہوں کے کفارہ کی نسبت فرمایا کہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ راہ حق میں ہر چیز قربان کر دیتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فالذین ھاجروا الآیۃ :(ترجمہ) پھر جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور انہوں نے قتال کیا اور مارے گئے یقیناً میں ان سے ان کی برائیاں دور کردوں گا۔(آل عمران ۱۹۵)

پس فرزندان اسلام کے لئے ضروری ہے کہ وہ محض دعاء کے بھروسہ پر قناعت نہ کر بیٹھیں، بلکہ (دعاء کے ساتھ ساتھ) زور بازو سے بھی کام لیں، لوگوں کے جھوٹے وعدوں پر نہ جائیں، اپنی قوت کا اظہار کریں اس لئے کہ دنیا میں اسی قوم نے دائمی زندگی حاصل کی ہے جس نے اپنے ہاتھ پاؤں سے کام لیا ہو قدرت بھی اسی کو زندہ رکھتی ہے جو مسلح و اشکل ہو۔(تفسیر الفرقان)

## دعاء

یا اللہ یا حافظ یا حفیظ یا ناصر یا کریم ہماری اور تمام اہل اسلام کی نصرت فرمادے۔

آمین یا ارحم الراحمین

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَۃُ البَقَرَۃِ مَدَنِیَّۃٌ — آیت ٢١٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۥ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ

آپ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں کہہ دو جو مال بھی تم خرچ کرو وہ ماں باپ

وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا

اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا حق ہے اور جو نیکی تم کرتے ہو

مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿٢١٥﴾

سو بیشک اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے

### خلاصہ

مال خرچ کرنے والے بنو اور اس کا آغاز اپنے اقرباء سے کرو (تاکہ وہ بھی جہاد میں شریک ہو سکیں) اور مال خرچ کرنے میں اخلاص کو ملحوظ رکھو جس کی رضا کے لئے تم خرچ کر رہے ہو وہ خوب جانتا ہے۔

### تشریح

یعنی مال اللہ تعالیٰ کے لئے صرف کریں۔ تو کہاں اور کس مصرف میں صرف کریں؟ (فللوالدین الخ) جو لوگ تمہارے گرد و پیش ہیں اور انہیں جہاد کے لئے تیاری کی ضرورت ہے انہیں دے دو (وما تفعلوا من خیر) تم نے جس کام کے لئے روپیہ دیا تھا اگر اس نے اس کام پر صرف نہیں کیا تو اس پر تمہیں مواخذہ نہیں ہوگا بلکہ تم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ جملہ معترضہ عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کتنا خرچ کریں اور کہاں خرچ کریں اس پر جواب ملا کہ جو مال خرچ کرو اس کے مصارف یہ ہیں۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

### نکتہ

جہاد کا جذبہ اور صبر کی صفت اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب دل مال کی محبت سے محفوظ ہو۔ اور مال کی محبت کم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرنے سے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

### دعاء

یا اللہ! آخر حبِ دنیا سے ہماری حفاظت فرما اور ہمیں فکرِ آخرت نصیب فرما۔

آمین یا رب العالمین

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سورۃ البقرۃ مدنیۃ آیت ۲۱۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا

تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور ممکن ہے تم کسی چیز کو ناگوار سمجھو

وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ

اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ممکن ہے تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے مضر ہو

وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾

اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

## خلاصہ

جہاد یعنی قتال فی سبیل اللہ مسلمانوں پر فرض ہے۔ چونکہ یہ فریضہ مشکل ہے اس لئے نفس کو طبعی طور پر گراں اور بھاری معلوم ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں خیر ہی خیر رکھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اور تم نہیں جانتے کہ کس چیز میں خیر ہے اور کس میں شر۔

## امام رازی رحمہ اللہ کی تقریر عجیب

ومعنی الآیۃ انہ ربما کان الشی شاقا علیکم فی الحال الخ

آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ بسا اوقات کوئی چیز تمہیں "حال" میں بھاری اور شاق معلوم ہوتی ہے حالانکہ وہ "مستقبل" میں بہت عالیشان فوائد کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ مثال کے طور پر کڑوی دوا پینا ایک اچھا کام ہے کیونکہ مستقبل میں اس سے صحت ملنے کی توقع ہوتی ہے، تجارتی سفر کے خطرات کو برداشت کرنا اچھا سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس سے مستقبل میں نفع ملنے کی امید ہوتی ہے، علم حاصل کرنے کی مشقت برداشت کرنا اچھا ہے کیونکہ اس سے مستقبل میں دنیا و آخرت کی عظیم سعادتیں نصیب ہوتی ہیں، اس آیت میں بالکل یہی منظر ہے اور وہ اس طرح کہ جہاد کے چھوڑنے میں فی الحال یہ فائدہ نظر آتا ہے کہ جان خطرے میں نہیں پڑتی اور مال خرچ ہونے سے بچ جاتا ہے مگر آگے چل کر اس میں بہت سے نقصانات ہیں مثلاً دشمن کو جب پتا چلے گا کہ تم لوگ عیش و سکون کی رغبت میں پڑ گئے ہو تو وہ تمہارے شہروں پر حملے کرے گا اور تمہیں ختم کرنے کی کوشش کرے گا پھر یا تو تم پر غالب آ کر تمہارا خون بہائے گا اور تمہارے اموال چھین لے گا۔ یا تم مجبوراً بغیر تیاری اور سامان کے اس کا مقابلہ کرو گے۔ یہ ایسا ہی ہو گا جس طرح کوئی شخص مرض کی ابتداء میں صرف کڑوی دوا سے بچنے کے لئے اس کا علاج نہ کرے اور پھر وہ مرض اتنا بڑھ جائے کہ اسے کڑوی دوا پینے سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کئی گناہ زیادہ تکلیف اور مشقت اٹھانی پڑے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ قتال فی سبیل اللہ ''امن'' پانے کا ذریعہ ہے اور یہ وقتی سلامتی کے مزے لوٹنے سے بہت بہتر ہے۔ اس کے چند ایک فائدے یہ ہیں:

❶ مال غنیمت کا ملنا۔ ❷ دشمنوں پر غلبے کی عظیم الشان خوشی کا ملنا اور اس کے دینی فائدے تو بہت زیادہ ہیں مثلاً ❶ اگر جہاد کو عبادت سمجھ کر خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کیا جائے اور کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جو اسکو خراب کر دے تو یہ بہت بڑے اجر و ثواب کا ذریعہ ہے۔ ❷ جہاد کی وجہ سے تمہارا دشمن اس بات سے ڈرے گا کہ تم پر حملہ کرے یوں تم تکلیف اٹھانے اور مرتد ہونے سے بچ جاؤ گے۔ ❸ دشمن جب تمہیں جہاد کرتا دیکھے گا کہ تم اپنے دین کو کتنا اونچا سمجھتے ہو اور کس طرح سے اسکی خاطر اپنی جان و مال کو لٹاتے ہو تو اس کے دل میں تمہارے دین کی عظمت آئے گی۔ اور وہ تمہارے دین کی طرف مائل ہوگا اور مسلمان ہو جائے گا تو اس پر تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر عظیم کے مستحق قرار پاؤ گے۔ ❹ جب تک کسی انسان کو اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کا یقین نہ ہو۔ اور اس بات کا یقین نہ ہو کہ اللہ پاک محسنین کے عمل کو ضائع نہیں کرتا اور اس بات کا یقین نہ ہو کہ دنیا کی لذتیں فانی اور باطل ہیں اس وقت تک وہ اپنے آپ کو میدان جہاد میں شہادت کے لئے پیش نہیں کرتا پس جب کسی شخص نے خود کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے میدان جہاد میں شہادت کے لئے پیش کر دیا تو یہ شخص یقین کے اس (اعلیٰ) درجہ پر فائز ہے اور یہی ایک انسان کیلئے سب سے بڑی سعادت ہے، پس ہماری اس تقریر سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے قتال کرنا اگرچہ طبیعت پر بھاری معلوم ہوتا ہے مگر اس میں بہت زیادہ خیر ہے۔ (التفسیر الکبیر)

## اقوال و حوالے

مستند مفسرین حضرات نے اس آیت کی تفسیر میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس میں سے کچھ اقوال اور حوالے ملاحظہ فرمایئے:

❶ كتب عليكم القتال تم پر قتال فی سبیل اللہ فرض کر دیا گیا ہے۔ اى قتال الكفار وهو فرض عين ان دخلوا بلادنا و فرض كفاية ان كانوا ببلادهم یعنی کافروں سے لڑنا یہ فرض عین ہے اگر وہ کافر ہمارے شہروں میں داخل ہو جائیں اور فرض کفایہ ہے اگر وہ اپنے شہروں میں ہوں۔ (روح المعانی)

❷ وهذا ايجاب من الله تعالىٰ للجهاد على المسلمين ان يكفوا شر الاعداء عن حوزة الاسلام وقال الزهرى الجهاد واجب على كل احد غزا او قعد فالقاعد عليه اذا استعين ان يعين واذا استغيث ان يغيث واذا استنفر ان ينفر وان لم يحتج اليه قعد وقلت ولهذا ثبت فى الصحيح من مات ولم يغز ولم يحدث به نفسه بالغزومات ميتة جاهلية.

یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا جا رہا ہے کہ وہ دین اسلام سے دشمنوں کے شر کو دور کریں اور امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جہاد ہر ایک مسلمان پر فرض ہے خواہ وہ لڑائی میں مصروف ہو یا گھر بیٹھا

www.KitaboSunnat.com

ہو گھر بیٹھنے والے پر اس طرح فرض ہے کہ جب اسے جہاد میں تعاون کے لئے بلایا جائے تو وہ تعاون کرے۔ جب اس سے مدد کی فریاد کی جائے تو فوراً مدد کو پہنچے اور جب مسلمانوں کا خلیفہ یا امیر اسے جہاد میں نکلنے کے لئے کہے تو فوراً نکل کھڑا ہو اور اگر اسکی ضرورت نہ ہو تو گھر بیٹھا رہے میں کہتا ہوں اسی لئے حدیث صحیح میں آیا ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جو شخص اس حال میں مرا کہ نہ تو اس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑائی کی اور نہ اس کے دل میں اس کا شوق ابھرا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

❸ فقال قوم انها تقتضي وجوب القتال على الكل وعن مكحول انه كان يحلف عند البيت بالله ان الغزو واجب.

یعنی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ یہ آیت سب مسلمانوں پر جہاد کی فرضیت ثابت کرتی ہے مکحول رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ کعبۃ اللہ کے پاس اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ جہاد فرض ہے۔ (التفسیر الکبیر)

❹ كتب فرض عليكم القتال للكفار کتب یعنی تم پر فرض کیا گیا ہے القتال للکفار کافروں سے قتال کرنا۔ (تفسیر جلالین)

❺ وظاهر قوله كتب انه فرض على الاعيان كقوله كتب عليكم الصيام وكتب عليكم القصاص ان الصلوة على المومنين كتاباً موقوتاً وبه قال عطاء قال فرض القتال على اعيان اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم فلما استقر الشرع وقيم به صار على الكفاية.

یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان کتب سے ظاہری طور پر جہاد کا فرض عین ہونا معلوم ہوتا ہے جیسے کتب علیکم الصیام وغیرہ آیات میں ہے اور یہی عطاء رحمہ اللہ کا مسلک ہے کہ قتال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر "فرض عین" تھا پھر جب شریعت اسلام کو قوت مل گئی اور وہ قائم ہو گئی تو جہاد فرض کفایہ ہو گیا۔ (تفسیر البحر المحیط)

اس کے بعد علامہ ابو حیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ثم استقر الاجماع على انه فرض كفاية الى ان نزل بساحة الاسلام فيكون فرض عين.

یعنی اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ جہاد فرض کفایہ ہے یہاں تک کہ اسلامی علاقوں تک دشمن پہنچ جائے تب یہ فرض عین ہو جاتا ہے۔ (البحر المحیط)

❻ هذا هو فرض الجهاد بين سبحانه ان هذا مما امتحنوا به وجعل وصلة الى الجنة والمراد بالقتال قتال الاعداء من الكفار (القرطبي)

یعنی یہ ہے وہ فریضہ جہاد جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے (اس آیت میں) بیان فرمایا ہے اور یہی وہ چیز ہے جس سے مسلمانوں (کے ایمان) کا امتحان لیا گیا اور اس جہاد کو جنت تک پہنچنے کا ذریعہ قرار دیا گیا۔ اور القتال سے مراد کافر دشمنوں سے جنگ کرنا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

7 وقال سعيد بن المسيب ان الجهاد فرض علىٰ كل مسلم في عينه ابدا حكاه الماوردي قال ابن عطيه :والذي استمر عليه الاجماع ان الجهاد على كل امة محمد صلى الله عليه وسلم فرض كفاية.(تفسير الامام القرطبي)

یعنی حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جہاد ہمیشہ ہر مسلمان پر فرض عین ہے یہ قول ماوردی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع چلا آتا ہے کہ جہاد امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرض کفایہ ہے۔

8 جہاد فرض ہے جبکہ اس کے شرائط پائے جاویں جو کتب فقہ میں مذکور ہیں اور فرض دو طرح کا ہوتا ہے فرض عین اور فرض کفایہ سواعداء دین جب مسلمانوں پر چڑھ آویں تب فرض عین ہے ورنہ فرض کفایہ۔(بیان القرآن)

9 یعنی دین کے دشمنوں سے لڑنا فرض ہوا (فائدہ) جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقاتلہ کی اجازت نہ ہوئی جب مدینہ ہجرت فرمائی تو مقاتلہ کی اجازت ہوئی مگر صرف ان کفار سے جو خود اہل اسلام سے مقاتلہ کریں اس کے بعد علی العموم کفار سے مقاتلہ کی اجازت ہوگئی اور جہاد فرض ہوا۔(تفسیر عثمانی)

10 سوال پیدا ہوا تھا کہ جہاد کا حکم کب تک رہے گا اس کا جواب ہے کہ امن تمہارے لئے مفید نتائج پیدا کرے گا اس لئے جہاد کا حکم دوامی ہے۔حیلہ ساز آدمی اگر جہاد سے بچنے کا حیلہ سوچنا چاہیں تو ان کے لئے جواب ہے کہ قتال سب کے لئے اور ہمیشہ کے لئے لازم ہے اگر چہ امن پھیلانا ضروری ہے لیکن اگر قتال کے لئے ہمیشہ تیار نہیں رہو گے تو بدنظمی پھیلے گی۔(حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

11 جب تیاریاں اس زور شور سے ہوں تو خود بخود سوال پیدا ہوتا ہے کہ جنگ کب تک جاری رہے گی اور یہ قتل و قتال کب ختم ہوگا؟ اس کے جواب میں فرمایا کہ لڑنے بھڑنے میں تکلیف تو ضرور ہوتی ہے،بال بچوں سے دور رہنا پڑتا ہے اور چین سے بیٹھنا نصیب نہیں ہوتا مگر یاد رہے کہ جس چیز کو تم اپنی کوتاہ بینی سے باعث تکلیف خیال کر رہے ہو، وہی تمہارے لئے خیر و برکت کا سبب ہے اس لئے کہ تم زندہ رہو گے،اور تمہاری قوم کو دائمی زندگی نصیب ہوگی،آرام طلبی اور عیش پرستی بظاہر دلفریب ہیں مگر ان کا انجام تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تمہاری انفرادی و اجتماعی حیات کا راز اسی میں پوشیدہ ہے،سورۃ انفال میں اسکی نسبت فرمایا یا ایھا الذین امنو استجیبوا لله وللرسول اذا دعاكم لما يحييكم (الانفال ٢٤)

ترجمہ:اے ایمان والو اللہ تعالیٰ اور رسول کا حکم مانو جس وقت تمہیں اس کام کی طرف بلائے جس میں تمہاری زندگی ہے۔(تفسیر الفرقان)

جہاد کی فرضیت کا مسئلہ درج ذیل قرآنی آیات میں بھی بیان ہوا ہے:

البقرہ(۱۹۰،۲۴۴،۲۵۱)،التوبہ(۵،۲۹،۳۶،۳۸،۴۱)الحج(۴۰)محمد(۴)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۲۱۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ

آپ سے حرمت والے مہینے میں لڑائی کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ دو اس میں لڑنا بڑا (گناہ) ہے

وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ

اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور مسجد حرام سے روکنا

وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ

اور اس کے رہنے والوں کو اس میں سے نکالنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بڑا گناہ ہے اور فتنہ انگیزی تو

الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ

قتل سے بھی بڑا جرم ہے اور وہ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر

اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ

ان کا بس چلے اور جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے پھر کافر ہی مر جائے تو

كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ

یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کے عمل دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے

وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾

اور وہی دوزخی ہیں جو اسی میں ہمیشہ رہیں گے

### خلاصہ

مشرکین مکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے رجب کے (حرمت والے) مہینے میں جہاد پر شور مچا رہے تھے، ان کو بتایا گیا کہ ذرا اپنے جرائم پر نظر ڈالو ❶ لوگوں کو دین برحق سے روکنا ❷ کفر و شرک میں مبتلا ہونا ❸ مسجد حرام سے روکنا اور اس کو کفر و شرک کا اڈہ بنانا ❹ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جو مسجد حرام کے اصلی ولی وارث تھے وہاں سے نکالنا ❺ دین اسلام اور مسلمانوں کے خلاف فتنہ بازی کرنا اور طاقت و تشدد کے زور پر لوگوں کو مشرک بنانا۔ اللہ پاک کے نزدیک یہ جرائم بہت زیادہ سخت ہیں۔ اور اے مسلمانو! اس بات کو یاد رکھو کہ یہ کافر تمہیں دین اسلام سے ہٹانے کے لئے ہمیشہ لڑتے رہیں گے اور اگر ان میں طاقت و استطاعت ہو تو یہ تمہیں فوراً کافر بنا دیں۔ اب جو تم میں سے ان کی مانے گا اور ان سے ڈر کر یا دب کر مرتد ہو جائے گا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور پھر اسی کفر وارتداد کی حالت میں مر جائے گا تو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

## سائل کون تھا؟

یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ وہ آپ سے حرمت والے مہینے میں قتال کے بارے میں پوچھتے ہیں، یہ پوچھنے والے کون تھے؟ چند اقوال ملاحظہ فرمائیں:

❶ اختلفوا فی ان ھذا السائل اکان من المسلمین او من الکافرین: یعنی اس بارے میں اختلاف ہے کہ سوال کرنے والے مسلمان تھے یا کافر۔ پھر اگر مسلمان تھے تو اس میں دو قول ہیں پہلا یہ کہ جب جہاد کی فرضیت کا حکم نازل ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم چونکہ پہلے سے مسجد حرام اور اشہر حرام میں قتال کو برا سمجھتے تھے تو ان کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ اب جو یہ قتال فرض ہوا ہے تو کیا ہر جگہ اور ہر وقت ہوگا یا کچھ مقامات اور مہینے اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔ تب انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر کبیر) اور مسلمانوں کو سمجھایا گیا کہ جہاد کا حکم کتنے بڑے جرائم اور کتنے بڑے مجرموں کے خلاف ہے، ایسے مجرم کہ جو تمہیں اسلام سے ہٹانے کے لئے ہر وقت جنگ کرتے رہتے ہیں۔

❷ الفریق الثانی وھم اکثرون الخ: یعنی اکثر حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء سے ناخوشی کا اظہار فرمایا کہ آپ لوگوں نے رجب میں کیوں قتال کیا یہ حضرات بہت زیادہ پریشان اور غمگین تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت بھی قبول نہیں فرمایا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان حضرات کا غم بھی دور ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت بھی قبول فرما لیا۔ (ملخص از تفسیر کبیر وغیرہ)

❸ والقول الثانی ان ھذا السؤال کان من الکفار...... الخ ایک دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سوال کفار کی طرف سے تھا وہ چاہتے تھے کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتایا کہ حرمت والے مہینوں میں قتال حلال ہے تو وہ مسلمانوں پر حملہ کر کے انکو نقصان پہنچائیں چنانچہ ولا یزالون یقاتلونکم میں اسی طرف اشارہ ہے تب الشھر الحرام بالشھر الحرام فرما کر بتا دیا گیا کہ اگر انہوں نے لڑائی کی تو مسلمانوں کی طرف سے مکمل جواب دیا جائے گا۔ (ملخص از تفسیر کبیر)

## ترجیح

تمام مفسرین حضرات اس بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ سوال مسلمانوں کی طرف سے تھا اس پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک صریح روایت بھی موجود ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما: قال ما رایت قوما خیرا من اصحاب محمد صلی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماسئلوہ الاعن ثلاث عشرہ مسئلة کلھن فی القرآن ( قرطبی )

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے بہتر کوئی قوم نہیں دیکھی انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف تیرہ (۱۳) باتوں کے بارے میں سوال کیا اور وہ تمام قرآن پاک میں ہیں۔ ان میں سے ایک یسئلونك عن الشهر الحرام بھی ہے۔

## یہ آیت منسوخ ہے یا نہیں؟

قل قتال فیہ کبیر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے کہ حرمت والے مہینوں میں جہاد کرنا بڑا گناہ ہے۔ یہ حکم باقی ہے یا منسوخ؟ اس بارے میں مشہور قول تین ہیں:

## پہلا قول

فالجمھور علی نسخھا وان قتال المشرکین فی الاشھر الحرم مباح۔ (قرطبی)

یعنی جمہور کا قول یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اشہر حرم میں جہاد کا آغاز کرنا جائز ہے۔ بیان القرآن میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

روح المعانی اور کبیر میں اس آیت کے ذیل میں اور بیضاوی میں سورۃ برأت کے پہلے رکوع کی تفسیر میں اشہر حرم میں حرمت قتال کے منسوخ ہونے پر اجماع امت کا نقل کیا ہے (بیان القرآن)

یعنی امت کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ اب ان مہینوں میں اقدامی جہاد کی حرمت باقی نہیں رہی۔ جبکہ دفاعی جہاد کے جائز ہونے میں تو کسی کا کوئی اختلاف ہی نہیں ہے خود حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے موقع پر ذوالقعدہ کے حرمت والے مہینے میں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جہاد اور موت پر بیعت لی تھی۔

قال ابو عبید والناس بالثغور الیوم جمیعاً علیٰ ھذا القول یرون الغزو مباحافی الشھور کلھا ولم اراحدامن علماء الشام والعراق ینکرہ علیھم کذلك احسب قول اھل الحجاز والحجةفی اباحتہ قولہ تعالیٰ فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم یعنی ابو عبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محاذوں اور سرحدوں پر جنگ میں مصروف تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ جہاد تمام مہینوں میں جائز ہے اور میں نے شام اور عراق کے علماء میں سے کسی کو ان پر اعتراض کرتے ہوئے نہیں پایا اور میرا خیال ہے کہ اہل حجاز کا بھی یہی مسلک ہے اور تمام مہینوں میں جہاد کے جائز ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے فاقتلو المشرکین حیث وجدتموھم (تفسیر کبیر)

## دوسرا قول

وکان عطاء رحمہ اللہ یقول الآیة محکمة ولایجوز القتال فی الاشھر الحرم اور عطاء رحمہ اللہ (تابعی) فرماتے ہیں کہ یہ آیت محکم ہے اور اشہر حرم میں (اقدامی) قتال جائز نہیں ہے (قرطبی) علامہ آلوسی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رحمہ اللہ حضرت عطاء رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: والامة علیٰ خلافه فی سائر الامصار یعنی است کا عمل آج تمام شہروں میں اس کے خلاف ہے۔ (یعنی اس قول پر کوئی عمل نہیں کرتا) (روح المعانی)

## اس قول کی دلیل

روی جابر قال لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یغزو فی الشهر الحرام الا ان یغزی یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہر حرام میں جہاد نہیں کرتے تھے مگر اس وقت جب آپ کے خلاف حملہ کیا جاتا (تفسیر کبیر)

## تیسرا قول

امام رازی رحمہ اللہ کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جہاد تمام مہینوں میں جائز ہے اور کسی مہینے میں اسکی عام حرمت نازل ہی نہیں ہوئی اس لئے آیت کو منسوخ قرار دینے کی ضرورت نہیں ہے جہاں تک اس آیت کا تعلق ہے تو اس میں صرف ایک مخصوص واقعہ کا بیان ہے چنانچہ قتال نکرہ سیاق اثبات میں ہے اس لئے وہ ایک فرد پر مشتمل ہوسکتا ہے نہ کہ تمام افراد پر۔ والذی عندی ان قوله تعالیٰ قل قتال فیه کبیر هذه نکرة فی سیاق الاثبات فیتناول فرداً واحداً ولا یتناول کل الافراد فهذه الآیة لادلالة فیها علی تحریم القتال مطلقا فی الشهر الحرام فلا حاجة الی تقدیر النسخ فیه (التفسیر الکبیر)

بیان القرآن میں بھی امام رازی رحمہ اللہ کی اس تحقیق کو اختیار کیا گیا ہے اور ترجمہ میں بھی اس کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ (بیان القرآن)

## اعراب

قتال فیه بدل اشتمال ہے الشهر سے جیسے اعجبنی زید علمه اور والمسجد الحرام کا عطف سبیل اللہ پر ہے اور وہ مجرور ہے عن کا مدخول ہونے کی وجہ سے جبکہ بعض کے نزدیک اس کا عطف به کی ضمیر مجرور پر ہے پہلی صورت میں تقدیر یوں ہوگی وصد عن المسجد الحرام اور دوسری صورت میں وکفر بالمسجد الحرام۔

صد عن سبیل اللہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنا یعنی:

❶ صد عن الایمان باللہ وبمحمد علیه السلام یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے روکنا۔ ❷ صد للمسلمین من أن یهاجروا الیٰ الرسول علیه السلام یعنی مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت سے روکنا۔

❸ صد المسلمین عام الحدیبیة عن عمرة البیت : یعنی حدیبیہ والے سال مسلمانوں کو بیت اللہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا عمرہ کرنے سے روکنا۔ اس پر یہ اشکال ہوگا کہ یہ آیت غزوۂ بدر سے پہلے سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے موقع پر نازل ہوئی جبکہ حدیبیہ کا واقعہ کافی بعد یعنی ۶ھ میں ہوا۔ اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ چونکہ یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق ہونے والا تھا اس لئے وہ ایسا ہی تھا جیسے واقع ہو چکا ہے۔ (التفسیر الکبیر)

صاحب بیان القرآن لکھتے ہیں: صد عن سبیل الله مطلب ہے دین سے روک ٹوک کرنا ولم یحمل علی صد المسلمین عام الحدیبیة لان الحدیبیة بعد بدر وهذه الاية قبل بدر۔ یعنی اس آیت کو حدیبیہ کے واقع پر محمول نہیں کیا جاسکتا (اس میں مشرکین نے مسلمانوں کو بیت اللہ سے روکا تھا) کیونکہ حدیبیہ بدر کے بعد ہے اور آیت کا نزول بدر سے پہلے ہوا ہے۔ (بیان القرآن)

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے اس آیت میں سبیل الله کے معنی میں چار اقوال بیان فرمائے ❶ اسلام۔ یہ مقاتل رحمہ اللہ کا قول ہے ❷ حج۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سدی رحمہ اللہ کا قول ہے۔ ❸ ہجرت ❹ ہر وہ طاعت اور نیکی جو بندے کو اللہ تعالیٰ سے جوڑتی ہے۔

مشرکین مکہ مسلمانوں کو ان چاروں چیزوں سے روکا کرتے تھے۔ (روح المعانی)

والفتنة اكبر من القتل اور لوگوں کو دین سے گمراہ کرنا قتل سے بہت بڑھ کر بدترین جرم ہے۔ یہ گمراہ کرنا زور زبردستی و ظلم و تشدد سے ہو یا قوت، شوکت اور مال کے ذریعے یا فحاشی، بے حیائی اور ثقافتی یلغار کے ذریعے۔ حضرت امام رازی رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں لفظ فتنہ کی مکمل تحقیق پیش فرمائی ہے اہل علم تفسیر کبیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

## مسلمانوں کو لازمی تنبیہ

ارشاد فرمایا گیا ولا يزالون يقاتلونكم حتى يردوكم عن دينكم ان استطاعوا۔ یہ کافر تم مسلمانوں سے برابر لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر ان کا بس چلے۔

❶ والمقصود الاخبار بدوام عداوة الكفار بطريق الكناية تحذير اللمومنين عنهم وايقاظالهم الى عدم المبالاة بموافقتهم في بعض الامور (روح المعانی)

یعنی اس جملے کا مقصد مسلمانوں کو اس بات کی خبر دینا ہے کہ کافر ان سے ہمیشہ کی دشمنی رکھتے ہیں اور اس میں کنایۃً مسلمانوں کو ہوشیار اور بیدار کیا جارہا ہے کہ اگر کافر بعض چیزوں میں ان سے موافقت بھی کرنے لگیں تو مسلمان اس کو اہمیت نہ دیں اور کافروں کی دشمنی سے غافل نہ ہوں۔

❷ ونظيره قوله تعالىٰ ولن ترضى عنك اليهود ولا النصارىٰ حتى تتبع ملتهم (کبیر)

اس آیت کی نظیر یہ آیت ہے۔

ترجمہ: اور آپ سے نہ یہودی راضی ہوں گے اور نہ نصرانی جب تک کہ آپ ان کے مذہب کی پیروی نہ کریں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان استطاعوا میں استبعاد ہے یعنی مسلمانوں کو ان کے دین سے ہٹالینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ استبعاد لاستطاعتهم (تفسیر کبیر)

## بحث ارتداد

اس آیت کے ذیل میں تمام بڑے مفسرین حضرات نے مسئلہ ارتداد پر مفصل کلام فرمایا ہے اور مرتد کے احکام ذکر فرمائے ہیں۔ شائقین حضرات رجوع فرمالیں۔

## فائدہ

ان آیات میں بتلا دیا کہ مخالفین اسلام ہمیشہ بغض و عداوت کا اظہار کرتے رہیں گے اور انکی برابر یہ کوشش رہے گی کہ تم کو دین حق سے برگشتہ کردیں اس لئے مسلمانوں کو بھی جنگ کے لئے ہمیشہ تیار رہنا پڑے گا پس معلوم ہو گیا کہ جنگ ہمیشہ رہے گی اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا (او کما قال)

قرآن حکیم میں دوسری جگہ آیا کہ جنگ ختم ہونے کا وقت یہ ہے حتی تضع الحرب اوزارها (سورۃ محمد ۵) لڑتے رہو یہاں تک کہ لڑائی موقوف ہو جائے یعنی جب تک جنگ کرنے والی ظالم و حریص قومیں باقی ہیں، عالمگیر صلح و امن کے حصول کی کوئی توقع نہیں اس لئے پہلے ان قوموں کو پامال کردو اور دوسری جگہ آیا حتی اذا اثخنتموهم (سورۃ محمد ۵) یہاں تک لڑو کہ جنگ آزما دشمن چور چور ہو جائیں، قاتلوں کا جب تک خون نہ بہایا جائے، مقتولوں کا خون بہنا بند نہ ہوگا پس جب تک دنیا جنگ اور بواعث جنگ سے باز نہ آئے گی مسلمانوں کو بھی جنگ کرنی پڑے گی جنگ صرف اسی وقت ختم ہوگی جب تمام دنیا اسلام کی دعوت امن و اخوت کے آگے جھک جائے گی۔ هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون (الصف۔ ۹)

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔ (تفسیر الفرقان)

## نکتہ

اس آیت میں ارشاد فرمایا گیا کہ کافر تم سے ہمیشہ اس لئے لڑتے رہیں گے تاکہ تمہیں دین اسلام سے ہٹا کر مرتد بنا دیں اس کے فوراً بعد فرمایا گیا کہ جو تم میں سے مرتد ہو جائے گا اور کفر کی حالت میں مرے گا تو اس کے تمام اعمال دنیا، آخرت میں ضائع ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جائے گا۔ اس میں اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ اگر کافروں کی لڑائی کا جواب جہاد سے نہ دیا گیا تو مسلمانوں میں ارتداد پھیل سکتا ہے چنانچہ مسلمانوں نے جب بھی جہاد سے منہ موڑا ہے ان میں کفر و ارتداد تیزی سے پھیلایا گیا ہے۔ افریقہ سے لے کر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سوویت یونین تک اور برصغیر سے لیکر اسپین تک اس سلسلے کی ایک المناک تاریخ موجود ہے۔جبکہ بعض مفسرین کا خیال یہ بھی ہے کہ جب مسلمان جہاد وقتال چھوڑ دیتے ہیں تو وہ بزدلی اور دنیا پرستی میں اس قدر آگے بڑھ جاتے ہیں کہ العیاذ باللہ کفر کی حدود تک جا پہنچتے ہیں۔اور عیش پرستی اور الحاد کے فتنوں کا شکار ہو کر ارتداد کی طرف نکل جاتے ہیں۔العیاذ باللہ العیاذ باللہ۔(واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم)

## دعاء

یا حي یا قیوم ہم تمام مسلمانوں کو دین اسلام پر مکمل استقامت عطاء فرما اور ہمیں اس دین سے شوشہ برابر منحرف ہونے سے بچا۔

اللهم يا مقلب القلوب ثبت قلوبنا على دينك.

(آمین یا ارحم الراحمین)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سریہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

## تعارف

سورۃ البقرہ کی آیت ۲۱۷ اور ۲۱۸ سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔ اس مبارک جہادی معرکے کی کچھ تفصیل حاضر خدمت ہے:

(ماخوذ از سیرت المصطفیٰ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ)

غزوہ سفوان سے واپسی کے بعد ماہ رجب ۲ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقام نخلہ کی طرف روانہ فرمایا اور گیارہ مہاجرین کو آپ کے ہمراہ کیا جن کے نام حسب ذیل ہیں:

1. ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
2. عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
3. عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
4. سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
5. عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
6. واقد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
7. خالد بن بکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
8. سہیل بن بیضاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
9. عامر بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
10. مقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
11. صفوان بن بیضاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ گیارہ مہاجرین آپ کے ہمراہ تھے اور بارہویں خود امیر سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک سریہ میں بھیجنے کا ارادہ کیا اور یہ فرمایا کہ تم پر ایسے مرد کو امیر بناؤں گا کہ جو تم میں سب سے زیادہ بھوک اور پیاس پر صابر ہو گا۔ بعد ازاں عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمارا امیر بنایا یہ اسلام میں پہلے امیر تھے معجم طبرانی میں باسناد حسن، جندب بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عبداللہ بن جحش کو روانہ فرمایا تو ایک خط لکھ کر دیا اور یہ حکم کیا کہ جب تک دو دن کا راستہ نہ قطع کر لو اس وقت تک اس خط کو کھول کر نہ دیکھنا دو روز کا راستہ طے کرنے کے بعد اس خط کو دیکھنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو اس میں لکھا ہوا اس پر عمل کرنا اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو مجبور نہ کرنا۔

چنانچہ دو روز کا راستہ طے کرنے کے بعد عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے آپ کا والا نامہ کھول کر دیکھا تو اس میں یہ تحریر تھا کہ تم برابر چلتے جاؤ یہاں تک کہ مکہ اور طائف کے مابین مقام نخلہ میں جا کر اترو، اور قریش کا انتظار کرو اور ان کی خبروں سے مطلع کرتے رہو۔

عبداللہ بن جحش نے اس تحریر کو پڑھ کر یہ کہا **سمعاً و طاعةً** میں نے آپ کے حکم کو سنا اور اطاعت کی اور تمام ساتھیوں کو اس مضمون سے آگاہ کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ میں تم میں سے کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ جس کو شہادت عزیز ہو وہ میرے ساتھ چلے۔ چنانچہ سب نے طیب خاطر سے آپ کی مرافقت کو منظور کیا اور آپ کے ساتھ ہوئے۔

راستہ میں سعد اور عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اونٹ بھٹک کر کہیں چلا گیا اس لئے یہ دونوں حضرات اونٹ کی تلاش میں پیچھے رہ گئے اور گم ہو گئے اور بقیہ حضرات نے مقام نخلہ پہنچ کر قیام کیا۔ (فتح الباری ص ۱۴۳، ج ۱ باب مایذکر فی المناولة وکتاب اهل العلم الی البلدان ۱۲ وعیون الاثر و زرقانی ص ۳۹۷، ج ۱)

## اسلام میں پہلی غنیمت!

قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے مکہ واپس آ رہا تھا اس دن رجب الحرام کی آخری تاریخ تھی (اس مہینہ میں قتل وقتال حرام تھا) غرہ شعبان کے اشتباہ میں اس قافلہ پر حملہ کر دیا۔ واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے قافلہ کے سرکردہ عمرو بن الحضرمی کے ایک تیر مارا جس سے وہ مر گیا۔ اس کے مرتے ہی قافلے والے سراسیمہ اور پریشان ہو کر بھاگ اٹھے اور مسلمانوں نے قافلے کے تمام مال واسباب پر قبضہ کر لیا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو گرفتار کر لیا۔ اس وقت تک تقسیم غنائم کے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محض اپنے اجتہاد سے چار خمس غانمین پر تقسیم کر دیئے اور ایک خمس (پانچواں حصہ) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھ چھوڑا جب مدینہ پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی آپ نے فرمایا میں نے تم کو شہر حرام میں قتال کا حکم نہیں دیا تھا۔ خیر جب تک کوئی وحی نازل نہ ہو اس وقت تک مال غنیمت اور قیدیوں کو حفاظت سے رکھو۔ اس پر عبداللہ بن جحش اور ان کے رفقاء بہت نادم اور پشیمان ہوئے ادھر مشرکین اور یہود نے یہ کہنا شروع کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب نے شہر حرام میں قتل وقتال کو حلال کر لیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (سورۃ البقرہ، ۲۱۷)

ترجمہ:

"آپ سے ماہ حرام میں قتال کرنے کی بابت دریافت کرتے ہیں۔ آپ جواب میں کہہ دیجئے کہ بے شک ماہ حرام میں قصداً قتال کرنا بڑا گناہ ہے لیکن خدا کے راستے سے کسی کو روکنا اور خدا کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور اہل حرم کو حرم سے نکالنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ جرم سب جرموں سے زیادہ سخت اور بڑا ہے اور کفر اور شرک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا فتنہ اس قتل سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے اور یہ کافر ہمیشہ تم سے جنگ کرتے رہیں گے تاکہ تم کو تمہارے دین سے ہٹا دیں اگر ان میں طاقت ہو۔"

خلاصہ یہ کہ کسی اشتباہ اور التباس کی بنا پر نادانستہ طور پر شہر حرام میں قتل وقتال کا واقع ہو جانا کوئی بڑی چیز نہیں البتہ کفر و شرک کا فتنہ اور مسلمانوں کو مسجد حرام سے دیدہ و دانستہ روکنا ایک عظیم فتنہ ہے جس سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں۔

اس آیت شریفہ کے نازل ہونے کے بعد آپ نے خمس قبول فرمالیا اور باقی مال غنیمت مجاہدین پر تقسیم کر دیا عبداللہ بن جحش اور ان کے رفقاء اس آیت کو سن کر خوش ہو گئے اب اس کے بعد عبداللہ بن جحش اور ان کے رفقاء کو اجر اور ثواب کی طمع دامن گیر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اس غزوہ پر کچھ اجر کی امید رکھ سکتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (سورۃ البقرہ، ۲۱۸)

ترجمہ:

"تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کیا ایسے لوگ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کر سکتے ہیں اور کیوں نہیں اللہ تعالیٰ تو بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔"

یہ اسلام میں پہلی غنیمت تھی اور عمرو بن حضرمی پہلا مقتول تھا جو مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ قریش نے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کا فدیہ بھیجا۔ آپ نے فرمایا جب تک میرے ساتھی سعد اور عتبہ واپس نہ آجائیں اس وقت تک میں تمہارے قیدیوں کو نہ چھوڑوں گا۔ اس لئے کہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ تم ان کو قتل نہ کر دو اگر تم میرے ساتھیوں کو قتل کرو گے تو میں بھی تمہارے آدمیوں کو قتل کروں گا۔

اس کے چند دن بعد سعد اور عتبہ واپس آگئے آپ نے فدیہ لے کر عثمان اور حکم کو چھوڑ دیا۔ عثمان تو رہا ہوتے ہی مکہ واپس ہو گیا اور مکہ ہی میں جا کر کافر مرا۔ اور حکم بن کیسان مسلمان ہو گئے اور مدینہ ہی میں رہے یہاں تک غزوہ بئر معونہ میں شہید ہوئے۔

اور اسی بارے میں عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشعار کہے

تَعُدُّوْنَ قَتْلًا فِی الْحَرَامِ عَظِیْمَۃً

وَاَعْظَمُ مِنْہُ لَوْ یَرَی الرشدَ رَاشِدٌ

صُدُوْدُکُمْ عَمَّا یَقُوْلُ مُحَمَّدٌ

وَکُفْرٌ بِہٖ وَاللّٰہُ رَاءٍ وَشَاہِدٌ

تم لوگ شہر حرام یعنی رجب کے مہینہ میں قتل وقتال کو بڑی شے خیال کرتے ہو حالانکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو ارشاد فرماتے ہیں اس سے روکنا اور ان کے ساتھ کفر کرنا اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ کاش کوئی سمجھدار ذرا خیال کرے اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھنے والا اور مشاہدہ کرنے والا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وإخراجكم من مسجد الله أهله
لئلا يرى في البيت لله ساجد

اور تمہارا اللہ تعالیٰ کے گھر سے اللہ والوں کو نکالنا تا کہ اللہ تعالیٰ کا سجدہ کرنے والا کوئی نظر نہ آئے یہ بھی شہر حرام میں قتال کرنے سے کہیں بڑھ کر ہے۔

فإنا وإن عيرتمونا بقتله
وأرجف بالإسلام باغ وحاسد
سقينا من ابن الحضرمي رماحنا
بنخلة لما أوقد الحرب واقد
دما وابن عبد الله عثمان بيننا
ينازعه غل من القيد عاند

تم اگرچہ ہم کو اس قتل پر عار دلاؤ اور حاسد لوگ اسلام کے متعلق کتنی ہی جھوٹی خبریں اڑائیں لیکن ہم کو پرواہ نہیں بے شک ہم نے عمرو بن الحضرمی کے خون سے مقام نخلہ میں اپنے نیزوں کو سیراب کیا جبکہ واقد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑائی کی آگ بھڑکائی اور عثمان بن عبداللہ ہمارے مابین قید تھا جس کو طوق وسلاسل اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔

## الحاق

حضرت مصنف رحمہ اللہ نے اس معرکے کا رجب کی آخری تاریخ میں ہونا اختیار فرمایا ہے جبکہ دیگر کئی مفسرین ومورخین حضرات کے نزدیک اس سریے کی روانگی جمادی الآخرہ میں ہوئی تھی اور اشتباہ یہ تھا کہ رجب کا آغاز ہوا یا نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّة — آیت ۲۱۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا

اللّٰهِ أُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾

وہی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

### خلاصہ

ایمان کے بعد ہجرت اور جہاد بہت اونچی نعمتیں ہیں جن کو یہ نعمتیں نصیب ہو جائیں وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور ان کے لئے رب غفور کی طرف سے بخشش اور بڑی رحمت ہے۔ اس لئے سریہ عبداللہ بن جحش ؓ کے مجاہدین کو جہاد کی سعادت حاصل ہونے پر خوش ہونا چاہیے ناامید نہیں۔

### شانِ نزول واقوال

❶ اخرج ابن ابی حاتم والطبرانی فی الکبیر من حدیث جندب بن عبداللہ انہا نزلت فی السریۃ لما ظن بھم انھم ان سلموا من الاثم فلیس لھم اجر (روح المعانی)

یعنی یہ آیت بھی سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب ان مجاہدین پر یہ گمان کیا گیا کہ اگرچہ وہ گناہ سے تو بچ گئے ہیں مگر ان کو اجر نہیں ملے گا۔ (اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اجر کا وعدہ فرمایا گیا)

❷ ان عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال یا رسول اللہ ھب انہ لا عقاب علینا فیما فعلنا فھل نطمع منہ اجرا وثوابا فنزلت ھذہ الآیۃ لان عبد اللہ کان مومنا وکان مھاجرا وکان بسبب ھذہ المقاتلۃ مجاھدا (التفسیر الکبیر) یعنی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بات تو ہو گئی کہ ہم پر اس لڑائی کے بارے میں کوئی گناہ نہیں مگر کیا ہم اس سے جہاد کے اجر وثواب کی امید رکھیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ مومن بھی تھے اور مہاجر بھی تھے اور اس لڑائی کی برکت سے مجاہد بھی بن گئے۔

❸ انہ تعالیٰ لما اوجب الجھاد الخ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے کتب علیکم القتال فرما کر جہاد کو فرض فرمایا اور بیان کیا کہ اس کا چھوڑنا وعید کا باعث ہے تو اس کے فوراً بعد اس آیت میں ان لوگوں کا اجر بتا دیا جو اس حکم (جہاد) کو مانیں گے اور اس پر عمل کریں گے قرآن پاک میں جہاں بھی وعید آتی ہے تقریباً ہر جگہ اس کے فوراً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بعد وعدہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

(۴) واخبران لهم ثواب من هاجرو غزا. (القرطبي)

یعنی سریہ عبداللہ بن جحشؓ میں شرکت کرنے والے حضرات بہت پریشان تھے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ اسکے غم کو دور کر دیا اور بتلا دیا کہ انہیں ہجرت اور جہاد کا ثواب ملے گا۔

## نکتہ

ان دونوں آیات میں ہجرت اور جہاد کا معنیٰ بالکل واضح ہے سیاق وسباق اور شان نزول مکمل طور پر اسی معنیٰ کی تعیین کرتے ہیں۔ اگر جہاد سے صرف جہد، محنت اور مشقت مراد لی جائے تو وہ امنوا اور ھاجروا میں بھی آ گئی، ایمان اور ہجرت دونوں میں سخت محنت اور مشقت تھی پھر الگ سے جاھدوا کہنے کی کیا حاجت رہی (پس تفسیر ماجدی کی تقریر سے اتفاق ممکن نہیں ہے) (واللہ اعلم بالصواب)

مماثل آیات قرآن مجید کی ان آیات میں بھی ہجرت اور جہاد کو اکٹھا بیان فرمایا گیا ہے۔ آل عمران (۱۹۵) الانفال (۷۲، ۷۴، ۷۵) التوبة (۲۰، ۱۱۷) النحل (۱۱۰) الحج (۵۸)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ٢٣٩

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ

پھر اگر تمہیں خوف ہو تو پیادہ یا سوار ہی (پڑھ لیا کرو) پھر جب امن پاؤ تو اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرو

كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٣٩﴾

جیسا اس نے تمہیں سکھایا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

### خلاصہ

جہاد اور خوف میں جس طرح سے ممکن ہو کھڑے یا سوار نماز ادا کر لیا کرو پھر جب امن مل جائے تو حالت اطمینان والی نماز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جیسا کہ اس نے تمہیں سکھایا ہے۔

### جہاد سے تعلق

اما القتال الواجب فهو كالقتال مع الكفار وهو الاصل في صلوٰة الخوف وفيه نزلت الآية (التفسير الكبير)

یعنی اس آیت کا اصل نزول فرض جہاد کے بارے میں ہوا ہے (جیسے قتال مع الکفار)۔

### اقوال وحوالے

(١) فان خفتم اگر تمہیں خوف ہو قال الواحدی رحمه الله معنىٰ الآية فان خفتم عدوا فحذف المفعول لاحاطة العلم به:

یعنی اس کا مطلب ہے اگر تمہیں دشمن کا خوف ہو عدوا مفعول کو معلوم ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے۔

(٢) فان كان بكم خوف من عدو أو غيره: یعنی اگر تمہیں دشمن یا کسی اور چیز کا خوف ہو۔

(٣) فان خفتم فوات الوقت ان أخرتم الصلوٰة الى أن تفرغوا من حربكم:

یعنی تم کو اس بات کا ڈر ہو کہ اگر تم نے جنگ سے فارغ ہونے کا انتظار کیا تو تمہاری نماز فوت ہو جائے گی تو پھر جس طرح سے بن پڑے ادا کر لو۔ (هذا القول يوافق مذهب الامام الشافعي رحمه الله)

یہ تینوں اقوال امام رازی رحمہ اللہ نے تفسیر کبیر میں نقل فرمائے ہیں۔

### فائدہ

نہ جہاد کی وجہ سے نماز معاف ہے اور نہ نماز کی وجہ سے جہاد معاف ہے دونوں کو ادا کرنا ہے اور دونوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو جوڑتا ہے۔ اسی لئے "صلوٰۃ الخوف" کے مفصل احکامات قرآن پاک میں بیان ہوئے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے سورۃ النساء آیت (۱۰۱ تا ۱۰۳) واللہ اعلم بالصواب۔

**فائدہ**

غزوۂ خندق کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کئی نمازیں رہ گئی تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو اذان اور اقامت کے ساتھ باجماعت قضاء فرمائیں (تفسیر روح المعانی)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الصلوٰۃ اصلھا الدعاء وحالۃ الخوف اولیٰ بالدعاء فلھذا لم تسقط الصلوٰۃ بالخوف الخ (قرطبی) یعنی نماز حقیقت میں دعا ہے اور خوف کی حالت تو دعا کے لئے زیادہ موزوں ہے اس لئے خوف کی وجہ سے نماز ساقط نہیں ہوتی۔ اور جب خوف کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتی تو مرض وغیرہ کی وجہ سے تو بطریق اولیٰ ساقط نہیں ہوگی۔

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سورۃ البقرۃ مدنیۃ — آیت ۲۴۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکلے حالانکہ وہ ہزاروں تھے

الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا کہ مرجاؤ پھر انہیں زندہ کردیا بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر

فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾

فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے

### خلاصہ

مسلمانوں کو جہاد یعنی قتال فی سبیل اللہ کا حکم دینے سے پہلے ایک واقعہ سنایا گیا کہ ماضی میں کچھ لوگ جان بچانے کیلئے بھاگے مگر سب مر گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمایا۔ پس معلوم ہوا کہ موت سے بھاگنے کا کوئی فائدہ نہیں اللہ پاک چاہے تو بچنے کی جگہ مار دے اور مرنے کی جگہ بچا لے، بندوں کو چاہیے کہ جان بچانے کی فکر کرنے کی بجائے اللہ پاک کے حکم جہاد کو پورا کریں تا کہ اسکے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرسکیں مگر اکثر لوگ قدر دان نہیں ہیں۔

### مختصر قصہ

حضرت شاہ عبد القادر صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یہ پہلی امت میں ہوا ہے کہ کئی ہزار شخص گھر بار لے کر اپنے وطن کو چھوڑ نکلے ان کو ڈر ہوا غنیم (یعنی حملہ آور دشمن) کا اور (انہوں نے) لڑنے سے جی چھپایا (یعنی جہاد سے بچنے کیلئے بھاگے) یا ڈر ہوا وبا کا اور یقین نہ ہوا تقدیر کا پھر ایک منزل میں پہنچ کر سارے مر گئے پھر سات دن کے بعد پیغمبر کی دعا سے زندہ ہوئے کہ آگے کو توبہ کریں۔ یہاں اس واسطے فرمایا جہاد سے جی چھپانا (اور بھاگنا) عبث (یعنی بے کار) ہے موت نہیں چھوڑتی (موضح القرآن)

### اقوال وحوالے

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بارے میں کئی روایات ہیں:

❶ قال السدی رحمہ اللہ کانت قریۃ وقع فیہا الطاعون الخ: اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بستی میں ایک بار طاعون کی وبا آئی کچھ لوگ بھاگ گئے اور کچھ رہ گئے۔ جب وبا ختم ہوگئی اور بھاگے ہوئے لوگ واپس آگئے تو پیچھے رہ جانے والے مریض لوگوں نے کہا کاش ہم بھی بھاگ جاتے اور بیمار نہ ہوتے اگلی بار جب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طاعون آیا تو اکثر بھاگ گئے جن کی تعداد تیس ہزار سے زائد تھی اللہ پاک نے دو فرشتے بھیجے جنہوں نے موتوا (مرجاؤ) کا اعلان کیا تو سب مرگئے اور ان کے جسم بوسیدہ ہوگئے اللہ تعالیٰ کے ایک نبی جن کا نام حزقیل علیہ السلام بتایا جاتا ہے وہاں سے گذرے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو دکھاؤں کہ میں مردوں کو کس طرح سے زندہ کرتا ہوں انہوں نے عرض کیا جی ہاں اس پر اللہ تعالیٰ نے انکی ہڈیاں دوبارہ جوڑ کر انہیں زندہ فرمادیا پھر ان لوگوں نے اپنی مدت زندگی پوری کی۔ (تفسیر کبیر)

❷ قال ابن عباس رضي الله تعالیٰ عنهما ان ملكا من ملوك بني اسرائيل امر عسكره بالقتال فخافو االقتال الخ.

دوسری روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے اپنے لشکر کو جہاد کا حکم دیا وہ لوگ قتال سے ڈر گئے اور کہنے لگے جہاں ہمیں جہاد کے لئے جانا ہے وہاں تو وبا پھوٹی ہوئی ہے جب تک وہ وبا ختم نہیں ہوتی ہم نہیں جائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے ان سب کو موت دے دی وہ آٹھ دن تک مرے رہے یہاں تک کہ ان کے جسم پھول گئے پھر آٹھ دن بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمادیا مگر ان کے جسموں میں بو کا اثر باقی رہا اور وہ آج تک ان کی اولاد میں موجود ہے۔

❸ ان حزقيل النبي عليه السلام ندب قومه الى الجهاد فكرهوا وجبنوا فارسل الله عليهم الموت الخ.

یعنی حضرت حزقیل علیہ السلام نے اپنی قوم (بنی اسرائیل) کو جہاد کی دعوت دی ان لوگوں نے اسے ناپسند کیا اور بزدلی دکھائی اللہ پاک نے ان پر موت بھیج دی جب وہ کثرت سے مرنے لگے تو موت کے ڈر سے اپنا علاقہ چھوڑ کر بھاگنے لگے جب حضرت حزقیل علیہ السلام نے یہ صورتحال دیکھی تو یوں دعا فرمائی: اے ہمارے پروردگار اے یعقوب علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے رب آپ نے اپنے ان بندوں کی نافرمانی دیکھ لی پس آپ انہیں خود انکی جانوں میں اپنی ایسی کوئی نشانی دکھائیں جو انہیں سمجھا دے کہ آپ کی قدرت نافذ ہو کر رہتی ہے اور یہ لوگ آپ کے قبضۂ قدرت سے بھاگ نہیں سکتے۔ (یہ دعا قبول ہوئی)

اللہ تعالیٰ نے ان پر موت طاری کردی۔ پھر حضرت حزقیل علیہ السلام کو انکی موت سے صدمہ پہنچا تو آپ نے دوسری بار دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمادیا۔ (تفسیر کبیر)

## جامع قول

امام قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کے بارے میں کئی اقوال ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں وانما اللازم من الآية ان الله تعالیٰ أخبر نبيه محمدا صلى الله عليه وسلم اخبارا في عبارة التنبيه الخ یعنی اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آیت میں جو اصل اور ضروری بات ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی قوم کے افراد کی خبر دی ہے جو اپنے گھروں سے موت کے خوف سے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مار دیا اور پھر انہیں زندہ کر دیا تا کہ وہ اور ان کے بعد والے لوگ اس بات کو جان لیں کہ ہر کسی کو موت دینا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھوں میں ہے۔ اسلئے کسی خوف دلانے والے کا خوف اور کسی دھوکے باز کا دھوکا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو جہاد کا حکم دینے سے پہلے بطور مقدمہ کے ذکر فرمایا ہے یہ طبری کا قول ہے اور یہی اس آیت کا محکم مفہوم ہے۔ (تفسیر القرطبی)

علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: والقصد من ذکر ھولاء تشجیع المومنین علی القتال (جلالین)
ان لوگوں کا قصہ ذکر کرنے کا مقصد مسلمانوں کو قتال فی سبیل اللہ پر ابھارنا اور مضبوط کرنا ہے۔

"یعنی لوگ جہاد سے اس لئے بھاگتے ہیں کہ اس میں موت نظر آتی ہے تو ایک ایسا قصہ جو عربوں میں معروف تھا اور اہل کتاب بھی اسکی خبر رکھتے تھے سنایا گیا اور یہ بات دل میں بٹھائی گئی کہ مارنا اور زندہ کرنا سب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور موت سے کوئی نہیں بچ سکتا یا اپنے وقت پر ضرور آتی ہے اس لئے جہاد جیسے اہم فریضہ اور عبادت کو موت کے خوف سے چھوڑ بیٹھنا کہاں کی عقلمندی ہے؟"

"حاصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو موت اور زندگی کے سوال میں الجھنا نہیں چاہیے۔ بلکہ کام کرنا چاہیے موت اور زندگی تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے جب چاہے مار دے اور جب تک چاہے زندہ رکھے"۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## بستی کا نام

جس آبادی سے یہ لوگ فرار ہوئے تھے اس کے بارے میں امام قرطبی فرماتے ہیں کہ اس بستی کا نام داوردان تھا (قرطبی) جبکہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں وقال سعد بن عبدالعزیز کانو امن اھل اذرعات. یعنی یہ "اذرعات" کے رہنے والے تھے (تفسیر ابن کثیر)

**ھم الوف** وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے، انکی اصل تعداد کے بارے میں مفسرین کے بہت سے اقوال ہیں چار ہزار، آٹھ ہزار، نو ہزار، چالیس ہزار، تیس ہزار سے کچھ زائد۔ ستر ہزار، دس ہزار وغیرہ۔ لیکن مستند مفسرین فرماتے ہیں کہ **الوف** جمع کثرت ہے جس کا اطلاق دس ہزار سے اوپر ہی ہو سکتا ہے۔

وھو جمع الکثرة ولا یقال فی عشرة فمادونھا الوف (قرطبی)

## اس آیت کا پچھلی آیات سے عجیب ربط

پہلے اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیا (جیسا کہ پچھلی آیات میں گذر چکا ہے) اور یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت بن کر مخالف سے جہاد کرنے کے لئے مسلمانوں کا آپس میں اتفاق بہت ضروری ہے۔ اور اتفاق میں خلل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ڈالنے والی زیادہ تر چیزوں کا تعلق نکاح ،طلاق کے جھگڑوں اور میراث ووصیت کے معاملات سے ہوتا ہے چنانچہ بیچ میں چند احکام ان جھگڑوں کے دفع فرمانے والے بیان کرکے پھر جہاد کی ترغیب شروع کی جارہی ہے اور اس کا آغاز بنی اسرائیل کے ایک واقعہ سے عبرت دلا کر کیا جارہا ہے۔(ملخص از تفسیر حقانی)

❷ امام ابوحیان نے اس آیت کی ماقبل کے ساتھ مناسبت میں یہ قول بھی نقل کیا ہے لما بین اللہ تعالیٰ حکم النکاح بین حکم القتال لان النکاح تحصین للدین والقتال تحصین للدین والمال والروح۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جب نکاح کا حکم فرمایا جس میں دین کی حفاظت ہے تو اسکے بعد قتال کا حکم بیان فرمایا جس میں دین، مال اور روح سب کی حفاظت ہے۔(البحر المحیط)

## اس واقعہ میں تین سبق

❶ موت کا وقت مقرر ہے کوئی حیلہ کرو وہ ٹلتی نہیں پھر نامردی اور بزدلی کرنا عبث (بے کار) ہے۔ ❷ بزدلی اور بھی جان کو ہلاکت میں ڈالتی ہے آدمی سمجھتا ہے کہ میں بزدلی سے بچ جاؤں گا مگر اس سے دشمن کو اور بھی قتل کرنے میں جرأت ہوتی ہے ❸ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ بہت زیادہ ہے اس کے نزدیک تو گلے ہوئے مردوں کو زندہ کرنا کوئی بات ہی نہیں ہے تو اے مسلمانو! تم کیوں اللہ تعالیٰ پر توکل کرکے مخالفوں سے جنگ نہیں کرتے اور ظاہری اسباب پر کیوں سہارا کرتے ہو۔(ملخص از تفسیر حقانی)

## نکتہ

جو خوش نصیب مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو جہاد کی دعوت دینا چاہتا ہو تو وہ اس قرآنی اسلوب سے دعوت دینے کا طریقہ سیکھے سورۃ بقرہ آیت ۲۴۳ سے لیکر آیت ۲۵۲ تک پر غور کریں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ پورا اسلوب اچھی طرح سے سمجھ میں آجائے گا۔ علامہ ابوحیان رحمہ اللہ بنی اسرائیل کے اس قصہ کے بارے میں لکھتے ہیں

وأتت ھذہ القصۃ بین یدی الامر بالقتال تشجیعاً للمومنین وحثاً علی الجہاد والتعریض للشہادۃ واعلاماً أن لا مفر مما قضی اللہ تعالیٰ (تفسیر البحر المحیط)

## دعاء

یا اللہ یا لطیف یا ودود ہمیں اپنی ملاقات کا شوق نصیب فرما اور ہمیں بزدلی سے بچا اور ہمیں اس حقیقت کا یقین عطاء فرما کہ موت کا وقت مقرر ہے اور ہمارے دل میں یہ بات بٹھا کہ قرآن پاک اور جہاد فی سبیل اللہ میں ہماری زندگی ہے۔

آمین یارب العالمین

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّة — آیت ۲۴۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۴۴﴾

اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑو اور سمجھ لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ خوب سننے والا جاننے والا ہے

## خلاصہ

اے مسلمانو! پچھلے قصہ میں غور کرو اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرو اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ یعنی موت سے نہ ڈرو اور بے خوف ہو کر جہاد فی سبیل اللہ کا حکم پورا کرو۔

## اقوال و حوالے

❶ هذا خطاب لهذه الامة بالجهاد في سبيل الله وتقدمت تلك القصة كما قلنا تنبيها لهذه الامة ان لا تفر من الموت كفرار هولاء وتشجيعالها وتثبيتاً.

اس آیت میں امت محمدیہ (علی صاحبها الف تحیات) کو جہاد فی سبیل اللہ کا حکم دیا جا رہا ہے اور پچھلے قصے میں اس امت کے لئے تنبیہ تھی کہ وہ بنی اسرائیل کے ان لوگوں کی طرح موت سے نہ بھاگے اور جہاد میں شجاعت اور ثابت قدمی کا ثبوت دے۔ (تفسیر البحر المحیط)

❷ هذا خطاب لامة محمد صلى الله عليه وسلم بالقتال في سبيل الله في قول الجمهور وهو الذى ينوى به ان تكون كلمة الله هى العليا.

جمہور علماء کے نزدیک اس آیت میں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتال فی سبیل اللہ کا حکم دیا جا رہا ہے وہ قتال جو اعلاء کلمۃ اللہ کی نیت سے کیا جائے (القرطبی)

❸ أن هذا الخطاب للذين أحيوا قال الضحاك رحمه الله احياهم ثم امرهم بان يذهبوا الى الجهاد لانه تعالىٰ انما اماتهم بسبب ان كرهوا الجهاد.

اس آیت میں قاتلوا (قتال کرو) کا خطاب بنی اسرائیل کے ان لوگوں سے ہے جن کو زندہ کیا گیا تھا ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا پھر انہیں حکم فرمایا کہ جہاد پر جاؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مارا ہی جہاد نہ کرنے کی وجہ سے تھا (تفسیر کبیر) حضرات مفسرین نے اس قول کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (قرطبی، البحر المحیط)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## آیت کی تفسیر میں دو عمدہ عبارتیں

❶ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ای کما ان الحذر لا یغنی من القدر کذلک الفرار من الجهاد و تجنبه لا یقرب اجلاً ولا یبعده الخ. یعنی جس طرح موت سے بھاگنا تقدیر کو نہیں ٹال سکتا اسی طرح جہاد سے بھاگنا اور اسے چھوڑنا بھی موت کو قریب یا دور نہیں کر سکتا بلکہ موت کا مقرر وقت اور لکھی ہوئی روزی یہ وہ مقدرات ہیں جن میں کمی یا زیادتی نہیں ہو سکتی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ:

یہ (منافق) وہ لوگ ہیں جو اپنے (مجاہد) بھائیوں سے کہتے تھے حالانکہ خود (جہاد سے) بیٹھ رہے تھے اگر وہ ہماری بات مانتے تو قتل نہ کیے جاتے کہہ دو اگر تم سچے ہو تو اپنی جانوں سے موت کو ہٹا دو (آل عمران ۱۶۸) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (ترجمہ) پھر جب انہیں لڑنے کا حکم دیا گیا اس وقت ان میں سے ایک جماعت لوگوں سے ایسا ڈرنے لگی جیسا اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو یا اس سے بھی زیادہ ڈر اور کہنے لگے اے رب ہمارے تو نے ہم پر لڑنا کیوں فرض کیا کیوں نہ ہمیں تھوڑی مدت اور مہلت دی ان سے کہہ دو دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے اور آخرت پرہیزگاروں کے لئے بہتر ہے اور ایک تاگے کے برابر بھی تم سے بے انصافی نہیں کی جائے گی تم جہاں کہیں ہو گے موت تمہیں آ ہی پکڑے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہی ہو۔ (النساء ۷۷، ۷۸)

اور ہم اسلامی لشکروں کے امیر، سپہ سالار، اسلامی سرحدوں کے محافظ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر اللہ تعالیٰ کی کھلی تلوار ابو سلیمان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے اپنی موت کے وقت فرمایا میں نے اتنے محاذوں پر جنگ کی اور میرے جسم کا کوئی عضو ایسا نہیں جس پر تیر، تلوار یا نیزے کا زخم نہ ہو اور ہائے افسوس میں اونٹ کی طرح بستر پر جان دے رہا ہوں پس بزدلوں کی آنکھیں نہ سوئیں۔ یعنی وہ اس بات پر دکھ، درد اور افسوس کا اظہار کر رہے تھے کہ وہ جہاد میں شہید نہیں ہوئے اور بستر پر وفات پا رہے ہیں (تفسیر ابن کثیر)

❷ ان تمام مسائل کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے اور مال دینے کی تاکید شروع ہوتی ہے کیونکہ دنیا میں کوئی قوم "قوم" نہیں رہ سکتی تاوقتیکہ اس قوم میں اپنے ناموس اور مذہب محفوظ رکھنے کی قدرت نہ ہو خاص کر وہ مذہب جو تمام دنیا پر پھیلنے والا ہو۔ جس کی توحید اور روشن احکام دنیا بھر کے شریروں کے خلاف ہوں جس سے نہ صرف احتمال بلکہ یقین ہو کہ اس مذہب کے لئے اس کے گھر اور ملک میں بھی سخت رکاوٹیں پیش آنا شروع ہونگی بلکہ ہو گئیں پھر آگے چل کر تو کیا کچھ نہ ہوگا؟ اس لئے حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑو جو رکاوٹ پیش آئے اس کو تلوار کی دھاروں سے مٹا دو مگر نیک نیت اور دلی اخلاص بھی ملحوظ رکھو صرف خون ریزی اور بنی نوع کا قتل کرانا ہی مقصود نہیں،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بلکہ یہ جہاد ایسا ہے جیسا مریض کے لئے فصد وفاسد مادہ کا اخراج وقطع رگ یہ۔ ایسے معاملات میں دلی اخلاص ونیک نیتی ضروری ہے اس لئے فرمایا اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

واعلموا ان اللہ سمیع علیم خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

❶ أي هو يسمع كلامكم في ترغيب الغير في الجهاد وفي تنفير الغير عنه وعليم بمافي صدوركم من البواعث والاغراض وان ذلك الجهاد لغرض الدين او لعاجل الدنيا.

یعنی وہ تمہاری ان باتوں کو سنتا ہے جو تم دوسروں کو جہاد کی ترغیب دینے کے لئے یا دوسروں کو جہاد سے متنفر کرنے کے لئے کہتے ہو اور تمہارے دلوں میں جو اغراض ومقاصد ہیں ان کو خوب جانتا ہے کہ تمہارا جہاد دین کے لئے ہے یا دنیا کے وقتی نفع کے لئے۔ (تفسیر کبیر)

❷ پس جب موت وحیات کسی انسان کے قبضہ میں نہیں اور جنگ میں بھی مرنا یقینی نہیں تو اٹھ کھڑے ہو اللہ تعالیٰ کا قانون بلند وبرتر کرنے کے لئے جہاد وقتال کرو کہ اسلام کو غلبہ واقتدار حاصل ہو، کرہ ارض امن کا گہوارہ بن جائے اور چونکہ تم محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے جنگ کرو گے اس لئے (بطور احسان) ضروری ہے کہ وہ تمہاری ہر دعا کو سنے، اسکو اجابت بخشے اور تمہیں مخالفین کے مقابلہ میں کامیابی نصیب کرے (تفسیر الفرقان)

## ربط

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والجهاد لما كان ذروة سنام الدين وكان من اشق التكاليف حرضهم عليه من طرق شتى مبتدئاً من قوله سبحانه ولا تقولوا لمن يقتل فى سبيل الله اموات (البقرة ١٥٤) منتهيا الى هذا المقال الكريم مختتماً بذكر انفاق فى سبيله للتتميم.

یعنی جہاد چونکہ اسلام کی چوٹی کی بلندی ہے اور احکامات میں سے مشکل ترین عمل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقوں سے اس پر (مسلمانوں کو) (اس سورۃ بقرہ میں) ابھارا ہے اس ترغیب کا آغاز ولا تقولو الآیۃ سے ہوا اور اسکی انتہا اس آیت وقاتلوا پر ہوئی اور پھر اس ترغیبی نصاب کو مکمل کرنے کے لئے اس کا اختتام جہاد میں خرچ کرنے کے حکم پر ہوا۔ (جو کہ اگلی آیت میں ہے) (روح المعانی)

## دعاء

یا اللہ آپ نے ہمیں اپنے راستے میں قتال کا حکم دیا ہے، یا اللہ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں یا اللہ آپ ہمیں اپنا یہ حکم پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

آمین یارب العالمین

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ البقرۃ مدنیۃ — آیت ۲۴۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا

ایسا کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے پھر اللہ تعالیٰ اس کو کئی گنا

كَثِیْرَةً ؕ وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾

بڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ ہی تنگی کرتا ہے اور کشائش کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے

## خلاصہ

جہاد میں مال خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کو اچھا قرضہ دو وہ اسے کئی گنا بڑھا دے گا، رزق کی تنگی اور کشادگی سب اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور تم نے تو لوٹ کر اس کی طرف واپس جانا ہے۔ پس جو کچھ اسے دو گے اس کے پاس جا کر اس سے کئی گنا زیادہ پالو گے۔

## ربط

❶ اس مقام پر اصل مقصد قتال فی سبیل اللہ کی زیادہ سے زیادہ ترغیب ہے بنی اسرائیل کا قصہ اسی کی تمہید ہے انفاق کا مضمون اسی کی تائید ہے۔ آگے طالوت وجالوت کا قصہ اسی کی تاکید ہے۔ (ملخص از بیان القرآن)

❷ جہاد وقتال کا حکم ابھی ملا ہے قدرتاً سامان جنگ کے لئے امت اسلامی کو بڑے سرمایہ کی ضرورت ہوگی اس لئے پہلے ہی نمبر پر امرائے ملت کو اس میں حصہ لینے کی ترغیب دی جا رہی ہے قرضًا حسنًا اصطلاح قرآنی میں اس لفظ سے مراد ہر وہ رقم ہے جو دین کی کسی مد میں خرچ ہو سکے یہاں مراد مصارف جہاد ہیں (تفسیر ماجدی)

❸ لما امر اللہ تعالیٰ بالجہاد والقتال علی الحق۔ حرض علی الانفاق فی ذلک یعنی جب اللہ تعالیٰ نے حق کی خاطر جہاد وقتال کا حکم دیا تو پھر (اس آیت میں) جہاد پر خرچ کرنے کی ترغیب دی۔ (القرطبی)

❹ أن ھذہ الآیة متعلقة بما قبلها والمراد منها القرض فی الجهاد خاصة فندب العاجز للجهاد ان ینفق علی الفقیر القادر علی الجهاد وامر القادر علی الجهاد أن ینفق علی نفسه فی طریق الجهاد۔

یعنی ایک قول یہ ہے کہ اس آیت کا تعلق پچھلی آیت کے ساتھ ہے اور یہاں قرض سے مراد خاص جہاد میں مال خرچ کرنا ہے پس اس شخص کو جو عملی جہاد سے عاجز ہو ترغیب دی گئی کہ وہ اپنا مال جہاد کی قدرت رکھنے والے فقراء پر خرچ کرے اور جہاد کی طاقت رکھنے والوں کو ترغیب دی گئی کہ جہاد میں خود اپنا خرچہ اٹھائیں یعنی اپنی جان ومال دونوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے جہاد کریں (تفسیر کبیر)

واللہ یقبض ویبسط اللہ تعالیٰ روزی تنگ کرتا ہے اور وہی روزی کشادہ کرتا ہے۔

❶ اس کے بعد یہ بھی سنا دیا کہ تنگدستی وفراخ دستی سب ہمارے قبضہ میں ہے، جو ہماری راہ میں صرف نہیں کرتے وہ اس بات پر گھمنڈ نہ کریں کہ ہماری دولت باقی رہے گی اللہ تعالیٰ ہزاروں مصیبتیں بھیج کر تنگدست کرسکتا ہے مجملہ ان کے ایک یہ بلا نازل ہوگی کہ مخالفین غالب آ کر تمام ملک ودولت چھین لیں گے اور جو صرف (یعنی خرچ) کرتا ہے وہ تنگدستی سے نہ ڈرے، دنیا میں غنائم اور فتوحات ملک ان کے حصہ میں آئیں گے، آخرت میں جو کہ سامنے کھڑی ہے جس کو الیہ ترجعون سے تعبیر کیا بے شمار نعمتیں ملیں گی جیسا کہ صحابہ کو ملیں (تفسیر حقانی)

❷ محض جان قربان کرنا کافی نہیں، بلکہ روپیہ خرچ کرنے کی بھی سخت ضرورت ہے، سامان حرب خریدو، دوسروں کو تیاری میں مدد دو۔ میدان جنگ میں جاتے ہی تمہیں فتح وکامرانی نصیب ہوگی اس قدر مال غنیمت ملے گا کہ سمیٹ نہ سکو گے اور جس قدر رقم نے اسلام کی بقاء وقیام کے لئے صرف کیا تھا اس سے کئی گنا زیادہ مل جائے گا، صدہا ممالک پر ہلالی جھنڈا اڑے گا اور ہزاروں مشرک دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے ہم غربت اور افلاس کا خیال نہ کرو کہ قبض وبسط اور تنگدستی اور کشائش اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے یہ بالکل ممکن ہے کہ تمہارے پاس لاکھوں روپیہ ہو مگر اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کردے کہ تمام دولت تمہارے لئے بے کار ثابت ہو اور ناداری اور تہی دستی کی زندگی بسر کرو اور یہ بھی اس کے اختیار میں ہے کہ غربت کے ایام میں تمہیں ایسی فرحت شادمانی نوازش کرے کہ بڑے بڑے دولتمندوں کو بھی نصیب نہ ہو (تفسیر الفرقان)

## کلام برکت

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کو قرض دے یعنی جہاد میں خرچ کرے اس طرح فرمایا مہربانی ہے۔ اور تنگی کا اندیشہ نہ رکھے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کشائش ہے“ (موضح القرآن)

## دعاء

یااللہ یا غنی یا مغنی ہمیں اپنا مال جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنے کی ہمت اور توفیق عطاء فرما اور پھر اسے قبول فرما۔

آمین یاارحم الراحمین

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۸۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ

کیا تم نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو موسیٰ کے بعد نہیں دیکھا جب

قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

انہوں نے اپنے نبی سے کہا ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کردو تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑیں

قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا

پیغمبر نے کہا کیا یہ بھی ممکن ہے کہ اگر تمہیں لڑائی کا حکم ہو تو تم اس وقت نہ لڑو انہوں نے کہا

وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَ

ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیوں نہیں لڑیں گے حالانکہ ہمیں اپنے گھروں اور

اَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ

اپنے بیٹوں سے نکال دیا گیا ہے پھر جب انہیں لڑائی کا حکم ہوا تو سوائے چند آدمیوں کے سب پھر گئے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۴۶﴾

اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے

## خلاصہ

(جہاد کے فوائد، اسکی شرائط اور اس کے آداب کو سمجھنے کے لئے) بنی اسرائیل کے اس واقعہ کو تم نے دیکھا؟ جب جالوت کے مظالم سے چھٹکارا پانے اور آزادی حاصل کرنے کیلئے انہوں نے قتال شروع کرنے کا ارادہ کیا اور وقت کے نبی سے ایسا "امیر" مقرر کرنے کی درخواست کی جس کی قیادت میں وہ جہاد کر سکیں۔ نبی نے فرمایا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم جہاد سے منہ موڑ لو انہوں نے کہا یہ کیسے ممکن ہے؟ ہمارے گھر اور بچے دشمن کے قبضہ میں ہیں ایسے حالات میں بھی ہم جہاد سے منہ موڑیں یہ نہیں ہو سکتا۔ مگر نبی علیہ السلام کا خدشہ درست نکلا جب ان کو جہاد کا حکم دے دیا گیا تو ان میں سے اکثر جہاد سے محروم رہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

## رابطہ

❶ ذکر فی التحریض علی القتال قصة أخری جرت فی بنی اسرائیل (تفسیر قرطبی)

جہاد پر ابھارنے کے لئے بنی اسرائیل کا ایک اور قصہ (ان آیات میں) اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## زمانہ

قرآن پاک نے واضح فرمایا ہے کہ مِنۢ بَعۡدِ مُوسَىٰٓ یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کے زمانے کا ہے۔اس زمانے کی تعیین میں مفسرین کے چند اقوال ملاحظہ فرمائیں:

❶ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوئی تین صدی بعد اور حضرت داؤد علیہ السلام سے کچھ ہی قبل کے زمانہ کا ہے۔سن مسیحی کے آغاز میں ابھی کوئی ہزار، گیارہ سو سال کی مدت باقی تھی۔(تفسیر ماجدی)

❷ ان آیات میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کا دوسرا قصہ سناتا ہے جو عیسیٰ علیہ السلام سے تخمیناً گیارہ سو برس پہلے گذرا ہے اس قصہ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جہاد میں ثابت قدمی اور استقلال اور مصائب پر برداشت کرنے کی رغبت دلاتا ہے۔(تفسیر حقانی)

❸ صاحب بحرالمحیط نے اس زمانہ کی تعیین میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام بنی اسرائیل میں ان کے خلیفہ بنے انہوں نے تورات کو نافذ رکھا ان کے انتقال کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام ان کے جانشین بنے ان کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل میں بدعات اور بت پرستی پھیل گئی۔اللہ تعالیٰ نے انکی طرف حضرت الیاس علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا۔حضرت الیاس کے بعد حضرت الیسع علیہ السلام نبی ہوئے انکے انتقال کے بعد بنی اسرئیل میں بہت زیادہ خرابیاں پیدا ہوگئیں۔تب ان کے دشمن عمالقہ کی قوم جالوت ان پر غالب آگئی یہ لوگ بحر روم کے ساحل پر مصر اور فلسطین کے درمیان رہنے والے تھے انہوں نے بنی اسرائیل کے شہروں پر قبضہ کرلیا اور ان کے سرداروں کے بیٹوں کو قید کرلیا اور بنی اسرائیل سے تورات چھین لی اور ان پر جزیہ نافذ کردیا۔تب انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان کے لئے نبی مبعوث فرمائے جس کے ساتھ مل کر وہ جہاد کریں تب حضرت شموئیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔جب انہیں نبوت ملی تو انہوں نے بنی اسرائیل کو دعوت دی بنی اسرائیل نے ان سے کہا کہ اگر آپ واقعی نبی ہیں تو ہمارے لئے کوئی امیر (حکمران) مقرر کردیں۔بنی اسرائیل کا طریقہ کار یہی تھا کہ وہ حکمران کے زیر سایہ جمع ہوتے تھے اور جنگ کرتے تھے اور حکمران نبی کا تابع ہوتا تھا، نبی حکمران کو چلاتے اور حکمران قوم کو چلاتا تھا۔(تفسیر البحرالمحیط)

## نبی کا نام

اس آیت میں جس نبی کا ذکر ہے اکثر و بیشتر بڑے مفسرین حضرات نے ان کا اسم گرامی حضرت شموئیل علیہ السلام لکھا ہے۔ملاحظہ فرمائیں (تفسیر قرطبی، تفسیر کبیر، تفسیر البحرالمحیط وغیرہ)

تولوا الاقلیلاً منھم جب جہاد کا حکم آگیا تو تھوڑے سے لوگوں کو چھوڑ کر باقی پیٹھ پھیر گئے۔

❶ ھذا شان المترف المنعم متی کان متلبسا بالنعمۃ قوی عزمہ وانف فاذا ابتلی بشئی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

من الخطوب کع وذل۔

مالدار اور عیش پرست لوگوں کا یہی طریقہ ہوتا ہے کہ جب تک نعمتیں ملتی رہیں ان کے عزائم اور غیرت بلند ہوتی ہے مگر جب کچھ تکلیفوں سے انکی آزمائش کی جاتی ہے کمزوری اور پسپائی میں جا گرتے ہیں۔ (البحر المحیط)

❷ الا قلیلاً منھم مگر تھوڑے سے لوگ ڈٹے رہے فھم الذین عبروا النھر وسیاتی ذکر ھم وقیل کان عدد ھذا القلیل ثلاثمائۃ وثلاثۃ عشر علیٰ عدد أھل بدر۔

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دریا کو عبور کرلیا ایک قول یہ ہے کہ انکی تعداد اصحاب بدر کی طرح تین سو تیرہ تھی۔ (تفسیر کبیر)

واللّٰہ علیم بالظلمین اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

❶ فیہ وعید وتھدید لمن تقاعد عن القتال بعد أن فرض علیہ بسؤالہ ورغبتہ۔

اس میں سخت وعید اور تنبیہ ہے اس کے لئے جو جہاد سے بیٹھ جائے جب کہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کے چاہنے اور مانگنے پر جہاد فرض فرمایا ہو۔ (تفسیر البحر المحیط)

❷ وھذا ھو الذی یدل علیٰ تعلق ھذہ الایۃ بقولہ قبل ذلک

وقاتلوا فی سبیل اللّٰہ ...... الخ آیت کا یہ حصہ یعنی واللّٰہ علیم بالظلمین اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس آیت کا پیچھے گذری ہوئی آیت وقاتلوا فی سبیل اللّٰہ سے تعلق ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کی فرضیت کو مزید تاکید سے سمجھانے کے لیے بنی اسرائیل کے جہاد کا قصہ ذکر فرمایا اور اس کے آخر میں جہاد چھوڑنے والوں کو ظالم قرار دیا اور یہ بات واضح ہے کہ جو آئندہ بھی جہاد چھوڑے گا وہ اس وعید کا مستحق ہوگا پس اس آیت میں جہاد کی ترغیب بھی ہوگئی اور یہ بات بھی کہ مسلمان ہمیشہ ہمیشہ جہاد کو قائم رکھیں۔ واللہ اعلم (تفسیر کبیر)

## اسباق

❶ ثابت ہوا کہ مظلوموں کے لیے ظلم اور ظالموں سے نجات کا فطری راستہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

❷ جہاد امیر کی اطاعت میں ہو تو کامیابی ملتی ہے۔

❸ جہاد سے پیٹھ پھیرنا ”ظلم“ ہے۔ (واللہ اعلم)

## دعاء

یا اللہ ہم آپ کی پناہ چاہتے ہیں اس بات سے کہ ہم ظالموں میں سے ہوں۔

آمین یا اکرم الاکرمین

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ البقرۃ مدنیۃ آیت ۲۴۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۚ قَالُوْٓا

ان کے نبی نے ان سے کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر فرمایا ہے انہوں نے کہا

أَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ

اس کی حکومت ہم پر کیونکر ہوسکتی ہے اس سے تو ہم ہی سلطنت کے زیادہ مستحق ہیں اور اسے

يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَ

مال میں بھی کشائش نہیں دی گئی پیغمبر نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے اسے تم پر پسند فرمایا ہے اور

زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۚ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ

اسے علم اور جسم میں زیادہ فراخی دی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنا ملک جسے

يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾

چاہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کشائش والا جاننے والا ہے

## خلاصہ

بنی اسرائیل نے جہاد کے لئے امیر مقرر کرنے کی درخواست کی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے "طالوت" کو تمہارا امیر وحکمران مقرر کر دیا ہے اس پر بنی اسرائیل کے سردار بگڑ گئے اور کہنے لگے طالوت ہمارے امیر کس طرح سے ہوسکتے ہیں؟ ان سے زیادہ تو ہم اس ذمہ داری اور منصب کے مستحق ہیں۔ جبکہ طالوت تو غریب و مفلس آدمی ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو خود منتخب فرمایا ہے اور انہیں علمی وجسمانی طور پر اس عہدے کا اہل بنایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مرضی جسے چاہے حکومت دے اللہ تعالیٰ علم و وسعت کا مالک ہے۔

## طالوت

❶ طالوت بن کش تاریخ میں قوم اسرائیل کے پہلے بادشاہ تسلیم کئے گئے ہیں۔ ان کا زمانہ حکومت ۱۰۲۸ ق م تا ۱۰۱۲ ق م ہے یہ وہی ہیں جن کا ذکر توراۃ میں ساؤل کے نام سے آیا ہے (تفسیر ماجدی)

❷ بنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کی بارہ اولادوں کی نسل ہیں نسلی بناپر بارہ (۱۲) فرقوں یا قبیلوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں بٹے ہوئے تھے ان میں سب سے چھوٹا قبیلہ بنی یامین کا تھا اور تورات میں تصریح ہے کہ طالوت اسی قبیلہ سے تھے۔ (تفسیر ماجدی)

❸ کان طالوت اسمه بالعبرانية ساؤل فسمي طالوت لطوله (معالم۔ ماجدی) طالوت کا نام عبرانی میں ساؤل تھا انہیں طالوت ان کے طول یعنی لمبے قد کی وجہ سے کہتے ہیں۔

❹ طالوت کی قوم میں آگے (پہلے) سلطنت نہ تھی اور کسب (محنت مزدوری) کرتا تھا انکی نظر میں حقیر لگا نبی نے فرمایا کہ سلطنت حق کسی کا نہیں اور بڑی لیاقت ہے عقل۔ اور بدن کی کشائش یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان پیغمبر کو ایک عصا بتایا کہ جس کا قد اس کے برابر ہو سلطنت اسکی ہے۔ اس کے برابر قد اسی کا آیا (موضح القرآن)

❺ کان دباغا أو راعیا یعنی طالوت چمڑے کا کام کرنے والے یا چرواہے تھے (جلالین)

❻ وکان طالوت سقاء (قرطبی) وکان عالما فلذلك رفعه الله یعنی وہ عالم تھے اس لئے اللہ پاک نے ان کو یہ بلند مقام دیا (قرطبی)

## بنی اسرائیل کا اعتراض

❶ وکان من سبط بنیامین ولم یکن من سبط النبوة ولا من سبط الملك وکانت النبوة فی بنی لاوی والملك فی سبط یهوذا فلذلك انکروا (قرطبی) یعنی طالوت خاندان بنیامین میں سے تھے نبوت اور حکومت والے خاندان سے نہیں تھے بنی اسرائیل میں نبوت قبیلہ بنی لاوی میں اور حکومت قبیلہ یہودا میں سے ہوتی تھی۔

❷ فأتت عظماء بني اسرائيل نبيهم مستغرب بين ذلك حيث لم يكن من بيت النبوة ولا الملك (روح المعانی) نبی نے جب طالوت کی امارت کا اعلان کر دیا تو بنی اسرائیل کے بڑے لوگ اس انتخاب پر حیرت و تعجب میں ڈوبے ہوئے نبی کے پاس آئے، کیونکہ طالوت نہ تو خاندان نبوت سے تھے اور نہ خاندان حکومت سے۔

❸ نسل و خاندان کی اہمیت جب جائز حدود سے بڑھ جاتی ہے تو ہندوؤں کی طرح ذات پات کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے، اسرائیلیوں کا بھی اب یہ عقیدہ ہو گیا تھا کہ نبوت حق مخصوص ہے قبیلہ بنی لاوی کا اور حکومت حق مخصوص ہے قبیلہ بنی یہودا کا۔ (تفسیر ماجدی)

❹ دنیا نے ہمیشہ اپنے خاندان اور نسلی امتیازات کی پرستش کی ہے نسل و قوم کے بت کے آگے برابر سر بسجود رہی ہے۔ اسلام نے آتے ہی ان قومی اور نسلی امتیازات کو مٹا کر ہمیشہ کے لئے صرف انسانیت کی بے قید و عام عظمت کو قائم کر دیا۔ اور عمل کے قانون الٰہی پر زور دیا، اس نے اپنی دعوت کی سب سے پہلی اور کاری ضرب اسی غرور نسل و قوم کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بت پر لگائی اور اعلان کر دیا کہ یـاایهـاالـنـاس انـا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقکم (الحجرات ۲) یعنی ہر طرح کی فضیلت اور بزرگی کی بنیاد صرف عمل ہے اور کوئی شے نہیں۔ قوموں اور خاندانوں کی تفریق صرف اس لئے ہے کہ باہم دگر (ایک دوسرے کے ساتھ) پہچان اور تمیز کا ذریعہ ہو، سب سے بڑا انسان وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ (تفسیر الفرقان)

بسطة فی العلم والجسم اللہ تعالیٰ نے طالوت کو علم اور جسم میں فوقیت اور وسعت عطا فرمائی ہے۔

❶ علم سے مراد یہاں وہی علوم وفنون ہیں جن کا تعلق ملک گیری (جہاد) اور ملک داری (دینی سیاست) سے ہے ای علم الحرب یعنی جنگ کا علم (ابن عباس رضی اللہ عنہما) (تفسیر ماجدی)

❷ جسمانی وسعت سے مراد بہادری ہے (تفسیر کبیر)

اگر چہ قد میں بہت لمبا ہونا کوئی کمال نہیں ہے ورنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کمال دیا جاتا مگر چونکہ بنی اسرائیل کا مقابلہ قوم عمالقہ سے تھا جو بہت لمبے چوڑے تھے اس لئے ایسے امیر کی ضرورت تھی جو ظاہری طور پر بھی کافی لمبا ہو۔ (روح المعانی)

## اسباق

❶ امیر کے انتخاب میں خاندان، مال ودولت اور قوم قبیلے کا اعتبار نہ کیا جائے بلکہ اہلیت کو مد نظر رکھا جائے۔

❷ جہاد میں کامیابی کے لئے زیادہ سے زیادہ علمی اور جسمانی صلاحیت حاصل کرنی چاہیے۔

❸ اہل ایمان کی مضبوطی اور کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ وہ نسلی، خاندانی اور لسانی تفرقوں کو اپنے اندر سے نکال کر ایک ''امت'' اور ایک ''جماعت'' بن جائیں۔

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۴۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ

اور بنی اسرائیل سے ان کے نبی نے کہا کہ طالوت کی بادشاہی کی یہ نشانی ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق واپس آئے گا جس میں

سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ

تمہارے رب کی طرف سے اطمینان ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں ان میں سے جو موسیٰ اور ہارون کی اولاد چھوڑ گئی تھی

تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾

اس صندوق کو فرشتے اٹھا لائیں گے بیشک اس میں تمہارے لیے پوری نشانی ہے اگر تم ایمان والے ہو

## خلاصہ

نبی نے فرمایا طالوت کے امیر برحق ہونے کی علامت یہ ہے کہ تمہارا وہ گمشدہ تابوت تمہیں واپس مل جائے گا جس میں تمہارے لئے تسکین واطمینان کا سامان اور بڑے انبیاء کی چھوڑی ہوئی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے یہ تابوت تم تک پہنچائیں گے۔ اس میں ایمان والوں کے لئے بڑی نشانی ہے۔

**التابوت**: اس خاص صندوق کا اصطلاحی نام تابوت "سکینہ" ہے یہ بنی اسرائیل کا اہم ترین ملی وقومی ورثہ تھا، اس کے اندر اصل نسخہ تورات مع تبرکات انبیاء محفوظ تھا، اسرائیلی اس کو انتہائی برکت وتقدس کی چیز سمجھتے تھے اور اس کے ساتھ برتاؤ انتہائی احترام کا رکھتے تھے، سفر وحضر جنگ وامن ہر حال میں اسے بڑی حفاظت سے اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ (تفسیر ماجدی)

مذکورہ بالا عبارت ان تمام اقوال کا خلاصہ ہے جو اس بارے میں حضرات مفسرین نے تحریر فرمائے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا اس میں تبرکات تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے۔ لڑائی کے وقت سردار کے آگے لے چلتے اور دشمن پر حملہ کرتے تو اسکو آگے دھر کر۔ پھر اللہ تعالیٰ فتح دیتا۔ جب یہ بدنیت ہوگئے وہ صندوق ان سے چھینا گیا غنیم (دشمن) کے ہاتھ لگا۔ اب جو طالوت بادشاہ ہوا وہ صندوق خود بخود رات کے وقت اس کے گھر کے سامنے آموجود ہوا۔ سبب یہ (ہوا) کہ غنیم (دشمن) کے شہر میں جہاں رکھا تھا ان پر بلا پڑی پانچ شہر ویران ہوئے۔ انہوں نے دو بیلوں پر لاد کر ہانک دیا۔ پھر فرشتے بیلوں کو ہانک کر یہاں لے آئے۔" (موضح القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وبقیۃ مما ترک علامہ آلوسی لکھتے ہیں اس تابوت میں یہ چیزیں تھیں:

تورات کی تختیوں کا چورا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے، حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ، وہ سونے کی تھالی جس میں انبیاء علیہم السلام کے قلوب دھوئے جاتے تھے اور تنگی اور پریشانی دور کرنے والا یہ کلمہ لا الــــہ الا اللہ الحلیم الکریم وسبحان اللہ رب السموت السبع ورب العرش العظیم والحمد للہ رب العلمین۔ (روح المعانی)

**فائدہ**

امیر پر عوام اور لشکر کا مطمئن اور متفق ہونا ضروری ہے۔ بنی اسرائیل نے جب گناہوں سے توبہ کی اور سچے دل سے جہاد کی نیت کی تو اللہ پاک نے ان پر اپنی نعمتوں کو بحال فرمانا شروع کر دیا۔ پہلی نعمت یہ ملی کہ ایک امیر اور شرعی حکمران نصیب ہوا جو قوم کو جوڑے، کھڑا کرے، سنبھالے اور آگے بڑھائے۔ امیر کا ملنا لاکھوں نعمتوں سے بڑی نعمت اور اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہوتا ہے۔ بنی اسرائیل کے مظلوم اور بکھرے ہوئے لوگوں کو امیر ملا تو غلام قوموں کی طرح خاندانی ولسانی عصبیت جاگ اٹھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے دور فرمانے کیلئے ایک ایسی نشانی دکھائی کہ پوری قوم امیر پر متفق ہوگئی۔

**فائدہ**

امیر کے ملتے ہی آسمانی برکات کا نزول شروع ہوگیا اور وہ نعمتیں جو چھن چکی تھیں واپس ملنا شروع ہوگئیں۔ یہاں تک کہ تورات کا آسمان سے نازل ہونے والا نسخہ بھی واپس آگیا۔ اور اتفاق واتحاد اور اجتماعیت کی برکتیں اور قوت ظاہر ہوگئی۔

**اسباق**

❶ جہاد میں کامیابی کے لئے امیر جہاد پر متفق اور مطمئن ہونا ضروری ہے۔

❷ جہاد میں کامیابی کے لئے دلوں میں اطمینان وسکون اور جذبے کا ہونا لازمی ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے دلوں کو مضبوط کیا جائے۔

❸ اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد کی دعا کی جائے تاکہ مظلوموں کو جہاد میں خالصوں پر کامیابی ملے۔ جو اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بغیر ممکن نہیں ہوتی۔

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۴۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ

پھر جب طالوت فوجیں لیکر نکلا کہا بیشک اللہ تعالیٰ ایک نہر سے تمہاری آزمائش کرنے والا ہے جس نے

شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ

اس نہر کا پانی پیا تو وہ میرا نہیں ہے اور جس نے اسے نہ چکھا تو وہ بے شک میرا ہے مگر جو کوئی

اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ

اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے (تو اسے معاف ہے) پھر ان میں سے سوائے چند آدمیوں کے سب نے اس کا پانی پی لیا

فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا

پھر جب طالوت اور ایمان والے اس کے ساتھ پار ہوئے تو کہنے لگے آج ہمیں

الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا

جالوت اور اس کے لشکروں سے لڑنے کی طاقت نہیں جن لوگوں کو خیال تھا کہ انہیں اللہ تعالیٰ سے ملنا ہے

اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ

وہ کہنے لگے بارہا بڑی جماعت پر چھوٹی جماعت اللہ تعالیٰ کے حکم سے غالب ہوئی ہے

وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ ۲۴۹

اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

### خلاصہ

پھر جب بنی اسرائیل نے طالوت کو بادشاہ تسلیم کرلیا اور جالوت کے مقابلہ کیلئے لوگ جمع ہوگئے اور طالوت فوجوں کو لے کر اپنے مقام یعنی بیت المقدس سے عمالقہ کی طرف چلے تو انہوں نے اپنے مجاہدین سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان کریں گے ایک دریا کے ذریعہ سے۔ پس جو اس میں سے پانی پی لے گا وہ میرے ساتھ جہاد پر نہیں جاسکے گا اور جو بالکل نہیں پئے گا یا صرف ایک چلو بھر پانی پئے گا تو وہ میرے ساتھ اس معرکہ میں شریک ہوگا۔ جب یہ لشکر دریا پر پہنچا تو تھوڑے سے افراد کے علاوہ باقی سب نے پانی پی لیا۔ چنانچہ وہ پیچھے رہ گئے۔ اور طالوت اور ان کے چند ایمان والے وہ ساتھی جنہوں نے اس شرط کو نہیں توڑا تھا دریا سے پار ہوکر میدان جہاد میں پہنچ گئے۔ جب انہوں نے جالوت کے بڑے لشکر اور اپنی تھوڑی تعداد کو دیکھا تو کہنے لگے کہ آج ہم جالوت اور اس کے لشکر کا مقابلہ کرنے کی طاقت اپنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اندر نہیں پاتے۔ تب ان مجاہدین نے جنہیں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا یقین تھا کہا کہ کئی بار ایسا ہو چکا ہے کہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے بڑے بڑے لشکروں پر غالب آ گئیں ہیں اور جو لوگ ثابت قدم رہتے ہیں اللہ پاک ان کے ساتھ ہے۔

## اقوال

**الجنود:** یعنی لشکر

❶ اس لشکر کی تعداد مفسرین نے اسی ہزار لکھی ہے وکان عدد الجنود فی قول السدی ثمانین الفاً (قرطبی)

❷ قال وھب بن منبه لم یخلف عنه الاذو عذر من صغر اوکبر او مرض۔ یعنی وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بچپن، بڑھاپے اور بیماری کے عذر والوں کے علاوہ سب لوگ ان کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے (قرطبی)

❸ بعض روایات میں ہے کہ لوگ بہت جوش اور شوق میں تھے چنانچہ بہت زیادہ افراد نکلنے کو تیار ہو گئے تب طالوت نے اعلان کیا کہ صرف جوان، چست اور فارغ افراد میرے ساتھ چلیں تب اسی ہزار افراد ان کے ساتھ چلے امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ولا ابغی الا الشاب النشیط الفارغ فاجتمع الیه ممن اختار ثمانون الفاً (تفسیر کبیر)

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”طالوت کے ساتھ نکلنے کو سب تیار ہوئے ہوس سے۔ اس نے تقید کیا (یعنی شرط لگائی) کہ جو شخص جوان اور بے فکر ہو وہی نکلے، ایسے بھی اسی ہزار نکلے اس نے چاہا کہ ان کو آزمائے۔ ایک منزل پانی نہ ملا۔ بعد اس کے ایک نہر ملی اس نے تقید کیا کہ ایک چلو سے زیادہ جو کوئی پیوے وہ میرے ساتھ نہ آوے، تین سو تیرہ آدمی رہ گئے باقی سب موقوف ہوئے (یعنی پیچھے رک گئے)“ (موضح القرآن)

ان اللہ مبتلیکم بے شک اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لے گا۔ یہ امتحان کس مقصد سے تھا چند اقوال ملاحظہ فرمائیں:

❶ اس امتحان کی حکمت اور توجیہ احقر کے ذوق میں یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایسے مواقع پر جوش و خروش میں بھیڑ بھڑکا بہت ہو جایا کرتا ہے لیکن وقت پر جمنے والے کم ہوتے ہیں اور اس وقت ایسوں کا اُکھڑ جانا باقی لوگوں کے پاؤں بھی اُکھاڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کا علیحدہ کرنا منظور تھا اس کا یہ امتحان مقرر کیا گیا جو کہ نہایت مناسب ہے کیونکہ قتال میں ضرورت استقلال و جفاکشی کی ہوتی ہے سو شدت پیاس کے وقت بے منت پانی ملنے پر ضبط کرنا دلیل استقلال کی اور اندھے باؤلوں (پاگلوں) کی طرح جا گرنا دلیل بے استقلالی کی ہے۔ (بیان القرآن)

❷ فی حکمة ھذا الابتلاء وجھان خلاصہ یہ ہے کہ اس امتحان کی کیا حکمت تھی اس میں دو قول ہیں پہلا یہ کہ بنی اسرائیل ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام اور اپنے امراء کی نافرمانیاں کرنے کے عادی تھے اور بڑی بڑی علامات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دیکھ کر بھی اس سے باز نہیں آتے تھے اس لئے اس عظیم جہادی معرکے سے پہلے انہیں آزمانا ضروری تھا تاکہ اطاعت کرنے والوں اور بھاگ جانے والوں میں جنگ سے پہلے پہلے علیحدگی ہو جائے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ امتحان بطور تربیت کے تھا کہ مشکلات پر صبر کرنے کی صلاحیت ان میں پیدا ہو جائے۔ (تفسیر کبیر)

## النھر یہ دریا کونسا تھا؟

❶ انه نهر بين الاردن وفلسطين وهو قول قتاده والربيع یعنی یہ دریا اردن اور فلسطین کے درمیان ہے (تفسیر کبیر)

❷ انه نهر فلسطين یعنی یہ دریائے فلسطین ہے یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے۔ (تفسیر کبیر)

❸ مراد اس سے دریائے اردن ہے (تفسیر ماجدی)

**فليس منى** جو پانی پی لے گا وہ میرے ساتھ نہیں جا سکے گا۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما: ان من شرب لم يزده الا عطشا وفي رواية ان الذين شربوا اسودت شفاهم وغلبهم العطش یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جو بھی پانی پیتا تھا اسکی پیاس بڑھتی جاتی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ جنہوں نے (حکم نہ مان کر) پانی پیا ان کے ہونٹ سیاہ ہو گئے اور پیاس نے انہیں بے حال اور مغلوب کر دیا۔ (تفسیر روح المعانی)

**الا قليل منهم** ان میں سے تھوڑے سے افراد نے حکم مانا اور پانی نہیں پیا۔

❶ وكانو ثلثمائة وثلاثة عشر عدة أهل بدر على ما اخرجه البخاري عن البراء رضي الله تعالىٰ عنه (روح المعاني)

یہ تین سو تیرہ حضرات تھے اہل بدر کی تعداد اس روایت کے مطابق جو امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی ہے۔

❷ القليل الذي لم يشرب قيل انه اربعة آلاف والمشهور وهو قول الحسن انهم كانوا على عدد اهل بدر ...... الخ یعنی ایک قول یہ ہے کہ انکی تعداد چار ہزار تھی مگر مشہور قول حسن بصری رحمہ اللہ کا ہے کہ انکی تعداد اصحاب بدر جتنی تھی یعنی تین سو دس سے کچھ اوپر اور وہ سب ایمان والے تھے اور اس قول کی دلیل یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن اپنے صحابہ کرام سے فرمایا آج تمہاری تعداد طالوت کے ان ساتھیوں جتنی ہے جنہوں نے دریا عبور کیا تھا اور ان کے ساتھ صرف ایمان والوں نے ہی دریا عبور کیا تھا حضرت براء بن عازب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم اس (بدر کے) دن تین سو تیرہ مرد تھے۔ (تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فدائی حضرات

جب بعض لوگوں نے کہا کہ ہم میں آج جالوت اور اس کے اتنے بڑے لشکر سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے تو ان لوگوں نے جنہیں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا یقین تھا پورے لشکر کو جوڑا اور تسلی دی قال الذین یظنون انھم ملاقو اللّٰہ یظنون بمعنیٰ یوقنون ہے کہ ان کو "یقین" تھا (تفسیر کبیر) اور ان المراد من لقاء اللّٰہ الموت۔ لقاء اللہ سے مراد "موت" ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کیلئے جان دینے کا پکا عزم کر چکے تھے۔ (تفسیر کبیر) پس ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی نصرت اترتی ہے۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ویحتمل ابقاء الظن علی معناہ والمراد یظنون انھم یستشھدون عما قریب ویلقون اللّٰہ تعالیٰ یعنی یہ بھی ممکن ہے کہ ظن کو اپنے اصل معنیٰ "گمان غالب" پر رکھا جائے اور مراد یہ ہے کہ ان لوگوں کو گمان غالب تھا کہ وہ عنقریب شہید ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ سے جا ملیں گے۔ (روح المعانی)

کم من فئۃ قلیلۃ وہ لوگ جن کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد زندہ کرنے پر قادر ہے تو ان کو اس بات کا بھی یقین تھا کہ اس کے لئے کمزوروں کو غالب کر دینا کون سا مشکل کام ہے چنانچہ انہوں نے پورے لشکر کی ہمت بندھائی۔ (مستفاد من روح المعانی)

واللّٰہ مع الصابرین المراد منہ المعیۃ بالنصر والاحسان یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نصرت اور احسان کے ساتھ استقامت دکھانے والوں کے ساتھ ہے۔ (روح المعانی)

## اسباق

1. جہاد کیلئے تربیت اور تیاری ضروری ہے۔
2. حب دنیا اور نفس پرستی جہاد کے لئے زہر قاتل ہے۔
3. نفسانی خواہشات کو دبا کر مقصد کی خاطر تکلیف برداشت کرنے والے مجاہدین کامیاب ہوتے ہیں۔
4. فتح قلت و کثرت سے نہیں اللہ تعالیٰ کی مدد سے ملتی ہے۔
5. اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق یعنی جان قربان کرنے کا جذبہ اور شوقِ شہادت مجاہدین کو بہت طاقتور بنا دیتا ہے۔
6. امیر لشکر کو چاہیے کہ جنگ سے پہلے چھانٹی کرے اور ان لوگوں کو نکال دے جو عین جنگ کے وقت بددلی پھیلا سکتے ہوں۔ اور کچھ ایسے لوگ مقرر کرے جو سفر جنگ کے دوران اور عین جنگ کے وقت لشکر کا حوصلہ، ہمت اور شوق شہادت بڑھاتے رہیں۔
7. جب اہل ایمان جہاد کے لئے نکلتے ہیں تو راستے میں بہت سے پرکشش فتنے آتے ہیں، مجاہدین کو چاہیے کہ ان میٹھے دریاؤں میں سے نہ ماریں اور منزل کی طرف بڑھتے رہیں۔

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۵۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا

اور جب جالوت اور اس کی فوجوں کے سامنے ہوئے تو کہا اے رب ہمارے ہمارے دلوں میں صبر ڈال دے

وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾

اور ہمارے پاؤں جمائے رکھ اور اس کافر قوم پر ہماری مدد کر

## خلاصہ

جب سب کے دل مضبوط ہو گئے اور وہ میدان جہاد میں جالوت اور اس کے لشکر کے سامنے صف آراء ہوئے تو دعاء کرنے لگے اے ہمارے رب ہمارے دلوں پر صبر واستقلال بارش کی طرح برسا اور ہمیں جنگ میں مضبوطی عطاء فرما اور کافروں پر ہمیں غلبہ عطاء فرما۔

## تفسیری اقوال

ولما برزوا لجالوت وجنوده اور جب طالوت اور ان کے مجاہدین جالوت اور اسکی فوجوں کے سامنے ہوئے ای ظہروا لقتالهم وتصافوا یعنی جب قتال کے لئے سامنے آئے اور انہوں نے صف بندی کی۔ (جلالین)

المبارزة في الحروب هي ان يبرز كل واحد منهم لصاحبه وقت القتال یعنی جنگوں میں مبارزہ کا مطلب قتال کے وقت مد مقابل کے سامنے آنا ہے۔ (تفسیر کبیر)

## نکتہ

احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ یہ وقت خصوصی طور پر دعاء کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔

## دعاء کے تین اجزاء

اس دعاء کے تین اجزاء ہیں، دراصل جنگ میں کامیابی کیلئے ثابت قدمی کی ضرورت ہوتی ہے اور ثابت قدمی حاصل ہوتی ہے ثابت قلبی یعنی دل کی مضبوطی سے اس لئے انہوں نے پہلے دل کی مضبوطی مانگی۔ پھر انہوں نے ثابت قدمی مانگی جس کا معنی ہے مضبوطی اور بہادری سے لڑنے کی توفیق۔ یہ معنی نہیں کہ پاؤں اپنی جگہ سے نہ ہٹیں۔ پھر آخر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت مانگی کیونکہ صرف دل کی مضبوطی اور جنگ میں بہادری سے بھی کام نہیں چلتا، جب تک اللہ تعالیٰ کی نصرت نہ ہو غلبہ نہیں ملتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے نصرت اور غلبے کی التجاء کی۔ (المستفاد من التفاسیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## نکتہ

دل شوق شہادت سے لبریز تھے، اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے شوق نے دل سے ہر کمزوری دور کر دی تھی۔ انسان کی کمزوری اس دنیا میں رہنے کا جذبہ ہے اس کمزوری میں بے شمار کمزوریاں چھپی ہوئی ہیں۔

پھر دشمن کے سامنے صف آراء ہو گئے تو یہ وقت دعاء کی قبولیت کا خاص لمحہ ہے۔ پاک اور شائق دل سے قبولیت کی گھڑی میں دعاء نکلی تو فوراً قبول ہو گئی اور اللہ پاک نے فتح عطاء فرما دی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## اسباق

1. مجاہدین کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع رکھنا چاہیے
2. جنگ شروع کرنے سے پہلے دعاء کرنی چاہیے۔
3. جب دشمن سامنے آئے تو اسکی طاقت سے مرعوب ہونے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی طاقت پر نظر رکھ کر اس کے سامنے آہ وزاری اور دعا کرنی چاہیے۔
4. جہادی تربیت میں تین باتوں کو مد نظر رکھا جائے:

(الف) ہمت کیسے بلند ہو تاکہ ثابت قلبی نصیب رہے۔ (ب) بہادری کیسے پیدا ہو، تاکہ ثابت قدمی حاصل ہو۔ (ج) ایسی نیت اور ایسے اعمال کا التزام ہو جن سے اللہ تعالیٰ کی نصرت نازل ہوتی ہے۔

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۵۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ۫ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ

پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مومنوں نے جالوت کے لشکروں کو شکست دی اور داؤد نے جالوت کو مار ڈالا اور اللہ تعالیٰ نے

الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ

سلطنت اور حکمت داؤد کو دی اور جو چاہا اسے کو سکھایا اور اگر اللہ تعالیٰ کا بعض کو بعض کے ذریعے سے دفع

النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ

کرا دینا نہ ہوتا تو زمین فساد سے پر ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ

فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾

جہان والوں پر مہربان ہے

### خلاصہ

(از حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ)

تین سو تیرہ آدمیوں میں حضرت داؤد علیہ السلام کے والد اور یہ (یعنی خود حضرت داؤد علیہ السلام) اور ان کے چھ بھائی تھے ان کو (یعنی حضرت داؤد علیہ اسلام) کو راہ میں تین پتھر ملے اور بولے ہم کو اٹھا لے جالوت کو ہم ماریں گے۔ جب مقابلہ ہوا جالوت خود باہر نکلا۔ (اور اس نے) کہا تم سب کو میں (اکیلا) کفایت (کافی) ہوں میرے سامنے آتے جاؤ۔ پیغمبر نے حضرت داؤد علیہ السلام کے والد کو بلایا کہ اپنے بیٹے مجھ کو دکھا اس نے چھ بیٹے دکھائے جو قد آور تھے حضرت داؤد کو نہ دکھایا وہ قد آور نہ تھے اور بکریاں چراتے تھے پیغمبر نے ان کو بلوایا اور پوچھا کہ تو جالوت کو مارے گا؟ انہوں نے کہا (جی ہاں) ماروں گا۔ پھر اس کے سامنے گئے وہ تینوں پتھر فلاخن میں رکھ کر مارے اس (جالوت) کا ماتھا کھلا تھا اور تمام بدن لوہے میں غرق تھا (پتھر) ماتھے کو لگے اور پیچھے نکل گئے۔ (موضح القرآن)

### فائدہ

بعد اس کے طالوت نے اپنی بیٹی ان (یعنی حضرت داؤد علیہ السلام) کو نکاح کر دی۔ بعد طالوت کے یہ بادشاہ ہوئے۔ (موضح القرآن)

### فائدہ

نادان لوگ کہتے ہیں لڑائی کرنا نبیوں کا کام نہیں۔ اس قصہ سے معلوم ہوا کہ جہاد ہمیشہ رہا ہے اور اگر جہاد نہ ہو تو مفسد لوگ ملک کو ویران کر دیں۔ (موضح القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## تفسیری اقوال

فهزموهم باذن الله اہل ایمان نے جالوت اور اس کے لشکر کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شکست دے دی۔

المعنیٰ ان اللہ تعالیٰ استجاب دعاءهم وافرغ الصبر عليهم وثبت اقدامهم ونصرهم على القوم الكافرين جالوت وجنوده وحقق بفضله ورحمته ظن من قال كم من فئة قليلة الخ

یعنی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی دعاء قبول فرمائی اور ان پر صبر واستقامت کی فراوانی فرمائی۔ اور ان کو بہادری اور مضبوطی عطاء فرمائی اور انہیں جالوت اور اس کے عساکر کافروں پر غلبہ عطاء فرمایا اور اس نے اپنے فضل اور اپنی رحمت سے ان لوگوں کے گمان کو سچا فرما دیا جنہوں نے کہا تھا کم من فئة الخ (تفسیر کبیر)

وقتل داؤد جالوت اور حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر دیا۔

❶ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما ان داؤد عليه السلام كان راعياً وله سبعة اخوة مع طالوت یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام چرواہے تھے اور ان کے سات بھائی طالوت کے لشکر میں شامل تھے۔ (تفسیر کبیر)

❷ هو ابن ايشا یعنی ان کے والد کا نام ایشا تھا۔ (القرطبی)

❸ عن وهب بن منبه قال لما برز طالوت لجالوت الخ وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب طالوت اور جالوت کا آمنا سامنا ہوا تو جالوت نے کہا اسے نکالو جو مجھ سے لڑے۔ اگر اس نے مجھے قتل کر دیا تو میرا ملک تمہارا اور اگر میں نے اسے قتل کر دیا تو تمہارا ملک میرا۔ طالوت کے پاس حضرت داؤد علیہ السلام کو لایا گیا طالوت نے ان سے معاہدہ کیا کہ اگر انہوں نے جالوت کو قتل کر دیا تو وہ اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیں گے اور اپنے مال میں انہیں اختیار دے دیں گے۔ پھر طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اسلحہ پہنانا چاہا تو انہوں نے ناپسند کیا اور فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلے میں میری نصرت نہ فرمائی تو یہ اسلحہ میرے کچھ کام نہیں آئے گا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام اپنا فلاخن اور لاٹھی اور کچھ پتھر لیکر جالوت کے مقابلے پر اترے تو جالوت نے کہا کیا تم مجھ سے لڑو گے؟ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: ہاں جالوت نے کہا تم پر ہلاکت ہو تم تو میرے مقابلے میں یوں فلاخن اور پتھر لیکر نکلے ہو جس طرح کتے کے مقابلے میں نکلا جاتا ہے میں آج تمہارے ٹکڑے کردوں گا اور تمہارا گوشت پرندوں اور درندوں کو کھلا دوں گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے دشمن کتے سے بھی بدتر ہو (اس کے بعد مقابلہ ہوا اور جالوت حضرت داؤد علیہ السلام کے پتھروں سے مارا گیا) (روح المعانی)

یہ واقعہ اسی طرح کی دیگر اسرائیلی روایات میں بھی کچھ کمی زیادتی کے ساتھ آیا ہے۔

❹ داؤد بن یسیٰ بن عوبید (۱۰۴۳ ق م تا ۹۶۳ ق م) ایک نبی پیغمبر برحق ہوئے ہیں قرآن مجید میں آپ کا ذکر سولہ مقام پر آیا ہے طالوت کی فوج میں محض ایک نوجوان کی حیثیت سے شامل تھے اس وقت تک نہ نبوت سے سرفراز ہوئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھے نہ ملک وسلطنت سے (ماجدی)

**واٰتٰہ اللّٰہ الملک والحکمۃ** اور اللہ تعالیٰ نے داؤد کو بادشاہت اور حکمت عطاء فرمائی۔ جامع خلاصہ اس عبارت میں ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نسل اسرائیلی کے دوسرے بادشاہ ہیں تاجدار اول طالوت تھے آپ علیہ السلام ان ہی کے داماد تھے طالوت جب مع اپنے بڑے فرزند کے میدان جنگ میں کام آ گئے (روح المعانی میں ہے کہ طالوت اپنے دس بیٹوں کے ساتھ جہاد میں نکلے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے) تو قبیلہ یہودا نے داؤد علیہ السلام کو اپنا بادشاہ منتخب کیا اور دو سال کی کشمکش کے بعد باقی قبیلوں نے بھی آپ ہی پر اتفاق کر لیا سات سال تک آپ نے اپنا پایہ تخت (یعنی دار الحکومت) حبرون (یعنی الخلیل) کو رکھا اس کے بعد یروشلم کو دشمنوں کے قبضہ سے نکال کر اسے دار السلطنت بنایا۔ آپ نے اپنے گردوپیش کے حکمرانوں کو مسخر ومغلوب کیا اور اپنے حدود سلطنت کو خوب وسیع کیا آپ کا عہد حکومت تاریخ اسرائیل میں فتوحات اور حسن انتظام دونوں کے لئے یادگار ہے۔ (تفسیر ماجدی)

**الحکمۃ:**

حکمت سے مراد نبوت ہے جو حکمت کا بلند ترین مقام ہے۔ (تفسیر ماجدی)

۲ **فاجتمع الملک والنبوۃ فیہ** یعنی حضرت داؤد علیہ السلام میں بادشاہت اور نبوت دونوں جمع ہو گئیں حالانکہ آپ سے پہلے بنی اسرائیل میں یہ دونوں الگ الگ ہوتی تھیں (تفسیر کبیر)

**ولم یجتمع الملک والنبوۃ لا حد قبلہ بل کانت النبوۃ فی سبط والملک فی سبط** (روح المعانی)

**وعلمہ مما یشاء** اور اللہ تعالیٰ نے انہیں سکھایا جو کچھ چاہا۔

۱ **کصنعۃ اللبوس ومنطق الطیر وکلام الدواب** یعنی زرہیں بنانے کا فن، پرندوں کی بولی اور جانوروں کی زبان وغیرہ (روح المعانی)

۲ **ففیہ وجوہ الخ** اس میں کئی اقوال ہیں۔ زرہیں وغیرہ بنانا سکھایا جیسا کہ قرآن پاک کی کئی آیات میں ہے۔ پرندوں اور چیونٹیوں کی بولی سکھائی، دینی اور حکومتی معاملات کی سمجھ عطاء فرمائی، کیونکہ وہ خاندانی طور پر بادشاہ نہیں چڑھا ہے تھے۔ علم دین سکھایا کیونکہ وہ لوگوں پر حاکم تھے چنانچہ ان کو فیصلے وغیرہ کرنے کا طریقہ سکھانا ضروری تھا۔ خوبصورت آواز دی اور دلکش لہجے سکھائے۔ امام رازی یہ پانچ اقوال ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

**ولا یبعد حمل اللفظ علی الکل.** یعنی ان الفاظ **علمہ مما یشاء** سے یہ تمام معانی مراد لئے جا سکتے ہیں (تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض اور اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض لوگوں کے ذریعے دفع نہ کرتا رہتا تو زمین پر فساد برپا ہو جاتا۔

❶ وقال ابن عباس ولولا دفع الله العدو بجنود المسلمين لغلب المشركون فقتلوا المومنين و خربو البلاد والمساجد یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں (آیت کا مطلب یہ ہے کہ) اگر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لشکروں کے ذریعے دشمن کو دفع نہ فرماتا رہے تو مشرکین غالب آ کر مسلمانوں کو قتل کر دیں اور ان کے شہروں اور مسجدوں کو تباہ و ویران کر دیں (القرطبی)

❷ ای لولا یدفع عن قوم بآخرین کما دفع عن بنی اسرائیل لمقاتلة طالوت وشجاعة داؤد لهلكوا۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ بعض قوموں سے بعض کو دفع نہ فرماتا رہے جیسا کہ اس نے بنی اسرائیل سے طالوت کے جہاد اور حضرت داؤد کی بہادری کے ذریعے دشمن کو دفع فرمایا تو لوگ ہلاک ہو جائیں۔ (ابن کثیر)

❸ لفسدت الارض بغلبة المشركين وقتل المسلمين وتخريب المساجد. یعنی اگر (جہاد کا سلسلہ نہ ہو) تو زمین میں فساد برپا ہو جائے وہ اس طرح کہ مشرکین غالب آ جائیں، مسلمان شہید کیے جائیں اور مساجد ویران کر دی جائیں (جلالین)

ثابت ہوا کہ زمین پر کفر و شرک کا اقتدار ہی اصل فساد ہے۔

❹ اس سے معلوم ہو گیا کہ حکم جہاد ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے اور اس میں بڑی رحمت اور احسان ہے نادان کہتے ہیں کہ لڑائی نبیوں کا کام نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

❺ دنیا میں اگر لڑائی کا سلسلہ بند ہو جاتا تو تمام کرہ ارضی شر و فساد کا گھر بن جاتا مگر اللہ تعالیٰ کو ابھی اس کا باقی رکھنا منظور ہے اس لئے کفر و ارباب کفر کی باطل پرستانہ سعی و کوشش کو فنا کرنے کے لئے سرفروشوں کو کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ (تفسیر الفرقان)

ولكن الله ذو فضل على العلمين لیکن اللہ تعالیٰ تو جہان والوں پر بڑا فضل رکھنے والا ہے۔

❶ يدفع عنهم ببعضهم بعضا کہ وہ بعض کو بعض کے ذریعے دفع کر کے اپنا فضل فرماتا ہے۔ (ابن کثیر)

## فائدہ

بنی اسرائیل ہلاکت اور تباہی کے آخری کنارے پر پہنچ چکے تھے اللہ پاک نے جہاد کے ذریعے دشمن کو شکست دی اور بنی اسرائیل میں نبوت، حکومت، علم اور ترقی کی برکتیں جاری فرما دیں۔ پس جہاد کا یہ سلسلہ زمین کو فساد سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جاری فرما دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جہاد رحمت ہے فساد نہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بندوں پر خاص فضل ہے۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے: رسالہ جہاد رحمت یا فساد۔

## نکتہ

ممکن ہے کوئی حیران ہو کہ اتنا طاقتور دشمن اتنی معمولی سی لڑائی سے کیسے ختم ہو گیا؟ جواب یہ ہے کہ جب اہل ایمان ''فدائی جذبے'' سے سرشار ہوں تو انکی قوت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے اور ان کے حوصلوں کی بلندی کا نفسیاتی اثر مد مقابل پر پڑتا ہے اور اس پر خوف طاری کر دیتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حدیبیہ کے موقع پر اپنے صحابہ کرام سے موت کی بیعت لی اور یہ چھوٹا سا لشکر اللہ تعالیٰ کو جان دینے کے پکے جذبے سے سرشار ہو گیا تو مشرکین مکہ پر رعب طاری ہو گیا اور اپنا علاقہ ہونے کے باوجود وہ مسلمانوں کا کچھ نہ بگاڑ سکے بلکہ صلح پر آمادہ ہوئے۔ فتح مکہ کے موقع پر مسلمانوں کے جذبات اور حوصلے اتنے بلند تھے کہ عرب کے جنگجو مشرک جو لڑائی کے شوقین اور ماہر تھے مقابلے پر اتر ہی نہ سکے، دراصل مسلمانوں کے فدائی جذبے نے مشرکین کے حوصلے ختم کر کے رکھ دیئے تھے۔

یہی صورتحال اس جنگ میں نظر آرہی ہے طالوت کے ساتھ تین سو تیرہ کا یہ لشکر آزمائشوں سے گذر کر کندن بن چکا تھا اور لقاء اللہ یعنی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے سچے شوق نے انہیں ایسی قوت بنا دیا تھا جس کے مقابلے میں ٹھہرنا تو درکنار دشمنوں کی رہی سہی ہمت نے بھی جواب دے دیا۔ اصل بات یہی ہے کہ جنگ ایمان اور حوصلے سے لڑی جاتی ہے باقی چیزوں کا درجہ ثانوی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

## اسباق

1. دشمنوں پر جلدی فتح پانے کے لئے کفر کے سرداروں کو نشانہ بنایا جائے۔
2. جہاد میں آنے والے نوجوانوں کی قدر دانی اور حوصلہ افزائی کی جائے۔
3. جہاد کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل سمجھا جائے۔
4. امیر جہاد اپنے بہادر مجاہدین کو انعامات اور قرب سے نوازے۔

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ البقرۃ مدنیۃ آیت ۲۵۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۲۵۲

یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں ہم تمھیں ٹھیک طور پر پڑھ کر سناتے ہیں اور بے شک تو ہمارے رسولوں میں سے ہے

## خلاصہ

یہ تمام واقعات اللہ تعالیٰ کی محکم آیات میں آپ کو ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنائے جا رہے ہیں۔ اور آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ہیں۔ (پس آپ کو بھی جہاد کے ذریعہ اسی طرح اپنے طاقتور دشمنوں پر غلبہ ملے گا اور دنیا بھر کے لوگ قرآن پاک کی حقانیت اور آپکی رسالت پر ایمان لائیں گے)۔

**تلك آيات الله** یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں۔

اشارة الى ماسلف من حديث الالوف وموتهم واحيائهم وتمليك طالوت واظهاره بالاية واهلاك الجبابرة على يد صبى: **تلك** میں اشارہ ہے ان واقعات کی طرف جو پیچھے گذرے ہیں۔ ہزاروں افراد کا موت سے بچنے کے لئے نکلنا ان کا مرجانا، پھر زندہ کیا جانا، طالوت کا بادشاہ بننا، اسکی بادشاہت کے لئے نشانی کا ظاہر ہونا اور طاقتور دشمن کا بچے کے ہاتھ سے ہلاک ہونا۔ (روح المعانی)

## ربط

❶ (اے نبی) آپکی ضروریات پوری کرنے کے لئے یہ قصہ سنایا جاتا ہے آپ کے لئے بھی اسی طرح سلطنت قائم کردی جائے گی جس طرح بنی اسرائیل کے لئے قائم کردی گئی گویا اس آیت میں سلطنت کے عطا ہونے کا وعدہ ہے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

❷ یہ تمام قصہ اس لئے بیان کیا گیا تھا کہ جس طرح بنی اسرائیل نے اپنی حکومت قائم کی ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پیش گوئی کی گئی ہے کہ آپ کو بھی مخالفین ومعاندین اسلام سے جنگ کرنا پڑے گی انجام کار آپ غالب رہیں گے اور آپ کو امت مسلمہ کے بقاء وقیام کے لئے سلطنت قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی، اس لئے آپکی آئندہ ضروریات کو پیش نظر رکھ کر یہ قصہ اس وقت بیان کیا جاتا ہے اور اس قصہ میں ان تمام سیاسی امور کی تعلیم دی گئی ہے جو قیام حکومت میں پیش آئیں گے اور آپ آسانی سے انکی بناء پر تنظیم مملکت کرسکیں گے حضرت داؤد علیہ السلام انبیاء مرسلین میں سے تھے ان کو جہانگیری وجہانداری کے علوم نوازش کیے گئے آپ بھی نبی مرسل ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ان نوازش ہائے گوناگوں سے آپ بھی سرفراز کیے جائیں۔ (تفسیر الفرقان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## نکتہ

غزوۂ بدر میں جہادِ طالوت جیسے واقعات کچھ ہی عرصہ بعد پیش آ گئے۔ کم تعداد اور بے سروسامان مسلمانوں نے مشرکین کے مسلح لشکر کو شکست دی اور ابوجہل جیسا جنگجو بہادر بچوں کے ہاتھوں پچھاڑا گیا (واللہ اعلم بالصواب)

## دعاء

یا اللہ ہم مسلمانوں کو اس قصہ سے سبق لیکر متحد ہونے اور جہاد کرنے کی توفیق عطاء فرما ہمیں بھی جہاد کا اہل شرعی امیر عطاء فرما۔ ہمارے بکھرے ہوئے شیرازے کو مجتمع فرما اور ہمیں فتح اور برکات عطاء فرما۔

آمیــــن یـــــارب المستضعفین

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ البقرۃ مدنیۃ — آیت ٢٦١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ

ان لوگوں کی مثال جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں ایسی ہے کہ جیسے

اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ

ایک دانہ کہ اگائے سات بالیں ہر بال میں سو سو دانے اور اللہ تعالیٰ

يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦١﴾

جس کے واسطے چاہے بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا جاننے والا ہے

## خلاصہ

1. جہاد میں مال خرچ کرنا بہت اجر و ثواب اور برکت کا ذریعہ ہے۔
2. جہاد میں خرچ کیے گئے مال کو اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے۔ اور خوب بڑھا چڑھا کر اس کا اجر عطا فرماتا ہے۔

## ربط

لما قص الله سبحانه مافيه من البراهين حث على الجهاد واعلم ان من جاهد بعد هذا البرهان الذي لايأتي به الا نبي فله في جهاده الثواب العظيم.

پچھلی آیات میں جب اللہ تعالیٰ نے وہ قصے ذکر فرمائے جن میں دلائل ہیں (مردوں کے دوبارہ زندہ ہونے پر) تو اب ان آیات میں جہاد کی ترغیب دی جو شخص ان دلائل کو جنہیں نبی کے سوا کوئی بیان نہیں کر سکتا سنکر جہاد میں جائے گا تو اسے اپنے جہاد پر ثواب عظیم ملے گا۔ (القرطبی)

یعنی پچھلی آیات میں یہ بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے تو اس کے فوراً بعد جہاد کی ترغیب دی گئی اور اس میں خرچ کرنے کا اجر عظیم بتایا گیا۔ تاکہ جہاد کے ذریعے انسان اپنی آئندہ زندگی کو کامیاب بنا سکے اور جہاد میں خرچ کر کے آخرت کی زندگی کے لئے ذخیرہ جمع کر سکے۔ اس میں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ جہاد میں ظاہری طور پر موت اور ہلاکت نظر آتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں زندگی رکھی ہے بے شک زندگی اور موت کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جہاد میں لگایا ہوا مال بظاہر خرچ ہو جاتا ہے مگر حقیقت میں وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔

(واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## شان نزول

❶ روی ان هذه الایة نزلت فی شان عثمان بن عفان وعبدالرحمن بن عوف وذلك الخ:
روایت یہ ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی اور وہ اس طرح کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں تشریف لے جانے لگے تو آپ نے مسلمانوں کو خرچ کرنے کی ترغیب دی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف چار ہزار درہم لائے اور عرض کیا یارسول اللہ میرے پاس کل آٹھ ہزار تھے چار ہزار میں نے اپنے اور گھر والوں کے لئے رکھ لئے اور چار ہزار اپنے رب کو قرضہ دے رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اس میں جو تم نے رکھا ہے اور اس میں جو تم نے دیا ہے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہر اس مجاہد کا سامان میرے ذمے ہے جس کے پاس سامان نہیں ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (القرطبی)

❷ وقال مکحول :یعنی به الانفاق فی الجهاد من رباط الخیل واعداد السلاح وغیر ذلك۔
کہ اس آیت میں وہ مال مراد ہے جو جہاد میں خرچ کیا جائے گھوڑے اور اسلحہ وغیرہ برابر کرنے کے لئے۔ (ابن کثیر)

❸ عن ابن عباس الجهاد والحج یضعف الدرهم فیهما الی سبعما ئة ضعف ولهذاقال تعالیٰ کمثل حبة الآیة۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جہاد اور حج میں خرچ کیا ہوا درہم سات سو گنا بڑھ جاتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کمثل حبة (یعنی یہی آیت تلاوت فرمائی) (تفسیر ابن کثیر)

❹ بعض مفسرین نے اس آیت میں فی سبیل اللہ سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت والے ہر کام میں خرچ کرنا مراد لیا ہے اس پر علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں
وسبل الله کثیرة واعظمها الجهاد لتکون کلمة الله هی العلیا یعنی اللہ کے راستے بہت سے ہیں اور ان میں سے سب سے بڑا جہاد ہے جو اس لئے لڑا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو جائے (القرطبی)
واعظمها واعناها الجهاد لاعلاء کلمة الله وقیل المراد بسبیل الله هنا الجهاد خاصة (البحر المحیط)

## فائدہ

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں وہ احادیث جمع فرمائی ہیں جن میں جہاد میں خرچ کرنے پر سات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سو گنا اضافے کا بیان ہے۔ان احادیث سے بھی اس بات کی ترجیح معلوم ہوتی ہے کہ آیت کا زیادہ تعلق جہاد ہی کے ساتھ ہے۔(واللہ تعالیٰ اعلم)

**فائدہ**

مگر قرآن حکیم بتاتا ہے کہ ایک مسلم قانت جہاد فی سبیل اللہ کے لئے دیتا ہے تو وہ سات سو گنا بڑھتا ہے اور اس سے زیادہ کی حد نہیں صحابہ کرام نے اس وعدہ کو دیکھ لیا کہ سینکڑوں خرچ کر کے کروڑوں کے مالک بن گئے (تفسیر الفرقان)

**فائدہ**

اس آیت کی تفسیر میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں وعن معاذ بن جبل رضی الله عنه ان الغزاة المنفقين قد خبأالله تعالیٰ لهم من خزائن رحمته ماينقطع عنه علم العباد (روح المعانی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین کے لئے جو جہاد میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اپنی رحمت کے ایسے خزانے چھپا رکھے ہیں جن کا احاطہ بندوں کا علم نہیں کر سکتا۔

**دعاء**

یا اللہ آپ نے حضرات صحابہ کرام کو توفیق عطاء فرمائی تو انہوں نے جہاد فی سبیل اللہ میں دل کھول کر مال خرچ کیا اور آپ کو راضی کیا یا اللہ ہمیں بھی بخل اور ناجائز ذخیرہ اندوزی سے بچا کر زیادہ سے زیادہ اپنا مال جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنے کی توفیق عطاء فرما۔

آمین یا ذا القوۃ المتین

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورة البقرة مدنية — آیت ۲۶۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ

جو لوگ اپنے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد

مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ

نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں انہیں کیلئے اپنے رب کے ہاں ثواب ہے اور ان پر

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾

نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

## خلاصہ

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اخلاص اور خوشدلی سے مال خرچ کرتے ہیں اور خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ ایذاء پہنچاتے ہیں وہ اجر و ثواب کے مستحق اور خوف اور غم سے محفوظ ہیں۔

## شانِ نزول

قيل انها نزلت في عثمان بن عفان رضي الله تعالىٰ عنه الخ

روایت ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ تبوک کے وقت ایک ہزار دینار لا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیئے میں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں اپنے ہاتھ ڈال کر انہیں الٹتے پلٹتے تھے اور فرماتے تھے۔ آج کے بعد ابن عفان کو کوئی عمل نقصان نہیں پہنچا سکتا اے میرے پروردگار آج کے دن کو عثمان کیلئے یاد رکھئے اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ اٹھا کر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے میرے رب میں عثمان سے راضی ہوں آپ ان سے راضی ہو جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر دعا کرتے رہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی تو یہ آیت نازل ہوئی الذين ينفقون اموالهم الآية (تفسیر القرطبی)

تفسیر روح المعانی میں بھی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت اسی آیت کی تفسیر میں بطور شان نزول مذکور ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سورۃ البقرۃ مدنیۃ — آیت ۲۷۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا

خیرات ان حاجت مندوں کیلئے ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں رکے ہوئے ہیں ملک میں

فِى الْاَرْضِ ۡ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ

چل پھر نہیں سکتے ناواقف ان کے سوال نہ کرنے سے انہیں مالدار سمجھتا ہے تو ان کے چہرے سے

بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ

پہچان سکتا ہے لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے اور جو کام کی چیز تم خرچ کرو گے

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾

بے شک وہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے

### خلاصہ

اور اپنا مال خرچ کرو ان ضرورت مند لوگوں پر جو جہاد وغیرہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے مال کمانے کے لئے چل پھر نہیں سکتے۔ چونکہ وہ لوگوں سے نہیں مانگتے اس لئے انجان لوگ انہیں مالدار سمجھتے ہیں۔ اے مسلمانو! تم انہیں ان کے چہروں سے پہچان لو گے وہ بھیک مانگتے نہیں پھرتے، اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔

### تفسیری اقوال

❶ وهم اهل الصفة رضى الله تعالىٰ عنهم قاله ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنه ومحمد بن كعب القرظي. وكانوا نحوا من ثلثمائة ويزيدون وينقصون من فقراء المهاجرين يسكنون سقيفة المسجد يستغرقون أوقاتهم بالتعلم والجهاد وكانوا يخرجون فى كل سرية يبعثها رسول الله صلى الله عليه وسلم. یعنی یہ حضرات اہل صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور محمد بن کعب کا قول ہے۔ یہ حضرات فقراء مہاجرین میں سے تین سو کے لگ بھگ تھے انکی تعداد میں کمی زیادتی ہوتی رہتی تھی یہ حضرات مسجد میں چبوترے پر رہتے تھے ان کا سارا وقت علم سیکھنے اور جہاد کرنے میں گزرتا تھا اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے ہر سریہ (جنگی مہم) میں نکلتے تھے (روح المعانی)

حبسوا انفسهم على الجهاد (جلالین)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❷ وعن سعید بن جبیر هم قوم اصابتهم الجراحات فی سبیل اللہ تعالیٰ فصاروا زمنی. حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جو جہاد میں زخمی ہونے کی وجہ سے معذور ہو گئے تھے (روح المعانی)

❸ حبسوا انفسهم عن التصرف فی معایشهم خوف العدو اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو دشمنوں کے خوف سے روزی وغیرہ نہیں کما سکتے۔ (القرطبی)

❹ وکانوا من المهاجرین الذین یقاتلون مع رسول اللہ غیر مرضی ولا عمیان. یہ وہ مہاجرین حضرات تھے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کیا کرتے تھے ان کو بیماری یا اندھے پن وغیرہ کا کوئی عذر نہیں تھا (قرطبی) یعنی صحتمند تھے خود کما سکتے تھے مگر جہاد میں مشغولیت کی وجہ سے نہیں کماتے تھے ایسے افراد پر مال خرچ کرنا بہت بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے۔

❺ وقال قتادة حبسوا انفسهم للغزو و منعهم الفقر من الغزو قتادہ فرماتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو جہاد کے لئے وقف کر دیا اور پھر فقر فاقہ نے انہیں جہاد سے روک دیا (البحر المحیط)

## فائدہ

جہاد جیسے اہم اور ضروری کام کو جاری رکھنے کے لئے کچھ افراد خود کو بالکل وقف کر دیں اور باقی مسلمان بن مانگے ان کی دیکھ بھال کریں اور انکی ضروریات کو پورا کرنے میں مال خرچ کریں۔ یوں جہاد کو قوت ملے گی اور مسلمان مضبوط ہونگے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

## دعاء

یا اللہ امت مسلمہ پر رحم فرما اور اس میں قرآن پاک کے یہ احکامات زندہ فرما اور جہاد کی قرآنی ترتیب امت مسلمہ میں جاری فرما۔

آمین یا ارحم الراحمین

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ البَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۲۸۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا

اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت کے سوا تکلیف نہیں دیتا نیکی کا فائدہ بھی اسی کو ہوگا اور برائی کی زد بھی

اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا

اسی پر پڑے گی اے رب ہمارے! اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کریں تو ہمیں نہ پکڑ اے رب ہمارے!

تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا

اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر رکھا تھا

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا

اے رب ہمارے! اور ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھوا جس کی ہمیں طاقت نہیں اور ہمیں معاف کردے اور ہمیں بخش دے

وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا کارساز ہے کافروں کے مقابلہ میں تو ہماری مدد کر

### خلاصہ

اے ہمارے مولیٰ ہمیں کافروں پر غلبہ عطاء فرمائیے یا اللہ آپ ہی ہمارے یار و مددگار ہیں۔

### تفسیری اقوال

❶ ای الاعداء فی الدین المحاربین لنا یعنی ہمیں اپنے دین کے ان دشمنوں پر غلبہ عطاء فرما جو ہم سے جنگ کرتے ہیں (روح المعانی)

❷ فمن حق المولیٰ ان ینصر عبیده، یعنی مولیٰ کا حق ہے کہ وہ اپنے غلاموں کی مدد فرمائے (پس آپ مولیٰ ہیں اور ہم غلام آپ ہماری نصرت فرمائیے) (کشاف)

❸ باقامة الحجة والغلبة فی قتالهم فان من شان المولی ان ینصر موالیه علی الأعداء. ہماری نصرت فرمائیے کافروں پر ہماری دلیل کو مضبوط فرما کر اور جہاد میں ان پر غالب فرما کر بے شک مولی کی شان ہے کہ وہ اپنے موالی کو دشمنوں پر غلبہ دیتا ہے (جلالین)

❹ ای اظهرنا علیهم بما تحدث فی قلوبنا من الجرأة والقوة وفی قلوبهم من الخور والجبن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی ہمیں ان کافروں پر غالب کر دیجئے اس طرح کہ ہمارے دلوں میں جرأت اور قوت ڈال دیجئے اور ان کے دلوں میں کمزوری اور بزدلی ڈال دیجئے۔ (البحر المحیط)

### فائدہ

سورۃ بقرہ سنام القرآن ہے اس میں اسلام کے تمام اہم عقائد اور احکامات تفصیل سے بیان فرمائے گئے ہیں۔ اب مسلمانوں کے لئے ان تمام احکامات پر عمل کرنا تبھی پوری طرح ممکن ہے جب انہیں اپنے دشمنوں پر غلبہ نصیب ہو۔ چنانچہ سورت کا اختتام اسی جامع دعاء پر کیا گیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

### فائدہ

اس سورۃ میں مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کے ظاہری و باطنی انعامات کا تذکرہ ہے اور نعمتوں کے بقاء کی صورت کافروں پر غلبہ ہے ورنہ وہ تو مسلمانوں کو مرتد بنانے پر تلے رہتے ہیں اور کافروں پر غلبہ جہاد کے ذریعہ ہوتا ہے۔ گویا سورۃ کے آخر میں پھر جہاد کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

### فائدہ

اس حسن خاتمہ کے قربان جایئے جس میں اسلام کے انتہائی نصب العین اور غایت الغایات کو نہایت ہی واضح اور روشن الفاظ میں بیان کر دیا کہ فرزندان توحید دنیا کی تمام اقوام و ملل اور مذاہب و ادیان پر حاکم بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اور شہداء علی الناس اسی صورت میں بن سکتے ہیں جبکہ اس قانون پر عمل کریں جو رسول عربی کی معرفت انہیں نوازش کیا گیا ہے۔ صبر و استقامت، عزم و استقلال اور ولولہ دینی و حب مذہبی اپنے اندر پیدا کریں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ہمیشہ تیار رہیں اور اللہ تعالیٰ سے فتح و کامرانی کی دعاء مانگیں۔ (تفسیر الفرقان)

### نکتہ

یہ دعاء سکھا کر یہ بات یاد دلائی جا رہی ہے کہ اس بات کی محنت کرنا کہ دنیا بھر میں اللہ تعالیٰ کا دین اور کلمہ بلند ہو اور کفر و شرک کی طاقت مغلوب ہو جائے یہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ ظاہر بات ہے یہ کام آسان نہیں بہت مشکل ہے تو اس کے لئے نصرت مانگنے اور غلبہ پانے کی دعاء سکھلا دی۔ قرآن پاک کی اتنی اہم سورۃ کی اتنی اہم آخری آیت میں یہ دعاء یاد کرائی گئی کہ یا اللہ تعالیٰ ہمیں جہاد میں فتح و نصرت عطاء فرما کر کافروں پر غلبہ دیجئے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

### دعاء

واعف عنا، واغفرلنا، وارحمنا، انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین۔

آمین یا ارحم الراحمین

٢٦ / ذو الحجہ ١٤٢٦ھ بمطابق ٢٧/ جنوری ٢٠٠٦ء
یوم الجمعۃ بعد صلوٰۃ الظہر۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورة

# آل عمران

مدنية

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# ابتدائیہ

اس تالیف میں ’’سورۃ آل عمران‘‘ کی درج ذیل
باسٹھ آیات کے مضامین جہاد کو بیان کیا گیا ہے:

آیت ۱۲ | آیت ۱۳ | آیت ۲۸

آیات ۱۱۰ تا ۱۱۲ | آیات ۱۱۸ تا ۱۲۹ | آیات ۱۳۹ تا ۱۷۵ | آیات ۱۹۴ تا ۲۰۰

اور درج ذیل اٹھارہ آیات میں مضامین
جہاد کی طرف اشارات موجود ہیں:

۱۴ | ۱۵ | ۱۹ | ۲۶ | ۲۷ | ۵۵ | ۵۶ | ۸۱

۱۰۰ تا ۱۰۴ | ۱۳۰ تا ۱۳۴

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## باسٹھ آیات میں مضامین جہاد کا خلاصہ

آیت (۱۲)-اسلام کے دشمن کافروں کو بتا دیا جائے کہ تم دنیا میں عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے اور آخرت میں جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے۔

آیت (۱۳)-فتح کثرت سے نہیں اللہ تعالیٰ کی مدد سے ملتی ہے جیسا کہ غزوۂ بدر میں ہوا، غزوۂ بدر میں بہت رہنمائی ہے۔

آیت (۲۸)-مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں، جو کافروں سے یاری رکھے گا اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔

آیت (۱۱۰)-یہ امت "خیر امت" ہے اس لئے کہ جہاد کرتی ہے۔

آیت (۱۱۱)-مسلمانوں نے اگر "خیر امت" ہونے کی شرط پوری کی تو یہود و نصاریٰ ان کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکیں گے۔

آیت (۱۱۲)-یہودیوں پر ذلت اور پستی مسلط کر دی گئی ہے۔

آیت (۱۱۸)-اے ایمان والو! کافروں کو اپنا ہمراز اور خصوصی دوست نہ بناؤ۔ وہ ہرگز مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہیں۔

آیت (۱۱۹)-کافروں سے مسلمانوں کی دوستی ہمیشہ یک طرفہ ہوتی ہے تم تو ان سے یاری کر لیتے ہو مگر وہ کبھی تمہیں دل سے دوست نہیں سمجھتے۔

آیت (۱۲۰)-کافروں کی خوشی اسی میں ہے کہ تمہارا نقصان ہو، ان کے شر سے بچنے کا طریقہ جہاد میں استقامت اور تقویٰ ہے نہ کہ ان سے یاری کرنا۔

آیت (۱۲۱)-غزوۂ احد میں مسلمانوں کی کمان خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ (غزوۂ احد)

آیت (۱۲۲)-انصار مدینہ کے دو قبیلوں کو اللہ تعالیٰ نے بزدلی اور پسپائی سے بچا لیا۔

آیت (۱۲۳)-غزوۂ بدر کے دن تم کمزور تھے مگر اللہ تعالیٰ نے نصرت فرمائی تو فتح ملی، اس لئے اللہ تعالیٰ سے معاملہ درست رکھو۔

آیت (۱۲۴)-غزوۂ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مجاہدین کو اللہ تعالیٰ کی مدد کی خوشخبری سنائی۔ یعنی تین ہزار فرشتے۔

آیت (۱۲۵)-پھر پانچ ہزار فرشتوں کی خوشخبری آئی، اگر دشمنوں کو کمک پہنچ گئی۔

آیت (۱۲۶)-فرشتوں کا نزول بطور بشارت تھا اصل تو اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد ہے کہ صرف اسی سے غلبہ نصیب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے۔

آیت (۱۲۷)- یہ سب اس لئے ہے تا کہ کفر اور باطل کا زور ٹوٹ جائے۔

آیت (۱۲۸)- مسلمانوں کے خلاف لڑنے والے "کفار" کی توبہ قبول کرنا یا انہیں عذاب دینا یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

آیت (۱۲۹)- تم جہاد کرو اور مخالفین کی توبہ اور عذاب کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو۔

آیت (۱۳۹)- اگر ایمان محفوظ ہے تو تم ہی غالب ہو۔

آیت (۱۴۰)- غزوۂ احد میں جو کچھ ہوا اس میں بہت حکمتیں تھیں مثلاً ایمان والے ممتاز ہو گئے اور بہت سے افراد کو شہادت نصیب ہو گئی۔

آیت (۱۴۱)- غزوۂ احد میں جو کچھ ہوا اس کا مقصد مسلمانوں کو پاک کرنا اور کافروں کو مٹانا تھا۔

آیت (۱۴۲)- جنت کے اعلیٰ مقامات چاہتے ہو تو جہاد اور صبر کو لازم پکڑو۔

آیت (۱۴۳)- تم تو شہادت کی تمنا رکھتے تھے اب یہ پسپائی کیسی؟

آیت (۱۴۴)- بڑے سے بڑا حادثہ بھی ہو جائے تو دین اور جہاد کو نہ چھوڑو۔

آیت (۱۴۵)- موت کا وقت مقرر ہے۔ جہاد میں جانے یا نہ جانے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

آیت (۱۴۶)- انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مل کر بہت سے اللہ والوں نے جہاد میں خوب استقامت دکھائی اے خیر امت ان سے سبق لو۔

آیت (۱۴۷)- وہ جنگ کے سخت حالات میں بھی استغفار اور دعاء کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہی سے جڑے رہے۔

آیت (۱۴۸)- ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا، آخرت کا بدلہ بھی دیا اور اپنی محبت بھی

آیت (۱۴۹)- تم نے اگر دین اور جہاد کے خلاف کافروں کی باتیں مانیں تو بہت نقصان اٹھاؤ گے۔

آیت (۱۵۰)- کافروں کی نہیں اللہ تعالیٰ کی مدد پر بھروسہ رکھو وہ ایمان والوں کا مولیٰ اور بہترین مددگار ہے۔

آیت (۱۵۱)- اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں میں ایمان والوں کا رعب ڈال دیتا ہے۔

آیت (۱۵۲)- غزوۂ احد میں بھی اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنی نصرت کا وعدہ پورا فرمایا مگر پھر تم سے غلطی ہوئی۔ جسکی وجہ سے شکست آئی، اب اللہ پاک نے تمہیں معاف فرما دیا ہے۔

آیت (۱۵۳)- تم پر اس دن غموں کی بوچھاڑ ہوئی تا کہ آئندہ اطاعت رسول میں مضبوط ہو جاؤ۔

آیت (۱۵۴)- احد کے مشکل لمحات میں ایمان والے اونگھ رہے تھے اور سکون پا رہے تھے، جبکہ منافق پریشان تھے اور واویلا کر رہے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آیت (۱۵۵)-احد کے دن جن مسلمانوں سے غلطی ہوئی اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا ہے۔

آیت (۱۵۶)-اے مسلمانو! کافروں اور منافقوں جیسی یہ باتیں نہ کرو کہ جہاد میں موت ہے اور فلاں لوگ جہاد میں نہ جاتے تو بچ جاتے۔

آیت (۱۵۷)-جہاد میں شہید ہونا یا مرنا انسان کو اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت کا مستحق بناتا ہے۔

آیت (۱۵۸)-سب نے اللہ تعالیٰ کے حضور ضرور پیش ہونا ہے۔

آیت (۱۵۹)-آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ آپ اپنے رفقاء کے لئے نرم دل نرم مزاج ہیں احد کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شفقت ان پر قائم رہی۔

آیت (۱۶۰)-اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کرو فتح اسی کی نصرت سے مل سکتی ہے۔

آیت (۱۶۱)-نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم "امین" ہیں اور مال غنیمت میں خیانت بڑا گناہ ہے۔

آیت (۱۶۲)-وہی شخص اسلامی خدمت کرنے کے قابل ہے جو قانون الٰہی پورا کرنے کے لئے اپنے مقاصد کو مؤخر کر سکتا ہو۔

آیت (۱۶۳)-لوگوں کے اللہ تعالیٰ کے یہاں مختلف درجے ہیں۔

آیت (۱۶۴)-جماعت اور مجاہدین کے لئے چار نکاتی نصاب تلاوت، تزکیہ، تعلیم کتاب، تعلیم حکمت

آیت (۱۶۵)-غزوۂ احد میں جو تکلیف آئی تمہاری اپنی وجہ سے آئی۔

آیت (۱۶۶)-غزوۂ احد میں جو کچھ ہوا وہ مقدر تھا اور ایمان والوں کو ممتاز کرنے کے لئے تھا۔

آیت (۱۶۷)-غزوۂ احد کے دن چھپے ہوئے منافقوں کا بھی پتا چل گیا جب انہیں جہاد کے لئے بلایا گیا تو وہ نہ آئے۔

آیت (۱۶۸)-وہ منافقین دوسروں کو بھی جہاد سے روکتے رہے اور ڈراتے رہے کہ جہاد میں موت ہے ان کو بتایا جائے کہ تم بھی مر جاؤ گے۔

آیت (۱۶۹)-شہداء کو مردہ گمان نہ کرو وہ زندہ ہیں کھاتے پیتے ہیں۔

آیت (۱۷۰)-وہ بہت خوش ہیں اپنی حالت پر بھی اور اپنے پیچھے جہاد کرنے والوں کے مستقبل پر بھی۔

آیت (۱۷۱)-وہ اجر بھی پا رہے ہیں اور مزید نوازشات کے مزے بھی لوٹ رہے ہیں۔

آیت (۱۷۲)-جو حضرات زخمی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مان کر جہاد میں نکلے ان کے لئے اجر عظیم ہے۔ (غزوۂ حمراء الاسد)

آیت (۱۷۳)-ان حضرات کو دشمن کی طاقت سے ڈرایا گیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کا سہارا پکڑ لیا اور نہ ڈرے

آیت (۱۷۴)-یہ مجاہدین اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی نعمتوں سے سرفراز ہو کر صحیح سالم واپس آ گئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آیت (۱۷۵)- جو مسلمانوں کو کافروں سے ڈراتا ہے وہ شیطان ہے۔ تم اسکی نہ مانو۔

آیت (۱۹۴)- دشمنوں کے مقابلے میں نصرت اور آخرت میں جنت کی دعاء

آیت (۱۹۵)- دعاء قبول ہوگئی مگر گھر بار اور جان ومال کی قربانی دینی ہوگی۔

آیت (۱۹۶)- کافروں کی ظاہری ترقی سے مغالطے میں نہ پڑو۔

آیت (۱۹۷)- یہ چند روزہ بہار ہے پھر ان کے لیے جہنم ہے۔

آیت (۱۹۸)- اصل نعمتیں آخرت کی نعمتیں ہیں۔

آیت (۱۹۹)- اہل کتاب کی کامیابی اور فتح کی صفات۔

آیت (۲۰۰)- اے ایمان والو! دین پر پکے رہو، جہاد میں ثابت قدم رہو، دشمنوں کے مقابلہ میں ہر وقت مستعد رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تو کامیابی ملے گی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## اٹھارہ آیات میں اشارات جہاد کا خلاصہ

آیت (۱۴)-کافروں کے مغلوب ہونے کی وجہ دنیا کی محبت ہے۔

آیت (۱۵)-مسلمانوں کے غالب ہونے کی وجہ آخرت کی نعمتوں کا شوق ہے۔

آیت (۱۹)-اسلام کے علاوہ کوئی دین مقبول نہیں یہ جہاد کی وجہ ہے۔

آیت (۲۶،۲۷)-مسلمانوں کے لئے غلبے، عزت اور خلافت کی دعا اور پیشین گوئی۔

آیت (۵۵،۵۶)-کافروں کی مغلوبیت مسلمانوں کا غلبہ۔

آیت (۸۱)-حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کا میثاق۔

آیت (۱۰۰ تا ۱۰۴)-کافر مسلمانوں کو مرتد بنانا چاہتے ہیں مسلمانوں کو اپنا ایمان اور اپنی جماعت مضبوط بنانی چاہئے اور جہاد کرنا چاہئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے آیت (۱۰۴) کو مکمل جہادی مضمون قرار دیا ہے ملاحظہ فرمائیں موضح القرآن۔

آیت (۱۳۰ تا ۱۳۴)-سود سے جہاد میں کمزوری آتی ہے اطاعت، تقویٰ اور انفاق فی سبیل اللہ سے مضبوطی آتی ہے۔(واللہ اعلم بالصواب)

## دیگر

☆ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک آیت (۱۰۴ تا ۱۰۹) میں بھی جہادی مضمون ہے۔ ملاحظہ فرمائیں (موضح القرآن)

☆ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے نزدیک آیت (۱۲۷ تا ۱۲۸) کا تعلق جہاد سے ہے ملاحظہ فرمائیں (موضح القرآن اور بیان القرآن)

☆ امام رازی رحمہ اللہ کے نزدیک آیت (۱۷۶) اور ما بعد میں بھی جہادی مضمون ہے ملاحظہ فرمائیں (التفسیر الکبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَ

کافروں کو کہہ دے کہ اب تم مغلوب ہو گے اور جہنم کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے اور

بِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾

وہ برا ٹھکانہ ہے

## خلاصہ

اسلام دشمن کافروں کو صاف بتا دیا جائے کہ بس عنقریب وہ دنیا میں مغلوب ہو جائیں گے۔ اور آخرت میں جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے۔ اسلام دنیا میں غالب آنے والا ہے اور وہ آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ پس اسلام کے مبارک سائے میں پناہ لے لو۔

## عجیب پیشین گوئی

"یہ بظاہر ایک امر محال کی پیشین گوئی تھی، اس لئے کہ مسلمانوں کی مدینہ میں بہت ہی تھوڑی جماعت تھی۔ اس جماعت کا غلبہ قریش مکہ اور دیگر قبائل عرب پر بھی جو بڑے بہادر اور جنگجو تھے بظاہر محال تھا۔ (اور مدینہ منورہ میں یہودیوں کے تین طاقتور قبیلے بھی موجود تھے) اس کے علاوہ جو دو سلطنتیں ایسی زبردست، زور آور تھیں کہ جنہوں نے دنیا پر احاطہ کر رکھا تھا ایک "سلطنت کسریٰ" جو مجوسی شاہان ایران کی تھی جن کے ماتحت "ہند" و "ترکستان" وغیرہ ملک تھے۔ اور دوسری "سلطنتِ قیصر" عیسائیوں کی تھی جن کا اقتدار تمام یورپ، ایشیائے کوچک، شام اور بعض ممالک افریقہ تک مسلم تھا۔

ایسے وقت میں آسمانی تائید کے بھروسے پر سب کو آواز بلند پکار کر کہہ دیا گیا۔ ستغلبون کہ تم جلد مغلوب کئے جاؤ گے۔ ایک صدی تمام نہ ہونے پائی تھی کہ یہ پیشین گوئی پوری ہو گئی۔ اگر یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے برحق ہونے کی منجانب اللہ علامت نہیں تو اور کیا تھا؟" (حاصلہ تفسیر حقانی)

## شان نزول

❶ عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما ان یهود اهل المدینة قالوا لما هزم الله تعالیٰ المشرکین الخ. یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن مشرکین مکہ کو ہزیمت سے دوچار کیا تو مدینہ کے یہودیوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم یہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) وہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امی نبی ہیں جن کی ہمیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی اور جن کا تذکرہ ان کی تعریف وصفات کے ساتھ ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں اور یقیناً ان کا جھنڈا ہمیشہ بلند رہے گا۔ یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق واتباع کرنے ہی والے تھے کہ ان میں سے بعض نے کہا ابھی جلد بازی مت کرو۔ یہاں تک کہ کوئی اور واقعہ دیکھ لو۔ پھر جب غزوۂ احد ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو اس میں غلبہ نہ ملا تو یہودی پھر شک میں پڑ گئے اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ کی قسم یہ وہ نبی نہیں ہیں پس ان پر شقاوت غالب آگئی اور وہ اسلام نہ لائے اور انہوں نے وہ عہد بھی توڑ دیا جو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھا اور کعب بن اشرف (یہودی) ساٹھ سواروں کو لیکر مشرکین مکہ کے پاس گیا اور ابوسفیان وغیرہ سے ملا اور ان کے ساتھ یہ معاہدہ اور اتفاق کیا کہ اب ہم اور تم ایک ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی (اور بتا دیا گیا کہ تم سب مغلوب ہو جاؤ گے) (روح المعانی، البحر المحیط)

❷ عن عمرو بن قتادة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اصاب من اهل بدر مـا أصاب ورجع الى المدينة جمع اليهود في سوق بني قينقاع الخ. یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غزوۂ بدر میں فتح وغنیمت پائی اور آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے بنو قینقاع کے بازار میں یہودیوں کو جمع کیا اور ارشاد فرمایا اے یہودیو اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ تم پر بھی قریش مکہ جیسے حالات لائے تم اسلام قبول کر لو پس اس پر یہودیوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ بات آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قریش کو شکست دی ہے وہ لوگ جاہل تھے اور جنگ کرنا نہیں جانتے تھے۔ بخدا جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے لڑیں گے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پتا چل جائے گا کہ ہم کیسے جنگجو لوگ ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ابھی ہم جیسوں سے ٹکر نہیں لی تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی (اور ان کو بتا دیا گیا کہ تمہارا وقت بھی قریب ہے) (ابن کثیر)

صاحب روح المعانی نے بھی یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کی ہے وہ اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وقد صدق الله تعالىٰ وعده رسوله صلى الله عليه وسلم فقتل. كما قيل. من بني قريظة في يوم واحد ستمائة جمعهم في سوق بني قينقاع وامر السياف بضرب اعناقهم وامر بحفر حفيرة ورميهم فيها وأجلى بني نضير وفتح خيبر وضرب الجزية عليهم. وهذا من اوضح شواهد النبوة.

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہوا وعدہ سچا فرما دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ کہا جاتا ہے بنی قریظہ کے چھ سو یہودیوں کو ایک دن میں قتل فرمایا اور جلاد کو ان کی گردنیں اڑانے کا حکم دیا۔ اور گڑھا کھدوا کر اس میں ان کو ڈلوا دیا اور بنی نضیر کو جلا وطن کیا اور خیبر فتح فرمایا اور یہودیوں پر جزیہ مقرر کیا۔ اور یہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونے کے واضح ترین شواہد تھے۔ (روح المعانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❸ وفی روایة ابی صالح عنه ان الیهود لما فرحوا بما اصاب المسلمین یوم أحد نزلت یعنی ابو صالح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو احد کے دن جو حالات پہنچے اس پر یہودیوں نے خوشیاں منائیں تو یہ آیت نازل ہوئی کہ (خوشیاں مت مناؤ تمہارا وقت آنے والا ہے) (قرطبی)

❹ وقیل نزلت فی قریش قبل بدر بسنتین فحقق اللہ ذلك ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت غزوہ بدر سے دو سال پہلے قریش کے بارے میں نازل ہوئی چنانچہ اللہ پاک نے یہ وعدہ (بدر کے دن) پورا فرما دیا (البحر المحیط)

❺ وقیل فی ابی سفیان وقومه جمعوا لرسول الله صلی الله علیه وسلم بعد بدر فنزلت یعنی ایک قول یہ ہے کہ غزوہ بدر کے بعد ابو سفیان اور ان کی قوم کے لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تیاری شروع کر دی تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (البحر المحیط)

## اقوال و حوالے

❶ بہتر ہوگا کہ لفظ کے اطلاق کو عام رکھا جائے اور یہود و مشرکین جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسلمانوں کے ہاتھ خوار و مغلوب ہوئے سب کو آیت کا مصداق یکساں ٹھہرایا جائے۔ (تفسیر ماجدی)

❷ جن لوگوں نے الکتاب (یعنی قرآن) کا معاندانہ مقابلہ کیا ہے تو انہوں نے سرکشی اور جحود کی وہی روش اختیار کی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں آل فرعون نے اختیار کی تھی اور وہ وقت دور نہیں جب ان کے لئے بھی وہی ہوگا جو آل فرعون کے لئے ہوا تھا اور دنیا دیکھ لے گی کہ آخر فتحمندی کس کا ساتھ دیتی ہے؟ (ترجمان القرآن)

❸ یعنی وقت آ گیا ہے کہ تم سب کیا یہود کیا نصاریٰ اور کیا مشرکین عنقریب خدائی لشکر کے سامنے مغلوب ہو کر ہتھیار ڈالو گے یہ تو دنیا کی ذلت ہوئی اور آخرت میں جو گرم مکان تیار ہے وہ الگ رہا۔ بعض روایات میں ہے کہ "بدر" سے فاتحانہ واپسی کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو فرمایا کہ تم حق کو قبول کر لو ورنہ جو حال قریش کا ہوا وہ تمہارا ہوگا۔ کہنے لگے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس دھوکہ میں نہ رہیے کہ تم نے قریش کے چند ناتجربہ کاروں پر فتح حاصل کر لی ہم سے مقابلہ ہوا تو پتہ لگ جائے گا کہ ہم (جنگ آزمودہ سپاہی اور بہادر) آدمی ہیں اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ بعض کہتے ہیں کہ بدر کی فتح دیکھ کر یہود کچھ تصدیق کی طرف مائل ہونے لگے تھے پھر کہا کہ جلدی مت کرو دیکھو آئندہ کیا ہوتا ہے۔ دوسرے سال احد کی عارضی پسپائی دیکھ کر ان کے دل سخت ہو گئے اور حوصلے بڑھ گئے حتیٰ کہ عہد شکنی کر کے مسلمانوں سے لڑائی کا سامان کیا کعب بن اشرف ساٹھ سواروں کے ساتھ مکہ معظمہ جا کر ابو سفیان وغیرہ سرداران قریش سے ملا اور کہا کہ ہم تم ایک ہیں متحدہ محاذ قائم کر کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مقابلہ کرنا چاہیے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں (واللہ اعلم) بہر حال تھوڑے ہی دنوں بعد خدا نے دکھلا دیا کہ جزیرۃ العرب میں مشرک کا نام نہ رہا قریظہ کے بدعہد تلوار کی گھاٹ اتار دیئے گئے، بنی نضیر جلا وطن ہوئے، نجران کے عیسائیوں نے ذلیل ہو کر سالانہ جزیہ دینا قبول کیا اور تقریباً ایک ہزار سال تک دنیا کی بڑی بڑی مغرور و متکبر قومیں مسلمانوں کی بلندی و برتری کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اعتراف کرتی رہیں۔ فالحمد للّٰہ علی ذٰلک (تفسیر عثمانی)

❷ یہود و نصاریٰ اور تمام مخالفین اسلام سے کہہ دینا چاہیے کہ تم تعلیمات حقہ کو ترک کر چکے ہو اس لئے تمہاری حکومت باقی نہیں رہ سکتی تم عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے اور مسلمانوں کی ماتحتی میں تمہیں زندگی بسر کرنی پڑے گی اور پھر مرنے کے بعد جہنم میں داخل ہونا پڑے گا۔ (تفسیر الفرقان)

## فائدہ

اس آیت سے پہلے اور بعد والی آیات میں غور کرنے سے پوری بات اور مکمل ترتیب سمجھ میں آجاتی ہے اور یہ اشکال باقی نہیں رہتا کہ ہمارے زمانہ میں تو کافر مغلوب نہیں غالب ہیں۔ پچھلی آیات میں ذکر ہے کہ قرآن پاک محکم کتاب ہے اور ایمان والوں نے اسے پوری طرح سے قبول کرلیا ہے۔ ان کا عقیدہ بھی اس کتاب کے مطابق بن چکا ہے اور عمل بھی اور وہ اس پر استقامت کی فکر اور دعاء میں لگے رہتے ہیں۔ جبکہ اس کتاب کو نہ ماننے والے کافروں کو بس دنیا کی اور اپنے مال و اولاد کی فکر ہے۔ مگر ان کے مال و اولاد ان کے کام نہیں آئیں گے جس طرح فرعون والوں کے کام نہ آئے۔ اب قرآنی جماعت کا ان دنیا پرست کافروں سے مقابلہ ہوگا تو ایمان والے غالب آجائیں گے اور کافر مغلوب ہوں گے۔ اس پر سوال ہوا کہ ایمان والے تو کم اور کمزور ہیں جواب دیا گیا کہ غزوہ بدر کو دیکھ لو اللہ پاک اسی طرح سے ایمان والوں کی مدد فرمائے گا۔ اس پر یہ سوال پیدا ہوا کہ کافر اتنی بڑی تعداد اور اس قدر سامان جنگ کے باوجود کیوں شکست کھاتے ہیں اور مسلمان کیوں فتحیاب ہوتے ہیں تو فرمایا گیا کہ کافر کا مقصد دنیا کی شہوتیں، دنیا کی ترقی اور دنیا کا سامان ہے جبکہ مسلمان آخرت کی کامیابی اور جنت کا طلب گار ہے۔ پس طالب دنیا کبھی بھی طالب آخرت کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے۔ سورۃ آل عمران کی آیت (۷) تا آیت (۱۵) کا ترجمہ ایک بار پڑھ لیجئے یہ پورا ربط ان شاء اللہ سمجھ آجائے گا۔ اور غلبے اور شکست کا راز بھی معلوم ہو جائے گا۔ آج اکثر مسلمانوں نے قرآن پاک کو چھوڑ دیا ہے اور مال و اولاد اور دنیا کی ترقی اور زیب و زینت کو اپنا مقصود بنالیا ہے اسی لئے وہ غلبے سے محروم ہیں۔ آج بھی مسلمان قرآن پاک کے مطابق عقیدہ و عمل بنائیں اور دنیا کی محبت دل سے نکالیں پھر دیکھیں کہ اس آیت کا پورا منظر کتنا جلدی سامنے آتا ہے۔ سوچ و فکر اور عمل کافروں جیسا ہوگا تو پھر ذلت نے تو آنا ہے۔ (العیاذ باللہ) کئی حضرات مفسرین نے اسی ربط کی بنا پر اس آیت سے پہلے اور بعد والی آیات کو بھی مضامین جہاد کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

## دعاء

یا اللہ ہمیں قرآن پاک کو ماننے اور اپنانے کی توفیق عطاء فرما۔ ہمیں قرآنی جماعت بنا اور اسلام کے دشمن کافروں کو مغلوب فرما۔

(آمین یا اول الاولین)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَۃُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۱۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِىْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ

تمہارے سامنے ابھی ایک نمونہ دو فوجوں کا گزر چکا ہے جو آپس میں ملیں ایک فوج اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتی

اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْىَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ

ہے اور دوسری فوج کافروں کی ہے وہ کافر مسلمانوں کو اپنے سے دوگنا دیکھ رہے تھے آنکھوں کے دیکھنے سے اور اللہ تعالیٰ

يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾

جسے چاہے اپنی مدد سے قوت دیتا ہے اس واقعہ میں دیکھنے والوں کیلئے عبرت ہے

### خلاصہ

غزوۂ بدر میں عقل والوں کے لئے بڑی نشانی ہے۔ اس دن ایک جماعت خالص اللہ تعالیٰ کے لئے جہاد کر رہی تھی جبکہ اُس جماعت کے مقابلے میں کافروں کا لشکر تھا۔ اس دن اللہ پاک کی نصرت کے عجیب واقعات پیش آئے جن میں سے ایک یہ تھا کہ ہر فریق بالکل کھلی آنکھوں سے اپنے مدِ مقابل کو اپنے سے دوگنا دیکھ رہا تھا۔ بے شک قوت اور غلبہ اسی کو ملتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو جائے۔ یہ سب کچھ وہی لوگ سمجھتے ہیں جن کے دل کی آنکھیں کھلی ہوں۔

### مختصر قصہ

جنگ بدر میں کفار تقریباً ایک ہزار تھے۔ (نو سو پچانوے ۹۹۵ تھے۔ ماجدی) جن کے پاس سات سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے تھے دوسری طرف مسلمان مجاہدین تین سو سے کچھ اوپر تھے۔ (۳۱۳) جن کے پاس کل ستر اونٹ دو گھوڑے، چھ زرہیں اور آٹھ تلواریں تھیں۔ (انہی کے پاس تلواریں تھیں باقی لٹھ پتھر لئے ہوئے تھے۔ حقانی) اور تماشہ یہ تھا کہ ہر ایک فریق کو حریف مقابل اپنے سے دوگنا نظر آتا تھا، جس کا نتیجہ یہ تھا کہ کفار کے دل مسلمانوں کی کثرت کا تصور کر کے مرعوب ہوتے تھے۔ اور مسلمان اپنے سے دوگنی تعداد دیکھ کر اور زیادہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے اور کامل توکل و استقلال سے خدا کے وعدہ ان یکن منکم مائة صابرة یغلبوا مائتین۔ (کہ تم میں سے ایک سو دو سو پر غالب آجائیں گے) پر اعتماد کر کے فتح و نصرت کی امید رکھتے تھے۔ اگر ان کی پوری تعداد جو تگنی (تین گنا) تھی منکشف ہوتی تو ممکن تھا خوف طاری ہو جاتا اور یہ فریقین کا دگنی تعداد دیکھنا بعض احوال میں تھا، ورنہ بعض احوال وہ تھے جب ہر ایک کو دوسرے فریق کی جمعیت کم محسوس ہوئی جیسا کہ سورۃ انفال میں آئے گا۔ بہر حال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک قلیل اور بے سروسامان جماعت کو ایسی مضبوط جمعیت کے مقابلہ میں ان پیشین گوئیوں کے موافق جو مکہ میں کی گئی تھیں اس طرح مظفر و منصور کرنا آنکھیں رکھنے والوں کے لئے بہت بڑا عبرتناک واقعہ ہے (تفسیر عثمانی)

## کلام برکت

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

یعنی جنگ بدر میں جس کا قصہ سورۃ انفال میں ہے مسلمانوں سے کافر تین برابر تھے پر اللہ تعالیٰ دو ہی برابر دکھاتا تھا کہ خوف نہ کھاویں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اس سے چاہیے کہ سب کافر عبرت پکڑیں۔ (موضح القرآن)

## بشارت مکہ مکرمہ میں مل گئی تھی

مکی سورتوں میں ایک ایسی جنگ کی خبر دی گئی تھی جس میں مسلمان مظفر و منصور (یعنی کامیاب) اور کفار ناکام و خاسر ہیں گے۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ام یقولون نحن جمیع منتصرہ سیھزم الجمع ویولون الدبرہ بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھیٰ وامرہ (القمر ٤٤ تا ٤٦)

**ترجمہ** کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم زبردست جماعت ہیں عنقریب یہ جماعت بھی شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ بلکہ قیامت ان کے وعدے کا وقت ہے اور قیامت زیادہ وحشت ناک اور تلخ تر ہے۔ اس جگہ ساعۃ سے مراد وہی شکست و ہزیمت کی گھڑی بھی ہو سکتی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میدان بدر میں مسلمانوں کی فتح و نصرت کی دعاء مانگ رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس دعاء کو شرف اجابت بخشا تو آپ یہی آیت تلاوت کرتے ہوئے اپنے خیمہ سے باہر نکلے! سیھزم الجمع ویولون الدبر الخ (تفسیر الفرقان)

## تفسیری اقوال

یرونھم مثلیھم رای العین میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں کہ کون کس کو دگنا دیکھ رہا تھا۔ ایک قول تو اوپر بیان ہو چکا چند دیگر اقوال ملاحظہ فرمائیں:

❶ والجمھور من الناس علی ان الفاعل بیرون ھم المومنون والضمیر المتصل ھو للکفار (قرطبی)

یعنی مسلمان کافروں کو اپنے سے دوگنا (یعنی چھ سو کے لگ بھگ) دیکھتے تھے۔

❷ ویحتمل ان یکون الضمیر فی مثلیھم للمسلمین ای ترون ایھا المسلمون المسلمین مثلی ما انتم علیہ من العدد (قرطبی) یعنی مسلمان خود کو اپنی اصل تعداد سے دوگنا دیکھ رہے تھے۔

❸ کافر خود کو مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ دیکھ رہے تھے (کھلی آنکھوں سے) (اور وہ حقیقت میں تھے بھی کئی گنا)۔ (بیان القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲ کافر مسلمانوں کو اپنے سے کئی گنا دیکھ رہے تھے۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے بھی اسی کو سدی تابعی رحمہ اللہ کے حوالے سے اختیار کیا ہے والمراد کما قال السدی تری الفئة الاخیرة الکافرة الفئة الاولیٰ المومنة مثلی عدد الرائین (روح المعانی) فائدہ: مثلین سے مراد دو چند (دوگنا) بھی لی گئی ہے اور سہ چند (تین گنا) بھی اور مطلق کثرت تعداد بھی بغیر کسی عدد خاص کے تعین کے زعم الفراء ان معنیٰ یرونهم مثليهم ثلاثة امثالهم (بحر) المراد بالمثلين مطلق الكثرة لا خصوص المثلين (جمل، تفسیر ماجدی)

فائدہ

جنگ کے دوران حالات اور کیفیات بدلتی رہتی ہیں، اس لئے مختلف اوقات میں مختلف طرح کی نصرت درکار ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ حسب حال ایمان والوں کی نصرت فرماتا ہے اس لئے تمام توجیہات ممکن ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

نکتہ

اگر ایمان سلامت ہو اور اللہ تعالیٰ کی نصرت پر نظر ہو تو مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی نصرت سے کفار کی طاقت ہمیشہ کم نظر آتی ہے، چنانچہ وہ بے خوف ہو کر مقابلے میں کود پڑتے ہیں اس آیت میں یہ سبق بھی سکھایا گیا ہے۔ لیکن اگر ایمان سلامت نہ ہو، نیت ٹھیک نہ ہو اور دل میں دنیا کی محبت بھری ہو تو کافروں کی قوت ان کی اصل طاقت سے بھی زیادہ محسوس ہونے لگتی ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

نکتہ

فئة تقاتل فی سبيل الله وأخرىٰ كافرة ایک جماعت اللہ تعالیٰ کیلئے لڑ رہی تھی اور دوسری کافر تھی۔ یہ جملہ بظاہر عجیب سا لگتا ہے۔ یا یوں کہا جاتا کہ ایک جماعت مسلمان تھی اور دوسری کافر۔ یا یوں کہا جاتا کہ ایک جماعت اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑتی تھی اور دوسری کفر اور شیطان کے راستے پر۔ علامہ ابوحیان اس سوال کا جواب یوں دیتے ہیں۔

فذكر فی الاولیٰ لازم الایمان وهو القتال فی سبيل الله وذكر فی الثانية ملزوم القتال فی سبيل الشيطان وهو الكفر۔

یعنی فئة تقاتل فی سبيل الله میں وہ چیز ذکر کی گئی ہے جو ایمان کے لوازمات میں سے ہے یعنی قتال فی سبيل الله اور دوسرے فریق کے لئے وہ چیز ذکر کی گئی ہے جو قتال فی سبیل الشیطان کا ملزوم ہے یعنی کفر۔ (البحر المحیط)

فائدہ

غزوہ بدر کے واقعات کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے بار بار بیان فرمایا ہے اور اس واقعہ کو مسلمانوں کی کامیابی کے لئے بطور مثال اور نمونے کے پیش فرمایا ہے۔ پس جب بھی مسلمانوں کا ایمان جاگے اور وہ آسمانی نصرت کو ساتھ لیکر فتح پانے کے خواہشمند ہوں تو انہیں چاہیے کہ وہ غزوہ بدر سے پوری پوری رہنمائی لیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

(واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

"ان تمام دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اس آیت میں جنگ بدر کا ذکر ہے پس جو ارباب بصیرت قوموں کی ترقی وتنزل، عروج وزوال اور علو وتسفل (بلندی اور پستی) کے اسباب وعلل (یعنی وجوہات) میں غور کیا کرتے ہیں، ان کے لئے یہی غزوۂ بدر عبرتوں اور بصیرتوں کی صدہا (سینکڑوں) راہیں کھول دیتا ہے کہ وہ ان بصائر وحِکَم کو آویزۂ گوش بنائیں (یعنی خوب سنیں اور سمجھیں)" (تفسیر الفرقان)

## دعاء

یا اللہ ہم امت مسلمہ کو مناظر بدر بار بار دکھا اور ہم سب مسلمانوں کو اپنی مدد اور غیبی نصرت کا اہل بنا۔

(آمین یا آخر الآخرین)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِیَّۃٌ — آیت ۲۸

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا

اور جو کوئی یہ کام کرے اسے اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں مگر اس صورت میں کہ تم

مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾

ان سے بچاؤ کرنا چاہو اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے سے ڈراتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

### خلاصہ

مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کو چھوڑ کر کافروں کو یار نہ بنائیں۔ اگر انہوں نے یہ ظلم کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی محبت، نصرت اور تعلق سے محروم ہو جائیں گے۔ ہاں بعض مقامات اور بعض حالات میں ظاہری خوش خلقی کے ذریعے اپنا دفاع جائز ہے۔ جبکہ بہت بڑے نقصان کا اندیشہ ہو۔ اے کافروں سے یاری کرنے والو تم سب نے واپس لوٹ کر تو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی جانا ہے۔ پس صرف اسی سے ڈرو اور اسی سے جوڑو۔

### تفسیری اقوال

❶ چونکہ اب فیصلہ کا وقت آ گیا ہے اس لئے پیروان اسلام سے خطاب (ہے) کہ راہ عمل میں سرگرم ہو جائیں اور کمزوری نہ دکھائیں۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اپنے شخصی علاقوں (یعنی تعلقات) کو جماعتی علاقوں (یعنی تعلقات) پر ترجیح نہ دیں اور دشمنوں کو اپنا مددگار و رفیق نہ بنائیں۔ میدان جنگ گرم ہو چکا ہے۔ دوست اور دشمن کی دو صفیں الگ الگ کھڑی ہو گئی ہیں پس ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ اپنے لئے کوئی ایک صف اختیار کر لے اور جسے اختیار کر لے اسی کا ہو رہے۔ یہ نہ ہو کہ ایک میں ہو کر دوسرے سے بھی ساز باز رکھے۔ (ترجمان القرآن)

❷ کفار کے ساتھ تین قسم کے معاملے ہوتے ہیں موالات یعنی دوستی (اور دلی تعلق) مدارات یعنی ظاہری خوش خلقی، خاطرداری، (ظاہری رواداری) مواسات یعنی احسان و نفع رسانی۔ ان معاملات کی تفصیل یہ ہے کہ موالات (یعنی قلبی محبت اور دوستی) تو کسی حال میں جائز نہیں اور آیت **لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم** (یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو تم میں سے انہیں دوست بنائے گا وہ ان ہی میں سے ہوگا)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور آیت لا تتخذوا عدوي وعدوكم اولياء (نہ بناؤ میرے اور اپنے دشمنوں کو یار) میں یہی مراد ہے۔
اور مدارات (یعنی ظاہرداری اور ظاہری خوش خلقی) تین حالتوں میں درست ہے۔ (۱) ایک دفع ضرر کے واسطے (یعنی جب کافر طاقتور اور مسلمان کمزور ہوں اور مسلمانوں کو ان سے بڑے نقصان کا خطرہ ہو تو ظاہری خوش خلقی سے اپنا دفاع جائز ہے)۔ (۲) اس کافر کی مصلحت دینی یعنی توقع ہدایت کے واسطے (یعنی اگر اس کے ایمان لانے کی توقع ہو)۔ (۳) تیسرے اکرام ضیف کے لئے یعنی مہمان کے اکرام کے لئے اور مواسات (یعنی احسان اور نفع رسانی) کافروں کے ساتھ جائز ہے اگر وہ حربی نہ ہوں اور اگر وہ حربی کافر ہوں تو ان کے ساتھ جائز نہیں۔ مدارات۔ مذکورہ بالا تین صورتوں میں تو جائز ہے۔ جبکہ درج ذیل صورتوں میں ناجائز ہے۔ (۱) ذاتی مصلحت کیلئے۔ (۲) مالی نفع حاصل کرنے کے لئے (۳) اپنی عزت اور نام کے لئے۔ اور اگر دینی نقصان کا خوف ہو تو بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔ (محصلہ بیان القرآن)

❸ یعنی جب حکومت و سلطنت، جاہ و عزت اور ہر قسم کے تقلبات و تصرفات کی زمام اکیلے خداوند قدوس کے ہاتھ میں ہوئی تو مسلمانوں کو جو صحیح معنی میں اس پر یقین رکھتے ہیں۔ شایان نہیں کہ اپنے اسلامی بھائیوں کی اخوت و دوستی پر اکتفاء نہ کر کے خواہ مخواہ دشمنان خدا کی موالات و مدارات کی طرف قدم بڑھائیں، خدا اور اسکے رسول کے دشمن ان کے دوست کبھی نہیں بن سکتے، جو اس خبط میں پڑے گا سمجھو لو کہ خدا کی محبت و موالات سے اسے کچھ سروکار نہیں۔ ایک مسلمان کی سب امیدیں اور خوف صرف خداوند قدوس رب العزت سے وابستہ ہونے چاہیں اور اس کے اعتماد و وثوق اور محبت و مناصرت کے مستحق وہ ہی لوگ ہیں جو حق تعالیٰ سے اسی قسم کا تعلق رکھتے ہوں ہاں تدبیر و انتظام کے درجے میں کفار کے ضرر عظیم سے اپنے ضروری بچاؤ کے پہلو اور حفاظت کی صورتیں معقول و مشروع طریقہ پر اختیار کرنا ترک موالات کے حکم سے اسی طرح مستثنیٰ ہیں جیسے سورۃ انفال میں ومن يولهم يومئذ دبره سے متحرفا لقتال او متحيزا الى فئة کو مستثنیٰ کیا گیا ہے جس طرح وہاں تحرف و تحیز کی حالت میں حقیقۃً فرار من الزحف نہیں ہوتا محض صورۃً ہوتا ہے۔ یہاں بھی الا ان تتقوا منهم تقٰة کو حقیقتاً موالات نہیں فقط صورت موالات سمجھنا چاہیے جس کو ہم مدارات کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ (تفسیر حقانی)

## فائدہ

یہ مسئلہ بہت اہم اور تفصیل طلب ہے۔ عربی تفاسیر میں اس پر جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا نچوڑ حضرات اکابر کی مذکورہ بالا تین عبارتوں میں تقریباً آگیا ہے۔ البتہ تفسیر روح المعانی میں کافی تفصیل اس آیت کے ذیل میں موجود ہے۔ اور تفسیر انوار البیان میں نہایت فکر انگیز اور درد بھری ناصحانہ تقریر اس مقام پر مذکور ہے۔ جبکہ تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی مماثل آیات کو جمع کیا گیا ہے اور تفسیر الفرقان میں اس آیت پر بہت مدلل کلام کیا گیا ہے۔ طلبہ علم ان تفاسیر کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طرف رجوع فرمائیں۔ ان شاء اللہ سورۃ مائدہ کی آیت (۵۱) کی تشریح میں اس مسئلہ کو مزید واضح کیا جائے گا۔

فلیس من اللہ فی شیء جو کافروں سے یاری کرے گا تو اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔

❶ ای فلیس من حزب اللہ ولا من اولیائه فی شیء یعنی نہ تو وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت میں سے ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے۔ (العیاذ باللہ) (قرطبی)

❷ ای من ولایته او من دینه یعنی اس کا اللہ تعالیٰ کی دوستی یا اللہ تعالیٰ کے دین سے کوئی تعلق نہیں (روح المعانی)

❸ یعنی انه منسلخ من ولایة اللہ رأساً یعنی کافروں سے یاری کرنے والے کا سرے سے اللہ تعالیٰ سے تعلق ہی نہیں رہے گا۔ والمحبة فی اللہ والبغض فی اللہ باب عظیم وأصل من اصول الایمان کیونکہ اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر بغض رکھنا اسلام کا ایک بنیادی اصول اور بڑا باب ہے۔ (کشاف)

❹ فلیس من دین اللہ فی شیء یعنی اس کا اللہ تعالیٰ کے دین سے کسی قسم کا تعلق نہیں (العیاذ باللہ)۔ (جلالین)

## شانِ نزول

معالم التنزیل صفحہ ۲۹۱ ج ۱ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ مذکورہ بالا آیت عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی یہ لوگ ظاہر میں مؤمن ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اور دل سے کافر تھے۔ یہودیوں سے اور مشرکوں سے دوستی رکھتے تھے اور ان کو مسلمانوں کی خبریں پہنچاتے تھے اور یہ امید باندھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں یہودی اور مشرکین غلبہ پالیں گے اور فتح یاب ہو جائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور مؤمنین کو منع فرما دیا کہ ان لوگوں کی طرح عمل نہ کریں اور کافروں کی دوستی سے پرہیز کریں اپنی دوستی صرف مسلمانوں سے رکھیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ چند یہودی بعض انصار سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا اندرونی مقصد یہ تھا کہ ان کو دین اسلام سے پھیر دیں بعض صحابہ نے ان انصاریوں کو ان یہودیوں کی دوستی سے منع کیا ان لوگوں نے نہ مانا اور انکے ساتھ گھلنا ملنا جاری رکھا، اللہ جل شانہ نے یہ آیت بالا نازل فرمائی اور دشمنان دین کی دوستی سے منع فرما دیا۔ (انوار البیان)

❷ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما انها نزلت فی عبادة بن الصامت الانصاری وکان بدریا نقیباً وکان له حلفاء من الیهود فلما خرج رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یوم الاحزاب قال عبادة! یا نبی اللہ ان معی خمسمائة من الیهود وقد رأیت ان یخرجوا معی فاستظهر بهم علی العدو فانزل اللہ تعالیٰ لا تتخذوا الآیة

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی وہ بدری صحابی اور نقباء میں سے تھے۔ کچھ یہودی ان کے حلیف تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احزاب کے لئے نکلے تو حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ پانچ سو یہودی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی میرے ساتھ نکلیں گے میں دشمنوں کے خلاف ان سے تعاون لوں گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (روح المعانی) (اور کافروں کی دوستی سے منع کر دیا گیا۔)

## عجیب نکتہ

اس آیت سے پہلی دو آیات ملاحظہ فرمائیں۔ آیت (۲۶) اور آیت (۲۷) ان دونوں آیات میں غور کرنے سے اس آیت کا مفہوم پوری طرح سے دل میں اتر جاتا ہے اور وہ مسلمان کا پکا عقیدہ بن جاتا ہے۔ مفسرین حضرات نے لکھا ہے کہ جب غزوۂ احزاب کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سخت چٹان کو توڑنے کے لئے اس پر ضربیں لگائیں اور اس چٹان میں سے چنگاریاں نکلیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو روم و فارس کے فتح ہونے کی بشارت دی۔ اس پر کفار کی طرف سے خوب مذاق اڑایا گیا کہ ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے ہیں اور باتیں روم و فارس کی سلطنت اور خزانوں کی کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے ایک دعاء کی صورت میں ان کے طنز و استہزاء کا جواب دیا قل اللھم مالک الملک۔ الآیۃ۔ ترجمہ: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے اے اللہ! سلطنت کے مالک جسے تو چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلطنت چھین لیتا ہے جسے تو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے تو چاہے ذلیل کرتا ہے ہر خیر تیرے ہاتھ میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور جسے تو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ (آل عمران ۲۶، ۲۷)

اس آیت کے فوراً بعد کافروں سے یاری کرنے سے منع فرمانے والی آیت ہے کیونکہ مسلمانوں میں سے بعض لوگ کافروں سے یاری اس لئے کرتے ہیں کہ کافروں کے پاس طاقت اور سلطنت ہوتی ہے۔ اور ان کے ساتھ ہاتھ ملانے میں عزت محسوس ہوتی ہے۔ تو پہلے ہی سمجھا دیا کہ حکومت دینا اور چھیننا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے یہ سمجھ کر کافروں کے سامنے نہ جھکو کہ اب ان کی طاقت اور حکومت ناقابل تسخیر ہو چکی ہے۔ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جب چاہے گا ان کو ذلیل و رسوا کر دے گا۔ باقی رہا عزت اور ذلت کا مسئلہ تو وہ بھی کفر کی یاری میں نہیں اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ پھر اگر تمہیں ہر طرف کفر کا اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا نظر آئے تو مایوس نہ ہو رات کو ہٹا کر دن لانا اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ آج اگر تم قومی طور پر مردہ نظر آ رہے ہو تو بھی مردوں کو زندہ کر دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ باقی دن رات آتے جاتے رہتے ہیں زندگی موت آتی رہتی ہے۔ عروج و زوال ہوتا رہتا ہے۔ ان چیزوں کا یہ مطلب نہیں کہ تم چڑھتے سورج کے پجاری بن جاؤ اور کافروں سے یاریاں کرتے پھرو۔ اللہ پاک سے ڈرو اور اسی سے اپنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعلق ہر حال میں مضبوط رکھو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## نکتہ

اس آیت سے پچھلی آیت میں مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ سے سلطنت، عزت اور زندگی کی دعاء مانگی تو اس آیت میں جواب ملا کہ کافروں سے یاری چھوڑ کر اللہ تعالیٰ سے پکی یاری کرلو۔ تمہاری دعاء قبول ہو جائے گی۔

"گذشتہ دعاء کی قبولیت کے لئے ایک شرط بتلائی جاتی ہے کہ ہمارے دشمنوں سے دوستی نہ رکھو کیونکہ دشمن کا دوست دشمن ہوتا ہے۔ (ویحذرکم اللہ نفسہ) جس قدر تمہیں ملاپ کی ضرورت ہے اس سے اگر ایک ذرہ برابر آگے بڑھے تو خدا تعالیٰ حساب لے گا۔ جس طرح کہ زندگی بچانے کیلئے مردار کھانے کی بقدر ضرورت اجازت مل سکتی ہے۔ اور پیٹ بھرنا حرام ہے بعینہ یہی حال کفار کی دوستی کا ہے۔ کفار کی دوستی کیلئے اگر تم نمائشی بہانے بنالو تو اللہ تعالیٰ تمہارے دل کی باتوں کو جاننے والا ہے۔" (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## دعاء

یا غفور یا غفار یا تواب یا مالک الملک یا محیی یا ممیت! امت مسلمہ کو زمین پر قرار و تمکین عطاء فرما۔ یا معزّ یا مذلّ! امت کو عزت سے سرفراز فرما یا ولیُّ! ہم سب مسلمانوں کو صرف اپنا ولی بنا اور کافروں سے یاری کے بارے میں جو عظیم کوتاہی اجتماعی طور پر امت مسلمہ سے ہو رہی ہے وہ معاف فرما۔ اور اس سے ہم سب کی حفاظت فرما۔ (آمین یاذا القوۃ المتین)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کیلئے بھیجی گئیں اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور

تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ

برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب

الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

ایمان لے آتے تو ان کیلئے بہتر تھا کچھ ان میں سے ایمان دار ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں

## خلاصہ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تمام امتوں سے افضل ہے اس کا کام یہ ہے کہ یہ خیر کو نافذ کرتی ہے اور برائی کو توڑتی ہے۔ سب سے بڑی خیر ”اسلام“ ہے اور سب سے بڑی برائی ”کفر“ ہے۔ اور اس امت کا ایمان مقبول ایمان ہے۔ اگر اہل کتاب بھی ایسا ہی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔ ان میں سے کچھ ایمان لا چکے ہیں مگر اکثر کفر پر اڑے ہوئے ہیں۔

## تفسیری اقوال

❶ وقال ابوهريرة رضي الله تعالىٰ عنه نحن خير الناس للناس نسوقهم بالسلاسل الى الاسلام.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بہترین لوگ ہیں سب لوگوں کے لئے کیونکہ ہم انہیں زنجیروں میں باندھ کر اسلام کی طرف لاتے ہیں۔ (القرطبی)

(یعنی بہترین اور افضل امت ہونے کی وجہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اس قول کی تشریح آگے آرہی ہے)

❷ روى عن ابن عباس انه قال في تفسير هذه الاية قوله كنتم خيرامة اخرجت للناس تامرونهم ان يشهدوا ان لا اله الاالله ويقروا بما انزل الله وتقاتلو نهم عليه ولااله الاالله اعظم المعروف والتكذيب هوا نكرالمنكر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں كنتم خيرامة اخرجت للناس تم بہترین امت ہو جس کو لوگوں کے لئے نکالا گیا ہے تم لوگوں کو حکم دیتے ہو کہ وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دیں اور جو کچھ اللہ پاک نے نازل فرمایا ہے اس کا اقرار کریں اور تم اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دعوت پر لوگوں (یعنی منکروں) سے قتال کرتے ہو لا الہ الا اللہ سب سے بڑا معروف (یعنی سب سے بڑی نیکی ہے) اور اس کا انکار سب سے بڑا منکر ہے (تفسیر کبیر)

یعنی اس امت کے خیر امت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ امت ساری دنیا کو ایمان کی دعوت دیتی ہے اور قبول نہ کرنے والوں سے قتال کرتی ہے یوں اسکی دعوت کو کوئی روک نہیں سکتا اور یہ دعوت پورے عالم کو گھیر لیتی ہے۔

❸ وأخرج ابن المنذر وغيره عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما في الاية أن المعنىٰ تـامرونهم ان يشهدوا ان لا الـه الا الله ويقروا بما انزل الله تعالىٰ وتقاتلونهم عليه ولا اله الا الله هو اعظم المعروف وتنهونهم عن المنكر والمنكر هو التكذيب وهوانكر المنكر۔ (ترجمہ گذر چکا ہے) (روح المعانی)

❹ وقال ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما هم الذين هاجروا من مكة الى المدينة وشهدوا بدر اوالحديبية وقال عمر بن الخطاب رضي الله تعالىٰ عنه من فعل فعلهم كان مثلهم.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ (خیر امت) وہ لوگ ہیں جنہوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور غزوہ بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوئے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو بھی ان جیسا کام کرے گا (یعنی ہجرت و جہاد) وہ بھی ان جیسا ہوگا۔ (یعنی بہترین امت) (القرطبی)

❺ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں جو زیادہ اہتمام کی قید نکال دی ہے (یعنی لگا دی ہے) مراد اس سے امر ونہی بالید (یعنی ہاتھ اور قوت سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر) ہے جو اعلیٰ درجہ اس کا ہے یہ درجہ اس امت میں اور امم سے دو وجہ سے زیادہ ہے اولاً جہاد کا مشروع ہونا جس سے دفع کفر و دفع فساد مقصود ہے ثانیاً بوجہ عموم دعوت محمدیہ اس کا سب اقوام کے لئے عام ہونا جیسا للناس میں عام کا لفظ نکال (یعنی لگا) دیا گیا ہے۔ بخلاف شرائع سابقہ کے کہ بعض میں جہاد نہ تھا اور بعض میں بوجہ خصوصی بعثت انبیاء سابقین کے سب اقوام کیلئے عام نہ تھا۔ (بیان القرآن)

یعنی افضل امت ہونے کی دو وجوہات ہیں (الف) جہاد اور (ب) دعوت کا پورے عالم میں عام ہونا۔ پھر پورے عالم میں دعوت کا پہنچنا بغیر جہاد کے ممکن نہیں کیونکہ منکرین رکاوٹیں ڈالیں گے ان رکاوٹوں کو جہاد ہی کے ذریعے دور کیا جائے گا۔

---

❻ عن ابی حازم عن ابی هريرة كنتم خيرامة أخرجت للناس قال تجرون الناس بالسلاسل الى الاسلام حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کیلئے نکالا گیا ہے کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگوں کو زنجیروں کے ذریعے اسلام کی طرف کھینچ لاتے ہو (قرطبی)

یعنی جہاد کے ذریعے اسلام کی طرف لوگوں کو لاتے ہو۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تم کسی کی گردن پر تلوار رکھ کر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسے مسلمان بناتے ہو۔ کیونکہ زبردستی اسلام قبول کرنے والا جس نے دل سے اسلام کو نہ مانا ہو مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ تم جہاد کے ذریعے کفر کی طاقت کو توڑ دیتے ہو اور اسلام کو غالب کر کے اس کا عادلانہ، منصفانہ نظام نافذ کرتے ہو تب لوگ جوق در جوق مسلمان ہوتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کی جانبازی اور سرفروشی دیکھ کر بھی بہت سے کافر اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ اور جب دنیا میں کفر کی طاقت اور شوکت ٹوٹ جاتی ہے اور کفر ذلت کی علامت بن جاتا ہے تو لوگ بہت جلدی اسے چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ کفر "غیر فطری" چیز ہے لوگ حکومت، طاقت اور غفلت کی وجہ سے اس کے ساتھ چپکے رہتے ہیں۔ جہاد کے ذریعے جب کفر کی طاقت اور شان و شوکت ختم ہو جاتی ہے تو لوگوں کو اپنے "فطری دین" یعنی اسلام کی طرف آنے میں دیر نہیں لگتی۔ یہ ہے خلاصہ زنجیروں کے ذریعے اسلام کی طرف کھینچنے کا (واللہ اعلم بالصواب)

## ایک اشکال کا جواب

**اشکال**

من ای وجه یقتضی الامر بالمعروف والنهی عن المنكر والایمان بالله كون هذه الامة خیر الامم مع أن هذه الصفات كانت حاصلة فی سائر الامم.

یعنی کیا وجہ ہے کہ "امر بالمعروف، نہی عن المنکر" اور "اللہ پر ایمان لانے" کو اس امت کی افضلیت کا سبب قرار دیا گیا ہے حالانکہ یہ تینوں صفات تو تمام امتوں کو حاصل تھیں (تفسیر کبیر)

یعنی سابقہ امتوں کے لوگ بھی ایمان لاتے تھے اور ان میں سے اچھے لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی کرتے تھے جیسا کہ خود قرآن پاک کی کئی آیات سے ثابت ہوتا ہے تو پھر یہ امت دوسری تمام امتوں سے کس طرح افضل ہو گئی؟

**جواب**

قال القفال رحمه الله تفضیلهم علی الامم الذین كانوا قبلهم انما حصل لاجل انهم یامرون بالمعروف وینهون عن المنكر بآكد الوجوه وهو القتال لان الامر بالمعروف قد یكون بالقلب وباللسان وبالید واقواها ما یكون بالقتال.

یعنی امام قفال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس امت کی فضیلت باقی امتوں پر اس وجہ سے ہے کہ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سب سے (مضبوط اور) تاکیدی طریقے پر عمل کرتی ہے اور یہ تاکیدی طریقہ "قتال فی سبیل اللہ" ہے۔ اس لئے کہ امر بالمعروف کبھی دل سے ہوتا ہے، کبھی زبان سے اور کبھی ہاتھ سے اور سب سے زیادہ مضبوط اور قوی امر بالمعروف قتال کے ذریعے ہوتا ہے۔

لانه القاء النفس فی خطر القتل اس لئے کہ اس میں اپنی جان کو خطرے میں ڈالا جاتا ہے۔ واعرف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

المعروفات الدین الحق والایمان بالتوحید والنبوۃ وانکر المنکرات الکفر باللّٰہ اور سب نیکیوں میں بڑی نیکی دین حق اور توحید و رسالت پر ایمان لانا ہے اور سب سے بڑا منکر کفر ہے فکان الجہاد فی الدین محملا لاعظم المضارات لغرض ایصال الغیر الی اعظم المنافع وتخلیصہ من اعظم المضار پس دین کی خاطر جہاد کرنا دوسروں تک سب سے بڑا نفع (اسلام) پہنچانے اور انہیں سب سے بڑے نقصان (کفر) سے بچانے کے لئے اپنے آپ کو بہت بڑے نقصان (یعنی قتل) کے لئے پیش کرنا ہے۔ فوجب ان یکون الجہاد اعظم العبادات پس یہ بات لازم ہوئی کہ جہاد سب سے اونچی اور بڑی عبادت ہے۔

(اب سوال یہ ہوا کہ پہلی امتوں میں بھی تو جہاد موجود تھا تو اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں)

ولما کان امر الجہاد فی شرعنا اقویٰ منہ فی سائر الشرائع لاجرم صار ذلک موجبا لفضل ہذہ الامۃ علی سائر الامم۔

یعنی جہاد ہماری شریعت میں باقی تمام شریعتوں سے زیادہ مضبوط (اور اہمیت کا حامل) ہے تو بلاشبہ جہاد ہی اس امت کی باقی تمام امتوں پر افضلیت کا سبب ہے۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ روایت ذکر کی ہے جو پہلے مذکور ہو چکی ہے۔ (التفسیر الکبیر)

یعنی سابقہ امتوں میں بھی جہاد تھا مگر جس شان اور اہمیت کا جہاد اس امت کے ذمے ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے ویسا کسی امت میں نہیں تھا۔ چنانچہ اس امت کے افراد ساری دنیا تک خیر یعنی اسلام پہنچانے کے لئے اپنی جانیں قربان کرتے ہیں اس لئے یہ امت خیر امۃ (سب سے افضل امت) ہے۔

## کلام برکت

حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ جیسے امام تفسیر کے نزدیک صرف اسی آیت کا تعلق ''مضمون جہاد'' سے نہیں ہے بلکہ ان کے ہاں یہ ''مضمون جہاد'' آیت (۱۰۴) سے شروع ہو جاتا ہے اور بہت دور تک چلتا رہتا ہے۔ چنانچہ آیت (۱۰۴) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ولتکن منکم امۃ الایۃ ترجمہ: اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور برے کاموں سے روکتی رہے اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں (آل عمران ۱۰۴)

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ اسکی تفسیر میں لکھتے ہیں ''معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں فرض ہے ایک جماعت قائم رہے جہاد کرنے کو اور دین کا تقید رکھنے کو تا (کہ) خلاف دین کوئی نہ کرے اور جو اس کام پر قائم ہوں (یعنی جہاد پر) وہی کامیاب ہیں اور یہ (نظریہ رکھنا) کہ کوئی کسی سے تعرض نہ کرے (یعنی ہر کوئی اپنے دین پر رہے) موسیٰ بدین خود، عیسیٰ بدین خود (یعنی موسیٰ اپنے دین پر اور عیسیٰ اپنے دین پر رہے اور کوئی کسی کو نہ دعوت دے نہ اسلام کی خاطر جہاد کرے) یہ راہ مسلمانی کی نہیں۔ (یعنی یہ اسلامی نظریہ اور طرز عمل نہیں ہے) (تفسیر موضح القرآن) اس کے بعد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آیت (۱۰۸) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تلك آيات الله نتلوها عليك بالحق وما الله يريد ظلما للعالمين (آل عمران ۱۰۸)

ترجمہ:

یہ اللہ پاک کی آیات ہیں ہم آپ کو ٹھیک ٹھیک سناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنا نہیں چاہتا جہان والوں پر۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں ''یعنی جہاد اور امر بالمعروف کا جو حکم فرمایا یہ ظلم نہیں خلق (مخلوق) پر (بلکہ) ان کی تربیت ہے (موضح القرآن) اس کے بعد آیت (۱۰۹) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولله ما في السموت وما في الارض والى الله ترجع الامور. (آل عمران ۱۰۹)

اور جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور سب کام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف پھیرے جاتے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں ''یعنی جہاد میں خلق (یعنی مخلوق) کی جان و مال تلف (ختم) ہو تو مالک (یعنی اللہ تعالیٰ) کے حکم سے ہے، سب چیز مال اللہ تعالیٰ کا ہے۔ (موضح القرآن)

پھر آیت (۱۱۰) جس کی یہاں تفسیر چل رہی ہے کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ یعنی یہ امت ہر امت سے بہتر ہے اسی دو صفت میں (پہلی) امر معروف یعنی جہاد اور (دوسری) ایمان یعنی توحید کا تقید۔ (یہ دونوں صفتیں) اس قدر (کسی) اور دین میں نہیں (موضح القرآن)

## نکتہ

آیت مبارکہ میں امر اور نہی کا لفظ استعمال ہوا ہے جس سے یہ اشارہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ امت قوت اور سلطنت حاصل کرے اور اسے زمین پر تمکین نصیب ہو تا کہ یہ امر یعنی حکم کر سکے۔ اگر مسلمان مغلوب ہونگے تو حکم کیسے دے سکیں گے؟ والامر هو قول القائل لغيره على سبيل الاستعلاء افعل (واللہ اعلم بالصواب)

## نکتہ

اللہ پاک کا ہر حکم خیر ہے اور اللہ پاک کی ہر نافرمانی منکر ہے خیر امت وہی ہو سکتی ہے جو خیر کو پوری دنیا تک پہنچائے اور منکر کی پوری دنیا میں کمر توڑ دے۔ جب یہ امت خیر کو لیکر آگے بڑھے گی تو منکر کے محافظ اس کو روکیں گے۔ اگر امت رک جائے تو دین کی دعوت بند اور کچھ علاقوں تک محدود ہو جائے گی۔ اور اگر آگے بڑھے تو سوائے جنگ کے کوئی چارہ نہیں۔ پس بغیر جہاد اور قوت کے خیر اور نفع کو کس طرح سے پورے عالم تک پہنچایا جا سکتا ہے؟ (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

''آیت کے اس جزو میں امت اسلامی کی اعتقادی، اخلاقی اور عملی زندگی کے کامل و مکمل ہونے کا پورا نقشہ آ گیا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ ہوا کہ اے مسلمانو! تم اپنی ذمہ داری پوری طرح محسوس کرو، تم توحید کے امانتدار ہو، زمین پر اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ ہو، بطور اس کی پولیس کے ہو، الٰہی قانون کے نفاذ وتحفظ کے لئے بھیجے گئے ہو، تمہاری زندگی کا مشن ہی یہ ہے کہ حکومت الٰہیہ کو چلاؤ نظام حق کے ایک ایک کل پرزہ کو درست رکھو اور نظام باطل کا زور چلنے ہی نہ دو، ظلم ہوتا اگر (مسلمانوں کی) اس ذمہ دار فعال جماعت کو جدال وقتال کی آزادی کسی حال میں نہ ملتی، بلا اجازت جہاد، بلا اجازت اجراء حدود وتعزیرات اس قوم پر ذمہ داریاں ڈال دینے کے معنی یہ ہوتے کہ ہاتھ پیر باندھ کر حکم دریا میں پیرنے (یعنی تیرنے) کا دیا جارہا ہے۔" (تفسیر ماجدی)

## فائدہ

امام سرخسی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب مبسوط میں جہاد وسیر کا باب اسی آیت مبارکہ سے شروع کیا ہے، معلوم ہوا کہ اس آیت کا جہاد کے ساتھ بہت مضبوط ربط ہے۔

اخرجت لفظ اخرجت میں جس خروج وظہور کا ذکر ہے اس کا اشارہ بھی جہاد کی طرف ہے (واللہ اعلم بالصواب)

## قول عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان اکثر مفسرین حضرات نے نقل کیا ہے۔

من سرہ ان یکون من تلکم الامۃ فلیحقق شرط اللہ منہا جس کا دل چاہے کہ وہ اس (بہترین) امت میں شامل ہو تو اسے چاہیے کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی شرط پوری کرے۔ (جلالین وغیرہ) یعنی آیت میں جو تین صفات بیان ہوئی ہیں ان کو اپنائے۔

ولو امن اھل الکتاب

اگر اہل کتاب ان تین شرطوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق پورا کرتے تو وہ بھی بڑی خیر پالیتے مگر ان میں سے بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے ہیں جبکہ اکثر نے کفر ونافرمانی کے راستے کو اختیار کیا ہے۔

## دعاء

یا اللہ! ہم سب مسلمانوں کو اس بات کی مقبول فکر عطاء فرما کہ پورے عالم میں اسلام پہنچے انسانوں کو کفر سے نجات ملے اور وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرکے جنتی بن جائیں۔ یا اللہ ہمیں دعوت وجہاد کی توفیق عطاء فرما اور اسلام کو ایسا غلبہ عطاء فرما کہ لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوں۔ آمین یا ارحم الراحمین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۟

وہ زبان سے ستانے کے سوا تمہارا اور کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور اگر تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیر دیں گے

ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝۱۱۱

پھر مدد نہیں دیئے جائیں گے

## خلاصہ

اگرچہ اہل کتاب میں سے بہت کم لوگ ایمان لائے ہیں۔ اور اکثر تمہارے مخالف اور دشمن ہیں۔ مگر ان کی یہ اکثریت تمہیں زبانی تکلیف کے علاوہ کوئی زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتی (اور نہ تمہارے دین کو پورے عالم تک پہنچنے سے روک سکتی ہے) اور اگر یہ لوگ زبانی ایذاء اور دھمکیوں سے بڑھ کر تم سے لڑنے کے لئے میدان میں اترے تو یہ شکست کھا کر بھاگ جائیں گے اور کوئی ان کی مدد کو نہیں آئے گا۔

## شان نزول

قال مقاتل ان رؤوس اليهود: كعب وعدي والنعمان وابو رافع و ابو ياسر وكنانة و ابن صوريا عمدوا الى مؤمنيهم عبد الله بن سلام واصحابه فاذوهم لاسلامهم فانزل الله تعالىٰ لن يضروكم الاية۔

یعنی حضرت امام مقاتل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کے سرداروں نے اپنے ان لوگوں کو ستانا اور تنگ کرنا شروع کر دیا جنہوں نے یہودیت چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ لوگ تمہیں زبانی تکلیف سے بڑھ کر اور کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ (القرطبی)

اذیٰ ستانے سے مراد تھوڑا بہت تنگ کرنا ہے صاحب روح المعانی لکھتے ہیں: یعنی الضرر الیسیر یعنی تھوڑا سا ایذاء پہنچا سکتے ہیں۔ قرطبی میں ہے باللسان یعنی زبانی تکلیف پہنچا سکتے ہیں جبکہ بعض مفسرین نے لکھا ہے بقول من طعن فی الدین او تهديد او نحو ذلك (کشاف) یعنی دین پر اعتراضات کر کے یا دھمکیاں دے کر تمہیں ستا سکتے ہیں۔

## تفسیری اقوال

❶ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں وان يقاتلوكم يولوكم الادبار (یعنی اگر وہ تم سے لڑیں گے تو شکست

www.KitaboSunnat.com

کھا کر بھاگیں گے۔) وهكذا وقع فانهم يوم خيبر اذلهم الله وارغم انوفهم وكذلك من قبلهم من يهود المدينة بنى قينقاع وبنى النضير كلهم اذلهم الله، وكذلك النصارى بالشام كسرهم الصحابة فى غير ما موطن، وسلبوهم ملك الشام أبد الابدين و دهرا الداهرين، ولا تزال عصابة الاسلام قائمة بالشام حتى ينزل عيسىٰ ابن مريم وهم كذلك ويحكم بملة الاسلام وشرع محمد عليه افضل الصلوٰة والسلام فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ولا يقبل الا الاسلام۔

یعنی ایسا ہی ہوا۔ خیبر کے دن اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل و رسوا فرمایا اور ان کی ناک مٹی میں ملا دی اور اس سے پہلے مدینہ منورہ میں بنی قینقاع اور بنی نضیر سب کو اللہ تعالیٰ نے رسوا فرمایا اور یہی حال عیسائیوں کا ملک شام میں ہوا جہاں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے انہیں توڑ کر رکھ دیا اور ان سے ہمیشہ کے لئے ملک شام کو چھین لیا۔ اب ملک شام میں اسلامی قوت ہمیشہ موجود رہے گی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور آپ اسلام اور شریعت محمدی کو نافذ فرمائیں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے خنزیروں کو ماردیں گے اور جزیہ ختم کردیں گے کہ اس وقت سوائے اسلام کے اور کچھ قبول نہیں کیا جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

❷ ”یعنی اگر اکثر (اہل کتاب) نافرمان ہیں تو ہونے دو تم کو ان کی اکثریت یا مادی ساز و سامان سے خوف کھانے کی کوئی وجہ نہیں (اے خیر الامم) خدا کا وعدہ ہے کہ یہ شیطانی لشکر تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا بشرطیکہ تم خود کو خیر الامم ثابت کرو بس یا تنا ہی کرسکتے ہیں کہ زبان سے گالی دیں اور نامردوں کی طرح تم کو برا بھلا کہتے پھریں یا کوئی چھوٹی موٹی عارضی تکلیف پہنچائیں، باقی تم پر غالب و مسلط ہو جائیں۔ یا کوئی بڑا قومی نقصان پہنچا سکیں یہ کبھی نہ ہوگا، اگر لڑائی میں تمہارے مقابلہ پر آئے تو پیٹھ دے کر بھاگیں گے اور کسی طرف سے ان کو مدد نہ پہنچے گی جو ان کی ہزیمت کو روک سکے یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عہد میں اہل کتاب کا یہی حشر ہوا، اسلام اور مسلمانوں کی تباہی کے لئے انہوں نے ایڑی چوٹی کا زور خرچ کردیا۔ مگر بال بیکا نہ کرسکے جہاں مقابلہ ہوا حمر مستنفرة (بدکے ہوئے گدھوں) کی طرح بھاگے ہر موقع پر خدا کی نصرت و امداد خیر الامم کے شامل حال رہی اور دشمن بدحواسی اور بے کسی کی حالت میں مقہور و مخذول ہو کر بھاگے یا قید ہوئے یا رعیت بن کر رہے یا جہنم میں پہنچ گئے فللّٰه الحمد و المنة“ (تفسیر عثمانی)

## فائدہ

یہ آیت مبارکہ آج بھی پوری شان کے ساتھ موجود ہے یہود و نصاریٰ مسلمانوں کو زبانی تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ مگر وہ مسلمانوں کے جہاد سے سخت خوفزدہ ہیں، چنانچہ اسے روکنے کے لئے اسلامی ممالک کے حکمرانوں کو استعمال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کر رہے ہیں۔ آج بھی اگر امت مسلمہ مجموعی طور پر "خیر امت" ہونے کا ثبوت دے اور ساری دنیا تک اسلام کی خیر پہنچانے اور اسلام کو نافذ کرنے کی اپنی ذمہ داری محسوس کرے اور ساری دنیا کو "لا الٰـــہ الا اللّٰہ" کی وہ دعوت دے جس کے پیچھے جہاد کی قوت ہو تو اس آیت کا منظر آج بھی کھلی آنکھوں سے نظر آ جائے گا۔ ہم خیر امت کی شرطیں چھوڑ کر دنیا کو مقصد بنا لیں اور پھر قرآن پاک پر انگلی اٹھائیں کہ کافر پیٹھ پھیر کر بھاگ کیوں نہیں رہے تو یہ گمراہی والی بات ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## دعاء

یا اللہ ہم سب مسلمانوں کو "خیر امۃ" کی شرطیں پوری کرنے کی توفیق اور ہمت عطاء فرما۔ (آمین یا اکرم الاکرمین)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ
ان پر ذلت لازم کی گئی ہے جہاں وہ پائے جائیں مگر ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ کے اور

حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ
لوگوں کی پناہ کے اور وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق ہوئے اور ان پر پستی لازم

الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ
کی گئی یہ اس واسطے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کے ساتھ کفر کرتے تھے اور

الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾
پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے تھے اور یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے نکل جاتے تھے

### خلاصہ

یہودیوں نے انبیاء علیہم السلام کو شہید کیا ہے، ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو اپنا طریقہ بنایا ہوا ہے۔ یہ لوگ تمام دینی، اخلاقی اور انسانی حدود سے تجاوز کرتے رہتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے پکے منکر ہیں۔ ان کے انہی جرائم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر ذلت، پستی، کم ہمتی کو مسلط کر دیا ہے۔ یہ ذلت سے اسی وقت بچ سکتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جائیں یا کسی اور طاقتور قوم سے معاہدہ کر لیں۔ یہ لوگ اللہ پاک کے غضب کے مستحق ہیں۔

ضربت علیھم الذلۃ ان پر ذلت جاری کی گئی ہے۔

1. بےقدری یعنی بےماثی جان کی (بیان القرآن)
2. ھدر النفس والمال والاھل یعنی ان کی جان، مال اور اہل و عیال کے خون کی کوئی قدر و قیمت نہیں (ہر جگہ مارے لوٹے جاتے ہیں)۔ (روح المعانی)
3. ذلۃ التمسک بالباطل واعطاء الجزیۃ. باطل کے ساتھ چمٹے رہنے اور جزیہ (ٹیکس) دے کر جینے کی ذلت۔ (روح المعانی)
4. ذلت یعنی ان کی جانوں، ان کے مالوں، ان کی عزتوں سب کی بے وقعتی اور ناقدری خلق اللہ کے دل میں پیدا ہو گئی ہے۔ اور تاریخ کی شہادت ہے کہ یہود کی یہ خستہ حالی اور شکستہ بالی نہ صرف زمانہ نزول (یعنی آیت نازل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہونگے زمانہ) تک رہی بلکہ اس کے بعد بھی صدہا سال تک اسی طرح قائم رہی این ماثقفوا چنانچہ ابھی بیسویں صدی مسیحی کے ہی ثلث اول تک یہود کی جوگت جرمنی میں، ہنگری میں، اٹلی میں، چیکوسلواکیا میں اور دوسرے ملکوں میں باوجود ان کی خوشحالی وزرداری کے بن چکی ہے وہ بجائے خود اس آیت کی ایک تفسیر ہے۔ (تفسیر ماجدی)

❺ ان المراد ان یحاربوا ویقتلوا وتغنم اموالھم وتسبیٰ ذراریھم وتملك اراضیھم یعنی ذلت سے مراد یہ ہے کہ ان پر حملے ہونگے انہیں قتل کیا جائے گا، ان کے اموال کو غنیمت بنایا جائے گا، ان کے بچے قید ہونگے اور ان کی زمینیں چھین لی جائیں گی۔ (تفسیر کبیر)

المسکنۃ اور ان پر پستی لازم کردی گئی ہے۔ مسکنت کی تفسیر میں حضرات مفسرین کے کئی اقوال ہیں مختصر طور پر تین قول ملاحظہ فرمائیں:

❶ اس سے مراد جزیہ ہے

❷ یہودی جتنا بھی مالدار ہو جائے اس کا دل اور نفس محتاج ہی رہتا ہے۔ اور وہ اپنی غربت اور محتاجی لوگوں پر ظاہر کرتا رہتا ہے۔ (بخل اور حرص کی وجہ سے)

❸ اس میں جہاد کی خبر دی گئی ہے کہ یہودیوں کے اموال کو اللہ پاک نے مسلمانوں کا رزق بنادیا ہے۔ چنانچہ یہودی مسکین رہ جائیں گے۔ (التفسیر الکبیر)

### نکتہ

ذلت کا تعلق خارج سے ہے کہ دوسروں کی نظر میں بے قدر اور رسوا ہونگے اور مسکنہ کا تعلق داخل سے ہے کہ قلبی طور پر کم ہمت اور حریص اور لالچی ہونگے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

حبل من اللہ وحبل من الناس مگر یہ کہ اللہ پاک کی پناہ میں آجائیں یا لوگوں کی پناہ میں۔ اس پر مفسرین نے کافی کلام کیا ہے یہاں صرف تین محققین حضرات کی عبارات ملاحظہ فرمالیں۔

❶ خدا کی رسی سے مراد اسی کی طرف کا امن ہے جو ماتحت اسلام (یعنی اسلام کے ماتحت آنے والوں) کو حاصل ہے اور لوگوں کی رسی وہ عہد و پیمان جو لوگ اپنے ماتحتوں سے کرتے ہیں۔ (تفسیر حقانی)

(۲) حبل من اللہ سے مراد ان کی ایسی آبادی ہو سکتی ہے جسے خود شریعت الٰہی نے قتل و ہلاکت اور تعزیری انتقامی کارروائیوں سے مستثنیٰ رکھا ہے مثلاً ان کے بچے، ان کی عورتیں، ان کے گوشہ نشین زاہد، درویش وغیرہ اور حبل من الناس سے مراد ان کی وہ جماعتیں ہو سکتی ہیں جو معاہدوں کے ذریعہ سے امن حاصل کر لیتی ہیں (تفسیر ماجدی)

(۳) یعنی یہود پر ہمیشہ کیلئے ذلت کی مہر کردی گئی ہے یہ بدبخت جہاں کہیں پائے جائیں ذلت کا نقش ان سے محو نہیں ہو سکتا، بڑے بڑے کروڑپتی یہود بھی آزادی وخودمختاری سے اپنی جان و مال کی حفاظت نہیں کر سکتے کیونکہ ان کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آزاد حکومت کسی جگہ نہیں سوائے دستاویز اللہ تعالیٰ کے "یعنی بعض بچی کھچی رسمیں تورات کی عمل میں لاتے ہیں اس کے طفیل سے (بچے) پڑے ہیں اور سوا دستاویز لوگوں کے یعنی کسی کی رعیت میں انکی پناہ میں پڑے ہیں (کذا فی الموضح)

بعض مفسرین نے حبل من اللّٰه وحبل من الناس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ اور مسلمانوں کا عہد مراد لیا ہے۔ یعنی بجز (یعنی سوائے) اسکے کہ مسلمانوں سے عہد کر کے خدا کے ذمہ میں آجائیں بعض کہتے ہیں کہ بحبل من اللّٰه سے اسلام مراد ہے یعنی اسلام لاکر اس ذلت سے نکل سکتے ہیں یا معاہد بن کر کیونکہ معاہدہ بھی جان ومال کی طرف سے مامون کر دیتا ہے۔ (واللہ اعلم) (تفسیر عثمانی)

## اشکال کا جواب

### اشکال

ذلت مسلط ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کی اپنی کوئی آزاد خود مختار اور پرامن ریاست قائم نہیں ہوگی۔ مگر اب تو اسرائیل قائم ہو چکا ہے۔ اور اچھا خاصا طاقتور ملک بن چکا ہے؟

### جواب

❶ حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قرب قیامت کا زمانہ ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے ساتھ مسلمانوں کی فیصلہ کن جنگ کی خبر دی ہے۔ اس جنگ کے لئے اللہ پاک نے یہودیوں کو ایک جگہ جمع کرنے کا انتظام فرمایا ہے۔ اور فیصلہ کن جنگ کا مقام وہی ہے جہاں اس وقت اسرائیل قائم ہے۔

❷ یہ کوئی خود مختار حکومت نہیں ہے بلکہ حبل من الناس یعنی دوسرے لوگوں کی پناہ اور حفاظت میں بنی ہوئی عارضی کالونی ہے آج عیسائی ممالک اپنا ہاتھ کھینچ لیں تو اسرائیل چند روز میں لرزنے لگے گا۔

❸ جہاد کی برکت سے ابھی تک اسرائیل حالت امن میں نہیں آسکا خوف اور ذلت ہر اسرائیلی پر ہر لمحہ مسلط رہتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

بہر حال کچھ بھی ہو قرآن پاک کو ماننے والے مسلمانوں کے لئے اسرائیل کا وجود بہر حال عار کا مقام ہے۔ اللہ پاک اس عار سے ہم سب مسلمانوں کو نجات عطا فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

## نکتہ

پہلے فرمایا گیا کہ تم "خیر امت" ہو تمام انسانوں تک ایمان کی خبر پہنچانا اور تمام انسانوں کو کفر سے بچانا تمہارا کام ہے۔ دوسری آیت میں بتایا گیا کہ تمہاری دعوت کے اس راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ اہل کتاب کے کافر ڈالیں گے مگر جب ان کے خلاف جہاد ہوگا تو وہ شکست کھا کر بھاگ جائیں گے۔ اب سوال یہ ہوا کہ ان کی طاقت تو بہت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زیادہ ہے پھر کیسے شکست کھائیں گے۔ تو اس آیت میں بتادیا گیا کہ ان کے برے کرتوتوں کی وجہ سے اللہ پاک نے ان پر ذلت مسلط فرمادی ہے۔ پس آیت کنتم خیر امۃ میں فتح کے اسباب اور اس آیت میں شکست کے اسباب کا تذکرہ آ گیا۔ کامیابی اور فتح کے اسباب ایمان، جہاد وغیرہ اور ذلت و شکست کے اسباب کفر، نافرمانی، کتاب اللہ سے روگردانی وغیرہ۔ واللہ اعلم بالصواب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُورَۃُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّۃٌ آیت ۱۱۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ

اے ایمان والو اپنوں کے سوا کسی کو بھیدی نہ بناؤ وہ تمہاری خرابی میں قصور

خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ

نہیں کرتے جو چیز تمہیں تکلیف دے وہ انہیں پسند آتی ہے ان کے مونہوں سے دشمنی نکل پڑتی ہے

وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ

اور جو انکے سینوں میں چھپی ہوئی ہے وہ بہت زیادہ ہے ہم نے تمہارے لئے نشانیاں بیان کردیں اگر تم

تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

عقل رکھتے ہو

## خلاصہ

اے ایمان والو! مسلمانوں کے علاوہ کسی کافر و منافق کو اپنا قریبی اور ہمراز دوست نہ بناؤ۔ یہ لوگ تمہیں خرابی اور فساد میں ڈالنے کی بھرپور کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ تمہارے ساتھ ان کو جو دشمنی ہے اس کا کچھ حصہ تو ان کی باتوں میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ مگر اصل اور بڑی دشمنی تو انہوں نے اپنے دلوں میں چھپا رکھی ہے۔ اللہ پاک نے تمہیں ان کی دشمنی اور عزائم کی خبر دے دی ہے۔ اب عقل و دانش سے کام لیکر اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر مضبوطی سے عمل کرو۔

## کلام برکت

یعنی مسلمانوں کو کافروں سے دوستی کرنی نہ چاہیے وہ ہر طرح دشمن ہیں۔ (موضح القرآن)

## کلام حسرت

امام قرطبی رحمہ اللہ اپنے زمانہ کا حال ان الفاظ میں لکھتے ہیں:

وقد انقلبت الأحوال في هذه الزمان باتخاذ اهل الكتاب كتبة وأمناء وتسودو بذلك عند الجهلة الاغبياء من الولاة والامراء

یعنی ہمارے زمانے میں حالات بدل چکے ہیں اب جاہل اور کم عقل حکمرانوں نے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کو اپنا منشی اور ناظم بنا کر بڑے عہدوں تک پہنچا دیا ہے (قرطبی)

امام قرطبی رحمہ اللہ نے یہ حالات تقریباً ایک ہزار سال پہلے کے تحریر فرمائے ہیں جبکہ آج سے کچھ سال پہلے کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک مفسر اپنے زمانے کا حال ان الفاظ میں لکھتے ہیں:

"تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی بھی اس نصیحت کے خلاف کیا ہے مسلمانوں نے مار کھائی ہے، دشمن اسی طریقہ سے قابو پاتا ہے کہ وہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں کو مال دے کر یا عہدے دیکر اپنا ہمنوا بنا لیتا ہے۔ یہ مال کے لالچی اور عہدوں کے حریص (لوگ) دشمنوں کے سامنے مسلمانوں کی انفرادی و اجتماعی خفیہ باتیں سب اگل دیتے ہیں۔ دشمنوں نے مسلمانوں کے ملکوں میں مسلمانوں میں سے ایسے جاسوس بنا رکھے ہیں جو ہر چھپی ڈھکی بات اور ہر خفیہ مشورہ دشمنوں تک پہنچا دیتے ہیں جس کی وجہ سے مسلمانوں کی حکومتیں زیر زبر ہوتی ہیں اہم افراد قتل ہوتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ اسلام کا کلمہ پڑھنے کے باوجود اسلام کو اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ (انوار البیان)

یہ تو تھی چند سال پہلے کی بات۔ مگر آج اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے بارے میں مسلمانوں کا جو رویہ ہے اُسے بیان کرنا بے حد مشکل ہے بس اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے۔ آمین

**لا تتخذوا بطانة** اے ایمان والو کافروں کو اپنا بطانہ نہ بناؤ۔

❶ **اصفیاء تطلعونهم علی سرّ کم.** یعنی ایسا خاص دوست نہ بناؤ جن کو اپنے راز بتاؤ (جلالین)

❷ **بطانة الرجل خاصته الّتی یستبطنون امره.** آدمی کا بطانہ اس کے وہ خواص ہوتے ہیں جو اس کے اندرونی معاملات کو جانتے ہیں۔ (القرطبی)

❸ **نهی الله عزوجل المومنین بهذه الایة ان یتخذوا من الکفار والیهود واهل الهواء دخلاء وولجاء یفاوضونهم فی الاراء ویسندون الیهم امورهم.**

یعنی اللہ عزوجل نے اس آیت کے ذریعہ ایمان والوں کو اس بات سے منع فرمادیا کہ وہ کافروں، یہودیوں اور نفس پرست لوگوں کو اپنا ایسا خاص دوست اور مقرب بنائیں جنہیں اپنے مشوروں میں شریک رکھیں اور اپنے معاملات میں ان پر بھروسہ کریں۔ (قرطبی)

## شانِ نزول

بعض مفسرین کے نزدیک یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی، بعض کے نزدیک منافقین کے بارے میں اور بعض کے نزدیک تمام کافروں کے بارے میں (تفسیر کبیر)

بہرحال شان نزول تو خاص ہوسکتا ہے مگر حکم عام ہے۔

## تفسیر

صاحب روح المعانی اور دیگر مفسرین حضرات نے اس آیت کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ اس عبارت میں ملاحظہ فرمائیے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"حق تعالیٰ نے یہاں صاف صاف آگاہ کر دیا کہ مسلمان اپنے اسلامی بھائیوں کے سوا کسی کو بھیدی اور راز دار نہ بنائیں۔ کیونکہ یہود ہوں یا نصاریٰ منافقین ہوں یا مشرکین ان میں کوئی جماعت تمہاری حقیقی خیر خواہ نہیں، بلکہ ہمیشہ یہ لوگ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ تمہیں پاگل بنا کر نقصان پہنچائیں اور دینی و دنیوی خرابیوں میں مبتلا کریں۔ ان کی خواہش اسی میں ہے کہ تم تکلیف میں رہو اور کسی نہ کسی تدبیر سے تم کو دینی یا دنیوی ضرر پہنچ جائے جو دشمنی اور بغض ان کے دلوں میں ہے وہ تو بہت ہی زیادہ ہے۔ لیکن بسا اوقات عداوت وغیظ کے جذبات سے مغلوب ہو کر کھلم کھلا ایسی باتیں کر گزرتے ہیں جو ان کی گہری دشمنی کا صاف پتا دیتی ہیں۔ مارے دشمنی اور حسد کے ان کی زبان قابو میں نہیں رہتی پس عقلمند آدمی کا کام نہیں کہ ایسے خبیث باطن دشمنوں کو اپنا راز دار بنائے۔ خدا تعالیٰ نے دوست و دشمن کے پتے اور سوالات وغیرہ کے احکام کھول کر بتلا دیے ہیں جس میں عقل ہوگی ان سے کام لے گا۔ (تفسیر عثمانی)

## ایک روایت

وقیل لعمر رضی اللہ تعالیٰ عنه ان ھھنا رجلاً ـ الی آخرہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ یہاں "حیرۃ" کے عیسائیوں میں سے ایک شخص بہت عمدہ کاتب ہے کیا آپ اسے اپنا کاتب (منشی) رکھیں گے؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میں نے ایسا کیا تو میں مسلمانوں کے علاوہ کسی کو اپنا بطانہ (خاص آدمی) بنانے والا بن جاؤں گا (جس سے اللہ پاک نے منع فرمایا ہے) (قرطبی، روح المعانی وغیرہ)

## تنگ نظری؟

قانون اسلام کے منکروں اور باغیوں سے تعلقات ایک خاص حد سے آگے بڑھانے کی اجازت کسی مسلم، اسلامی حکومت کی رعایا کو نہیں کہ اس سے فرد اور ملت دونوں کو ضرر کے اندیشے اور خطرے کھلے ہوئے ہیں اور اس صریح، معقول، مناسب اور ضروری انتظام کا نام بعض عقل کے دشمنوں نے "تنگ نظری" رکھا ہے۔ سبحان اللہ! امراض وبائی میں پرہیز واحتیاط کا نام تو فخر کے ساتھ "اصول حفظان صحت" رکھا جائے اور جو انتظام کفر وطغیان یعنی دنیا وآخرت دونوں کی بربادی سے بچنے کے لئے کیا جائے اس کا نام "تنگ نظری" پڑ جائے، عقل دشمنی کی بھی کوئی حد ہونی چاہیے۔ (تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ

سن لو تم ان کے دوست ہو اور وہ تمہارے دوست نہیں اور تم تو سب کتابوں کو مانتے ہو

كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ

اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصہ سے

الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ

انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں کہہ دو تم اپنے غصہ میں مرو اللہ تعالیٰ کو دلوں کی

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾

باتیں خوب معلوم ہیں

## خلاصہ

اے مسلمانو! تم ان سے دوستی رکھتے ہو حالانکہ وہ تو تمہارے بدخواہ دشمن ہیں، جبکہ تمہارے اور ان کے نظریات کا یہ عالم ہے کہ تم تو تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لاتے ہو جبکہ وہ تمہاری کتاب "قرآن پاک" کو نہیں مانتے پھر ان سے یاری اور دوستی کیسی؟ باقی ان کے ظاہری رویے سے دھوکے میں نہ پڑو وہ تمہارے سامنے تو دوستی یاری اور ایمان کی بات کرتے ہیں مگر تمہاری پیٹھ پیچھے وہ تمہیں برباد کرنے کی تدبیریں کرتے ہیں اور تمہاری ترقی اور تمہاری جماعت کو دیکھ دیکھ کر حسد اور غم میں اپنی انگلیاں چباتے ہیں۔ ان کو بتادیا جائے کہ غم، غصے اور حسد میں جل مرو تم اب اسلام کے عروج کو نہیں روک سکتے۔ اللہ تعالیٰ کو دلوں کے حالات کی پوری خبر ہے۔

## تفسیری اقوال

❶ تحبونهم اے مسلمانو تم ان سے محبت رکھتے ہو۔

لقرابتهم منكم وصداقتهم ان سے اپنی رشتہ داری اور سابقہ دوستی کی وجہ سے اور وہ لا يحبونكم تم سے محبت نہیں رکھتے لمخالفتهم لكم في الدين دین میں تم سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے۔ (جلالین)

یعنی ان کا نظریہ غلط اور ناقص ہے پھر بھی انہوں نے اسے دوستی اور دشمنی کا معیار بنا رکھا ہے جبکہ تمہارا نظریہ حق اور کامل ہے اس کے باوجود تم اس پر رشتہ داری وغیرہ کو ترجیح دیتے ہو ایسا کرنا درست نہیں ہے۔

❷ وتؤمنون بالكتاب كله اي بكتابكم وكتابهم وبما مضى من الكتب قبل ذلك وهم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يكفرون بكتابكم فانتم احق بالبغضاء لهم منهم لكم

یعنی تم تو سب آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اپنی کتاب پر بھی اور ان کی کتاب پر بھی اور جو کتابیں پہلے نازل ہوئیں ان پر بھی جبکہ وہ تمہاری کتاب (قرآن مجید) کے منکر ہیں، تو تم ان سے بغض رکھنے کے زیادہ حقدار ہو بجائے اس کے وہ تم سے بغض رکھیں (تفسیر ابن کثیر)

❷ قل موتوا بغيظكم اى مهما كنتم تحسدون عليه المومنين ويغيظكم ذلك منهم فاعلموا ان الله متم نعمته على عباده المومنين ومكمل دينه ومعل كلمته ومظهر دينه فموتوا انتم بغيظكم یعنی آپ فرما دیجئے کہ اے کافرو! منافقو اپنے غم میں گھٹ کر مر جاؤ تم مسلمانوں پر جتنا بھی حسد کر لو اور اس پر تم جتنے غم و غصے کا اظہار کر لو اللہ پاک اپنے مومن بندوں پر اپنی نعمت پوری فرمائے گا اور اپنے دین کو مکمل فرمائے گا اور اپنے کلمے کو بلند اور اپنے دین کو غالب فرمائے گا پس تم اپنے غم و غصے میں مر جاؤ۔ (تفسیر ابن کثیر)

❸ قل موتوا بغيظكم آپ کہہ دیجئے کہ تم اپنے غصے میں مر جاؤ أمر الرسول الله بطيب النفس وقوة الرجا والاستبشار بوعدالله ان يهلكوغيظاً باعزاز الدين واذلالهم كانه قيل حدث نفسك بذلك یہ حکم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل خوش کرنے، آپ کی حوصلہ افزائی کرنے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے وعدے کی خوشخبری دینے کے لئے کہ یہ (دشمن) اسلام کے غلبے اور اپنی ذلت دیکھ کر غم و غصے سے ہلاک ہو جائیں گے گویا کہ آپ سے کہا گیا کہ اپنے دل میں کہیں کہ اے کافرو اپنے غم و غصے میں مر جاؤ۔ (کشاف)

قل موتوا بغيظكم هو دعاء عليهم اى قل يا محمد (صلى الله عليه وسلم) ادام الله غيظكم الى أن تموتوا۔ یعنی یہاں (کافروں) کے لئے بد دعا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہمیشہ اس غم میں رکھے یہاں تک کہ تم مر جاؤ۔ (قرطبی)

❹ "یعنی یہ کیسی بے موقع بات ہے کہ تم ان کی دوستی کا دم بھرتے ہو اور وہ تمہارے دوست نہیں بلکہ جڑ کاٹنے والے دشمن ہیں اور طرفہ یہ کہ تم تمام آسمانی کتابوں کو مانتے ہو خواہ وہ کسی قوم کی ہوں اور کسی زمانہ میں کسی پیغمبر پر نازل ہوئی ہوں جن کے خدا نے نام بتائے ان پر "علی التعیین" اور جن کے نام نہیں بتائے ان پر "بالاجمال" ایمان رکھتے ہو اس کے برخلاف یہ لوگ تمہاری کتاب اور پیغمبر کو نہیں مانتے بلکہ خود ان کی کتابوں پر بھی ان کا ایمان صحیح نہیں۔ اس لحاظ سے چاہیے تھا کہ وہ تم سے قدرے محبت کرتے اور تم ان سے سخت نفور و بیزار رہتے مگر یہاں معاملہ برعکس ہو رہا ہے۔" (عثمانی)

❺ "ملاقات کے وقت تمہارے قومی جلسوں اور عام مجامع ملی میں وہ اس قسم کی تقریریں کر جاتے ہیں جن سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سادہ لوح مسلمان یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے خیر خواہ ہیں مگر وہ یاد رکھیں کہ یہ سب زبانی جمع خرچ ہوتا ہے۔‘‘ (تفسیر الفرقان)

## فائدہ

موجودہ دور میں کافروں کی طاقت دیکھ کر بعض لوگوں کو قرآن پاک کے اس طرح کے احکامات (نعوذ باللہ) عجیب لگتے ہیں ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ جب یہ احکامات نازل ہو رہے تھے تو اس وقت مسلمان بہت تھوڑے اور بہت کمزور تھے اور تقریباً ساری دنیا پر کفر کی حکومت تھی۔ مگر اس زمانے کے مسلمانوں نے اپنی قلت اور کافروں کی طاقت کو اپنے لئے عذر قرار نہیں دیا بلکہ ان احکامات پر فوراً عمل کیا جس کی برکت سے اسلام مضبوط ہوا اور ساری دنیا میں پھیلتا چلا گیا اور ہم اور آپ تک بھی الحمد للہ پہنچ گیا۔ اس نکتے میں عقل والوں کے لئے بہت بڑا سبق ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُورَۃُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۱۲۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا

اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں بری لگتی ہے اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو اس سے خوش ہوتے ہیں

وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ۗ إِنَّ اللّٰهَ

اور اگر تم صبر کرو اور پرہیز گاری کرو تو ان کے فریب سے تمہارا کچھ نہ بگڑے گا بے شک اللہ تعالیٰ

بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿۱۲۰﴾

ان کے اعمال پر احاطہ کرنے والا ہے

## خلاصہ

یہ لوگ تم سے اس قدر بغض اور عداوت رکھتے ہیں کہ جب بھی تمہیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو یہ تکلیف میں جلنے لگتے ہیں اور اگر تمہارا کچھ نقصان ہوتا ہے تو یہ خوشیاں مناتے ہیں۔ اب ایسے شریر لوگوں اور بدخواہ دشمنوں کے شر سے بچنے کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ تم ان سے یاری اور دوستی کر لو بلکہ ان سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دین اور نظریات پر مضبوطی سے ڈٹے رہو۔ اور اللہ پاک کی نافرمانی سے بچ کر اسکی نصرت کو اپنے ساتھ لو۔ یہ جتنے بھی طاقتور کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتے۔

## تفسیری اقوال

❶ ممکن تھا کہ کسی کو یہ خیال گذرے کہ جب ہم ان سے دوستانہ تعلقات نہ رکھیں گے تو وہ زیادہ غیظ وغضب میں آ کر ہمارے خلاف تدبیریں کریں گے اور بیش از بیش (یعنی زیادہ سے زیادہ) نقصان پہنچانا چاہیں گے۔ اس کا جواب دیا کہ تم صبر واستقلال اور تقویٰ وطہارت پر ٹھیک ٹھیک قائم رہو گے تو ان کا کوئی داؤ فریب تم پر کارگر نہ ہوگا، جو کاروائیاں وہ کرتے ہیں سب خدا کے علم میں ہیں اور اسکو ہر وقت قدرت حاصل ہے کہ ان کا تاروپود بکھیر دے تم اپنا معاملہ خدا سے صاف رکھو پھر تمہارے راستہ سے سارے کانٹے صاف کر دیے جائیں گے (تفسیر حقانی)

❷ تم اپنے قصے مقاتلہ کفار (یعنی کفار کے خلاف جہاد کو) یاد کر لو جہاں صبر تقویٰ پورا پورا کیا جیسے بدر وہاں کید کفار (یعنی کفار کی سازشوں اور تدبیروں) سے کچھ ضرر نہ پہنچا اور جہاں اس میں کسی قدر کمی آگئی وہاں ضرر (نقصان) ہو گیا جیسے احد میں مغلوب ہو گئے پھر حمراء الاسد میں باوجودیکہ واقعہ احد سے تازہ زخم خوردہ تھے لیکن استقلال وتقویٰ سے کام لیا پھر کامیاب ہوئے اس سے (آیت میں مذکور) مضمون بالا کی پوری تائید ہو گئی۔ (بیان القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❸ ان تصبروا اگر تم ڈٹے رہے علی عداوتھم ان کی دشمنی پر وتتقوا اور بچتے رہے ما نھیتم عنہ من موالاتھم ان کی دوستی سے جس سے تمہیں منع کیا گیا ہے تو پھر ان کی سازشیں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گی۔ (کشاف)

❹ ان تصبروا اگر تم ڈٹے رہے علیٰ اذاھم ان کی تکلیفوں کے باوجود او علیٰ طاعۃ اللّٰہ ومضض الجھاد فی سبیلہ یا تم ڈٹے رہے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس کے راستے میں جہاد پر (تو پھر ان کی سازشیں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گی) (روح المعانی)

❺ ان تصبروا علی اذاھم وتتقوا اللّٰہ فی موالاتھم وغیرھا۔
اگر تم نے صبر کیا ان کی تکلیفوں پر اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے کافروں کی دوستی وغیرہ کے بارے میں تو پھر وہ تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ (جلالین)

## قرآنی نسخہ

دنیا بھر کے کافروں سے حفاظت کا قرآنی نسخہ ”استقلال اور تقویٰ“ یعنی ایمان وجہاد پر مضبوطی اور کافروں کی یاری سے پرہیز پر مشتمل ہے کاش امت مسلمہ اسے سمجھے اور اپنی حفاظت اور ترقی کے رسواکن منصوبوں کو چھوڑ کر اس قرآنی نسخے پر عمل کرے۔ جس نسخے پر عمل کی برکت سے اسلام ہم تک پہنچا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

## دعاء

یا اللّٰہ ! یا اھل التقوی ! یا اھل المغفرۃ ! ہمیں استقلال اور تقویٰ عطا فرما۔

(آمین یارب العالمین)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۲۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ

اور جب تو صبح کو اپنے گھر سے نکلا مسلمانوں کو لڑائی کے ٹھکانے پر بٹھا رہا تھا

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾

اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے

## خلاصہ

وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے اپنے گھر سے نکلے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے مجاہد صحابہ کرام کو جنگی ترتیب کے مطابق میدان جہاد کے مختلف مقامات پر متعین فرما رہے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سن رہا تھا اور سب کچھ جان رہا تھا۔

## شانِ نزول

والجمهور علی انها غزوة احد جمہور کا قول یہ ہے کہ یہ آیت غزوہ احد کے بارے میں نازل ہوئی۔ (قرطبی، روح المعانی)

## تفسیری اقوال

من اهلك آپ صبح کو اپنے گھر والوں کے ہاں سے نکلے یعنی خرجت بالصباح من منزلك من عند عائشة رضی الله تعالیٰ عنها یعنی آپ صبح کے وقت اپنے گھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں سے نکلے (قرطبی) مِنْ بمعنی عند (روح المعانی)

مقاعد للقتال آپ اپنے ایمان والے مجاہدین کو جنگ کے مقامات پر جما رہے تھے۔

❶ فمشیٰ علی رجلیه فجعل یصف أصحابه للقتال کانما یقوم بهم القدح ان رأی صدرا خارجا قال تاخر

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چل کر تشریف لے گئے اور آپ نے جنگ کے لئے اپنے صحابہ کرام کی تیر کی طرح سیدھی صفیں بنائیں اگر آپ کسی کا سینہ باہر نکلا ہوا دیکھتے تو فرماتے پیچھے ہو جاؤ۔ (کشاف)

❷ "ترتیب صفوف اور مورچوں کی متناسب موضعیت کی اہمیت جس طرح سکندر و دارا کے زمانہ میں تھی جدید فن حرب میں بھی مسلم ہے۔ امت کا رہبر کامل صلی اللہ علیہ وسلم مقدس نبی ہونے کے علاوہ سپہ دار اعظم (سپہ سالار اعظم)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی حیثیت سے بھی بے نظیر تھا۔" (تفسیر ماجدی)

## عجیب استدلال

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ویروی انہ علیہ السلام غدا من منزل عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فمشی علی رجلیہ الی احد وھذا قول مجاھد والواقدی فدل ھذا النص ان عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کانت اھلا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال تعالیٰ الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات (النور ۲۶) فدل ھذا النص علی انہا مطھرۃ مبرأۃ من کل قبیح الاتری ان ولد نوح لماکان کافراً قال انہ لیس من اھلک (ھود ٤٦)

یعنی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے نکلے اور پیدل احد کی طرف تشریف لے گئے یہ مجاہد رحمہ اللہ اور واقدی رحمہ اللہ کا قول ہے پس اس نص سے ثابت ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل (اہلیہ) تھیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (ترجمہ) پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر خرابی اور برائی سے پاک اور بری (اور بلند) ہیں، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا جب کافر تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ترجمہ) (اے نوح) وہ آپ کے اہل میں سے نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر)

## سبق

مسلمانوں کے دینی رہنما اور علماء جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں ان کو جنگی امور میں مہارت حاصل کرنی چاہیے تاکہ وہ ہر میدان میں امت مسلمہ کی درست رہنمائی اور قیادت کرسکیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ماخوذ از : سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ

# غزوہ احد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# غزوۂ اُحد

## شوال ۳ھ

احد مدینہ منورہ کے ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے جو مدینہ سے کم وبیش دومیل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ احد کو احد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دوسرے جبال (پہاڑوں) سے متوحد یعنی منفرد اور علیحدہ ہے۔ (البدایہ والنہایہ ص ۹ ج ۴)

قال اللّٰہ تعالیٰ واذ غدوت من اھلک تبوئ المؤمنین مقاعد للقتال۔ (آل عمران: آیہ ۱۲۱)

قریش مکہ جب بدر سے بے طرح شکست کھا کر مکہ واپس ہوئے تو یہ معلوم ہوا کہ وہ کاروان تجارت جس کو ابوسفیان ساحلی راستے سے بچا کر نکال لائے تھے وہ مع اصل سرمایہ اور زرمنافع دارالندوہ میں بطور امانت محفوظ ہے بدر کی اس بے طرح ہزیمت اور ذلت آمیز شکست کا زخم یوں تو ہر شخص کے دل میں تھا، لیکن جن لوگوں کے باپ اور بیٹے بھائی اور بھتیجے خویش اور اقارب بدر میں مارے گئے ان کو رہ رہ کر جوش آتا تھا۔ جذبہ انتقام سے ہر شخص کا سینہ لبریز تھا۔ بالآخر ابوسفیان بن حرب، عبداللہ بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل، حارث بن ہشام حویطب بن عبدالعزی، صفوان بن امیہ (جنگ بدر میں ابوسفیان کا بیٹا حنظلہ اور حضرت عکرمہ کا باپ اور حارث بن ہشام کا بھائی ابوجہل بن ہشام اور صفوان بن امیہ کا باپ امیہ قتل ہوئے تھے مگر بعد میں چل کر ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور حارث بن ہشام اور حویطب بن عبدالعزیٰ۔ صفوان بن امیہ سب مسلمان ہوئے رضی اللہ عنہم (زرقانی ص ۲۰ ج ۲) اور دیگر سرداران قریش ایک مجلس میں جمع ہوئے کہ کاروان تجارت بطور امانت محفوظ ہے۔ اس میں سے اصل سرمایہ تو تمام شرکاء پر بقدر حصص تقسیم کر دیا جائے اور زر منافع کلیۃً محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کی تیاری میں صرف کیا جائے تاکہ ہم مسلمانوں سے اپنے باپ اور بیٹوں، خویش اور اقارب، اعیان اور اشراف کا جو بدر میں مارے گئے انتقام لیں بیک آواز سب نے نہایت طیب خاطر سے اس درخواست کو قبول کیا اور زر منافع جس کی مقدار پچاس ہزار دینار تھی وہ سب اس کام کیلئے جمع کر دیا گیا۔

اس بارے میں حق تعالیٰ شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

ان الذین کفروا ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللّٰہ۔ فسینفقو نھا ثم تکون علیھم حسرۃ ثم یغلبون (الانفال ۳۶)

ترجمہ: تحقیق کافر اپنے اموال کو خرچ کر رہے ہیں تاکہ لوگوں کو خدا کے راستہ سے روک دیں پس اور بھی خرچ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کریں گے اور پھر یہ سب ان پر حسرت اور افسوس ہوں گے پھر آخر مغلوب ہوں گے۔

## قریش کا عورتوں کو ہمراہ لے چلنا

غرض یہ کہ قریش نے خوب تیاری کی اور عورتوں کو بھی ہمراہ کیا تا کہ وہ رجزیہ اشعار سے لڑنے والوں کی ہمت بڑھائیں اور بھاگنے والوں کو غیرت دلائیں نیز لڑنے والے عورتوں کی بے حرمتی کے خیال سے دل کھول کر اور سینہ ٹھوک کر لڑیں پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیں اور قبائل میں قاصد دوڑائے کہ اس جنگ میں شریک ہو کر داد شجاعت دیں۔ اس طرح تین ہزار آدمیوں کا لشکر جمع ہو گیا جن میں سے سات سو زرہ پوش تھے اور دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں ہمراہ تھیں، یہ تین ہزار کا لشکر جرار نہایت کروفر سے ابوسفیان بن حرب کی سرکردگی میں ۵ شوال ۳ھ کو مکہ سے روانہ ہوا (طبقات ابن سعد ص ۲۵ ج ۲ قسم اول زرقانی ص ۲۰ ج ۲ تاریخ طبری ص ۹ ج ۳)

## حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے ارادہ سے اطلاع دینا

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تمام حالات لکھ کر نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے پاس ایک تیز رو قاصد کے ہاتھ روانہ کئے اور قاصد کو یہ تاکید کی کہ تین دن کے اندر اندر کسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ خط پہنچا دے (زرقانی ج ۲ ص ۲۱)

## حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مشورہ

یہ خبر پاتے ہی آپ نے انس اور مونس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو قریش کی خبر لینے کے لئے روانہ فرمایا۔ انھوں نے آ کر یہ اطلاع دی کہ قریش کا لشکر مدینہ کے بالکل قریب آ پہنچا ہے۔ بعد ازاں حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو ان کا اندازہ کرنے کیلئے بھیجا کہ معلوم کریں فوج کی کتنی تعداد ہے۔ حباب رضی اللہ عنہ نے آ کر ٹھیک اندازہ اور صحیح تخمینہ سے اطلاع دی تمام شب سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم نے مسجد کا پہرہ دیا، اور شہر کے اطراف وجوانب میں بھی پہرے بٹھلا دیئے گئے۔ (طبقات ابن سعد ص ۲۵ ج ۲ قسم اول) یہ جمعہ کی شب تھی جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بلا کر مشورہ کیا۔ اکابر مہاجرین وانصار نے مشورہ دیا کہ مدینہ ہی میں پناہ گزین ہو کر مقابلہ کیا جائے۔ لیکن جو نوجوان جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے اور شوق شہادت میں بے چین اور بے تاب تھے ان کی یہ رائے ہوئی کہ مدینہ سے باہر نکل کر ان پر حملہ کیا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں نے خواب (یہ خواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی شب جمعہ میں دیکھا تھا۔ [کما فی طبقات ابن سعد ص ۲۶ ج ۲]۔) دیکھا کہ میں ایک مضبوط زرہ میں ہوں اور ایک گائے ہے کہ ذبح کی جا رہی ہے۔ جس کی تعبیر یہ ہے کہ مدینہ بمنزلہ مضبوط زرہ کے ہے اور ذبح بقر سے اس طرف اشارہ ہے کہ میرے اصحاب میں سے کچھ لوگ شہید ہوں گے لہٰذا میری رائے میں مدینہ ہی میں قلعہ بند ہو کر مقابلہ کیا جائے اور خواب میں یہ بھی دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا اس کے سامنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا حصہ ٹوٹ کر گر گیا۔ پھر اسی تلوار کو دوبارہ ہلایا تو وہ تلوار پہلے سے زیادہ عمدہ ہوگئی۔ جس کی تعبیر یہ تھی کہ صحابہ کرام بمنزلہ تلوار کے تھے۔ جو آپ کے دشمنوں پر وار کرتے تھے صحابہ کو جہاد میں لے جانا بمنزلہ تلوار کے ہلانے کے تھا۔ ایک مرتبہ ہلایا۔ یعنی غزوۂ احد میں تو اس کے سامنے کا حصہ ٹوٹ کر گر گیا۔ یعنی کچھ صحابہ شہید ہوگئے، پھر اسی تلوار کو دوسرے غزوہ میں استعمال کیا تو وہ تلوار پہلے سے زیادہ عمدہ اور تیز ہوگئی اور خوب دشمنوں پر چلی عبداللہ بن ابی (رأس المنافقین) سے بھی ہوشیار اور تجربہ کار ہونے کی وجہ سے مشورہ لیا گیا۔ اس نے یہ کہا کہ تجربہ یہ ہے کہ جب کسی دشمن نے مدینہ پر حملہ کیا اور اہل مدینہ نے اندرون شہر ہی رہ کر مقابلہ کیا تو فتح ہوئی اور جب باہر نکل کر حملہ کیا گیا تو ناکام رہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مدینہ سے باہر نہ نکلئے خدا کی قسم جب کبھی ہم مدینہ سے باہر نکلے تو دشمنوں کے ہاتھ سے تکلیف اٹھائی اور جب کبھی ہم مدینہ میں رہے اور دشمن ہم پر چڑھ کر آیا تو دشمن نے ہمارے ہاتھ سے تکلیف اٹھائی آپ تو مدینہ کی ناکہ بندی فرمادیں دشمن اگر بالفرض مدینہ میں گھس آیا تو مردان کا تلوار سے مقابلہ کریں گے اور بچے اور عورتیں چھتوں سے سنگ باری کریں گی۔ اور اگر باہر ہی باہر سے ناکام واپس ہوگئے تو لہو المراد۔ (تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۱)

مگر بعض اکابر اور نوجوانوں نے اس پر زیادہ اصرار کیا کہ مدینہ سے باہر نکل کر حملہ کیا جائے، اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو اس دن کے متمنی اور مشتاق ہی تھے اور خدا سے دعائیں مانگ رہے تھے خدا وہ دن لے آیا اور مسافت بھی قریب ہے حضرت حمزہ اور سعد بن عبادہ اور نعمان بن مالک رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم نے مدینہ میں رہ کر ان کی مدافعت کی تو ہمارے دشمن ہم کو خدا کی راہ میں بزدل خیال کریں گے اور حضرت حمزہ نے یہ کہا:

والذی انزل علیک الکتاب لا اطعم الیوم طعاما حتی اجالدھم بسیفی خارج المدینۃ۔ (البدایۃ والنھایۃ ج ۴ ص ۱۲ زرقانی ج ۲ ص ۲۳)

**ترجمہ:**

قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی میں اس وقت تک کھانا نہ کھاؤں گا جب تک مدینہ سے باہر نکل کر دشمنوں کا اپنی تلوار سے مقابلہ نہ کرلوں۔ (البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۱۲، زرقانی ج ۲ ص ۲۳)

نعمان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یا رسول اللہ لا تحرمنا الجنۃ فوالذی بعثک بالحق لادخلن الجنۃ۔

**ترجمہ:**

اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کو جنت سے محروم نہ کیجئے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں ضرور جنت میں داخل ہو کر رہوں گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا کس بنا پر؟ نعمان نے عرض کیا:

لانی اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ ولا افر یوم الزحف۔

ترجمہ

اس لئے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے برحق رسول ہیں اور میں لڑائی میں کبھی بھاگتا نہیں۔

اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں:

لانی احب اللہ ورسولہ۔ اس وجہ سے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہوں۔

آپ نے فرمایا۔ صدقت تو نے سچ کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ جنت کے شیدائی اور شہادت کے سودائی یعنی نوجوانوں کا اصرار تو پہلے ہی سے ہے کہ مدینہ سے باہر جا کر حملہ کیا جائے لیکن مہاجرین وانصار میں سے بھی بعض اکابر جیسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ شوق شہادت میں بے چین اور بے تاب ہیں اور ان کی بھی یہی رائے ہے۔ تو آپ نے بھی یہی عزم فرمالیا۔

یہ جمعہ کا دن تھا جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر وعظ فرمایا اور جہاد وقتال کی ترغیب دی اور تیاری کا حکم دیا۔ یہ سنتے ہی خداوند ذوالجلال کے محبین ومخلصین وعاشقین ووالہین اور خداوند قدوس کے لقاء کے شائقین کے جانوں میں جان آ گئی اور سمجھ گئے کہ اب اس دنیا کے جیل خانہ اور اس قفس سے ہماری رہائی کا وقت آ گیا۔

خرم آن روز کزیں منزل ویران بردم
راحت جان طلبم وزپے جانان بردم

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاری اور سلاح پوشی

عصر کی نماز سے فارغ ہو کر آپ حجرۂ شریفہ میں تشریف لے گئے اور صاحبین (یعنی آپ کے وہ دو ساتھی جو دنیا میں بھی آپ کے ساتھ رہے اور عالم برزخ میں بھی آپ کے ساتھ ہیں اور میدان حشر اور حوض کوثر اور جنت میں بھی آپ کے ساتھ ہوں گے) یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہ بھی آپ کے ساتھ حجرہ میں گئے۔

ہنوز آپ حجرۂ مبارکہ سے باہر تشریف نہ لائے تھے کہ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے لوگوں سے کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہر سے باہر جا کر حملہ کرنے پر مجبور کیا حالانکہ آپ پر اللہ کی وحی اترتی رہتی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ آپ کی رائے اور منشاء پر چھوڑ دیا جائے۔ اتنے میں آپ دو زرہیں تو برتو پہن کر اور مسلح ہو کر باہر تشریف لے آئے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے غلطی سے خلاف مرضی مبارک اصرار کیا جو ہمارے لئے کسی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طرح مناسب اور زیبا نہ تھا۔ آپ صرف اپنی رائے پر عمل فرمائیں آپ نے فرمایا کسی نبی (اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم آپ کی ساتھ مخصوص نہیں ہر پیغمبر علیہ السلام کا یہی حکم ہے کہ ہتھیار لگا لینے کے بعد بغیر جہاد کے ہتھیار اتارنا جائز نہیں نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نفل اور مستحب شروع کر لینے سے اس کا اہتمام اور پورا کرنا واجب ہوتا جاتا ہے) کے لئے یہ جائز نہیں کہ ہتھیار لگا کر اتار دے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جنگ کرے۔ اب اللہ تعالیٰ کے نام پر چلو اور میں جو حکم دوں وہ کرو۔ اور سمجھ لو کہ جب تک تم صابر اور ثابت قدم رہو گے تو اللہ تعالیٰ کی فتح اور نصرت تمہارے ہی لئے ہے۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی اور فوج کا معائنہ

۱۱ شوال یوم جمعہ بعد نماز عصر آپ ایک ہزار جمعیت کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے آپ گھوڑے پر سوار تھے اور سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما زرہ پہنے ہوئے آپ کے آگے آگے تھے اور سب مسلمان آپ کے دائیں اور بائیں چلتے تھے۔ یہ تمام تفصیل طبقات ابن سعد اور زرقانی میں مذکور ہے۔ مدینہ سے باہر نکل کر جب مقام شیخین (شیخین دو ٹیلوں کا نام ہے جو مدینہ اور احد کے مابین واقع ہیں وہاں ایک اندھا اور بوڑھا یہودی اور ایک اندھی اور بڑھیا یہودن رہا کرتے تھے اس لئے وہ ٹیلے شیخین کے نام سے مشہور ہو گئے۔ ۱۲ طبری ج ۳) پر پہنچے تو فوج کا جائزہ لیا۔ ان میں جو نو عمر اور کم سن تھے ان کو واپس فرمایا جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں:

1. اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ
2. زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
3. ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
4. عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
5. اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ
6. عرابہ بن اوس رضی اللہ عنہ
7. براء بن عازب رضی اللہ عنہ
8. زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں سترہ صحابہ پیش کئے گئے جن کی عمر چودہ چودہ سال کی تھی نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے نابالغ قرار دے کر واپس کر دیا جب ایک سال بعد پندرہ سال کے سن میں پیش کئے گئے تو آپ نے اجازت دی۔ (زرقانی ص ۲۵ ج ۲) ان کمسنوں میں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے یہ ہوشیاری کی کہ انگوٹھوں کے بل تن کے کھڑے ہو گئے تا کہ دراز قامت معلوم ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی۔ نیز ان کی نسبت یہ بھی کہا گیا کہ یہ بڑے تیر انداز ہیں۔

عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک مرتبہ امام نافع سے یہ دریافت کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کن کن غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ امام نافع نے کہا مجھ سے خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ جب غزوۂ بدر ہوا تو اس وقت میں ۱۳ سال کا تھا اور جب غزوۂ احد ہوا تو اس وقت میں ۱۴ سال کا تھا۔ غزوۂ بدر میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تو میں نے جانے کا ارادہ ہی نہیں کیا لیکن غزوہ احد میں شریک ہونے کی بارگاہ نبوی میں استدعاء کی لیکن آپ نے کمسنی کی وجہ سے قبول نہ فرمایا اور علی ہذا زید بن ثابت اور اوس بن عرابہ کو بھی کمسن ہونے کی وجہ سے واپس فرمایا مگر رافع بن خدیج کو دراز قامت ہونے کی وجہ سے اجازت دے دی جب غزوہ خندق پیش آیا تو اس وقت میں ۱۵ سال کا تھا۔ اس وقت آپ نے مجھ کو اجازت دی اور آپ کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوا عمر بن عبد العزیز نے اس حدیث کو سن کر فوراً کاتب کو حکم دیا کہ بہت جلد اس حدیث کو لکھ لیں۔ اس لئے کہ لوگ اپنے بیٹوں اور بھائیوں کے لئے بیت المال سے وظیفہ کی درخواست کرتے ہیں۔ لہذا خوب تحقیق کر لی جائے جو فی الواقع پندرہ سال کا ہو مجاہدین اور مقاتلین کی فہرست میں اس کا نام درج کر کے بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کیا جائے۔ اور جو پندرہ سال سے کم ہو اس کا نام ذریہ بچوں کی فہرست میں لکھا جائے، (عیون الاثر ص ۳۳۳) سمرۃ بن جندب جو انہیں کے ہم سن تھے انھوں نے نہایت حسرت بھرے الفاظ میں اپنے علاتی باپ مری بن سنان رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اے باپ! رافع کو تو اجازت مل گئی اور میں رہ گیا۔ حالانکہ میں ان سے زیادہ قوی ہوں رافع کو پچھاڑ سکتا ہوں مری بن سنان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے رافع کو اجازت دی اور میرے بیٹے کو واپس فرمایا حالانکہ میرا بیٹا رافع کو پچھاڑ سکتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رافع رضی اللہ عنہ اور سمرہ رضی اللہ عنہ کی کشتی کرائی۔ سمرہ نے رافع کو پچھاڑ دیا۔ آپ نے سمرہ کو بھی اجازت دی۔ (طبری ص ۱۲ ج ۳) بچے اور بوڑھے، جوان اور ادھیڑ سب کے سب ایک ہی شراب کے مخمور اور ایک ہی نشہ کے چور تھے۔ شہید ہونے سے پہلے ہی خنجر تسلیم سے شہید ہو چکے تھے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

## لشکر اسلام سے منافقین کی علیحدگی اور واپسی

جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) احد کے قریب پہنچے تو رأس المنافقین عبد اللہ بن ابی جو تین سو آدمیوں کی جمعیت اپنے ہمراہ لایا تھا یہ کہہ کر واپس ہو گیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میری رائے نہیں مانی ہم بے وجہ کیوں اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈالیں۔ یہ جنگ نہیں ہے اگر ہم اس کو جنگ سمجھتے تو تمہارا ساتھ دیتے انہی لوگوں کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی:

وليعلم الذين نافقوا وقيل لهم تعالوا قاتلوا في سبيل الله اوادفعوا قالوا لو نعلم قتالا لاتبعنكم هم للكفر يومئذ اقرب منهم للايمان يقولون بافواههم ماليس في قلوبهم والله اعلم بما يكتمون ۔ (آل عمران، آیہ: ۱۶۷)

اب نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے ساتھ صرف سات سو (۷۰۰) صحابہ رہ گئے جن میں صرف سو (۱۰۰) آدمی زرہ پوش تھے اور سارے لشکر میں صرف دو گھوڑے تھے ایک آپ کا اور ایک ابو بردۃ بن نیار حارثی رضی اللہ عنہ کا (طبری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ج:۳،ص:۱۲) قبیلہ خزرج میں سے بنی سلمہ نے اور قبیلہ اوس میں سے بنی حارثہ نے بھی ابن ابی کی طرح کچھ واپسی کا ارادہ کیا اور یہ دونوں قبیلے لشکر کے دونوں طرف تھے توفیق خداوندی نے ان کی دست گیری کی۔ خدا نے ان کو بچا لیا اور واپس نہیں ہوئے۔ ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اذ همت طائفتان منكم ان تفشلا و الله وليهما و على الله فليتوكل المؤمنون۔ (آل عمران، آیت:۱۲۲)

یاد کرو اس وقت کو جب ہمت ہار دی تم میں سے دو گروہوں نے اور اللہ تعالیٰ ان کا مددگار تھا۔ اس لئے وہ واپسی سے محفوظ رہے اور تمام مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ چاہئے۔

ہنوز آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مقام شیخین ہی میں تھے کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور یہیں شب کو قیام فرمایا۔ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے تمام شب لشکر کی پاسبانی کی وقتاً فوقتاً لشکر کا ایک چکر لگاتے اور واپس آکر آپ کے خیمہ مبارک کا پہرہ دیتے۔

شب کے آخری حصہ میں آپ نے کوچ فرمایا جب احد کے قریب پہنچے تو صبح کی نماز کا وقت آگیا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم دیا۔ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان اور اقامت کہی اور آپ نے اپنے تمام اصحاب کو نماز پڑھائی۔

## ترتیب فوج

نماز سے فارغ ہو کر لشکر کی جانب متوجہ ہوئے مدینہ کو سامنے اور احد کو پس پشت رکھ کر صفوں کو مرتب فرمایا۔ اور جو صفیں چند لمحہ پہلے خداوند ذوالجلال کی تعظیم واجلال کے لئے دست بستہ کھڑی ہوئی تھیں اب وہ اس کبیر متعال کی راہ میں جانبازی اور سرفروشی اور اس کے راستہ میں جہاد و قتال کے لئے کھڑی ہو گئیں۔ (ابن سعد، ج:۲: ص ۲۷)

صحیح بخاری میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ جبل احد کے پیچھے بٹھلا دیا تاکہ قریش پشت سے حملہ نہ کر سکیں اور عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا امیر مقرر فرمایا اور یہ حکم دیا کہ اگر ہم کو مشرکین پر غالب ہوتے دیکھو تب بھی یہاں سے نہ ہٹنا اور اگر مشرکین کو ہم پر غالب ہوتے دیکھو تب بھی اس جگہ سے نہ سرکنا اور نہ ہماری مدد کیلئے آنا۔

زہیر کی روایت میں یہ ہے کہ اگر پرندوں کو بھی ہم کو اچکتے ہوئے دیکھو تب بھی اس جگہ سے نہ ٹلنا۔ مسند احمد اور معجم طبرانی وغیرہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تم اس جگہ کھڑے رہو اور پشت کی جانب سے ہماری حفاظت کرو۔ اگر ہم کو قتل ہوتے ہوئے بھی دیکھو تو ہماری مدد کے لئے نہ آنا اور اگر غنیمت حاصل کرتے ہوئے دیکھو تو اس میں شریک نہ ہونا۔ (فتح الباری، ج:۷، ص:۲۷۰)

## قریش کے لشکر کا حال

قریش کا لشکر چہار شنبہ ہی کو مدینہ پہنچ کر احد کے دامن میں پڑاؤ ڈال چکا تھا جس کی تعداد تین ہزار تھی جن میں سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سات سو (۷۰۰) زرہ پوش اور دو سو (۲۰۰) گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے اور اشراف مکہ کی پندرہ عورتیں ہمراہ تھیں جو اشعار پڑھ پڑھ کر مردوں کو جوش دلاتی تھیں۔ (زرقانی، ج:۲، ص:۲۶) نفسانی اور شہوانی اور شیطانی لوگوں کا دستور ایسا ہی ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ

جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں:

1. ہندہ بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی
2. ام حکیم بنت حارث بن ہشام ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کی بیوی
3. فاطمہ بنت ولید حارث بن ہشام کی بیوی
4. برزہ بنت مسعود صفوان بن امیہ کی بیوی
5. ریطہ بنت شیبہ عمرو بن العاص کی بیوی
6. سلافہ بنت سعد طلحہ بن ابی طلحہ حجبی کی بیوی
7. خناس بنت مالک مصعب بن عمیر کی والدہ 8. عمرۃ بنت علقمہ

علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ سوائے خناس اور عمرہ کے یہ سب عورتیں بعد میں چل کر مشرف باسلام ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

قریش نے اپنے لشکر کے میمنہ پر خالد بن ولید کو اور میسرہ پر عکرمۃ بن ابی جہل کو اور پیادوں پر صفوان بن امیہ کو اور کہا جاتا ہے کہ عمرو بن العاص کو اور تیر اندازوں پر عبداللہ بن ابی ربیعہ کو افسر مقرر کیا۔

مگر بعد میں چل کر قریش کے یہ پانچوں امرائے لشکر مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ عنہم

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مجاہدین سے ایک خطاب

جب فریقین کی صفیں مرتب ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار ہاتھ میں لے کر یہ فرمایا (من یأخذ هذا السيف بحقه) کون ہے جو کہ اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ لے۔ یہ سن کر بہت سے ہاتھ اس سعادت کے حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک روک لیا اتنے میں ابودجانہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس تلوار کا کیا حق ہے۔ آپ نے فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ اس سے خدا کے دشمنوں کو مارے یہاں تک کہ خم ہو جائے۔

یہ روایت مسند احمد اور صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور معجم طبرانی میں قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ سے اور مسند بزاز میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

حافظ ابوبشر دولابی نے اس حدیث کو کتاب الکنیٰ میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں یہ ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ آپ نے فرمایا اس تلوار کا حق یہ ہے کہ اس سے کسی مسلمان کو کبھی قتل نہ کرنا اور اس کو لے کر کبھی کسی کافر کے مقابلہ سے فرار نہ ہونا۔

ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں یعنی اس کا حق ادا کروں گا۔ آپ نے فوراً وہ تلوار ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرما دی۔ غالباً آپ کو بذریعہ وحی الٰہی یہ معلوم ہوا ہوگا کہ سوائے ابو دجانہ کے کوئی اس تلوار کا حق نہ ادا کرے گا۔ اس لئے صرف ابو دجانہ رضی اللہ عنہ ہی کو عطا فرمائی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (الاصابہ، ج:۴ص:۵۸۔ زرقانی، ج:۲ص:۲۸)

### فائدہ

ابو دجانہ بڑے شجاع اور بہادر تھے، جنگ کے وقت ان پر (تبختر) یعنی نازو انداز اور وجد اور سکر کی خاص کیفیت ہوتی تھی۔ لڑائی کے وقت سر پر سرخ عمامہ باندھ لیتے تھے اور خراماں خراماں چلتے۔ غالباً اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلوار عطا کی جیسا کہ آئندہ ان کے جہاد و قتال سے معلوم ہوگا۔

## آغاز جنگ اور مبارزین قریش کا ایک ایک کر کے قتل

قریش کی طرف سے سب سے پہلے میدان جنگ میں ابو عامر نکلا جو زمانہ جاہلیت میں قبیلہ اوس کا سردار تھا اور زہد اور پارسائی کی وجہ سے راہب کے نام سے پکارا جاتا تھا جب مدینہ میں اسلام کا نور چمکا تو یہ شپرہ چشم اس کی تاب نہ لا سکا اور مدینہ سے مکہ چلا آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے راہب کے فاسق نام تجویز فرمایا۔ اس فاسق نے مکہ آ کر قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لئے آمادہ کیا اور معرکہ احد میں خود ان کے ساتھ آیا اور یہ باور کرایا کہ قبیلہ اوس کے لوگ جب مجھ کو دیکھیں گے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ چھوڑ کر میرے ساتھ ہو جائیں گے۔

### پہلا مبارز

چنانچہ معرکہ احد میں سب سے پہلے یہی ابو عامر میدان میں آیا اور للکار کر کہا

**یا معشر الاوس انا ابو عامر** اے گروہ اوس میں ابو عامر ہوں۔

خدا اوس کی آنکھیں ٹھنڈی کرے جنھوں نے فوراً ہی یہ جواب دیا۔

**لا انعم الله بك عينا يا فاسق** اے خدا کے فاسق اور نافرمان خدا کبھی تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کرے۔

ابو عامر یہ دندان شکن جواب سن کر خائب و خاسر واپس ہوا اور جا کر یہ کہا میرے بعد میری قوم کی حالت بدل گئی۔

(زرقانی ص۳۰ ج۲، ابن ہشام ص۹۰ ج۲، طبری ص۱۶ ج۳، عیون الاثر ص۳۳۶، البدایہ والنہایہ ص۱۶ ج۴)

### دوسرا مبارز

بعد ازاں مشرکین کا علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ میدان میں آیا اور للکار کر یہ کہا۔ اے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تمہارا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری تلواروں سے جلدی جہنم میں پہنچاتا ہے اور ہماری تلواروں سے تم کو جنت میں جلد پہنچاتا ہے پس کیا تم میں سے ہے کوئی جس کو میری تلوار جلد جنت میں یا اس کی تلوار مجھ کو جلد جہنم میں پہنچائے۔

یہ سنتے ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ مقابلے کے لئے نکلے اور تلوار چلائی جس سے اس کا پیر کٹ گیا اور منہ کے بل گرا اور ستر کھل گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ شرما کر پیچھے ہٹ گئے۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے دریافت فرمایا اے علی کیوں پیچھے ہٹے۔ آپ نے فرمایا مجھ کو اس کے ستر کھل جانے سے شرم آگئی۔ (زرقانی ج ۲ ص ۳۱) ابن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کے سر پر تلوار چلائی جس سے سر کے دو حصے ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسرور ہوئے اور اللہ اکبر کا نعرہ کہا اور مسلمانوں نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

غالباً حضرت علی کی پہلی تلوار اس کے قدم پر پڑی جس سے پیر کٹ گیا اور دوسری تلوار سر پر پڑی جس نے کھوپڑی کے دو ٹکڑے کر ڈالے۔ ابن جریر کی روایت میں پہلے وار کا ذکر ہے، اور ابن سعد کی روایت میں دوسرے وار کا لہٰذا دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں۔

## تیسرا مبارز

بعد ازاں عثمان بن ابی طلحہ نے علم سنبھالا اور یہ رجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا۔

**ان على اهل اللواء حقا. ان تخضب الصعدة او تندقا**

علمبردار کا یہ فرض ہے کہ لڑتے لڑتے اس کا نیزہ دشمن کے خون سے رنگین ہو جائے یا ٹوٹ جائے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑھ کر حملہ کیا اور عثمان کے دونوں ہاتھ اور دونوں شانے صاف کر دیئے۔ اور علم اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور تھوڑی ہی دیر میں اس کا کام تمام ہوا۔

## چوتھا مبارز

اس کے بعد ابو سعد بن ابی طلحہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فوراً ہی ایک تیر تاک کر اس کے حلق پر مارا جس سے اس کی زبان باہر نکل آئی آگے بڑھ کر فوراً قتل کیا۔

## پانچواں مبارز

اس کے بعد مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے علم اٹھایا حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار میں قتل کیا۔

## چھٹا مبارز

اس کے بعد حارث بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اس کو بھی عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی وار میں قتل کیا اور بقول بعض حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

### ساتواں مبارز

پھر کلاب بن طلحہ بن ابی طلحہ نے علم ہاتھ میں پکڑا حضرت زبیر نے رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر قتل کیا۔

### آٹھواں مبارز

بعد ازاں جلاس بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا اٹھایا۔ فوراً ہی حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کیا۔

### نواں مبارز

اس کے بعد ارطاۃ بن شرجیل نے جھنڈا ہاتھ میں لیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کا کام تمام کیا۔

### دسواں مبارز

شریح بن قارظ علم لے کر آگے بڑھا آنا تھا اس کا کام بھی تمام ہوا شریح کے قاتل کا نام معلوم نہیں کہ کون تھا۔

### گیارہواں مبارز

اس کے بعد اس کا غلام جس کا نام صواب تھا وہ علم لے کر سامنے آیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص یا حضرت حمزہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک نے علی اختلاف الاقوال اس کا بھی کام تمام کیا۔ (زرقانی: ج ۲ ص ۱۳۱ ابن سعد ج ۲ ص ۲۸)

اس طرح سے قریش کے بائیس سردار مارے گئے جن کے نام علامہ ابن ہشام نے بالتفصیل ذکر کیے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتلایا ہے کہ فلاں فلاں سردار فلاں فلاں صحابی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ (ابن ہشام: ج ۲ ص: ۱۰۳، زرقانی۔ ج ۲، ص ۳۱)

### ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی بہادری

ابودجانہ رضی اللہ عنہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار عطا فرمائی تھی نہایت شجاع اور بہادر تھے۔ اول انہوں نے اپنا ایک سرخ عمامہ نکالا اور سر پر باندھا۔ اور اکڑتے ہوئے میدان میں نکلے اور یہ اشعار زبان پر تھے۔

انا الذی عاھدنی خلیلی

ونحن بالسفح لدی النخیل

میں وہی ہوں جس سے میرے اس دوست نے عہد لیا ہے (کہ جس کی محبت میرے خلال قلب یعنی اندرون قلب میں سرایت کر چکی ہے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) درآنحالیکہ ہم پہاڑ کے دامن میں نخلستان کے قریب تھے۔

ان لا اقوم الدھر فی الکیول

اضرب بسیف اللہ والرسول

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ عہد یہ ہے کہ کبھی پیچھے کی صف میں نہ کھڑا ہوں گا اور اللہ اور اس کے رسول کی تلوار سے خدا کے دشمنوں کو مارتا رہوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابودجانہ رضی اللہ عنہ کو اکڑتے ہوئے دیکھ کر یہ فرمایا یہ چال اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے مگر ایسے وقت میں۔ (یعنی جبکہ محض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمنوں کے مقابلہ میں ہو اپنے نفس کیلئے نہ ہو) ابو دجانہ رضی اللہ عنہ صفوں کو چیرتے چلے جاتے تھے جو سامنے آگیا اسی کی لاش زمین پر ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ ابوسفیان کی بیوی ہندہ بالکل سامنے آگئی ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے اس پر تلوار اٹھائی مگر فوراً ہی ہاتھ روک لیا، کہ یہ کسی طرح زیبا نہیں کہ خاص کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو ایک عورت پر چلایا جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب ابودجانہ رضی اللہ عنہ ہندہ کے قریب پہنچے تو اس نے لوگوں کو آواز دی مگر کوئی شخص اس کی مدد کو نہ پہنچا۔ ابودجانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھ کو اس وقت یہ اچھا نہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو ایک بے پناہ اور بے سہارا عورت پر آزماؤں۔ (البدایہ والنہایہ: ج ۴، ص ۱۶)

## حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور شہادت کا ذکر

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے شیرانہ حملہ سے کفار سخت پریشان تھے جس پر تلوار اٹھاتے اسی کی لاش زمین پر نظر آتی۔

وحشی بن حرب جو جبیر بن مطعم کا حبشی غلام تھا۔ جنگ بدر میں جبیر کا چچا طعیمہ بن عدی حضرت حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا۔ جبیر کو اس کا بہت صدمہ تھا۔ جبیر نے وحشی سے یہ کہا کہ اگر میرے چچا کے بدلہ میں حضرت حمزہ کو قتل کردے تو تو آزاد ہے۔ جب قریش جنگ احد کیلئے روانہ ہوئے تو وحشی بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔

جب احد پر فریقین کی صفیں قتال کیلئے مرتب ہوگئیں اور لڑائی شروع ہوئی تو سباع بن عبدالعزی ھل من مبارز (ہے میرا کوئی مقابل) پکارتا ہوا میدان میں آیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھے اے سباع! اے عورتوں کا ختنہ کرنے والی عورت کے بچے تو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے یہ کہہ کر اس پر تلوار کا ایک وار کیا ایک ہی وار میں اس کو فنا اور موت کے گھاٹ اتار دیا۔

وحشی حضرت حمزہ کی تاک میں ایک پتھر کے نیچے چھپا بیٹھا تھا۔ جب حضرت حمزہ ادھر سے گزرے تو وحشی نے پیچھے سے ناف پر نیزہ مارا جو پار ہو گیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند قدم چلے مگر لڑکھڑا کر گر پڑے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یہ روایت صحیح بخاری کی ہے۔ مسند ابی داؤد طیالسی میں ہے وحشی کہتے ہیں کہ جب مکہ آیا تو آزاد ہو گیا اور قریش کے ساتھ فقط حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے ارادہ سے آیا تھا قتل وقتال میرا مقصد نہ تھا۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۲۰۱)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر کے لشکر سے علیحدہ جا کر بیٹھ گیا اس لیے کہ میرا اور کوئی مقصد نہ تھا صرف آزاد ہونے کی خاطر حضرت حمزہ کو قتل کیا۔

## فائدہ

فتح مکہ کے بعد وفد طائف کے ساتھ وحشی بارگاہ رسالت میں مدینہ منورہ مشرف بہ اسلام ہونے کی غرض سے حاضر ہوئے لوگوں نے ان کو دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ وحشی ہے یعنی آپ کے عم محترم کا قاتل۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دعوہ فلا سلام رجل واحد احب الی من قتل الف کافر

اس کو چھوڑ دو، البتہ ایک شخص کا مسلمان ہونا میرے نزدیک ہزار کافروں کے قتل سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔

بعد ازاں آپ نے وحشی سے حضرت حمزہ کے قتل کا واقعہ دریافت کیا، وحشی نے نہایت خجالت و ندامت کے ساتھ محض تعمیل ارشاد کی غرض سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے اسلام قبول کیا۔ اور یہ فرمایا کہ اگر ہو سکے تو میرے سامنے نہ آیا کرو اس لیے کہ تم کو دیکھ کر چچا کا صدمہ تازہ ہو جاتا ہے۔ وحشی رضی اللہ عنہ کو چونکہ آپ کو ایذاء پہنچانا مقصود نہ تھا اس لیے جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو پس پشت بیٹھتے اور اس فکر میں رہتے کہ اس کا کوئی کفارہ کروں چنانچہ اس کے کفارہ میں مسیلمہ کذاب کو اسی نیزہ سے مار کر واصل جہنم کیا جس نے خاتم النبیین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

اور جس طرح حضرت حمزہ کو ناف پر نیزہ مار کر شہید کیا اسی طرح مسیلمہ کذاب کو بھی ناف ہی پر نیزہ مار کر قتل کیا۔ اس طرح ایک خیر الناس کے قتل کی ایک شر الناس (بدترین خلائق) کے قتل سے مکافات کی۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۲۸۴، ۲۸۵)

صحیح بخاری میں ہے کہ مسیلمہ کذاب کے قتل میں حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک انصاری بھی شریک تھے واقدی اور اسحاق بن راہویہ اور حاکم کہتے ہیں عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور بعض عدی بن سہل اور بعض ابودجانہ اور بعض زید بن الخطاب کا نام بتلاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شن بن عبداللہ تھے جیسا کہ ذیل کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے:

الم ترانی وو حشیھم ضربنا مسیلمۃ المفتن

(کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ میں نے اور وحشی نے دونوں نے مل کر مسیلمہ فتنہ پرداز کو مارا ہے)

یسائلنی الناس عن قتلہ فقلت ضربت وھذا طعن

(لوگ مجھ سے مسیلمہ کے قتل کی بابت دریافت کرتے ہیں کہ کس نے مارا میں نے جواب دیا کہ میں نے تلوار ماری اور وحشی نے نیزہ مارا)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فلست بصاحبه دونه ولیس بصاحبه دون شن

(پس حاصل یہ کہ مسیلمہ کا مستقل قاتل نہ تو میں ہوں اور نہ وحشی کو بغیر شن کی شرکت کے مستقل قاتل کہا جاسکتا ہے)(فتح الباری ج ۷ ص ۲۸۴، ۲۸۵)

وحشی راوی ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے ہی حمزہ کو قتل کیا ہے؟ میں نے عرض کیا:

نعم والحمدللّٰہ الذی اکرمہ بیدی ولم یھنی بیدہ

(ہاں اور شکر اس خدا کا جس نے حضرت حمزہ کو میرے ہاتھ شہادت کی کرامت اور عزت بخشی اور مجھ کو اس کے ہاتھ سے ذلیل نہیں کیا)

کیونکہ اگر وحشی اس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے مارے جاتے تو بحالت کفر مارے جاتے جس سے بڑھ کر کوئی اہانت اور ذلت نہیں۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا اے وحشی جا اور خدا کی راہ میں قتال کر جیسا کہ تو خدا کے راستے سے روکنے کیلئے قتال کرتا تھا۔ رواہ الطبرانی واسنادہ حسن۔ (مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۲۱)

## حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غسیل الملائکہ کی شہادت کا ذکر

ابو عامر فاسق جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس کے بیٹے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ اس معرکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

ابوسفیان اور حضرت حنظلہ کا مقابلہ ہو گیا۔ حضرت حنظلہ نے دوڑ کر ابوسفیان پر وار کرنا چاہا لیکن پیچھے سے شداد بن اسود نے ایک وار کیا جس سے حضرت حنظلہ شہید ہوئے۔

نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ حنظلہ کو ابر کے پانی سے چاندی کے برتنوں میں غسل دے رہے ہیں۔

ان کی بیوی (نام جمیلہ تھا، صحابیہ ہیں، رأس المنافقین عبداللہ بن ابی کی بہن ہیں) سے دریافت کیا گیا معلوم ہوا کہ حالت جنابت ہی میں جہاد کیلئے روانہ ہو گئے تھے۔ اسی حالت میں شہید ہوئے۔ (رواہ ابن اسحاق والحاکم وصححہ ورواہ ابن سعد وغیرہ خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۲۱۶)

جس روز حضرت حنظلہ شہید ہونے والے تھے اسی شب ان کی بیوی نے یہ خواب دیکھا کہ آسمان کا ایک دروازہ کھلا اور حضرت حنظلہ اس میں داخل ہوئے اور داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر لیا گیا۔ بیوی اس خواب سے سمجھ چکی تھیں کہ حضرت حنظلہ اب اس عالم سے رخصت ہونے والے ہیں۔

لڑائی ختم ہونے کے بعد جب ان کی لاش تلاش کی گئی تو سر سے پانی ٹپکتا تھا۔ (روض الانف ج ۲ ص ۱۳۳)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی وجہ سے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غسیل الملائکہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے باپ ابو عامر فاسق چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں لڑ رہے تھے اس لیے حضرت حنظلہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ کے قتل کی اجازت چاہی مگر آپ نے منع فرمایا۔ (رواہ ابن شاہین واسنادہ حسن۔ اصابہ ترجمہ حنظلہ بن ابی عامر)

مسلمانوں کے ان دلیرانہ اور جان بازانہ حملوں سے قریش کے میدان جنگ سے پیر اکھڑ گئے اور ادھر ادھر منہ چھپا کر اور پشت دکھا کر بھاگنے لگے اور عورتیں بھی پریشان اور بدحواس ہو کر پہاڑوں کی طرف بھاگنے لگیں اور مسلمان مال غنیمت کے جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔

## مسلمان تیر اندازوں کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا اور لڑائی کا پانسہ پلٹ جانا

تیر اندازوں کی اس جماعت نے (جو کہ درہ کی حفاظت کے لئے بٹھائی گئی تھی)۔ جب یہ دیکھا کہ فتح ہو گئی اور مسلمان مال غنیمت میں مشغول ہیں۔ یہ بھی اسی طرف بڑھے۔ ان کے امیر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بہت روکا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی تھی کہ تم اس جگہ سے نہ ٹلنا۔ مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور مرکز چھوڑ کر غنیمت جمع کرنے والوں میں جا ملے۔

## حضرت عبداللہ بن جبیر اور ان کے دس رفقاء کی شہادت

مرکز پر صرف حضرت عبداللہ بن جبیر اور دس آدمی رہ گئے حکم نبوی کے خلاف کرنا تھا کہ یکایک فتح شکست سے بدل گئی خالد بن ولید نے جو اس وقت مشرکین کے میمنہ پر تھے۔ درہ کو خالی دیکھ کر پشت پر سے حملہ کر دیا۔ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ مع اپنے ہمراہیوں کے شہید ہوئے۔

## مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت

مشرکین کے اس ناگہانی اور یکبارگی حملہ سے مسلمانوں کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور دشمنان خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آ پہنچے۔

مسلمانوں کے علمبردار حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آپ کے قریب تھے۔ انہوں نے کافروں کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے ان کے بعد آپ نے علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمایا۔ چونکہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اس لیے کسی شیطان نے یہ افواہ اڑا دی کہ نصیب دشمناں رسول صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ اس لیے تمام مسلمانوں میں سراسیمگی اور اضطراب پھیل گیا اور اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی سب کے سب بدحواس ہو گئے اور اس بدحواسی میں دوست دشمن کا بھی امتیاز نہ رہا اور آپس میں ایک دوسرے پر تلوار چلنے لگی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا مسلمانوں کے ہاتھ سے غلطی سے شہید ہو جانا

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد یمان بھی اسی کشمکش میں آ گئے حضرت حذیفہ نے دور سے دیکھا کہ مسلمان میرے باپ کو مارے ڈال رہے ہیں پکار کر کہا اے اللہ کے بندو یہ میرا باپ ہے مگر اس ہنگامہ میں کون سنتا تھا بالآخر حضرت یمان شہید ہو گئے مسلمانوں کو جب اس کا علم ہوا کہ یہ حضرت حذیفہ کے باپ تھے تو بہت نادم ہوئے اور کہا خدا کی قسم ہم نے پہچانا نہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

**یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین**

اللہ تمہیں معاف کرے وہ سب سے زیادہ مہربان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت دینے کا ارادہ فرمایا مگر حضرت حذیفہ نے قبول نہیں کیا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں حضرت حذیفہؓ کی اور قدر بڑھ گئی۔ (طبری ج ۳ ص ۲۶، فتح الباری ج ۷ ص ۲۷۹، زرقانی ج ۲ ص ۳۲، ابن ہشام ج ۲ ص ۸۷)

خالد بن ولید کے ناگہانی حملہ سے لشکر اسلام کا اضطراب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال ثبات قدمی:

خالد بن ولید کے اس یکبارگی اور ناگہانی حملہ سے اگرچہ بڑے بڑے دلیروں کے پاؤں اکھڑ گئے مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے ثبات اور قدم استقلال میں ذرہ برابر تزلزل نہیں آیا۔ اور کیسے آ سکتا تھا اللہ کا نبی اور اس کا رسول معاذ اللہ بزدل نہیں ہو سکتا۔ پہاڑ ٹل جائیں مگر انبیاء اللہ علیہم الف الف صلوات اللہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکتے، ایک پیغمبر کی تنہا شجاعت کل عالم کی شجاعت سے کہیں زیادہ وزنی اور بھاری ہوتی ہے۔

چنانچہ دلائل بیہقی میں مقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

**فو الذی بعثہ بالحق مازالت قدمہ شبرا واحدا وانہ لفی وجہ العدو ویفیء الیہ طائفۃ من اصحابہ مرۃ وتفترق مرۃ فربمارایتہ قائما یرمی عن قوسہ ویرمی بالحجر حتی انحازوا عنہ (زرقانی ج۲ ص ۳٤)**

قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا آپ کا قدم مبارک ایک بالشت بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹا اور بلاشبہ آپ دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے صحابہ کی ایک جماعت کبھی آپ کے پاس آتی تھی اور کبھی جاتی تھی اور بسا اوقات میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ بہ نفس نفیس خود کھڑے ہوئے تیر اندازی اور سنگ باری فرما رہے ہیں یہاں تک کہ دشمن آپ سے ہٹ گئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظین

ابن سعد فرماتے ہیں کہ اس ہلچل اور اضطراب میں چودہ اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ سات مہاجرین میں سے اور سات انصار میں سے جن کے نام حسب ذیل ہیں:

### اسماءِ مہاجرین

1. حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
2. حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
3. حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ
4. حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
5. حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
6. حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ
7. حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ

### اسماءِ انصار

1. حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ
2. حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ
3. حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ
4. حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ
5. حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ
6. حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
7. حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ

مہاجرین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام اس لیے نہیں ذکر کیا گیا کہ مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما دیا تھا۔ وہ معروف جہاد و قتال تھے۔

یہ چودہ اصحاب آپ کے ساتھ تھے لیکن کبھی کبھی کسی ضرورت کی وجہ سے بعض حضرات کہیں چلے بھی جاتے تھے مگر جلدی واپس ہو جاتے تھے۔

اس لیے کبھی آپ کے ساتھ بارہ آدمی رہے (جیسا کہ صحیح بخاری میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور کبھی گیارہ (جیسا کہ نسائی اور دلائل بیہقی میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند جید مروی ہے)

اور کبھی سات (جیسا کہ صحیح مسلم میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے)

اختلاف اوقات اور اختلاف حالات کی وجہ سے حاضرین بارگاہ رسالت کے عدد میں روایتیں مختلف ہیں ہر ایک راوی کا بیان اپنے وقت کے لحاظ سے بجا اور درست ہے کسی وقت بارہ اور کسی وقت گیارہ اور کسی وقت سات آدمی آپ کے ساتھ رہے، بحمد اللہ سب روایتیں متفق ہیں کوئی تعارض نہیں۔

تفصیل کیلئے فتح الباری ج ۷ ص ۲۷۷ اور زرقانی ج ۲ ص ۳۵ کی مراجعت فرمائیں۔

## قریش کا حضور پر نور پر ناگہانی ہجوم اور صحابہ کرام کی جاں نثاری

صحیح مسلم میں حضرت انس سے مروی ہے کہ جب قریش کا آپ پر ہجوم ہوا تو یہ ارشاد فرمایا کون ہے جوان کو مجھ سے ہٹائے اور جنت میں میرا رفیق بنے۔ انصار میں سے سات آدمی اس وقت آپ کے پاس تھے، ساتوں انصاری باری باری لڑکر شہید ہوگئے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۰۷ غزوۂ احد ورواہ احمد کما فی البدایۃ والنہایۃ ج ۴ ص ۲۶)

ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

**من رجل یشری لنا نفسه**

کون مرد ہے کہ جو ہمارے لیے اپنی جان فروخت کرے

یہ سنتے ہی زیاد بن سکن اور پانچ انصار کھڑے ہوگئے اور یکے بعد دیگرے ہر ایک نے جان نثاری اور جانبازی کے جوہر دکھلائے یہاں تک شہید ہوئے اور اپنی جان کو فروخت کر کے جنت مول لے لی۔

زیاد بن سکن کو یہ شرف حاصل ہوا کہ جب زخم کھا کر گرے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو میرے قریب لاؤ لوگوں نے ان کو آپ کے قریب کر دیا۔ انہوں نے اپنا رخسار آپ کے قدم مبارک پر رکھ دیا اور اسی حالت میں جان اللہ کے حوالے کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (ابن ہشام ج ۲ ص ۸۴۹)

## عتبہ بن ابی وقاص کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے موقع پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک پتھر پھینکا جس سے نیچے کا دندان مبارک شہید اور نیچے کا لب زخمی ہوا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جس قدر اپنے بھائی عتبہ کے قتل کا حریص اور خواہش مند رہا اتنا کسی کے قتل کا کبھی حریص اور خواہش مند نہیں ہوا۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۲۸۱) (رواہ ابن اسحٰق)

## عبداللہ بن قمیہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ

عبداللہ بن قمیہ نے جو قریش کا مشہور پہلوان تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس زور سے حملہ کیا کہ رخسار مبارک زخمی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوا اور خود کے دو حلقے رخسار مبارک میں گھس گئے اور عبداللہ بن شہاب زہری (جنگ احد میں کفار کے ساتھ آئے مگر بعد میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ زرقانی ج ۲ ص ۳۸) نے پتھر مار کر پیشانی مبارک کو زخمی کیا۔ چہرہ انور پر جب خون بہنے لگا تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے تمام خون چوس کر چہرۂ انور کو صاف کر دیا۔ آپ نے فرمایا: لن تمسك النار۔ تجھ کو جہنم کی آگ ہرگز نہ لگے گی۔

معجم طبرانی میں ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ ابن قمیہ نے آپ کو زخمی کرنے کے بعد یہ کہا:

خذها وانا ابن قمية (لو اس کو اور میں ابن قمیہ ہوں)

آپ نے ارشاد فرمایا:

اقماك الله (اللہ تعالیٰ تجھ کو ذلیل اور خوار ہلاک اور برباد کرے)

چند روز نہ گزرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک پہاڑی بکرا مسلط کیا جس نے اپنے سینگوں سے ابن قمیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۲۸۱، زرقانی ج ۲ ص ۳۸)

## حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا دینا

جسم مبارک پر چونکہ دو آہنی زرہوں کا بھی بوجھ تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گڑھے میں گر گئے جس کو ابوعامر فاسق نے مسلمانوں کے لئے بنایا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور حضرت طلحہ نے کمر تھام کر سہارا دیا تب آپ کھڑے ہوئے۔

اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص زمین پر چلتے پھرتے زندہ شہید کو دیکھنا چاہے وہ طلحہ کو دیکھ لے حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق اپنے باپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ چہرۂ انور میں زرہ کی جو دو کڑیاں چبھ گئی تھیں، ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے دانتوں سے پکڑ کر کھینچا جس میں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے دو دانت شہید ہوئے۔ رضی الله عنه واضحك سنه يوم القيامة (آمین) سند اس روایت کی صحیح ہے۔ (زرقانی ج ۲ ص ۳۸، ابن ہشام ج ۲ ص ۸۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ فرمایا تو ضعف اور نقاہت اور دو زرہوں کے ثقل کی وجہ سے مجبور ہوئے اس وقت حضرت طلحہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے آپ ان پر اپنے پیر رکھ کر اوپر چڑھے اور حضرت زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا:

اوجب طلحه (طلحہ نے اپنے لیے جنت واجب کر لی) (رواہ ابن اسحٰق)

حضرت قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ کا وہ ہاتھ دیکھا جس سے انہوں نے رسول اللہ صلی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم کو احد کے دن بچایا تھا وہ بالکل شل تھا (رواہ البخاری)

حاکم نے اکلیل میں روایت کیا ہے کہ اس روز حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پینتیس یا انتالیس زخم آئے۔

ابوداؤد طیالسی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب غزوۂ احد کا ذکر کرتے تو یہ فرماتے:

كان ذلك اليوم كله لطلحة۔

یہ دن تو سارا طلحہ کیلئے رہا۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ دشمنوں کے وار روکتے روکتے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی انگلیاں کٹ گئیں تو بے اختیار زبان سے یہ نکلا حسن (فتح الباری میں حسن نون کے ساتھ ہے یعنی خوب ہوا، اور علامہ زرقانی نے بدون نون کے نقل کیا ہے یعنی حس جیسے ہماری زبان سے آہ نکل جاتا ہے) آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

لوقلت بسم الله لرفعتك الملائكة والناس ينظرون اليك حتى تلج بك فى جو السماء (رواه النسائى والبيهقى بسند جيد) (فتح الباری ج ۷ ص ۲۷۸، زرقانی ج ۲ ص ۳۹)

اگر تو بجائے حس کے بسم اللہ کہتا تو فرشتے تجھے اٹھا کر لے جاتے اور لوگ تجھ کو دیکھتے ہوئے ہوتے یہاں تک کہ تجھ کو جو سماء میں لے کر گھس جاتے۔

اس حدیث کو نسائی اور بیہقی نے نہایت عمدہ اور کھری سند کیساتھ روایت کیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ ہم نے احد کے دن حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر ستر سے زیادہ زخم دیکھے۔ (رواہ ابوداؤد الطیالسی) (فتح الباری ج ۷ ص ۶۶ مناقب طلحہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے علاتی باپ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کو ڈھال سے ڈھانکے ہوئے تھے بڑے تیر انداز تھے اس روز دو یا تین کمانیں توڑ ڈالیں جو شخص ترکش لیے ہوئے ادھر سے گزرتا نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم اس سے یہ فرماتے کہ یہ ترکش ابو طلحہ کے لئے ڈال جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نظر اٹھا کر لوگوں کو دیکھنا چاہتے تو ابو طلحہ یہ عرض کرتے:

بابى انت وامى لا تشرف يصيبك سهم من سهام القوم نحرى دون نحرك۔

میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نظر نہ اٹھائیں نصیب دشمناں کوئی تیر نہ آ لگے، میرا سینہ آپ کے سینے کیلئے سپر ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بڑے تیر انداز تھے، احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش کے تمام تیر نکال کر ان کے سامنے ڈال دیے اور فرمایا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ارم فداك ابی وامی

تیر چلا تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سوائے سعد بن ابی وقاص کے کسی اور کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فداك ابی وامی کہتے نہیں سنا۔ (بخاری شریف ص ۵۸۱) (یعنی احد کے دن سوائے حضرت سعد کے کسی اور کیلئے نہیں سنا، ورنہ غزوۂ بنو قریظہ میں حضرت زبیرؓ کے لئے فداک ابی وامی کہنا صحیح بخاری باب مناقب زبیر میں مذکور ہے۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۶۶ مناقب سعد بن ابی وقاصؓ)

حاکم راوی ہیں کہ احد کے دن حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار تیر چلائے۔ (زرقانی ج ۲ ص ۴۱)

## حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی جاں نثاری

حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ (حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسیلمہ کذاب کے قتل میں شریک تھے اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ استیعاب) دشمن سے سپر بن کر آپ کے سامنے کھڑے ہوگئے اور پشت دشمنوں کی جانب کرلی، تیر پر تیر چلے آرہے ہیں اور ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی پشت ان کا نشانہ بنی ہوئی ہے۔ مگر اس اندیشہ سے کہ آپ کو کوئی تیر نہ لگ جائے جس و حرکت نہیں کرتے تھے۔ (رواہ ابن اسحٰق، زرقانی ج ۲ ص ۴۳)

## تنبیہ

جس طرح حضور خاتم النبیین تھے، کمالات نبوت آپ پر ختم تھے، اسی طرح آپ پر محبوبیت ختم تھی اور صحابہ کرام پر عشق ختم تھا خدا کی قسم، اس فدائیت کے سامنے لیلیٰ و مجنوں کی داستانیں سب گرد ہیں۔

## حضور پرنور کا مشرکین پر اظہار افسوس

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرۂ انور سے خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے وہ قوم کیسے فلاح پاسکتی ہے جس نے اپنے پیغمبر کا چہرہ خون آلود کیا اور وہ ان کو ان کے پروردگار کی طرف بلاتا ہے۔ (رواہ احمد والترمذی والنسائی)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض سرداران قریش کے حق میں بددعا کرنا اور آیت کا نزول

صحیح بخاری میں حضرت سالم سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام کے حق میں بددعا فرمائی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

لیس لك من الامر شیء او یتوب علیهم او یعذبهم فانهم ظالمون (آل عمران آیت ۱۲۸)

اس امر میں آپ کو کوئی اختیار نہیں یہاں تک کہ خدا مہربانی فرمائے یا ان کو توبہ کی توفیق دے یا ان کو عذاب دے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ وہ بڑے ظالم ہیں۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ تینوں فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے غالباً اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے ان کے حق میں بددعا کرنے سے منع کیا اور یہ آیت شریف نازل فرمائی۔(فتح الباری ج ۷ ص ۲۸۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری نظروں کے سامنے ہیں، پیشانی مبارک سے خون پونچھتے جاتے ہیں اور یہ فرماتے جاتے ہیں:

رب اغفر لقومی فانہم لا یعلمون

اے پروردگار میری قوم کی مغفرت فرما وہ جانتے نہیں (صحیح مسلم غزوہ احد ج ۲ ص ۱۰۸)

بمقتضائے شفقت ورافت فانہم لایعلمون فرمایا یعنی جانتے نہیں بے خبر ہیں اور یہ نہیں فرمایا فانہم یجہلون یعنی یہ جاہل ہیں۔

آیات بینات کا مشاہدہ کر لینے کے بعد اگرچہ جہل اور لاعلمی عذر نہیں ہو سکتی لیکن رحمت عالم اور رافت مجسم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت اور غایت رحمت سے بارگاہ ارحم الراحمین اور اجود الاجودین اور اکرم الاکرمین میں بصورت لاعلمی ان کی طرف سے معذرت کی شاید رحمت خداوندی ان کو ورطہ کفر وشرک سے نکال کر ایمان واسلام کے دار الامان اور دار السلام میں لا داخل کرے اور اخلاص واحسان کی رحیق مختوم پلا کر اپنی محبت کے نشہ میں ایسا چور کردے کہ دنیائے دوں کی دناءت وحقارت اور عالم آخرت کی عزت ورفعت محسوس اور مشاہد ہو جائے اور کفر اور معصیت کے جیل خانہ سے نکل کر ہمیشہ کیلئے ایمان واسلام اخلاص واحسان کے حرم آمن میں آکر مقیم ہو جائیں کہ پھر ابدالآباد تک بھی اس سے خارج نہ ہوں۔

## فائدہ

جب تک کافر کا خاتمہ کفر پر نہ ہو جائے اس وقت تک کافر کیلئے دعائے مغفرت بایں معنی درست ہے کہ حق تعالیٰ اس کو کفر اور شرک سے توبہ اور ایمان کی ہدایت دے تاکہ وہ خداوند ذوالجلال کے عفو اور مغفرت کا مورد اور محل بن سکے۔ ہاں جب کسی کا خاتمہ کفر اور شرک پر ہو جائے تب اس کیلئے دعائے مغفرت جائز نہیں، کما قال تعالیٰ۔

ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ من بعد ما تبین لهم انهم اصحاب الجحیم۔ (توبہ آیت ۱۱۳)

پیغمبر کیلئے اور اہل ایمان کیلئے یہ روا نہیں کہ مشرکین کے لئے دعاء مغفرت کریں اگرچہ وہ ان کے اہل قرابت ہی کیوں نہ ہوں بعد اس کے کہ یہ ظاہر ہو چکا کہ یہ دوزخی ہیں یعنی کافر ہیں۔

حضرت قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ احد کے دن آپ کے چہرہ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اپنا چہرہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دشمنوں کے مقابل کردیا، تاکہ دشمنوں کے تیر میرے چہرے پر پڑیں۔ اور آپ کا چہرہ انور محفوظ رہے۔ دشمنوں کا آخری تیر میری آنکھ پر ایسا لگا کہ آنکھ کا ڈھیلہ باہر نکل پڑا جس کو میں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر آب دیدہ ہوگئے اور میرے لیے دعا فرمائی کہ اے اللہ جس طرح قتادہ نے تیرے نبی کے چہرہ کی حفاظت فرمائی اسی طرح تو اس کے چہرہ کو محفوظ رکھ اور اس آنکھ کو دوسری آنکھ سے بھی زیادہ خوبصورت اور تیز نظر بنا اور آنکھ کو اسی جگہ رکھ دیا۔ اسی وقت آنکھ بالکل صحیح اور سالم بلکہ پہلے سے بہتر اور تیز ہوگئی۔

(رواہ الطبرانی وابو نعیم والدار قطنی بنحوہ) (الاصابہ ج۳ ص۲۲۵)

ایک روایت میں ہے کہ قتادہؓ اپنی آنکھ کی پتلی کو ہاتھ میں لیے ہوئے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا اگر تو صبر کرے تو تیرے لیے جنت ہے اور اگر چاہے تو اسی جگہ رکھ کر تیرے لیے دعا کردوں۔ قتادہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ میری ایک بیوی ہے جس سے مجھ کو بہت محبت ہے مجھ کو اندیشہ ہے کہ اگر بے آنکھ رہ گیا تو کہیں وہ میری بیوی مجھ سے نفرت نہ کرنے لگے۔ آپ نے دست مبارک سے آنکھ اس کی جگہ پر رکھ دی اور یہ دعا فرمائی:

اللھم اعطہ جمالا (اے اللہ اس کو حسن وجمال عطا فرما)۔ (زرقانی ج۲ ص۴۲)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی غلط خبر کا مشہور ہوجانا

جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ نصیب دشمناں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوگئے، تو بعض مسلمان ہمت ہار کر بیٹھ گئے اور یہ بولے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو شہید ہوگئے اب لڑ کر کیا کریں، تو حضرت انس بن مالک کے چچا حضرت انس بن نضر نے یہ کہا اے لوگو اگر محمد قتل ہوگئے تو محمد کا رب تو قتل نہیں ہوگیا۔ جس چیز پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد وقتال کیا اسی پر تم بھی جہاد وقتال کرو اور اسی پر مرجاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہ کر کیا کروگے۔ یہ کہہ کر دشمنوں کی فوج میں گھس گئے اور مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔ (رواہ ابن اسحٰق والطبرانی، زرقانی ج۲ ص۳۴)

## حضرت انس بن النضر کی شہادت کا واقعہ

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میرے چچا انس بن نضر کو غزوہ بدر میں شریک نہ ہونے کا بہت رنج تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے: یارسول اللہ افسوس کہ میں مشرکین کے ساتھ اسلام کے پہلے ہی جہاد وقتال میں شریک نہ ہوا۔ اگر خدا تعالیٰ نے مجھ کو آئندہ کسی جہاد میں شریک ہونے کی توفیق دی تو اللہ دیکھ لے گا کہ میں اس کی راہ میں کیسی جدوجہد اور کیسی جانبازی اور سرفروشی دکھاتا ہوں۔ جب معرکہ احد میں کچھ لوگ شکست کھا کر بھاگے تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ میں تیری بارگاہ میں اس فعل سے معافی چاہتا ہوں جو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان مسلمانوں نے کیا کہ جو میدان سے ذرا پیچھے ہٹے اور اس سے بری اور بیزار ہوں کہ جو مشرکین نے کیا اور تلوار لے کر آگے بڑھے سامنے سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آگئے ان کو دیکھ کر انس بن نضر نے کہا:

ایــن یــا ســعــد (یہ کلمہ کلام عرب میں ندائے بعید کیلئے آتا ہے عجب نہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاسعد سے یہ مراد ہو کہ اے سعد تو اس سعادت سے کہاں دور پڑا ہوا ہے اور علیٰ هذا این سے مکان محسوس مراد نہ ہو بلکہ مکان بمعنی الرتبہ مراد ہو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم) انی اجد ریح الجنة دون احد

اے سعد کہاں جا رہے ہو تحقیق میں تو احد کے نیچے جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔

یہ الفاظ کتاب المغازی کی روایت میں ہیں اور کتاب الجہاد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

یا سعد بن معاذ الجنة ورب النضر انی اجد ریحها دون احد. اے سعد یہ ہے جنت قسم ہے نضر کے پروردگار کی تحقیق میں جنت کی خوشبو احد کے نیچے پا رہا ہوں۔ (نضر حضرت انس کے باپ کا نام ہے نضر کے اصل معنی پر رونق اور تر و تازہ کے ہیں شاید حضرت انس نے نضرة النعیم جنت کی رونق اور تر و تازگی کو دیکھ کر رب نضر کی قسم کھائی ہو واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ بعض مرتبہ اپنے خاص بندوں کو روحانی طور پر نہیں بلکہ حسی طور پر دنیا ہی میں جنت کی خوشبو سنگھا دیتے ہیں جس طرح وہ حضرات حاسہ شامہ سے گلاب اور چنبیلی کی خوشبو سونگھتے ہیں اسی طرح وہ دنیا میں کبھی اللہ کے فضل سے جنت کی خوشبو سونگھتے ہیں جس کی مہک پانچ سو میل تک پہنچتی ہے عجب نہیں کہ حضرت انس بن نضر نے حسی طور پر جنت کی خوشبو محسوس فرمائی ہو۔ (کذا فی حادی الارواح الی بلاد الافراح ج ا ص ۲۵۰)

جو لوگ نشہ دنیا میں مخمور اور آخرت کے مزکوم ہیں (مزکوم وہ کہ جس کو زکام ہو گیا ہو۔) ان کا انکار قابل اعتبار نہیں ایسے لوگ از حواس اولیاء بیگانہ اند کے مصداق ہیں، زکام والے کا گلاب اور چنبیلی کی خوشبو کو نہ محسوس کرنا صحیح الدماغ اور صحیح الحواس پر (جس کی قوت شامہ میلوں ہی سے پھولوں کی خوشبو سونگھتی ہو) کیسے حجت ہو سکتا ہے۔

الغرض حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ واھا لریح الجنه اجده دون احد (واہ واہ جنت کی خوشبو احد کے پاس پا رہا ہوں) یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے اور دشمنوں کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے جسم پر تیر اور تلوار کے اسی سے زیادہ زخم پائے گئے اور یہ آیت ان کے بارہ میں نازل ہوئی:

من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه (الاحزاب آیت ۲۳)

مسلمانوں میں سے بعضے ایسے مرد ہیں کہ انھوں نے اللہ سے جو عہد باندھا تھا اس کو سچ کر دکھایا۔

صدق جان دادن بود ہیں سابقوا

از نبی برخوان رجال صدقوا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری نے اس حدیث کو جامع صحیح میں تین جگہ ذکر فرمایا ہے، کتاب الجہاد ج ا ص ۳۹۲، وکتاب المغازی ص ۵۷۹ میں مفصلاً اور کتاب التفسیر ص ۷۰۵ میں مختصراً بقول عارف رومی۔ انس بن نضر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا۔

وقت آں آمد کہ من عریاں شوم

جسم بگذارم سراسر جاں شوم

بوئے جاناں سوئے جانم می رسد

بوئے یار مہر بانم می رسد

مسلمانوں کی پریشانی اور بے چینی کا زیادہ سبب ذات بابرکات علیہ الف الف صلوات والف الف تحیات کا نظروں سے اوجھل ہو جانا تھا۔ سب سے پہلے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا۔ آپ خود پہنے ہوئے تھے، چہرہ انور مستور تھا، کعب کہتے ہیں میں نے خود میں سے آپ کی چمکتی ہوئی آنکھیں دیکھ کر آپ کو پہچانا۔ اسی وقت میں نے آواز بلند پکار کر کہا اے مسلمانو بشارت ہو تمہیں۔ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا خاموش رہو اگرچہ آپ نے دوبارہ کہنے سے منع فرمایا لیکن دل اور سر کے کان سب کے اسی طرف لگے ہوئے تھے اس لیے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ہی آواز سنتے ہی پروانہ وار آپ کے گرد آکر جمع ہو گئے، کعب فرماتے ہیں کہ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ مجھ کو پہنا دی اور میری زرہ آپ نے پہن لی۔ دشمنوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے مجھ پر تیر برسانے شروع کیے بیس سے زیادہ زخم آئے۔ (رواه الطبراني ورجاله ثقات)

جب کچھ مسلمان آپ کے پاس جمع ہو گئے تو پہاڑ کی گھاٹی کی طرف چلے۔ ابو بکر اور عمر اور علی اور طلحہ اور حارث بن صمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم وغیرہ آپ کے ہمراہ تھے، جب پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ فرمایا تو ضعف اور نقاہت اور دو زرہوں کے بوجھ کی وجہ سے چڑھ نہ سکے اس لیے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نیچے بیٹھ گئے ان پر پیر رکھ کر آپ اوپر چڑھے۔

## ابی بن خلف کا قتل

اتنے میں ابی بن خلف گھوڑا دوڑاتا ہوا آ پہنچا جس کو دانہ کھلا کر اس امید پر موٹا کیا تھا کہ اس پر سوار ہو کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کروں گا۔

آپ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اسی وقت فرما دیا تھا کہ ان شاء اللہ میں ہی اس کو قتل کروں گا۔

جب وہ آپ کی طرف بڑھا تو صحابہ نے اجازت چاہی کہ ہم اس کا کام تمام کریں، آپ نے فرمایا قریب آنے دو جب قریب آ گیا تو حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ سے نیزہ لے کر اس کی گردن میں ایک کو چہ دیا، جس سے وہ بلبلا اٹھا اور چلاتا ہوا واپس ہوا کہ خدا کی قسم مجھ کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مار ڈالا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے کہا یہ تو ایک معمولی کھرونٹ ہے کوئی کاری زخم نہیں جس سے تو اس قدر چلا رہا ہے۔ ابی نے کہا تم کو معلوم نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکہ ہی میں کہا تھا کہ میں ہی تجھ کو قتل کروں گا۔ اس کھرونٹ کی تکلیف میرا ہی دل جانتا ہے خدا کی قسم اگر یہ کھرونٹ حجاز کے تمام باشندوں پر تقسیم کر دی جائے تو سب کی ہلاکت کیلئے کافی ہے۔ اسی طرح بلبلاتا رہا مقام سرف میں پہنچ کر مر گیا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۳۵)

## حضرت علی اور حضرت فاطمہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کو دھونا

جب آپ گھاٹی پر پہنچے تو لڑائی ختم ہو چکی تھی وہاں جا کر بیٹھ گئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پانی لائے اور چہرۂ انور سے خون کو دھویا اور کچھ پانی سر پر ڈالا، بعد ازاں آپ نے وضو کیا اور بیٹھ کر ظہر کی نماز پڑھائی۔ صحابہ نے بھی بیٹھ کر ہی اقتداء کی۔ (ابتداء میں یہی حکم تھا کہ اگر امام کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بھی بیٹھ کر اقتداء کریں گے اگر چہ اقتداء کرنے والے معذور نہ ہوں۔ لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا امام اگر عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں پر قیام فرض ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ کھڑے رہے، یہ آپ کا آخری فعل ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم)

## قریش کا مسلمانوں کی لاشوں کو مثلہ کرنا

اور مشرکین نے مسلمانوں کی لاشوں کا مثلہ کرنا شروع کیا یعنی ناک اور کان کاٹے، پیٹ چاک اور اعضاء تناسل قطع کیے، عورتیں بھی مردوں کے ساتھ اس کام میں شریک رہیں۔

ہندہ نے جس کا باپ عتبہ جنگ بدر میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا، اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مثلہ کیا پیٹ اور سینہ چاک کر کے جگر نکالا اور چبایا لیکن حلق سے نہ اتر سکا اس لیے اس کو اگل دیا اور اس خوشی میں وحشی کو اپنا زیور اتار کر دیا۔

اور جن مسلمانوں کے ناک اور کان کاٹے گئے تھے ان کا ہار بنا کر گلے میں ڈالا۔ (زرقانی ج ۲ ص ۴۴، ۴۷)

## ابوسفیان کا آواز ہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب

قریش نے جب واپسی کا ارادہ کیا تو ابوسفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر یہ پکارا۔ افی القوم محمد ۔ کیا تم لوگوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) زندہ ہیں ۔ آپ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے اسی طرح ابوسفیان نے تین بار آواز دی مگر جواب نہ ملا۔ بعد ازاں یہ آواز دی افی القوم ابن ابی قحافه. کیا تم لوگوں میں ابن ابی قحافہ (یعنی ابوبکر صدیق) زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے، اس سوال کو بھی تین بار کہہ کر خاموش ہو گیا اور پھر یہ آواز دی افی القوم ابن الخطاب کیا تم میں عمر بن خطاب زندہ ہیں اس فقرہ کو بھی تین مرتبہ دہرایا مگر جب کوئی جواب نہ آیا تو اپنے رفقاء سے خوش ہو کر یہ کہا اما ھو ۔ لاء فقد قتلوا فلو کانوا احیاء لا جابوا بہر حال یہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سب قتل ہو گئے اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔

(صحیح بخاری کی کتاب الجہاد میں فقط یہ الفاظ ہیں اما ھو ء لاء فقد قتلوا اور فلو کانو ...... الخ کا ذکر نہیں کتاب المغازی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں ان ھو ء لاء قتلوا فلو کانوا احیاء لاجابوا ناچیز نے دونوں روایتوں کے الفاظ کو جمع کر دیا اور علی ہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین تین مرتبہ پکارنا یہ کتاب الجہاد کی روایت میں ہے۔ کتاب المغازی کی روایت میں صرف ایک ایک مرتبہ پکارنے کا ذکر ہے وعدم ذکر لایدل علی ذکر العدم فافہم۔)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تاب نہ لا سکے اور چلا کر کہا:

كذبت والله ياعدو الله ابقى الله عليك ما يحزنك۔

اے اللہ کے دشمن خدا کی قسم تو نے بالکل غلط کہا تیرے رنج و غم کا سامان اللہ نے ابھی باقی رکھ چھوڑا ہے۔

بعد ازاں ابوسفیان نے (وطن اور قوم کے ایک بت کا نعرہ لگایا) اور یہ کہا:

اعل هبل اعل هبل (کتاب الجہاد کی روایت میں اعل هبل اعل هبل دو مرتبہ آیا ہے اور کتاب المغازی کی روایت میں صرف ایک مرتبہ مذکور ہے۔ ۱۲)

اے ہبل تو بلند ہو اے ہبل تیرا دین بلند ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس کے جواب میں یہ کہو۔

الله اعلىٰ واجل۔

اللہ ہی سب سے اعلیٰ اور ارفع اور بزرگ اور برتر ہے۔

پھر ابوسفیان نے کہا۔

ان لنا العزى ولا عزى لكم۔

ہمارے پاس عزیٰ تمہارے پاس عزیٰ نہیں، یعنی ہم کو عزت حاصل ہوئی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا یہ جواب دو:

الله مولانا ولا مولى لكم

اللہ ہمارا آقا اور والی معین اور مددگار ہے تمہارا والی نہیں

فنعم المولى ونعم النصير یعنی عزت صرف اللہ سبحانہ سے تعلق میں ہے عزیٰ کے تعلق میں عزت نہیں بلکہ ذلت ہے۔

ابوسفیان نے کہا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یوم بیوم بدر والحرب سجال

یہ دن بدر کے دن کا جواب ہے لہٰذا ہم اور تم برابر ہوگئے اور لڑائی ڈولوں کے مانند ہے کبھی اوپر اور کبھی نیچے۔

یہ صحیح بخاری کی روایت ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ جواب دیا:

لاسواء قتلانا فی الجنة وقتلاکم فی النار (زرقانی ج ۲ ص ۴۷، فتح الباری ج ۷ ص ۲۷۲)

ہم اور تم برابر نہیں ہمارے مقتولین جنت میں ہیں اور تمہارے مقتولین جہنم میں

ابوسفیان کا یہ قول الحرب سجال چونکہ حق تھا اس لیے اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ اور حق تعالیٰ شانہ کا یہ ارشاد

تلك الایام نداولها بین الناس

اس کا مؤید ہے۔

بعد ازاں ابوسفیان نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی

هلم الیّ یاعمر

اے عمر میرے قریب آؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ اور دیکھو کیا کہتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس گئے ابوسفیان نے کہا:

انشدك الله یا عمر أقتلنا محمدا

اے عمر تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں سچ بتاؤ کہ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کیا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللهم لا وانه لیسمع کلامك الان

خدا کی قسم ہرگز نہیں اور البتہ تحقیق وہ تیرے کلام کو اس وقت سن رہے ہیں۔

ابوسفیان نے کہا:

انت عندی اصدق من ابن قمیة وابر

تم میرے نزدیک ابن قمیہ سے زیادہ سچے اور نیک ہو۔

بعد ازاں ابوسفیان نے کہا:

انه قدکان فی قتلاکم مثل والله مارضیت ولا نهیت ولا امرت

ہمارے آدمیوں کے ہاتھ سے تمہارے مقتولین کا مثلہ ہوا۔ خدا کی قسم میں اس فعل سے نہ راضی ہوں اور نہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ناراض، نہ میں نے منع کیا اور نہ میں نے حکم دیا۔

اور چلتے وقت للکار کر یہ کہا:

**موعدكم بدر للعام القابل**

سال آئندہ بدر پر تم سے لڑائی کا وعدہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو یہ حکم دیا کہ کہہ دیں:

**نعم هو بيننا وبينك موعد ان شا الله.**

ہاں ہمارا اور تمہارا یہ وعدہ ہے ان شاء اللہ۔ (تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۲، ابن ہشام ج ۲ ص ۸۹) (ان شاء اللہ کا لفظ علامہ زرقانی نے نقل کیا ہے طبری اور ابن ہشام کی روایت میں نہیں۔ زرقانی ج ۲ ص ۴۸)

مشرکین کی واپسی کے بعد مسلمانوں کی عورتیں خبر لینے اور حال معلوم کرنے کی غرض سے مدینہ سے نکلیں سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے آ کر دیکھا کہ چہرہ انور سے خون جاری ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سپر میں پانی بھر کر لاتے اور حضرت فاطمہ دھوتی جاتی تھیں لیکن خون کسی طرح نہیں تھمتا تھا۔ جب دیکھا کہ خون بڑھتا ہی جاتا ہے تو ایک چٹائی کا ٹکڑا لے کر جلایا اور اس کی راکھ زخم میں بھری تب خون بند ہوا۔ (رواه البخاری والطبرانی عن سهل بن سعدؓ) (زرقانی ج ۲ ص ۴۹)

**فائدہ**

1. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیماری میں دوا کرنا جائز ہے۔
2. نیز علاج کرنا توکل کے منافی نہیں۔
3. نیز حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو بھی امراض جسمانیہ اور تکالیف بدنیہ لاحق ہوتی ہیں تاکہ ان کے درجات بلند ہوں اور ان کے متبعین ان حضرات کو دیکھ کر صبر اور تحمل، رضاء وتسلیم کا سبق حاصل کریں، نیز ان عوارض بشریہ اور لوازم انسانیت کو دیکھ کر سمجھ لیں کہ یہ حضرات اللہ جل جلالہ کے پاک اور مخلص بندے ہیں، معاذ اللہ خدا نہیں۔ ان حضرات کے معجزات اور آیات بینات کو نبوت ورسالت کے براہین اور دلائل سمجھیں۔ نصاریٰ کی طرح فتنہ میں مبتلا ہو کر ان کو خدا نہ سمجھ بیٹھیں۔

**اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه وعلى آله واصحابه وازواجه وذرياته وبارك وسلم تسليما كثيرا.**

۴۔ نیز اس واقعہ سے یہ امر بھی خوب واضح ہوگیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور پھر عمر رضی اللہ عنہ کا درجہ تھا اور یہ ترتیب اس درجہ واضح اور روشن تھی کہ کفار بھی یہی سمجھتے تھے کہ آپ کے بعد ابوبکر صدیق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ اور پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مقام ہے، غرض یہ کہ شیخین (ابوبکر و عمر) کی ترتیب افضلیت کا مسئلہ کفار کو بھی معلوم تھا مشاہدہ سے کفار نے یہ سمجھا کہ بارگاہ نبوت میں اول مقام ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے اور پھر عمر رضی اللہ عنہ کا اور یہ دونوں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر با تدبیر ہیں۔

## حضرت سعد بن ربیع کی شہادت کا ذکر

قریش کی روانگی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ حضرت سعد ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈو کہ کہاں ہیں (یہ حاکم کی روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور حافظ ابن عبدالبر کی روایت میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور واقدی کی روایت میں ہے کہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔ عجب نہیں کہ یکے بعد دیگرے تینوں کو بھیجا ہو یا وقت واحد میں تینوں کو حکم دیا ہو واللہ اعلم (زرقانی ج ۲ ص ۴۹) اور یہ ارشاد فرمایا:

ان رایته فاقراه مني السلام وقل له يقول لك رسول الله كيف تجدك

اگر دیکھ پاؤ تو میرا اسلام کہنا اور یہ کہنا کہ رسول اللہ یہ دریافت فرماتے ہیں کہ آپ اس وقت اپنے کو کیا پاتے ہیں۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ڈھونڈتا ہوا حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ ابھی حیات کی کچھ رمق باقی تھی جسم پر تیر اور تلوار کے ستر زخم تھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام پہنچایا حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ جواب دیا:

علي رسول الله السلام وعليك السلام قل له يا رسول الله أجداني أجد ريح الجنة وقل لقومي الانصار لا عذرلكم عند الله ان يخلص الى رسول الله صلى الله عليه وسلم شفر يطرف قال وفاضت نفسه رحمه الله (ایک روایت میں ہے وفيكم عين تطرف، زرقانی ج ۲ ص ۴۹)

رسول اللہ پر بھی سلام اور تم پر بھی سلام رسول اللہ کو یہ پیام پہنچا دینا یا رسول اللہ اس وقت میں جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور میری قوم انصار سے یہ کہہ دینا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچی در آنحالیکہ تم میں سے ایک آنکھ بھی دیکھنے والی موجود ہو یعنی تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ ہو تو سمجھ لینا کہ اللہ کے ہاں تمہارا کوئی عذر مقبول نہ ہوگا، یہ کہہ کر روح پرواز کر گئی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ و رضی اللہ عنہ

حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور حافظ ذہبی نے بھی تلخیص میں اس کو صحیح فرمایا ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہا:

اخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم اني في الاموات واقرأه السلام وقل له يقول جزاك الله عنا وعن جميع الامة خيرا. (مستدرک ج ۳ ص ۲۰۱ ترجمہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دینا کہ اس وقت میں مر رہا ہوں اور سلام کے بعد یہ کہہ دینا کہ سعد یہ کہتا تھا جزاك اللہ عنا وعن جميع الامة خيرا۔ اے اللہ کے رسول، اللہ آپ کو ہماری اور تمام امت کی طرف سے جزائے خیر دے کہ ہم کو حق کا راستہ بتایا۔

ابن عبدالبر کی روایت میں حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے کہ میں واپس آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر دی آپ نے سن کر یہ ارشاد فرمایا:

رحمه الله نصح لله ولرسوله حيا وميتا. (استيعاب للحافظ ابن عبدالبر ج ۲ ص ۳۵ حاشيه اصابه).

اللہ اس پر رحم فرمائے۔ اللہ اور اس کے رسول کا خیر خواہ اور وفادار رہا زندگی میں بھی اور مرتے وقت بھی۔

## حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کی تلاش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلے بطن وادی میں مثلہ کیے ہوئے پائے گئے ناک اور کان کٹے ہوئے ہیں شکم اور سینہ چاک تھا اس جگر خراش اور دل آزار منظر کو دیکھ کر بے اختیار دل بھر آیا اور یہ فرمایا تم پر اللہ کی رحمت ہو جہاں تک مجھ کو معلوم ہے البتہ تم بڑے مخیر اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اگر حضرت صفیہ کے حزن اور ملال رنج اور غم کا خیال نہ ہوتا تو میں تم کو اسی طرح چھوڑ دیتا کہ درند اور پرند تم کو کھاتے اور پھر قیامت کے دن تم انہیں کے شکم سے اٹھتے اور اسی جگہ سے کھڑے کھڑے یہ فرمایا کہ خدا کی قسم اگر خدا نے مجھ کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا تو تیرے بدلہ ستر کافروں کا مثلہ کروں گا۔ آپ اس جگہ سے ابھی ہٹے نہ تھے کہ یہ آیت شریفہ نازل ہوئی:

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين واصبر وما صبرك الا بالله ولا تحزن عليهم ولا تك في ضيق مما يمكرون ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون. (سورة النحل آيت ۱۲٦)

اور اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا کہ تم کو تکلیف پہنچائی گئی تھی اور اگر تم صبر کرو تو البتہ وہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کیلئے اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا محض اللہ کی امداد اور توفیق سے ہے اور نہ آپ ان پر غمگین ہوں اور نہ ان کے مکر سے تنگدل ہوں تحقیق اللہ تعالیٰ صبر کاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

آپ نے صبر فرمایا اور قسم کا کفارہ دیا اور اپنا ارادہ فسخ کیا۔ (مستدرک ج ۳ ص ۱۹۷)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو رو پڑے اور ہچکی بندھ گئی اور یہ فرمایا:

سيد الشهداء عندالله يوم القيامة حمزة.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تمام شہیدوں کے سردار حمزہ ہوں گے۔

حاکم فرماتے ہیں ھذا حدیث صحیح الاسناد یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور حافظ ذہبی نے بھی اس کو صحیح بتایا ہے۔(ایضاً ص۱۹۹، قال العلامہ الزرقانی، ھذا الحدیث رواہ الحاکم والبیہقی والبزار والطبرانی وقال الحافظ فی الفتح باسناد فیہ ضعف (اھ زرقانی ج۲ ص۵۱)، اقول لکن قال الحافظ بعد ماذکر للحدیث طرقا عدیدۃ وھذہ طرق یقوی بعضھا بعضا الخ فتح الباری ج۷ ص۲۸۲)

معجم طبرانی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سید الشھداء حمزۃ بن عبدالمطلب

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب تمام شہیدوں کے سردار ہیں۔(صحیح بخاری کے متداول نسخوں میں باب قتل حمزۃ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہے لیکن نسفی کے نسخہ میں قتل حمزۃ سید الشھداء ہے۔ غالباً امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔)

اسی وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سید الشہداء کے لقب سے مشہور ہوئے۔

## حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر

اسی غزوہ میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے معجم طبرانی اور دلائل ابی نعیم میں سند جید کے ساتھ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ احد کے دن جنگ شروع ہونے سے پہلے عبداللہ بن جحش نے مجھ کو ایک طرف بلا کر تنہائی میں یہ کہا:

آؤ ہم دونوں کہیں علیحدہ بیٹھ کر دعا مانگیں اور ایک دوسرے کی دعا پر آمین کہیں۔(فتح الباری ج ۷ ص ۲۸۲)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم دونوں کسی گوشہ میں سب سے علیحدہ ایک طرف جا کر بیٹھ گئے اول میں نے دعا مانگی کہ اے اللہ آج ایسے دشمن سے مقابلہ ہو کہ جو نہایت شجاع اور دلیر اور نہایت غضبناک ہو کچھ دیر تک میں اس کا مقابلہ کروں اور وہ میرا مقابلہ کرے پھر اس کے بعد اے اللہ مجھ کو اس پر فتح نصیب فرما، یہاں تک کہ میں اس کو قتل کروں اور اس کا سامان چھینوں۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے آمین کہی اور اس کے بعد یہ دعا مانگی، اے اللہ آج ایسے دشمن سے مقابلہ ہو کہ جو بڑا ہی سخت اور زور آور اور غضبناک ہو محض تیرے لیے اس سے قتال کروں اور وہ مجھ سے قتال کرے بالآخر وہ مجھ کو قتل کرے اور میری ناک اور کان کاٹے اور اے پروردگار جب تجھ سے ملوں اور تو دریافت فرمائے: اے عبداللہ، یہ تیرے ناک اور کان کہاں کٹے تو میں عرض کروں اے اللہ تیری اور تیرے پیغمبر کی راہ میں اور تو اس وقت یہ فرمائے "سچ کہا" سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی دعا میری دعا سے کہیں بہتر تھی، شام کو دیکھا کہ ان کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ناک اور کان کٹے ہوئے ہیں۔ (زرقانی ج ۲ ص ۵۱)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ نے میری بھی دعا قبول فرمائی میں نے بھی ایک بڑے سخت کافر کو قتل کیا اور اس کا سامان چھینا۔ (روض الانف ج ۲ ص ۱۴۳)

سعید بن مسیب راوی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی:

اللهم انی اقسم علیك ان القی العدو فیقتلو نی ثم یبقروا بطنی ویجدعوا انفی واذنی ثم تسالنی بم ذلك فاقول فیك.

اے اللہ میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ میں تیرے دشمنوں کا مقابلہ کروں اور پھر وہ مجھ کو قتل کریں اور میرا شکم چاک کریں اور میری ناک اور کان کاٹیں اور پھر تو مجھ سے دریافت فرمائے یہ کیوں ہوا تو میں عرض کروں محض تیری وجہ سے۔

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ جس طرح حق تعالیٰ نے اس خاص شان سے شہادت کے بارے میں ان کی دعا قبول فرمائی۔ اسی طرح اللہ نے ان کی دوسری دعا بھی ضرور قبول فرمائی ہوگی۔ یعنی شہید ہونے کے بعد ان سے یہ سوال فرمایا ہوگا اور انہوں نے یہ جواب عرض کیا ہوگا۔ امام حاکم فرماتے ہیں اگر یہ حدیث مرسل نہ ہوتی تو شرط شیخین پر صحیح ہوتی۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں، "مرسل صحیح" (مستدرک ج ۳ ص ۲۰۰)

اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ مجدع فی اللہ (یعنی وہ شخص جس کے ناک اور کان اللہ کی راہ میں کاٹے گئے) کے لقب سے مشہور ہوئے۔ (الاصابہ ج ۲ ص ۲۸۷)

خداوند ذوالجلال کے محبین و مخلصین عشاق اور والہین کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ خدا کی راہ میں جان دینا اپنی انتہائی سعادت سمجھتے ہیں بمقابلہ حیات موت ان کو زیادہ لذیذ اور خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے کہ وہ موت کو محبوب حقیقی (یعنی حق تعالیٰ شانہ) کی لقاء کا ذریعہ اور جن دنیا سے رہا ہو کر گلستان جنت اور بوستان بہشت میں پہنچ جانے کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔

تلخ نبود پیش ایشاں مرگ تن
چوں روند از چاہ زنداں در چمن
تلخ کے باشد کسے راکش برند
از میان زہر ماران سوئے قند

## فائدہ

حق جل وعلا نے جب انسان کو خلیفہ بنانے کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا:

اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك (سورۃ البقرہ: ۳۰)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا آپ اس شخص کو زمین میں خلیفہ بنانا چاہتے ہیں کہ جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے حالانکہ ہم سب ہر لمحہ اور ہر لحظہ تیری ستائش کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔

انسان میں دو قوتیں ہوتی ہیں ایک قوت شہویہ جس سے زنا وغیرہ صادر ہوتا ہے جس کو ملائکہ نے من یفسد فیھا سے تعبیر کیا۔ اور دوسری قوت غضبیہ جس سے قتل اور ضرب اور خونریزی ظہور میں آتی ہے، جس کو ملائکہ نے ویسفك الدماء سے تعبیر کیا۔

ملائکہ نے انسان کے یہ نقائص ذکر کیے لیکن یہ خیال نہ کیا کہ یہی قوت شہویہ جب اس کا رخ اللہ کی طرف پھیر دیا جائے گا تو اس سے وہ ثمرات اور نتائج ظاہر ہوں گے کہ فرشتے بھی عش عش کرنے لگیں گے، یعنی غلبہ عشق خداوندی اور اس کی محبت کا جوش اور ولولہ اور علیٰ ہذا جب قوت غضبیہ کو کارخانہ خداوندی میں صرف کیا جاتا ہے تو اس سے بھی عجیب وغریب نتائج و ثمرات ظہور میں آتے ہیں، جسے فرشتے دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں یعنی خداوند ذوالجلال کی راہ میں جانبازی اور سرفروشی اور اس کے دشمنوں سے جہاد و قتال۔

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

فرشتے بے شک لیل و نہار خداوند کردگار کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں مگر اس کی راہ میں والہانہ اور عاشقانہ جانبازی اور سرفروشی کا ولولہ ان میں نہیں وہ اس دولت و نعمت سے محروم ہیں اور پھر یہ کہ اس محبوب حقیقی کیلئے جان دے دینا اور اس کی راہ میں شہید ہونا یہ وہ نعمت ہے کہ جس کا فرشتوں میں امکان بھی نہیں۔ انسان میں اگرچہ فرشتوں کی طرح عصمت نہیں لیکن گناہ کے بعد انسان کی مضطربانہ ندامت و شرمساری اور بے تابانہ گریہ وزاری اس کو اس درجہ بلند اور رفیع بنا دیتی ہے کہ فرشتے پیچھے رہ جاتے ہیں۔

مرکب توبہ عجائب مرکب است
بر فلک تازد بیک لحظہ زپست
چوں برارند از پشیمانی انین
عرش لرزد از انین المذنبین

اسی وجہ سے اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین ملائکہ مقربین سے افضل اور برتر ہیں اور صحابہ اور تابعین اور صدیقین اور شہداء اور صالحین بقیہ ملائکہ سموات وارضین سے اشرف ہیں (کذا فی البحر الرائق ج۱ص۳۳۲، وان شئت زیادة تفصیل فارجع الیه) اور مومنات صالحات، حورعین سے افضل ہیں کذا فی الیواقیت والجواهر۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا ذکر

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد عبداللہ بن عمرو بن حرام انصاری رضی اللہ عنہ بھی اسی معرکہ میں شہید ہوئے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے باپ جنگ احد میں شہید ہوئے اور کافروں نے ان کا مثلہ کیا۔ جب ان کی لاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر رکھی گئی تو میں نے باپ کے منہ سے کپڑا اٹھا کر دیکھنا چاہا تو صحابہ نے منع کیا، میں نے دوبارہ منہ دیکھنا چاہا تو صحابہ نے پھر منع کیا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔

میری پھوپھی فاطمہ بنت عمرو جب بہت رونے لگیں تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا روتی کیوں ہے، اس پر تو فرشتے برابر سایہ کیے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا جنازہ اٹھایا گیا۔ (بخاری شریف) (یہ حدیث صحیح بخاری کے متعدد ابواب میں مذکور ہے مثلاً کتاب الجنائز ص ۱۶۶، وص ۱۷۲، کتاب الجہاد ۳۹۵ کتاب المغازی ص ۵۸۴)

یعنی یہ مقام رنج وحسرت کا نہیں بلکہ فرحت ومسرت کا ہے کہ فرشتے تیرے بھائی پر سایہ کیے ہوئے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر یہ فرمایا: اے جابر تجھ کو کیا ہوا؟ میں تجھ کو شکستہ خاطر پاتا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ اس غزوہ میں شہید ہوئے اور آل وعیال اور قرض کا بار چھوڑ گئے۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تجھ کو ایک خوش خبری نہ سناؤں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں، ضرور سنائیے۔ آپ نے فرمایا: کسی شخص سے بھی اللہ نے کلام نہیں فرمایا مگر پس پردہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کو زندہ کیا اور بالمشافہ اور بالمواجہ اس سے کلام کیا اور یہ کہا کہ اے میرے بندے اپنی کوئی تمنا میرے سامنے پیش کر۔ تو تیرے باپ نے یہ عرض کیا: اے پروردگار تمنا یہ ہے کہ پھر زندہ ہوں اور تیری راہ میں پھر دوبارہ مارا جاؤں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: یہ تو نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ یہ مقدر ہو چکا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ واپسی نہیں (ترمذی شریف کتاب التفسیر سورۃ آل عمران) (حافظ عسقلانی فتح الباری میں فرماتے ہیں رواہ الترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ، فتح الباری ج ۶ ص ۲۵ باب تمنی المجاھد ان یرجع الی الدنیا) عبداللہ بن عمرو بن حرام کہتے ہیں کہ احد سے پیشتر میں نے مبشر بن عبدالمنذر کو خواب میں دیکھا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اے عبداللہ تم بھی عنقریب ہمارے ہی پاس آنے والے ہو۔ میں نے کہا تم کہاں ہو، کہا جنت میں جہاں چاہتے ہیں سیر وتفریح کرتے ہیں میں نے کہا کیا تو بدر میں قتل نہیں ہوا تھا، مبشر نے کہا: ہاں لیکن پھر زندہ کر دیا گیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں یہ خواب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے فرمایا اے ابو جابر اس کی تعبیر شہادت ہے۔ (زاد المعاد ج ۲ ص ۹۶، فتح الباری ج ۳ ص ۱۷۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## عمرو بن الجموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا ذکر

اسی غزوہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام کے بہنوئی حضرت عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے۔ ان کی شہادت کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں لنگ تھی اور لنگ بھی معمولی نہ تھی بلکہ شدید تھی۔ چار بیٹے تھے جو ہر غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہتے تھے، احد میں جاتے وقت ان سے کہا کہ میں تمہارے ساتھ جہاد میں چلتا ہوں، بیٹوں نے کہا آپ معذور ہیں، اللہ نے آپ کو رخصت دی ہے، آپ یہیں رہیں۔ مگر یہ عزیمت کے شیدائی کب رخصت پر عمل کرنے والے تھے، شوق شہادت میں اس درجہ بے تاب اور بے چین ہوئے کہ اسی حالت میں لنگڑاتے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے بیٹے مجھ کو آپ کے ساتھ جانے سے روکتے ہیں۔

**واللہ انی لارجوان اطأ بعرجتی ھذہ فی الجنۃ۔**

خدا کی قسم تحقیق میں امید واثق رکھتا ہوں کہ اسی لنگ کے ساتھ جنت کی زمین کو جا کر روندوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے تم کو معذور کہا ہے، تم پر جہاد فرض نہیں اور بیٹوں کی طرف مخاطب ہو کر یہ ارشاد فرمایا کہ کیا حرج ہے اگر تم ان کو نہ روکو۔ شاید اللہ تعالیٰ ان کو شہادت نصیب فرمائے چنانچہ وہ جہاد کیلئے نکلے اور شہید ہوئے رضی اللہ عنہ۔ (ابن ہشام ج ۲ ص ۸۸، البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۳۷)

اور مدینہ سے چلتے وقت مستقبل قبلہ ہو کر یہ دعا مانگی:

**اللھم ارزقنی الشھادۃ ولا تردنی الی اھلی**

اے اللہ مجھ کو شہادت نصیب فرما اور گھر والوں کی طرف واپس نہ کر۔

اسی غزوہ میں ان کے بیٹے خلاد بن عمرو بن الجموح بھی شہید ہوئے، عمرو بن الجموح کی بیوی ہندہ بنت عمرو بن حرام نے (جو کہ عبداللہ بن عمرو بن حرام کی بہن اور حضرت جابر کی پھوپی ہیں) یہ ارادہ کیا کہ تینوں یعنی اپنے بھائی عبداللہ بن عمرو بن حرام اور اپنے بیٹے خلاد بن عمرو بن الجموح اور اپنے شوہر عمرو بن الجموح کو ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینہ لے جائیں اور وہیں جا کر تینوں کو دفن کریں مگر جب مدینہ کا قصد کرتی ہیں تو اونٹ بیٹھ جاتا ہے اور جب احد کا رخ کرتی ہیں تو تیز چلنے لگتا ہے۔

ہندہ نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے فرمایا: عمرو بن الجموح نے مدینہ سے چلتے وقت کچھ کہا تھا؟ ہندہ نے ان کی وہ دعا ذکر کی جو انہوں نے چلتے وقت کی تھی آپ نے فرمایا: اسی وجہ سے اونٹ نہیں چلتا اور یہ فرمایا:

**والذی نفسی بیدہ ان منکم من لو اقسم علی اللہ لا برہ منھم عمرو بن الجموح ولقد رائیتہ یطأ بعرجۃ فی الجنۃ**

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے البتہ تم میں بعض ایسے بھی ہیں اگر اللہ پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم کو ضرور پورا کرے ان میں سے عمرو بن الجموح بھی ہیں البتہ تحقیق میں نے ان کو اسی لنگ کے ساتھ جنت میں چلتا ہوا دیکھا ہے۔ (زرقانی ج ۲ص ۵۰، روض الانف ج ۲ص ۱۳۹، عیون الاثر ص ۳۴۷)

عبداللہ بن عمرو بن حرام اور عمرو بن جموح رضی اللہ عنہما احد کے قریب دونوں ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے۔

## حضرت خثیمہ کی شہادت کا ذکر

خثیمہ رضی اللہ عنہ نے (جن کے بیٹے سعد غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہو کر شہید ہو چکے تھے) بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ افسوس مجھ سے غزوۂ بدر رہ گیا۔ جس کی شرکت کا میں بڑا ہی حریص اور مشتاق تھا۔ یہاں تک کہ اس سعادت کے حاصل کرنے میں بیٹے سے قرعہ اندازی کی (جس کا مفصل قصہ غزوۂ بدر کے بیان میں گزر چکا ہے) مگر یہ سعادت میرے بیٹے سعد کی قسمت میں تھی قرعہ اس کے نام کا نکلا اور شہادت اس کو نصیب ہوئی اور میں رہ گیا۔

آج شب میں نے اپنے بیٹے کو خواب میں دیکھا ہے نہایت حسین وجمیل شکل میں ہے جنت کے باغات اور نہروں میں سیر وتفریح کرتا پھرتا ہے اور مجھ سے یہ کہتا ہے اے باپ تم بھی یہیں آ جاؤ دونوں مل کر جنت میں ساتھ رہیں گے۔ میرے پروردگار نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ میں نے بالکل حق پایا۔

یا رسول اللہ اس وقت سے اپنے بیٹے کی مرافقت کا مشتاق ہوں، بوڑھا ہو گیا اور ہڈیاں کمزور ہو گئیں اب تمنا یہ ہے کہ کسی طرح اپنے رب سے جا ملوں۔ یا رسول اللہ اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو شہادت اور جنت میں سعد کی مرافقت نصیب فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خثیمہ کیلئے دعا فرمائی، اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور خثیمہ معرکہ احد میں شہید ہوئے۔ (زاد المعاد ج ۲ص ۹۶)

ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ امید واثق ہے کہ حضرت خثیمہ اپنے بیٹے سعد سے جا ملے رضی اللہ عنہما

## حضرت اُصیرم کی شہادت کا ذکر

عمرو بن ثابت، جو اصیرم کے لقب سے مشہور تھے، ہمیشہ اسلام سے منحرف رہے جب احد کا دن ہوا تو اسلام دل میں اتر آیا اور تلوار لے کر میدان میں پہنچے اور کافروں سے خوب قتال کیا یہاں تک کہ زخمی ہو کر گر پڑے لوگوں نے جب دیکھا کہ اصیرم ہیں تو بہت تعجب ہوا اور پوچھا کہ اے عمرو تیرے لیے اس لڑائی کا کیا داعی ہوا۔ اسلام کی رغبت یا قومی غیرت وحمیت؟ اصیرم نے جواب دیا:

بل رغبة في الاسلام فامنت بالله ورسوله فاسلمت واخذت سيفي وقاتلت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اصابني ما اصابني.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اسلام کی رغبت واقع ہوئی ایمان لایا اللہ اور اس کے رسول پر اور مسلمان ہوا اور تلوار لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے دشمنوں سے قتال کیا یہاں تک کہ مجھ کو یہ زخم پہنچے۔

یہ کلام ختم کیا اور خود بھی ختم ہو گئے. رضی اللہ عنہ

انه لمن اهل الجنة

البتہ تحقیق وہ اہل جنت سے ہے۔(رواہ ابن اسحق واسنادہ حسن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے بتلاؤ وہ کون شخص ہے کہ جو جنت میں پہنچ گیا اور ایک نماز بھی نہیں پڑھی، وہ یہی صحابی ہیں۔(اصابہ ترجمہ عمرو بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ)

## مدینہ منورہ کے مردوں اور عورتوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت اور سلامتی معلوم کرنے کیلئے ہجوم

جنگ کے متعلق مدینہ میں چونکہ وحشت ناک خبریں پہنچ چکی تھیں۔ اس لیے مدینہ کے مرد اور عورت بچے اور بوڑھے اپنے عزیزوں سے زیادہ آپ کو سلامت وعافیت کے ساتھ دیکھنے کے متمنی اور مشتاق تھے۔

چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ واپسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک انصاری عورت پر ہوا جس کا شوہر اور بھائی اور باپ اس معرکہ میں شہید ہوئے۔ جب اس عورت کو اس کے شوہر اور برادر اور پدر کی شہادت کی خبر سنائی گئی تو یہ کہا کہ پہلے یہ بتاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں۔ لوگوں نے کہا بحمد اللہ خیریت سے ہیں۔ اس خاتون نے کہا مجھ کو چہرۂ انور دکھلا دو آنکھوں سے دیکھ کر پورا اطمینان ہوگا۔ لوگوں نے اشارہ سے بتلایا کہ حضور یہ ہیں جب اس خاتون نے جمال نبوی کو دیکھ لیا تو یہ کہا:

كل مصيبة بعدك جلل ہر مصیبت آپ کے بعد بالکل ہیچ اور بے حقیقت ہے۔(ابن ہشام ج۲ ص۱۱۲)

## معرکہ کارزار میں عین پریشانی کی حالت میں مجبین با اخلاص پر حق تعالیٰ کا ایک خاص انعام یعنی ان پر غنودگی طاری کر دی گئی

جب کسی شیطان نے یہ خبر اڑا دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو بعض مسلمان بمقتضائے بشریت یہ خبر سن کر پریشان ہو گئے اور اسی پریشانی اور حیرانی کی حالت میں کچھ دیر کیلئے ان کے قدم میدان جنگ سے ہٹ گئے اور اس معرکہ میں جن کیلئے شہادت کی سعادت مقدر تھی وہ شہید ہو گئے اور جن کیلئے ہٹنا مقدر تھا وہ ہٹ گئے اور جو میدان قتال میں باقی رہ گئے تھے ان میں سے جو مؤمنین مخلصین اور اہل یقین اور اصحاب توکل تھے ان پر حق تعالیٰ کی طرف سے ایک غنودگی طاری کر دی گئی، یہ لوگ کھڑے کھڑے اونگھنے لگے جن میں حضرت ابو طلحہ بھی تھے، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کئی مرتبہ تلوار میرے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری تلوار میرے ہاتھ سے گر جاتی تھی اور میں اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو اٹھا لیتا تھا یا ایک حسی اثر تھا، اس باطنی سکون کا جو حق تعالیٰ نے اس موقع پر اہل ایمان کو عطا فرمایا جس سے کافروں کا خوف وہراس دل سے یکلخت دور ہو گیا اور منافقین کا گروہ جو اس وقت شریک جنگ تھا اس وقت سخت اضطراب میں تھا اس کو صرف اپنی جان بچانے کی فکر تھی، ان کم بختوں کو نیند نہ آئی اس بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا یغشی طائفة منکم وطآئفة قد اهمتهم انفسهم یظنون بالله غیر الحق ظن الجاهلیة ۔ (آل عمران آیت ۱۵۴)

پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر ایک امن اور سکون کی کیفیت نازل فرمائی یعنی تم میں سے ایک جماعت پر اونگھ طاری کر دی جو ان کو گھیر رہی تھی اور ایک دوسری جماعت ایسی تھی کہ جس کو اپنی جان کی فکر پڑی ہوئی تھی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ جاہلیت کی طرح بدگمانی میں مبتلا تھی۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ جس جماعت پر نیند طاری کی گئی وہ جماعت ان اہل ایمان کی تھی کہ جو یقین اور ثبات اور استقامت اور توکل صادق کے ساتھ موصوف تھے اور ان کو یہ یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی ضرور مدد کرے گا اور اپنے رسول سے جو وعدہ کیا ہے وہ ضرور پورا کرے گا اور دوسرا گروہ جسے اپنی جانوں کی فکر پڑی ہوئی تھی اور اسی فکر میں ان کی نیند غائب تھی وہ منافقین کا گروہ تھا ان کو صرف اپنی جان کا غم تھا اطمینان اور امن کی نیند سے محروم تھے۔ (اصل عبارت کے الفاظ یہ ہیں ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا یغشی طآئفة منکم یعنی اهل الایمان والیقین والثبات والتوکل الصادق وهم الجازمون بان الله عز وجل سینصر رسوله وینجزله مامولة الخ۔ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۴۱۸)

## جنگ میں کچھ عورتوں کی شرکت اور اس کا حکم

اس غزوہ میں مسلمانوں کی چند عورتوں نے بھی شرکت کی صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ احد کے دن میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اپنی والدہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ پائنچے چڑھائے ہوئے پانی کی مشک بھر بھر کر پشت پر رکھ کر لاتی ہیں اور لوگوں کو پانی پلاتی ہیں، جب مشک خالی ہو جاتی ہے تو پھر بھر کر لاتی ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ام سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی احد کے دن ہمارے لیے مشک میں پانی بھر بھر کر لاتی تھیں۔

صحیح بخاری میں ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ہم غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاتی تھیں کہ لوگوں کو پانی پلائیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کریں اور مقتولین کو اٹھا کر لائیں۔

خالد بن ذکوان کی روایت میں اس قدر اور اضافہ ہے۔ (ولا نقاتل)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ربیع کہتی ہیں مگر ہم قتال اور لڑائی میں شریک نہیں ہوتی تھی) یہ تینوں روایتیں صحیح بخاری کی کتاب الجہاد میں مذکور ہیں، تفصیل کیلئے فتح الباری از ج ۶ ص ۵۷ تا ج ۶ ۱۰۶۔ مراجعت فرمائیں، سنن ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا علی النساء جهاد ؟ کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا نعم جهاد لا قتال فيه الحج والعمرة ہاں ان پر بھی ایسا جہاد ہے جس میں لڑنا نہیں، یعنی حج اور عمرہ (فتح الباری کتاب الحج باب حج النساء)

صحیح بخاری کی کتاب العیدین میں ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ہم غزوات میں مریضوں کی خبر گیری اور زخمیوں کے علاج کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوتی تھیں۔

ان عورتوں نے فقط لوگوں کو پانی پلایا اور مریضوں اور زخمیوں کی خبر گیری کی لیکن قتال نہیں کیا مگر ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا کہ ابن قمیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر رہا ہے تو انہوں نے اس حالت میں آگے بڑھ کر مقابلہ کیا۔ مونڈھے پر ایک گہرا زخم آیا۔ ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے بھی بڑھ کر ابن قمیہ پر وار کیا مگر عدو اللہ (اللہ کا دشمن) دو زرہ پہنے ہوئے تھا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۳۲۔ ابن ہشام ج ۲ ص ۸۴)

اس غزوہ میں صرف ایک ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شریک جہاد و قتال ہوئیں۔ اس کے علاوہ تمام غزوات میں سوائے ایک دو عورت کے اور عورتوں کا شریک جہاد و قتال ہونا کہیں ذخیرہ حدیث سے ثابت نہیں اور نہ کسی حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں کو جہاد کی ترغیب دینا ثابت ہے۔

اس لیے تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ عورتوں پر جہاد فرض نہیں الا یہ کہ کفار ہجوم کر آئیں اور ضرورت عورتوں کی شرکت پر بھی مجبور کرے۔

عورتوں کا فطری ضعف اور ان کی طبعی ناتوانی خود اس کی دلیل ہے کہ ان پر جہاد و قتال کو لازم کرنا ان کی فطرت اور جبلت کے خلاف ہے۔ قال تعالیٰ:

لیس علی الضعفاء ولا علی المرضیٰ ولا علی الذین لا یجدون۔

یعنی ضعیف اور ناتواں مریض اور غیر مستطیع لوگوں پر جہاد فرض نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جہاد میں یہ تاکید فرماتے ہیں کہ کسی عورت کو قتل نہ کرنا۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک عورت کو مقتول دیکھا (جو غلطی سے قتل ہوگئی تھی) فرمایا: ما کانت هذه لتقاتل یہ تو قتال کے قابل نہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم جہاد کو سب سے افضل اور بہتر عمل سمجھتے ہیں، کیا ہم عورتیں اس میں شریک نہ ہوا کریں؟ آپ نے فرمایا: نہیں تمہارا جہاد تو حج مبرور ہے۔

اصل حکم عورتوں کیلئے یہ ہے: وقرن فی بیوتکن اپنے گھروں میں ٹھہرو باہر نہ نکلو۔ دیکھو شرح سیر کبیر ج ۱ ص ۹۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے عورتوں کا نماز کی جماعت میں حاضر ہونا بھی پسند نہیں فرمایا اور عطر اور خوشبو لگا کر عمدہ کپڑے پہن کر مسجد میں آنے کی صریح ممانعت فرمائی اور بجائے صحن خانہ کے دالان میں اور اس سے بڑھ کر کوٹھڑی میں عورت کا نماز پڑھنا افضل قرار دیا۔ لہٰذا جب شریعت مطہرہ صف نماز میں عورتوں کی حاضری پسند نہیں کرتی تو صف جہاد و قتال میں بلا ضرورت ان کی حاضری کیسے پسند کر سکتی ہے۔

اس لیے حضرات فقہاء نور اللہ مرقدہم نے یہ فتویٰ دیا کہ نماز کی جماعت اور جہاد میں عورتوں کا حاضر ہونا ناپسند ہے۔ مگر مجاہدین کی اعانت اور امداد اور مریضوں اور زخمیوں کی خبر گیری کی غرض سے صرف ان عورتوں کا حاضر ہونا جائز ہے کہ جن کی حاضری باعث فتنہ نہ ہو، یعنی بوڑھی ہوں، بشرطیکہ شوہر یا ذی رحم محرم ان کے ہمراہ ہو۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ کسی عورت کیلئے جائز نہیں کہ بغیر شوہر یا بغیر ذی رحم محرم کے ہمراہ لیے حج وغیرہ کسی قسم کا کوئی سفر کر سکے، اسی وجہ سے بعض فقہاء کا یہ قول ہے کہ جس عورت پر ذی ثروت اور صاحب استطاعت ہونے کی وجہ سے حج فرض ہو اور شوہر اور ذی رحم محرم نہ رکھتی ہو تو اس پر نکاح واجب ہے کہ نکاح کر کے شوہر کے ہمراہ حج کو جائے تاکہ بغیر محرم کے سفر نہ ہو۔

مسجد میں نماز کیلئے عورتوں کی حاضری اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ ان کی حاضری موجب فتنہ نہ ہو ورنہ ناجائز اور حرام ہے۔

اسی طرح ہسپتالوں میں عورتوں کا غیر مردوں کی تیمارداری کرنا بھی بلاشبہ حرام ہے، اے میرے دوستو موجودہ تہذیب پر نظر مت کرو موجودہ تہذیب کی بنیاد اور عمارت اور تمام فرش نفسانی شہوتوں اور شیطانی لذتوں پر مبنی ہے اور حضرات انبیاء کرام کی شریعتیں عفت اور عصمت پاک دامنی پر مبنی ہیں۔ جس کو خداوند تعالیٰ نے عقل دی ہے وہ عفت اور شہوت کے فرق کو سمجھے گا اور جو نفس و شیطان کا غلام بنا ہوا ہے اس سے خطاب ہی فضول ہے۔ ایسے بے عقل کے نزدیک نکاح اور زنا میں بھی فرق نہیں۔ اللہ اکبر کیا وقت آ گیا ہے کہ جب شریعت مقدسہ عفت اور عصمت کی طرف دعوت دیتی ہے تو یہ بندگان شہوت اس پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔

## شہداء احد کی تجہیز و تکفین

اس غزوہ میں ستر صحابہ شہید ہوئے جن میں اکثر انصار تھے۔ بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ کفن کی چادر بھی پوری نہ تھی۔ چنانچہ مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا کہ کفن کی چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ سر اگر ڈھانکا جاتا تھا تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں ڈھکے جاتے تھے تو سر کھل جاتا تھا آخر یہ ارشاد فرمایا کہ سر ڈھانک دو اور پیروں پر اذخر (ایک گھاس ہوتا ہے) ڈال دو۔ (صحیح بخاری غزوۂ احد)

اور یہی واقعہ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا جیسا کہ معجم طبرانی میں حضرت ابو اسید سے اور مستدرک حاکم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، طبرانی کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور بعض کیلئے یہ بھی میسر نہ آیا، دو دو آدمیوں کو ایک ہی چادر میں کفن دیا گیا۔ اور دو دو اور تین تین (تین تین کا لفظ صحیح بخاری کی روایت میں نہیں بلکہ سنن کی روایت ہے جس کی امام ترمذی نے تصحیح کی ہے۔ فتح الباری ص۱۶۹ ج۳ کتاب الجنائز) کو ملا کر ایک قبر میں دفن کیا گیا۔ دفن کے وقت یہ دریافت فرماتے کہ ان میں سے زیادہ قرآن کس کو یاد ہے۔ جس کی طرف اشارہ کیا جاتا اسی کو قبلہ رخ لحد میں آگے رکھتے اور یہ ارشاد فرماتے:

انا شهيد على هؤلاء يوم القيامة

قیامت کے دن میں ان لوگوں کے حق میں شہادت دوں گا

اور یہ حکم دیا کہ اسی طرح بلا غسل دیئے خون آلود دفن کر دیں (صحیح بخاری کتاب الجنائز)

صحیح بخاری میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔ لیکن کل علماء سیر اس پر متفق ہیں کہ آپ نے شہداء احد کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ اور متعدد روایات حدیث بھی اسی کی مؤید اور مساعد ہیں، حافظ علاء الدین مغلطائی نے اپنی سیرت میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ (چنانچہ حافظ موصوف عنوان ذیل کے تحت (الصلاة على الشهداء من غير غسل) یہ تحریر فرماتے ہیں وصلى على حمزة و الشهداء من غير غسل وهذا اجماع الا ماشذ به بعض التابعين قال السهيلي لم يرد عنه صلى الله عليه وسلم انه صلى على شهيد في شيء من مغازيه الا في هذه وفيه نظر لما ذكره النسائي من انه صلى على اعرابي في غزوة اخرى. (سیرت مغلطائی ص۵۰) باقی تفصیل کیلئے کتب حدیث کی مراجعت کی جائے۔

بعض لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے عزیز شہیدوں کو مدینہ لے جا کر دفن کریں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ جہاں شہید ہوئے وہیں دفن کیے جائیں (ابن ہشام ج۲ ص۹۱)

## شہید قوم

احد کے دن قزمان نامی ایک شخص نے بڑی جانبازی اور سرفروشی دکھلائی اور تنہا اس نے سات یا آٹھ مشرکوں کو قتل کیا اور آخر میں خود زخمی ہو گیا جب اس کو اٹھا کر گھر لے آئے تو بعض صحابہ نے اس سے یہ کہا:

والله لقد ابليت اليوم يا قزمان فابشر

خدا کی قسم آج کے دن اے قزمان تو نے بڑا کارنمایاں کیا، تجھ کو مبارک ہو

قزمان نے جواب دیا:

اذا ابشرفوا الله ان قاتلت الا عن احساب قومي ولولا ذلك ماقاتلت

تم مجھ کو کس چیز کی بشارت اور مبارک باد دیتے ہو خدا کی قسم میں نے اللہ اور اس کے رسول کے لئے قتال نہیں کیا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بلکہ صرف اپنی قوم کے خیال اور ان کے بچانے کی غرض سے قتال کیا۔

اس کے بعد جب زخموں کی تکلیف زیادہ ہوئی تو خودکشی کر لی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۳۶) یہ قصہ تفصیل کے ساتھ بحوالہ بخاری وفتح الباری بحث جہاد میں گزر چکا ہے۔

### فائدہ

یہ شخص دراصل منافق تھا مسلمانوں کے ساتھ مل کر جو اس نے کارنمایاں کیے تو محض قوم اور وطن کی ہمدردی میں کیے حتی کہ اسی میں وہ مارا گیا اس بناء پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اہل نار میں سے ہے خدا کے نزدیک شہید وہ ہے کہ جو اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرے اور جو شخص قوم اور وطن کے لئے لڑ کر جان دیدے اس زمانہ کے محاورہ کے مطابق وہ شہید قوم کہلا سکتا ہے مگر اسلام میں وہ شہید نہیں اسی فرمان کا مفصل واقعہ شروع ہی میں اسی عنوان، جہاد کی حقیقت کے ذیل میں گزر چکا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

### تنبیہ

قال ابن كثير وقدورد مثل قصه هذافي غزوة خيبر كما سياتي ان شاء الله تعالىٰ (البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۳۶)

## اسرار وحکم

حق جل وعلا نے غزوۂ احد کے بیان واذ غدوت من اهلك تبوى المؤمنين مقاعد للقتال سے ساٹھ آیتیں نازل فرمائیں جن میں سے بعض آیات میں مسلمانوں کی ہزیمت وشکست کے اسباب اور علل اسرار اور حکم کی طرف اشارہ فرمایا جو مختصر توضیح کے ساتھ ہدیہ ناظرین ہیں:

1. تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے پیغمبر کا حکم نہ ماننے اور ہمت ہار دینے اور آپس میں جھگڑنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔

ولقد صدقكم الله وعده اذ تحسونهم باذنه حتي اذا فشلتم وتنازعتم في الامر وعصيتم من بعد ما اراكم ما تحبون منكم من يريد الدنيا ومنكم من يريد الآخرة ثم صرفكم عنهم ليبتليكم ولقد عفا عنكم والله ذو فضل على المؤمنين (آل عمران آیت ۱۵۲)

اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا جبکہ تم اللہ کے حکم سے کافروں کو قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جب تم کچھ بزدلی کرنے لگے اور آپس میں جھگڑنے لگے اور حکم عدولی کی بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری محبوب چیز یعنی فتح ونصرت تم کو دکھادی بعضے تم میں سے دنیا چاہتے تھے اور بعض خالص آخرت کے طلب گار تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو ان سے پھیر دیا یعنی شکست دی تاکہ تمہارا امتحان کرے اور تمہاری اس لغزش کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اور اللہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ اہل ایمان پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔

۲ اور تاکہ پکے اور کچے کا اور جھوٹے اور سچے کا امتیاز ہو جائے اور مخلص اور منافق صادق اور کاذب کا اخلاص اور نفاق صدق اور کذب ایسا واضح اور روشن ہو جائے کہ کسی قسم کا اشتباہ باقی نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ کے علم میں اگرچہ پہلے ہی سے مخلص اور منافق ممتاز تھے لیکن سنت الٰہیہ اس طرح جاری ہے کہ محض علم الٰہی کی بناء پر جزاء اور سزا نہیں دی جاتی جو شئے علم الٰہی میں مستور ہے جب تک وہ محسوس اور مشاہد نہ ہو جائے اس وقت تک اس پر ثواب اور عتاب مرتب نہیں ہوتا۔

در محبت ہر کہ او دعوے کند
صد ہزاراں امتحاں بروے تند
گر بود صادق کشد بار جفا
ور بود کاذب گریزد از بلا
عاشقاں را درد دل بسیار می باید کشید
جور یار وغصہ اغیار می باید کشید

۳ اور تاکہ اپنے خاص محبین ومخلصین اور شائقین لقاء خداوندی کو شہادت فی سبیل اللہ کی نعمت کبریٰ اور عظمیٰ سے سرفراز فرمائیں جس کے وہ پہلے سے مشتاق تھے اور بدر میں فدیہ اسی امید پر لیا تھا کہ آئندہ سال ہم میں کے ستر آدمی خدا کی راہ میں شہادت حاصل کریں گے جیسا کہ گزرا اور اس نعمت اور دولت سے حق تعالیٰ اپنے دوستوں ہی کو نوازتا ہے ظالموں اور فاسقوں کو یہ نعمت نہیں دی جاتی قال تعالیٰ:

---

ولیعلم اللہ الذین امنوا ویتخذ منکم شھداء واللہ لا یحب الظلمین

(آل عمران آیت ۱۴۰)

اور تاکہ اللہ تعالیٰ مومنین مخلصین کو ممتاز کردے اور ان میں سے بعض کو شہید بنائے اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے۔

۴ اور تاکہ مسلمان اس شہادت اور ہزیمت کی بدولت گناہوں سے پاک اور صاف ہو جائیں اور جو خطائیں ان سے صادر ہوتی ہیں وہ اس شہادت کی برکت سے معاف ہو جائیں۔

۵ اور تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو مٹا دے اس لیے کہ جب خدا کے دوستوں اور محبین ومخلصین کی اس طرح خونریزی ہوتی ہے تو غیرت حق جوش میں آجاتی ہے اور خدا کے دوستوں کا خون عجب رنگ لے کر آتا ہے جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ جن دشمنان خدا نے دوستان خدا کی خونریزی کی تھی وہ عجیب طرح سے تباہ اور برباد ہوتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چندان اماں نداد کہ شب را سحر کند

کما قال اللہ تعالیٰ:

ولیمحص اللہ الذین آمنوا ویمحق الکافرین۔ (آل عمران آیت ۱۴۱)

اور تاکہ اللہ تعالیٰ مومنین کا میل کچیل صاف کردے اور کافروں کو مٹادے۔

❻ اور تاکہ معلوم ہوجائے کہ اللہ کی سنت یہ ہے کہ دنوں کو پھیرتے رہتے ہیں کبھی دوستوں کو فتح ونصرت سے سرفراز کرتے ہیں اور کبھی دشمنوں کو غلبہ دیتے ہیں۔

وتلك الایام نداولها بین الناس۔ (آل عمران آیت ۱۴۰)

اور ان دنوں کو ہم لوگوں میں باری باری پھیرتے رہتے ہیں۔

مگر انجام کار غلبہ دوستوں کا رہتا ہے۔ والعاقبة للمتقین اس لیے کہ اگر ہمیشہ اہل ایمان کی فتح ہوتی رہے تو بہت سے لوگ محض نفاق سے اسلام کے حلقہ میں آشامل ہوں تو مومن اور منافق کا امتیاز نہ رہے اور یہ نہ معلوم ہو کہ کون ان میں سے خاص اللہ کا بندہ ہے اور کون ان میں سے عبد الدینار والدرہم ہے۔

اور اگر ہمیشہ اہل ایمان کو شکست ہوتی رہے تو بعثت کا مقصد (یعنی اعلاء کلمۃ اللہ) حاصل نہ ہو اس لیے حکمت الٰہیہ اس کو مقتضی ہوئی کہ کبھی فتح ونصرت ہو اور کبھی شکست اور ہزیمت تاکہ کھرے اور کھوٹے کا امتحان ہوتا رہے۔ قال تعالیٰ:

ماکان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیه حتی یمیز الخبیث من الطیب۔

(آل عمران آیت ۱۷۹)

اللہ تعالیٰ مومنین کو اس حالت پر نہیں چھوڑنا چاہتے یہاں تک کہ جدا کردے ناپاک کو پاک سے۔

اور انجام کار غلبہ اور فتح حق کو ہو۔

❼ نیز اگر ہمیشہ دوستوں کو فتح ہوتی رہے اور ہر معرکہ میں ظفر اور کامیابی ان کی ہمرکاب رہے تو اندیشہ یہ ہے کہ کہیں دوستوں کے پاک وصاف نفوس طغیان اور سرکشی غرور اور اعجاب میں مبتلا نہ ہوجائیں۔ (افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ومولانا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وارضاہ سے جب یہ عرض کیا گیا کہ آپ اکابر صحابہ اور حضرات بدریین کو عہدے کیوں نہیں عطا فرماتے تو یہ ارشاد فرمایا: اری ان لا تدنسهم الدنیا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ دنیا ان حضرات کو مکدر اور میلا نہ کردے۔ غالباً یہ روایت حلیۃ الاولیاء میں ہے یا کسی اور کتاب میں ہے مجھے اس وقت حوالہ یاد نہیں آرہا ہے واللہ اعلم) اس لیے مناسب ہوا کہ کبھی راحت اور آرام ہو اور کبھی تکلیف اور ایلام۔ کبھی سختی اور کبھی نرمی کبھی قبض اور کبھی بسط۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چونکہ قبضے آیدت اے راہرو
آن صلاح تست آئیس دل مشو
چونکہ قبض آمد تو در وے بسط بین
تازہ باش و چین می فگن بر جبین

۸ اور تا کہ شکست کھا کر شکستہ خاطر ہوں اور بارگاہ خداوندی میں تخشع اور تضرع عجز اور تمسکن و تذلل اور انکسار کے ساتھ رجوع ہوں۔ اس وقت حق جل وعلا کی طرف سے عزت اور سربلندی نصیب ہو، اس لیے کہ عزت و نصرت کا خلعت ذلت اور انکساری ہی کے بعد عطا ہوتا ہے۔ کما قال تعالیٰ:

ولقد نصر کم اللہ ببدر وانتم اذلۃ۔ (آل عمران آیت ۱۲۳)

اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد کی در آنحالیکہ تم بے سروسامان تھے۔

وقال تعالیٰ:

ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا۔ (سورۃ توبہ آیت ۲۵)

اور جنگ حنین میں جب تمہاری کثرت نے تم کو خود پسندی میں ڈالا تو وہ کثرت تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی۔

حق جل شانہ جب اپنے کسی خاص بندے کو عزت یا فتح اور نصرت دینا چاہتے ہیں تو اول اس کو ذلت اور خاکساری عجز اور انکساری میں مبتلا کرتے ہیں، تا کہ نفس کا تنقیہ ہو جائے اور اعجاب اور خود پسندی کا فاسد مادہ یکلخت خارج ہو جائے۔ اس طرح ذلت کے بعد عزت اور ہزیمت اور شکست کے بعد فتح و نصرت اور فنا کے بعد بقاء عطا فرماتے ہیں۔

عارف رومیؒ فرماتے ہیں:

بس زیادت ہا درون نقصہاست
مر شہید ان را حیات اندر فناست
مردہ شو تا تخرج الحی الصمد
زندہ زین مردہ بیرون آورد
آن کسے را کہ چنیں شاہے کشد
سوئے تخت و بہترین جا ہے کشد
نیم جان بستاند و صد جان دہد
آنچہ در وہمت نیاید آن دہد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

⑨ اور تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ بدون مجاہدہ عظیم اور بغیر ریاضت تامہ کے مراتب اور درجات عالیہ کا دل میں خیال باندھ لینا مناسب نہیں۔ کما قال تعالیٰ:

أم حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما يعلم الله الذين جاهدوا منكم ويعلم الصابرين۔

(آل عمران آیت ۱۴۲)

کیا تمہارا گمان یہ ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کا اور صابرین کا امتحان نہیں لیا۔

⑩ اور تاکہ تمہارے پاک نفوس دنیا کی طرف میلان سے بالکلیہ پاک اور منزہ ہو جائیں اور آئندہ سے کبھی بھی دنیائے حلال (یعنی مال غنیمت) کے حصول کا خیال بھی دل میں نہ آنے پائے کہ ہمارے رسول کے حکم کے خلاف مال غنیمت کو دیکھ کر پہاڑ سے نیچے کیوں اترے ہم نے اس وقت تمہاری اس فتح کو شکست سے اس لیے بدلا ہے کہ تمہارے قلوب آئندہ کے لئے دنیائے حلال (یعنی مال غنیمت) کی طرف میلان سے بھی پاک اور منزہ ہو جائیں اور دنیائے دوں کا وجود اور عدم تمہاری نظر میں برابر ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:

فاثابكم غما بغم لكيلا تحزنوا على مافاتكم ولا ما اصابكم والله خبير بما تعملون۔

(آل عمران آیت ۱۵۳)

پس اللہ تعالیٰ نے تم کو اس مال غنیمت کی طرف مائل ہونے کی پاداش میں غم پر غم دیا تاکہ آئندہ کو تمہاری یہ حالت ہو جائے کہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اس پر غمگین نہ ہو اور نہ کسی مصیبت کے پہنچنے سے تم پریشان ہو اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

یعنی اس وقتی ہزیمت اور شکست میں ہماری ایک حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ تم زہد اور صبر کے اس اعلیٰ ترین مقام پر پہنچ جاؤ کہ جہاں دنیا کا وجود اور عدم نظروں میں برابر ہو جاتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کا دوسری جگہ ارشاد ہے:

ما اصاب من مصيبة في الارض ولا في انفسكم الا في كتاب من قبل ان نبرأها۔ ان ذلك على الله يسير لكيلا تاسوا على مافاتكم ولا تفرحوا بما آتاكم والله لا يحب كل مختال فخور۔ (الحدید آیت ۲۲)

نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں یا تمہارے نفسوں میں مگر وہ پہلے ہی سے لوح محفوظ میں مقدر ہوتی ہے اور تحقیق یہ امر اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے اور مصائب کے نازل کرنے میں اللہ کی حکمت یہ ہے کہ تم صبر میں اس درجہ کامل ہو جاؤ کہ اگر دنیا کی کوئی چیز تم سے فوت ہو جائے تو اس پر غمگین نہ ہوا کرو اور دنیا کی جو چیز اللہ تم کو عطا کرے تو تم اس دنیا کی چیز کو دیکھ کر خوش نہ ہوا کرو اور اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔

دنیا کے آنے سے دل کا خوش نہ ہونا اور دنیا کے جانے سے دل کا رنجیدہ نہ ہونا یہ زہد اور صبر کا اعلیٰ ترین مقام ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حق جل شانہ نے ان آیات میں اشارہ فرمادیا کہ معرکہ احد میں صحابہ کو جو یہ غم دیا گیا کہ فتح کو شکست سے بدل دیا۔ اس میں اللہ کی ایک حکمت یہ ہے کہ آئندہ سے صحابہ کے دل میں دنیا کے فوت ہونے کا کوئی غم نہ ہوا کرے اور دنیا کا وجود اور عدم ان کی نظروں میں برابر ہو جائے اور ہر حال میں قضاء الٰہی پر راضی اور خوش رہنا منافقین اور جہلاء کی طرح خداوند ذوالجلال سے بدگمان نہ ہونا کہ اس وقت خدا تعالیٰ نے ہماری مدد کیوں نہ فرمائی محب مخلص کی شان تو یہ ہونی چاہیے۔

زندہ کنی عطائے تو
ور بکشی فدائے تو
جان شدہ مبتلائے تو
ہر چہ کنی رضائے تو
ما پر وریم دشمن و مای کشیم دوست
جرأت کسی کہ جرح کند در قضائے ما

⓫ نیز یہ واقعہ آپ کی وفات کا پیش خیمہ تھا جس سے یہ بتلانا مقصود تھا کہ اگر چہ اس وقت تم میں سے بعض لوگوں کے بمقتضائے بشریت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبر سن کر پاؤں اکھڑ گئے چونکہ اس کا منشاء معاذ اللہ بزدلی اور نفاق نہ تھا بلکہ غایت ایمان واخلاص اور انتہائی محبت و تعلق تھا کہ اس وحشت اثر خبر کی دل تاب نہ لاسکے اور اس درجہ پریشان ہو گئے کہ میدان سے پاؤں اکھڑ گئے اس لیے:

ولقد عفا عنکم واللہ ذو فضل علی المؤمنین ۔ (آل عمران آیت ۱۵۲)

حق تعالیٰ شانہ نے تمہارا یہ قصور معاف فرمایا اور اللہ تعالیٰ تو ایمانداروں پر بڑا ہی فضل فرمانے والا ہے۔

لیکن آئندہ کیلئے ہوشیار اور خبر دار ہو جاؤ کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے دین اور آپ کی سنت اور آپ کے جادۂ استقامت سے نہ پھر جانا آپ کی وفات کے بعد کچھ لوگ دین سے پھر جائیں گے جس سے فتنہ ارتداد کی طرف اشارہ تھا اور مقصود تنبیہ ہے کہ آپ ہی کے طریق پر زندہ رہنا اور آپ ہی کے طریق پر مرنا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو ان کا خدا تو زندہ ہے اور یہ آیتیں نازل فرمائیں:

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشکرین ۔ (آل عمران آیت ۱۴۴)

اور نہیں ہیں محمد مگر ایک رسول ہی تو ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گزر گئے پس اگر آپ کا وصال ہو جائے یا آپ شہید ہو جائیں تو کیا تم دین اسلام سے پھر جاؤ گے اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل واپس ہو جائے تو وہ ہرگز ہرگز اللہ کا کوئی نقصان نہیں کرے گا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو انعام دے گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یمن کا قبیلہ ہمدان جب مرتد ہونے لگا تو عبداللہ بن مالک ارحبی رضی اللہ عنہ نے قبیلہ ہمدان کو جمع کر کے یہ خطبہ دیا:

یا معشر همدان انکم لم تعبدوا محمدا علیه السلام انما عبدتم رب محمد (علیه السلام) وهو الحی الذی لا یموت غیر انکم اطعتم رسوله بطاعة الله. واعلموا انه استنقذکم من النار ولم یکن الله لیجمع اصحابه علی ضلالة الیٰ اخر الخطبة.

اے گروہ ہمدان تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتے تھے اور رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حی لا یموت ہے ہاں تم اللہ کے رسول کے اطاعت کرتے تھے تاکہ رسول کی اطاعت، اللہ کی اطاعت کا ذریعہ بن جائے اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے رسول کے ذریعے آگ سے چھڑایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کے اصحاب کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور یہ شعر کہے:

لعمری لئن مات النبی محمد

لما مات یا ابن القیل رب محمد

قسم ہے میری زندگی کی کہ اگر نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو آپ کا پروردگار زندہ ہے۔ اے سردار کے بیٹے۔

دعاه الیه ربه فاجابه

فیا خیر غوری ویا خیر منجد

ان کے پروردگار نے ان کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی آپ نے اپنے رب کی دعوت کو قبول کیا۔ سبحان اللہ حضور پرنور غور ونجد بلند وپستی کے رہنے والوں میں سے سب سے افضل اور بہتر تھے۔

(اصابہ ترجمہ عبداللہ بن مالکؓ ص ۳۶۵ ج ۲ وحسن الصحابہ فی شرح اشعار الصحابہ ص ۳۱۲ ج ۱۔)

## غزوہ احد میں فتح کے بعد ہزیمت پیش آجانے کی حکمت اور مصلحت پر اجمالی کلام

حسب وعدہ خداوندی شروع دن میں مسلمان کافروں پر غالب رہے مگر جب اس مرکز سے ہٹ گئے جس پر اللہ کے رسول نے کھڑے رہنے کا حکم دیا تھا اور مال غنیمت جمع کرنے کیلئے پہاڑ سے نیچے اتر آئے تو جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ اور فتح شکست سے بدل گئی۔ بارگاہ خداوندی میں محبین مخلصین اور عاشقین صادقین کی ادنیٰ ادنیٰ بات پر گرفت ہوتی ہے حق جل شانہ کو یہ ناپسند ہوا کہ اس کے محبین مخلصین (صحابہ کرام) اللہ کے رسول کے حکم سے ذرہ برابر عدول کریں اگرچہ وہ عدول کسی غلط فہمی اور بھول چوک سے ہی کیوں نہ ہو نیز عاشق صادق کے شان عشق کے یہ خلاف ہے کہ وہ دنیا کے متاع اور مال غنیمت کے جمع کرنے کیلئے کوہ استقامت سے اتر کر زمین پر آئے جس مال غنیمت کے جمع

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرنے کیلئے صحابہ پہاڑ سے اترے تھے اگرچہ وہ دنیائے حلال اور طیب تھی لقولہ تعالیٰ:

فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا مگر صحابہ عاشقین صادقین کیلئے یہ مناسب نہ تھا کہ خداوند ذوالجلال کی بغیر اجازت اور اذن کے اس حلال وطیب کی طرف ہاتھ بڑھائیں۔

موسیا آداب دانا دیگرند

سوختہ جاناں رواناں دیگرند

خداوند مطلق اور محبوب برحق نے اپنے محبین مخلصین کی تنبیہ کیلئے وقتی طور پر فتح کو شکست سے بدل دیا، کہ متنبہ ہو جائیں کہ غیر اللہ پر نظر جائز نہیں اور علم ازلی میں یہ مقدر فرما دیا کہ وقتی طور پر اگرچہ شکستہ خاطر ہوں گے۔ مگر عنقریب فتح مکہ سے اس کی تلافی کر دی جائے گی اور آئندہ چل کر قیصر وکسریٰ کے خزائن ان کے ہاتھوں میں دیدیے جائیں گے مقصود یہ تھا کہ محبین مخلصین کے قلوب دنیائے حلال کے میلان سے بھی پاک اور خالص بن جائیں۔ اسی بارہ میں حق جل شانہ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:

ولقد صدقکم الله وعده اذ تحسونهم باذنه حتى اذا فشلتم وتنازعتم في الامر وعصيتم من بعد ما اراكم ما تحبون منكم من يريد الدنيا ومنكم من يريد الآخرة ثم صرفكم عنهم ليبتليكم ولقد عفا عنكم والله ذو فضل على المومنين. (آل عمران آیت ۱۵۲)

اور تحقیق اللہ نے تم سے جو (فتح) کا وعدہ کیا تھا وہ سچ کر دکھایا جس وقت کہ تم کفار کو بتائید خداوندی قتل کر رہے تھے حتی کہ وہ سات یا نو آدمی جن کے ہاتھ میں مشرکین کا جھنڈا تھا وہ سب تمہارے ہاتھ سے مارے گئے یہاں تک کہ جب تم خود سست پڑ گئے اور باہم حکم میں اختلاف کرنے لگے اور تم نے حکم کی نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ نے تمہاری محبوب اور پسندیدہ چیز (یعنی کافروں پر غلبہ اور فتح) تم کو تمہاری آنکھوں سے دکھلا دیا تم میں سے بعض تو وہ تھے کہ دنیا (غنیمت) کی طرف مائل ہوئے اور بعض تم سے وہ تھے کہ جو صرف آخرت کے طلب گار تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے تم کو ان سے پھیر دیا، اور حاصل شدہ فتح کو ہزیمت سے بدل دیا تا کہ تم کو آزمائے اور صاف طور پر ظاہر ہو جائے کہ کون پکا ہے اور کون کچا اور البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہاری یہ غلطی بالکل معاف کر دی (لہٰذا اب کسی کو اس غلطی پر طعن وتشنیع بلکہ لب کشائی بھی جائز نہیں کہ خدا تعالیٰ تو معاف کر دے اور یہ طعن کرنے والے معاف نہ کریں) اور اللہ تعالیٰ مومنین مخلصین پر بڑے ہی فضل والے ہیں۔

ان آیات میں حق جل شانہ نے یہ بتلا دیا کہ یکبارگی معاملہ اور قصہ منعکس ہو گیا کہ لشکر کفار جو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو رہا تھا۔ اب وہ اہل اسلام کے قتل میں مشغول ہو گیا۔ اس کی وجہ ایک تو یہ ہوئی کہ تم نے رسول اللہ کے حکم کے بعد عدول حکمی کی اور تم میں سے بعض لوگ دنیائے فانی کے متاع آنی (مال غنیمت) کے میلان اور طمع میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کوہ استقامت سے پھسل پڑے جس کا خمیازہ سب کو بھگتنا پڑا اور بعض کی لغزش سے تمام لشکر اسلام ہزیمت کا شکار بنا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مگر بایں ہمہ خداوند ذوالجلال والاکرام کے عنایات بے غایات اور الطاف بے نہایات مسلمانوں سے منقطع نہ ہوئے کہ باوجود اس محبت آمیز عتاب کے بار بار مسلمانوں کو تسلی دی کہ تم ناامید اور شکستہ خاطر نہ ہونا۔ ہم نے تمہاری لغزش کو بالکل معاف کر دیا ہے چنانچہ ایک مرتبہ عفو کا اعلان اس آیت میں فرمایا: ولقد عفا عنکم واللہ ذو فضل علی المؤمنین اور پھر اسی رکوع کے آخر میں مسلمانوں کی مزید تسلی کیلئے دوبارہ عفو کا اعلان فرمایا:

ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعن انما استزلھم الشیطن ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور حلیم۔ (آل عمران آیت ۱۵۵)

تحقیق جن بعض لوگوں نے تم میں سے پشت پھیری جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں سو صرف اور صرف اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے بعض اعمال کی وجہ سے شیطان نے ان کو لغزش میں مبتلا کر دیا اور خیر جو ہوا سو ہوا۔ اب البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان کی لغزش کو بالکل معاف کر دیا تحقیق اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے اور علم والے ہیں۔

حق جل شانہ نے صحابہ کرام کے اس فعل کو لغزش قرار دیا، استزلھم الشیطن کا لفظ اس پر دلالت کرتا ہے اور لغزش کے معنی یہ ہیں کہ ارادہ تو کچھ اور تھا مگر غلطی اور بھول چوک سے بلا ارادہ و اختیار قدم پھسل کر راستہ سے گر گیا۔ اشارہ اس طرف ہے کہ یہ جو کچھ ہو گیا وہ لغزش تھی۔ جان بوجھ کر تم نے نہیں کیا اور خیر جو کچھ بھی ہو گیا اس کو ہم نے اپنی رحمت اور حلم سے معاف کر دیا تم کو تو معافی کی اطلاع دے دی کہ تم ملول اور رنجیدہ اور ناامید ہو کر نہ بیٹھ جانا۔ اور تمہاری معافی کا اعلان ساری دنیا کو اس لیے سنا دیا کہ دنیا کو یہ معلوم ہو جائے کہ حق جل شانہ کی عنایات بے غایات کس طرح اصحاب رسول پر مبذول ہیں اور کس کس طرح ان کو چند در چند تسلیاں دی جارہی ہیں تاکہ قیامت تک کسی کو یہ مجال نہ ہو کہ صحابہ کرام کی شان میں لب کشائی کر سکے جب حق تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا تو اب بلا سے کوئی ان کو معاف کرے یا نہ کرے ان سے راضی ہو یا نہ ہو خدا کے عفو اور رضا کے بعد کسی کے عفو اور رضا کی ضرورت نہیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

غزوہ بدر میں فدیہ لینے پر جو عتاب نازل ہوا تھا اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ خداوند ذوالجلال کے دشمنوں کے قتل و قتال کے بارے میں پامال کرنے کے بجائے مال و منال کو کیوں ترجیح دی۔ اسی طرح غزوہ احد میں دنیوی مال و متاع (مال غنیمت) کی طرف میلان کی وجہ سے عتاب ہوا مگر بعد میں معاف کر دیا گیا۔

## غزوہ احد کی ہزیمت کے اسرار و حکم کے بیان کے بعد

حق تعالیٰ شانہ نے حضرات انبیاء سابقین کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل بیان فرمایا کہ خدا کی راہ میں ان کو طرح طرح کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تکلیفیں اور قسم قسم کی مصیبتیں پہنچیں لیکن انہوں نے نہ ہمت ہاری اور نہ دشمنوں کے مقابلہ میں عاجز ہوئے نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ اللہ کے دشمنوں سے جہاد میں ثابت قدم رہے۔

مگر با ایں ہمہ اپنی شجاعت اور ہمت صبر اور استقامت پر نظر نہیں کی بلکہ نظر خداوند ذوالجلال ہی پر رکھی اور برابر خدا سے گناہوں کی استغفار اور ثابت قدم رہنے کی دعا مانگتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا اور آخرت میں اس کا صلہ مرحمت فرمایا۔ قال تعالیٰ:

وکأین من نبی قتل معه ربیون کثیر فما وهنوا لمآ اصابهم فی سبیل الله وما ضعفوا وما استکانوا والله یحب الصبرین وما کان قولهم الا ان قالوا ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا في امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔ فاتهم الله ثواب الدنیا وحسن ثواب الآخرة والله یحب المحسنین ۔(آل عمران آیت ۱۴۶)

اور بہت سے پیغمبروں کے ساتھ مل کر خدا پرستوں نے کافروں سے جہاد و قتال کیا لیکن ان مصیبتوں کی وجہ سے جو ان کو خدا کی راہ میں پہنچیں نہ تو سست ہوئے اور نہ کمزور ہوئے اور نہ دشمنوں سے دبے اور اللہ تعالیٰ ثابت قدم رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے اور ان کی زبان سے صرف یہ قول نکل رہا تھا کہ اے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہماری زیادتی کو معاف فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافر قوم کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔ پس اللہ نے ان کو دنیا کا انعام اور آخرت کا بہترین انعام عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو محبوب رکھتا ہے۔ (ماخوذ از سیرۃ المصطفیٰ، مؤلفہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی ؒ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَانَ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۱۲۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللّٰهِ

جب تم میں سے دو جماعتوں نے قصد کیا کہ بزدلی کریں اور اللہ تعالیٰ ان کا مددگار تھا اور چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہی پر

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱۲۲﴾

مسلمان بھروسہ کریں

## خلاصہ

غزوۂ احد میں منافقین جنگ سے پہلے ہی بھاگ گئے تو مخلص مسلمانوں کی دو جماعتوں میں بھی کچھ کم ہمتی پیدا ہوئی۔ مگر اللہ پاک نے اپنی مدد سے ان کو سنبھال لیا اور وہ جنگ میں ثابت قدم رہے۔ پس مسلمانوں کو چاہیے کہ جہاد میں کافروں کی طاقت اور منافقوں کی بزدلی پھیلانے والی باتوں پر توجہ نہ دیا کریں بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ رکھا کریں۔

## شانِ نزول

❶ الطائفتان حیان من انصار بنو سلمة من الخزرج وبنو حارثة من الاوس لما انهزم عبدالله بن ابی همت الطائفتان باتباعه فعصمهم الله فثبتوا مع الرسول صلی الله علیه وسلم

یہ دو جماعتیں انصار کے قبائل کی دو شاخیں تھیں بنو سلمہ خزرج میں سے اور بنو حارثہ اوس میں سے تھے، جب (رئیس المنافقین) عبداللہ بن ابی (اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ) واپس بھاگ گیا تو ان دو قبیلوں نے بھی اس کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا مگر اللہ پاک نے ان کی حفاظت فرمائی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ احد میں ثابت قدم رہے۔ (تفسیر کبیر)

## کلامِ برکت

”جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے مدینے میں آئے اس کے ڈیڑھ برس کے بعد جنگ بدر ہوئی۔ مکے کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے فتح دی مسلمانوں کو، ستر آدمی کافر مارے گئے اور ستر اسیر آئے۔ اگلے سال کافر جمع ہو کر مدینہ پر چڑھ آئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے مشورت کی اکثر کہنے لگے ہم شہر میں لڑیں گے اور حضرت کی بھی یہی مرضی تھی اور بعض کہنے لگے کہ یہ عار ہے بلکہ میدان میں مقابل ہوں گے آخر یہی مشورت قبول ہوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب شہر سے باہر چلے۔ عبداللہ بن ابی منافق تھا دبے کا ساکن (یعنی رہنے والا) وہ بھی شریک جنگ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ ناخوش ہو کر پھر گیا (یعنی واپس چلا گیا) کہ ہمارے قول پر عمل نہ کیا اور اس کے بہکانے سے دو قبیلہ انصار کے بھی پھر چلے۔ آخر ان کے سردار عوام کو سمجھا کر لے آئے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تقویت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل (کرنا) چاہیے۔ اطاعت حکم میں اندیشہ نہ کرے۔" (موضح القرآن)

## ربط

"اس سے پہلے مسلمانوں کو فرض مذہبی تبلیغ (اسلام) بتایا جا چکا ہے۔ (کنتم خیر امة) اس کے بعد حکم دیا گیا ہے کہ اہل کتاب اور منافقین سے علیحدہ رہو (لا تتخذوا بطانة من دونکم) آئندہ اس قانون کا اجراء کر کے دکھایا جاتا ہے کہ غزوہ بدر میں صحابہ کرام میں استقلال تھا اور مخالفین (منافقین) کے خیالات سے متاثر نہیں تھے تو فتح ہوئی۔ اور غزوہ احد میں منافقین کے خیالات کا کچھ نہ کچھ اثر تھا۔ تو شرکت جنگ کے موقع پر بھی بعض لوگوں کی طبیعتوں میں تذبذب تھا اور تخلف (جہاد سے پیچھے رہ جانا) دراصل منافقین کا مسلک تھا۔ اس کمزوری کے باعث غزوہ احد میں شکست ہوئی" (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## سبق

اسلامی لشکر کے قلوب میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت بٹھائی جائے اور آپس میں ایمان اور توکل کا مسلسل مذاکرہ کیا جائے اور خوف پھیلانے والے منافقین کے خیالات اور باتوں سے انہیں بچایا جائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۲۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اور اللہ تعالیٰ بدر کی لڑائی میں تمہاری مدد کر چکا ہے حالانکہ تم کمزور تھے پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم شکر کرو

## خلاصہ

اے مسلمانو! غزوہ بدر میں تم کمزور اور تھوڑے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی خاص نصرت سے فتح عطاء فرمائی۔ اس لئے اپنے اندر تقویٰ پیدا کرو، یعنی اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پورا کرو اور جن باتوں سے اس نے منع فرمایا ہے۔ ان سے بچو اور کافروں اور منافقوں کی یاری سے بچو۔

اور تقویٰ ہی اصل شکر گذاری ہے۔ اس تقویٰ کی برکت سے عنقریب تمہیں ایسی نعمت اور فتوحات ملیں گی کہ تم خوب شکر ادا کرو گے۔

بدر ❶ "مدینہ (منورہ) کے جنوب مغرب میں اس سے کوئی بیس میل کے فاصلہ پر اور ساحل بحر احمر سے ایک منزل پر ایک پڑاؤ اور (تجارتی) منڈی کا نام ہے یہ مقام نہ صرف شام اور مکہ و مدینہ کی سڑکوں کا تراہا (تینوں طرف کا راستہ) تھا اور قریش کے تجارتی قافلے آمدورفت میں یہیں سے گذرتے تھے بلکہ اسے اہمیت اس لئے بھی حاصل تھی کہ یہاں پانی کی افراط (کثرت) تھی اور یہ عرب میں ایک بڑی چیز تھی، توحید اور شرک کے درمیان سب سے پہلا قابل ذکر لشکری تصادم یہیں بروز جمعہ ۱۷ رمضان ۲ھ (۱۱ مارچ ۶۲۴ء) کو پیش آیا اس غزوہ نے گویا اسلام کی اور اس طرح بالواسطہ ساری دنیا کی تاریخ کا رخ ہی پلٹ دیا۔" (تفسیر ماجدی)

❷ بئر لرجل من جهينة يقال له بدر فسميت به یعنی یہ ایک کنویں کا نام ہے جو قبیلہ جہینہ کے بدر نامی شخص کا تھا پس اسی کے نام سے اس جگہ کا نام بھی بدر پڑ گیا۔ (روح المعانی)

وقال الواقدی أسم لموضع وقيل للوادي وكانت كما قال عكرمة متجرا في الجاهلية (روح المعانی)

## ربط

امام رازی رحمہ اللہ نے اس آیت کا ماقبل سے ربط دو طرح سے بیان کیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۱) الاول انہ تعالیٰ لماذکر قصۃ احد اتبعہا بذکر قصۃ بدر وذلک لان المسلمین یوم بدر کانوافی غایۃ الفقر والعجز الخ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے جب احد کا واقعہ بیان کیا تو اس کے فوراً بعد غزوہ بدر کا تذکرہ فرمایا کیوں کہ بدر کے دن مسلمان انتہائی کمزوری اور محتاجی کی حالت میں تھے۔ جبکہ کافر پوری قوت اور طاقت کے ساتھ آئے تھے اسکے باوجود اللہ پاک نے مسلمانوں کو مشرکین پر فتح عطا فرمادی پس اس میں بہت مضبوط دلیل اس بات کی ہے کہ عقلمند انسان اپنے اہداف ومقاصد حاصل کرنے کے لئے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی پر توکل رکھے اور اسی سے مدد چاہے۔ پیچھے فرمایا گیا تھا۔ وان تصبروا وتتقوا لایضرکم کیدھم شیئًا (اگر تم نے استقلال وتقویٰ اختیار کیا تو ان کی تدبیریں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گی) اور فرمایا گیا تھا وعلی اللہ فلیتوکل المومنون (اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرنا چاہیے) تو اس واقعۂ بدر کو ذکر کرنے کا مقصد ان آیات کی تائید ہے۔

(۲) الثانی انہ تعالیٰ حکی عن الطائفتین انہما ھمتا بالفشل الخ۔ دوسرا ربط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو جماعتوں کا ذکر فرمایا جنہوں نے کمزوری دکھانے کا ارادہ کیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ ان دونوں جماعتوں کا مددگار تھا اور اللہ ہی پر ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔ یعنی جس کی نصرت اور مدد اللہ تعالیٰ فرما رہا ہو اس کے لئے ایسی کمزوری، بزدلی اور نامردی دکھانا کہاں درست ہے؟ پھر اس بات کی تائید کے لئے بدر کا واقعہ ذکر فرمایا کہ مسلمان اس دن انتہائی کمزور تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب اور اپنے دشمن پر غالب ہوئے (التفسیر الکبیر)

## سبق

(۱) جہاد میں کامیابی کے لئے تقویٰ اہم ترین سبب ہے۔ (۲) مسلمانوں کو غزوہ بدر والے جذبات اور قربانی کی ضرورت ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَن يَكْفِيَكُمْ أَن يُمِدَّكُمْ رَبُّكُم بِثَلَاثَةِ

جب تو مسلمانوں کو کہتا تھا کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کیلئے تین

آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنزَلِينَ ﴿۱۲۴﴾

ہزار فرشتے آسمان سے اترنے والے بھیجے

## خلاصہ

غزوۂ بدر کے دن استقامت اور تقویٰ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے آسمان سے تین ہزار فرشتے نازل فرمائے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری اپنے مجاہد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سنائی۔

## بدر یا اُحد

حضرات مفسرین میں سے بعض کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت غزوۂ احد کے بارے میں ہے کہ اس میں تین ہزار فرشتوں کا وعدہ تھا مگر جب تیر اندازوں نے پہاڑی درہ چھوڑ کر غنیمت جمع کرنا شروع کر دی تو تقویٰ اور صبر کی کمزوری ظاہر ہوگئی۔ حالانکہ فرشتوں کے نزول کے لئے تقویٰ اور صبر کی شرط لازمی تھی۔ مگر اکثر مفسرین کے نزدیک یہ آیت غزوۂ بدر کے متعلق ہے چنانچہ امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان هذا الوعد كان يوم بدر وهو قول اكثر المفسرين یعنی یہ وعدہ بدر کے دن تھا اور یہی اکثر مفسرین حضرات کا قول ہے۔ (التفسیر الکبیر)

## حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی جنگ

علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وكان اول قتال قاتله النبي صلى الله عليه وسلم وفي صحيح مسلم عن بريدة قال غزا رسول الله صلى الله عليه وسلم سبع عشرة غزوة قاتل في ثمان منهن.

یعنی غزوۂ بدر وہ پہلی جنگ تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قتال فرمایا اور صحیح مسلم میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سترہ غزوے فرمائے جن میں سے آٹھ میں جنگ فرمائی۔ امام قرطبی تھوڑا آگے چل کر لکھتے ہیں کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے غزوۂ ذات العشیر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی جنگ قرار دیا ہے جبکہ طبقات ابن سعد میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کی تعداد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ستائیس (۲۷) ہے جن میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر، احد، المریسیع، خندق، خیبر، قریظہ، فتح مکہ، حنین اور طائف میں جنگ فرمائی (باقی میں جنگ نہیں ہوئی) اور بعض روایات میں ہے کہ بنی نضیر، وادی القریٰ اور غابہ میں بھی جنگ فرمائی۔ (تفسیر قرطبی)

### فائدہ

غزوۂ بدر میں کل کتنے فرشتے جہاد میں شریک ہوئے؟ ایک ہزار، تین ہزار اور پانچ ہزار کی تعداد میں تطبیق کس طرح ہے؟ فرشتوں نے جنگ میں حصہ لیا یا نہیں؟ فرشتے صرف غزوۂ بدر میں لڑے یا کسی اور غزوہ میں بھی؟

ان تمام امور پر بحث ان شاء اللہ سورۃ الانفال میں آئے گی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ آل عمران مدنیۃ آیت ۱۲۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا

بلکہ اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرو اور وہ تم پر ایک دم سے آپہنچیں

يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

تو تمہارا رب پانچ ہزار فرشتے نشان دار گھوڑوں پر مدد کیلئے بھیجے گا

## خلاصہ

اگر جہاد کے دوران تمہارا صبر اور تقویٰ مضبوط رہا اور دشمنوں کی مزید کمک آ گئی تو اللہ پاک فرشتوں کی تعداد پانچ ہزار فرما دے گا۔ جو خاص علامات والے ہونگے۔

## تفسیری اقوال

### پانچ ہزار فرشتے قیامت تک:

**وقال الحسن فهؤلاء الخمسة آلاف ردءٌ للمؤمنين الى يوم القيامه۔**

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ پانچ ہزار فرشتے قیامت تک (جہاد میں) مسلمانوں کی مدد کے لئے مقرر ہیں۔ (القرطبی)

**ان تصبروا** اگر تم ڈٹے رہے **علیٰ مضض الجهاد وما امرتم به** جہاد اور ان باتوں پر جن کا تمہیں حکم دیا گیا ہے (روح المعانی)

## فائدہ

اس آیت کی تفسیر کے بارے میں مفسرین حضرات نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا خلاصہ اکابر کی ان دو عبارتوں میں ملاحظہ فرمائیں:

❶ یعنی تین ہزار بے شک کافی ہیں تاہم اگر تم نے صبر و استقلال کا ثبوت دیا اور تقویٰ اختیار کر کے نافرمانی سے بچتے رہے اور کفار کی فوج ایک دم تم پر ٹوٹ پڑی تو تین ہزار کے بجائے پانچ ہزار فرشتے بھیج دیئے جائیں گے جن کی خاص علامتیں اور ان کے گھوڑوں پر بھی خاص نشان ہونگے۔ چونکہ بدر میں کفار کی تعداد ایک ہزار تھی اولاً اس کے مناسب ایک ہزار فرشتوں کا وعدہ فرمایا جیسا کہ سورۃ انفال میں آئے گا پھر مسلمانوں کی گھبراہٹ دور فرمانے کیلئے تعداد تگنی کر دی گئی کیونکہ کفار کی تعداد مسلمانوں سے تگنی تھی، اس کے بعد شعبی کی روایت کے موافق جب مسلمانوں کو خبر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ملی کہ کرز بن جابر بڑی کمک لیکر مشرکین کی مدد کے لئے آ رہا ہے تو ایک جدید اضطراب پیدا ہو گیا اس وقت مزید تسکین وتقویت کے لئے وعدہ فرمایا کہ اگر تم صبر وتقویٰ سے کام لو گے تو ہم پانچ ہزار فرشتے تمہاری مدد کو بھیج دیں گے۔ اگر مشرکین کی کمک بالکل ناگہانی طور پر آ پہنچے جب بھی فکر مت کرو خدا تعالیٰ بروقت تمہاری مدد کرے گا۔ شاید پانچ ہزار کا عدد اس لئے رکھا ہو کہ لشکر کے پانچ حصے ہوتے ہیں۔ ہر ایک حصہ کو ایک ایک ہزار کی کمک پہنچا دی جائے گی۔ چونکہ کرز بن جابر کی مدد کفار کو نہ پہنچی، اس لئے بعض کہتے ہیں کہ پانچ ہزار کا وعدہ پورا نہیں کیا گیا کیونکہ وہ یـــاتـــوکم من فورهم هذا پر معلق تھا اور بعض کا قول ہے کہ پانچ ہزار فرشتے نازل ہوئے واللہ اعلم (تفسیر عثمانی)

❷ بشرطیکہ تم نے صبر وتقویٰ قائم رکھا، میدان جنگ میں اور اطاعت رسول سے منہ نہ موڑا۔ غور کر کے دیکھ لیا سارا زور صبر وثبات اور اطاعت رسول پر ہے جنگ احد سے قبل امت کے سپہ دار (سپہ سالار) اعظم نے جو خطبہ اپنی سپاہ کے سامنے دیا تھا اور جو حدیث کی کتابوں میں منقول چلا آتا ہے اس میں یہ مضمون خصوصیت کے ساتھ ہے کہ اگر ثابت قدم رہو گے تو اللہ تم ہی کو مظفر ومنصور کرے گا، اپنے پروردگار پر اعتماد رکھو، ثابت قدم رہو اور فتح تم ہی کو نصیب رہے گی۔ اور یہ شرط بڑی اہم ہے اور اس کی اہمیت کا عملی ظہور بدر واحد کے دونوں معرکوں میں ہو گیا وہی خدا مدد دینے والا وہی مسلمان امداد کے محتاج لیکن بدر میں لشکر اسلام ہر طرح رسول کا مطیع ومنقاد رہا اور اسباب ظاہر پر تکیہ ذرا نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے امداد غیبی فرشتوں سے پہنچائی، احد میں صورت حال اس کے برعکس رہی لشکر ہی کے ایک حصہ نے حکم عدولی کی اور یہاں خاصا اعتماد اپنی طاقت پر ہونے لگا اللہ تعالیٰ نے ایک وقت تک کے لئے امداد سے دست کشی کر لی اور شکست کا تجربہ بھی کرا دیا۔ حصول برکت ونزول برکت کے لئے بڑی شئے بندوں کی طرف سے اطاعت وانقیاد ہے۔ (تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ آلِ عِمْرَان مَدَنِيَّة آیت ۱۲۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾

اور اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل کی خوشی کیلئے کیا ہے اور تاکہ تمہارے دلوں کو اس سے اطمینان ہو اور مدد تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے جو زبردست حکمت والا ہے

### خلاصہ

اے مسلمانو! جہاد کے دوران مدد کے لئے فرشتوں کا اترنا صرف اور صرف خوشخبری اور تمہارے اطمینان قلب کیلئے ہے۔ ورنہ اصل مدد تو اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے جو غالب بھی ہے اور حکیم بھی۔ پس اسی سے جوڑو اور اسی سے جڑے رہو۔ اور اس کے سوا کسی پر بھی توکل اور بھروسہ نہ کرو۔ تمہیں جو کچھ ملا اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ملا اور تمہیں جو کچھ ملے گا اسی کی نصرت سے ملے گا۔

### تفسیر

❶ یعنی یہ سب غیبی سامان غیر معمولی طور پر ظاہری اسباب کی صورت میں محض اس لئے مہیا کئے گئے کہ تمہارے دلوں سے اضطراب و ہراس دور ہو کر سکون و اطمینان نصیب ہو۔ ورنہ خدا کی مدد کچھ ان چیزوں پر محدود و مقصود نہیں۔ نہ اسباب کی پابند ہے وہ چاہے تو محض اپنی زبردست قدرت سے بدون فرشتوں کے تمہارے کام بنادے یا بدون تمہارے توسط کے کفار کو خائب و خاسر کر دے۔ یا ایک فرشتہ سے وہ کام لے جو پانچ ہزار سے لیا جاتا ہے۔ فرشتے بھی جو امداد پہنچاتے ہیں اسی خداوند قدیر کی قدرت و مشیت سے پہنچا سکتے ہیں مستقل طاقت و اختیار کسی میں نہیں۔ آگے یہ اس کی حکمت ہے کہ کس موقع پر کس قسم کے اسباب و وسائط سے کام لینا مناسب ہے تکوینیات کے رازوں کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ (تفسیر عثمانی)

❷ كما كانت السكينة لبني اسرائيل بشارة بالنصر (کشاف) فرشتوں کا نازل ہونا اسی طرح فتح و نصرت کی بشارت کے لئے تھا جس طرح گمشدہ تابوت کا ملنا بنی اسرائیل کیلئے فتح کی بشارت تھی۔

وما النصر الا من عند الله لا من عند المقاتلة اذا تكاثروا ولا من عند الملائكة والسكينة ولكن ذلك مما يقوى به الله رجاء النصرة والطمع في الرحمة ويربط به قلوب المجاهدين۔

یعنی اصل مدد اور فتح صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ نہ کہ لڑنے والوں کی کثرت سے اور نہ فرشتوں اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سکینت کے نازل ہونے سے۔ یہ تو بس وہ چیزیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے اپنی نصرت اور رحمت کی امید کو مضبوط فرماتا ہے اور مجاہدین کے دلوں میں قوت عطاء فرماتا ہے۔ (کشاف)

## فائدہ

ان دونوں عبارتوں سے ان تمام اشکالات کا جواب ہو گیا جو کم فہم معترضین کی طرف سے اٹھائے جاتے ہیں کہ فرشتوں کی کیا ضرورت تھی؟ اور اتنی زیادہ تعداد میں فرشتے کیوں بھیجے گئے؟ وغیرہ (واللہ اعلم)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۲۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾

تاکہ بعض کافروں کو ہلاک کرے یا انہیں ذلیل کرے پھر وہ ناکام ہو کر لوٹ جائیں

## خلاصہ

اللہ تعالیٰ نے تمہیں جہاد کا حکم اس لئے دیا اور تمہاری نصرت اس لئے فرمائی تاکہ کافروں کا زور ٹوٹ جائے، ان کا بازو کٹ جائے، پرانے نامور مشرک کچھ مارے جائیں کچھ ذلیل وخوار ہوں اور باقی رہ جانے والے رسوائی اور ذلت کے ساتھ واپس جائیں۔

## تفسیری اقوال

❶ ای امرکم بالجهاد والجلاد لماله فی ذلك من الحكمة فی كل تقدير. یعنی اللہ پاک نے تمہیں جہاد اور سختی کرنے کا حکم دیا کیونکہ اس میں اسکی وہ تمام حکمتیں تھیں جو اس آیت میں بیان ہوئی ہیں (کفار کی طاقت توڑنا، کچھ کو قتل کرنا، کچھ کو ذلیل ورسوا کرنا وغیرہ) (تفسیر ابن کثیر)

❷ چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا ستر سردار جن میں اس امت کا فرعون ابوجہل بھی تھا مارے گئے ستر قید ہوئے اور نہایت ذلیل ونامراد ہو کر مکہ واپس جانا پڑا۔ (تفسیر عثمانی)

## فائدہ

اصل تذکرہ تو غزوۂ احد کا چل رہا ہے درمیان کی پانچ آیات میں غزوۂ بدر کے بعض واقعات بیان کر دیئے گئے تاکہ مسلمانوں کو احساس ہو کہ اللہ پاک تو جہاد میں ان کی خوب مدد فرماتا ہے جبکہ غزوۂ احد میں جو کچھ ہوا وہ خود ان کی کوتاہی کی وجہ سے ہوا اس لئے آئندہ خود کو "مجاہدین بدر" کی طرح بنائیں اور احد میں جو لغزش ہوئی اسے نہ دہرائیں۔ غزوۂ بدر کا مفصل تذکرہ ان شاء اللہ سورۃ انفال میں آئے گا جس کا ایک نام "سورۃ البدر" بھی ہے۔

★★★

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۲۸

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ

تیرا کوئی اختیار نہیں ہے اللہ تعالیٰ خواہ انہیں توبہ کی توفیق دے یا انہیں عذاب کرے

فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴿۱۲۸﴾

کیونکہ وہ ظالم ہیں

## خلاصہ

کسی کی توبہ قبول کرنا یا کسی کو عذاب دینا یہ صرف اور صرف اللہ رب العلمین کے اختیار میں ہے۔ مسلمان ایمان وجہاد پر قائم رہیں اور کافروں کی توبہ یا عذاب کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔

## شانِ نزول

❶ ان النبي صلى الله عليه وسلم كسرت رباعيته يوم احد الخ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک (رباعیہ بروزن ثمانیہ) احد کے دن شہید ہو گیا۔ سر مبارک زخمی ہوا اور اس سے خون بہنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ کیسے فلاح پا سکتے ہیں جنہوں نے اپنے نبی کا سر زخمی کیا اور دانت شہید کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے لئے بددعا فرما رہے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ (قرطبی)

❷ هم النبي صلى الله عليه وسلم ان يدعو على المشركين فانزل الله تعالىٰ الخ۔
یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشرکین کے خلاف بددعا کا ارادہ ہی فرمایا تھا کہ یہ آیت نازل ہوگئی۔ (قرطبی)

❸ وقيل استاذن في ان يدعوفي استئصالهم الخ۔
ایک قول یہ ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اجازت چاہی کہ مشرکین کے مکمل خاتمے کی دعاء فرمائیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ کو علم ہوا کہ ان میں سے کئی لوگ اسلام قبول کریں گے چنانچہ ان میں سے بہت سے مسلمان ہوئے مثلاً حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی جہل وغیرہم اور امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکین میں سے چار کے لئے بددعاء فرمایا کرتے تھے تب اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی اور پھر ان لوگوں کو اسلام کی ہدایت عطاء فرمائی (قرطبی)

امام قرطبی یہ چار اقوال ذکر کرنے کے بعد وہ روایات ذکر کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وسلم نے بددعا نہیں فرمائی بلکہ ان الفاظ میں دعا فرمائی رب اغفر لقومی فانھم لایعلمون اے میرے رب میری قوم کو بخش دے یہ لوگ نہیں جانتے (قرطبی) واللہ اعلم بالصواب

۴ وعن مقاتل رحمہ اللہ انہا نزلت فی اھل بئر معونۃ الخ۔

امام مقاتل رحمہ اللہ کے نزدیک یہ آیت بئر معونہ والوں کے بارے میں نازل ہوئی جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ان چالیس یا ستر قراء صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ کے دشمن عامر بن طفیل وغیرہ نے دھوکے سے شہید کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید صدمہ پہنچا اور آپ نے ایک مہینہ تک قنوت نازلہ میں ان قاتلوں کے لئے بددعا فرمائی اس پر یہ آیت نازل ہوئی (روح المعانی)

## فائدہ

امام رازی رحمہ اللہ کا رجحان بھی اسطرف ہے کہ آیت غزوۂ احد کے متعلق ہے مگر کس واقعہ کے بارے میں ہے؟ اس پر انہوں نے کئی اقوال نقل کئے ہیں اور ان کے آخر میں لکھتے ہیں:

قال القفال رحمہ اللہ وکل ھذہ الاشیاء حصلت یوم أحد فنزلت ھذہ الایۃ عند الکل فلایمتنع حملھا علی کل الاحتمالات

امام ابوبکر قفال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ سارے واقعات (جن کو آیت کا شان نزول قرار دیا جا رہا ہے) احد کے موقع پر پیش آئے اس لئے آیت کو ان تمام واقعات پر محمول کیا جا سکتا ہے (تفسیر کبیر)

## آیت کا مطلب

"احد میں ستر صحابہ شہید ہوئے تھے جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے مشرکین نے نہایت وحشیانہ طور پر شہداء کا مثلہ کیا (ناک، کان وغیرہ کاٹے) پیٹ چاک کئے حتی کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جگر نکال کر ہندہ نے چبایا مفصل واقعہ آگے آئے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس لڑائی میں چشم زخم پہنچا سامنے کے چار دانتوں میں سے نیچے کا دایاں دانت (رباعیہ) شہید ہوا خود (جنگی ٹوپی) کی کڑیاں ٹوٹ کر رخسار مبارک میں گھس گئیں، پیشانی زخمی ہوئی اور بدن مبارک لہولہان تھا اسی حالت میں آپ کا پاؤں لڑکھڑایا اور زمین پر گر کر بیہوش ہو گئے کفار نے مشہور کر دیا۔

ان محمدا قد قتل کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مارے گئے اس سے مجمع بدحواس ہو گیا تھوڑی دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوش آیا اس وقت زبان مبارک سے نکلا" وہ قوم کیونکر فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کا چہرہ زخمی کیا جو انکو خدا کی طرف بلاتا تھا" مشرکین کے وحشیانہ تشدد و مظالم کو دیکھ کر آپ سے رہا نہ گیا اور ان میں سے چند مخصوص اشخاص کے حق میں آپ نے بددعا کا ارادہ کیا یا شروع کر دی جس میں ظاہر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح حق بجانب تھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مگر حق تعالیٰ کو منظور تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منصب جلیل کے موافق اس سے بھی بلند مقام پر کھڑے ہوں وہ ظلم کرتے جائیں آپ خاموش رہیں جتنی بات کا آپ کو حکم ہے مثلاً دعوت وتبلیغ اور جہاد وغیرہ اسے انجام دیتے رہیں باقی ان کا انجام خدا کے حوالے کریں اسکی جو حکمت ہوگی کرے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعاء سے وہ ہلاک کر دیئے جائیں کیا اسکی جگہ یہ بہتر نہیں کہ ان ہی دشمنوں کو اسلام کا محافظ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانثار عاشق بنا دیا جائے؟ چنانچہ جن لوگوں کے حق میں آپ بددعاء کرتے تھے چند روز بعد سب کو خدا تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں لا ڈالا اور اسلام کا جانباز سپاہی بنا دیا۔ غرض لیس لك من الامر شیء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو متنبہ فرمایا کہ بندہ کو اختیار نہیں نہ اس کا علم محیط ہے اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کرے۔ اگرچہ کافر تمہارے دشمن ہیں اور ظلم پر ہیں لیکن چاہے وہ ان کو ہدایت دے چاہے عذاب کرے تم اپنی طرف سے بددعاء نہ کرو۔" (تفسیر عثمانی)

## کلام برکت

"حق تعالیٰ نے پیغمبر کی تربیت فرمائی کہ بندے کو اختیار نہیں اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کرے اگرچہ کافر تمہارے دشمن ہیں اور ظلم پر ہیں لیکن چاہے ان کو ہدایت دے اور چاہے عذاب کرے اپنی طرف سے بددعاء نہ کرو۔" (موضح القرآن)

## نکتہ

معلوم ہوا کہ جہاد کفر اور اسکی طاقت کے خاتمے کے لئے ہے نہ کہ کافروں کے خاتمے کے لئے۔ اچھی بات یہی ہے کہ کافر ایمان لے آئیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۲۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ

اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جسے چاہے بخش دے

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾

اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے

### خلاصہ

اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا مالک حقیقی ہے اور وہی مختار کل ہے وہ جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے عذاب دے۔ وہ گناہوں کو بخشنے والا اور اپنے بندوں پر مہربانی کرنے والا ہے۔

### اقوال

❶ پچھلی آیت میں جو مضمون بیان ہوا یہ اسی کی تاکید ہے ان المقصود من هذا تاكيد ماذكره اولا من قوله ليس لك من الامر شيء .(التفسير الكبير)

❷ شاید اخیر میں واللّٰه غفور رحيم فرما کر اشارہ کر دیا کہ ان لوگوں کو جن کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بددعا کرنا چاہتے تھے ایمان دے کر مغفرت ورحمت کا موجب بنایا جائے گا۔ (تفسیر عثمانی)

### اہم نکتہ

اس آیت کے بعد آیت (۱۳۰) میں سود کھانے سے منع کیا گیا ہے پھر جنت اور اہل جنت کی صفات کا ذکر ہے۔ کئی اہل تحقیق مفسرین نے آیت (۱۳۰) تا آیت (۱۳۸) کو بھی ”مضامین جہاد“ سے جوڑا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے چند عبارتیں:

❶ شاید سود کا ذکر یہاں اس واسطے فرمایا کہ اوپر مذکور ہوا جہاد میں نامردی کا اور سود کھانے سے نامردی (بزدلی) آتی ہے دو سبب سے۔ ایک یہ کہ حرام مال کھانے سے توفیق طاعت کم ہوتی ہے اور بڑی طاعت (عبادت) جہاد ہے دوسرے یہ کہ سود لینا کمال بخل ہے (یعنی اعلیٰ درجے کا بخل ہے) چاہیے تھا کہ اپنا مال جتنا (قرض) دیا تھا (اتنا واپس) لے لیا بیچ میں کسی کا کام نکلا (یعنی کسی کو فائدہ پہنچا) یہ بھی (یعنی اتنا سا فائدہ پہنچانا بھی) مفت نہ چھوڑے (اور) اس کا بدلہ (سود) چاہے۔ تو جس کو مال پر اتنا بخل ہو وہ کب جان دیا چاہے (یعنی وہ جان کہاں قربان کرے گا؟) (موضح القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❷ کفار نے شہداء احد کا مثلہ کیا تھا یعنی کان، ناک، ہونٹ وغیرہ کاٹ دیئے تھے اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے اشتعال میں آکر فرمایا "لنربین" یعنی ایک ایک کے عوض میں کئی کئی کا مثلہ کریں گے (یعنی سود کے ساتھ بدلہ لیں گے) اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

❸ جنگ احد کے تذکرہ میں سود کی ممانعت کا ذکر بظاہر بے تعلق معلوم ہوتا ہے مگر شاید یہ مناسبت ہو کہ اوپر اذھمت طائفتان منکم ان تفشلا میں "جہاد" کے موقع پر نامردی دکھلانے کا ذکر ہوا تھا۔ اور سود کھانے سے نامردی پیدا ہوتی ہے دو سبب سے۔ ایک یہ کہ مال حرام کھانے سے توفیق طاعت کم ہوتی ہے اور بڑی طاعت جہاد ہے اور دوسرے یہ کہ سود لینا انتہائی بخل پر دلالت کرتا ہے کیونکہ سود خوار چاہتا ہے کہ اپنا مال جتنا دیا تھا لے اور بیچ میں کسی کا کام نکلا یہ بھی مفت نہ چھوڑے اس کا علیحدہ معاوضہ وصول کرے۔ تو جس کو مال میں اتنا بخل ہو کہ خدا کے لئے کسی کی ذرہ بھر ہمدردی نہ کرسکے وہ خدا کی راہ میں کب جان دے سکے گا۔ ابوحیان رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس وقت یہود وغیرہ سے مسلمانوں کے سودی معاملات اکثر ہوتے رہتے تھے۔ اس لئے ان سے تعلقات قطع کرنا مشکل تھا چونکہ پہلے لاتتخذوا بطانۃ کا حکم ہو چکا ہے اور احد کے قصہ میں بھی منافقین یہود کی حرکات کو بہت دخل تھا اس لئے متنبہ فرمایا کہ سودی لین دین ترک کردو ورنہ اسکی وجہ سے خواہی نہ خواہی ان ملعونوں کے ساتھ تعلقات قائم رہیں گے جو آئندہ نقصان اٹھانے کا موجب ہوں گے۔ (تفسیر عثمانی)

### فائدہ

ثابت ہوا کہ سود خوری اور سودی نظام مسلمانوں کو جہاد سے روکنے کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ اسی لئے اسلام دشمن عناصر مسلمانوں میں سود پھیلا رہے ہیں تاکہ ان کی "روح جہاد" کو فنا کردیں والی اللہ المشتکی۔

### فائدہ

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو یہود کے سودی معاشی نظام سے الگ تھلگ رہ کر اپنا اسلامی معاشی نظام قائم کرنا چاہیے تاکہ وہ یہودیوں کے محتاج ہو کر اس طرح کمزور نہ ہو جائیں جس طرح آج ہو چکے ہیں۔

### فائدہ

مسلمانوں کو آئندہ جہاد میں کامیابی کے لئے جو نسخے بتائے گئے ہیں ان میں سے ایک سود سے بچنا بھی ہے پھر انہیں جنت کا شوق دلایا گیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ترغیب دی گئی۔ مال خرچ کرنے آپس میں جوڑ رکھنے اور خوب استغفار کا حکم دیا گیا اور آخر میں پھر جنت کی بشارت دے کر دوبارہ غزوہ احد کا تذکرہ شروع کردیا گیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

### فائدہ

آیت (۱۳۰) تا (۱۳۸) کا تعلق اگرچہ جہاد کے ساتھ واضح ہے مگر ان کے مضامین عام ہیں اس لئے اس تالیف میں ان آیات کی تفسیر کو شامل نہیں کیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

★★★

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سورۃ آل عمران مدنیۃ آیت ۱۳۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۳۹﴾

| | | | | | | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور | سست | نہ | ہو | اور غم | نہ | کھاؤ | اور | تم | ہی | غالب | رہو | گے | اگر تم | ایمان | دار | ہو |

## خلاصہ

غزوۂ احد کی ظاہری شکست سے متاثر ہو کر جہاد میں کمزوری نہ دکھاؤ اور نہ غم کے بوجھ کو اپنے اوپر مسلط کرو اگر تمہارا ایمان سلامت ہے تو غالب تم ہی ہو تمہارے دشمن نہیں۔ اور مستقبل میں ظاہری فتح اور غلبہ بھی تمہیں مل جانے گا اگر تم نے کمزوری اور بزدلی دکھا کر ایمان کے راستے کو نہ چھوڑا۔

## نکتہ

جنگ میں ظاہری شکست کے بعد جن مصیبتوں کا مسلمانوں پر حملہ ہوتا ہے ان میں سے پہلی مصیبت وھن ہے اور دوسری حزن یعنی کم ہمتی، کمزوری اور غم پوری قوم کو مفلوج کر دیتا ہے۔ غزوۂ احد میں ستر مسلمانوں کی لاشیں کٹی پڑی تھیں، ان کے اعضاء بکھرے پڑے تھے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم زخموں سے چور تھے۔ شہداء کرام کے لئے پورا کفن بھی میسر نہیں تھا، مکہ کے مشرک قہقہے لگا رہے تھے، مدینہ کے منافق مذاق اڑا رہے تھے اور طرح طرح کے (دانشورانہ) طعنے دے رہے تھے ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ مزید جنگ کرنے اور دشمنوں کا پیچھا کرنے کا تھا غم، زخم، پریشانی اور صدمے کے دوران آسمان سے آواز آئی کہ اگر تم ایمان والے ہو تو پھر کم ہمتی اور غم کیوں؟ اب بھی تم غالب ہو کیونکہ تمہارے مقتول جنت کے مزے لوٹ رہے ہیں اور تم اللہ تعالیٰ کے قرب کی لذت سے فیض یاب ہو جبکہ تمہارے دشمن جہنم اور کفر کے اندھیرے اور ذلت میں ہیں۔ اور یاد رکھو اگر تم نے اس صدمے اور غم میں اپنے ایمان کو نقصان نہ پہنچایا تو مستقبل میں ظاہری غلبہ بھی تمہیں ہی ملے گا۔ (واللہ اعلم)

## تائیدی عبارات

❶ وانتم الاعلون ان بقیتم علی ایمانکم۔ یعنی اگر تم ایمان پر قائم ہو تو پھر تم ہی غالب ہو۔

والمقصود بیان ان اللہ تعالیٰ انما تکفل باعلاء درجتھم لاجل تمسکھم بدین الاسلام۔ مقصد یہ ہے کہ ان حالات میں بھی اگر تم دین اسلام پر ڈٹے رہو تو اللہ پاک نے تمہارے لئے بڑے اور اونچے درجات کی ضمانت دے دی ہے۔ (تفسیر کبیر)

❷ ان کنتم مومنین فلا تھنوا ولا تحزنوا اگر تم ایمان والے ہو تو پھر نہ جہاد میں کمزوری دکھاؤ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور نہ غم کرو (روح المعانی)

یعنی اگر اللہ پاک پر ایمان رکھتے ہو تو پھر کمزوری اور غم میں نہ پڑو تم نے اس کی خاطر قربانی دی ہے۔ اس نے تمہاری قربانی قبول کر لی ہے۔

❸ والحال انکم اعلیٰ منھم شأنا فانکم علی الحق وقتالکم لاعلاء کلمة اللہ تعالیٰ وقتلاکم فی الجنة وانھم علی الباطل وقتالھم لنصرة کلمة الشیطن وقتلاھم فی النار.

یعنی تم ان سے اعلیٰ (اور غالب) حالت میں ہو کیونکہ تم حق پر ہو اور تمہارا قتال کرنا اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہے اور تمہارے مقتول جنت میں ہیں اور وہ مشرکین باطل پر ہیں ان کا لڑنا شیطان کی خاطر ہے اور ان کے مقتول جہنم میں ہیں۔ (روح المعانی)

یعنی تم ظاہری شکست کے باوجود اعلیٰ اور غالب ہو اور وہ ظاہری فتح کے باوجود ذلیل و مغلوب ہیں۔

❹ "یہ آیات جنگ احد کے بارہ میں نازل ہوئیں جب مسلمان مجاہدین زخموں سے چور چور ہو رہے تھے، ان کے بڑے بڑے بہادروں کی لاشیں آنکھوں کے سامنے مثلہ کی ہوئی پڑی تھیں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اشقیا (یعنی بدبختوں) نے مجروح کر دیا تھا اور بظاہر کامل ہزیمت کے سامان نظر آ رہے تھے اس ہجوم شدائد و یاس میں خداوند قدوس کی آواز سنائی دی ولاتھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین دیکھنا سختیوں سے گھبرا کر دشمنان خدا کے مقابلہ میں نامردی اور سستی پاس نہ آنے پائے پیش آمدہ حوادث و مصائب پر غمگین ہو کر بیٹھ رہنا مومن کا شیوہ نہیں۔ یاد رکھو آج بھی تم ہی معزز و سربلند ہو کر حق کی حمایت میں تکلیفیں اٹھا رہے ہو اور جانیں دے رہے ہو اور یقیناً آخری فتح بھی تمہاری ہے انجام کار تم ہی غالب ہو کر رہو گے۔ بشرطیکہ ایمان و ایقان کے راستے پر مستقیم رہو اور حق تعالیٰ کے وعدوں پر کامل وثوق رکھتے ہوئے اطاعت رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے قدم پیچھے نہ ہٹاؤ۔ اس خدائی آواز نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیا اور پژمردہ جسموں میں حیات تازہ پھونک دی نتیجہ یہ ہوا کہ کفار جو بظاہر غالب آ چکے تھے، زخم خوردہ مجاہدین کے جوابی حملہ کی تاب نہ لا سکے اور سر پہ پاؤں رکھ کر میدان سے بھاگے"۔ (تفسیر عثمانی)

## تفسیری اقوال

ولا تھنوا اور سست نہ پڑو۔

❶ (لا) تضعفوا عن قتال الکفار یعنی کافروں سے لڑنے میں کمزور نہ ہو جاؤ (جلالین)

جیسا کہ عموماً جہاد میں شکست کے بعد ہوتا ہے کہ جہاد کا جذبہ سرد پڑ جاتا ہے اور دل میں بزدلی اور کم ہمتی پیدا ہو جاتی ہے۔

❷ ہمت مت ہارو (بیان القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳ لا تضعفوا عن الجهاد یعنی جہاد میں کمزوری نہ کرو الوهن الضعف وہن ضعف کو کہتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

۴ ای لا تضعفوا عن قتال اعدائکم والجهاد فی سبیل الله تعالیٰ بما نالکم من الجراح۔
یعنی ان زخموں کی وجہ سے جو تمہیں پہنچے ہیں اپنے دشمنوں سے جنگ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے سستی اور کمزوری نہ دکھاؤ (روح المعانی)

## آئندہ کے لئے بھی وعدہ

اس آیت میں آئندہ ظاہری غلبے کی بشارت بھی ہے چنانچہ امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وانتم الاعلون علی الاعداء بعد أحد فلم یخرجوا بعد ذلك عسكرا الا ظفروا فی كل عسكر كان فی عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وفی كل عسكر كان بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان فيه واحد من الصحابة كان الظفر لهم۔

یعنی احد کے بعد اب تمہیں اپنے دشمنوں پر غلبہ رہے گا چنانچہ احد کے بعد جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی اسلامی لشکر روانہ ہوا وہ ضرور فتح یاب ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد بھی ہر اس لشکر کو فتح ملی جس میں ایک بھی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے تھے۔ (قرطبی)

## ایک واقعہ

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

انهزم اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم احد فبينا هم كذلك اذ أقبل خالد بن الوليد الخ۔ یعنی احد کے دن جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پسپا ہوئے اور وہ اسی حالت میں تھے کہ خالد بن ولید مشرکین کے ایک دستے کے ساتھ ان کی طرف چڑھنے لگے اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللهم لا يعلن علينا اللهم لا قوة لنا الا بك اللهم ليس يعبدك بهذه البلدة غير هؤلاء النفر
اے ہمارے پروردگار یہ ہم پر نہ چڑھ سکیں اے پروردگار ہمارے لئے آپ کی قوت کے سوا کوئی طاقت نہیں اے اللہ اس شہر (مدینہ) میں ان (صحابہ) کے علاوہ آپ کی عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اس پر (بطور تسلی اور ہمت افزائی) یہ آیت نازل ہوئی ہے اسے سنتے ہی مسلمان تیر اندازوں نے پوری قوت و ہمت سے حملہ کیا اور پہاڑ پر چڑھ کر مشرکین کے دستے کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دے کر بھگا دیا۔ (قرطبی)

اسی لئے امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عزاهم وسلاهم بما نالهم يوم احد من القتل والجراح وحثهم على قتال عدوهم ونهاهم عن العجز والفشل۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے احد میں پہنچنے والی تکلیفوں پر مسلمانوں کو تسلی اور حوصلہ دیا اور انہیں جہاد پر ابھارا اور کمزوری اور بزدلی سے منع فرمایا۔

**فائدہ**

حق کی خاطر لڑنے اور مرنے والے ہر حال میں بلند اور کامیاب ہیں خواہ ظاہری فتح ملے یا شکست۔ بشرطیکہ وہ اپنے ایمان اور جہاد پر قائم رہیں۔ پس حالت شکست میں مسلمانوں کے لئے کامیابی کا دستور سمجھایا گیا کہ ایمان پر قائم رہو اور جہاد کرتے رہو۔ ایسی صورت میں تم مر کر بھی غالب ہو اور تمہارا دشمن مار کر بھی مغلوب ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ کتنی بڑی بشارت اور کتنی سکون آور تسلی ہے۔ والحمد للہ رب العلمین۔ (واللہ اعلم بالصواب)

**نکتہ**

مسلمانوں کو جب بھی کافروں سے ظاہری شکست کا سامنا ہوتا ہے تو غم پریشانی اور تکلیف کے اس موقعہ پر شیطان ان میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان کے دلوں میں وھن یعنی کم ہمتی پسپائی اور دنیا کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور ان کی جماعت پر ضعف یعنی کمزوری اور انتشار کا حملہ ہوتا ہے اور ان کے نظریات میں استقامت کی بجائے استکانت یعنی کافروں کی طرف جھکنے کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ مایوسی کے ان حالات میں مجاہدین جہاد اور شہادت سے ہٹ کر اپنی دنیا بنانے کی فکر میں پڑ جاتے ہیں۔ جماعت کے امیر کے مزاج میں غصہ، تختی اور تنہائی پسندی آجاتی ہے۔ چنانچہ وہ مشاورت کا عمل چھوڑ دیتا ہے۔ ادھر منافق طبقہ "امیر جماعت" کے خلاف ایسے الزامات اور وساوس جماعت میں پھیلا دیتا ہے جن کی وجہ سے جماعت اپنے امیر سے بددل ہو جاتی ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت ۱۳۹ سے لیکر ۱۷۵ تک مسلمانوں کو شکست سہنے اور شکست کے بعد ابھرنے کا نصاب سمجھایا گیا ہے۔ اور ان تمام "خرابیوں" کا ازالہ کیا گیا ہے جو شکست کی صورت میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور مسلمانوں کو سمجھایا گیا ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہیں۔ اپنے ایمان پر قائم رہیں۔ اپنے نظریات اور عزائم مضبوط رکھیں۔ اور جو کچھ ہوا اسے اپنے گناہوں اور غلطیوں کا نتیجہ سمجھ کر خوب استغفار کریں اور اپنی غلطیوں کا ازالہ کریں۔ اپنی جماعت کو نہ ٹوٹنے دیں اور جہاد چھوڑنے اور دنیاداری میں پھنس جانے کا تصور بھی نہ کریں اپنے شہداء اور ان کی کامیابی کو یاد رکھیں ماضی کے مجاہدین کی استقامت کا آپس میں مذاکرہ کریں۔ اس ظاہری شکست میں جو دینی فوائد پہنچے ہیں ان کا مراقبہ کرتے رہیں مثلاً اللہ پاک نے آزمائش میں ڈال کر ہمیں گناہوں سے پاک فرمایا۔ ہم میں سے کئی افراد کو شہادت کا مقام ملا۔ ہماری جماعت میں چھانٹی فرمادی اور مومن و منافق کو الگ الگ فرمادیا۔ اطاعت امیر کی اہمیت دل میں پختہ ہو گئی۔ اور اس میں سستی کے خطرناک انجام کا علم ہو گیا وغیرہ۔ شکست کے بعد چاہیے کہ امیر جماعت اپنے رفقاء سے نرمی کرے اور ان کے ساتھ مشاورت کا عمل جاری رکھے اور جماعت کو چاہیے کہ اپنے امیر کے خلاف منافقین کے پھیلائے ہوئے وساوس کا شکار نہ ہو۔ الغرض شکست کے بعد ایمان، جماعت اور نظریہ جہاد کی حفاظت بہت ضروری ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی بات کو ان آیات میں اس طرح سمجھایا گیا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے قلوب مضبوط ہو گئے۔ اور پھر غزوۂ احزاب کی شدید ترین آزمائش میں بھی ان کے قدم نہ ڈگمگائے۔(واللہ اعلم بالصواب)

## نکتہ

انتم الاعلون کہ تم غالب ہو۔ کا یہ اعلان غزوۂ احد کے موقع پر ہوا جب مسلمانوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا۔ پس اس میں غور کرنے سے کامیابی اور ناکامی کا اصل معیار سمجھا جا سکتا ہے۔(واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

شکست کے بعد منافقوں کی زبانیں خوب کھل جاتی ہیں اور وہ مسلمانوں کو طرح طرح کے طعنے دیتے ہیں۔ اور کم ہمتی اور بزدلی کے وسوسے پھیلاتے ہیں۔ دوسری طرف ظاہری فتح پانے والے کافر یہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ وہ ”اللہ پاک“ کے محبوب ہیں اس لئے جیت گئے ہیں اور پھر وہ مسلمانوں کے مکمل خاتمے کی تدبیر کرنے لگتے ہیں۔ ان آیات میں ان سب کا جواب آگیا ہے۔(واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

موضح القرآن اور بیان القرآن کی تقریر کے مطابق سورۃ آل عمران کی آیت (۱۳۷) اور آیت (۱۳۸) کا تعلق بھی مضمون جہاد کے ساتھ ہے۔ یعنی مسلمانوں کے لئے شکست کے بعد کے حالات سے نمٹنے کا جو نصاب ان آیات میں بیان ہوا ہے تو اس مضمون کا آغاز آیت (۱۳۸) سے ہو رہا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے حاشیہ موضح القرآن اور تفسیر بیان القرآن۔

## دعاء

اللھم انا نسئلك ایمانا دائما۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں مضبوط اور دائمی ایمان نصیب فرما۔

آمین یا ارحم الراحمین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۴۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ

اگر تمہیں زخم پہنچا ہے تو انہیں بھی ایسا ہی زخم پہنچ چکا ہے اور ہم یہ

الْاَيَّامُ نُدَاوِلُھَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

دن لوگوں میں باری باری بدلتے رہتے ہیں اور تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں

وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاۗءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۱۴۰

کو جان لے اور تم میں سے بعضوں کو شہید کرے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا

## خلاصہ

غزوۂ احد میں جو حالات مسلمانوں پر پیش آئے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی کئی حکمتیں ہیں پہلی حکمت یہ کہ اللہ تعالیٰ غالب اور مغلوب ہونے کے زمانہ کو لوگوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں۔ پچھلے سال مشرکین کو غزوۂ بدر میں شکست کا زخم پہنچا تھا اس سال تمہیں پہنچ گیا۔ دوسری حکمت یہ کہ مصیبت کے وقت چونکہ مخلص اور منافق کا امتحان ہو جاتا ہے تو اللہ پاک نے چھانٹی فرما دی کہ کون مومن ہے اور کون منافق تیسری حکمت یہ کہ اللہ پاک نے تم میں سے بعض کو شہادت کا مقام نصیب فرمایا۔ (باقی دو حکمتوں کا بیان اگلی آیت میں ہے) اور اللہ تعالیٰ کفر و شرک کرنے والے ظالموں سے محبت نہیں فرماتا۔ (اس لئے وہ اس وہم میں مبتلا نہ ہوں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کا محبوب اور برحق ہونے کی وجہ سے فتح ملی ہے)۔

## تفسیری اقوال

❶ اللہ تعالیٰ دنوں کو لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی مسلمانوں کی نصرت فرماتے ہیں اور کبھی کافروں کی۔ ایسا بالکل نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ایک بہت بڑا اعزاز اور بہت اونچا منصب ہے جو کافر کو نہیں ملتا۔

واعلم انه ليس المراد من هذه المداولة ان الله تعالىٰ تارة ينصر المومنين واخرى الكافرين وذلك لان نصرة الله منصب شريف واعزاز عظيم فلا يليق بالكافر (التفسير الكبير)

بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک کبھی کافروں پر سختی فرماتا ہے اور کبھی کبھار مسلمانوں کو سختی کے ذریعے آزماتا ہے کیونکہ اگر ہمیشہ مسلمانوں کی ہی فتح ہو تو پھر ایمان قبول کرنے کے بارے میں اختیار ختم ہو جائے گا اور لوگ صرف فتوحات اور کامیابیاں دیکھ کر ایمان قبول کرتے چلے جائیں گے۔ (تفسیر کبیر، بیان القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲ "مسلمانوں کو جنگ میں جو شدید نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ اس سے سخت شکستہ خاطر تھے مزید برآں منافقین اور دشمنوں کے طعنے سن کر اور زیادہ اذیت پہنچتی تھی، کیونکہ منافقین کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے پیغمبر ہوتے تو یہ نقصانات کیوں پہنچتے یا تھوڑی دیر کے لئے بھی عارضی ہزیمت کیوں پیش آتی۔ حق تعالیٰ نے ان آیات میں مسلمانوں کو تسلی دی کہ اگر اس لڑائی میں تم کو زخم پہنچا یا تکلیف اٹھانی پڑی تو اس طرح کے حوادث فریق مقابل کو پیش آچکے ہیں، احد میں تمہارے ستر آدمی شہید اور بہت سے زخمی ہوئے تو ایک سال پہلے بدر میں ان کے ستر جہنم رسید اور بہت سے زخمی ہو چکے ہیں۔ اور خود اس لڑائی میں بھی ابتداءً ان کے بہت آدمی مقتول و مجروح ہوئے جیسا کہ ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونھم باذنہ کے الفاظ سے ظاہر ہے پھر بدر میں ان کے ستر آدمی ذلت کے ساتھ قید ہوئے تمہارے ایک فرد نے بھی یہ ذلت قبول نہ کی۔ بہر حال اپنے نقصان کا ان کے نقصان سے مقابلہ کرو تو غم و افسوس کا کوئی موقع نہیں۔ نہ ان کے لئے کبر و غرور سے سر اٹھانے کی جگہ ہے۔ باقی ہماری عادت ہمیشہ یہ رہی ہے کہ سختی نرمی، دکھ سکھ، تکلیف و راحت کے دنوں کو لوگوں میں ادل بدل کرتے رہتے ہیں جس میں بہت سی حکمتیں مضمر ہیں۔ پھر جب وہ (مشرک) دکھ اٹھا کر باطل کی حمایت میں ہمت نہیں ہارتے تو تم حق کی حمایت میں کیونکر ہمت ہار سکتے ہو۔

ولیعلم اللہ الذین امنو یعنی سچے ایمان والوں کو منافقین سے الگ کر دے دونوں کا رنگ صاف صاف اور جدا جدا نظر آنے لگے۔

واللہ لا یحب الظالمین "ظالمین" سے مراد اگر مشرکین ہیں جو احد میں فریق مقابل تھے تو یہ مطلب ہوگا کہ ان کی عارضی کامیابی کا سبب یہ نہیں کہ خدا ان سے محبت کرتا ہے بلکہ دوسرے اسباب ہیں۔ اور (اگر ظالمین سے) منافقین مراد ہوں جو عین موقع پر مسلمانوں سے الگ ہوئے تھے تو یہ بتلا دیا کہ (وہ منافقین) خدا کے نزدیک مبغوض تھے۔ اس لئے ایمان و شہادت کے مقام سے انہیں دور پھینک دیا گیا۔" (تفسیر عثمانی)

۳ "اگر تمہیں شکست میں نقصان پہنچا ہے تو اس سے پہلے بدر میں کفار کو بھی شکست فاش مل چکی ہے بعض اسباب کے لحاظ سے فتح اور بعض کمزوریوں کے باعث شکست تو ہوا ہی کرتی ہے۔ ہاں اس قسم کی شکستوں میں البتہ کھرے اور کھوٹے کا پتہ چل جاتا ہے بلکہ بعض اوقات شکست دینا اور بعض آدمیوں کو شہید کرانا اللہ تعالیٰ کا مقصود ہوتا ہے تاکہ مسلمانوں کے خون میں جوش پیدا ہو جائے اور خوابیدہ قوم زخم خوردہ ہو کر بیدار ہو جائے۔" (حاشیہ لاہوری رحمہ اللہ)

## کلام برکت

"یعنی فتح اور شکست بدلتی چیز ہے اور مسلمانوں کو شہادت کا درجہ ملنا تھا اور مومن اور منافق کا پرکھنا منظور تھا اور مسلمانوں کو سدھارنا۔ اس واسطے اتنی شکست ہوئی۔ نہیں تو اللہ تعالیٰ کافروں سے راضی نہیں۔ (موضح القرآن)

واللہ لا یحب الظلمین واللہ لایحب من لایکون ثابتا علی الایمان صابرا علی الجھاد.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو ایمان اور جہاد پر ثابت قدم اور مضبوط نہ ہو اس سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں فرماتا۔" (تفسیر کبیر)

## فائدہ

صاحب تفسیر کبیر اور صاحب تفسیر قرطبی نے اس آیت کی تفسیر میں شہداء کرام کے فضائل اور شہید کی وجہ تسمیہ پر بحث فرمائی ہے شائقین ملاحظہ فرمالیں۔

## نکتہ

"تم میں سے بعض کو وہ (اللہ تعالیٰ) شہادت کے درجہ پر فائز کرنا چاہتا تھا کھیتی کے لئے آفتاب کی روشنی اور پانی ضروری چیزیں ہیں۔ ورنہ وہ خراب ہو جائے گی، ایسے ہی قوموں کی حیات ملی شہیدوں پر موقوف ہے، قومی کھیتوں کو بہترین دل و دماغ کے خون ہی سیراب کر سکتے ہیں، آزادی اور حریت کی راہ کا فرش صرف انسانی جسموں ہی سے تیار ہوتا ہے، جب تک قربانیاں کثرت سے نہ ہونگی قوم کبھی زندگی حاصل نہ کر سکے گی، جب اعلیٰ ترین افراد ملت ذبح ہونگے تو قوم میں زندگی کے آثار نمودار ہونگے، اس کے جذبات بھڑک اٹھیں گے۔ اور جب تک انتقام نہ لے لے گی اسے چین نہ آئے گا۔" (تفسیر الفرقان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۴۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ (۱۴۱)

| | | | | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور | تا کہ | اللہ | تعالیٰ | ایمان | والوں | کو | پاک | کردے | اور | کافروں | کو | مٹادے |

## خلاصہ

### غزوۂ احد میں ظاہری شکست کی چوتھی حکمت

تا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو گناہوں کی میل کچیل سے پاک صاف فرمادے (اور جن کے گناہ نہیں ہیں ان کے درجات بلند فرمادے) اور پانچویں حکمت یہ کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو مٹادے (یہ دو طور پر ہے ایک یہ کہ غالب آجانے سے جرأت بڑھے گی پھر مقابلہ میں آویں گے اور ہلاک ہونگے دوسرے یہ کہ مسلمانوں پر ظلم کرنے سے قہر خداوندی میں مبتلا ہوکر ہلاک ہونگے (مستفاد من بیان القرآن)

## اقوال وحوالے

(۱) ولیمحص اللہ الذین آمنو اور تا کہ اللہ تعالیٰ پاک کردے ایمان والوں کو ای یکفر عنھم ذنوبھم ان کانت لھم ذنوب والا رفع لھم فی درجاتھم بحسب ما اصیبو بہ (ابن کثیر) یعنی اللہ تعالیٰ ان کے گناہ مٹادے اگر ان کے ذمہ گناہ ہوں ورنہ ان پر آنے والی مصیبت کے بقدر ان کے درجات بلند فرمادے۔

(۲) و یمحق الکافرین اور مٹادے کافروں کو فانھم اذا ظفروا بغوا و بطروا فیکون ذلک سبب دمارھم وھلاکھم و محقھم وفناءھم. کیونکہ وہ کامیاب ہونے کے بعد سرکشی اور تکبر میں پڑ جائیں گے جو ان کی تباہی، ہلاکت، بربادی اور فنا کا ذریعہ بن جائے گا۔ (ابن کثیر)

(۳) پھر اس احد کی شکست میں کچھ حکمتیں ہیں ان کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اس میں ایک تو ایمانداروں کا امتحان مقصود تھا۔ دوم یہ کہ تم میں سے بہت لوگ عالم آخرت اور شہادت کے مشتاق تھے ان کو شہادت دینی تھی۔ سوم یہ کہ جو خالص مسلمان ہیں وہ اس معرکہ میں پڑ کر پاک ہوجائیں اور کفار مخالفین مٹ جائیں کیونکہ ہمیشہ سے حق کی یہ تاثیر ہے کہ جہاں کہیں اسکی جماعت کا خون بہا وہیں وہ ایک نیا رنگ لایا۔ غیرت الٰہی جوش میں آئی پھر جو لوگ کافروں میں قابل اصلاح ہوتے ہیں ایمانداروں کی جماعت میں داخل ہوجاتے ہیں اور باقی لوگوں پر غیب سے وہ مار پڑتی ہے کہ نام ونشان بھی باقی نہیں رہتا۔ (تفسیر حقانی)

## نکتہ

”تمہیں جنگ احد میں جو ٹھوکر لگی ہے تو چاہیے کہ اس سے عبرت پکڑو اور آئندہ کیلئے اپنے اعمال کی نگہداشت کرو،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ نہیں ہونا چاہیے کہ اسکی کوفت میں ایسے کھوئے جاؤ کہ آئندہ کیلئے ہمت ہار بیٹھو یہ جنگ کا میدان ہے کبھی ایک فریق جیتتا ہے۔ کبھی دوسرے کی باری آتی ہے، بدر میں تمہاری چوٹ ان پر لگی تھی۔ احد میں ان کی تم پر لگ گئی لیکن جماعتوں کی کشاکش کی تاریخ میں ایک دو میدانوں کی ہار جیت کیا اہمیت رکھتی ہے۔ اصلی چیز جو سوچنے کی ہے وہ تمہارے دلوں کی ایمانی قوت ہے اگر تمہارے اندر ایمان کی سچی روح موجود ہے تو پھر دنیا میں رفعت و سربلندی صرف تمہارے ہی لئے ہے، علاوہ بریں یہ حادثہ اگرچہ شکست ہے لیکن بہ باطن چند در چند مصلحتیں اور حکمتیں رکھتا ہے ازاں جملہ یہ کہ کھرے کھوٹے کی آزمائش ہو گئی اور جو منافق اور کچے دل کے آدمی اسلامی جمعیت میں ملے ہوئے تھے ان کے چہرے بے نقاب ہو گئے اور ازاں جملہ یہ کہ لوگوں کو جنگ کے نازک اور فیصلہ کن معاملات کا ذاتی تجربہ ہو گیا تجربہ اور مشاہدہ کے بعد ان کے قدم زیادہ محتاط ہو جائیں گے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ بعض مسلمانوں کے دلوں میں کمزوریاں پیدا ہو گئیں تھیں وہ اس ٹھوکر کے لگنے سے دور ہو گئیں، اور ان کا عزم و ایمان زیادہ مضبوط اور بے داغ ہو گیا۔“ (ترجمان القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰن مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۴۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ظاہر کیا ان لوگوں کو جو

جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں اور ابھی صبر کرنے والوں کو بھی ظاہر نہیں کیا

## خلاصہ

جنت کے جن اعلیٰ مقامات اور بلند درجات پر اللہ تعالیٰ تم کو پہنچانا چاہتا ہے کیا تم سمجھتے ہو کہ بس یونہی آرام سے وہاں جا پہنچو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لیکر یہ نہ دیکھے گا کہ تم میں کتنے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑنے والے اور کتنے لڑائی کے وقت ثابت قدم رہنے والے ہیں ایسا خیال نہ کرنا۔ مقامات عالیہ پر وہی لوگ فائز کئے جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہر طرح کی سختیاں جھیلنے اور قربانیاں پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

(مستفاد از تفسیر عثمانی)

## تفسیری اقوال

❶ والمعنى احسبتم يا من انهزم يوم احد ان تدخلوا الجنة كما دخل الذين قتلوا وصبروا على الم الجراح والقتل من غير ان تسلكوا طريقهم وتصبروا صبرهم لا۔ یعنی آیت کا مطلب یہ ہے اے احد کے دن پسپائی اختیار کرنے والو! کیا تمہارا گمان ہے کہ تم بھی ان لوگوں کی طرح جنت میں داخل ہو جاؤ گے جو (احد میں) شہید ہو گئے یا انہوں نے زخموں کے درد پر اور قتل پر صبر کیا۔ بغیر اس کے کہ تم ان کے راستے پر چلو اور ان جیسا صبر کرو۔ ہرگز نہیں (بغیر جہاد اور صبر کے یہ مقام نہیں ملتا) (القرطبی)

❷ اى لا يحصل لكم دخول الجنة حتى تبتلوا ويرى الله منكم المجاهدين فى سبيله والصابرين على مقاومة الاعداء۔ یعنی تمہیں جنت میں دخول نصیب نہیں ہو سکتا جبتک کہ تمہارا امتحان نہ لے لیا جائے اور اللہ تعالیٰ تم میں سے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں اور دشمنوں کے مقابلے میں ڈٹ کر لڑنے والوں کو دیکھ نہ لے۔ (ابن کثیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❹ ہاں اور سنو کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں خصوصیت کے ساتھ جا داخل ہوگے حالانکہ ہنوز (ابھی) اللہ تعالیٰ نے ظاہری طور پر ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے خوب جہاد کیا ہو اور نہ ان کو دیکھا جو جہاد میں ثابت قدم رہنے والے ہوں۔ خصوصیت کے ساتھ داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اول (یعنی شروع میں) ہی چلا جاوے اور درجات عالیہ پر بھی پہنچ جاوے سو یہ بدون (بغیر) مشقت کے نہیں ہوتا جیسا کہ دوسری نصوص سے معلوم ہوتا ہے اور باقی نفس دخول بعض مؤمنین کے لیے محض فضل وکرم سے بھی ہو سکتا ہے جیسا یغفر لمن یشاء سے اہل حق نے سمجھا ہے اور جہاد میں خوب کی قید یعنی شرط اس لئے لگائی کہ تھوڑا بہت تو جہاد ہوا ہی تھا اور نا تمام یعنی (نا مکمل) ثبات بھی رہا۔ مطلب آیت کا یہ ہوا کہ ابھی تم سے زیادہ جہاد اور ثبات قدم واقع نہیں ہوا اور خصوصیت کے ساتھ جنت میں جانا اس پر موقوف ہے پس آئندہ کے لئے اس میں کوشش کرنا پر ضرور (یعنی بہت اہتمام سے) رہے (بیان القرآن)

## فرضیت جہاد کی دلیل

جہاد کے بغیر اور دشمن کے مقابلے میں ثابت قدمی کے بغیر جنت میں داخلے کا گمان نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان جہاد کی فرضیت اور میدان جنگ میں ثابت قدمی کے لازم ہونے کی دلیل ہے علامہ ابو حیان الاندلسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وفی انکار اللہ تعالیٰ علی من ظن ان دخول الجنة مع انتفاء الجهاد والصبر عند لقاء العدو دلیل علی فرضیة الجهاد اذ ذاك والثبات للعدو وقد ذكر فی الحدیث ان التولی عندالزحف من السبع الموبقات۔ (البحر المحیط)

## فائدہ

صاحب تفسیر ابن کثیر نے اس موقع پر اس آیت کی مماثل آیات جمع فرمائی ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

## تقریر عجیب

امام رازی رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے وہ لکھتے ہیں:

واعلم ان حاصل الكلام ان حب الدنیا لایجتمع مع سعادة الآخرة فبقدر مایزداد احدهما ینتقص الآخر۔ خوب سمجھ لو کہ اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ حب دنیا اور آخرت کی کامیابی اکٹھے نہیں ہو سکتے ان دونوں (یعنی حب دنیا اور سعادت آخرت) میں سے ایک جس قدر بڑھتی جائے گی دوسری اسی قدر گھٹتی جائے گی وذلك ان سعادة الدنیا لاتحصل الا باشتغال القلب بطلب الدنیا والسعادة فی الآخرة لا تحصل الا بفراغ القلب من كل ماسوی اللہ وامتلائه من حب اللہ وهذان الامران ممالایجتمعان اور وہ اس لئے کہ دنیا کی کامیابی تبھی ملتی ہے جب دل کو دنیا کی طلب میں مشغول کیا جائے اور آخرت کی سعادت تب نصیب ہوتی ہے جب دل کو ماسوی اللہ سے خالی کیا جائے اور اسے اللہ تعالیٰ کی محبت سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بھرا جائے۔فلهذا السر وقع الاستبعاد الشديد في هذه الآية على اجتماعهما. اسی لئے اس آیت میں ان دونوں کے جمع ہونے پر شدید حیرت کا اظہار ہے (کہ تم جنت بھی چاہتے ہو اور دنیا کو بھی نہیں چھوڑتے ہو)

وايضاً حب الله وحب الآخرة لا يتم بالدعوى فليس كل من اقر بدين الله صادقا ولكن الفصل فيه تسليط المكروهات والمحبوبات: پھر اللہ تعالیٰ کی محبت اور آخرت کی محبت کا صرف دعویٰ ہی کافی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے دین کا اقرار کرنے والا ہر شخص سچا نہیں ہوتا اصل صورتحال تب کھلتی ہے جب دعویٰ کرنے والے پر اچھے اور برے حالات مسلط کئے جاتے ہیں۔

فان الحب هو الذى لا ينقص بالجفاء ولا يزاد بالوفاء فان بقي الحب عند تسليط اسباب البلاء ظهر ان ذلك الحب كان حقيقيا کیونکہ سچی محبت وہ ہے جو جفا سے کم نہیں ہوتی اور وفا سے بڑھتی نہیں ہے پس اگر مصیبت اور آزمائش کے وقت بھی محبت باقی رہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ محبت حقیقی ہے

فلهذه الحكمة قال ام حسبتم ان تدخلوا الجنة بمجرد تصديقكم الرسول قبل ان يبليكم الله بالجهاد وتشديد المحنة والله أعلم.

پس اسی حکمت کے تحت ارشاد فرمایا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور تمہیں اللہ تعالیٰ جہاد اور سخت آزمائش کے ذریعہ نہیں آزمائے گا۔ واللہ اعلم (التفسیر الکبیر)

امام رازی رحمہ اللہ کا یہ کلام حکمت سے بھرپور ہے ایمان والوں کو چاہیے کہ اس پر غور کریں اور اللہ تعالیٰ سے سچی محبت رکھیں، ایسی محبت جو برے حالات میں بھی پوری طرح سے قائم رہے۔

## دعاء

یا اللہ ہمیں اپنی ذات بابرکات کے ساتھ سچی محبت اور وفا عطاء فرما ہمیں مقبول جہاد اور ثابت قدمی کی توفیق عطاء فرما اور ہمیں اپنے فضل و کرم سے جنت میں دخول اولی عطاء فرما آمین یا ارحم الراحمین۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۴۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ

اور تم موت سے پہلے اس کی ملاقات کی آرزو کرتے تھے سو اب تم نے اسے

وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾

آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا

### خلاصہ

اور تم تو شہید ہو کر مرنے کی بڑی تمنا کر رہے تھے پھر جب اس تمنا کے پورا ہونے کا سامان تمہاری آنکھوں کے سامنے آ گیا تو تم کیوں بھاگنے لگے؟

### شان نزول

شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ سال گذشتہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو بدر میں شہید ہوئے اور ان کے بڑے فضائل معلوم ہوئے تو بعض نے تمنا کی کہ کاش ہم کو بھی کوئی ایسا موقع پیش آوے کہ اس دولت شہادت سے مشرف ہوں آخر یہ احد کا غزوہ واقع ہوا تو پاؤں اکھڑ گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (بیان القرآن)

### شہادت کی تمنا جائز ہے

فالمراد بالموت هنا الموت في سبيل الله تعالىٰ وهي الشهادة ولا بأس بتمنيها (روح المعانی)

یعنی موت سے مراد یہاں موت فی سبیل اللہ ہے اور وہ شہادت ہے اور اس کی تمنا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

### فائدہ

غزوہ احد کے بارے میں جو آیات نازل ہوئیں ان میں سے بعض میں نصیحت کا بعض میں ہمت افزائی کا بعض میں تنبیہ کا اور بعض میں تسلی کا رنگ ہے اس آیت میں تنبیہ کا رنگ غالب ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اکثر عربی تفاسیر میں "تنبیہ" ہی کے رنگ کو اختیار کیا گیا ہے۔

★★★

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُورَةُ آلِ عِمْرَان مَدَنِيَّة آیت ۱۴۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاْئِنْ مَّاتَ

اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بہت رسول گزرے پھر کیا اگر وہ وفات پا جائیں

اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ

یا شہید کر دیئے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو کوئی الٹے پاؤں پھر جائے گا

فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

تو اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی نہیں بگاڑے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو ثواب دے گا

## خلاصہ

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہی تو ہیں، آپ سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو جائے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو جائیں تو کیا تم لوگ جہاد اور اسلام سے الٹے پھر جاؤ گے؟ اور جو شخص جہاد یا اسلام سے الٹا پھر بھی جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں کرے گا بلکہ اپنا سب کچھ کھو دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ثابت قدم رہنے والے شکر گذاروں کو جلد ہی، اچھا بدلہ عطاء فرمائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ بڑے سے بڑا حادثہ بھی ہو جائے تب بھی دین اور جہاد چھوڑنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

## اقوال وحوالے

❶ فاعلم الله تعالیٰ فی هذه الاية ان الرسل ليست بباقية فی قومها أبدا وانه يجب التمسك بما أتت به الرسل. یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں سمجھا دیا کہ رسول ہمیشہ اپنی قوم میں باقی نہیں رہتے اصل ضروری کام تو یہ ہے کہ اس دین کو مضبوطی سے اختیار کیا جائے جو رسول لیکر آتے ہیں۔ (قرطبی)

❷ فهذه الآية من تتمة العتاب مع المنهزمين ای لم يكن لهم الانهزام وان قتل محمد صلی الله عليه وسلم.

یہ آیت اس تنبیہ کا تتمہ ہے جو (احد میں) پسپا ہونے والوں کو کی جارہی ہے یعنی ان کے لئے پسپا ہونے کا تب بھی کوئی جواز نہیں تھا اگرچہ (فی الواقع) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہوتے۔ (قرطبی)

## کلام برکت

اس جنگ احد میں بعضے مسلمان کامل بھی بہت ہٹ گئے تھے (یعنی انہوں نے میدان سے پسپائی اختیار کی تھی) اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

واسطے کہ ایک کافر نے اپنی فوج میں پکارا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مار آیا اور حضرت کا زخم سے خون بہت بہہ گیا تھا۔ ضعف کھا کر ایک گڑھے میں گرے تھے۔ مسلمانوں نے حضرت کو نہ دیکھا۔ یہ بات (یعنی شہادت کی خبر) یقین (یقینی) ہو گئی۔ جب حضرت ہوشیار ہوئے تو میدان میں جو لوگ حاضر تھے ان کو جمع کیا پھر لڑائی قائم کی تب کافر پھر کر چلے گئے (یعنی واپس مکہ کی طرف لوٹ گئے) سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول زندہ رہے یا نہ رہے دین اللہ کا ہے اس پر قائم رہو اور اشارت نکلتی ہے کہ حضرت کی وفات پر بعضے لوگ پھر جاویں گے اور جو قائم رہیں گے ان کو بڑا ثواب ہے۔ اسی طرح ہوا کہ بہت لوگ حضرت کے بعد مرتد ہوئے اور حضرت صدیق نے ان کو پھر مسلمان کیا اور بعضوں کو مارا (موضح القرآن)

## شان نزول اور پس منظر

حضرات مفسرین نے اس آیت مبارکہ کا جو شان نزول اور پس منظر لکھا ہے اس کا مکمل نچوڑ درج ذیل عبارت میں ملاحظہ فرمائیں:

"واقعہ یہ ہے کہ احد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس نقشہ جنگ قائم کیا۔ تمام صفوف درست کرنے کے بعد پہاڑ کا ایک درہ باقی رہ گیا جہاں سے اندیشہ تھا کہ دشمن لشکر اسلام کے عقب پر حملہ آور ہو جائے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیر اندازوں کو جن کے سردار حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے مامور فرما کر تاکید کر دی کہ ہم خواہ کسی حالت میں ہوں تم یہاں سے مت ٹلنا۔ مسلمان غالب ہوں یا مغلوب حتیٰ کہ اگر تم دیکھو کہ پرندے ان کا گوشت نوچ کر کھا رہے ہیں تب بھی اپنی جگہ مت چھوڑنا وانا لن نزال غالبین ماثبتم مکانکم (بغوی) ہم برابر اس وقت تک غالب رہیں گے جب تک تم اپنی جگہ قائم رہو گے الغرض فوج کو پوری ہدایت دینے کے بعد جنگ شروع کی گئی۔ میدان کارزار گرم تھا۔ غازیان اسلام بڑھ بڑھ کر جوہر شجاعت دکھا رہے تھے ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے مجاہدین کی بسالت و بے جگری کے سامنے مشرکین قریش کی کمریں ٹوٹ چکی تھیں ان کو راہ فرار کے سوا اب کوئی راستہ نظر نہ آتا تھا کہ حق تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔ کفار کو شکست فاش ہوئی وہ بدحواس ہو کر بھاگے۔ ان کی عورتیں جو غیرت دلانے کو آئی تھیں پائنچے چڑھا کر ادھر ادھر بھاگتی نظر آئیں مجاہدین نے مال غنیمت پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ یہ منظر جب تیر اندازوں نے دیکھا تو سمجھے کہ اب فتح کامل ہو چکی دشمن بھاگ رہا ہے۔ یہاں بے کار ٹھہرنا کیا ضروری ہے چل کر دشمن کا تعاقب کریں اور غنیمت میں حصہ لیں۔ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ان کو یاد دلایا وہ سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا اصلی منشاء ہم پورا کر چکے ہیں یہاں ٹھہرنے کی حاجت نہیں۔ یہ خیال کر کے سب غنیمت پر جا پڑے صرف عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے گیارہ ساتھی درے کی حفاظت پر باقی رہ گئے۔ مشرکین کے سواروں کا رسالہ خالد بن الولید کے زیر کمان تھا جو اس وقت "حضرت" اور "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" نہیں بنے تھے۔ انہوں نے پلٹ کر درہ کی طرف حملہ کر دیا پس بارہ تیر انداز ڈھائی سو سواروں کی یلغار کو کہاں روک سکتے تھے، تاہم عبداللہ بن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء نے مدافعت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور اسی میں جان دے دی، مسلمان مجاہدین اپنے عقب سے مطمئن تھے ناگہاں مشرکین کا رسالہ ان کے سروں پر جا پہنچا اور سامنے سے مشرکین کی فوج جو بھاگی جا رہی تھی پیچھے پلٹ پڑی مسلمان دونوں طرف سے گھر گئے اور بہت زور کا رن پڑا کتنے ہی مسلمان شہید اور زخمی ہوئے۔ اسی افراتفری میں ابن قمیہ (مشرک) نے ایک بھاری پتھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پھینکا جس سے دندان مبارک شہید اور چہرہ انور زخمی ہوا ابن قمیہ نے چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرے مگر مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (جن کے ہاتھوں میں اسلام کا جھنڈا تھا) مدافعت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم زخم کی شدت سے زمین پر گرے کسی شیطان نے آواز لگادی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیے گئے یہ سنتے ہی مسلمانوں کے ہوش خطا ہو گئے اور پاؤں اکھڑ گئے۔ بعض مسلمان ہاتھ پاؤں چھوڑ کر بیٹھ رہے۔ بعض ضعفاء کو خیال ہوا کہ مشرکین کے سردار ابوسفیان سے امن حاصل کر لیں بعض منافقین کہنے لگے جب محمد قتل کر دیے گئے تو اسلام چھوڑ کر اپنے قدیم مذہب میں واپس چلا جانا چاہیے اس وقت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا انس بن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقتول ہو گئے تو رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو مقتول نہیں ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمہارا زندہ رہنا کس کام کا ہے جس چیز پر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل ہوئے تم بھی اسی پر کٹ مرو اور جس چیز پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان دی ہے اسی پر تم بھی جان دے دو یہ کہہ کر آگے بڑھے حملہ کیا لڑے اور مارے گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اسی اثنا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی الی عباد اللہ انا رسول اللہ اللہ کے بندو ادھر آؤ میں خدا کا پیغمبر ہوں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان کر چلائے "یا معشر المسلمین" "مسلمانو! بشارت حاصل کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں موجود ہیں" آواز کا سننا تھا کہ مسلمان ادھر ہی سمٹنا شروع ہو گئے تیس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو کر مدافعت کی اور مشرکین کی فوج کو منتشر کر دیا۔ اس موقع پر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قتادہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ نے بڑی جانبازیاں دکھلائیں آخر مشرکین میدان چھوڑ کر چلے جانے پر مجبور ہوئے اور یہ آیات نازل ہوئیں وما محمد الا رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی آخر خدا تو نہیں ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے کتنے رسول گذر چکے جن کے بعد ان کے متبعین نے دین کو سنبھالا اور جان و مال فدا کر کے قائم رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیا سے گذرنا بھی کچھ اچنبھا نہیں اس وقت نہ سہی اگر کسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔ یا شہید کر دیے گئے تو کیا تم دین کی خدمت و حفاظت کے راستہ سے الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جہاد فی سبیل اللہ ترک کر دو گے جیسے اس وقت محض خبر قتل سن کر بہت سے لوگ حوصلہ چھوڑ کر بیٹھنے لگے تھے یا منافقین کے مشورہ کے موافق العیاذ باللہ سرے سے دین کو خیرباد کہہ دو گے۔ تم سے ایسی امید ہرگز نہیں اور کسی نے ایسا کیا تو اپنا نقصان کرے گا خدا کا کیا بگاڑ سکتا ہے وہ تمہاری مدد کا محتاج نہیں بلکہ تم شکر کرو اگر اس نے اپنے دین کی خدمت میں لگا لیا۔ (تفسیر عثمانی)

www.KitaboSunnat.com

وسیجزی اللہ الشکرین نعمہ بالثبات (جلالین) اور اللہ تعالیٰ عنقریب ان شاکرین کو بدلہ دے گا جو ثابت قدمی کے ذریعہ اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔ یعنی جہاد میں ثابت قدمی کے ذریعے۔

## نکتہ

اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شہید ہو جائیں تو جہاد چھوڑنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ یہ بات فرما کر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نظریات کو چٹانوں سے بڑھکر مضبوط بنا دیا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی سے بڑھکر روئے زمین پر کوئی حادثہ عظیم نہیں ہو سکتا۔ جب اتنے عظیم غم اور حادثے کے وقت جہاد چھوڑنا جائز نہیں تو پھر کسی اور حادثے کے وقت کہاں اسکی اجازت ہو سکتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ اٰلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۴۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۭ وَ

اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے سوا کوئی مر نہیں سکتا ایک وقت مقرر لکھا ہوا ہے اور

مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ

جو شخص دنیا کا بدلہ چاہے گا ہم اسے دنیا ہی میں دے دیں گے اور جو آخرت کا

الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

بدلہ چاہے گا ہم اسے اس میں سے دیں گے اور ہم شکر گزاروں کو جزا دیں گے

## خلاصہ

اگر یہ سمجھتے ہو کہ جہاد سے موت آتی ہے تو تمہارا خیال غلط ہے موت کا وقت مقرر ہے اس سے پہلے کوئی نہیں مرتا۔ اگر کوئی جہاد میں لوٹ اور مال غنیمت کے لئے شریک ہوتا ہے تو ہم اسکو یہ چیز دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور جو شہادت اور آخرت کا طلبگار رہو تو بس آنکھ بند ہونے کی دیر ہے ہمیشہ کے عیش وعشرت اور سلطنت والا بدلہ اس کے لئے موجود ہے۔ (مستفاد از تفسیر حقانی)

## تفسیری اقوال

❶ (موت کی) اس میعاد مقرر کا علم بجز اللہ تعالیٰ کسی کو نہیں پھر آخر شرکت جنگ میں اتنا خوف اور گریز کیوں؟ موت جب بھی آئے گی حکم خدا ہی سے آئے گی اس کے بدون (یعنی بغیر) نہیں آسکتی اور پھر جب آئے گی وقت موعود ہی پر آئے گی اس کے قبل نہیں آسکتی خواہ خطرات کیسے ہی شدید ہوں، ان حقائق کا اگر استحضار رہے تو موت کا طبعی خوف بھی حد اعتدال سے زیادہ نہ بڑھنے پائے (تفسیر ماجدی)

❷ وسنجزی الشاکرین اور عنقریب ہم شکر گذاروں کو بدلہ دے دیں گے۔ جنہوں نے نعمت الٰہی کا شکر یوں ادا کیا کہ جنگ میں شریک ہوئے اور جہاد سے جی نہیں چرایا۔ الذین شکروا نعمة الله فلم یشغلهم شئی عن الجهاد (بیضاوی) (تفسیر ماجدی)

❸ لایتقدم ولا یتاخر فلم انهز متم والهزیمة لا تدفع الموت والثبات لایقطع الحیاة۔

یعنی موت اپنے وقت سے نہ پہلے آتی ہے نہ بعد میں، پھر تم نے جنگ میں پسپائی کیوں اختیار کی؟ جنگ میں پسپائی موت سے بچا نہیں سکتی اور جنگ میں ثابت قدمی موت کو لا نہیں سکتی۔ (جلالین)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❷ جب کوئی شخص بدون حکم الٰہی کے مر نہیں سکتا خواہ کتنے ہی اسباب موت کے جمع ہوں اور ہر ایک کی موت وقت مقدر پر آنی ضرور ہے خواہ بیماری سے ہو یا قتل سے یا کسی اور سبب سے تو خدا پر توکل کرنے والوں کو اس سے گھبرانا نہیں چاہیے اور نہ کسی بڑے یا چھوٹے کی موت کو سن کر مایوس اور بددل ہو کر بیٹھ رہنا چاہیے۔ (تفسیر عثمانی)

## کلام برکت

یعنی جو لوگ اس دین پر ثابت رہیں گے ان کو دین بھی ملے گا اور دنیا بھی لیکن جو کوئی اس نعمت کی قدر جانے (موضح القرآن)

## نکتہ

آیت کے پہلے حصے میں ترغیب جہاد ہے کہ جب موت کا وقت اٹل ہے تو پھر موت کے ڈر سے جہاد چھوڑنا کم عقلی اور بزدلی ہے اور اس میں مسلمانوں کا شدید نقصان ہے اور آیت کے دوسرے حصے میں ترغیب اخلاص ہے کہ جہاد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب آخرت کے لئے کرنا چاہیے اور آیت کے آخری ٹکڑے میں جہاد پر ثابت قدم رہنے والے مجاہدین کی تعریف اور فضیلت کا بیان ہے واللہ اعلم بالصواب

## ترغیب جہاد

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الثاني: ان يكون المراد تحريض المسلمين على الجهاد باعلامهم ان الحذر لايدفع القدر وأن احدا لايموت قبل الأجل واذا جاء الأجل لايندفع الموت بشي فلا فائدة في الجبن والخوف.

یعنی دوسری صورت اس آیت کے ماقبل کے ساتھ تعلق کی یہ ہے کہ اس میں مسلمانوں کو جہاد پر ابھارا گیا ہے اور یہ سمجھایا گیا ہے کہ بچاؤ کی تدبیر تقدیر کو نہیں ٹال سکتی اور کوئی شخص اپنے وقت مقرر سے پہلے نہیں مر سکتا اور جب وقت مقررہ آجاتا ہے تو کوئی بھی چیز موت سے نہیں بچا سکتی پس بزدلی اور خوف کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ (التفسیر الکبیر)

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وهذه الاية فيها تشجيع للجبناء وترغيب لهم في القتال، فان الاقدام والاحجام لاينقص من العمر ولا يزيد فيه.

یعنی اس آیت میں بزدلوں کے لئے بہادری کا درس اور قتال کی ترغیب ہے بے شک آگے بڑھ کر لڑنے یا پیچھے ہٹ جانے سے نہ عمر میں کوئی کمی ہوتی ہے نہ زیادتی۔

اس کے بعد علامہ ابن کثیر ایک قصہ لکھتے ہیں:

قال رجل من المسلمين وهو حجر بن عدي الخ. کہ ایک جہاد کے دوران ایک مسلمان حجر بن عدی

www.KitaboSunnat.com

رحمہ اللہ نے دریائے دجلہ کے کنارے اپنے لشکر سے فرمایا تمہیں اس معمولی قطرے کو عبور کر کے دشمن تک پہنچنے سے کس چیز نے روکا ہوا ہے پھر انہوں نے یہی آیت وما کان لنفس ان تموت الا باذن الله کتبا مؤجلا پڑھ کر اپنا گھوڑا دریائے دجلہ میں ڈال دیا ان کے پیچھے تمام لشکر نے بھی اپنے گھوڑے دریا میں اتار دیئے۔ جب دشمنوں نے انہیں اس حال میں دیکھا تو پکارا ٹھے کہ یہ دیو ہیں اور وہ بھاگ گئے۔ (تفسیر ابن کثیر)

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هذا حض على الجهاد واعلام ان الموت لابدمنه وان كل انسان مقتول او غير مقتول ميت اذا بلغ اجله المكتوب له. اس میں جہاد پر ابھارا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ موت لازمی چیز ہے کوئی انسان قتل ہو یا قتل نہ ہو جب اس کا وقت آجائے گا تو ضرور مر جائے گا۔ (القرطبی)

علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

استئناف سيق للحض على الجهاد واللوم على تركه خشية القتل مع قطع عذر المنهزمين خشية ذلك بالكلية ويجوز ان يكون تسلية عما لحق الناس بموت النبي صلى الله عليه وسلم واشارة الى انه عليه السلام كغيره لايموت الا باذن الله تعالىٰ فلاعذر لاحد بترك دينه بعد موته.

یہ جملہ جہاد پر ابھارنے کے لئے لایا گیا ہے اور اس میں موت کے ڈر سے جہاد چھوڑنے پر ملامت کی گئی ہے اور موت کے ڈر سے پسپا ہونے والوں کے عذر کو بالکل ناقابل قبول قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ لوگوں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا سنکر جو حالت طاری ہو گئی تھی اس میں انہیں حوصلہ دلایا جا رہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی دوسروں کی طرح اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے وفات آئے گی پس کسی کے لئے اجازت نہیں کہ وہ ان کی وفات کو عذر بنا کر دین کو چھوڑ دے (روح المعانی)

## دعاء

یا اللہ موت کے بارے میں ہمارے عقیدے کو اس آیت کے مطابق بنا۔ اور ہمارے دلوں کو بزدلی سے پاک فرما۔ (آمین یا اکرم الاکرمین)

★★★

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۴۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ

اور کئی نبی ہیں جن کے ساتھ ہوکر بہت اللہ والے لڑے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں

اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ

تکلیف پہنچنے پر نہ ہارے ہیں اور نہ سست ہوئے ہیں اور نہ وہ دبے ہیں اور اللہ تعالیٰ

الصّٰبِرِيْنَ ۝

ثابت قدم رہنے والوں کو پسند کرتا ہے

## خلاصہ

تم سے پہلے بہت سے اللہ والوں نے نبیوں کے ساتھ مل کر کفار سے جنگ کی ہے جس میں انہوں نے بہت تکلیفیں اور سختیاں اٹھائی ہیں۔ مگر ان شدید تکلیفوں اور مصیبتوں سے نہ ان کے ارادے سست ہوئے نہ انہوں نے ہمت ہاری اور نہ کمزوری دکھائی نہ دشمن کی طرف جھکے۔ اللہ تعالیٰ جہاد میں ثابت قدم رہنے والوں سے خاص محبت فرماتا ہے۔ پس مسلمان جو خیر امت ہیں انہیں بھی اسی طرح جہاد میں ہمت، قوت، صبر اور مضبوطی دکھانی چاہیے۔ اور ظاہری شکست کے وقت حوصلہ نہیں ہارنا چاہیے۔

## اقوال وحوالے

❶ بہت سے ایسے نبی ہو گذرے ہیں کہ جن کے ساتھ میں ہوکر "باخدا" لوگ مخالفان حق سے لڑے ہیں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اور یوشع بن نون وغیرہما پھر جو کچھ ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکلیف پہنچی ہے (زخمی ہوئے، مارے گئے گرمی اور بھوک اور پیاس اٹھائی پاپیادہ سفر کیے ہیں) اس سے ان کا جوش ایمانی ٹھنڈا نہیں ہو گیا تھا اور نہ ان میں بوقت قتل بھی کچھ بودا پن پیدا ہوا تھا اور نہ اس کے بعد وہ جہاد سے ضعیف ہو گئے تھے نہ دشمنوں کی شوکت سے ان کے حوصلہ پست ہوئے تھے دیکھو خدا کو ایسے صابروں سے محبت ہے۔ (تفسیر حقانی)

❷ سچا مومن وہ ہے جو شدتوں اور محنتوں میں نہ تو بے ہمت ہو نہ کمزور پڑے اور نہ کسی حال میں بھی ظالموں کے آگے عجز و بے چارگی کا اظہار گوارا کرے۔ قرآن کہتا ہے وھن ضعف اور استکانة للخصم اس میں نہیں ہو سکتی وھن یہ ہے کہ بے ہمت ہو کر بیٹھ رہے "ضعف" یہ ہے کہ میدان میں نکلے مگر کمزوری دکھائے۔ "استکانة للخصم" یہ ہے کہ لاچار ہو کر حریف (یعنی دشمن) کے آگے گڑگڑانے لگے۔ (ترجمان القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۳ یہاں یہ بتلایا ہے کہ جہاد کی سنت (یعنی طریقہ) انبیاء قدیم کے وقت سے چلی آتی ہے اور اس راہ کے رہروؤں کو برابر ان منزلوں سے گذرنا پڑتا ہے ربیون ربی۔ ربانی کے مرادف ہے یعنی اللہ والے اور مراد علماء وفقہا بھی لئے گئے ہیں ای ربانیون (کشاف) اخرج سعید بن المنصور عن الحسن انهم العلماء الفقهاء واخرجه ابن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه ایضاً فهو منسوب الی الرب۔(روح المعانی) ایک معنی "جماعت کثیر" کے بھی منقول ہیں۔ أي ألوف وقال ابن عباس ومجاهد وسعيد بن جبير رضي الله تعالىٰ عنه وعكرمة والحسن وقتادة والسدي والربيع وعطاء الخراساني الربيون الجموع الكثيرة (ابن كثير)۔ "وهن ،ضعف استكانة۔ تین متقارب المعنی الفاظ کے درمیان ایک فرق امام رازی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ وھن تو کہتے ہیں قلب کی کمزوری یا بے ہمتی کو اور ضعف مطلق ہے اس کا تعلق جسمانی قوت ومادی قدرت کے انحطاط سے خصوصی ہے اور استکانة اظہار عجز کو کہتے ہیں ایک دوسرا فرق بھی امام موصوف ہی نے نقل کیا ہے کہ "وھن کی تفسیر غلبہ خوف سے کی جائے اور ضعف کی ضعف ایمانی اور شکوک وشبہات سے اور استکانة کی تبدیل دین سے (تفسیر ماجدی)

۴ الوهن انکسار الجد بالخوف (قرطبی)۔ یعنی وھن کہتے ہیں خوف کی وجہ سے عزم کا کمزور ہو جانا۔

والله یحب الصابرین یعنی الصابرين على الجهاد (قرطبی)

یعنی اللہ تعالیٰ جہاد پر ثابت قدم رہنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔ علامہ ابو حیان نے اسے جمہور کا قول قرار دیا ہے۔(البحر المحیط)

۵ یہاں مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی اور غیرت دلائی ہے جنہوں نے احد میں کمزوری دکھلائی تھی حتی کہ بعض نے یہ کہہ دیا تھا کہ کسی کو بیچ میں ڈال کر ابوسفیان سے امن حاصل کر لیا جائے مطلب یہ کہ جب پہلی امتوں کے حق پرستوں نے مصائب وشدائد میں اس قدر صبر واستقلال کا ثبوت دیا تو اس امت کو جو خیر الامم ہے ان سے بڑھ کر صبر واستقامت کا ثبوت دینا چاہیے (تفسیر عثمانی)

یہ تقریر امام رازی رحمہ اللہ کی اس تقریر سے ملتی جلتی ہے۔واعلم انه تعالىٰ من تمام تأديبه قال للمنهزمين يوم احد ان لكم بالانبياء المتقدمين واتباعهم اسوة حسنه فلما كانت طريقة اتباع الانبياء المتقدمين الصبر على الجهاد وترك الفرار فكيف يليق بكم هذا الفرار والانهزام ؟(التفسير الكبير)

## آیت کے دو مطلب

تقریباً تمام بڑے مفسرین نے آیت کے دو مطلب بیان کئے ہیں:

۱ ماضی میں جہاد کے دوران کئی انبیاء اور ان کے اللہ والے ساتھی شہید ہوئے مگر ان کی شہادت کی وجہ سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باقی حق والوں نے جہاد میں کمزوری نہیں دکھائی بلکہ استقامت کے ساتھ جہاد کرتے رہے تو اے مسلمانو تم حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر پر کیوں بے ہمت ہو بیٹھے؟

❷ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جہاد کے دوران کوئی نبی شہید نہیں ہوئے (تفسیر کبیر، البحر الحیط، کشاف) تو مطلب یہ ہوا کہ ماضی کے اللہ والے اپنے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مل کر دشمنوں سے جہاد کرتے رہے پھر ان کو جو تکلیفیں اور مشکل حالات جہاد میں پیش آئے ان کی وجہ سے وہ کمزور نہیں ہوئے بلکہ استقامت کے ساتھ جہاد میں ڈٹے رہے پس اے مسلمانو تم بھی ان سے بڑھ کر جہاد میں ہمت اور استقامت کا مظاہرہ کرو۔

## نکتہ

شکست کے بعد عمومی طور پر وھن پیدا ہوتا ہے جس کا آسان ترجمہ کم ہمتی یعنی دل چھوڑ بیٹھنا اور شہادت کے شوق سے محروم ہو کر حب دنیا میں مبتلا ہونا اس وہن کی وجہ سے ضعف یعنی مسلمانوں کی قوت میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اور پھر استکانۃ کا مرحلہ آتا ہے کہ کافروں کے سامنے جھکنے کی نوبت پیش آ جاتی ہے۔ اسی لئے ان تینوں چیزوں سے بچنے کی تلقین کی گئی اور اس کا طریقہ "استغفار" بتایا گیا یعنی جان بچانے، ایک دوسرے پر الزام لگانے اور کافروں کے قدموں میں جھکنے کی بجائے فوراً اپنے گناہوں اور غلطیوں پر نظر کر لی جائے اور خوب سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کیا جائے اور اس سے مدد مانگی جائے تو انسان شکست سے پیدا ہونے والی ان تینوں بیماریوں سے بچ سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

علاج اگلی آیت میں مذکور ہے۔ یعنی ال عمران (۱۴۷)

ما استکانو! وہ جھکے اور دبے نہیں۔ اس لفظ کے معنی میں علامہ ابو حیان رحمہ اللہ نے چند اقوال نقل کئے ہیں۔

❶ ابن اسحاق ماقعد واعن الجهاد فی دینهم یعنی دین کی خاطر جہاد کرنے سے بیٹھ نہیں گئے۔

❷ وقال السدی ماذلوا یعنی جھکے نہیں۔

❸ وقال عطاء ماتضرعوا یعنی دشمنوں کے سامنے گڑ گڑائے نہیں۔

❹ وقال مقاتل مااستسلموا یعنی انہوں نے دشمنوں کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے تسلیم نہیں ہوئے۔

❺ وقال ابو العالیة ماجبنوا یعنی انہوں نے بزدلی نہیں دکھائی۔

❻ وقال المفضل ماخشعوا یعنی ڈرے اور گھبرائے نہیں

❼ وقال قتادة والربیع ماارتدوا عن نصرتهم دینهم ولکنهم قاتلوا علی ماقاتل علیه نبیهم حتی لحقوا بربهم یعنی وہ اپنے دین کی نصرت سے پھرے نہیں بلکہ اس چیز پر قتال کرتے رہے جس پر ان کے نبی نے قتال کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔ (البحر المحیط)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فائدہ

معلوم ہوا کہ

1. انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے راستے میں جنگ وقتال فرماتے تھے
2. صحابہ، اولیاء، علماء، فقہا بھی جہاد فرماتے تھے۔
3. جہاد کے دوران ان پر بھی سخت حالات، ظاہری شکست اور آزمائشیں آتی تھیں۔ ان تینوں امور پر غور کیا جائے تو جہاد کے خلاف اٹھائے جانے والے بہت سے وساوس کا جواب مل سکتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۴۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا

اور انہوں نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہا کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے اور جو ہمارے کام میں ہم سے

فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

زیادتی ہوئی ہے اور ہمارے قدم جمائے اور کافروں کی قوم پر ہمیں مدد دے

## خلاصہ

انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مل کر جن اللہ والوں نے جہاد کیا وہ غم پریشانی اور مصیبت کے وقت ایک طرف تو ثابت قدمی سے جہاد کرتے رہے اور دوسری طرف وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعائیں مانگتے رہے:

1. یا اللہ ہمارے گناہ معاف فرما۔
2. اس جہاد کے عمل میں ہم سے جو غلطیاں ہوئی ہیں وہ معاف فرما۔
3. ہمیں ثابت قدمی عطاء فرما۔
4. ہمیں دشمنوں پر غلبہ نصیب فرما۔

## نکتہ

پہلے گناہوں کی معافی مانگ کر پاکی حاصل کی اور اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑا پھر ثابت قدمی مانگ کر وفاداری کا اظہار کیا اور پھر دشمنوں پر غلبے کی دعاء مانگی۔ واللہ اعلم

## فائدہ

یعنی مصائب و شدائد کے ہجوم میں نہ گھبراہٹ کی کوئی بات کی نہ مقابلہ سے ہٹ جانے اور دشمن کی اطاعت قبول کرنے کا ایک لفظ زبان سے نکالا بولے تو یہی بولے کہ خداوندا ہم سب کی تقصیرات اور زیادتیوں کو معاف فرمادے اور ہمارے دلوں کو مضبوط و مستقل رکھ تاکہ ہمارا قدم جادۂ حق سے نہ لڑکھڑائے اور ہم کو کافروں کے مقابلہ میں مدد پہنچا۔ وہ سمجھے کہ بسا اوقات مصیبت کے آنے میں لوگوں کے گناہوں اور کوتاہیوں کو دخل ہوتا ہے اور ہم میں کون دعویٰ کرسکتا ہے کہ اس سے کبھی کوئی تقصیر نہ ہوئی ہوگی۔ بہر حال بجائے اس کے کہ مصیبت سے گھبرا کر مخلوق کی طرف جھکتے اپنے خالق و مالک کی طرف جھکے (تفسیر عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فائدہ

آیت سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

❶ جہاد میں شکست اور مصیبت کے وقت عام لوگوں کو جان کی فکر پڑ جاتی ہے مگر مخلص اللہ والے مجاہدین کو ایمان کی فکر لگ جاتی ہے اور وہ استغفار کرنے لگتے ہیں۔

❷ جہاد میں شکست کے وقت عام لوگ دنیوی سہارے ڈھونڈتے ہیں مگر مخلص مجاہدین اللہ تعالیٰ کے سامنے جھولی پھیلا کر اس کا سہارا مانگتے ہیں۔

❸ جہاد میں شکست کے وقت عام لوگ ایک دوسرے کی غلطیاں اچھالنے لگتے ہے جبکہ مخلص اللہ والوں کی نظر فوراً اپنے گریبان پر پڑتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگنے لگ جاتے ہیں۔

❹ جہاد میں شکست کے وقت عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اب ہم کبھی دشمن پر غالب نہیں آسکتے مگر مخلص مجاہدین اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں اور انہیں امید ہوتی ہے کہ وہ دشمن پر غالب آسکتے ہیں چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ سے اسکی دعاء کرتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## دعاء

ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔ (آمین یا رب العلمین)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ آل عمران مدنیۃ آیت ۱۴۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۗ وَاللّٰهُ

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا کا ثواب اور آخرت کا عمدہ بدلہ دیا اور اللہ تعالیٰ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾

نیک کاموں کو پسند کرتا ہے

**خلاصہ**

ان کی اس استقامت اور دعاء کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا کا بھی بدلہ دیا یعنی فتح و کامیابی اور آخرت کا بھی عمدہ بدلہ دیا یعنی ثواب اور جنت اور اللہ تعالیٰ کو ایسے محسنین سے محبت ہے۔

**فائدہ**

یعنی دنیا میں ان کی فتح و ظفر کا سکہ بٹھا دیا وجاہت و قبول عطاء کیا اور آخرت کا جو بہترین ثواب ملا اس کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ دیکھو جو لوگ خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ ٹھیک رکھیں اور نیک کام کریں ان سے خدا ایسی محبت کرتا ہے اور ایسا پھل دیتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ثواب الدنيا يعني النصر والظفر على عدوهم (قرطبی)

دنیا کے ثواب سے مراد دشمنوں کے مقابلے میں نصرت اور فتح ہے۔

**فائدہ**

پھر (اللہ تعالیٰ) ان کی سعی اور کوشش کا نتیجہ ذکر کر کے رغبت دلاتا ہے کہ خدا نے انکو دنیا میں عمدہ بدلہ دیا مخالفوں کی حکومت اور ملک اور عمدہ باغ اور مکان سب اہل حق کو دیئے چنانچہ یوشع بن نون علیہ السلام کے عہد میں بنی اسرائیل نے ملک شام لیا اور خدا انکو آخرت میں بھی اچھا بدلہ دے گا بلکہ دے دیا وہاں ان کے لئے وہ کچھ ہے جس کا بیان (کماحقہ ممکن) نہیں۔ (تفسیر حقانی)

واللہ یحب المحسنین اور اللہ تعالیٰ محسنین سے محبت فرماتا ہے علامہ ابوحیان رحمہ اللہ نے یہاں "المحسنین" کے دو معنی بیان فرمائے ہیں۔

❶ وھو من احسن مابینہ وبین ربہ فی لزوم طاعتہ. جو اللہ تعالیٰ کی پکی فرمانبرداری کے ذریعہ اس کے ساتھ اپنا معاملہ ٹھیک کرلے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❹ او من ثبت فی القتال مع نبیه حتی یقتل او یغلب یا محسن۔ سے مراد وہ ہے جو اپنے نبی کے ساتھ جہاد میں ڈٹا رہے یہاں تک کہ شہید ہو جائے یا غالب ہو جائے۔ (البحر المحیط)

**عجیب نکتہ**

آیت کے الفاظ پر ذرا غور کر لیا جائے ”دنیا“ کے ساتھ محض ”ثواب“ (نتیجہ عمل یا معاوضہ) کا لفظ ہے اور ”آخرت“ کے ساتھ ”حسن ثواب“ کا۔ حسن تو آخرت ہی کے ساتھ مخصوص ہے دنیا غریب کی قسمت میں حسن کہاں؟ یہاں تو نری نمائش ہی نمائش رہتی ہے۔ (تفسیر ماجدی)

**نکتہ**

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

انہوں نے جب اپنے ”مسیئی“ یعنی گناہگار ہونے کا اعتراف کیا اور اللہ پاک سے معافی مانگی ربنا اغفر لنا ذنوبنا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ”محسنین“ نیکوکار قرار دے دیا گویا کہ اللہ پاک نے فرمایا جب تم نے اپنی برائی اور عاجزی کا اعتراف کر لیا تو میں نے تمہیں اپنا محسن اور اپنا محبوب قرار دے دیا پس بندہ اللہ تعالیٰ تک ذلت، مسکنت اور عاجزی کے حقیقی اظہار ہی کے ذریعہ پہنچ سکتا ہے۔ (التفسیر الکبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سورۃ آل عمران مدنیۃ آیت ۱۴۹، ۱۵۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى

اے ایمان والو اگر تم کافروں کا کہا مانو گے تو وہ تمہیں الٹے پاؤں

اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ

پھیر دیں گے پھر تم نقصان میں جا پڑو گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے اور وہ

خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾

بہترین مدد کرنے والا ہے

### خلاصہ

ظاہری شکست کے اس موقع کا فائدہ اٹھا کر تمہارے دشمن کفار و منافقین تمہیں غلط راستے پر لیجانے کی کوشش کریں گے۔ تم ان کی بات نہ مانو ورنہ سخت خسارہ اٹھاؤ گے۔ تمہیں کسی سے تعاون مانگنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و مددگار ہے اور اسی کی مدد سب سے بہتر ہے۔

### ربط

شکست کے موقع پر ہمت بندھانے کے لئے ماضی کے اللہ والے مجاہدین کا تذکرہ ہوا اب گمراہی سے بچنے کے لئے اس بات کی ہدایت دی جا رہی ہے کہ تم ماضی کے اللہ والے مجاہدین کے طریقہ پر چلو اور کافروں کی بات نہ مانو۔ ایسے مواقع پر کفار و منافقین مسلمانوں کو دین سے اور جہاد سے پھیرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

### تفسیری اقوال

① واعلم ان هذه الاية من تمام الكلام الاول وذلك لان الكفار لما ارجفوا ان النبي صلى الله عليه وسلم قد قتل ودعا المنافقون بعض ضعفة المسلمين الى الكفر منع الله المسلمين بهذه الاية عن الالتفات الى كلام اولئك المنافقين. یعنی یہ آیت پچھلے کلام کا تتمہ ہے اور وہ اس طرح کہ جب کفار نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کا اعلان کر کے خوف پھیلا دیا اور منافقین نے بعض کمزور مسلمانوں کو کفر اختیار کرنے کی دعوت دی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مسلمانوں کو منافقین کی باتوں کی طرف توجہ کرنے سے روک دیا (التفسیر الکبیر)

ان تطيعوا الذين كفروا اگر تم نے کافروں کی اطاعت کی۔ یہاں کافروں سے کون مراد ہے۔ امام رازی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رحمہ اللہ نے چار اقوال ذکر فرمائے ہیں۔

❶ مراد ابوسفیان ہیں کیونکہ وہ اس دن کافروں کے سردار تھے۔ (اور شکست کے وقت مسلمانوں کو ترغیب دی جا رہی تھی کہ عبداللہ بن ابی منافق کو بیچ میں ڈال کر ابوسفیان سے امان لے لی جائے تو منع فرما دیا گیا کہ ابوسفیان کے سامنے نہ جھکو۔)

❷ کفروا سے مراد عبداللہ بن ابی اور اس کے منافق ساتھی ہیں، یہی لوگ کمزور دل مسلمانوں کے دلوں میں شبہات ڈال رہے تھے اور کہہ رہے تھے اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رسول ہوتے تو ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش نہ آتا وہ (نعوذ باللہ) عام آدمی ہیں کبھی فتح حاصل کرتے ہیں اور کبھی شکست اس لئے تم لوگ واپس اپنے دین کی طرف لوٹ آؤ۔

❸ اس سے مراد یہودی ہیں۔ کیونکہ مدینہ میں یہودیوں کا ایک ایسا گروہ موجود تھا جس کے افراد مسلمانوں کے دلوں میں شبہات ڈالتے رہتے تھے خصوصاً غزوہ احد کے واقعہ کے بعد۔

❹ زیادہ درست بات یہ ہے کہ اس سے تمام کافر مراد ہیں اور یہ جو ان کی بات نہ ماننے کا حکم دیا گیا ہے تو یہ عام نہیں ہے کہ ہر بات نہ مانی جائے بلکہ یہ خاص ہے کہ وہ دین اسلام اور جہاد کے خلاف جو باتیں کرتے ہیں وہ نہ مانی جائیں۔ (مستفاد از تفسیر کبیر)

بل اللہ مولکم بلکہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا مددگار ہے۔

والمعنیٰ انکم تطیعون الکفار لینصروکم ویعینوکم علی مطالبکم وھذا جھل لانھم عاجزون متحیرون، والعاقل یطلب النصرۃ من اللہ تعالیٰ لانہ الذی ینصرکم علی العدو ویدفع عنکم کیدہ۔ (التفسیر الکبیر)

مطلب یہ ہے کہ تم کافروں کا کہنا اس لئے مانتے ہو تا کہ وہ تمہاری مدد کریں اور تمہارے مقاصد میں تمہاری اعانت کریں تو یہ جہالت کی بات ہے کیونکہ کافر خود عاجز و بے بس ہیں، عقلمند آدمی تو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگتا ہے کیونکہ صرف وہی دشمنوں کے مقابلے میں تمہاری مدد کرتا ہے اور تم سے ان کے شر کو دور کرتا ہے۔

خیر الناصرین ("اللہ تعالیٰ کی مدد سب سے بہتر ہے")

اللہ تعالیٰ کی مدد بہتر ہے کئی وجوہ سے۔

❶ تم جو کچھ بھی چاہتے ہو اس میں تمہاری مدد پر صرف اللہ تعالیٰ ہی قادر ہے۔

❷ اسی کے پاس علم حقیقی ہے بس تمہارا پکارنا اور گڑگڑانا اس سے کسی حال میں مخفی نہیں رہتا۔

❸ وہ ایسا کریم ہے جو سخاوت کرنے میں بخل نہیں فرماتا۔

❹ وہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ تمہاری مدد کرتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا بندوں میں سے کوئی ایسا ہے جس میں یہ ساری صفات ہوں؟ بالکل نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی مدد ہی بہترین ہوئی۔ (مستفاد من التفسیر الکبیر)

## اقوال وحوالے

❶ **کلام برکت**

یعنی اس جنگ میں جو مسلمانوں کے دل ٹوٹے تو کافروں نے اور منافقوں نے وقت (یعنی موقع) پایا بعضے الزام (یعنی طعنے) دینے لگے۔ بعضے خیر خواہی کے پردے میں سمجھانے لگے تا (کہ) آگے لڑائی پر دلیری نہ کریں (یعنی یہ سب کچھ اس لئے کر رہے تھے تاکہ مسلمان آئندہ جہاد پر دلیری نہ کریں) حق تعالیٰ خبردار کرتا ہے کہ دشمن کا فریب نہ کھاؤ (موضح القرآن)

معلوم ہوا کہ کافر و منافق ایسے موقع کی تاک میں رہتے ہیں کہ کب مسلمان مجاہدین کو شکست ہو تو وہ اسلام اور جہاد کے خلاف حتمی شور شرابا شروع کریں۔ اس لئے مسلمانوں کو سمجھا دیا گیا کہ اگر ظاہری شکست کا حادثہ ہو جائے تو پھر کافروں کے شور شرابے اور ان کی باتوں سے اپنے کان بالکل بند کرلیں اور ماضی کے اولوالعزم مجاہدین کے قصے یاد کریں اور اللہ پاک کے حضور خوب خوب استغفار کریں یوں شکست کے اثرات سے ابھرنا آسان ہو جائے گا۔ واللہ اعلم

❷ غرض کسی طرح (یہ کافر) تمہارے دوست نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا دوست اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے پس اسی کی دوستی پر اکتفا کرو اور اسی کو مددگار سمجھو دوسرا مخالف اگر نصرت کی بھی تدبیر بتلا دے خلاف حکم خداوندی عمل مت کرو (بیان القرآن)

❸ أعداء حق اس موقعے سے فائدہ اٹھا کر تمہیں ایسی راہ لگانا چاہتے ہیں کہ راہ حق سے بے دل ہو جاؤ وہ تمہیں دشمنوں کی کثرت و طاقت کے افسانے سنا کر مرعوب کرنا چاہتے ہیں لیکن اگر تم راہ حق میں ثابت قدم رہے اور انسانی طاقتوں کی جگہ اللہ تعالیٰ کی کارسازی و رفاقت پر بھروسہ رکھا تو وہ وقت دور نہیں جب تمہاری ہیبت سے ان کے دل کانپ اٹھیں گے۔ (ترجمان القرآن)

❹ بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے اور اسکی مدد سب سے بہتر ہے لہٰذا اسی کا کہنا ماننا چاہیے اور اسی کی مدد پر بھروسہ رکھنا چاہیے جسکی مدد پر خدا ہو اس کو کیا حاجت ہے کہ دشمنان خدا کی مدد کا منتظر رہے یا ان کے سامنے گردن اطاعت خم کرے۔ حدیث میں ہے کہ احد سے واپسی کے وقت ابوسفیان نے "ھبل" کی جے پکاری اور کہا "لنا العزى ولا عزى لكم" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جواب دو "الله مولانا ولا مولىٰ لكم" (تفسیر عثمانی)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۵۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا

اب ہم کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دیں گے اس لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا جس کی

لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا ۖ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ ﴿١٥١﴾

اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا وہ بہت برا ٹھکانا ہے

### خلاصہ

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا مولیٰ ہے اور اسکی مدد ہی ''بہترین'' ہے چنانچہ اس نے اپنی خاص مدد کے ذریعے کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔ (یہ وہ نصرت ہے جو کوئی اور نہیں کر سکتا) کافروں پر یہ رعب اس لئے ڈالا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور چیزوں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ شرک کرنا ظلم ہے پس ایسے ظالموں کو جہنم کے برے ٹھکانے میں ڈال دیا جائے گا۔ (معلوم ہوا کہ عقیدہ توحید سے قوت پیدا ہوتی ہے اور شرک کی وجہ سے دل کمزور ہو جاتا ہے۔)

### ربط

❶ اعلم أن هذه الاية من تمام ماتقدم ذكره فانه تعالىٰ ذكر وجوها كثيرة في الترغيب في الجهاد وعدم المبالاة بالكفار ومن جملتها ماذكر في هذه الاية انه تعالىٰ يلقي الخوف في قلوب الكفار (التفسير الكبير)

یہ آیت پچھلے مضمون کا تتمہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینے اور انہیں کافروں کی اطاعت سے بچانے کے لئے کئی باتیں ارشاد فرمائیں جن میں سے ایک کا ذکر اس آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے دل میں خوف ڈال دے گا۔ (پس مسلمان جہاد میں ڈٹے رہیں اور کافروں کی باتوں اور طاقت کی پرواہ نہ کریں)

❷ اوپر (پچھلی آیت میں) اللہ تعالیٰ کا مولیٰ اور ناصر ہونا مذکور تھا آگے (اس آیت میں) ایک واقعہ سے اس کا اثبات ہے۔ (بیان القرآن)

### اقوال وحوالے

❶ علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے آیت کے شان نزول میں دو قول ذکر فرمائے ہیں:

اول: لما ارتحل ابوسفيان والمشركون يوم أحد متوجهين نحو مكة الخ یعنی جب ابوسفیان اور باقی مشرکین احد کے دن مکہ کی طرف واپس لوٹے تو راستے میں انہیں ندامت ہوئی اور وہ آپس میں کہنے لگے یہ تم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے کیا کیا؟ تم نے مسلمانوں کو مارا اور جب ان کا لشکر بکھر گیا اور ان میں دم نہیں رہا تو تم لوٹ آئے اب واپس چلو اور چل کر ان کا مکمل خاتمہ کردو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ بے ہمت ہو کر لوٹ گئے راستے میں انکو ایک بدو ملا تو اس کو کچھ اُجرت دیکر کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کو ڈرا دینا کہ ہم واپس حملہ کرنے آرہے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حالات کی خبر دی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ حمراء الاسد تک جا پہنچے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

دوم: وقیل ان الایة نزلت فی یوم الأحزاب اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت غزوۂ احزاب کے بارے میں نازل ہوئی۔ (روح المعانی)

❷ امام رازی رحمہ اللہ نے اس پر بحث فرمائی ہے کہ "القاء رعب" یعنی رعب ڈالنے کا یہ وعدہ غزوۂ احد کے ساتھ خاص تھا یا یہ وعدہ عام ہے۔ بعض مفسرین اسے غزوۂ احد کے ساتھ خاص قرار دیتے ہیں جبکہ دیگر حضرات کے نزدیک یہ وعدہ عام ہے۔

والقول الثاني: أن هذا الوعد غير مختص بيوم احد بل هو عام قال القفال رحمه الله: كانه قيل انه ان وقعت لكم هذه الواقعه في يوم احد الا ان الله تعالىٰ سيلقي الرعب منكم بعد ذلك في قلوب الكافرين حتي يقهر الكفار ويظهر دينكم علي سائر الاديان وقد فعل الله ذلك حتي صار دين الاسلام قاهرا لجميع الاديان والملل ونظير هذه الاية قوله عليه السلام "نصرت بالرعب مسيرة شهر"

قفال رحمہ اللہ فرماتے ہیں: گویا کہ اس آیت میں فرمایا گیا کہ احد کے دن تو تمہارے ساتھ یہ (آزمائش والا) واقعہ ہو گیا مگر اب اللہ تعالیٰ اسکے بعد تمہارا رعب کافروں کے دلوں میں ڈال دے گا یہاں تک کہ کافروں کو مغلوب فرما دے گا۔ اور تمہارے دین کو تمام ادیان پر غالب فرما دے گا اور اللہ پاک نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ دین اسلام تمام قوموں اور ادیان پر غالب آگیا اور اس آیت کی نظیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔ مجھے ایک ماہ کی مسافت سے طاری ہونے والے رعب کے ذریعہ مدد دی گئی۔ (التفسیر الکبیر)

اردو مفسرین میں سے بڑے اہل تحقیق حضرات کی رائے بھی یہی ہے کہ رعب کا یہ وعدہ عام ہے غزوۂ احد کے فوراً بعد بھی اس کا ظہور ہوا کہ مشرکین واپس نہ آسکے اور پھر آئندہ بھی اس وعدہ کا ظہور ہوتا رہا ملاحظہ فرمائیے چند عبارتیں:

☆ ہم کفار کے دل میں کفر کی شامت سے رعب ڈال دیں گے، ان کا کروفر ظاہری کچھ کام نہ آوے گا چنانچہ اس پیشن گوئی کے مطابق واقع ہوا روم اور ایران کے جرار سپاہ کے دل میں صحابہ کا رعب ڈال دیا گیا جو کملی پوش اور بے سروسامان تھے۔ (تفسیر حقانی)

☆ دشمنان دین کے دلوں میں القاء رعب یا ہیبت حق کے معجزانہ ظہور کی ایک یادگار مثال تاریخ کے صفحات میں یوں محفوظ ہے کہ معرکۂ احد میں جب آخری فتح بظاہر مشرکین مکہ کو ہو گئی تو اب قدرتی نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ وہ لوگ دیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے شہر مدینہ پر چڑھ دوڑتے فاصلہ اب رہ ہی کتنا گیا تھا لیکن ہمت اس کی انہیں کسی طرح نہ پڑی بلکہ الٹے انہیں واپس جاتے ہی بنی۔ اور تعاقب اس کے برعکس خود "شکست خوردہ" مسلمانوں نے اپنے بے مثل و بے مثال سالار لشکر کے ماتحت مدینہ سے آٹھ میل دور "حمراء الاسد" تک کیا یہاں تین دن تک مسلمانوں کا کیمپ رہا اور لگے ہاتھوں غنیم (یعنی دشمن) کا ایک آدمی بھی گرفتار کرتے لائے۔ (تفسیر ماجدی)

☆ مشرک خواہ کتنا ہی زور دکھلائے اس کا دل کمزور ہوتا ہے کیونکہ وہ کمزور مخلوق کی عبادت کرتا ہے بس جیسا معبود ویسے عابد ضعف الطالب والمطلوب (الحج) اور ویسے بھی اصلی زور و قوت تو فی الحقیقت خدا کی تائید و امداد سے ہے جس سے کفار مشرکین یقینا محروم ہیں۔ اس لئے جب تک مسلمان مسلمان رہے۔ ہمیشہ کفار ان سے خائف و مرعوب رہے بلکہ ہم آج تک مشاہدہ کرتے ہیں کہ باوجود مسلمانوں کے سخت انتشار و تشتت اور ضعف و تنزل کے دنیا کی تمام کافر طاقتیں اس سوئے ہوئے زخمی شیر سے ڈرتی رہتی ہیں، اور ہمیشہ فکر رکھتی ہیں کہ یہ قوم بیدار ہونے نہ پائے علمی اور مذہبی مناظروں میں بھی اسلام کا یہی رعب مشاہدہ کیا جاتا ہے، حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا رعب ایک مہینہ کی مسافت سے دشمنوں کے دل میں ڈال دیا جاتا ہے، بے شک اسی کا اثر ہے جو امت کو ملا فللّٰہ الحمد علی ذلک ولہ المنۃ (تفسیر عثمانی)

## نکتہ

آج بھی جو مسلمان کافروں کی فرمانبرداری نہیں کرتے اور صرف اللہ تعالیٰ کو اپنا مولیٰ اور مالک مانتے ہیں اور اسی کی بہترین مدد پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ ان مسلمانوں کا رعب دنیا بھر کے اسلام دشمن کافروں کے دلوں پر چھایا ہوا ہے۔ اور خود کو "بڑی طاقت" سمجھنے والے ان بوریا نشین مسلمانوں سے لرزہ براندام ہیں۔

## کلام برکت

یعنی وہ (کافر) چور ہیں اللہ تعالیٰ کے اور چور کے دل میں ڈر ہوتا ہے اس واسطے ان کے دل میں اللہ تعالیٰ ہیبت ڈالے گا (موضح القرآن)

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ رعب کی اصل وجہ کفر و شرک ہے جو قیامت تک قائم ہے اس لئے قیامت تک کے کافروں کے دلوں میں اصلی اور سچے مسلمانوں کا رعب ہوتا ہے اور اس رعب کی وجہ سے وہ کمزور ہوتے ہیں پس مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی اس بہترین نصرت کا فائدہ اٹھانا چاہیے (واللہ اعلم)

## فائدہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی رعب نصیب فرمایا۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایسی کئی احادیث ذکر فرمائی ہیں جن میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے "پر عظمت رعب" کا تذکرہ ہے شائقین وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۵۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا

اور اللہ تعالیٰ تو اپنا وعدہ تم سے سچا کر چکا جب تم اسکے حکم سے انہیں قتل کرنے لگے یہاں تک کہ جب

فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ

تم نے بزدلی کی اور کام میں جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی بعد اسکے کہ تم کو دکھادی

مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ

وہ چیز جسے تم پسند کرتے تھے بعض تم میں سے دنیا چاہتے تھے اور بعض تم میں سے

الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ

آخرت کے طالب تھے پھر تمہیں ان سے پھیر دیا تاکہ تمہیں آزمائے اور البتہ تحقیق تمہیں اس نے معاف کر دیا ہے

وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر فضل والا ہے

### خلاصہ

منافق تمہیں جنگ احد کی شکست یاد دلا کر ڈرا رہے ہیں تا کہ آئندہ دشمنوں کے مقابلہ کی جرأت نہ کرو لیکن تم اچھی طرح جانتے ہو کہ احد کے میدان میں جو کچھ پیش آیا اسکی حقیقت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا وعدۂ نصرت اس موقع پر بھی پورا ہوا تھا تم انہیں خوب قتل کر رہے تھے اور دشمنوں کے قدم اکھڑ گئے تھے لیکن جب تم نے عین حالت جنگ میں حکم رسول کی نافرمانی کی اور اسکی وجہ سے تم میں نزاع اور کمزوری پیدا ہوگئی تو میدان جنگ کا نقشہ پلٹ گیا اور فتح ہوتے ہوتے شکست ہوگئی پس یہ جو کچھ ہوا دشمنوں کی طاقت وکثرت سے نہیں ہوا جس سے منافق تمہیں ڈرا رہے ہیں۔ بلکہ تمہارے حالات کی وجہ سے ہوا۔ مگر اب اللہ پاک نے تمہیں معاف فرما دیا ہے اور بے شک وہ ایمان والوں پر بہت فضل فرمانے والا ہے۔ (مفہوم ترجمان القرآن)

### شان نزول

❶ لما رجع رسول الله صلي الله عليه وسلم الي المدينة بعد أحد وقد اصيبوا قال بعضهم لبعض من اين اصابنا هذا وقد وعدنا الله النصر فنزلت هذه الاية وذلك انهم قتلوا صاحب لواء المشركين وسبعة نفر منهم بعده علي اللواء وكان الظفر ابتداء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

للمسلمين غير انهم اشتغلوا بالغنيمة وترك بعض الرماة ايضا مركزهم طلباً للغنيمة فكان ذلك سبب الهزيمة (قرطبی).

یعنی غزوۂ احد کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو مسلمانوں کو اس جنگ میں کافی مصائب پہنچے تھے تو وہ آپس میں کہنے لگے ہم پر یہ حالات کیسے آئے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو ہم سے نصرت کا وعدہ فرمایا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس جنگ کے آغاز میں مسلمانوں نے مشرکین کے آٹھ علم بردار یکے بعد دیگرے قتل کر دیئے تھے اور شروع میں مسلمانوں کو فتح مل گئی تھی مگر پھر وہ مال غنیمت جمع کرنے میں مشغول ہو گئے اور بعض تیر اندازوں نے اپنا مرکز (جس پر انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین فرمایا تھا۔) غنیمت جمع کرنے کے لئے چھوڑ دیا تو یہ شکست کا سبب بن گیا۔

❷ پہلی آیت میں تھا کہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور وہ فتح دینے والا ہے اور تیز پہلے عموماً اسلام کی ترقی اور ظہور کا وعدہ دیا گیا تھا اس پر احد میں شکست سی واقع ہوئی تو مدینہ میں آ کر بعض منافق مسلمانوں سے کہنے لگے لو صاحب! اچھا وعدہ خدا نے پورا کیا ارے میاں ایسے وعدوں کا کیا اعتبار ہے؟ ان آیتوں میں خدا تعالیٰ نے جواب دیا کہ اس نے تو تم سے اپنا وعدہ پورا کر دیا تھا کہ تم نے تو اول ہی حملہ میں کفار کی جماعت کو تہ تیغ کر کے بھگا دیا مگر تم نے خود نافرمانی کر کے یہ مصیبت سر پر لی (تفسیر حقانی)

### وعدہ کیا تھا؟

ولقد صدقكم الله وعده اور اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا یہ وعدہ کیا تھا اور کب ہوا تھا؟ اس بارے میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں۔

❶ یہ وعدہ اس آیت میں کیا گیا تھا۔

بلى ان تصبروا وتتقوا ويأتوكم من فورهم هذا يمددكم ربكم۔ (آل عمران۔ ۱۲۵)

اس میں شرط تھی کہ اگر تم استقامت اور تقویٰ پر قائم رہے تو اللہ پاک تمہاری نصرت فرمائے گا ابتداء میں یہ نصرت ہوئی اور وعدہ سچا ہوا مگر جب شرط پر عمل نہ رہا تو نصرت اٹھ گئی۔ (روح المعانی، تفسیر کبیر)

❷ یہ وعدہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ادا ہوا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیر اندازوں کو گھاٹی پر مقرر کر کے ارشاد فرمایا۔ فلن نزال غالبين ماثبتم مكانكم ہم برابر اپنے دشمنوں پر غالب رہیں گے جب تک تم لوگ اپنی جگہ ڈٹے رہو گے۔ (ان کے ڈٹے رہنے تک وعدہ پورا ہوا۔) (تفسیر کبیر، روح المعانی)

❸ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مینڈھا ذبح فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کو سچا فرما دیا اور وہ اس طرح کہ مشرکین کا علمبردار طلحہ بن عثمان مارا گیا اور اس کے بعد نو مزید علمبردار بھی مارے گئے۔ تو وعدہ سچا ہونے سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سچا ہوتا ہے (تفسیر کبیر)

❹ یہ وعدہ سورۃ الحج کی اس آیت میں ہے ولینصرن اللہ من ینصرہ (الحج ۴۰) یہ وعدہ بھی مشروط ہے۔ (تفسیر کبیر)

❺ پچھلی آیت میں فرمایا سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب کہ ہم کافروں کے دل میں رعب ڈال دیں گے یہ وعدہ تھا اور ابتداء میں وہ لوگ مرعوب ہوکر بھاگ گئے تھے۔ (تفسیر کبیر)

## شانِ صحابہ

❶ اس آیت سے صحابہ کے حال پر بڑی عنایت معلوم ہوئی کہ عتاب (تنبیہ) میں بھی چند در چند (کئی ایک) تسلیاں فرمائیں۔ ایک یہ کہ سزا نہ تھی بلکہ اس میں بھی تمہاری مصلحت تھی (لیبتلیکم) پھر مواخذہ (آخرت کی پکڑ) سے بے فکر کردیا (ولقد عفا عنکم) چونکہ ظاہر ہے کہ ایسے حضرات جو ایسی عنایات (یعنی مہربانیوں) کے مورد ہوں طالب دنیا نہیں ہوسکتے اس لئے یرید الدنیا میں دنیا کا مراد بالذات ہونا مراد نہیں ہوسکتا (یعنی دنیا برائے دنیا ان کا مطلوب نہیں تھی بلکہ دنیا برائے آخرت مطلوب تھی تاکہ مال جمع کرکے کفار کو نقصان پہنچائیں اور اس مال کے ذریعہ آئندہ جہاد میں قوت حاصل کریں) اور اس پر قرینہ عقلی بھی ہے وہ یہ کہ اگر یہ حضرات غنائم کو جمع نہ بھی کرتے تب بھی حسب قانون شریعت، شریک و مستحق غنیمت یقیناً تھے اس سے معلوم ہوا کہ اس میں بھی آخرت ہی مقصود تھی کہ حفاظت مورچہ کا ثواب حاصل کرکے اب ترہیب وتخریب کفار (یعنی کافروں کو ڈرانے اور انہیں تباہ کرنے) کا ثواب بھی لیں اسی لئے بعض اقطاب نے اس آیت میں فرمایا منکم من یرید الدنیا للآخرۃ ومنکم من یرید الآخرۃ الصرفۃ (یعنی کچھ تم میں سے دنیا چاہتے تھے آخرت کی خاطر اور کچھ تم میں سے صرف آخرت کے طلبگار تھے) مگر چونکہ طریق ثواب کا نص (حکم) کے خلاف تھا اس لئے محمود (پسندیدہ) نہ ہوا (بیان القرآن)

❷ کفار کا نشانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تھی، اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد و پیش جمع ہوگئی دشمن تیر پر تیر چلاتے ہیں مگر کیا مجال ہے کہ ایک مسلمان بھی اپنی جان بچانے کی خاطر وہاں سے ہٹ جائے ایک آہنی دیوار ہے کہ اپنی جگہ پر قائم ہے، ایک شخص تلوار کا وار کرتا ہے تو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا ہاتھ کٹوا لیتے ہیں مگر اس ذات اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) پر آنچ نہیں آنے دیتے۔ ابن قمیہ آگے بڑھتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کردے، مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمبردار درمیان میں حائل ہوجاتے ہیں اور خود شہید ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نثار کردیتے ہیں۔ ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار کی جانب پشت کرکے کھڑے ہیں کہ اس وجود مقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے ڈھال بن جائیں، جو تیر ان کو لگتا ہے وہ نکال کر اپنے ہمراہی کو دیتے ہیں کہ اسی سے دشمن کو نشانہ بنایا جائے اللہ اکبر! اگر یہ مصیبت نہ آتی اور کفار یوں رسول اللہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ نہ کرتے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خوبیوں کا دنیا کو کیا پتہ لگتا۔ (تفسیر الفرقان)

❸ اس میں بتایا جاتا ہے کہ جب تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی تو تم کو ان سے ہٹا دیا کہ اب خدائے قدوس تمہیں امتحان میں مبتلا کرے؛ اور اسکی صورت یہ ہوئی کہ جب کفار نے تیراندازوں کی جگہ کو خالی پایا اور ان کی زد سے محفوظ ہو گئے تو لوٹ کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے بھی ابتلاء تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ تم میں جو بہترین افراد ہیں ان کے فضائل و کمالات کا اظہار ہو اور دنیا دیکھ لے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کسی کو جانثار اور فداکار نصیب نہیں ہوئے (تفسیر الفرقان)

## فائدہ

آزمائش کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ مخلص اور غیر مخلص مؤمن اور منافق اور پکے اور کچے کی چھانٹی ہو جائے۔ (مستفاد من عثمانی)

## فائدہ

حتی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر وعصیتم گویا فشل کا سبب تنازع اور تنازع کا سبب عصیان تھا (تفسیر عثمانی) یعنی کم ہمتی اور بزدلی آپس کے اختلاف کی وجہ سے پیدا ہوئی اور آپس کا اختلاف حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے پیدا ہوا۔

## دعاء

اللهم يا ذاالفضل العظيم نسئلك من فضلك ورحمتك آمين يا ذاالفضل العظيم.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ آل عمران مدنیۃ آیت ۱۵۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي

جس وقت تم چڑھے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہیں تمہارے پیچھے سے

أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ

پکار رہے تھے سو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کی پاداش میں غم دیا بسبب غم دینے کے تاکہ تم مغموم نہ ہوا اس پر جو ہاتھ سے نکل گئی

وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٥٣﴾

اور نہ اس پر جو تمہیں پیش آئی اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے اس چیز سے جو تم کرتے ہو

## خلاصہ

اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور تمہیں معاف فرمادیا جب تم بے تحاشا بھاگ رہے تھے اور پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھ رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں پیچھے سے پکار رہے تھے تب تم پر غموں کی بوچھاڑ ہوئی تاکہ تم آئندہ کے لئے مضبوط ہو جاؤ۔

## اقوال و حوالے

❶ یعنی تم بھاگ کر پہاڑوں جنگلوں کو چڑھے جا رہے تھے اور گھبراہٹ میں پیچھے مڑ کر بھی کسی کو نہ دیکھتے تھے۔ اس وقت خدا کا پیغمبر بدستور اپنی جگہ کھڑا ہوا تم کو اس قبیح حرکت سے روکتا تھا اور اپنی طرف بلا رہا تھا۔ مگر تم تشویش واضطراب میں آواز کہاں سننے والے تھے۔ آخر جب کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلائے تب لوگوں نے سنا اور واپس آکر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے۔ فاثابکم غما بغم یعنی تم نے رسول کا دل تنگ کیا اس کے بدلے تم پر تنگی آئی۔ غم کا بدلہ غم ملا تاکہ (ک) آگے کو یاد رکھو کہ ہر حالت میں رسول کے حکم پر چلنا چاہیے خواہ کوئی نفع کی چیز مثلاً غنیمت وغیرہ ہاتھ سے جائے یا کچھ بلا سامنے آئے۔ (تفسیر عثمانی)

## تنبیہ

اکثر مفسرین نے فاثابکم غما بغم کے معنی یوں کئے ہیں کہ خدا نے تم کو غم پر غم دیا۔ یعنی ایک غم تو ابتدائی فتح و کامیابی کے فوت ہونے کا تھا دوسرا اپنے آدمیوں کے مارے جانے اور زخمی ہونے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر شہادت مشہور ہونے سے پہنچا بعض نے یہ مطلب لیا ہے کہ فتح و کامرانی کے فوت ہونے غنیمت کے ہاتھ سے نکل جانے اور نقصان جانی و بدنی اٹھانے کا جو غم تھا اس کے عوض میں ایک ایسا بڑا غم دے دیا گیا جس نے پہلے سب غموں کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بھلا دیا۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتول ہونے کی افواہ اس غم کی شدت میں آگے پیچھے کا کچھ ہوش نہ رہا حتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بھی نہ سنی۔ جیسا کہ ایکطرف ہمہ تن ملتفت ہونے کے وقت دوسری طرف سے ذہول وغفلت پیش آجاتی ہے (تفسیر عثمانی)

❷ والرسول یدعوکم اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں پکار رہے تھے کان یقول الی عباد اللہ انا رسول اللہ من کر فله الجنة. یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ میری طرف آؤ اے اللہ کے بندو! میں اللہ کا رسول ہوں جو واپس میدان میں آئے گا اس کے لئے جنت کا وعدہ ہے۔ (تفسیر کبیر)

❸ "والرسول یدعوکم رسول اسلام علیہ الصلوۃ والسلام علاوہ اپنے دوسرے کمالات وفضائل کے ہمت وشجاعت میں بھی منفرد و بے عدیل تھے حال کے ایک مسلمان جنگی مورخ کے الفاظ ہیں:

اس پورے معرکہ (احد) میں اسلامی جھنڈا کسی وقت بھی سرنگوں نہیں ہوا، جھنڈے کو اونچا رکھنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی حفاظت کے لئے غزوہ احد میں مجاہدین نے جس جانبازی وایثار کا ثبوت دیا، وہ ابد تک یادگار رہے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی انتہائی ماندہ اور زخمی ہونے کے باوجود دشمن سے برابر لڑتے رہے، بھالے سے لڑنے میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کمال کا ثبوت دیا کہ مسلمانوں کی ہمتیں دوچند ہوگئیں۔ لوٹ مار میں عجلت اور تیر اندازوں کے مورچوں سے ہٹ جانے کی وجہ سے لشکر اسلام کو سخت نقصان پہنچا تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی مستقل مزاجی سے باقی آدمیوں کو ساتھ لے کر جنگ کرتے تھے۔" (تفسیر ماجدی)

❹ کفار نے نہایت شدت سے مسلمانوں پر حملہ کیا، اب یہ لوگ کفار کا تعاقب کرنے کی بجائے خود اپنی مصیبت میں گرفتار ہوگئے، بے ترتیب اور منتشر ہونے کی وجہ سے ہر ایک بھاگا جاتا تھا اور کسی کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھتا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حالت دیکھی تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو جمع کرنے کے لئے فرمایا: الیّ عباد اللہ انی رسول اللہ اللہ کے بندو میں اللہ کا رسول ہوں۔ میری طرف آؤ۔ غور کیجئے دشمن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فنا کرنا چاہتا ہے مسلمان پریشان ہو کر منتشر ہو چکے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام مشکلات کی مطلقا پرواہ نہیں کرتے اور تمام مسلمانوں کو جمع کرنے کیلئے بلند آواز سے پکارتے ہیں۔ جس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہونا شروع ہو جاتے ہیں غزوہ حنین میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی شجاعت کا اظہار کیا ہے، مسلمان بھاگے جا رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کی صف کی طرف بڑھکر یہ ارشاد فرماتے ہیں۔ انا النبی لاکذب. میں حقیقت میں خدا کا فرستادہ ہوں اور نبی کے لئے ناممکن ہے کہ وہ میدان جنگ سے ایک انچ بھی ہٹ جائے۔ انا ابن عبد المطلب. "میں عبد المطلب کی اولاد میں سے ہوں، جس کی شجاعت وبسالت سے عرب کا بچہ بچہ واقف ہے، ایسے اعلیٰ ترین خاندان کا فرزند ان مشکلات وموانع میں کبھی بھاگ سکتا ہے بلکہ یہی میدان جنگ اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے کمالات وفضائل قوی کے اظہار کا بہترین محل ہے" اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طرز عمل حکام فوج (یعنی فوج کے کمانڈروں) کے لئے ایک اسوۂ حسنہ ہے کہ ان کو کس قدر جانباز ہونا چاہیے، وہ اپنے آپ کو سب سے آگے رکھیں تاکہ سپاہیوں میں ہمت اور جوش پیدا ہو (تفسیر الفرقان)

❺ فاثابکم غما بغم تفسیر عثمانی کے حوالے سے اس جملے کے بعض معانی بیان ہو چکے ہیں حضرت امام رازی رحمہ اللہ نے اس پر جو تقریر فرمائی ہے ذیل میں اس کی تلخیص ملاحظہ فرمایئے۔

غما بغم میں ب یا تو معاوضہ کے معنی میں ہے یعنی تمہیں غم کے بدلے غم پہنچایا یا بمعنی "مع" ہے یعنی تمہیں غم پر غم پہنچایا۔

اگر ب معاوضہ کے معنی ہیں تو اس میں چند اقوال ہیں:

☆ تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نافرمانی کے ذریعہ غم پہنچایا تو اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں غم پہنچایا یہ زجاج رحمہ اللہ کا قول ہے۔

☆ بدر کے دن مشرکین کو جو غم پہنچا تھا اس کے بدلے اب تمہیں غم پہنچا تاکہ تمہارا دل دنیا سے بالکل بے رغبت ہو جائے، نہ دنیا کے ملنے سے خوش ہو اور نہ اسکے منہ موڑنے سے غمگین ہو یہ حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے۔

☆ فاثابکم کی ضمیر رسول کی طرف راجع ہو مطلب یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی دیکھا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے غم میں مبتلا ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا کہ ان سے نافرمانی ہوئی اور پھر ان کا نقصان ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی وجہ سے غم میں مبتلا ہوئے۔

اگر ب بمعنی مع ہو کہ تمہیں ایک غم کے ساتھ دوسرا غم پہنچایا تو اس میں درج ذیل صورتیں ہیں:

❶ پہلا غم نزاع اور بزدلی کا اور دوسرا غم شکست کا۔

❷ پہلا غم غنیمت کے فوت ہونے کا اور دوسرا غم مشرکین کے جوابی حملے میں نقصانات شدیدہ کا۔

❸ پہلا غم مشرکین کے ہاتھوں قتل ہونے اور نقصان اٹھانے کا اور دوسرا غم اس خوف کا کہ اگر مشرکین راستے سے واپس لوٹ آئے تو وہ سب کو شہید کر دیں گے۔

❹ پہلا غم اپنی جان و مال کے نقصان کا اور دوسرا غم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر کا (جس نے باقی تمام غم بھلا دیئے)۔ اسی صورت کو تھوڑے سے فرق کے ساتھ اختیار کرتے ہوئے ایک مفسر تحریر فرماتے ہیں:

مسلمانوں کو پہلے تو یہ غم تھا کہ دشمن ہمارے تعاقب سے بچ گیا اور مال غنیمت وصول نہ ہو سکا مگر اب جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت دیکھی تو اپنا غم تو بھول گئے، تمام تکلیفیں اور مصیبتیں فراموش ہو گئیں اور آپ کی مصیبت ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سب پر غالب آ گئی وہ حیران تھے کہ یہ کیا ہو گیا، ایک عورت کو خبر دی گئی کہ اس کا والد، اس کا بیٹا اور اس کا خاوند تینوں اس جنگ میں شہید ہو گئے ہیں اس نے تمام باتوں کے جواب میں صرف اتنا پوچھا کہ بتاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے کہا وہ خیریت سے ہیں اس پر وہ بول اٹھی:

"کل مصیبة بعدك جلل"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو کچھ پرواہ نہیں، یہ تمام مصیبتیں ہیچ ہیں۔

جب مدینہ کی عورتوں کو یہ اطلاع مل گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو انہوں نے اپنے خاوندوں، بیٹوں اور بھائیوں کی وفات پر ذرہ برابر بھی اظہار رنج نہ کیا (تفسیر الفرقان)

امام رازی رحمہ اللہ ان تمام اقوال کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وفی الآیة قول ثالث اختاره القفال رحمه الله تعالیٰ قال: وعندنا ان الله تعالیٰ ما اراد بقوله "غما بغم" اثنین وانما اراد مواصلة الغموم وطولها ای ان الله عاقبکم بغموم کثیرة۔

یعنی آیت کی تفسیر میں ایک تیسرا قول بھی ہے جسے امام قفال رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غما بغم میں دو غم مراد نہیں ہیں بلکہ مسلسل غموں کی بوچھاڑ مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے بہت سے غموں کے ذریعہ تمہیں تنبیہ فرمائی۔ (التفسیر الکبیر)

❻ لکیلا تحزنوا علی مافاتکم ولا مااصابکم تاکہ تم غم نہ کرو اس پر جو ہاتھ سے نکل گئی اور نہ اس مصیبت پر جو تمہیں پیش آئی۔ امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

انها متصله بقوله ولقد عفا عنکم اس کا تعلق ولقد عفا عنکم کے ساتھ ہے گویا کہ فرمایا گیا کہ اللہ پاک نے تمہیں معاف فرما دیا تاکہ تم غم نہ کرو الخ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معافی ہر غم اور صدمے کو دور کر دیتی ہے۔

والثانی ان اللام متصله بقوله فاثابکم یا اس کا تعلق فاثابکم کے ساتھ ہے۔ (التفسیر الکبیر)

❼ کلام برکت: "یعنی تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل تنگ کیا اس کے بدلے میں تم پر تنگی آئی تا (کہ) آگے کو یاد رکھو کہ حکم (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) پر چلیے کچھ ہاتھ سے جاوے یا کچھ بلا سامنے آوے۔ (موضح القرآن)

یہ لکیلا تحزنوا کی عجیب تفسیر ہے کہ اللہ پاک نے یہ غم اس لئے دیے تاکہ دنیا کا غم دل سے نکل جائے اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ پختہ ہو جائے۔ بے شک دنیا کے غموں کو زیادہ محسوس کرنے والے اطاعت کے جذبہ سے محروم ہو کر اپنی فکر میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اس کے بعد والی آیت پر غور کیا جائے تو اس تفسیر کی قدر و قیمت اور بڑھ جاتی ہے۔ (واللہ اعلم)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لکیلا تحزنوا فالمعنیٰ لتتمرنوا علی الصبر في الشدائد فلا تحزنوا علی نفع مافات أو ضر آت.

یعنی یہ مطلب ہے کہ تمہیں مصیبتوں پر صبر کرنے کی مشق ہو جائے تاکہ تم کسی نفع کے فوت ہونے یا کسی نقصان کے آنے سے غمگین نہ ہو جایا کرو۔ (روح المعانی)

## فائدہ

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت مبارکہ کے ذیل میں غزوۂ احد کے متعدد واقعات پر مبنی بہت سی احادیث جمع فرمادی ہیں فجزاھم اللہ خیرا شائقین تفسیر ابن کثیر میں ملاحظہ فرمالیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۵۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً

پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر چین یعنی اونگھ بھیجی اس نے بعضوں کو تم میں سے

مِنْكُمْ ۖ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ

ڈھانک لیا اور بعضوں کو اپنی جان کا فکر پڑ رہا تھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹے خیال

الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۗ

جاہلوں جیسے کر رہے تھے کہتے تھے ہمارے ہاتھ میں کچھ کام ہے

قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ۗ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ

کہہ دو کہ سب کام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے دل میں چھپاتے ہیں جو تیرے سامنے ظاہر نہیں

لَكَ ۖ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا ۗ

کرتے کہتے ہیں اگر ہمارے ہاتھ میں کچھ کام ہوتا تو ہم اس جگہ مارے نہ جاتے

قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ

کہہ دو اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے البتہ اپنے گرنے کی جگہ پر باہر نکل آتے وہ لوگ جن پر

الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ

قتل ہونا لکھا جاچکا تھا اور تاکہ اللہ تعالیٰ آزمائے جو تمہارے سینوں میں ہے

وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿١٥٤﴾

اور تاکہ اس چیز کو صاف کردے جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید جاننے والا ہے

### خلاصہ

❶ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی نصرت دیکھو کہ غزوۂ احد کے سخت ترین لمحات میں مخلص مجاہدین پر اونگھ طاری فرمائی تاکہ انہیں امن، سکون اور اطمینان نصیب ہو جائے۔ جن لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دین کی فکر تھی اللہ پاک نے انہیں سکون عطا فرما دیا۔

❷ گروہ منافقین جن کو بس اپنی جان کی فکر تھی وہ خوف اور پریشانی میں ہی مبتلا رہے اور وہ اونگھ سے محروم رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں غلط گمان باندھتے رہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❸ منافق واویلا کر رہے تھے کہ ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے۔ بظاہر یہ جملہ ٹھیک تھا مگر ان کے دل میں ایک غلط مطلب چھپا ہوا تھا اور وہ یہ کہ اگر جنگ کے شروع میں ہمارا کہنا مانا جاتا تو ہم اس بری طرح سے یہاں احد میں قتل نہ ہوتے۔

❹ ان منافقین کو بتا دیا جائے کہ بے شک اختیار تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا چلتا ہے۔ باقی جہاں تک تمہارے مشورے کا تعلق ہے تو وہ بالکل فضول بات ہے۔ جس آدمی کے مقدر میں جب اور جہاں مرنا لکھا ہوتا ہے وہ اسی وقت اور اسی جگہ مرتا ہے۔ تم بھی اگر گھر بیٹھ جاؤ تو موت کے وقت اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے مرنے کی جگہ ضرور نکال لائے گا۔

❺ احد میں جو کچھ ہوا اس کا مقصد چھانٹی اور صفائی تھا۔ چھانٹی جماعت میں اور صفائی دلوں کی۔

## اقوال وحوالے

❶ ثم انزل علیکم من بعد الغم مخلص مسلمانوں پر حق تعالیٰ نے ایکدم غنودگی طاری کر دی، لوگ کھڑے کھڑے اونگھنے لگے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے کئی مرتبہ تلوار چھوٹ کر زمین پر گری، یہ ایک حسی اثر اس باطنی سکون واطمینان کا تھا جو ایسے ہنگامہ رستخیز میں مؤمنین کے قلوب پر محض خدا کے فضل و رحمت سے وارد ہوا اسکے بعد دشمن کا خوف و ہراس سب کافور ہو گیا، یہ کیفیت عین اس وقت پیش آئی جب لشکر مجاہدین میں نظم وضبط قائم نہ رہا تھا۔ بیسیوں لاشیں خاک وخون میں تڑپ رہی تھیں۔ سپاہی زخموں سے چور ہو رہے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی افواہ نے رہے سہے ہوش وحواس کھو دیئے تھے، گویا یہ سونا بیدار ہونے کا پیام تھا۔ غنودگی طاری کر کے ان کی ساری تھکن دور کر دی گئی اور متنبہ فرما دیا کہ خوف و ہراس اور تشویش واضطراب کا وقت جا چکا۔ اب مامون ومطمئن ہو کر اپنا فرض انجام دو فوراً صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو کر لڑائی کا محاذ قائم کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد مطلع صاف تھا دشمن سامنے سے بھاگتا نظر آیا (تنبیہ) ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عین لڑائی کے موقع پر نعاس (اونگھ) کا طاری ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے (فتح وظفر کی علامت) ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کو "صفین" میں ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ (تفسیر عثمانی)

❷ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: النعاس فی القتال من اللہ وفی الصلوٰۃ من الشیطان (ابن کثیر)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اونگھ قتال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور نماز میں شیطان کی طرف سے۔

عن ابی طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کنت من تغشہ النعاس یوم احد حتی سقط سیفی من یدی مرارا یسقط وآخذہ ویسقط وآخذہ (بخاری، ابن کثیر)

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان میں سے ہوں جن پر احد کے دن اونگھ طاری ہوئی تھی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میری تلوار کئی بار میرے ہاتھ سے گری اور میں نے ہر بار گرنے کے بعد اسے اٹھایا۔

❸ وطائفة قد اهمتهم انفسهم اور کچھ لوگ ایسے تھے کہ انہیں صرف اپنی جان کی فکر پڑی ہوئی تھی۔

"یہ بزدل اور ڈرپوک منافقین ہیں جن کو نہ اسلام کی فکر تھی نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی (وہ) محض اپنی جان بچانے کی فکر میں ڈوبے ہوئے تھے کہ کہیں ابوسفیان کی فوج نے دوبارہ حملہ کر دیا تو ہمارا کیا حشر ہوگا؟ اس خوف و فکر میں اونگھ اور نیند کہاں؟" (تفسیر عثمانی)

❹ يعني المنافقين معتب بن قشير واصحابه ،وكانوا خرجوا طمعاً في الغنيمة وخوف المومنين فلم يغشهم النعاس وجعلوا يتاسفون على الحضور (قرطبی)

(جن کو اپنی فکر پڑی تھی) یعنی منافقین معتب بن قشیر اور اس کے ساتھی، یہ لوگ غنیمت کے لالچ اور مسلمانوں کے ڈر سے میدان احد میں آ گئے تھے ان پر اونگھ طاری نہیں ہوئی اور یہ لوگ میدان جہاد میں آنے پر افسوس کر رہے تھے۔

❺ مـا بهم الاهم انفسهم لاهم الدين ولا هم رسول الله صلى الله عليـه وسـلم والمسلمين (البحر المحيط) ان لوگوں کو بس اپنی جان کی فکر تھی، انہیں دین کی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مسلمانوں کی کوئی فکر نہیں تھی۔

❻ اپنی جان کی فکر بجائے خود کوئی بری چیز نہیں اگر یہ امر طبعی کے درجہ میں رہے (اور عقلی نظریہ نہ بن جائے) یہاں مراد یہ ہے کہ ان منافقین کو اپنی ہی پڑی تھی اور طبعاً دین کی کوئی فکر تھی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی خیال تھا۔ (تفسیر ماجدی)

شکست اور پریشانی کے وقت اہل نفاق کا ہمیشہ یہی طرز عمل رہتا ہے اللهم انا نعوذ بك من النفاق والشقاق وسوء الاخلاق۔

❼ يظنون بالله غير الحق ظن الجاهلية وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹے خیال جاہلوں جیسے کر رہے تھے۔

"یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کہاں گئے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا قصہ ختم ہوا، اب پیغمبر اور مسلمان اپنے گھر واپس جانے والے نہیں سب یہیں کام آئیں گے (مارے جائیں گے) جیسے دوسری جگہ فرمایا بل ظننتم ان لن ينقلب الرسول والمومنون الى اهليهم ابدا (الفتح) (تفسیر عثمانی)

❽ يظنون ان أمر محمد (صلى الله عليه وسلم) باطل وانه لا ينصر (قرطبی)

وہ گمان کر رہے تھے کہ (نعوذ باللہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین باطل ہے اور ان پر اللہ تعالیٰ کی نصرت نازل نہیں ہوگی۔

❾ يقولون هل لنا من الامر من شئ کہتے تھے ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی کچھ بھی ہمارا کام بنا رہے گا یا بالکل بگڑ چکا؟ یا یہ کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ دینے والوں کے ہاتھ میں کچھ بھی فتح وظفر آئی؟ ۔ یا یہ معنی کہ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا سو کیا ہمارا یا کسی اور کا کیا اختیار؟ یہ تو الفاظ کے ظاہری معنی تھے لیکن جو دل میں نیت تھی وہ آگے آتی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

۱۰ لفظه الاستفهام ومعناه الجحد. هل لنا میں استفہام "جحد" یعنی انکار کے معنی میں ہے کہ ہمارا کچھ اختیار نہیں ہے۔ (قرطبی)

۱۱ قل ان الامر كله لله فرما دیجئے کہ اختیار تو سارا اللہ تعالیٰ کا ہے۔ "یعنی منافقین کا یہ قول هل لنا من الامر من شئی (یہ) کلمة حق ارید بها الباطل ہے بے شک یہ صحیح ہے کہ تمہارے ہاتھ میں کچھ نہیں سب کام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے بنائے یا بگاڑے، غالب کرے یا مغلوب، آفت بھیجے یا راحت، کامیاب کرے یا ناکام ایک واقعہ کو ایک قوم کے حق میں رحمت اور دوسری کے لئے نقمت (یعنی عذاب) بنادے سب اسی کے قبضہ میں ہے۔ مگر تم اس قول سے اپنے دل میں جو معنی لے رہے ہو خدا تمہارے دلوں کے چور سے واقف ہے جسے آگے بیان کیا جائے گا (تفسیر عثمانی)

۱۲ امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس کے دو معنی بیان کئے ہیں (الف) ای النصر بيد الله ينصر من يشاء ويخذل من يشاء یعنی مدد اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہتا ہے غالب کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے رسوا کرتا ہے۔

ب يعنى القدر خيره وشره من الله. یعنی تقدیر اچھی ہو یا بری سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے (تفسیر القرطبی)

۱۳ يقولون لو كان لنا من الامر شئى ماقتلنا هٰهنا کہتے کہ اگر کچھ بھی ہمارا اختیار چلتا (یعنی ہماری بات مانی جاتی) تو ہم یہاں نہ مارے جاتے۔

"اصل چور دل کا یہ تھا هل لنا من الامر من شئی کہہ کر دل میں یہ مطلب لیتے تھے اور کچے مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر آپس میں کہتے ہوں گے کہ میاں شروع میں ہماری رائے نہ مانی چند جوشیلے ناتجربہ کاروں کے کہنے پر مدینہ سے باہر لڑنے چلے گئے، آخر منہ کی کھائی، اگر کچھ کام ہمارے اختیار میں ہوتا اور ہمارے مشورہ پر عمل کیا جاتا تو اس قدر نقصان کیوں اٹھانا پڑتا۔ ہماری برادری کے اتنے آدمی مارے گئے۔ یہ کیوں مارے جاتے، اکثر منافقین نسبا انصار مدینہ کی برادری میں شامل تھے اس لئے ماقتلنا هٰهنا میں ان کے مارے جانے کو اپنا مارا جانا کہا یا یہ مطلب ہے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کے موافق فتح وظفر اور غلبہ مسلمانوں کے لئے ہوتا تو یہ قتل و جرح کی مصیبت ہم پر کیوں ٹوٹتی۔ (تنبیہ) بظاہر یہ باتیں منافقین نے مدینہ میں کہیں کیونکہ عبداللہ بن ابی جنگ شروع ہونے سے پیشتر اپنی جمعیت کو ساتھ لیکر واپس ہوگیا تھا۔ اس صورت میں هٰهنا کا اشارہ قرب کی وجہ سے احد کی طرف ہوگا، لیکن بعض

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

روایات سے ایک منافق معتب بن قشیر کا میدان جنگ میں یہ کلمات کہنا ثابت ہوتا ہے تو شاید بعض منافقین عبداللہ بن ابی کے ہمراہ کسی مصلحت سے واپس نہ ہوئے ہونگے واللہ اعلم (تفسیر عثمانی)

⑭ قال الزبير أرسل علينا النوم ذلك اليوم ،واني لاسمع قول معتب بن قشير والنعاس يغشاني يقول:لوكان لنا من الامر شئي ماقتلنا ههنا. (قرطبی)

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ احد کے دن ہم پر اونگھ طاری کی گئی میں اونگھ کی حالت میں معتب بن قشیر (منافق) کا یہ قول سن رہا تھا لوكان لنا من الامر شئي ماقتلنا ههنا.

⑮ ان المنافقين قالوالوكان لنا عقل ماخرجنا لقتال اهل مكة ولما قتل رؤ ساء نا.

یعنی منافقین نے کہا اگر ہمارے اندر عقل ہوتی تو ہم مکہ والوں سے لڑنے کے لئے نہ نکلتے اور نہ ہمارے بڑے قتل کئے جاتے اللہ تعالیٰ نے آیت کے اگلے حصے میں ان کو جواب دیا (قرطبی)

⑯ قل لو كنتم في بيوتكم یعنی اس طعن و تشنیع یا حسرت و افسوس سے کچھ حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی جو اجل، موت کی جگہ، سبب اور وقت لکھ دیا ہے کبھی ٹل نہیں سکتا، اگر تم گھروں میں گھسے بیٹھے رہتے اور فرض کرو تمہاری رائے سنی جاتی تب بھی جن کی قسمت میں احد کے قریب جس جس پڑاؤ پر مارا جانا لکھا جا چکا تھا وہ کسی نہ کسی سبب سے ضرور ادھر نکلتے اور وہیں مارے جاتے، یہ خدا کا انعام ہے کہ جہاں مارا جانا مقدر تھا مارے گئے مگر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خوشی کے ساتھ بہادروں کی موت شہید ہوئے، پھر اس پر پچھتانے اور افسوس کرنے کا کیا موقع ہے مردان خدا کو اپنے اوپر قیاس مت کرو۔ (تفسیر عثمانی)

⑰ وليبتلي الله مافي صدوركم فرض الله عليكم القتال والحرب ولم ينصركم يوم احد ليختبرصبركم وليمحص عنكم سيئاتكم ان تبتم واخلصتم.

یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر قتال اور جنگ کو فرض فرمایا اور تمہیں احد کے دن غلبہ نہیں دیا تا کہ تمہارے صبر و استقامت کا امتحان لے اور تمہارے گناہوں کو مٹا دے اگر تم توبہ کرو اور اخلاص پر رہو۔ (قرطبی)

⑱ والله عليم بذات الصدور "یعنی اللہ تعالیٰ تو دلوں کے پوشیدہ بھید جانتا ہے اس سے کسی کی کوئی حالت پوشیدہ نہیں۔ مقصود یہ تھا کہ تم سب کو ایک آزمائش میں ڈالا جائے تا (کہ) جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے وہ باہر نکل پڑے، امتحان کی بھٹی میں کھرا کھوٹا الگ ہو جائے، مخلصین کامیابی کا صلہ پائیں اور ان کے قلوب آئندہ کے لئے وساوس اور کمزوریوں سے پاک و صاف ہوں۔ منافقین کا اندرونی نفاق کھل جائے اور لوگ صاف طور پر ان کے خبث باطن کو سمجھنے لگیں۔ (تفسیر عثمانی)

⑲ وفيها تنبية على ان الله تعالىٰ غني عن الابتلاء وانمايبرز صورة الابتلاء لحكم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعلمها کتمرین المومنین اواظهار حال المنافقین. یعنی واللہ علیم بذات الصدور میں اس بات پر بھی تنبیہ کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کا امتحان لینے سے غنی ہے وہ تو ان بعض حکمتوں کی وجہ سے جنہیں وہ خود جانتا ہے امتحان کی صورت ظاہر فرماتا تھا۔ مثلاً ایمان والوں کو مشق کرانے کے لئے یا منافقین کی حالت لوگوں پر ظاہر کرنے کیلئے۔ (روح المعانی)

## دعاء

اللھم انا نعوذبک من النفاق والشقاق وسوء الاخلاق. اے ہمارے پروردگار ہم آپ کی پناہ چاہتے ہیں۔ نفاق، ضد اضدی اور برے اخلاق سے۔ (آمین یا ارحم الراحمین)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَانَ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۱۵۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ

بے شک وہ لوگ جو تم میں پیٹھ پھیر گئے جس دن دونوں فوجیں ملیں سو شیطان نے ان کے گناہ کے

الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ

سبب سے انہیں پھسلا دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا ہے بے شک

اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۵۵﴾

اللہ تعالیٰ بخشنے والا تحمل کرنے والا ہے

## خلاصہ

اور جو لوگ اس روز (یعنی غزوہ احد کے دن) بھاگے تھے تو ان کو شیطان نے ان کے بعض گناہوں کی شامت سے ڈگمگا دیا تھا جو انہوں نے رسول کا کہنا نہیں مانا گھاٹی کو چھوڑ دیا اور خیر اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا کیونکہ وہ غفور حلیم ہے۔ (تفسیر حقانی)

## اقوال وحوالے

❶ استزلهم الشيطان شیطان نے انہیں پھسلا دیا نذکرهم تلك الخطايا فكرهوا لقاء الله معها فاخروا الجهاد حتى يصلح امرهم ويجاهدوا على حال مرضية (تفسیر کبیر، کشاف)

شیطان نے انہیں ان کی خطائیں یاد دلا دیں پس انہوں نے ان خطاؤں کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند نہ کیا اور جہاد کو موخر کر دیا تاکہ ان کے معاملے کی اصلاح ہو جائے اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ حالت میں جہاد کر سکیں۔

❷ واعلم ان المراد: ان القوم الذين تولوا يوم احد عند التقاء الجمعين وفارقوا المكان وانهزموا قد عفا الله عنهم.

آیت کی مراد یہ ہے کہ وہ حضرات جو غزوہ احد میں لڑائی کے وقت پیٹھ پھیر کر اپنی جگہ چھوڑ گئے تھے اور پسپا ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا ہے (التفسیر الکبیر)

❸ مخلصین سے بھی بعض اوقات کوئی چھوٹا بڑا گناہ سرزد ہو جاتا ہے اور جس طرح ایک طاعت سے دوسری طاعت کی توفیق بڑھتی ہے ایک گناہ کی نحوست سے شیطان کو موقع ملتا ہے کہ دوسری غلطیوں اور لغزشوں کی طرف آمادہ کرے، جنگ احد میں بھی جو مخلصین مسلمان ہٹ گئے تھے، کسی پچھلے گناہ کی شامت سے شیطان نے بہکا کر ان کا قدم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ڈگمگا دیا چنانچہ ایک گناہ تو یہی تھا کہ تیر اندازوں کی بڑی تعداد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پابندی نہ کی مگر خدا کا فضل دیکھو کہ اسکی سزا میں کوئی تباہ کن شکست نہیں دی بلکہ ان حضرات پر اب کوئی گناہ بھی نہیں رہا حق تعالیٰ کلیۃ ان کی تقصیر معاف فرما چکا ہے کسی کو طعن وملامت کا حق نہیں (تفسیر عثمانی)

④ ان اللہ غفور حلیم بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے تحمل کرنے والا یہاں دو صفات باری کا اثبات کیا ہے غفور ایک صفت غفر کا اس کا ظہور آخرت میں ہوگا حلیم دوسرے صفت حلم کا اس کا ظہور اسی دنیا میں ہوتا رہتا ہے کہ فوراً مواخذہ نہیں کرتا بلکہ توبہ واستغفار کا موقع برابر دیتا رہتا ہے (تفسیر ماجدی)

⑤ **کلام برکت**

اس (آیت) سے معلوم ہوا کہ اس جنگ میں جو لوگ ہٹ گئے ہیں ان پر گناہ نہیں رہا۔ (موضح القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۵۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا

اے ایمان والو تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو کافر ہوئے اور وہ اپنے

لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا

بھائیوں سے کہتے ہیں جب وہ ملک میں سفر پر نکلیں یا جہاد پر جائیں اگر ہمارے پاس رہتے تو

عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً

نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تاکہ اللہ تعالیٰ اس خیال سے ان کے دلوں

فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

میں افسوس ڈالے اور اللہ تعالیٰ ہی جلاتا اور مارتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو

بَصِيْرٌ ﴿١٥٦﴾

دیکھنے والا ہے

### خلاصہ

”ایمان والوں کو ہدایت دی جا رہی ہے کہ تم اپنی گفتگو میں منافقین جیسے نہ ہو جاؤ کہ ان کی سی باتیں کرنے لگو اس قسم کی باتیں صرف ایمان سے محروم لوگ ہی کر سکتے ہیں، وہ جب دیکھتے ہیں کہ جہاد میں لوگوں کو شہادت نصیب ہوئی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ لوگ اگر جہاد میں نہ جاتے اور ہمارے ساتھ گھروں میں بیٹھے رہتے تو نہ مرتے، گویا (ان کے نزدیک) موت صرف جنگ میں آسکتی ہے جو آدمی اپنے گھر بیٹھا رہے گا وہ کبھی مرنے والا نہیں۔ ان کی باتوں سے صرف دل میں حسرت اور افسوس پیدا ہوتا ہے جو ایک روحانی عذاب اور بے فائدہ چیز ہے قضا تو کہیں ٹل نہیں سکتی۔ زندگی موت سب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس لئے سچا مومن موت سے نہیں ڈرتا اور کبھی اس ڈر سے قدم پیچھے نہیں ہٹاتا۔“

### عجیب تنبیہ

ظاہری شکست کے بعد ایک خطرناک فتنہ یہ اٹھتا ہے کہ مسلمانوں میں گھسے ہوئے منافقین (جن کو مسلمان ہی سمجھا جاتا ہے) یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ شہید ہونے والے مجاہدین اگر ہماری طرح گھر بیٹھے رہتے اور جہاد میں نہ جاتے تو وہ اس طرح سے نہ مارے جاتے۔ ان کا یہ شور اس قدر شدید ہوتا ہے کہ کمزور دل مسلمان بھی ان ہی کی طرح سوچنا شروع کر دیتے ہیں اس لئے اس آیت مبارکہ میں واضح تنبیہ فرما دی کہ اے مسلمانو! تم کافروں والی باتیں اپنی زبان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پر نہ لایا کرو جہاد میں موت سمجھنے والے منافق دراصل کافر اور اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں اس لئے ان کا عقیدہ بگڑا ہوا ہے اور وہ اس واضح حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور موت کا وقت اور مقام مقرر ہے ایسے بدنصیب لوگ ہمیشہ افسوس اور حیرت کی آگ میں جلتے رہتے ہیں اس لئے تم ان کے غلط اور کفریہ عقیدے کو زبان پر ہرگز نہ لاؤ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس واضح تنبیہ نے مسلمانوں کی اصلاح فرمادی اور موت کے بارے میں ان کے عقیدے کو چٹان کی طرح مضبوط بنادیا۔ آج بھی جب کسی جہاد میں مسلمانوں کو ظاہری شکست اور افراد کی شہادت کا سامنا ہوتا ہے تو سچے مسلمان یہی کہتے ہیں کہ ہر کسی کی موت اسکے وقت پر ہی آئی ہے البتہ جو شہید ہوگئے وہ خوش قسمت رہے کہ اللہ پاک نے انہیں قبول فرمالیا ہے۔ مگر کچھ لوگ یہی شور مچاتے ہیں کہ ہائے مرگئے، فلاں نے مروادیا، اگر یہ لوگ نہ جاتے تو بچ جاتے۔ اللہ تعالیٰ کافروں جیسی ان باتوں سے اہل اسلام کی حفاظت فرمائے۔ آمین واللہ اعلم بالصواب۔

## اقوال وحوالے

❶ موت وزندگی دونوں کے اسباب تمام تر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں، اس مسبب الاسباب وعلت حقیقی کو چھوڑ کر نظر ظاہری اور فوری اسباب پر جانا اور سفر یا جہاد کو موت یا قتل کی علت تامہ قرار دینا ایک شدید جہالت وسفاہت ہے امریکہ میں اس وقت سوشیالوجی (عمرانیات) کا ایک ماہر فاضل "ڈینی سن" ہے وہ اپنی کتاب میں ایک جگہ لکھتا ہے۔ "مسلمانوں کے اس عقیدۂ تقدیر یا ہر امر تکوینی کو خدا کے تفویض کردینے کی عادت نے نیز عقیدۂ شہادت نے (کہ شہید معاً جنت میں داخل ہوجاتا ہے جہاں اسے بہتر حوریں ملتی ہیں اور کھانے کیلئے سونے کے ظروف) مسلمانوں میں معرکۂ جنگ کے اندر بڑی ہی قوت اور استقامت پیدا کردی تھی (ص ۲۰۶) امریکی فاضل کا ایمان نہ عقیدہ تقدیر پر ہے نہ عقیدہ شہادت پر اس پر بھی وہ ان عقیدوں کی نافعیت اور ان کی حیثیت افادی کی داد دینے پر اپنے کو مجبور پارہا ہے۔ (تفسیر ماجدی)

(اسی لئے امریکہ اور یورپ مسلمانوں کے اس عقیدے کو کمزور کرنے کے لئے بھرپور محنت کررہے ہیں)

## ❷ کلام برکت

یعنی نیک کام پر نکلے اور مرگئے یا مارے گئے تو نکلنے پر افسوس نہ کرے اس میں انکار (لازم) آتا ہے تقدیر کا۔ اور آخرت کا فائدہ نہ دیکھنا دنیا کے جینے کو عزیز رکھنا سب خصلت ہے کافروں کی (موضح القرآن)

❸ یعنی تم منافقوں کی طرح ایسے لغو (بیہودہ) خیالات کو زنہار (یعنی ہرگز) دل میں جگہ نہ دینا کہ گھر میں بیٹھے رہتے تو نہ موت آتی نہ مارے جاتے۔ (تفسیر عثمانی)

❹ منافقین کہتے ہیں کہ اگر ہمارے وہ رشتہ دار جو جنگ میں مارے گئے ہیں ہمارے ہی پاس رہتے اور لڑائی میں شریک نہ ہوتے اور ہماری ہی طرح (جہاد میں جانے سے) انکار کردیتے تو ان پر یہ مصیبت نہ آتی ظاہر ہے جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوگیا، البتہ ایک حسرت ہے جو ان کے دلوں میں باقی رہ گئی ہے، اس کا غم انہیں زندگی بھر رہے گا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور اسی میں گھل گھل کر مر جائیں گے، اصل بات یہ ہے کہ زندگی اور موت کا رشتہ فقط خداوند قدوس کے ہاتھ میں ہے، اس کے سوا کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی یہ اختیار نہیں رکھتی، اگر تمام مادی اور جسمانی قوتیں بھی کام کرنے سے رک جائیں، پھر بھی اللہ تعالیٰ روحانی قوتوں کی مدد سے ہمیں زندگی نوازش کر سکتا ہے، جب حالت یہ ہے تو پھر زندگی اور موت کے جھگڑے میں ایک مسلمان کو پڑنے کی کیا ضرورت ہے اسے تو ہمیشہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے پاک نام پر قربان کرنے کو تیار رہنا چاہیے۔ (تفسیر الفرقان)

۵ وہ منافق شہید ہونے والے مسلمانوں کے بارے میں کہتے ہیں لو کانوا عندنا ماماتوا وما قتلوا کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ قتل کیے جاتے۔ "یعنی خواہ مخواہ باہر نکل کر مرے ہمارے پاس اپنے گھر پڑے رہتے تو کیوں مرتے یا کیوں مارے جاتے، یہ کہنا اس غرض سے تھا کہ سننے والے مسلمانوں کے دل میں حسرت وافسوس پیدا ہو کہ واقعی بے سوچے سمجھے نکل کھڑے ہوئے اور لڑائی کی آگ میں کود پڑنے کا یہ نتیجہ ہوا گھر رہتے تو یہ مصیبت کیوں دیکھنی پڑتی مگر مسلمان ایسے کچے نہ تھے جو ان چکموں میں آ جاتے، ان باتوں سے الٹا منافقین کا بھرم کھل گیا بعض مفسرین نے لیجعل اللہ ذلک حسرۃ فی قلوبھم میں "لام عاقبت" لیکر یوں معنی کیے ہیں کہ منافقین کے زبان و دل پر یہ باتیں اس لئے جاری کی گئیں کہ خدا ان کو ہمیشہ اسی حسرت وافسوس کی آگ میں جلتا چھوڑ دے اور دوسری حسرت ان کو یہ رہی کہ مسلمان ہماری طرح نہ ہوئے اور ہماری باتوں پر کسی نے کان نہ دھرا، گویا اس طرح "لیجعل" کا تعلق لاتکونوا سے بھی ہو سکتا ہے (تفسیر عثمانی)

### ایک سوال

اس آیت میں فرمایا گیا کہ اے ایمان والو کافروں کی طرح نہ ہو جانا الخ حالانکہ یہ بات کہ لو کانوا عندنا ماماتوا وما قتلوا کافروں نے نہیں منافقوں نے کہی تھی۔

### جواب

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فالآیۃ تدل علی ان الایمان لیس عبارۃ عن الاقرار باللسان الخ۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ایمان صرف زبان سے اقرار کر لینے کا نام نہیں ہے ورنہ منافقوں کو کافر نہ کہا جاتا کیونکہ وہ زبان سے مسلمان ہونے کا اقرار کرتے تھے۔ (تفسیر کبیر)

بعض علماء کے نزدیک اس آیت میں مسلمانوں کو ہر اس کافر جیسا بننے سے منع کیا گیا ہے جو اس طرح کی باتیں کریں (کہ موت جہاد میں ہے وغیرہ) خواہ وہ کافر منافق ہو یا نہ ہو۔ (تفسیر کبیر)

### نکتہ

لیجعل اللہ ذلک حسرۃ فی قلوبھم کے تعلق اور معنی کی تعیین میں امام رازی رحمہ اللہ کے دلچسپ کلام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیے:

لیجعل کا تعلق یا تو قالوا کے ساتھ ہے یعنی منافقوں نے یہ بات کہی تا کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ان کے دل میں حسرت بنادے۔ یہ بات ان کے دل میں حسرت کا باعث کیسے بنی اس پر چھ اقوال ہیں۔

❶ منافقوں نے کہا یہ لوگ اگر جہاد میں نہ جاتے تو نہ مرتے۔ ان کی اس بات سے شہید کے خاندان والوں کے دل میں حسرت و افسوس پیدا ہوتا ہے کہ ہائے کاش ہم اس کو نہ جانے دیتے اور سختی سے روک لیتے، چونکہ ہم نے اسے جانے دیا اس لئے وہ مارا گیا تو گویا ہم اس کی موت کے ذمہ دار ہیں یہ بات سوچ کر ان کے دلوں میں غم اور حسرت کا درد اور بڑھ جاتا ہے۔ مگر یہ بات وہی لوگ کہتے اور سوچتے ہیں جن کے دلوں میں نفاق ہوتا ہے ورنہ سچا مسلمان تو اس غلط نظریہ کو مانتا ہی نہیں اس لئے وہ حسرت سے محفوظ رہتا ہے، تو گویا منافقین کی اس بات سے منافقین ہی کی حسرت بڑھتی ہے۔

❷ منافقین نے جب یہ بات پھیلائی کہ جہاد میں موت ہے تو وہ اور ان کے ساتھی جہاد سے بیٹھ رہے پھر جب مسلمانوں کو جہاد میں فتوحات، غنیمتیں اور غلبہ ملا تو پیچھے بیٹھ رہنے والے ان منافقین کے دل میں افسوس اور حسرت کی آگ لگ گئی۔

❸ یہ حسرت قیامت کے دن کی ہے جب منافقین دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ مجاہدین کو اتنے اونچے درجات اور اعلیٰ انعامات سے نواز رہا ہے تب انہیں اپنی اس بات پر حسرت اور پچھتاوا ہوگا۔

❹ منافقین نے جب یہ شبہ ڈالا تو بعض کمزور دل مسلمانوں نے اسے قبول کر لیا اس پر منافقین نے خوشی منائی کہ ان کا مکروفریب کامیاب رہا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عنقریب ان کا یہ عمل ان کے دل میں حسرت اور افسوس بن جائے گا جب انہیں معلوم ہوگا کہ وہ یہ شبہ ڈالنے میں باطل پر تھے۔

❺ ان منافقین کا ہر وقت گمراہی اور شبہات پھیلانے کے لئے محنت کرنا خود ان کے دل کو تنگی، حسرت اور پریشانی میں ڈال دیتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا (الانعام ۱۲۵)

❻ منافقین جب اپنا یہ شبہ پکے مسلمانوں کے دلوں میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ ان کی بات نہیں سنتے، تب انہیں اپنی ناکامی اور ذلت پر حسرت ہوتی ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ لیجعل کا تعلق لاتکونوا کے ساتھ ہے تب مطلب یہ ہوا کہ اے ایمان والو! تم ان کافروں، منافقوں جیسے نہ بنو تا کہ تمہارا ان جیسا نہ بننا ان کے دلوں میں افسوس اور حسرت کا باعث بن جائے، کیونکہ منافقین کے عقیدے اور ان کی باتوں کی مخالفت ان کو غم و غصے میں ڈالتی ہے۔ (التفسیر الکبیر)

## دعوت فکر

آیت مبارکہ کا مطلب بالکل واضح ہے اس کے باوجود ان تمام عبارات کو نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ دور حاضر کے مسلمانوں کا عقیدہ کفر اور نفاق کے اثر سے محفوظ ہو جائے۔ پس ہم سب مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہم اپنے عقیدے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو درست کریں اور کبھی بھی کافروں اور منافقوں والا یہ عقیدہ اختیار نہ کریں کہ موت جہاد میں ہے اگر ہم جہاد چھوڑ کر بیٹھ جائیں گے تو ہم بچ جائیں گے۔ بلکہ ہم اپنا عقیدہ اس آیت سے اگلی آیت کے مطابق یہ بنائیں کہ جہاد میں شہادت یا موت کا آنا اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت کا ذریعہ اور بہت اونچی سعادت ہے۔ اور موت کا وقت اور مقام مقرر ہے، جس میں ہرگز تبدیلی نہیں ہوتی۔

**واللّٰہ یحیی ویمیت** اور اللہ تعالیٰ ہی زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے

❶ **ای یقدر علی ان یحیی من یخرج الی القتال ویمیت من اقام فی اھلہ (قرطبی)** یعنی وہ اس پر قادر ہے کہ جہاد میں جانے والے کو زندہ رکھے اور گھر بیٹھنے والے کو موت دے دے۔

❷ **وفیہ منع المومنین عن التخلف فی الجہاد لخشیۃ القتل۔(روح المعانی)**

اس میں مسلمانوں کو موت کے ڈر سے جہاد چھوڑنے سے منع کیا گیا ہے۔

## دعاء

یا اللہ کافروں اور منافقوں جیسے نظریات رکھنے اور ان جیسی غلط باتیں کرنے سے ہم سب مسلمانوں کی حفاظت فرما۔

**ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب**

آمین یارب العالمین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۵۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ

اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے گئے یا مر گئے تو اللہ تعالیٰ کی بخشش

وَرَحْمَةٌ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

اور اس کی مہربانی اس چیز سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں

## خلاصہ

جہاد میں شہادت یا موت کا ملنا تمہارے لئے خوب نفع کی چیز ہے۔ کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت نصیب ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت دنیا کی ان تمام نعمتوں سے بہت افضل ہے جن نعمتوں کو لوگ بہت شوق سے چاہتے اور جمع کرتے ہیں۔

## ایک شعر

فان تکن الابدان للموت انشئت

فقتل امری ء بالسیف واللہ افضل

ترجمہ: جب بدن موت ہی کیلئے بنائے گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی قسم آدمی کا تلوار سے قتل ہونا ہی زیادہ بہتر اور افضل ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ شعر حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ (روح المعانی)

## منافقین کے شبہ کا جواب

واعلم ان هذا هو الجواب الثانی عن شبهة المنافقین الخ.

اس آیت میں منافقین کے شبہ کا دوسرا جواب دیا گیا ہے۔ کہ موت نے یقیناً آنا ہے اور کوئی انسان موت یا قتل سے نہیں بچ سکتا تو پھر اگر یہ موت یا قتل اللہ تعالیٰ کے راستے میں اور اسکی رضا جوئی میں نصیب ہو جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انسان دنیا حاصل کرنے اور اسکی لذتوں کو جمع کرنے میں مر جائے کیونکہ مرنے کے بعد دنیا کی کسی نعمت سے انسان فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔

یہ جواب بہت عمدہ اور بہت مضبوط ہے۔ کیونکہ انسان جب جہاد میں لگ جاتا ہے تو اپنے دل کو دنیا سے ہٹا کر آخرت کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ پھر جب اسے موت آتی ہے تو گویا اسکی اپنے دشمن (یعنی دنیا) سے جان چھوٹ گئی اور اسے اپنے محبوب و مطلوب کا وصال نصیب ہو گیا۔ اس کے برعکس اگر وہ موت کے ڈر سے گھر میں بیٹھا رہا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور دنیا جمع کرنے کی حرص میں لگا رہا تو جب اسے موت آتی ہے تو گویا وہ اپنے محبوب سے جدا ہو گیا اور ایک انجانی (مصیبت کی) جگہ ڈال دیا گیا۔

فلا شك في كمال سعادة الاول وكمال شقاوة الثاني۔ (التفسير الكبير)

## اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت بہت بہتر ہے

ارشاد فرمایا گیا

**ترجمہ** اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے گئے یا مر گئے تو اللہ تعالیٰ کی بخشش اور اسکی مہربانی اس چیز سے بہتر ہے جو لوگ جمع کرتے ہیں امام رازی رحمہ اللہ نے اس پر ایمان افروز بحث فرمائی ہے وہ لکھتے ہیں:

ان رحمت الله ومغفرته خير من نعيم الدنيا لوجوه۔

بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت دنیا کی نعمتوں سے بہتر ہے کئی وجوہات کی بنا پر۔

پھر وہ چھ وجوہات ذکر فرماتے ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے: ❶ جو شخص مال جمع کر رہا ہے وہ آج اس کے حصول کی مشقت اور تکلیف اٹھا رہا ہے اور ممکن ہے کہ وہ کل اس مال سے کوئی فائدہ بھی نہ اٹھا سکے اور کل آنے سے پہلے مر جائے مگر جس نے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت چاہی (اور حاصل کر لی) وہ ضرور اس سے نفع اٹھائے گا کیونکہ اللہ پاک وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔ ❷ ٹھیک ہے وہ مال جمع کرنے والا شخص کل تک نہ مرا اور زندہ رہا مگر یہ تو ممکن ہے کہ اس کا مال کل تک باقی نہ رہے اور ضائع ہو جائے، جبکہ آخرت کی نعمتیں لازوال ہیں۔ ❸ چلیں فرض کر لیں مال جمع کرنے والا بھی کل تک نہ مرا اور اس کا مال بھی ضائع نہ ہوا مگر یہ تو ممکن ہے کہ اس کے ساتھ کوئی ایسا حادثہ پیش آ جائے کہ وہ اپنے مال سے فائدہ اٹھانے کے قابل ہی نہ رہے، مثلاً وہ کسی مرض یا تکلیف میں مبتلا ہو جائے۔ جبکہ آخرت کے نفع میں ایسا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ❹ ممکن ہے کہ مال جمع کرنے والے کو کل اپنے مال سے فائدہ اور لذت اٹھانے کا موقع مل جائے مگر دنیا کی تمام لذتوں اور راحتوں کے ساتھ تکلیفیں اور پریشانیاں جڑی ہوئی ہیں، جبکہ آخرت کی لذتیں ہر نقصان اور تکلیف سے پاک ہیں۔ ❺ چلیں فرض کر لیں دنیا کے طلبگار کو یہاں ایسی لذتیں اور فائدے مل گئے جن میں کوئی تکلیف یا نقصان نہیں ہے مگر یہ تو حقیقت ہے کہ دنیا کی لذتیں اور فائدے دائمی نہیں ہیں، بلکہ ختم اور فنا ہونے والے ہیں بلکہ یہاں کی جو لذت جتنی مضبوط اور اچھی ہوتی ہے اسکے ختم اور فنا ہونے کا غم اور افسوس اتنا سخت ہوتا ہے جبکہ آخرت کے فائدے فنا سے محفوظ ہیں۔ ❻ دنیا کے فوائد حسی ہیں اور آخرت کے فوائد عقلی ہیں حسی (یعنی بدنی) فوائد ادنیٰ اور گھٹیا ہوتے ہیں جبکہ عقلی فوائد اعلیٰ اور افضل ہوتے ہیں، کیا ایک گدھے کا اپنے پیٹ اور شرمگاہ سے لذت اٹھانا اس لذت کے برابر ہو سکتا ہے جو مقرب فرشتوں کو انوار الٰہی نصیب ہوتے وقت حاصل ہوتی ہے؟ ان چھ وجوہات کو ذکر کرنے کے بعد امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فهذه المعاقد الستة تنبهك على مالا نهاية لها من الوجوه الدالة على صحة قوله سبحانه

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وتعالىٰ لمغفرة من الله ورحمة خير مما يجمعون.

یعنی وجوہات تو بے شمار ہیں ان چھ سے ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ (التفسیر الکبیر)

❶ اعلم ان المنافقين كانوا يعيرون المومنين في الجهاد مع الكفار بقولهم الخ.

یعنی منافقین مسلمانوں کو کافروں کے خلاف جہاد کرنے پر طعنے دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر یہ لوگ ہمارے ساتھ رہتے (اور جہاد پر نہ جاتے) تو یہ نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے پھر بعض مسلمانوں سے جہاد میں کمزوری اور سستی سرزد ہوئی یہاں تک کہ احد کے دن کا واقعہ پیش آیا تب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسلمانوں کو معاف فرما دیا اور مسلمانوں کو منع فرمایا کہ وہ منافقین جیسی باتیں ہرگز اپنی زبان سے نہ نکالیں، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو جو شخص تم میں سے جہاد کیلئے جا رہا ہو تو اسے یہ نہ کہو کہ اگر تم نہیں نکلو گے تو نہیں مرو گے اور نہ قتل کئے جاؤ گے بے شک اللہ تعالیٰ ہی زندگی اور موت دیتا ہے۔

فمن قدرله البقاء لم يقتل في الجهاد ومن قدرله الموت لم يبق وان لم يجاهد.

پس جس کی زندگی کے دن مقدر میں باقی ہوتے وہ جہاد میں قتل نہیں ہوگا اور جس کی موت لکھی ہوگی وہ جہاد میں نہ بھی جائے تب بھی نہیں بچے گا۔ اور یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان والله يحيي ويميت سے اور جو شخص جہاد میں شہید ہو جاتا ہے وہ اگر جہاد میں نہ بھی نکلتا تب بھی ضرور مر جاتا، پس جب موت لازمی چیز ہے اور جہاد میں قتل ہونا ثواب عظیم کا باعث ہے تو پھر بلا فائدہ مرنے سے شہید ہونا ہی انسان کیلئے زیادہ بہتر ہے اور یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ولئن قتلتم في سبيل الله الاية۔ (التفسير الكبير)

## دعاء

اللهم ارزقنا شهادة في سبيلك.

اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے راستے کی شہادت نصیب فرما۔ آمین یا اللہ یا شہید۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سورۃ آل عمران مدنیۃ — آیت ۱۵۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِ۟لَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو البتہ تم سب اللہ تعالیٰ ہی کے ہاں جمع کیے جاؤ گے

## خلاصہ

جان بچانے کی فکر چھوڑ دو۔ بلکہ اس بات کی فکر کرو کہ تم سب نے ایک دن ضرور اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ (تب یہاں قربانی دینے والوں کو وہاں خوب نوازا جائے گا)

## عبارات وحوالے

❶ امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وعظ وعظهم الله بهذا القول اى لا تفروا من القتال ومما امركم به بل فروا من عقابه واليم عذابه فان مربكم اليه لا يملك لكم احد ضرا ولا نفعاً غيره والله سبحانه وتعالىٰ اعلم (قرطبي)

لا لى الله تحشرون اللہ تعالیٰ نے اس فرمان کے ذریعہ نصیحت فرمائی ہے کہ جہاد سے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات سے نہ بھاگو بلکہ اللہ تعالیٰ کی سزا اور اس کے دردناک عذاب سے بچنے کے لیے بھاگو کیونکہ تم سب نے اسی کے پاس لوٹ کے جانا ہے جہاں اس کے سوا تمہارے نفع اور نقصان کا کسی کو کوئی اختیار نہیں ہوگا واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

❷ امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كانه قيل ان تركتم الجهاد واحترزتم عن القتل والموت بقيتم اياماً قليلة في الدنيا مع تلك اللذات الخسيسة ثم تتركونها لا محالة.فتكون لذاتها لغيركم وتبعاتها عليكم اما لو اعرضتم عن لذات الدنيا وطيباتها وبذلتم النفس والمال للمولىٰ يكون حشركم الى الله ووقوفكم على عتبة رحمة الله وتلذذكم بذكر الله، فشتان مابين هاتين الدرجتين والمنزلين۔(التفسير الكبير)

یعنی اس آیت میں گویا کہ یوں کہا گیا کہ اگر تم نے جہاد چھوڑ دیا اور (اپنے گمان میں) خود کو شہادت اور موت سے بچالیا تو تم دنیا میں تھوڑے ہی دن (جو تمہاری زندگی کے باقی ہونگے) گھٹیا لذتوں کے ساتھ گذارو گے اور پھر یقیناً تم اس دنیا کو چھوڑ جاؤ گے۔ تمہاری لذتیں دوسروں کے قبضے میں چلی جائیں گی اور ان کا بوجھ تمہارے سر رہ جائے گا۔ لیکن اگر تم نے دنیا کی لذتوں اور نعمتوں سے منہ موڑ لیا اور اپنی جان اور مال کو اپنے مولیٰ کی خاطر قربان کردیا تو تمہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری نصیب ہوگی اور تم اسکی رحمت کے دروازے پر جگہ پاؤ گے اور تم اللہ تعالیٰ کے ذکر سے لذت اٹھاؤ گے۔ ان دونوں درجوں اور منزلوں کے درمیان کتنا بڑا فرق ہے؟

۲ یعنی فرض کرو تم سفر یا جہاد میں نہ نکلے اور فی الحال موت سے بچ گئے مگر (یہ بات) ضروری ہے کہ کبھی نہ کبھی مرو گے یا مارے جاؤ گے پھر بہر حال خدا کے سامنے سب کو جمع ہونا ہے اس وقت پتہ چل جائے گا کہ جو خوش قسمت اللہ تعالیٰ کی راہ میں نیک کام کرتے ہوئے مرے یا مارے گئے تھے ان کو خدا تعالیٰ کی بخشش و مہربانی سے کیا حصہ ملا جس کے سامنے تمہاری دنیا کی کمائی اور جمع کی ہوئی دولت وثروت سب ہیچ ہے۔ حاصل اگر منافقین ہی کا قول تسلیم کر لیا جائے کہ گھر سے نہ نکلتے تو نہ مارے جاتے، تب بھی سراسر خسارہ تھا کیونکہ اس صورت میں اس موت سے محروم رہ جاتے جس پر ایسی لاکھوں زندگیاں قربان کی جا سکتی ہیں بلکہ جو حقیقت میں موت نہیں حیات ابدی ہے۔

فنا فی اللہ کی تہ میں بقاء کا راز مضمر ہے
جو جینا ہے تو مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ

(تفسیر عثمانی)

۳ ولئن متم او قتلتم کہ اگر تم سفر یا جہاد میں مر گئے یا مارے گئے مگر نیست و نابود نہیں ہو جاؤ گے بلکہ ایک دوسرے پیکر (یعنی جسم) میں حیات جاودانی (یعنی ہمیشہ والی زندگی) پاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کے پاس جمع ہو گے، یہ نجات حقیقی ہے کس (اس) لئے کہ وہ نور اصل جملہ روحانیات نورانیہ کا ماویٰ وملجا ہے تمام ذرات آفتاب کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں مگر جب کوئی حائل ہو جاتا ہے تو مطلوب حقیقی تک نہ پہنچنے کے سبب جو اضطراب ہوتا ہے وہی بڑا عذاب ہے، اس جملہ میں مر جانے کو مارے جانے پر مقدم کر کے یہ ثابت کر دیا کہ خدا کی رضامندی میں مر جانا بھی فلاح کا باعث ہے، انسان کی تین حالتیں ہیں اول غفلت و گناہ اس کے لئے تو شہادت "مغفرت" ہے دوم (حالت) اصلاح و طاعت ایسی حالت میں شہادت "رحمت" (یعنی) باعث ترقی درجات ہے سوم (حالت) خدا کا شوق ایسی حالت میں شہادت باعث تقرب ہے جس کو الی اللہ تحشرون سے تعبیر کیا ہے۔ (تفسیر حقانی)

## فائدہ

صاحب تفسیر حقانی نے جو نکتہ بیان فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان دو آیات میں شہید کے لئے ترتیب کے ساتھ تین انعامات کا ذکر ہے۔ ۱ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت ۲ رحمت ۳ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری۔ تو ان تین انعامات کا تعلق شہید ہونے والے انسان کی تین حالتوں سے ہے اگر وہ گناہ گار انسان ہے تو شہادت سے اسے اللہ تعالیٰ کی مغفرت مل جاتی ہے، اگر وہ اطاعت گذار انسان ہے تو شہادت سے اسے مزید اونچا مقام جو "رحمت" کہلاتا ہے نصیب ہو جاتا ہے صاحب روح المعانی کے نزدیک رحمت جنت کا ایک نام بھی ہے اور اگر وہ انسان اللہ تعالیٰ سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ملاقات کا شوق اور جذبہ رکھتا ہے تو اسے خصوصی "لقاء اللہ" نصیب ہو جاتا ہے۔ حضرت امام رازی رحمہ اللہ نے اس نکتے کو دوسرے طریقے سے بہت تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے ان کے کلام کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں مجاہدین کو اپنی مغفرت کی طرف رغبت دلائی اور اس آیت میں ان کا درجہ بڑھا کر انہیں خود اپنی ذات مبارک کی طرف رغبت دلائی۔ پس کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اس کے عذاب سے بچنے کے لئے۔ اور کچھ لوگ عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا اجر پانے کیلئے۔ اور کچھ مقرب لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہی بس اسی کی ذات کے لئے ہیں۔ چنانچہ لمغفرة من الله میں اشارہ ان لوگوں کی طرف ہے جو عذاب سے بچنے کے لئے عبادت (جہاد) کرتے ہیں۔ رحمة میں ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو اجر کے لئے عبادت کرتے ہیں اور لالی الله تحشرون میں ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے عبادت کرتے ہیں۔ اور یہی عبدیت کا سب سے اونچا اعلیٰ اور آخری مقام ہے۔ امام رازی رحمہ اللہ اس بحث کا اختتام ان ایمان افروز کلمات پر فرماتے ہیں:

فبین ان هولاء الذین بذلوا انفسهم وابدانهم فی طاعته ومجاهدة عدوه یکون حشرهم الیه۔ واستئنا سهم بکرمه، وتمتعهم بشروق نور ربوبیته۔ (التفسیر الکبیر)

پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اسکے دشمنوں سے جہاد میں اپنی جانیں اور مال قربان کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کا شرف پائیں گے اور اس کے کرم سے انس اور خوشی حاصل کریں گے اور اس کے نور ربوبیت کی روشنی کے مزے لوٹیں گے۔

❺ حالانکہ جو شخص کسی دینی خدمت کے لئے نکلا اور وہاں مر گیا تو اس کا مرنا سب گذشتہ گناہوں کا جبر (یعنی کفارہ) ہوگا اور اگر وہ کام پورا ہونے سے پہلے فوت ہو گیا ہے تو بھی اس کا عمدہ بدلہ اور تنخواہ بند نہیں ہوگی، اگر بالفرض تم سفر نہ کرو اور میدان میں نہ جاؤ تو بھی ضرور مرو گے اور حساب کتاب دو گے جب یہ باتیں ضروری ہیں تو پھر انسان اچھے کام میں کیوں نہ مرے (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

(اس عبارت میں مغفرت، رحمت، موت اور قتل کے الگ الگ مفاہیم کی طرف بہت لطیف اشارہ کیا گیا ہے طلبہ علم غور فرمالیں)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۵۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ

پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب سے تو ان کیلئے نرم ہوگیا اور اگر تو تند خو اور

الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

سخت دل ہوتا تو ضرور تیرے گرد سے بھاگ جاتے پس انہیں معاف کردے اور ان کے واسطے بخشش مانگ

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ

اور کام میں ان سے مشورہ لیا کر پھر جب تو اس کام کا ارادہ کرچکا تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

## خلاصہ

غزوۂ احد کے موقع پر اگرچہ آپ کے بعض مخلص رفقاء سے غلطی سرزد ہوئی۔ اس غلطی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ان پر سختی کرتے تو آپ حق بجانب تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ ان کے لئے نرم مزاج ہیں۔ (اس نرم مزاجی کو اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت اس لئے فرمایا کہ خوش اخلاقی عبادت ہے اور عبادت کی توفیق اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوتی ہے) اگر آپ سخت مزاج اور سخت دل والے ہوتے تو آپ کے پاس سے منتشر ہوجاتے (پھر ان کو یہ فیض و برکات کیسے میسر ہوتے) پس آپ کے حکم میں ان سے جو کوتاہی ہوئی ہے اس کو آپ (دل سے بھی) انکو معاف کر دیجئے (اور جو کچھ ان سے اللہ تعالیٰ کے حکم میں کوتاہی ہوئی) اس میں آپ ان کے لئے استغفار کیجئے آپ کا استغفار ان کے ساتھ آپ کی زیادہ شفقت کی علامت ہوگی جس سے ان کو اور زیادہ خوشی نصیب ہوگی اور آپ (بدستور) ان سے خاص خاص باتوں (مثلاً جہاد و جنگ وغیرہ کے معاملات) میں مشورہ لیتے رہا کیجئے (تا کہ امت میں مشورہ کی سنت قائم ہوجائے اور مسلمانوں کی جماعت مضبوط ہوجائے) پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ (ایک جانب) رائے پختہ کرلیں (خواہ وہ ان کے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف ہو) تو اللہ تعالیٰ پر اعتماد (کرکے اس کام کو کر ڈالا) کیجئے بے شک اللہ تعالیٰ اپنے اوپر توکل کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔ (مستفاد من بیان القرآن وجلالین وغیرھا)

## فائدہ

سورۃ آل عمران کی اس آیت (۱۵۹) سے لیکر آیت (۱۶۴) تک مسلمانوں کے امیر اور قائد کی صفات کا بیان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اس میں کون کون سی صفات ہونی چاہییں ، اور اس بات کی طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ جب شکست کی وجہ سے جماعت کا شیرازہ بکھر چکا ہو تو امیر جماعت کو جماعت کو جوڑنے اور دوبارہ ابھارنے کے لئے کیا کیا اقدامات کرنے چاہییں۔ نیز شکست کے بعد امیر اور مامورین کے تعلق میں جو کھنچاؤ اور پھیکا پن آ جاتا ہے اس کو دور کرنے کا طریقہ بھی سمجھایا گیا کہ امیر اپنے دل کو صاف کر کے نرمی کا معاملہ کرے، شوریٰ کا نظام قائم کرے وغیرہ اور مامورین اپنے امیر کے خلاف منافقین کے پھیلائے ہوئے وساوس کا شکار نہ ہوں بلکہ پہلے سے بڑھ کر اسکی قدر و منزلت اپنے دل میں رکھیں تاکہ اطاعت آسان رہے اور جماعت مضبوط ہو۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

## اقوال وحوالے

❶ مسلمانوں کو ان کی کوتاہیوں پر متنبہ فرمانے اور معافی کا اعلان سنانے کے بعد نصیحت کی تھی کہ آئندہ اس مار آستین (منافقین کی) جماعت کی باتوں سے فریب مت کھانا اس آیت میں ان کے عفو تقصیر (یعنی غلطی کی معافی) کی تکمیل کی گئی ہے۔ چونکہ جنگ احد میں سخت خوفناک غلطی اور زبردست کوتاہی مسلمانوں سے ہوئی تھی۔ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل خفا ہوا ہوگا اور چاہا ہو گا کہ آئندہ ان سے مشورہ لیکر کام نہ کیا جائے اس لئے حق تعالیٰ نے نہایت عجیب پیرایہ (یعنی انداز) میں ان کی سفارش کی۔ اوّل اپنی طرف سے معافی کا اعلان کر دیا، کیونکہ خدا کو معلوم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ اور رنج خالص اپنے پروردگار کے لئے ہوتا ہے پھر فرمایا فبما رحمة من الله لنت لهم یعنی اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی رحمت آپ پر اور ان پر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر خوش اخلاق اور نرم خو بنا دیا۔ کوئی اور ہوتا تو خدا جانے ایسے سخت معاملہ میں کیا رویہ اختیار کرتا، یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی مہربانی ہے کہ تجھ جیسا شفیق، نرم دل پیغمبر ان کو مل گیا۔ فرض کیجئے اگر خدانخواستہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل سخت ہوتا اور مزاج میں شدت ہوتی تو یہ قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد کہاں جمع رہ سکتی تھی۔ ان سے کوئی غلطی ہوتی اور آپ سخت پکڑتے تو شرم و دہشت کے مارے پاس بھی نہ آ سکتے اس طرح یہ لوگ بڑی خیر اور سعادت سے محروم رہ جاتے اور جمعیت اسلامی کا شیرازہ بکھر جاتا لیکن حق تعالیٰ نے آپ کو نرم دل اور نرم خو بنایا۔ آپ اصلاح کے ساتھ ان کی کوتاہیوں سے اغماض (یعنی چشم پوشی) کرتے رہتے ہیں۔ سو یہ کوتاہی بھی جہاں تک آپ کے حقوق کا تعلق ہے معاف کر دیجئے اور گو خدا اپنا حق معاف کر چکا ہے، تاہم ان کی مزید دلجوئی اور تطییب خاطر کے لئے ہم سے بھی ان کے لئے معافی طلب کریں تا (کہ) یہ شکستہ دل آپکی خوشنودی اور انبساط محسوس کر کے بالکل مطمئن اور منشرح ہو جائیں اور صرف معاف کر دینا ہی نہیں آئندہ بدستور ان سے معاملات میں مشورہ لیا کریں، مشاورت کے بعد جب ایک بات طے ہو جائے اور پختہ ارادہ کر لیا جائے پھر خدا پر توکل کر کے اس کو بلا پس و پیش کر گذریے، خدا تعالیٰ متوکلین کو پسند کرتا اور ان کے کام بنا دیتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

**تنبیہ**

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ ”عزم“ کیا ہے؟ فرمایا مشاورة اهل الرائی ثم اتباعهم (ابن کثیر) اور مجمع الزوائد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے یا رسول اللہ جو بات ہم کتاب وسنت میں نہ پائیں اس میں کیا طریقہ استعمال کریں؟ فرمایا فقہاء عابدین (سمجھدار خدا پرستوں) سے مشورہ کرو ولا تمضوا فيه رأى خاصه اور کسی ایک دو کے کی رائے مت جاری کرو (تفسیر عثمانی)

❷ **نرمی کی حدود:**

لیکن نرمی وملاطفت کے بھی شریعت میں حدود مقرر ہیں، جہاں دین کی توہین ہورہی ہو یا احکام دین کے اجرا کی ضرورت ہو وہاں سختی اور سزا لازم ہو جاتی ہے۔

اللين والرفق انما يجوز اذالم يفض الى اهمال حق من حقوق الله فاما اذا ادى الى ذلك لم يجز (كبير) (تفسير ماجدى)

❸ اسلام کے نظام سیاسی کو شخصی اور جمہوری (یا عمومی) دونوں سے الگ جو نظام شوریٰ دیا گیا اسکی یہ ایک اہم بنیادی آیت قرآنی ہے۔ اس مشاورت کے بارے میں دونوں قول فقہاء امت سے منقول ہیں، ایک یہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مشورہ لینا واجب تھا۔ دوسرا یہ کہ محض مستحب تھا، وقد اختلف الفقهاء هل كان واجباً عليه او من باب الندب تطييبا لقلوبهم على قولين (ابن كثير) ظاهر الامر للوجوب فقوله شاورهم يقتضى الوجوب وحمل الشافعى رحمه الله ذلك على الندب (كثير)

بہرصورت (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی) عادت مبارک مشورہ کی تھی بہت زائد (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت کثرت سے مشورہ فرماتے تھے) عن عروة عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت ما رأيت رجلاً اكثر استشارة للرجال من رسول الله صلى الله عليه وسلم (معالم) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مشورہ کرنے والا نہیں دیکھا (تفسیر ماجدی)

❹ **فیصلہ کثرت رائے پر یا؟**

اس سے معلوم ہوا کہ امور انتظامیہ متعلقہ بالرائے والمشورہ (یعنی وہ انتظامی معاملات جن میں رائے اور مشورہ لینے کا حکم فرمایا گیا) میں کثرت رائے کا ضابطہ محض بے اصل ہے ورنہ یہاں عزم میں یہ قید ہوتی کہ بشرطیکہ آپ کا عزم کثرت رائے کے خلاف نہ ہو (بیان القرآن)

❺ **امیر کی نرم مزاجی محبوب ہے**

وقال عليه الصلوة والسلام لاحلم احب الى الله تعالىٰ من حلم امام ورفقه ولا جهل ابغض الى الله من جهل امام وخرقه. حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امیر کا تحمل اور اسکی نرمی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اور امیر کی جہالت اور خود سری اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے (تفسیر کبیر)

**❻ خوش اخلاقی کی وجہ**

حسن خلق کا باعث یہ ہوتا ہے کہ جب روح پر انوار قدس (یعنی مقدس انوارات) فائض (یعنی جاری) ہوتے ہیں تو اس (روح) کی قوت نظریہ اور علمیہ (یعنی عقیدہ اور عمل کی قوت) دونوں مکمل ہو جاتی ہیں پھر جو کچھ صدمہ اس کو پہنچتا ہے اس کو خدا ہی کی طرف سے جانتا ہے نہ کسی پر اس کو (اپنی ذات کی خاطر) غصہ آتا ہے نہ (اپنی ذات کے لئے) انتقام لیتا ہے یا جو راحت (اس کے) غیر کو پہنچتی ہے حسد نہیں کرتا علی ھذا القیاس جس قدر باتیں بدخلقی کی خام خیالی کے متعلق ہیں سب دور ہو جاتی ہیں اور جب اس کو روحانیت کا مشاہدہ ہوتا ہے تو جسمانیات اور یہاں کے لذائذ اسکی آنکھوں میں حقیر ہو جاتے ہیں۔ نہ شہوت ناجائز رہتی ہے نہ حب جاہ و مال جو تمام خرابیوں کا سرچشمہ ہے اور اسی لئے بزرگوں کے اخلاق حمیدہ (یعنی اچھے اور پسندیدہ) ہوتے ہیں۔ آنحضرت علیہ السلام کے اخلاق اس درجہ حمیدہ تھے کہ قرآن میں متعدد جگہ اللہ تعالیٰ نے آپکی مدح کی ہے انك لعلی خلق عظیم (تفسیر حقانی)

**❼ بعض جگہ سختی کا حکم**

انه تعالىٰ منعه من الغلظة في هذه الاية وامره بالغلظة في قوله واغلظ عليهم (التوبه ۷۳) فههنا نهاه عن الغلظة على المومنين وهناك امره بالغلظة مع الكافرين الخ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سختی کرنے سے منع فرمایا اور دوسری جگہ فرمایا واغلظ عليهم اور آپ ان پر سختی کریں تو دراصل یہاں آپ کو مسلمانوں پر سختی کرنے سے روکا گیا اور وہاں کافروں پر سختی کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے اذلة على المومنين اعزة على الكافرين (المائدہ ۵۴) کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب لوگ مسلمانوں کے لئے نرم ہوں گے اور کافروں کے لئے سخت ہوں گے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان اشداء على الكفار رحماء بينهم (الفتح ۲۹)

(صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں)

تحقیقی بات یہ ہے کہ افراط اور تفریط دونوں برے ہیں اور فضیلت اعتدال میں ہے اس لئے بعض جگہ سختی کا حکم اور بعض جگہ سختی سے منع کیا گیا تاکہ افراط و تفریط سے دور رہیں اور اس اعتدال پر قائم رہیں جو صراط مستقیم ہے (التفسیر الکبیر)

**❽ امت کے لئے مشورہ کی افادیت**

قال عليه السلام! "ما تشاور قوم قط الا هدوا لارشد امرهم" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو قوم مشورہ کرتی ہے اسے درست معاملے کی طرف رہنمائی عطاء کردی جاتی ہے (امام قرطبی رحمہ اللہ نے اسے حسن بصری رحمہ اللہ کا قول قرار دیا ہے۔ قرطبی) قال الحسن وسفيان بن عيينة انما امر بذلك

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیقتدی به غیره فی المشاورة ویصیر سنة فی امته. حسن بصری رحمہ اللہ اور سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ کا حکم اس لئے دیا گیا تاکہ دوسرے لوگ اس میں آپ کی اقتداء کریں اور مشورہ اس امت کا طریقہ بن جائے۔ (تفسیر کبیر)

**⑨ مشورہ کا حکم جہاد کے ساتھ خاص تھا یا نہیں؟**

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رفقاء کے ساتھ مشاورت کا حکم دیا گیا تھا یہ مشاورت امور جہاد میں تھی یا ان تمام امور میں جن میں وحی کا نزول نہیں ہوتا تھا۔ امام رازی رحمہ اللہ نے دونوں طرح کے اقوال دلائل کے ساتھ جمع فرما دیئے ہیں تفسیر کبیر ملاحظہ فرمالیجئے۔

**⑩ اسباب توکل کے منافی نہیں ہیں**

دلت الاية على انه ليس التوكل ان يهمل الانسان نفسه كما يقوله بعض الجهال والالكان الامر بالمشاورة منافياً بالتوكل بل التوكل هو ان يراعى الانسان الاسباب الظاهرة ولكن لا يعول بقلبه عليها بل يعول على عصمة الحق (التفسير الكبير)

یعنی اسباب کا اختیار کرنا توکل کے منافی ہوتا تو مشورہ کا حکم نہ دیا جاتا۔ اس لئے توکل کا معنی یہ ہے کہ ظاہری اسباب اختیار تو کئے جائیں مگر اعتماد ان پر نہیں اللہ تعالیٰ پر رہے۔

**⑪ اعتماد کی چیز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے نہ کہ انسانی مشورے**

قال قتادة امر الله تعالىٰ نبيه عليه السلام اذا عزم على امر ان يمضى فيه ويتوكل على الله لا على مشاورتهم. (قرطبی)

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ جب آپ کسی کام کا عزم کرلیں تو وہ کر گزریں اور توکل اللہ تعالیٰ پر کریں نہ کہ ان کے مشورہ پر۔ (یعنی مشورہ اچھی چیز ہے مگر وہ بھی سبب کے درجہ میں ہے اس لئے اصل بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہو)

**⑫ مشورہ کے بارے میں چند اقوال**

☆قال ابن عطية: والشورىٰ من قواعد الشريعة وعزائم الاحكام من لا يستشير اهل العلم والدين فعزله واجب ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مشورہ شریعت کی بنیادوں اور اہم احکامات میں سے ہے پس جو حاکم اہل علم اور اہل دین سے مشورہ نہ کرتا ہو اسے معزول کردینا واجب ہے۔

☆وكان يقال ماندم من استشار. یعنی کہا جاتا تھا کہ جو مشورہ کرتا ہے اسے پچھتانا نہیں پڑتا۔

☆وكان يقال من أعجب برايه ضل. اور کہا جاتا تھا کہ جسے اپنی رائے پر عجب ہو وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

☆وقال بعضهم شاور من جرب الامور ،فانه يعطيك من رأيه ماوقع عليه غالياً وانت تأخذه مجاناً. بعض بزرگوں کا قول ہے کہ تجربہ کار لوگوں سے مشورہ کیا کرو کیونکہ وہ تمہیں اپنی رائے مفت دے دے گا جس تک وہ بہت قیمت خرچ کر کے پہنچا ہوگا۔

☆قال البخاری رحمه الله وكانت الائمة بعد النبي صلي الله عليه وسلم يستشيرون الامناء من اهل العلم في الامور المباحة ليأخذوا باسهلها۔

☆وقال سفيان الثوری :ليكن اهل مشورتك اهل التقویٰ والامانة ومن يخشی الله تعالیٰ۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تمہارے اہل مشورہ تقویٰ والے امانت دار اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے لوگ ہونے چاہییں۔ یہ تمام اقوال امام قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں نقل فرمائے ہیں۔

## امیر کی صفات

اس آیت مبارکہ سے امیر کی درج ذیل صفات معلوم ہوئیں۔

1. نرم دل اور اچھے اخلاق والا ہو۔
2. اپنے رفقاء کو (شرعی حدود میں رہتے ہوئے) معاف کرنے والا ہو۔
3. اپنی جماعت اور رفقاء کے لئے استغفار کرتا ہو۔ (اشارۃً معلوم ہوا کہ خود اپنے لئے بھی کثرت سے توبہ استغفار کا عادی ہو)
4. جماعت کا نظام مشورہ سے چلاتا ہو۔
5. صاحب عزم یعنی پختہ عزم کا مالک ہو۔
6. توکل صرف اللہ تعالیٰ پر کرتا ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سورۃ آل عمران مدنیۃ — آیت ۱۶۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا

اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا تو تم پر کوئی غالب نہ ہو سکے گا اور اگر اس نے مدد چھوڑ دی تو پھر ایسا کون ہے

الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٦٠﴾

جو اس کے بعد تمہاری مدد کر سکے اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے

### خلاصہ

فتح اور شکست اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، وہ نصرت فرمادے تو فتح کو کوئی روک نہیں سکتا اور اگر وہ نصرت اٹھالے تو کسی اور کی مدد کچھ کام نہیں آتی ۔ پس ایمان والوں کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جڑے رہیں اور اسی پر کامل بھروسہ رکھیں ۔

### اقوال وحوالے

#### ❶ اطاعت کی ترغیب

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

المقصود من الآية الترغيب في الطاعة والتحذير عن المعصية (تفسير الكبير) آیت کا مقصود اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ترغیب دینا اور اس کی نافرمانی سے روکنا ہے کیونکہ اس کی نصرت اسی سے نصیب ہوتی ہے ۔

#### ❷ ازالہ حسرت

بعض مفسرین مثلاً امام ابوحیان رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک آیت کا مقصد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دلوں سے اس حسرت کو دور کرنا ہے جو شکست کی وجہ سے ان کے قلوب پر طاری تھی چنانچہ صاحب بیان القرآن تحریر فرماتے ہیں ۔

حاصل ازالۂ حسرت کا یہ ہوا کہ غالب و مغلوب کرنا خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے مثلاً بدر میں اپنی رحمت سے غالب کر دیا، احد میں اپنی حکمت سے مغلوب کر دیا پس جب پورا پورا یہ امر تمہاری قدرت میں نہیں تو اس قدر اس کے پیچھے اپنے جی کو نہ ڈالو، جو ہو گیا سو ہو گیا، آئیں جو آفت معصیت سے آ گئی اس سے توبہ کر لو آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ پر نظر رکھو یعنی اس سے توفیق مانگو کہ معصیت سے محفوظ رکھیں ۔ (بیان القرآن)

#### ❸ جہاد جاری رکھیں

مسلمانوں کا فرض ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ میں کسی رکاوٹ کی پرواہ نہ کریں، ضرور انہیں کو کامیابی ہوگی ۔
(تفسیر الفرقان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فائدہ

اس آیت سے امیر کی یہ صفات بھی جا سکتی ہے کہ وہ توکل علی اللہ کے اس مقام پر فائز ہو کہ فتح و شکست ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑا رہے اور جماعت کو بھی جوڑے رکھے نیز وہ خود کو اور اپنی جماعت کو اللہ تعالیٰ کی طاعت میں لگائے اور معصیت سے روکے تاکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت نازل ہو اور وہ مخلوق اور سامان کی بجائے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر جہاد کو جاری رکھنے والا ہو۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۶۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَّغُلَّ ۚ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ

اور کسی نبی کو یہ لائق نہیں کہ خیانت کرے اور جو کوئی خیانت کرے گا اس چیز کو

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ

قیامت کے دن لائے گا جو خیانت کی تھی پھر ہر کوئی پورا پالے گا جو اس نے کمایا تھا اور وہ

لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾

ظلم نہیں کیے جائیں گے

### خلاصہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بہت بلند ہے، آپ امانت کے سب سے اونچے درجے پر فائز ہیں۔ خیانت کا کوئی بھی کام آپ کے قریب نہیں آسکتا۔ اس لئے کہ خیانت تو بڑا گناہ ہے، اور جو شخص خیانت کرے گا قیامت کے دن اس چیز کو اور اس کے وبال کو اپنے اوپر اٹھا کر لائے گا۔ پھر ان خائنوں کو ان کے جرم کی پوری پوری سزا دی جائے گی اور کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

### فائدہ

❶ شکست کے بعد جماعت کو سنبھلنے اور ابھرنے کا نسخہ بتایا جا رہا ہے، جس کا ایک اہم جزو یہ ہے کہ جماعت صحابہ کے تمام افراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بدظنی اور بدگمانی نہ رکھیں اور نہ منافقین کی باتوں میں آکر ان کے دلوں میں آپ کا احترام اور ادب کمزور ہو۔ شکست کے بعد عموی طور پر یہ فتنہ بھی آتا ہے کہ امام کے خلاف آوازیں اٹھنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اگر جماعت کے لوگ اس کا اثر لے لیں تو جماعت کی قوت اور شوکت ختم ہو جاتی ہے اور اس کا رعب ٹوٹ جاتا ہے۔

صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں: اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنائم کے تقسیم کرنے میں کوئی مصلحت ملحوظ رکھیں یا قوم یا رفاہ عام کے لئے اس میں سے کچھ حصہ بیت المال میں جمع کریں یا کسی وجہ سے تقسیم غنائم میں دیر ہو تو تم منافقوں کے کہنے سے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف ایسی بدگمانی جائز نہ رکھو، منافق عبداللہ بن ابی وغیرہ ایسے ایسے شبہات مسلمانوں کے دلوں میں ڈالا کرتے تھے اور یہ ضرور (یعنی لازمی بات) ہے کہ جب سردار (یعنی امام اور امیر) کی نسبت ناجائز بدگمانیوں کا دروازہ کھلتا ہے تو (اس کا) انجام (یہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے کہ) بغاوت اور پھوٹ پڑ کر قوم اور ملت کی شوکت اور برکت جاتی رہتی ہے یہ (یعنی اس آیت میں) اہل اسلام کو اپنے سرداروں اور پیشواؤں کی نسبت ادب ملحوظ رکھنا تعلیم فرمایا (تفسیر حقانی)

❷ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی کا حکم دیا گیا۔اب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سمجھایا جا رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرمی، تواضع اور خوش اخلاقی کا یہ مطلب نہیں کہ تمہارے دلوں میں انکے ادب و احترام میں کمی آ جائے اور منافقوں کی باتیں عام لوگوں کی زبانوں پر آ جائیں۔وہ اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے تم سے نرمی رکھتے ہیں تو تم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ان کے بلند مقام اور شان کو سمجھو اور اس کے مطابق ان کے ساتھ معاملہ کرو۔

❸ شکست کے بعد جماعت میں جو پھوٹ اور کمزوری آ جاتی ہے اس کو دور کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل مبارکہ کا بیان چل رہا ہے تاکہ ماموریں اپنے امیر سے پوری محبت اور عقیدت کے ساتھ جڑ جائیں اور اس طرح سے جماعت مضبوط ہو جائے۔(واللہ اعلم بالصواب)

## مطالب آیت

"اس (آیت) سے غرض یا تو مسلمانوں کی پوری طرح خاطر جمع کرنا ہے (یعنی ان کو تسلی دینا ہے) تا (کہ وہ) یہ وسوسہ نہ لائیں کہ شاید حضرت نے ہم کو بظاہر معاف کر دیا اور دل میں خفا ہیں پھر کبھی خفگی نکالیں گے۔(یعنی غلول کا معنی "چھپانا" اور مطلب یہ ہوا کہ نبی زبان سے کچھ کہیں اور دل میں کچھ اور چھپائیں تو ایسا ممکن نہیں ہے) یہ کام نبیوں کا نہیں کہ دل میں کچھ اور ظاہر میں کچھ۔یا مسلمانوں کو سمجھانا ہے کہ حضرت کی عظمت اور عصمت و امانت کو پوری طرح (اپنے دل و دماغ اور عمل میں) مستحضر (یعنی حاضر) رکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کبھی کوئی لغو اور بیہودہ خیال (دل و دماغ میں) نہ لائیں مثلاً یہ گمان نہ کریں کہ غنیمت کا کچھ مال چھپا رکھیں گے (العیاذ باللہ) شاید یہ اس واسطے فرمایا کہ وہ تیر انداز غنیمت کے لئے مورچہ چھوڑ کر دوڑے تھے، کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حصہ نہ دیتے؟ یا بعض چیزیں چھپا رکھتے؟ اور بعض روایات میں ہے کہ بدر کی لڑائی میں ایک چیز (چادر یا تلوار) غنیمت میں گم ہو گئی تھی، کسی نے کہا شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے واسطے رکھی ہو گی۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔بہر حال مسلمانوں کو سمجھانا ہے کہ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نرم خوئی اور خوش خلقی سے تمہاری غلطیوں کو معاف کرتے ہیں تو تم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان اور عصمت و نزاہت کا زیادہ پاس (یعنی خیال) رکھنا چاہیے، کسی قسم کا کمزور اور رکیک خیال مؤمنین کے پاس نہ آئے۔(تنبیہ) "غلول" کے اصل معنی غنیمت میں خیانت کرنے کے ہیں۔لیکن کبھی مطلق خیانت کے معنی میں آتا ہے بلکہ بعض اوقات محض ایک چیز کے چھپا لینے پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جیسے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا غلوا مصاحفکم (تفسیر عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## نبی معصوم ہیں

ماکان لنبی ان یغل نبی کا کام نہیں کہ خیانت کرے۔

والمعنیٰ انہ لا یمکن ذالک منہ لان الغلول معصیۃ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم معصوم من المعاصی (البحر المحیط)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خیانت کا ہونا ممکن ہی نہیں کیونکہ خیانت گناہ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام گناہوں سے معصوم ہیں۔

غنیمت میں خیانت کبیرہ گناہ ہے۔ قال العلماء والغلول کبیرۃ من الکبائر بدلیل ھذہ الایۃ وماذکرنا ہ من حدیث ابی ہریرۃ انہ یحملہ علی عنقہ وقد قال فی مدعم والذی نفسی بیدہ الخ. علماء فرماتے ہیں کہ مال غنیمت میں خیانت کبیرہ گناہ ہے اس قول کی دلیل ایک تو یہ آیت مبارکہ ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ روایت جو ہم ذکر کر چکے ہیں کہ خیانت کرنے والا اس چیز کو جو اس نے خیانۃً لی تھی قیامت کے دن اپنی گردن پر لاد کر لائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعم (ایک غلام جو جہاد میں مارے گئے تھے) کے بارے میں فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ چادر آگ بن کر اس پر بھڑک رہی ہے جو اس نے خیبر کے دن غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے اٹھالی تھی جب لوگوں نے یہ بات سنی تو ایک صاحب ایک یا دو تسمے لیکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے (کہ یہ میں نے تقسیم سے پہلے اٹھا لئے تھے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک تسمہ یا دو تسمے آگ کے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا (غلام پر آگ کے بھڑکنے کو) قسم کھا کر بیان فرمانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکی نماز جنازہ ادا نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مال غنیمت میں خیانت بہت بڑا گناہ ہے اور یہ کبائر میں سے ہے۔ (القرطبی)

## اسلام میں نبی کی شان

مشرک غریب تو سرے سے جانتے ہی نہ تھے کہ مرتبہ نبوت کس منصب عظیم کا نام ہے، اور پیغمبرانہ اخلاق کے معنی کیا ہوتے ہیں۔ یہود ونصاریٰ البتہ پیغمبروں کے نام اور کارناموں سے آشنا تھے، لیکن ان ظالموں نے بھی رفتہ رفتہ مرتبہ نبوت کی اخلاقی عظمت کو بالکل ہی بھلا دیا تھا اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کاہن قسم کا محض ایک پیشگوئی کرنے والا انسان سمجھ رکھا تھا آیت ان سب غلط خیالوں کی اصلاح کر رہی ہے (اور نبی کی عظمت، شان اور پاکی بیان کر رہی ہے) (تفسیر ماجدی)

## خائن قیامت کے دن

ومن یغلل یأت بما غل یوم القیمۃ اور جو کوئی خیانت کرے گا اس چیز کو قیامت کے دن لائے گا جو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خیانت کی تھی۔ اس کی تفسیر میں علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

ای یأتی به حاملا له علی ظهره ورقبته معذبا بحمله وثقله ومرعوبا بصوته وموبخا باظهار خیانته علی رؤوس الاشهاد (القرطبی)

یعنی وہ اس چیز کو اپنی پیٹھ اور گردن پر اٹھا کر لائے گا اس چیز کے بوجھ سے اسے عذاب دیا جائے گا۔ اس چیز کی آواز سے وہ دہشت زدہ ہوگا اور تمام لوگوں کے سامنے اسکی خیانت کا اعلان کر کے اسے ذلیل کیا جائے گا۔ (العیاذ باللہ)

## فائدہ

امام رازی رحمہ اللہ کے نزدیک اس آیت میں دو قرأتیں ہیں یَغُلَّ (کہ نبی خیانت نہیں کر سکتے) اور یُغَلَّ (کہ نبی کے ساتھ خیانت نہ کی جائے) پہلی قرأت کے اعتبار سے اس آیت کے شان نزول میں چھ روایتیں ہیں اور دوسری قرأت کے مطابق اس میں مسلمانوں کو خیانت سے منع کیا گیا ہے اور اس کا شان نزول ہوازن کی غنیمت میں سے ایک شخص کا چھوٹی سی خیانت کرنا ہے۔ یہ ہے خلاصہ امام رازی رحمہ اللہ کی تقریر کا۔ شان نزول کی چھ روایات اور مال غنیمت میں خیانت کی وعیدوں کی تفصیل کے لئے شائقین تفسیر کبیر کی طرف رجوع فرمائیں۔

## نکتہ

گذشتہ آیت میں احد کا واقعہ مذکور تھا کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی بکھری ہوئی قوت کو کس طرح جمع کیا۔ اب یہ سوال وارد ہو سکتا تھا کہ آئندہ اس کام کے کرنے والے کس قسم کے آدمی ہونگے لہذا بتلایا گیا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صفت کا اپنے آپ کو نمونہ بنالیں گے وہ خیانت نہیں کریں گے اور کوئی چیز مسلمانوں سے چھپا کر اپنے لئے خاص نہیں کریں گے اس قسم کے آدمی آپ کے نائب ہونگے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## فائدہ

اس آیت سے امام اور امیر کی یہ لازمی صفت معلوم ہوگئی کہ وہ امانتدار ہو۔ مال میں خیانت نہ کرے امانتدار سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ وہ "حب دنیا" کا مغلوب نہ ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۶۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَأْوٰهُ

آیا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا تابع ہے اس کے برابر ہوسکتا ہے جو غضب الٰہی کا مستحق ہوا اور اس کا ٹھکانا

جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾

جہنم ہے اور وہ کیسی بری جگہ ہے

## خلاصہ

نبی تو سراسر رضامندیٔ الٰہی کے تابع ہوتے ہیں وہ صرف وہی کام کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہوتے ہیں اور خیانت کرنے والا تو اللہ تعالیٰ کی ناراضی حاصل کر کے جہنم کی بری جگہ کو اپنا ٹھکانا بناتا ہے۔ یہ دونوں بھی برابر نہیں ہوسکتے۔

## اقوال وحوالے

❶ افمن اتبع رضوان الله يريد بترك الغلول والصبر على الجهاد كمن بآء بسخط من الله يريد بكفر او غلول او تول عن النبي صلى الله عليه وسلم في الحرب. (قرطبی)

اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے سے مراد خیانت نہ کرنا اور جہاد پر ڈٹ جانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کمانے سے مراد کفر یا خیانت یا جہاد میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ جانا ہے۔

❷ وقال الزجاج ايضاً رضوان الله الجهاد والسخط الفرار (البحر المحيط)

زجاج رحمہ اللہ کا یہ بھی قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جہاد اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی جہاد سے فرار ہے۔

❸ امام غزالی رحمہ اللہ نے افمن اتبع رضوان الله اور كمن بآء بسخط من الله کے مصداق میں کئی اقوال نقل فرمائے ہیں تفسیر کبیر میں ان تمام اقوال کو نقل کرنے کے بعد وہ لکھتے ہیں۔

وقال القاضي كل واحد من هذه الوجوه صحيح ولكن لايجوز قصر اللفظ عليه لان اللفظ عام فوجب ان يتناول الكل الخ. اور قاضی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ تمام اقوال درست ہیں لیکن لفظ کو کسی ایک معنیٰ کے ساتھ خاص کر دینا درست نہیں ہے کیونکہ لفظ عام ہے اس لئے سب کو شامل ہوگا پس جو بھی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے گا وہ اتبع رضوان الله میں شامل ہے اور جو بھی اپنے نفس اور خواہشات کی پیروی میں پڑ جائے گا وہ كمن بآء بسخط من الله میں داخل ہوگا۔ (التفسیر الکبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فائدہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بہت بلند ہیں اور آپ سے خیانت کا تصور بھی محال ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ سراسر اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے تابع ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف وہی کام کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتے ہیں۔ پس اخلاص کا یہ اونچا مقام اور اپنی ذاتی اغراض کا بالکل چھوڑ دینا یہ بات انسان کے اندر اعلیٰ اخلاق اور امانت پیدا کرتی ہے۔ پس امیر اور امام کی یہ صفت بھی اس آیت سے سمجھی جا سکتی ہے کہ وہ اپنی ذاتی اغراض اور نفسانی خواہشات کا تابع نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا طالب ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

حضرت لاہوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فقط وہی شخص اسلامی خدمت کرنیکے قابل ہے جو قانون الٰہی پورا کرنے کے لئے اپنے مقاصد کو موخر کر سکتا ہو۔ (یعنی ذاتی مقاصد کو) (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## نکتہ

جب انسان کی روح پر تجلی ذاتی ہوتی ہے اور کدورات بشریہ کو آب عصمت سے دھویا جاتا ہے تو اس سے ہرگز معصیت سرزد نہیں ہوسکتی یہاں سے آنحضرت علیہ السلام کا معصوم ہونا پایا گیا۔ (تفسیر حقانی)

## دعاء

اللھم انا نعوذ برضاك من سخطك وبمعافاتك من عقوبتك ونعوذبك منك جل وجهك لا نحصي ثناءً عليك انت كما اثنيت علي نفسك۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَۃُ اٰلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۶۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

اللہ تعالیٰ کے ہاں لوگوں کے مختلف درجے ہیں اور اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں

## خلاصہ

ان میں سے ہر ایک کے اللہ تعالیٰ کے ہاں الگ الگ درجات ہیں اور اللہ تعالیٰ سب کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔

## اقوال و حوالے

❶ کلام برکت:...... یعنی نبی اور سب خلق برابر نہیں طمع (یعنی لالچ) کے کام ادنیٰ (یعنی گھٹیا کام) نبیوں سے نہیں ہوتے (موضح القرآن)

❷ من اتبع رضوان اللہ اور من باء بسخط من اللہ والوں کے بے انتہا مدارج نکل سکتے ہیں چونکہ دونوں جنسیں (یعنی دونوں قسم کے لوگ) برابر نہیں ہیں اس لئے نیابت نبوی کے لئے من اتبع رضوان اللہ والوں میں سے آدمی ہونا چاہیے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

❸ پھر فرماتا ہے کہ یہ اہل اصلاح خدا کے نزدیک باعتبار استعداد نفوس کے سعادت اور کمال کے مختلف درجوں پر ہیں۔ (تفسیر حقانی)

## نکتہ

جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب انسانوں کا درجہ برابر نہیں تو دنیا میں انسانوں کو بھی درجات کا لحاظ رکھنا چاہیے اور یہ سمجھ کر کہ سب انسان برابر ہیں نبی کے ادب و احترام میں کمی نہیں کرنی چاہیے اور نہ ان کی اطاعت میں کمزوری دکھانی چاہیے۔ اللہ پاک نے ہر ایک کو الگ درجہ دیا ہے پس لوگوں کے ساتھ ان کے درجات کے مطابق معاملہ کرنا چاہیے اس میں بھی ”اطاعت امام“ کا پہلو نکلتا ہے۔ چنانچہ امام ابوحیان، حضرت مجاہد اور قتادہ رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ای ذو درجات فان بعض المومنین افضل من بعض (البحر المحیط) یعنی لوگ درجات والے ہیں کیونکہ بعض مسلمان دوسرے بعض سے افضل ہیں۔ پس اسی افضلیت کا دل سے اعتراف انسان کے لئے اطاعت کو آسان کرتا ہے۔ اور اس سے دین اور جماعت کو مضبوطی ملتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

❹ واللہ بصیر بمایعملون اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے“ پھر تنبیہ کرتا ہے کہ خدا بندوں کے اعمال دیکھ رہا ہے اس سے ہر شخص کو ہر وقت ڈرنا چاہیے امانت ملحوظ رکھنے کے لئے یہ جملہ کہا (یعنی فرمایا) ہے (یہ) تاکید (ہے) اور (سابقہ) مضمون کی لہر (یعنی حصہ) ہے۔ (تفسیر حقانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۶۴

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ
اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے جو ان میں انہی میں سے رسول بھیجا
اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ
ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب
وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾
اور دانش سکھاتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے

### خلاصہ

بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان کے پاس ایک ایسے رسول مبعوث فرمائے جو ان ہی میں سے ہیں۔ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور ان کا تزکیۂ نفس کر کے انہیں ہر طرح کی برائیوں سے پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اللہ اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں حالانکہ اس سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں بھٹک رہے تھے۔

### ربط

پچھلی آیات میں تذکرہ غزوۂ احد کے حالات واثرات وغیرہ کا چل رہا ہے۔ تو اس آیت کا ماقبل سے کیا ربط ہے اور جہاد سے کیا تعلق ہے؟ حضرات مفسرین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

❶ مال غنیمت میں خیانت ایسی ہستی سے کس طرح ممکن ہے جس کا وجود پورے عالم پر احسان ہے، اور تلاوت آیات، تزکیۂ قلوب اور تعلیم کتاب وحکمت جس کے اعمال ہیں۔ اور جن کے آنے سے پہلے تم لوگ خود ذلت وگمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ ان کی تعلیم وتربیت نے تمہیں جو اعلیٰ مقامات دیئے ان سے اندازہ لگا لو کہ خود ان کا مقام کیا ہوگا؟ کیا ایسی ہستی سے "غلول" جیسا گناہ ممکن ہے اور کیا ایسی ہستی فرض امانت کے ادا کرنے میں کسی طرح کی کوئی خیانت اور کمی کر سکتی ہے؟ (تفسیر کبیر اور بیان القرآن وغیرہ میں ربط کی جو وجوہات لکھی ہیں یہ ان سب کا خلاصہ ہے)

❷ انه لما في الشرف والمنقبة بحيث يمن الله به على عباده وجب على كل عاقل ان يعينه بأقصى مايقدر عليه، فوجب عليكم ان تحاربوا اعدائه وان تكونوا معه باليد واللسان والسيف والسنان، والمقصود منه العود الى ترغيب المسلمين في

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مجاهدة الكفار (التفسير الكبير).

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور عزت اسقدر بلند ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے سے اپنے بندوں پر احسان فرماتا ہے تو پھر ہر عقلمند انسان پر لازم ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حد درجہ تعاون کرے۔ پس اے مسلمانو! تم پر لازم ہے کہ تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے لڑو اور اپنے ہاتھ، زبان، نیزے اور تلوار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دو، تو آیت کا مقصود مسلمانوں کو کفار کے خلاف جہاد کی ترغیب ہے۔ (یعنی اس مضمون کی طرف لوٹنا ہے جو پہلے چل رہا تھا)

## فائدہ

مسلمانوں کو شکست کے اثرات سے ابھارا جا رہا ہے اور انہیں تسلی دی جا رہی ہے کہ مایوس ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ تمہارا سب کچھ سلامت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری تلاوت، تزکیہ اور تعلیم موجود ہے اس لئے ہمت سے کام لو اور خود کو مضبوط بناؤ۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

شکست کے وقت کا ایک فتنہ امام کے خلاف اٹھنے والی آوازیں اور وساوس ہیں اس آیت میں بھی اس فتنے کا علاج ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو تمہارے امام و امیر ہیں ان کے تم پر یہ عظیم احسانات ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

شکست کے بعد افراتفری کا عالم ہوتا ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس افراتفری سے بچانے کے لئے مرکز کی طرف بلایا جا رہا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو جاؤ قرآن پاک سنو اور پڑھو اپنے دلوں کو پاک کرو علم الٰہی کی روشنی حاصل کرو انتشار اور افراتفری ختم ہو جائے گی اور دلوں کے زخم دور ہو جائیں گے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

شکست کے بعد جماعت کی تازہ اور مضبوط تربیت کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ وہ غلطی آئندہ نہ ہو جسکی وجہ سے شکست ہوئی ہے تو جماعت کی تربیت کا نصاب ایک بار پھر یاد دلایا گیا ہے وہ نصاب یہ ہے۔

❶ تلاوت قرآن پاک ❷ تزکیہ نفس ❸ تعلیم کتاب اللہ ❹ تعلیم حکمت۔

## فائدہ

شکست کے بعد کمزور دل لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اب ہمارا کام ختم ہو جائے گا اور ہماری جماعت مٹ جائے گی۔ اور مخالفین بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اب اسلام کا کام ختم اور مسلمان بھی عنقریب ختم۔ غزوہ احد کے بعد بھی ایسے ہی حالات تھے اور منافقین اور کفار سمجھ رہے تھے کہ بس اب مسلمان دوبارہ نہیں ابھر سکیں گے اور عنقریب ختم ہو جائیں گے۔ ان کو جواب دیا گیا کہ اسلام کی بنیاد بہت مضبوط ہے اور وہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لاتا جو قیامت تک کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔اور اسلامی جماعت کا نظام تربیت بہت مضبوط ہے۔اور جس جماعت کا نصاب اور نظام تربیت تلاوت،تزکیہ اور تعلیم کتاب وسنت پر قائم ہو وہ کبھی نہیں مٹ سکتی۔واللہ اعلم بالصواب۔

### نکتہ

حضرت لاہوری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فرض کے انجام دینے کے لئے بھیجا گیا ہے لہذا اس کسوٹی پر آئندہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبعین کو پرکھ لیا جائے گا۔(حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

یعنی جن لوگوں میں تلاوت،تزکیہ اور تعلیم کتاب وحکمت کے اعمال زندہ ہوں گے وہی لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبع اور پیروکار ہونگے،اور جو ان تمام چیزوں کو یا ان میں سے بعض کو چھوڑ دیں گے وہ دین سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے(نعوذ باللہ) دور ہو جائیں گے۔

### فائدہ

مسلمانوں کے امیر کی یہ صفت بھی معلوم ہوگئی کہ وہ اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے تلاوت،تزکیہ اور تعلیم کتاب وسنت کا اہتمام کرنے والا ہو۔واللہ اعلم بالصواب

### فائدہ

جہاد کے مسلسل بیان کے درمیان اس آیت کو لانے سے یہ بات بھی سمجھی جا سکتی ہے کہ مجاہدین کو خصوصی طور پر ان چار چیزوں کا اہتمام کرنا چاہیے اور خود کو پوری طرح سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جوڑے رکھنا چاہیے۔(واللہ اعلم بالصواب)

### دعاء

**اللهم ارحمنا بالقرآن العظيم واجعله لنا اماما ونورا وهدى ورحمة**

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۶۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ

کیا جب تمہیں ایک تکلیف پہنچی حالانکہ تم تو اس سے دوچند تکلیف پہنچا چکے ہو تو کہتے ہو یہ کہاں

هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ

سے آئی کہہ دو یہ تکلیف تمہیں تمہاری ہی طرف سے پہنچی ہے بے شک اللہ تعالیٰ ہر

شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٦٥﴾

چیز پر قادر ہے

## خلاصہ

غزوۂ احد میں تمہیں جتنی تکلیف پہنچی، اس سے دگنی مصیبت تمہارے ہاتھوں سے مشرکین کو پہنچ چکی ہے مگر اس کے باوجود کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر شکست کیوں آئی حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود ہیں اور ہم مسلمان ہیں، ان لوگوں کو بتلا دیا جائے کہ یہ جو کچھ ہوا خود تمہاری وجہ سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اعلم أن الله تعالیٰ لما اخبر عن المنافقين الخ.

حاصل یہ کہ اس آیت میں منافقین کے ایک دوسرے شبہ کا جواب ہے پہلے ان منافقین نے (نعوذ باللہ) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر خیانت کے اشارے کئے تو پچھلی آیات میں ان کو جواب دے دیا گیا پھر ان منافقین نے کہا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رسول ہوتے تو انہیں احد کے دن شکست نہ ہوتی تو اس شبہ کا جواب اس آیت میں دیا گیا۔ (التفسیر الکبیر)

## تفسیری اقوال

❶ قد اصبتم مثليها تم اپنی مصیبت سے دگنی مصیبت کافروں کو پہنچا چکے تھے یوم بدر بأن قتلتم منهم سبعين واسرتم سبعين. (قرطبی)

یعنی بدر کے دن تم نے انہیں دگنی مصیبت پہنچائی کہ ان میں سے ستر کو قتل کیا اور ستر کو قید کیا۔ (زجاج رحمہ اللہ اس قول پر رد کرتے ہیں۔ (البحر المحیط)

❷ قد اصبتم مثليها ان المسلمين هزموا الكفار يوم بدر وهزموهم ايضاً في الاول يوم احد (التفسير الكبير) مسلمانوں نے بدر میں بھی کافروں کو شکست دی اور احد کے آغاز میں بھی انہیں شکست

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دی یوں مسلمانوں نے دوبار کافروں کو ہزیمت سے دوچار کیا جبکہ خود ان کی ظاہری شکست ایک بار ہوئی (واحدی رحمہ اللہ اس قول پر رد کرتے ہیں۔ الکبیر)

❸ قلتم انی ھذا تم نے کہا ہمیں یہ شکست کیسے ہوگئی؟

قلتم متعجبین یعنی تمہارا یہ کہنا بطور تعجب کے تھا (بطور اعتراض کے نہیں۔ جلالین)

❹ قلتم انی ھذا ای من این اصابنا ھذا الانھزام والقتل ونحن نقاتل فی سبیل اللہ ونحن مسلمون وفینا النبی والوحی وھم مشرکون (قرطبی)۔ یعنی یہ شکست ہمیں کس طرح سے ہوئی حالانکہ ہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کر رہے ہیں، اور ہم مسلمان ہیں، اور ہم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور وحی موجود ہے اور ہمارے مقابل مشرکین ہیں۔

❺ قل ھو من عند انفسکم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے کہ یہ شکست تمہیں خود تمہاری وجہ سے پہنچی ہے۔

یعنی مخالفۃ الرماۃ۔ ومامن قوم اطاعوا نبیھم فی حرب الا نصروا لانھم اذا اطاعوا فھم حزب اللہ وحزب اللہ ھم الغالبون (قرطبی)۔ یعنی تیر اندازوں کی نافرمانی کی وجہ سے شکست ہوئی ہے۔ (ورنہ) جس قوم نے بھی جنگ میں اپنے نبی کی فرمانبرداری کی وہ ضرور غالب ہوئی کیونکہ جب قوم والے نبی کی فرمانبرداری کرتے ہیں تو وہ "حزب اللہ" بن جاتے ہیں اور حزب اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی جماعت) تو غالب ہی رہتی ہیں۔

❻ قل ھو من عند انفسکم قال قتادۃ والربیع بن انس: یعنی سؤالھم النبی ان یخرج بعد ما اراد الاقامۃ بالمدینۃ (قرطبی) قتادہ رحمہ اللہ اور ربیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خود تمہاری وجہ سے شکست ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خود تم نے ہی مدینہ سے باہر نکل کر لڑنے کی درخواست کی تھی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ٹھہر کر مقابلہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

❼ قل ھو من عند انفسکم ھو اختیارھم الفداء یوم بدر علی القتل (قرطبی)۔ یعنی غزوۂ احد میں جو تکلیف پہنچی اس کی وجہ خود مسلمانوں کا بدر کے موقع پر ستر قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑنا ہے۔ (چنانچہ بہت سی روایات سے ثابت ہے کہ بدر کے دن مسلمانوں کو اختیار دیا گیا تھا کہ یا تو وہ قیدیوں کو قتل کریں یا فدیہ لیکر چھوڑ دیں مگر فدیہ لینے کی صورت میں تم میں سے ستر افراد شہید ہونگے، اختلاف آراء کے باوجود فیصلہ فدیہ لینے کا ہوا چنانچہ خود تمہارے اس فیصلے کے مطابق اب غزوۂ احد میں ستر مسلمان شہید ہوئے ہیں) اس روایت کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے (تفسیر قرطبی اور تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## ⑧ کلام برکت

یعنی تم بدر کی لڑائی میں ستر کافروں کو مار چکے ہو اور ستر کو پکڑ لائے تھے۔ تمہارے اس لڑائی میں ستر آدمی شہید ہوئے، تو بدول کیوں ہوتے ہو سو (یہ تکلیف بھی تمہیں) اپنے قصور سے (پہنچی) کہ بے حکمی (نافرمانی) سے لڑے یا قصور یہ کہ بدر کے اسیروں کو نہ مارا (اور) مال لیکر چھوڑ دیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر ان کو چھوڑتے ہو تو تم میں ستر آدمی شہید ہوں گے لوگوں نے قبول کر کر مال لیا اور ان کو چھوڑا (موضح القرآن)

## نکتہ

اس آیت میں لفظ مصیبت استعمال ہوا کہ جب تم پر مصیبت آئی عام طور پر اس سے مراد ستر مسلمانوں کا شہید ہونا لیا گیا ہے جبکہ ابوحیان رحمہ اللہ نے اس کے ایک اور معنیٰ بھی لکھے ہیں وکفهم عن الثبات للقتال یعنی میدان میں ثابت قدمی سے جنگ نہ کرسکنا (یہ بھی مصیبت تھی جو ان پر آئی تھی) (البحر المحیط)

⑨ ان الله على كل شئى قدير بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ونبه بذلك على ان ما اصابهم كان لوهن في دينهم لا لضعف في قدرة الله (البحر المحيط)

یعنی اس جملہ سے اس بات پر تنبیہ فرمائی کہ مسلمانوں پر جو شکست آئی ہے وہ خود ان کی غلطی سے آئی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت میں کمزوری کی وجہ سے نہیں (اسکی قدرت میں کوئی کمزوری نہیں ہے)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۶۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ

اور جو کچھ تمہیں اس دن پیش آیا جس دن دونوں جماعتیں ملیں سو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا اور تاکہ اللہ تعالیٰ

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾

ایمانداروں کو ظاہر کردے

خلاصہ

غزوۂ احد کے دن جو کچھ پیش آیا وہ مقدر تھا (اور اس میں بہت سی حکمتیں تھیں جن میں سے ایک حکمت یہ تھی کہ) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ظاہر کردے (یعنی علانیہ اس کا فیصلہ ہو جائے کہ مومن کون کون ہے اور منافق کون کون؟)

## اقوال

وما اصابكم يوم التقى الجمعان.

❶ يعني يوم احد من القتل والجرح والهزيمة (قرطبي)

یعنی احد کے دن تمہیں جو قتل، زخم اور شکست کے ذریعہ تکلیف پہنچی۔

❷ بہرحال (احد کے دن) جو کچھ ہوا اس (یعنی اللہ تعالیٰ) کے حکم و مشیت سے ہوا جس کا سبب تم تھے اور حکمت یہ تھی کہ ایک طرف ہر مومن مخلص کے ایمان و اخلاص کا اور دوسری جانب ہر منافق کے نفاق کا درجہ ظاہر ہو جائے، کھرے کھوٹے اور کچے پکے میں کسی کو کوئی التباس نہ رہے۔ (تفسیر عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سورۃ آل عمران مدنیۃ آیت ۱۶۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚۖ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ

اور تاکہ منافقوں کو ظاہر کردے اور انہیں کہا گیا تھا کہ آؤ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑو

اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ

یا دشمنوں کو دفع کرو تو انہوں نے کہا اگر ہمیں علم ہوتا کہ آج جنگ ہوگی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے وہ

لِلْكُفْرِ يَوْمَىِٕذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ

اس وقت بہ نسبت ایمان کے کفر سے زیادہ قریب تھے وہ اپنے مونہوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے

مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ۝۱۶۷

دلوں میں نہیں ہیں اور جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے

### خلاصہ

غزوۂ احد میں مسلمانوں کو شکست کے حالات اس لئے پیش آئے (تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ظاہر کردے) اور ان لوگوں کو بھی ظاہر کردے جو منافق تھے مسلمانوں نے ان منافقوں کو بھی غزوۂ احد میں شرکت کے لئے بلایا تھا کہ تم خود کو مسلمان کہتے ہو تو آؤ اور ہمارے ساتھ ملکر جہاد کرو اور جہاد نہیں کرتے تو کم از کم دفاع تو کرو ان منافقین نے جواب دیا کہ اگر کوئی ڈھنگ کا مقابلہ ہوتا تو ہم تمہارے ساتھ چلتے (اتنے بڑے لشکر کے مقابلہ میں نکلنا تو محض خودکشی ہے)

اس دن یہ منافقین ظاہری طور پر بھی ایمان کی بنسبت کفر کے زیادہ قریب نظر آرہے تھے۔ ان کی زبانیں کچھ کہتی تھیں اور ان کے دل کچھ اور چھپاتے تھے اور جو کچھ وہ دل میں چھپاتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

### شانِ نزول

هي الى عبد الله بن ابي واصحابه الذين انصرفوا معه عن نصرة النبي صلى الله عليه وسلم وكانوا ثلثمائة فمشى في اثرهم عبدالله بن عمرو بن حرام الانصاري ابو جابر عبدالله فقال لهم اتقوا الله ولا تتركوا نبيكم وقاتلوا في سبيل الله اوادفعوا ونحو هذا من القول فقال له ابن ابي ! ما ارى ان يكون قتال ولو علمنا ان يكون قتال لكنا معكم فلما يئس منهم. عبدالله قال: اذهبوا اعداء الله فسيغني الله رسوله عنكم ومضى مع النبي صلى الله

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علیه وسلم واستشهد رحمه الله تعالیٰ (القرطبی)

یعنی اس آیت میں عبداللہ بن ابی اور اسکے ساتھیوں کا ذکر ہے یہ تین سو افراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت چھوڑ کر واپس مدینہ چلے گئے تھے، حضرت عبداللہ بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پیچھے گئے اور انہیں فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے نبی کا ساتھ نہ چھوڑو آؤ اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑو یا (کم از کم) دفاع تو کرو اور اسی طرح کی اور باتیں کہیں، اس پر ابن ابی (منافق) نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ جنگ نہیں ہوگی، اگر مجھے جنگ ہوتی نظر آتی تو ہم تمہارے ساتھ نکل پڑتے، جب حضرت عبداللہ بن حرام ان سے مایوس ہو گئے تو فرمایا! جاؤ اللہ تعالیٰ کے دشمنو! اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو تمہارا محتاج نہیں فرمائے گا پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور انہوں نے جام شہادت نوش فرمایا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

## اقوال وحوالے

❶ ولیعلم الذین نافقوا اور اللہ تعالیٰ ظاہر کردے منافقین کو، ای لیمیز وقیل لیری وقیل لیظهر ایمان المومنین بثبوتهم فی القتال ولیظهر کفر المنافقین باظهارهم الشماتة (قرطبی)

یعنی مومن اور منافق کو الگ الگ کردے۔ یا مومن اور منافق کو دیکھ لے یا مومنوں کا ایمان جہاد میں ثابت قدمی کے ذریعہ ظاہر فرمادے اور منافقین کا کفران کی شماتت کے ذریعے ظاہر فرمادے۔

❷ قاتلوا فی سبیل الله او ادفعوا.

قاتلوا فی سبیل الله کا معنیٰ تو واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرو۔ مگر اوادفعوا (یا دفاع کرو) کا مطلب کیا ہے؟

چند اقوال ملاحظہ فرمایئے:

☆کثروا سوادنا وان لم تقاتلوا معنا (قرطبی عن السدی) یعنی ہماری تعداد بڑھاؤ اگرچہ جنگ میں حصہ نہ لو۔

☆یعنی ان کان فی قلبکم حب الدین والاسلام فقاتلوا للدین والاسلام وان لم تکونوا کذلك فقاتلوادفعا عن انفسکم واهلیکم واموالکم (تفسیر کبیر)

☆یعنی اگر تمہارے دل میں دین اور اسلام کی محبت ہے تو پھر اسلام کی خاطر جہاد کرو اور اگر دل میں دین کی محبت نہیں تو پھر بھی (کم از کم) اپنی جان، مال اور گھر والوں کے دفاع کے لئے جنگ میں حصہ لو (کیونکہ اگر مشرکین غالب آگئے تو وہ تمہیں بھی مسلمان سمجھ کر نہیں چھوڑیں گے)

☆انما هو استدعاء الی القتال حمیة (قرطبی) یعنی اوادفعوا کا مطلب قومی غیرت کے لئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جنگ کرنے کی دعوت ہے، کہ اگر دین کی خاطر نہیں لڑتے ہو تو کم از کم اپنی قوم کی خاطر تو جنگ میں شامل ہو جاؤ۔ ایسی دعوت انہیں بعض انصاری مسلمانوں نے دی تھی۔

❸ لو نعلم قتالاً لا اتبعنکم اگر ہم جنگ دیکھتے تو تمہارے ساتھ چل پڑتے۔ اس جملے کے مفہوم میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں۔

☆ یعنی ہمیں جنگ ہوتی نظر نہیں آتی ورنہ ہم ضرور نکل پڑتے۔

☆ کوئی مناسب ڈھنگ کی جنگ ہوتی تو ہم نکلتے، اپنے سے کئی گنا طاقتور لشکر کا مقابلہ تو واضح خودکشی ہے۔

☆ اگر ہمیں جنگ کا تجربہ اور سلیقہ ہوتا تو ہم ضرور نکلتے مگر ہم تو ناواقف لوگ ہیں۔ چونکہ عبداللہ بن ابی کی رائے یہ تھی کہ مدینہ منورہ میں رہ کر مقابلہ کیا جائے مگر جب اس کی رائے نہیں مانی گئی تو اس نے طنزا کہا کہ آپ لوگوں کے نزدیک ہم جنگ کی باریکیوں کو سمجھتے ہی نہیں اس لئے ہمارے جانے میں کیا فائدہ؟ تینوں میں سے جو مطلب بھی لیا جائے اس کا جھوٹ، فریب اور طنز ہونا بالکل واضح ہے۔ (تفسیر کبیر وغیرہ)

❹ هم للكفر يومئذ اقرب منهم للايمان

☆ اي بينوا حالهم، وهتكوا استارهم وكشفوا عن نفاقهم لمن كان يظن انهم مسلمون۔ (قرطبی)

☆ منافقین دل سے کافر اور زبان سے ایمان کا اظہار کرتے تھے اور اسی زبانی اسلام کی بناء پر مسلمانوں میں ملے جلے رہتے تھے، اس روز عین موقع پر پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کو چھوڑ کر چلے جانے اور جھوٹے حیلے تراشنے سے اچھی طرح نفاق کی قلعی کھل گئی اب ظاہر میں بھی بہ نسبت ایمان کے کفر سے زیادہ قریب ہو گئے اور اپنے فعل سے مسلمانوں کو نقصان اور کافروں کو تقویت پہنچائی۔ (تفسیر عثمانی)

## ایک ایمان افروز واقعہ

امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس آیت مبارکہ کے ذیل میں ایک واقعہ لکھا ہے:

وقال انس بن مالك رأيت يوم القادسية عبدالله بن ام مكتوم الاعمىٰ وعليه درع يجر اطرافها وبيده راية سوداء قيل له اليس قد انزل الله عذرك قال بلىٰ ولكني اكثر سواد المسلمين بنفسي (قرطبی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جنگ قادسیہ کے دن نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ زرہ پہن کر اسے گھسیٹتے پھر رہے ہیں اور انہوں نے ہاتھ میں کالا جھنڈا اٹھا رکھا ہے۔ ان سے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معذور قرار نہیں دیا؟ فرمانے لگے کیوں نہیں؟ مگر میں مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کے لئے نکلا ہوں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ)

★★★

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ آل عمران مدنیۃ آیت ۱۶۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۭ قُلْ

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں حالانکہ خود بیٹھے رہے تھے اگر وہ ہماری بات مانتے تو قتل نہ کیے جاتے کہہ دو

فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۶۸

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اگر | تم | سچے | ہو | تو | اپنی | جانوں | سے | موت | کو | ہٹا دو |

## خلاصہ

ان منافقین کے جرائم میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ خود تو جہاد میں شریک نہ ہوئے اور گھروں میں بیٹھے رہے دوسری طرف شہید ہونے والے مسلمانوں پر باتیں بناتے رہے کہ وہ اگر ہمارا کہنا مان لیتے تو قتل نہ کیے جاتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے (اے منافقو) تم خود کو موت سے بچا لو اگر تم سچے ہو (اپنی اس بات میں کہ میدان میں جانے سے ہلاکت ہوتی ہے)

## تفسیری اقوال

**❶ جہاد سے روکنے کی کوشش:**

یہ بھی منافقوں کا ایک شبہ مسلمانوں کو جہاد فی سبیل اللہ سے روکنے کے لئے کہ وہ اپنے ان بھائیوں کی نسبت جو کہ جنگ میں شہید ہوگئے یہ کہا کرتے تھے کہ اگر وہ ہمارا کہا مانتے تو مارے نہ جاتے چونکہ حیات (یعنی زندگی) ایک مرغوب چیز اور مرنے سے ڈرنا ایک طبعی بات ہے پھر جب اس کو اس شبہ سے قوت دیجائے تو خواہ مخواہ گھر میں چھپ کر بیٹھنے کو دل چاہے گا اس لئے خدا نے اس کا جواب دیا (تفسیر حقانی)

## فائدہ

یہ عبارت امام رازی رحمہ اللہ کے کلام کے مطابق ہے امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فخوفوا من مراده موافقة الرسول في محاربة الكفار بالقتل لما عرفوا ماجرى يوم احد من الكفار على المسلمين من القتل لان المعلوم من الطباع محبة الحياة. (تفسیر کبیر) یعنی ان کی ان باتوں کا مقصد لوگوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جانے سے روکنا تھا اور وہ لوگوں میں زندہ رہنے کا طبعی شوق بھڑکاتے تھے۔

❷ یہ احمق پھر اسی پر قناعت نہیں کرتے، بلکہ اپنے مشوروں کی اہمیت، اصابت رائے اور دانشمندی جتانے کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لئے کہتے ہیں کہ اگر وہ مسلمان بھی ہمارا کہا مان لیتے جو جنگ میں شریک ہوئے ہیں تو ہرگز قتل نہ ہوتے اور نہ ان کے ممالک ان کے قبضے سے نکلتے ان سے کہہ دو کہ اگر تمہاری بات ماننے سے انسان نہیں مرتا، اور تمہاری صحبت و یکجائی زندگی بخش ہے تو ذرا اپنی موت کو تو ٹال دو، جب ایسا نہیں کر سکتے اور وہ ضرور آ کر رہے گی تو اس موت سے یقیناً یہ بہتر ہے کہ ایک مسلم جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی جان دے دے۔ (تفسیر الفرقان)

❸ وقعدوا اور وہ بیٹھے رہے۔

قالوا هذا القول وقعدوا بانفسهم عن الجهاد (قرطبی) ومعنیٰ هذا القعود القعود عن الجهاد (تفسیر کبیر)

یعنی بیٹھے رہنے سے مراد یہ ہے کہ جہاد میں نہیں نکلے۔

❹ قالوا لاخوانهم ای قالوا لا جل اخوانهم انہوں نے اپنے بھائیوں کے بارے میں کہا۔ (التفسیر الکبیر)

❺ قالوا لاخوانهم وهم الشهداء المقتولون من الخزرج وهم اخوة نسب ومجاورة لا اخوة الدين (قرطبی)

ان کے بھائیوں سے مراد قبیلہ خزرج کے شہید ہونے والے مسلمان تھے جو ان منافقین کے نسب اور پڑوس کے اعتبار سے بھائی تھے نہ کہ دین کے اعتبار سے۔

وقيل لا شكالهم من المنافقين اور ایک قول یہ ہے کہ منافقین نے یہ بات اپنے جیسے منافقین کے بارے میں کہی تب ان کے دینی بھائی مراد ہوں گے۔ (قرطبی)

## نکتہ

### جہاد کے دوران منافقین کے طرز عمل کا خلاصہ:

* جنگ احد کا معاملہ منافقوں کے لئے جو مخلص مسلمانوں کے ساتھ ملے جلے زندگی بسر کر رہے تھے، ایک فیصلہ کن آزمائش تھی، اس موقع پر ان کا نفاق پوری طرح کھل گیا، جنگ کے ابتدائی مشورے سے لیکر جنگ کے بعد تک کوئی موقع ایسا نہیں کہ فتنہ پردازی سے باز رہے ہوں، جب کثرت رائے سے یہ بات قرار پائی کہ شہر سے باہر نکل کر مقابلہ کرنا چاہیے تو لوگوں کو بھکانے لگے کہ باہر نکل کے لڑنا موت کے منہ میں جانا ہے جب ان سے کہا گیا کہ اچھا شہر کی مدافعت کرو تو لگے طرح طرح کے حیلے بہانے کرنے، کہتے تھے کہ ہمیں امید نہیں کہ لڑائی کی نوبت آئے اگر امید ہوتی تو ضرور تیاری کرتے، پھر جب (بعض) لوگوں کی کمزوری اور نافرمانی سے فتح ہوتے ہوتے شکست ہوگئی تو انہیں فتنہ و شرارت کا نیا موقع ہاتھ آ گیا کبھی کہتے یہ سب کچھ اسی لئے ہوا کہ ہماری بات نہیں مانی گئی، کبھی کہتے روز روز کی لڑائیوں سے فائدہ؟ نجات اسی میں ہے کہ دشمنوں کو راضی کر لیا جائے، مقصود یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دلوں میں مایوسی اور ہراس پیدا کردیں اور ان کی کوئی بات بھی ٹھیک طور پر بن نہ سکے، ان آیات میں منافقوں کی جو نفسیاتی حالت دکھائی گئی ہے وہ کوئی مخصوص صورتحال نہیں ہے اگر غور کرو گے تو معلوم ہو جائے گا کہ جماعت کے کمزور اور مذبذب افراد ہمیشہ ایسی ہی صورتحال پیدا کر دیا کرتے ہیں۔" (ترجمان القرآن)

❻ قل فادرؤا عن انفسکم الموت فرمادیجئے کہ دور کرو اپنے آپ سے موت کو اگر تم سچے ہو۔

"یعنی اگر گھر میں بیٹھ رہنے سے جان بچ سکتی ہے تو دیکھیں موت کو گھر میں کس طرح نہ آنے دیں گے۔ اگر یہاں رہ کر بھی موت پیچھا نہیں چھوڑتی تو پھر بہادروں کی طرح میدان میں عزت کی موت کیوں نہ مریں (عثمانی)

❼ وقال ابو اللیث السمر قندی :سمعت بعض المفسرین بسمر قند یقول ، لما نزلت الایة قل فادرء وا عن انفسکم الموت مات یومئذ سبعون نفسا من المنافقین (قرطبی)

امام ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سمرقند میں کسی مفسر سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ: اے منافقو! اگر تم سچے ہو تو خود کو موت سے بچالو) تو اسی دن ستر منافقین مر گئے۔

یعنی منافقین کہہ رہے تھے کہ جہاد میں جانے سے موت آتی ہے احد کے شہداء اگر ہماری طرح گھروں میں بیٹھے رہتے تو نہ مرتے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم لوگ بھی مر ہی جاؤ گے اور پھر اسی دن ان میں سے ستر افراد مر گئے۔ واللہ اعلم

**تنبیہ**

یہ روایت بلا سند ذکر کی گئی ہے چنانچہ تفسیر قرطبی کے محشی لکھتے ہیں:

تفرد بذکرہ ابو اللیث وھو معضل لا حجة فیه ولو صح لجاء مسندا (حاشیہ قرطبی)

**فائدہ**

شہداء احد بھی دنیا میں نہ رہے اور ان کی شہادت پر آوازیں کسنے والے منافقین بھی اس دنیا کو چھوڑ گئے۔ یہ دنیا فانی ہے، سب نے ضرور جانا ہے البتہ شہداء احد سعادتوں کی جھولیاں بھر کے لے گئے اور منافقین ذلت، رسوائی اور ناکامی کا بوجھ اٹھا کر مرے۔ مرنا سب نے ہے مگر قسمت اپنی اپنی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں شہادت وسعادت نصیب فرمائے اور نفاق سے ہماری حفاظت فرمائے۔ اگلی آیت میں بتایا کہ (یہ منافق تو مر جائیں گے) اور جن کے بارے میں یہ شور مچا رہے ہیں کہ وہ مر گئے، وہ مرے وہ تو زندہ ہیں اپنے رب کے پاس کھا پی رہے ہیں مزے کر رہے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۶۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مردے نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں

عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝۱۶۹

اپنے رب کے ہاں سے رزق دیے جاتے ہیں

## خلاصہ

ازبیان القرآن

”اور (اے مخاطب) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی دین کے واسطے) قتل کئے گئے ان کو (دوسرے مردوں کی طرح) مردہ خیال نہ کرو بلکہ وہ لوگ (ایک ممتاز حیات کے ساتھ) زندہ ہیں (اور) اپنے پروردگار کے مقرب (یعنی مقبول ہیں) ان کو رزق بھی ملتا ہے“۔

## شانِ نزول

❶ شہداء کرام کو جب اللہ پاک کے ہاں عزت او نچے مقامات، اعلیٰ روزی اور خوشیاں ملیں تو انہوں نے کہا کاش پیچھے رہ جانے والے مسلمانوں تک ہماری ان نعمتوں کی خبر پہنچ جائے تاکہ ان کا شوق جہاد بڑھ جائے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں ان تک تمہاری خبر پہنچاتا ہوں اس کے بعد یہ آیات نازل فرمائیں۔

❷ جو حضرات شہید ہو گئے ان کے گھر والے جب دنیا کی کوئی نعمت اور خوشی پاتے تو حسرت سے کہتے ہم تو مزے اور سرور میں ہیں اور ہمارے شہید بھائی قبور میں ہیں۔ تب یہ آیات نازل ہوئیں اور بتایا گیا کہ اصل مزے اور سرور میں تو وہی لوگ ہیں جو شہید ہو چکے ہیں۔

وهل سبب ذلك قول من استشهد، وقد دخل الجنة فاكل من ثمارها من يبلغ عنا اخواننا انا فى الجنة نرزق لا تزهدوا فى الجهاد فقال الله انا ابلغ عنكم فنزلت، أو قول من لم يستشهد من اولياء الشهداء اذا اصابتهم نعمة نحن فى النعمة والسرور وآباؤنا واخواننا فى القبور فنزلت (القرطبى، والبحر المحيط، واللفظ له)

## شہداء احد بدر یا بئر معونہ

وقال ابو الضحىٰ: نزلت هذه الآية فى اهل احد خاصة (قرطبى) ابوالضحیٰ فرماتے ہیں کہ یہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آیت خصوصی طور پر شہداء احد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وقال بعضهم: نزلت في شهداء بدر (قرطبي)

اور بعض مفسرین کے نزدیک یہ آیت شہداء بدر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وقيل نزلت في شهداء بئر معونة (قرطبي) اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت شہداء بئر معونہ کے متعلق نازل ہوئی۔

## امام رازی رحمہ اللہ کی عجیب تقریر

هذا الآية واردة في شهداء بدر واحد لان في وقت نزول هذه الآية لم يكن احد من الشهداء الا من قتل في هذين اليومين. یہ آیت شہداء بدر اور شہداء احد کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ آیت کے نزول کے وقت انہیں دو مشہور دنوں میں قتل ہونے والوں کے علاوہ مسلمانوں میں کوئی شہید نہیں تھا۔

والمنافقون انما ينفرون المجاهدين عن الجهاد لئلا يصيروا مقتولين مثل من قتل في هذين اليومين من المسلمين اور منافقین مجاہدین کو یہی بتا کر جہاد سے دور کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ تم بھی ان دو دنوں کے مقتولین کی طرح مارے جاؤ گے۔ (اگر تم ہماری بات مان کر جہاد سے باز نہ آئے) والله تعالیٰ بين فضائل من قتل في هذين اليومين ليصير ذلك داعياً الى التشبه بما جاهد في هذين اليومين وقتل.

اللہ تعالیٰ نے ان دو دنوں میں قتل ہونے والوں کے فضائل (اس آیت میں) بیان فرمادیے تاکہ مسلمانوں کو اس بات کی دعوت دی جائے کہ وہ بھی بدر و احد کے جہاد میں شہید ہونے والوں جیسے بنیں۔

وتحقيق الكلام ان من ترك الجهاد فربما وصل الى نعيم الدنيا و ربما لم يصل وبتقدير ان يصل اليه فهو حقير وقليل ومن اقبل على الجهاد فاز بنعيم الآخرة قطعاً وهو نعيم عظيم ومع كونه عظيماً فهو دائم مقيم واذا كان الامر كذلك ظهر أن الاقبال على الجهاد افضل من تركه.

اور مطلب اس کلام کا یہ ہے کہ جو شخص جہاد چھوڑتا ہے وہ کبھی دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے اور کبھی نہیں، اور اگر فائدہ اٹھا بھی لے تو دنیا کی نعمتیں تھوڑی اور حقیر ہیں۔ اور جو شخص جہاد میں جاتا ہے تو وہ یقیناً آخرت کی نعمتیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور آخرت کی نعمتیں عظیم ہونے کے ساتھ ساتھ دائمی اور پائیدار بھی ہیں۔ تو جب معاملہ اس طرح ہے تو پھر جہاد میں نکلنا جہاد چھوڑنے سے بہتر ہی ہوا۔ (التفسیر الکبیر)

## ربط

ماقبل کی آیت سے ربط واضح ہے، منافقین لوگوں کو جہاد سے روک رہے تھے اور وجہ یہ بتا رہے تھے کہ جہاد میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موت آتی ہے، دیکھو احد میں کتنے لوگ مارے گئے، وہ اگر ہماری بات مان لیتے اور جہاد میں نہ جاتے تو بچ جاتے۔ ان منافقین کو جواب دیا گیا کہ موت تو اپنے وقت پر آتی ہے تم لوگ جو گھروں میں بیٹھے ہو موت سے نہیں بچ سکو گے۔ اور اس آیت میں یہ جواب دیا گیا کہ جس موت سے تم لوگوں کو ڈرا رہے ہو وہ موت تو حقیقت میں مزیدار ترین زندگی ہے۔ (محصلہ تفسیر کبیر)

❷ شہداء کا اتنا اونچا مقام بتا کر شکست کا غم دھویا جا رہا ہے اور مسلمانوں کو دوبارہ ابھرنے کی ہمت دلائی جا رہی ہے، جیسا کہ پچھلی کئی آیات سے یہ مضمون چل رہا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## دو احادیث

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے اس آیت کے شان نزول میں مسند احمد اور ترمذی کی دو مرفوع احادیث ذکر فرمائی ہیں، ان کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

❶ اخرج الامام احمد وجماعة عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الـخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تمہارے بھائی احد میں قتل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح سبز پرندوں کے جسموں میں داخل کر دیں، وہ جنت کی نہروں پر اترتے ہیں، جنت کے پھل کھاتے ہیں، اور عرش کے سائے میں لٹکی ہوئی سونے کی قندیلوں میں رہتے ہیں، جب انہوں نے اپنے لئے اتنا عمدہ اور بہترین کھانا، پینا اور رہنا دیکھا تو کہنے لگے۔ کون ہمارے بھائیوں تک خبر پہنچائے گا کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور ہمیں رزق ملتا ہے تاکہ (ہمارے بھائی) جہاد نہ چھوڑیں اور جنگ میں کمزوری نہ دکھائیں اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری طرف سے ان تک یہ بات پہنچا دوں گا، پھر یہ آیات نازل ہوئیں (روح المعانی)

❷ واخـرج الترمذی وحسنه والحاکم وصححه وغیرهما عن جابر بن عبد اللہ قال الخ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے تو ارشاد فرمایا اے جابر کیا ہوا؟ میں تمہیں پریشان دیکھتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور پیچھے قرضہ اور عیال چھوڑ گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں خوشخبری نہ سناؤں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد سے کس طرح ملاقات فرمائی میں نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس سے بھی کلام فرماتے ہیں پردے کے پیچھے سے کلام فرماتے ہیں مگر تیرے والد کو اللہ تعالیٰ نے زندہ فرما کر بلا حجاب کلام فرمایا اور ارشاد فرمایا اے میرے بندے مجھ سے جو چاہو مانگو میں عطاء فرماؤں گا انہوں نے عرض کیا اے میرے رب مجھے زندہ فرما دیجئے (یعنی دنیا میں بھیج دیجئے) تاکہ میں دوبارہ آپ کی خاطر شہید کیا جاؤں رب تعالیٰ نے فرمایا میری طرف سے پہلے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ (دنیا میں) واپسی نہیں ہوگی انہوں نے عرض کیا ٹھیک ہے میرے رب میرے پیچھے والوں کو (میری خبر) پہنچا دیجئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ (روح المعانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بل أحياءٌ: بلکہ شہداء زندہ ہیں۔

① کلام برکت

شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک طرح کی زندگی (حاصل) ہے کہ اور مردوں کو (حاصل) نہیں (ہے) کھانا، پینا اور عیش اور خوشی ان (شہیدوں) کو پوری (طرح حاصل) ہے (ان کے علاوہ) اوروں کو قیامت کے بعد ہوگی۔ (موضح القرآن)

② (جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں) ایسے مقتول کو شہید کہتے ہیں اور اسکی نسبت گو یہ کہنا کہ وہ مر گیا صحیح اور جائز ہے لیکن اسکی موت کو دوسرے مردوں کی سی موت سمجھنے کی ممانعت کی گئی ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ بعد مرنے کے گو برزخی حیات (یعنی برزخ کی زندگی) ہر شخص کی روح کو حاصل ہے اور اسی سے جزاو سزا کا ادراک ہوتا ہے لیکن شہید کو اس حیات میں اور مردوں سے ایک گونہ امتیاز ہے اور وہ امتیاز یہ ہے کہ اسکی یہ حیات آثار میں اوروں سے قوی ہے۔ پس اس حیات میں سب سے قوی تر انبیاء علیہم السلام ہیں پھر شہداء پھر اور معمولی مردے۔ (بیان القرآن)

③ ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں یہ نہ سمجھو کہ وہ مر گئے بلکہ وہ اپنے خدا کے پاس زندہ ہیں اور یہ زندگی کچھ فرضی نہیں جیسا کہ نیک نام کو لوگ مجازاً زندہ کہہ دیا کرتے ہیں اس معنی سے کہ لوگوں میں اس کا نام زندہ ہے بلکہ ان کو حیات جاودانی اور حقیقی زندگی (حاصل) ہے وہ يرزقون روزی دیئے جاتے ہیں۔ شہیدوں کے زندہ ہونے سے ابو القاسم وغیرہ معتزلہ نے یہ مراد لی ہے کہ وہ قیامت کو زندہ کئے جاویں گے اہلسنت کے نزدیک یہ قول غلط ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ ان کو احیاء (یعنی بالفعل زندہ ہیں) فرما رہا ہے۔ وہ احادیث جو شہیدوں کے بالفعل زندہ ہونے پر دلالت کر رہی ہیں حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں صحاح اور دیگر کتب حدیث ان سے مالا مال ہیں۔ بعض حمقاء نے اس سے مجازی معنی مراد لئے ہیں کہ ان کا نام زندہ رہتا ہے کیونکہ (وہ) قوم اور ملت پر قربان ہوئے ہیں مگر یہ بھی لغو (یعنی فضول بات) ہے کیونکہ سیاق اور سباق کلام (اللہ) اور احادیث اور اجماع امت کے برخلاف اور تاویل باطل ہے۔ (تفسیر حقانی)

نکتہ

اگر صرف یہ کہا جائے کہ شہید کی روح زندہ ہوتی ہے تو کہا جا سکتا ہے کہ عام مردوں کی روح بھی زندہ ہوتی ہے۔ اگر کہا جائے کہ شہید کو حیات برزخی حاصل ہے تو عام مردوں کو بھی حیات برزخی حاصل ہے۔ پھر فرق کیا ہے؟ قرآن پاک بار بار سمجھا رہا ہے کہ شہید عام مردوں کی طرح نہیں ہے۔ یعنی اس میں اور عام مردوں میں بہت فرق ہے۔ قرآن پاک سمجھا رہا ہے کہ شہید "زندہ" ہے اگر اس سے مراد صرف یہ ہو کہ اسکی روح زندہ ہے تو یہ کوئی خاص بات ہے۔ یہ خصوصی زندگی کیا ہے (جو قتل ہوتے ہی اس طرح سے فوراً شروع ہو جاتی ہے کہ گویا کہ دنیا والی زندگی ختم ہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوئی) اور اس زندگی کی حقیقت اور کیفیت کیا ہے؟ اس کو کما حقہ سمجھنا تو انسان کے بس کی بات نہیں تاہم حضرات مفسرین اور فقہاء کرام نے اس پر تفصیلی کلام فرمایا ہے۔ یہاں اکابر کی وہ بعض عبارتیں ذکر کر دی گئیں ہیں جن میں بہت بلیغ اشارات موجود ہیں۔ صاحب تفسیر حقانی نے اس موقع پر معتزلہ کے مسلک کی خوب تردید فرمائی ہے جو حیات شہداء کے منکر ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

حضرت لاہوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جو لوگ شہید ہو گئے وہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے نفع اٹھا رہے ہیں جس طرح زندگی میں انسان نعمتوں سے متمتع ہوتا ہے (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## فائدہ

شہداء زندہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت مقرب ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ ان باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے، یہ فضائل ہر سچے مسلمان کے دل میں شوق شہادت پیدا کرنے کے لئے کافی ہیں اور یہ ان تمام وسوسوں کا جواب ہیں جو جہاد کے بارے میں دنیا پرست منافق ہر زمانے میں پھیلاتے ہیں ان کو شہادت (نعوذ باللہ) ہلاکت نظر آتی ہے کیونکہ دنیا کی زندگی اور اسکی نعمتیں ان کا مقصود ہوتی ہیں (واللہ اعلم بالصواب)

عند ربهم عندهنا تقتضى غاية القرب (قرطبی)

مقربون عنده ذو زلفى (کشاف) یعنی شہداء کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت قرب حاصل ہے وہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی مقرب ہیں۔ يرزقون انہیں رزق دیا جاتا ہے مثل ما يرزق سائر الاحياء ياكلون ويشربون یعنی جس طرح تمام زندوں کو رزق دیا جاتا ہے وہ کھاتے پیتے ہیں۔ (کشاف) "اور رزق ملنے کی کیفیت احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ ان کی ارواح قنادیل عرش میں رہتی ہیں اور جنت کی انہار سے پانی پیتی ہیں اور اس کے اثمار (یعنی پھلوں) سے کھاتی ہیں رواه احمد وابو داؤد والحاكم عن ابن عباس مرفوعاً كذافى لباب النقول میں کہتا ہوں کہ یہ حصہ انہار و ثمار کا کسی ایسے مقام سے مل جاتا ہوگا جو جنت کے متعلق ہوگا پس یہ اشکال لازم نہیں آتا کہ جنت میں جا کر پھر حشر کے وقت کیسے نکالے جاویں گے (بیان القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۱۷۰، ۱۷۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جو انہیں دیا ہے اس پر خوش ہونے والے ہیں اور ان کی طرف سے بھی خوش ہوتے ہیں جو

لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ

ابھی تک ان کے پیچھے سے ان کے پاس نہیں پہنچے اس لیے کہ نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ

یَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰہَ

غم کھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل سے خوش ہوتے ہیں اور اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ

لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۱﴾

ایمان والوں کی مزدوری کو ضائع نہیں کرتا

### خلاصہ

(اور) وہ (شہداء کرام) خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل (اور کرم) سے عطاء فرمائی (مثلاً درجات قرب وغیرہ یعنی رزق حسی (کھانا پینا وغیرہ) بھی ملتا ہے اور رزق معنوی یعنی مسرت (اور خوشی بھی) اور (جس طرح وہ اپنے حال پر خوش ہیں اس طرح) جو لوگ (ابھی دنیا میں زندہ ہیں اور اسی وجہ سے) ان کے پاس نہیں پہنچے (بلکہ) ان سے پیچھے (دنیا میں) رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر وہ (شہداء) خوش ہوتے ہیں کہ (اگر وہ بھی شہید ہوجاویں تو ہماری طرح) ان پر بھی کسی طرح کا خوف (ناک سانحہ) واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ (کسی طرح) مغموم ہونگے (غرض انکو دو خوشیاں حاصل) ہیں اپنی بھی اور اپنے تعلق والوں کی بھی آگے ان دونوں خوشیوں کا سبب بتلاتے ہیں) وہ (اپنی حالت پر تو) خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت وفضل خداوندی کے (جو ان کے ساتھ مبذول ہے یعنی ان کی طرف متوجہ ہے) اور (دوسروں کی حالت پر خوش ہوتے ہیں) بوجہ اس کے کہ (وہاں جاکر آنکھوں سے دیکھ لیا کہ) اللہ تعالیٰ اہل ایمان (کے اعمال) کا اجر ضائع نہیں فرماتے (بلکہ جس درجہ کا عمل ہوتا ہے اسی درجہ کا اجر دیتے ہیں پس شہادت کہ "افضل الاعمال" ہے اس پر "افضل اجور" (یعنی افضل ترین اجر) ملے گا جس کے لوازم میں سے ہے کہ اصلاً (یعنی بالکل) خوف وحزن نہ ہو (بیان القرآن)

### جامع ومختصر تفسیر

"یعنی گھر میں بیٹھے رہنے سے موت تو رک نہیں سکتی ہاں آدمی اس موت سے محروم رہتا ہے جس کو موت کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بجائے حیات جاودانی کہنا چاہیے۔ شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک خاص طرح کی زندگی ملتی ہے جو اور مردوں کو نہیں ملتی ان کو حق تعالیٰ کا ممتاز قرب حاصل ہوتا ہے۔ بڑے عالی درجات ومقامات پر فائز ہوتے ہیں، جنت کا رزق آزادی سے پہنچتا ہے، جس طرح ہم اعلیٰ درجے کے ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر ذرا سی دیر میں جہاں چاہیں اڑے چلے جاتے ہیں، شہداء کی ارواح ”حواصل طیور خضر“ (یعنی سبز پرندوں کے جسموں میں) داخل ہوکر جنت کی سیر کرتی رہتی ہیں ”ان طیور خضر“ کی کیفیت وکلانی کو اللہ تعالیٰ ہی جانے، وہاں کی چیزیں ہمارے احاطۂ خیال میں کہاں آسکتی ہیں؟ اس وقت شہداء بے حد مسرور ومبتہج ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دولت شہادت عنایت فرمائی، اپنی عظیم نعمتوں سے نوازا اور اپنے فضل سے ہر آن مزید انعامات کا سلسلہ قائم کردیا، جو وعدے شہیدوں کے لئے پیغمبر علیہ السلام کی زبانی کئے گئے تھے انہیں آنکھوں سے مشاہدہ کرکے بے انتہا خوش ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی محنت ضائع نہیں کرتا بلکہ خیال وگمان سے بڑھ کر بدلہ دیتا ہے۔ پھر نہ صرف یہ کہ اپنی حالت پر شاداں وفرحاں ہوتے ہیں بلکہ اپنے ان مسلمان بھائیوں کا تصور کرکے بھی انہیں ایک خاص خوشی حاصل ہوتی ہے جن کو اپنے پیچھے جہاد فی سبیل اللہ اور دوسرے امور خیر میں مشغول چھوڑ آتے ہیں کہ وہ بھی اگر ہماری طرح اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے گئے یا کم ازکم ایمان پر مرے تو اپنی حیثیت کے موافق ایسی ہی پرلطف اور بے خوف زندگی کے مزے لوٹیں گے نہ ان کو اپنے آگے کا ڈر ہوگا نہ پیچھے کا غم، مامون ومطمئن سیدھے خدا کی رحمت میں داخل ہوجائیں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ شہدائے احد یا شہدائے بئیر معونہ نے خدا کے ہاں پہنچ کر تمنا کی تھی کہ کاش ہمارے اس عیش وتنعم کی خبر کوئی ہمارے بھائیوں تک پہنچا دے تا (کہ) وہ بھی اس (شہادت والی) زندگی کی طرف جھپٹیں اور جہاد سے جان نہ چرائیں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں (یہ خبر) پہنچاتا ہوں، اس پر یہ آیات نازل کیں اور ان کو مطلع کردیا گیا کہ ہم نے تمہاری تمنا کے موافق خبر پہنچادی اس پر وہ اور زیادہ خوش ہوئے (تفسیر عثمانی)

## اقوال وحوالے

❶ ویستبشرون بالذین لم یلحقوابھم من خلفھم

(وہ پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں بھی خوش ہوتے ہیں)

☆ قال السدی: یؤتی الشھید بکتاب فیہ ذکر من یقدم علیہ من اخوانہ فیستبشر کما یستبشر اھل الغائب بقدومہ (قرطبی)

سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں شہید کو ایک فہرست دی جائے گی جس میں اس کے ان بھائیوں (یعنی مسلمانوں) کے نام ہونگے جو (شہید ہوکر) اس کے پاس پہنچیں گے پس وہ ایسے خوش ہوگا جس طرح کسی گمشدہ آدمی کے گھر والے اس کی واپسی کی خبر پر خوش ہوتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

☆وقال قتادة وابن جريج والربيع وغيرهم: استبشارهم بانهم يقولون: اخواننا الذين تركنا خلفنا في الدنيا يقاتلون في سبيل الله مع نبيهم فيستشهدون فينا لون من الكرامة مثل مانحن فيه فيسرون ويفرحون لهم بذلك (قرطبی)۔ یعنی ان کی خوشی کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں ہمارے جو بھائی جہاد میں مشغول ہیں وہ بھی شہید ہو کر آئیں گے تو ایسے انعامات پائیں گے۔

☆وقيل ان الاشارة بالاستبشار للذين لم يلحقوا بهم الى جميع المومنين وان لم يقتلوا الخ (قرطبی)

یعنی ایک قول یہ ہے کہ وہ پیچھے رہ جانے والے تمام مسلمانوں کے بارے میں خوش ہوں گے وہ شہید ہوں یا نہ ہوں کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کے انعامات حاصل کر کے دین اسلام کے برحق ہونے کا عین الیقین حاصل ہو جائے گا۔

☆وقال سعيد بن جبير رحمه الله لما دخلوا الجنة ورأوا مافيها من الكرامة للشهداء قالو...... الخ۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شہداء جب جنت میں داخل ہوئے اور انہوں نے اس میں شہداء کے اعلیٰ اعزاز واکرام کو دیکھا تو کہنے لگے کاش ہمارے دنیا میں رہ جانے والے بھائیوں کو اس اعزاز واکرام کا علم ہو جائے تاکہ وہ خود جہاد میں نکلیں اور لڑائی میں حصہ لے کر شہید ہوں اور پھر ہماری طرح یہ اعزاز واکرام پائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بات پہنچا دی پھر ان سے فرمایا کہ ہم نے تمہاری بات اور تمہاری موجودہ حالت کی خبر پہنچا دی ہے، اس پر شہداء خوش ہوئے۔ (یعنی پیچھے والوں تک خبر پہنچنے سے انہیں خوشی ہوئی آیت میں اس کا ذکر ہے) (تفسیر ابن کثیر)

❷ ان (شہداء) کو وہاں ہر وقت خدا کی بے شمار نعمتوں سے فرحت اور سرور بھی (حاصل) ہے اور جو لوگ ان کے اقارب اور دوستوں میں سے ابھی زندہ ہیں اور ان (شہیدوں) کو ان (اقارب اور دوستوں) کی طرف سے فکر ہے کہ دیکھئے! وہ کیسے اعمال کرتے ہیں اور مر کر کہاں جاتے ہیں: جیسا کوئی مسافر منزل سخت اور ہولناک طے کر کے اپنے مقام پر جہاں ہر قسم کا آرام ہے پہنچ جائے۔ اور اس کے متعلق (یعنی تعلق والے) لوگ پیچھے ہوں اور اس کو فکر ہو کہ دیکھئے! (وہ لوگ) منزل کیونکر (یعنی کس طرح) طے کرتے ہیں سو ان (شہداء) کو وہاں خوشی سنائی جاتی ہے کہ تمہاری برکت سے ان پر بھی کچھ خوف وغم نہیں وہ بھی تمہارے ہی پاس آتے ہیں (عالم روحانی میں ان احیاء (زندہ شہیدوں) کو دنیا کا علم اور اشتیاق بھی رہتا ہے) اور یہ بھی مژدہ سنایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کے اجر اور دینی خدمت کو ضائع نہیں کرتا، تم اپنی نوکری پوری کر چکے ہو اب تم پر رحمت ہے (تفسیر حقانی)

❸ يستبشرون بنعمة من الله وفضل ۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل پر خوش ہوتے ہیں۔

حضرات مفسرین کے نزدیک نعمت سے مراد ان کے اعمال کا اجر جنت، مغفرت وغیرہ اور فضل سے مراد استحقاق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے بڑھ کر مزید انعامات (جن کو رب تعالیٰ ہی جانتا ہے)

☆ای بجنة من الله ویقال: بمغفرة من الله وفضل هذا لزيادة البيان والفضل داخل فی النعمة، وفيه دليل على اتساعها وانها ليست كنعم الدنيا (قرطبی)

☆نعمت یہ کہ اجر انہیں پورا پورا مل رہا ہے ای ثوابا لاعمالهم (بيضاوی) فضل یہ کہ انعام واکرام استحقاق سے کہیں بڑھ کر ملا ای زيادة عليه (بيضاوی) (تفسیر ماجدی)

## ایک حدیث شریف

امام قرطبی رحمہ اللہ نے نعمت اور فضل کی تفسیر اس حدیث پاک سے فرمائی ہے:

عن المقدام بن معدی كرب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للشهيد عند الله ست خصال. يغفر له فی اول دفعة ويرى مقعده من الجنة ويجار من عذاب القبر ويأ من الفزع الاكبر ويوضع على راسه تاج الوقار الياقوتة منها خير من الدنيا وما فيها ويزوج اثنتين وسبعين زوجة من الحور العين ويشفع فی سبعين من اقاربه (قرطبی).

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں چھ انعامات ہیں۔ پہلے ہی لمحے اسکی بخشش کردی جاتی ہے۔ وہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتا ہے۔ اسے عذاب قبر سے بچا دیا جاتا ہے۔ اور وہ (قیامت کے دن کے) بڑے خوف سے مامون رہتا ہے۔ اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے۔ جس کا ایک موتی دنیا ومافیہا سے بہتر ہے اور بہتر (۷۲) حور عین سے اسکی شادی کرادی جاتی ہے اور اس کے اقارب میں سے ستر کے حق میں اسکی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ ترمذی کی یہ روایت لکھنے کے بعد امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وهذا تفسير للنعمة والفضل والآثار فی هذا المعنىٰ كثيرة وروی عن مجاهد انه قال السيوف مفاتيح الجنة (قرطبی)

یہ ہے نعمت اور فضل کی تفسیر۔ اور اس بارے میں آثار بہت زیادہ ہیں مجاہد رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے فرمایا تلواریں جنت کی چابیاں ہیں۔ (قرطبی)

## دعاء

اللهم يا ربنا يا ربنا يا ربنا يا ربنا يا ربنا ارزقنا شهادة فی سبيلك.

★★★

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سورۃ آل عمران آیت ۱۷۲ تا ۱۷۵ کے مضامین غزوہ حمراء الاسد اور غزوۂ بدر موعد سے متعلق ہیں، اس لیے ان آیات مبارکہ کی تفسیر پڑھنے سے پہلے ان دونوں غزوات کا مختصر تذکرہ ملاحظہ فرمائیں!

# غزوہ حمراء الاسد

**۱۶ رشوال یوم یکشنبہ ۳ھ**

قریش جب جنگ احد سے واپس ہوئے اور مدینہ سے چل کر مقام روحاء میں ٹھہرے تو یہ خیال آیا کہ کام ناتمام رہا جب ہم محمد کے بہت سے اصحاب کو قتل کر چکے اور بہت سوں کو زخمی تو بہتر یہ ہے کہ پلٹ کر دفعۃً مدینہ پر حملہ کر دینا چاہیے مسلمان اس وقت بالکل خستہ اور زخمی ہیں مقابلہ کی تاب نہ لا سکیں گے، صفوان بن امیہ نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ مکہ واپس چلو۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب جوش میں بھرے ہوئے ہیں ممکن ہے کہ دوسرے حملہ میں تم کو کامیابی نہ ہو۔

۱۵ رشوال یوم شنبہ کی شام کو قریش روحاء میں پہنچے اور یکشنبہ کی شب میں یہ گفتگو ہوئی یکشنبہ کی یہ شب گزرنے نہ پائی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخبر نے عین صبح صادق کے وقت اس کی اطلاع دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیج کر تمام مدینہ میں منادی کرادی کہ خروج کیلئے تیار ہو جائیں اور فقط وہی لوگ ہمراہ چلیں کہ جو معرکہ احد میں شریک تھے۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے باپ غزوہ احد میں شہید ہوئے بہنوں کی خبر گیری کی وجہ سے میں احد میں شریک نہ ہو سکا۔ اب میں ساتھ چلنے کی اجازت چاہتا ہوں، آپ نے ساتھ چلنے کی اجازت دی اس خروج سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ دشمن یہ نہ سمجھ لے کہ مسلمان کمزور ہو چکے ہیں۔ باوجود یہ کہ صحابہ خستہ اور نیم جان ہو چکے تھے اور ایک شب بھی آرام نہ کیا تھا کہ آپ کی ایک آواز پر پھر نکل کھڑے ہوئے۔

رشتہ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۶ رشوال یوم یکشنبہ کو مدینہ سے چل کر آپ نے مقام حمراء الاسد پر قیام فرمایا جو مدینہ سے تقریباً آٹھ دس میل کے فاصلہ پر ہے آپ مقام حمراء الاسد میں مقیم تھے کہ قبیلہ خزاعہ کا سردار معبد خزاعی، احد کی شکست کی خبر سن کر بغرض تعزیت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے ان اصحاب کی تعزیت کی جو احد میں شہید ہوئے تھے معبد آپ سے رخصت ہو کر ابوسفیان سے جا کر ملا۔ ابوسفیان نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ دوبارہ مدینہ پر حملہ کیا جائے۔ معبد نے کہا کہ محمد تو بڑی عظیم الشان جمعیت لے کر تمہارے مقابلہ اور تعاقب کیلئے نکلے ہیں ابوسفیان یہ سنتے ہی مکہ واپس ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن قیام فرما کر جمعہ کے روز مدینہ تشریف لائے۔

اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

**الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابھم القرح للذین احسنوا منھم واتقوا اجر عظیم۔** (آل عمران آیت ۱۷۲)

جن لوگوں نے اللہ اور رسول کی بات کو مانا بعد اس کے کہ ان کو زخم پہنچ چکا تھا تو ایسے نیکو کاروں اور پرہیزگاروں کیلئے اجر عظیم ہے۔

(فتح الباری ص ۲۸۷ ج ۷ باب قول اللہ عز وجل الذین استجابوا للہ والرسول البدایۃ والنہایۃ ص ۴۸ ج ۴ زرقانی ص ۵۹ ج ۲۔ ماخوذ از سیر المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مؤلفہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# غزوۂ بدر موعد

## شعبان ۴ھ

غزوۂ ذات الرقاع سے واپسی کے بعد آخر رجب تک آپ مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ احد سے واپسی کے وقت چونکہ ابوسفیان سے وعدہ ہو چکا تھا کہ سال آئندہ بدر میں لڑائی ہوگی اس بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ سو صحابہ کو اپنے ہمراہ لے کر ماہ شعبان میں بدر کی طرف روانہ ہوئے بدر پہنچ کر آٹھ روز تک ابوسفیان کا انتظار فرمایا۔ ابوسفیان بھی اہل مکہ کو لے کر مر الظہران تک پہنچا لیکن مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی اور یہ کہہ کر واپس ہوا کہ یہ سال قحط اور گرانی کا ہے جنگ و جدال کا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ روز کے انتظار کے بعد جب مقابلہ سے ناامید ہوئے تو بلا جدال وقتال مدینہ واپس ہوئے۔ (ابن ہشام ج ۲ص ۱۳۶)

ابوسفیان اگرچہ احد سے واپسی کے وقت یہ کہہ گیا تھا کہ سال آئندہ پھر بدر پر لڑائی ہوگی۔ مگر اندر سے ابوسفیان کا دل مرعوب تھا، دل سے یہ چاہتا تھا کہ حضور پرنور بھی بدر پر نہ آئیں تاکہ مجھے ندامت اور شرمندگی نہ ہو۔ اور الزام مسلمانوں پر رہے۔ نعیم[1] بن مسعود نامی ایک شخص مدینہ جارہا تھا اس کو مال دینا منظور کیا کہ مدینہ پہنچ کر مسلمانوں میں یہ مشہور کرے کہ اہل مکہ نے مسلمانوں کے استیصال کیلئے بڑی بھاری جمعیت اکٹھی کی ہے لہٰذا تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ قریش کے مقابلہ کیلئے نہ نکلو۔ ابوسفیان کا مقصد یہ تھا کہ جب اس قسم کی خبریں مشہور ہوں گی تو مسلمان خوف زدہ ہو جائیں گے۔ اور جنگ کے لئے نہیں نکلیں گے۔ (جس کو آج کل کی اصطلاح میں پروپیگنڈا کہتے ہیں) سنتے ہی مسلمانوں کے جوش ایمانی میں اور اضافہ ہوگیا۔ اور حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھتے ہوئے بدر کی طرف روانہ ہوگئے اور حسب وعدہ بدر پہنچے وہاں ایک بڑا بازار لگتا تھا تین روز رہ کر تجارت کی اور خوب نفع اٹھایا اور خیر و برکت کے ساتھ مدینہ واپس ہوئے اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابھم القرح للذین احسنوا منھم واتقوا اجر عظیم ○ الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل ○ فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسھم سوٓء واتبعوا رضوان اللہ واللہ ذو فضل عظیم ○ انما ذلکم الشیطن یخوف اولیآء ہ فلا تخافوھم وخافون ان کنتم مؤمنین ۔ (سورۃ آل عمران ۱۷۵)

[1] علامہ ابن حجرؒ کی وضاحت کے مطابق یہ نعیم بن مسعود بعد میں مسلمان ہوگئے تھے (رضی اللہ عنہ) (فتح الباری ج ۹ص ۹۷)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فائدہ

اس آیت میں جھوٹی خبریں مشہور کرنے والے کو حق تعالیٰ نے شیطان فرمایا ہے۔ قال تعالیٰ انما ذلکم الشیطن یخوف اولیآء ہ اور حق تعالیٰ نے پروپیگنڈہ کا علاج اور جواب یہ بتلا دیا ہے کہ تم اپنی قدرت کے مطابق جہاد و قتال کی تیاری کرو اور حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھو یعنی بھروسہ اللہ پر رکھو۔ معاذ اللہ یہ نہ کرنا کہ شیطان کی طرح تم بھی اپنے دشمنوں کے متعلق جھوٹی خبریں اڑانے لگو جھوٹ کا جواب سچائی سے دو۔ معاذ اللہ اگر تم نے بھی جھوٹ کے جواب میں جھوٹ بولا تو پھر فائدہ ہی کیا ہوا۔ اسلام اپنے دشمنوں کے متعلق بھی جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔ (ماخوذ از سیرت المصطفیٰ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۱۷۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ ۛ

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم مانا بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکے تھے

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْھُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۷۲﴾

جو ان میں سے نیک ہیں اور پرہیزگار ہوئے ان کے لئے بڑا اجر ہے

## خلاصہ

غزوۂ احد کے بعد جن لوگوں نے زخمی حالت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا اور جہاد کے لئے نکلے ان محسن ومتقی لوگوں کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

## شانِ نزول

اکثر مفسرین حضرات کے نزدیک یہ آیت غزوۂ حمراء الاسد کے مجاہدین کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ (علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے اسے جمہور کا قول قرار دیا ہے۔ ھذا تفسیر الجمھور لھذہ الآیۃ (قرطبی)

مگر بعض مفسرین حضرات نے ان آیات کا تعلق غزوۂ بدر صغریٰ سے جوڑا ہے امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مجاہد رحمہ اللہ اور عکرمہ کا قول ہے۔

وشذ مجاھد وعکرمہ رحمھما اللہ تعالیٰ فقالا: ان ھذہ الآیۃ انما نزلت فی خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی بدر الصغریٰ (قرطبی)۔

حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے اسی قول کو اختیار فرمایا ہے چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں:

جب جنگ احد فتح ہوئی ابوسفیان کہ سردار تھا کافروں کا کہہ گیا کہ اگلے سال بدر پر پھر لڑائی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کرلیا۔ جب اگلا سال آیا حضرت نے لوگوں کو حکم دیا کہ چلو لڑائی کو، اس وقت جنہوں نے رفاقت کی اور تیار ہوئے ان کو بشارت ہے کہ شکست کے بعد پھر جرأت کی۔ (موضح القرآن)

## امام رازیؒ کی عجیب تحقیق

امام رازی رحمہ اللہ نے ان آیات کو الگ الگ کردیا ہے ان کے نزدیک یہ آیت (۱۷۲) غزوۂ حمراء الاسد کے متعلق ہے اما غزوۃ حمراء الاسد فھی المراد من ھذہ الآیۃ (تفسیر کبیر) اور اگلی آیت (۱۷۳) اور (۱۷۴) غزوۂ بدر صغریٰ کے بارے میں ہے۔ (تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## شان نزول کے اقوال و واقعات

❶ عن عروة بن الزبير قال: قالت لي عائشة رضي الله عنها كان ابوك من الذين استجابوا لله والرسول من بعدما اصابهم القرح (قرطبی)۔

حضرت عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تمہارے والد بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے (اس آیت کے مطابق) زخمی ہونے کی حالت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم مانا۔

❷ فانتدب ابو بكر والزبير في سبعين۔ (قرطبی)

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر حضرت ابوبکر اور حضرت زبیر سمیت ستر افراد نکلے۔

❸ استنفر الرسول لطلب الكفار فاستجاب له تسعون (البحر المحيط)۔

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کا پیچھا کرنے کے لئے نکلنے کا حکم دیا تو نوے افراد نے (فوراً) لبیک کہی۔

❹ لما كان في يوم الأحد وهو الثاني من يوم احد نادى رسول الله صلى الله عليه وسلم في الناس باتباع المشركين وقال لايخرج معنا الا من شهدها بالامس فنهض معه مأتا رجل من المومنين۔ (قرطبی)

جب اتوار کا دن آیا یعنی غزوۂ احد کے بعد والا دن تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کا تعاقب کرنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کو پکارا اور ارشاد فرمایا ہمارے ساتھ صرف وہی لوگ نکلیں جو کل جنگ میں شریک تھے، یہ سنکر دوسو افراد آپ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ (تعداد میں اختلاف ہے زیادہ مضبوط قول تو ستر افراد والا ہے۔ جبکہ سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ وہ تمام صحابہ کرام جو غزوۂ احد میں شریک تھے اور شہید نہیں ہوئے تھے غزوۂ حمراء الاسد میں نکلے)

### ❺ ایک عجیب واقعہ

وقيل ان الاية نزلت في رجلين من بني عبدالاشهل كانا مثخنين بالجراح يتوكأ احدهما على صاحبه الخ۔ (قرطبی)

یعنی ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت قبیلہ بنی عبدالاشھل کے دو افراد کے متعلق نازل ہوئی یہ دونوں زخموں کی وجہ سے خون میں لت پت تھے۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پکارنے پر حمراء الاسد کی طرف اس طرح نکلے کہ دونوں ایکدوسرے کا سہارا لیکر چلتے تھے۔

### ❻ ایک نادر قول

قال ابوبكر الاصم: نزلت هذه الاية في يوم احد الخ۔ یعنی ابوبکر الاصم رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ آیت خود غزوۂ احد کے بارے میں ہے کہ جب مشرکین نے فتح حاصل کر لی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ عنہما کو پکارا۔ زخمی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جمع ہوکر دوبارہ حملہ کیا اور مشرکین کو بھگا دیا۔ (التفسیر الکبیر)

## ۷ جہاد میں نکلنے کے مناظر

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وروی انه کان فیهم من یحمل صاحبه علی عنقه ساعة ثم کان المحمول یحمل الحامل ساعة أخری وکان کل ذلك لاثخان الجراحات فیهم وکان فیهم من یتوکأ علی صاحبه ساعة ویتوکأ علیه صاحبه ساعة (التفسیر الکبیر)

یعنی مروی ہے کہ غزوہ حمراء الاسد میں نکلنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض اس حالت میں تھے کہ ان کا ساتھی کچھ دیر انہیں اٹھا کر چلتا تھا پھر تھوڑی دیر کے لئے وہ اپنے ساتھی کو اٹھا کر چلتے (یعنی باری باری ایکدوسرے کو اٹھاتے تھے) اور ایکدوسرے کا سہارا لیکر چلتے تھے، اس لئے کہ وہ زخموں سے چور تھے۔

۸ فربما کان فیهم المثقل بالجراح لایستطیع المشی ولا یجد مرکوبا فربما یحمل علی الاعناق وکل ذلك امتثال لامر رسول الله صلی الله علیه وسلم ورغبة فی الجهاد (قرطبی)

ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کئی افراد زخموں سے بوجھل تھے نہ خود چل سکتے تھے اور نہ ان کے پاس سواری تھی بعض اوقات وہ کندھوں پر اٹھا کر لیجائے گئے یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور جہاد کے شوق میں برداشت کیا جارہا تھا۔

## لغت

استجابو بمعنیٰ اجابوا ہے اور احسنوامنهم میں من تبعیض کے لئے نہیں تبیین کے لئے ہے کیونکہ وہ سب محسن و متقی تھے۔

"استجاب بمعنیٰ اجاب قال صاحب الکشاف من" فی قوله للذین احسنوا منهم للتبیین لان الذین استجابوا لله والرسول قد احسنو واتقوا کلهم لا بعضم. (التفسیر الکبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سورۃ آل عمران مدنیۃ آیت ۱۷۴-۱۷۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

جنہیں لوگوں نے کہا کہ مکہ والوں نے تمہارے مقابلہ کیلئے سامان جمع کیا ہے سو تم ان سے ڈرو

فَزَادَهُمْ إِيمَانًا ۖ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿١٧٣﴾ فَانْقَلَبُوا

تو ان کا ایمان اور زیادہ ہوا اور کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ پھر مسلمان

بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا

اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل کے ساتھ لوٹ آئے انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچی اور اللہ تعالیٰ کی

رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ﴿١٧٤﴾

مرضی کے تابع ہوئے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا

## خلاصہ

زخمی حالت میں جہاد کے لئے جانے والے یہ لوگ ایسے مخلص اور بہادر ہیں کہ جب ان کو بتایا گیا کہ دشمنوں نے تمہارے خلاف خوب تیاری کر لی ہے اور بہت سامان جنگ جمع کر لیا ہے اس لئے تم لوگ ڈر جاؤ تو یہ سن کر ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور انہوں نے کہا۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

ہماری مدد کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ پھر یہ لوگ میدان جنگ سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے فضل کی جھولیاں بھر کر صحیح سالم لوٹ آئے۔ انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچی اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع رہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

## اقوال و حوالے

### ❶ غزوۂ حمراء الاسد ہو یا غزوۂ بدر صغریٰ (ثانیہ)

مشرکین کے سردار "ابوسفیان" نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کا ایک موثر طریقہ اختیار کیا۔ اس نے حمراء الاسد کے موقع پر کچھ دیہاتی مسافروں کو اور بدر صغریٰ کے موقع پر نعیم بن مسعود ثقفی کو مال دیکر خریدا اور ان کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ مسلمانوں کو مشرکین مکہ کے لشکر سے خوفزدہ کریں۔ دراصل ابوسفیان کو احد میں جو فتح ملی تھی اسے وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ محض ایک اتفاقی فتح ہے۔ اس نے احد کے دن بھی جنگ کے شروع اور آخر میں مسلمان مجاہدین کی جانبازی، سرفروشی اور دیوانگی دیکھ لی تھی۔ اور اب اس کے دل سے مقابلہ کی ہمت نکل چکی تھی۔ اس لئے اس نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرائے کے افراد بھرتی کیے جو مسلمانوں کو جا کر کفار کی طاقت سے مرعوب کریں اور ایسی باتیں پھیلائیں کہ مسلمان خوفزدہ ہو کر مقابلہ پر ہی نہ آئیں چنانچہ ان افراد نے آ کر مسلمانوں کو ڈرانے کی خوب کوشش کی۔ مگر ان کی ہر تدبیر الٹی پڑی اور ان کی باتوں سے مخلص مسلمانوں کا ایمانی جذبہ بڑھتا چلا گیا۔ اور وہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل کا نعرۂ مستانہ لگا کر میدان میں اتر آئے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## تدبیر نا کام

❷ فقدم على رسول الله صلى الله عليه وسلم وأفزع الناس وخوفهم اللقاء فقال الرسول صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده لاخرجن ولو وحدي فاما الجبان فرجع واما الشجاع فتجهز للقتال وقال:حسبنا الله ونعم الوكيل. (البحر المحيط)

یعنی ابونعیم اشجعی نے دس اونٹ معاوضہ کے طور پر لئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر لوگوں کو خوفزدہ کرنے لگا اور جنگ سے ڈرانے لگا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ضرور جہاد کے لئے نکلوں گا اگرچہ مجھے اکیلا ہی نکلنا پڑے۔ پس جو بزدل تھے وہ ڈر کی وجہ سے رک گئے اور جو بہادر تھے وہ نکلنے کے لئے تیار ہو گئے اور انہوں نے کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

## عجیب نکتہ

اگر کسی کو اپنی جان کی فکر ہو اور اس کے نزدیک دنیا میں زندہ رہنا اور مزے کرنا ہی سب سے اہم کام ہو تو وہ ضرور دشمنوں کی طاقت کا سن کر ڈر جاتا ہے۔ مگر جس کا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا اور دین کی سربلندی ہو تو اسے دشمنانِ اسلام کی طاقت کا سن کر اور زیادہ غصہ آتا ہے۔ کیونکہ دشمنانِ اسلام کا طاقتور ہونا دین کی سربلندی کے لئے خطرناک ہے۔ تب اسکی غیرت ایمانی جوش میں آ جاتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے لڑنے کے لئے بے تاب ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

## نکتہ

جس کو دنیا کی زندگی سب کچھ نظر آتی ہو اسے جب بتایا جائے کہ طاقتور دشمن حملہ کرنے آ رہا ہے تو وہ ڈر جاتا ہے۔ کیونکہ اسے اپنی دنیا کی زندگی کے ختم ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ مگر جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے تڑپ رہا ہو۔ اور جس کے دل میں شہادت کا شوق مچل رہا ہو۔ ایسے آدمی کو جب بتایا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی خوشی اور تیاری میں اس کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ❸ کلام برکت

ابوسفیان نے چاہا کہ حضرت وعدے پر نہ آ دیں تو الزام انہیں پر رہے اور لڑائی سے خوف کھا کر ایک شخص مدینے کی طرف جاتا تھا اس کو کچھ دینا کیا (یعنی کچھ مال دیا) کہ وہاں اس طرف کی ایسی خبریں کہے کہ وہ خوف کھاویں اور جنگ کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہ آویں۔ وہ شخص مدینے میں پہنچ کر کہنے لگا کہ مکے کے لوگوں نے بڑی جمعیت (تیار) کی ہے تم کو لڑنا بہتر نہیں۔ مسلمانوں کو حق تعالیٰ نے استقلال دیا اور (انہوں نے) یہی کہا کہ ہم کو اللہ بس (کافی) ہے آخر بدر پر گئے، تین روز رہ کر تجارت کر کر نفع لے کر پھر آئے۔ (موضح القرآن)

❷ وقالوا حسبنا الله ونعم الوكيل۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا حسبنا الله ونعم الوكيل۔

روى البخاري رحمه الله عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما قال في قوله تعالىٰ الذين قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم الى قوله وقالوا حسبنا الله ونعم الوكيل قال ابراهيم الخليل عليه السلام حين اُلقي في النار وقالها محمد صلى الله عليه وسلم حين قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم۔ (والله اعلم)

یعنی بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ حسبنا الله ونعم الوكيل وہ کلمہ ہے کہ جسے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے کہا جب ان کو آگ میں ڈالا گیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا جب ان کو بتایا گیا کہ مشرکین مکہ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف خوب تیاری کر لی ہے۔ واللہ اعلم (قرطبی)

عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا وقعتم في الامر العظيم فقولوا: حسبنا الله ونعم الوكيل (ابن كثير)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم کسی بڑے معاملے میں پڑ جاؤ تو کہو حسبنا الله ونعم الوكيل۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں حسبنا الله ونعم الوكيل کے فضائل پر مزید بھی کئی روایات ذکر فرمائی ہیں۔ وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

"واخرج ابن ابي الدنيا عن عائشه رضي الله تعالىٰ عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا اشتد غمه مسح بيده على رأسه ولحيته ثم تنفس الصعداء وقال: حسبي الله ونعم الوكيل۔ (روح المعاني)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت غم پہنچتا تو آپ سر اور ڈاڑھی مبارک پر ہاتھ پھیرتے اور لمبا سانس لیکر فرماتے حسبي الله ونعم الوكيل۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## نکتہ

قرآن پاک کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہاد کے موقع پر یہ کلمہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہا تھا جو اللہ تعالیٰ کو پسند آیا۔ پس مجاہدین کو اس کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔

۵ فانقلبوا بنعمة من الله وفضل۔

"پھر مسلمان اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل کے ساتھ لوٹ آئے" نعمت اور فضل سے کیا مراد ہے؟ حضرات مفسرین نے کئی اقوال نقل فرمائے ہیں۔ ایک جامع قول ملاحظہ فرمائیں:

بنعمة من الله نعمت مقبولیت اور ترقی ایمان کے ساتھ۔

فضل یعنی دنیوی نفع کے ساتھ بھی۔

چنانچہ یہاں (اللہ تعالیٰ) کا فضل مسلمانوں پر ان صورتوں میں ظاہر ہوا۔ ۱ ان کے درجہ ایمان میں ترقی ہوئی۔ ۲ انہیں معرکہ جہاد میں نکلنے کی توفیق ہوئی۔ ۳ وہ قوت دشمن کی شوکت وصولت سے ذرا مرعوب نہ ہوئے مقابلہ کی ہمت قائم رکھی۔ ۴ مالی وتجارتی منافع حاصل ہوئے۔ ۵ اجر عظیم کی بشارت ملی۔ (تفسیر ماجدی)

قال علمائنا: لما فوضوا امورهم اليه، واعتمدوا بقلوبهم عليه اعطاهم من الجزاء اربعة معانٍ: النعمة، والفضل، وصرف السوء، واتباع الرضا فرضاهم عنه، ورضي عنهم (قرطبی)

"یعنی اللہ تعالیٰ کا فضل دیکھو نہ کچھ لڑائی کرنی پڑی، نہ کانٹا چبھا، مفت میں ثواب کمایا، تجارت میں نفع حاصل کر کے اور دشمنوں پر دھاک بٹھلا کر خدا تعالیٰ کی خوشنودی لئے ہوئے صحیح سلامت گھر واپس آ گئے۔ (تفسیر عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ آلِ عِمْرَان مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۷۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَآءَهُ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ

سو یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے پس تم ان سے مت ڈرو اور

خَافُوْنِ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾

مجھ سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو

### خلاصہ

اے مسلمانو! جو شخص تمہیں اپنے یاروں یعنی کافروں سے ڈرا رہا ہے وہ شیطان ہے۔ کافروں سے ڈر کر جہاد میں کمزوری نہ دکھاؤ بلکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جہاد میں نکلو اگر تم ایمان والے ہو۔

### اقوال وحوالے

**یخوف اولیاءہ** وہ تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔

❶ ای باولیاءہ یعنی یخوف المومن بالکافر۔ (القرطبی)

یعنی وہ شیطان مسلمانوں کو کافروں سے ڈراتا ہے۔

ان المراد هذا الذی یخوفکم بجمع الکفار شیطان من شیاطین الانس۔ (قرطبی)

یعنی مطلب یہ ہے کہ جو شخص تمہیں کافروں کی طاقت سے ڈرا رہا ہے وہ انسانی شیطانوں میں سے ایک شیطان ہے۔

❷ یعنی جو ادھر سے آ کر مرعوب کن خبریں پھیلاتا ہے وہ شیطان ہے یا شیطان کے اغوا (یعنی بہکانے) سے ایسا کر رہا ہے جس کی غرض یہ ہے کہ اپنے چیلوں چانٹوں یا بھائی بندوں کا رعب تم پر بٹھلا کر خوفزدہ کر دے سو اگر تم ایمان رکھتے ہو (اور ضرور رکھتے ہو جس کا ثبوت عملاً دے چکے ہو) تو ان شیطانوں سے اصلاً (بالکل) مت ڈرو صرف مجھ سے ڈرتے رہو (تفسیر عثمانی)

❸ القول الثالث ان معنی الایة یخوف اولیاءہ المنافقین لیقعد هم عن قتال المشرکین والمعنی الشیطان یخوف اولیاءہ الذین یطیعونه ویؤثرون امره فاما اولیاء اللّٰه فانهم لا یخافونه اذا خوفهم ولا ینقادون لامره. وهذا قول الحسن والسدی.

یعنی ایک قول یہ ہے کہ شیطان اپنے یار منافقین کو ڈراتا ہے تاکہ وہ مشرکین کے خلاف جہاد نہ کریں، مقصد یہ ہے کہ شیطان اپنے ان یاروں کو جو اس کا کہنا مانتے ہیں اور اس کی بات کا اثر لیتے ہیں جہاد سے ڈراتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے دوست شیطان کی بات میں نہیں آتے اور نہ اس کے خوفزدہ کرنے سے ڈرتے ہیں۔ (التفسیر الکبیر)

(۴) شیطان کہیں بھی اپنی اصلی صورت میں آ کر حملہ نہیں کرتا، جب وار کرتا ہے کسی نہ کسی انسانی شکل و قالب ہی میں آ کر، اور یہی اولیاء الشیطان (شیطان کے یار) کہلاتے ہیں، یہاں اس جماعت کا لیڈر نعیم ثقفی تھا۔ (تفسیر ماجدی)

۵ **کلام برکت**

یعنی وہ شخص جو خبر کہتا تھا اسکو شیطان سکھاتا تھا۔ (موضح القرآن)

۶ فلا تخافوهم پس تم کافروں سے نہ ڈرو فتقعدوا عن القتال وتجبنوا. (التفسیر الکبیر)

کہ ان سے ڈر کر جہاد سے بیٹھ جاؤ اور بزدلی دکھانے لگو۔

۷ وخافون اور مجھ (اللہ تعالیٰ) سے ڈرو فجاهدوا مع رسولي وسارعوا الي مايامركم به. پس میرے رسول کے ساتھ جہاد میں نکلو اور وہ جس بات کا حکم دیں اسے فوراً بجا لاؤ۔ (التفسیر الکبیر)

۸ ان كنتم مؤمنين اگر تم ایمان والے ہو یعنی أن الايمان يقتضي ان تؤثروا خوف الله علي خوف الناس.

یعنی ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے خوف کو لوگوں کے خوف پر ترجیح دو۔ (التفسیر الکبیر)

**فائدہ**

کئی مفسرین حضرات کے نزدیک اس آیت پر غزوۂ احد کی بحث مکمل ہوگئی آگے بعض دیگر مضامین کا ذکر ہے۔

”یہاں غزوۂ احد کی بحث ختم ہوگئی۔ (تفسیر الفرقان)

مگر بعض مفسرین اگلی آیات کا تعلق بھی اس مضمون سے جوڑتے ہیں ملاحظہ فرمایئے تفسیر کبیر۔ تب اگلی آیات کو بھی جہادی مضامین میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ (واللہ اعلم)

**فائدہ**

اس آخری آیت میں اس بات کی تنبیہ معلوم ہوتی ہے کہ شکست کے بعد جماعت کا ابھرنا تبھی ممکن ہوگا جب کافروں کی طاقت کا پروپیگنڈہ کرنے والے منافقوں اور شیطانوں کی باتوں کو نہ سنا جائے اور اپنے دل کو کافروں کی طاقت کے رعب سے پاک رکھا جائے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا نور بھرا جائے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے اپنے دلوں کو منور کیا جائے۔ (واللہ اعلم)

**نکتہ**

غزوۂ احد کے مفصل تذکرہ کے بعد غزوۂ حمراء الاسد کا بیان اس بات کا اشارہ دیتا ہے کہ شکست کے بعد اگر آرام کی بجائے کام شروع کر دیا جائے تو جماعت کی قوت مضبوط ہو جاتی ہے اور اس کے لئے دوبارہ ابھرنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور منظم ہونا آسان ہو جاتا ہے ورنہ اگر شکست کے بعد ہر کوئی آرام اور علاج کے لئے گھروں میں بیٹھ جائے تو پھر اجتماعیت اور قوت کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے اشارۃً ترغیب دی گئی کہ جہاد میں ظاہری شکست کے بعد دوبارہ قوت حاصل کرنے کا طریقہ بھی جہاد ہے۔ اور آزمائش کے بعد جو لوگ "کچھ عرصہ آرام" کے بہانے گھر بیٹھ جاتے ہیں ان کا دوبارہ میدان عمل میں آنا مشکل ہوتا ہے۔ اور ان پر منافقوں اور شیطانوں کی باتیں بھی سخت اثر ڈالتی ہیں۔ اس لئے زخمی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کا رستہ نہ چھوڑا جائے اور نہ تکلیف اور پریشانی کا عذر کرکے جہاد سے غفلت کی جائے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

موجودہ دور میں مسلمانوں کو ظاہری شکست کا سامنا ہے جو انہیں افغانستان وغیرہ میں کفریہ طاقتوں کے مقابلہ میں ہوئی۔ مگر اس شکست میں بڑی حکمتیں ہیں اور مسلمانوں کے لئے بے شمار سبق ہیں، اور ان شاء اللہ اس کے بعد فتح کا دور ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیات (۱۳۹) تا (۱۷۵) موجودہ دور میں مسلمانوں کو سنبھلنے اور ابھرنے کا پورا نصاب سمجھاتی ہیں۔ اور ان تمام شبہات کا جواب دیتی ہیں جو آج ہر طرف پھیلائے جا رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اس امت پر احسان ہے کہ قرآن پاک جیسی کتاب اس نے اس امت کو عطا فرمائی ہے۔ جس میں ہر زمانے اور حالات کے لئے مکمل ہدایات موجود ہیں۔ سورۃ آل عمران کی ان آیات کا بار بار مذاکرہ کیا جائے۔ اور اس میں سمجھائے گئے اسباق پر عمل کیا جائے تو ان شاء اللہ بہت جلد مسلمانوں کے لئے اچھے حالات آسکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۹۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اے رب ہمارے اور ہمیں دے جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾

رسوا نہ کر بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا

## خلاصہ

اے ہمارے پروردگار آپ نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے جس (نصرت، فتح غلبے اور آخرت کی) کامیابی کا وعدہ فرمایا ہے وہ ہمیں عطا فرما دیجئے۔ اور ہمیں (دنیا) آخرت کی رسوائی سے بچا لیجئے۔ بے شک آپ تو وعدہ پورا فرمانے والے ہیں۔

## اقوال وحوالے

❶ یعنی پیغمبروں کی زبانی، ان کی تصدیق کرنے پر جو وعدے آپ نے کئے مثلاً دنیا میں آخر کار اعداء اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے دشمنوں) پر غالب ومنصور کرنا اور آخرت میں جنت ورضوان سے سرفراز فرمانا ان سے ہم کو اس طرح سے بہرہ اندوز کیجئے (یعنی نوازیے) کہ قیامت کے دن ہماری کسی قسم کی ادنیٰ سے ادنیٰ رسوائی بھی نہ ہو۔ (تفسیر عثمانی)

❷ (وعدہ یہ ہے کہ) جو میرے کام میں لگے میں اسے دین ودنیا میں ہر قسم کی امداد دوں گا۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

❸ ففسر هذا الموعود بالجنة قال ابن عباس وقيل: الموعود به النصر على الاعداء (البحر المحيط)

یعنی رسولوں کے ذریعے جو وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ جنت کا وعدہ ہے یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد دشمنوں پر غلبے کا وعدہ ہے۔

❹ والموعود هو الثواب وقيل النصرة على الاعداء وعدہ سے مراد اجر کا وعدہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ دشمنوں پر غلبے کا وعدہ مراد ہے۔ (کشاف)

❺ ان الله تعالى وعد المومنين بان ينصرهم في الدنيا ويقهر عدوهم فهم طلبوا تعجيل ذلك. (التفسير الكبير)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ دنیا میں ان کی نصرت فرمائے گا اور ان کے دشمنوں کو مغلوب فرمائے گا تو اس دعاء میں ایمان والوں نے یہ وعدہ جلدی پورا ہونے کی درخواست کی ہے۔

❾ لاتخزنا ہمیں رسوانہ فرما۔

لاتخزنا فی الدنیا بغلبة العدوعلینا فکانهم قالوا: لاتخزنافی الدنیا ولا تخزنا فی الآخرة۔ (روح المعانی)

یعنی ہم پر دشمنوں کو غالب کر کے ہمیں دنیا میں رسوانہ فرما۔ تو گویا انہوں نے یوں دعاء کی یا اللہ ہمیں دنیا میں رسوانہ فرما اور ہمیں آخرت میں رسوانہ فرما۔

## فائدہ

سورۃ ال عمران میں نصاریٰ (یعنی عیسائیوں) کی اصلاح مقصود بالذات ہے۔ جیسا کہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ اور حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا خیال ہے۔ تو پچھلی آیت میں اس بات کا اعلان ہے کہ ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار پر لبیک کہی ہے اور ہم ایمان لے آئے ہیں پس ہمارے گناہ معاف فرما دیجئے۔ پھر اس آیت میں یہ دعاء مانگی گئی کہ اس امت محمدیہ کے لئے آپ نے نصرت اور غلبے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور یہ وعدہ ماضی کے تمام رسول بھی دہراتے رہے ہیں اس لئے اب ہمارے لئے یہ وعدہ پورا فرما دیجئے۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقیل: ان الموعود به هوالنصر لا غیر، والقوم قد علموا ذلك لکنهم لم یوقت لهم فی الوعد لیعلموه فرغبوا الی الله تعالیٰ فی تعجیل ذلك لمافیه من السرور بالظفر۔ والیٰ هذا ذهب الطبری وقال: ان الآیة مختصة بمن هاجر من اصحاب البنی صلی الله علیه وسلم واستبطئوالنصر علی اعدائهم بعد ان وعدو به۔ (روح المعانی)

سورۃ البقرہ کے آخر میں بھی کفار پر غلبے کی دعاء تھی۔ جبکہ اس سورۃ میں مقصود بالذات یہودیوں کی اصلاح تھی۔ اور اب اس سورۃ میں بھی غلبے کی دعاء مانگی گئی ہے، جبکہ زیادہ تذکرہ عیسائیوں کا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ یہود و نصاریٰ میں سے جو اسلام قبول کرلیں گے وہ تو کامیاب ہو جائیں گے۔ اور جو اسلام کے مقابلے میں کھڑے ہونگے تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی نصرت فرما کر ان کو مغلوب کر دے گا اور آخرت میں سخت سزا دے گا۔ اگلی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو غلبہ ضرور ملے گا مگر اس کے لئے انہیں چند کام کرتے ہونگے۔ ان کاموں کا ذکر بعد والی آیت (۱۹۵) میں ہے کہ انہیں دین کی خاطر ہجرت اور جہاد کے عمل کو زندہ کرنا ہوگا۔ اب سوال یہ اٹھا کہ کافر تو بہت طاقتور ہیں، ساری زمین ان کی دسترس میں ہے اور وہ مزے سے جہاں چاہیں گھومتے پھرتے ہیں تو بعد والی تین آیات (۱۹۶۔۱۹۷۔۱۹۸) میں اس کا جواب دیا گیا کہ مسلمان کافروں کی ظاہری ترقی سے مرعوب نہ ہوں، بلکہ اپنی نظر آخرت کی نعمتوں پر رکھیں تب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلام کو غلبہ اور مسلمانوں کو کامیابی ملے گی۔ اب یہ خیال آیا کہ اہل کتاب کی تعداد تو بہت زیادہ ہے کیا مسلمانوں کو سب سے جنگ کرنی ہوگی۔ تو آیت (۱۹۹) میں فرمایا گیا کہ ان اہل کتاب میں سے ایک بڑی تعداد مسلمان ہو جائے گی اور ان لوگوں کو بہت اجر ملے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور عیسائیوں کی بہت بڑی تعداد نے اسلام قبول کیا۔ (بعض مفسرین کے نزدیک آیت (۱۹۹) میں مسلمانوں کو سمجھایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ماضی میں عیسائیوں کو فلاں فلاں صفات (جن کا تذکرہ آیت میں موجود ہے) کی وجہ سے غلبہ دیا اب اہل اسلام کو چاہیے کہ وہ بھی ان صفات کو اختیار کریں یہ تو ہوا آیت (۱۹۴) تا (۱۹۹) کا ربط اور جہادی مضمون، باقی آیت (۲۰۰) کا ربط اور جہادی مضمون تو بالکل واضح ہے۔ اس سورۃ میں ایمان اور جہاد کی فضیلت اور مسلمانوں کے لئے غلبے کا وعدہ ہے، اب آخری آیت میں ایمان اور غلبے دونوں کی حفاظت کا طریقہ سمجھا دیا کہ ایمان کی حفاظت صبر سے ہوگی اور غلبے کی حفاظت رباط فی سبیل اللہ (یعنی پہرے داری اور مسلسل جہاد) سے ہوگی۔ اور ہر عمل میں کامیابی کا راز تقویٰ میں پوشیدہ ہے۔

گویا کہ مسلمانوں نے پوچھا کہ ہمیں ایمان کی دولت نصیب ہوگئی۔ اور کافروں پر غلبہ بھی مل گیا۔ اب ایمان اور غلبے کی حفاظت کیسے ہوگی تو سورۃ آل عمران کی آخری آیت میں اس کا مکمل نصاب بیان فرما دیا گیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

اسلام اور مسلمان ابھی مدینہ منورہ میں تھے، اور قرآن پاک اعلان کر رہا تھا کہ مسلمانوں نے غلبے کی جو دعا مانگی ہے وہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی ہے۔ اس میں مستقبل کے لئے بشارت بھی تھی اور پیشین گوئی بھی کہ دنیا سے کفر کا اقتدار ختم ہونے والا ہے اور اسلام کی حکومت قائم ہونے والی ہے۔ چنانچہ قیصر کا اقتدار بھی ختم ہو گیا اور کسریٰ کی حکومت بھی ٹوٹ گئی۔ اور ہر طرف اسلام چھا گیا وللہ الحمد والمنہ۔ موجودہ دور میں جو طاقت کافروں کو حاصل ہے وہ اس وجہ سے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے بلکہ یہ سب حالات اس وجہ سے ہیں کہ مسلمانوں نے کامیابی اور غلبے کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۹۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ

پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول کی کہ میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کا کام ضائع نہیں کرتا

مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ

خواہ مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک دوسرے کے جز ہو پھر جن لوگوں نے وطن چھوڑا اور

اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا

اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے

لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ

البتہ میں ان سے ان کی برائیاں دور کروں گا اور انہیں باغوں میں داخل کروں گا جن کے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ

نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے ہاں اچھا

الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾

بدلہ ہے

## خلاصہ

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی کیونکہ وہ کسی کی محنت اور عمل کو ضائع نہیں فرماتا۔ یہ عمل کرنے والا کوئی مرد ہو یا عورت اللہ تعالیٰ کا قانون سب کے لئے ایک ہے اور مرد اور عورت آپس میں ایک ہیں۔ پس جس مسلمان نے بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہجرت کی یا اسے مسلمان ہونے کی وجہ سے اس کے گھر سے نکالا گیا۔ اور وہ مسلمان جن کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں تکلیفیں پہنچائی گئیں اور انہوں نے جہاد کیا اور شہید ہو گئے ان میں سے کسی کا عمل ضائع نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف فرمادے گا اور انہیں اپنی پاکیزہ جنتوں میں داخل فرمائے گا اور بھی اچھی اچھی نعمتوں کے ساتھ ان کو بدلہ دے گا۔ ان تمام اعمال کا اصل بدلہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے (یعنی اس کا دیدار)۔

## اقوال وحوالے

❶ یعنی جب کسی عمل کرنے والے کا چھوٹا موٹا عمل بھی ضائع نہیں ہوتا، پھر ان مردان خدا کا تو پوچھنا ہی کیا ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جنہوں نے کفر وعصیان چھوڑنے کے ساتھ دارالکفر بھی چھوڑ دیا، وطن، خویش، اقارب، اہل وعیال اور مال ومنال سب کو خیر باد کہہ کر دارالاسلام کی طرف نکل کھڑے ہوئے کفار نے ان پر وہ ظلم وستم توڑے کہ گھروں میں ٹھہرنا محال ہوگیا۔ وطن چھوڑنے اور گھر بار ترک کرنے پر بھی دشمنوں نے چین نہ لینے دیا، طرح طرح کی ایذائیں پہنچاتے رہے اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ وہ میرا نام لیتے تھے اور میرا کلمہ پڑھتے تھے۔

یخرجون الرسول وایاکم أن تو منوا باللہ ربکم (الممتحنہ) ومانقموا منھم الاان یؤمنوا باللہ العزیز الحمید (البحر المحیط)

آخر وہ میرے راستے میں لڑے اور لڑکر جان دی، یہ بندے ہیں جن کی تقصیرات معاف کردی گئیں اور جنت ان کا انتظار کررہی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

❷ یہ پورا خاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے۔ جب تم ایسے بن گئے پھر تمہارے سامنے عیسائیوں کی سلطنتیں منقاد (یعنی مغلوب ومفتوح) ہوسکیں گی (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

(مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے ہجرت کی، دین کی خاطر تکلیفیں برداشت کیں، اور شہادتیں پائیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زمین پر بڑی بڑی سلطنتیں عطاء فرمائیں اور آخرت میں کامیابی کا پکا وعدہ کیا، اب عیسائی اپنے طریقہ سے ہٹ چکے ہیں، اور وہ اسلام کی دعوت بھی قبول نہیں کررہے چنانچہ اب مسلمان اگر ان صفات ہجرت وجہاد کو اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ عیسائیوں کی سلطنت ان کو عطاء فرمادے گا۔ الحمد للہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان صفات کو اپنایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو زمین پر خلافت عطاء فرمائی۔)

❸ سورۃ بقرہ کا خاتمہ اس دعاء پر ہوا تھا، فانصرنا علی القوم الکافرین :(یا اللہ ہمیں کافروں پر غلبہ عطاء فرمایئے) اس سورۃ میں اس دعاء کو شرف اجابت بخشا گیا۔ اور یہ فیصلہ کردیا گیا کہ یہودیوں، عیسائیوں اور مشرکوں کی تمام حکومتیں مسلمانوں کو مل کر رہیں گی، لیکن اس فتح وکامرانی کے لئے ایک شرط بھی ہوگی، وہ یہ کہ محض دعاء پر قناعت نہ کر بیٹھیں، بلکہ دعاء بھی کریں اور ہاتھ پاؤں بھی ماریں، کام کروگے، اور جان ومال قربان کروگے تو ان نتائج وثمرات سے بہرہ اندوز ہوگے۔ (تفسیر الفرقان)

❹ امام رازی رحمہ اللہ نے الذین ھاجروا اور الذین أخرجوا من دیارھم میں باہم فرق کیا ہے الذین ھاجروا سے مراد وہ ہیں جنہوں نے دین کی خاطر خود ہجرت اختیار کی اور الذین أخرجوا سے مراد وہ ہیں جن کو کفار نے زبردستی نکالا۔ یہ بہت باریک فرق اور سمجھنے کی بات ہے۔

ملاحظہ فرمائیں تفسیر کبیر کی اس آیت پر تقریر۔

❺ ہجرت اور جہاد وغیرہ جن اعمال کا اس آیت میں تذکرہ ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے تین انعامات کا وعدہ فرمایا:

☆ برائیوں کا مٹادینا اور گناہوں کا معاف کردینا لاکفرن عنھم سیئاتھم۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

☆بدلہ عطا فرمانا ولادخلنھم جنات الایہ

☆اس کے بدلے کے ساتھ ان کو بہت اونچا مقام اور بہت عزت واعزاز بھی ملے گا جسکی طرف من عند اللہ سے اشارہ ہے۔ (التفسیر الکبیر)

صاحب روح المعانی نے یہ روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد اور قتال کیا اور دین کی خاطر تکلیفیں اٹھائی بلاحساب وکتاب جنت میں داخل فرمائے گا فرشتے جب ان کے اس اعزاز کو دیکھیں گے تو عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب یہ کون لوگ ہیں جنہیں آپ نے ہم پر بھی فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے میرے راستے میں قتال کیا اور تکلیفیں برداشت کیں تب فرشتے ان پر ہر دروازے سے سلام کرتے ہوئے داخل ہوں گے۔ وان اللہ تعالیٰ یدعو یوم القیمۃ الجنۃ فتاتی بزخرفھا وزینتھا فیقول أین عبادی الذین قاتلوا فی سبیلی وأوذوا فی سبیلی وجاھدوا فی سبیلی ادخلوا الجنۃ فید خلونھا بغیر عذاب ولا حساب وتأتی الملئکۃ فیسجدون ویقولون: ربنا نحن نسبح لک اللیل والنھار ونقدس لک ماھؤلاء الذین آثرتھم علینا؟ فیقول: ھؤلاء عبادی الذین قاتلوا فی سبیلی وأوذوا فی سبیلی فتدخل الملئکۃ علیھم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ (روح المعانی)

⑤ وقاتلوا وقتلوا اور انہوں نے قتال کیا اور شہید ہوئے۔

وھذا اعلی المقامات ان یقاتل فی سبیل اللہ فیعقر جوادہ ویعفر وجھہ بدمہ وترابہ۔
یعنی یہ سب سے اونچا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرے اور اس کا گھوڑا بھی مارا جائے اور اس کا چہرہ مٹی اور خون میں لت پت ہو جائے۔ (ابن کثیر)

## فائدہ

پہلے ارشاد فرمایا کہ ہم کسی محنت کرنے والے کی محنت اور عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرتے پھر اپنے پسندیدہ اعمال کا ذکر فرمایا۔ ہجرت، تکلیفیں، جہاد، شہادت، گویا کہ یہ اعمال جن میں اللہ تعالیٰ کے لئے قربانی ہے اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں۔ جن پر وہ اپنی طرف سے خاص بدلے عطاء فرماتا ہے، مطلب یہ ہوا کہ دعاء کی قبولیت کے لئے عمل ضروری ہے اور وہ اعمال جن کا بدلہ یقینی اور اجر بے شمار ہے ہجرت، جہاد وغیرہ قربانی والے اعمال ہیں۔ ان اعمال سے مسلمانوں کو اجتماعی فائدہ بھی ملتا ہے اور انفرادی بھی۔ اور ان اعمال کی بدولت اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ نصیب ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

## دعاء

ربنا واتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیمۃ انک لا تخلف المیعاد آمین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَانَ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۱۹۶۔۱۹۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿١٩٦﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ

تجھ کو کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا دھوکہ نہ دے۔ یہ تھوڑا سا فائدہ ہے

ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٩٧﴾

پھر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے

## خلاصہ

کافروں کا دنیا کے شہروں میں گھومنا پھرنا (اور مال و دولت میں ترقی کرنا) مسلمانوں کو مغالطے میں نہ ڈالے (کہ ان چیزوں کی کوئی وقعت ہے) یہ چند روزہ بہار ہے (کیونکہ مرتے ہی اس کا نام و نشان نہ رہے گا) پھر ان کا ٹھکانا جہنم میں ہوگا اور وہ بری آرامگاہ ہے۔ (مستفاد من بیان القرآن)

## اقوال و حوالے

❶ یعنی کفار جو ادھر اُدھر تجارت وغیرہ کرکے دولت کماتے اور اکڑتے پھرتے ہیں مسلمان کو چاہیے کہ ان سے دھوکہ نہ کھائے یہ محض چند روز کی بہار ہے، اگر ایک شخص کو چار دن پلاؤ قورمے کھلانے کے بعد پھانسی یا حبس دوام کی سزا دی جائے تو وہ کیا خوش عیش ہوا؟ خوش عیش وہ ہے جو تھوڑی سی محنت اور تکلیف اٹھا کر ہمیشہ کے لئے اعلیٰ درجہ کی راحت و آسائش کا سامان مہیا کر لے۔ (تفسیر عثمانی) (جیسا کہ پچھلی آیت میں ہجرت، جہاد اور شہادت کے اعلیٰ اجر کا تذکرہ ہے)

❷ تمہیں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ ان کے ہاں پورا ساز و سامان موجود ہے اور تمہارے ہاں نہیں۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## فائدہ

کافر کا مقصود چونکہ دنیا کی زندگی اور اس کا عیش و آرام ہے تو اس کی خاطر وہ ہر وقت محنت کرتا رہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے ڈھیل دی جاتی ہے۔ اس لئے ہر زمانے میں وہ دنیا کی چمک دمک جمع کر لیتا ہے۔ اب اگر مسلمانوں کی نظر کافروں کی اس ترقی اور چمک دمک پر ہوگی۔ اور وہ اس کو کوئی عزت اور وقعت والی چیز سمجھنے لگے تو وہ سخت نقصان اٹھائیں گے اور اپنے مقصد سے ہٹ جائیں گے۔ اور ممکن ہے کہ جہاد اور غلبے سے بھی محروم ہو جائیں۔ اور دین کی خاطر دنیا چھوڑنے کی بجائے۔ دنیا کی خاطر دین چھوڑنے لگ جائیں۔ اس لئے قرآن پاک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی ''دعوت جہاد'' کا ایک اہم سبق یہ ہے کہ مسلمان کافروں کی مادی اور ظاہری ترقی سے مرعوب نہ ہوں اور نہ اس عارضی چمک دمک کو کوئی حیثیت اور وقعت دیں۔ اور نہ اس ترقی کو اپنی زندگی کا مقصد بنائیں۔ بلکہ ان کی نظر ہمیشہ آخرت کی نعمتوں پر رہنی چاہیے۔ اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ سے صرف جنت ہی کا وعدہ فرمایا تھا۔ اگر مسلمان کا نظریہ اس بارے میں قرآن پاک کے مطابق ہو جائے تو وہ آسانی سے ہجرت اور جہاد کی تکلیف برداشت کرسکتا ہے ورنہ نہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

مسلمان جب دنیا کی ظاہری چمک دمک اور ترقی کو وقعت نہیں دیتا اور اپنی نظر آخرت پر رکھتا ہے تو یہ دنیا اس کے قدموں میں گرتی ہے۔ جیسا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلاف امت کے ساتھ ہوا۔ لیکن جب مسلمان قرآن پاک کے اس حکم کو بھول جاتا ہے اور دنیا کی مادی ترقی اُسکی نظروں میں اہم ہو جاتی ہے تو وہ قدم قدم پر رسوا ہوتا ہے اور اسے کافروں کی نوکری چاکری اور غلامی کرنی پڑتی ہے جیسا کہ اس زمانہ میں بکثرت ہو رہا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

قرآن پاک میں یہ اہم مضمون مختلف مقامات پر بار بار بیان کیا گیا ہے تاکہ اچھی طرح سے دلنشین ہو جائے اور احادیث مبارکہ میں تو یہ مضمون بہت کثرت سے بیان ہوا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۹۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾

ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مہمانی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہ نیک بندوں کیلئے بدرجہا بہتر ہے

## خلاصہ

مسلمان کی نظر ان نعمتوں پر رہے جو اللہ پاک نے اپنے متقی بندوں کے لئے تیار کر رکھی ہیں، ہمیشہ کی جنتیں اور اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ اور بہترین مہمان نوازی۔

## فائدہ

یہ ہے راز کامیابی کا اور یہ ہے طریقہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا کر اس میں اسلام نافذ کرنے کا۔ مسلمان اپنی نظر آخرت کی زندگی اور نعمتوں پر رکھے اور پھر ان کے حاصل کرنے کے لئے جہاد سمیت اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو زندہ کرے اور موت کے ڈر سے بے پرواہ ہو کر آگے بڑھتا چلا جائے۔ جنت اور آخرت کا شوق مؤمن کو فولاد بنا دیتا ہے۔ اور پھر دنیا کی کوئی طاقت اس کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتی لیکن اگر مومن خود دنیا کی محبت میں مبتلا ہو جائے تو وہ خاک کا ڈھیر اور مکڑی کا جالا بن جاتا ہے۔ جسے اس کے مخالف روند ڈالتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۹۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ

اور اہل کتاب میں بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور جو چیز تمہاری طرف نازل کی گئی

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اور جو ان کی طرف نازل کی گئی اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

تھوڑا مول نہیں لیتے یہی ہیں جن کے لئے ان کے رب کے ہاں مزدوری ہے بے شک اللہ تعالیٰ جلد

الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾

حساب لینے والا ہے

### خلاصہ

اہل کتاب میں سے ایسے خوش بخت لوگ بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر مکمل اور درست ایمان رکھتے ہیں۔ قرآن پاک سمیت اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں کو مانتے ہیں۔ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے جھکے رہتے ہیں، وہ دنیا کی خاطر دین کو نہیں بیچتے۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین بدلہ ہے، بے شک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔

### فائدہ

اس امت کے غلبے کے لئے ان صفات کو اپنانا مسلمانوں پر لازم ہے، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان صفات کو اپنایا، اور دنیا و آخرت میں پورا پورا بدلہ پایا۔ اہل کتاب میں سے جو کامیابی چاہتا ہے اس کے لئے بھی کامیابی کا نصاب ہے، چنانچہ جنہوں نے عمل کیا وہ کامیاب رہے۔ (واللہ اعلم بالصواب) (تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۰۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَ

اے ایمان والو صبر کرو اور مقابلہ کے وقت مضبوط رہو اور لگے رہو

اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ

## خلاصہ

ایمان کی حفاظت اور دنیا وآخرت میں کامیابی کا نصاب:

❶ صبر یعنی دین پر استقامت۔ ❷ مصابرہ یعنی جہاد کے دوران ثابت قدمی۔ ❸ رباط یعنی ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہنا۔

❹ تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اسکی نافرمانی سے بچنا۔

## اقوال وحوالے

❶ خاتمہ پر مسلمانوں کو نہایت جامع ومانع نصیحت فرمادی جو گویا ساری سورۃ کا ماحصل ہے یعنی اگر کامیاب ہونا اور دنیا وآخرت میں مراد کو پہنچنا چاہتے ہو تو سختیاں اٹھا کر بھی طاعت پر جمے رہو، معصیت سے رکو، دشمنوں کے مقابلے میں مضبوطی اور ثابت قدمی دکھلاؤ اسلام اور حدود اسلام کی حفاظت میں لگے رہو جہاں سے دشمن کے حملہ آور ہونے کا خطرہ ہو وہاں آہنی دیوار کی طرح سینہ سپر ہو کر ڈٹ جاؤ۔ واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم۔ (انفال) اور ہر وقت ہر کام میں خدا سے ڈرتے رہو۔ یہ کر لیا تو سمجھو کر مراد کو پہنچ گئے (تفسیر عثمانی)

## ❷ کلام برکت

ثابت رہو یعنی دین پر اور مقابلے میں (مضبوطی کرو) یعنی جہاد میں اور لگے رہو یعنی کافروں کے سامنے (حفاظت اور تیاری میں) (موضح القرآن)

❸ اے ایمان والو اپنے فرض پر مرمٹو اور دوسروں کو مرمٹنے پر تیار کرو دشمنوں کی گھات میں لگے رہو اور خدا تعالیٰ سے تعلق درست رکھو تاکہ تم ہر مصیبت میں نجات پاسکو۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

❹ اے ایمان والو (تکالیف پر) خود صبر کرو اور جب کفار سے مقاتلہ (یعنی جنگ) ہو تو مقابلہ میں صبر کرو اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

احتمالِ مقاتلہ (یعنی جنگ کے امکان) کے وقت مقابلہ کے لئے مستعد رہو اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور حدود شرع سے نہ نکلو تم پورے کامیاب ہو آخرت میں تو ضروری اور اکثر اوقات دنیا میں بھی۔ (بیان القرآن)

**فائدہ**

صبر، مصابرہ، رباط، تقویٰ ان چار الفاظ کے جامع معانی سمجھنے کے لئے اوپر دی گئی چار عبارات میں باریکی سے غور کریں تو ان شاء اللہ بہت سے نکات معلوم ہو جائیں گے۔

❺ یا ایھا الذین امنو اصبروا علی الطاعات، والمصائب، وعن المعاصی وصابروا الکفار فلا یکونوا اشد صبرا منکم ورابطوا اقیموا علی الجھاد. (جلالین)

یعنی صبر کا معنیٰ نیکیوں پر ڈٹے رہنا، مصیبت میں حوصلہ رکھنا اور گناہوں سے بچنا۔ اور مصابرہ کا معنیٰ کفار سے ڈٹ کر لڑنا پس ایسا نہ ہو کہ وہ کفار تم سے زیادہ ڈٹ کر لڑنے والے ہوں اور رباط کا معنیٰ جہاد میں لگے رہنا اور جہاد کو قائم رکھنا۔

❻ وقال الاصم لما کثرت تکالیف اللّٰہ فی ھذہ السورۃ امرھم بالصبر علیھا ولما کثر ترغیب اللہ تعالیٰ فی الجھاد فی ھذہ السورۃ امرھم بمصابرۃ الاعداء (التفسیر الکبیر)

یعنی امام ابوبکر اصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چونکہ اس سورۃ میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کے احکامات (جن کا انسان مکلف ہوتا ہے) بیان ہوئے ہیں اس لئے آخر میں اس پر صبر یعنی استقامت کا حکم دیا۔ اور چونکہ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے کثرت سے جہاد کی ترغیب دی ہے تو آخری آیت میں مصابرۃ یعنی دشمنوں سے ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔

❼ مرابطہ کے معنیٰ دشمنوں سے مقابلہ کی تیاری (مبارأۃ الاعداء) کے ہیں اور اس تحت میں ہر قسم کی جنگی تیاریاں آجاتی ہیں جو عصر جدید کے تقاضوں کے تحت دشمنانِ دین کے مقابلہ میں کی جائیں۔ (تفسیر ماجدی)

❽ اصبروا ہر وقت اپنے مقصد حیات پر مرنے کے لئے تیار رہو وصابروا مسلمانوں کو ہمیشہ جہاد وقتال فی سبیل اللہ کے لئے جوش دلاتے رہو اور ان کو بھی اعلیٰ مقاصد زندگی پر مرنے کے لئے تیار کرو ورابطوا جس قدر تمہارے مخالفین ہیں ان کی نقل وحرکت کی نگرانی کرو تاکہ اگر وہ کوئی تدبیر اسلام کی بربادی کی سوچیں تو تم اس کا رد عمل کرو (تفسیر الفرقان)

❾ صابروا اعداء اللہ فی الجھاد ای غالبوھم فی الصبر علی شدائد الحرب لا تکونوا اقل صبرا منھم وثباتا ورابطوا واقیموا فی الثغور رابطین خیلکم فیھا مترصدین مستعدین للغزو قال اللہ عزوجل ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم. (کشاف)

یعنی صابروا کا معنیٰ جہاد میں اللہ کے دشمنوں سے ڈٹ کے لڑنا یعنی جنگ کی شدتوں میں اپنے دشمنوں سے بڑھ کر استقامت دکھاؤ تاکہ تم صبر اور ثابت قدمی میں ان سے کم نہ رہو (گویا ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کرو اور اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں ان پر غالب رہو کہ تمہاری ثابت قدمی ان کی ثابت قدمی سے زیادہ ہو) اور ابطوا کا معنی اسلامی سرحدوں پر واقع محاذوں پر گھوڑے باندھ کر موجود رہو۔ وہاں پہرہ دو، دشمن کی نگرانی کرو اور جنگ کے لئے تیار رہو رباط کا لفظ رباط الخیل سے ہے جس کا تذکرہ آیت و من رباط الخیل میں ہے یعنی گھوڑے باندھنا۔

⑩ ختم الله تعالىٰ هذه السورة بهذه الوصاية التي جمعت الظهور في الدنيا على العدو والفوز بنعيم الآخرة فامر الله بالصبر والمصابرة والرباط (البحر المحيط) یعنی اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کا اختتام ان نصیحتوں پر فرمایا جو دنیا میں دشمنوں پر غلبے اور آخرت میں کامیابی کے جامع طریقے بتاتی ہیں۔ یعنی صبر، مصابرہ اور رباط۔

⑪ وقال الحسن وقتادة والضحاك وابن جريج اصبروا علىٰ طاعة الله في تكاليفه، وصابروا اعداء الله في الجهاد ورابطوا في الثغور في سبيل الله اى ارتبطوا الخيل كما يرتبطها اعداء كم. (البحر المحيط)

⑫ مصابرہ کے ایک عجیب معنی وقال ابى و محمد بن كعب القرظي هي مصابرة وعدالله بالنصر أى لاتسأموا وانتظروا الفرج. یعنی مصابرہ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے پورا ہونے کا انتظار کرنا۔ مطلب یہ ہوا کہ اکتاؤ نہیں (اور مایوس نہ ہو جاؤ بلکہ) اچھے حالات یعنی اللہ تعالیٰ کی نصرت کا انتظار کرو۔ (البحر المحیط)

⑬ والمرابط في سبيل الله عند الفقهاء هو الذى يشخص الى ثغر من الثغور ليرابط فيه مدة. (البحر المحيط)

یعنی فقہاء کے نزدیک مرابط فی سبیل اللہ وہ ہے جو اسلامی سرحدوں کے کسی محاذ پر پہرہ دینے کے لئے کچھ عرصہ موجود رہے۔

⑭ ورابطوا فقال جمهور الامة رابطوا اعداء كم بالخيل اى ارتبطوها كما يرتبطها اعداء كم (قرطبي)

یعنی جمہور امت کا قول یہ ہے کہ رباط کا معنی گھوڑے باندھ کر دشمن کے مقابلے کے لئے موجود رہنا جس طرح وہ تمہارے خلاف لڑنے کے لئے گھوڑے باندھتے ہیں۔

⑮ قال ابن عطية والقول الصحيح هو ان الرباط الملازمة في سبيل الله اصلها من ربط الخيل ، ثم كل ملازم لثغر من ثغور الاسلام مرابطاً فارساً كان أوراجلاً. یعنی رباط کے اصل معنی تو جہاد کو لازم پکڑنے کے ہیں اور اس میں گھوڑے باندھنے کا معنی بھی موجود ہے۔ پھر ہر وہ شخص جو کسی اسلامی سرحدی محاذ پر جہاد کے لئے موجود ہو مرابط کہلاتا ہے خواہ گھڑ سوار ہو یا پیدل۔ (قرطبی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فائدہ

روایات سے رباط کے درج ذیل معانی معلوم ہوتے ہیں:

(۱) اسلامی سرحدوں اور لشکر کی پہرے داری کرنا۔ (۲) جہاد کو لازم پکڑنا۔ (۳) جہاد کی تیاری میں لگے رہنا۔

(۴) دشمنوں پر گھات لگانا اور ان کی نقل وحرکت اور تدابیر پر نظر رکھنا۔

(۵) ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ (۶) اپنا دل مسجد سے جوڑنا وغیرہ۔

## رباط کے فضائل

رباط فی سبیل اللہ یعنی پوری جنگی تیاری کے ساتھ اسلامی سرحدوں اور محاذوں پر موجود رہنا اور پہرہ دینا۔ یا اسلامی لشکر یا امیر جہاد کا پہرہ دینا وغیرہ۔ یہ بہت ہی افضل عمل ہے۔ اور جہاد کا اونچا درجہ ہے۔ احادیث مبارکہ میں اس عمل کے بے شمار فضائل مذکور ہیں۔ یہ تمام احادیث اگر جمع کی جائیں تو ایک مکمل کتاب بن جائے۔ یہاں بطور تبرک مختصر طور پر ان چند فضائل کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے جو احادیث مبارکہ میں مذکور ہیں۔

❶ ایک دن کا رباط دنیا ومافیھا سے بہتر ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص ساری دنیا کا مالک ہو جائے پھر وہ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی طاعت میں خرچ کر دے تب بھی وہ ایک دن کے رباط کے مقام تک نہیں پہنچ سکے گا۔ ❷ ایک دن رات کا رباط ایک مہینے کے قیام اور روزوں سے افضل ہے۔ ❸ مرابط کا عمل قیامت تک جاری رہے گا اور مرنے کے بعد اس کا اجر اسے ملتا رہے گا۔ ❹ مرابط شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ ❺ مرابط کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے۔ ❻ وہ قبر کے فرشتوں سے امن میں رہتا ہے۔ ❼ تمام صدقات جاریہ کا اجر مرنے کے بعد اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک وہ صدقہ اور نیکی اور اس کے اثرات جاری رہیں۔ جب اثرات ختم تو اجر بھی بند مگر مرابط کا اجر قیامت تک جاری رہتا ہے کیونکہ وہ پورے دین کی حفاظت کرتا ہے، شعائر اسلام کی حفاظت کرتا ہے اور یہ تمام چیزیں قیامت تک رہنے والی ہیں۔ (تفسیر قرطبی میں پوری بحث ملاحظہ فرمالیں)

❽ مرابط قیامت کے دن کی گھبراہٹ اور خوف سے محفوظ رہے گا۔

## دعاء

یا اللہ ہمیں ایمان، صبر، مصابرہ، رباط، تقویٰ، اور فلاح نصیب فرما۔

آمین یا ارحم الراحمین

(۶ صفر ۱۴۲۷ھ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورة

# النساء

مدنية

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# ابتدائیہ

اس تالیف میں **سورۃ النساء** کی درج ذیل بیالیس (۴۲) آیات کے مضامین جہاد کو بیان کیا گیا ہے:

آیات ۶۹ تا ۸۵

آیات ۸۸ تا ۹۱

آیات ۹۴ تا ۱۰۴

آیات ۱۳۸ تا ۱۴۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## بیالیس (۴۲) آیات میں مضامین جہاد کا خلاصہ

آیت (۶۹) (۷۰)۔ شہداء کرام پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے۔

آیت (۷۱)۔ جہاد کے لئے بھرپور جنگی اور دفاعی تیاری کرو اور حکمت عملی کے ساتھ نکلو۔

آیت (۷۲)۔ منافق جہاد سے محروم رہتا ہے اور اپنی اس محرومی کو اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھتا ہے۔

آیت (۷۳)۔ جہاد میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہو تو منافق حسد اور حسرت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

آیت (۷۴)۔ آخرت میں کامیابی کے طلبگار جہاد میں نکل پڑیں وہ شہید ہوں یا غالب ان کے لئے کامیابی ہے۔

آیت (۷۵)۔ تمہارے لئے کیا عذر ہے کہ تم اپنے رب اللہ تعالیٰ کے لئے جہاد نہیں کرتے۔ اور مظلوم مسلمانوں کی خلاصی کے لئے جہاد نہیں کرتے۔

آیت (۷۶)۔ مسلمان اللہ تعالیٰ کے لئے لڑتے ہیں جبکہ کافر طاغوت کی خاطر جنگ کرتے ہیں۔

آیت (۷۷)۔ کافروں سے نہ ڈرو، دنیا کی فانی زندگی سے دل نہ لگاؤ بلکہ اپنی آخرت کے لئے خوب جہاد کرو۔

آیت (۷۸)۔ جہاد سے بھاگنے والو مضبوط قلعوں میں جا بیٹھو موت وہاں بھی تمہیں پکڑ لے گی، منافق شکست کی آڑ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کرتے ہیں۔

آیت (۷۹)۔ جہاد میں شکست کا قصور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ ڈالو۔

آیت (۸۰)۔ جہاد کے خلاف منافقین کی باتوں میں نہ آؤ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

آیت (۸۱)۔ مسلمانوں کو جہاد میں منافقین کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔

آیت (۸۲)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جہاد کی مخالفت کرنے والے قرآن پاک میں غور نہیں کرتے؟

آیت (۸۳)۔ جماعت اور جہاد کی حفاظت کے لئے افواہوں اور خبروں پر قابو پانا، اور مجاہدین کا قرآن پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلسل رہنمائی لینا ضروری ہے۔

آیت (۸۴)۔ اے نبی آپ جہاد کیجئے اگرچہ آپ اکیلے ہوں اور ایمان والوں کو جہاد پر ابھاریئے، آپکے جہاد کرنے سے اللہ تعالیٰ کافروں کے زور جنگ کو توڑ دے گا۔

آیت (۸۵)۔ دعوت جہاد دینے والوں کے لئے بشارت۔

آیت (۸۸)۔ منافقین سے لڑنے کے بارے میں دو فریق نہ بنو۔

آیت (۸۹)۔ جو منافق کھلم کھلا مرتد ہو چکے ہیں وہ اگر سچی توبہ اور ہجرت نہ کریں تو ان سے لڑو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آیت (۹۰)- جو کافر تم سے مصالحت اور امن کے ساتھ رہنے کی ترتیب بنائیں ان سے نہ لڑو۔

آیت (۹۱)- جو منافق دھوکا بازی کے ذریعے تمہیں نقصان پہنچانا چاہیں ان سے لڑو۔

آیت (۹۴)- مجاہدین کو چاہئے کہ جہاد کے معاملات میں خوب تحقیق سے کام لیا کریں اور ناحق قتل سے بہت بچیں۔

آیت (۹۵)- گھر بیٹھنے والے مسلمان درجات اور فضیلت میں مجاہدین کے برابر نہیں ہیں۔

آیت (۹۶)- مجاہدین کے لئے اونچے اونچے درجے، خاص مغفرت اور خصوصی رحمت ہے۔

آیت (۹۷)- ہجرت و جہاد چھوڑنے اور کافروں کا ساتھ دینے کا برا انجام۔

آیت (۹۸)(۹۹)- جو واقعی ہجرت سے معذور ہیں ان کے لئے معافی ہے۔

آیت (۱۰۰)- جس کا راستے میں انتقال ہو گیا اس کی ہجرت پوری اور اس کا اجر پکا۔

آیت (۱۰۱)- شرعی سفر جہاد میں نماز کا مسئلہ کہ قصر ادا ہوگی۔

آیت (۱۰۲)- جنگ کے دوران نماز کا طریقہ۔

آیت (۱۰۳)- جہاد میں ذکر اللہ۔

آیت (۱۰۴)- جہاد میں سستی ناجائز ہے۔

آیت (۱۳۸)- منافقوں کے لئے دکھ والی مار ہے۔

آیت (۱۳۹)- منافق عزت اور حفاظت کی خاطر کافروں سے یاری کرتے ہیں۔

آیت (۱۴۰)- اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کے خلاف کوئی بات نہ سنو۔

آیت (۱۴۱)- منافق فتح میں تم مسلمانوں کے ساتھ اور شکست میں تمہارے مخالف۔

آیت (۱۴۲)- منافق دھوکے باز، نماز میں سست اور ریاکار۔

آیت (۱۴۳)- منافق کبھی ادھر کبھی ادھر۔

آیت (۱۴۴)- مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کرنا نفاق کی دلیل ہے۔

آیت (۱۴۵)- جہنم میں منافقوں پر کافروں سے زیادہ سخت عذاب ہوگا۔

آیت (۱۴۶)- منافق سخت عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو چار کام کر کے مومنین کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔

آیت (۱۴۷)- اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر گذاری اور ایمان کا راستہ اختیار کرو۔ یعنی نفاق چھوڑ دو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## دیگر

امام رازی رحمہ اللہ کے نزدیک النساء آیت (۶۹) سے پہلے بھی بعض آیات میں جہادی مضامین موجود ہیں ملاحظہ فرمائیں ''التفسیر الکبیر''۔

اور حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے نزدیک سورۃ النساء کی آیت (۸۵) آیت (۱۱۰) آیت (۱۵۰) میں بھی جہادی مضامین بیان ہوئے ہیں، ملاحظہ فرمائیں حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۶۹، ۷۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا فرمانبردار ہو تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے

عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ

انعام کیا وہ نبی اور صدیق اور شہید اور صالح ہیں

وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

اور یہ رفیق کیسے اچھے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے احسان ہے اور اللہ تعالیٰ کافی ہے

عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾

جاننے والا

## خلاصہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کا یہ صلہ ہے کہ ایسے لوگوں کو آخرت میں حضرات انبیاء علیہم السلام، حضرات صدیقین، حضرات شہداء اور صالحین کی رفاقت نصیب ہوگی۔ اور انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ ایسے حضرات کی اچھی اور عمدہ رفاقت کا مل جانا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

## انعام یافتہ کامیاب حضرات

سورۃ فاتحہ میں دعاء مانگی جاتی ہے کہ یا اللہ ہمیں اُن لوگوں کے راستے پر چلا جن پر تیرا کامل انعام ہے۔ یعنی اُن کا دین تیرے نزدیک مقبول ہے اور وہ تیرے ہاں کامیاب اور انعام یافتہ ہیں۔ اس آیت میں بتا دیا گیا کہ مقبول، کامیاب اور کچے انعام یافتہ یہ چار طبقے ہیں ❶ انبیاء علیہم السلام ❷ صدیقین (۳) شہداء ❹ صالحین۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## حضرات شہداء کرام

ان چار یقینی کامیاب طبقوں میں سے ایک شہداء کرام کا طبقہ بھی ہے۔

❶ والشهداء الذين استشهدوا في سبيل الله (المدارك) یعنی وہ حضرات جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں۔

❷ "شہداء یعنی وہ حضرات جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کو بلند کرنے کے لئے دشمنان اسلام سے جنگ لڑی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور کافروں کے ہاتھوں مقتول ہو گئے یہ بھی مقربین بارگاہ الٰہی ہیں اور ان کے بڑے درجات ہیں۔" (انوار البیان)

❸ "اور شہید وہ جن کو پیغمبر کے حکم پر ایسا صدق (یقین) آیا کہ اس پر جان دیتے ہیں۔ (موضح القرآن)

❹ والشهداء القتلى في سبيل الله۔ یعنی شہداء سے مراد اللہ تعالیٰ کے راستے میں مقتول ہونے والے ہیں۔" (جلالین)

❺ اما الشهيد: فهو المقتول في سبيل الله، المخصوص بفضل الميتة وفرق الشرع حكمهم في ترك الغسل والصلوٰة لانهم اكرم من ان يشفع فيهم. (البحر المحيط)

یعنی شہید سے مراد اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل ہونے والا ہے۔ اس کی موت کو خصوصی فضیلت حاصل ہے۔ اور شریعت نے انہیں امتیازی احکامات سے نوازا ہے کہ انہیں غسل نہیں دیا جاتا اور ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی۔ کیونکہ وہ اس بات سے بلند ہیں کہ کوئی ان کی بخشش کے لئے (نماز جنازہ میں) سفارش کرے۔
(احناف کے نزدیک شہداء کرام کی نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے جیسا کہ شہداء غزوہ احد کی ادا کی گئی، حضرت ابوحیانؒ رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کو اختیار فرمایا ہے)

## عظیم فضیلت

سورۃ فاتحہ کی دعاء اور پھر اس آیت کو مکمل غور اور یقین سے پڑھا جائے تو شہادت کی فضیلت سمجھنے کے لئے یہ آیت مبارکہ ہی کافی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ایک قول

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والمراد هنا بالشهداء عمر وعثمان وعلي، والصالحين سائر الصحابة رضي الله عنهم اجمعين۔ یعنی (صدیقین میں تو حضرت ابوبکر صدیق آ گئے، جبکہ شہداء سے مراد حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں اور صالحین سے تمام صحابہ مراد ہیں (القرطبی) اس قول کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قلت واللفظ يعم كل صالح وشهيد۔ یعنی میرے نزدیک صالح اور شہید کا لفظ تمام صلحاء اور شہداء کے لئے عام ہے۔ (یعنی صرف حضرات صحابہ کرام مراد نہیں ہیں) (قرطبی)

صاحب تفسیر ماجدی نے الشهداء کے اطلاق کو بہت عام کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "مقتولیت کوئی اپنے اختیار کی چیز ہے بھی نہیں" اس پر کہا جا سکتا ہے کہ جناب! کوئی مقام بھی اپنے اختیار کی چیز نہیں ہے انسان دعاء اور کوشش کر سکتا ہے اور راستہ اختیار کر سکتا ہے۔

## دعاء

اللهم اهدنا الصراط المستقيم، صراط الذين انعمت عليهم من الانبياء والصديقين والشهداء والصالحين۔ ياذا الفضل العظيم۔ (آمين يارب العالمين)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۷۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ

| | | | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اے | ایمان | والو | اپنے | ہتھیار | لے | لو | پھر | جدا | جدا | فوج | ہو | کر | نکلو |

اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| یا | سب | اکٹھے | ہو کر | نکلو |

## خلاصہ

اے ایمان والو اپنا اسلحہ اور جنگی دفاع کا مکمل سامان لے لو۔ اور پھر ضرورت اور جنگی حکمت عملی کے تحت چھوٹے چھوٹے دستوں کی صورت میں نکلو یا بڑے لشکر کی صورت میں۔

## ربط

اس آیت کے ماقبل کے ساتھ ربط میں مفسرین حضرات کے چند اقوال ملاحظہ فرمائیں:

### ❶ جہاد سب سے بڑا کام ہے:

واعلم انه تعالىٰ عاد بعد الترغيب في طاعة الله وطاعة رسوله الى ذكر الجهاد الذي تقدم لانه اشق الطاعات ولانه اعظم الامور التي بها يحصل تقوية الدين.

یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ترغیب کے بعد اللہ تعالیٰ دوبارہ جہاد کا تذکرہ فرما رہا ہے کیونکہ جہاد سب سے مشکل عبادت ہے۔ اور وہ ان کاموں میں سب سے بڑا کام ہے جس سے دین کو قوت ملتی ہے۔ (التفسیر الکبیر)

### ❷ جہاد اصل الاصول ہے:

"جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم پکا ہو چکا تو وہ خاص چیزیں جن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت زیادہ ضروری ہے کا بیان شروع ہوتا ہے اور ان میں بڑی اصل الاصول بات جہاد ہے اس لئے اس تمہید کے بعد اس کا حکم دیتا ہے کہ ایماندارو! ہتھیار اٹھاؤ اور دشمن کے مقابلہ کے لئے ایک ایک جماعت ہو کر نکلو یا سب مل کر چلو۔" (ملخص از حقانی)

### ❸ انبیاء و صدیقین کی معیت کے لئے جہاد ضروری ہے:

"یہاں سے جہاد کا ذکر ہے اس سے پہلی آیت میں یہ ذکر تھا کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز [illegible]

www.KitaboSunnat.com

فرمانبرداری کرے گا اسکو انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کی رفاقت انعام میں ملے گی اور احکام خداوندی میں حکم جہاد چونکہ شاق اور دشوار ہے، خصوصاً منافقین پر جن کا ذکر اوپر سے آرہا ہے، اس لئے جہاد کا حکم فرمایا کہ ہر کوئی انبیاء و صدیقین وغیرہم کی رفاقت اور معیت کی امید نہ کرنے لگے، منقول ہے کہ شروع اسلام میں بہت سے ضعیف الاسلام بھی دعوت اسلام قبول کر چکے تھے، پھر جب جہاد فرض ہو گیا تو بعض متزلزل ہو گئے اور بعض کفار کے ہم زبان ہو کر آپ کی مخالفت کرنے لگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو! منافقوں کی کیفیت تو تم کو پہلے سے معلوم ہو چکی اب خیر اسی میں ہے کہ تم اپنا ہر طرح سے بچاؤ اور اپنی خبرداری اور احتیاط کر لو، ہتھیاروں سے ہو یا تدبیر سے، عقل سے ہو یا سامان سے اور دشمنوں کے مقابلہ اور مقاتلہ کے لئے گھر سے باہر نکلو متفرق طور پر یا سب اکٹھے ہو کر جیسا موقع ہو۔" (تفسیر عثمانی)

**❷ شکست کے صدمے سے ابھارا جا رہا ہے:**

" قرآن مجید کی اکثر آیتوں کی طرح ان آیتوں کو بھی پوری طرح سمجھنے کے لئے ان کا پس منظر پیش نظر رکھنا ضروری ہے احد میں ابھی حال ہی میں مسلمانوں کو عارضی شکست ہوئی تھی اور مشرکین کی ٹوٹی ہوئی ہمتیں اس سے قدرتاً بڑھ گئی تھیں اور اکیلے قریش مکہ ہی نہیں گرد و پیش کے دوسرے قبیلے بھی متحد ہو کر اسلام کے خلاف زبردست محاذ تیار کر چکے تھے مسلمانوں کو ہمت، ثبات و استقامت کے یہ درس عین اس وقت دیئے جا رہے ہیں۔ خذوا حذركم حذر کا مفہوم بہت وسیع و جامع ہے ہر وہ چیز جو دشمن سے بچاؤ کے کام میں آتی ہے اس میں شامل ہے خواہ ہتھیار ہوں خواہ تدبیریں، وقس علیٰ هذا گویا کہا جا رہا ہے کہ دشمن کے مقابلہ میں ہر طرح کے کیل کانٹے سے درست اور آمادہ رہو۔" (تفسیر ماجدی)

آیت کا ربط سمجھنے کے بعد اب خذوا حذركم کا معنیٰ ملاحظہ فرمایئے:

## خذو حذركم

❶ وقال الواحدی رحمه الله فيه قولان احدهما المراد بالحذر السلاح والمعنىٰ خذوا سلاحكم: الخ.

واحدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ حذر سے مراد اسلحہ ہے تو مطلب یہ ہوا کہ اپنا اسلحہ ساتھ لے لو۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ دشمن سے خود کو بچاؤ اور دشمن سے بچاؤ بھی اسلحہ ہی کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ تب بھی مطلب یہی ہوا کہ اپنا اسلحہ لے لو۔ (التفسیر الكبير)

❷ ای احترزوا منه وتيقظوا له. یعنی دشمن سے اپنا دفاع کرو اور اس سے خوب ہوشیار رہو۔ (یعنی غفلت نہ کرو کہ تمہیں غافل پا کر نقصان پہنچا دے) (جلالین)

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❷ هذا خطاب للمؤمنين المخلصين من امة محمد صلى الله عليه وسلم وامر لهم بجهاد الكفار والخروج في سبيل الله وحماية الشرع.

یعنی اس آیت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مخلص ایمان والوں سے خطاب ہے اور ان کو کفار سے جہاد کرنے، اللہ کے راستے میں نکلنے اور شریعت کی حمایت میں لڑنے کا حکم ہے۔

آیت کا ربط بیان کرنے کے بعد امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وامرهم الايقتحموا على عدوهم على جهالة حتى يتحسسوا الى ماعندهم، ويعلموا كيف يردون عليهم، فذلك اثبت لهم فقال خذوا حذركم فعلمهم مباشرة الحروب. (القرطبی)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو حکم دیا کہ وہ دشمن پر ایسے نہ چڑھ دوڑیں کہ اس کے مکمل حالات سے واقف نہ ہوں بلکہ اچھی طرح سے دشمن کی قوت کا پتا لگائیں اور پھر اس تک پہنچنے کے راستوں اور طریقوں کو سمجھیں (اور پھر حملہ کریں) یہ ترتیب ان کے غلبے اور مضبوطی کا ذریعہ بنے گی اسی لئے ارشاد فرمایا خذوا حذرکم اور انہیں جنگ کرنے کا طریقہ سکھا دیا۔

## کلام برکت

یعنی لڑائی میں اپنا بچاؤ کر تا زرہ (چھپن) کر یا سپر (یعنی ڈھال اٹھا) کر یا تدبیر کر یا مترکر منع نہیں۔ (موضح القرآن)

## چاروں اقوال کا خلاصہ

ان چاروں اقوال میں غور کیا جائے تو جہاد کا پورا دفاعی نظام سمجھ میں آجاتا ہے۔ اور یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ جہاد کے دوران زیادہ فکر دشمن کو نقصان پہنچانے کی، اور اپنے بچاؤ کی رکھنی چاہیے۔ دشمن کی مکمل جاسوسی کرنا۔ راستوں کا کھوج لگانا۔ مناسب طرف سے حملہ کرنا۔ محفوظ راستہ اختیار کرنا۔ دشمن کی نقل و حرکت پر مکمل نظر رکھنا۔ اُس کی جنگی تیاری کے مطابق اپنا اسلحہ تیار کرنا۔ اپنے جسم کو دشمن کی ضرب سے بچانے کے لئے حفاظتی لباس پہننا۔ خوب تدبیر اور حکمت عملی سے لڑنا۔ دشمن کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانے کے لئے اپنے ذہنی ہنر کو بروئے کار لانا۔ جنگ کا ایسا طریقہ اختیار کرنا جس میں دشمن کا نقصان اور اپنے لشکر کا بچاؤ ہو۔ الغرض جہاد کے دوران دشمن کا نقصان اور اپنا دفاع مدنظر رکھ کر مقابلے میں کود پڑو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## نکتہ

حذر کا معنیٰ بچاؤ آتا ہے مگر اس سے یہ بچاؤ مراد نہیں کہ انسان جہاد اور جنگ سے ہی بھاگ جائے۔ بلکہ جنگ کے دوران اپنا اور اسلامی لشکر کا زیادہ سے زیادہ دفاع مراد ہے۔ جیسا کہ آیت کریمہ کے الفاظ سے بالکل ظاہر اور واضح ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

فانفروا ثبات او انفروا جميعاً.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پھر چھوٹے چھوٹے دستے بنا کر کوچ کر دیا اکٹھے۔

فانفروا انھضوا لقتال العدو. یعنی دشمن سے لڑنے کے لئے نکلو۔ (قرطبی)

ثبات کنایة عن السرایا. یعنی چھوٹے چھوٹے سریے اور دستے بنا کر نکلو۔ (قرطبی)

جمیعاً معناه الجیش الکثیف. یعنی بڑے لشکر میں نکلو۔ (قرطبی) باقی مفسرین نے بھی تقریباً یہی معنی بیان کئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے یہ دو عبارتیں:

(۱) ثبات متفرقین، سریة بعد أخری او انفروا جمیعاً مجتمعین (جیشاً واحداً) (جلالین)

(۲) معناه انفروا الی العدو اما ثبات ای جماعات متفرقة، سریة بعد سریة، واما جمیعاً ای مجتمعین کوکبة واحدة. (التفسیر الکبیر)

## اقوال کا خلاصہ

ان تمام اقوال کا خلاصہ بھی وہی ہوا جو امام قرطبی رحمہ اللہ کے حوالے سے گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں مسلمانوں کو جنگ کرنے کا طریقہ سکھا رہے ہیں۔ پہلے پورا دفاعی نظام خذوا حذرکم کے جامع الفاظ میں ارشاد فرما دیا۔ اور اب انفروا سے لڑائی کے لئے نکلنے کا طریقہ ارشاد فرما دیا کہ اصل مقصود چونکہ اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر دشمنان اسلام سے لڑنا ہے۔ اس لئے جنگی حکمت عملی کے تحت وہ صورت اختیار کرو جس میں دشمن کا زیادہ سے زیادہ نقصان اور اسلامی لشکر کا زیادہ سے زیادہ دفاع اور فائدہ ہو۔ چنانچہ اگر گوریلا جنگ مناسب ہو تو انفروا ثبات اور مکمل لشکر کشی مناسب ہو تو انفروا جمیعاً۔ اور (واللہ اعلم) یہ بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ مکمل جاسوسی نگرانی اور تدبیر کے بعد پہلے انفروا ثبات ایک ایک، دو دو افراد اور چھوٹے دستے گوریلا کارروائیاں کر کے دشمن کو نقصان پہنچائیں، تنگ کریں، اور اس کے راستے تباہ کریں۔ اور پھر اگر ضرورت باقی رہے تو اس کمزور اور تنگ شدہ دشمن پر، انفروا جمیعاً پورا لشکر حملہ آور ہو جائے۔ مگر لفظ "أو" کے ہوتے ہوئے یہ معنی بعید ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## فائدہ

حضرت لاہوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"مسلمانوں کو حکم بنا کر بھیجا اور محاکمہ بالعدل کا قانون دیا گیا۔ اب اس قانون کی نشر و اشاعت کے لئے آگے بڑھیں گے تو اسباب قتال پیدا ہوں گے، ضعیف افراد یا جماعتیں اس قانون کو سر آنکھوں پر رکھنا چاہیں گی، لہٰذا مرکزی جماعت کا فرض ہو گا کہ اس ضعیف جماعت کو اعدائے اسلام کے پنجے سے چھڑائے اور ان کے چھڑانے کے لئے قتال کرنا پڑے گا نویں رکوع تک مبلغین حق کی تکمیل کا پروگرام بتا دیا گیا، اب دسویں رکوع سے سفر تبلیغ شروع ہوتا ہے۔ (انتہیٰ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس جملہ معترضہ کے بعد آیت کا مطلب ان الفاظ میں لکھتے ہیں: اے مسلمانو! نشر و اشاعت قانون الٰہی یعنی قرآن کے لئے نکلو تو اپنی حفاظت کے لئے ہتھیار باندھ کر نکلو۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## فائدہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت، اور جنت میں اونچی رفاقت کے لئے اس آیت میں جو نسخہ بتایا گیا ہے وہ جہاد فی سبیل اللہ کا ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس پر پورا عمل فرمایا انہوں نے چھوٹے چھوٹے دستوں کے ذریعے بھی کاروائیاں کیں۔ خصوصاً گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمۃ الکفر کا خاتمہ انفروا ثبات کے ذریعے کیا اور وہ بڑے لشکر بنا کر بھی نکلے جس سے انہوں نے اقوام عالم کو شکست دی مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ جنگ کے ان دونوں آسمانی طریقوں کو ہر زمانے میں زندہ رکھیں۔ اور خذوا حذرکم کے لازمی حکم سے کبھی غافل نہ ہوں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ جلیلہ

علامہ آلوسی رحمہ اللہ "سریہ" اور "جیش" کے معنی متعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ویسمی الجیش اذا اجتمع ولم ینتشر کتیبۃ، وللقطعۃ المنتخبۃ المنقطعۃ منہ سریۃ. یعنی لشکر جب اکٹھا ہو اور الگ الگ دستوں میں منتشر نہ ہو تو "جیش" کہلاتا ہے اور اس "جیش" میں سے چند منتخب افراد کے دستے کو سریہ کہتے ہیں۔ وعن بعضھم انھا التی تخرج لیلاً وتعود الیہ وھی من مائۃ الی خمسمائۃ أو من خمس انفس الی ثلاثمائۃ وأربعمائۃ۔ اور بعض کے نزدیک سریہ وہ دستہ ہے جو رات کو کاروائی کے لئے جاتا ہے۔ اور پھر لشکر کی طرف لوٹ آتا ہے ان کی تعداد ایک سو سے پانچ سو افراد تک ہوتی ہے یا پانچ افراد سے تین سو اور چار سو افراد تک، وما زاد علی السریۃ "منسر" کمجلس ومنبر الی الثمانمائۃ۔ اور سریہ سے بڑے دستے کو "منسر" کہتے ہیں ان کی تعداد آٹھ سو تک ہوتی ہے۔ فان زاد یقال لہ جیش الی اربعۃ آلاف فان زاد یسمی جحفلاً. ویسمی الجیش العظیم، خمیسا. وما افترق من السریۃ. بعثا. وقد تطلق السریۃ علی مطلق الجماعۃ.

اور جب تعداد آٹھ سو سے زائد ہو تو "جیش" کہلاتا ہے چار ہزار کی تعداد تک، پھر اگر تعداد اس سے زیادہ ہو تو "جحفل" کہلاتا ہے۔ اور بڑے لشکر کو "خمیس" کہتے ہیں اور "سریہ" میں سے چند افراد کا اگر دستہ الگ بھیجا جائے تو وہ "بعث" کہلاتا ہے۔ اور کبھی سریہ کا لفظ مطلق جماعت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ (روح المعانی)

## دعاء

اللہ تعالیٰ اسلامی حکومتوں، اور دینی جماعتوں کو ان اصطلاحات کو زندہ کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

(آمین یا ارحم الراحمین)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۷۲ تا ۷۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَإِنَّ مِنكُمْ لَمَن لَّيُبَطِّئَنَّ فَإِنْ أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَالَ قَدْ

اور بے شک تم میں بعض ایسا بھی ہے جو لڑائی سے جی چراتا ہے پھر اگر تم پر کوئی مصیبت آجائے تو کہتا ہے کہ

أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ إِذْ لَمْ أَكُن مَّعَهُمْ شَهِيدًا ﴿٧٢﴾ وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ نہ تھا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر

فَضْلٌ مِّنَ اللَّهِ لَيَقُولَنَّ كَأَن لَّمْ تَكُن بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ

فضل ہو تو اس طرح کہنے لگتا ہے کہ گویا تمہارے اور اس کے درمیان دوستی کا کوئی

مَوَدَّةٌ يَا لَيْتَنِي كُنتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧٣﴾

تعلق ہی نہیں کہ کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی مراد پاتا

اے مسلمانو! تم میں کچھ ایسے (منافق) لوگ بھی گھس گئے ہیں جو خود جہاد میں نہیں جاتے اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں۔ پھر جب تم پر شکست وغیرہ کی مصیبت اور آزمائش آتی ہے تو اپنے جہاد پر نہ جانے سے خوش ہوتے ہیں اور اسے اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہیں۔ اور اگر تمہیں اللہ تعالیٰ فتح عطاء فرماتا ہے تو وہ حسد اور حسرت کی آگ میں یوں جلنے لگتے ہیں گویا کہ ان کا تم سے کبھی کوئی تعلق ہی نہیں تھا۔ اگر وہ تمہارے ہمدرد ہوتے تو تمہاری فتح پر حسد اور حسرت کی بجائے خوشی کا اظہار کرتے۔ (مگر وہ مال کے لالچی، خود غرض اور جہاد کے مقاصد سے ناآشنا لوگ ہیں۔)

### فائدہ

جہاد کا حکم دیتے ہی مسلمانوں کو ان داخلی دشمنوں سے خبردار کیا گیا جو مسلمان بن کر "جماعت اسلام" کی صفوں میں گھسے رہتے ہیں۔ مگر ان کی کم ہمتی، خود غرضی، بزدلی اور بے وفائی ہمیشہ مسلمانوں کو نقصان پہنچاتی ہے اور جہاد کی دعوت اور اس کی ترتیب کو خراب کرتی ہے پس مسلمانوں کو ایسے منافق صفت لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

### اقوال وحوالے

**۱ دوسروں کو جہاد سے روکنے والے:**

قال مجاهد وغيرواحد:نزلت في المنافقين ،وقال مقاتل بن حيان:ليبطئن اي ليتخلفن عن الجهاد ، ويحتمل ان يكون المراد انه يتباطأ هوفي نفسه ،ويبطئ غيره عن الجهاد كماكان عبدالله بن ابي ابن سلول. قبحه الله. يفعل يتأخر عن الجهاد ويثبط الناس عن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الخروج فیه وهذا قول ابن جریج و ابن جریر۔ (تفسیر ابن کثیر)

یعنی مجاہد رحمہ اللہ اور کئی حضرات کا قول یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی مقاتل رحمہ اللہ فرماتے ہیں لیبطئن کا معنی ہے جہاد سے پیچھے رہ جاتا ہے اور یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ وہ خود بھی جہاد میں سستی کرتا ہے اور دوسروں کو بھی جہاد سے روکتا ہے جیسا کہ عبداللہ بن ابی (اللہ اسے رسوا کرے) کیا کرتا تھا کہ خود بھی جہاد سے پیچھے رہتا تھا اور لوگوں کو بھی جہاد میں نکلنے سے روکتا تھا۔

**۲ منافق کی مقاصد جہاد سے بے خبری:**

"فانفروا نفر کے معنی کوچ کرنے اور تیار ہونے کے ہیں اور ایسے آمادۂ جنگ لوگوں کو نفیر کہا کرتے ہیں۔ یعنی اگر چھوٹی جماعت کہ جس کو سریہ کہتے ہیں ضرورت پڑے تو وہ نکلے اور اگر سب کی ضرورت ہو تو سب نکلیں۔ لڑائی کا انجام یا فتح و کامیابی، دشمن کا مال و ملک قبضہ میں آنا۔ یا شکست پانا، زخم اٹھانا ہے، چونکہ یہ جنگ دنیاوی بادشاہوں کی جنگ نہیں جنکی صرف "فتح" میں فائدہ تصور ہو، اور جہاں ظاہری فتح نظر نہ آئے یا مشقت و تکلیف دکھلائی دے تو کنارہ کشی اور پہلوتہی کی جائے۔ بلکہ یہ اس آسمانی سلطنت کی جنگ ہے جس کے ظہور کی انبیاء علیہم السلام خصوصا حضرت یسعیا علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت دانیال علیہ السلام، اور حضرت مسیح علیہ السلام خبر دیتے آئے ہیں، جس جنگ کا مقصد بت پرستی کی شوکت (وقوت) توڑنا، اور سچائی، تہذیب اور توحید کے مٹانے والوں کو مٹانا ہے، اس جنگ کی فتح تو فتح ہے مگر اس کی شکست میں بھی عالم آخرت کے لئے اس فوج کے سپاہیوں کو حیات ابدی اور جنت الفردوس کی دائمی پنشن ملتی ہے۔ پس اس کی شکست کو قہر اور مصیبت سمجھ کر اور اس کی ہزیمت کو زہر سمجھ کر اس میں سستی نہیں کرنی چاہیے، مگر مدینہ میں کچھ لوگ منافق اور سست ایمان والے ایسے بھی تھے کہ جو اس جنگ کے شریک ہونے میں حیلہ جوئی اور سستی کرتے تھے اور جب بھی لشکر اسلام پر مصیبت و ہزیمت پڑ جاتی تھی تو خوش ہو کر یہ کہتے تھے کہ خدا نے ہم پر بڑی مہربانی کی جو ہم اس جنگ میں شریک نہ ہوئے ورنہ ہم پر بھی مصیبت پڑتی وہ اپنے شریک نہ ہونے کو حالت شکست میں انعام الٰہی سمجھتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی فتح و نصرت کے وقت تاسف کرکے اور اپنے آپ کو بالکل اجنبی سمجھ کر گویا ان میں اور اہل اسلام میں کبھی کوئی محبت اور دوستی کا رشتہ ہی نہ تھا یہ کہتے ہیں کہ کاش ہم بھی ان کے ساتھ ہوتے تو اس غنیمت میں شریک ہو کر بڑے ہی نہال ہو جاتے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی یہ غرض ہے کہ اے ایمان والو! تم کو ایسا سست ایمان اور حیلہ جو (یعنی بہانے خور) نہیں ہونا چاہیے خصوصاً ایسے کام (یعنی جہاد) میں کہ جس پر تمہاری سعادت دارین (یعنی دونوں جہانوں کی کامیابی) موقوف ہے۔" (ملخصہ تفسیر حقانی)

**فائدہ**

جہاد کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے حضرت حقانی رحمہ اللہ کی اس عبارت کو بار بار پڑھا اور سمجھا جائے کیونکہ اس حقیقت کو سمجھنے سے ہی جہاد پر استقامت آسان رہتی ہے اور انسان نفاق کے اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ اور اسے جہاد کا وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اصل فلسفہ سمجھا جاتا ہے جو فتح وشکست سے بالاتر ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

**③ منافق کا مقصود دنیا ہے:**

**کلام برکت**

یعنی ایسا شخص منافق ہے کہ خدا کے حکم پر نہیں دوڑتا بلکہ نفع دنیا تکتا ہے۔ اگر لوگوں کو اس کام (یعنی جہاد) میں تکلیف پہنچی تو اپنے الگ رہنے پر رجھتا ہے (یعنی فخر کرتا ہے) اور اگر لوگوں کو فائدہ پہنچا تو پچھتاتا ہے اور دشمنوں کی طرح حسد کرتا ہے۔ (موضح القرآن)

**فائدہ**

وہ لوگ جو اچھے حالات میں مجاہد بن جاتے ہیں اور برے حالات میں اپنے بچ جانے پر فخر کرتے ہیں وہ اس عبارت سے عبرت حاصل کریں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

**④ جماعت سے الگ لوگ:**

”ہر جماعت میں کچھ لوگ ایمان ویقین سے محروم اور عزم وہمت سے تہی دست ہوتے ہیں، وہ جب دیکھتے ہیں کہ عزم وہمت کا کوئی قدم اٹھایا جارہا ہے تو اپنی کمزوری سے خود بھی باز رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی باز رکھیں، پھر جب جماعت قدم اٹھا دیتی ہے تو الگ تھلگ رہ کر غیروں کی طرح تماشہ دیکھتے ہیں، اگر کوئی حادثہ پیش آ گیا تو خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں، اچھا ہوا ہم ان لوگوں کے ساتھ شریک نہ ہوئے، اگر کامیابی ہوتی ہے تو رشک وحسد سے جل مرتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں، کاش ہم نے بھی ساتھ دیا ہوتا تو آج کامیابی میں ہمارا حصہ ہوتا۔ گویا ان کی شخصیت جماعت کی ہستی سے بالکل الگ ہے، نہ تو اس کا نقصان ان کا نقصان ہے اور نہ اس کی کامیابی ان کی کامیابی۔“ (ترجمان القرآن)

**⑤ منافقین کا شہداء سے مذاق:**

امام ابو حیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

منافق کہا کرتے تھے: اذ لم اکن معھم شھیدا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انعام کیا کہ میں مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں نہیں گیا، شھیدا کے ایک معنی حاضر کے ہیں یعنی اچھا ہوا کہ میں شکست اور مصیبت میں ان کے ساتھ حاضر وموجود نہیں تھا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ شھیدا کو اصلی معنی میں لیا جائے تو گویا وہ مذاق اڑانے کے لئے کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل کیا کہ ہم شہید ہونے سے بچ گئے۔ (نعوذ باللہ)

”والشھید ھنا الحاضر معھم فی معترك الحرب، او المقتول فی سبیل اللہ یقوله المنافق استھزاءً لانه لا یعتقد حقیقة الشھادة فی سبیل اللہ۔ (البحر المحیط)

کیونکہ منافق شہادت کی حقیقت کا یقین نہیں رکھتا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## دعاء

اللهم انانعوذبك من الشقاق والنفاق وسوء الاخلاق۔اللهم طهر قلوبنامن النفاق وارزقنا شهادة في سبيلك۔ (آمين ياارحم الراحمين)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۷۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

سو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ لوگ لڑیں جو دنیا کی زندگی کو

بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ

آخرت کے بدلے بیچتے ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب رہے

فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۷۴

تو اسے ہم بڑا ثواب دیں گے

### خلاصہ

جو آخرت کی کامیابی کا طلبگار ہو وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے گا وہ شہید ہو یا غالب، اس کے لئے ہر حال میں عظیم الشان اجر ہے۔

### فائدہ

منافق ”اسلامی جہاد“ کے فلسفے اور مقصد کو نہیں سمجھتے تھے، اس لئے وہ ظاہری فتح اور شکست کا اثر لیتے تھے۔ جبکہ ایمان والوں کو سمجھایا گیا کہ جہاد تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا نام ہے۔ اور جہاد ایک کامیاب ترین سودا ہے۔ اور جہاد میں آخرت کی بڑی کامیابی ہے۔ باقی رہی ظاہری فتح اور شکست تو اس پر جہاد کی قبولیت اور اجر موقوف نہیں ہے۔ مسلمان شہید ہو جائے یا غالب ہر حال میں وہی کامیاب اور بامراد ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

### آیت کے تین ترجمے

حضرات مفسرین نے اس آیت مبارکہ کے تین مختلف ترجمے کئے ہیں۔ یہ تینوں ترجمے جہاد کے الگ الگ پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہیں۔

**پہلا ترجمہ**

سو چاہیے لڑیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ لوگ جو بیچتے ہیں دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے۔ (ترجمہ شاہ عبدالقادر، شیخ الہند، حضرت لاہوری رحمہم اللہ وغیرہم)

اس ترجمے کے مطابق یشرون بمعنی یبیعون ہے۔ اور فلیقاتل کا فاعل الذین یشرون ہے۔ اور خطاب ایمان والوں کو ہے کہ دنیا کی فانی زندگی بیچ کر وہ جہاد کے ذریعے آخرت کے طلبگار بنیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فکان معنی الایۃ فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین یبیعون الحیاۃ الدنیا بالآخرۃ وھو کقولہ ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ ۔ (التفسیر الکبیر)

**دوسرا ترجمہ:**

جو لوگ آخرت کے بدلہ دنیا والی زندگی کو اختیار کرتے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کریں (انوار البیان وغیرہ)

یعنی دنیا کے طالب منافقین کو حکم دیا جا رہا ہے کہ تم نے آخرت کو چھوڑ کر دنیا کو مقصود بنا لیا ہے جو بہت بڑی غلطی ہے اب تمہیں چاہیے کہ توبہ کرو اور ایمان لا کر جہاد میں لگ جاؤ تا کہ آخرت کی کامیابی سے محروم نہ ہو۔

اس صورت میں یشرون بمعنی یشترون ہوگا۔

والقول الثانی معنیٰ قولہ یشرون ای یشترون :قالوا والمخاطبون بھذا الخطاب ھم المنافقون الذین تخلفوا عن أحد (التفسیر الکبیر)

قیل نزلت فی المنافقین الذین تخلفوا عن أحد ویشرون بمعنی یشترون۔ (البحر المحیط)

**تیسرا ترجمہ:**

تو ہاں اس شخص کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑے جو آخرت کے بدلے دنیوی زندگی کو اختیار کیے ہوئے ہیں۔ (بیان القرآن)

یعنی الذین یشرون الحیوۃ الدنیا سے مراد کفار ہیں۔ کہ ان کافروں سے لڑنا چاہیے جنہوں نے آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی کو مقصود بنایا ہوا ہے حب الذین۔ فلیقاتل کا مفعول ہوگا۔

فلیقاتل ای المومن النافر فی سبیل اللہ الذین یشرون الحیوۃ الدنیا بالآخرۃ ای یبیعون دینھم بعرض قلیل من الدنیا وما ذلک الالکفرھم وعدم ایمانھم۔ (تفسیر ابن کثیر)

## جہاد کے مختلف پہلو

آپ نے تین ترجمے اور ان کے حوالہ جات ملاحظہ فرمالئے۔ ان تینوں ترجموں میں جہاد کے مختلف پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس آیت میں قتال فی سبیل اللہ کی ترغیب ہے، جیسا کہ بالکل ظاہر اور واضح ہے اور اس میں فرضیتِ جہاد کی دلیل بھی موجود ہے کیونکہ فلیقاتل امر کا صیغہ ہے۔

پھر پہلے ترجمے کے اعتبار سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جہاد بندے کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک کامیاب سودا ہے۔ پس جس کا ایمان سلامت ہو اور عقل درست ہو وہ دنیا کی اس حقیر اور فانی زندگی کو آخرت کی اعلیٰ اور باقی زندگی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے بدلے خوشی سے بیچ دیتا ہے۔ ایک مسلمان کا جہاد میں نکلنا ہی اس سودے کو پکا کر دیتا ہے آگے اللہ تعالیٰ کی مرضی کہ وہ جب چاہے جان قبول فرمائے۔ دوسرے ترجمے کے اعتبار سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ جہاد بہت بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جو غزوہ احد سے رہ گئے تھے اور نفاق جیسے جرم میں مبتلا تھے ان کو سمجھایا جا رہا ہے کہ اب بھی توبہ کر کے جہاد میں آجاؤ تو تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے اور ساتھ ہی اجر عظیم بھی ملے گا۔ گویا زندگی بھر کے گناہوں سے جان چھڑانی ہو تو بندہ میدان جہاد میں کود پڑے۔

تیسرے ترجمے کے اعتبار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کافر جو دنیا ہی کو اپنا مقصود بنا چکے ہیں دین اور انسانیت کے لئے خطرہ ہیں۔ یہ لوگ دنیا کی محبت اور اس کی چمک کو اگر اسی طرح عام کرتے رہے تو پھر اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے اور دنیا کی چمک میں پھنس کر کفر کے اندھیروں میں گرتے چلے جائیں گے۔ اس لئے ایسے طالب دنیا کافروں سے لڑو۔ تاکہ ان کا زور ٹوٹ جائے۔ وہ مغلوب ہو جائیں اور وہ اپنی دنیوی قوت اور زیب و زینت کی وجہ سے کسی کو کافر نہ بنا سکیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ایک دلچسپ بحث

امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس آیت کے دوسرے حصے (کہ کوئی جہاد میں شہید ہو یا غالب اسے اجر عظیم ملے گا) سے یہ مسئلہ بیان فرمایا ہے کہ۔ جہاد میں اگر کسی کو غنیمت یا فتح مل جائے تو اس سے اُس کے اجر میں کمی نہیں آتی۔ پھر انہوں نے ان احادیث مبارکہ کا مفہوم بھی واضح کیا ہے جن میں اس بات کی صراحت ہے کہ جن مجاہدین کو غنیمت مل جاتی ہے ان کا دو تہائی اجر کم ہو جاتا ہے یعنی انہیں دنیا میں مل جاتا ہے۔ پوری بحث تفسیر قرطبی میں ملاحظہ فرمالیں۔ امام قرطبی رحمہ اللہ کی طرح علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کی رائے بھی یہی ہے کہ اس آیت مبارکہ کے مطابق ہر مجاہد کو پورا پورا اجر ملتا ہے۔ خواہ اسے غنیمت ملے یا شہادت۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

ای کل من قاتل فی سبیل اللہ سواء قتل أو غلب فلہ عند اللہ مثوبۃ عظیمۃ واجر جزیل کما ثبت فی الصحیحین: وتکفل اللہ للمجاھد فی سبیلہ ان توفاہ ان یدخلہ الجنۃ أو یرجعہ الی مسکنہ الذی خرج منہ مانال من أجر أو غنیمۃ. (تفسیر ابن کثیر)

یعنی آیت مبارکہ اور حدیث صحیح سے یہی ثابت ہوا کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لئے نکلتا ہے پھر وہ شہید ہو یا غالب اس کے لئے اجر عظیم ہے۔ (البتہ مقام شہادت کے الگ فضائل ہیں)

## کلام برکت

اس آیت کی تفسیر میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یعنی مسلمانوں کو چاہیے زندگی دنیا پر نظر نہ رکھیں، آخرت چاہیں اور سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں ہر طرح

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نفع ہے۔(موضح القرآن)

(ہر طرح یعنی ظاہری فتح ملے یا شکست، کامیابی ملے یا زخم، غنیمت ملے یا شہادت ظاہری نتیجہ نکلے یا نہ نکلے، مقصد اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرنا اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دینا ہے۔ بس یہ بات سمجھ آجائے تو جہاد پر کیے جانے والے ہزاروں فضول اشکالات کا غبار خود بخود دھل جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب)

## پیغام حق کے داعی

”جو لوگ دنیاوی زندگی کے بدلے میں آخرت خریدنا چاہتے ہیں ان پر لازم ہے کہ پیغام حق کو لے کر ہر نوع کی مشکلات کے مقابلے کے لئے نکلیں، خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا خواہ قتل ہو جائے یا فتح پائے دونوں صورتوں میں ثواب عظیم کا مستحق ہوگا۔“ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُورَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۷۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ

اور کیا وجہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان بے بس مردوں

الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا

اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال

مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ

جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہمارے واسطے اپنے ہاں سے کوئی حمایتی کر دے

وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝

اور ہمارے واسطے اپنے ہاں سے کوئی مددگار بنا دے

## خلاصہ

اور تمہارے لئے کیا عذر ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں نہیں لڑتے۔ اور ان کمزور و مظلوم مردوں، عورتوں اور بچوں کو چھڑانے کی خاطر۔ جہاد نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر فریاد کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے سخت ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی یار و مددگار کھڑا فرما۔

## اقوال و حوالے

### ❶ جہاد فرض ہے:

وما لكم لاتقاتلون يدل على ان الجهاد واجب ومعناه انه لا عذرلكم في ترك المقاتلة وقد بلغ حال المستضعفين من الرجال والنساء والولدان من المسلمين الى مابلغ في الضعف. (التفسير الكبير)

وما لكم لاتقاتلون. یہ الفاظ جہاد کے فرض ہونے کی دلیل ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ تمہارے لئے جہاد چھوڑنے کا کوئی عذر باقی نہیں ہے کیونکہ کمزور مسلمان مردوں عورتوں اور بچوں کی مظلومیت اس حد تک پہنچ چکی ہے۔

ان الفاظ کے بعد امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فهذا حث شديد على القتال.

اس میں جہاد پر بہت سختی سے ابھارا گیا ہے۔ (التفسیر الکبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❷ مظلوموں اور قیدیوں کا چھڑانا واجب ہے:

قوله تعالیٰ وما لكم لاتقاتلون في سبيل الله حض على الجهاد،وهويتضمن تخليص المستضعفين من ايدي الكفرة المشركين الذين يسومونهم سوء العذاب ويفتنونهم عن الدين، فأوجب تعالىٰ الجهاد لاعلاء كلمته واظهار دينه و استنقاذ المومنين الضعفاء من عباده وان كان في ذلك تلف النفوس۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وما لكم لاتقاتلون في سبيل الله میں جہاد پر ابھارا گیا ہے۔ اور اس میں کمزور مسلمانوں کو ان کافر مشرکوں سے رہا کرانے کی بھی ترغیب ہے جو انہیں دردناک عذاب پہنچاتے ہیں اور انہیں دین سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے جہاد کو فرض فرمایا اپنے کلمے کی بلندی، اپنے دین کے غلبے اور اپنے کمزور مسلمان بندوں کی آزادی کے لئے۔ اگرچہ اس جہاد میں جانوں کا (ظاہری) نقصان ہے۔ (القرطبی)

اس کے بعد امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وتخليص الأسارىٰ واجب علىٰ جماعة المسلمين امابالقتال واما بالأموال، وذلك أوجب لكونها دون النفوس اذهي اهون منها قال مالك: واجب على الناس ان يفدوا الاسارىٰ بجميع اموالهم وهذا لاخلاف فيه؛لقوله عليه السلام "فكوا العاني" اور قیدیوں کا چھڑانا مسلمانوں کی جماعت پر واجب ہے یا تو قتال کے ذریعے یا اموال کے ذریعے۔ اور اموال کے ذریعے چھڑانا زیادہ تاکیدی حکم ہے کیونکہ مال کی قربانی جان کی قربانی سے کم درجے کی ہے۔ (پس اگر قیدی مال سے چھوٹتے ہوں تو مال کی قربانی دینا زیادہ لازمی ہے)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کے ذمہ لازم ہے کہ وہ (ضرورت پڑنے پر) اپنا سارا مال قیدیوں کے فدیے میں ادا کریں۔ اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے قیدیوں کو چھڑاؤ۔ (القرطبی)

❸ فرضیت جہاد کا ایک سبب:

فهذا حث شديد على القتال وبيان العلة التي لها صار القتال واجباً۔ (التفسير الكبير)

اس آیت میں جہاد کی سخت ترغیب ہے اور اس علت کا بیان ہے جسکی وجہ سے جہاد کو فرض کیا گیا۔ (یعنی نصرة المستضعفين، کمزوروں کی مدد اور خلاصی)

❹ فرضیت جہاد کے دو سبب:

کلام برکت

یعنی دو واسطے لڑائی تم کو (یعنی تم پر) ضرور (یعنی لازمی) ہے، ایک تو اللہ تعالیٰ کا دین بلند کرنے کو، دوسرے مظلوم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو جو کافروں کے ہاتھ بے بس پڑے ہیں ان کی خلاصی کرنے کو۔ شہر مکہ میں ایسے لوگ بہت تھے کہ حضرت کے ساتھ ہجرت نہ کر سکے اور اُن کے اقربا ان پر ظلم کرنے لگے کہ مسلمان سے پھر کافر کریں۔ (موضح القرآن)

**۵ مقاصد جہاد:**

"جبکہ اعلاء کلمۃ اللہ تو خود جہاد کا ایک مستقل محرک اور قوی داعی ہے یہ (مظلوموں کی مدد) دوسرا داعی جہاد کے لئے ارشاد ہوا، کمزوروں کی دستگیری و نصرت اور مظلوموں کی اعانت اور انہیں ظالم کافروں کے پنجہ سے رہائی دلانا بجائے خود مقاصد جہاد میں سے ہے۔" (تفسیر ماجدی)

**۶ کمزور حق پرست:**

"حق پرستوں کی اسی کمزور جماعت کیلئے سرفروشان اسلام کو میدان جنگ میں آنا لازمی ہے۔" (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

**نکتہ**

کافروں کا ظلم اور ان کی دشمنی مسلمانوں کے حق میں کتنی اچھی رہی کہ اللہ پاک کو ان مسلمانوں پر اتنا پیار آیا کہ ان کی خاطر دوسرے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا۔ اور ان مظلوموں کی فریاد اور دعاء کو قرآن پاک کا حصہ بنایا اور ان کے غم اور دکھ میں پوری امت کو شریک فرمایا، کافروں کے ظلم کے سامنے حق پر ڈٹے رہنا اور سخت حالات کا سامنا کرنا اگرچہ بہت مشکل ہے۔ مگر آخرت کے اعتبار سے ایک مومن کے لئے بہت بڑی چیز ہے۔ اس کے برعکس کافروں کی یاری، ان کی نوازشات اور ان کی محبت میں مسلمانوں کے لئے نقصان ہی نقصان ہے۔ اور خسارہ ہی خسارہ۔ اس آیت پر غور کر کے دیکھیں تو اچھی طرح سے سمجھا جا سکتا ہے کہ۔ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کے ساتھ ہے جو اپنے دین پر قائم رہتے ہیں اور کافروں کی نظروں میں کھٹکتے ہیں؟ یا ان کے ساتھ ہے جو اپنے نظریات چھوڑ کر کافروں کو خوش کرتے ہیں اور انہیں مطمئن کرنے کے لئے اپنا دین بدلتے ہیں؟ (واللہ اعلم بالصواب)

**۷ مظلوم مسلمان:**

المراد بالمستضعفين من الرجال والنساء والولدان قوم من المسلمين بقوا بمكة وعجزوا عن الهجرة الى المدينة وكانوا يلقون من كفار مكة اذى شديداً: قال ابن عباس: كنت انا وامي من المستضعفين من النساء والولدان۔ (التفسير الكبير)

آیت میں مستضعفین (کمزوروں) سے مراد وہ مسلمان مرد، عورتیں اور بچے ہیں جو مکہ میں رہ گئے تھے اور مدینہ کی طرف ہجرت سے قاصر تھے، ان سب کو مشرکین مکہ کی طرف سے سخت اذیتوں کا سامنا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اور میری والدہ بھی ان کمزور عورتوں اور بچوں میں سے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

**⑧ چند اور حضرات:**

وهم المعنيون بقوله عليه السلام:

"اللهم أنج الوليد بن الوليد وسلمة بن هشام وعياش بن ربيعة والمستضعفين من المومنين (رضي الله عنهم)" (القرطبي)

یعنی مراد وہ لوگ ہیں جن کا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعاء مبارک میں ہے۔ اے میرے پروردگار ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ربیعہ اور تمام کمزور مسلمانوں کو نجات عطاء فرما۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے ان حضرات میں حضرت ابوجندل بن سہیل رضی اللہ عنہ کا نام بھی شامل کیا ہے۔ (روح المعانی)

**⑨ دعاء قبول ہوگئی:**

والجمهور على ان الله تعالىٰ استجاب دعاءهم، فجعل لهم من لدنه خير وليّ وناصر، وهو محمد صلى الله عليه وسلم، فتولاهم احسن التولّي، ونصرهم اقوى النصر، ولما خرج من مكة ولىّ عليهم عتاب بن أسيد وعمره أحد وعشرون سنة فرأوا منه الولاية والنصر كما سألوا. (البحر المحيط)

یعنی جمہور کا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کمزور مسلمانوں کی دعاء قبول فرمائی اور اپنی طرف سے انہیں بہترین یار و مددگار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں عطاء فرمائے، جنہوں نے ان کی خوب حمایت اور زبردست نصرت کی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے واپس تشریف لے گئے تو ان پر حضرت عتاب بن اسید کو والی بنا گئے جن کی عمر اکیس سال تھی، مکہ کے مظلوموں نے ان کی طرف سے ویسی یاری اور مدد دیکھی جیسی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے مانگی تھی۔

**⑩ اٹھارہ سالہ جوان:**

ثم استعمل عليهم عتاب بن أسيد وكان ابن ثماني عشرة سنة فحماهم ونصرهم حتى صاروا اعزا هلها. (روح المعاني)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر حضرت عتاب بن اسید کو والی بنایا وہ اٹھارہ برس کے تھے انہوں نے مکہ کے مظلوم مسلمانوں کی خوب حمایت اور مدد کی یہاں تک کہ یہ لوگ مکہ کے معزز ترین افراد بن گئے۔

(پیچھے البحر المحیط کے حوالے سے حضرت عتاب کی عمر اکیس سال بیان کی گئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب)

**⑪ ظالم مغلوب و ذلیل ہوگئے:**

قال ابن عباس رضي الله عنهما: كان ينصرا لضعيف من القوى حتى كانوا أعزّ بها من الظلمة. (المدارك)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ طاقتور لوگوں کے مقابلے میں کمزوروں کی مدد کرتے تھے، یہاں تک کہ یہ کمزور لوگ ظالموں سے زیادہ معزز اور مضبوط ہو گئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۷۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا

جو ایمان والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں

یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ ۚ

وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں سو تم شیطان کے ساتھیوں سے لڑو

اِنَّ كَیْدَ الشَّیْطٰنِ كَانَ ضَعِیْفًا ﴿۷۶﴾

بے شک شیطان کا فریب کمزور ہے ۷۶

### خلاصہ

جو لوگ واقعی پکے مسلمان ہیں (وہ تو یہ آیتیں اور باتیں سن کر) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ شیطان اور شیطانی قوتوں کی خاطر جنگ کرتے ہیں۔ پس جب صورتحال یہ ہے تو اے مسلمانو (ایمان اور اللہ تعالیٰ سے محبت اور وفاداری کا تقاضا یہ ہے کہ) تم شیطانی قوتوں سے لڑو (وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے) کیونکہ شیطان کی تدبیر اور فریب بہت کمزور ہے۔

یعنی مسلمان لاہوتی لشکر ہیں اور کافر طاغوتی لشکر۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنا مسلمانوں والا کام ہے اور شیطانی طاقتوں کی خاطر لڑنا کافروں والا کام ہے۔

### اقوال و حوالے

**❶ جہاد پر غیرت دلانے کا عجیب انداز:**

" اس آیت میں اور طرح سے جہاد کی ترغیب دلائی جاتی ہے وہ یہ کہ جب کفار شیطانی کام پر لڑتے اور شیطان کی سپاہ بن کر نیک کاموں سے روکتے اور اہل توحید کو ستاتے ہیں تو پھر ایمان والوں کو کیا ہوا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں حق پر نہ لڑیں بلکہ جو حقیقی ایمان والے ہیں وہ ضرور اس کی راہ میں جان دینے سے دریغ نہیں کرتے پھر ارشاد فرمایا کہ شیطان کے گروہ اور جماعت سے لڑو کیونکہ شیطان کی فوج ہمیشہ شکست کھایا کرتی ہے۔ کہاں گیا فرعون اور اس کا لشکر؟ آخر نمرود کا کیا حال ہوا؟ حضرت مسیح علیہ السلام کے ستانے والوں کے ساتھ کیا ہوا؟" (محصلہ تفسیر حقانی)

**❷ جہاد کے لئے حوصلہ بڑھایا جا رہا ہے:**

كلام مستأنف سيق لتشجيع المومنين وترغيبهم في الجهاد اي المومنون انما يقاتلون في

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دین اللہ تعالیٰ الموصل لھم الیہ عزوجل وفی اعلاء کلمتہ فھو ولیھم وناصر ھم لامحالۃ الخ۔

یعنی اس نئے جملے میں مسلمانوں کی ہمت بڑھائی جارہی ہے اور انہیں جہاد کے لئے ترغیب دی جارہی ہے کہ ایمان والے تو صرف اللہ تعالیٰ کے اس دین کی خاطر لڑتے ہیں جو دین انہیں اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے کلمے کی بلندی کے لئے لڑتے ہیں پس اللہ تعالیٰ ضرور ان کی نصرت وحمایت فرماتا ہے۔

جبکہ کافر طاغوت کے اس راستے کی خاطر لڑتے ہیں جو انہیں شیطان تک پہنچاتا ہے۔ طاغوت سے مراد کفر ہے۔ (روح المعانی)

**۳ جہاد ضروری ہے:**

"یعنی جب یہ بات ظاہر ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر لوگ شیطان کی راہ میں سو پھر تو مسلمانوں کو شیطان کے دوستوں یعنی کافروں کے ساتھ لڑنا بلا تامل ضروری ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کا مددگار ہے، کسی قسم کا تردد نہ چاہیے اور سمجھو کہ شیطان کا حیلہ اور فریب کمزور ہے مسلمانوں پر نہ چل سکے گا۔ اس سے مقصود مسلمانوں کو جہاد پر ترغیب دلانا اور ہمت بندھانا ہے جس کا ذکر آیات آئندہ میں بالتصریح آتا ہے۔" (تفسیر عثمانی)

**۴ مومن اور کافر کے درمیان فرق کا بیان:**

لما أمر تعالیٰ المومنین اولاً بالنفر الی الجھاد ثم ثانیاً بقولہ فلیقاتل فی سبیل اللہ ثم ثالثاً علی طریق الحث والحض بقولہ ومالکم لاتقاتلون فی سبیل اللہ اخبر فی ھذہ الآیۃ بالتقسیم۔

یعنی پہلے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد میں نکلنے کا حکم دیا فانفروا ثبات پھر دوبارہ حکم دیا فلیقاتل فی سبیل اللہ پھر تیسری بار رغبت اور جوش دلا کر حکم دیا ومالکم لاتقاتلون اور اب اس آیت میں مسلمان اور کافر کو الگ الگ تقسیم فرمادیا۔

أن المومن ھو الذی یقاتل فی سبیل اللہ، وان الکافر ھو الذی یقاتل فی سبیل الطاغوت، لیبین للمومنین فرق ما بینھم وبین الکفار، ویقویھم بذلک، ویشجعھم ویحرضھم۔

یعنی مومن وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑتا ہے اور کافر وہ ہے جو طاغوت کے راستے میں لڑتا ہے۔ یہ تقسیم اس لئے فرمائی تاکہ ایمان والوں کو وہ فرق سمجھا دے جو ان کے اور کافروں کے درمیان ہے اور انہیں حوصلہ، قوت اور جہاد کی ترغیب دے۔ (البحر المحیط)

**طاغوت کے معنیٰ**

ان چند اقوال سے آیت مبارکہ کی تفسیر تو سمجھ آگئی ہوگی۔ مزید چند اقوال ان شاء اللہ آگے بیان کئے جائیں گے۔ ان سے پہلے طاغوت کا معنیٰ مختصر طور پر سمجھنا ضروری ہے۔ آیت مبارکہ میں فرمایا گیا کہ جو لوگ کافر ہیں وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طاغوت کے راستے میں جنگ کرتے ہیں۔ طاغوت عربی زبان کا ایک "وسیع المحمل" لفظ ہے۔ صاحب مصباح اللغات لکھتے ہیں۔ الطاغوت ہر حد سے تجاوز کرنے والا۔ بدی اور شرارت کا سرغنہ، شیطان، معبود باطل۔ (مصباح اللغات ص ۵۱۱)

صاحب "القاموس" لکھتے ہیں:

الطاغوت: ❶ ظالم و سرکش، انتہائی سرکش ❷ راہ خیر سے ہٹانے والا ہر گمراہ شخص، حد بندگی سے تجاوز کرنے والا۔ ❸ شیطان ❹ کاہن ❺ جادوگر ❻ معبود باطل خواہ انسان ہو یا جن یا بت۔ (القاموس الوحید ص ۱۰۰۰)

صاحب تفسیر ماجدی لکھتے ہیں:

الطاغوت: طاغوت کا صحیح ترجمہ مشکل ہی ہے اردو میں اس کے لئے قریب ترین لفظ شیطان کا ہو سکتا ہے، اپنے عام و وسیع معنی میں عربی میں اس کا اطلاق ہر معبود باطل اور ہر سرکش پر ہوتا ہے۔

قال ابو اسحق کل معبود من دون اللّٰہ جبت وطاغوت (لسان) ابو اسحٰق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر معبود "جبت" اور "طاغوت" ہے۔ الطاغوت عبارۃ عن کل معبد ومعبود من دون اللّٰہ۔ (راغب) طاغوت اللہ کے علاوہ ہر معبود اور اس کا عبادتخانہ ہے۔

قال مالک بن انس کل ماعبد من دون اللّٰہ تعالیٰ۔ (روح)

مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس کی بھی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جائے وہ طاغوت ہے۔ ماعبد من دون اللّٰہ تعالیٰ قالہ الطبری۔ (بحر)

وھو کل ماتکون عبادتہ والایمان بہ سببا للطغیان والخروج عن الحق من مخلوق یعبد، ورئیس یقلد وھوی یتبع۔

طاغوت ہر وہ چیز ہے جسکی عبادت اور اطاعت سرکشی کا اور حق سے محرومی کا باعث ہو، خواہ وہ ایسی مخلوق ہو جسکی پوجا کی جاتی ہو یا ایسا سردار (حکمران) ہو جس کی پیروی کی جاتی ہو یا ایسی خواہش ہو جس پر چلا جاتا ہو۔ (تفسیر ماجدی مع اضافہ ترجمہ)

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حدثنا ابو الزبیر انہ سمع جابر بن عبداللّٰہ وسئل عن الطاغوت التی کانوا یتحاکمون الیھا فقال: کانت فی جھینۃ واحدۃ وفی اسلم واحدۃ وفی کل حی واحدۃ۔ (القرطبی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے اس طاغوت کے بارے میں پوچھا گیا جس کے پاس لوگ اپنے فیصلے کروانے جاتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ قبیلہ جہینہ میں ایک تھا قبیلہ اسلم میں بھی ایک تھا اور ہر قبیلے میں ایک تھا۔

معلوم ہوا کہ یہ طاغوت انسان تھے اور لوگوں کو کفر اور شیطان کے راستے پر چلاتے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## خلاصہ

اس مختصری تحقیق سے یہ بات سامنے آ گئی کہ طاغوت ہر اس قوت اور طاقت کا نام ہے جو دین اسلام کے خلاف سرگرم ہو۔ اور طاغوت ہر اس فرد کا نام ہے جو لوگوں کو دین حق سے گمراہ کرتا ہو۔ خواہ وہ انسان ہو یا جن اور طاغوت ہر اس فرد کا نام ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف لڑتا ہو اور طاغوت ہر اس نظام کا نام ہے جس کے گرد جمع ہو کر لوگ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف تدبیر یا جنگ کرتے ہوں۔ اور طاغوت ہر اس ادارے کا نام ہے جہاں دین حق کے خلاف کسی طرح کے محاذ قائم ہوتے ہوں۔

اپنی قوت اور طاقت کے ذریعے اسلام کا راستہ روکنے، اسلامی قوانین کی تنفیذ کو روکنے، مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کی مدد کرنے والے طاقتور لوگ بھی اسی زمرے میں شامل ہیں۔ جبکہ شیاطین (انسان ہوں یا جنات) اور معبودان باطلہ تو طاغوت کے اولین معنی ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## عبرت

ماضی میں حکومت برطانیہ ایک طاغوت بن کر ابھری جس نے اسلامی خلافت کو ختم کیا اور مسلمانوں کے ممالک اپنے قبضے میں لئے۔ اس زمانے کے علماء کرام نے مسلمانوں کو انگریز کی فوج میں بھرتی ہونے سے منع کیا تاکہ وہ طاغوت کے راستے میں نہ لڑیں۔ خوش نصیب لوگوں نے اس قرآنی فتوے پر عمل کیا مگر کئی لوگ وقت کی بدترین غلطی میں مبتلا ہو کر طاغوت کے سپاہی بن گئے۔

آج امریکہ سمیت دنیا میں کئی طاغوت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار ہیں جو لوگ مسلمان ہیں وہ اس آیت مبارکہ کی آواز سنیں اور خود کو طاغوت کا خدمتگار اور سپاہی نہ بنائیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔

والذين كفروا يقاتلون في سبيل الطاغوت کہ جو لوگ کافر ہیں وہ طاغوت کی خاطر لڑتے ہیں۔

سب لوگوں نے مرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ ایمان سے بڑی کوئی نعمت نہیں۔ اور روزی کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ تھوڑی سی تنخواہ اور حقیر سے مال کی خاطر طاغوت کو مضبوط کرنا مسلمان کا کام نہیں ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اب آیت کی تفسیر میں چند مزید اقوال ملاحظہ فرمایئے:

### ۵ طاغوتی سپاہیوں کا حال:

"طاغوت۔ یہاں اس لفظ کو لا کر طاغوتی، جاہلی سپاہیوں کے تمرد، خدا فراموشی، نفس پرستی اور تجاوز عن الحدود کے پہلو کو نمایاں کرتا ہے، طاغوت کا ترجمہ اگر اس موقع پر "نفس" سے کیا جائے تو اردو میں شاید پورا مفہوم ادا ہو جائے طاغوت اور نفس کی راہ میں آج بھی جو قومیں وطن دوستی، قوم پروری، ملکی آزادی کے خوشنما لفظ اور لقب کے ساتھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جنگ کرتی رہتی ہیں ان کی اخلاقی حالت کا جائزہ لے لیا جائے، شقاوت و سنگ دلی، فریب و خیانت، شراب خوری و حرام کاری، غرض جس معیار سے چاہے جانچ لیا جائے جانوروں اور درندوں سے بھی بدتر حالت نکلے گی، یہ سب کرشمے فی سبیل الطاغوت لڑنے کے ہیں، محاسبہ آخرت سے بے نیاز ہو کر جنگ و جدال کرنے کے ہیں نفس قتال دونوں میں مشترک ہے، لیکن آگے طاغوتیوں کو کوئی مناسبت لاہوتیوں سے نہیں رہ جاتی۔" (تفسیر ماجدی)

(اس زمانے میں طاغوتی جنگوں کے خوشنما نعرے بحالی جمہوریت، ملکی مفاد، عالمی برداری کا تعاون وغیرہ ہیں ظاہر بات ہے کہ ان میں سے کوئی چیز بھی "اللہ تعالیٰ کا راستہ" نہیں ہے بلکہ یہ سب طاغوت کے راستے ہیں)

❻ اس آیت کے چند اسرار:

(ذیل میں تفسیر حقانی کے مفصل کلام کا خلاصہ ملاحظہ فرمایئے)

الف ان لوگوں کے اعتراض کا جواب ہے جو کہتے ہیں کہ دین کو وعظ، نصیحت اور معجزات تک محدود ہونا چاہئے اس میں مار پیٹ اور قتل و قتال کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جنگ نہیں کی صبر سے کام لیا وغیرہ۔ ان کو بتایا گیا ہے کہ جب حق و صداقت کے دشمن کفر اور فساد کی راہ میں لڑتے ہیں والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت تو اب اگر ان کے مقابلے میں ایمان والوں کو بشرط قوت لڑنے کی اجازت نہ دی جائے تو کیا کیا جائے؟ (اگر لڑنے کی اجازت نہ ہو تو پوری دنیا طاغوت کی پوجا کرنے لگے) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ قوم موجود تھی اس لئے ان کو لڑنے کا حکم دیا گیا، جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری کمزور تھے اس لئے بجز صبر کے کیا کرتے؟ (قوت کی شرط موجود نہیں تھی) مگر اس کے باوجود آپ کے حواریوں کو جس وقت کہ گرفتار ہوئے ہتھیار باندھنے کا حکم دیا اور ایک حواری کی تلوار سے فریق مخالف کے ایک شخص کا کان اڑ گیا۔ (انجیل لوقا)

ب اس آیت میں ان کید الشیطان کان ضعیفا کہ شیطان کی تدبیر اور مکر کمزور ہے فرما کر مسلمانوں کی فتح کی پیشین گوئی کی گئی۔ جس وقت یہ پیشین گوئی کی جارہی تھی اس وقت ساری دنیا پر طاغوتی طاقتوں کا غلبہ تھا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والے کمزور تھے۔ مگر کچھ ہی عرصہ بعد یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی۔ (اس میں قیامت تک کیلئے عبرت اور سبق ہے)

ج صرف لڑنا کوئی عمدہ بات نہیں ہے کیونکہ کفار بھی طاغوت کی خاطر لڑتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کا لڑنا اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہونا چاہئے اس میں شہرت و شجاعت (وغیرہ) مقصود نہ ہو۔ (مخلصاً تفسیر حقانی)

❼ "لڑائی کن کے خلاف ہے؟ فقاتلوا اولیاء الشیطن مسلمانوں کو لڑنے کا حکم مل رہا ہے مگر کس کے مقابلہ میں؟ شیطان اور طاغوتیوں کے مقابلے میں مقاتلین فی سبیل الطاغوت کے مقابلے میں جو دنیا میں شر و فساد، فسق و شرک ہی کی حکومت پھیلانا چاہتے ہیں۔" (تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❽ ان کید الشیطن کان ضعیفاً ان سب کا طاقتور ترین سردار شیطان ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شیطان کی قوت اور تدبیر کمزور ہے، پس وہ اور اس کے حواری اللہ تعالیٰ اور اس کے لشکر کے سامنے کہاں ٹھہر سکتے ہیں؟

اس پر چند ایمان افروز عبارات ملاحظہ فرمائیں

## آخر میں ایک عجیب نکتہ

☆ ان کید الشیطن کان ضعیفاً فی حد ذاته فکیف بالقیاس الی قدرة الله تعالیٰ الذین یقاتلون فی سبیله وهو سبحانه ولیکم.

شیطان کی تدبیر خود ہی کمزور ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے وہ کتنی کمزور ہوگی اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے وہ اللہ تعالیٰ جس کے راستے میں مسلمان جہاد کرتے ہیں اور وہ ان کا حامی ہے۔ (روح المعانی)

☆ حق و باطل کی لڑائی میں فتح یقیناً حق کو ہوگی۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

☆ ان کید الشیطن کان ضعیفا اس میں مسلمانوں کو ہمت دلائی ہے کہ شیطان کوئی ڈرنے اور رکنے کی چیز نہیں وہ تم پر حاکم و آمر نہیں، تم ذرا ہمت کر جاؤ تو وہ خود تم سے پناہ مانگتا ہوا بھاگے گا، اس میں جان تو ہے ہی نہیں، حربی زندگی سے قطع نظر، اخلاق و معاشرت، معاملات و عبادات کے میدان میں بھی شیطان سے مقابلہ کر لینا کچھ دشوار نہیں، ضرورت صرف ہمت کی ہے۔ (تفسیر ماجدی)

## نکتہ

کافروں کی ساری طاقت اور شان و شوکت اور ان کا ایٹمی اسلحہ اور فضائی قوت یہ سب کید الشیطن شیطان کی تدبیر سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ سب کچھ کمزور ہے۔ کسے مجال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں شک کرے؟ بس مسلمان، سچے مسلمان بن جائیں، دنیا کی بجائے آخرت کو مقصود بنالیں۔ اور جہاد فی سبیل اللہ کو قرآنی حکم کے مطابق جاری کریں تو پھر آنکھوں سے شیطانی پردے اٹھیں گے اور ہر کوئی پکارے گا کہ بے شک ان کید الشیطن کان ضعیفاً۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

بعض مفسرین نے کان ضعیفا میں کان کو صار کے معنیٰ میں لیا ہے کہ شیطان کی تدبیر صار ضعیفاً بالاسلام اسلام کے آنے کے بعد کمزور ہو چکی ہے۔ (روح المعانی)

اس سے بھی اشارہ ملا کہ مسلمان اسلام کے جتنے قریب ہوتے چلے جائیں گے اسی قدر شیطانی قوتیں ان کے مقابلہ میں کمزور ہوتی چلی جائیں گی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۷۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم کرو

اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ

اور زکوۃ دو پھر جب انہیں لڑنے کا حکم دیا گیا اس وقت ان میں سے ایک جماعت لوگوں سے ایسا ڈرنے لگی

النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ

جیسا اللہ کا ڈر ہو یا اس سے بھی زیادہ ڈر اور کہنے لگے اے رب ہمارے تو نے ہم پر لڑنا کیوں فرض کیا

عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا

کیوں نہ ہمیں تھوڑی مدت اور مہلت دی ان سے کہہ دو دنیا کا فائدہ

قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۗ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧٧﴾

تھوڑا ہے اور آخرت پرہیزگاروں کیلئے بہتر ہے اور ایک دھاگے برابر بھی تم سے بے انصافی نہیں کی جائے گی

### خلاصہ

کچھ لوگ جہاد کا حکم آنے سے پہلے جہاد کی اجازت مانگا کرتے تھے۔ تب ان سے کہا جاتا تھا کہ نہیں! ابھی اجازت نہیں ہے بس نماز اور زکوۃ وغیرہ کا اہتمام کرو۔ پھر جب ان پر جہاد کو فرض کر دیا گیا تو ان میں سے بعض گھبرا گئے اور کافروں سے یوں ڈرنے لگے جس طرح اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔ اور بعض تو اس سے بھی زیادہ خوف میں مبتلا ہو گئے۔ اور تمنا کرنے لگے کہ کاش ابھی جہاد کا حکم نہ آتا اور ہم کچھ اور مہلت پاتے۔ چونکہ ان کے دل میں دنیا کی بعض نعمتوں کا شوق پیدا ہو گیا تھا اور ان نعمتوں کا چھوڑنا ان پر بھاری ہو رہا تھا تو ان کو سمجھایا گیا کہ اس دنیا میں رکھا ہی کیا ہے؟ یہاں کی نعمتیں بھی فانی اور ان سے فائدہ اٹھانا بھی بہت تھوڑا۔ تو پھر ان کی خاطر جہاد کے حکم کو ملتوی کرانے کا کیا مطلب؟ اصل نعمتیں تو آخرت کی ہیں۔ جہاں متقی لوگوں کے لئے خیر ہی خیر ہے اور وہاں ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا۔ تو پھر جہاد سے بڑھ کر کونسا عمل ہو سکتا ہے؟ اس لئے اپنی آخرت کی خاطر خوب خوب جہاد کرو۔

### اقوال و حوالے

**1 لطف آمیز شکایت:**

اوپر جہاد کا وجوب اور اس کے فضائل بیان کر کے اس کی ترغیب تھی آگے دوسرے طور (یعنی انداز) پر اس کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ترغیب ہے یعنی جہاد میں بعض مسلمانوں کے مستعد نہ ہونے پر ان کی ایک لطف آمیز شکایت بھی ہے جس کی بنا یہ ہوئی کہ مکہ میں کفار بہت ستاتے تھے اس وقت بعض اصحاب نے جہاد کی اجازت اصرار سے چاہی مگر اس وقت حکم تھا عفوو صفح (درگذر) کا بعد ہجرت کے جب جہاد کا حکم نازل ہوا تو طبعاً بعض کو دشوار ہوا (اوردہ فی لباب النقول عن النسائی) اس پر یہ شکایت فرمائی گئی۔ (بیان القرآن)

❷ ابھی نہیں:

عن ابن عباس أن عبدالرحمٰن بن عوف واصحاباً له اتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ فقالوا یانبی اللہ کنافی عز ونحن مشرکون فلما امنا صرنا أذلۃ فقال انی أمرتُ بالعفو فلا تقاتلوا القوم فلماحوله اللہ تعالیٰ الی المدینۃ أمرہ بالقتال فکفوا فنزلت الایۃ اخرجه النسائی فی سننه۔ (القرطبی)

بیان القرآن کی عبارت اسی روایت سے ماخوذ ہے۔

❸ یہ کون تھے مسلمان یا منافقین؟

حضرات مفسرین نے اس پر مفصل بحث فرمائی ہے کہ یہ لوگ جو جہاد فرض ہونے کے بعد گھبرا گئے کون تھے؟ کمزور مسلمان یا منافقین؟ امام رازی رحمہ اللہ نے دونوں اقوال کو دلائل کے ساتھ بیان فرمایا ہے ملاحظہ فرمایئے۔ (التفسیر الکبیر)

صاحب تفسیر حقانی دونوں اقوال کو جمع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''الم ترالی الذین یہاں ہی جلد بازوں کی بابت بیان فرما کر اور پھر جہاد میں سستی کرنے سے ان پر الزام قائم کرتا ہے کہ تم جہاد فرض ہونے سے پہلے تو یہ کچھ کہا کرتے اور کہتے تھے پھر جب جہاد فرض ہوا تو موت سے ڈرنے لگے اور کہنے لگے کہ کاش ہم پر جہاد فرض نہ ہوتا تو ہم چند مدت اور جیتے اگرچہ جہاد کے آرزو مند مخلصین لوگ تھے مگر چونکہ منافقین بھی بظاہر انہیں میں شامل ہیں اس لئے اذا فریق منھم یخشون کہنا درست ہوا یعنی منافق دشمنوں سے ایسا ڈرتے ہیں کہ جیسا کوئی خدا سے ڈرتا ہے یا اس سے بھی زیادہ اور جانتے ہیں کہ جہاد میں جانا مرجانا ہے اس کے جواب میں نبی کو یوں تعلیم فرماتا ہے کہ ان سے کہہ دو اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے کہ جہاد میں جانا باعث موت اور گھر بیٹھنے سے زندگی ہے تو یہ زندگی کب تک؟؟ یہاں کی نعمتیں کیا ہیں؟؟ آخر دار فانی ہے''۔ (تفسیر حقانی)

❹ قل متاع الدنیا قلیل آپ فرما دیجئے کہ دنیا کا فائدہ بہت ہی تھوڑا ہے۔ ومتاع الدنیا منفعتها والاستمتاع بلذاتها وسماہ قلیلاً لانه لابقاء له وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

مثلی ومثل الدنیا کراکب قال قیلولۃ تحت شجرۃ ثم راح وترکها۔

یعنی متاع الدنیا سے مراد دنیا کا نفع اور اس کی لذتوں سے فائدہ اٹھانا ہے اس کو ''تھوڑا'' اس لئے کہا گیا کہ یہ باقی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں رہتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے میری اور دنیا کی مثال اس سوار جیسی ہے جس نے ایک درخت کے نیچے تھوڑا سا قیلولہ کیا اور پھر اسے چھوڑ کر چلا گیا۔(القرطبی)

صاحب بیان القرآن لکھتے ہیں:

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے کہ دنیا کا تمتع (فائدہ اٹھانا) محض چند روزہ ہے اور آخرت جس کے حصول کا اعلیٰ ذریعہ جہاد ہے ہر طرح سے بہتر ہے۔(بیان القرآن)

### ۵ بغیر جہاد کے دین نامکمل:

وقال قومٌ: كان كثير من العرب استحسنوا الدخول في الدين على فرائضه التي قبل القتال من الصلوٰة والزكاة ونحوها والموادعة، فلما نزل القتال شق ذلك عليهم وجزعوا له فنزلت.

یعنی بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ عرب کے بہت سے لوگوں نے دین اسلام کے جہاد سے پہلے والے فرائض نماز، زکوٰۃ وغیرہ اور صلح کو پسند کیا اور دین اسلام میں داخل ہو گئے پھر جب جہاد فرض ہوا تو ان پر بھاری گذرا اور وہ گھبرا اٹھے تب یہ آیت نازل ہوئی (اور ان کو جہاد کی بھرپور رغبت دلائی گئی)۔(البحر المحیط)

### ۶ جہاد مسلمان کی مراد ہے:

### کلام برکت

یعنی جب تک مسلمان مکے میں تھے اور کافر ایذاء دیتے تھے، اللہ تعالیٰ ان کو لڑنے سے تھامتا تھا اور صبر کا حکم فرماتا تھا اب جو حکم لڑائی کا آیا تو سمجھیں کہ ہماری مراد ملی لیکن بعض کچے مسلمان کنارہ کرتے ہیں اور موت سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے برابر آدمیوں سے خطرہ کرتے ہیں۔(موضح القرآن)

### نکتہ

جہاد اسلام کا ایک مستقل فریضہ اور قیامت تک جاری رہنے والا عمل ہے اس لئے قرآن پاک نظریہ جہاد کے ہر پہلو کو سمجھاتا ہے۔ پچھلی آیات میں سمجھایا جا رہا تھا کہ فتح و شکست کو جہاد کا معیار نہ بناؤ فتح ملے یا شکست اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر دین کے غلبے کے لئے لڑتے رہو۔ اس آیت میں یہ سمجھایا گیا کہ جہاد کوئی وقتی جذباتی چیز نہیں ہے کہ جب کافروں کی طرف سے ظلم و ستم ہو تو تم جہاد جہاد کرنے لگو اور جب تمہیں امن و آرام مل جائے تو اس دنیا کے پیچھے پڑ جاؤ اور جہاد اور آخرت کو بھلا دو اور ظاہری امن کی خاطر کافروں سے ڈرنے لگو۔ جہاد تو اللہ تعالیٰ کے کلمے کی بلندی کے لئے ہے۔ جہاد تو دین اسلام کے تمام ادیان پر غلبے کے لئے ہے۔ جہاد تو اسلامی دعوت کو پورے عالم تک پہنچانے کے لئے ہے۔ اور جہاد تو تقویٰ کا سب سے بڑا درجہ ہے اور آخرت متقی لوگوں کو ملتی ہے۔

پس یہ پوری بات سمجھا کر مسلمان میں نظریہ جہاد کو مضبوط اور عمل جہاد کو ہمیشہ جاری رکھنے کا انتظام فرما دیا گیا۔

(واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۷۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَيْنَ مَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ ۗ

تم جہاں کہیں ہو گے موت تمہیں آ ہی پکڑے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہی ہو

وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ

اور اگر انہیں کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی نقصان

سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِنْدِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ

پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے کہہ دے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے

فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ﴿٧٨﴾

ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی

### خلاصہ

اگر جہاد میں نہ نکلے تو کیا وقت معین پر اپنی موت سے بچ جاؤ گے؟ ہرگز نہیں! موت میدان جنگ کے ساتھ مخصوص نہیں تم جہاں کہیں بھی ہو گے وہیں موت تمہیں آ پکڑے گی اگرچہ تم مضبوط اور محفوظ قلعوں میں ہی جا بیٹھو۔ ان منافقین کی بھی عجیب حالت ہے کہ جب انہیں جنگ میں فتح و غنیمت وغیرہ ملتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی تقدیر قرار دیتے ہیں۔ اور جب شکست وغیرہ ہوتی ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر (نعوذ باللہ) تنقید کرتے ہیں۔ ان کو بتا دیا جائے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ معلوم نہیں ان احمق لوگوں کو کیا ہوا کہ بات سمجھنے کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔

### اقوال و حوالے

#### ❶ جہاد سے گھبرانا نادانی ہے

”یعنی کیسے ہی مضبوط اور محفوظ اور مامون مکان میں رہو مگر موت تم کو کسی طرح نہ چھوڑے گی کیونکہ موت ہر ایک کے واسطے مقدر اور مقرر ہو چکی ہے، اپنے وقت پر ضرور آئے گی کہیں بھی ہو۔ سو اگر جہاد میں نہ جاؤ گے تو بھی موت سے ہرگز نہیں بچ سکتے تو اب جہاد سے گھبرانا اور موت سے ڈرنا اور کافروں کے مقابلہ سے خوف کرنا بالکل نادانی اور اسلام میں کچے ہونے کی بات ہے“ (تفسیر عثمانی)

#### ❷ جہاد سے سرخرو ہو کر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچو

”یہاں یہ سمجھایا گیا ہے کہ جب موت ایسی یقینی اور بے پناہ شئے ہے تو آخرت میں جہاد کے اجر و مراتب بے حساب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے محروم اور خالی ہاتھ کیوں پہنچو؟ کیوں نہ غزوہ و قتال میں سرخرو ہو کر وہاں پہنچو۔" (تفسیر ماجدی)

۳ ڈرے ہوئے لوگوں کو جواب ہے:

والمقصود من هذا الكلام تبكيت من حكي عنهم انهم عند فرض القتال يخشون الناس كخشية الله او اشد خشية وقالوا ربنا لم كتبت علينا القتال.

فقال تعالىٰ اينما تكونوا يدرككم الموت فبين الله تعالىٰ انه لا خلاص لهم من الموت والجهاد موت مستعقب لسعادة الآخرة، فاذا كان لابد من الموت فبأن يقع على وجه يكون مستعقباً للسعادة الأبدية كان اولىٰ من ان لايكون كذلك. (التفسير الكبير)

یعنی پچھلی آیت میں ان لوگوں کا بیان تھا جن پر قتال فرض ہوا تو وہ دشمنوں سے یوں ڈرنے لگے جس طرح اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ اور وہ کہنے لگے کہ اے ہمارے رب آپ نے ہم پر قتال کیوں فرض کیا۔ اس آیت میں مقصود ان لوگوں کو جواب دینا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تمہیں آ پکڑے گی پس اللہ تعالیٰ نے سمجھا دیا کہ موت سے خلاصی کی کوئی صورت نہیں ہے اور جہاد ایسی موت ہے جس کے پیچھے آخرت کی سعادت چھپی ہوئی ہے۔ پس جب موت کا آنا یقینی ہے تو ایسی موت جس کے پیچھے ہمیشہ کی سعادت ہو اس موت سے بہتر ہے جس میں یہ خاصیت نہ ہو۔

فائدہ

یہاں تک اس آیت کے پہلے حصے اينما تكونوا يدرككم الموت ولوكنتم في بروج مشيدة کے معنیٰ معلوم ہو گئے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں آیت کے اس حصے پر کئی صفحات لکھے ہیں اور مسلمانوں کے دل میں اس حقیقت کو اچھی طرح بٹھانے کی کوشش کی ہے کہ موت کا وقت اور مقام مقرر ہے۔ اس لئے موت سے بچنے کے لئے جہاد چھوڑنے کی غلطی نہ کریں۔ انہوں نے کئی عجیب قصے، کئی روایات اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخر وقت کے مبارک کلمات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ اور دیگر قرآنی آیات سے بھی اس مسئلے کو واضح فرمایا ہے۔ اور کئی خوبصورت عربی اشعار سے بھی یہی بات سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ شائقین حضرات وہاں ملاحظہ فرمالیں۔ اب آیئے آیت کے دوسرے حصے کے جہادی مضامین کی طرف۔ اور ملاحظہ فرمایئے چند عبارات۔

۱ منافقین کی ذہنی کشمکش:

"یعنی ان منافقین کا اور عجیب حال سنو! اگر تدبیر لڑائی کی درست آئی اور فتح ہوئی اور غنیمت کا مال ہاتھ آ گیا تو کہتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے یعنی اتفاقی بات ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدبیر کے قائل نہ ہوتے اور اگر تدبیر بگڑ جاتی اور ہزیمت و نقصان پیش آ جاتا تو الزام رکھتے آپ کی تدبیر پر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کو جواب دے دو کہ بھلائی اور برائی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے سب باتوں کا موجد اور خالق اللہ تعالیٰ ہے، اس میں کسی دوسرے کو دخل نہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تدبیر بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کا الہام ہے تمہارا الزام رکھنا نبی پر غلط اور سراسر کم فہمی ہے اور بگڑی کو بگڑا نہ سمجھو یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے وہ تم کو سدھاتا ہے اور آزماتا ہے تمہارے قصوروں پر۔ یہ جواب اجمالی ہوا منافقین کے الزام کا۔ اگلی آیت میں اس کی تفصیل آتی ہے۔" (تفسیر عثمانی)

**فائدہ**

یہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے کلام کی تسہیل ہے اور بہت جامع کلام ہے۔ منافقین نہ تو جہاد سے مطمئن تھے اور نہ امیر جہاد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لئے وہ ان دونوں کے خلاف بات کرنے کا کوئی موقع ضائع نہیں جانے دیتے تھے۔ جب مسلمانوں کو فتح ملتی تو کہتے کہ بس اتفاقاً ہوگئی اور ایسے تجزیئے کرتے کہ اس میں جہاد اور مجاہدین کا کوئی کمال نہیں ہے۔ اور جب مسلمانوں کو شکست ہوتی تو فوراً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جہاد کے خلاف طوفان اٹھا دیتے اور کہتے کہ جہاد میں سوائے بربادی کے اور کچھ نہیں رکھا اور (نعوذ باللہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدبیر مبارک پر انگلی اٹھاتے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"پس اس بدحالی کو عمل بالاحکام الشرعیہ یا شارع (یعنی دین کے کسی حکم یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف نسبت کرنا پوری جہالت ہے جیسا منافقین جہاد اور امام الجہاد کی طرف اس کی نسبت کرتے تھے۔ (بیان القرآن)"

**② منافق جہاد کو موت کا ذریعہ سمجھتے تھے:**

صاحب بیان القرآن نے بہت عجیب نکتہ لکھا ہے۔ ان کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض منافق جہاد میں جانے کو موت میں مؤثر سمجھتے تھے یعنی ان کا عقیدہ یہ تھا کہ جہاد موت کا ذریعہ ہے اور وہ جہاد میں نہ جانے کو حیات میں مؤثر سمجھتے تھے۔ پھر جب مسلمانوں کو جہاد میں شکست اور شہادت کا سامنا ہوتا تو وہ اسے اپنے عقیدے کیلئے دلیل بناتے کہ دیکھو جہاد میں گئے اور موت کا شکار ہوگئے پس جہاد کا مؤثر فی الموت ہونا ثابت ہوگیا۔ اور اگر مسلمانوں کو فتح ملتی اور وہ زندہ سلامت واپس آجاتے اور ان منافقین سے کہا جاتا کہ دیکھو اگر جہاد میں موت ہوتی تو ہم زندہ کیسے واپس آتے؟ تو وہ کہنے لگتے کہ بس آپ لوگ اتفاقاً بچ گئے ورنہ مرنے کے لئے کوئی کسر تو نہیں چھوڑی تھی۔

اس آیت میں ان کے اسی طرز عمل کا بیان اور اس کا جواب ہے۔ (مختصلہ بیان القرآن)

**③ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا خیال کرو:**

مرنے سے کیا ڈرنا۔ موت تو اپنے وقت پر ہی آئے گی اور ضرور آئے گی، اگر تمہیں اپنی غلطی کی پاداش میں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ مت لگایا کرو۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ النِّسَاۗءِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۷۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ

تجھے جو بھلائی بھی پہنچے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو تجھے برائی پہنچے وہ

فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

تیرے نفس کی طرف سے ہے ہم نے تجھے لوگوں کو پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ کی

شَهِيْدًا ۝۷۹

گواہی کافی ہے

### خلاصہ

اے انسان تجھ کو جو کوئی خوشحالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کی جانب سے فضل ہے اور جو کوئی بدحالی پیش آئے وہ تیرے ہی اعمال بد کے سبب سے ہے (پس اس بدحالی کو شریعت کے کسی حکم یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا پوری جہالت ہے جس طرح منافقین اپنی مصیبتوں کو جہاد اور امام الجہاد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ہیں (کسی منافق و کافر کی الٹی باتوں سے آپ کی اس شان میں کوئی کمی نہیں ہو سکتی کیونکہ) اللہ تعالیٰ آپ کی رسالت کا گواہ کافی ہے۔ (مفہوم از بیان القرآن)

### فائدہ

منافقین جہاد کے خلاف ذہن سازی کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ پر (نعوذ باللہ) تنقید کر رہے تھے ان کی تنقید کو اس آیت سے توڑ دیا گیا۔ اور جہاد میں جو تکلیفیں وغیرہ آتی ہیں ان کا بھی بہترین جواب دے دیا گیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

### مفہوم آیت

یعنی اصل بات یہ ہے کہ جملہ بھلائی اور برائی کا موجد ہر چند اللہ تعالیٰ ہے مگر بندہ کو چاہیے کہ نیکی اور بھلائی کو حق تعالیٰ کا فضل اور احسان سمجھے اور سختی اور برائی اپنے اعمال کی شامت جانے اس کا الزام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر دھرے پیغمبر ان امور کے لئے نہ موجد ہے نہ سبب بلکہ موجد یعنی ان باتوں کا پیدا کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور سبب تمہارے عمل۔ (تفسیر عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فائدہ

پچھلی آیت میں فرمایا گیا کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اس آیت میں فرمایا گیا فَمِنْ نَّفْسِكَ کہ جو برے حالات آتے ہیں وہ خود تمہاری وجہ سے ہیں۔

تفسیر حقانی کی مذکورہ بالا عبارت جو موضح القرآن کی عبارت کا خلاصہ ہے اس ظاہری اعتراض کو دور کر دیتی ہے کہ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ میں خلق اور ایجاد مراد ہے کہ تمام احوال و حالات کا خالق اور موجد اللہ تعالیٰ ہے اور فَمِنْ نَّفْسِكَ سے سبب مراد ہے کہ برے حالات کا ظاہری سبب تمہارے اعمال ہیں، جس طرح آگ جلانے کا سبب بن جاتی ہے۔ پس کوئی اشکال باقی نہ رہا۔ صاحب تفسیر ماجدی نے عِنْدِ اللّٰہِ اور مِنَ اللّٰہِ کے لفظی فرق سے اس اعتراض کا جواب دیا ہے جبکہ صاحب تفسیر حقانی نے علمی اور استدلالی انداز سے آریہ سماج اور پادریوں کی کم فہمی کا علاج فرمایا ہے۔ شائقین ان دونوں تفسیروں میں ملاحظہ فرمالیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سورۃ النساء مدنیۃ آیت ۸۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا اور جس نے منہ موڑا تو ہم نے تجھے ان پر

عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿٨٠﴾

نگہبان بنا کر نہیں بھیجا

### خلاصہ

جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غم نہ فرمائیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کی ذمہ داری نہیں ہے۔

### فائدہ

منافقین جہاد میں ظاہری شکست کو آڑ بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کر رہے تھے (وان تصبهم سيئة يقولوا هذه من عندك) تاکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاد اور امام الجہاد سے متنفر ہو جائیں تب اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اطاعت امیر کے جذبہ کو بالکل پختہ فرمانے کیلئے اعلان کر دیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ حمتی باتوں کے شور سے دل پر کچھ صدمہ تو ہوتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے دی گئی کہ ان ظالموں کی بدنصیبی کے آپ نہیں یہ خود ذمہ دار ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

### اقوال و حوالے

**❶ شکست اور تکلیف کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط ہے**

جس نے شوق (یعنی دل کی رغبت) سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لی اس نے اللہ تعالیٰ کی بات مان لی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوئی تو کیا پھر بھی تم کہہ سکتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلطی سے ہمیں تکلیف پہنچی۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

**❷ اطاعت رسول۔ اطاعت امیر**

امام قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اعلم الله تعالىٰ ان طاعة رسوله صلى الله عليه وسلم طاعة له وفى صحيح مسلم عن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابی هریرة عن النبي صلي الله عليه وسلم انه قال من اطاعني فقد أطاع الله ومن يعصني فقد عصي الله ومن يطع الامير فقد اطاعني ومن يعص الأمير فقد عصاني۔ (القرطبی)

یعنی اللہ تعالیٰ نے سمجھا دیا کہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت دراصل اسی کی اطاعت ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

**۳ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معصوم ہونے کی دلیل:**

قوله ومن يطع الرسول فقد اطاع الله من اقوى الدلائل علىٰ انه معصوم في جميع الاوامر والنواهي وفي كل ما يبلغه عن الله لانه لو أخطافي شئي منها لم تكن طاعته طاعة الله۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ومن يطع الرسول فقد اطاع الله کہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معصوم ہونے کی مضبوط ترین دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام احکامات ونواہی اور جو کچھ آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچایا ہے ان سب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔ کیونکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں میں سے کسی میں خطاء فرماتے تو آپ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار نہ دیا جاتا۔ (التفسیر الکبیر)

**۴ گمراہ فرقوں کا رد:**

آیت میں رد آ گیا ان گمراہ فرقوں کا جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مستلزم نہیں سمجھتے۔ (تفسیر ماجدی)

## یاد دہانی

منافقین نے ایک ظالمانہ بات کہی تھی ملاحظہ فرمایئے۔ آیت (۷۸) وان تصبهم سيئة يقولوا هذه من عندك کہ جب جہاد میں شکست وغیرہ کی مصیبت آتی تو وہ کہتے کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ یعنی جہاد اور امام الجہاد پر اعتراض کیا تاکہ دین دشمنی کا حق ادا کرتے ہوئے لوگوں کو جہاد سے روک دیں۔ بس ان کے اس کڑوے اعتراض کے خاتمے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں پے درپے آیات نازل ہوتی چلی جارہی ہیں۔ اور مسلمانوں کو اپنے نبی اور امام سے پوری طرح جوڑا جارہا ہے تاکہ وہ جماعت مضبوط رہے جس نے پوری دنیا تک دین کا غالب پیغام پہنچانا تھا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۸۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ

اور کہتے ہیں قبول کیا پھر جب تیرے ہاں سے باہر گئے تو ان میں سے ایک گروہ رات

مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ فَاَعْرِضْ

کو جمع ہو کر تمہاری باتوں کے خلاف مشورہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ لکھتا ہے جو وہ مشورے کرتے ہیں تو ان کے پرواہ

عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾

نہ کر اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر اور اللہ تعالیٰ کارساز کافی ہے

## خلاصہ

ان منافقین کی حالت یہ ہے کہ آپ کی مجلس میں تو اپنی پوری فرمانبرداری کا اعلان کر جاتے ہیں مگر پھر واپس جا کر آپ کے احکامات کے خلاف مشورے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سب باتیں لکھتا ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زیادہ پرواہ نہ کیجئے (بلکہ ان کی سزا کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑے رکھیے) اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے اللہ تعالیٰ ہی کافی کارساز ہے۔

## اقوال و حوالے

### ❶ پکے بدگمان:

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بدگمانی منافقوں کے دل میں راسخ ہو چکی ہے اس لئے سامنے آتے ہیں تو اطاعت کا اقرار کر لیتے ہیں لیکن پھر جا کر سازشیں کرتے ہیں۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

### ❷ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے:

آپ ان کی بیہودگی کی طرف التفات اور خیال نہ کیجئے اور نہ کچھ فکر کیجئے بلکہ سارا قصہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کیجئے اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں وہ خود مناسب طور پر اس کا دفعیہ فرما دیں گے چنانچہ کبھی ان کی شرارت سے کوئی ضرر نہیں پہنچا۔ (بیان القرآن)

### ❸ آپ کو ان کی مدد کی ضرورت نہیں ہے

وتوکل علی اللّٰہ ثم امرہ بالتوکل علیہ والثقۃ بہ فی النصر علی عدوّہ۔ (القرطبی)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ آپ دشمنوں کے مقابلے میں مدد کے لئے صرف اللہ تعالیٰ پر توکل اور پورا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اعتماد رکھیے۔

## نکتہ

اس آیت میں عجیب جہادی مضامین کا بیان ہے۔ ❶ منافقین مسلمانوں کی شکست کے بعد معتبر، خیر خواہ اور دانشور بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جہاد کے خلاف ذہن سازی کرتے پھرتے تھے۔ اس آیت میں ان کے نفاق اور دورنگی کو کھول دیا کہ اے مسلمانو! ان کی زبان اور باتیں اعتبار کے قابل نہیں ہیں۔ ❷ جنگ کا زمانہ ہے مسلمان ظاہری شکست سے چور ہیں ان حالات میں منافقین کی سازشوں سے پریشانی اور خوف کا پیدا ہونا ایک لازمی امر تھا اس آیت میں سمجھا دیا گیا کہ ان کی شرارتوں کی پرواہ نہ کریں یہ کچھ نہیں کر سکتے بس آپ لوگ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔

یقیناً مسلمانوں کے حق میں یہ بہت بڑی تسلی اور حوصلہ افزائی تھی۔

❸ منافقین کی شرارتوں اور بدزبانی سے اس بات کا خطرہ تھا کہ مسلمان ان کے خلاف اشتعال میں آ جاتے اور ایک نیا محاذ جنگ کھل جاتا۔ فاعرض عنهم فرما کر سمجھا دیا گیا کہ فی الحال یہ محاذ کھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو کافی ہو جائیگا آپ اپنی توجہ کھلے دشمنوں کی طرف رکھیں جن سے جنگ شروع ہو چکی ہے۔ ❹ مسلمانوں کو افرادی قوت اور تعاون کی ضرورت تھی کیونکہ ان کے سارے دشمن متحد ہو چکے تھے، ایسے حالات میں منافقین کا اوپر اوپر سے جی حاضر، جی حاضر کہنا اور راتوں کو جا کر مخالفت کرنا اسلامی جماعت کی کمزوری کا باعث بن سکتا تھا اور مسلمانوں کا حوصلہ بھی اس منافقانہ طرز عمل سے کمزور ہو سکتا تھا اس آیت میں سمجھایا گیا کہ آپ لوگوں کو ان کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ حضرات جس کی خاطر جہاد کر رہے ہیں اس پر بھروسہ رکھیں۔ اور دشمنوں کے خلاف مدد میں صرف اسی پر آپ حضرات کی نظر رہے۔ ❺ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مبارک وحی کے ذریعے ان چھپے دشمنوں کے حالات بتا دیے گئے۔ ظاہر بات ہے کہ ایسی سازشوں کا معلوم ہو جانا جنگ کے دنوں میں جماعت کی حفاظت، مضبوطی اور قوت کا ذریعہ بنتا ہے۔ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول برحق ہونے کی دلیل بھی ہے۔ یہود اور منافقین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارے میں شکوک پھیلا رہے تھے اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی خبریں سنا کر آپ کی رسالت پر لوگوں کا اطمینان بڑھا رہا تھا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۸۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ قرآن سوائے اللہ تعالیٰ کے

لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴿٨٢﴾

کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت اختلاف پاتے

## خلاصہ

کیا یہ لوگ قرآن پاک میں غور نہیں کرتے۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا کلام ہوتا تو وہ اس میں بہت اختلاف پاتے۔

## فائدہ

منافقین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جہاد پر اعتراض کر رہے تھے اب ان کو آخری درجہ کا جواب دیا گیا کہ تمہارا قرآن پاک کے بارے میں کیا خیال ہے؟ یقیناً اس کا ہر لفظ اور اس کی ہر خبر یہی بتا رہی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا سچا کلام ہے۔ اور ظاہری طور پر ہی سہی تم بھی اس کا اقرار کرتے ہو۔

پھر اب کونسا شبہ باقی رہ گیا؟ کتاب اللہ تو نبی برحق ہی پر نازل ہوتی ہے۔ اور نبی نے جہاد کا جو حکم دیا ہے وہ بھی قرآن پاک ہی میں مذکور ہے۔ اب اگر تم قرآن پاک کا بھی انکار کرتے ہو تو پھر پکے کافر ہو۔ اور اگر قرآن پاک کو مانتے ہو تو پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جہاد پر تمہارے اعتراضات، حرام اور فضول ہیں۔ پچھلی آیات میں فَانْفِرُوا اور فَلْيُقَاتِلْ کے ذریعے جہاد میں لڑنے کا حکم تھا۔ آگے آیت (۸۴) میں پھر فَقَاتِلْ کا حکم آ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کیجئے۔ درمیان کی ان آیات میں جہاد کے خلاف منافقین کے وساوس کا جواب آ گیا۔ مسلمانوں کو موت کا فلسفہ سمجھا دیا گیا۔ انہیں امام المجاہدین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر خوب پختہ کر دیا گیا۔ انہیں منافقین کی دورنگی سمجھا دی گئی۔ اور انہیں قرآن پاک کے ساتھ جوڑ دیا گیا۔ اب قیامت تک جو مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کے ساتھ جڑے رہیں گے وہ کبھی جہاد کے منکر، مخالف یا بلا عذر تارک نہیں بنیں گے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۸۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِۦ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ

اور جب ان کے پاس کوئی خبر امن یا ڈر کی پہنچتی ہے تو اسے مشہور کردیتے ہیں اور اگر اسے

إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰٓ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنۢبِطُونَهُۥ

رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچاتے تو اس کی تحقیق کرتے جو ان میں تحقیق

مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُۥ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ

کرنے والے ہیں اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو البتہ تم شیطان کے پیچھے ہولیتے

إِلَّا قَلِيلًا ﴿٨٣﴾

سوائے چند لوگوں کے

## خلاصہ

اور جب ان منافقین کو امن یا خوف والی کوئی نئی خبر پہنچتی ہے (مثلاً کوئی لشکر مسلمانوں کا کسی جگہ جہاد کے لئے گیا اور ان کے غالب ہونے کی خبر آئی یہ امن کی خبر ہوئی یا ان کے مغلوب ہونے کی خبر آئی یہ خوف کی خبر ہوئی) تو یہ اس خبر کو فوراً مشہور کردیتے ہیں حالانکہ بعض اوقات وہ غلط نکلتی ہے اور اگر صحیح بھی ہوئی تب بھی بعض اوقات اُس کا مشہور کرنا انتظامی مصلحت کے خلاف ہوتا ہے اور اگر بجائے خود مشہور کرنے کے یہ لوگ اس خبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرتے یا اُن ذمہ دار حضرات کے سامنے پیش کرتے جو ایسے معاملات کو سمجھتے ہیں۔ اور خود کچھ دخل نہ دیتے۔ تو وہ حضرات جو تحقیق کرنے والے ہیں اس خبر کی حقیقت کو پہچان لیتے۔ اور پھر وہ حضرات جس طرح کا عمل درآمد کرتے ان خبر اڑانے والوں کو بھی ویسا ہی کرنا چاہیے تھا، ان کو دخل دینے کی کیا ضرورت ہوئی اور نہ دخل دیتے تو کونسا کام اٹک رہا تھا؟ اور اگر تم لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل اور رحمت کہ تم کو قرآن دیا اپنا پیغمبر بھیجا یا گر نہ ہوتا تو تم میں سے تھوڑے سے افراد کو چھوڑ کر باقی سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔ (مفہوم بیان القرآن)

## اقوال و حوالے

❶ یہ کون لوگ تھے:

حضرات مفسرین کے دو اقوال ہیں:

فقیل هذا من ضعفة المسلمین عن الحسن. وقال الضحاك وابن زید هو فی المنافقین.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(القرطبی) یعنی یا تو منافقین تھے یا کمزور مسلمان۔

امام رازی رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ آیت منافقین ہی کے بارے میں ہے۔

اعلم انه تعالیٰ حکیٰ عن المنافقین فی هذه الآیة نوعاً آخرمن الاعمال الفاسدة. یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں منافقین کی ایک اور بری حرکت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ (التفسیر الکبیر)

منافقین کی طرف سے جنگ میں فتح یا شکست، امن یا خوف کی ان خبروں اور افواہوں کو پھیلانے میں مسلمانوں کے لئے بہت سے نقصانات تھے۔

امام رازی رحمہ اللہ نے چند نقصانات گنوائے ہیں ان کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں:

❶ منافقین ان خبروں میں جھوٹ اور مبالغہ شامل کرتے تھے، فتح کی خبر آتی تو خوب بڑھا چڑھا کر بیان کرتے اور شکست کی خبر آتی تو اس میں بھی بہت مبالغہ کرتے۔ جب فتح کی خبروں کا جھوٹ ظاہر ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کمزور مسلمانوں کے دلوں میں وسوسہ پیدا ہو سکتا تھا۔ اور جب شکست کی خبروں میں مبالغہ ہوتا تو ان میں خوف اور مایوسی پھیل جاتی۔ ❷ اس طرح کی خبروں سے معاشرے میں جھوٹ پھیلتا تھا۔ ❸ جب افواہیں پھیلتی ہیں تو لوگ بات معلوم کرنے کے لئے زیادہ محنت اور جستجو کرتے ہیں جس کے نتیجے میں بعض اوقات اہم قومی راز فاش ہو جاتے ہیں۔ ❹ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جنگ اور دشمنی جاری تھی، اس طرح کی خبروں اور افواہوں سے دشمن کو فائدہ پہنچتا ہے، اسے تیاری کا موقع مل جاتا ہے اور اس کے لئے مسلمانوں میں تشویش پھیلانا آسان ہو جاتا ہے۔ (مفہوم تفسیر کبیر)

❷ تعلق جنگ کی خبروں سے ہے:

تفسیر جلالین میں ہے:

واذاجاء هم امر عن سرایا النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بماحصل لهم.

یعنی جب ان کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے سرایا کے بارے میں کوئی خبر آتی کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ (جلالین)

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والمعنیٰ انهم اذا سمعوا شئیاً من الامور فیه امن نحو ظفرالمسلمین وقتل عدوهم اوالخوف وهو ضد ذلك. (قرطبی)

مفہوم اوپر گذر چکا ہے۔

❸ جہادی جماعتوں کے لئے اہم اصول:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ملت اسلامی شروع ہی سے ایک حد تک منظم، بلکہ نیم عسکری جماعت تھی، اور یہ امر ہر اجتماعی تنظیم کے منافی عموماً اور عسکری تنظیم کے منافی تو خصوصاً ہے کہ امت کے عوام جس خبر کو جہاں اور جب سن پائیں بلا اپنے سرداروں اور اہل حل وعقد کی طرف رجوع کیے بے تحقیق اسے لے دوڑیں اور بے تحاشا اسے پھیلانا شروع کر دیں۔ (تفسیر ماجدی)

## فائدہ

کئی مفسرین حضرات نے اس آیت مبارکہ کے ذیل میں مسئلہ اجتہاد وتقلید پر بحث فرمائی ہے شائقین حضرات رجوع فرمالیں۔

## نکتہ

جہاد اور جماعت کے لئے بہت اہم اصول اس آیت مبارکہ میں بیان فرمائے گئے ہیں بلکہ نشر واشاعت کا پورا نظام اس آیت میں سمیٹ دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو اگر خدانخواستہ شکست ہو جائے تو منافقین کی طرف سے خوف اور پریشانی کی خبریں اتنی پھیلائی جاتی ہیں کہ باقی ماندہ جماعت کے اوسان بھی خطا ہو جاتے ہیں، چنانچہ مسلمانوں کو سمجھایا گیا کہ وہ ان حالات میں خبروں اور افواہوں پر قابو پائیں اور افواہوں کو پھیلنے سے روکیں۔ اس طرح سے منافقین اور بزدل مسلمانوں کی جہاد کے خلاف ذہن سازی کافی حد تک کمزور پڑ جائے گی۔ اسی طرح اس میں یہ نصیحت بھی آگئی کہ جماعت کو جھوٹ اور جھوٹی خبروں سے بچایا جائے۔ اور یہ بھی سمجھایا گیا کہ قومی اور جماعتی رازوں کی حفاظت کی جائے۔ اور جماعت میں اہل تحقیق کا ایک شعبہ قائم کیا جائے جو اس بات کا فیصلہ کرے کہ کونسی خبر عام ہونی چاہیے اور کونسی نہیں۔ اور ان باتوں کو عام کرے جو مسلمانوں کے لئے مفید ہوں۔ اور ان باتوں کو روکے یا ان کی تردید کرے جن سے جماعت یا جہاد کو نقصان پہنچ سکتا ہو۔

اور آیت کے آخر میں سمجھایا گیا کہ مسلمانوں کو مسلسل ہدایت اور راہنمائی کی ضرورت ہے۔ اگر قرآن پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات مبارکہ سے مسلسل ہدایت اور راہنمائی نہ ملی تو اکثر لوگ راستے سے ہٹ جائیں گے اور گمراہ ہو جائیں گے چنانچہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں ”یہ جو فرمایا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر نہ ہوتا تو شیطان کے پیچھے چلتے مگر تھوڑے (سے لوگ) یعنی ہر وقت احکام تربیت کے نہ پہنچتے رہیں تو کم لوگ ہدایت پر قائم رہیں۔ (موضح القرآن)

بے شک ہر انسان عموماً اور مجاہدین خصوصاً مسلسل راہنمائی، ہدایت، تربیت اور یاد دہانی کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس کا اگر اہتمام رہے تو دل ٹھیک رہتے ہیں ورنہ شیطان اپنا کام کر گذرتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ آیت مبارکہ مسلمانوں کی اجتماعیت اور جہادی کامیابی کے لئے اہم نسخہ ہے۔ اللہ پاک ہم سب مسلمانوں کو اس پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین) (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فائدہ

حضرت لاہوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا ایک درجہ ختم ہو گیا ہے یعنی اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موت کے منہ میں جانے کا حکم دیں تو فوراً چلے جانا چاہئے اب یہ ذکر ہوگا کہ اولی الامر کون لوگ بن سکتے ہیں آیت کا مفہوم یہ ہے کہ سب سے پہلے اسے بات کی تہہ کو پہنچ جانے والے آدمیوں کے روبرو پیش کرنا چاہئے وہ اسے قابل اشاعت سمجھیں تو اشاعت کی جائے۔ بات کی تہہ کو پہنچ جانے والے لوگ اولی الامر یعنی صاحب حکم واختیار ہیں۔ یہ تعلیم مکمل ہو چکی اس لئے آئندہ آیت سے قتال کا حکم شروع ہوتا ہے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

یعنی دوبارہ قتال کا صریح حکم اگلی آیت میں آرہا ہے، اور چند آیات پہلے بھی یہ حکم صراحت کے ساتھ اور تاکید کے ساتھ بیان ہوا اور درمیان میں جہاد کے دیگر مضامین بیان ہوئے۔ (کمافی بیان القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سورۃ النساء مدنیۃ — آیت ۸۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ

پس تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑ تو سوائے اپنی جان کے کسی کا ذمہ دار نہیں اور

الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ

مسلمانوں کو تاکید کر قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی لڑائی بند کر دے اور اللہ تعالیٰ

اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾

لڑائی میں بہت ہی سخت ہے اور سزا دینے میں بھی بہت سخت ہے

### خلاصہ

(جب جہاد کی ضرورت معلوم ہو گئی اور بالفرض کوئی اور ساتھ نہیں جاتا) تو آپ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی راہ میں کفار سے قتال کیجئے (اور اگر بالفرض کوئی آپ کے ساتھ نہ جائے تو کچھ فکر نہ کیجئے کیونکہ) عمل کے معاملہ میں آپ پر اپنے سوا کسی کی ذمہ داری نہیں ہے اور مسلمانوں کو بھی جہاد کی ترغیب دیں (پھر اگر کوئی ساتھ نہ دے تو آپ بری الذمہ ہیں نہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باز پرس کی فکر کیجئے جس کی وجہ اوپر ذکر ہو چکی اور نہ تنہا رہ جانے کا غم کیجئے جس کی وجہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ کافروں کے زور جنگ کو روک دے گا اور ان کو مغلوب کر دے گا (یہ کافر اگرچہ بہت طاقتور نظر آتے ہیں لیکن) اللہ تعالیٰ زور جنگ میں ان کافروں سے بہت زیادہ طاقتور ہے اور بہت سخت سزا دینے والا ہے۔ (مفہوم بیان القرآن)

### اقوال حوالے

**① اے نبی آپ اکیلے جہاد میں تشریف لے جائیں**

یعنی اگر کافروں کی لڑائی سے یہ منافق اور کچے مسلمان جن کا ذکر اوپر گذرا ڈرتے ہیں تو اے رسول تو تنہا اپنی ذات سے جہاد کرنے میں توقف مت کر اللہ تعالیٰ تیرا مددگار ہے اور مسلمانوں کو جہاد کی تاکید کر دے جو ساتھ نہ دے اس کی پرواہ مت کر امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی لڑائی کو روک دے گا۔ (تفسیر عثمانی)

### فائدہ

”جب یہ آیت نازل ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ضرور جہاد کے لئے جاتا ہوں اگرچہ ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو۔ اور کل ستر ہمراہیوں کے ساتھ بدر صغریٰ کو بغرض جہاد تشریف لے گئے جس کا وعدہ ابوسفیان سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غزوہ احد کے بعد ہوا تھا، جس کا ذکر پہلی سورت میں گذر چکا ہے۔

حق تعالیٰ نے ابوسفیان اور کفار قریش کے دل میں رعب اور خوف ڈال دیا کوئی مقابلہ میں نہ آیا اور وعدے سے جھوٹے ہوئے اور حق سبحانہ نے اپنے ارشاد کے موافق کافروں کی لڑائی کو بند کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہیوں سمیت خیر اور سلامتی کے ساتھ واپس تشریف لے آئے۔" (تفسیر عثمانی)

❸ **آیت کا جہادی ربط:**

بہت اوپر سے مضمون جہاد کا شروع ہوا تھا بیچ بیچ میں اس کی مناسبت سے اور مضامین آ گئے تھے آگے پھر عود ہے (یعنی لوٹنا ہے) خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر اسی مضمون کی طرف ایک خاص عنوان سے۔ جس میں ان بیچ کے مضامین کے بڑے حصوں سے بھی گونہ تعرض (یعنی ایک قسم کا تعلق) ہے چنانچہ لا تکلف سے مترشح (یعنی معلوم) ہوتا ہے کہ بعضوں نے (جہاد میں) سستی کی تھی جس کی وجہ منافقین میں بداعتقادی تھی اور بعض مؤمنین میں خوف طبعی اور ضعف ہمت جو کہ اوپر بھی مذکور ہو چکے ہیں۔ (بیان القرآن) یہ عبارت امام رازی رحمہ اللہ کے اس کلام کے مطابق ہے۔ اعلم انه تعالیٰ لما امر بالجهاد ورغب فيه اشد الترغيب في الآيات المتقدمة وذكر في المنافقين قلة رغبتهم في الجهاد بل ذكر عنهم شدة سعيهم في تثبيط المسلمين عن الجهاد عاد في هذه الاية الى الامر بالجهاد فقال فقاتل في سبيل الله ۔ (التفسير الكبير)

❹ **کتب سابقہ کی پیشین گوئی کے مطابق:**

" پہلی آیت میں مذکور تھا کہ منافق بلا تحقیق خبریں اڑایا کرتے ہیں کہ فلاں قوم مسلمانوں پر چڑھ کر آتی ہے۔ انہوں نے ایسی تیاری کی ہے تمام عرب اب عنقریب مدینہ کو آ کر غارت کر دیں گے، ان خبروں سے اکثر عام مسلمانوں کے دلوں میں خلجان پیدا ہوتا تھا۔ اور ایک قسم کی کم ہمتی بھی جو عام طور پر انسان کو اپنی بے سروسامانی اور مخالفین کی طاقت اور تعداد دیکھ کر پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑو اور شر و فتنہ کے مٹانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے توکل پر کمر ہمت باندھو اور اگر کوئی آپ کا ساتھ نہ دے تو کچھ پروا نہیں کیونکہ آپ کسی کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے وعدے کے اعتماد پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا روئے زمین کے مشرکوں اور بت پرستوں کی بت پرستی مٹانے کے لئے لڑنے پر آمادہ ہو گئے چنانچہ بدر صغریٰ میں ابوسفیان کے مقابلہ میں تن تنہا نکلے پیچھے دیکھا تو صرف ستر آدمی آ رہے تھے اور کتاب یسعیاہ میں چونکہ اس بات کی طرف اشارہ ہوا ہے اور زبور میں بھی۔ اور آپ کے سچے عزم کا اثر صحابہ کے دل میں بالخصوص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں پیدا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عربوں کی تھوڑی سی جمعیت سے ہرقل شاہ روم کا مقابلہ کیا جو اس وقت یورپ اور ایشیاء کے اکثر ملکوں کا بادشاہ تھا پھر یہ فتوحات اگر اس وعدہ الٰہی کا نمونہ نہ تھا تو اور کیا بات تھی؟ اس کے ساتھ مسلمانوں کو بھی جہاد کی ترغیب دینے کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حکم دیا گیا کیونکہ یہ نیک کام ہے اس لئے کہ اس جہاد کا اصلی منشا دنیا کو بدی سے پاک کرنا اور زمین پر آسمانی سلطنت قائم کر کے شر وفساد کو مٹانا ہے پھر اس سے بڑھ کر اور کونسا نیک کام ہوگا؟ (تفسیر حقانی)

**۴ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں سب سے بہادر:**

امام رازی رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں عجیب نکتہ لکھتے ہیں:

دلت الاية علىٰ أنه صلى الله عليه وسلم كان اشجع الخلق واعرفهم بكيفية القتال لانه تعالىٰ ماكان يأمره بذلك الا وهوصلي الله عليه وسلم موصوف بهذه الصفات، ولقد اقتدىٰ به ابو بكر رضى الله عنه حيث حاول الخروج وحده الى قتال مانعي الزكوٰة ومن علم ان الامر كله بيدالله وانه لم يحصل امر من الامور الا بقضاء الله سهل ذلك عليه۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ جنگی مہارت رکھنے والے تھے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ صفات نہ ہوتیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو یہ (اکیلے نکل کر لڑنے کا) حکم نہ دیتا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی کہ مانعین زکوٰۃ کے خلاف اکیلے نکل کر لڑنے کو تیار ہو گئے۔ بے شک جس کا یقین ہو کہ تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا تو اس کے لئے ایسا کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ (التفسیر الکبیر)

**۵ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داریاں:**

وحرض المومنين اور ایمان والوں کو جہاد پر ابھاریئے۔ امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والمعنىٰ ان الواجب على الرسول عليه الصلوٰة والسلام انما هوالجهاد وتحريض الناس في الجهاد فان أتي بهذين الامرين فقد خرج عن عهدة التكليف وليس عليه من كون غيره تاركا للجهاد شئ۔

یعنی مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تھا کہ آپ خود جہاد میں نکلیں اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیں۔ پس جب آپ نے یہ دو کام کر لئے تو آپ کی ذمہ داری مکمل ہوئی۔ اب کسی کے جہاد چھوڑنے کی آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ (التفسیر الکبیر)

**فائدہ**

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دو کام دیئے گئے۔ ❶ خود قتال فرمائیں۔ ❷ لوگوں کو قتال کی دعوت دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کام خوب خوب فرمائے اور آخر تک ان دونوں کاموں کو کرتے رہے یہاں تک کہ وفات مبارک کے وقت بھی اسلامی لشکر روانہ تھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثاء علماء کرام کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان دونوں کاموں کو خود زندہ رکھیں اور ان میں خوب محنت کریں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فائدہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ لوگوں کو جہاد پر ابھاریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے انسانوں کو جہاد کی دعوت دی۔ خوش نصیب لوگوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور نفاق زدہ طبقے نے اس عظیم دعوت کو (نعوذ باللہ) ٹھکرا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعوت اور ترغیب آج کے مسلمانوں کے لئے بھی ہے۔ پس ہر شخص اپنی ذات پر غور کرے اور خود سے پوچھے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب پر کتنا عمل کیا ہے؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت جہاد کا کیا جواب دیا ہے؟ یاد رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے نبی اور مقتدا ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے زمانے کے لوگوں کے لئے تشریف نہیں لائے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

### ❻ جہاد کی زوردار ترغیب:

"حرض تحریض کے معنی ہیں کسی شئے کی خوبیاں بکثرت بیان کر کر کے اس کی جانب شوق ورغبت دلانا گویا صحیح اور سچا پروپیگنڈا کرنا۔ التحریض الحث علی الشی بکثرۃ التزیین وتسھیل الخطب فیہ۔ (راغب) (تحریض کہتے ہیں کسی چیز پر خوب ابھارنا اس کی خوبیاں کثرت سے بتا کر اور سمجھانے کے انداز کو آسان بنا کر" (تفسیر ماجدی)

ان شاء اللہ لفظ تحریض کی مکمل تحقیق سورۃ الانفال میں آئے گی۔

### ❼ ہر مسلمان کا جذبہ کیا ہونا چاہئے:

امام ابوحیان رحمہ اللہ نے ابن عطیہ کے حوالے سے اس آیت میں یہ نکتہ لکھا ہے:

انت یا محمد وکل واحد من أمتك القول له فقاتل فی سبیل اللہ ولهذا ینبغی لکل مومن أن یستشعر ان یجاهد ولو وحده ومن ذلك قول النبی صلی اللہ علیه وسلم "لأقاتلنهم حتی تنفرد سالفتی" وقول ابی بکر وقت الردة ولو خالفتنی یمینی لجاهدتها بشمالی۔ (البحر المحیط)

آیت کا مطلب یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے ہر فرد کو کہا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرو۔ پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس بات کا شعور رکھے کہ اس نے جہاد کرنا ہے خواہ وہ اکیلا ہی کیوں نہ ہو۔ اسی کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ میں ان مشرکین سے ضرور لڑوں گا اگرچہ میری گردن اڑ جائے (یا اکیلی رہ جائے)۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فتنہ ارتداد کے وقت یہ فرمان کہ اگر میرا دایاں ہاتھ بھی میری اس بارے میں مخالفت کرے گا تو میں بائیں ہاتھ سے جہاد کروں گا۔ (البحر المحیط)

### ❽ تقریر قرطبی رحمہ اللہ:

امام قرطبی رحمہ اللہ اس آیت مبارکہ کے پہلے جملے فقاتل فی سبیل اللہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کأن هذا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

المعنیٰ :لاتدع جہاد العدو والا ستنصار علیہم للمستضعفین من المومنین ولووحدک لانہ وعدہ بالنصر،قال الزجاج:امر اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالجہاد وان قاتل وحدہ لانہ قد ضمن لہ النصرۃ: قال ابن عطیۃ:ہذا ظاہر اللفظ الا انہ لم یجئی فی خبر قط أن القتال فرض علیہ دون الامۃ مدۃ ما:فالمعنیٰ واللہ اعلم انہ خطاب لہ فی اللفظ وہو مثال مایقال لکل واحدٍ فی خاصۃ نفسہ ای انت یا محمد وکل واحد من امتک القول لہ: فقاتل فی سبیل اللہ لاتکلف الانفسک ولہذا ینبغی لکل مومن ان یجاہد ولووحدہ: ومن ذلک قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم "واللہ لأ قاتلنہم حتی تنفرد سالفتی" وقول ابی بکر وقت الردۃ ولو خالفتنی یمینی لجاہد تہابشمالی۔ (القرطبی)

گویا کہ آیت میں فرمایا گیا: آپ دشمنوں کے خلاف جہاد اور ان کے مقابلے میں کمزور مسلمانوں کی مدد کرنا نہ چھوڑیں اگرچہ آپ اکیلے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے نصرت کا وعدہ فرمایا ہے۔زجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد کا حکم دیا اگرچہ آپ کو اکیلا ہی لڑنا پڑے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپکی نصرت کی ضمانت دی ہے،ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ معنیٰ تو ظاہری الفاظ کے ہیں مگر کہیں سے بھی یہ بات ثابت نہیں کہ کسی بھی زمانے میں جہاد باقی امت کو چھوڑ کر صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض رہا ہو پس آیت کا معنیٰ (واللہ اعلم) یہ ہوگا کہ خطاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر یہ ایسا خطاب ہے جیسے امت کے ہر فرد کو الگ خصوصی خطاب ہو،مطلب یہ ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے ہر فرد کے لئے (الگ) یہ حکم ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑو اور تم پر عمل کے اعتبار سے صرف اپنی ذمہ داری ہے۔اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ جہاد کرے اگرچہ اکیلا ہی کیوں نہ ہو۔(القرطبی)

### ❾ کافروں کی جنگ توڑنے کا وعدہ:

آیت کے پہلے حصے میں جہاد اور دعوت جہاد کا حکم دیا گیا کہ آپ لڑنے کے لئے نکلیں اور ایمان والوں کو بھی اس کی دعوت دیں۔آیت کے دوسرے حصے میں وعدہ فرمایا گیا کہ جہاد اور دعوت جہاد کی برکت سے اللہ تعالیٰ کافروں کی جنگ کو روک دے گا،ان کے زور کو توڑ دے گا اور انہیں مغلوب فرمادے گا،معلوم ہوا کہ جب کافر مسلمانوں کے خلاف جنگ پر تلے ہوئے ہوں تو ان کی جنگ اور ان کے زور کو روکنے کا یہ طریقہ نہیں کہ مسلمان دب جائیں اور کفار کے مطالبات کے سامنے گردن جھکادیں۔بلکہ طریقہ یہ ہے کہ امت کی قیادت خود بھی لڑنے کے لئے نکل آئے اور قوم کو بھی دعوت دے۔تب کافروں کا جنگی زور ٹوٹ جائے گا اور وہ مغلوب ہوجائیں گے۔ملاحظہ فرمایئے تفسیر حقانی کی یہ عبارت:

عسی اللہ اللہ اپنے رسول سے وعدہ کرتا ہے کہ ہم عنقریب کفار کے شر کو روک دیں گے،آنحضرت کی ترغیب اور خدا کے وعدہ کے اثر نے یہ کیا کہ تخمیناً ایک صدی کے اندر ہی اندر میں دنیا پر کوئی ایسی بت پرست وکافر سلطنت باقی نہ رہی جو آسمانی سلطنت کا مقابلہ کرسکے۔ادھر جبل الطارق سے لیکر چین تک ادھر کوہ قاف اور آذربائجان سے لیکر افریقہ تک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بڑے بڑے ملک اس جھنڈے تلے آگئے جو مدینہ میں خدا نے قائم کیا تھا۔ (تفسیر حقانی)

صاحب تفسیر ماجدی لکھتے ہیں:

"قرآن مجید کی یہ پیش خبری مستقبل قریب وبعید دونوں میں پوری ہو کر رہی، مخالفین ومعاندین میں سے قریش کا زور تو اسی زمانہ میں ختم ہو کر رہا اور رہیں دور دراز کی پرقوت، پرشوکت بادشاہتیں اور حکومتیں سو وہ رفتہ رفتہ مغلوب ہوتی گئیں۔ عسیٰ پہلے بھی حاشیہ گذر چکا ہے کہ اس کلمہ کا استعمال جب اللہ تعالیٰ کے کسی قول میں ہوتا ہے تو اس میں معنی محض امید یا توقع کے بجائے وعدہ اور یقین کے پیدا ہو جاتے ہیں۔

عسىٰ من الله واجب (ابن عباس رضی الله عنهما) اطماع. والا طماع من الله واجب (قرطبی) (تفسیر ماجدی)

⓾ **جہاد چھوڑنے پر اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب:**

والله اشد بأسا واشد تنكيلا اور اللہ تعالیٰ سخت جنگ والا اور بڑا سزا دینے والا ہے۔ اس جملے کا ایک مفہوم تو وہ ہے جو خلاصہ تفسیر میں اختیار کیا گیا ہے جبکہ دوسرے مفہوم کی طرف صاحب تفسیر عثمانی کا یہ کلام اشارہ کرتا ہے۔

"یعنی اللہ تعالیٰ کی لڑائی اور اس کا عذاب کافروں کے ساتھ لڑنے سے بہت سخت ہے سو جو لوگ کافروں کے ساتھ لڑنے اور ان کو مارنے اور ان کے ہاتھ سے مارے جانے سے ڈرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے غصہ اور اس کے عذاب کا کیونکر تحمل کر سکتے ہیں"۔ (تفسیر عثمانی)

## خلاصۂ مضامین آیت

اس جامع آیت مبارکہ کی مختصر تفسیر تو سامنے آگئی اب ایک مختصر نظر اس کے اہم مضامین پر ڈال لی جائے۔

① فقاتل فی سبیل الله آیت کا آغاز اس جملے سے ہوا کہ اے نبی آپ اللہ کے راستے میں قتال کریں۔ معلوم ہوا کہ قتال ایک اسلامی اور قرآنی حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں نکلنے کا حکم دیتا ہے۔ پس مسلمانوں کو قتال فی سبیل اللہ سے محبت کرنی چاہئے۔ اسکو ماننا چاہئے اور اسکو زندہ رکھنا چاہئے۔ اس جملے میں اللہ تعالیٰ کا خطاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد سے مستثنیٰ نہیں تھے تو اور کون اس اسلامی فریضے سے خود کو بلند سمجھ سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قیمتی انسان کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اس امت اور دنیا کو کس کی ضرورت تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دینی کام اور کون کر رہا تھا یا کر سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا تزکیہ نفس کس کا تھا؟ ان تمام کے باوجود آپ کو لڑائی کے لئے نکلنے کا حکم دیا گیا۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب نبی ہیں۔ اور آپ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم حکم سنتے ہی فوراً نکل کھڑے ہوئے۔ ایمان والوں کے لئے اس میں بہت بڑا سبق ہے۔

❷ لا تکلف الا نفسک: اے نبی آپ پر صرف آپ ہی کے عمل کی ذمہ داری ہے۔ اس کا مطلب تمام مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ اگر کوئی اور آپ کے ساتھ نہیں نکلتا تو آپ فکر اور پرواہ نہ کیجئے بلکہ اکیلے نکل چلئے۔ اللہ اکبر۔ جہاد کی فرضیت اور جہاد کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اکیلے رہ جانے کی صورت میں بھی اس فریضہ کو زندہ رکھنے کا حکم دیا۔ حالانکہ سبھی جانتے ہیں کہ جہاد ایک اجتماعی عمل ہے۔ اور جنگ میں افرادی قوت کا ہونا ضروری ہے۔ مگر اس کے باوجود اکیلے نکلنے کا حکم۔ جہاد کی تاکید اور ضرورت سمجھانے کے لئے کافی ہے۔ اسلام کی بقاء اور مسلمانوں کے تحفظ کے لئے اللہ پاک نے اس فریضہ کو جاری فرمایا اور پھر اس آیت کے ذریعے اپنے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہر امتی کے دل میں یہ جذبہ ڈال دیا کہ اگر وہ اکیلا بھی رہ جائے تب بھی وہ فریضہ جہاد کو زندہ رکھے۔ اور اپنی کمزوری اور دشمن کی طاقت کو دیکھ کر کفر کے سامنے سر نہ جھکائے۔ یہ ایسا جذبہ ہے جس نے اسلام اور مسلمانوں کے سر کو ہمیشہ بلند رکھا اور اسلامی حدود کی خوب حفاظت کی۔ اللہ پاک یہی جذبہ اور جوش اس زمانے میں ہم سب مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر نصیب فرمائے۔ کہ اب اس میں کافی کمی محسوس ہو رہی ہے۔ آیت مبارکہ تو یہ چاہتی ہے کہ ہم میں سے ہر مسلمان فریضہ جہاد کو زندہ رکھنا خود اپنی ذاتی ذمہ داری سمجھے نہ کہ دوسرے افراد کا کام۔

❸ وحرض المومنین: اور آپ ایمان والوں کو جہاد پر ابھارئیے۔ اس مختصر سے جملے میں "دعوت الی الجہاد" کا پورا نظام آ گیا کہ مسلمانوں میں پوری قوت کے ساتھ "دعوت جہاد" کو جاری کیا جائے۔ دراصل انسان کمزور ہے، خواہشات کا بھرا ہوا یہ پتلا دنیا میں زندہ رہنے کا شوقین ہے۔ اگرچہ اس کی زندگی تکالیف ومشقت سے بھری ہوئی ہی کیوں نہ ہو۔ بلکہ اگر کسی آدمی کی دونوں ٹانگیں، دونوں بازو اور دونوں آنکھیں نہ ہوں، تب بھی وہ اس بے کار اور فانی دنیا میں زندہ رہنے کا شوقین ہوتا ہے۔ انسان کے جسم اور روح میں ایسی یاری ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کی جدائی سے گھبراتے ہیں۔ اب اگر صورتحال یہی رہے تو دنیا میں اسلام مغلوب ہو جائے۔ اس لئے کہ دنیا بھر کے کافر اسلام اور مسلمان کو اپنے لئے خطرہ سمجھتے ہیں۔ اور وہ شیطان کے حکم پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف برسر پیکار رہتے ہیں۔ اب اگر مسلمان اس فانی دنیا میں زندہ رہنے کے شوق میں مبتلا ہوں گے تو وہ بے کار اور کمزور ہو جائیں گے اور انہیں اس دنیا کی فانی ترقی اور ظاہری امن کی خاطر کافروں کے سامنے جھکنا پڑے گا۔ چنانچہ حکم دیا گیا کہ مسلمانوں کے دلوں سے حب دنیا کی کمزوری نکالنے کے لئے انہیں بھرپور طریقے سے قتال فی سبیل اللہ کی دعوت دی جائے۔ انہیں موت کے آئینے میں آخرت کی اصل زندگی کا حسین چہرہ دکھایا جائے۔ انہیں فراق میں ملنے والے وصال کی لذت یاد دلائی جائے۔ اور انہیں محبوب کے در پر ذبح ہونے کے دلکش مزے سے آشنا کیا جائے۔ قرآن پاک نے دعوت جہاد کے لئے تحریض کا لفظ استعمال فرمایا تاکہ یہ دعوت بہت طاقتور، بہت مضبوط، بہت موثر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور مسلسل ہو۔ پس مسلمانوں کو زندہ رکھنے کے لئے ان کے اندر اس موثر اور مسلسل دعوت کا زندہ رکھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا حکم دیا۔ ظاہر بات ہے یہ کام مسلمانوں کے لئے بہت ضروری تھا اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا حکم دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کو اس طرح سے پورا کیا کہ اس کا حق ادا فرما دیا۔ چنانچہ آپ کی دعوت جہاد میں ایسی تاثیر تھی کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل جذبۂ جہاد اور شوق شہادت سے چھلکنے لگے۔ نئی نویلی دلہن کو چھوڑ دینا، ماں باپ کی محبت کو چھوڑ دینا، حتیٰ کہ مدینہ منورہ اور سب سے بڑھ کر خود حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر جہاد میں نکلنا ان کے لئے آسان ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کے نبی نے انہیں جہاد کی دعوت دی تو وہ ایسے نکلے کہ پھر لوٹ کر آنے کا خیال ان کے دلوں میں باقی نہیں رہا اور وہ نکلتے چلے گئے، نکلتے چلے گئے اور ان کے اس جہاد کے ساتھ دین اسلام بھی پورے عالم میں پھیل گیا۔ جہاد کی تحریض کا یہ حکم آج بھی قرآن پاک کی آیت ہے۔ امت مسلمہ کے علماء، اولیاء اور خواص کے ذمہ لازم ہے کہ وہ مسلمانوں کو قتال فی سبیل اللہ کی مضبوط، موثر اور مسلسل دعوت دیں۔

❹ عسى الله ان يكف بأس الذين كفروا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ کافروں کے زور جنگ کو توڑ دے گا۔ مطلب بالکل واضح ہے کہ جب امت مسلمہ کی قیادت خود جہاد پر نکلے گی، اور امت کو بھی دعوت دے کر ساتھ لے جائے گی تو ان سب پر اللہ تعالیٰ کی نصرت نازل ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈال دے گا اور انہیں مغلوب فرما دے گا۔ قتال اور دعوت قتال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ پکا وعدہ ہر زمانے میں پورا ہوا اور ہر زمانے میں پورا ہوتا رہے گا۔ قرآن پاک کے یہ مبارک الفاظ "اسلامی دانشوری" کی بنیاد ہیں۔ کافروں کے جنگی خطرات کا مقابلہ کیسے کیا جائے۔ اس پورے مسئلے کو سات الفاظ کے اس مختصر سے جملے میں سمجھا دیا گیا ہے۔ اور سینکڑوں سال کا ماضی اس کی صداقت پر گواہ ہے۔ پس تمام مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ کافروں کی طاقت توڑنے کا طریقہ نہ تو ان کے سامنے جھکنا ہے اور نہ ان کی تعلیم و تہذیب کو اپنانا۔ بلکہ یہ تو صرف ان سے اپنی جان بچانے کے رسوا کن طریقے ہیں اور جان تو ایسی چیز ہے نہیں جس کو بچایا جا سکے۔ ہر جان نے اپنے جسم کا ساتھ ایک مقرر وقت پر چھوڑ دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ قرآن پاک کی اس آیت میں چمک رہا ہے اور اپنی طرف بلا رہا ہے۔ امت کے خواص خود قتال میں نکلیں اور عوام کو دعوت دے کر ساتھ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ دشمنوں کی تمام ایٹمی، کیمیاوی، فضائی، افرادی جنگی قوت کو توڑ دے گا۔ یہ حقیقت ہے اس میں کچھ شبہ نہیں۔

❺ والله اشد بأسا واشد تنكيلا اور اللہ تعالیٰ بہت سخت ہے لڑائی میں اور بہت سخت ہے سزا دینے میں۔ یہ اس جامع آیت کا آخری سبق ہے جو پچھلے تمام اسباق کو دل میں اتار دیتا ہے۔ انسان چونکہ کمزور ہے اس لئے وہ قتال سے گھبراتا ہے۔ خصوصاً جب یہ کہا جائے کہ اگر اکیلے ہو تب بھی لڑنے کے لئے نکلو۔ اسی طرح جہاد کی دعوت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دینا بھی آسان نہیں ہے، حقیقی جہاد فی سبیل اللہ کی دعوت دینے والوں پر ہر طرف سے مشکلات اور پابندیوں کا حملہ ہوتا ہے۔ تیسرے جملے میں جو وعدہ کیا گیا کہ اللہ پاک کافروں کے جنگی زور کو توڑ دے گا تو ظاہر کے اعتبار سے وہ بھی مشکل نظر آتا ہے۔ کیونکہ کافروں کی طاقت اور ان کا جنگی زور بعض اوقات اتنا بڑھ جاتا ہے کہ کمزور دل انسان یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ اب قیامت تک ان کی طاقت کا مقابلہ مشکل ہے۔

ان تمام باتوں کو سمجھانے کے لئے آیت کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت، طاقت اور سزا کو بیان فرمایا۔ بس تمام مسئلے ہی حل ہوگئے۔ مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت بھر گئی تو اب اسکے سامنے دنیا کی کوئی طاقت طاقت نہیں ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس نے تو بس جہاد میں نکلنا ہے باقی لڑائی تو اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ پھر اسے معلوم ہے کہ شہید ہو کر وہ اس رب قوی اور غالب کا مقرب بن جائے گا اور یہ کہ دنیا کی طاقتیں اللہ تعالیٰ کی طاقت کے سامنے کیا حیثیت رکھتی ہیں؟ آج دنیا بھر کے کافروں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنی طاقت اور قوت کا اتنا چرچا کرتے ہیں کہ لوگ ڈر کے مارے ان کے سامنے جھکے رہتے ہیں۔ ان حالات میں قرآن پاک کی یہ نورانی صدا آتی ہے۔ واللہ اشد بأساً واشد تنکیلا اور مسلمان کے دل سے دنیا کی ہر طاقت کا رعب نکل جاتا ہے۔ اور اسے بس یہی فکر لگ جاتی ہے کہ مجھے دنیا کے کافروں اور یہاں کی موت سے نہیں بچنا بلکہ مجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب، اس کی سزا اور اس کی ناراضی سے بچنے کی محنت کرنی ہے۔ اور اس کا بہترین ذریعہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## دعاء

یااللہ۔۔۔۔۔۔ یا ربنا۔۔۔۔۔ یا ربنا۔۔۔۔۔ یا ربنا۔۔۔۔۔ یا ربنا۔۔۔۔۔ یا ربنا۔۔۔۔۔۔

امت مسلمہ میں اپنی رضاء کے مطابق قتال فی سبیل اللہ اور دعوت قتال فی سبیل اللہ کو زندہ فرما اور دشمنان اسلام کے زور جنگ کو ختم فرما۔ آمین یاقوی یامتین۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۸۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ

جو کوئی اچھی بات میں سفارش کرے اسے بھی اس میں سے ایک حصہ ملے گا اور جو کوئی

يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى

بری بات میں سفارش کرے اس میں سے ایک بوجھ اس پر بھی ہے اور اللہ تعالیٰ

كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾

ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے

## خلاصہ

جو کوئی کسی سے اچھے کام کی سفارش کرتا ہے تو اس میں سے اسکو بھی ایک حصہ ملتا ہے اور جو کوئی برے کام کی سفارش کرتا ہے تو اس پر بھی اس کے وبال کا ایک حصہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر نگاہ رکھنے والا ہے۔

## اقوال حوالے

### ❶ جہاد کی دعوت:

غزاۃ (یعنی مجاہدین) کی تعداد بڑھانے میں جو شخص اچھی یا بری سفارش کرے گا، ویسا ہی بدلہ پائے گا۔

(حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

### ❷ دعوت جہاد کا اجر:

یعنی اگر کوئی نیک کام میں سعی، و سفارش کرے جیسا کہ نبی علیہ السلام کا مسلمانوں کو جہاد کی تاکید فرمانا یا کوئی بری بات میں ساعی ہو جیسا منافق اور سست مسلمانوں کا جہاد سے ڈر کر دوسروں کو بھی ڈرانا تو اول صورت میں ثواب کا اور دوسری صورت میں گناہ کا حصہ ملے گا، ایسے ہی اگر کوئی محتاج کی سفارش کرے دولتمند سے کچھ دلوادے تو یہ بھی خیرات کے ثواب میں شریک ہوگا اور جو کوئی کافر مفسد یا سارق (چور) کو سفارش کر کے چھڑا دے پھر وہ فساد اور چوری کرے تو یہ بھی شریک ہوگا فساد اور چوری میں۔ (تفسیر عثمانی)

### ❸ جہادی ربط اور مسائل:

امام رازی رحمہ اللہ نے اس آیت کے پچھلی آیات کے ساتھ ربط میں کئی وجوہات لکھی ہیں اور ان کے ضمن میں دعوت الی الجہاد کے کئی فضائل بھی بیان فرمائے ہیں۔ امام رازی رحمہ اللہ کی تقریر کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❶ پچھلی آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا تھا کہ آپ امت کو جہاد کی تاکیدی دعوت دیں، جہاد چونکہ نیکی والا عمل اور شرف والی عبادت ہے تو اس آیت میں بتا دیا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب امت کو جہاد کی دعوت دیتے ہیں تو وہ اس دعوت کے بدلے اجر عظیم کے مستحق بن جاتے ہیں۔

انه عليه الصلوٰة والسلام لماحرضهم على الجهاد فقد استحق بذلك التحريض اجراً عظيماً

❷ گویا یوں کہا گیا کہ آپ جہاد کی دعوت دیں، اگر وہ قبول نہیں کریں گے تو آپ پر کچھ وبال نہیں اور اگر وہ قبول کرلیں گے تو ان کے عمل سے آپ کو بھی بہت بڑا ثواب ملے گا۔ معلوم ہوا کہ دعوت جہاد میں فائدہ ہی فائدہ ہے کوئی مانے یا نہ مانے تو اس آیت کا مقصد ہوگا کہ دعوت جہاد میں خوب محنت کی جائے۔

فكان هذا ترغيباً من الله لرسوله في ان يجتهد في تحريض الامة على الجهاد۔ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ترغیب ہوگی اپنے رسول کو کہ وہ امت کو جہاد کی دعوت دینے میں خوب محنت کریں۔

❸ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق لوگوں کو جہاد کی طرف بلاتے تو بعض منافقین کچھ لوگوں کے لئے سفارش کرنے آجاتے کہ انہیں گھر رہنے دیا جائے تو اس آیت میں بری سفارش سے روکا گیا۔

❹ بعض مسلمان جو دعوت جہاد سن کر جہاد کے لئے تیار ہو جاتے تھے ان کے پاس اسباب کی کمی ہوتی تھی تو دوسرے بعض مسلمان ان کے لئے مالدار مسلمانوں کے پاس جا کر سفارش کرتے کہ وہ انہیں اسباب جہاد فراہم کریں۔ تو ان کی فضیلت کا بیان ہے کہ انہوں نے اچھے کام کی سفارش کی۔ (الغرض ان چاروں وجوہات سے دعوت الی الجہاد کے بے شمار فضائل معلوم ہوتے ہیں) (التفسیر الکبیر)

## شفاعت کا ایک عجیب معنیٰ

شفاعت کا لفظ شفع سے ہے جس کے معنیٰ دو (۲) ہو جانا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس آیت میں شفاعت حسنہ اچھی شفاعت سے مراد یہ ہے کہ ہر مسلمان اپنے ایمان کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کو بھی جوڑے۔ یعنی صرف مومن نہ رہے بلکہ جنگ میں نکل کر مجاہد بھی بنے۔

اور شفاعت سیئہ بری شفاعت یہ ہے کہ اپنے نفاق کو کافروں کی محبت کے ساتھ جوڑے۔ یعنی پہلے سے منافق ہے اب اس کے ساتھ دوسری مصیبت یہ بھی جوڑ دی کہ کافروں سے محبت بھی رکھتا ہے۔

نقل الواحدى عن ابن عباس رضى الله عنهما مامعناه ان الشفاعة الحسنة ههنا هى ان يشفع ايمانه بالله بقتال الكفار، والشفاعة السيئة ان يشفع كفره بالمحبة للكفار وترك ايذائهم۔ (التفسير الكبير)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ قتال فی سبیل اللہ سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے جیسا کہ بعض روایات سے صراحۃً ثابت ہے۔

(واللہ اعلم بالصواب)

**فائدہ**

اس آیت کے بعد والی آیت (۸۶) کا جہادی ربط اور مضمون حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بیان القرآن میں بیان فرمایا ہے وہاں ملاحظہ کرلیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۸۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا

پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقوں کے معاملہ میں دو گروہ ہو رہے ہو اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کے سبب سے انہیں الٹ دیا ہے

اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

کیا تم چاہتے ہو کہ جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا ہو اسے راہ پر لاؤ اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرے

فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾

تو اس کیلئے ہرگز کوئی راہ نہیں پائے گا

### خلاصہ

مسلمانوں کو نہیں چاہئے کہ وہ منافقین کی وجہ سے آپس میں بٹ جائیں اور اختلاف کرنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے برے اعمال کی وجہ سے الٹا کفر کی طرف پھیر دیا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے کون ہدایت دے سکتا ہے۔

### اقوال و حوالے

**❶ کفر اور نفاق خلط:**

سورۃ نساء کی آیت (۸۸) تا آیت (۹۱) ان کافروں سے جہاد و قتال کے احکامات ہیں، جو کھلے کافر نظر آتے ہیں اور بھی منافق۔ گویا ان کا کفر و نفاق گڈمڈ اور خلط ہو چکا ہے۔ ان آیات میں ان تمام کے احکامات بیان کر دیئے گئے کہ ان میں سے کن سے جنگ کرنی ہے اور کن سے جنگ نہیں کرنی۔ البتہ ان احکامات سے پہلے مسلمانوں کو تاکیدی نصیحت کی گئی کہ وہ منافقین کے معاملے میں اپنی جماعت میں تفرقہ اور تقسیم پیدا نہ ہونے دیں بلکہ سب اپنا موقف اور نظریہ ایک رکھیں۔ کافر اور منافقین تو چاہتے ہی یہی ہیں کہ وہ تمہیں آپس میں لڑا دیں، اس لئے وہ تم میں سے بعض کی ہمدردی حاصل کرتے ہیں۔ الغرض تم آپس میں مکمل اتفاق قائم رکھو۔ حضرت حقانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"مدینہ میں چند لوگ ابتدائے اسلام میں ایسے بھی تھے کہ ظاہر میں تو مسلمان ہو گئے تھے مگر در پردہ حب جاہ وغیرہ اسباب دنیا کے سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین سے سخت عداوت رکھتے تھے مسلمانوں پر نکتہ چینیاں بھی کیا کرتے تھے بد نالقوں کو بھی اسرار (یعنی رازوں) پر مطلع کرتے اور لڑنے کو ابھارتے تھے مسلمان چاہتے تھے کہ ان منافقوں کو نکال دیا جائے مگر بعض رحمدل انصار اپنی قرابتوں کے سبب درگذر کی طرف مائل تھے اس لئے ان کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بارے میں مسلمانوں کے دو گروہ ہو گئے تھے۔" (تفسیر حقانی)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"جنگ احد میں جب کہ عبداللہ بن ابی اپنے گروہ کو عین مقابلہ کے وقت لیکر بھاگ آیا اور مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی تو مدینہ میں مسلمانوں کے دو فریق ہو گئے تھے ایک کہتا تھا ان کو قتل کرنا چاہئے دوسرا کہتا تھا کہ خدا ان کی اصلاح کردے گا قتل میں بدنامی ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی" (تفسیر حقانی)

❷ **تین روایات:**

ان چار آیات میں کفار و منافقین کے جن تین طبقوں کا ذکر ہے۔ ان کے حالات اور احکامات سمجھنے کے لئے ان تین روایات کو ملاحظہ فرمائیں۔ (از بیان القرآن)

❶ عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت کیا کہ بعض مشرکین مکہ سے مدینہ آئے اور ظاہر کیا کہ ہم مسلمان اور مہاجر ہو کر آئے ہیں پھر مرتد ہو گئے اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اسباب تجارت لانے کا بہانہ کر کے پھر مکہ چل دیئے اور پھر نہ آئے ان کے بارے میں مسلمانوں کی رائے مختلف ہوئی بعض نے کہا یہ کافر ہیں بعض نے کہا یہ مؤمن ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا کافر ہونا آیت فمالکم فی المنافقین میں بیان فرما دیا اور ان کے قتل کا حکم دیا۔ احقر (مصنف بیان القرآن) کہتا ہے ان کا منافق کہنا بایں معنیٰ ہے کہ جب اسلام کا دعویٰ کیا تھا جب منافق تھے دل سے ایمان نہ لائے تھے اور منافقین کو قتل نہ کئے جاتے تھے لیکن جب ہی تک کہ اپنا کفر چھپاتے تھے اور ان لوگوں کا ارتداد ظاہر ہو گیا تھا۔

❷ ابن ابی شیبہ نے حسن سے روایت کیا ہے کہ سراقہ بن مالک مدلجی نے بعد واقعہ بدر اور احد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آکر درخواست کی کہ ہماری قوم بنی مدلج سے صلح کر لیجئے، آپ نے حضرت خالد کو تکمیل صلح کے لئے وہاں بھیج دیا۔ مضمونِ صلح یہ تھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کی مدد نہ کریں گے۔ اور قریش مسلمان ہو جاویں گے تو ہم مسلمان ہو جاویں گے اور جو قومیں ہم سے متحد ہونگی وہ بھی اس معاہدے میں ہمارے شریک ہیں اس پر یہ آیت ودوا الی قولہ الا الذین یصلون نازل ہوئی۔

❸ کلبی نے بطریق ابی صالح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آیت ستجدون آخرین ...... الخ میں جن کا ذکر ہے مراد ان سے اسد اور غطفان (کے قبیلے) ہیں، کہ مدینہ میں آتے اور ظاہرا اسلام کا دعویٰ کرتے اور اپنی قوم سے کہتے کہ ہم تو بندر اور عقرب (بچھو) پر ایمان لائے ہیں اور مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ ہم تمہارے دین پر ہیں۔ (تفسیر بیان القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

### ❸ دو فریق مت ہو:

”ان منافقوں میں وہ لوگ داخل ہیں جو ظاہر میں بھی ایمان نہ لائے تھے بلکہ ظاہر و باطن کفر پر قائم تھے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ساتھ ظاہری میل جول اور (ظاہری) محبت کا معاملہ رکھتے تھے اور غرض ان کی یہ تھی کہ مسلمانوں کی فوج ہماری قوم پر چڑھائی کرے تو ہمارے جان و مال اس حیلہ سے محفوظ رہیں، جب مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ ان کا آنا جانا اس غرض سے ہے دل کی محبت سے نہیں تو بعض مسلمانوں نے کہا کہ ان شریروں سے ملنا ترک کر دینا چاہیے تا کہ ہم سے جدا ہو جائیں، اور بعضوں نے کہا ان سے ملا جائے شاید ایمان لے آئیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ہدایت و گمراہی اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے تم اس کی ہرگز فکر مت کرو اور ان لوگوں سے بالاتفاق وہ معاملہ کرنا چاہیے جو آئندہ (آیات میں) مذکور ہے دو فریق مت ہو“ (تفسیر عثمانی)

### ❹ دو چہروں والے کافر:

”اس آیت میں منافقین سے مراد کفار ذو وجہین ہیں، کیونکہ دوسری آیت میں آرہا ہے فخذوھم واقتلوھم ...... الآیۃ اور قتال کبھی مسلمان کہلانے والے منافقوں سے نہیں ہوا لہٰذا حکم ہوا کہ تمہیں ذو وجہین کفار کے متعلق اختلاف رائے نہیں کرنا چاہیے“ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

### فائدہ

آپ نے کئی روایات اور عبارتیں ملاحظہ فرما لیں۔ ان تمام سے معلوم ہوا کہ منافقین اور کفار کی کئی قسمیں وجود میں آچکی تھیں۔ گویا کہ شیطان نے ایک کھچڑی پکا دی تھی تا کہ کمزور لوگ یہی کہتے پھریں کہ ہم کدھر جائیں۔ دوسری طرف بہت سے لوگ تذبذب کا شکار تھے جبکہ بعض عیار دشمن بھیس بدل کر وار کرنے کی فکر میں تھے۔ قرآن پاک کی ان چار آیات میں چند بنیادی اصول مسلمانوں کو سمجھا دیئے گئے اب ان اصولوں کو سامنے رکھ کر اس طرح کے کفار و منافقین کے لئے متفقہ فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ ایک آیت کا بیان تو ہو چکا اگلی تین آیات بھی پڑھ لیجئے۔ آخر میں ان شاء اللہ پوری بحث کا مختصر خلاصہ آجائے گا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُورَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّة — آیت ۸۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا

وہ تو چاہتے ہیں کہ جیسے وہ کافر ہوئے ہیں تم بھی کافر ہو جاؤ پھر تم سب برابر ہو جاؤ لہٰذا ان میں سے

مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ

کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کر کے نہ آ جائیں پھر اگر وہ اس بات کو قبول نہ کریں

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾

تو جہاں پاؤ انہیں پکڑو اور قتل کرو اور ان میں سے کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہ بناؤ

## خلاصہ

یعنی یہ منافق لوگ تو کفر پر ایسے جمے ہوئے ہیں کہ خود اسلام کیا قبول کریں گے وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی ان کی طرح کافر ہو کر ان کے برابر ہو جاؤ پس اب تم کو چاہئے کہ وہ جب تک ایمان قبول کر کے اپنا وطن چھوڑ کر تمہارے پاس نہ چلے آئیں اس وقت تک ان کو دوست نہ بناؤ اپنے کسی کام میں ان کو دخل نہ دیے دو اور نہ ان کی حمایت اور مدد کرو اور اگر وہ لوگ ایمان اور ہجرت کو قبول نہ کریں تو ان کو قید کرو اور قتل کرو جہاں قابو پاؤ اور ان سے اجتناب کلی رکھو اور ان سے کوئی تعلق نہ رکھو۔ (مفہوم تفسیر عثمانی)

## یہ بھی دشمن ہیں

"مشرکین مکہ میں سے کچھ لوگوں نے مصلحتاً اسلام کا دم بھرنا شروع کر دیا تھا لیکن دل میں قطعاً مخالف تھے، جب جنگ چھڑی تو مسلمانوں میں دو رائے ہو گئیں، کچھ لوگ کہتے وہ ہم میں سے ہیں، کچھ کہتے وہ دشمنوں میں سے ہیں۔ یہاں قرآن نے واضح کیا ہے وہ قطعاً منافق ہیں، ان کی نسبت بحث و اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں اگر وہ مکہ سے ہجرت کر جائیں اور دشمنوں کے حلقہ میں نہ رہیں تو تم انہیں اپنا ساتھی سمجھ سکتے ہو، لیکن اگر اس سے انکار کریں تو پھر ظاہر ہے کہ جو کوئی دشمنوں کے ساتھ ہوگا وہ دشمنوں ہی میں سے سمجھا جائے گا اور جس طرح جنگ میں تمام دشمنوں سے لڑنا ہے ان سے بھی لڑنا ہے۔ یاد رہے اس سے پہلے جن منافقوں کا ذکر تھا وہ مدینہ میں مسلمانوں کے ساتھ ملے جلے رہتے تھے اور یہاں جن منافقوں کا ذکر ہے وہ مکہ کا ایک خاص گروہ تھا چونکہ یہ لوگ بھی دشمنوں میں سے تھے اور جنگ کی حالت قائم ہو گئی تھی اس لئے فرمایا کہ ان سے دوستی اور یگانگت کے تعلقات رکھنا جائز نہیں۔" (ترجمان القرآن)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۹۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

إِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ إِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ أَوْ

البتہ وہ منافق اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جو کسی ایسی قوم سے جا ملیں جس کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہو یا

جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ أَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوْا

وہ جو تمہارے پاس آتے ہیں اور لڑائی سے دل برداشتہ ہیں نہ تم سے لڑتے ہیں اور نہ اپنی

قَوْمَهُمْ ۗ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَإِنِ

قوم سے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انہیں تم پر مسلط کر دیتا پھر وہ تم سے لڑتے سو اگر

اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ

وہ تم سے یک سو رہیں اور تم سے نہ لڑیں اور تمہاری طرف صلح کا ہاتھ بڑھائیں تو اللہ تعالیٰ نے

لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾

تمہیں ان پر کوئی راہ نہیں دی

### خلاصہ

ان کو (جن کا تذکرہ پچھلی آیت میں آیا ہے) قید اور قتل سے مت بچاؤ مگر کل دو طرح سے ایک تو یہ کہ جن لوگوں سے تمہاری صلح ہے ان سے ان کا بھی معاہدہ اور مصالحت ہو تو وہ بھی صلح میں داخل ہو گئے، دوسری طرح یہ کہ جو لوگ لڑائی سے عاجز ہو کر تم سے صلح کریں اور اس بات کا عہد کریں کہ نہ اپنی قوم کے طرفدار ہو کر تم سے لڑیں گے اور نہ تمہارے ساتھ ہو کر اپنی قوم سے لڑیں گے اور اس عہد پر قائم بھی رہیں تو ایسے لوگوں سے بھی مت لڑو اور ان کی مصالحت کو منظور کر لو اور اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھو کہ وہ تمہاری لڑائی سے باز آئے اللہ چاہتا تو ان کو تم پر جری اور غالب تر کر دیتا۔ (تفسیر عثمانی)

### ایک شبہ کا ازالہ

صاحب "ترجمان القرآن" اس آیت کی تفسیر کے آخر میں لکھتے ہیں کیونکہ اصل امن و صلح ہے نہ کہ جنگ و قتال (ترجمان القرآن)۔ یہ جملہ اگرچہ کافی خوبصورت ہے مگر ملحدین نے اسی کو آڑ بنا کر جہاد کے خلاف وساوس کا انبار لگا دیا ہے۔ حق بات یہ ہے کہ نہ امن و صلح اصل ہے نہ جنگ و قتال بلکہ اصل اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ جہاں صلح کا حکم دے وہاں صلح اصل ہے اور جہاں جنگ و قتال کا حکم دے وہاں جنگ و قتال اصل ہے۔ قرآن پاک کی سینکڑوں آیات اس بات کی دلیل ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۹۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

سَتَجِدُونَ آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ

ایک اور قسم کے منافق تم دیکھو گے جو چاہتے ہیں تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی

كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا ۚ فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا

جب بھی وہ فساد کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تو اس میں کود پڑتے ہیں پھر اگر وہ تم سے یکسو نہ رہیں اور

إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ

تمہارے آگے صلح پیش نہ کریں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو انہیں جہاں پاؤ پکڑو اور مار ڈالو

ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَأُولٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ﴿۹۱﴾

اور ان پہ ہاتھ اٹھانے کیلئے ہم نے تمہیں کھلی حجت دے دی ہے

### خلاصہ

بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ تم سے عہد کر جاتے ہیں کہ نہ تم سے لڑیں گے نہ اپنی قوم سے، تا کہ تم سے اور اپنی قوم دونوں سے امن میں رہیں، لیکن اس عہد پر قائم نہیں رہتے بلکہ جب اپنی قوم کا غلبہ دیکھتے ہیں تو ان کے مددگار ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ لوگ باز نہ آئیں اور تم سے اپنے ہاتھ نہ روکے رکھیں تو تم بھی انہیں پکڑو اور مارو کیونکہ تمہارے ہاتھ تو صریح حجت آگئی ہے کہ انہوں نے اپنا عہد خود توڑ ڈالا ہے۔ (عثمانی مع اضافہ)

### یہ کون تھے؟

امام قرطبی رحمہ اللہ نے کئی اقوال نقل فرمائے ہیں مثلاً:

1. تہامہ کے کچھ لوگ تھے جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے امان چاہی تھی
2. یہ مکہ کے کچھ لوگ تھے
3. نعیم بن مسعود مراد ہے
4. منافقین کا ایک گروہ تھا
5. قبیلہ اسد اور قبیلہ غطفان تھے کہ مدینہ آکر اسلام لائے پھر اپنے علاقوں میں جا کر اعلانیہ کافر ہو گئے۔

جلالین میں یہی قول اختیار کیا گیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## ان کو سیدھا کردو

"یہ کفار اگر شرارت سے باز نہ آئیں تو ان کو تلوار کی نوک اور نیزے کی انی سے ٹھیک کردو" (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## چاروں آیات کا خلاصہ

پہلی اور دوسری آیت میں مرتدین کا حکم بیان ہوا کہ اگر قابل اعتبار توبہ نہ کریں تو فخذوھم واقتلوھم کہ پکڑو اور مارو تیسری آیت میں ان کفار کا بیان ہے جو مسلمانوں کے ساتھ امن و مصالحت سے رہنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے کسی طرح بھی خطرہ نہیں بنتے ان کا حکم یہ ہے کہ ان سے لڑنا جائز نہیں ہے چوتھی آیت میں ان دھوکے باز کفار و منافقین کا تذکرہ ہے جو اپنے بچاؤ کے لئے تم سے صلح کرتے ہیں مگر تمہارے خلاف موقع کی تاک میں رہتے ہیں یہ لوگ جب فتنے پر اتریں تو ان سے جنگ ہوگی۔ (ملخص از بیان القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۹۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا

اے ایمان والو! جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں سفر کرو تو تحقیق کرلیا کرو

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ

اور جو تم پہ سلام کہے اس کو مت کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے تم

عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ

دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو سو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت غنیمتیں ہیں تم بھی تو

كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اس سے پہلے ایسے ہی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا لہذا تحقیق سے کام لیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾

تمہارے کاموں سے باخبر ہے

## خلاصہ

اے ایمان والو! جب تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لئے سفر کیا کرو تو ہر کام کو تُل ہو یا پکھو اور خوب تحقیق کر کے کیا کرو اور جو تمہارے سامنے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کردے تو مت کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے بلکہ صرف جان بچانے کے لئے خود کو مسلمان ظاہر کررہا ہے۔ کسی کے مال پر نظر نہ رکھو اللہ تعالیٰ کے پاس تمہارے لئے بہت غنیمت کے مال ہیں۔ تم اپنے ماضی کو اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے احسان کو نہ بھولو اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال کی خبر رکھتا ہے۔

## مفہوم آیت

حضرات مفسرین نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا نچوڑ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی عبارت میں آ گیا ہے، تفسیر عثمانی سے اس عبارت کی تسہیل ملاحظہ فرمایئے۔

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج کو ایک قوم پر جہاد کے لئے بھیجا اس قوم میں ایک شخص مسلمان تھا جو اپنا مال و اسباب اور مویشی ان میں سے نکال کر علیحدہ کھڑا ہو گیا تھا اس نے مسلمانوں کو دیکھ کر السلام علیکم کہا مسلمانوں نے سمجھا کہ یہ بھی کافر ہے اپنی جان اور مال بچانے کی غرض سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے اس لئے اسکو مار ڈالا اور اس کے مویشی اور اسباب سب لے لیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو تنبیہ اور تاکید فرمائی گئی کہ جب تم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جہاد کے لئے سفر کرو تو تحقیق سے کام لو بے سوچے سمجھے کام مت کرو جو تمہارے سامنے اسلام ظاہر کرے اس کے مسلمان ہونے کا ہرگز انکار مت کرو، اللہ تعالیٰ کے پاس بہت کچھ غنیمتیں ہیں، ایسے حقیر سامان پر نظر نہ کرنی چاہئے۔

کذلک کنتم من قبل تم ایسے ہی تھے اس سے پہلے یعنی اسلام سے پہلے دنیا کی غرض سے ناحق خون کیا کرتے تھے لیکن اب مسلمان ہو کر ہرگز ایسا نہ کرنا چاہئے بلکہ جس پر مسلمان ہونے کا احتمال بھی ہو تو اس کے قتل سے بچو یا یہ مطلب ہے کہ اس سے پہلے شروع زمانہ اسلام میں تم بھی کافروں کے شہر میں رہتے تھے تمہاری مستقل حکومت اور مستقل بود و باش نہ تھی تو جیسا اس حالت میں تمہارا اسلام معتبر سمجھا گیا اور تمہارے جان و مال کی حفاظت و رعایت کی گئی ایسا ہی اب تم کو بھی اسی طرح مسلمانوں کی رعایت و حفاظت لازم ہے بلا تحقیق ان کو قتل مت کرو احتیاط اور غور سے کام کرنا چاہئے۔ (تفسیر عثمانی)

## اندرونی عقائد جانچنے کی ضرورت نہیں

"اس آیت میں مسلمان اور کافر کے امتیاز کا قانون بتلایا جاتا ہے ورنہ قتل ناحق کی ایک یہ صورت بھی نکل آتی کہ صاحب ہم نے اسکو مسلمان نہیں سمجھا تھا اس لئے قتل کر دیا۔ لہٰذا حکم ہے کہ جو شخص تم پر اسلامی سلام کہہ دے وہ پورا مسلمان ہے اس کے اندرونی عقائد جانچنے کی تمہیں ضرورت نہیں"۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## فائدہ

اس آیت کریمہ میں مجاہدین کے لئے بہت اہم ہدایت ہے کہ وہ صرف قتل کرنے اور مارنے کو اپنا کام اور مشغلہ نہ بنالیں۔ تفسیر قرطبی میں بعض ایسے افراد کے واقعات لکھے ہیں جنہوں نے کسی شخص کے اسلام کا اقرار کرنے کے باوجود اسے قتل کر دیا تو جب خود مرے تو زمین نے انہیں قبول نہیں کیا جہاں دفنائے جاتے تھے زمین انہیں باہر پھینک دیتی تھی۔ اسلامی جہاد بہترین اخلاقی اصولوں سے بندھی ہوئی ایک جنگ ہے۔ اس لئے مجاہدین کو خوب تحقیق، تفتیش اور احتیاط سے اپنا اسلحہ استعمال کرنا چاہئے۔ اور بلا جواز خونریزی سے بہت زیادہ پرہیز کرنا چاہئے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

"اس زمانے میں چونکہ یہ مسئلہ وضاحت کے ساتھ نازل نہیں ہوا تھا اس لئے جن سے ابتدائی غلطی ہوئی انہیں صرف تنبیہ کی گئی اور توبہ کرائی گئی"۔ (مفہوم بیان القرآن و قرطبی)

## نکتہ

جہاد میں لڑائی اور جنگ بھی ہوتی ہے اور گھمسان کی جنگ میں ایسی غلطیوں کے ہو جانے کا امکان رہتا ہے، اب ممکن ہے کہ سخت وعید سن کر کچھ لوگ گھروں میں بیٹھ رہیں اور جہاد چھوڑ دیں تو اگلی آیت میں مجاہدین کی عظیم الشان فضیلت بتا کر پھر جہاد کی ترغیب اور تاکید کو تازہ فرما دیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۹۵، ۹۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَ

مسلمانوں میں سے جو لوگ کسی عذر کے بغیر گھر بیٹھے رہتے ہیں اور

الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ

وہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان ومال سے جہاد کرتے ہیں دونوں برابر نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے

الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ

بیٹھنے والوں پر جان ومال سے جہاد کرنے والوں کا درجہ بڑھا دیا ہے

وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى

اگرچہ ہر ایک سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے لڑنے والوں کو

الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّ رَحْمَةً ؕ

بیٹھنے والوں سے اجر عظیم میں زیادہ کیا ہے۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے درجے ہیں اور مغفرت اور رحمت ہے

وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾

اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے

### خلاصہ

وہ مسلمان جو بغیر کسی عذر کے گھروں میں بیٹھے رہیں اور جہاد میں شریک نہ ہوں وہ اپنی جان اور مال سے جہاد کرنے والے مجاہدین کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے جان ومال سے جہاد کرنے والوں کا درجہ گھر بیٹھ رہنے والوں سے بہت بڑھا دیا ہے۔ اگرچہ ہر ایک (ایمان والے نیکوکار) سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھنے والوں پر اجر عظیم میں فضیلت دی ہے، ان مجاہدین کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے درجے ہیں اور مغفرت اور رحمت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

### اقوال و حوالے

**۱ مجاہدین کی واضح فضیلت:**

"(غلطی سے قتل کرنے پر جب تنبیہ نازل ہوئی تو) اس سے کسی قدر مسلمانوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ گھر بیٹھ کر عبادت وریاضت کرنا ہی بہتر ہے کیونکہ اس میں ایسی بات پیش نہیں آتی۔ مگر خدا تعالیٰ کو تو دنیا میں آسانی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سلطنت (کہ جس کی خبر انبیاء دیتے آئے ہیں) قائم کر کے دنیا کو بدی اور شرک سے پاک کرنا تھا اور یہ بات بغیر لشکر مجاہدین کے عالم اسباب میں ممکن نہ تھی اس لئے یہاں فرمادیا کہ بغیر ضرر یعنی مرض کے جو لوگ گھر میں بیٹھے رہتے ہیں وہ ان لوگوں کے برابر نہیں جو اپنے مال و جان سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ اس سے نفی مساوات کی تو ہوئی مگر مجاہدین کی بھی فضیلت بیان ہوئی تھی اس لئے فضل اللہ المجاھدین ...... الخ فرمایا کہ جو بغیر عذر کے گھر بیٹھ رہے ہیں ان کا تو کیا ذکر ہے مگر جو عذر سے بھی بیٹھتے ہیں ان پر بھی خدا نے اپنی راہ میں مال اور جان سے جہاد کرنے والوں کو درجہ میں فضیلت دی ہے مگر چونکہ عذر والے بھی دل میں اس کی نیت رکھتے ہیں صرف ناچاری (یعنی مجبوری) سے شریک نہیں ہو سکتے اس لئے ان کے لئے بھی خدا نے بہتری یعنی جنت و مغفرت کا وعدہ کیا، چنانچہ ترمذی نے روایت کی ہے کہ جب لایستوی القاعدون ...... الخ نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر رونے لگے کہ یا حضرت! مجھے کیا حکم ہے؟ تب غیر اولی الضرر نازل ہوا اور کلا وعد اللہ الحسنیٰ سے ان کو بھی بوجہ نیت کے شریک کیا گیا مگر چونکہ مجاہدین ایک بھاری کام میں مصروف ہیں اور جان و مال کو اللہ تعالیٰ پر قربان کر رہے ہیں اس لئے ان کو مخصوص کر کے فرمایا وفضل اللہ المجاھدین علی القاعدین اجرا عظیما پھر اس اجر عظیم کی تفصیل فرماتا ہے درجت منہ ومغفرۃ ورحمۃ کہ خدا نے ان کو جنت کے درجات اور مغفرت مخصوصہ (یعنی خاص مغفرت) میں کہ جو وہاں کی فرحت ابدی (یعنی ہمیشہ کی خوشی) ہے اور رحمت مخصوصہ (یعنی خاص رحمت) میں جو اس کے دیدار کی تجلی ہے خاص کر لیا ہے۔ مگر پھر اور ریاضت و عبادت والوں کی طرف بھی اشارہ کر کے وکان اللہ غفورا رحیما فرمادیا۔“ (تفسیر حقانی)

### ❷ تین طبقے:

”خروج الی القتال کے اعتبار سے مسلمانوں کی چار قسمیں ہیں، تین قسمیں اس آیت میں مذکور ہیں قاعد، مجاھد، اولی الضرر۔ قاعد جو جنگ میں جانے کے لئے تیار ہیں لیکن روانگی کا حکم نہیں ملا۔ مجاھد جو میدان جنگ میں مال و جان قربان کر رہے ہیں اولی الضرر معذور جو جنگ میں جانے کے قابل ہی نہیں ہیں۔ ان مخلصین میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کارکردگی کے لحاظ سے درجات مغفرت اور رحمت عطاء فرمائے گا۔“ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

### ❸ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے:

”اس سے پہلے مسلمانوں کو نادانستگی اور چوک (بھول) سے قتل کر دینے پر عتاب اور تنبیہ فرمائی تھی اس لئے یہ احتمال تھا کہ کوئی جہاد کرنے سے رک جائے کیونکہ مجاہدین کو ایسی صورت پیش آ ہی جاتی ہے اس لئے مجاہدین کی فضیلت بیان فرما کر جہاد کی رغبت دلائی گئی، خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ لنگڑے، لولے، اندھے، بیمار معذور لوگوں کو تو جہاد کرنے کا حکم نہیں باقی سب مسلمانوں میں جہاد کرنے والوں کے بڑے درجے ہیں جو جہاد نہ کرنے والوں کے نہیں اگر چہ جنتی وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بھی ہیں جو جہاد نہیں کرتے اس سے معلوم ہو گیا کہ جہاد فرض کفایہ ہے۔ فرض عین نہیں یعنی اگر مسلمانوں کی کافی مقدار اور ضرورت کے موافق جماعت جہاد کرتی رہے تو جہاد نہ کرنے والوں پر کوئی گناہ نہیں ورنہ سب گناہگار ہوں گے۔ یعنی حق تعالیٰ غفور و رحیم ہے جہاد کرنے والوں کے بارے میں اجر و مغفرت و رحمت کے جو وعدے فرمائے ہیں وہ ضرور پورے فرمائے گا یا یہ کہ مجاہد کے ہاتھ سے نادانستگی میں اگر مسلمان قتل ہو گیا تو حق تعالیٰ معاف فرما دے گا اس اندیشہ سے جہاد سے مت رکو۔" (تفسیر عثمانی)

**فائدہ**

عربی مفسرین نے بھی کم و بیش یہی باتیں لکھی ہیں، امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس مسئلے پر بحث کی ہے کہ جو شخص جہاد میں جانے کی پختہ نیت رکھتا ہے مگر کسی عذر نے اسے زبردستی روک لیا ہے تو یہ شخص اور میدان میں لڑنے والا مجاہد اجر میں برابر ہیں یا نہیں۔ دونوں طرح کے اقوال و دلائل کے بعد خود امام قرطبی رحمہ اللہ کا رجحان اجر میں برابری کی طرف ہے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے درجات منہ سے جہاد کے دوران جو اعمال کیے جاتے ہیں ان کی طرف اشارہ کیا ہے کہ بھوک، پیاس، چلنا، بڑھنا، حملہ کرنا اور بے شمار نیک اعمال (جن میں سے بعض کا تذکرہ سورۃ براۃ میں ہے) مجاہدین سے صادر ہوتے ہیں تو ان اعمال کے جو اونچے درجات ہیں وہ صرف عملی جہاد سے ہی مل سکتے ہیں۔ امام قرطبی رحمہ اللہ اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تحقیق کو ملا دیا جائے تو مسئلہ اور آیت کا مفہوم بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے بخاری کے حوالے سے وہ حدیث بھی ذکر کی ہے جس میں مجاہدین کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کے سو اونچے درجے تیار کرنے کا تذکرہ ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

**فائدہ**

تفسیر عثمانی کی عبارت جو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے کلام کی تسہیل ہے میں فرمایا گیا کہ جہاد فرض کفایہ ہے۔ یعنی عام حالات میں جہاد فرض کفایہ ہے جبکہ چار صورتوں میں یہ فرض عین ہو جاتا ہے۔ خصوصاً کفار کے حملے اور قبضے کی صورت میں یہ سب پر فرض عین ہو جاتا ہے۔ اور جب تک جہاد فرض کفایہ رہتا ہے اس وقت تک بھی اتنا جہاد ضروری ہے جو امت کے لئے کافی ہو۔ اب جو حالات ہیں ان میں ان ضروری باتوں کی طرف غور نہیں کیا جا رہا، جس کی وجہ سے امت کا اکثر حصہ جہاد کے فریضہ اور نعمت سے محروم ہو رہا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۹۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا

بے شک جو لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کر رہے تھے ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ

فِيمَ كُنْتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا

تم کس حال میں تھے انہوں نے جواب دیا ہم اس ملک میں بے بس تھے فرشتوں نے کہا

أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ

کیا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے سو ایسوں کا ٹھکانا

جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾

دوزخ ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے

## خلاصہ

وہ لوگ جنہوں نے ہجرت اور جہاد چھوڑ کر کافروں کا ساتھ دیا اور اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ جب فرشتوں نے ان کی روح قبض کی تو ان سے پوچھا کہ تم کس حال میں تھے (اور تم نے دینی فرائض کیوں چھوڑے؟) انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو زمین میں بے بس اور مجبور تھے، فرشتوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔ ایسے ظالم لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

## ربط

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

**اعلم انه تعالىٰ لما ذكر ثواب من أقدم على الجهاد أتبعه بعقاب من قعد عنه ورضي بالسكون في دار الكفر۔**

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کے اجر و ثواب کا ذکر فرمایا تو اس کے بعد ان لوگوں کی سزا ذکر فرمائی جو جہاد سے بیٹھے رہے اور دار الکفر میں رہنے پر راضی رہے۔ (التفسیر الکبیر)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اوپر وجوب جہاد کا ذکر تھا آگے وجوب ہجرت کا ذکر ہے مناسبت دونوں میں ظاہر ہے کہ دونوں سے غرض اقامت دین ہے البتہ ایک میں شر کفار کا دفع عام ہے یعنی سب اہل دین سے اور دوسرے میں شر کفار کا دفع خاص ہے یعنی اپنی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ذات سے۔" (بیان القرآن)

## یہ سخت وعید کس کیلئے ہے؟

یہ وعید ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنی "بے بسی" اور "مجبوری" کا بہانہ بنا کر مسلمانوں کے لئے کمزوری اور کافروں کے لئے قوت کا باعث بنتے ہیں، اور دارالکفر میں رہنے کی وجہ سے جہاد وغیرہ اسلامی فرائض سے محروم رہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے چند عبارتیں:

### ❶ کافروں کا ساتھ دینے والے:

المراد بها جماعة من اهل مكة كانو اقداسلموا واظهروالنبي صلى الله عليه وسلم الايمان به فلما هاجر النبي صلى الله عليه وسلم اقاموامع قومهم وفتن منهم جماعة فافتتنوا فلما كان امر بدر خرج منهم قوم مع الكفار۔ (قرطبی)

یہ مکہ کے کچھ لوگ تھے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مسلمان ہو گئے تھے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو یہ لوگ اپنی قوم کے ساتھ مکہ میں ٹھہرے رہے، جب ان میں سے بعض پر آزمائشیں آئیں تو وہ گمراہ ہو گئے، اور بدر میں مسلمانوں کے خلاف مشرکین کے ساتھ نکلے۔

### ❷ مشرکین کی تعداد بڑھانے والے:

اخبرني ابن عباس ان ناساً من المسلمين كانوا مع المشركين يكثرون سواد المشركين علىٰ عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يأتي السهم فيرمي به فيصيب احدهم فيقتله او يضرب فيقتل فانزل الله تعالىٰ ان الذين توفّٰهم الملٰئكة ...... الآية۔ (قرطبی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بعض مسلمان مشرکین کے ساتھ رہتے تھے اور جنگوں میں ان کی تعداد بڑھاتے تھے (یعنی جنگ میں آجاتے تھے مگر مسلمانوں کے خلاف لڑتے نہیں تھے) پھر ان میں سے کوئی تیر وغیرہ لگنے سے مارا جاتا تھا تو اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی:

ان الذين توفّٰهم الملٰئكة ...... الآية۔

### ❸ کافروں کی امداد کرنے والے:

مسلمانوں کی چوتھی قسم (کا بیان ہے) جس نے جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ شرکت نہیں کی بلکہ کفار کو امداد دی۔

(حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

پہلے تین قسمیں قاعد، مجاهد، اور اولي الضرر گذر چکی ہے۔

### ❹ کافروں کے دباؤ میں جہاد چھوڑنے والے:

بعض مسلمان ایسے بھی ہیں کہ دل سے تو سچے مسلمان ہیں مگر کافروں کی حکومت میں ہیں اور ان سے مغلوب ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور کافروں کے خوف سے اسلامی باتوں کو عمل کر نہیں کر سکتے نہ حکم جہاد کی تکمیل کر سکتے ہیں سوان پر فرض ہے کہ وہاں سے ہجرت کریں، اس رکوع میں اسی کا ذکر ہے آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں یعنی کافروں کے ساتھ مل رہے ہیں اور ہجرت نہیں کرتے تو فرشتے ان سے مرنے کے وقت پوچھتے ہیں کہ تم کس دین پر تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم تو مسلمان تھے، مگر بوجہ ضعف و کمزوری کے دین کی باتیں نہ کر سکتے تھے، فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی زمین تو بہت وسیع تھی تم یہ تو کر سکتے تھے کہ وہاں سے ہجرت کر جاتے تو ایسوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ (تفسیر عثمانی)

**۵ دینی فرائض پر پابندی ہو تو ہجرت فرض ہے:**

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

”اس سے معلوم ہوا کہ جس ملک میں مسلمان کھلا نہ رہ سکے وہاں سے ہجرت فرض ہے۔“ (موضح القرآن)

”فقہاء نے لکھا ہے کہ جب ایک ملک میں رہ کر فرائض دین پوری طرح نہ ادا ہو سکتے ہوں اور یہ معلوم ہو کہ کوئی دوسرا ملک ہے جہاں فرائض دین ادا ہو سکتے ہیں تو پہلے سے دوسرے ملک کی طرف ہجرت واجب ہو جاتی ہے۔ والآية تدل على ان من لم يمكن اقامة دينه في بلده كمايجب وعلم انه يمكن من اقامته في غيره حقت عليه المهاجرة. (مدارك)

هذا يدل على الخروج من ارض الشرك الى اى ارض كانت من أرض الاسلام (جصاص)“ (تفسیر ماجدی)

**خلاصہ**

حضرات مفسرین کی ان تمام عبارتوں سے اس ”جرم“ کا نقشہ واضح ہو جاتا ہے جس پر اتنی سخت وعید نازل ہوئی ہے۔ اسلام دنیا میں غالب ہونے کے لئے آیا ہے، اس لئے کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے ذاتی مفاد اور آرام کے لئے اسلام اور اسلامی احکامات کو کافروں کے سامنے مغلوب اور رسوا کرے یا اپنی جان بچانے کے لیے مسلمانوں کے خلاف کافروں کا ساتھ دے۔ یا کافروں کے دباؤ یا ان کی خوشنودی کے لئے جہاد سمیت کسی اسلامی فریضہ کو ترک کرے۔ پس جو کوئی ایسا کرے گا وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہوگا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب دین اور جہاد کی خاطر ضرورت کے وقت وطن چھوڑنا لازم ہے تو پھر اپنی نوکری، یا روزی کو مجبوری قرار دیکر کافروں کا ساتھ دینا کس طرح سے جائز ہو سکتا ہے؟ (واللہ اعلم بالصواب)

**قربانی ضروری ہے**

”ہجرت کوئی سفر تجارت ہے کہ مال کے ساتھ اور ساتھیوں کے ساتھ گھر سے نکل جائیں اور پھر واپس آجائیں یہ تو ایک مشکل چیز ہے، دین ایمان کو بچانے کے لئے گھر بار، زمین وجائیداد کو چھوڑنا پڑتا ہے وطن کو مستقل طور پر خیر باد کر دیا جاتا ہے پھر دشمن بھی نکلنے نہیں دیتے۔ موقع لگ گیا تو آل واولاد کو ساتھ لے لیا ورنہ ان کو چھوڑنا پڑتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ابتدائے اسلام میں جو ہجرتیں کی ہیں ان کے دردناک واقعات کتابوں میں موجود ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ آل واولاد کو چھوڑ کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے دونوں کے متعلقین مکہ ہی میں رہے بعد میں وہ حضرات بھی آ گئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مکہ معظمہ ہی میں اپنے شوہر کے ساتھ رہنا پڑا جب ہجرت کرنے کے ارادہ سے تشریف لانے لگیں تو ایک کافر نے بطن مبارک پر لات ماری جس سے حمل ساقط ہو گیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ ہجرت کے ارادہ سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور اپنے بیٹے سلمہ کو اونٹ پر بٹھا کر نکلے مکہ والے آڑے آ گئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر والوں نے حضرت ام سلمہ کو روک لیا پھر ابو سلمہ کے گھر والے آئے اور ان کے بیٹے سلمہ کو لے کر چلے گئے اس طرح تینوں میں جدائی ہو گئی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں صبح سے شام تک روتی رہتی تھی، (پھر کچھ عرصہ بعد بیٹے کے ساتھ ہجرت کا موقع مل گیا)" (انوار البیان)

## اشارات

" آجکل تو لوگ الٹی راہ پر چل رہے ہیں اچھے خاصے دینی ماحول سے نکل کر دنیا کمانے کے لئے یورپ، امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا جا جا کر بس رہے ہیں اور وہاں اپنے دین وایمان کا خون کر رہے ہیں اور اپنی نسلوں کے لئے دین وایمان سے محرومی کا انتظام کر رہے ہیں۔" (انوار البیان)

## فائدہ

امام ابو حیان رحمہ اللہ نے ان پانچ افراد کے نام لکھے ہیں جو مسلمان تھے اور بدر کے دن مشرکین کی طرف سے آئے تھے اور مارے گئے تھے ملاحظہ فرمایئے: تفسیر البحر المحیط۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سورۃ النساء مدنیۃ آیت ۹۸،۹۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا

ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے واقعی کمزور ہیں

يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٩٨﴾ فَأُولٰٓئِكَ عَسَى

جو نکلنے کا کوئی ذریعہ اور راستہ نہیں پاتے۔ پس امید ہے کہ ایسوں کو

اللّٰهُ أَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿٩٩﴾

اللہ تعالیٰ معاف کردے اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے

## خلاصہ

لیکن جو مرد، عورتیں اور بچے واقعی کمزور ہیں اور ہجرت پر قادر نہیں ہیں۔ ان کے پاس نہ تو انتظام ہے اور نہ راستے کی واقفیت، تو ان کے لئے معافی ہے۔ (ان شاء اللہ)

## اقوال و حوالے

یہ وہ مخلص حضرات ہیں جو ہجرت کے لئے بے چین تھے اور ہر وقت اس کی تاک میں رہتے تھے۔ مگر انہیں کوئی راستہ نہیں ملتا تھا۔ ابوحیان رحمہ اللہ ان میں سے بعض کے اسماء گرامی لکھتے ہیں۔

من الرجال جماعة كعياش بن أبي زمعه و سلمة بن هشام و الوليد بن الوليد رضي الله عنهم، یہ تو ہوئے مردوں میں سے۔

ومن النساء جماعة كأم الفضل امامة بنت الحارث ام عبد الله بن عباس رضي الله عنهن. یہ خواتین میں سے ہوئیں۔

ومن الولدان عبدالله بن عباس وغيره. یہ بچے تھے۔ (البحر المحیط)

## حیلہ بازی نہ ہو تو معافی ہے

"وہ مسلمان مرد، عورتیں اور بچے جو چارہ کار (یعنی اسباب وغیرہ) میں بے بس ہوں اور سفر کی راہ نہ پائیں، دارالکفر کو چھوڑ کر ہجرت نہ کرنے کے الزام سے بری ہیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کردے، لیکن حیلہ بازی کے لئے معافی کی کوئی صورت نہیں۔" (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## ایک اشکال کا جواب

جب ان حقیقی معذور لوگوں پر ہجرت فرض ہی نہیں تھی تو پھر معافی کا کیا مطلب ہے؟ معافی تو گناہ کے بعد ہوتی ہے امام رازی رحمہ اللہ اور دیگر مفسرین نے اس اشکال کے جو جوابات دیئے ہیں ان کا خلاصہ ان دو عبارتوں میں ملاحظہ فرمائیں:

❶ "صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ اس میں یہ بتایا ہے کہ ہجرت کا چھوڑ دینا بڑے خطرہ کی چیز ہے یہاں تک کہ مجبور حال جس پر ہجرت فرض نہیں اس کا ہجرت چھوڑ دینا بھی اسی درجے میں ہے کہ اسکو گناہ شمار کرلیا جائے کیونکہ معافی گناہ سے متعلق ہوتی ہے ایسے مجبور حال کو بھی چاہئے کہ موقعہ کی تلاش میں رہے اور اس کا دل ہجرت کے خیال میں لگا رہے جیسے ہی موقعہ ملے روانہ ہوجائے۔" (انوار البیان)

❷ "مفسر تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ عدم ہجرت کا گناہ فی الاصل اس قدر سخت ہے کہ غفوراً لاکر ادھر اشارہ کردیا گیا ہے کہ باوجود عذر موجود ہونے اور اس کے گناہ نہ ہونے کے مشابہ اس کے ہے کہ گناہ ہوا، اگرچہ معاف بھی کردیا ہے۔" (تفسیر ماجدی)

ان دونوں عبارتوں میں زیادہ فرق نہیں ہے۔ البتہ امام رازی رحمہ اللہ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ممکن ہے ایک شخص خود کو ہجرت سے معذور اور مجبور سمجھے مگر حقیقت میں ایسا نہ ہو۔ بلکہ اس شخص کے دل پر وطن کا شوق اور ہجرت کی شدید مشکلات کا ڈر غالب ہو اور وہ خود کو معذور سمجھ رہا ہو۔ اس لئے معافی کا لفظ لایا گیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

ان تین آیات اور ان کے بعد والی آیت میں ہجرت کا جو مضمون بیان ہوا ہے اس کا براہ راست تعلق جہاد کے ساتھ ہے۔ مسلمانوں کی مشرکین مکہ کے ساتھ لڑائی شروع ہوچکی تھی، ان حالات میں تمام مسلمانوں کا دار الاسلام مدینہ منورہ میں جمع ہونا ضروری تھا۔ بعض مسلمانوں کے دشمنوں کے درمیان رہنے کی وجہ سے جہاد میں کافی رکاوٹیں آرہی تھیں۔ اور بعض کمزور دل مسلمان مشرکین کا تعاون کر رہے تھے۔ اس لئے ان آیات میں مذکور جہادی مضامین بالکل واضح ہیں جو اس تالیف کا موضوع ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۰۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ

اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں وطن چھوڑے اس کے عوض زمین میں بہت جگہ اور کشادگی پائے گا

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ

اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلے پھر اس کو

الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۰۰

موت پالے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا ثواب ہو چکا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے

### خلاصہ

اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہجرت کرے گا تو اسے رہنے کے لئے بہت جگہ اور کشادہ روزی ملے گی۔ اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کیلئے نکلا پھر منزل پر پہنچنے سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا تو اسے ہجرت کا پورا اجر ملے گا۔ (اور مغفرت اور رحمت بھی کہ) اللہ تعالیٰ غفور بھی ہے، رحیم بھی ہے۔

### اقوال وحوالے

**❶ دو خوف دو وعدے:**

امام رازی رحمہ اللہ کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو ہجرت سے روکنے والی دو چیزیں ہوتی ہیں ایک اس بات کا خوف اور اندیشہ کہ نئی جگہ رہائش اور کھانے کی تنگی ہوگی اور دوسرا اس بات کا خوف کہ پتہ نہیں میں منزل تک پہنچوں گا یا نہیں؟ آیت کے پہلے حصے میں مہاجر فی سبیل اللہ کے لئے کھلی جگہ اور کھلی روزی کا سچا وعدہ فرمایا گیا اور دوسرے حصے میں یہ اعلان فرما دیا گیا کہ منزل تک پہنچے یا نہ پہنچے اس کا اجر پکا ہے۔ (التفسیر الکبیر)

**❷ اجر عمل کا یا نیت کا؟**

امام رازی رحمہ اللہ نے اس پر بحث فرمائی ہے کہ جو شخص کوئی عمل شروع کر کے اسے پورا کئے بغیر مر گیا۔ اسکو پورے عمل کا اجر ملے گا یا نیت کا؟ اس بحث کے آخر میں لکھتے ہیں:

واعلم أن القول الاول أولىٰ لانه تعالىٰ انما ذكر هذه الاية ههنا في معرض الترغيب في الجهاد۔ (التفسير الكبير)

یعنی پہلا قول زیادہ بہتر ہے کہ اسے پورے عمل کا اجر ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو ترغیب جہاد کے ضمن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں ذکر کیا ہے۔ (اور ہجرت اور جہاد کی یہ ترغیب تب ہوگی جب راستے میں مرنے والے کے لئے بھی اس عمل کے پورے اجر کا اعلان ہوگا۔)

## ایک ایمان افروز واقعہ

عن ابن جبیر انھانزلت فی جندب بن ضمرة وکان بلغه قول تعالیٰ ان الذین توفاھم الملائکة ظالمی انفسھم ۔الخ

حضرت ابن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت جندب بن ضمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور وہ اس طرح کہ جب ان تک اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ان الذین توفاھم الملائکة ظالمی انفسھم پہنچا (جس میں ہجرت نہ کرنے والوں کے لئے سخت وعید ہے) وہ اس وقت مکہ میں تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے مسلمانوں تک یہ آیت مبارکہ بھجوادی تھی تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا مجھے ہجرت کے لئے سوار کردو کیونکہ نہ تو میں کمزور ہوں اور نہ راستے سے ناواقف اب میں ایک رات بھی مکہ میں نہیں گذار سکتا۔ ان کے بیٹوں نے انہیں ایک چارپائی پر ڈال کر سوار کردیا اور مدینہ کی طرف روانہ کردیا وہ بہت بوڑھے تھے (تھوڑے ہی فاصلے پر) مقام تنعیم میں ان کا انتقال ہوگیا، جب موت کا وقت قریب آیا تو وہ اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے اور فرماتے تھے یا اللہ یہ (ہاتھ) آپکے لئے اور یہ (ہاتھ) آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے میں آپ سے اس چیز پر بیعت کرتا ہوں جس پر آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے بیعت کی ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب ان کے انتقال کی خبر پہنچی تو فرمانے لگے کاش وہ مدینہ پہنچ کر انتقال فرماتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (کہ ان کا اجر تو پورا اور پکا ہوگیا ہے) (روح المعانی)

## فائدہ

اسی آیت سے فقہاء اہل مدینہ نے یہ مسئلہ مستنبط فرمایا ہے۔

ان الغازی اذا مات فی الطریق وجب سھمه فی الغنیمة، کہ مجاہد اگر راستے میں انتقال کرجائے تو اس جنگ کے مال غنیمت میں سے اسے (یعنی اس کے ورثاء کو) حصہ ملے گا۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والصحیح ثبوت الاجر الاخروی فقط

یعنی صحیح قول یہ ہے کہ آیت سے آخرت ہی کا اجر ثابت ہورہا ہے (نہ کہ دنیا کی غنیمت) (روح المعانی)

## ہجرت اور جہاد

"ان آیات سے معلوم ہوا کہ ہجرت اور جہاد دونوں کی شریعت اسلامیہ میں بڑی اہمیت ہے، ان دونوں کی برکات بھی بہت ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے ہجرت کرے گا، اس کو ضرور ہی کسی نہ کسی جگہ ٹھکانہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مل جائے گا اور اس کو مالی کشائش بھی نصیب ہوگی، پردیس میں نیا نیا پہنچنے کی وجہ سے ابتداء کوئی تکلیف پہنچ جائے تو یہ اور بات ہے لیکن جلد ہی رحمت اور برکت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ظاہری و باطنی منافع ملنے لگتے ہیں اور معاش میں بھی فراوانی ہو جاتی ہے، حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم نے مکہ چھوڑ کر مدینہ منورہ کو ہجرت کی تھی چند سال بعد مکہ معظمہ بھی فتح ہو گیا، خیبر فتح ہوا بہت سے علاقے قبضے میں آئے بڑی بڑی جائیدادیں ملیں، اموال غنیمت ہاتھ آئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مصر، شام، عراق فتح ہوئے جو حضرات مکہ میں مجبور و بے کس تھے ان کو بڑے بڑے اموال ملے۔ تاریخ اس پر شاہد ہے کہ ہجرت اور جہاد سے کایا پلٹ جاتی ہے اور مسلمان نہ صرف یہ کہ ثواب آخرت کے اعتبار سے (جس کے برابر کوئی چیز نہیں ہو سکتی) بلکہ دنیاوی اعتبار سے بھی ہجرت اور جہاد کی وجہ سے عزت اور شرف اور کافروں پر غلبہ اور مالداری اور غلام اور باندیوں کی ملکیت کے اعتبار سے کامیاب اور فائز المرام ہو جاتے ہیں۔ (انوار البیان)

## کلام برکت

اس آیت مبارکہ پر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی تقریر لطیف کی تسہیل تفسیر عثمانی سے ملاحظہ فرمائیں:

"اس آیت میں ہجرت کی ترغیب ہے اور مہاجرین کو تسلی دی جاتی ہے، یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہجرت کرے گا اور اپنا وطن چھوڑے گا تو اسکو رہنے کے لئے بہت جگہ ملے گی اور اس کی روزی اور معیشت میں فراخی ہوگی تو ہجرت کرنے میں اس سے مت ڈرو کہ کہاں رہیں گے اور کیا کھائیں گے، اور یہ بھی خطرہ نہ کرو کہ شاید رستہ میں موت آجائے تو ادھر کے ہوں نہ ادھر کے کیونکہ اس صورت میں ہجرت کا پورا ثواب ملے گا اور موت تو اپنے وقت ہی پر آتی ہے وقت مقرر سے پہلے نہیں آسکتی"۔ (تفسیر عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۰۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا

| | | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور | جب | تم | سفر | کیلئے | نکلو | تو | تم | پر | کوئی | گناہ | نہیں | نماز | میں | سے |

مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ

| | | | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| کچھ | کم | کردو | اگر | تمہیں | یہ | ڈر | ہو | کہ | کافر | تمہیں | ستائیں | گے | بے | شک |

الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| کافر | تمہارے | صریح | دشمن | ہیں |

### خلاصہ

جب تم جہاد وغیرہ کے لئے سفر کرو اور کافروں سے جو تمہارے صریح دشمن ہیں اس کا خوف ہو کہ وہ موقع پا کر ستائیں گے تو نماز کو مختصر رکھو۔ یعنی جو نماز حضر میں چار رکعت کی ہو اس کی دو رکعت پڑھو۔ (تفسیر عثمانی)

### جہاد کا اعزاز

”غور کیجئے جب آدمی ہجرت اور جہاد کے ارادے سے نکلے تو سب سے بڑا فرض نماز ہے جس کے چھوڑنے سے آدمی کافر (خدا تعالیٰ کا نافرمان) ہو جاتا ہے اس میں بھی تخفیف کر دی گئی ہے کہ چار رکعت سے دو کر دی گئیں اور دوسرا یہ کہ جمع صوری جائز قرار دے دی گئی“۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

### شرعی مسئلہ

”ہمارے ہاں سفر تین منزل (اڑتالیس میل یا ستتر ۷۷ کلومیٹر) کا ہونا ضروری ہے اس سے کم ہوگا تو قصر جائز نہ ہوگا اور کافروں کے ستانے کا ڈر اس وقت موجود تھا جب یہ حکم نازل ہوا، جب یہ ڈر جاتا رہا تو اس کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں دو رکعت ہی پڑھتے رہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اسی کی تاکید فرمائی اب ہمیشہ سفر میں قصر کرنے کا حکم ہے خوف مذکور ہو یا نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے شکریہ کے ساتھ قبول کرنا لازم ہے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے“۔ (تفسیر عثمانی)

### ربط آیت

”منجملہ اُن چیزوں کے کہ جن کی مجاہد کو جہاد میں احتیاج (یعنی ضرورت) ہے نماز کی کیفیت دریافت کرنا ہے کہ سفر میں کس طرح سے اور بوقت جنگ کیونکر (یعنی کیسے) ادا کرنی چاہئے اس لئے خدا تعالیٰ ان آیات میں صلوٰۃ قصر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وصلوٰۃ خوف کے متعلق مسائل بیان فرماتا ہے۔“ (تفسیر حقانی)

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اعلم ان أحد الامور التي يحتاج المجاهد اليها معرفة كيفية اداء الصلوٰة فی زمان الخوف والا شتغال بمحاربة الاعداء (التفسير الكبير)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۰۲، ۱۰۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ

اے نبی جب تو مسلمانوں میں موجود ہو اور انہیں نماز پڑھانے کیلئے کھڑا ہو تو چاہیے ان میں سے ایک جماعت

مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوٓا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَّرَآئِكُمْ

تیرے ساتھ کھڑی ہو اور اپنے ہتھیار ساتھ لے لیں پھر جب یہ سجدہ کر لیں تو تیرے پیچھے سے ہٹ جائیں

وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا

اور دوسری جماعت آئے جس نے نماز نہیں پڑھی وہ تیرے ساتھ نماز پڑھے اور وہ بھی

حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ

اپنے بچاؤ اور ہتھیار ساتھ رکھیں کافر چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں اور

أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً وَلَا

اسباب سے بے خبر ہو جاؤ تاکہ تم پر یک بارگی ٹوٹ پڑیں اور اگر

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى أَنْ

تم بارش کی وجہ سے تکلیف محسوس کرو یا بیمار ہو تو ہتھیار رکھ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں

تَضَعُوٓا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ

اور (تب بھی) اپنا بچاؤ ساتھ رکھو بے شک اللہ تعالیٰ نے کافروں کیلئے ذلت کا

عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿١٠٢﴾ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ

عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پھر جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کو کھڑے اور بیٹھے اور

قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

لیٹے ہونے کی حالت میں یاد کرو پھر جب تمہیں اطمینان ہو جائے تو پوری نماز پڑھو

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿١٠٣﴾

بے شک نماز اپنے مقرر وقتوں میں مسلمانوں پر فرض ہے

### خلاصہ

جہاد کے دوران جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی لشکر میں موجود ہوں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کا شرعی امیر موجود ہو اور پورا لشکر ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنا چاہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ان میں سے ایک امام کے پیچھے نماز ادا کرے اور دوسرا دشمن کے مدمقابل رہے۔ جو مجاہد امام کے پیچھے نماز ادا کر رہے ہیں وہ بھی مسلح حالت میں نماز ادا کریں۔ ایک رکعت پوری ہونے کے بعد لشکر کا یہ حصہ دشمن کے مدمقابل چلا جائے اور دوسرا حصہ آ کر امام کے پیچھے نماز ادا کرے۔ مگر نماز کے دوران اپنا اسلحہ اور دفاع کا سامان ساتھ رکھے، کیونکہ کافر چاہتے ہیں کہ تم اپنے اسلحے اور سامان سے غافل ہو جاؤ تو وہ تم پر اچانک حملہ کر دیں۔ لیکن اگر بارش یا بیماری وغیرہ کا کوئی عذر ہو تو اسلحہ اتار کر نماز ادا کر سکتے ہو مگر دفاع کا سامان تب بھی اپنے ساتھ رکھنا چاہئے۔ نماز ادا کرنے کے بعد تمام اہل لشکر کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی یاد میں لگے رہیں۔ اور جب سفر ختم ہو جائے تو نماز کو اس کے اصل قانون کے مطابق ادا کرو بے شک نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور اس کے اوقات مقرر ہیں۔

## شانِ نزول

"لباب النقول" میں حضرت ابوعیاش زرقی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام عسفان میں تھے سامنے سے مشرکین آ گئے جو خالد بن ولید کی سرکردگی میں تھے (وہ اب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) یہ لوگ ایسی جگہ تھے جو ہمارے اور ہمارے قبلہ کے درمیان تھی، آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز ظہر پڑھائی تو مشرکین کہنے لگے کہ ہم نے غلطی کی، جب یہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے اس وقت ان پر حملہ کر دیتے ان کو تو ہمارے حملے کا خیال بھی نہ تھا۔ پھر کہنے لگے کہ ابھی ایک اور نماز آنے والی ہے۔ (یعنی نماز عصر) وہ نماز ان کو اپنے بیٹوں سے اور جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ جب یہ لوگ آئندہ نماز میں مشغول ہو جائیں تو ان پر حملہ کر دیا جائے اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام ظہر اور عصر کے درمیان یہ آیت لیکر نازل ہوئے" (انوار البیان)

امام قرطبی رحمہ اللہ نے بھی یہ روایت دار قطنی کے حوالے سے نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ یہی واقعہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب بنا۔ (القرطبی)

## صلوٰۃ الخوف کا طریقہ

خلاصہ تفسیر میں صلوٰۃ الخوف کا وہ طریقہ آ گیا ہے جو آیت میں مذکور ہے۔ پہلی جماعت ایک رکعت ادا کر کے چلی جائے پھر دوسری جماعت ایک رکعت امام کے پیچھے ادا کر کے اپنی نماز یا تو پوری کر لے یا وہ بھی ایک رکعت ادا کر کے چلی جائے۔ پھر پہلی جماعت واپس آ کر دوسری رکعت ادا کر کے اپنی نماز مکمل کر لے۔ اور پھر دوسری جماعت (اگر اس نے اپنی نماز پوری نہ کی ہو تو) واپس آ کر اپنی نماز مکمل کر لے۔ صلوٰۃ الخوف کے متعلق حضرات مفسرین نے جو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

احکامات جمع کئے ہیں ان میں سے چند ضروری احکام ملاحظہ فرمائیں:

1. نماز خوف کئی طرح سے ثابت ہے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ طریقے نقل کئے (ہیں) (انوار البیان)

2. یہ ہر جماعت کو ایک ایک رکعت پڑھانا اس صورت میں ہے جب امام اور مقتدی مسافر ہوں اگر امام مقیم ہو تو ہر جماعت کو دو دو رکعتیں پڑھائے باقی رکعتیں وہ لوگ پوری کر لیں اگر نماز مغرب میں ایسا واقعہ پیش آئے تو پہلی جماعت کو دو رکعتیں اور دوسری جماعت کو ایک رکعت پڑھائے۔ نماز میں آنا جانا چونکہ حالت اضطرار کی وجہ سے اور شرعی اجازت سے ہے اس لئے اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ (انوار البیان)

3. اگر دشمنوں کے خوف سے اتنی مہلت بھی نہ ملے کہ نماز خوف بصورت مذکورہ ادا کر سکیں تو جماعت موقوف کر کے تنہا تنہا نماز پڑھ لیں پیادہ ہو کر اور سواری سے اترنے کا بھی موقع نہ ملے تو سواری پر اشارہ سے نماز پڑھ لیں اگر اس کی بھی مہلت نہ ملے پھر نماز کو قضاء کر دیں۔ (تفسیر عثمانی)

4. جب نماز کے لئے کھڑے ہوں تو ہتھیار ساتھ رکھ لیں اگر مقابلہ کی ضرورت پڑ جائے تو ہتھیار لینے میں دیر نہ لگے اگرچہ قتال کرنے سے نماز ٹوٹ جائے گی لیکن دشمن کا دفاع کرنے کی وجہ سے نماز توڑنے کا گناہ نہ ہوگا۔ (انوار البیان)

## دونوں باتیں اہم ہیں

صلوٰۃ الخوف وغیرہ کے احکامات سے بعض مفسرین حضرات نے جہاد کی فضیلت کو بیان فرمایا ہے کہ یہ کتنا اونچا اور ضروری عمل ہے کہ جس کی وجہ سے نماز جیسے فریضہ کے طریقے وغیرہ میں تخفیف کر دی گئی۔ تا کہ دوران جہاد جنگ میں غفلت اور کمی نہ رہ جائے۔ جبکہ بعض دوسرے مفسرین نے ان ہی احکامات سے نماز اور جماعت کی فضیلت کو بیان فرمایا ہے کہ جہاد جیسے مشکل اور ضروری کام میں بھی نماز اور اس کی جماعت کے احکامات بیان ہو رہے ہیں کہ مسلمان کو کسی حال میں بھی نماز اور جماعت سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

بے شک نماز بھی اسلام کا بے حد اہم فریضہ ہے اور جہاد بھی اسلام کا اہم فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ امت میں تمام فرائض کو اور پورے دین کو زندہ فرمائے (آمین یا ارحم الراحمین)

## جیسے ممکن ہو ذکر کرو

" فاذا قضيتم الصلوة لیعنی جب نماز سے فراغت پاؤ تو ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو جایا کرو بلکہ کھڑے، بیٹھے، لیٹے اللہ کو یاد کیا کرو بعض کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اگر جنگ سخت ہو اور صلوٰۃ خوف کی بھی مہلت نہ ہو تو پھر جس حال میں ممکن ہو یاد الٰہی کر لو۔" (تفسیر حقانی)

" اللہ تعالیٰ کو یاد کرو حتیٰ کہ عین ہجوم (یعنی حملہ) اور مقاتلہ (یعنی جنگ) کے وقت بھی" (تفسیر عثمانی)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۰۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ

اور ان لوگوں کا پیچھا کرنے سے ہمت نہ ہارو اگر تم تکلیف اٹھاتے ہو تو وہ بھی تمہاری طرح

كَمَا تَاْلَمُوْنَ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ وَكَانَ اللّٰهُ

تکلیف اٹھاتے ہیں حالانکہ تم اللہ تعالیٰ سے جس چیز کے امیدوار ہو وہ نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ

عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾

سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے

### خلاصہ

کفار کی جستجو اور ان کے تعاقب میں ہمت سے کام لو اور کوتاہی نہ کرو۔ اگر تم کو ان کی لڑائی سے زخم اور درد پہنچا ہے تو اس تکلیف میں تو وہ بھی شریک ہیں یعنی ان کو بھی زخم لگے ہیں اور آئندہ تم کو اللہ تعالیٰ سے وہ امیدیں ہیں جو ان کو نہیں یعنی دنیا میں کفار پر غلبہ اور آخرت میں ثواب عظیم اور اللہ تعالیٰ تمہارے مصالح اور تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے اس کا جو حکم ہے اس میں تمہارے لئے بڑے منافع (یعنی فائدے) اور حکمتیں ہیں دین اور دنیا دونوں کے لئے پس اس حکم کو پورا کرنا غنیمت اور بڑی نعمت سمجھو۔ (مفہوم عثمانی)

### ربط

❶ اعلم انه تعالىٰ لما ذكر بعض الاحكام التي يحتاج المجاهد الى معرفتها عاد مرة اخرى الى الحث على الجهاد (التفسير الكبير)

جب اللہ تعالیٰ نے ان بعض احکامات کو بیان فرمادیا جن کو جاننے کی مجاہد کو ضرورت تھی واپس جہاد کی ترغیب کی طرف رجوع فرمایا۔

❷ اس کے بعد پھر جہاد کی ترغیب دیتا ہے کہ تم سے اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت کا وعدہ کیا ہے اور اس سے تم کو وہ امید ہے جو کفار کو نہیں پھر کیوں ان کی لڑائی سے سستی کرتے ہو۔ (تفسیر حقانی)

### اقوال وحوالے

❶ جہاد میں سستی ناجائز ہے:

"اوپر اصل مقصود ذکر جہاد کا تھا اور دوسرے مضامین اس کی مناسبت سے مذکور ہوگئے تھے آگے پھر جہاد ہی کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

متعلق مضمون ارشاد ہے کہ جہاد میں سستی ناجائز ہے۔" (بیان القرآن)

**۲ سستی نہ کرو:**

اور دشمنوں کے تعاقب میں سستی نہ کرو۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

**۳ یہ حکم ہر جہاد میں ہے:**

قیل نزلت فی حرب أحد حیث امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالخروج فی آثار المشرکین وکان بالمسلمین جراحات وکان امر ان لا یخرج معہ الا من کان فی الوقعۃ۔ وقیل ھذا فی کل جھاد.

یعنی ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت غزوہ احد کے موقع پر نازل ہوئی جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کا پیچھا کرنے کا حکم دیا اور مسلمان زخمی تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ اس تعاقب میں وہی جائے جو جنگ احد میں شریک تھا۔ آیت کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ یہ حکم ہر جہاد میں ہے (کہ دشمن کا مقابلہ اور تعاقب کرنے میں کم ہمتی نہ دکھاؤ) (قرطبی)

**۴ افسوس ہے اس پر:**

"مقاصد کی راہ میں تکلیفیں اور محنتیں مؤمن کو بھی پیش آتی ہیں اور کافر کو بھی لیکن مؤمن کے لئے ان کا جھیلنا سہل ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے سامنے ایسی امیدیں رکھتا ہے جو کافر کو میسر نہیں وہ یقین رکھتا ہے کہ میں جو کچھ جھیل رہا ہوں حق کی راہ میں ہے اور میرے لئے دنیا میں بھی کامیابی ہے اور آخرت میں بھی۔ پھر افسوس اس مؤمن پر جو مقاصد حق کی راہ میں اتنا بھی نہ کر سکے جتنا ایک کافر ظلم وفساد کی راہ میں کرتا ہے۔" (ترجمان القرآن)

**۵ تم محنت کے زیادہ حقدار ہو:**

امام رازی رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں یہ وجد آفرین جملہ لکھا ہے

فاذا کانوا مع انکارھم الحشر والنشر یجدون فی القتال فانتم ایھا المومنون المقرون بأن لکم فی ھذا الجھاد ثوابا عظیما وعلیکم فی ترکہ عقابا عظیما أولیٰ بأن تکونوا مجدین فی ھذا الجھاد.

یعنی کفار قیامت کے حشر ونشر کے منکر ہیں مگر پھر بھی تمہارے ساتھ جنگ کرنے میں اتنی محنت اور کوشش کرتے ہیں۔ پس اے مسلمانو تم تو حشر ونشر کے قائل ہو اور تم جانتے ہو کہ تمہارے لئے جہاد کرنے میں ثواب عظیم اور جہاد چھوڑنے میں سخت عذاب ہے۔ پس تم اس بات کے زیادہ حقدار ہو کہ تم جہاد میں خوب محنت کرو۔ (التفسیر الکبیر)

**فائدہ**

اسلام اور کفر برابر نہیں ہو سکتے۔ مسلمان اور کافر برابر نہیں ہیں، مسلمان کی تکلیف اور کافر کی تکلیف برابر نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جہاد میں تمہیں جو تکلیف پہنچتی ہے وہ اجر کا باعث ہے۔ اور کافر کو جو تکلیف پہنچتی ہے وہ بڑے عذاب سے پہلے چھوٹا عذاب ہے۔ دنیا میں کامیابی کا معیار راحت یا تکلیف نہیں۔ ایمان اور جہاد ہے۔ جسے ایمان اور جہاد مل گیا وہ کامیاب ہے۔ خواہ زخمی ہو یا شکست کھائے۔ اور جسے ایمان اور جہاد نصیب نہیں ہوا وہ ناکام ہے اگرچہ روئے زمین کا بادشاہ ہو۔ جہاد کے زخم مؤمن کے لئے قیامت کے دن گواہی دیں گے۔ اور ان سے ٹپکنے والا خون خوشبودار مشک بن جائے گا۔ پھر اے مسلمانو! کفار کا تعاقب کرنے میں کم ہمتی اور سستی کیوں؟ کفار کا تعاقب کر کے ان کو مارو اور بھگاؤ اور زمین کو ان کی قوت سے پاک کر دو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۳۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳۸﴾

منافقوں کو تو خوشخبری سنادے کہ ان کے واسطے دردناک عذاب ہے

## خلاصہ

خود کو مسلمان کہنے کے باوجود مسلمانوں کے دشمنوں سے یاریاں کرنے والے اور ان کے ہاں عزت ڈھونڈنے والے منافقین کو خوشخبری سنادی جائے کہ ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔

## فائدہ

ان ''منافقین'' کا تذکرہ شروع ہو رہا ہے جنہوں نے اسلامی جماعت اور اسلامی جہاد کو نقصان پہنچانے کی بھرپور کوشش کی۔ منافقین کا یہ طبقہ جہاد کا دشمن ہے۔ یہ لوگ کس وجہ سے منافق بنے؟ ان کے مقاصد کیا ہیں؟ ان کا انجام کیا ہے؟ جہاد کی فتح اور شکست کے وقت ان کا دہرا طرز عمل کیا ہوتا ہے؟ نفاق اور منافقین سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟ منافق کی توبہ کن شرطوں کے ساتھ قبول ہوتی ہے؟ یہ تمام اہم جہادی مضامین سورۃ النساء کی آیت ۱۳۸ تا ۱۴۷ میں بیان ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کی صفوں میں منافق صفت لوگ تو ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں۔ مگر ان کی پھرتیاں اور زیادہ نقصانات اس وقت سامنے آتے ہیں جب مسلمانوں کا کافروں سے جہاد شروع ہوتا ہے۔ اور اس میں مسلمانوں کو ظاہری شکست ہو جاتی ہے۔ تب منافق کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔ وہ فوراً کافروں کی گود میں جا گرتے ہیں۔ وہ اسلام اور جہاد کے خلاف وساوس پھیلاتے ہیں۔ اور اپنے بچاؤ اور دنیاوی مفادات کے لئے ہر گری ہوئی غیر اسلامی حرکت کر گزرتے ہیں۔

ان آیات کو بہت غور و فکر اور توجہ سے پڑھنے کی ضرورت ہے، تاکہ نفاق کے مرض، اسباب اور اثرات سے اپنے دل کو پاک رکھنے کی محنت کی جاسکے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

''بشر المنافقين تبشير کے معنٰی ہمیشہ خوشخبری ہی کے نہیں ہوتے، لغت میں عام ہے ہر ایسی خبر کے لئے جس کا اثر چہرہ سے ظاہر ہونے لگے۔

التبشير الاخبار بما يظهر اثره على البشرة. (قرطبی)

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بشارت یہاں طنز و زجر کے معنٰی میں ہو، اور عرب ایسے موقع پر ایسا ہی استعمال کرتے ہیں۔

قوله بشر تهكم بهم، والعرب تقول، تحيتك الضرب وعتابك السيف. (كبير) ومن ذلك قول الشاعر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تحية بينهم ضرب وجيع

اردو میں تو طنزیہ موقع پر کہتے ہیں، لو اب اپنا انعام لو۔ لو، اب تو مزہ پایا۔ اب دیکھو اپنا تماشہ۔" (تفسیر ماجدی)

**یہ بے استقلالی کا نتیجہ ہے**

بے استقلالی کا پہلا نتیجہ نفاق ہے اور نفاق کی سزا عذاب الیم ہوگی۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۳۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ

وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں

اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾

کیا ان کے ہاں سے عزت چاہتے ہیں سو ساری عزت اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہے

### خلاصہ

منافق لوگ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کا یہ خیال کہ کافروں کی دوستی کے ذریعہ ہم کو دنیا میں عزت ملے گی بالکل غلط ہے۔ سب عزت اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے جو اس کی اطاعت کرے گا اس کو عزت ملے گی خلاصہ یہ ہوا کہ ایسے لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں ذلیل وخوار رہیں گے۔ (مفہوم عثمانی)

### عزت کا شوق

بالکل وضاحت سے معلوم ہو گیا کہ عزت کے شوق نے ان لوگوں کو کافروں کی یاری پر آمادہ کیا۔ عزت سے مراد دنیاوی مقام بھی ہے اور امن وغلبہ بھی۔ یعنی چونکہ ان لوگوں کا مقصود صرف دنیا کی زندگی تھی، اور انہیں محسوس ہو رہا تھا کہ اس زندگی کے امن عیش، آرام اور حفاظت کے لئے انہیں کافروں سے ہی مدد مل سکتی ہے چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اپنے دعویٰ اسلام کو بُھلا کر کافروں کی یاری میں لگ گئے تاکہ انہیں حفاظت ملے اور باعزت مقام۔

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

العزة ای الغلبة کہ عزت سے مراد غلبہ ہے۔ یعنی یہ لوگ کافروں کی طاقت سے مرعوب تھے اور انہیں خطرہ تھا کہ اگر ہم نے مسلمانوں کا ساتھ دیا اور ان کافروں سے دشمنی کی تو ہم مارے جائیں گے۔ اس لئے ہمیں ان سے بنا کر رکھنی چاہئے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ بہت وضاحت سے لکھتے ہیں:

”منافقین کا ملنا کفار سے اس غرض سے تھا کہ مسلمانوں کے اس طرح غالب آنے کی ان کو توقع نہ تھی یہ سوچتے تھے کہ ہمیشہ تو رہنا ہوگا ان یہود یا مشرکین کے ساتھ ان سے بگاڑ کیوں کریں؟ (بیان القرآن)

صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں:

”بشر المنافقين الخ اس میں منافقین کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جو دنیا کے مقابلہ میں دین کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے کبھی کرشان (کرسچن) کبھی مسلمان الذين يتخذون الكافرين اولياء ...... الخ میں ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

منافقوں کا شیوہ بیان فرماتا ہے کہ وہ کفار و مشرکین کا جاہ و حشم (یعنی رعب، داب، قوت اور ہیبت) دیکھ کر ان سے جا ملتے ہیں اور ان کو اس لئے یار بناتے ہیں کہ ہم کو عزت و شوکت حاصل ہوگی، مدینہ کے منافق ایسا کیا کرتے تھے یہود کے پاس جا کر اسلام سے نفرت اور اس پر تمسخر کرتے تھے جیسا کہ آگے آتا ہے اور اس سے مقصد یہ تھا کہ ان باتوں سے یہ مخالفین ہم کو اپنا سچا دوست سمجھ کر ہماری عزت کیا کریں گے۔" (تفسیر حقانی)

مخالفت پورے اسلام کی ہو یا اسلام کے کسی ایک فریضے کی۔ کافروں کے ہاں عزت پانے کے شوق میں ان سے یاریاں کرنا اور انہیں یہ باور کرانا کہ ہم تمہارے سچے اور وفادار دوست ہیں کسی مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ساری عزت اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے

"کیا (یہ منافق) کافروں کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں، عزت تو ساری اللہ ہی کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ خود عزیز ہے وہ جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت دے۔ کافروں کی ذرا سی مال و جائیداد اور جتھہ کی جو عزت نظر آرہی ہے اس کی کچھ حیثیت نہیں، اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جو عزت دے گا اس کے سامنے یہ کچھ بھی نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو عزت دی وہ سب کافر ذلیل ہوئے جنہوں نے ایمان قبول نہیں کیا اور منافقین نے بھی ان کے ساتھ ذلت اٹھائی۔ کافر زیر ہوتے چلے گئے اور اہل اسلام کا غلبہ ہوتا گیا اور ممالک فتح ہوتے چلے گئے یہ تو دنیا میں ہوا اور آخرت میں تو ہر کافر کے لئے "عذاب مہین" (ذلیل کرنے والا عذاب) مقرر ہے ہی۔ دنیا میں جو اب مسلمانوں کی بدحالی ہے وہ اس لئے ہے کہ عمومی طور پر مسلمانوں نے ایمان کے تقاضوں کو اور ایمان کے مطالبات کو چھوڑ دیا ہے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اسلام کو سب سے بڑی عزت سمجھے اور اللہ تعالیٰ ہی سے عزت مانگے اور مسلمانوں کی دوستی ہی میں عزت سمجھے، مسلمان ہوتے ہوئے کافروں سے دوستی کرنے میں یا ان کے افعال و اخلاق اختیار کرنے میں یا ان کی شکل و صورت اور وضع قطع اختیار کرنے میں عزت نہ سمجھے، جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں ذلیل ہیں ان کے ساتھ یا ان جیسا ہونے میں عزت نہیں ہے۔" (انوار البیان)

## کافروں کا لباس اور فیشن

"فقہاء نے آیت سے (یہ مسئلہ) نکالا ہے کہ منکروں اور کافروں سے بلا ضرورت میل جول، خلا ملا، ان کی وضع قطع بلا ضرورت بنانا، ان کا فیشن اختیار کرنا، ان کے لباس، تمدن و معاشرت کو فخر و عزت کی چیز سمجھنا، سب داخل نفاق ہے۔" (تفسیر ماجدی)

## نفاق سے حفاظت

نفاق سے حفاظت کے چند طریقے معلوم ہوگئے۔

1. کافروں سے یاری نہ کی جائے۔

www.KitaboSunnat.com

۲ کافروں کی طاقت اور دنیاوی ترقی سے مرعوب نہ ہوا جائے۔

۳ کافروں کو معزز نہ سمجھا جائے۔

۴ عزت کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اس بات کا پختہ عقیدہ رکھا جائے۔

۵ دنیاوی عزت کے شوق میں مبتلا ہونے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہونے کی فکر اپنے دل میں پیدا کی جائے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

جہاد فی سبیل اللہ ان تمام طریقوں کا جامع ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## بے استقلالی کے دو اور برے نتیجے

دوسرا نتیجہ یہ نکلے گا کہ یہ لوگ بجائے مؤمنوں کے دشمنانِ اسلام سے دوستی رکھیں گے۔ (أیبتغون) تیسرا نتیجہ یہ ہوگا کہ کفار سے عزت کے خواہاں ہوں گے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سورۃ النساء مدنیۃ — آیت ۱۴۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَقَدۡ نَزَّلَ عَلَیۡکُمۡ فِی الۡکِتٰبِ اَنۡ اِذَا سَمِعۡتُمۡ اٰیٰتِ

اور اللہ تعالیٰ نے تم پر قرآن میں حکم اتارا ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی آیتوں

اللّٰہِ یُکۡفَرُ بِہَا وَ یُسۡتَہۡزَاُ بِہَا فَلَا تَقۡعُدُوۡا مَعَہُمۡ حَتّٰی

پر انکار اور مذاق ہوتا سنو تو ان کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک کہ

یَخُوۡضُوۡا فِیۡ حَدِیۡثٍ غَیۡرِہٖۤ ۫ۖ اِنَّکُمۡ اِذًا مِّثۡلُہُمۡ ؕ

کسی دوسری بات میں مشغول ہوں ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے

اِنَّ اللّٰہَ جَامِعُ الۡمُنٰفِقِیۡنَ وَ الۡکٰفِرِیۡنَ فِیۡ جَہَنَّمَ جَمِیۡعَا ۱۴۰

اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں ایک ہی جگہ اکٹھا کرنے والا ہے

## خلاصہ

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ پہلے قرآن شریف میں تم پر حکم بھیج چکا ہے کہ جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار اور تمسخر کیا جاتا ہو وہاں ہرگز نہ بیٹھو ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے۔

## ایک اہم حکم

اس سے معلوم ہو گیا کہ جو شخص مجلس میں اپنے دین پر طعن اور عیب سنے اور پھر انہی میں بیٹھا رہا کرے (یعنی دین اور اس کے احکامات کے خلاف باتیں سنتا رہے) اگرچہ آپ (یعنی خود) کچھ نہ کہے (تو) وہ منافق ہے۔ (تفسیر عثمانی)

## بے استقلالی کا چوتھا نتیجہ

چوتھا نتیجہ یہ ہوگا کہ انہیں کفر آیات اللہ تعالیٰ اور آیات الٰہی پر تمسخر سن کر خاموش رہنا پڑے گا۔ آخرت میں یہ کفار کے ساتھ جہنم میں ہوں گے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## غور فرمائیں

اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار اور مذاق۔ کافروں اور منافقوں کا شیوہ ہے آج بھی کافر اللہ تعالیٰ کی ان آیات پر انگلیاں اٹھاتے ہیں جن میں جہاد کا حکم ہے، اسلامی حدود اور سزاؤں کا بیان ہے اور کافروں کی دوستی سے ممانعت ہے۔ وہ ایسے جلسے، سیمینار اور مذاکرے منعقد کرتے ہیں جن میں ان احکام الٰہی کے خلاف باتیں ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کو روکا گیا کہ وہ ہرگز ایسی مجالس میں شریک نہ ہوں۔ ورنہ ان کا شمار بھی منافقوں کے ساتھ ہوگا۔ ہاں اگر ان باتوں کی تردید

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے لئے شریک ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## نفاق سے حفاظت

نفاق سے حفاظت کا بہت اہم اصول اور طریقہ ارشاد فرمادیا کہ کفار و منافقین کی وہ باتیں سنی اور پڑھی ہی نہ جائیں جن میں وہ اسلام یا اس کے کسی بھی حکم کا انکار کرتے ہیں یا اس کی شان کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر مسلمان اس اصول پر سختی سے عمل کریں تو وہ بہت مضبوط اور طاقتور ہو سکتے ہیں اور وہ اس فکری جنگ کی مار سے بچ سکتے ہیں۔ جو ہر زمانے کے کافر اور منافق اپنی زبانوں اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے بھڑکاتے ہیں۔ ٹی وی، سینما، کیبل، کمپیوٹر، ریڈیو، اخبارات، سیمینار ان سب کے بارے میں واضح اصول اس آیت میں آگیا۔ آجکل یہ سب ذرائع ابلاغ پردے سے لیکر جہاد تک اسلام کے ہر حکم کو کمزور کرنے کی محنت میں لگے ہوئے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۴۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا

وہ منافق جو تمہارے متعلق انتظار کرتے ہیں پھر اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح ہو تو کہتے ہیں

اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا

کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو کچھ حصہ مل جائے تو کہتے ہیں

اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ

کیا ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے اور کیا ہم نے تمہیں مسلمانوں سے بچا نہیں لیا سو اللہ تعالیٰ

يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ

تمہارا اور ان کا قیامت میں فیصلہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کافروں کو

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾

مسلمانوں کے مقابلہ میں ہرگز غالب نہیں کرے گا

### خلاصہ

یہ منافق تمہارے حالات پر نظر رکھتے ہیں، پھر اگر تمہیں فتح مل جائے تو تمہارے بن جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھی نہیں تھے؟ اور اگر کافروں کو لڑائی میں ظاہری غلبہ مل گیا تو ان کے بن جاتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ کیا ہم نے تمہیں گھیر نہ لیا تھا؟ اور تمہاری حفاظت نہیں کی تھی۔ اور کیا ہم نے تمہیں مسلمانوں کے ہاتھ سے نہیں بچایا؟ اصل فیصلہ تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا مگر یہ بات یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو (دنیا میں بھی) مسلمانوں پر مکمل غلبہ ہرگز نہیں دے گا۔

### اقوال وحوالے

**❶ منافقین کی پوری حقیقت بے نقاب:**

”منافقین کی پوری ذہنیت آشکار و بے نقاب کی جارہی ہے ان لوگوں کا بھی عجب حال تھا، جب جنگ چھڑتی تو منافقین کا گروہ لشکر اسلامی کے ساتھ ہوتا اگرچہ کافروں سے قتال نہ کرتا یا برائے نام ہی کرتا تو اگر مسلمانوں کی فتح ہو جاتی تو یہ مسلمانوں کے پاس آ کر اپنی شرکت، معیت اور رفاقت کا حق جتلاتے اور مال غنیمت وغیرہ سے اپنا حصہ طلب کرتے لیکن اگر اس کے برعکس کبھی اتفاق سے کافروں ہی کے ہاتھ میدان رہتا تو یہ جھٹ ان کے پاس جا کر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اپنا احسان رکھتے کہ دیکھو فلاں موقع پر لشکر اسلام کا پلہ بھاری ہو رہا تھا اور تم شکست کھانے ہی کو تھے کہ ہم آڑے آگئے ہم نے اپنی کوشش اور تدبیر سے تمہارا پلہ وزن دار کرا دیا اور ہاری ہوئی لڑائی جتادی تو اب ہمارا حصہ دلواؤ۔ حربی کافروں سے مسلمانوں کی مخبری کرنا، جاسوسی کرنا سب اسی کے تحت آجاتا ہے۔" (تفسیر ماجدی)

**۳ خفیہ معلومات کا تبادلہ کرنے والے:**

مسلمانوں کے خلاف لڑنے والے اور کافروں سے خفیہ معلومات کا تبادلہ کرنے والے۔ اس آیت مبارکہ اور مذکورہ بالا عبارت پر غور کریں۔

**۴ بے استقلالی کا پانچواں نتیجہ:**

پانچواں نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں کی شکست کو خوشی کی نگاہ سے دیکھیں گے ولن یجعل اللّٰہ للکافرین علی المومنین سبیلا (جملہ معترضہ) عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ایک سو سال کی تاریخ پڑھ کر دیکھئے کہ اسلام نے ہم پر بال برابر بھی ظلم نہ کیا بلکہ ہم نے اسلام کو چھوڑا اور ہماری حکومت چھن گئی۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

**۳ ابن الوقت مفاد پرست:**

"وہ الگ تھلگ رہ کر واقعات کی رفتار دیکھتے رہتے ہیں اگر مسلمانوں کو فتح ہوتی ہے تو فتح کے فائدوں میں حصے دار بن جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہم بھی تمہارے ساتھ تھے، اگر دشمنوں کا پلہ بھاری رہتا ہے تو ان سے جا ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر لڑائی میں ہم دل سے تمہارے ساتھ نہ ہوتے اور تمہیں نہ بچاتے تو مسلمانوں نے تمہارا خاتمہ ہی کر دیا تھا۔" (ترجمان القرآن)

یہاں تک آیت کے پہلے حصے کا مفہوم سمجھا دیا گیا اب آیئے آیت کے آخری حصے ولن یجعل اللّٰہ للکافرین علی المومنین سبیلا کے مفہوم کی طرف۔ پہلے اس الٰہی جملے کے چند ترجمے ملاحظہ فرمائیں:

ولن یجعل اللّٰہ للکافرین علی المؤمنین سبیلاً.

**ترجمہ**

۱ اور ہرگز نہ دے گا اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں پر راہ (حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ)

۲ اور ہرگز نہ دے گا اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں پر غلبہ کی راہ۔ (حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ)

۳ (قیامت کے فیصلہ میں) ہرگز اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں پر غالب نہ فرمائیں گے۔ (حضرت تھانوی رحمہ اللہ)

۴ اور (وہاں) اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں کے مقابلے میں ہرگز غالب نہیں کرے گا۔ (حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## دنیا یا آخرت

حضرات مفسرین کے اس میں اقوال ہیں بعض کے نزدیک مراد اس سے آخرت کا غلبہ ہے۔ تب مضمون جہاد یوں ہوگا کہ مسلمان آخرت کی کامیابی کے بارے میں مطمئن ہو کر کامیابی والے راستے جہاد کو اختیار کریں۔ دراصل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

منافقین اس بات کا شبہ ڈالتے تھے کہ آخرت کا کیا پتہ؟ ہوگی یا نہیں؟ ہوئی بھی تو پھر کیا پتہ کس کو کامیابی ملے گی۔ مسلمانوں سے کامیابی کا پختہ وعدہ کر کے انہیں ایک زبردست ایمانی قوت دے دی گئی۔

بعض مفسرین کے نزدیک مراد دنیا کا غلبہ ہے تب مطلب یہ ہوگا کہ کوئی بھی کفریہ طاقت مسلمانوں پر اس طرح سے غالب نہیں آسکتی کہ وہ انہیں جڑ سے ہی اکھاڑ دے اور ان کا خاتمہ کر دے۔ یا مطلب یہ ہوگا کہ مسلمان جب فتح ونصرت کی تمام شرطوں کو پورا کریں گے تو ان پر کفار غالب نہیں آسکتے۔ بعض مفسرین کے نزدیک غلبہ سے مراد حجت اور دلیل کا غلبہ ہے جو ظاہر ہے کہ اہل اسلام کو ہر زمانے میں حاصل رہا ہے۔ اب چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

**❶ مسلمانوں کا خاتمہ نہیں کر سکتے:**

یعنی اللہ تعالیٰ تم میں اور ان میں "حکم فیصل" فرما دے گا کہ تم کو جنت دے گا اور ان کو جہنم میں ڈالے گا دنیا میں جو کچھ ان سے ہو سکے کر دیکھیں مگر اہل ایمان کی بیخ کنی ہرگز نہیں کر سکیں گے جو ان کی دلی تمنا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

**❷ بشرطیکہ اسلام پر قائم رہیں:**

اور آئندہ وعدہ فرماتا ہے کہ کافروں کو مسلمانوں پر خدا کبھی سبیل یعنی غلبہ کی حجت اور فتح میں کوئی رستہ نہیں نکالے گا بشرطیکہ مسلمان اسلام پر قائم رہیں۔ (تفسیر حقانی)

**❸ قیامت کا غلبہ:**

فقال علي رضي الله عنه :معنیٰ ذلك یوم القیمة یوم الحکم. (القرطبی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن کے فیصلے میں کافروں کو مسلمانوں پر کوئی غلبہ نہیں ملے گا۔

**❹ دنیا میں کفر کا مکمل غلبہ نہیں ہوگا**

الثاني أن الله لا یجعل لهم سبیلاً یمحو به دولة المؤمنین، ویذهب آثارهم ویستبیح بیضتهم کما جاء فی صحیح مسلم من حدیث ثوبان رضي الله عنه عن النبي صلی الله علیه وسلم قال:

واني سئلت ربي الا یهلکها بسنة عامة والا یسلط علیهم عدوا من سوی انفسهم فیستبیح بیضتهم وان ربي قال یا محمد اني اذقضیت قضاءً فانه لایرد واني قد اعطیتك لامتك لا اهلکهم بسنة عامة والا اسلط علیهم عدوا من سوی انفسهم فیستبیح بیضتهم ولوا جتمع علیهم من بأقطار ها حتیٰ یکون بعضهم یهلك بعضا ویسبی بعضهم بعضاً (قرطبی)

یعنی دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو ایسا راستہ نہیں دے گا کہ مسلمانوں کے ملک کو بالکل مٹا دیں اور ان کے آثار ختم کر دیں اور ان کی جڑ کاٹ دیں جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

میں نے اپنے رب سے دعاء کی کہ وہ میری امت کو عمومی قحط سے ہلاک نہ فرمائے اور ان پر ان کے باہر سے کوئی ایسا دشمن مسلط نہ کرے جو ان کی جڑ کاٹ دے۔ میرے رب نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میری تقدیر کو ٹالا نہیں جا سکتا میں نے آپ کو آپ کی امت کے لئے یہ انعام دیا کہ میں انہیں عمومی قحط سے ہلاک نہیں کروں گا اور نہ ان پر ان کے باہر سے کوئی ایسا دشمن مسلط کروں گا جو ان کی جڑ کاٹ دے۔

اگرچہ تمام اہل زمین ان کے خلاف جمع ہو جائیں۔

یہاں تک کہ (امت کے لوگ خود) ایک دوسرے کو ہلاک کرنے لگیں اور ایک دوسرے کو قید کرنے لگیں۔ (قرطبی)

### ۵ جب مسلمان خود اپنے دشمن بن جائیں:

ان اللہ سبحانہ لایجعل للکافرین علی المومنین سبیلاً منہ الا ان یتواصوا بالباطل ولایتناھوا عن المنکر ویتقاعدوا عن التوبۃ فیکون تسلیط العدو من قبلھم۔ (القرطبی)

یعنی اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں پر غلبہ نہیں دے گا مگر جب مسلمان ایک دوسرے کو برائیوں کی دعوت دینے لگیں۔ نہی عن المنکر چھوڑ دیں اور توبہ کرنا بند کر دیں۔ تب ان پر دشمن کا مسلط ہونا خود ان کی اپنی وجہ سے ہوگا۔

## نفاق سے حفاظت

اس آیت سے اشارۃً نفاق سے بچنے کا یہ طریقہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو جہاد اور مجاہدین کے ساتھ اپنی حمایت، نصرت اور تائید صرف فتح کے حالات تک محدود نہیں رکھنی چاہئے۔ بلکہ فتح ہو یا ظاہری شکست عام مسلمان جہاد اور مجاہدین کے ساتھ جڑے رہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## کلام برکت

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ اس آیت پر یہ قیمتی جملہ تحریر فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص راہ حق میں ہو اور گمراہوں سے بھی بنائے رکھے یہ بھی نفاق ہے۔ (موضح القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۴۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى

منافق چالبازی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چال کی سزا ان کو دینے والے ہیں اور جب وہ

الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ

نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو سست بن کر کھڑے ہوتے ہیں لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو

اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۱۴۲﴾

بہت کم یاد کرتے ہیں

## خلاصہ

منافق اپنے گمان میں اللہ تعالیٰ کو فریب دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کے اس فریب کی سزا ان کو دینے والا ہے اور چونکہ ان کے دل میں ایمان نہیں ہے اس لئے نماز میں بہت سستی سے کھڑے ہوتے ہیں۔ صرف لوگوں کو دکھانا مقصود ہوتا ہے۔ یعنی پکے ریاکار ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔

## اقوال وحوالے

### ❶ منافقین کی حماقت:

”یعنی اپنے اسلام کا جھوٹا اقرار کر کے اللہ تعالیٰ تک کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اور اپنے حمق سے یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ جس طرح دنیا میں ان کے ساتھ معاملہ ہو رہا ہے اسی طرح آخرت میں بھی ہوگا۔“ (تفسیر ماجدی)

### ❷ منافقین کو نڈر نہیں ہونا چاہئے:

”فرمایا خدا انہیں دھوکا دینے میں ہرا رہا ہے اور مغلوب کر رہا ہے، خدا کے ہرانے اور مغلوب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے دنیا میں اچھوں کی طرح بروں کو بھی مہلت دے رکھی ہے مگر یہ مہلت اس لئے نہیں ہے کہ خدا کا قانون ان کی طرف سے غافل ہے بلکہ اس لئے ہے کہ ہر عمل کا نتیجہ اپنے مقررہ وقت ہی پر ظاہر ہوا کرتا ہے لیکن شریر آدمی اس مہلت سے نڈر ہو جاتا ہے وہ سمجھتا ہے میں جو کچھ بھی کئے جاؤں میرے لئے کچھ ہونے والا نہیں، حالانکہ اس کے لئے سب کچھ ہونے والا ہے مگر اپنے مقررہ وقت پر۔“ (ترجمان القرآن)

### ❸ منافقین کے تین امراض:

”اس آیت میں منافقین کے تین امراض کا ذکر ہے خداع (دھوکا) کسل (سستی) ریاء۔“ (حاشیہ حضرت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لاہوری رحمہ اللہ)

## قرآن پاک کا اعجاز

جہاد کے دشمن، کافروں کے دوست اور دنیا کی زندگی کو مقصد بنا کر اسلام اور مسلمانوں کو رسوا کرنے والے منافق کیسے ہوتے ہیں؟ قرآن پاک نے خوب نقشہ کھینچا ہے۔ اس آیت میں فرمایا گیا کہ ان کا نماز کے ساتھ معاملہ بہت ظالمانہ ہوتا ہے۔ نماز قائم نہیں کرتے، مجبوراً لوگوں کو دکھانے کے لئے بس گذارے کی حد تک کچھ نمازیں ریاکاری، بے رغبتی اور غفلت کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں اور بس۔ حالانکہ یہی لوگ جب خود کو مسلمان ثابت کرنے پر آتے ہیں تو ان کی زبانیں قینچیوں کی طرح چلتی ہیں۔ مگر اسلام کی سب سے ضروری اور اہم علامت نماز سے ان کا تعلق بس اتنا ہوتا ہے جتنا اس آیت مبارکہ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## نفاق سے حفاظت

نفاق سے حفاظت کا ایک اہم اصول معلوم ہوا کہ اپنی نماز کو پختہ، مضبوط اور درست کیا جائے یعنی اقامت صلوٰۃ کی شان حاصل کی جائے جو ایک مومن کی شان ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۴۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ

کفر اور ایمان کے درمیان ڈانواں ڈول ہیں نہ پورے اس طرف ہیں اور نہ پورے اس طرف

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾

اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو اس کے واسطے ہرگز کہیں راہ نہ پائے گا

## خلاصہ

منافقین تو بالکل تردد اور حیرت میں گرفتار ہیں نہ ان کو اسلام پر اطمینان ہے نہ کفر پر سخت پریشانی میں مبتلا ہیں کبھی ایک طرف جھکتے ہیں کبھی دوسری طرف۔ حالات اچھے رہیں تو مسلمان، مصیبت، خوف اور ڈر آ جائے تو کافروں کے ساتھی۔ یا زبان سے مسلمان اور دل سے کافروں کے ساتھ۔ عجیب دردناک حالت ہے۔

## اقوال وحوالے

### ❶ آندھی کے لاوارث پتے:

”یعنی وہ (منافق) حیرت اور شک میں ہیں جب اسلام کی روشنی نظر آتی ہے تو اسلام کو حق جان کر اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور جب کسی ظاہری مصیبت اور فقر و فاقہ کی گھٹا اور آندھی آ جاتی ہے تو اس کے فوائد پر نظر نہیں کرتے بلکہ اس کی گرج اور کڑک کے اندیشوں سے انکار کی انگلی قبولیت اور یقین کے کانوں میں رکھ لیتے ہیں۔ بے شک جب تک انسان کو نورِ یقین حاصل نہ ہو وہ آندھی میں پر کی طرح ادھر اُدھر اڑتا ہے اور ڈانواں ڈول رہتا ہے یہ سخت بلا ہے۔ بے شک جو تردد اور شک کے اس بیابان میں پڑا تو ایسا ہی گمراہ ہوا کہ اس کا کوئی ہادی نہیں۔“ (خلاصہ حقانی)

### ❷ منافقین کا چوتھا مرض:

منافقین کے چوتھے مرض تذبذب کا ذکر ہے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## نفاق سے حفاظت

ظاہری فتح شکست، ظاہری خوشی اور مصیبت، اور دنیا کے ظاہری حالات کو کامیابی یا ناکامی اور حق و باطل کا معیار نہ سمجھا جائے تو بہت حد تک نفاق کے اثرات سے حفاظت رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی تقدیر پر ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سورۃ النساء مدنیۃ — آیت ۱۴۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اے | ایمان | والو! | مسلمانوں | کو | چھوڑ | کر | کافروں | کو | اپنا | دوست | نہ بناؤ |

الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ﴿۱۴۴﴾

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| کیا | تم | اپنے | اوپر | اللہ | تعالیٰ | کا | صریح | الزام | لینا | چاہتے ہو |

### خلاصہ

مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کرنا نفاق کی دلیل ہے جیسا کہ منافقین کرتے ہیں پس اے مسلمانو! تم ایسا ہرگز مت کرنا ورنہ اللہ تعالیٰ کا صریح الزام اور پوری حجت تم پر قائم ہو جائے گی کہ تم بھی منافق ہو۔ (مفہوم حقانی)

### اقوال و حوالے

#### ❶ مسلمانوں کو تنبیہ:

"جب اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے اوصاف بیان فرما دیے تو اس کے بعد مسلمانوں کو ان کی عادات اپنانے سے صراحتاً منع فرما دیا یا ایھا الذین امنوا کہ اے ایمان والو تم کفار کو دوست نہ بناؤ اور نہ ان منافقوں کو منہ لگاؤ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں رکھتے ان کی محبت تم کو غفلت اور دنیا کی خواہش کی طرف کھینچے گی اور ایک دل دو طرف نہیں رہتا۔ تم اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاؤ گے تب تم پر اللہ تعالیٰ کی محبت چھوڑنے کا الزام ثابت ہو جائے گا۔" (مفہوم حقانی)

#### ❷ اسلام کے دشمنوں سے یاری:

اعدائے اسلام (منافق ہوں یا کافر) سے دوستی نہ رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر الزام عائد ہوگا۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

امام رازی رحمہ اللہ نے بھی یہ دونوں قول لکھے ہیں کہ مراد کافروں سے یاری ہے یا منافقوں سے۔ ملاحظہ فرمائیں تفسیر کبیر۔

### نفاق سے حفاظت

اس آیت میں بالکل صراحت کے ساتھ نفاق سے حفاظت کا اہم اصول بتایا گیا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ١٤٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿١٤٥﴾

بے شک منافق جہنم کے سب سے نیچے درجہ میں ہوں گے اور تو ان کے واسطے ہرگز نہ پائے گا کوئی مددگار

## خلاصہ

جہنم میں منافقوں پر کافروں سے بھی زیادہ سخت عذاب ہوگا کہ وہ جہنم کے سب سے نچلے یعنی سخت طبقے میں ہوں گے۔ اور وہاں ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ (العیاذ باللہ)

## اقوال وحوالے

### ❶ مسلمانوں کو زیادہ نقصان پہنچانے کی وجہ سے:

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

**لما كان المنافق اشد عذابا من الكافر لانه مثله فى الكفر الخ.**

یعنی منافق کو کافر سے زیادہ سخت عذاب دیئے جانے کی ایک وجہ یہ ہے کہ منافق کافر بھی ہے اور اس نے اس کے ساتھ کفر کی ایک اور قسم کو بھی ملا لیا ہے اور وہ ہے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ تمسخر، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ منافق چونکہ خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اس لئے وہ مسلمانوں کے رازوں پر مطلع ہو سکتے ہیں پھر وہ یہ راز کافروں کو بتا دیتے ہیں۔ اس لئے انہیں کافروں سے زیادہ سخت عذاب دیا جاتا ہے۔ (التفسیر الکبیر)

### ❷ تفسیر قرآن کو بدلنے والے:

”منافق جہنم کی سب سے نچلی تہ میں ہوں گے یعنی سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ کفار چونکہ ظاہر و باطن میں منکر اور مخالف ہیں ان سے اسلام کو اس قدر نقصان نہیں جس قدر ان منافقین سے ہے دیکھئے بہت سے ایسے خبیثوں سے جو در پردہ کافر و بے دین اور ظاہر میں مسلمان ہیں کس قدر اسلام کو مضرت پہنچی ہے ہزاروں بدعتیں انہیں کی ایجاد ہیں اور تاویلات رکیکہ (یعنی غلط تاویلیں) کر کے بھی قرآن کو الٹ پلٹ کرتے ہیں۔“ (مفہوم تفسیر حقانی)

### ❸ اُخروی سزا:

منافقین کی اُخروی سزا کا ذکر۔ ان کا درجہ کفار سے بھی بدتر ہے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

**④ لوہے کے صندوق:**

امام قرطبی رحمہ اللہ نے الدرک الاسفل کا معنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ نقل فرمایا ہے:

توابیت من حدید مقفلة فی النار تقفل علیهم۔ (القرطبی)

یہ آگ میں لوہے کے صندوق ہیں جن میں انہیں ڈال کر بند کر دیا جائے گا۔

**⑤ سات درجے:**

امام قرطبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جہنم کے سات طبقے ہیں: ① جہنم ② لظیٰ ③ حطمہ ④ سعیر ⑤ سقر ⑥ جحیم ⑦ الہاویہ

منافق کو "ہاویہ" میں ڈالا جائے گا۔

لغلظ کفرہ، وکثرة غوائله وتمکنه من اذی المؤمنین۔

کیونکہ اس کا کفر بہت سخت ہے، اور اس کی گمراہی بہت زیادہ ہے، اور وہ مسلمانوں کو ستانے کی زیادہ قدرت رکھتا ہے۔ (القرطبی)

**⑥ دنیا میں تلوار سے بچا رہا:**

انما کان المنافق اشد عذابا من الکافر لانه امن السیف فی الدنیا فاستحق الدرک الاسفل فی العقبیٰ تعدیلاً۔ (المدارک)

منافق کو کافر سے زیادہ سخت عذاب اس لئے ہوگا کہ وہ دنیا میں مسلمانوں کی تلوار سے بچا رہا پس سزا میں برابری کے لئے وہ جہنم کے سب سے نچلے حصے کا مستحق ہوا۔

**⑦ کوئی مددگار نہیں:**

آیت کے آخری حصے میں فرمایا گیا کہ ولن تجد لهم نصیرا کہ قیامت کے دن ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ منافق دنیا میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر یہاں کے امن و عزت کے لئے ہر دشمن اسلام کو اپنا مددگار بناتا تھا۔ پس قیامت کے دن وہ لاوارث اور اکیلا چھوڑ دیا جائے گا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

**دعاء**

یا اللہ ہماری نفاق سے بھی حفاظت فرما اور جہنم سے بھی۔ اور ہمیں نفاق اور جہنم کے شر سے اپنی مضبوط پناہ عطا فرما۔

(آمین یا ارحم الراحمین)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۴۶، ۱۴۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَأَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَأَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ

مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور اللہ تعالیٰ کو مضبوط پکڑا اور اپنے دین کو خالص

لِلّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اللہ تعالیٰ ہی کیلئے کیا تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور اللہ تعالیٰ جلدی ایمان والوں کو

أَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ

بہت بڑا ثواب دے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر گزار بنو اور ایمان لے آؤ

وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

اور اللہ تعالیٰ قدردان جاننے والا ہے

### خلاصہ

منافقین کے لئے جہنم اور ناکامی سے بچنے اور کامیاب مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہونے کا موقع موجود ہے شرط یہ ہے کہ۔

❶ وہ کفر ونفاق سے توبہ کرلیں۔ ❷ اور اپنے برے اور منافقانہ اعمال کی اصلاح کرلیں ❸ اور اللہ تعالیٰ کی پناہ اور سہارے کو مضبوط پکڑیں۔ یعنی کافروں کی پناہ اور مدد پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیں۔ ❹ اور یہ سارے کام صرف خالص اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے کریں۔ ان چار کاموں کو اپنانے سے وہ ایمان والوں میں شامل ہوجائیں گے اور اس اجر عظیم کے مستحق بن جائیں گے جو اللہ پاک آخرت میں ایمان والوں کو دے گا۔ یعنی کہاں جہنم کا تحت ترین طبقہ اور کہاں اجر عظیم؟ اور اللہ تعالیٰ تو خوب قدردان ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا ہے تم اگر شکر گزاری اور ایمان اختیار کرو تو وہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا۔

### اقوال وحوالے

❶ توبہ کا دروازہ کھلا ہے:

ہاں جو تائب ہوجائیں وہ مخلص جماعت میں شامل کرلیے جائیں گے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

❷ چار شرطیں:

”اس کے بعد ان کے لئے توبہ کی ترغیب اور اس پر معافی کا وعدہ دیتا ہے الا الذین تابوا مگر چار باتیں شرط

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں اول تابوا کہ سچے دل سے توبہ کریں دوم اصلحوا کہ نیک وتقی اختیار کریں جو کچھ علم وعمل میں فساد ہے اس کی اصلاح کریں سوم واعتصموا باللہ کہ اللہ تعالیٰ کو مضبوط پکڑیں یعنی اس کے دشمنوں اور دین کے مخالفوں کو چھوڑ کر اس کی ذات پر تکیہ (بھروسہ) کریں چہارم واخلصوا دینهم کہ خلوص اور صدق نیت پیدا کریں۔" (مفہوم حقانی)

**۲ کافروں کی یاری لازماً چھوڑنی ہوگی:**

واعتصموا باللہ اور اس اعتصام باللہ کے تحقق کے لئے کافروں کی رفاقت کا ترک لازمی ہے۔ (تفسیر ماجدی)

### فائدہ

آخری آیت میں توبہ کو مضبوط رکھنے کا طریقہ بیان فرمایا کہ شکر گزاری اور ایمان کا راستہ اختیار کرو تو پھر عذاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احساس، ان کی قدردانی، ان کا صحیح استعمال۔ یہ ہے شکر گزاری کی کیفیت۔ شکر کو ایمان سے پہلے اس لئے لایا گیا کہ نعمت سے ذہن منعم (نعمت دینے والے) کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ انسان جب اللہ تعالیٰ سے راضی رہتا ہے، اس کی تقدیر پر مطمئن رہتا ہے تو ایسے انسان سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوتا ہے۔ نفاق ناشکری اور بے یقینی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور انسان کو جہنم میں لے جاتا ہے جبکہ شکر انسان کو ایمان تک اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت تک لے جاتا ہے۔

پس آیت (۱۴۶) میں منافق کے لئے توبہ کا نصاب اور آیت (۱۴۷) میں توبہ کی حفاظت اور استقامت کا طریقہ بتا دیا گیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

### دعاء

اللهم انا نسئلك ايمانا دائما و نسئلك قلباً خاشعا ونسئلك علما نافعا ونسئلك يقينا صادقا ونسئلك دوام العافية ونسئلك الشكر على العافية ونسئلك الغني عن الناس. آمين ياالكرم الاكرمين.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورة

# المائدة

مدنية

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# ابتدائیہ

اس تالیف میں **سورۃ المائدہ** کی درج ذیل
بیس آیات کے مضامین جہاد کو بیان کیا گیا ہے:

آیت ۲

آیت ۳

آیات ۱۱ تا ۱۳

آیات ۲۰ تا ۲۶

آیت ۳۵

آیات ۵۱ تا ۵۶

آیت ۸۲

اور درج ذیل آٹھ (۸) آیات میں مضامین جہاد
کی طرف اشارات موجود ہیں:

۵۷ تا ۶۳

۶۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## بیس آیات میں مضامین جہاد کا خلاصہ

آیت (۲) انتقام میں حدود سے تجاوز نہ کرو

آیت (۳) کافر اس دین کے مغلوب ہونے سے مایوس ہو چکے ہیں۔ فتح مکہ بہت بڑی نعمت ہے۔

آیت (۱۱) اللہ تعالیٰ نے تمہاری حفاظت فرمائی اور تمہیں جہاد میں غلبہ دیا اس نعمت کی قدر کرو اور تقویٰ اور توکل اختیار کرو

آیت (۱۲،۱۳) اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے جہاد کا عہد لیا، انہوں نے اس کی پاسداری نہیں کی تو سزا بھگتی

آیت (۲۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم کو جہاد کی دعوت دینا اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلانا۔

آیت (۲۱) جہاد نہ کرنے میں خسارہ ہے۔

آیت (۲۲) بنی اسرائیل کا بزدلی کی وجہ سے جہاد سے انکار کرنا اور دشمنوں کی طاقت کو اس کی وجہ بتانا۔

آیت (۲۳) جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہ جہاد سے منہ نہیں موڑتے۔ ایسے ہی دو افراد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت جہاد کی حمایت کی۔

آیت (۲۴) بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰ تم اور تمہارا رب جا کر جہاد کرو ہم تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

آیت (۲۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جہاد کے لئے خود کو اور اپنے بھائی کو پیش کر دیا اور قوم سے علیحدگی کی دعا کی۔

آیت (۲۶) جہاد چھوڑنے پر قوم کے لئے اللہ تعالیٰ نے سزا کا اعلان فرما دیا۔

آیت (۳۵) جہاد فی سبیل اللہ فلاح یعنی حقیقی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

آیت (۵۱) یہود و نصاریٰ سے یاریاں کرنے والے انہی میں سے ہیں۔

آیت (۵۲) جن کے دلوں میں شک اور نفاق کا مرض ہے وہ دوڑ دوڑ کر یہود و نصاریٰ سے یاریاں کرتے ہیں اور ان کی آغوش میں پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ یہ لوگ پچھتائیں گے۔

آیت (۵۳) جب فتح کے بعد منافقین کا نفاق کھلے گا تو مسلمان تعجب کا اظہار کریں گے۔

آیت (۵۴) کسی کے مرتد ہونے سے اسلام کا کچھ نقصان نہیں ہوگا ان کی جگہ اللہ تعالیٰ اپنے ایسے محبوب بندوں کو لے آئے گا جو جہاد فی سبیل اللہ کریں گے

آیت (۵۵) اسلامی عالمی برادری کی تشکیل۔

آیت (۵۶) اس ''اسلامی عالمی برادری'' کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے غلبے کا وعدہ ہے۔

آیت (۸۲) مسلمانوں کے سب سے سخت دشمن یہودی اور مشرک ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## آٹھ آیات میں اشاراتِ جہاد کا خلاصہ

آیت (۵۷) تا (۶۳) پچھلے مضمون جہاد کی مکمل تائید اور دلائل ہیں۔ جبکہ آیت (۶۷) میں اقامت دین کیلئے تبلیغ دین کا حکم ہے۔ جس کے نتیجے میں مخالفت اور جنگ کا امکان ہے تو ساتھ ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا وعدہ فرما دیا گیا۔ اس سے پہلے حارسین رکھے جاتے تھے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## دیگر

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے نزدیک آیت (۳۲) میں بھی جہادی مضمون بیان ہوا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ الْمَائِدَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو حلال نہ سمجھو اور نہ حرمت والے مہینے کو

الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ

اور نہ حرم میں قربانی ہونے والے جانور کو اور نہ ان جانوروں کو جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوں اور نہ حرمت

الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا

والے گھر کی طرف آنے والوں کو جو اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشی ڈھونڈتے ہیں اور جب

حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۚ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ

تم احرام کھول دو پھر شکار کرو اور تمہیں اس قوم کی دشمنی جو کہ تمہیں

صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ

حرمت والی مسجد سے روکتی تھی اس بات کا باعث نہ بنے کہ زیادتی کرنے لگو اور آپس میں نیک کام

وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ

اور پرہیزگاری پر مدد کرو اور گناہ اور ظلم پر مدد نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو

إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝٢

بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے

### خلاصہ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے دین کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو۔ اور حرمت والے چار مہینوں میں سے کسی مہینے کی بے حرمتی نہ کرو۔ (پہلے ان مہینوں میں جنگ کی ابتداء کرنا ممنوع تھا۔ اب اگرچہ اس کی اجازت ہے لیکن اگر مشرکین ان مہینوں کی حرمت اور ادب ملحوظ رکھیں تو تم بھی رکھو اور خود حملہ کرنے سے پرہیز کرو اور ان مہینوں میں گناہوں سے بچنے کا زیادہ اہتمام کرو) اور نہ حرم میں قربانی والے جانوروں کی بے حرمتی کرو خواہ ان کے گلوں میں علامتی پٹے ہوں یا نہ ہوں۔

اور نہ ان لوگوں کی بے حرمتی کرو جو اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا پانے کے لئے بیت اللہ شریف جا رہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ حالت احرام میں خشکی کا شکار بھی منع ہے مگر احرام سے فارغ ہو جاؤ تو حدود حرم کے باہر شکار کی اجازت ہے۔ اور جن لوگوں نے تمہیں (حدیبیہ کے موقع پر) بیت اللہ شریف سے روکا تھا ان کی دشمنی تمہیں شرعی حدود سے تجاوز پر مجبور نہ کر دے۔ یعنی جہاد و قتال میں بھی شرعی امور کی پاسداری کرو اور جوش انتقام میں زیادتی نہ کر بیٹھو۔ نیکی اور تقویٰ کے معاملات میں ایک دوسرے کا تعاون کرو۔ اور گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہو۔ بے شک اس کا عذاب سخت ہے۔

## مضامین جہاد

اس آیت میں کئی مضامین جہاد کا بیان ہے۔

❶ حرمت والے مہینوں میں جنگ کا حکم۔ یہ مسئلہ تفصیل کے ساتھ پہلے گذر چکا ہے۔ اس آیت کے ذیل میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے عمدہ بحث فرمائی ہے تفسیر ابن کثیر ملاحظہ کر لیں:

❷ مشرکین کا حدود حرم میں داخلہ۔ پہلے اجازت تھی پھر یہ اجازت منسوخ ہو گئی۔ اجازت ولا آمین البیت الحرام سے کئی مفسرین حضرات نے بیان کی ہے کہ جو مشرک سچی نیت سے کعبہ شریف جا رہا ہو تو حدیبیہ کا بدلہ لینے کے لئے اسے نہ روکو۔ پھر سورۃ براءۃ میں اس مسئلے کا اصل قانون بیان ہو گیا۔ فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا۔

❸ دشمنی میں حدود سے تجاوز نہ کرو۔ یہ سب سے اہم مضمون ہے کہ مجاہدین دشمنی میں اعتدال سے کام لیں اور جہاد کے اصل مقاصد کو مدنظر رکھیں۔ دشمنی برائے دشمنی اور بدلہ برائے بدلہ کو اپنا طریقہ نہ بنائیں اور جن دشمنوں سے جہاد جاری ہو ان کو اسلامی انصاف سے محروم نہ کریں۔

❹ نیکی اور تقویٰ میں تعاون اور گناہ اور ظلم میں عدم تعاون۔ یہ مسلمانوں کی جماعت اور مجاہدین کا اہم ترین اصول ہونا چاہیے تا کہ دینی قوت ذاتی اغراض کے لئے استعمال نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی، اور اسلام کے غلبے کے لئے استعمال ہو۔ ان چار مضامین کے علاوہ شعائر اللہ کی عام تشریح میں جہاد بھی شامل ہے۔ جہاد بھی اللہ تعالیٰ کے دین کا حکم، حصہ اور نشانی ہے پس جہاد کی بے حرمتی بھی حرام ہے۔ نیز ان صدوکم عن المسجد الحرام میں حدیبیہ کے واقعہ کی طرف واضح اشارہ ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اب ان تمام مضامین کی تائید کے لئے چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیں:

## اقوال و حوالے

❶ حرمت والے مہینے:

ولا الشھر الحرام بالقتال فیہ: (جلالین)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی حرمت والے مہینے کی بے حرمتی نہ کرو اس میں جنگ شروع کر کے۔

❷ مشرکین کے حج عمرے:

ولا آمین البیت الحرام اور نہ ان لوگوں کی بے حرمتی کرو جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا فضل پانے کے لئے بیت اللہ شریف کا رخ کریں۔

صاحب تفسیر عثمانی لکھتے ہیں:

بظاہر یہ شان صرف مسلمانوں کی ہے یعنی جو مخلص مسلمان حج و عمرہ کے لئے جائیں ان کی تعظیم و احترام کرو اور ان کی راہ میں روڑے مت اٹکاؤ اور جو مشرکین حج بیت اللہ کے لئے آتے تھے اگر وہ بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہوں کیونکہ وہ بھی اپنے زعم اور عقیدہ کے موافق خدا کے فضل، قرب اور خوشنودی کے طالب ہوتے تھے، تو کہنا پڑے گا کہ یہ حکم اس وقت سے پہلے کا ہے جبکہ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا کی منادی کرائی گئی۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

یہ احکام اس وقت تھے جب کفار حج و عمرہ کے لئے جاتے تھے، اب خود ان کا حج و عمرہ کے لئے جانے دینا منسوخ ہے: نقله البیضاوی عن ابی حنیفة رحمه الله قوله تعالیٰ فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا۔ (بیان القرآن)

❸ دشمنی میں تجاوز نہ کرو:

”پچھلی آیت میں جن شعائر کو حق تعالیٰ نے معظم و محترم قرار دیا تھا ۶ھ میں مشرکین مکہ نے ان سب کی اہانت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تقریباً ڈیڑھ ہزار صحابہ ماہ ذی قعدہ میں محض عمرہ ادا کرنے کیلئے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر مشرکین نے اس مذہبی وظیفہ کی بجا آوری سے روک دیا نہ حالت احرام کا خیال کیا نہ کعبہ کی حرمت کا نہ محترم مہینہ کا، نہ ہدی و قلائد کا، مسلمان شعائر اللہ کی اس توہین اور مذہبی فرائض سے روک دیئے جانے پر ایسی ظالم اور وحشی قوم کے مقابلہ میں جس قدر بھی غیظ و غضب اور بغض و عداوت کا اظہار کرتے وہ حق بجانب تھے اور جوش انتقام سے برافروختہ ہو کر جو کاروائی بھی کر بیٹھتے وہ ممکن تھی لیکن اسلام کی محبت اور عداوت دونوں تچی تلی ہیں عموماً آدمی زیادہ محبت یا زیادہ عداوت کے جوش میں حد سے گذر جاتا ہے اس لئے فرمایا کہ سخت سے سخت دشمنی تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو کہ تم زیادتی کر بیٹھو اور عدل و انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ دو۔“ (تفسیر عثمانی)

★ مراد کفار قریش ہیں جنہوں نے ۶ھ میں مسلمانوں کو بیت اللہ تک پہنچنے اور عمرہ کرنے سے حدیبیہ میں روک دیا تھا ارشاد ہو رہا ہے کہ ایسے موذی اور خدا ناترس دشمنوں سے بھی ہر غصہ و اشتعال کے باوجود برتاؤ عدل ہی کا رکھو۔ اللہ اللہ! کیا ٹھکانا ہے اس فراخ دلی کا! (تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

★ومعنىٰ صدهم اياهم عن المسجد الحرام منع اهل مكة رسول الله صلى الله عليه وسلم والمومنين يوم الحديبية عن العمرة ومعنىٰ الاعتداء الانتقام منهم بالحاق مكروه بهم. (المدارك)

اس عبارت سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر جنگ میں صلح ہو جائے تو اس کی پوری پاسداری کی جائے اور انتقام کے راستے نہ ڈھونڈے جائیں۔

❷ شعائر اللہ:

ذکر حج و قربانی کا چل رہا ہے اکثر مفسرین نے شعائر الله سے بھی ان نشانیوں کو مراد لیا ہے جن کا تعلق حج کے ساتھ ہے جبکہ بعض اسلاف نے شعائر اللہ کے عمومی معنیٰ بھی مراد لئے ہیں۔

★قال الحسن دين الله كله. (البحر المحيط)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں شعائر الله سے اللہ تعالیٰ کا پورا دین مراد ہے۔اور حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں: معالم حدود الله تعالىٰ وامره ونهيه وفرضه. (روح المعاني)

اس معنیٰ کے اعتبار سے جہاد سمیت تمام فرائض شعائر اللہ میں داخل ہوں گے۔(واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ الْمَائِدَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ

تم پر مردار اور لہو اور سور کا گوشت حرام کیا گیا ہے اور وہ جانور جس پر

لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور جو گلا گھونٹ کر یا چوٹ سے یا بلندی سے گر کر یا سینگ مارنے سے مر گیا ہو

وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ

اور وہ جسے کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو مگر جسے تم نے ذبح کرلیا ہو اور وہ جو کسی تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ کہ

تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

جوئے کے تیروں سے تقسیم کرو یہ سب گناہ ہیں آج تمہارے دین سے کافر

مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ

ناامید ہوگئے سو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں تمہارے لیے

لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ

تمہارا دین پورا کرچکا اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کردیا اور میں نے تمہارے واسطے

الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ

اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے پھر جو کوئی بھوک سے بے تاب ہوجائے لیکن گناہ پر مائل

لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳

نہ ہو تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا مہربان ہے

### خلاصہ

آج کے دن کافر اس بات سے مایوس ہوچکے ہیں کہ اب مسلمانوں کا دین مغلوب یا گمنام ہوگا۔ پس اے مسلمانو! تم ان کافروں سے نہ ڈرو بلکہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ نے آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو قوت اور احکام کے اعتبار سے مکمل فرما دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام فرما دی ہے۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا ہے۔

### اقوال وحوالے

1 الیوم آج کے دن:

www.KitaboSunnat.com

☆اليوم يئس الذين كفروا من دينكم

يعني أن ترجعوا الى دينهم كفاراً. (قرطبي)

یعنی کافر اس بات سے آج مایوس ہو چکے ہیں کہ تم کافر ہو کر ان کے دین کی طرف لوٹ جاؤ گے۔

قال الضحاك نزلت هذه الاية حين فتح مكة.

امام ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت فتح مکہ کے وقت نازل ہوئی۔

وذلك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم فتح مكة لثمان بقين من رمضان سنة تسع ويقال سنة ثمان ودخلها ونادى منادى رسول الله صلى الله عليه وسلم الا من قال لااله الا الله فهو آمن، ومن وضع السلاح فهو آمن ومن اغلق بابه فهو آمن.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو یا آٹھ ہجری ۲۲ رمضان المبارک کے دن مکہ فتح فرمایا اور اس میں داخل ہوئے۔ اور آپ کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہہ دے گا اس کے لئے امن ہے اور جو ہتھیار ڈال دے گا اس کے لئے امن ہے اور جو اپنا دروازہ بند کر لے گا اس کے لئے امن ہے۔ (القرطبی)

❷ کافروں کی مایوسی قوت کی وجہ سے ہے:

أن ترتدوا عنه، بعد طمعهم في ذلك لما رأوا من قوته. (جلالين)

کافر اس بات سے مایوس ہو چکے ہیں کہ تم اب دین سے مرتد ہو گے حالانکہ پہلے انہیں اس کی امید تھی۔ ان کا مایوس ہونا اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اسلام کی قوت کو دیکھ لیا ہے۔

❸ دین کا غلبہ:

ناامید ہو گئے کافر لوگ تمہارے دین کے مغلوب و گم ہو جانے سے۔ (بیان القرآن)

او يئسوا من دينكم ان يغلبوه لان الله تعالىٰ وفى بوعده من اظهاره على الدين كله. (المدارك)

یا تمہارے دین سے مایوس ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اب اس پر غالب آنے سے مایوس ہو چکے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا ہے اور اسے غالب فرما دیا ہے۔

❹ دین کی تکمیل:

اليوم اكملت لكم دينكم آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل فرما دیا ہے بأن اهلكت لكم عدوكم واظهرت دينكم على الدين كله.

یعنی میں نے تمہارے دشمن کو ہلاک کر دیا ہے اور تمہارے دین کو غالب کر دیا ہے۔ (قرطبی)

☆بأن كفيتم خوف عدوكم واظهرتكم عليهم.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی تم سے دشمنوں کے خوف کو ہٹادیا اور میں نے تمہیں ان پر غالب کردیا۔ (المدارک)

☆ هو ازالة الخوف عنهم واظهار القدرة لهم علٰى اعدائهم

مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں سے خوف کو دور کردیا اور ان کے دشمنوں پر انہیں قدرت اور غلبہ دے دیا۔(التفسیر الکبیر)

☆ یہ اکمال دین بلحاظ قوت بھی ہے اور بلحاظ احکام وقواعد بھی۔(تفسیر ماجدی، مفہوم بیان القرآن)

⑤ فتح مکہ کی نعمت:

واتممت علیکم نعمتی اور میں نے تم پر اپنی نعمت کو پورا فرمادیا بفتح مكة ودخولها آمنين ظاهرين۔(المدارک)

یعنی فتح مکہ اور مکہ میں غالب ومأمون داخل کرکے تم پر اپنی نعمت کو پورا فرمادیا۔

**فائدہ**

ان چند حوالوں سے آیت کے مضامین جہاد واضح ہوجاتے ہیں۔ الیوم سے کئی مفسرین نے حجۃ الوداع کا یوم عرفہ بھی لیا ہے۔اور یہ آیت بہت سے احکامات اور معانی کی جامع ہے۔یہاں صرف ان حوالوں کا بیان ہے جن میں ثمرات جہاد کا تذکرہ ہے۔مکمل تفسیر کے لئے کتب تفسیر کی طرف رجوع فرمائیں۔

**فائدہ**

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فلا تخشو هم واخشوني کا مطلب ہے:

اي لاتخافوهم وخافون فاني انا القادر علىٰ نصركم۔ (القرطبي)

یعنی اے مسلمانو! تم کافروں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو بے شک میں تمہاری مدد پر قادر ہوں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب لوگوں نے ارادہ کیا کہ تم پہ

يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى

دست درازی کریں پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ تم پر اٹھنے سے روک دیئے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور ایمان والوں

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے

## خلاصہ

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو یاد کرو جب ایک قوم نے پورا ارادہ کرلیا تھا کہ وہ جنگ، ظلم اور ہلاکت کا ہاتھ تم پر چلائے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو روک دیا اور تمہیں ان پر غالب فرمادیا۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ یعنی خوب تقویٰ اختیار کرو۔ اور اسی پر پورا بھروسہ رکھو۔ یعنی خوب توکل اختیار کرو۔

## علماء مفسرین کے دو قول

”تم کو ایک قوم کی دست درازی سے محفوظ رکھا، اس دست درازی سے محفوظ رکھنے کی تفسیر میں علماء مفسرین کے دو قول ہیں ایک یہ کہ اس میں کسی خاص واقعہ کی طرف اشارہ نہیں ہے بلکہ عموماً اہل اسلام کی اس ابتدائی حالت کی طرف اشارہ ہے جس میں کفار و مشرکین چاروں طرف سے ان پر چڑھائیاں کرتے اور مار دھاڑ کرتے تھے، جس سے خدا نے ان کو محفوظ رکھا۔ اسلامیوں کو غلبہ دیا۔ دوسرا یہ کہ اس سے کسی خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔“ (تفسیر حقانی)

یہ عبارت امام رازی رحمہ اللہ کی تقریر کا خلاصہ ہے ملاحظہ فرمائیں تفسیر کبیر۔

## کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے؟

شان نزول کے بارے میں حضرات مفسرین نے کئی روایات نقل فرمائی ہیں، چند ایک کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں۔

❶ قال جماعۃ نزلت بسبب فعل الأعرابی فی غزوۃ ذات الرقاع. (القرطبی)

مفسرین کی ایک جماعت فرماتی ہے کہ یہ آیت غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر ایک بدو کی حرکت کے بارے میں نازل ہوئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ماخوذ از : سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ

# غزوہ ذات الرقاع

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# غزوہ ذات الرقاع

غزوہ ذات الرقاع جمادی الاولیٰ ۴ھ میں (ابن سعد کے نزدیک محرم ۵ھ میں اور امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ۷ھ) میں پیش آیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس غزوہ کو ذات الرقاع اس لئے کہتے ہیں کہ رقاع کے معنیٰ چندیوں اور چیتھڑوں کے ہیں، اس غزوہ میں چلتے چلتے پیر پھٹ گئے تھے اس لئے ہم نے پیروں کو کپڑے لپیٹ لئے تھے اس لئے اس غزوہ کو ذات الرقاع کہنے لگے یعنی چیتھڑوں والا غزوہ (بخاری شریف) ابن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ذات الرقاع ایک پہاڑ کا نام ہے جہاں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس غزوہ میں نزول فرمایا تھا اس میں سیاہ اور سفید اور سرخ نشانات تھے، واپسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیلولہ فرمایا اور تلوار درخت سے لٹکا دی ایک مشرک آیا اور تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ بتلاؤ اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت اطمینان سے فرمایا۔ اللہ۔ یہ بخاری کی روایت ہے ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ جبرئیل امین نے اس کے سینہ پر ایک گھونسہ رسید کیا، فوراً تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اٹھالی اور فرمایا بتلا میرے ہاتھ سے تجھ کو کون بچائے گا اس نے کہا کوئی نہیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اچھا جاؤ میں نے تم کو معاف کیا۔ واقدی کہتے ہیں کہ یہ شخص مسلمان ہو گیا اور اپنے قبیلہ میں پہنچ کر اسلام کی دعوت دی بہت سے لوگ اس کی دعوت سے مسلمان ہوئے صحیح بخاری میں ہے کہ اس شخص کا نام غورث بن حارث تھا۔ (سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۷۴، ج ۲)

❷ علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والآیة اشارة الی ما أخرجه مسلم وغیره من حدیث جابر أن المشرکین رأوا ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم...... الخ

یعنی آیت میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل فرمایا ہے کہ مشرکین نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے "عسفان" نامی مقام پر اکٹھے ظہر کی نماز ادا کی۔ اس پر وہ بہت پچھتائے کہ انہوں نے حملہ کیوں نہیں کیا۔ اور انہوں نے ارادہ کیا کہ جب مسلمان عصر کی نماز میں ہوں گے تو وہ ان پر حملہ کر دیں گے، اللہ تعالیٰ نے ان کی بری تدبیر کو ناکام فرما دیا اور صلوٰۃ الخوف کا حکم نازل فرما دیا۔ (جس میں آدھی جماعت نماز ادا کرتی ہے اور آدھی جماعت دشمن کے مد مقابل رہتی ہے) (روح المعانی)

❸ کئی مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مقتول

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی دیت کے سلسلے میں "یہودِ بنی نضیر" کے پاس تشریف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھے۔ یہودی ظاہری طور پر بہت خوش اخلاقی سے پیش آئے اور اکرام کے ساتھ قلعہ کے نیچے بٹھایا اور کہنے لگے ہم ابھی دیت کا مال جمع کر کے پیش کرتے ہیں۔
ان کا ارادہ تھا کہ قلعہ کے اوپر سے بڑا پتھر یا چکی پھینک کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیں گے۔ حضرت جبرئیل نے حاضر ہو کر اس سازش سے آگاہ فرمایا تو آپ اپنے رفقاء کے ہمراہ وہاں سے اٹھ کر تشریف لے آئے۔ آیت میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے ابن کثیر رحمہ اللہ اس واقعہ کے بعد لکھتے ہیں: ثم امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يغدو عليهم فحا صرهم حتى انزلهم فأ جلاهم. یعنی اگلے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان کا محاصرہ کر لیا اور بالآخر وہ شکست کھا کر جلاوطن ہوئے۔ (روح المعانی، قرطبی، کبیر، ابن کثیر وغیرھا)

صاحب تفسیر ماجدی ان واقعات کے بارے میں لکھتے ہیں:
"موقع نزول کی روایتیں متعدد ہیں لیکن ان میں تعارض وتناقض کچھ بھی نہیں"۔ (تفسیر ماجدی)
اب اس آیت کی ایک عمومی اور جامع تفسیر ملاحظہ فرمایئے:

## اسلامی سیاست، تقویٰ اور توکل

عمومی احسانات یاد دلانے کے بعد بعض خصوصی احسان یاد دلاتے ہیں یعنی قریش اور ان کے پٹھوؤں نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ پہنچانے اور اسلام کو مٹانے کیلئے کس قدر ہاتھ پاؤں مارے مگر حق تعالیٰ کے فضل ورحمت نے اُن کا کوئی داؤ چلنے نہ دیا اس احسان عظیم کا اثر یہ ہونا چاہیے کہ مسلمان غلبہ اور قابو حاصل کر لینے کے باوجود اپنے دشمنوں کو ہر قسم کے ظلم اور زیادتی سے محفوظ رکھیں اور جوش انتقام میں عدل وانصاف کا رشتہ ہاتھ سے نہ چھوڑیں جیسا کہ پچھلی آیات میں اس کی تاکید کی گئی ہے ممکن ہے کسی کو یہ شبہ گزرے کہ ایسے معاند دشمنوں کے حق میں اس قدر رواداری کی تعلیم کہیں اصول سیاست کے خلاف تو نہ ہوگی۔ کیونکہ ایسا نرم برتاؤ دیکھ کر مسلمانوں کے خلاف شریروں اور بدباطنوں کی جرأت بڑھ جانے کا قوی احتمال ہے اس کا ازالہ واتقوا الله وعلى الله فليتوكل المومنون سے فرما دیا۔ یعنی مومن کی سب سے بڑی سیاست "تقویٰ" اور "توکل علی اللہ" (خدا سے ڈرنا اور اسی پر بھروسہ کرنا) ہے۔ خدا سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر وباطن میں اس سے اپنا معاملہ صاف رکھو اور جو عہد واقرار کیے ہیں ان کی پوری وفاداری دکھلاتے رہو پھر بحمد اللہ کسی سے کوئی خطرہ نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

### نکتہ

شکست کو کس طرح برداشت کرنا ہے سورۃ آل عمران میں تفصیل کے ساتھ اس کا پورا نصاب سمجھایا گیا۔ اور سورۃ نساء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں بھی وہ مضمون چلتا رہا۔ اب سورۃ مائدہ میں زیادہ زور اس پر ہے کہ فتح اور طاقت کو کس طرح برداشت کرتا ہے۔ یعنی جب اللہ پاک فتح دے اور طاقت عطاء فرمائے تو اس وقت مجاہدین کو کیا کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ جس طرح شکست کے بعد دل ہار بیٹھنا اور کافروں کے سامنے جھک جانا ناکامی ہے اسی طرح فتح اور طاقت کے بعد ظلم، بے انصافی اور بدعہدی میں مبتلا ہو جانا بھی ناکامی ہے۔ شکست کے بعد مایوس ہونا اور فتح کے بعد مغرور ہونا سچے مسلمان کا شیوہ نہیں ہے فتح ہو یا شکست مسلمان ہر حال میں مسلمان رہے، اور اللہ تعالیٰ کا بندہ بن کر رہے یہی اس کی کامیابی ہے۔ اور جہاد دین کے غلبے کے لئے ہے نہ کہ افراد کے غلبے کے لئے۔ بہر حال سورۃ مائدہ کی ان تمام آیات میں بہت اہم بہت اونچے اور بہت ضروری مضامین جہاد کا بیان ہے۔ شکست کی حالت میں جو ''امراض'' شیطان کی طرف سے مسلط کئے جاتے ہیں ان کا مفصل علاج بیان ہو چکا۔ اب ان امراض کا علاج بیان ہو رہا ہے جو فتح اور طاقت کی صورت میں مسلط ہوتے ہیں۔ اور اگر ان کا علاج نہ کیا جائے تو پھر کامیابی ناکامی میں، غلبہ مغلوبیت میں اور فتح شکست میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ حضرات مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں یہ بھی لکھا ہے کہ دنیاوی نعمتیں۔ مثلاً فتح اور حفاظت وغیرہ کو بھی حقیر نہ سمجھا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت قدر کے لائق اور واجب ہے وہ دینی نعمت ہو یا دنیاوی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

تفسیر حقانی میں ہے کہ اس آیت میں حدیبیہ کے قصے کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ قریش سے جنگ ہوتے ہوتے رہ گئی۔ (تفسیر حقانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۲، ۱۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ

اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا اور ہم نے ان میں سے بارہ

نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ

سردار مقرر کیے اور اللہ تعالیٰ نے کہا میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز کی پابندی کرو گے اور

الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا

زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے سب رسولوں پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے اور اللہ تعالیٰ کو اچھے طور پر قرض

حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

دیتے رہو گے تو میں ضرور تمہارے گناہ تم سے دور کردوں گا اور تمہیں باغوں میں داخل کروں گا جن کے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾

نیچے نہریں بہتی ہیں پھر جو کوئی تم میں سے اس کے بعد کافر ہوا وہ بے شک سیدھے راستے سے گمراہ ہوا۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ

پھر ان کی عہد شکنی کے باعث ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کردیا وہ لوگ

الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ

کلام کو اس کے ٹھکانے سے بدلتے ہیں اور اس نصیحت سے نفع اٹھانا بھول گئے جو انہیں کی گئی تھی اور تو ہمیشہ ان کی کسی نہ کسی

عَلٰي خَاىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ

خیانت پر اطلاع پاتا رہے گا مگر تھوڑے ان میں سے سو انہیں معاف کر اور درگزر کر

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

### خلاصہ

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا۔ اور اس عہد کی نگرانی کے لئے ان میں بارہ نقیب مقرر فرمائے۔ (جن کی ذمہ داری جہاد میں دشمنوں کے حالات پر نظر رکھنے کی بھی تھی) اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو گے، زکوٰۃ ادا کرتے رہو گے اور میرے تمام رسولوں پر ایمان لاتے رہو گے اور دشمنوں کے مقابلہ میں ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی مدد کرتے رہو گے اور زکوٰۃ کے علاوہ بھی اچھے کاموں میں مال خرچ کرکے اللہ تعالیٰ کو اچھا قرضہ دیتے رہو گے، تو میں ضرور تمہارے گناہ تم سے دور کردوں گا اور تمہیں جنتوں میں داخل کروں گا۔ اور جو اس عہد کے بعد بھی کفر کرے گا تو وہ گمراہ ہوگا۔ لیکن بنی اسرائیل نے اس عہد کو توڑ ڈالا اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی اور ان کے دل سخت کردیئے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تحریف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نصیحت سے پورا فائدہ نہیں اٹھاتے۔ دینی معاملات میں ان کی نئی نئی خیانتیں مسلسل سامنے آتی رہتی ہیں۔ ان میں سے اکثر کا یہی حال ہے، بہت تھوڑے لوگ ایسے نہیں ہیں۔ (ان کے خلاف قتال کا حکم آنے تک) فی الحال معافی اور درگذر کا معاملہ فرمائیں۔

## جہادی مضامین

❶ بنی اسرائیل کو بھی جہاد کا حکم دیا گیا تھا اور ان سے جہاد میں شرکت کا عہد لیا گیا تھا اس آیت میں وعزرتموھم کے الفاظ میں اسی کا بیان ہے۔

❷ اس آیت میں اس قصے کی طرف بھی اشارہ ہے، جس میں بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے جہاد سے منہ موڑا جس کی نحوست سے وہ سالہا سال تک مقدس سرزمین میں داخل نہ ہوسکے اور ان کی پوری ایک نسل جنگلوں میں وباؤں اور دشمنوں کی تلواروں سے فنا کردی گئی۔

❸ جہاد سے پہلے دشمنوں کے حالات پر نظر رکھنے کے لئے جاسوسی نظام بنانا چاہئے۔ اس آیت میں جن بارہ نقیبوں کا تذکرہ ہے ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دشمنوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

❹ جن اعمال پر اللہ تعالیٰ نے اپنی معیت اور مدد کا وعدہ فرمایا ہے ان میں جہاد بھی شامل ہے۔

❺ اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب مسلمانوں کو اہل کتاب سے جہاد کی اجازت ملنے والی ہے۔ جو کچھ عرصہ بعد مل گئی۔

## اقوال وحوالے

❶ جہاد کا عہد:

كانه قيل: لئن اقمتم الصلوٰة وآتيتم الزكوٰة وجاهدتم فى سبيل الله۔

یعنی گویا کہ یوں فرمایا گیا اگر تم نے نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ دیتے رہے اور تم نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا۔ (روح المعانی)

❷ دشمنوں کا مقابلہ:

عزرتموهم اى رددتم عنهم اعدائهم (قرطبی)

یعنی رسولوں کے دشمنوں کا مقابلہ کرو گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امنتم برسلی وعزرتموھم ۔ یعنی جو پیغمبر میری طرف سے آئندہ آتے رہیں گے ان کی تصدیق کرو گے (اور) ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کرو گے۔(تفسیر ماجدی)

### بارہ جاسوس

”یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد کا وہ واقعہ ہے جبکہ موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل بیابانوں (یعنی جنگلوں اور صحراؤں) میں ٹکراتے ٹکراتے یعنی (بھٹکتے بھٹکتے) دشت فاران میں پہنچے تو خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ تو بنی اسرائیل کے بارہ اسباط یعنی قبائل میں سے ایک ایک سردار نقیب یعنی جاسوس بنا کر ”کنعان“ کی اس سرزمین بھیج کر جس کے دینے کا میں نے تم سے عہد کیا ہے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ہر سبط سے یہ بارہ سردار نقیب بنا کر بھیجے۔“(تفسیر حقانی)

### نقیب

”زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں نقیب بروزن فعیل، نقب بمعنی کھودنے اور چھید کرنے سے مشتق ہے چونکہ جو لوگ کسی قوم کی طرف جاسوسی اور تفتیش کے لئے جاتے ہیں وہ امر کی تفتیش کرتے ہیں۔ کھود کر بات نکالتے ہیں اس لئے ان کو نقیب کہتے ہیں جس کی جمع نقباء آتی ہے اور نقیب قوم کے مصالح اور فوائد ملحوظ رکھنے والے کو بھی کہتے ہیں۔“(تفسیر حقانی حاشیہ)

### جہاد میں جاسوسی نظام قائم کرنے کی دلیل

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وفیھا ایضاً دلیلٌ علیٰ أتخاذ الجاسوس، والتجسّس التبحّث وقد بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبسة عیناً اخرجه مسلم وسیاتی حکم الجاسوس فی الممتحنه ان شاء اللہ تعالیٰ. (قرطبی)

اس آیت میں جاسوس مقرر کرنے کی بھی دلیل ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بسبسہ رضی اللہ عنہ کو جاسوس بنا کر بھیجا۔ یہ روایت صحیح مسلم میں ہے۔ اور ان شاء اللہ جاسوس کا حکم ”سورۃ ممتحنہ“ میں آئے گا۔(قرطبی)

### تنبیہ

خذواحذرکم کی تفسیر میں بھی گذر چکا ہے کہ مسلمانوں کو بہت تدبر اور حکمت عملی سے جنگ کرنے کا حکم ہے۔ اور اس کے لئے جاسوسی نظام کا مضبوط ہونا ضروری ہے تاکہ دشمنوں کے حالات، طاقت اور سازشوں پر پوری نظر رہے۔ یہ جہاد کا بہت شان والا اور فضیلت والا شعبہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کے خاص صحابہ کرام اس کے لئے منتخب کیے جاتے تھے۔ آج بھی وہ ممالک جو دنیا پر قبضہ کرنے کے عزائم رکھتے ہیں ان کے ہاں جاسوسی اداروں کی بہت قدر و منزلت ہوتی ہے۔ جبکہ مسلمانوں کے ہاں یہ لفظ کافی ”بدنام“ ہے، اسی بدنامی کی وجہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے ممکن ہے یہ لفظ کئی حضرات کو کھٹکے۔ ان سے گذارش ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جہادی واقعات کا بغور مطالعہ فرمائیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انصار کے بارہ نقیب مقرر کرنے اور اس امت میں بارہ خلفاء آنے کی روایات نقل فرمائی ہیں وہ بارہ خلفاء کون ہیں؟ اس پر بحث فرمائی ہے اور امام مہدی کو بھی ان میں شامل کیا ہے اور رافضیوں کے عقیدہ امامت کی بھی تردید فرمائی ہے۔ پوری بحث دیکھنے کے لئے ملاحظہ فرمائیے تفسیر ابن کثیر۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۰، ۲۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم اللہ تعالیٰ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو

اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ

جب کہ تم میں نبی پیدا کیے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ دیا

اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ

جو جہان میں کسی کو نہ دیا تھا۔ اے میری قوم اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے

كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۱﴾

تمہارے لیے مقرر کردی اور پیچھے نہ ہٹو ورنہ نقصان میں جا پڑو گے

### خلاصہ

اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت جہاد دینے سے پہلے بطور تمہید کے فرمایا اے میری قوم اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرو کہ اس نے تم میں کئی انبیاء پیدا فرمائے اور تمہیں آزادی اور حکومت عطاء فرمائی اور تم کو بعض وہ چیزیں دیں جو دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیں۔ (مثلاً دریا میں راستہ بنانا، دشمن کو عجیب طریقے سے غرق کرنا وغیرہ) اے میری قوم (ان نعمتوں اور احسانوں کا تقاضا یہ ہے کہ تم قوم عمالقہ کے خلاف جہاد کے حکم میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو) اور اس برکت والے ملک میں جہاد کے ارادہ سے داخل ہو جاؤ کہ اس ملک کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حصہ میں لکھ دیا ہے (اس لئے بس داخل ہوتے ہی فتح مل جائے گی) اور پسپائی اختیار نہ کرو کہ پھر بالکل خسارے میں جا پڑو گے (دنیا میں اس بابرکت اور کشادہ ملک شام سے محروم رہو گے اور آخرت میں "فریضہ جہاد" کے چھوڑنے کے گناہگار رہو گے) (مفہوم بیان القرآن)

### رابطہ

اوپر یہود و نصاریٰ کی عہد شکنی کا بیان تھا آگے خاص یہود کی ایک عہد شکنی کا قصہ مذکور ہے کہ انہوں نے جہاد سے کہ فرض تھا انکار کیا۔ (بیان القرآن)

### کلام برکت

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے جامع کلام میں اس پورے قصے کو یوں سمیٹا ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

’’حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کا وطن چھوڑ نکلے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور ملک شام میں آکر ٹھہرے اور مدت تک ان کو اولاد نہ ہوئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کو بشارت فرمائی کہ تیری اولاد بہت پھیلاؤں گا اور زمین شام ان کو دوں گا اور نبوت اور دین اور کتاب اور سلطنت ان میں رکھوں گا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت وہ وعدہ پورا ہوا۔ بنی اسرائیل کو فرعون کی بیگار (یعنی غلامی) سے خلاص کیا اور اس (فرعون) کو غرق کیا اور ان (بنی اسرائیل) کو فرمایا تم جہاد کرو عمالقہ سے ملک شام چھین لو پھر ہمیشہ وہ ملک شام تمہارا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ شخص بارہ قبیلہ بنی اسرائیل پر سردار کیے تھے انکو بھیجا کہ اس ملک کی خبر لاویں، وہ خبر لائے تو ملک شام کی بہت خوبیاں بیان کیں اور وہاں مسلط تھے عمالقہ، ان کی قوت زور کو بھی بیان کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو کہا تم قوم کے پاس خوبی ملک بیان کرو اور قوت دشمن نہ کہو ان میں دو شخص اس حکم پر رہے اور دس نہ رہے قوم نے سنا تو نامردی (یعنی بزدلی) کرنے لگے اور چاہا کہ پھر الٹے مصر میں جاویں۔ اس تقصیر (یعنی غلطی) سے چالیس برس فتح شام کو دیر لگی اس قدر مدت جنگلوں میں پھرتے رہے، جب اس قرن کے لوگ مر چکے مگر وہ دو شخص کہ وہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوئے ان کے ہاتھ سے فتح ہوئی۔ (موضح القرآن)

## فائدہ

ان آیات کے ذیل میں حضرات مفسرین نے کئی بحثیں فرمائی ہیں:

❶ وجعلکم ملوکاً تمہیں بادشاہ بنایا۔ اس سے کیا مراد ہے۔ حضرات مفسرین نے بہت سے اقوال لکھے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اے بنی اسرائیل اب تم آزاد، خود مختار اور مستقبل کے حکمران ہو۔

❷ واٰتکم مالم یؤت احداً من العالمین اور تمہیں وہ چیزیں دیں جو جہاں بھر میں کسی کو نہیں دیں۔ ان چیزوں سے کیا مراد ہے؟ اور اس جملے سے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر تو کوئی فرق نہیں پڑتا؟ خلاصہ یہ کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا وہ تو مسلّم ہے۔

❸ الارض المقدسۃ مقدس سرزمین سے کونسا علاقہ مراد ہے حضرات مفسرین کے بہت سے ملتے جلتے اقوال ہیں، خلاصہ ان سب کا ملک شام، علاقہ کنعان یعنی فلسطین ہے۔ یہ تینوں دلچسپ بحثیں ملاحظہ فرمانے کے لئے تفسیر قرطبی، تفسیر کبیر وغیرھا کی طرف رجوع فرمائیں۔

## دعوت جہاد

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے تو بغیر لڑے نجات دے دی مگر بیت المقدس والی مقدس زمین۔ یعنی ملک شام عطاء فرمانے کے لئے جہاد کی شرط عائد فرمادی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور خود ان کا دینی مقام یاد دلا کر جہاد کی دعوت دی اور آخر میں ترک جہاد کی وعید بھی سنائی اور فرمایا: ولا ترتدوا علیٰ ادبارکم فتنقلبوا خسرین۔

www.KitaboSunnat.com

”یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں بزدلی اور پست ہمتی دکھا کر غلامی کی زندگی کی طرف مت بھاگو“ (تفسیر عثمانی)

گویا ان دو آیات میں مکمل دعوتِ جہاد آگئی ہے۔ کہ انسان پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا تقاضا یہ ہے کہ وہ جہاد میں نکلے اور زمین کو کفر اور ظلم سے پاک کرے اور جس شخص پر اللہ تعالیٰ کا احسان جتنا زیادہ ہو اس کو اتنی زیادہ محنت جہاد میں کرنی چاہئے۔ بنی اسرائیل نے اتنی مؤثر دعوت کے باوجود جہاد سے منہ موڑا چنانچہ چالیس سال تک جنگلوں میں مرتے رہے بالآخر نئی نسل جوان ہوئی اور انہوں نے وقت کے نبی کے ساتھ مل کر جہاد کیا تو سرزمین مقدس فتح ہوگئی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## غلامانہ ذہنیت

”جب ایک قوم عرصہ تک غلامی کی حالت میں رہتی ہے تو اس میں بلند مقاصد کے لئے جدوجہد کی استعداد باقی نہیں رہتی وہ غلامی کا ”امن“ پسند کرنے لگتی ہے اگرچہ ذلت ونامرادی کے ساتھ ہو اور مقاصد کی جدوجہد سے جی چرانے لگتی ہے، اگرچہ اس کا نتیجہ کامرانی واقبال ہو، یہی حال بنی اسرائیل کا تھا، مقاصد امور کے لئے ان میں عزم وہمت نہ تھی، بزدلی وبے طاقتی نے قدم پکڑ لئے تھے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ سرزمین کنعان میں داخل ہو جو تمہاری موعودہ سرزمین ہے تو کہنے لگے وہاں بڑے طاقتور لوگ رہتے ہیں ان کے مقابلہ کی ہم میں طاقت نہیں جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں، ہم قدم نہیں اٹھائیں گے تورات میں ہے کہ بنی اسرائیل جنگ کی وحشت سے اس قدر بے طاقت ہوگئے کہ رو رو کر کہتے ”خدایا! تو نے ہمیں مصر سے کیوں نکالا؟ کیا اسی لئے کہ ہم کنعانیوں کی تلوار سے قتل ہو جائیں؟ انہوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ مصر واپس چلے جائیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ دیں (گنتی باب ۱۴-۱۳) اس پر حکم الٰہی ہوا کہ چالیس سال تک یہ لوگ جزیرہ نمائے سینا کے میدانوں ہی میں پڑے رہیں گے، اس میں مصلحت یہ تھی کہ چالیس سال کے اندر پچھلی نسل ختم ہو جائے گی جسے مصر کی غلامانہ زندگی نے نکما کر دیا ہے اور ایک نئی نسل پیدا ہو جائے گی جس نے بیابان کی آزادانہ آب وہوا میں نشوونما پائی ہوگی اور غلامانہ ذہنیت کی سمیت سے محفوظ ہوگی چنانچہ جب چالیس سال گزر گئے اور ایک نئی نسل ظہور میں آگئی تو وہ بڑھی اور موعودہ سرزمین پر قابض ہوگئی۔“ (ترجمان القرآن)

## غیرت جوش میں آنی چاہئے

”موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو برانگیختہ کرنے کے لئے فرماتے ہیں تم نبی زادے بھی ہو اور شاہزادے بھی ہو لہٰذا تمہاری غیرت جوش میں آنی چاہئے، اپنے باپ دادا کا ملک دشمن سے لڑ کر چھین لو چونکہ ان پر نقض عہد کے باعث لعنت نازل ہو چکی تھی اور اس لعنت کا نتیجہ بزدلی ہے لہٰذا وہ ذرا بھی متاثر نہیں ہوئے۔“ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۲۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا

انہوں نے کہا اے موسیٰ بے شک وہاں ایک زبردست قوم ہے اور ہم وہاں ہرگز نہ جائیں گے

حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾

یہاں تک کہ وہ وہاں سے نکل جائیں پھر اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم ضرور داخل ہوں گے

### خلاصہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت جہاد کے جواب میں قوم نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام اس سرزمین پر ایسے لوگ قابض ہیں جو بہت طاقتور ہیں ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے، جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں ہم تو اس سرزمین میں داخل نہیں ہوتے ہاں اگر وہ لوگ وہاں سے نکل گئے تو پھر ہم ضرور داخل ہو جائیں گے۔

### یہ عمالقہ تھے

یہ قوم عمالقہ کی تھی جو ایک بڑی زور آور اور جنگ آزما قوم تھی، بنی اسرائیل کی پرانی حریف، توریت اور تاریخ بنی اسرائیل اس کی خون ریزیوں کی داستان سے رنگین ہے۔ (تفسیر ماجدی)

### عمالقہ کے بارے میں مبالغہ

اسرائیلی روایات میں اس قوم کے بارے میں عجیب وغریب مبالغہ آمیز باتیں نقل کی گئی ہیں علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں بعض روایات کو ذکر کر کے ان کی تردید فرمائی ہے اور عقل ونقل کے دلائل سے ان کا غلط اور باطل ہونا ثابت کیا ہے۔ دراصل یہودی ویسے ہی جھوٹ کے عادی ہیں۔ ان کے بڑوں نے محض بزدلی کی وجہ سے جہاد چھوڑا بعد والوں نے ان کے عیب کو مجبوری قرار دینے کے لئے قوم عمالقہ کو پہاڑوں سے اونچی قوم قرار دے دیا۔ کہاں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو زخموں سے چور حمراء الاسد تک ابوسفیان کے فاتح لشکر کے پیچھے دوڑے جا رہے تھے اور کہاں یہ بنی اسرائیل جو فتح کے واضح وعدے کے باوجود واپس مصر کی طرف دوڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ الْمَائِدَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں میں سے دو مردوں نے کہا جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ ان پر حملہ کر کے

عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا

دروازہ میں گھس جاؤ پھر جب تم اس میں گھس جاؤ گے تو تم ہی غالب ہو گے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾

اگر تم ایمان دار ہو

## خلاصہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت جہاد کی تائید کے لئے وہ دو آدمی کھڑے ہو گئے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں (ایمان اور وفائے عہد جیسی) نعمتیں عطاء فرمائی تھیں۔

انہوں نے لوگوں سے کہا (اس قدر بے ہمت اور بزدل کیوں ہو رہے ہو) تم ان پر (چڑھائی کر کے) اس شہر کے دروازہ تک تو چلو۔ پس تم جس وقت دروازہ میں قدم رکھو گے اسی وقت غالب آ جاؤ گے۔ اگر تم ایمان والے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔

## دو پکے مؤمن

قال ابن عباس وغیرہ: هما یوشع وكالب بن یوقنا وكانا من الاثنی عشر نقیبا (القرطبی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دوسرے مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ دو حضرات یوشع اور کالب بن یوقنا تھے اور یہ بارہ نقیبوں میں سے تھے۔

''ان دو میں ایک کا نام یوشع بن نون اور دوسرے کا کالب بن یوقنا۔ یوشع سردار تھے قبیلہ بنی افرائیم کے اور کالب قبیلہ بنی یہودا کے۔'' (تفسیر ماجدی)

## کافروں سے مرعوب نہ ہونا اللہ تعالیٰ کا انعام ہے

انعم اللہ علیہما اللہ تعالیٰ کا فضل وانعام اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ انہیں حق گوئی وحق پرستی کی توفیق دی اور وہ شوکتِ کفار سے مرعوب نہ ہوئے۔ (تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

### ان دونوں کی تقریر

قالا لبنی اسرائیل لایھو لنّکم عظم اجسا مھم فقلوبھم ملئت رعباً منکم فاجسامھم عظیمة وقلو بھم ضعیفةٌ۔ (القرطبی)

ان دونوں حضرات نے بنی اسرائیل سے کہا تمہیں ان دشمنوں کے بڑے جسم دہشت میں نہ ڈالیں کیونکہ تمہارا رعب ان کے دلوں پر مسلط ہے ان کے جسم اگرچہ بڑے ہیں مگر ان کے دل کمزور ہیں۔

### جہاد میں نکلنا توکل ہے

"یعنی ہمت کر کے شہر کے پھاٹک تک تو چلو پھر خدا تم کو غالب کرے گا، خدا اسی کی مدد کرتا ہے جو خود بھی اپنی مدد کرے، معلوم ہوا کہ اسباب مشروعہ کو ترک کرنا توکل نہیں "توکل" یہ ہے کہ کسی نیک مقصد کے لئے انتہائی کوشش اور جہاد کرے پھر اس کے مثمر اور منتج ہونے کے لئے خدا پر بھروسہ رکھے، اپنی کوشش پر نازاں اور مغرور نہ ہو۔ باقی اسباب مشروعہ کو چھوڑ کر خالی امیدیں باندھتے رہنا توکل نہیں تعطل ہے۔" (تفسیر عثمانی)

### بچنے والے مر گئے

بنی اسرائیل نے جان بچانے کے لئے، جہاد میں جانے سے انکار کیا۔ ان کے دلوں پر دشمن کی طاقت کا رعب چھا چکا تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ اگر انہوں نے حملہ کیا تو وہ مارے جائیں گے۔ پوری قوم میں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے علاوہ صرف دو شخص جہاد کے لئے خود بھی تیار تھے اور اپنی قوم کو بھی دعوت دے رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور شان دیکھئے۔ بیس سال سے زیادہ عمر کے تمام لوگ اسی وادی تیہ میں مارے گئے سوائے ان دو حضرات کے جو جہاد میں جانے کو تیار تھے، مطلب یہ ہوا کہ جو بچنا چاہتے تھے وہ مر گئے اور جو قربانی کے لئے تیار تھے وہ بچ گئے۔ اور فاتح بن کر اس شہر میں داخل ہوئے۔ بے شک اس قصہ میں مسلمانوں کے لئے بہت بڑا سبق ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا

کہا اے موسیٰ ہم کبھی بھی وہاں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ اس میں ہیں

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾

سو تو اور تیرا رب جائے اور تم دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں

## خلاصہ

بنی اسرائیل پر ان دونوں حضرات کے بیان کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا بلکہ ان کی ہٹ دھرمی، بزدلی اور گستاخی اس قدر بڑھ گئی کہ کہنے لگے اے موسیٰ! جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں ہم کبھی اس میں داخل ہونے والے نہیں تم اور تمہارا رب وہاں چلے جائیں ہم تو یہاں بیٹھے ہیں تم اور تمہارا رب وہاں ان سے لڑتے رہنا۔

## گستاخی یا شرک؟

”اسرائیلیوں کی اس تقریر کا گستاخانہ طرز تو ظاہر ہی ہے لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مشرک قوموں سے متاثر ہوکر یہ موحد قوم بھی اپنے عقیدے میں شرک اس حد تک داخل کر چکی ہو۔ مشرک قوموں کا یہ ایک عام دستور تھا کہ میدان جنگ میں جاتے تو اپنی مورتیوں، ٹھاکروں کو اپنے ساتھ لے جاتے اور یہ عقیدہ رکھتے کہ انکے دیوتا بھی ان کے ساتھ ساتھ ہیں۔“ (تفسیر ماجدی)

مطلب یہ کہ بنی اسرائیل نے نہایت بے ادبی، گستاخی اور بے زاری کے ساتھ اپنا آخری فیصلہ سنا دیا کہ ہم نے جہاد میں نہیں جانا۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سخت غم کی حالت میں وہ دعا فرمائی جو اگلی آیت میں آتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۲۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ

موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب میرے اختیار میں تو سوائے میری جان اور میرے بھائی کے اور کوئی نہیں سو ہمارے درمیان

الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۵﴾

اور اس نافرمان قوم کے درمیان جدائی ڈال دے

### خلاصہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب قوم کی یہ حالت دیکھی تو اللہ تعالیٰ کے حضور دعاء مانگی:

اے میرے رب! میرے اختیار میں نہیں مگر میری اپنی جان اور میرا بھائی۔ پس جدائی فرمادے ہمارے اور اس نافرمان قوم کے درمیان۔

### یا اللہ ہم دونوں حاضر ہیں

موسیٰ علیہ السلام مایوس ہوکر بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں خداوندا ہم دونوں بھائی تیرے حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہیں، اور ہم ان نالائقوں میں رہنا بھی نہیں چاہتے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری)

### یوشع اور کالب بھی دعاء میں شامل

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سخت دلگیر ہوکر یہ دعاء فرمائی چونکہ تمام قوم کی عدول حکمی، بزدلانہ عصیان کو مشاہدہ فرمارہے تھے اس لئے دعاء میں بھی اپنے اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کے سوا کہ وہ بھی نبی معصوم تھے اور کسی کا ذکر نہیں کیا، یوشع علیہ السلام اور کالب بھی دونوں کے ساتھ تبعاً آ گئے۔ (تفسیر عثمانی)

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وایضا یجوز ان یکون المراد بالأخ من یواخیه فی الدین وعلی هذا التقدیر فکانا داخلین فی قوله واخی.

اور یہ بھی ممکن ہے کہ اخ یعنی بھائی سے مراد "دینی بھائی" ہو اس صورت میں وہ دونوں حضرات (یوشع اور کالب) دعاء میں شامل ہوجائیں گے۔ (التفسیر الکبیر)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ الْمَائِدَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۶

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ

فرمایا تحقیق وہ زمین ان پر چالیس برس حرام کی گئی ہے اس ملک میں سرگرداں پھریں گے

فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٦﴾

سو تو نافرمان قوم پر افسوس نہ کر

### خلاصہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعاء کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فیصلہ صادر ہوا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا گیا۔ ٹھیک ہے وہ ملک ان پر چالیس سال کے لیے حرام کر دیا گیا ہے یہ لوگ زمین میں بھٹکتے پھریں گے پس آپ اس نافرمان قوم پر افسوس نہ کیجئے۔

### دعاء موسوی قبول ہوگئی

❶ استجاب الله دعاءه وعاقبهم فى التيه اربعين سنة. (القرطبی)

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعاء قبول فرمائی اور بنی اسرائیل کو بطور سزا چالیس سال تک زمین میں بھٹکایا۔

❷ امام رازی رحمہ اللہ نے اس پر بحث فرمائی ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام بھی وادی تیہ میں قوم کے ساتھ تھے یا نہیں تھے؟ پھر دونوں طرح کے اقوال اور ان کے دلائل نقل کیے ہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ بعض کے نزدیک ملک شام حضرت یوشع بن نون نے فتح کیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے اور آپ کے وصی اور جانشین تھے اور ایک قول یہ بھی نقل کیا کہ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک شام فتح فرمایا (ملاحظہ فرمایئے اس کی مکمل تفصیل کے لئے۔ التفسیر الکبیر)

❸ یعنی جدائی کی دعاء حسی اور ظاہری طور پر تو قبول نہ ہوئی ہاں معنی جدائی ہوگئی کہ وہ سب تو عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر حیران و سرگرداں پھرتے تھے اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام پیغمبرانہ اطمینان اور پورے قلبی سکون کے ساتھ اپنے منصب ارشاد و اصلاح پر قائم رہے جیسے کسی بستی میں عام وباء پھیل پڑے اور ہزاروں بیماروں کے مجمع میں دو چار تندرست اور قوی القلب ہوں جو ان کے معالجہ، چارہ سازی اور تفقد احوال میں مشغول رہیں۔ اگر فافرق بيننا کا ترجمہ "جدائی کر دے" کی جگہ "فیصلہ کر دے" ہوتا تو یہ مطلب زیادہ واضح ہو جاتا۔ (تفسیر عثمانی)

### زمین کی حرمت ترک جہاد کی وجہ سے ہوئی

والمراد بقوله كتب الله لكم اى بشرط أن تجاهدوا اهلها فلما ابوا الجهاد قيل فانها محرمة عليهم. (المدارك)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پہلے فرمایا گیا تھا کہ کتب اللہ لکم کہ یہ زمین اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھدی ہے تو اس سے مراد یہ تھا کہ اس شرط پر کہ تم وہاں کے لوگوں سے جہاد کرو گے تمہارے لئے یہ زمین لکھ دی گئی ہے پھر جب انہوں نے جہاد سے انکار کیا تو انہیں کہہ دیا گیا کہ یہ زمین تم پر حرام ہے۔(پس دونوں میں کچھ تضاد نہیں ہے)

## حاصل کلام

ان سات آیات میں دعوت جہاد کا طریقہ، جہاد کی فضیلت وبرکت، ترک جہاد کا عذاب اور وبال جیسے اہم مضامین جہاد بہت ترتیب وتفصیل سے سمجھائے گئے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ خوب غور کریں۔ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے ان سات آیات پر جو جدآفرین تقریر فرمائی ہے وہ ملاحظہ کیجئے:

’’حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ سب قصہ اہل کتاب کو سنایا اس پر کہ تم پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نہ کرو گے جیسے تمہارے اجداد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رفاقت چھوڑ دی تھی اور جہاد سے جان چرا بیٹھے تھے۔ تو یہ نعمت اوروں کو نصیب ہوگی، چنانچہ نصیب ہوئی۔ ایک لمحہ کیلئے اس سارے رکوع کو سامنے رکھ کر امت محمدیہ کے احوال پر غور کیجئے ان پر خدا کے وہ انعامات ہوئے جو نہ پہلے کسی امت پر ہوئے نہ آئندہ ہوں گے ان کے لئے خاتم الانبیاء سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو ابدی شریعت دے کر بھیجا۔ ان میں وہ علماء اور ائمہ پیدا کئے جو باوجود غیر نبی ہونے کے انبیاء کے وظائف (یعنی کاموں) کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔ ایسے خلفاء نبی علیہ السلام کے بعد امت کے قائد بنے جنہوں نے سارے جہان کو اخلاق اور اصول سیاست وغیرہ کی ہدایت کی۔ اس امت کو بھی جہاد کا حکم ہوا عمالقہ کے مقابلہ میں نہیں روئے زمین کے تمام جبارین کے مقابلہ میں۔ محض سرزمین ’’شام‘‘ فتح کرنے کے لئے نہیں بلکہ شرق وغرب میں ’’کلمۃ اللہ‘‘ بلند کرنے اور فتنہ کی جڑ کاٹنے کے لئے۔ بنی اسرائیل سے خدا نے ارض مقدسہ کا وعدہ کیا تھا لیکن اس امت سے یہ وعدہ فرمایا:

وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم اٰمنا ۔ (النور)

اگر بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام نے جہاد میں پیٹھ پھیرنے سے منع کیا تھا تو اس امت کو بھی خدا نے اس طرح خطاب کیا یا ایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار ۔ (الانفال)

انجام یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رفقاء تو عمالقہ سے ڈر کر یہاں تک کہہ گزرے کہ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون ۔ تم اور تمہارا پروردگار جا کر لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ لیکن اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا کہ خدا کی قسم اگر آپ سمندر کی موجوں میں گھس جانے کا حکم دیں گے تو ہم اسی میں کود پڑیں گے اور ایک شخص بھی ہم سے علیحدہ نہیں رہے گا امید ہے کہ خدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف سے وہ چیز دکھلائے گا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی، ہم اپنے پیغمبر کے ساتھ ہو کر اس کے دائیں اور بائیں، آگے اور پیچھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہر طرف سے جہاد کریں گے۔ خدا کے فضل سے ہم وہ نہیں جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا تھا ''انعب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون'' اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ جتنی مدت بنی اسرائیل فتوحات سے محروم ہو کر ''وادی تیہ'' میں بھٹکتے رہے اس سے کم مدت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے مشرق و مغرب میں ہدایت وارشاد کا جھنڈا گاڑ دیا۔ (رضی الله عنهم ورضوا عنه ذلك لمن خشي ربه)۔ (تفسیر عثمانی)

## وادی تیہ

جس وادی میں بنی اسرائیل چالیس سال تک بھٹکتے رہے اور مارے مارے پھرتے رہے اس کی مسافت کتنی تھی، محل وقوع کیا تھا وہ کس طرح سے صبح چلتے اور شام کو اسی جگہ واپس پہنچ جاتے، انہوں نے جہاد چھوڑ کر کہا انا ههنا قاعدون تو اللہ تعالیٰ نے ان کو کس طرح سے چالیس سال تک اس طرح بٹھائے رکھا کہ چلتے تھے مگر آگے نہ بڑھ سکتے تھے۔ ان تمام عجیب وغریب احوال کے لئے ملاحظہ فرمایئے تفسیر البحر المحیط۔

**فلا تأس على القوم الفسقين.**

**فلا تحزن عليهم لانهم فاسقون. (المدارك)**

یعنی ان پر غم نہ کریں کیونکہ یہ نافرمان لوگ ہیں۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی دعاء پر افسوس ہوا تو ان کا افسوس ختم کرنے کے لئے یہ فرمایا گیا۔ (البحر المحیط)

دیکھا آپ نے کہ ترک جہاد کا گناہ کتنا سخت ہے کہ ان کی حالت پر افسوس کرنے سے بھی روک دیا گیا۔ (العیاذ باللہ)

## عجیب نکتہ

پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان آیات میں اہل کتاب کو اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ وہ ماضی کی غلطی نہ دہرائیں اور اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں ورنہ پھر وہ کفر و گمراہی میں بھٹکتے رہ جائیں گے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے والے کامیاب ہو جائیں گے۔ اہل کتاب خصوصاً یہودیوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار حسد کی وجہ سے کیا تھا اس لئے ان آیات کے بعد حسد کی مذمت پر ایک قصہ قرآن پاک نے بیان فرمایا۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں ''آگے اسی پر قصہ سنایا ہابیل وقابیل کا کہ حسد مت کرو حسد والا مردود ہے''۔ (موضح القرآن)

## مجاہدین کیلئے سورج رُک گیا

تفسیر جلالین میں ہے:

**روی انهم يسيرون الليل جادين فاذا اصبحوا اذا هم فى الموضع الذى ابتدأوا منه**

www.KitaboSunnat.com

ويسيرون النهار كذلك. حتى انقرضوا كلهم الامن لم يبلغ العشرين وقيل: وكانوا ستمائة الف، ومات هارون وموسىٰ فى التيه وكان رحمة لهما وعذابا لاولئك سئل موسىٰ ربّه عند موته أن يدنيه من الارض المقدسة رمية بحجر فأدناه كمافى الحديث (الذى رواه مسلم) ونبىء يوشع بعد الاربعين وأمر بقتال الجبارين فساربمن بقى معه وقاتلهم وكان يوم الجمعة وقفت له الشمس ساعة حتى فرغ من قتالهم وروى احمد فى مسنده حديث ان الشمس لم تحبس علىٰ بشر الاليوشع ليالى سار الى بيت المقدس. (تفسير الجلالين)

یعنی مروی ہے کہ بنی اسرائیل رات بھر چلتے رہتے تھے جب صبح ہوتی تو خود کو اسی جگہ پاتے جہاں سے انہوں نے چلنے کا آغاز کیا ہوتا تھا اور دن کو بھی اس طرح چلتے یہاں تک کہ سب مر مٹ گئے مگر وہ جن کی عمر بیس سال سے کم تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد چھ لاکھ تھی، حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی اس وادی میں انتقال ہو گیا۔ یہ ان دونوں حضرات کے لئے رحمت تھی اور قوم کے لئے عذاب۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعاء کی کہ وہ انہیں مقدس سرزمین سے اتنا قریب فرما دے جتنا پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا قریب فرما دیا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (جو امام مسلم نے روایت کی ہے) اور چالیس سال بعد حضرت یوشع علیہ السلام کو نبوت ملی، اور انہیں "جبارین" کے خلاف جہاد کا حکم دیا گیا، وہ باقی ماندہ بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر نکلے اور جبارین کے خلاف جہاد کیا۔ وہ جمعہ کا دن تھا۔ اس دن سورج کچھ دیر ان کے لئے رکا رہا یہاں تک کہ وہ قتال سے فارغ ہوئے۔ امام احمد نے اپنی مسند میں حدیث روایت کی ہے کہ سورج کسی انسان کے لئے نہیں روکا گیا مگر حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے جن راتوں میں وہ بیت المقدس کی طرف چلے۔

## ایک اور روایت

واخرج عبدالرزاق والحاكم وصححه قوله صلى الله عليه وسلم ان نبيامن الانبياء قاتل اهل مدينة حتى اذا كاد أن يفتحها خشي ان تغرب الشمس فقال: ايتهاالشمس انك مامورة وانا مأمور بحرمتي عليك الا وقفت ساعة من النهار قال: فحبسها الله تعالىٰ حتى افتتح المدينة. (قرة العينين)

یعنی امام عبدالرزاق اور امام حاکم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان روایت کیا ہے کہ انبیاء میں سے ایک نبی ایک شہر والوں سے جہاد کر رہے تھے، جب وہ شہر فتح کرنے کے قریب تھے تو انہیں اندیشہ ہوا کہ سورج غروب ہونے والا ہے۔ پس انہوں نے کہا اے سورج تو بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہے اور میں بھی اس کے حکم پر مامور ہوں تجھے میری حرمت کا واسطہ ہے کہ کچھ دیر کے لئے رک جا۔ فرمایا! کہ اللہ تعالیٰ نے سورج کو روک دیا یہاں تک کہ وہ شہر فتح ہو گیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فائدہ

جہاد کے ذریعہ زمین کفر و شرک اور ظلم سے پاک ہوتی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوتا ہے اس لئے سورج، سمندر، جنگل، پہاڑ اور تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کے حکم سے مجاہدین کا ساتھ دیتی ہیں جیسا کہ ہر زمانے میں ہوتا رہا ہے اور ان شاء اللہ ہر زمانے میں ہوتا رہے گا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۳۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کی

فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾

راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ

### خلاصہ

ایمان والے اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں پوری کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ تقویٰ اختیار کریں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرب ڈھونڈیں۔ یعنی اس کے احکامات پر عمل کریں۔ اور ان احکامات میں سے خصوصی طور پر جہاد فی سبیل اللہ کا اہتمام کریں۔ تب پوری کامیابی ملے گی۔ (اور پوری کامیابی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا حاصل ہونا اور جہنم سے بچنا ہے)

### اقوال وحوالے

❶ پچھلی آیات میں ان لوگوں کا تذکرہ تھا جو اللہ اور رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین پر فساد پھیلاتے ہیں۔ اس آیت میں ان ایمان والوں کا تذکرہ ہے جو اللہ اور رسول کے لئے جہاد کرتے ہیں اور اس کا قرب ڈھونڈنے کی محنت میں لگے رہتے ہیں۔ جہاد خود بھی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے اس لئے یہ "وسیلہ" میں بھی شامل ہے۔ اور یہ وہ "جنگ" ہے جس کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہے اور اس جنگ سے زمین پر امن قائم ہوتا ہے، دین کو مضبوطی اور شریعت کو حفاظت ملتی ہے۔ گویا کہ حرام اور ناجائز جنگ کے بعد حلال اور افضل جنگ کو بیان فرمایا گیا۔ امام ابوحیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ولما كانت الآية (انما جزاء الذين يحاربون) نزلت في العرنيين والكلبيين أوفي اهل الكتاب اليهود أوفي المشركين على الخلاف في سبب النزول، وكل هولاء سعى في الارض فساداً نص على الجهاد وان كان مندرجاً تحت ابتغاء الوسيلة لان به صلاح الارض، وبه قوام الدين وحفظ الشريعة، فهو مغاير لأمر المحاربة اذا الجهاد محاربة مأذون فيها وبالجهاد يدفع المحاربون. (البحر المحيط)

❷ "پچھلے رکوع کے آخر میں ان لوگوں کی دنیوی و اُخروی سزا بیان فرمائی تھی جو خدا اور رسول سے جنگ کرتے اور ملک میں بدامنی اور فساد پھیلاتے ہیں۔ اس رکوع میں مسلمانوں کو ان سزاؤں سے ڈرا کر بتلایا کہ جب شقی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور بدبخت لوگ خدا اور رسول سے جنگ کریں تو تم خدا اور رسول کی طرف ہو کر جہاد کرو وہ اگر زمین پر فساد پھیلاتے ہیں تو تم اپنی کوشش اور حسن عمل سے امن وسکون قائم کرنے کی فکر کرو۔" (تفسیر عثمانی)

## جہاد جامع عبادت ہے

کئی مفسرین حضرات نے اس آیت کی تفسیر میں یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات دو قسموں میں منحصر ہیں:

❶ بری باتوں سے بچنا ❷ اچھی باتوں پر عمل کرنا۔ (ترک المنھیات اور فعل المامورات)

بری باتیں وہ ہیں جن سے شریعت نے منع فرمایا ہے اور اچھی باتیں وہ ہیں جن کا شریعت نے حکم دیا ہے۔ اس آیت میں ایمان والوں کو ان دونوں چیزوں کا حکم دیا گیا۔ یاایھاالذین امنوا اے ایمان والو! اتقوا اللہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

تقویٰ اور پرہیزگاری کا معنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑنا یعنی بری باتوں سے بچنا ہے۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ اور اللہ تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو۔ اللہ تعالیٰ کا قرب اس کے احکامات پر عمل سے نصیب ہوتا ہے یعنی اچھی باتوں پر عمل کرنے سے۔

تقویٰ اور وسیلہ کے حکم کے فوراً بعد فرمایا و جاھدوا فی سبیلہ اور جہاد کرو اس کے راستے میں۔ معلوم ہوا کہ جہاد میں تقویٰ بھی ہے اور وسیلہ بھی۔ بلکہ جہاد تقویٰ کا سب سے اونچا مقام اور وسیلہ کی سب سے بہترین صورت ہے۔ جب کسی مومن کو جہاد فی سبیل اللہ نصیب ہو جاتا ہے تو یہ اس کی کامیابی کی علامت ہوتی ہے چنانچہ آخر میں فرمایا لعلکم تفلحون تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ پس جہاد فی سبیل اللہ ایسی عبادت ہے جس میں تقویٰ (ترک المنھیات) بھی ہے اور وسیلہ (فعل المامورات) بھی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## قوت کا استعمال اور جنگ صرف جہاد میں جائز ہے

امام ابوحیان رحمہ اللہ نے اس موقع پر یہ بہترین نکتہ بیان فرمایا ہے۔ وایضاً ففیه تنبیه علیٰ انه یجب ان تکون القوة والبأس الذی للمحارب مقصورا علی الجهاد فی سبیل الله تعالیٰ وأن لایضع تلك النجدة التی وهبها الله له للمحاربة فی معصیة الله تعالیٰ. (البحر المحیط)

اس آیت میں اس بات کی تنبیہ بھی ہے کہ جنگجو آدمی کے پاس جو قوت اور جنگی صلاحیت ہوتی ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اسے جہاد فی سبیل اللہ تک ہی محدود رکھے اور اللہ تعالیٰ کی عطاء فرمودہ بہادری کی اس صفت کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والی لڑائیوں میں ضائع نہ کرے۔

(یعنی انسان کی قوت غضبیہ اور بہادری کا بہترین مصرف اور استعمال جہاد فی سبیل اللہ ہے)

## جہاد سے ڈاکوؤں کا خاتمہ

پچھلی آیات میں ان افراد اور قوموں کا تذکرہ ہے جو ڈاکے ڈالتی ہیں اور اس کے فوراً بعد جہاد کی فضیلت اور اس کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حکم بیان ہوا ہے۔ تفسیر البحر المحیط میں یہ جملہ مذکور ہے وبالجھاد یدفع المحاربون اور جہاد کے ذریعے ڈاکوؤں اور جنگجوؤں کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔ اس میں یہ اشارہ بھی ہوسکتا ہے کہ دنیا کی ڈاکو اور قزاق قومیں جب زمین پر فساد پھیلانے کے لئے نکل کھڑی ہوں تو مسلمان دنیا کو ان کے شر سے بچانے کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کریں اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے ہاں کامیابی حاصل کریں۔ اور جہاد کے اس عمل کو عبادت اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھیں تاکہ پوری اہمیت کے ساتھ وہ اس میں مشغول ہوکر زمین کی اصلاح کرسکیں۔ یورپ کی قوموں نے ڈاکے کو پیشہ بنایا اور زمین کو ظلم وفساد سے بھر دیا۔ ممکن ہے آیت مبارکہ میں ایسے حالات کی طرف اشارہ ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## اگلی آیت کے ساتھ جہادی ربط

”پچھلی آیت میں بتلایا تھا کہ انسان خدا سے ڈرنے، اس کا قرب حاصل کرنے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے ہی سے فلاح وکامیابی کی امید کرسکتا ہے، اس آیت میں متنبہ فرمادیا کہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے روگردانی کی وہ آخرت میں اگر روئے زمین کے سارے خزانے بلکہ اس سے بھی زائد خرچ کرڈالیں گے اور فدیہ دے کر عذاب الٰہی سے چھوٹنا چاہیں گے تو یہ ممکن نہ ہوگا۔ غرض وہاں کی کامیابی ”تقویٰ“ ”ابتغائے وسیلہ“ اور ”جہاد فی سبیل اللہ“ سے حاصل ہوتی ہے رشوت اور فدیہ سے نہیں ہوسکتی۔ (تفسیر عثمانی)

## بہترین ترجمہ

بعض اردو تفاسیر میں وجاھدوا فی سبیلہ کے معنیٰ کو بہت وسیع کرنے کی کوشش کی گئی ہے حالانکہ ”تقویٰ“ اور ”ابتغوا الوسیلۃ“ جیسے الفاظ کی موجودگی میں وہ کیا چیز باقی رہ جاتی ہے جسے شامل کرنے کے لئے جہاد کو ”جدوجہد“ بنایا جارہا ہے؟ آیت مبارکہ کا بہترین اور مستند ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے:

”اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے، اور ڈھونڈو اس تک وسیلہ، اور لڑائی کرو اس کی راہ میں، شاید تمہارا بھلا ہو“ (موضح القرآن)

اس ترجمہ سے وجاھدوا فی سبیلہ کے حقیقی معنیٰ بالکل واضح ہوگئے ہیں والحمد للہ رب العالمین۔

## نکتہ

حضرت لاہوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یہود کی حالت پہلے دو رکوع میں ذکر ہوچکی ہے کہ باوجود شہزادے اور نبی زادے ہونے کے مخالفوں کے روبرو نہیں ہوسکتے اور لڑنے کی قوت اپنے اندر صرف کرتے ہیں۔ اب مسلمانوں کو خاص طور پر متنبہ کیا جاتا ہے اور اس مرض کا علاج اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ ہر ایک اپنی انفرادی زندگی میں اقرب الی اللہ بننے کو نصب العین بنائے، بلکہ اجتماعی زندگی میں بھی اقرب الی اللہ کو تلاش کیا جائے اور اسے ہی امام بنایا جائے جو سب سے زیادہ حق کے راستے میں قربانی کرسکے اور شہوات ورذائل سے پاک ہو۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَۃُ الْمَآئِدَۃِ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۵۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ؔ

اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ

ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا تو وہ انہیں میں سے ہے

اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۱

بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا

## خلاصہ

ایمان والوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں یہود ونصاریٰ کو اپنا دوست بنائیں۔ یہود ونصاریٰ کفر میں اور مسلمانوں کی دشمنی میں ایک دوسرے کے یار اور مددگار ہیں۔ جو بھی یہود ونصاریٰ سے یاری کرے گا وہ انہیں میں سے ہو جائیگا۔ اور یہود ونصاریٰ سے یاری کرنے والے ظالموں کو ہدایت نہیں ملتی۔

## شانِ نزول

آیت مبارکہ کے شانِ نزول میں کئی اقوال ہیں:

❶ منافقین کے متعلق نازل ہوئی وہ یہود ونصاریٰ اور مشرکین سے یاریاں کرتے تھے اور انہیں مسلمانوں کے راز بتاتے تھے۔ (قرطبی)

❷ ان کمزور مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے غزوہ احد کی ظاہری شکست کے بعد آئندہ امن کے لئے کافروں سے مذاکرات ودوستی کا ارادہ کیا تھا۔ (قرطبی)

❸ امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وروی ان عبادۃ ابن الصامت جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتبرأ من موالاۃ الیہود فقال عبداللہ بن ابی: لکنی لااتبرأ منہم لانی أخاف الدوائر فنزلت ہذہ الآیۃ.

یعنی روایت ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے یہودیوں کے ساتھ دوستی سے اعلان برأت کر دیا۔ اس پر عبداللہ بن ابی (منافق) نے کہا میں تو ان سے برأت کا اعلان نہیں کرتا کیونکہ میں زمانے کی گردش (یعنی حالات کے بدلنے) سے ڈرتا ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (التفسیر الکبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❹ ایک قول یہ ہے کہ آیت حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (القرطبی، البحر المحیط)

## آیت کا موضوع

❶ ینهى تبارك وتعالىٰ عباده المؤمنين عن موالاة اليهود والنصارىٰ الذين هم اعداء الاسلام واهله. قاتلهم الله. ثم اخبران بعضهم اولياء بعض ثم تهدد وتوعد من يتعاطى ذلك فقال ومن يتولهم منكم فانه منهم . (ابن كثير)

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کو ان یہود ونصاریٰ کی دوستی سے منع فرما رہے ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ اللہ پاک انہیں ہلاک فرمائے، پھر اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ یہ ایک دوسرے کے دوست اور مددگار ہیں۔ اور پھر سخت تنبیہ اور وعید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو ان کے ساتھ یاری کرے گا وہ انہیں میں سے ہوگا۔

❷ نزل نهياً عن موالاة اعداء الدين. اى لاتتخذوهم اولياء تنصرونهم وتستنصرونهم وتؤاخونهم وتعاشرونهم معاشرة المؤمنين. (المدارك)

یہ آیت اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی یاری سے روکنے کے لئے نازل ہوئی۔ یعنی انہیں ایسا دوست نہ بناؤ کہ تم ان کی مدد کرو اور ان سے مدد چاہا کرو اور ان سے برادرانہ تعلقات رکھو اور ان کے ساتھ مسلمانوں جیسے سماجی تعلقات قائم کرو۔

## اقوال وحوالے

### ❶ یہود ونصاریٰ کی عادات تمہیں گرا دیں گی:

"یہود ونصاریٰ سے دوستانہ تعلقات منقطع کر دو، ورنہ اختلاط سے ان کی عادات واخلاق تم میں سرایت کر جائیں گے اور تم بھی گر جاؤ گے۔" (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

### ❷ کفر وشرک متعدی مرض ہے:

چونکہ خدا سے نافرمانی کرنا اور فسق وفجور اور شرک وکفر ایک مرض روحانی ہے جو بیشتر ایسے لوگوں سے دلی میل جول رکھنے سے متعدی ہو جاتا ہے (یعنی دوسروں تک پھیل جاتا ہے) اس لئے یہود ونصاریٰ کی خرابیاں بیان فرما کر ان سے دلی میل جول کی ممانعت کرتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

### ❸ کتنا تعلق جائز اور کتنا ناجائز؟

"اولیاء" ولی کی جمع ہے "ولی" دوست کو بھی کہتے ہیں، قریب کو بھی، ناصر اور مددگار کو بھی۔ غرض یہ ہے کہ "یہود ونصاریٰ" بلکہ تمام کفار سے جیسا کہ سورۃ نساء میں تصریح کی گئی ہے مسلمان دوستانہ تعلقات قائم نہ کریں۔ اس موقع پر یہ ملحوظ رکھنا چاہئے کہ موالات، مروت وحسن سلوک، مصالحت رواداری اور عدل وانصاف یہ سب چیزیں الگ الگ ہیں۔ اہل اسلام اگر مصلحت سمجھیں تو ہر کافر سے صلح اور عہد وپیمان مشروع طریقہ پر کر سکتے ہیں۔ ﴿وان جنحوا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

للسلم فاجنح لها و توكل على الله. (الانفال رکوع ۸) عدل وانصاف کا حکم جیسا کہ گزشتہ آیات سے معلوم ہو چکا مسلم و کافر ہر فرد بشر (یعنی ہر انسان) کے حق میں ہے "مروت" اور "حسن سلوک" یا "رواداری" کا برتاؤ ان کفار کے ساتھ ہو سکتا ہے جو جماعت اسلام کے مقابلہ میں دشمنی اور عناد کا مظاہرہ نہ کریں جیسا کہ "سورۃ ممتحنہ" میں تصریح ہے باقی "موالاۃ" یعنی دوستانہ اعتماد اور برادرانہ مناصرت و معاونت تو کسی مسلمان کو حق نہیں کہ یہ تعلق کسی غیر مسلم سے قائم کرے۔ البتہ صوری موالات جو "الا أن تتقوا منهم تقاة" کے تحت میں داخل ہو اور عام تعاون جس کا اسلام اور مسلمانوں کی پوزیشن پر کوئی برا اثر نہ پڑے اس کی اجازت ہے۔ (تفسیر عثمانی)

**۴ وہ مسلمانوں کے خلاف متحد ہیں:**

★ بعضهم اولياء بعض وكلهم اعداء المومنين وفيه دليل ان الكفر ملة واحدة. (المدارك)

یعنی وہ سب مسلمانوں کے دشمن ہیں اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ کفر ایک ملت ہے۔

★ "یعنی مذہبی فرقہ بندی اور اندرونی بغض و عداوت کے باوجود وہ باہم ایک دوسرے سے دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں یہودی یہودی کا نصرانی نصرانی کا دوست بن سکتا ہے اور جماعت اسلام کے مقابلہ میں سب کفار ایک دوسرے کے دوست اور معاون بن جاتے ہیں۔" (تفسیر عثمانی)

★ "مطلب یہ ہوا کہ یہودی، یہودی اور نصرانی، نصرانی تو باہم دوست ہوتے ہی ہیں باقی خود یہود و نصاریٰ کے درمیان بھی بہت کچھ مناسبت ہے کم سے کم یہی کہ اسلام اور مسلمانوں کی عداوت پر دونوں متحد ہیں ان کی آپس میں اگر تمہارے خلاف ساز باز ہو جائے تو کچھ تعجب نہیں، لیکن تم جو اہل ایمان ہو تم میں اور منکرین قرآن میں مناسبت ہی کیا اور اشتراک کیسا؟" (تفسیر ماجدی)

**۵ جو اُن کا یار، انہی میں اس کا شمار:**

★ قال ابن عباس فانه منهم في حكم الكفر اى ومن يتولهم في الدين وقال غيره: ومن يتولهم في الدنيا فانه منهم في الاخرة. (البحر المحيط)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جو ان سے یاری کرے گا وہ کافر ہونے کے حکم میں انہی کے ساتھ شمار ہوگا تب یاری کرنے سے دین میں یاری کرنا مراد ہوگی۔ اور دوسرے مفسرین حضرات فرماتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو ان سے دنیا میں یاری کرے گا وہ آخرت میں انہی کے ساتھ ہوگا۔

★ من جملتهم وحكمه حكمهم وهذا تغليظ من الله وتشديد في وجوب مجانبة المخالف للدين. (المدارك)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی جو ان سے یاری کرے گا انہی کا ایک فرد شمار ہوگا اور اس کا حکم بھی انہی کی طرح ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت تاکید اور سختی فرمائی گئی ہے دینی مخالفین سے دوستی کے معاملے میں۔

**❶ دوستی تب ہوتی ہے جب دل میں ان کی عظمت ہوتی ہے:**

"غیروں، بیگانوں، اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دوستی ہو نہیں سکتی، جب تک پہلے ان کی عظمت یا محبت کا نقش دل پر نہ بیٹھ لے، اور مسلمان اپنی پختگی سے کچھ نہ کچھ ہٹ نہ لے، قومی تشخص اور ملت کی خودی کے لئے لازمی ہے کہ ملت اسلامی کے دوستانہ، رازدارانہ، برادرانہ تعلقات غیر مسلموں سے ممنوع قرار دے دیئے جائیں۔ یہ آئے دن کا مشاہدہ ہے کہ جو لوگ دشمنان دین سے خلا ملا میل جول زیادہ رکھتے ہیں ان کے اندر سے فہم دین اور دینی تصلب اور ملی خودداری رخصت ہو جاتی ہے، حدیث نبوی میں دوسری قوموں کے وضع ولباس اختیار کرنے، ان سے تشبہ پیدا کرنے کی جو ممانعت آئی ہے وہ عجیب نہیں کہ انہی حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی ہو۔" (تفسیر ماجدی)

**❷ کافروں سے یاری ہدایت سے محرومی:**

"یعنی جو لوگ کہ دشمنان اسلام سے موالات کر کے خود اپنی جان پر اور مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں اور جماعت اسلام کے مغلوب ومقہور ہونے کا انتظار کر رہے ہیں، ایسی بدبخت، معاند اور دغاباز قوم کی نسبت یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ کبھی راہ ہدایت پر آ جائے گی۔" (تفسیر عثمانی)

★ لا یرشد الذین ظلموا انفسهم بموالاة الکفرة. (المدارک)

اللہ تعالیٰ رہنمائی نہیں فرماتا ان لوگوں کی جنہوں نے کافروں سے یاری کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔

**نکتہ**

اسلام دشمن کافروں سے لڑ کر شہید ہونے والوں کو قرآن پاک زندہ اور کامیاب کہتا ہے اور کافروں سے یاری کرنے والوں کو اپنی جان پر ظلم کرنے والا بتاتا ہے۔ بے شک قرآن پاک سچ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس کی سمجھ عطاء فرمائے۔ (آمین یا ارحم الراحمین)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃِ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۵۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ

پھر تو ان لوگوں کو دیکھے گا جن کے دلوں میں بیماری ہے ان میں دوڑ کر جا ملتے ہیں کہتے ہیں کہ

نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ

ہمیں ڈر ہے کہ ہم پر زمانہ کی گردش نہ آجائے سو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ جلدی فتح ظاہر فرمادے یا

اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

کوئی اور حکم اپنے ہاں سے ظاہر کرے پھر یہ اپنے دل کی چھپی ہوئی بات پر

نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

شرمندہ ہوں گے

### خلاصہ

جن کے دلوں میں نفاق ہے وہ دوڑ دوڑ کر یہود و نصاریٰ کی آغوش میں پناہ لیتے ہیں اور بھاگ بھاگ کر ان کی مدد کرتے ہیں۔ اور وجہ یہ بتاتے ہیں کہ ہم برے حالات کے ڈر سے ایسا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے گا، اور اپنی قدرت سے کچھ اور معاملات ظاہر فرمائے گا تو ان منافقین کو اپنے خیالات پر پچھتانا پڑے گا۔

### اقوال وحوالے

**۱ مرض سے مراد نفاق:**

☆ فی قلوبهم مرض نفاق. (المدارک) یعنی ان کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے۔

☆ شك ونفاق ان کے دلوں میں شک اور نفاق ہے۔ (القرطبی)

**۲ دوڑ دوڑ کر یاری اور مدد:**

يسارعون فيهم في معاونتهم على المسلمين وموالاتهم. (المدارک)

یعنی دوڑ دوڑ کر ان کی مسلمانوں کے خلاف مدد کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے بڑھ کر ان سے یاری پکی کرتے ہیں۔

**۳ یاری کی ایک وجہ اقتصادی ترقی:**

☆ يسارعون في مودة اليهود ونصارى نجران لانهم كانوا اهل ثروة وكانوا يعينونهم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علی مھماتھم ویقرضو نھم۔ (التفسیر الکبیر)

وہ یہودیوں اور نجران کے عیسائیوں سے دوستی کے لئے خوب دوڑتے تھے کیونکہ وہ مالدار لوگ تھے وہ ان کی ضروریات کے لئے مالی تعاون کرتے تھے اور انہیں قرضے دیتے تھے۔

**٤ وہ اس زمانے کے بینکرز تھے:**

" مدینہ اور نواحِ مدینہ میں یہود کی حیثیت مہاجنوں، صرافوں اور بینکرز کی سی تھی اور عرب آبادی اپنی ہر مالی افتاد اور مصیبت کے وقت سہارا انہی کا ڈھونڈتی تھی۔ " (تفسیر ماجدی)

**٥ آیت مبارکہ کی جامع تفسیر:**

" یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں شک اور نفاق کی بیماری ہے جن کو خدا کے وعدوں پر اعتماد اور مسلمانوں کی حقانیت پر یقین نہیں اسی لئے دوڑ دوڑ کر کافروں کی آغوش میں پناہ لینا چاہتے ہیں۔ تاکہ ان کے موہوم غلبہ کے وقت ثمراتِ فتح (یعنی فتح کے فوائد) سے متمتع ہو سکیں (یعنی فائدہ اٹھا سکیں) اور ان کے زعم میں جو گردشیں اور آفات جماعت اسلام پر آنے والی تھیں ان سے محفوظ رہیں نخشی ان تصیبنا دائرۃ کے یہی معنی ان کے دلوں میں مکنون تھے۔ لیکن یہی الفاظ نخشی ان تصیبنا دائرۃ جب پیغمبر علیہ السلام اور مخلص مسلمانوں کے سامنے یہود سے دوستانہ رکھنے کی معذرت میں کہتے تھے تو گردش زمانہ کا یہ مطلب ظاہر کرتے کہ یہود ہمارے ساہوکار ہیں ہم ان سے قرض و دام لے لیتے ہیں۔ اگر کوئی مصیبت قحط وغیرہ کی پڑی تو وہ ہمارے دوستانہ تعلقات کی وجہ سے آڑے وقت میں کام آجائیں گے ان ہی خیالات کا جواب آگے دیا گیا ہے یعنی وہ وقت نزدیک ہے کہ حق تعالیٰ اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فیصلہ کن فتوحات اور غلبہ عطا فرمائے اور مکہ معظمہ میں بھی جو تمام عرب کا مسلمہ مرکز تھا حضور کو فاتحانہ داخل کرے یا اس کے ماسوا اپنی قدرت اور حکم سے کچھ اور امور بروئے کار لائے جنہیں دیکھ کر ان منافقین کی ساری باطل توقعات کا خاتمہ ہو اور انہیں منکشف ہو جائے کہ دشمنان اسلام کی موالات کا نتیجہ دنیوی ذلت و رسوائی اور اخروی عذاب الیم کے سوا کچھ نہیں، جب فضیحت اور خسران کے یہ نتائج سامنے آجائیں گے اس وقت بجز پچھتانے اور کف افسوس ملنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا الآن قد ندمت ولا ینفع الندم۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اسلام کے غلبہ اور فتح مکہ وغیرہ کو دیکھ کر تمام اعدائے اسلام کے حوصلے پست ہو گئے بہت سے یہود مارے گئے بہت سے جلاوطن ہوئے، منافقین کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا، مسلمانوں کے سامنے صریح طور پر جھوٹے ثابت ہوئے۔ موالات یہود میں جو کوششیں کی تھیں وہ اکارت گئیں اور خسران دنیوی اور ہلاکت ابدی کا طوق گلے میں پڑا۔ (تفسیر عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

**❻ نفاق سے بزدلی پیدا ہوتی ہے:**

”جن کے دلوں میں مرض نفاق ہے وہ ڈر کے مارے مقابلے میں شامل نہیں ہوں گے نفاق کا خاصہ بزدلی ہے اور توحید کا خاصہ جرأت ہے۔“ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

**❼ امر من عندہ سے کیا مراد؟**

ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح دے دے یا اپنی طرف سے کوئی اور معاملہ ظاہر فرما دے۔ ”کوئی اور معاملہ“ سے کیا مراد ہے حضرات مفسرین نے کئی اقوال نقل فرمائے ہیں امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

معناہ أو امر من عندہ لایکون للناس فیه فعل البتة، کبنی النضیر الذین طرح اللہ فی قلوبهم الرعب فاعطوا بایدیهم من غیر محاربة ولا عسکر.

یعنی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا معاملہ ظاہر فرما دے جو خالص اسی کی طرف سے ہو اور اس میں لوگوں کے عمل کا بالکل کوئی دخل نہ ہو۔

جیسے یہود بنی نضیر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور انہوں نے بغیر جنگ اور لشکر کے ہتھیار ڈال دیئے۔ (التفسیر الکبیر)

بعض مفسرین کے نزدیک امر من عندہ سے منافقین کے ناموں کا وحی کے ذریعے ظاہر کرنا ہے۔ (کمالین بیان القرآن)

www.KitaboSunnat.com

# سورۃ المآئدۃ مدنیۃ آیت ۵۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ

اور مسلمان کہتے ہیں کیا یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نام کی پکی قسمیں کھاتے تھے کہ

اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۭ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۝۵۳

ہم تمہارے ساتھ ہیں ان کے اعمال برباد ہو گئے پھر وہ نقصان اٹھانے والے ہو گئے

## خلاصہ

جب مسلمانوں کو فتح مل جائے گی اور منافقوں کا نفاق کھل جائے گا تو مسلمان اس بات پر تعجب کریں گے کہ یہ لوگ تو ہمارے سامنے قسمیں کھا کھا کر خود کو ہمارا ساتھی کہا کرتے تھے۔ (یہ لوگ کیسے جھوٹے اور منافق نکلے) منافقوں کے سارے اعمال غارت اور وہ خود سراسر نقصان میں۔

## فائدہ

اصل مفہوم تو ''خلاصہ تفسیر'' میں آ گیا بعض مفسرین نے یہ احتمال بھی لکھا ہے کہ جب مسلمان دیکھیں گے کہ منافق جنگوں میں یہودیوں کا ساتھ نہیں دے رہے تو وہ حیرانی کے ساتھ یہودیوں سے پوچھیں گے کہ یہ منافق بڑی قسمیں کھا کر تمہیں اپنے تعاون کا یقین دلاتے تھے مگر اب جبکہ تم مار کھا رہے ہو وہ تمہاری مدد کے لئے نہیں آتے۔ (البحر المحیط)

## مسلمانوں کا تعجب

''مسلمان متعجب ہو کر کہیں گے یہ تو ہماری جماعت میں شمولیت کے حتمی دعوے کیا کرتے تھے''۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## نفاق کھل جاتا ہے

بہت سے منافق کافی احتیاط اور تدبیر سے کافروں کا ساتھ دیتے ہیں اور چھپ چھپ کر ان کی مخبریاں کرتے ہیں، اور خفیہ طور پر ان کے تنخواہ دار ملازم بن کر مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس طرح کے ماہر اور مکار منافقوں کا ''نفاق'' چھپا رہتا ہے اور مسلمان انہیں اپنا پکا ساتھی سمجھتے ہیں کیونکہ اس طرح کے منافق ہر موقع پر مسلمانوں کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کرتے رہتے ہیں اور کافروں کے لئے ان کی خدمات خفیہ ہوتی ہیں۔ ایسے منافقوں اور خفیہ جاسوسوں کا پتہ کافروں کی شکست کے بعد ہی مختلف ذرائع سے مسلمانوں کو لگتا ہے۔ ممکن ہے آیت مبارکہ میں اس طرح کے منافقوں کی طرف اشارہ ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃِ مَدَنِیَّۃٌ — آیت ۵۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ

اے ایمان والو! جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو عنقریب

يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لائے گا کہ اللہ تعالیٰ ان کو چاہتا ہے اور وہ اس کو چاہتے ہیں مسلمانوں پر نرم دل ہوں گے

اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ

اور کافروں پر زبردست اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی کی

لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ

ملامت سے نہیں ڈریں گے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ

وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۵۴

کشائش والا جاننے والا ہے

### خلاصہ

کسی ''مسلمان'' کے مرتد ہونے سے اسلام کا کوئی نقصان نہیں ہوگا اور نہ اس کا کام بند ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ ان مرتدوں کی جگہ اپنے ایسے محبوب بندوں کو لے آئے گا جو اللہ تعالیٰ سے سچی محبت رکھتے ہوں گے۔ وہ مسلمانوں کے لئے نرم اور کافروں کے لئے سخت ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے ہوں گے اور وہ دین اور جہاد کے معاملے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔

ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوگا۔ اللہ پاک کی مرضی جسے چاہے اپنا فضل عطاء فرمائے۔

### جامع تفسیر

#### ❶ اسلام کی حفاظت اور بقاء کی عظیم پیشین گوئی

''اس آیت میں اسلام کی ابدی بقا اور حفاظت کے متعلق عظیم پیشین گوئی کی گئی ہے۔ پچھلی آیات میں کفار کی موالات سے منع کیا گیا تھا۔ ممکن تھا کہ کوئی شخص یا قوم موالات کفار کی بدولت صریحًا اسلام سے پھر جائے جیسا کہ ومن یتولهم منکم فانه منهم میں تنبیہ کی گئی ہے۔ قرآن کریم نے نہایت قوت اور صفائی سے آگاہ کردیا کہ ایسے لوگ اسلام سے پھر کر کچھ اپنا ہی نقصان کریں گے، اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے، حق تعالیٰ مرتدین کے بدلے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں یا ان کے مقابلہ پر ایسی قوم لے آئے گا جن کو خدا کا عشق ہو اور خدا ان سے محبت کرے وہ مسلمانوں پر شفیق ومہربان اور دشمنان اسلام کے مقابلہ میں غالب اور زبردست ہوں گے۔ یہ پیشین گوئی بحول اللہ وقوتہ ہر قرن (یعنی ہر زمانہ) میں پوری ہوتی رہی۔ ارتداد کا سب سے بڑا فتنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں پھیلا کئی طرح کے مرتدین اسلام کے مقابلہ میں کھڑے ہوگئے، مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایمانی جرأت اور اعلیٰ تدبر اور مخلص مسلمانوں کی سرفروشانہ اور عاشقانہ خدمات اسلام نے اس آگ کو بجھایا اور سارے عرب کو متحد کر کے از سر نو اخلاص وایمان کے راستہ پر گامزن کر دیا۔

آج بھی ہم مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ جب کبھی چند جاہل اور طامع افراد اسلام کے حلقہ سے نکلنے لگتے ہیں تو ان سے زیادہ اور ان سے بہتر تعلیم یافتہ اور محقق غیر مسلموں کو اسلام فطری کشش سے اپنی طرف جذب کر لیتا ہے اور مرتدین کی سرکوبی کے لئے خدا ایسے وفادار اور جانثار مسلمانوں کو کھڑا کر دیتا ہے جنہیں خدا کے راستہ میں کسی کی ملامت اور طعن وتشنیع کی پرواہ نہیں ہوتی۔ انسان کی بڑی سعادت اور اس پر خدا کا بڑا فضل یہ ہے کہ وہ فتنہ کے وقت خود جادہ حق پر ثابت قدم رہ کر دوسروں کو ہلاکت سے بچانے کی فکر کرے۔ خدا جن بندوں کو چاہے اس سعادت کبریٰ اور فضل عظیم سے حصہ وافر عطاء فرماتا ہے اس کا فضل غیر محدود ہے اور وہی جانتا ہے کہ کونسا بندہ اس کا اہل اور مستحق ہے۔ (تفسیر عثمانی)

### ❷ کلام برکت:

جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر (کچھ) عرب دین سے پھرے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یمن سے مسلمان بلائے ان سے جہاد کروایا کہ تمام عرب مسلمان ہوئے یہ ان کے حق میں بشارت ہے۔ (موضح القرآن)

### ❸ جو کافروں سے یاری نہ چھوڑے گا:

اے مسلمانو! اگر تم نے خدائے تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کر کے دشمنان خدا سے علیحدگی اختیار نہ کی تو اللہ تعالیٰ دوسری جماعت پیدا کر دے گا جو مؤمنوں پر نرم اور اعدائے اسلام کے حق میں سخت گیر ہوگی۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

### ❹ خطاب قیامت تک کے لئے ہے:

وابن کعب والضحاک و الحسن وقتادۃ وابن جریج وغیرھم: نزلت خطابا للمومنین عامۃ الی یوم القیمۃ. (البحر المحیط)

اس آیت میں قیامت تک کے مسلمانوں سے عام خطاب ہے۔ (پس اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا اس لئے کہ اس آیت میں ایسی جماعت کے موجود ہونے کی خبر ہے جو جہاد کرنے والی ہوگی۔)

### ❺ ابتدائی مرتد:

آیت کے پہلے جملے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگ مرتد ہوں گے اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ تو یہ بدبختی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابتدائی طور پر کس کے حصے میں آئی۔ حضرات مفسرین نے عموماً گیارہ فرقوں کا تذکرہ کیا ہے ان میں سے تین ③ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، سات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مرتد ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ تین قبیلے مرتد ہوئے۔

❶ مذحج: ان کے سردار کا نام اسود عنسی (عبہلہ بن کعب ذوالخمار) تھا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک دن پہلے قتل ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کے قتل کی خبر دی اور قاتل کا نام بتایا۔ اس کے قاتل کا نام "فیروز" تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر بذریعہ وحی دی تھی ورنہ عوامی خبر تو ربیع الاول کے آخر تک مدینہ منورہ پہنچی تھی۔

❷ بنو حنیفہ: ان کے سردار کا نام مسیلمہ کذاب تھا۔ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

❸ بنو اسد: ان کے سردار کا نام طلیحہ بن خویلد تھا ان کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے شکست دی۔ طلیحہ فرار ہو گئے مگر پھر مسلمان ہو گئے اور اچھے مسلمان ثابت ہوئے۔

ان تینوں مرتد جماعتوں کے سرداروں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔

اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہ سات گروہ مرتد ہوئے۔

❶ فزارہ: عيينه بن حصن کی قوم

❷ غطفان: قرة بن سلمة القشيري کی قوم

❸ سلیم: فجاة بن عبد ياليل کی قوم

❹ یربوع: مالك بن نويره کی قوم

❺ تمیم: (کے بعض لوگ) سجاح بنت منذر کی قوم۔ (اس عورت نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور مسیلمہ کذاب سے شادی کی تھی)

❻ کندة: اشعث کی قوم

❼ بکر بن وائل: (البحرين) حطم بن يزيد کی قوم

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے ان سب کا علاج فرمایا۔

اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں غسان کے لوگ مرتد ہوئے جو جبلہ بن ایہم کی قوم سے تھے۔ جبلہ مسلمان ہوا تھا ایک مسلمان کو اس نے تھپڑ مارا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مسلمان کے معاف نہ کرنے کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صورت میں بدلے کا حکم دیا اس سے وہ بھاگ کر روم چلا گیا اور عیسائی ہو گیا۔ (تفسیر البحر المحیط)

❻ **ابتدائی محبوب:**

وہ کون سے خوش نصیب ہیں جو ابتدائی طور پر سب سے پہلے يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ یعنی اس قوم کا مصداق بنے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اور اس کی صفات اس آیت میں مذکور ہیں۔ امام ابوحیان رحمہ اللہ نے یہ اقوال لکھے ہیں:

❶ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء

❷ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان دونوں کے رفقاء

❸ حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی قوم

❹ اہل یمن، دو ہزار سمندری علاقے کے، پانچ ہزار کندہ اور جیلہ قبائل کے اور تین ہزار ان کے مختلف قبائل سے انہوں نے قادسیہ میں جہاد کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں۔

❺ انصار مدینہ

❻ حضرات مہاجرین

❼ یمن کے وہ قبائل جن کے ذریعے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے قتال فرمایا۔

❽ الفریابی

❾ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ جب آپ نے خوارج سے قتال فرمایا۔ ان نو (۹) اقوال کو ذکر کرنے کے بعد ابوحیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وفي المستدرك لابي عبدالله الحاكم باسناد: انه لما نزلت اشار رسول الله صلى الله عليه وسلم الى ابي موسىٰ الاشعري فقال قوم هذا وهذا اصح الاقوال. (البحر المحيط)

یعنی مستدرک حاکم میں روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے ارشاد فرمایا کہ اس سے ان کی قوم مراد ہے۔

ابوحیان رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ قول زیادہ درست ہے۔ (البحر المحیط)

❿ صاحب کشاف لکھتے ہیں:

"وقيل سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عنهم فضرب يده على عاتق سلمان وقال: "هذا وذووه" ثم قال: لو كان الايمان معلقاً بالثريا لناله رجال من ابناء فارس.

یعنی ایک قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قوم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اپنا ہاتھ مبارک حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی گردن پر رکھ کر فرمایا: یہ اور اس جیسے۔ پھر ارشاد فرمایا: اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی معلق ہو تو اہل فارس کے مرد اسے حاصل کر لیں گے۔ (کشاف)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## ایک زبردست علمی تحقیق

صاحب تفسیر حقانی نے اس آیت کا اولین مصداق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس آیت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا برحق ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ اس موقع پر حضرت مصنف رحمہ اللہ نے روافض کے مغالطوں کا بھی بھرپور جواب دیا ہے یہ پوری تحقیق پڑھنے اور سمجھنے کے لائق ہے شائقین ملاحظہ فرمائیں تفسیر حقانی۔

## حاصل کلام

آیت کا مفہوم بالکل عام ہے۔ جو بھی قیامت تک مرتد ہوگا وہ ذلیل و ناکام ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں ان کی جگہ اپنے محبوب، مقرب اور مجاہد بندوں کو لے آئے گا۔ ایسا ماضی میں ہوتا رہا ہے اور ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

شروعٌ فی بیان حال المرتدین علی الا طلاق بعد أن نهیٰ سبحانه فیما سلف عن موالاة الیهود والنصاریٰ وبین ان موالاتهم مستد عیة للارتداد عن الدین۔

یعنی اس آیت میں مطلق طور پر مرتدین کا حال بیان کیا جا رہا ہے اس سے پہلے پچھلی آیات میں یہود و نصاریٰ کی دوستی سے منع فرمایا اور اب یہ بیان فرمایا کہ ان کے ساتھ دوستی مسلمانوں کے لئے دین سے مرتد ہونے کا ذریعہ بنتی ہے۔ (روح المعانی)

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

معنیٰ الایة یا ایها الذین اٰمنو من یتول منکم الکفار فیر تد عن دینه فلیعلم ان الله تعالیٰ یأتی باقوام آخرین ینصرون هذا الدین علیٰ ابلغ الوجوه۔

یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو جو تم میں سے کافروں سے یاری کرے گا اور اپنے دین سے مرتد ہو جائے گا تو وہ خوب جان لے کہ اللہ تعالیٰ دوسری ایسی اقوام کو لے آئے گا جو بھرپور طریقے پر اس دین کی نصرت کریں گے۔ (التفسیر الکبیر)

اکثر مفسرین حضرات نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس آیت میں مستقبل کی ایک غیبی خبر ہے کہ آئندہ کچھ لوگ اسلام سے مرتد ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا تو یہ خبر بھی معجزات میں سے ہے۔ امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقالت عائشة رضی الله عنها: مات رسول الله صلی الله علیه وسلم وارتدت العرب واشتهر النفاق ونزل بأبی مالو نزل بالجبال الراسیات لها ضها۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو عرب مرتد ہو گئے اور نفاق پھیل گیا اور میرے والد پر وہ حالات آئے جو اگر مضبوط پہاڑوں پر آتے تو ان کو ہلا دیتے۔ (التفسیر الکبیر)

ان تمام حوالہ جات سے یہی ثابت ہوا کہ آیت مبارکہ قیامت تک کے لئے عام ہے اور ہر زمانے میں مسلمانوں کو یہ حالات پیش آ سکتے ہیں۔ اور ہر زمانے میں دین کی نصرت کے لئے اللہ تعالیٰ کے محبوب مجاہد بندے کمربستہ رہیں گے۔ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ اور اس دین کے خادموں اور سرفروشوں کی جماعت ہر زمانے میں نصرت حق کی تاریخ رقم کرتی رہے گی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان

اللہ تعالیٰ کی محبوب اس مجاہد قوم کی صفت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

**هم للمومنين كالوالد للولد والسيد للعبد وهم فى الغلظة على الكفار كالسبع على فريسته. (القرطبی)**

وہ ایمان والوں کے لئے ایسے ہوں گے جس طرح والد اپنے بیٹے کے لئے اور مالک اپنے غلام کے لئے اور وہ (اسلام دشمن) کافروں پر ایسے سخت ہونگے جس طرح شیر اپنے شکار پر۔

## خلفائے راشدین کی حقانیت

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

**فدل بهذا تثبيت امامة ابى بكر وعمر وعثمان و على رضى الله عنهم لانهم جاهدوا فى الله عزوجل فى حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم وقاتلوا المرتدين بعده ومعلوم ان من كانت فيه هذه الصفات فهو ولى الله تعالىٰ. (القرطبی)**

اس آیت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تصدیق ہوئی کیونکہ ان حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی مرتدین سے قتال کیا اور یہ بات واضح ہے کہ یہ صفات جس میں بھی ہوں گی وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے۔ (القرطبی)

## ملامت کی پرواہ کس چیز میں؟

اکثر بڑے مفسرین حضرات نے اس کی تفسیر میں یہی لکھا ہے کہ وہ لوگ جہاد اور دین کی نصرت کے معاملے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے اور وجہ یہ لکھی ہے کہ منافقین اپنے کافر یاروں کی ملامت اور تنقید کے ڈر سے جہاد میں نہیں جاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد سے روکنے کے لئے کافر قومیں ہمیشہ ملامت، اعتراضات اور تنقید

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا جال بچھاتی ہیں۔ مگر جو پختہ ایمان والے ہوتے ہیں وہ ان کے اعتراضات، تنقید اور ملامت کی پروا نہیں کرتے۔ مگر وہ منافق جو کافروں کے ہاں مقبولیت چاہتے ہیں اس تنقید سے گھبرا جاتے ہیں اور خود کو جہاد سے لاتعلق ظاہر کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے تفسیر کبیر، بیان القرآن اور قرطبی وغیرہ۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اور دین اور جہاد کے مقدمہ (یعنی معاملہ) میں وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے جیسا کہ منافقین کا حال ہے کہ دبے دبائے جہاد میں جاتے تھے مگر اندیشہ لگا رہتا تھا کہ کفار جن سے دل میں دوستی ہے ملامت کریں گے یا اتفاق سے جن کے مقابلہ میں جہاد ہے وہی اپنے دوست یا عزیز ہوں تو سب دیکھتے سنتے طعن کریں گے کہ ایسوں کو مارنے گئے تھے؟ (بیان القرآن)

## عجیب نکتہ

اس سے یہ نکتہ معلوم ہوا کہ کافر ہر زمانے میں جہاد کے خلاف تنقید اور اعتراضات کا طوفان اٹھاتے ہیں پس جہاد پر وہی ثابت قدم رہ سکتا ہے جو اس نام نہاد بدنامی سے نہ گھبرائے اور وہ عظیم کام کرتا چلا جائے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## یجاھدون فی سبیل اللہ

اللہ تعالیٰ کے ان محبوب بندوں کی اہم صفت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ امام نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یقاتلون الکفار یعنی کفار سے قتال کریں گے۔ (المدارک)

## حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

وفی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه الضحوک القتال فھو ضحوک لاولیائه قتّالٌ لاعدائه۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوب ہنس مکھ اور بہت جہاد فرمانے والے تھے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء کے لئے ضحوک (خوب ہنس مکھ) اور اپنے دشمنوں کے ''قتّال'' (خوب جہاد فرمانے والے) تھے۔ (تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ)

## اسباق

آیت مبارکہ سے بہت سے اسباق ملتے ہیں مثلاً:

1. دین اسلام کسی کا محتاج نہیں ہم سب دین اسلام کے محتاج ہیں، کسی قبیلے قوم اور شخص کا اسلام محتاج نہیں جو کوئی بھی مرتد ہو گا تو صرف اپنا نقصان کرے گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❷ فتنۂ ارتداد کا علاج جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کی محبت مسلمان میں غیرت پیدا کرتی ہے اور اسے جہاد پر کھڑا کرتی ہے چنانچہ پہلے فرمایا گیا: یحبهم ویحبونه اور پھر فرمایا گیا یجاهدون في سبیل الله ۔

❹ فتنۂ ارتداد کے وقت مسلمانوں کے درمیان باہمی اتحاد کی سخت ضرورت ہوتی ہے چنانچہ فرمایا گیا: اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکافرین

❺ محبت اور نفرت کے لئے معیار ایمان اور کفر ہے، قوم، قبیلہ زبان یا علاقہ نہیں چنانچہ فرمایا گیا کہ وہ ایمان والوں کے لئے نرم یعنی سراپا محبت وشفقت اور کافروں کے لئے بہت ہی سخت ہوں گے۔ ایمان والے کوئی بھی ہوں۔ اور کافر جو کوئی بھی ہوں۔ پس وہ تمام تحریکیں باطل ہیں جو علاقہ اور زبان کی بنیاد پر کفر واسلام کا فرق مٹانے کے لئے کھڑی ہوئی ہیں۔

❻ مسلمانوں کے درمیان اتحاد کے لئے اہم کردار صاحب حیثیت اور صاحب قوت مسلمانوں کو ادا کرنا ہوگا۔ جیسا کہ اذلة کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے لئے جھکیں گے اور نرمی کریں گے۔ حضرات مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ مسلمانوں کے لئے تواضع اختیار کریں گے۔ ظاہر بات ہے جھکتا وہی ہے جو بلند ہو اور تواضع وہی اپناتا ہے جو صاحب حیثیت ہو ورنہ کمزور اور محتاج لوگ تو ویسے ہی جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔

❼ مسلمان کو جہاد پر کھڑا کرنے کے لئے تین جذبے ضروری ہیں:

★ "اللہ تعالیٰ کی محبت"

★ "مسلمانوں کے لئے ہمدردی"

★ "اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے نفرت"

اور جہاد پر استقامت کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں:

★ جہاد کے معاملہ میں ملامت اور ظاہری بدنامی کی پرواہ نہ کرنا۔

★ اور جہاد کو اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھنا نہ کہ اپنا احسان۔

یہ ساتوں اسباق اس آیت میں ہم تمام مسلمانوں کے لئے موجود ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُورَةُ المَائِدَة مَدَنِيَّة آیت ۵۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ

تمہارا دوست تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور ایمان دار لوگ ہیں جو نماز

الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾

قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں

## خلاصہ

مسلمانوں کے حقیقی دوست صرف اللہ تعالیٰ ہیں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہ مسلمان ہیں جو نماز اور زکوۃ کے پکے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں۔ پس مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ صرف انہی تین سے یاری رکھیں اور انہی کی یاری کو اپنے لئے کافی سمجھیں۔

## ربط

انہ تعالیٰ لما نهیٰ فی الآیات المتقدمة عن موالاة الكفار امر فی هذه الآية بموالاة من يجب موالاته۔ (التفسیر الكبير)

پچھلی آیات میں جب اللہ تعالیٰ نے کفار کی یاری سے منع فرمایا تو اس آیت میں ان لوگوں سے موالات (قلبی یاری) کا حکم دیا جن کی موالات واجب ہے۔

## آیت عام ہے

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں پہلا قول یہ ہے کہ یہ آیت تمام مؤمنین کے لئے عام ہے چنانچہ جب حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے یہودیوں سے اعلان برأت کیا اور فرمایا میں بنی قریظہ اور بنی نضیر کا حلیف بننے سے اللہ تعالیٰ کے حضور اعلان برأت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ولی (قلبی یار) بناتا ہوں تو یہ آیت ان کی موافقت میں نازل ہوئی اور یہ روایت بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہماری قوم (یہود) نے ہمیں چھوڑ دیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ وہ ہمارے ساتھ نہیں بیٹھیں گے اور ہم گھروں کی دوری کی وجہ سے آپ کے صحابہ کے ساتھ نہیں بیٹھ پاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور ایمان والوں کی دوستی پر راضی ہیں۔ آگے امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فعلیٰ هذا الآية عامة فی حق كل المؤمنين فكل من كان مؤمنا فهو ولی كل المؤمنين۔

پس یہ آیت تمام مؤمنین کے حق میں عام ہے جو شخص بھی مؤمن ہو گا وہ تمام مؤمنین کا دوست ہے۔ (التفسیر الکبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## ولی کے تین معنی

**وفسر الولی ھنا بالناصر او المتولی الامر او المحب۔**

ولی کا معنیٰ اس آیت میں ناصر ہے یعنی مددگار یا متولی الامر ہے یعنی معاملات کو چلانے والا یا محب ہے یعنی محبت کرنے والا۔ (البحر المحیط)

ولیکم یہاں ولی اس معنی میں ہے کہ وہ جس سے تمہیں دوستی رکھنا چاہیے یعنی تمہارے حقیقی دوست۔ (تفسیر ماجدی)

## ان تین کے سوا مسلمانوں کا کوئی رفیق نہیں ہو سکتا

”پچھلی آیتوں میں یہود و نصاریٰ کی موالات اور رفاقت سے مسلمانوں کو منع کیا گیا تھا جس کو سننے کے بعد طبعی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر مسلمانوں کے تعلقات محبت و وداد اور معاملات رفاقت کن سے ہونے چاہئیں۔ اس آیت میں بتلا دیا گیا کہ ان کا رفیقِ اصلی خدا اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مخلص مسلمانوں کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔“ (تفسیر عثمانی)

## یہ ہے عالمی اسلامی برادری

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ”اسلامی عالمی برادری“ کی تشکیل فرما دی۔ ایک سچی، مخلص اور مضبوط برادری۔ جس میں ہر رنگ، نسل اور قبیلے کا فرد پوری برابری اور مساوات کے ساتھ شامل ہو سکتا ہے۔ ایسی برادری جس میں گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں۔ ایسی برادری جس میں عرب و عجم کے درمیان کوئی فرق اور امتیاز نہیں۔ ایسی برادری جسے ملکوں کا جغرافیہ اور سمندروں کے فاصلے ایک دوسرے سے نہیں توڑ سکتے۔ ایسی برادری جس میں شامل ہونے کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ ایسی برادری جو ایک جسم اور جان کی طرح اور اس مضبوط دیوار کی طرح ہوتی ہے جسے نہ توڑا جا سکتا ہے اور نہ تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور مسلمانوں سے موالات۔ بس یہی تین نکات اس برادری کو دنیا کی مضبوط ترین قوت بنا دیتے ہیں۔ تب ان کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا ان کو کوئی نہیں روک سکتا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ایک شبہ کا جواب

شبہ کیا جا سکتا ہے کہ اگر یہ برادری اتنی محدود ہوگی تو وہ دنیا بھر کے انسانوں کو فائدہ نہیں پہنچا سکے گی۔ اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ جب تک اپنا گھر مضبوط نہ ہو باہر والوں کی مدد کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی باہمی برادری قائم کر کے ان کو ایسی منظم قوت بنایا جنہوں نے ساری دنیا کی خدمت کی۔ اور جب مسلمانوں نے اپنی غفلت سے اس برادری کو توڑ دیا تو وہ اپنوں کے کام آ سکے نہ غیروں کے۔

## بے نمازی طبقہ

آیت مبارکہ میں واضح شرط بتا دی کہ مسلمانوں کا ہمدرد اور مخلص دوست صرف وہی مسلمان ہو سکتا ہے جو نماز

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قائم کرنے والا، زکوٰۃ ادا کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کرنے والا ہو۔ پس ثابت ہوا کہ نماز کے معاملہ میں بے پرواہی کرنے والے افراد خود کو لاکھ مسلمان بتائیں وہ اسلامی برادری کے کسی کام نہیں آسکتے۔ آج مسلمانوں کی سیاسی قیادت اسی بے نمازی طبقہ کے ہاتھ میں ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہے۔ اور ان لوگوں کے اقدامات سے مسلمانوں کو فائدہ کی بجائے نقصان ہی پہنچ رہا ہے۔

## صفتِ خشوع

اسلامی برادری کے قیام کے لئے اور اسلامی لشکر کی قوت کے لئے "صفت خشوع" کا ہونا ضروری ہے۔ تمام عبادات کا اصل فائدہ تبھی ظاہر ہوتا ہے جب دل اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا ہوا ہو۔ اور اس میں ذکر اللہ سے نرمی اور گداز پیدا ہوتا ہو۔ خشوع کی صفت تیزی سے اٹھ رہی ہے عبادات کا صرف جسم باقی رہ گیا ہے اور ان کی روح فنا ہوتی جارہی ہے۔ جس کا واضح نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان باہمی محبت اور ولایت سے محروم ہو کر مختلف اکائیوں میں تقسیم ہوتے جارہے ہیں اور تقسیم در تقسیم کا یہ سلسلہ بڑھتا ہی چلا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنی رضا والا "خشوع" عطاء فرمائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃِ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۵۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾

اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور ایمانداروں کو دوست رکھے تو اللہ تعالیٰ کی جماعت وہی غالب ہونے والی ہے

### خلاصہ

مسلمان اگر اس حکم کو پورا کریں اور صرف اللہ تعالیٰ سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مسلمانوں سے دوستی رکھیں تو وہ "حزب اللہ" اللہ تعالیٰ کی جماعت بن جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ "حزب اللہ" کیلئے غلبہ ہے۔

### حزب اللہ کون؟

❶ ای من فوض امرہ الی اللہ، وامتثل امر رسولہ ووالی المسلمین فھو حزب اللہ. (القرطبی)

یعنی جو اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ (یعنی صرف اسی پر توکل اور بھروسہ رکھے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو پورا کرے اور مسلمانوں سے ہی موالات (قلبی دوستی) رکھے وہ حزب اللہ ہے۔

❷ وقیل ای ومن یتولی القیام بطاعۃ اللہ ونصرۃ رسولہ والمومنین. (القرطبی)

اور ایک قول یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کی نصرت کا اہتمام کرے وہ "حزب اللہ" ہے۔

قال الحسن: حزب اللہ جنداللہ (القرطبی)

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حزب اللہ کے معنی جنداللہ یعنی اللہ کا لشکر۔ وقال غیرہ انصار اللہ اور دیگر مفسرین کے نزدیک حزب اللہ کے معنی انصار اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار۔ (القرطبی)

### تردد کا ازالہ

"کفار کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت عدد کو دیکھتے ہوئے ممکن تھا کہ کوئی ضعیف القلب اور ظاہر بین مسلمان اس تردد میں پڑ جاتا کہ تمام دنیا سے موالات منقطع کرنے اور چند مسلمانوں کی رفاقت پر اکتفا کر لینے کے بعد غالب ہونا تو درکنار، کفار کے حملوں سے اپنی زندگی اور بقاء کی حفاظت بھی دشوار ہے ایسے لوگوں کی تسلی کے لئے فرما دیا کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی قلت اور ظاہری بے سروسامانی پر نظر مت کرو۔ جس طرف خدا اور اس کا رسول اور سچے وفادار مسلمان ہونگے وہی پلہ بھاری رہے گا۔" (تفسیر عثمانی)

## مسلمانوں کی مغلوبیت کا سبب

"اہل ایمان جب ایمان پر جمے رہیں، نافرمانیوں سے بچتے رہیں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں، احکام الٰہیہ کے مطابق زندگی گذاریں اور اخلاص کے ساتھ کافروں سے جنگ کریں تو ضرور یہی لوگ غالب ہوں گے کسی بے تدبیری یا معصیت کی وجہ سے کبھی کوئی زک پہنچ جائے تو یہ دوسری بات ہے۔ آیت کا یہ مطلب نہیں کہ کبھی کوئی مسلمان کافروں کے ہاتھ سے نہ مارا جائے گا اور شہید نہ ہوگا مطلب یہ ہے کہ انجام کار کے طور پر فتح، نصرت اور غلبہ اہل ایمان ہی کو حاصل ہوگا۔ تاریخ شاہد ہے کہ اہل ایمان جب تک ایمان پر قائم رہے اخلاص کے ساتھ کافروں سے لڑتے رہے اللہ تعالیٰ کے دین کو بلند کرنے کے جذبہ سے سرشار رہے عالم میں فتح یابی کے ساتھ آگے بڑھتے رہے، قیصر و کسریٰ کی حکومتیں ان کے جہاد کی وجہ سے پاش پاش ہوئیں، بڑے بڑے ممالک ان کے زیر نگیں آگئے اور کفار پیچھے ہٹتے چلے گئے، لیکن جب سے اعمال شرعیہ کی پابندی چھوڑی اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر اتر آئے دنیا کو مقصود بنالیا۔ کافروں کی دوستی کا دم بھرنے لگے تو ان کے قبضہ میں جو ممالک تھے وہ بھی ہاتھ سے نکل گئے اور کافروں نے عالمی ادارے بنا کر مسلمانوں کو ان کا ممبر بنالیا اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈال دی اور پس پردہ کٹھ پتلی کی طرح انہیں نچادیا۔ مسلمان اب بھی صحیح طریقہ پر حزب اللہ یعنی اللہ کی جماعت بنیں تو اب بھی غلبہ پاسکتے ہیں۔" (انوار البیان)

## غلبے کا نصاب موجود ہے

مسلمانوں کے لئے غلبے کا پورا نصاب ان آیات میں موجود ہے یہود و نصاریٰ اور تمام دشمنان اسلام سے یاری منقطع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ سے سچی محبت اور وفاداری اپنے دل میں پیدا کریں۔ مسلمانوں کے لئے سراپا محبت اور ہمدردی بن جائیں۔ اسلام دشمنوں سے شدید نفرت رکھیں۔ جہاد فی سبیل اللہ کو بھرپور طریقے پر زندہ کریں۔ جہاد کے بارے میں منفی تنقید اور ملامت کی پرواہ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت اور مسلمانوں کی دوستی اور نصرت کو معیار بنا کر اپنی اسلامی برادری قائم کریں۔ تو وہ پوری دنیا پر چھا جائیں گے اور غالب آجائیں گے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## نصاب مشکل نہیں ہے

ماضی کے جن مسلمانوں نے اس نصاب پر عمل کیا وہ بھی ہماری طرح انسان تھے۔ مگر انہوں نے ہمت سے کام لیا اور دنیا سے نظریں ہٹا کر آخرت کو سامنے رکھا۔ اگر وہ بھی ہماری طرح حالات کی سختی کا بہانہ بنا کر بیٹھ جاتے تو یہ دین ہم تک نہ پہنچتا اور چند شہروں تک محدود ہو کر رہ جاتا۔ مگر انہوں نے حالات کو نہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کو دیکھا اور پھر اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کھڑے ہوگئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق انہیں غلبہ عطاء فرمادیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## حالات پہلے بھی سخت تھے

ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ اس نصاب پر عمل کرنے کے لئے حالات نرم اور آسان ہوں۔ جنت کا راستہ تکلیفوں اور مشقتوں سے بھرا ہوا ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جو مشکل حالات آئے ہم ان کا تصور بھی اپنے لئے نہیں کر سکتے۔ اس لئے یہ عذر کرنا کہ اب زمانہ کافی آگے جا چکا ہے۔ اب ہم جنگ اور جہاد میں کبھی دشمن کو شکست نہیں دے سکتے بالکل جھوٹا اور بیکار عذر ہے۔ ہر انسان کے پاس ایک جان ہے۔ یہ جان تلوار سے بھی نکل جاتی ہے اور ایٹم بم سے بھی۔ روم وفارس کی طاقتیں اس وقت کے تمام مسلمانوں کو مٹانے پر اتنی قدرت رکھتی تھیں جتنی آج کی طاقتیں نہیں رکھتیں۔ اس لئے صرف ایٹم بم، ہائیڈروجن بم، اور فضائی قوت کو دیکھ کر دل ہار بیٹھنا اور ایمان بیچ ڈالنا مسلمان کا کام نہیں ہے۔ ہم کافروں کے یار ہو کر بھی اتنے ہی دن زندہ رہیں گے جتنے دن ان کے دشمن بن کر زندہ رہ سکتے ہیں۔ کسی کی یاری اور حفاظت زندگی کے دن بڑھا نہیں سکتی اور کسی کی دشمنی موت کو وقت سے پہلے لا نہیں سکتی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ہم کہاں جائیں؟

مسلمان ملکوں، قوموں، زبانوں، فرقوں، جتھوں اور جماعتوں میں بٹ گئے ہیں۔ اب اگر کوئی اس نصاب پر عمل کرنا چاہے تو کس کے ساتھ شامل ہو؟ جواب آسان ہے کہ فرقے اور جتھے ہر زمانے میں موجود تھے اس لئے یہ آزمائش بھی کوئی نئی نہیں ہے۔ سب سے پہلے اپنا دل ٹھیک کریں، اس میں سے دنیا کی محبت اور یہاں ہمیشہ رہنے اور فضول جائیدادیں بنانے کا شوق نکالیں۔ دل میں اسلام کے غلبے کی فکر بھریں اور پھر سچے دل سے خود کو اور اپنی جان کو اسلام کی خاطر اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کریں۔ پھر سچے دل سے قبولیت کی دعاء کریں۔ یہ سب کچھ خفیہ ہو اور خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ تب راستہ خود مل جائے گا۔ اور منزل سامنے آجائے گی۔ باقی حق جماعت کی علامات ابھی اسی سورۃ کی آیت (۵۴) میں گزر چکی ہیں۔ وہ اہل دین جو جہاد میں مشغول ہوں ان کے ساتھ وابستگی میں خیر ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## آسان ترین نسخہ

اس نصاب پر عمل کرنے کا آسان ترین نسخہ صرف یہی ہے کہ ہم اپنے دل کی خواہش کو درست کرلیں۔ ہم دنیا چاہتے ہیں یا آخرت؟ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں یا دنیا کا فانی عیش و آرام؟ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت چاہتے ہیں تو پھر سب کچھ آسان ہے حتی کہ اکیلے نکل کر ساری دنیا کے کافروں کے مقابلے میں کھڑا ہو جانا بھی آسان ہے۔ لیکن اگر ہم دنیا کے طالب ہیں تو پھر سب کچھ مشکل ہے حتی کہ سال میں ایک بار اپنے مال کا چالیسواں حصہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دے دینا بھی مشکل ہے۔ جب اتنا آسان کام بھی مشکل ہے تو باقی کاموں کا خود اندازہ لگالیں۔ تب ایسے لوگ بہانے بناتے ہیں اور اس نصاب کو ناممکن قرار دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نفس و شیطان کے شر سے بچائے۔ آمین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## کچھ لوگ موجود رہیں گے

اسلام سچا دین ہے۔ قرآن پاک کچی کتاب ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ سب لوگ ہی اس پر عمل چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں سے یہ دنیا کبھی خالی نہیں رہتی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم قرآن پاک کی بیان فرمودہ علامات کے ذریعے انہیں تلاش کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں کہ وہ ہمیں بھی انہیں کا حصہ بنا دے۔ (وماذلك على الله بعزيز.)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ الْمَآئِدَة مَدَنِيَّة آیت ۸۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ

تو سب لوگوں سے زیادہ مسلمانوں کا دشمن یہودیوں اور مشرکوں

اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا

کو پائے گا اور تو سب سے نزدیک محبت میں مسلمانوں سے ان لوگوں کو پائے گا جو کہتے ہیں کہ

اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ

ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لیے کہ ان میں علماء اور فقراء ہیں اور اس لیے

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۸۲

کہ وہ تکبر نہیں کرتے

## خلاصہ

مسلمانوں کے سب سے سخت دشمن یہودی اور مشرکین ہیں۔ اور مسلمانوں سے دوستی رکھنے کے قریب تر وہ عیسائی ہیں جن میں علم دوست افراد اور تارک دنیا راہب موجود ہوں اور وہ تکبر بھی نہ کرتے ہوں۔

## شانِ نزول

تفسیر قرطبی وغیرہ میں ہے کہ جب مشرکین مکہ کو غزوہ بدر میں شکست ہوئی تو انہوں نے اپنے مقتولین کا بدلہ ان مسلمانوں سے لینے کا ارادہ کیا جو ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے، انہوں نے حبشہ کے حکمران نجاشی کے پاس ہدیے دے کر وفد بھجوایا تاکہ نجاشی وہاں موجود مسلمانوں کو مشرکین کے حوالے کر دے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتا چلا تو آپ نے بھی نجاشی کے نام نامہ مبارک دے کر حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ نجاشی نے خط مبارک پڑھا تو مہاجر مسلمانوں کو بلوایا اور اپنے علماء اور درویشوں کو بھی جمع کیا پھر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو قرآن پاک پڑھنے کے لئے کہا انہوں نے سورۃ مریم کی تلاوت کی تو عیسائی علماء، درویش کھڑے ہو گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ (القرطبی)

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مکہ میں کافروں نے جب مسلمانوں پر ظلم کیا تو حضرت نے اذن دیا کہ ملک سے نکل جاؤ قریب اسی آدمی مسلمان بعضے تنہا بعضے گھر سمیت ملک حبشہ میں جا رہے وہاں کا بادشاہ خوب منصف تھا۔ پھر مکے کے کافروں نے اس کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بہکایا کہ اس قوم کو بے سند دو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو غلام کہتے ہیں تب بادشاہ نے مسلمانوں کو بلا کر پوچھا اور قرآن پڑھوا کر سنا وہ اور اس کے علماء بہت روئے اور کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ہم کو اسی کے موافق پہنچا ہے اور ہم کو خبر دی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہ میرے بعد پیش از قیامت ایک اور نبی آئے گا وہ بے شک یہی نبی ہے۔ وہ بادشاہ خفیہ مسلمان ہوا ان کے حق میں یہ آیتیں ہیں۔ (موضح القرآن)

## مشروط نرمی

یہود و مشرکین کی دشمنی تو بالکل واضح ہے، یہ ہر زمانے میں رہی ہے اور اب تک موجود ہے اور قرب قیامت میں یہودیوں کا مکمل خاتمہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہونا صحیح احادیث میں وارد ہے۔ باقی رہی عیسائیوں کی نرمی تو وہ تین شرطوں کے ساتھ مشروط ہے علم، ترک دنیا اور تواضع۔ دراصل مسلمانوں کے خلاف دشمنی پیدا ہوتی ہے جہالت حب دنیا اور تکبر سے۔ جب ان میں قسیس یعنی علم دوست لوگ موجود تھے تو جہالت کم تھی، رہبان یعنی تارک الدنیا لوگ موجود تھے تو حب دنیا کم تھی اور ھم لا یستکبرون فرما کر بتایا گیا کہ ان میں تواضع بھی تھی۔ یہ تین شرطیں جب بھی عیسائیوں میں پائی جائیں گی وہ مسلمانوں کے قریب آئیں گے اور حق کو سنیں گے اور قبول کریں گے۔ لیکن جب یہ تین شرطیں نہیں پائی جاتیں تو وہ بھی دیگر کفار و مشرکین کی طرح اسلام اور مسلمانوں سے عداوت رکھتے ہیں۔ جس طرح اس زمانے کے اکثر عیسائی رکھتے ہیں۔ ویسے قرب قیامت کی بعض بڑی جنگوں میں مسلمانوں کا عیسائیوں سے اتحاد بھی ہوگا اور پھر یہ اتحاد ٹوٹ کر جنگ کی شکل اختیار کر لے گا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

حضرت عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ان آیات میں (عیسائیوں کی) اسی (خاص) جماعت کا حال بیان فرمایا ہے قیامت تک کے لئے کوئی خبر نہیں دی گئی کہ ہمیشہ عیسائیوں اور یہود و مشرکین وغیرہ کے تعلقات کی نوعیت اسلام و مسلمین کے ساتھ یہی رہے گی، آج جو لوگ عیسائی کہلاتے ہیں ان میں کتنے قسیس اور رہبان اور متواضع اور منکسر المزاج ہیں؟ اور کتنے ہیں جن کی آنکھوں سے کلام الٰہی سنکر آنسو ٹپک پڑتے ہیں؟ جب اقربھم مودۃ کی علت ہی جو ذلك بان منھم قسیسین ...... الخ سے بیان کی گئی، موجود نہیں تو معلول یعنی "قرب مودت" کیوں موجود ہوگا، بہر حال جو اوصاف عہد نبوی کے عیسائیوں اور یہود و مشرکین کے بیان ہوئے وہ جب بھی اور جہاں کہیں جس مقدار میں موجود ہوں گے اسی نسبت سے اسلام و مسلمین کی محبت و عداوت کو خیال کر لیا جائے۔ (تفسیر عثمانی)

## حب دنیا کا نتیجہ

امام رازی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

عیسائیوں کا کفر یہودیوں کے کفر سے زیادہ سخت تھا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی غلط عقیدہ رکھتے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پھر بھی اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو زیادہ سخت دشمن قرار دیا اس لئے کہ ان میں حب دنیا بہت زیادہ تھی۔ پس حب دنیا ان پر زیادہ لعنت کا ذریعہ ہے اسی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان تنبیہ کرتا ہے:

حب الدنیا رأس کل خطیئۃ کہ دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ (تفسیر کبیر)

اس علمی نکتے سے معلوم ہوا کہ حب دنیا میں جو قوم جتنی زیادہ مبتلا ہوگی وہ مسلمانوں کی اتنی زیادہ دشمن ہوگی۔ اور جب خدانخواستہ خود مسلمانوں میں حب دنیا کا مرض عام ہو جائے گا تو وہ مغلوب ہو جائیں گے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## دعاء

یا اللہ ہم سب مسلمانوں کو اپنی محبت عطا فرما اور ہم سب کی حب دنیا کے مرض سے حفاظت فرما۔ (آمین یا ارحم الراحمین)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تعارف

الحمدللہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین آمین۔

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی...... سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمدللہ رب العالمین...... اللّٰھم صلی علی سیدنا محمد وعلی اٰلِ سیّدنا محمد کما صلیت علی سیّدنا ابراھیم وعلی اٰلِ سیّدنا ابراھیم انک حمید مجید اللّٰھم بارک علی سیّدنا محمد وعلی اٰلِ سیّدنا محمد کما بارکت علی سیّدنا ابراھیم وعلی اٰلِ سیّدنا ابراھیم انک حمید مجید...... اللھم لک الحمد کما ینبغی لجلال وجھک ولعظیم سلطانک......

اما بعد

❶ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرمائے اس تالیف کا نام ''فتح الجواد فی معارف آیات الجہاد'' ہے کتاب کی یہ جلد اوّل سورۃ البقرۃ، آل عمران، النساء اور المائدہ کی ۱۵۹ آیات کے جہادی مضامین پر مشتمل ہے۔ جبکہ اکتیس آیات کے اشارات جہاد کو بھی مختصراً بیان کیا گیا ہے۔

❷ کتاب کی تالیف سے پہلے قرآن پاک کی کئی بار تلاوت کی گئی اور مضامین جہاد کے حوالے سے چار فہرستیں مرتب کی گئیں۔ یہ چاروں فہرستیں اس کتاب میں پیش کر دی گئیں ہیں تاکہ طلبہ علم کے لئے آسانی ہو اور اہل علم حضرات تحقیق فرماسکیں۔

❸ پہلے ارادہ یہ تھا کہ جلد اوّل سورۃ الانفال تک ہو مگر سورۃ الانفال کے جہادی مضامین قدرے تفصیل سے لکھے گئے ہیں اس لیے اگر سورۃ الانفال کو بھی جلد اوّل میں شامل کیا جاتا تو کتاب کی ضخامت بڑھ جاتی اس لیے سورۃ المائدہ تک کے مضامین کو جلد اوّل میں شائع کیا جا رہا ہے۔

❹ اس کتاب کی تالیف میں مستند عربی اور اردو تفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے اور زیادہ کوشش اسی بات کی رہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ کوئی مضمون بے حوالہ اور غیر مستند نہ رہے۔ تالیف کے دوران جو بات بھی ذہن میں آئی اس کے لئے مستند تفاسیر سے تائید اور حوالہ ڈھونڈنے کی پوری محنت کی گئی۔ یوں الحمدللہ اس کتاب کا بیشتر حصہ مستند اور معتبر مفسرین حضرات کی علمی تحقیقات پر مشتمل ہے۔

۵ اس کتاب میں جن عربی تفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے ان میں سرفہرست تفسیر قرطبی، تفسیر مدارک، تفسیر کبیر، روح المعانی، جلالین، البحر المحیط، ابن کثیر وغیرھا شامل ہیں۔ آپ کو جابجا ان کتابوں کے حوالے اور عبارتیں اس کتاب میں ملیں گی۔ عربی عبارات کا اردو ترجمہ بھی ساتھ دے دیا گیا ہے بعض مقامات پر عربی عبارات کا ترجمہ اس لیے نہیں دیا گیا کہ کسی معتبر اردو تفسیر کے حوالے سے وہی بات اسی مقام پر بیان ہو چکی ہے۔

تفاسیر کا حوالہ دیتے وقت صفحات کا نمبر نہیں دیا گیا صرف تفسیر کا نام دینے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اگر آپ وہ حوالہ اصل تفسیر میں دیکھنا چاہتے ہیں تو اسی آیت کی تفسیر میں وہ حوالہ آسانی سے مل جائے گا۔

۶ اردو کی مستند تفاسیر میں سے زیادہ انحصار حضرت شاہ عبدالقادر صاحب نور اللہ مرقدہ کی تفسیر موضح القرآن (موضح قرآن) پر کیا گیا ہے۔ قرآن پاک کی آیات سے جہادی مضامین سمجھنے اور سمجھانے کے حوالے سے حضرت شاہ صاحبؒ "امام" کا درجہ رکھتے ہیں باقی تمام مفسرین اس باب میں ان کے مقتدی ہیں۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے بھی حضرت شاہ صاحبؒ کے طریقے کو آگے بڑھایا ہے اور اپنے لاجواب حواشی میں مضامین جہاد کو خوب کھولا ہے۔ حضرت اقدس تھانویؒ نے تفسیر بیان القرآن میں حیرت انگیز علمی شان کے ساتھ مضامین جہاد کو واضح فرمایا ہے۔ جبکہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے بھی اس موضوع کا حق ادا کرنے کی پوری کوشش فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان چاروں حضرات کے درجات عالیہ کو مزید بلندی عطاء فرمائے اس کتاب کی تالیف میں ان چاروں حضرات کی تحقیقات کو اکثر لیا گیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ، حضرت تھانویؒ اور حضرت لاہوریؒ کے نزدیک مزید کئی آیات کا تعلق بھی جہاد سے بنتا ہے۔ اس کتاب میں ان آیات کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا ہے مگر چونکہ ان آیات کا جہاد کے ساتھ تعلق ربط کی بناء پر زیادہ اور مضمون کے اعتبار سے کم ہے اس لئے باقاعدہ طور پر ان کے مضامین کو بیان نہیں کیا گیا۔ ان چار تفاسیر کے علاوہ تفسیر حقانی سے بھی خوب استفادہ ہوا یہ تفسیر دراصل امام رازیؒ کی تفسیر کبیر سے مستفاد ہے۔ حضرت دریاآبادیؒ کی تفسیر ماجدی نے بھی کئی مقامات پر ساتھ دیا وہ تاریخ اور جغرافیے کے ماہر ہیں۔ نیز معارف القرآن، تفسیر الفرقان، ترجمان القرآن اور انوار البیان بھی زیر مطالعہ رہیں۔

اردو تفاسیر کا حوالہ ڈھونڈنے کا طریقہ بھی وہی ہے کہ بس متعلقہ آیت کھولئے اور حوالہ ملاحظہ فرمالیجئے دو چار جگہ ایک آیت کا حوالہ دوسری آیت کے ساتھ لگایا گیا ہے تو ساتھ وضاحت کر دی گئی ہے کہ مفسر صاحب نے یہ بات فلاں آیت کی تفسیر میں لکھی ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا چونکہ بہت احسان ہے اس لیے ان کی عبارتوں کے شروع

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں اکثر کلام برکت کا عنوان دے دیا گیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی تفسیر کا نام "موضح القرآن" معروف ومشہور ہے مگر بعض اہل علم کا خیال ہے کہ اصل نام موضح قرآن ہے اور یہ تاریخی نام ہے یعنی ابجد کے حساب سے اس نام میں تاریخ تالیف بیان کی گئی ہے۔

❼ جہاد امت مسلمہ کا مقبول موضوع ہے اس لئے حضرات مفسرین اس پر دل کھول کر لکھتے ہیں۔ اگر مفسرین کے تمام اقوال اور عبارتیں لکھی جاتیں تو کتاب بہت ضخیم ہو جاتی۔ اسی طرح اگر ہر آیت کے مناسب احادیث مبارکہ اور حضرات فقہاء کرام کے اقوال بھی لکھے جاتے تو ہر آیت کے مضامین میں کئی صفحات کا اضافہ ہو سکتا تھا۔ اسی طرح اگر دعوت اور وعظ کا انداز اختیار کیا جاتا اور ہر آیت کے مضمون کو وعظ کے انداز میں بیان کیا جاتا تو بات کافی لمبی ہو جاتی۔ چنانچہ ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیا گیا ہے اور طریقہ یہ اختیار کیا گیا ہے کہ ہر آیت کے مضمون جہاد کو واضح کر دیا جائے اور مستند عبارتوں کے ذریعے اس کی پوری وضاحت کر دی جائے۔ تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ قرآن پاک کی یہ آیت انہیں کیا سمجھا رہی ہے۔ اور انہیں اس بات کا یقین ہو جائے کہ جہاد اسلام کا ایک محکم اور قطعی فریضہ اور اللہ تعالیٰ کا بالکل واضح حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ کوشش الحمد للہ کامیاب رہی ہے اور ہر آیت کا جہادی مضمون اس طور پر واضح ہو گیا ہے کہ بے شمار اعتراضات اور وساوس کا جواب خود بخود معلوم ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات اچھی طرح دل میں بیٹھ جاتی ہے کہ جہاد مولویوں کا گھڑا ہوا مسئلہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا بالکل واضح اور تاکیدی حکم ہے اور جہاد کا اصل معنیٰ کیا ہے۔ البتہ بعض آیات کے ساتھ ان سے سمجھے گئے اسباق اور عصر حاضر کے ساتھ ان کی مطابقت کو بھی عرض کر دیا گیا ہے۔

❽ قرآن پاک اول تا آخر اللہ تعالیٰ کی سچی اور قدیم کتاب ہے۔ اس پوری کتاب پر ایمان لانا فرض ہے۔ قرآن پاک کی کسی ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے۔ اور ایمان لانے کے اعتبار سے قرآن پاک کو تقسیم کرنا کہ بعض کو مانا جائے اور بعض کو نہ مانا جائے یہ کافروں اور ظالموں کا طریقہ ہے۔ ہم پورے قرآن پاک پر ایمان لائے ہیں اور الحمد للہ ایمان رکھتے ہیں۔ ماضی میں اسلاف نے قرآن پاک کے مختلف حصوں کی الگ الگ تفاسیر لکھی ہیں۔ کسی نے آیات الاحکام پر تفسیر لکھی تو کسی نے قصص القرآن کو الگ بیان فرمایا کسی نے شان نزول پر کتاب لکھی تو کسی نے نماز والی آیات کو چھانٹا اور جمع فرمایا۔ اس لیے "جہادی آیات" کی الگ تالیف کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ یہ بھی قرآن پاک اور دین کی خدمت کی ایک ادنیٰ سی کوشش ہے۔ اس زمانے میں قرآن پاک کے حکم جہاد کے خلاف بہت تدبیریں، مکر اور کوششیں ہو رہی ہیں۔ اور مسلمانوں کو اس گمراہی کی طرف بلایا جا رہا ہے کہ وہ غیر جہادی اسلام کو اختیار کریں۔ ان حالات میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق سے قرآن پاک کی ان آیات کو بیان کیا جا رہا ہے جن میں جہاد کا بیان ہے۔ کافروں کی طاقت اپنی جگہ، دنیا کے تقاضے اپنی جگہ، مسلمانوں کی کمزوری اپنی جگہ۔ مسلمانوں سے ہماری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صرف اتنی سی درخواست ہے کہ وہ ایک بار ان آیات اور ان کے مستند مضامین کو پڑھ لیں۔ اور کچھ نہیں تو صرف ان آیات کا ترجمہ ہی پڑھ لیں۔ اور پھر فیصلہ کریں کہ ہم نے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔ اور یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ صرف وہی دین اور اسلام ہی سچا اور معتبر ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے اور جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و عمل سے بیان فرمایا ہے۔

۹ اس کتاب میں قرآن پاک کی جن آیات کو بیان کیا گیا ہے وہ آیات جب نازل ہو رہی تھیں تو مسلمان کمزور تھے، بہت کم تھے اور دنیا کے صرف ایک خطے میں موجود تھے۔ ان مسلمانوں نے ان آیات کو پڑھا تو اپنی کمزوری اور قلت کا عذر نہیں کیا بلکہ ان آیات کو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر عمل کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ نتیجہ کیا نکلا یہ ہم سب کے سامنے ہے اور آج ہم بھی اسی لیے مسلمان ہیں کہ ماضی کے مسلمانوں نے ہمت سے کام لیا اور قرآن پاک پر عمل کیا۔

آج پندرھویں صدی ہجری میں جب ان آیات کو جمع کر کے مسلمانوں کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے تو بھی مسلمان کمزور اور کسی حد تک مغلوب ہیں۔ مگر پھر بھی مسلمانوں کی تعداد کافی ہے اور ان کے پاس وسائل بھی بالکل ابتدائی زمانے کے مسلمانوں سے زیادہ ہیں۔ چنانچہ ان آیات کو پڑھ کر یہ کہنا کہ یہ ہمارے لیے نہیں ہیں کیونکہ ہم کمزور ہیں ایک بہت ہی عجیب بات ہوگی۔ ہم سب کو چاہئے کہ ہم کامیابی اور عزت کے ان نسخوں اور غلبے کے ان طریقوں کو عمل کی نیت سے پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے ایمان کامل اور توفیق عمل کی دعاء کریں۔

۱۰ آیات جہاد جمع کرنے کا سلسلہ ۱۹۹۵ء سے شروع ہوا تھا۔ ابتدائی طور پر چار سو سولہ آیات کی فہرست تیار ہوئی اور تعلیم الجہاد حصہ چہارم کے عنوان سے ان آیات کا ترجمہ اور مختصر تشریح شائع ہوئی۔ قید سے آزادی کے بعد کتابوں تک رسائی ہوئی اور مطالعہ کا موقع ملا تو دیگر آیات کے جہادی مضامین بھی علم میں آئے۔ اس دوران دو بار سورۃ الانفال کا اور دو بار آیات جہاد کا دورہ پڑھانے کی سعادت بھی ملی۔ اس تالیف کے دوران کراچی، ملاکنڈ، مردان اور کوہاٹ میں منعقد ہونے والے ان دوروں کی تقاریر (جو کیسٹوں سے لکھی گئی ہیں) الحمد للہ کافی کام آئیں......

کوہاٹ کے دورے کے بعد یہ دورہ خود تو پڑھانے کی توفیق نہ مل سکی البتہ اللہ تعالیٰ نے کئی رفقاء کرام کو یہ سعادت نصیب فرمادی۔ اب الحمد للہ کئی سال سے یہ چھ حضرات پابندی کے ساتھ یہ دورہ پڑھا رہے ہیں۔ اور اب تک کئی ہزار مسلمان اس دورے کے توسط سے قرآن پاک کا حکم جہاد سمجھ چکے ہیں۔ گزشتہ سال ان چھ رفقاء کرام کی خدمت میں جو خط بھیجا گیا تھا وہ بھی اس تعارف کے آخر میں شامل کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ اہل علم حضرات کو ان شاء اللہ اس خط کے ذریعے اس دورے کی افادیت سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

۱۱ قرآن پاک کے جہادی مضامین جب ہزاروں لاکھوں مسلمانوں تک پہنچے تو اس بات کا تقاضہ بڑھ گیا کہ آیات جہاد کو تحریری طور پر بھی جمع کر لیا جائے۔ گزشتہ سال عید الاضحیٰ سے کچھ پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ کام شروع کرنے کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

توفیق عطاء فرمادی۔ پہلے فہرستیں تیار کی گئیں اور پھر سورۃ البقرۃ سے کام کا آغاز ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ بہت کم عرصے میں یہ مشکل کام سورۃ الانفال کے آخر تک جا پہنچا۔ مگر اس کے بعد مزید کام نہیں ہو سکا۔ اب اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور اپنا احسان اور فضل فرمایا تو سورۃ التوبہ سے یہ کام دوبارہ شروع کیا جائے گا۔ تمام مسلمان قارئین اور قارئات سے دعاء کی درخواست ہے۔

⓬ اب تک جتنا کام ہوا ہے یہ بھی میرے بس میں نہیں تھا۔ اور نہ ہی میں اس کام کا اہل ہوں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے توفیق عطاء فرمادی۔ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ اس نے مجھے مقبول دعائیں دینے والے والدین عطاء فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ان دو بندوں نے دل کی محبت اور توجہ سے مجھے خوب دعائیں دیں۔ جب بھی کام رُکا وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑائے اور مالک الملک نے دروازے کھول دیئے۔ اللہ تعالیٰ میرے والدین کریمین کو جزائے خیر اور دنیا آخرت میں ان احسانات کا بہترین بدلہ عطاء فرمائے۔ اس کتاب کو پڑھنے والے تمام مسلمانوں سے بھی ان کے لئے دعاء کی التماس ہے۔ اور کس کس کے احسانات کا تذکرہ کروں؟ الحمد للہ ہر کسی نے اپنی بساط سے بڑھ کر میرے ساتھ معاونت کی۔ اور خوب خوب دعاؤں سے نوازا۔ کسی کا نام لکھوں تو کسی کا رہ جائے گا۔ جبکہ ان سب نے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے کیا اور اللہ تعالیٰ تو سب کو جانتا ہے اور وہ تو شکور ہے شکور بے حد قدردان۔ اسی سے دعاء ہے کہ وہ ان سب کو اجر عظیم عطاء فرمائے۔

یا اللہ اس ادنیٰ سی ناچیز کوشش کو اپنی رضاء کے لئے قبول فرما..... قبول فرما..... قبول فرما

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم

و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا محمّد وعلیٰ آلہ واصحابہ

وازواجہ وبناتہ واتباعہ اجمعین وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔

محمد مسعود ازہر

۳ صفر الخیر ۱۴۲۸ھ

یوم الاربعاء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# آیات جہاد کا دورہ پڑھانے والے علماء کرام کی خدمت میں ایک گذارش نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چار فہرستیں حاضر خدمت ہیں:

❶ مدنی سورتوں میں مضامین جہاد والی آیات کی فہرست۔ اس میں کل ۵۵۸ آیات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ **فتح الجواد** کا کام شروع کرنے سے پہلے کئی بار پورے قرآن پاک کی تلاوت کی گئی اور ترجمہ پڑھا گیا جس کے بعد یہ فہرست مرتب ہوئی ہے۔ جن جدید آیات کو اس فہرست میں شامل کیا گیا ہے ان کے مضامین جہاد کو سمجھنے کے لئے حاشیہ حضرت لاہوریؒ موضح القرآن (موضح قرآن) اور تفسیر کبیر کا مطالعہ فرمائیں۔

❷ دوسری فہرست مدنی سورتوں میں اشارات جہاد والی آیات کی ہے۔ ادنیٰ تأمل اور مطالعے سے اس فہرست کے اشارات کو سمجھا جا سکتا ہے۔

❸ تیسری فہرست مکی سورتوں کی ان آیات مبارکات کی ہیں جن میں جہادی اشارات بالکل واضح ہیں۔

❹ چوتھی فہرست ان آیات کی ہیں جو ہماری فہرست میں شامل نہیں ہیں مگر حضرت لاہوریؒ نے ان کو ربط کی بناء پر (نہ کہ مضمون کی بناء پر) جہادی آیات قرار دیا ہے۔

## مبارکباد

احادیث وآثار سے بالکل صاف طور پر یہ بات سمجھ آتی ہے کہ آخری زمانے میں پھر جہاد فی سبیل اللہ پوری آب وتاب اور شان وشوکت سے جاری ہوگا اور زمین پر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ آپ حضرات کا یہ دورہ آیات الجہاد پڑھانا انہی بشارتوں کے قائم ہونے کا اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر جتنا شکر ادا کریں کم ہے اور اس نعمت کی جس قدر ہو سکے قدر کریں۔

## الجھن کی حاجت نہیں

بار بار آیات کی تعداد میں تبدیلی سے کوئی الجھن پیدا نہ ہو۔ ہم نے کبھی بھی کسی تعداد میں حصر کا دعویٰ نہیں کیا۔ مقصد جہاد فی سبیل اللہ کا احیاء ہے۔ جیسے ہی اس بارے میں علم کا اضافہ ہوتا ہے ہم یہ امانت مسلمانوں تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تفسیر میں رائے کا دخل نہیں ہے جب بھی اسلاف کی طرف سے مستند اقوال سامنے آتے ہیں ہم ان کی پیروی کرتے ہیں اور اپنی رائے کو قطعاً کوئی دخل نہیں دیتے۔ ماضی کے دورات تفسیر کی کیسٹیں سن لیں ہر دورے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں یہی عرض کیا گیا ہے کہ کسی تعداد میں حصر کا دعویٰ نہیں ہے۔ اب چونکہ تحریری کام شروع کرنا تھا اس لیے ازسرِ نو محنت کی گئی ہے۔

## غزوات کی تعلیم

دورہ تو قرآنی ترتیب سے پڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی جو ترتیب قائم فرمائی ہے اسی میں خیر اور حکمت ہے چنانچہ پہلے سورۃ بقرۃ کی آیات پھر آل عمران کی اسی طرح هلمّ جرّا ...... مگر جب کسی غزوے یا سریے کی آیات آئیں تو سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے اس کی تعلیم کرادی جائے۔ اور مزید جو کچھ کہنا ہو وہ زبانی کہہ دیا جائے۔ اس سے ایک تو طلبہ کی مستند ماخذ تک رسائی ہو جائے گی دوسرا دورے کا ماحول بھی ان شاء اللہ پر جوش ہو جائے گا۔

## سورۃ انفال کی تقریر

کراچی میں سورۃ انفال کا جو دورہ ہوا تھا وہ کافی مفصل تھا اگر تمام اساتذہ کرام ایک بار اُس کو سن لیں یا اُس کی لکھی ہوئی تقریر پڑھ لیں تو ان شاء اللہ کافی فائدہ ہوگا...... لکھی ہوئی تقریر میں کتابت کی کافی اغلاط ہیں۔

## تازہ تحفے

کوہاٹ کا دورہ بھی لکھا جا چکا ہے اور مردان کا بھی۔ لکھائی کافی صاف اور غلطیاں بہت کم ہیں۔ ان کی نقل (کاپی) حاصل کر لیں تو انشاء اللہ فائدہ ہوگا...... فتح الجواد بھی سورۃ براۃ تک ہو چکی ہے (براۃ شامل نہیں ہے) اگر سہولت سے اس کی کاپی مل جائے تو انشاء اللہ مفید رہے گی۔ مگر اس میں ''خصوصی ابحاث'' کا اضافہ باقی ہے۔

## تنقید سے احتراز

جہاد پر قرآنی دلائل دلوں کی شفاء کے لئے کافی ہیں اس لیے صراحتاً یا تعریضاً تبلیغی جماعت اور خانقاہوں وغیرہ پر ہرگز ہرگز تنقید نہ کریں۔ اپنی بات پوری قوت سے بیان کر دیں ان شاء اللہ وہی کافی ہو جاتی ہے......

## تاثرات

اگر ممکن ہو تو دورے کے بعد طلبہ کو عموماً اور شریک دورہ علماء وخواص کو خصوصاً اپنے تاثرات لکھنے کی دعوت دی جائے پھر انہیں محفوظ کر کے شعبہ دعوت تک پہنچادیں۔

## میں نہیں

بندہ کی رائے یہ ہے...... میرا خیال یہ ہے...... احقر کی رائے یہ ہے جیسے جملوں سے بچیں۔ ہم امت کے چھوٹے لوگ ہیں ہمیں بڑوں والی باتیں زیب نہیں دیتیں۔ علم سارا لکھا جا چکا ہے اس لیے نہ کوئی تازہ تحقیق ہے اور نہ کسی کا تفرد۔ کوئی بات ذہن میں آجائے اور پھر کتاب میں مل جائے تو توافق کا نعرہ لگانے سے بچیں۔ آج کل حافظے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کمزور ہیں اس لیے اس دعوت میں غلطی ہو سکتی ہے ممکن ہے ماضی میں ہم نے یہ تحقیق کسی سے سنی ہو یا کسی کتاب میں پڑھی ہو...... ویسے بھی اس طرح کے نعرے اور دعوے ہم جیسے طالبعلموں پر علم کا دروازہ بند کر سکتے ہیں کیونکہ متکبر کو علم نصیب نہیں ہوتا...... بس خود کو اسلاف کی باتوں کا ناقل بتائیں اور اپنے دل میں بھی خود کو ایسا ہی سمجھیں......

## عصر حاضر

اسباق کے دوران عصر حاضر کی تحریکوں کا تعارف بھی آجائے۔ مسلک حقہ کی دعوت بھی ضمناً چلتی رہے اور اپنی جماعت کی طرف پورے شرح صدر کے ساتھ مسلمانوں کو متوجہ کیا جائے۔

## ایک رنگ میں برکت

اگر سب ساتھی اپنی طرز ایک رکھیں...... اور ایک "رنگ" میں پڑھانے کی کوشش کریں تو اس میں فائدہ ہوگا اور یہ نا معلوم عرصے تک صدقہ جاریہ رہے گا۔ ان شاء اللہ

## دعاء کا اہتمام

سبق سے پہلے اور دورے کے دوران صلوٰۃ الحاجۃ اور دعاء کا خاص اہتمام رہے تاکہ اوپر سے مدد آتی رہے ...... ایک غریب مسافر بھی آپ کی دعاؤں کا محتاج ہے......

والسلام

خویدم

محمد مسعود ازہر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# آیاتِ جہاد کی چار فہرستیں

1. مدنی سورتوں میں آیاتِ جہاد
2. مدنی سورتوں میں اشاراتِ جہاد
3. مکّی سورتوں میں اشاراتِ جہاد
4. مزید اشارات جہاد حضرت لاہوریؒ کے نزدیک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

| بقرہ | آل عمران | نساء | مائدہ | انفال | توبہ | حج | نور | احزاب | محمد |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ٣٥ | ٦٣ | ٣٣ | ٢٠ | ٧٥ | ١٢٩ | ١٧ | ٣ | ٢٢ | ٣٨ |
| ١٠٩ | ١٢ | ٧١ تا ٨٥ | ٢ | مکمل سورۃ | مکمل سورۃ | ١٩ تا ٢٤ | ٥٣ | ٩ تا ٢٧ | مکمل سورۃ |
| ١١٣ | ١٣ | ٨٨ تا ٩١ | ٣ | | | ٣٨ تا ٤١ | ٥٤ | ٦٠ | |
| ١٥٣ تا ١٥٧ | ٢٨ | ٩٤ تا ١٠٤ | ١١ تا ١٣ | | | ٥٥ | ٥٥ | ٦١ | |
| ١٧٧ | ١١٠ تا ١١٢ | ١٣٨ تا ١٤٧ | ٢٠ تا ٢٦ | | | ٥٨ تا ٦٢ | ٦٢ | ٦٢ | |
| ١٩٠ تا ١٩٥ | ١١٨ تا ١٢٩ | | ٣٥ | | | ٧٨ | | | |
| ٢٠٧ | ١٣٩ تا ١٧٥ | | ٥١ تا ٥٦ | | | | | | |
| ٢١٤ تا ٢١٨ | ١٩٣ تا ٢٠٠ | | ٨٢ | | | | | | |
| ٢٣٩ | | | | | | | | | |
| ٢٤٣ تا ٢٥١ | | | | | | | | | |
| ٢٦١ | | | | | | | | | |
| ٢٦٢ | | | | | | | | | |
| ٢٧٣ | | | | | | | | | |
| ٢٨٦ | | | | | | | | | |

**مدنی آیاتِ جہاد**

**کل آیات ٥٥٨**

| فتح | حجرات | حدید | مجادلہ | حشر | ممتحنہ | صف | منافقون | تحریم | عادیات | نصر |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ٢٩ | ٥ | ٤ | ٩ | ١٧ | ١٣ | ١٤ | ١١ | ٨ | ٨ | ٣ |
| مکمل سورۃ | ٦ | ١٠ | ١٤ تا ٢٢ | ١ تا ١٧ | مکمل سورۃ | مکمل سورۃ | مکمل سورۃ | ٩ | ١ تا ٨ | مکمل سورۃ |
| | ٩ | ١١ | | | | | | | | |
| | ١٠ | ١٩ | | | | | | | | |
| | ١٣ | ٢٥ | | | | | | | | |
| | ١٥ | | | | | | | | | |

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# مدنی اشاراتِ جہاد

## کل آیات ۳۱

| بقرہ ۵ | ال عمران ۱۸ | مائدہ ۸ |
|---|---|---|
| ۳۰ | ۱۳ | ۵۷ |
| ۳۶ | ۱۵ | ۵۸ |
| ۵۸ | ۱۹ | ۵۹ |
| ۵۹ | ۲۶،۲۷ | ۶۰ |
| ۸۹ | ۵۵ | ۶۱ |
| | ۵۶ | ۶۲ |
| | ۸۱ | ۶۳ |
| | ۱۰۰تا۱۰۳ | ۶۷ |
| | ۱۳۰تا۱۳۴ | |

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

# مکی قصص و اشارات جہاد

## کل آیات ۷۰

| نحل ۲ | بنی اسرائیل ۱ | کہف ۱۵ | انبیاء ۳ | فرقان ۱ | نمل ۲۳ | قصص ۱ | عنکبوت ۵ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۱۰<br>۱۲۶ | ۸۱ | ۸۳، ۹۷ | ۱۸<br>۴۳<br>۱۱۲ | ۵۲ | ۲۳، ۳۶ | ۸۵ | ۲<br>۳<br>۵<br>۶<br>۶۹ |
| روم ۷ | سبا ۱ | صافات ۳ | حم ۱ | مؤمن ۱ | طور ۱ | مزمل ۱ | بلد ۱ |
| ۱، ۷ | ۱۱ | ۱۷۲<br>۱۷۳<br>۱۷۷ | ۳۱ | ۵۵ | ۴۷ | ۲۰ | ۲ |

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

| بقرہ (۵) | آل عمران (۷) | نساء (۳) | مائدہ (۱) | نور (۱) | عنکبوت (۶۹) | روم (۶۰) | حجرات (۱۸) | حدید (۲۹) |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۱۰ | ۱۴ | ۸۵ | ۳۲ | ۵۷ | مکمل سورۃ | مکمل سورۃ | مکمل سورۃ | مکمل سورۃ |
| ۱۸۷ | ۱۵ | ۱۱۰ | | | | | | |
| ۱۹۶ | ۱۳۰ | ۱۵۰ | | | | | | |
| ۲۱۹ | ۱۳۱ | | | | | | | |
| ۲۲۰ | ۱۳۲ | | | | | | | |
| | ۱۳۳ | | | | | | | |
| | ۱۳۴ | | | | | | | |

**اشارات جہاد**
**حضرت لاہوری رحمہ اللہ**

**کل آیات ۱۹۳**

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# فہرست

## سُوْرَةُ الْبَقَرَة


| نمبر شمار | عنوانات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱ | ابتدائیہ | ۶ |
| ۲ | چھتیس آیات میں مضامین جہاد کا خلاصہ | ۷ |
| ۳ | پانچ آیات میں اشارات جہاد کا خلاصہ | ۹ |
| ۴ | اشارات لاہوری رحمہ اللہ | ۹ |
| ۵ | آیت (۱۰۹) ود کثیر من ...... الخ، خلاصہ، اقوال، حوالے | ۱۰ |
| ۶ | آیت (۱۱۴) ومن اظلم...... الخ ترجمہ خلاصہ، اقوال، شان نزول | ۱۴ |
| ۷ | آیت (۱۵۳) یآیہا الذین...... الخ ترجمہ وخلاصہ، حوالے | ۱۸ |
| ۸ | بعد والی چار آیات سے ربط | ۱۸ |
| ۹ | آیت (۱۵۴) ولا تقولوا لمن یقتل ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، اقوال وحوالے | ۲۰ |
| ۱۰ | حضرات انصار کے اسماء گرامی | ۲۱ |
| ۱۱ | آیت (۱۵۵ تا ۱۵۷) ولنبلونکم...... الخ ترجمہ وخلاصہ، حوالے | ۲۳ |
| ۱۲ | آیت (۱۷۷) لیس البر ان ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، شان نزول | ۲۵ |
| ۱۳ | ماخذ جہاد | ۲۶ |
| ۱۴ | آیت (۱۹۰) وقاتلوا فی سبیل اللہ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، شان نزول | ۲۹ |
| ۱۵ | عجیب ربط، جہاد پر غیرت دلانے کا عجیب انداز | ۳۰ |
| ۱۶ | آیت (۱۹۱) واقتلوھم حیث...... الخ ترجمہ وخلاصہ تفسیر | ۳۳ |
| ۱۷ | آیت (۱۹۲) فان انتھوا...... الخ ترجمہ وخلاصہ، حوالے | ۳۷ |
| ۱۸ | آیت (۱۹۳) وقاتلواھم حتی...... الخ ترجمہ خلاصہ، ربط | ۳۹ |
| ۱۹ | آیت (۱۹۴) الشھر الحرام ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، دو اقوال | ۴۲ |
| ۲۰ | آیت (۱۹۵) وانفقوا فی سبیل اللہ ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، تفسیری اقوال | ۴۵ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۲۱ | آیت (۲۰۷) ومن الناس من ...... الخ ترجمہ و خلاصہ، تفسیر | ۵۱ |
| ۲۲ | صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان، مماثل آیات | ۵۳ |
| ۲۳ | آیت (۲۱۴) ام حسبتم ...... الخ ترجمہ و خلاصہ، شان نزول | ۵۵ |
| ۲۴ | آیت کا مقصود، سات آیات کا جہادی ربط | ۵۶ |
| ۲۵ | آیت (۲۱۵) یسئلونك ماذا ...... الخ ترجمہ و خلاصہ | ۶۰ |
| ۲۶ | آیت (۲۱۶) کتب علیکم القتال ...... الخ ترجمہ و خلاصہ | ۶۱ |
| ۲۷ | آیت (۲۱۷) یسئلونك عن الشهر ...... الخ ترجمہ و خلاصہ | ۶۵ |
| ۲۸ | سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ، تعارف | ۷۲ |
| ۲۹ | اسلام میں پہلی غنیمت | ۷۳ |
| ۳۰ | آیت (۲۱۸) ان الذین امنوا ...... الخ ترجمہ و خلاصہ | ۷۶ |
| ۳۱ | آیت (۲۳۹) فان خفتم ...... الخ ترجمہ و خلاصہ | ۷۸ |
| ۳۲ | جہاد سے تعلق، اقوال و حوالے | ۷۸ |
| ۳۳ | آیت (۲۴۳) الم تر الی الذین ...... الخ ترجمہ و خلاصہ | ۸۰ |
| ۳۴ | مختصر قصہ، اقوال و حوالے | ۸۰ |
| ۳۵ | جامع قول | ۸۱ |
| ۳۶ | بستی کا نام | ۸۲ |
| ۳۷ | آیت (۲۴۴) وقاتلوا فی سبیل اللہ ...... الخ ترجمہ و خلاصہ | ۸۳ |
| ۳۸ | آیت کی تفسیر میں دو عمدہ عبارتیں | ۸۵ |
| ۳۹ | آیت (۲۴۵) من ذا الذی ...... الخ ترجمہ و خلاصہ، ربط | ۸۷ |
| ۴۰ | آیت (۲۴۶) الم تر الی ...... الخ ترجمہ و خلاصہ، ربط | ۸۹ |
| ۴۱ | زمانہ۔ نبی کا نام | ۹۰ |
| ۴۲ | اسباق | ۹۱ |
| ۴۳ | آیت (۲۴۷) وقال لهم نبیهم ...... الخ ترجمہ و خلاصہ، طالوت | ۹۲ |
| ۴۴ | بنی اسرائیل کا اعتراض | ۹۳ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۴۵ | اسباق | ۹۴ |
| ۴۶ | آیت (۲۴۸) وقال لهم نبيهم ان آية ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، التابوت | ۹۵ |
| ۴۷ | فائدہ واسباق | ۹۶ |
| ۴۸ | آیت (۲۴۹) فلما فصل طالوت...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۹۷ |
| ۴۹ | یہ دریا کون سا تھا؟ | ۹۹ |
| ۵۰ | فدائی حضرات، اسباق | ۱۰۰ |
| ۵۱ | آیت (۲۵۰) ولما برزوا...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۱۰۱ |
| ۵۲ | تفسیری اقوال، نکتہ، دعا کے تین اجزا | ۱۰۱ |
| ۵۳ | آیت (۲۵۱) فهزموهم باذن الله...... الخ ترجمہ وخلاصہ، فائدہ | ۱۰۳ |
| ۵۴ | آیت (۲۵۲) تلك آيات الله...... الخ ترجمہ وخلاصہ، ربط | ۱۰۸ |
| ۵۵ | آیت (۲۶۱) مثل الذين ينفقون ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، ربط | ۱۱۰ |
| ۵۶ | شان نزول، فائدہ | ۱۱۱ |
| ۵۷ | آیت (۲۶۲) الذين ينفقون اموالهم ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، شان نزول | ۱۱۳ |
| ۵۸ | آیت (۲۷۳) للفقراء الذين ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، تفسیری اقوال | ۱۱۴ |
| ۵۹ | آیت (۲۸۶) لا يكلف الله نفسا...... الخ ترجمہ وخلاصہ، تفسیری اقوال | ۱۱۶ |


# سُوْرَةُ آلِ عِمْرَان


| | | |
|---|---|---|
| ۶۰ | ابتدائیہ | ۱۲۰ |
| ۶۱ | باسٹھ آیات میں مضامین جہاد کا خلاصہ | ۱۲۱ |
| ۶۲ | اٹھارہ آیات میں اشارات جہاد کا خلاصہ | ۱۲۵ |
| ۶۳ | آیت (۱۲) قل للذين كفروا...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۱۲۶ |
| ۶۴ | عجیب پیشین گوئی | ۱۲۹ |
| ۶۵ | آیت (۱۳) قد كان لكم ...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۱۳۰ |
| ۶۶ | مختصر قصہ، کلام برکت | ۱۳۰ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۶۷ | بشارت مکہ مکرمہ میں مل گئی تھی، تفسیری اقوال | ۱۳۱ |
| ۶۸ | فائدہ، نکتہ | ۱۳۲ |
| ۶۹ | آیت (۲۸) لا یتخذ المؤمنون ...... الخ ترجمہ و خلاصہ | ۱۳۳ |
| ۷۰ | عجیب نکتہ | ۱۳۷ |
| ۷۱ | آیت (۱۱۰) کنتم خیر امۃ...... الخ ترجمہ و خلاصہ، تفسیری اقوال | ۱۳۹ |
| ۷۲ | آیت (۱۱۱) لن یضروکم الا...... الخ ترجمہ و خلاصہ، شان نزول، تفسیری اقوال | ۱۴۵ |
| ۷۳ | آیت (۱۱۲) ضربت علیهم الذلۃ...... الخ ترجمہ و خلاصہ | ۱۴۸ |
| ۷۴ | نکتہ | ۱۴۹ |
| ۷۵ | اشکال کا جواب، نکتہ | ۱۵۰ |
| ۷۶ | آیت (۱۱۸) یا یھا الذین امنوا...... الخ ترجمہ و خلاصہ | ۱۵۲ |
| ۷۷ | کلام برکت، کلام حسرت | ۱۵۲ |
| ۷۸ | شان نزول، تفسیر | ۱۵۳ |
| ۷۹ | ایک روایت، تنگ نظری | ۱۵۴ |
| ۸۰ | آیت (۱۱۹) ھآ انتم ...... الخ ترجمہ و خلاصہ، تفسیری اقوال | ۱۵۵ |
| ۸۱ | آیت (۱۲۰) ان تمسسکم حسنۃ ...... الخ ترجمہ و خلاصہ، تفسیری اقوال | ۱۵۸ |
| ۸۲ | قرآنی نسخہ | ۱۵۹ |
| ۸۳ | آیت (۱۲۱) و اذ غدوت...... الخ ترجمہ و خلاصہ، شان نزول، تفسیری اقوال | ۱۶۰ |
| ۸۴ | غزوۂ احد | ۱۶۲ |
| ۸۵ | قریش کا عورتوں کو ہمراہ لے چلنا | ۱۶۴ |
| ۸۶ | حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا حضور پر نور ﷺ کو قریش کے ارادہ کی اطلاع دینا | ۱۶۴ |
| ۸۷ | اسرار و حکم | ۲۰۵ |
| ۸۸ | غزوہ احد میں فتح کے بعد ہزیمت پیش آجانے کی حکمت اور مصلحت پر اجمالی کلام | ۲۱۱ |
| ۸۹ | غزوہ احد کی ہزیمت کے اسرار و حکم کے بیان کے بعد | ۲۱۳ |
| ۹۰ | آیت (۱۲۲) اذ ھمت طائفتان...... الخ ترجمہ و خلاصہ | ۲۱۵ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۹۱ | آیت (۱۲۳) ولقد نصرکم اللہ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، ربط | ۴۱۷ |
| ۹۲ | آیت (۱۲۴) اذ تقولوا للمؤمنین...... الخ ترجمہ وخلاصہ، بدر یا اُحد | ۴۱۹ |
| ۹۳ | حضور پاک ﷺ کی پہلی جنگ | ۴۱۹ |
| ۹۴ | آیت (۱۲۵) بلی ان تصبروا...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۴۲۱ |
| ۹۵ | تفسیری اقوال | ۴۲۱ |
| ۹۶ | پانچ ہزار فرشتے قیامت تک، فائدہ | ۴۲۱ |
| ۹۷ | آیت (۱۲۶) وما جعلہ اللہ ...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۴۲۳ |
| ۹۸ | آیت (۱۲۷) لیقطع طرفا من ...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۴۲۵ |
| ۹۹ | آیت (۱۲۸) لیس لک من الامر...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۴۲۶ |
| ۱۰۰ | شان نزول | ۴۲۶ |
| ۱۰۱ | آیت (۱۲۹) وللہ مافی السموات ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، اقوال، اہم نکتہ | ۴۲۹ |
| ۱۰۲ | آیت (۱۳۹) ولا تھنوا ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، نکتہ | ۴۳۱ |
| ۱۰۳ | تائیدی عبارات | ۴۳۱ |
| ۱۰۴ | تفسیری اقوال | ۴۳۳ |
| ۱۰۵ | آئندہ کے لئے بھی وعدہ، ایک واقعہ | ۴۳۳ |
| ۱۰۶ | آیت (۱۴۰) ان یمسسکم قرح ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، تفسیری اقوال | ۴۳۶ |
| ۱۰۷ | آیت (۱۴۱) ولیمحص اللہ الذین ...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۴۳۹ |
| ۱۰۸ | غزوہ احد میں ظاہری شکست کی چوتھی حکمت | ۴۳۹ |
| ۱۰۹ | آیت (۱۴۲) ام حسبتم ان...... الخ ترجمہ وخلاصہ، تفسیری اقوال | ۴۴۱ |
| ۱۱۰ | فرضیت جہاد کی دلیل | ۴۴۲ |
| ۱۱۱ | آیت (۱۴۳) ولقد کنتم تمنون ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، شان نزول | ۴۴۴ |
| ۱۱۲ | شہادت کی تمنا جائز ہے، فائدہ | ۴۴۴ |
| ۱۱۳ | آیت (۱۴۴) وما محمد الا رسول...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۴۴۵ |
| ۱۱۴ | آیت (۱۴۵) وماکان لنفس ...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۴۴۹ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۱۱۵ | نکتہ، ترغیب جہاد | ۲۵۰ |
| ۱۱۶ | آیت (۱۴۶) وکاین من نبی ...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۲۵۲ |
| ۱۱۷ | آیت (۱۴۷) وماکان قولہم ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، نکتہ، فائدہ | ۲۵۶ |
| ۱۱۸ | آیت (۱۴۸) فاتاہم اللّٰہ ثواب الدنیا ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، فائدہ | ۲۵۸ |
| ۱۱۹ | عجیب نکتہ، نکتہ امام رازیؒ لکھتے ہیں | ۲۵۹ |
| ۱۲۰ | آیت (۱۴۹، ۱۵۰) یآیہا الذین آمنوا ...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۲۶۰ |
| ۱۲۱ | آیت (۱۵۱) سنلقی فی قلوب ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، ربط | ۲۶۳ |
| ۱۲۲ | نکتہ، کلام برکت، فائدہ | ۲۶۵ |
| ۱۲۳ | آیت (۱۵۲) ولقد صدقکم اللّٰہ ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، شان نزول | ۲۶۶ |
| ۱۲۴ | وعدہ کیا تھا؟ | ۲۶۷ |
| ۱۲۵ | شان صحابہ | ۲۶۸ |
| ۱۲۶ | فائدہ | ۲۶۹ |
| ۱۲۷ | آیت (۱۵۳) اذ تصعدون ...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۲۷۰ |
| ۱۲۸ | آیت (۱۵۴) ثم انزل علیکم ...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۲۷۵ |
| ۱۲۹ | آیت (۱۵۵) ان الذین تولوا ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، اقوال وحوالے | ۲۸۱ |
| ۱۳۰ | آیت (۱۵۶) یآیہا الذین امنوا ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، عجیب تنبیہ | ۲۸۳ |
| ۱۳۱ | ایک سوال، نکتہ | ۲۸۵ |
| ۱۳۲ | دعوت فکر | ۲۸۶ |
| ۱۳۳ | آیت (۱۵۷) ولئن قتلتم ...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۲۸۸ |
| ۱۳۴ | منافقین کے شبہ کا جواب | ۲۸۸ |
| ۱۳۵ | اللّٰہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت بہت بہتر ہے | ۲۸۹ |
| ۱۳۶ | آیت (۱۵۸) ولئن متتم ...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۲۹۱ |
| ۱۳۷ | آیت (۱۵۹) فبما رحمۃ من اللّٰہ ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، فائدہ | ۲۹۳ |
| ۱۳۸ | تنبیہ، نرمی کی حدود | ۲۹۶ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۱۳۹ | فیصلہ کثرت رائے پر یا؟، امیر کی زم مزاجی مجبوب ہے | ۲۹۶ |
| ۱۴۰ | خوش اخلاقی کی وجہ | ۲۹۷ |
| ۱۴۱ | بعض جگہ سختی کا حکم، امت کے لئے مشورہ کی افادیت | ۲۹۷ |
| ۱۴۲ | مشورہ کا حکم جہاد کے ساتھ خاص تھا یا نہیں؟ | ۲۹۸ |
| ۱۴۳ | اسباب توکل کے منافی نہیں ہے | ۲۹۸ |
| ۱۴۴ | اعتماد کی چیز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے نہ کہ انسانی مشورے | ۲۹۸ |
| ۱۴۵ | مشورے کے بارے میں چند اقوال | ۲۹۸ |
| ۱۴۶ | امیر کی صفات | ۲۹۹ |
| ۱۴۷ | آیت (۱۶۰) ان ينصركم الله فلا غالبلكم...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۳۰۰ |
| ۱۴۸ | اقوال وحوالے۔اطاعت کی ترغیب | ۳۰۰ |
| ۱۴۹ | ازالہ حسرت، جہاد جاری رکھیں | ۳۰۰ |
| ۱۵۰ | فائدہ | ۳۰۱ |
| ۱۵۱ | آیت (۱۶۱) وماكان لنبي...... الخ ترجمہ وخلاصہ۔فائدہ | ۳۰۲ |
| ۱۵۲ | مطالب آیت | ۳۰۳ |
| ۱۵۳ | نبی معصوم، اسلام میں نبی کی شان | ۳۰۴ |
| ۱۵۴ | خائن قیامت کے دن | ۳۰۴ |
| ۱۵۵ | فائدہ، نکتہ | ۳۰۵ |
| ۱۵۶ | آیت (۱۶۲) افمن اتبع...... الخ ترجمہ وخلاصہ، اقوال وحوالے | ۳۰۶ |
| ۱۵۷ | آیت (۱۶۳) هم درجات عندالله...... الخ ترجمہ وخلاصہ، نکتہ | ۳۰۸ |
| ۱۵۸ | آیت (۱۶۴) لقد من الله...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۳۰۹ |
| ۱۵۹ | آیت (۱۶۵) اولما اصابتكم...... الخ ترجمہ وخلاصہ، تفسیری اقوال | ۳۱۲ |
| ۱۶۰ | کلام برکت، نکتہ | ۳۱۴ |
| ۱۶۱ | آیت (۱۶۶) وما اصابكم يوم...... الخ ترجمہ وخلاصہ۔اقوال | ۳۱۵ |
| ۱۶۲ | آیت (۱۶۷) وليعلم الذين...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۳۱۶ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۱۶۳ | ایک ایمان افروز واقعہ | ۳۱۸ |
| ۱۶۴ | آیت (۱۶۸) الذین قالوا لاخوانہم ...... الخ ترجمہ خلاصہ، تفسیری اقوال | ۳۱۹ |
| ۱۶۵ | جہاد سے روکنے کی کوشش، فائدہ | ۳۱۹ |
| ۱۶۶ | نکتہ، جہاد کے دوران منافقین کے طرز عمل کا خلاصہ | ۳۲۰ |
| ۱۶۷ | آیت (۱۶۹) ولاتحسبن الذین قتلوا ...... الخ ترجمہ وخلاصہ اور شان نزول | ۳۲۲ |
| ۱۶۸ | شہداء احد، بدر یا بیر معونہ | ۳۲۲ |
| ۱۶۹ | امام رازیؒ کی عجیب تقریر، ربط | ۳۲۳ |
| ۱۷۰ | دو احادیث | ۳۲۴ |
| ۱۷۱ | کلام برکت، نکتہ | ۳۲۵ |
| ۱۷۲ | آیت (۱۷۰،۱۷۱) فرحین بما...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۳۲۷ |
| ۱۷۳ | ایک حدیث شریف | ۳۳۰ |
| ۱۷۴ | غزوہ حمراء الاسد، غزوہ بدر صغریٰ | ۳۳۱ |
| ۱۷۵ | غزوہ بدر موعد | ۳۳۳ |
| ۱۷۶ | فائدہ | ۳۳۴ |
| ۱۷۷ | آیت (۱۷۲) الذین استجابوا...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۳۳۵ |
| ۱۷۸ | شان نزول | ۳۳۵ |
| ۱۷۹ | امام رازیؒ کی عجیب تحقیق | ۳۳۵ |
| ۱۸۰ | شان نزول کے اقوال وواقعات | ۳۳۶ |
| ۱۸۱ | ایک عجیب واقعہ | ۳۳۶ |
| ۱۸۲ | ایک نادر قول | ۳۳۶ |
| ۱۸۳ | جہاد میں نکلنے کے مناظر بلاغت | ۳۳۷ |
| ۱۸۴ | آیت (۱۷۳،۱۷۴) الذین قال لہم...... الخ ترجمہ وخلاصہ، اقوال وحوالے | ۳۳۸ |
| ۱۸۵ | تدبیر ناکام، عجیب نکتہ، کلام برکت | ۳۳۹ |
| ۱۸۶ | آیت (۱۷۵) انما ذالکم الشیطان ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، اقوال وحوالے | ۳۴۲ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۱۸۷ | آیت(۱۹۴)ربنا اتنا ما وعدتنا...... الخ ترجمہ وخلاصہ، اقوال وحوالے | ۳۴۵ |
| ۱۸۸ | آیت(۱۹۵)فاستجاب لھم ربھم...... الخ ترجمہ وخلاصہ، اقوال وحوالے | ۳۴۸ |
| ۱۸۹ | آیت(۱۹۶،۱۹۷)لا یغرنك تقلب...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۳۵۱ |
| ۱۹۰ | آیت(۱۹۸)لـكن الذین...... الخ ترجمہ وخلاصہ، فائدہ | ۳۵۳ |
| ۱۹۱ | آیت(۱۹۹)وان من اهل الكتاب...... الخ ترجمہ وخلاصہ، فائدہ | ۳۵۴ |
| ۱۹۲ | آیت(۲۰۰)یآیها الذین آمنوا...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۳۵۵ |
| ۱۹۳ | اقوال وحوالے، کلام برکت | ۳۵۵ |
| ۱۹۴ | فائدہ | ۳۵۸ |
| ۱۹۵ | رباط کے فضائل، دعاء | ۳۵۸ |


# سُوْرَةُ النِّسَاء


| | | |
|---|---|---|
| ۱۹۶ | ابتدائیہ | ۳۶۰ |
| ۱۹۷ | بیالیس آیات میں مضامین جہاد کا خلاصہ | ۳۶۱ |
| ۱۹۸ | دیگر | ۳۶۳ |
| ۱۹۹ | آیت(۶۹،۷۰)ومن یطع الله والرسول...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۳۶۴ |
| ۲۰۰ | انعام یافتہ کامیاب حضرات | ۳۶۴ |
| ۲۰۱ | حضرات شہدا کرام | ۳۶۴ |
| ۲۰۲ | عظیم فضیلت ایک قول | ۳۶۵ |
| ۲۰۳ | آیت(۷۱)یآیها الذین امنوا...... الخ ترجمہ وخلاصہ، ربط | ۳۶۶ |
| ۲۰۴ | جہاد سب سے بڑا کام ہے | ۳۶۶ |
| ۲۰۵ | جہاد اصل الاصول ہے | ۳۶۶ |
| ۲۰۶ | انبیاء صدیقین کی معیت کے لئے جہاد ضروری ہے | ۳۶۶ |
| ۲۰۷ | شکست کے صدمے سے ابھارا جارہا ہے، خذو احذرکم | ۳۶۷ |
| ۲۰۸ | کلام برکت، چاروں اقوال کا خلاصہ، نکتہ | ۳۶۸ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۲۰۹ | فائدہ، فائدہ جلیلہ | ۳۷۰ |
| ۲۱۰ | آیت (۷۲،۷۳) وان منکم...... الخ ترجمہ وخلاصہ | ۳۷۱ |
| ۲۱۱ | دوسروں کو جہاد سے روکنے والا | ۳۷۱ |
| ۲۱۲ | منافق کی مقاصد جہاد سے بے خبری، فائدہ | ۳۷۲ |
| ۲۱۳ | منافق کا مقصود دنیا ہے | ۳۷۳ |
| ۲۱۴ | جماعت سے الگ لوگ | ۳۷۳ |
| ۲۱۵ | منافقین کا شہداء سے مذاق | ۳۷۳ |
| ۲۱۶ | آیت (۷۴) فلیقاتل فی سبیل اللہ...... الخ ترجمہ وخلاصہ، فائدہ | ۳۷۵ |
| ۲۱۷ | آیت کے تین کے ترجمے، پہلا ترجمہ | ۳۷۵ |
| ۲۱۸ | دوسرا ترجمہ، تیسرا ترجمہ | ۳۷۶ |
| ۲۱۹ | جہاد کے مختلف پہلو | ۳۷۶ |
| ۲۲۰ | ایک دلچسپ بحث، کلام برکت | ۳۷۷ |
| ۲۲۱ | پیغام حق کے داعی | ۳۷۸ |
| ۲۲۲ | آیت (۷۵) وما لکم لا تقاتلون..... الخ ترجمہ وخلاصہ، اقوال وحوالے | ۳۷۹ |
| ۲۲۳ | جہاد فرض عین ہے | ۳۷۹ |
| ۲۲۴ | مظلوموں اور قیدیوں کا چھڑانا واجب ہے | ۳۸۰ |
| ۲۲۵ | فرضیت جہاد کے دو سبب، کلام برکت | ۳۸۰ |
| ۲۲۶ | مقاصد جہاد، کمزور حق پرست، نکتہ | ۳۸۱ |
| ۲۲۷ | مظلوم مسلمان | ۳۸۱ |
| ۲۲۸ | چہار حضرات، دعا قبول ہوگئی | ۳۸۲ |
| ۲۲۹ | اٹھارہ سالہ جوان، ظالم مغلوب وذلیل ہوگئے | ۳۸۲ |
| ۲۳۰ | آیت (۷۶) الذین امنوا یقاتلون...... الخ ترجمہ وخلاصہ، اقوال وحوالے | ۳۸۲ |
| ۲۳۱ | جہاد پر غیرت دلانے کا عجیب انداز | ۳۸۲ |
| ۲۳۲ | جہاد کے لئے حوصلہ بڑھایا جارہا ہے | ۳۸۲ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۲۳۳ | جہاد ضروری ہے، مومن اور کافر کے درمیان فرق کا بیان | ۳۸۵ |
| ۲۳۴ | طاغوت کے معنی | ۳۸۵ |
| ۲۳۵ | خلاصہ، عبرت، طاغوتی سپاہیوں کا حال | ۳۸۷ |
| ۲۳۶ | اس آیت کے چند اسرار | ۳۸۸ |
| ۲۳۷ | آخر میں ایک عجیب نکتہ، فائدہ | ۳۸۹ |
| ۲۳۸ | آیت(۷۷)الم تر الی الذین..... الخ ترجمہ وخلاصہ، اقوال وحوالے | ۳۹۰ |
| ۲۳۹ | لطف آمیز شکایت | ۳۹۰ |
| ۲۴۰ | یہ کون تھے منافقین یا مسلمان | ۳۹۱ |
| ۲۴۱ | بغیر جہاد کے دین نامکمل ہے | ۳۹۲ |
| ۲۴۲ | جہاد مسلمانوں کی مراد ہے، کلام برکت | ۳۹۲ |
| ۲۴۳ | آیت(۷۸)این ما تکونوا..... الخ ترجمہ وخلاصہ، اقوال وحوالے | ۳۹۳ |
| ۲۴۴ | جہاد سے گھبرانا نادانی ہے | ۳۹۳ |
| ۲۴۵ | جہاد سے سرخرو ہو کر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچو | ۳۹۳ |
| ۲۴۶ | ڈرے ہوئے لوگوں کو جواب ہے، فائدہ | ۳۹۴ |
| ۲۴۷ | منافق جہاد کو موت کا ذریعہ سمجھتے تھے | ۳۹۵ |
| ۲۴۸ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا خیال کرو | ۳۹۵ |
| ۲۴۹ | آیت(۷۹)مآ اصابك من حسنة فمن الله..... الخ | ۳۹۶ |
| ۲۵۰ | مع ترجمہ وخلاصہ | ۳۹۶ |
| ۲۵۱ | فائدہ، مفہوم آیت | ۳۹۶ |
| ۲۵۲ | آیت(۸۰)من یطع الرسول فقد اطاع الله..... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۳۹۸ |
| ۲۵۳ | فائدہ، اقوال وحوالے | ۳۹۸ |
| ۲۵۴ | شکست اور تکلیف کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط ہے | ۳۹۸ |
| ۲۵۵ | اطاعت رسول، اطاعت امیر | ۳۹۸ |
| ۲۵۶ | آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معصوم ہونے کی دلیل | ۳۹۹ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۲۵۷ | گمراہ فرقوں کا رد، یاددہانی | ۳۹۹ |
| ۲۵۸ | آیت(۸۱) ویقولون طاعة...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۰۰ |
| ۲۵۹ | اقوال وحوالے، پکے بدگمان | ۴۰۰ |
| ۲۶۰ | آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے | ۴۰۰ |
| ۲۶۱ | آپ کو ان کی مدد کی ضرورت نہیں ہے | ۴۰۰ |
| ۲۶۲ | نکتہ | ۴۰۱ |
| ۲۶۳ | آیت(۸۲) افلا یتدبرون القرآن...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ، فائدہ | ۴۰۲ |
| ۲۶۴ | آیت(۸۳) واذا جاء هم امر من الامن ...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۰۳ |
| ۲۶۵ | اقوال وحوالے، یہ کون لوگ تھے؟ | ۴۰۳ |
| ۲۶۶ | تعلق جنگ کی چیزوں؟؟ سے ہے | ۴۰۴ |
| ۲۶۷ | جہادی جماعتوں کے لئے اہم اصول | ۴۰۵ |
| ۲۶۸ | فائدہ، نکتہ | ۴۰۵ |
| ۲۶۹ | آیت(۸۴) فقاتل فی سبیل اللّٰہ...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۰۷ |
| ۲۷۰ | اقوال وحوالے | ۴۰۷ |
| ۲۷۱ | اے نبی آپ اکیلے جہاد میں تشریف لے جائیں، فائدہ | ۴۰۷ |
| ۲۷۲ | آیت کا جہادی ربط | ۴۰۸ |
| ۲۷۳ | کتب سابق کی پیشین گوئی کے مطابق آپ ﷺ خلق میں سب سے بہادر | ۴۰۸ |
| ۲۷۴ | آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داریاں، فائدہ | ۴۰۹ |
| ۲۷۵ | جہاد کی زوردار ترغیب، ہر مسلمان کا جذبہ کیا ہونا چاہیے | ۴۱۰ |
| ۲۷۶ | تقریر قرطبی رحمہ اللہ | ۴۱۰ |
| ۲۷۷ | کافروں کی جنگ توڑنے کا وعدہ | ۴۱۱ |
| ۲۷۸ | جہاد چھوڑنے پر اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب | ۴۱۲ |
| ۲۷۹ | خلاصہ مضامین آیت | ۴۱۲ |
| ۲۸۰ | آیت(۸۵) من یشفع شفاعة...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۱۶ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۲۸۱ | اقوال وحوالے، جہاد کی دعوت | ۴۱۶ |
| ۲۸۲ | دعوت جہاد کا اجر، جہاد کی ربط اور مسائل | ۴۱۶ |
| ۲۸۳ | شفاعت کا ایک عجیب معنی | ۴۱۷ |
| ۲۸۴ | فائدہ | ۴۱۸ |
| ۲۸۵ | آیت(۸۸) فمالکم فی المنافقین...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۱۹ |
| ۲۸۶ | اقوال وحوالے، کفر اور نفاق خلط | ۴۱۹ |
| ۲۸۷ | تین روایات | ۴۲۰ |
| ۲۸۸ | دوفریق مت بنو، دو چہروں والے کافر، فائدہ | ۴۲۱ |
| ۲۸۹ | آیت(۸۹) ودوا لو تکفرون...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۲۲ |
| ۲۹۰ | یہ بھی دشمن ہیں | ۴۲۲ |
| ۲۹۱ | آیت(۹۰) الا الذین یصلون......الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۲۳ |
| ۲۹۲ | ایک شبہ کا ازالہ | ۴۲۳ |
| ۲۹۳ | آیت(۹۱) ستجدون آخرین ......الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۲۴ |
| ۲۹۴ | یہ کون تھے؟ | ۴۲۴ |
| ۲۹۵ | ان کو سیدھا کردو، چاروں آیات کا خلاصہ | ۴۲۵ |
| ۲۹۶ | آیت(۹۴) یآیها الذین امنوا اذا ضربتم ...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۲۶ |
| ۲۹۷ | مفہوم آیت | ۴۲۶ |
| ۲۹۸ | اندرونی عقائد جانچنے کی ضرورت نہیں | ۴۲۷ |
| ۲۹۹ | فائدہ، نکتہ | ۴۲۷ |
| ۳۰۰ | آیت ۹۵،۹۶ لا یستوی القاعدون...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۲۸ |
| ۳۰۱ | اقوال وحوالے، مجاہدین کی واضح فضیلت | ۴۲۸ |
| ۳۰۲ | تین طبقے، اللہ تعالیٰ غفور رحیم | ۴۲۹ |
| ۳۰۳ | فائدہ | ۴۳۰ |
| ۳۰۴ | آیت ۹۷ ان الذین توفهم الملائکة...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ، ربط | ۴۳۱ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۳۰۵ | یہ سخت وعید کس کے لئے ہے؟، کافروں کا ساتھ دینے والے | ۴۳۲ |
| ۳۰۶ | مشرکین کی تعداد بڑھانے والے، کافروں کی امداد کرنے والے | ۴۳۲ |
| ۳۰۷ | کافروں کے دباؤ میں جہاد چھوڑنے والے | ۴۳۲ |
| ۳۰۸ | دینی فرائض پر پابندی ہو تو ہجرت فرض ہے | ۴۳۳ |
| ۳۰۹ | خلاصہ، قربانی ضروری ہے | ۴۳۳ |
| ۳۱۰ | اشارات، فائدہ | ۴۳۴ |
| ۳۱۱ | آیت (۹۸،۹۹) الا المستضعفین ...... الخ مع ترجمہ و خلاصہ | ۴۳۵ |
| ۳۱۲ | اقوال و حوالے | ۴۳۵ |
| ۳۱۳ | حیلہ بازی نہ ہو تو معافی ہے، ایک اشکال کا جواب | ۴۳۵ |
| ۳۱۴ | فائدہ | ۴۳۶ |
| ۳۱۵ | آیت (۱۰۰) ومن یہاجر ...... الخ مع ترجمہ و خلاصہ | ۴۳۷ |
| ۳۱۶ | اقوال و حوالے، دو خوف دو وعدے، اجر عمل کا نیت کا؟ | ۴۳۷ |
| ۳۱۷ | ایک ایمان افروز واقعہ، فائدہ، ہجرت اور جہاد | ۴۳۸ |
| ۳۱۸ | کلام برکت | ۴۳۹ |
| ۳۱۹ | آیت (۱۰۱) واذا ضربتم ...... الخ مع ترجمہ و خلاصہ | ۴۴۰ |
| ۳۲۰ | جہاد کا اعزاز، شرعی مسئلہ، ربط آیت | ۴۴۰ |
| ۳۲۱ | آیت (۱۰۲،۱۰۳) واذا کنت فیہم ...... الخ مع ترجمہ و خلاصہ | ۴۴۲ |
| ۳۲۲ | شان نزول، صلوٰۃ الخوف کا طریقہ | ۴۴۳ |
| ۳۲۳ | دونوں باتیں اہم ہیں، جیسے ممکن ہو ذکر کرو | ۴۴۴ |
| ۳۲۴ | آیت (۱۰۴) ولا تہنوا فی ...... الخ مع ترجمہ و خلاصہ | ۴۴۵ |
| ۳۲۵ | ربط، اقوال و حوالے، جہاد میں سستی ناجائز ہے | ۴۴۵ |
| ۳۲۶ | سستی نہ کرو، یہ حکم ہر جہاد میں ہے، افسوس ہے اس پر | ۴۴۶ |
| ۳۲۷ | تم محنت کے زیادہ حق دار ہو، فائدہ | ۴۴۶ |
| ۳۲۸ | آیت (۱۳۸) بشر المنافقین ...... الخ مع ترجمہ و خلاصہ | ۴۴۷ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۳۲۹ | فائدہ | ۴۴۸ |
| ۳۳۰ | یہ بے استقلالی کا نتیجہ ہے | ۴۴۹ |
| ۳۳۱ | آیت(۱۳۹)الذین یتخذون...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۵۰ |
| ۳۳۲ | عزت کا شوق | ۴۵۰ |
| ۳۳۳ | ساری عزت اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہے | ۴۵۱ |
| ۳۳۴ | کافروں کا لباس اور فیشن ،نفاق سے حفاظت | ۴۵۱ |
| ۳۳۵ | بے استقلالی کے دو اور برے نتیجے | ۴۵۲ |
| ۳۳۶ | آیت(۱۴۰)وقد نزل علیکم...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۵۳ |
| ۳۳۷ | ایک اہم حکم ،بے استقلالی کا چوتھا نتیجہ ،غور فرمائیں | ۴۵۳ |
| ۳۳۸ | نفاق سے حفاظت | ۴۵۴ |
| ۳۳۹ | آیت(۱۴۱)الذین یتربصون بکم...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۵۵ |
| ۳۴۰ | اقوال وحوالے ،منافقین کی پوری حقیقت بے نقاب | ۴۵۵ |
| ۳۴۱ | خفیہ معلومات کا تبادلہ کرنے والے | ۴۵۶ |
| ۳۴۲ | بے استقلالی کا پانچواں نتیجہ ،ابن الوقت مفاد پرست ،دنیا یا آخرت | ۴۵۶ |
| ۳۴۳ | مسلمانوں کا خاتمہ نہیں کرسکتے بشرطیکہ اسلام پر قائم رہیں | ۴۵۷ |
| ۳۴۴ | قیامت کا غلبہ ،دنیا میں کفر کا مکمل غلبہ نہیں ہوگا | ۴۵۷ |
| ۳۴۵ | جب مسلمان خود اپنے دشمن بن جائیں | ۴۵۸ |
| ۳۴۶ | نفاق سے حفاظت ،کلام برکت | ۴۵۸ |
| ۳۴۷ | آیت(۱۴۲)ان المنافقین یخدعون...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۵۹ |
| ۳۴۸ | اقوال وحوالے ،منافقین کی حماقت ،منافقین کو عذر نہیں ہونا چاہیے | ۴۵۹ |
| ۳۴۹ | منافقین کے تین امراض | ۴۵۹ |
| ۳۵۰ | قرآن پاک کا اعجاز ،نفاق سے حفاظت | ۴۶۰ |
| ۳۵۱ | آیت(۱۴۳)مذبذبین بین ذالک...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۶۱ |
| ۳۵۲ | اقوال وحوالے ،آدمی سے لاوارث بچے ،منافقین کا چوتھا مرض | ۴۶۱ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۳۵۳ | نفاق سے حفاظت | ۴۶۱ |
| ۳۵۴ | آیت (۱۴۴) یآیہا الذین امنوا...... الخ مع ترجمہ و خلاصہ | ۴۶۲ |
| ۳۵۵ | اقوال و حوالے، مسلمانوں کو تنبیہ | ۴۶۲ |
| ۳۵۶ | اسلام کے دشمنوں سے یاری، نفاق سے حفاظت | ۴۶۲ |
| ۳۵۷ | آیت (۱۴۵) ان المنافقین فی الدرک ...... الخ مع ترجمہ و خلاصہ | ۴۶۳ |
| ۳۵۸ | اقوال و حوالے، مسلمانوں کو زیادہ نقصان پہنچانے کی وجہ | ۴۶۳ |
| ۳۵۹ | تفسیر قرآن کو بدلنے والے، اخروی سزا | ۴۶۳ |
| ۳۶۰ | لوہے کے صندوق، سات درجے، دنیا میں تلوار سے بچا رہا | ۴۶۴ |
| ۳۶۱ | کوئی مددگار نہیں | ۴۶۴ |
| ۳۶۲ | آیت (۱۴۶، ۱۴۷) الا الذین تابوا...... الخ مع ترجمہ و خلاصہ | ۴۶۵ |
| ۳۶۳ | توبہ کا دروازہ کھلا ہے، چار شرطیں | ۴۶۵ |
| ۳۶۴ | کافروں کی یاری لازماً چھوڑنی ہوگی، فائدہ | ۴۶۶ |


# سُورَةُ المَائِدَة


| | | |
|---|---|---|
| ۳۶۵ | ابتدائیہ | ۴۶۸ |
| ۳۶۶ | تیس آیات میں مضامین جہاد کا خلاصہ | ۴۶۹ |
| ۳۶۷ | آٹھ آیات میں اشارات جہاد کا خلاصہ، دیگر | ۴۷۰ |
| ۳۶۸ | آیت (۲) یآیہا الذین امنوا...... الخ مع ترجمہ و خلاصہ | ۴۷۱ |
| ۳۶۹ | مضامین جہاد، اقوال و حوالے | ۴۷۲ |
| ۳۷۰ | مشرکین کے حج و عمرے، دشمنی میں تجاوز نہ کرو | ۴۷۳ |
| ۳۷۱ | شعائر اللہ | ۴۷۴ |
| ۳۷۲ | آیت (۳) حرمت علیکم...... الخ مع ترجمہ و خلاصہ | ۴۷۵ |
| ۳۷۳ | اقوال و حوالے | ۴۷۵ |
| ۳۷۴ | دین کی تکمیل | ۴۷۶ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۳۷۵ | فتح مکہ کی نعمت، فائدہ | ۴۷۷ |
| ۳۷۶ | آیت (۱۱) یآیھا الذین امنوا...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۷۸ |
| ۳۷۷ | غزوۂ ذات الرقاع | ۴۷۹ |
| ۳۷۸ | اسلامی سیاست، تقویٰ اور توکل، نکتہ | ۴۸۱ |
| ۳۷۹ | آیت (۱۲،۱۳) ولقد اخذ اللہ...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۸۳ |
| ۳۸۰ | جہادی مضامین، اقوال وحوالے، دشمنوں کا مقابلہ | ۴۸۴ |
| ۳۸۱ | بارہ جاسوس، نقیب، جہاد میں جاسوسی نظام قائم کرنے کی دلیل، تنبیہ | ۴۸۵ |
| ۳۸۲ | آیت (۲۰،۲۱) واذ قال موسیٰ...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۸۷ |
| ۳۸۳ | ربط، کلام برکت | ۴۸۷ |
| ۳۸۴ | فائدہ، دعوت جہاد | ۴۸۸ |
| ۳۸۵ | غلامانہ ذہنیت، غیرت جوش میں آنی چاہیے | ۴۸۹ |
| ۳۸۶ | آیت (۲۲) قالوا یا موسیٰ...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۹۰ |
| ۳۸۷ | یہ عمالقہ تھے، عمالقہ کے بارے میں مبالغہ | ۴۹۰ |
| ۳۸۸ | آیت (۲۳) قال رجلان...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۹۱ |
| ۳۸۹ | دو پکے مومن، کافروں سے مرعوب نہ ہونا اللہ تعالیٰ کا انعام ہے | ۴۹۱ |
| ۳۹۰ | ان دونوں کی تقریر، جہاد میں نکلنا توکل ہے، بچنے والے مر گئے | ۴۹۲ |
| ۳۹۱ | آیت (۲۴) قالوا یاموسیٰ...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۹۳ |
| ۳۹۲ | گستاخی یا شرک؟ | ۴۹۳ |
| ۳۹۳ | آیت (۲۵) قال رب انی...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۹۴ |
| ۳۹۴ | یا اللہ ہم دونوں حاضر ہیں، یوشع اور کالب بھی دعا میں شامل | ۴۹۴ |
| ۳۹۵ | آیت (۲۶) قال فانما...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۴۹۵ |
| ۳۹۶ | دعا موسوی قبول ہوگئی، زمین کی حرمت ترک جہاد کی وجہ سے ہوئی | ۴۹۵ |
| ۳۹۷ | حاصل کلام | ۴۹۶ |
| ۳۹۸ | وادی تیہ، عجیب نکتہ، مجاہدین کیلئے سورج رک گیا | ۴۹۷ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۳۹۹ | ایک اور روایت | ۴۹۸ |
| ۴۰۰ | آیت (۳۵) یآیها الذین امنوا...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۵۰۰ |
| ۴۰۱ | اقوال وحوالے | ۵۰۰ |
| ۴۰۲ | جہاد جامع عبادت ہے، قوت کا استعمال اور جنگ صرف جہاد میں جائز ہے | ۵۰۱ |
| ۴۰۳ | جہاد سے ڈاکوؤں کا خاتمہ | ۵۰۱ |
| ۴۰۴ | اگلی آیت کے ساتھ جہادی ربط، بہترین ترجمہ، نکتہ | ۵۰۲ |
| ۴۰۵ | حضرت لاہوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں | ۵۰۲ |
| ۴۰۶ | آیت (۵۱) یآیها الذین امنوا...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۵۰۳ |
| ۴۰۷ | شانِ نزول | ۵۰۳ |
| ۴۰۸ | آیت کا موضوع، اقوال وحوالے، یہود ونصاریٰ کی عادات تمہیں گمراہ کردیں گی | ۵۰۴ |
| ۴۰۹ | کفر وشرک متعدی مرض ہے، کتنا تعلق جائز اور کتنا ناجائز؟ | ۵۰۴ |
| ۴۱۰ | وہ مسلمانوں کے خلاف متحد ہیں | ۵۰۵ |
| ۴۱۱ | جو اُن کا یار انہیں میں اس کا شمار، دوستی تب ہوتی ہے جب دل میں ان کی عظمت ہوتی ہے | ۵۰۵ |
| ۴۱۲ | کافروں سے یاری ہدایت سے محرومی، نکتہ | ۵۰۶ |
| ۴۱۳ | آیت (۵۲) فتری الذین في...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۵۰۷ |
| ۴۱۴ | اقوال وحوالے، مرض سے مراد نفاق ہے | ۵۰۷ |
| ۴۱۵ | دوڑ دوڑ کر یاری اور مدد، یاری کی ایک وجہ اقتصادی ترقی | ۵۰۷ |
| ۴۱۶ | وہ اس زمانے کے چینکرز سے تھے | ۵۰۸ |
| ۴۱۷ | آیت مبارکہ کی جامع تفسیر، نفاق سے بزدلی پیدا ہوتی ہے | ۵۰۸ |
| ۴۱۸ | امر من عندہ سے کیا مراد ہے؟ | ۵۰۹ |
| ۴۱۹ | آیت (۵۳) ویقول الذین امنوا...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۵۱۰ |
| ۴۲۰ | فائدہ، مسلمانوں کا تعجب، نفاق کھل جاتا ہے | ۵۱۰ |
| ۴۲۱ | آیت (۵۴) یآیها الذین امنوا...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۵۱۱ |
| ۴۲۲ | جامع تفسیر، اسلام کی حفاظت اور بقا کی عظیم پیشین گوئی | ۵۱۱ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

| | | |
|---|---|---|
| ۴۲۳ | کلام برکت، جو کافروں سے یاری نہ چھوڑے گا | ۵۱۲ |
| ۴۲۴ | خطاب قیامت تک کیلئے ہے، ابتدائی مرتد | ۵۱۲ |
| ۴۲۵ | رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تین قبیلے مرتد ہوئے | ۵۱۳ |
| ۴۲۶ | صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سات گروہ مرتد ہوئے | ۵۱۳ |
| ۴۲۷ | ابتدائی محبوب | ۵۱۴ |
| ۴۲۸ | ایک زبردست علمی تحقیق، حاصل کلام | ۵۱۵ |
| ۴۲۹ | حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان، خلفائے راشدین کی حقانیت | ۵۱۶ |
| ۴۳۰ | ملامت کی پرواہ کس چیز میں | ۵۱۶ |
| ۴۳۱ | عجیب نکتہ، حضور پاک ﷺ کی صفت، اسباق | ۵۱۷ |
| ۴۳۲ | فتنۂ ارتداد کا علاج جہاد ہے | ۵۱۸ |
| ۴۳۳ | آیت (۵۵) انما ولیکم ...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۵۱۹ |
| ۴۳۴ | ربط، آیت عام ہے | ۵۱۹ |
| ۴۳۵ | ولی کے تین معنیٰ، ان تین کے سوا مسلمانوں کا کوئی رفیق نہیں ہوسکتا | ۵۲۰ |
| ۴۳۶ | یہ ہے عالمی اسلامی برادری، ایک شبہ کا جواب، بے نمازی طبقہ | ۵۲۰ |
| ۴۳۷ | صفت خشوع | ۵۲۱ |
| ۴۳۸ | آیت (۵۶) ومن یتول اللہ ...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۵۲۲ |
| ۴۳۹ | حزب کون؟ تردد کا ازالہ | ۵۲۲ |
| ۴۴۰ | مسلمانوں کی مغلوبیت کا سبب، غلبے کا نصاب موجود ہے | ۵۲۳ |
| ۴۴۱ | نصاب مشکل نہیں ہے | ۵۲۳ |
| ۴۴۲ | حالات پہلے بھی سخت تھے، ہم کہاں جائیں؟ آسان ترین نسخہ | ۵۲۴ |
| ۴۴۳ | کچھ لوگ موجود رہیں گے | ۵۲۵ |
| ۴۴۴ | آیت (۸۲) لتجدن اشد الناس ...... الخ مع ترجمہ وخلاصہ | ۵۲۶ |
| ۴۴۵ | شان نزول، مشروط نرمی | ۵۲۶ |
| ۴۴۶ | حب دنیا کا نتیجہ | ۵۲۷ |

www.KitaboSunnat.com

# فتح الجواد

فی معارف

# آیاتِ الجہاد

۲

اس جلد میں سورۃ الانفال (مکمل) اور
سورۃ التوبۃ (۱تا۶۰ آیات) کے
مضامینِ جہاد کو بیان کیا گیا ہے۔

مولانا محمد مسعود ازہر صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب ......... فتح الجواد فی معارف آیات الجہاد (جلد دوم)

مؤلف ......... مولانا محمد مسعود ازہر صاحب حفظہ اللہ

اشاعت اوّل ..... ۲۲۰۰

اشاعت دوم ...... ربیع الاوّل ۱۴۲۹ھ

تعداد ........... ۴۴۰۰

صفحات ........ ۶۰۸

قیمت ......... ۳۳۰ روپے

## ہماری مطبوعات ملنے کے پتے

مکتبہ الایمان دکان نمبر ۱۳۱، ندیم ٹریڈ سینٹر، محلہ جنگی، عقب قصہ خوانی بازار پشاور 0321-9013592

رحمانی کتاب گھر دکان نمبر 2، نزد نور سبحانی مسجد لسبیلہ چوک کراچی 0300-2249928

مکتبہ ابن مسعودؓ، مدرسہ ابن عبداللہؓ، چشمہ جات نزد کمپنی باغ کوہاٹ 0321-5782621

مکتبہ عثمانؓ و علیؓ، نزد دیند حسن شادی ہال، کوثر کالونی بہاولپور 0321-6837145

کتب خانہ رشیدیہ، مدرسہ تعلیم القرآن، راجہ بازار راولپنڈی 051-5771798

مکتبہ السلام، اعظم مارکیٹ کمیٹی چوک راولپنڈی 0333-5178392

ادارہ اشاعت الخیر، حضوری باغ ملتان، فون 061-4514929

کشمیر نیوز ایجنسی، کوٹلی، آزاد کشمیر 05866042256

ناشر

اسٹاکسٹ مکتبہ ابن مبارک

37۔حق سٹریٹ اردو بازار۔لاہور

موبائل: 0321-4066827 فون: 042-7324844

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# مختصر فہرست

# فتح الجواد فی معارف آیات الجہاد

## جلد دوم

ابتدائیہ سورۃ الانفال.................. ۵

معارف الجہاد سورۃ الانفال ........... ۲۰

ابتدائیہ سورۃ التوبۃ................ ۳۴۲

معارف الجہاد سورۃ التوبۃ ........... ۳۶۴

فہرست مضامین..................... ۵۸۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورة

# الأنفال

مدنية

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# ابتدائیہ

## تمام پچھتر آیات کے مضامینِ جہاد کا خلاصہ

# الانفال

وجہ تسمیہ ☆ قوانینِ جنگ

☆ اہمیت ☆

فوائدِ جہاد ☆ مجاہدین کی صفات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## پچھتر آیات میں مضامین جہاد کا خلاصہ

آیت۔ ① جہاد میں کامیابی کا پانچ نکاتی نصاب۔

آیت۔ ۲،۳،۴ ایمان والے مجاہدین کی پانچ صفات۔

آیت۔ ⑤ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد کے حق کام کے لئے گھر سے نکالا اور میدان بدر پہنچایا۔

آیت۔ ⑥ کچھ لوگوں کو یہ حق کام سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

آیت۔ ⑦ اللہ تعالیٰ نے حق کو غالب کرنے اور کافروں کی جڑ کاٹنے کے لئے مسلمانوں کا مقابلہ مشرکین مکہ کے طاقتور لشکر سے کرایا۔

آیت۔ ⑧ جہاد کے ذریعہ اسلام کا حق ہونا اور کفر کا باطل ہونا سب کے لئے ظاہر ہو جاتا ہے۔

آیت۔ ⑨ مسلمانوں نے بدر کے دن اللہ تعالیٰ سے نصرت کی فریاد کی تو اس نے فریاد قبول فرمائی اور فرشتوں کو نازل کرنے کا وعدہ فرمایا۔

آیت۔ ⑩ مجاہدین کا اصل مددگار تو صرف اللہ تعالیٰ ہے فرشتوں کا نازل ہونا محض خوشخبری اور دلوں کی مضبوطی کے لئے تھا۔

آیت۔ ⑪ غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے بارش اور غنودگی کے ذریعہ مجاہدین کی خاص نصرت فرمائی۔

آیت۔ ⑫ مجاہد فرشتے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی تربیت۔ فرشتوں کا مجاہدین کے دلوں کو مضبوط کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا کافروں کے دلوں کو رعب میں جکڑ لینا۔

آیت۔ ⑬ مسلمانوں کے خلاف لڑنے والے کفار اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اور مخالف ہیں۔

آیت۔ ⑭ جہاد کے ذریعہ کافروں کو اللہ تعالیٰ کا عذاب چکھایا جاتا ہے جب کہ جہنم کا اصل اور سخت عذاب ان کے لئے آگے تیار ہے۔

آیت۔ ⑮ میدانِ جہاد سے مقابلے کے وقت پیٹھ پھیر کر بھاگنا حرام ہے۔

آیت۔ ⑯ جنگی حکمت عملی کے تحت یا کمک لینے کے لئے وقتی طور پر میدان سے پیچھے ہٹنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ ہٹنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو آواز دینا ہے۔

آیت۔ ⑰ جہاد کے دوران کافروں کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے جو نقصان پہنچتا ہے وہ حقیقت میں خود اللہ تعالیٰ کافروں کو پہنچاتا ہے۔ تاکہ وہ مسلمانوں کو اپنا عظیم احسان عطا فرمائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آیت۔ ⓲ اور اللہ تعالیٰ ہی کافروں کی قوت، سازش اور تدبیر کو کمزور فرما دیتا ہے۔

آیت۔ ⓳ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے اور کافروں کے لشکر ان کے کچھ کام نہیں آئیں گے۔ غزوہ بدر نے یہ بات سمجھا دی ہے اور فیصلہ کر دیا ہے۔ اے مشرکو! اب تو باز آجاؤ، ایمان لے آؤ، ورنہ تمہارا مستقبل تاریک ہے۔

آیت۔ ⓴ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو اچھی طرح سے سنو، انہیں دل سے قبول کرو اور اپنے عمل میں لاؤ خصوصاً حکم جہاد کو۔

آیت۔ ㉑ ان منافقوں اور یہودیوں کی طرح نہ ہو جو کانوں سے سنتے ہیں مگر دل میں نہیں اتارتے اور عمل میں نہیں لاتے۔

آیت۔ ㉒ دین اسلام کی بات نہ سننے، نہ سمجھنے اور نہ قبول کرنے والے کافر جانوروں سے بدتر ہیں۔

آیت۔ ㉓ اب ان میں حق قبول کرنے کی صلاحیت ہی ختم ہو چکی ہے (اگر ایسے لوگ جہاد میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں تو کیا افسوس ہے؟)

آیت۔ ㉔ جہاد میں مسلمانوں کے لئے زندگی ہے۔ جہاد کا حکم جلد پورا کرو ایسا نہ ہو کہ تقدیر یا موت حائل ہو جائے، جہاد میں کچھ بھی قربان کرنے سے نہ گھبراؤ کیونکہ دنیا ہر حال میں چھوٹنی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔

آیت۔ ㉕ جہاد چھوڑنے اور نہی عن المنکر چھوڑنے کے گناہ سے بچو کر اس کا وبال سب پر پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی سخت سزا کو یاد رکھو۔

آیت۔ ㉖ اپنی کمزوری اور قلت کا خیال کر کے اللہ تعالیٰ کا حکم جہاد ماننے میں سستی نہ دکھاؤ۔ ماضی میں اللہ تعالیٰ نے تمہاری کیسی زبردست نصرت فرمائی اس کو دیکھو۔

آیت۔ ㉗ ایمان والے مجاہدین کے ذمہ ہے کہ وہ اپنے اندر صفتِ امانت پیدا کریں اور ہر طرح کی انفرادی و اجتماعی خیانت سے بچیں۔

آیت۔ ㉘ مال اور اولاد کی خاطر اللہ تعالیٰ کے عظیم اجر سے محروم ہونا بڑی غلطی اور امتحان میں ناکامی ہے۔

آیت۔ ㉙ تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں نصرت، غلبہ، امتیازی شان اور قوتِ فیصلہ عطاء فرمائے گا اور تمہاری غلطیوں اور گناہوں پر اپنی مغفرت کے پردے ڈال دے گا، یعنی اپنے مال و اولاد کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر ترجیح نہ دو۔

آیت۔ ㉚ اللہ تعالیٰ کی تدبیر کافروں کی سازشوں اور تدبیروں سے بہت طاقتور ہے۔ مشرکینِ مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش کی اللہ تعالیٰ نے ان کی سازش کو ناکام بنا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچا لیا۔ (واقعہ شب ہجرت) کفار مسلمانوں کی قیادت کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور وہ ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں۔

آیت۔ ㉛ مشرکین قرآن پاک کے دشمن اور مخالف ہیں۔ غزوہ بدر نے قرآن پاک کی حقانیت ان پر واضح

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کردی ہے، وہ ذاتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی دشمن ہیں اور دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی دشمن ہیں۔

آیت۔ (۳۲) غزوہ بدر سے پہلے مشرکین مغالطے میں تھے اور اس قدر ضد میں تھے کہ اپنے اوپر عذاب کی بددعائیں کرتے تھے۔

آیت۔ (۳۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اور استغفار عذاب سے بچنے کے دو ذریعے ہیں۔

آیت۔ (۳۴) مشرکین مکہ مسجد حرام سے روکنے کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہیں، اور مسجد حرام پر اصل حق متقی مسلمانوں کا ہے۔ (فتح کی بشارت)

آیت۔ (۳۵) جو لوگ کعبہ شریف میں عبادت کے نام پر سیٹیاں اور تالیاں بجاتے ہیں ایسے لوگوں پر جہاد کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا عذاب آنے والا ہے۔

آیت۔ (۳۶) کفار اپنا مال اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خرچ کرتے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے، مگر ان کے ہاتھ حسرت اور مغلوبیت کے علاوہ کچھ نہیں آئے گا۔ کافروں کا مال ان کا جنگی ہتھیار ہے۔ وہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے خلاف وسیع اقتصادی جنگ چھیڑتے ہیں۔

آیت۔ (۳۷) کافروں کو مسلمانوں کے خلاف مال خرچ کرنے کی طاقت اس لئے دی جاتی ہے تاکہ دنیا و آخرت میں پاک اور ناپاک الگ الگ ہو جائیں اور ناپاک کو جمع کر کے اس کی ڈھیری بنا کر جہنم میں ڈال دیا جائے۔ جہاد میں خرچ ہونے والے اموال پاک اور اسلام کے خلاف خرچ ہونے والے اموال ناپاک ہیں۔ جہاد کرنے والے پاک اور مسلمانوں کے خلاف لڑنے والے اور ان کا ساتھ دینے والے ناپاک ہیں۔

آیت۔ (۳۸) کافروں کے لئے اسلام کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ مسلمان ہوتے ہی پچھلے سارے گناہ معاف۔ اور اگر وہ مسلمانوں سے لڑنا چاہتے ہیں تو پھر غزوہ بدر اور ماضی کے دشمنانِ اسلام کا انجام یاد رکھیں۔

آیت۔ (۳۹) ان کافروں سے برابر لڑتے رہو یہاں تک کہ ان کی قوت و شوکت ختم ہو جائے اور دین اسلام سب ادیان پر غالب آ جائے اور اسلام اور قرآن نافذ ہو جائے۔ اگر وہ کفر سے باز آ جائیں تو ان سے قتال نہیں۔

آیت۔ (۴۰) کفار اگر شرارت اور جنگ سے باز نہیں آتے تو مسلمانوں کو گھبرانے کی اور بزدلی دکھانے کی ضرورت نہیں ہے وہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر جہاد جاری رکھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کا مولیٰ حمایتی اور بہترین مددگار ہے۔

آیت۔ (۴۱) جہاد کے دوران کافروں سے چھینے ہوئے اموالِ غنیمت کی تقسیم کا شرعی قانون۔

آیت۔ (۴۲) غزوہ بدر میں ناہموار حالات کے باوجود مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح عطاء فرمائی تاکہ حجت تمام ہو جائے۔ اور مسلمانوں کی فتح اور دین کے غلبے کا جو فیصلہ ہو چکا تھا اسے پورا کر دیا جائے۔

آیت۔ (۴۳) غزوہ میں ایک خاص نصرت یہ ہوئی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دشمن تھوڑے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دکھائے گئے۔اس سے مسلمانوں کو بہت فائدہ ملا۔

آیت۔ ۴۴ غزوہ بدر کے آغاز میں مسلمانوں اور مشرکوں دونوں کے لشکر ایک دوسرے کو کم تعداد والے نظر آئے اس سے مسلمانوں کو بہت سے جنگی فوائد حاصل ہوئے۔

آیت۔ ۴۵ جہاد میں یقینی کامیابی کے ۶ نسخے: [۱] ثابت قدمی سے لڑو۔ [۲] بہت کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

آیت۔ ۴۶ [۳] جہاد کے تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرو [۴] اپنے امیر سے اور آپس میں ایک دوسرے سے نزاع نہ کرو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ [۵] اپنے اندر صفتِ صبر پیدا کرو کہ اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔

آیت۔ ۴۷ [۶] فخر، غرور، نمائش بازی، ریاکاری اور دین دشمنی سے بچو کیونکہ یہ سب شکست کے اسباب ہیں۔

آیت۔ ۴۸ غزوہ بدر میں شیطان کی آمد اور اس کی ذلت آمیز پسپائی۔

آیت۔ ۴۹ غزوہ بدر کے موقع پر منافقین کا مجاہدین کو طعنہ اور قرآن پاک کا جواب۔

آیت۔ ۵۰ جو کافر مسلمانوں کے مقابلے میں نکلے فرشتوں نے مار مار کر ان کی روح سختی کے ساتھ قبض کی اور جہنم کی وعید سنائی۔

آیت۔ ۵۱ اللہ تعالیٰ کسی کو بے جرم سزا نہیں دیتا کافروں کو یہ سزا ان کے کرتوتوں کی وجہ سے مل رہی ہے۔(دشمنانِ اسلام سزا کے مستحق ہیں)

آیت۔ ۵۲ کافروں کو سزا دینے کا یہ دستور پہلے سے چلا آ رہا ہے فرعون اور اس کے ساتھیوں کو بھی اسی طرح پکڑا گیا۔(دشمنانِ دین سزا کے مستحق ہیں)

آیت۔ ۵۳ جب نیت اور حالت خراب ہو جاتی ہے تو نعمت چھین لی جاتی ہے۔(دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کے مقابلے میں آ کر اپنی حالت کو خراب تر کر لیا ہے)

آیت۔ ۵۴ جیسے فرعونوں نے اپنی نیت اور حالت کر خراب تر کیا تو غرق کر دیئے گئے۔

آیت۔ ۵۵، ۵۶، ۵۷ اہل کتاب کے مقابلے میں جہاد۔ جو لوگ ہمیشہ کیلئے کفر اور بے ایمانی پر ڈٹ گئے ہیں اور بالکل بے خوف ہو کر بار بار اپنا عہد توڑتے ہیں، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین جانور ہیں، اگر یہ میدان جنگ میں آپ کے ہاتھ آ جائیں تو ان کو ایسی سخت سزا دیجئے جسے دیکھ کر ان کے پیچھے رہنے والے یا ان کے بعد آنے والی نسلیں بھی عبرت حاصل کریں اور عہد شکنی کی کبھی جرأت نہ کر سکیں۔

آیت۔ ۵۸ کفار سے معاہدہ ختم کرنے کا طریقہ۔اور خیانت سے بچنے کی سخت تاکید۔(احکام جہاد)

آیت۔ ۵۹ جنگ میں مسلمانوں سے بچ کر جانے والے کافر یہ گمان نہ کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جائیں گے۔

آیت۔ ۶۰ کافروں سے لڑنے کے لئے ہر طرح کی جنگی تیاری کرو، اس سے دشمنوں پر دہشت پڑے گی، اور جہاد اور اس کی تیاری میں تم جو کچھ خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ تمہیں دنیا و آخرت میں دیا جائے گا۔

آیت۔ ۶۱ کفار کی طرف سے صلح کی پیشکش آئے تو قبول کی جا سکتی ہے۔

آیت۔ ۶۲، ۶۳ اگر کفار صلح کے نام پر آپ کو دھوکا دینا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے لئے کافی ہے، اس نے پہلے بھی (غزوہ بدر میں) آپ کو اپنی خاص نصرت اور ایمان والوں کے ذریعے قوت عطاء فرمائی تھی اور اسی نے اپنی غالب قدرت اور حکمت کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کو جوڑ دیا تھا حالانکہ زمین کے تمام خزانے خرچ کر کے بھی یہ کام نہیں کیا جا سکتا تھا۔

آیت۔ ۶۴ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اور آپ کی اتباع کرنے والے مسلمانوں کے لئے کافی ہے۔

آیت۔ ۶۵ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایمان والوں کو قتال فی سبیل اللہ پر خوب ابھاریئے۔ مسلمانوں کو اپنے سے دس گنا لشکر کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا لازم ہے۔

آیت۔ ۶۶ اب اس حکم میں نرمی کر دی گئی ہے چنانچہ مسلمانوں کے لئے اپنے سے دو گنا لشکر کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا لازمی ہے۔

آیت۔ ۶۷ غزوہ بدر کے قیدیوں کو فدیہ لیکر چھوڑنے پر مسلمانوں کو سخت تنبیہ اور اس کی وجوہات (مجاہدین کی توجہ جہاد کے کسی مرحلے میں بھی مال کی طرف نہیں جانی چاہیے) (اسلام کی قوت اور کفر کی ذلت کے لئے ان سب مشرکوں کو قتل کر دینا چاہیے تھا)

آیت۔ ۶۸ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے معافی کا فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا تو فدیہ کے لینے کی وجہ سے تم پر بڑا عذاب نازل ہو جاتا۔

آیت۔ ۶۹ اب معافی ہو گئی ہے مالِ غنیمت اور فدیہ کا مال تمہارے لئے حلال اور پاکیزہ ہے۔

آیت۔ ۷۰ قیدیوں میں سے جو مسلمان ہو جائیں گے ان کے لئے دو وعدے اور بشارتیں۔

آیت۔ ۷۱ اگر یہ قیدی دھوکہ دیں گے تو دوبارہ برے انجام سے دوچار ہوں گے، اللہ تعالیٰ علیم و حکیم سے یہ نہیں چھپ سکتے۔

آیت۔ ۷۲ مہاجرین اور انصار ایک دوسرے کے رفیق و معاون ہیں اور ہجرت نہ کرنے والے مسلمان تمہارے وارث نہیں ہیں۔ اسلامی جماعت اور اسلامی برادری کی بنیاد ایمان، ہجرت، نصرت اور جہاد پر ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آیت۔ ۷۳ کافر ایک دوسرے کے مددگار ہیں اگر مسلمان ان کے مقابلے میں اسلام کی بنیاد پر متحد اور ایک دوسرے کے مددگار نہ ہوئے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو جائے گا۔

آیت۔ ۷۴ ایمان، ہجرت، نصرت اور جہاد کرنے والے ہی حقیقی مسلمان ہیں ان کے لئے مغفرت ہے اور عزت کی روزی۔

آیت۔ ۷۵ بعد میں مسلمان ہونے والے اگر ہجرت اور جہاد کر لیں تو وہ بھی حقیقی مسلمان ہیں باقی رہی میراث تو وہ اب رشتے داروں کا حق ہے۔

# الانفال

## سورۃ کا نام

اس سورۃ کا نام "سورۃ الانفال" ہے۔ یہ مدنی بدری سورۃ ہے۔

مَدَنِيَّةٌ بَدْرِيَّةٌ فی قول الحسن وعکرمة وجابر وعطاء (القرطبی)

بعض حضرات اسے "سورۃ بدر" بھی کہتے ہیں۔

عن سعید بن جبیر رحمه الله انه سئل الحبر عنها فقال: تلك سورة بدر. (روح المعانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک قول یہ ہے کہ اس سورۃ کی سات آیات مکی ہیں۔ وقال ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما: هی مدنیة الاسبع آیات واذ یمکربك الذین کفروا۔ الیٰ آخر سبع آیات. (القرطبی)

کئی مفسرین حضرات کے نزدیک یہ پوری سورۃ مدنی ہے۔

## زمانہ نزول

یہ سورۃ غزوہ بدر کے بعد نازل ہوئی۔ اور اس میں غزوہ بدر سے حاصل ہونے والے مال غنیمت کا حکم بیان فرمایا گیا۔ امام ابوحیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ولا خلاف انها نزلت فی یوم بدر وامر غنائمه. (البحر المحیط)

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ سورۃ غزوہ بدر اور اس کی غنیمتوں کے معاملے میں نازل ہوئی۔

تفسیر کشاف میں ہے:

نزلت بعد البقرة. (کشاف)

کہ یہ سورۃ، سورۃ البقرہ کے بعد نازل ہوئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ البقرہ میں فرضیت جہاد کا حکم ہے اور اس سورۃ میں جہاد کرنے کا مکمل طریقہ اور جہاد کے بہت سے احکام و فوائد کا بیان ہے۔ صاحب تفسیر ماجدی لکھتے ہیں۔ ’’سورۃ جہاد و قتال کی ہے اور ان کے احکام بھی آگے آرہے ہیں۔‘‘ (تفسیر ماجدی)

## وجہ تسمیہ

❶ الانفال: جمع ہے نَفَلٌ کی۔ اور اس کے معنی ہے غنائم یعنی غنیمتیں۔ قال البخاری قال ابن عباس الانفال المغانم. (ابن کثیر)

مال غنیمت اس مال کو کہتے ہیں جو جہاد میں دشمن سے چھینا جاتا ہے۔

یحتمل ان یکون المراد من هذه الانفال الغنائم، وهي الاموال المأخوذة من الكفار قهراً. (تفسیر کبیر)

لغت میں نفل اس چیز کو کہتے ہیں جو اصل سے زیادہ ہو۔

الانفال جمع نفل بالفتح وهو الزيادة ۔ (روح المعاني) والنفل زيادةٌ على الواجب. (القرطبي)

## مال غنیمت کو انفال کیوں کہتے ہیں؟

❶ کیونکہ مال غنیمت پہلی امتوں کے لئے حلال نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے حلال فرمایا ہے تو اس امت کے لئے سابقہ امتوں سے جو چیزیں زیادہ حلال ہوئی ہیں یہ ان میں سے ہے۔

لانها زيادةٌ فيما احل الله لهذه الامة مما كان محرماً على غيرها. (القرطبي)

❷ کیونکہ مال غنیمت اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی عطاء ہے۔ (فضل کے معنی استحقاق سے زیادہ عطاء فرمانا)

النفل الغنيمة لانها من فضل الله وعطائه (المدارك)

❸ کیونکہ مال غنیمت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو دوسری امتوں پر زیادہ فضیلت عطاء فرمائی ہے۔

لان المسلمين فضلوا بها على سائر الامم التي لم تحل لهم. (روح المعاني)

❹ کیونکہ مال غنیمت جہاد کے اصل مقصد سے زائد ایک چیز ہے۔ جہاد کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کے کلمے کی بلندی اور اسلام کی حفاظت ہے۔

وسميت الغنيمة به لانها زيادة على القيام بحماية حوزة الاسلام. (البحر المحيط)

لانها زيادة على ماشرع الجهاد له وهو اعلاء كلمة الله تعالىٰ وحماية حوزة الاسلام. (روح المعاني)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت لاہوری رحمہ اللہ اسی قول کو اختیار کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

انفال جمع نفل کی ہے نفل کے معنی زیادہ ہے اور اس سے مراد مال غنیمت ہے، غنیمت کو مال زائد اس لئے کہا گیا ہے کہ مجاہد کی اصلی غرض میدان جہاد میں جانے کی یہ ہے کہ حق چونکہ کچلا جارہا ہے اس لئے اگر میں نے سر دے دیا تو حق بچ جائے گا۔ اب جو مال اسے دیا جائے گا تو وہ مقصود سے زائد ہے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

تفسیر حقانی میں ہے:۔ انفال نفل کی جمع ہے۔ نفل اور نافلہ اس کو کہتے ہیں جو اصل پر زائد چیز حاصل ہو غنیمت کے مال کو اس لئے انفال کہتے ہیں کہ وہ برخلاف اور امتوں کے ایک نفع کی بات ہے تو اب جہاد سے زائد (جو اصل ہے) خاص اس امت کو حلال ہے ان (دوسری امتوں) کو حلال نہ تھا جیسا کہ اب تک عہد عتیق کے مختلف مقامات سے ثابت ہے اور نماز نفل کو بھی اس لئے نفل کہتے ہیں کہ وہ فرض سے زائد بات ہے۔ اور جو جنگ میں سردار سپاہ اسلام کو انعام کے طور پر دیتا ہے اسکو بھی نفل کہتے ہیں اس جگہ مراد مال غنیمت ہے جو کفار سے مقابلہ کے بعد لیا جاتا ہے جس کو لوٹ کہتے ہیں۔ (تفسیر حقانی)

نفل اور انفال مال غنیمت کو بھی کہتے ہیں اور مال غنیمت کی بعض خاص قسموں کو بھی اور جہاد میں ہاتھ آنے والے قیدیوں کو بھی۔ مگر اس سورۃ کے نام اور آغاز میں جو لفظ ”الانفال“ استعمال ہوا ہے اس کو اکثر مفسرین نے عام مالِ غنیمت (مطلق) کے معنی میں لیا ہے۔ تو سورۃ کی وجہ تسمیہ بھی سمجھ آگئی کہ اس سورۃ میں مال غنیمت کا بیان ہے اور اس سورۃ میں مالِ غنیمت کے متعلق درج ذیل امور بیان ہوئے ہیں:

- مالِ غنیمت مجاہد کا مقصود نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے لڑنے والے آخرت کے طلبگار مجاہد ہی کامیاب ہوتے ہیں۔ گویا کہ مجاہد کو دنیاوی اغراض سے پاک ہو کر جہاد کرنا چاہیے۔
- مالِ غنیمت کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا اختیار حاصل ہے۔
- مالِ غنیمت کی تقسیم کا قیامت تک کے لئے شرعی حکم اور قانون۔
- مالِ غنیمت میں ہاتھ آنے والے قیدیوں کے بعض احکامات۔
- مالِ غنیمت کے حلال طیب ہونے کا بیان۔ وغیرہ۔

الغرض الانفال کے بارے میں کافی کچھ اس سورۃ میں بیان فرمایا گیا ہے باقی جن حضرات نے اس سورۃ کا نام ”سورۃ بدر“ بتایا ہے تو اس کی وجہ بھی واضح ہے کہ اس سورۃ میں غزوہ بدر کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اسے قیامت تک کے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ”کامیابی کی مثال“ بتایا گیا ہے۔ اور غزوہ بدر کو بنیاد بنا کر جہاد میں کامیابی کے طریقے سکھائے گئے ہیں۔ اور جہاد کے فوائد اور مجاہدین کے اوصاف بیان فرمائے گئے ہیں۔ اور ان جنگی قوانین کو بیان کیا گیا ہے جن میں مسلمانوں کے لئے دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔ بشرطیکہ وہ ان پر عمل پیرا ہوں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## نکتہ

❶ اس سورۃ کا نام مسلمانوں کو ان کا فریضۂ جہاد یاد دلاتا ہے کہ ان پر وہ عمل فرض ہے جس میں انفال یعنی غنیمتیں ملتی ہیں۔

❷ اس سورۃ کا نام مسلمانوں کو ان کا شاندار ماضی یاد دلاتا ہے کہ ایک زمانے میں وہ دشمنانِ اسلام سے مال غنیمت چھینا کرتے تھے۔ جبکہ آج مسلمان جہاد چھوڑنے کی وجہ سے دشمنانِ اسلام کو ٹیکس دیکر زندگی گذار رہے ہیں۔ اور وہ غنیمت کے لفظ اور معنی سے بھی شرماتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## بشارت

قرآن پاک ایک زندہ کتاب ہے اور یہ قیامت تک کے لئے آخری کتاب ہے چنانچہ اس سورۃ کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں جہاد وغنیمت کا سلسلہ جاری رہے گا اور مسلمان غنیمتیں حاصل کرتے اور اسے قرآن پاک کے حکم کے مطابق تقسیم کرتے رہیں گے۔ کچھ عرصہ قبل تک افغانستان میں یہ سلسلہ زور وشور سے جاری تھا۔ اب عراق میں بھی جاری ہو گیا ہے۔ سورۃ کا نام بتاتا ہے کہ انفال اور جہاد نے زندہ اور موجود رہنا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

سورۃ کا نام ہے سورۃ الانفال یہ نام سنتے ہی ذہن فوری طور پر انفال یعنی مال غنیمت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے کونسا مال غنیمت؟ وہ مال غنیمت جس کے بارے میں کچھ اختلاف ہوا تھا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ یہ مال غنیمت کب ملا تھا؟ یہ غزوہ بدر میں ملا تھا۔ وہ غزوہ بدر جس میں مسلمانوں کو شاندار اور مثالی فتح نصیب ہوئی تھی۔ قرآن پاک بار بار غزوہ بدر کی فتح یاد دلاتا ہے تاکہ مسلمان مضبوط ہو جائیں، اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین کریں۔ صرف اسی پر بھروسہ کریں۔ اور اپنے اندر مجاہدینِ بدر والی صفات پیدا کریں۔ ان صفات کو بھی اس سورۃ مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح قرآن پاک غزوہ احد کی ظاہری شکست یاد دلاتا ہے اور ان غلطیوں سے روکتا ہے جن کی وجہ سے شکست ہوئی تھی اور ان گمراہیوں سے روکتا ہے جو شکست کے بعد پیدا ہوتی ہیں۔ پس اس امت کے پاس جہاد فی سبیل اللہ کا مکمل نصاب موجود ہے۔ اور اس امت کا کام دعوت وجہاد ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## کلام برکت

حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

سورۃ انفال اتری بعد جنگ بدر کے۔ جب ہجرت کے بعد حکم ہوا جہاد کا۔ اول جہاد تھا قریش سے جن کے ظلم سے وطن چھوڑا۔ ان پر چڑھ کر نہ جا سکتے (تھے) مکے کے ادب (کی وجہ) سے مگر راہ باٹ پر مسلمان دوڑے (یعنی حملہ کیا) دو تین بار، پھر دوسرے برس قریش کا قافلہ تجارت کو گیا ملک شام۔ جب (واپس) پھرنے لگے حضرت نے آپ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(یعنی خود) ان پر (حملے کا) قصد کیا۔ خبر پا کر کے والے مدد کو نکلے تا فلے کی۔ قافلہ بچ نکلا اور دو فوجیں بھڑ گئیں حق تعالیٰ نے (مسلمانوں کو) فتح دی۔ شریر شریر کافر ستر مارے گئے اور ستر بند میں آئے (یعنی قید ہوئے) (موضح القرآن)

## یہ اقدامی جہاد تھا

ملاحظہ فرمایئے تفسیر عثمانی سے یہ دلچسپ، جامع اور علمی عبارت:

جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہی سے فوجی لشکر کے مقابلہ میں نکلے تھے جو "مدینہ" پر از خود اقدام کرتا ہوا چلا آ رہا تھا، تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے کی نیت آپ نے اول سے آخر تک کسی وقت نہیں کی۔ وہ فی الحقیقت اپنے ایک خود ساختہ اصول پر تمام ذخیرۂ حدیث و سیر اور اشارات قرآنیہ کو قربان کرنا چاہتے ہیں۔ یہ منطق ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ کفار محاربین جنگی دستبرد سے مسلمانوں کی جان و مال کوئی چیز نہ بچی اور نہ آئندہ بچنے کی توقع تھی، ان کو جانی و بدنی نقصان پہنچانا تو جائز سمجھا جائے لیکن تجارتی اور مالی نقصان پہنچانا خلاف تہذیب و انسانیت ہو۔ یعنی ان کی جانیں تو ظلم و شرارت اور کفر و طغیان کی بدولت محفوظ نہیں رہیں مگر اموال بدستور محفوظ ہیں۔ گویا زندگی کے حق سے محروم ہو جائیں تو ہو جائیں پر سامان زندگی سے محروم نہ ہوں "ان ھذا لشیء عجاب" باقی یہ دعویٰ کہ جو لوگ حملہ آور نہ ہوئے ہوں ان پر مسلمانوں کو از خود حملہ کرنا جائز نہیں کیونکہ ﴿وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ﴾ کے خلاف ہوگا۔ قطع نظر اس سے کہ یہ مسئلہ موجودہ واقعہ سے بے تعلق ہے کیونکہ کفار مکہ پہلے ہر قسم کے مظالم اور حملے مسلمانوں پر کر چکے تھے اور آئندہ کے لئے باقاعدہ دھمکیاں دے رہے تھے بلکہ اس بارہ میں ان کی سازشیں اور مراسلتیں جاری تھیں فی نفسہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ آیت ابتدائے ہجرت میں اتری تھی جس کے بعد دوسری آیات جن میں مطلق قتال کا حکم ہے نازل ہوئیں۔ پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ صرف اتنا کہنے سے کہ حملہ آوروں کی مدافعت کرو" یہ لازم نہیں آتا کہ کسی حالت میں حملہ کرنے کی اجازت نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

## سورۃ الانفال کا مختصر و جامع خلاصہ

"سورۃ الانفال" جہاد کی بنیادی سورۃ ہے، اس میں قیامت تک کے لئے قوانین جنگ کا بھی بیان ہے اور جہاد کے فوائد کا بھی مفصل تذکرہ ہے اور یہ سورۃ اُن اوصاف اور صفات کو بھی بیان کرتی ہے جو اگر مجاہدین میں پیدا ہو جائیں تو اُن کا جہاد کامیاب رہتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے سورۃ الانفال کی روشنی میں پندرہ قوانینِ جنگ ...... جہاد کے بیس فائدے ...... اور مجاہدین کے پچیس اوصاف۔

## ۱۵ قوانینِ جنگ

1. ڈٹ کے لڑنا ہے پیٹھ نہیں پھیرنی۔ آیت ۱۵
2. جنگ کے دوران اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت۔ آیت ۲۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

③ اطاعتِ امیر۔ آیت ۲۴

④ جب کوئی جنگی تدبیر دل میں آ جائے اس پر فوراً عمل کریں دیر نہ لگائیں۔ آیت ۲۴

⑤ اموال میں خیانت نہ کریں کیونکہ یہ موجب جبن ہے۔ آیت ۲۷

⑥ تنافس کریں یعنی قربانی میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کریں۔ آیت ۲۹

⑦ مسلسل اور کثرت سے ذکر کیا کریں۔ آیت ۴۵

⑧ لشکر متحد رکھنا چاہیے۔ آیت ۴۶

⑨ کافروں کو الٹی مار دے کر پیچھے نہ ہٹ آؤ۔ آیت ۵۷

⑩ جنگ سے پہلے بھرپور تیاری کرو اور دشمن کو مسلسل رعب میں رکھو۔ آیت ۶۰

⑪ ایک جماعت ایسی رکھو جو مسلسل جہاد پر ابھارتی رہے۔ آیت ۶۵

⑫ جب دشمن ہاتھ آئیں تو پہلے خوب خون ریزی کرو پھر قیدی بناؤ۔ آیت ۶۷

⑬ جن کو قیدی بنالو اُن کو اندر ہی اندر اپنے ساتھ ملا کر دشمنوں کے لئے گھر کا بھیدی بنالو۔ آیت ۷۰

⑭ جب کوئی مظلوم مدد کے لئے پکارے تو دیر مت لگاؤ (یہ اللہ تعالیٰ کی مدد کا وقت ہوتا ہے)۔ آیت ۷۲

⑮ جب کافروں کا آپس میں اتحاد ہو تو اُن کے خلاف اتحاد کرلو۔ آیت ۷۳

## ⑳ فوائد جہاد

① انسان کو حق کا راستہ عطا ہوتا ہے۔ آیت ۵

② اسلام کو ایسا غلبہ عطاء ہوتا ہے جس کو کافر بھی تسلیم کرتے ہیں۔ آیت ۸

③ انسانوں کی فرشتوں سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ آیت ۹،۱۰

④ اللہ تعالیٰ خرقِ عادت چیزوں سے نصرت فرماتے ہیں۔ آیت ۱۱

⑤ اللہ تعالیٰ کی محبت اور قرب نصیب ہوتا ہے۔ آیت ۱۷

⑥ انسان کو زندگی نصیب ہوتی ہے۔ آیت ۲۴

⑦ جہاد کی برکت سے اللہ تعالیٰ پاکیزہ روزی اور ٹھکانہ دیتے ہیں۔ آیت ۲۶،۲۷

⑧ اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرماتے ہیں۔ آیت ۲۹

⑨ اللہ تعالیٰ مجاہد کو قوتِ فیصلہ اور نورِ فراست عطاء فرماتے ہیں۔ آیت ۲۹

⑩ کافروں کو شدید مالی نقصان ہوتا ہے (دیوالیہ ہو جاتے ہیں)۔ آیت ۳۶

⑪ حق اور باطل الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ آیت ۳۷

⑫ کافروں کی طاقت ٹوٹ جاتی ہے۔ آیت ۳۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۳ جہاد کی وجہ سے مال غنیمت ملتا ہے۔ آیت ۴۱

۱۴ کافروں پر حجت تمام ہو جاتی ہے۔ آیت ۴۲

۱۵ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص خاص بشارتیں نصیب ہوتی ہیں۔ آیت ۴۳

۱۶ فلاح یعنی ترقی اور کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ آیت ۴۵

۱۷ کافروں پر مسلمانوں کا رعب بیٹھ جاتا ہے۔ آیت ۶۰

۱۸ مسلمانوں میں اتحاد اور جوڑ پیدا ہوتا ہے۔ آیت ۶۳

۱۹ اللہ تعالیٰ قوت کو بڑھا دیتے ہیں۔ آیت ۶۵

۲۰ ایمان کامل ہو جاتا ہے۔ آیت ۷۴

## مجاہدین کے ۲۵ اوصاف

۱ تقویٰ۔ آیت ۱

۲ اصلاح ذات البین۔ آیت ۴۲

۳ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت۔ آیت ۴۲

۴ اللہ کا خوف۔ آیت ۲

۵ قرآن مجید سے تعلق۔ آیت ۲

۶ توکل۔ آیت ۲

۷ اقامت صلوٰۃ۔ آیت ۳

۸ انفاق فی سبیل اللہ۔ آیت ۳

۹ استغاثہ من اللہ۔ آیت ۴۲

۱۰ ثابت قدمی۔ آیت ۴۲

۱۱ دعوت جہاد پر فوراً لبیک کہیں۔ آیت ۱۵

۱۲ اطاعت امیر۔ آیت ۲۰

۱۳ شکرگزاری۔ آیت ۲۶

۱۴ نہی عن المنکر۔ آیت ۴۷

۱۵ مال و اولاد کی قربانی دیں۔ آیت ۲۸

۱۶ کافروں کی طاقت کو توڑنے کا جنون سر پر سوار رہے۔ آیت ۳۹

۱۷ اجتماعی اموال کی شرعی تقسیم۔ آیت ۴۲

۱۸ نزاع سے بچیں۔ آیت ۴۲

۱۹ صبر کریں۔ آیت ۴۶

۲۰ تکبر اور ریاء سے بچیں۔ آیت ۴۷

۲۱ مسلسل جہادی قوت اور عسکری تربیت کو بڑھاتے رہیں۔ آیت ۶۰

۲۲ حالات پر کڑی نظر رکھیں۔ آیت ۶۱، ۶۲

۲۳ دعوت جہاد۔ آیت ۶۵

۲۴ حب دنیا سے بچیں۔ آیت ۶۵

۲۵ قومیت، وطنیت، لسانیت کو بالائے طاق رکھ کر اسلامی رشتے کو ملحوظ رکھیں۔ آیت ۷۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## حضرت لاہوریؒ کی تحقیق

مولانا احمد علی لاہوریؒ نے ''سورۃ الانفال'' کی روشنی میں درج ذیل تیرہ (۱۳) دفعات جنگ بیان فرمائے ہیں اور لکھا ہے کہ دنیا کا کوئی قانون ان تیرہ (۱۳) دفعات جنگ سے باہر نہیں جاسکتا۔

1. صف قتال میں استقامت۔ آیت ۱۵
2. میدان جنگ میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے مطیع رہو۔ آیت ۲۰
3. اس کی اطاعت کو زندگی سمجھو۔ آیت ۲۴
4. ادائے فرض میں خیانت نہ کرو۔ آیت ۲۷
5. حصول فرقان کے لئے تقویٰ لازم ہے۔ آیت ۲۹
6. غایت قتال (یعنی جہاد کا مقصد)۔ آیت ۳۹
7. قانون تقسیم غنائم۔ آیت ۴۱
8. میدان جنگ میں ذکر الٰہی کا تحفظ رہے۔ آیت ۴۵
9. تلقین ترک تنازعہ (یعنی آپس میں نزاع اور جھگڑا نہ کرنے کی تلقین)۔ آیت ۴۶
10. آلات جنگ کی تیاری۔ آیت ۶۰
11. اسلام مصالحت کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ آیت ۶۱
12. حکم تحریض علی القتال (یعنی جہاد پر ابھارنے کا حکم)۔ آیت ۶۵
13. مقاصد سیاسیہ میں مسلمانوں کی نقطہ ان قوموں اور جماعتوں کا خیال رکھا جائے جو مرکز سے وابستہ ہیں۔ آیت ۷۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

آپ سے غنیمت کا حکم پوچھتے ہیں کہہ دیجئے غنیمت کا مال اللہ تعالیٰ اور رسول کا ہے پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو

وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ

اور آپس میں صلح کرو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱﴾

ایمان والے ہو

## خلاصہ

مال غنیمت کسی کا نہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے تم اس مال سے بے غرض ہو جاؤ۔ تقویٰ اختیار کرو، آپس کے تعلقات اور معاملات درست رکھو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر عمل کرو۔ جن کے دلوں میں ایمان ہو وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔

## فائدہ

غزوہ بدر میں خوب مال غنیمت ہاتھ آیا۔ مال غنیمت کی تقسیم کا کوئی دستور موجود نہیں تھا۔ ہجرت اور نصرت کے امتحانات سے کامیاب گذرنے والے تین سو تیرہ مجاہدین مال کی لالچ سے بہت دور تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے طالب تھے اسی لئے تو کم تعداد اور بے سروسامانی کے باوجود مشرکین کے طاقتور لشکر سے ٹکرا گئے تھے۔ مگر پھر بھی مال غنیمت برکت والا مال تھا اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور اس کی غیبی نصرت سے ہاتھ آیا تھا۔ اس لئے تقسیم کے معاملہ پر کچھ اختلاف ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا کہ اَلْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مال غنیمت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ یہ سنتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توجہ پوری طرح سے اس مال سے ہٹ گئی اور وہ پہلے کی طرح بے غرض ہو گئے تب وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ کا قانون نازل فرما کر یہ مال ان کو لوٹا دیا گیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

اس آیت میں مجاہدین کرام کے لئے قیامت تک جہاد میں فتح اور کامیابی کا نصاب بیان فرمادیا گیا ہے۔ یہ پانچ نکاتی نصاب دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی کا ضامن ہے اور اس نصاب پر عمل کرنے والے مجاہدین ہمیشہ فتح

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور غلبہ حاصل کرتے ہیں اور کامیاب رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اعلان فرمایا ہے وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ کہ غلبہ تمہارے لئے ہے اگر تم ایمان والے ہو۔ اور اس آیت میں وہ پانچ کام بتائے گئے ہیں جو ایمان کے تقاضے ہیں ① اللہ تعالیٰ کی اطاعت ② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ③ تقویٰ ④ آپس کے معاملات اور تعلقات کی درستگی ⑤ جہاد سے کوئی دنیاوی غرض نہ رکھنا۔

پس جس مجاہد میں اور جس جہادی جماعت میں یہ پانچ امور ہونگے وہ غزوہ بدر کی ترتیب پر آجائے گی۔ اور اللہ پاک کی مدد اور نصرت کی مستحق ہو جائے گی اور جو لشکر ان پانچ صفات سے مالا مال ہوگا اس کے سامنے دنیا کی کفریہ شیطانی طاقتیں نہیں ٹھہر سکیں گی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## اقوال و حوالے

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ: ① ای کیف مصر فها ومن المستحق لها. (تفسیر الکبیر)

وہ آپ سے غنیمت کا حکم پوچھتے ہیں کہ ان کا مصرف کیا ہے اور کون ان کا مستحق ہے؟

② ای الغنائم لمن هی. (جلالین)

یعنی غنیمتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ کس کی ہیں (کس کو ملیں گی)۔

③ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ای من الانفال والمراد من هذا السوال الاستعطاء (التفسیر الکبیر)

یعنی وہ آپ سے مال غنیمت میں سے حصہ مانگتے ہیں۔ اور سوال سے مراد مانگنا ہے پوچھنا نہیں (یعنی عن من کے معنیٰ میں ہے)

## پوچھنے والے کون تھے؟

وهم اقوام من الصحابة (التفسیر الکبیر)

یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ تھے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ یہ روایت لائے ہیں:

عن ابی امامة الباهلی قال سئلت عبادة بن الصامت عن الانفال فقال: فینا معشر اصحاب بدر نزلت حین اختلفنا فی النفل وساءت فیه اخلاقنا فنزعه اللہ من ایدینا وجعله الی الرسول فقسمه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن بواء (قرطبی)

یعنی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ہم "اصحاب بدر" کے بارے میں نازل ہوئی جب ہم نے مال غنیمت میں اختلاف کیا اور ہمارے اخلاق پر اس کا برا اثر پڑا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے ہاتھوں سے لے لیا اور اپنے رسول کے حوالے کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے برابر تقسیم فرما دیا۔

تفسیر جلالین میں ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لما اختلف المسلمون في غنائم بدر فقال الشبان هي لنا لأنا باشرنا القتال وقال الشيوخ كنا ردأ لكم تحت الرأيات ولو انكشتم لفئتم الينا فلا تستأثروا بها نزل: يَسْـَٔلُوْنَكَ يا محمد عَنِ الْاَنْفَالِ (جلالین)

جب مسلمانوں میں بدر کے مال غنیمت کے بارے میں اختلاف ہوا اور جوان کہنے لگے ہم نے جنگ لڑی ہے یہ ہمیں ملنا چاہئے اور بزرگوں نے کہا ہم تمہارے پیچھے جھنڈوں کے نیچے تمہارے پشت و پناہ تھے اگر تم پسپا ہوتے تو ہمارے پاس پناہ لیتے اس لئے خود کو ہم پر اس کے بارے میں ترجیح نہ دو۔

## فائدہ

بے سروسامانی کے عالم میں مسلمانوں کو عجیب فتح ملی تھی، آسمان سے حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ساتھ جنگ میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے، سرزمین حجاز کے طاقتور مشرک لاشوں کے ڈھیر میں دبے پڑے تھے، ستر قیدی مسلمانوں کے قبضے میں تھے، مظلوم مسلمانوں کے لئے عجیب خوشی کا عالم تھا بس اسی خوشی میں تھوڑی دیر کے لئے اختلاف کی کیفیت پیدا ہوئی تو وحی کا دروازہ کھلا اور سمجھا دیا گیا کہ جس ایمان، جس اطاعت، جس تقوے، جس باہمی اتفاق اور جس بے غرضی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فتح دی ہے وہ قائم رکھو اور اپنی نظر دنیا کے مال غنیمت پر نہیں اللہ تعالیٰ کی اونچی جنت، اس کی مغفرت اور آخرت کے عزت والے رزق پر رکھو۔ تم دنیا سے بے غرض ہو کر میدان شہادت میں کود پڑے تو تمہیں فتح بھی ملی اور مال کے انبار بھی۔ پس اخلاص اور دنیا سے اپنی بے غرضی والی وہ کیفیت برقرار رکھو جو بندۂ مومن کو اللہ تعالیٰ کی نصرت کا حقدار بنا دیتی ہے۔ اور اہل ایمان کو فتح تو اللہ تعالیٰ کی نصرت ہی سے ملتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جنگ میں بعضے آگے بڑھے اور بعضے پشت پر رہے۔ جب غنیمت جمع ہوئی بڑھنے والوں نے کہا یہ حق ہمارا ہے کہ فتح ہم نے کی اور پشتی والوں نے کہا تم ہماری قوت سے لڑے حق تعالیٰ نے دونوں کو خاموش کیا کہ فتح اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے۔ زور کسی کا پیش نہیں جاتا (یعنی کام نہیں آتا)۔

سو مالک مال کا اللہ ہے اور نائب اس کا رسول ہے پھر آگے بہت دور تک یہی بیان فرمایا کہ فتح اللہ کی مدد سے ہے اپنی قوت سے نہ سمجھو۔ (موضح القرآن)

## مجاہدین کی زبردست اصلاح

قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ آپ فرما دیجئے غنیمت کا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ہے۔

”اور یہی دونوں (یعنی اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم) مالک و مختار ہیں کہ جس طرح بھی چاہیں ان کی تقسیم کا حکم جاری کر دیں۔ اس میں تردید آ گئی اس خیال کی کہ مال غنیمت اصلی حق غازیوں، مجاہدوں اور لشکرِ اسلامی کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سپاہیوں کا ہے۔ ان سے وعدہ تو اجر آخرت کا ہے، ان کا اصلی موعود تو صرف جنت اور وہاں کی نعمتیں ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال ہرگز ہرگز اس نیت سے نہ کریں کہ مال غنیمت کے وہ مالک و متصرف ہوں گے۔ دنیا میں ظہور اسلام سے قبل بھی بڑی بڑی متمدن و مہذب پر قوت و شوکت سلطنتیں موجود تھیں، عظیم الشان جنگیں بھی آپس میں ہو چکی تھیں اور ہوتی رہتی تھیں مصر، ہند، ایران، یونان، روم سب میں بڑے بڑے سیاسی اور معاشی مفکرین پیدا ہو چکے تھے، جنہوں نے غنائم جنگ سے متعلق بھی مختلف نظریے رواج دے رکھے تھے قرآن مجید نے آکر دنیا میں پہلی بار ان سارے نظریات کو چیلنج کر دیا اور بتلایا کہ مال غنیمت نہ بادشاہ کی مِلک ہے، نہ فوج کے افسروں اور سپاہیوں کی، اور نہ ملک و قوم کی بلکہ اصلاً وحقیقتاً صرف اللہ تعالیٰ کی مِلک ہے!۔ سپاہیوں اور مجاہدوں میں اخلاص کامل پیدا کرنے کی کوئی صورت اس سے بڑھ کر نہیں۔ (تفسیر ماجدی)

## اسلامی معیشت کا اہم اصول

پہلے سوال کا جواب کتنا بلیغ و حکیمانہ ملا، کہ اس (مال غنیمت) کا بھی مالک وہی ہے جو جان اور مال ہر چیز کا مالک ہے، گویا یہ ارشاد ہوا کہ جس طرح ربوبیت اس ذات پاک کی صفت خاصہ ہے، مالکیت بھی تمام تر اسی کا وصف مخصوص ہے، ہر جان کا مالک بھی وہی، ہر مال کا مالک بھی وہی، اسلامی نظام حکومت میں قانون اسی کا، اقتدار اعلیٰ اسی کا، زمین اسی کی، اور ٹھیک اسی طرح دشمن سے حاصل کیا ہوا ہر مال بھی اسی کا!۔ اسی کو اختیار ہے کہ تقسیم کا حکم جس طرح چاہے دے یا جو کچھ چاہے کرے۔ (تفسیر ماجدی)

خلاصہ یہ ہوا کہ مجاہد کا کام یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے دین کے غلبے کے لئے جہاد کرے اور روزی، روٹی کا مسئلہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے۔ مال کا مالک اللہ تعالیٰ کو سمجھے، اور اپنی نیت کو پاک رکھے۔ اور جو مال مل جائے اس کے بارے میں بھی یہی یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا رزاق مانے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مال کا اصل مالک اور اپنی روزی کا اصل ذریعہ نہ سمجھے۔ گویا ایک لفظ میں مجاہد کی نیت بھی ٹھیک کر دی گئی اور اس کا نظریہ بھی درست کر دیا گیا۔

جب نیت ٹھیک ہوئی تو اخلاص پیدا ہوا اور جب مال کے بارے میں نظریہ درست ہوا تو پھر تمام مخلوق سے مستغنی اور بے پرواہ اور روزی کے بارے میں بے فکر ہو گیا۔ بے شک ایسا مخلص، بے غرض اور بے فکر مجاہد ہی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پوری دنیا کے کفر کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

## تقویٰ اور جہاد

پھر حکم دیا گیا کہ فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تقویٰ اختیار کرو۔ یعنی ایمان کو دل میں اتارو اور اس کے تقاضوں پر عمل کرو۔ اور جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے بچو۔ تم اپنے دل پر اللہ تعالیٰ کی حکومت قائم کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں زمین کی خلافت عطاء فرمائے گا۔ تم اللہ تعالیٰ کی خاطر گناہ اور نافرمانیاں چھوڑ دو گے تو وہ تم پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اپنی نعمتوں کے دروازے کھول دے گا۔ تم اس کی خاطر خود پر پابندیاں عائد کرو گے تو وہ اپنی نصرت نازل فرما کر تمہیں آزادی اور غلبہ عطاء فرمادے گا۔ جہاد میں اللہ تعالیٰ کی نصرت نازل ہونے کے لئے ایمان کا ہونا ضروری ہے اور ایمان کی حفاظت کے لئے تقویٰ کا ہونا ضروری ہے۔ اور تقویٰ ہی کسی جنگ کو جہاد بناتا ہے۔ حضرت دریابادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ میں سارے حقوق اللہ کی نگہداشت آ گئی۔ جنگ کا شعبہ بظاہر تمام تر دنیوی ومادی نظر آتا ہے۔ لیکن قرآن مجید نے دیکھئے اسے کس کس کر، اور اس پر ہر طرف سے کس قدر قیدیں لگا کر اسے سو فی صدی ایک شعبہ دین وروحانیت ہی کا بنادیا ہے۔ (تفسیر ماجدی)

## تقویٰ کا ایک عجیب معنیٰ

ویسے تو جہاد میں ہر قدم پر تقویٰ لازمی ہے، تاکہ کسی بھی موقع پر اللہ تعالیٰ کی نصرت سے محروی نہ ہو، اور جہادی طاقت کا غلط استعمال نہ ہو۔ مگر یہاں جس تقویٰ کا خاص طور پر حکم دیا گیا ہے اس کا تعلق مجاہدین کے باہمی معاملات سے ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو اور اختلاف سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے امیر کی اطاعت کرو۔ امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ أمر بالتقوىٰ والاصلاح، اى كونوا مجتمعين على امر الله فى الدعاء: اللهم أصلح ذات البين، اى الحال التى يقع بها الاجتماع فدل هذا على التصريح بانه شجر بينهم اختلاف، اومالت النفوس الى التشاح: (القرطبى)

گویا کہ مجاہدین میں باہمی اتفاق تقویٰ اور اطاعت ہی سے پیدا ہوسکتا ہے۔ اور جہاد میں باہمی اتفاق والفت کا ہونا لازم ہے۔ صاحب کشاف لکھتے ہیں:

فاتقوا الله فى الاختلاف والتخاصم، وكونوا متحدين متآخين فى الله. یعنی آپس میں اختلاف کرنے اور جھگڑا کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپس میں متحد ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی خاطر بھائی بھائی بن جاؤ۔ (کشاف)

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

معناه فاتقوا عقاب الله ولا تقدموا على معصية الله واتركوا المنازعة والمخاصمة بسبب هذه الأموال، وارضوا بما حكم به رسول الله صلى الله عليه وسلم.

یعنی اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سزا سے ڈرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو اور آپس میں ان اموال کی وجہ سے نزاع اور جھگڑا نہ کرو۔ اور اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فیصلہ فرمادیں اس پر راضی رہو۔ (التفسیر الکبیر)

امام ابوحیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وأمرهم بالتقوىٰ ليزول عنهم التخاصم.

اور اللہ تعالیٰ نے انہیں تقویٰ کا حکم دیا تاکہ ان کا باہمی جھگڑا ختم ہو جائے۔ (البحر المحیط)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## جہاد کے لئے بڑا خطرہ

سورۃ انفال مسلمانوں کی جہادی تربیت کرتی ہے اور انہیں فتح اور غلبے کے طریقے سکھاتی ہے۔ پہلے جملے نے مجاہد کی نیت کو درست کر دیا اور اس کے دل سے تمام دنیوی اغراض نکال کر اسے اللہ تعالیٰ کا فدائی سپاہی بنا دیا۔ معلوم ہوا کہ جہاد کے لئے خطرناک ترین چیز مال کی محبت ہے مال کی محبت اول تو مسلمانوں کو جہاد میں آنے ہی نہیں دیتی اور اگر جہاد کرنے والوں کے دل میں یہ پیدا ہو جائے تو انہیں ناکامی کی طرف پھینک دیتی ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا کہ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ پھر اکثر مال ہی کی وجہ سے مجاہدین میں اختلاف اور جھگڑا پیدا ہوتا ہے، جس طرح غزوہ بدر میں ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی سزا سے ڈرا کر اور تقویٰ کا حکم دے کر مجاہدین کی جماعت کو اس جھگڑے سے بچا دیا جو مال کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

صاحب مدارک بھی یہی لکھتے ہیں:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ في الاختلاف والتخاصم وكونوا متآخين في الله. (المدارك)

اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ پہلے جملے قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ نے مجاہدین کو اخلاص سکھا دیا اور دوسرے جملے فَاتَّقُوا اللّٰهَ نے انہیں تقویٰ سکھا دیا۔ یوں نیت بھی ٹھیک ہو گئی اور اجتماعیت بھی بچ گئی۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں فاتقوه سبحانه وتعالىٰ واجتنبوا ماانتم فيه من المشاجرة فيها والاختلاف الموجب لشق العصا وسخطه تعالىٰ.

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرو اور مال غنیمت کے بارے میں اس جھگڑے اور اختلاف کو چھوڑ دو جو تمہاری قوت کے ٹوٹنے اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے کا ذریعہ ہے۔ (روح المعانی)

## تقویٰ کے عجیب فوائد

تقویٰ کسے کہتے ہیں؟ اور اس کے کیا کیا فوائد قرآن پاک میں مذکور ہیں؟ اور تقویٰ کس طرح سے حاصل ہوتا ہے؟ ان سوالات کے جوابات معلوم کرنے کے لئے مطالعہ فرمائیں کتاب یہود کی چالیس بیماریاں ص ۱۵۲۔

## مجاہدین کے باہمی تعلقات

ارشاد فرمایا وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ یعنی آپس کے تعلقات اور معاملات کو درست کرو۔

❶ امام نسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یعنی مابینکم من الاحوال التی تکون احوال الفة ومحبة واتفاق. اپنے باہمی حالات کو ٹھیک کرو یعنی آپس میں الفت محبت اور اتفاق والے حالات بناؤ۔ (المدارک)

❷ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ یعنی آپس کے ساتھ (تعلقات اور معاملات) کو اپنا سنبھالو، سنوارو کہ باہمی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رشک و مسابقت (یعنی حسد اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے) کا نام و نشان نہ رہے اور بندوں کے حقوق پوری طرح ادا کرو۔ (تفسیر ماجدی)

۳ مراد زبان کی حفاظت ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقال السدی فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ای لاتستبوا۔

سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو برا بھلا نہ کہو گالیاں نہ دو۔ (ابن کثیر)

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ من الاقوال۔ یعنی آپس کے اقوال اور باتوں کو درست کرو۔ (تفسیر کبیر)

۴ ہر طرح کے جھگڑوں سے بچو۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ولاتظالموا ولا تخاصموا ولاتشاجروا۔

یعنی آپس میں تعلقات درست رکھو ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، ایک دوسرے سے جھگڑا نہ کرو اور آپس میں نزاع نہ کرو۔ (تفسیر ابن کثیر)

آپس میں صلح و آشتی سے رہیں اور ذرا ذرا سی بات پر جھگڑے نہ ڈالیں۔ (تفسیر عثمانی)

۵ کئی مفسرین حضرات نے وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ مال غنیمت پر جو اختلاف اور کچھ کھینچا تانی ہوگئی تھی اب آپس میں صلح کر کے اور لیا ہوا مال واپس کر کے اس کی تلافی کرو۔ یعنی اختلافات اور جھگڑے کے اثرات تک کو ختم کر دو۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وعن عطاء کان الاصلاح بینهم أن دعاهم رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال: اقسموا غنائمكم بالعدل: فقالوا: قد أكلنا و انفقنا، فقال عليه الصلوٰة والسلام: ليرد بعضكم على بعض۔ (روح المعانی)

## خلاصۂ مضمون

جہاد میں کامیابی کے لئے جماعت اور لشکر کا باہم متفق ہونا اور متحد ہونا ضروری ہے اور اگر اتفاق کے ساتھ ساتھ ان کے درمیان الفت اور محبت بھی ہو تو ایسے لشکر اور جماعت کی قوت میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ جبکہ آپس میں اختلافات اور نزاع کی وجہ سے ہوا اکھڑ جاتی ہے اور قوت ٹوٹ جاتی ہے۔ جماعت میں اکثر اختلاف مال کی وجہ سے ہوتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے تو قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فرما کر مجاہد کی توجہ مال سے بالکل ہٹا دی گئی۔ اختلاف کی دوسری وجہ نفس پرستی ہے تو تقویٰ کا حکم دے کر نفس امارہ کی پیروی سے روک دیا گیا۔ اور پھر صراحت کے ساتھ فرمایا گیا کہ آپس کے معاملات اور تعلقات کو درست رکھو اور ماضی میں کوئی رخنہ ان تعلقات میں پیدا ہو گیا ہو تو اس کی تلافی کر لو۔ اور آپس کے اختلافات اور جھگڑے کو تقویت زبان کے غلط استعمال کی وجہ سے ملتی ہے۔ جھوٹ، غیبت، چغل خوری، طعنہ زنی، گالیاں اور گستاخی یہ سب کچھ زبان ہی سے ہوتا ہے۔ اور جماعت کی اجتماعیت کو توڑ دیتا ہے۔ اسلئے اپنی زبانوں کو درست کرو اور شریعت کے مطابق بناؤ۔ جب ایک دوسرے کی غیبت نہیں ہوگی، طعنہ زنی اور عیب گوئی نہیں ہوگی، ایک دوسرے پر فضول نکتہ چینی نہیں ہوگی، جھوٹ نہیں ہوگا، چغل خوری نہیں ہوگی، گالیوں اور گستاخانہ جملوں کا تبادلہ نہیں ہوگا اور ایک دوسرے پر بہتان تراشی نہیں ہوگی تو جماعت کو کتنی قوت اور تقویت ملے گی اور آپس کے تعلقات میں کتنی الفت، محبت، اور یگانگت پیدا ہوگی؟ بے شک ایثار و ہمدردی کا ماحول پیدا ہو جائے گا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## تنبیہ

یہ احکامات تمام مسلمانوں کے لئے ہیں اور مجاہدین کے لئے خصوصاً۔

صاحب تفسیر ماجدی لکھتے ہیں:

خیال کر لیا جائے، سورۃ جہاد و قتال کی ہے اور ان کے احکام ابھی آگے آ رہے ہیں باوجود اس کے سورۃ کا آغاز کن عنوانات سے ہوتا ہے؟ تقویٰ الٰہی، سعی اصلاح، اطاعتِ خدا و رسول، پختگی ایمان وغیرہ سے، ایسے باخدا اور سرتاپا عبودیت کے سانچہ میں ڈھلے ہوئے مجاہدین سے کوئی بھی نسبت، قومی و نسلی منافرت میں گرفتار، وطنی تعصب کے بحران میں مبتلا یا پھر ذاتی حرص، ہوس اور نفس پرستی کی آگ میں جلتے ہوئے جباروں، کشور کشاؤں، ملک گیروں کو ہو سکتی ہے؟

کوئی نسبت بھی ان آنکھوں سے ہے پیمانہ کو!

دنیا کی موجودہ متمدن اور سیکولر حکومتوں کو کوئی تصور بھی ان روحانی بلندیوں کا ہو سکتا ہے! (تفسیر ماجدی)

## زبان کی حفاظت کے نسخے

زبان کی حفاظت کس قدر ضروری ہے؟ یہ حفاظت کس طرح سے ممکن ہے؟ اور اس میں کتنے عجیب فوائد ہیں؟ زبان کی حفاظت کا پورا نصاب سمجھنے کیلئے ملاحظہ فرمائیں کتاب (یہود کی چالیس بیماریاں ص ۳۰۷)

## اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت

آگے ارشاد فرمایا: وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یعنی اطاعت کرو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❶ في كل ما يأمر به وينهي عنه فان في ذلك مصالح لا تعلمونها انما يعلمها الله ورسوله صلى الله عليه وسلم۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو ان تمام چیزوں میں جن کا وہ حکم دیں اور جن سے وہ روکیں، کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے میں جو حکمتیں (اور فائدے) ہوتے ہیں ان کو تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔ (روح المعانی)

❷ فيما امرتم به من الغنائم وغيرها۔ مال غنیمت ہو یا اور معاملات تم ان میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ (المدارک)

### جہاد اور اطاعت

یہ اطاعت ہی ایمان کا معیار ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اصالۃً کہ وہی حاکم مطلق ہے اور رسول کی نیابۃً کہ وہی احکام الٰہی کا لانے والا اور ان کی پوری شرح و توضیح کرنے والا ہے۔ ان الفاظ سے توجہ اس طرف بھی دلا دی کہ طالب بہر صورت آخرت کے رہو، نہ یہ کہ دنیا کی حرص میں مبتلا ہو کر اپنی رائے و تجویز سے مال غنیمت کے حصے بخرے کرنے لگو۔ اور یہ اطاعت خدا اور رسول صرف مسئلہ جہاد و قتال و تقسیم غنائم تک محدود نہیں بلکہ چھوٹے بڑے ہر مسئلہ تک اس کا دائرہ وسیع ہے۔ (تفسیر ماجدی)

### خلاصہ مضمون

حکم دیا گیا کہ غنیمت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو، خوب تقویٰ اختیار کرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو۔ اور آپس کے معاملات اور تعلقات کو درست رکھو۔ یہ سب کچھ آسان تو نہیں ہے۔ آخر انسان کو روزی کی ضرورت رہتی ہے۔ تقویٰ بھی آسان نہیں اور ہر قوم کے ہاں تقویٰ کا الگ معیار ہے تو کس چیز سے بچیں اور کس کو کریں تو سچا تقویٰ ہوگا؟ آپس میں اختلاف سے بچنا اور معاملات کو محبت پر قائم رکھنا بھی آسان نہیں ہر انسان کا مزاج الگ، رائے الگ اور جذبات الگ ہوتے ہیں۔ ان تمام کے جواب میں فرمایا گیا کہ اپنی رائے اپنی عقل اور اپنے مزاج کو ایک طرف رکھ دو اور خود کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے حوالے کر دو۔ وہ جس کام کو کرنے کا کہیں اس کو کر لو اور جس کو چھوڑنے کا فرمائیں اس کو چھوڑ دو۔ وہ جس چیز کو اچھا کہیں اس کو اچھا سمجھو اور وہ جس کو برا تائیں اسے برا سمجھو۔ تب مال سے توجہ ہٹانا بھی آسان، روزی کا مسئلہ بھی آسان، اخلاص کا پیدا ہونا بھی آسان، تقویٰ اختیار کرنا بھی آسان اور آپس میں نہ جھگڑنا اور معاملات کو درست رکھنا بھی آسان۔ یعنی اپنے اندر فرمانبرداری کا جذبہ اس طرح بھر لو کہ وہ تمہارا عقیدہ بن جائے تب تمہارے لئے سب کچھ آسان ہو جائے گا۔ فوج میں بھرتی ہونے والے افراد اپنے افسر کی فرمانبرداری کو اپنی ذمہ داری سمجھ لیتے ہیں تب وہ بے عقل مشین کی طرح ہر حکم مانتے ہیں۔ اور ہر مشقت برداشت کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر مسلمان مجاہد اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی سب سے اہم ذمہ داری سمجھ لے تو پھر اس کے لئے ہر حکم پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا۔ اور شریعت اس کا مزاج اور اطاعت اس کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خوشی بن جائے گی۔ جماعت میں جب بھی اختلاف ہوگا شریعت اس کا فیصلہ کردے گی اور سب اپنا سر جھکا دیں گے یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں مسلمانوں کا شرعی امیر شریعت کے مطابق فیصلہ کردے گا اور جماعت دوبارہ ایک جان ہو جائے گی۔ یوں اس سورۃ مبارکہ کی پہلی آیت نے ہی مجاہدین کو مخلص، بے غرض سپاہی اور نظم وضبط کا پابند بنادیا۔ اور ان کی جماعت کو باہمی نزاع، جھگڑے اور ٹوٹ پھوٹ سے بچادیا۔ کیا کسی جماعت کے لئے غلبے اور فتح کے اس سے بہتر کوئی نسخے، قانون، طریقے، اور گر ہو سکتے ہیں؟ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ان پر عمل فرمایا اور پوری دنیا پر دین کو غالب کردیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ایمان کامل

إِنْ كُنتُم مُّؤْمِنِينَ كاملی الایمان. (المدارک)

یعنی ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ اگر تم کامل ایمان والے ہو۔ یعنی مسلمان جس قدر اطاعت میں بڑھتا چلا جاتا ہے اسی قدر اس کے ایمان کی کیفیات بلند ہوتی چلی جاتی ہیں اور اس کے ایمان کی جڑیں دل میں مضبوط تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس میں مسلمانوں کو یاد دلایا گیا کہ تم ایمان والے ہو اس لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تمہاری اولین ذمہ داری ہے۔ پس اس سے یہ سبق بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ مجاہدین میں اور عام مسلمانوں میں جب کوئی خرابی پیدا ہو۔ اور کوئی نافرمانی ان میں آجائے تو ان کو یاد دلایا جائے کہ تم نے تو ایمان کا دعویٰ کیا ہوا ہے۔ اور ایمان دنیا کی سب سے بڑی نعمت اور بہت بڑا عہدہ ہے پس اس نعمت اور عہدے کی لاج رکھو اور اس کی حفاظت کرو۔ اور اس کی کیفیات میں ہر لمحہ ترقی کی کوشش کرو۔ اس لئے کہ آخرت کی ہر نعمت ایمان پر موقوف ہے اور آئندہ آنے والی تمام منزلوں میں کوئی عمل بغیر ایمان کے کام نہیں آئے گا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲-۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا

ایمان والے وہی ہیں جب اللہ تعالیٰ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب

تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝٢ الَّذِينَ

اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو

يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝٣ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ

نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچے ایمان والے

حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝٤

ہیں ان کے رب کے ہاں ان کے لئے درجے ہیں اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے

## خلاصہ

جن کا ایمان حقیقی۔ اور سچا ہوتا ہے ان میں یہ پانچ صفات ہوتی ہیں:

1. جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل محبت اور عظمت کی وجہ سے کانپ اٹھتے ہیں۔
2. جب ان کے سامنے قرآن پاک کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان مستحکم ہو جاتا ہے۔
3. وہ ہر کام میں صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔
4. وہ نماز کو قائم رکھتے ہیں۔
5. اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے اس کے راستے میں خرچ کرتے ہیں۔

ایسے حقیقی اور پکے ایمان والے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ یہ تین انعامات عطا فرماتے ہیں:

1. اپنے قرب کے اونچے اونچے درجات۔
2. مغفرت یعنی بخشش۔
3. اور عزت والی روزی۔

## فائدہ

ایک مسلمان جس مقصد کے لئے جہاد میں نکلتا ہے اس مقصد کو اپنے دل، مال اور جسم پر نافذ کر کے نکلے تب وہ اپنے جہاد میں سچا ہوگا اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی نصرت، فتح اور غلبے کے تمام راستے کھل جائیں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اپنے ایمان اور مقصد میں سچا ہونے کا یہ نصاب پانچ نکات پر مشتمل ہے:

1. اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت ہو۔
2. وہ کتاب اللہ سے رہنمائی لیتا ہو۔
3. اس کی پوری نظر اور پورا اعتماد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہو۔ اپنے معاملات غیر اللہ کے سپرد نہ کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کسی سے امید رکھتا ہو اور نہ کسی سے ڈرتا ہو۔
4. اس کی تمام بدنی عبادتیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں۔
5. اس کی تمام مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں۔

گویا یوں کہا جائے کہ اس کے دل پر حکومت صرف اللہ تعالیٰ کی ہو، رہنمائی صرف اللہ تعالیٰ سے لیتا ہو، بھروسہ اور اعتماد صرف اللہ تعالیٰ پر رکھتا ہو، عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی کرتا ہو اور مال کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قربان کرتا ہو۔

یا یوں کہا جائے کہ اس کا دل اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال سے بھرا ہوا ہو۔ یہ کیفیت نصیب ہوگی کتاب اللہ کے ساتھ بھرپور تعلق سے۔ اور کتاب اللہ سے تعلق تب نصیب ہوگا جب مادی اسباب سے نظر ہٹا کر صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے گا۔ اور مادی اسباب سے نظر تب ہٹے گی جب خشوع والی نماز اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں بھرپور خرچ کرنے کا پورا پورا اہتمام کرے گا۔ گویا یہ پانچوں چیزیں ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔ اور ہر ایک چیز دوسری چیزوں کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور خلاصہ ان تمام کا یہ ہے کہ بندۂ مومن کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ٹھیک ہو جائے۔ یہ اپنا تعلق باللہ ٹھیک کر کے میدان جہاد میں اترے گا تو پوری دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب کرنے کے لئے اس سے مقبول کام لیا جائے گا جس طرح حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور اسلاف امت سے لیا گیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

مجاہدین بدر میں یہ تمام صفات موجود تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت فرمائی، جبرئیل امین علیہ السلام ان کے ساتھ جہاد میں شرکت کے لئے زمین پر اترے، مشرکین کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ فتح کے بعد تھوڑی دیر کے لئے مال غنیمت کی طرف دھیان گیا تو نصیحت اور تنبیہ کے لئے انہیں یاد دہانی کرا دی گئی۔

امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

وقال ابن عباس: هذا تحريج من الله ورسوله ان يتقوا ويصلحوا ذات بينهم۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تنبیہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور آپس کے تعلقات کی اصلاح کریں۔ (ابن کثیر)

## اقوال و حوالے

إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ : جب اللہ تعالیٰ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جائیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❶ امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فأدوا فرائضه. یعنی مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کرنے والے ہوں (کیونکہ منافقین کے دل اللہ تعالیٰ کی عظمت سے خالی تھے اس لئے وہ جب اکیلے ہوتے تھے تو فرائض ادا نہیں کرتے تھے اور جب لوگوں کے سامنے فرائض ادا کرتے تو اس میں ان کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے خالی رہتے تھے۔) (ابن کثیر رحمہ اللہ)

❷ امام نسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فزعت لذكره استعظاما له و تهيبا من جلاله وعزه وسلطانه.

یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت ان کے دل ڈر جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عظمت کے اعتراف میں، اور اس کے جلال، عزت اور سلطنت کے رعب سے۔ (المدارک)

❸ جب خدا کا نام درمیان میں آ جائے ہیبت وخوف سے کانپ اٹھیں۔ (تفسیر عثمانی)

❹ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وروى سفيان عن السدي في قوله جل وعز ﴿الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ﴾ قال: اذا اراد ان يظلم مظلمةً قيل له اتق الله كف ووجل قلبه. (القرطبي)

سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ کسی ظلم یا گناہ کا ارادہ کرے اور کوئی اسے کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو تو وہ باز آ جائے اور اس کا دل ڈر جائے۔

❺ امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والمراد ان المومن انما يكون مؤمنا اذا كان خائفاً من الله.

یعنی مراد یہ ہے کہ مومن اسی وقت حقیقی مومن ہوتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو۔

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

الخوف على قسمين: خوف العقاب، وخوف العظمة والجلال. اما خوف العقاب فهو للعصاة واما خوف الجلال والعظمة فهو لا يزول عن قلب أحد من المخلوقين سواء كان ملكا مقربا أو نبيا مرسلاً.

یعنی خوف کی دو قسمیں ہیں: ❶ سزا کا خوف ❷ عظمت اور جلال کا خوف۔ جہاں تک سزا کے خوف کا تعلق ہے تو وہ گناہگاروں کے لئے ہے باقی رہا عظمت اور جلال کا خوف (اور رعب) تو وہ مخلوق میں سے کسی کے دل سے ختم نہیں ہوتا خواہ کوئی مقرب فرشتہ ہو یا اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا کوئی نبی۔ (التفسیر الکبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## خلاصۂ مضمون

ان چند حوالوں سے اللہ تعالیٰ کے خوف کی کیفیت سمجھ آ گئی کہ یہ خوف وہ نہیں جو سانپ یا شیر سے ہوتا ہے بلکہ یہ خوف محبت، احسان مندی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کا خوف اور رعب ہے جو بندے کو اللہ تعالیٰ سے دور نہیں بلکہ اور قریب کر دیتا ہے۔ جہاد کے دوران مجاہدین کے لئے اللہ تعالیٰ کے خوف کی اہمیت بے حد زیادہ ہے اسی لئے پانچ صفات میں سے سب سے پہلے اسی کو ذکر فرمایا گیا ہے۔ مجاہد کے دل میں اگر اللہ تعالیٰ کا خوف نہ ہو تو اس کا جہاد کسی بھی لمحے عام جنگجوؤں کی لڑائی کی طرح فساد بن سکتا ہے۔ اگر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہوگا تو یقینا غیر اللہ کا خوف بھر جائے گا تب اس کی قوت کمزور پڑ جائے گی۔ جہاد کے دوران جب فتح ملتی ہے تب اگر دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہ ہو تو قدم تیزی سے ظلم اور گناہ کی طرف بڑھتے ہیں۔ جہاد میں اگر شکست ہو جائے تب اگر اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں نہ ہو تو گردنیں کافروں کے سامنے جھک جاتی ہیں اور مایوسی ذلت میں ڈال دیتی ہے۔ مجاہد کو دشمنان اسلام کی طرف سے ہر وقت دنیا کی چمک اور شہوات کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ جہاد چھوڑ دے ان حالات میں صرف اللہ تعالیٰ کی غیر مشروط محبت، عظمت اور اس کا خوف ہی اسے شراب وشباب اور گناہوں کی ذلت وعذاب سے بچا سکتا ہے۔

مجاہد ساری دنیا پر اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند کرنے کے لئے نکلتا ہے۔ اگر خود اس کا دل اللہ تعالیٰ کی عظمت سے خالی ہو تو وہ کس طرح سے اعلاء کلمۃ اللہ کا مقصد حاصل کر سکتا ہے۔ جہاد میں اکثر اموال کے ڈھیر ہر وقت مجاہد کے ارد گرد رہتے ہیں۔

یہ اجتماعی اموال کسی بھی وقت اسے خیانت کی طرف کھینچ سکتے ہیں، صرف اللہ تعالیٰ کا خوف ہی اسے اس خطرناک گناہ سے بچا سکتا ہے۔ جہاد میں بعض اوقات فقر وفاقہ، آزمائش، قید وبند اور دوسری تکلیفیں آتی ہیں۔ ایسی خوفناک تکلیفیں کہ اگر دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف نہ ہو تو انسان کو کافر بنا دیں۔ جہاد کے دوران اسلحہ ہاتھوں میں ہوتا ہے اور قوت انسان میں غرور پیدا کر دیتی ہے تب وہ اپنے اصل مقصد کو بھول کر اکڑنے لگتا ہے اور دین کی عزت کو بھلا کر ذاتی عزت کو مقصود بنا لیتا ہے ایسے حالات میں صرف اللہ تعالیٰ کا خوف ہی اسے اسلحے کے صحیح استعمال کا پابند بنا سکتا ہے۔ جہاد میں دو کام بے حد ضروری ہیں ایک امیر کی اطاعت اور دوسرا اپنے ساتھیوں کے ساتھ تعلقات کو درست رکھنا۔ عملی میدان میں یہ دونوں کام بے حد مشکل اور نفس کُش ہیں صرف اللہ تعالیٰ کا سچا خوف ہی انسان کو ان دو لازمی مگر مشکل کاموں کے نباہنے کی قوت دیتا ہے۔ فاتح مجاہد کے سامنے غنیمت کے ڈھیر، بے بس عورتیں، ماضی میں ظلم کرنے والے نہتے سپاہی اور شہروں کی پرکشش چیزیں ہوتی ہیں۔ اور شکست خوردہ مجاہد کے سامنے، ذلت، محکومیت، مذاکرات، دین چھوڑنے، جہاد چھوڑنے اور دب جانے کی دعوتیں ہوتی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت، عظمت اور خوف دل میں نہ ہو تو مجاہد سے دونوں جگہ غلطی ہو سکتی ہے۔ الغرض اللہ تعالیٰ کا خوف مجاہد کے لئے ایک لازمی صفت ہے۔ اور اس زمانے میں جبکہ مسلمانوں کے دلوں پر دشمنان اسلام کی جنگی قوت کا رعب مسلط ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عظمت اور قوت کا قلبی یقین ہی مسلمان کو کافروں کے رعب سے نجات دلا سکتا ہے اور انہیں میدان عمل میں لا کر کارآمد انسان بنا سکتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا

❶ آیات و احکام الٰہی سن کر ان کا ایمان و یقین زیادہ مضبوط ہوتا رہے۔ (تفسیر عثمانی)

❷ ازدادوا بها یقینا أو طمانینة یعنی قرآن پاک کی آیات سن کر ان کا یقین اور اطمینان بڑھ جاتا ہے۔ (المدارک)

## خلاصہ مضمون

اللہ تعالیٰ کی عظمت، جلال اور خوف دل میں پیدا کرنے کا ذریعہ قرآن پاک ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت، قرآن پاک کی سمجھ، قرآن پاک پر عمل، قرآن پاک سے مضبوط یقین والا تعلق۔ انسان کے دل کو اللہ تعالیٰ سے جوڑ دیتا ہے۔ اور مجاہد کے لئے میدان جہاد میں ثابت قدمی اسی وقت ممکن ہے جب وہ قرآن پاک سے جڑا رہے اور قدم قدم پر قرآن پاک سے رہنمائی لیتا رہے۔ اور ہر آئے دن قرآن پاک کے ذریعے اپنے ایمان کو قوت اور تازگی بخشتا رہے۔ مجاہد جب تک قرآن پاک سے جڑا رہے گا تب تک جہاد اس کے لئے آسان اور ممکن رہے گا اور اس کا جہاد شریعت کے مطابق اور مضبوط رہے گا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ: اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

❶ یہ بیان ہو رہا ہے مؤمنین کے عملی کردار کا۔ مومنین مجاہدین کا اصل بھروسہ اپنے سامان جنگ پر اپنے چمچماتے ہوئے ہتھیاروں پر، اپنی شاندار رکابیوں اور وردیوں پر نہیں ہوتا ہے، بلکہ پروردگار ہی پر ہوتا ہے۔ (تفسیر ماجدی)

❷ امام نسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وعلىٰ ربهم يتوكلون يعتمدون ولا يفوضون امورهم الى غيرربهم لايخشون ولا يرجون الا اياه (المدارك)

یعنی اپنے رب ہی پر اعتماد رکھتے ہیں اور اپنے معاملات اپنے رب کے علاوہ کسی کے سپرد نہیں کرتے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرتے ہیں اور صرف اسی سے ہی امید رکھتے ہیں۔

❸ امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اى لايرجون سواه ولا يقصدون الا اياه ولا يلوذون الا بجنابه ولا يطلبون الحوائج إلامنه ولا يرغبون الااليه، ويعلمون انه ماشاء كان،ومالم يشأ لم يكن،وانه المتصرف فى الملك. وحده لاشريك له ولا معقب لحكمه وهو سريع الحساب.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے امیدیں وابستہ نہیں کرتے، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا قصد نہیں کرتے، اور صرف اللہ تعالیٰ کے حضور ہی پناہ لیتے ہیں اور صرف اُسی سے اپنی ضروریات کا سوال کرتے ہیں اور صرف اسی کی طرف راغب رہتے ہیں، اور پورا یقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ وہ چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا نہیں ہوتا، اور اصل بادشاہت اور اختیار اسی کا ہے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور کوئی اس کے حکم کو ہٹا نہیں سکتا اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

## خلاصہ مضمون

مسلمان تھوڑے اور کمزور تھے اور پوری دنیا کفر اور اس کی طاقت سے اٹی پڑی تھی۔ اگر اللہ تعالیٰ پر توکل نہ ہوتا تو جہاد کبھی شروع نہ ہوتا اور نہ دین ملکوں اور شہروں تک پہنچتا۔ اللہ تعالیٰ پر توکل نے ماضی کے مسلمانوں کو جہاد کا حوصلہ بخشا۔ اور اب بھی توکل ہی مسلمانوں کو دوبارہ جہاد پر کھڑا رکھ سکتا ہے مادی اسباب سے نظریں ہٹیں گی تو مسلمان کی آنکھیں کھلیں گی۔ مادی اسباب ہی کو دیکھا جاتا تو غزوہ بدر میں فتح کس طرح سے ہوتی؟ وہ غزوہ جس کی مثال قرآن پاک بار بار پیش فرماتا ہے "توکل علی اللہ" ہی کے زور پر لڑا گیا۔ حضرت طالوت کا جو مختصر لشکر جالوت کے بڑے اور طاقتور لشکر سے ٹکرایا وہاں بھی "توکل علی اللہ" کا زور تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل کو عمالقہ سے لڑنے پر ابھارا تو وہاں بھی قرآن پاک نے "توکل" کی ترغیب دی۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

کہ اگر ایمان والے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس طاقتور قوم پر حملہ کر دو۔ مگر بنی اسرائیل کو "توکل" کی کیفیت نصیب نہ ہوئی۔ دراصل جو لوگ دنیا کے طلبگار ہوتے ہیں انہیں دنیا کی ہر چیز دھوکے میں ڈالتی ہے وہ یہاں کی قوتوں کو اصل قوت اور طاقت سمجھنے لگتے ہیں۔ مگر جو لوگ آخرت کے طلبگار ہوتے ہیں ان کی نظر اللہ تعالیٰ کی قوت وطاقت اور اس کی مغفرت وجنت پر ہوتی ہے، تب انہیں یہاں کی قوت وطاقت مکڑی کا جالا اور مچھر کا پر محسوس ہوتی ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو یہ کیفیت نصیب تھی وہ سمندروں میں کود گئے، جنگلوں میں بے خوف گھس گئے اور لاکھوں افراد پر مشتمل لشکروں سے ٹکرا گئے۔ وہ یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اور وہ جانتے تھے کہ اگر ہم مر بھی گئے تو کیا ہوگا۔ ہم اللہ تعالیٰ کے پاس چلے جائیں گے۔ الغرض جہاد کے لئے "توکل" کی کیفیت بے حد ضروری صفت ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ : وہ قائم رکھتے ہیں نماز کو۔

❶ جمع بين اعمال القلوب من الوجل والاخلاص والتوكل، وبين اعمال الجوارح من الصلوٰة والصدقة. (المدارك)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں جمع فرما دیا دل کے اعمال کو اور جسم کے اعمال کو۔ دل کے اعمال خوف، اخلاص اور توکل اور جسم کے اعمال نماز اور صدقہ۔

❷ اسی کے سامنے سر عبودیت جھکائیں، اسی کے نام پر مال و دولت خرچ کریں۔ (تفسیر عثمانی)

❸ وقال قتادة: اقامة الصلوٰة المحافظة على مواقيتها ووضوئها وركوعها وسجودها وقال مقاتل بن حيان: اقامتها المحافظة علىٰ مواقيتها واسباغ الطهور فيها وتمام ركوعها وسجودها وتلاوة القرآن فيها والتشهد والصلوٰة على النبي صلى الله عليه وسلم. (تفسير ابن كثير)

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں نماز کی اقامت یہ ہے کہ اس کے اوقات اس کے وضوء، اور اس کے رکوع اور سجود کی خوب حفاظت کی جائے (یعنی خوب اہتمام سے ان تمام کا لحاظ رکھا جائے) اور مقاتل فرماتے ہیں نماز کی اقامت یہ ہے کہ اس کے اوقات کی حفاظت کی جائے (یعنی نماز اپنے وقت پر ادا کی جائے) اور وضو اچھی طرح سے پورا پورا کیا جائے اور رکوع اور سجود مکمل ادا کئے جائیں اور نماز میں قرآن پاک کی تلاوت کی جائے اور اس میں تشہد اور درود شریف پڑھا جائے۔

## خلاصۂ مضمون

یہاں اقامتِ صلوٰۃ کو خاص طور ذکر فرمایا گیا اس سے ثابت ہوا کہ نماز مستقل طور پر اسلام کا رکن اور فریضہ ہے۔ اس لئے یہ رائے درست نہیں کہ نماز کو محض جہاد کی تیاری اور تربیت کے لئے فرض کیا گیا ہے۔ بلکہ نماز تو اسلام کا رکنِ اعظم اور سب سے بڑا اور اہم فریضہ ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

اقامة الصلوٰة وهو حق الله تعالىٰ۔ (ابن کثیر)

نماز دین کی عمارت کا ستون اور مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز ہے۔ جہاد کے دوران نماز معاف نہیں ہے اور نہ کوئی مجاہد نماز سے بالاتر ہے۔ جہاد کی کامیابی کے لئے اقامۃ صلوٰۃ ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ مجاہد نماز میں جس قدر مضبوط ہوگا اسی قدر اس کا جہاد قوت پکڑے گا نماز مجاہد کو حقیقی مجاہد فی سبیل اللہ بناتی ہے اور اسے برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔ اگر جہاد میں قبولیت اور کامیابی چاہیے تو مجاہدین کو اقامتِ صلوٰۃ کا پورا اہتمام کرنا ہوگا یہی آیت کے اس حصے کا سبق ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

**وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ**: اور ہم نے ان کو جو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

❶ والانفاق مما رزقهم الله يشمل اخراج الزكوٰة وسائر الحقوق للعباد من واجب ومستحب. (ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرنے کا حکم زکوٰۃ اور بندوں کے تمام حقوق واجب ہوں یا مستحب سب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو شامل ہے۔

② مؤمن کا شیوہ ہے کہ اطاعت الٰہی کو مقصد بنائے اور مال راہ خدا میں خرچ کرے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

③ و یدخل فیه الزکوٰة و الصدقات و الصِّلاتُ و الانفاق فی الجهاد، و الانفاق علی المساجد و القناطیر۔

اس میں زکوٰۃ بھی داخل ہے اور صدقات، صلہ رحمی، جہاد میں خرچ کرنا، مساجد اور پلوں پر خرچ کرنا بھی شامل ہے۔ (تفسیر کبیر)

## خلاصۂ مضمون

یہ آخری صفت بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مال خرچ کرتے رہتے ہیں۔ تھوڑا سا غور فرمائیں بات شروع ہوئی مال غنیمت کے جھگڑے سے اور اختتام ہوا مال خرچ کرنے کی ترغیب پر۔ گویا کہ یوں سمجھایا گیا کہ تم لینے والے نہیں دینے والے بنو۔ سبحان اللہ! کیسی زبردست تربیت ہے اور ایک مسلمان مجاہد کو کیا اونچا ذہن، کیسی اونچی سوچ اور کتنا بلند وقار عطا فرمایا گیا ہے۔ حرص اور لالچ انسان کو گرا دیتی ہے اور استغناء، بے غرضی اور خرچ کرنا انسان کو بلند کر دیتا ہے۔ ساری دنیا کے فاتح دنیا کو لوٹنے نکلتے ہیں جبکہ مسلمان مجاہد دنیا کو دینے نکلتا ہے۔ اے مسلمانو! اے مجاہدو! تم ساری انسانیت کو دینے والے بنو۔ اور خود اپنے لئے اللہ تعالیٰ کے درجات، اس کی مغفرت اور جنت کی روزی کے طلبگار رہو۔ اگر مجاہد کا یہ نظریہ بن جائے تو کون اسے خرید سکتا ہے اور کون اسے جھکا سکتا ہے؟ مال خرچ کرنے کی صفت پیدا ہوگی تو حُبِّ دنیا اور بخل کی رسیاں ٹوٹ جائیں گی اور جان کی قربانی پیش کرنا آسان ہو جائے گا۔ مال خرچ کرنے کی صفت مسلمانوں میں پیدا ہوگی تو وہ جہاد میں خوب مال خرچ کریں گے اور جہاد کو ترقی دیں گے اور الماریاں بھرنے کی بجائے مال کو دین پھیلانے کا ذریعہ بنائیں گے۔ مال خرچ کرنے کی صفت پیدا ہوگی تو اسلامی معاشی نظام وجود پائے گا جو مال کی ناجائز ذخیرہ اندوزی اور چند افراد کے درمیان اس کے گھومنے کا مخالف ہے۔ اور اس میں یہ اشارہ بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ کا آپس میں ضروری تعلق ہے۔ جہاد کو پوری قوت سے جاری رکھنا ہے تو مسلمانوں کو مال خرچ کرنے کی صفت اپنانا ہوگی۔ اگر مسلمان مال کو جمع کرنے لگے تو وہ خود بزدل ہو جائیں گے اور جہاد کرنے والے مجاہدین اسباب کی کمی کا شکار ہو جائیں گے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا: یہی ہیں سچے ایمان والے۔

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

انه تعالیٰ ذکر فی هذه الآیة ان الرجل لا یکون مؤمنا الا اذا کان موصوفاً بالصفات الخمسة وهی الخوف من الله و الاخلاص فی دین الله و التوکل علی الله و الاتیان بالصلوٰة و الزکوٰة لوجه الله تعالیٰ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا کہ کوئی آدمی اس وقت تک (کامل) ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک اس میں یہ پانچ صفات موجود نہ ہوں ❶ اللہ تعالیٰ کا خوف ❷ اخلاص ❸ توکل علی اللہ ❹ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نماز کی ادائیگی ❺ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے زکوٰۃ کی ادائیگی۔ (التفسیر الکبیر)

**لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ** : ان کے رب کے ہاں ان کے لئے درجے ہیں اور بخشش ہے اور عزت والا رزق ہے۔

❶ امام ابوحیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لما تقدمت ثلاث صفات قلبية، وبدنية، ومالية، ترتب عليها ثلاثة اشياء...... الخ۔ یعنی پیچھے جن صفات کا ذکر تھا وہ تین طرح کی تھی: ❶ قلبی صفات (خوف، اخلاص، توکل) ❷ بدنی صفات (نماز) ❸ مالی صفات (زکوٰۃ وغیرہ) تو اب ان کے بدلے میں تین طرح کے اجر ذکر کیے گئے۔ قلبی صفات کے بدلے اونچے درجات، بدنی صفات کے بدلے مغفرت و بخشش اور مالی اعمال کے بدلے عزت والی روزی۔ (ملخص از البحر المحیط)

❷ ایسے ہی لوگوں کو سچا اور پکا ایماندار کہا جا سکتا ہے جو خدا کے یہاں اپنے اپنے درجات کے موافق بڑے بڑے مقامات قرب پر فائز ہوں گے جنہیں معمولی کوتاہیوں سے درگذر کر کے عزت کی روزی سے سرفراز کیا جائے گا۔ (تفسیر عثمانی)

❸ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ درجات کا معنی لکھتے ہیں: ای منازل ومقامات ودرجات فی الجنة۔ پھر وہ احادیث لاتے ہیں جن میں اہل جنت کے اونچے اونچے مقامات و درجات کا تذکرہ ہے۔ اور مغفرة کا مطلب ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

ای يغفرلهم السيئات ويشكرلهم الحسنات۔

یعنی ان کے گناہ بخش دیے جائیں گے اور ان کی نیکیوں کی قدر کی جائے گی۔

## خلاصہ مضمون

بات یہاں سے شروع ہوئی تھی کہ مال غنیمت کے مسئلے پر اختلاف ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے مال غنیمت کا حکم پوچھا۔ یعنی مجاہدین کا ذہن تھوڑی دیر کے لئے دنیا کے مال کی طرف متوجہ ہوا۔ بس پھر کیا تھا قرآن پاک نے ان کو حقیر دنیا کی محبت سے ہٹا کر جنت کے اونچے درجات، وہاں کی مغفرت اور وہاں کی عزت والی روزی کی محبت کے اونچے مقام پر لا کھڑا کیا۔ سبحان اللہ!

کتنی اونچی تربیت ہے۔ اے مجاہد تیرے جہاد کا بدلہ دنیا کا حقیر مال نہیں جنت کے اونچے درجات اور وہاں کی عزت و شان والی روزی ہے۔ اللہ تعالیٰ مومن مجاہد کو اخلاص کے اونچے مقام کی طرف بلاتا ہے کہ وہ جہاد کے بدلے دنیا کی کوئی غرض نہ رکھے۔ کیونکہ اسی اخلاص اور اسی بے غرضی میں اس کی کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔ دنیا میں فتح و غلبہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور آخرت میں بخشش، اونچے درجات اور شان والی روزی۔ مدینہ منورہ کے انصار نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ تشریف لانے کی دعوت دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت وحفاظت کا معاہدہ کیا تو انہوں نے پوچھا ہمیں اس کے بدلے کیا ملے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت! ان آیات میں بھی مجاہدین کو سمجھایا گیا ہے کہ اپنی نظریں آخرت کے اونچے درجات پر رکھو۔ باقی رہی دنیا تو مقدر کی روزی ہر انسان کو مل کر رہتی ہے۔ پھر جہاد جیسے اونچے عمل کو اس دنیوی روزی کے بدلے بیچنا نفع کا سودا تو نہیں ہے۔ اور نہ ہی دنیا کی خاطر لڑنے والوں کی جنگ کو جہاد کا مقدس نام دیا جا سکتا ہے۔ سورۃ الانفال کی ان ابتدائی چار آیات نے جہاد میں کامیابی کے وہ نسخے بتا دیے جن کو اپنا کر بہت تھوڑے اور بے سروسامان مسلمان بھی پوری دنیا کو دینِ اسلام قبول کرنے کی دعوت دے سکتے ہیں۔ اور پوری دنیا کے دشمنانِ اسلام سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اگر کسی کو اس میں شک ہے تو اس کے شک کو دور کرنے کے لئے اگلی آیت میں فرما دیا کَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ کہ اگر تم نے مثال دیکھنی ہے تو پھر غزوہ بدر کو دیکھو۔ غزوہ بدر کے مجاہدین میں یہ صفات موجود تھیں تو انہوں نے بے سروسامانی کے عالم میں مشرکین کے اتنے بڑے لشکر کو شکست دی اور مشرکین کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ کَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ جس طرح اے نبی (ﷺ) آپ کو آپ کے رب نے حق کے غلبے کے لئے گھر سے نکالا۔ تو یہ مثال اور نمونہ قیامت تک کے مسلمانوں کو دکھا دیا گیا۔ چنانچہ مسلمانوں نے جب بھی غزوہ بدر میں غور کیا اور اس کے مطابق عمل کیا تو وہ فاتح رہے۔ اور ان کی کم تعداد اور بے سروسامانی نے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# غزوۂ بدر کبریٰ

سورۃ الانفال آیت ⑤ سے غزوۂ بدر کا بیان شروع ہوتا ہے اس لئے ان آیات مبارکہ اور سورۃ انفال کے کئی مضامین کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ غزوۂ بدر پر پوری نظر رہے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمایئے غزوۂ بدر کے کچھ ایمان افروز حالات (ماخوذ از سیرت المصطفیٰ ﷺ بحذف تسہیل)۔ اس مضمون میں مؤلف رحمہ اللہ نے "مؤلف سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے مغالطوں کا بھی خوب ازالہ فرمادیا ہے۔

(فجزاهم الله احسن الجزاء)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# غزوۂ بدر کبریٰ

## رمضان المبارک ۲ھ

یہ غزوہ غزوات اسلام میں سب سے بڑا غزوہ ہے اس لیے کہ اسلام کی عزت وشوکت کی ابتداء اور اسی طرح کفر اور شرک کی ذلت ورسوائی کی ابتدا بھی اسی غزوہ سے ہوئی۔

اور اللہ جل جلالہ کی رحمت سے اسلام کو بلا ظاہری اور مادی اسباب کے محض غیب سے قوت حاصل ہوئی اور کفر و شرک کے سر پر ایسی کاری ضرب لگی کہ کفر کے دماغ کی ہڈی چور چور ہوگئی۔ میدان بدر جس کا شاہد عدل اب تک موجود ہے اور اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے اس دن کو قرآن کریم میں یوم الفرقان فرمایا یعنی حق اور باطل میں فرق اور امتیاز کا دن بلکہ یہ مہینہ ہی فرقان تھا یعنی رمضان المبارک تھا جس میں حق جل وعلا نے قرآن مجید اور فرقان حمید کو نازل فرما کر حق اور باطل، ہدایت اور ضلالت کا فرق واضح فرمایا۔ اور پھر اسی مہینہ میں روزے فرض فرمائے تا کہ محبین و مخلصین، عاشقین ووالہین کا امتحان فرمائے کہ کون اس کا محب صادق ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک اس کی محبت میں سخت سے سخت گرمی میں شدائد کو برداشت کرتا ہے اور کون محب کاذب ہے کہ اپنے پیٹ اور جبڑوں کا زر خرید غلام ہے۔ غرض یہ کہ یہ مہینہ فرقان کا ہے کہ اس میں مختلف حیثیات اور متعدد جہات سے مخلص اور غیر مخلص کا فرق ظاہر اور نمایاں ہو جاتا ہے۔ (بدر ایک گاؤں کا نام ہے کہ جو مدینہ منورہ سے چار منزل اور اٹھائیس فرسخ یعنی تقریباً اسی میل کے فاصلے پر ہے بدر بن مخلد بن نضر بن کنانہ یا بدر بن الحارث کی طرف منسوب ہے، جو اس کا بانی تھا اور بعض کہتے ہیں کہ بدر قیس کنویں کا نام ہے کنویں ہی کے نام سے بستی مشہور ہوگئی۔ زرقانی ص ۴۰۶ ج ۱)

## آغاز قصہ

شروع رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ ابوسفیان قریش کے قافلہ تجارت کو شام سے مکہ واپس لا رہا ہے جو مال واسباب سے بھرا ہوا ہے۔ آپ نے مسلمانوں کو جمع کر کے اس کی خبر دی اور فرمایا یہ قریش کا کاروان تجارت ہے جو مال واسباب سے بھرا ہوا ہے تم اس کی طرف خروج کرو۔ عجب نہیں کہ حق جل وعلا تم کو وہ قافلہ غنیمت میں عطا فرمائے۔

چونکہ جنگ وجدال اور قتل وقتال کا وہم وگمان بھی نہ تھا اس لیے بلا کسی جنگی تیاری اور اہتمام کے نکل کھڑے ہوئے ابوسفیان کو یہ اندیشہ لگا ہوا تھا اس لیے جب ابوسفیان حجاز کے قریب پہنچا تو ہر راہ گیر اور مسافر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے حالات اور خبریں دریافت کرتا۔ تا آں کہ بعض مسافروں سے اس کو یہ خبر ملی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے اصحاب کو تیرے قافلے کی طرف خروج کا حکم دیا ہے۔ ابوسفیان نے اسی وقت ضمضم غفاری کو اجرت دے کر مکہ روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ قریش کو اطلاع کردے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اپنے قافلہ کی خبر لیں اور اپنے سرمایہ کو بچانے کی کوشش کریں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کو لے کر اس قافلہ سے تعارض کیلئے روانہ ہوئے ہیں۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

**لم اتخلف عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة غزاها الا في غزوة تبوك غير اني تخلفت عن غزوة بدر ولم يعاتب احد تخلف عنها انما خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم يريد عير قريش حتى جمع الله بينهم وبين عدوهم على غير ميعاد (صحيح بخاري باب قصة غزوة بدر)**

"میں کسی غزوہ میں پیچھے نہیں رہا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہوں۔ مگر غزوہ تبوک، غزوہ تبوک کے علاوہ غزوہ بدر میں بھی پیچھے رہ گیا تھا، لیکن غزوہ بدر سے پیچھے رہ جانے والوں پر کوئی عتاب نہیں ہوا اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قافلہ قریش کے ارادہ سے نکلے تھے۔ اتفاقاً بغیر کسی قصد کے اللہ نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے بھڑا دیا۔

ابن سعد فرماتے ہیں کہ یہ وہی قافلہ تھا جس کے لئے آپ نے غزوہ ذی العشیرہ میں دوسو مہاجرین کو ہمراہ لے کر خروج فرمایا تھا، اب یہ قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا چونکہ آپ کا خروج فقط قافلہ کی غرض سے تھا اس لیے عجلت میں بہت تھوڑے آدمی آپ کے ہمراہ ہو سکے اور یہ سفر چونکہ جہاد و قتال کیلئے نہ تھا اس لیے نہ جانے والوں پر کسی قسم کا عتاب اور کسی قسم کی ملامت نہیں کی گئی۔

## روانگی

۱۲ رمضان المبارک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تین سو تیرہ یا چودہ یا پندرہ آدمی آپ کے ہمراہ تھے بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ اتنی جماعت میں صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے ایک گھوڑا حضرت زبیر بن عوام کا اور ایک حضرت مقداد کا تھا۔ اور ایک ایک اونٹ دو دو اور تین تین آدمیوں میں تھا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر میں جاتے وقت ایک اونٹ تین تین آدمیوں میں مشترک تھا۔ نوبت بنوبت سوار ہوتے تھے۔ ابولبابہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیادہ چلنے کی نوبت آتی تو ابولبابہ اور علی رضی اللہ عنہ عرض کرتے یا رسول اللہ آپ سوار ہو جائیں ہم آپ کے بدلہ میں پیادہ پا چل لیں گے۔ آپ یہ ارشاد فرماتے کہ تم چلنے میں مجھ سے زیادہ قوی نہیں اور تم سے میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زیادہ خدا کے اجر سے بے نیاز نہیں۔

بیر ابی عنبہ پر پہنچ کر (جو مدینہ سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے) تمام جماعت کا معائنہ فرمایا جو کم عمر تھے ان کو واپس فرمادیا، مقام روحاء میں پہنچ کر ابولبابہ بن عبدالمنذر کو مدینہ کا حاکم مقرر فرما کر واپس کیا۔

اس لشکر میں تین علم تھے ایک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں اور دوسرا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور تیسرا کسی انصاری کے ہاتھ میں تھا۔

جب مقام صفراء کے قریب پہنچے تو بسبسہ بن عمرو جہنی رضی اللہ عنہ اور عدی بن ابی الزغباء جہنی رضی اللہ عنہ کو قافلۂ ابی سفیان کے تجسس کیلئے آگے روانہ کیا۔ (طبقات الکبریٰ لابن سعد ص ۶ ج ۲) اور ادھر ضمضم غفاری ابوسفیان کا پیام لے کر مکہ پہنچا کہ تمہارا قافلہ خطرے میں ہے۔ دوڑو اور جلد از جلد اس کی خبر لو۔

اس خبر کا پہنچنا تھا کہ تمام مکہ میں ہل چل پڑ گئی اس لیے کہ قریش کا کوئی مرد اور عورت ایسا نہ رہا تھا کہ جس نے اپنی پوری پونجی اور سرمایہ اس میں شریک نہ کر دیا ہو۔ اس لیے اس خبر کے سنتے ہی تمام مکہ میں جوش پھیل گیا۔ اور ایک ہزار آدمی پورے ساز و سامان کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔ ابوجہل سردار لشکر تھا۔ (کما رواہ مسلم وابوداؤد والترمذی عن ابن عباس عن عمر وابن سعد عن ابن مسعود رضی اللہ عنہم) اور موسیٰ بن عقبہ اور ابن عائذ کی مغازی میں ہے کہ ساڑھے نو سو تھے، دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں لڑنے والے تو ساڑھے نو سو تھے اور بقیہ پچاس خدمت گار وغیرہ تھے۔ (زرقانی ص ۴۱۰ ج ۱)

قریش نہایت کروفر اور سامان عیش و طرب کے ساتھ گانے بجانے والی عورتوں اور طبلوں اور ڈھولکیوں کو ساتھ لے کر اکڑتے ہوئے اور اتراتے ہوئے روانہ ہوئے کما قال تعالیٰ:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ (سورۃ الانفال آیت ۴۷)

"اے مسلمانو تم ان کافروں کی طرح مت ہو جانا جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور اپنی قوت اور شوکت کو دکھلاتے ہوئے نکلے ہیں۔"

تقریباً تمام سرداران قریش شریک لشکر ہوئے صرف ابولہب کسی وجہ سے نہ جا سکا اور اپنے بجائے ابوجہل کے بھائی عاص بن ہشام کو روانہ کیا۔ عاص بن ہشام کے ذمہ ابولہب کے چار ہزار درہم قرض تھے اور مفلس ہو جانے کی وجہ سے ادا کرنے کی استطاعت نہ رہی تھی اس لیے قرض کے دباؤ میں ابولہب کے عوض جنگ میں جانا قبول کیا۔

اور اسی طرح امیہ بن خلف ناخلف نے بھی اول اول بدر میں جانے سے انکار کیا لیکن ابوجہل کے جبر اور اصرار سے ساتھ ہو لیا۔

امیہ کے انکار کا سبب یہ تھا کہ سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت سے امیہ کے دوست تھے۔ امیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


جب بغرض تجارت شام جاتا تو راستہ میں مدینہ میں سعد بن معاذ کے پاس اترتا اور سعد بن معاذ جب مکہ جاتے تو امیہ کے پاس اترتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت مدینہ کے بعد ایک مرتبہ سعد بن معاذ عمرہ کرنے کیلئے مکہ آئے اور حسب دستور امیہ کے پاس ٹھہرے اور امیہ سے یہ کہا کہ طواف کرنے کیلئے مجھے ایسے وقت لے چلو کہ حرم لوگوں سے خالی ہو یعنی ہجوم نہ ہو۔ امیہ دوپہر کے وقت سعد بن معاذ کو لے کر نکلا۔ طواف کر رہے تھے کہ ابوجہل سامنے سے آ گیا اور یہ کہنے لگا: اے ابوصفوان (یہ امیہ کی کنیت ہے) یہ تمہارے ساتھ کون شخص ہے؟ امیہ نے کہا سعد ہے ابوجہل نے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ شخص اطمینان سے طواف کر رہا ہے۔ تم ایسے بے دینوں کو ٹھکانہ دیتے ہو اور ان کی اعانت اور امداد کرتے ہو، اے سعد خدا کی قسم اگر یہ ابوصفوان یعنی امیہ تمہارے ساتھ نہ ہوتا تو تم یہاں سے صحیح وسالم واپس نہیں جا سکتے تھے۔ سعد نے بلند آواز سے کہا اگر تو مجھے طواف سے روکے گا تو خدا کی قسم میں مدینہ سے تیرا شام کا راستہ بند کر دوں گا۔ امیہ نے سعد سے کہا تم ابوالحکم (یعنی ابوجہل) پر اپنی آواز نہ بلند کرو۔ یہ اس وادی کا سردار ہے۔ سعد نے ترش روئی سے کہا کہ اے امیہ بس رہنے دے خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے تو حضور پرنور کے اصحاب اور احباب کے ہاتھ سے قتل ہوگا۔ امیہ نے کہا کہ کیا میں مکہ میں مارا جاؤں گا؟ سعد نے کہا یہ مجھے معلوم نہیں کہ تو کہاں اور کس جگہ مارا جائے گا۔ یہ سن کر امیہ گھبرا گیا اور بہت ڈر گیا اور جا کر اپنی بیوی ام صفوان سے اس کا تذکرہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ امیہ نے یہ کہا واللہ مایکذب محمد فکاد ان یحدث، خدا کی قسم محمد کبھی غلط نہیں کہتے اور قریب تھا کہ خوف وہراس کی وجہ سے امیہ کا پیشاب اور پاخانہ خطا ہو جائے۔ (فتح الباری ص ۲۲۰ ج ۷) اور امیہ پر اس درجہ خوف وہراس غالب ہوا کہ یہ ارادہ کر لیا کہ کبھی مکہ سے باہر نہ نکلوں گا۔ چنانچہ جب ابوجہل نے لوگوں سے بدر کی طرف نکلنے کو کہا تو امیہ کو مکہ سے نکلنا بہت گراں تھا اس کو اپنی جان کا ڈر تھا۔ ابوجہل امیہ کے پاس آیا اور چلنے کیلئے اصرار کیا۔ ابوجہل نے جب یہ دیکھا کہ امیہ چلنے پر تیار نہیں تو یہ کہا کہ آپ سردار ہیں اگر آپ نہیں نکلیں گے تو آپ کی دیکھا دیکھی اور لوگ بھی نہیں نکلیں گے۔ غرض ابوجہل امیہ کو چمٹا رہا اور برابر اصرار کرتا رہا۔ بالآخر یہ کہا کہ اے ابوصفوان تیرے لیے نہایت عمدہ اور تیز رو گھوڑا خرید دوں گا (تاکہ جہاں خطرہ محسوس کرو فوراً اس پر بیٹھ کر واپس آ جاؤ) امیہ جانے کیلئے تیار ہو گیا۔ اور گھر میں جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ میرے سفر کا سامان تیار کر دو۔ بیوی نے کہا کہ اے ابوصفوان تم کو اپنے یثربی بھائی کا قول یاد نہیں رہا؟ امیہ نے کہا میرا ارادہ تھوڑی دور تک جانے کا ہے پھر واپس آ جاؤں گا۔ پس امیہ اسی ارادہ سے روانہ ہوا اور جس منزل میں اترتا اپنا اونٹ ساتھ باندھتا مگر قضاء وقدر نے بھاگنے کا موقع نہیں دیا۔ بدر پہنچا اور میدان قتال میں صحابہ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ (بخاری شریف غزوہ بدر) غرض یہ کہ امیہ کو اپنے قتل کا یقین تھا ابوجہل کی زبردستی سے ساتھ ہو لیا ابوجہل خود بھی تباہ ہوا اور دوسروں کو بھی تباہ کیا۔

---

**أحلوا قومهم دار البوار جهنم يصلونها وبئس القرار**


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## قریش کی روانگی کی اطلاع اور صحابہ سے مشورہ اور حضرات صحابہ کرام کی جان نثارانہ تقریریں

روحاء سے چل کر جب آپ مقام صفراء پر پہنچے تو بسبس اور عدی رضی اللہ عنہما نے آکر آپ کو قریش کی روانگی کی اطلاع دی، اس وقت آپ نے مہاجرین اور انصار کو مشورہ کے لئے جمع فرمایا اور قریش کی اس شان سے روانگی کی خبر دی ابوبکر رضی اللہ عنہ سنتے ہی فوراً کھڑے ہو گئے اور نہایت خوبصورتی کے ساتھ اظہار جان نثاری فرمایا اور بسر وچشم آپ کے اشارے کو قبول کیا اور دل وجان سے اطاعت کیلئے کمربستہ ہو گئے اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی نہایت خوبصورتی کے ساتھ اظہار جان نثاری فرمایا۔

### حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی جان نثارانہ تقریر

بعد ازاں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا:

امض لما امرك الله (تعالیٰ) فنحن معك والله لا نقول كما قالت بنو اسرائيل لموسیٰ فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُونَ ولكن اذهب انت وربك فقاتلا انا معكما مقاتلون۔

"یا رسول اللہ جس چیز کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے اس کو انجام دیجئے ہم سب آپ کے ساتھ ہیں خدا کی قسم ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ ہرگز نہ کہیں گے کہ اے موسیٰ تم اور تمہارا رب جاکر لڑلو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ ہم بنی اسرائیل کے برخلاف یہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کا پروردگار جہاد وقتال کرے ہم بھی آپ کے ساتھ جہاد وقتال کریں گے۔" یہ ابن اسحاق کی روایت کے الفاظ ہیں اور بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

ولكنا نقاتل عن يمينك وعن شمالك وبين يديك وخلفك

ہم آپ کے دائیں اور بائیں آگے اور پیچھے سے لڑیں گے۔

راوی حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس وقت دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور فرط مسرت سے چمک اٹھا۔ (بخاری شریف ص ۵۶۴ غزوہ بدر)

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد کے لئے دعا خیر فرمائی۔

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قافلہ ابی سفیان کی خبر دی اور فرمایا کہ اگر تم اس کی طرف تروج کرو تو عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو غنیمت عطا فرمائے۔ ہم نے عرض کیا بہتر ہے اور روانہ ہو گئے، جب ایک دو دن کا راستہ طے کر چکے تب آپ نے ہم کو مکہ سے قریش کے روانہ ہونے کی خبر دی اور جہاد وقتال کیلئے تیار ہو جانے کا ارشاد فرمایا۔ بعض لوگوں نے کچھ تامل کیا (کیونکہ گھر سے اس ارادہ سے نہ چلے تھے) حضرت مقداد کھڑے ہوئے اور اظہار جان نثاری فرمایا کاش ہم سب ایسا ہی کہتے جیسا مقداد نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہا۔ (رواہ ابن ابی حاتم) یعنی کاش ابتداء میں ہم سب ایسا ہی کہتے اس لیے کہ بعد میں پھر سب نے یہی کہا دلوں میں سب کے وہی تھا جو حضرت مقداد فرما رہے تھے چنانچہ مسند احمد میں باسناد حسن مروی ہے:

**قال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نقول کما قالت بنو اسرائیل ولکن انطلق انت وربک فقاتلا انا معکم**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب نے متفقہ طور پر یہ کہا: یا رسول اللہ ہم بنی اسرائیل کی طرح نہ کہیں گے ہم ہر حال میں آپ کے ساتھ ہیں۔

باوجود اس شافی اور کافی جواب کے آپ نے تیسری بار پھر یہی ارشاد فرمایا:

**اشیروا علی ایہا الناس**

اے لوگو مجھ کو مشورہ دو۔

سردار انصار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم افصح العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بلیغ اشارہ اور دقیق نکتہ کو سمجھ گئے اور فوراً عرض کیا: یا رسول اللہ شاید روئے سخن انصار کی طرف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

(چونکہ انصار نے آپ سے صرف بیعت عقبہ میں اس کا عہد کیا تھا کہ جو دشمن آپ پر حملہ آور ہوگا اس وقت ہم آپ کے حامی اور مددگار رہوں گے۔ مدینہ سے باہر جا کر آپ کے ساتھ جنگ کرنے کا وعدہ نہ تھا۔ اس لیے آپ بار بار انصار کی طرف دیکھتے تھے سعد بن معاذ نے آپ کے اس اشارہ کو سمجھ کر جواب دیا اور خوب جواب دیا، رضی اللہ عنہ وارضاہ آمین۔ (البدایہ والنہایہ ص ۲۶۲ ج ۳، وراجع عیون الاثر ص ۲۴۷ ج ۱)

## حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی جاں نثارانہ تقریر

اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

**یا رسول اللہ قد اٰمنا بک وصدقناک وشھدنا ان ما جئت بہ ھو الحق واعطیناک علی ذالک عھوداً ومواثیق علی السمع والطاعۃ ولعلک یارسول اللہ خرجت لامر قد احدث اللہ غیرہ فامض لما شئت۔ وصل حبال من شئت واقطع حبال من شئت وسالم من شئت وعاد من شئت وخذ من اموالنا ماشئت واعطنا ما شئت وما اخذت منا کان احب الینا مما ترکت وما امرت بہ من امرنا فامرنا تبع لامرک لئن سرت حتی تاتی برک الغماد لنسیرن معک فو الذی بعثک بالحق لو استعرضت بنا ھذا البحر۔ اخضناہ وما تخلف منا رجل واحد وما نکرہ ان نلقی عدونا انا لصبر عند الحرب صدق عند اللقاء ولعل اللہ یریک منا ما تقربہ عینک فسر بنا علی برکۃ اللہ۔** (زرقانی ص ۴۱۲ ج ۱)

یا رسول اللہ ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور اس امر کی گواہی دی کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہی حق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اطاعت اور جان نثاری کے بارے میں ہم آپ کو پختہ عہد و میثاق دے چکے ہیں۔ یا رسول اللہ آپ مدینہ سے کسی اور ارادہ سے نکلے تھے اور اللہ تعالیٰ نے دوسری صورت پیدا فرمادی جو منشاء مبارک ہو اس پر چلئے اور جس سے چاہیں تعلقات قائم فرمائیں اور جس سے چاہیں تعلق قطع کریں اور جس سے چاہیں صلح کریں اور جس سے چاہیں دشمنی کریں ہم ہر حال میں آپ کے ساتھ ہیں۔ ہمارے مال میں سے جس قدر چاہیں لیں اور جس قدر چاہیں ہم کو عطا فرمائیں (اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ہمارے اموال اصل میں آپ کی ملک ہیں۔ اگر ہمارے مال میں سے ہمارے لیے آپ کچھ چھوڑ دیں گے تو گویا وہ آپ کا عطیہ ہوگا) اور مال کا جو حصہ آپ لیں گے وہ اس حصہ سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوگا کہ جو آپ ہمارے پاس چھوڑ دیں گے اور اگر آپ ہم کو برک الغماد جانے کا حکم دیں گے تو بالضرور ہم آپ کے ساتھ جائیں گے۔ قسم اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر آپ ہم کو سمندر میں کود پڑنے کا حکم دیں گے تو ہم اسی وقت سمندر میں کود پڑیں گے اور ہم میں کا ایک شخص بھی پیچھے نہ رہے گا۔ ہم دشمنوں سے مقابلہ کرنے کو مکروہ نہیں سمجھتے البتہ تحقیق ہم لڑائی کے وقت بڑے صابر اور مقابلہ کے سچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے آپ کو وہ چیز دکھائے گا جس کو دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی پس اللہ کے نام پر ہم کو لے کر چلئے۔

## تنبیہ

بعض روایات میں سعد بن معاذ کے بجائے سعد بن عبادہ کا ذکر آیا ہے مگر یہ صحیح نہیں، راوی کا وہم ہے اس لیے کہ سعد بن عبادہ بالاتفاق بدر میں حاضر نہیں ہوئے تفصیل کیلئے زرقانی کی مراجعت کی جائے۔ (زرقانی ج ۱ ص ۴۱۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے یہ جان نثارانہ جوابات سن کر مسرور ہوئے اور فرمایا اللہ کے نام پر چلو اور تم کو بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ابو جہل یا ابو سفیان کی دو جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت پر ضرور فتح و نصرت عطا کروں گا۔

اور مجھ کو قوم کفار کے پچھاڑے جانے کی جگہیں دکھلا دی گئی ہیں کہ فلاں شخص فلاں جگہ اور فلاں شخص فلاں جگہ پچھاڑا جائے گا۔

وقال اللہ تعالیٰ: وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۝ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝ (سورۃ الانفال آیت ۷، ۸)

اور اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تم سے یہ وعدہ کرتا تھا کہ کافروں کی دو جماعتوں میں سے ایک جماعت تم کو دے گا اور تم یہ پسند کرتے ہو کہ غیر ذی شوکت جماعت تم کو ملے اور اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ حق کو اپنی آیات سے ثابت کرے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے تا کہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ظاہر طور پر واضح ہو جائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب

ادھر نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے صحابہ کو یہ خبر دی کہ مجھ کو قوم کے پچھاڑے جانے کی جگہیں دکھلائی گئیں اور ادھر مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ضمضم غفاری کے مکہ پہنچنے سے پہلے یہ خواب دیکھا کہ ایک شتر سوار آیا اور ابطح میں اونٹ بٹھا کر آواز بلند یہ پکار رہا ہے:

الا انفروا یا آل غدر لمصارعکم فی ثلاث

اے اہل غدر اپنے مقتل اور پچھڑنے کی جگہ کی طرف تین دن میں نکل جاؤ۔

(چونکہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول سے غدر کیا تھا اس لیے عالم رؤیا میں ان کو آل غدر کہا گیا اور عجب نہیں کہ غدر سے شیطان مراد لیا گیا ہو اور چونکہ مشرکین شیطان کے تابع تھے اس لیے ان کو آل غدر کہا گیا ہو۔ واللہ اعلم)

لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے پھر وہ اپنا اونٹ لیے ہوئے مسجد حرام میں گیا اور پھر یہی آواز دی اس کے بعد جبل ابی قبیس پر چڑھا اور اوپر سے پتھر کی ایک چٹان پھینکی۔ جب وہ چٹان پہاڑ کے دامن میں پہنچی تو چور چور ہو گئی اور مکہ کا کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں اس کا کوئی ٹکڑا جا کر نہ گرا ہو۔

عاتکہ نے یہ خواب اپنے بھائی حضرت عباس سے ذکر کیا اور کہا اے بھائی خدا کی قسم آج میں نے یہ خواب دیکھا ہے اور اندیشہ ہے کہ تیری قوم پر کوئی بلا اور مصیبت آنے والی ہے۔ دیکھو اس خواب کو کسی سے بیان نہ کرنا عباس گھر سے باہر نکلے اور اپنے دوست ولید بن عتبہ سے اس خواب کا ذکر کیا اور یہ تاکید کی کہ اس خواب کا کسی اور سے ذکر نہ کرنا مگر ولید نے اپنے باپ عتبہ سے اس خواب کا لفظ بلفظ تذکرہ کر دیا اسی طرح بات تمام مکہ میں پھیل گئی۔ دوسرے تیسرے روز حضرت عباس مسجد حرام میں گئے تو دیکھا کہ ابوجہل ایک مجمع کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ ابوجہل نے حضرت عباس کو دیکھتے ہی یہ کہا کہ اے ابوالفضل تمہارے مرد تو نبوت کے مدعی تھے ہی اب تمہاری عورتیں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے لگیں میں نے دریافت کیا کیا بات ہے؟ ابوجہل نے عاتکہ کے خواب کا ذکر کیا اسی اثناء میں ضمضم غفاری ابوسفیان کا پیام لے کر اس شان سے مکہ میں پہنچا کہ پیراہن چاک ہے اور اونٹ کی ناک کٹی ہوئی ہے اور یہ پکارتا آ رہا ہے کہ اے گروہ قریش اپنے کاروان کی خبر لو اور جلد از جلد ابوسفیان کے قافلہ کی مدد کو پہنچو۔

یہ خبر سنتے ہی قریش پورے ساز و سامان کے ساتھ مکہ سے نکل کھڑے ہوئے اور بدر میں پہنچ کر خواب کی تعبیر بحالت بیداری آنکھوں سے دیکھ لی۔ (وقال الهيثمي رواه الطبراني مرسلا وفيه ابن لهيعة وفيه ضعف وحديثه حسن. مجمع الزوائد) موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ ضمضم غفاری جب مکہ آیا تو قریش کو عاتکہ کے خواب سے ڈر پیدا ہو گیا۔

### فائدہ

عاتکہ بنت عبدالمطلب کے اسلام میں اختلاف ہے ابن سعد فرماتے ہیں کہ عاتکہ مسلمان ہوئیں اور مدینہ کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طرف ہجرت کی۔ (اصابہ ترجمہ عاتکہ بنت عبدالمطلب)

## جہیم بن الصلت کا خواب

غرض یہ کہ قریش پورے ساز وسامان کے ساتھ گاتے بجاتے روانہ ہوئے جب مقام جحفہ میں پہنچے تو جہیم بن صلت نے یہ خواب دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے اور ایک اونٹ اس کے ہمراہ ہے، وہ آکر کھڑا ہوا اور یہ کہتا ہے قتل ہوا عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوالحکم بن ہشام یعنی ابو جہل۔ اور امیہ بن خلف اور فلاں فلاں۔ بعد ازاں اس شخص نے اونٹ کو ایک برچھا مار کر لشکر میں چھوڑ دیا۔ لشکر میں کا کوئی خیمہ ایسا نہ رہا جس پر اس کے خون کے چھینٹے نہ پڑے ہوں۔ ابو جہل کو جب اس خواب کی اطلاع ہوئی تو بہت برہم ہوا اور یہ کہا کہ یہ بنی المطلب میں دوسرا نبی پیدا ہوا ہے کل کو جب مقابلہ ہوگا تب اس کو معلوم ہو جائے گا کہ جنگ میں ہم میں سے کون قتل ہوگا۔

بسبسہ اور عدی رضی اللہ عنہما جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے قافلہ کی جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا تھا۔ جب مقام بدر پر پہنچے تو ایک ٹیلہ کے نیچے جہاں ایک پانی کا چشمہ تھا اپنے اونٹوں کو بٹھلایا اتنے میں دو عورتیں دکھائی دیں جن میں سے ایک دوسری پر اپنے قرض کا تقاضہ کرتی تھی تو اس نے یہ کہا کہ کل یا پرسوں قریش کا قافلہ شام سے آنے والا ہے اس وقت محنت و مزدوری سے جو کماؤں گی اس سے تیرا حق ادا کر دوں گی۔

مجدی بن عمرو جہنی بھی پانی کے چشمہ پر موجود تھا اور یہ تمام گفتگو سن رہا تھا جب قرضدار عورت نے قرضخواہ عورت سے یہ کہا کہ کل یا پرسوں قریش کا قافلہ آنے والا ہے اس وقت قافلہ کا کچھ کام کر کے تیرا حق ادا کر دوں گی تو مجدی نے یہ کہا سچ کہتی ہے اور یہ کہہ کر بیچ بچاؤ کرا دیا۔ بسبس اور عدی رضی اللہ عنہما یہ سنتے ہی اونٹ پر سوار ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ کی اطلاع دی۔

بسبسہ اور عدی رضی اللہ عنہما کے چلے جانے کے بعد ابوسفیان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل وحرکت کی خبر لینے کی غرض سے اس مقام پر پہنچا اور مجدی بن عمرو سے دریافت کیا کہ کیا تم نے کسی کو یہاں آتے جاتے دیکھا ہے؟ مجدی نے کہا کسی کو نہیں دیکھا صرف دو سواروں کو دیکھا کہ اس ٹیلہ کے نیچے آکر اونٹ بٹھلائے اور پانی پلایا اور مشکیزہ پانی سے بھر کر چل دیئے ابوسفیان فوراً اس مقام پر پہنچا وہاں کچھ مینگنیاں پڑی تھیں ایک مینگنی کو اٹھا کر توڑا اس میں سے ایک گٹھلی برآمد ہوئی۔ ابوسفیان نے اس گٹھلی کو دیکھ کر کہا: خدا کی قسم یثرب (مدینہ) کے کھجور کی گٹھلی ہے۔ فوراً وہاں سے واپس ہوا اور قافلہ کا رخ بدل دیا۔ اور ساحل کے راستے سے قافلہ کو بچا کر صحیح سالم لے گیا اور قریش کو یہ پیام دے کر بھیجا:

انکم خرجتم لتمنعوا عیرکم ورجالکم وأموالکم وقد نجاها الله فارجعوا.

یعنی تم صرف اس لیے نکلے تھے کہ قافلہ کو اور اپنے آدمیوں کو اور اپنے اموال کو بچا لو اللہ نے سب کو بچا لیا۔ لہٰذا تم سب مکہ واپس ہو جاؤ۔ ابو جہل نے کہا جب تک ہم بدر پہنچ کر تین دن تک کھا پی کر اور گا بجا کر خوب مزے نہ اڑا لیں اس وقت تک ہرگز واپس نہ ہوں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اخنس بن شریق سردار بنی زہرہ نے کہا کہ اے بنی زہرہ تم فقط اپنے اموال کی حفاظت کیلئے نکلے تھے سو اللہ نے تمہارے اموال بچا لیے اب ہمیں لڑنے کی ضرورت نہیں بے وجہ ہم کو ہلاکت میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے جیسا کہ یہ شخص (ابوجہل) کہتا ہے لہٰذا تم واپس ہو جاؤ۔ قبیلہ بنی زہرہ کے تمام لوگ اپنے سردار اخنس بن شریق کے کہنے سے واپس ہو گئے اور بنی زہرہ میں سے کوئی شخص بھی بدر میں شریک نہیں ہوا اور دیگر بعض نے بھی یہی کہا کہ جب ہمارا قافلہ صحیح سالم بچ گیا تو اب جنگ کی کیا ضرورت رہی؟ مگر ابوجہل نے ایک نہ سنی اور بدر کی طرف روانہ ہوا۔

اور ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب کے بدر پر پہنچ گئے مگر قریش نے پہلے پہنچ کر پانی کے چشمہ پر قبضہ کر لیا اور مناسب موقعوں کو اپنے لیے چھانٹ لیا۔ بخلاف مسلمانوں کے کہ ان کو نہ پانی ملا اور نہ جگہ مناسب ملی۔ ریتیلا میدان تھا جہاں چلنا ہی دشوار تھا ریت میں پیر دھنس دھنس جاتے تھے۔ حق جل وعلا نے باران رحمت نازل فرمائی جس سے تمام ریت جم گیا۔ اور پانی جمع کرنے کیلئے مسلمانوں نے چھوٹے چھوٹے حوض بنائے تاکہ پانی وضو اور غسل کے کام آسکے۔ سورۃ الانفال میں حق تعالیٰ شانہ نے اس احسان کو ذکر فرمایا ہے:

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ (سورۃ الانفال آیت ۱۱)

اور اللہ تعالیٰ تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا تاکہ تم کو پاک کر دے اور تم سے شیطان کی گندگی دور کر دے اور تاکہ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور تمہارے قدموں کو جما دے۔

یہ پانی اگرچہ مسلمانوں نے اپنی ضرورت کے لئے جمع کیا تھا مگر نبی اکرم رحمت عالم رافت مجسم نے اپنے دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو اس سے پینے کی اجازت دی۔

جب شام ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص اور چند صحابہ کو قریش کی خبر لینے کیلئے روانہ فرمایا اتفاق سے ان کو دو غلام ہاتھ آ گئے ان کو پکڑ لائے اور دریافت کرنا شروع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے ان غلاموں نے کہا ہم قریش کے سقے ہیں پانی لانے کیلئے نکلے ہیں۔ ان لوگوں کو ان کے کہنے کا کچھ یقین نہ آیا اور یہ سمجھ کر ان کو کچھ مارا کہ شاید مار پیٹ کے خوف سے ابوسفیان کا کچھ حال بتلائیں جب ان کو کچھ مار پڑی تو کہنے لگے کہ ہم ابوسفیان کے آدمی ہیں۔ یہ سن کر ان لوگوں نے مارنا چھوڑ دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ جب ان غلاموں نے سچ کہا تو تم نے ان کو مارا اور جب جھوٹ کہا تو چھوڑ دیا۔ خدا کی قسم یہ قریش کے آدمی ہیں (یعنی ابوسفیان کے ہمراہیوں میں سے نہیں) آپ نے فرمایا کہ قریش کہاں ہیں؟ ان غلاموں نے کہا واللہ اس مقنقل ٹیلے کے پیچھے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتنے لوگ ہیں؟ جواب دیا کہ بہت ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کی تعداد کتنی ہے؟ غلاموں نے کہا ہم کو ان کی شمار اور تعداد معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا روزانہ کھانے کیلئے کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ جواب دیا کہ ایک دن نو اور ایک دن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دس۔ آپ نے فرمایا ہزار اور نو سو کے درمیان ہیں۔

بعد ازاں آپ نے دریافت کیا کہ سرداران قریش میں سے کون کون ہیں؟ انہوں نے کہا عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ ابوالبختری بن ہشام اور حکیم بن حزام اور نوفل بن خویلد اور حارث بن عامر اور طعیمۃ بن عدی اور نضر بن الحارث اور زمعہ بن اسود اور ابوجہل بن ہشام اور امیہ بن خلف اور نبیہ اور منبہ پسران حجاج اور سہیل بن عمرو اور عمرو بن عبدود۔ یہ سن کر آپ اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ فرمایا کہ مکہ نے آج اپنے تمام جگر گوشوں کو تمہاری طرف پھینک دیا ہے۔ الغرض اس طرح آپ نے قریش کا حال معلوم کیا۔

## جنگ کی تیاری

جب صبح ہوئی تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کی تیاری کی اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی رائے سے آپ کے قیام کیلئے ٹیلہ پر ایک چھپر بنایا گیا:

أن سعد بن معاذ رضي الله عنه قال يا نبي الله الا نبني لك عريشا تكون فيه ونعد عندك ركائبك ثم نلقى عدونا فان اعزنا الله واظهرنا كان ذالك ما احببنا وان كانت الاخرى جلست على ركائبك فلحقت بمن ورائنا من قومنا فقد تخلف عنك اقوام يا نبي الله ما نحن باشد لك حبا منهم ولو ظنوا انك تلقى حربا ماتخلفوا عنك يمنعك الله بهم يناصحون ويجاهدون معك فاثنى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم خيرا ودعاله بخير ثم بني لرسول الله صلى الله عليه وسلم عريش فكان فيه۔

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی کیا آپ کے لئے ایک چھپر نہ بنا دیں جس میں آپ تشریف رکھیں اور سواریاں آپ کے قریب تیار رکھیں پھر ہم دشمن سے جا کر مقابلہ کریں پس اگر اللہ نے ہم کو عزت دی اور دشمن پر غلبہ عطا فرمایا تو ہماری عین تمنا ہے اور اگر خدانخواستہ دوسری صورت پیش آئی تو آپ سوار ہو کر ہماری قوم کے باقی ماندہ لوگوں سے جا ملیں قوم کے جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں اے پیغمبر خدا ہم ان سے زیادہ آپ کے محب نہیں۔ اگر ان کو کسی وجہ سے اس میں بھی یہ گمان ہوتا کہ آپ کو جنگ کا سامنا ہوگا تو ہرگز پیچھے نہ رہتے شاید اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ آپ کی حفاظت فرماتا اور وہ نہایت اخلاص اور خیر خواہی سے آپ کے ساتھ جہاد کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کی تعریف کی اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی بعد ازاں آپ کیلئے ایک چھپر بنایا گیا آپ اس میں رہے۔

یہ چھپر ایک ایسے بلند ٹیلے پر بنایا گیا جس پر کھڑے ہو کر تمام میدان کارزار نظر آتا تھا۔

حضرت انس حضرت عمر سے راوی ہیں کہ جس شب کی صبح کو میدان کارزار گرم ہونے والا تھا اس شب میں نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم ہم کو میدان کارزار کی طرف لے کر چلے تاکہ اہل مکہ کی قتل گاہیں ہم کو آنکھوں سے دکھلا دیں چنانچہ آپ اپنے دست مبارک سے اشارہ فرماتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے هذا مصرع فلان غداً ان شاء الله۔ یہ ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فلاں کی قتل گاہ صبح کو ان شاء اللہ اور مقام قتل پر ہاتھ رکھ کر نام بنام اسی طرح صحابہ کو بتلاتے رہے قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا کسی ایک نے بھی اس جگہ سے سر موتجاوز نہ کیا جہاں آپ نے اپنے دست مبارک سے اس کے قتل کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔(رواہ مسلم،باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل ببدر)

بعدازاں آپ اور آپ کے یار غار رفیق جان نثار صدیق المہاجرین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس عریش، چھپر میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اور صدیق الانصار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ چھپر کے دروازہ پر تلوار لے کر کھڑے ہو گئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ بدر کی شب میں کوئی شخص ہم سے ایسا نہ تھا جو سو نہ رہا ہو سوائے آپ کی ذات بابرکات علیہ الف الف صلوات والف الف تحیات کہ تمام شب نماز اور دعا گریہ وزاری میں گزاری۔ اسی طرح صبح کر دی۔(رواہ الطبرانی وابن جریر وابن خزیمہ وغیرہم)

طلوع فجر ہوتے ہی آپ نے یہ آواز دی الصلاۃ عباداللہ اے اللہ کے بندو نماز کا وقت آ گیا۔ آواز کا سننا تھا کہ سب جمع ہو گئے۔ آپ نے ایک درخت کی جڑ میں کھڑے ہو کر سب کو نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہو کر اللہ کی راہ میں جانبازی اور سرفروشی کی ترغیب دی۔(رواہ ابن ابی شیبۃ واحمد وابن جریر وصححہ منتخب کنز العمال ص ۹۸ ج ۴)

بعدازاں آپ نے اصحاب کی صفوں کو سیدھا کیا ادھر کفار کی صفیں تیار تھیں ماہ رمضان المبارک کی سترہ تاریخ ہے اور جمعہ کا روز ہے کہ ایک طرف سے حق کی جماعت اور دوسری طرف سے باطل کی جماعت میدان فرقان کی طرف بڑھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قریش کی عظیم الشان جماعت کو پورے ساز وسامان کے ساتھ میدان کارزار کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو بارگاہ ایزدی میں یہ عرض کیا:

اللهم هذه قريش قد اقبلت بخيلائها وفخرها تحادك وتكذب رسولك اللهم فنصرك الذي وعدتني اللهم احنهم الغداة.

اے اللہ یہ قریش کا گروہ ہے جو تکبر اور غرور کے ساتھ مقابلہ کیلئے آیا ہے تیری مخالفت کرتا ہے اور تیرے بھیجے ہوئے پیغمبر کو جھٹلاتا ہے، اے اللہ اپنی فتح و نصرت نازل فرما جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا اور اے اللہ ان کو ہلاک کر۔

(سيرة ابن هشام فتح الباري، باب قول الله تعالىٰ اذ تستغيثون ربكم الى قوله شديد العقاب)

بعدازاں آپ نے لشکر اسلام کو مرتب فرمایا۔ ترتیب اور صف آرائی کے وقت دست مبارک میں ایک تیر تھا، صف میں سے سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ ذرا آگے کو نکلے ہوئے تھے آپ نے بطور تلطف سواد بن غزیہ کے پیٹ پر تیر کا ایک ہلکا سا کوچہ دے کر فرمایا استو یا سواد اے سواد سیدھا ہو جا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سواد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یارسول الله اوجعتني وقد بعثك الله بالحق والعدل فاقدني۔

یارسول اللہ آپ نے مجھ کو دردمند کیا اور تحقیق اللہ نے آپ کو حق اور عدل کے ساتھ بھیجا ہے میرا بدلہ دیجئے آپ نے شکم مبارک سے پیراہن شریف کو اٹھا کر سواد سے فرمایا: اپنا بدلہ لے لو۔

سواد رضی اللہ عنہ نے شکم مبارک کو گلے لگا لیا اور بوسہ دیا اور عرض کیا یارسول اللہ شاید یہ آخری ملاقات ہو۔ آپ مسرور ہوئے اور سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعائے خیر فرمائی۔ (اصابہ۔ ترجمہ سواد بن غزیہ انصاری رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر اسلام کو مرتب اور اس کی صفوف کو صفوف ملائکہ کی طرح درست اور ہموار فرما کر عریش (چھپر) میں تشریف لے گئے صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ عریش میں داخل ہوئے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تلوار لے کر عریش کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔

ابو محجن ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| وسميت صديقا وكل مهاجر | سواك يسمىٰ باسمه غير منكر |
| سبقت الى الاسلام والله شاهد | وكنت جليساً بالعريش المشهر |
| وبالغار اذ سميت بالغار صاحبا | وكنت رفيقا للنبي المطهر |

”آپ کا نام صدیق رکھا گیا، اور ہر مہاجر آپ کے سوا دوسرے نام سے پکارا جاتا ہے۔ آپ نے اسلام کی طرف سبقت کی اور اللہ گواہ ہے اور چھپر میں آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشین تھے۔ اور اسی طرح غار میں بھی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اسی وجہ سے آپ کو یار غار کہا جاتا ہے۔ (الاستیعاب لابن عبدالبر ترجمہ ابی بکر رضی اللہ عنہ)

قریش جب مطمئن ہوئے تو آغاز جنگ سے پہلے عمیر بن وہب جمحی کو مسلمانوں کی جماعت کا اندازہ لینے کیلئے بھیجا۔ عمیر بن وہب گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کے اردگرد پھر کر واپس آئے اور یہ کہا کہ کم وبیش تین سو آدمی ہیں لیکن مجھ کو ذرا مہلت دو کہ یہ دیکھ آؤں کہ مسلمانوں کی مدد کیلئے اور جماعت تو کہیں کمین گاہ میں چھپی ہوئی نہیں۔ چنانچہ عمیر گھوڑے پر سوار ہو کر دور دور ایک چکر لگا کر واپس آئے اور یہ کہا کہ کوئی کمین اور مدد نہیں۔ لیکن اے گروہ قریش میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ مدینہ کے اونٹ موت احمر (قتل) کو اپنے اوپر لادے ہوئے ہیں اس قوم کا سوائے ان کی تلواروں کے کوئی پناہ اور سہارا نہیں خدا کی قسم میں یہ دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے ہر ایک جب تک اپنے مقابل کو نہ مار لے گا اس وقت تک ہرگز نہ مارا جائے گا۔ پس اگر ہمارے آدمی بھی انہیں کے برابر مارے گئے تو پھر زندگی کا لطف ہی کیا رہا۔ سوچ کر کوئی رائے قائم کرلو۔

حکیم بن حزام نے کہا بالکل درست ہے اور اٹھ کر عتبہ کے پاس گیا اور کہا اے ابوالولید آپ قریش کے سردار اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بڑے ہیں کیا آپ کو یہ پسند نہیں کہ ہمیشہ خیر اور بھلائی کے ساتھ آپ کا ذکر ہوتا رہے؟ عتبہ نے کہا: کیا ہے؟ حکیم نے کہا لوگوں کو لوٹا لے چلو۔ اور عمرو بن حضرمی کا خون بہا اپنے ذمہ لے لو۔ عتبہ نے کہا میں عمرو بن حضرمی کا خون بہا اور دیت کا ذمہ دار ہوں لیکن ابو جہل سے بھی مشورہ کر لو اور کھڑے ہو کر یہ خطبہ دیا:

## میدان کارزار میں عتبہ کی تقریر

اے گروہ قریش واللہ تم کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب سے جنگ کر کے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ یہ سب تمہارے قرابت دار ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اپنے باپ اور بھائی بنی الاعمام بنی الاخوال کے قاتلوں کو دیکھتے رہو گے۔ محمد اور عرب کو چھوڑ دو۔ اگر عرب نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ختم کر دیا تو تمہاری مراد پوری ہوئی اور اگر اللہ نے ان کو غلبہ دیا تو وہ بھی تمہارے لیے باعث عزت و شرف ہوگا کیونکہ وہ تمہاری ہی قوم کے ہیں ان کا غلبہ تمہارا غلبہ ہے دیکھو میری نصیحت کو ردمت کرو اور مجھ کو سفیہ اور نادان نہ بناؤ۔

حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ میں ابو جہل کے پاس آیا ابو جہل اس وقت زرہ پہن کر ہتھیار سجا رہا تھا۔ میں نے کہا عتبہ نے مجھ کو یہ پیام دے کر بھیجا ہے۔ ابو جہل سنتے ہی غصہ سے بھڑک اٹھا اور یہ کہا کہ عتبہ اس لیے بھی لڑائی سے جان چراتا ہے کہ اس کا بیٹا ابو حذیفہ مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ اس پر کوئی آنچ نہ آئے۔ خدا کی قسم ہم ہرگز واپس نہ جائیں گے جب تک اللہ ہمارے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مابین فیصلہ نہ کر دے اور عمرو بن الحضرمی کے بھائی عامر بن الحضرمی کو بلا کر یہ کہا کہ یہ تیرا حلیف، عتبہ لوگوں کو لوٹا کر لے جانا چاہتا ہے اور تیرے بھائی کا خون تیری آنکھوں کے سامنے ہے، عامر نے سنتے ہی وا عمراہ وا عمراہ، ہائے عمرو ہائے عمرو کا نعرہ لگانا شروع کیا جس سے تمام فوج میں جوش پھیل گیا۔ اور سب لڑائی کیلئے تیار ہو گئے۔

### فائدہ

ابو جہل علاء بن حضرمی کے خون کا ذکر لوگوں کو محض جوش دلانے کیلئے کرتا تھا اصل مقصود جس کے لئے قریش مکہ سے نکلے تھے وہ کاروان تجارت کی حفاظت تھی جب وہ بچ نکلا تو لوگ جنگ کیلئے آمادہ نہ تھے اور قدم قدم پر واپسی کا مسئلہ زیر بحث آتا تھا، لہٰذا کسی علامہ کا یہ گمان کرنا کہ قریش محض علاء بن حضرمی کے خون کا بدلہ لینے کیلئے مدینہ پر حملہ کرنے کی نیت سے نکلے تھے بالکل غلط ہے تمام روایات کے خلاف ہے۔

## آغاز جنگ

ابو جہل کی طعن آمیز گفتگو کا یہ اثر ہوا کہ عتبہ بھی ہتھیار سجا کر جنگ کیلئے تیار ہو گیا اور گروہ مشرکین میں سب سے پہلے عتبہ بن ربیعہ ہی اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید کو لے کر میدان میں آیا۔ اور للکار کر اپنا مبارز اور مقابل طلب کیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لشکر اسلام میں سے تین شخص مقابلہ کیلئے نکلے۔عوف اور معوذ پسران حارث اور عبداللہ بن رواحہ۔

(عوف اور معوذ کے والد کا نام حارث ہے اور والدہ کا نام عفرآء ہے۔عفرآء بھی صحابیہ ہیں۔حافظ عسقلانی فرماتے ہیں:عفرآء میں ایک خاص خصوصیت ہے جو کسی اور صحابیہ میں نہیں پائی جاتی۔وہ یہ کہ عفرآء نے اوّل نکاح حارث سے کیا،حارث سے تین بیٹے ہوئے عوف اور معوذ اور معاذ۔حارث کے بعد بکیر بن یالیل سے نکاح کیا جس سے چار لڑکے ہوئے،ایاس،عاقل،خالد اور عامر۔اور یہ ساتوں بیٹے تین پہلے شوہر کے اور چار دوسرے شوہر کے سب کل کے کل غزوہ بدر میں شریک رہے ایسی صحابیہ جس کے ساتوں لڑکے بدر میں شریک ہوئے ہوں صرف عفرآء رضی اللہ عنہا وعنہم ہیں۔زرقانی ص ۴۱۶ ج ا)

عتبہ نے پوچھا تم کون ہو؟ ان لوگوں نے کہا رهط من الانصار یعنی ہم گروہ انصار سے ہیں۔عتبہ نے کہا مالنا بکم من حاجة یعنی ہم کو تم سے مطلب نہیں ہم تو اپنی قوم سے لڑنا چاہتے ہیں۔اور کسی شخص نے للکار کر یہ آواز دی:

یا محمد اخرج الینا اکفاء نا من قومنا

اے محمد ہماری قوم میں سے ہماری جوڑ کے ہم سے لڑنے کو بھیجو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو حکم دیا کہ صف قتال کی طرف واپس آ جائیں اور حضرت علی اور حضرت حمزہ اور حضرت عبیدۃ بن الحارث کو نام بنام مقابلہ کیلئے نکلنے کا ارشاد فرمایا۔حسب الارشاد یہ تینوں مقابلہ کیلئے نکلے،چہروں پر چونکہ نقاب تھے اس لیے عتبہ نے دریافت کیا تم کون ہو عبیدہ نے کہا میں عبیدہ ہوں حمزہ نے کہا میں حمزہ ہوں علی نے کہا میں علی ہوں۔عتبہ نے کہا:

نعم اکفاء کرام

ہاں تم ہمارے جوڑ اور برابر کے ہو اور محترم ہو۔

ابن سعد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

قوموا یا بنی هاشم بحقکم الذی بعث الله به نبیکم اذ جاؤا بباطلهم لیطفئوا نور الله

اے بنی ہاشم اٹھو اس حق کے ساتھ جس کو اللہ نے تمہارے نبی کو دے کر بھیجا ہے۔یہ باطل کو لے کر اللہ کا نور بجھانے آئے ہیں۔

## ذکر قتل عتبہ وشیبہ وولید

اس کے بعد جنگ شروع ہو گئی۔عبیدہؓ،عتبہ کے مقابلہ میں نکلے اور حمزہؓ،شیبہ کے اور علیؓ،ولید کے مقابل ہوئے۔

حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے تو اپنے اپنے مقابل کا ایک ایک ہی وار میں کام تمام کر دیا۔عبیدہ رضی اللہ عنہ خود بھی زخمی ہوئے اور اپنے مقابل کو بھی زخمی کیا۔بالآخر عتبہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ پر تلوار کا ایسا وار کیا جس سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبیدہؓ کے پیر کٹ گئے۔ حضرت علیؓ اور حمزہؓ اپنے اپنے مقابل سے فارغ ہو کر حضرت عبیدہؓ کی امداد کو آ پہنچے اور عتبہ کا کام تمام کیا اور عبیدہؓ کو اٹھا کر آپ کے خدمت میں لے آئے، عبیدہؓ کی پنڈلی کی ہڈی سے خون جاری تھا، عبیدہؓ نے دریافت کیا: یارسول اللہ کیا میں شہید ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس پر عبیدہؓ نے کہا کاش! اگر ابوطالب زندہ ہوتے تو یقین کرتے کہ ان کے اس شعر کے ہم زیادہ مستحق ہیں:

ونسلمه حتی نصرع حوله
ونذهل عن ابنائنا والحلائل

ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دشمنوں کے حوالہ کر سکتے ہیں کہ جب ہم سب ان سے پہلے قتل کر دیئے جائیں اور اپنے بیٹوں اور بیویوں سے بے خبر ہو جائیں۔ اور اس کے بعد یہ شعر پڑھے:

فان یقطعوا رجلی فانی مسلم ارجی به عیشاً من الله عالیا
والبسنی الرحمٰن من فضل منه لباسا من الاسلام غطی المساویا

(اگر کافروں نے میرا پیر کاٹ دیا تو کوئی مضائقہ نہیں اس کے صلہ میں اللہ عزوجل سے بہت ہی بلند عیش کا امیدوار ہوں (یعنی پیر قطع ہو جانے سے یہ حیات فانیہ قطع ہو گئی مگر اس کے بدلے میں ایسی حیات ملے گی جو کبھی منقطع نہ ہو گی) اور کیوں نہ امید کروں خداوند مہربان ہی نے محض اپنی مہربانی سے مجھ کو اسلام کا لباس پہنایا جس نے تمام برائیوں کو ڈھانک لیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ جس جسم پر اسلام اور تقویٰ کا لباس نہ ہو تو وہ عریاں اور برہنہ ہے۔ عالم شہادت والے اگرچہ اس عریانی کا احساس نہ کر سکیں لیکن عالم غیب کے رہنے والے اس برہنگی کو ضرور محسوس کرتے ہوں گے۔ حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ جب حضرت لبید رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے تو یہ شعر کہا:

الحمدلله اذ لم یاتنی اجلی
حتی اکتسیت من الاسلام سربالا

یہ شعر بھی اسی کا مؤید ہے اگر اندیشہ طوالت نہ ہوتا تو کتاب وسنت سے کچھ اور شواہد ذکر کرتا، حضرات اہل علم ادنیٰ توجہ سے معلوم کر سکتے ہیں۔

(ایک روایت میں ہے کہ جب صحابہ نے یہ حالت دیکھی تو عبیدہ کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنا رخسارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر رکھ کر کہا: یارسول اللہ! اگر ابوطالب زندہ ہوتے اور ہم کو دیکھتے تو وہ جان لیتے کہ ہم ان سے زیادہ اس شعر کے مستحق ہیں اس کے بعد وفات پائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اشهد انك شهيد میں گواہی دیتا ہوں کہ تو شہید ہے۔ (رواہ الشافعی، البدایہ والنہایہ ص ۲۷۴ ج ۳)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فائدہ

عتبہ اور شیبہ اصل میں جنگ سے اس لیے جان چراتے تھے کہ اول تو عاتکہ اور پھر جہیم بن صلت کے خواب کی وجہ سے پریشان تھے اور پھر یہ کہ مکہ سے چلتے وقت یہ ماجرا پیش آیا کہ عداس رضی اللہ عنہ نے (جو عتبہ اور شیبہ کے غلام تھے اور نصرانیت سے تائب ہو کر طائف کی واپسی میں حضور کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہو چکے تھے) جب عتبہ اور شیبہ بدر کے لئے روانہ ہونے لگے تو جاتے وقت عداس نے عتبہ اور شیبہ کے پیر پکڑے اور یہ کہا:

بابی وامی انتما واللہ انہ لرسول اللہ وما تساقان الا الی مصارعکما.

میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں خدا کی قسم وہ یعنی محمد بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور نہیں ہانکے جارہے ہو تم مگر اپنے اپنے مقتل (قتل گاہ) کی طرف اور رو پڑے۔ عاص بن شیبہ نے حضرت عداس کو روتے ہوئے دیکھ کر رونے کا سبب دریافت کیا تو عداس نے کہا کہ میں اپنے ان آقاؤں کی وجہ سے روتا ہوں کہ دونوں اللہ کے رسول سے قتال اور جنگ کیلئے جارہے ہیں، عاص نے کہا: کیا واقعی وہ اللہ کے رسول ہیں؟ عداس کانپ اٹھے اور یہ کہا:

ای واللہ انہ لرسول اللہ الی الناس کافۃ

ہاں خدا کی قسم تحقیق وہ اللہ کے رسول ہیں جو تمام لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

حضرت عداس کا یہ کلام عتبہ اور شیبہ کے دل میں اتر چکا تھا کہ یہ سب لوگ مارے جائیں گے۔ اس لیے عتبہ اور شیبہ جنگ سے جان چراتے تھے، مگر ابوجہل کے طعن کی وجہ سے عتبہ اور شیبہ نے سبقت کی۔ ابوجہل بار بار عتبہ اور شیبہ کو بزدلی اور نامردی کا طعنہ دیتا تھا۔ اس لیے سب سے پہلے یہ دونوں جنگ کی طرف بڑھے تاکہ اپنے سے بزدلی اور نامردی کے طعنہ کو دور کریں ابواسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن یہ ارشاد فرمایا اپنے تیروں کو وقت کیلئے بچا رکھنا۔ جب کافر تم پر ہجوم کر دیں اور قریب آجائیں اس وقت تیر مارنا۔ (بخاری شریف غزوہ بدر)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ خداوندی میں دعاء فتح

عتبہ اور شیبہ کے قتل کے بعد میدان کارزار گرم ہو گیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھپر سے برآمد ہوئے اور صحابہ کی صفوف کو ہموار کیا۔ اور پھر ابوبکر صدیق کو ساتھ لیے ہوئے عریش (چھپر) میں واپس تشریف لے گئے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تلوار لیکر چھپر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے حضور پر نور نے جب اپنے اصحاب اور احباب کی قلت اور بے سروسامانی کو اور اعداء کی کثرت اور قوت کو دیکھا تو نماز کیلئے کھڑے ہو گئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور دعاء میں مشغول ہو گئے اور یہ دعاء مانگتے تھے:

اللھم انی انشدک عھدک ووعدک اللھم ان شئت لم تعبد

اے اللہ میں تیرے عہد اور وعدہ کے وفا کی درخواست کرتا ہوں اے اللہ اگر تو چاہے تو تیری پرستش نہ ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خشوع وخضوع کی ایک خاص کیفیت طاری تھی، بارگاہ خداوندی میں کبھی سربسجود وتضرع وابتہال فرماتے اور کبھی سائلانہ اور فقیرانہ ہاتھ پھیلا پھیلا کر فتح ونصرت کی دعا مانگتے تھے۔ محویت کا یہ عالم تھا کہ دوش مبارک سے چادر گر گر پڑتی تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ راوی ہیں کہ میں نے بدر کے دن کچھ قتال کیا اور آپ کی طرف آیا دیکھا کہ آپ سربسجود ہیں اور یا حی یا قیوم کہتے جاتے ہیں میں لوٹ گیا اور قتال میں مصروف ہو گیا اور کچھ دیر بعد پھر آپ کی طرف آیا پھر اسی حال میں پایا۔ تین مرتبہ اسی حال میں پایا چوتھی بار اللہ نے آپ کو فتح دی۔ (رواہ النسائی والحاکم فتح الباری۔ باب قول اللہ تعالیٰ اذ تستغیثون ربکم)

صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب بدر کا دن ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مشرکین مکہ ایک ہزار ہیں اور آپ کے اصحاب تین سو سے کچھ زیادہ ہیں تو آپ عریش (چھپر) میں تشریف لے گئے اور مستقبل قبلہ ہو کر بارگاہ خداوندی میں دعا کیلئے ہاتھ پھیلائے:

**اللھم انجزلی ما وعدتنی اللھم ان تھلك ھذہ العصابة من اھل الاسلام لا تعبد فی الارض**

اے اللہ تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اس کو پورا فرما۔ اے اللہ اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر زمین میں تیری پرستش نہ ہو گی۔

اس لیے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور یہ امت آخری امت ہے اگر خدانخواستہ آپ اور آپ کے صحابہ ہلاک ہو گئے تو پھر زمین پر کوئی اللہ کی عبادت کرنے والا نہ رہے گا، نیز اس دعا سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فتح ونصرت کی دعاء فقط مسلمانوں کی جان بچانے کیلئے نہ تھی بلکہ اس لیے کہ زمین پر اللہ جل جلالہ کی عبادت اور بندگی باقی رہے ایسا نہ ہو کہ زمین اللہ کی عبادت سے خالی رہ جائے۔

دیر تک ہاتھ پھیلائے ہوئے یہی دعا فرماتے رہے کہ اے اللہ اگر یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر زمین پر تیری پرستش نہ ہو گی۔ اسی حالت میں چادر مبارک دوش مبارک سے گر پڑی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چادر اٹھا کر دوش مبارک پر ڈال دی اور پیچھے سے آ کر آپ کی کمر سے چمٹ گئے، یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ ابوبکر نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا:

**حسبك فقد الححت علی ربك**

بس کافی ہے تحقیق آپ نے اللہ کے حضور میں بہت الحاح آہ وزاری کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر حق جل وعلاء کی عظمت وجلال اور شان استغناء وبے نیازی پر تھی۔ کما قال اللہ

تعالیٰ: اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۔ وقال اللہ تعالیٰ: وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ۝ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ

اس لیے چشمہائے مبارک سے گریہ وزاری کے چشمے جاری اور رواں تھے لیکن حضرت ابوبکر کو آپ کی اس بے تابانہ اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مضطربانہ الحاح وزاری سے یقین آگیا کہ آپ کی دعا مستجاب اور مقبول ہوئی، کما قال اللہ تعالیٰ:

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ (سورۃ النمل آیت ۶۲)

آیا وہ ذات کہ جو مضطر اور بے قرار کی دعا کو قبول کرتا ہے اور اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے اور تم کو زمین میں صاحب تصرف بناتا ہے۔

غرض یہ کہ صدیق اکبر مقام رجا میں تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام خوف میں تھے۔

## ایک شبہ اور اس کا ازالہ

شبہ یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ کی طرف سے فتح ونصرت کا وعدہ تھا تو حضور پرنور کیوں اس درجہ مضطرب تھے؟

**جواب** یہ ہے کہ حق جل شانہ کی طرف سے حق کی فتح ونصرت کا وعدہ مجمل تھا کوئی زمان ومکان اور کوئی واقعہ اور محل معین نہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر حق جل وعلاء کی شان بے نیازی پر تھی کہ وہ مالک مطلق ہے جو چاہے سو کرے۔ مقام ربوبیت کا ادب بھی ہے کہ باوجود وعدہ برحق کے اس سے ڈرتا رہے اور یہ سمجھتا رہے کہ کوئی شے کسی حال میں اس پر واجب نہیں بندہ کا کام مانگنے کا ہے وہ جو کچھ عطا فرمائے وہ اس کا فضل اور انعام ہے اور اگر وعدہ نصرت کا وقت معین بھی ہو تو اس میں یہ احتمال ہے کہ ممکن ہے کہ اس وعدہ کا وقوع اور تحقیق ایسے مخفی اسباب وشرائط پر معلق ہو جن سے اللہ تعالیٰ نے کسی حکمت اور مصلحت کی بناء پر اپنے پیغمبروں کو بھی آگاہ نہ کیا ہو۔ کما قال اللہ تعالیٰ: وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ اللہ تعالیٰ پر یہ امر واجب نہیں کہ کسی واقعہ اور کسی وعدہ کے اسباب وشروط سے انبیاء کرام کو آگاہ کرے بسا اوقات حکمت بالغہ کا اقتضاء یہ ہوتا ہے کہ اصل حقیقت سر مکتوم رہے تاکہ بندہ کی نظر سے اللہ کی عظمت اور ہیبت اور شان لاابالی اوجھل نہ ہو جائے۔

اس لیے حضرات انبیاء کرام کا اس طرح کی والہانہ اور مضطربانہ دعا مانگنا اس لیے نہیں ہوتا کہ ان کو وعدہ خداوندی پر وثوق نہیں ہوتا بلکہ خداوند ذوالجلال کی بے نیازی کا خوف ان پر غالب ہوتا ہے۔ (ماخوذ از مدارج النبوۃ)

اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

كفاك مناشدتك ربك فانه سينجزلك ما وعدك

بس اللہ سے آپ کا یہ سوال کافی ہے تحقیق وہ اپنے وعدہ کو ضرور پورا فرمائے گا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ (سورۃ الانفال آیت ۹، ۱۰)

یاد کرو اس وقت کو کہ جب تم اللہ سے فریاد کر رہے تھے پس اللہ نے تمہاری دعا قبول کی کہ میں تمہاری ایک ہزار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرشتوں سے مدد کروں گا جو یکے بعد دیگرے آنے والے ہوں گے اور نہیں بنایا اللہ نے اس امداد کو مگر محض تمہاری بشارت اور خوشخبری کیلئے اور اس لیے کہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور حقیقت میں مدد نہیں مگر اللہ کی جانب سے بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ اس وقت عریش (چھپر) سے باہر تشریف لائے اور زبان مبارک پر یہ آیت تھی:

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۔ (سورۃ القمر آیت ۴۵)

عنقریب کافروں کی یہ جماعت شکست کھائے گی اور پشت پھیر کر بھاگے گی۔

ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ دعا مانگتے مانگتے آپ پر نیند طاری ہو گئی تھوڑی دیر بعد آپ بیدار ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

**ابشر یا ابابکر اتاك نصر الله هذا جبریل اخذ بعنان فرسه یقوده علی ثنایاه الغبار**

اے ابوبکر تجھ کو بشارت ہو تیرے پاس اللہ کی مدد آ گئی، یہ جبرئیل امین گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے ہیں دانتوں پر ان کے غبار ہے۔

## اہل اسلام کی امداد کیلئے آسمان سے فرشتوں کا نزول

اول حق تعالیٰ نے ایک ہزار اور پھر تین ہزار اور پھر پانچ ہزار فرشتے مسلمانوں کی امداد کیلئے اتارے۔

### نکتہ

چونکہ اس جنگ میں کفار و مشرکین کی امداد کیلئے ابلیس لعین اپنا لشکر لے کر حاضر ہوا اس لیے حق جل وعلا نے مسلمانوں کی امداد کیلئے جبرئیل و میکائیل و اسرافیل کی سرکردگی میں آسمان سے اپنے فرشتوں کا لشکر نازل فرمایا چونکہ شیطان خود سراقہ بن مالک کی شکل میں اور اس کے لشکر کے لوگ بنی مدلج کے مردوں کی شکل میں ظاہر ہوئے (جیسا کہ دلائل بیہقی اور دلائل ابی نعیم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے)

اسی وجہ سے فرشتے بھی مردوں ہی کی شکل میں نمودار ہوئے جیسا کہ علامہ سہیلی اور امام قرطبی نے تصریح کی ہے۔

اور جن حضرات کی امداد اور اعانت کیلئے آسمان سے فرشتے اترے وہ حضرات اگرچہ صورۃً انسان تھے مگر معنی فرشتے تھے اور بلاشبہ اس کا مصداق تھے۔

نقش آدم لیک معنی جبرئیل رستہ از جملہ ہوا و قال و قیل

ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ (جو صحابہ بدریین میں سے ہیں) فرماتے ہیں کہ بدر کے دن فرشتے زرد رنگ کے عماموں میں اترے شملے مونڈھوں کے درمیان چھوڑے ہوئے تھے۔ (رواہ ابن جریر باسناد حسن) اور ایسا ہی ابن ابی حاتم نے زبیر بن عوام سے روایت کیا ہے اور زبیر رضی اللہ عنہ خود بھی بدر کے دن زرد عمامہ باندھے ہوئے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کے عماموں کا رنگ سیاہ تھا اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ سفید تھا۔ حافظ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ صحیح روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عماموں کا رنگ زرد تھا۔ سیاہ اور سفید رنگ کے بارے میں جس قدر بھی روایتیں ہیں وہ سب ضعیف ہیں۔

**نکتہ**

عجب نہیں کہ فرشتوں کے عماموں کا رنگ زرد، مسلمانوں کے فرحت و مسرت کیلئے رکھا گیا ہو اس لیے کہ زرد رنگ کو دیکھ کر فرحت و مسرت ہوتی ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ

دیکھنے والوں کو فرحت اور مسرت بخشتا ہے۔

الحاصل حق جل شانہ نے مسلمانوں کی امداد کیلئے فرشتوں کا لشکر آسمان سے نازل فرمایا۔ اول تو ملائکہ کا فقط نزول ہی موجب خیر و برکت تھا۔ جیسے غزوۂ حنین میں فقط ملائکہ کا نزول ہی فتح کا باعث ہوا۔ (کما سیاتی ان شاء اللہ تعالیٰ)

دوسرا انعام حق تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ فرشتوں کو یہ حکم دیا کہ مسلمانوں کو روحانی طور پر تقویت پہنچائیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (سورۃ الانفال آیت ۱۲)

اس وقت کو یاد کرو کہ جب اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم اہل ایمان کو ثبات اور استقامت میں قوت پہنچاؤ۔

جس طرح حق تعالیٰ نے شیطان کو دلوں میں وسوسے ڈالنے کی قدرت دی ہے اسی طرح ملائکہ کرمین کو دلوں میں نیک باتوں کے القاء کی قدرت عطا فرمائی ہے جس کو لمہ اور الہام کہتے ہیں۔ سو فرشتوں نے مسلمانوں کے دلوں میں خداوند ذوالجلال سے سرکشی کرنے والوں کے مقابلہ میں سرفروشی اور جانبازی کا القاء کیا کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت کرنے والوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہو۔ نعم المولی اور نعم النصیر اللہ تمہارا حامی اور مددگار ہے اور اس کے فرشتوں کا لشکر تمہاری پشت پناہی کیلئے حاضر ہے۔ پھر کیا فکر اور کیا غم ہے اور فتح و شکست کا مدار دلوں کی قوت اور ضعف پر ہے۔ اس طرح مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔

تیسرا انعام حق تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ فرشتوں کو مسلمانوں کے دشمنوں سے جہاد اور قتال کا حکم دیا۔

چوتھا انعام یہ فرمایا کہ فرشتوں کو ان کا معین اور مددگار بنایا، اصل جہاد کرنے والے صحابہ تھے، فرشتے ان کے تابع تھے جیسا کہ معکم کا لفظ اس طرف اشارہ کرتا ہے۔

پانچواں انعام یہ فرمایا کہ کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈالا۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فرشتوں کو طریقہ جہاد وقتال کی تعلیم

فرشتوں کو چونکہ آدمیوں کے قتل کا طریقہ معلوم نہ تھا اس لیے حق تعالیٰ نے ان کو قتل کا طریقہ بتلایا:

فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ (سورۃ انفال آیت ۱۲)

اے فرشتو پس مارو کافروں کی گردنوں پر اور کاٹ دو ان کے ہر پور (جوڑ) کو۔

ربیع بن انس سے مروی ہے کہ بدر کے دن فرشتوں کے مقتولین انسانوں کے مقتولین سے علیحدہ طور پر پہچانے جاتے تھے، مقتولین ملائکہ کے گردنوں اور پوروں پر آگ کے سیاہ نشان تھے۔ (فتح الباری باب شہود الملائکۃ بدرا)

صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مسلمان مرد ایک مشرک کے پیچھے دوڑا اوپر سے ایک کوڑے اور سوار کی آواز سنائی دی کہ اے حیزوم (حیزوم حضرت جبرئیل کے گھوڑے کا نام ہے زرقانی ص ۴۲۶ ج ۱) آگے بڑھ۔ اس کے بعد جو اس مشرک پر نظر پڑی تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ مشرک زمین پر چت پڑا ہوا ہے اور اس کی ناک اور چہرہ کوڑے کی ضرب سے پھٹ کر نیلا ہو گیا ہے۔

انصاری نے آکر یہ تمام واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے سن کر فرمایا: تو نے سچ کہا، یہ تیسرے آسمان کی امداد تھی۔

صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے لئے یہ ارشاد فرمایا:

هذا جبرئيل آخذ برأس فرسه عليه اداة الحرب

یہ ہیں جبرئیل جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہیں سامان جنگ سے آراستہ ہیں۔ (بخاری شریف باب شہود الملائکۃ بدرا)

سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن ہم نے یہ دیکھا کہ ہم میں کا کوئی شخص جب مشرک کی طرف اشارہ کرتا ہے تو قبل اس کے کہ تلوار اس تک پہنچے اس کا سر کٹ کر زمین پر گر جاتا ہے۔ حاکم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور ان کے تلمیذ بیہقی نے اور نیز ابو نعیم نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے۔

سہل بن سعد راوی ہیں کہ ابو اسید نے مجھ سے یہ کہا کہ اے بھتیجے اگر میں اور تو بدر میں ہوتے تو میں تجھ کو وہ گھاٹی دکھلاتا جہاں سے فرشتے ہماری امداد کیلئے برآمد ہوئے تھے جس میں کوئی شک اور شبہ نہیں۔ (رواہ الطبرانی وفیہ سلامۃ بن روح وثقہ ابن حبان وضعفہ غیرہ لغفلۃ فیہ)

الحاصل جنگ بدر میں مسلمانوں کی امداد کیلئے آسمان سے فرشتوں کا نازل ہونا اور پھر مسلمانوں کے ساتھ ہو کر ان کا جہاد وقتال کرنا، آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے صراحۃً ثابت ہے جس میں کسی کے انکار اور شبہ کی گنجائش نہیں۔

فرشتوں کا گھوڑوں پر سوار ہونا یہ بھی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے بعض روایات میں ہے کہ ابلق گھوڑوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پر سوار تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ملائکہ نے سوائے بدر کے اور کسی موقع پر قتال نہیں کیا۔ ہاں مسلمانوں کی فقط تائید اور تقویت اور تکثیر جماعت اور سکینت وطمانیت کیلئے فرشتوں کا نازل ہونا دوسرے مواقع میں بھی ثابت ہوا ہے۔ مثلاً غزوہ حنین میں ملائکہ کا نزول سورہ توبہ میں مذکور ہے، کما قال اللہ تعالیٰ:

وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا

اور ایسے لشکر اتارے جن کو تم نہیں دیکھتے تھے۔

مگر بخاری اور مسلم کی ایک حدیث میں غزوہ احد میں بھی جبرئیل ومیکائیل کا قتال کرنا مذکور ہے لیکن وہ قتال تمام مسلمانوں کی طرف سے نہ تھا۔ صرف ذات بابرکات علیہ افضل الصلوات والتحیات کی حمایت وحفاظت کیلئے تھا۔

## نکتہ

چونکہ یہ عالم عالم اسباب ہے، اس لیے حق جل وعلا نے عالم اسباب کی رعایت سے فرشتوں کو لشکر کی صورت میں مسلمانوں کی امداد کیلئے نازل فرمایا ورنہ ایک ہی فرشتہ سب کیلئے کافی تھا۔ اصل فاعل تو اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اس عالم میں اس کی قدرت کا ظہور اسباب اور وسائط کے ذریعہ سے ہوتا ہے اس لیے عالم اسباب کے طریقے کے مطابق فرشتوں کا ایک لشکر مسلمانوں کی مدد کیلئے بھیجا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عریش سے باہر تشریف لائے اور جہاد وقتال کی ترغیب دی اور فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے آج جو شخص صبر وتحمل اخلاص اور صدق نیت کے ساتھ اللہ کے دشمنوں سے سینہ سپر ہو کر جہاد کرے گا اور پھر اللہ کی راہ میں مارا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔

عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اس وقت کچھ کھجوریں تھیں جن کے کھانے میں مشغول تھے۔ یکایک جب یہ کلمات طیبات ان کے کان میں پہنچے تو سنتے ہی بول اٹھے:

بخ بخ فما بینی وبین ان ادخل الجنة الا ان یقتلنی هولاء

واہ واہ میرے اور جنت کے مابین فاصلہ ہی کیا رہ گیا مگر صرف اتنا کہ یہ لوگ مجھ کو قتل کر ڈالیں۔

اور کھجوریں ہاتھ سے پھینک دیں اور تلوار لے کر جہاد شروع کیا اور لڑنا شروع کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ابن ہشام ص ۱۸ ا ج ۲۔ طبقات ابن سعد ص ۱۶ ا ج ۲)

عوف بن حارث نے عرض کیا: (باپ کا نام حارث اور ماں کا نام عفراء ہے یعنی معاذ اور معوذ کے بھائی)

یارسول اللہ ما یضحك الرب من عبده

یارسول اللہ پروردگار بندہ کی کیا چیز ہنساتی ہے، یعنی خوش کرتی ہے؟ (یعنی جس امر سے بندہ کو خداوند ذوالجلال کی انتہائی رضامندی حاصل ہو۔ جس مقام پر خوشنودی کے ساتھ بشارت وکرامت مسرت ومحبت کا اظہار مقصود ہو وہاں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بجائے رضا کے ضحک کا استعمال ہوتا ہے تاکہ انتہائی خوشنودی اور انتہائی رضامندی اور غایت محبت پر دلالت کرے اس لیے کہ آقا بسا اوقات اپنے خادم سے راضی ہوتا ہے مگر اس کا اظہار نہیں کرتا۔ ضحک کا لفظ خوشنودی اور اس کے اظہار دونوں پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ کے حق میں حدیث میں آیا ہے: اللهم الق طلحة يضحك اليك وتضحك اليه. اے اللہ طلحہ سے اس حال میں ملاقات فرما کہ وہ تجھ کو دیکھ کر ہنسے اور تو اس کو دیکھ کر ہنسے۔ یعنی ایسی ملاقات فرما کہ جو انتہائی رضامندی اور انتہائی محبت کو ظاہر کرتی ہو۔ ضحک خداوندی کے یہ معنی ہیں خوب سمجھ لو۔) (روض الانف ص ۶۹ ج ۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندہ کا برہنہ ہو کر خدا کے دشمن کے خون سے اپنے ہاتھ کو رنگ دینا۔ عوف رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی زرہ اتار کر پھینک دی اور تلوار لے کر قتال شروع کیا یہاں تک شہید ہو گئے، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

## ابو جہل کی دعا، اور لوگوں کو جنگ کیلئے جوش دلانا

عتبہ اور شیبہ اور ولید کے قتل ہو جانے کے بعد ابو جہل نے لوگوں کو یہ کہہ کر ہمت اور جرأت دلائی اور جنگ پر آمادہ کیا: اے لوگو عتبہ اور شیبہ اور ولید کے قتل ہونے سے گھبراؤ نہیں ان لوگوں نے عجلت سے کام لیا قسم ہے لات اور عزیٰ کی ہم اس وقت تک ہرگز واپس نہ ہوں گے جب تک ہم ان کو رسیوں میں نہ باندھ لیں گے۔

اور اس کے بعد ابو جہل نے اللہ سے یہ دعا مانگی: اے اللہ ہم میں سے جو قرابتوں کا قطع کرنے والا اور غیر معروف امور کا مرتکب ہو اس کو ہلاک فرما۔ اور ہم میں سے جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو آج اس کو فتح اور نصرت دے۔

اس پر اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ۖ وَإِنْ تَنْتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۖ وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ (سورۃ الانفال آیت ۱۹)

اگر تم فتح طلب کرتے تھے تو دیکھ لو تمہارے سامنے فتح آ گئی اب اگر آئندہ کو باز آ گئے تو تمہارے لیے بہتر ہے اور تمہاری جماعت ذرہ برابر تمہارے کام نہ آئے گی اگرچہ وہ جماعت کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

(اخرجہ ابن اسحاق والحاکم وصححہ والبیہقی عن عبداللہ بن ثعلبۃ بن صعیر، خصائص کبریٰ ص ۲۰۳ ج ۱۔ زاد المعاد ص ۸۹ ج ۲۔ وقال ابن کثیر۔ اخرجہ الامام احمد والنسائی ورواہ الحاکم ثم قال صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ۔ البدایۃ والنہایۃ ص ۲۸۲ ج ۳)

دلائل بیہقی اور دلائل ابی نعیم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابو جہل کی دعا کے بعد رسول اللہ صلی اللہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا: اے پروردگار اگر (خدانخواستہ) یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر زمین میں کبھی تیری پرستش نہ ہوگی۔ ایک طرف ابوجہل دعا مانگ رہا تھا اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشغول دعا تھے۔ اس کے بعد فریقین میں گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی۔ اس وقت آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عریش سے باہر تشریف لائے اور صحابہ کو جہاد وقتال کی ترغیب دی اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص خدا کی راہ میں مارا جائے گا، حق تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امین کے اشارے سے ایک مشت خاک لے کر مشرکین کے چہروں پر پھینک ماری اور صحابہ کو حکم دیا کہ کافروں پر حملہ کرو مشرکین میں کوئی بھی ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ اور ناک اور منہ میں یہ مٹی نہ پہنچی ہو۔

خدا ہی کو معلوم ہے کہ اس مشت خاک میں کیا تاثیر تھی کہ اس کے پھینکتے ہی دشمن بھاگ اٹھے۔ اسی بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ (سورۃ الانفال آیت ۱۷)

اور نہیں پھینکی وہ مشت خاک آپ نے جس وقت کہ آپ نے پھینکی لیکن اللہ نے پھینکی۔

یعنی ظاہراً اگرچہ آپ نے ایک مٹھی خاک کی پھینکی لیکن ایک ہزار لشکر جرار کے ہر فرد کی آنکھ اور ناک میں اس مشت خاک کے ریزوں کا پہنچانا آپ کا کام نہ تھا بلکہ یہ اللہ کا کام اور اس کی قدرت کا ایک کرشمہ تھا۔

جب جنگ کی شدت ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ شاھت الوجوہ (یہ چہرے خراب ہوئے) پڑھ کر ایک مٹھی سنگریزے قریش کی طرف پھینکے اور صحابہ کو حملہ کا حکم دیا۔ ایک لمحہ کی مہلت اور ایک لحظہ کا وقفہ نہ گزرا کہ اعداء اللہ کے چہروں پر حسی اور معنوی ذلت کا غبار چھا گیا اور آنکھیں ملنے لگے۔ ادھر مسلمانوں نے دھاوا بول دیا۔ ابن شہاب زہری اور عروۃ بن الزبیر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مشت خاک کی عجب شان بنائی ہر شخص سرنگوں اور حیران تھا کہ کہاں اور کدھر جائے۔

مشت خاک کا پھینکنا تھا کہ کفار کا تمام لشکر سراسیمہ ہوگیا اور بڑے بڑے بہادر اور جانباز قتل اور قید ہونے لگے اور مسلمان خدا کے دشمنوں کے قتل کرنے اور گرفتار کرنے میں مشغول ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عریش میں تشریف فرما تھے اور سعد بن معاذ دروازہ پر تلوار لے کر ذات قدسی صفات اور ملکی سمات علیہ افضل الصلوات والتحیات کی حفاظت کر رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ صحابہ قریش کو گرفتار کرنے میں مشغول ہیں اور سعد بن معاذ کے چہرہ پر ناگواری کے آثار اس درجہ نمایاں ہیں کہ گویا کراہت اور ناگواری کوئی محسوس شے ہے جو سعد کے چہرہ میں رکھی ہوئی نظر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے سعد غالباً تجھ کو قریش کا گرفتار کرنا گوارہ ہے۔ سعد نے عرض کیا:

اجل واللہ یارسول اللہ کانت اول وقعة اوقعها اللہ تعالیٰ باھل الشرک فکان الاثخان فی القتل احب الی من استبقاء الرجال۔ (سیرۃ ابن ہشام ص ۱۸۰ ج ۲)

ہاں خدا کی قسم یارسول اللہ یہ پہلا حادثہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل شرک پر نازل فرمایا۔ میرے نزدیک خدا کے ساتھ شرک کرنے والوں کا قتل اور خونریزی ان کے زندہ چھوڑنے سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔

جن کے قلوب حق جل وعلاء کی توحید وتفرید سے لبریز ہوچکے ہوں ان کے دلوں میں خدا کے ساتھ شرک کرنیوالوں کیلئے کہاں گنجائش ہوسکتی ہے۔ نیز تخلق باخلاق اللہ کا اقتضاء بھی یہی ہے کہ شرک کو معاف نہ کیا جائے۔

---

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا (سورۃ النساء آیت ۴۸)

تحقیق اللہ تعالیٰ شرک معاف نہیں کرتا البتہ جو گناہ شرک سے کم درجہ کا ہو اس کو معاف کردیتا ہے جس کیلئے چاہے اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اس نے بڑے ہی جرم کا ارتکاب کیا۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشتر ہی یہ ارشاد فرمایا تھا کہ کچھ لوگ بنی ہاشم اور دیگر قبائل کے رضاء ورغبت سے نہیں بلکہ قریش کے محض جبر واکراہ سے آئے ہیں، ان کو قتل نہ کیا جائے۔ ہمیں ان سے قتل وقتال کی ضرورت نہیں لہذا تم میں سے جو شخص ابو البختری بن ہشام، اور عباس بن عبدالمطلب کو پائے تو قتل نہ کرے اس لیے صحابہ بجائے قتل کے ان لوگوں کی گرفتاری کے درپے رہے۔

چنانچہ مجذر بن زیاد انصاری نے جب ابو البختری کو دیکھا تو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو تیرے قتل سے منع کیا ہے۔

ابو البختری کے ساتھ ایک رفیق بھی تھا جو مکہ سے اس کے ساتھ آیا تھا جس کا نام جنادۃ بن ملیحہ تھا۔ ابو البختری نے کہا میرا رفیق بھی۔ مجذر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہرگز نہیں، خدا کی قسم ہم تیرے رفیق کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صرف تیری بابت حکم دیا ہے۔ ابو البختری نے کہا خدا کی قسم یہ مجھ سے ممکن نہیں کہ میں اپنے ساتھی کو چھوڑ دوں۔ کل کو مکہ کی عورتیں مجھ کو یہ طعنہ دیں گی کہ فقط اپنی جان بچانے کیلئے اپنے رفیق کو چھوڑ دیا۔ اور یہ رجز پڑھتا ہوا حملہ کیلئے آگے بڑھا:

لن یسلم ابن حرۃ زمیله     حتی یموت او یری سبیله

ایک شریف زادہ اپنے رفیق کی اعانت اور دستگیری سے کبھی دستکش نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ مرجائے یا اپنا راستہ دیکھے۔

ابو البختری کا مقابلہ پر آنا تھا کہ مجذر رضی اللہ عنہ کی تلوار نے کام تمام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

**والذی بعثك بالحق لقد جهدت ان يستاسر فآتيك به فابى الا ان يقاتلني فقاتلته فقتلته**

قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا البتہ تحقیق میں نے پوری کوشش کی کہ ابوالبختری قید ہو جائے اور میں اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کروں لیکن نہ مانا یہاں تک کہ مقاتلہ اور مقابلہ کیا تو میں نے اس کو قتل کر دیا۔

## امیہ بن خلف اور اس کے بیٹے کا قتل

امیہ بن خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھا جس وقت جنگ بدر کا کوئی وہم وگمان بھی نہ تھا اس وقت سعد بن معاذ کی زبانی مکہ ہی میں اپنے قتل کی پیشین گوئی سن چکا تھا۔ اس لیے بدر کے موقع پر جنگ میں شریک ہونے سے جان چراتا رہا۔ ابوجہل نے یہ کہہ کر کہ ادرکوا عیرکم اپنے تجارتی قافلہ کی خبر لو (یعنی قافلہ ابی سفیان کی) لوگوں کو جنگ کیلئے آمادہ کیا امیہ نے پہلوتہی کی۔ ابوجہل نے کہا اے ابوصفوان آپ اس وادی کے سردار ہیں آپ کی پہلوتہی کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی پہلوتہی کریں گے۔ ابوجہل برابر اصرار کرتا رہا۔ امیہ جب مجبور ہو گیا تو یہ کہا کہ خدا کی قسم میں ایک نہایت عمدہ بہادر تیز رو اونٹ خریدوں گا تا کہ جب موقع ملے تو راستہ ہی سے واپس آ جاؤں اور اپنی بیوی ام صفوان سے جا کر کہا کہ سفر کا سامان تیار کر دے۔ ام صفوان نے کہا کیا تم کو اپنے یثربی بھائی کا قول (کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ہاتھ سے مارے جاؤ گے) یاد نہیں رہا؟ امیہ نے کہا: نہیں، خوب یاد ہے۔ میرا ارادہ جانے کا نہیں تھوڑی دور تک ساتھ جاتا ہوں اور پھر موقع پا کر واپس ہو جاؤں گا، اسی طرح تمام منزلیں طے کرتا ہوا بدر تک پہنچ گیا۔ (بخاری شریف باب من یقتل ببدر)

جب بدر کے میدان میں آیا تو بلال رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی کہ جن کو امیہ مکہ میں گرم پتھروں پر لٹایا کرتا تھا، بلال نے امیہ کو دیکھتے ہی انصار کو للکارا۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت سے امیہ کے دوست تھے، وہ یہ چاہتے تھے کہ امیہ قتل نہ ہو بلکہ گرفتار اور اسیر ہو جائے (شاید اللہ تعالی اس بہانہ سے اس کو ہدایت نصیب فرمائے اور ہمیشہ کے عذاب سے نجات پائے)

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کچھ زرہیں تھیں جو کافروں سے چھینی تھیں۔ ان کو تو زمین پر ڈال دیا اور امیہ اور اس کے بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ بلال نے دیکھ کر آواز دی پکڑو کفر کے سردار امیہ کو، نہ بچوں میں اگر امیہ بچ جائے۔ انصار یہ آواز سنتے ہی دوڑے۔ حضرت عبدالرحمن نے امیہ کے بیٹے کو آگے کر دیا، انصار نے اس کو قتل کر دیا اور امیہ کی طرف دوڑے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ امیہ کے اوپر لیٹ گئے مگر انصار نے اسی حالت میں پیروں کے نیچے سے تلواریں چلا کر امیہ کو قتل کیا۔ جس سے حضرت عبدالرحمن کے پیر پر زخم آیا اور مدتوں تک اس زخم کا نشان باقی رہا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف فرمایا کرتے تھے: خدا بلال پر رحم فرمائے میری زرہیں بھی گئیں اور میرے قیدی بھی ہاتھ سے گئے۔ (صحیح بخاری کتاب الوکالۃ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## ابوجہل عدو اللہ، فرعونِ امتِ رسول اللہ کا قتل

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ میں بدر کے دن صف میں کھڑا تھا اچانک نظر جو پڑی تو دیکھتا کیا ہوں کہ میرے دائیں بائیں انصار کے دو نوجوان ہیں۔ اس لیے مجھ کو اندیشہ ہوا (کہ لوگ آ کر مجھ کو دو لڑکوں کے درمیان کھڑا دیکھ کر نہ آ گھیریں) اسی خیال میں تھا کہ ایک نے آہستہ سے کہا اے چچا مجھ کو ابوجہل دکھاؤ کہ کون سا ہے؟ میں نے کہا اے میرے بھتیجے ابوجہل کو دیکھ کر کیا کرو گے؟ اس نوجوان نے کہا میں نے اللہ سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر ابوجہل کو دیکھ پاؤں تو اس کو قتل کر ڈالوں یا خود مارا جاؤں اس لیے کہ مجھ کو خبر ملی ہے کہ ابوجہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرتا ہے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر اس کو دیکھ پاؤں تو میرا سایہ اس کے سایہ سے جدا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ہم میں سے جس کی موت پہلے مقدر ہو چکی ہے نہ مر جائے۔

ان کی یہ گفتگو سن کر دل سے یہ آرزو جاتی رہی کہ کاش میں بجائے دو لڑکوں کے دو مردوں کے مابین ہوتا۔ میں نے اشارہ سے ابوجہل کا بتایا۔ وہ دونوں سنتے ہی شکرے اور باز کی طرح ابوجہل پر دوڑے اور اس کا کام تمام کیا۔ (بخاری شریف کتاب الجہاد باب من لم یخمس الاسلاب، وبخاری شریف جلد دوم باب غزوۂ بدر)

یہ دونوں جوان حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کے بیٹے معاذ اور معوذ تھے۔

عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن ابی بکر بن حزم، معاذ بن عمرو بن الجموح سے راوی ہیں کہ میں ابوجہل کی تاک میں تھا جب موقع ملا تو اس زور سے تلوار کا وار کیا کہ ابوجہل کی ٹانگ کٹ گئی۔

ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے (جو فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے) باپ کی حمایت میں معاذ کے شانہ پر اس زور سے تلوار ماری کہ ہاتھ کٹ گیا لیکن تسمہ (چمڑا) لگا رہا ہاتھ بیکار ہو کر لٹک گیا۔ مگر سبحان اللہ معاذ شام تک اسی حالت میں لڑتے رہے۔ جب ہاتھ کے لٹکنے سے تکلیف زیادہ ہونے لگی تو ہاتھ کو قدم کے نیچے دبا کر زور سے کھینچا کہ وہ تسمہ (چمڑا) علیحدہ ہو گیا۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تک زندہ رہے۔ مگر معوذ بن عفراء ابوجہل سے فارغ ہو کر لڑائی میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ جام شہادت نوش فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

## فتح کے بعد ابوجہل کی لاش کی تلاش

ابوجہل اگرچہ زخمی خوب ہو چکا تھا لیکن زندگی کی رمق ابھی کچھ باقی تھی۔ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا کہ: ہے کوئی جو ابوجہل کی خبر لائے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے جا کر لاشوں میں تلاش کیا، دیکھا کہ اس میں کچھ رمق باقی ہے۔

یہ بخاری کی روایت ہے ابن اسحاق اور حاکم کی روایت میں ہے کہ ابن مسعودؓ نے ابوجہل کی گردن پر پیر رکھ کر یہ کہا:

اخزاك الله يا عدو الله

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ذلیل اور رسوا کیا تجھ کو اللہ نے اے اللہ کے دشمن

اور بعد ازاں اس کا سر کاٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر لا کر ڈال دیا اور یہ عرض کیا:

هذا رأس عدوالله ابی جهل

یہ سر ہے اللہ کے دشمن ابوجہل کا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الله الذی لا اله الا هو

قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں یہ ابوجہل کا ہی سر ہے؟

میں نے عرض کیا:

نعم والله الذی لا اله غیره

ہاں قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کو معبود نہیں، یہ ابوجہل ہی کا سر ہے۔

آپ نے اللہ کا شکر کیا اور تین مرتبہ زبان مبارک سے یہ فرمایا:

الحمدلله الذی اعز الاسلام واهله

حمد ہے اس ذات پاک کی جس نے اسلام کو اور اسلام والوں کو عزت بخشی۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ نے سجدہ شکر بھی ادا فرمایا (عمدۃ القاری باب قتل ابی جہل) اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے (اس شکریہ میں) ایک دوگانہ پڑھا۔ (رواہ ابن ماجہ عن عبداللہ بن ابی اوفی)

ایک روایت میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ابوجہل کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ ابوجہل نے آنکھیں کھولیں اور کہا اے بکریوں کے چرانے والے البتہ تو بہت اونچے مقام پر چڑھ بیٹھا ہے۔ میں نے کہا:

الحمدلله الذی مکننی من ذلك

حمد ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھ کو یہ قدرت دی۔

پھر کہا: کس کو فتح اور غلبہ نصیب ہوا؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو۔ پھر کہا: تیرا کیا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: تیرا سر قلم کرنے کا۔ کہا: اچھا یہ میری تلوار ہے اس سے میرا سر کاٹ یہ بہت تیز ہے تیری مراد اور مدعا کو جلد پورا کرے گی اور دیکھو میرا سر شانوں کے پاس سے کاٹنا تا کہ دیکھنے والوں کی نظروں میں مہیب ہیبت ناک معلوم ہو اور جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف واپس ہو تو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ میرے دل میں بہ نسبت گزشتہ کے آج کے دن تمہاری عداوت اور بغض کہیں زیادہ ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعد ازاں میں نے اس کا سر قلم کیا اور لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ اللہ کے دشمن ابوجہل کا سر ہے۔ اور اس کا پیام پہنچایا۔ آپ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا کہ یہ میرا اور میری امت کا فرعون تھا جس کا شر اور فتنہ موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کے شر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور فتنہ سے کہیں بڑھ کر تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے فرعون نے مرتے وقت تو ایمان کا کلمہ پڑھا مگر اس امت کے فرعون نے مرتے وقت بھی کفر اور تکبر ہی کے کلمات کہے اور ابوجہل کی تلوار ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی۔ (کذا فی شرح السیر الکبیر للامام السرخسی رحمہ اللہ ص ۷ ج ۲)

یعنی جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فضائل وکمالات میں تمام انبیاء ومرسلین (صلوات اللہ علیہم اجمعین) سے افضل وبرتر تھے۔ اسی طرح آپ کی امت کا فرعون تمام امم کے فراعنہ سے کفر اور شقاوت میں بڑھ کر تھا کہ مرتے وقت بھی اس کی آنکھ نہ کھلی اور سکرات موت نے بھی اس کے کفر اور تکبر کو متزلزل نہ کیا بلکہ کفر اور تکبر میں اور اضافہ ہو گیا۔ (اعاذنا اللہ تعالیٰ من ذلک آمین)

## نکتہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کی طرف جانے کا قصد فرمایا تو یہ ارشاد فرمایا:

**لیقم معی من لم یکن فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر فقام ابن مسعود فحملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع نفسہ۔ (بنایہ شرح الھدایۃ للحافظ العینی ص۲۸۶ ج۱)**

میرے ساتھ چلنے کیلئے وہ شخص اٹھے جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر نہ ہو آپ کے اس ارشاد کے بعد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ہمراہ لے گئے۔

عجب نہیں کہ ابوجہل کے آخری قتل کی سعادت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس لیے حاصل ہوئی ہو کہ یہ اللہ کے خاص بندے تھے جن کا قلب تکبر اور غرور کے شوائب سے پاک اور منزہ تھا اور ابوجہل غرور مجسم اور سراپا تکبر تھا جس کے قلب میں جزء لایتجزی کے مقدار بھی تواضع کا نام ونشان نہ تھا۔ اس لیے ابوجہل کا قتل حق جل وعلاء نے ایسے مبارک اور مسعود شخص کے ہاتھ سے مقدر فرمایا کہ جو اللہ کا ایسا خاص بندہ ہو کہ جس کے قلب میں ذرہ برابر بھی غرور اور تکبر نہ ہو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ رضی اللہ عن عبداللہ ابن مسعود وارضاہ وجزاہ عن الاسلام ما یحبہ ویرضاہ آمین)

## فائدہ

ابوجہل کا اصل لقب ابوالحکم تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کا لقب عطا فرمایا۔ (فتح الباری باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل ببدر) یعنی جہل مطلق کا باپ اور مربی جب تک زندہ رہا اس وقت تک برابر اس سے ہر قسم کی جہالت کا توالد اور تناسل ہوتا رہا۔

عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی لڑتے لڑتے تلوار ٹوٹ گئی، آپ نے ایک چھڑی مرحمت فرمائی جو عکاشہ کے ہاتھ میں جاتے ہی تیغ براں بن گئی اسی سے قتال کیا یہاں تک اللہ نے فتح دی۔ اس تلوار کا نام عون تھا۔ ہر غزوہ میں یہ تلوار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ساتھ رہتی۔

عبیدۃ بن سعید بن العاص بدر کے دن غرق آہن تھا سوائے آنکھوں کے کوئی شے دکھلائی نہیں دیتی تھی۔ حضرت زبیر نے تاک کر اس کی آنکھ میں ایسا نیزہ مارا کہ پار ہو گیا اور وہ فوراً ہی مر گیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اوپر پیر رکھ کر پوری قوت کے ساتھ نیزہ کھینچا تب نکلا لیکن اس کے کنارے ٹیڑھے ہو گئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور یادگار اس نیزہ کو حضرت زبیر سے مانگ لیا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر کے پاس رہا، پھر حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی اور پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے پاس رہا۔

معرکہ بدر میں حضرت زبیر کے زخم آئے ایک زخم شانہ پر اس قدر گہرا آیا کہ عروۃ بن زبیر بچپن میں اس زخم میں انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان نے عروۃ بن الزبیر سے کہا تم زبیر کی تلوار پہچانتے ہو۔ عروہ نے کہا ہاں۔ عبدالملک نے کہا کس طرح؟ عروہ نے کہا: اس میں بدر کے دن دندانے پڑ گئے تھے۔ عبدالملک نے کہا سچ کہتے ہو اور تائید کیلئے یہ مصرع پڑھا:

بھن فلول من قراع الکتائب (صحیح بخاری غزوۂ بدر)

ان تلواروں میں دندانے ہیں بڑے بڑے لشکروں کے مارنے سے۔

## اسیران بدر

بحمداللہ فتح مبین پر لڑائی کا خاتمہ ہوا، قریش کے ستر آدمی قتل اور ستر گرفتار اور اسیر ہوئے مقتولین کی لاشوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے کنویں میں ڈالنے کا حکم دیا مگر امیہ بن خلف کہ اس کی لاش اس قدر پھول گئی تھی کہ جب زرہ نکالنے کا ارادہ کیا تو اس کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اس لیے وہیں مٹی میں دبا دی گئی۔

جب عتبہ بن ربیعہ کی لاش کنویں میں ڈالی جانے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عتبہ کے بیٹے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر حزن اور ملال کے آثار ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابوحذیفہ کیا باپ کی اس حالت کو دیکھ کر تیرے دل میں کچھ خیال گزرا ہے؟ ابوحذیفہ نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم کوئی خیال نہیں، صرف اتنی بات ہے کہ میرا باپ صاحب رائے اور حلیم اور بردبار اور صاحب فضل تھا، اس لیے امید تھی کہ یہ فہم و فراست اسلام کی طرف رہنمائی کرے گی۔ لیکن جب اس کو کفر پر مرتے دیکھا تو رنج ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعائے خیر فرمائی۔

## مقتولین بدر کی لاشوں کا کنویں میں ڈلوانا

حضرت انس بن مالک، ابوطلحہ رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سرداران قریش کی لاشوں کے متعلق ایک نہایت خبیث، ناپاک اور گندے کنویں میں ڈالنے کا حکم دیا، کنویں میں جو ڈالے گئے وہ سردار کفار تھے اور باقی مقتولین کسی اور جگہ ڈلوا دیئے گئے۔ اور آپ کی یہ عادت شریفہ تھی کہ جب آپ کسی قوم پر غلبہ اور فتح پاتے تو تین شب وہاں قیام فرماتے۔ اسی عادت کے مطابق جب تیسرا روز ہوا تو آپ نے سواری پر زین کسنے کا حکم دیا۔ حسب الحکم پھر آپ چلے اور صحابہ آپ کے پیچھے چلتے تھے۔ صحابہ کو یہ خیال تھا کہ شاید کسی ضرورت کیلئے تشریف لے جا رہے ہیں یہاں تک کہ آپ اس کنویں کے کنارے پر جا کھڑے ہوئے اور نام بنام فلاں بن فلاں کہہ کر آواز دی اور یا عتبہ اور یا شیبہ اور یا امیہ اور یا ابا جہل، اس طرح نام لے کر پکارا اور یہ فرمایا: تم کو یہ اچھا معلوم نہ ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے، تحقیق جس چیز کا ہمارے رب نے ہم سے وعدہ کیا ہم نے اس کو حق پایا۔ کیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدہ کو حق پایا؟

یہ بخاری کی روایت ہے۔ ابن اسحاق کی روایت میں اس قدر اور اضافہ ہے: اے گڑھے والو تم اپنے نبی کے حق میں بہت برا قبیلہ تھے، تم نے مجھ کو جھٹلایا اور لوگوں نے میری تصدیق کی تم نے مجھ کو نکالا اور لوگوں نے ٹھکانہ دیا، تم نے مجھ سے قتال کیا اور لوگوں نے میری مدد کی۔ امین کو تم نے خائن بتلایا اور صادق کو کاذب کہا۔ اللہ تم کو بری جزا دے۔ بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے عرض کیا: یا رسول اللہ کیا آپ بے جان لاشوں سے کلام فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میرے کلام کو تم ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر وہ جواب نہیں دے سکتے۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک طویل قصیدہ میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ینادیھم رسول اللہ لما | قذفناھم کباکب فی القلیب |
| الم تجدوا کلامی کان حقا | وامر اللہ یاخذ بالقلوب |
| فما نطقوا ولو نطقوا لقالوا | صدقت وکنت ذا رای مصیب |

جب ہم نے ان کی جماعتوں کو کنویں میں پھینک دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آواز دی۔ کیا تم نے میری بات کو حق نہیں پایا اور اللہ تو دلوں کا مالک ہے۔ پس کوئی جواب نہیں دیا اور اگر بالفرض جواب دیتے تو یہی کہتے کہ آپ نے سچ کہا اور آپ ہی کی رائے صائب اور درست تھی۔

## فتح کی بشارت کیلئے مدینہ منورہ قاصد روانہ کرنا

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتح مبین کی بشارت اور خوشخبری سنانے کے لئے مدینہ منورہ قاصد روانہ فرمائے اہل عالیہ کی طرف عبداللہ بن رواحہ کو اور اہل سافلہ کی طرف زید بن حارثہ کو روانہ فرمایا۔

اسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ یہ بشارت اس وقت ہمارے کانوں میں پہنچی جس وقت کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وسلم کی صاحبزادی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو مٹی دے رہے تھے۔ ان کی تیمارداری کیلئے حضور پرنور عثمان غنی کو مدینہ چھوڑ آئے تھے اسی وجہ سے حضرت عثمان بدر میں شریک نہ ہو سکے، مگر چونکہ یہ تخلف حضور پرنور کے حکم سے تھا اس لیے حضرت عثمان حکماً بدر میں شمار کیے گئے۔ میں نے دیکھا کہ زید بن حارثہ کو لوگ گھیرے ہوئے ہیں اور زید مصلے پر کھڑے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں مارا گیا عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوجہل بن ہشام اور زمعہ بن الاسود اور ابوالبختری بن ہشام اور امیہ بن خلف اور نبیہ اور منبہ پسران حجاج۔

میں نے کہا اے والد کیا یہ خبر سچ ہے؟ زید نے کہا ہاں خدا کی قسم بالکل حق ہے۔

زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ منورہ روانہ فرمانے کے بعد آپ روانہ ہوئے اور اسیران بدر کا قافلہ آپ کے ہمراہ تھا۔ مال غنیمت عبداللہ بن کعب انصاری کے سپرد فرمایا۔

جب آپ مقام روحاء میں پہنچے تو آپ کو کچھ مسلمان ملے جنہوں نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اس فتح مبین کی مبارکباد دی۔ اس پر سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کس چیز کی مبارکباد دیتے ہو۔ خدا کی قسم بڑھیوں سے پالا پڑا، رسی میں بندھے ہوئے اونٹوں کی طرح ان کو ذبح کر کے ڈال دیا۔ (یعنی ہم نے کوئی بڑا کام ہی نہیں کیا جس پر ہم مبارکباد کے مستحق ہوں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر مسکرائے اور یہ فرمایا: یہی تو مکہ کے سادات اور اشراف تھے۔

## مال غنیمت کی تقسیم

فتح کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں تین روز قیام فرمایا۔ تین روز قیام کے بعد مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مال غنیمت عبداللہ بن کعب کے سپرد فرمایا اور مقام صفراء میں پہنچ کر مال غنیمت کو تقسیم فرمایا۔ ہنوز مال غنیمت کی تقسیم کی نوبت نہیں آئی تھی کہ اصحاب بدر مال غنیمت کے تقسیم میں مختلف الرائے ہو گئے۔ جوان یہ کہتے تھے کہ مال غنیمت ہمارا حق ہے کہ ہم نے کافروں کو قتل کیا۔ بوڑھے چونکہ جھنڈوں کے پیچھے رہے اور قتل وقتال میں زیادہ حصہ نہیں لیا، وہ یہ کہتے تھے کہ ہم کو بھی مال غنیمت میں شریک کیا جائے اس لیے کہ جو کچھ فتح ہوا وہ ہماری ہی پشت پناہی سے فتح ہوا، اگر خدانخواستہ تم کو شکست ہوتی تو ہماری ہی پناہ لیتے اور ایک جماعت کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہی تھی وہ اپنے کو اس مال کا مستحق سمجھتی تھی۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

آپ سے مال غنیمت کا حکم پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا ہے۔ یعنی مال غنیمت کے مالک حق تعالیٰ اور رسول اللہ اللہ کے نائب ہیں جس طرح مناسب سمجھیں تقسیم کر دیں۔ مقام صفراء میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پہنچ کر آپ نے یہ تمام مال مسلمانوں میں برابر تقسیم کر دیا۔

علاوہ ازیں مال غنیمت میں سے ان آٹھ آدمیوں کو بھی حصہ دیا کہ جو آپ کے حکم سے یا اجازت سے بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔

❶ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اہلیہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کی وجہ سے مدینہ میں چھوڑ گئے تھے۔

❷ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ اور

❸ سعید بن زید رضی اللہ عنہ ان دونوں صاحبوں کو مدینہ سے ابوسفیان کے قافلہ کی خبر لینے کیلئے روانہ کیا تھا۔

❹ ابولبابہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہی میں بغرض انتظام چھوڑ گئے تھے۔

❺ عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ ان کو عالیہ میں چھوڑ گئے تھے۔

❻ حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ ان کو کسی وجہ سے بنی عمرو بن عوف کی طرف واپس لوٹا دیا تھا۔

❼ حارث بن الصمہ رضی اللہ عنہ اور

❽ خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ یہ دونوں اصحاب اگرچہ معرکہ بدر میں شریک نہیں ہوئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بدر کی غنیمت میں سے حصہ دیا اور بدریین میں شامل فرمایا۔ واللہ اعلم

**فائدہ**

جاننا چاہئے کہ یہ آیت یعنی ﴿يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْأَنفَالِ﴾ در بارہ تقسیم غنائم مجمل ہے اور ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ﴾ الایۃ مفصل ہے جس میں مال غنیمت کی تقسیم کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ ابوعبیدہ اس طرف گئے ہیں کہ غنائم بدر میں خمس نہیں نکالا گیا مگر امام بخاری اور امام ابن جریر وغیرہ اس طرف گئے ہیں کہ غنائم بدر میں خمس نکالا گیا تھا جیسا کہ صحیحین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان دو اونٹنیوں کے بارے میں کہ جن کے کوہانوں کو حضرت حمزہ نے کاٹ ڈالا تھا یہ منقول ہے کہ ان میں سے ایک اونٹنی وہ تھی کہ جو بدر کے خمس میں سے ان کو ملی تھی حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہی قول صحیح اور راجح ہے۔

اور اسی مقام صفراء میں پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں میں سے نضر بن حارث کے قتل کا حکم دیا۔ اور صفراء سے چل کر جب مقام عرق الظبیہ میں پہنچے تو عقبہ بن ابی معیط کے قتل کا حکم دیا اور اسی جگہ اس کی گردن ماری گئی۔

نضر بن حارث کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اور عقبہ بن ابی معیط کو عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور باقی قیدیوں کو لے کر حضور مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فائدہ

نضر اور عقبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھے بدزبان اور دریدہ دہن تھے۔ قول اور فعل سے آپ کی تذلیل اور توہین سب وشتم میں استہزاء اور تمسخر میں، ہاتھ اور زبان سے ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا تھا۔ اس لیے خاص طور پر تمام قیدیوں سے صرف ان دو کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ اسی عقبہ بن ابی معیط نے جبکہ آپ بارگاہ خداوندی میں سربسجود تھے۔ آپ کی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھ لا کر رکھی تھی اور آپ کا گلا گھونٹا تھا، دلائل ابی نعیم میں باسناد صحیح ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر تھوکا تھا۔ الغرض ذات قدسی صفات علیہ الف الف صلوات والف الف تحیات کا استہزاء اور تمسخر تو اس کی غذا ہی تھی۔

نبی اللہ کا مقابلہ اور مقاتلہ محاربہ اور مجادلہ اگرچہ جرم عظیم اور خسران مبین ہے لیکن اللہ کے نبی کی شان میں گستاخانہ کلمات زبان سے نکالنا سب وشتم کرنا، اس کے ساتھ استہزاء و تمسخر کرنا یہ جرم محاربہ اور مقاتلہ کے جرم سے کہیں زیادہ شدید اور سخت ہے کیونکہ یہ منصب نبوت کی توہین ہے۔

الغرض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منزل بمنزل ٹھہرتے ہوئے اور قیدیوں کا قافلہ ہمراہ لیے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے۔

## اسیران بدر کی مسلمانوں میں تقسیم اور ان کے ساتھ سلوک اور احسان کا حکم

مدینہ منورہ پہنچ کر قیدیوں کو صحابہ میں تقسیم فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا:

**استو صوابا لا ساری خیرا۔** قیدیوں کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرو۔ **(رواہ الطبرانی فی الکبیر وقال الحافظ الهیثمی اسناده حسن)**

چنانچہ صحابہ کا یہ حال تھا کہ جن کے پاس قیدی تھے وہ اول کھانا قیدیوں کو کھلاتے اور بعد میں خود کھاتے اور اگر نہ بچتا تو خود کھجور پر اکتفا کرتے۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی ابوعزیز بن عمیر بھی قیدیوں میں تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں انصار کے جس گھر میں تھا ان کا یہ حال تھا کہ صبح وشام جو تھوڑی بہت روٹی پکتی وہ تو مجھ کو کھلا دیتے اور خود کھجور کھاتے۔ میں شرماتا اور ہرچند اصرار کرتا کہ روٹی آپ کھائیں لیکن نہ مانتے اور یہ کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے (قال الہیثمی رواہ الطبرانی فی الصغیر والکبیر واسنادہ حسن۔ مجمع الزوائد ص ٨٦ ج ٦)

## اسیران بدر کی بابت مشورہ

مدینہ منورہ پہنچ جانے کے چند روز بعد آپ نے صحابہ سے اسیران بدر کے بارہ میں مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے اسیران بدر کے بارہ میں صحابہ سے مشورہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طلب کیا کہ اس بارہ میں رائے دیں۔ اور ابتداءً از خود یہ ارشاد فرمایا:

ان اللہ امکنکم منھم

تحقیق اللہ نے تم کو ان پر قدرت دی ہے۔

حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ مناسب یہ ہے کہ سب کی گردن اڑا دی جائے۔ رحمت عالم رافت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رائے کو پسند نہ فرمایا اور دوبارہ یہ ارشاد فرمایا:

یایھا الناس ان اللہ قد امکنکم وانماھم اخوانکم بالامس

اے لوگو تحقیق اللہ نے تم کو ان پر قدرت دی ہے اور کل یہ تمہارے بھائی تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر وہی عرض کیا۔ آپ نے پھر وہی ارشاد فرمایا کہ اللہ نے تم کو ان پر قدرت دی ہے اور کل یہ تمہارے بھائی تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری رائے یہ ہے کہ یہ لوگ فدیہ لے کر چھوڑ دیئے جائیں (مسند احمد۔ وقال الھیثمی رواہ احمد عن شیخہ علی بن عاصم بن صھیب وھو کثیر الخطاء لا یرجع اذا قیل لہ الصواب وبقیۃ رجال احمد رجال الصحیح)

صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہر شخص اپنے عزیز کو قتل کرے علی کو حکم دیں کہ وہ اپنے بھائی عقیل کی گردن ماریں اور مجھ کو اجازت دیں کہ میں اپنے فلاں عزیز کی گردن ماروں اس لیے کہ یہ لوگ کفر کے پیشوا اور سردار ہیں۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ آپ ہی کی قوم کے ہیں میری رائے میں ان کو فدیہ لے کر آزاد فرما دیں عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اسلام کی ہدایت دے اور پھر یہی لوگ کافروں کے مقابلے میں ہمارے معین اور مددگار ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رائے کو پسند فرمایا۔ (صحیح مسلم باب الامداد بالملئکۃ فی غزوۃ بدر واباحۃ الغنائم)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم کی رائے سن کر یہ ارشاد فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ) تیری شان حضرت نوح اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی سی ہے جنہوں نے اپنی اپنی قوم کے حق میں بددعا کی۔ نوح علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی:

وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۝ إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ (سورۃ نوح ۲۶۔۲۷)

اے پروردگار مت چھوڑ زمین پر کافروں میں سے کسی بسنے والے کو تو اگر ان کو چھوڑ دے گا تو یہ لوگ تیرے بندوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو گمراہ کریں گے اور نہیں جنیں گے مگر بدکار اور کفر کرنے والے کو۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا مانگی:

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ (سورۃ یونس آیت ۸۸)

اے ہمارے پروردگار مٹادے ان کے مالوں کو اور مہر کردے ان کے دلوں پر کہ نہ ایمان لائیں یہاں تک کہ دردناک عذاب کو دیکھیں۔

اور اے ابوبکر تیری شان حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی سی ہے، جنہوں نے یہ دعا مانگی، ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی:

فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (سورۃ ابراہیم آیت ۳۶)

پس جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے وابستہ ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو آپ بڑے کثیر المغفرت اور کثیر الرحمت ہیں اور اس کو ایمان کی توفیق دے سکتے ہیں۔

اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن یہ فرمائیں گے:

إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (سورۃ المائدہ آیت ۱۱۸)

اے اللہ اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں آپ ان کے مالک ہیں اور اگر آپ ان کی مغفرت فرمائیں تو آپ بڑے غالب اور حکمت والے ہیں جس مجرم کو چاہیں معاف کریں اور آپ کی معافی حکمت سے خالی نہیں ہو سکتی۔

آپ کی شان رحمۃ للعالمینی نے حضرت ابوبکر کی رائے کو پسند کیا اور قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا حکم دیا۔

حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، حافظ ذہبی نے بھی تلخیص میں اس حدیث کو صحیح فرمایا ہے۔ (مستدرک ص ۲۱ ج ۳)

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ اور ابو ایوب انصاری سے بھی مروی ہے۔ (البدایہ والنہایہ ص ۲۹۸ ج ۳) آپ صحابہ سے مشورہ فرما ہی رہے تھے کہ وحی نازل ہوئی کہ آپ صحابہ کو قتل اور فدیہ کا اختیار دے دیں جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ راوی ہیں کہ جبریل امین نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اسیران بدر کے بارے میں آپ اپنے اصحاب کو اختیار دیں چاہیں قتل کریں اور چاہیں فدیہ لے کر آزاد کر دیں مگر شرط یہ ہے کہ سال آئندہ تم میں سے اتنے ہی قتل کیے جائیں گے۔ صحابہ نے کفار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے فدیہ لینے اور سال آئندہ اپنے قتل ہونے کو اختیار کیا۔ (رواہ الترمذی والنسائی وابن حبان والحاکم باسناد صحیح عن علی رضی اللہ عنہ)

مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ابوعبیدہ سے مرسلا روایت ہے کہ جبرئیل امین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر یہ عرض کیا کہ آپ کے رب نے اسیران بدر کے بارے میں آپ کو اختیار دیا ہے آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ آج ہم ان کو ان سے فدیہ لے کر آزاد کردیں تاکہ ہم کو ان کے مقابلے میں ایک گونہ قوت حاصل ہو اور سال آئندہ حق تعالیٰ جس کو چاہیں شہادت کی عزت وکرامت سے سرفراز فرمائیں۔ ابن سعد کی روایت میں ہے کہ سال آئندہ ہم میں سے ستر آدمی جنت میں داخل ہوں۔ (طبقات ابن سعد ص ۱۴ ج ۲)

## فدیہ لینے پر عتاب الٰہی کا نزول

الحاصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کی رائے کو پسند فرمایا اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا حکم دیا اور دیگر اکابر صحابہ کی فدیہ لینے کی رائے اس لیے تھی کہ شاید یہی لوگ آئندہ چل کر مسلمان ہو جائیں اور اسلام کے معین ومددگار بنیں اور فدیہ سے فی الحال جو مال حاصل ہو وہ جہاد میں مدد دے اور دینی کاموں میں اس سے سہارا لگے اور ممکن ہے کہ فدیہ کا مشورہ دینے والوں میں کچھ افراد ایسے بھی ہوں کہ جن کا زیادہ مقصود حصول مال ومنال ہو جس کا منشاء حب دنیا ہے اگرچہ وہ دنیائے حلال ہی ہو یعنی مال غنیمت اس پر بارگاہ خداوندی سے عتاب ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (سورۃ الانفال ۶۷۔ ۶۸)

کسی نبی کیلئے یہ لائق نہیں کہ اس کے پاس قیدی آئیں یہاں تک کہ ان کو قتل کرے اور زمین میں خوب ان کا خون بہائے تم دنیا کا مال ومتاع چاہتے ہو اور اللہ آخرت کی مصلحت چاہتا ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کا نوشتہ مقدر نہ ہو چکا ہوتا تو اس چیز کے بارے میں جو تم نے لی ہے ضرور تم کو بڑا عذاب پہنچتا۔

اس خطاب سراپا عتاب کے اصل مخاطب وہی لوگ ہیں جنہوں نے زیادہ تر مالی فائدہ اور دنیاوی مصلحت کو پیش نظر رکھ کر فدیہ کا مشورہ دیا تھا جیسا کہ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا سے مترشح ہوتا ہے۔ باقی جن حضرات نے محض دینی اور اخروی مصالح کی بناء پر فدیہ کا مشورہ دیا تھا وہ فی الحقیقت اس عتاب میں داخل نہیں اور حضور پرنور نے محض صلہ رحمی اور رحمدلی کی بناء پر فدیہ کی رائے کو پسند فرمایا اور تاکہ دوسروں کو مالی فائدہ پہنچ جائے اور دوسروں کو مالی نفع پہنچانے کا تصور جود وکرم ہے اور غایت درجہ محمود ہے اور اپنے لیے مالی فائدے کو ملحوظ رکھنا یہ ناپسندیدہ ہے۔ آیت میں عتاب ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لوگوں پر ہے جن کی زیادہ نظر مالی فائدہ پر تھی۔ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم اور صدیق اکبر عتاب ربانی سن کر رو پڑے، حضرت عمر فرماتے ہیں میں نے رونے کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا:

ابکی للذی عرض علی اصحابك من اخذهم الفداء لقد عرض علی عذابهم ادنیٰ من هذه الشجرة (صحیح مسلم ص ۹۳ ج ۲)

تیرے ساتھیوں پر فدیہ لینے کی وجہ سے من جانب اللہ جو عذاب پیش کیا گیا اس کی وجہ سے روتا ہوں میرے سامنے ان کا عذاب اس درخت سے زیادہ قریب پیش کیا گیا۔

## فائدہ

عذاب فقط دکھلا دیا گیا اتارا نہیں گیا، مقصود فقط تنبیہ تھی۔ بعد ازاں آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر اس وقت عذاب آتا تو سوائے عمر کے کوئی نہ بچتا اور ایک روایت میں ہے کہ اور سوائے سعد بن معاذ کے۔

چونکہ سعد بن معاذ کی بھی یہی رائے تھی کہ قتل کیے جائیں اس لیے حضرت عمر کے ساتھ ان کو مستثنیٰ کیا گیا۔ عبداللہ بن رواحہ اگرچہ فدیہ کے مخالف تھے مگر ان کا خیال یہ تھا کہ ان سب کو آگ میں جلا دیا جائے جس کو شریعت پسند نہیں کرتی اس لیے عبداللہ بن رواحہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔ چونکہ اس غزوہ سے احقاق حق اور ابطال باطل اور کافروں کی جڑ کاٹنی مقصود تھی۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۝ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝ (سورۃ الانفال ۷-۸)

اور اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ حق کو اپنے وعدوں سے ثابت کرے اور کافروں کی بیخ کنی کرے تا کہ علانیہ طور پر حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا واضح ہو جائے اگرچہ مجرمین کو ناگوار ہو۔

اسی لیے اس غزوہ میں من جانب اللہ خاص طور پر فرشتوں کو قتلِ مشرکین کا حکم دیا گیا تھا، کما قال اللہ تعالیٰ:

فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ (سورۃ الانفال آیت ۱۲)

کافروں کی گردنوں پر مارو اور ان کے ہر پور (جوڑ) کو کاٹ ڈالو۔

اور دوسری آیت میں ارشاد فرماتے ہیں:

فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا (سورۃ محمد آیت ۴)

پس جب کافروں سے جنگ کرو تو ان کی گردنیں مارو یہاں تک کہ جب ان کا خون خوب بہا چکو تو پھر ان کو قید کرو اور قید کرنے کے بعد یا تو ان پر احسان کرو یا ان سے فدیہ لے لو اور یہ حکم اس وقت تک ہے کہ جب لڑائی اپنے ہتھیار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ڈال دے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک اعداء اللہ کی اس درجہ خونریزی نہ ہو جائے کہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے اور حق کی ہیبت و دبدبہ قائم نہ ہو جائے اس وقت تک فدیہ لینا جائز نہیں۔

ہاں اسلام کی عظمت و ہیبت و دبدبہ اور شوکت قائم ہو جانے کے بعد اگر فدیہ لے کر آزاد کر دیں تو مضائقہ نہیں۔

اس موقع پر منشاء خداوندی یہ تھا کہ کافی خونریزی کی جائے تا کہ دلوں میں اسلام کی ہیبت اور شوکت بیٹھ جائے اور کفر کی جڑ کٹ جائے اور آئندہ کے لئے کفر اسلام کے مقابلہ میں سر نہ اٹھا سکے۔ مسلمانوں نے چونکہ اعداء اللہ کی کافی خونریزی سے قبل فدیہ لیا اس لیے بارگاہ خداوندی سے عتاب آیا۔

یہ وقت ترحم کا نہ تھا بلکہ شدت اور سختی کا تھا و قال ابو الطیب:

و وضع الندی فی موضع السیف بالعلی
مضر کوضع السیف فی موضع الندی

بخشش اور کرم کو تلوار کی جگہ رکھنا ایسا ہی مضر ہے جیسا کہ تلوار کو رحم اور کرم کی جگہ رکھنا مضر ہے۔

دنیا کی کوئی حکومت بدون قتل اور خونریزی کے قوی اور مستحکم نہیں ہو سکتی:

لن یسلم الشرف الرفیع من الاذی
حتی یراق علی جوانبہ الدم

یعنی شرف رفیع ایذاء سے محفوظ نہیں رہ سکتا جب تک کہ اس کے اطراف و جوانب میں خون نہ بہا دیا جائے۔

اسلام تو فقط مجرمین کے قتل کا حکم دیتا ہے لیکن جن حکومتوں کو تہذیب اور تمدن کا دعویٰ ہے وہ اپنا دبدبہ قائم کرنے کے خیال میں مجرم اور غیر مجرم کا کوئی فرق نہیں کرتیں۔ بلا کسی استثناء کے قتل عام کا حکم دے ڈالتی ہیں، جس میں بے قصور عورتیں اور بچے سب ہی شامل ہوتے ہیں اور اس مہذب لشکر سے جو حیاء سوز افعال ظہور میں آتے ہیں وہ دنیا سے مخفی نہیں، مشین گنوں اور توپوں اور ہوائی جہازوں سے بمباری کر کے نہایت بے رحمی اور بے دردی کے ساتھ تمام شہر کو چند منٹ میں نذر آتش کر دیا جاتا ہے۔

بحمد اللہ اسلام اس قساوت اور بے رحمی اور سنگدلی سے بالکل پاک اور منزہ ہے، اسلام نے جہاد میں جاتے وقت اپنے پیروؤں کو بچوں، عورتوں، بوڑھوں، راہبوں کے قتل کی سختی سے ممانعت کی ہے۔

## ایک شبہ اور اس کا جواب

شبہ یہ ہے کہ منجانب اللہ فدیہ اور قتل دونوں کا اختیار دے دیا گیا تھا تو پھر فدیہ لینے پر کیوں عتاب آیا۔ علامہ طیبی طیب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ یہ اختیار فقط ظاہری اور صوری تھا۔ لیکن معنوی اور حقیقی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لحاظ سے وہ اختبار (یعنی امتحان) تھا کہ دیکھیں اعداء اللہ کے قتل کو اختیار کرتے ہیں یا سامان دنیا کو جیسا کہ ازواج مطہرات نے جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مزید نان ونفقہ کا تقاضہ کیا تو یہ آیت اتری:

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا (سورۃ احزاب آیت ۲۸، ۲۹)

اے نبی آپ اپنی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو جوڑا دے کر مناسب طرح سے رخصت کر دوں اور اگر اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے عالم آخرت میں تم میں سے جو نیکوکار ہیں ان کیلئے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت میں ظاہراً اگرچہ ازواج مطہرات کو اختیار دیا گیا کہ خواہ دنیا اور اس کی زینت کو اختیار کریں اور خواہ اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو اختیار کریں لیکن حقیقت میں یہ اختیار نہیں تھا بلکہ اختبار یعنی امتحان اور آزمائش تھی۔

اور جیسا کہ ہاروت ماروت کا تعلیم سحر کیلئے بابل میں اتارنا محض فتنہ اور امتحان ابتلاء اور آزمائش کے لئے تھا، جادو کے سیکھنے اور نہ سیکھنے کا اختیار دینا مقصود نہ تھا۔

اور جیسا کہ شب معراج میں آپ کے سامنے شراب اور دودھ کے دو برتن پیش کیے گئے اور آپ نے دودھ کو اختیار کیا اس پر جبرئیل نے فرمایا کہ اگر آپ شراب کو اختیار فرماتے تو آپ کی امت گمراہی میں پڑ جاتی۔

## خلاصۂ کلام

یہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے جو فدیہ کا مشورہ دیا وہ محض دینی اور اخروی مصلحت کی بناء پر تھا اور بعض نے زیادہ تر مالی فوائد کو پیش نظر رکھ کر فدیہ لینے کا مشورہ دیا اس لیے یہ آیت عتاب نازل ہوئی اور اس عتاب کے اصل مخاطب وہی لوگ ہیں کہ جن کو زیادہ تر مالی فائدہ پیش نظر تھا۔ جیسا کہ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا کے لفظ سے مترشح ہوتا ہے اور مطلب عتاب کا یہ ہے کہ تم اللہ کے رسول کے اصحاب ہو کر دنیا کے فانی مال ومتاع اور حقیر اسباب پر کیوں نظر کرتے ہو۔ اے اصحاب رسول تم جیسے سابقین اور مقربین کی شان جلیل اور منصب عالی کے ہرگز ہرگز مناسب نہیں کہ دنیا کے حلال (مال فدیہ وغنیمت) پر نظر کرو باقی حضور پرنور نے جو فدیہ کی رائے کو پسند فرمایا اس کا منشاء محض صلہ رحمی اور رحم دلی تھا۔ معاذ اللہ حضور پرنور اور صدیق اکبر کے سامنے ذرہ برابر بھی مالی فائدہ پیش نظر نہ تھا اس لیے وہ اس عتاب میں داخل نہیں بارگاہ رسالت میں تو پوری دنیا ہی کا وجود وعدم برابر تھا، وہاں فدیہ کے دراہم معدودہ پر کیا نظر ہوتی۔

## فضائل بدریین

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے قصہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

لعل اللہ اطلع الی اهل بدر فقال اعملوا ماشئتم فقد وجبت لکم الجنة

تحقیق اللہ نے اہل بدر کی طرف نظر فرمائی اور یہ کہہ دیا جو چاہے کرو، جنت تمہارے لیے واجب ہو چکی ہے۔ (بخاری شریف باب فضل من شهد بدرا)

معاذ اللہ اعملوا ما شئتم (جو چاہے کرو) سے اہل بدر کو گناہوں کی اجازت دینا مقصود نہیں بلکہ ان کے صدق اور اخلاص کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ بارگاہ خداوندی میں اہل بدر کی مخلصانہ جانبازی اور محبانہ اور والہانہ سرفروشی مسلم ہو چکی ہے۔ مرتے دم تک ان لوگوں کا قدم جادۂ محبت ووفا سے کبھی ڈگمگانے والا نہیں ان کے قلوب اللہ اور اس کے رسول کی محبت اور اطاعت سے لبریز ہیں۔ معصیت اور نافرمانی کی ان کے دلوں میں کہیں گنجائش نہیں اگر مقتضائے بشریت کسی وقت کوئی معصیت صادر ہو جائے گی تو فوراً توبہ اور استغفار کی طرف رجوع کریں گے۔ بہرحال اہل بدر جو کچھ بھی کریں جنت ان کیلئے واجب ہے اطاعت کریں گے تب جنت واجب ہے اور اگر بالفرض بمقتضائے بشریت معصیت کر بیٹھیں گے تو فوراً توبہ اور استغفار اور تضرع اور ابتہال کریں گے جس سے ان کیلئے جنت اور مغفرت واجب ہو جائے گی بلکہ عجب نہیں کہ اور درجے بلند ہو جائیں جیسا کہ آدم علیہ السلام کے توبہ سے اور درجے بلند ہوئے۔ (تفصیل کیلئے مدارج السالکین کی مراجعت کریں)

بارگاہ خداوندی سے اعملوا ما شئتم کا خطاب انہی حضرات کو ہو سکتا ہے جن کے قلوب حق جل وعلاء کی محبت وعظمت، خوف اور خشیت رغبت اور ہیبت سے لبریز ہوں اور ایسے ہی جنت کی بشارت ان لوگوں کو دی جاتی ہے جن کو ہر وقت اپنے نفس سے نفاق کا اندیشہ رہتا ہو۔ (ہذا توضیح ما قالہ الحافظ ابن قیم فی شرح ہذا الحدیث فی کتاب الفوائد ص ۱۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لن یدخل النار أحد شهد بدرا

جو شخص بدر میں حاضر ہوا وہ ہرگز جہنم میں نہ جائے گا۔

یہ حدیث مسند احمد میں ہے سند اس کی شرط مسلم پر ہے۔ (فتح الباری باب فضل من شهد بدرا)

رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوال کیا کہ آپ اہل بدر کو کیا سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: سب سے افضل اور بہتر۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا اسی طرح وہ فرشتے جو بدر میں حاضر ہوئے سب فرشتوں سے افضل اور بہتر ہیں۔ (صحیح بخاری باب شهود الملئکة بدرا)

## تعداد بدریین

حضرات بدریین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تعداد میں روایتیں مختلف ہیں مشہور تو یہ کہ تین سو تیرہ تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اشتباہ اور اختلاف کی وجہ سے محدثین کے اقوال مختلف ہیں حافظ ابن سید الناس نے عیون الاثر میں سب کو جمع کر دیا اور تین سو تریسٹھ نام شمار کرائے تا کہ کسی قول کی بناء پر بھی کوئی نام رہنے نہ پائے۔ احتیاطاً سب کو ذکر کر دیا۔ یہ مطلب نہیں کہ بدریین کی تعداد تین سو تریسٹھ ہے۔ مسند احمد اور مسند بزاز اور معجم طبرانی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اہل بدریین تین سو تیرہ تھے۔

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر کے لئے روانہ ہوئے تو کچھ دور چل کر اصحاب کو شمار کرنے کا حکم دیا۔ جب شمار کیے گئے تو تین سو چودہ تھے آپ نے ارشاد فرمایا پھر شمار کرو۔ دوبارہ شمار کر ہی رہے تھے کہ دور سے دبلے اونٹ پر ایک شخص سوار آتا ہوا نظر آیا۔ اس کو شامل کر کے تین سو پندرہ ہوئے۔ (رواہ الطبرانی والبیہقی)

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو تین سو پندرہ آدمی آپ کے ہمراہ تھے (رواہ البیہقی واسنادہ حسن)

یہ تین روایتیں ہیں لیکن حقیقت میں سب متفق اور متحد ہیں اس لیے کہ اگر اس آخری شخص اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شمار کیا جائے تو تین سو پندرہ تھے اور اگر اس آخری شخص اور آپ کی ذات بابرکات علیہ افضل الصلوات والتحیات کو اصحاب کے ساتھ شمار نہ کیا جائے تو پھر تعداد تین سو تیرہ ہے اس سفر میں کچھ صغیر السن یعنی کم عمر بچے بھی آپ کے ہمراہ تھے جیسے براء بن عازب، عبداللہ بن عمر، انس بن مالک، جابر بن عبداللہ مگر ان کو قتال کی اجازت نہ تھی۔

اگر ان کم سن بچوں کو بھی بدریین میں شمار کر لیا جائے تو پھر تعداد تین سو انیس ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل بدر تین سو انیس تھے۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن میں اور ابن عمر چھوٹے سمجھے گئے۔ اس روز مہاجرین ساٹھ سے کچھ اوپر تھے اور انصار دو سو چالیس سے کچھ زائد تھے۔ (بخاری شریف)

براء بن عازب فرماتے ہیں ہم یہ کہا کرتے تھے کہ اصحاب بدر تین سو دس سے کچھ زیادہ تھے جتنے طالوت کے ساتھ تھے جنہوں نے نہر کو پار کیا۔ اور خدا کی قسم نہر سے وہی لوگ پار ہوئے جو بڑے پکے مؤمن اور مخلص تھے۔ (بخاری شریف)

یہ تمام تفصیل فتح الباری باب عدۃ اصحاب بدر میں مذکور ہے۔

علامہ سہیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کی امداد کیلئے ستر جن بھی حاضر ہوئے تھے۔)

آٹھ آدمی ایسے تھے کہ جو اس غزوہ میں کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے لیکن اہل بدر میں شمار کیے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے ان کو حصہ عطا فرمایا:

1. عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی علالت کی وجہ سے مدینہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ گئے تھے۔

❸ ❷ طلحہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہما ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے قافلہ کے تجسس کیلئے بھیجا تھا۔

❹ ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ روحاء سے مدینہ پر اپنا قائم مقام بنا کر واپس فرمایا۔

❺ عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کو عوالی مدینہ پر مقرر فرمایا۔

❻ حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ، بنی عمرو بن عوف کی طرف سے آپ کو کوئی خبر پہنچی تھی اس لیے آپ نے حارث بن حاطب کو بنی عمرو کی طرف واپس بھیجا۔

❼ حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوٹ آ جانے کی وجہ سے مقام روحاء سے واپس فرما دیا تھا۔

❽ خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ پنڈلی میں چوٹ آ جانے کی وجہ سے مقام صفراء سے واپس کر دیے گئے تھے۔

یہ ابن سعد کا بیان ہے، مستدرک حاکم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا بھی حصہ لگایا جو اس وقت حبشہ میں تھے اور کہا جاتا ہے کہ سعد بن مالک رضی اللہ عنہ یعنی سہل کے والد نے راستہ میں انتقال فرمایا اور صبیح رضی اللہ عنہ مولی احیحہ بیماری کی وجہ سے واپس ہوئے۔

## اسماء ملائکہ بدریین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین

جنگ بدر میں فرشتوں کا آسمان سے مسلمانوں کی امداد کیلئے نازل ہونا اور پھر ان کا جہاد وقتال میں شریک ہونا، آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے معلوم ہو چکا ہے لیکن روایات حدیث سے صرف تین فرشتوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں جو ہدیۂ ناظرین ہے:

❶ افضل الملائکۃ المکرمین امین اللہ تعالی بینہ وبین الانبیاء والمرسلین سیدنا جبرئیل علیہ الصلاۃ والتسلیم۔ (رواہ البخاری عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

❷ سیدنا میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام

❸ سیدنا اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام۔ (اخرجہ احمد والبزار ابو یعلی والحاکم وصححہ والبیہقی عن علی رضی اللہ عنہ وخصائص کبری ص ۲۰۱ ج ۱)

## اسماء شہداء بدر رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

قال اللہ عز وجل وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿﴾ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

مکن گریہ برگور مقتول دوست

بروخرمی کن کہ مقبول اوست

① عبیدۃ بن الحارث بن مطلب مہاجری رضی اللہ عنہ

معرکہ بدر میں شریک ہوئے زخمی ہوئے۔ واپسی میں مقام صفراء میں پہنچ کر وفات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں دفن فرمایا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ مقام صفراء میں نزول فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم یہاں مشک کی خوشبو پاتے ہیں، آپ نے فرمایا تعجب کیا ہے یہاں ابو معاویہ کی قبر ہے (ابو معاویہ حضرت عبیدۃ بن الحارث کی کنیت ہے) (استیعاب الحافظ ابن عبدالبر ص ۴۲۵ ج ۱) ترجمہ عبیدۃ بن الحارث برحاشیہ اصابہ۔

② عمیر بن ابی وقاص مہاجری رضی اللہ عنہ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی ہیں، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بدر کے لئے لوگ جمع ہوئے تو میں نے بھائی عمیر کو دیکھا کہ ادھر ادھر چھپتا پھرتا ہے۔ میں نے کہا اے بھائی تجھ کو کیا ہوا؟ کہا مجھ کو اندیشہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو دیکھ پائیں اور چھوٹا سمجھ کر واپس فرما دیں اور میں جانا چاہتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو شہادت نصیب فرمائے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کا معائنہ فرمایا تو عمیر بھی پیش کیے گئے۔ آپ نے صغیر السن ہونے کی وجہ سے واپسی کا حکم دیا۔ عمیر یہ سن کر رو پڑے، آپ نے ان کا یہ ذوق وشوق دیکھ کر اجازت دیدی۔ بالآخر جنگ میں شریک ہوئے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ عمیر رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت سولہ سال کی تھی۔

③ ذوالشمالین بن عبد عمرو مہاجری رضی اللہ عنہ

امام زہری اور ابن سعد اور ابن سمعانی فرماتے ہیں کہ ذوالیدین اور ذوالشمالین ایک ہی شخص کے دو نام ہیں اور جمہور محدثین کے نزدیک دو شخص ہیں۔ ذوالشمالین تو جنگ بدر میں شہید ہوئے اور ذوالیدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی زندہ رہے۔

④ عاقل بن البکیر مہاجری رضی اللہ عنہ

سابقین اولین میں سے ہیں دار ارقم میں مشرف باسلام ہوئے۔ پہلا نام ان کا غافل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے غافل کے عاقل نام رکھا۔ اصابہ ترجمہ عاقل بن بکیر رضی اللہ عنہ۔ مشرف باسلام ہونے سے قبل آخرت سے غافل اور بے خبر تھے۔ اسلام لانے سے عاقل اور ہوشیار بنے اس لیے ان کا یہ نام تجویز فرمایا واللہ اعلم۔ غزوہ بدر میں شہید ہوئے۔ عمر اس وقت چونتیس سال کی تھی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❺ مہجع بن صالح مولی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما

سعید بن مسیب سے منقول ہے کہ قتال کے وقت حضرت مہجع کی زبان پر یہ الفاظ تھے: انا مهجع والی ربی ارجع میں مہجع ہوں اور اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والا ہوں (رواہ ابن ابی شیبہ)

❻ صفوان بن بیضا مہاجری رضی اللہ عنہ

بدری ہونا تو ان کا مسلّم ہے لیکن غزوہ بدر میں ان کا شہید ہونا مختلف فیہ ہے۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ اور ابن سعد کہتے ہیں غزوہ بدر میں طعیمۃ بن عدی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ ابن حبان کہتے ہیں: ۳۰ھ میں اور حاکم کہتے ہیں ۳۸ھ میں وفات پائی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (اصابہ ترجمہ صفوان بن بیضا رضی اللہ عنہ)

❼ سعد بن خیثمہ انصاری رضی اللہ عنہ

صحابی اور صحابی کے بیٹے، شہید اور شہید کے بیٹے، سعد غزوہ بدر میں شہید ہوئے اور باپ یعنی خیثمہ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔

حضرت سعد بیعت عقبہ میں بھی شریک تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عمرو کا ان کو نقیب بنایا تھا۔ (اصابہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عیر ابی سفیان کیلئے خروج کا حکم دیا تو خیثمہ نے سعد سے کہا اے بیٹا ہم میں سے ایک کا بچوں اور عورتوں کی حفاظت کیلئے گھر رہنا ضروری ہے تم ایثار کرو اور مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جانے کی اجازت دو اور تم یہاں ٹھہرو۔ اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے صاف انکار کر دیا اور یہ عرض کیا:

**لوکان غیر الجنة آثر تك به انی ارجو الشهادة فی وجهی هذا**

جنت کے سوا اگر اور کوئی معاملہ ہوتا تو ضرور ایثار کرتا اور آپ کو اپنے نفس پر ترجیح دیتا لیکن میں اس سفر میں اپنے شہید ہونے کی قوی امید رکھتا ہوں۔

بعد ازاں باپ اور بیٹے کے مابین قرعہ اندازی ہوئی، قرعہ سعد کے نام پر نکلا۔ بیٹے باپ سے زیادہ خوش نصیب نکلے اور شاداں و فرحاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ معرکہ بدر میں عمرو بن عبدود یا طعیمۃ بن عدی کے ہاتھ سے شہید ہوئے، رضی اللہ عنہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

❽ مبشر بن عبدالمنذر انصاری رضی اللہ عنہ

❾ یزید بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ

❿ عمیر بن الحمام انصاری رضی اللہ عنہ

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن یہ ارشاد فرمایا: اے لوگو اٹھو جنت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ عمیر نے کہا بخ بخ (واہ واہ) آپ نے ارشاد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: اے عمیر کس چیز نے تجھ کو بخ بخ کہنے پر آمادہ کیا؟ عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ خدا کی قسم کچھ بھی نہیں مگر صرف یہ امید کہ شاید میں بھی جنت والوں میں سے ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فانك من اهلها پس تحقیق بلاشبہ تو اہل جنت سے ہے۔ بعد ازاں کھجوریں نکال کر کھانا شروع کیں مگر فوراً ہی پھینک دیں اور یہ کہا کہ اگر ان کے کھانے میں مشغول ہو گیا تو پھر زندگی بڑی طویل ہے۔ کھجوریں پھینک کر قتال میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ عمیر نے تلوار ہاتھ میں لی اور یہ کلمات ان کی زبان پر تھے:

رکضا الی اللہ بغیر زاد

الا التقی وعمل المعاد

والصبر فی اللہ علی الجھاد

وکل زاد عرضۃ النفاد

غیر التقی والبر والرشاد

اللہ کی طرف بغیر توشہ کے دوڑو۔ مگر تقویٰ اور عمل آخرت اور جہاد فی سبیل اللہ پر صبر کا توشہ ضرور ہمراہ لے لو۔ اور ہر توشہ معرض فنا میں ہے۔ مگر تقویٰ اور بھلائی اور رشد کا توشہ کبھی نہ خراب ہو سکتا ہے اور نہ فنا۔ (استیعاب للحافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ ص ۴۸۲ ج ۲۔ حاشیہ اصابہ، واصابہ ص ۳۱ ج ۳۔ ترجمہ عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ زرقانی ص ۱۴۴ ج ۱۔ البدایہ والنہایہ ص ۲۷۷ ج ۳)

⓫ رافع بن معلی انصاری رضی اللہ عنہ

⓬ حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ عنہ

حارثہ بن سراقہ بن حارث رضی اللہ عنہما صحابی اور صحابی کے بیٹے۔ شہید اور شہید کے بیٹے۔ بیٹے یعنی حضرت حارثہ غزوہ بدر میں شہید ہوئے اور حضرت سراقہ غزوہ حنین میں۔ (فتح الباری باب فضل من شہد بدرا) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حارثہ بدر میں شہید ہوئے اور وہ نوجوان تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے واپس تشریف لائے تو حارثہ کی والدہ ربیع بنت نضر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو خوب معلوم ہے کہ مجھ کو حارثہ سے کس قدر محبت تھی۔ پس اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اللہ سے ثواب کی امید رکھوں اور اگر دوسری صورت ہے تو پھر آپ دیکھ لیں گے کہ میں کیا کروں گی، یعنی خوب گریہ وزاری کروں گی۔ آپ نے فرمایا: کیا دیوانی ہو گئی؟ ایک جنت نہیں اس کیلئے بہت سی جنتیں ہیں اور تحقیق وہ بلاشبہ جنت الفردوس میں ہے۔ (صحیح بخاری باب فضل من شہد بدرا ص ۵۶۷ ج ۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱۳ عوف بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ

۱۴ معوذ بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ

یہ دونوں بھائی ہیں والدہ کا نام عفراء ہے عوف بن حارث کی شہادت کا واقعہ پہلے گزر چکا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اصحاب بدر میں شہید ہوئے حق جل وعلاء نے ان پر تجلی فرمائی اور اپنے دیدار پُر انوار سے ان کی آنکھوں کو منور فرمایا اور کہا اے میرے بندو کیا چاہتے ہو؟ اصحاب نے عرض کیا: اے پروردگار جن نعمائے جنت سے تو نے ہم کو سرفراز فرمایا کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہے؟ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا: بتاؤ کیا چاہتے ہو؟ چوتھی مرتبہ اصحاب نے یہ عرض کیا اے پروردگار ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری روحیں پھر ہمارے جسموں میں لوٹا دی جائیں تاکہ پھر تیری راہ میں قتل ہوں جیسے اب قتل ہوئے۔ (رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات۔ وہذا موقوف لفظا مرفوع حکما لانہ لا مدخل للرای فیہ واللہ اعلم ۱۲)

## اسلام کے مقابلہ میں قوم اور وطن کی حمایت

غزوۂ بدر اسلام اور کفر کا معرکہ تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن کو یوم الفرقان فرمایا ہے کہ حق اور باطل میں فرق ہونے کا دن ہے۔

مکہ میں کچھ لوگ ایسے تھے کہ جو اسلام تو قبول کر چکے تھے مگر جب حضور پرنور نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو یہ لوگ اپنی قوم اور قبیلہ کے لحاظ سے مکہ ہی میں رُکے رہے، جب جنگ بدر کا موقع آیا تو ان میں کے کچھ لوگ بدر میں قوم کفار کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑنے کیلئے آئے اور جنگ بدر میں مارے گئے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۝ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۝ (سورۃ النساء آیت ۹۷،۹۸،۹۹)

تحقیق جن لوگوں کی فرشتوں نے ارواح قبض کیں درآن حالانکہ وہ لوگ اپنی جانوں پر بڑے ظلم کرنے والے تھے۔ فرشتوں نے ان سے کہا کہ تم کس حال میں تھے ان لوگوں نے کہا کہ ہم بیچارہ اور لاچار تھے زمین میں اس لیے ہجرت نہ کر سکے۔ فرشتوں نے کہا کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ قوم اور وطن کو چھوڑ کر وہاں ہجرت کر جاتے پس ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت برا ٹھکانہ ہے مگر جو مرد اور عورتیں اور لڑکے در حقیقت بے چارہ اور بے بس ہیں اور ہجرت کیلئے کوئی چارہ نہیں پاتے پس ایسے لوگوں کے متعلق امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے قصور کو معاف کر دے اور اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

**أن ناسا من المسلمين كانوا مع المشركين يكثرون سوادالمشركين على رسول الله صلى الله عليه وسلم ياتي السهم فيرمى به فيصيب احدهم فيقتله او يضرب فيقتل فانزل الله**

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ الآية. (بخاری شریف ص۶۶۱ ج۲ کتاب التفسیر سورۃ نساء)

غزوہ بدر میں کچھ مسلمان مشرکین کی تعداد اور جماعت بڑھانے کیلئے کفار مکہ کے ساتھ نکلے تو میدان میں کوئی تیر آ کر اس مسلمان کے لگتا اور اس سے وہ مارا جاتا اور کبھی تلوار کی ضرب سے وہ مارا جاتا۔ پس جو مسلمان بدر میں کافروں کے ساتھ آئے تھے اور مارے گئے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ الآية۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کو امام بخاری کتاب الفتن ص۱۰۴۹ میں دوبارہ لائے ہیں اور اس پر یہ ترجمہ رکھا (باب من كره ان يكثر سواد الفتن او الظلم) یعنی اہل فتنہ اور اہل کفر اور معصیت کی تعداد بڑھانے کی کراہت کا بیان۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ اپنے ترجمہ قرآن میں: إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ.....الخ کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں یعنی بترك هجرت ازدار الحرب بدار الاسلام وبتكثير سواد كفار والله اعلم. معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے کافروں کی فوج میں جانا تا کہ فقط کافروں کی تعداد زیادہ معلوم ہو یہ بھی ناجائز ہے۔ اگرچہ مسلمانوں سے نہ لڑنے کا ارادہ ہے اور نہ لڑے۔ مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے کفار کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے۔ حضرات اہل علم فتح الباری ص۳۷ ج۱۳ وعمدۃ القاری ص۲۴۵ اور قسطلانی کی مراجعت کریں اور مزید تفصیل اگر درکار ہو تو تفسیر ابن کثیر اور تفسیر قرطبی اور تفسیر در منثور کی مراجعت کریں۔

اور حدیث میں ہے من كثر سواد قوم فهو منهم. یعنی جو شخص کسی قوم کی جماعت اور تعداد کو بڑھائے وہ اس قوم سے ہے۔

## غزوۂ بدر پر دوبارہ نظر

غزوہ بدر کا بیان ختم ہوا اور اس بارے میں آیات اور صحیح اور صریح روایات ناظرین کے سامنے آ گئیں۔ جن سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ بدر سے مقصد قریش کے اس کاروان تجارت پر یلغار کرنا تھا کہ جو ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے واپس آ رہا تھا۔ قریش مکہ کے کسی حملہ کا دفاع مقصود نہ تھا۔ علامہ شبلی کی سیرۃ النبی میں رائے یہ ہے کہ غزوہ بدر کا مقصد کاروان تجارت پر حملہ کرنا نہ تھا بلکہ آپ کو مدینہ ہی میں یہ خبر آ گئی تھی کہ قریش ایک عظیم جمعیت لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے نکلے ہیں، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مدافعت کے قصد سے نکلے اور بدر کا معرکہ پیش آیا۔ غزوۂ بدر سے آپ کا مقصود کاروان تجارت پر حملہ کرنا نہ تھا بلکہ قریش کے حملہ کا دفاع مقصود تھا۔ علامہ شبلی کا خیال ختم ہوا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علامہ شبلی کا یہ خیال تمام محدثین اور مفسرین کی تصریحات بلکہ تمام صحیح اور صریح روایات کے خلاف ہے۔

❶ روی ابن ابی حاتم عن ابی ایوب قال قال لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ونحن بالمدینة انی اخبرت عن عیر ابی سفیان فهل لکم ان تخرجوا الیها لعل الله یغنمنا ها قلنا نعم فخرجنا فلما سرنا یوما او یومین قال قد اخبروا خبرنا فاستعدوا للقتال فقالوا لا والله ما لنا طاقة بقتال القوم (ولکنا اردنا العیر) فاعاده فقال له المقداد لانقول لك کما قالت بنو اسرائیل. الحدیث (فتح الباری ص۲۲۴ ج ۷ و زرقانی ص۴۱۲)

ابن ابی حاتم نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے مدینہ میں یہ فرمایا کہ مجھ کو یہ خبر دی گئی ہے کہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ آرہا ہے کیا تم کو یہ مرغوب ہے کہ تم اس تجارتی قافلے کے لینے کیلئے خروج کرو، عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس قافلے کے اموال کو بطور غنیمت ہم کو عطا فرمائے۔ صحابہ نے عرض کیا ہاں ہم کو یہ امر مرغوب ہے اس کے بعد ہم روانہ ہوگئے۔ ایک یا دو روز کی منزل قطع کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کفار مکہ کو ہماری روانگی کی اطلاع مل چکی ہے اور وہ تیار ہو کر ہمارے مقابلہ اور مقاتلہ کیلئے آرہے ہیں تم بھی ان سے جہاد وقتال کیلئے تیار ہو جاؤ۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کی قسم (ظاہراسباب میں) ہم میں یہ طاقت نہیں کہ ہم مٹھی بھر جماعت قریش کے اس مسلح لشکر جرار کا مقابلہ کر سکیں۔ جز ایں نیست ہم تو ابوسفیان کے کاروان تجارت پر حملہ کرنے کیلئے نکلے تھے یعنی ہمیں اس کا وہم وگمان بھی نہ تھا کہ قریش سے اس طرح مقابلہ کرنا پڑے گا کہ کچھ تیار ہو کر نکلتے۔ آپ نے اسی کلام کا اعادہ فرمایا۔ مقداد رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم بنی اسرائیل کی طرح آپ سے یہ نہیں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا پروردگار جا کر لڑلو ہم تو یہیں بیٹھیں ہیں بلکہ ہم آپ کے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے ہر طرف سے اور ہر طرح سے لڑیں گے۔

❷ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے:

لما سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم بابی سفیان مقبلا من الشام ندب المسلمین الیهم وقال هذه عیر قریش فیها اموالهم فاخرجوا الیها لعل الله ان ینفلکموها فانتدب الناس فخف بعضهم وثقل بعضهم وذلك انهم لم یظنوا ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یلقی حربا وکان ابو سفیان قد استنفر حین دنا من الحجاز یتجسس الاخبار. الحدیث (البدایة والنهایة ص۲۵۶ ج ۳۔ وتفسیر ابن کثیر ص۲۸۸ ج ۲ سورۃ انفال وزرقانی ص۴۱۱ ج ۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سنا کہ ابوسفیان تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آرہا ہے تو آپ نے مسلمانوں کو اس کی طرف خروج کی دعوت دی اور یہ فرمایا کہ یہ قریش کا قافلہ آرہا ہے جس میں ان کے بے شمار اموال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں پس تم اس پر حملہ کرنے کیلئے نکلو شاید اللہ تعالیٰ وہ تمام اموال تم کو غنیمت میں عطا فرمائے۔ پس کچھ لوگ آپ کے ہمراہ نکلے اور کچھ نہیں نکلے جس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں کو اس کا وہم وگمان بھی نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں سے کوئی جنگ پیش آجائے گی۔ ابوسفیان کو اس کا کھٹکا لگا ہوا تھا اس لیے وہ برابر جستجو میں تھا یہاں تک کہ جب ابوسفیان کو یہ پتہ لگ گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قافلہ پر حملہ کیلئے خروج فرمایا ہے تو فوراً ضمضم غفاری کو قاصد بنا کر مکہ روانہ کیا (الی آخر القصہ)

اس لیے حافظ عسقلانی "شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

والسبب فی ذلك ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ندب الناس الی تلقی ابی سفیان لاخذ ما معه من اموال قریش وکان من معه قلیلا فلم یظن اکثر الانصار انه یقع قتال فلم یجز معه منهم الا القلیل ولم یاخذوا اهبة الاستعداد کما ینبغی بخلاف المشرکین فانهم خرجوا مستعدین ذابین عن اموالهم۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۲۲۲)

غزوۂ بدر کا سبب یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ابوسفیان کے تجارتی قافلہ کی طرف خروج کی دعوت دی تا کہ اس کے ذخائر اموال پر قبضہ کریں کیونکہ اس قافلہ میں اموال بہت تھے اور آدمی کم تھے۔ (تیس چالیس تھے) اس لیے اکثر انصار کو یہ گمان بھی نہ ہوا کہ نوبت قتال کی آئے گی اس لیے بہت تھوڑے آدمی آپ کے ساتھ نکلے اور لڑائی کی خاص تیاری نہیں کی بخلاف مشرکین کے کہ وہ پوری تیاری کے ساتھ مکہ سے نکلے تا کہ اپنے اموال کی حفاظت اور مدافعت کریں۔

ابوسفیان کو جب یہ خبر ملی کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کاروان تجارت پر حملہ کرنے کیلئے مدینہ سے روانہ ہوئے ہیں تو اس نے فوراً ضمضم غفاری کو پیغام دے کر مکہ روانہ کیا:

یا معشر قریش اللطیمة اللطیمة اموالکم مع ابی سفیان قد عرض لها محمد فی اصحابه لا اری ان تدرکوها الغوث، الغوث۔ (البدایة والنهایة ج ۳ ص ۲۵۸)

اے گروہ قریش دوڑو اور خبر لو اپنے ان اونٹوں کی جو کپڑوں اور سامان سے لدے ہوئے ہیں اور خبر لو اپنے مالوں کی، محمد اپنے اصحاب کے ساتھ ان سے تعرض کیلئے روانہ ہوگئے ہیں میں گمان نہیں کرتا کہ تم اپنے اموال کو صحیح وسالم پا سکو گے المدد والمدد یعنی جلد از جلد قافلہ کی مدد کو پہنچو۔

ابوسفیان نے ضمضم غفاری کے روانہ کرنے کے بعد نہایت احتیاط سے کام لیا اور ساحل کے راستے سے قافلہ کو بچا کر نکل گیا اور جب قافلہ مسلمانوں کی زد سے نکل گیا تو ابوسفیان نے ایک دوسرا پیغام قریش کے نام روانہ کیا وہ پیغام یہ تھا:

قال ابن اسحاق ولما رآی ابوسفیان انه قد احرز عیره ارسل الی قریش انکم انما خرجتم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لتمنعوا عيركم ورجالكم وأموالكم فقد نجاها الله فارجعوا. (البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۲۶۶)

محمد بن اسحق کہتے ہیں کہ جب ابوسفیان نے دیکھا کہ آپ اپنے قافلہ کو مسلمانوں سے بچا کر نکال لے گیا تو قریش کی طرف ایک پیغام بھیجا کہ تم فقط اپنے کاروان تجارت اور آدمیوں اور مالوں کی حفاظت کیلئے آئے تھے اللہ نے ان سب کو بچالیا لہٰذا تم اب مکہ لوٹ جاؤ۔

ابوسفیان کا یہ پیغام قریش کو اس وقت پہنچا کہ جب قریش مقام جحفہ میں پہنچ چکے تھے لوگوں نے چاہا کہ لوٹ جائیں مگر ابوجہل نے قسم کھائی کہ ہم اسی شان سے بدر تک جائیں گے اور بغیر لڑے واپس نہ ہوں گے، مگر اخنس بن شریق نے ابوجہل کی بات کو نہ مانا اور بنی زہرہ سے مخاطب ہو کر یہ کہا:

يا بني زهرة قد نجى الله لكم أموالكم وخلص لكم صاحبكم مخرمة بن نوفل وانما نفرتم لتمنعوه وماله فاجعلوا بي جنبها وارجعو فانه لا حاجة لكم بان تخرجوا في غير صنعة لا مايقول هذا قال فرجعوا فلم يشهدها زهري واحد. (البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۲۶۶)

اے بنی زہرہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مالوں کو بچالیا اور تمہارے ساتھی مخرمہ کو بھی بچالیا۔ تم تو فقط مالوں کو مسلمانوں کی دست برد سے بچانے کیلئے نکلے تھے سو وہ بچ نکلے، لہٰذا تم سب لوٹ جاؤ بے ضرورت نکلنے سے کیا فائدہ؟ اخنس کے کہتے ہی تمام بنی زہرہ راستہ ہی سے لوٹ گئے اور ایک آدمی بھی بنی زہرہ میں کا بدر کے معرکہ میں شریک نہیں ہوا۔

بنو ہاشم تو اول ہی سے جنگ میں جانا نہیں چاہتے تھے، عاتکہ بنت عبدالمطلب کے خواب کی وجہ سے چلنے پر آمادہ نہ تھے۔ پھر جہیم کے خواب نے اور متردد کر دیا اور پھر جب ابوسفیان کا پیغام آ گیا کہ کاروان تجارت صحیح سالم بچ نکلا تو اور بہت سے تردد میں پڑ گئے چنانچہ طالب بن ابی طالب اور کچھ لوگ ان کے ساتھ مکہ واپس چلے گئے پھر جب اخنس بن شریق بنی زہرہ کو لے کر واپس ہو گیا تو اور تذبذب میں پڑ گئے مگر ابوجہل کی ضد اور ہٹ دھرمی اور اس کے رعب کی وجہ سے بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ عتبہ اور شیبہ ابتداء ہی سے چلنے پر تیار نہ تھے اور آخر وقت تک یہ چاہتے رہے کہ مکہ واپس ہو جائیں، جیسا کہ مفصل گزر چکا۔

کیا اب اس قسم کی صریح اور ناقابل تاویل روایات کے بعد بھی کسی مؤول؟؟؟ کیلئے یہ گنجائش ہے کہ یہ کہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کاروان تجارت پر حملہ کرنے کیلئے نہیں نکلے تھے بلکہ قریش کی جو جمعیت مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کیلئے نکلی تھی حضور پرنور اس کی مدافعت کیلئے بدر میں تشریف لے گئے تھے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو ہمراہ لے کر جب مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو آپ کا مقصد صرف قریش کا کاروان تجارت تھا ابوجہل اور اس کی جمعیت کا وہم و گمان بھی نہ تھا بلکہ نفس الامر میں کہیں اس کا وجود اور نام و نشان بھی نہ تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ ابوجہل اور قریش کے کہیں حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ ہم کوئی جمعیت لے کر مدینہ پر حملہ آور ہوں بلکہ جب ابوسفیان کے قاصد ضمضم غفاری نے مکہ پہنچ کر یہ خبر سنائی کہ تمہارا کاروان تجارت خطرہ میں ہے مسلمان اس پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو اس وقت مکہ میں ہلچل پڑ گئی اور قریش ابوجہل کے سرکردگی میں بڑی شان وشوکت سے زرہیں پہن کر اور پوری طرح مسلح ہو کر اپنے کاروان تجارت کو بچانے کیلئے نکلے۔ قریش کو مقام جحفہ میں پہنچ کر ابوسفیان کی طرف سے اطلاع ملی کہ قافلہ صحیح سالم بچ نکلا ہے اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام صفراء میں پہنچ کر اطلاع ملی کہ کاروان تجارت تو نکل گیا ہے اور قریش پوری تیاری کے ساتھ مسلح ہو کر آ رہے ہیں۔ چونکہ مسلمان کسی جنگ کی نیت سے نہیں نکلے تھے اس لیے آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ لہٰذا کسی علامہ کا یہ خیال کرنا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اوّل سے آخر تک کسی وقت بھی تجارتی قافلہ پر حملہ کی نیت نہیں کی بلکہ ابتداء ہی سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سفر شروع فرمایا وہ قریش کے اس فوجی لشکر کے مقابلہ اور دفاع کیلئے تھا جو از خود مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے اقدام کرتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ یہ خیال ایک خیال خام ہے جو اپنی ایک مزعوم درایت اور خود ساختہ اصول پر مبنی ہے جس پر تمام ذخیرہ احادیث نبویہ اور ارشادات قرآنیہ اور روایات سیرت اور واقعات تاریخیہ کو قربان کرنا چاہتے ہیں۔ افسوس اور صد افسوس کہ جن اعداء اللہ نے اللہ کے نبی اور اس کے متبعین کو جانی اور مالی نقصان پہنچایا ہو اور ان کو ان کے گھروں سے نکالا ہو اور ان کے اموال پر ناجائز قبضے کیے ہوں اور آئندہ کیلئے بھی ان کے یہی عزائم ہوں اور ایک لمحہ کیلئے اسلام اور مسلمانوں کے مٹانے کی تدبیر سے غافل نہ ہوں سو اگر مسلمان ان کو جانی یا مالی نقصان پہنچانے کیلئے کوئی اقدام کریں تو اس کو خلاف تہذیب اور خلاف انسانیت سمجھا جائے اور جن روایات میں کچھ تاویل چل سکے وہاں تاویل کر لی جائے اور جہاں تاویل نہ چل سکے ان کا ذکر ہی نہ کیا جائے تاکہ اپنے خود ساختہ اصول پر زد نہ پڑے۔ یہ شان علم اور امانت کے خلاف ہے۔ ﴿قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا﴾ غزوہ بدر سے پہلے جس قدر مہمیں روانہ کی گئیں وہ اکثر و بیشتر قریش کے تجارتی قافلوں ہی پر حملہ کرنے کیلئے روانہ کی گئیں پھر غزوہ بدر ہی میں کیوں اشکال پیش آیا۔

رہا یہ دعویٰ کہ مسلمانوں کو کافروں پر ابتداء از خود حملہ کرنا جائز نہیں جب تک کہ کفار از خود حملہ نہ کریں۔ مطلب یہ کہ جہاد کیلئے از خود اقدام جائز نہیں بلکہ جب کافر ابتداء حملہ آور ہوں تو ان کا دفاع کیا جائے۔ سو اس کا جواب ابتداء میں بحث جہاد میں بالتفصیل گزر چکا ہے۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔ کفار مکہ جو مسلمانوں کو تیرہ برس تک جانی اور مالی ہر قسم کا نقصان پہنچا چکے ہوں اور ہر قسم کے مظالم ان پر کر چکے ہوں اور آئندہ کیلئے باقاعدہ دھمکیاں دے رہے ہوں اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں سرگرداں ہوں اور اس بارے میں مراسلتیں جاری کرتے ہوں ان کے جان و مال پر مسلمانوں کیلئے از خود حملہ کرنا جائز نہ ہو عقل اور نقل دونوں کے خلاف ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## خلاصۂ کلام

یہ کہ ان تمام روایات سے روز روشن کی طرح یہ امر واضح ہو گیا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مدینہ سے کاروان تجارت کے ارادہ سے نکلے تھے اور قریش مکہ اور ابوجہل اسی کاروان تجارت کے بچانے کیلئے نکلے تھے۔ مؤمن و کافر سب کا مطمح نظر یہی کاروان تجارت تھا اور ہر دو فریق یہی سمجھے ہوئے تھے، علامہ سمجھیں یا نہ سمجھیں، نیز غزوۂ بدر سے پہلے جو غزوات اور سرایا پیش آئے وہ اکثر و بیشتر اقدامی تھے دفاعی نہ تھے۔ ابتداء حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۵،۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ

جیسے تیرے رب نے تجھے تیرے گھر سے سچائی کے ساتھ نکالا اور بے شک ایک جماعت

الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ

مسلمانوں میں سے ناپسند کرنے والی تھی۔ وہ تجھ سے حق بات میں اس کے ظاہر ہو چکنے کے بعد

كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝۶

جھگڑتے تھے گویا وہ آنکھوں سے دیکھتے ہوئے موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں

### خلاصہ

جس طرح آپ کے رب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک "حق کام" یعنی قتال فی سبیل اللہ کے لئے اپنے گھر سے میدان جہاد کی طرف نکالا۔ جبکہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ قریشی لشکر سے لڑنے پر راضی نہیں تھے۔ وہ ایک حق بات میں جو بالکل واضح اور اٹل تھی آپ سے بحث کر رہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کھلی آنکھوں سے نظر آنے والی موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں۔

### ربط

اوپر مقابلۂ کفار میں کامیاب ہونے کا جو مدار اعظم تھا اس کا بیان تھا آگے کامیابی کے واقعات ذکر کر کے اس بارہ میں اپنے انعامات یاد دلاتے ہیں۔ (بیان القرآن)

### غزوۂ بدر کا تذکرہ

ان آیات میں غزوۂ بدر کا ذکر ہے اور رکوع کے ختم تک بلکہ اس کے بعد بھی متعدد آیات میں اس کا تذکرہ فرمایا ہے اور پھر مزید تفصیل اس سورت کے پانچویں اور چھٹے رکوع میں بیان فرمائی ہے۔ غزوۂ بدر کا کچھ تذکرہ سورۂ آل عمران کے رکوع دوم اور کچھ آل عمران کے رکوع نمبر ۱۲ میں گزر چکا ہے۔ (انوار البیان)

### جامع تفسیر

یعنی سوچو کہ اس جنگ بدر میں شروع سے آخر تک کس طرح حق تعالیٰ کی تحریک وتائید اور امداد و توفیق مسلمانوں کے حق میں کارفرما رہی..... خدا ہی تھا جو نصرت دین اسلام کے حق (سچے) وعدے کر کے اپنے نبی کو ایک امر حق یعنی کفار کے ساتھ جہاد کرانے کے لئے مدینہ سے باہر بدر کے میدان میں اس وقت لے آیا جبکہ ایک جماعت مسلمانوں کی لشکر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قریش سے نبرد آزمائی کرنے پر راضی نہ تھی۔ یہ لوگ ایسی پکی اور طے شدہ چیز میں پس وپیش کر رہے تھے اور حجتیں نکال رہے تھے جس کی نسبت بذریعہ پیغمبر انہیں ظاہر ہو چکا تھا کہ وہ قطعاً خدا کی فرمائی ہوئی اٹل بات ہے (یعنی اسلام و پیروان اسلام کا بذریعہ جہاد غالب ومنصور ہونا) ابوجہل کے لشکر سے مقابلہ کرنا ان کو اس قدر شاق اور گراں تھا جیسے کسی شخص کو آنکھوں دیکھتے موت کے منہ میں جانا مشکل ہے تاہم خدا اپنی توفیق سے ان کو میدان جنگ میں لے گیا اور اپنی امداد سے مظفر ومنصور واپس لایا۔ پس جیسے خدا ہی کی مدد سے از اول تا آخر یہ مہم سر ہوئی مال غنیمت بھی اسی کا سمجھنا چاہیے وہ اپنے پیغمبر کے ذریعہ جہاں بتائے خرچ کرو (تنبیہ) كَمَآ اَخْرَجَكَ ......الخ. کے کاف کو میں نے اپنی تقریر میں صرف تشبیہ کے لئے نہیں لیا بلکہ ابوحیان کی تحقیق کے موافق معنی تعلیل پر مشتمل رکھا ہے جیسے واذكروه كما هداكم میں علماء نے تصریح کی ہے اور كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ الی آخر الآیات کے مضمون کو میں نے اَلْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ کا ایک سبب قرار دیا ہے۔ ابوحیان کی طرح "اعزك الله" وغیرہ مقدر نہیں مانا۔ نیز تقریر آیت میں صاحب "روح المعانی" کی تصریح کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ میں صرف آن خروج من البيت مراد نہیں۔ بلکہ خروج من البيت سے دخول في الجهاد تک کا ممتد اور وسیع زمانہ مراد ہے جس میں اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ وغیرہ سب احوال کا وقوع ہوا۔ ایک فریق کی کراہیت تو عین خروج من المدينة ہی کے وقت ظاہر ہوگئی جسے ہم صحیح مسلم اور طبری کے حوالہ سے سورۃ الانفال کے پہلے فائدہ میں بیان کر چکے ہیں اور مجادلہ کی صورت غالباً آگے چل کر لشکر کی اطلاع ملنے پر بمقام صفراء میں پیش آئی۔ اس کے سمجھ لینے سے بعض مطلین کے مغالطات کا استیصال ہو جائے گا۔ (تفسیر عثمانی)

## ایک وضاحت

مستند عربی تفاسیر میں اس آیت کی وہی تفسیر بیان کی گئی ہے جو تفسیر عثمانی کے حوالے سے ابھی عرض ہوئی ہے۔ جبکہ بعض اردو مؤرخین اور مفسرین کفار و مستشرقین کے اعتراضات سے مغلوب ہو کر مغالطے میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ان میں سے بعض کو اس بات پر شرم محسوس ہو رہی ہے کہ مشرکین مکہ کے تجارتی قافلے پر مسلمانوں نے حملے کا ارادہ کیوں کیا؟ اور بعض کو اس بات سے انکار ہے کہ ابوجہل کے لشکر کے مقابلے میں بھی خود حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پہل فرمائی اور اقدام کیا۔ حالانکہ ان دونوں باتوں میں ذرہ برابر اشکال یا اعتراض کی کوئی گنجائش موجود نہیں ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے ابوسفیان کے تجارتی قافلے پر حملے ہی کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نکلنا حق تھا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے جہاد کے عظیم کام کے لئے نکالا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو مالی اور جانی نقصان پہنچانا، انہیں کمزور کرنا اور مسلمانوں کے دفاع کو مضبوط کرنا یہ دو اہم کام تھا جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فکر رکھتے تھے۔ پھر ابوجہل کے لشکر سے مقابلے کا فیصلہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا اور یہ وہ کام تھا جس کی تعریف میں قرآن پاک کی آیات پر آیات نازل ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان عظیم کارناموں پر شرم محسوس کرنا خود باعث شرم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے اوران کارناموں پرتاویل کے پردے ڈالنا اپنی تاریخ کومسخ کرنا ہے۔(واللہ اعلم بالصواب)

## جہاد "حق" ہے

❶ اپنے نبی کوایک امرحق یعنی کفار کے ساتھ جہاد کرانے کے لئے مدینہ سے باہر بدر کے میدان میں اس وقت لے آیا۔(تفسیر عثمانی)

❷ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ القتال۔ (جلالین) یعنی حق سے مراد قتال ہے۔

❸ الحق الذی جادلوا فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم تلقى النفير لايثارهم عليه تلقى العير۔ (المدارك)

وہ "حق" جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث کررہے تھے ابوجہل کے لشکر سے مقابلہ کرنا تھا۔

❹ ومعنیٰ فِي الْحَقِّ ای فی القتال۔ یہاں "حق" کا معنی ہے "قتال"(القرطبی)

❺ یعنی وہ اس مصلحت کے کام میں یعنی جہاد اور مقابلہ لشکر میں بعد اس کے کہ اس کا ظہور ہوگیا.....الخ۔(بیان القرآن)

## ایک شبہ کا جواب

معرکہ(بدر) کے آئینی اور قانونی پہلو پر زمانہ حال کے ایک ماہر فن "قانون بین الممالک"(انٹرنیشنل لا) کے خیالات سننے کے قابل ہیں۔ (وہ لکھتے ہیں)

"قریشی قافلوں کولوٹ لینا ڈاکہ اس وقت سمجھا جائے جب یہ بے قصور ہوں اورلوٹنے والے حکومت نہیں بلکہ خانگی افراد ہوں"۔(تفسیر ماجدی)

## کَمَآ کی ترکیب

كَمَآ أَخْرَجَكَ میں کَمَآ کا کاف تشبیہ کے معنی میں ہے،تعلیل کے معنی میں ہے یا قسم کے معنی میں ہے حضرات مفسرین نے تینوں طرح کے اقوال لکھے ہیں۔پھر یہ جملہ "موضع نصب" میں ہے یا موضع رفع میں،اس میں بھی دونوں طرح کے اقوال ہیں۔پھر اگر کاف تشبیہ کا ہے تو مشبہ کیا ہے اس میں بھی مفسرین کے کئی اقوال ہیں۔ایک دلچسپ قول ملاحظہ فرمانے سے پہلے چند عبارات طلبہ علم کے لئے حاضر خدمت ہیں:

❶ قال الزجاج: الكاف فى موضع نصب ای الانفال ثابتةٌ لك كما اخرجك ربك من بيتك بالحق ای مثل اخراجك ربك من بيتك بالحق۔ والمعنىٰ:امض لامرك فى الغنائم ونفّل من شئت وان كرهوا۔ (القرطبی)

حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے تقریباً اسی قول کولیا ہے چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کما میں کاف امض سے متعلق ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تقدیر یوں ہوگی امض لامر اللہ تعالیٰ فی انفال وان کرھوا کما امضیت امر اللہ فی الخروج من البیت جس طرح ایک گروہ لڑنے کو ناپسند کرتا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پرواہ نہ کی اور اللہ تعالیٰ کا فریضہ بجالائے، اسی طرح اب تقسیم مال غنیمت میں بھی ان کی پرواہ نہ کیجئے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

❷ قال ابو عبیدۃ: ھو قسم ای والذی اخرجك فالکاف بمعنیٰ الواو وما بمعنیٰ الذی (القرطبی) صاحب البحر المحیط نے اس قول کو رد کیا ہے۔

❸ وکما خبر مبتدأ محذوف ای: ھذہ الحال فی حال کراھتھم لھا مثل اخراجك فی حال کراھتھم وقد کان خیراً لھم (جلالین)

صاحب تفسیر حقانی نے بھی اسی ترکیب کو اختیار فرمایا ہے۔

❹ کما کے کاف میں تشبیہ کی طرح تعلیل کا معنی بھی ہے۔ (البحر المحیط)

## خلاصۂ کلام

کاف کے معنی اور ترکیب میں کئی اقوال ہیں امام ابوحیان الاندلسی رحمہ اللہ نے البحر المحیط میں پندرہ اقوال نقل کرنے کے بعد اس سلسلے میں اپنا ایک خواب بھی لکھا ہے اور ایک سولھواں قول اختیار فرمایا ہے۔ ان تمام سولہ اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کے لئے نکلنے کو بہت سی چیزوں کے لئے بطور مثال کے پیش فرمایا ہے۔ اور غزوہ بدر کو مسلمانوں کی کامیابی اور غلبے کے لئے ایک نمونہ قرار دیا ہے۔

چنانچہ امام ابوحیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فکان المعنیٰ ان خرجت لاعزاز دین اللہ وقتل اعدائہ نصرك اللہ وامدك بالملئکۃ.
(البحر المحیط)

یعنی گویا کہ معنی یہ ہوا کہ جب آپ اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبے اور اس کے دشمنوں کو قتل کرنے کے لئے نکلے تو اللہ پاک نے آپ کی نصرت فرمائی اور فرشتوں کے ذریعے آپ کو مدد بھیجی۔

بیان القرآن کے حوالے سے اس آیت کا جو ربط ماقبل سے بیان کیا گیا ہے وہ بھی اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ پچھلی آیات میں مسلمانوں کو فتح اور غلبے کا جو نصاب بتایا گیا ہے اب اس آیت سے کچھ واقعات سنا کر اس کی تصدیق کی جارہی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ایک دلچسپ قول

بعض مفسرین حضرات نے اس آیت کو آیت (۱۲) کے فَاضْرِبُوْا کے ساتھ جوڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چونکہ تمہیں نکالا ہے اور تمہاری ہر طرح سے مدد کی ہے اس لئے تم کافروں کو خوب مارو اور قتل کرو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

کما اخرجک ربک من بیتک بالحق وغشاکم النعاس امنۃ منہ وانزل من السماء ماء لیطھرکم بہ، وانزل علیکم من السماء ملئکۃ مردفین فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منھم کل بنان. (القرطبی)

یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک حق کام کے لئے گھر سے نکالا اور اپنی طرف سے اونگھ بھیج کر آپ لوگوں کو امن وسکون دیا اور آسمان سے پانی برسا کر آپ لوگوں کو پاک کیا اور آسمان سے آپ لوگوں کی مدد کے لئے پے در پے فرشتے نازل کئے اس لئے اب آپ لوگ کافروں کی گردنوں اور ان کے جوڑوں پر ماریں۔ (یعنی ان کو خوب قتل کریں)

## دفع اشکال

بعض مسلمانوں کا مشرکین کے طاقتور لشکر سے ٹکرانے کو ناپسند کرنا محض طبعی طور پر تھا اور مشورہ میں ان کے اہتمام کو مجادلہ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے جس طرح صاحب مدارک اور صاحب بیان القرآن نے وضاحت فرمائی ہے۔

اور صاحب تفسیر ماجدی لکھتے ہیں:

کہاں تین سو تیرہ اور وہ بھی بے سروسامان کہاں نو سو پچاس اور پھر ہر طرح مسلح و باساز وسامان، خوف واندیشہ بالکل قدرتی تھا اور یہ طبعی کیفیت ہرگز مورد عتاب نہیں، یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی متقی وصالح شخص سانپ یا شیر کا اچانک سامنا ہو جانے پر ڈر جائے خوف، حزن وغیرہ کے طبعی جذبات سے تو حضرات انبیاء علیہم السلام تک مستثنیٰ نہیں رکھے گئے چہ جائیکہ غیر انبیاء اور شرف صحابیت کا جو مرتبہ بھی فرض کیا جائے، بہر حال بشریت کے ماتحت ہی رہے گا پھر "فریقا" سے اشارۃً یہ بھی نکل رہا ہے کہ یہ خوف وتردد بھی سب کو نہ تھا۔ (تفسیر ماجدی)

صاحب مدارک لکھتے ہیں:

ویحتمل ان یکونوا مخلصین وان یکون ذلک کراھۃ طبع لانھم غیر متأھبین لہ. (المدارک)

انسان محض اپنی عقل سے جہاد کا مسئلہ نہیں سمجھ سکتا، اس لئے کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث کر رہے تھے۔ اپنے سے کئی گنا طاقتور دشمن سے ٹکرانا، امن اور عافیت کا گھر چھوڑ کر موت کے میدان کی طرف نکلنا، آسان قافلہ چھوڑ کر طاقتور دشمن سے جنگ کو اختیار کرنا یہ سب کچھ عقل سے بہت اونچا ہے، اس لئے حکم دیا گیا کہ بس اطاعت کرو۔ جب انہوں نے اطاعت کی تو جہاد کے فائدے کھل کھل کر سامنے آنے لگے۔ یہ صورتحال قیامت تک قائم ہے جو لوگ صرف عقل کے گھوڑے دوڑاتے ہیں ان کو جہاد کبھی سمجھ میں نہیں آتا اور وہ اس عظیم الشان نعمت سے محروم رہتے ہیں۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم پر لبیک کہتے ہیں اور آخرت کی زندگی کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھتے ہیں ان کو جہاد سمجھ میں آجاتا ہے اور وہی لوگ اللہ تعالیٰ کے مجاہد اور سپاہی بن کر اونچے اونچے کارنامے بھی سرانجام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں اور خود بھی اونچے درجات کے مستحق بنتے ہیں۔ غزوہ بدر سے لیکر آج تک کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے اور پھر ان آیات کو سامنے رکھیئے تو پوری بات سمجھ آجاتی ہے اللہ پاک اپنے پیارے بندوں کو خود گھر سے نکال کر میدان جہاد میں پہنچاتا ہے اور پھر ان پر اپنی رحمتوں اور نصرتوں کی بارش برسا دیتا ہے جبکہ عقل کے ترازو میں جہاد کو تولنے والے موت کے خوف سے کانپتے لرزتے اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ وہ جہاد کی نعمت اور اونچے درجات سے محروم رہتے ہیں اور اس موت سے بھی نہیں بچ سکتے جس سے بچنے کی خاطر وہ جہاد میں نہیں نکلتے۔ غزوہ بدر کے موقع پر بھی کچھ منافقین اسی طرح کے قیل وقال میں پیچھے رہ گئے۔ امام نسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: قال الشيخ ابو منصور رحمه الله: يحتمل انهم منافقون كرهوا ذالك اعتقاداً. (المدارك)

ہاں چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر نکلنے کا تاکیدی حکم نہیں فرمایا تھا اس لئے بعض مخلص ایمان والے بھی نہ جا سکے مگر جن کو اللہ تعالیٰ لے گیا وہ اصحاب بدر کہلائے۔ یعنی تاریخ اسلام کی سب سے اعلیٰ اور ممتاز جماعت جسے آسمان کے فرشتے بھی رشک سے دیکھتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## جہاد میں نکلنا ایک عظیم الشان نعمت ہے

كَمَآ اَخْرَجَكَ کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ نے اپنا احسان اور انعام بیان فرمایا ہے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد کے لئے گھر سے نکالا۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جیسا انعام اول کا حاصل "اخراج" تھا۔ (بیان القرآن)

یعنی جہاد کے لئے گھر سے نکلنا اللہ تعالیٰ کا انعام تھا۔

مسلمان اگر اس حقیقت پر غور کریں اور ربك کے الفاظ کو سمجھیں کہ آپ کے رب نے آپ کو جہاد کے لئے نکالا تو انہیں جہاد میں نکلنے کی قدر و قیمت کا اندازہ ہو جائے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## اسباق

غزوہ بدر میں مسلمانوں کے لئے بے شمار اسباق ہیں ان دو آیات سے یہ سبق بھی ملا کہ مسلمانوں کو جہاد کے لئے اپنے گھروں سے نکلتے رہنا چاہئے اور جہاد کے مسئلے کو عقل پر تولنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر پورا کرنا چاہئے۔

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۸-۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ

اور جس وقت دو جماعتوں میں سے ایک کا اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کرتا تھا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی اور تم چاہتے تھے

غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ

جس میں کانٹا نہ ہو وہ تمہیں ملے اور اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ اپنے حکم سے حق کو ثابت کردے

بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۷ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ

اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ تاکہ حق کو ثابت کردے اور باطل کو مٹا دے

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۸

اگرچہ گنہ گار ناراض ہوں

## خلاصہ

اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو یاد کرو جب اس نے تم سے وعدہ فرمایا کہ وہ مشرکین کے لشکر اور ان کے قافلے میں سے ایک پر تمہیں غالب فرمائے گا۔

تمہاری خواہش تھی کہ تجارتی قافلے کا سامنا ہو مگر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ تمہیں مشرکین کے لشکر سے جہاد کا حکم دے کر حق کا حق ہونا سب پر ظاہر فرمادے اور باطل کی جڑ کاٹ دے۔ تاکہ مشرکین کے نہ چاہنے کے باوجود دین اسلام غالب آجائے اور کفر و شرک مغلوب ہو جائے۔

## اقوال وحوالے

### کافروں سے مقابلہ اللہ تعالیٰ کا انعام

اس انعام کا حاصل "مقابلۂ کفار" ہے جس کا انجام خیر ہوا جیسا انعام اول کا حاصل "اخراج" تھا۔ (بیان القرآن)

یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ انعام ذکر فرمایا ہے کہ اس نے تمہیں طاقتور کافروں کے مقابلے میں لا کھڑا کیا۔ کمزور مسلمانوں کا اتنے طاقتور دشمن سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو جانا خود ایک بہت بڑی بات تھی۔ جو اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے انعام سے ممکن ہوئی مسلمانوں کے اس طرز عمل سے ہی اسلام کا حق اور سچ ہونا ظاہر ہو جاتا ہے ورنہ کون اپنی جان خطرے میں ڈالتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## کلام برکت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یا قافلہ یا مدد (یعنی مشرکین کا لشکر) ہمارے ہاتھ لگے گا، لوگ چاہتے تھے کہ قافلہ ہاتھ لگے اور بہتر ہوا یہی کہ کفر کا زور ٹوٹا۔ (موضح القرآن)

صاحب تفسیر عثمانی لکھتے ہیں:

مسلمان چاہتے تھے کہ ''تجارتی قافلہ'' پر حملہ ہو کہ کانٹا نہ چبھے اور بہت سامال ہاتھ آجائے لیکن خدا کی مرضی یہ تھی کہ اس چھوٹی سی بے سروسامان جماعت کو کثیر التعداد اور مرتب و پر شوکت لشکر سے بھڑا کر اپنی باتوں سے سچ کو سچ کر دکھائے اور کفار مکہ کی جڑ کاٹ ڈالے تاکہ اس طرح اس کے وعدوں کی سچائی حیرت انگیز طریقہ پر ظاہر ہو کر سچ کا سچ اور جھوٹ کا جھوٹ ہونا کفار کے علی الرغم صاف صاف آشکار ہو جائے، چنانچہ یہی ہوا۔ بدر میں قریش کے ستر سردار مارے گئے جن میں ابوجہل بھی تھا، اور ستر ہی قید ہوئے اس طرح کفر کی کمر ٹوٹ گئی اور مشرکین مکہ کی بنیادیں ہل گئیں فللہ الحمد والمنہ۔ (تفسیر عثمانی)

## حق کا حق ہونا ظاہر فرمادے

غور فرمائیں ان دو آیات میں یہ جملہ دوبارہ استعمال ہوا ہے پہلے ارشاد فرمایا:

وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ۝

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ اپنے ''کلمات'' سے حق کو ثابت کردے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔

اس کے فوراً بعد فرمایا:

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ

ترجمہ: تاکہ حق کو ثابت کردے اور باطل کو مٹا دے۔

اب یہاں دو سوال ہیں پہلا یہ کہ حق تو حق ہوتا ہے تو اسے ثابت کرنے اور اسکا احقاق کرنے کے کیا معنی ہیں؟ اور دوسرا یہ کہ یہ جملہ دوبارہ آیا ہے تو کیا دونوں جگہ ایک ہی مطلب ہے یا ہر جگہ الگ مفہوم ہے؟

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

المراد من تحقيق الحق و ابطال الباطل، باظهار كون ذلك الحق حقاً و اظهار كون ذلك الباطل باطلاً

یعنی ''احقاق حق'' اور ''ابطال باطل'' کا مطلب یہ ہے کہ حق کا حق ہونا بالکل ظاہر کر دیا جائے (کہ دوست دشمن سب کو نظر آجائے) اور باطل کا باطل ہونا بالکل واضح کر دیا جائے (کہ خود اہل باطل بھی محسوس کرنے لگیں)۔ (التفسیر الکبیر)

اور دوسرے سوال کے جواب میں امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ليس ههنا تكرير لان المراد بالاول سبب ما وعد به في هذه الواقعة من النصر والظفر بالأعداء والمراد بالثاني تقوية القرآن والدين ونصرة هذه الشريعة لان الذي وقع من المومنين يوم بدر بالكافرين كان سببا لعزة الدين وقوته ولهذا السبب قرنه بقوله ويبطل الباطل الذي هوالشرك وذلك في مقابلة الحق الذي هوالدين والايمان. (التفسير الكبير)

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ پہلے جملے اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ سے مراد غزوہ بدر کی فتح ہے اور دوسرے جملے يُحِقَّ الْحَقَّ سے دین، قرآن اور اس شریعت کا غلبہ مراد ہے کیونکہ غزوہ بدر کی فتح سے پورے دین کو قوت ملی۔

امام قرطبی رحمہ اللہ کی رائے بھی یہی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

يُحِقَّ الْحَقَّ ای یظهر دین الاسلام ویعزه وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ ای الکفر۔ (القرطبی)

مطلب یہ ہوا کہ جب جہاد میں مسلمانوں کو اپنے سے طاقتور دشمن پر غلبہ ملتا ہے تو اس سے حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا سب کو کھلی نظروں سے دکھائی دینے لگتا ہے اور اہل باطل کو احساس ہوتا ہے کہ وہ غلطی پر ہیں اور حق کے متلاشی لوگوں کو حق کا نور صاف نظر آ جاتا ہے اس کی وجہ سے لوگ کفر چھوڑ کر جوق در جوق اسلام قبول کرتے ہیں اور حق کو قبول کر لینا ان کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ اس لئے اہل حق کا فرض بنتا ہے کہ وہ کفر کو مغلوب کرنے اور اسلام کو غالب کرنے کی بھرپور محنت کریں تاکہ عام انسانوں کے لئے حق کا حق ہونا بالکل واضح اور ظاہر ہو جائے۔

صاحب تفسیر الفرقان لکھتے ہیں:

کلمہ حق کو بلند و برتر کرنا ارباب ایمان واخلاص کا فرض ہوگا۔ کیونکہ کفر تو پیدا ہی اس لئے ہوا ہے کہ اس کے ابطال میں اہل ایمان اپنی پوری سعی وکوشش کا اظہار کریں تاکہ ان کی صف دوسرے لوگوں سے ممتاز نظر آنے لگے۔ (تفسیر الفرقان)

خلاصہ یہ ہوا کہ حق تو حق ہے مگر اس کا حق ہونا جہاد کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے چنانچہ اللہ پاک نے مسلمانوں کو معرکہ بدر میں لا کھڑا کیا ان کو جہاد کی توفیق عطا فرمائی جس کی برکت سے حق کا حق ہونا سب کو سمجھ آ گیا اور باطل کا بطلان بھی ظاہر ہو گیا اور کافروں کی جڑ کٹ گئی۔ مسلمان جب بھی غزوہ بدر کی ترتیب پر آئیں گے اور جہاد کو زندہ کریں گے تو اسی طرح حق کا بول بالا ہوگا اور باطل کو ذلت اور کمزوری کا سامنا کرنا ہوگا۔ مگر یہ صورتحال اہل باطل کے سرغنوں کو پسند نہیں آئے گی وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ میں یہی بتایا گیا ہے چنانچہ وہ جہاد اور مجاہدین کے خلاف خوب شور مچائیں گے یا بالفاظ دیگر انہیں بدنام کرنے کی کوشش کریں گے۔ تو مسلمانوں کو اس سے پریشان نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ان کی عزت یا ذلت کافروں کی زبانوں پر موقوف نہیں ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## کلمات سے کیا مراد ہے؟

آیت میں ارشاد فرمایا گیا ہے: وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ حق کو اپنے ''کلمات'' کے ذریعہ ثابت کرے۔

اس آیت میں ''کلمات'' سے کیا مراد ہے؟

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

بکلماته ای بوعده: یعنی اپنے وعدہ کے مطابق حق کو غالب اور باطل کو مغلوب کردے۔ اور وعدے سے مراد وہ وعدہ ہے جو ان دو آیات میں فرمایا ہے۔

❶ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ ۚ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ۝ (الدخان ۱۶)

ترجمہ: جس دن ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے بے شک ہم انتقام لینے والے ہیں۔ یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں سے۔

❷ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (التوبہ ۳۳، الفتح ۲۸)

ترجمہ: تاکہ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو سب دینوں پر غالب کرے۔ (القرطبی)

دوسرا قول یہ ہے کہ ''کلمات'' سے مراد جہاد کا حکم ہے چنانچہ امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

بکلماته ای بامره ایاکم ان تجاهدوهم۔

یعنی تمہیں کفار کے خلاف جہاد کا حکم دے کر حق کو غالب اور کفر کو مغلوب فرمادے۔ (القرطبی)

امام نسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

بکلماته بآیاته المنزلة فی محاربة ذات الشوکة وبما امر الملائکة من نزولهم للنصرة وبما قضیٰ من قتلهم وطرحهم فی قلیب بدر۔ (المدارک)

کلمات سے مراد وہ آیات ہیں جن میں مسلح قریشی لشکر سے لڑنے کا حکم ہے، اور فرشتوں کو نصرت کے لئے نازل فرمانے کا حکم اور مشرکین کے قتل اور ان کو بدر کے کنویں میں ڈالنے کا (تکوینی) حکم۔

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ: اگرچہ مجرموں کو اسلام کا غلبہ ناپسند ہو۔

ظاہر بات ہے کہ کافر مجرم ہیں اور وہ کبھی بھی حق کے غلبے کو پسند نہیں کرسکتے۔ اگر مسلمان اس حقیقت کو دل میں بٹھالیں تو امت مسلمہ کی جان اس جملے سے چھوٹ جائے گی کہ اسلام کافروں کی نظر میں بدنام ہو رہا ہے۔ یقیناً ہر وہ عمل جس سے اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچے گا وہ عمل اسلام دشمنوں کی نظر میں برا اور بدنام ہوگا تو کیا مسلمان اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی بدعقلی اور رائے سے متاثر ہوجائیں گے؟ العیاذ باللہ العیاذ باللہ۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## اسباق

غزوہ بدر میں مسلمانوں کے لئے بے شمار اسباق ہیں ان دو آیات سے یہ سبق ملا کہ مسلمانوں کو کفر کی اصل طاقت پر وار کرنا چاہیے اور جہاد کے عمل کو زندہ رکھنا چاہیے تاکہ حق کا حق ہونا دنیا پر ثابت ہوجائے۔ ☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَۃُ الاَنفَال مَدَنِيَّۃٌ آیت ۹-۱۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ

جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے اس نے جواب میں فرمایا کہ میں تمہاری مدد کیلئے پے درپے ایک ہزار

الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ

فرشتے بھیج رہا ہوں۔ اور یہ تو اللہ تعالیٰ نے فقط خوشخبری دی تھی اور تاکہ تمہارے دل اس سے مطمئن

بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ

ہو جائیں اور مدد تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بے شک اللہ تعالیٰ

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾

غالب حکمت والا ہے

### خلاصہ

غزوۂ بدر کے دن مقابلے سے پہلے تم نے اللہ تعالیٰ سے مدد کی فریاد کی۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری فریاد کو قبول فرمایا اور ایک ہزار فرشتے پے درپے بھیجنے کا تم سے وعدہ فرمایا۔ فرشتوں کا تمہاری مدد کے لئے اترنا محض اللہ تعالیٰ کی نصرت کی بشارت تھی تاکہ تمہارے دل مضبوط ہو جائیں ورنہ اصل مدد تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے جو غالب بھی ہے اور حکمت والا بھی ہے۔ (اس لئے تم صرف اسی سے جڑے رہو فرشتوں اور دیگر اسباب پر بھروسہ نہ کرو اصل غلبہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی مرضی جس طرح سے دے اور اصل نصرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اس کی مرضی اسباب کے ذریعہ کرے یا ظاہری اسباب کے بغیر۔)

### شانِ نزول

اس آیت کے شان نزول میں حضرات مفسرین نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو ذکر فرمایا ہے جو صحیح مسلم میں مذکور ہے۔ روایت کے عربی الفاظ پڑھنے سے پہلے آیت کے شان نزول اور مضمون کے بارے میں تفسیر حقانی کی یہ عبارت ملاحظہ فرمایئے۔

"غوث" (کا معنی) مدد اور "استغاثہ" (کا مطلب) مدد طلب کرنا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میدان بدر میں جا پہنچے۔ گرمی کے دن تھے اور بدر میں جو پانی تھا اس کو اول آ کر مشرکین مکہ نے اپنے قبضہ میں کر لیا تھا۔ ادھر تو غنیم (یعنی دشمن) کی کثرت کہ وہاں مع سازوسامان مکہ کے تخمیناً ہزار بہادر جنگ جو تھے۔ ادھر تخمیناً تین سو آدمی بھوکے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پیاسے، بے سروسامان ایسی حالت میں مسلمان اپنے پروردگار سے مدد کے خواہاں ہوئے اور اسی سے فریادرسی کے امیدوار ہوئے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ اس حالت کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک خیمہ میں گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روبقبلہ (یعنی قبلہ رخ) ہو کر ہاتھ اٹھا کر نہایت عجز وانکساری سے دعاء کرنی شروع کی کہ یاالٰہی تو اپنے وعدہ کو پورا کر، اگر اہل حق کی یہ جماعت ماری گئی تو پھر زمین پر تیرا کوئی نام لینے والا نہ رہے گا دعاء کرتے کرتے آپکی رداء (چادر) مبارک مونڈھوں (یعنی کندھوں) سے گر پڑی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر ڈالی اور ہاتھ تھام کر عرض کی۔

یانبی اللہ! بس کیجئے آپ کی دعاء خدا نے قبول کر لی وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا تب یہ آیت اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ○ لے کر جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے یعنی (اللہ تعالیٰ نے) فریاد قبول کر لی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو یہ جبرئیل گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے مسلح ہو کر آ رہے ہیں مُرْدِفِيْنَ کے معنی یکے بعد دیگرے چنانچہ اولاً ہزار فرشتوں کی مدد کا وعدہ ہوا تھا پھر تین ہزار ہو گئے پھر پانچ ہزار جیسا کہ آل عمران میں ہے۔ اس بات پر تو تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ بدر کے روز آسمان سے مسلح ہو کر مسلمانوں کی مدد کو فرشتے نازل ہوئے جو مسلمانوں کو بھی دکھائی دیئے مگر اس میں اختلاف ہے کہ انہوں نے جنگ کی کہ نہیں؟

کتب احادیث سے جنگ کرنا بھی ثابت ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک شخص ایک مشرک پر حملہ کرنے دوڑا تو اس کے مارنے سے پیشتر ہی وہ زمین پر مرا پڑا تھا اور اس کے منہ پر کوڑے کا نشان تھا اور کوڑے کی آواز کے ساتھ یہ آواز بھی سنائی دی تھی اقدم حیزوم بعض کہتے ہیں جنگ نہیں کی صرف مسلمانوں کے اطمینان کے لئے نازل ہوئے تھے جیسا کہ اس جملہ میں وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى ...... الخ۔ سے پایا جاتا ہے کہ یہ صرف تمہارے اطمینان کے لئے تھا ورنہ مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے مگر یہ بات تو جب بھی پائی جاتی ہے کہ جب فرشتوں کا جنگ کرنا تسلیم کر لیا جائے۔ (تفسیر حقانی)

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وروی مسلم عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال:

لما کان یوم بدر نظر رسول الله صلی الله علیه وسلم الی المشرکین وهم الف واصحابه ثلثمائة وسبعة عشر رجلاً فاستقبل نبی الله صلی الله علیه وسلم القبلة ثم مد یدیه، فجعل یهتف بربه: اللهم انجزلی ما وعدتنی، اللهم آتنی ما وعدتنی، اللهم ان تهلك هذه العصابة من اهل الاسلام لاتعبد فی الارض فما زال یهتف بربه مادا یدیه مستقبل القبلة حتی سقط رداؤه عن منکبیه، فأتاه ابو بکر فأخذ رداءه فالقاه علی منکبیه ثم التزمه من

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ورائه وقال یا نبی اللہ: کفاك مناشدتك ربك، فانه سینجز لك ما وعدك فانزل اللہ تعالیٰ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ الاية فامده اللہ بالملئكة. (القرطبی)

اس روایت کا اردو خلاصہ تفسیر حقانی کی عبارت میں گذر چکا ہے اصل عربی روایت ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ امت کے علماء کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں مجاہدین کے لئے اسی طرح اور اسی کیفیت میں دعاؤں کا اہتمام فرمائیں جس کیفیت کو اس روایت میں بیان کیا گیا ہے۔ اور خود مجاہدین بھی اسی طرح کی عاجزی، آہ وزاری اور انابت والی دعاؤں کا اہتمام کریں۔

## جنگ کا ماحول بنتے ہی فوراً دعا

واستغاثتهم انهم لما علموا انه لابد من القتال طفقوا يدعون اللہ يقولون ای ربنا انصرنا علی عدوك يا غياث المستغيثين اغثنا. (المدارك)

یعنی اس آیت میں جس فریاد کا ذکر ہے وہ یہ تھی کہ جب مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ اب جنگ یقینی ہے تو فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کے لئے لپکے وہ کہہ رہے تھے اے ہمارے رب اپنے دشمن کے مقابلے میں ہماری نصرت فرما اے فریاد کرنے والوں کی فریاد کو پہنچنے والے ہماری مدد فرما۔ (المدارک)

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو جہاد میں دشمن کی کثرت اور طاقت دیکھ کر بھاگنے اور خوف زدہ ہونے کی بجائے فوراً دعاء کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیے۔

## مجاہدین اپنی نظر صرف اللہ تعالیٰ پر رکھیں

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ نبه علی ان النصر من عنده جلّ وعزّ لا من الملائكة، ای لولا نصره لما انتفع بكثرة العدد بالملائكة. یعنی اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمادی کہ اصل مدد اللہ جل شانہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے نہ کہ فرشتوں کی طرف سے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کی مدد نہ ہوتی تو فرشتوں کے ذریعہ تعداد کے بڑھ جانے سے بھی کوئی فائدہ حاصل نہ ہوتا۔

امام نسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ولا تحسبوا النصر من الملائكة فان الناصر هوا اللہ لكم وللملائكة. (المدارك)

یعنی یہ خیال نہ کرو کہ نصرت فرشتوں کی طرف سے ہے کیونکہ تمہارا اصل مددگار اللہ تعالیٰ ہے۔

معلوم ہوا کہ مجاہدین کے لئے جب فرشتوں پر بھروسہ کرنا درست نہیں ہے تو پھر کسی اور چیز یا شخصیت پر نظریں جمائے رکھنا کہاں درست ہو سکتا ہے؟ مسلمان اللہ تعالیٰ کے لئے جہاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اس کی نصرت فرماتا ہے اور اسے غلبہ اور کامیابی عطاء فرماتا ہے۔ مسلمانوں کے اسی عقیدے اور نظریے کو درست رکھنے کے لئے حضرت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا تھا تا کہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہ بنے کہ فتوحات ان کی وجہ سے ہو رہی ہیں۔ اسباب اور شخصیات سے فائدہ ضرور پہنچتا ہے مگر ان سے فائدہ پہنچنا بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے اس لئے مجاہد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی چیز پر نظر نہ رکھے اور نہ اپنے جہاد کی اللہ تعالیٰ پر توکّل کے علاوہ کوئی اور بنیاد بنائے۔ آج بہت سے لوگ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے انتظار میں جہاد چھوڑے بیٹھے ہیں انہیں بھی اس آیت پر غور کرنا چاہیے۔

**عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ**

چنانچہ بتقاضائے اسم عزیز وہ بالکل براہ راست اور بلا کسی واسطہ کے بھی امداد پر قادر ہے لیکن بتقاضائے اسم حکیم وہ رعایتِ اسباب بھی رکھتا ہے اور اس لئے مدد واسطوں اور ذریعوں سے پہنچاتا ہے۔ (تفسیر ماجدی)

## اسباق

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے لئے بے شمار اسباق ہیں ان دو آیات سے یہ سبق بھی ملا کہ مسلمانوں کو دشمنوں کی کثرت دیکھ کر دل نہیں چھوڑنا چاہیے بلکہ خوب عاجزی، آہ وزاری اور یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور نصرت اور غلبے کی فریاد کرنی چاہیے اور یہ سبق بھی ملا کہ امت مسلمہ کے خواص کو مجاہدین کے لئے خوب دعائیں کرنی چاہئیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد ایسا مبارک عمل ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے بھی شریک ہوتے ہیں اور یہ لازمی سبق بھی ملا کہ اصل نصرت اور غلبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے پھر اس کی مرضی وہ جس طرح سے چاہے مدد فرمائے مسلمانوں کو اپنی نظر "اسبابِ نصرت" پر نہیں بلکہ ناصرِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ پر رکھنی چاہیے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ

جس وقت اس نے تم پر اپنی طرف سے تسکین کیلئے اونگھ ڈال دی اور تم پر

السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ

آسمان سے پانی اتارا تاکہ اس سے تمہیں پاک کردے اور شیطان کی نجاست

وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾

تم سے دور کردے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اور اس سے تمہارے قدم جما دے

## خلاصہ

غزوہ بدر کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے جنگ سے پہلے مجاہدین کی مزید دو طرح سے نصرت فرمائی۔ (۱) ان پر سکون والی اونگھ طاری فرمادی (۲) اس سے پہلے خوب زوردار بارش نازل فرمائی۔ ان دو نصرتوں سے مجاہدین کو یہ فائدے عطا فرمائے۔

(۱) اونگھ کی وجہ سے ان کے دماغ اور جسم پرسکون ہوگئے اور ہر طرح کا خوف جاتا رہا۔

(۲) بارش کی وجہ سے انہیں طہارت حاصل ہوئی، شیطانی نجاست اور وسوسے دور ہوئے، اور ریتلی زمین چلنے پھرنے کے قابل ہوئی۔

(۳) نصرت کے یہ مناظر دیکھ کر ان کے دل مضبوط ہوگئے اور قدم خوب جم گئے۔

## اقوال وحوالے

### جامع تفسیر

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین حضرات نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اور جن روایات کو ذکر فرمایا ہے ان سب کا خلاصہ درج ذیل جامع عبارت میں آگیا ہے۔

"بدر کا معرکہ فی الحقیقت مسلمانوں کے لئے بہت ہی سخت آزمائش اور عظیم الشان امتحان کا موقع تھا۔ وہ تعداد میں تھوڑے تھے، بے سروسامان تھے، فوجی مقابلہ کے لئے تیار ہوکر نہ نکلے تھے مقابلہ میں ان سے تگنی تعداد کا لشکر تھا۔ جو پورے ساز وسامان سے کبر وغرور کے نشہ میں سرشار ہوکر نکلا تھا، مسلمانوں اور کافروں کی یہ پہلی ہی قابل ذکر ٹکر تھی پھر صورت ایسی پیش آئی کہ کفار نے پہلے سے اچھی جگہ اور پانی وغیرہ پر قبضہ کرلیا مسلمان نشیب میں تھے، ریت بہت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زیادہ تھی جس میں چلتے ہوئے پاؤں دھنستے تھے۔ گرد وغبار نے الگ پریشان کر رکھا تھا۔ پانی نہ ملنے سے ایک طرف غسل ووضو کی تکلیف، دوسری طرف تشنگی (یعنی پیاس) ستا رہی تھی۔ یہ چیزیں دیکھ کر مسلمان ڈرے کہ بظاہر آثار شکست کے ہیں، شیطان نے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ اگر واقعی تم خدا کے مقبول بندے ہوتے تو ضرور تائید ایزدی (یعنی اللہ تعالیٰ کی نصرت) تمہاری طرف ہوتی اور ایسی پریشان کن اور یاس انگیز صورت حال پیش نہ آتی اس وقت حق تعالیٰ نے قدرت کاملہ سے زور کا مینہ برسایا جس سے میدان کی ریت جم گئی غسل ووضو کرنے اور پینے کے لئے پانی کی افراط ہوگئی، گرد وغبار سے نجات ملی۔ کفار کا لشکر جس جگہ تھا وہاں کیچڑ اور پھسلن سے چلنا پھرنا دشوار ہوگیا۔ جب یہ ظاہری پریشانیاں دور ہوئیں تو حق تعالیٰ نے مسلمانوں پر ایک قسم کی غنودگی طاری کردی۔ آنکھ کھلی تو دلوں سے سارا خوف وہراس جاتا رہا۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رات بھر "عریش" میں مشغول دعا رہے، اخیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر خفیف سی غنودگی طاری ہوئی جب اس سے چونکے تو فرمایا خوش ہو جاؤ کہ جبرئیل علیہ السلام تمہاری مدد کو آرہے ہیں عریش سے باہر تشریف لائے تو سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۔ زبان مبارک پر جاری تھا بہر حال اس باران رحمت نے بدن کو احداث سے اور دلوں کو شیطان کے وساوس سے پاک کر دیا۔ ادھر ریت کے جم جانے سے ظاہری طور پر قدم جم گئے اور اندر سے ڈر نکل کر دل مضبوط ہوگئے۔" (تفسیر عثمانی)

## اونگھ کے دو فائدے

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

**وفی امتنان اللّٰه علیهم بالنوم فی هذه اللیلة وجهان:احدهما ان قواهم بالا ستراحة علی القتال من الغد.الثانی ان امنهم یزوال الرعب من قلوبهم کما یقال الامن منیمٌ والخوف مسهرٌ.**

یعنی جنگ سے پہلی رات اللہ تعالیٰ نے انہیں اونگھ دے کر دو فائدے عطا فرمائے پہلا یہ کہ انہیں آرام دے کر اگلے دن کی لڑائی کے لئے قوت عطاء فرمادی اور دوسرا یہ کہ ان کے دلوں سے رعب دور کرکے انہیں امن وسکون عطاء فرمادیا۔ جیسا کہ کہاوت ہے کہ امن نیند لاتا ہے اور خوف بے خوابی میں مبتلا کرتا ہے۔ (القرطبی)

ایک قول یہ ہے کہ یہ اونگھ عین لڑائی کے وقت طاری ہوئی تھی و**قیل غشاهم فی حال التقاء الصفین. (القرطبی)**

## ۱۷ رمضان المبارک کی رات بارش ہوئی

**فانزل اللّٰه المطر لیلة بدر السابعة عشرة من رمضان حتی سالت الاودیة. (القرطبی)**

یعنی اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کی سترہویں رات خوب بارش برسادی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## طہارت اور جہاد

اس آیت مبارکہ سے یہ نکتہ بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ جہاد اور طہارت کا آپس میں مضبوط جوڑ ہے۔طہارت کی حالت میں مومن مضبوط ہوتا ہے، اس پر خاص رحمت نازل ہوتی ہے، دشمن اس پر حاوی نہیں ہو سکتے اور رحمت کے فرشتے اس کے ساتھ موجود رہتے ہیں۔پس اشارہ معلوم ہوا کہ مجاہدین کو جہاد کے دوران طہارت یعنی غسل وضو اور لباس کی پاکی کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ اس سے انہیں قوت اور نصرت ملتی ہے۔(واللہ اعلم بالصواب)

## باران رحمت مشرکین کے لئے زحمت

طبقات ابن سعد میں ہے کہ "وہ وادی پولی تھی" اللہ تعالیٰ نے ابر کو بھیجا، جس نے اسے تر کر دیا، مسلمان چلنے سے نہ رکے، مشرکین کے ہاں اس قدر بارش ہوئی کہ وہ چلنے کے قابل نہ رہے، حالانکہ ان کے درمیان صرف ایک ریت کا ٹیلہ تھا، اس شب کو مسلمانوں پر غنودگی طاری ہو گئی، اور پھر چند صحرا آگے چل کر ہے "مسلمان اترتی ہوئی بالو (یعنی ریت) پر اترے تھے، بارش ہوئی جس سے وہ مثل کو وصفا کے ہو گئی لوگ اس پر آسانی سے دوڑتے تھے۔(تفسیر ماجدی)

## جہاد سب سے افضل عبادت

امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس آیت کے ذیل میں یہ وجد آفرین نکتہ لکھا ہے: قال مالك بلغني ان جبريل عليه السلام قال للنبي صلى الله عليه وسلم الخ۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ حضرات میں مجاہدین بدر کا کیا مقام ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہم میں سب سے بہتر شمار کئے جاتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا ہمارے ہاں بھی ایسا ہے۔پس اس سے ثابت ہوا کہ مخلوقات کی افضلیت ذات کی وجہ سے نہیں اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے ملائکہ کے لئے افضل عمل ہمیشہ کی تسبیح کا اہتمام ہے اور ہمارے لئے افضل عمل اخلاص اور عبادت ہے۔پھر عبادات میں سے وہ عبادات زیادہ اونچی ہیں جن کو شریعت نے افضل قرار دیا ہے۔پھر امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وافضلها الجهاد وافضل الجهاد يوم بدر لان بناء الاسلام كان عليه۔ (القرطبی)

اور سب سے افضل عبادت جہاد ہے اور سب سے افضل جہاد بدر کے دن کا جہاد ہے کیونکہ اسلام کی بنیاد اسی پر ہے۔(القرطبی)

## دشمنوں کو اقتصادی نقصان پہنچانے کے لئے حملہ جائز ہے

امام قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

ودل خروج النبي صلى الله عليه وسلم لتلقى العير على جواز النفير للغنيمة لانها كسب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حلال الخ۔

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلے پر حملہ کرنے کے لئے نکلنا اس بات کی دلیل ہے کہ غنیمت کے لئے حملہ کرنا جائز ہے کیونکہ وہ مال حلال ہے۔ اس سے امام مالک رحمہ اللہ کے مسلک کی تردید ہوگئی جو اسے مکروہ سمجھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ تو دنیا کی خاطر جنگ کرنا ہوا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں:

وما جاء ان من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو سبيل الله دون من يقاتل للغنيمة يراد به اذا كان قصده وحده وليس للدين فيه حظ۔ یعنی حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلمے کی بلندی کے لئے لڑے نہ کہ غنیمت کیلئے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ جب کسی کی نیت صرف غنیمت کی ہو اور اس میں دین کا کوئی فائدہ مقصود نہ ہو تو وہ لڑائی جہاد نہیں ہوگی۔ (القرطبی)

## قتال میں اونگھ اللہ تعالیٰ کی نعمت

وعن ابن عباس رضى الله عنهما: "النعاس فى القتال امنة من الله تعالىٰ، وفى الصلوٰة وسوسة من الشيطان" انتهى وعن ابن مسعود رضى الله عنه شبيه هذا الكلام وقال: النعاس عند حضور القتال علامة امن من العدو وهو من الله تعالىٰ وهو فى الصلوٰة من الشيطن" قال ابن عطيه: وهذا انما طريقة الوحي فهو لا محالة يسند. (البحر المحيط)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قتال میں نیند اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور امن کے ہوتی ہے اور نماز میں نیند شیطانی وسوسہ کی وجہ سے ہوتی ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کا کلام مروی ہے وہ فرماتے ہیں جنگ کے وقت اونگھ کا آنا دشمن سے امن کی علامت ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور نماز میں اونگھ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ باتیں وحی سے ہی معلوم ہوسکتی ہیں (عقل سے نہیں) اس لئے یہ روایت یقیناً مرفوع ہے یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ (تفسیر البحر المحیط)

## چھ وجوہات

غزوۂ بدر کے موقع پر طاری ہونے والی غنودگی کس طرح سے اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت تھی؟ حضرت امام رازی رحمہ اللہ نے دلچسپ تقریر فرمائی ہے اور اس اونگھ کے خصوصی نعمت ہونے پر چھ وجوہات ذکر فرمائی ہیں شائقین تفسیر کبیر میں ملاحظہ فرمالیں۔

## اسباق

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے لئے بے شمار اسباق ہیں اس آیت مبارکہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ طہارت اور پاکی جہاد کے لئے بے حد مفید ہوتی ہے پس مجاہدین اس کا اہتمام اور التزام کریں۔ آیت سے یہ بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ جنگ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے دوران مجاہدین کے پاس وافر پانی ہونا چاہیے چنانچہ پانی کے انتظام کا بھی حتی الامکان اہتمام کیا جائے۔ اسی طرح ذہنی سکون اور آسودگی، قلبی اطمینان اور ثابت قدمی بھی مجاہدین کے لئے ضروری ہے۔ مجاہدین کا اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہو تو یہ تمام چیزیں نصیب ہو جاتی ہیں پس تعلق باللہ کو مضبوط کیا جائے اور دوران جہاد اس کے مذاکرے کا خوب خوب اہتمام کیا جائے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَٰٓئِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ

جب تیرے رب نے فرشتوں کو حکم بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کے دل ثابت

آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا

رکھو میں کافروں کے دل میں دہشت ڈال دوں گا پس گردنوں پہ مارو

فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾

اور ان کے پور پور پہ مارو

## خلاصہ

غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کی نصرت کے لئے فرشتوں کو نازل فرمایا اور ان فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم ایمان والوں کے دل مضبوط کرو۔ میں کافروں کے دلوں پر دہشت طاری کردوں گا۔ اور تم جنگ میں شریک ہو کر کافروں کی گردنوں اور جوڑوں پر مارو۔

## تلخیص مضامین

❶ غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام کی قیادت میں فرشتوں کو نازل فرمایا۔

❷ اکثر روایات سے ثابت ہے کہ فرشتوں نے جنگ میں بھی حصہ لیا۔

❸ اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو اپنی معیت کا یقین دلایا کہ تسبیح وتقدیس کی طرح عملِ جہاد میں بھی تمہیں میرا قرب اور معیت نصیب رہے گی۔

❹ فرشتوں کی ذمہ داری لگائی گئی کہ وہ مجاہدین کا حوصلہ بڑھائیں اور ان کے دل مضبوط کریں۔ چنانچہ فرشتوں نے جنگ میں شریک ہو کر، دلوں میں الہام ڈال کر، نصرت کی آوازیں لگا کر اور اپنی روحانی محبت کا اثر دکھا کر یہ ذمہ داری ادا کی۔

❺ اللہ پاک نے فرشتوں کو جنگ کی تربیت دی اور انہیں سمجھایا کہ انسان کے کن اعضاء پر مارنے سے وہ مرتا ہے یا جنگ کے قابل نہیں رہتا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## ایک سوال کا جواب

اللہ پاک نے ایمان والوں کے دل مضبوط کرنے کا حکم فرشتوں کو دیا اور کافروں کے دلوں میں رعب ڈالنے کی نسبت اپنی طرف فرمائی۔ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ اس میں یہ نکتہ بیان فرماتے ہیں:

کافروں کے دل قابل نہیں فرشتوں کے الہام کے سو رعب ڈالنا اپنی طرف لیا اور (فرشتوں کو) مسلمانوں کے دل ثابت کرنے کو حکم فرمایا۔

اس جنگ میں فرشتے ہاتھوں سے بھی لڑے ہیں۔ (موضح القرآن)

## جامع تفسیر

"جنگ بدر کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس معرکہ میں خود ابلیس لعین کنانہ کے سردار اعظم سراقہ بن مالک مدلجی کی صورت میں متمثل ہو کر ابو جہل کے پاس آیا اور مشرکین کے خوب دل بڑھائے کہ آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا، میں اور میرا سارا قبیلہ تمہارے ساتھ ہے۔ ابلیس کے جھنڈے تلے بڑا بھاری لشکر شیاطین کا تھا۔"

یہ واقعہ آگے آئے گا۔ اس کے جواب میں حق تعالیٰ نے مسلمانوں کی کمک پر شاہی فوج کے دستے جبرئیل علیہ السلام ومیکائیل علیہ السلام کی کمانڈ میں یہ کہہ کر بھیجے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر شیاطین آدمیوں کی صورت میں متشکل ہو کر کفار کے حوصلے بڑھا رہے ہیں اور ان کی طرف سے لڑنے کو تیار ہیں اور مسلمانوں کے قلوب کو وسوسے ڈال کر خوفزدہ کر رہے ہیں تو تم مظلوم وضعیف مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کرو ادھر تم ان کی ہمت بڑھاؤ گے ادھر میں کافروں کے دلوں میں دہشت اور رعب ڈال دوں گا۔ تم مسلمانوں کے ساتھ ہو کر ان ظالموں کی گردنیں مارو اور پور پور کاٹ ڈالو۔ کیونکہ آج ان سب جنی وانسی کافروں نے مل کر خدا اور رسول سے مقابلہ کی ٹھہرائی ہے سو انہیں معلوم ہو جائے کہ خدا کے مخالفوں کو کیسی سزا ملتی ہے۔ آخرت میں جو سزا ملے گی اصل تو وہی ہے لیکن دنیا میں بھی اس کا تھوڑا سا نمونہ دیکھ لیں اور عذاب الٰہی کا کچھ مزہ چکھ لیں۔ روایات میں ہے کہ بدر میں ملائکہ کو لوگ آنکھوں سے دیکھتے تھے اور ان کے مارے ہوئے کفار کو آدمیوں کے قتل کیے ہوئے کفار سے الگ شناخت کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے یہ ایک نمونہ دکھا دیا کہ اگر شیاطین الجن والانس ایسے غیر معمولی طور پر حق کے مقابل جمع ہو جائیں تو وہ اہل حق اور مقبول بندوں کو ایسے غیر معمولی طریقہ سے فرشتوں کی کمک پہنچا سکتا ہے۔ باقی ویسے تو فتح وغلبہ بلکہ ہر چھوٹا بڑا کام خدا ہی کی مشیت اور قدرت سے انجام پاتا ہے۔ اسے نہ فرشتوں کی احتیاج ہے نہ آدمیوں کی، اور اگر فرشتوں ہی سے کوئی کام لے تو ان کو وہ طاقت بخشی ہے کہ تنہا ایک فرشتہ بڑی بڑی بستیوں کو اٹھا کر پٹک سکتا ہے یہاں تو عالم تکلیف واسباب میں ذرا سی تنبیہ کے طور پر شیاطین کی غیر معمولی دوڑ دھوپ کا جواب دینا تھا اور بس۔ (تفسیر عثمانی)

## فرشتوں کا دلوں کو مضبوط کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ ایمان والوں کے دلوں کو مضبوط کریں۔ مفسرین نے اس "حکم الٰہی" کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بارے میں کئی اقوال لکھے ہیں:

❶ قال الحسن: بالقتال ای فقاتلوا۔ یعنی حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ قتال کے ذریعہ ان کے دلوں کو مضبوط کرو مطلب یہ کہ تم بھی لڑو۔ (البحر المحیط)

❷ وقال مقاتل یبشروھم بالنصر۔ مقاتل رحمہ اللہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی مدد کی خوشخبری سناؤ۔

فکان الملک یسیر امام الصف فی صورۃ الرجل،فیقول ابشروا فان اللہ ناصرکم۔

چنانچہ فرشتہ آدمی کی شکل میں مجاہدین کے سامنے سے گذرتا اور کہتا خوش ہو جاؤ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے۔ (البحر المحیط)

❸ وذکر الزجاج انھم یثبتونھم بأشیاء یلقونھا فی قلوبھم تقوی بھا۔ زجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فرشتے مجاہدین کے دلوں میں ایسی باتوں کا القاء کرتے تھے جن سے ان کے دل مضبوط ہوتے تھے اور ان میں قوت پیدا ہوتی تھی۔ (البحر المحیط)

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ان الشیطان کمایمکنہ القاء الوسوسۃ الی الانسان،فکذلک الملک یمکنہ القاء الالھام الیہ۔ (التفسیر الکبیر)

یعنی جس طرح شیطان کے لئے انسان کے دل میں وسوسہ ڈالنا ممکن ہے اسی طرح فرشتے کے لئے اس کے دل میں الہام کرنا بھی ممکن ہے۔

❹ وذکر الثعلبی نحوہ قال: صححوا عزائمھم ونیاتھم علی الجھاد ثعلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ اے فرشتو! ایمان والوں کے عزائم اور جہاد کے بارے میں ان کی نیتوں کو ٹھیک رکھو۔ (البحر المحیط)

❺ وقال ابن عطیۃ نحوہ، قال: یحتمل ایضاً ان یکون التثبیت الذی امر بہ ما یلقیہ الملک فی قلب الانسان من توھم الظفر،واحتقار الکفار، ویجری علیہ من خواطر تشجیعہ۔

ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے دلوں کو مضبوط کرنے کا جو حکم دیا ہے ممکن ہے اس سے مراد وہ الہام ہو جو فرشتہ کسی انسان کے دل میں ڈالتا ہے کہ اسے فتح ملنے والی ہے اور کافر حقیر و کمزور ہیں اور وہ اس الہام سے اس کے بہادری کے جذبات کو ابھارتا ہے۔ (البحر المحیط)

## کافروں کے دلوں پر رعب بہت بڑی الٰہی نعمت

ارشاد فرمایا کہ میں کافروں کے دلوں پر رعب اور وحشت ڈال دوں گا جہاد میں کامیابی کے لئے یہ سب سے بڑی نصرت اور نعمت ہے اور ایمان والے جب اللہ تعالیٰ کے لئے جان قربان کرنے کا سچا جذبہ اور ارادہ دل میں بھر لیتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں تو اللہ پاک ان کا رعب اور وحشت کافروں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔تب کافر ان کے سامنے بے بسی محسوس کرتے ہیں۔امام ابوحیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ولا معونة اعظم من القاء الرعب في قلوب الكفرة.

یعنی کافروں کے دلوں پر رعب ڈالنے سے زیادہ بڑی مدد اور کوئی نہیں ہے۔(البحر المحیط)

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وهذا من النعم الجليلة، وذلك لأن امير النفس هو القلب،فلما بين الله تعالىٰ انه ربط قلوب المومنين بمعنى انه قواها وازال الخوف عنها ذكر انه القى الرعب والخوف فى قلوب الكافرين فكان ذلك من اعظم نعم الله تعالىٰ على المومنين.

یعنی کافروں کے دلوں پر رعب کا ڈالنا بہت بڑی نعمتوں میں سے ہے۔اس لئے کہ دل انسان کا حکمران ہے جب اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اس نے ایمان والوں کے دلوں کو مضبوط فرمادیا اور ان سے خوف کو زائل فرمادیا تو ارشاد فرمایا کہ اس نے کافروں کے دلوں میں رعب اور خوف ڈال دیا ہے پس یہ ایمان والوں پہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام تھا۔(التفسیر الکبیر)

## اسباق

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے لئے بے شمار اسباق ہیں اس آیت مبارکہ سے ایک طرف تو جہادی تربیت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کیونکہ اللہ پاک نے فرشتوں کو خود یہ تربیت عطا فرمائی۔اور دوسری طرف یہ نکتہ معلوم ہوتا ہے کہ مجاہدین کو ایسی صفات اپنانی چاہئیں جن کی بدولت میدان جہاد میں فرشتے ان کے ساتھ مل کر لڑیں اور اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈال دے۔ظاہر بات ہے کہ جب دل دنیا کی محبت سے پاک ہوں، جہاد کی نیت خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور اس کے لئے جان قربان کرنے کا جذبہ دل میں پختہ ہو تو ایسے مجاہدین کے لئے فرشتے بھی نازل کیے جاتے ہیں اور دشمنوں کے دلوں میں ان کا رعب بھی ڈال دیا جاتا ہے۔نیز اس میں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ مسلمانوں کو کافروں اور شیطانوں کے اتحاد سے نہیں گھبرانا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر میدانِ جہاد میں نکلنا چاہیے،اللہ تعالیٰ بہت خاص طریقوں سے مجاہدین کی نصرت فرماتا ہے حتیٰ کہ فرشتوں تک کو نازل فرماتا ہے اور دشمنوں کے دلوں کو رعب میں جکڑ لیتا ہے۔(واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْاَنْفَال مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۳، ۱۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ

یہ اس لیے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ

وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ

اور اس کے رسول کا مخالف ہو تو بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ تو چکھ لو اور جان

وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾

لو کہ بے شک کافروں کیلئے دوزخ کا عذاب ہے

## خلاصہ

کافروں کو یہ سزا اس لئے دی جارہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن، مخالف اور باغی ہیں۔ اور یہ تو صرف سزا کا چکھایا جاتا ہے اصل دردناک عذاب تو ان کے لئے آخرت میں تیار ہے۔

## سب سے بڑے مجرم

ہر حکومت اپنے مخالفوں، دشمنوں اور باغیوں کو سزا دینا جائز سمجھتی ہے۔ کوئی بھی اسے ظلم قرار نہیں دیتا۔ جن درندوں اور انسانوں سے دوسرے انسانوں کی جانوں کو خطرہ ہو ان کو بھی ماردیا جاتا ہے اور اسے کوئی ظلم قرار نہیں دیتا۔ تو وہ کافر جو اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں، جو قانون الٰہی کو نہیں مانتے، جو مسلمانوں کی جان اور ایمان کے درپے ہیں، جو زمین کو کفر اور فساد سے بھرنا چاہتے ہیں، جو حق کو مٹا کر باطل کا غلبہ چاہتے ہیں ایسے بدترین لوگوں کو مارنا، ان کے مارنے کا حکم دینا اور ان کے مقابلے میں فرشتے نازل کرنا بھی ظلم نہیں بالکل عین انصاف اور عین عدل ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## مجاہدین کی شان

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ کافروں کو یہ سزا اس لئے دی گئی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی مخالفت کی اور ان کے مقابلے میں اترے۔

شَآقُّوا اللّٰهَ ای اولیاءہ۔ (القرطبی)

پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے لئے اترتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مدمقابل کو اپنا دشمن قرار دیتا ہے اور اس کی ہلاکت کے لئے فرشتے اتارتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## اصل عذاب باقی ہے

ان ھذا الذی نزل بھم فی ذلک الیوم شیء قلیل مما اعدہ اللہ لھم من العقاب فی القیمۃ۔ (التفسیر الکبیر)

یعنی بدر کے دن ان کافروں پر جو حالات آئے وہ اس عذاب کا بہت تھوڑا سا حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے قیامت میں تیار کر رکھا ہے۔

## اسباق

اس آیت سے مسلمانوں کو بہت بڑا سبق ملا کہ دنیا میں سب سے بڑا اور سب سے قابل نفرت جرم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت ہے۔ پس جو لوگ کفر کرتے ہیں اور پھر اس کفر کی حمایت میں لڑتے ہیں اور مسلمانوں کو ختم کرنے کیلئے جنگ کرتے ہیں وہ لوگ دنیا کے سب سے بڑے مجرم ہیں۔ اگر ہر مسلمان اس نظریے کو دل میں اتار لے اور دوستی اور دشمنی کے اس معیار کو سمجھ لے تو امت مسلمہ متحد اور طاقتور ہو جاتی ہے۔ اس آیت میں شَآقُّوا اللّٰهَ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ شِقّ ایک طرف کو کہتے ہیں۔ یعنی جن لوگوں نے ایمان اور مسلمانوں کی شق چھوڑ کر کفر اور دشمنی کی شق اختیار کی ہے وہ سزا کے مستحق ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک شق (طرف) اور ان کے دشمنوں کو دوسری شق (طرف) قرار دے کر مسلمانوں کو ایک امت، ایک ملت اور ایک جماعت بنا دیا اور ان کے لئے دوستی اور دشمنی کا بالکل واضح معیار مقرر فرما دیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا دشمن ہے وہ مسلمانوں کا دوست نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح یہ آیت مسلمانوں میں جذبہ جہاد کو بھی زندہ کرتی ہے کہ اے مسلمانو! اگر تمہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو پھر تم ان لوگوں کا مقابلہ کرو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں۔ اگر کسی انسان کا محبوب اس کو کسی کے بارے میں بتادے کہ وہ میرا بدترین دشمن ہے تو اس انسان کے دل میں اپنے محبوب کے دشمن کے لئے خود بخود شدید نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ اپنے محبوب کے ساتھ اس کی محبت سچی ہو۔ اسی طرح اس آیت میں جہاد کا عدل و انصاف ہونا بھی سمجھ میں آتا ہے کہ اسلام خواہ مخواہ کسی کی جان نہیں لیتا۔ یہ اسلام دشمن کافر اپنے جرم اور ظلم کی انتہا کو پہنچ گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت پر اتر آئے ہیں اس لئے ان کو مارنا روئے زمین پر اور تمام انسانیت پر احسان ہے۔ اسی طرح اس آیت سے یہ سبق بھی ملا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی خاطر جہاد میں نکلتے ہیں اور اپنی جان پیش کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے اتنے مقرب بن جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کو اپنا دشمن قرار دیتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۵، ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا

اے ایمان والو جب تم کافروں سے میدان جنگ میں ملو تو

تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا

ان سے پیٹھیں نہ پھیرو۔ اور جو کوئی اس دن ان سے پیٹھ پھیرے گا مگر یہ کہ

لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ

لڑائی کا ہنر کرتا ہو یا فوج میں جا ملتا ہو سو وہ اللہ تعالیٰ کا غضب لے کر پھرا

وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾

اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور بہت برا ٹھکانہ ہے

## خلاصہ

مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ جہاد میں جنگ کے دوران دشمن کو پیٹھ دکھائیں یعنی میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں۔ جو مسلمان یہ سخت جرم کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق ہو جائے گا اور جہنم میں ڈالا جائے گا۔ ہاں جنگی چال چلنے کے لئے یا پیچھا اپنے لشکر میں آ کر قوت حاصل کرنے کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔

## یہ حکم قیامت تک کے لئے ہے

بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ آیت میں جو حکم بیان کیا گیا ہے وہ غزوۂ بدر کے ساتھ خاص ہے۔ مگر جمہور کے نزدیک یہ حکم قیامت تک کے لئے ہے۔

ویروی عن ابن عباس رضی اللہ عنهما وسائر العلماء ان الاٰیة باقیة الی یوم القیمة۔ (القرطبی)

صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں:

ضحاک رحمہ اللہ (وغیرہم) کہتے ہیں کہ یہ حکم خاص جنگ بدر کے لئے تھا کیونکہ یہ اول جنگ تھی اور نیز یومئذ کی قید سے یہی سمجھا جاتا ہے۔ جمہور کے نزدیک یہ قول ضعیف ہے اور یومئذ سے مراد یوم الزحف (جنگ کا دن) ہے نہ یوم بدر اور جنگ بدر کے بعد یہ آیت اتری ہے اور اس کے لفظ عام ہیں۔ (تفسیر حقانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## اس حکم کی مکمل وضاحت

احکام القرآن میں امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ نے اس آیت سے جو مسائل بیان فرمائے ہیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

❶ جس جنگ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود موجود ہوتے تھے اس میں مسلمانوں کے لئے کسی بھی حالت میں میدان سے بھاگنا جائز نہیں تھا۔

فھذا کان حکمھم اذا کانوا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قل عدد العدو أوکثر اذلم یحد اللہ فیہ شیئاً۔

اس مسئلے کی دلیل کے طور پر انہوں نے سورۃ آل عمران آیت (۱۵۵) اور سورۃ توبہ آیت (۲۵) کو ذکر فرمایا ہے۔ (دونوں آیات ملاحظہ فرمالیں)

❷ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ میں موجود نہ ہوں تو مسلمانوں پر لازمی تھا کہ اپنے سے دس گنا دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور پیٹھ نہ پھیریں ہاں اگر دس گنا سے زائد ہوں تو قوت حاصل کرنے کے لئے پیچھے ہٹ سکتے ہیں جیسا کہ سورۃ الانفال آیت (۶۵) میں ہے۔

فکان علی العشرین ان یقاتلوا المائتین ولا یھربوا عنھم، فاذا کان عدد العدو اکثر من ذلک اباح لھم التحیز الی فئۃ من المسلمین نصرۃ لمعاودۃ القتال۔

❸ پھر یہ حکم سورۃ الانفال کی آیت (۶۶) کے ذریعہ منسوخ ہوگیا اور مسلمانوں پر لازم کر دیا گیا کہ اپنے سے دوگنا دشمن کے مقابلے سے نہ بھاگیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر ایک آدمی دو افراد کے مقابلے سے بھاگ گیا تو وہ فرار ہونے والا ہے اور اگر تین کے مقابلے سے بھاگ گیا تو وہ فرار ہونے والا نہیں۔ پس اگر مد مقابل لشکر دوگنا سے زائد ہو تو بھاگ کر واپس اپنے لشکر میں آنا تاکہ قوت حاصل کر کے پھر حملہ کر سکے یہ جائز ہے لیکن اگر کوئی اس صورت میں بھی بھاگ کر ایسے لوگوں کے پاس آیا جن سے اسے کوئی مدد نہیں مل سکتی تو وہ بھی آیت کی وعید میں شامل ہوگا۔

فکتب علیکم ان لایفرمائۃ من مائتین وقال ابن عباس رضی اللہ عنھما: ان فررجل من رجلین فقد فر وان فر من ثلاثۃ فلم یفر قال الشیخ یعنی بقولہ "فقد فر" الفرار من الزحف المراد بالآیۃ، والذی فی الآیۃ ایجاب فرض القتال علی الواحد لرجلین من الکفار فان زاد عدد الکفار علیٰ اثنین فجائز حینئذ للواحد التحیز الیٰ فئۃ من المسلمین فیھا نصرۃ فاما ان اراد الفرار لیلحق بقوم من المسلمین لانصرۃ معھم فھو من أھل الوعید المذکور فی قولہ تعالیٰ ﴿وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ﴾ الآیۃ.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❹ اگر مسلمانوں کا لشکر بارہ ہزار کی تعداد میں ہو تو ان کے لئے میدان چھوڑ کر بھاگنا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ وہ جنگی چال چلیں یعنی تحرّف کے لئے پیچھے ہٹیں۔ تحرّف یہ ہے کہ دشمن کو دھوکا دینے کے لئے جگہ بدلی جائے تنگ جگہ سے کشادہ جگہ آیا جائے یا کشادہ جگہ سے ہٹ کر تنگ جگہ دشمن کو گھیرا جائے یا دشمن پر خفیہ گھات لگائی جائے۔ الغرض کوئی بھی جنگی چال اور تدبیر مقصود ہو تو وہ تحرّف کہلاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب مجاہدین کی تعداد بارہ ہزار ہو تو ان کے لئے دشمن کے مقابلے سے بھاگنا جائز نہیں ہے خواہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بارہ ہزار کا لشکر قلت کی وجہ سے مغلوب نہیں ہو سکتا اور ایک روایت میں ہے کہ بارہ ہزار کا لشکر اگر متحد ہو تو اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔

فاذا بلغوا اثني عشر الفاً فان محمد بن الحسن ذكر ان الجيش اذا بلغوا كذلك فليس لهم ان يفروا من عدوهم وان كثر عددهم، ولم يذكر خلافا بين اصحابنافيه، واحتج بحديث الزهري عن عبيد الله بن عبد الله ان ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير الاصحاب اربعة وخيرالسرايا اربع مائة وخير الجيوش اربعة آلاف، ولن يوتیٰ اثنا عشر الفا من قلة ولن يغلب" وفي بعضها: "ماغلب قوم يبلغون اثني عشر ألفاًاذا اجتمعت كلمتهم وذكر الطحاوي أن مالكا سئل فقيل له: ايسعنا التخلف عن قتال من خرج عن احكام الله وحكم بغيرها؟ فقال له مالك: ان كان معك اثنا عشر الفا مثلك لم يسعك التخلف والا فأنت في سعة من التخلف وكان السائل له عبدالله بن عمر بن عبد العزيز بن عبد الله بن عمر وهذا المذهب موافق لماذكر محمد بن الحسن. والذي روي عن النبي صلى الله عليه وسلم في اثني عشر الفافهو اصل في هذا الباب وان كثر عددالمشركين، فغير جائز لهم ان يفروا منهم وان كانوا اضعافهم لقوله صلى الله عليه وسلم اذا جتمعت كلمتهم وقد اوجب عليهم بذلك جمع كلمتهم. (احكام القرآن)

## میدان جنگ سے بھاگنا حرام ہے

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حرم الله ذلك على المومنين حين فرض عليهم الجهاد وقتال الكفار. یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مقابلے کے وقت بھاگنا حرام فرما دیا ہے جب ان پر جہاد اور کافروں سے لڑنا فرض ہوا۔ (القرطبی)

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اجتنبوا السبع الموبقات.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی ان سات گناہوں سے بچو جو ہلاک کرنے والے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جہاد سے مقابلہ کے وقت بھاگنے کو بھی ان میں سے شمار فرمایا ہے۔ (القرطبی)

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما الفرار من الزحف من اکبر الکبائر۔ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جہاد میں مقابلے سے بھاگنا بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ (البحر المحیط)

دشمنوں کی تعداد اگر دوگنی سے زیادہ ہو تو پیچھے ہٹنا اگرچہ جائز ہے مگر اس وقت بھی زیادہ افضل ڈٹ کر لڑنا ہے۔

فمہما کان فی مقابلۃ مسلم اکثر من اثنین فیجوز الانہزام، والصبر احسن۔ (القرطبی)

یہ عبارت لکھنے کے بعد امام قرطبی رحمہ اللہ نے غزوہ موتہ کا ذکر چھیڑا ہے جس میں تین ہزار مسلمانوں نے دو لاکھ دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا...... اور طارق بن زیاد رحمہ اللہ کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے تفسیر قرطبی

## زبردست جنگی تدبیر

آیت مبارکہ میں ایک طرف تو مسلمانوں کو مقابلے میں پیٹھ پھیرنے سے سخت نفرت دلائی گئی ہے تاکہ وہ پوری قوت اور استقامت سے ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ دوسری طرف انہیں جنگ کے دو اہم اصول سکھائے گئے ہیں۔:

❶ تَحَرُّف ❷ تَحَیُّز

**تَحَرُّف:** یعنی خوب تدبیر، چالبازی اور پینترے بدل بدل کر حملہ کرنا اور ہر آن نئی حکمت عملی سے دشمن کو نقصان پہنچانا۔ اس پورے نظام کو تَحَرُّف کے جامع لفظ سے بیان فرمایا ہے۔

التَحَرُّف : الزوال عن جهة الاستواء فالمتحرف من جانب الی جانب لمکاید الحرب غیر منهزم۔ (القرطبی)

**تَحَیُّز:** یعنی دوسرا کام یہ ہے کہ مجاہدین کی کمر مضبوط رکھنا میدان جنگ کے پیچھے ایسا نظام قائم کرنا کہ مجاہدین وہاں پہنچ کر مضبوط ہو سکیں اور نئی مدد اور کمک حاصل کر کے دشمن پر دوبارہ حملہ کر سکیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات مبارکہ اور پورے مدینہ منورہ کو مجاہدین کا فئۃ بنا دیا تھا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی نظام قائم فرمایا تھا۔ اس نظام کی بدولت مسلمانوں کا جہاد کبھی کمزور نہیں ہو سکتا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## قرآنی ماحول

میدان جنگ میں ڈٹ کر لڑنا اور پیٹھ نہ پھیرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ قرآن پاک نے اس مشکل حکم کو آسان بنانے کے لئے اسے بیان کرنے سے پہلے ایک زبردست ماحول قائم فرمایا۔ اس آیت سے پہلے والی آیات پڑھ کر دیکھ لیجئے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا خود اپنے نبی کو جہاد میں نکالنا، جہاد کا مقصد حق کا حق ہونا سب پر آشکارہ کرنا، جہاد میں فرشتوں کا اترنا، کافروں اور مشرکوں کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہونا، ان تمام باتوں کو بیان فرما کر حکم دیا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گیا کہ میدان جہاد سے پیٹھ پھیرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرض سے منہ موڑنا، حق کو مغلوب دکھانا، کافروں کا حوصلہ بڑھانا، شہادت کی موت سے بھاگنا، فرشتوں کے سامنے مسلمانوں کو رسوا کرنا اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو مسلمانوں پر ہنسانا کہاں جائز ہو سکتا ہے؟ ابتداء سے تمام آیات کو پڑھتے جائیے ہر آیت مسلمانوں میں جہاد کے لئے ہمت اور ثابت قدمی پیدا کرتی ہے۔ اور اس کے لئے جان دینے کو بھاگنے کی نسبت آسان بناتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## جرم پر استغفار

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ جس سے یہ جرم سرزد ہو گیا ہو یعنی وہ مقابلے سے بھاگا ہو تو اسے چاہیے کہ استغفار کا اہتمام کرے جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے:

فان فر فليستغفر الله عزوجل:روى الترمذي عن بلال بن يسار بن زيد قال: حدثني ابي عن جدي سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول.من قال استغفرالله الذي لااله الا هوالحي القيوم واتوب اليه غفر الله له وان كان قد فر من الزحف۔ (القرطبي)

## اسباق

آیت مبارکہ میں بہت سے اسباق ہیں مثلاً:

1. مسلمانوں کی ایسی قلبی، ذہنی، اور جسمانی تربیت کی جائے کہ وہ جہاد میں ڈٹ کر لڑ سکیں اور پیٹھ پھیر کر اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق نہ ہوں۔
2. ہر مسلمان کی کم از کم اتنی جہادی تربیت ضرور ہو کہ وہ دو افراد کا مقابلہ کر سکے۔ (اشارۃً)
3. مجاہدین کا تعلق باللہ مضبوط ہو، ان کے مقاصد بلند ہوں، ان کے عزائم اونچے ہوں اور انہیں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق ہو تو وہ میدان میں ڈٹ کر لڑ سکتے ہیں۔
4. جہاد میں پینترے بدل بدل کر حملہ کرنا چاہئے۔
5. میدان جنگ سے قریب ایسی چھاؤنیاں اور معسکر بنانے چاہئیں جو مجاہدین کو پناہ و کمک دے سکیں۔

(واللہ اعلم بالصواب)

## الحاق

ملاحظہ فرمائیے یہ مفید عبارت:۔

"جنگ میں کامیابی کے لئے اولین قانون یہ ہے کہ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ○ کا صحیح نقشہ سامنے آ جائے، کوئی سپاہی اپنی جگہ سے نہ ہٹے اور پہاڑ کی طرح جم جائے۔" دشمن کو پشت دکھانا اور میدان جنگ سے منہ موڑنا یہ معنی رکھتا ہے کہ اپنی جان بچانا مقصود ہے، ایک شخص کے بھاگنے سے تمام فوج بھاگنا شروع کر دے گی، دشمن غالب آ جائے گا اور مسلمان دوسروں کے غلام بن جائیں گے، یہی وجہ ہے کہ شریعت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے اس کو اعظم ترین جرائم میں سے شمار کیا، اس کے ارتکاب پر غضب الٰہی کے نزول سے ڈرایا اور اس کے مرتکب کو دوزخ کی وعید سنائی اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ایک شخص کے بھاگنے سے فوج کی نظم و ترتیب (ڈسپلن) جاتی رہے گی، رعب میں فرق پڑ جائے گا اور سب کے سب مسلمان مبتلائے آلام و مصائب ہو نگے، لسان نبوت نے اس فرار عن الزحف کو اکبر الکبائر میں شمار کیا، چنانچہ بخاری میں آتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ترجمہ) سات مہلک چیزوں سے بچو لوگوں نے پوچھا وہ کون سی چیزیں ہیں آپ نے جواب دیا کہ ❶ شرک باللہ ❷ جادو ❸ نفس انسانی کا قتل جس کو خدا نے حرام قرار دیا ہے البتہ جہاں قانون اس کے قتل کا فیصلہ کر دے تو کوئی گناہ نہیں۔ ❹ سود کا کھانا۔ ❺ یتیم کا مال کھانا۔ ❻ لڑائی کے دن میدان جنگ سے بھاگنا۔ ❼ شریف و پاکدامن مسلمان عورتوں پر تہمت لگانا۔

حافظ ابوالقاسم طبرانی، ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جو شخص ان تین جرائم کا مرتکب ہو اس کا کوئی عمل صالح مفید و نافع نہ ہو گا الشرك بالله وعقوق الوالدين والفرار من الزحف امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں بشیر بن معبد سے روایت کیا ہے کہ وہ بیعت کی غرض سے دربار رسالت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند شرائط پیش کیں، جن میں سے ایک شرط یہ تھی کہ ان اجاهد في سبيل الله (کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کروں گا) بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے فرار عن الزحف کے خوف سے اس شرط ماننے سے انکار کیا تو آپ نے فرمایا فبم تدخل الجنة پھر جنت میں کیسے داخل ہو گے اس پر میں نے اس شرط کو بھی قبول کر لیا اور بیعت سے شرف اندوز ہوا۔ قرآن حکیم نے بھاگنے کی صرف دو صورتوں میں اجازت دی ہے:

(الف) لڑائی کے لئے موجودہ مقام مناسب نہ ہو اور ماہرین فنِ حرب کے مشورہ سے اس کا تبدیل کرنا ضروری معلوم ہو (ب) خیال یہ ہو کہ اور زیادہ فوج لیکر دشمن پر حملہ کیا جائے۔ ان دونوں صورتوں میں بھاگنا جائز ہے لیکن ظاہر ہے کہ اگرچہ اس میں صورت تو بھاگنے کی ہے مگر اس نام سے اس کو تعبیر نہیں کیا جا سکتا، بہر حال اتنی بات معلوم ہو گئی کہ قانونِ جنگ اور ماہرینِ فن کی رائے سے جہاں بھاگنا ضروری ہو گا شریعت اس پر ہرگز مؤاخذہ نہ کرے گی۔ جرم اس صورت میں ہو گا جبکہ اپنی جان بچانے کی فکر ہو گی۔ (تفسیر الفرقان)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۸،۱۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ

سو تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قتل کیا اور تو نے مٹی نہیں پھینکی جب کہ پھینکی تھی

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ

بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی اور تاکہ ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان کرے بے شک

اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾

اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ یہ تو ہو چکا اور بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کی تدبیر کو کمزور کرنے والا ہے

### خلاصہ

غزوۂ بدر میں جو مشرک قتل ہوئے انہیں حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے قتل فرمایا اور خاک کی وہ مٹھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی طرف پھینکی وہ بھی حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ یہ سب اس لئے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر خوب احسان فرمائے، انہیں عظیم الشان فتح اور غلبے کی نعمت عطا فرمائے۔ اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی قوت اور سازش کو کمزور فرمانے والا ہے۔

### عظیم الشان نعمت

ان آیات میں بَلَآءً کے معنی احسان اور نعمت کے ہیں۔

البلاء ههنا النعمة. (القرطبی) یعنی بَلَآءً یہاں پر نعمت کے معنی میں ہے والمراد من هذا البلاء الانعام أی ینعم عليهم نعمة عظيمة بالنصرة والغنيمة والا جرو الثواب.

یعنی یہاں بَلَآءً سے مراد انعام ہے کہ اللہ پاک نے انہیں نصرت، غنیمت، اجر اور ثواب کا بڑا انعام دیا تھا۔ (التفسیر الکبیر)

وقيل بالشهادة لمن استشهد يوم بدر.

اور ایک قول یہ ہے کہ اس بہترین انعام سے مراد شہادت ہے جو غزوۂ بدر میں چودہ حضرات کو نصیب ہوئی۔ (البحر المحیط)

خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ پاک نے مسلمانوں کی نصرت فرمائی، ان کے دشمنوں کو قتل فرمایا اور خاک کی ایک مٹھی کو پورے لشکر کی آنکھوں تک پہنچایا۔ یہ سب کچھ اس لئے تھا تاکہ مسلمانوں کو بہت بڑی نعمت دی جائے اور ان پر پر کشش

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

احسان فرمایا جائے۔ پس مسلمان جب بھی غزوہ بدر کی ترتیب پر آئیں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بلاء حسن اور عطاء جمیل کے امیدوار ہوں گے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## عُجب اور انانیت کا خاتمہ

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

روی أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم لما صدروا عن بدر ذكر كل واحد منهم مافعل: قتلت كذا، فعلت كذا فجاء من ذلك تفاخر ونحو ذلك ...... الخ۔ (القرطبی)

صاحب تفسیر حقانی اسی بات کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں "مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے نزول کا سبب یہ ہوا کہ بدر کے بعد بعض کہتے تھے کہ میں نے یوں کیا، کوئی کہتا تھا کہ میں نے بہادری کی تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ سب کچھ اس (یعنی اللہ تعالیٰ) کے فضل سے ہوا بلکہ نبی علیہ السلام نے بھی جو بوقت مقابلہ ایک ریت اور کنکروں کی مٹھی پھینکی تھی کہ جس سے وہ سب آنکھیں ملتے رہ گئے جس سے مسلمانوں نے ان کا کام تمام کیا یہ بھی ہمارے ید قدرت کا کام تھا اس جملہ سے ہمیشہ کے لئے عُجب اور انانیت کا خاتمہ کر دیا۔ (تفسیر حقانی)

جہاد میں فتح کے بعد اگر ذاتی بہادری کے قصے زور پکڑ جائیں اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کا تذکرہ کم ہو جائے تو اس سے "جہادی نظریے" کو سخت ٹھیس پہنچتی ہے۔ اور مسلمان اللہ تعالیٰ کو بھلا کر افراد کی قوت اور تدبیر پر نظر کرنے لگتے ہیں۔ چنانچہ جب یہ افراد نہیں رہتے یا قوت کمزور ہوتی ہے تو پھر وہ جہاد میں نہیں نکلتے۔ اس لئے ان کو سمجھایا گیا کہ تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ تم تو بس اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی جان کا نذرانہ لے کر نکلے تب اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنے احساناتِ عالیہ کی بوچھاڑ فرما دی۔ اور اس نے ہی تمہیں اجر و ثواب دینے کے لئے کافروں کے قتل اور ہزیمت کا سبب بنایا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کو اس کی کیا ضرورت ہے؟ یہ اس کا احسان ہے کہ اس نے تم سے وہ کام لیا جو وہ فرشتوں سے لیا کرتا تھا یعنی اپنے دشمنوں کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب دیا۔ اور انہیں قتل کروایا۔ اس لئے اپنی ذات اور کارنامے پر نظر نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد رکھو اور اس بات کا یقین کر لو کہ جہاد میں جو نصرت آتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ موجود ہے اس لئے اسی پر بھروسہ کر کے ہمیشہ جہاد میں نکلتے رہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## رمی یعنی پھینکنے کے واقعات

رمی کہتے ہیں پھینکنے کو اور پھینک کر مارنے کو۔ اس آیت میں کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

غزوہ بدر میں کنکریوں کی مٹھی پھینکنے کی طرف؟

غزوہ حنین میں خاک کی مٹھی پھینکنے کی طرف؟

غزوہ اُحد میں ابی بن خلف کو نیزہ مارنے کی طرف؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غزوہ خیبر میں مارے گئے اس تیر کی طرف جو یہودی سردار ابن ابی الحقیق کو لگا؟

مفسرین نے چاروں اقوال لکھے ہیں اور ترجیح پہلے قول کو دی ہے کہ یہ غزوۂ بدر کا واقعہ ہے۔

وذلك ان جبريل عليه السلام قال للنبي صلى الله عليه وسلم خذ قبضة من التراب فاخذ قبضة من التراب فرمى بها وجوههم فما من المشركين من احد الا واصاب عينيه ومنخريه وفمه تراب من تلك القبضة وقاله ابن عباس۔ (القرطبی)

## ایک ایمان افروز اشارہ

حضرت لاہوری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

تم فقط جم کر کھڑے رہو اور اپنی وسعت کے مطابق کام کرتے جاؤ فتح تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوگی۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

یعنی مسلمان جب جان کی قربانی کے لئے خود کو پیش کر دیتے ہیں۔ اور دشمنان اسلام کے مقابلے میں اتر آتے ہیں تو باقی کام اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ وہی حقیقت میں دشمنوں کو قتل کرتا ہے اور وہی کفار کے لشکروں کو شکست دیتا ہے۔ ظاہری طور پر اگرچہ قتل وغیرہ کی نسبت مجاہدین کی طرف ہوتی ہے مگر حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی مجاہدین کے کمزور اعمال میں قوت اور تاثیر ڈالتا ہے اور وہی ان کی طرف سے جہاد و قتال میں کافی ہو جاتا ہے۔ بس یہ اس کا کتنا بڑا احسان ہے کہ کرتا وہ ہے اور اجر مجاہد کو دیتا ہے۔ اور کرواتا مجاہد سے ہے اور نسبت اپنی طرف کرتا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## کلا‌سِ برکت

جب شدت جنگ ہوئی تب حضرت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک مٹھی کنکریاں اس لشکر کی طرف پھینکیں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہر کسی کی آنکھ میں خاک پہنچی اس کے بعد شکست کھائی۔ یہ فرمایا کہ مسلمان سمجھیں کہ فتح ہماری قوت سے نہیں سب اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے تو کسی بات میں اپنا دخل نہ کریں۔ (موضح القرآن)

ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ

ترجمہ: یہ تو ہو چکا اور بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کی تدبیر کو کمزور کرنے والا ہے۔ ذٰلِكُمْ سے مراد وہ عظیم احسان ہے جو مسلمانوں پر فرمایا:

اشارة الى البلاء الحسن۔ (البحر المحيط)

یعنی غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ کی یہ ساری نصرتیں اس لئے ہوئیں تاکہ مسلمانوں پر احسان ہو اور کافروں کی قوت کو توڑ دیا جائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی الغرض ابلاء المؤمنین وتوھین کیدا لکافرین۔ (البحر المحیط)

اللہ تعالیٰ کافروں کو کس طرح سے کمزور فرماتا ہے۔ چند عبارات ملاحظہ فرمائیں:

❶ والمعنیٰ أن اللہ عزوجل یلقی فی قلوبھم الرعب حتی یتشتتوا ویتفرق جمعھم فیضعفوا والکید المکر۔ (القرطبی)

یعنی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیتا ہے جس سے وہ بکھر جاتے ہیں اور ان کی وحدت ٹوٹ جاتی ہے پس وہ کمزور ہو جاتے ہیں یہاں کید سے مراد مکر یعنی سازش و تدبیر ہے۔

❷ توھین اللہ تعالیٰ کیدھم یکون باشیاء باطلاع المومنین علیٰ عوراتھم والقاء الرعب فی قلوبھم وتفریق کلمتھم، ونقض ماابرموا بسبب اختلاف عزائمھم۔ (التفسیر الکبیر)

اللہ تعالیٰ کافروں کی تدبیر کو کئی طریقوں سے کمزور فرماتا ہے۔ (مثلاً) مسلمانوں کو ان کی کمزوریوں پر مطلع فرما دیتا ہے ان کے دلوں پر رعب ڈال دیتا ہے ان کے درمیان اختلاف ڈال دیتا ہے۔ ان کے ارادوں میں اختلاف ڈال کر ان کی پوری ترتیب کو توڑ دیتا ہے۔

## نکتہ

مطلب یہ ہوا کہ کافر جس قدر بھی قوت بنالیں اور جس قدر بھی مضبوط سازش تیار کر لیں اللہ تعالیٰ ان کی قوت اور سازش کو توڑ دیتا ہے۔

تفسیر عثمانی میں ہے:

یعنی اس وقت بھی خدا نے کفار مکہ کے سب منصوبے خاک میں ملا دیئے اور آئندہ بھی ان کی تدبیروں کو سست کر دیا جائے گا۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت لاہوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ اعداء اسلام کی قوت پامال ہو جائے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

ان دونوں آیات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مسلمان اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر اس کی رضا کی خاطر دشمنان اسلام کے مقابلے میں اترتے ہیں تو اللہ پاک کی نصرت خود میدان میں لڑتی ہے۔ تب مسلمانوں کو فتح اور اجر کا انعام دیا جاتا ہے اور کافروں کی طاقت اور سازش کو توڑ دیا جاتا ہے۔ پس مسلمانوں کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ کافروں کی طاقت اور ان کی سازشوں کا رونا روتے رہیں اور گھر بیٹھ کر اعداد و شمار جمع کر کے خوف سے کانپتے رہیں۔ بلکہ ان کا کام یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے میدان میں اتریں اور اس بات کا یقین رکھیں کہ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ اللہ تعالیٰ کافروں کے مکر اور ان کی سازش کو مکڑی کے جالے کی طرح کمزور اور بے وقعت بنا دے گا۔ پس وہ مفکرین جو ہر وقت کافروں کی ترقی اور طاقت سے مسلمانوں کو ڈراتے رہتے ہیں اس آیت پر غور فرمائیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## اسباق

❶ جہاد میں جو کامیابی مسلمانوں کو ملتی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی نصرت کا نتیجہ ہوتی ہے۔

❷ جہاد اللہ تعالیٰ پر توکل کے زور پر لڑا جاتا ہے اور اسی کی نصرت سے کامیاب ہوتا ہے پس مسلمان اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے جہاد میں نکلتے رہیں۔

❸ مجاہدین کو فتح کے بعد عجب، فخر اور انانیت سے بچنا چاہئے۔

❹ مسلمانوں کو دشمنان اسلام کے مدمقابل آنا چاہیے تاکہ انہیں اللہ تعالیٰ کا احسان نصیب ہو اور اللہ تعالیٰ کافروں کی تدبیر اور طاقت کو توڑ دے۔

❺ مجاہدین سے اللہ تعالیٰ اتنی محبت فرماتا ہے کہ کرتا خود ہے اور اجر ان کو دیتا ہے اور کرواتا ان سے ہے اور نسبت اپنی طرف فرماتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## حوالہ

کرتا خود ہے اور اجر مجاہدین کو دیتا ہے۔ اس جملے کا پورا مطلب سمجھنے کے لئے اس آیت پر تفسیر بیان القرآن کی تقریر ملاحظہ فرمائیں۔ اور کرواتا ان سے ہے اور نسبت اپنی طرف فرماتا ہے۔ اس جملے کی وضاحت کے لئے اس آیت پر تفسیر الفرقان کی تقریر ملاحظہ فرمائیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سورۃ الانفال مدنیۃ — آیت ۱۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِن تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ۖ وَإِن تَنتَهُوا فَهُوَ

اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو تمہارا فیصلہ آچکا اور اگر باز آؤ تو تمہارے لیے

خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَإِن تَعُودُوا نَعُدْ وَلَن تُغْنِيَ عَنكُمْ فِئَتُكُمْ

بہتر ہے اور اگر پھر یہی کرو گے تو ہم بھی پھر یہی کریں گے اور تمہاری جمعیت تمہارے ذرا بھی کام نہ آئے گی

شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٩﴾

اگرچہ وہ بہت ہوں اور بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے

## خلاصہ

غزوۂ بدر کی وجہ سے مشرکین کا گھمنڈ اور مغالطہ ٹوٹ گیا۔ وہ خود کو حق پر سمجھ کر اللہ تعالیٰ سے فیصلہ مانگتے تھے۔ اب غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا ہے اور جو حق ہے اس کو غالب فرمادیا ہے۔ اب مشرکین کو چاہیے کہ کفر و شرک سے باز آ کر اسلام قبول کریں اور خیر پائیں لیکن اگر وہ باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ پھر ایمان والوں کی نصرت فرمائے گا اور انہیں غلبہ دے گا۔ اور مشرکین کے بڑے لشکر اور جتھے ان کے کچھ کام نہ آئیں گے۔ اس لئے کہ یہ قانون اٹل ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

## شان نزول

بعض حضرات کے نزدیک اس آیت میں خطاب مسلمانوں سے ہے لیکن زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ خطاب مشرکین سے ہے۔

والصحیح انه خطاب للکفار۔ (القرطبی)

القول الاول وهو قول الحسن ومجاهد والسدی انه خطاب للکفار۔ (التفسیر الکبیر)

❶ فانهم لما نفروا الی نصرة العیر تعلقوا باستار الکعبة وقالوا اللهم انصرا هدی الطائفتین، وافضل الدینین۔ (القرطبی)

یعنی مشرکین مکہ جب اپنے قافلے کی مدد کے لئے لشکر بنا کر نکلنے لگے تو کعبہ شریف کے پردوں سے چمٹ کر یہ دعا کرنے لگے اے ہمارے پروردگار دونوں جماعتوں میں سے جو ہدایت یافتہ جماعت ہے اور دونوں دینوں میں سے جو افضل دین ہے اس کی نصرت فرما۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(آیت میں بتایا گیا کہ تمہاری دعاء قبول ہوئی اور ہدایت یافتہ جماعت اور افضل دین کو فتح مل گئی)

❷ وروی انه قال اللهم اینا کان اقطع للرحم وافجر فاهلکه الغداة۔ (التفسیر الکبیر)

روایت ہے کہ ابوجہل نے ان الفاظ میں دعاء کی۔ اے ہمارے پروردگار ہم (مشرکوں اور مسلمانوں) میں سے جو قطع رحمی کرنے والا اور زیادہ نافرمان ہو اسے کل ہلاک کر دے۔

❸ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

مکے کی سورتوں میں ہر جگہ کافروں کا کلام نقل فرمایا کہ ہر گھڑی کہتے ہیں متیٰ ھذا الفتح یعنی کب ہوگا یہ فیصلہ؟ سو اب فرمایا کہ یہ فیصلہ آ پہنچا اور اگر باز آؤ یعنی کفر سے (تو تمہارے لئے بہتر ہے) اور اگر پھر کرو گے یعنی لڑائی تو ہم پھر کریں گے یعنی مدد۔ (موضح القرآن)

## اب تم نے دیکھ لی ہے

جہاد میں فتح کے بعد کافروں کو آسانی سے اسلام کی دعوت دی جاسکتی ہے کیونکہ اگر وہ پہلے خود کو حق پر سمجھتے تھے تو اب ان کا مغالطہ دور ہو گیا ہے اور اگر وہ اسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید دیکھنا چاہتے تھے تو وہ بھی ان کو نظر آ چکی ہے۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

کفار سے کہہ دو کہ اگر تم اسلام کے حق میں تائید الٰہی دیکھنا چاہتے تھے تو دیکھ چکے اگر پھر سر اٹھاؤ گے تو اسی طرح کچلے جاؤ گے تمہاری مادی طاقت اللہ تعالیٰ کی طاقتوں کے مقابلے میں بے کار ہے اللہ تعالیٰ مؤمنوں کی حمایت میں ہے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

"یہ خطاب کفار مکہ کو ہے، وہ ہجرت سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یعنی ہمارے تمہارے درمیان یہ فیصلہ کب ہوگا؟ سو پورا فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا مگر ایک طرح کا فیصلہ آج میدان بدر میں بھی تم نے دیکھ لیا کہ کیسے خارق عادت طریق سے تم کو کمزور مسلمانوں کے ہاتھوں سے سزا ملی۔ اب اگر نبی علیہ السلام کی مخالفت اور کفر و شرک سے باز آجاؤ تو تمہارے لئے دنیا و آخرت کی بہتری ہے۔ ورنہ اگر پھر اسی طرح لڑائی کرو گے تو ہم بھی پھر اسی طرح مسلمانوں کی مدد کریں گے اور انجام کار تم ذلیل و خوار ہوگے۔ جب خدا کی تائید مسلمانوں کے ساتھ ہے تو تمہارے جتھے اور جماعتیں خواہ کتنی ہی تعداد میں ہوں کچھ کام نہ آئیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

## اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے

آیت کے آخر میں ایک "اٹل قانون" ارشاد فرمایا کہ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ای من کان اللہ فی نصرہ لم تغلبہ فئة وان کثرت.

یعنی اللہ تعالیٰ جس کا مددگار ہو اس پر کوئی جماعت غالب نہیں آسکتی خواہ وہ بہت بڑی جماعت ہو۔ (القرطبی)

یہ آیات غزوہ بدر کے بعد نازل ہوئیں اور اس میں مستقبل کا پورا نقشہ بیان فرما دیا گیا۔ حالانکہ ابھی مشرکین کی طاقت کافی حد تک باقی تھی۔ اُحد، خندق اور حنین میں انہوں نے اس طاقت کا بھرپور مظاہرہ بھی کیا۔ جبکہ مسلمان ابھی تک کمزور تھے ان حالات میں تمام مشرکین کو اسلام کی دعوت اور دوبارہ جنگ کرنے کی صورت میں تباہی کی دھمکی دی جا رہی ہے۔ اور اعلان کیا جا رہا ہے کہ اب مسلمان غالب ہو کر رہیں گے۔ غزوہ بدر کے بعد کئی مرحلے اور اتار چڑھاؤ آئے مگر پھر ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ اسلام غالب آ گیا۔ مسلمان جزیرہ عرب پر چھا گئے اور شرک اور مشرکین مٹ کر رہ گئے۔ غزوہ بدر کے ساتھ اس آیت کو جوڑنے سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ مسلمان جب بھی جہاد کا احیاء کریں گے اور غزوہ بدر کی ترتیب پر آئیں گے تو ان شاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## اسباق

❶ مسلمان اگر کمزور ہوں تو کافروں کو یہ شبہ ہونے لگتا ہے کہ وہ (کافر) حق پر ہیں اس لئے جہاد کے ذریعے ان کی قوت توڑی جائے تاکہ ان کا مغالطہ دور ہو اور وہ کفر و شرک سے باز آ جائیں۔

❷ جہاد میں مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی نصرت والی معیت نصیب ہوتی ہے۔ مجاہدین اگر ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ“ ہونے کا یقین دل میں رکھ کر جہاد کریں تو عجیب و غریب قوت، برکت اور نصرت اپنے ساتھ محسوس کریں۔

...........ان اللہ معنا...........................ان معی ربی...........................اللہ معنا.......

بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے...... یقیناً میرا رب میرے ساتھ ہے..... اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے......

یہ بہت نفع مند اور اہم ترین سبق ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَۃُ الْاَنْفَالِ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۲۰،۲۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْہُ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم مانو

وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَھُمْ

اور سن کر اس سے مت پھرو۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا

لَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور وہ سنتے نہیں

### خلاصہ

ایمان والوں پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کا حکم سن کر منہ نہ موڑیں (بلکہ حکم جہاد اور تمام احکامات کو پورا کریں) اور ان مشرکوں، منافقوں اور یہودیوں کی طرح نہ بنیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا ہے حالانکہ وہ نہیں سنتے یعنی عمل نہیں کرتے۔

### ربط

ان آیات کا پچھلے مضمون سے ربط کئی طریقے پر ہو سکتا ہے۔

❶ پچھلی آیت میں فرمایا گیا کہ وَاَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے تو اس آیت میں سمجھایا گیا کہ صرف ایمان کا دعویٰ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور معیت نہیں ملتی اس کے لئے ضروری ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھرپور اطاعت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد کا حکم دیں تو فوراً نکل پڑو۔ اور کافروں اور منافقوں کی طرح نہ بنو کہ کانوں سے سن تو لو مگر عمل نہ کرو۔

❷ پچھلی آیات میں کافروں کا برا انجام بتایا گیا اور ان کی صفت یہ بیان ہوئی کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان ہیں۔ تو اب مسلمانوں کو بتایا جا رہا ہے کہ تم اگر کافروں کی طرح ذلیل و رسوا اور مغلوب ہونے سے بچنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھرپور اطاعت کرو اور کافروں کے طریقے پر نہ چلو۔

❸ پچھلی آیات میں فرمایا گیا کہ جب تم نے میدان جہاد میں اللہ تعالیٰ کو پکارا تو اس نے تمہاری پکار سنی اور تمہاری دعاء کو قبول فرمایا اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اب تمہارا بھی فرض بنتا ہے کہ تم اس کے احکامات کو سنو اور ان پر عمل کرو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## جہادی معارف

❶ امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس آیت میں فرمایا گیا وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ کہ تم سن کر روگردانی نہ کرو۔ تو اس سننے سے کس بات کا سننا مراد ہے؟ فرماتے ہیں:

ان الكلام من اول السورة الى هنا لما كان واقعافي الجهاد علم ان المراد وانتم تسمعون دعائه الى الجهاد.

یعنی سورۃ کی ابتداء سے چونکہ جہاد کی بات چل رہی ہے تو اس لئے وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ کا معنی یہ ہے کہ تم ان کے جہاد کی طرف بلانے کی پکار سن کر روگردانی نہ کرو۔

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ آیت کا معنی یوں ہے: اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فی الاجابة الى الجهاد، و في الاجابة الى ترك المال اذا امره الله بتركه.

یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو جہاد کا حکم پورا کرنے میں اور اموال غنیمت چھوڑنے میں جب اللہ تعالیٰ انہیں چھوڑنے کا حکم دے۔ (التفسیر الکبیر)

❷ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ اور روگردانی نہ کرو اس سے، یعنی اطاعت سے، ضمیر حکم جہاد کی جانب ہے۔

الضمير للجهاد أو الامر الذي دل عليه الطاعة. (بيضاوی) وقيل الضمير للجهاد (روح المعانی، تفسير ماجدی)

❸ حضرت لاہوری رحمہ اللہ ان دو آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

میدان جنگ میں قانون الٰہی کو دستور العمل بناؤ اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ مبارکہ کے مطابق کاربند رہو۔ اطاعت میں زبانی جمع خرچ ہی نہ ہو بلکہ عمل کر کے دکھاؤ۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

❹ امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَلَا تَوَلَّوْا لان التولي انما يصح في حق الرسول بأن يعرضوا عنه وعن قبول قوله و عن معونته في الجهاد.

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روگردانی کا مطلب آپ کی بات نہ ماننا اور جہاد میں آپ کے ساتھ تعاون نہ کرنا ہے۔ (التفسیر الکبیر)

❺ امام ابوحیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ولما كانت الاية قبلها مسوقة في امر الجهاد قيل: معنىٰ اطيعوه فيما يدعوكم اليه من الجهاد. یعنی سیاق کو دیکھتے ہوئے آیت کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت جہاد پر لبیک کہو۔ (البحر المحیط)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## ربط کے بارے میں دو حوالے

❶ اوپر آیت بانھم شاقوا اللہ...... الخ اور آیت اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا ...... الخ میں اللہ ورسول کی مخالفت کرنے والے کفار کی مذمت تھی آگے مومنین کو اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وموافقت کا حکم اَطِيْعُوا ...... الخ میں اور مخالفت کرنے کی ممانعت وَلَا تَوَلَّوْا میں (ہے)۔ (بیان القرآن)

❷ پہلے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے اب ایمان والوں کو ہدایت فرماتے ہیں کہ ان کا معاملہ خدا ورسول کے ساتھ کیسا ہونا چاہیے؟ جس سے وہ خدا کی نصرت وحمایت کے مستحق ہوں۔ سو بتلا دیا کہ ایک مؤمن صادق کا کام یہ ہے کہ وہ ہمہ تن خدا اور رسول کا فرمانبردار ہو۔ احوال وحوادث خواہ کتنا ہی اس کا منہ پھیرنا چاہیں مگر خدا کی باتوں کو جب وہ سن کر سمجھ چکا اور تسلیم کر چکا تو قولاً وفعلاً کسی حال ان سے منہ نہ پھیرے۔ (تفسیر عثمانی)

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ

ترجمہ: اور ان جیسے مت ہو جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا اور وہ نہیں سنتے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ای کالیهود او المنافقين او المشركين وهو من سماع الاذن ...... الخ۔

یعنی یہودیوں، منافقوں اور مشرکوں کی طرح نہ ہو جو کانوں سے سننے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر جو کچھ سنتے ہیں اس میں تدبر اور فکر نہیں کرتے، پس یہ سننا نہ سننے جیسا ہے۔ (القرطبی)

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والمعنى: ولا تكونوا كالذين يقولون بالسنتهم انا قبلنا تكاليف الله تعالىٰ ثم انهم بقلوبهم لا يقبلونها. وهو صفة المنافقين۔

یعنی مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی طرح مت ہو جو اپنی زبانوں سے تو کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو سن لیا ہے مگر وہ اپنے دلوں سے ان احکامات کو قبول نہیں کرتے اور یہ منافقین کی صفت ہے۔ (التفسیر الکبیر)

یعنی مسلمانوں کو سمع وطاعت پر مضبوط کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے کان اور دل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے لئے کھلے رکھیں اور جو حکم سنیں اسے دل سے قبول کریں اور اپنے عمل میں لائیں۔ پس جو ایسا کرے گا وہی سچا مؤمن ہوگا اور اسے اللہ تعالیٰ کی نصرت حاصل ہوگی اور اسے غلبہ اور کامیابی ملے گی۔

## نکتہ

اللہ تعالیٰ کافروں کے مقابلے میں ایمان والوں کی مدد اس لئے فرماتا ہے کہ ایمان والے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار ہوتے ہیں۔ پس ایمان والوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی اس صفت اور خوبی کو برقرار رکھیں۔ کیونکہ اگر انہوں نے بھی کافروں اور منافقوں کی طرح صرف کان سے دین کی بات سنی اور دل سے اسے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قبول نہ کیا تو پھر وہ کفار کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی مدد کے مستحق کس طرح سے بن سکتے ہیں؟ (واللہ اعلم بالصواب)

## نکتہ

یہودیوں نے حکم جہاد کا انکار کیا جب انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا حکم جہاد سنایا۔ منافقین بھی جہاد سے روگردانی کرتے تھے۔ مسلمانوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ تم ایسا نہ کرنا کہ یہ مؤمن کی شان نہیں ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## اسباق

مسلمانوں پر ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت لازم ہے جیسا کہ اس آیت کے عموم سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت ایمان والوں پر میدان جہاد میں نازل ہوتی ہے، پس مسلمانوں کو چاہیے کہ جہاد کا حکم سنتے ہی عمل کے میدان میں نکل کھڑے ہوں اور پھر جہاد کے دوران بھی سمع وطاعۃ کے نظام کو مضبوط رکھیں یعنی خوب سنیں اور فوراً عمل کریں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۲،۲۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾

بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی بہرے گونگے ہیں جو نہیں سمجھتے۔

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾

اور اگر اللہ تعالیٰ ان میں کچھ بھلائی جانتا تو انہیں سنا دیتا اور اگر انہیں اب سنا دے تو منہ پھیر کر بھاگیں

### خلاصہ

ایسے لوگ جانوروں سے بدتر ہیں جو نہ کانوں سے حق کی آواز سنتے ہیں نہ زبان سے حق بولتے ہیں اور نہ دل ودماغ سے حق کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ان کے برے اعمال کی وجہ سے اب ان میں حق قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ ان کو حق سنا بھی دے تو یہ اس سے منہ پھیر کر بھاگ جائیں گے اور اسے قبول نہیں کریں گے۔

### ان آیات کے اولین مصداق

یہ دونوں آیات اپنے مفہوم ومعنی کے اعتبار سے تو عام ہیں مگر مفسرین حضرات نے ان کا اولین مصداق قریش کے قبیلہ ”بنی عبدالدار“ کے ایک گروہ کو قرار دیا ہے۔روی البخاری رحمه الله وغيره عن عبدالله بن عباس رضي الله عنهما قال ان هذه الاية،نزلت في نفر من بني عبدالدار، من قريش، كانوا يقولون:نحن صم بكم عمي عما جاءة به محمد وتو جهوا مع ابي جهل لقتال النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه ببدر فقتلوا جميعاً ولم يومن منهم الا مصعب بن عمير وسويبط بن حر ملة. (قرة العينين)

یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ آیت قریش کے قبیلہ بنو عبدالدار کے ایک گروہ کے متعلق نازل ہوئی یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ جو دین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لائے ہیں ہم اس سے بہرے، گونگے اور اندھے ہیں۔ یہ پورا گروہ ابو جہل کے ساتھ ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لڑنے کے لئے بدر پہنچا یہ سب لوگ بدر میں مارے گئے اس قبیلے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں سے صرف مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور سویبط بن حرملہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تھے باقی تمام کافر مرے۔

### جانوروں سے بدتر

’’سننے کے بعد سمجھ کر عمل نہ کرنا انسانیت نہیں ہے یہ حیوانیت ہے بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر۔ کیونکہ وہ بھی کچھ نہ کچھ حکم کی تعمیل کر ہی دیتے ہیں یہ معاندین حق تو اندھے اور بہرے ہیں۔ ان مخالفین میں اللہ پاک صلاحیت کے آثار پاتا تو انہیں حق ذہن نشین کراتا لیکن شامت اعمال کے باعث یہ اس قدر گر چکے ہیں کہ اگر ان کو کوئی بات سمجھا دی جائے تو بھی منہ پھیر کر چل دیں۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

### ترک جہاد پر سخت وعید

ان آیات میں ’’ترک جہاد‘‘ پر سخت وعید ہے۔ اس سے پہلے حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ یہ حکم اگرچہ عام ہے مگر اس میں زیادہ زور جہاد پر ہے جیسا کہ حوالے گذر چکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد کا حکم دیں تو فوراً تعمیل کرو اور منہ پھیر کر منافقوں اور کافروں کی طرح نہ بنو۔ اب ان آیات میں اس حکم کو مزید سختی سے بیان فرمایا جا رہا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو توڑتے ہیں، ان کے بجالانے میں کاہلی اور سستی کرتے ہیں اور ان احکامات کو ضد کی وجہ سے قبول نہیں کرتے تو ایک مقام ایسا آتا ہے کہ اللہ پاک ان سے توفیق اور حق قبول کرنے کی صلاحیت تک چھین لیتا ہے۔ تب وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بے عقل جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتے ہیں اور ان کے دلوں پر ایسی مہر لگ جاتی ہے کہ پھر حق بات ان کی سمجھ میں آ ہی نہیں سکتی۔ العیاذ باللہ کفر کا یہ خطرناک درجہ مسلسل نافرمانی کی وجہ سے مسلط ہو جاتا ہے۔ اس لئے اے مسلمانو! اطاعت کرو اور نافرمانی سے بچو۔ اور جہاد کے معاملے میں سستی اور ضد سے کام نہ لو۔ سستی اور ضد ہی محرومی کی جڑ ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ یہ عجیب نکتہ تحریر فرماتے ہیں:

دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ (میں) ہے اور اللہ تعالیٰ اول کسی کے دل کو روکتا نہیں اور مہر نہیں کرتا جب بندہ کاہلی کرے تو اس کی جزا میں روک دیتا ہے یا ضد کرے حق پرستی نہ کرے تو مہر کر دیتا ہے۔ (موضح القرآن)

### نکتہ

ان آیات سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جہاد میں جن کافروں کو مارا جاتا ہے وہ گمراہی اور ظلم میں حیوانوں سے بدتر ہوتے ہیں اسی لئے تو حق قبول نہیں کرتے بلکہ حق کو مٹانے کے لئے میدان جنگ میں اترتے ہیں تو جب موذی جانوروں کے مارے جانے پر کوئی افسوس نہیں کیا جاتا تو حیوانوں سے بدتر ان کافروں کے مارے جانے پر کیا افسوس ہے؟ یہ لوگ تو انسانیت کے لئے خطرہ اور روئے زمین کے لئے ناسور ہوتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

### دیگر اقوال

اس آیت کے مصداق کے بارے میں ایک روایت گذر چکی ہے جبکہ کئی مفسرین حضرات کے نزدیک آیت کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مصداق منافقین ہیں اور بعض کے نزدیک اہل کتاب (یہود ونصاریٰ)۔ بہر حال آیت کا مفہوم عام ہے جس میں بھی یہ بری صفات ہونگی وہ ان آیات کا مصداق ہوگا۔

وظاهر هذه الاخبار العموم۔ (البحر المحیط)

## چاروں آیات کا خلاصۂ تفسیر

سورۃ انفال کی ان چاروں آیات (۲۰ تا ۲۳) کی تفسیر کا ایک خلاصہ اس عبارت میں ملاحظہ فرمائیں:

"فرمایا تھا وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ کہ اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے، یہاں یہ بات بتلاتا ہے کہ خدا کا تمہارے ساتھ ہونا کچھ تمہارے نام کے مسلمان کہلانے سے نہیں بلکہ ان (دو) شرائط سے ہے:

❶ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ کہ اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔ ❷ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ کہ رسول کا حکم سن کر روگردانی نہ کرو۔ حقیقت میں جب تک مسلمانوں میں یہ دو باتیں رہیں خدا کا سایہ ان پر رہا دنیا کی سرسبز سلطنتیں باوجود بے سروسامانی کے ان کے ہاتھ میں دے دیں۔ پھر اسی مضمون کی تاکید فرماتا ہے کہ تم ان منافقوں جیسے نہ ہو جاؤ کہ جو زبان سے تو سمعنا کہتے ہیں (کہ ہم نے سن لیا) اور دل سے نہیں سنتے، قضا وقدر نے ان میں حق کے سننے اور ماننے کا مادہ ہی نہیں دیا جیسا کہ چارپایوں میں نہیں جو زمین پر چلنے والوں میں مذموم سمجھے جاتے ہیں وہ (منافق) حق کے سننے سے بہرے اور حق کے بولنے سے گونگے ہیں اس کے سوا عقل بھی نہیں جو باعث شرف ہے اور خدا نے جو ان میں یہ قابلیت نہیں رکھی تو اس لئے کہ وہ ازلی گمراہ ہیں اگر سنتے بھی تو اعراض کر جاتے۔" (تفسیر حقانی)

## سبق عبرت

جہاد اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ جہاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے یہ آیات بھی جہاد کے حکم کے ساتھ نازل ہوئی ہیں، ان سے پہلے بھی جہاد کا بیان ہے اور ان کے بعد بھی جہاد کا بیان ہے اور خود ان میں بھی غالب مفہوم جہاد کا ہے۔ پس وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں مگر نہ جہاد کی بات سنتے ہیں، نہ جہاد کی بات بولتے ہیں اور نہ جہاد کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ان آیات سے عبرت حاصل کریں۔

اللهم انا نعوذبك من الشقاق والنفاق وسوء الاخلاق۔

(آمین یارب العلمین)

● ● ●

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ اور رسول کا حکم مانو جس وقت تمہیں اس کام کی طرف بلائے جس میں تمہاری

يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَ

زندگی ہے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان آڑ بن جاتا ہے اور

اَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

بے شک تم اسی کی طرف جمع کیے جاؤ گے

### خلاصہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کا حکم دیتے ہیں مسلمانوں کے لئے اسی میں زندگی ہے۔ مثلاً جہاد کا حکم فرماتے ہیں تو جہاد میں مسلمانوں کی اصل زندگی ہے۔ اس لئے حکم ماننے میں دیر نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر حائل ہو جائے اور تم عمل سے محروم رہ جاؤ۔ چونکہ قیامت کے دن سب نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونا ہے اس لئے آخرت کے لئے عمل کرنے والے اپنے اعمال کا پورا بدلہ پائیں گے۔

### پچھلے مضمون کی تاکید

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا گیا تھا، اسی حکم کی تاکید چل رہی ہے، اس آیت میں سمجھایا گیا کہ ہر انسان زندہ رہنے کا خواہشمند ہے تو اصل زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات میں ہے۔ مثلاً جہاد کا حکم لے لو کہ اس میں کتنی زبردست قسم کی زندگی ہے...... اور عمل کرنے میں دیر نہ کرو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر حائل ہو جائے اور تم محروم رہ جاؤ...... اور عمل کرنے میں تم جو قربانی بھی دو گے وہ ضائع نہیں جائے گی اس لئے کہ سب انسانوں نے مرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور جمع ہونا ہے۔

### حیات والا عمل کون سا؟

ارشاد فرمایا:

اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ

ترجمہ: حکم مانو اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول کا جس وقت تمہیں اس کام کی طرف بلائے جس میں تمہاری زندگی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تمام مفسرین کے نزدیک استجیبوا، اجیبوا کے معنی میں ہے کہ حکم مانو۔

والا ستجابة الاجابة۔ (القرطبی)

قال ابو عبید والزجاج استجیبوا معناہ اجیبوا۔ (التفسیر الکبیر)

جب تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جس میں زندگی ہے۔ تو اس چیز سے کیا مراد ہے؟ حضرات مفسرین کے کئی اقوال ہیں مثلاً:

❶ قال السدی ھو الایمان والاسلام

یعنی مراد ایمان اور اسلام ہے۔ (التفسیر الکبیر)

❷ وقال مجاھد والجمھور المعنیٰ استجیبوا للطاعة وما تضمنه القرآن من اوامر ونواھی۔ (القرطبی)

یعنی مراد قرآن پاک کے تمام احکامات (اوامر اور نواہی) ہیں۔

❸ قال قتادۃ یعنی القرآن۔ (التفسیر الکبیر)

یعنی مراد قرآن پاک ہے۔

❹ لکل حق وصواب۔ (التفسیر الکبیر)

مراد ہر حق اور سچ کام ہے۔

امام ابوحیان رحمہ اللہ نے تفسیر البحر المحیط میں کئی مزید اقوال بھی لکھے ہیں۔ حضرت امام رازی رحمہ اللہ ان اقوال کو جمع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ قال الا کثرون لِمَا يُحْيِيكُمْ ھو الجھاد۔

یعنی اکثر مفسرین کے نزدیک وہ چیز جس میں زندگی ہے وہ جہاد ہے۔ (التفسیر الکبیر)

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقیل المراد بقوله لما یحییکم الجھاد، فانه سبب الحیاۃ فی الظاھر لأن العدو اذا لم یغز غزا وفی غزوہ الموت والموت فی الجھاد الحیاۃ الأبدیة، قال اللہ عزوجل:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ (آل عمران ۱۶۹)

یعنی ایک قول یہ ہے کہ آیت لِمَا يُحْيِيكُمْ میں زندگی والے عمل سے مراد "جہاد" ہے کیونکہ وہ بالکل واضح طور پر زندگی کا ذریعہ ہے اس لئے کہ اگر دشمن سے جنگ نہ کی جائے تو وہ حملہ آور ہو جاتا ہے اور اگر اس سے جنگ کی جائے تو اس میں اس کے لئے موت (اور مسلمانوں کے لئے زندگی) ہے اور جہاد میں مسلمان کو جو موت ملتی ہے وہ ہمیشہ کی زندگی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ترجمہ: اور ان لوگوں کو مردہ گمان نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کئے جاتے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں۔ (القرطبی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صاحب تفسیر ماجدی لکھتے ہیں:

"یہاں صاف صاف بتادیا کہ حیات ابدی اور زندگی وجاودانی بخشنے والی چیز یہی نظام دین ہے۔خصوصیت کے ساتھ مراد جہاد سے ہے۔(تفسیر ماجدی)

صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم کو کسی عبث (بے کار) اور ضرر رساں (یعنی نقصان دہ) بات کی طرف نہیں (بلاتے بلکہ اس کی طرف بلاتے ہیں) جس میں تمہاری زندگانی ہے یعنی قرآن کیونکہ یہ حیات روحانی کا باعث ہے اور ممکن ہے کہ جہاد خصوصاً مراد ہو کیونکہ اس میں شہادت ملتی ہے جو حیات ابدی کا باعث ہے کما قال: وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ اور نیز اس میں دشمن پر فتح یابی اور ثروت حاصل ہوتی ہے جو اصل زندگانی دنیا ہے۔مغلوب اور مقہور قوم کی زندگی کیا؟ بلکہ (وہ تو) موت ہے۔

برے حال جیا تو میں خاک جیا

مرے جینے کا کچھ بھی مزا ہی نہیں

(تفسیر حقانی)

تفسیر حقانی کی عبارت امام رازی رحمہ اللہ کے اس علمی کلام کا خلاصہ ہے۔

قال الاکثرون لما یحییکم هو الجهاد ثم في سبب تسمية الجهاد بالحياة وجوه، احدها: هو وهن أحد العدوين حياة للعدو الثاني فأمر المسلمين انما يقوى ويعظم بسبب الجهاد مع الكفار. وثانيها أن الجهاد سبب لحصول الشهادة وهي توجب الحياة الدائمة قال تعالىٰ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ وثالثها ان الجهاد قد يفضي الى القتل، والقتل يوصل الى الدار الاخرة والدار الآخرة، معدن الحياة قال تعالىٰ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ اى الحياة الدائمة. (التفسير الكبير)

یعنی اکثر مفسرین کے نزدیک لِمَا يُحْيِيكُمْ سے مراد جہاد ہے۔پھر جہاد کو حیات یعنی زندگی قرار دینے کی کئی وجوہات ہیں:

پہلی یہ کہ دو دشمنوں میں سے ایک کا کمزور ہونا دوسرے کے لئے زندگی ہوتا ہے پس مسلمان کفار سے جہاد کی بدولت قوت اور عظمت پاتے ہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ جہاد شہادت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور شہادت سے ہمیشہ کی زندگی ملتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ ...... الآية اور تیسری وجہ یہ ہے کہ جہاد بعض اوقات انسان کو قتل تک لے جاتا ہے اور قتل اس کو دنیا سے نکال کر آخرت تک پہنچا دیتا ہے اور آخرت کا گھر ہی زندگی کا اصل خزانہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے یعنی ہمیشہ والی زندگی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## مسئلہ حل ہو گیا

جو مسلمان جہاد سے بھاگتے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی جہاد میں نہیں جانے دیتے تو اکثر اس کی وجہ موت کا خوف ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں واضح فرما دیا کہ جہاد میں موت نہیں زندگی ہے۔

بس مسئلہ ہی ختم ہو گیا اب جو بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا ہے وہ اس بات کو مانے گا کہ جہاد میں زندگی ہے اور پھر اس زندگی کو پانے کے لئے محنت کرے گا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## حائل ہونے کا معنی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَنَّ اللّٰهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آڑ بن جاتا ہے آدمی اور اس کے دل کے درمیان۔ اس آیت کا مفہوم متعین کرنے میں حضرات مفسرین کے کئی اقوال ہیں ان میں سے چند ایک ملاحظہ فرمائیں:

❶ ان اللہ تعالیٰ يحول بين المرء وبين الانتفاع بقلبه بسبب الموت يعني بذلك أن تبادروا في الاستجابة فيما الزمكم من الجهاد وغيره قبل ان ياتيكم الموت. (التفسير الكبير)

اللہ تعالیٰ بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے یعنی موت دے کر اسے اپنی زندگی سے نفع نہیں اٹھانے دیتا۔ تو آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر جہاد وغیرہ کے جو احکامات لازم کئے ہیں انہیں جلدی جلدی پورا کر لو اس سے پہلے کہ تم پر موت آجائے۔

❷ ان المراد انه تعالىٰ يحول بين المرء وبين مايتمناه ويريده بقلبه.

یعنی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے اور اس کے ارادے کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ (اور بندہ اپنا ارادہ پورا نہیں کر سکتا) (التفسیر الکبیر)

❸ أن المومنين كانوا خائفين من القتال يوم بدر فكانه قيل لهم سارعوا الى الطاعة ولا تمنعوا عنها بسبب ماتجدون في قلوبكم من الضعف والجبن، فان الله تعالىٰ يغير تلك الاحوال فيبدل الضعف بالقوة، والجبن بالشجاعة لانه تعالىٰ مقلب القلوب. یعنی مسلمان غزوہ بدر کے دن لڑائی سے گھبرا رہے تھے تو گویا کہ اس آیت میں ان سے کہا گیا کہ جہاد کا حکم ماننے میں جلدی کرو اور تمہارے دل میں جو کمزوری اور بزدلی آرہی ہے اس کی وجہ سے جہاد سے نہ رکو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان احوال کو بدل دے گا اور وہ کمزوری کی جگہ طاقت اور بزدلی کی جگہ بہادری تمہارے دلوں میں ڈال دے گا کیونکہ وہ دلوں کو پھیرنے والا ہے۔ (التفسیر الکبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❹ "بعض نے یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ کو بیانِ قرب کے لئے لیا ہے یعنی حق تعالیٰ بندہ سے اس قدر قریب ہے کہ اس کا دل بھی (اس سے) اتنا قریب نہیں ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ق ۱۶) تو خدا کی حکم برداری سچے دل سے کرو خدا تم سے بڑھ کر تمہارے دلوں کے احوال و اسرار پر مطلع ہے خیانت اس کے آگے نہیں چل سکے گی۔ اسی کے پاس سب کو جمع ہونا ہے وہاں سارے مکنونات و اسرار کھول کر رکھ دیئے جائیں گے۔" (تفسیر عثمانی)

❺ "انسان اور اس کے قلب کے درمیان آڑ آ جانا دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ مومن کے قلب میں طاعت کی برکت سے کفر و معصیت کو نہیں آنے دیتا، دوسرے یوں کہ کافر کے قلب میں مخالفت کی نحوست سے ایمان و طاعت کو آنے نہیں دیتا اور انسان اور اس کے عمل کے درمیان اسباب عادی، مادی و طبعی و ظاہری کے علاوہ اور ان سے بالاتر ایک اور علاقہ جو ایک برتر و اعلیٰ قوت ارادی کا رہتا ہے اس کی طرف بھی اشارہ اس آیت میں آ گیا۔" (تفسیر ماجدی)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ یہی معنیٰ لکھنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ طاعت کی مداومت بڑی نافع چیز ہے اور مخالفت کی مواظبت بڑی مضر چیز ہے۔ (بیان القرآن)

❻ اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے ارادہ میں حائل ہو جاتا ہے کہ انسان کو اپنے ارادہ پر مضبوطی نہیں رہتی۔ حاصل یہ ہوگا کہ اگر تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی طرف توجہ نہ کی تو اس کی پہلی سزا یہ ہوگی کہ ہمتیں پست ہو جائیں گی۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## اسباق

❶ جہاد میں زندگی اور ترکِ جہاد میں موت ہے۔

❷ جہاد کا حکم پورا کرنے میں جلدی کرنی چاہئے۔

❸ اگر جہاد کے لئے ذہن بن جائے اور جان و مال کی قربانی پر دل آمادہ ہو جائے تو فوراً عمل کرے۔ اگر تاخیر کی تو ہمت سست ہو جائے گی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ موت آ جائے اور انسان جہاد سے محروم رہے۔

❹ آخرت کے حشر اور پیشی کو یاد رکھا جائے تو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی دینا آسان ہو جاتا ہے۔

❺ اس دعاء کا اہتمام کیا جائے جو مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں حدیث پاک کے حوالے سے لکھی ہے۔

اَللّٰهُمَّ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ

اے میرے پروردگار دلوں کو پھیرنے والے۔ میرے دل کو دین پر مضبوط فرما۔

(آمین یا رب العالمین)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ٢٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا

اور تم اس فتنے سے بچتے رہو جو تم میں سے خاص ظالموں پر ہی نہ پڑے گا اور جان لو کہ

اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾

بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے

### خلاصہ

اس فتنہ سے بچو جس کا وبال عام ہوگا، گناہگاروں پر بھی اور انہیں نہ روکنے والوں پر بھی۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے۔

### ربط

حضرت شاہ عبد القادر صاحب رحمہ اللہ اس آیت کا پچھلی آیات سے ربط یہ بیان فرماتے ہیں کہ پچھلی آیات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فوری اطاعت کا حکم تھا کہ اس میں ذرہ برابر بھی تاخیر اور سستی نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تاخیر اور سستی کرنے کی وجہ سے دل ہٹ جائے اور توفیق چھن جائے اب اس آیت میں تنبیہ فرماتے ہیں کہ اگر نیک لوگ حکم ماننے میں سستی کریں گے تو عام لوگ بالکل چھوڑ دیں گے اور ہر طرف برائی پھیل جائے گی مثلاً بہادر لوگ اگر جہاد کے بارے میں سستی کریں گے تو بزدل تو بالکل ہی اسے چھوڑ دیں گے پھر جب کفار کا حملہ ہوگا اور شکست ہوگی تو بہادر بھی اس شکست کو نہیں روک سکیں گے اور سب مغلوب و ہلاک ہو جائیں گے۔

حضرت شاہ عبد القادر صاحب رحمہ اللہ کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

یعنی حکم میں کاہلی (سستی) کرنے سے ایک تو دل ہٹتا ہے (یعنی ہمت کمزور ہوتی ہے) دم بدم زیادہ مشکل پڑتا ہے (یعنی ہر آنے والے لمحے وہ کام زیادہ مشکل ہوتا چلا جاتا ہے) دوسرے (یہ کہ) نیکوں کی کاہلی سے گناہگار بالکل چھوڑ دیں گے تو رسم بد پھیلے گی اس کا وبال سب پر پڑے گا جیسے جنگ میں دلیر سستی کریں تو نامرد (یعنی بزدل) بھاگ ہی جاویں پھر شکست پڑے تو دلیر بھی نہ تھام سکیں (موضح القرآن)

خلاصہ اس پورے ربط کا یہ ہوا کہ پچھلی آیات میں خود عمل کرنے کی تاکید تھی اور اس آیت میں دوسروں کو دعوت دینے کی ترغیب ہے۔

اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی عام ہو جائے تو پھر اس کا وبال اور عذاب بھی عام ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فتنہ کے معنی

اس آیت میں جو لفظ فتنہ استعمال ہوا ہے بعض مفسرین کے نزدیک اس کے معنی عذاب کے ہیں ملاحظہ فرمایئے تفسیر المدارک۔ جبکہ بعض مفسرین نے اس کے معنی گناہ کے لئے ہیں علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والمراد بالفتنة الذنب وفسر بنحو اقرار المنكر والمداهنة فى الامر بالمعروف والنهى عن المنكر وافتراق الكلمة وظهور البدع والتكاسل في الجهاد حسبما يقتضيه المعنى. (روح المعانی)

یعنی فتنہ سے مراد گناہ ہے اور اس گناہ کی تفسیر موقع کے اعتبار سے کی جاتی ہے مثلاً گناہوں پر رضا مند ہونا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مداہنت کرنا، آپس میں نزاع ڈالنا، بدعات کا ظہور، اور جہاد میں سستی۔

## کسی گناہ کا جڑ پکڑ لینا

اکثر مفسرین حضرات کے نزدیک آیت میں فتنہ سے مراد مسلمانوں میں کسی بڑے منکر یعنی گناہ کا جڑ پکڑ لینا ہے کہ وہ گناہ عام ہو جائے اور کوئی اس سے روکنے کی کوشش بھی نہ کرے۔ قيل هو اقرار المنكر بين اظهرهم. (كشاف)

قال ابن عباس: امر الله المومنين الايقروا المنكر بين اظهر هم فيعمهم الله العذاب. (القرطبی)

## دو آیات کی مختصر تفسیر

سورۃ الانفال کی ان دو آیات (۲۴،۲۵) کی ایک مختصر تفسیر اس عبارت میں ملاحظہ فرمایئے:

جہاد ہی میں زندگی ہے دنیا میں تنازع للبقاء کے اصول کے مطابق ہر چیز جنگ میں مصروف ہے، مگر زندگی صرف اسی کو نوازش (یعنی عطا) ہوگی جو اصلح و اشکل ہے، اس لئے فرمایا کہ جس وقت اللہ اور اس کا رسول مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیں تو فوراً میدان میں آموجود ہوں کہ انفرادی اور اجتماعی حیات (زندگی) کا راز سربستہ اسی جہاد فی سبیل اللہ میں پنہاں ہے، یہی چیز تم کو دائمی زندگی بخشے گی اس لئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا ای الناس افضل (کہ لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: مومن يجاهد في سبيل الله بنفسه وماله (وہ مومن جو اپنی جان و مال سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہے) ایک جگہ ارشاد فرمایا لغدوة في سبيل الله اوروحة خير من الدنيا ومافيها (جہاد میں ایک صبح یا ایک شام کا لگانا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے) ترمذی میں ہے: من رابط ليلة كانت له كالف ليلة صيامها وقيامها (جو ایک رات کی پہرے داری کرے گا اسے ایک ہزار رات کے قیام اور روزوں کا اجر ملے گا) لیکن اگر جہاد کا ارادہ بھی نہ کیا تو ان مصائب کا شکار ہونا پڑے گا (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا ایک ایک حرف تمہارے لئے زندگی بخش ہے، اس کی خلاف ورزی سے تمہاری قوت ارادی کمزور ہو جائے گی تم مضبوط و ثابت قدم نہ رہ سکو گے، ارادہ کرتے ہی فسخ کر دیا کرو گے اور لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً کی کیفیت تم پر طاری ہوگی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ب) اعمال انسانی کی حالت مختلف ہے، بعض اوقات اس کے اعمال کا اثر صرف اس کی ذات تک محدود رہتا ہے، اس لئے صرف مجرم ہی گرفتار رہتا ہے اور کبھی ان کا اثر قوم پر بھی پڑتا ہے، پھر سب کے سب مبتلائے آلام ومصائب ہوتے ہیں، اگر تم نے جہاد سے انکار کیا تو یاد رہے صرف انکار کرنے والے ہی گرفتار مصیبت نہ ہونگے، بلکہ پوری قوم کی قوم دوسروں کی غلام بن جائے گی۔

حدیث میں آتا ہے اذا ضن الناس بالدینار، والدرھم وتبایعوا بالعین واتبعوا اذناب البقر وترکو الجھاد فی سبیل اللہ انزل اللہ بھم بلاء فلم یرفعہ حتی یراجعوا (جب لوگ سونے چاندی یعنی مال میں بخل کرنے لگیں گے اور غیر شرعی تجارت میں لگ جائیں گے اور کھیتی باڑی میں مشغول ہوجائیں گے اور جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر مصیبت نازل فرمائے گا اور جب تک وہ جہاد کی طرف نہیں لوٹیں گے اس مصیبت کو ان سے نہیں ہٹائے گا) اور یہی وجہ ہے کہ اس شخص کو منافق کہا گیا جو جہاد فی سبیل اللہ کی آرزو ہی کو دل سے نکال دے: من مات ولم یغز ولم یحدث بہ نفسہ مات علی شعبۃ من النفاق اللہ تعالیٰ کا عذاب نہایت ہی سخت ہے، اس لئے سوچ سمجھ کر مخالفت کریں۔ (تفسیر الفرقان)

## فتنہ سے مراد ترک جہاد

صاحب انوار البیان لکھتے ہیں:

بعض حضرات نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس میں اس فتنہ کا ذکر ہے جو ترک جہاد کی وجہ سے عوام وخواص سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ دین اور شعائر دین کی حفاظت اور عامۃ المسلمین کی حفاظت جہاد قائم رکھنے میں ہے، مسلمانوں پر (عام حالات میں) فرض کفایہ ہے کہ جہاد کرتے ہی رہیں اگرچہ کافر حملہ آور نہ ہوں اور اگر وہ حملہ آور ہوجائیں تو پھر کوئی گنجائش کسی کو جہاد سے پیچھے ہٹنے کی ہے ہی نہیں جہاد کا سلسلہ جاری نہ رکھنے کی ہی وجہ سے دشمن کو آگے بڑھنے کی جرأت ہوتی ہے اور جب دشمن چڑھ آتے ہیں تو بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کی حفاظت کے لئے فکر مند ہونا پڑتا ہے لہٰذا جہاد جاری رکھا جائے اور اس سے پہلو تہی نہ کریں ورنہ عوام وخواص مصیبت میں گھر جائیں گے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بھی کوئی قوم جہاد چھوڑ دے گی اللہ تعالیٰ ان پر عذاب بھیج دے گا۔ (مجمع الزوائد ص ۲۸۴، ج ۵ عن الطبرانی فی الاوسط) (تفسیر انوار البیان)

صاحب تفسیر مظہری نے بھی اس آیت میں فتنہ سے ترک جہاد کا گناہ مراد لیا ہے اور دلیل یہ بیان فرمائی ہے کہ پچھلی آیات میں بھی ترک جہاد کرنے والوں پہ ملامت کی گئی ہے۔ (ملخص از معارف القرآن)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ٢٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ

اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے ملک میں کمزور سمجھے جاتے تھے

تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ

تم ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں اچک لیں پھر اس نے تمہیں ٹھکانا بنادیا اور اپنی مدد سے تمہیں قوت دی

رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾

اور تمہیں ستھری چیزوں سے رزق دیا تاکہ تم شکر کرو

### خلاصہ

اپنی کمزوری اور قلت کا خیال کر کے اللہ تعالیٰ کا حکم جہاد ماننے میں سستی مت دکھلاؤ۔ دیکھو! ہجرت سے پہلے بلکہ اس کے بعد بھی تمہاری تعداد تھوڑی تھی، سامان بھی نہ تھا، تمہاری کمزوری کو دیکھ کر دشمنوں کو لالچ ہوتی تھی کہ تم کو ہضم کر جائیں، تمہیں ہر وقت یہ خدشہ رہتا تھا کہ دشمنانِ اسلام کہیں نوچ کھسوٹ کر نہ لے جائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے تم کو مدینہ میں ٹھکانا دیا، انصار و مہاجرین میں مثالی بھائی چارے کا رشتہ قائم کر دیا۔ پھر معرکہ بدر میں کیسی کھلی ہوئی غیبی امداد پہنچائی۔ کفار کی جڑ کاٹ دی، تم کو فتح الگ دی، مالِ غنیمت اور قیدیوں کا فدیہ الگ دیا۔ غرض حلال طیب ستھری چیزیں اور طرح طرح کی نعمتیں عطاء فرمائیں تاکہ تم اس کے شکر گزار بندے بنے رہو۔ (مفہوم تفسیر عثمانی)

### تفسیر الفاظ

فِي الْاَرْضِ ای ارض مكة النَّاسُ هم مشركوا قريش او فارس والروم. فَاٰوٰىكُمْ قال ابن عباس الى الانصار السدي الى المدينة والمعنى واحد وَاَيَّدَكُمْ قواكم بِنَصْرِهٖ ای بعونه وقيل بالانصار وقيل بالملائكة يوم بدر وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ای الغنائم. (القرطبي)

تفسیر جلالین میں ہے:

اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ يأخذكم الكفار بسرعة. يَتَخَطَّفَكُمْ قید ہونا، قتل ہونا، محکوم بن کر رہنا سب تَخَطُّف میں آ گیا۔ (تفسیر ماجدی)

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الطَّيِّبٰتِ ستھری چیزیں یعنی مالِ غنیمت (موضح القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## ایک دلچسپ عبارت

اگر تم کہو کہ خلیفۂ اسلام کا حکم جہاد تو سر آنکھوں پر مگر تعداد کی قلت اور سامان حرب کے فقدان کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس وقت لڑنا خلاف مصلحت ہے تو یہ عذر بھی مسموع نہیں اس لئے کہ تم مکہ کی حالت پر غور کرو جب مسلمانوں کی تعداد اقل قلیل تھی ہر شخص تم کو کمزور دنا تواں خیال کرتا تھا اور خود تمہیں بھی ہر وقت اس امر کا خوف دامن گیر تھا کہ کہیں دشمن ہم کو فنا نہ کردے مگر باوجود ان باتوں کے اللہ تعالیٰ نے تم کو پناہ دی اپنی نصرت و دستگیری سے تائید کی اور بہترین چیزیں کھانے کو نوازش کیں، اور یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ تم آئندہ چل کر قلتِ تعداد اور فقدانِ اسباب کا عذر پیش کر کے جہاد فی سبیل اللہ سے منہ نہ موڑ لو جنگ میں کامیابی کے لئے قلت و کثرت پر نظر نہ ہونی چاہیے حنین کی لڑائی میں تمہیں اپنی کثرتِ تعداد پر ناز تھا مگر شکست کھائی: وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ (التوبۃ:۲۵) مدینہ کی زندگی پر نظر ڈالو ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں بھوک کے مارے بل پڑے جاتے ہیں اور کئی دفعہ غشی کی نوبت آتی ہے، پھر یہ وہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جو دیوار کعبہ کے ساتھ تکیہ لگائے ہوئے کسریٰ کے رومال سے ناک صاف کرتے ہیں اور عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم قیصر و کسریٰ کے خزائن کو اپنے پاؤں سے ٹھکراتے ہیں۔ (تفسیر الفرقان)

## سبق

آیت مبارکہ سے یہ اہم سبق سمجھا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کو اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے "عمل" کرنا چاہیے اور اسباب اور نتائج کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہیے۔ مکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر جو حضرات مسلمان ہوئے انہوں نے اسباب اور ظاہری انجام کی پرواہ نہیں کی اگر وہ ان چیزوں کی فکر کرتے تو کبھی ایمان قبول نہ کرتے کیونکہ ظاہری طور پر ہر طرف ظلم اور اندھیرا نظر آ رہا تھا۔ پھر ہجرت کا حکم ملا تو انہوں نے آگے کے انتظامات کا نہیں پوچھا بس اللہ تعالیٰ کے حکم پر نکل کھڑے ہوئے۔ پھر انہیں جہاد کا حکم ملا تو انہوں نے ظاہری قوت اور طاقت نہ ہونے اور اسباب کی کمی کا رونا نہیں رویا جو ٹوٹی ہوئی تلواریں، لاٹھیاں، پتھر ہاتھ آئے ان کو لے کر میدان میں اتر آئے۔ ان کے اس توکل کا نتیجہ کیا نکلا جس مکہ میں انہوں نے خوف اور دہشت کی راتیں گزاری تھیں اس میں وہ فاتح بن کر داخل ہوئے۔ ہجرت کے لئے وہ نکل پڑے تو انصار مدینہ نے ان کے لئے دل و جان نچھاور کر کے ان کو اجنبی ہونے کا احساس تک نہ ہونے دیا۔ اسباب کی کمی کو انہوں نے بہانہ نہیں بنایا تو مالِ غنیمت جیسا پاکیزہ مال ان کے قدموں میں ڈھیر ہوتا گیا۔ پس اے مسلمانو! کام کرنے سے پہلے ان چیزوں کی فکر میں نہ پڑا کرو جو اللہ تعالیٰ کام شروع کرنے کے بعد عطاء فرماتا ہے۔ بس اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کام شروع کرو اور پھر اس آیت کے تمام مناظر کو دیکھتے چلے جاؤ۔ (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سورۃ الانفال مدنیۃ — آیت ۲۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے خیانت نہ کرو اور آپس کی امانتوں

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾

میں خیانت نہ کرو حالانکہ تم جانتے ہو

### خلاصہ

ایمان والوں کے ذمہ ہے کہ وہ امانت کو لازم پکڑیں اور خیانت کی ہر قسم سے بچیں۔ نہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیانت کریں، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت کریں۔ نہ اپنے فرائضِ منصبی ادا کرنے میں خیانت کریں اور نہ آپس میں جان بوجھ کر خیانت میں مبتلا ہوں۔

### ربط

❶ پچھلی آیت میں فرمایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر "طیبات" پاکیزہ رزق کے دروازے کھول دیے ہیں۔ مالِ غنیمت کا تمہیں مالک بنایا ہے اب فرمایا گیا کہ تم پر لازم ہے کہ ہر طرح کی خیانت سے بچو۔

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اعلم انه تعالیٰ لماذكر انه رزقهم من الطيبت فههنا منعهم من الخيانة۔

❷ پچھلی آیت میں مسلمانوں کی سابقہ حالت اور پھر ان پر اپنے انعامات کا ذکر فرمایا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ترغیب ملتی ہے۔ اب اس آیت میں خیانت سے منع کیا جا رہا ہے کیونکہ خیانت مسلمانوں کی باہمی محبت کو ختم کرتی ہے اور ان کی جماعت کو توڑتی ہے۔ (مفہوم تفسیر حقانی)

❸ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تاکید چل رہی ہے، اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فتوحات اور نعمتوں کا تذکرہ بھی آ گیا۔ اب بتایا جا رہا ہے کہ اس نصرت اور فتوحات کے مستحق تم اس وقت تک رہو گے جب تک تم میں خیانت پیدا نہیں ہو گی۔ جب تم اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے میں اور اموال میں خیانت کرنے لگو گے تو نصرت کے مستحق نہیں رہ سکو گے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

### تشریح و تفسیر

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

چوری (یعنی خیانت) اللہ و رسول کی یہ بھی ہے کہ چھپ کر کافروں سے ملیں اپنے مال اور اولاد کے بچاؤ کو۔ جیسے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مہاجرین میں اکثروں کے گھر مکے میں تھے۔ اور یہ بھی ہے کہ مال غنیمت چھپا کر رکھیں سردار (یعنی امیر) کے پاس ظاہر نہ کریں۔ (موضح القرآن)

## شانِ نزول

آیت میں خیانت سے کیا مراد ہے؟ امام رازی رحمہ اللہ نے چھ اقوال لکھے ہیں۔ چونکہ ہر قول میں الگ جہادی سبق ہے اس لئے ذیل میں ان کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں:

❶ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آیت حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ انہوں نے یہود بنی قریظہ کو اشارۃً بتادیا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم ماننے کی صورت میں ان کا انجام "قتل" ہوگا۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ایسا اپنے اہل وعیال کی حفاظت کے لئے کیا تھا جو بنی قریظہ کے ساتھ رہتے تھے۔ (خیانت سے مراد جہادی وجنگی راز کا افشاء)

❷ سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سن کر مشرکین کو جا کر بتاتے تھے آیت میں اس حرکت سے منع کیا گیا (خیانت سے مراد جماعتی وقومی رازوں اور خبروں کا افشاء)۔

❸ ابن زید فرماتے ہیں کہ خیانت سے مراد نفاق ہے کہ منافقین کی طرح نہ ہو کہ اوپر سے مسلمان اندر سے کافر۔ (خیانت نفاق کے ہم معنیٰ ہے)

❹ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ابوسفیان جب مکہ سے نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوگیا اور آپ نے حملے کا ارادہ فرمایا۔ مدینہ منورہ سے ایک منافق نے ابوسفیان کو خط لکھ کر ہوشیار کردیا۔ (خیانت کا معنیٰ کافروں کے لئے جاسوسی کرنا)

❺ زہری رحمہ اللہ اور کلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیت حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے اہل مکہ کو مسلمانوں کے حملے کی اطلاع دینے کی کوشش کی۔ (مدنیتی کے بغیر اپنے آل اولاد کی خاطر کافروں کے کام آنا یہ بھی خیانت ہے)

❻ قاضی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خیانت سے مراد اموال غنیمت میں خیانت ہے۔ (التفسیر الکبیر)

امام رازی رحمہ اللہ یہ چھ اقوال لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

واما الوجوه المذكورة في سبب نزول الاية فهي داخلة فيها لكن لا يجب قصر الاية عليها لان العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب.

امام رازی رحمہ اللہ کی اسی بات کو صاحب تفسیر حقانی ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

لَا تَخُونُوا اللّٰہَ میں کسی خاص خیانت اور کسی شخص کا نام نہیں بلکہ عموماً ہر قسم کی خیانت کی ممانعت ہے خواہ مال کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہو، خواہ غنیمت کے مال کی، خواہ آبرو اور کسی راز کی۔ مگر مفسرین نے اسکو بعض اشخاص کی خیانت اور ان کے واقعہ کی طرف بھی لگایا ہے چنانچہ سدی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس میں منافقوں اور بعض دیگر شخصوں کی طرف اشارہ ہے جو مشرکین سے میل و محبت رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں جو جنگ سے متعلق ہوتی تھیں ان کے پاس پہنچادیتے تھے...... الیٰ آخرہ (تفسیر حقانی)

## جامع تفسیر

''خدا اور رسول کی خیانت یہ ہے کہ ان کے احکام کی خلاف ورزی کی جائے۔ زبان سے اپنے کو مسلمان کہیں اور کام کفار کے کریں، یا جس کام پر خدا اور رسول نے مامور کیا اس میں دخل فصل کیا جائے۔ یا مال غنیمت میں چوری کی جائے ونحو ذلک۔ بہرحال ان تمام امانتوں میں جو خدا اور رسول یا بندوں کی طرف سے تمہارے سپرد کی جائیں خیانت سے بچو، اس میں ہر قسم کے حقوق اللہ و حقوق العباد آ گئے۔ روایات میں ہے یہود ''بنی قریظہ'' نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی درخواست کی اور یہ کہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو ''بنی النضیر'' کے ساتھ ہوا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں، میں تم کو اتنا حق دیتا ہوں کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم بنالو، جو فیصلہ وہ تمہاری نسبت کردیں وہ منظور ہونا چاہیے انہوں نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر اپنے یہاں بلایا اور دریافت کیا کہ تمہاری اس معاملہ میں کیا رائے ہے؟ ہم سعد بن معاذ کی تحکیم منظور کریں یا نہ کریں؟ ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے اموال اور اہل و عیال بنی قریظہ کے یہاں تھے۔ اس لئے وہ ان کی خیر خواہی کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے حلقوم (یعنی گلے) کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا یعنی اگر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی تحکیم قبول کی تو ذبح ہو جاؤ گے۔ ابولبابہ رضی اللہ عنہ اشارہ تو کر گزرے مگر معاً متنبہ ہوا کہ میں نے خدا اور رسول کی خیانت کی۔ واپس آ کر اپنے کو ایک ستون سے باندھ دیا اور عہد کیا کہ نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا حتی کہ موت آ جائے یا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمالے۔ سات آٹھ دن یونہی بندھے رہے فاقہ سے غشی طاری ہوگئی۔ آخر بشارت پہنچی کہ حق تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کی۔ کہا خدا کی قسم میں اپنے کو نہ کھولوں گا جب تک خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے میری رسی نہ کھولیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے اپنے قیدی کو آزاد کیا...... الی آخر القصہ (ابن عبدالبر کا دعویٰ ہے کہ یہ واقعہ غزوۂ تبوک میں شرکت نہ کرنے کی بناء پر پیش آیا تھا۔ واللہ اعلم (تفسیر عثمانی)

## خیانت کا ایک اور معنیٰ

واخرج ابو الشیخ عن یزید بن ابی حبیب رضی اللہ عنہ ان المراد بها الاخلال بالسلاح فی المغازی۔ (روح المعانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی خیانت سے مراد جہاد کے دوران اسلحے میں کوتاہی کرنا ہے۔

## خیانت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ

امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر کے دوران سنن نسائی کے حوالے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

**اللهم انی اعوذبك من الجوع فانه بئس الضجيع ومن الخيانة فانها بئست البطانة.**

اے میرے پروردگار میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں بھوک سے کہ وہ برا ساتھی ہے اور خیانت سے کہ وہ برا ہمنشین ہے۔(القرطبی)

## اسباق

جہاد میں کامیابی کیلئے ضروری ہے کہ ہر مجاہد اپنے اندر صفتِ "امانت" کو مضبوط کرے......اور ہر طرح کی خیانت سے بچے۔ فرائض کی پابندی کرے سنتوں کا اہتمام کرے، اپنے امیر کی اطاعت کرے، اجتماعی اموال میں پوری احتیاط رکھے......اور جو ذمہ داری اسے دی جائے اسے پوری طرح سے نبھائے، عسکری اور اجتماعی رازوں کی حفاظت کرے، کافروں اور منافقوں سے دوستانہ تعلقات نہ رکھے...... اور کسی بھی طرح دشمنانِ اسلام کے کام نہ آئے۔ امانت انسان کو قیمتی بناتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا مستحق ہو جاتا ہے جبکہ خیانت انسان کو بے کار، ناقابل اعتبار اور حقیر بنا دیتی ہے۔

حدیث کا مفہوم ہے کہ قربِ قیامت میں امانت اٹھالی جائے گی تب امانت پر قائم رہنا مشکل ہوگا۔ اس زمانے کے آثار واضح ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ سے امانت کی توفیق مانگی جائے اور خیانت سے اس کی پناہ لینی چاہئے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ایک نکتہ

"آیت میں خیانت سے مقصود وہ تمام خیانتیں ہیں جو اسلام کے احکام کی تعمیل و تبلیغ اور امت کے مصالح و مقاصد میں کی جائیں، لیکن خصوصیت کے ساتھ جس بات کی طرف اشارہ کیا وہ یہ تھی کہ اہل مکہ کے ساتھ نامۂ و پیام نہ رکھو جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے، اگرچہ یہ نامۂ و پیام اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کے خیال ہی سے کیوں نہ ہو، بعض مہاجرین نے اپنے اہل و عیال کو جو مکہ میں تھے خطوط لکھے تھے اس میں کچھ اشارہ جنگ کی نسبت بھی آ گیا تھا فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی، رسول کی اور مسلمانوں کی خیانت ہے۔ اگر صرف اتنی سی بات اللہ اور رسول کی خیانت تھی تو غور کرو ان مسلمانوں کے لئے کیا حکم ہونا چاہیے جو اپنی ساری زندگی اعداءِ ملت (یعنی مسلمانوں کے دشمنوں) کی سیاسی خدمات میں صرف کر ڈالتے ہیں اور جو ڈیڑھ سو برس سے بے شمار اسلامی حکومتوں کے زوال و انقراض (یعنی خاتمے) کا باعث ہوئے ہیں؟" (ترجمان القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## نکتہ

خیانت ایک بری خصلت ہے، دل میں کچھ اور زبان پر کچھ۔ یہ بری خصلت انسان کی انفرادی زندگی کو بھی برباد کرتی ہے اور اس کی اجتماعی زندگی کو بھی۔ اور افسوس یہ ہے کہ شیطان اس کو "حکمت عملی" اور "عقلمندی" قرار دیکر انسان کو اس پر پکا کرتا ہے۔ چنانچہ آج عقلمند آدمی وہی کہلاتا ہے جو ہر حال میں اپنے "ذاتی مفادات" کا تحفظ کرتا ہے خواہ اس کی خاطر اسے مسلمانوں کو یا جماعت کو جتنا بڑا نقصان پہنچانا پڑے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اسلام کی خاطر، جہاد کی خاطر، جماعت کی خاطر اپنے تمام "ذاتی مفادات" کو قربان کیا اور جو کچھ زبان سے کہا اسی کے مطابق اپنا دل اور عمل بھی رکھا۔ تب ان پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بوچھاڑ ہوئی۔ پھر ان میں سے بعض افراد نے اپنے بعض ذاتی فوائد کے لئے تھوڑی سی لغزش کی۔ حالانکہ ان کے عمل سے مسلمانوں کی جماعت یا جہاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا تھا۔ مگر وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے تھے اور آئندہ آنے والے تمام انسانوں کے لئے مثال تھے اس لئے ان کو سختی سے روکا گیا اور اس عمل کو خیانت کا نام دیا گیا۔

پس مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ذاتی، اجتماعی، جہادی، جماعتی اور معاشرتی تمام معاملات میں "امانت" پر قائم رہیں اور خیانت سے دور رہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾

اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا اجر ہے

### خلاصہ

خوب جان لو مسلمانو! کہ مال واولاد میں تمہارا امتحان ہے۔ (کہ کون ان پر جہاد کو ترجیح دے کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرتا ہے اور کون مال واولاد کو جہاد پر ترجیح دے کر اپنا نقصان کرتا ہے) اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو اجر ہے وہ بہت بڑا ہے۔

### ربط

❶ آدمی اکثر مال واولاد کی خاطر خدا کی اور بندوں کی چوری کرتا ہے۔ اس لئے متنبہ فرمایا کہ امانتداری کی جو قیمت خدا کے یہاں ہے وہ یہاں کے مال واولاد وغیرہ سب چیزوں سے بڑھ کر ہے۔ (تفسیر عثمانی)

❷ اکثر اوقات مال واولاد کی محبت مخلِ طاعت ہوجاتی ہے اس لئے تم کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ تم اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے کہ دیکھیں کون ان کی محبت کو ترجیح دیتا ہے اور کون اللہ تعالیٰ کی محبت کو ترجیح دیتا ہے سو تم ان کی محبت کو ترجیح مت دینا۔ (بیان القرآن)

اطاعت کا جو مضمون چل رہا ہے اس میں جہاد خاص طور پر مراد ہے جیسا کہ معتبر حوالہ جات کے ساتھ گذر چکا ہے۔ اور جہاد کیلئے مال واولاد کی محبت بعض اوقات مخل ہوتی ہے جو اس محبت کو قربان کر کے جہاد میں نکلتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا اجر عظیم ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

### مال واولاد کی دو قسمیں

"فتنہ" (کے معنی) آزمائش، ذریعہ، امتحان۔ مال واولاد دونوں میں یہ علامت رکھ دی گئی ہے کہ یہ ذریعہ راحتِ ابدی وسرمدی کا بھی ہوسکتی ہیں اور انتہائی اسبابِ عذاب کے بھی ہوسکتی ہیں۔ یہ مال واولاد کی محبت ہی ایسی چیز ہے جس سے امتحان ہوتا رہتا ہے کہ کون ان کی محبت میں حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ اور رسول کے احکام کو بھلا دیتا ہے۔ مال واولاد کی محبت تو فطری وطبعی ہے اور اگر اپنی حدود کے اندر ہے تو ہرگز قابل گرفت نہیں لیکن اکثر ہوتا یہی ہے کہ انسان ان حدود

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے تجاوز کر کے اس سے اپنا بھی ذاتی نقصان آخرت کا کر لیتا ہے اور یا دنیا میں مصالح ملی کو بھی ضرر پہنچا دیتا ہے

مال را گر بہر دیں باشد حمول

نعم مال صالح گفتہ رسول

ایک زر و مال ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے رفیقوں طلحہ و زبیر، عبد الرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اور خود بعض پیغمبروں سلیمان علیہ السلام کا اور داود علیہ السلام کا ہوا ہے اور ایک زر و مال قارون کا بھی ہوا ہے۔ جس نے بدنصیب کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا؟ اور یہی حال اولاد یا قوم کی کثرت تعداد کا بھی ہوا ہے۔" (تفسیر ماجدی)

## فتنہ یا سبب فتنہ؟

امام ابو حیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ای سبب الوقوع فی الفتنة وهی الاثم او العذاب۔ (البحر المحیط)

یعنی مال و اولاد فتنہ میں پڑنے کا سبب ہیں۔ اور فتنہ سے مراد گناہ یا عذاب ہے۔ آگے انہوں نے حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کی مثال ذکر کی ہے کہ وہ مال و اولاد کی وجہ سے اس خطا میں مبتلا ہوئے تھے۔

معلوم ہوا کہ مال و اولاد جہادی مقاصد میں خلل کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ پس مجاہد کو چاہیے کہ ان کی محبت میں زیادہ مبتلا نہ ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## اسباق

مجاہد کو چاہیے کہ اپنے ذاتی مفادات کو اپنا مقصود نہ بنالے اور نہ ان عارضی مفادات کی خاطر آخرت کے اجرِ عظیم سے محروم ہو۔ مال و اولاد کی محبت دل کو دنیا میں مشغول کر دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کاموں سے غافل کر دیتی ہے۔

لانها تشغل القلب بالدنیا وتصیر حجابا عن خدمة المولیٰ۔ (التفسیر الکبیر)

اور اولاد کی محبت انسان کو بزدل اور بخیل بھی بنا دیتی ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ مگر یہ مال بھی فانی ہے اور اولاد بھی فانی ہے۔ اور دنیا کی زندگی میں مال و اولاد سے نفع اٹھانا بھی فانی ہے۔ پس انسان کو چاہیے کہ وہ مال و اولاد کو جہاد کے راستے کی رکاوٹ نہ بننے دے بلکہ مال و اولاد کو بھی جہاد میں لگا کر دنیا کی ان فانی نعمتوں کو آخرت کی دائمی نعمتوں میں بدل دے۔ مسلمان ساری دنیا میں اسلام پھیلانے اور اسے غالب کرنے کے لئے آیا ہے وہ اگر مال و اولاد کی محبت میں برف کی طرح جم گیا تو یہ بات دینی دعوت کے لئے، امت مسلمہ کے لئے اور خود اس مسلمان کے لئے سخت نقصان دہ ہوگی۔ پس اس آزمائش اور فتنے میں کامیابی کی دعا اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہیے۔

اللهم انا نعوذبك من مضلات الفتن۔ (آمین یا ارحم الراحمین)

## نکتہ

پچھلی آیت میں خیانت سے روکا گیا تھا اس آیت میں خیانت سے بچنے کا طریقہ ارشاد ہوا کہ خیانت انسان اپنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دنیاوی مفادات کی وجہ سے کرتا ہے، یا مال اور اولاد کی خاطر اس سے یہ جرم صادر ہوتا ہے۔ پس مال اور اولاد کو مقصود نہ بناؤ یہ تو امتحان اور آزمائش کی چیزیں ہیں اور اپنی نظر اللہ تعالیٰ کے اجرِ عظیم پر رکھو جو ہمیشہ کی نعمت ہے۔ اور یہ اجرِ عظیم امانتداری اور قربانی سے نصیب ہوتا ہے نہ کہ خیانت سے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## نکتہ

مال اور اولاد کی زیادہ محبت انسان کے پاؤں کی زنجیر بن جاتی ہے جو اسے جہاد اور دیگر اجتماعی کاموں سے روک دیتی ہے اور اسے صرف کھانے کمانے والا ایک عام اور معمولی فرد بنا دیتی ہے۔ ایسے انسان کا دل اونچے جذبات اور بلند عزائم سے محروم ہوتا ہے۔ اور وہ امت مسلمہ کے کسی کام نہیں آ سکتا۔ قرآن پاک نے مال اور اولاد کو فتنہ قرار دے کر انسان کی اصلاح فرمائی ہے اور اس کے پاؤں کی زنجیر کاٹ کر اسے بلند پرواز مؤمن بنا دیا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ الأَنفَالِ مَدَنِيَّة آیت ۲۹

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنْ تَتَّقُوا اللهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَ

اے ایمان والو اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ایک فیصلہ

يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾

کی چیز دے گا اور تم سے تمہارے گناہ دور کرے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے

## خلاصہ

مسلمان اگر اللہ تعالیٰ سے ڈریں گے، مال واولاد کی خاطر خیانت نہیں کریں گے، مال واولاد کو جہاد کے راستے کی رکاوٹ نہیں بنائیں گے۔ تو اللہ پاک انہیں "فرقان" عطاء فرمائے گا۔ یعنی انہیں غالب فرمائے گا، انہیں قوت فیصلہ عطاء فرمائے گا، انہیں امتیازی شان بخشے گا، ان کے دلوں میں نور اور روشنی پیدا فرمادے گا۔ اور ان کی غلطیوں اور گناہوں پر اپنی بخشش اور رحمت کے پردے ڈال دے گا۔ اور مزید بھی بہت کچھ اپنے فضل سے عطاء فرمائے گا۔

## تفسیری اقوال

### "فرقان" سے مراد غلبے کی بشارت ہے

حضرت شاہ عبد القادر صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک اس آیت میں لفظ "فُرْقَانًا" سے مراد مسلمانوں کا غلبہ ہے اور آیت کا ربط اس طرح سے ہے کہ اے مسلمانو! اپنے مال واولاد کو بچانے کے لئے کافروں سے ساز باز نہ کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے وفادار رہو اور جہاد کرتے رہو۔ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں ایسا غلبہ عطاء فرمادے گا کہ یہ کافر تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے اور نہ تمہارے مال واولاد کو نقصان پہنچا سکیں گے پس مال واولاد کی حفاظت بھی کافروں کی یاری سے نہیں اللہ تعالیٰ کی دوستی اور جہاد فی سبیل اللہ پر استقامت سے حاصل ہوگی۔ حضرت شاہ عبد القادر صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"شاید فتح بدر میں مسلمانوں کے دل میں آیا ہو کہ یہ فتح اتفاقی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی (یعنی چھپا کر) کافروں پر احسان کریں کہ ہمارے گھر بار کو نہ ستاویں، سو پہلی آیت میں چوری (یعنی خیانت) سے منع فرمایا اور دوسری آیت میں تسلی دی کہ آگے فیصلہ ہو جائے گا تمہارے گھر بار کافروں میں گرفتار نہ رہیں گے۔ (موضح القرآن)

تفسیر جلالین کے الفاظ بھی اسی معنی کی طرف اشارہ کرتے ہیں: يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا بينكم وبين ماتخافون فتنجوا. (جلالین)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فرقان کے تین مفہوم

❶ دنیا میں غلبہ ❷ آخرت میں کامیابی ❸ دل کا نور۔

حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یعنی اگر خدا سے ڈر کر راہ تقویٰ اختیار کرو گے تو خدا تم میں اور تمہارے مخالفوں میں فیصلہ کر دے گا۔ دنیا میں بھی تم کو عزت دے گا اور ان کو ذلیل یا ہلاک کرے گا جیسے بدر میں کیا اور آخرت میں بھی کہ تم نعیم دائم میں رہو گے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ (یٰسین ۵۹) هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ (المرسلات ۳۸) دوسری بات یہ ہے کہ تقویٰ کی برکت سے حق تعالیٰ تمہارے دل میں ایک نور ڈال دے گا جس سے تم ذوقاً و وجداناً حق و باطل اور نیک و بد کا فیصلہ کر سکو گے۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا رجحان بھی اسی آخری معنیٰ کی طرف ہے وہ لکھتے ہیں:

اگر تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسی تمیز عطاء فرمائے گا جس سے تم ہر معاملہ میں مفید اور مضر کو سمجھ سکو گے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

اسی معنیٰ کی مزید وضاحت اس عبارت میں ہے:

اگر تم نے قانونِ الٰہی کی پابندی کی اور اللہ کا تقویٰ اختیار کیا تو حسب ذیل نتائج رونما ہوں گے......

(الف) يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا فرقان کی قوت نوازش (یعنی عطاء) ہوگی جس سے تم نیک و بد، خشت و نگین، اچھے اور برے، دوست اور دشمن اور حق و باطل میں تمیز کر سکو گے، جنگ میں اس قوت کی خاص طور پر ضرورت ہوتی ہے تا کہ دشمن کا مکر و فریب کامیاب نہ ہو سکے۔ (تفسیر الفرقان)

مومن کو نصیب ہونے والے اس قلبی نور کا تذکرہ قرآن پاک کی دیگر آیات میں بھی ہے مثلاً الزمر آیت (۲۲) الحدید (۲۸) الانعام (۱۲۲)

صاحبِ تفسیر ماجدی نے بھی یہی معنیٰ اختیار کئے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

”فرقان کی تشریح اہل تفسیر نے اپنے اپنے مذاق (یعنی ذوق) کے مطابق کی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اس کی تعبیر اس اندرونی نور سے کی جائے جو ہر مومن میں تقویٰ اختیار کرنے کے بعد پیدا ہو جاتا ہے اور جو حق و باطل کے درمیان خود ہی فرق و امتیاز کرنے لگتا ہے۔

ای نوراً و توفیقاً علیٰ قلوبکم یفرق به بین الحق و الباطل فکان الفرقان ههنا کالسکینة والروح فی غیره (راغب) ای هدایةً ونوراً فی قلوبکم تفرقون به بین الحق والباطل کما روی عن ابن جریج وابن زید (روح)۔ (تفسیر ماجدی)

صاحب ترجمان القرآن لکھتے ہیں:

معلوم ہوا جو جماعت متقی ہوگی اس میں حق و باطل اور خیر و شر کے امتیاز کی ایک خاص قوت پیدا ہو جائے گی اور اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لئے کبھی باطل و شر کی طرف قدم نہیں اٹھائے گی۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ اس اعتبار سے صدر اول کے مسلمانوں کا کیا حال تھا؟ عرب کے صحرانشین جن کی ساری زندگیاں اونٹ چرانے میں بسر ہوئی تھیں، یکایک ایرانیوں اور رومیوں جیسی متمدن قوموں کی قسمتوں کے مالک ہوگئے، لیکن خیر وشر میں امتیاز کی ایک ایسی قوت ان کے قبضہ میں آگئی تھی کہ جو کچھ کرتے تھے اور جس طرح کرتے تھے وہ حق وعدالت اور خیر وسعادت کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا تھا۔

وہ زمانہ کیا ہوا جب مری آہ میں اثر تھا

یہی چشم خوں فشاں تھی یہی دل یہی جگر تھا (ترجمان القرآن)

اگرچہ ان تمام حضرات نے فرقان کی تفسیر ''قوت فیصلہ'' اور قلبی نور سے کی ہے مگر ان کی عبارتوں میں الگ الگ معارف جہاد کا بیان ہے اس لئے تمام عبارتوں کو یہاں جمع کر دیا گیا ہے۔

## فرقان کے معنیٰ علمی فیصلہ اور عملی فیصلہ

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ آیت بھی پچھلے مضمون یعنی اطاعت (جس میں جہاد خاص طور سے شامل ہے) کی تاکید ہے اور فرقان سے مراد ''علمی فیصلہ'' اور ''عملی فیصلہ'' ہے۔ علمی فیصلہ کا مطلب ہدایت اور قلبی نور اور عملی فیصلہ کا مطلب مسلمانوں کا ان کے دشمنوں پر غالب آنا اور آخرت میں نجات پانا ہے۔ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں:

طاعت کی اور برکات سنو وہ یہ کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اطاعت کرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دے گا۔ اس میں ہدایت اور نور قلب جس سے حق وباطل میں علمی فیصلہ ہوتا ہے اور غلبۂ اعداء اور نجاتِ آخرت جس سے حق وباطل میں عملی فیصلہ ہوتا ہے سب آگیا۔ اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے خدا جانے اپنے فضل سے کیا کیا دے گا جو قیاس وگمان میں بھی نہ آتا ہو۔ (بیان القرآن)

بیان القرآن کی اس عبارت کو بنیاد بنا کر اس آیت کا پچھلے رکوع سے پورا ربط اس طرح سے بیان کیا جاسکتا ہے۔

پچھلی آیات کا مفہوم تھا کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور جہاد میں تعاون سے روگردانی نہ کرو، اس حال میں کہ تم ان کی دعوتِ جہاد کو سنتے ہو اور ان لوگوں کی طرح نہ بنو جو ظاہری کانوں سے تو سنتے ہیں مگر قبول نہیں کرتے۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات خصوصاً جہاد میں تمہاری زندگی ہے۔ اگر تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی دعوت کو نہ مانا تو تمہاری ہمتیں پست ہو جائیں گی اور اگر تم نے دوسروں کو بھی عمل پہ نہ لگایا تو ترکِ جہاد اور ترکِ نہی عن المنکر کا عمومی وبال تم سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ تم جہاد چھوڑنے کے لئے اپنی قلت وکمزوری کو عذر نہ بناؤ ماضی میں بھی تم کمزور تھے مگر اللہ تعالیٰ نے تمہاری نصرت فرمائی اور غنیمتوں کے انبار تمہیں عطاء فرمائے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی نصرت کو اپنے اوپر جاری رکھنا چاہتے ہو تو خیانت سے بچو اور مال واولاد کی محبت کو اپنے لئے جہاد چھوڑنے کا فتنہ نہ بننے دو۔ اگر تم نے مال واولاد کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور جہاد فی سبیل اللہ پر غالب نہ آنے دیا۔ تو اللہ تعالیٰ تمہیں فرقان عطاء فرمادے گا۔

یعنی غلبہ، حفاظت، قوتِ فیصلہ، قلبی نور، امتیازی شان اور آخرت کی کامیابی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## اور ایک ربط یوں بھی ہو سکتا ہے

اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ جہاد کی طرف بلایا جائے تو فوراً نکلو کہ اس میں تمہاری زندگی ہے۔ اپنی کمزوری اور کم تعداد کو عذر نہ بناؤ اللہ تعالیٰ اپنی تائید سے نصرت فرماتا ہے۔ اور یہ تائید تب ملتی ہے جب خیانت نہیں ہوتی۔ اور خیانت کی وجہ مال واولاد ہیں۔ پس جو اپنے فرض منصبی میں خیانت نہیں کرے گا اور مال واولاد کی قربانی دے کر جہاد میں نکلے گا وہ متقی ہوگا اور ایسے متقی کو اللہ تعالیٰ فرقان عطاء فرمائیں گے۔ گویا کہ جہاد کے آغاز سے لے کر جہاد میں کامیابی اور غلبے تک کا پورا نصاب بیان ہوگیا۔ مسلمانوں کی زندگی جہاد میں ہے۔ اور جہاد میں کامیابی تقویٰ سے ہے اور تقویٰ کا حصول مال واولاد کی محبت پر اللہ تعالیٰ کی محبت کو ترجیح دینے یعنی اللہ تعالیٰ کی خاطر مال واولاد کی محبت قربان کرنے میں ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فرقان سے مراد غزوہ بدر ہے

صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں:

فرقان سے اس جگہ مراد یوم بدر ہے کیونکہ یوم بدر کو یوم فرقان بھی کہتے ہیں۔ (تفسیر حقانی)

اس عجیب تشریح میں مجاہدین کے لئے عظیم بشارت ہے کہ جب وہ خیانت سے بچیں گے، مال واولاد کو جہاد کے راستے کا فتنہ اور رکاوٹ نہیں بننے دیں گے اور تقویٰ اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو "یوم بدر" جیسے حالات اور فتوحات عطاء فرمائے گا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

تفسیر حقانی میں اس آیت کی ایک اور تقریر بھی درج ہے جو ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

"اس کے بعد مسلمانوں سے خطاب کر کے فرماتا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے، کفر وشرک وکبائر سے بچو گے تو ہم تمہارے لئے تین باتیں کریں گے۔ اول تم میں اور کافروں میں فرق کر دیں گے دنیا میں بھی اور آخرت میں (بھی) دنیا میں تمہارے دل منور، چہرے روشن، مکارم اخلاق، فتح مندی (اور) غلبہ دیں گے آخرت میں نجات (اور) جنت (دیں گے) اور ان (کافروں) کے لئے اس کے برخلاف۔ فرقان کے معنی مجاہد رحمہ اللہ نے "دنیا اور آخرت کی رستگاری" اور مقاتل بن حیان رحمہ اللہ نے "دینی شبہات سے چھٹکارا" اور عکرمہ رحمہ اللہ نے "نجات پانا خوفناک چیزوں سے" بیان کئے ہیں۔ (تفسیر حقانی)

## فرقان کا مطلب اللہ تعالیٰ کی مدد

"اللہ تعالیٰ کی مدد کو بھی فرقان کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے ذریعہ اہل حق کو فتح اور ان کے مخالف کو شکست ہو کر حق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

و باطل کا فرق واضح ہو جاتا ہے قرآن کریم میں اسی معنی کے لئے غزوہ بدر کو "یوم الفرقان" کے نام سے موسوم کیا ہے اس آیت میں تقویٰ اختیار کرنے والوں کو فرقان عطا ہونے کا اکثر مفسرین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے نزدیک یہی مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد اور حفاظت ان کے ساتھ ہوتی ہے کوئی دشمن ان کو گزند نہیں پہنچا سکتا اور تمام مقاصد میں کامیابی ان کی رفیق ہوتی ہے۔

ہر کہ ترسید از حق و تقویٰ گزید

ترسید ازوے جن و انس و ہر کہ دید (معارف القرآن)

## فرقان کے معنی خلاصی کی صورت

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

**قال ابن وهب سألت مالكاً عن قوله سبحانه وتعالىٰ ان تتقوا الله يجعل لكم فرقانا قال مخرجا. (القرطبی)**

یعنی ابن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے اس آیت میں فرقاناً کے معنی پوچھے تو فرمایا خلاصی کی صورت۔ (یا راستہ)

## فرقان کے معنی فتح و نصرت

**عندالفراء فتحاً ونصراً**

امام فراء رحمہ اللہ کے نزدیک فرقاناً کا معنی ہے فتح اور نصرت (عربی میں نصرت غلبے کو بھی کہتے ہیں) (القرطبی)

## فرقان کے معنی میں امام رازیؒ کی تحقیق

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

**ولما كان اللفظ مطلقا وجب حمله على جميع الفروق الحاصلة بين المومنين وبين الكفار.**

یعنی جب "فرقان" کا لفظ مطلق بولا گیا ہے تو لازم ہے کہ اس سے وہ تمام امتیازات مراد لئے جائیں جو اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو کافروں کے مقابلے میں عطا فرماتا ہے۔ اس کے بعد امام رازی رحمہ اللہ کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے۔

احوال دو قسم کے ہیں: ① دنیا کے احوال ② آخرت کے احوال۔ پھر دنیا کے احوال دو قسم کے ہیں: ① قلبی احوال ② ظاہری احوال۔

احوال دنیا میں قلبی طور پر اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو تین امتیازات عطا فرماتا ہے:

① انہیں ہدایت و معرفت عطا فرماتا ہے ② انہیں شرح صدر کی نعمت نصیب کرتا ہے ③ ان کے دلوں سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کینہ، بغض، حسد دور کرتا ہے اوران کے سینے کو دھوکے اور مکاری سے پاک فرماتا ہے۔

احوالِ دنیا میں ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو یہ امتیازات عطاء فرماتا ہے ① غلبہ ② فتح ③ نصرت ④ کامیابی۔

جبکہ احوالِ آخرت میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو یہ خصوصیات عطاء فرماتا ہے۔

① اجروثواب ② دائمی نعمتیں ③ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے اکرام کا معاملہ۔ (التفسیر الکبیر)

یعنی ایمان والے اگر تقویٰ اختیار کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں یہ "جامع فرقان" دنیا وآخرت میں عطاء فرماتا ہے۔ امام نسفی رحمہ اللہ نے "فرقان" کے اسی جامع معنی کو بہت مختصر الفاظ میں بیان فرمایا ہے اور زیادہ ترجیح اس کو دی ہے کہ اس سے اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ اور پورے عالم میں دین اسلام کا پھیلنا اور کفر واہل کفر کا ذلیل ورسوا ہونا مراد ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

فرقاناً نصراً لانه يفرق بين الحق والباطل وبين الكفر باذلال حزبه والاسلام باعزاز اهله اوبياناً وظهوراً يشهر امركم ويبث صيتكم وآثاركم فى اقطار الارض من قولهم "سطع الفرقان" اى طلع الفجر أو مخرجا من الشبهات وشرحاً للصدور، او تفرقة بينكم وبين غير كم من اهل الاديان وفضلاً ومزيةً فى الدنيا والآخرة۔ (المدارك۔كشاف)

## عبرت

ان عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر مسلمان جہاد اختیار کریں اور مجاہدین تقویٰ اختیار کریں تو اسلام غالب ہوجاتا ہے اور اس کی عزت ورعب کے سامنے کفر ذلیل وخوار ہوجاتا ہے۔

## نکتہ

بعض اکابر علماء (مولانا ابوالحسن ندویؒ وغیرھم) فرماتے ہیں کہ آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ پاک مسلمانوں کے لئے "امتیازی شان" پسند فرماتا ہے۔ پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اسلام پر عمل کرتے ہوئے۔ ہر معاملے میں اپنی "امتیازی شان" برقرار رکھیں اور کافروں کے رنگ میں نہ رنگے جائیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## گناہوں کا کفارہ اور معافی

اس آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تقوے کی برکت سے فرقان عطاء فرماتا ہے اور ان کے گناہوں کو مٹادیتا ہے اور انہیں بخش دیتا ہے۔ اس کے معنی علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ یوں فرماتے ہیں:

وتكفير ذنوبه وهو محوها وغفرها سترها عن الناس۔

گناہوں کی تکفیر کا معنی گناہوں کو مٹانا اور مغفرت کا معنی ان کو لوگوں سے چھپانا ہے۔ (روح المعانی میں اس کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

برعکس ہے۔)(ابن کثیر)

بعض مفسرین نے اس کا مطلب یہ بھی لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کے برے اثرات سے خود ان کو، ان کی تحریک کو اور ان کی جماعت کو محفوظ فرمادیتا ہے۔

''ہر کام کرنے والے سے ضرور کچھ نہ کچھ فروگذاشتیں (یعنی غلطیاں) ہو جاتی ہیں ان کا جبر نقصان (یعنی تلافی) محض تائید الٰہی پر موقوف ہے جس کو یہاں بتایا گیا ہے کہ تمہاری غلطیاں تمہاری راہِ ترقی میں رکاوٹ کا باعث نہ بنیں گی (تفسیر الفرقان)

''متقی انسان معصوم نہ ہو جائے گا سیئات کا صدور باقی رہے گا، البتہ تقویٰ اختیار کر لینے سے ان کا کفارہ برابر ہوتا رہے گا۔'' (تفسیر ماجدی)

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو جہاد، تقویٰ اور فرقان کی نعمت عطاء فرمائے کہ آج امت مسلمہ کو اس کی بے حد ضرورت ہے۔(آمین یا ارحم الراحمین)

## اسباق

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو ''فرقان'' قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کے دن کو ''یوم الفرقان'' قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ مجاہد کو تقویٰ کی برکت سے جو نعمت عطاء فرماتا ہے وہ بھی ''فرقان'' ہے۔ قرآن پاک حق و باطل میں فرق کردیتا ہے اور باطل قرآن پاک کے قریب بھی نہیں آسکتا۔ غزوہ بدر کے دن حق و باطل میں ایسا فرق اور ایسا فیصلہ کردیا گیا کہ حق کا حق ہونا ہر کسی کو سمجھ آگیا۔ پس جس مومن کو صفتِ ''فرقان'' نصیب ہوتی ہے تو وہ بھی حق کی پہچان بن جاتا ہے باطل اس سے دور بھاگتا ہے۔ اور اس مومن کو قوتِ فیصلہ، امتیازی شان، اللہ تعالیٰ کی نصرت اور قلبی نور نصیب ہو جاتا ہے۔ پھر جب ایسے مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے تو پوری امت مسلمہ کو فتح، غلبہ اور امتیازی شان عطاء ہو جاتی ہے۔ پس تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ ''فرقان'' نام کی اس عظیم الشان نعمت کو حاصل کرنے کے لئے اپنے اموال اور اولاد کی قربانی دیں، خوب تقویٰ اختیار کریں اور خوب جہاد کریں۔ اور مجاہدین کو چاہیے کہ ذاتی مفادات اور ذاتی اغراض کو پس پشت ڈال کر جہاد کریں۔ تب ان شاء اللہ نعمتِ ''فرقان'' نصیب ہو جائے گی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ　آیت ۳۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ

اور جب کافر تیرے متعلق تدبیریں سوچ رہے تھے کہ تمہیں قید کردیں یا تمہیں قتل کردیں یا تمہیں دیس

يُخْرِجُوْكَ ۚ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۚ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۳۰

بدر کردیں وہ اپنی تدبیریں کررہے تھے اور اللہ تعالیٰ اپنی تدبیر کررہا تھا اور اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے

### خلاصہ

### فرقان نصیب ہونے کا عجیب واقعہ

جب مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازش کی کہ آپ کو قید کرلیں، یا قتل کردیں یا جلاوطن کردیں۔ پھر قتل کی سازش پر ان کا اتفاق ہوگیا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تدبیریں کررہے تھے اور اللہ تعالیٰ اپنی تدبیر کے ذریعہ ان کی تدبیروں کو توڑ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ بہت مضبوط، مستحکم اور بہترین تدبیر فرمانے والا ہے۔

### ربط

آیت کا ربط بالکل واضح ہے۔ مال و اولاد کو اللہ تعالیٰ کی خاطر قربان کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو پورا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ فرقان یعنی اپنی خاص نصرت اور غلبہ عطاء فرماتا ہے۔ اس کی ایک مثال بیان فرمادی کہ ہجرت کی رات اللہ تعالیٰ نے کیسی مضبوط اور شاندار نصرت فرمائی۔ مشرکین آپ ﷺ کے گھر کے باہر تلواریں لیکر کھڑے رہے اور آپ ان کے بیچ سے گذر کر غار ثور اور پھر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بدر کے میدان میں لے آیا جہاں وہ سب مارے گئے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی شان اور یہ ہے فرقان۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

چنانچہ تقویٰ ہی کی برکت تھی کہ جب کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مصیبتوں میں مبتلا کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے ایسی تدبیر بتلائی جس سے آپ ان کی زد سے بچ نکلے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جیسے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو بچالیا چاہیے تو تمہارے گھربار کو بچا رکھے۔ (موضح القرآن)

یعنی کافروں سے ساز باز نہ کرو اور نہ اپنے گھربار کی فکر میں پڑ کر جہاد یا احکام جہاد میں کوتاہی کرو۔ جو اللہ تعالیٰ کے لئے قربانی پیش کرتے ہیں اللہ پاک ان کی نصرت فرماتا ہے اور ان کو دشمنوں سے بچاتا ہے۔ مکہ مکرمہ کا یہ واقعہ اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موقع پر یاد دلایا گیا تا کہ جہاد کی خوب ترغیب ہو، اللہ تعالیٰ پر توکل پیدا ہو اس کی نصرت پر یقین ہو اور کفار کی طاقتوں اور سازشوں کا رعب دل سے نکل جائے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

**مختصر واقعہ**

"اس آیت میں سفر ہجرت کا سبب اور ابتدائی واقعہ مذکور ہے معالم التنزیل (ص ۲۴۳، ج ۲) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب مدینہ منورہ میں حضرات انصار رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کر لیا تو قریش مکہ خائف ہوئے اور مشورے کے لئے دارالندوۃ (پنچایت گھر) میں جمع ہوئے تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غور کریں کہ آپ ﷺ کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ اس موقعہ پر ابلیس ملعون بھی ایک بڑے میاں کی صورت میں ظاہر ہو گیا، ان لوگوں نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ کہنے لگا کہ میں شیخ نجدی ہوں۔ مجھے آپ لوگوں کے جمع ہونے کا پتہ چلا تو میں نے چاہا کہ تمہارے پاس حاضر ہو جاؤں۔ اور اپنی خیر خواہانہ رائے سے تم لوگوں کو محروم نہ کروں، ان لوگوں نے اسے اپنے مشورے میں شریک کر لیا۔ مکہ والوں میں سے جو لوگ حاضر تھے ان میں سے ایک شخص ابوالبختری ابن ہشام بھی تھا، اس نے اپنی رائے ظاہر کی اور کہنے لگا کہ میری رائے یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کسی گھر میں محبوس کر کے دروازہ بند کر دو، صرف تھوڑا سا روشن دان کھلا رہے جس سے دانہ پانی ڈالتے رہو اور اس کی موت کا انتظار کرو، جیسے اس سے پہلے دوسرے شعراء ہلاک ہو گئے یہ بھی ہلاک ہو جائے گا۔ یہ سنتے ہی شیخ نجدی ابلیس چیخ اٹھا، اور اس نے کہا یہ تو بری رائے ہے۔ اگر اس پر عمل کرو گے تو اس کے ماننے والے میدان میں آ جائیں گے اور تم سے جنگ کر کے تمہارے ہاتھوں سے چھڑا لیں گے، یہ سن کر سب کہنے لگے شیخ نجدی نے صحیح کہا یہ رائے مصلحت کے خلاف ہے۔ اس کے بعد ہشام بن عمرو نے رائے دی اور کہنے لگا کہ میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ اس شخص کو کسی اونٹ پر بٹھا کر اپنے درمیان سے نکال دو آگے کہاں جائے؟ کیا بنے؟ تمہیں کوئی نقصان نہ ہو گا۔ جب تمہارے ہاں سے چلا گیا تو تمہیں تو آرام مل ہی جائے گا یہ سن کر ابلیس ملعون بولا یہ رائے بھی صحیح نہیں تم اس شخص کو جانتے ہو تمہیں پتہ ہے کہ اس شخص کی گفتگو کتنی شیریں ہے اور زبان میں کتنی مٹھاس ہے، یہ بھی جانتے ہو کہ اس کی باتیں سن کر لوگ گرویدہ ہو جاتے ہیں اللہ کی قسم اگر تم نے اس رائے پر عمل کیا تو باہر جا کر بہت سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کر کے حملہ آور ہو گا اور تمہیں وطن سے نکال دے گا۔ یہ سن کر اہل مجلس کہنے لگے شیخ نجدی نے ٹھیک کہا۔ اس کے بعد ابوجہل بولا اور کہنے لگا کہ اللہ کی قسم میں تمہیں ایک ایسی رائے دوں گا کہ اس کے علاوہ کوئی رائے ہے ہی نہیں۔ میری سمجھ میں تو یوں آتا ہے کہ قریش کے جتنے قبیلے ہیں ہر قبیلے میں سے ایک ایک خوب مضبوط نوجوان لیا جائے اور ہر ایک کو تلوار دے دی جائے پھر یہ نوجوانوں کی جماعت یکبارگی مل کر حملہ کر کے قتل کر دے۔ ایسا کرنے سے تمام قبیلوں پر ان کے خون کی ذمہ داری آ جائے گی اور میرے خیال میں بنی ہاشم قصاص لینے کے لئے مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ لہٰذا دیت قبول کر لیں گے اور سارے قریش مل کر دیت ادا کر دیں گے۔ یہ سن کر ابلیس بولا اس جوان آدمی نے صحیح رائے دی ہے۔" (انوار البیان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی رائے کے مطابق مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر مبارک کا گھیراؤ کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود ہجرت کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے سخت گھیراؤ سے نکال کر مدینہ منورہ لے گیا۔

## فتح کی خوشی کو بڑھانے والی آیت

بعض مفسرین حضرات نے اس آیت کا ماقبل سے ربط یوں بیان فرمایا ہے: لما فتح الله عليه ذكره مكر قريش به حين كان بمكة ليشكر نعمة الله في نجاته من مكر هم واستيلاته عليهم.

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر میں فتح عطاء فرمائی تو اس آیت میں آپ کو قریش مکہ کی وہ سازش یاد دلائی جو انہوں نے اس وقت کی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے۔ یہ یاد دہانی اس لئے کرائی گئی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کریں کہ اس نے آپ کو ان کی سازش سے بچایا اور پھر ان پر غالب فرمادیا۔ (المدارک، کشاف)

## تنبیہ

بعض مفسرین نے ہجرت کی رات کے اس قصے میں ابلیس کی بصورت شیخ نجدی کی موجودگی کا انکار کیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے تفسیر کبیر

## دو نکتے

❶ ترغیبِ جہاد کی آیات چل رہی ہیں تو اس آیت میں کفار کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی اور انتہائی بدسلوکی کو بیان فرمایا گیا۔ یہ چیز مسلمانوں کو اس بات پر ابھارتی ہے کہ وہ ایسے ظالم اور بدطینت افراد کے خلاف جہاد کریں جو ان کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے سخت دشمن ہیں۔

❷ مشرکین اور کفار کی ذہنیت کا علم ہوا کہ وہ مسلمانوں کی قیادت کو ختم کرنے کے درپے رہتے ہیں، ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ اسلام کو اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے مسلمانوں کی اعلیٰ قیادت کو ختم کر دیا جائے، ابوجہل کی یہی ذہنیت تھی جو اس امت کا فرعون تھا اور یہی ذہنیت ہر زمانے میں دشمنانِ اسلام کی رہتی ہے۔ پس مسلمانوں کو اس بارے میں ہوشیار اور بیدار رہنا چاہئے۔

## فائدہ

حضرات مفسرین نے وَيَمْكُرُ اللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ تدبیر فرما رہا تھا وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ اور اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔ ان جملوں پر بہت خوبصورت عبارتیں لکھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر کتنی پختہ، کتنی مستحکم، کتنی خفیہ اور کتنی اچانک سامنے آنے والی ہوتی ہے۔ پس وہ حضرات جو کافروں کی طاقت اور ان کی سازشوں کو خوب مبالغے کے ساتھ بیان کر کر کے مسلمانوں کو ڈراتے رہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی قوت، تدبیر اور طاقت کو بھی مدنظر رکھا کریں۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں نے اپنے سے بہت طاقتور شیر کو زخمی کر دیا تھا عرب کا یہ خطرناک زخمی شیر غصے اور انتقام کی آگ میں جل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رہا تھا اب اس بات کا یقینی خطرہ تھا کہ انتقام پرست عرب قبائل مسلمانوں پر چڑھ دوڑیں گے اور ان کا مکمل خاتمہ کر دیں گے۔ ظاہری صورتحال کے اعتبار سے یہ بالکل ممکن اور آسان تھا۔ ان حالات میں مسلمانوں کو ہجرت کا واقعہ یاد دلایا جا رہا ہے کہ کافروں کے جوشِ انتقام، ان کے لشکروں اور ان کی سازشوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم قربانی پیش کر کے میدانوں میں نکلو اور اللہ تعالیٰ کے بن جاؤ باقی سب کچھ اللہ تعالیٰ خود کرے گا اس لئے کہ دشمنوں کی سازشیں بہت سخت سہی مگر اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیروں کے سامنے ان کی کیا حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو خیر الماکرین ہے۔

امام رازی رحمہ اللہ خیر الماکرین کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

المراد اقوی الماکرین۔لیتبه بذلك علیٰ ان کل مکر فهو یبطل فی مقابلة فعل الله تعالیٰ۔

یعنی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام تدبیریں کرنے والوں سے زیادہ قوت والا ہے اس میں تنبیہ کر دی گئی کہ ہر سازش اللہ تعالیٰ کے سامنے بے حیثیت ہے۔

امام نسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ای مکره انفذ من مکر غیره وابلغ تاثیرا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی تدبیر دوسروں کی تدبیر کے مقابلے میں بہت زیادہ نافذ ہونے والی اور بہت زیادہ قوت و تاثیر والی ہے۔

دنیا چونکہ دارالاسباب ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دوسروں کی سازش اور تدبیر میں بھی تاثیر اور قوت رکھی ہے۔ مگر اتنی نہیں کہ (نعوذ باللہ) وہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے سامنے ٹھہر سکے۔ امریکہ ہو یا اسرائیل، روس ہو یا یورپ ان سب کی قوت، طاقت اور سازش اللہ تعالیٰ کی طاقت کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ قرآن پاک کا یہ پیغام مسلمانوں کے دلوں میں اتارنے کی ضرورت ہے نہ کہ انہیں کافروں کی طاقت سے مرعوب و خوفزدہ کرنے کی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## بعض الفاظ کی تفسیر

لِيُثْبِتُوكَ کا معنیٰ قید کرنا، باندھنا یا زخمی کرنا۔

قال ابن عباس ومجاهد لیثبتوك ای لیقیدوك وقال عطاء والسدی لیثخنوك بالجرح والضرب۔ (البحر المحیط)

وَيَمْكُرُونَ خفیہ سازشیں کرتے تھے۔ ویخفون المکایدله۔ (المدارك)

## نکتہ

مشرکین اور کفار سے اس لئے جنگ کی جاتی ہے کہ وہ ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی دشمن ہوتے ہیں، جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے اور وہ قرآن پاک اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی دشمن ہوتے ہیں جیسا کہ اس کے بعد والی آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ جب وہ ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کے خلاف سازشیں، تدبیریں اور جنگیں کرتے ہیں تو ان کے خلاف جنگ کیوں نہیں کی جائے گی؟ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۳۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا

اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اگر ہم چاہیں تو

مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾

اس کے برابر ہم بھی کہہ دیں اس میں پہلوں کے قصوں کے سوا اور کچھ نہیں

### خلاصہ

یہ مشرکین قرآن پاک کے منکر اور مخالف ہیں وہ قرآنی آیات سن کر کہتے ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسا ہی کلام لا سکتے ہیں اور (نعوذ باللہ) قرآن تو پرانے بے سند قصوں کا مجموعہ ہے۔

### ربط

❶ غزوہ بدر سے پہلے بہت سے مشرکین اپنے باطل مذہب کو برحق اور قرآن پاک کو بے سند کہانیوں کا مجموعہ سمجھا کرتے تھے مگر جب جہاد شروع ہوا اور قرآن پاک کے وعدے پورے ہونے لگے تو ان کو پتہ چل گیا کہ ان کا دعویٰ جھوٹا تھا۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ یہی ربط بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

یعنی (وہ مشرکین قرآن پاک کے بارے میں) ہمیشہ یہ کہتے تھے (کہ یہ بے سند کہانیاں ہیں) اب (غزوۂ بدر میں) تو دیکھ لیا کہ یہ قصے نہ تھے وعدہ عذاب تم پر بھی آیا جیسے پہلوں پر آیا تھا۔ (موضح القرآن)

❷ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی برکت سے ”فرقان“ نصیب فرمایا کہ وہ حق کو پہچانتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ سے منہ موڑنے والے کافر اس ”فرقان“ سے محروم رہے اور قرآن پاک تک کو نہ پہچان سکے حضرت لاہوری رحمہ اللہ یہ ربط بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

کفار کو ترکِ تقویٰ ہی کی یہ سزا مل رہی ہے کہ آیاتِ ربانی کو پہچان نہیں سکتے اور ان کو پرانے قصے سمجھتے ہیں۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

❸ اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کے مقابلے میں مسلمانوں کی نصرت فرمائی، انہیں مشرکین پر غالب فرمایا، مشرکین کی ہلاکت کے لئے فرشتے نازل فرمائے اس لئے کہ کفار و مشرکین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہیں ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اب ان کافروں کی مزید خرابیاں بیان کی جا رہی ہیں کہ وہ اس لئے اس ذلت کے مستحق ہیں کہ وہ قرآن پاک کے بھی سخت مخالف اور گستاخ ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت تھانوی رحمہ اللہ ربط بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

اوپر ترغیب اطاعت وترہیب معصیت سے پہلے آیت ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔الخ اور آیت إِنْ تَسْتَفْتِحُوْا ......الخ میں کفار کی مذمت تھی اوران کا اپنے ذمائم پر مستحق عذاب ہونا۔آگے بھی ختم رکوع هُمُ الْخٰسِرُوْنَ تک اسی مضمون کی کسی قدر تفصیل ہے۔(بیان القرآن)

❹ قرآن پاک ''کتاب ہدایت'' ہے مشرکین وکفار اس ''پیغام ہدایت'' کے خلاف سازشیں کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کرکے کہ ہم بھی ایسا کلام لاسکتے ہیں عام لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور قرآن پاک کی دعوت سے روکتے ہیں، پس ایسے لوگوں کے خلاف جہاد کیا جائے تاکہ ''پیغام ہدایت'' کے راستے کے یہ پتھر ہٹ جائیں اور عام لوگ قرآن پاک کے نور سے فائدہ اٹھاکر ہدایت پاسکیں۔(واللہ اعلم بالصواب)

❺ امام رازی رحمہ اللہ آیت کا ربط ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

**اعلم انه تعالیٰ لما حکی مکر هم فی ذات محمد صلی الله علیه وسلم حکی مکر هم فی دین محمد صلی الله علیه وسلم (التفسیر الکبیر).**

یعنی پچھلی آیت میں ان کی اس سازش کا ذکر تھا جو انہوں نے ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کی تھی اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ان کی سازش کو بیان فرمارہا ہے۔

## شان نزول

امام ابو حیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

**قائل ذلك هو: النضر بن الحارث واتبعه قائلون کثیرون وکان من مردة قریش، سافر الی فارس والحیرة وسمع من قصص الرهبان ،والاناجیل،واخبار رستم، واسفندیار. (البحرالمحیط)**

یعنی یہ جملہ (کہ اگر ہم چاہیں تو ایسا کلام لے آئیں.....الی آخرہ) نضر بن حارث نے کہا تھا اور پھر اس کی پیروی میں اور بھی بہت سے لوگ کہنے لگے نضر بن حارث قریش کے سرکش لوگوں میں سے تھا اُس نے فارس اور حیرہ کا سفر کیا تھا اور وہ وہاں سے راہبوں، سابقہ کتابوں اور رستم واسفندیار کے قصے سن کر آیا تھا۔

یہ نضر بن حارث بدر میں قید ہوا تھا اور بدر سے مدینہ منورہ واپسی کے راستے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا تھا۔(البحرالمحیط)

## اگر ہم چاہیں

''نضر بن حارث کہا کرتا تھا کہ ہم چاہیں تو قرآن جیسا کلام بنالائیں اس میں قصے کہانیوں کے سوا کیا رکھا ہے مگر قرآن تو سب جھگڑوں کا فیصلہ اسی بات پر رکھتا تھا (کہ اگر تم سچے ہو تو قرآن پاک جیسا کلام بنالاؤ) پھر چاہا کیوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں؟ (یعنی وہ کہتے تھے کہ لَوْ نَشَآءُ اگر ہم چاہیں تو ایسا کلام لے آئیں تو پھر چاہا کیوں نہیں؟) کسی نے کہا تھا میرا گھوڑا اگر چلے تو ایک دن میں لندن پہنچے مگر چلتا نہیں۔ بہر حال (یہ مشرکین) پچھلی قوموں کے احوال سن کر کہا کرتے تھے کہ سب قصے کہانیاں ہیں۔ اب بدر میں دیکھ لیا کہ محض افسانے نہ تھے اور وعدہ عذاب تم پر بھی آیا جیسے پہلوں پر آیا تھا" (تفسیر عثمانی)

## دورِ حاضر اور یہ آیات، قرآن پاک کا عجیب اعجاز

پچھلی آیت اور اس آیت مبارکہ کو دیکھیں اور اس کے بعد والی چند آیات کو پڑھیں تو کفار و مشرکین کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پوری جنگی ترتیب سامنے آجاتی ہے، آیت [۳۰] میں بتایا گیا کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازش کی کہ آپ ﷺ کو (نعوذ باللہ) پکڑیں، زخمی کریں اور شہید کریں، آیت [۳۱] میں بتایا گیا کہ وہ قرآن پاک کے دشمن ہیں اور اس کی تعلیم کو روکنا چاہتے ہیں، آیت [۳۵] میں بتایا گیا کہ وہ عبادت کی جگہ سیٹیاں، تالیاں بجاتے ہیں، آیت [۳۶] میں بتایا گیا کہ وہ اسلام سے روکنے کے لئے اقتصادی اور معاشی جنگ کرتے ہیں، آیت [۳۷] میں ان کے مسلمانوں کے خلاف اتحاد کی طرف اشارہ ہے اور آیت [۳۹] میں ان کی جنگی ترتیب کو توڑنے کا طریقہ مسلمانوں کو بتادیا گیا ہے۔

اب اس زمانے کے اسلام دشمن کافروں کو دیکھیں ان کی پہلی کوشش مسلمانوں کی جہادی قیادت کو ختم کرنے کی ہے، دوسرا کام وہ لوگوں کو قرآن پاک کی تعلیم سے روکنے کا کر رہے ہیں، دینی مدارس کے خلاف چلائی جانے والی مہم کا اس کے علاوہ اور کیا مقصد ہے، ماضی کے مشرک وکافر قرآن پاک کو پرانی کہانیاں کہا کرتے تھے اور موجودہ مشرک وکافر اسے "قدامت پسندی" کا نصاب قرار دے رہے ہیں۔ اس کے بعد وہ ثقافتی جنگ کے ذریعہ مسلمانوں کو عبادت سے دور کرتے ہیں تاکہ لوگ مسجد سے کٹ کر تالیوں، سیٹیوں اور ناچ گانے میں مشغول ہو جائیں۔ اسی طرح انہوں نے اقتصادی جنگ بھی شروع کر رکھی ہے اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے مال کو بطور ہتھیار استعمال کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگی اور اقتصادی اتحاد بھی قائم کر لئے ہیں۔ قرآن پاک کی بیان فرمودہ ترتیب کے مطابق اب مسلمانوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ آیت [۳۹] کے مفہوم پر عمل کر کے کافروں کی اس پوری جنگی ترتیب کو توڑ دیں وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ

ان تمام آیات اور موجودہ زمانے کے حالات پر غور کیا جائے کافروں کی جنگی ترتیب اور پھر لفظ فتنہ کو سمجھا جائے تو قرآن پاک کا لازوال اعجاز دیکھ کر دل عش عش کر اٹھتا ہے۔ صدق اللہ مولانا العظیم ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ایک دلچسپ عبارت

"یہ کہنے والا کون تھا؟ اہل تاریخ وسیر کا بیان ہے کہ یہ کہنے والا النضر بن حارث بن کلدہ تھا، جس کا شمار زنادقہ قریش

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں تھا، اپنے زمانہ کا بڑا جہاندیدہ اور روشن خیال، ایران جیسے مہذب و متمدن ملک کی سیر کئے ہوئے۔ جیسے چندروز قبل کا ولایت پلٹ ہندوستانی۔ (یعنی یورپ سے واپس آنے والا ہندوستانی)۔ (تفسیر ماجدی)

یعنی جس طرح ہندوستان کا کوئی شخص یورپ چلا جاتا ہے اور پھر اپنے احساس کمتری اور حب دنیا کی وجہ سے وہاں کے حالات سے شدید متاثر ہو جاتا ہے تو ایسا شخص جب واپس اپنے ملک میں آتا ہے تو ناک چڑھا کر ہر چیز پر اعتراض کرتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۳۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ

اور جب انہوں نے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ اگر یہ دین تیری طرف سے

فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾

حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر دردناک عذاب لا

### خلاصہ

غزوۂ بدر سے پہلے یہ مشرکین کہا کرتے تھے کہ اگر دینِ اسلام واقعی سچا دین ہے تو پھر اے اللہ ! ہم پر پتھروں کی بارش برسا یا ہمیں کوئی دردناک عذاب دے۔

### ربط

پچھلی آیت کے ربط کو ملاحظہ فرمائیں:

### مختصر تفسیر

”اس آیت میں مشرکین مکہ کے انتہائی جہل اور شقاوت وعناد کا اظہار ہے۔ یعنی وہ کہتے تھے کہ خداوندا! اگر واقعی یہی دین حق ہے جس کی ہم اتنی دیر سے اور اس قدر شدومد سے تکذیب کر رہے ہیں تو پھر دیر کیوں ہے؟ گذشتہ اقوام کی طرح ہم پر بھی پتھروں کا مینہ برسا دیا جاتا یا اسی طرح کے کسی دوسرے عذاب میں مبتلا کر کے ہمارا استیصال کیوں نہیں کر دیا جاتا؟ کہتے ہیں کہ یہ دعا ابوجہل نے مکہ سے (بدر کی طرف) نکلتے وقت کعبہ کے سامنے کی۔ آخر جو کچھ مانگا تھا اس کا ایک نمونہ بدر میں دیکھ لیا وہ خود مع ۶۹ سرداروں کے کمزور بے سروسامان مسلمانوں کے ہاتھوں سے مارا گیا ستر سردار اسیری کی ذلت میں گرفتار ہوئے۔ اس طرح خدا نے ان کی جڑ کاٹ دی۔ بے شک قوم لوط علیہ السلام کی طرح ان پر آسمان سے پتھر نہیں برسے لیکن ایک مٹھی سنگریزے جو خدا تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے پھینکے تھے وہ آسمانی سنگباری کا چھوٹا سا نمونہ تھا فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (تفسیر عثمانی)

### کلام برکت

ابوجہل جب مکے سے نکلنے لگا تو یہی دعا کی کعبہ کے سامنے، وہی پیش آئی۔ (موضح القرآن)

وهو ابو جهل كما رواه البخاری والبیهقی عن انس بن مالك. (قرة العینین) قال شعبة عن عبدالحمید صاحب الزیادی عن انس بن مالك قال هو ابوجهل بن هشام. (تفسیر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابن کثیر)

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ بات بھی نضر بن حارث نے کہی تھی ملاحظہ فرمائیے تفسیر ابن کثیر وتفسیر جلالین وغیرھا۔ صاحب مدارک لکھتے ہیں:

روی ان النضر لما قال إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ قال له النبی علیه الصلوٰة والسلام ویلك هذا كلام الله فرفع النضر راسه الی السماء وقال إِن كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ ای ان كان القرآن هو الحق فعاقبنا علیٰ انكاره بالسجیل كما فعلت با صحاب الفیل۔ (المدارك)

یعنی جب نضر بن حارث نے کہا کہ (نعوذ باللہ) قرآن تو پرانے قصوں کا مجموعہ ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تجھ پر ہلاکت ہو یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے یہ سن کر نضر نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا اے اللہ اگر یہ تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یعنی اگر قرآن حق ہے تو ہمیں اس کے انکار پر ویسی سزا دے جس طرح تو نے ہاتھی والوں پر کنکر برسائے۔

## کافروں کا غرور

غزوۂ بدر سے پہلے کافروں کے غرور اور تکبر کا یہ عالم تھا مگر جب غزوۂ بدر ہوا تو ان کا غرور ٹوٹ گیا اور پھر ٹوٹتا چلا گیا۔ غزوۂ بدر کے بیان میں ان باتوں کے تذکرے سے یہ اشارہ سمجھا جا سکتا ہے کہ کافروں کے غرور کو جہاد کے ذریعہ توڑا جاتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قالوه لشبهة كانت فی صدورهم اوعلی وجه العناد والا يهام علی الناس انهم علیٰ بصيرة ثم حل بهم يوم بدر ما سئلوا۔ (القرطبی)

یعنی مشرکین قرآن پاک کے بارے میں یہ بات یا تو اس شبہے کی بناء پر کرتے تھے جو واقعی ان کے دل میں تھا یا صرف ضد اور عناد کی وجہ سے اور عام لوگوں کو مغالطے میں ڈالنے کے لئے کہتے تھے پھر غزوہ بدر کے دن ان پر وہ چیز آ پڑی جو وہ مانگا کرتے تھے۔ (القرطبی)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۳۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ

اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ انہیں تیرے ہوتے ہوئے عذاب دے اور اللہ تعالیٰ

مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۳۳

انکو عذاب کرنے والا نہیں درآں حالیکہ وہ بخشش مانگتے ہوں

**خلاصہ**

جب وہ مشرکین عذاب مانگ رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب اس لئے نہیں بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں موجود تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو غزوہ بدر میں ان پر عذاب آ گیا۔ اب ان کے باقی افراد کے لئے عذاب سے بچنے کی یہ صورت ہے کہ وہ اسلام قبول کرلیں اور توبہ استغفار میں لگے رہیں۔ (ماخوذ از تفسیر المدارک)

**اقوال و حوالے**

**کلامِ برکت**

یعنی کے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم (مبارک کی برکت سے) عذاب اٹک (یعنی رک) رہا تھا اب (غزوہ بدر میں) ان پر عذاب آیا۔ اسی طرح جب تک گناہگار نادم رہے اور توبہ کرتا رہے تو پکڑا نہیں جاتا اگرچہ بڑے سے بڑا گناہ ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہگاروں کو دو چیز پناہ ہیں ایک میرا وجود اور دوسرے استغفار۔ (موضح القرآن)

**چند مزید اقوال**

اوپر خلاصہ تفسیر میں جو معنیٰ اختیار کئے گئے ہیں وہ تفسیر المدارک اور تفسیر موضح القرآن کی تحقیق کے مطابق ہیں۔

جب کہ دیگر کئی مفسرین حضرات نے مطلب یہ بیان کیا ہے کہ مشرکین جس خلافِ عادت عذاب کو مانگ رہے تھے یا جس مکمل خاتمے والے عذاب کو مانگ رہے تھے وہ دو وجوہات کی وجہ سے ان پر نہیں آیا ایک تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود ہونا کہ آپ "رحمۃ للعالمین" ہیں اور دوسرا مشرکین کا طواف کے دوران استغفار کرنا۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں جو اقوال ذکر فرمائے ہیں وہ اس آیت کے تقریباً تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیے

امام قرطبی رحمہ اللہ کی تحقیق کا خلاصہ:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب ابوجہل نے کہا اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ الآیۃ (اے اللہ اگر یہ دین (یا قرآن) آپ کی طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا) تو یہ آیت نازل ہوئی وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ اسی طرح صحیح مسلم میں ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کسی بستی پر عذاب نازل نہیں کیا جاتا جب تک نبی اور ایمان والے وہاں سے نکل کر اس جگہ نہ پہنچ جائیں جہاں جانے کا حکم دیا جاتا ہے۔ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مشرکین طواف میں کہا کرتے تھے غفرانک (اے اللہ ہمیں بخش دے) نافرمان بھی اگر استغفار کریں تو ان سے کچھ نہ کچھ نقصان اور شر ہٹا دیا جاتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ استغفار سے مراد مسلمانوں کا ان میں موجود ہونا ہے کیونکہ مسلمان استغفار کرتے تھے۔ جب مسلمان مکہ سے نکل گئے تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو بدر کے دن عذاب دیا یہ ضحاکؒ وغیرہ کا قول ہے اور ایک قول یہ ہے کہ استغفار سے مراد اسلام قبول کرنا ہے یعنی ان پر عذاب نہیں آئے گا اگر وہ اسلام قبول کر لیں۔ یہ مجاہد اور عکرمہ رحمہما اللہ کا قول ہے۔ اور ایک قول کے مطابق استغفار کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ ان کے اصلاب (نسل) میں ایسے (ایمان والے) لوگوں نے پیدا ہونا تھا جنہوں نے استغفار کرنا تھا اس لئے ان پر عذاب نہیں آیا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یَسْتَغْفِرُوْنَ کا معنی ہے ای لو استغفروا لم یعذبوا اگر وہ استغفار کر لیتے تو عذاب نہ دیئے جاتے یعنی اس میں استغفار کی طرف دعوت ہے (کہ کفر و شرک اور تمام گناہوں سے توبہ کر لیں) (تفسیر القرطبی)

## روایت ترمذی

اس آیت کی تفسیر میں کئی مفسرین حضرات نے ترمذی کی یہ روایت بیان کی ہے:

أنزل علی امانین لا متی، وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ فاذا مضیت ترکت فیھم الاستغفار الی یوم القیامۃ۔

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر میری امت کے لئے دو چیزیں عذاب سے بچانے والی نازل کی گئی ہیں، میرا وجود اور استغفار جب میں چلا جاؤں گا تو ان میں قیامت تک استغفار کو چھوڑ جاؤں گا۔ (ترمذی)

## عجیب نکتہ

امام نسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وفیہ اشعار بانھم مرصدون بالعذاب اذا ھاجرعتھم۔ (المدارک)

یعنی آیت میں تنبیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب مشرکین مکہ کی (تاک اور) گھات میں ہے بس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا انتظار ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ ہجرت جہاد کی ابتدا ہے، ہجرت کے بعد جہاد، کفر کی شکست اور اسلام کے غلبے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۳۴

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ

اور اللہ تعالیٰ انہیں عذاب کیوں نہ دیں حالانکہ وہ مسجد حرام

الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ

سے روکتے ہیں اور وہ اس کے اہل نہیں ہیں اس کے اہل تو پرہیزگار ہی ہیں

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۴﴾

لیکن ان میں سے اکثر نہیں سمجھتے

### خلاصہ

یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے عذاب کے اس لئے مستحق ہیں کہ وہ لوگوں کو مسجد حرام بیت اللہ شریف سے روکتے ہیں۔ حالانکہ اس بات کا حق ان کو ہرگز حاصل نہیں ہے۔ یہ لوگ تو بیت اللہ کے متولی بننے کے بھی اہل نہیں۔ بیت اللہ کے اصل متولی تو متقی مسلمان ہیں۔

### جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جائیں گے

ای وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وھو معذبھم اذا فارقتھم، وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وکیف لایعذبون وحالھم انھم یصدون عن المسجد الحرام۔ (المدارک)

یعنی جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں موجود ہیں اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نہیں لائے گا اور جب آپ ان سے تشریف لے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دے گا اور ان پر عذاب کیوں نہ آئے جب کہ ان کی حالت یہ ہے کہ یہ لوگوں کو مسجد حرام سے روکتے ہیں۔

### دوسرا قول

آیت کی تفسیر میں دوسرے قول کے مطابق مطلب یہ ہوگا:

’’یعنی عذاب کا نہ آنا ان دو سبب سے ہے جو اوپر مذکور ہوئے ورنہ تمہاری شرارتیں اور ظلم وشقاوت تو ایسی چیزیں ہیں کہ فوراً عذاب آ جانا چاہیے۔ اس سے زیادہ ظلم کیا ہوگا کہ موحدین کو حرم شریف میں آنے یا عبادت کرنے سے طرح طرح کے حیلے تراش کر روکا جائے بلکہ ان کے وطن (مکہ معظمہ) سے نکال کر ہمیشہ کے لئے کوشش کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جائے کہ یہ خدا کے پاکباز اور عبادت گذار بندے یہاں نہ آنے پائیں۔ اور ستم ظریفی یہ ہے کہ اس ظلم کے جواز کے لئے یہ سند پیش کی جاتی ہے کہ ہم حرم شریف کے متولی بااختیار ہیں جس کو چاہیں آنے دیں، جس کو چاہیں روک دیں۔ یہ ہمارا حق ہے حالانکہ اول تو یہ حق متولی کو بھی نہیں کہ مسجد میں لوگوں کو نماز وعبادت سے روکے دوسرے "حق تولیت" ان کو پہنچتا بھی نہیں۔ حرم شریف کے متولی صرف متقی اور پرہیزگار بندے ہوسکتے ہیں مشرک اور بدمعاش اس کے حقدار نہیں ہوسکتے لیکن ان میں سے اکثر اپنی جہالت سے یوں سمجھ رہے ہیں کہ ہم اولادِ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور فلاں قبیلہ سے ہیں تولیتِ کعبہ ہمارا موروثی حق ہے جس کے لئے کوئی خاص شرط وقید نہیں، سو جتلا دیا کہ اولادِ ابراہیم علیہ السلام میں جو پرہیزگار ہو اسی کا حق ہے۔ ایسے بے انصافوں کو حق نہیں کہ جس سے وہ آپ (یعنی خود) ناخوش ہوئے نہ آنے دیا"(تفسیر عثمانی)

## کعبۃ اللہ کے آزاد ہونے کی بشارت ہے

"بیت اللہ کے وارث تو صرف اربابِ صلاح وتقویٰ ہی ہوسکتے ہیں، اس آیت میں پیشین گوئی کے طور پر فرمادیا کہ کفارِ قریش عنقریب اس وراثت سے محروم کردیے جائیں گے اور فرزندانِ اسلام ان کی جگہ لیں گے سورہ توبہ میں اس کو اور زیادہ وضاحت سے بیان کیا مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ښ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ (التوبہ آیت ۱۷، ۱۸)(تفسیر الفرقان)

وہ وجوہات جن کی وجہ سے کفار سے جہاد کیا جاتا ہے ان میں سے ایک مساجد اللہ کی آزادی بھی ہے۔ مسلمانوں کو بتایا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مسجد پر غیر اہل اور ظالم لوگ قابض ہیں۔ اس بات سے مساجد کی آزادی کے لئے جہاد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

پچھلی آیات میں مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا گیا تھا اور انہیں مال واولاد کی محبت کو قربان کر کے تقویٰ اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی تھی۔ اور وعدہ یہ تھا کہ اگر تم نے ایسا کیا تو تمہیں فرقان یعنی اللہ تعالیٰ کی نصرت اور غلبہ نصیب ہوگا۔ اور اس آیت میں بتایا گیا کہ مسجد حرام کے اصل متولی بھی متقی لوگ ہیں دونوں آیات کو ملایا جائے تو مطلب صاف نکلتا ہے کہ جہاد کی برکت سے مسجد حرام آزاد ہوگی۔ چنانچہ الحمد للہ ایسا ہی ہوا اور مرکز ہدایت مسلمانوں کو مل گیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## عذاب کا مقتضا موجود ہے

"آیت کا مطلب یہ ہوا کہ عذاب خارقِ عادت کے لئے تو موانع موجود ہیں لیکن نفسِ عذاب سے مانع تو کوئی بھی نہیں، بلکہ اس کا تو عین مقتضا موجود ہے (کہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں)(تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## عذاب کا مطلب

اس آیت میں عذاب سے کیا مراد ہے امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ثم اختلفوا في هذا العذاب فقال بعضهم : لحقهم هذا العذاب المتوعد به يوم بدر ،وقيل بل يوم فتح مكة وقال ابن عباس هذا العذاب هو عذاب الآخرة.(التفسير الكبير)

یعنی تین قول ہیں: ❶ غزوۂ بدر کا عذاب ❷ فتح مکہ کی صورت میں ان مشرکین کو جو عذاب ملا ❸ آخرت کا عذاب۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ الأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۳۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَّتَصْدِيَةً فَذُوقُوا

اور کعبہ کے پاس ان کی نماز سوائے سیٹیاں اور اور تالیاں بجانے کے اور کچھ نہیں تھی بس عذاب چکھو

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۳۵﴾

سبب اس کے کہ تم کفر کرتے تھے

### خلاصہ

یہ لوگ مسجد حرام کے حقدار نہیں ہیں کیونکہ یہ عبادت کے نام پر اس کی بے حرمتی کرتے ہیں، وہاں سیٹیاں اور تالیاں بجاتے ہیں۔ اب ان کو عذاب کا مزہ اپنے کفر کی وجہ سے چکھنا ہی پڑے گا۔

### یہ جہاد کی بشارت ہے

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والمقصود بيان ان من كانت هذه حاله لم يكن وليا للمسجد الحرام فهم اذن اهل لان يقتلوا بالسيف ويحاربوا فقتلهم الله يوم بدر واعز الاسلام بذلك (التفسير الكبير)

یعنی مقصود اس بات کا بیان ہے کہ جن لوگوں کی یہ حالت ہو (کہ مسجد حرام میں سیٹیاں اور تالیاں بجاتے ہیں اور عبادت گزاروں کو وہاں سے روکتے ہیں) تو اس بات کے حقدار ہیں کہ انہیں تلواروں سے کاٹا جائے اور ان کے خلاف جنگ کی جائے پس اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن انہیں ہلاک فرمایا اور اس سے اسلام کو عزت عطاء فرمائی۔

### غزوات نبوی کی طرف اشارہ ہے

"فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ پس اپنے کفر کی وجہ سے عذاب کا مزا چکھو۔

چنانچہ اس وعید کے مطابق عذاب غیر خارق عادت، غزوات نبوی کی شکل میں مسلمانوں کے ہاتھوں ان کافروں پر نازل ہوکر رہا۔" (تفسیر ماجدی)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

چنانچہ غزوات متعددہ میں سزا واقع ہوئی جیسا اس سورۃ کے رکوع دوم میں بھی ہے۔ (بیان القرآن)

امام نسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فذوقوا العذاب عذاب القتل والاسر يوم بدر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی بدر کے دن قتل اور قید کا عذاب چکھو۔ (المدارک)

## کفار کی ثقافتی جنگ

پچھلی آیت میں فرمایا تھا کہ یہ کفار مسجد حرام کے متولی بننے کے حقدار نہیں ہیں اس آیت میں اس کی تاکید فرمادی۔

لما نفي عنهم ان يكونوا ولاة البيت ذكر من فعلهم القبيح مايؤكد ذلك وان من كانت صلوته ما نكر لا يستأهل ان يكونوا اولياءه۔ (البحر المحيط)

یہ لوگ کعبہ شریف میں سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے۔ حضرات مفسرین نے ان کے اس عمل کی دو وجوہات لکھی ہیں:

❶ وہ اس کام کو عبادت سمجھتے تھے، وقال ابن عباس: كان ذلك عبادة فی ظنهم۔ (البحر المحیط)

❷ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی نماز اور تلاوت میں خلل ڈالنے کے لئے ایسا کرتے تھے۔

يريدون ان يشغلوا بذلك الرسول عن الصلوٰة. (البحر المحيط)

وكانوا يفعلون نحوذلك اذا قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم فی صلوته يخلطون عليه۔ (المدارك)

ليشغلوه، وامته عن القراءة والصلوٰة۔ (البحر المحيط)

اس دوسرے مقصد سے کفار کی ان کوششوں کی طرف اشارہ سمجھا جا سکتا ہے جو وہ لہو ولعب اور تفریح و موسیقی کے نام پر مسلمانوں کو نماز، قرآن اور دین سے غافل کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ کفار کی یہ ثقافتی جنگ ہر زمانے میں مسلمانوں کے خلاف جاری رہتی ہے اور موجودہ دور میں اس جنگ نے کافی زور اور اثر پکڑ لیا ہے اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۳٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ

بے شک جو لوگ کافر ہیں وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی راہ

اللّٰهِ ۚ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۚ

سے روکیں سو ابھی اور بھی خرچ کریں گے پھر وہ ان کیلئے حسرت ہوگا پھر مغلوب کیے جائیں گے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا إِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ﴿٣٦﴾

اور جو کافر ہیں وہ دوزخ کی طرف جمع کیے جائیں گے

### خلاصہ

یہ کفار و مشرکین لوگوں کو "دین اسلام" سے روکنے کے لئے مال خرچ کرتے ہیں یہ ابھی اور خرچ کریں گے۔ پھر انہیں اپنے اس خرچ کیے ہوئے مال پر حسرت ہوگی اور وہ مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب ہوں گے اور جو ان میں سے کفر پر مریں گے وہ جہنم میں ہانکے جائیں گے۔

### شانِ نزول

❶ قال مقاتل والکلبی رحمهما الله: نزلت في المطعمين يوم بدر وكانوا اثني عشر رجلا من كبار قريش. (التفسير الكبير)

یعنی یہ آیت بدر میں مشرکین کے لشکر کو کھانا کھلانے والے قریش کے بارہ بڑے سرداروں کے بارے میں نازل ہوئی۔

❷ نزلت في ابي سفيان بن حرب استأجر يوم احد الفين من الاحابيش يقاتل بهم النبي صلى الله عليه وسلم

یعنی یہ آیت ابوسفیان کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے احد کے موقع پر مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے حبشہ کے دو ہزار جنگجو کرائے پر بھرتی کیے۔

❸ لما رجع فل قريش الى مكة من بدر الى آخره. (البحر المحيط)

یعنی بدر کا شکست خوردہ لشکر جب واپس مکہ پہنچا اور ابوسفیان کا قافلہ بھی مکہ پہنچا تو انہوں نے طے کیا کہ تجارتی قافلے کا تمام مال مسلمانوں سے انتقام لینے کیلئے صرف کریں گے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## مختصر تفسیر

”بدر میں بارہ سرداروں نے ایک ایک دن اپنے ذمہ لیا تھا کہ ہر روز ایک شخص لشکر کو کھانا کھلائے گا، چنانچہ دس اونٹ روزانہ کسی ایک کی طرف سے ذبح کیے جاتے تھے، پھر جب شکست ہوگئی تو ہزیمت خوردہ مجمع نے مکہ پہنچ کر ابوسفیان وغیرہ سے کہا کہ جو مال تجارتی قافلہ لایا ہے وہ سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انتقام لینے میں صرف کیا جائے چنانچہ سب اس پر راضی ہوگئے۔ اس طرح کے خرچ کرنے کا یہاں ذکر ہے۔ (یہ کفار و مشرکین) جب دنیا میں مغلوب ومقہور اور آخرت میں معذب ہوں گے تب افسوس وحسرت سے ہاتھ کاٹیں گے کہ مال بھی گیا اور کامیابی بھی نہ ہوئی، چنانچہ اول بدر میں پھر احد وغیرہ میں سب مالی اور جسمانی طاقتیں خرچ کر دیکھیں کچھ نہ کر سکے آخر ہلاک ورسوا ہوئے یا نادم ہو کر کفر سے توبہ کی۔“ (تفسیر عثمانی)

## غلبہ اسلام کو روکنے کیلئے مال لگائیں گے

والمعنیٰ ان الکفار یقصدون بنفقتھم الصد عن سبیل اللّٰہ وغلبۃ المومنین (البحرالمحیط)

یعنی مطلب یہ ہے کہ کافر اسلام سے روکنے اور مسلمانوں کے غلبے کو روکنے کیلئے مال خرچ کرتے ہیں۔

## فائدہ

جہاد کی ترغیب کے بیان میں کافروں کا یہ خطرناک طرز عمل بتایا جا رہا ہے کہ وہ تو ایسے ظالم اور ایسے دشمن ہیں کہ اپنا مال اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں پس ایسے کافروں سے لڑنا چاہیے اور ان کے اموال کو بھی ختم کرنا چاہیے تاکہ اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت رہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## اقتصادی جنگ

آیت میں کفار کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اقتصادی جنگ کا بیان ہے کہ وہ اپنا مال اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور خرچ کرتے رہیں گے۔ دور حاضر میں یہ جنگ مسلمانوں کے خلاف پورے زور وشور سے مختلف شکلوں میں جاری ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ایک بے حد اہم نکتہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے ابوسفیان کے قافلے پر حملے کیلئے نکلے تھے بعض مسلمان مؤرخین اس بات کو تسلیم کرنے سے شرم محسوس کرتے ہیں اور طرح طرح کی تاویلیں کرتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک کی اصل وجہ بیان کر دی کہ کفار ومشرکین کا مال ان کا اسلام کے خلاف سب سے طاقتور ہتھیار ہے۔ اسی مال کے ذریعہ وہ اسلحہ خریدتے ہیں، اسی مال سے وہ مسلمانوں کے خلاف لشکر اور فوجیں منظم کرتے ہیں، اسی مال سے وہ مسلمانوں کے خلاف کرائے کے سپاہی بھرتی کرتے ہیں، اسی مال کے ذریعہ وہ مسلمانوں میں سے منافقین کو خریدتے ہیں اور اسی مال کے ذریعہ وہ اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کی ہر کوشش کرتے ہیں۔ پس اسلام دشمن قوتوں کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مال اسی طرح ہے جس طرح موذی سانپ کے منہ کا زہر۔ اب اگر کوئی شخص اپنے دشمن سانپ کو پکڑ کر اس کے منہ کا زہر نکال دے تو کیا یہ اس کا حق نہیں بنتا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مال کی محبت سے بہت دور تھے اگر مال کی چاہت ہوتی تو احد پہاڑ کو سونا بنانے کی پیشکش قبول فرما لیتے۔ اگر مال کی چاہت ہوتی تو مشرکین مکہ نے مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بڑے مال کی پیشکش کی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی اور آپ کی تعلیمات کو سرسری نظر سے بھی دیکھا جائے تو ہر دوست اور دشمن اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ دنیا پرستی اور مال کی محبت کا دور دور تک نشان بھی نہیں ملتا۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے ابوسفیان کے تجارتی قافلے کا قصد فرمایا تو اس کا اصل مقصد دشمنان اسلام کی اس اقتصادی قوت کو توڑنا تھا جس اقتصادی قوت کے بل بوتے پر وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں کر رہے تھے۔ قرآن پاک کی یہ آیت بالکل صاف الفاظ میں بتا رہی ہے کہ دشمنان اسلام کا مالدار ہونا مسلمانوں کے لئے کس قدر خطرناک ہے۔ اگر شرمساری محسوس فرمانے والے مورخین صرف اسی ایک آیت پر غور کر لیں تو وہ بھی بے ساختہ پکار اٹھیں گے کہ بے شک اسلام دشمن کافروں کے مال پر حملہ کرنا دین کا تقاضا تھا اور ان کے عام افراد کی جانوں سے زیادہ ان کا مال مسلمانوں کے لئے خطرناک ہے۔ اس لیے جان سے بھی پہلے مال پر حملہ کرنا چاہیے اور اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کا بندوبست کرنا چاہیے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اس آیت میں مسلمانوں کے لئے یہ اشارہ بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ کفار و مشرکین کی مالی طاقت کو توڑ دیں اور کمزور کر دیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## آیت کا مضمون عام ہے

”مفسر ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ سبب نزول اگرچہ خاص ہے مگر مضمون عام ہے۔ جب کبھی بھی اہل کفر حق سے روکنے کے لئے اپنا مال خرچ کریں گے دنیا و آخرت میں ناکام ہوں گے اور ذلیل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا دین کامل ہوگا، پھیلے گا، پورا ہوگا کافر اس کے بجھانے کے لئے مال خرچ کریں گے پھر نادم ہوں گے ان کو حسرت ہوگی کہ ہم نے اپنا مال خرچ کیا لیکن فائدہ اور مقصود حاصل نہ ہوا۔ یہ لوگ دنیا میں مغلوب ہوں گے اور آخرت میں بھی دوزخ میں داخل ہوں گے۔ (تفسیر انوار البیان)

## فائدہ

غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے اسلامی لشکر کا رخ ابوسفیان کے قافلے سے ابوجہل کے لشکر کی طرف موڑ دیا کیونکہ اس وقت شرک کے سرداروں کا خاتمہ وقت کی اہم ترین ضرورت تھی۔ اور چونکہ غلبہ اسلام کی بنیاد غزوہ بدر میں رکھی جا رہی تھی اس لیے مسلمانوں کو طاقتور دشمن سے لڑا کر انہیں جہاد کی حقیقت سمجھا دی گئی اور جہاد کا ہر پہلو ان پر واضح کر دیا گیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۳۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ

تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے جدا کردے اور پھر ناپاکوں کو ایک دوسرے

عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ أُولٰٓئِكَ هُمُ

پہ رکھ کر ان سب کا ایک ڈھیر بنائے پھر اسے جہنم میں ڈال دے وہی لوگ

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

نقصان اٹھانے والے ہیں

### خلاصہ

کافروں کا اسلام کے خلاف مال خرچ کرنا اس لیے ہے تا کہ دنیا میں خبیث اور طیب یعنی کافر اور مومن میں امتیاز ہوجائے یا پاک اور ناپاک مال میں امتیاز ہوجائے کہ پاک مال رحمانی کاموں میں اور ناپاک مال شیطانی کاموں میں صرف ہوا کرتا ہے پھر اس کل ناپاک (گروہ یا مال) کا ڈھیر بنا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور کافروں کے لئے خسارہ ہی خسارہ ہے۔ (تفسیر حقانی)

### کلام برکت

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

یعنی آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ اسلام کو غالب کرے گا اس بیچ میں کافر اپنا زور جان اور مال کا (اسلام اور مسلمانوں کے خلاف) خرچ کرلیں گے تا کہ نیک اور بد جدا ہو جائے یعنی جن کی قسمت میں اسلام لکھا ہے وہ سب مسلمان ہو چکیں اور جن کو کفر پر مرنا ہے وہی اکٹھے دوزخ میں جاویں۔ (موضح القرآن)

یعنی کافر مسلمانوں کے خلاف مال خرچ کرکے جنگ برپا کرتے ہیں اور اس مال کے بل بوتے پر اپنے حامیوں کو اکٹھا کرتے ہیں۔ مال کے لالچی لوگ اس مال کی وجہ سے کافروں سے جا ملتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں مخلص مسلمان میدان میں اترتے ہیں یوں کافر ٹولہ الگ اور مسلمان جماعت الگ ہوجاتی ہے۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ کافروں کو اکٹھا جہنم میں ڈال دے گا۔

### کلام رازی

امام رازی رحمہ اللہ نے آیت کے دو مطلب بیان فرمائے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❶ لیمیز اللہ الفریق الخبیث من الکفار من الفریق الطیب من المومنین
تا کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے گندے گروہ کو مسلمانوں کی پاک جماعت سے الگ فرمادے۔ اس تفسیر کے مطابق لیمیز کے لام کا تعلق یحشرون کے ساتھ ہوگا۔ والمعنیٰ انهم یحشرون لیمیز اللہ الفریق الخبیث من الفریق الطیب مطلب یہ کہ کافروں کو جہنم میں جمع کیا جائے گا تا کہ اللہ تعالیٰ ناپاک گروہ کو پاک جماعت سے الگ فرمادے۔

❷ المراد بالخبیث نفقة الکافر علی عداوة محمد صلی اللہ علیہ وسلم وبالطیب نفقة المومن فی جهاد الکفار کا نفاق ابی بکر و عثمان رضی اللہ عنهما فی نصرة الرسول صلی اللہ علیہ وسلّم
یعنی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ناپاک مال کو پاک مال سے جدا کردے ناپاک مال وہ ہے جسے کافر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں خرچ کرتے ہیں اور پاک مال وہ ہے جسے مسلمان کافروں کے خلاف جہاد میں خرچ کرتے ہیں۔ جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت میں خرچ کیا ہوا مال۔ پھر اللہ تعالیٰ ناپاک مال کو جمع کرکے جہنم میں ڈال دے اور اس مال سے ان کافروں کو عذاب دے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے فتکوی بها جباههم وجنوبهم وظهورهم کہ جہنم میں سونے چاندی کو گرم کرکے اس سے ان کے چہرے پہلو اور پیٹھ کو داغا جائے گا۔ اس تفسیر کے مطابق لیمیز کے لام کا تعلق تکون سے ہوگا۔ وعلی القول الثانی متعلق بقوله ثم تکون علیهم حسرة. (التفسیر الکبیر)

## فائدہ

آیت مبارکہ میں کافروں کے اس اتحاد کی طرف واضح اشارہ ہے جو وہ مال کے زور پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہر زمانے میں بناتے رہتے ہیں۔ پس مسلمانوں کو اس سے گھبرانا نہیں چاہیے البتہ کافروں سے الگ رہنا چاہیے اور اس طرح کے "اتحادوں" کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے کہ یہ سب جہنم کے ایندھن ہیں۔ سوائے ان کے جو اسلام قبول کرلیں۔ واللہ اعلم بالصواب

## نکتہ

جہاد پر خرچ کیا جانے والا مال اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت طیب اور پاک مال ہے پس ہر مسلمان کو اپنی آخرت کے لئے ایسا طیب یعنی پاکیزہ ذخیرہ زیادہ سے زیادہ تیار کرنا چاہیے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## دنیا کے اتحادی آخرت میں اکٹھے

صاحب انوار البیان تحریر فرماتے ہیں:

دنیا میں تمام اہل کفار آپس میں ایک دوسرے کے مددگار تھے۔ اسلام کے خلاف اموال خرچ کرنے میں ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کا تعاون کرتے تھے آخرت میں بھی سب ایک جگہ جمع ہو جائیں گے۔ دنیا میں جو اسلام کی دشمنی کے لئے سوچتے اور خرچ کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے دار العذاب میں اکٹھے ہو کر اس کی سزا بھگتیں گے۔ (انوار البیان)

## جہاد کرنے والے پاک اور چھوڑنے والے برعکس

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کا ایک مطلب یہ بیان فرمایا ہے:

ای انما اقدرناهم على ذلك ليميز الله الخبيث من الطيب ای من يطيعه بقتال اعدائه الكافرين او يعصيه بالنكول على ذلك كقوله وما اصابكم يوم التقى الجمعان فباذن الله وليعلم المومنين وليعلم الذين نافقوا وقيل لهم تعالوا قاتلوا في سبيل الله او ادفعوا قالوا لو نعلم قتالا لاتبعناكم. (آل عمران ۱۶۶-۱۶۷)

یعنی ہم نے کافروں کو مسلمانوں کے خلاف مال خرچ کرنے کی طاقت اس لیے دی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک اور پاک لوگوں کو الگ الگ کر دے۔ یعنی ان کو جو اس کا حکم مان کر کافروں سے جہاد کرتے ہیں اور ان کو جو اس حکم کو نہیں مانتے اسی طرح کا مضمون اس آیت میں ہے وما اصابكم يوم التقى الجمعان الآية. (تفسیر ابن کثیر)

یعنی منافق بھی خود کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں میں گھسے رہتے ہیں لیکن جب کافر اپنا مال خرچ کر کے مسلمانوں کے خلاف جنگ برپا کرتے ہیں تو یہ منافق مسلمانوں کے ساتھ مل کر کافروں کے خلاف جہاد میں نہیں نکلتے یوں مسلمان اور منافق میں امتیاز اور چھانٹی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی امتیاز کو ظاہر فرمانے کے لئے کافروں کو مسلمانوں کیخلاف مال خرچ کرنے کی قوت اور قدرت دیتا ہے۔

## اسباق

❶ اسلام دشمن کافروں کا مال مسلمانوں کے خلاف خطرناک جنگی ہتھیار ہے۔ چنانچہ اس ہتھیار کو توڑنا چاہیے۔

❷ جہاد کے خلاف خرچ کیا جانے والا مال ناپاک ہے۔

❸ جہاد میں خرچ کیا جانے والا مال پاک ہے۔ مسلمانوں کو جہاد میں مال خرچ کر کے اپنی آخرت کے لئے پاک ذخیرہ جمع کرنا چاہیے۔

❹ کافر مال کے زور پر مسلمانوں کے خلاف اتحاد بناتے ہیں مسلمانوں کو بھی ان کے خلاف متحد ہونا چاہیے مگر یہ اتحاد مال پر نہ ہو ایمان، ہجرت، نصرت اور جہاد کی بنیادوں پر ہو۔

❺ جہاد کرنے والے مسلمان طیب اور پاک ہیں اور فرض جہاد سے روگردانی کرنے والے ایسے نہیں ہیں۔

❻ کفار مسلمانوں کے خلاف اقتصادی جنگ برپا کرتے ہیں اور مال کے زور پر مسلمانوں کی صفوں میں دراڑ ڈالتے ہیں اور ان میں سے اپنے کام کے افراد خریدتے ہیں۔ اس جنگ کے مقابلے کا طریقہ یہ ہے کہ مسلمان خود کو مال کا لالچی اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حریص نہ بننے دیں اور اپنی زندگی سادہ رکھیں اور دنیا کی زیب و زینت کو مقصود نہ بنائیں اور مال کی محبت میں گرفتار نہ ہوں۔ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے شوقین اور شہادت کے طلبگار رہوں گے تو کافروں کی اقتصادی جنگ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی اور ان کے اموال مسلمانوں کے لئے مال غنیمت بن جائیں گے جیسا کہ غزوہ بدر میں ہوا اور صحابہ کرام کے زمانے میں بار بار ہوتا رہا اور قرآن پاک بھی اس آیت کے بعد پھر جہاد کی دعوت دیتا ہے اور اموال غنیمت کی تقسیم کا مسئلہ سمجھاتا ہے جس میں کافروں کی اقتصادی جنگ کو توڑنے کے طریقے کی طرف واضح اشارہ ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۳۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ

کافروں سے کہہ دو کہ اگر وہ باز آجائیں تو جو کچھ گزر چکا وہ انہیں معاف کردیا جائے گا اور اگر

يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾

لوٹیں گے تو پہلے کافروں کے حق میں قانون نافذ ہو چکا ہے

### خلاصہ

کافروں کو بتادیا جائے کہ ان کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اگر وہ اسلام قبول کرلیں اور مسلمانوں کے خلاف جنگ سے باز آجائیں تو ان کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ اور انہیں یہ بھی بتادیا جائے کہ اگر وہ دوبارہ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں اتریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ چلا آرہا ہے کہ وہ اپنے لوگوں یعنی مسلمانوں کی مدد فرماتا ہے اور اپنے دشمنوں کو ہلاک فرماتا ہے۔

### اسلام پچھلے سب گناہ مٹادیتا ہے

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وفی الصحیح ایضاً ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: الاسلام یجب ما قبلہ والتوبۃ تجب ماکان قبلھا (ابن کثیر)

یعنی حدیث صحیح میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام پچھلے تمام گناہوں کو مٹادیتا ہے اور توبہ پچھلے تمام گناہوں کو مٹادیتی ہے۔

### اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمت

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ھذہ لطیفۃ من اللہ سبحانہ...... الخ

یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا خاص لطف وکرم ہے جس کے ذریعہ اس نے اپنی مخلوق پر احسان عظیم فرمایا ہے اور وہ یہ کہ کفار اپنے کفر اور جرائم میں غرق ہوتے ہیں اور ہر طرح کے گناہ اور برائیاں کرتے ہیں۔ اگر ان سے ان سب چیزوں کا حساب ہوتو وہ کبھی بھی توبہ اور بخشش نہ پاسکیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آسانی فرمادی کہ وہ رجوع کریں اور اسلام لے آئیں تو ان کی توبہ بھی قبول اور انہیں بخشش بھی نصیب اور پچھلا سب کچھ معاف۔ یہ احسان اس لیے فرمایا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تاکہ انہیں اسلام میں داخل ہونے کی طرف زیادہ رغبت اور میلان ہو اور وہ مسلمانوں کا کلمہ قبول کرلیں۔ اگر ان سے کہا جاتا کہ ان کے پچھلے تمام اعمال کا حساب ہوگا تو وہ نہ توبہ کرتے اور نہ اسلام قبول کرتے۔ (القرطبی)

## اگر پھر لڑیں گے

وان یعودوا یرید الی القتال

یعنی اگر وہ دوبارہ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں اتریں گے۔ (القرطبی)

## کافروں کو بدر کی یاددہانی

فقد مضت سنة الاولین...... قال مجاهد: ای فی قریش یوم بدر وغیرها من الامم وقال السدی ومحمد بن اسحاق ای یوم بدر

یعنی اگر کافر دوبارہ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں اتریں گے تو اللہ تعالیٰ کا قانون غزوہ بدر میں ظاہر ہو چکا ہے۔ (ابن کثیر)

بعض مفسرین فرماتے ہیں:

فقد مضت سنة الاولین فی نصرالله وانبیائه واولیائه واهلاك اعدائه

یعنی ماضی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے انبیاء اور اولیاء کی مدد اور دشمنوں کو ہلاک کرنے کا اصول واضح ہو چکا ہے۔ (معالم التنزیل، انوار البیان)

امام ابوحیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وتخویفهم بقصة بدر اشد (البحر المحیط)

یعنی (آیت میں بدر کا قصہ مراد لینا زیادہ مناسب ہے کیونکہ) انہیں بدر کے قصہ سے دھمکی دینا زیادہ مضبوط بات ہے اس لیے کہ یہ واقعہ ان کے سامنے تھا۔

الغرض اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بھی بار بار غزوہ بدر یاد دلاتا ہے کہ وہ اس کو زندہ کریں اور کافروں کو بھی غزوہ بدر یاد دلا کر ڈراتا ہے اور اسلام کی دعوت دیتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## دشمنی معاف کردی جائے گی

امام نسفی رحمہ اللہ نے اس آیت کا معنی یوں بیان فرمایا ہے:

قل للذین کفروا ای ابوسفیان واصحابه ان ینتهوا عماهم علیه من عداوة رسول الله صلی الله علیه وسلم وقتاله بالدخول فی الاسلام یغفر لهم ماقد سلف لهم من العداوة وان یعودوا لقتاله فقد مضت سنة الاولین بالإهلاك فی الدنیا والعذاب فی العقبیٰ۔ (المدارك)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو کہہ دیجئے کہ اگر تم اسلام قبول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی اور آپ کے خلاف جنگ کرنے سے باز آجاؤ تو تمہاری سابقہ دشمنی کو معاف کر دیا جائے گا اور اگر تم جنگ کے لئے لڑو گے تو دنیا میں ہلاکت اور آخرت میں عذاب تمہارا مقدر بنے گا۔

مطلب یہ کہ مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ فتح کے بعد جنگجو کافروں کو اسلام کی دعوت اور آئندہ جنگ کرنے کی صورت میں سابقہ انجام کی دھمکی دیا کریں۔ اس طرح سے بہت سے کافروں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق ملے گی۔ کیونکہ اسلام اور مسلمانوں کی فتح کے بعد دعوت اسلام کی راہ بہت ہموار ہو جاتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۳۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ

اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ شرک کا غلبہ نہ رہنے پائے اور سارا دین اللہ تعالیٰ ہی کا ہو جائے

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾

پھر اگر یہ باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو دیکھنے والا ہے

## خلاصہ

اے مسلمانو! تم کافروں سے برابر لڑتے رہو یہاں تک کہ ان کا زور ٹوٹ جائے ان کی قوت اور شوکت ختم ہو جائے اور دین اسلام کو سب ادیان پر غلبہ مل جائے۔ پھر اگر وہ کفر سے باز آجائیں تو جنگ روک دو۔ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو دیکھنے والا ہے۔

## اقوال

**۱ کلام برکت:**

لڑو جب تک فساد رہے یعنی کافروں کا زور رہے کہ ایمان سے روک سکیں۔ (موضح القرآن)

**۲ کافروں کی قوت پاش پاش ہو جائے:**

وفاداران مملکت الٰہی (مومنین) اس وقت تک تلوار نیام میں نہیں ڈالیں گے جب تک باغیوں (کفار) کی قوت کو پاش پاش نہ کرلیں اور توحید کا پھریرا (یعنی پرچم) ساری دنیا میں لہرانے نہ لگ جائے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

**۳ حضرات صحابہ کرام نے آیت کا کیا معنیٰ سمجھا؟**

”بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ آیت کے یہ معنیٰ ہیں کہ برابر کافروں سے لڑتے رہو۔ وہ جہاں کہیں بھی ہوں یہاں تک کہ اسلام کا غلبہ ہو جائے۔ غلبہ کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسلام قبول کرلیں اور دوم یہ کہ جزیہ دینا منظور کرلیں۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم تو برابر جہاد کرتے رہے۔ ان کے بعد بھی بہت سے امراء اور ملوک نے جہاد جاری رکھا، دور حاضر کے مسلمانوں نے جہاد شرعی چھوڑ دیا تو اب خود مقہور اور مغلوب ہو رہے ہیں؟“ (تفسیر انوار البیان)

**۴ جب تک زمین پر حق و سچ قائم نہ ہو جائے:**

پھر مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ تم ان سے جنگ کیے چلے جاؤ یہاں تک کہ فتنہ کفر و معاصی نہ مٹ جائے اور زمین پر راستی نہ قائم ہو جائے۔ (تفسیر حقانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

### ۵ قرآن پاک کو اعلیٰ قانون کے درجے پر تسلیم کرلیا جائے:

''گزشتہ رکوع میں بتایا گیا کہ اس قسم کے لوگ مسلمانوں کو تباہ کرنے کی فکر میں رہیں گے۔ ان کے مقابلہ میں ارباب اخلاص وتوحید کی ضرور مدد ہوگی لیکن اس نصرت واعانت کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان اس قرآن کو اپنا دستور العمل بنالیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے اور کفار کے ساتھ برابر جنگ کرتے رہیں، دنیا میں نور اور ظلمت، حق اور باطل، اسلام اور کفر کے سلاسل مختلفہ ہمیشہ رہیں گے۔ دونوں ایک دوسرے کو فنا کرنے کی کوشش کریں گے، کفر و باطل پرستی کے ہوتے ہوئے دنیا میں امن وسلامتی کا قیام ناممکن ہے، پس اگر چاہتے ہو کہ کرۂ ارض امن وامان کا گہوارہ بن جائے تو دائمی طور پر جنگ کے لئے تیار رہو یہاں تک کہ قانونِ الٰہی رائج ونافذ ہو۔ کوئی انسانی طاقت اس کی تنسیخ وتنقیص نہ کر سکے، فتنہ فرو ہو جائے، چاروں طرف اسلام کی حکومت ہو اور جملہ مذاہب واقوام اس کے ماتحت امن کی زندگی بسر کریں۔ اسی کو کہا گیا حتی تضع الحرب اوزارها یعنی جب تک دنیا میں جنگ کی صورت باقی ہے مسلمان اس کے لئے تیار رہیں گے، یہی حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ہے اسی کی نسبت حدیث میں آیا:

امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله فاذا قالوها عصموا منی دماءهم واموالهم الا بحقها وحسابهم علی الله۔ اسلام دنیا میں خون بہانے اور انسان کو ذبح کرنے کے لئے نہیں آیا، اس کا مقصدِ اصلی قانونِ الٰہی کی نشر واشاعت اور امن وسلامتی کا قیام ہے، اس لیے جس وقت بھی کفار اسلام کی مخالفت ترک کردیں صحیح تعلیم دنیا میں رائج ہو جائے اور شہنشاہی قانون کے درجہ پر قرآن کو تسلیم کرلیا جائے تو پھر تلوار کو نیام میں کرلیا جائے گا اس کے بعد وہ جو کچھ کریں گے اللہ تعالیٰ کی نظر سے مخفی نہیں رہ سکتا لیکن اگر انہوں نے سرتابی کی تو تمہاری ولایت ونصرت کے لئے اللہ کافی ہے، وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا پس صرف اعلائے کلمۃ اللہ کو اپنی غایت الغایات اور مقصدِ حیات بنالو اور مال غنیمت کی پرواہ نہ کرو۔ (تفسیر الفرقان)

### ۶ آیت کی جامع تفسیر:

یعنی کافروں کا زور نہ رہے کہ ایمان سے روک سکیں یا مذہبِ حق کو موت کی دھمکی دے سکیں، جیسا کہ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی کفار کو غلبہ ہوا مسلمانوں کا ایمان اور مذہب خطرہ میں پڑ گیا۔ اسپین کی مثال دنیا کے سامنے ہے کہ کس طرح قوت اور موقع ہاتھ آنے پر مسلمانوں کو تباہ کیا گیا یا مرتد بنایا گیا۔ بہرحال جہاد وقتال کا اولین مقصد یہ ہے کہ اہل اسلام مامون ومطمئن ہو کر خدا کی عبادت کر سکیں اور دولت ایمان وتوحید کفار کے ہاتھوں سے محفوظ ہو چنانچہ فتنہ کی یہی تفسیر ابن عمر وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کتب حدیث میں منقول ہے۔ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (اور ہو جائے حکم سب اللہ کا) یہ ''جہاد'' کا آخری مقصد ہے کہ کفر کی شوکت نہ رہے حکم اکیلے خدا کا چلے۔ دین حق سب ادیان پر غالب آجائے (لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ) خواہ دوسرے باطل ادیان کی موجودگی میں جیسے خلفاء راشدین وغیرہم کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عہد میں ہوا یا سب باطل مذاہب ختم کر کے جیسے نزول مسیح کے وقت ہوگا۔ بہرحال یہ آیت اس کی واضح دلیل ہے کہ جہاد وقتال خواہ ہجومی ہو یا دفاعی مسلمانوں کے حق میں اس وقت تک برابر مشروع ہے جب تک یہ دونوں مقصد حاصل نہ ہو جائیں۔ اسی لیے حدیث میں آگیا الجهاد ماض الى يوم القيمة جہاد کے احکام وشرائط وغیرہ کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کی جائے۔ فان انتهوا یعنی جو ظاہر میں اپنی شرارت اور کفر سے باز آجائیں ان سے قتال نہیں۔ ان کے دلوں کا حال اور مستقبل کی کیفیات کو خدا کے سپرد کیا جائے گا جیسا کام وہ کریں گے خدا کی آنکھ سے غائب ہو کر نہیں کر سکتے۔ مسلمان صرف ظاہر حال کے موافق عمل کرنے کے مکلف ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

## ٧ جہاد کا حکم قیامت تک جاری وباقی ہے:

"خلاصہ اس تفسیر کا یہ ہے کہ مسلمانوں پر اعداء اسلام کے خلاف جہاد وقتال اس وقت تک واجب ہے جب تک کہ مسلمانوں پر ان کے مظالم کا فتنہ ختم نہ ہو جائے اور اسلام کو سب ادیان پر غلبہ حاصل نہ ہو جائے اور یہ صورت صرف قرب قیامت میں ہوگی اس لیے جہاد کا حکم قیامت تک جاری وباقی ہے۔" (معارف القرآن)

ان چند عبارات سے آیت مبارکہ کے کئی پہلو واضح ہو گئے اب ملاحظہ فرمایئے عربی تفاسیر کے چند حوالے:

١ امام قرطبی رحمہ اللہ کی یہ عبارت سورۃ البقرۃ آیت ١٩٣ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ وقاتلوهم امر بالقتال لكل مشرك في كل موضع یعنی اس آیت میں ہر مشرک سے ہر جگہ پر قتال کا حکم ہے۔ (القرطبی سورۃ البقرۃ ١٩٣)

٢ امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر قاتلوهم حتى لا تكون فتنة کے معنی قاتلوهم لاجل ان يحصل هذه المعنىٰ ہو تو پھر آیت جزیرۃ العرب کے بارے میں ہوگی اور اگر اس کے معنی قاتلوهم لغرض ان يحصل هذا المعنىٰ ہو تو ساری دنیا کے کفر سے قتال کا حکم ہوگا۔ (التفسیر الکبیر)

٣ امام ابوبکر جصاص الحنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقوله تعالىٰ ويكون الدين كله لله يدل على وجوب قتال سائر اصناف الكفر

یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمان ويكون الدين كله لله ہر قسم کے کافروں سے قتال کے واجب ہونے کی دلیل ہے۔

اور آیت میں مذکور لفظ الفتنة کے متعلق لکھتے ہیں:

قال ابن عباس والحسن حتى لا يكون شرك وقال محمد بن اسحاق حتى لا يفتتن مومن عن دينه والفتنة ههنا جائز ان يريد بها الكفر وجائز ان يريد بها البغي والفساد، لان الكفر انما سمي فتنة لما فيه من الفساد فتنتظم الآية قتال الكفار واهل البغي واهل العيث والفساد وهي تدل على وجوب قتال الفئة الباغيه. (احكام القرآن)

٤ علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قيل: لم يجيء تأويل هذه الاية بعد وسيتحقق مضمونها اذا ظهر المهدي فانه لا يبقى

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علی ظھر الارض مشرک اصلاً علی ماروی عن ابی عبداللہ۔ (روح المعانی)

یعنی اس آیت کا مکمل مصداق تب نظر آئے گا جب مہدی کا ظہور ہوگا اور روئے زمین پر شرک باقی نہیں رہے گا

## نکتہ

حضرات صحابہ کرام سے دونوں طرح کی تفاسیر منقول ہیں، جہاد کا مسئلہ عمومی طور پر سینکڑوں آیات قرآنی میں موجود ہے، اس آیت سے پہلے والی آیات کو پڑھا جائے تو فتنہ کے معنی بالکل واضح ہو جاتے ہیں کہ کافروں کا ایسی حالت اور طاقت میں ہونا کہ وہ مسلمانوں کو دین اسلام سے ہٹا سکیں یا مسلمان ہونے کی وجہ سے انہیں تکالیف پہنچا سکیں یہ "فتنہ" ہے۔ کافروں کی جنگی طاقت اور ان کی مالی طاقت جب اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوگی تو "فتنہ" برپا ہوگا۔ اسی فتنے کو مسلمان قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے ختم کر دیں۔ اور دین اسلام صرف ملک عرب کے لئے نہیں آیا بلکہ پورے عالم کے لئے آیا ہے۔ جیسا کہ پچھلی عبارتوں میں بالکل واضح طور پر آچکا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

## فائدہ

کفار مسلمانوں کے خلاف ہر حربہ اور ہر جنگی طریقہ استعمال کرتے ہیں تا کہ انہیں دین اسلام سے روک دیں۔ وہ ان کی قیادت کو ختم کرنے کی سازش کرتے ہیں۔ وہ قرآن پاک کے خلاف اور قرآن پاک کی تعلیم کے خلاف سازش کرتے ہیں وہ مسلمانوں کیخلاف اتحاد بناتے ہیں وہ مسلمانوں کو دین اور نماز سے غافل کرنے کے لئے ثقافتی جنگ چھیڑتے ہیں۔ وہ اپنے اموال اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ کافروں کا اس حالت میں ہونا کہ وہ یہ سب کچھ آزادی سے کرسکیں "فتنہ" ہے کیونکہ اس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کو گمراہ اور کمزور کرتے ہیں اور اسلام کو نافذ نہیں ہونے دیتے۔ اور قرآن پاک کے نظام کو زمین پر جاری نہیں ہونے دیتے۔ نیز ان کی یہ طاقت، شوکت اور ظاہری شان دیکھ کر کمزور دل مسلمان بھی ان کی طرف لپکتے ہیں اور گمراہ ہو جاتے ہیں۔

پس کافروں کا قوت، طاقت اور شوکت میں ہونا ایک "فتنہ" ہے اور اس فتنے کو توڑنے کے لئے "قتال فی سبیل اللہ" کا حکم ہے۔ مثال غزوہ بدر سے سامنے آگئی۔ مشرکین اس قدر طاقتور تھے کہ انہوں نے مکہ مکرمہ کے مظلوم مسلمانوں کو ستایا اور انہیں اذیتیں دیں اور ان میں سے بعض کو کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا اور بعض کو دین سے پھیر دیا۔ پھر انہوں نے اپنی اسی طاقت کے بل بوتے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی تدبیر بنائی اور کوشش کی۔ انہوں نے اسی طاقت کے بل بوتے پر کئی مسلمانوں کو ہجرت سے روکا اور بعض کمزور دل مسلمانوں کو ڈرا دھمکا کر اور لالچ دے کر اپنے لشکر میں بھی شامل کر لیا۔ اسی طاقت کے غرور میں وہ مسلمانوں کو مسجد حرام سے روکتے تھے اور وہاں نازیبا حرکتیں کرتے تھے۔ اچانک مسلمانوں کو قتال کا حکم ملا اور مشرکین کی یہ طاقت جو فتنہ بن چکی تھی ختم ہوتی گئی اور پگھلتی گئی اور کچھ عرصہ بعد جزیرہ عرب سے شرک کا نام ہی مٹ گیا۔ اب اس مثال کو سامنے رکھ کر دنیا بھر کے مسلمانوں کو بھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بات سمجھائی جاری ہے۔ پھر جن مسلمانوں نے اس حکم کو سمجھ لیا انہوں نے روئے زمین کو اسلام کے نور سے بھر دیا اور جنہوں نے نہیں سمجھا وہ جہاد سے بھی محروم رہے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے اجر و ثواب سے بھی۔ چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ آیت مسلمانوں کے عروج و زوال کا معیار اور نصاب بیان فرماتی ہے۔ مسلمان قَاتِلُوْهُمْ کے حکم پر عمل کریں گے تو فتنہ ٹوٹے گا اور کمزور ہوگا۔ اور زمین پر اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہوگا اور جب مسلمان قَاتِلُوْهُمْ کے حکم پر عمل چھوڑ دیں گے تو فتنہ ہر میدان میں انہیں تڑپائے گا ستائے گا اور مغلوب بنائے گا۔ مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام دنیا میں نافذ ہونے اور غالب ہونے کے لئے آیا ہے۔ چنانچہ اس بات کو کافی نہ سمجھا جائے کہ کوئی کافر ہمیں مسلمان ہونے اور نماز پڑھنے سے نہیں روکتا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَۃُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۴۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝۴۰

اور اگر وہ پھر جائیں تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا دوست ہے اور وہ بہت اچھا دوست ہے اور بہت اچھا مددگار ہے

### خلاصہ

اگر وہ کافر اپنے کفر اور جنگ سے باز نہیں آتے اور مسلمانوں کی دعوت اسلام کو قبول نہیں کرتے تو مسلمانوں کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کا حامی اور مددگار ہے اور وہ بہت خوب حامی اور بہت خوب مددگار ہے۔

### جہاد اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر ہے

"یعنی مسلمانوں کو چاہیے کہ خدا کی مدد اور حمایت پر بھروسہ کر کے جہاد کریں کفار کی کثرت اور ساز و سامان سے مرعوب نہ ہوں جیسے "جنگ بدر" میں دیکھ چکے کہ خدا نے مسلمانوں کی کیا خوب امداد وحمایت کی"۔ (تفسیر عثمانی)

### اگر وہ باز نہ آئیں

"اگر وہ اپنی شرارت، بغاوت سے باز نہ آئیں تو تم مومنین پیچھے نہ ہٹو خدا تعالیٰ تمہارا حامی و مددگار ہے"۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

### یہ فتح کا صریح وعدہ ہے

وھذا وعد صریح بالظفر والنصر (البحر المحیط)

اس آیت میں فتح اور نصرت کا بالکل صریح وعدہ ہے۔

### اگر وہ جنگ کرتے رہے

ای وان استمروا علی خلافکم ومحاربتکم فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ وسیدکم وناصرکم علی اعداءکم نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (ابن کثیر)

یعنی اگر وہ برابر تمہاری مخالفت میں لگے رہے اور تم سے جنگ کرتے رہے تو تم یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی تمہارا مالک اور دشمنوں کے خلاف تمہارا مددگار ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## تم کسی کی پرواہ نہ کرو

"اگر اس میں وہ باز آ گئے تو خیر ورنہ تم اطمینان رکھو خدا تمہارا حامی ومددگار ہے اور وہ سب سے اچھا حامی ومددگار ہے کسی کی پرواہ نہ کرو"۔ (تفسیر حقانی)

## بزدلی اور جہاد چھوڑنے کی کوئی گنجائش نہیں

" فرمایا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ کہ کافر اگر روگردانی کریں، اسلام قبول نہ کریں اور تمہاری مخالفت ومحاربت (یعنی تم سے جنگ کرنے پر) کمربانڈھے رہیں تو ان سے لڑتے رہو اور بزدل نہ بنو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا مولیٰ ہے تمہاری مدد فرمائے گا۔

نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ وہ اچھا مولیٰ اور اچھا مددگار ہے۔ جب اس کی مدد شامل حال ہوگی تو تمہارے لیے بزدل بننے اور جہاد چھوڑ کر بیٹھ رہنے کا کوئی موقع نہیں"۔ (انوار البیان)

## تمہارا اصلی کم گر مددگار بڑا ہے

"اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر وہ ظلم وجور اور کفر وشرک سے باز نہ آئیں تو مسلمانوں کے ذمہ وہی حکم ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ ان سے قتال جاری رکھیں اور جہاد وقتال چونکہ بڑے لشکر اور بہت سے اسلحہ اور ساز وسامان پر عادۃً موقوف ہے اور مسلمانوں کو عام طور پر یہ چیزیں کم حاصل تھیں، اس لیے ہوسکتا تھا کہ مسلمانوں کو حکمِ قتال بھاری معلوم ہو یا وہ اپنی قلتِ تعداد اور قلتِ سامان کی وجہ سے یہ محسوس کرنے لگیں کہ ہم مقابلہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس لیے اس کا علاج اس طرح کیا گیا کہ مسلمانوں کو بتلایا گیا کہ اگرچہ تعداد اور سامان ان لوگوں کے پاس مسلمانوں سے زائد ہی مگر وہ اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت وحمایت کہاں سے لائیں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہے جس کا وہ ہر میدان میں اپنے ساتھ مشاہدہ کرتے رہے ہیں اور فرمایا کہ یوں تو امداد وحمایت دنیا میں ہر فریق کسی نہ کسی سے حاصل کر ہی لیتا ہے مگر مدد کار اس مددگار کی قوت وطاقت اور علم وتجربہ پر ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طاقت وقوت اور علم وبصر سے زیادہ کیا، برابر بھی سارے جہاں کو حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ سب سے بہتر حامی اور مددگار ہے۔ (معارف القرآن)

## دعوت جہاد کا دلنشین اختتام

پچھلی آیات میں مسلمانوں کو مختلف طریقوں سے جہاد کی دعوت دی جا رہی تھی اور انہیں کافروں کی وہ خرابیاں سمجھائی جا رہی تھیں جن کی وجہ سے ان کے خلاف جنگ کی جاتی ہے۔ اس دعوت جہاد کے آخر میں مسلمانوں کو واضح الفاظ میں حکم دیا گیا کہ وہ دنیا سے کافروں کی طاقت وشوکت ختم کرنے اور دین اسلام کو غالب کرنے کے لئے ہمیشہ جہاد کرتے رہیں۔ یہ بہت ہی مشکل حکم ہے کیونکہ پوری دنیا کے کفر سے لڑنا اور پوری دنیا میں اسلام کو غالب کرنا کون سا آسان کام ہے۔ تب فرمادیا کہ گھبرانے کی کیا بات ہے؟ ہم تمہارے مولیٰ ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تم نے صرف عزم کرنا ہے اور نکلنا ہے باقی سارے کام اور ساری مدد تو مولیٰ کریم خود فرماتا ہے۔ کیا تم نے غزوہ بدر میں نہیں دیکھا کہ مولیٰ کریم نے کیسی عظیم الشان نصرت فرمائی۔ پس جہاد کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مدد کے بھروسے پر جاری رکھو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

**نکتہ**

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد اور حمایت مسلمانوں کے پلڑے میں ڈال دی ہے تو پھر ہر وقت جہاد سے بچنے کے لئے کافروں کی طاقت کو تولتے رہنا اور خود کو کمزور سمجھ کر گھر بیٹھے رہنا مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۴۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ

اور جان لو کہ جو کچھ تمہیں بطور غنیمت ملے خواہ کوئی چیز ہو تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ہے

وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ

اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کیلئے ہے اگر تمہیں اللہ تعالیٰ

اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ

پر یقین ہے اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن اتاری جس دن دونوں جماعتیں ملیں

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے

### خلاصہ

اللہ تعالیٰ نے دنیا سے فتنے کے خاتمے اور اسلام کے غلبے کے لئے جہاد کا حکم دیا۔ اور اپنی حمایت اور نصرت کا وعدہ فرمایا۔ جب جہاد ہوتا ہے تو مالِ غنیمت بھی ملتا ہے۔ اس مال غنیمت کی تقسیم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی سے ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم اور مرضی یہ ہے کہ جو کچھ بھی غنیمت میں ملے اس کے پانچ حصے کیے جائیں۔ چار حصے تو مجاہدین میں تقسیم ہوں گے جبکہ پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کی نذر ہوگا۔ اس پانچویں حصے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نیابت میں ان پانچ مصارف میں خرچ فرما سکتے ہیں: ❶ اپنی ذات مبارکہ پر ❷ اپنے اقربا (بنو ہاشم اور بنو المطلب) پر ❸ یتیموں پر ❹ حاجت مند مسلمانوں پر ❺ مسافروں پر۔ اے مسلمانو! اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کی اس نصرت پر جو اس نے ”یوم الفرقان“ یعنی غزوہ بدر کے دن اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی یقین رکھتے ہو تو پھر تمہیں مال غنیمت اسی طرح تقسیم کرنا ہوگا۔ اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ قادر ہے کہ آئندہ بھی تم کو غلبہ اور فتوحات عطاء فرمائے۔

### کلام برکت

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر فتح و نصرت اتاری جس سے تم غالب ہوئے اور اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ آگے (یعنی آئندہ) اور فتح بخش دیوے۔ جو مال کافروں سے لڑ کر لیں وہ غنیمت ہے اس میں پانچواں حصہ نیاز

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی ہے واسطے خرچ رسول کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خرچ ہے (یعنی آپ پر خرچ ہے) اپنی ذات کا اور قرابت والوں کا اور حاجت مند مسلمانوں کا اور بعد حضرت کے بھی خرچ ہوتے ہیں سردار (یعنی امیر المومنین) کو اور جو مال صلح سے لیا (یعنی مال فئے) وہ سارا خرچ مسلمانوں کا (یعنی بیت المال میں جمع ہوگا) پھر غنیمت میں (باقی) چار حصے رہے سو لشکر کو تقسیم کرنا سوار کو دو حصے پیادہ کو ایک۔ (موضح القرآن)

## تفسیر عثمانی

"آغاز سورۃ میں فرمایا تھا قل الانفال للہ والرسول یہاں اس کی قدرے تفصیل بیان فرمائی ہے کہ جو مال غنیمت کافروں سے لڑ کر ہاتھ آئے اس میں کا پانچواں حصہ خدا کی نیاز ہے۔ جسے خدا کی نیابت کے طور پر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام وصول کر کے پانچ جگہ خرچ کر سکتے ہیں: ❶ اپنی ذات پر، ❷ اپنے ان قرابتداروں (بنی ہاشم وبنی المطلب) پر جنہوں نے قدیم (یعنی شروع) سے خدا کے کام میں آپ کی نصرت وامداد کی اور اسلام کی خاطر یا محض قرابت کی وجہ سے آپ کا ساتھ دیا اور مدز کوٰۃ وغیرہ سے لینا ان کے لئے حرام ہوا۔ ❸ یتیموں پر ❹ حاجتمند مسلمانوں پر ❺ مسافروں پر۔ پھر غنیمت میں جو چار حصے باقی رہے وہ لشکر پر تقسیم کیے جائیں۔ سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خمس کے پانچ مصارف میں سے "حنفیہ" کے نزدیک صرف تین اخیر کے باقی رہ گئے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا خرچ نہیں رہا اور نہ اہل قرابت کا وہ حصہ رہا جو ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت قدیمہ کی بنا پر ملتا تھا البتہ مساکین اور حاجتمندوں کا جو حصہ ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتدار، مساکین اور اہل حاجت کو مقدم رکھا جانا چاہیے۔ بعض علماء کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امیر المومنین کو اپنے مصارف کے لئے خمس الخمس (یعنی خمس کا پانچواں حصہ) ملنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔ بعض روایات میں ہے کہ جب "غنیمت" میں سے خمس (اللہ کے نام کا پانچواں حصہ) نکالا جاتا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کا کچھ حصہ بیت اللہ (کعبہ) کے لئے نکالتے تھے۔ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ جہاں سے کعبہ بعید (یعنی دور) ہے وہاں مساجد کے لئے نکالنا چاہیے۔ یوم الفرقان "فیصلہ کے دن" سے مراد "یوم بدر" ہے جس میں حق وباطل کی کشمکش کا کھلا ہوا فیصلہ ہوگیا۔ اس دن حق تعالیٰ نے اپنے کامل ترین بندے پر فتح ونصرت اتاری۔ فرشتوں کی امدادی کمک بھیجی اور سکون واطمینان کی کیفیت نازل فرمائی تو جو لوگ خدا پر اور اس کی تائید غیبی (یعنی غیبی مدد ونصرت) پر ایمان رکھتے ہیں ان کو غنیمت میں سے خدا کے نام کا پانچواں حصہ نکالنا بھاری نہیں ہوسکتا۔" (تفسیر عثمانی)

## فائدہ

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرات مفسرین نے عربی تفاسیر میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا نچوڑ اور خلاصہ ان دو عبارتوں میں آگیا ہے اب ملاحظہ فرمایئے آیت سے متعلق دیگر فوائد اور احکام۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## آیت مبارکہ کا ربط

❶ امام ابوحیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ومناسبة هذه الآية لما قبلها: انه لما امر تعالیٰ بقتال الكفار حتى لا تكون فتنة، اقتضى ذلك وقائع وحروباً، فذكر بعض احكام الغنائم.

یعنی اس آیت کا ماقبل سے ربط یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کافروں سے فتنے کے خاتمے تک لڑنے کا حکم دیا تو لازمی بات ہے کہ اس حکم کو پورا کرنے کیلئے جنگیں اور معرکے ہوں گے (اور ان میں غنیمت بھی مل سکتی ہے) تو اس آیت میں مال غنیمت کے بعض احکام ذکر فرما دیئے۔ اس کے بعد امام ابوحیان یہ وجد آفرین جملہ لکھتے ہیں:

وكان في ذلك تبشير للمومنين بغلبتهم للكفار

اور اس میں مسلمانوں کے لئے کافروں پر غالب آنے کی خوشخبری اور بشارت ہے (کیونکہ مال غنیمت غلبے کی صورت میں ملتا ہے)۔ (البحر المحیط)

معلوم ہوا کہ آیت کا تعلق وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ والی آیت کے ساتھ ہے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ بھی اس کی تائید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اوپر آیت وَقَاتِلُوهُمْ میں قتال کا حکم تھا چونکہ اس (یعنی کبھی) قتال میں غنیمت بھی حاصل ہوتی ہے اس لیے آگے اس کا حکم بیان فرماتے ہیں۔ (بیان القرآن)

امام رازی رحمہ اللہ نے بھی اس آیت کو وَقَاتِلُوهُمْ والی آیت سے جوڑا ہے۔ اب اگر غور کیا جائے تو اس آیت کو وَقَاتِلُوهُمْ والی آیت کے ساتھ جوڑنے سے چند باتیں آسانی سے بھی جا سکتی ہیں:

مال غنیمت کی تقسیم کا یہ قانون قیامت تک کے لئے ہے پس اس سے وَقَاتِلُوهُمْ والی آیت کے حکم کا بھی ہمیشہ کے لئے ہونا معلوم ہو گیا۔ وَقَاتِلُوهُمْ والی آیت میں ایک طویل جہاد کا حکم تھا کہ جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے اور اسلام غالب نہ ہو جائے اس وقت تک لڑتے رہو۔ ظاہر بات ہے فتنے کا مکمل خاتمہ اور اسلام کا مکمل غلبہ تو قرب قیامت ہی میں حاصل ہو گا اب سوال یہ تھا کہ اتنی لمبی جنگ کے لئے اسباب کہاں سے آئیں گے تو حکم کے فوراً بعد غنیمت کا مسئلہ بیان فرما کر مسلمانوں کو تسلی دے دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کفار کے اموال اور ان کی سلطنتیں انہیں عطاء فرمائے گا تب ان اموال و اسباب کے ذریعہ جہاد کے عمل کو جاری رکھنے میں آسانی ہو جائے گی۔

وَقَاتِلُوهُمْ والی آیت میں فرمایا گیا تھا کہ قتال اس لیے ہے تا کہ فتنے کا خاتمہ ہو جائے جبکہ خود اس امت کے لئے سب سے بڑا فتنہ مال ہے جب جہاد میں اموال ملیں گے تو مسلمان فتنے میں پڑ جائیں گے تو انہیں فتنے سے بچانے کے لئے مال غنیمت کی تقسیم کا قانون بتا دیا گیا کہ جب تم اس مال کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تقسیم کرو گے تو فتنے سے بچ جاؤ گے اور تم پر لازم ہے کہ تم اس تقسیم کو قبول کر کے فتنے سے بچو کیونکہ تمہارا جہاد تو ہر طرح کے فتنے کے خاتمے کے لئے ہے۔ غنیمت ملتے ہی پہلا حصہ اللہ تعالیٰ کا نکالو، پھر مجاہدین میں شرعی قانون کے مطابق تقسیم کرو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَقَاتِلُوهُمْ والی آیت مسلمانوں پر جہاد کو فرض کرتی ہے، جب مسلمان اس فریضے کے لئے نکلیں گے تو خود ان کی روزی کا کیا ہوگا آخر انسان کے ذاتی اور گھریلو تقاضے بھی اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں چنانچہ فرضیت جہاد کے حکم کے فوراً بعد مال غنیمت کا تذکرہ آگیا کہ اللہ تعالیٰ جہاد کرنے والے مسلمانوں کو یہ پاکیزہ مال عطا فرمائے گا اور اس کے ذریعے ان کی ضرورتیں پوری فرمائے گا چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری روزی میرے نیزے کے سائے میں رکھی گئی ہے۔ او کما قال

وَقَاتِلُوهُمْ والی آیت میں کفار کے زور کو توڑنے کا حکم تھا اور اس سے پہلے بتایا گیا تھا کہ کفار کا زور ان کے اموال کے بل بوتے پر ہے اور وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے اموال خرچ کر کے جنگ کرتے ہیں اور اتحاد بناتے ہیں، پس کافروں کے ہاتھ میں زیادہ مالی قوت کا ہونا تمام انسانوں کے لئے موت سے زیادہ خطرناک ہے تو وَقَاتِلُوهُمْ کے بعد غنیمت کا تذکرہ چھیڑ کر اشارہ دیا گیا کہ تمہارے جہاد کی وجہ سے کفار کی مالی طاقت ٹوٹ جائے گی اور ان کے وہ اموال واسباب جنہیں وہ انسانوں کی گمراہی اور بربادی کے لئے خرچ کرتے ہیں "اموالِ غنیمت" بن جائیں گے اور ان اموالِ غنیمت سے فقیروں، مسکینوں، یتیموں کی کفالت ہوگی اور اسلامی خلافت اور جہادی تحریک مضبوط ہوگی، گویا کہ اس میں بشارت بھی ہے اور ترغیب بھی کہ مسلمان اس طرف توجہ کریں کہ دشمنان اسلام کی مالی قوت کو زیادہ طاقتور نہ ہونے دیں یعنی موذی سانپ کے زہر اور دانتوں کو نہ بڑھنے دیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

❷ آیت کا ماقبل کے ساتھ دوسرا ربط یہ ہے کہ اس آیت کا تعلق سورۃ الانفال کی پہلی آیت قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ کے ساتھ ہے اور یہ آیت اس آیت کی تفصیل ہے۔ تفسیر عثمانی کی عبارت میں اسی ربط کو اختیار کیا گیا ہے۔

اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ بھی لکھتے ہیں:

اور اگر ان آیتوں کا نزول غزوہ بدر میں ہو جیسا کہ اکثر کا قول ہے تو یہ آیت شروع سورت کی آیت قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ کی من وجہ تفصیل ہو جائے گی۔ (بیان القرآن)

ابو حیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قال الكلبي نزلت ببدر، وقال الواقدي كان الخمس في غزوة بني قينقاع بعد بدر بشهر وثلاثة ايام للنصف من شوال على رأس عشرين شهرا من الهجرة.

یعنی کلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت بدر کے موقع پر نازل ہوئی جبکہ واقدی رحمہ اللہ کے نزدیک بدر کے ایک مہینہ تین دن بعد غزوہ بنی قینقاع کے موقع پر خمس نکالا گیا۔ (البحر المحیط)

اب سوال یہ ہے کہ یہ آیت قل الانفال للہ والرسول والی آیت کو منسوخ کرتی ہے یا نہیں۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے دونوں اقوال ذکر کیے ہیں۔ حضرات اکابر کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ ترجیح اس قول کو ہے کہ وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آیت بھی منسوخ نہیں ہوئی بلکہ جب بدر کی غنیمت میں حضرات صحابہ کرام کا اختلاف ہوا تو انہیں دنیا کی محبت سے بے غرض کرنے اور باہمی اختلاف سے بچانے کے لئے فرمایا گیا کہ مال غنیمت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اس بارے میں آپ لوگوں کو رائے دینے اور اختلاف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح چاہیں گے اس مال کا فیصلہ فرمائیں گے۔ یہ اعلان سن کر صحابہ کرام کے قلوب بالکل ٹھیک ہوگئے اور ان کی توجہ مال غنیمت سے ہٹ گئی اور وہ دوبارہ بے غرض مجاہد بن گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر مال غنیمت کے چار حصے انہیں واپس لوٹا دیئے اور قیامت تک کے لئے تقسیم غنائم کا قانون نازل فرمادیا۔ گویا کہ پہلی آیت میں مختصر فیصلہ تھا کہ غنیمت کی تقسیم اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوگی اور اس آیت میں اس حکم کی تفصیل آگئی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## غنیمت کے لغوی اور اصطلاحی معنٰی

غنیمت کے لغوی معنٰی الفوز بالشی۔ یعنی کسی چیز کو پالینا، کسی چیز کو لینے میں کامیاب ہوجانا۔ (التفسیر الکبیر)

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الغنيمة في اللغة ماينالہ الرجل او الجماعة بسعي

غنیمت لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جسے کوئی فرد یا جماعت کوشش کرکے حاصل کرے۔

جبکہ شریعت کی اصطلاح میں غنیمت اس مال کو کہتے ہیں جو قوت کے زور پر جنگ میں کافروں سے حاصل کیا جاتا ہے۔

مال الكفار اذا ظفر به المسلمون على وجه الغلبة والقهر (القرطبی)

والغنيمة في الشريعة ما دخلت في ايدي المسلمين من اموال المشركين على سبيل القهر بالخيل والركاب (التفسير الكبر)

جبکہ فئے وہ مال کہلاتا ہے جو کفار سے جنگ کے بغیر حاصل ہوجائے۔ یعنی جب وہ ہتھیار ڈال دیں اور صلح کی درخواست کریں۔

## بعض الفاظ کے معانی

واعلموا انما میں ما بمعنی الذی ہے اور اس اسم موصول کا صلہ غنمتم ہے اس میں ضمیر محذوف ہے تقدیر یوں ہوگی واعلموا ان الذی غنمتموہ (المدارک)

من شیء۔ میں من بیان کے لئے ہے اور تنوین سے معلوم ہوا کہ جو چیز بھی غنیمت میں ملے حتی کہ سوئی اور دھاگہ وہ سب اس حکم کے مطابق تقسیم ہوگا۔

من شيء۔ بیانہ قيل حتى الخيط والمخيط (المدارک)

حضرات فقہاء کرام نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں دوران جنگ کچھ چیزوں کے استعمال کو اس حکم سے مستثنیٰ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے مثلاً کھانے پینے کی اشیاء اور ایمونیشن (اسلحہ) وغیرہ۔

فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ "فقہاء حنفیہ نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام مصارف خمس کی ابتداء میں محض برکت کے لئے آیا ہے کہ حقیقۃً تو اللہ کی ملک و مملوک دنیا کی ہر چیز ہے۔ نکرہ تعالیٰ للتبرک باسمہ فی ابتداء الکلام اذالکل للّٰہ" (درمختار)۔ (تفسیر ماجدی)

ایک مسلمان مجاہد کا فرض بنتا ہے کہ جب اسے فتح اور مال غنیمت ملے تو وہ اس میں بھی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے جس کی خاطر اس نے جہاد کیا ہے اور جس کی نصرت سے اسے فتح ملی ہے اس لیے مصارف کا آغاز اللہ تعالیٰ کے نام سے کیا گیا کہ وہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا حصہ نکالے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینا ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو دیا (کما ھو مصرح فی التفاسیر) اور اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے بیت المال میں جمع کرانا اور غریبوں مسکینوں کو دینا بھی ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے ورنہ وہ تو غنی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

" یعنی کل مال غنیمت کا ۴/۵ حصہ تو غازیوں میں تقسیم ہو جائے گا اور باقی ۱/۵ اللہ کی نذر ہوگا یعنی خالص رضائے الٰہی کے کاموں میں اور اشاعت و اعانت دین میں صرف ہوگا۔

آجکل کی اصطلاح میں یہ حصہ اسلامی اسٹیٹ کا ہوگا اور اسلامی سرکاری خزانہ میں جمع ہوگا۔" (تفسیر ماجدی)

وَلِلرَّسُوْلِ "اللہ اور رسول کے یہ دو حصے الگ الگ نہیں کل ایک ہی حصہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمانہ حیات میں ملتا تھا، نائب الٰہی اور خلیفۃ اللہ کی خدمت میں اسے پیش کر دینا اللہ ہی کے حضور پیش کرنا تھا۔ سرکاری ۱/۵ کا یہ پانچواں حصہ یعنی کل کا محض ۱/۲۵ اس کو مل رہا ہے جو ایک ہی وقت میں آمر حکومت بھی تھا امیر لشکر بھی تھا حامل رسالت بھی تھا۔ وفات شریف کے بعد یہ حصہ ساقط ہو گیا۔

وسھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم سقط بموته (ھدایة) وسھم النبی صلی اللہ علیه وسلم انما کان له مادام حیا فلما توفی سقط سھمه (جصاص)

شافعیہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کو یہ حصہ ملے گا لیکن حنفیہ کا استدلال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حصہ تو منصب رسالت کی بنا پر تھا اور رسالت آپ کے بعد رہی نہیں۔

لانه علیه السلام کان یستحقه برسالته ولا رسالة بعده (ھدایة)

خود خلفاء راشدین کا تعامل بھی حنفیہ ہی کی تائید میں ہے کہ انہوں نے کبھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اپنی جانب منتقل نہیں کیا۔" (تفسیر ماجدی)

## یوم الفرقان

جمعہ کا دن سترہ رمضان ۲ھ مطابق ۶۲۴ء...... غزوہ بدر کا دن جس دن حق و باطل کا ایسا فیصلہ ہوا کہ سب کو کھلی آنکھوں سے نظر آ گیا اور قیامت تک کے لئے ایک مثال قائم ہو گئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

والمراد منه ما انزل علیه من الآیات، والملئکة والفتح ذلک الیوم (التفسیر الکبیر)

یعنی اس دن نازل ہونے والی چیزوں سے مراد آیات، فرشتے اور فتح وغیرہ ہیں۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ ای یقدر علی نصرکم وانتم قلیلون ذلیلون (تفسیر الکبیر)

یعنی وہ اس حال میں بھی تمہیں غالب کرنے پر قادر ہے جب تم تھوڑے اور کمزور ہو۔

**فائدہ**

اللہ تعالیٰ مال غنیمت کی تقسیم کا قانون بیان فرماتے ہوئے پھر غزوہ بدر کی یاد دلاتا ہے کہ اگر چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فتوحات کا سلسلہ جاری رہے تو پھر "اموال غنیمت" میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کو نافذ کرو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

**عجیب نکتہ**

مال غنیمت کی تقسیم کے اس قانون کو باریکی سے دیکھیں اور پھر اندازہ لگائیں کہ جہاد کا عمل کتنا عظیم، اونچا اور مبارک عمل ہے۔ مجاہد نے جہاد کیا اور غنیمت لے آیا۔ اب اللہ پاک نے محبت سے فرمایا کہ پہلا حصہ میرا۔ سبحان اللہ! کتنی محبت کا اظہار ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو غنی ہے۔

پھر اسی مال غنیمت میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ مقرر فرما دیا۔ اپنے محبوب اور آخری نبی ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ جس مال کو مقرر فرما رہا ہے خود اندازہ لگالیں کہ وہ مال کتنا پاکیزہ اور مبارک ہوگا۔ پھر یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا حصہ کہ جہاد اور مجاہد کے فیض سے امت مسلمہ کے محروم طبقے بھی راحت اور سکون حاصل کریں۔ روایات میں کعبہ شریف اور مساجد کے لئے مال غنیمت میں سے حصہ نکالنے کا تذکرہ موجود ہے تو جہاد کا فیض کعبہ شریف کی خدمت میں اور مساجد کی آبادی میں بھی پہنچا۔ خود اندازہ لگائیں جہاد کتنا عظیم، اونچا اور مبارک عمل ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ٤٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ

جس وقت تم ورلے کنارے پر تھے اور وہ پرلے کنارے اور قافلہ تم سے

اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ

نیچے اتر گیا تھا اور اگر تم آپس میں وعدہ کرتے تو ایک ساتھ وعدے پر نہ پہنچتے لیکن

لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ڏ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ

اللہ تعالیٰ کو ایک کام کرنا تھا جو مقرر ہو چکا تھا تاکہ جو ہلاک ہو وہ اتمام حجت کے بعد ہلاک ہو

وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ٤٢

اور جو زندہ رہے وہ اتمام حجت کے بعد زندہ رہے اور بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے

### خلاصہ

یوم الفرقان یعنی فیصلے والا دن، خاص بدر والا دن۔ یہ وہ وقت تھا جب مسلمان ابوسفیان کے قافلے کو پانے کے لئے اور مشرکین مکہ اس قافلے کو بچانے کے لئے اچانک آمنے سامنے آ گئے۔ مسلمان میدانِ بدر کے مدینہ منورہ کی جانب والے کنارے پر تھے۔ یہ جگہ جنگ کے لئے مناسب نہیں تھی اور مشرکین میدان کے اس کنارے پر تھے جو مدینہ سے دور تھا یہ جگہ صاف زمین تھی اور پانی کے قریب تھی۔ ادھر ابوسفیان کا قافلہ مسلمانوں سے ہٹ کر نیچے کی طرف ساحل سمندر والے راستے پر نکل چکا تھا۔ دونوں لشکر مقابلے کے لئے خود بخود آمنے سامنے آ گئے حالانکہ اگر یہ جنگ پہلے سے طے شدہ ہوتی تو دونوں فریق مقررہ وعدہ پر میدان میں نہ پہنچتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے دونوں لشکروں کو آمنے سامنے کر دیا تاکہ مسلمانوں کی فتح اور دین کے غلبے کا جو فیصلہ ہو چکا تھا اسے پورا کر دیا جائے۔ غزوہ بدر کے موقع پر اسلام کی حقانیت اور کفر و شرک کے باطل ہونے کو اس لیے بالکل واضح کر دیا گیا تاکہ اتمام حجت ہو جائے اور جو کفر پر رہے اس کو پتہ ہو کہ وہ باطل پر ہے اور حق دیکھنے کے باوجود ہلاکت کی طرف جا رہا ہے اور جو ایمان اختیار کرے اسے کھلی آنکھوں سے نظر آئے کہ وہ حق و کامیابی کے راستے پر ہے۔ گویا کہ مغالطے کا دروازہ بند ہو جائے باقی اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز اور کوئی حالت چھپ نہیں سکتی وہ خوب سننے والا خوب علم والا ہے۔

### کلام برکت

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی قریش اپنے قافلہ کی مدد کو آئے تھے اور تم قافلہ کی غارت کو (نکلے تھے) قافلہ بچ گیا اور دونوں فوجیں ایک میدان کے دو کناروں پر آ پڑیں ایک کو دوسرے کی خبر نہیں۔ یہ تدبیر اللہ کی تھی اگر تم قصداً جاتے تو ایسا بروقت نہ پہنچتے اور اس فتح کے بعد کافروں پر صدقِ پیغمبر کا کھل گیا۔ جو مرا وہ بھی یقین جان کر مرا اور جو جیتا رہا وہ بھی حق پہچان کر (تاکہ) اللہ کا الزام پورا ہو (یعنی حجت پوری ہو جائے)۔ (موضح القرآن)

## بعض الفاظ کی ترکیب اور معنی

اِذْ اَنْتُمْ میں اذ بدل ہے "یوم" سے (جلالین)

یعنی یوم الفرقان وہ دن ہے جب تم اِدھر والے کنارے پر تھے۔

دوسری ترکیب یہ ہے کہ یہ بدل ہے وما انزلنا سے۔

ای انزلنا اذانتم علی هذه الصفة۔ (قرطبی)

تیسری ترکیب یہ ہے کہ یہاں اذکروا مضمر ہے یعنی انکروا اذ انتم۔ انه متعلق بمضمره معناه واذكروا اذ انتم۔ (تفسیر کبیر)

اَلْعُدْوَةِ کنارے کو کہتے ہیں۔ والعدوة جانب الوادی۔ (القرطبی)

قال ابن السكيت عدوة الوادی وعدوته جانبه۔ (تفسیر کبیر)

اَلدُّنْیَا یہ الادنیٰ کی تانیث ہے، معنی ہے قریب

والدنیا: تانيث الادنیٰ من دنا يدنو ا۔ (القرطبی)

وَالْقُصْوٰی یہ الاقصیٰ کی تانیث ہے معنی ہے دور

والقصوىٰ تانيث الاقصىٰ من قصا يقصو۔ (القرطبی)

فالدنيا كان مما يلى المدينة والقصوىٰ مما يلي مكة۔ (القرطبی)

" اَلْعُدْوَةِ الدُّنْیَا یعنی مدینہ سے قریب تر حصہ میں شام سے جو شاہراہ مکہ کو آتی تھی اسی سے متصل قصبہ بدر کی حدود سے ذرا پہلے شمال و مغرب کی سمت میں یہ پہاڑی پڑتی تھی (مسلمان یہاں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے)"۔ (تفسیر ماجدی)

اَلْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی یعنی مدینہ سے بعید تر حصہ میں یہ پہاڑی قصبہ بدر کے جنوب و مشرق میں تھی سالار قریش ابو جہل مخزومی اپنی فوج لے کر یہیں مقیم تھا۔ (تفسیر ماجدی)

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وكان الماء فى العدوة التى نزل بها المشركون۔

یعنی پانی اس جانب تھا جہاں مشرکین نے پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔ (تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## جنگ بدر کا نقشہ بتانے کا مقصد

امام نسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

**لیعلم الخلق ان النصر والغلبة لاتکون بالکثرة والاسباب بل باللّٰہ تعالیٰ...... الخ**

(اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دونوں لشکروں کے پڑاؤ کی جگہ اور مراکز بتائے حالانکہ اس زمانے کے لوگوں نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوا تھا یہ اس لیے بیان فرمایا) تاکہ تمام انسانوں کو معلوم ہو جائے کہ فتح وغلبہ زیادہ تعداد اور زیادہ اسباب سے نہیں ملتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم (اور اس کی نصرت سے) ملتا ہے۔ آگے جنگ بدر کے اس نقشے کا حال بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

**وذلك ان العدوة القصوىٰ التي اناخ بها المشركون كان فيها الماء وكان ارضا لا بأس بها ولا ماء بالعدوة الدنيا وهي خبار تسوخ فيها الارجل ولا يمشي فيها الا بتعب ومشقة وكان العير وراء ظهور العدو مع كثرة عددهم وعدتهم وقلة المسلمين وضعفهم ثم كان ما كان. (المدارك)**

(ظاہری اسباب کے تحت فتح مشرکین کو ملنی چاہیے تھی۔ مگر فتح اور غلبہ اسباب سے نہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملتا ہے) وہ اس طرح کہ مشرکین نے جس دور والے کنارے پر پڑاؤ ڈالا تھا وہاں پانی موجود تھا اور زمین اچھی تھی جبکہ ادھر (مسلمانوں) والی جانب پانی بھی نہیں تھا اور زمین نرم تھی، اس میں پاؤں دھنستے تھے اور اس میں بلامشقت چلنا ممکن نہیں تھا اور قافلہ بھی دشمنوں کے لشکر کی پشت پر تھا (یعنی ان کی مدد کو آسکتا تھا) اور اس کے ساتھ ساتھ دشمن کے لشکر کی تعداد اور تیاری بہت زیادہ تھی جبکہ مسلمان کم اور کمزور تھے۔ اس سب کے باوجود وہی ہوا جو ہونا تھا۔ (المدارک)

**وَإِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ**

"یعنی اللہ تعالیٰ کمزور مظلوموں کی فریاد سننے والا ہے اور جانتا ہے کہ کس طریقہ سے ان کی مدد کی جائے، دیکھو بدر میں مسلمانوں کی فریاد کیسی سنی اور کیسی مدد فرمائی۔" (تفسیر عثمانی)

## غزوۂ بدر کی کیفیات

قرآن پاک مسلمانوں کو بار بار غزوہ بدر یاد دلاتا ہے تاکہ وہ غزوہ بدر کی ترتیب کو بار بار زندہ کریں اور دنیا میں اسلام کو غلبہ نصیب ہو۔ غزوہ بدر کی اس یاد دہانی میں اس کی ایک ایک کیفیت یاد دلائی جاتی ہے تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کا یقین پیدا ہو جائے اور وہ جہاد کے مختلف مراحل میں غزوہ بدر کی ترتیب کو زندہ کر سکیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ بدر میں نکلنا، اللہ تعالیٰ کا دو جماعتوں میں سے ایک عطا فرمانے کا وعدہ کرنا، بعض مسلمانوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی کمزوری کی وجہ سے بحث کرنا، جنگ کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کو پکارنا اور اس کے حضور فریاد کرنا، آسمان سے بارش کا برسنا، اونگھ اور غنودگی کے ذریعہ مسلمانوں کو سکون ملنا، فرشتوں کا اترنا، فرشتوں کا لڑنا، الغرض ایک ایک کیفیت اور ایک ایک ادا قرآن پاک نے محفوظ فرمائی۔ اور قیامت تک کے مسلمانوں کو سنائی۔ اب اس آیت میں میدان جنگ کا وہ نقشہ بیان فرمایا جس کی رو سے کافروں کی فتح یقینی تھی مگر انہیں عبرتناک شکست ملی۔

ناہموار حالات میں حق کو غالب کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے کون سا مشکل ہے۔ مسلمان اللہ تعالیٰ کی نصرت کو نہیں دیکھتے، اس کے حکم کو مان کر میدان جہاد میں نہیں نکلتے، بس حالات کی ناہمواری کا رونا روتے رہتے ہیں اور گھر بیٹھے رہتے ہیں۔ غزوہ بدر کے دن مسلمانوں کے لئے کون سے حالات درست، موافق یا ہموار تھے۔ وہ پوری جنگ اللہ تعالیٰ کی مدد کے سہارے لڑی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد آج بھی ایمان والوں کے ساتھ ہے مگر اس وقت جب وہ جہاد میں نکل کر اور جان و مال کی قربانی پیش کر کے اپنے ''مومن'' ہونے کا ثبوت دیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## جہاد سے دلیل واضح ہوتی ہے

اس آیت میں بالکل صاف الفاظ میں بتا دیا گیا کہ یہ معرکہ کیوں ہوا؟ تا کہ اللہ تعالیٰ حق کا حق ہونا ایسا ظاہر فرما دے کہ دوست دشمن سب پہچان لیں۔ پھر جس کی مرضی حق پر جئے اور جس کی مرضی باطل پر مرے۔ پس جہاد ہی وہ عمل ہے جس میں مسلمان جب اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر اپنی قلت و کمزوری کے باوجود نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی نصرت فرماتا ہے۔ اور انہیں ایسی فتح اور ایسی شان عطا فرماتا ہے کہ دشمنان اسلام بھی اسلام کی حقانیت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ پھر ان میں سے جس کی فطرت بالکل مسخ نہیں ہوئی ہوتی وہ اسلام قبول کر لیتا ہے۔ اور جس کی فطرت مسخ ہو چکی ہوتی ہے وہ کفر پر تو ضرور رہتا ہے مگر وہ جان لیتا ہے کہ وہ باطل پر ہے۔ لیکن جب جہاد نہیں ہوتا اور کافروں کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ خود کو حق پر سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کی کمزوری اور غلامی دیکھ کر ان کی غلط فہمی یقین کی حد تک پہنچ جاتی ہے جبکہ مسلمانوں میں سے کمزور ایمان والے افراد کافروں کی ظاہری ترقی اور قوت دیکھ کر اسلام کے بارے میں شک کرنے لگتے ہیں۔ گویا کہ معاملہ الٹا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اجتماعی طور پر فریضہ جہاد کو غزوہ بدر کی ترتیب پر زندہ کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قال محمد بن اسحاق: ليكفر من كفر بعد الحجة لما رأى من الآية والعبرة، ويومن من آمن على مثل ذلك، وهذا تفسير جيد وبسط ذلك انه تعالىٰ يقول: انما جمعكم مع عدوكم في مكان واحد، على غير ميعاد، لينصركم عليهم ويرفع كلمة الحق على الباطل، ليصير الامر ظاهرا والحجة قاطعة والبراهين ساطعة، ولا يبقى لأحد حجة، ولا شبهة، وحينئذ يهلك من هلك اي

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یستمر فی الکفر من استمر فیه علی بصیرة من امره انه مبطل لقیام الحجة علیه، ویحیٰ من حی ای یومن من آمن عن بینة ای حجة وبصیرة والایمان هو حیاة القلوب، قال اللّٰه تعالیٰ:

أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ (الانعام ۱۲۲)(تفسیر ابن کثیر)

سبحان اللہ! جہاد کی کیا شان ہے کہ مومن کے ایمان کو بصیرت والا بنا دیتا ہے اور کافر کے کفر کو خود کافر پر واضح کر دیتا ہے چونکہ سب سے بڑا جہاد بدر کے دن ہوا ہے اس لیے اس کا نام ''یوم الفرقان'' پڑ گیا۔

## طے شدہ جنگ کیوں نہ ہوتی

اس آیت میں فرمایا گیا ہے وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَاخْتَلَفْتُمْ یعنی اگر دونوں فریق یہ جنگ پہلے سے طے کرتے تو اس جنگ کی نوبت ہی نہ آتی لَاخْتَلَفْتُمْ کے بارے میں مفسرین نے دو قول لکھے ہیں:

❶ مسلمان اپنی کمزوری، قلت اور بے سروسامانی کی وجہ سے میدان میں آنے سے ہچکچاتے اور کافر مسلمانوں کی جرأت، ہمت اور فدائی جذبے کے ڈر سے میدان کا رخ نہ کرتے۔ ❷ یا اختلاف خود مسلمانوں میں ہو جاتا کہ کچھ لڑنے پر آمادہ ہوتے اور کچھ راضی نہ ہوتے اس لیے کہ جہاد کا معاملہ ابھی نیا تھا اور مسلمان کمزور اور بے سروسامان تھے۔ (ملخص از بیان القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ٤٣، ٤٤

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ وَّلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا

جب کہ اللہ تعالیٰ نے وہ کافر تجھے تیرے خواب میں تھوڑے کر کے دکھلائے اور اگر تجھے بہت

لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ

دکھلا دیتا تو تم لوگ نامردی کرتے اور کام میں جھگڑا ڈالتے لیکن اللہ تعالیٰ نے بچا لیا جو بات دلوں

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٤٣﴾ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْۤ اَعْيُنِكُمْ

میں ہے وہ اسے خوب معلوم ہے۔ اور جب تمہیں وہ فوج مقابلہ کے وقت تمہاری آنکھوں میں تھوڑی کر کے دکھائی

قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْۤ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ

اور تمہیں ان کی آنکھوں میں تھوڑا کر کے دکھایا تاکہ اللہ تعالیٰ ایک کام پورا کردے جو مقرر ہو چکا تھا

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٤٤﴾

اور ہر کام اللہ تعالیٰ تک ہی پہنچتا ہے

### خلاصہ

غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مزید دو طرح سے نصرت فرمائی پہلی یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ سے پہلے خواب میں دکھایا کہ مشرکین کا لشکر کم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب اپنے صحابہ کرام کو بتایا تو ان کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اگر ان کی تعداد زیادہ دکھائی جاتی تو مسلمانوں میں کم ہمتی پیدا ہو جاتی اور ان کی صفوں میں ایسا اضطراب پیدا ہو جاتا کہ وہ دشمنوں سے لڑنے کے معاملے میں باہم اختلاف کرنے لگتے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں کم ہمتی اور اختلاف سے محفوظ رکھا کیونکہ وہ دلوں کے حالات جانتا ہے اس لیے اس نے دلوں کی مضبوطی کا سامان کر دیا۔ دوسری نصرت یہ ہوئی کہ جنگ کے وقت ابتداء میں دونوں لشکر ایک دوسرے کو کم تعداد والا دیکھ رہے تھے۔ اس سے بھی مسلمانوں کو کئی طرح کے جنگی فائدے حاصل ہوئے۔ اور اس تدبیر کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کفار کی مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کا اپنا فیصلہ نافذ فرما دیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں سارے معاملات ہیں جو کچھ وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور ہر معاملہ حقیقت میں اسی کی طرف لوٹتا ہے۔

### دو سوال

آیت مبارکہ تو بالکل واضح ہے مگر اس میں دو سوال پیدا ہو سکتے ہیں: ❶ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب تو سچا ہوتا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جبکہ مشرکین کا لشکر تو حقیقت میں مسلمانوں کے لشکر سے بہت بڑا تھا پھر خواب میں چھوٹا دیکھنے کے کیا معنی ہیں؟ ❷ اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ ہر لشکر اپنے مدمقابل لشکر کو کم اور تھوڑا دیکھ رہا تھا جبکہ آلِ عمران کی آیت یرونھم مثلیھم میں گزر چکا ہے کہ دونوں لشکر اپنے مدمقابل کو اپنے سے دگنا (دوچند) دیکھ رہے تھے تو دونوں آیتوں کو کس طرح سے جوڑا جائے گا؟

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب سچا ہوتا ہے۔ مگر خواب میں خود وہ خواب مراد نہیں ہوتا بلکہ اس کی تعبیر مراد ہوتی ہے اور تعبیر کے اعتبار سے یہ خواب بالکل سچا تھا کیونکہ اس کی کئی کئی تعبیریں تھیں مثلاً:

❶ کافروں کے کم ہونے کا مطلب ان کی شکست تھی۔ چنانچہ ان کو اس جنگ میں عبرتناک شکست ہوئی۔

❷ کافروں کے کم ہونے کا مطلب جنگ میں ان کی کمزوری تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ باوجود مسلح اور بہادر ہونے کے ہمت کے ساتھ نہ لڑ سکے ان کے دلوں پر رعب چھا گیا ان کی صفیں منتشر ہوگئیں ان کا حوصلہ ٹوٹ گیا اور مسلمانوں نے ان کو ایسے مارا اور پکڑا جس طرح وہ مسلح لشکر نہیں بکریوں اور دُنبوں کا ریوڑ ہو۔

❸ کافروں کے کم ہونے کا مطلب یہ تھا کہ ان میں سے اکثر بعد میں مسلمان ہوگئے تو خواب میں صرف وہی کافر دکھائے گئے جو حالت کفر پر مرے۔

❹ بزدل افراد جتنے بھی زیادہ ہوں وہ کم ہوتے ہیں اور بہادر جتنے کم ہوں وہ زیادہ ہوتے ہیں۔ خواب میں ان کی تعداد کم دکھانے کا مطلب ان کی بزدلی تھی کہ یہ میدان جنگ میں بزدلی دکھائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

الغرض خواب میں کوئی منظر دکھا کر اس کے نتیجے کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ اہل تعبیر نے لکھا ہے کہ سردیوں میں اپنے گھر میں آگ لگی دیکھنا مال اور سونا ملنے کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ اب کوئی آدمی خواب میں آگ دیکھے اور اس کو سونا مل جائے تو یہی کہا جائے گا کہ اس کا خواب سچا ہے۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کی تعبیر ''علم'' اور قمیص کی تعبیر ''دین'' بیان فرمائی ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خواب بالکل سچا تھا۔ اور اس کی تعبیر سب نے کھلی آنکھوں سے دیکھ لی۔ خواب کی تعبیر کیا تھی اس پر مفسرین کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیں:

**کلماتِ برکت**

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کافر تھوڑے نظر آئے اور مسلمانوں کو مقابلے کے وقت (تھوڑے نظر آئے) (تا کہ) جرأت سے لڑیں، پیغمبر کا خواب غلط نہیں ان میں کافر رہنے والے کم ہی تھے اکثر وہ تھے جو پیچھے (یعنی بعد میں) مسلمان ہوئے۔ (موضح القرآن)

**تفسیر عثمانی**

اور خواب کی تعبیر یہ بھی ہوسکتی ہے کہ تھوڑی تعداد سے مقصود ان کی مغلوبیت کا اظہار ہو۔ (تفسیر عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## کلامِ رازی

قلنا: مذهبنا انه تعالیٰ یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید. وایضا لعله تعالیٰ اراہ البعض دون البعض۔ (تفسیر کبیر)

ہمارا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی جو چاہے کرے اور جس چیز کا چاہے فیصلہ فرمائے۔ (اس کی مرضی وہ زیادہ کو کم اور کم کو زیادہ قرار دے) اور یہ جواب بھی ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ لوگ دکھائے گئے ہوں اور کچھ نہ۔ (التفسیر الکبیر)

امام رازی رحمہ اللہ کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں بعینہٖ وہ چیز دکھائی جاتی ہے جو اصل ہوتی ہے ایسا نہیں ہوتا کہ خواب کچھ ہو اور تعبیر کچھ اور۔

## تحقیقِ حقانی

جواب: یہ رویت باعتبار ان کی قوت و دلیری کے تھی سو اس لحاظ سے وہ اسی قدر تھے یہ جہل مرکب نہیں نہ غلطی ہے۔ بلکہ چشم حقیقت بین کو نفس الامر (یعنی اصل حقیقت) پر مطلع کیا۔ دنیا میں جس غلطی کرتی ہے خدا تعالیٰ قادر مطلق ہے انسان کے جمیع قویٰ اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ رات دن دنیا میں یہی ہورہا ہے کسی کو کوئی چیز اچھی کر کے دکھاتا ہے اسی (چیز) کو دوسرے کی نظر میں مکروہ (یعنی ناپسندیدہ) بناتا ہے جس قوم اور دولت (یعنی حکومت) کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے ان کی نظر میں مخالف کو کمزور دکھاتا ہے مخالف کو ان پر جرأت دلا کر مقابلہ کرا دیتا ہے ان کا کام تمام ہو جاتا ہے مُسبب اسبابؒ کی ہر روز نئی شان ہے آنکھ ہو تو دیکھ لو۔ (تفسیر حقانی)

## تقریرِ اندلسی

امام ابو حیان الاندلسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وتظاهرت الروايات انها رؤيا منام رأى الرسول صلى الله عليه وسلم فيها الكفار قليلاً فأخبر بها اصحابه، فقويت نفوسهم وشجعت على اعدائهم وقال النبي صلى الله عليه وسلم لاصحابه حين انتبه "ابشروا لقد نظرت الى مصارع القوم" والمراد بالقلة هنا: قلة القدرة والبأس والنجدة وانهم مهزومون، مصروعون، ولا يحمل على قلة العدد لانه صلى الله عليه وسلم. رؤياه حق وقد كان علم انهم مابين تسعمائة الى الف، (البحر المحيط)

یعنی اکثر روایات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا جانا خواب میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں کفار کو کم دیکھا تو آپ نے اپنے صحابہ کرام کو بیان فرمایا جس سے ان میں اپنے دشمنوں کے خلاف قوت اور بہادری بڑھ گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار ہو کر اپنے صحابہ سے فرمایا: خوشخبری سنو کہ میں نے مشرکین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے قتل ہو کر گرنے کی جگہوں کو دیکھ لیا ہے۔ خواب میں کم دیکھنے سے مراد ان کی مضبوطی، بہادری اور ہمت کو کم دیکھنا ہے اور یہ کہ وہ شکست کھائیں گے اور پچھاڑے جائیں گے۔ اس سے مراد تعداد کی کمی نہیں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب سچا ہوتا ہے اور آپ کو معلوم تھا کہ مشرکین کی تعداد دو سو سے ایک ہزار کے درمیان ہے۔ (البحر المحیط)

## دوسرے سوال کا جواب

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا تعلق جنگ کے آغاز سے ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی آنکھوں میں اپنی نصرت کا ایسا سرمہ لگا دیا کہ ان کے دل قوت اور بہادری سے بھر گئے اور ان کو کفار کا لشکر کم، کمزور اور حقیر نظر آنے لگا دوسری طرف کفار کی آنکھوں میں غرور اور غفلت کا ایسا نمک ڈالا کہ وہ مسلمانوں کو ان کی اصل تعداد سے بھی کم دیکھنے لگے۔ چنانچہ مسلمان تو بہادری سے لڑے کہ انہوں نے کفار کے لشکر کی طاقت کی خبریں سن رکھی تھیں مگر جب انہیں یہ لشکر کم اور کمزور نظر آیا تو وہ بلند مقصد کی خاطر ان پر ٹوٹ پڑے جبکہ مشرکین نے آسان شکار سمجھ کر جرأت و بے پروائی اور تکبر کے جذبات سے ملی جلی جنگ شروع کی۔

یہ تو ہوا جنگ کے آغاز کا حال۔ جبکہ سورۃ آل عمران کی آیت (۱۳) میں جنگ کے درمیان کی حالت کا بیان ہے کہ مسلمانوں نے کافروں کو دگنا دیکھا اس سے ان پر کوئی فرق نہیں پڑا کیونکہ وہ میدان پر چھا چکے تھے جبکہ کافروں نے مسلمانوں کو اپنے سے دگنا دیکھا تو ان کے اوسان مزید خطا ہو گئے اور ان کی بدحواسی میں اضافہ ہو گیا۔ مسلمانوں کا کافروں سے دگنا ہونا یا تو فرشتوں کی وجہ سے نظر آ رہا تھا یا میدان جنگ پر چھا جانے کی وجہ سے۔

ملاحظہ فرمائیے چند عبارتیں:

## تفسیر ابن کثیر

فلما التحم القتال وايد الله المومنين بالف من الملئكة مردفين، بقي حزب الكفار يرى حزب الايمان ضعفيه كما قال تعالى: قد كان لكم...... الآية

پھر جب لڑائی گرم ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار فرشتوں سے مسلمانوں کی مدد بھیجی تو کفار کا لشکر مسلمانوں کو اپنے سے دو گنا دیکھ رہا تھا جیسا کہ اس آیت میں ہے: قد كان لكم...... الآية (ابن کثیر رحمہ اللہ)

## تفسیر عثمانی

پھر جب مسلمانوں نے دلیرانہ حملے کیے اور فرشتوں کا لشکر مدد کو پہنچا اس وقت کفار کو مسلمان دگنے نظر آنے لگے كما في آل عمران۔ (تفسیر عثمانی)

## تفسیر قرطبی

كان هذا في ابتداء القتال حتى قال ابوجهل في ذلك اليوم: انما هم اكلة جزور خذوهم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

**اخذا واربطوھم بالحبال فلما اخذوا فی القتال عظم المسلمون فی اعینھم فکثروا کما قال یرونھم مثلیھم رأی العین۔ (آل عمران ۱۳)**

یعنی مسلمانوں کا کافروں کی نظر میں تھوڑا نظر آنا جنگ کے آغاز میں تھا یہاں تک کہ ابوجہل نے اس دن کہا یہ لوگ تو ایک اونٹ کھانے والے ہیں۔ (یعنی جتنے لوگ مل کر ایک اونٹ کھاتے ہیں یہ اتنے ہیں) تم ان کو آرام سے پکڑ کر رسیوں سے باندھ دو پھر جب انہوں نے لڑائی شروع کی تو مسلمان ان کی آنکھوں پر چھا گئے اور زیادہ نظر آنے لگے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **یرونھم مثلیھم......** (القرطبی)

## تحقیق نسفی

**قیل قد قللھم فی اعینھم قبل اللقاء ثم کثرھم فیما بعدہ لیجترئوا علیھم قلۃ مبالاۃ بھم ثم تفجأھم الکثرۃ فیبھتوا ویھابوا۔**

جنگ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کافروں کی آنکھوں میں تھوڑا دکھایا پھر بعد میں زیادہ دکھایا تا کہ کفار بے پروائی کے ساتھ ان پر چڑھ دوڑیں پھر اچانک انہیں زیادہ تعداد نظر آئی تو ہکے بکے رہ گئے اور ڈر گئے۔ (المدارک)

## ایک قول

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا کافروں کی آنکھوں میں تھوڑا نظر آنا اس لیے تھا کہ حقیقت میں مسلمان تھوڑے تھے۔

## غیبی نصرت

**قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ: قلت لانسان کان بجانبی یوم بدر اتراھم سبعین؟ فقال: ھم نحو مائۃ۔ (القرطبی)**

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بدر کے دن میں نے اپنے پہلو میں کھڑے ساتھی سے پوچھا: کیا خیال ہے یہ مشرکین ستر آدمی ہوں گے؟ انہوں نے فرمایا سو تک ہوں گے۔ پھر ہم نے ایک مشرک کو قید کیا اور تعداد پوچھی تو اس نے کہا ہم ایک ہزار تھے۔

بے شک جب نظر اللہ تعالیٰ پر ہو، دل موت کے خوف سے پاک ہو اور مقصد اور حوصلہ بلند ہو تو دشمنان اسلام کی طاقت اور تعداد مسلمانوں کو کم، حقیر اور بے وقعت نظر آتی ہے اور ایسا اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہوتا ہے کہ وہ دلوں میں ایک خاص قوت عطا فرما دیتا ہے۔

تفسیر الفرقان میں ہے:

”جس وقت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ طرطوس پہنچے ہیں اور ابراہیم بن مصعب کوتوال ان کے پاس گیا تو وہ کہتا ہے کہ میں نے کسی انسان کو بادشاہوں کے آگے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بڑھ کر بے خوف نہیں پایا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

**یومئذ ما نحن فی عینیہ الا کامثال الذباب**

ہم عُمّال حکومت ان کی نظروں میں مکھیوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے اور یہ بالکل حق ہے جن لوگوں کی نظروں میں جلال الٰہی سمایا ہو وہ مٹی کے ان پتلوں کو کیا چیز سمجھتے ہیں جنہوں نے لوہا تیز کر کے (یعنی اسلحہ بنا کے) کندھے پر ڈال رکھا ہے یا بہت سا چاندی سونا اپنے جسم پر لپیٹ لیا ہے۔ (تفسیر الفرقان)

## مجاہدین کے لئے خاص نظام قدرت

اللہ تعالیٰ غزوہ بدر کو بطور مثال پیش فرماتا ہے کہ مسلمان جب بھی اسلام کے غلبے اور کفر کی سرکشی توڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر جہاد میں نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے ایک خاص نظام قائم فرما دیتا ہے۔

عام قانون یہی ہے کہ انسان کی آنکھ ایک کو ایک اور دو کو دو دیکھتی ہے مگر جہاد میں خصوصی نظام آ گیا اب آنکھیں ایک ہزار کو ستر اور تین سو کو دو ہزار دیکھ رہی ہیں۔ فرشتوں کا کام ہے تسبیح و تقدیس اور تکوینی امور کی انجام دہی۔ مگر جہاد میں فرشتے پگڑیاں باندھ کر جنگ کر رہے ہیں۔ عام نظام یہی ہے کہ خوف کے وقت نیند نہیں آتی مگر جہاد میں سخت جنگ کے دوران مجاہدین نیند میں جھوم رہے ہیں اور ان کے دماغ تازہ ہو رہے ہیں۔ الغرض ہر چیز کو اللہ تعالیٰ اپنے مجاہد بندوں کے کام میں لگا دیتا ہے اور زمین سے آسمان تک ایک نیا نظام قائم کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے اپنے گھوڑے دریاؤں میں ڈال دیئے تو ان کے سم تک نہ بھیگے۔

اے مسلمان! اب تو جہاد کو سمجھ لے اب تو جہاد پر آ جا!

(واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۴۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَٱثْبُتُواْ وَٱذْكُرُواْ ٱللَّهَ

اے ایمان والو جب کسی فوج سے لڑو تو ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کو

كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٤٥﴾

بہت یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ

### خلاصہ

جہاد میں جب دشمن سے مقابلہ ہو تو ثابت قدمی سے لڑو اور خوب زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو یہ کامیابی کا یقینی نسخہ ہے۔

## اقوال و حوالے

### کلام برکت

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

یعنی مدد اللہ کی چاہو تو اسباب ظاہر سے نہیں دل کی استقامت اور یاد اللہ کی اور حکم برداری سردار کی اور ایک مصلحت چاہئی۔ (موضح القرآن)

حضرت کے اس کلام میں آیت کریمہ کے تمام مضامین کا تقریباً خلاصہ آ گیا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جہاد میں کامیابی اللہ تعالیٰ کی مدد سے ملتی ہے اب اگر مجاہدین اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد کو ساتھ لینا چاہتے ہیں تو انہیں چار کام کرنے ہوں گے:

❶ دل کی استقامت یعنی دل اللہ تعالیٰ کی ملاقات...... اعلاء کلمۃ اللہ کے جذبے اور جہاد کے شوق سے مضبوط ہوں اور ان میں دنیا کی محبت اور موت کا خوف نہ ہو۔ جب دل مضبوط ہوں گے تو ثابت قدمی سے لڑنا ممکن ہوگا۔

❷ یاد اللہ کی..... یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر زبان سے بھی، دل سے بھی اور اطاعت کے ذریعہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم نہ ٹوٹے اور دعاء کے ذریعہ بھی، اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین کے ذریعہ بھی۔ الغرض اللہ تعالیٰ کی یاد مجاہد کے دل و دماغ اور اعضاء پر حاوی ہو یہ یاد اسے ہر برائی سے بچائے اور ہر نیکی پر لائے اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا ایسا نور بھر جائے کہ اس کے سامنے کفر کے لشکروں کی کوئی حیثیت باقی نہ رہے۔

❸ حکم برداری سردار کی..... یعنی امیر کی اطاعت اس سے دل مضبوط ہوتا ہے اور اسلامی لشکر کی صفوں میں اتحاد باقی رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت جماعت پر اترتی ہے اور جماعت اطاعت امیر سے وجود میں آتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❹ ایک مصلحت جامعی...... یعنی اسلامی لشکر کے تمام مجاہدین کا مقصد ایک ہو سب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے لڑنے والے اور اسلام کی خاطر جنگ کرنے والے ہوں ان میں دولت، شہرت اور نام ونمود کے پجاری نہ ہوں۔

(واللہ اعلم بالصواب)

## آیت کا ربط

پچھلی آیات میں جہاد کرنے کا حکم تھا اب جہاد کرنے کا طریقہ سکھایا جا رہا ہے۔ پچھلی آیات میں غزوہ بدر کا ذکر تھا اب غزوہ بدر کی ترتیب پر جہاد کرنے کے طریقے اور آداب بتائے جا رہے ہیں۔

پچھلی آیات میں مجاہدین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا ذکر تھا اب نصرت الٰہی حاصل کرنے کا نسخہ بتایا جا رہا ہے۔ یہ آخری ربط تو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی عبارت میں موجود ہے دیگر کے لئے چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیں:

❶ امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

**اعلم انه تعالیٰ لما ذكر انواع نعمه علی الرسول وعلی المومنين يوم بدر علمهم اذا التقوا بالفئة وهي الجماعة من المحاربين نوعين من الأدب: الاول: الثبات وهو ان يوطنوا انفسهم علی اللقاء ولا يحدثوها بالتولي والثاني: ان يذكروا الله كثيرا۔ (التفسير الكبير)**

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن اپنے ان احسانات کا ذکر فرمایا جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں پر فرمائے تو اس آیت میں انہیں دشمنوں کے لشکر سے لڑائی کے وقت کے دو آداب سکھائے۔ پہلا ثابت قدمی کہ اپنے دل کو جنگ کا عادی بنائیں اور اس میں پیٹھ پھیر کر بھاگ جانے کی عادت نہ پیدا ہونے دیں اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کا زیادہ ذکر کریں۔

❷ حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اوپر بدر کے واقعات تھے آگے ایسے مواقع قتال کے آداب ظاہری وباطنی کی مسلمان کو تعلیم ہے۔ (بیان القرآن)

❸ امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

**هذا تعليم من الله تعالیٰ لعباده المومنين آداب اللقاء وطريق الشجاعة عند مواجهة الاعداء**

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے ایمان والے بندوں کو دشمنوں سے لڑائی کے وقت جنگ کے آداب اور بہادری کا طریقہ تعلیم فرما رہا ہے۔ (ابن کثیر)

## ثابت قدمی سے لڑو

پہلا حکم ثابت قدمی سے لڑنے کا ہے اس لئے کہ جن حالات میں جہاد کو فرض عین قرار دیا گیا ہے ان میں سے ایک حالت یہ ہے۔ اذا التقی الصفان۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب مسلمانوں اور کافروں کا لشکر مقابلے کے لئے آمنے سامنے آجائے۔ اکثر مفسرین حضرات نے اس حکم کی تاکید سمجھانے کے لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

یا ایھا الناس لاتتمنوا لقاء العدو، واسئلو اللہ العافیۃ فاذا لقیتموھم فاصبروا واعلموا ان الجنۃ تحت ظلال السیوف۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض جنگوں کے دوران انتظار فرمایا جب سورج ڈھل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! دشمن سے جنگ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو پھر جب دشمن سے جنگ ہو جائے تو ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو اور خوب یقین رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر یہ دعاء فرمائی:

اللھم منزل الکتاب، ومجری السحاب، وھازم الأحزاب، اھزمھم وانصرنا علیھم۔

اے ہمارے پروردگار کتاب کے نازل کرنے والے، بادلوں کو چلانے والے، لشکروں کو شکست دینے والے ان کافروں کو شکست دے اور ہمیں ان پر غالب فرما۔ (تفسیر ابن کثیر)

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ نے ''احکام القرآن'' میں فاثبتوا کے شرعی احکامات بیان فرمائے ہیں وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

## جنگ کے دوران کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو

ثابت قدمی کے لئے، اللہ تعالیٰ کی نصرت پانے کے لئے اور اوپر کے جہان سے اپنا تعلق جوڑے رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز کارآمد نہیں ہو سکتی اس آیت میں ذکر اللہ سے کیا مراد ہے حضرات مفسرین کے ایمان افروز اقوال ذکر کرنے سے پہلے تین اہم نکتے۔

1. اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص مومن بندوں کو جہاد میں بلایا وہ اپنی قلت اور بے سروسامانی کے باوجود سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر دشمن کے مقابلے میں اتر آئے یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بلاوے پر لبیک کہی اور میدان میں آ گئے اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہوا پھر گویا کہ اس کی طرف سے فرمایا گیا۔ اے میرے بندو! تم میرے بلانے پر آ گئے اب تم میدان میں مجھے بلاؤ میں آجاؤں گا۔ یعنی میری نصرت تمہارے ساتھ اتر کر تمہارے دشمنوں کے خلاف کافی ہو جائی گی۔

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۔ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ (واللہ اعلم بالصواب)

2. جنگ بہت خوفناک چیز ہے اس میں انسان کے حواس خطاء ہو جاتے ہیں اور اُسے ہر طرف صرف موت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور مصیبت نظر آتی ہے ۔ ایسے وقت میں انسان اپنی ذات کے سوا سب کچھ بھول جاتا ہے۔ بندۂ مومن کو سمجھایا جا رہا ہے کہ تم ایسے وقت میں بھی اللہ تعالیٰ کو نہ بھولو۔ یہ تمہاری وفاداری کا اعلیٰ درجہ ہوگا جس کے نتیجے میں تمہیں بہت کچھ نصیب ہوگا۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

افترض اللہ ذکرہ عند اشغل مایکون عندالضراب بالسیوف۔ (قرطبی ،ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ نے بندے کے مشغول ترین لمحات یعنی تلواروں کے ٹکرانے کے وقت بھی لازم کیا کہ وہ اس کا ذکر کرے۔

صاحب انوار البیان لکھتے ہیں:

مومن بندہ لڑتا بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اس کا مرنا اور جینا اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ پھر جنگ کے وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہونے کا تو کوئی موقع ہی نہیں اس موقع پر ذکر کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ بظاہر جنگ کی طرف پوری مشغولیت ہو اور باطن اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو اور زبان پر اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو یہ مومن کی خاص شان ہے۔ (انوار البیان)

امام ابوحیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وامر ھم بذکرہ تعالیٰ کثیرا فی ھذا الموطن العظیم من مصابرۃ العدو، والتلاحم بالرماح وبالسیوف......الخ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس مشکل موقع پر بھی اپنے زیادہ ذکر کا حکم دیا جب دشمن سے آمنا سامنا ہوتا ہے تلواریں اور نیزے خون ریزی کرتے ہیں یہ ایسی حالت ہے کہ اس میں انسان سب کچھ بھول جاتا ہے، تو مجاہدین کو حکم دیا گیا کہ وہ اس حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف مشکل حالات میں رجوع کیا جاتا ہے اور اس کی یاد سے وحشت دور ہوتی ہے اور اسی کو پکار کر مدد مانگی جاتی ہے پس جس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہوگا وہ ہر موقع پر اس کی یاد میں لگا رہے گا۔ یہاں تک کہ جنگ کے اس موقع پر بھی جس میں سب کچھ بھول جاتا ہے اور حواس کام نہیں کرتے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ (الرعد ۲۸) مجھے بعض بہادروں نے بتایا ہے کہ: خونریز جنگ میں بہادر آدمی بھی لرز کر رہ جاتا ہے اور اس پر جنگ کے ہول کی وجہ سے نشے (مدہوشی) جیسی حالت طاری ہو جاتی ہے۔

بعض شعراء نے اس مفہوم میں اشعار نظم کیے ہیں کہ انہوں نے جنگ کے مشکل وقت میں بھی اپنے محبوب کو نہیں بھلایا۔ (البحر المحیط)

❸ مصیبت اور خوف کے وقت انسان شدید تنہائی محسوس کرتا ہے اور تنہائی کا یہ احساس اسے فرار کے راستے پر ڈال دیتا ہے۔ چنانچہ بندۂ مومن کو جنگ کے خوفناک حالات میں ذکر کا حکم دیا جا رہا ہے کیونکہ جب وہ دل سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو تنہائی کا احساس اس کے دل سے نکل جاتا ہے اور اسے محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معیت کا یہ احساس اسے بے پناہ قوت عطاء کرتا ہے۔ چنانچہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے غار ثور میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا۔ کہ غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی خوفزدہ قوم کو فرعون کے لشکر اور سمندر کے درمیان یہی بات یاد دلائی کہ کلا ان معی ربی فرعون تمہیں پکڑ سکتا کیونکہ میرا رب میرے ساتھ ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## آیت میں ذکر سے کیا مراد ہے؟

حضرات مفسرین نے اس بارے میں کئی اقوال جمع فرمائے ہیں۔ چونکہ ان اقوال میں مجاہدین کے لئے بہت اعلیٰ نصیحتیں اور بہت عمدہ نسخے موجود ہیں اس لئے یہاں ان اقوال کو قدرے تفصیل سے بیان کیا جا رہا ہے۔

## تفسیر عثمانیؒ

اس میں نماز، دعاء، تکبیر اور ہر قسم کا ذکر اللہ شامل ہے۔ "ذکر اللہ" کی تاثیر یہ ہے کہ ذاکر کا دل مضبوط اور مطمئن ہوتا ہے، جس کی جہاد میں سب سے زیادہ ضرورت ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا سب سے بڑا ہتھیار یہی تھا

الذین آمنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ (الرعد)۔ (تفسیر عثمانی)

## تفسیر نسفیؒ

واذکروا اللہ کثیرا فی مواطن الحرب مستظھرین بذکرہ مستنصرین بہ داعین لہ علی عدوکم: اللھم اخذلھم اللھم اقطع دابرھم۔

یعنی جنگ کے مواقع میں اللہ تعالیٰ کا خوب زیادہ ذکر کرو اور اس کے ذکر کے ذریعے غلبہ حاصل کرو اور ذکر کے ذریعے اس سے مدد مانگو اور ان الفاظ میں اس سے دشمنوں کے لئے بددعاء کرو۔

اللھم اخذلھم اللھم اقطع دابرھم۔

اے ہمارے پروردگار انہیں رسوا فرما دے۔ اے ہمارے پروردگار ان کی جڑ کاٹ دے۔ (المدارک)

## تحقیق رازیؒ

وفی تفسیر ھذا الذکر قولان۔ یعنی اس ذکر کی تفسیر میں دو قول ہیں:

1. مطلب یہ ہے کہ جہاد کے دوران مجاہدین زبان سے بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور دل سے بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

امر اللہ اولیاءہ بذکرہ فی اشد احوالھم تنبیھاً علی ان الانسان لایجوز ان یخلی قلبہ ولسانہ عن ذکر اللہ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو اپنے ذکر کا ان کے مشکل ترین حالات میں بھی حکم دیا۔ اس بات پر تنبیہ کرنے کے لئے کہ انسان کے لئے جائز نہیں کہ اس کا دل اور اس کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہو۔

❷ ان المراد من هذا الذكر الدعاء بالنصر و الظفر، لان ذلك لا يحصل الا بمعونة الله۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس ذکر سے مراد نصرت اور کامیابی کی دعاء ہے کیونکہ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ (التفسیر الکبیر)

## تفسیر جصاص

وقوله تعالىٰ واذكروا الله كثيرا يحتمل وجهين۔ احدهما: ذكر الله تعالىٰ باللسان و الآخر بالقلب، و ذلك على وجهين......الخ۔

اس آیت میں جس ذکر کا حکم دیا جا رہا ہے اس میں دو احتمال ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کا زبان سے ذکر کرنا۔ (۲) دل سے ذکر کرنا۔

پھر دل سے ذکر کی دو صورتیں ہیں:

❶ جہاد میں ڈٹ کر لڑنے کا ثواب اور بھاگ جانے کا گناہ یاد کرنا۔

❷ اللہ تعالیٰ کے ان انعامات اور دلائل کو یاد کرنا جو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے خلاف فریضۂ جہاد کو ادا کرنے کے بارے میں آئے ہیں۔

ذکر کی یہ تمام قسمیں جہاد میں ثابت قدمی اور مضبوطی میں مددگار ثابت ہوتی ہیں ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور دشمنوں کے مقابلے میں جرأت اور دشمنوں کی رسوائی کی دعاء کی جاتی ہے۔ اور یہ بات ممکن ہے کہ آیت مبارکہ میں ذکر سے مراد تمام اذکار ہوں کیونکہ ذکر کی تمام قسموں پر لفظ ذکر کا اطلاق ہوتا ہے۔ (احکام القرآن)

## تحقیق قرطبی

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

للعلماء في هذا الذكر ثلاثة اقوال۔

یعنی اس ذکر کے بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں:

❶ اذكروا الله عند جزع قلوبكم، فان ذكره يعين على الثبات في الشدائد۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو دلوں کے خوفزدہ ہونے کے وقت۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا ذکر سخت حالات میں ثابت قدم رہنے میں مددگار ہوتا ہے (یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب دشمن سے مقابلہ ہو اور تم اپنے دلوں میں خوف محسوس کرو تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرو)۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❷ اثبتو بقلوبکم، وانکروہ بالسنتکم......الخ

یعنی لڑائی میں دل مضبوط رکھو اور زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کیونکہ جنگ کے دوران دل لرزتا ہے اور زبان لڑکھڑاتی ہے اس لئے ذکر کا حکم دیا تا کہ دل یقین پر اور زبان ذکر پر جم جائے۔اور مجاہد وہ کہے جو حضرت طالوت کے مجاہدین نے کہا تھا۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (البقرۃ ۲۵۰)

❸ انکروماعندکم من وعد اللہ لکم فی ابتیاعه انفسکم ومثامنته لکم۔

یعنی ذکر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کو یاد رکھو کہ اس نے تم سے تمہاری جانوں کو خرید لیا ہے اور ان کی قیمت جنت مقرر فرمائی ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ یہ تین اقوال لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں قلت والأظهر انه ذكر اللسان الموافق للجنان۔

میں کہتا ہوں کہ زیادہ واضح بات یہ ہے کہ اس سے مراد زبان کا وہ ذکر ہے جو دل کے ساتھ مل کر ادا ہو۔(القرطبی)

یعنی زبان اور دل دونوں اللہ تعالیٰ کے ذکر یعنی اس کی یاد میں مشغول ہوں۔

## تقریر اندلسی

امام ابوحیان رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اس ذکر کے بارے میں بہت سے اقوال نقل فرمائے ہیں مگر ان اقوال سے پہلے اپنی رائے ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔وذکران الثبات وذکر اللہ سببا الفلاح وهوالظفر بالعدو فی الدنیا، والفوز فی الآخرۃ بالثواب۔ والظاهر ان لایعین ذکر۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ثابت قدمی اور ذکر اللہ یہ دو ذریعے ہیں فلاح کے اور فلاح کا معنی ہے دنیا میں دشمن پر فتح پانا اور آخرت میں اجر کا مستحق ہونا۔اور زیادہ درست بات یہ ہے کہ اس سے کوئی معین ذکر مراد نہیں ہے۔

اپنی ترجیح بتانے کے بعد یہ چند اقوال نقل فرماتے ہیں:

❶ ایک قول یہ ہے کہ ذکر سے مراد مجاہدین کا کفار سے جنگ کے وقت اللہ اکبر کہنا ہے۔

❷ ایک قول یہ ہے کہ ذکر سے مراد دشمنوں کے لئے بددعا کرنا ہے اللهم اخذلهم اللهم دمرهم اے ہمارے پروردگار ان کو رسوا فرما اے ہمارے پروردگار ان کو تباہ فرما۔

❸ ایک قول یہ ہے کہ ذکر سے مراد خود اپنے لئے نصرت اور فتح کی دعا مانگنا ہے جس طرح حضرت طالوت کے لشکر نے مانگی تھی ربنا افرغ الایة۔

❹ ایک قول یہ ہے کہ ذکر سے مراد یہ جملہ ہے وهم لاینصرون

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ جنگ میں مسلمانوں کا علامتی جملہ (کوڈ) ہوتا تھا۔

یہ ذکر آہستہ ہو یا بلند آواز سے امام ابوحیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اس ذکر کا حکم یہ ہے کہ آہستہ آواز سے ہو یعنی ذکر خفی ہو۔ مگر حملے کے وقت اگر پورا لشکر مل کر ذکر کرے تو اس وقت آواز کو بلند کرنا اچھا ہے کیونکہ اس سے کفار کے دل ڈر جاتے ہیں۔ ابوداؤد میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جنگ اور جنازہ میں آواز بلند کرنے کو مکروہ یعنی برا سمجھتے تھے۔ (البحر المحیط)

## خلاصہ

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جب مسلمانوں کا کفار سے مقابلہ ہو تو وہ ثابت قدمی دکھائیں اور خوب زیادہ اللہ تعالیٰ کو یاد کریں۔ تب انہیں کامیابی ملے گی۔ ذکر اللہ کا معنیٰ ہے "اللہ تعالیٰ کی یاد" یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو اپنا نام لینے کی اجازت دی ہے اور ان کے دلوں میں اپنی یاد کی صلاحیت رکھی ہے۔ پس اگر مسلمان اپنے دشمنوں پر غلبہ چاہتے ہیں اور دنیا اور آخرت کی کامیابی چاہتے ہیں تو وہ اپنے اندر ذکر اللہ کو مضبوط کریں۔ جنگ کے دوران بھی ان کی زبانیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے، ان کے دل اللہ تعالیٰ کی عظمت اور یاد سے اور ان کے دماغ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے یقین سے زندہ ہوں۔ تب کافر ان پر غالب نہیں آسکیں گے کیونکہ کافر ذکر اللہ سے محرومی کی وجہ سے مردہ ہیں اور مردے جتنے بھی آجائیں زندہ افراد کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر مسلمان بھی ذکر سے غافل ہوں گے تو پھر مقابلہ اسلحے اور تعداد کا ہوگا اور اس میں کافروں کا پلڑا اکثر بھاری ہی رہتا ہے۔ اس وقت مجاہدین میں ذکر اللہ کو جاری کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ "ذکر اللہ" چھوڑنے کی وجہ سے مسلمان جہاد سے دور ہیں اور ذکر اللہ میں سستی اور کمزوری کی وجہ سے مجاہدین نصرت فتح، باہمی اتفاق اور اپنی منزل سے دور ہیں۔ مسلمانوں میں ذکر اللہ کی حقیقت آگئی تو ان کے دلوں سے دشمنوں کی طاقت کا رعب مٹ جائے گا۔ دنیا میں زندہ رہنے کا شوق ہلکا پڑ جائے گا اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا جذبہ پیدا ہو جائے گا۔ تب وہ اپنے اندر ایک خاص غیرت محسوس کریں گے اور یہ غیرت انہیں اللہ تعالیٰ کے کلمے کی سربلندی کے لئے میدان جہاد میں لے آئے گی۔ اسی طرح جب مجاہدین میں "ذکر اللہ" یعنی اللہ تعالیٰ کی سچی یاد مضبوط ہوگی تو ان کے جہاد میں بے پناہ قوت اور جان پڑ جائے گی وہ آپس کے اختلافات اور حب دنیا کے فتنے سے بچے رہیں گے اور ان کا ہر قدم آگے کی طرف بڑھے گا اور فتح پائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ایک عظیم الشان نعمت ہے اور بندوں پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ عظیم الشان نعمت عطا فرمائے اور ہمارے دل، ہماری زبان، ہماری کھال، ہمارے بال، ہماری ہڈیاں اور ہمارا گوشت سب ذکر میں لگ جائیں۔

یا اللہ ہمارے دلوں کو اپنے ذکر سے زندہ فرما اور اپنا ذکر ہر دم ہمیں نصیب فرما۔

اللهم أعنا علىٰ ذكرك وشكرك وحسن عبادتك. (آمين يا أرحم الراحمين)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الانفال مدنیۃ آیت ۴۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ

اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کہا مانو اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا

رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

اکھڑ جائے گی اور صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر والوں کے ساتھ ہے

## خلاصہ

جہاد میں کامیابی کے لئے دو کام پچھلی آیت میں آگئے: ۱ ثابت قدمی ۲ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر۔

اس آیت میں مزید تین کام بتائے جا رہے ہیں:

۳ جہاد فی سبیل اللہ کے تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا لحاظ رکھو کہ کوئی کاروائی خلاف شریعت نہ ہو۔

۴ اپنے امیر سے اور ایک دوسرے سے نزاع نہ کرو ورنہ باہمی نااتفاقی کی وجہ سے بزدل اور کم ہمت ہو جاؤ گے کیونکہ قوتیں منتشر ہو جائیں گی ایک دوسرے پر اعتماد نہ ہوگا اور اکیلا آدمی کیا کر سکتا ہے؟ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی یعنی تمہارا رعب ختم ہو جائے گا

۵ اگر کوئی ناگوار معاملہ پیش آجائے تو اس پر صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ کی معیت یعنی اس کا ساتھ ہونا ہی تم پر نصرت کو لا سکتا ہے۔ (تلخیص از بیان القرآن)

## اقوال

### آپس کے جھگڑے سے رحمت الٰہی رک جاتی ہے

حضرت لاہوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اور آپس میں نہ جھگڑو تاکہ رحمتِ الٰہی رک نہ جائے اور ہر مصیبت کا صبر سے مقابلہ کرو خدا تعالیٰ تمہارا پشت پناہ ہے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

حضرت کی اس عبارت میں اس حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے جس میں فرمایا گیا کہ یـد اللہ علـى الـجـمـاعـة کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اور اس کی مدد جماعت پر ہوتی ہے۔ پس جب نزاع ہوا اور جماعت نہ رہی اور ہر شخص گویا کہ الگ الگ ہو گیا اگرچہ بظاہر اکٹھے ہی کیوں نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اٹھ جاتا ہے اور اس کی مدد اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رحمت رک جاتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## کامیابی کی کنجی

"جو سختیاں اور شدائد جہاد کے وقت پیش آئیں ان کو صبر و استقامت سے برداشت کرو، مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے اس آیت میں مسلمانوں کو بتلا دیا گیا کہ کامیابی کی کنجی کیا ہے؟ معلوم ہوا کہ دولت لشکر اور سیکرین وغیرہ سے فتح ونصرت حاصل نہیں ہوتی۔ ثابت قدمی صبر و استقلال، قوت وطمانیت قلب، یاد الٰہی، خدا اور رسول اور ان کے قائم مقام سرداروں کی اطاعت وفرمانبرداری اور باہمی اتفاق واتحاد سے حاصل ہوتی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

## تمام الفاظ کی جامع تفسیر

"وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ" اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت تو ہمیشہ اور ہر حال میں واجب ہے۔ اس سیاق (یعنی اس مقام) میں اس کی تاکید سے مراد یہ ہے کہ حالت جہاد میں بھی احکام شریعت کے دائرۂ حدود سے قدم ذرا بھی باہر نہ نکلے یہ نہ ہو کہ جوش میں آ کر یا کسی اور جذبہ سے متاثر ہو کر خود رائی شروع کر دو یا پیروی (اپنے) نفس کی یا اپنی صدود عقل کی شروع کر دو۔

وَ رَسُوْلَهٗ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی اس سیاق میں یہ ہیں کہ احکام قتال وتدابیر جنگ میں بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم واجب التعمیل سمجھو کہ رسول حق کا تو ایک واسطہ ہے تم لوگوں تک مرضیات الٰہی کے پہنچنے کا اور احکام الٰہی کی تشریح وتفہیم کا۔

واطیعوا رسوله فی ما امر به ونهیٰ عنه من شؤن القتال وغیرها من حیث انه هو المبین لکلام الله۔ (المنار)

وَ لَا تَنَازَعُوْا کوئی نزاع نہ افرادِ امت کے درمیان ہو نہ امام یا امیرِ قوم سے ہو یہ اندرونی کشمکش (ڈسپلن (نظم واطاعت) کے حق میں زہر قاتل ہے۔

فَتَفْشَلُوْا یہاں گویا اشارہ کر دیا کہ انتشار قوت کا لازمی نتیجہ پست ہمتی ہے۔

تَذْهَبَ رِیْحُكُمْ یعنی جو رعب تمہاری یک دلی، یک جہتی، یک رنگی کی بنا پر چھایا ہوا ہے وہ جاتا رہے گا۔

ای قوتکم ونصرکم، کما تقول، الریح لفلان اذا کان غالباً فی الامر۔ (قرطبی)

وَ اصْبِرُوْا یعنی حالت جہاد میں جو ناگوار حالات گردوپیش میں پیدا ہوتے رہتے لازمی ہیں ان پر بہر حال صبر سے کام لیتے رہو، صبر محمود (یعنی پسندیدہ کام) تو ہر حال میں ہے موقع قتال پر اور زیادہ۔ (پسندیدہ ہے)

امر بالصبر وهو محمود فی کل المواطن وخاصة موطن الحرب۔ (قرطبی)

صبر کی اصطلاح قرآنیات میں بڑی وسیع وجامع ہے "ڈسپلن" سے آج کل جو کچھ سمجھا جاتا ہے وہ سب اس کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اندر آجاتا ہے اور روحانی قوت اور اللہ تعالیٰ پر تسکین وہ بھروسہ اس کے علاوہ۔

اس آیت میں جتنے بھی احکام بیان ہوئے سب مستقل و مستمر ہیں، غزوہ بدر کے ساتھ مخصوص و محدود نہیں۔ (تفسیر ماجدی)

## اختلاف کی نحوست سے پسپائی

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ وتذھب ریحکم کی تفسیر میں لکھتے ہیں یعنی اقبال سے ادبار آوے گا۔ (موضح القرآن)

مطلب یہ ہے کہ پیش قدمی اور فتوحات رک جائیں گی اور پسپائی اور شکست شروع ہو جائے گی۔ تفسیر الفرقان میں ہے:

حقیقت یہ ہے کہ چند ضعیف وناتواں انسانوں کا آپس میں متحد ہو جانا وہ اثر رکھتا ہے کہ عظیم الشان لشکر بھی اس کا نمونہ پیش کرنے سے عاجز ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے بار بار اتحاد واجتماع پر زور دیا ہے۔ (تفسیر الفرقان)

پس جو لوگ مسلمانوں میں افتراق وانتشار کے ذمہ دار ہوتے ہیں وہ پوری اسلامی جماعت پر ظلم کرتے ہیں اور کافروں کے کام آتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

بعض مفسرین کے نزدیک ہوا اکھڑنے سے مراد اس ہوا کا بند ہو جانا ہے جو اللہ تعالیٰ جہاد میں اس امت کی نصرت کے لئے بھیجتا ہے۔ پس جب مسلمان نزاع کرتے ہیں تو اس اختلاف کی نحوست سے نصرت والی وہ ہوا بند ہو جاتی ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقال قتادة وابن زيد: انه لم يكن نصرقط الا بريح تهب فتضرب في وجوه الكفار ومنه قوله عليه السلام۔

نصرت بالصبا واهلكت عاد بالدبور قال الحكم وتذهب ريحكم یعنی الصبا اذ بها نصر محمد صلى الله عليه وسلم وامته وقال مجاهد: وذهبت ريح ا صحاب محمد صلى الله عليه وسلم حين نازعوه يوم احد۔ یعنی قتادہ رحمہ اللہ اور ابن زید رحمہ اللہ فرماتے ہے کہ مسلمانوں کی نصرت اور فتح ہمیشہ اس ہوا سے ہوتی تھی جو کافروں کے منہ پر تھپیڑے مارتی تھی۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ۔

اللہ تعالیٰ نے "صبا" (یعنی مشرقی ہوا) کے ذریعہ میری نصرت فرمائی ہے اور قوم عاد "دبور" (یعنی غربی ہوا) سے ہلاک کی گئی۔

حکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وتذھب ریحکم کا مطلب یہ ہے کہ نصرت والی ہوا "صبا" جاتی رہے گی کیونکہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کی نصرت اسی سے ہے اور مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غزوہ احد میں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نزاع کیا گیا یعنی آپ کی نافرمانی کی گئی تو ہوا جاتی رہی۔ (القرطبی)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وتذهب ريحكم اى قوتكم وحدتكم وما كنتم فيه من الإقبال۔

یعنی تمہاری قوت، تمہاری تیزی اور تمہاری پیش قدمی سب جاتی رہے گی۔ (تفسیر ابن کثیر)

## نزاع اور اختلاف سے بچنے کا طریقہ صبر ہے

صاحب انوار البیان لکھتے ہیں:

آپس کے نزاع سے بچنے کا حکم دینے کے بعد ساتھ ہی صبر کا حکم دینے میں اس بات کی طرف رہنمائی ہے کہ آپس کا اتحاد صبر اختیار کرنے سے باقی رہ سکتا ہے۔ جب کچھ آدمی آپس میں مل کر رہتے ہوں، خواہ ایک ہی گھر کے افراد ہوں آپس میں کچھ نہ کچھ ایک دوسرے کی جانب سے قول یا فعل کے اعتبار سے ناگواری پیش آ جاتی ہے ایک جماعت جہاد کے لئے نکلے یا نکلنے کا ارادہ کرے تو باہمی مشوروں میں اختلاف رائے ہونے کا امکان رہتا ہے بلکہ اختلاف واقع ہو جاتا ہے، طبائع بھی مختلف ہوتے ہیں۔ جب تک برداشت نہ ہو اتحاد قائم نہیں رہ سکتا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مشورہ کرنے بیٹھیں تو اپنی اپنی رائے دے کر فارغ ہو جائیں۔ کوئی شخص اپنی رائے پر اصرار نہ کرے، اگر اصرار کرنے لگیں تو وہیں لڑائی ہو جائے گی، اور مشورے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

ایک کی رائے دوسرے کے خلاف ہو تو صبر کرے اور پھر جو امیر کسی کی رائے یا اپنی رائے کو ترجیح دے دے تو اپنی رائے کے مخالف ہونے کی وجہ سے دل گیر نہ ہو بلکہ صبر کرے حتیٰ کہ اگر کسی کی رائے کے خلاف اختیار کر لینے سے کوئی نقصان پہنچ جائے تب بھی امیر کو طعنہ نہ دے کہ دیکھا ہم نے کیا کہا تھا۔ اتحاد کے لئے بڑے صبر اور بشاشت کی ضرورت ہوتی ہے ناگواریوں کو بشاشت کے ساتھ برداشت کیا جاتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کے عہدہ سے معزول کر دیا انہوں نے بشاشت سے قبول کر لیا اور کوئی محاذ آرائی نہیں کی۔ لہذا مسلمانوں کا شیرازہ بندھا رہا۔ اگر وہ چاہتے تو محاذ بنا لیتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اور حسب سابق جہاد کے کاموں میں مشغول رہے، در حقیقت اصل اطاعت وہی ہے جو طبعی ناگواری کے ساتھ ہو۔ اگر ہر شخص یوں چاہے کہ ہمیشہ میری چلے تو کبھی بھی اجتماع نہیں ہو سکتا۔ انتشار ہی رہے گا اور اس سے ہوا خیزی ہو گی۔ (انوار البیان)

صبر کا معنی ہے ضبط نفس یعنی نفس میں دفاع کی طاقت پیدا ہو جائے جب غصہ آ جائے جب شیطان تکبر اور بغاوت کا حملہ کرے جب حسد حملہ آور ہو۔ جب گناہ اپنی طرف بلائے، جب مایوسی داخل ہونے لگے ان حالات میں نفس کو قابو رکھنا اور شریعت کی حدود میں رہنا صبر کہلاتا ہے اسی صفت صبر سے ہی مجاہد کا جہاد کامل اور مکمل ہوتا ہے امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: والمقصود ان كمال امر الجهاد مبني على الصبر. (تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## ایک ایمان افروز عبارت

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کے آخر میں یہ وجد آفرین عبارت تحریر فرماتے ہیں:

وقد كان للصحابة رضى الله عنهم في باب الشجاعة والأيتمار بما امر هم الله ورسوله به وامتثال ما ار شدهم اليه مالم يكن لاحد من الامم والقرون قبلهم ولا يكون لاحد من بعدهم،فانهم ببركة الرسول صلى الله عليه وسمل وطاعته فيما امرهم فتحوا القلوب والأقاليم شرقاوغرباً في المدة اليسيرة مع قلة عددهم بالنسبةالى جيوش سائر الاقليم من الروم و الفرس، والترك والصقالبةوالبربر والحبوش،واصناف السودان والقبط وطوائف بني آدم قهرواالجميع حتي علت كلمة الله وظهر دينه علىٰ سائر الأ ديان،وامتدت الممالك الاسلامية في مشارق الارض ومغاربها في اقل من ثلاثين سنة فرضي الله عنهم وارضاهم اجمعين وحشرنافي زمرتهم انه كريم وهاب۔

حضرات صحابہ کرام کا بہادری اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری میں وہ مقام تھا جو ان سے پہلے کسی کا نہ تھا اور نہ ان کے بعد کسی کا ہوگا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی مکمل اطاعت کی برکت سے تھوڑے ہی عرصہ میں دلوں اور ملکوں کو مشرق و مغرب میں فتح کرلیا۔ حالانکہ دنیا کی بڑی قوموں کے مقابلے میں ان کی تعداد کم تھی (آگے ان اقوام کے نام ذکر فرمائے ہیں) مگر صحابہ کرام ان تمام اقوام پر غالب آگئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوگیا اور اس کا دین تمام ادیان پر غالب آگیا اور تیس سال سے کم عرصے میں اسلامی مملکت زمین کے مشرق و مغرب تک پھیل گئی۔ فرضی الله عنهم وارضاهم اجمعين۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارا حشر بھی ان کے زمرے میں فرمائے بے شک وہ کریم بھی ہے اور وہاب بھی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ الأَنفَال مَدَنِيَّة — آیت ۴۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ

اور ان لوگوں جیسا نہ ہونا جو اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کیلئے گھروں سے

النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُونَ

نکل آئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے تھے اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر

مُحِيطٌ ﴿٤٧﴾

احاطہ کرنے والے ہیں

## خلاصہ

جہاد کی قبولیت اور کامیابی کے لئے پانچ احکامات وآداب پچھلی دو آیات میں بیان ہوئے اس آیت میں چھٹا حکم بیان فرمایا جارہا ہے۔

❻ اور چھٹے یہ کہ نیت خالص رکھو (اور تواضع اختیار کرو) فخر اور دکھلاوے میں ان کافر لوگوں کے مشابہ مت ہونا جو اس واقعہ بدر میں اپنے گھروں سے اکڑتے ہوئے اور لوگوں کو اپنی شان اور سامان دکھلاتے ہوئے نکلے اور اس فخر و ریاء کے ساتھ یہ بھی نیت تھی کہ لوگوں کو اللہ کے رستہ یعنی دین سے روکتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پوری سزا دے گا۔ چنانچہ وہ ان کے اعمال کو اپنے علم کے احاطہ میں لیے ہوئے ہے۔ (ملخص از بیان القرآن)

## آیت کا موضوع

اہل تفسیر محققین نے اس آیت کے مختلف "موضوع" بیان فرمائے ہیں:

❶ اس آیت میں جہاد کی کامیابی اور قبولیت کا چھٹا "ادب" اور نسخہ بیان ہوا ہے۔

❷ پچھلی آیات میں فتح کے اسباب اور اس آیت میں شکست کے اسباب بیان فرماتے ہیں کہ غرور، فخر، ریاکاری اور دین دشمنی شکست کے اسباب ہیں۔

❸ پچھلی آیات میں ذکر اللہ کا حکم تھا اور آپس میں نزاع سے بچنے کی تلقین تھی اس آیت میں بتلایا گیا کہ جب ذکر چھوڑ دو گے اور آپس میں نزاع کرو گے تو تم میں بھی کافروں کی طرح فخر وریاکاری پیدا ہو جائے گی۔

❹ پچھلی آیات میں ثابت قدمی سے لڑنے کا حکم تھا اس آیت میں سمجھایا گیا کہ یہ "ثابت قدمی" اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو فخر اور ریاء کے لئے نہ ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۵ اس آیت کا موضوع یہ ہے کہ جہاد عبادت ہے اور عبادت میں فخر اور ریاکاری کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

## عبارات

### ۱ کلام برکت

"جہاد عبادت ہے، عبادت پر اترائے یا دکھانے کو کرے تو قبول نہیں" (موضح القرآن)

### ۲ ذکر چھوڑنے اور نزاع کرنے کی نحوست

"اگر ذکر الٰہی ترک کر دیا اور آپس میں منازعت پیدا کرلی تو پھر کفار کی طرح تم میں بھی سرکشی اور ریا پیدا ہو جائے گی اور یہ تباہی کا پیش خیمہ ہے" (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

### ۳ شکست کے اسباب

"جہاں مسلمانوں کو فتح و کامرانی کے مختلف اسباب و وسائل تعلیم دیئے، وہاں یہ بھی بتا دیا کہ میدان جنگ کو جاتے وقت فخر و تکبر، عجب و غرور اور نمود و شہرت سے پرہیز کرنا، کیونکہ یہی چیزیں شکست کا باعث بن جاتی ہیں، کفار مکہ کو دیکھو عظیم الشان لشکر لیے ہوئے آرہے ہیں، مگر شکست کھاتے ہیں اس لیے کہ وہ شہرت و ناموری اور غرور و تکبر کی خاطر گھروں سے نکلے تھے۔" (تفسیر الفرقان)

### ۴ جہاد عظیم الشان عبادت ہے

"ابوجہل لشکر لے کر بڑی دھوم دھام اور باجے گاجے کے ساتھ نکلا تھا تا کہ مسلمان مرعوب ہو جائیں اور دوسرے قبائل عرب پر مشرکین کی دھاک بیٹھ جائے، راستہ میں اس کو ابوسفیان کا پیام پہنچا کہ قافلہ سخت خطرہ سے بچ نکلا ہے۔ اب تم مکہ کو لوٹ جاؤ۔ ابوجہل نے نہایت غرور سے کہا کہ ہم اس وقت واپس جا سکتے ہیں جبکہ بدر کے چشمہ پر پہنچ کر مجلس طرب و نشاط منعقد کرلیں، گانے والی عورتیں خوشی اور کامیابی کے گیت گائیں، شرابیں چھنیں، مزے اڑائیں اور تین روز تک اونٹ ذبح کرکے قبائل عرب کی ضیافت کا انتظام کریں، تا کہ یہ دن عرب میں ہمیشہ کے لئے ہماری یادگار رہے اور آئندہ کے لئے ان مٹھی بھر مسلمانوں کے حوصلے پست ہو جائیں کہ پھر کبھی ہمارے مقابلہ کی جرأت نہ کریں۔ اسے کیا خبر تھی کہ جو منصوبے باندھ رہے ہیں اور تجویزیں سوچ رہے ہیں وہ سب خدا کے قابو میں ہیں، چلنے دے یا نہ چلنے دے، بلکہ جب چاہے ان ہی پر الٹ دے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ بدر کے پانی اور جام شراب کی جگہ انہیں موت کا پیالہ پینا پڑا۔ محفل سرود و نشاط تو منعقد کرسکے ہاں نوحہ و ماتم کی مجلسیں "بدر" سے "مکہ" تک بچھ گئیں۔ جو مال تفاخر و نمائش میں خرچ کرنا چاہتے تھے وہ مسلمانوں کیلئے ثمرہ غنیمت بنا۔ ایمان و توحید کے دائمی غلبہ کا بنیادی پتھر بدر کے میدان میں نصب ہو گیا۔ گویا ایک طرح اس چھوٹے سے قطعہ زمین میں خدا تعالیٰ نے روئے زمین کی ملل و اقوام کی قسمتوں کا فیصلہ فرما دیا، بہرحال اس آیت میں مسلمانوں کو آگاہ فرمایا ہے کہ جہاد محض ہنگامہ کشت و خون کا نام نہیں بلکہ عظیم الشان عبادت ہے، عبادت پر اترائے یا دکھاوے کو کرے تو قبول نہیں۔ لہٰذا تم فخر و غرور اور نمود و نمائش میں کفار کی چال مت چلو۔ (تفسیر عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

### ⑤ ثابت قدمی تکبر کی وجہ سے نہ ہو

وحاصل الکلام: انہ تعالیٰ امرھم عند لقاء العدو بالثبات والاشتغال بذکر اللہ ومنعھم من ان یکون الحامل لھم علی ذلک الثبات، البطر والریاء بل اوجب علیھم ان یکون الحامل لھم علیہ طلب عبودیۃ اللہ۔ (تفسیر کبیر)

یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ دشمنوں سے جنگ کے وقت ثابت قدمی سے لڑیں اور ذکر اللہ میں مشغول رہیں اب انہیں منع فرمایا کہ اس ثابت قدمی کا باعث تکبر اور ریاکاری نہ ہو بلکہ ان پر لازم کیا کہ ان کی ثابت قدمی اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کی رضا حاصل کرنے کیلئے ہو۔

خلاصہ تفسیر اور ان پانچ عبارات سے آیت مبارکہ کا موضوع واضح ہو گیا۔ اب ملاحظہ فرمایئے دیگر تفسیری فوائد۔

### مجاہدین کے لئے اہم ترین نصیحت

اس آیت میں مجاہدین کو جن بری چیزوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے ان میں سے ایک بَطَر بھی ہے۔ امام رازی رحمہ اللہ بطر کا معنیٰ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

قال الزجاج البطر الطغیان فی النعمۃ والتحقیق ان النعم اذا کثرت من اللہ علی العبد فان صرفھا الی مرضاتہ وعرف انھا من اللہ تعالیٰ فذاک ھو الشکر واما ان توسل بھا الی المفاخرۃ علی الاقران والمکاثرۃ علی اھل الزمان فذاک ھو البطر۔ (التفسیر الکبیر)

امام زجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بطر کہتے ہیں نعمت میں سرکشی کرنے کو۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بندے پر زیادہ ہو جائیں تو اگر وہ ان نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے کاموں میں لگائے اور اس بات کو پہچانے کہ یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے انعام اور فضل کے طور پر ہیں، اس کا حق نہیں) تو یہ شکر ہے اور اگر ان نعمتوں کے ذریعے اپنے ہم عصر لوگوں پر فخر کرے اور اپنے زمانے کے لوگوں پر اپنی فضیلت جتلائے تو یہ "بطر" ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ بطر کا ترجمان الفاظ میں فرماتے ہیں:

والبطر فی اللغۃ: التقویۃ بنعم اللہ عز وجل وما البسہ من العافیۃ علی المعاصی

یعنی بطر کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی دی ہوئی عافیت سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کاموں میں مدد حاصل کرے۔

مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی طرف سے عطا فرمودہ امن وعافیت کا ناجائز فائدہ اٹھائے اور ان چیزوں کو گناہ اور نافرمانی کے کاموں میں لگائے۔

امام نسفی رحمہ اللہ بطر کا معنیٰ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

والبطر ان تشغلہ کثرۃ النعمۃ عن شکرھا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بَطَر کا معنی یہ ہے کہ نعمتوں کی کثرت کسی کو شکر سے ہٹا کر نافرمانی پر لگا دے۔ (المدارک)

یعنی ایک آدمی اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے اور گناہوں سے بچتا ہے مگر جب اس پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی کثرت ہوئی اسے مال، عزت اور قوت ملی تو وہ بدل گیا۔ غرور فخر اور گناہ میں مبتلا ہو گیا تو اس کیفیت کا نام بَطَر ہے۔

صاحب انوار البیان تحریر فرماتے ہیں:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص اس لیے لڑتا ہے کہ مال غنیمت ملے اور ایک شخص اس لیے لڑتا ہے کہ اس کی شہرت ہو اور ایک شخص اس لیے جنگ کرتا ہے کہ اس کی بہادری کا چرچا ہو تو ارشاد فرمایئے ان میں اللہ کی راہ میں کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس لیے جنگ کرتا ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو تو وہ اللہ کی راہ میں ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۳۱ از بخاری و مسلم)

اکڑ فکڑ، اپنی ذات اور جماعت پر بھروسہ یہ سب اہل ایمان کی شان کے خلاف ہے۔ اس سے اخلاص جاتا رہتا ہے۔ جو لوگ اللہ کی رضا چاہتے ہیں ان میں تواضع ہوتا ہے۔ اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے اللہ ہی کے لئے لڑتے ہیں اور اسی کے لئے مرتے ہیں۔ عین قتال (یعنی جنگ) کے موقع پر کافروں کو اپنی طاقت دکھانے کے لئے ظاہری طور پر اکڑ فکڑ دکھانا بھی اللہ کو محبوب ہے۔ دل میں تواضع اور اللہ پر بھروسہ اور ظاہر میں کافروں کو جلانے کے لئے اتراتے ہوئے کافروں کے مقابلہ میں آنا یہ محبوب مرغوب ہے۔

فی الحدیث فاما الخیلاء التی یحب اللہ فاختیال الرجل عند القتال واختیاله عند الصدقة (کما فی المشکوٰۃ ص ۲۸۷)

حدیث میں ہے وہ اترانے والے جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے وہ قتال کے وقت کا اترانا ہے اور صدقہ کے وقت کا اترانا (یعنی صدقہ دل کی خوشی سے اور استغفار سے دے)۔ (تفسیر انوار البیان)

حضرات مفسرین نے لکھا ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے مشرکین کے فخر اور غرور کا حوالہ دے کر اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے بددعا فرمائی اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ فخر و غرور کتنی بری چیز ہے۔ امام رازیؒ لکھتے ہیں:

روی انه صلی اللہ علیه وسلم لما راهم فی موقف بدر قال:

اللهم ان قریشاً اقبلت بفخرها وخیلائها لمعارضة دینك ومحاربة رسولك۔ (تفسیر کبیر)

یعنی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میدان بدر میں مشرکین کا لشکر دیکھا تو ارشاد فرمایا:

اے میرے پروردگار قریش اپنے فخر و غرور کے ساتھ تیرے دین کا مقابلہ کرنے اور تیرے رسول سے جنگ کرنے کے لئے نکل آئے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اہل جہاد کے لئے فخر وغرور بے حد نقصان دہ چیز ہے، اللہ تعالیٰ جب انہیں فتح قوت، شان، عزت اور مال دے تو ان میں اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اور زیادہ ہو جانی چاہیے، پس جو مجاہد فخر وغرور میں پڑتا ہے وہ مشرکین کے طریقے پر چلتا ہے ظاہر بات ہے جب مشرکین کا طریقہ جاری ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد اٹھ جائے گی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فخر، غرور اور تکبر مشرکین کی خصلت تھی

امام رازی رحمہ اللہ نے نکتہ لکھا ہے کہ قرآن پاک نے بطراً اور رئاۃ کو اسم کے صیغے سے اور یصدون کو فعل کے صیغے سے ذکر فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فخر وغرور ان مشرکین کی خصلت اور مستقل صفت بن چکی تھی جبکہ دین سے روکنے کا کام تو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے بعد شروع کیا۔ اسم استمرار پر اور فعل تجدد اور حدوث پر دلالت کرتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

## ریاکاری سے بچنا

ریاکاری چھوٹا شرک ہے اور اس سے انسان کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ ریاکاری کے ساتھ جو اچھا عمل بھی کیا جائے وہ حقیقت میں برا ہوتا ہے کیونکہ جو عمل اللہ تعالیٰ کے لئے نہ ہو وہ کبھی اچھا نہیں ہو سکتا۔ ریاکاری کے اسی معنیٰ کی طرف امام رازی رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا ہے:

**والرئا عبارة عن القصد إلى اظهار الجميل مع ان باطنه يكون قبيحاً۔ (تفسير كبير)**

## فائدہ

صاحب تفسیر ماجدی لکھتے ہیں:

**بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ**۔ یہ فخر و نمائش، غرور و اتراہٹ کے اوصاف آج کی "مہذب" فرنگی قوموں، ان کے لشکروں کی زرق برق وردیوں ان کے جھنڈوں اور نشانوں، ان کے فخریہ دعووں اور اعلانوں، ان کی توپوں اور جہازوں، ان کے طیاروں اور آبدوزوں، ان کے بمباروں اور ان کے جوہری بموں پر کتنے صادق آتے ہیں اور سب سے بڑھ کر ان کے نشریوں اور اعلانوں پر۔ (تفسیر ماجدی)

## شان نزول کی ایک عبارت

آیت کے شان نزول کے بارے میں تفسیر عثمانی کی عبارت کافی ہے قرطبی، کبیر، روح المعانی، المدارک وغیرہ تمام تفاسیر میں یہی روایت مذکور ہے البتہ تفسیر قرطبی اور تفسیر کبیر میں اس سے ملتی جلتی ایک اور عبارت بھی مذکور ہے۔ طلبہ علم کے لئے بطور حوالہ پیش خدمت ہے:

**يعني اباجهل واصحابه الخارجين يوم بدر لنصرة العير، خرجوا بالقيان والمغنيات والمعازف، فلما وردو الجحفة بعث "خفاف الكناني" وكان صديقا لابي جهل. بهدايا اليه مع ابن**

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

له وقال: ان شئت امددتك بالرجال، وان شئت امددتك بنفسي مع من خف من قومي، فقال ابوجهل: ان كنا نقاتل الله كما يزعم محمد (صلى الله عليه وسلم) فوالله مالنا بالله من طاقة. وان كنا نقاتل الناس فوالله ان بنا على الناس لقوة، والله لانرجع عن قتال محمد (صلى الله عليه وسلم) حتى نرد بدراً فنشرب فيها الخمور، وتعزف علينا القيان، فان بدراً موسم من مواسم العرب، وسوق من اسواقهم، حتى تسمع العرب بمخرجنا فتهابنا آخر الابد (القرطبي)

امام رازی رحمہ اللہ نے بھی تھوڑے سے فرق سے یہ روایت ذکر کی ہے اور اس کے آخر میں لکھا ہے:

قال المفسرون: فوردوا بدراً و شربوا كؤوس المنايا مكان الخمر، وناحت عليهم النوائح مكان القيان (تفسیر کبیر)

فالحمدلله رب العالمين

## جہادی مضمون کی اہم آیت

"مجاہدین فی سبیل اللہ اور دنیوی عام جنگجوؤں کا اصلی اور بنیادی فرق اس آیت میں بیان فرما دیا گیا ہے اور جہاد وقتال کے باب میں یہ آیت کلیدی آیتوں میں ہے، دنیوی سپاہ داروں (یعنی فوجیوں اور جنگجوؤں) کی نہ صرف یہ کہ نیت دنیا کی ہوتی ہے اور غرض غایت اسی مادی دنیا کی فتح و تسخیر ہوتی ہے، بلکہ ان کی چال ڈھال، اوضاع واطوار عمل وکردار ہر چیز سے دنیا طلبی ہی ٹپکتی ہے۔ مجاہد وغازی اس کے برعکس اپنی انا کو پہلے ہی زیر کر چکا ہوتا ہے اس کا مقصود ظاہراً وباطناً قولاً وفعلاً اللہ کے دین کی سربلندی ہی ہوتا ہے۔ كَالَّذِيْنَ. آیت میں کالذین بہت غور کے قابل ہے مسلمان، ظاہر ہے کہ بطر ورباء میں مبتلا نہ تھے لیکن انہیں تصریح کے ساتھ ممانعت اس امر میں مشرکین کے ساتھ مشابہ ہونے سے بھی کی جا رہی ہے۔ آج کے مسلمان سوچیں کہ وہ اولیاء اللہ ہونے کے مدعی ہو کر کن کن چیزوں میں مشابہت ومناسبت اعداء اللہ سے حاصل کرتے جا رہے ہیں۔" (تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُورَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۴۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ

اور جس وقت شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں خوشنما کردیا اور کہا کہ آج کے

الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ

دن لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا حامی ہوں پھر جب دونوں فوجیں سامنے ہوئیں تو وہ

عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنْكُمْ إِنِّي أَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ

اپنی ایڑھیوں پر الٹا پھرا اور کہا میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں میں ایسی چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے

إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ ۚ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٤٨﴾

میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے

## خلاصہ

غزوۂ بدر کا یہ واقعہ بھی یاد کرنے کے قابل ہے۔ جب شیطان نے مشرکوں کو ان کے برے اعمال خوشنما کرکے دکھلائے چنانچہ وہ اپنے کفر، اسلام دشمنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کو حق سمجھنے لگے۔ اور پھر جنگ کے وقت اس نے مشرکین سے کہا کہ آج تمہارے پاس اتنی قوت اور شوکت ہے کہ کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور میں بھی تمہارا حامی ہوں۔ جب جنگ شروع ہوئی اور اس نے فرشتوں کو دیکھا تو الٹے پاؤں بھاگا اور مشرکین سے کہنے لگا میرا تم سے کوئی تعلق نہیں میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتیں، میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

## شانِ نزول

روی ان الشیطن تمثل لهم یومئذ في صورة سراقة بن مالك بن جعشم وهو من بني بكر بن كنانة وكانت قريش تخاف من بني بكر ان ياتوهم من ورائهم لانهم قتلوا رجلا منهم فلما تمثل لهم قال ما اخبر الله به عنه۔ وقال الضحاك جاء هم ابليس يوم بدر برأيته وجنوده والقى في قلوبهم انهم لن يهزموا وهم يقاتلون على دين أبائهم۔ (القرطبي)

ملاحظہ فرمایئے اس عبارت اور دیگر مفسرین کی عبارتوں کا نچوڑ......

''قریش اپنی قوت وجمعیت پر مغرور تھے لیکن بنی کنانہ سے ان کی چھیڑ چھاڑ رہتی تھی، خطرہ یہ ہوا کہ کہیں بنی کنانہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کامیابی کے راستہ میں آڑے نہ آجائیں (اور پیچھے سے حملہ نہ کردیں)۔ فوراً شیطان ان کی پیٹھ ٹھونکنے اور ہمت بڑھانے کے لئے کنانہ کے سردار اعظم سراقہ بن مالک کی صورت میں اپنی ذریت (یعنی اولاد اور چیلوں) کی فوج لے کر نمودار ہوا اور ابوجہل وغیرہ کو اطمینان دلایا کہ ہم سب تمہاری مدد اور حمایت پر ہیں۔ کنانہ کی طرف سے بے فکر رہو، میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب بدر میں زور کا رن پڑا اور شیطان کو جبرئیل علیہ السلام وغیرہ فرشتے نظر آئے تو ابوجہل کے ہاتھ میں سے ہاتھ چھڑا کر الٹے پاؤں بھاگا۔ ابوجہل نے کہا: سراقہ! عین وقت پر دغا دے کر کہاں جاتے ہو؟ کہنے لگا میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ مجھے وہ چیزیں دکھائی دے رہی ہیں جو تم کو نظر نہیں آتیں (یعنی فرشتے) خدا کے (یعنی اس خدائی فوج کے) ڈر سے میرا دل بیٹھا جاتا ہے۔ اب ٹھہرنے کی ہمت نہیں، کہیں کسی سخت عذاب اور آفت میں نہ پکڑا جاؤں۔ قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ملعون نے جھوٹ بولا اس کے دل میں خدا کا ڈر نہ تھا، ہاں وہ جانتا تھا کہ اب قریش کا لشکر ہلاکت میں گھر چکا ہے کوئی قوت بچا نہیں سکتی۔ یہ اس کی قدیم عادت ہے کہ اپنے متبعین کو دھوکہ دے کر اور ہلاکت میں پھنسا کر عین وقت پر کھسک جایا کرتا ہے۔ اسی کے موافق یہاں بھی کیا۔

یعدهم ويمنيهم ومايعدهم الشيطان الا غرورا (النساء) كمثل الشيطان اذقال للانسان اكفر فلما كفر قال اني بري منك اني اخاف الله رب العالمين (الحشر) وقال الشيطن لما قضي الامر ان الله وعدكم وعدالحق ووعدتكم فاخلفتكم وماكان لي عليكم من سلطان الا ان دعوتكم فاستجبتم لي فلا تلوموني ولوموا انفسكم ما انا بمصرخكم وما انتم بمصرخي اني كفرت بما اشركتمون من قبل ان الظالمين لهم عذاب اليم (ابراهيم) (تفسير عثماني)

تفسیر جلالین میں ہے کہ شیطان جس مشرک کا ہاتھ چھڑا کر بھاگا اس کا نام "حارث بن ہشام" تھا۔

وكانت يده في يد الحارث بن هشام. (جلالين)

کئی مفسرین حضرات کا قول ہے کہ شیطان حقیقت میں بھی ڈر گیا تھا۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قيل: خاف ابليس ان يكون يوم بدر اليوم الذي انظر اليه

یعنی ایک قول یہ ہے کہ شیطان بدر کے دن اس بات سے ڈر گیا کہ شاید یہ وہی دن ہو جس دن تک کی اس کو مہلت (اور زندگی) دی گئی تھی۔ (القرطبی)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

چونکہ نرا خوف بدون ایمان کے مقبول نہیں اس لیے شیطان کا خدا سے ڈرنا اگر واقعی بھی ہو تو کچھ محلِ اشکال نہیں۔ (بیان القرآن)

دوسرا قول وہی ہے جو تفسیر عثمانی کی عبارت میں منقول ہے کہ شیطان ڈرا نہیں اس نے دھوکا دیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اکثر مفسرین کی مضبوط رائے یہی ہے کہ غزوہ بدر میں شیطان انسانی صورت اپنا کر آیا اور اس نے مشرکین کو اپنی مدد کا یقین دلایا جبکہ بعض مفسرین کے نزدیک شیطان انسانی شکل میں نہیں آیا بلکہ اس نے ان باتوں کا وسوسہ ڈالا تھا جو آیت مبارکہ میں بیان ہوئی ہیں۔

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فی کیفیة هذا التزیین وجهان: الاول: ان الشیطان زیّن بوسوسته من غیر ان یتحول فی صورة الانسان وهو قول الحسن والاصم. (تفسیر کبیر)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے دونوں اقوال کو جمع فرما دیا ہے ان کے نزدیک واذ زین کا تعلق وسوسے سے ہے اور وقال لا غالب لکم الیوم کا تعلق اس کے انسانی شکل میں آنے سے ہے۔ ملاحظہ فرمائیے بیان القرآن۔

## آیت کا ربط

اس آیت کا ماقبل سے کیا تعلق ہے؟ حضرات مفسرین کی عبارات سے یہ اشارے ملتے ہیں:

① پچھلی آیت میں فخر اور ریاکاری سے روکا گیا تھا اس آیت میں بتایا گیا کہ فخر و ریاکاری میں مبتلا ہونے والے افراد پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے اور انہیں دھوکے میں ڈال کر شکست کی طرف دھکیلتا ہے۔

② غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جو احسانات فرمائے ان کا تذکرہ پچھلی آیات میں آیا ہے۔ یہ بھی ان ہی احسانات میں سے ایک عظیم احسان ہے کہ شیطان مردود کو بھی اس دن ذلت و رسوائی کے ساتھ بھاگنا پڑا اور اس دن مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتے نازل ہوئے اور شیطان نے ان فرشتوں کو دیکھا۔

③ پچھلی آیت میں مشرکین کی تین خرابیاں بیان ہوئی تھیں: ① بطر ② ریا ③ دین سے روکنا۔ اس آیت میں چوتھی خرابی کا بیان ہے کہ وہ اپنی برائی کو بھی نیکی اور اچھائی سمجھتے تھے کیونکہ شیطان نے ان کے برے اعمال ان کی آنکھوں میں مزین کر دیئے تھے۔

ملاحظہ فرمائیے چند عبارتیں:

① ”سرکشی اور ریا کرنے والوں کا تعلق باللہ ٹوٹ جاتا ہے۔ رحمت الٰہی رک جاتی ہے، شیطان پہلے انہیں سبز باغ دکھاتا ہے لیکن آخر میں انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔“ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

② وقیل: هو عطف علیٰ ماتقدم من تذکیر النعم وتقدیره: واذکروا اذ یریکموهم واذزین. (تفسیر کبیر)

اس ترکیب سے دوسرے ربط کی طرف اشارہ ہوا۔

③ وقیل: هو عطف علی قوله خرجوا بطرا ورئاء الناس وتقدیره: لاتکونوا کالذین خرجوا من دیارهم بطرا ورئاء الناس واذ زین لهم الشیطان اعمالهم. (تفسیر کبیر)

اس سے تیسرے ربط کی طرف اشارہ ہوا۔ تفسیر حقانی میں اسی کو اختیار کیا گیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## عظیم معجزہ

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ تھا فیہ معجزۃ عظیمۃ للرسول علیہ السلام (تفسیر کبیر)

کیونکہ جب مشرکین واپس مکہ پہنچے تو انہوں نے کہنا شروع کیا کہ سراقہ نے لشکر کو شکست دلوائی، جب سراقہ تک یہ بات پہنچی تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ مجھے تو تمہارے جانے کا علم اس وقت ہوا جب تمہاری شکست کی خبر آئی تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ شخص سراقہ نہیں شیطان تھا۔ (تفسیر کبیر)

## خطرناک حملہ

آیت کے پہلے جملے میں شیطان کے اس خطرناک حملے کا ذکر ہے جس سے وہ لوگوں کو ایسا گمراہ کرتا ہے کہ وہ توبہ تک نہیں کرتے اور وہ حملہ یہ ہے کہ برائی کو اچھائی بنا کر دکھاتا ہے، تب برائی کرنے والا یہی سمجھتا رہتا ہے کہ وہ نیکی اور اچھائی کر رہا ہے۔ اور جب نیکی کر رہا ہے تو توبہ اور ندامت کس بات کی؟

اس نے مشرکین کے برے اعمال ان کی نظر میں ایسے خوشنما بنا دیئے کہ وہ جنگ سے پہلے باطل کی تباہی کے لئے کھلم کھلا بددعائیں کر رہے تھے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ مسلمان باطل پر ہیں اور وہ خود حق پر ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## غزوۂ بدر کی اہمیت

غزوہ بدر میں نہتے مسلمان اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے طاقتور اور مسلح دشمن کے مقابلے میں آ کھڑے ہوئے تو زمین و آسمان میں ہر طرف ہلچل مچ گئی۔ آسمانوں سے فرشتے اتر آئے۔ شیطان اور اس کے چیلوں کے لشکر جھنڈے تھام کر نکل آئے۔ بادل برس پڑے، ہوائیں چلنے لگیں۔ اور ایک طرف اطمینان اور سکون اور دوسری طرف رعب اور دہشت چھا گئی۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

اہل ایمان جب بھی "ترتیب بدر" قائم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نصرت و امداد کے ایسے عجیب مناظر ہر زمانے میں دکھاتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## شیطان کی رسوائی

امام رازی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ شیطان کیوں ڈر گیا؟ اس بارے میں چار اقوال ہیں:

1. اس نے فرشتوں کو دیکھا تو ڈر گیا
2. اس نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چل رہے تھے
3. اس نے پے در پے ایک ہزار فرشتے اترتے دیکھے
4. اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نصرت اور غلبے کے آثار دیکھے تو گھبرایا کہ کہیں اس پر کوئی مصیبت نہ آ جائے۔ (تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام قرطبی رحمہ اللہ اور علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے غزوہ بدر کے دن شیطان کی رسوائی پر یہ روایت ذکر کی ہے۔

ما رأى ابليس يوماً هو فيه اصغر ولا احقر ولا ادحر ولا اغيظ من يوم عرفة وذلك مما يرى من نزول الرحمة والعفو عن الذنوب الا ما رأى يوم بدر قالوا: يارسول الله وما رأى يوم بدر؟ قال اما انه رأى جبريل عليه السلام يزع الملائكة (عن طلحة بن عبيد الله بن كريز عن رسول الله صلى الله عليه وسلم. وهذا مرسل من هذا الوجه ابن كثير)

یعنی شیطان نے عرفہ کے دن سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں دیکھا جس میں وہ زیادہ ذلیل زیادہ حقیر، زیادہ دھتکارہ ہوا اور زیادہ غمزدہ ہو۔ کیونکہ وہ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول اور گناہوں کے معاف ہونے کو دیکھتا ہے۔ مگر اس نے بدر کے دن جو کچھ دیکھا (اس کی وجہ سے وہ عرفہ کے دن سے بھی زیادہ ذلیل و رسوا اور حقیر و غمزدہ ہوا) صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! اس نے بدر کے دن کیا دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جنگ کے لئے فرشتوں کی صف بندی کر رہے ہیں۔

بے شک جہاد میں وہ سب کچھ ہوتا ہے جس سے شیطان اور شیطانی قوتیں ذلیل و خوار ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو شیطان اور شیطانی قوتوں پر غلبہ عطا فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۴۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ

اس وقت منافق اور جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ انہیں ان کے

دِيْنُهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾

دین نے مغلوب کر رکھا ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے تو اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے

## خلاصہ

غزوۂ بدر کے موقع پر تین سو تیرہ مسلمانوں کو اتنے بڑے لشکر کے مقابلے میں اترتے دیکھ کر مدینہ منورہ کے منافق اور مکہ مکرمہ کے کچے دل والے مسلمان کہنے لگے کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔ اور وہ اپنے دین کے برحق ہونے کے بھروسے پر خود کو اتنے بڑے خطرے میں ڈال رہے ہیں اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتا ہے وہ غالب رہتا ہے کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔

## کلام برکت

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

مسلمانوں کی دلیری دیکھ کر منافق اس طرح طعن کرنے لگے تھے، سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ غرور نہیں توکّل ہے۔ (موضح القرآن)

## غلبہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ملتا ہے

حضرت لاہوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

منافق کہتے ہیں کہ مسلمان اس خبط میں مبتلا ہیں کہ اپنے دین کی برکت سے سب پر فاتح ہو جائیں گے ان (منافقین) کے خیال میں گویا یہ کامیابی ناممکن ہے انہیں یہ معلوم نہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرے اور اس کا ہو جائے اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ یقیناً غالب ہوگا۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## مسلمان دھوکے میں نہیں توکّل پر ہیں

حضرت عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مسلمانوں کی تھوڑی جمعیت اور بے سروسامانی اور اس پر ایسی دلیری و شجاعت کو دیکھتے ہوئے منافقین اور ضعیف القلب کلمہ گو کہنے لگے تھے کہ یہ مسلمان اپنے دین اور اپنی حقانیت کے خیال پر مغرور ہیں (یعنی دھوکے میں ہیں) جو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس طرح اپنے کو موت کے منہ میں ڈال دیتے ہیں حق تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ یہ غرور نہیں توکل ہے جس کو خدا کی زبردست قدرت پر اعتماد ہو اور یقین رکھے کہ جو کچھ ادھر سے ہوگا عین حکمت وصواب ہوگا، وہ حق کے معاملہ میں ایسا ہی بے جگر اور دلیر ہو جاتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

## ربط

اس آیت کا ماقبل آیات سے کیا ربط ہے؟ چند آراء ملاحظہ فرمائیں:

❶ گمان یہ تھا کہ اس جنگ میں کافر غالب آئیں گے پچھلی آیات میں بتایا گیا کہ یہ گمان غلط تھا اور اس آیت میں ایک دوسرے گمان کے غلط ہونے کو بیان کیا گیا ہے وہ گمان (منافقین وغیرہ) کا یہ تھا کہ مسلمان مغلوب ہوں گے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اوپر سے اس گمان کی غلطی کا بیان تھا کہ کفار کے غالب آنے کی امید تھی اور وہ مغلوب ہوئے اور آگے اس گمان کی غلطی کا بیان ہے کہ مسلمان مغلوب ہوتے نظر آئے تھے اور وہ برکتِ توکل سے غالب آئے (بیان القرآن)

❷ پچھلی آیت میں فرمایا گیا کہ شیطان نے مشرکین کو ان کے برے اعمال خوشنما بنا کر دکھائے اس آیت میں بتایا گیا کہ شیطان نے منافقین کی نظروں میں بھی اس بات کو مزین کر دیا کہ مسلمان مغلوب ہوں گے، حضرت حقانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

چونکہ تزئین شیطانی کا ذکر آیا تھا کہ شیطان نے مکہ کے کافروں کو یوں گمراہ کر رکھا تھا۔ یہاں یہ بات جتلاتا ہے کہ یہ تزئین کچھ انہی پر منحصر نہیں بلکہ مدینہ کے منافق کہ جن کے دل میں مرض شک ونفاق ہے بدر کے واقعہ کی نسبت مسلمانوں کو یہ کہتے تھے کہ ان کو ان کے دین نے مغرور کر دیا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وعدوں پر تین سو تیرہ ٹوٹے پھوٹے مسلمان ہزار جنگجو اور بہادر قریش سے لڑنے چلے ہیں۔ (تفسیر حقانی)

❸ غزوہ بدر میں مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کا ذکر چل رہا ہے اس آیت میں بھی یہ انعام بتایا گیا کہ مسلمانوں کی کمزوری اور بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ گھر کے بھیدی یعنی نام کے مسلمان منافقین کو بھی مسلمانوں کی شکست اور خاتمے کا مکمل یقین تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت فرمائی اور کافروں کی طرح منافقوں پر بھی واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## منافق کون تھے؟

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

**اما المنافقون فهم قوم من الاوس والخزرج**

منافق مدینہ منورہ کے قبائل اوس اور خزرج کے افراد تھے (جو ظاہر میں مسلمان ہو چکے تھے مگر دل سے کافر تھے)۔ (تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الذین اظهروا الایمان وابطنوا الکفر (القرطبی)

## دلوں کے مریض کون تھے؟

ایک قول یہ ہے کہ منافقین ہی کا دوسرا نام ہے والذین فی قلوبھم مرض (وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے) جب عطف تفسیری ہوگا۔ (تفسیر قرطبی)

جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ کچے دل والے مسلمان تھے جو حالت شک میں تھے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الشاکّون یعنی یہ شک میں پڑے ہوئے مسلمان تھے۔(القرطبی)

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

واما الذین فی قلوبھم مرض فھم قوم من قریش اسلموا وما قوی اسلامھم فی قلوبھم ولم یھاجروا ثم ان قریشا لما خرجوا لحرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اولئک نخرج مع قومنا فان کان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فی کثرۃ خرجنا الیہ وان کان فی قلۃ اقمنا فی قومنا: قال محمد بن اسحاق ثم قتل ھؤلاء جمیعا مع المشرکین یوم بدر.

یعنی وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض تھا تو یہ قریش کے کچھ افراد تھے جو مسلمان ہو چکے تھے مگر ابھی اسلام ان کے دلوں میں مضبوط نہیں ہوا تھا اور انہوں نے ہجرت نہیں کی تھی پھر جب قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کے لئے نکلے تو انہوں نے کہا ہم اپنی قوم کے ساتھ نکلیں گے۔ پھر وہاں دیکھیں گے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگوں کی تعداد زیادہ ہوئی تو ان کے ساتھ مل جائیں گے اور اگر وہ کم ہوئے تو ہم اپنی قوم کے ساتھ رہیں گے محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ یہ تمام لوگ بدر میں مارے گئے۔ (تفسیر کبیر)

امام رازی رحمہ اللہ کی یہ عبارت بار بار پڑھی جائے اور ان لوگوں جیسا بننے سے بچا جائے جو مسلمان ہونے کے باوجود طاقت کی پوجا کرتے ہیں۔ اور جب مجاہدین کو کمزور دیکھتے ہیں تو ان کا ساتھ چھوڑ کر کافروں کی طرف ہو جاتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

## وہ کس بات کو دھوکا کہہ رہے تھے؟

قرآن پاک بتاتا ہے کہ یہ منافق اور کچے دل والے مسلمان غزوہ بدر کے مجاہدین کے بارے میں کہتے تھے کہ ان کے دین نے ان کو دھوکے میں ڈال دیا ہے، اس دھوکے سے کیا مراد ہے؟ امام رازی رحمہ اللہ دو معنی لکھتے ہیں:

❶ قال ابن عباس معناہ انہ خرج بثلثمائۃ وثلاثۃ عشر یقاتلون الف رجل وما ذاک الا انھم اعتمدوا علی دینھم

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین سو تیرہ افراد کو لے کر ایک ہزار کے مقابلے میں نکل پڑے ہیں یقیناً ان لوگوں نے اپنے دین کے بھروسے پر ایسا کیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(جبکہ جنگ تو افراد اور اسلحے سے لڑی جاتی ہے اس لیے یہ لوگ غلطی اور دھوکے میں پڑ گئے ہیں)

❷ وقيل المراد ان هؤلاء يسعون فى قتل انفسهم رجاء ان يجعلوا احياء بعد الموت ويثابون على هذا القتل

ایک قول یہ ہے کہ ان کی بات کا مطلب یہ تھا کہ یہ مسلمان خود کو قتل کروانے کی کوشش کرتے ہیں اس امید پر کہ وہ مرنے کے بعد زندہ کر دیے جائیں گے اور انہیں اس قتل ہونے پر اجر و ثواب ملے گا۔ (تو یہ بات منافقین کے نزدیک نعوذ باللہ دھوکا تھی)۔ (تفسیر کبیر)

دونوں اقوال پڑھیے اور اس زمانے کے منافقین کی باتوں اور اس زمانے کے جہاد مخالف روشن خیال دانشوروں کی باتوں کا موازنہ کیجئے۔ یہ باتیں آپس میں کتنی ملتی جلتی ہیں۔ صاحب تفسیر ماجدی لکھتے ہیں:

محض حالات ظاہری پر تکیہ کر کے منافقوں اور کچے ایمان والوں کا ایسا کہہ گزرنا کچھ غیر قدرتی بھی نہ تھا۔ (تفسیر ماجدی)

یعنی منافقوں کی نظر محض ظاہری حالات پر ہوتی ہے۔

## عزیز حکیم

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ "عزیز" ہے کہ اپنے اوپر توکل کرنے والوں کو اکثر غلبہ دیتا ہے اور "حکیم" ہے کہ جب غلبہ نہیں دلاتا تو اس میں بھی مسلمانوں کے لئے کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ (مفہوم بیان القرآن)

آخر میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

غرض ظاہری سامان اور بے سامانی پر مدار نہیں قادر کوئی اور ہی ہے (بیان القرآن)

## دین کی سرشاری

ملاحظہ فرمایئے یہ عجیب عبارت:

"جب بدر میں مٹھی بھر کے بے سرو سامان مسلمان جنگ کے لئے نکلے تو منافق اور کچے دل کے آدمی اس کی کوئی توجیہ نہیں کر سکے بجز اس کے کہ کہیں "انہیں ان کے دین کے نشہ نے مغرور کر دیا ہے۔" بات اگرچہ بطور طعنہ کے کہی گئی تھی لیکن ایک لحاظ سے غلط بھی نہ تھی۔ بلاشبہ یہ دین حق کا نشہ تھا، لیکن نشۂ باطل نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کی معجزانہ بلاغت نے آیت (۴۹) میں ان کا قول نقل کر کے رد نہیں کیا، بلکہ صرف یہ کہا کہ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ...... الخ (ترجمان القرآن)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ الْاَنْفَال مَدَنِيَّةٌ آیت ۵۰، ۵۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ

اور اگر تو دیکھے جس وقت فرشتے کافروں کی جان قبض کرتے ہیں ان کے مونہوں اور

وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝۵۰ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

پیٹھوں پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں جلنے کا عذاب چکھو۔ یہ اسی کا بدلہ ہے جو تمہارے

اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۵۱

ہاتھوں نے آگے بھیجا اور بے شک اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم نہیں کرتا

## خلاصہ

وہ منظر بہت خوفناک اور عجیب ہوتا ہے جب فرشتے ان کافروں کی روحیں قبض کرتے ہیں وہ ان کو آگ کے کوڑوں سے منہ اور پیٹھ پر مارتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں ابھی اصل عذاب تو آگے جا کر آگ میں چکھو گے۔ اور یہ سب کچھ تمہارے اعمال کا بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہرگز بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے کہ بے جرم سزا دے۔

## ربط

❶ پچھلی آیات میں کافروں کے دنیا میں مقتول و مغلوب ہونے کا بیان تھا اور اب ان کی اخروی اور برزخی سزا اور اس کی وجہ کا ذکر ہے۔ (از بیان القرآن)

❷ آیت کا تعلق غزوہ بدر سے ہے مشرکین کو سامنے کی طرف سے مسلمان تلواریں مارتے تھے اور جب وہ پیٹھ پھیرتے تو فرشتے انہیں مارتے اور ان کی روحوں کو سختی سے قبض کرتے۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

عن مجاھد قال یوم بدر قال ابن جریج: قال ابن عباس: اذا اقبل المشرکون بوجوھھم الی المسلمین، ضربوا وجوھھم بالسیوف واذا ولو ادرکتھم الملائکۃ یضربون ادبارھم. (ابن کثیر)

حضرت لاہوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جو کافر بدر کے موقع پر مسلمانوں کو تباہ کرنے کیلئے آئے تھے انہیں فرشتے یہ سزا دے کر کہتے تھے کہ یہ تمہاری سابقہ بداعمالی کا نتیجہ ہے۔ رضائے الٰہی کے خلاف زندگی بسر کرنے کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کئی مفسرین حضرات کی رائے یہ ہے کہ آیت تمام کفار کے لئے عام ہے اور اس میں خصوصی طور پر بدر کے مقتول کافر بھی شامل ہیں۔

حضرت عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

بہت سے مفسرین نے اس کو بھی بدر کے واقعہ میں داخل کیا ہے یعنی اس وقت جو کافر مارے جاتے تھے ان کے ساتھ فرشتوں کا یہ معاملہ تھا۔ مگر الفاظ آیت کے سب کافروں کو عام ہیں اس لیے راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ عالم برزخ کا ہو۔ اب بدر کے واقعات سے تعلق یہ ہوگا کہ دنیا میں ان کافروں کی یہ گت بنی برزخ میں یہ ہوگا اور آخرت کے عذاب کا تو کہنا ہی کیا۔

❸ غزوہ بدر کے واقعات کے ساتھ کافروں کے برے اعمال کا ذکر بھی چل رہا تھا تاکہ یہ معلوم ہو کہ ان کے خلاف کیوں جنگ کی جاتی ہے؟ اب ان کے برے انجام کا تذکرہ بھی کر دیا گیا کہ یہ برزخ اور آخرت میں بھی سزا کے مستحق ہیں۔

اس میں کفار کے لئے تنبیہ ہے کہ وہ باز آجائیں اور مسلمانوں کے لئے بشارت ہے کہ ان کے دشمنوں کو اللہ تعالیٰ کیسی سخت سزا دیتا ہے۔ دشمنان اسلام کو دنیا میں سزا مجاہدین کے ہاتھوں سے اور برزخ میں فرشتوں کے ذریعہ دی جارہی ہے۔ پس جہاد کی ایک حکمت بھی سمجھ آ گئی۔ واللہ اعلم بالصواب

## کافروں کی موت کا منظر خوفناک

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یقول تعالیٰ: ولو عاینت یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حال توفی الملائکة ارواح الکفار، لرأیت امرآ عظیما هائلاً فظیعا منکرآ.

گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ فرشتوں کے ذریعہ کافروں کی روح قبض ہونے کا منظر دیکھ لیتے تو آپ ایک عظیم، دہشت ناک، خوفناک اور عجیب منظر دیکھتے۔ (ابن کثیر)

اس عبارت میں آیت کی ترکیب نحوی بھی آ گئی ہے۔

## ابوجہل پر فرشتوں کی مار

تفسیر قرطبی اور تفسیر ابن کثیر میں حضرت حسن بصری کی یہ روایت مذکور ہے:

ان رجلاً قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ! انی رایت بظهر ابی جهل مثل الشراك قال ذلك ضرب الملائكة (القرطبی)

یعنی ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ابوجہل کی پیٹھ پر تسمے جیسا داغ دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فرشتوں کی مار ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## آگ کے کوڑے

امام ابوحیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فان كان ذلك عند الموت ضربتهم الملائكة بسياط من نار

یعنی اگر آیت میں موت کے وقت کا بیان ہے تو اس وقت فرشتے انہیں آگ کے کوڑوں سے مارتے ہیں۔ (البحر المحیط)

## نکتۂ رازیؒ

يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ

آگے اور پیچھے کی مار سے امام رازی رحمہ اللہ نے یہ لطیف نکتہ بھی نکالا ہے کہ کافر کی روح جب دنیا سے روانہ ہوتی ہے تو دنیا کے چھوٹنے کا تو اسے صدمہ ہوتا ہی ہے ادھر آخرت پر جب نظر کرتی ہے تو ادھر بھی تاریکی ہی تاریکی نظر آتی ہے۔ اس طرح سے اس پر آگے اور پیچھے دونوں طرف سے گویا دوہری مار پڑتی ہے۔ (تفسیر ماجدی وتفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۵۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

جیسا فرعونیوں اور ان سے پہلے لوگوں کا حال ہوا تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۵۲

نے ان کے گناہوں کی سزا میں انہیں پکڑ لیا بے شک اللہ تعالیٰ زبردست اور سخت عذاب کرنے والا ہے

### خلاصہ

اپنے کفر اور دین دشمنی پر سزا پانے میں ان مشرکین کی حالت ایسی ہے جیسے فرعون والوں اور ان سے پہلے کافروں کی حالت تھی۔ انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو ماننے سے انکار کیا تھا تب اللہ تعالیٰ نے ان کے جرائم پر انہیں پکڑا اور سزا دی بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا، سخت سزا دینے والا ہے۔ (دشمنان اسلام سزا کے مستحق ہیں جہاد کے ذریعہ ان کو سزا دی جارہی ہے اور یہ مغلوب ہوں گے جس طرح آل فرعون مغلوب ہوئے)

### تکذیب کا بدلہ تعذیب

والمعنیٰ جروا علی عادتهم فی التكذيب فأجری علیه مثل ما فعل بهم فی التعذيب۔ (المدارك)

یعنی مطلب یہ ہے کہ ان مشرکین نے پرانے کافروں کی عادت اور طریقے کو جاری رکھتے ہوئے دین حق کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر عذاب کا وہ قانون جاری فرما دیا جو ان سے پہلے کافروں پر جاری فرمایا تھا۔ تکذیب (یعنی جھٹلانے) کا بدلہ تعذیب (یعنی عذاب)

### ربط اور تفسیر

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

انه تعالیٰ لما بین ما انزله باهل بدر من الكفار عاجلاً وآجلاً كما شرحناه اتبعه بأن بين هذه طريقته وسنته فی الكل فقال كداب آل فرعون والمعنیٰ: عادة هؤلاء فی كفرهم كعادة آل فرعون فی كفرهم، فجوزی هؤلاء بالقتل والسبی كما جوزی اولئك بالاغراق۔ (التفسير الكبير)

پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فوری اور آئندہ عذاب کو بیان فرمایا جو اس نے غزوہ بدر کے کفار پر نازل کیا اب اس کے بعد بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون اور طریقہ سب کے لئے ہے چنانچہ ارشاد فرمایا: كَدَاْبِ اٰلِ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فِرْعَوْنَ مطلب اس کا یہ ہے کہ ان مشرکین کی حالت کفر میں آل فرعون کی حالت کفر جیسی ہے، پس ان کو قتل اور قید کے ذریعہ سے اسی طرح سزا دی گئی جس طرح آل فرعون کو غرق کر کے سزا دی گئی۔

## دوسری تفسیر

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الدأب العادة وقد تقدم فی آل عمران ای العادة فی تعذیبهم عند قبض الارواح وفی القبور کعادة آل فرعون (القرطبی)

یعنی داب کا معنی ہے عادۃ (طریقہ) جیسا کہ سورۃ آل عمران میں گزر چکا ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کو موت کے وقت اور قبروں میں سزا دینے کا طریقہ آل فرعون کو سزا دینے جیسا ہے۔

## معارف

اس آیت کا پچھلی آیات کے ساتھ ربط واضح ہے، وہ کفار جو مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے نکلتے ہیں ان کا عبرتناک انجام بیان فرمایا جا رہا ہے اب اس آیت میں فرمایا گیا کہ ایسے ظالموں اور کافروں کو سزا دینے کا معاملہ نیا نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ طریقہ ہے جو پہلے سے چلا آ رہا ہے۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ آئندہ بھی چلتا رہے گا۔ پس کافروں کو چاہیے کہ کفر اور اسلام دشمنی چھوڑ کر اسلام قبول کریں تاکہ خوفناک انجام اور عبرتناک سزاؤں سے بچ سکیں۔ اور مسلمانوں کے لئے یہ سبق ہے کہ وہ اسلام دشمن کافروں کی طاقت سے مرعوب نہ ہوں۔ فرعون جیسا طاقتور اور جنگی اسباب سے مالا مال بادشاہ اللہ تعالیٰ کی سزا سے نہیں بچ سکا، دنیا میں اس سے حکومت و سلطنت چھنی اور مرتے ہی سخت عذاب کا مستحق بنا۔ اسی طرح غزوہ بدر میں مسلمانوں کے مد مقابل آنے والے مشرکین کے ساتھ ہوا۔ نہایت ذلت اور عذاب کے ساتھ موت آئی اور آگے مزید سخت عذاب ان کے لئے تیار ہے۔ پس ان کافروں کی طاقت اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے مسلمانوں کو قطعاً کسی بھی فرعون اور ابوجہل سے مرعوب نہیں ہونا چاہیے اور نہ ان کے سامنے گردن جھکانی چاہیے۔ مسلمان اللہ تعالیٰ کے ساتھ پورے وفادار رہیں اور اس کے حکم کے مطابق ہجرت اور جہاد کے عمل کو زندہ رکھیں تب اللہ تعالیٰ کی قوت اور اس کا انتقام دین کے دشمنوں کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہجرت فرمائی تو فرعون اور اس کا لشکر اللہ تعالیٰ نے غرق فرما دیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد فرمایا تو ابوجہل اور اس کا لشکر اللہ تعالیٰ نے توڑ کر رکھ دیا۔ ایسا ہمیشہ سے ہوتا آ رہا ہے اور ایسا آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان غزوہ بدر کی ترتیب کو زندہ کریں۔ ان کے دشمن پہلے سے ہی اپنے کفر اور جرائم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مستحق ہیں وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ مجاہدین کے ہاتھوں ان کافروں پر اپنا دنیوی عذاب نازل فرماتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ یعنی تم ان سے جہاد کرو اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے انہیں عذاب دے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۵۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى

اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالی ہرگز اس نعمت کو نہیں بدلتا جو اس نے کسی قوم کو دی تھی جب تک

يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۵۳

وہ خود اپنے دلوں کی حالت نہ بدلیں اور اس لیے کہ اللہ تعالی سننے والا جاننے والا ہے

## خلاصہ

اللہ تعالی بغیر جرم کے کسی کو سزا نہیں دیتا اور اس کی سزا کا قانون یہ ہے کہ وہ کسی قوم کو دی ہوئی نعمت کو عذاب سے نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنی حالت خراب نہیں کر لیتی۔ باقی اللہ تعالی سے نہ کسی کے اعمال چھپے ہوئے ہیں نہ کسی کی نیتیں اور ارادے۔ اس قانون کے مطابق مشرکین مکہ سزا کے مستحق ٹھہرے، جس طرح آل فرعون عذاب کے مستحق ہوئے تھے۔

## کلام برکت

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یعنی اعتقاد اور نیت جب تک نہ بدلے تو اللہ تعالی کی بخشی نعمت چھینی نہیں جاتی (موضح القرآن)

## رحمت کے بعد زحمت

اللہ تعالی تو کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے لہٰذا ان لوگوں پر رحمت کے بعد زحمت کا نزول ان کے اپنے اعمال کے باعث ہوا۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## کفار مکہ کی خراب حالت

کتبدیل کفار مکة اطعامهم من جوع، وامنهم من خوف، وبعث النبی صلی اللہ علیه وسلم الیهم بالکفر والصد عن سبیل اللہ وقتال المومنین۔ (جلالین)

جیسے کفار مکہ کہ اللہ تعالی نے ان کو تین بڑی نعمتیں بخشیں ❶ بھوک دور کر کے کھانے کی وسعت دی ❷ خوف کی جگہ امن دیا ❸ ان کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ انہوں نے ان تین نعمتوں کی ناشکری کی اور ❶ کفر اختیار کیا ❷ لوگوں کو دین سے روکا ❸ مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے لگے۔

امام سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نعمة الله عليهم محمد صلى الله عليه وسلم فكفروا به فنقل الى المدينة وحل بالمشركين العقاب (القرطبي)

اہل مکہ کے لئے نعمت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے انہوں نے اس نعمت کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت اہل مدینہ کو عطا فرمادی اور مشرکین پر عذاب کا دروازہ کھول دیا۔

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ونعمة الله على قريش الخصب والسعة والامن والعافية (القرطبي)

یعنی قریش پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں زرخیزی، فراخی، امن اور عافیت تھی۔

## تفسیر نسفی

مشرکین تو پہلے سے کفر پر تھے تو ان کی حالت کے خراب ہونے کا کیا مطلب ہے؟ امام نسفی رحمہ اللہ اس کا جواب ان الفاظ میں دیتے ہیں:

تغيرت الحال المسخوطة الى اسخط منها...... الخ

یعنی حالت کے خراب کا مطلب یہ ہے کہ ان کی حالت بد سے بدتر ہو جائے، اللہ کی ناراضی والی حالت سخت ناراضی والی حالت بن جائے۔ پس مشرکین مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہی بری حالت میں تھے کہ بتوں کی پوجا کرتے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف اپنی آیات بھیجیں تو انہوں نے ان آیات کو جھٹلا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون بہانے کے درپے ہوئے پس انہوں نے اپنی بری حالت کو سخت بری حالت سے بدل لیا یعنی وہ اور زیادہ برے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلت کی جو نعمت دی ہوئی تھی وہ چھین لی اور ان پر فوری عذاب آ گیا۔ یعنی مہلت اور ڈھیل ایک نعمت تھی جو چھین لی گئی۔ (المدارک)

آیت کی تفسیر میں مزید دو سبق آموز عبارتیں ملاحظہ فرمائیں:

## تفسیر عثمانی

یعنی جب لوگ اپنی بے اعتدالی اور غلط کاری سے نیکی کے فطری قویٰ اور استعداد کو بدل ڈالتے ہیں اور خدا کی بخشی ہوئی داخلی یا خارجی نعمتوں کو اس کے بتلائے ہوئے کام میں ٹھیک موقع پر خرچ نہیں کرتے بلکہ الٹے اس کی مخالفت میں صرف کرنے لگتے ہیں تو حق تعالیٰ اپنی نعمتیں ان سے چھین لیتا ہے اور شان انعام کو انتقام سے بدل دیتا ہے۔ وہ بندوں کی تمام باتوں کو سنتا اور تمام احوال کو جانتا ہے کوئی چیز اس سے پردہ میں نہیں۔ لہٰذا جس سے جو معاملہ کرے گا نہایت ٹھیک اور برمحل ہوگا۔ (تفسیر عثمانی)

## تفسیر ماجدی

یہاں یہ کلیدی حقیقت بیان کر دی ہے کہ جب تک کوئی قوم خود اپنی اندرونی حالت اس سے مختلف نہ کرے جو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نزول نعمت کے وقت اس کی تھی اور اپنے اندر بجائے ایمان وطاعت کے کفر وخباثت نہ پیدا کرے..... نعمت اور خبث کا اجتماع خلاف حکمت الٰہی ہے..... اور امت (مسلمہ) کی تاریخ خود اس آیت کی بہترین شرح وتفسیر ہے، کہاں تو بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم دور خلافت راشدہ میں یہ قوم اس حیرت انگیز ترقی سے بڑھی اور چند سال کے اندر دنیا پر اس طرح چھا گئی کہ یہ بجائے خود ایک معجزہ ہے اور تاریخ عالم میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں اور کہاں جب گرنا شروع ہوئی تو اس کی گراوٹ بھی ایک ضرب المثل اور کہاوت بن گئی۔ اسپین پر سات سو سال تک حکومت کی اور پھر انتہائی بے کسی کے ساتھ اس کے ایک ایک متنفس کو ملک بدر ہونا پڑا، ہندوستان میں نو سو سال سے اوپر تک اپنا جھنڈا بلند رکھا پھر حکومت چھنی اور اب جو گت بن رہی ہے ظاہر ہی ہے، ترکی کا رقبہ، جسے بجرے ہو کر کتنا سمٹ کر اور سکڑ کر رہ گیا ہے، نواب حیدر آباد دیکھتے ہی دیکھتے خود کشی کر بیٹھا، دنیوی نعمت کی یہ ساری مسلوبی ثمرہ ہے اس کا کہ پہلے امت نے اپنی قلب ماہیت کر لی اور عدل، عبادت، خدا ترسی کی ساری نعمت کو بدل کر اس کی جگہ ظلم، نفسانیت، شقاوت، برادر کشی، خیانت، عشرت پرستی غرض ہر قسم کی خباثت سے اپنے سینوں کو آباد کر لیا۔ (تفسیر ماجدی)

## فائدہ

گزشتہ آیات میں غزوہ بدر کا بیان ہے اور مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کا یہ جہاد یقینا دنیا کے طاقتور کفار سے ہوگا جو اسلام اور مسلمانوں کی دعوت کے راستے کی رکاوٹ بنیں گے۔ یا مسلمانوں کے خلاف جنگ برپا کریں گے۔ کمزور سے مسلمان کس طرح ان طاقتور دشمنوں کا مقابلہ کریں گے تو آل فرعون کا حوالہ دے کر انہیں سمجھایا گیا کہ کافروں کی طاقت وقوت اللہ تعالیٰ کی قوت اور انتقام کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ فرعون جیسا طاقتور ترین بادشاہ پانی کی لہروں کا لقمہ بن گیا۔ پس ان کافروں کے پاس حکومت، مال، سلطنت اور فوج کی جو نعمت ہے وہ ایک خاص وقت تک کے لئے ہے۔ یہ لوگ جب اہل ایمان کے خلاف ان نعمتوں کو استعمال کرنے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مہلت اور ڈھیل کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دنیوی عذاب میں پکڑے جاتے ہیں۔ جس طرح اہل مکہ کے ساتھ ہوا۔ جس طرح آل فرعون کے ساتھ ہوا۔ پس آئندہ بھی اسی طرح ہوتا رہے گا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنی دعوت لے کر دنیا کی ہر قوم اور ہر فرد کے پاس جائیں۔ پس جو ان کے راستے میں رکاوٹ بنے گا اور ان کے خلاف قوت لے کر آئے گا اس کا انجام ”آل فرعون“ اور ”کفار بدر“ جیسا ہوگا۔ مگر یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کا یہ قانون عام ہے۔ پس اگر مسلمان بھی اپنی حالت خراب کر لیں گے اور اس دنیا کی زندگی کو مقصود بنا لیں گے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مسلمان جہاد چھوڑ دیں گے تو ان پر ذلت مسلط کر دی جائے گی یعنی وہ عزت اور غلبے کی نعمت سے محروم ہو جائیں گے اور اسی طرح حدیث پاک سے ثابت ہے کہ جب مسلمانوں میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"وہن" آ جائے گا یعنی وہ دنیا سے محبت کرنے لگیں گے اور موت کو برا جانیں گے تو دنیا بھر کی قومیں ان پر ٹوٹ پڑیں گی اور انہیں نوچ کھسوٹ کر کھائیں گی۔ مسلمانوں کو اس وقت فتح "غزوہ بدر" کی ترتیب پر ملی ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اسی پر توکل کرتے ہوئے دشمنان اسلام کے خلاف نکل پڑے تھے۔

پس جب تک وہ اپنی اس حالت اور نظریئے پر قائم رہیں گے انہیں نصرت، فتح اور غلبے کی نعمت ملتی رہے گی۔ اور جب وہ اس ترتیب کو چھوڑ دیں گے تو پھر نعمت کا چھین لیا جانا ایک قانون ہے اور اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں فرماتا اور کسی کو بے جرم سزا نہیں دیتا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۵۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ

جیسے فرعونوں اور ان سے پہلے لوگوں کا حال ہوا تھا انہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو جھٹلایا

رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ

تو ہم نے انہیں ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا اور فرعونوں کو ڈبو دیا اور

كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝

سب ظالم تھے

## خلاصہ

فرعون والے ہوں یا ان سے پہلے سرکش کافر، سب نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلا کر خود کو عذاب اور سزا کا مستحق بنایا۔ چنانچہ یہ سب اپنے جرائم کی پاداش میں ہلاک کر دیئے گئے اور فرعون والے غرق کر دیئے گئے۔ ان سب نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا۔

## اللہ تعالیٰ کو ذاتی عداوت نہیں

فرعونیوں اور ان سے پہلی قوموں کو ان کے جرائم کی پاداش میں ہلاک کیا اور خصوصیت کے ساتھ فرعونیوں کا بیڑہ غرق کیا۔ یہ سب اس وقت ہوا جب انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بغاوت اور شرارت کر کے خود اپنی جانوں پر ظلم کئے ورنہ اللہ تعالیٰ کو کسی مخلوق سے ذاتی عداوت نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

## فرعون کا تذکرہ

فرعون اپنے زمانے کی سپر پاور کا نام ہے یہ اپنے دور کی ایک بہت بڑی جنگی طاقت اور استعماری سلطنت تھی۔ قرآن پاک بار بار اس کے انجام کا تذکرہ کرتا ہے، نزول قرآن کے زمانے میں قیصر و کسریٰ نام کی دو بڑی طاقتیں دنیا پر چھائی ہوئی تھیں۔ قرآن پاک کو ماننے والوں نے ان دونوں طاقتوں کو فرعون کے تناظر میں دیکھا اور کبھی ان سے مرعوب نہیں ہوئے۔ فرعون کو اللہ تعالیٰ نے کافی مہلت دی مگر جب وہ ایمان والوں کے پیچھے انہیں پکڑنے اور ہلاک کرنے کے لئے نکلا تو مہلت ختم ہوئی اور وہ غرق کر دیا گیا۔ مشرکین مکہ کو بھی کافی مہلت ملی مگر جب وہ مسلح ہو کر اکڑتے ہوئے نکلے اور مسلمانوں کے مقابلے میں صف آرا ہوئے تو مہلت کا وقت ختم ہو گیا اور وہ پکڑے گئے۔

اس لئے مسلمانوں کو زمانے کے کسی فرعون اور کسی ابوجہل سے مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں ہے جو بھی اسلام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور مسلمانوں کے خلاف اپنی طاقت استعمال کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق بن جاتا ہے اور اس کی مہلت کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## دونوں آیات میں تکرار نہیں ہے

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ليس هذا بتكرير؛ لان الاول للعادة في التكذيب والثاني للعادة في التغيير. یعنی اس میں اور (كداب آل فرعون والی پچھلی) آیت میں تکرار نہیں ہے۔ اُس میں عادتِ تکذیب کا بیان تھا (کہ کفار مکہ کا دین کو جھٹلانا فرعونیوں کی طرح ہے) اور اس میں عادت تغییر کا بیان ہے (کہ ان کفار مکہ نے بھی اپنی حالت کو اسی طرح خراب کیا ہے جس طرح فرعونیوں نے کیا تھا) (القرطبی)

امام رازی رحمہ اللہ نے تین وجوہات دونوں آیتوں کے درمیان فرق کی بیان فرمائی ہیں۔ (تفسیر کبیر میں ملاحظہ فرمالیں)۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الانفال مدنیۃ آیت ۵۵،۵۶،۵۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٥﴾

اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب جانداروں میں سے بدتر وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا پھر وہ ایمان نہیں لاتے۔

الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ

جن لوگوں سے تو نے عہد لیا ہے پھر وہ ہر دفعہ اپنے عہد کو توڑتے

مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿٥٦﴾ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ

ہیں اور وہ نہیں ڈرتے۔ سو اگر کبھی تو انہیں لڑائی میں پائے تو انہیں ایسی سزا دے

بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿٥٧﴾

کہ ان کے پچھلے دیکھ کر بھاگ جائیں تاکہ انہیں عبرت ہو

## خلاصہ

جو لوگ ہمیشہ کے لئے کفر اور بے ایمانی پر ڈٹ گئے ہیں اور بالکل بے خوف ہو کر بار بار اپنا عہد توڑتے ہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین جانور ہیں۔ اگر یہ میدان جنگ میں آپ کے ہاتھ آ جائیں تو ان کو ایسی سخت سزا دیجئے جسے دیکھ کر ان کے پیچھے رہنے والے یا ان کے بعد آنے والی نسلیں بھی عبرت حاصل کریں اور عہد شکنی کی کبھی جرأت نہ کر سکیں۔ (یعنی یہ دشمنان اسلام اس بات کے مستحق ہیں کہ انکے خلاف جہاد کیا جائے اور خوب سخت کیا جائے)

## شان نزول

❶ ونزل في قريظة. (جلالين)

یعنی یہ آیات یہود بنی قریظہ کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔

❷ والاٰية على ماقال جمع :نزلت في يهود بني قريظة عاهدوا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لا يمالئوا عليه فاعانوا المشركين بالسلاح فقالوا نسينا ثم عاهدهم عليه الصلوٰة والسلام فنكثوا ومالؤ وهم عليه (عليه الصلوٰة والسلام) يوم الخندق وركب كعب الى مكة فحالفهم على حرب رسول الله صلى الله عليه وسلم.

یعنی کئی مفسرین حضرات کے نزدیک آیت کا نزول یہود بنی قریظہ کے بارے میں ہوا ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی کی مدد نہیں کریں گے مگر پھر انہوں نے مشرکین کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلحہ دیا اور کہنے لگے ہم معاہدہ بھول گئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دوبارہ معاہدہ کیا مگر انہوں نے یہ معاہدہ بھی توڑ دیا اور غزوہ خندق کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشرکین کی مدد کی اور کعب سوار ہو کر مکہ جا پہنچا جہاں اس نے مشرکین مکہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کا معاہدہ کیا۔ (روح المعانی)

❸ والمعنی بھم قریظة والنضیر فی قول مجاھد و غیرہ.

یعنی ان آیات سے مراد یہودی قریظہ اور یہودی نضیر ہیں یہ مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ کا قول ہے۔ (قرطبی)

❹ عن سعید بن جبیر انھا نزلت فی ستة رھط من یھود منھم ابن تابوت. یعنی حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ یہ آیت چھ یہودیوں کے متعلق نازل ہوئی جن میں سے ایک "ابن تابوت" بھی تھا۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ یہ قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ولعله ارادبھم الرؤ ساء المباشرین للعھد

شاید سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے یہودیوں کے وہ سردار مراد لئے ہیں جن سے براہ راست معاہدہ ہوا تھا۔ (روح المعانی)

❺ امام رازی رحمہ اللہ کے نزدیک راجح یہی ہے کہ آیت کے اولین مصداق یہودی قریظہ ہیں وہ لکھتے ہیں:

قال ابن عباس: ھم قریظة فانھم نقضوا عھد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وأعانوا علیه المشرکین بالسلاح فی یوم بدر ثم قالوا اخطأنا فعاھدھم مرة اخری فنقضوہ ایضاً یوم الخندق۔ (تفسیر کبیر)

حضرت دریابادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یہود مدینہ کے تین پُرقوت قبیلوں میں سے ایک کا نام "بنو قریظہ" تھا جو اپنی بدزبانی اور شر انگیزی میں اوروں سے بڑھا ہوا تھا ان کے اور بنو نضیر کے محلّہ کے درمیان صرف عوالی (مدینہ کا بالائی حصہ) کے باغ حدِ فاصل تھے ان کی متعدد بدعہدیوں کی بنا پر ان پر فوج کشی ہوئی (ذی قعدہ ۵ ہجری) یہود کے ان قلعوں کا محاصرہ معتبر روایتوں کے مطابق ۲۵ دن رہا اور آخر میں ۶۰۰ سے اوپر یہودی گردن ماری گئی جن میں ایک عورت بھی تھی۔ (تفسیر ماجدی)

صاحب قرة العینین لکھتے ہیں:

ونزل فی قریظة ھم قوم من الیھود من حلفاء الاوس استوطنوا وادیاً فی ضاحیة المدینة علیٰ مسافة میلین او ثلاثة الی الجنوب الشرقی من المدینة، قرب منازل یھود "بنی النضیر" الذین أجلاھم النبی صلی اللہ علیه وسلم عن المدینة السنة الرابعة بعدان نقضوا العھد وھموا بقتله صلی اللہ علیه وسلم وفیھم نزلت "سورة الحشر" التی کان یسمیھا عبد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الله بن عباس رضی الله عنهما "سورة النضير" كما رواه عنه البخاری اما يهود بنی قريظة فقد نقضوا العهد وحاربوا رسول الله صلی الله عليه وسلم مع الأحزاب ايام الخندق سنة خمس فحاصرهم النبی صلی الله عليه وسلم فقتل مقاتلتهم وسبی نساء هم وذراريهم، وغنم اموالهم. (قرة العينين)

ان تمام اقوال کا خلاصہ یہی ہوا کہ ان آیات کے اولین مصداق تو یہودی ہیں مگر آیات مبارکہ کا مفہوم ومطلب عام ہے اور اس سے مراد کافروں کا ہر وہ گروہ ہے جس میں دو صفتیں پائی جائیں: ❶ اپنے کفر پر پکا ہو ❷ مسلمانوں کے ساتھ بدعہدی کا مرتکب ہو۔

## ربط

❶ حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اوپر کی آیات میں یہاں تک کفار ومشرکین کے احوال وقتال کا بیان تھا آگے کفار اہل کتاب کے احوال اور قتال کا بیان ہے جیسا کہ تمہید سورت میں بھی اس طرف اشارہ کیا گیا ہے اور سبب نزول اسکا یہود بنی قریظہ کی عہد شکنی ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ ہم آپ کے مخالفین کو مدد نہ دیں گے اور پھر بھی غزوہ احزاب میں مشرکین کو مدد دی اور بھی چند بار ایسا ہو چکا۔ ہر بار میں کہہ دیتے تھے کہ ہم بھول گئے پھر تازہ عہد کرتے تھے پھر ایسا ہی کرتے تھے اس پر ان آیتوں میں آپ کو حکم ہوا ان سے قتال کا۔ (بیان القرآن)

❷ پچھلی آیت میں کافروں کے بارے میں فرمایا تھا کہ ﴿كُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ﴾ کہ وہ سب ظالم تھے (اور ہیں) اب ان ظالموں میں سے جو زیادہ ظالم اور برے ہیں ان کی صفات کا بیان ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ ﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ﴾ کہ سب سے بدتر کافر وہ ہیں جن میں دو برائیاں ہوں ❶ اپنے کفر پر ایسے پکے ہوں کہ ایمان لانے کی ظاہری امید ختم ہو چکی ہو ❷ بار بار عہد توڑتے ہوں۔ ان کے ساتھ سلوک یہ کیا جائے کہ ان کو عبرتناک سزا دی جائے۔ امام رازی رحمہ اللہ نے اس ربط کو اختیار کیا ہے چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں:

اعلم انه تعالىٰ لما وصف كل الكفار بقوله ﴿وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ﴾ افرد بعضهم بمزية فی الشر والعناد فقال ﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ﴾ عند الله ای فی حكمه وعلمه من حصلت له خصلتان (الصفة الاولىٰ) الكافر الذی يكون مستمرا علی كفره مصراً عليه لا يتغير عنه البتة (الصفة الثانية) ان يكون ناقضا للعهد علی الدوام. (التفسير الكبير)

تفسیر حقانی میں اسی ربط کو اختیار کیا گیا ہے اور صاحب تفسیر ماجدی لکھتے ہیں:

﴿شَرَّ الدَّوَآبِّ﴾ کافر تو سب ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں بدتر مخلوق ہیں، ان میں بھی بدترین وہ ہیں جنہوں نے کفر پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بدعہدی کا اضافہ کیا۔

بین تعالیٰ ان من جمع بین الکفر الدائم وبین نقض العہد علیٰ ھذاالوجہ کان شرالدواب۔ (تفسیر کبیر، ماجدی)

❸ غزوہ بدر کو مثال بنا کر اب مشرکین کے علاوہ کفار کی دیگر قسموں سے بھی جہاد کا حکم دیا جارہا ہے کیونکہ جہاد کا حکم عام ہے یہ صرف مشرکین یا جزیرۃ العرب کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ جہاد کا حکم پوری دنیا میں امن قائم کرنے کا ذریعہ ہے پس کافروں کے وہ گروہ جو بدعہدی کے خوگر ہو چکے ہیں وہ دنیا کے امن کے لئے خطرہ ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب) ملاحظہ فرمائیے یہ عبارت:

”گذشتہ آیت میں بتایا تھا کہ یہ تمام کفار ظالم ہیں: اب ان کے امتیازات وخصائص بیان ہوتے ہیں:

(الف) ان کو ایمان باللہ سے بے انتہا نفرت ہے۔

(ب) اپنے کسی عہد پر قائم نہیں رہتے اور ان کو ہمیشہ توڑتے رہتے ہیں۔ دنیا کے امن عامہ کی خاطر ان لوگوں سے یہی سلوک ضروری ہے ان کو ایسی سزا دی جائے کہ دوسرے کافر بھی اس سے عبرت اندوز ہوں۔ اور نقض عہد کا سدباب ہو کفار قریش کبھی اپنے عہد پر قائم نہ رہے اس لئے جنگ بدر میں ان کی قوت پاش پاش کردی گئی بنو قریظہ نے بھی جنگ احزاب میں خلاف عہد قریش کی اعانت کی اس لئے فوراً تباہ کر دیئے گئے۔ (تفسیر الفرقان)

## بعض جملوں اور الفاظ کے مفاہیم

عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ من تبعیض کے لئے ہے۔ کیونکہ معاہدہ ان کے سرداروں سے ہوتا تھا و من فی قولہ منھم للتبعیض لان العھد انما کان یجری مع اشرافھم ثم ینقضونہ۔ (القرطبی)

وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ اور وہ نہیں ڈرتے۔ بدعہدی کے انتقام اور دنیا وآخرت میں اس کے برے انجام سے۔

ای لایخافون الانتقام۔ (القرطبی) لایخافون عاقبۃ الغدر ولا یبالون بما فیہ من العار والنار۔ (المدارک)

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ ثقف کا معنیٰ پہلے گذر چکا ہے الاخذ علی سبیل الغلبۃ۔ یعنی کسی پر قابو پانا، غالب آنا، یا کسی کو قید کرنا، یا کسی کو کمزوری کی حالت میں پانا اور ان پر غالب آجانا۔

یعنی اگر آپ ان پر قابو پالیں۔ غالب ہو جائیں۔ ان کو قید کرلیں۔ ان کو کمزوری کی حالت میں پا کر ان پر چھا جائیں۔ میدان میں ان کے مدمقابل ہو جائیں۔

ومعنی تثقفنھم تاسر ھم وتجعلھم فی ثقاف، او تلقاھم بحال ضعف، تقدر علیھم فیھا وتغلبھم۔ (القرطبی)

فاما تصادفنھم وتظفرن بھم۔ (المدارک)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قال الليث:يقال:ثقفنا فلانافي موضع كذا اي اخذناه وظفرنابه (تفسير كبير)

فَشَرِّدْ بِهِمْ تشرید کہتے ہیں خوف زدہ کر کے منتشر کرنے کو۔

والتشريد عبارة عن التفريق مع الاضطراب۔ (التفسير الكبير)

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فمعنىٰ الاية۔ انك ان ظفرت في الحرب بهؤلاء الكفار الذين ينقضون العهد فافعل بهم فعلا يفرق بهم من خلفهم قال عطاء: تثخن فيهم القتل حتي يخافك غيرهم۔

یعنی آیت کا معنی یہ ہوا کہ اگر آپ معاہدہ توڑنے والے ان کافروں پر جنگ میں غالب آ جائیں تو ان کے ساتھ ایسا معاملہ کریں کہ ان کے پیچھے والے (خوف کی وجہ) سے منتشر ہو جائیں۔ اور عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کی خوب خونریزی کریں تاکہ دوسرے کافر خوفزدہ ہو جائیں۔ (تفسیر کبیر)

امام نسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ففرق عن محاربتك ومناصبتك بقتلهم شرقتلة والنكاية فيهم من وراء هم من الكفرة حتىٰ لايجسر عليك بعد هم احد اعتبارآبهم واتعاظابحالهم۔

یعنی ان کو ایسا سخت قتل کریں اور اتنا شدید ماریں کہ ان کے پیچھے والے کافر آپ سے لڑنے اور آپ کے مقابل آنے کی جرأت ہی نہ کریں اور وہ ان کی حالت سے عبرت اور نصیحت پکڑ کر بکھر جائیں۔ (المدارک)

مَّنْ خَلْفَهُمْ خلف یہاں علاوہ کے معنی میں ہے ای من ورائهم من الكفرة۔ (روح المعانی) (تفسیر ماجدی)

یہاں تک ان آیات کا شان نزول، ربط اور جملوں کی تشریح آ گئی، اب ملاحظہ فرمائیے چند تفسیری عبارتیں:

### ❶ کافروں کی کمر ہمت ٹوٹ جائے

جو انسان ہو کر اپنے مولیٰ سے منہ موڑے وہ حیوانات سے بھی بدتر ہے جو شریر الطبع کفار عہد شکنی سے باز نہیں آتے اگر میدان جنگ میں آئیں تو ان کو خوب ناک چنے چبوایئے تاکہ ان کی سخت سزا کے باعث دوسرے کافروں کی کمر ہمت ٹوٹ جائے۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

### ❷ یہ بدترین جانور ہیں

جو لوگ ہمیشہ کے لئے کفر اور بے ایمانی پر تل گئے اور انجام سے بالکل بے خوف ہو کر غداری اور بدعہدی کے خوگر ہو رہے ہیں وہ خدا کے نزدیک بدترین جانور ہیں۔ فرعونیوں کا حال بدعہدی اور غداری میں یہی تھا۔

ولما وقع عليهم الرجز قالوا يموسىٰ ادْعُ لَنَا ربك بما عهد عندك لئن كشفت عنا الرجز لنؤمنن لك ولنرسلن معك بني اسرائيل فلما كشفنا عنهم الرجز الى اجل هم بالغوه اذا هم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ینکثون۔ (اعراف) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہود بنی قریظہ کی یہی خصلت تھی آپ سے عہد کر لیتے تھے کہ ہم مشرکین مکہ کو مدد نہ دیں گے پھر ان کی امداد کرتے اور کہہ دیتے کہ ہم کو عہد یاد نہ رہا تھا۔ بار بار ایسا ہی کرتے تھے آگے بتلایا ہے کہ ایسے غداروں کے ساتھ کیا معاملہ ہونا چاہیے۔ یعنی اگر یہ دغاباز، غدار معاہدوں کو علانیہ پس پشت ڈال کر آپ کے مقابل میدان جنگ میں آ جائیں تو ان کو ایسی سخت سزا دیجئے جسے دیکھ کر ان کے پیچھے رہنے والے یا ان کے بعد آنے والی نسلیں بھی عبرت حاصل کریں اور عہد شکنی کی کبھی جرأت نہ کرسکیں۔ (تفسیر عثمانی)

## فائدہ

اس سورۃ مبارکہ میں جہاں مسلمانوں کو اسباب فتح بتائے جا رہے ہیں کہ فلاں فلاں عمل سے تمہیں نصرت اور فتح ملے گی وہاں ''اسبابِ شکست'' بھی بتائے جا رہے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ ''عہد توڑنا ذلت اور شکست کا سبب ہے اور یہ ایسی برائی ہے جو کافروں میں سے بھی ان کے بدترین افراد میں پائی جاتی ہے تو مسلمان تو اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔

امام ابو حیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قال ابن عباس رضی اللہ عنہما شر الناس الکفار وشر الکفار المصرون منهم وشر المصرین الناکثون للعهود۔ (البحر المحیط)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انسانوں میں بدترین لوگ کافر ہیں اور کافروں میں بدترین وہ ہیں جو اپنے کفر پر پکے ہیں اور پکے کفر والوں میں بدترین وہ ہیں جو عہد توڑنے والے ہیں۔

مسلمانوں کو عموماً اور تمام مجاہدین کو خصوصاً بدعہدی اور عہد شکنی کے اس خوفناک جرم اور گناہ سے بچنا چاہیے جو بدترین کافروں کی خصلت ہے اور ذلت و رسوائی کا باعث ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

بدعہدی اور عہد شکنی کے بارے میں چند وعیدیں اگلی آیت کی تشریح میں آئیں گی۔ (ان شاء اللہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۵۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ

اور اگر تمہیں کسی قوم سے دغا بازی کا ڈر ہو تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو ایسی طرح پر کہ تم اور وہ برابر ہو جاؤ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝۵۸

بے شک اللہ تعالیٰ دغا بازوں کو پسند نہیں کرتا

## خلاصہ

اگر کسی قوم کے ساتھ معاہدہ ہو اور اس قوم نے کھلم کھلا تو معاہدہ نہیں توڑا مگر آثار سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خیانت اور بدعہدی کرنے والے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اور مسلمانوں کے امیر کو) اجازت ہے کہ وہ اس قوم کا معاہدہ واپس کر دے یعنی ان کو اطلاع کر دے کہ ہم نے معاہدہ ختم کر دیا ہے۔ اور یہ اطلاع کرنا بالکل واضح اور صاف صاف ہو۔ اس اطلاع کے بعد ان پر حملے کی اجازت ہے۔ لیکن اگر اطلاع نہ دی اور ویسے حملہ کر دیا تو یہ خیانت ہوگی اور اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اگرچہ یہ خیانت کافروں کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔

## جامع تفسیر

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرات مفسرین کرام نے جو کچھ لکھا ہے اس کا نچوڑ اس عبارت میں ملاحظہ فرمائیں:

اور اگر ایک قوم نے علانیہ دغا بازی نہیں کی، ہاں آثار و قرائن بتا رہے ہیں کہ عہد شکنی پر آمادہ ہے تو آپ کو اجازت ہے کہ مصلحت سمجھیں تو ان کا عہد واپس کر دیں اور معاہدہ سے دستبرداری کی اطلاع کر کے مناسب کاروائی کریں۔ تاکہ فریقین پچھلے معاہدات کی نسبت شک و اشتباہ میں نہ رہیں۔ دونوں مساویانہ طور پر آگاہ و بیدار ہو کر اپنی تیاری اور حفاظت میں مشغول ہوں آپ کی جانب سے کوئی خیانت نہ ہو سب معاملہ صاف صاف ہو۔ حق تعالیٰ خیانت کی کاروائی کو خواہ کفار کے ساتھ ہو پسند نہیں کرتا۔ سنن میں روایت ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور روم میں میعادی معاہدہ تھا، میعاد کے اندر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی فوجوں کو روم کی سرحد کی طرف بڑھانا شروع کیا۔ مقصد یہ تھا کہ رومیوں کی سرحد سے اس قدر قریب اور پہلے سے تیار رہیں کہ میعاد معاہدہ گذرتے ہی فوراً دھاوا بول دیا جائے جس وقت یہ کاروائی جاری تھی۔ ایک شیخ سواری پر یہ کہتے ہوئے آئے۔ "اللّٰه اكبر اللّٰه اكبر وفاءٌ لا غدرٌ" یعنی عہد پورا کرو، عہد شکنی مت کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی قوم سے معاہدہ ہو تو کوئی گرہ نہ کھولی جائے، نہ باندھی جائے یہاں تک کہ معاہدہ کی مدت پوری ہو جائے یا فریق ثانی کو مساویانہ حیثیت میں معاہدہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

واپس کیا جائے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر ملی تو الٹے پاؤں واپس آ گئے پھر جو دیکھا تو وہ شیخ حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ تھے“ (تفسیر عثمانی)

## حفاظت کی تدابیر

”اگر کسی قوم سے خیانت کا ڈر ہو کہ وہ بظاہر دوست بنی رہے گی اور پوری تیاری کر کے مسلمانوں پر حملہ آور ہو گی تو ایسے خطرہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو معاہدہ واپس کر دیجئے تا کہ آپ کھلم کھلا اپنی حفاظت کی تدابیر کر سکیں۔“ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## اہم مسئلہ

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس آیت میں جو فَشَرِّدْ اور فَانْبِذْ کا خطاب خاص کیا گیا (یعنی مفرد کا صیغہ لا کر صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کیا گیا) اسی طرح آگے مسئلہ صلح میں فَاجْنَحْ لَهَا کا۔ اس میں اشارہ ہے کہ عہد کا حل وعقد امام کی رائے پر ہے عوام کو اس میں دخل نہ دینا چاہئے۔ (بیان القرآن)

## مسئلہ

آیت میں فرمایا گیا کہ اگر آپ کو ان سے خیانت کا ڈر ہو تو عہد واپس کریں۔ تو یہ اس لئے فرمایا کہ اکثر معاہدہ ختم کرنے کی ضرورت تبھی پیش آتی ہے جب سامنے سے بدعہدی کا خطرہ ہو۔ ورنہ شریعت میں اس کی اجازت موجود ہے کہ اگر بدعہدی کا کوئی خطرہ نہ ہو مگر مسلمانوں کا امام معاہدہ ختم کرنے میں مصلحت دیکھے تو وہ کفار کو اطلاع کر کے معاہدہ ختم کر سکتا ہے۔ (مفہوم بیان القرآن)

## مسئلہ

اگر کسی قوم سے معاہدہ ہو اور وہ اس معاہدے کی خلاف ورزی کرے تو ایسی قوم پر فوراً اور اچانک حملہ کرنا جائز ہے معاہدہ ختم ہونے کی اطلاع دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کی خیانت اور خلاف ورزی کی وجہ سے معاہدہ پہلے ہی ختم ہو چکا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر مشرکین مکہ کے ساتھ جو معاہدہ فرمایا تھا مشرکین مکہ نے اس کی خلاف ورزی کی تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف جنگ کی خفیہ تیاری فرمائی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی: اللهم اقطع خبرنا عنهم. اے ہمارے پروردگار ہماری خبر کو ان سے چھپا دے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر حملہ فرمایا اور مکہ فتح کر لیا۔ مشرکین چونکہ پہلے ہی خلاف ورزی کر کے معاہدہ توڑ چکے تھے اس لئے ان کو معاہدہ ختم کرنے کی اطلاع نہیں دی گئی۔ (مفہوم القرطبی وغیرہ)

## مسئلہ

جب اپنی طرف سے عہد توڑنا ہو (یعنی ختم کرنا ہو) اور ان کو اس کی اطلاع دینی ہو تو ان کے ہر ہر فرد کو اطلاع دینا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ضروری نہیں جب ان کے صاحب اقتدار کو نقض عہد کی اطلاع دے دی اور اتنی مدت گذر گئی کہ وہ اس وقت میں اپنے اطراف مملکت میں خبر پہنچا سکتا تھا تو یہ کافی ہے (انوار البیان بحوالہ ہدایہ)

## اسلام اور عہد کی حفاظت

" سبحان اللہ عہد کی پاسداری کا شریعت اسلامیہ میں کتنا اہتمام ہے۔ اسی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس میں چار چیزیں ہونگی وہ خالص منافق ہوگا۔ اور ان چار میں سے جس میں ایک خصلت ہوگی تو اس میں نفاق کا ایک حصہ مانا جائے گا جب تک اسے چھوڑ نہ دے۔

1. جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔
2. جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔
3. اور جب معاہدہ کرے تو دھوکا دے۔
4. اور جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے"۔ (رواہ البخاری ص ۱۰،۳۵۱ ج ۱)

ہر مسلمان کو معاہدہ کی پاسداری لازم ہے حکومت سے معاہدہ ہو یا کسی جماعت سے یا کسی فرد سے۔ اس کی خلاف ورزی حرام ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین شخصوں پر میں دعویٰ کرنے والا ہوں، ایک وہ شخص جس نے میرا نام لے کر عہد کیا پھر اس نے غدر کیا (یعنی عہد توڑا) اور ایک وہ شخص جس نے کسی آزاد کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کھا گیا، اور ایک وہ آدمی جس نے کسی مزدور کو کام پر لگایا اس سے پورا (کام) لے لیا اور اس کی مزدوری نہ دی۔ (رواہ البخاری ص ۳۰۲، ج ۱)

نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے من قتل معاهدا لم يرح رائحة الجنة. جس نے کسی عہد والے کو قتل کر دیا جنت کی خوشبو (بھی) نہ سونگھے گا۔ (صحیح بخاری ص ۴۴۸، ج ۱) (انوار البیان)

## خائن ترقی نہیں کر سکتا

" جس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے دربار مصر میں اپنی پاکدامنی کا اظہار کیا اور عزیز مصر نے ان کو خزائن ملک کا مالک (یعنی نگران) بنا دیا تو انہوں نے بھی اپنے آقا کو مخاطب کر کے اسی قانون کی طرف توجہ دلائی تھی کہ خائن کبھی اس طرح ترقی نہیں کر سکتا ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ " (یوسف ۵۲)
(تفسیر الفرقان)

## فائدہ

اسباب شکست میں سے ایک خیانت بھی ہے مجاہدین بہت اہتمام سے خود کو اس جرم سے بچائیں کیونکہ یہ دنیا و آخرت میں ذلت، ناکامی اور شکست کا باعث ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب) ☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُورَةُ الاَنفَال مَدَنِيَّة — آیت ۵۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ۭ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۵۹

اور کافر یہ نہ خیال کریں کہ وہ بھاگ نکلے ہیں بے شک وہ ہمیں ہرگز عاجز نہ کر سکیں گے

## خلاصہ

کافر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے۔ وقتی مہلت سے غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔

## ربط

❶ اکثر مفسرین کے نزدیک آیت ان مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی جو غزوہ بدر میں بچ گئے تھے۔

ونزل فیمن افلت یوم بدر۔ (جلالین)

امام رازی رحمہ اللہ نے اسی شان نزول کو ذہن میں رکھ کر آیت کا ربط یوں تلاش کیا ہے۔

اعلم انه تعالیٰ لمابین مایفعل الرسول فی حق من یجده فی الحرب ویتمکن منه ونکرا یضاً مایجب ان یفعله فیمن ظهر منه نقض العهد بین ایضا حال من فاته من یوم بدر وغیره لئلا یبقیٰ حسرة فی قلبه فقد کان فیهم من بلغ من أذیة الرسول علیه الصلوٰة والسلام مبلغا عظیماً فقال لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کافروں پر میدان جنگ میں قابو پائیں تو ان کے ساتھ کیا کریں اور بتایا کہ جو کفار عہد شکنی کریں ان کے ساتھ کیا کریں اب اس آیت میں ان لوگوں کا حال بیان فرمایا ہے جو بدر کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بچ نکلے تھے۔ اور یہ حال اس لئے بیان فرمایا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں حسرت باقی نہ رہے کیونکہ بچ جانے والوں میں وہ لوگ بھی تھے جن کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیتیں پہنچانے میں بڑا حصہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ کافر گمان نہ کریں کہ وہ بچ نکلے۔

یہ ربط بیان کرنے کے بعد امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ان کافروں کے پکڑے جانے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر دنیا میں کامیاب فرمادے گا اور دوسرا یہ کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب میں پکڑے جائیں گے۔ (التفسیر الکبیر)

❷ دوسرا ربط اس عبارت میں ملاحظہ فرمائیں:

نبذ عہد کا جو حکم اوپر مذکور ہوا ممکن تھا کہ کفار اس کو مسلمانوں کی سادہ لوحی پر محمول کر کے خوش ہوتے کہ جب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کے یہاں خیانت وغدر جائز نہیں تو ہم کو خبردار اور بیدار ہونے کے بعد پورا موقع اپنے بچاؤ اور مسلمانوں کے خلاف تیاری کرنے کا ملے گا، اس کا جواب دے دیا کہ کتنی ہی تیاری اور انتظامات کرلو جب مسلمانوں کے ہاتھوں خدا تم کو مغلوب ورسوا کرنا اور دنیا یا آخرت میں سزا دینا چاہے گا تو تم کسی تدبیر سے اس کو عاجز نہ کرسکو گے نہ اس کے احاطۂ قدرت وتسلط سے نکل کر بھاگ سکو گے۔ گویا مسلمانوں کی تسلی کردی کہ وہ خدا پر بھروسہ کرکے اس کے احکام کا امتثال کریں تو سب پر غالب آئیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

❸ تیسرا رابط اس عبارت میں ملاحظہ فرمائیں:

اوپر مشرکین مکہ ویہود مدینہ کے قتال کا ذکر تھا چونکہ قتال میں بعضے بچ بھی جاتے ہیں آگے ان کی نسبت فرماتے ہیں کہ خدا سے نہیں بچ سکیں گے کیونکہ ایک روز جتلائے عذاب ہونا ہے۔ (بیان القرآن)

**فائدہ**

کافروں کو کھلی تنبیہ کہ جتنا زور لگالیں وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے اور مسلمانوں کو کھلی تسلی کہ ان کافروں کو ذلیل ورسوا فرمائے گا البتہ مسلمان جنگی تیاری سے غافل نہ ہوں بھروسہ اور توکل اللہ تعالیٰ پر رکھیں اسباب پر نہیں مگر اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر اسباب جنگ بھی خوب مہیا کریں آگے اسی حکم کو بیان فرمایا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۶۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ

اور ان سے لڑنے کیلئے جو کچھ (سپاہیانہ) قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے جمع کر سکو سو تیار رکھو کہ

تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا

اس سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور ان کے سوا دوسروں پر ہیبت پڑے جنہیں تم نہیں

تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

جانتے اللہ تعالیٰ انہیں جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کرو گے

يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾

تمہیں (اس کا ثواب) پورا ملے گا اور تم سے بے انصافی نہیں ہوگی

### خلاصہ

مسلمانوں پر لازم ہے کہ جس قدر ہو سکے وہ دشمنانِ اسلام سے لڑنے کے لئے تیاری کریں۔ ہر طرح کی قوت بنائیں اور پلے ہوئے گھوڑے باندھیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر اور مسلمانوں کے کھلے اور چھپے دشمنوں پر دہشت طاری ہو جائے۔ اور جہاد اور اس کی تیاری میں جو کچھ بھی مسلمان خرچ کریں گے دنیا و آخرت میں اس کا بدلہ پورا پورا پائیں گے۔ اور یہ خرچ ان کے لئے فائدے کا سودا ہوگا گھاٹے کا نہیں۔

### دلنشیں عبارتیں

یہ آیت مبارکہ اسلام کے ”جہادی نظام“ میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کو خوب سمجھیں اور اس کے ہر ہر اشارے پر عمل کو زندہ کریں آیت مبارکہ کی تفسیر سمجھنے کے لئے پہلے حضرات محققین کی چند دلنشیں عبارتیں ملاحظہ فرمائیں اس کے بعد باقی فوائد ان شاء اللہ۔

### ① تفسیر عثمانی

یعنی خدا پر بھروسہ کرنے کے معنی یہ نہیں کہ اسباب ضروریہ مشروعہ کو ترک کر دیا جائے ”نہیں“۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک قدرت ہو سامان جہاد فراہم کریں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں گھوڑے کی سواری، شمشیر زنی اور تیر اندازی وغیرہ کی مشق کرنا سامان جہاد تھا۔ آج بندوق، توپ، ہوائی جہاز، آبدوز کشتیاں، آہن پوش کروزر وغیرہ کا تیار کرنا اور استعمال میں لانا اور فنون حربیہ کا سیکھنا بلکہ ورزش وغیرہ کرنا سب سامانِ جہاد ہے۔ اسی طرح

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آئندہ جو اسلحہ و آلات حرب و ضرب تیار ہوں، ان شاء اللہ وہ سب آیت کے منشاء میں داخل ہیں، باقی گھوڑے کی نسبت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی فرما چکے "الخیل معقود فی نوا صیہا الخیر الی یوم القیمۃ" کہ قیامت تک کے لئے خدا نے اس کی پیشانی میں خیر رکھ دی ہے اور احادیث میں ہے کہ "جو شخص گھوڑا جہاد کی نیت سے پالتا ہے، اس کے کھانے، پینے بلکہ ہر قدم اٹھانے میں اجر ملتا ہے اور اس کی خوراک وغیرہ تک قیامت کے دن ترازو میں وزن کی جائے گی۔

تُرْهِبُوْنَ بِهٖ یعنی یہ سب سامان اور تیاری دشمنوں پر رعب جمانے اور دھاک بٹھلانے کا ایک ظاہری سبب ہے۔ باقی فتح و ظفر کا اصلی سبب تو خدا کی مدد ہے جو پہلے بیان ہو چکا اور وہ لوگ جن کو بالتعیین تم نہیں جانتے منافقین ہیں جو مسلمانی کے پردے میں تھے یا یہود "بنی قریظہ" یا روم و فارس وغیرہ وہ سب قومیں جن سے آئندہ مقابلہ ہونے والا تھا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ یہ مالی جہاد کی طرف اشارہ ہے یعنی جہاد کی تیاری میں جس قدر مال خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ ملے گا یعنی ایک درہم کے سات سو درہم وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ اور بسا اوقات دنیا میں بھی اس سے کہیں زیادہ معاوضہ مل جاتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

## ❷ تقریر اشرفی

اوپر قتال کفار کا ذکر تھا آگے سامان قتال مہیا رکھنے کا حکم ہے وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (الی قولہ تعالیٰ) وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ اور ان کافروں سے مقابلہ کرنے کے لئے جس قدر ہو سکے ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو کہ اس سامان کے ذریعے تم اپنا رعب جمائے رکھو ان پر جو کہ کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں اور تمہاری فکر میں رہنے کی وجہ سے تمہارے دشمن ہیں جن سے شب و روز تم کو سابقہ پڑتا رہتا ہے اور ان کے علاوہ دوسرے کافروں پر بھی رعب جمائے رکھو جن کو تم بالتعیین نہیں جانتے بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جیسے کفار فارس اور روم وغیرہم جن سے اس وقت سابقہ نہیں پڑا مگر صحابہ کا ساز و سامان و فن سپاہ گری اپنے وقت میں ان کے مقابلہ میں بھی کام آیا اور ان پر بھی رعب جما۔ بعض (ان میں سے) متاثر ہو کر مغلوب ہوئے بعض نے جزیہ قبول کیا کہ یہ بھی اثر رعب کا ہے اور اللہ کی راہ میں جس میں جہاد بھی آ گیا جو کچھ بھی خرچ کرو گے جس میں وہ خرچ بھی آ گیا جو ساز و یراق (یعنی اسلحہ اور سواری) درست کرنے میں کیا جاوے وہ یعنی اس کا ثواب تم کو آخرت میں پورا پورا دے دیا جاوے گا اور تمہارے لئے اس میں کچھ کمی نہ ہو گی۔

## فائدہ

حدیثوں میں تیر اندازی کی مشق اور گھوڑوں کے رکھنے اور سواری سیکھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے اب بندوق اور توپ قائم مقام تیر کے ہے اور عموم قوت میں یہ سب اور ورزش بھی داخل ہے۔ (بیان القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## ③ تقریر حقانی

اس (جنگی) قوت کا فائدہ دشمنوں کو خوف دلانا ہے کیونکہ اعداء (یعنی دشمن) نہ کسی علم سے ڈرتے ہیں نہ کسی معاہدہ سے نہ کسی صنعت وحرفت سے نہ نئی روشنی کے لباس وعادات سے وہ تو قوت جنگ سے ڈرتے ہیں جس میں یہ (قوت موجود) ہے اسی کی عزت ہے اسی کے لئے عہد ہے (یعنی اسی کے معاہدے کی لوگ قدر کرتے ہیں) اس میں جو کچھ مسلمانوں کا صرف (یعنی خرچ) ہوگا اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں سے پورا ملے گا۔ (تفسیر حقانی)

## ④ تقریر ماجدی

آیت میں اس گہری حقیقت کی تعلیم ہے کہ اہل کفر تو برابر تمہارے اور تمہارے دین کے دشمن رہا ہی کریں گے تم ان سے مقابلہ کے لئے ہمیشہ تیار رہو، ان کی طرف سے غافل کبھی بھی نہ ہو، اور اپنے پاس وہ سامان برابر تیار رکھو جن سے ان پر ہیبت طاری ہوتی ہو، اور ان کے دل دہلتے ہوں، آیت میں کھلی ہوئی تاکید دنیوی سامانِ حرب سے لیس اور تیار رہنے کی ہے اور آیت نے اس جاہلانہ خیال کی جڑ کاٹ دی ہے کہ اسلام مذہب صرف توکل اور ترکِ تدبیر وترکِ جہد کا ہے مِّنْ قُوَّةٍ قوۃ کا لفظ عام ہے، عددی قوت، سامانِ جنگ کی قوت، آلاتِ حرب کی قوت سب کچھ اس کے اندر آ گیا یہاں تک کہ بعض فقہا کے بقول بڑھے ہوئے ناخن بھی! اور حدیث میں قُوَّةٍ کی تفسیر رمی سے تو تصریح کے ساتھ آئی ہے اُس وقت رمی کا مصداق صرف تیر تھے، اور اب اس کا اطلاق توپ بندوق کی قسم کے ہر آلہ پر ہوتا ہے۔ وقد روی فی القوۃ انہا الرمی (جصاص) عموم اللفظ شامل بجمیع مایستعان به علی العدو ومن سائر انواع السلاح والٓات الحرب (جصاص) ای اعداد جمیع اسباب القوۃ لہا بقدر الاستطاعۃ (المنار) قال اصحاب المعانی الاولیٰ ان یقال ان ھذا عام فی کل مایتقوی به علی حرب العدو وکل ماھو آلة للغزو والجھاد فھو من جملة القوۃ۔ (کبیر) ھذا یدل علی ان جمیع مایتقوی علی العدو فھو مأمور باستعدادہ (جصاص) ای من کل مایتقوی به فی الحرب کائنا ماکان (روح) صاحب روح المعانی نے آیت کے تحت میں بندوق کا ذکر تصریح کے ساتھ کیا ہے، اور اگر آج ہوتے تو مشین گن، اور طیارہ اور ٹینک جنگی جہاز اور ہائیڈروجن بم اور ایٹم بم وغیرہ سب کے نام عجب نہیں کہ لکھ جاتے اور ایسی ہی تصریح رشید رضا مصری کے ہاں بھی ملتی ہے۔ واطلاق الرمی فی الحدیث یشمل کل مایرمی به العدو من سھم او قذیفة منجنیق او طیارۃ او بندقیة او مدفع وغیر ذلك وان لم یکن کل ھذا معروفا فی عصرہ صلی اللہ علیه وسلم فان اللفظ یشمله (المنار) قالوا جب علی المسلمین فی ھذا العصر بنص القرآن صنع المدافع بانواعھا البنادق والدبابات والطیارات وانشاء السفن الحربیة بانواعھا۔ (المنار) رِّبَاطِ الْخَيْلِ سوار فوج کی اہمیت اس حکم سے ظاہر ہے۔ موجودہ جنگوں میں سوار فوج کی اہمیت کے لئے ملاحظہ ہو انگریزی تفسیر القرآن۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مرشد تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان آیتوں میں جو تدابیر حرب وسیاست بتائی گئی ہیں، ان سے صاف دلالت اس امر پر ہو رہی ہے کہ یہ سیاسی تدبیر بڑے سے بڑے کمالات باطنی کے بھی منافی نہیں جیسا کہ غالی وناقص صوفیاء نے خیال کر رکھا ہے۔ (تفسیر ماجدی)

## ۵ تفسیر خواجہ

دنیا کی سرکش طاقتوں اور شیطانی حکومتوں نے ہمیشہ صرف قوت کے آگے سر جھکایا ہے اخلاقیات کا وعظ نوع انسانی کی ہمدردی اور علوم ومعارف کی نشر واشاعت ان لوگوں کے نزدیک دلفریب الفاظ ہیں مگر کبھی شرمندۂ معنی نہ ہوئے۔امن وسلامتی نے جب کبھی پناہ لی ہے تو تلوار کے سایہ میں، اور عہد کی پابندی بھی ہوئی ہے تو اسی وقت جب دیکھا کہ دشمن زیادہ طاقتور ہے، ورنہ ان عہد ناموں کی کاغذ کے پرزوں سے زیادہ وقعت نہ کی گئی، اور بعض لوگ تو طاقت کے غرور میں یہاں تک پکار اٹھے کہ عہدنامے صرف توڑنے کی غرض سے کیے جاتے ہیں، یہ تمام کرشمہائے قوت وطاقت ہیں۔اور یہ کوئی نئی چیز نہیں صدیوں پیشتر یہی آواز ہمارے کان میں آتی ہے

وننكر ان شئنا على الناس قولهم
ولا ينكرون القول حين نقول

ایک جاہل شاعر اپنی طاقت کا یوں اظہار کرتا ہے:

اذا بلغ الفطام لنا صبى
تخرله الجبابر ساجدينا

چونکہ لوگ قوت وطاقت کے سوا اور کسی چیز کو نہیں مانتے اس لئے فرمایا کہ مسلمان بھی تلوار کا جواب تلوار سے دینے کے لئے تیار رہیں تاکہ نہ صرف موجودہ دشمن مرعوب ہوں بلکہ وہ بھی ہیبت زدہ ہو جائیں جو آئندہ تم سے برسر پیکار ہونے کا خیال رکھتے ہیں۔ (تفسیر الفرقان) جو شخص جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرے گا اس کو پورا بدلہ ملے گا تاریخ شاہد ہے کہ قلیل ترین مدت میں عرب کس طرح تمام دنیا پر چھا گئے اور یہ اسی وعدہ کا ایفا تھا۔ (تفسیر الفرقان)

## ۶ تفسیر عاشق الٰہی

اس کے بعد مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم سے جو بھی کچھ ہو سکے دشمنوں سے لڑنے اور ان کا دفاع کرنے (یعنی ان سے اپنا بچاؤ کرنے) کے لئے ہر طرح کی قوت تیار رکھو لفظ مَّا اسْتَطَعْتُم بہت عام ہے ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق تیاری کرنے کو شامل ہے اور مِّن قُوَّةٍ بھی نکرہ ہے یہ بھی عام ہے اور ہر قسم کی قوت جمع کرنے کو اس کا عموم شامل ہے، جس طرح کے ہتھیاروں کی جس زمانہ میں ضرورت ہو تو ان سب کا بنانا فراہم کرنا اور دوسری ہر طرح کی قوتیں اتحاد واتفاق اور باہمی مشورہ۔یہ سب لفظ مِّن قُوَّةٍ میں شامل ہے نیز رِّبَاطِ الْخَيْلِ فرما کر پلے ہوئے گھوڑے تیار رکھنے کا بھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حکم فرمایا آیت بالا میں مِنْ قُوَّةٍ فرمایا کہ جہاں تک ممکن ہو ہر طرح کی قوت تیار کرو اس کی تفسیر فرماتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی یعنی قوت تیر پھینکنا ہے۔ تین بار ایسا ہی فرمایا (رواہ مسلم ص ۱۴۳ ج ۲) اور تیر پھینکنے کی قوت اس لئے فرمایا کہ اس میں دور سے دشمن پر حملہ کیا جا سکتا ہے۔ دوبدو سامنے آ جائیں تو تلوار ہی سے لڑنا پڑے گا اور دور سے مقابلہ ہو تو دور ہی سے تیر اندازی کر کے دشمن کو پسپا کیا جا سکتا ہے اسی لئے غزوۂ بدر کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرمایا کہ جب دشمن تمہارے قریب آ جائیں تو تیر مارنا اور اپنے تیروں کو حفاظت سے رکھنا (بخاری) مطلب یہ ہے کہ جب دشمن دور ہے تو اپنے تیروں کو پھینک کر ضائع نہ کرو کیونکہ وہ زمین پر گر جائیں گے جب دشمن اتنا قریب آ جائے کہ ان کے تیر لگ سکے تو ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دو۔ رہا مسئلہ تلوار سے قتال کرنے کا تو جب بالکل سامنے آ جائیں تو پھر جم کر تلوار کے ذریعہ جنگ کی جائے۔

## الا ان القوۃ الرمی کا عموم دور حاضر کے بموں کو بھی شامل ہے۔

آنحضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو الا ان القوۃ الرمی فرمایا اور لفظ رمی کا مفعول ذکر نہیں فرمایا (کہ کس چیز کو پھینکنا ہے) اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ پھینکنے کی جب بھی کوئی چیز ایجاد ہو جائے وہ سب قوت کے مفہوم میں داخل ہوگی اور مسلمانوں کو اس کے حاصل کرنے کا اہتمام کرنا بھی لازم ہوگا۔ جدید ہتھیار میزائل، بم سب اسی عموم میں داخل ہیں مسلمانوں پر لازم ہے کہ بحکم وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ ہر طرح کے جدید ہتھیار تیار کر لیں اور خود بنائیں، ضرورت پڑے تو دوسروں سے بھی خرید سکتے ہیں۔ لیکن صرف خریداری ہی پر موقوف نہ رکھیں آج کل تو جدید اسلحہ بنانے والے اہل کفر ہی ہیں اور کفر ملت واحدہ ہے وہ کافروں کو پہلے دیں گے اور زیادہ دیں گے اور مسلمانوں کو اگر چاہیں گے تو تھوڑے ہتھیار دیں گے اور قیمت بہت زیادہ لیں گے۔ مسلمانوں کی یہ تنی بڑی غفلت ہے کہ اہل کفر سے ہتھیار خریدتے ہیں اور خود نہیں بناتے اور اہل کفر کو اپنے اوپر مسلط کر رکھا ہے وہ مجبور کرتے ہیں کہ تم کیا بنا رہے ہو ہمیں دکھاؤ۔ اس کا معنی ہے کہ اپنی حیثیت کچھ بھی نہیں یہ بہت بڑی بھول ہے۔ اسلام نے برتر ہو کر زندہ رہنا بتایا ہے۔ کافروں کے سامنے جھکنے اور انہیں اپنا راز دار بنانے کی اجازت نہیں دی۔ اپنی قوت تیار رکھنے کا حکم دینے کے بعد فرمایا تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ (اس کے ذریعہ تم اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو ڈراتے ہو) جب طاقت ہوگی اور دشمنوں کو اس کی خبر ہوگی تو وہ تم سے ڈرتے رہیں گے اور حملہ آور ہونے کی ہمت نہ کریں گے چونکہ ہتھیار تیار کرنے میں مال خرچ ہوتا ہے اور گھوڑے پالنے میں بھی خرچہ کرنا پڑتا ہے اور جہاد میں شریک ہونے کیلئے بھی مال کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے ہتھیاروں کی تیاری کا حکم دینے کے ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو گے اس سب کا پورا پورا اجر پاؤ گے۔ (تفسیر انوار البیان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## ۷ تقریر احمدی

اے وفاداران الٰہی تم ہر وقت اعدائے اسلام کی قوت کو پاش پاش کرنے کے لیے فوجی طاقت تیار رکھو۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## ۸ کلام برکت

حکم فرمایا کہ جہاد کو سرانجام کرو جو ہو سکے زور (قوۃ) فرمایا تیر اندازی کو اور ہتھیار کا کسب اسی میں داخل ہے۔ اور گھوڑے پالنے میں جو خرچ ہو اس کی خوراک میں بلکہ اس کا فضلہ سب ترازو میں چڑھے گا قیامت کو۔ فرمایا کہ یہ واسطے رعب کے ہے تا نہ جانیں کہ فتح ہوگی اسباب سے۔ فتح ہے اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔ اور وہ لوگ جن کو تم نہیں جانتے وہ منافق ہیں کہ ظاہر مسلمانی کے پردے میں ہیں۔ (موضح القرآن)

ان آٹھ عبارات سے آیت مبارکہ کے کئی پہلو واضح ہو گئے اور ماقبل کے ساتھ ربط بھی معلوم ہو گیا۔ عربی تفاسیر میں بھی اس آیت مبارکہ پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے اگر اس تمام کو یہاں ذکر کیا جائے تو بات بہت طویل ہو جائے گی چنانچہ ان تفاسیر سے چند فوائد پیش خدمت ہیں۔

## ہر طرح کی قوت تیار کرو

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ جنگ کے وقت سے پہلے اسلحہ اور جنگی سواریاں تیار رکھیں تا کہ دشمن پر دہشت طاری ہو۔ آگے یہ عجیب نکتہ لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قُوَّۃ رمی میں ہے یعنی تیر اندازی میں تو اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ تیر اندازی کے علاوہ اور کوئی قوت نہیں ہے بلکہ اس میں ہر طرح کا اسلحہ اور آلات حرب آ جاتے ہیں اور خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے عن الحکم بن عمیر قال: امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا نحفی الاظفار فی الجهاد وقال ان القوۃ فی الاظفار۔ یعنی حضرت حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم جہاد کے دوران اپنے ناخن نہ تراشیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوت ناخنوں میں ہے پس اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ہر وہ چیز جس سے دشمن پر زور ڈالا جا سکے (اور اسے نقصان پہنچایا جا سکے) وہ قوت ہے اور آیت مبارکہ میں ایسی ہر قوت کو تیار کرنے کا حکم ہے۔

امام جصاص رحمہ اللہ آگے لکھتے ہیں:

وقال اللہ تعالیٰ وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً (التوبہ ۴۶) فذمهم علی ترک الاستعداد والتقدم قبل لقاء العدو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (ترجمہ) اگر یہ منافق جہاد میں نکلنے کا ارادہ رکھتے تو اس کیلئے (پہلے سے) سامان تیار رکھتے اللہ تعالیٰ نے منافقین کی اس بات پر مذمت فرمائی ہے کہ انہوں نے جنگ سے پہلے جہاد کی تیاری کیوں نہیں کی۔

امام جصاص رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں کئی احادیث بھی ذکر فرمائی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔

**قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حق الولد علی الوالد ان یعلمہ کتاب اللہ والسباحۃ والرمی۔**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا باپ پر بیٹے کا حق ہے کہ وہ اسے اللہ تعالیٰ کی کتاب، پیراکی اور تیر اندازی سکھائے۔ (احکام القرآن)

## اسلحہ سیکھنا فرائض میں سے ہے

امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں پانچ صفحات لکھے ہیں، ان کی تحقیق کے چیدہ چیدہ نکات حاضر خدمت ہیں:

❶ جہاد کے لئے اسلحے سواری وغیرہ کی تیاری کا یہ حکم اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض انسانوں کو دوسرے بعض سے آزماتا ہے۔ ورنہ وہ اس کے بغیر بھی کسی ادنیٰ چیز مثلاً خاک کی مٹھی کو بھی کفار کی شکست کا ذریعہ بنا سکتا ہے۔ (مگر اس حکم میں امتحان ہے کہ کون مسلمان اسے پورا کرتا ہے اور کون نہیں)

❷ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب ممالک تمہارے لئے فتح ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے کافی ہو جائے گا تب بھی تم تیر اندازی سے غافل مت ہونا۔

❸ احادیث سے ثابت ہے کہ آدمی کا ہر کھیل باطل (اور فضول) ہے مگر تین کھیل حق ہیں: ❶ تیر اندازی ❷ گھوڑے کی تربیت ❸ اپنی بیوی سے کھیلنا۔

❹ تیر اندازی کے فضائل بہت زیادہ اور مسلمانوں کے لئے اس کے فوائد بہت عظیم ہیں اور دشمنوں پر اس کی چوٹ بہت سخت پڑتی ہے اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اولاد اسماعیل تیر اندازی کرو بے شک تمہارے والد (حضرت اسماعیل علیہ السلام) تیر انداز تھے۔

❺ گھڑ سواری اور اسلحے کا سیکھنا فرض کفایہ ہے اور کبھی فرض عین بھی ہو جاتے ہیں۔

❻ جہاد کے لئے گھوڑا باندھنے کے بڑے فضائل اور اونچا مقام ہے حضرت عروۃ البارقی رحمہ اللہ کے پاس ستر گھوڑے تھے جو جہاد کے لئے تیار کھڑے رہتے تھے، حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اور علماء کی ایک جماعت کے نزدیک (مادہ) گھوڑی پالنا زیادہ مستحب ہے کیونکہ گھوڑی کا پیٹ خزانہ اور اس کی پیٹھ عزت کا مقام ہے اور حضرت جبریل علیہ السلام کے پاس بھی گھوڑی تھی۔

❼ تم دہشت زدہ کرو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اور کچھ اور لوگوں کو جن کو تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کو جانتا ہے۔ان اور لوگوں سے کون مراد ہیں؟

❶ امام سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”فارس اور روم“

❷ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”جنات“

❸ سہیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”بنو قریظہ“

❹ ہر وہ دشمن جس کی دشمنی معلوم ومعروف نہ ہو (یعنی چھپا دشمن)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

**ولا ینبغی ان یقال فیھم شئی لان اللہ سبحانہ قال:**

**وآخرین من دونھم لاتعلمو نھم اللہ یعلمھم.**

یعنی جب آیت میں آ گیا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم نہیں جانتے تو اس لئے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ وہ فلاں ہیں۔البتہ امام قرطبی رحمہ اللہ کے نزدیک ”جنات“ کا مراد ہونا حدیث سے ثابت ہے، وہ لکھتے ہیں:

**الا ان یصح حدیث جاء فی ذلک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو قولہ فی ھذہ الایۃ ”ھم الجن“ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان لایخبل احداً فی دار فیھا فرس عتیق.** یعنی جس گھر میں عمدہ (جہادی) گھوڑا ہو اس میں جنات کسی پر قابو نہیں پا سکتے۔

❽ امام قرطبی رحمہ اللہ نے گھوڑے کی فضیلت اور عمدہ گھوڑے کی اقسام پر کئی روایات بھی نقل فرمائی ہے۔ان تمام فوائد کے لئے ملاحظہ فرمائیں تفسیر القرطبی۔

## کافروں پر دہشت مسلمانوں کے لئے مفید

امام رازی رحمہ اللہ نے تفسیر کبیر میں اس آیت پر مفصل کلام فرمایا ہے ان کی تحقیق میں سے چند فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

❶ پچھلی آیات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا تھا کہ عہد توڑنے والے کافروں کو سخت عبرتناک سزا دیں اور جن سے خیانت کا خطرہ ہو ان کا عہد انہیں واپس لوٹا دیں تو اس آیت میں حکم دیا کہ کافروں کے خلاف جنگ کی تیاری کر کے رکھیں۔

❷ آیت میں ”قوۃ“ سے مراد ہر وہ چیز ہے جو طاقت کے حصول کا ذریعہ ہو اور اس میں چار قول ہیں: [۱] قوت سے مراد ہر قسم کا اسلحہ ہے۔ [۲] قوت سے مراد رمی یعنی تیراندازی اور پھینک کر مارنے کی طاقت ہے۔ [۳] قوت سے مراد قلعے ہیں۔ [۴] دشمنوں سے جنگ میں جو چیز بھی کام آئے وہ قوت ہے۔

❸ گھوڑے جہاد کا طاقتور ترین آلہ ہیں روایت ہے کہ ایک شخص نے امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے پوچھا کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فلاں شخص نے اپنے تہائی مال کی قلعوں کے لئے وصیت کی ہے امام ابن سرین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس مال سے گھوڑے خرید کر جہاد کے لیے باندھے جائیں اور ان پر جہاد کیا جائے (یعنی انہوں نے گھوڑے کو قلعہ قرار دیا)

❹ بعض حضرات نے گھوڑی کو فضیلت دی ہے اور وجہ یہ بتائی ہے کہ اس سے نسل بڑھے گی۔ مگر اس کے جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ نر گھوڑا کر وفر اور دشمن پر حملے میں زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ اس لئے اس لفظ "خیل" کو عام رکھا جائے خواہ وہ گھوڑا ہو یا گھوڑی جو بھی جہاد کے لیے پالا جائے اور باندھا جائے۔

❺ کفار کو جب معلوم ہوگا کہ مسلمان جنگ کے لئے تیار اور مسلح ہیں تو ان پر خوف طاری ہوگا اور اس خوف کے بہت سے فوائد ہیں مثلاً۔

☆ وہ دارالاسلام پر حملہ نہیں کریں گے۔

☆ اگر خوف سخت ہوا تو ممکن ہے خود ہی جزیہ دینے پر آمادہ ہو جائیں۔

☆ ممکن ہے اس خوف کی وجہ سے وہ ایمان لانے کی طرف راغب ہوں۔

☆ وہ دوسرے کافروں کی مسلمانوں کے خلاف مدد نہیں کریں گے۔

☆ اس سے دارالاسلام کی شان اور زیادہ بڑھ جائے گی۔

❻ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ان دوسرے لوگوں سے مراد زیادہ صحیح قول کے مطابق منافقین ہیں اب سوال یہ ہے کہ منافقین کے خلاف تو قتال نہیں ہوتا تو جنگی تیاری سے ان پر دہشت پڑنے کا کیا مطلب ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ ان پر دو طرح سے دہشت پڑتی ہے۔

① جب وہ مسلمانوں کی قوت اور جنگی استعداد دیکھتے ہیں تو ان کی یہ امید ٹوٹ جاتی ہے کہ عنقریب مسلمان مغلوب ہو جائیں گے چنانچہ یہ صورت حال انہیں مخلص مسلمان بننے کی طرف راغب کرتی ہے (یعنی طاقت کا زور دیکھ کر ڈر جاتے ہیں اور کفر چھوڑ دیتے ہیں)

② منافق ہمیشہ مسلمانوں پر برے وقت کا انتظار کرتا ہے اور مسلمانوں کے درمیان فساد اور تفرقہ پھیلانے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر مسلمانوں کی زیادہ قوت دیکھ کر وہ ڈر جاتا ہے اور ان برے کاموں سے باز رہتا ہے۔

❼ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ تم جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا لوٹا دیا جائے گا۔

قال ابن عباس: يوف لكم اجره اي لايضيع في الآخرة اجره ويعجل الله عوضه في الدينا یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (آیت کا مطلب یہ ہے کہ) جو کچھ تم نے خرچ کیا اس کا پورا پورا اجر دیا جائے گا یعنی آخرت میں اس کا اجر ضائع نہیں ہوگا اور دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ جلد اس کا عوض عطاء فرمائے گا۔ (تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## مکمل جہادی تیاری

امام محمد بن یوسف ابوحیان الاندلسی رحمہ اللہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں کئی صفحات لکھے ہیں۔ ان کی تفسیر سے چند فوائد ملاحظہ فرمائیں:

❶ یہ آیت ان کفار کے خلاف تیاری کے لئے بھی ہے جن سے اس وقت جنگ تھی اور بعد میں آنے والے تمام کفار کے لئے بھی ہے۔

وھم المأمورون بحربھم فی ذلک الوقت ویعم من بعدہ۔

❷ قوت سے مراد مکمل جہادی تیاری ہے مثلاً تیر اندازی، گھوڑے، دلوں کی مضبوطی، آپس کا اتحاد، مضبوط قلعے، جنگی ساز وسامان، تعداد، توشہ یعنی زادراہ، عمدہ لباس وغیرہ حتی ان مجاھدا رئی یتجھز للجھاد وعندہ جو الق فقال: ھذا من القوۃ۔

❸ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے جہاد وغیرہ میں خرچ کی ترغیب دی ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں سے ایک ایک فرد پوری جماعت کے لئے گھوڑوں اور اونٹوں کا بندوبست کرتا تھا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک کی تیاری کے لئے ایک ہزار دینار دیئے۔

يُوَفَّ اِلَيْكُمْ یعنی اس کا بدلہ وثواب بغیر کمی کے پورا پورا دیا جائے گا اور ایک قول یہ ہے کہ یہ پورا پورا بدلہ دنیا ہی میں دیا جائے گا اور اس کے ساتھ آخرت کا ثواب الگ ملے گا۔

وقیل! ھذہ التوفیۃ فی الدنیا علی ماانفقوا مع ما اعدلھم فی الاخرۃ من الثواب۔ (البحر المحیط)

## متفرق نکات

### جہاد قیامت تک جاری رہے گا

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں وہ حدیث پاک ذکر فرمائی ہے جس میں گھوڑے کی پیشانی میں قیامت کے دن تک خیر۔ یعنی اجر اور غنیمت رکھے جانے کا تذکرہ ہے۔ پھر لکھتے ہیں:

وھو یدل ایضا علی بقاء الجھاد الی یوم القیمۃ۔

یہ حدیث جہاد کے قیامت تک جاری رہنے پر بھی دلالت کرتی ہے۔ (احکام القرآن)

### سب لوگوں کا عذر رفع ہے

صاحب ترجمان القرآن لکھتے ہیں:

آیت ۶۰ میں فرمایا (جہاد کے لئے تیاری کرو) جہاں تک تمہارے بس میں ہے کیونکہ یہ تو ممکن نہیں کہ کوئی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جماعت اس طرح کا ساز وسامانِ جنگ مہیا کر سکے جو ہر اعتبار سے مکمل ہو پس معلوم ہوا مسلمانوں کو اس بارے میں جو کچھ حکم دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے مقدور کے مطابق جو کچھ کر سکتے ہیں کریں، اور ادائے فرض کے لئے آمادہ ہو جائیں یہ بات نہیں ہے کہ جب تک دنیا جہاں کے ہتھیار اور ہر قسم کے ساز وسامان مہیا نہ ہو جائیں اس وقت تک بے بسی کا عذر کرتے رہیں اور فرض دفاع سے بے فکر ہو جائیں اگر مسلمانوں نے اس آیت کی روح کو سمجھا ہوتا تو اس اپاہج پنے میں مبتلا نہ ہوتے جو ڈیڑھ سو برس سے تمام مسلمانانِ عالم پر طاری ہے۔ (ترجمان القرآن)

## اصل چیز دہشت ہے

قرآن پاک کی اس آیت میں جنگی تیاری کا حکم دینے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ تُرْهِبُونَ بِهٖ کہ تم اس جہادی تیاری کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور اپنے کھلے اور چھپے دشمنوں پر دہشت ڈال سکو۔ پچھلی آیات میں اچھی طرح سے سمجھا دیا گیا ہے کہ کفر اور بدعہدی کتنا بڑا جرم ہے اور مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار کافر جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے ان مجرموں اور دشمنوں کو خوف اور دہشت میں رکھا جائے تا کہ وہ زمین پر کفر اور فساد نہ پھیلا سکیں۔ تُرْهِبُونَ کا مصدر اِرْہَاب ہے جسے آج کل دہشت گردی کہا جاتا ہے۔ اور اِرْہَابِی کا لفظ "دہشت گرد" کے معنی میں ایک گالی بنا دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو اس بارے میں بہت احتیاط کرنی چاہیے اللہ تعالیٰ نے خود اس بات کا حکم دیا ہے کہ دشمنانِ دین کو دہشت زدہ کیا جائے۔ چنانچہ جو لوگ اِرْہَاب کرتے ہیں یعنی دشمنوں کو دہشت زدہ کرتے ہیں وہ قرآن پاک کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو برا بھلا کہنا یا اِرْہَاب کے اس مبارک عمل پر طعن کرنا بہت بڑی غلطی اور کھلا گناہ ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## دہشت کس چیز سے پڑتی ہے؟

آیت کا مفہوم یہ بات سمجھاتا ہے کہ مسلمانوں کو ایسی جہادی تیاری کرنی چاہیے جس سے اللہ تعالیٰ کے دشمن دہشت زدہ اور خوفزدہ ہو جائیں۔ ماضی قریب میں مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے جہاد کی تیاری کا عمل کمزور پڑا اور کفار نے اس شعبے میں سبقت حاصل کر لی۔ اب اگر مسلمان صرف روایتی ہتھیار بناتے رہے تو اس سے دشمنانِ اسلام پر کوئی خاص دہشت نہیں پڑے گی کیونکہ ان کے پاس زیادہ طاقتور ہتھیار موجود ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک کے حکم پر موجودہ زمانے میں عمل کرنے کے تین بہترین طریقے ہیں۔

❶ فدائی مجاہدین تیار کئے جائیں اور فدائی جہاد کے نت نئے طریقے نکالیں جائیں۔ یقیناً اس جنگی تیاری کا دشمنانِ اسلام کے پاس کوئی توڑ نہیں ہے۔ مبارک ہو اس زمانے کے فدائی مجاہدین کو کہ ان کی دہشت سے کفر کے اونچے ایوان لرز رہے ہیں بے شک انہی اللہ والوں نے اس آیت پر صحیح عمل کیا ہے۔

❷ بارود کو زیادہ مؤثر بنانے کی کوشش کی جائے۔ الحمد للہ مسلمانوں میں بہت اونچے اور زرخیز دماغ موجود ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اگر قرآن پاک کے اس حکم کی دعوت عام کی جائے اور مسلمانوں کو بتایا جائے کہ جہاد کی تیاری ان پر فرض ہے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو دہشت زدہ کرنا ایک عبادت ہے تو ضرور ایسے افراد میدان میں آئیں گے جو بارود کو زیادہ مؤثر اور طاقتور بنا سکیں گے۔ یہ ایک ایسا ہتھیار ہے جو جنگوں کا نقشہ پلٹ دیتا ہے اور فدائی حملوں کو قوت دیتا ہے۔

❸ مسلمانوں کو ہر حال میں ایٹمی ہتھیار بنانے چاہئیں اور اس میدان میں اپنی صلاحیتوں اور اسباب کو لگانا چاہیے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ایک شبہ کا ازالہ

عراق کی موجودہ صورتحال دیکھ کر بعض حضرات یہ سوال اٹھا سکتے ہیں کہ جنگی تیاری اور خوفناک ہتھیاروں کا تو الٹا نقصان ہوا۔ اور دشمن خوفزدہ ہونے کے بجائے حملہ آور ہو گیا۔ اس سوال کے کئی جوابات ہیں:

❶ آیت کے دوسرے لفظ میں بالکل واضح جواب موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ اَعِدُّوْا اور تم تیاری کرو لَهُمْ ان سے لڑنے کے لئے۔ (لقتالھم۔ جلالین) یعنی مسلمانوں کی جنگی تیاری صرف نمائشی نہ ہو بلکہ قتال فی سبیل اللہ کے حکم کو زندہ کرنے کے لئے ہو۔ عراق کی تیاری کفار کے خلاف جنگ کے لئے نہیں تھی کفار پر حملہ کرنا تو درکنار وہاں کی سرکاری فوج تو دفاع کے لئے بھی تیار نہیں تھی۔ اگر عراق کی حکومت کافروں کے خلاف جنگ کے لئے ہتھیار بناتی تو کبھی بھی اپنے اسلحے کو معائنے کے لئے پیش نہ کرتی۔ بین الاقوامی اداروں کے انسپکٹر وہاں سالہا سال تک دندناتے رہے اور جاسوسی کرتے رہے۔

❷ یہ پوری سورۃ اس بات کو سمجھا رہی ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر جہاد کو زندہ کریں، فتح اسباب سے نہیں اللہ تعالیٰ کی مدد سے آتی ہے۔ اور پھر حکم دیا کہ جس قدر ممکن ہو تیاری بھی کرلو۔ عراق سمیت کسی بھی مسلمان ملک نے جہاد کے عمل کو زندہ نہیں کیا۔ اتنی بڑی فوجی قوت ہونے کے باوجود انہوں نے کبھی ایک گولی جہاد کے لئے نہیں چلائی۔ تو جب جہاد کا حکم ہی سرے سے زندہ نہیں کرتے تو جہاد کے فوائد وغیرہ انہیں کیسے حاصل ہو سکتے ہیں اس آیت میں رعب کا پڑنا بھی ایک جہادی فائدہ ہے۔ امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو لاکھوں کی تعداد میں موجود سرکاری فوج نے ہتھیار ڈال دیئے مگر جب وہاں کے چند مسلمانوں نے جہاد شروع کیا تو امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی لاکھوں فوج بے بس نظر آرہی ہے اور کئی سال سے خاک چاٹ رہی ہے۔ رعب اور دہشت جہاد سے نصیب ہوتی ہے سرکاری وردیوں سے نہیں۔ چنانچہ آج کا استعماری کفر مجاہدین کے چھوٹے اور کچے ہتھیاروں سے خوفزدہ ہے، جبکہ اسے نام کے اسلامی ملکوں کے ایٹمی ہتھیاروں سے سوائے اس کے اور کوئی ڈر نہیں کہ یہ ہتھیار مجاہدین کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## اے مسلمانو! اس حکم پر عمل کرو

اللہ پاک نے قرآن پاک ہماری ہدایت اور کامیابی کے لئے نازل فرمایا ہے، اس کے ہر حکم کو زندہ کرنے میں ہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہماری زندگی اور ترقی ہے۔ پس اس آیت میں جو حکم دیا گیا ہے ہم میں سے ہر مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق اس پر عمل کرے۔ ہر مسلمان جہاد کے لئے اسلحہ سیکھے، گھڑ سواری اور تیراکی سیکھے، اپنا نشانہ درست کرے۔ ورزش کے ذریعے جسم کو چست بنائے۔ ممکن ہو تو گھڑ سواری ورنہ ڈرائیونگ سیکھے اور جہاد کے لئے ہر وقت تیار رہے۔ اور اپنا مال زیادہ سے زیادہ جہاد میں خرچ کرے۔ ہم جو کچھ بھی اس راستے میں کریں گے وہ ہمارے لئے ان شاء اللہ بہت قیمتی ہو جائے گا اور اللہ پاک ہر عمل اور ہر خرچے کا پورا پورا اجر عطاء فرمائے گا۔ حتیٰ کہ اگر ہم سیڑھیاں چڑھتے ہوئے جہاد کی ورزش کی نیت سے قدم اٹھائیں تو یہ قدم اٹھانا بھی بہت قیمتی بن جائے گا۔ اور جب مسلمان جہاد کی تیاری شروع کر دیں گے تو ان کی وہ بے قدری ختم ہو جائے گی جو مال سے محبت کی وجہ سے کافر قوموں کے دلوں میں ان کے لئے پیدا ہو گئی ہے۔ اور پورے عالم پر ان کا ایک باوقار رعب چھا جائے گا۔ تب وہ اسلام کی زیادہ بہتر خدمت کر سکیں گے۔

اللہ پاک ہم سب مسلمانوں کو اس آیت مبارکہ کی حقیقت پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے......

......آمین یا ارحم الراحمین......

اس موضوع کی اہمیت اور تاکید کے پیش نظر آخر میں ایک مضمون پیش خدمت ہے یہ مضمون "اسلام اور جہاد کی تیاری" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔

## اسلام اور جہاد کی تیاری

### اسلام اور اسلحہ کی ضرورت

اسلام کی عظمت، سربلندی اور بقاء جہاد میں ہے اور جہاد کے لئے ضروری ہے کہ اس کے لئے ایسے افراد ہوں جو تن من دھن کی بازی لگا کر دشمنانِ اسلام کے مقابلے میں سینہ سپر ہوں اور ایسا اسلحہ ہو جس کے ذریعے دشمنانِ اسلام جنگ سے قبل خوفزدہ اور مرعوب ہوں اور جنگ کے دوران اس اسلحہ سے ان کا قلع قمع کیا جا سکے۔ چونکہ جہاد اسلام کے ان احکامات میں سے ہے جن پر اسلام کی عظمت اور مسلمانوں کی حفاظت موقوف ہے اسی لئے اس عمل کو قیامت تک کے لئے جاری فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ جہاد کے لئے افرادی اور عسکری قوت بنانے کی طرف اسلام نے خاص توجہ دلائی ہے اور اس سلسلے میں خصوصی احکامات نافذ فرمائے ہیں۔

### افرادی قوت

اس سلسلے میں ہمارے دین اسلام میں ہر فرد کو مجاہد بننے کا حکم دیا گیا ہے اور ماسوا چند ایسے افراد کے جن کو اسلام نے معذور قرار دیا ہے باقی ہر فرد کے لئے مجاہدانہ زندگی اور جہاد کی تیاری کو ضروری قرار دیا گیا ہے جب کہ جہاد کے لئے مضر اشیاء کی ممانعت فرما دی گئی ہے۔

وہ افراد جن کو اسلام نے مستثنیٰ قرار دیا ہے اس آیت کریمہ میں مذکور ہیں:

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ (سورۃ توبہ ۹۱)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: نہ تو ضعیفوں پر کچھ گناہ ہے اور نہ بیماروں پر اور نہ ان پر جن کے پاس خرچ موجود نہیں (کہ شریک جہاد نہ ہوں یعنی) جبکہ اللہ اور اس کے رسول کے خیر اندیش (اور دل سے ان کے ساتھ) ہوں۔

دور نبوت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دور قرآن مجید کی زندہ تفسیر تھا تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں سے کوئی فرد بھی سوائے ان معذور افراد کے میدان جنگ سے باہر نظر نہیں آتا تھا اور ان معذور افراد میں بھی بہت سے ایسے مبارک اشخاص ملتے ہیں جنھوں نے باوجود عذر کے عزیمت پر عمل کیا اور میدانوں میں نکلے، مرد تو مرد خواتین بھی میدان جہاد میں نظر آتی تھیں۔

اس مبارک دور میں میدان جہاد سے پیچھے رہ جانا اللہ رب العزت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی اور دینی و دنیوی خسارہ سمجھا جاتا تھا اس لئے ہر فرد میدان کی طرف سبقت کرتا تھا۔

## عسکری قوت

دعوت نبوت کا پہلا مرحلہ افراد کو جہاد پر یعنی جان اور مال کی قربانی پر تیار کرنا تھا۔ اور جب یہ افراد مکمل طور پر تیار نظر آئے تو اب دوسرا مرحلہ ان افراد کی جنگی تیاری تھا۔ قرآن مجید نے اس طرف خاص توجہ دلائی اور مسلمانوں کو بھرپور قوت بنانے کی وہ ترغیب دی جسے اپنا کر مسلمانوں نے پوری دنیا پر اسلامی عظمت و شوکت کے جھنڈے گاڑ دیئے۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تیر اندازی، گھڑ سواری اور جنگی تربیت کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

## حدیث

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے آیت کریمہ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ تلاوت فرمائی (اور پھر فرمایا) خبردار قوت رمی میں ہے خبردار قوت رمی میں ہے۔ (بخاری جلد ۱ ص ۴۰۲)

رمی کے معنی پھینکنے کے آتے ہیں۔ اس کا اطلاق تیر اندازی پر بھی ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان آفاقی الفاظ میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ اصل قوت پھینکنے کی قوت ہے چنانچہ اس دور کے اندر اگر غور کیا جائے تو اصل قوت پھینکنے میں ہے جس کا میزائل جتنا دور مار ہوگا اور جس کے پاس بارود اور لوہا پھینکنے کی طاقت جس قدر زیادہ اور دور مار ہوگی بظاہر وہی غالب ہوگا، تو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر تاکید کے ساتھ رمی کو قوت قرار دیا اور مسلمانوں کو اس قوت کے بنانے اور بڑھانے کا قرآنی حکم سنایا تاکہ مسلمان اس میدان میں اپنے دشمنوں سے پیچھے نہ رہ جائیں کیونکہ اگر قوت کے میدان میں یہ پیچھے رہ گئے تو دین و دنیا دونوں کی تباہی ان کا مقدر بن جائے گی اور یہ اپنے دشمن کے لئے تر نوالہ بن جائیں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## حدیث

اسی طرح حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے تیراندازی سیکھی پھر اسے چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (مسلم، جلد ۲، ص ۱۴۳)

دیکھئے کس قدر سخت وعید ہے اسلحہ سیکھ کر چھوڑ دینے اور بھول جانے پر۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلحہ سیکھنا اور پھر اسے یاد رکھنا یعنی استعمال کرتے رہنا یہ اسلامی احکامات میں سے ہے اور اس کے چھوڑنے پر سخت وعید ہے۔ اب وہ مسلمان اپنی زندگیوں پر غور فرمائیں جنہوں نے کبھی اس اسلامی حکم کی طرف ذرہ برابر بھی توجہ نہیں کی۔ بلکہ اس کو اپنے دین کا حصہ تک نہیں سمجھا حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اسلحہ کی مشق فرماتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے۔

## حدیث

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر اسلم قبیلے کے بعض افراد پر ہوا جو تیر اندازی کر رہے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھینکو یعنی تیر اندازی کرو تحقیق تمہارے والد (حضرت اسماعیل علیہ السلام) بھی تیر پھینکنے والے تھے۔ تیر پھینکو اور میں فلاں قبیلے کی طرف سے ہوں۔ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ایک جماعت نے اپنے ہاتھ روک لئے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا تیر اندازی کیوں نہیں کرتے ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم کیسے تیر اندازی کریں اس حال میں کہ آپ دوسری جماعت کی طرف سے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تیر اندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

غزوۂ احد کے موقع پر حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے سعد تیر پھینکو میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

اسی طرح ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک ڈھال لئے ہوئے تھے مگر جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ جو کہ بہترین تیر انداز تھے تیر مارتے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک اٹھا کر ان کے تیر لگنے کی جگہ کو دیکھتے۔ (بخاری جلد ۱، ص ۴۰۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات میں مساجد کا احترام اور لہو ولعب سے ان مساجد کو خالی رکھنا بھی شامل ہے۔ بلکہ مساجد میں لہو ولعب کو علامات قیامت میں سے قرار دیا گیا ہے۔ مگر مسجد میں اسلحہ سیکھنے اور اس کی مشق کرنے کی ممانعت نہیں فرمائی بلکہ جب اہل حبشہ کی ایک جماعت مسجد میں نیزہ بازی کا مظاہرہ کر رہی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود مشاہدہ فرماتے رہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کنکریاں مار کر ان لوگوں کو بھگانا چاہا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عمر! ان کو اپنی حالت پر چھوڑ دو۔ (بخاری ج ۱، ص ۴۰۲)

مسجد نبوی میں اسلحے کا مظاہرہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ جہاد کی تیاری ان عبادات میں سے ہے جن کے ذریعے سے مسلمان اللہ رب العزت کا تقرب حاصل کرتا ہے اس لئے مسجد میں اس کی اجازت دی گئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب وتشویق کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جنگی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور گھڑ سواری اور تیر اندازی میں اعلیٰ درجے کی مہارت حاصل کرنا باعث سعادت وعزت سمجھتے تھے اور ان چیزوں میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کرتے تھے چنانچہ ان کی مہارت کا یہ عالم ہو چکا تھا کہ وہ گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر بے دھڑک سواری کرتے تھے اور بھاگتے ہرن کی ایک آنکھ کو تیر سے نشانہ بناتے تھے۔

گھڑ سواری اور تیر اندازی کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو سمندر میں تیراکی اور بحری جنگی امور میں مہارت کی ترغیب دی اور ان لوگوں کے لئے من جانب اللہ جنت کی بشارت سنائی جو سمندروں کو عبور کر کے اسلامی بحری بیڑے کے ذریعے سے فتوحات حاصل کریں گے۔ (بخاری ج ۱ ص ۳۹۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مبارک ترغیب اس اسلامی بیڑے کے لئے بنیاد بنی جس بیڑے نے آگے چل کر پوری دنیا کے ساحلوں پر اسلامی حکومتیں قائم کیں اور بے شمار علاقے فتح کر کے اسلامی خلافت کا حصہ بنائے اور طویل عرصہ تک یہ اسلامی بحری بیڑے سمندروں کے بے تاج بادشاہ بن کر تکبیر کے نعروں کو دنیا میں بلند کرتے رہے۔ مگر اب وہ دور آپہنچا جس میں مسلمان کے لئے کسی بھی قسم کی جنگی تیاری کی کوئی اہمیت باقی نہ رہی اور اسلام کی عظمت اور مسلمانوں کی حفاظت کا خیال تک ان کے دلوں سے نکل گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح خلفائے راشدین کے مبارک دور میں بھی مسلمانوں کی جنگی تیاری اور ہر فرد کو مجاہد بنانے کا عزم تازہ رہا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وہ خطوط اس سلسلے کی اہم کڑی ہیں جو انہوں نے اپنے کمانڈروں اور گورنروں کے نام لکھے اور اسلامی فوج کو تعیش اور آرام پرستی سے دور رکھنے اور جفاکشی اور محنت سکھانے کے سلسلے میں تحریر فرمائے۔ ان حضرات کی مبارک زندگی خود اس جفاکشی اور ہمہ وقت جہادی تیاری کا ایک بہترین نمونہ تھی۔ سخت چمڑے کے بستر یا زمین پر سونا۔ پتھروں کو تکیہ بنانا۔ خورد ونوش میں سادگی، گھوڑے کی ننگی پشت پر اچھل کر سوار ہونا، بڑے بڑے معرکوں کے لئے شمشیر بکف، خود نکلنے کے لئے اپنے آپ کو سب سے پہلے پیش کرنا، موٹے کپڑے پہننا، بغیر چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نوش فرمانا، ان حضرات کے عمومی معمولات تھے۔

ایک جنگ کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ٹھنڈا پانی پیش کیا گیا تو واپس فرما دیا اور فرمایا کہ کہیں ہمیں قیامت کے دن یہ نہ کہہ دیا جائے کہ تمہیں تو تمہارے اچھے اعمال کا بدلہ دنیا میں مل چکا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے جہادی تربیت کے ساتھ اس لگاؤ اور محبت کا سرچشمہ وہ قرآنی احکامات ہیں جن میں اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو جہادی تیاری کا حکم دیا ہے اور قوت بنانے کے ساتھ ساتھ قوت کی بنیاد کا بھی ذکر فرمایا ہے اور کافروں کی اس خواہش سے بھی مسلمانوں کو متنبہ کر دیا ہے کہ کافر مسلمانوں کو اسلحے سے غافل دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور اسلحہ سازی کی نعمت کا تذکرہ اپنے انبیاء پر اس طرح فرمایا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ مسلمانوں کے قلوب اسلحے کی محبت سے لبریز فرما دیے ہیں۔
آئیے ان قرآنی احکامات پر غور کرتے ہیں ممکن ہے کہ ہمیں اپنے احتساب کی توفیق مل جائے اور غفلت سے ہمارا چھٹکارا ہو جائے۔

## جہاد کی تیاری کی ضرورت

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اعلانِ جہاد کے بعد صحابہ کرامؓ جہاں بڑھ چڑھ کر اس مبارک عمل میں شرکت کی کوشش کرتے تھے اور باوجود معذور ہونے کے بھی بہت سے افراد اس سعادت کو چھوڑنے پر رضامند نہ ہوتے تھے، عورتیں اپنے معصوم بچوں کو پیش کرتی تھیں اور بوڑھی مائیں اپنے جوان لختِ جگر بنا سنوار کر میدان میں لے آتی تھیں، وہاں پر منافقین جہاد میں شرکت سے ٹال مٹول کرتے تھے اور طرح طرح کے بہانے بنا کر اس مبارک عمل سے جان چھڑانے کی بھرپور کوشش کرتے تھے۔ قرآن مجید نے ان کے بہانوں کا تذکرہ کیا ہے کہ کبھی تو وہ گرمی کو بہانہ بنا کر کہتے تھے۔

لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ (التوبہ ۸۱)

ترجمہ: مت کوچ کرو گرمی میں

تو ان کو جواب دیا گیا کہ جہاد چھوڑنے کی وجہ سے تمہیں جس جہنم میں ڈالا جائے گا اس کی گرمی بہت سخت ہے تم اس عارضی گرمی سے بچنے کی خاطر اس ہمیشہ کی سخت گرمی کو کیوں قبول کرتے ہو۔

کبھی وہ بہانہ بناتے کہ۔

إِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ (الاحزاب ۱۳)

ترجمہ: ہمارے گھر کھلے ہیں۔ (یعنی غیر محفوظ)

تو قرآن مجید اس بہانے کو بھی رد فرما دیتا ہے۔

وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ (الاحزاب ۱۳)

ترجمہ: اور وہ کھلے نہیں پڑے

کبھی وہ یوں کہتے کہ جہاد کہاں ہو رہا ہے۔ اگر جہاد ہوتا تو ہم ضرور شریک ہوتے۔

لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنٰكُمْ (ال عمران ۱۶۷)

ترجمہ: اگر ہم کو معلوم ہو لڑائی تو البتہ تمہارے ساتھ رہیں۔

مگر قرآن مجید ان کے ان تمام بہانوں کو مسترد کرتا ہے۔ لیکن وہ منافقین پھر بھی یہی رٹ لگاتے تھے کہ ہمارا تو جہاد میں نکلنے کا ارادہ ہے مگر کوئی نہ کوئی عذر آڑے آ جاتا ہے تو قرآن مجید نے ایک قاعدہ کلیہ بتا دیا کہ جہاد کا ارادہ کب معتبر ہوگا؟ (ورنہ ہر آدمی یہی کہے گا کہ میرا جہاد کا ارادہ ہے مگر مجھے عذر پیش آ گیا ہے۔ اس طرح ہر آدمی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہزاروں بہانے بنا کر جہاد کو بھی ترک کر دے گا اور یہ دعویٰ بھی کرتا رہے گا میرا ارادہ پکا ہے میں تو جہاد کے لئے تڑپ رہا ہوں۔ جہاد کا شوق تو میرے رگ و پے میں سرایت کر چکا ہے۔) تو قرآن مجید نے ایک اصول بیان فرما دیا جس سے معذور اور غیر معذور کا پتہ چل جائے گا جس سے بہانہ بنانے والے اور سچ بولنے والوں کے درمیان فرق ہو جائے گا۔ قرآن مجید کا اصول ملاحظہ فرمائیں۔

---

وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَلَٰكِن كَرِهَ اللَّهُ انبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ۔ (التوبہ ۴۶)

ترجمہ: اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو اس کے لئے سامان تیار کرتے لیکن اللہ نے ان کا اٹھنا (اور جہاد میں نکلنا) پسند ہی نہیں فرمایا تو ان کو ہلنے جلنے ہی نہ دیا اور (ان سے) کہہ دیا کہ جہاں (معذور) بیٹھے ہیں تم بھی ان کے ساتھ بیٹھے رہو۔

اس اصول سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ اگر کسی نے جہاد کی تیاری کی ہوئی ہے جسمانی اور عسکری طور پر جہاد کے لئے بالکل تیار ہے۔ پھر اگر اسے عذر پیش آ گیا کہ وہ بیمار ہو گیا یا معذور ہو گیا یا اس کے پاس جہاد میں جانے کے لئے خرچہ نہیں ہے اور وہ مجاہدین کو جاتا دیکھ کر رو رہا ہے اور اس کا دل کڑھ رہا ہے مگر اس کے پاس مالی طور پر اتنی استطاعت نہیں کہ جا سکے تو وہ معذور ہے اور اس کا عذر قابلِ قبول ہے۔

مگر وہ آدمی جس نے جہاد کی تیاری ہی نہیں کی، باوجود استطاعت کے اس نے جہاد کے لئے کچھ سامان تیار نہیں کیا اور نہ ہی عسکری طور پر جہاد کے لوازمات کو پورا کیا، پھر بہانے بنا رہا ہے تو یہ آدمی جھوٹا ہے۔ اللہ رب العزت اس جیسے آدمی کو جہاد کے مبارک میدان میں لانا پسند ہی نہیں فرماتے، اس لئے اسے عورتوں کے پاس بٹھا دیا۔

## قابل غور

اب اس قانون کی روشنی میں ہر آدمی...... اپنے آپ کو پرکھے، وہ مفکر بھی جو جہاد کے فضائل کے قائل ہیں مگر ان کے نزدیک جہاد کی شرائط پوری نہیں ہوئیں اور وہ یہ نعرہ لگا رہے ہیں کہ اگر شرعی جہاد ہوا تو ہم ضرور نکلیں گے۔ کیا وہ اتنی تیاری رکھتے ہیں کہ جہاد کے میدان میں کھل کر دشمن کا مقابلہ کر سکیں گے ہرگز نہیں بلکہ ایسے لوگوں کے دلوں میں کبھی وسوسے کے طور پر بھی یہ نہیں آیا کہ انہوں نے کبھی عملی جہاد کرنا ہے۔ بلکہ انہوں نے عملی جہاد کو ایک علمی، فکری مسئلہ بنا کر صفحات کے صفحات لکھ ڈالے، کیسٹوں کی کیسٹیں بھر ڈالی ہیں مگر خود عملی جہاد نہ کرنا چاہتے ہیں، نہ دوسروں کو اس میں جانے کی ترغیب دیتے ہیں اور نہ ہی ان کے پاس جہاد کی کوئی تیاری ہے کہ اگر ان کی خود ساختہ شرائط پوری ہو بھی جائیں تو وہ جہاد میں نہ جا سکیں۔

بہرحال، اس قرآنی اصول سے جہاد کی تیاری کی اہمیت معلوم ہوئی کہ بغیر تیاری کے کوئی ارادہ بھی قابل قبول نہیں ہے بلکہ جب جہاد کا ارادہ ہو گا تو کسی نہ کسی قسم کی تیاری ضرور شروع کر دی جائے گی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## جہاد کی تیاری کا وجوب

اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو جہاد کے لئے اس قدر قوت بنانے کا حکم دیا ہے جس سے دشمنوں پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ جائے اور وہ مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کی کاروائی کا تصور تک نہ کر سکیں۔

اللہ رب العزت کا مبارک ارشاد ہے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ (سورۃ الانفال ٦٠)

ترجمہ: اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور دوسروں پر ان کے سوا جن کو تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ کے ایک ایک حصے کی تشریح کرنے سے ان شاء اللہ اس موضوع کی کچھ وضاحت ہو جائے گی۔

**وَاَعِدُّوْا**

امر کا صیغہ ہے اور اس میں تیاری کا حکم دیا گیا ہے اور یہ حکم وجوبی ہے اور اللہ رب العزت کا ہر حکم مسلمانوں کی زندگی کا ضامن ہوتا ہے اور اس حکم سے روگردانی امت کی اجتماعی موت ثابت ہوتی ہے۔

**لَهُمْ**

یعنی ان کافروں کے لئے، اسلام کے دشمنوں کے لئے یعنی جب تک مسلمانوں کے دشمن کافروں کے پاس طاقت موجود ہے وہ اسے مسلمانوں کے خلاف خرچ کرتے رہیں گے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ ان سے بڑھ کر قوت مہیا کریں۔

**مَّا اسْتَطَعْتُمْ**

یعنی جس قدر استطاعت ہو۔ جہاد کی تیاری کو کسی ایک حد میں بند نہیں کیا گیا بلکہ جس قدر مسلمانوں کی استطاعت ہو اور جس قدر طاقت مہیا کر سکتے ہوں کریں کیونکہ جس قدر طاقت زیادہ ہوگی اسی قدر مسلمانوں کو غلبہ ملے گا اور اعلائے کلمۃ اللہ کا شرعی فریضہ پورا ہو سکے گا اور فتنے ختم ہو جائیں گے اور فتنہ پرست لوگ اپنی موت آپ مر جائیں گے چونکہ کافر ہر وقت مسلمانوں کی گھات میں بیٹھے ہیں اور ان کی پوری کوشش ہے کہ یا تو مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیں یا انہیں ان کے دین سے ہٹا کر گمراہ کر دیں اس لئے مسلمانوں کا مقابلہ ہر فتنہ پرست کافر سے ہے خواہ اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو مسلمان ایک ملت ہیں جب کہ سب کافر دوسری طرف ان کے مقابلے میں ایک ملت ہیں اس لئے جہاد کی تیاری کی کوئی حد بیان نہیں فرمائی بلکہ حکم دیا کہ جتنی کر سکتے ہو تیاری کرلو تاکہ تمہیں ہزیمت اور ذلت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

**قُوَّةٍ**

قوت میں ہر قسم کا اسلحہ آ جاتا ہے وہ اسلحہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں استعمال کیا وہ بھی اور وہ اسلحہ جو مسلمانوں نے بعد میں ایجاد کیا وہ بھی اور قیامت تک استعمال ہونے والی قوت اس میں آ جاتی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اسی لئے قوۃ کو نکرہ رکھا گیا ہے کہ ہر قسم کی قوت کی تیاری کرنا مسلمانوں کیلئے ضروری ہے اور اس قوت میں سب سے اہم قوت پھینکنے کی قوت ہے جو اس دور میں راکٹوں، میزائلوں اور بموں کے ذریعے سے استعمال کی جارہی ہے۔

اب یہ قوت کہاں سے حاصل کی جائے گی تو قرآن مجید نے اس قوت کا منبع بھی مسلمانوں کو بتادیا کہ اس قوت کا منبع وہ لوہا ہے جس میں اللہ رب العزت نے سخت طاقت رکھی ہے اور اس میں لوگوں کے لئے بے شمار منافع ہیں خصوصاً جب لوہے کے ساتھ آگ کو استعمال کیا جائے تو یہ بہترین قوت بن جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ (الحدید ۲۵)

ترجمہ: اور ہم نے اتارا لوہا اس میں سخت لڑائی ہے اور لوگوں کے کام چلتے ہیں۔

آیت کریمہ میں لوہے کے متعلق فرمایا کہ ہم نے لوہا اتارا ہے جس میں سخت پکڑ ہے۔ " بَأْسٌ شَدِيدٌ " کی تفسیر صاحب کشاف نے قتال سے کی ہے کہ لوہے کے ذریعے سے جہاد کیا جاتا ہے اور پھر جہاد کے ذریعے سے فتنہ وفساد ختم ہوتا ہے تو لوگ امن وسکون اور اطمینان کی زندگی گزارتے ہیں۔یہ بھی مقصد ہوسکتا ہے مَنَافِعُ لِلنَّاسِ کا۔

اس سے پہلی آیات پر غور کرنے سے وہ ربط معلوم ہوتا ہے جو ان آیات میں کتاب، میزان اور لوہے کے درمیان پیدا کیا گیا ہے کہ اللہ رب العزت نے کتاب بھی نازل فرمائی اور لوہا بھی نازل فرمایا کہ اس کتاب کا نفاذ لوہے کے ذریعے سے ہوگا جو بھی اس کتاب یا انصاف کے آگے رکاوٹ ہو لوہے کے ذریعے سے اس کا خاتمہ کردیا جائے گا۔تو کتاب اور عدل وانصاف کی حفاظت لوہے کے ذریعے سے ہوگی یعنی لوہے سے بنائے گئے آلات قتال کے ذریعے سے۔

آیت کے اگلے حصے میں فرمایا گیا کہ ولیعلم اللہ من ینصرہ تاکہ اللہ رب العزت جان لے کہ کون اس کے دین کی نصرت کرتا ہے یعنی لوہے کے بنے ہوئے آلات جہاد مثلاً تلوار، نیزے اور دیگر آلات کے ذریعے سے کون اللہ کے دین کی نصرت کرتا ہے اور ان آلات کو اللہ کے دین کے دشمنوں کے خلاف استعمال کرتا ہے ان اللہ قوی عزیز بے شک اللہ رب العزت طاقت والا غالب ہے وہ خود اپنے دشمنوں کو ہلاک کرنے کی طاقت رکھتا ہے مگر اس نے جہاد کا حکم دیا تاکہ مسلمان اس حکم کو پورا کرکے بے شمار دنیوی اور اخروی فوائد حاصل کرسکیں۔

انبیاء سابقین میں سے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ رب العزت نے خصوصی فضل فرمایا اور لوہے کو ان کے لئے نرم فرمادیا جس سے وہ دیگر سامان کے ساتھ ساتھ اسلحہ اور جنگ کا دفاعی سامان بنایا کرتے تھے۔

قرآن مجید میں ارشاد گرامی ہے:

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ۝ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ (سورۃ سبا ۱۰-۱۱)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو اپنی طرف سے برتری بخشی تھی۔ اے پہاڑ ان کے ساتھ تسبیح کرو اور پرندوں کو (ان کا مسخر کر دیا) اور ان کے لئے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیوں کو اندازے سے جوڑو اور نیک عمل کرو۔ جو عمل تم کرتے ہو میں ان کو دیکھنے والا ہوں۔

اسی طرح تفسیر قرطبی میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے زمین پر اترے تو ان کے پاس لوہے کے پانچ اوزار تھے۔ السندان (نہائی)، الکلبتان (لوہار کا زنبور)، والمیقعہ، والمطرقہ (ہتھوڑا) والابرۃ (سوئی)۔ (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۶۱)

اسی طرح اللہ رب العزت نے حضرت داؤد علیہ السلام پر اپنی اس نعمت کا تذکرہ فرمایا کہ ہم نے ان کو جہاد کے لئے اسلحہ بنانے کا فن سکھایا تھا۔

ارشاد ربانی ہے:

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ (الانبیاء ۸۰)

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لئے ان (یعنی حضرت داؤد علیہ السلام) کو ایک (طرح کا) لباس بنانا بھی سکھا دیا تاکہ تم کو لڑائی (کے نقصان) سے بچائے پس تم کو شکر گذار ہونا چاہیے۔

اسی طرح لوہے اور آگ کو دشمن کے خلاف استعمال کرنے کا تذکرہ قرآن مجید میں حضرت ذوالقرنین کے قصے میں بھی ہے۔

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝ (سورۃ الکہف ۹۴ تا ۹۷)

ترجمہ: ان لوگوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین! یاجوج ماجوج زمین میں فساد کرتے رہتے ہیں تو کیا ہم لوگ آپ کے لئے کچھ چندہ جمع کر دیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار کھینچ دیں۔ ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس مال میں میرے رب نے مجھ کو اختیار دیا ہے وہ بہت کچھ ہے (ہاں) تم مجھے قوت (بازو) سے مدد دو میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط آڑ بنا دوں گا۔ تم لوہے کے (بڑے بڑے) تختے لاؤ یہاں تک کہ جب اس نے (ان تختوں سے) پہاڑ کے درمیان کا (حصہ) برابر کر دیا اور کہا کہ (اب اسے) دھونکو یہاں تک کہ جب اس کو (دھونک کر) آگ کر دیا تو کہا کہ میرے پاس تانبا لاؤ کہ اس پر پگھلا کر ڈال دوں۔ پھر ان (یاجوج اور ماجوج) میں یہ قدرت نہ رہی کہ اس پر چڑھ سکیں اور نہ یہ طاقت رہی کہ اس میں نقب لگا سکیں۔

ان دلائل سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور اللہ رب العزت کے مقرب بندے جن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے ایمان کی مضبوطی اور توکل کی طاقت کا اندازہ لگانا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے لوہے کو دشمن کے خلاف موثر انداز میں استعمال فرماتے تھے اور خود اسلحہ بناتے اسے سیکھتے اور استعمال کرتے تھے۔ اس لئے اسلحہ نہ ہی ایمان کے منافی ہے اور نہ ہی ایمان والے اسلحہ سے خود کو مستغنی سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی اسلحے کے منافع اور ضروریات کا انکار کیا جاسکتا ہے۔

پھر سوچنے کی بات یہ ہے کہ اسلام کی عظمت اور سربلندی جہاد میں ہے اور جہاد بغیر آلات جہاد کے نہیں ہوتا تو جہاد کے بے شمار فضائل اور منافع کا حصول بغیر آلات جہاد کے ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ قوت کے حصول کے حکم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب عمل کیا اور کرایا اور آپ نے اس دور کے جدید اور موثر اسلحے کو سیکھنے کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے وفود روانہ فرمائے۔ ابن سعد اور ابن ہشام نے ذکر فرمایا کہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ طائف کے محاصرے میں شریک نہیں تھے کیونکہ یہ دونوں جرش نامی مقام پر منجنیق، دبابہ اور ضبور سیکھنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔

منجنیق اور دبابہ اس زمانے کا سب سے بہترین اور موثر اسلحہ تھا جب کہ ضبور اس زمانے میں بلٹ پروف جیکٹ کے طور پر استعمال ہوتا تھا جسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم استعمال فرماتے اور اس کی آڑ لے کر دشمن کے تیروں سے بے خطر حملہ کرتے تھے اور بعض دوسری قسم کا محفوظ اسلحہ بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے استعمال فرمایا طائف کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منجنیق استعمال فرمائی ہے۔

ابن ہشام سیرت میں لکھتے ہیں کہ اسلام میں منجنیق استعمال فرمانے والی پہلی شخصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ بعض روایات میں خیبر کے موقع پر منجنیق کے استعمال کا ذکر آتا ہے۔

وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ

قوت کے بعد خاص طور پر گھوڑے باندھنے کا حکم دیا گیا۔

میدان جہاد میں گھوڑے کو ایک خاص اہمیت اور مقام حاصل ہے چنانچہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں مجاہد کے ہانپتے دوڑتے چنگاریاں نکالتے اور حملہ کرتے گھوڑوں کی قسم کھائی ہے۔

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝

(سورۃ العادیات ۱تا۵)

ترجمہ: ان سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم جو ہانپ اٹھتے ہیں پھر (پتھروں پر نعل) مار کر آگ نکالتے ہیں پھر صبح کو چھاپہ مارتے ہیں پھر اس میں گرد اٹھاتے ہیں پھر اس وقت دشمن کی فوج میں جا گھستے ہیں۔

قرآن مجید نے یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ انبیاء سابقین نے جہادی قوت کے لئے گھوڑے کو استعمال فرمایا اور اس کی طرف خصوصی توجہ فرمائی خود حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام نے جب جہاد کا ارادہ فرمایا تو گھوڑوں کو طلب فرمایا پھر ان گھوڑوں کو دوڑانے کا حکم دیا جب یہ گھوڑے دوڑ کر نظروں سے غائب ہوگئے تو انہیں واپس بلوایا جب ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو واپس لایا گیا تو محبت کے ساتھ ان گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرا۔ اس کی وجہ گھوڑوں کی ضرورت اور اہمیت اور میدان جہاد میں ان کی اعلیٰ کارگزاری تھی۔

اللہ رب العزت اس واقعے کو قرآن مجید میں یوں بیان فرماتے ہیں:

وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٣٠﴾ إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ ﴿٣١﴾ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَن ذِكْرِ رَبِّي حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾ رُدُّوهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ ﴿٣٣﴾ (سورۃ ص ۳۰-۳۳)

ترجمہ: اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام عطاء کئے۔ بہت خوب بندے (تھے) اور وہ (اللہ تعالیٰ کی طرف) رجوع کرنے والے تھے جب ان کے سامنے شام کو اصیل (اور) عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے تو کہنے لگے میں نے اپنے پروردگار کی یاد سے (غافل ہوکر) مال کی محبت اختیار کی۔ یہاں تک کہ (آفتاب) پردے میں چھپ گیا (بولے کہ) ان کو میرے پاس واپس لاؤ۔ پھر ان کی ٹانگوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کو باندھنے اور اس کے پالنے کے عجیب و غریب فضائل بیان فرمائے ہیں۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے کی پیشانی میں خیر کو قیامت تک کے لئے رکھدیا گیا ہے مراد اس سے اجر یا غنیمت ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

کہ جس نے ایمان و احتساب کے ساتھ جہاد کے لئے گھوڑا باندھا تو اس کا کھانا پینا لید اور پیشاب قیامت کے دن میزان اعمال میں ہوں گے۔

بعض احادیث میں جہاد کے لئے گھوڑے پر خرچ کرنے کو صدقے کی طرح قرار دیا گیا ہے۔

اسلام کی ابتدائی جنگوں میں تو مسلمان پیادہ جہاد کرتے رہے انہیں گھوڑے کی سہولت حاصل نہیں تھی۔ احد کی لڑائی میں مسلمانوں کے پاس دو گھوڑے تھے بنی قریظہ کے محاصرے کے وقت مسلمانوں کے پاس کل چھ گھوڑے تھے جب مسلمانوں کو بنی قریظہ سے کافی مقدار میں غنیمت ملی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قیدی اور دیگر سامان نجد کی طرف بھیجا جہاں مسلمانوں نے ان کے بدلے گھوڑے اور اسلحہ خریدا چنانچہ غزوہ خیبر میں مسلمانوں کے پاس دو سو گھوڑے تھے اسی طرح مسلمان جنگی سامان خصوصاً گھوڑوں میں ترقی کرتے رہے یہاں تک کہ تبوک کے موقع پر اسلامی لشکر کی تعداد تیس ہزار تھی جن میں دس ہزار گھڑسوار تھے۔

اسلامی لشکر اور اس کے ساز و سامان میں یہ حیرت انگیز ترقی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سلسلے میں بنفس نفیس خصوصی توجہ اور اہتمام کی وجہ سے تھی۔

بخاری شریف میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی نضیر کے اموال مال فئے میں سے تھے یعنی مسلمانوں نے بغیر جنگ کے حاصل کئے تھے اس وجہ سے یہ اموال خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھے آپ نے ان اموال میں سے اپنے اہل وعیال کا نفقہ پورا فرمایا اور جو اس میں سے بچ گیا تو اس سے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے اسلحہ اور گھوڑے خریدے۔

**تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ**

اسلحے اور قوت بنانے کا مقصد کافروں پر رعب ڈالنا ہے تاکہ وہ مرعوب رہیں اور مسلمانوں کے خلاف فتنے برپا نہ کر سکیں۔ آیت کریمہ کے اس حصے سے یہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو ہر وقت ایسا اسلحہ اور اتنی قوت بنا کر رکھنی چاہیے جس سے کافر مرعوب اور خوفزدہ رہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مروجہ اسلحہ تیر، تلوار، منجنیق، گھوڑے وغیرہ تھے جن کی کثرت اور جودت سے دشمن دب جاتے تھے مگر اس زمانے میں جدید اسلحہ ایجاد ہو چکا ہے اور جب تک کسی قوم کے پاس یہ جدید ہتھیار نہ ہوں دوسری اقوام اس کا استحصال کرتی رہتی ہیں خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اتنی قوت پیدا کریں جس سے ان کے دشمن دب جائیں اور مسلمان چین اور اطمینان کے ساتھ ایمان وسلامتی کی زندگی گزار سکیں اور اگر مسلمان اس میدان میں کوتاہی کریں گے تو یقیناً ان کا دشمن ان پر غالب آ جائے گا اور مسلمانوں کی جان اور ان کا ایمان ہمیشہ کے لئے خطرہ میں رہے گا۔

چنانچہ جس دور میں مسلمانوں نے ان قرآنی آفاقی تعلیمات کو اپنایا اس دور میں انہوں نے پوری دنیا پر حکمرانی کی اور بحر وبر پر اسلامی جھنڈے لہرائے۔ اسلحے کے سلسلے میں مسلمانوں کی ترقی نے اس دور کے کفار کی کمر توڑ کر رکھ دی، سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے دور میں مسلمانوں نے دستی بموں اور آگ کے شعلوں سے دشمن کے عزائم خاک میں ملائے اسی طرح اندلس کی لڑائیوں میں مسلمانوں نے سب سے پہلے بارود بنایا اور بڑی توپیں استعمال کیں۔

مگر آج مسلمان اسی میدان میں کفار سے پیچھے رہ گئے ہیں اور ان کے ایجاد کردہ اسلحے کو کافروں نے ترقی کے مختلف ادوار سے گزار کر وہ قوت حاصل کر لی ہے کہ جب چاہتے ہیں مسلمانوں کو رسوا کرتے ہیں اور خون مسلم کی ہولی کھیلتے ہیں۔

ہائے کاش مسلمان اب بھی بیدار ہوں اور ان قرآنی تعلیمات کو اپنا کر آگ اور لوہے کی ربانی نعمتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے قوت پیدا کریں جس سے ان کا دشمن مرعوب ومرعوب ہو جائے اور مسلمانوں کی عظمت رفتہ بحال ہو۔

اس دور میں بھی اگر اسلام نے کفر کو شکست دی ہے تو صرف اور صرف جہاد کے ذریعے سے دی ہے۔ آج افغانستان کی فتح مبین اسی جہاد کا نتیجہ ہے۔ سوویت یونین کی تباہی وبربادی مسلمانوں کے میدان جہاد میں قربانیوں کا ثمرہ ہے اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ دین کے اس شعبے کو دوبارہ زندہ کریں اور اسلام کی عظمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر اسلحہ بنائیں، سیکھیں، جمع کریں اور پھر اسے کفر کے خلاف حکمت وجرأت کے ساتھ استعمال کریں۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۶۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

اور اگر وہ صلح کیلئے مائل ہوں تو تم بھی مائل ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو بے شک وہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۱﴾

سننے والا جاننے والا ہے

### خلاصہ

اگر کفار صلح کے لئے جھکیں اور پیشکش کریں تو اسے قبول کر کے صلح کرنے کی اجازت ہے۔ اور آپ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھیں اگر وہ صلح کے لبادے میں دھوکہ دینا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے نمٹ لے گا۔ اس سے کسی کا ظاہر و باطن مخفی نہیں وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

### ربط

① اوپر ارہاب کفار (یعنی کافروں کو دہشت زدہ کرنے) کا بیان تھا اس ارھاب کے بعد احیانا (یعنی کبھی کبھی) کفار کی طرف سے صلح کی درخواست ہو سکتی ہے اس لئے آگے وَاِنْ جَنَحُوْا میں اس کا حکم بیان فرماتے ہیں اور چونکہ صلح میں بعض اوقات احتمال ہوتا ہے کہ شاید کفار نے فریب کیا ہو اس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وان یریدوا میں وعدہ حفاظت اور تاکید وغیرہ کے لئے اپنے نعم سابقہ کی یاد دہانی کراتے ہیں۔ (بیان القرآن)

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

واعلم انه لما بين ما يرهب به العدو من القوة والا ستظهار بين بعده انهم عند الارهاب اذا جنحوا اى مالوا الى الصلح...... الخ ۔ (تفسير كبير)

یعنی پچھلی آیت میں ایسی قوت اور طاقت بنانے کا حکم تھا جس سے دشمن مرعوب اور دہشت زدہ ہو جائے اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ اس رعب کی وجہ سے اگر وہ صلح کی طرف مائل ہو جائے تو صلح قبول کر لی جائے۔ (تفسیر کبیر)

### صلح کی پیشکش قبول کرنا ضروری نہیں

صاحب انوار البیان لکھتے ہیں:

اس سے پہلی آیات میں جہاد کے لئے سامان تیار کرنے کا حکم تھا اور نقض عہد کے سلسلہ میں بعض ہدایات دی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھیں۔ ان آیات میں اول تو یہ فرمایا کہ دشمن اگر صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی جھک جائیں یہ امر وجوبی نہیں موقع مصلحت سے متعلق ہے۔ اگر اس میں دارالاسلام اور اہل اسلام کی مصلحت ہو تو صلح کی جاسکتی ہے۔ جنگ کرنا مقاصد میں سے نہیں ہے صلح سے کام چلتا ہو تو صلح کرلیں اس میں یہ بھی داخل ہے کہ ان سے جزیہ لینا قبول کرلیں۔

بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ لفظ وَاِنْ جَنَحُوْا میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسلمان خود سے صلح کی پیشکش نہ کریں اور وہ لوگ پیشکش کریں تو صلح کرلیں۔

وَاِنْ جَنَحُوْا سے بعض اکابر نے جو یہ استنباط کیا ہے کہ اپنی طرف سے صلح کی پیشکش نہ ہو اس کی تائید سورۃ محمد کی آیت فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ سے بھی ہوتی ہے ہاں اگر کوئی بہت ہی ایسی مجبوری ہو جائے کہ مسلمان کسی جگہ نرغے میں آجائیں اور صلح کے بغیر کوئی صورت چھٹکارے کی نہ ہو تو اپنی طرف سے بھی صلح کی پیشکش کی گنجائش ہے۔ رہی یہ بات کہ ہوسکتا ہے کہ کافر صلح کر کے بدعہدی کردیں اور حملہ آور ہو جائیں اس کے لئے فرمایا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (اور آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں وہ بلاشبہ سننے والا جاننے والا ہے) اگر صلح میں مصلحت دیکھیں تو آپ صلح کریں ایسے احتمالات کو بنیاد بنا کر صلح کی پیش کش کو نہ ٹھکرائیں۔ (انوار البیان)

صاحب تفسیر ماجدی لکھتے ہیں:

فَاجْنَحْ لَهَا یہ حکم نہیں صرف اجازت ہے یعنی آپ اگر مصلحت صلح ہی میں دیکھیں تو کرسکتے ہیں یہ آپ کے اختیار تمیزی پر ہے۔

ان الامر فی من تقبل منهم الجزية على مايرى فيها الامام صلاح الاسلام واهله من حرب اوسلم وليس بحتم أن يقاتلوا ابدا اويجابو الى الهدنة ابدا. (روح) وعقد الصلح ليس بلازم للمسلمين وانما جائز باتفاقهم اجمعين. (ابن العربی)

## تفسیر احکام القرآن کا مطالعہ کریں

یہ آیت منسوخ ہے یا محکم؟ سورۃ انفال اور سورۃ براۃ کے زمانہ نزول کے فرق سے اس آیت کے حکم پر کیا اثر پڑتا ہے؟ صلح کا پیغام کب قبول کرنا چاہیے اور کب نہیں؟ امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ نے احکام القرآن میں تفصیل سے یہ سارے احکامات بیان فرمادیئے ہیں وہاں مطالعہ فرمالیں۔

## کام کی بات

یعنی اگر (وہ کافر صلح کرتے وقت) دل میں دغا رکھیں گے۔ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دینا چاہیں گے تو) اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے (وہ ان کو) اس کی سزا دے گا۔ (موضح القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## دس سال سے زائد جنگ بندی کا معاہدہ

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

امام قتادہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ آیت منسوخ ہے ﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ﴾ اور ﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾ جیسی آیات سے اور بعض مفسرین کے نزدیک یہ منسوخ نہیں ہے بلکہ جب صلح میں مسلمانوں کے لئے فائدہ ہو تو صلح قبول کرنے کی اجازت ہے۔ عام حالات میں اگر مسلمانوں کا امیر صلح میں مسلمانوں کی مصلحت دیکھے تو ایک سال سے کم کی صلح اور اگر مشرکین کی طاقت زیادہ ہو تو دس سال کی صلح جائز ہے اور دس سال سے زیادہ جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے دس سال جنگ بندی کا معاہدہ فرمایا تھا مگر انہوں نے مدت پوری ہونے سے پہلے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرلی۔

**ولا یجوز الزیادہ علیھا اقتداء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،فانہ ھادن اھل مکۃ عشرسنین ثم انھم نقضوا العھد قبل کمال المدۃ. (التفسیر الکبیر)**

## تقریر عثمانیؒ

مسلمانوں کی تیاری اور مجاہدانہ قربانیوں کو دیکھ کر بہت ممکن ہے کہ کفار مرعوب ہو کر صلح وآشتی کے خواستگار ہوں تو آپ کو ارشاد ہے کہ حسب صوابدید آپ بھی صلح کا ہاتھ بڑھا دیں کیونکہ جہاد سے خونریزی نہیں اعلائے کلمۃ اللہ اور دفع فتنہ مقصود ہے اگر بدون خونریزی کے یہ مقصد حاصل ہو سکے تو خواہی نخواہی خون بہانے کی کیا حاجت ہے۔ پھر یہ احتمال ہو کہ کفار شاید صلح کے پردہ میں ہم کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں تو کچھ پروا نہ کیجئے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیے وہ ان کی نیتوں کو جانتا اور ان کے اندرونی مشوروں کو سنتا ہے اس کی حمایت کے سامنے ان کی بدنیتی نہ چل سکے گی آپ اپنی نیت صاف رکھئے۔ (تفسیر عثمانی)

## فائدہ

مسلمان جب اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کر کے جہاد کی بھرپور تیاری کرتے تھے اور اپنے گھوڑوں کا رخ دشمنان اسلام کی طرف رکھتے تھے تو انہیں ہر طرف سے "صلح" کے پیغامات ملتے تھے اور بڑے بڑے طاقتور ملک اور قبیلے ان کے سامنے جھک کر صلح کی پیشکش کرتے تھے۔ اب بھی یہ سب کچھ ہو سکتا ہے بشرطیکہ مسلمان جہاد کے لئے ہر وقت تیار ہوں اور جہاد کی خوب تیاری رکھیں۔

**اللھم انصر واھد امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم . (آمین یارب العالمین)**

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ الأَنفَالِ مَدَنِيَّةٌ　آیت ۶۲، ۶۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۚ هُوَ الَّذِي

اور اگر وہ چاہیں کہ تمہیں دھوکا دیں تو تجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے جس نے تمہیں

أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ

اپنی مدد سے اور مسلمانوں سے قوت بخشی۔ اور ان کے دلوں میں الفت ڈال دی

أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ

جو کچھ زمین میں ہے اگر سارا تو خرچ کردیتا ان کے دلوں میں الفت نہ ڈال سکتا

وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٣﴾

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان میں الفت ڈالی دی بے شک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے

### خلاصہ

اگر صلح کا پیغام بھیجنے والے کفار اس صلح کی آڑ میں آپ کو دھوکہ دینا چاہیں تو آپ اس کی پرواہ نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے اور اس کی مدد آپ کے لئے بہت کافی ہے۔ اس نے آپ کو اپنی غیبی نصرت کے ذریعہ قوت دی ہے۔ اور ظاہری نصرت کے طور پر ایمان والوں کے ذریعے آپ کو طاقت عطاء فرمائی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نصرت اور قوت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ اس نے ایمان والوں کے دل جوڑ دیئے حالانکہ یہ کام دنیا بھر کے خزانے خرچ کر کے بھی کوئی نہیں کر سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے یہ کام کر دیا بے شک وہ غالب ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور حکیم ہے کہ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ (جیسے اس نے دلوں کے حالات اپنی قدرت اور حکمت سے بدل دیئے ایسے ہی وہ دنیا کے حالات بھی بدل دے گا اور آپ کو دھوکہ دینے کا ارادہ رکھنے والے ناکام ہو جائیں گے)

### غزوۂ بدر کی یاد دہانی

هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ (اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے اپنی مدد کے ذریعہ آپ کی تائید فرمائی اور آپ کو قوت دی) اس میں خصوصی اشارہ غزوہ بدر کی طرف ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أي قواك بنصره يريد يوم بدر. (القرطبی)

یعنی آپ کو اپنی مدد سے قوت دی مراد اس سے بدر کا دن ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صاحب تفسیر عثمانی لکھتے ہیں:

اگر صلح کر کے وہ لوگ دغابازی اور عہد شکنی کا ارادہ کریں تو فکر نہ کیجئے خدا آپ کی مدد کے لئے کافی ہے ان کے سب فریب خداب کار کردے گا اسی نے بدر میں آپ کی غیبی امداد فرمائی اور ظاہری طور پر جاں نثار و سر فروش مسلمانوں سے آپ کی تائید کی۔ (تفسیر عثمانی)

یعنی صلح کا قانون بیان فرماتے ہوئے بھی غزوہ بدر کی مدد یاد دلائی گئی کہ آپ ان کی طرف سے دھوکے کی فکر نہ کیجئے غزوہ بدر کی عظیم الشان فتح اور نصرت عطاء فرمانے والا رب آپ کے ساتھ ہے۔

بعض مفسرین کے نزدیک اس سے اللہ تعالیٰ کی ہر وہ مدد مراد ہے جو اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء فرمائی امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قال المفسرون:یرید قواك واعانك بنصره یوم بدر ،واقول هذا التقیید خطاء لان امر النبی علیه السلام من اول حیاته الی آخر وفاته ساعة فساعة کان امراً الهیاً وتدبیراً علویاًوما کان لکسب الخلق فیه مدخل۔ (تفسیر کبیر)

بہر حال دونوں باتوں کو جمع کیا جاسکتا ہے کہ آیت میں ہر طرح کی نصرت اور مدد کا ذکر ہو اور بطور مثال خصوصی اشارہ غزوہ بدر کی طرف ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## اور مسلمانوں کے ذریعے قوت دی

ارشاد فرمایا وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قوت عطاء فرمائی ایمان والوں کے ذریعے ان ایمان والوں سے مراد حضرات مہاجرین وانصار ہیں علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

من المهاجرین والانصار علی ما هوا لمتبادر۔ (روح المعانی)

جبکہ کئی مفسرین حضرات کے نزدیک آیت میں خاص طور پر "حضرات انصار" مراد ہیں۔

قال النعمان بن بشیر رضی الله عنه نزلت فی الانصار۔ (القرطبی)

وعن ابی جعفر والنعمان بن بشیر وابن عباس والسدی رحمه الله انهم الانصار رضی الله عنهم۔ (روح المعانی)

## ایک سوال کا جواب

جب یہ بات یقینی ہے کہ نصرت اور مدد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے تو پھر وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ مسلمانوں کی نصرت کا کیا معنیٰ ہے؟ امام رازی رحمہ اللہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

التایید لیس الامن الله لکنه علی قسمین۔

تائید اور مدد بے شک صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے مگر اس کی دو قسمیں ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❶ وہ مدد جو کسی واسطے یا ظاہری اسباب کے بغیر ہوتی ہے۔

❷ وہ مدد جو ظاہری اسباب کے واسطے سے ہوتی ہے۔

پس آیت کے پہلے حصے هُوَ الَّذِيٓ اَيَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ میں پہلی قسم کی مدد مراد ہے اور وَبِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ میں دوسری قسم کی مدد مراد ہے۔ (التفسیر الکبیر)

اس سوال کا ایک سادہ سا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جہاد ایک اجتماعی عمل ہے جس میں افراد اور مجاہدین کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور مسلمان ایک ''امت'' اور ایک ''جماعت'' ہیں اس لئے خاص طور پر مؤمنین کا ذکر کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایمان والوں کی ایک مضبوط جماعت عطاء فرما دی ہے اب اس امت کو آگے بڑھنے سے کسی کی طاقت کسی کا دھوکہ اور فریب نہیں روک سکتا۔ صاحب تفسیر حقانی نے اس پوری آیت کو مستقبل کی فتوحات کی بشارت اور خوشخبری قرار دیا ہے اس سے بھی اشارہ ملتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## دلوں میں الفت، بہت بڑی نعمت

ارشاد فرمایا وَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے دل جوڑ دیے۔ یعنی ان کے قلوب میں ایسی محبت، الفت، اتحاد اور ایک دوسرے کے لئے ایثار پیدا فرما دیا کہ وہ سب ایک جسم اور ایک جان بن گئے۔

اب ایسے مضبوط جانثاروں کی موجودگی میں کسی کا دھوکہ اور فریب آپ کو کیا نقصان دے سکتا ہے۔ دلوں میں اس عجیب جوڑ اور الفت کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کا خاص انعام تھا اس جوڑ کی وجہ سے ہر فرد میں پوری جماعت کی طاقت آ جاتی ہے اور جماعت کا کوئی فرد بھی اکیلا نہیں رہتا۔ یوں اگر سو آدمی ہوں اور ان کے قلوب میں سچی الفت اور جوڑ ہو تو ہر آدمی میں سو افراد کی طاقت ہوتی ہے اور سو افراد کی یہ جماعت دس ہزار افراد سے زیادہ طاقت رکھتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن لوگوں کے درمیان بھیجا گیا تھا وہ تو باہمی نفرت، بغض اور خود غرضی میں ایک دوسرے سے بڑھ کر تھے۔ ان کی آپس میں شدید دشمنیاں تھیں اور پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ کی طرف بلایا تو سب مل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض اور دشمنی کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص اور غالب قدرت کے ذریعہ ان کے دلوں کو جوڑ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جوڑ، الفت اور اتحاد کا مرکز بنا دیا اور پھر اس محبت کو اپنا مقدس نام عطاء فرما دیا کہ یہ الحب فی اللہ بن گئی۔

جب یہ محبت اللہ تعالیٰ کے لئے ہو گئی تو پھر اس کے ٹوٹنے یا ختم ہونے کا امکان ہی نہ رہا اور ان سب حضرات کی زندگیوں کا مقصد ایک ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم قیادت میں ایسی جماعت کا وجود میں آنا اسلام کے غلبے کی بشارت تھی اور کچھ ہی عرصہ میں یہ بشارت پوری ہو گئی۔ حضرات مفسرین نے اس خصوصی الفت اور محبت پر جو صحابہ کرام کے قلوب میں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی تھی عجیب وجد آفرین نکتے لکھے ہیں خصوصی طور پر امام رازی رحمہ اللہ نے محبت کی حقیقت اور اس کے مضبوط اور کمزور ہونے کے اسباب پر خصوصی بحث کی ہے یہ بحث تفسیر کبیر میں ملاحظہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرمالیں۔ یہاں چند ضروری عبارتوں پر اکتفا کیا جاتا ہے:

### ❶ دلوں کی حالت بالکل بدل گئی

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث الی قوم انفتھم شدید...... الخ

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی قوم کی طرف بھیجے گئے تھے جن کی غیرت سخت اور قومی حمیت بہت زیادہ تھی یہاں تک کہ اگر کسی آدمی کو تھپڑ مار دیا جاتا تو اس کے قبیلے کے افراد اس تھپڑ کا پورا انتقام لینے تک جنگ کرتے رہتے تھے پھر ان کی یہ حالت بدل گئی حتی کہ (اسلام کی خاطر) ان میں سے بعض نے اپنے بھائی، والد اور بیٹے سے قتال کیا۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر متحد ہو گئے اور دین اسلام کے انصار و مددگار بن گئے۔ ایک قول یہ ہے کہ آیت اوس و خزرج کے متعلق نازل ہوئی ہے کیونکہ ان کی آپس میں شدید دشمنی اور دائمی لڑائی تھی پھر ان کے دلوں کا بغض دور ہو گیا اور باہمی الفت اور محبت نصیب ہو گئی۔ پس دلوں سے ایسی سخت دشمنی کا مٹا دینا اور اس کی جگہ مضبوط محبت اور کامل اخلاص کا پیدا کر دینا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے ممکن نہیں تھا۔ (التفسیر الکبیر)

### ❷ ایک سو بیس سالہ دشمنی ختم

امام نسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ قلوب الأوس والخزرج بعد تحاديهم مائة وعشرين سنة. یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا مراد قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج ہیں کہ ان کے دلوں کو جوڑ دیا جبکہ وہ ایک سو بیس سال سے ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ (المدارک)

### ❸ روئے زمین کے خزانے خرچ کرنے سے بھی یہ کام نہ ہوتا

”اسلام سے پہلے عرب میں جدال و قتال اور نفاق و شقاق کا بازار گرم تھا۔ ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر قبائل آپس میں ٹکراتے رہتے تھے۔ دو جماعتوں میں جب لڑائی شروع ہو جاتی تو صدیوں تک اس کی آگ ٹھنڈی نہ ہوتی تھی، مدینہ کے دو زبردست قبیلوں ”اوس“ و ”خزرج“ کی حریفانہ نبرد آزمائی اور دیرینہ عداوت اور بغض کا سلسلہ کسی طرح ختم نہ ہوتا تھا۔

ایک دوسرے کے خون کا پیاسا اور عزت و آبرو کا بھوکا تھا۔ ان حالات میں آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توحید و معرفت اور اتحاد و اخوت کا عالمگیر پیغام لے کر مبعوث ہوئے، لوگوں نے انہیں بھی ایک فریق ٹھہرا لیا اور سب نے مل کر خلاف و شقاق کا رخ ادھر پھیر دیا۔ پرانے کینے اور عداوتیں چھوڑ کر ہر قسم کی دشمنی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات کو مطمح نظر بنا لیا۔ وہ آپ کی پند و نصیحت سے گھبراتے تھے اور آپ کے سایہ سے بھاگتے تھے۔ دنیا کی کوئی طاقت نہ تھی جو درندوں کی بھیڑ اور بہائم کے گلہ میں معرفت الٰہی اور حب نبوی کی روح پھونک کر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور شراب توحید کا متوالا بنا کر سب کو ایک دم اخوت والفت کی باہمی زنجیر میں جکڑ دیتی اور اس مقدس ہستی کا درم ناخریدہ غلام اور عاشق جاں نثار بنا دیتی جس سے زیادہ چند روز پہلے ان کے نزدیک کوئی مبغوض ہستی نہ تھی۔ بلاشبہ روئے زمین کے خزانے خرچ کر کے بھی یہ مقصد حاصل نہ کیا جا سکتا تھا جو اللہ تعالیٰ کی رحمت واعانت سے ایسی سہولت کے ساتھ حاصل ہو گیا۔ خدا نے حقیقی بھائیوں سے زیادہ ایک کی الفت دوسرے کے دل میں ڈال دی، اور پھر سب کی الفتوں کا اجتماعی مرکز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات منبع البرکات کو بنا دیا۔ قلوب کو ایسا دفعۃً پلٹ دینا خدا کے زور قدرت کا کرشمہ ہے اور ایسی شدید ضرورت کے وقت سب کو محبت والفت کے ایک نقطہ پر جمع کر دینا اس کے کمال حکمت کی دلیل ہے۔ (تفسیر عثمانی)

### نکتہ

امام رازی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ محبت کا سبب اگر دنیوی مقاصد کا حصول ہو تو یہ محبت کمزور اور جلد ختم ہونے والی ہوتی ہے اور اگر محبت کا سبب اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور ہمیشہ کی نعمتیں حاصل کرنا ہو تو یہ محبت مضبوط اور قائم رہنے والی ہوتی ہے عربوں کی آپس میں خاندانی محبتیں دنیاوی جاہ و مال اور مقاصد کے لئے تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف اور آخرت کی طرف بلایا جب ان مضبوط بنیادوں پر ان کی محبت قائم ہوئی تو وہ مضبوط اور مثالی اور حقیقی محبت تھی تفسیر عثمانی کی مذکورہ بالا عبارت میں اسی نکتے کو بہت سلیقے اور بلاغت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اس میں یہ خاص اشارہ سمجھا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کی جماعت کس طرح کی محبت پر قائم ہونی چاہیے۔ اور دین کی خاطر جہاد کرنے والوں میں کیسی بے غرض "الحب فی اللہ" ہونی چاہیے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

### ❹ غلبے کی بشارت

اسی طرح ملک عرب میں علاوہ بت پرستی و زناکاری کے باہمی عداوت اور خانہ جنگی کا بھی کچھ حساب نہ تھا جہاں کسی نے ایک قبیلہ کے لڑکے کو ایک طمانچہ مار دیا دوسرا قبیلہ ان پر چڑھ آیا پھر یہ آتش جنگ قرنوں تک فرو (یعنی ختم) نہ ہوتی تھی، مدینہ کے رہنے والوں اوس اور خزرج دو قبیلوں میں صدیوں سے عداوت اور کشت و خون تھا پس جونہی مکہ میں اس آفتاب ہدایت نے طلوع کیا جس طرح تمام عالم کو منور کیا اسی طرح تمام عرب میں محبت اور الفت پیدا کر دی اگر یہ ایک ایسا معجزہ نہیں جو تمام معجزات انبیاء سلف کا عطر ہے تو کیا ہے؟ اور عَزِيزٌ حَكِيمٌ میں اس مصلحت کی طرف اشارہ ہے کہ جس سے روم و ایران پر غلبہ دیا گیا اور آسمانی سلطنت کا جھنڈا قائم کیا گیا۔ (تفسیر حقانی)

### ❺ کلام برکت

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

عرب کی قوم میں آگے (یعنی پہلے) ہمیشہ بیر (یعنی دشمنی) رکھتے تھے اور ایک دوسرے کے خون کا پیاسا (تھا) پھر حضرت کے سبب سب متفق اور دوست ہو گئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان پانچ عبارات سے آیت کی تفسیر کے کئی پہلو واضح ہو گئے۔ بعض مفسرین حضرات کا فرمانا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو آپس میں اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتے ہیں۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ سند کے ساتھ اس آیت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں:

قال هم المتحابون في الله وفي رواية نزلت في المتحابين في الله۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت رکھتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

اس مقام پر علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان روایات کو بھی ذکر کیا ہے جن میں آپس میں محبت رکھنے والے مسلمانوں کے مصافحے کا ذکر ہے کہ جب وہ مصافحہ کرتے ہیں تو ان کی بخشش ہو جاتی ہے اور ان کے گناہ سوکھے درخت کے پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔ ان تمام روایات کے لئے ملاحظہ فرمائیں اس آیت کے ذیل میں تفسیر ابن کثیر۔

## فائدہ

حضرت تھانوی رحمہ اللہ بیان القرآن میں لکھتے ہیں۔

’’ظاہر ہے کہ اگر باہم اتفاق نہ ہو تو کوئی کام خصوص (یعنی خصوصاً) دین کی نصرت مل کر نہیں کر سکتے‘‘ (بیان القرآن)

دین کی نصرت میں سب سے اہم جہاد کا عمل ہے اور یہ آیت جہاد ہی کے بیان کے دوران آئی ہے پس اس سے یہ بات اچھی طرح سے سمجھی جا سکتی ہے کہ مجاہدین کے درمیان باہمی الفت و محبت کا ہونا کتنا ضروری ہے؟ مجاہدین کو اپنے قبیلے، زبانیں اور خاندان بھلا کر اپنی جماعت کو ایک خاندان سمجھنا ہوگا اور باہمی الفت و محبت کی حفاظت کے لئے ہر طرح کی قربانی دینی ہوگی تب جا کر وہ اس قابل بنیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے سپاہی اور اللہ تعالیٰ کے لشکر کے مجاہد بن سکیں۔ اتفاق و الفت جس قدر زیادہ ہوگی اسی قدر ان کی قوت میں اضافہ ہوگا اور ان میں سے چند افراد پورے لشکر یا کافروں کے کسی پورے ملک کا مقابلہ کرنے کے لئے کافی ہوں گے۔

باہمی الفت اور محبت تب پیدا ہوگی جب دل سے دنیا کی محبت اور اغراض نکل جائیں گی۔ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے۔ سب دنیا کی بجائے آخرت کو اپنا مقصود بنائیں گے اور اپنے امیر کی فرمانبرداری کریں گے...... مجاہدین کے لئے باہمی الفت بے حد ضروری ہے اور یہ آیت بتا رہی ہے کہ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ہی یہ الفت پیدا فرما سکتا ہے پس سب مجاہدین کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس نعمت کا سوال کریں کیونکہ اس میں کامیابی بھی ہے اور سکون بھی۔

اللهم الف بين قلوبنا واصلح ذات بيننا بحق لو انفقت مافي الارض جميعاً ما الفت بين قلوبهم ولكن الله الف بينهم انه عزيز حكيم. آمين يا عزيز يا حكيم۔ ☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الانفال مدنیۃ آیت ۶۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۶۴﴾

اے نبی! تجھے اور مومنوں کو جو تیرے تابعدار ہیں اللہ تعالیٰ کافی ہے

## خلاصہ

آپ ﷺ کی مدد کیلئے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور آپ کی پیروی کرنے والے مسلمانوں کی مدد کیلئے بھی اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

## آسان تفسیر

"اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ اکثر سلف کے نزدیک یہ مطلب ہے کہ اے پیغمبر! خدا تجھ کو اور تیرے ساتھیوں کو کافی ہے۔ یعنی قلت عدد اور بے سروسامانی وغیرہ سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ اور بعض علماء نے یہ معنی لئے ہیں کہ اے پیغمبر! تجھ کو فی الحقیقت اکیلا خدا کافی ہے اور ظاہر اسباب کے اعتبار سے مخلص مسلمانوں کی جماعت خواہ کتنی ہی تھوڑی ہو کافی ہے۔ پہلے جو فرمایا أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ گویا یہ اسی کا خلاصہ ہوا۔ (تفسیر عثمانی)

## کلام برکت

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ آ کر مسلمان شمار کروائے مرد قابل جنگ چھ سو ہوئے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) بہت خوش ہوئے کہ اب ہم کو کس کا فکر کا ڈر ہے؟ بعد اس کے یہ آیت اتری۔ (موضح القرآن)

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ نے آیت کا مطلب یہ لیا ہے کہ اے نبی آپ کے لئے اللہ تعالیٰ اور آپ کے متبع ایمان والے کافی ہیں۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے بھی اسی مطلب کو اختیار کیا ہے وہ تحریر فرماتے ہیں:

قيل المعنىٰ حسبك الله وحسبك المهاجرون والانصار وقيل المعنىٰ كافيك الله وكافي من اتبعك، قاله الشعبي وابن زيد والاول عن الحسن واختاره النحاس وغيره۔ (القرطبي)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسن بصری رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ بیان القرآن میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بھی یہی معنی مراد لئے ہیں۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

"اور جب اللہ تعالیٰ کا اپنی غیبی امداد اور مومنین (کے ذریعہ) سے آپ کی نصرت فرمانا معلوم ہوگیا تو اے نبی! اس سے ثابت ہوگیا کہ آپ کیلئے حقیقت میں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور جن مؤمنین نے آپ کا اتباع کیا ہے ظاہراً وہ کافی ہیں۔ (بیان القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مفسرین کی عبارات پر غور کرنے سے دونوں ترجمے درست معلوم ہوتے ہیں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کا دوسرے ترجمے کو بالکل غلط قرار دینا محلِ نظر ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## شانِ نزول

وقال الکلبی:نزلت الایة بالبیداء فی غزوة بدر قبل القتال۔ (القرطبی)

کلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت غزوہ بدر کے موقع پر جنگ سے پہلے مقام "بیداء" پر نازل ہوئی۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت مکی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر یہ مدنی سورۃ میں شامل کی گئی ہے اور یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب مسلمانوں کی تعداد ۳۹ تھی ۳۳ مرد اور ۶ عورتیں اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تب یہ آیت نازل ہوئی۔امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس قول کو رد کیا ہے۔

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں تفسیر قرطبی،البحر المحیط،المدارک وغیرہ۔

## عجیب ربط

امام رازی رحمہ اللہ نے اس آیت کا ماقبل سے مستقل ربط بیان فرمایا ہے وہ لکھتے ہیں:

اعلم انه تعالیٰ لماوعده بالنصر عند مخادعة الأعداء وعده بالنصر والظفر فی هذه الایة مطلقا علی جمیع التقدیرات۔ (التفسیر الکبیر)

یعنی پچھلی آیت میں یہ وعدہ تھا کہ اگر دشمنوں نے صلح کے نام پر دھوکا دیا تو اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت فرمائے گا اور اس آیت میں یہ وعدہ ہے کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت فرمائے گا اور آپ کو غلبہ دے گا۔(دشمنوں کی طرف سے دھوکا ہو یا نہ ہو) پس دونوں آیتوں میں تکرار نہیں ہے۔

## اللہ والی جماعت کے لئے اللہ تعالیٰ کافی

حضرت لاہوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اللہ والی جماعت کو اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے (کفار کی مخالفت کی پرواہ نہ کیجئے) (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## نکتہ

اس سورۃ میں بار بار سمجھایا گیا ہے کہ فتح اور غلبہ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ملتا ہے زیادہ تعداد اور سامان سے نہیں۔

اب اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کو ساتھ لینے کا ایک واضح طریقہ بتا دیا گیا کہ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی مکمل نصرت اس کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور ان مسلمانوں کے ساتھ ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع اور پیروی کرتے ہیں۔پس اے مسلمانو! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع اور پیروی اختیار کرو اور آپ کے اسوۂ حسنہ کو اختیار کرو تب دنیا بھر کے کفر کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے لئے کافی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوجائے گی۔(واللہ اعلم بالصواب)

## بشارت

اس آیت سے یہ بشارت بھی نکالی جاسکتی ہے کہ مسلمان جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں گے تو ان کی فتح یقینی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی پوری اور کافی نصرت ان کے ساتھ ہوگی۔

اللهم ارزقنا اتباع حبيبك محمد صلى الله عليه وسلم. آمين يارب العلمين.

## فائدہ

جہاد کا مبارک عمل زندہ کئے بغیر اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ مکمل نہیں ہوسکتا اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنفس نفیس جہاد کیا اور اپنے رفقاء کو جہاد کی ترغیب دی اور اپنی امت کے لئے جہاد کا عمل جاری فرمایا۔(واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۶۵، ۶۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ۭ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ

اے نبی! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو اگر تم میں

عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ

بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آجائیں گے اور اگر تم میں سو ہوں گے

يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْئٰنَ

تو ہزار کافروں پر غالب آئیں گے اس لیے کہ وہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔ اب

خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۭ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ

اللہ تعالیٰ نے تم سے بوجھ ہلکا کردیا اور معلوم کرلیا کہ تم میں کسی قدر کمزوری ہے پس اگر تم میں

مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا

سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر ہزار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے

اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾

دو ہزار پر غالب آئیں گے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

## خلاصہ

★ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایمان والوں کو قتال فی سبیل اللہ پر خوب ابھاریں۔

★ جہاد میں مسلمان اپنے سے دس گنا کافروں پر غالب رہیں گے۔ یہ بشارت بھی ہے اور حکم بھی کہ اپنے سے دس گنا لشکر کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور پیٹھ نہ پھیریں۔ پھر اس حکم میں نرمی کردی گئی جبکہ بشارت اب بھی باقی ہے۔ اور نرمی کے بعد کا حکم یہ ہے کہ مسلمان اپنے سے دو گنا لشکر کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔

★ مسلمانوں کو اس بات کی سمجھ ہے کہ جہاد کا کیا اجر و ثواب ہے جبکہ کافر اس بات کو نہیں سمجھتے کیونکہ وہ آخرت کے ثواب سے محروم ہیں۔ اس لئے وہ جنگ میں مسلمانوں سے کمزور رہتے ہیں کیونکہ جو دنیا کو مقصود بنا لیتا ہے وہ ہمت اور قوت کے ساتھ جنگ نہیں کرسکتا۔ مسلمان اپنے اندر صفت صبر (ثابت قدمی اور دل کی مضبوطی) پیدا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کو اپنے ساتھ پائیں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## مضامین آیت

❶ آیت کا ماقبل سے ربط کیا ہے؟

❷ حَرِّضِ (ابھاریئے) کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟

❸ کافر اس لئے شکست کھاتے ہیں کہ وہ لَا يَفْقَهُوْنَ نہیں سمجھتے۔ وہ کیا چیز نہیں سمجھتے؟

❹ آیت میں کونسا حکم بیان ہوا ہے؟

❺ کیا آیت (۶۶) نے آیت (۶۵) کو منسوخ کر دیا ہے؟

❻ صابر مسلمان کے لئے کتنی صفات کی ضرورت ہوتی ہے؟

❼ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا ایمان تو ہر آئے دن ترقی کر رہا تھا پھر اس کا کیا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں کمزوری دیکھی تو حکم میں نرمی فرما دی؟

## ربط

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اوپر (یعنی پچھلی آیت میں) صلح کے متعلق مضمون تھا آگے قتال کے متعلق ایک قانون ہے نیز اوپر کفایت ونصرت الٰہیہ کا مضمون تھا (کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد کے لئے کافی ہے) آیت آئندہ میں بطور تفریع امر بالقتال ہے (کہ جب اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ ہے تو اپنی کم تعداد کا عذر کر کے گھر نہ بیٹھے رہو بلکہ جہاد فی سبیل اللہ میں نکلو)۔ (بیان القرآن)

## حرض کا معنیٰ

ارشاد فرمایا کہ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ

اے نبی آپ ایمان والوں کو قتال پر ابھاریئے۔

یہاں دعوت دیئے، ترغیب دیئے یا مائل کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ ابھارنے کا حکم دیا۔ ملاحظہ فرمایئے حَرِّضِ کے لغوی معنیٰ پر عبارتیں اور پھر چند نکتے:

❶ صاحب القاموس لکھتے ہیں:

حرضه علی الشئی: اکسانا، آمادہ کرنا، ابھارنا، مشتعل کرنا

قرآن پاک میں ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ (القاموس الوحید، ص ۳۲۸)

❷ صاحب مصباح اللغات لکھتے ہیں:

حرضه علی الامر: برانگیختہ کرنا۔ فلاناً کسی کے بدن یا عقل کی خرابی کو دور کرنا۔ الحرض، بدن یا مذہب یا

www.KitaboSunnat.com

عقل کی خرابی۔ الحرض قریب بہ ہلاکت۔ (مصباح اللغات ص، ۱۴۷)

❸ امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ای حثهم وحضهم يقال حارض على الأمر وواظب وواصب واكب بمعنىٰ واحد، والحارض: الذي قد قارب الهلاك: ومنه قوله عزوجل حتىٰ تكون حرضاً (یوسف ۸۵) ای تذوب غماً (القرطبی)

❹ صاحب کشاف لکھتے ہیں:

التحريض المبالغة في الحث على الا مر من الحرض وهوان ينهكه المرض ويتبالغ فيه حتى يشفى على الموت اوأن تسميه حرضاً: وتقول له ماأراك الا حرضا في هذا الامر وممرضاً فيه، ليهيجه ويحرك منه. (كشاف)

علامہ نسفی رحمہ اللہ نے المدارک میں اس عبارت کا پہلا جملہ اختیار کیا ہے۔

❺ امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والتحريض في اللغة كا لتحضيض وهو الحث على الشئي ونكر الزجاج في اشتقاقه وجهاً آخر بعيداً فقال: التحريض في اللغة ان يحث الانسان غيره على شئي حثاً يعلم منه أنه ان تخلف عنه كان حارضاً والحارض الذى قارب الهلاك اشاربهذا الي أن المومنين لو تخلفوا عن القتال بعد حث النبي صلى الله عليه وسلم كانوا حارضين اى هالكين. (التفسير الكبير)

❻ علامہ آلوسی رحمہ اللہ امام زجاج رحمہ اللہ کے قول کی تائید کرتے ہوئے یہ ایمان افروز عبارت لاتے ہیں:

والحق معه، ويؤيده ماقاله الراغب من ان الحرض يقال لما أشرف على الهلاك والتحريض الحث على الشئي بكثرة التزيين وتسهيل الخطب فيه كأنه في الاصل ازالة الحرض.

المعنىٰ هنا يا ايها النبي بالغ في حث المومنين على قتال الكفار. (روح المعانی)

ان تمام عبارتوں سے تحریض کا معنیٰ بالکل واضح ہو گیا اور مطلب یہ نکلا۔

❶ جہاد کی ترغیب کے لئے مسلمانوں کو خوب ابھارا جائے۔

❷ جہاد کی دعوت مسلسل دی جائے۔

❸ جہاد کی دعوت اس درد اور فکر سے دی جائے کہ اگر مسلمان جہاد نہیں کریں گے تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ مثلاً کسی کا عزیز بیٹا بیمار ہے اور حکیم حاذق نے بتایا ہے کہ اگر فلاں دواء اس نے نہ کھائی تو مر جائے گا یہ شخص اپنے بیٹے کو وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوا کھانے کے لئے کتنی محنت کرے گا اور کتنے جتن کرے گا پس اسی طرح امت مسلمہ کو قتال فی سبیل اللہ پر ابھارا جائے کیونکہ جہاد میں اس امت کی زندگی ہے۔

❹ حَرَض کہتے ہیں سخت مہلک بیماری کو حَرِّض باب تفعیل سے سلب ماخذ کا خاصہ رکھتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ مسلمانوں میں حب دنیا اور بزدلی کی جو بیماری اور کمزوری پیدا ہو جاتی ہے آپ ایسی زبردست دعوت دیجئے کہ وہ کمزوری ان سے دور ہو جائے۔ یا مطلب یہ ہے کہ مسلمان جہاد چھوڑنے کی وجہ سے ہلاکت کے قریب ہو جاتے ہیں آپ انہیں قتال کی طرف بلا کر اس ہلاکت کو ان سے دور کر دیجئے۔

❺ جہاد کی دعوت آسان الفاظ اور ایسے دلکش انداز میں مزین کر کے دی جائے کہ سننے والوں کے قلوب دنیا سے آخرت کی طرف اور فنا سے بقاء کی طرف پھر جائیں۔

یہ پانچ باتیں حضرات مفسرین کی عبارات سے معلوم ہوگئیں، حضرات علماء کرام اور داعیان جہاد کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو اسی طرح ادا کریں جس طرح اسے ادا کرنے کا حکم ہے۔ نیز اس میں دو نکتے مزید ہیں:

❶ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد میں ابھارنے کے حکم کے ساتھ خود بھی قتال کرنے کا حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اس آیت کی تشریح پہلے گزر چکی ہے اس سے یہ نکتہ سمجھا جا سکتا ہے کہ جہاد کی دعوت دینے والے اگر خود عملی مجاہد ہوں تو ان کی دعوت زیادہ مضبوط اور مؤثر ہوتی ہے اس لیے کہ جہاد ایک عملی عبادت ہے صرف علمی مسئلہ نہیں۔

❷ آیت میں حَرِّض کے ساتھ قِتَال کا لفظ آیا ہے۔ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ جہاد کا لفظ نہیں آیا۔ اس میں یہ نکتہ سمجھا جا سکتا ہے کہ جہاد میں بہت سے کام ہوتے ہیں حتیٰ کہ مجاہدین کی روٹیاں پکانا ان کا سامان اٹھانا، امیر کی تشکیل سے جو شخص جہاد کے جس کام میں بھی ہوگا اسے ان شاء اللہ پورا اجر ملے گا لیکن جہاں تک دعوت کا تعلق ہے تو مسلمانوں کو قتال کے عمل پر ابھارا جائے تا کہ پورے لشکر اور پوری جماعت میں لڑنے کا جذبہ پیدا ہو اور سب کی ہمت دشمن سے ٹکرانے کی ہو۔ پھر جب سب افراد جان دینے کے جذبے سے سرشار ہوں گے تو ان میں سے جس کو جو کام سپرد کیا جائے گا وہ اسے اچھی طرح سے نمٹائے گا۔ الغرض ہر مسلمان میں لڑنے اور جان دینے کا جذبہ ضروری ہے اور اسی جذبے کو ابھارنے کا نام ہے تحریض علی القتال۔ واللہ اعلم بالصواب

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تحریض علی القتال کی ایک مثال ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

**ولهذا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحرض على القتال، عند صفهم ومواجهة العدو كما قال لاصحابه يوم بدر حين اقبل المشركون في عددهم وعددهم قوموا الى الجنة عرضها السموٰت والارض فقال عمير بن الحمام: عرضها السموٰت والارض؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم "نعم" فقال: بخ بخ ...... الخ**

یعنی اسی حکم کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو قتال پر ابھارتے تھے خصوصاً جب دشمن کے مدمقابل صف بندی ہو جاتی۔ جیسا کہ غزوہ بدر کے دن جب مشرکین اپنی افرادی قوت اور جنگی تیاری کے ساتھ سامنے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا: چلو اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان و زمین (سے بڑھ کر) ہے یہ سن کر حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آسمان و زمین جتنی چوڑی جنت؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اس پر حضرت عمیر رضی اللہ عنہ (خوشی سے) کہنے لگے بخ بخ (یعنی واہ واہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کس بات نے تمہیں بخ بخ کہنے پر آمادہ کیا؟ وہ کہنے لگے: اس امید نے کہ میں بھی اس جنت والوں میں سے بن جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس جنت والوں میں سے ہو۔ پھر حضرت عمیر آگے بڑھے انہوں نے تلوار کا نیام توڑ ڈالا اور کچھ کھجوریں نکال کر کھانے لگے پھر باقی کھجوریں پھینک دیں اور فرمایا کہ اگر میں ان سب کو کھانے کی دیر زندہ رہا تو یہ بہت لمبی (اور مشکل) زندگی ہوگی پھر آگے بڑھ کر لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ۔ (تفسیر ابن کثیر)

یہاں تک آیت کے سات مضامین میں سے دو مضامین بحمد اللہ آگئے باقی کے پانچ مضامین کو سمجھنے کیلئے پہلے چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیں، ان عبارتوں میں ان مضامین کی طرف اشارے موجود ہیں جبکہ آخر میں بطور خلاصہ بھی ان پانچ مضامین کو ان شاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

## تقریر عثمانی

یہ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی کہ تھوڑے بھی ہوں تو جی نہ چھوڑیں (یعنی دل نہ ہاریں) خدا کی رحمت سے دس گنا دشمنوں پر غالب آئیں گے۔ سبب یہ ہے کہ مسلمانوں کی لڑائی محض خدا کے لئے ہے وہ خدا کو اور اس کی مرضی کو پہچان کر اور یہ سمجھ کر میدان جنگ میں قدم رکھتا ہے کہ خدا کے راستہ میں مرنا اصلی زندگی ہے اس کو یقین ہے کہ میری تمام قربانیوں کا ثمرہ آخرت میں ضرور ملنے والا ہے خواہ میں غالب ہوں یا مغلوب۔ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جو تکلیف میں اٹھاتا ہوں وہ فی الحقیقت مجھ کو دائمی خوشی اور ابدی مسرت سے ہمکنار کرنے والی ہے۔ مسلمان جب یہ سمجھ کر جنگ کرتا ہے تو تائید ایزدی (یعنی اللہ تعالیٰ کی نصرت) مددگار ہوتی ہے اور موت سے وحشت نہیں رہتی۔ اسی لیے پوری دلیری اور بے جگری سے لڑتا ہے۔ کافر چونکہ اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا اس لیے محض حقیر اور فانی اغراض کے لئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بہائم (یعنی جانوروں) کی طرح لڑتا ہے اور قوت قلبی اور امداد غیبی سے محروم رہتا ہے۔ بنا علیہ خبر اور بشارت کے رنگ میں حکم دیا گیا کہ مومنین کو اپنے سے دس گنا دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدمی سے لڑنا چاہئے۔ اگر مسلمان بیس ہوں تو دوسو کے مقابلہ سے نہ ہٹیں اور سو ہوں تو ہزار کو پیٹھ نہ دکھائیں۔

## تنبیہ

۲۰ اور ۱۰۰ دو عدد شاید اس لیے بیان فرمائے کہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد کے لحاظ سے "سریہ" میں کم از کم بیس اور "جیش" میں ایک سو سپاہی ہوتے ہوں گے۔ اگلی آیت مدت کے بعد اتری اس وقت مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی تھی اس لیے سریہ کم از کم سو کا اور جیش ایک ہزار کا ہوگا دونوں آیتوں میں بیان نسبت کے وقت اعداد کا تفاوت (یعنی فرق) ظاہر کرتا ہے کہ اگلی آیت کے نزول کے وقت مسلمانوں کی مردم شماری بڑھ گئی تھی۔ بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ گذشتہ آیت جس میں مسلمانوں کو دس گنا کافروں کے مقابلہ پر ثابت قدم رہنے کا حکم تھا جب لوگوں کو بھاری معلوم ہوئی تو اس کے بعد یہ آیت اتری۔ اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ...... الخ یعنی خدا نے تمہاری ایک قسم کی کمزوری اور سستی کو دیکھ کر پہلا حکم اٹھالیا اب صرف اپنے سے دوگنی تعداد کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنا ضروری اور بھاگنا حرام ہے یہ کمزوری یا سستی جس کی وجہ سے حکم میں تخفیف (یعنی نرمی) ہوئی کئی وجوہ سے ہوسکتی ہے۔ ابتدائے ہجرت میں گنے چنے مسلمان تھے جن کی قوت وجلادت معلوم تھی، کچھ مدت کے بعد ان میں کے کئی افراد بوڑھے اور کمزور ہو گئے اور جو نئی پود آئی ان میں پرانے مہاجرین وانصار جیسی بصیرت، استقامت اور تسلیم وتفویض نہ تھی اور تعداد بڑھ جانے سے کسی درجہ میں اپنی کثرت پر نظر اور "توکل علی اللہ" میں قدرے کمی ہوئی ہوگی اور ویسے بھی طبیعت انسانی کا خاصہ ہے کہ جو سخت کام تھوڑے آدمیوں پر پڑ جائے تو کرنے والوں میں جوش عمل زیادہ ہوتا ہے اور ہر شخص اپنی بساط سے بڑھ کر ہمت کرتا ہے لیکن وہی کام جب بڑے مجمع پر ڈال دیا جائے تو ہر ایک دوسرے کا منتظر رہتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ آخر کچھ میں ہی تنہا تو اس کا ذمہ دار نہیں۔ اسی قدر جوش، جرأت اور ہمت میں کمی ہو جاتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اول کے مسلمان یقین میں کامل تھے ان پر حکم ہوا تھا کہ اپنے سے دس گنا کافروں پر جہاد کریں۔ پچھلے مسلمان ایک قدم کم تھے تب یہی حکم ہوا کہ دوگنوں پر جہاد کریں۔ یہی حکم اب بھی باقی ہے لیکن اگر دو سے زیادہ پر حملہ کریں تو بڑا اجر ہے۔ حضرت کے وقت میں ہزار مسلمان اسی ہزار سے لڑے ہیں غزوہ موتہ میں تین ہزار مسلمان دو لاکھ کفار کے مقابلہ میں ڈٹے رہے۔ اس طرح کے واقعات سے اسلام کی تاریخ بحمد اللہ بھری پڑی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

## تفسیر احمدی

فوجی بھرتی جاری رہے تاکہ فوجی قوت میں ضعف اور کمی نہ آنے پائے۔ ابتدائے اسلام میں اپنے سے دس گنا لشکر کے ساتھ مقابلہ لازمی تھا۔ بعد کو دو گنے لشکر کا مقابلہ لازمی قرار دیا گیا۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## تفسیر خواجہ

دشمن بہت کثرت سے ہیں اور ہر وقت آمادۂ جنگ و پیکار، ادھر مسلمانوں کو بھی دنیا میں رہنا ہے، اور یہ معلوم نہیں کہ ان کے مخالف کس قدر اور کہاں کہاں آباد ہیں۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ وہ مسلمانوں کو کفار سے جنگ کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رکھیں۔

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و ہمنشینی سے تیار ہوئے ہیں ان میں سے بیس مقاصد حیات پر مر مٹنے والے دو سو کافروں کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوں گے اور اگر سو ہوں گے تو ایک ہزار پر غالب آجائیں گے اور ارباب ایمان کیوں نہ ان ہزاروں کافروں پر غالب و قاہر ہوں گے جو عقل و دانائی سے بے بہرہ، وحدت مقصد سے ناواقف اور اعتماد و توکل علی اللہ سے محروم ہیں، انہیں اجتماعی نشو و ارتقاء سے کوئی تعلق نہیں، وہ صرف انفرادی ترقی کے خواہاں ہیں اور اس لیے ذاتی خواہشات پر ملک و ملت کے فوائد کو قربان کر دیتے ہیں، جو شخص صدہا معبودان باطل سے خوف زدہ ہو، وہ اس نفس قدسی کا کیسے مقابلہ کر سکتا ہے جس کے دل میں صرف ایک اللہ ہی کا خوف ہو، ظاہر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے جس درجہ جانباز اور فدا کار سپاہی تیار ہوں گے ویسے بعد کو عام طور پر نہ ہوں گے اس لیے آپ کے زمانہ حیات میں مہاجرین و انصار کے یہی شایان شان تھا کہ ایک مسلمان دس کافروں کا مقابلہ کرے مگر پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ضعف و اضمحلال کو دیکھ کر اس قانون میں رعایت کر دی کہ لازمی طور پر ایک مسلمان دو کافروں کا مقابلہ کرے، حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے قرآن حکیم کی جن پانچ آیات کو منسوخ تسلیم کیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے لیکن اس کو منسوخ ماننے کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے کہ اب بھی اگر کوئی مسلمان دو سے زیادہ کفار کا مقابلہ کرنے کی ہمت رکھتا ہو تو اس کو شریعت منع نہ کرے گی۔ (تفسیر الفرقان)

ان عبارتوں کے بعد ملاحظہ فرمائیں باقی ماندہ چھ مضامین آیت:

## کافروں کے کمزور ہونے کی وجہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی:

بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ (تھوڑے مسلمان زیادہ کافروں پر اس لئے غالب ہوں گے کیونکہ) وہ کافر ایسے لوگ ہیں جو نہیں سمجھتے۔

قرآن پاک کے اس بلیغ جملے کا معنیٰ سمجھنے کے لئے حضرات مفسرین کے چند اقوال ملاحظہ فرمائیں:

❶ ذلك بانكم تفقهون ماتقاتلون عليه وهو الثواب وهم لايعلمون ما يقاتلون عليه . (القرطبی)

یعنی اے مسلمانو تم اس چیز کو سمجھتے ہو جس کی خاطر تم جہاد کرتے ہو یعنی آخرت کا ثواب اور وہ اس چیز کو نہیں جانتے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(یقینی بات ہے کہ ایک شخص کے سامنے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی حسین جنت مسکرا رہی ہو اور دوسرا اندھیرے کی طرف بڑھ رہا ہو تو دونوں کی ہمت اور قوت میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔)

❷ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یعنی (وہ کافر) یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور ثواب پر۔ اور جس کو یقین ہے وہ موت پر دلیر ہے۔ (موضح القرآن)

پس مسلمان موت پر دلیر ہے وہ موت کے پیچھے بھاگتا ہے جبکہ کافر موت سے ڈرتا ہے تو موت اس کے پیچھے بھاگتی ہے۔

❸ بسبب أن الكفار قوم جهلة يقاتلون غير احتساب وطلب ثواب كالبهائم فيقل ثباتهم ويعدمون لجهلهم بالله نصرته بخلاف من يقاتل على بصيرة وهو يرجوا النصر من الله۔ (المدارك)

کفار جاہل قوم ہیں وہ اجر و ثواب کے لئے نہیں لڑتے ان کی لڑائی جانوروں کی طرح بے مقصد ہے پس ان کی ثابت قدمی کمزور ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو نہ پہچاننے کی وجہ سے وہ نصرت الٰہی سے بھی محروم رہتے ہیں۔ جب کہ مسلمان بصیرت کے ساتھ جنگ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کا امیدوار ہوتا ہے (پس وہ ثابت قدمی سے لڑتا ہے)

یہ تینوں اقوال ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اب ملاحظہ فرمایئے امام رازی رحمہ اللہ کی تحقیق کا خلاصہ:

❹ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا ہو اور آخرت کو نہ مانتا ہو اس کے نزدیک دنیا کی زندگی ہی سب کچھ ہوتی ہے۔ پس وہ اس زندگی کو بچانے کی فکر میں ہوتا ہے۔ جب کہ وہ شخص جو یقین رکھتا ہو کہ اصل سعادت اور کامیابی آخرت ہی میں مل سکتی ہے اور دنیا میں زندہ رہنا کوئی سعادت کی بات نہیں وہ دنیا کی زندگی کی پرواہ نہیں کرتا۔ اس لئے وہ پوری قوت اور سچے جذبے کے ساتھ لڑتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جان بچانے کی فکر رکھنے والے کئی افراد مل کر بھی اس اکیلے شخص کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ (تفسیر کبیر)

❺ کفار نا سمجھ ہیں وہ اپنی طاقت اور قوت پر بھروسہ رکھتے ہیں جب کہ مسلمان دعاء اور عاجزی کے ذریعہ اپنے رب سے مدد مانگتے ہیں۔ ظاہر بات ہے نصرت اور کامیابی کے وہ زیادہ مستحق ہوتے ہیں (کیونکہ کامیابی طاقت سے نہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملتی ہے)(تفسیر کبیر)

❻ مسلمانوں کو ایک خاص قسم کا نور اور رعب نصیب ہوتا ہے جب کہ کافر اس نور اور رعب سے محروم ہوتے ہیں۔ بے شک جو مسلمان جہاد کے لئے نکلتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے جان و مال کی قربانی پیش کرتا ہے تو گویا کہ وہ اس حالت میں اللہ تعالیٰ کے نور جلال کو دیکھنے والا ہوتا ہے پس اس کا دل مضبوط ہو جاتا ہے اور اس کی روح مکمل ہو جاتی ہے اور اسے دوسروں سے منفرد قوت و قدرت نصیب ہو جاتی ہے جبکہ کافر ناسمجھ کا دل علم و معرفت اور اس نور کے مشاہدہ سے خالی ہوتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## آیت مبارکہ کا حکم

پہلے حکم تھا کہ مسلمان اپنے سے دس گناہ لشکر کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اب یہ حکم ہے کہ دوگناہ لشکر کے مقابلے میں ڈٹے رہنا ضروری ہے امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وكان الفرض في اول الاسلام على الواحد قتال العشرة من الكفار لصحة بصائر المومنين في ذلك الوقت وصدق يقينهم، ثم لما اسلم قوم آخرون خالطهم من لم يكن لهم بصائر هم ونيا تهم خفف عن الجميع واجراهم مجرى واحداً ففرض على الواحد مقاومة الاثنين. (احکام القرآن)

یعنی کمزوری والے حکم کو سب پر فرض قرار دے دیا گیا لیکن مضبوط ایمان والوں کے لئے بشارت اب بھی باقی ہے کہ وہ اگر ہمت کر کے اپنے سے دس گنا یا زیادہ کے مقابلے میں ڈٹ جائیں گے تو انہیں ان شاءاللہ غلبہ نصیب ہوگا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ثم نسخ هذا الامر وبقيت البشارة.

یعنی حکم تو منسوخ ہو گیا مگر بشارت اب بھی باقی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لیکن اگر دو سے زیادہ پر حملہ کریں تو بڑا اجر ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہزار مسلمان اسی ہزار سے لڑے ہیں۔ (موضح القرآن)

## کیا آیت ۶۵ کا حکم منسوخ ہے؟

یہ بات تو طے ہے کہ حکم میں تخفیف ہوئی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت اس بارے میں بالکل واضح ہے علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہ روایت کئی طرق سے بیان کی ہے عن عكرمة عن ابن عباس قال: لما نزلت إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ شق ذلك على المسلمين حتى فرض الله عليهم ان لا يفرواحد من عشرة ثم جاء التخفيف فقال الان خفف الله عنكم. (تفسير ابن كثير)

اب بعض مفسرین کی رائے ہے کہ پہلی آیت کے حکم کو منسوخ مانا جائے گا جبکہ دیگر مفسرین حضرات نے منسوخ ماننے سے انکار کیا ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ اور جصاص رحمہ اللہ نے اس مسئلہ پر بہت عمدہ علمی بحث فرمائی ہے شائقین وہاں ملاحظہ فرمالیں ویسے آیت (۶۵) کو منسوخ نہ ماننا کئی وجوہ سے بہتر ہے کیونکہ اس میں تخفیف شدہ حکم کے علاوہ بھی کئی احکامات ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## صابر مسلمان

صبر کے معنٰی تو بہت وسیع ہیں، صبر ایک صفت کا نام ہے جس کا خلاصہ ”ضبط النفس“ یعنی اپنے نفس پر قابو پانا ہے جب کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے جڑے رہنا، حق پر اور نیک اعمال پر ڈٹے رہنا، گناہوں سے بچنا، مصیبتوں کے وقت ثابت قدم رہنا۔ یہ سب کچھ صبر کے مفہوم میں شامل ہے۔

اور جب اپنے سے کئی گنا دشمنوں سے مقابلہ ہو تو امام رازی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق مسلمان میں مزید یہ صفات صبر بھی ہونی چاہیں۔

❶ ان یکون شدید الاعضاء قویا جلدا

یعنی مضبوط جسم والا، طاقتور اور توانا ہو۔

❷ ان یکون قوی القلب شجاعاً غیر جبان۔

یعنی مضبوط دل والا بہادر ہو بزدل نہ ہو۔

❸ ان یکون غیر منحرف الالقتال اومتحیزا الی فئۃ

جنگ میں سوائے جنگی ضرورت اور حکمت کے پیٹھ پھیرنے والا نہ ہو۔ (تفسیر کبیر)

## کمزوری کا کیا مطلب ہے

ارشاد فرمایا کہ ﴿وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا﴾ کہ اب اللہ تعالیٰ نے تم میں کمزوری دیکھی ہے (اس لئے حکم میں تخفیف کی جارہی ہے) سوال یہ اٹھتا ہے کہ صحابہ کرام تو ہر آئے دن ایمان میں ترقی فرمارہے تھے تو اس کمزوری کے پیدا ہونے کا کیا مطلب ہے؟ پچھلی عبارات میں اس کے کئی جوابات آچکے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”اور ضعف (یعنی کمزوری) کی وجہ احقر کے نزدیک یہ ہے کہ یہ قاعدہ طبعی ہے کہ جب کام کرنے والے کم ہوں اور کام ضروری سمجھا جاتا ہے تو اس وقت ہمت زیادہ ہوتی ہے ہر شخص جانتا ہے کہ میرے ہی کرنے سے ہوگا اور جب کام کرنے والے بڑھ جاتے ہیں تو ہر شخص کو خیال ہوتا ہے کہ کیا مجھ ہی پر منحصر ہے اور بھی تو کام کرنے والے ہیں، سب مل کر کیوں نہیں کرتے اس لئے جوش اور گرمی میں کمی ہوجاتی ہے پس اس لئے ابتداء اسلام میں مثلاً بدر میں ہمت کی اور حالت تھی جب ماشاء اللہ مردم شماری بڑھی تو طبیعت اور ہمت کا رنگ بدل گیا چنانچہ ”درمنثور“ میں بعض سلف سے اس پہلے حکم کا دربارۂ بدر کے ہونا اور دوسرے حکم کا بعد کے لئے ہونا منقول ہے اور یہ ایک امر طبعی ہے۔ پس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پر یہ شبہ نہیں ہوسکتا کہ ان کے ملکات باطنہ روز آنہ روبہ ترقی تھے اور اس سے انحطاط کا شبہ ہوتا ہے۔ (بیان القرآن)

## جہاد کو جاری رکھنے کا ذریعہ

جہاد قیامت تک جاری رہے گا کیونکہ اسلام کی بقاء کے لئے جہاد ضروری ہے۔ چنانچہ جہاد کے عمل کو جاری رکھنے کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نسخہ اس آیت مبارکہ میں سمجھا دیا گیا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایمان والوں کو قتال پر ابھاریے۔ یعنی جہاد کو قائم رکھنے کے لئے جہاد کی بھرپور اور مضبوط دعوت دی جائے۔ جب جہاد کی دعوت مضبوط ہوگی تو اس کے نتیجے میں مضبوط جہاد وجود میں آئے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر بھی دیگر احکامات کی طرح پورا عمل فرمایا اور بہت مضبوطی اور سختی کے ساتھ جہاد کی دعوت دی۔ حدیث شریف کی کوئی بھی کتاب اٹھا کر دیکھ لی جائے دعوت جہاد پر سینکڑوں احادیث موجود ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے ایسے فضائل بیان فرمائے کہ ان فضائل کو پڑھتے ہی انسان اپنے اندر ایک خاص حرارت، قوت، زندگی اور جذبہ محسوس کرتا ہے اور اس کی روح عالم آخرت کی طرف مچلنے لگتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر قرآن پاک کے بتائے ہوئے طریقے پر جہاد کی دعوت دی جائے تو کوئی سچا مسلمان اس مبارک عمل سے محروم نہیں رہتا۔ اسی لئے دشمنان اسلام نے دعوت جہاد کے اس سلسلے پر ایسا وار کیا کہ لفظ "جہاد" ہی کو مشکوک بنا دیا۔ چنانچہ جب جہاد کی خالص دعوت ماند پڑ گئی تو جہاد بھی کمزور ہوا۔ اور جب جہاد کمزور ہوا تو مسلمان دنیا بھر میں مغلوب ہوتے چلے گئے۔ اس وقت اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث حضرات علماء کرام حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ کے حکم کو زندہ کریں اور مسلمانوں کو قتال پر ابھاریں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے دعوت جہاد کی دونوں آیتوں میں لفظ الجہاد کی جگہ اَلْقِتَالِ ارشاد فرمایا۔ اب الحمد للہ اَلْقِتَالِ میں تو کوئی تاویل نہیں ہوسکتی اس کا معنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑنا ہے۔ اور اسی عمل پر ابھارنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قتال حکومتوں کا کام ہے اس لئے ہم نہیں ابھارتے۔ سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابھارنے کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا اور فرمایا کہ آپ ایمان والوں کو ابھاریں۔

حضرات علماء کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں۔ اور حکمرانوں کی بددینی اور غفلت کے باوجود جمعہ اور جماعت کا اہتمام کراتے ہیں۔

پس اسی طرح وہ فریضہ جہاد کو بھی معطل نہ ہونے دیں اور اس کی دعوت کو عام کریں۔ جب ہر مسجد اور ہر گلی میں قتال فی سبیل اللہ کی بھرپور دعوت ہوگی تو مسلمانوں میں بیداری پیدا ہوگی اور کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بیداری کی برکت سے ایسے حکمران بھی مسلمانوں کو نصیب فرمادے جو اپنی شرعی ذمہ داری کو سمجھیں اور جہاد کے لازمی عمل کو جاری کریں۔ وما ذالك على الله بعزيز. (والله اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَۃُ الْاَنْفَالِ مَدَنِیَّۃٌ — آیت ۶۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ

نبی کو نہیں چاہیے کہ اپنے ہاں قیدیوں کو رکھے یہاں تک کہ ملک میں خوب خونریزی کر لے

تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت کا ارادہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ غالب

حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾

حکمت والا ہے

### خلاصہ

بدر میں مشرکین کو خوب قتل کرنا چاہیے تھا۔ قیدیوں کو فدیہ لے کر نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔ فدیہ کے مال کی جگہ آخرت کے ثواب پر نظر رکھنی چاہیے تھی یہ ثواب مشرکین کے قتل سے زیادہ نصیب ہوتا۔ اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے وہ فدیہ کے بغیر بھی تم کو مالدار کر دیتا کافروں پر غلبہ اور فتوحات دے کر۔

### کلام برکت

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

بدر کی لڑائی میں ستر کافر پکڑے آئے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ پوچھا کہ ان کو کیا کریں۔ اکثر مسلمانوں کی مرضی ہوئی کہ مال (یعنی فدیہ) لے کر چھوڑ دیں اور بعضوں کی مرضی ہوئی کہ سب کو قتل کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی یہی مشورت تھی آخر مال لے کر چھوڑ دیا۔ یہ آیت اتری عتاب کی۔ یعنی نبیوں کو جہاد سے مال سمیٹنا منظور نہیں بلکہ کافروں کی ضد (یعنی قوت اور شوکت) توڑنی (مطلوب ہے) وہ بات (یعنی کافروں کی قوت کا توڑنا) اسی میں ہے کہ قتل کرے تا (کہ) اس کے خوف سے کفر کی ضد چھوڑیں۔ (موضح القرآن)

### جامع تفسیر

”بدر کی لڑائی سے ستر کافر مسلمانوں کے ہاتھوں میں قید ہو کر آئے حق تعالیٰ نے ان کے متعلق دو صورتیں مسلمانوں کے سامنے پیش کیں، (۱) قتل کر دینا، (۲) یا فدیہ لے کر چھوڑ دینا۔ اس شرط پر کہ آئندہ سال اسی تعداد میں تمہارے آدمی قتل کیے جائیں گے۔ حقیقت میں خدا کی طرف سے ان دو صورتوں کا انتخاب کے لیے پیش کرنا، امتحان و آزمائش کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طریقہ پر تھا کہ ظاہر ہو جائے کہ مسلمان اپنی رائے اور طبیعت سے کس طرف جھکتے ہیں۔ جیسے ازواج مطہرات کو دوصورتوں میں تخییر دی گئی تھی، إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَوٰةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ الآیۃ (الاحزاب ۲۸) یا معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خمر ولبن (دودھ اور شراب) کے دو برتن پیش کیے گئے تھے آپ نے دودھ کو اختیار فرمایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اگر بالفرض آپ شراب کو اختیار فرماتے تو آپ کی امت بہک جاتی۔ بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے اس معاملہ میں رائے طلب کی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سب قیدی اپنے خویش واقارب اور بھائی بند ہیں۔ بہتر ہے فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اس نرم سلوک اور احسان کے بعد ممکن ہے کہ کچھ لوگ مسلمان ہو کر وہ خود اور ان کی اولاد و اتباع ہمارے دست وبازو بنیں اور جو مال بالفعل (یعنی ابھی) ہاتھ آئے اس سے جہاد وغیرہ دینی کاموں میں سہارا لگے۔ باقی آئندہ سال ہمارے ستر آدمی شہید ہو جائیں تو مضائقہ نہیں درجہ شہادت ملے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلان بھی فطری رحم دلی اور شفقت وصلہ رحمی کی بنا پر اسی رائے کی طرف تھا بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی عام رائے اسی جانب تھی بہت سے تو ان ہی وجوہ کی بنا پر جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائیں اور بعض محض مالی فائدہ کو دیکھتے ہوئے اس رائے سے متفق تھے (كما يظهر من قوله تعالىٰ تريدون عرض الدنيا صرح به الحافظ ابن حجر وابن القيم رحمهما الله) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اس سے اختلاف کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ قیدی کفر کے امام اور مشرکین کے سردار ہیں، ان کو ختم کر دیا جائے تو کفر وشرک کا سر ٹوٹ جائے گا، تمام مشرکین پر ہیبت طاری ہو جائے گی۔ آئندہ مسلمانوں کو ستانے اور خدا کے راستہ سے روکنے کا حوصلہ نہ رہے گا اور خدا کے آگے مشرکین سے ہماری انتہائی نفرت وبغض اور کامل بیزاری کا اظہار ہو جائے گا کہ ہم نے خدا کے معاملہ میں اپنی قرابتوں اور مالی فوائد کی کچھ پروا نہیں کی۔ اس لئے مناسب ہے کہ ان قیدیوں میں جو کوئی ہم میں سے کسی کا عزیز وقریب ہو وہ اسے اپنے ہاتھ سے قتل کرے۔ الغرض بحث وتمحیص کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر عمل ہوا، کیونکہ کثرت رائے اُدھر تھی اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طبعی رأفت (یعنی نرم دلی) ورحمت کی بنا پر اسی طرف مائل تھے۔ اور ویسے بھی اخلاقی اور کلی حیثیت سے عام حالات میں وہی رائے قرین صواب معلوم ہوتی ہے، لیکن اسلام اس وقت جن حالات سے گذر رہا تھا۔ ان پر نظر کرتے ہوئے وقتی مصالح کا تقاضا یہ تھا کہ کفار کے مقابلہ میں سخت کمر شکن کاروائی کی جائے۔ تیرہ سال کے ستم کشوں (یعنی مظلوموں) کو طاغوت کے پرستاروں پر یہ ثابت کر دینے کا پہلا موقع ملا تھا کہ تمہارے تعلقاتِ قرابت، اموال، جتھے اور طاقتیں اب کوئی چیز تم کو خدا کی شمشیر انتقام سے پناہ نہیں دے سکتی۔ ابتدا ایک مرتبہ ظالم مشرکین پر رعب وہیبت بٹھلا دینے کے بعد نرم خوئی اور صلہ رحمی کے استعمال کے لئے آئندہ بہتیرے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مواقع باقی رہتے تھے۔ اُدھر ستر (۷۰) مسلمانوں کے آئندہ قتل پر راضی ہو جانا معمولی بات نہ تھی۔ اسی لئے اس رائے کو اختیار فرمانا وقتی مصالح اور ہنگامی حیثیت سے حق تعالیٰ کے یہاں پسندیدہ نہ ہوا۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ میں اسی ناپسندیدگی کی طرف اشارہ ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ ایک سخت خطرناک اجتہادی غلطی قرار دی گئی۔ اور جن بعض لوگوں نے زیادہ تر مالی فوائد پر نظر کر کے اس سے اتفاق کیا تھا ان کو صاف طور پر "تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا" سے خطاب کیا گیا یعنی تم دنیا کے فانی اسباب پر نظر کر رہے ہو۔ حالانکہ مومن کی نظر انجام پر ہونی چاہئے خدا کی حکمت مقتضی ہو تو وہ تمہارا کام اپنے زور قدرت سے ظاہری سامان کے بدون بھی کر سکتا ہے۔ بہر حال فدیہ لے کر چھوڑ دینا اس وقت کے حالات کے اعتبار سے بڑی بھاری (اجتہادی) غلطی قرار دی گئی اتنا یاد رکھنا چاہئے کہ روایات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ محض صلہ رحمی اور رحمدلی کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رجحان اس رائے کی طرف تھا۔ (الغرض) "بغض فی اللہ" میں کوتاہی کرنا اور اصل مقصد "جہاد" سے غفلت برتنا اور ستر مسلمانوں کے قتل کیے جانے پر اپنے اختیار سے رضامند ہو جانا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جیسے مقربین کی شان عالی اور منصب جلیل کے منافی سمجھا گیا۔ اسی لئے ان آیات میں سخت عتاب آمیز لہجہ اختیار کیا گیا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

## تنبیہ

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اللہ تعالیٰ کے بہت مقرب اور پیارے بندے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کے موقع پر ان کی بہت اونچی نصرت فرمائی اور انہیں شاندار فتح عطاء فرمائی۔ اس شکرانے کے طور پر وہ مزید مشرکوں کو قتل کر کے اللہ تعالیٰ کو اور زیادہ خوش کرتے اور اپنی آخرت کے لئے مزید اجر بناتے مگر مشورے میں یہی طے ہو گیا کہ قیدیوں کو چھوڑنا چاہیے اور فدیہ لے لینا چاہیے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اللہ تعالیٰ کے پیارے تھے اس لئے ان کو ڈانٹا گیا، سمجھایا گیا اور معاف کر کے فرمایا گیا جو مال لیا ہے اسے مزے سے کھاؤ یہ تمہارے لئے حلال اور پاکیزہ ہے۔

یہ ہے حضرات صحابہ کرام کی شان۔ رضی اللہ تعالیٰ عنهم وارضاهم اجمعين۔

## نکتہ

آیت بتا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوب خونریزی فرماتے۔ ان مشرکوں اور ظالموں کی جو حق کے خلاف جنگ کر رہے تھے۔

حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ اثخان کے معنی خوب خون بہانا۔ خونریزی کرنا۔ یہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں عبادت ہے اور بہت سی عبادتوں سے افضل ہے۔ چنانچہ اسی آیت میں فرمایا گیا کہ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا تم تو دنیا کا مال چاہتے تھے جب کہ وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ تم آخرت کی فکر رکھو اور اس کا اجر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بڑھاؤ۔ تفسیر جلالین میں ہے۔ واللہ یریدلکم الاٰخرۃ ای ثوابھا بقتلھم جبکہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اس بات کو پسند کرتا تھا کہ تم ان قیدیوں کو قتل کر کے آخرت کا ثواب حاصل کرو۔

وہ لوگ اس آیت پر غور کریں جن کے نزدیک قتل وقتال کا لفظ ہی برا اور اسلام کے خلاف ہے۔ (نعوذ باللہ) (واللہ اعلم بالصواب)

## تفسیر حقانیؒ

بدر کی لڑائی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ستر قیدی کفار کے لے کر مدینہ میں آئے ان قیدیوں کی بابت کہ جن میں حضرت کے چچا عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی عقیل رضی اللہ عنہ بھی تھے لوگوں سے رائے طلب کی گئی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا فدیہ لے کر چھوڑ دیجئے آپ کی قوم ہے خدا ان کو توفیق ہدایت دے گا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قتل کرنا چاہیے تا کہ کفر کا زور ٹوٹے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا آگ میں جلا دیجئے آخر کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے پسند آئی ہر ایک سے چالیس اوقیہ (یعنی سولہ سو درہم) لے کر چھوڑ دیا عباس رضی اللہ عنہ سے خود ان کا اور ان کے بھتیجے عقیل رضی اللہ عنہ کا اور نوفل بن حارث کا تاوان لیا، جس پر عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں فقیر ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سونا جو گھر میں دبا کر آیا ہے کہاں ہے؟ چونکہ اس کی کسی کو بھی خبر نہ تھی یہ سنتے ہی عباس رضی اللہ عنہ اسلام لائے کتب حدیث میں یہ مضمون پایا جاتا ہے۔ فدیہ لینا اور قتل کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دونوں فعل مباح تھے اور اس لئے لوگوں سے مشورہ لیا تھا لیکن زیادہ تر مناسب وقت ان کا قتل کرنا تھا تا کہ پھر سرکشی نہ کرتے اور انبیاء علیہم السلام پر ''ترک اولیٰ'' پر بھی عتاب ہوتا ہے اس لئے یہ آیت نازل ہوئی کہ نبی کو زیبا نہیں کہ قیدی بنا رکھے اور خوب قتل نہ کرے کیا اے مسلمانو! تم فدیہ کی طرف مائل ہوتے ہو جو دنیا کا اسباب ہے اللہ تعالیٰ تو تمہارے لئے عالم باقی کی تیاری کر رہا ہے وہ حکیم اور زبردست ہے مصلحت اور حکمتِ قتل کو خوب جانتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

## ربط

حضرت تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اوپر قتال کا حکم ہے چونکہ قتال میں گاہے (یعنی کبھی) کفار قید ہو کر آتے ہیں اس لئے آگے بضمن اساریٰ بدر کے (یعنی بدر کے قیدیوں کے ضمن میں) اس کا حکم ہے۔ (بیان القرآن)

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

واعلم ان المقصود من ھذہ الایۃ تعلیم حکم آخر من أحکام الغزو والجھاد فی حق النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی پچھلی آیت میں جہاد کا ایک حکم بیان ہوا تھا اب اس آیت میں ایک دوسرا حکم بیان کیا جا رہا ہے۔ (تفسیر کبیر)

## صحابہ کرام کی حضرات انبیاء علیہم السلام سے تشبیہ

قیدیوں کے بارے میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنے اپنے مشورے دیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کی مثال حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی ہے۔ گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی نسبتوں کو بیان فرمایا اور ان کی تعریف فرمائی۔ امام رازی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

وان مثلك يا ابا بكر مثل ابراهيم (قال فمن تبعني فانه مني ومن عصاني فانك غفور رحيم) ومثل عيسى في قوله (ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم) ومثلك يا عمر مثل نوح (قال رب لاتذر على الارض من الكافرين ديارآ) ومثل موسىٰ حيث قال (ربنا اطمس على اموالهم واشدد على قلوبهم) (تفسير كبير)

**اثخان کا معنی امام رازی رحمہ اللہ کے نزدیک:**

حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ یہاں تک کہ زمین میں خوب خون بہا لے۔ امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الاثخان فی کل شئی عبارة عن قوته وشدته يقال: قد اثخنه المرض اذا اشتد قوة المرض عليه وكذلك اثخنه الجراح والاثخانة الغلظة فكل شئی غليظ فهو ثخين فقوله حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ معناه حتى يقوى ويشتد ويغلب ويبالغ ويقهر ثم ان كثيرا من المفسرين: قالوا المراد منه: ان يبالغ فی قتل اعدائه قالوا وانما حملنا اللفظ عليه لان الملك والدولة انما تقوى وتشتد بالقتل. قال الشاعر

لايسلم الشرف الرفيع من الأذى
حتى يراق على جوانبه الدم

ولان كثرة القتل توجب قوة الرعب وشدة المهابة وذلك يمنع من الجرأة ومن الاقدام على مالا ينبغي فلهذا السبب امر الله تعالیٰ بذلك. (تفسير كبير)

خلاصہ یہ ہے کہ اثخان کے لفظ میں شدت اور مبالغہ کا معنی پایا جاتا ہے اس لئے اکثر مفسرین نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ نبی کو چاہیے کہ اپنے دشمنوں کو خوب قتل کریں۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ خوب قتل کرنے سے ملک مضبوط ہوتا ہے اور کافروں کے دل میں ایسا شدید خوف اور رعب پیدا ہو جاتا ہے کہ پھر وہ غلط کاموں کی جرأت نہیں کر سکتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے خوب خونریزی کا حکم دیا۔

**فائدہ**

بعض لوگوں نے اس آیت کی بنیاد پر (نعوذ باللہ) عصمت انبیاء علیہم السلام کے مسئلے پر انگلی اٹھائی ہے امام رازی رحمہ اللہ نے مفصل بحث میں ان کے اعتراضات کو رفع فرمایا ہے ملاحظہ فرمایئے (تفسیر کبیر) جب کہ امام قرطبی رحمہ اللہ نے اکثر مفسرین کی یہ رائے لکھی ہے کہ آیت میں عتاب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ہے بلکہ ان حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو ہے جنہوں نے فدیہ کی خاطر قتل نہ کرنے کی رائے دی تھی۔ امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

**ھذہ الایۃ نزلت یوم بدر، عتاباً من اللہ عزوجل لاصحاب نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم والمعنی: ماکان ینبغی لکم ان تفعلوا عن الفعل الذی اوجب ان یکون للنبی اسری قبل الاثخان ولھم ھذا الاخبار بقولہ تریدون عرض الدینا**

**والنبی لم یأمر باستبقاء الرجال وقت الحرب، ولا اراد قط عرض الدنیا وانما فعلہ جمھور مباشری الحرب فالتوبیخ والعتاب انما کان متوجھا بسبب من اشار علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بأخذ الفدیۃ ھذا قول اکثر المفسرین۔**

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ آیت میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تنبیہ کی گئی کہ آپ لوگوں نے ایسی صورتحال کیوں پیدا کی جس کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ زیادہ خونریزی سے پہلے قیدی آ گئے۔ جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو جنگ کے دوران مشرکین کو زندہ رکھ کر پکڑنے کا حکم دیا تھا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کبھی بھی دنیا کے مال کی طرف گئی تھی پس ثابت ہوا کہ اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کو ہے جنہوں نے فدیہ لینے کا مشورہ دیا تھا

یہ اکثر مفسرین کا قول ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ یہ قول لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

**وھو الذی لا یصح غیرہ۔**

کہ بس یہی قول صحیح ہے۔

آگے لکھتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے مشرکین کو قید کرنا شروع کر دیا تو یہ معاملہ بہت اچانک ہوا اور دوسرا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی نصرت کی طرف متوجہ تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیدی بنانے کے اس عمل کو نہ روک سکے۔ اسی لئے جب یہ آیات نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ (القرطبی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## نکتہ

اسلام ہی میں ہر انسان کی کامیابی ہے اور اسلام ہی میں دنیا و آخرت کا امن ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ تمام انسانوں اور جنات کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں۔ اور اعلان فرما دیں کہ اب اسلام کے علاوہ کوئی دین قبول نہیں ہے۔ اب کچھ لوگ اسلام کے خلاف کھڑے ہو گئے، لوگوں کو مسلمان ہونے سے روکنے لگے اور اسلام قبول کرنے والوں کو مارنے لگے۔ ان لوگوں کا کیا حکم ہونا چاہیے؟ یہ انسانوں کو جہنم کی آگ کا مستحق بنانا چاہتے ہیں، یہ سچے دین کے خلاف جنگ کرتے ہیں، یہ مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں۔ کیا ایسے لوگوں کا خون بہانا ظلم ہے؟ آپ اپنے گھر میں بہت معزز مہمان بلائیں اور انہیں مہمان خانے میں بٹھائیں پھر اس مہمان خانے میں ایک دو زہریلے سانپ گھس آئیں۔ ان سانپوں کے بارے میں کیا حکم ہے جن کے بارے میں یقین ہے کہ اگر ان کو نہ مارا گیا تو وہ مہمانوں کو مار دیں گے، جب کوئی معزز اور شریف آدمی اپنے مہمانوں کے دفاع سے غافل نہیں ہو سکتا تو اسلام مسلمانوں کے دفاع سے کس طرح غفلت کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے مسلمانوں کے دشمنوں کے خون بہانے کو عبادت قرار دیا۔ ہر ملک کی حکومت جب کسی کو اپنے ہاں آنے کا ویزہ دیتی ہے تو اس کی حفاظت کا بھی بندوبست کرتی ہے۔ اسلام بھی اپنے ماننے والوں کے لئے عزت اور حفاظت کا پورا نظام بناتا ہے اور اس نظام کی برکت سے تمام انسانیت پر احسان کرتا ہے۔ بلکہ خون بہانے کے اس عمل میں خود کافروں پر بھی احسان ہے کہ ان میں سے جو بچ جاتے ہیں وہ جلد اسلام قبول کر لیتے ہیں کیونکہ ان کی نظروں میں اسلام کی قوت اور کفر کی حقارت آجاتی ہے لیکن اگر مسلمان کمزور ہوں تو کافر خود کو حق پر سمجھتے ہیں اور اپنی دنیوی ترقی دیکھ کر خود کو اونچی اور برتر نسل قرار دیتے ہیں، تب وہ اسلام کی طرف راغب نہیں ہوتے۔ صاحب تفسیر ماجدی لکھتے ہیں:

اثخان کے لفظ اور اس کے لغوی معنی پر بہت بحث ہوئی ہے لیکن اصل شئے اس اثخان یا خونریزی کی غایت و مقصود ہے اور وہ فساد کی جڑ کاٹنا ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل و قتال اس وقت تک جاری رکھنا ہے جب تک فساد کی بیخ کنی نہ ہو جائے جب تک اسلام معزز اور کفر حقیر نہ ہو جائے۔ (تفسیر ماجدی)

اس آیت میں یہ بھی فرمایا گیا کہ تم نے تو دنیا کا فانی سامان یعنی فدیہ لے لیا جب کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آخرت کا فائدہ اور اجر و ثواب چاہتا ہے۔ حضرات مفسرین نے لکھا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم ان کافروں کو قتل کرتے تو اس سے اسلام کو عزت ملتی اور کفر ذلیل ہوتا تو یہ بات تمہارے لئے آخرت کے اجر و ثواب کا باعث ہوتی، اس سے معلوم ہوا کہ جہادی اعمال قتل وغیرہ کا فائدہ پورے دین اسلام کو ملتا ہے چنانچہ مجاہد کو پورے دین اسلام اور اس کے ہر شعبے کی خدمت کا اجر نصیب ہوتا ہے اس لئے مجاہد کو غیر مجاہد پر فضیلت حاصل ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں:

**ای یریدلکم ثواب الآخرة أوسبب نیل الآخرة من الطاعة باعزاز دینه وقمع اعدائه. (روح المعانی)**

اور صاحب مدارک لکھتے ہیں:

**والله یرید الأخرة ای ملعوسبب الجنة من أعزاز الاسلام بالاثخان فی القتل. (المدارک)**

**نکتہ**

مجاہدین کے لئے سخت تاکید ہے کہ جہاد کے کسی بھی مرحلے پر مال کو اپنا مقصود نہ بننے دیں مال کی طرف توجہ مجاہد کے ایمان اور شان کے خلاف ہے۔ اسی طرح مجاہدین پر لازم ہے کہ اسلام کے حکم اور اسلامی رشتے کو قوم، قبیلے اور برادری کے رشتے پر ہر حال میں مقدم رکھیں۔ آیت مبارکہ میں یہ دونوں سبق بالکل واضح ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۶۸-۶۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ

اور اللہ تعالیٰ کا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جو تم نے لیا اس کے بدلے تم پر بڑا

عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ

عذاب ہوتا۔ پس جو مال تمہیں غنیمت میں حلال اور طیب ملا ہے اسے کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بے شک

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۹﴾

اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے

خلاصہ

اس فدیہ کے لینے میں تم پر بڑا عذاب آ جاتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے ایک بات (یا معافی) لکھی ہوئی نہ ہوتی۔

اب جو کچھ تم نے فدیہ میں لیا ہے وہ تمہارے لئے حلال اور پاکیزہ ہے آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہے اس نے تمہاری غلطی بخش دی ہے اور بہت مہربان ہے کہ تمہارے لئے فدیے اور غنیمت کا مال حلال اور پاکیزہ قرار دیا ہے۔

لولا کتابٌ من اللہ سبق اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بات پہلے سے لکھی ہوئی نہ ہوتی تو تمہیں فدیہ لینے پر بڑے عذاب کا سامنا ہوتا۔

اس بات سے کیا مراد؟

حضرات مفسرین کے بہت سے اقوال ہیں۔ امام رازی رحمہ اللہ نے ان میں سے اکثر اقوال کو رد کیا ہے اور فرمایا ہے میرے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اگر پہلے سے معافی کا فیصلہ نہ فرمایا ہوتا تو تم پر عذاب آ جاتا وہ لکھتے ہیں:

معناه لولا انه تعالىٰ حكم فى الازل بالعفو عن هذه الواقعة لمسهم عذاب عظيم.

یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ازل میں اس واقعہ کو معاف کرنے کا حکم نہ فرمایا ہوتا تو تمہیں بڑا عذاب پہنچ جاتا۔ (تفسیر کبیر)

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ کی رائے الگ ہے وہ تحریر فرماتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ یہ بات لکھ چکا تھا کہ ان قیدی لوگوں میں بہتوں کی قسمت تھی مسلمان ہونا۔ (موضح القرآن)

امام قرطبی رحمہ اللہ نے یہ چند اقوال تحریر فرمائے ہیں:

❶ یہ بات لکھی جا چکی تھی کہ اس امت کے لئے مال غنیمت حلال ہے۔

ای بتحلیل الغنائم.

❷ یہ بات لکھی جا چکی تھی کہ غزوہ بدر کے مجاہدین کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عام معافی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو فرما دیا ہے کہ تم جو کچھ کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

الکتاب السابق ھو مغفرة اللہ لاھل بدر ماتقدم او تأخّر من ذنوبھم. لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر فی اھل بدر ومایدریک لعل اللہ اطلع علی اھل بدر فقال اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم خرّجه مسلم. (القرطبی)

❸ یہ بات لکھی جا چکی تھی کہ جب تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان میں موجود ہیں عذاب نہیں آئے گا

الکتاب السابق ھو الایعذبھم ومحمد علیه السلام فیھم.

❹ لکھی ہوئی بات یہ تھی کہ جو نہ جاننے کی وجہ سے گناہ کر لے تو اس پر عذاب نہیں آتا جب تک اسے پہلے نہ بتا دیا جائے کہ یہ چیز گناہ ہے۔

الکتاب السابق ھو الایعذب احدا بذنب اتاہ جاھلاً حتی یتقدم الیه.

❺ لکھی ہوئی بات یہ تھی کہ کبیرہ گناہوں سے بچنے والوں کے صغیرہ گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

الکتاب السابق ھو ماقضی اللہ من محو الصغائر باجتناب الکبائر.

(امام رازی رحمہ اللہ نے اسے معتزلہ کا قول قرار دیا ہے)

❻ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ سارے معانی اس لفظ میں داخل ہیں۔ یعنی عذاب نہ آنے کی یہ تمام وجوہات ہو سکتی ہیں۔

وذھب الطبری الی ان ھذہ المعانی کلھا داخلة تحت اللفظ وانه یعمھا (القرطبی)

تفسیر المدارک، روح المعانی، بیان القرآن میں جو اقوال اس آیت کے بارے میں لکھے ہیں صاحب تفسیر عثمانی نے ان کو جمع فرما دیا ہے ملاحظہ فرمائیں ان کی یہ عبارت۔

"یعنی یہ غلطی تو فی حد ذاتہ ایسی تھی کہ سخت سزا ان لوگوں کو دی جاتی جنہوں نے دنیوی سامان کا خیال کر کے ایسا مشورہ دیا مگر سزا دہی سے وہ چیز مانع ہے جو خدا پہلے سے لکھ چکا اور طے کر چکا ہے اور وہ کئی باتیں ہو سکتی ہیں۔ ❶ مجتہد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو اس قسم کی اجتہادی خطاء پر عذاب نہیں ہوگا۔ ❷ جب تک خدا امراً ونہیاً کسی چیز کا صاف حکم بیان نہ فرمائے اس وقت تک اس کے مرتکب کو عذاب نہیں دیتا۔ ❸ اہل بدر کی خطاؤں کو خدا معاف فرما چکا ہے۔ ❹ غلطی سے جو رویہ (یعنی فیصلہ) قبل از وقت اختیار کر لیا گیا یعنی فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دینا خدا کے علم میں طے شدہ تھا کہ آئندہ اس کی اجازت ہو جائے گی فاما منا بعد واما فداۃ (سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم)۔ ❺ یہ بھی طے شدہ ہے کہ جب تک پیغمبر علیہ السلام ان میں موجود ہیں یا لوگ صدق دل سے استغفار کرتے ہیں عذاب نہ آئے گا۔ ❻ ان قیدیوں میں سے بہت کی قسمت میں اسلام لانا لکھا گیا تھا۔ الغرض اس قسم کے موانع اگر نہ ہوتے تو یہ غلطی اتنی عظیم وثقیل تھی کہ سخت عذاب نازل ہو جانا چاہیے تھا۔ (تفسیر عثمانی)

## فائدہ

آیت مبارکہ کی تفسیر سمجھنے کے لئے ان تمام اقوال کو ذکر کیا گیا اصل بات یاد رکھنے کی یہ ہے کہ یہ ساری تنبیہ اور سرزنش اس غلطی پر کی جارہی ہے کہ مسلمانوں نے کفر کو مزید ذلیل کرنے اسلام کو عزت دلانے اور مسلمانوں کو زیادہ محفوظ کرنے کا ایک موقع کیوں ضائع کر دیا اور اسلام دشمن کافروں کو قتل کرنے کی بجائے فدیہ کیوں لے لیا۔ قرآن پاک مسلمانوں کو جو جذبہ اور مزاج دینا چاہتا ہے ہمیں وہ اپنانا چاہیے اور اپنے مزاج کے درست ہونے کی اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگنی چاہیے۔ ان تین آیات میں مسلمانوں کو جو مزاج دیا جارہا ہے اسی کو مسلمان اپنائیں گے تو ان کے دل میں اسلام کی اصل حقیقت اور عظمت اور کفر کی اصل گندگی اور خباثت کا درست تصور آئے گا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## عذاب دکھلایا گیا

اس موقع پر جو عذاب مسلمانوں پر آسکتا تھا وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب سے دکھایا گیا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت روئے صحیح مسلم شریف میں یہ روایت تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔

امام نسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

روی ان عمر رضی اللہ عنہ دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ھو وابوبکر یبکیان فقال: یارسول اللہ اخبرنی فان وجدت بکاۃ بکیت وان لم أجد بکاء تباکیت۔ فقال، أبکی علی اصحابك فی اخذھم الفداء ولقد عرض علی عذابھم ادنی من ھذہ الشجرۃ (لشجرۃ قریبۃ منہ)۔ (المدارک)

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں رو رہے ہیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی (رونے کی وجہ) بتائیں اگر مجھے رونا آیا تو رو دوں گا ورنہ رونے والوں کی صورت تو بنا لوں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تمہارے ساتھیوں نے قیدیوں کا جو فدیہ لیا اس پر رو رہا ہوں کیونکہ مجھے ان کا عذاب اس درخت سے بھی قریب دکھایا گیا۔ (اپنے قریب کے درخت کی طرف اشارہ فرمایا)

ایک دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے:

لو نزل عذاب من السماء لما نجا منه غير عمر وسعد بن معاذ.

یعنی اگر عذاب نازل ہو جاتا تو (صحابہ کرام میں سے) عمر اور سعد رضی اللہ عنہما کے علاوہ کوئی نہ بچتا۔ (المدارک)

**فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ**

روایات میں آیا ہے کہ جب پچھلی آیات میں سخت تنبیہ نازل ہوئی تو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے مال غنیمت اور فدیے سے ہاتھ روک لئے۔ یعنی خوف کی وجہ سے وہ ان اموال کو استعمال نہیں کر رہے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ یہ مال تمہارے لئے حلال بھی ہے اور پاکیزہ بھی اس لئے تم اسے استعمال کر سکتے ہو۔

روى انهم امسكوا عن الغنائم ولم يمدوا ايديهم اليها فنزلت. وقيل: هو اباحة للفداء لانه من جملة الغنائم. (المدارك)

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ یعنی ڈرتے رہو گے کچھ خطا بھی ہو جاوے گی تو بخشے گا۔ قیدیوں کا حکم سن کر مسلمان ڈرے غنیمت سے بھی۔ یہ ان کو تسلی فرمائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے خوشی سے کھاؤ لیکن غنیمت کے واسطے جہاد نہ کرو۔ اب حنفی (یعنی فقہ حنفیہ) کے نزدیک یہ ہے کہ اگر کافر پکڑے آویں تو ان کو مال لے کر چھوڑنا روا نہیں۔ نہ مفت چھوڑنا کہ پھر کافروں میں جا ملیں۔ مگر روا (یعنی جائز) ہے غلام کر رکھنا۔ (یعنی غلام بنا لینا) یا چھوڑ دینا کہ رعیت ہو کر ملک اسلام میں رہیں (یعنی ذمی بنا لینا) اور شافعی رحمہ اللہ کے پاس وہ بھی روا ہے سورہ محمد میں فرمایا فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً (موضح القرآن)

صاحب انوار البیان نے اس آیت کے ذیل میں قیدیوں کے احکامات بیان کئے ہیں وہاں ملاحظہ فرمالیں۔ عموماً مفسرین حضرات قیدیوں کے احکامات سورۃ محمد کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَۃُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّۃٌ — آیت ۷۰-۷۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ

اے نبی! جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے کہہ دو کہ اگر

يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ

اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں نیکی معلوم کرے گا تو تمہیں اس سے بہتر دے گا جو تم سے لیا گیا ہے

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷۰ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ

اور تمہیں بخشے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر یہ لوگ تم سے دغا کرنا چاہیں گے

فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۷۱

یہ تو پہلے ہی اللہ تعالیٰ سے دغا کر چکے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں گرفتار کرا دیا اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے

### خلاصہ

ان قیدیوں میں سے جو سچے دل سے ایمان لائے ہیں وہ فدیہ میں مال دینے پر افسوس نہ کریں اللہ تعالیٰ انہیں اس مال سے بہت زیادہ مال عطاء فرمائے گا اور اپنی بخشش بھی نصیب فرمائے گا۔ اور اگر یہ قیدی پھر خیانت اور شرارت کریں گے تو ان کا دوبارہ بھی برا انجام ہوگا۔

### شان نزول

مفسرین کے نزدیک آیت حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے بھتیجوں۔ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور حضرت نوفل رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

قال ابن عباس رضي الله عنهما نزلت في العباس، وعقيل ابن ابي طالب ونوفل بن الحارث۔ (تفسير كبير)

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زیادہ بہتر قول یہ ہے کہ آیت تمام قیدیوں کے بارے میں ہے۔

وقال آخرون: انها نزلت في الكل وهذا اولىٰ۔ (تفسیر کبیر)

زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ آیت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی مگر حکم عام ہے۔

اقصى مافي الباب ان يقال: سبب نزول الآية هو العباس رضي الله عنه، الا أن العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب۔ (التفسير الكبير)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## مختصر تفسیر

’’بعض قیدیوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا تھا (مثلاً حضرت عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ) ان سے کہا گیا کہ اللہ دیکھے گا کہ واقعی تمہارے دل میں ایمان وتصدیق موجود ہے تو جو کچھ زرفدیہ اس وقت تم سے وصول کیا گیا ہے اس سے کہیں زیادہ اور کہیں بہتر تم کو مرحمت فرمائے گا اور پچھلی خطاؤں سے درگذر کرے گا اور اگر اظہار اسلام سے پیغمبر کو فریب دینا مقصود ہے یا دغابازی کرنے کا ارادہ ہے تو پیشتر (یعنی پہلے) خدا سے جو دغابازی کر چکے ہیں، یعنی فطری عہد’’الست‘‘کے خلاف کفر وشرک اختیار کیا یا بعض ’’بنی ہاشم‘‘ جو ابوطالب کی زندگی میں عہد کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت پر متفق ہوئے تھے اب کافروں کے ساتھ ہو کر آئے اس کا انجام آنکھوں سے دیکھ لیا کہ آج کس طرح مسلمانوں کی قید اور قابو میں ہیں آئندہ بھی دغابازی کی ایسی ہی سزا مل سکتی ہے، خدا تعالیٰ سے اپنے دلوں اور نیتوں کو چھپا نہیں سکتے اور نہ اس کے حکیمانہ انتظامات کو روک سکتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: خدا کا وعدہ پورا ہوا ان میں جو مسلمان ہوئے حق تعالیٰ نے بے شمار دولت بخشی جو نہ ہوئے وہ خراب ہو کر تباہ ہوگئے۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت لاہوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

بدر کے بعض قیدیوں نے کہا تھا کہ ہم مجبور کر کے لائے گئے تھے، ہمارا ارادہ مسلمانوں سے لڑنے کا نہیں تھا انہیں کہا جاتا ہے کہ اگر تمہارے دلوں میں بہتری ہے تو اس کے عوض میں جو کچھ تم سے لیا گیا ہے، جب تم مسلمان ہو جاؤ گے تمہیں اس سے زیادہ دیا جائے گا۔ اور اگر اس کہنے میں خیانت کا ارادہ کر رہے ہیں تو پہلے بھی ان حرکتوں کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

## حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تھا کہ اگر آپ اسلام قبول کرلیں تو یہ بات مجھے اپنے والد خطاب کے اسلام قبول کرنے سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کے اسلام قبول کرنے سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی خوشی ہوگی۔ (تفسیر ابن کثیر)

امام رازی رحمہ اللہ اور دیگر مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے تفصیلی واقعات لکھے ہیں۔ ان میں سے چند ایک جن کا تعلق ان آیات سے ہے تفسیر انوار البیان کی عبارت میں ملاحظہ فرمائیے۔

’’حضرت عباس رضی اللہ عنہ مشرکین کے لشکر میں آئے تھے اور بیس اوقیہ سونا لے کر چلے تھے تاکہ ساتھیوں کو کھلاتے پلاتے رہیں۔ (وہ افراد جنہوں نے پورے لشکر کو کھانا کھلانے کی ذمہ داری اٹھائی تھی یہ ان میں سے ایک تھے مگر ان کے کھلانے کی باری نہیں آئی تھی بلکہ ان کی باری والے دن جنگ ہوگئی تھی) اب ان کے پاس بیس اوقیہ رہ گئے تھے وہ بیس اوقیہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے ان سے مقام بدر میں لے لئے تھے۔ جب قید کر کے لائے گئے اور ان سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سوال ہوا کہ فدیہ دو تو انہوں نے کہا کہ وہ جو بیس اوقیے لے لئے ہیں ان ہی کو میری جان کے فدیہ میں لگالیں، آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز آپ ہمارے مقابلہ میں خرچ کرنے کیلئے لیکر آئے تھے وہ آپ کے حساب میں نہیں لگ سکتی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یوں بھی کہا کہ یارسول اللہ! میں تو مسلمان تھا آپ نے فرمایا اگر تم مسلمان تھے تو اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے اگر تم سچے ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دے دے گا۔ ہمارے نزدیک بظاہر تم مقابلہ کرنے کے لئے جنگ میں شریک ہوئے تھے لہذا تم اپنی جان کا بھی فدیہ دو اور دونوں بھتیجوں نوفل بن حارث اور عقیل بن ابی طالب اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا بھی فدیہ دو عباس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم مجھے اس حال میں چھوڑنا چاہتے ہو کہ زندگی بھر قریش سے بھیک مانگا کروں میرے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ اس قدر فدیہ دے سکوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مال کہاں ہے، جو تم نے اور تمہاری بیوی ام الفضل نے مل کر دفن کیا ہے تم نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں اس سفر میں مقتول ہوگیا تو یہ مال میرے بیٹوں عبداللہ اور عبید اللہ، اور فضل اور قثم کے کام آئے گا۔ عباس نے کہا اللہ کی قسم یارسول اللہ اس بات کا علم میرے اور ام الفضل کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہے۔ آپ کو کس نے بتایا؟ آپ نے فرمایا مجھے میرے رب تعالیٰ شانہ نے بتایا۔ اس پر عباس کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں۔" (من معالم التنزیل ص ۲۶۲ ج ۲، ابن کثیر ص ۳۶۷ ج ۲)

صحیح بخاری ص ۳۴۸ ج ا، میں ہے کہ انصار میں سے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اجازت دیجئے کہ ہم عباس کی جان کا بدلہ (یعنی فدیہ) چھوڑ دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔ یہ قانون میں مساوات اختیار کرنے کا ایک نمونہ ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب پوری طرح اسلام میں داخل ہوگئے تو انہوں نے اس وعدہ کو سچا پایا وہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیس اوقیہ کی جگہ بیس غلام عطاء فرمائے جو مال کما کر لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید بھی رکھتا ہوں کیونکہ آیت شریفہ میں اس کا بھی وعدہ ہے ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا جو مال مجھ سے لیا گیا تھا اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے چالیس غلام عطاء فرمائے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سو گنا مال عطا فرمادیا۔ (انوار البیان)

صاحب مدارک وہ واقعہ بھی لکھتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین کے اموال سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو چادر بھر کر مال عطاء فرمایا تھا۔

روی انه قدم علی رسول الله صلی الله علیه وسلم مال البحرین ثمانون الفاً فتو ضا لصلوٰة الظهر وما صلی حتی فرقه وأمر العباس ان یأخذ منه فأخذ منه ماقدر علی حمله وکان یقول: هذا خیر مما اخذ منی وارجو المغفرة وکان له عشرون عبداً وان ادنا هم لیتجرفی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عشرين الفاً وكان يقول أنجز الله احد الوعدين وانا على ثقة من الآخر. (المدارك)

امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وذكر انه اسلم حين أسر يوم بدر وذكر أنه اسلم عام خيبر و كان يكتب لرسول الله صلى الله عليه وسلم باخبار المشركين وكان يحب ان يهاجر فكتب اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم امكث بمكة فمقامك بها انفع لنا.

یعنی ایک قول یہ ہے کہ وہ بدر کے دن جب قید ہوئے تو اسلام لے آئے اور ایک قول یہ ہے کہ خیبر والے سال اسلام لائے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی خبریں اور حالات لکھ کر بھیجا کرتے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کریں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکھ بھیجا کہ آپ مکہ میں ٹھہریں آپ کا وہاں موجود رہنا ہمارے لئے زیادہ نفع مند ہے۔ (القرطبی)

## اللہ تعالیٰ کا وعدہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا گیا کہ اگر یہ لوگ خیانت کریں گے اور آپ کے خلاف سازش کریں گے یا جنگ میں آئیں گے تو جس اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پر پہلے قابو دیا تھا وہ ہر وقت موجود ہے وہ ان سے نمٹ لے گا۔

پس مسلمانوں کو کوشش کرنی چاہیے کہ قیدیوں کو اسلام کی طرف لائیں اور ان سے دین کی نصرت کا کام لیں۔ پھر اگر وہ دھوکہ کریں گے تو ہر سازش کی سازش کو توڑنے والا اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دل میں خیر دیکھے گا

اکثر مفسرین نے خیر کے معنیٰ ایمان کے لئے ہیں کہ اگر تمہارا ایمان اللہ تعالیٰ کے ہاں سچا ہوا۔ امام رازی رحمہ اللہ نے اس خیر میں چھ چیزیں بیان کی ہیں:

1. ایمان۔
2. اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اطاعت کا عزم۔
3. کفر سے توبہ۔
4. تمام گناہوں سے توبہ۔
5. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کا عزم۔
6. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے سے توبہ۔ (التفسیر الکبیر)

یہ تمام اشیاء آپس میں ملتی جلتی ہیں اور ان سب کے مجموعہ کا نام ہے ”خیر“۔ تو اگر ان کے دل میں یہ ”خیر“ ہوگی تو ان سے بہترین بدلے اور مغفرت کا وعدہ ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## یہاں خیانت کا مطلب

اور اگر وہ آپ کے ساتھ خیانت کریں گے۔ اس خیانت کا کیا معنیٰ ہے؟ امام رازی رحمہ اللہ نے کئی اقوال لکھے ہیں۔

❶ مراد خیانت فی الدین ہے یعنی اگر وہ کفر کریں گے۔

❷ انہوں نے جو فدیہ دینے کا وعدہ کیا ہے اگر اس کے ادا کرنے میں خیانت کریں گے۔

❸ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چھوڑتے وقت ان سے عہد لیا تھا کہ وہ آئندہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ نہیں کریں گے تو خیانت سے مراد اس عہد میں خیانت ہے۔ (تفسیر کبیر)

الغرض وہ جس قسم کی بھی خیانت، شرارت اور دغابازی کرنا چاہیں گے تو اللہ پاک ان کو ناکام فرما دے گا۔

پہلی آیت میں قیدیوں کے لئے تسلی ہے کہ ان کے لئے رحمت اور بخشش کے دروازے کھلے ہیں اور دوسری آیت میں مسلمانوں کے لئے تسلی ہے کہ وہ دین اور جہاد پر قائم رہیں کسی کی خیانت اور سازش ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ دونوں آیات میں جہادی نکتے بھی سمجھے جاسکتے ہیں کہ جنگی قیدی دشمن کے لوگ ہوتے ہیں اور دشمنوں کے اندر کے رازوں اور کمزوریوں سے واقف ہوتے ہیں یہ لوگ اگر مخلص مسلمان بن جائیں تو اسلام کی بہت خدمت کرسکتے ہیں اور جہادی کام کو بہت آگے بڑھا سکتے ہیں اس لئے اگر انہیں زندہ رکھنا ہو تو ان کے ساتھ بہت احسان اور اخلاق والا برتاؤ کیا جائے تاکہ وہ اسلام کے قریب آئیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو ہر وقت کافروں کی سازشوں اور خیانتوں کی پریشانی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمہ جو کام لگایا ہے وہ کرنا چاہیے باقی تمام معاملہ اس اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہیے۔ جو علیم بھی ہے اور حکیم بھی وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ وہ جانتا ہے کہ کون کیا خیانت اور کیا سازش کر رہا ہے اور وہ اپنی حکمت سے ایسی صورتیں پیدا فرما دیتا ہے جس سے ہر خائن اور ہر سازشی ناکام ہو جاتا ہے۔ مسلمان جب کافروں کی سازشیں اور ان کی طاقتیں دیکھا کریں تو اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ اور اس کی عظیم صفات پر بھی ایک نظر کرلیا کریں تاکہ "توکل علی اللہ" اور "اعتماد باللہ" کی کیفیات نصیب ہو جائیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ملاحظہ فرمائیے یہ عبارت:

مطلب یہ کہ اگر ان کی نیت خالص نہ بھی ہو اور ان کا مقصود آپ کو دھوکا ہی دینا ہو جب بھی آپ تشویش نہ کیجئے اللہ تعالیٰ ان کی چالاکی چلنے نہ دے گا اور انہیں آپ کے ہاتھ میں گرفتار کرا دے گا جیسا کہ اس سے قبل جنگ بدر میں ہو چکا ہے وَإِن يُرِيدُوا خِيَانَتَكَ یعنی یہ (اگر) دل سے مسلمان نہیں ہیں بلکہ محض اظہار اسلام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دینا چاہتے ہیں خیانة کا مفہوم بڑا وسیع ہے، ہر قسم کی چالاکی اور پوشیدہ بدعہدی اس کے تحت میں داخل ہے لفظ امانت اس کی ضد ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الخيانة مخالفة الحق بنقض العهد في السر ونقيض الخيانة الامانة۔ (راغب)

فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ یعنی دغا دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر چکے اور آپ کے مقابلہ میں آ چکے ہیں۔ (رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیانت ہے)

فَأَمْكَنَ مِنْهُمْ یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قابو میں دے دیا مثلاً معرکہ بدر۔ای اقدرك عليهم حسبما رأيت في بدر۔ (روح المعانی)

وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ چنانچہ وہ عَلِيمٌ ہے خوب جانتا ہے کہ خائن کون کون ہے اور وہ حَكِيمٌ ہے کوئی نہ کوئی تدبیر بھی ایسی نکال دے گا جس سے یہ خائن مغلوب ہو کر رہیں اور اس طرح علم وحکمت دونوں کے تقاضے پورے ہو کر رہیں گے۔ (تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑا اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ تعالیٰ کی

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ

راہ میں لڑے اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق

بَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ

ہیں اور جو ایمان لائے اور گھر نہیں چھوڑا تمہیں ان کی وراثت سے کوئی تعلق نہیں

مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ

یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اور اگر وہ دین کے معاملہ میں مدد چاہیں

فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ

تو تمہیں ان کی مدد کرنی لازم ہے مگر ان لوگوں کے مقابلہ میں کہ ان میں اور تم میں عہد ہو جو تم کرتے ہو

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ

اللہ تعالیٰ اسے دیکھتا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں

اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿۷۳﴾ ؕ

اگر تم یوں نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ پھیلے گا اور بڑا فساد ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ

اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑے اور جن لوگوں نے

اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ

انہیں جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی سچے مسلمان ہیں ان کیلئے بخشش اور عزت کی

كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا

روزی ہے۔ اور جو لوگ اس کے بعد ایمان لائے اور گھر چھوڑے اور تمہارے ساتھ ہو کر لڑے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مَعَكُمْ فَأُولَٰٓئِكَ مِنكُمْ ۚ وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي

سو وہ لوگ بھی تم ہی میں سے ہیں اور رشتہ دار آپس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے

كِتَابِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٧٥﴾

مطابق ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے خبردار ہے

## خلاصہ

❶ مہاجرین اور انصار آپس میں ایک دوسرے کے رفیق، دوست حامی، مددگار اور وارث ہیں۔ یعنی وہ ایک جماعت ہیں ان میں سے ایک کا دوست سب کا دوست اور ایک کا دشمن سب کا دشمن ہے۔ مہاجرین وہ ہیں جو ایمان لائے پھر انہوں نے ہجرت کی اور پھر اپنی جان اور مال سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا۔ اور انصار وہ ہیں جو ایمان لائے اور انہوں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ہجرت والے مسلمانوں کو ٹھکانا دیا اور ان کی بھرپور نصرت کی۔

پس اسلام کا رشتہ تمام رشتوں سے زیادہ مضبوط اور طاقتور ہے اور اس رشتے کی بنیاد ایمان، ہجرت، نصرت اور جہاد پر ہے۔

❷ وہ لوگ جو اسلام تو لے آئے ہیں مگر انہوں نے ہجرت نہیں کی وہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ صلح، جنگ، میراث وغیرہ معاملات میں شامل نہیں ہیں۔ ہاں اگر وہ دین کی نسبت سے مسلمانوں کی جماعت کو کافروں کے خلاف جنگ میں اپنی مدد کے لئے پکاریں تو مسلمانوں کی جماعت پر ان کی مدد لازمی ہے۔ لیکن اگر ان کا مقابلہ ایسے کافروں سے ہو رہا ہو جن سے مسلمانوں کی جماعت کا معاہدہ ہے۔ اور وہ مسلمانوں کی جماعت کو ان کافروں کے خلاف جنگ کے لئے بلائیں تو معاہدہ ختم کیے بغیر ان کی مدد کے لئے جانا جائز نہیں ہے۔

❸ اور کافر ایک دوسرے کے رفیق اور مددگار ہیں وہ مسلمانوں کے خلاف ہمیشہ متفق اور متحد ہو جاتے ہیں اور اپنے سارے اختلافات بھلا کر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اس لئے مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ان کے ساتھ دوستی رکھیں، یا رشتہ داری کی صورت میں ان کو اپنی وراثت میں حصہ دار بنائیں۔ بلکہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کی یاری اور دوستی سے دور رہیں۔ اور اگر وہ رشتہ دار ہوں تو ان سے وراثت کا لین دین نہ کریں۔

❹ اگر مسلمانوں نے ان احکامات پر عمل نہ کیا تو زمین فتنے اور بہت بڑے فساد سے بھر جائے گی۔ یعنی اگر مسلمانوں نے اسلام کی بنیاد پر ایک دوسرے سے مضبوط تعلق نہ رکھا۔ ایمان، ہجرت، نصرت اور جہاد کی بنیاد پر اپنی الگ اور مضبوط جماعت قائم نہ کی۔ مظلوم مسلمانوں کے پکارنے پر ان کی مدد کے لئے نہ گئے۔ انہوں نے کافروں سے یاری نہ چھوڑی۔ اور اسلام کے رشتے کو ہر شئے پر مقدم نہ رکھا تو زمین میں شدید فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو جائے گا اس لئے کہ جب تک مسلمان کافروں کے مقابلے میں ایک جسم کی طرح متحد نہیں ہوں گے تو کفار غالب رہیں گے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور فساد عام ہوگا۔

❺ حقیقی مسلمان وہی ہیں جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا۔ اور وہ ہیں جنہوں نے ان مہاجرین کو جگہ دی اور ان کی نصرت کی۔ مہاجرین اور انصار ہی حقیقت میں مسلمان ہیں ان کے لئے بخشش کا اور دنیا وآخرت میں عزت والی روزی کا وعدہ ہے۔ اسلام میں کسی خاص نسل، قوم، قبیلے کو کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے فضیلت کا معیار ایمان، ہجرت، نصرت اور جہاد ہے۔ اور یہی سچا اور حقیقی مسلمان ہونے کا معیار ہے۔ اور اسی بنیاد پر مسلمانوں کی قوم اور جماعت وجود پاتی ہے۔

❻ جو لوگ بعد میں ایمان لائے مگر انہوں نے ہجرت کرلی اور مسلمانوں کی مرکزی جماعت کے ساتھ مل کر جہاد بھی کیا وہ بھی سچے اور حقیقی مسلمان ہیں اور مسلمانوں کی جماعت کے افراد ہیں۔ باقی رہا مال میں میراث کا معاملہ تو اب اس کی بنیاد ہجرت اور نصرت نہیں بلکہ قرابت داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مال کی میراث اب صرف رشتہ داروں کے درمیان ہی جاری ہوگی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فیصلے ہیں جو ہر چیز کا پورا علم رکھنے والا ہے۔

## ربط

غزوہ بدر کے بعد اسلام کی قوت وشوکت میں اضافہ ہوا، بہت سے قیدی بھی مسلمان ہوئے، عرب کے قبائل مسلمانوں سے معاہدے کرنے لگے اور ان میں بھی اسلام پھیلنے لگا۔ اہل مکہ میں جو لوگ تردد کی حالت میں تھے وہ بھی مسلمان ہوگئے۔ پھر ان مسلمان ہونے والوں میں سے بعض نے ہجرت کی اور بعض نے نہیں کی۔ ان حالات میں صلح، جنگ، تعاون، عدم تعاون اور موالات کے لئے ایک مستقل قانون کی ضرورت تھی۔ جو ان آیات میں مہاجرین وانصار کے فضائل کے ساتھ بتا دیا گیا اور مسلمانوں کی جماعت کے لئے واضح قانون اور ضابطہ مقرر فرما دیا گیا۔ اور نئے مسلمان ہونے والوں کو بھی دو ٹوک بتا دیا گیا کہ بے فکر ہو کر اسلام قبول کرو اسلام کسی خاص قوم یا قبیلے کا دین نہیں ہے۔ جو بھی ایمان لائے، ہجرت کرے (اس وقت ہجرت فرض تھی) اور جان ومال کی قربانی جہاد میں پیش کرے وہ سچا، حقیقی اور اصل مسلمان ہے اگرچہ وہ بعد میں مسلمان ہوا ہو خواہ اس کا تعلق کسی بھی قبیلے، رنگ، نسل اور قوم سے ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب) صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں۔

جب ان قیدیوں کو عہد لے کر چھوڑا اور ان میں سے بہت نے بدر کے موقع پر آسمانی مدد اور اسلام کا برحق ہونا دیکھا تھا، اس لئے اسلام کی طرف مائل ہوئے اور نیز عرب کے قبائل نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد باندھنا شروع کیا اور عرب میں اس جنگ کی کرامات واعجاز نے شہرت پائی جس سے مخالف قبائل خصوصاً مکہ کے رہنے والوں میں سے بہت سے مشرف باسلام ہونے شروع ہوئے مگر ان میں سے بعض تو ترک وطن کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کیونکہ اس وقت ہجرت فرض تھی اور بہت ایسے تھے کہ جن سے جورو (یعنی بیوی) بچے گھربار، خویش وتبار نہ چھٹ سکے اس لئے تو مسلمانوں اور دیگر قبائل کی بابت کوئی قاعدہ اتحاد وہمدردی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(یعنی تعاون وغیرہ) کا مقرر ہونا ضروری تھا پس ان آیات میں مع فضائل مہاجرین وانصار اس کو بیان فرمایا اور مسلمانوں کے مرتبے بھی ظاہر کر دیے۔ (تفسیر حقانی)

## چار طبقے

امام نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان آیات میں لوگوں کی چار قسمیں بیان فرمائی ہیں: ❶ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی۔ ❷ جو ایمان لائے اور انہوں نے نصرت کی۔ ❸ جو ایمان لائے مگر انہوں نے ہجرت نہیں کی۔ ❹ وہ جو کفر پر رہے۔ (المدارک)

## کلامِ برکت

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ان چاروں آیات پر بہت نافع وجامع حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔ صاحب تفسیر عثمانی نے اسی کی تسہیل فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے "کلام برکت" "تفسیر عثمانی" کی عبارت میں۔

قیدیوں میں بعض ایسے تھے جو دل سے مسلمان تھے مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے ہجرت نہ کر سکے اور بادلِ ناخواستہ کفار کے ساتھ ہو کر بدر آئے۔ ان آیات میں یہ بتلاتا ہے کہ ایسے مسلمانوں کا کیا حکم ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے دو فرقے تھے "مہاجرین" اور "انصار" مہاجرین کنبہ اور گھر چھوڑنے والے اور انصار جگہ دینے والے اور مدد کرنے والے۔ ان دونوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواخات (بھائی چارہ) قائم کر دیا تھا۔ آیت کا مضمون یہ ہوا کہ جتنے مسلمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہیں ان سب کی صلح وجنگ ایک ہے، ایک کا موافق سب کا موافق، ایک کا مخالف سب کا مخالف، بلکہ آغاز ہجرت میں رشتہ مواخات کے لحاظ سے ایک دوسرے کے ترکہ کا وارث بھی ہوتا تھا۔ اور جو مسلمان اپنے ملک میں رہے جہاں کافروں کا زور اور تسلط ہو، یعنی دارالحرب سے ہجرت نہ کی ان کی صلح وجنگ میں دارالاسلام کے رہنے والے مسلمان (مہاجرین وانصار) شریک نہیں اگر دارالحرب کے مسلمانوں نے صلح ومعاہدہ کسی جماعت کفار سے کر لیا ہے تو دارالاسلام کے آزاد مسلمان اس معاہدہ کے پابند نہیں ہو سکتے، بلکہ ان سے حسب مصلحت جنگ کر سکتے ہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ دارالحرب کے مسلمان جس وقت دینی معاملہ میں آزاد مسلمانوں سے مدد طلب کریں تو ان کو اپنے مقدور کے موافق مدد کرنا چاہیے مگر جس جماعت سے ان آزاد مسلمانوں کا معاہدہ ہو چکا ہو اس کے مقابلے میں تا بقائے عہد دارالحرب کے مسلمانوں کی امداد نہیں کی جا سکتی نیز توریث باہمی کا سلسلہ جو مہاجرین وانصار میں قائم کیا گیا تھا اس میں بھی دارالحرب کے مسلمان شامل نہیں تھے۔

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾ یعنی کافر و مسلم میں نہ حقیقی رفاقت ہے نہ ایک دوسرے کا وارث بن سکتا ہے ہاں کافر، کافر کا رفیق و وارث ہے بلکہ سب کفار تم سے دشمنی کرنے کو آپس میں ایک ہیں، جہاں پائیں گے ضعیف مسلمانوں کو ستائیں گے اس کے بالمقابل اگر مسلمان ایک دوسرے کے رفیق اور مددگار نہ ہوں گے یا کمزور مسلمان اپنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو آزاد مسلمانوں کی معیت اور رفاقت میں لانے کی کوشش نہ کریں گے تو سخت خرابی اور فتنہ برپا ہو جائے گا یعنی ضعیف مسلمان مامون نہ رہ سکیں گے ان کا ایمان تک خطرہ میں ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سردار (یعنی امیر) کے ساتھ والے مسلمان اعلیٰ ہیں گھر بیٹھنے والوں سے، آخرت میں ان کے لئے بڑی بھاری بخشش ہے اور دنیا میں عزت کی روزی یعنی غنیمت اور دوسرے فائق حقوق۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ یعنی مہاجرین میں جتنے بعد کو شامل ہوتے جائیں وہ سب باعتبار احکام "مہاجرین اولین" کی برادری میں منسلک ہیں۔ ہجرت کے تقدم وتاخر کی وجہ سے صلح و جنگ و توریث وغیرہ کے احکام پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہاں اگر قدیم مہاجرین کا کوئی رشتہ دار پیچھے (یعنی بعد میں) مسلمان ہوا یا بعد میں ہجرت کر کے آیا تو وہ اس قدیم مہاجر کی میراث کا زیادہ حقدار ہے اگر چہ رفاقت قدیم اوروں سے ہے۔ (تفسیر عثمانی)

## مسلمان اگر کافروں سے یاری کریں

امام قرطبی رحمہ اللہ، امام ابن اسحاق رحمہ اللہ کا یہ قول لکھتے ہیں:

اِلَّا تَفْعَلُوْهُ وھو ان یتولی المومن الکافر دون المومنین تکن فتنة ای محنة بالحرب، وما انجر معها من الغارات والجلاء والأسر والفساد الکبیر ظهور الشرك. (القرطبی)

یعنی اگر مسلمانوں نے مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے یاری کی تو شدید فتنہ آئے گا جنگ مسلط ہوگی مسلمانوں کو لوٹ مار، جلاوطنی اور قید کا سامنا ہوگا اور وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ یعنی بڑے فساد سے مراد شرک کا غالب آجانا ہے۔

## ہجرت اور جہاد

علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هم المهاجرون الذین هجروا اوطانهم وترکوها لاعدائهم فی الله عزوجل وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ فصرفوها للکراع والسلاح وانفقوها علی محاویج المسلمین وَاَنْفُسِهِمْ بمباشرة القتال واقتحام المعارك والخوض فی لجج المهالك.

یعنی یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے وطن چھوڑے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے گھر اپنے دشمنوں کے لئے چھوڑ آئے اور انہوں نے مال سے جہاد کیا کہ جہاد کے لئے سامان، سواری اور اسلحے پر اپنا مال لگایا اور حاجت مند مسلمانوں پر (جہاد کے دوران) خرچ کیا اور انہوں نے اپنی جان سے جہاد کیا یعنی خود جنگوں میں شریک ہوئے، معرکوں کے گھمسان میں اور موت کی لہروں میں گھسے۔ (روح المعانی)

صاحب تفسیر ماجدی لکھتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"پھر ترک وطن کیا خدا کی راہ میں وطن اور سارے مالوفات وطن کو چھوڑ کر پردیس میں آئے پھر اپنا روپیہ خرچ کر کے سامان جہاد درست کیا پھر اپنی جانوں کو معرکہ قتال میں پیش کیا۔" (تفسیر ماجدی)

صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں:

انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے خویش واقارب، وطن اور فرزند وزن سب کو چھوڑ دیا یہ بات اپنے آپ کو قتل کر دینے سے کچھ کم نہیں جلاوطنی، کالا پانی بھی پھانسی سے کچھ کم سزا نہیں سو جس طرح انہوں نے اپنے مذہب قدیم کو چھوڑا اسی طرح وطن قدیم سے بھی منہ موڑا۔ انہوں نے اپنی جان سے اور مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا ہے جان کو اللہ تعالیٰ کے لئے سخت جھلکوں (یعنی ہلاکت کے مقامات) میں ڈال دیا۔ (تفسیر حقانی)

صاحب تفسیر الفرقان لکھتے ہیں:

جہاد فی سبیل اللہ کا اہم ترین مقدمہ (یعنی ابتدائی قدم) ہجرت ہے۔

وطن ومکان کا علاقہ (یعنی تعلق) ایک ایسا علاقہ ہے جس کے ترک کرنے میں بعض اوقات اہل وعیال، مال و متاع، دوست واحباب ہر طرح کے علاقوں (یعنی تعلقات) کو ترک کر دینا پڑتا ہے۔ اور اس کی (یعنی وطن ومکان کے ساتھ) محبت والفت کی زنجیر اور ساری زنجیروں سے بھاری ہے، اس لئے ترک وطن کی ہجرت، اعلیٰ اور جامع قسم کی ہجرت ہوئی اور زیادہ تر "مہاجرت" کا اطلاق تارکین وطن پر کیا گیا۔ مگر مادہ پرست اقوام نے اس کو ذلیل کر دیا اور روحانی کمالات سے دور جا پڑے، پھر بھی دنیاوی فضائل پورے طور پر حاصل ہو گئے۔ یہ حیرت انگیز انکشافات، انقلاب انگیز ایجادات، دولت کی فراوانی، تجارت کی عالمگیری، نئی نئی آبادیوں کا قیام، طرح طرح کے وسائل معیشت کا ظہور پھر ملکوں کا عروج، قوموں کی بالادستی اور تمدن کی وسعت اسی ہجرت کے ثمرات ونتائج ہیں۔ مگر اسلام کا نصب العین اس سے بہت بلند تر ہے، اس لئے ارشاد ہوا ہے کہ محض رضائے الٰہی کے لئے گھر بار چھوڑ دو۔ جب ہجرت مقدمہ جہاد ٹھہرا تو ضروری تھا کہ مسلمانوں کے باہمی تعلقات پر روشنی ڈالی جاتی اور بتا دیا جاتا کہ بہترین مسلمان کون لوگ ہیں اس لئے ان آیات میں ان کے مختلف اقسام بیان کئے اور وہ یہ ہیں۔

(الف) اسلام نسلی اور ملکی امتیازات سے بالاتر ایک قومیت بنانا چاہتا ہے اس لئے حکم ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا قانون بلند وبرتر کرنے اور انسانوں کا انسانوں سے رشتہ کاٹ کر صرف اللہ تعالیٰ سے جوڑنے کے لئے اپنے آپ کو، مال ومتاع کو اور وطن ودیار کو ترک کر کے مرکز اسلام میں آ جاتے ہیں کہ ارتقائے اسلام کی صورت پیدا ہو اور اپنی ہر عزیز چیز اس کی خاطر قربان کر دیتے ہیں۔ یہ مہاجر ہیں۔

(ب) جو لوگ دارالاسلام میں رہتے ہیں وہ ان فدا کاران ملت کے لئے اپنی آنکھیں بچھا دیتے ہیں، ان کے قصور ومحلات کے دروازے ان مہاجرین کے لئے ہر وقت مفتوح (یعنی کھلے) رہتے ہیں اور ان کی نصرت ودستگیری میں اپنی تمام قوت صرف کر دیتے ہیں یہ انصار ہیں۔ (تفسیر الفرقان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## آیت کی تفسیر میں دو قول

مفسرین کی ایک جماعت کے نزدیک ان آیات میں "ولایت" کا معنیٰ وراثت اور ولی کا معنیٰ وارث ہے۔ جب کہ دوسرے بعض مفسرین کے نزدیک "ولایت" کا معنیٰ دوستی، گہرا تعلق اور آپس میں امداد و اعانت ہے۔ اوپر خلاصہ تفسیر میں اس دوسرے قول کے مطابق آیت کی تشریح لکھی گئی ہے۔ المدارک وغیرہ تفاسیر میں یہی معنیٰ لئے گئے ہیں۔ صاحب روح المعانی اور صاحب بیان القرآن نے ولایت کو وراثت کے معنیٰ میں لے کر تقریر کی ہے شائقین حضرات ان دونوں تفاسیر کا مطالعہ فرمالیں۔ یہاں طلبہ علم کے لئے امام نسفی رحمہ اللہ کی مختصر تفسیر بطور حوالہ پیش خدمت ہے۔ کیونکہ انہوں نے دونوں معانی کو جمع فرمایا ہے۔ نیز ان کے نزدیک اسی سورۃ کی آخری آیت کا یہ ٹکڑا وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ اس حکم کے لئے ناسخ ہے جو اوپر کی آیت میں بیان ہوا کہ مہاجرین اور انصار آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ جب کہ دیگر مفسرین کے نزدیک وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ کی تفسیر وہ ہے جو پیچھے تفسیر عثمانی کے حوالے سے بیان ہو چکی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے "المدارک" کی عبارت۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا من مكة حبا لله ورسوله وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ هم المهاجرون وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا اى اووهم الى ديارهم ونصروهم على اعدائهم وهم الانصار أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ اى يتولى بعضهم بعضا فى الميراث وكان المهاجرون والانصار يتوارثون بالهجرة وبالنصرة بعضها دون ذوى القرابات حتى نسخ بقوله وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ وقيل: اراد به النصرة والمعاونة وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا من مكة مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم من توليهم فى الميراث مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فكان لايرث المومن الذى لم يهاجر ممن آمن وهاجر ولما ابقى للذين لم يهاجروا اسم الايمان وكانت الهجرة فريضةً فصاروا بتركها مرتكبين كبيرة دل على ان صاحب الكبيرة لايخرج من الايمان وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ اى من اسلم ولم يهاجر فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اى ان وقع بينهم وبين الكفار قتال وطلبوا معونة فواجب عليكم ان تنصروهم على الكافرين إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ فانه لايجوز لكم نصرهم عليهم لانهم لايبتدئون بالقتال اذا لميثاق مانع من ذلك وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ تحذير عن تعدى حد الشرع وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ظاهره اثبات الموالاة بينهم ومعناه نهى المسلمين عن موالاة الكفار وموارثتهم وايجاب مباعدتهم ومصارمتهم وان كانوا اقارب وان يتركوا يتوارثون بعضهم بعضا: ثم قال إِلَّا تَفْعَلُوهُ اى الا تفعلوا ماامرتكم به من تواصل المسلمين وتولى بعضهم بعضاً حتى فى التوارث تفضيلاً لنسبة الاسلام على نسبة القرابة ولم تجعلوا قرابة الكفار كلاقرابة تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تحصل فتنة في الارض ومفسدة عظيمة لان المسلمين مالم يصيروا يداً واحدة على الشرك كان الشرك ظاهراً والفساد زائداً ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا﴾ لانهم صدقوا ايمانهم وحققوه بتحصيل مقتضياته من هجرة الوطن ومفارقة الأهل والسكن والانسلاخ من المال والدنيا لاجل الدين والعقبى ﴿لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾ لامنة فيه ولاتنغيص ولا تكرار لان هذه الاية واردة للثناء عليهم مع الوعد الكريم والاولى للامر بالتواصل ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ﴾ يريد اللاحقين بعد السابقين الى الهجرة ﴿وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ﴾ جعلهم منهم تفضلاً وترغيباً ﴿وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ﴾ واولو القرابات اولىٰ بالتوارث وهو نسخ للتوارث بالهجرة والنصرة ﴿فِي كِتَابِ اللَّهِ﴾ في حكمه وقسمته أو في اللوح او في القرآن وهو آية المواريث وهو دليل لنا على توريث ذوي الارحام ﴿إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ فيقضي بين عباده بماشاء من احكامه۔ (المدارك)

## نکتہ

میراث کا حقدار رشتہ داروں کو قرار دے دیا گیا بظاہر اس سے اسلامی جماعت کو زیادہ مضبوطی ملی اس لئے کہ مال جھگڑے کی چیز ہے اور اس کا فتنہ سخت ہے۔ رشتہ داروں نے تو خونی رشتے کی مجبوری کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ رہنا ہی ہوتا ہے۔ اس لئے مال پر ان کے جھگڑے اتنے نقصان دہ نہیں ہوتے۔ جبکہ اسلامی اور جماعتی رشتے کے لئے مال کا جھگڑا زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## قرآن پاک کو ماننے والی ایک جماعت

حضرت لاہوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مخلصین اسلام ایک دوسرے کے معین ومددگار ہونگے ﴿إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ﴾ قرآن شریف پر عمل کرنا اسی صورت میں آسان ہے جب کہ قرآن شریف کے ماننے والے ایک جماعت اور نہ ماننے والے دوسری جماعت ہو جائیں۔ (حاشیہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ)

سورۃ انفال کی آخری آیات میں مسلمانوں کے درمیان جس طرح کے ''تعلق'' پر زور دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو یعنی امت مسلمہ کو اس پر عمل کی توفیق اور پھر اس کے ثمرات عطاء فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم۔

وصلى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه سيدنا محمد وعلىٰ اله واصحابه اجمعين وبارك وسلم تسليما كثيرا كثيرا۔

۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ

یوم الجمعہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ

# التَّوْبَةِ

مَدَنِيَّةٌ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# ابتدائیہ

- سورۃ کے ناموں کی تحقیق
- سورۃ مبارکہ کے غزوات، واقعات اور زمانہ نزول
- سورۃ التوبہ کا سورۃ الانفال سے ربط
- سورۃ التوبہ کے مضامینِ جہاد کا عجیب خلاصہ
- جہادی نکات از حضرت شاہ عبد القادرؒ
- خلاصہ مضامین سورۃ التوبہ

۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ کا ایک مشہور نام تو التوبہ ہے۔

لان فیھا التوبۃ علی المومنین (المدارک)

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی توبہ قبول فرمائی اور ان پر اپنی خاص توجہ فرمائی۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ ...... الی ...... اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (التوبہ ۱۱۷۔۱۱۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے نبی کے حال پر رحمت سے توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں (غزوہ تبوک کے موقع پر) نبی کا ساتھ دیا اس کے بعد کہ ان میں سے بعض کے دل پھر جانے کے قریب تھے پھر اپنی رحمت سے ان پر توجہ فرمائی بے شک وہ ان پر شفقت کرنے والا مہربان ہے اور ان تینوں پر بھی جن کا معاملہ ملتوی کیا گیا یہاں تک کہ جب ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں بھی ان پر تنگ ہوگئیں اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی پناہ نہیں سوائے اسی کی طرف آنے کے، پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان پر متوجہ ہوا تاکہ وہ توبہ کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

یعنی مشکل حالات میں جہاد کے لئے نکلنا اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے جو وہ اپنے مخصوص بندوں کو عطاء فرماتا ہے۔ اور اگر کوئی جہاد سے رہ جائے تو وہ خوب توبہ کرے۔

## سورۃ کے دیگر نام

اس سورۃ مبارکہ کا دوسرا مشہور نام "سورۃ البراۃ" ہے۔ براۃ کہتے ہیں ترک موالات اور رفع امان کو۔ یعنی تعلقات ختم اور حفاظت کی ضمانت ختم اب تمہارا فیصلہ تلوار کے ذریعہ ہوگا...... ملاحظہ فرمایئے یہ عبارت:

◆ براۃ کے معنیٰ ترک موالات ورفع امان کے ہیں۔

البراءۃ ھی قطع الموالاۃ وارتفاع العصمۃ وزوال الامان (جصاص) معنی البراءۃ انقطاع العصمۃ (کبیر)

مشرکین عرب کی مسلسل عہد شکنیوں کے بعد اب انہیں نوٹس دیا جا رہا ہے کہ اتنی مدت کے بعد تم سے سارے معاہدے ختم، بس اب تلوار ہی تمہارا فیصلہ کرے گی۔ (تفسیر ماجدی)

حضرات مفسرین نے اس سورۃ مبارکہ کے تیرہ نام نقل فرمائے ہیں چونکہ اس سورۃ مبارکہ کا بنیادی موضوع جہاد فی سبیل اللہ ہے اس لئے اس کے تمام نام جہاد کے مختلف پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتے ہیں، امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

فقال بعضھم: الانفال وبراۃ واحدۃ نزلت فی القتال

یعنی بعض صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ انفال اور براۃ دونوں ایک ہی سورۃ ہے جو قتال فی سبیل اللہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مفسرین حضرات نے اس سورۃ کے درج ذیل نام ذکر فرمائے ہیں:

❶ سورۃ البرآۃ ❷ التوبۃ ❸ سورۃ العذاب ❹ المقشقشۃ ❺ المبعثرۃ ❻ المشردۃ ❼ المخزیۃ ❽ المثیرۃ ❾ الحافرۃ ❿ المنکلۃ ⓫ المدمدمۃ ⓬ الفاضحۃ ⓭ الخامزہ۔ (کشاف، المدارک، حقانی)

البرآۃ اور التوبۃ کے معنیٰ اوپر بیان ہوچکے ہیں سورۃ العذاب کا معنیٰ بھی واضح ہے کہ اس میں کافروں اور منافقوں کے لئے عذاب کا بیان ہے۔ سورۃ کے باقی ناموں کا تعلق منافقین کی حالت سے ہے کہ یہ سورۃ انہیں رسوا کرتی ہے ان کے عیبوں اور بیماریوں کو کرید کرید کر بیان کرتی ہے اور ان کے مکر و فریب اور سازشوں کی نقاب کشائی کرتی ہے۔ (وغیرہ)

## سورۃ مبارکہ کے غزوات و واقعات اور زمانہ نزول

اس سورۃ مبارکہ میں تین بڑے غزوات کا تذکرہ ہے:

❶ فتح مکہ

❷ غزوۂ حنین

❸ غزوۂ تبوک

اور اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مبارکہ کے واقعہ کو بھی مختصراً بیان کیا گیا ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ سورۃ ۹ھ میں نازل ہوئی جبکہ بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس سورۃ مبارکہ میں چند آیات فتح مکہ کی ترغیب میں ہیں یعنی وہ آیات پہلے نازل ہوئیں اور ان میں مسلمانوں کو ترغیب دی گئی کہ وہ مکہ پر حملہ کریں اور اسے فتح کریں...... اور غزوہ حنین کے بارے میں جو آیات ہیں وہ غزوہ حنین کے بعد نازل ہوئیں...... اور غزوہ تبوک کے بارے میں دو طرح کی آیات ہیں کچھ آیات غزوہ تبوک سے پہلے نازل ہوئیں ان میں غزوہ تبوک کی ترغیب ہے اور کچھ آیات غزوہ تبوک کے بعد نازل ہوئیں ان میں غزوہ تبوک میں نہ جانے والے منافقین وغیرہ پر عتاب ہے...... اور سب سے آخر میں وہ آیات نازل ہوئیں جن میں مشرکین سے ہر طرح کے عہد معاہدے ختم کرنے کا اعلان ہے...... اس تحقیق کے اعتبار سے یہ پوری سورۃ ۸ھ تا ۹ھ کے آخر تک کے زمانے میں نازل ہوئی۔

اس تحقیق کی مدلل تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے تفسیر روح المعانی و بیان القرآن۔ بہرحال حضرات مفسرین کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ سورۃ توبہ قرآن پاک کی ان سورتوں میں سے ہے جو بالکل آخری زمانے میں نازل ہوئیں۔

وروی البخاریؒ عن البراء انہا آخر سورۃ نزلت

یعنی امام بخاریؒ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آخر میں نازل ہونے والی سورۃ ہے۔ (جلالین)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

**هذه السورة الكريمة من اواخر ما نزل علىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم**

یعنی یہ سورۃ مبارکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آخری سورتوں میں سے ہے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

شیخ عبداللہ عزامؒ فرماتے ہیں:

**نزلت في العام التاسع من الهجرة وهي تتكلم عن غزوة تبوك**

یعنی یہ سورۃ ۹ ھ میں نازل ہوئی اور یہ غزوہ تبوک کو بیان کرتی ہے۔ (فی ظلال سورۃ التوبۃ)

جب یہ سورۃ مبارکہ قرآن پاک کی ان سورتوں میں سے ہے جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری زمانے میں نازل ہوئیں تو یہ کہنا درست ہے کہ:

جہاد کے حتمی احکامات، جہاد کی بالکل واضح شکل..... اور جہاد کی اصل شرعی حیثیت اسی سورۃ سے واضح طور پر بھی جا سکتی ہے۔

**ان هذه السورة تمثل الشرعة النهائية لحكم القتال في سبيل الله (الشيخ عزامؒ)**

سورۃ مبارکہ میں مذکور غزوات، واقعات اور ترتیب نزول آیات کے بارے میں صاحب بیان القرآن تحریر فرماتے ہیں:

”اس سورۃ میں چند غزوات اور چند واقعات کہ حکماً وہ بھی غزوات ہیں مذکور ہیں ❶ قبائل عرب سے معاہدہ ختم کرنے کا اعلان ❷ فتح مکہ ❸ غزوہ حنین ❹ حرم شریف سے کفار کو (ہمیشہ کے لئے) نکالنے کا بیان ❺ غزوہ تبوک۔

پچھلی سورۃ (الانفال) میں اکثر غزوہ بدر اور کچھ غزوہ بنی قریظہ کے واقعات تھے پس دونوں سورتوں کے درمیان ربط اور مناسبت واضح ہوگئی۔ (مفہوم بیان القرآن)

تفسیر الفرقان میں ہے:

”تمام سورۃ پڑھنے کے بعد ہر شخص بآسانی یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ اس کا نزول سب سے آخر میں ہوا بخاری میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: آخر سورة نزلت براۃ سب سے آخر میں (سورۃ) توبہ ہی کا نزول ہوا۔ ظاہر ہے اس کا مقام نزول مدينة النبي کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ہوسکتی، اسی پر جمہور مفسرین کا اتفاق ہے اور یہی ابن عباس، ابن الزبیر اور قتادۃ کی رائے ہے۔ ترتیب آیات و واقعات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورۃ تمام وکمال ۹ ہجری میں نازل ہوئی ہے ہاں اتنا ضرور ماننا پڑے گا کہ اس کی ابتدائی آیات اس سال کے آخر میں نازل ہوئی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوں گی کیونکہ یہی وہ آیات تھیں جن کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مشرکین عرب کے سامنے حج کے روز تلاوت کیا تھا تاکہ ان لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اب اسلام ان سے کوئی جدید عہد نہیں کرے گا۔ آیات نمبر ۲۹ سے آخر سورۃ تک غالباً غزوہ تبوک سے قبل یا فوراً بعد اور عجیب نہیں کہ عین دوران جنگ میں نازل ہوئی ہوں۔ ظاہر ہے کہ جنگ تبوک بھی ہجرت کے نویں ہی سال وقوع میں آئی تھی۔ (تفسیر الفرقان)

## سورۃ التوبہ کا سورۃ الانفال سے ربط

"سورۃ الانفال کی تعلیم سے جب مسلمان قانون جنگ کے ماہر ہو گئے تو اب اس سورۃ میں سب سے پہلے عرب کو اور اس کے بعد تمام مخالفین کو اعلان جنگ دیا گیا کہ اگر وہ اسلام کے بقاء میں مزاحم ہوئے تو جس طرح سرزمین عرب میں حق کو فتح و کامرانی نصیب ہوئی اور باطل کا جڑ سے خاتمہ کیا گیا اسی طرح ہر جگہ اہل کفر کی سرکوبی کر دی جائے گی كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" (تفسیر الفرقان)

❶ ان دونوں میں ربط یہ ہے کہ دونوں سورتوں میں جہاد کا تذکرہ ہے۔ (تفسیر المدارک، تفسیر الفرقان)

❷ سورۃ انفال کے آخر میں مسلمانوں کی "عالمی جماعت" اور "عالمی برادری" قائم کی گئی جب مسلمانوں کا یہ اتحاد قائم ہو گیا تو مخالفین اسلام سے عمومی جنگ کا اعلان کر دیا گیا...... تفسیر الفرقان میں ہے:

سورۃ انفال کے آخر میں فرمایا تھا: إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

یہی وہ لوگ تھے جن کی نسبت کہا گیا:

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ

پس جب مسلمانوں میں مذہبی اتحاد اور سیاسی یگانگت قائم ہو گئی تو فوراً بعد سورۃ توبہ میں مخالفین اسلام کو اعلان جنگ دیا گیا: بَرَاءَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (تفسیر الفرقان)

❸ سورۃ انفال میں جہاد کے لئے تیاری کرنے کا حکم تھا وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ (الانفال ۶۰) اور اس سورۃ میں منافقین پر تنقید ہے کہ وہ جہاد کی تیاری نہیں کرتے وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً (التوبہ ۴۶)

امام آلوسیؒ لکھتے ہیں:

وانه تعالىٰ امر فى الاولى (الانفال) بالاعداد فقال سبحانه: وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ (الانفال ٦٠) ونعى هنا علىٰ المنافقين عدم الاعداد بقوله عز وجل: وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً (التوبہ ۴۶)۔ (روح المعانی)

❹ سورۃ انفال کے آخر میں حکم دیا گیا تھا کہ مسلمان ایک دوسرے سے دوستی اور موالات رکھیں اور کافروں سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یاری اور موالات نہ کریں سورۃ توبہ میں اسی بات کو مزید وضاحت سے بیان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین سے بری ہیں۔ صاحب روح المعانی تحریر فرماتے ہیں:

وانہ سبحانہ ختم الاولی بایجاب ان یوالی المومنین بعضھم بعضا وان یکونوا منقطعین عن الکفار بالکلیۃ وصرح جل شانہ فی ھذہ بھذا المعنیٰ بقولہ تبارک وتعالیٰ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖٓ (التوبہ:۱)

۵ سورۃ انفال میں مال غنیمت کی تقسیم کا بیان تھا اور سورۃ توبہ میں زکوۃ کے آٹھ مصارف بیان ہوئے ہیں (جن میں سے ایک صرف جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنا بھی ہے)

ووجہ مناسبتھا للانفال ان فی الاولیٰ قسمۃ الغنائم وجعل خمسھا لخمسۃ اصناف علی ما علمت وفی ھذہ قسمۃ الصدقات وجعلھا لثمانیۃ اصناف علیٰ ما ستعلم ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (روح المعانی)

۶ سورۃ انفال میں معاہدوں کی پابندی اور صلح کا تذکرہ تھا: وَإِن جَنَحُوا۟ لِلسَّلْمِ فَٱجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ اب چونکہ کفار نے بار بار اپنے عہد ناموں کو توڑ ڈالا اور ہمیشہ مسلمانوں کو تکلیف دی اس لئے توبہ میں ان پابندیوں سے مسلمانوں کو آزاد کر دیا گیا...... (تفسیر الفرقان)

وقال الآلوسیؒ: وفی الاولیٰ ایضاً ذکر العھود وھنا نبذھا۔

۷ سورۃ انفال میں غزوۂ بدر کا بیان تھا جبکہ اس سورۃ میں فتح مکہ حنین، تبوک اور پھر تمام قبائل عرب سے حتمی اعلان جنگ ہے۔ غزوہ بدر کے وقت مسلمان کمزور تھے مگر انہوں نے جہاد جاری رکھا اور سورۃ انفال کے حکم کے مطابق جہاد کی تیاری میں لگے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ یہ اعلان کرنے کے قابل ہو گئے کہ تمام مشرک دکا فر جزیرۃ العرب سے نکل جائیں پس سورۃ انفال اور سورۃ براۃ کا جوڑ مسلمانوں کو قوت، غلبہ اور اسلامی اقتدار حاصل کرنے کی ترتیب سمجھاتا ہے کہ کمزوری کے وقت بھی مسلمان جہاد اور اس کی تیاری نہ چھوڑیں بلکہ جہاد اور اس کی تیاری میں لگے رہیں تو انہیں وہ غلبہ ملے گا جو سورۃ توبہ میں مذکور ہے۔ یعنی مسلمان سورۃ انفال پر عمل کر کے سورۃ براۃ والی عظمت اور شان تک پہنچ سکتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

۸ سورۃ انفال اور سورۃ براۃ کے درمیان اور بھی بہت سی مناسبات ہیں۔ مثلاً سورۃ انفال میں غزوہ بدر کا بیان تھا جس کا ایک اہم سبق مسلمانوں کے لئے یہ تھا کہ اگر تم کمزور یا تھوڑے ہو تو گھبراؤ نہیں اور سورۃ توبہ میں غزوہ حنین کا بیان ہے جس کا ایک اہم سبق یہ ہے کہ اگر تم زیادہ ہو تو اتراؤ نہیں۔

سورۃ انفال میں بتایا گیا تھا کہ مشرکین مکہ کعبۃ اللہ کی بے حرمتی کرتے ہیں اور وہ اس کی خدمت کے اہل نہیں ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ توبہ میں کعبۃ اللہ کے آزاد، صاف اور پاک ہونے کا بیان ہے سورۃ انفال میں فتنہ ختم کرنے کے لئے قتال کا حکم تھا اور سورۃ توبہ میں اس کا عملی اظہار ہے کہ کس طرح سے قتال کی برکت سے جزیرۃ العرب سے فتنہ ختم ہوا اور کس طرح سے سرزمین حجاز کی تطہیر ہوئی پس اگر مسلمان قتال فی سبیل اللہ جاری رکھیں گے تو انہیں دنیا میں ہر جگہ ایسے ہی نتائج حاصل ہوں گے۔ سورۃ انفال میں قریب کے دشمنوں سے جنگ کا واقعہ بیان ہوا تھا کیونکہ بدر کا محاذ مدینہ منورہ کے قریب تھا جبکہ سورۃ توبہ خاص طور پر غزوہ تبوک کو بیان کرتی ہے جو بہت دور کا محاذ تھا معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو اسلام کی دعوت، عظمت اور غلبے کے لئے قریب، دور ہر جگہ جانا ہوگا۔

سورۃ انفال میں یہ سمجھایا گیا کہ مسلمان تھوڑے ہوں تب بھی جہاد کو جاری رکھیں اور سورۃ توبہ میں یہ سمجھایا گیا کہ مسلمان زیادہ ہوں تب بھی جہاد کو جاری رکھیں اور عجیب نکتہ یہ ہے کہ دونوں سورتوں میں ہجرت کے واقعے کی طرف اشارہ فرمایا گیا کہ اللہ پاک نے ہجرت کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس طرح نصرت فرمائی تھی۔ یعنی فتح اور نصرت تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے ملتی ہے اور وہی اس دین کا محافظ ہے باقی جو لوگ اس دین کی نصرت کریں گے یہ خود ان کی خوش نصیبی ہوگی ورنہ اللہ تعالیٰ تو اس دین کے غلبے کا فیصلہ فرما ہی چکا ہے جس کا واضح ثبوت ہجرت کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی عجیب نصرت ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ایک عجیب نکتہ

سورۃ انفال ہجرت کے ابتدائی زمانے میں نازل ہوئی یعنی غزوہ بدر کے موقع پر اور سورۃ توبہ کی اکثر آیات کا نزول ۹ھ کے آس پاس ہے مگر دونوں سورتوں کا لہجہ اور انداز بہت ملتا جلتا ہے۔ حالانکہ دنیا میں عام اصول یہ ہے کہ جب کوئی تحریک یا جماعت کمزور ہوتی ہے تو اس کا لہجہ اور انداز اور ہوتا ہے اور جب وہ تحریک یا جماعت قوت پکڑ لیتی ہے تو اس کا لہجہ اور انداز بدل جاتا ہے۔ مگر قرآن پاک کے پاس جب تین سو تیرہ نہتے افراد کا لشکر تھا تب بھی وہ کافروں کو اسی طرح للکارتا رہا اور جب اسی کے پاس دسیوں ہزار مسلح مجاہدین تھے تب بھی اس کا لہجہ وہی رہا۔ کوئی بھی انصاف کے ساتھ اس نکتے پر غور کرے تو بے ساختہ پکار اٹھے گا کہ بے شک قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کسی انسان کا ہرگز نہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## سورۃ توبہ کے بعض جہادی مضامین کا عجیب خلاصہ

سورۃ توبہ اول تا آخر جہادی معارف اور مضامین سے لبریز ہے اور یہ سورۃ چونکہ آخر میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ہے اس لئے اس کے تمام مضامین محکم، قطعی اور حرف آخر ہیں۔ پیچھے گزر چکا ہے کہ یہ سورۃ مبارکہ اسلام کے کئی اہم غزوات کو بیان فرماتی ہے۔ جیسے فتح مکہ، غزوہ تبوک، غزوہ حنین۔ حضرات مفسرین نے لکھا ہے کہ اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ کی آیت قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيكُمْ (آیت ۱۴) میں فتح مکہ کی ترغیب ہے۔اور آیت انْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا (آیت ۴۱) کے ذریعے مشکل ترین جہادی سفر غزوہ تبوک کی ترغیب ہے۔یعنی اس سورۃ میں جہاد کا مکمل نصاب موجود ہے جہاد کی فرضیت، جہاد کی ترغیب، فرضیت جہاد کی وجوہات اور حکمتیں، جہاد کے فضائل، جہاد چھوڑنے کی وعیدیں، جہاد کرنے کے فائدے، شہادت کے عجیب فضائل، مشرکین کے خلاف جہاد، اہل کتاب کے خلاف جہاد...... جہاد کے بارے میں منافقین کا طرز عمل۔جہاد کے مخالف منافقین کی اقسام۔ان منافقین کے سدا بہار بہانے۔مسلمانوں کے لئے ایک عظیم اور خالص مرکز کا قیام۔فضیلتِ ہجرت و نصرت۔جہاد میں مال خرچ کرنے کی اہمیت اور فضیلت۔جنگ کرنے کا طریقہ۔منافقین کا طرز عمل اور ان سے نمٹنے کے طریقے۔اور بہت کچھ......

طلبہ علم کی سہولت کے لئے سورۃ مبارکہ کے بعض ضروری جہادی مضامین کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ہر مضمون کے آخر میں اس آیت کا نمبر بھی لکھا جا رہا ہے جس میں یہ مضمون مذکور ہے۔

## (۱) جہاد فی سبیل اللہ کی سات حکمتیں اور فائدے

قتال تو نام ہے لڑائی کا۔کیا اس لڑائی میں انسانیت کے لئے فائدے اور حکمتیں ہیں کہ اللہ پاک نے اس کا حکم دیا۔جی ہاں قتال فی سبیل اللہ میں بہت عظیم الشان ظاہری و باطنی حکمتیں اور فائدے ہیں سورۃ توبہ کی آیت (۱۴) اور (۱۵) میں سات بہت اونچی حکمتیں بیان فرمائی گئی ہیں۔

## (۲) وہ پانچ باتیں جو جہاد سے رکنے کا عذر نہیں بن سکتیں

پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کو عذر قرار دے کر لوگ جہاد سے رک جاتے ہیں، سورۃ توبہ نے بیان فرمایا کہ یہ پانچ عذر جہاد چھوڑنے کا بہانہ نہیں بن سکتے۔ ❶ دشمنانِ اسلام اگر بعض نیک کام کرتے ہوں تو ان کی وجہ سے ان کے خلاف جہاد رک نہیں جائے گا مشرکین مکہ حرم شریف کے مجاور اور خادم تھے مگر اس نیکی کی وجہ سے ان کے خلاف جہاد ترک نہیں کیا گیا۔ آیت ۱۷ ❷ مسلمان مسجد میں بیٹھ کر ذکر و فکر کرنے اور مساجد کے آباد رکھنے کو جہاد چھوڑنے کا عذر نہیں بنا سکتے آیت ۱۹ ❸ دشمنانِ اسلام سے اگر کوئی دنیاوی تعلق یا خونی رشتہ ہو تو اس کی وجہ سے ان کے خلاف جہاد بند نہیں ہوگا آیت ۲۳ ❹ قلتِ تعداد مانع جہاد نہیں ہو سکتی یعنی کم تعداد کو عذر بنا کر جہاد چھوڑنا ٹھیک نہیں ہے آیت ۲۵۔ ❺ اگر دشمنانِ اسلام سے جہاد کرنے میں مسلمانوں کو اپنے اقتصادی اور مالی نقصان کا خطرہ ہو تو اس کی وجہ سے جہاد ترک نہیں کیا جائے گا۔یعنی اگر دشمنانِ اسلام سے مسلمانوں کو کچھ مال و مفادات مل رہے ہوں اور ان کے خلاف جہاد کرنے سے ان مفادات کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو اس کی قطعاً پرواہ نہ کی جائے آیت ۲۸۔(مفہوم تقریر حضرت لاہوریؒ)

## (۳) اہل کتاب کے خلاف جہاد

اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے خلاف بھی جہاد ہوگا...... سورۃ توبہ نے تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ اہل کتاب کے

www.KitaboSunnat.com

خلاف کب تک جہاد جاری رکھا جائے گا؟...... اہل کتاب کے خلاف جہاد کیوں کیا جاتا ہے؟...... اہل کتاب میں کون کون سی ایسی خرابیاں آ گئی ہیں جن کی وجہ سے ان کو مغلوب کرنا ضروری ہے؟...... (ورنہ ان کی یہ خرابیاں دنیا میں پھیل جائیں گی) آیت ۲۹ تا ۳۵۔

## (۴) خود اپنے آپ کو جہاد سے مستثنیٰ رکھنا نفاق کی علامت ہے

کسی شرعی عذر کے بغیر جہاد سے رخصت مانگنا اور خود کو جہاد سے مستثنیٰ رکھنا نفاق کی علامت ہے اس اہم مضمون کا آغاز آیت ۴۵ سے ہوتا ہے...... اور پھر سورۃ توبہ نے وہ پانچ طرح کے افراد بیان فرمائے ہیں جو خود کو جہاد سے مستثنیٰ رکھتے ہیں اور نفاق کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں:

❶ وہ لوگ جو جہاد میں نکلنے کی تیاری ہی نہیں کرتے پھر جب جہاد کا وقت آتا ہے تو بہانے بنا کر خود کو مستثنیٰ رکھتے ہیں اور رخصت مانگتے ہیں۔ (آیت ۴۵، ۴۶)

❷ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم جہاد میں نکل بھی گئے تو ہم کمزور ہیں ہم کچھ نہیں کر سکیں گے بلکہ ہم گناہوں اور فتنوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ (آیت ۴۹)

❸ وہ جو اللہ پاک کی رضا کے لئے نہیں مال کی خاطر جہاد کرتے ہیں بس جب ان کو مال کم ملتا ہے تو بگڑ جاتے ہیں اور ناراض ہو بیٹھتے ہیں۔ (آیت ۵۸)

❹ وہ جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم خیال نہیں ہیں اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدگمان ہیں ایسے لوگ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خاطر لڑنے کو درست نہیں سمجھتے۔ (آیت ۶۱)

❺ وہ جو عہد کرتے ہیں کہ ہمیں جب وسعت اور آسانی ملے گی تو ہم جہاد کریں گے پھر جب وسعت مل جاتی ہے تو اسی کے مزے میں پڑ جاتے ہیں اور جہاد نہیں کرتے۔ (آیت ۷۵، ۷۶، ۷۷) (مفہوم تقریر حضرت لاہوریؒ)

## (۵) جہاد کی بدولت منافق بے نقاب ہو جاتے ہیں

بہت سے منافق جو خود کو مسلمان کہتے ہیں اور جماعتِ اسلام میں گھسے رہتے ہیں ان کی اصل حقیقت تب بے نقاب ہوتی ہے جب انہیں اسلام کے اہم فریضے جہاد فی سبیل اللہ میں جانی اور مالی شرکت کے لئے بلایا جاتا ہے۔ نفاق اور منافقت کو سمجھنے کے لئے سورۃ توبہ کے مضامین بے حد صاف، واضح اور مفصل ہیں۔ اس میں منافقین کی اقسام کا بھی بیان ہے مثلاً آیت (۱۰۱) میں ان منافقین کا تعارف ہے جو ''ناقابل معافی'' ہیں کیونکہ ان کا نفاق اعتقادی ہے اور ان کا نصب العین افتراق بین المسلمین ہے جبکہ اس کے بعد والی آیت میں کئی مفسرین کے نزدیک اُن منافقین کا بیان ہے جو قابل معافی ہیں کیونکہ اُن کا نفاق عادی ہے اعتقادی نہیں اسی طرح آیت (۶۷) میں منافقین کا نصب العین اور ان کی سزا کو بیان کیا گیا ہے جب کہ آیت (۱۰۷) میں مسجد ضرار کا تذکرہ ہے کہ کس طرح سے مسلمانوں میں گھسے ہوئے منافق اسلام دشمن کافروں کو مسلمانوں کے خلاف مدد، تعاون، مراکز اور اڈے فراہم کرتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ الغرض منافقین کی سوچ، ان کے خیالات ان کے طرز عمل ان کے منشور اور ان کے طریقہ کار کو سمجھنے کے لئے سورۃ توبہ کے مضامین حرف آخر کا درجہ رکھتے ہیں اوپر چند مثالیں پیش کر دی گئی ہیں باقی تفصیل آیات کے ترجمے، تفسیر اور معارف سے انشاء اللہ واضح ہو جائے گی کیونکہ اگر ان تمام مضامین کا صرف خلاصہ بھی لکھا جائے تو وہ بھی بہت مفصل ہو جائے گا، ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ نفاق، منافقت اور منافقوں سے حفاظت کے لئے سورۃ توبہ کو اچھی طرح سے پڑھے اور سمجھے...... واللہ اعلم بالصواب...... منافقین کی جہاد سے دوری، جہاد سے نفرت اور پہلوتہی، جہاد میں نہ جانے کے لئے ان کے نقلی عذر اور بہانے اور ان کے بہانوں کا جواب یہ سورۃ توبہ کا ایک اہم ترین موضوع ہے۔

## (۶) ترک جہاد پر سخت وعیدیں

سورۃ توبہ کا ایک موضوع فریضہ جہاد کے ترک پر وعیدیں ہیں ظاہر بات ہے یہ وعیدیں غزوہ تبوک کے بیان کے ضمن میں آئی ہیں تو اس سے جہاد کا معنیٰ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ کون سا جہاد چھوڑنے پر یہ تمام وعیدیں آئی ہیں۔ ترکِ جہاد پر یہ وعیدیں کئی آیات میں وارد ہوئی ہیں مثلاً آیت (۱۳)، (۱۶)، (۲۴)، (۳۸)، (۳۹)، (۴۴)، (۴۵)، (۴۶)، (۴۷)، (۸۷)، (۹۳)، (۹۵)...... اور بہت سی آیات...... دراصل سورۃ توبہ میں ترک جہاد پر منافقین کو بہت سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں چنانچہ اگر ان تمام آیات کو بھی شامل کر لیا جائے تو یہ فہرست کافی لمبی ہو جائے گی۔ تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ وہ ان آیات کو جن کے نمبرات یہاں عرض کیے گئے ہیں ایک بار توجہ سے پڑھ لیں اور پھر ان آیات کی روشنی میں جہاد کے بارے میں اپنے عقیدے، فکر اور عمل کی اصلاح فرمائیں۔

## (۷) فرضیت وافضلیت جہاد

سورۃ توبہ جہاد فی سبیل اللہ کی فرضیت کو بھی بیان فرماتی ہے اور دوسرے اعمال پر جہاد کی افضلیت کو بھی، چنانچہ ملاحظہ کریں درج ذیل آیات......

(۴۱)، (۱۹)، (۲۰)، (۲۱)، (۲۲)، (۸۸)، (۸۹)، (۱۱۱)، (۱۱۲)، (۱۲۰)، (۱۲۱)، (۳۹)، (۳۶)، (۴۴)، (۷۱)، (۷۲)، (۷۳)، (۱۱۷)، (۱۲۳)...... اور دیگر کئی آیات

اگر صرف یہی آیات ترجمے اور مختصر تشریح کے ساتھ پڑھ اور سمجھ لی جائیں تو انشاء اللہ جہاد کی فرضیت، فضیلت اور عظمت سمجھنے کے لئے کافی ہیں۔

## (۸) طریق جنگ کی تعلیم

سورۃ توبہ میں مسلمانوں کو جنگ کے طریقے کی تعلیم بھی ہے

مثال کے طور پر ملاحظہ فرمایئے آیات (۱۲)، (۱۲۳)

## (۹) سورۃ انفال کا تتمہ اور مسلمانوں کا ایک خالص مرکز

سورۃ انفال کے آخر میں مسلمانوں کی ایک عالمی برادری اور جماعت قائم فرمائی گئی تھی اب اس جماعت اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

برادری کے لئے ایک ایسے مرکز کی ضرورت تھی جو ان ہی کے لئے خاص اور خالص ہو اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے سرزمین حجاز کو منتخب فرمایا اور اس مرکز کی ترتیب کا پورا نقشہ سورۃ براءۃ میں نازل فرما دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء کرام نے اسی نقشے کے تحت اسلامی مرکز کو قائم فرمایا جس کے بعد اسلام پوری دنیا پر چھاتا چلا گیا۔ سورۃ براءۃ کی ابتدائی آیات میں مسلمانوں کے لئے خالص مسلمان بننے اور زمین پر اللہ تعالیٰ کے نظام کو قائم کرنے کے لئے واضح حکم اور سبق موجود ہے۔

**اس نکتے کو مزید سمجھنے کے لئے ملاحظہ فرمائیے یہ دلنشین عبارت:**

"(سورۃ انفال اور سورۃ توبہ) دونوں کے مضامین باہم اس قدر مرتبط و متشق واقع ہوئے ہیں کہ گویا براءۃ کو "انفال" کا تتمہ اور تکملہ کہا جاسکتا ہے۔ سورۃ انفال تمام تر غزوہ بدر اور اس کے متعلقات پر مشتمل ہے۔ یوم بدر کو قرآن نے "یوم الفرقان" کہا کیونکہ اس نے حق و باطل، اسلام و کفر اور موحدین اور مشرکین کی پوزیشن کو بالکل جدا جدا کر کے دکھلا دیا۔ بدر کا معرکہ فی الحقیقت خالص اسلام کی عالمگیر اور طاقتور برادری کی تعمیر کا سنگ بنیاد اور حکومت الٰہی کی تاسیس کا دیباچہ تھا۔ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ کے مقابلہ میں جس خالص اسلامی برادری کے قیام کی طرف "انفال" کے خاتمہ پر إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ کہہ کر توجہ دلائی ہے، اس کا صریح اقتضاء ہے کہ اس عالمگیر برادری کا کوئی طاقتور اور زبردست مرکز حسی طور پر بھی دنیا میں قائم ہو جو ظاہر ہے کہ جزیرۃ العرب کے سوا نہیں ہو سکتا جس کا صدر مقام مکہ معظمہ ہے۔ "انفال" کے اخیر میں یہ بھی جتلا دیا گیا تھا کہ جو مسلمان مکہ وغیرہ سے ہجرت کر کے نہیں آئے اور کافروں کے زیر سایہ زندگی بسر کر رہے ہیں، دار الاسلام کے آزاد مسلمانوں پر ان کی ولایت و رفاقت کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا ہاں حسب استطاعت ان کے لئے دینی مدد بہم پہنچانی چاہئے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مرکز اسلام میں موالاۃ و اخوۃ اسلامی کی کڑیوں کو پوری مضبوطی کے ساتھ جوڑنے کے لئے دو باتوں میں سے ایک ہونی چاہئے یا تمام عرب کے مسلمان ترک وطن کر کے مدینہ آجائیں اور اسلامی برادری میں بے روک ٹوک شامل ہوں اور یا آزاد مسلمان مجاہدانہ قربانیوں سے کفر کی قوت کو توڑ کر جزیرۃ العرب کی سطح ایسی ہموار کر دیں کہ کسی مسلمان کو ہجرت کی ضرورت باقی نہ رہے، یعنی تقریباً سارا جزیرۃ العرب خالص اسلامی برادری کا ایسا ٹھوس مرکز اور "غیر مخلوط مستقر" بن جائے جس کے دامن سے عالمگیر اسلامی برادری کا نہایت محکم اور شاندار مستقبل وابستہ ہو سکے۔ یہ دوسری صورت ہی ایسی تھی جس سے روز روز کے فتنہ فساد کی بیخ کنی ہو سکتی تھی اور مرکز اسلام کفار کے اندرونی فتنوں سے بالکل پاک وصاف اور آئے دن کی بدعہدیوں اور شرارتوں سے پورا مامون و مطمئن ہو کر تمام دنیا کو اپنی عالمگیر برادری میں داخل ہونے کی دعوت دے سکتا تھا، اسی اعلیٰ اور پاک مقصد کے لئے مسلمانوں نے ۲ھ میں پہلا قدم میدان بدر کی طرف اٹھایا تھا جو آخر کار ۸ ہجری میں مکہ معظمہ کی فتح عظیم پر منتہی ہوا جو فتنے اشاعت یا حفاظت اسلام کی راہ میں مزاحم ہوتے رہتے تھے فتح مکہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے ان کی جڑوں پر تیشہ لگایا۔ لیکن ضرورت تھی کہ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ (الانفال رکوع ۵) کے امتثال میں اسلامی برادری کے مرکز اور حکومت الٰہیہ کے مستقر (جزیرۃ العرب) کو فتنہ کے جراثیم سے بالکلیہ صاف کر دیا جائے تاکہ وہاں سے تمام دنیا کو اسلامی دیانت اور حقیقی تہذیب کی دعوت دیتے وقت تقریباً سارا جزیرۃ العرب یک جان و یک زبان ہو اور کوئی اندرونی کمزوری یا خلفشار بیرونی مزاحمتوں کے ساتھ مل کر اس مقدس مشن کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ پس جزیرۃ العرب کو ہر قسم کی کمزوریوں اور فتنوں سے پاک کرنے اور عالمگیر دعوت اسلامی کے بلند ترین مقام پر کھڑا کرنے کے لئے لازم ہوا کہ دعوت اسلام کا مرکز خالص اسلامیت کے رنگ میں رنگین ہو۔ اس کے قلب و جگر سے صدائے حق کے سوا کوئی دوسری آواز نکل کر دنیا کے کانوں میں نہ پہنچے۔ پورا جزیرہ سارے جہان کا معلم اور ہادی بنے اور ایمان و کفر کی کشمکش کا ہمیشہ کے لئے یہاں سے خاتمہ ہو جائے۔ سورۃ براءۃ کے مضامین کا یہی حاصل ہے۔ چنانچہ چند روز میں خدا کی رحمت اور سچائی کی طاقت سے مرکز اسلام ہر طرح کے دسائسِ کفر و شرک سے پاک ہو گیا اور سارا عرب متحد ہو کر شخص واحد کی طرح تمام عالم میں نور ہدایت اور عالمگیر اسلامی اخوت پھیلانے کا کفیل و ضامن بنا۔ فلله الحمد على ذلك ۔ الغرض سورۃ انفال میں جس چیز کی ابتدا تھی سورۃ توبہ (براءۃ) میں اس کی انتہا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

یہ بہت جامع اور مفید عبارت ہے طلبہ علم کو چاہئے کہ سورۃ توبہ کی اصل روح اور اسلام کے اصل مزاج کو سمجھنے کے لئے اس عبارت کو باریکی سے سمجھنے کی کوشش کریں اور پھر اس کی روشنی میں سورۃ توبہ کے مضامین کا مطالعہ کریں۔

## (۱۰) سورۃ براءۃ کے چھ حصے

شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ کے بیان کے مطابق سورۃ توبہ چھ اہم موضوعات پر مشتمل ہے:

(۱) المقطع الاول: من الآية الاولى الى الاية الثامنة والعشرين، وهذه كلها تعلن الحرب على مشركي الجزيرة العربية الخ

یعنی سورۃ براءۃ کا پہلا حصہ اور موضوع جو ابتدائی اٹھائیس آیات پر مشتمل ہے وہ ہے مشرکین عرب سے عمومی اعلان جنگ، معاہدوں وغیرہ کے ختم ہونے کی تفصیلات، چار مہینے کی مہلت، مشرکین سے قتال کرنے کی وجوہات وغیرہ۔

(۲) المقطع الثاني: حملة شديدة على اهل الكتاب، مبررات قتالهم

یعنی سورۃ کا دوسرا حصہ اور موضوع اہل کتاب کے خلاف قتال کے حکم اور ان کے خلاف قتال کی وجوہات پر مشتمل ہے۔

(۳) المقطع الثالث: تهديد ووعيد وتانيب وتبكيت للذين يقعدون عن الجهاد

مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ (التوبۃ ۳۸)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ کا تیسرا حصہ اور موضوع ان لوگوں کے لئے سخت تنبیہ، وعید، ڈانٹ پر مشتمل ہے جو جہاد پر نہیں نکلتے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: مالکم اذا قیل لکم الآیة

(۴) المقطع الرابع: وهو نصف السورة تقريباً كشف صفات المنافقين (ومنهم من عاهدالله) (ومنهم الذين يؤذون النبي) (ومنهم من يقول أذن لي ولا تفتني) (والذين اتخذوا مسجدا ضرارا وكفرا) الى آخره. هذا نصف السورة تقريبا، سميت البحوث، لانها: بحثت عن عيوب المنافقين، قال ابن عباس: ما زالت آيات التوبة تنزل وتقول منهم ومنهم حتى قلنا لاتدع احدا بينت نهائيا صفاتهم ومؤامراتهم، تخللهم فی داخل المجتمع المسلم، بث الاراجيف، الفساد، تثبيط المسلمين عن الجهاد.

یعنی سورۃ کا چوتھا حصہ اور موضوع جو تقریباً آدھی سورۃ پر مشتمل ہے وہ ہے منافقین کے حالات اور صفات کا انکشاف..... سورۃ توبہ کا ایک نام سورۃ ''البحوث'' بھی ہے کیونکہ وہ منافقین کے عیوب کو کرید کرید کر نکالتی اور دکھاتی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: سورۃ توبہ کی آیات برابر نازل ہوتی رہیں اور بتاتی رہیں کہ ان منافقوں میں سے وہ بھی ہیں...... اور وہ بھی ہیں...... یہاں تک کہ ہم نے کہا یہ سورۃ کسی کو نہیں چھوڑے گی۔ اس سورۃ نے قطعی طور پر منافقین کی صفات، ان کی سازشیں، اسلامی معاشرے میں ان کا گھسنا، مسلمانوں میں خوف پھیلانا، فساد مچانا، مسلمانوں کو جہاد سے روکنا سب کچھ بیان فرمادیا ہے۔

(۵) والمقطع الخامس: تصنيف المجتمع المسلم

یعنی سورۃ کا پانچواں موضوع اسلامی معاشرے میں موجود افراد کی قسمیں بیان کرتا ہے۔

❶ اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ...... یعنی ایمان اور ہجرت و نصرت میں سبقت کرنے والے مہاجرین وانصار۔ ❷ وہ کمزور ایمان والے جنہوں نے نیک و بداعمال خلط کئے۔ ❸ منافقین۔ ❹ وہ جن کی توبہ کا معاملہ مؤخر رکھا گیا۔ ❺ وہ جنہوں نے مسجد ضرار بنائی۔ ❻ بیعت رضوان والے۔ ❼ بدروالے۔ ❽ احد والے وغیرہ وغیرہ۔

(۶) المقطع السادس: هو مقطع طبيعة البيعة لهذا الدين (اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ) طبيعة هولاء الذين لا يتخلفون عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ (التوبة ۱۲۰)

یعنی سورۃ کا چھٹا حصہ اور موضوع ان خاص مسلمانوں کے مزاج اور صفات کا بیان ہے جو اس دین کی خاطر خود کو بیچ دیتے ہیں یعنی جان ومال کی قربانی دیتے ہیں اور کسی بھی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرنے سے پیچھے نہیں رہتے۔ جیسے یہ آیات...... ان اللہ اشتریٰ الآیۃ ماکان لاھل المدینۃ الآیۃ. (فی ظلال سورۃ التوبۃ)

## (۱۰) جہادی نکات سورۃ توبہ از حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ

### ملاحظہ

سورۃ توبہ کے نکات کا درج ذیل خلاصہ حضرت شاہ صاحبؒ کی عبارتوں سے سمجھا گیا ہے۔

### نماز اور زکوٰۃ نہیں تو امان بھی نہیں

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دل کی خبر اللہ تعالیٰ کو ہے ظاہر میں جو مسلمان ہے وہ سب کے برابر امان میں ہے اور ظاہری طور پر مسلمان ہونے کی علامتیں یہ مقرر کی گئیں کہ ایمان کا اقرار کرے، کفر سے توبہ کرے، نماز اور زکوٰۃ کو قائم رکھے۔ اسی واسطے جو کوئی شخص نماز چھوڑے یا زکوٰۃ تو اس کی "امان" ختم ہوگئی چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کے منکروں کو کافروں کے برابر قرار دے کر قتل فرمایا...... (آیت ۵)

### فتح مکہ کے ایک سال بعد براءۃ کا اعلان

جب مکہ فتح ہوا اس کے ایک برس بعد یہ حکم نازل ہوا کہ کسی مشرک سے صلح نہ رکھو اور حج کے دن یہ اعلان حج کے قافلوں میں سناؤ...... (آیت ۱)

### اسلام پر اعتراض کرنے والے کافر کو ذمی نہیں بنایا جا سکتا

اگر ثابت ہو جائے کہ ایک کافر ہمارے دین کو عیب دیتا ہے تو وہ ذمی نہیں رہا...... (آیت ۱۲)

### جہاد کا درجہ قرابت سے بڑا ہے

ایک بار حضرت علیؓ نے حضرت عباسؓ سے عرض کیا اگر آپ پہلے ہجرت کرتے تو جہاد میں حاضر ہوتے اور بلند مرتبے پاتے، اس پر حضرت عباسؓ نے فرمایا ہم بھی اللہ تعالیٰ کے کاموں میں تھے حاجیوں کی خدمت کرتے تھے اور مسجد حرام کو آباد رکھتے تھے۔ اس پر یہ فرمایا گیا کہ یہ کام ان کے برابر نہیں اور مشرکوں کی خدمت قبول نہیں، کوئی مسلمان خدمت کرے تو قبول ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عمل کا درجہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے بڑا ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ قرابت میں قریب تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ عمل میں زیادہ...... (آیت ۱۹)

### اہل کتاب سے جہاد

پہلے حکم ہوا کہ مشرکوں سے لڑو اور ان کو ملک سے نکالو...... اب حکم ہوا اہل کتاب سے لڑائی کا کہ یہ بھی دین حق سے منکر ہیں اور اللہ تعالیٰ اور آخرت کو جیسا ماننا چاہیے ویسے نہیں مانتے، لیکن ان سے جزیہ قبول ہے (اگر ہتھیار ڈال دیں) باقی عرب کے مشرکوں سے جزیہ ہرگز قبول نہیں اور عرب کے علاوہ باقی علاقوں کے مشرکین سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

احناف کے نزدیک جزیہ لینا جائز ہے۔ جزیہ ہر مہینے پانچ آنے یا دس یا سوا روپیہ ان کی حالت کے موافق مقرر ہو گا اور وہ ذلیل ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ سواری میں، لباس میں، راہ چلنے میں اور ہتھیار باندھنے میں مسلمانوں کی برابری نہ کریں۔ (آیت ۲۹)

### غزوۂ حنین کا سبق

غزوۂ حنین میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ ادب سکھایا کہ وہ اسباب پر نظر نہ رکھیں۔ (آیت ۲۵)

### پھونکیں مارنے سے مراد کافروں کا جھوٹا پروپیگنڈہ ہے

یعنی جیسا کوئی پھونک سے چراغ بجھا دے وہ (اہل کتاب) چاہتے ہیں کہ اپنی جھوٹی باتوں سے اسلام کو نہ پھیلنے دیں۔ (آیت ۳۲)

### دین اسلام سب سے اونچا ہے

یہ دین سب سے اوپر ہے عقل کے نزدیک اور اللہ کے نزدیک۔ (آیت ۳۳)

### کافروں سے لڑنا ہمیشہ جائز ہے

اس آیت سے یہ بھی نکلتا ہے کہ کافروں سے لڑنا ہمیشہ جائز ہے اور آپس میں ظلم کرنا ہمیشہ گناہ ہے اور ان چار حرمت والے مہینوں میں زیادہ بڑا گناہ ہے لیکن بہتر ہے کہ اگر کوئی کافر حرمت والے چار مہینوں کے ادب کو مانے اور جنگ نہ کرے تو ہم بھی اس سے ان مہینوں میں لڑائی کی ابتداء نہ کریں۔ (آیت ۳۶)

### منافقوں کے حالات کا بیان اس سورۃ کا خاص موضوع ہے

یہاں سے غزوہ تبوک کا بیان ہے...... اس غزوہ میں دشمن طاقتور نظر آ رہا تھا اور سفر لمبا تھا اور اسباب کم تھے تو منافق لوگ طرح طرح کے بہانے بنانے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو رخصت دی پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے غالب و منصور واپس تشریف لے آئے تو منافق بہت رسوا ہوئے۔ اس سورۃ میں اکثر منافقوں کی باتیں بیان ہوئی ہیں۔ آیت ۳۸ سے لے کر سورۃ کے آخر تک یہ مضمون پھیلا ہوا ہے۔

### ایک منافق کا عجیب بہانہ

ایک منافق جد بن قیس یہ بہانہ بنا لایا کہ روم کی عورتیں خوبصورت ہیں اگر میں آپ کے ساتھ وہاں جہاد میں گیا تو برائی میں مبتلا ہو جاؤں گا اس لئے مجھے رخصت دیجئے میں مال کے ذریعے آپ کی مدد کروں گا۔ (آیت ۴۹) اس کو جواب دیا گیا کہ تمہارا خرچ کرنا قبول نہیں ہے۔ (آیت ۵۳)

### بد دین کا مال اور اس کی اولاد نعمت نہیں وبال ہے

آپ اس پر تعجب نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ نے بے دین کو مال و اولاد کی نعمت کیوں دی؟ یہ مال و اولاد اس کے حق میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وبال ہے۔ ان کی فکر میں اس کا دل پریشان رہتا ہے اور مال واولاد کے چھوٹ جانے کے خوف سے وہ توبہ کرنے اور نیکی کا راستہ (جہاد وغیرہ) اختیار کرنے سے بھی محروم رہتا ہے۔ (آیت ۵۵)

## مجاہدین زکوۃ کا مصرف ہیں

اور اللہ کی راہ یعنی جہاد کا خرچ۔ (آیت ۶۰)

## دین کی باتوں کا مذاق اڑانے والے منافق ہیں

جو کوئی دین کی باتوں میں ٹھٹھا کرے اگرچہ دل سے منکر نہ ہو وہ کافر نہ بھی ہوا تو منافق ضرور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دین کی بات میں ظاہر و باطن با ادب رہنا ضروری ہے۔ (آیت ۶۴، ۶۵)

## منافقین کے دو برے کارنامے

اسلامی لشکر میں لسانیت کی بنیاد پر تفریق ڈالنے کی کوشش اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی سازش۔ (آیت ۷۴)

## گناہگار اور بدعقیدہ کے درمیان فرق

گناہگار جو اپنی برائی کو برائی سمجھتا ہے اور اس پر شرمندہ ہوتا ہے اس کو تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور استغفار سے فائدہ پہنچتا ہے مگر جو بد اعتقاد ہو اس کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ستر استغفار بھی فائدہ نہیں دیتی۔ پس جو برے کام کو عیب نہ جانے اور اللہ تعالیٰ کے فرض کو ادا کرنا نہ کرنا برابر سمجھے اور فرض ادا کرنے والوں پہ طعنے کسے وہ بے اعتقاد ہے۔ (آیت ۸۰)

## السابقون یعنی قدیم مسلمان کون؟

غزوۂ بدر تک جو مسلمان ہوئے ہیں وہ قدیم ہیں اور باقی ان کے تابع ہیں۔ (آیت ۱۰۰)

## اگر ایک جہاد سے رہ گئے ہو تو اگلے کا انتظار کرو

یعنی اگر اس جہاد میں کوتاہی ہوئی ہے تو آگے اور جہاد ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اور خلفاء کرام کے زمانے میں تو ان میں حصہ لینا۔ (آیت ۱۰۵)

## بے انصافی کی شامت

یعنی بے انصافی کی شامت سے نیک عمل کرنا بھی چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ (آیت ۱۰۹)

## السائحون کے تین معانی

السائحون کا مطلب ہے بے تعلق رہنے والے۔ بے تعلق رہنے کا مطلب روزے رکھنا یا ہجرت کرنا یا دنیا کے مزوں میں دل نہ لگانا۔ (آیت ۱۱۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

### کافر تم میں سختی دیکھیں

یعنی کافر تمہارے اندر جنگ کی قوت دیکھیں یا معاملے میں بے رخی۔ پس کافر سے نرمی نہ کرے مگر اس وقت کہ جب اسے دین کی طرف راغب دیکھے۔ (آیت ۱۲۳)

### منافق کی پہچان اکثر جہاد کے وقت ہوتی ہے

اکثر جنگ و جہاد کے وقت منافق معلوم ہو جاتے تھے۔ (آیت ۱۲۶)

یعنی منافق کا پتہ جہاد کے وقت چلتا ہے کیونکہ اکثر وہ جہاد میں نہیں جاتا بلکہ مخالفت بھی کرتا ہے۔

### نبی صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں کہ میری امت زیادہ ہو جائے

حریص علیکم (وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم) تلاش رکھتا ہے تمہاری۔ یعنی چاہتا ہے کہ امت میری زیادہ ہو جائے۔ (آیت ۱۲۹)۔ (موضح القرآن، تسہیل)

## صاحب مدارک کی ایک جامع عبارت

لها اسماء: براءة، التوبة، المقشقشة، المبعثرة، المشرده، المخزية، الفاضحة، المثيرة، الحافرة، المنكلة، المدمدمه، لان فيها التوبة على المومنين وهى تقشقش من النفاق أى تبرئ منه، وتبعثر عن اسرار المنافقين وتبحث عنها وتثيرها وتحفر عنها وتفضيحهم و تنكلهم وتشردهم وتخزيهم وتدمدم عليهم، وفي ترك التسمية في ابتدائها اقوال، فعن على وابن عباس رضى الله عنهم، أن بسم الله امان وبرأة نزلت لرفع الامان، وعن عثمان رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا نزلت عليه سورة أو آية قال: اجعلوها في الموضع الذى يذكر فيه كذا وكذا، وتوفى رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يبين لنا اين نضعها، وكانت قصتها تشبه الانفال لان فيها ذكر العهود و في برأة نبذ العهود، فلذلك قرنت بينهما وكانتا تدعيان القرينتين وتعدان السابقة من الطوال وهى سبع، وقيل: اختلف اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال بعضهم: الانفال وبرأة سورة واحدة نزلت في القتال، وقال بعضهم: هما سورتان فتركت بينهما فرجة لقول من قال هما سورتان وتركت بسم الله لقول من قال هما سورة واحدة. (المدارك ۴۸۳)

ترجمہ: اس سورۃ کے کئی نام ہیں براءۃ، توبہ، المقشقشہ، المبعثرۃ، المشردہ، المخزیہ، الفاضحہ، المثیرۃ، الحافرۃ، المنکلہ، المدمدمہ، کیونکہ اس میں ایمان والوں پر توبہ کے نازل ہونے کا ذکر ہے اور یہ سورۃ نفاق سے بیزاری کا اعلان کرنے والی ہے اور منافقین کے رازوں کو اچھی پلٹتی اور ڈھونڈتی ہے ان کے رازوں کو کرید کرید کر نکالتی ہے، انہیں خوب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کھول کر بیان کرتی ہے، ان کے دروازوں سے پردہ ہٹاتی ہے، ان کو رسوا کرتی ہے، ان کو عبرتناک سزا دیتی اور ستاتی ہے، انہیں منتشر اور شکست زدہ کرتی ہے، انہیں ذلیل کرتی ہے اور ان پر خوب غضبناک ہو کر برستی ہے......اور اس سورۃ کے شروع میں "بسم اللہ" نہ ہونے کے بارے میں کئی اقوال ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بسم اللہ تو امان ہے اور یہ سورۃ امان ختم کرنے کے لئے اتری (دوسری روایت میں ہے کہ یہ سورۃ تو تلوار کے ساتھ اتری ہے) اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی سورۃ یا آیت نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اس کو فلاں جگہ رکھو مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورۃ کے بارے میں کچھ نہ بتایا یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ چونکہ اس سورۃ کے مضامین سورۃ انفال کے مضامین جیسے تھے کہ اس میں معاہدوں کا ذکر تھا اور اس میں معاہدوں کے توڑنے کا پس اسی لئے ان دونوں کو جوڑ دیا ان دونوں سورتوں کو جڑواں سورتیں کہا جاتا تھا اور ان دونوں کو ملا کر اور ایک قرار دے کر سات بڑی سورتوں میں شامل کیا جاتا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا اختلاف ہوا بعض نے فرمایا انفال اور براۃ ایک سورۃ ہے جو قتال فی سبیل اللہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور بعض نے کہا یہ دو الگ سورتیں ہیں۔ پس دونوں سورتوں کے درمیان خالی جگہ چھوڑ دی گئی ان حضرات کے قول پر جو ان کو دو سورتیں مانتے ہیں اور دونوں کے درمیان بسم اللہ نہیں لکھی گئی ان کے قول پر جو ان کو ایک سورۃ مانتے ہیں۔ (المدارک)

**ملاحظہ**

علامہ آلوسیؒ نے سورۃ براۃ کے مزید کچھ نام بھی ذکر فرمائے ہیں اور انہوں نے اس سورۃ مبارکہ کے تمام ناموں کا مفہوم اور مطلب بھی بیان کیا ہے طلبہ علم تفسیر روح المعانی میں ملاحظہ فرمالیں:

**فائدہ**

سورۃ توبہ کے آغاز میں بسم اللہ نہ ہونے پر حضرات مفسرین نے بہت طویل بحثیں فرمائی ہیں شائقین حضرات معتمد تفاسیر میں ملاحظہ فرمالیں۔

## خلاصہ مضامین سورۃ توبہ ماخوذ از تفسیر الفرقان

ابتدائے سورۃ میں مشرکین کو اعلان جنگ دیا گیا، اس قطع تعلق کے بعد دوسری آیت میں ان کو چار ماہ غور کے لئے دیئے گئے، اس مقاطع کا اعلان حج اکبر کے دن کیا گیا کیونکہ اطراف عرب کے نمائندے شرکت کی غرض سے وہاں آئے ہوئے تھے اور ان کی معرفت تمام قبائل کو اطلاع ہو سکتی تھی۔ آیت نمبر (۷) سے ان اسباب کو بیان کیا گیا جو اس قطع تعلق (اور اعلان جنگ) کا باعث بنے، جب مخالفین اسلام کو اعلان جنگ دیا گیا تو آیت نمبر (۱۶) سے فرزندان اسلام کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے آمادہ کیا گیا کہ ان کی حیاتِ قومی کا راز اس حقیقت میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پنہاں ہے، جنگ شروع ہونے سے قبل اکثر (کئی لوگ) مختلف قسم کی معذوریاں بیان کر کے اپنے آپ کو جنگ سے مستثنیٰ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، آیت نمبر (۱۷) سے ان حیلوں کا ذکر کر کے ہر ایک کو غلط ٹھہرایا اور بتا دیا کہ ان میں سے ایک بات بھی قابل توجہ نہیں۔ شبہات تو زائل ہو گئے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کن لوگوں کے ساتھ جنگ کی جائے؟ اس لئے آیت نمبر (۲۹) میں اس مسئلہ کو بھی صاف کر دیا، دشمنان دین برابر اس کوشش میں رہیں گے کہ مسلمانوں کو مٹا دیں، اس لئے خود ان کو بھی اپنے مخالفین کے مقابلہ میں ہمہ تن مستعد جنگ رہنا چاہئے، اس سلسلہ کے ختم ہونے کی کوئی صورت نہیں اس لئے آیت نمبر (۳۶) میں بتایا گیا کہ سپاہیوں کو سال بھر میں چار ماہ رخصت دی جائے گی کہ آرام کر سکیں اور گھر کا نظم و نسق کرنے کے قابل ہوں (رخصت دینا تو ٹھیک ہے مگر چار مہینوں میں جنگ کی حرمت کے مسئلے پر جمہور کی رائے یہ ہے کہ اب ان مہینوں میں قتال کی حرمت باقی نہیں رہی) دشمن نے سب طرف سے مسلمانوں کو گھیر رکھا ہے اور تمام دنیا کے لوگ ان کی مخالفت پر آمادہ ہیں اس لئے آیت نمبر (۳۸) میں فرمایا کہ تمام مسلمان بلا استثناء تیار ہوں اور کوئی شخص بھی کسی قسم کا عذر پیش کر کے پیچھے رہنے کی کوشش نہ کرے اور پھر اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ آیت نمبر (۴۱) میں بتایا کہ جہاد کے لئے ہر وقت تیار رہیں، تمہیں معلوم کہ دشمن کب اور کس وقت حملہ کر دے۔ جب حالت یہ ہے کہ ہر شخص تمہارا دشمن ہے اور باوجود اس کے تم اپنے اغراض کی وجہ سے تیاری نہیں کرتے اور جہاد سے مستثنیٰ رہنے کی فکر میں ہو تو یاد رہے اس جرم کی پاداش میں تم گرفتار مصائب ہو گے، آیت نمبر (۴۲) میں اسی مضمون پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

## باب دوم

**ارباب نفاق:** اس میں منافقین کی حسب ذیل اقسام بیان کی گئی ہیں:

جنگ شروع ہو گئی، دشمن سے مقابلہ ہے، ارباب نفاق مختلف قسم کے عذر پیش کر کے جہاد سے بچنا چاہتے ہیں اس لئے یہاں سے ان رکاوٹوں کا تذکرہ شروع ہوتا ہے جو دوران جنگ میں پیدا ہوتی ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر کامیابی کا پورا یقین ہو اور مدت بھی زیادہ نہ صرف ہو تو شریک ہونے کو تیار ہیں، اس جنگ میں یہ دونوں باتیں نہیں اس لئے شرکت ہی بے سود ہے۔ آیت نمبر (۴۴) سے ایسے ہی لوگوں کا تذکرہ شروع ہوتا ہے۔ آیت نمبر (۴۵) سے اس جماعت کا بیان ہے جو خیال کرتی ہے کہ قرآن کے ذریعہ سے مسلمان ترقی نہیں کر سکتے، اور پھر وہ اسی بات پر قناعت نہیں کرتی بلکہ ایک قدم اور آگے بڑھتی ہے، اور جب مسلمانوں کی جماعت حق کی دعوت کے لئے جاتی ہے تو یہ بھی اپنے جاسوس روانہ کر دیتی ہے تاکہ وہ ان کی غلطیوں اور کمزوریوں کی یادداشت تیار کریں، اور واپسی پر ان کی وجہ سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچائیں، بعض منافقین یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر ہم نے جہاد میں شرکت کی تو ہمارے مذہبی کاموں میں خلل واقع ہوگا، اور تھوڑی سی نیکی سے بھی محروم رہیں گے، اس لئے جنگ سے الگ رہنا بہتر ہے، مگر ان کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ کہنا بھی سراسر نفاق پر مبنی ہے کیونکہ وہ مسلمانوں کی تکلیفوں، مصیبتوں پر مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور ان کی کامیابی انہیں ناگوار گزرتی ہے۔ آیت نمبر (۴۹) میں ایسے ہی لوگوں کا تذکرہ شروع ہوتا ہے۔ آیت نمبر (۵۸) سے ان لوگوں کے حالات بیان کیے گئے ہیں جو روپیہ ملنے پر فوراً شرکت جنگ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور جہاں تھوڑی سی تاخیر ہوئی آگے بڑھنے کا نام نہیں لیتے۔ بعض لوگوں کا یہ کام ہوتا ہے کہ اپنے امیر کے ہر کام پر نکتہ چینی کرتے ہیں تاکہ رکاوٹ پیدا ہو، ان کی تنبیہ کے لئے گذشتہ اقوام کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ آیت نمبر (۶۱) سے ان کے حالات پر روشنی ڈالی، بعض ارباب نفاق یہ کہا کرتے ہیں کہ اگر ہمارے پاس روپیہ ہو تو ضروری قومی کاموں میں صرف کریں (اللہ کی راہ میں خرچ کریں) مگر جب ان کی آرزو پوری ہو جاتی ہے تو نہ صرف بخل کا اظہار کرتے ہیں، بلکہ ان مسلمانوں کے ساتھ تمسخر بھی کرتے ہیں جو اپنی غربت کی وجہ سے معمولی رقمیں چندہ میں دیتے ہیں ان لوگوں کا تذکرہ آیت نمبر (۷۶) سے شروع ہوتا ہے۔

## باب سوم

اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ: یہاں تک ان لوگوں کا تذکرہ تھا جو پیچھے رہنے کی کوشش کرتے ہیں، ان سب کو قرآن حکیم نے منافقین کے نام سے تعبیر کیا ہے، اب آیت نمبر (۸۳) سے بتایا جاتا ہے کہ جہاد سے پیچھے رہنے کا نتیجہ کیا ہوگا، اس تہدید کے بعد ان کے حالات میں کس قسم کا تغیر رونما ہوگا، یہ بیان آیت نمبر (۸۴) سے شروع ہو جاتا ہے۔ پہلے ان اہل مدینہ کا تذکرہ ہے، جنہوں نے ابتداء میں مدد دینے سے انکار کیا، پھر بتایا کہ ایک ہی مرتبہ جنگ سے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے آئندہ ان پر اعتماد نہ کیا جائے گا، بعد ازاں اعراب کی حالت بیان کی کہ وہ بھی مختلف بہانے بنا کر اپنے آپ کو معذور قرار دیتے ہیں، حالانکہ ایسے حالات کا پیدا کر لینا جو جہاد کے لئے رکاوٹ بن جائیں خود ایک قسم کا نفاق ہے، اس سلسلہ میں مختلف لوگوں کا تذکرہ کیا، آیت نمبر (۱۰۰) سے مسلمانوں کے مختلف طبقات کا بیان کیا، کچھ ان میں اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ ہیں، بعض وہ ہیں جنہوں نے اچھے اور برے ہر قسم کے اعمال کا ارتکاب کیا، مگر باوجود غلطی میں مبتلا ہونے کے اپنے جرم کا اقرار کرتے ہیں، کچھ ایسے بھی ہیں جو نیک نیتی سے غلط راستہ اختیار کیے ہوئے ہیں، ان سب جماعتوں کے نتائج اعمال پر بحث کی، آیت نمبر (۱۰۸) سے نمبر (۱۱۱) تک اس جماعت کی خصوصیات بیان کیں جو مسلمانوں میں نفاق ڈالنے کی کوشش میں رہتی ہے، آیت نمبر (۱۱۲) میں بتایا کہ سرفروشان اسلام کو بہترین نعمتیں ملیں گی اور چونکہ جنگ ہمیشہ نہیں رہتی اس لئے آیت نمبر (۱۱۲) سے ان کی ممتاز خصوصیات بیان کیں کہ ہر شخص انہیں دیکھتے ہی شناخت کر سکے، پھر جب وہ ہمہ تن مسلم ہیں اور خدا کے ہاتھ میں بک گئے ہیں تو وہ ایک لحہ کے لئے بھی اپنے عزیز ترین کا فرشتہ دار پر رحم نہیں کر سکتے اس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اسوۂ حسنہ پیش کیا۔ آیت نمبر (۱۱۸) سے ان اصحاب ثلثہ کا بیان شروع کیا جو غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے مورد عتاب ہوئے تھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور فوراً بعد ان صحابہ کرام کا تذکرہ کیا جو اس سخت تکلیف میں بھی جاں نثاری سے باز نہ آئے۔ آیت نمبر (۱۲۱) میں بتایا کہ مرکزی جماعت کو تو ایک لمحہ کے لئے بھی جہاد سے پیچھے نہیں رہنا چاہئے اس لئے کہ ان کے لئے انعام واکرام بھی بے شمار ہیں، آیت نمبر (۱۲۲) میں شخصی واجتماعی فرائض کی تقسیم کی، آیت نمبر (۱۲۳) میں فرمایا کہ دنیا میں جہاد فی سبیل اللہ کے اہم فرض کی اشاعت کن تدابیر سے ممکن ہے اور آخر میں بتایا کہ اگر امت میں سے ایک شخص بھی اس فریضہ حق (جہاد فی سبیل اللہ) کے ادا کرنے کو تیار نہ ہوگا تو انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ عرش عظیم کا مالک اور زمین وآسمان کا شہنشاہ اعظم خود اس قانون کو بلند و برتر کرنے کے لئے اپنے دوسرے بندے چن لے گا اور اس پر سورۃ البراۃ ختم ہو جاتی ہے۔ (تفسیر الفرقان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱، ۲

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں سے بے زاری ہے جن سے تم نے عہد کیا تھا

فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ

سو اس ملک میں چار مہینے پھر لو اور جان لو کہ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکو گے

وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ۝۲

اور بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے

## خلاصہ

آیت ① جن مشرکین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر میعادی معاہدے تھے ان کے ساتھ صلح کے تمام معاہدوں کو ختم کیا جارہا ہے...... اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان تمام مشرکین کے ساتھ جنگ کا اعلان ہے...... اسلام کے مرکز کو کفر و شرک سے پاک کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

آیت ② ان مشرکوں کو چار مہینے کی مہلت دی جارہی ہے...... ان چار مہینوں میں ان کے لئے چلنے پھرنے کی مکمل آزادی اور امن ہے...... ان چار مہینوں کے بعد انہیں یا تو کفر و شرک چھوڑنا ہوگا یا یہ علاقہ۔ اگر وہ کفر پر قائم رہیں گے اور علاقہ بھی نہیں چھوڑیں گے تو ان کے ساتھ کھلی اور فیصلہ کن جنگ ہوگی...... ان مشرکین کو اچھی طرح جان لینا چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ کافروں کو دنیا و آخرت میں رسوا کرنے والا ہے۔

## فائدہ

ان دو آیات میں ان مشرکین کا حکم بیان ہوا جن کے ساتھ مسلمانوں کا معاہدہ تو تھا مگر اس معاہدے کی کوئی مدت مقرر نہیں تھی۔ چنانچہ انہیں صاف بتادیا گیا کہ اب معاہدہ ختم ہے اور تمہارے پاس سوچنے یا جنگ کی تیاری کرنے کے لئے چار مہینے کا وقت ہے۔ مفسرین حضرات کے نزدیک یہ حکم ان مشرکین کے لئے بھی تھا جن سے مسلمانوں کا کوئی معاہدہ ہی نہیں تھا ان کو بھی چار مہینے کا وقت دیا گیا۔ اس قول کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے تفسیر بیان القرآن۔

ان دو آیتوں کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے چند مختصر عبارتیں ملاحظہ فرمائیں......

## ① تقریر حضرت لاہوریؒ

کفار سے اعلان جنگ: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کفار کی ہر قسم کی حفاظت سے بیزار ہیں، اعلان جنگ کے بعد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چار مہینے کی مہلت دی جاتی ہے، اسلام کی مخالفت سے باز آ جاؤ ورنہ تمہارا ستیاناس کر دیا جائے گا۔ (حاشیہ لاہوریؒ)

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ چار ماہ کی مہلت اس لئے تھی کہ اگر لڑنا چاہتے ہو تو تیاری کر لو یا اسلام قبول کر لو یا وطن چھوڑ جاؤ۔ (مفہوم موضح القرآن)

## ۲ تقریر عثمانی

۶ ہجری میں بمقام "حدیبیہ" جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان معاہدہ صلح ہو چکا تو بنی خزاعہ مسلمانوں کے اور بنی بکر قریش کے حلیف بنے، بنی بکر نے معاہدہ کی پرواہ نہ کر کے خزاعہ پر حملہ کر دیا اور قریش نے اسلحہ وغیرہ سے ظالم حملہ آوروں کی مدد کی اس طرح قریش اور ان کے حلیف دونوں معاہدہ حدیبیہ پر قائم نہ رہے، جس کے جواب میں ۸ ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچانک حملہ کر کے مکہ معظمہ بڑی آسانی سے فتح کر لیا۔ ان قبائل کے سوا دوسرے قبائل عرب سے مسلمانوں کا میعادی یا غیر میعادی معاہدہ تھا جن میں سے بعض اپنے معاہدہ پر قائم رہے۔ بہت سے قبائل وہ تھے جن سے کسی قسم کا معاہدہ نہیں ہوا تھا۔ اس سورۃ کی مختلف آیات مختلف قبائل کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ شروع کی آیات میں غالباً ان مشرکین کا ذکر ہے جن سے معاہدہ تھا مگر میعادی نہ تھا ان کو اطلاع کر دی گئی کہ ہم آئندہ معاہدہ رکھنا نہیں چاہتے۔ چار ماہ کی مہلت تم کو دی جاتی ہے کہ اس مدت کے اندر اسلامی برادری میں شامل ہو جاؤ یا وطن چھوڑ کر مرکز ایمان و توحید کو اپنے وجود سے خالی کر دو ورنہ جنگی مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ لیکن یہ خوب سمجھ لینا کہ تم خدا کی مشیت کو روک نہیں سکتے۔ اگر اسلام نہ لائے تو وہ تم کو دنیا و آخرت میں رسوا کرنے والا ہے۔ تم اپنی تدبیروں اور حیلہ بازیوں سے اسے عاجز نہ کر سکو گے۔ باقی جن قبائل سے کوئی معاہدہ ہی نہ تھا، ممکن ہے انہیں بھی چار ماہ کی مہلت دی گئی ہو۔ یہ اور اس کے بعد کی آیتوں کا اعلان عام ۹ ہجری میں حج کے موقع پر تمام قبائل عرب کے سامنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کیا۔ (تفسیر عثمانی)

## مشرکین کی چار قسمیں

ان دو آیات اور پھر بعد والی آیات کو سمجھنے کے لئے معاہدوں کے اعتبار سے مشرکین کی اقسام کا سمجھنا ضروری ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ آیات ۹ ھ کے حج کے موقع پر سنائی گئی تھیں اور اس وقت مکہ مکرمہ پر مسلمانوں کی حکومت تھی۔ مگر وہاں مکہ میں اور اُس کے آس پاس مشرکین موجود تھے یہ لوگ حج پر بھی آتے تھے اور ننگے ہو کر طواف بھی کرتے تھے، ان کا نظریہ یہ تھا کہ ہم ان کپڑوں میں طواف نہیں کر سکتے جن میں ہم نے گناہ کیے ہیں، پھر جو ان میں مالدار تھے وہ تو کرائے پر طواف کے لئے خاص کپڑے لے لیتے تھے اور جو اتنی طاقت نہیں رکھتے تھے وہ ننگے ہو کر طواف کرتے تھے۔ مسلمانوں کے ساتھ معاہدوں کے اعتبار سے ان مشرکین کو چار قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

① وہ مشرکین جن سے مسلمانوں کا غیر میعادی معاہدہ تھا، یعنی معاہدے کی کوئی مدت مقرر نہیں تھی، ایسے معاہدے کو کوئی بھی فریق دوسرے کو اطلاع دے کر ختم کر سکتا ہے۔ سورۃ توبہ کی پہلی دو آیات میں ایسے ہی مشرکین کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حکم بیان ہوا کہ حج کے موقع پر ان کو اطلاع دے دی جائے کہ ان کے ساتھ معاہدہ ختم اور ان کو چار مہینے کی مہلت دی جا رہی ہے۔

❷ وہ مشرکین جن سے مسلمانوں کا کوئی معاہدہ تھا ہی نہیں...... کئی مفسرین حضرات کے نزدیک وہ بھی ان دو آیتوں کے حکم میں شامل ہیں اور ان کو بھی چار مہینے کی مہلت دی گئی۔

❸ وہ مشرکین جن کے ساتھ معاہدہ تھا مگر انہوں نے معاہدے کی پاسداری نہیں کی۔ان کا حکم آیت (۳) میں بیان ہوا ہے کہ ان کے ساتھ تو صلح کا معاہدہ باقی ہی نہیں رہا اس لئے ان کے ساتھ اعلان جنگ ہے، ہونا تو یہ چاہیے کہ ان کے ساتھ فوری جنگ شروع کر دی جائے مگر حرمت والے مہینوں کے ادب کی وجہ سے ان کو بھی کچھ مہلت دی جا رہی ہے، انہیں چاہیے کہ وہ توبہ کر کے اسلام قبول کر لیں اور اگر وہ توبہ نہیں کریں گے تو دنیا آخرت میں ذلت و عذاب کا سامنا ہوگا۔

❹ وہ مشرکین جن کے ساتھ مسلمانوں کا میعادی معاہدہ تھا یعنی ایسا معاہدہ تھا جس کی مدت مقرر تھی اور ان قبائل نے مسلمانوں کے ساتھ اپنے معاہدے کی پوری پاسداری کی تھی تو ایسے مشرکین کا حکم آیت (۴) میں بیان ہوا ہے کہ مسلمان ان کے ساتھ معاہدے کی مدت پوری ہونے تک صلح جاری رکھیں لیکن جب مدت ختم ہو جائے گی تو ان کے ساتھ نیا معاہدہ نہیں کیا جائے گا۔

ملاحظہ فرمایئے تفصیل کے لئے تفسیر بیان القرآن...... حافظ ابن کثیرؒ نے بھی اسی تفسیر کو ترجیح دی ہے مگر وہ فرماتے ہیں کہ جن کے ساتھ مسلمانوں کا غیر میعادی معاہدہ تھا یا جن کے معاہدے کی مدت چار ماہ سے کم رہ گئی تھی ان مشرکین کو تو چار مہینے کی مہلت دی گئی۔یعنی ۱۰ ذوالحجہ (اعلان والے دن سے) ۱۰ ربیع الثانی تک اور وہ مشرکین جن سے کوئی عہد نہیں تھا یا جنہوں نے معاہدہ توڑ دیا تھا ان کو حرمت والے مہینے ختم ہونے تک کی مہلت دی گئی یعنی محرم کے آخر تک ان کو مہلت ہے اس کے بعد ان سے قتال کیا جائے گا۔یوں ان کی مہلت کل پچاس دنوں کی ہوئی یعنی دس ذوالحجہ (اعلان والے دن سے) محرم کے آخر تک...... بیس دن ذوالحجہ کے اور تیس دن محرم کے۔

ملاحظہ فرمایئے ابن کثیرؒ کی اپنی عبارت:

فقال قائلون: هذه الآية لذوي العهود المطلقة غير المؤقتة أو من له عهد دون اربعة اشهر فيكمل له اربعة اشهر، فاما من كان له عهد موقت فاجله الى مدته مهما كان، لقوله تعالىٰ فَأَتِمُّوٓا۟ إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ (التوبه ٤) الآية ولما سياتي في الحديث. ومن كان بينه وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم عهد فعهده الى مدته وهذا احسن الاقوال واقواها، وقد اختاره ابن جرير رحمه الله، وروى الكلبي ومحمد بن كعب القرظي وغير

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

واحد وقال علي بن ابي طلحة عن ابن عباس في قوله: بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ① فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ الآية قال: حدّ الله للذين عاهدوا رسوله اربعة اشهر يسيحون في الارض حيث شاؤوا واجل من ليس له عهد انسلاخ الاشهر الحرم من يوم النحر الى سلخ المحرم فذلك خمسون ليلة، فامر الله نبيه اذا انسلخ الاشهر الحرم ان يضع السيف فيمن لم يكن بينه وبينه عهد بقتلهم حتى يدخلوا في الاسلام وأمر بمن كان له عهد اذا انسلخ اربعة اشهر من يوم النحر الى عشر خلون من ربيع الآخر يضع فيهم السيف ايضا حتي يدخلوا في الاسلام. (تفسیر ابن کثیر)

یہاں تک الحمدللہ ان دو آیات مبارکہ کا موضوع واضح ہو گیا...... مہلت والے چار مہینے کون سے تھے یہ بات بھی سمجھ آ گئی۔ اس کی مزید وضاحت تھوڑا آگے چل کر تفسیر المدارک کے حوالے سے بھی ان شاء اللہ آ جائے گی۔

## ان آیات کا زمانہ اور ماحول

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ مکرمہ سے ہجرت کا نواں سال ہے۔ نو سال پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفقاء کو اس شہر میں اتنا ستایا گیا تھا کہ آپ اور آپ کے رفقاء ہجرت پر مجبور ہوئے تھے۔ مگر صرف نو سال کے عرصے میں ماحول بدل چکا ہے، ٦ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں عمرہ کرنے سے روکا گیا تھا، حدیبیہ کے مقام پر صحابہ کرام نے موت اور جہاد پر ثابت قدمی کی، بیعت رضوان کی اور مشرکین کے ساتھ دس سالہ جنگ بندی کا معاہدہ ہوا۔ پھر اسی معاہدے کی رو سے ٧ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا فرمایا...... زندگی کے سات سال ہجرت اور جہاد میں گزار کر صرف تین دن کے لئے اپنے مولد میں تشریف آوری ہوئی۔ چند ماہ بعد مشرکین مکہ نے معاہدے کی خلاف ورزی کی اور مسلمانوں کے حلیف قبیلے "بنی خزاعہ" پر ظلم ڈھایا، بنی خزاعہ اپنی مظلومیت کی فریاد لے کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدد کا وعدہ فرمایا اور مکہ پر حملے کی خفیہ تیاری شروع فرما دی۔ ٨ھ کے رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسانی کے ساتھ مکہ فتح فرمالیا اور پھر حنین بھی۔ مگر آپ ﷺ حج ادا کئے بغیر واپس تشریف لے آتے ہیں اور مکہ مکرمہ کا حاکم حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو بنا آتے ہیں۔ چند ماہ مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور پھر رجب ٩ ہجری میں مشکل ترین جہادی سفر غزوہ تبوک کے لئے روانگی ہو گئی۔ سفر لمبا تھا، مشکل تھا اور مد مقابل اس زمانے کی سپر پاور کہلانے والا طاقتور دشمن تھا۔ اس صورتحال میں منافقین نے جان اور مال بچانے کی فکر کی، تب سورۃ براءۃ آسمانی بجلی کی طرح کڑکی۔ اور اس نے منافقین کے "غیر جہادی اسلام" کو نا قابل قبول قرار دے دیا۔ اور اسلام اور نفاق کے درمیان قیامت تک ایسی واضح لکیر کھینچ دی۔ جس لکیر کو دیکھ کر کسی کے اسلام اور نفاق کا آسانی سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

غزوہ تبوک خیر سے مکمل ہوا۔ سورۃ براءۃ اس پورے سفر اور بعد میں الوارات برساتی رہی۔ اب ارادہ ہوا کہ حج ادا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے مگر ابھی تک مرکز اسلام خالص مسلمانوں کا مرکز نہیں بنا تھا۔ سورۃ توبہ کی آیات نازل ہوئیں اور مسلمانوں کو ایک مستقل خالص مرکز دینے کا پورا نصاب نازل فرمادیا گیا۔

اب یہی نصاب لے کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (امیر حج) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد خاص) حج کے لئے جارہے ہیں۔ اللہ اکبر کبیرا۔ ادھر حج کا خطبہ مکمل ہوا اور ساتھ ہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کھڑا فرمادیا۔ عرفات کی وادی اس اعلان سے گونج اٹھی۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ

بس اب بالکل صاف اعلان ہے۔ آئندہ سال کوئی مشرک حج نہیں کرے گا۔ کوئی بھی ننگے ہو کر کعبہ کا طواف نہیں کرے گا۔ اور جنت میں صرف ایمان والے داخل ہوں گے۔ اور جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاہدہ ہے وہ معاہدہ اپنی مدت تک نافذ رہے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جو ہجرت کی رات موت کے گھیرے میں تھے آج ایک ایک مشرک کو یہ اعلان سنا رہے تھے، آپ ایک ایک خیمے تک پہنچے اور اس قدر جوش سے اعلان فرمایا کہ آواز بیٹھ جاتی تھی تب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی اعلان شروع کر دیتے تھے۔ ٹھیک نو سال میں حالات کس قدر بدل گئے۔ اللہ تعالیٰ قوت والا ہے اور وہ ایمان والوں کی کس طرح سے نصرت فرماتا ہے۔ اب ہر طرف ایک ہی اعلان ہے کہ جزیرۃ العرب کو کفر و شرک سے پاک کرنا ہے۔ جس نے لڑنا ہے وہ میدان میں اتر آئے۔ جو مسلمان ہو گا وہ ہمارا بھائی ہے...... اور کافروں کو یہ وطن چھوڑنا ہو گا...... سورۃ انفال نے اسلامی جماعت بنائی اور سورۃ توبہ نے اسلامی مرکز بنایا...... حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کا وقت قریب تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کا غزوہ ادا کر کے اہل کتاب کے خلاف جہاد کا آغاز فرمادیا تھا اور اب برأت کا یہ اعلان کروا کے جزیرۃ العرب کی تطہیر اور پاکی کا کام شروع فرمادیا تھا۔ آپ ﷺ کے خلفائے کرام نے سورۃ براۃ کے نصاب کو آگے بڑھایا اور ان کاموں کی تکمیل کی جن کا آغاز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آخری زمانے میں فرمادیا تھا...... یہ ہے وہ ماحول جس میں یہ آیات مبارکہ نازل ہو رہی تھیں اور پڑھ پڑھ کر سنائی جارہی تھیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اب ملاحظہ فرمائیے ان دو آیات کی مختصر لفظی تشریح:......

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ: براۃ کے معنی ترک موالات اور رفع امان (یعنی امان ختم ہونے) کے ہیں۔

البراءة هی قطع الموالاة وارتفاع العصمة وزوال الامان (جصاص)

مشرکین عرب کی مسلسل عہد شکنیوں کے بعد اب انہیں نوٹس دیا جارہا ہے کہ اتنی مدت کے بعد تم سے سارے معاہدے ختم، بس اب تلوار ہی تمہارا فیصلہ کرے گی۔ (تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## ایک عجیب نکتہ

سورۃ توبہ کے پہلے لفظ بَرَآءَةٌ ہی سے جہاد کا پورا فلسفہ سمجھا دیا گیا۔ اور وہ اس طرح کہ اس لفظ اور جملے کو سنتے ہی یہ چند باتیں ذہن میں آ جاتی ہیں:

❶ جن مشرکوں اور کافروں سے اللہ تعالیٰ بری ہے حالانکہ وہ ان کا خالق ہے اور جن کافروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بری ہیں حالانکہ آپ بے حد شفیق ہیں تو ایسے کافروں پر کسی اور کو ترس کھانے کی کیا ضرورت ہے؟

❷ جن کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اور جو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھتے ہیں وہ ان کافروں کی قوت کس طرح سے برداشت کر سکتے ہیں جن سے قطع تعلق کا اعلان اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول فرما دے۔

❸ جب اللہ تعالیٰ ان کافروں سے بیزاری، قطع تعلق اور دست برداری کا اعلان فرما رہے ہیں تو ظاہر بات ہے جو مسلمان ان کے خلاف لڑے گا وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا مستحق ہو گا۔

❹ مسلمان کسی سے بھی کوئی دوستی اور تعلق اسی وقت رکھ سکتا ہے جب اللہ اور اس کے رسول اس تعلق کو پسند فرمائیں پس جن کافروں سے اللہ تعالیٰ بری ہے ان سے مسلمان کبھی بھی دوستی کا تعلق نہیں رکھ سکتے۔

براءۃ یعنی بیزاری، قطع تعلق دستبرداری کا لفظ پڑھتے ہی یہ تمام باتیں خود دل میں اتر جاتی ہیں اور ایک مسلمان کو خالص اللہ تعالیٰ کا سپاہی بنا دیتی ہیں۔ باقی رہی بات رشتہ داری اور خونی قرابت کی تو زہریلے سانپ کے بھی رشتے دار ہوتے ہیں اور اس کے بھی بچے ہوتے ہیں قاتل کے بھی بیوی بچے ہوتے ہیں اور اسے مارا جائے تو اس کا بھی خون نکلتا ہے۔ مگر زہریلے سانپ اور قاتل کو مارنا ہر کوئی درست سمجھتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ اللہ تعالیٰ کی زمین پر ظلم اور فساد کی علامت بن جاتے ہیں اگر ان کو ختم نہ کیا جائے تو زمین پر سوائے کفر اور ظلم کے کچھ بھی نظر نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیتا ہے اب اگر کسی کے اندر ہمدردی جوش مارنے لگے تو اسے سمجھایا گیا کہ اللہ تعالیٰ جو اس بندے کا خود خالق ہے وہ اس سے قطع تعلق کا اعلان فرما رہا ہے اب بتاؤ بھلا خالق سے بڑھ کر بھی کوئی پیار کرنے والا ہو سکتا ہے؟ اور عجیب بات یہ ہے کہ قتال کا یہ حکم بھی رحمت اور شفقت پر مبنی ہے کہ اس کی وجہ سے بے شمار لوگوں کو ایمان قبول کرنے کی توفیق ملتی ہے اور وہ جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والے بن جاتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

إِلَى الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ : اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے براءۃ کا اعلان ہے ان مشرکوں سے جن کے ساتھ اے مسلمانو! تم نے معاہدے کر رکھے ہیں۔

الَّذِينَ عَاهَدتُّم : صیغہ جمع حالانکہ عہد و معاہدہ کرنے والے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اس لئے ارشاد ہوا ہے کہ بہ حیثیت امیر و حاکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل عملاً ساری امت کا فعل تھا:

ولم يعاهدهم الا النبي صلى الله عليه وسلم وحده، ولكنه كان الآمر و الحاكم وكل ما

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امر به او احکمه فهو لازم للامة منسوب الیهم محسوب علیهم (ابن العربی) یعنی الی الذین عاهدهم رسول الله صلی الله علیه وسلم لانه کان المتولی للعقد، واصحابه کلهم راضون فکانهم عاقدوا وعاهدوا فنسب العقد الیهم (قرطبی)

آیت سے جواز نکل آیا اس کا کہ بعض موقعوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا امیر امت کے عمل کو منسوب امت کی جانب کیا جائے۔ (تفسیر ماجدی)

**فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ** : تو اے مشرکو! زمین میں چار ماہ چل پھر لو۔ امام قرطبی فرماتے ہیں:

ای سیروا فی الارض مقبلین ومدبرین، آمنین غیر خائفین احدا من المسلمین بحرب ولا سلب ولا قتل ولا اسر

یعنی زمین پر امن کے ساتھ آؤ جاؤ، اور مسلمانوں کی طرف سے لڑائی، لوٹ مار اور قتل و گرفتاری سے بے خوف رہو۔ (قرطبی)

"دنیاوی حکومتوں کا دستور یہ ہے کہ اعلان جنگ کے بعد دشمنوں کو غور کا موقع بہت کم دیتی ہیں، اس لئے کہ ان کا مقصد جمع مال کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا، مگر اسلام یکسر رحمت ہے اور وہ امن و سلامتی عالم کے قیام کے لئے بھیجا گیا ہے اس لئے ارضی حکومتوں کے برخلاف اس نے اپنے مخالفین کو چار ماہ کامل غور کی مہلت دی، اس دوران وہ تمام عرب میں باطمینان رہ سکتے ہیں اپنے اور دشمنوں کے حالات کا اچھی طرح مطالعہ کر کے اپنے مستقبل کے متعلق خوب وہ سمجھی سے فیصلہ کر سکتے ہیں، اگر وہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے تیار ہوں تو انہیں لبیک کہا جائے گا، لیکن اس مدت کے ختم ہوتے ہی عرب کی ایک انچ زمین بھی ان کو پناہ نہ دے سکی گی، مخالفین کو اس امر میں غور کرنا چاہئے کہ جب مسلمانوں کی تعداد کم تھی، ان کے پاس ساز و سامان نہ تھا عرب کا ایک ایک باشندہ ان کا دشمن تھا، ہر طرف سازشوں کے جال بچھے ہوئے تھے، یہودی ایک طرف ان کی جان کے لیوا تھے، دوسری جانب نصاریٰ ان کو خوفزدہ کر رہے تھے، مجوسی بھی کسی سے کم نہ تھے، جب ان حالات میں مسلمان زندہ رہے تو اب اس وقت تم ان کا کیا بگاڑ سکتے ہو جبکہ تمام عرب پر ان کا قبضہ ہے، ہر طرف ان کی حکومت ہے، اس وقت کفار یقین کر لیں کہ وہ مسلمانوں پر کبھی غالب نہ آ سکیں گے، بلکہ جو شخص قرآن سمجھنے کے باوجود اس کی مخالفت کرے گا وہ خود ذلیل ہوگا۔" (تفسیر الفرقان)

## چار مہینے کون سے؟

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

والا شهر الاربعة: شوال و ذو القعدة و ذوالحجة والمحرم، او عشرون من ذی الحجة والمحرم وصفر وشهر ربیع الاول وعشر من ربیع الآخر وکانت حرما لانهم او منوا فیها وحرم قتلهم وقتالهم او علی التغلیب لان ذالحجة والمحرم منها. والجمهور علی اباحة

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

القتال في الاشهر الحرم وان ذلك قد نسخ۔ (المدارك)

یعنی چار مہینوں سے مراد شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں یا ذوالحجہ کے بیس دن، محرم، صفر، ربیع الاوّل اور دس دن ربیع الآخر کے۔ اگر دوسرا قول لیا جائے تو ان چار مہینوں کو "اشہر حرم" اس لئے کہا گیا کہ ان میں مشرکوں کو امان دی گئی تھی یا تغلیب کی بناء پر کہا گیا کیونکہ ذوالحجہ اور محرم ان میں شامل ہیں۔ باقی جمہور کے نزدیک اب اشہر حرم میں قتال جائز ہے اور حرمتِ قتال منسوخ ہو چکی ہے۔

---

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ

اور اے مشرکو! خوب جان لو کہ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔

ان الفاظ میں مشرکین کے لئے اسلام کی دعوت بھی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے نہ ٹکراؤ تم نے دیکھ لیا کہ کل تک تم اس زمین کے مالک و حکمران تھے اور تم مسلمانوں کو یہاں سے نکالتے تھے مگر آج صورتحال کس قدر بدل چکی ہے؟ کیا تم اس سے اسلام کی حقانیت کا اندازہ نہیں لگاتے؟

اور آیت کے آخری جملے میں مسلمانوں کے لئے فتح و نصرت کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ایسی مدد فرمائے گا کہ کافر ذلیل و خوار ہو کر ناکام ہو جائیں گے۔ ملاحظہ فرمایئے یہ عبارت:

"یعنی یہ احمق معاندین اللہ کے مقابلے کی قوت تو کہاں سے لائیں گے اللہ ہی انہیں الٹا رسوا کر کے رہے گا اس رسوائی کا ظہور حشر میں تو بہرحال کامل اور یقینی طور پر ہو ہی جائے گا، باقی نزول آیت کے بعد دنیا میں بھی اچھی طرح ہو کر رہتا ہے۔

قال ابن عباس بالقتل في الدنيا والعذاب في الآخرة (كبير)

آیت میں مسلمانوں کو اطمینان بھی دلایا گیا ہے کہ وہ کافروں پر غالب آ کر رہیں گے۔

قال الزجاج: هذا ضمان من الله عز و جل بنصرة المومنين على الكافرين (كبير)۔ (تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ

اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف بڑے حج کے دن لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ

اور اس کا رسول مشرکوں سے بے زار ہے پس اگر تم توبہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے اور

اِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ

اگر نہ مانو تو جان لو کہ تم اللہ تعالیٰ کو ہرگز عاجز کرنے والے نہیں اور کافروں کو

كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۳﴾

دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو

## خلاصہ

حج کو اکبر اس لئے کہا کہ ”عمرہ“ حج اصغر ہے اور ”یوم الحج الاکبر“ سے دسویں تاریخ عید الاضحیٰ کا دن یا نویں تاریخ ”عرفہ“ کا دن مراد ہے۔

اس آیت میں مذکور اعلان عام ان قبائل کے لئے تھا جنہوں نے میعادی معاہدہ کیا پھر خود ہی عہد شکنی کی (مثلاً بنی بکر یا قریش وغیرہم) یعنی ایسے لوگوں سے کوئی معاہدہ باقی نہیں رہا اگر یہ سب لوگ شرک و کفر سے توبہ کرلیں تو ان کی دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں گی نہیں تو اللہ تعالیٰ کا جزیرۃ العرب کو پاک کرنے کا جو ارادہ ہے وہ پورا ہو کر رہے گا، کوئی طاقت اور تدبیر اسے مغلوب نہیں کرسکتی اور کافروں کو کفر و بد عہدی کی سزا مل کر رہے گی (تنبیہ) ان قبائل کی عہد شکنی اگرچہ فتح مکہ ۸ ہجری سے پہلے ہوچکی تھی، بلکہ اسی کے جواب میں مکہ فتح کیا گیا، تاہم ۹ ہجری کے حج کے موقع پر اس کا بھی اعلان عام کرایا گیا تاکہ واضح ہو جائے کہ اس قسم کے جتنے لوگ ہیں ان سے کسی قسم کا معاہدہ باقی نہیں رہا۔

(مفہوم تفسیر عثمانی)

## تفسیری اقوال

اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ: اعلان عام ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے۔

والاذان بمعنى الايذان وهو الاعلام (المدارك) یعنی اذان کا مطلب ہے اعلان عام

اِلَى النَّاسِ: تمام لوگوں کی طرف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الناس هنا جميع الخلق (القرطبی)

امام نسفیؒ لکھتے ہیں کہ

براۃ تو صرف ان مشرکوں سے تھی جن سے معاہدے وغیرہ تھے مگر اعلان سب کے لئے تھا۔

لان البراءة مختصة بالمعاهدين و الناكثين منهم، واما الاذان فعام لجميع الناس من عاهد ومن لم يعاهد ومن نكث من المعاهدين ومن لم ينكث (المدارک)

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ اعلان عام مسلمانوں اور کافروں سب کے لئے تھا کیونکہ اس حکم کا تعلق ان سب کے ساتھ تھا مسلمانوں کے ساتھ اس لئے کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ کب تک قتال ممنوع ہے اور کب ہم نے قتال شروع کرنا ہے۔

وهي عامة في حق جميع الناس، لان ذلك مما يجب ان يعرفه المومن والمشرك من حيث كان الحكم المتعلق بذلك يلزمهما جميعا، فيجب على المومنين ان يعرفوا الوقت الذی یکون فيه القتال من الوقت الذی يحرم فيه (تفسیر کبیر)

**يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ** : اس میں دو تفسیری بحثیں ہیں:

➤ پہلی بحث یہ ہے کہ یہ کون سا دن تھا عام طور پر مفسرین کے تین اقوال ہیں: ❶ نو ذوالحجہ یوم عرفہ ❷ ۱۰ ذوالحجہ یوم النحر ❸ اس سے ایک دن نہیں بلکہ تمام ایام حج مراد ہیں یعنی ایام منیٰ کلھا اور عربی میں یوم کا لفظ اس طرح کثرت سے استعمال ہوتا ہے جیسے یوم صفین، یوم بعاث۔

ان تین اقوال کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے تفسیر قرطبی و تفسیر کبیر و دیگر تفاسیر۔

➤ دوسری بحث یہ ہے کہ ۹ ہجری کے حج کو "حج الاکبر" کسی خاص وجہ سے کہا گیا ہے یا ہر حج "حج اکبر" کہلاتا ہے اکثر مفسرین حضرات کی رائے یہ ہے کہ حج اکبر حج ہی کو کہتے ہیں کیونکہ عمرہ حج اصغر یعنی چھوٹا حج کہلاتا ہے۔ مگر بعض مفسرین کے نزدیک ۹ ہجری کے حج کو بعض خصوصیات کی وجہ سے "حج اکبر" کہا گیا ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے تفسیر البحر المحیط اور تفسیر کبیر۔

**اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ**

یعنی (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں امن دینے سے بری الذمہ اور دست بردار ہیں۔ (تفسیر ماجدی)

## اعلان عام کا مختصر واقعہ

"براۃ کے مفہوم کو دوبارہ واذان من الله ورسوله فرما کر دہرا دیا اور ۹ ہجری میں جو حج ہوا اس میں حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے ذریعہ مواقف حج میں اعلان کروا دیا کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے بری ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور اس کے علاوہ بھی بعض امور کا اعلان کروایا گیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اعلان کرنے پر مامور فرمایا۔

صحیح بخاری (ج ۲ ص ۶۷۱) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ جس حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیقؓ کو امیر بنا کر بھیجا تھا اس میں انہوں نے یوم النحر (ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو) جن لوگوں کو اعلان کرنے کے لئے بھیجا تھا ان میں میں بھی تھا، تاکہ یہ لوگ منیٰ میں اعلان کردیں الا لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان (خبردار اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی شخص ننگے ہونے کی حالت میں بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ مشرکین ننگے ہونے کی حالت میں بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے۔ اس لئے یہ اعلان کروایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر حج بنا کر بھیجا تھا پھر پیچھے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی بھیجا تاکہ ان کے ذریعہ اعلان کروایا جائے اور وجہ اس کی یہ تھی کہ آپ کی خدمت میں یہ رائے پیش کی گئی تھی کہ اہل عرب کا یہ طریقہ ہے کہ عہد اور نقض عہد کے بارے میں اسی شخص کے اعلان کو معتبر سمجھتے تھے جو خاص اسی قبیلے کا ہو جس سے معاہدہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاہدہ قبیلے کی حیثیت سے تو نہ تھا مسلمانوں کی جماعت کا امام ہونے کی حیثیت سے تھا اور دین اسلام کی طرف سے تھا لیکن احتمال تھا کہ لوگ اسے بنی ہاشم کا معاہدہ سمجھیں اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا جانا مناسب سمجھا جو بنی ہاشم ہی کے ایک فرد تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سورۃ براءۃ کے مطابق اعلان کرتے تھے اور مشرکین کو پوری طرح اعلان سناتے تھے چونکہ اتنے بڑے اجتماع میں شخص واحد کافی نہ تھا اس لئے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات کو بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کام پر لگایا۔ معالم التنزیل (ص ۲۶۷ ج ۲) میں زید بن تبیع سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ کو اس حج میں کیا پیغام دے کر بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ مجھے چار چیزوں کا اعلان کرنے کا حکم ہوا تھا، اول یہ کہ آئندہ بیت اللہ کا طواف کوئی شخص ننگا ہونے کی حالت میں نہ کرے۔ دوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس قبیلے سے کوئی معاہدہ ہے تو یہ معاہدہ صرف اپنی مدت تک ہے اور جس سے کوئی معاہدہ نہیں اس کو چار ماہ کی مہلت دی جا رہی ہے (چار ماہ تک زمین میں چلیں پھریں) مسلمان ان سے کوئی تعرض نہ کریں گے یہ مدت ختم ہو جانے کے بعد ان کے خون کی حفاظت کی کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔ سوم یہ کہ جنت میں مومن کے سوا کوئی شخص داخل نہ ہوگا۔ چہارم یہ کہ اس سال کے بعد مشرکین اور مسلمین (حج میں) جمع نہ ہوں گے یعنی کسی مشرک کو اس سال کے بعد حج کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، نیز صاحب معالم التنزیل (ص ۲۶۶ ج ۲) لکھتے ہیں کہ یہ چار ماہ کی جو مدت مقرر کی گئی کہ اس کے بعد امان نہ ہوگی، اس کی ابتداء حج کے دن سے ہے جس میں براءۃ کا اعلان کیا گیا تھا اور یہ مدت دس ذوالحجہ سے لے کر دس ربیع الآخر تک تھی کیونکہ مدت کا شمار اعلان کے بعد ہی سے معتبر ہو سکتا ہے۔ (انوار البیان)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ التَّوْبَة مَدَنِيَّة — آیت ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّ

مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی قصور نہیں کیا اور

لَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ

تمہارے مقابلے میں کسی کی مدد نہیں کی سو ان سے ان کا عہد ان کی مدت تک پورا کردو

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۴

بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو پسند کرتا ہے

## خلاصہ

مشرکین کے وہ قبیلے جن کے ساتھ مسلمانوں کا میعادی معاہدہ ہے اور انہوں نے معاہدے کی کوئی خلاف ورزی نہیں کی اور نہ مسلمانوں کے خلاف ان کے دشمنوں کی کوئی مدد کی ہے ان کا معاہدہ اپنی مدت پوری ہونے تک جاری رکھا جائے گا۔ عہد اور معاہدے کو پورا کرنا اور نبھانا تقویٰ کا حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں سے محبت فرماتا ہے۔

## چند عبارتیں

❶ جن کا عہد مبہم ہے ان کو چار ماہ گزرنے کے بعد جہاں پاؤ قتل کردو اور جن کے عہد کی مدت معین ہے اگر انہوں نے خود نہیں توڑا تو تم بھی اس میعاد تک عہد پورا کرو۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

❷ یہ استثناء ان قبائل کے لئے ہے جن کا معاہدہ میعادی تھا، پھر وہ اس پر برابر قائم رہے کچھ کوتاہی ایفائے عہد میں نہیں کی، نہ بذات خود کوئی کارروائی خلاف عہد کی اور نہ دوسرے بدعہدوں کو مدد پہنچائی (مثلاً بنی ضمرہ وبنی مدلج) ان کے متعلق اعلان کردیا گیا کہ میعاد معاہدہ منقضی ہونے تک مسلمان بھی برابر معاہدہ کا احترام کریں گے میعاد ختم ہونے کے بعد کوئی جدید معاہدہ نہیں۔ اس وقت ان کے لئے بھی وہی راستہ ہے جو اوروں کے لئے تھا۔ (تفسیر عثمانی)

❸ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا یعنی اپنی طرف سے اس عہد کو نبھانے اور پورا کرنے میں کچھ بھی کمی نہیں کی

وَلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاہد جب مسلمانوں کے مقابلہ میں کافروں کی اعانت کرنے لگے تو وہ ناقض عہد (یعنی عہد توڑنے والا) ہوگیا۔

يدل علىٰ ان المعاهد متى عاون علينا عدوالنا فقد نقض عهده (جصاص)

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ اور اسی تقویٰ و پرہیزگاری کی ایک فرد ایفائے عہد بھی ہے، جنگ ہو یا صلح، اسلام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بہرحال اخلاقی پابندیوں کے توڑ دینے کا روادار نہیں، عین عتاب وعقاب کے سیاق میں تقویٰ اور اخلاق صالح پر زور دینا قرآن مجید ہی کا حصہ ہے۔ (تفسیر ماجدی)

❹ امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

لكن الذين لم ينكثوا فاتموا اليهم عهدهم ولا تجروهم مجراهم ولا تجعلوا الوافي كالغادر ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ﴾ يعني ان قضية التقوى ألا يسوى بين الفريقين فاتقوا الله في ذلك (المدارك)

لیکن جنہوں نے معاہدہ نہیں توڑا ان کے ساتھ معاہدہ پورا کرو اور انہیں معاہدوں کو توڑنے والوں جیسا نہ بناؤ، وفا کرنے والوں کو دھوکا دینے والوں جیسا قرار نہ دو اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کو پسند فرماتا ہے اور تقویٰ کا تقاضہ یہ ہے کہ دونوں فریقوں کو برابر قرار نہ دو۔

❺ علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

بقي لبني ضمرة، وبني مدلج حيين من كنانة من عهدهم تسعة اشهر فاتم اليهم عهدهم. (روح المعاني)

یعنی بنی ضمرہ اور بنی مدلج جو کنانہ قبیلے کی دو شاخیں تھیں ان کے معاہدے کی مدت میں نو مہینے باقی تھے چنانچہ اس مدت تک ان کے ساتھ معاہدہ پورا کیا گیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ

پھر جب عزت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کردو

وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ

اور پکڑو اور انہیں گھیر لو اور ان کی تاک میں ہر جگہ بیٹھو پھر

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۚ

اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵

بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے

### خلاصہ

جب مہلت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکین کو جہاں پاؤ جیسے چاہو قتل کرو اور انہیں پکڑو، گھیرو اور ہر جگہ ان پر گھات لگاؤ، پھر اگر وہ ایمان قبول کرلیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان سے جنگ نہ کرو اللہ پاک بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

### چار مہینے

بعض مفسرین حضرات کی رائے یہ ہے کہ ان چار مہینوں سے مراد ۱۰ ذوالحجہ سے لے کر ۱۰ ربیع الثانی تک کی مدت ہے اور ان چار مہینوں کو "اشہر حرم" یعنی حرمت والے مہینے اس لئے کہا گیا کہ ان میں اللہ پاک نے مشرکین کو مہلت دی تھی اور ان کے ساتھ لڑائی سے منع فرمایا تھا۔ ملاحظہ فرمایئے اس قول کے مطابق چند حوالے جن کے ضمن میں آیت کی تفسیر بھی واضح ہو جاتی ہے:

❶ دس ذوالحجہ سے لے کر چار مہینے جو مہلت دی گئی ہے جب وہ پوری ہو جائے تو پھر جہاں پاؤ انہیں تباہ کردو، ہاں اسلام کے حلقہ بگوش ہو جائیں تو چھوڑ دو۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

❷ الاشھر الحرم الاربعة هذه من العاشر ذی الحجة الی العاشر ربیع الثانی یعنی حرمت والے چار مہینے دس ذوالحجہ سے لیکر دس ربیع الثانی تک تھے۔ (فی ظلال سورۃ التوبۃ)

### دوسرا قول

دوسرا قول یہ ہے کہ وہ مشرکین جنہوں نے عہد شکنی کی تھی ان کے لئے مہلت کی مدت محرم کے آخر تک تھی چنانچہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"اشہر حرم" سے مراد یہ ہے کہ جب حرمت والے معروف مہینے ختم ہو جائیں تو ان کے خلاف قتال شروع کر دیا جائے۔ یعنی یکم صفر سے جنگ شروع ہو جائے گی، اس قول کے چند حوالے تفسیر ابن کثیرؒ وغیرہ کے حوالے سے گزر چکے ہیں۔ مزید چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیں:

قال الاصم: ارید به من لا عقد له من المشركين، فاوجب ان يمسك عن قتالهم حتى ينسلخ الحرم وهو مدة خمسين يوما على ماذكره ابن عباس لان النداء كان بذلك يوم النحر۔ (القرطبی)

امام اصمؒ فرماتے ہیں کہ مراد اس آیت میں وہ مشرکین ہیں جن سے مسلمانوں کا معاہدہ باقی نہیں رہا تھا ان مشرکین سے حرمت والے مہینے ختم ہونے تک قتال سے روکا گیا یعنی ان کو پچاس دن کی مہلت دی گئی یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق ہے۔ چونکہ اس مہلت کا اعلان دس ذوالحجہ کے دن کیا گیا تھا۔ (اس لئے پچاس دن بنے)

## ایک جامع عبارت

حضرت مجاہد اور ابن اسحاق نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں جن اشہر الحرام کا ذکر ہے ان سے وہی مہینے مراد ہیں جن کا شروع سورۃ میں ذکر آیا ہے جن لوگوں کے ساتھ کوئی معاہدہ بلا تعیین مدت کا تھا اور جن سے کوئی عہد نہ تھا ان کو چار ماہ کی مہلت دی گئی اور جنہوں نے نقض عہد کیا تھا یعنی قریش مکہ ان کو چار ماہ کی مدت میں سے بیس دن ذی الحجہ کے اور محرم کا پورا مہینہ گزر جانے تک کی مہلت دی گئی۔ صاحب معالم التنزیل نے یہ بات لکھی ہے اور علامہ نسفیؒ نے بھی مدارک التنزیل میں ایسا ہی فرمایا ہے۔ صاحب روح المعانی نے بھی یوں ہی لکھا ہے کہ اشہر الحرام سے وہ مہینے مراد نہیں ہیں جو عرب میں معروف و مشہور تھے (یعنی ذیقعدہ، ذوالحج، محرم اور رجب، اہل عرب ان مہینوں میں قتال نہیں کرتے تھے اور اسلام کے ابتدائی دور میں بھی ان میں قتال ممنوع تھا) اور یہ اس لئے فرمایا کہ جس وقت براۃ کا اعلان ہوا تھا ان میں صرف بیس دن ذی الحجہ کے اور ایک مہینہ محرم کا باقی رہ گیا تھا اور رجب تک پہنچنے کے لئے بیچ میں پانچ مہینے کا فصل تھا اگر ان پانچ مہینوں کا بھی حساب لگا دیا جائے تو میعاد لمبی ہو جاتی حالانکہ چار مہینوں سے زیادہ کسی کو مہلت نہیں دی گئی۔ آیت کریمہ میں یہ فرمایا کہ جب "اشہر حرام" نکل جائیں تو مشرکین کو قتل کرو جہاں بھی پاؤ ان کو پکڑو اور انہیں روک لو۔ روکنے کی تفسیر کرتے ہوئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان کو قلعہ بند کر دو، باہر نکلنے سے روک دو اور ان کے لئے ہر گھات کی جگہ میں بیٹھ جاؤ یعنی مکہ کے راستوں میں بیٹھو مشرکین کو اس میں داخل نہ ہونے دو

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ یعنی اگر وہ شرک سے توبہ کر لیں اور اسلام قبول کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو ان پر چلنے پھرنے کی اور مکہ معظمہ میں داخل ہونے پر کوئی پابندی نہیں۔ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ...... جب اسلام قبول کر لیا تو زمانہ کفر میں جو کچھ کیا تھا سب ختم ہے اس پر دار و گیر (یعنی پکڑ) نہیں وَاحْصُرُوهُمْ سے دشمنوں کا محاصرہ کرنے کا جواز معلوم ہوا اور وَاقْعُدُوا لَهُمْ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

**نکتۂ مرصد** سے معلوم ہوا کہ دشمنوں سے حفاظت کے لئے ان سے چوکنا رہنے کے لئے اپنے ملکوں اور شہروں میں چوکیاں مقرر کرنے کی ضرورت ہے۔ (انوار البیان)

## تفسیر عثمانی

یعنی ان عہد شکنی کرنے والوں سے اگرچہ اب کوئی معاہدہ باقی نہیں رہا اس لئے علی الفور جنگ کی جا سکتی ہے، تاہم "اشہر حرم" کی رعایت مانع ہے کہ فوراً ان پر حملہ کیا جائے خواہ اس لئے کہ اس وقت تک اشہر حرم میں ابتداء قتال کرنا ممنوع ہوگا یا مصلحۃً کہ تھوڑی سی بات کے لئے عام لوگوں میں کیوں تشویش پیدا کی جائے کیونکہ ان مہینوں میں قتال کی حرمت ان کے یہاں معروف و مسلم چلی آتی تھی۔ بہرحال ماہ محرم کے ختم تک ان کو مہلت دی گئی کہ جو چاہیں اپنا بندوبست کر لیں۔ اس کے بعد تطہیر جزیرۃ العرب کی خاطر جنگ سے چارہ نہیں جو کچھ جنگ میں ہوتا ہے۔ (مارنا، پکڑنا، گھیرنا، داؤ لگانا، گھات میں رہنا) وہ سب ہوگا۔ البتہ اگر بظاہر کفر سے توبہ کر کے اسلامی برادری میں داخل ہو جائیں جس کی بڑی علامت نماز ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا ہے تو پھر مسلمانوں کو ان سے تعرض کرنے اور ان کا راستہ روکنے کی اجازت نہیں۔ رہا باطن کا معاملہ وہ خدا کے سپرد ہے مسلمانوں کا معاملہ اس کے ظاہر کو دیکھ کر ہوگا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کلمہ اسلام پڑھ کر نماز ادا نہ کرے یا زکوٰۃ نہ دے تو مسلمان اس کا راستہ روک سکتے ہیں امام احمدؒ امام شافعیؒ امام مالکؒ کے نزدیک اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ تارک صلوٰۃ اگر توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دے (امام احمدؒ کے نزدیک ردۃً (یعنی مرتد ہونے کی وجہ سے) اور مالکؒ و شافعیؒ کے نزدیک حدّاً اوتعزیراً) امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اسے خوب زدوکوب کرے اور قید میں رکھے حتی یموت اویتوب (حتی کہ مرجائے یا توبہ کرے) بہرحال تخلیۂ سبیل کسی کے نزدیک نہیں۔ رہے مانعین زکوٰۃ ان کے اموال سے حکومت جبراً زکوٰۃ وصول کرے اور اگر وہ لوگ مل کر حکومت سے آمادہ پیکار (یعنی جنگ پر تیار) ہوں تو راہ راست پر لانے کے لئے جنگ کی جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ پر جو جہاد کیا تھا اس کا واقعہ کتب حدیث و تاریخ میں مشہور و معروف ہے۔ (تفسیر عثمانی)

## کلام برکت

جن سے وعدہ ٹھہر گیا تھا اور دغا ان سے نہ دیکھی ان کی صلح قائم رہی اور جن سے وعدہ کچھ نہ تھا ان کو فرصت ملی چار مہینے، اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دل کی خبر اللہ کو ہے ظاہر میں جو مسلمان ہو وہ سب کے برابر امان میں ہے۔ اور ظاہر مسلمانی کی حد ٹھہرائی ایمان لانا، کفر سے توبہ اور نماز اور زکوٰۃ۔ اسی واسطے جو شخص نماز چھوڑ دے یا زکوٰۃ پھر اس سے امان اٹھ گئی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کے منکروں کو برابر کافروں کے قتل فرمایا۔ (موضح القرآن)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بے نمازی کا تو اسلام ہی معتبر نہ تھا جبکہ آج بے نمازی لوگ مسلمانوں کے حکمران بنے بیٹھے ہیں اور خود کو وہ امت مسلمہ کا خیر خواہ قرار دیتے ہیں سوالی اللہ المشتکی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## یہ آیت ”آیت السیف“ ہے

قرآن مجید کی یہ آیت مفسرین حضرات کے ہاں آیت السیف یعنی تلوار والی آیت کہلاتی ہے امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

وهذه الآية الكريمة هي آية السيف التي قال فيها الضحاك بن مزاحم أنها نسخت كل عهد بين النبي صلى الله عليه وسلم وبين احد من المشركين وكل عقد وكل مدة (تفسير ابن كثير)

## حضور پاک ﷺ کو چار تلواریں عطاء کی گئیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار تلواریں دے کر بھیجا گیا:

بعث النبي صلى الله عليه وسلم باربعة اسيف:

❶ سيف في المشركين في العرب

پہلی تلوار مشرکین عرب کے خلاف عطا فرمائی گئی جو اس آیت میں ہے:

﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ﴾ (تفسیر ابن کثیر)

باقی تین تلواریں غالباً یہ ہیں:

❷ اہل کتاب کے خلاف تلوار ﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ الآية (التوبة ۲۹)

❸ منافقین سے قتال کی تلوار ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ﴾ (التوبة ۷۳، التحريم ۹)(تفسير ابن كثير)

❹ باغیوں سے قتال کی تلوار ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا﴾ الآية (الحجرات ۹)(تفسیر ابن کثیر)

قتال فی سبیل اللہ کے حکم پر تاک چڑھانے والے ان چار تلواروں اور ان آیتوں پر غور کریں اور پھر سیرت طیبہ میں دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تلواروں کو کیسے استعمال فرمایا اور ان آیتوں پر کس طرح سے عمل فرمایا۔

## جنگ کی تاکید

جہاد کوئی سرسری حکم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا تاکیدی حکم ہے جس کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر یہاں اتنا کہنا بھی کافی تھا کہ جب حرمت والے مہینے ختم ہو جائیں تو مشرکین سے لڑو یا ان کو مارو۔ مگر یہاں تو پوری تاکید اور مکمل تفصیل کے ساتھ فیصلہ کن لڑائی کا پورا نصاب بتایا گیا۔

❶ ان کو ہر جگہ قتل کرو ❷ جس طرح چاہو قتل کرو (مثلہ ممنوع ہے) ❸ ان کو پکڑو اور قید کرو ❹ اگر کہیں چھپ جائیں یا قلعہ بند ہو جائیں تو وہاں پہنچ کر ان کو گھیر لو ❺ ان کے راستوں پر ناکے لگاؤ اور ان کے گزرنے کی ہر جگہ پر گھات لگا کر بیٹھو اور ان کے ایک ایک فرد کو مارنے اور پکڑنے کی عسکری ترتیب بناؤ، صحراؤں اور بازاروں تک کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ناکہ بندی کرو۔

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

اولها: قوله فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وذلك امر بقتلهم على الاطلاق في اي وقت واي مكان (تفسیر کبیر)

قال المفسرون: المعنى اقعدوا لهم على كل طريق ياخذون فيه الى البيت او الى الصحراء او الى التجارة. (تفسیر کبیر)

وَاقْعُدُوا سے اس کے لفظی معنی مراد نہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ غنیم (یعنی دشمن) کی فکر میں لگے رہو اور یہی صورت وَاحْصُرُوهُمْ کے لئے ہے۔

ليس معناه حقيقة القعود بل المراد ترقبهم وترصدهم (روح) واحصروهم اى امنعوهم عن الخروج اذا تحصنوا منكم بحصن (روح عن ابن عباس) (تفسیر ماجدی)

## ایک گذارش

اس آیت میں جو جنگی تفصیل بیان ہوئی ہے اسے وہ مسلمان صرف ایک بار دل کی آنکھوں سے پڑھ لیں جنہوں نے جہاد فی سبیل اللہ کو اپنی زندگیوں سے نکالا ہوا ہے۔ خواہ کسی بھی بہانے سے، خواہ کسی بھی تاویل سے۔ پھر اپنے دل سے پوچھیں کہ ہم کیسے مسلمان ہیں...... جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ان احکامات کے لئے خود کو کبھی بھی تیار نہیں پایا۔ استغفر اللہ، استغفر اللہ۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ایک قول

کئی مفسرین حضرات کے نزدیک یہ آیت ان تمام آیات کو منسوخ کرنے والی ہے جن میں مشرکین سے درگزر کرنے کا حکم ہے۔

وهذه هي الآية المعروفة "بآية السيف" التي نسخت جميع آيات الامر بالصفح عن المشركين، والصبر على اذاهم (قرة العينين)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ التَّوبَة مَدَنِيَّة — آیت ٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ

اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دیدو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنے

ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ﴿٦﴾

پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو یہ اس لیے ہے کہ وہ لوگ بے سمجھ ہیں

### خلاصہ

مہلت کے مہینے گزرنے کے بعد جب ان مشرکین کو قتل کرنے کا حکم نافذ ہو جائے اس وقت بھی اگر کوئی مشرک اسلام کی حقیقت سمجھنے کے لئے آپ کے پاس آ کر امان مانگے تاکہ اطمینان سے قرآن پاک اور اسلام کی حقانیت کے دلائل سن سکے تو آپ اس کو پناہ دے دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سن اور سمجھ لے اس کے بعد اس کو اس کے امن کی جگہ پہنچا دیجئے تاکہ وہ سوچ سمجھ کر اپنی رائے قائم کرے۔ یہ پناہ دینے کا حکم اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ دین کی پوری خبر نہیں رکھتے اس لئے ان کو مزید موقع دیا جاتا ہے۔

### اقوال و حوالے

#### اسلام کا دروازہ کھلا ہے

اگر کوئی مشرک رفع شکوک کے لئے آئے تو بڑی خوشی سے اجازت دی جائے۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

#### چند ضروری احکامات

علامہ ابوبکر جصاصؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب کوئی حربی امان طلب کرے تو اسے امان دینا جائز ہے۔ وہ امان طلب کرکے مسلمانوں کے پاس آئے، اللہ کا کلام سنے توحید کو سمجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل معلوم کرے تو اس کے لئے ایسا موقع فراہم کیا جائے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی کافر ہم سے دلائل توحید کا اور دلائل رسالت کا مطالبہ کرے تاکہ وہ سمجھنے کے بعد دونوں باتوں کو مان لے تو ہمارے ذمہ واجب ہوگا کہ پوری حجت قائم کریں اور توحید و رسالت کو واضح طور پر بیان کریں اور جب کوئی شخص ہم سے توحید اور رسالت کے دلائل طلب کرے تو دلائل بیان کرنے اور حجت قائم کرنے سے پہلے اس کو قتل کرنا جائز نہیں۔ پھر لکھتے ہیں أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ سے معلوم ہوا کہ امام المسلمین پر واجب ہے کہ جو کوئی کافر حربی امان لے کر آئے اس کی حفاظت کرے تاکہ کوئی شخص اسے قتل نہ کر دے اور کسی طرح تکلیف نہ پہنچائے۔ نیز اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ جو لوگ اہل ذمہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں (یعنی ذمی ہیں) امام المسلمین کے ذمہ ان کی حفاظت واجب ہے تاکہ کوئی مسلمان ان پر ظلم وزیادتی نہ کرے۔ کافر حربی کو واپس ان کی جائے امن پہنچانے کا جو حکم ہے اس سے یہ مستنبط ہوا کہ کافر حربی کو دارالاسلام میں مستقل طور پر قیام نہ کرنے دیا جائے۔ اس میں حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر ایک سال دارالاسلام میں رہ گیا تو ذمی ہو جائے گا اور اہل ذمہ کے احکام اس پر نافذ ہوں گے جزیہ بھی مقرر کر دیا جائے گا۔ (احکام القرآن ص ۸۴ ج ۳) پھر فرمایا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ یہ حکم اس وجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو نہیں جانتے (کہ اسلام کیا ہے اور دعوت اسلام کی کیا حقیقت ہے اور اسلام قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے؟) فلا بد من اعطائهم الامان حتى يسمعوا أو يفهموا الحق (پس انہیں امان دینا ضروری ہے تاکہ وہ سن لیں یا حق کو سمجھ لیں) (مدارک) (انوار البیان)

## اسلام کے کمالات

جن لوگوں نے اپنی طاقت کے زمانے میں مسلمانوں کو مارا، ستایا انہیں وطن سے نکالا ان پر حملے کئے اور ان کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے بڑی بڑی جنگیں کیں ان کے ساتھ اسلام کا یہ حسن سلوک ہے کہ ان کو لڑائی سے پہلے چار مہینے کی مہلت دی جا رہی ہے کہ اگر لڑنا چاہتے ہو تو تیاری کر لو اور سوچنا چاہتے ہو تو سوچ لو اللہ اکبر کبیرا۔ اسلام نے ثابت کر دیا کہ کمزور قوموں کو بلا مہلت کسی جگہ سے نکل جانے کا حکم دینا یا ان پر اچانک حملہ کر دینا بزدلی اور غیر شریفانہ فعل ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند افراد کے علاوہ باقی سب کے لئے امان کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ یہ ہے اسلام اور یہ ہے اس کا جہاد کہ اسلام جیسے جیسے طاقتور ہوتا جاتا ہے اسی قدر اس کے اخلاق بلند ہوتے چلے جاتے ہیں جبکہ دوسری قومیں جیسے جیسے طاقت پکڑتی جاتی ہیں اسی قدر وحشی، ظالم اور متکبر ہوتی جاتی ہیں۔ اس لئے زمین پر امن کے لئے اسلام اور مسلمانوں کا اس پر غالب رہنا ضروری ہے۔ اب اس آیت کے حکم ہی کو لے لیجئے کہ مہلت کی مدت گذرنے کے بعد بھی دعوت کا دروازہ کھلا ہے۔ اسلام کو اپنی حقانیت پر پورا اعتماد ہے اس لئے وہ سننے اور سمجھنے والوں کے لئے اپنا دروازہ ہر وقت کھلا رکھتا ہے۔ اور حق کی دعوت سنا کر پھر انہیں اپنے مقام تک واپس جانے کی بھی اجازت اور ضمانت دیتا ہے۔ نہتی آبادیوں پر اندھا دھند بمباری کرنے والے ان انسانی اور اخلاقی قدروں سے کس قدر محروم ہیں۔

## طلبہ کے لئے آسان وجامع تفسیر

والمعنى وان جاءك احد من المشركين بعد انقضاء الاشهر لا عهد بينك وبينه واستامنك ليسمع ماتدعوا اليه من التوحيد والقرآن فأمِنْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ويتدبره ويطلع على حقيقة الامر على ان المستامن لايوذى وليس له الاقامة فى دارنا ويمكن من العود ذٰلِكَ اى الامر بالاجارة فى قوله فأجره بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ بسبب انهم قوم جهلة لايعلمون ما الاسلام وما حقيقة ماتدعوا اليه، فلا بد من اعطائهم الامان حتى يسمعوا اويفهموا الحق۔ (المدارک)

★★★

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَۃُ التَّوْبَۃِ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا

بھلا مشرکوں کیلئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ہاں عہد کیونکر ہو سکتا ہے ہاں

الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ

جن لوگوں کے ساتھ تم نے مسجد حرام کے نزدیک عہد کیا ہے اگر وہ قائم رہیں

فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ⑦

تو تم بھی قائم رہو بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو پسند کرتا ہے

## خلاصہ

مشرکین کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے کیسے ''امان'' ہو سکتی ہے...... وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے منکر ہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں...... بار بار اپنے عہد اور معاہدے توڑتے ہیں اور وہ مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ ایسے لوگوں کو امان دینا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ ہاں ان میں سے جن کے ساتھ مسلمانوں نے حرم شریف میں معاہدہ کیا وہ جب تک اس معاہدے پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو۔ بے شک عہد اور معاہدے کی پابندی تقویٰ کا ایک حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کو پسند فرماتا ہے۔

## ان مشرکین کو قتل کرنے میں پریشانی محسوس نہ کرو

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

استفهام في معنى الاستنكار اي مستنكر ان يثبت لهؤلاء عهد فلاتطمعوا في ذلك ولا تحدثوا به نفوسكم ولا تفكروا في قتلهم۔ (المدارک)

یعنی استفہام بمعنی انکار ہے کہ ان لوگوں کے لئے عہد اور امان کا قائم رہنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک ناپسندیدہ ہے پس تم اس کی خواہش نہ رکھو اور نہ دل میں ایسا سوچو اور نہ ان کے قتل کرنے میں کوئی فکر اور اندیشہ کرو۔

## یہ برأت اور اعلان جنگ کی وجہ بیان فرمائی ہے

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اس آیت میں مشرکین سے اعلان برأت کرنے، انہیں چار مہینے کی مہلت دینے اور پھر ان پر کھلی تلوار چلانے کی حکمت بیان فرماتے ہیں کہ مشرکین کے لئے کس طرح سے امان ہو سکتی ہے؟ اور انہیں ان کی حالت پر کیسے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چھوڑا جاسکتا ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں...... ملاحظہ فرمائیے ابن کثیر کی یہ عبارت:

يبين تعالىٰ حكمته في البرأة من المشركين ونظرته اياهم اربعة اشهر ثم بعد ذلك السيف المرهف اين ثقفوا فقال تعالىٰ: كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ اى امان ويتركون فيماهم فيه وهم مشركون بالله كافرون به وبرسوله. (تفسیر ابن کثیر)

## تجیب تفسیر

بعض مفسرین کے نزدیک عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ کا ترجمہ اس طرح سے ہے:

كيف يكون للمشركين عهد عندالله يامنون به عذابه غدا

یعنی مشرکین کو اللہ تعالیٰ کی وہ امان کیسے مل سکتی ہے جس کے ذریعہ کل قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکیں وكيف يكون لهم عند رسوله عهد يامنون به عذاب الدنيا اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ امان کیسے مل سکتی ہے جس کے ذریعہ وہ دنیا کے عذاب سے بچ سکیں۔ (تفسیر القرطبی)

ڈاکٹر عبداللہ عزام شہیدؒ نے اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے:

عهد عندالله يحميهم من عذاب يوم القيامة وعهد عند رسوله يحميهم من القتال في الدنيا (فی ظلال سورة التوبة)

خلاصہ اس پوری تفصیل کا یہ ہوا کہ مسلمانوں کو جہاد کا بنیادی نکتہ سمجھایا جارہا ہے کہ جن مشرکوں کو اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم امان نہیں دیتے ان کے لئے تمہارے دل میں نرمی یا ہمدردی کی کیا گنجائش ہے؟ یہ لوگ امن عالم کے لئے اور انسانیت کے لئے ایک ایسا ناسور بن چکے ہیں جس کے کاٹنے ہی میں سب کی خیر ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ:

یعنی مشرکین میں سے جن تھوڑے سے افراد نے اپنے عہد کو نبھایا ہے مسلمان بھی ان کے ساتھ اپنے معاہدے کو پورا کریں۔ اکثر مفسرین کے نزدیک اس سے مراد وہی قبیلہ بنی کنانہ کی دو شاخیں بنی ضمرہ اور بنی مدلج ہیں جنہوں نے معاہدے کی کوئی خلاف ورزی نہیں کی تھی۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد قریش اور بنوبکر ہیں اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ قریش اور بنوبکر کے ساتھ تم نے جو معاہدہ حدیبیہ میں کیا ہے تو جب تک وہ اس معاہدے کو نبھائیں تم بھی ان کے ساتھ ٹھیک رہو مگر پھر بنوبکر اور قریش نے بنوخزاعہ پر حملہ کر کے اس معاہدے کو توڑ دیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آیت مبارکہ کی مزید تشریح کے لئے ملاحظہ فرمایئے چند عبارات:

## اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دوستی؟

"خدا تعالیٰ کے دشمنوں سے کیسے دوستی ہو سکتی ہے ہاں جن سے معاہدہ ہے اگر وہ نبھائیں تو مسلمان بھی نبھائے جائیں۔" (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## اعلانِ جنگ کی وجوہات

"گذشتہ رکوع سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جو لوگ قرآن کے آگے خمیدہ گردن نہ ہوں گے (یعنی سر نہیں جھکائیں گے) اور اس کو اپنا دستور العمل نہ بنائیں گے وہ باغی ہیں، ظاہر ہے کہ کسی حکومت کی حدود میں باغیوں کا وجود اس سلطنت کی تباہی کا موجب ہوگا، اس لئے کوئی دانشمند سلطنت اس امر کو گوارا نہیں کر سکتی کہ اس کی حدود میں مفسد اور فتنہ پرداز لوگ باقی رہیں، اس لئے قرآن حکیم نے ان باغیوں کو گذشتہ رکوع میں اعلان جنگ دے دیا، اس کے بعد ان کے لئے صرف دو ہی صورتیں باقی رہ گئی تھیں، اسلام قبول کریں، ورنہ اسلامی حکومت کی حدود سے باہر نکل جائیں اب بتایا جاتا ہے کہ ان کو اعلان جنگ دینے کے کون سے اسباب تھے قاعدہ ہے کہ اعلان جنگ دیتے وقت ان اسباب کا بھی ذکر کیا جاتا ہے جو اس جھگڑے کا باعث ہوئے ہیں۔ فتح مکہ کے روز عرب کی سرزمین میں ایک عظیم انقلاب ہو گیا، حکومت بدل جانے سے ہر چیز میں تغیر آ جاتا ہے، کفار جب اپنے گردوپیش دیکھیں گے کہ اس وقت زمام سلطنت ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے جن کو ہم کل تک ذلیل خیال کرتے تھے تو ان کے رگ حمیت میں جوش آ جائے گا اور اس جنون و وارفتگی میں عجب نہیں مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیں۔ انہیں خیال ہوگا کہ شاید اس مجنونانہ حرکت سے کھوئی ہوئی طاقت مل جائے یہ بالکل ظاہر ہے کہ اس سفاکی کے ارتکاب کے وقت وہ کسی قانون کے پابند نہ ہوں گے اور یہ تو بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ انہوں نے عہد ناموں کو توڑا اور مسلمانوں کو تکلیفیں دیں اس لئے ایسے باغیوں سے تعلقات رکھنا ایک لمحہ کے لئے بھی جائز نہیں اور نہ اللہ و رسول کے نزدیک ان کے عہد ناموں کی کوئی عزت ہے، البتہ اس سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو اپنے عہد پر قائم رہے اور وہ صرف بنو ضمرہ اور بنو مدلج ہی تھے۔" (تفسیر الفرقان)

## اعلانِ برأت کی حکمت

"پچھلی آیات میں جو براءۃ کا اعلان کیا گیا تھا، یہاں اس کی حکمت بیان فرماتے ہیں، یعنی ان مشرکین عرب سے کیا عہد قائم رہ سکتا ہے اور آئندہ کیا صلح ہو سکتی ہے جن کا حال تم مسلمانوں کے ساتھ یہ ہے کہ اگر کسی وقت ذرا قابو تم پر حاصل کر لیں تو ستانے اور نقصان پہنچانے میں نہ قرابت کا مطلق لحاظ کریں نہ قول و اقرار کا۔ چونکہ اتفاق سے تم پر غلبہ اور قابو حاصل نہیں ہے اس لئے محض زبانی عہد و پیمان کر کے تم کو خوش رکھنا چاہتے ہیں۔ ورنہ ان کے دل ایک منٹ کے لئے بھی اس عہد پر راضی نہیں، ہر وقت عہد شکنی کا موقع تلاش کرتے رہتے ہیں۔ چونکہ ان میں اکثر لوگ غدار اور بدعہد ہیں اسلئے اگر کوئی اکا دکا وفائے عہد کا خیال کرتا بھی ہے تو کثرت کے مقابلہ میں اس کی کچھ پیش نہیں جاتی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بہرحال ایسی دغاباز بدعہد قوم سے خدا اور رسول کا کیا عہد ہو سکتا ہے۔ البتہ جن قبائل سے تم بالخصوص مسجد حرام کے پاس معاہدہ کر چکے ہو۔ سو تم ابتداء کر کے نہ توڑو، جب تک وہ وفاداری کے راستہ پر سیدھے چلیں تم بھی ان سے سیدھے رہو اور بڑی احتیاط رکھو کہ کوئی حقیر سے حقیر بات ایسی نہ ہونے پائے جس سے تمہارا دامن عہد شکنی کی گندگی سے داغدار ہو، خدا کو وہی لوگ محبوب ہیں جو پوری احتیاط کرتے ہیں، چنانچہ بنو کنانہ وغیرہ نے مسلمانوں سے بدعہدی نہ کی تھی مسلمانوں نے نہایت دیانتداری اور احتیاط کے ساتھ اپنا عہد پورا کیا۔ اعلان براۃ کے وقت ان کے معاہدہ کی میعاد منقضی ہونے میں نو مہینے باقی تھے، ان میں معاہدہ کی کامل پابندی کی گئی۔" (تفسیر عثمانی)

## وجوہات قتال مع المشرکین

اس آیت مبارکہ سے ان "وجوہات" کا بیان شروع ہو گیا ہے جن کی بنیاد پر مشرکین کے ساتھ مسلمانوں کو جنگ وقتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے یعنی "مبررات القتال مع المشرکین" کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ التوبۃ مدنیۃ — آیت ۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كَيْفَ وَإِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً

کیونکر صلح ہو اور اگر وہ تم پر غلبہ پائیں تو نہ تمہاری قرابت کا لحاظ کریں اور نہ عہد کا

يُرْضُونَكُم بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٨﴾

تمہیں اپنے منہ کی باتوں سے راضی کرتے ہیں اور ان کے دل نہیں مانتے اور ان میں سے اکثر بدعہد ہیں

## خلاصہ

ان مشرکین کا کوئی عہد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک قابل رعایت کیسے ہوسکتا ہے......

اور ان مشرکین سے تمہاری دوستی کس طرح سے قائم رہ سکتی ہے؟ جبکہ ان کا حال یہ ہے کہ اگر ان کو کسی وقت بھی ذرا موقع مل جائے اور وہ تم پر قوت پائیں تو وہ تمہارے بارے میں نہ کسی قرابت داری کی رعایت کریں نہ عہد و پیمان کی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ لوگ معاہدہ کرنے کے وقت بھی دل میں اس کے پورا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے، ان کا صلح کرنا مجبوری اور جہاد کے خوف سے ہوتا ہے دل سے نہیں۔ وہ تو صرف اپنی زبانی باتوں اور الفاظ سے تمہیں خوش کرنا چاہتے ہیں، ان کے دل تمہاری دشمنی سے بھرے پڑے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ فاسق یعنی عہد، معاہدہ توڑنے والے ہیں۔

## ان سے دوستی کیسے ہوسکتی ہے؟

حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

ان سے دوستی کس طرح ہوسکتی ہے؟ اگر ان کا بس چلے تو پھر نہ رشتہ داری کا لحاظ کریں نہ عہد کی پابندی کو ملحوظ رکھیں یعنی ہر ممکن طریقے سے تمہیں ایذا دیں۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## اللہ پاک مسلمانوں کو سمجھاتے ہیں

اس آیت میں کافروں کا عمومی مزاج مسلمانوں کو سمجھایا گیا ہے اور اللہ پاک سے زیادہ علم کس کے پاس ہوسکتا ہے؟ کافر اسلام دشمنی پر بہت پکے ہوتے ہیں چنانچہ ان کو جب بھی مسلمانوں پر ہاتھ چلانے کی قوت ملتی ہے تو وہ کسی عہد معاہدے اور رشتہ داری کی پرواہ نہیں کرتے مگر جب وہ مغلوب اور مجبور ہوتے ہیں تو امن، انسانیت اور اتفاق و اتحاد کی میٹھی میٹھی باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اور ان کی ان باتوں کا مقصد بھی مسلمانوں کو نہتا اور کمزور بنانا ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ مسلمانوں کو کافروں کی دشمنی سے متنبہ اور خبردار فرمایا ہے۔ حضرات صحابہ کرام اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دور اوّل کے مسلمانوں نے قرآن پاک کی ان باتوں کو اپنے دل کا نظریہ بنالیا چنانچہ انہوں نے کافروں کی مسکراہٹوں، باتوں اور تہذیبوں سے کوئی دھوکا نہیں کھایا مگر دور حاضر کے مسلمانوں نے ان قرآنی فرمودات کو بھلادیا ہے وہ کافروں کی اسلام دشمنی سے غافل ہوکر ان کے جال میں پھنستے چلے جارہے ہیں جس کی وجہ سے ان کا دین اور دنیا دونوں تباہ ہورہے ہیں۔

صاحب انوار البیان لکھتے ہیں:

آیات بالا میں جو کافروں اور مشرکوں کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ "اگر تم پر غالب ہوجائیں تو کسی رشتہ داری اور معاہدہ کا لحاظ نہ کریں گے وہ تمہیں زبانی باتوں سے راضی رکھتے ہیں اور ان کے دل انکاری ہیں"۔ ہمیشہ سے کافروں اور مشرکوں کا یہی حال رہا ہے اور اب بھی مسلمانوں کے قتل وقتال سے بچنے کے لئے اور ان کے جذبہ جہاد کو ٹھنڈا کرنے کے لئے قومیت، وطنیت اور یک جہتی کی بنیاد پر اتحاد اور اتفاق کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ اور معاہدات بھی کرلیتے ہیں لیکن اگر کبھی ان کا اپنا موقع لگ جائے تو ہر طرح کے تعلقات توڑ کر، سارے معاہدوں کی پاسداری چھوڑ کر مسلمانوں کا قتل عام شروع کردیتے ہیں۔ یہی حال ان فرقوں کا ہے جو فرقے اسلام کے نام لیوا ہیں لیکن اسلامی عقائد سے منحرف ہونے کی وجہ سے مسلمان نہیں بلکہ ان فرقوں کی بنیاد ہی اسلام اور مسلمانوں کی کمر میں خنجر گھونپنے پر ہے یہ لوگ اسلام کے نام پر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور اتحاد و اتفاق کی دعوت دیتے رہتے ہیں، لیکن اندر سے دشمنان اسلام ہونے کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی میں کوئی کسر نہیں رکھتے، جب بھی موقع لگتا ہے مسلمانوں کے قتل وخون سے باز نہیں آتے، صدہا سال سے یہی ہورہا ہے۔ (انوار البیان)

کافر اپنی باتوں سے مسلمانوں کو خوش اور مطمئن کرتے ہیں چنانچہ اقوام متحدہ اور انسانی حقوق کے اداروں کو کافروں کی باتیں سمجھ لیں یہ تمام ادارے مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو ختم کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ اسلامی ملکوں پر بمباری اور فوج کشی کرنے والے کافروں کے لشکر ان کے دل ہیں۔ ان لشکروں نے اسلامی ملکوں کو پامال اور اسلامی عزتوں کو بے حرمت کیا ہے اور کررہے ہیں۔ ان حالات میں قرآن پاک کی یہ آیت پوچھتی ہے کہ اے مسلمانو! ایسے کافروں سے کیسی دوستی؟ اور کیسے معاہدے؟......

## کفر و شرک کی نحوست

ملاحظہ فرمائیے یہ عبارت:

دنیا میں صرف شرک ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کے تمام محاسن اخلاق (یعنی اچھے اخلاق) کو برباد کردیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ابتداء صرف شرک ہی کو سب سے بڑا سبب قرار دیا جس کی بناء پر مخالفین قابل اعتماد نہ رہے، اب ان آیات میں بتایا جاتا ہے کہ اس شرک کی وجہ سے ان میں اور کون سی بدعملیاں رونما ہوتی ہیں، اگر وہ مسلمانوں پر غالب آجائیں تو پھر کسی قرابت اور عہد و پیماں کا لحاظ نہیں کرتے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِنْ يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوءِ (۶۰:۲) اگر کافر تم کو (مغلوب) پائیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں اور تم پر اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ چلائیں۔ اچھے دلفریب الفاظ اور ولولہ انگیز تقریروں سے تمہیں خوش کرنا چاہتے ہیں، حالانکہ ان کے دل ویسے ہی حسد سے بھرے ہوئے ہیں، وہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ جس طرح بن پڑے ان کو تباہ کر دیں یا انہیں اپنا غلام بنالیں۔ (تفسیر الفرقان)

## آج کل کی فرنگی قومیں

صاحب تفسیر ماجدی لکھتے ہیں:

گویا ان مشرک جاہلوں کی ذہنیت بھی آج کل کی مہذب فرنگی قوموں کی سی تھی کہ آپس کے معاہدوں میں لحاظ صرف وقتی مصلحت جوئی کا ہے۔ (تفسیر الفرقان)

بے شک یہ صرف "اسلام" ہی کی خصوصیت ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو ہر حال میں عہد اور معاہدے کی پابندی کا حکم دیتا ہے اور کافروں اور دشمنوں کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے بھی پوری ایمانداری کے ساتھ نبھانے کا حکم فرماتا ہے۔ مسلمانوں نے اپنے معاہدے پورے کرنے میں جو عجیب اور ناقابل فراموش قربانیاں دی ہیں ان کے واقعات سے تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اس کے برعکس کافروں اور مشرکوں کی اکثریت صرف وقتی مصلحت کے تحت صلح اور معاہدے کا سہارا لیتی ہے اور جیسے ہی اسے قوت یا موقع ملتا ہے اس معاہدے کی خلاف ورزی کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچاتی ہے کاش مسلمان قرآن پاک کے ان احکامات کو سمجھیں اور ان پر عمل کریں تو وہ دوبارہ اپنی عظمت رفتہ حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر افسوس کہ آج مسلمانوں کی ایک اچھی خاصی تعداد کافروں کی نوکری، چاکری اور غلامی کو اپنی زندگی کا مقصد بنا چکی ہے۔ والی اللہ المشتکی۔

## اللہ اور رسول کے منکر تمہارے دوست کس طرح؟

علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں یہ وجد آفرین عبارت تحریر فرماتے ہیں:

یقول تعالیٰ محرّضاً للمؤمنین علی معاداتهم والتبرّی منهم ومبیّناً انهم لا یستحقون ان یکون لهم عهد لشرکهم باللّٰه تعالیٰ و کفرهم برسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ولانهم لو ظهروا علی المسلمین وادیلوا علیهم لم یبقوا ولم یذروا ولا راقبوا فیهم الا ولا ذمة۔

قال علی بن ابی طلحة و عکرمة والعوفی عن ابن عباس: الالّ القرابة والذمة العهد۔

یعنی...... اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مشرکوں سے دشمنی کرنے پر ابھارتا ہے اور ان سے برأت و بیزاری پر آمادہ فرماتا ہے اور اس بات کو بیان فرماتا ہے کہ یہ لوگ کسی معاہدے کے مستحق نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں...... اور اس وجہ سے کہ وہ اگر مسلمانوں پر قوت پائیں اور غالب آجائیں تو ان کے ساتھ کسی قرابت اور عہد کا لحاظ نہ کریں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ الإِلّ کا معنی قرابت اور الذِّمَّة کا معنی عہد ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)
یعنی ان کا سب سے بڑا جرم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، دوسرا بڑا جرم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنا اور تیسرا بڑا جرم مسلمانوں سے دشمنی رکھنا ہے۔ قرآن پاک ان تین جرائم کو بہت بھیانک اور سخت جرائم قرار دیتا ہے۔ کاش مسلمان بھی ان جرائم کو بڑا سمجھیں اور ان جرائم کے مرتکب لوگوں سے دوستی نہ رکھیں...... آپ اس زمانے کے کافروں کو دیکھیں کہ انہوں نے "اسلامی جہاد" کو دہشت گردی کا نام دے کر اسے دنیا کا سب سے بڑا جرم قرار دے دیا ہے اور اس کے خلاف جنگ کے لئے کھڑے ہوگئے ہیں۔ کاش مسلمان بھی اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ وفاداری کرتے اور اللہ اور اس کے رسول کے منکروں کو مجرم سمجھتے تو آج دنیا کی صورتحال ہی مختلف ہوتی۔

## مشرکین فاسق کس طرح؟

اس آیت کے آخر میں مشرکین کے بارے میں فرمایا گیا ہے وَأَكْثَرُهُمْ فَٰسِقُونَ کہ ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ ویسے تو ہر مشرک لازماً فاسق یعنی نافرمان ہوتا ہے مگر یہاں فسق یعنی نافرمانی کی ایک خاص قسم مراد ہے اور وہ ہے "عہد شکنی" یعنی معاہدہ کر کے اس کی خلاف ورزی کرنا...... اس لئے فرمایا گیا کہ ان میں سے اکثر فاسق ہیں کیونکہ بعض مشرک ایسے بھی تھے جو معاہدوں کی خلاف ورزی یعنی عہد شکنی نہیں کرتے تھے۔
قرآن پاک کے اس محتاط انداز سے چند اسباق آسانی سے سمجھے جاسکتے ہیں۔

1. جب کسی کی مخالفت کی جائے تو اس میں بھی سچ اور انصاف کا لحاظ رکھا جائے، چنانچہ جو چند گنے چنے مشرک عہد شکنی نہیں کرتے تھے ان کا خیال رکھتے ہوئے فرمایا گیا کہ ان کی اکثریت عہد شکن ہے ان کے تمام افراد نہیں۔
2. عہد شکنی اتنا گندا جرم ہے کہ بعض مشرک بھی اس سے عار کھاتے ہیں۔ پس مسلمانوں کو تو عہد شکنی کی ہوا سے بھی بچنا چاہئے۔
3. اللہ تعالیٰ کی زمین پر بدترین لوگ تو کافر ہیں مگر ان کافروں میں بھی زیادہ فاسق اور بدترین وہ ہیں جو عہد شکنی کرتے ہیں جیسا کہ سورۃ انفال میں بیان ہو چکا ہے۔

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:
وَأَكْثَرُهُمْ فَٰسِقُونَ ناقضون العهد (المدارك)
امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:
اى ناقضون العهد، وكل كافر فاسق ولكنه اراد ههُنا المجاهرين بالقبائح ونقض العهد (القرطبى)
یعنی "فاسقون" سے مراد ہے عہد توڑنے والے۔ ویسے تو ہر کافر فاسق ہے لیکن یہاں وہ مراد ہیں جو کھلم کھلا برے کام کرتے ہیں اور عہد توڑتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فائدہ

صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں:

انسان کے تمام اخلاق اور سب خوبیوں کے غارت کرنے کے لئے ایک شرک کافی ہے جو جہل اور حبِ دنیا اور خود غرضی اور مالک حقیقی کی احسان فراموشی پر مبنی ہے۔ (تفسیر حقانی)

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو کفار و مشرکین کی حقیقت سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہمیں ان کے ظاہری و باطنی شرور سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ

انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالا پھر اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹

بے شک وہ برا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں

## خلاصہ

یہ مشرکین کسی برحق عقیدے، نظریئے یا دین پر نہیں ہیں بلکہ وہ صرف دنیا کے پجاری اور حبِ دنیا کے مریض ہیں، ان سے قتال کرنا اور دوستی ختم کرنا اس لئے ضروری ہے کہ یہ حقیر دنیا کی خاطر اللہ تعالیٰ کی آیات اور احکام کا انکار کرتے ہیں، تھوڑی سی حقیر دنیا کے چھن جانے کا جو وہم انہیں تھا اسکی وجہ سے انہوں نے ایمان قبول نہ کیا کیونکہ جو شخص دنیا ہی کو سامنے رکھے گا وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ پر نہیں چل سکتا، ایسے لوگ خود بھی ایمان قبول نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی ایمان قبول نہیں کرنے دیتے، جن کاموں میں یہ لگے ہوئے ہیں ان کے یہ کام برے ہیں۔ (مستفاد من ابن کثیر و انوار البیان)

## اس میں قتال کی ترغیب ہے

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

يقول تعالىٰ ذمًا للمشركين وحثًا للمؤمنين علىٰ قتالهم اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا

یعنی اللہ تعالیٰ مشرکین کی مذمت کرنے کے لئے اور مسلمانوں کو ان کے خلاف جہاد پر ابھارنے کے لئے فرماتے ہیں اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا (تفسیر ابن کثیر)

دنیا کی محبت میں اتنا مست ہو جانا کہ ایمان پیچھے رہ جائے ایک خطرناک جرم ہے کیونکہ جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے انہیں ظلم، بدعہدی اور بداخلاقی سے روکنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ایسے لوگ دنیا کو بے ایمانی، ظلم اور بے حیائی سے بھر دیتے ہیں جس کا نقشہ آجکل کے حالات میں دیکھا جاسکتا ہے کہ طاقت کے زور پر ظلم اور بے حیائی کو پھیلایا جارہا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## مشرکین کی خرابیوں کا سبب حبِ دنیا ہے

صاحب معارف القرآن لکھتے ہیں:

اس کے بعد نویں آیت میں ان غدار مشرکین کی غداری کی علت اور ان کے مرض کا سبب بیان فرما کر ان کو بھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک ہدایت نامہ دے دیا کہ اگر یہ غور کریں تو اپنی اصلاح کر لیں اور عام مسلمانوں کو بھی متنبہ کر دیا کہ جس سبب سے یہ لوگ غدر وخیانت میں مبتلا ہوئے اس سبب سے پورے طور پر پرہیز کو اپنا شعار بنالیں۔ اور وہ سبب ہے "حُبِّ دنیا" کہ دنیا کے مال ومتاع کی محبت نے ان کو اندھا کر دیا ہے تھوڑے سے پیسوں کے بدلہ میں اللہ کی آیات اور اپنے ایمان کو بیچ ڈالتے ہیں اور ان کا یہ کردار نہایت برا ہے۔ (معارف القرآن)

## آخرت کی ذمہ داری محسوس نہ کرنا جرم ہے

"یعنی انہوں نے احکام الٰہی کی لازوال نعمت کے بجائے حاصل کیا تو کیا کیا؟ اس دنیائے فانی کی تھوڑی سی متاع ناپائیدار؟ یہاں ان کی بدعہدی کی اصلی لم (یعنی وجہ) بتادی کہ آخرت کا اعتقاد تو ان کو ہے نہیں اور آخرت کی کوئی ذمہ داری یہ اپنے دل میں نہیں پاتے۔" (تفسیر ماجدی)

## خواہشات کے پیچھے ایمان کو چھوڑنے والے

"ان نالائقوں نے خواہشات نفسانی کے پیچھے پڑ کر ایمان جیسی محبوب چیز کو چھوڑ دیا ہے بھلا ان سے کیسے دوستی ہو؟" (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

ان تمام عبارتوں کو باریکی سے پڑھیں..... دنیا پرستی کو آج ہمارے معاشرے میں بہت بڑا کمال، ہنر اور فن سمجھا جاتا ہے۔ اسی دنیا کی ظاہری چمک کی خاطر مسلمان اپنے ایمان سے ہاتھ دھو رہے ہیں...... حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کتنا خطرناک اور برا جرم ہے۔ جو لوگ اس دنیا کی خاطر ایمان اور قرآن سے محروم ہیں ایسے لوگ قابل نفرت مجرم ہیں کیونکہ انہوں نے ایک حقیر اور ادنیٰ چیز کے پیچھے ایمان جیسی نعمت کو چھوڑ دیا ہے اور وہ دنیا پرستی کی چمک دکھا کر دوسرے لوگوں کو بھی ایمان سے روکتے ہیں۔ ایسے لوگ بدترین برائی میں مبتلا ہیں حضرت شیخ الاسلامؒ لکھتے ہیں:

یعنی یہ مشرکین وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی تھوڑی سی طمع اور اپنی اغراض واہواء (یعنی خواہشات) کی خاطر خدا کے احکام وآیات کو رد کر دیا۔ اس طرح خود بھی خدا کے رستہ پر نہ چلے اور دوسروں کو بھی چلنے سے روکا جو ایسے بدترین اور نالائق کاموں میں پھنسے ہوں اور خدا سے نہ ڈریں وہ عہد شکنی کے وبال سے کیا ڈریں گے اور اپنے قول واقرار پر کیا قائم رہیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

## طالبِ علم کیلئے آیت کی آسان تفسیر

اِشۡتَرَوۡا استبدلوا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ بالقرآن ثَمَنًا قَلِيۡلًا عرضا يسيرا وهو اتباع الاهواء والشهوات فَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِهٖ فعدلوا عنه وصرفوا غيرهم اِنَّهُمۡ سَآءَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ اى بئس الصنيع صنيعهم. (المدارك)

یعنی اِشۡتَرَوۡا استبدلوا کے معنی میں ہے کہ انہوں نے قرآن پاک کی جگہ ایک گھٹیا چیز یعنی اپنی خواہشات کی پیروی کو اختیار کر لیا ان لوگوں کا یہ عمل بہت ہی برا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## کاش

کاش مسلمان اس آیت پر عمل کرتے ہوئے ان لوگوں کے کام کو برا سمجھیں جو دنیا کی خاطر ایمان اور قرآن سے محروم ہیں۔ پس مسلمان ان کی ظاہری ترقی اور چمک دمک سے ہرگز متاثر نہ ہوں۔

## ایک ایمان کُش دسترخوان

مفسرین میں سے امام مجاہدؒ کا قول یہ ہے کہ ثَمَنًا قَلِيلًا تھوڑی سی قیمت سے مراد وہ دعوت ہے جو مشرکین کو ابوسفیان نے کھلائی تھی اسی کی وجہ سے انہوں نے مسلمانوں سے معاہدے توڑ دیئے۔ امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

یعنی المشرکین فی نقضهم العهود بأکلة اطعمهم ایاها ابوسفیان، قاله مجاهد. (القرطبی)

## آیت میں یہود کی طرف بھی اشارہ ہے

تفسیر حقانی میں ہے:

انہوں نے تھوڑی سی دنیا پر آیات الٰہی کو بیچ ڈالا یعنی فوائد دنیا کو دین پر مقدم رکھا اس میں یہود بنی قریظہ کی طرف بھی اشارہ ہے جو بد عہدی میں شامل تھے۔ (تفسیر حقانی)

غالباً یہ قول امام رازیؒ کی درج ذیل تحقیق سے لیا گیا ہے۔

الثانی، لایبعد ان تکون طائفة من الیهود اعانوا المشرکین علیٰ نقض تلك العهود، فکان المراد من هذه الآیة ذم الیهود. (تفسیر کبیر)

## اچھے اخلاق صرف سچے دین کی پیروی میں

تفسیر الفرقان میں ہے:

وہ (مشرکین) اس فکر میں رہتے ہیں کہ جس طرح بن پڑے ان (مسلمانوں) کو تباہ کر دیں یا انہیں اپنا غلام بنالیں، خود کسی مذہب کے پابند نہیں، اور ان کی زندگی فسق و فجور کا نمونہ ہوتی ہے، اس میں دراصل یہ حقیقت واضح کر دی کہ ان کے عقائد کی بنیاد حق پر نہیں اور انسان کے اندر اخلاق فاضلہ صرف قانون الٰہی کی پابندی سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ جب لامذہبیت ان میں اثر کر گئی ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیاوی فوائد کی خاطر دین کو بیچ ڈالتے ہیں اللہ کی آیات کو پردہ بنا کر بداخلاقی پھیلاتے ہیں اور اس طرح لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ (تفسیر الفرقان)

خود کو سیکولر کہلوانے والے مسلمان بھی "لامذہبیت" کی اس بیماری میں مبتلا ہیں اور ان کے نزدیک بھی دین کے احکامات چھوڑ کر دنیا کے مفادات حاصل کرنا بڑی عقلمندی ہے۔ العیاذ باللہ۔

★★★

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ⑩

یہ لوگ کسی مومن کے حق میں نہ رشتہ داری کا خیال کرتے ہیں اور نہ عہد کا اور یہی لوگ حد سے گزرنے والے ہیں

## خلاصہ

یہ صرف تمہارے ہی نہیں ہر مسلمان کے دشمن ہیں، یعنی صرف یہی نہیں کہ ان لوگوں نے عہد کرنے والے مسلمانوں سے غداری کی اور ان کی قرابت اور عہد و پیمان کو پیچھے ڈال دیا بلکہ ان کا حال یہ ہے کہ کسی مسلمان کے بارے میں نہ قرابت کی رعایت کرنے والے ہیں نہ کسی عہد و پیمان کی ان کو مسلمان نام ہی سے دشمنی ہے، کوئی بھی مسلمان ہو موقع پانے پر اس کو نقصان پہنچانے کے لئے سب تعلقات قرابت اور معاہدے توڑ دیتے ہیں، اس بارے میں ان کی ظلم و زیادتی حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ (مستفاد از تفسیر عثمانی و معارف)

## آیت میں تکرار نہیں ہے

بظاہر سورۃ توبہ کی آیت ⑧ اور آیت ⑩ کا مضمون ایک جیسا ہے مگر اکثر مفسرین کے نزدیک دونوں آیتوں میں تکرار نہیں ہے۔ امام نسفیؒ فرماتے ہیں کہ آیت ⑧ میں تھا کہ وہ تم لوگوں کے ساتھ کسی قرابت وغیرہ کا لحاظ نہیں کرتے اور اس آیت میں ہے کہ کسی بھی مومن کی قرابت وغیرہ کا لحاظ نہیں کرتے پس آیت ⑧ کا مفہوم خاص تھا ان مسلمانوں کے لئے جن سے مشرکین کا معاہدہ تھا اور آیت ⑩ کا مفہوم سب مسلمانوں کے لئے عام ہے کہ یہ کسی مومن کو نہیں بخشتے۔

ولا تكرار، لان الاول على الخصوص حيث قال فيكم والثاني على العموم لانه قال فِيْ مُؤْمِنٍ (المدارك)

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ آیت ⑧ میں تمام مشرکین کا بیان تھا جب کہ اس آیت میں یہودیوں کا بیان ہے کہ یہودی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں کسی چیز کا لحاظ نہیں کرتے۔

قال النحاس: ليس هذا تكريرا ولكن الاول لجميع المشركين والثاني لليهود خاصة (القرطبی)

## دوسرا قول

بعض مفسرین کے نزدیک دونوں آیات کے مضمون میں تکرار ہے اور مقصد اس کا تاکید ہے کہ یہ لوگ اس جرم میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس قدر حد سے بڑھے ہوئے ہیں کہ عام انسانی قدروں کا بھی خیال نہیں رکھتے بلکہ اسلام دشمنی ان کے خون کا حصہ بن چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے یہ عبارت:

لَا یَرْقُبُوْنَ ...... الخ کی تکرار تاکید کے لئے ہے، مواخذہ اخروی اور دینی ذمہ داری سے اتر کر ایک چیز شرافت بھی ہے جس کے جوہر بلا قید ملت ہر قوم میں پائے جاتے ہیں، اور اس کا تقاضہ ہے کہ انسان قرابت اور اپنے قولی اقرار کا پاس بہر حال کرتا ہے، یہ تنگ انسانیت معاندین اسلام اس جوہر سے بھی محروم تھے۔ (تفسیر ماجدی)

## حدود انسانیت سے گذرے ہوئے لوگ

حضرت لاہوری تحریر فرماتے ہیں:

ان کو نہ کسی کے ایمان کی پرواہ ہے نہ رشتہ داری کا لحاظ ہے، نہ عہد کا پاس ہے یہ تو حدود انسانیت سے گذر چکے ہیں۔

(حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت 11

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي

اگر یہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں تو دین میں تمہارے بھائی

الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ⑪

ہیں اور ہم سمجھ داروں کیلئے کھول کھول کر احکام بیان کرتے ہیں

## خلاصہ

قتال فی سبیل اللہ کا مقصد دین کی سربلندی ہے...... اور زمین اور اس پر رہنے والوں کی اصلاح مطلوب ہے۔ اس لئے مشرکین و کفار کی بدعہدیوں اور دوسرے جرائم کے باوجود بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ چنانچہ اب بھی اگر وہ کفر سے توبہ کر کے احکام اسلام (نماز، زکوۃ وغیرہ) کا اہتمام کریں تو نہ صرف یہ کہ وہ آئندہ کے لئے محفوظ و مامون ہوں گے بلکہ اسلامی برادری میں شامل ہو کر ان حقوق کے مستحق ہوں گے جن کے دوسرے مسلمان مستحق ہیں، جو کچھ بدعہدیاں اور شرارتیں پہلے کر چکے ہیں سب معاف کر دی جائیں گی۔ اہل علم کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ان تمام احکامات پر خوب غور و فکر کر کے ان کو سمجھیں اور ان پر عمل کریں۔

## مختصر تفسیر

امام قرطبی تحریر فرماتے ہیں:

فان تابوا ای عن الشرك والتزموا احكام الاسلام فاخوانكم ای فهم اخوانكم في الدين قال ابن عباسؓ: حرمت هذه دماء اهل القبلة وقد تقدم هذا المعنىٰ وقال ابن زيد: افترض الله الصلوٰة والزكوٰة وابى ان يفرق بينهما، وابى ان يقبل الصلوٰة الا بالزكاة. (القرطبي)

یعنی اگر وہ شرک سے توبہ کر لیں اور اسلامی احکام کا پورا اہتمام کریں تو وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس آیت نے اہل قبلہ کے خون (یعنی ناجائز قتل) کو حرام کر دیا۔ یہ مسئلہ پہلے گذر چکا ہے اور ابن زیدؒ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوۃ کو فرض فرمایا اور ان دونوں کے درمیان فرق کرنے سے انکار فرما دیا اور بغیر زکوۃ کے نماز قبول کرنے سے بھی انکار فرما دیا۔ (قرطبی)

## نکتہ

حضرت شاہ صاحبؒ نے فی الدین کے لفظ سے یہ عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ جو فرمایا کہ بھائی ہیں حکم شریعت میں۔ اس سے سمجھ لیں کہ جو شخص قرائن سے معلوم ہو کہ ظاہر میں مسلمان ہے اور دل سے یقین نہیں رکھتا، اس کو ظاہری حکم میں مسلمان گنیں مگر معتمد اور دوست نہ بنائیں۔ (موضح القرآن)

اللہ پاک رحم فرمائے اب تو وہ لوگ جو اسلام کے یہ ظاہری تقاضے بھی پورے نہیں کرتے، نماز اور زکوٰۃ جیسے فرائض کا بھی اہتمام نہیں کرتے وہ مسلمانوں کے حکمران اور رہنما بنے ہوئے ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ وہ امت مسلمہ کے خیر خواہ اور نجات دہندہ ہیں۔ اللھم ارحم امة محمد صلى الله عليه وسلم.

## نکتہ

بعض مفسرین نے اسی آیت سے یہ بلیغ نکتہ سمجھا ہے کہ کفار اور مشرکین جب تک توبہ نہ کرلیں اس وقت تک اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر اعتبار کیا جائے اور ان سے دوستی کی جائے اسی کی طرف آیت کے آخری حصے میں اشارہ ہے کہ ہم ان احکامات کو سمجھدار لوگوں کے لئے کھولتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے یہ عبارت:

اگر وہ (مشرکین و کفار) ابتدائی مدارج کو تسلیم کرلیں تو پھر ہمیں ان سے کوئی پرخاش نہیں، اہل علم اس حقیقت کو یاد رکھیں کہ شرک و بت پرستی کے دلدادہ اور یہودیت و عیسویت کے شیدائی ان کے کبھی دوست نہیں بن سکتے، پس وہ ایک لمحہ کے لئے بھی ان کی دوستی پر اعتماد نہ کریں۔ (تفسیر الفرقان)

صاحب کشاف اور صاحب مدارک نے آیت کے آخری جملے ﴿وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾ کو جملہ معترضہ قرار دیا ہے اور اس کا مطلب اس طرح سے فرمایا ہے:

كانه قيل: وان من تامل تفصيلها فهو العالم تحريضاً على تامل ما فصل من احكام المشركين المعاهدين وعلى المحافظة عليها. (المدارك)

## اسلامی برادری میں داخل ہونے کی تین شرطیں

صاحب معارف القرآن تحریر فرماتے ہیں:

”اس آیت نے واضح کردیا کہ اسلامی برادری میں داخل ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں، اول کفر و شرک سے توبہ دوسرے نماز تیسرے زکوٰۃ۔ کیونکہ ایمان و توبہ تو ایک امر مخفی (چھپی ہوئی چیز) ہے جس کی حقیقت کا عام مسلمانوں کو علم نہیں ہوسکتا اس لئے اس کی دو ظاہری علامتوں کو بیان کردیا گیا یعنی نماز اور زکوٰۃ......

آخر آیت میں معاہدین اور تائبین سے متعلقہ احکام مذکورہ کی پابندی کی تاکید کرنے کے لئے ارشاد فرمایا:

﴿وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾ یعنی ہم سمجھدار لوگوں کے لئے احکام کو خوب تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔“ (معارف القرآن)

★★★

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَۃُ التَّوْبَۃِ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۱۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ

اور اگر وہ عہد کرنے کے بعد اپنی قسمیں توڑ دیں اور تمہارے دین میں عیب نکالیں

فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝۱۲

تو کفر کے سرداروں سے لڑو ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں تاکہ وہ باز آ ئیں

## خلاصہ

اگر یہ لوگ اپنے عہد و پیمان کو توڑ ڈالیں (جس طرح بنو بکر نے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور قریش نے حملہ آوروں کی مدد کی) اور کفر سے باز نہ آئیں بلکہ دین اسلام کے متعلق طعنہ زنی اور گستاخانہ عیب جوئی کرتے رہیں تو سمجھ لو کہ اس طرح کے لوگ "ائمۃ الکفر" (کفر کے سردار اور امام) ہیں کیونکہ ان کی حرکات دیکھ کر اور باتیں سن کر بہت سے کم عقل اور بیوقوف لوگ ان کے پیچھے چل پڑتے ہیں، پس ایسے سرغنوں سے خوب جنگ کرو۔ کیونکہ ان کا کوئی قول وقسم اور عہد و پیمان باقی نہیں رہا ممکن ہے تمہارے ہاتھوں سے کچھ سزا پا کر اپنی شرارت وسرکشی سے باز آ جائیں یا کفر وشرک سے توبہ کر کے مسلمان ہو جائیں۔ (ملخص از عثمانی)

## ربط

مشرکین کے ساتھ قتال کے مبررات بیان ہو رہے تھے یعنی وہ وجوہات جن کی بناء پر مشرکین سے قتال کیا جاتا ہے، درمیان میں اس قتال کی حد بتادی کہ جب تک وہ توبہ نہیں کرتے یہ قتال جاری رہے گا اب قتال کو فوری طور پر لازم کرنے والی دو چیزیں ارشاد فرمائی ہیں ❶ وہ معاہدہ کی خلاف ورزی کریں ❷ دین اسلام کی شان میں گستاخی کریں...... اور مجاہدین کو ایک بڑا ہدف بتادیا کہ کفر کے اماموں اور سرداروں کو نشانہ بناؤ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ کفر وشرک کی طاقت ٹوٹ جائے گی اور وہ بدعہدی اور فتنہ انگیزی کے قابل نہیں رہیں گے یا کفر وشرک سے ہی باز آ جائیں گے۔

کافروں کی طاقت اور شرارت توڑنے کا بہترین طریقہ قتال فی سبیل اللہ ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝ (النساء ۸۴)

حضرت تھانویؒ کے نزدیک آیات کا ربط اس طرح سے ہے کہ آیت ❼ سے لے کر آیت ⓬ تک فتح مکہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے نازل ہوئیں اور ان میں اس بات کی پیشین گوئی ہے کہ یہ مشرکین (جن سے حدیبیہ کے مقام پر معاہدہ ہوا تھا) اپنا معاہدہ توڑ دیں گے...... اس آیت (۱۲) میں بتایا گیا کہ جب وہ معاہدہ توڑ دیں تو ان کے ساتھ قتال ہوگا اور اس کے بعد آیت (۱۳) مشرکین کی طرف سے معاہدہ ٹوٹنے کے بعد نازل ہوئی اور اس میں مسلمانوں کو ان سے قتال کا حکم دیا گیا تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں تفسیر بیان القرآن ۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اس آیت کریمہ میں "ائمۃ الکفر" کفر کے سرداروں سے قتال کا حکم ہے کفر کے سردار کون ہیں اس پر تھوڑا آگے چل کر بات ہوگی پہلے اس آیت کی مختصر تشریح حضرات مفسرین کے اقوال کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:

**تفسیر قرطبیؒ**

امام قرطبیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں درج ذیل قیمتی نکات بیان فرمائے ہیں:

**(۱) استدل بعض العلماء بهذه الآية علىٰ وجوب قتل كل من طعن في الدين. الخ**

بعض علماء کرام نے اس آیت کو اس مسئلے کی دلیل بنایا ہے کہ جو کوئی بھی دین اسلام کی گستاخی کرے وہ واجب القتل ہے اور دین کی گستاخی کے دو مطلب ہیں ❶ دین کی طرف ایسی چیز منسوب کرنا جو اس کی شان کے مطابق نہ ہو ❷ دین اسلام کے کسی بھی حکم کی توہین کرنا...... آگے لکھتے ہیں:

**وقال ابن المنذر: اجمع عامة اهل العلم علىٰ ان من سب النبي صلى الله عليه وسلم عليه القتل**

یعنی ابن منذرؒ فرماتے ہیں: اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو کوئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے وہ واجب القتل ہے۔

**(۲) أَئِمَّةَ الْكُفْرِ** کے بارے میں کئی اقوال ہیں:

**❶ والمراد صناديد قريش...... في قول بعض العلماء**

بعض علماء کے نزدیک اس سے مراد قریش کے بڑے سردار ہیں جیسے ابوجہل، عتبہ، شیبہ۔

امام قرطبی اس قول پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ آیت جس وقت نازل ہوئی اس وقت تو قریش کا سرداری نظام ختم ہو چکا تھا کچھ مسلمان ہو چکے تھے اور کچھ امن مانگتے پھرتے تھے۔

**❷ من اقدم على نكث العهد والطعن في الدين يكون اصلاً وراساً في الكفر۔**

جو کافر بھی مسلمانوں سے کئے ہوئے معاہدے کی خلاف ورزی کرے اور دین کی گستاخی کرے وہ کفر کا سردار ہے۔

❸ جن مشرکین نے بنوخزاعہ کے خلاف بنوبکر کا ساتھ دیا تھا وہ مراد ہیں چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار فرمایا ان ائمۃ الکفر میں سے اب صرف تین باقی رہ گئے ہیں ۔ (القرطبی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## آسان تفسیر

صاحب انوار البیان لکھتے ہیں:

فَقَاتِلُوْهُمْ کی بجائے فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ فرمایا (یعنی ضمیر کی جگہ اسم ظاہر لایا گیا)۔اس سے تمام مشرکین قریش مراد ہیں جو پورے عرب کے مشرکوں کے سرغنے بنے ہوئے تھے نہ ایمان قبول کرتے تھے اور نہ دوسروں کو قبول کرنے دیتے تھے اور قبائل عرب نے انہیں اپنا مستقبل بنا رکھا تھا جو اس انتظار میں تھے کہ یہ لوگ مسلمان ہوں گے تو ہم بھی مسلمان ہوجائیں گے یا ”ائمۃ الکفر“ سے قریش کے سردار مراد ہیں جیسے ابوجہل اور سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل اور ابوسفیان بن حرب وغیرہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی کو اختیار فرمایا۔ وہ فرماتے تھے کہ یہ آیت قریش مکہ کے سرداروں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے نقض عہد بھی کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ سے جلا وطن کرنے کا مشورہ بھی دیا جب وہ دار الندوہ میں جمع ہوئے تھے اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ ان کی قسمیں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ تم ان سے جنگ کرو تا کہ یہ تمہارے دین پر طعن کرنے اور مقابلہ میں جنگ کے لئے کھڑے ہونے سے باز آ جائیں اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کفر سے باز آ جائیں (معالم التنزیل)

قریش مکہ تو عہد توڑ چکے تھے پھر حرف شرط کے ساتھ ان کے عہد توڑنے کو کیوں ذکر فرمایا؟ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ نقض عہد پر قائم رہیں اور ایمان نہ لائیں تو ان سے قتال کرو۔ احقر کے ذہن پر یہ وارد ہوا ہے کہ جملہ شرطیہ لا کر آئندہ آنے والوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور مطلب یہ ہے کہ قریش مکہ تو عہد توڑ چکے ہیں ان کے علاوہ آئندہ بھی کافروں کی جو جماعت نقض عہد کرے اور تمہارے دین میں طعن کرے ان سے جنگ کرنا اور خاص کر کفر کے سرغنوں کو قتل کرنے کا اہتمام کرنا ان لوگوں کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں، ایسے لوگوں سے قتال کرتے رہو گے تو وہ تمہارے دین میں طعن کرنے اور جنگ کرنے کی ہمت سے باز رہیں گے۔ (انوار البیان)

## آیت مبارکہ کے الفاظ کی تشریح

تفسیر ماجدی میں ہے:

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ یعنی یہ عہد شکنی کر کے بجائے ایمان لانے کے کفر پر قائم رہیں۔

وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ ...... طعن کے لغوی معنی نیزہ مارنے کے ہیں طعن کا اطلاق سنجیدہ، علمی، عقلی، اختلاف رائے وعقیدہ پر نہیں ہوتا۔ طعن کہتے ہی ہیں اس بات کو جو دل کو چھید دے، زخمی کر دے۔ طعن فی الدین سے مقصود تحقیق کسی درجہ بھی نہیں ہوتی، بلکہ دین کی توہین اور اہل دین کی دل آزاری ہوتی ہے۔ ایسی زبان درازی اس روشن خیال بیسویں صدی میں بھی ہر قانون میں جرم ہے۔

فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ یہ سرداروں کے قتل کا حکم عوام کے قتل کی نفی نہیں ہے، سرداروں کی تصریح اہتمام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خصوصیت وتاکید کے لئے ہے ان کے قتل سے عوام خود بخود منتشر یا مطیع ومنقاد ہونے لگیں گے۔

ای قاتلوا الکفار (بحر) وخص الائمۃ بالذکر لانھم ھم الذین یحرضون الاتباع علی البقاء علی الکفر (بحر)

تخصیصھم بالذکر لان قتلھم اھم لا لانہ لایقتل غیرھم (روح)

آیت سے ظاہر ہو رہا ہے کہ معاہد جب معاہدہ کی کسی دفعہ کی بھی خلاف ورزی کرے یا دین پر طعن کرے تو وہ ناقض عہد (یعنی معاہدہ توڑنے والا) ہو جائے گا۔

فیہ دلالۃ علیٰ أن اھل العھد متیٰ خالفوا شیئاً مما عوھدوا علیہ وطعنوا فی دیننا فقد نقضوا العھد (الجصاص) (تفسیر ماجدی)

## أئمۃ الکفر یعنی کفر کے سردار کون؟

قرآن پاک کے احکامات قیامت تک کے لئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے اس آیت میں کافروں اور مشرکوں کو ان کی شرارتوں، گستاخیوں اور سازشوں سے باز رکھنے کا یہ نسخہ بیان فرمایا ہے کہ کفر کے اماموں سے لڑو۔ تب یہ لوگ اپنی شرارتوں اور گستاخیوں سے باز آ جائیں گے اور ممکن ہے کفر وشرک سے بھی باز آ کر مسلمان ہو جائیں۔

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

لعلھم ینتھون ای عن کفرھم وباطلھم واذیتھم للمسلمین و ذلک یقتضی ان یکون الغرض من قتالھم دفع ضررھم لینتھوا عن مقاتلتنا ویدخلوا فی دیننا۔ (القرطبی)

یعنی امید ہے کہ وہ باز آ جائیں گے اپنے کفر سے اور باطل سے اور مسلمانوں کو ایذاء پہنچانے سے..... بس اس کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کا کافروں سے قتال کرنے کا مقصد ان کے ضرر کو دور کرنا ہو تاکہ وہ ہمارے خلاف جنگ سے باز رہیں اور ہمارے دین میں داخل ہو جائیں۔

لعلّ کا لفظ قرآن پاک میں امید سے بڑھ کر یقین کے معنی میں آتا ہے..... پس مطلب یہ ہوا کہ اے مسلمانو اگر کافروں کو ان کی شرارتوں، فتنہ انگیزیوں، گستاخیوں سے باز رکھنا چاہتے ہو اور ان میں دین اسلام خوب پھیلانا چاہتے ہو تو پھر کفر کے سرداروں سے لڑو..... تمہارا یہ مقصد حاصل ہو جائے گا۔

یہ قرآن پاک کی بیان فرمودہ عجیب جنگی حکمت عملی ہے۔ دراصل کفر اور شرک کا کوئی ایسا سچا نظریہ تو ہے نہیں کہ لوگ خود اس پر جمے رہیں۔ یہ چند لوگ ہوتے ہیں جو اپنی طاقت اور صلاحیتوں کے زور پر لوگوں کو کفر وشرک پر جمائے رکھتے ہیں..... اور چند دنیاوی مفادات ہوتے ہیں جنکی وجہ سے لوگ کفر وشرک پر اڑے رہتے ہیں۔ اب اگر کفر کے بڑے سرغنوں کو ختم کر دیا جائے تو باقی کافروں کے لئے کفر وشرک پر قائم رہنے میں کوئی خاص کشش نہیں رہتی، پھر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کے قتال کی وجہ سے انہیں اپنے دنیاوی مفادات بھی خطرے میں نظر آتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے جب عقل سے پردے ہٹتے ہیں اور لوگ اچھی طرح سے سوچنے لگتے ہیں۔ تب اسلام کی فطری کشش انہیں اپنی طرف کھینچتی ہے اور وہ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگتے ہیں۔

اَئِمَّةَ الْكُفْرِ سے قتال کے دو معنی بالکل واضح ہیں: ❶ پہلا یہ کہ ان لوگوں کو معلوم کرو جو کافروں کے نظریاتی اور انتظامی سردار ہیں۔ نظریاتی سرغنے وہ جو انہیں کفر و شرک پر قائم رکھتے ہیں، انہیں اسلام کے خلاف بھڑکاتے ہیں، ان کے سامنے اپنے باطل مذہب کی خوبیاں بیان کرتے ہیں اور ان میں کفر و شرک کا تعصب پیدا کرتے ہیں اور انتظامی سرغنے وہ جو کفر و شرک کی طاقت کے لئے اموال فراہم کرتے ہیں، سیاسی اتحاد قائم کرتے ہیں اور لشکروں کو چلاتے اور سنبھالتے ہیں۔

یہ بڑے سرغنے اگر راستے سے ہٹا دیے جائیں تو باقی لوگ بہت تیزی سے امن اور ایمان کی طرف آجاتے ہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں میں اس قرآنی نکتے کو بہت ملحوظ رکھا گیا ہے..... چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بہت کم افراد قتل ہوئے اور بہت زیادہ افراد اسلام میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا کا منظر خود مشاہدہ فرمالیا۔

❷ دوسرا مطلب اس جملے کا یہ ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ جب دشمنوں کی طرف سے بدعہدی اور دین کے خلاف گستاخی اور منفی باتیں سامنے آئیں تو فوراً ان کے خلاف ''زوردار قتالِ عام'' شروع کر دیں اور قتال اتنا طاقتور اور زوردار ہو کہ مسلمان کفر کے سرداروں تک بھی پہنچ جائیں..... ظاہر بات ہے کہ کفر کے سردار اور سرغنے تو بہت پردوں کے پیچھے بیٹھتے ہیں اور ان کی حفاظت کے لئے بڑے بڑے لشکر اور جتھے مامور ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان تک پہنچنا تبھی ممکن ہو گا جب قتال زوردار ہو اور راستے کی رکاوٹیں روند ڈالی جائیں۔ مقصد یہ ہے کہ اس آیت میں سرسری جنگ کی بجائے زوردار اور فیصلہ کن جنگ کا حکم دیا جا رہا ہے۔ ایسی جنگ جو کفر کی جڑوں تک پہنچ جائے اور ان کو بھی کاٹ دے..... ملاحظہ فرمائیے تفسیر الفرقان کی یہ عبارت:

''اگر باوجود جدوجہد کرنے کے پھر بھی یہ لوگ باز نہ آئیں، اپنی بات کی کچھ وقعت نہ کریں، ہر جگہ اسلام پر آوازے کسیں، مسلمانوں کو مورد طعن و تشنیع بنائیں اور اس امر کا اعلان کریں کہ جب تک اسلام کے نام لیوا برپا نہ ہوں گے کرہ ارض امن سے معمور نہ ہو گی، تو ایسے لوگوں کا بہترین علاج یہی ہے کہ ان کے رؤساء و امراء اور صاحبان سیاست کو بالکلیہ نیست و نابود کر دیا جائے، اس لئے کہ قوم کی ترقی کا دارومدار اور فتح و شکست کا انحصار انہی لیڈروں کے وجود پر ہوتا ہے، تمام اعمال قومی کے یہی ذمہ دار ہوتے ہیں، جس وقت یہ قتل کیے گئے تو قوم خود بخود ان ناشائستہ حرکات سے باز آجائے گی اور چاروں طرف امن و سلامتی نظر آنے لگے گی مگر یہ بہترین دل و دماغ نہایت ہی محفوظ ہوتے ہیں اور ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ دشمنوں کی زد میں نہ آجائیں، اس لئے ان فراعنہ وقت کو مارنے کے لئے قتل عام کی ضرورت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوگی کہ سرچشمہ کفر فنا ہو لڑائی کا مقصد بھی دراصل یہی ہوتا ہے کہ مخالف قوت کے اعضاء و ارکان فنا ہو جائیں جو فساد کے اصل بانی ہیں۔ (تفسیر الفرقان)

اب یہاں مزید ایک اور نکتہ سمجھنے کی ضرورت ہے، اسلام کی بنیاد تو الحمدللہ ایک واضح اور فطری عقیدے اور نظریے پر ہے اس لئے اُسے اپنے لوگوں کو مضبوط رکھنے کے لئے کسی کو گالی دینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ مگر کفر و شرک کی تو کوئی بنیاد نہیں ہے اس لئے کافروں کے سرغنے ہمیشہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ اپنے لوگوں کو کس طرح سے اپنے باطل مذہب پر پکا کریں۔ تب انہیں گستاخی، بدزبانی اور طعنہ بازی کا راستہ نظر آتا ہے۔ وہ اسلام کے خلاف بدزبانی کرتے ہیں، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اور مسلمانوں کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اس طرح سے وہ اپنے لوگوں کو باطل مذہب پر پختگی فراہم کرتے ہیں۔ چنانچہ گستاخی، بدزبانی اور طعنہ زنی کے ماہر خطباء شعراء اور مصنفین بھی "ائمۃ الکفر" میں شامل ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے آٹھ افراد کے بارے میں یہ حکم جاری فرمایا کہ اگر وہ کعبۃ اللہ کے پردوں کے ساتھ بھی لٹکے ہوئے ہوں تب بھی ان کو قتل کر دو۔ چنانچہ ابن خطل نامی ایک بدزبان مشرک سرغنے کو اسی حالت میں قتل کیا گیا۔

مسلمانوں کے ممالک میں رہنے والے ذمیوں کی حفاظت مسلمانوں پر لازم ہے اور اسلام میں اس کی بہت سخت تاکید ہے لیکن اگر کوئی ذمی اسلام پر طعنہ زنی یا بدزبانی کرے تو وہ ذمی نہیں رہے گا اور اسے قتل کیا جائے گا۔ امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

**اذا طعن الذمی فی دین الاسلام طعنا ظاهرا جاز قتله لان العهد معقود معه علی ان لا يطعن فاذا طعن فقد نكث عهده وخرج من الذمة. (المدارك)**

حضرت شاہ صاحبؒ بھی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اگر ذمی بات ہو ایک کافر عیب دیتا ہے ہمارے دین کو وہ ذمی نہ رہا" (موضح القرآن)

چونکہ اسلام ایک مکمل اور محفوظ دین ہے اور اس دین ہی میں انسانوں کے لئے کامیابی ہے اور اس دین نے قیامت تک محفوظ رہنا ہے اسی لئے اسلام اس معاملے میں بہت محتاط اور حساس ہے۔ دنیا کے باقی مذاہب اسی چیز کے اہتمام سے محروم رہنے کی وجہ سے لوگوں کے ہاتھ کا کھلونا بن گئے۔ وہاں افراد کی عزت کا تو قانون ہے جبکہ دین کی عزت اور حرمت کا کوئی قانون نہیں۔ چنانچہ ان کے ادیان اور مذاہب محفوظ نہیں رہے اور ہر آئے دن ان میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ اسلام اللہ پاک کا آخری اور سچا دین ہے۔ چنانچہ کسی کو اس بات کا حق نہیں دیا جا سکتا کہ وہ اسلام کی حرمت سے کھیلے۔ مسلمان قرآن پاک کے اس حکم کو سمجھتے ہیں چنانچہ وہ اسلام یا پیغمبر اسلام کے خلاف کسی طرح کی گستاخی برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی جان دے سکتے ہیں مگر اسلام پر کوئی آواز کسے اس بات کو وہ گوارا نہیں کر سکتے۔ اللہ پاک مسلمانوں کے اس جذبے کو مزید مضبوطی عطاء فرمائے۔ بے شک اللہ پاک کے دین اور اللہ پاک کے قوانین کی حفاظت ہی انسانیت کا اصل جوہر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## اہم نکتہ

جو لوگ دین یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی، بدزبانی اور گستاخی کرتے ہیں وہ شیطان کے خاص کارندے ہوتے ہیں ان لوگوں کو اگر نہ مارا جائے اور نفرت کا نشانہ نہ بنایا جائے تو شیطان ان کو اور ہمت دلاتا ہے اور وہ خود کو دانشور اور دینی پیشوا قرار دینے لگتے ہیں اور اپنی خرافات کو مذہب میں شامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ یہودیت، نصرانیت اور دیگر مذاہب میں غور فرمائیں آپ کو بے شمار خرافات اور گستاخیاں مذہب کا حصہ نظر آئیں گی۔ اس لئے اسلام کی حفاظت کے لئے اس طرح کے مردود لوگوں کو "ائمۃ الکفر" قرار دے کر ان کو مارنے کا حکم دیا گیا اور مسلمانوں نے ہر زمانے میں اس حکم پر عمل کرنے کی مکمل جذبے کے ساتھ کوشش کی۔ جس کا فائدہ الحمد للہ ساری دنیا کے سامنے ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ

| |
|---|
| خبردار! تم ایسے لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبر کو جلا وطن |

الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ

| |
|---|
| کرنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے پہلے تم سے عہد شکنی کی کیا تم ان سے ڈرتے ہو اللہ تعالیٰ |

اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

| |
|---|
| زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو |

## خلاصہ

اے مسلمانو! کیا تم ان لوگوں سے قتال نہیں کرتے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکال دینے کا ارادہ کیا اور پھر خود ہی جنگ کی ابتداء کی یعنی بنی خزاعہ کے مقابلہ میں جو تمہارے حلیف تھے بنی بکر کی مدد کی۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو اور قتال نہیں کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو، اس کا حکم مانو اور قتال مت چھوڑو اگر تم مؤمن ہو تو ایمان کے تقاضوں کو پورا کرو جس میں حکم قتال کی تعمیل بھی ہے۔ (انوار البیان ملخص)

## جہاد پر ابھارا جا رہا ہے

امام نسفیؒ آیت مبارکہ کی یہ جامع مختصر تفسیر کرتے ہیں:

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ التی حلفوها فی المعاهدة وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ من مكة وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ بالقتال والبادی اظلم فما يمنعكم من ان تقاتلوهم وبخهم بترك مقاتلتهم وحضهم عليها ثم وصفهم بما يوجب الحض عليها من نكث العهد واخراج الرسول والبدء بالقتال من غير موجب اَتَخْشَوْنَهُمْ توبيخ على الخشية منهم فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ بان تخشوه فقاتلوا اعداءه اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

فاخشوه ای قضية الايمان الكامل ان لا يخشى المومن الا ربه ولا يبالی بمن سواه (المدارك)

اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

❶ اس آیت میں قتال نہ کرنے پر عار دلائی گئی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❷ اس آیت میں قتال کرنے پر ابھارا گیا ہے۔

❸ اس آیت میں وہ تین اسباب بیان فرمائے گئے ہیں جن کی وجہ سے قتال ضروری ہو گیا ہے: (الف) عہد شکنی۔ (ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی دشمنی۔ (ج) بلا وجہ جنگ شروع کرنا۔

❹ کافروں سے ڈر کر ان سے جنگ نہ کرنا قابل مذمت فعل ہے۔

❺ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کے دشمنوں سے قتال کیا جائے۔

❻ ایمان کامل کا تقاضہ یہ ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی پرواہ نہ کرے۔

حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

اسبابِ مخاصمت (جنگ اور دشمنی کے اسباب) میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں، علاوہ اس کے ان کی خباثت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ اپنی قسموں کا کوئی لحاظ نہیں کرتے جب چاہتے ہیں توڑ ڈالتے ہیں۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## اور زیادہ جوش دلایا جا رہا ہے

"اس آیت میں مسلمانوں کو اور زیادہ جوش دلایا جاتا ہے کہ تم ان کفار سے کیوں نہیں جنگ کرتے، جنہوں نے اپنے عہد ناموں کی پرواہ نہ کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مبارکہ سے نکالنے کی کوشش کی۔

ایک جگہ آتا ہے: وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ (۸:۳۰)

سورۃ ممتحنہ میں فرمایا: يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ (۶۰:۱)

ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا: وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا (۱۷:۷۶)

اور یہ بغض و عداوت صرف آپ ہی کی ذات کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ اب بھی ان مخالفین کی سعی و کوشش یہی ہے کہ آپ کے جانشینوں اور نام لیواؤں کو مرکز اسلام سے نکال دیں اور خود اس پر قابض ہو جائیں پھر ابتداء بھی انہی لوگوں کی طرف سے ہوئی ہے صلح نامہ حدیبیہ کو جس طرح بنو بکر نے توڑا اس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ تم ان لوگوں سے کیوں نہیں جنگ کرتے کیا ان سے ڈرتے ہو، تمہیں تو صرف ایک اللہ ہی سے ڈرنا چاہئے اسی کے قانون کی حفاظت اور نشر و اشاعت کا خیال تمہیں ہر وقت دامن گیر رہے۔" (تفسیر الفرقان)

## ایمانی غیرت

"ایمان والوں کو انہیں کے ایمان کی غیرت اور واسطہ دلایا ہے کہ ان مردود کافروں سے ڈرنا ہی کیا، ڈرنے کے قابل تو بس اللہ ہی ہے جو ہر طرح کی قوت و اختیار رکھتا ہے۔ أَتَخْشَوْنَهُمْ کیا تم ان سے اس لئے ڈرتے ہو کہ وہ سامان اور جمعیت زیادہ رکھتے ہیں؟ ڈر ایسے موقع پر ایک حد تک امر طبعی ہے اور اس کا علاج ایمان باللہ کی تثبیت و تقویت ہے۔" (تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان کو مضبوط کرنا طبعی خوف کا علاج ہے اس لئے ان کنتم مومنین فرما کر اس علاج کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

## امام قرطبیؒ کا عجیب جملہ

امام قرطبیؒ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

**ای تخافوا عقابه فی ترك قتالهم، من ان تخافوا ان ينالكم فی قتالهم مكروه.**

یعنی اس سزا سے ڈرو جو جہاد نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے نہ کہ اس تکلیف سے جو جہاد میں تمہیں پہنچ سکتی ہے۔

## تقریر رازیؒ

امام رازیؒ نے اس آیت پر تفصیل سے لکھا ہے ذیل میں ان کے کلام کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں:

ربط: **اعلم انه تعالیٰ لما قال فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ اتبعه بذكر السبب الذی يبعثهم علی مقاتلتهم فقال اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا**

پچھلی آیت میں ائمۃ الکفر سے قتال کا حکم فرمایا اب اس آیت میں وہ اسباب ارشاد فرماتے ہیں جو ائمۃ الکفر کے خلاف قتال پر کھڑا کرنے والے ہیں.....

تین اسباب: **واعلم انه تعالیٰ ذكر ثلاثة اسباب الخ**

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تین ایسے اسباب ذکر فرمائے ہیں جن میں سے اگر ایک بھی ان میں پایا جائے تو ان سے لڑنا لازم ہو جائے چہ جائیکہ تینوں اسباب جمع ہو جائیں:

❶ عہد شکنی...... پس معلوم ہوا کہ معاہدہ توڑنے والے کفار سے لڑنا دوسرے کفار کی بہ نسبت زیادہ افضل ہے تاکہ دوسروں کو تنبیہ ہو جائے۔

❷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالنے کی فکر کرنا...... یہ وہ اہم ترین سبب ہے جس کی وجہ سے قتال لازم ہوتا ہے۔

❸ ان کی طرف سے قتال کا آغاز ہونا......

## جہاد پر ابھارنے کے مزید چار اسباب

ان تین اسباب کے ذکر کے بعد ارشاد فرمایا: اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

اس کلام سے بھی قتال کرنے کے حکم کو مزید چار طرح سے قوت ملی:

❶ اتنے سارے اسباب کو بیان کرنے سے قتال کے حکم کی تاکید ہوئی ❷ جب کسی کو کہا جائے کیا تم اپنے دشمن سے ڈرتے ہو تو وہ اس بات میں عار محسوس کرتا ہے اور غیرت میں آجاتا ہے۔ یہاں بھی فرمایا گیا کیا تم ان کافروں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے ڈرتے ہو؟ ❸ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ سے گویا یہ سمجھایا گیا کہ اگر تم نے کسی سے ڈرنا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے ڈرو کیونکہ اس کی قدرت، بڑائی اور جلال کی کوئی حد نہیں ہے اور کافروں کی طرف سے زیادہ سے زیادہ جو نقصان تمہیں پہنچ سکتا ہے وہ ہے قتل ہونا (اور موت تو ویسے ہی آنی ہے) جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت کا شدید عذاب اور دنیا کی لازمی ذلت تمہیں پہنچے گی (اگر تم نے اس کی نافرمانی کی)۔

❹ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم ایمان والے ہو تو تم پر لازم ہے کہ قتال کے لئے نکلو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم جہاد پر نہیں نکلو گے تو ایمان والے نہیں رہو گے...... پس اس آیت میں ان سات امور کے ذریعہ قتال کے لئے ابھارا گیا۔

## فتح مکہ کی ترغیب ہے

حضرت ابن عباس سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ آیت ''فتح مکہ'' کی ترغیب میں نازل ہوئی ہے مگر حسن بصریؒ نے فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کیونکہ سورۃ براۃ فتح مکہ کے ایک سال بعد نازل ہوئی ہے۔ (ملخص از تفسیر کبیر)

حضرت تھانویؒ کا خیال بھی یہی ہے کہ یہ آیات فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئیں اور ان میں ترغیب ہے فتح مکہ کی۔ مگر اکثر مفسرین حضرات اسی بات کے قائل ہیں کہ یہ آیات فتح مکہ کے بعد نازل ہوئیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۴، ۱۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ

ان سے لڑو تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے اور انہیں ذلیل کرے اور تمہیں

عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ

ان پر غلبہ دے اور مسلمانوں کے دلوں کو ٹھنڈا کرے اور ان کے دلوں سے غصہ دور

قُلُوْبِهِمْ ۭ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾

کرے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے توبہ نصیب کرے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے

### خلاصہ

(اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ تعالیٰ کا حکم مانو اور اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے قتال کا) پس تم ان سے قتال کرو (اللہ تعالیٰ کے اس حکم قتال میں بہت حکمتیں اور فائدے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں)

❶ اللہ تعالیٰ ان کافروں کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے گا۔ پہلے نافرمان قوموں کو عذاب فرشتوں اور دیگر طریقوں سے دیا جاتا تھا اب مجاہدین کو یہ شرف عطا ہوا کہ وہ دست قدرت کے آلہ کار بنا دیئے گئے۔

❷ اور اللہ تعالیٰ ان کافروں کو رسوا فرمائے گا۔ کافروں کی رسوائی سے کفر رسوا ہوگا اور کفر و شرک کی شوکت ٹوٹ جائے گی، ان کی قوت اور شوکت ہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کو فتنے میں ڈالتے ہیں مگر جب وہ خود قید وغلامی کی رسوائی میں ہوں گے تو کفر و شرک کی آواز کمزور پڑے گی اور اسلام کی خوب اشاعت ہوگی۔

❸ اور اللہ پاک مسلمانوں کو ان کافروں پر غلبہ عطاء فرمائے گا۔ یہ غلبہ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہوگا مسلمان جب اس نصرت کو دیکھیں گے تو ان کے دل کا ایمان مضبوط ہوگا اور جب وہ غالب ہوں گے تو زمین پر اسلام یعنی اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ کریں گے، یوں ساری مخلوق کو جہاد کا فائدہ پہنچے گا کیونکہ اسلامی نظام کے غلبے اور نفاذ میں ہر کسی کا فائدہ ہے۔

❹ اور اللہ پاک ایمان والوں کے دلوں کو شفاء دے گا، ان کے دل ٹھنڈے ہوں گے، مسلمان کا دل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے کلمے کی سربلندی کے لئے بے چین اور اسلام کے غلبے کے لئے بے قرار رہتا ہے، اور کفر و شرک کی طاقت، قوت اور غلبہ دیکھ کر مسلمان کا دل پریشان رہتا ہے۔ جہاد کی برکت سے جب اسلام غالب اور کفر مغلوب ہوگا تو ایمان والوں کے دلوں کو سکون اور ٹھنڈک مل جائے گی ویسے بھی جہاد دل کی بہت سی بیماریوں کا علاج ہے مثلاً حب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دنیا، بزدلی، وہن قوت غضبیہ کا غلط استعمال وغیرہ۔

❺ اور اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کے غم اور رنج کو دور فرمادے گا...... یعنی ان کی حسرتیں خوشیوں میں بدل جائیں گی، کفر وشرک کے پجاریوں نے جو ظلم کئے ان کی وجہ سے ایک خاص قسم کی گھٹن مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ کمزوری اور بے بسی کے دنوں میں کافروں کا ہر ظلم اور ان کی ہر بدزبانی ان کے دلوں پر زخم لگاتی ہے۔ جب جہاد کے بعد فتح ملے گی تو دلوں کا یہ سارا غم اور رنج ڈھل جائے گا۔

❻ اور اللہ پاک جہاد کی برکت سے جس پر چاہے گا توبہ کے دروازے کھول دے گا۔ کافر اپنی ذلت اور رسوائی دیکھ کر غور وفکر کریں گے اور مسلمانوں پر اترتی ہوئی نصرت دیکھ کر ان کا ذہن بدلے گا تب ان میں سے بہت سوں کو توبہ کی توفیق مل جائے گی اور خود مسلمانوں کو جہاد کرنے کی وجہ سے توبہ اور گناہوں سے معافی نصیب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ علم والا اور حکمت والا ہے۔ وہی جانتا ہے کہ کس چیز میں بندوں کا فائدہ اور کس چیز میں نقصان ہے اور وہی ہر ایک کی حالت جان کر حکمت کا معاملہ کرتا ہے۔

بظاہر جنگ وقتال میں نقصان نظر آتا ہے مگر علم وحکمت والا رب اس حکم میں طرح طرح کے فائدے ارشاد فرمارہا ہے پس ایمان والوں کو اسی کی بات ماننی چاہئے۔

## مختصر وجامع تفسیر

"اس آیت میں مشروعیت جہاد کی اصلی حکمت پر متنبہ فرمایا ہے قرآن کریم میں اقوام ماضیہ (گذری ہوئی قوموں) کے جو قصے بیان فرمائے ہیں، ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی قوم کفر وشرارت اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب وعداوت میں حد سے بڑھ جاتی تھی تو قدرت کی طرف سے کوئی تباہ کن آسمانی عذاب ان پر نازل کیا جاتا تھا جس سے ان کے سارے مظالم اور کفریات کا دفعۃً خاتمہ ہوجاتا تھا۔

فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنۢبِهِۦ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ ٱلصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ ٱلْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○ (العنکبوت ۴۰)

کوئی شبہ نہیں کہ عذاب کی یہ اقسام بہت سخت، مہلک اور آئندہ نسلوں کے لئے عبرتناک تھیں لیکن ان صورتوں میں معذبین کو دنیا میں رہ کر اپنی ذلت ورسوائی کا نظارہ نہیں کرنا پڑتا تھا اور نہ آئندہ کے لئے توبہ ورجوع کا کوئی امکان باقی رہتا تھا۔ مشروعیت جہاد کی اصلی غرض وغایت یہ ہے کہ مکذبین ومعاندین کو حق تعالیٰ بجائے بلاواسطہ عذاب دینے کے اپنے مخلص ووفادار بندوں کے ہاتھ سے سزا دلوائے، سزا دہی کی اس صورت میں مجرمین کی رسوائی اور مخلصین کی قدر افزائی زیادہ ہے۔ وفادار بندوں کا نصرت وغلبہ علانیہ ظاہر ہوتا ہے۔ ان کے دل یہ دیکھ کر ٹھنڈے ہوتے ہیں کہ جو لوگ کل تک انہیں حقیر وناتواں سمجھ کر ظلم وستم اور استہزاء وتمسخر کا تختۂ مشق بنائے ہوئے تھے، آج خدا کی تائید ورحمت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے انہی کے رحم و کرم یا عدل و انصاف پر چھوڑ دیے گئے ہیں۔ کفر و باطل کی شوکت و نمائش کو دیکھ کر جو اہل حق گھٹتے رہتے تھے یا جو ضعیف و مظلوم مسلمان کفار کے مظالم کا انتقام نہ لے سکنے کی وجہ سے دل ہی دل میں غیظ کھا کر چپ ہو رہتے تھے جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ ان کے قلوب تسکین پاتے ہیں اور آخری بات یہ ہے کہ خود مجرمین کے حق میں بھی سزا دہی کا یہ طریقہ نسبتاً زیادہ نافع ہے، کیونکہ سزا پانے کے بعد بھی رجوع و توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، بہت ممکن ہے کہ حالات سے عبرت حاصل کر کے بہت سے مجرموں کو توبہ نصیب ہو جائے، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا ہی ہوا کہ تھوڑے دنوں میں سارا عرب صدق دل سے دین الٰہی کا حلقہ بگوش بن گیا۔" (تفسیر عثمانی)

## جہادی نکات از امام رازی رحمہ اللہ

امام رازیؒ نے ان دو آیات کی تفسیر میں کئی جہادی نکتے بیان فرمائے ہیں...... امام صاحب کی تقریر کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیے:

### ربط

پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیا أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا اور اس کے ساتھ ایسی سات چیزیں بیان فرمائی جن میں سے ہر ایک اقدام جہاد کو لازم کرنے والی ہے۔ اب اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پھر جہاد کا حکم دہرایا ہے اور اس میں جہاد کے پانچ قسم کے فوائد کو ذکر فرمایا ہے۔

يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيكُمْ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے گا۔ مسلمانوں کے ہاتھوں سے کافروں کو جو تکلیف پہنچتی ہے اللہ پاک نے اسے "عذاب" کا نام دیا۔ یہ عذاب کبھی قتل کی صورت میں ہوتا ہے کبھی قید کی صورت میں اور کبھی مال چھینے کی صورت میں۔ عذاب میں یہ تمام صورتیں داخل ہیں۔

وَيُخْزِهِمْ اور اللہ پاک انہیں رسوا فرمائے گا، یہ رسوائی دنیا میں بھی ہوگی وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ مسلمانوں کو غالب ہونے کی وجہ سے ان پر قوت ملے گی۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ان کی رسوائی اور مسلمانوں کا غلبہ ایک ہی چیز ہے تو آیت میں تکرار ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ ان کو ذلت اور رسوائی مسلمانوں کے ہاتھوں سے مل جائے مگر کسی آفت کی وجہ سے مسلمان غلبہ کا فائدہ نہ اٹھا سکیں تو يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ نے بتا دیا کہ مسلمان اس فتح اور غلبے کا فائدہ اٹھائیں گے۔

وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ قبیلہ خزاعہ کے لوگوں کو بنو بکر اور قریش سے تکلیف پہنچی تھی اللہ پاک نے ان کے دل بنو بکر کی شکست سے ٹھنڈے فرما دیے اور یہ بات واضح ہے کہ اگر کسی کو اپنے دشمن کی طرف سے طویل عرصہ تک اذیت پہنچی ہو پھر اللہ تعالیٰ اس کو بہت عمدہ طریقے سے اپنے دشمن پر غالب کر دے تو اس کو بہت عظیم خوشی نصیب ہوتی ہے اور یہ خوشی اس کے اندر قوت اور عزیمت پیدا کرتی ہے۔

وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ اور ان کے دلوں کے غم کو دور کر دے۔ پس دلوں کی شفاء تو اس فتح اور نصرت کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وعدے سے ہوئی اور دلوں کا غم فتح کے ملنے سے دور ہوا اس لئے دونوں میں تکرار نہیں ہے۔

ان آیات میں جو احوال بیان ہوئے ہیں وہ سب فتح مکہ کے ذریعہ مسلمانوں کو نصیب ہوئے اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ یہ آیات فتح مکہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔ (تفسیر کبیر ملخص)

امام رازیؒ نے وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ کے بھی دو معنی بیان فرمائے ہیں ایک معنی یہ بیان فرمایا ہے کہ جہاد کے ذریعہ خود مسلمان مجاہد کو توبہ کا اعلیٰ مقام نصیب ہوتا ہے۔ پھر جہاد کے ذریعہ مجاہد کو توبہ نصیب ہونے کی پانچ بہت دلچسپ وجوہات بیان فرمائی ہیں، طلبہ علم تفسیر کبیر میں ملاحظہ فرمالیں۔ جبکہ اکثر مفسرین کے نزدیک توبہ سے مراد کفار ومشرکین کی توبہ ہے امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

**والذین تاب علیهم مثل ابی سفیان وعکرمة بن ابی جهل وسهیل بن ابی عمرو فانهم اسلموا...... (القرطبی)**

یعنی ان تین حضرات کو اللہ پاک نے توبہ کی توفیق مرحمت فرمائی اور وہ مسلمان ہوگئے۔

## یہ خوشخبری قیامت تک کے لئے ہے

علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں ایک سوال اور پھر اس کا جواب ذکر کیا ہے ملاحظہ فرمایئے صاحب انوار البیان کے قلم سے......

## فائدہ

یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ مکہ تو ۸ھ میں فتح ہو چکا تھا اور سورۃ براءۃ ۹ھ میں نازل ہوئی پھر ان آیات میں کون سے جہاد کی ترغیب دی گئی ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے صاحب روح المعانی ص ۶۲ ج ۱۰ پر لکھتے ہیں کہ سورۃ براءۃ کی ابتدائی آیات فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی تھیں اور یہ آیات اس سے پہلے نازل ہو چکی تھیں (یعنی فتح مکہ سے بھی پہلے) الی آخرہ اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد اور نصرت کی خوشخبری دی ہے اور یہ بتایا ہے کہ اہل کفر سے جو تمہیں تکلیف پہنچے گی اور ان کی شرارتوں کی وجہ سے جو تمہارے دل میں غیظ وغضب ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو دور کردے گا اور تمہاری مدد فرمائے گا اور کافروں کو ذلیل کرے گا اور تمہارے دلوں کو کافروں کی ذلت دکھا کر شفاء عطا فرمائے گا۔ جس طرح اہل مکہ میں قتال کے لئے بعض چیزیں جمع ہوگئی تھیں کہ انہوں نے اپنا عہد توڑا اور تمہارے دین میں طعن کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جلاوطن کرنے کا مشورہ کیا اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کی پہل کی اس طرح کی بہت سی باتیں آئندہ بھی کافروں کی طرف سے پیش آسکتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تمہارے درمیان نہ ہوں گے کیونکہ وہ دنیا سے تشریف لے جا چکے ہوں گے اور ان کے بعد کوئی نبی اور رسول بھی نہیں لیکن اس طرح کے واقعات پیش آسکتے ہیں اگر ایسا ہو تو ان سے لڑ دنا کہ کافر ذلیل وخوار ہوں اور تمہارے دل ٹھنڈے ہوں۔ خطاب کا رخ حضرات صحابہؓ کو ہے لیکن عموم خطاب میں سب مسلمان داخل ہیں۔ (تفسیر انوار البیان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## نکتہ

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

ولما وبخهم الله علىٰ ترك القتال جرد لهم الامر به بقوله قَاتِلُوْهُمْ ووعدهم النصر ليثبت قلوبهم ويصحح نياتهم بقوله يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ

پچھلی آیات میں قتال نہ کرنے پر عار دلائی تھی تو اس آیت میں جہاد کا صاف اور واضح حکم دیا اور فرمایا قَاتِلُوْهُمْ اور مسلمانوں کے ساتھ اپنی نصرت کا وعدہ فرمایا تاکہ ان کے دلوں کو مضبوط کر دے اور ان کی نیتوں کو خالص کر دے چنانچہ فرمایا: يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ (المدارک)

## تفسیر لاہوریؒ

انہیں قتل کرو اللہ تعالیٰ انہیں تمہارے ہاتھوں سے سزا دینا چاہتا ہے تاکہ تمہارے سینے ٹھنڈے ہوں جس طرح انہوں نے تمہیں ایذا دی تھی تم بھی بدلہ لے لو، اللہ تعالیٰ مومنوں کے دل کا غصہ نکلوائے گا ہاں ان کافروں میں سے جس کو چاہے گا ایمان دے دے گا۔ چنانچہ ابو سفیانؓ اور عکرمہ بن ابی جہل کو اسلام نصیب ہوا۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## نکتہ

ان آیات میں جو احوال و کیفیات اور فوائد بیان ہوئے ہیں وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تو پورے ہوئے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے برحق ہونے کی ایک دلیل ہے اسی لئے مفسرین کرام نے ان آیات کو ''معجزات'' پر مشتمل آیات قرار دیا ہے...... اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب بھی مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم قتال پر ٹھیک طرح سے عمل کیا اللہ پاک نے یہ سارے فوائد ان کو بھی عطاء فرمائے۔ بے شک قتال فی سبیل اللہ اپنے تمام تر فوائد کے ساتھ قیامت تک جاری رہے گا۔

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

وقد انجز الله تعالىٰ جميع ما وعدهم به على اجمل مايكون فالآية من المعجزات لما فيها من الاخبار بالغيب ووقع ما اخبر عنه (روح المعاني)

صاحب کشافؒ لکھتے ہیں:

وقد حصل الله لهم هذه المواعيد كلها فكان ذلك دليلاً علىٰ صدق رسول الله صلى الله عليه وسلم وصحة نبوّته (كشاف)

## مظلوموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی مدد

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

وكانت خزاعة حلفاء النبي صلى الله عليه وسلم فانشد رجل من بني بكر الخ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خزاعہ قبیلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیف تھا، قبیلہ بنو بکر کے ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی میں اشعار پڑھے، خزاعہ قبیلے کے کسی فرد نے اسے کہا اگر تو نے دوبارہ یہ حرکت کی تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گا اس نے دوبارہ وہی اشعار کہے تو اس خزاعی نے اس کا منہ توڑ دیا اس پر دونوں قبیلوں میں قتال بھڑک اٹھا اور خزاعہ کے بہت سے افراد قتل کر دیے گئے، عمرو بن سالم بنو خزاعہ کے ایک وفد کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو پوری بات بتائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ واقعہ سنا تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا مجھ پر پانی ڈالو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم غسل بھی کر رہے تھے اور یہ بھی فرما رہے تھے کہ اگر میں نے بنو خزاعہ کی مدد نہ کی تو اللہ تعالیٰ میری مدد نہ کرے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی تیاری اور مکہ کی طرف خروج کا حکم دیا تو مکہ فتح ہو گیا۔ (القرطبی)

اس طرح آیت کریمہ میں وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ سے مراد خزاعہ کے مظلوم مسلمان ہیں۔ اس قبیلے کے کئی افراد مسلمان تھے۔ تحقیق کے لئے ملاحظہ فرمایئے تفسیر البحر المحیط۔

صاحب کشاف اور علامہ آلوسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل فرمایا ہے:

انهم بطون من اليمن والسبإ قدموا مكة واسلموا فلقوا من اهلها اذىً كثيرا فبعثوا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يشكون اليه فقال عليه الصلوٰة والسلام "ابشروا فان الفرج قريب"

یہ یمن اور سباء کے قبائل کے کچھ حضرات تھے جو مکہ آئے تھے انہوں نے اسلام قبول کیا تھا چنانچہ انہیں مکہ والوں کی طرف سے بہت تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے دکھ کی شکایت بھیجی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمہیں خوشخبری ہو اچھے حالات بہت قریب ہیں۔" (روح المعانی)

جن مومنین کے دلوں کو شفا ملی وہ خزاعہ بھی ہیں اور یمن اور سباء کے یہ مظلوم حضرات بھی اس کے اولین مصداق ہیں مگر آیت کا مفہوم اور مصداق قیامت تک کے لئے عام ہے۔ امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

وهذا عام فى المومنين كلهم (ابن كثير)

یہ سب مسلمانوں کے لئے عام ہے کہ جہاد کی بدولت ان کے دل کو ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے۔

## مظلوموں کو مسرت کا حاصل ہونا ان کو کام پر کھڑا کرنے کے لئے ضروری ہے

تفسیر الفرقان میں ہے:

"تم جنگ کے لئے آگے بڑھو تو حسب ذیل فوائد حاصل ہوں گے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک انبیاء علیہم السلام کے متبعین کی تعداد کم تھی اس لئے اس وقت تک امتوں کو عذاب دینے کا قانون یہ تھا کہ آفات ارضی وسماوی سے ان کو ہلاک کر دیا جاتا، مگر جب ایمانداروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا تو پھر خود ان کے ہاتھوں مخالفین کو ذلیل کیا جانے لگا اب خود مسلمان ہی اللہ تعالیٰ کا (مجازاً) دست عمل بن کر حق و صدق کی نشر واشاعت کریں گے۔ اور اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم کے مطابق ذلیل ہوں گے۔ جب ان لوگوں (یعنی مشرکوں، کافروں) کا قتل ضروری قرار پا گیا ہے تو بہتر ہے کہ یہ کام مسلمانوں کے ہاتھ سے سرانجام پائے، کیونکہ انہیں بے انتہا مظالم کا شکار ہونا پڑتا ہے، انسان کا فطری تقاضا ہے کہ مظلوم ہونے کے بعد جب تک ظالم سے انتقام نہ لے چکے اس کو سرور حاصل نہیں ہوتا، اس کی ہمت پست ہو جاتی ہے اس کے قوائے عملیہ بیکار ہو جاتے ہیں، اس لئے اب اگر مسلمان اپنے ہاتھ سے کفار کو قتل کریں گے تو ان کی طبیعت میں مسرت پیدا ہوگی اور آمادۂ کار ہو جائیں گے (یعنی کام پر کمر بستہ ہو جائیں گے) وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ اور قانون عدل کے مطابق اس سرور کا بدلہ ہوگا جو ابتداء میں ظالموں کو حاصل ہوا تھا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کفار میں سے قابل اصلاح افراد یقیناً حق کے تابع بن کر اللہ کی رحمت و مغفرت کے مستحق قرار پائیں گے۔" (تفسیر الفرقان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ التوبۃ مدنیۃ آیت ۱۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے ایسے لوگوں کو جدا ہی نہیں کیا جنہوں نے تم میں سے

وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ

جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومنوں کے سوا کسی کو ولی دوست نہیں بنایا

وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ ۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں سے باخبر ہے

### خلاصہ

مشروعیت جہاد فی سبیل اللہ کی ایک اور حکمت یہ ہے کہ ایمان اور بندگی کے زبانی دعوے کرنے والے تو بہت ہیں، لیکن جب تک امتحان کی کسوٹی پر پرکھا نہ جائے تو کھرا کھوٹا ظاہر نہیں ہوتا۔ جہاد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ کتنے مسلمان ہیں جو اس کی راہ میں جان و مال قربان کرنے کو تیار ہیں اور اللہ، رسول اور مسلمان کے سوا کسی کو اپنا رازدار یا خصوصی دوست بنانا نہیں چاہتے، خواہ وہ ان کا کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو، یہ معیار ہے جس پر مومنین کا ایمان پرکھا جاتا ہے، جب تک عملی جہاد نہ ہو صرف زبانی جمع خرچ سے کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب کاموں کی پوری خبر ہے پس اگر جہاد میں چستی کرو گے یا سستی کرو گے اسی کے موافق جزا دے گا۔ (ملخص از عثمانی و بیان القرآن)

### جہاد کے ذریعے حقیقی اور سچے مسلمان ممتاز ہو جاتے ہیں

صاحب انوار البیان لکھتے ہیں:

''اس کے بعد جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا (الآیۃ) کیا تمہارا خیال ہے کہ تم یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے اور تمہارا امتحان نہ ہوگا؟ ایسا خیال نہ کرو امتحان ضرور ہوگا اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جان لے گا جنہوں نے جہاد کیا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین سے سچی محبت کرنے والے عملی طور پر ان لوگوں سے علیحدہ ہو کر ممتاز ہو جائیں گے جنہوں نے جہاد سے جان چھڑائی اور جنہوں نے کافروں اور مشرکوں کو رازدار بنایا۔

یہ امتحان والا مضمون دیگر آیات میں بھی ہے، سورۃ آل عمران میں ہے:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ (اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حالت پر رکھنا نہیں چاہتا جس پر تم اب ہو جب تک کہ پاک کو ناپاک سے تمیز نہ فرما دے)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور سورۃ عنکبوت میں فرمایا ہے:

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ (کیا لوگوں نے گمان کیا ہے کہ صرف یوں کہنے سے چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی جانچ نہ کی جائے گی)۔(انوار البیان)

## جہاد مومن اور منافق میں امتیاز کرتا ہے

امام رازیؒ حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں:

قال: ولما فرض القتال تبين المنافق من غيره وتميز من يوالي المومنين ممن يعاديهم

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے قتال فی سبیل اللہ کو فرض کیا تو منافق اور غیر منافق واضح ہوگئے اور مسلمانوں سے دوستی کرنے والے اور ان سے دشمنی کرنے والے بھی الگ الگ ہوگئے۔(تفسیر کبیر)

## نکتہ

پوری دنیا میں جہاں بھی جہاد ہوتا ہے وہاں آپ یہ منظر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ کچھ مسلمان کفار کے خلاف جہاد کرتے ہیں جبکہ کچھ مسلمان کہلانے والے لوگ کافروں کے دوست، معاون اور ہم راز بن جاتے ہیں۔ جہاد شروع ہونے سے پہلے یہ سب طبقے خود کو مسلمان کہتے تھے مگر جیسے ہی جہاد شروع ہوتا ہے چھانٹی شروع ہو جاتی ہے اور منافق بھاگ کر کافروں کے سائے میں پناہ ڈھونڈتے ہیں اور ان کو اپنی دوستی کا یقین دلاتے ہیں اور ان کے اتحادی بن جاتے ہیں یوں جہاد کی برکت سے مومن اور منافق الگ الگ ہو جاتے ہیں۔(واللہ اعلم بالصواب)

## دو طرح کے امتحانات

امام رازیؒ کی رائے یہ ہے کہ آیت میں دو طرح کے امتحانات کا تذکرہ ہے پہلا امتحان یہ ہوتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والوں میں سے کون جہاد کرتا ہے اور کون نہیں کرتا۔ پھر جہاد کرنے والوں کا امتحان ہوتا ہے کہ ان میں کون اخلاص کے ساتھ جہاد کرتا ہے اور کون اپنی ذاتی اغراض کے لئے جہاد کے دوران کافروں سے یاریاں اور دوستیاں باندھتا ہے۔ پس جو اخلاص کے ساتھ جہاد کرتا ہے وہ مومن اور جو ذاتی اغراض کے لئے لڑتا ہے اور کافروں سے یاریاں بناتا ہے وہ منافق۔

امام صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

والمقصود من ذكرهذاالشرط ان المجاهد قد يجاهد ولايكون مخلصا بل يكون منافقا، باطنه خلاف ظاهره، وهو الذي يتخذ الوليجة من دون الله ورسوله والمومنين، فبين تعالىٰ انه لايتركهم الا اذا اتوا بالجهاد مع الاخلاص خاليا عن النفاق والرياء والتودد الى الكفار وابطال ما يخالف طريقة الدين. (تفسير كبير)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## اگر مسلمان ہو تو جہاد نہ چھوڑو

صاحب تفسیر الفرقان اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”تمام دنیا مسلمانوں کی دشمن ہے، ہر ایک اجنبی حکومت ان کو فنا کرنے کی فکر میں ہے اور کوئی غیر مسلم سلطنت ان کی طرف دست اعانت دراز کرتی ہے تو وہ مکر وفریب اور دجل وشیطنت کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا، اس لئے ضروری ہے کہ ان دشمنوں سے بچنے کے لئے مسلمانوں کو آمادۂ جہاد کیا جائے اور وہ اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ ان کی زندگی کا راز سربستہ جہاد فی سبیل اللہ میں پنہاں ہے اگر وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اسے ترک کر دیں گے تو چاروں طرف سے دشمن ان پر حملہ آور ہوں گے اور انہیں تباہ کر دیں گے، اس لئے فرمایا کہ جب تک تم میں سے مجاہدین کو ممتاز نہ کیا جائے گا تمہیں خاموش بیٹھنے نہ دیا جائے گا۔

ایک جگہ فرمایا: أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ (۲:۲۹) ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا: أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا (۲:۲۱۴) ایک جگہ اس طرح آتا ہے: مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ (۳:۱۷۹) اور اس جہاد سے مقصود قتل وخونریزی نہیں، بلکہ غرض یہ ہے:

(الف) اس نبی کی تعلیم سے تمہارے اخلاق کس درجہ مہذب وشائستہ ہوئے اور ہر ایک مسلمان نے فرداً فرداً آپ کی ذات اقدس سے کس قدر فائدہ اٹھایا، اس کو واضح کر دیا جائے۔

(ب) اس وقت اور آئندہ زمانہ کے لوگوں کو دکھا دیا جائے کہ اس امت میں اور گذشتہ امتوں میں اتباع انبیاء کے اعتبار سے کتنا فرق ہے، بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر کو یہ جواب دیا تھا:

فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ

(ج) آئندہ چل کر تمہیں حکومت دی جائے گی، پس جب تک نبی کی نگرانی میں اس اہم ترین خدمت کے لئے تیار نہ ہو، کام نہیں چل سکے گا۔ گویا مسلمان ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا، تمہیں معلوم ہے جس وقت نبوت کے تیرہویں سال مدینہ کے ۷۳ مرد اور دو عورتیں اس لئے مکہ مکرمہ حاضر ہوئیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے شہر میں آنے کی دعوت دیں تو حضرت عباس نے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے کیا کہا تھا؟ انہوں نے کہا تھا: لوگو! تم جانتے ہو کہ قریش ان کے جانی دشمن ہیں اگر تم ان سے عہد کرتے ہو تو یہ سمجھ لینا کہ یہ ایک نازک اور مشکل کام ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عہد باندھنا سرخ وسیاہ لڑائیوں کو مول لینا ہے۔ ؏

لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

(تفسیر الفرقان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## آیت میں جنگوں کی طرف اشارہ ہے

اس آیت کی تفسیر میں حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

''کفار کی سرکوبی اور تباہی تمہارے ہاتھوں سے ہوگی، تمہیں میدان جنگ میں اترنا پڑے گا اور اس میں کھرے اور کھوٹے کی تمیز بھی ہو جائے گی''۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## دین کی خاطر اپنے عزیزوں قریبوں سے قتال کرنا

یعنی اصل امتحان کا موقع تو اب آیا ہے، جب اپنے عزیزوں قریبوں سے قتال کرنا ہوگا اور اللہ اور اسلام کی خاطر اپنے ہر تعلق، ہر محبت کو قربان کرنا پڑے گا۔ (تفسیر ماجدی)

## ولیجہ؟ غیروں سے یاری

ولیجہ کا لفظ ولوج سے ہے جس کا معنیٰ ہے دخول۔ امام قرطبی لکھتے ہیں: وقال ابو عبیدۃ: کل شیء ادخلته فی شیء لیس منه فهو ولیجة...... یعنی ہر وہ چیز جسے تم غیر چیز میں داخل کرو تو یہ ''ولیجہ'' ہے۔

والرجل یکون فی القوم ولیس منهم ولیجة

ایک آدمی کسی قوم میں شامل ہو جائے حالانکہ وہ ان میں سے نہ ہو تو یہ ولیجہ کہلاتا ہے۔

پس اے مسلمانو! ہر کافر و مشرک تمہارے غیر ہیں تم ان میں خود کو شامل نہ کرو اور نہ ان کو اپنا رازدار بناؤ۔

امام قرطبی فرماتے ہیں: ولیجہ کا ایک معنیٰ بطانہ بھی ہے یعنی اتحادی اور خاص دوست۔ (بطانہ کے لفظ کی تحقیق سورۃ آل عمران میں گذر چکی ہے)

وقیل: ولیجة بطانة: والمعنیٰ واحد نظیره

لاتتخذوا بطانة من دونکم (آل عمران ۱۱۸) وقال الفراء ولیجة بطانة من المشرکین یتخذونهم ویفشون الیهم اسرارهم ویعلمونهم امورهم۔ (القرطبی)

امام قرطبیؒ آیت کا ترجمان الفاظ میں فرماتے ہیں:

''ام حسبتم ان تترکوا من غیر أن تبتلوا بما یظهر به المومن والمنافق (قرطبی)

کیا تم نے گمان کر لیا کہ تم چھوڑ دیے جاؤ گے بغیر اس کے کہ تم کو اس چیز کے ذریعہ آزمایا جائے گا جس سے مومن اور منافق ظاہر ہو جاتے ہیں۔ (القرطبی)

معارف القرآن میں ہے:

اس آیت میں مخلص مسلمان کی دو علامتیں بتادی گئیں، اول یہ کہ اللہ کے واسطے کفار سے جہاد کریں، دوسرے یہ کہ کسی غیر مسلم کو اپنا رازدار دوست نہ بنائیں...... آیت مذکورہ میں جو لفظ ولیجہ آیا ہے اس کے معنی دخیل اور بھیدی کے ہیں اور ایک دوسری آیت میں اس معنی کے لئے لفظ ''بطانہ'' استعمال کیا ہے...... مراد اس سے ایسا آدمی جو اندر کے رازوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے واقف ہو (معارف القرآن)

تفسیر مظہری میں ہے:

ولیجہ کا معنی ہے اندرونی دوست رازدار (تفسیر مظہری)

## آئندہ مجاہدین کے ہمیشہ موجود رہنے کا اشارہ

علامہ ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں:

وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ میں اس طرف اشارہ ہے کہ امت محمدیہ میں مخلص مجاہدین کے پائے جانے کی امید رکھنا چاہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایک گروہ مسلسل ایسا ہوتا رہے گا جو اللہ کے احکام کو قائم کرے گا کوئی انکی مدد نہ کرے اور کوئی مخالفت کرے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا (یعنی اللہ ان کا مددگار اور حامی ہوگا کسی کی مخالفت ان پر اثر انداز نہ ہوگی) وہ اسی حالت پر قائم رہیں گے کہ اللہ کا حکم آجائے گا (قیامت برپا ہو جائے گی) یہ حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے صحیحین میں منقول ہے (تفسیر مظہری)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ١٧

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى

مشرکوں کا کام نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مسجدیں آباد کریں جبکہ وہ اپنے آپ پر

اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِي النَّارِ هُمْ

کفر کی گواہی دے رہے ہوں ان لوگوں کے سب اعمال بے کار ہیں اور وہ ہمیشہ آگ

خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾

میں رہیں گے

## خلاصہ

مشرکین مکہ کا مسجد حرام کی خدمت کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتا جبکہ وہ مشرک اپنے شرک پر کھلم کھلا قائم ہیں۔ یہ اپنے شرکیہ عقائد اور اعمال کی وجہ سے اس قابل ہرگز نہیں کہ مسجد حرام کا انتظام سنبھالیں اور وہاں عبادت کریں اگر کرنا بھی چاہیں تو انہیں اس سے روکا جائے گا۔ ان کے سب اچھے اعمال بےکار ہیں اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

اس لئے:

ان کے ساتھ براءۃ کا اعلان بالکل حق ہے اور یہ اعلان بھی برحق ہے کہ اگلے سال کوئی مشرک حج نہیں کرے گا۔

اور ان کے ساتھ قتال بھی حق ہے مسجد حرام کی خدمت کی وجہ سے ان کو چھوڑا نہیں جا سکتا بلکہ مسجد حرام کو ان کے وجود سے پاک کرنا ضروری ہے۔

## آیت کا پہلا موضوع

❶ حضرت لاہوری لکھتے ہیں:

مشرکین اگر بعض اعمال صالحہ کے پابند ہوں تو ان کے خلاف جہاد ترک نہیں جائے گا لہذا قریش مکہ کے خلاف جہاد اس وجہ سے ترک نہیں کیا جا سکتا کہ وہ مسجد حرام کے مجاور ہیں (حاشیہ حضرت لاہوری)

تفسیر الفرقان میں بھی یہی موضوع اختیار کرتے ہوئے لکھا ہے:

جب چاروں طرف سے دشمن مسلمانوں کو گھیرے ہوئے ہیں تو ضروری ہے کہ ہر ایک فرزند اسلام جہاد کیلئے ہر وقت آمادہ رہے اس موقع پر بعض کمزور طبیعتیں مختلف قسم کے حیلے بہانے کرکے اس فکر میں رہتی ہیں کہ ان کو جہاد کی

شرکت سے مستثنیٰ کر دیا جائے، آگے چل کر بتایا جائے گا جنگ کیلئے تیاری نہ کرنا اور ایسے اسباب فراہم کرنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جن کی بناء پر جنگ میں شریک نہ ہو سکیں، نفاق ہے بس آج ہر مسلمان اپنے حالات کا اندازہ لگا کر خود ہی اس امر کا فیصلہ کرلے کہ وہ کہاں تک نفاق میں مبتلا ہے، آئندہ آیات میں ان عذروں اور رکاوٹوں کو بیان کیا جاتا ہے جو جنگ شروع ہونے کے وقت عام طور پر پیدا کی جاتی ہیں، ہر ایک عذر لنگ کی حقیقت مستورہ کو بے نقاب کر کے بتایا جائے گا کہ یہ سب باتیں غلط اور مہمل ہیں اور ہر ایک مسلمان کو جہاد کی تیاری کرنی پڑے گی۔ (تفسیر الفرقان)

## آیت کا دوسرا موضوع

امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں بیان فرمایا ہے جس کا خلاصہ صاحب تفسیر حقانی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

❷ مکہ کے بت پرست قدیم سے خانہ کعبہ کی تعمیر کرتے تھے اور ایام حج میں لوگوں کو پانی بھی پلایا کرتے تھے اسلام کے مقابلے میں وہ اپنی نیکیوں پر فخر کرتے تھے کہ ہم مجاور بیت اللہ اور اس کے خادم ہیں ہم سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک کس کا رتبہ ہے؟ پھر اس پر بھی (یعنی اس کے باوجود بھی) محمد (ﷺ) ہم سے لڑنے اور معاہدے ختم کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ چنانچہ یہود نے بھی اس بارہ میں انکی تصدیق کرکے یہی کہا کہ تم ہی اللہ کے نزدیک بڑے درجے رکھتے ہو اس کے جواب میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ (حقانی بتغییر)

امام قرطبیؒ نے بھی آیت کے اس موضوع کی تصدیق ان الفاظ میں فرمائی ہے:

أراد ليس لهم الحج بعد ما نودي فيهم بالمنع عن المسجد الحرام وكانت امور البيت كالسدانة والسقاية والرّمادة إلى المشركين فبين انهم ليسوا أهلا لذلك بل أهله المؤمنون

یعنی بیت اللہ کے معاملات مشرکین کے پاس تھے اور اعلان کیا جا رہا تھا کہ اب ان کا مسجد حرام میں داخلہ بند ہے تو اسکی وجہ بیان فرمائی کہ مشرکین مسجد حرام کی خدمت کے اہل نہیں ہیں اس کے اہل تو ایمان والے ہیں۔

## آیت کا تیسرا موضوع

جو اکثر مفسرین (قرطبی، کبیر، روح، موضح القرآن) نے بیان فرمایا ہے درج ذیل ہے:

❸ إن العباس لما أسر و عير بالكفر وقطعية الرحم قال تذكرون مساوئنا ولا تذكرون محاسننا فقال علىّ ألكم محاسن؟ قال نعم إنا لنعمر المسجد الحرام ونحجب الكعبة ونسقى الحاج ونفك العانى فنزلت هذه الآية رداً عليه فيجب إذا على المسلمين تولى احكام المساجد ومنع المشركين من دخولها. (قرطبى)

اسی کو صاحب انوار البیان تفسیر معالم التنزیل کے حوالے سے یوں بیان کرتے ہیں:

معالم التنزیل ص ۲۷۳ ج ۲ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب غزوہ بدر کے موقع پر عباسؓ کو قید کر لیا گیا تو مسلمانوں نے عباسؓ کو عار دلائی کہ تم کفر اختیار کیے ہوئے ہو اور تمہارے اندر قطع رحمی بھی ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(کیوں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین نے مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا) اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سخت باتیں کہہ دیں تو اس کے جواب میں عباسؓ نے کہا آپ لوگ ہماری برائیاں تو ذکر کرتے ہیں کیا بات ہے ہماری خوبیاں ذکر نہیں کرتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس خوبیاں بھی ہیں؟ عباس نے کہا کہ ہاں! ہم مسجد حرام آباد کرتے ہیں اور کعبہ کی دربانی کرتے ہیں اور حجاج کو پانی پلاتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ (آخر تک) نازل فرمائی۔ اور یہ بتایا کہ مشرکوں کا یہ کام نہیں کہ مسجدوں کو آباد کریں مشرک ہوتے ہوئے مسجد کی آبادکاری کا کوئی معنٰی نہیں کعبہ شریف تو شرک کے دشمن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا۔ کعبہ اور کعبہ کی مسجد کی بنیاد توحید پر ہے، جو لوگ اپنے اقرار و اعمال سے یہ گواہی دے رہے ہیں کہ ہم کافر ہیں، یعنی اللہ کے بھیجے ہوئے دین کو نہیں مانتے ان کا مسجد کو آباد کرنا کوئی معنٰی نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہاں یہ لوگ شرک کرتے ہیں، اگر ظاہری کوئی آبادی کر دی یعنی اس کے متولی بن کر کچھ در و دیوار کی دیکھ بھال کر لی تو کفر اور شرک جیسی بغاوت کے سامنے یہ بے حقیقت ہے پھر مسجد حرام میں جاتے تھے سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے، ایسا آباد کرنا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک آباد کرنے میں شمار نہیں ہے۔

صاحب معالم التنزیل ص ۲۷۰ ج ۲ لکھتے ہیں:

**ای ما ینبغی للمشرکین ان یعمروا مساجد الله او جب علی المسلمین منعهم من ذلك لأن المساجد انما تعمر لعبادة الله وحده فمن كان كافرا بالله فليس من شانه ان يعمرها**

یعنی مسجدوں کو آباد کرنا مشرکوں کا کام نہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر واجب کیا ہے وہ مشرکوں کو اللہ کے گھر سے روکیں کیونکہ مسجدیں خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت سے آباد ہوتی ہیں، جو اللہ کا منکر ہے مسجدوں کو آباد کرنا اس کا کام نہیں ہے (انوار البیان)

## آیات کی مختصر جامع تشریح

حضرت شیخ الاسلام لکھتے ہیں:

پہلے فرمایا تھا کہ مسلمان بدون (یعنی بغیر) امتحان کے یونہی نہیں چھوڑے جاسکتے، بلکہ بڑے بڑے عزائم اعمال مثلاً جہاد وغیرہ میں انکی ثابت قدمی دیکھی جائے گی اور یہ کہ تمام دنیا کے تعلقات پر کس طرح خدا اور رسول کی جانب کو ترجیح دیتے ہیں اس رکوع میں یہ بتلایا کہ خدا کی مساجد حقیقۃً ایسے ہی اولوالعزم مسلمانوں کے دم سے آباد رہ سکتی ہیں جبکہ ان میں خدائے واحد کی عبادت انکی شان کے لائق ہو "ذکر اللہ" کرنے والے کثرت سے موجود ہوں، جو بے روک ٹوک خدا کو یاد کریں بلغویات وخرافات سے ان پاک مقامات کو محفوظ رکھیں، یہ مقصد کفار و مشرکین سے کب حاصل ہو سکتا ہے؟ دیکھیں مشرکین مکہ بڑے فخر سے اپنے کو "مسجد حرام" کا متولی وخادم کہتے تھے۔ مگر ان کی بڑی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خدمت گزاری یہ تھی کہ پتھر کی سینکڑوں مورتیاں کعبہ میں رکھ چھوڑی تھیں ان کی نذر و نیاز کرتے اور منتیں مانتے تھے، بہت سے لوگ ننگے طواف کرتے تھے ذکر اللہ کی جگہ سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے اور خدا واحد کے سچے پرستاروں کو وہاں تک پہنچنے کی اجازت نہ دیتے تھے، لے دے کر ان کی بڑی خدمت یہ تھی کہ حاجیوں کے لئے پانی کی سبیلیں لگادیں، حرم شریف میں چراغ جلا دیا، یا کعبہ پر غلاف چڑھا دیا یا کبھی ضرورت ہوئی تو شکست و ریخت کی مرمت کرادی، مگر یہ اعمال محض بے جان اور بے روح تھے۔ کیونکہ جب مشرک کو خدا کی صحیح معرفت حاصل نہیں تو کسی عمل میں اس کا قبلہ توجہ اور مرکز اسلام خدائے وحدہ لاشریک، کی ذات جامع الکمالات نہیں ہو سکتی اس لئے کافر کا کوئی عمل خدا کے نزدیک زندہ اور معتدبہ نہیں ہے، (اسی کو حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ سے تعبیر فرمایا) الغرض کفار و مشرکین جو اپنے حال وقال سے اپنے کفر و شرک پر ہر وقت شہادت دیتے رہتے ہیں، اس لائق نہیں کہ ان سے مساجد اللہ خصوصاً مسجد حرام کی حقیقی تعمیر (آبادی) ہو سکے۔ (تفسیر عثمانی)

" اَنْ يَّعْمُرُوْا کا ترجمہ عمارت عربی محاورہ میں ضد ہے ویرانگی کی، سو عمارت کے تحت میں مسجدوں کا آباد کرنا، ان میں داخل ہونا، انکی تعمیر کرنا، انکی خدمت کرنا سب کچھ آگیا۔"

عمارة المسجد تكون بمعنيين احدا هما زيارته والكون فيه والاخر بنيانه وتجديد ما التزم منه (جصاص)۔ (تفسیر ماجدی)

## مشرکوں کا اعتبار نہیں

"اس سے پہلے یہ معلوم ہوا کہ جو لوگ کفر و شرک کے اعمال کا ارتکاب کرتے ہیں ان کی تمام تر زندگی باطل پرستانہ سعی و کوشش کی مجسم تصویر ہوتی ہے، وہ اگر بعض اعمال صالحہ کے پابند ہوں فرشتے بن کر لوگوں کے سامنے آئیں، اور اپنی معصومیت سے عوام الناس کو فریفتہ کر کے انہیں یہ بتادیں کہ ہم تمہارے مقدس مقامات کا احترام کریں گے تمہارے مذہبی و سیاسی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت نہ کریں گے اور تمہیں ہر طرح آرام پہنچانے کی کوشش عمل میں لائیں گے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ ان جھوٹے وعدوں پر ہرگز اعتماد نہ کریں اور انکی باتوں میں آکر جنگ سے باز نہ رہیں، کیونکہ یہ اعلان صرف اس لئے کیا جاتا ہے کہ فرزندانِ اسلام ان کے خلاف نہ اٹھ کھڑے ہوں اور جہاد نہ شروع کردیں ان لوگوں کے وعدوں پر اعتماد کرنا خود اپنے آپ کو تباہ کرنا ہے وہ ان وعدوں کے کبھی پابند نہ ہونگے" (تفسیر الفرقان)

## طلبہ کے لئے آیت کے الفاظ کی آسان تفسیر

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ ماصح لهم وما استقام اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ

مسجد الله مكي وبصري يعني المسجد الحرام، وانما جمع في القراءة بالجمع لانه قبلة المساجد فعامره كعامر جميع المساجد ولان كل بقعة منه مسجد او اريد جنس المساجد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

واذا لم يصلحوا لان يعمروا جنسها دخل تحت ذلك ان لا يعمروا المسجد الحرام الذي هو صدر الجنس وهو آكد اذ طريقه طريق الكناية كما تقول: فلان لا يقرء كتب الله فانه انفى لقراءة القرآن من تصريحك بذلك ﴿شٰهِدِيْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ﴾ باعترافهم بعبادة الاصنام وهو حال من الواو في يعمروا والمعنى ما استقام لهم ان يجمعوا بين امرين متضادين عمارة متعبدات الله مع الكفر بالله وبعبادته ﴿اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ﴾ دائمون (المدارك)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ

اللہ تعالیٰ کی مسجدیں وہی آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور نماز

الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى أُولٰٓئِكَ

قائم کی اور زکوٰۃ دی اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرا سو وہ لوگ

اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾

امیدوار ہیں کہ ہدایت والوں میں سے ہوں

## خلاصہ

مساجد کو آباد رکھنا صرف ان لوگوں کا کام ہے جو دل سے اللہ، رسول اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز، زکوٰۃ اور اسلامی فرائض کی پابندی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اس لئے مساجد کی حفاظت اور تطہیر کی خاطر جہاد کے لئے تیار رہتے ہیں ایسے مؤمنین جو دل، زبان، ہاتھ پاؤں، مال و دولت ہر چیز سے اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار ہیں ان کا فرض منصبی ہے کہ مساجد کو آباد رکھیں اور تعمیر مساجد کے جھوٹے دعوے رکھنے والے مشرکین کو خواہ وہ اہل قرابت ہی کیوں نہ ہوں وہاں سے نکال باہر کریں کیونکہ ان کے وجود سے مساجد اللہ کی آبادی نہیں بربادی ہے۔ (خلاصہ تفسیر عثمانی وغیرہ)

## نکتہ

مساجد کی حفاظت جہاد سے ہے اور جہاد کی دعوت اور تربیت مساجد سے ہے مساجد آباد کرنا ایمان والے مجاہدین کا کام ہے، مجاہدین مساجد سے دور ہوتے ہیں تو ان کا جہاد کمزور پڑ جاتا ہے۔ مجاہدین کے ذمہ لازم ہے کہ مساجد کو آباد رکھیں اور مساجد کی حفاظت کریں۔ آیت مبارکہ میں غور فرمائیں اور اس کے سیاق و سباق (آگے پیچھے کی آیات) کو دیکھیں تو یہ نکتہ آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فوائد

❶ آیت میں ایمان باللہ کا ذکر ہے ایمان بالرسول کا نہیں؟ جواب اس کا یہ ہے کہ ایمان باللہ میں ایمان بالرسول خود بخود آ گیا کیونکہ یہ دونوں لازم ملزوم ہیں اور کلمہ شہادت سے لیکر اذان اقامت اور تشہد میں دونوں کا تذکرہ ساتھ ساتھ ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آیت میں نماز اور زکوٰۃ کا بھی تذکرہ ہے اور یہ وہ چیزیں ہیں جن کو رسول لائے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں اس لئے ایمان بالرسول بھی ثابت ہو گیا۔ولم ینکر الایمان بالرسول علیه السلام لما علم ان الایمان باللّٰه قرینة الایمان بالرسول لا قترانهما فی الاذان والاقامة وکلمة الشهادة وغیرها، اودل علیه بقوله وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ (المدارک)

❷ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے یعنی دین کے معاملے میں غیر اللہ سے ڈر کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے یا اللہ کے سوا کسی سے ڈر کر اسکی عبادت نہ کرے۔ طبعی خوف مراد نہیں ہے درندے اور سانپ بچھو سے ڈرنا اس کے منافی نہیں ہے۔

إن قیل : ما من مؤمن الا وقد خشی غیر اللّٰه، ومازال المومنون والا نبیاء یخشون الاعداء من غیر هم قیل له : المعنیٰ ولم یخش الا اللّٰه مما یعبد فان المشرکین کانوا یعبدون الاوثان ویخشونها ویرجونها جواب ثان ای لم یخف فی باب الدین الا اللّٰه (القرطبی)

"اور یہ جو ارشاد فرمایا کہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ دین کے معاملہ میں کسی کے خوف سے اللہ کے حکم کو ترک نہ کرے ورنہ خوف کی چیزوں سے ڈرنا اور دہشت کھانا تو تقاضائے عقل وفطرت ہے، درندے اور زہریلے جانور، چور ڈاکو سے طبعی طور پر ڈرنا اس کے خلاف نہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے جب جادوگروں نے رسیوں کے سانپ بنا کر دکھلائے تو ڈر گئے۔

فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ، اس لئے ایذاء اور نقصان پہنچانے والوں سے طبعی خوف نہ حکم قرآنی کے خلاف ہے، نہ رسالت اور ولایت کے، ہاں اس خوف سے مغلوب ہو کر اللہ تعالیٰ کے احکام میں خلل ڈالنا یا ان کو ترک کر دینا یہ مومن کی شان نہیں، یہی اس جگہ مراد ہے۔" (معارف القرآن)

❸ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مساجد کی تعمیر وعبادت میں کیا کیا کام آتے ہیں؟ امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

عمارتها رم ما استرم منها وقمها و تنظیفها وتنویر ها بالمصابیح وصیانتها مما لم تبن له المساجد من احادیث الدنیا لأنها بنیت للعبادة والذکر ومن الذکر درس العلم

❶ مسجد میں ٹوٹ پھوٹ ہو جانے پر اسکی اصلاح کرنا ❷ جھاڑو دینا ❸ اسے پاک صاف رکھنا ❹ چراغوں وغیرہ سے روشنی کا انتظام کرنا ❺ وہ چیزیں جن کیلئے مساجد کو نہیں بنایا گیا جیسے دنیا کی باتیں وغیرہ ان سے مساجد کی حفاظت کرنا۔ مساجد تو عبادت اور ذکر کیلئے بنائی گئی ہیں اور ذکر میں علم پڑھنا پڑھانا بھی شامل ہے۔ (المدارک)

تفسیر مظہری میں ہے:

عمارت مساجد سے اس جگہ مراد ہے ہمیشہ عبادت، ذکر الٰہی اور علم و قرآن کی تعلیم سے مسجدوں کو آباد رکھنا۔ مسجدوں کی آبادکاری کے ذیل میں آتا ہے مسجد کو بنانا، سجانا، روشن کرنا، اور نامناسب امور سے اس کی حفاظت کرنا مثلاً خرید وفروخت اور دنیا کی باتوں سے اس کو پاک کرنا۔ (مظہری)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انوار البیان میں ہے:

مسجد بنانا اور اس کا نظم و نسق سنبھالنا، مرمت کرنا، نمازیوں کی واقعی ضرورتیں پوری کرنا یہ سب مسجد کی آبادکاری میں داخل ہے لیکن مسجد کی آبادکاری جو دوسری شان سے ہے وہ اس سے بڑھ کر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مساجد کو نمازیوں سے، ذکر سے، تلاوت سے، تعلیمی حلقوں سے تدریس قرآن سے آباد رکھا جائے کیونکہ مساجد کی اصل بناء انہی امور کے لئے ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ مسجد کا دھیان رکھتا ہے تو اس کے لئے ایمان کی گواہی دے دو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَٰجِدَ ٱللَّهِ مَنْ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ﴾ (مشکوة عن الترمذی و ابن ماجه)۔ (تفسیر انوار البیان)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد نبوی شریف میں جہاد کی باقاعدہ دعوت دی جاتی تھی وہیں سے جہاد کا اعلان ہوتا تھا جہاد کیلئے اموال جمع کیئے جاتے تھے اور جہاد کی تشکیل ہوتی تھی۔ مساجد کو ان کاموں سے بھی آباد رکھنا چاہیے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

● ﴿فَعَسَىٰٓ أُو۟لَٰٓئِكَ أَن يَكُونُوا۟ مِنَ ٱلْمُهْتَدِينَ﴾

ایسے لوگوں کیلئے وعدہ ہے کہ وہ اپنے مقصود کو پہنچ جائیں گے جو نجات اور جنت ہے (ماجدی) یعنی اللہ تعالیٰ ان کو جنت تک پہنچنے کا راستہ بتا دے گا۔ دنیا میں اللہ کی طاعت اور عبادت میں لگنا نصیب ہوگا اور پھر یہ طاعت اور عبادت جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ بن جائے گی۔ (انوار البیان)

**فائدہ**

تفسیر ابن کثیر اور دیگر تفاسیر میں اس آیت کے ذیل میں فضائل مساجد پر احادیث جمع فرمائی ہیں۔ تعمیر مساجد کی فضیلت، مساجد میں صفائی کرنے کی فضیلت، مساجد میں بیٹھنے کی فضیلت وغیرہ اور وہ روایات بھی جمع فرمائیں ہیں جن میں مساجد کو دنیاوی باتوں سے پاک رکھنے کی تاکید ہے۔

اہل اسلام کو چاہیے کہ مساجد کی طرف لوٹ آئیں اور مساجد کو خوب خوب آباد کریں، دنیا بھر کی مساجد کی حفاظت کریں اور مساجد کی آزادی اور حفاظت کی خاطر جہاد کریں اور دینی تحریکوں کو چاہیے کہ وہ ہالوں اور ہوٹلوں کے بجائے مساجد کو آباد کریں اس سے انکی تحریکیں فتنوں سے محفوظ رہیں گی اور ان میں خالص دینی روح پیدا ہوگی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ

کیا تم نے حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کا آباد کرنا اس کے برابر کردیا جو

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ

اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑا اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ برابر نہیں

عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۹

ہیں اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو راستہ نہیں دکھاتا

## خلاصہ

حاجیوں کو پانی پلانے والے اور مسجد حرام کی تعمیر وخدمت کرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان لوگوں کے برابر نہیں ہوسکتے، جو ایمان لائے اور جنہوں نے جہاد فی سبیل اللہ کیا...... جو ایمان نہیں لائے وہ کبھی ایمان والے مجاہدین کے برابر نہیں ہوسکتے خواہ کعبہ شریف کی جتنی خدمت کرلیں اور حاجیوں کا جتنا اکرام کرلیں......اور جو ایمان لائے ہیں ان میں بھی جہاد کرنے والے مؤمن ان مسلمانوں سے افضل ہیں جو حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اور مسجد حرام کی تعمیر وخدمت میں مشغول رہتے ہیں...... یعنی جہاد فی سبیل اللہ "احب الاعمال الی اللہ" ہے......اللہ تعالیٰ ایسی باتوں کی سمجھ ظالموں کو عطا نہیں فرماتے......

## اقوال وحوالے

### ترک جہاد کے دوسرے عذر کی نفی

حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

مسلمان مسجد میں بیٹھ کر ذکر وفکر کرتے اور ان کے آباد رکھنے کو ترک جہاد کا عذر نہیں بناسکتے۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

### ایمان بھی افضل اور جہاد بھی افضل

"ایمان اور جہاد میں سے ہر ایک افضل ہے سقایہ (حاجیوں کو پانی پلانے) اور عمارۃ (مسجد حرام کی تعمیر) ہر ایک سے یعنی ایمان بھی دونوں سے افضل ہے اور اس سے جواب ہوگیا مشرکین کا کہ ان میں ایمان نہ تھا اور جہاد بھی دونوں سے افضل ہے اس سے جواب ہوگیا بعض مؤمنین کا جو ایمان کے بعد سقایہ اور عمارت کو جہاد سے افضل سمجھتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھے۔“ (بیان القرآن ”تسہیل“)

## جہاد مسجد حرام کا متولی بننے سے بھی افضل ہے

”اس سے معلوم ہوا کہ ایمان تو تمام اعمال سے افضل ہے ہی، جہاد فی سبیل اللہ بھی حجاج کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی دیکھ بھال اور تولیت سے افضل ہے۔“

اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا: لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ یہ لوگ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

## اصل مقصود جہاد کی افضیت کا بیان ہے

مفسرین حضرات نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا جامع خلاصہ حضرت شیخ الاسلام کی اس تحریر میں ملاحظہ فرمائیں۔

”مشرکین مکہ کو اس پر بڑا ناز تھا کہ ہم حاجیوں کی خدمت کرتے، انہیں پانی پلاتے، کھانا کپڑا دیتے اور مسجد حرام کی مرمت یا غلاف کعبہ یا روشنی وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں اگر مسلمان اپنے جہاد و ہجرت وغیرہ پر نازاں ہیں تو ہمارے پاس عبادات کا یہ ذخیرہ موجود ہے۔ ایک زمانہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مقابلے میں اس طرح کی بحث کی تھی بلکہ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک دفعہ چند مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے (یعنی بحث کرر ہے تھے) کوئی کہتا تھا کہ میرے نزدیک اسلام لانے کے بعد حاجیوں کو پانی پلانے سے زیادہ کوئی عبادت نہیں۔ دوسرے نے کہا میرے خیال میں اسلام کے بعد بہترین عمل مسجد حرام کی خدمت ہے مثلاً جھاڑو دینا یا روشنی وغیرہ کرنا تیسرا بولا کہ جہاد فی سبیل اللہ تمام عبادات واعمال سے افضل واشرف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا کہ تم ”جمعہ“ کے وقت منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر اسطرح بحثیں کرر ہے ہو، ذرا صبر کرو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے فارغ ہو جائیں گے آپ سے یہ چیز دریافت کر لی جائے گی چنانچہ جمعہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الخ یعنی حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کا ظاہری طور پر بسانا، ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ میں سے کسی ایک کے برابر عمل نہیں ہو سکتا افضل ہونا تو کجا؟ (یعنی افضل ہونا تو دور کی بات ہے) یہاں جہاد کیساتھ ایمان باللہ کا ذکر یا تو اس لئے کیا کہ مشرکین کے فخر وغرور کا جواب بھی ہو جائے کہ تمام عبادات کی روح ایمان باللہ ہے، اس روح کے بغیر حاجیوں کو پانی پلانا یا مسجد حرام کی خدمت کرنا محض مردہ عمل ہے۔ تو یہ بے جان اور مردہ عمل ایک زندہ جاوید عمل کی برابری کیسے کر سکتا ہے؟ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ (فاطر رکوع ۳) اور اگر مومنین کے باہمی اعمال کا موازنہ کرنا ہے تو ایمان باللہ کا ذکر جہاد فی سبیل اللہ کی تمہید کے طور پر ہوگا۔ اصل مقصود جہاد وغیرہ عزائم اعمال کی افضلیت کا بیان فرمانا ہے ایمان کے ذکر سے متنبہ فرمادی کہ جہاد فی سبیل اللہ ہو یا کوئی عمل ایمان کے بغیر ہیچ اور لاشئے محض ہے...... ان عزائم اعمال جہاد ہجرت وغیرہ کا تقوم بھی ایمان باللہ سے ہوتا ہے اور اس نکتہ کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو فہم سلیم رکھتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں ظالمین (بے موقع کام کرنے والوں) کی ان حقائق تک رسائی نہیں ہوتی۔" (تفسیر عثمانی "تسہیل")

## خود کو جہاد سے مستثنیٰ کرنے والوں کو تنبیہ

"گزشتہ آیات میں ابتدائی تعلیم (یعنی بنیادی احکام) پر زور دیا گیا تھا، اب ایک شخص اسی کو اپنی زندگی کا انتہائی مقصد بنالیتا ہے اور کہتا ہے نماز پڑھنا اور دوسرے لوگوں کو چند اعمال کا پابند کرنا ہی حقیقت اسلام ہے، ان ہی باتوں کو وہ اعلیٰ تعلیم خیال کرتا ہے (یعنی مکمل دین) اور اسکی وجہ سے اپنے آپ کو حقیقی جہاد فی سبیل اللہ سے مستثنیٰ کرنا چاہتا ہے، مگر حسب ذیل آیات حقیقت کو یوں بے نقاب کرتی ہیں۔ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۗجِّ الخ ......

آگے لکھتے ہیں:

قرآن نے دوسری جگہ اسی (جہاد فی سبیل اللہ) کو احب الاعمال الی اللہ قرار دیا اور فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (۶۱:۴)

آگے لکھتے ہیں:

اس طرح یقین کرلو کہ مساجد الٰہی کی تعمیر اور مجاہد فی سبیل اللہ میں برابر کوئی نسبت نہیں اور جو یہ خیال کرے کہ دونوں برابر ہیں تو قرآن حکیم ان کو ظالم کے نام سے یاد کرتا ہے اس لئے کہ قوموں کی حیات وممات کے راز سے وہ واقف نہیں، اگر تمہیں خیال ہو کہ احادیث میں افضل الاعمال نماز کو کہا گیا ہے تو وہ بھی اپنے درجہ میں ٹھیک ہے، یعنی انفرادی حیثیت میں وہی بہترین عمل ہے مگر جب قوم کی زندگی اور موت کا سوال ہوگا تو اسوقت اعلیٰ ترین عمل یہی جہاد فی سبیل اللہ قرار دیا جائے گا۔ (تفسیر الفرقان)

## نکتہ

پچھلی آیت میں یہ سبق تھا کہ مجاہدین مساجد کی تعمیر کریں، انہیں آباد رکھیں اور انکی حفاظت وتطہیر کریں یہ انکی لازمی ذمہ داری ہے...... اور اس آیت میں یہ سبق ہے کہ مساجد کی آبادی حتیٰ کہ مسجد حرام کعبہ شریف کی آبادی اور خدمت بھی جہاد فی سبیل اللہ کے برابر نہیں ہے...... دراصل حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر وخدمت کرنا ایسے اعمال ہیں جن میں بے حد روحانی کشش ہے اس لئے کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان انہیں میں مشغول ہو کر جہاد سے منہ موڑ لیں...... یہ کام بھی مسلمانوں نے خود ہی کرنے ہیں مگر ساتھ ساتھ انہوں نے فریضہ جہاد کو بھی زندہ رکھنا ہے اور جہاد ان کاموں سے افضل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے غالباً اسی آیت کے مفہوم کو سامنے رکھ کر عابد الحرمین حضرت فضیل بن عیاضؒ کو وہ اشعار لکھے تھے جو مشہور عالم ہیں ؎

یاعابد الحرمین لو أبصرتنا
لعلمت انك بالعبادة تلعب

حضرت فضیل بن عیاضؒ نے بھی ان کے اس دعوے کی تصدیق فرمائی کہ جہاد فی سبیل اللہ بے شک زیادہ فضیلت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

والا عمل ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

پس مجاہدین کرام کو جہاد فی سبیل اللہ جاری رکھتے ہوئے مساجد کی تعمیر و آبادی اور حفاظت کی ترتیب بنانی چاہیے۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو راستہ نہیں دیتا۔

''آخر آیت میں وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ فرما کر بتلا دیا کہ یہ کوئی دقیق اور باریک بات نہیں بلکہ بالکل واضح ہے کہ ایمان سارے اعمال کی بنیاد اور ان سب سے افضل ہے، اور یہ کہ جہاد بہ نسبت عمارت مسجد اور سقایۃ الحجاج کے افضل ہے، مگر اللہ تعالیٰ بے انصاف لوگوں کو سمجھ نہیں دیتا اس لئے وہ ایسی کھلی اور ظاہری باتوں میں بھی کج بحثی کرتے رہتے ہیں۔ (معارف القرآن)

## تھوڑا سا غور فرمائیں

آج اگر ایک مسلمان کو یہ سعادت نصیب ہو جائے کہ وہ اپنے مال سے مسجد حرام اور خانہ کعبہ کی تعمیر اور دیکھ بھال کرے اور حجاج کرام کی خدمت کرے تو ایسے مسلمان کو کتنا خوش نصیب سمجھا جائے گا اور بے شک وہ ہے بھی خوش نصیب..... مگر جہاد فی سبیل اللہ کا عمل اس شخص کے عمل سے بھی اعلیٰ اور افضل ہے پس مجاہد کی خوش نصیبی کا خود اندازہ لگا لیجیے..... واللہ اعلم بالصواب

## سعادت تو جان و مال کی قربانی میں ہے

تفسیر حقانی میں ہے: ''رہا حاجیوں کا پانی پلانا جس پر حضرت عباسؓ کو بھی فخر تھا اور جس کو وہ جہاد اور ہجرت کے برابر سمجھتے تھے اسکی نسبت فرمایا کہ کیا یہ کام اللہ اور قیامت پر ایمان لانے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں یہ کام ان کو سعادت کا راستہ نہیں دکھائے گا۔ سعادت تو جان اور مال اللہ کی راہ میں صرف کرنے سے حاصل ہوتی ہے سو وہ ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ میں ہے۔ (تفسیر حقانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۰،۲۱،۲۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ

جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے

وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾

اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کیلئے بڑا درجہ ہے اور وہی لوگ مراد پانے والے ہیں

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ

انہیں ان کا رب اپنی طرف سے مہربانی اور رضا مندی اور باغوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں انہیں

مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾

ہمیشہ کا آرام ہوگا ان میں ہمیشہ رہیں گے بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا ثواب ہے

### خلاصہ

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا ان لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے قرب میں بہت اونچا درجہ ہے اور یہی لوگ مکمل اور پورے کامیاب ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوشخبری دیتا ہے اپنی طرف سے بڑی رحمت کی، اور بڑی رضامندی کی اور ایسی جنتوں کی جن میں ان کے لئے دائمی نعمتیں ہوں گی یہ ان جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا اجر ہے……

### اقوال و حوالے

### مبارکبادیاں

ایمان و ہجرت کے بعد جانی اور مالی جہاد کرنے والوں کا درجہ بہت بلند ہے ایسے لوگوں کو رحمت، رضوان اور جنت کی مبارکبادیاں مل رہی ہیں، ان نعمتوں سے کبھی علیحدہ نہیں کیے جائیں گے۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

### پورے کامیاب یہی لوگ ہیں

اور پورے کامیاب یہی لوگ ہیں کیونکہ ان کے مقابلہ میں جو مشرک ہیں ان کو تو کامیابی کا کوئی درجہ ہی حاصل نہیں اور جو مسلمان ہیں اگرچہ کامیابی میں وہ بھی شریک ہیں مگر ان صفات (ہجرت اور جہاد) والوں کی کامیابی ان سے بڑھی ہوئی ہے اس لئے کامیاب یہی لوگ ہیں۔ (بیان و معارف تسہیل)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## انسانیت کے بلند ترین درجے تک پہنچانے والی چار صفات

امام رازیؒ نے یہ عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے:

فقال : ان من کان موصوفا بهذه الصفات الاربعة کان اعظم درجة عندالله الخ

امام رازیؒ کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے:

اس آیت میں بتایا گیا کہ جس شخص میں چار صفات ہونگی اس کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا درجہ ہوگا۔ وہ چار یہ ہیں ❶ ایمان ❷ ہجرت ❸ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال سے جہاد کرنا ❹ اللہ کے راستے میں جان سے جہاد کرنا۔

ہم نے جو یہ کہا کہ ان چار صفات والے لوگ انتہاء درجے کی بلندی اور مقام پر ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان کے پاس تین ہی چیزیں ہوتی ہیں ❶ روح۔ ❷ بدن۔ ❸ مال۔۔۔۔۔۔ جہاں تک روح کا تعلق ہے تو جب اس سے کفر دور ہو گیا اور اس میں ایمان آ گیا تو وہ سعادت کے بڑے مرتبے تک پہنچ گئی۔۔۔۔۔ باقی رہا بدن اور مال تو ہجرت کی وجہ سے وہ دونوں نقصان میں پڑے اور جہاد کی وجہ سے ان دونوں کو ہلاکت کی جگہ ڈالا گیا۔۔۔۔۔ ظاہر بات ہے کہ جان اور مال انسان کو محبوب ہیں اور انسان کبھی بھی اپنی محبوب چیز کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا مگر اس وقت جب اُسے اس سے بھی زیادہ محبوب چیز ملنے کی اُمید ہو۔۔۔۔۔ پس اگر مجاہدین کے نزدیک اللہ کی رضا اپنی جان اور مال سے زیادہ محبوب نہ ہوتی تو وہ کبھی اپنی جان و مال کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قربان کرنے پر تیار نہ ہوتے۔۔۔۔۔ پس ثابت ہو گیا کہ ان چار صفات کا حاصل کرنے والا انسان بشریت کے بلند ترین درجے اور ملائکہ کے پہلے درجے تک پہنچ جاتا ہے۔ (انبیاء علیہم السلام کا درجہ اس سے بہت بلند ہے) (تفسیر کبیر)

صاحب تفسیر حقانی نے بھی اسی مضمون کو تھوڑے سے فرق سے بیان فرمایا ہے طالب علم وہاں سے ملاحظہ فرمالیں یہاں ان کے چند جملے پیش خدمت ہیں آپ اس پر خوب غور فرمائیں۔

واضح ہو کہ انسان کے لئے تین چیزیں ہیں روح، بدن، مال۔ جب تک وہ تینوں کو مہذب اور درست نہ کرے گا سعادت کا منہ نہ دیکھے گا۔ روح کی تہذیب (یعنی پاکی اور اصلاح) یہ ہے کہ اللہ اور قیامت پر ایمان لا دے۔ روح جب منور ہو جاتی ہے تو اپنے حیز طبعی (یعنی اصل مقام) عالم نور اور عالم سرور کی طرف بے خود ہو کر کھنچی جاتی ہے ۔۔۔۔۔ اور مال کے صرف کرنے کا موقع بنی نوع (انسانوں) کی نفع رسانی اور انکو ورطہ ہلاکت جاودانی (یعنی ہمیشہ کی ہلاکت) سے نکال کر کرسی سعادت پر بٹھانے میں ہے اور اپنے محبوب حقیقی (اللہ تعالیٰ) کا نام پاک زمین پر روشن کرنے میں ہے اور اس راستہ میں جو سدِّ راہ (یعنی رکاوٹ) ہیں ان کو دور کرنے میں ہے اور اس کا نام جہاد ہے ۔۔۔۔۔ جہاد کیا ہے؟ گویا جلتوں کو آگ میں سے نکالنا یا ڈوبتوں کو تھامنا ہے۔ اس میں جان اور بدن اور مال تینوں صرف ہوتے ہیں اور انکی پوری تہذیب (یعنی پاکی اور اصلاح) اور آراستگی ہو جاتی ہے اور یہ لوگ گویا ہمیشہ کیلئے توحید اور حق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پرستی کا نشان زمین پر چھوڑ جاتے ہیں...... جس کے صلہ میں ان کو سعادت عظمیٰ اور حیات جاودانی عطا ہوتی ہے۔ اس لئے اوّل ان کے مساعی جمیلہ کو بیان فرماتا ہے اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ...... الخ یہ تین کام ہوئے ایمان لانا، ہجرت کرنا، جہاد کرنا، اب ان کے نتائج ذکر کرتا ہے اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ان کا درجہ خدا کے نزدیک بہت بڑا ہے یہ ایک بات ہوئی وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ اور وہی کامیاب اور بامراد ہیں یہ دوسری بات ہوئی۔ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ کہ ان کا رب اپنی رحمت کی انہیں بشارت دیتا ہے ان کا رب اپنی رحمت اور جو کچھ مقام عشق میں لطف دے رہا ہے وہ بیان سے باہر ہے یہ تیسری بات ہوئی اس تیسری بات میں پھر تین چیزیں ہیں، اوّل رضوان، اپنی خوشنودی کی بشارت کہ اللہ ان سے ہمیشہ خوش رہے گا۔ دوم جنت یعنی ایسے باغ ملیں گے کہ جن میں نعیم وناز دائمی ہیں۔ سوم اس میں ہمیشہ رہا کریں گے یہ تین انعام تو ان کے تین مساعی جمیلہ (ایمان، ہجرت، جہاد) کے بدلہ میں تھے مگر اپنی طرف سے خدا تعالیٰ ایک اور بہت بڑے انعام کی خوشخبری سناتا ہے وہ ہے اجر عظیم اس کی تفسیر میں علماء کے بہت اقوال ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اَجْرٌ عَظِيْمٌ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی اجر نہیں۔ (تفسیر حقانی تسہیل)

## ایمان، ہجرت اور جہاد کا بدلہ رحمت، جنت اور رضوان

امام ابو حیان نے تفسیر البحر المحیط میں یہ ایمان افروز نکتہ لکھا ہے...... پہلے عربی عبارت ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں خوب چاشنی ہے۔

ولما كانت الاوصاف التي تحلّوا بها وصاروا بها عبيده حقيقة هي ثلاثة الايمان والهجره والجهاد بالمال والنفس قوبلوا في التبشير بثلاثة الرحمة والرضوان والجنات فبدأ بالرحمة لا نها الوصف الاعم الناشئ عنها تيسير الايمان لهم وثنى بالرضوان لانه الغاية من احسان الرّب لعبده وهو مقابل الجهاد اذ هو بذل النفس والمال، وقدم على الجنات لانّ رضاء الله عن العبد افضل من اسكانهم الجنة وفي الحديث الصحيح "ان الله تعالىٰ يقول ياأهل الجنة هل رضيتم؟ فيقولون يا ربنا كيف لانرضىٰ وقد با عدتنا عن نارك، وادخلتنا جنتك ،فيقول لكم عندى أفضل من ذالك فيقولون: وما افضل من ذالك؟ فيقول: أحل عليكم رضاني فلا اسخط عليكم بعدها واتىٰ ثالثا بقوله وَجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ اى دائم لاينقطع وهذا مقابل لقوله وهاجروا لانهم تركوا اوطانهم التي نشؤ وافيها وكانوا فيها منعمين فاثروا الهجرة على دار الكفر إلى مستقر الايمان والرسالة فقوبلوا اذالك بالجنات ذوات النعيم الدائم (البحر المحيط)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی وہ صفات تین ہیں جن سے مزین ہو کر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے بنے (۱) ایمان (۲) ہجرت (۳) مال وجان سے جہاد..... تو انہیں اُن کے مقابلے میں تین چیزوں کی خوشخبری دی گئی (۱) رحمت (۲) اللہ پاک کی رضا (۳) جنت۔ ان تین انعامات میں سب سے پہلے رحمت کو ذکر فرمایا جو سب سے عام اور ضروری ہے جو ایمان کی بدولت نصیب ہوتی ہے پھر اس کے بعد رضوان کو لایا گیا یعنی اللہ پاک کی رضا، کیونکہ یہ اللہ پاک کا اپنے بندے پر سب سے بڑا احسان ہے اور یہ جہاد کا بدلہ ہے کیونکہ جہاد میں جان ومال کی قربانی ہوتی ہے اور ''رضوان'' (یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا) کا تذکرہ جنت سے پہلے فرمایا کیونکہ اللہ پاک کی رضا جنت میں داخل کرنے سے زیادہ افضل نعمت ہے حدیث صحیح میں آیا ہے اللہ تعالیٰ جنت والوں سے فرمائے گا کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم کیسے راضی نہ ہوں آپ نے ہمیں اپنی آگ سے بچایا اور جنت میں داخل فرمایا اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے پاس تمہارے لئے اس سے بھی بڑھ کر افضل چیز ہے وہ عرض کریں گے اس سے افضل کیا چیز ہے اللہ پاک فرمائے گا میں تم سے راضی ہو گیا اب کبھی ناراض نہیں ہوں گا..... اور تیسرے نمبر پر جنتوں کی ہمیشہ ہمیشہ کی نعمتوں کا ذکر فرمایا یہ ہجرت کا بدلہ ہے کیونکہ انہوں نے اپنے وہ وطن چھوڑے جن میں وہ پلے بڑھے تھے اور انہیں وہاں ہر طرح کی سہولتیں میسر تھیں مگر انہوں نے مرکز ایمان ورسالت کی طرف ہجرت کو ترجیح دی تو اس کے بدلے میں ان کو جنتوں کی دائمی نعمتیں عطا کی جائیں گی۔

حضرت شیخ الاسلامؒ لکھتے ہیں:

پہلی آیت میں تین چیزوں کا ذکر تھا (۱) ایمان (۲) جہاد (۳) ہجرت۔ ان تین پر بشارت بھی تین چیزوں کی دی (۱) رحمت (۲) رضوان (۳) خلود الجنۃ۔ ابو حیانؒ نے لکھا ہے کہ رحمت ایمان پر مرتب ہے، ایمان نہ ہو تو آخرت میں خدا کی رحمت ومہربانی سے کوئی حصہ نہیں مل سکتا اور رضوان جو بہت ہی اعلیٰ مقام ہے جہاد فی سبیل اللہ کا صلہ ہے مجاہد فی سبیل اللہ تمام نفسانی حظوظ وتعلقات ترک کر کے خدا کے راستہ میں جان ومال نثار کرتا ہے اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے انتہائی قربانی پیش کرتا ہے۔ لہٰذا اس کا صلہ بھی انتہائی ہونا چاہیے اور وہ حق تعالیٰ شانہ کی رضا کا مقام ہے۔ باقی ''ہجرت'' وہ خدا کیلئے وطن مولوف اور گھر بار چھوڑنے کا نام ہے۔ اس لئے مہاجر کو خوشخبری دی گئی کہ تیرے وطن سے بہتر وطن اور تیرے گھر سے بہتر گھر تجھ کو ملے گا جس میں ہمیشہ اعلیٰ درجہ کی آرائش وراحت سے رہنا ہوگا، جس سے ہجرت کرنے کی کبھی نوبت نہ آئے گی۔ (تفسیر عثمانی)

## کامیاب لوگ

تفسیر الفرقان میں ہے:

''حدیث میں آتا ہے: انا امرکم بخمس اللہ امرنی بھن، الجماعۃ، والسمع، والطاعۃ، والھجرۃ، والجھاد فی سبیل اللہ میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے ایسا ہی ارشاد ہوا ہے۔ لزوم جماعت، احکام کا سننا، اطاعت امیر، ترک وطن اور جہاد فی سبیل اللہ پس کامیاب وہی رہیں گے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو اس اعلیٰ تعلیم کی جانب قدم بڑھائیں گے اور اپنی زندگی جہاد فی سبیل اللہ کے لئے وقف کر دیں گے، اس کے اختیار کرنے سے انسان کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں: ان السیف محاء للخطایا (احمد) اور جنت کے ابواب بھی اسی تلوار کے سائے میں ہیں: ان ابواب الجنة تحت ظلال السیوف (مسلم) پھر کون ہے جو اس جنت کا خریدار ہے۔ (تفسیر الفرقان)

## جنت کی نعمتیں ہمیشہ کے لئے

" مُّقِيْمٌ " کے لفظ نے اسے صاف کر دیا کہ انعامات جنت جتنے بھی ہوں گے مستقل، پائیدار، دائمی ہوں گے مسافرانہ انداز کے وقتی، عارضی نہ ہوں گے۔ استعارة للدائم (روح) دائم (بیضاوی)

بِرَحْمَةٍ اور رِضْوَانٍ کے صیغہ نکرہ رحمت اور رضوان الٰہی کی عظمت و کثرت کے اظہار کے لئے ہیں۔

نکر الرحمة والرضوان للتفخیم والتعظیم (بحر)

اَبَدًا یہاں خلود کے ساتھ اَبَدًا کی بھی تصریح اس لئے کر دی ہے کہ محض خلود کے معنٰی زمانہ طویل کے بھی آتے ہیں اکد الخلود بالتابید لانہ قد یستعمل للمکث الطویل (بیضاوی) اور یہ حقیقت ایک بار اور صاف ہو گئی ہے کہ اجر جنت، عظیم و گرانقدر ہونے کے ساتھ ساتھ دائمی اور لازوال اور غیر منقطع بھی ہو گا۔" (ماجدی)

اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ میں اسم تفضیل کا صیغہ لانے پر جو ظاہری اشکال محسوس ہوتا ہے امام رازیؒ نے اس کے تین جوابات بیان فرمائے ہیں، طلبہ علم تفسیر کبیر میں ملاحظہ فرمالیں۔

## اللہ پاک کی رضا کے طلب گار

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ جہاد فی سبیل اللہ سے ایک مومن کو اللہ پاک کے قرب خاص (جس کا اشارہ عند اللہ کے لفظ میں ہے) میں بڑے درجات ملتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ پاک کی رضا نصیب ہوتی ہے۔ پس مسلمانوں کو جہاد میں سبقت کرنی چاہیے اور وہ لوگ جنہوں نے جہاد کو اپنی زندگیوں سے یکسر نکال دیا ہے ان کو فکر کرنی چاہیے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ٢٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ

اے ایمان والو! اپنے باپوں اور بھائیوں سے دوستی نہ رکھو اگر وہ ایمان

اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ

پر کفر کو پسند کریں اور تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے گا سو وہی

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾

لوگ ظالم ہیں

## خلاصہ

ایمان والوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور حکم پر قریبی رشتہ داروں کو ترجیح نہ دیں۔ اور اگر ان کے قریبی رشتہ دار کفر پر پکے ہوں تو ان سے دوستی نہ رکھیں جس نے یہ غلطی کی اور اپنے قریبی رشتہ داروں کی محبت میں آ کر ہجرت اور جہاد کو چھوڑا تو ایسے لوگ ظالم ہوں گے۔

## آیت مبارکہ کا ربط اور جہادی مضامین

### ① کوئی خونی رشتہ جہاد کے لئے رکاوٹ نہ بنے

کوئی دنیاوی تعلق اور کوئی نسلی و خونی رشتہ جہاد سے مانع نہیں ہو سکتا (یعنی یہ چیز جہاد چھوڑنے کا عذر نہیں بن سکتی) (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

### ② وہ تعلقات جو ہجرت و جہاد میں خلل انداز ہوں

”پچھلی آیات میں بتلایا تھا کہ جہاد و ہجرت اعظم و افضل ترین اعمال ہیں۔ بسا اوقات ان دونوں اعمال میں خویش و اقارب، کنبہ اور برادری کے تعلقات خلل انداز ہوتے ہیں۔ اس لئے فرمادیا کہ جن لوگوں کو ایمان سے زیادہ کفر عزیز ہے، ایک مومن انہیں کیسے عزیز رکھ سکتا ہے۔ مسلمان کی شان یہ نہیں کہ ان سے رفاقت اور دوستی کا دم بھرے حتیٰ کہ یہ تعلقات اس کے ہجرت و جہاد سے مانع ہو جائیں، ایسا کرنے والے گناہ گار بن کر اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں“ (تفسیر عثمانی)

### ③ جہاد میں اپنے قریبی رشتہ داروں سے لڑنا پڑے تب بھی دریغ نہ کرے

”مسلمانوں کو کفار سے اعلانیہ جنگ کا حکم دیا گیا جہاں فریق مخالف میں سے ان کو اپنے بال بچوں، کنبہ برادری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(یعنی خاندان) سے لڑنا پڑتا تھا۔ ایک شخص مسلمان ہوتا تھا اور اس کے باقی رشتہ دار کافر دشمن اسلام ہوتے تھے۔ اور عموماً ہجرت کا حکم بھی صادر ہوا تھا جس میں کنبہ، بھائی بند اور جگر کے ٹکڑے جدا ہوتے تھے، تجارت بگڑتی تھی، افلاس کا منہ دیکھنا پڑتا تھا یہ ساری باتیں ایسی تھیں جو انسان کو فطری طور پر جہاد و ہجرت سے باز رکھتی تھیں مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات طے تھی کہ دنیا میں سچائی اور توحید کے انوارات پھیلانے کے لئے مسلمانوں کو مدینہ منورہ میں جمع ہو کر کفر و بت پرستی کی سیاہی کو تلوار سے دھونا ہے اس لئے تاکید کے ساتھ حکم فرمایا دیا ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ کہ اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ اور بھائی کفر کو پسند کریں تو تم ان کو دوست نہ بناؤ اور جو ایسا کرے گا وہ بے انصاف و ظالم ہوگا۔ (تسہیل از تفسیر حقانی)

## فائدہ

یہ دراصل امام رازیؒ کی تحقیق ہے وہ اس آیت کو اعلان براءۃ کے ساتھ جوڑتے ہیں کہ جب یہ حکم ملا کہ مشرکوں سے براءۃ یعنی معاہدے ختم اور جنگ شروع ہونے کا اعلان کیا جائے تو مسلمانوں کو اس جنگ کے لئے ذہنی طور پر تیار کیا جارہا ہے تو جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ کر رشتہ داروں کو ترجیح دی وہ اپنا بہت بڑا نقصان کرے گا..... خود پر بڑا ظلم کرے گا۔

امام صاحبؒ لکھتے ہیں:

اعلم أن المقصود من ذكر هذه الاية ان يكون جوابا عن شبهة اخرى ذكروها في أن البراءة من الكفار غير ممكنة، و تلك الشبهة ان قالوا ان الرجل المسلم قد يكون ابوه كافرا و الرجل الكافر قد يكون ابوه او أخوه مسلماً و حصول المقاطعة التامة بين الرجل و أبيه و أخيه كالمتعذر الممتنع، و اذا كان الامر كذلك كانت تلك البراءة التي امر الله بها، كالشاق الممتنع المتعذر، فذكر الله تعالىٰ هذه الاية ليزيل هذه الشبهة. (تفسير كبير)

## رشتہ داروں کے ساتھ حد سے زیادہ بڑھے ہوئے تعلق کی مذمت

”آیات مذکورہ میں ہجرت اور جہاد کے فضائل کا بیان آیا ہے، جن میں وطن اور اعزہ، اقارب اور احباب واصحاب اور اموال واملاک سب کچھ چھوڑنا پڑتا ہے، اور ظاہر ہے کہ انسان کی طبیعت پر یہ کام سب سے زیادہ شاق اور دشوار ہیں، اس لئے اگلی آیت میں ان چیزوں کے ساتھ حد سے زیادہ تعلق اور محبت کی مذمت فرما کر مسلمانوں کے ذہنوں کو ہجرت و جہاد کے لئے آمادہ کیا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ﴾ الآیۃ..... ماں باپ، بہن بھائی اور تمام رشتہ داروں سے تعلق کو مضبوط رکھنے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی ہدایت سے سارا قرآن بھرا ہوا ہے۔ مگر اس آیت میں یہ بتلا دیا کہ ہر تعلق کی ایک حد ہے، ان میں سے ہر تعلق خواہ ماں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باپ اور اولاد کا ہو، یا حقیقی بھائی بہن کا، اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کے مقابلے میں نظر انداز کرنے کے قابل ہے، جس موقع پر یہ دونوں رشتے ٹکرا جائیں تو پھر رشتہ وتعلق اللہ ورسول کا ہی قائم رکھنا چاہیے اس کے مقابلہ میں سارے تعلقات سے قطع نظر کرنا چاہیے۔ (بیان ومعارف القرآن)

## ایک اور عجیب ربط

پچھلی آیات میں ہجرت اور جہاد کرنے والوں کے لئے بہت بڑی بڑی بشارتیں تھیں اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ یہ دونوں کام آسان نہیں ہیں ان میں سے اپنے خونی رشتوں سے بھی ٹکراؤ اور جدائی ہوتی ہے اسی لئے مہاجر اور مجاہد اتنے بڑے انعامات کے مستحق ہوتے ہیں تفسیر مدارک وغیرہ میں ہے کہ یہ آیت مکہ مکرمہ سے ہجرت کے بارے میں نازل ہوئی کہ جب یہ حکم آیا کہ کسی کا ایمان بغیر ہجرت کے قبول نہیں ہوگا تو کچھ لوگ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مدینہ منورہ کی طرف بھاگ پڑے جبکہ کچھ کے بیوی، بچے اور رشتہ داران سے چمٹ گئے اور کہنے لگے کہ ہم تو تمہارے بغیر برباد اور ضائع ہو جائیں گے۔ اس وقت ان لوگوں نے یہ خوفناک غلطی کی کہ دل کی نرمی کا شکار ہو کر مکہ مکرمہ رک گئے اور ہجرت سے محروم رہے۔ ایسے لوگوں کو ظالم قرار دیا گیا۔ الغرض ہجرت اور جہاد کافی مشکل اعمال ہیں پچھلی آیات میں ہجرت وجہاد کرنے والوں کے لئے بشارتیں تھیں۔ اور اس آیت میں ہجرت وجہاد چھوڑنے والوں کے لئے وعید ہے...... امام رازیؒ نے اشکال فرمایا ہے کہ یہ سورۃ فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی تو ان آیات کو مکہ سے ہجرت پر کیسے محمول کیا جا سکتا ہے؟...... علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں جواب دیا ہے کہ سورۃ توبہ کے فتح مکہ کے بعد نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سورۃ کا اکثر حصہ فتح مکہ کے بعد نازل ہوا چنانچہ بعض آیات کا فتح مکہ سے پہلے نازل ہونا اس کے منافی نہیں بلکہ ممکن ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ایک سخت وعید

اوپر جو عبارتیں آپ نے پڑھی ہیں ان میں آیت کے آخری حصے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ کا مطلب بھی واضح ہو گیا...... مگر امام قرطبیؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل فرمایا ہے کہ یہاں ظالم مشرک کے معنیٰ میں ہے کہ جو تم میں سے اُن سے دوستی کرے گا وہ ظالم یعنی مشرک ہو جائے گا۔

قال ابن عباسؓ : هو مشرك مثلهم لأنّ من رضي بالشرك فهو مشرك (القرطبي)

یعنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ بھی انکی طرح مشرک ہے کیونکہ جو شرک پر راضی ہو وہ مشرک ہے۔

## اہم سبق

مسلمانوں کو دنیا میں ایک عظیم مقصد کے لئے بھیجا گیا ہے۔ پورے عالم میں اسلام کی دعوت اور سربلندی کی خاطر مسلمان ہر وقت ہجرت اور جہاد کیلئے تیار رہتا ہے۔ پس اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ خود کو حد سے زیادہ "گھریلو انسان"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہ بنالے کہ بس اپنے گھر کا ہو کر اجتماعی ذمہ داریوں سے غافل ہو جائے۔ والدین، اولاد و اہل خانہ اور رشتہ داروں کی محبت خود پر اتنی غالب نہ کرلے کہ پھر انہیں جہاد کی خاطر چھوڑ نہ سکے ہر انسان نے مرجانا ہے۔ وہ لوگ بھی دنیا سے چلے گئے جنہوں نے سب کچھ چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ آپ نے پچھلی آیت میں پڑھ لیا کہ ان کے لئے اللہ پاک کے خاص قرب میں خوشیاں ہی خوشیاں نعمتیں ہی نعمتیں اور رحمتیں ہی رحمتیں ہیں۔ اور وہ لوگ بھی مر گئے جو اپنے اہل خانہ اور بچوں کے ساتھ چمٹے رہے اور ہجرت و جہاد سے محروم رہے ایسے لوگوں کو مرتے ہی عذاب کا سامنا کرنا پڑا۔ دنیا میں ہر کسی نے دوسرے سے جدا ہونا ہی ہوتا ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اللہ پاک کی رضا کے لئے یہ جدائی برداشت کرتے ہیں اور دنیا و آخرت میں اس کا خوب خوب بدلہ پاتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## اصل رشتہ اسلام و ایمان کا رشتہ ہے نسبی وطنی تعلقات سب اس پر قربان کرتے ہیں

"(اس آیت سے سمجھ آنے والا) ایک بنیادی مسئلہ (یہ) ہے کہ رشتہ داری اور دوستی کے سارے تعلقات پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق مقدم ہے، جو تعلق اس سے ٹکرائے وہ توڑنے کے قابل ہے، صحابہ کرام کا وہ عمل جس کی وجہ سے وہ ساری اُمت سے افضل و اعلیٰ قرار پائے یہی چیز تھی کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان و مال قربان اور ہر رشتہ و تعلق کو قربان کر کے زبان حال سے کہا۔

تو نخل خوش ثمر کیستی کہ سرو و سمن
ہمہ ز خویش بریدند و با تو پیوستند

بلال حبشیؓ، صہیب رومیؓ، سلمان فارسیؓ اور قریش مکہ، انصار مدینہ تو (الگ الگ قوموں قبیلوں سے ہونے کے باوجود) بھائی بھائی ہو گئے اور بدر اور احد کے میدان میں باپ بیٹے بھائی بھائی کی تلواریں آپس میں ٹکرا کر اسکی شہادت دی کہ ان کا مسلک یہ تھا کہ

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد
فدائے یک تن بیگانہ کا شنا باشد

اللّٰھم ارزقنا اتباعھم واجعل حبك أحبَّ الأشياء الينا وخشيتك اخوف الاشياء عندنا" (معارف القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَ

کہہ دے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں

عَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا

اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سودا گری جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو

وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ

اور مکانات جنہیں پسند کرتے ہو تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے

سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

سے زیادہ پیارے ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجے اور اللہ تعالیٰ

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۲۴

نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا

### خلاصہ

اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات اس لئے نہیں مانتے ......اور ہجرت اور جہاد اس لئے نہیں کرتے کہ تمہیں خیال ہے کہ اس کی وجہ سے تمہیں اپنے گھر والوں اور خاندان والوں سے جدا ہونا پڑے گا......اور تمہارے اموال ضائع ہو جائیں گے اور تمہاری تجارت بند ہو جائے گی اور تمہیں آرام دہ مکانوں سے نکل کر بے آرام ہونا پڑے گا......تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے عذاب کا انتظار کرو...... جو اس تن آسانی اور دنیا طلبی پر آنے والا ہے...... جو مشرکین کے تعلقات یا دنیوی خواہشات میں پھنس کر احکام الٰہیہ کی تعمیل نہ کریں ان کو حقیقی کامیابی کا راستہ نہیں مل سکتا۔ حدیث میں ہے کہ جب تم بیلوں کی دم پکڑ کر کھیتی باڑی پر راضی ہو جاؤ گے اور "جہاد" چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جس سے کبھی نہیں نکل سکو گے یہاں تک کہ پھر اپنے دین یعنی جہاد فی سبیل اللہ کی طرف واپس آ جاؤ۔ (تفسیر عثمانی بالتسہیل)

### آیت کا موضوع

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

ثم امر اللّٰه تعالىٰ رسوله ان يتوعّد من آثر اهله وقرابته وعشيرته على اللّٰه ورسوله

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وجهاد فی سبیلہ فقال: قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ الایۃ

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ اُن کو وعید سنائیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائیں) جو اپنے گھر والوں رشتہ داروں اور خاندان والوں کو اللہ، رسول اور جہاد فی سبیل اللہ پر ترجیح دیتے ہیں پس ارشاد فرمایا: قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ (تفسیر ابن کثیر)

## ہجرت کے مقام پہ جہاد کا تذکرہ

پہلے ہجرت کی بات چل رہی تھی مگر اس آیت میں ہجرت کا لفظ نہیں ہے بلکہ جہاد کا تذکرہ ہے اسکی ایک وجہ حضرت تھانویؒ یوں بیان فرماتے ہیں:

مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ سے مراد چونکہ من العمل بامر اللہ ورسولہ ہے اس میں ہجرت بھی آ گئی اور جہاد کی تصریح سے مقصود مبالغہ ہے کہ ہجرت تو پھر بھی سہل (یعنی آسان) ہے مطلوب تو یہ ہے کہ جہاد کو بھی اشیاء مذکورہ پر ترجیح دی جائے جس میں اپنی جان اور کبھی ان عزیزوں کی جان کو جبکہ ان سے مقابلہ ہو جاوے بے قدر اور ہیچ سمجھنا پڑتا ہے۔ (بیان القرآن)

"مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ سے مراد من العمل بامر اللہ ورسولہ یعنی احکام خدا اور رسول پر عمل سے عزیز تر

وفی الکلام حذف ای احب الیکم من امتثال امر اللہ تعالیٰ ورسولہ (بحر)

وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ ...... ہجرت سے ایک درجہ ترقی کر کے یہاں نام جہاد فی سبیل اللہ لے دیا گیا ہے کہ ہجرت تو پھر بھی ہلکی چیز ہے مسلمانوں کو تو جہاد کو بھی ہر دنیوی و مادی تعلق پر غالب رکھنا چاہیے۔" (تفسیر ماجدی)

## فائدہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات سے بھی محبت ہو اور ان کی ذات سے بھی محبت ہو۔ امام ابن کثیرؒ نے اس پر کئی احادیث مبارکہ ذکر فرمائی ہیں تفسیر ابن کثیر میں ملاحظہ فرمالیں۔

## مسلمان کا جہاد چھوڑنا قابل تعجب ہے

"پھر کس قدر تعجب ہے کہ ایمان باللہ کا دعویٰ کرنے کے بعد دنیاوی ضرورتوں کی وجہ سے تم جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کر دو، اور اگر ایسا کیا تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ تم اللہ کے عذاب کو دعوت دے رہے ہو، جو غلامی و محکومی کی صورت میں نازل ہوگا۔ (تفسیر الفرقان)

## ایمان سے بھی دور اور عقل سے بھی دور

اللہ تعالیٰ کی وعید پر نظر نہ رکھنا اور رشتہ داریوں اور تجارتوں اور گھروں کا دھیان رکھنا اور ان کی محبت میں جہاد اور ہجرت کو چھوڑ دینا ایمان سے بھی دور ہے اور عقل سے بھی۔ (انوار البیان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## جہاد سے روکنے کے لئے شیطان کا مورچہ

امام قرطبیؒ نے اس آیت مبارکہ کے ذیل میں درج ذیل حدیث ذکر فرمائی ہے:

إن الشيطان قعد لابن آدم ثلاث مقاعد: قعدله في طريق الاسلام فقال لم تذر دينك ودين ابآئك فخالفه واسلم، وقعد له في طريق الهجرة فقال له أتذر مالك واهلك فخالفه وهاجر ثم قعد في طريق الجهاد فقال له تجاهد فتقتل فينكح اهلك ويقسم مالك فخالفه وجاهد فحق على الله ان يدخله الجنة.

یعنی شیطان آدمی کے لئے تین راستوں پر مورچہ لگاتا ہے (یعنی اسکی تاک میں بیٹھتا ہے) ❶ وہ اسلام قبول کرنے کے راستے میں بیٹھتا ہے اور آدمی سے کہتا ہے تم کیوں اپنا اور اپنے آباؤ اجداد کا دین چھوڑتے ہو آدمی اسکی بات نہیں مانتا اور اسلام قبول کر لیتا ہے۔ ❷ وہ اس کے ہجرت کے راستے میں بیٹھتا ہے اور اسے کہتا ہے کیا تم اپنے مال اور گھر والوں کو چھوڑ رہے ہو (یعنی مال اور اہل و اولاد کی محبت کا جذبہ جگا کر ہجرت سے روکتا ہے) آدمی اس کی بات نہیں مانتا اور ہجرت کر لیتا ہے۔ ❸ پھر شیطان جہاد کے راستے میں بیٹھتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ تم جہاد کرو گے تو مارے جاؤ گے پھر تمہاری بیوی کی شادی (کسی اور سے) کر دی جائے گی اور تمہارا مال تقسیم کر دیا جائے گا، آدمی اسکی بات نہیں مانتا اور جہاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم فرما لیا ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (القرطبی)

(امام قرطبیؒ نے اسے حدیث صحیح قرار دیا ہے)

## اس آیت میں جہاد کی فضیلت کا بیان ہے

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

وفي قوله ﴿وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ﴾ دليل على فضل الجهاد، و ايثاره على راحة النفس وعلائقها بالاهل والمال

یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ﴾ میں جہاد کی فضیلت پر دلیل ہے اور اس پر کہ جہاد کو ترجیح دینی چاہیے نفس کی راحت پر اور مال و اہل سے محبت اور تعلق پر۔ (القرطبی)

## آہ! ایسے لوگ کم ہیں

"بیضاویؒ نے لکھا ہے کہ آیت (کے حکم) میں بڑی شدت ہے اور کم ہیں ایسے لوگ جو اس (وعید) سے بچے رہتے ہیں۔ یعنی جن کو اللہ، رسول اور جہاد کی محبت ہر چیز سے زائد ہو ایسے لوگ کم ہیں"۔ (تفسیر مظہری)

امام نسفیؒ نے بھی اسی غم کا رونا رویا ہے وہ فرماتے ہیں:

والآية تنعى على الناس ماهم عليه من رخاوة عقدالدين واضطراب حبل اليقين،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إذلا تجد عند اورع الناس مایستحب له دینه علی الآباء والابناء والاموال والحظوظ یعنی یہ آیت لوگوں پر نوحہ کررہی ہے (یعنی غم اور افسوس کا رونا رورہی ہے) انکی اس حالت کی وجہ سے جس پر وہ ہیں، یعنی دین کے معاملات میں ڈھیلا پن اور یقین میں بہت کمزوری۔ لوگوں میں سے جو زیادہ متقی ہیں وہ بھی دین کے معاملات کو ماں باپ، اولاد، اموال اور خواہشات سے زیادہ محبوب نہیں رکھتے۔

## اب تو یہ جرم عار بھی نہیں

امام بیضاویؒ اور امام نسفیؒ نے تو اپنے زمانے کا رونا رویا ہے وہ اگر آج کے حالات دیکھ لیتے تو معلوم نہیں غم سے انکی کیا حالت ہوتی۔ اب تو مسلمان حد درجہ "گھریلو ملازم" اور "مال کے نوکر" بن گئے ہیں ...... اکثر لوگ اپنی گھریلو زندگیوں، اولاد کی شادیوں اور خاندانی مسائل میں محدود ہو کر رہ گئے ہیں اور ایک مکان کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا بنانے کی فکر میں رہتے ہیں ...... ان کی زندگیاں کئی ماہ تک جاری رہنے والی شادیوں میں برباد ہورہی ہیں ...... اور مال کمانا اور زیادہ سے زیادہ جمع کرنا ہی بڑا کمال بن چکا ہے۔ آج مال اور اولاد کی خاطر لوگ دین سے دور ہوتے ہیں، کافروں کے ملکوں میں کمانے کے لئے جاتے ہیں اور بڑے مکانات کی ہوس میں ہر ناجائز کام کرتے ہیں ...... اور جہاد کا تو دور دور تک ان کے دماغوں میں تصور اور خیال بھی نہیں ہے ...... چنانچہ ان کی حالت دیکھ کر زمانے کے کافر یہی کہتے پھرتے ہیں کہ جہاد غربت کی وجہ سے ہوتا ہے، چنانچہ صرف غریب مسلمان ہی جہاد کرتے ہیں اس لئے انکو مال کمانے اور مال بنانے پر لگاؤ تو یہ جہاد چھوڑ دیں گے ...... ان حالات میں یہ آیت آسمانی بجلی کی طرح کڑک کر اعلان کرتی ہے کہ اپنے اہل، اولاد، خاندان، مالِ تجارت اور مکان کو جہاد پر ترجیح دینے والو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا انتظار کرو ...... (واللہ اعلم بالصواب)

تمام مسلمانوں سے گزارش ہے کہ وہ اس آیت مبارکہ کا صرف ترجمہ ہی چند بار پڑھ لیں اور اس عذاب سے بچنے کی دعا کریں جس کا تذکرہ اس آیت میں ہوا ہے ......

## ایک ناصحانہ عبارت

"ایمان قبول کرنے کے بعد ایمان کے تقاضے انسان کو شرعی احکام پر عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ شرعی احکام میں بہت سی ایسی چیزیں آجاتی ہیں جو نفس پر گراں ہوتی ہیں ان میں سے ہجرت بھی ہے جہاد بھی ہے حرام مال کا چھوڑنا بھی ہے۔ شریعت کے مطابق اپنوں سے قطع تعلق کرنا بھی ہے اور بہت سے امور ہیں جو نفس کو ناگوار ہیں۔ جو لوگ یہ جانتے ہیں اور مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق و مالک ہے اور اس کا حق سب سے زیادہ ہے اور مال بھی اس نے دیا ہے اور رشتہ داریاں بھی اسی نے پیدا فرمائی ہیں انہیں اسلامی احکام پر عمل کرنے میں کچھ بھی دشواری نہیں ہوتی وہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کو ہر چیز پر ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے اندر تین چیزیں ہوں گی انکی وجہ سے وہ ایمان کی مٹھاس پالے گا۔

پہلا شخص جسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دوسری تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں۔ دوسرا وہ شخص جو کسی بندہ سے صرف اللہ کے لئے محبت کرے۔ تیسرا وہ شخص جسے اللہ نے کفر سے بچا دیا ہو اور وہ واپس کفر میں جانے کو برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے۔ (رواہ البخاری)

نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہ ہوگا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ، اسکی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (رواہ البخاری ص ۷ ج ۱۰)

ایمان کی مٹھاس سے یہ مراد ہے کہ طاعات اور عبادات میں لذت محسوس ہونے لگے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے ہر طرح کی مشقتیں اور تکلیفیں برداشت کرنا آسان ہو جائے۔ (تفسیر انوار البیان)

## اس آیت کا براءۃ سے تعلق

امام رازیؒ کے نزدیک اس آیت کا تعلق بھی براءۃ یعنی اعلان جنگ کے حکم سے ہے۔ براءۃ کے حکم میں جس جنگ کا اعلان تھا اس میں بہت قربانی کا امکان تھا۔ مد مقابل رشتہ دار اور اپنے قبائل تھے، مال، تجارت، مکانات، سب کچھ ختم ہونے کا امکان تھا تو مسلمانوں کو بتایا جا رہا ہے کہ ان چیزوں کو اللہ اور رسول کے حکم اور جہاد کے راستے کی رکاوٹ نہ بننے دو، جو بنائے گا وہ عذاب کا شکار ہوگا۔ اور بعض مفسرین کے نزدیک آیت میں ان کے لئے وعید ہے جنہوں نے ہجرت نہیں کی تھی ان کو بتایا گیا کہ عنقریب مکہ فتح ہوگا تو تم ذلیل وخوار ہو جاؤ گے۔ علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ ای بعقوبته سبحانه لكم عاجلا أو آجلا على ماروى عن الحسن واختاره الجبائی، وروى عن ابن عباس ومجاهد ومقاتل انه فتح مكة (روح المعانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# غزوہ حنین

شوال ۸ھ

سورۃ توبہ آیت ۲۵ ۲۶ ۲۷ میں غزوہ حنین کا بیان ہے ملاحظہ فرمایئے غزوہ حنین کا مختصر واقعہ۔

## غزوہ حنین

وہ جنگی معرکہ جسکی کمان بھی سرور دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرشتے نازل فرمائے اس غزوہ کے بہت سے واقعات اور حالات خلاف توقع عجیب انداز میں ظاہر ہوئے جن میں غور کرنے سے انسان کے ایمان میں قوت اور عمل میں ہمت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس غزوہ میں مسلمانوں کے لئے بہت سے اہم اسباق اور نصیحتیں ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# غزوہ حنین

## ۲ شوال ۸ھ (یکم فروری ۶۳۰ء)

حنین مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک مقام کا نام ہے، جو مکہ مکرمہ سے دس میل سے کچھ زیادہ فاصلے پر واقع ہے، رمضان ۸ھ ہجری میں جب مکہ مکرمہ فتح ہوا، اور قریش مکہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے، تو عرب کا ایک بہت بڑا مشہور بہادر جنگجو اور مالدار قبیلہ ہوازن جس کی ایک شاخ طائف کے رہنے والے بنو ثقیف بھی تھے، ان میں ہلچل مچ گئی، انہوں نے جمع ہو کر یہ کہنا شروع کیا کہ مکہ فتح ہو جانے کے بعد مسلمانوں کو کافی قوت حاصل ہو گئی ہے، اس سے فارغ ہونے کے بعد لازمی ہے کہ ان کا رخ ہماری طرف ہوگا، اس لئے دانشمندی کی بات یہ ہے کہ ان کے حملہ آور ہونے سے پہلے ہم خود ان پر حملہ کر دیں، اس کام کے لئے قبیلہ ہوازن نے اپنی سب شاخوں کو جو مکہ سے طائف تک پھیلی ہوئی تھیں جمع کر لیا، اس قبیلہ کے سب بڑے چھوٹے بجز چند معدود افراد کے جن کی تعداد ۱۰۰ سو سے بھی کم تھی، باقی سب ہی جمع ہو گئے، اس تحریک کے لیڈر مالک بن عوف، تھے جو بعد میں مسلمان ہو گئے اور اسلام کے بڑے علمبردار ثابت ہوئے، اس وقت مسلمانوں کے خلاف حملہ کا سب سے زیادہ جوش انہی میں تھا قبیلہ کی عظیم اکثریت نے ان کی رائے سے اتفاق کر کے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں، اس قبیلہ کی چھوٹی چھوٹی شاخیں بنو کعب اور بنو کلاب اس رائے سے متفق نہیں ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کو کچھ بصیرت دیدی تھی، انہوں نے کہا اگر مشرق سے مغرب تک ساری دنیا بھی محمد (ﷺ) کے خلاف جمع ہو جائے گی تو وہ ان سب پر ہی غالب آئیں گے، ہم خدائی طاقت کے ساتھ جنگ نہیں کر سکتے، باقی سب کے سب نے معاہدے کئے، اور مالک ابن عوف نے ان سب کو پوری قوت سے جنگ پر قائم رہنے کی ایک تدبیر یہ تجویز دے کر کی کہ ہر شخص کے تمام اہل وعیال بھی ساتھ چلیں، اور اپنا اپنا پورا مال بھی ساتھ لے کر نکلیں، جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ میدان سے بھاگنے لگیں تو بیوی بچوں اور مال کی محبت ان کے پاؤں کی زنجیر بن جائے، میدان سے گریز کا ان کے لئے کوئی موقع ہی نہ رہے۔ ان کی تعداد کے بارے میں اہل تاریخ کے مختلف اقوال ہیں، حافظ حدیث علامہ ابن حجر وغیرہ نے راجح اس کو قرار دیا ہے کہ چوبیس یا اٹھائیس ہزار کا مجمع تھا اور بعض حضرات نے چار ہزار کی تعداد بیان کی ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ سب اہل وعیال عورتوں بچوں سمیت تعداد چوبیس یا اٹھائیس ہزار ہوں، اور لڑنے والے نوجوان ان میں چار ہزار ہوں۔

بہر حال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں ان کے خطرناک عزائم کی اطلاع ملی تو آپ نے ان کے مقابلے پر جانے کا عزم فرما لیا، مکہ مکرمہ پر حضرت عتاب بن اُسید کو امیر بنایا اور حضرت معاذ بن جبل کو ان کے ساتھ لوگوں کو اسلامی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعلیمات سکھانے کے لئے چھوڑا اور قریش مکہ سے اسلحہ اور سامان جنگ عاریت کے طور پر مانگا، صفوان بن امیہ جو قریش کا سردار تھا بول اٹھا کہ کیا آپ یہ سامانِ جنگ ہم سے غصب کر کے لینا چاہتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ عاریت کے طور پر لیتے ہیں جس کی واپسی ہمارے ذمہ ہوگی، یہ سن کر اس نے ۱۰۰ سو زرہیں مستعار دیں اور نوفل بن حارث نے ۳۰۰۰ تین ہزار نیزے اسی طرح پیش کر دیے، امام زہریؒ کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چودہ ہزار صحابہ کا لشکر لیکر اس جہاد کی طرف متوجہ ہوئے جن میں بارہ ہزار مہاجرین وانصار تھے، جو فتح مکہ کے لئے آپ کے ساتھ آئے تھے اور دو ہزار وہ مسلمان تھے جو مکہ اور اطراف مکہ کے لوگوں میں سے بوقت فتح مسلمان ہو گئے تھے، اور جن کو طلقاء کہا جاتا ہے، اکثر مورخین اسلامی لشکر کی تعداد بارہ ہزار بیان کرتے ہیں۔ شوال کی چھٹی تاریخ ہفتہ کے دن آپ ﷺ اس غزوہ کے لئے نکلے، اور فرمایا انشاء اللہ کل ہمارا قیام خیف بنی کنانہ کے اس مقام پر ہوگا جہاں جمع ہو کر قریش مکہ نے مسلمانوں کے خلاف مقاطعہ کے لئے عہد نامہ لکھا تھا۔

یہ چودہ ہزار مجاہدین کا لشکر تو جہاد کے لئے نکلا ان کے ساتھ مکہ کے کئی لوگ مرد وعورتیں تماشائی بن کر نکلے، جن کے دلوں میں عموماً یہ تھا کہ اگر اس موقع پر مسلمانوں کو شکست ہوگئی تو ہمیں بھی اپنا انتقام لینے کا موقع ملے گا، اور یہ کامیاب ہوں تو بھی ہمارا کوئی نقصان نہیں۔

اسی قسم کے لوگوں میں ایک شیبہ بن عثمان بھی تھے، جنہوں نے بعد میں مسلمان ہو کر خود اپنا واقعہ بیان کیا کہ غزوہ بدر میں میرا باپ حضرت حمزہؓ کے ہاتھ سے اور چچا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا جس کا جوشِ انتقام اور انتہائی غیظ میرے دل میں تھا، میں اس موقع کو غنیمت جان کر مسلمان کے ساتھ ہو لیا کہ جب کہیں موقع پاؤں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دوں، میں ان کے ساتھ ہو کر ہر وقت موقع کی تلاش میں رہا، یہاں تک کہ اس جہاد کے ابتدائی وقت میں جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑے اور وہ بھاگنے لگے تو میں موقع پا کر حضور (ﷺ) کے قریب پہنچا، مگر دیکھا کہ داہنی طرف حضرت عباسؓ آپ کی حفاظت کر رہے ہیں اور بائیں طرف ابوسفیان ابن حارث، اس لئے میں پیچھے کی طرف پہنچ کر ارادہ ہی کر رہا تھا کہ یکبارگی تلوار سے آپ پر حملہ کروں کہ یکایک آپ ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی، اور آپ ﷺ نے مجھے آواز دی کہ شیبہ یہاں آؤ اپنے قریب بلا کر دست مبارک میرے سینہ پر رکھ دیا، اور دعا کی کہ یا اللہ اس سے شیطان کو دور کردے، اب جو میں نظر اٹھاتا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے دل میں اپنے آنکھ، کان اور جان سے بھی زیادہ محبوب ہو جاتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا جاؤ کفار کا مقابلہ کرو، اب تو میرا یہ حال تھا کہ میں اپنی جان آپ پر قربان کر رہا تھا، بڑی بے جگری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس جہاد سے واپس آئے تو میں خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے میرے دل کے تمام خیالات کی نشاندہی کر دی کہ تم مکہ سے اس نیت سے چلے تھے، اور میرے گرد میرے قتل کے لئے گھوم رہے تھے مگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ تم سے نیک کام لینے کا تھا جو ہو کر رہا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس طرح کا واقعہ نضر بن حارث کو پیش آیا کہ وہ بھی اسی نیت سے حنین گئے تھے، وہاں پہنچ کر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عظمت ڈال دی اور وہ ایک مجاہد بن کر دشمنوں کی صفوں سے ٹکرا گئے۔

اسی سفر میں ابو بردہ بن نیار کو یہ واقعہ پیش آیا کہ مقام اوطاس پر پہنچ کر دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے تشریف رکھتے ہیں، اور ایک اور شخص آپ کے پاس بیٹھا ہے آپ ﷺ نے ذکر فرمایا کہ میں سو گیا تھا یہ شخص آیا اور...... میری تلوار اپنے قبضہ میں لے کر میرے سر پر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اے محمد ﷺ اب بتلاؤ تمہیں کون میرے ہاتھ سے بچا سکتا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ اللہ بچا سکتا ہے، یہ سن کر تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی، ابو بردہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اجازت دیجئے کہ میں اس دشمن خدا کی گردن ماردوں، یہ دشمن قوم کا جاسوس معلوم ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بردہ خاموش رہو اللہ تعالیٰ میری حفاظت کرنے والا ہے جب تک کہ میرا دین سارے دینوں پر غالب نہ آجاوے، اور آپ ﷺ نے اس شخص کو کوئی ملامت بھی نہ فرمائی، اور آزاد چھوڑ دیا۔

مقام حنین پر پہنچ کر مسلمانوں نے پڑاؤ ڈالا تو حضرت سہیل بن حنظلہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ خبر لے کر حاضر ہوئے کہ ایک گھڑ سوار آدمی ابھی دشمن کی طرف سے آیا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ قبیلہ ہوازن پورا کا پورا مع اپنے سب سامان کے مقابلہ پر آ گیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر تبسم فرمایا اور کہا کہ پرواہ نہ کرو یہ سارا سامان مسلمانوں کے لئے مال غنیمت بن کر ہاتھ آئے گا۔

اس جگہ ٹھہر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن حدرد کو جاسوس بنا کر بھیجا کہ دشمن کے حالات کا پتہ چلائیں، وہ ان کی قوم میں جا کر دو دن رہے، سب حالات دیکھتے سنتے رہے، ان کے لیڈر اور کمانڈر مالک بن عوف کو دیکھا کہ اپنے لوگوں سے کہہ رہے ہیں کہ محمد (ﷺ) کو ابھی تک کسی بہادر تجربہ کار قوم سے سابقہ نہیں پڑا، مکہ کے بھولے بھالے قریشیوں کا مقابلہ کر کے انہیں اپنی طاقت کا زعم ہو گیا، اب ان کو پتہ لگے گا، تم سب لوگ صبح ہوتے ہی اس طرح صف بندی کرو کہ ہر ایک کے پیچھے اس کے بیوی بچے اور مال ہو، اور اپنی تلواروں کی میانوں کو توڑ ڈالو، اور سب مل کر یکبارگی حملہ بولو، یہ لوگ جنگ کے بڑے تجربہ کار تھے، اپنی فوج کے چند دستوں کو مختلف گھاٹیوں میں چھپا دیا تھا۔

اس طرف کفار کے لشکر کی یہ تیاریاں تھیں اور دوسری طرف مسلمانوں کا یہ پہلا جہاد تھا جس میں چودہ ہزار سپاہی مقابلہ کے لئے نکلے تھے، اور سامان جنگ بھی ہمیشہ سے زیادہ تھا اور یہ لوگ بدر و احد کے میدانوں میں یہ دیکھ چکے تھے کہ صرف تین سو تیرہ بے سامان لوگوں نے ایک ہزار کے لشکر جرار پر فتح پائی، تو آج اپنی کثرت اور تیاری پر نظر کر کے حاکم اور بزار کی روایت کے مطابق ان میں سے بعض کی زبان سے ایسے کلمات نکل گئے کہ آج تو یہ ممکن نہیں کہ ہم کسی سے مغلوب ہو جائیں آج تو مقابلہ کی دیر ہے کہ دشمن فوراً بھاگے گا۔

مالک الملک والملکوت کو یہی چیز ناپسند تھی کہ اپنی طاقت پر کوئی بھروسہ کیا جائے، چنانچہ مسلمانوں کو اس کا سبق اس طرح ملا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ جب قبیلہ ہوازن نے قرارداد کے مطابق یکبارگی ہلہ بولا اور گھاٹیوں میں چھپے ہوئے دستوں نے چار طرف سے گھیرا ڈال دیا، گرد و غبار نے دن کو رات بنا دیا تو صحابہ کرامؓ کے پاؤں اکھڑ گئے اور بھاگنے لگے، صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار پیچھے ہٹنے کے بجائے آگے بڑھ رہے تھے اور بہت تھوڑے سے صحابہ کرامؓ جن کی تعداد تین سو اور بعض نے ایک سو یا اس سے بھی کم بتلائی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمے رہے، وہ بھی یہ چاہتے تھے کہ آپ ﷺ آگے نہ بڑھیں۔

یہ حالت دیکھ کر آپ ﷺ نے حضرت عباسؓ کو حکم دیا کہ بلند آواز سے صحابہ کو پکارو کہ وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے شجرہ کے نیچے جہاد کی بیعت کی تھی، اور سورۃ بقرہ والے حضرات کہاں ہیں، اور وہ انصار کہاں ہیں جنہوں نے جان کی بازی لگانے کا عہد کیا تھا، سب کو چاہیے کہ واپس آ ئیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ہیں۔

حضرت عباسؓ کی ایک آواز بجلی کی طرح دوڑ گئی اور یکا یک سب بھاگنے والوں کو پشیمانی ہوئی اور بڑی دلیری کے ساتھ لوٹ کر دشمن کا پورا مقابلہ کیا اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی مدد بھیج دی۔ اُن کا کمانڈر مالک بن عوف اپنے اہل وعیال اور سب مال کو چھوڑ کر بھاگا اور طائف کے قلعہ میں جا چھپا اور پھر باقی پوری قوم بھاگ کھڑی ہوئی، ان کے ستر سردار مارے گئے، بعض مسلمانوں کے ہاتھ سے کچھ بچے زخمی ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا، ان کا سب مال مسلمانوں کے قبضہ میں آیا چھ ہزار جنگی قیدی، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں، چار ہزار اوقیہ چاندی ہاتھ آئی۔

غزوہ حنین کے بارے میں نازل ہونے والی ان آیات میں سے پہلی اور دوسری آیت میں اسی مضمون کا بیان ہے، ارشاد فرمایا کہ جب تم کو اپنے مجمع کی کثرت سے غرہ ہوگیا تھا پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کارآمد نہ ہوئی اور زمین باوجود فراخی کے تم پر تنگ ہوگئی، پھر تم پیٹھ دے کر بھاگ کھڑے ہوئے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تسلی نازل فرمائی اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر اور ایسے لشکر فرشتوں کے نازل کر دیئے، جن کو تم نے نہیں دیکھا، اور کافروں کو تمہارے ہاتھ سے سزا دلوا دی۔

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور سب مسلمانوں پر اپنی تسلی نازل فرما دی۔

معنی اس کے یہ ہیں کہ غزوہ حنین کے ابتدائی ہلہ میں جن صحابہ کرامؓ کے پاؤں اکھڑے گئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب پر اپنی تسلی نازل فرما دی جس سے ان کے اکھڑے ہوئے قدم جم گئے اور بھاگنے والے پھر لوٹ آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان صحابہ پر جو مضبوطی کے ساتھ محاذ پر جمے رہے تسلی نازل فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو اپنی فتح قریب نظر آنے لگی اور چونکہ تسلی کی یہ دو قسمیں تھیں ایک بھاگنے والوں کی دوسری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمے رہنے والوں کی اسی طرف اشارہ کرنے کے لئے عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ کو علیحدہ علیحدہ تکرار عَلَىٰ کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔

اور اس کے بعد فرمایا وَأَنزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا یعنی ایسے لشکر نازل فرمائے جن کو تم نے نہیں دیکھا،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس سے مراد عام طور پر لوگوں کا نہ دیکھنا ہے، احاد وافراد سے جو بعض رواتیوں میں اس لشکر کا دیکھنا منقول ہے وہ اس کے منافی نہیں۔

پھر فرمایا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ یعنی کافروں کو اللہ تعالیٰ نے سزا دی اور کافروں کی یہی سزا ہے، سزا سے مراد ان کا مسلمانوں کے ہاتھوں مفتوح اور مغلوب ہونا ہے جو واضح طور پر مشاہدہ میں آیا، مطلب یہ ہے کہ دنیاوی سزا تھی، جو فوری طور پر مل گئی، آگے آخرت کے معاملہ کا ذکر بعد کی آیات میں اس طرح آیا ہے:

ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ''یعنی پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں توبہ نصیب کردیں، اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں'' اس میں اشارہ ہے کہ اس جہاد میں جن لوگوں کے ہاتھوں مغلوب اور مفتوح ہونے کی سزا مل چکی ہے اور ابھی تک وہ اپنے کفر پر قائم ہیں، ان میں سے بھی کچھ لوگوں کو توفیقِ ایمان نصیب ہوگی، چنانچہ ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔

## تقسیم غنائم حنین

طائف سے چل کر آپ ذی القعدہ الحرام کو جعرانہ پہنچے جہاں مال غنیمت جمع تھا، چھ ہزار قیدی، چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی یہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے دس دن سے زیادہ ہوازن کا انتظار کیا کہ شاید وہ اپنے عزیزوں بچوں اور عورتوں کو چھڑانے آئیں لیکن جب دس بارہ روز کے انتظار کے بعد بھی کوئی نہ آیا تب آپ ﷺ نے مال غنیمت غانمین پر تقسیم کردیا۔ (ابن حجر، فتح الباری ج ۸، ص: ۳۸، ابن سید الناس، عیون الاثر ج ۲، ص: ۱۹۳)

تقسیم غنائم کے بعد ہوازن کا وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جس میں نو آدمی تھے اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور بعد ازاں اپنے اموال اور اہل وعیال کی واپسی کی درخواست کی، آپ ﷺ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ اسی قبیلہ کی تھیں۔ اس قبیلہ کے خطیب زہیر بن صرد نے کھڑے ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! ان اسیروں میں آپ (ﷺ) کی پھوپھیاں، خالائیں، اور گود کھلانے والیاں ہیں، اگر کسی بادشاہ یا امیر سے ہمارے اس قسم کے تعلقات ہوتے تو بہت مہربانی ہوتی اور آپ (ﷺ) کی شان تو ان سب سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ ہم پر جو مصیبت آئی ہے وہ آپ پر مخفی نہیں، آپ ہم پر احسان کیجئے اللہ آپ پر احسان کرے گا اور یہ شعر پڑھے۔

امنن علینا رسول اللہ فی کرم    فانک المرء نرجوه وندخر

آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہارا بہت انتظار کیا اور اب غنائم تقسیم ہوچکے ہیں دو چیزوں میں سے ایک چیز اختیار کرلو قیدی یا مال۔ وفد نے کہا: آپ (ﷺ) نے ہم کو مال اور حسب میں اختیار دیا ہے ہم حسب نسب کو اختیار کرتے ہیں اور اونٹ اور بکری کے بارے میں آپ (ﷺ) سے کچھ نہیں کہتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے اور خاندان بنی ہاشم وبنی المطلب کے حصہ میں جو کچھ آیا ہے وہ سب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تمہارا ہے لیکن اور مسلمانوں کے حصہ میں جو کچھ جا چکا ہے اس کی بابت تم ظہر کی نماز کے بعد کھڑے ہو کر کہنا میں سفارش کروں گا، چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد وفد ہوازن کے خطباء نے فصیح و بلیغ تقریریں کیں، اور اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے مسلمانوں سے درخواست کی، بعد ازاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے۔ اول اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور پھر فرمایا: تمہارے یہ بھائی ہوازن مسلمان ہو کر آئے ہیں، میں نے اپنا اور اپنے خاندان کا حصہ ان کو دے دیا ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اور مسلمان بھی ان کے قیدی واپس کر دیں۔ جو شخص خوشی اور طیب خاطر سے ایسا کر دے تو بہتر ہے ورنہ میں بعد میں اس کا معاوضہ دینے کے لئے تیار ہوں، سب نے کہا کہ ہم طیب خاطر سے اس پر راضی اور خوش ہیں۔ اس طرح چھ ہزار قیدی دفعۃً آزاد کر دیئے گئے۔ (ابن حجر، فتح الباری ج ۸ ص ۲۶)

انہیں اسیران جنگ میں آپ کی رضاعی بہن حضرت شیماء بھی تھیں، لوگوں نے جب ان کو گرفتار کیا تو انہوں نے کہا: میں تمہارے پیغمبر کی بہن ہوں، لوگ تصدیق کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں لائے شیماء نے کہا اے محمد (ﷺ) میں تمہاری بہن ہوں اور علامت بتائی کہ لڑکپن میں ایک مرتبہ تم نے دانت سے کاٹا تھا، جس کا یہ نشان موجود ہے۔ آپ (ﷺ) نے پہچان لیا، مرحبا کہا اور بیٹھنے کے لئے چادر بچھا دی، فرط مسرت سے آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا: اگر تم میرے پاس رہنا چاہو تو نہایت عزت و احترام کے ساتھ تم کو رکھوں گا، اگر اپنے قبیلہ میں جانا چاہو تو تم کو اختیار ہے، شیماء نے کہا میں اپنے قوم میں جانا چاہتی ہوں اور مسلمان ہو گئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چلتے وقت کچھ اونٹ اور بکریاں اور تین غلام اور ایک باندی عطا فرمائی۔ (ابن حجر الاصابہ (۱۳۷)، ج ۴: ص ۳۴۳)

فتح مکہ میں جو معزز ین قریش اسلام میں داخل ہوئے، ہنوز مذبذب الاعتقاد تھے، ایمان ان کے دلوں میں راسخ نہ ہوا تھا جن کو اصطلاح قرآن میں مولفۃ القلوب کہا گیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم غنائم کے وقت ان کو بہت انعامات دیئے۔ کسی کو سو، کسی کو دو سو اور کسی کو تین سو اونٹ دیئے۔ (ابن حجر کتاب وجلد مذکور ص: ۳۸ زرقانی کتاب وجلد مذکور ص: ۳۶)

الغرض جو کچھ دیا گیا وہ اشراف قریش کو دیا گیا انصار کو کچھ نہیں دیا۔ اس لئے انصار کے بعض نوجوانوں کی زبان سے یہ لفظ نکلے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو تو دیا ہے ہم کو چھوڑ دیا حالانکہ ہماری تلواریں اب تک ان کے خون سے ٹپکتی ہیں، بعض نے کہا کہ مشکلات اور شدائد میں تو ہم کو بلایا جاتا ہے اور مال غنیمت دوسروں پر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو انصار کو جمع کر کے فرمایا، اے انصار! یہ کیا بات ہے جو میں سن رہا ہوں۔ انصار نے کہا یا رسول اللہ ہم میں کے سربر آوردہ اور سمجھدار اور اہل الرائے لوگوں میں سے کسی نے یہ نہیں کہا البتہ بعض نوجوانوں نے ایسا کہا ہے۔ آپ نے فرمایا اے گروہ انصار! کیا تم گمراہ نہ تھے اللہ تعالیٰ نے تم کو میرے واسطہ سے ہدایت دی، آپس میں تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے تمہارے دل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ملا دیئے تم فقیر اور کنگال تھے، اللہ نے میرے ذریعہ سے تم کو مالا مال کیا۔ انصار نے کہا آپ ﷺ جو فرماتے ہیں وہ بالکل بجا ہے اور درست ہے، بے شک اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بڑا احسان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میری تقریر کا یہ جواب دے سکتے ہو کہ اے محمد! جب لوگوں نے تجھ کو جھٹلایا ہم نے تیری تصدیق کی، جب تو بے یار و مددگار تھا اس وقت ہم نے تیری مدد کی، جب تو بے سہارا اور بے ٹھکانہ تھا تو ہم نے تجھ کو ٹھکانہ دیا، جب تو مفلس تھا تو ہم نے تیری یاری اور غمگساری کی، اے گروہ انصار! کیا تمہارے دل اس بات سے رنجیدہ ہوئے کہ میں نے اس دنیائے دوں جس کی حقیقت سراب سے زیادہ نہیں، کچھ متاع قلیل اور درہم معدود چند لوگوں کو تالیف قلوب کے لئے دیئے اور تمہارے اسلام و ایمان اور ایقان و اذعان پر بھروسہ کر کے تم کو چھوڑ دیا۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ قریش کو قتل و قید کی مصیبتیں پہنچی ہیں (یعنی مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کو جانی اور مالی طرح طرح کی اذیتیں پہنچی ہیں) اس لئے اس داد و دہش سے ان کے نقصان کی کچھ تلافی کرنا چاہتا ہوں اور ان کے دلوں کو اسلام سے مانوس کرنا چاہتا ہوں کہ غزوات میں ان کے بھائی بند قتل اور قید ہوئے اور طرح طرح کی ذلتیں اور مصیبتیں ان کو پہنچیں، جن سے اللہ تعالیٰ نے تم کو محفوظ رکھا، پس تالیف قلب کے لئے ایسے لوگوں کو مال دینا مناسب ہے اور تم اہل ایمان ہو، ایمان اور ایقان کی بے مثال اور لازوال دولت سے مالا مال ہو۔ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ لوگ تو اونٹ اور بکری لے کر اپنے گھر واپس ہوں اور تم اللہ کے رسول کو اپنے ساتھ لے کر جاؤ؟ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر ہجرت امر تقدیری نہ ہوتا تو میں بھی انصار میں سے ہوتا، اگر لوگ ایک گھاٹی کو چلیں اور انصار دوسری گھاٹی کو تو میں انصار کی گھاٹی کو اختیار کروں گا۔ اے اللہ! تو انصار پر اور ان کی اولاد در اولاد در اولاد پر رحم اور مہربانی فرمانا۔

یہ فرمانا تھا کہ انصار جاں نثار چیخ اٹھے اور روتے روتے داڑھیاں تر ہو گئیں اور کہا ہم اس تقسیم پر دل و جان سے راضی ہیں کہ اللہ کا رسول ہمارے حصہ میں آیا اس کے بعد مجمع برخواست ہو گیا۔

## احکام و مسائل

ان واقعات کے ضمن میں بہت سے احکام و ہدایات اور ضمنی فوائد آئے ہیں، وہی ان واقعات کے بیان کرنے کا اصل مقصد ہیں۔

آیات مذکورہ میں سب سے پہلی ہدایات تو یہ دی گئی کہ مسلمانوں کو کسی وقت بھی اپنی جمعیت اور طاقت پر غرہ نہ ہونا چاہیے، جس طرح کمزوری اور بے سامانی کے وقت ان کی نظر اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد پر رہتی ہے اسی طرح قوت و طاقت کے وقت بھی ان کا مکمل اعتماد صرف اللہ تعالیٰ کی امداد ہی پر ہونا چاہیے۔

غزوۂ حنین میں مسلمانوں کی تعدادی کثرت اور سامان حرب کے کافی ہونے کی وجہ سے بعض صحابہ کرام کی زبان پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو بڑا بول آگیا تھا کہ آج تو کسی کی مجال نہیں جو ہم سے بازی لیجا سکے، اللہ تعالیٰ کو اپنی اس محبوب جماعت کی زبان سے ایسے کلمات پسند نہ آئے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابتدائی حملہ کے وقت مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے، اور بھاگنے لگے، پھر اللہ تعالیٰ کی غیبی امداد سے یہ میدان فتح ہوا۔

## مفتوح و مغلوب کفار کے اموال میں عدل و انصاف اور احتیاط

دوسری ہدایت اس واقعہ سے یہ حاصل ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین کے لئے مکہ کے مفتوح غیر مسلموں سے جو سامانِ جنگ زرہیں اور نیزے لئے تھے یہ ایسا موقع تھا کہ ان سے زبردستی بھی یہ چیزیں لی جا سکتی تھیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاریت کہہ کر لیا تھا اور پھر سب کو ان مستعار چیزیں واپس کردیں۔

اس واقعہ نے مسلمانوں کو دشمنوں کے ساتھ پورے عدل و انصاف اور رحم و کرم کے معاملہ کا سبق دیا۔

تیسری ہدایت اس ارشادِ نبوی ﷺ سے حاصل ہوئی جس میں حنین کی طرف جاتے ہوئے خیف بنی کنانہ میں قیام کے وقت فرمایا کہ کل ہم ایسے مقام پر قیام کریں گے جس میں بیٹھ کر ہمارے دشمن قریش مکہ نے مسلمانوں کے خلاف مقاطعہ کی قرارداد پر معاہدہ کیا تھا اس میں اشارہ ہے کہ جب مسلمانوں کو حق تعالیٰ نے فتح و قوت عطا فرمادی تو اپنے پچھلے مصیبت کے دور کو نہ بھلا دیں، تا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہو سکے، ہوازن کے شکست خوردہ لوگوں کے بار بار حملہ آور ہونے اور تیر برسانے کے جواب میں رحمۃ للعالمین کی زبانِ مبارک سے بددعاء کے بجائے ان کے لئے ہدایت کی دعاء مسلمانوں کو یہ سبق دے رہی ہے کہ مسلمانوں کی جنگ و جہاد کا مقصد صرف دشمن کو زیر کرنا نہیں، بلکہ ان کو ہدایت پر لانا ہے، اس لئے اس کی کوشش سے کسی وقت غفلت نہ ہونی چاہیے۔

تیسری آیت نے یہ ہدایت کردی کہ جو کفار جنگ میں مغلوب ہوجائیں ان سے بھی مایوس نہ ہوں کہ شاید اللہ تعالیٰ ان کو پھر اسلام و ایمان کی ہدایت دیدیں، جیسا کہ وفد ہوازن کے واقعہ اسلام سے ثابت ہوا۔

وفدِ ہوازن کی درخواست پر ان کے جنگی قیدیوں کی واپسی کے وقت جب صحابہ کرامؓ کے مجمع سے آنحضرت ﷺ نے سوال کیا اور مجمع کی طرف سے یہ آوازیں آئیں کہ ہم سب ان کی واپسی کے لئے خوش دلی سے رضامند ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو کافی نہ سمجھا بلکہ جدا جدا ہر ایک کی اجازت معلوم کرنے کا اہتمام فرمایا۔

اس سے ثابت ہوا کہ حقوق کے معاملہ میں جب تک خوش دلی کا اطمینان نہ ہوجاوے کسی کا حق لینا جائز نہیں مجمع کے رعب یا لوگوں کی شرم سے کسی کا خاموش رہنا رضامندی کے لئے کافی نہیں، اسی سے حضرات فقہاء نے فرمایا کہ کسی شخص پر اپنی وجاہت کا رعب ڈال کر کسی دینی مقصد کے لئے اس سے چندہ لینا بھی درست نہیں کیونکہ ایسے حالات میں بہت سے شریف آدمی محض شرما شرمی سے کچھ دیدیتے ہیں، پوری رضامندی نہیں ہوتی، اس طرح کے مال میں برکت بھی نہیں ہوتی۔ (ماخوذ معارف ”سیرت المصطفیٰ ﷺ“)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَۃُ التَّوْبَۃِ مَدَنِیَّۃٌ — آیت ۲۵، ۲۶، ۲۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ

اللہ تعالیٰ بہت سے میدانوں میں تمہاری مدد کر چکا ہے اور حنین کے دن جب

اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔـا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ

تم اپنی کثرت پر خوش ہوئے پھر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین باوجود

الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۚ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ

اپنی فراخی کے تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر ہٹ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے اپنے

سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا

رسول پر اور ایمان والوں پر تسکین نازل فرمائی اور وہ فوجیں اتاریں کہ جنھیں تم نے نہیں دیکھا

وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ

اور کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے۔ پھر اس کے بعد جسے اللہ تعالیٰ چاہے توبہ

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾

نصیب کرے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے

### خلاصہ

جہاد میں فتح اللہ تعالیٰ کی نصرت سے نصیب ہوتی ہے۔اے مسلمانو! قلتِ تعداد کو عذر بنا کر جہاد نہ چھوڑو اور جب تمہاری تعداد زیادہ ہو تو اس پر فخر و ناز نہ کرو۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تمہیں کتنی لڑائیوں میں اپنی نصرت دے کر غالب فرمایا مثلاً غزوہ بدر، غزوہ بنی قریظہ، غزوہ بنی نضیر، حدیبیہ، غزوہ خیبر اور فتح مکہ...... اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں حنین میں بھی جس کا قصہ عجیب و غریب ہے اپنی نصرت سے غلبہ عطا فرمایا جبکہ واقعہ یہ ہوا تھا کہ تم اپنی زیادہ تعداد پر ناز کر رہے تھے پھر وہ زیادہ تعداد تمہارے کسی کام نہ آئی اور کفار کی تیر اندازی اور حملے سے تمہیں ایسی پریشانی پہنچی کہ زمین تم پر باوجود کشادہ ہونے کے تنگ ہوگئی اور تم میں سے اکثر افراد میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر اپنی نصرت اور فتح کے یقین کا خاص سکون نازل فرمایا اور مسلمانوں پر بھی سکینہ نازل فرمائی اور مدد کیلئے آسمان سے ایسے فرشتے نازل فرمائے جن کو عام طور پر تم نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو تمہاری تلواروں سے سزا دی کہ انہیں شکست، ذلت، موت، اور قید و بند کا سامنا ہوا پھر اللہ تعالیٰ ان کافروں میں سے جس کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چاہے توبہ نصیب کردے چنانچہ ان میں سے بہت سے مسلمان ہوگئے اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والا ہے کہ کافروں کو بھی توبہ کی توفیق دے کر معاف فرمادیتا ہے اور بہت رحمت کرنے والا ہے کہ اپنے اولیاء کو شکست کے بعد فتح سے ہمکنار فرمادیتا ہے۔

## غزوہ حنین میں مسلمانوں کے لئے عجیب اسباق

### سبق نمبر ۱ | قلت تعداد کو جہاد چھوڑنے کا عذر نہ بناؤ

حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

قلتِ تعداد مانع جہاد نہیں ہوسکتی فتح خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ہوتی ہے خواہ فوج اسلام تھوڑی ہی ہو، بلکہ بعض اوقات کثرتِ فوج کے گھمنڈ نے مسلمانوں کو نیچا دکھایا۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

اعلان براءۃ میں تمام مشرکوں سے اعلان جنگ کیا جارہا ہے ایسے وقت میں مسلمانوں کو یہ سبق یاد دلانے کی ضرورت تھی کیونکہ مسلمانوں کی تعداد اتنی تو بہرحال نہ تھی کہ ایک وقت میں تمام مشرکوں سے بیک وقت لڑسکتے تب ان کو یاد دلایا کہ ہم نے کس کس میدان میں تمہاری نصرت کی اور تمہیں غلبہ ملا حالانکہ تمہاری تعداد بہت کم تھی اور جب ایک بار تمہاری تعداد زیادہ تھی اور تم اس تعداد کی وجہ سے دھوکے میں پڑے تمہیں شکست کا منہ دیکھنا پڑا مگر اللہ تعالیٰ کی نصرت نے تمہیں تھام لیا اس لئے اپنی نظر اسباب پر نہیں اللہ تعالیٰ کے حکم اور نصرت پر رکھو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ملاحظہ فرمائیں یہ عبارت:

بعض لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہماری تعداد کم تھی، ہمارے پاس سامان حرب نہیں، ہم ویسے بھی کمزور اور ناتواں ہیں اور مخالفین تعداد کے اعتبار سے شان وشوکت کے اعتبار سے سامان حرب کی فراوانی اور ذرائع ووسائل کی کثرت کے اعتبار سے ہم پر کہیں زیادہ فوقیت رکھتے ہیں، اس لئے ایسے موقع پر دشمن سے جنگ کرنی ہلاکت کے مترادف ہے اور خود قرآن میں تصریح ہے وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (یعنی وہ لوگ اس آیت کا غلط مطلب نکال کر خود کو جہاد سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں) ان لوگوں کو جواب دیا جاتا ہے لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ الآیۃ ان آیات نے بتادیا کہ قلیل تعداد کا عذر کرکے مسلمانوں کو جہاد فی سبیـــــــل اللہ سے نہ رکنا چاہیے اس لئے کہ جنگ میں کامیابی کے لئے کثرت تعداد کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ صبر واستقامت، استقلال وثابت قدمی اور ایثار وسرفروشی کی ضرورت ہے۔ (تفسیر الفرقان)

### سبق نمبر ۲ | اپنی کثرت اور فوجی قوت پر گھمنڈ نہ کرو

ملاحظہ فرمایئے یہ دلنشین عبارت جس کی ہر سطر میں علم وعرفان کا نور چمک رہا ہے۔

"پچھلی آیت میں تنبیہ کی گئی تھی کہ جہاد فی سبیل اللہ کے وقت مؤمنین کو کنبہ، برادری، اموال واملاک وغیرہ کسی چیز پر نظر نہ ہونی چاہیے۔ (یعنی ان چیزوں میں پھنس کر جہاد کو نہیں چھوڑنا چاہیے)"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہاں (ان آیات میں) آگاہ فرمایا ہے کہ مجاہدین کو خود اپنی فوجی جمعیت وکثرت پر گھمنڈ نہ کرنا چاہیے۔ نصرت و کامیابی اکیلے خدا کی مدد سے ہے۔ جس کا تجربہ پہلے بھی تم بہت میدانوں میں کر چکے ہو۔ بدر، قریظہ، نضیر اور حدیبیہ وغیرہ میں جو کچھ نتائج رونما ہوئے وہ محض امداد الٰہی و تائید غیبی کا کرشمہ تھا، اب اخیر میں غزوہ حنین کا واقعہ تو ایسا صریح اور عجیب وغریب "نشان آسمانی" "نصرت و امداد" کا ہے جس کا اقرار سخت معاند دشمنوں تک کو کرنا پڑا ہے۔ فتح مکہ کے بعد فوراً آپ کو اطلاع ملی کہ ہوازن وثقیف وغیرہ بہت سے قبائل عرب نے ایک لشکر جرار تیار کر کے بڑے ساز وسامان سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہے یہ خبر پاتے ہی آپ نے دس ہزار مہاجرین وانصار کی فوج گراں لے کر جو مکہ فتح کرنے کے لئے مدینہ سے ہمراہ آئی تھی، طائف کی طرف کوچ کر دیا دو ہزار طلقاء (یعنی نئے مسلمان ہونے والے حضرات) بھی جو فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تھے آپ کے ہمراہ تھے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ بارہ ہزار کی عظیم الشان جمعیت کیل کانٹے سے لیس ہو کر میدان جہاد میں نکلی۔ یہ منظر دیکھ کر بعض صحابہ کرامؓ سے رہا نہ گیا اور بے ساختہ بول اٹھے کہ (جب ہم بہت تھوڑے تھے اس وقت ہمیشہ غالب رہے تو) آج ہماری اتنی بڑی تعداد کسی سے مغلوب ہونے والی نہیں۔ یہ جملہ "مردان توحید" کی زبان سے نکلنا "بارگاہ احدیت" میں ناپسند ہوا۔ ابھی مکہ سے تھوڑی دور نکلے تھے کہ دونوں طرف لشکر مقابل آ گئے۔ فریق مخالف کی جمعیت چار ہزار تھی جو سر کو کفن باندھ کر اور سب عورتوں، بچوں کو ساتھ لیکر ایک فیصلہ کن جنگ کے لئے پوری تیاری سے نکلے تھے اونٹ گھوڑے، مویشی اور گھر کا کل اندوختہ کوڑی کوڑی کر کے اپنے ہمراہ لے آئے تھے ہوازن کا قبیلہ تیر اندازی کے فن میں سارے عرب میں شہرت رکھتا تھا اس کے بڑے ماہر تیر اندازوں کا دستہ وادی حنین کی پہاڑیوں میں گھات لگائے بیٹھا تھا صحیحین میں براء بن عازبؓ کی روایت ہے کہ پہلے معرکہ میں کفار کو ہزیمت ہوئی اور وہ بہت سا مال چھوڑ کر پسپا ہو گئے یہ دیکھ کر مسلمان سپاہی غنیمت کی طرف جھک پڑے۔ اس وقت ہوازن کے تیر اندازوں نے گھات سے نکل کر ایک دم دھاوا بول دیا۔ آن واحد میں چاروں طرف سے اسقدر تیر برسائے کہ مسلمانوں کو قدم جمانا مشکل ہو گیا۔ اول طلقاء میں بھاگڑ پڑی آخر سب کے پاؤں اکھڑ گئے زمین باوجود فراخی کے تنگ ہو گئی کہ کہیں پناہ کی جگہ نہ ملتی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع چند رفقاء کے دشمنوں کے نرغہ میں تھے۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عباسؓ، علیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ رضی اللہ عنہم وغیرہ تقریباً سو یا اسی ۸۰ صحابہ بلکہ بعض اہل سیر کی تصریح کے موافق کل دس نفوس قدسیہ (عشرہ کاملہ) میدان جنگ میں باقی رہ گئے جو پہاڑ سے زیادہ مستقیم نظر آتے تھے یہ خاص موقع تھا جبکہ دنیا نے پیغمبرانہ صداقت وتوکل اور معجزانہ شجاعت کا ایک محیر العقول نظارہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا آپ ﷺ سفید خچر پر سوار ہیں عباسؓ ایک رکاب اور ابوسفیان بن الحارثؓ دوسری رکاب تھامے ہوئے، چار ہزار کا مسلح لشکر پورے جوش انتقام میں ٹوٹا پڑتا ہے، ہر چہار طرف سے تیروں کا مینہ برس رہا ہے، ساتھی منتشر ہو چکے ہیں مگر رفیق اعلیٰ آپ ﷺ کے ساتھ ہے ربانی تائید اور آسمانی سکینہ کی غیر مرئی بارش آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے گنے چنے رفیقوں پر ہو رہی ہے جس کا اثر آخر کار بھاگنے والوں تک پہنچتا ہے۔ جدھر سے ہوازن وثقیف کا سیلاب بڑھ رہا ہے، آپ ﷺ کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سواری کا منہ اس وقت بھی اسی طرف ہے اور ادھر ہی آگے بڑھنے کے لئے خچر کو مہمیز کر رہے ہیں۔ دل سے خدا کی طرف لو لگی ہے اور زبان پر نہایت استغنا اور اطمینان کے ساتھ انا النبی لاکذب. انا ابن عبدالمطلب جاری ہے یعنی بے شک میں سچا پیغمبر ہوں اور عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔ اسی حالت میں آپ نے صحابہ کو آواز دی اِلَیَّ عباد اللہ انا رسول اللہ خدا کے بندو! ادھر آؤ، یہاں آؤ کہ میں خدا کا رسول ہوں پھر آپ کی ہدایت کے موافق حضرت عباسؓ جو نہایت جہیر الصوت (یعنی بلند آواز) تھے اصحاب سمُرہ کو پکارا جنہوں نے درخت کے نیچے حضور کے ہاتھ پر بیعتِ جہاد کی تھی، آواز کا کانوں میں پہنچنا تھا کہ بھاگنے والوں نے سواریوں کا رخ میدان جنگ کی طرف پھیر دیا، جس کے اونٹ نے رخ بدلنے میں دیر کی وہ گلے میں زرہ ڈال کر اونٹ سے کود پڑا اور سواری چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا، اسی اثناء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی سی مٹی اور کنکریاں اٹھا کر لشکر کفار پر پھینکیں جو اللہ کی قدرت سے ہر کافر کے چہرے اور آنکھوں پر پڑی، ادھر حق تعالیٰ نے آسمان سے فرشتوں کی فوجیں بھیج دیں جن کا نزول غیر مرئی طور پر مسلمانوں کی تقویت وہمت افزائی اور کفار کی مرعوبیت کا سبب ہوا پھر کیا تھا کفار کنکریوں کے اثر سے آنکھیں ملتے رہے، جو مسلمان قریب تھے انہوں نے پلٹ کر حملہ کر دیا آناً فاناً میں مطلع صاف ہو گیا، بہت سے بھاگے ہوئے مسلمان لوٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا لڑائی ختم ہو چکی۔ ہزاروں قیدی آپ ﷺ کے سامنے بندھے کھڑے ہیں اور مال غنیمت کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں فسبحان من بیده ملکوت کل شيء اس طرح کافروں کو دنیا میں سزا دی گئی۔ (تفسیر عثمانی)

## سبق ۳: اللہ تعالیٰ کی نصرت کے واقعات یاد کرنے سے قوت ملتی ہے

آیت مبارکہ کا آغاز اس بات سے ہوا کہ یقیناً اللہ پاک نے کئی جنگوں کے موقع پر تمہاری نصرت فرمائی تمہیں غلبہ عطاء فرمایا۔ حضرات مفسرین نے آیت کے نزول کے وقت تک ایسے اسی ۸۰ مواقع ذکر فرمائے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی واضح نصرت نازل ہوئی۔

امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وقیل : ان المواطن التی نصر اللہ فیھا النبی علیه السلام والمؤمنین ثمانون موطناً

یعنی وہ مواقع جہاں اللہ پاک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی نصرت فرمائی ہے ان کی تعداد اسی ہے۔

تفسیر ماجدی میں ہے:

بے شک اللہ نے بہت سے موقعوں پر تمہاری نصرت فرمائی ہے جیسے جنگ بدر میں اور فتح مکہ کے موقع پر...... اور بنو قریظہ و بنو نضیر کے مقابلہ میں وقس علی ہذا نصرت غیبی اور تائید ایزدی کا منظر تو کہنا چاہیے کہ ہر موقع پر نمایاں رہتا تھا علماء نے اسی ایسے مواقع گنائے ہیں۔ (تفسیر ماجدی)

فان ائمة التاریخ والعلماء والمغازی نقلوا انها کانت ثمانین موطناً (روح المعانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ توبہ کی ان آیات میں مشرکین کے ساتھ کھلی جنگ کا اعلان ہے تو اس موقع پر انہیں ماضی کے وہ واقعات یاد دلائے گئے جن میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی غیبی اور ظاہری نصرت فرمائی پس معلوم ہوا کہ جہاد کے وقت اللہ تعالیٰ کی نصرت کے قدیم واقعات کو یاد کرنے سے ہمت بڑھتی ہے اور حوصلہ جوان ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر پختہ یقین مضبوط ہوجاتا ہے اور اسباب سے نظر ہٹ جاتی ہے۔ پس مجاہدین کو اس چیز کا التزام کرنا چاہیے اس تالیف میں بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کو تفصیل سے ذکر کرنے کا مقصد یہی ہے کہ ان واقعات سے جہاد مکمل طور پر سمجھ آجاتا ہے اور قرآن پاک کے جہادی مضامین کو سمجھنا بھی آسان ہوجاتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## سبق ۴ | جس گناہ کی وجہ سے نصرت اٹھے اسے چھوڑ دیں تو نصرت واپس آجاتی ہے

غزوہ حنین میں عُجب یعنی اپنی تعداد پر فخر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نصرت ہٹ گئی تھی مگر جب لشکر اسلام کے پاؤں اکھڑے اور انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اللہ تعالیٰ کی نصرت واپس آگئی، ملاحظہ فرمائیے یہ عبارت:

سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مفسر تھانویؒ نے کہا ہے کہ مراد اس سے مطلق یعنی عام تسلی نہیں وہ تو آپ ﷺ کو اور جو صحابہؓ آپ ﷺ کے ہمراہ گئے تھے انہیں حاصل ہی تھی اور اسی بناء پر وہ ثابت قدم بھی رہے، بلکہ مراد اس سے تسلی خاص ہے جس سے غلبہ کی امید ہوگئی، مرشد تھانویؒ نے فرمایا کہ ترک عُجب (یعنی عُجب اور فخر کو چھوڑنا) نزول سکینہ کا سبب ہوجاتا ہے۔ (تفسیر ماجدی)

پس سبق یہ ملا کہ جب مجاہدین کو محسوس ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت نہیں آرہی تو وہ فوراً اپنی نیتوں اور اعمال کا محاسبہ کریں اور جو غلطی نظر آئے اس سے فوراً توبہ کرلیں اللہ تعالیٰ کی نصرت ان کے شامل حال ہوجائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب

## سبق ۵ | جہاد کرتے ہوئے خود کو ٹھیک کریں

ان تین آیات میں بالکل واضح طور پر بتایا گیا کہ مجاہدین اسلام سے جہاد کے دوران ایک غلطی ہوئی مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسکی اصلاح کرلی تو فوراً نصرت نازل ہوگئی۔ پس مسلمان کو یہ سبق ملا کہ اصلاح کے نام پر جہاد چھوڑ کر نہ بیٹھ جائیں بلکہ جہاد کرتے رہیں اور کوئی غلطی ہوجائے تو جہاد جاری رکھتے ہوئے اس کی اصلاح بھی کریں۔ دیکھیں غزوہ حنین کے اس لشکر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان طلقاء یعنی اہل مکہ کو بھی لے آئے جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور پھر اسی جہاد کے مختلف مراحل اور مناظر نے ان کے ایمان کو بے حد قوی اور مضبوط بنادیا اور مستقبل میں چل کر ان میں سے کئی افراد نے بہت اونچے کارنامے سرانجام دیئے۔ اگر مسلمان اس پورے سبق پر غور کریں تو جہاد کے خلاف اٹھنے والے بہت سے مغالطوں اور وسوسوں کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سبق ۱۰ جہاد کفر سے توبہ کا بہت بڑا ذریعہ ہے

ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ

یہ قرآنی حقیقت مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑا سبق ہے کہ مسلمانوں کے جہاد کرنے کی وجہ سے اللہ پاک کافروں کو کفر سے توبہ کی توفیق عطا کرتا ہے۔ یہی مضمون پہلے اسی سورۃ کی آیت ۱۵ میں گزر چکا ہے اور اب اس آیت میں بھی اسے دہرایا گیا ہے۔ غزوہ حنین کے واقعہ کو قریب سے دیکھیں اسکی برکت سے اللہ پاک نے کتنے کافروں کو توبہ کی توفیق دی اور وہ پکے مسلمان بن گئے...... مثلاً

❶ مکہ کے وہ پکے کافر جو لشکر اسلام میں مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کیلئے نکلے تھے کفر سے تائب ہوئے۔

❷ قبیلہ ہوازن وثقیف کے لوگ جو اپنے قیدی چھڑانے آئے تھے وہ مسلمان ہوئے۔

❸ وہ قیدی جو مسلمانوں نے رہا کئے تھے ان میں سے بہت سے مسلمان ہوئے۔

❹ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس خوفناک کفریہ لشکر کا سردار عوف بن مالک نصری بعد میں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کر مسلمان ہوا اور اس نے اس موقع پر جو اشعار پڑھے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال شجاعت سے وہ بے حد متاثر ہوا۔

صاحب انوار البیان لکھتے ہیں:

انہیں میں مالک بن عوف بھی تھا جو بہت بڑی جمعیت لیکر مقابلہ کے لئے حنین میں آیا تھا جب شکست ہوئی تو طائف جا کر قلعہ بند ہو گیا لیکن آنحضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچنے پر واپس آیا اور مسلمان ہو گیا آپؐ نے اس کو اس کی قوم پر عامل بھی بنایا نیز اور بھی بہت سے بنی ہوازن کے لوگ مسلمان ہوئے جو جنگ میں قتل ہونے سے بچ گئے تھے، طائف میں جا کر آپ ﷺ نے محاصرہ فرمایا پھر محاصرہ کے بعد واپس تشریف لے آئے بعد میں وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے، اس کے بعد بڑے بڑے دشمنوں نے اسلام قبول کیا اور مستحق جنت ہوئے، زمانہ کفر میں جو کیا تھا اللہ تعالیٰ نے سب معاف فرمایا۔ مالک بن عوفؓ نے اسلام قبول کر کے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے ہوئے چند اشعار کہے، اہل علم کی دلچسپی کے لئے نقل کئے جاتے ہیں:

ما ان رأیت ولا سمعت بمثله ۔۔۔ فی الناس کلهم بمثل محمد

اوفی واعطی للجزیل اذا جتدی ۔۔۔ ومتی تشاء یخبرك عما فی غد

و اذا الكتيبة عردت انيابها ۔۔۔ بالسمهری وضرب كل مهند

فكانه ليث علی اشباله ۔۔۔ وسط الهباءة خادر فی مرصد

جن کا ترجمہ یہ ہے:

❶ میں نے تمام لوگوں میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ دیکھا نہ سنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❷ خوب زیادہ مالِ کثیر کا دینے والا جب کہ وہ سخاوت کرے۔ اور جو تو چاہے تو تجھے اس بات کی خبر دے دے جو کل ہونے والی ہے (وہ جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بنی ہوازن کے مال کل انشاء اللہ مسلمانوں کے لئے مالِ غنیمت ہوں گے اس کی طرف اشارہ ہے) (علم غیب اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے، انبیاء علیہم السلام مستقبل کے بارے میں جو بتاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے خبر دینے سے بتاتے ہیں یعنی وحی کے ذریعہ)۔

❸ اور جب لشکر اپنے دانتوں کو پینے لگے نیزوں کے ساتھ اور ہر تلوار استعمال کر لی جائے تو گویا وہ شیر ہے جو غبار کے درمیان اپنے بچوں کی نگرانی کر رہا ہو ہر گھات کی جگہ میں۔

ذکر ھا الحافظ ابن کثیر فی البدایۃ ص ۳۶۱ ج ٤ والخادر (بالخاء) الاسد الذی اختفی فی اجمتہ کما فی القاموس (اسے حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنھایہ میں ذکر کیا ہے، الخادر اس شیر کو کہتے ہیں جو اپنی کچھار میں چھپا ہوا ہو) خلاصہ یہ کہ جہاد کی بدولت بہت زیادہ کافروں کو توبہ کی توفیق ملتی ہے پس جو مسلمان چاہتے ہیں کہ کافر زیادہ سے زیادہ مسلمان ہوں تو وہ جہاد کے فریضے کو زندہ کریں...... توبہ کا یہ مفہوم قرآن پاک کی اور بھی کئی آیات میں آیا ہے مثلاً ملاحظہ فرمایئے سورۃ النصر اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## سبق ۷ | حضور اکرم ﷺ کے وارث بہادر ہونے چاہئیں

اس غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بے مثال شجاعت کا مظاہرہ فرمایا اور قرآن پاک کے ان الفاظ میں اسکی طرف اشارہ ہے ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ اللہ پاک کا خاص سکینہ ثابت قدم رہنے والوں پر نازل ہوتا ہے...... تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بہادری، شجاعت اور جنگی مہارت سے یہ سبق ملا کہ اس امت کی قیادت کرنے والے علماء اور حکمران بھی عام لوگوں سے زیادہ بہادر اور زیادہ جنگجو ہوں...... اللہ اکبر کبیرا چار ہزار کا لشکر تیروں کی بوچھاڑ کر رہا تھا اور مسلسل یلغار کر رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہی کی طرف آگے بڑھ رہے تھے، مقابلہ فرما رہے تھے، رجزیہ اشعار کے ذریعہ للکار رہے تھے اور اپنے لشکریوں کو آوازیں دے رہے تھے...... معلوم ہوا کہ شجاعت، بہادری اور جنگ بازی بھی ایمان والوں کا کام اور اہل روحانیت کا شیوہ ہے۔

بخاری کی روایت ہے کہ ایک شخص حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابوعمارۃ! کیا آپ لوگ حنین کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے تھے حضرت براءؓ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری۔ اس روایت کے آخر میں حضرت براءؓ فرماتے ہیں کنا واللہ اذا احمر الباس نتقی بہ وان الشجاع منا للذی یحاذی بہ یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (القرطبی)

یعنی اللہ پاک کی قسم جب لڑائی بہت سخت گرم ہو جاتی تھی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ لیا کرتے تھے اور ہم میں بہادر وہ ہوتا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جا کر لڑتا تھا......

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس زمانے کے علماء اہل تقویٰ اور دیندار لوگوں کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرنی چاہیے اور اپنے اندر بہادری، شجاعت اور جنگی مہارت پیدا کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے تب ہی یہ امت طوفانوں سے نجات پائے گی...... اللہ پاک ہم سب کو اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نصیب فرمائے۔

## سبق ۸ | مغلوب کافروں کے ایمان سے مایوس نہ ہوں

معارف القرآن میں ہے:

تیسری آیت (ثُمَّ يَتُوبُ اللهُ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ الآیۃ) نے یہ ہدایت کردی کہ جو کفار مقابلہ میں مغلوب ہو جائیں ان سے بھی مایوس نہ ہوں کہ شاید اللہ تعالیٰ ان کو پھر اسلام وایمان کی ہدایت دے دیں جیسا کہ وفد ہوازن کے واقعہ اسلام سے ثابت ہوا۔ (معارف القرآن)

## سبق ۹ | جو دین کو دنیا پر ترجیح دے گا اللہ تعالیٰ اسے دین و دنیا دونوں عطا فرمائے گا

امام رازیؒ نے ان تین آیات پر ایک عجیب نکتہ لکھا ہے جس کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

پچھلی آیت میں جب اللہ پاک نے حکم دیا کہ رشتہ دار، خاندان، اموال، تجارت اور مکانات میں دل نہ لگاؤ اور دین کی مصلحت کو مقدم رکھو اور اللہ پاک کو علم ہے کہ یہ چیز بہت مشکل اور بھاری ہے تو ان آیات میں ایک واقعہ کے ذریعہ یہ سمجھایا کہ جو دین کی خاطر دنیا چھوڑے گا اللہ پاک اس کو دنیا بھی عطا فرما دے گا۔

چنانچہ حنین کا واقعہ ذکر فرمایا کہ مسلمانوں کے پاس کافی طاقت تھی مگر جب انہیں اپنی کثرت پر گھمنڈ ہوا تو وہ پسپا ہو گئے پھر اس پسپائی کے عالم میں وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑائے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں قوت دے دی یہاں تک کہ کفار کے لشکر کو شکست ہوگئی...... اس سے یہ ثابت ہوا کہ انسان جب دنیا پر بھروسہ کرتا ہے تو دین و دنیا دونوں سے محروم ہو جاتا ہے اور جب اللہ پاک کی اطاعت کرتا ہے اور دین کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے احسن طریقے سے دین اور دنیا دونوں عطا فرما دیتے ہیں...... پس اس میں ان لوگوں کے لئے تسلی تھی جنہیں دین کی خاطر اپنے آباء، اولاد اور مکان و تجارت چھوڑنے کا حکم دیا گیا تھا اور بطور اشارہ ان سے وعدہ تھا کہ اگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے سب کچھ چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ انہیں ان کے رشتہ دار، اموال اور مکانات بھی بہترین طریقے سے لوٹائے گا۔ ملاحظہ فرمائیے امام صاحبؒ کی عبارت کا آخری حصہ۔

ثم فی حال الانهزام لما تضرعوا الی الله قواهم حتی هزموا عسكر الكفار وذلك يدل علی ان الانسان متی اعتمد علی الدنيا فاته الدين والدنيا ومتی اطاع الله ورجح الدين علی الدنيا اتاه الله الدين والدنيا علی احسن الوجوه فكان ذكر هذا تسلية لاولئك الذين امرهم الله بمقاطعة الآباء والابناء والاموال والمساكن لاجل مصلحة الدين وتصبيرا لهم عليها ووعدالهم علی سبيل الرمز بانهم ان فعلوا ذلك فالله تعالیٰ يوصلهم الی اقاربهم واموالهم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ومسلکنهم علی احسن الوجوہ (التفسیر الکبیر)

## سبق ۲۰ کافروں کے لئے اصل چیز شکست ہی ہے

وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ میں یہ سبق دیا کہ کافروں کا اصل انجام شکست اور ذلت ہی ہے، اگر انہیں کبھی کوئی فتح وغیرہ ملتی ہے تو کفر کے حق ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ مسلمانوں کی کسی کمزوری وغیرہ کی وجہ سے ملتی ہے پس مسلمان اگر اس بات کو اپنے دل میں بٹھالیں تو کبھی بھی کافروں کی قوت سے مرعوب اور خوفزدہ نہ ہوں۔

تفسیر ماجدی میں ہے:

وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اور یہی کافروں کے لئے بدلہ ہے چنانچہ حنین میں کافروں کو شکست کی ذلت نصیب ہوئی ستر آدمی قتل ہوئے ہزار ہا کی تعداد میں قید ہوئے جن میں فقط عورتیں ہی چھ ہزار تھیں مال غنیمت میں مسلمانوں کو ۲۴ ہزار اونٹ اور ۴۰ ہزار بھیڑ بکریوں کے علاوہ ۴ ہزار اوقیہ چاندی بھی ہاتھ لگی۔

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے جدید ایڈیشن جلد ۲ ص ۱۷۵ ک ۱ و ک ۲ کا بیان ہے:

”غرض یہ کہ چند گھنٹوں ہی کے اندر دشمن کو ہزیمت کامل ہوگئی اور یہ اس سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے کل بارہ آدمی کام آئے اور قیدیوں کی بہت بڑی تعداد ہاتھ آئی جن میں چھ ہزار تو اکیلی عورتیں اور بچے ہی تھے اور بطور غنیمت ۲۴ ہزار اونٹ ہاتھ آئے۔“

اور یہاں یہ عام قانون بھی بتادیا کہ اصلاً کفر کی سزا یہی شکست، ذلت، عذاب دنیوی تاوقتیکہ کوئی عارض اس کے منافی نہ ہو۔ (تفسیر ماجدی)

## اسباق اور بھی ہیں

غزوۂ حنین اسلام کا ایک اہم معرکہ ہے اس میں مسلمانوں کے لئے اسباق بہت زیادہ ہیں یہاں صرف ان دس اسباق کو ذکر کیا گیا ہے جو قرآنی آیات کے الفاظ سے سمجھ آرہے ہیں باقی احادیث اور سیرت میں اس غزوے کا مطالعہ کریں تو بہت سے اہم اسباق ملتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

امام نسفیؒ لکھتے ہیں: (واللہ غفور) بستر کفر العدو بالاسلام (رحیم) بنصر الولی بعد الانہزام یعنی اللہ پاک غفور ہے کہ دشمن کافروں کو اسلام کی توفیق عطا فرماتا ہے اور رحیم ہے کہ اپنے اولیاء کو شکست کے بعد غلبے سے ہمکنار کرتا ہے۔ (المدارک)

## یہ آیات آیات احکام میں سے ہے

غزوۂ حنین کے تذکرے پر مشتمل ان آیات سے حضرات فقہاء کرام نے کئی مسائل کو سمجھا ہے بطور مثال ایک مسئلہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس عبارت میں ملاحظہ فرمایئے:

فقہاء مفسرین نے اس آیت کو بھی ''آیات احکام'' میں شمار کیا ہے اور چونکہ حدیث مالک میں ذکر آیا ہے کہ اس جہاد میں ''صفوان'' مشرک بھی شریک تھا اس لئے اس سے بعض فقہی مسائل بھی مستنبط کیے ہیں امام مالکؒ کی رائے ہے کہ مشرکین کے خلاف جہاد میں مشرک سے مدد لینا جائز نہیں بجز اس صورت کے کہ وہ مشرک خادم بن کر شریک ہو جائے۔

قال مالك ولم يكن ذلك بامر رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا ارى ان يستعان بالمشركين على المشركين الا ان يكونوا خدمًا (قرطبی)

دوسرے ائمہ فقہ ابو حنیفہؒ و شافعیؒ و ثوریؒ و اوزاعیؒ کی رائے میں جب کلمۂ اسلام غالب ہو رہا ہو تو اس کے لئے مشرکین سے استعانت جائز ہے۔

وقال ابو حنيفه والشافعي والثوري والاوزاعي لابئس بذلك اذا كان حكم الاسلام هو الغالب وانما تكره الاستعانة بهم اذا كان حكم الشرك هو الظاهر (قرطبی)۔ (تفسیر ماجدی)

**کلام برکت**

حضرت شاہ صاحبؒ نے ان تین آیات پر جو عبارت لکھی ہے اس میں ایک عجیب قسم کی چاشنی، علم اور والہانہ پن ہے۔ طلبہ کی دلچسپی کے لئے یہ عبارت من وعن پیش خدمت ہے:

''فتح مکہ کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ مکے اور طائف کے بیچ کافر جمع ہیں لڑائی کو، حضرت ان پر چلے، دس ہزار مسلمان ساتھ تھے اول سے، اور دو ہزار ال لئے مکے سے، پہاڑوں کے بیچ گزارا فوج کا تنگی سے تھا کم کم گزرنے لگے، قوم ہوازن گرد میں چھپے تھے، جب کے والے گزرنے لگے وہ ان پر آ گرے، یہ الٹے بھاگے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والے بھی بکھر گئے، حضرت پیادہ ہو کر جنگ کو مستعد ہوئے، حضرت عباسؓ نے بلند آواز سے پکارا انصار کو، اس آواز پر مہاجر و انصار پہنچے تب لڑائی ہوئی اور اللہ نے فتح دی، اول کسی مسلمان نے کہا تھا کہ ہم تھوڑوں کو بہت جگہ فتح لی ہے اب تو ہم ہیں دس ہزار، حق تعالیٰ نے ادب دیا تا کہ اسباب پر نظر نہ رکھیں پھر ان کافروں میں اکثر مسلمان ہوئے''۔ (موضح القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۲۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ

| |
|---|
| اے ایمان والو! مشرک تو پلید ہیں سو اس برس کے بعد مسجد حرام کے نزدیک نہ |

الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ

| |
|---|
| آنے پائیں اور اگر تم تنگدستی سے ڈرتے ہو تو آئندہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تمہیں اپنے فضل سے غنی |

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۲۸

| |
|---|
| کر دے گا بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے |

## خلاصہ

جب اللہ تعالیٰ نے شرک کی قوت کو توڑ کر جزیرۃ العرب کا مرکزی مقام مکہ معظمہ فتح کرا دیا اور عرب کے قبائل جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے تب ۹ھ میں یہ اعلان کرایا گیا کہ آئندہ کوئی مشرک (یا کافر) مسجد حرام میں داخل نہ ہو بلکہ اس کے نزدیک یعنی حدود حرم میں بھی نہ آنے پائے کیونکہ ان کے دل شرک و کفر کی نجاست اور گندگی سے اس قدر پلید اور ناپاک ہیں کہ اس سب سے بڑے مقدس مقام اور توحید و ایمان کے مرکز میں داخل ہونے کے لائق نہیں اس کے بعد صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیرۃ العرب سے مشرکین اور یہود و نصاریٰ سب کو نکال دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت کے موافق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہ حکم عملاً نافذ ہوا اب بطور استیلا (یعنی غلبہ) یا توطن (یعنی وطن بنانے کے) کفار کے وہاں رہنے پر مسلمانوں کا رضامند ہونا جائز نہیں بلکہ اپنی استطاعت کے مطابق جزیرۃ العرب کو مشرکوں اور کافروں سے پاک رکھنا مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

حرم میں مشرکین کی آمد و رفت بند کر دینے سے مسلمانوں کو اندیشہ ہوا کہ تجارت وغیرہ کو بڑا نقصان پہنچے گا اور جو سامانِ تجارت یہ لوگ لاتے تھے وہ نہیں آئے گا اس لئے تسلی دی کہ اس سے مت گھبراؤ تم کو خوشحالی عطا فرمانا تو صرف اللہ تعالیٰ کے "چاہنے" پر موقوف ہے وہ چاہے گا تو کچھ دیر نہ لگے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے سارا ملک مسلمان کر دیا مختلف ملکوں اور شہروں سے تجارتی سامان آنے لگا بارشیں خوب ہوئیں جس سے پیداوار بڑھ گئی فتوحات اور غنیمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اہل کتاب وغیرہ سے جزیہ کی رقوم وصول ہونے لگیں، الغرض مختلف طرح سے اللہ تعالیٰ نے غنا اور خوشحالی کے اسباب جمع فرما دیئے بے شک اللہ پاک کو ہر چیز کا پورا علم ہے اور اس کا کوئی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حکم حکمت سے خالی نہیں (تفسیر عثمانی تسہیل)

## آیت مبارکہ کا موضوع

''مشرکین کے ساتھ جہاد کرنے میں اگر بعض دنیاوی ضروریات کے میسر نہ آنے کا خطرہ لاحق ہو تو یہ عذر بھی مانع جہاد نہیں ہوسکتا اگر وہ ضرورت واقعی ہے تو اللہ تعالیٰ کسی دوسری جگہ سے پوری کر دے گا حاصل یہ ہے کہ اقتصادی خطرات بھی مانع جہاد نہیں ہوسکتے۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)''

امام رازیؒ نے بھی اسی سے ملتی جلتی بات لکھی ہے کہ جب کفار کے ساتھ کھلم کھلا اعلان جنگ اور برات کا اعلان ہوا تو یہ شبہ ہوا کہ اس سے تو مسلمانوں کی معیشت کو سخت نقصان پہنچے گا تو آیت میں اس کا جواب آ گیا ملاحظہ فرمایئے تفسیر کبیر۔

اسی موضوع کی وضاحت کے لئے درج ذیل عبارت بھی چشم کشا ہے:

کفار و مشرکین کے ساتھ تجارتی تعلقات ہیں مسلمانوں کی آمدنی کے ذرائع ان مخالفین ہی کے ہاتھ میں ہیں اور انہیں سے روپیہ وصول ہوتا ہے اگر مسلمانوں کو ان دشمنان دین کے ساتھ جنگ کرنے کی دعوت دی جائے تو وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ برسر پیکار ہونے کی وجہ سے ہمارے تمام ذرائع آمدنی مسدود ہو جائیں گے کہیں سے روپیہ وصول نہ ہوگا اور چاروں طرف سے غربت و افلاس ہم پر حملہ آور ہوگا اس لئے مصلحت اس امر کی مقتضی ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ جنگ ہی نہ کی جائے ورنہ تمام قوم کی قوم برباد ہو جائے گی اس غلط فہمی کو قرآن حکیم یوں دور فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (الآیۃ)

حج کے زمانہ میں عام طور پر دستور تھا کہ تجارت کی چیزیں وہاں کثرت سے آتیں اور خرید و فروخت کا سلسلہ جاری ہوتا ذوالمجنۃ اور عکاظ کی منڈیاں خصوصاً اس بات کے لئے مشہور تھیں وہاں میلے لگتے بڑے بڑے تاجر اپنی دکانیں کھولتے اور مختلف قبائل اپنے مفاخر قومی بیان کرتے، جب اس سال مشرکین کا داخلہ بند ہو گیا تو قدرتی طور پر اس خیال کا آنا ضروری تھا کہ اب ہماری ضروریات کیونکر مہیا ہوں گی کیونکہ کفار کے نہ آنے سے آمدنی کے تمام ذرائع مسدود ہو گئے، اور بعض لوگوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ من این نعیش؟ اب کس طرح گزارہ ہوگا، ان کے جواب میں فرمایا کہ مشرکین تو یکسر ناپاک ہیں، امراض کے جراثیم ان کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہیں شرک و بت پرستی اور خیالات فاسدہ کی اشاعت ان کی فطرت بن گئی ہے جہاں جائیں گے یہ بیماریاں ان کے ساتھ ہوں گی اور ہر جگہ وبائے عام کی طرح پھیل جائیں گی اس لئے ایسے ناپاک لوگوں کا مسجد حرام کے قریب بھی آنا حرام ہونا ضروری ہے، ہاں اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ ان کے نہ آنے سے تمہاری تجارت بند ہو جائے گی تو تم اس بدظنی کو دل سے نکال دو اور محض اس وجہ سے جہاد فی سبیل اللہ کو ترک نہ کرو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جو مسلمانوں کو دولت مند کر دینے کا وعدہ دیا تو دیکھو یہ الفاظ کس قدر جلد پورے ہو کر رہے قیصر و کسریٰ کے خزانوں پر چند ہی روز میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں نے قبضہ کرلیا اور تمام مہذب دنیا ان کے زیر نگیں ہوگئی۔ (تفسیر الفرقان)

## عصر حاضر کا سب سے بڑا بت معیشت

مکہ کے نئے مسلمان ہونے والے لوگوں کی نظر بس سامنے موجود "روزی" پر تھی اور یہ روزی مشرکین کی طرف سے گزر کر آرہی تھی۔ آیت نے سمجھایا کہ اپنی ظاہری نظروں پر نہ جاؤ۔ اللہ علیم اور حکیم کی بات مانو...... اور یاد رکھو تمہاری روزی اللہ پاک کے چاہنے میں ہے وہ چاہے گا تو روزی کے انبار لگا دے گا۔ یہ آیت سننے والوں نے اللہ تعالیٰ کے وعدے پر یقین کیا اور معیشت تباہ ہونے کے ڈر سے جہاد نہیں چھوڑا تو اللہ پاک نے ان کے لئے معیشت اور روزی کا مسئلہ ہی ختم فرما دیا...... وہ اتنے مالدار ہوگئے کہ مال کی کوئی حیثیت ہی نہ رہی۔ ہر طرف فتوحات تھیں اور غنیمتیں...... زکوٰۃ دینے والوں کو یہ مشکل پڑتی تھی کہ کس کو دیں کوئی لینے والا نہ ملتا تھا...... اب آج کے زمانے کو دیکھیں کفار و مشرکین نے "معیشت" کے تمام ظاہری دروازوں پر قبضہ کر کے مسلمانوں کو "تیسری دنیا" قرار دے دیا ہے اور ہر طرح سے کوشش اور پروپیگنڈہ کر کے معیشت کو سب سے بڑا بت بنا دیا ہے جس کی نعوذ باللہ لوگ پوجا کرتے ہیں اور مسلمان حکمرانوں اور اکثر عوام کے دلوں میں یہ بٹھا دیا ہے کہ معیشت میں ترقی ہی اصل کام ہے...... اور جہاد مسلمانوں کو پسماندہ اور غریب کرتا ہے اور ان کی معیشت کو برباد کرتا ہے۔

قرآن کریم کی یہ آیت اس بت کو پاش پاش کرتی ہے اور مسلمانوں کو سمجھاتی ہے کہ رزق تو پاک ہونا چاہئے یہ کیا کہ تم نے اپنی روزی نجس اور ناپاک مشرکوں اور کافروں سے وابستہ کرلی ہے۔

روزی اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے۔ اس پر توکل کر کے جہاد کرو تو پھر وہ تمہیں اپنے چھپے ہوئے خزانے دکھائے گا اور تمہیں ان کافروں کا محتاج نہیں رہنے دے گا اللہ پاک کے علم پر اعتماد کرو اپنی معلومات پر نہیں...... اور اللہ پاک کی حکمت کو مانو اپنی ظاہری عقل کو نہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ

نَجَسٌ اردو زبان میں ناپاک کو کہتے ہیں مگر عربی میں یہ مصدر ہے جس کا معنی ہے "ناپاکی" اور یہ مبالغہ کے لئے لایا گیا ہے کہ مشرک تو سراسر نجاست کا ظاہری و باطنی ڈھیر ہیں۔ یہ ایسا جملہ ہے جو مسلمانوں کو ایک ایسا بہترین اور مضبوط نظریہ عطاء کرتا ہے کہ وہ دنیا کی چمک، عیاشی اور فحاشی میں ڈوبے ہوئے کافروں اور مشرکوں سے ذرہ برابر متاثر نہیں ہوتے کیونکہ ان کے رب نے انہیں سمجھا دیا ہے کہ مشرک تو سراسر نجاست اور گندگی کا ڈھیر ہیں۔

تفسیر ماجدی میں ہے:

نَجَسٌ تو اردو کے برخلاف عربی میں مصدر ہے، باب سمع یسمع سے بہ معنی گندگی یا نجاست کے اور تثنیہ و جمع اور مذکر و مؤنث سب کے لئے یکساں آتا ہے، یہاں مراد مشرکین کی نجاست پر زور دینا ہے کہ وہ نجاستِ مجسّم ہیں۔

اخبر عنهم المصدر للمبالغة كانهم عين النجاسة او المراد ذو نجس (روح) ای

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ذو نجس وھو مصدر (مدارک)۔ (تفسیر ماجدی)

تفسیر معارف القرآن میں نجاست کی تین قسمیں بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

آیت مذکورہ میں کلمہ اِنَّمَا لایا گیا ہے جو حصر کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے اِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ کے معنیٰ یہ ہو گئے کہ مشرکین نری نجاست ہی ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ عام طور پر مشرکین میں تینوں قسم کی نجاستیں ہوتی ہیں، کیونکہ بہت سی ظاہری ناپاک چیزوں کو وہ ناپاک نہیں سمجھتے اس لئے ان ظاہری نجاستوں سے بھی نہیں بچتے جیسے شراب اور اس سے بنی ہوئی چیزیں، اور معنوی نجاست غسلِ جنابت وغیرہ کے تو وہ معتقد ہی نہیں، اسی طرح عقائد فاسدہ اور اخلاق رذیلہ کو بھی وہ کچھ (برا) نہیں سمجھتے۔ (معارف القرآن)

## آیت مبارکہ کے احکامات

اس آیت کو مدنظر رکھ کر حضرات مفسرین اور فقہاء نے کئی بحثیں اور احکامات لکھے ہیں، مثلاً:

1. مسجد الحرام سے مراد تمام حدود حرم ہے صرف کعبہ شریف اور اس کے گرد والی مسجد نہیں۔
2. کفار و مشرکین کی یہ نجاست قلبی، روحانی اور معنوی ہے نہ کہ نجاست اجسام۔
3. حدود حرم، مسجد حرام اور دیگر مساجد میں کفار کے داخلے کا حکم..... بطور غلبہ اور وطن بنانے کے تو کسی کے نزدیک جائز نہیں البتہ بطور مسافر وغیرہ کے مسئلے میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔

ان تمام مسائل کی تحقیق اور معلومات کے لئے ملاحظہ فرمایئے تفسیر المدارک، القرطبی، احکام القرآن (جصاص)، روح المعانی، بیان القرآن وغیرہا۔

## یہود و نصاریٰ بھی اس حکم میں مشرکین کی طرح ہیں

"حدیثوں سے تمام جزیرۂ عرب کا یہی حکم ثابت ہے، مشرکین کے لئے بھی اور یہود و نصاریٰ کے لئے بھی، چنانچہ حسبِ وصیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تمام جزیرۂ عرب میں اس قانون کا نفاذ ہو گیا اور فقہ حنفی کی رو سے مراد اس سے قرب و دخول بہ طور توطن یا استیلاء کے ہے کہ یہ نا جائز ہے، ورنہ مسافرانہ امام کی اجازت سے اگر امام کے نزدیک خلاف مصلحت نہ ہو مضائقہ نہیں۔" (تفسیر ماجدی)

## یہ بہت بڑا مجاہدہ تھا

"عرب کا ملک کوئی زراعتی تو تھا نہیں، قریش کی آمدنی کا دارومدار تجارت ہی پر رہتا تھا، تو مسلموں کو یہ خوف پیدا ہونا بالکل قدرتی تھا کہ اگر مشرکوں سے معاشی و تجارتی تعلقات منقطع ہو گئے تو آخر کھائیں گے پہنیں گے کہاں سے؟

یہاں اسی طرف سے اطمینان دلایا جا رہا ہے، قریش نہ صرف اندرون عرب کی تجارت پر چھائے ہوئے تھے اور ہر منڈی اور سالانہ میلے پر ان کا قبضہ تھا بلکہ ایشیاء اور یورپ کے درمیان بین الاقوامی تجارت پر بھی ان کا قدم جما ہوا تھا، ان سے تجارتی مقاطعہ کرنا کوئی معمولی مجاہدہ نہ تھا۔" (تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## روزی دینا اللہ پاک کا کام ہے

حضرت تھانوی نے یہ عجیب نکتہ تحریر فرمایا ہے جو تفسیر ماجدی کی عبارت میں ملاحظہ فرمایئے:

اِنْ شَآءَ (اگر چاہے گا) سے مقصود اس حقیقت پر متوجہ کرنا ہے کہ اسے (یعنی اللہ تعالیٰ کو) ان سے وعدہ پورا کرنے کے لئے کسی لمبے چوڑے سامان کی ضرورت نہیں محض اس کی مشیئت کافی ہے چنانچہ جب اس کی مشیئت ہوئی سارا ملک مسلمان ہو گیا سامان تجارت دور دور سے بہ کثرت آنے لگا بارشیں اچھی ہوئیں پیداوار خوب ہونے لگی فتوحات اور غنیموں کے دروازے کھل گئے اہل کتاب وغیرہ سے جزیہ کی رقم وصول ہونے لگی غرض مشیت کی ایک حرکت نے اسباب غنا ہر طرح کے جمع کر دیئے۔ (تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۲۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ

ان لوگوں سے لڑو جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور نہ اسے حرام جانتے ہیں

مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ

جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور سچا دین قبول نہیں کرتے ان لوگوں میں سے

اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾

جو اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں

### خلاصہ

مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ وہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے قتال کریں ان سے برابر لڑتے رہیں یہاں تک کہ (یا تو وہ ایمان لے آئیں یا) مسلمانوں کے غلبے کو تسلیم کر کے ان کے محکوم بن کر جزیہ ادا کریں یہود و نصاریٰ کے خلاف جہاد کا یہ حکم اس لئے دیا جا رہا ہے کیونکہ وہ۔

❶ اللہ تعالیٰ پر جیسا ایمان لانا چاہیے ویسا ایمان نہیں لاتے یہی ان کے خلاف جہاد کو واجب کرنے کی اصل وجہ ہے یعنی ان کا کفر

❷ اور وہ آخرت کو بھی ٹھیک طرح سے نہیں مانتے

❸ وہ ان چیزوں کو حرام قرار نہیں دیتے جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا

❹ وہ حق دین کو اختیار نہیں کرتے

ان چار وجوہات کی وجہ سے ان کے خلاف جہاد جاری رکھو یہاں تک کہ ان کی قوت، حکومت اور شوکت ٹوٹ جائے۔ اور وہ اسلام کے غلبے اور قانون کو تسلیم کر لیں اور مسلمانوں کی رعایا بن کر ان کو جزیہ ادا کریں معلوم ہوا کہ یہ چار خرابیاں جن میں پائی جائیں گی ان کے خلاف جہاد ہوگا...... یعنی اس آیت میں بتلا دیا گیا کہ تمام کافروں کے مغلوب ہونے تک جہاد ہوگا...... کیونکہ اہل کتاب عام کافروں کے مقابلے میں اچھے سمجھے جاتے ہیں اور وہ اپنی نسبت انبیاء علیہم السلام اور آسمانی کتابوں کی طرف بھی کرتے ہیں تو جب ان چار خرابیوں کی وجہ سے ان کے خلاف جہاد کا حکم ہے تو عام کافروں کے لئے یہ حکم بطریق اولیٰ ثابت ہوگا۔

### مسلمانوں کے لئے روزی کا انتظام

اس آیت کا پچھلی آیت کے ساتھ ربط بیان کرتے ہوئے کئی مفسرین نے فرمایا ہے کہ پچھلی آیت میں مسلمانوں سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وعدہ تھا کہ وہ معاشی نقصان کے ڈر سے جہاد نہ چھوڑیں اللہ پاک عنقریب انہیں غنی فرمادے گا تو اس آیت میں فرمادیا کہ مسلمانوں کے لئے دنیا بھر کے کافروں سے جزیہ آئے گا جس سے ان کی روزی کا بہترین بندوبست ہوجائے گا

......امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

لما حرم اللہ تعالیٰ علی الکفار ان یقربوا المسجد الحرام وجد المسلمون الخ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو حرم شریف آنے سے منع فرمادیا تو بعض مسلمانوں کے دل میں اس تجارت کے ختم ہونے کا اندیشہ آیا جو وہ مشرکین سے کرتے تھے تو اللہ پاک نے (پچھلی آیت میں) فرمایا وان خفتم عیلۃ الخ۔

ثم احل فی ھذہ الایۃ الجزیۃ وکانت لم توخذ قبل ذلک فجعلھا عوضا مما منعھم من موافقۃ المشرکین بتجارتھم (القرطبی)

یعنی اس آیت میں اللہ پاک نے جزیہ کو حلال فرمادیا جو پہلی امتوں میں نہیں لیا جاتا تھا اور اس کو اس نقصان کا عوض بنادیا جو مشرکین کے ساتھ تجارت ختم ہونے سے مسلمانوں کو پہنچا تھا۔

## مشرکین سے قتال کے بعد اہل کتاب سے قتال کا حکم

بعض مفسرین نے اس آیت کا ربط یہ بیان فرمایا ہے کہ پچھلی آیات میں مشرکین کے خلاف مکمل اور فیصلہ کن جہاد کا نصاب تھا اب یہاں سے اہل کتاب کے خلاف جہاد کا حکم دیا جارہا ہے اس میں غزوہ تبوک کی ترغیب بھی ہے۔ امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

وھذہ الایۃ الکریمۃ اول الامر بقتال اھل الکتاب بعد ما تمھدت امور المشرکین ودخل الناس فی دین اللہ افواجا واستقامت جزیرۃ العرب امر اللہ رسولہ بقتال اھل الکتابین الیھود والنصاری۔

یعنی یہ آیت اہل کتاب کے خلاف (عمومی) جہاد کے پہلے حکم کے طور پر نازل ہوئی اس کے بعد کے مشرکین کا معاملہ کافی حد تک نمٹ چکا تھا اور لوگ فوج در فوج مسلمان ہورہے تھے اور جزیرہ عرب راہ راست پر آچکا تھا تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو یہود و نصاریٰ اہل کتاب کے خلاف جہاد کا حکم دیا (تفسیر ابن کثیر)

## غزوہ تبوک کی تمہید

تفسیر مظہری میں ہے:

مجاہد نے کہا ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو رومیوں سے جہاد کا حکم دیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی اس کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک پر تشریف لے گئے (تفسیر مظہری)

## آیت میں تمام کافروں سے قتال کا حکم ہے

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فأمر سبحانه و تعالیٰ بمقاتلة جمیع الکفار لاصفاقهم علی هذا الوصف یعنی اللہ تبارک تعالیٰ نے اس آیت میں تمام کافروں سے لڑنے کا حکم دیا ہے اس لئے کہ یہ (چار) خرابیاں تمام کافروں میں پائی جاتیں ہیں۔ (القرطبی)

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یعنی ہر ایسی جماعت سے لڑنا پڑے گا جوان امراض کا شکار ہو یہاں تک کہ وہ لوگ اسلام کے جھنڈے کے سامنے سر نہ جھکا دیں (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اس آیت میں دنیا کے تمام کافروں سے قتال کا حکم ہے تو پھر اس میں اہل کتاب کا خاص طور پر تذکرہ کس وجہ سے ہے؟ حضرات مفسرین نے اس کی کئی جوابات دیے ہیں، تین جواب یہاں پیش خدمت ہیں:

❶ "اہل کتاب کی خصوصیت اس لئے کی گئی ہے کہ یہ ممکن تھا کہ مسلمانوں کو ان کے مقابلہ میں جہاد و قتال کرنے سے اس بناء پر جھجک ہو کہ یہ لوگ کسی درجہ میں ایمان رکھتے ہیں۔ تورات، انجیل اور حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام پر ان کا (جیسا تیسا) ایمان ہے تو ممکن تھا کہ انبیاء سابقین اور انکی کتابوں کے ساتھ ان کا منسوب ہونا مسلمانوں کے لئے جہاد سے رکاوٹ کا سبب بن جائے اس لئے بالتخصیص ان کے ساتھ قتال کا ذکر کر دیا"۔ (معارف القرآن)

❷ اہل کتاب زیادہ بڑے مجرم ہیں کیونکہ ان کی کتابوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ موجود تھا اور وہ حق کو پہچاننے کے باوجود اس کا انکار کر رہے تھے اس لئے آیت میں خاص طور پر ان کا تذکرہ کر دیا گیا امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

ولکونهم عالمین بالتوحید والرسل والشرائع والملل، وخصوصاً ذکر محمد صلی اللہ علیه وسلم و ملته وامته، فلما انکروه تأکدت علیهم الحجة وعظمت منهم الجریمة (القرطبی)

❸ تفسیر الفرقان میں ہے:

اگر آپ غور کر کے دیکھیں تو دنیا میں سب سے بڑے دو مذہب ہیں "یہودیت و نصرانیت" ان میں زمانہ دراز تک انبیاء کا سلسلہ قائم رہا اور ان کے پاس کتب الٰہیہ بھی موجود ہیں پہلے ان کے حالات دیکھو باوجود اہل کتاب ہونے کے انہوں نے کیسے کیسے غلط عقائد اپنی طرف سے بنا لئے ہیں جب ان کی دروغ بیانیوں کی یہ کیفیت ہے تو اور مذہب والے تو ان سے کہیں زیادہ خراب حالت میں ہیں پھر جب اہل کتاب کے ساتھ جنگ کرنی ضروری ہے تو باقی ادیان کے ساتھ بدرجہ اولیٰ لازمی ہوگی اس لئے قرآن حکیم صرف اہل کتاب کے عقائد و اعمال پر بحث کرتا ہے اسی پر دوسرے مذاہب کو قیاس کر لو۔ (تفسیر الفرقان)

## وہ دلنشیں بحثیں جو اس آیت کی تفسیر میں اہل علم نے فرمائی ہیں

جہادی آیات میں سے یہ آیت کریمہ بہت سے احکامات، فوائد اور نکات پر مشتمل ہے حضرات مفسرین نے اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آیت میں درج ذیل بحثیں فرمائی ہیں۔

❶ جزیہ کن کافروں سے قبول کیا جائے گا اور کن سے نہیں؟

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مشرکین عرب کے علاوہ تمام کافروں سے جزیہ لیا جا سکتا ہے۔ خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا مجوسی ہوں یا مشرک جبکہ مشرکین عرب کے لئے صرف اسلام ہے یا تلوار حضرات مفسرین نے ائمہ کرام کے اقوال کو دلائل اور تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

❷ اسلام کا حکم یہ ہے کہ کافروں کو پہلے اسلام کی دعوت دی جائے اگر مان لیں تو وہ ہمارے بھائی ہو گئے اگر نہ مانیں تو جزیہ کی دعوت دی جائے کہ مسلمانوں کے محکوم بن کر رہو اور جزیہ ادا کرو وہ مان جائیں تو ٹھیک نہ مانیں تو قتال کیا جائے مگر اس آیت میں دعوت ایمان کا تذکرہ نہیں ہے۔ مفسرین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ جن کافروں تک اسلام کا پیغام پہنچ چکا ہو ان کو لڑائی سے پہلے دعوت دینا ضروری نہیں ہے۔

❸ جزیہ کا کیا معنی ہے؟ یہ خالص عربی لفظ ہے یا کسی عجمی لفظ کا معرّب ہے؟ جزیہ کا مطلب ہے بدلہ تو کافروں سے جو جزیہ لیا جاتا ہے وہ کس چیز کا بدلہ ہے؟ مفسرین نے اس میں بہت تفصیلی کلام فرمایا ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جزیہ قتل کا بدلہ ہے چونکہ ان کو قتل نہیں کیا گیا اس لئے اس کے بدلے جزیہ وصول کیا جا رہا ہے۔

معارف القرآن میں ہے:

وجہ یہ ہے کہ کفر و شرک اللہ اور اللہ کے رسول کی بغاوت ہے جس کی اصلی سزا قتل ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے ان کی سزا میں تخفیف کر دی کہ اگر وہ اسلامی حکومت کی رعیت بن کر عام اسلامی قانون کے تحت رہنا منظور کریں تو ان سے ایک معمولی رقم جزیہ کی لے کر چھوڑ دیا جائے گا اور اس ملک کا باشندہ ہونے کی حیثیت سے ان کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت اسلامی حکومت کی ذمہ ہو گی ان کی مذہبی رسوم میں کوئی مزاحمت نہ کی جائے گی اس رقم کو جزیہ کہا جاتا ہے (معارف القرآن)

بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ جزیہ قومی خدمات کا بدلہ ہے کہ ہر مسلمان پر جہاد وغیرہ قومی خدمات لازم ہیں جبکہ ذمیوں کو اس کے بدلے مال دینا ہوتا ہے بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ جزیہ کفر کا بدلہ ہے کہ چونکہ وہ کافر ہیں تو اس کفر کی وجہ سے ان پر جزیہ ہے یہ قول کافی کمزور ہے۔ زیادہ بہتر پہلا قول ہے کیونکہ اللہ پاک نے فرمایا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ کہ ان سے قتال کرو اور آخر میں فرمایا حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ یہاں تک وہ جزیہ دے دیں تو معلوم ہوا کہ جزیہ قتل کا بدلہ ہے۔ تفصیلات کے لئے تفاسیر ملاحظہ فرمائیں۔

❹ جزیہ کی مقدار کیا ہو گی؟ حضرات مفسرین نے اس پر خوب دل کھول کر لکھا ہے، تفاسیر ملاحظہ فرمالیں۔

❺ عَنْ يَّدٍ سے کیا مراد ہے؟ بعض حضرات کے نزدیک مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں کسی کو اپنا وکیل نہیں بنا سکتے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ وہ اسلام کا غلبہ تسلیم کر کے ماتحت ہو کر اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرمانبردار اور تابع ہو کر جزیہ ادا کریں بعض مفسرین حضرات فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ وہ نقد ہاتھ در ہاتھ جزیہ دینا منظور کریں اکثر مفسرین نے عَنْ یَّدٍ کے معنی پر خوب لکھا ہے شائقین حضرات ملاحظہ فرمالیں۔

حضرت تھانوی لکھتے ہیں عن ید کا حاصل یہ ہے کہ ان کی شوکت نہ رہے اور صٰغِرُوْنَ کا حاصل یہ ہے کہ وہ شریعت کے قوانین متعلقہ معاملات وسیاسیات کو اپنے ذمے رکھیں۔ (بیان القرآن)

❻ وَهُمْ صٰغِرُوْنَ کا کیا مطلب ہے اس پر مفسرین نے کافی اقوال اور روایات جمع فرمائی ہیں خلاصہ ان کا یہ ہے کہ ذمی ذلیل ہو کر جزیہ ادا کریں پھر اس ذلت کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ ظاہری طور پر بھی ان کو جزیہ لیتے وقت ذلیل کیا جائے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے محکوم ہو کر رہیں اور مسلمانوں کے عام قوانین کی پابندی کریں اور جزیہ ادا کریں محکوم ہونا سب سے بڑی ذلت ہے اور یہ کافی ہے۔

❼ بعض مفسرین حضرات نے اس آیت مبارکہ کے ذیل میں ”ذمیوں“ کے احکامات بھی بیان فرمائے ہیں کہ ان کو کیا حقوق حاصل ہوں گے اور ان پر کیا کیا پابندیاں ہوں گی۔ علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں وہ خط بھی نقل فرمایا ہے جو حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف سے جاری ہوا تھا اور اس میں ذمیوں کے مفصل حالات مذکور ہیں۔ اس دور میں اس خط کو پڑھ کر دل میں ہوک سی اٹھتی ہے کہ اس زمانے میں اسلام اور مسلمانوں کو کتنی عزت حاصل تھی اور آج ان کا کیا حال ہے، شائقین حضرات تفسیر ابن کثیرؒ میں یہ معاہدہ نامہ ملاحظہ فرمالیں:

❽ ذمی اگر اسلام قبول کرلیں تو ان سے جزیہ ساقط ہو جائے گا یا نہیں؟ امام رازیؒ نے ائمہ کرام کے اقوال نقل فرمائے ہیں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اسلام قبول کرتے ہی جزیہ ساقط ہو جائے گا۔

❾ اگر کسی علاقے کے ذمی جزیہ دینے سے انکار کردیں تو ان کے ساتھ قتال ہوگا ان کا علاقہ دارالحرب قرار پائے گا ان کی عورتیں مال غنیمت بن جائیں گی امام قرطبیؒ نے اس مسئلے کی تفصیل لکھی ہے۔

❿ اس آیت کی تفسیر میں سب سے اہم بحث یہ کی گئی ہے کہ یہود ونصاریٰ تو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں جبکہ اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے تو اس کا کیا جواب ہے؟ مفسرین کرام نے اس پر صفحات کے صفحات لکھے ہیں اور یہ حقیقت ثابت فرمائی ہے کہ ان کا اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان اس طرح نہیں ہے جس طرح ہونا چاہئے بلکہ ان کا یہ غلط ایمان خالص کفر ہے اور ان کا کفر اتنا سخت ہے کہ اس سے زمین آسمان بھی پھٹ پڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۞ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ۞ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۞ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۞ (سورہ مریم ۸۸ تا ۹۱)

ترجمہ: اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنا لیا یقیناً تم سخت بات زبان پر لائے ہو کہ جس سے ابھی آسمان پھٹ جائیں اور زمین چر جائے اور پہاڑ ٹکڑے ہو کر گر پڑیں اس لئے کہ انہوں نے رحمٰن کے لئے بیٹا تجویز کیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الغرض مفسرین حضرات نے دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کا اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان قابل قبول اور ٹھیک ایمان نہیں ہے۔

وایمانهم الذی یزعمونه لیس علی ماینبغی فهو کلا ایمان (روح المعانی)

یعنی ان کا وہ ایمان جسے وہ ایمان سمجھتے ہیں در حقیقت ایمان نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ صرف اللہ تعالیٰ اور آخرت کا نام لینا تو کافی نہیں ہے بلکہ اس طرح ایمان لانا ضروری ہے جس طرح کا ایمان اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے۔

مزید تفصیل کے لئے معتبر تفاسیر ملاحظہ فرمایئے۔

## فائدہ

یہ ہیں وہ دس بحثیں جو اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اکثر مفسرین کرام نے تفصیل کے ساتھ لکھی ہیں اس تالیف میں ان بحثوں کو نہیں لکھا جا رہا ہے جس کی وجوہات یہ ہیں۔

1. آیت کا بنیادی پیغام اور حکم یہ ہے کہ مسلمان ساری دنیا کے کافروں تک دین کی دعوت پہنچائیں اور جو کافر بھی اس دعوت کو ٹھکرا دے اس سے قتال کریں اور اسے اسلام اور مسلمانوں کا محکوم بنائیں...... یہ آیت "اقدامی جہاد" کا حکم دیتی ہے اور مسلمانوں کے دل میں پورے عالم پر اسلام کو غالب کرنے کا جذبہ پیدا کرتی ہے افسوس کہ اس وقت مسلمانوں کی اکثریت نے جہاد کو چھوڑ رکھا ہے اور اقدامی جہاد کا تو تصور بھی مسلمانوں میں کمزور پڑتا جا رہا ہے۔ ان حالات میں "جزیہ" جیسی اونچی بحثیں کرتے ہوئے دل روتا ہے آج کہاں جزیہ اور کہاں ذمی؟ اب تو مسلمان خود محکوم ہیں اور کافروں کو ٹیکس دے کر جی رہے ہیں۔ اس وقت تو اس آیت کے بنیادی حکم یعنی جہاد کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے جہاد عام ہوگا تو جزیہ بھی آئے گا اور ذمی بھی بنیں گے تب فقہاء کرام اور مفسرین کی وہ محنتیں کام آئیں گی جو انہوں نے یہ مسائل سمجھانے میں صرف فرمائی ہیں۔

2. یہ تمام بحثیں الحمد للہ کتب حدیث، فقہ اور تفسیر میں مذکور ہیں یہاں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔

## ایک دردبھری عبارت

علامہ آلوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ کافروں کو ذلت کے ساتھ جزیہ ادا کرنا چاہئے۔ پھر اس ذلت کی کیا صورت ہوگی اس پر کئی اقوال لکھنے کے بعد نہایت دردمندی کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے آج کل کے حکمران ان اقوال پر عمل نہیں کرتے بلکہ اگر کوئی ذمی اپنے وکیل کے ہاتھ جزیہ بھجوا دے تو وہ بھی قبول کر لیتے ہیں ایسے لوگ اسلام کو کمزور کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے نمٹے...... وہ لکھتے ہیں:

وکل الاقوال لم نر الیوم لها اثراً لان اهل الذمه فیه قد امتازوا علی المسلمین والامر لله عزوجل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بکثیر حتی انہ قبل منہم ارسال الجزیہ علی ید نائب منہم واصح الروایات انہ لایقبل ذلک منہم بل یکلفون ان یاتوا بانفسہم مشاۃ علی الله تعالیٰ من کل سبیلہ بعدلہ۔ (روح المعانی)

یہ تو تھا علامہ الوسیؒ کا زمانہ۔ بہر حال اس وقت جزیہ تو آ رہا تھا بس وصول کرنے کے طریقے میں جو کوتاہی تھی اس پر علامہ آلوسیؒ اپنے دکھ اور رنج کا اظہار فرما رہے ہیں مگر آج تو جزیہ کا عملی طور پر نام و نشان تک نہیں ہے ہماری بزدلی کم ہمتی اور دنیا پرستی نے یہ دن لائے کہ ہم اپنی آئندہ نسلوں کے لئے کفر کی غلامی کا طوق چھوڑ کر جاتے ہیں ہمارے اسلاف نے اسلام کے ایک ایک حکم کو اپنی جان سے قیمتی سمجھا چنانچہ وہ کامیاب ہو گئے جبکہ ہم نے اپنی جان ہی کو قیمتی سمجھا ہوا ہے چنانچہ ہم بے قدر ہو گئے۔ عصر حاضر کے ایک مفسر نے علامہ آلوسیؒ کی مذکورہ بالا عبارت پڑھ کر اپنے زمانے کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے: (یہ عبارت بہت غور سے پڑھیں)

"پھر آخر میں فرمایا وَهُمْ صٰغِرُوْنَ اس حالت میں جزیہ دیں کہ وہ ذلیل ہوں بعض حضرات نے اس کا یہ مطلب بتایا ہے کہ وہ کھڑے ہو کر ادا کریں اور جو مسلمان لینے والا ہو وہ بیٹھ کر وصول کرے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے ذمی کا گلا پکڑ کر یوں کہا جائے گا کہ اعط الجزیہ یا ذمی (اے ذمی جزیہ دے) اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ وصول یابی کرنے والا یوں کہے ادحق الله تعالیٰ یا عدو الله (اے اللہ کے دشمن اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر) حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا کہ ذمیوں کے ذلیل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انہیں جو احکام دیئے جائیں گے ان پر عمل کریں گے اور مسلمانوں کی ماتحتی میں رہیں گے (بس ذلت سے یہی مراد ہے) یہ اقوال صاحب روح المعانی نے (ص ۷۹ ج ۱) نقل کئے ہیں پھر آخر میں لکھا ہے کہ آج کل مسلمانوں کا ان میں سے کسی قول پر بھی عمل نہیں وہ اپنے نائب کے ذریعہ ہی بھیج دیتے ہیں۔ ان سے لے لیا جاتا ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ ان کو مجبور کیا جائے کہ خود لے کر آئیں، پیدل آئیں سوار نہ ہوں اور اس کی خلاف ورزی اسلام کے ضعف کی وجہ سے ہو رہی ہے الی آخرہ، صاحب روح المعانی نے اپنے زمانہ کے ملوک اور امراء کی شکایت کی کہ مسلمان امراء نائب سے جزیہ قبول کر لیتے ہیں۔ آج تو یہ حال ہے کہ مسلمان کسی ملک میں جزیہ لینے کا قانون جاری کرتے ہی نہیں یہ لوگ کافروں سے ڈرتے ہیں جزیہ مقرر نہیں کرتے بلکہ ملک میں رہنے والے کافروں کو مسلمان سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور ان کا اکرام کرتے ہیں ان کو اسمبلی کا ممبر بھی بناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہمت اور حوصلہ دے اور کفر اور کافر کی قباحت اور شناعت اور نجاست اور بغض اور نفرت مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دے تاکہ اہل کفر کو ذلیل سمجھیں اور ذلیل بنا کر رکھیں۔" (تفسیر انوار البیان)

## آیت مبارکہ کے احکامات کو سمجھنے کے لئے چند آسان سوالات

1. اللہ پاک کے ساتھ کفر کرنا بڑا گناہ ہے یا کسی کو قتل کرنا؟
2. کفر بڑا گناہ ہے یا ڈاکہ ڈالنا؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❸ کفر بڑا گناہ یا چوری کرنا؟

❹ کفر بڑا گناہ ہے یا زنا کرنا؟

❺ کفر بڑا گناہ ہے یا منشیات کی سمگلنگ کرنا؟

❻ کفر بڑا گناہ ہے یا کسی حکومت کے خلاف بغاوت کرنا؟

## جواب

ان تمام سوالوں کا ایک ہی جواب ہے کہ کفر کرنا ان تمام گناہوں سے بڑا گناہ اور ان تمام جرائم سے بڑا جرم ہے۔

## تو پھر!

چور، ڈاکو، قاتل کو سزا دینے پر انسانی حقوق کا کوئی شور نہ اٹھے اور کافر کو کفر کی سزا دینے پر دل میں ہمدردی آئے تو معلوم ہوا کہ دل میں اپنی قدر زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی کم نعوذ باللہ من ذالک

## دوسرا سوال

کینسر کا مرض خوفناک موت کی طرف بڑھ رہا ہو۔ ڈاکٹر حکم دے کہ اس مریض کو اگر بچانا ہے تو اسے فلاں فلاں چیزوں کی پرہیز کرا دو اور اس کے جسم کا فلاں حصہ آپریشن سے کاٹ دو۔ آپ بتایئے ڈاکٹر کا یہ حکم مریض کے لئے خیر خواہی ہے یا دشمنی؟

یقیناً خیر خواہی...... اب دیکھیں کفر کا مریض ایک خطرناک موت اور لا فانی عذاب کی طرف بڑھ رہا ہے ایک کافر کا کفر پر مر جانا بہت بڑا عذاب ہے کہ اب اس کے بچنے اور نجات پانے کی کوئی صورت نہیں دائمی عذاب، دائمی مصیبت۔ اب اسلام اس مریض کو جہنم سے بچانے کے لئے اسے عزت وغیرہ اُن چیزوں سے پرہیز کرواتا ہے جو چیزیں اسے اپنے کفر پر پختہ کرتی ہیں تو یہ اسلام کی طرف سے اس کے لئے خیر خواہی ہے یا دشمنی؟

## ایک بالکل واضح بات

اگر اسلام میں جہاد نہ ہوتا، اگر اسلام میں جزیہ نہ ہوتا، اگر اسلام میں کفر کو ذلت دینے کے احکامات نہ ہوتے تو ہم لوگوں تک یہ دین نہ پہنچتا اور نعوذ باللہ ہم بھی کفر کے عذاب میں گرفتار ہوتے مگر افسوس کہ جس عمل نے ہمیں اسلام تک پہنچایا ہم نے اسی عمل کو چھوڑ کر اپنی آئندہ نسلوں کو کفر کا تر نوالہ بننے کے لئے چھوڑ دیا ہے...... اللہ پاک رحم فرمائے اور امت مسلمہ کو اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین

## فائدہ

اس زمانے میں جو کافر اسلامی ملکوں میں رہتے ہیں یا جو کافر ان ملکوں کا باقاعدہ ویزہ لے کر آتے ہیں ان کو قتل کرنا جائز نہیں دور حاضر کے علماء کا یہی فتویٰ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

من ظلم معاهدا او انتقصه او كلفه فوق طاقته أو اخذ شيئًا منه بغير طيب نفس منه فانا حجيجه يوم القيمة (القرطبی عن ابوداؤد)

یعنی جو کسی معاہد پر ظلم، زیادتی کرے گا یا اسکی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالے گا یا اس کی مرضی کے بغیر اس کی کوئی چیز لے لے گا تو میں (حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم) قیامت کے دن اس کی طرف سے وکالت کروں گا۔

حضرات فقہا کرام نے بعض چیزیں ایسی لکھی ہیں جن سے عہد اور ذمہ ختم ہو جاتا ہے مثلاً دین اسلام کے خلاف کھلم کھلا کام کرنا، دین کی گستاخی کرنا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنا وغیرہ۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائے کتب تفسیر وفقہ (واللہ اعلم بالصواب)

## کلام برکت

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

پہلے حکم ہوا کہ مشرکوں سے لڑو اور ملک سے نکالو اب حکم ہوا اہل کتاب سے لڑائی کا کہ یہ بھی دین حق سے منکر ہیں اور اللہ کو اور آخرت کو جیسے چاہئے نہیں مانتے لیکن ان سے جزیہ قبول رکھا بشرطیکہ ادنی، اعلیٰ سب ذلیل ہو کر جزیہ دیا کریں باقی عرب کے مشرکوں سے جزیہ ہرگز قبول نہیں (اس کے لئے اسلام ہے یا تلوار) اور جہان کے مشرک سے حنفی پاس (یعنی احناف کے نزدیک) قبول ہے جزیہ ہر مہینے میں پانچ آنے یا دس یا سوا روپیہ موافق حال اور ذلیل رہنا یہ کہ سواری میں، لباس میں، راہ چلنے میں، ہتھیار باندھنے میں مسلمان کی برابری نہ کریں اور بھی بہت بندوبست ہیں۔ (موضح القرآن)

## اہل علم کے لئے تحفہ

اہل کتاب سے قتال کی جو وجوہات اس آیت میں بیان فرمائی گئی ہیں ان میں بظاہر آپس کا اشتراک نظر آتا ہے امام قرطبیؒ کی یہ عبارت اس اشکال کو رفع کرتی ہے۔

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وذلك بيان للذنب الذى اوجب العقوبة وقوله وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تاكيد للذنب فى مخالفة الاعمال ثم قال وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ زيادة للذنب فى مخالفة الاعمال ثم قال وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ اشارة إلى تاكيد المعصية بالا نحراف والمعاندة والانفة عن الاستسلام ثم قال مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ تاكيد للحجة لانهم كانوا يجدونه مكتوبا عندهم فى التوراة والانجيل ثم قال حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ فبين الغاية التى تمتد اليها العقوبة وعين البدل الذى ترتفع به. (القرطبى)

★★★

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۳۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِــــُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ڽ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں مسیح اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں وہ کافروں کی سی باتیں بنانے لگے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے یہ کدھر الٹے جا رہے ہیں

## خلاصہ

یہود ونصاریٰ سے قتال کی وجوہات میں سے یہ بھی ہے کہ......

بعض یہودی کہتے ہیں عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور اکثر عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں یہ ان کے اپنے منہ سے کہی ہوئی اور گھڑی ہوئی باتیں ہیں یہ لوگ ماضی کے مشرکوں جیسی باتیں کر رہے ہیں اللہ ان کو غارت کرے یہ کدھر بہکے جا رہے ہیں۔

## ایمان والوں کو یہود ونصاریٰ سے قتال پر ابھارا جا رہا ہے

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وهذا اغراء من الله تعالىٰ للمؤمنين علىٰ قتال الكفار من اليهود والنصارىٰ لمقالتهم هذه المقالة الشنيعة والفرية على الله تعالىٰ:

یعنی اس آیت میں مسلمانوں کو یہود ونصاریٰ کافروں کے خلاف قتال پر ابھارا جا رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر کیسی بری اور بہتان والی بات کرتے ہیں (پس اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے اور توحید چھوڑنے کی وجہ سے ان کے خلاف جہاد کیا جائے)۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

یہود ونصاریٰ کے انبیاء ہمارے قریب تر زمانہ کے ہیں لیکن جب یہ لوگ توحید کو چھوڑ کر شرک میں مبتلا ہو چکے ہیں اور ان سے لڑنا لازم ہے تو باقی قومیں جن کے انبیاء علیہم السلام ان سے بھی پرانے ہیں وہ بطریق اولیٰ راہ راست سے زیادہ دور ہو چکی ہیں لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ساری قوموں کو درست کریں۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## ایک سوال کا جواب

عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں یہ عمومی طور پر یہودیوں کا عقیدہ نہیں ہے تو قرآن مجید نے اس کو کیسے بیان فرمایا:

جواب ① حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بنو قریظہ کے یہودیوں کا یہ عقیدہ تھا اگر ان کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو وہ قرآن پاک کی اس آیت پر اعتراض کرتے مگر ان کا اعتراض کرنا ثابت نہیں ہے البتہ اس کے بعد والی آیت پر انہوں نے اعتراض کیا کہ ہم تو اپنے علماء اور راہبوں کی عبادت نہیں کرتے جیسا کہ قرآن پاک نے بتایا ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب دیا کہ حلال وحرام کرنے کا اختیار دے دینا یہ عبادت کرنا ہی ہے ملاحظہ فرمایئے (قرطبی عثمانی بیان القرآن)

جواب ② یہود کے بعض بڑے مذہبی رہنماؤں کا یہ عقیدہ تھا مثلاً سلام بن مشکم، نعمان بن ابی اوفی، شاس بن قیس، مالک بن صیف بعد میں اس عقیدے کے لوگ ختم ہو گئے۔ (قرطبی)

جواب ③ ابن کا معنی نسلی اور حقیقی بیٹا نہیں بلکہ محبوب اور مجازی بیٹا ہے جبکہ نسلی اور حقیقی بیٹے کے لئے قرآن میں ولد کا لفظ استعمال ہوا ہے، بہرحال مجازی طور پر بھی کسی کو اللہ تعالیٰ کا ابن یعنی بیٹا کہنا سخت گمراہی، کفر اور گستاخی ہے امام قرطبی فرماتے ہیں:

ویقال ان بعضهم یعتقدها بنوة حنو ورحمة وهذا المعنى ایضا لایحل ان تطلق البنوة علیه وهو کفر۔

صاحب تفسیر ماجدی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے ملاحظہ فرمایئے ان کی یہ عبارت جو حضرت عزیر علیہ السلام کے تعارف سے شروع ہوئی ہے۔

"عُزیر" یا توریت کے تلفظ میں "عزرا" (متوفی غالباً ۴۵۸ ق م)

یہود کے مذہبی نوشتوں (یعنی مذہبی تحریروں) میں نبی سے زیادہ کاتب کی حیثیت سے مشہور ہیں بخت نصر (۶۰۴ تا ۵۶۱ ق م) کے حملہ یروشلم اور اس کی کامل تباہی اور بربادی (۵۸۶ ق م) کے بعد جب توریت کے نسخے یہود کے پاس بالکل غائب ہو گئے تو انہیں عزیر (عزرا) نے توریت کو ازسرنو اپنی یادداشت سے لکھ دیا اور اس لئے انہیں یہود "مثل موسیٰ" تسلیم کرتے ہیں بلکہ بعض نے غلو کر کے اس مرتبے سے بھی بڑھا دیا ہے۔

ابن اللہ...... عربی میں ابن اور ولد دو الگ الگ مفہوم رکھنے والے لفظ ہیں، اردو کے لڑکے اور بیٹے کے مرادف اور انگریزی میں بھی ان کے مقابلے میں بائبل کی مذہبی اصطلاح میں (CHILD OF GOD) اور (SON OF GOD) کی الگ الگ ہیں، ابن اللہ جو ترجمہ ہے (CHILD OF GOD) کا، اس سے مراد صلبی یا حقیقی فرزند نہیں بلکہ خدا کا لاڈلا یا چہیتا یا فرزند معنوی ومجازی ہے، جیسے قرآن ہی میں ایک دوسری جگہ اہل کتاب ہی کی زبان سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

استعمال ہوا ہے ﴿نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ﴾ یہاں ابناء اللہ کے کھلے ہوئے معنی بھی مجازی اولاد کے ہیں۔ یہود اسی معنی میں حضرت عزیر علیہ السلام کو اپنا "مطاع کل" اور بارگاہ حق میں محبوب مطلق مانتے ہیں۔ مسیحیت کی دو گمراہیاں ایک شدید اور دوسری شدید تر الگ الگ ہیں، ایک ہے حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ کا ولد (Son of God) قرار دینا، اس کا ذکر قرآن مجید میں جہاں آیا ہے اکثر بہت سخت وعید کے ساتھ آیا ہے ﴿تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ﴾ وغیرہا۔ دوسری گمراہی ہے حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا فرزند مجازی (Child of God) قرار دینا، قرآن نے اس عقیدہ کو "ابن اللّٰہیت" سے تعبیر کیا ہے، یہ گو بجائے خود شدید ہے پھر بھی "ولد اللّٰہیت" کا عقیدہ اس سے اشد ہے...... ہمارے بعض قدیم مفسرین بھی اس نکتہ تک پہنچ گئے ہیں کہ یہاں ابنیت سے مراد ابنیت نسبی و نسلی نہیں بلکہ لاڈ و پیار والی ابنیت ہے اور یہ بھی کفر ہے۔

قال ابن عطية ويقال ان بعضهم يعتقدها بنوّة حنوٍّ ورحمة وهذا المعنى ايضا لايحل ان تطلق البنوة عليه وهو كفر۔ (قرطبی)۔ (تفسیر ماجدی)

## دو اہم نکتے

❶ حضرات مفسرین نے کئی واقعات لکھے ہیں، ان سب کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام کو پوری تورات یاد ہوگئی تھی جو انہوں نے بنی اسرائیل کو سنائی اور لکھوائی پھر بنی اسرائیل نے تورات کے اصل نسخے نکال کر موازنہ کیا تو حضرت عزیر علیہ السلام کی لکھوائی ہوئی تورات بالکل ٹھیک اور مکمل نکلی اس پر بنی اسرائیل ان سے چمٹ گئے اور ان کو طرح طرح کے القابات دینے لگے۔ جبکہ مسلمان اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر کر سکتے ہیں کہ ہر زمانے میں لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو پورا قرآن پاک یاد ہوتا ہے۔ یہ اسلام کی عظمت اور واضح افضلیت کی دلیل ہے۔

❷ یہود و نصاریٰ کے دل میں اللہ پاک کی عظمت اور قدر و منزلت نہیں تھی اس لئے وہ انسانوں کو ان کے مقام سے بڑھا کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرتے تھے پس مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدر کو پہچانیں اور کسی کے مقام کو بھی اللہ تعالیٰ تک بڑھانے کی گستاخی نہ کریں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

﴿قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ﴾

یعنی یہود و نصاریٰ بھی ماضی کے کافروں جیسی باتیں کرتے ہیں۔

یہ ماضی کے کافر کون ہیں؟ ملاحظہ فرمائیے چند اقوال......

❶ وہ جاہل مشرک قومیں جو اللہ تعالیٰ کی تجسیم کی قائل تھیں اور عقیدہ "حلول" یا "اوتار" کی ماننے والی تھیں، اشارہ خاص مشرکین یونان کی جانب ہے، انہی کے "حکماء فلاسفہ" کے اقوال سے پہلی صدی عیسوی کے یہود و نصاریٰ دونوں ہی متاثر ہوگئے تھے اور ان کی مشرکانہ تعلیمات کو برابر اپنے عقائد کا جزو بناتے چلے گئے۔ (ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❷ مشرکین مکہ مراد ہیں، جن کی گمراہی قدیم تھی اور فرشتوں کو نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ (قرطبی)

❸ خود ان کے گمراہ اسلاف مراد ہیں۔ (قرطبی)

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

یعنی اہل کتاب ہو کر مشرکوں کی ریس کرنے لگے۔ (موضح القرآن)

(پس ان سے بھی مشرکوں کی طرح قتال ہو گا)

قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ کا عام معنی تو مفسرین نے یہی کیا ہے کہ اللہ پاک ان کو ہلاک کرے جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس کے معنی لعنت کے ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، اس سے بھی مسلمانوں کو قتال کی ترغیب ملی کہ ایسے ملعون لوگوں سے قتال کرنا چاہیے تا کہ لعنت عام نہ ہو اور یہ لوگ ملعون ہیں تو مطلب ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت سے دور اور محروم ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۳۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ

انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا خدا بنالیا ہے اور مسیح

ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ

ابن مریم کو بھی حالانکہ انہیں حکم بھی ہوا تھا کہ ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اس کے سوا

اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳۱

کوئی معبود نہیں وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے

### خلاصہ

یہود ونصاریٰ سے قتال کی وجوہات میں سے یہ بھی ہے کہ

وہ عقیدے کے شرک کے ساتھ ساتھ عمل کے شرک میں بھی مبتلا ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے علماء اور راہبوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا رب بنا رکھا ہے اور حضرت مسیح بن مریم کو بھی رب بنا رکھا ہے۔

یعنی وہ اپنے علماء اور مشائخ کو حلال وحرام کے فیصلے کرنے کا اختیار دیتے ہیں اور اس معاملے میں ان کی اس طرح اطاعت کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جاتی ہے۔ پس یہ بھی توحید فی الطاعۃ کا انکار اور شرک ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ کا (نعوذ باللہ) بیٹا اور جزء مانتے ہیں۔ حالانکہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ فقط ایک معبود برحق کی عبادت کریں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ ان کے شرک سے بلند اور پاک ہے۔

### اقوال وحوالے

#### علماء سوء اور بناوٹی صوفیوں کے پجاری

حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

خدا تعالیٰ اور اس کے قانون اور اس کے انبیاء علیہم السلام کا اتباع چھوڑ کر علماء سوء اور بناوٹی صوفیوں کے پیچھے لگ گئے ہیں اور ان سے وہی تعلقات قائم کر لئے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص تھے۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

#### روم کے پوپ

"ان دونوں فرقوں نے ایک اور غضب ڈھا رکھا تھا وہ یہ کہ یہود نے اپنے احبار یعنی مولویوں کو اور نصاریٰ نے اپنے درویشوں اور مسیح علیہ السلام کو خدا بنا رکھا تھا۔ احبار اور رہبان کو خدا بنانے کی یہ صورت تھی کہ وہ تورات اور انجیل کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خلاف اور عقل کے خلاف جو فتویٰ دیتے تھے یہ اسے خدا کے حکم کے برابر جانتے تھے، رومہ کے پوپ خدائی کرتے تھے۔" (تفسیر حقانی تسہیل)

## ایک روایت

اس آیت کی تفسیر میں اکثر مفسرین حضرات نے یہ روایت پیش کی ہے: (یہ ترمذی کی روایت ہے)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ جو پہلے نصرانی تھے (بعد میں مسلمان ہوئے) انہوں نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس وقت میری گردن میں سونے کی صلیب تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عدی اپنی گردن سے اس بت کو نکال کر پھینک دو۔ میں نے اس کو پھینک دیا، واپس آیا تو آپ اِتَّخَذُوٓا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ پڑھ رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم عالموں اور درویشوں کی عبادت تو نہیں کرتے پھر یہ کیوں فرمایا کہ احبار اور رہبان کو رب بنالیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ بات نہیں کہ یہ لوگ جو چیز تمہارے لئے حرام کردیں تم اسے حرام کر لیتے ہو اور جو چیز حلال کردیں تم اسے حلال کر لیتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں یہ بات تو ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ان کی عبادت ہے۔ (معالم التنزیل ص ۲۵۸ ج ۲ انوار البیان)

## آسمانی وحی کے احکامات کو چھوڑنے والے

"کتب سماویہ (یعنی آسمانی کتابوں سے ان لوگوں نے) کچھ سروکار نہ رکھا تھا، محض احبار و رہبان کے احکام پر چلتے تھے اور ان کا یہ حال تھا کہ تھوڑا سا مال یا جاہ (عزت و مقام کا) فائدہ دیکھا اور حکم شریعت کو بدل ڈالا" (تفسیر عثمانی)

آج کل بھی دنیادار دانشور اور بدعتی نقلی پیر لوگوں کو قرآن و سنت سے ہٹا کر اپنی پیروی پر لگا لیتے ہیں اور اس طرح کے لوگ جہاد سے بھی محروم ہو جاتے ہیں، حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں:

عالم کا قول عوام کو سند ہے جب تک وہ شرع سے سمجھ کر کہے جب معلوم ہو کہ طمع سے کہا پھر وہ سند نہیں۔ (موضح القرآن)

## دور حاضر کی ایک پریشانی

صاحب انوار البیان لکھتے ہیں:

اب دور حاضر میں جبکہ آزاد منش لوگ اسلامی احکام پر چلنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں اور دشمنان اسلام سے متاثر ہیں، کہتے ہیں کہ حضرات علماء کرام جمع ہو کر میٹنگ کریں اور اسلامی احکام کے بارے میں غور و فکر کریں اور فلاں فلاں احکام کو بدل دیں یا ہلکا کردیں اور فلاں فلاں حرام چیزوں کو حلال قرار دے دیں، یہ ان لوگوں کی جہالت اور حماقت کی بات ہے، اگر علماء ایسا کرنے بیٹھیں گے تو کافر ہو جائیں گے اور کسی حرام چیز کو حلال قرار دے دیں گے تو ان کے حلال کردینے سے حلال نہ ہوگی۔ (انوار البیان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

اِتَّخَذُوْٓا ای اہل الکتاب اَحْبَارَھُمْ علماءھم وَرُھْبَانَھُمْ نساکھم اَرْبَابًا الھۃ من دون اللہ حیث اطاعوھم فی تحلیل ما حرم اللہ وتحریم ما احل اللہ کما یطاع الارباب فی اوامرھم ونواھیھم۔(المدارک)

آجکل کے مغرب زدہ حکمران بھی یہی بات کہتے ہیں کہ علماء کرام عوام کو صحیح دین پیش کریں اور ان کے نزدیک صحیح دین وہ ہے جس میں جہاد نہ ہو اور جو دین کافروں کو پسند ہو۔ نعوذ باللہ نعوذ باللہ......

## ایک تحقیقی عبارت

"انہوں نے اللہ کے ہوتے ہوئے اپنے علماء اور اپنے مشائخ کو بھی اپنا پروردگار بنا رکھا ہے یعنی انہیں مستقلاً ایسا صاحب اختیار مان رکھا ہے کہ گویا وہی معبود اور رب ہیں، جو چاہیں جائز کر دیں جو چاہیں وہ حرام ٹھہرا دیں، سارے اختیارات شریعت وقانون سازی کے گویا انہی کو حاصل ہیں۔ مسیحیوں کے ہاں فرقہ کیتھولک میں پوپ (پاپائے روم) بہ حیثیت نائب مسیح علیہ السلام آج بھی سارے اختیارات علانیہ رکھتا ہے اور فرقہ پروٹسٹنٹ نے بھی عملاً سارے اختیارات کلیسا (CHURCH) کو دے رکھے ہیں، یہود کے ہاں بھی ربیّوں کے احکام، خود توریت کی تعلیمات پر غالب آگئے تھے۔"

الاکثرون من المفسرین قالوا لیس المراد من الارباب انھم اعتقدوا فیھم انھم الھۃ العالم بل المراد انھم اطاعوھم فی اوامرھم و نواھیھم۔(تفسیر کبیر)

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی اللہ کی "توحید فی الطاعۃ" چھوڑ کر...... خدا کی خدائی سے تو یہ لوگ بھی انکار نہیں کرتے لیکن عملاً اس کی طاعت واطاعت میں دوسروں کو بھی شریک کئے ہوئے ہیں۔(تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۳۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ

چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی روشنی کو اپنے مونہوں سے بجھادیں اور اللہ تعالیٰ اپنی روشنی کو پورا کیے بغیر

يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۳۲

نہیں رہے گا اور اگرچہ کافر ناپسند ہی کریں

### خلاصۂ کلام

یہود ونصاریٰ سے قتال کی وجوہات میں سے یہ بھی ہے کہ

وہ دین اسلام کے سخت دشمن ہیں اور وہ اس دین کو مٹانا چاہتے ہیں وہ لوگ اس دین برحق کا انکار اور اس سے دشمنی کرتے ہیں جو کفر ہے وہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور یعنی دین اسلام کو اپنے منہ کی پھونکوں (سازشوں، مخالفتوں، اعتراضوں اور شرارتوں) سے بجھادیں..... مگر اللہ پاک ان کافروں کے نہ چاہنے کے باوجود اپنے اس نور کو پورا فرمائے گا۔

### اقوال وحوالے

❶ مذاق (یعنی ذوق) تو ان کا بگڑا ہوا ہے لیکن وہ دین حق اسلام کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہونے دے گا۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

❷ یعنی توحید خالص اور اسلام کا آفتاب جب چمک اٹھا پھر یہ ردی باتیں اور مشرکانہ دعاوی کہاں فروغ پاسکتے ہیں، یہ کوشش کہ بے حقیقت اور بے معنی باتیں بنا کر اور فضول بحث وجدل کر کے نور حق کو مدہم کر دیں، ایسی ہے کہ کوئی بے وقوف منہ سے پھونکیں مار کر چاند یا سورج کی روشنی کو بجھانا اور ماند کرنا چاہے۔ یاد رکھو خواہ یہ کتنے ہی جلیں مگر خدا نور اسلام کو پوری طرح پھیلا کر رہے گا۔ (تفسیر عثمانی)

### ایک خبر ایک وعدہ

آیت مبارکہ میں ایک خبر دی گئی کہ یہود ونصاریٰ اور ان جیسے دوسرے کافر دین اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں اور اس کے لیے وہ مسلسل کوشش کرتے رہتے ہیں، یہ خبر قرآن پاک کی اور بھی کئی آیات میں مختلف طریقے سے دی گئی ہے۔ پس مسلمانوں کو اپنے ان دشمنوں سے ہوشیار اور خبردار رہنا چاہئے اور ان کی قوت اور طاقت کو ختم کرنے کی خوب فکر اور محنت کرنی چاہئے کیونکہ دین حق کے دشمن تمام انسانیت کے دشمن ہیں جو لوگوں کو نور سے ہٹا کر ظلمت اور اندھیرے میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دیکھتے ہیں اور سچائی سے ہٹا کر ان میں کفر کے گندے بیج بوتے ہیں...... پھر اس آیت میں یہ اشارہ بھی دیا گیا کہ یہ کم عقل لوگ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ دین اسلام کو اسی طرح بجھا دیں گے جس طرح کوئی اپنی پھونک سے چراغ بجھا دیتا ہے، حالانکہ دین اسلام کسی انسان کا جلایا ہوا چراغ نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانا کسی کے بس کی بات نہیں ہے...... اور آیت کے آخر میں وعدہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی خوب نصرت فرمائے گا اور اس نور کو عروج کمال تک پہنچائے گا۔

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

ثم انه تعالیٰ وعد محمداً صلی الله علیه وسلم مزید النصرة والقوة واعلاء الدرجة وکمال الرتبة فقال وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا کہ ان کی خوب نصرت فرمائے گا اور دین اسلام کو قوت، بلند درجہ اور کمال مرتبہ عطا فرمائے گا چنانچہ ارشاد فرمایا وَيَأْبَى اللَّهُ ...... الآیة (تفسیر کبیر)

## کھلی صداقت

تفسیر ماجدی میں ہے:

آیت کی صداقت پر امت کی ساڑھے تیرہ سو سال کی پوری تاریخ گواہ ہے۔ یہود، نصاریٰ، مشرکین، ملحدین، غرض ہر مخالف و معاند، مکر و حیلہ، زور و جبر کے مختلف درجوں اور طریقوں سے اسلام کی بیخ کنی میں لگا ہوا ہے، لیکن اس کے باوجود اسلام ہے کہ پھیلتا ہی جاتا ہے اور پیروان اسلام کی تعداد میں اضافہ ہی روز افزوں ہے، یہاں تک کہ مسیحی مشنریوں کو اعتراف ہے کہ روپیہ کے بے دریغ خرچ کرنے اور اپنے نہایت درجہ منظم نظام کے باوجود مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کے مشن افریقہ وغیرہ میں ناکام ہی رہے۔ (تفسیر ماجدی)

## بہت بڑی تسلی

آیت مبارکہ میں مسلمانوں کے لئے بہت بڑی تسلی اور خوشخبری ہے کہ اسلام کے خلاف ہونے والے حملوں، سازشوں اور اعتراضات کی حیثیت ان پھونکوں سے زیادہ نہیں ہے جو کوئی بیوقوف شخص سورج کو بجھانے کے لئے مارے...... پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ اللہ کے نور یعنی دین اسلام پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو جائیں...... وہ جس قدر اللہ تعالیٰ کے نور پر کاربند ہوں گے اسی قدر مضبوط اور غالب ہوں گے۔ اور کفار کی ساری طاقت، محنت اور سازشیں مکڑی کے جالے اور منہ کی پھونکوں سے زیادہ طاقت نہیں رکھتیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

قرآن پاک کی یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب اسلام جزیرۃ العرب تک محدود تھا، جبکہ عیسائیوں اور یہودیوں کی سلطنتیں اور حکومتیں دنیا کے بڑے حصے پر چھائی ہوئی تھیں...... مگر قرآن پاک کے وعدے کے مطابق اسلام کا نور پھیلتا چلا گیا اور کچھ ہی عرصہ میں اس نے ایک بڑے جہان کو منور کر دیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۳۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۳۳

اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اگرچہ مشرک ناپسند کریں

## خلاصہ

دین اسلام دنیا میں غالب ہونے کے لئے آیا ہے، اللہ پاک نے اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت یعنی قرآن پاک اور دین حق یعنی اسلام دے کر بھیجا ہے تاکہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کردے اگرچہ مشرکین جن میں یہود ونصاریٰ بھی شامل ہیں جتنا بھی نہ چاہیں۔ پس یہود ونصاریٰ اور دوسرے مشرکین اس دین کے غلبے کو روکنے کی پوری کوشش کریں گے تو ان کے خلاف مسلمانوں کو جہاد کرنا ہوگا تاکہ ان کی قوت ٹوٹ جائے اور وہ دین اسلام کے راستے کی رکاوٹ نہ بن سکیں۔

## اقوال وحوالے

### یہ دین نازل ہی اسی لئے ہوا ہے

❶ اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کی منشاء کے خلاف اسلام کو سارے دینوں پر غالب کردے گا اور یہ دین نازل ہی اسی لئے ہوا ہے۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

❷ اس نے اپنا "رسول"، "ہدایت" اور "دین حق" دے کر بھیجا تاکہ سب غلط اور بُرا اوہام مذاہب پر غالب ہوکر بنی آدم کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو تھام لے، سو وہ دین حق کو غالب ہی کر کے رہے گا چنانچہ صحابہ کے عہد میں ایسا ہو چکا یعنی وہ روشنی مشرق سے مغرب تک پھیل گئی اور عہد مہدی علیہ السلام میں پھر پھیلے گی۔ (تفسیر حقانی)

❸ اسلام کا غلبہ باقی ادیان پر معقولیت اور حجت ودلیل کے اعتبار سے، یہ تو ہر زمانہ میں بحمداللہ نمایاں طور پر حاصل رہا ہے، باقی حکومت وسلطنت کے اعتبار سے وہ اس وقت حاصل ہوا ہے اور ہوگا، جبکہ مسلمان اصول اسلام کے پوری طرح پابند اور ایمان وتقویٰ کی راہوں میں مضبوط اور جہاد فی سبیل اللہ میں ثابت قدم تھے یا آئندہ ہوں گے اور دین حق کا ایسا غلبہ کہ باطل ادیان کو مغلوب کر کے بالکل صفحۂ ہستی سے محو کردے، یہ نزول مسیح علیہ السلام کے بعد قرب قیامت میں ہونے والا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۴ ”محققین نے کہا ہے کہ اسلام کا غلبہ سارے ادیان پر عقل واستدلال کی رو سے تو مطلق ہے اور کسی وقت و زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں، البتہ مادی غلبہ اہل اسلام کی صلاحیت واہلیت کے ساتھ مخصوص ومشروط ہے، بہت سے مفسرین اس طرف بھی گئے ہیں کہ اسلام کے غلبۂ کامل کا ظہور ومشاہدہ قرب قیامت میں ہوگا جب نزول مسیح علیہ السلام کے وقت دوسرا دین موجود نہ رہ جائے گا۔“

واکثر المفسرين على الاحتمال الثاني قالوا وذلك عند نزول عيسى عليه السلام فانه حينئذ لا يبقىٰ دين سوى الاسلام. (روح) (تفسیر ماجدی)

## اسلام کے غلبے کی تین صورتیں

”غالب ہونے کی تین صورتیں ہیں ایک صورت یہ ہے کہ دلیل اور حجت کے ساتھ غلبہ ہو اور یہ غلبہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ کوئی بھی شخص خواہ دین آسمانی کا مدعی ہو خواہ بت پرست ہو، خواہ آتش پرست ہو، خواہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا منکر ہو، خواہ ملحد ہو اور زندیق ہو وہ اپنے دعویٰ اور اپنے دین کو لے کر دلیل کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے نہیں آسکتا اور اپنے دعویٰ کو صحیح ثابت نہیں کرسکتا، اسلام کے دلائل سے یہود ونصاریٰ اور مشرکین، زنادقہ اور ملحدین سب پر حجت قائم ہے اس اعتبار سے دین اسلام ہمیشہ سے غالب ہے۔ اسلام دین کامل ہے انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔ دیگر تمام ادیان کے ماننے والے صرف چند تصورات اور خود تراشیدہ معتقدات کو لے کر بیٹھے ہیں۔ عبادات، معاملات، مناکحات، معیشت اور معاشرت، سیاست اور حکومت، اخلاق اور آداب کا کوئی مذہبی نظام ان کے پاس نہیں ہے، اسلام نے انسانوں کو ہر شعبۂ زندگی کے احکام دیے ہیں اور اخلاق عالیہ کی تعلیم دی ہے۔

دوسری صورت اسلام کے غالب ہونے کی یہ ہے کہ دنیا میں بسنے والے کفر وشرک چھوڑ کر اسلام قبول کرلیں اور دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو اور اس کا راج ہو، ایسا قیامت سے پہلے ضرور ہوگا۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت مہدی علیہما السلام کے زمانے میں اسلام خوب اچھی طرح پھیل جائے گا اور زمین عدل وانصاف سے بھر جائے گی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں دوبارہ تشریف آوری کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ويبطل الملل حتى يهلك الله في زمانه الملل كلها غير الاسلام. یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام ملتوں کو باطل کردیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں اسلام کے علاوہ ساری ملتوں کو ختم فرمادیں گے۔ (مسند احمد ص ۴۳۷ ج ۲)

تیسری صورت اسلام کے غالب ہونے کی یہ ہے کہ مسلمان اقتدار کے اعتبار سے دوسری اقوام پر غالب ہوجاتا ہے اور یہ ہوچکا ہے۔ جب مسلمان جہاد کرتے تھے، اللہ کے دین کو لے کر آگے بڑھتے تھے اور اللہ کی رضا پیش نظر تھی اس وقت بڑی بڑی حکومتیں پاش پاش ہوگئیں۔ قیصر وکسریٰ کے ملکوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا، ان میں سے جو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قیدی پکڑے گئے وہ غلام باندی بنائے گئے اور مشرکین اور اہل کتاب میں بہت سے لوگوں نے جزیہ دینا منظور کرلیا اور مسلمانوں کے ماتحت رہے، صدیوں یورپ اور ایشیا، افریقہ کے ممالک پر مسلمانوں کا قبضہ رہا اور اس وقت بھی تین بر اعظم دنیا میں معروف تھے اور اب بھی مسلمانوں کی حکومتیں زمین کے بڑے حصے پر قائم ہیں۔ اگر اب بھی جہاد فی سبیل اللہ کے لئے کھڑے ہوجائیں اور آپس میں اتفاق واتحاد کرلیں، کافروں سے بغض رکھیں کافروں کی حکومتوں کو اپنا سہارا نہ بنائیں تو اب بھی وہی شان واپس آسکتی ہے جو پہلے تھی۔

اقتدار والے غلبہ کے اعتبار سے بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوچکا ہے اور آئندہ پھر اس کا وقوع ہوگا، انشاء اللہ۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمین پر مٹی سے بنا ہوا کوئی گھر یا بالوں سے تیار کیا ہوا کوئی خیمہ ایسا باقی نہ رہے گا جس میں اللہ تعالیٰ اسلام کا کلمہ داخل نہ فرمادے، عزت والے کی عزت کے ساتھ اور ذلت والے کی ذلت کے ساتھ، حدیث کی روایت کرنے کے بعد حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بس تو پھر سارا دین اللہ ہی کے لئے ہوگا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹ از مسند احمد) (یعنی) جن کو اللہ تعالیٰ عزت دے گا انہیں کلمہ اسلام کا قبول کرنے والا بنادے گا اور جن کو اللہ ذلیل کرے گا وہ مقتول ہوگا یا مجبور ہوکر جزیہ ادا کرے گا۔" (انوار البیان)

## اس آیت میں جہاد کی دعوت ہے

"اہل کتاب کو بہترین مذہب دیا گیا مگر انہوں نے اس کی تعلیم کو بالکل بگاڑ دیا، اب مذہب کے مقصد اصلی کو پورا کرنے کے لئے ایک رسول آیا ہے جس کا دین تمام دینوں پر غالب ہوکر رہے گا۔ یہود ونصاریٰ اس مذہب کو نیچا دکھانے کی فکر میں رہیں گے اس لئے مسلمانوں کا فرض ہوگا کہ جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ ان کو کمزور کردیں۔"

احادیث میں تفصیل کے ساتھ اس فتح وکامرانی کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ زوی لی الارض مشارقها ومغاربها وسيبلغ ملك امتي مازوي لي منها اللہ تعالیٰ نے زمین کے مشرق ومغرب کو لپیٹ کر میرے سامنے رکھ دیا، جس قدر زمین لپیٹ دی گئی وہ سب میری امت کے زیر حکومت ہوگی۔

مسند امام احمد میں ہے: انه ستفتح لكم مشارق الارض ومغاربها وان عمالها في النار الامن اتقى الله وادى الامانة، زمین کے مشرق ومغرب تمہارے لئے مفتوح ہوں گے اور اس کے حکام میں سے صرف وہی لوگ جنت کے مستحق ہوں گے جو تقویٰ اللہ اختیار کریں اور ادائے امانت کے خوگر ہوں۔ (تفسیر الفرقان)

## اسلام کے غلبے کی احادیث

اکثر مفسرین کے نزدیک آیت میں جس غلبے کا تذکرہ ہے اس کا مطلب اسلام کا تمام ادیان پر ظاہری اور اقتدار والا غلبہ ہے، امام نسفیؒ فرماتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیظھرہ لیعلیہ (المدارک) جلالین میں بھی اظہار کا ترجمہ اعلاء سے کیا ہے اور یہی حال دیگر مفسرین کرام کا ہے حتی کہ امام ابن کثیرؒ نے اس آیت کا صرف یہی ایک مفہوم مراد لے کر وہ احادیث ذکر فرمائی ہیں جن میں اسلام کے غالب آنے اور زمین پر اس کے چھا جانے کا تذکرہ ہے۔ ملاحظہ فرمایئے تفسیر ابن کثیر......

## ایک دلچسپ بحث

امام قرطبیؒ نے اس آیت کے ذیل میں اس مسئلے پر بحث کی ہے کہ حضرت امام مہدی کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہونا متواتر احادیث سے ثابت ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی امام مہدی نہیں ہیں، بلکہ دونوں الگ الگ شخصیات ہیں اور وہ روایت غلط ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہی امام مہدی قرار دیا گیا ہے...... ملاحظہ فرمایئے اس بحث کی تفصیل کے لئے تفسیر قرطبی (اس زمانہ میں کئی لوگ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیتے ہیں اس لئے اس بارے میں صحیح علم ہونا ضروری ہے تاکہ فتنوں سے حفاظت رہے)

## عجیب نکتہ

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مراد دین اسلام کا دیگر مذاہب پر ظاہری غلبہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کے طور پر فرمایا ہے کہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کہ وہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب فرمائے گا تو ظاہر بات ہے کہ وعدہ اس چیز کا ہوتا ہے جو ابھی موجود نہ ہو تو اس کے آئندہ موجود ہونے کا وعدہ کیا جاتا ہے اب اگر غلبے سے مراد دلیل اور حجت کا غلبہ ہو تو یہ غلبہ تو اس زمانے میں بھی موجود تھا چنانچہ غلبے سے مراد قوت اور اقتدار والا غلبہ ہے جو اس زمانے میں اسلام کو حاصل نہیں تھا مگر بعد میں اس وعدے کے مطابق یہ غلبہ عطاء فرمایا گیا تو یہ آیت بھی معجزات میں سے ہے کہ جس غلبے کا وعدہ کیا گیا تھا وہ الحمد للہ حاصل ہو گیا...... امام صاحب کی عبارت ملاحظہ فرمایئے:

**واعلم ان ظهور الشيء على غيره قد يكون بالحجة وقد يكون بالكثرة والوفور وقد يكون بالغلبة والاستيلاء ومعلوم ان الله تعالىٰ بشّر بذلك ولا يجوز ان يبشر الا بامر مستقبل غير حاصل وظهور هذا الدين بالحجة مقرر معلوم، فالوا جب حمله على الظهور بالغلبة. (تفسیرکبیر)**

آگے لکھتے ہیں کہ اس آیت کا تقاضا تو یہ تھا کہ دین اسلام تمام ادیان پر غالب آجاتا مگر مکمل طور پر تو ایسا نہیں ہوا اور ہند، چین اور روم اور دیگر کافر ملکوں میں اسلام مکمل غالب نہیں آیا تو اس کے کئی جوابات ہیں، ایک یہ کہ دنیا کے جتنے بڑے ادیان ہیں اسلام ان پر کئی مقامات پر غالب آیا، جزیرہ عرب میں مشرکوں اور یہودیوں پر، ملک شام میں عیسائیوں پر اور مجوسیوں پر ان کے ممالک میں اور بت پرستوں پر ترکی اور ہند کے اطراف میں وغیرہ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اسلام کا مکمل غلبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام کی تشریف آوری پر ہوگا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فثبت ان الذی اخبر الله عنه فی هذه الآیة قد وقع وحصل وکان ذلک اخبارا عن الغیب فکان معجزا۔ (تفسیر کبیر)

وقال السدی: ذلک عند خروج المهدی، لا یبقیٰ احد الا دخل فی الاسلام او ادی الخراج۔ (تفسیر کبیر)

## اسلامی غلبے کے عناصر

امام رازیؒ کی رائے وزنی معلوم ہوتی ہے کیونکہ پچھلی آیات میں بھی جہاد کا تذکرہ تھا اور آگے کی آیات بھی غزوہ تبوک سے متعلق ہیں اور خود ان آیات کے بارے میں بھی اکثر مفسرین کا فرمانا ہے کہ یہ غزوہ تبوک کی ترغیب میں نازل ہوئی ہیں۔ پس غلبے سے مراد قوت اور اقتدار والا غلبہ ہے۔ پھر اس آیت مبارکہ کے الفاظ میں غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا ظاہری غلبہ چند چیزوں کے ساتھ مشروط ہے۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ سے اشارہ ملا کہ مسلمانوں میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوں اور جب آپ تشریف لے جائیں تو آپ کا کوئی "خلیفہ" موجود ہو معلوم ہوا کہ اسلامی غلبے کے لئے مسلمانوں میں جماعت اور خلافت کا قیام اہم کردار ادا کرتا ہے۔

بِالْهُدٰی سے اشارہ ملا کہ قرآن مجید ہی مسلمانوں کا رہنما اور دستور ہو، مسلمان قرآن پاک ہی کو اپنا قانون بنائیں اور اسی کو اپنا نظام اور دستور بنائیں۔ وَدِیْنِ الْحَقِّ سے اشارہ ملا کہ اسلام کی حقانیت، اس کا نفاذ اور اس کا غلبہ مسلمانوں کے پیش نظر ہو اور لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ سے اشارہ ملا کہ مسلمان اسلام کے غلبے کے لئے اسلام کے مخالفین سے جہاد کریں۔

چنانچہ جب بھی مسلمان ایک خلیفہ اور امیر پر متفق ہوئے اور انہوں نے قرآن کو اپنا قانون اور دستور بنایا اور وہ اسلام کی حقانیت اور تنفیذ کے لئے خود آگے بڑھے اور انہوں نے جہاد فی سبیل اللہ کو پوری قوت سے جاری کیا تو انہیں یہ غلبہ نصیب ہوا...... اب بھی الحمدللہ مسلمان جہاں جہاد کرتے ہیں غالب اور کامیاب ہوتے ہیں...... اب ایک اور بات پر غور فرمائیں...... تمام مفسرین لکھ رہے ہیں کہ متواتر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جب مسلمان حضرت امام مہدی کی امارت اور خلافت پر متحد ہوں گے اور جب وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا امیر بنا کر جہاد کریں گے تو ساری دنیا پر غالب آ جائیں گے...... معلوم ہوا کہ غلبے کا راز خلافت اور جہاد میں پوشیدہ ہے...... اللہ پاک مسلمانوں میں ان دونوں چیزوں کا احیاء فرمائے۔ آمین۔ (واللہ اعلم بالصواب)

★★★

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۳۴،۳۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ

اے ایمان والوا بہت سے عالم اور فقیر لوگوں کا مال

اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ

ناحق کھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ

يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ

سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى

انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے جس دن وہ جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان کی

بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ

پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا

فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝

سو اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے تھے

### خلاصہ

یہود ونصاریٰ سے قتال کی وجوہات میں سے یہ بھی ہے کہ:

ان کی مذہبی قیادت بے حد گمراہ اور لالچی ہو چکی ہے ان کے اکثر علماء اور مشائخ حرام طریقے سے مال حاصل کرتے ہیں اور دنیا کی خاطر دین کو بیچتے ہیں اور لوگوں کو دین اسلام سے روکتے ہیں (پس ایسے لوگوں کا قوت اور اقتدار میں رہنا انسانیت کے لئے کتنا بڑا نقصان ہے) ان کے عام لوگوں نے علماء اور مشائخ کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور علماء اور مشائخ کی حالت یہ ہے کہ وہ مال اور دنیا کے بے حد حریص اور لالچی ہیں اور مال اور عہدے کی وجہ سے دین حق کو قبول نہیں کرتے بلکہ اور لوگوں کو بھی دین حق سے روکتے ہیں اور یہ یہود ونصاریٰ دنیا میں معاشی اور اقتصادی ناہمواری اور ظلم عام کرتے ہیں (یہ لوگ ناجائز سرمایہ داری کے ذریعہ انسانوں کے حقوق پامال کرتے ہیں) یہ لوگ مال کو ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے پس ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے، قیامت کے دن اس مال سے ان کو عذاب دیا جائے گا......

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## یہود و نصاریٰ کے مذہبی رہنماؤں کی خاص نشانی

تفسیر حقانی میں ہے:

یہود و نصاریٰ کے عالم اپنی کتابوں میں تحریف کرنے کے عادی تھے وہ لوگوں کو طرح طرح کے شبہات میں مبتلا کرتے تھے جیسا کہ آج کل مشنری کرتے ہیں۔ اب مسلمانوں کو ان کی ایک خباثت بتا کر ان کے فریب سے مطلع فرماتا ہے کہ وہ مکار لوگ فریب کر کے مال مارتے اور اسکو جمع کرتے ہیں، اللہ کی راہ میں خود صرف کرنا نہیں جانتے جیسا کہ ہندوؤں کے برہمن اور پنڈت کرتے ہیں، پس ایسے لالچیوں کی بات کا کیا اعتبار ہے۔ ایسے مال کو قیامت میں گرم کر کے ان کے منہ اور پیٹھ اور پہلو پر داغ دیئے جائیں گے۔

اس آیت میں ان مسلمانوں کی طرف بھی اشارہ ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔ زکوٰۃ دینے کے بعد مال جمع کرنا جمہور کے نزدیک جائز ہے (کچھ شرائط کے ساتھ)۔ یہود و نصاریٰ کے احبار اور رہبان جو کچھ جال پھیلاتے اور بہروپ بدلتے تھے سب مال و زر کے لئے تھا جس کا انجام جہنم میں داغ دیا جانا ہوگا۔ یہود و نصاریٰ پر کیا موقوف ہے یہ مال و زر کی طمع ایسی بلا ہے کہ جس سے انسان بمشکل نجات پاسکتے ہیں۔ مسلمانوں کے بعض گروہوں کو بھی اس مہلک مرض نے ہلاک کیا ہے۔ اولیاء کرام کا بہروپ بدل کر درویشوں، پیرزادوں نے وہ ڈھنگ بنائے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ کہیں میلہ، کہیں نذر و نیاز کا طریقہ اور پھر اس بزرگ کے (نعوذ باللہ) خدائی اختیارات کے قصے۔ اور پھر ان علماء سوء کا ان کی تاویلات کرنا اور ان پر علمی قلعی چڑھا کر ان کو رواج دینا، کہیں راگ و رنگ کی مجالس کو اور جملہ لہو و لعب کو دین بنانا اور بحث میں علمی زور دکھانا، پھر پیر صاحب کا اپنی تعظیم و تکریم کے احکام جاری کرنا، سجدے کرانا، نذرانے وصول کرنا اور در پردہ شہوات و لذات کے مزے اڑانا سب پرانے احبار و رہبان کی تقلید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اتباع نصیب کرے۔ (آمین) (تفسیر حقانی تسہیل)

## ان دو آیات کے مضامین

ان دو آیات پر حضرات مفسرین نے بہت تفصیل سے لکھا ہے اور درج ذیل امور پر مفصل کلام فرمایا ہے:

1. یہود و نصاریٰ کی اور ان کے علماء و مشائخ کی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی حب دنیا، حرص اور ظالمانہ سرمایہ داری
2. مسلمانوں کو ان بیماریوں سے بچنے کی تلقین اور دنیا پرست علماء کی مذمت
3. کنز کا مفہوم کہ کون سا مال کنز کہلاتا ہے اور کون سا نہیں
4. سونے چاندی کو اصل مال قرار دے کر ذکر فرمایا گیا ہے جبکہ مقصد ہر طرح کا مال اور جاگیر ہے اس کے دلائل
5. زکوٰۃ اور دیگر حقوق واجبہ ادا کرنے کے بعد مال جمع کرنا جائز ہے یا نہیں؟
6. زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی سخت وعیدیں اور مال جمع کرنے کی وعیدیں اور ان کا مطلب
7. مسلمانوں کو اپنے لئے کونسی چیزیں ذخیرہ کرنی چاہئیں، احادیث میں تین چیزوں کا زیادہ تذکرہ آیا ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(الف) ذکر کرنے والی زبان (ب) شکر کرنے والا دل (ج) دین اور آخرت کے معاملات میں تعاون کرنے والی بیوی

❽ یہ آیت صرف یہود ونصاریٰ کے لئے ہے یا مسلمانوں کے لئے بھی؟

❾ ان احادیث مبارکہ کا تذکرہ جن میں اس بات کا بیان ہے کہ مسلمانوں میں بھی یہود ونصاریٰ والی بیماریاں پھیل جائیں گی۔

❿ حضرت ابوذر غفاریؓ اور دیگر اہل زہد کا تذکرہ۔

تقریباً اکثر مفسرین نے یہ تمام بحثیں ذکر فرمائی ہیں، شائقین حضرات تفاسیر میں ملاحظہ فرمالیں۔

## ایک دعاء

تفسیر ابن کثیر میں مسند احمد کے حوالے سے یہ روایت بیان فرمائی گئی ہے:

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: اذا کنز الناس الذھب والفضۃ فاکنزوا ھؤلاء الکلمات

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب لوگ سونا چاندی کو ذخیرہ کرنے لگیں تو تم ان کلمات (یعنی اس دعاء) کو ذخیرہ کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِیْمَۃَ عَلَی الرُّشْدِ وَاَسْئَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَاَسْئَلُکَ حُسْنَ عِبَادَتِکَ وَاَسْئَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَاَسْئَلُکَ لِسَانًا صَادِقًا وَاَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ. (تفسیر ابن کثیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ التَّوْبَة مَدَنِيَّة — آیت ۳۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ

بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جس دن

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ الدِّينُ

سے اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان پیدا کیے ان میں سے چار عزت والے ہیں یہی سیدھا دین

الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا

ہے سو ان میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو اور تم سب مشرکوں سے لڑو جیسے

يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝

وہ سب تم سے لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے

## خلاصہ

یہود ونصاریٰ، مشرکین اور تمام کفار کا ایک جرم یہ بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو اپنی خواہشات کی خاطر بدلتے رہتے ہیں اور ان احکامات کے اوقات میں بھی اپنی مرضی سے تبدیلیاں کرتے رہتے ہیں، اس لئے بہت واضح ہدایت دی جارہی ہے کہ مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ہے یعنی ایک سال بارہ قمری مہینوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ان میں سے چار مہینے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب زیادہ ادب والے مہینے ہیں، پس اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ سال اور مہینے دینی احکامات میں معتبر ہیں جن میں چار ادب والے مہینے بھی ہوتے ہیں اور ادب والے یہ چار مہینے قمری سال میں ہوتے ہیں پس قمری سال ہی اللہ تعالیٰ کا مقرر فرمودہ سال ہے۔ حرمت والے مہینوں کا یہ حکم ہے کہ ان میں گناہ اور ظلم سے بچنے کا زیادہ اہتمام کیا جائے جب یہود ونصاریٰ اور تمام مشرکین کے جرائم معلوم ہوگئے تو اے مسلمانو! تم ان تمام مشرکین سے ہر حال میں لڑو، ان سے قتال کرو جیسے وہ تم سب سے ہر حال میں لڑتے ہیں اور یہ بات دل میں بٹھالو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد متقی لوگوں کے ساتھ ہے اور جہاد کے وقت جہاد کرنا تقوے کا اہم تقاضا ہے......

## آیت کا ربط

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

اعلم ان هذا شرح النوع الثالث من قبائح اليهود والنصارىٰ والمشركين وهو اقدامهم على السعي في تغييرهم احكام الله

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی یہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی خرابیوں کی تیسری قسم کا بیان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات میں تبدیلی کی جسارت کرتے ہیں۔(تفسیر کبیر)(پس یہ آیت بھی وجوہات قتال کے بیان پر مشتمل ہے)

## جہاد ہمیشہ رہے گا

"یہاں تک (کی آیات میں) یہ بات ثابت ہوگئی کہ کسی بڑی سے بڑی مذہبی جماعت کا تقدس (یعنی یہود، نصاریٰ اور ان کے علماء مشائخ کا نام نہاد تقدس) ہمیں جہاد فی سبیل اللہ سے روک نہیں سکتا، اب بتایا جاتا ہے کہ اشہر حرم اور مقدس مہینوں میں بھی جنگ نہیں رک سکتی بلکہ ہمیشہ جاری رہے گی۔" (تفسیر الفرقان)

## آیت کا تعلق جہاد و قتال سے ہے

تفسیر حقانی میں ہے:

پھر ان باتوں میں سے ایک بات بیان فرماتا ہے جو جہاد و قتال سے مناسب تھی۔(تفسیر حقانی)

## نکتہ

مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ مہینوں میں گڑبڑ کرتے تھے اور ان کو اپنی مرضی سے آگے پیچھے کرتے رہتے تھے مفسرین میں سے بعض کی رائے ہے کہ انہوں نے یہ بری عادت یہود و نصاریٰ سے سیکھی تھی۔

تفسیر ماجدی میں ہے:

"امام رازیؒ نے حسب معمول اس پر تفصیل و تحقیق سے گفتگو کی ہے اور لکھا ہے کہ عربوں کے ہاں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسماعیل علیہ السلام کے وقت سے سنہ قمری چلا آتا تھا، جس سے ماہ حج کبھی کسی موسم میں پڑتا تھا کبھی کسی میں، لیکن عربوں نے دیکھا کہ اس سے تجارت وغیرہ میں نقصان ہوتا ہے تو انہوں نے مصالح دین کا خیال نہ کرکے اور ان پر مصالح دنیوی کو ترجیح دے کر یہود و نصاریٰ سے حساب کبیسہ سیکھ لیا اور اپنے مہینوں میں کچھ کچھ روز کے بعد ایک مہینہ بڑھا کر حج وغیرہ کا زمانہ بہ حساب شمسی متعین کر دیا اور یہ صریح مصالح شریعت میں دست اندازی ہے علماء سلف نے آیت سے یہ حکم بھی مستنبط کیا ہے کہ مسلمانوں پر اپنے معاملات و عبادات میں سنہ قمری عربی کی پابندی واجب ہے اور سنہ عجمی و سنہ رومی شمسی کی پابندی جائز نہیں۔

قال اهل العلم الواجب على المسلمين بحكم هذه الآية ان يعتبروا في بيوعهم ومدد ديونهم واحوال زكاتهم وسائر احكامهم السنة العربية بالاهلّة ولا يجوز لهم اعتبار السنة العجمية والرومية. (تفسیر کبیر) (تفسیر ماجدی)

## چار مہینوں کی حرمت

اس آیت مبارکہ کے ذیل میں بھی حضرات مفسرین نے اس پر بحث فرمائی ہے کہ چار حرمت والے مہینوں میں مسلمانوں کی طرف سے قتال کی ابتداء کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی ان مہینوں میں قتال کی حرمت باقی ہے یا نہیں؟......

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام ابن کثیرؒ نے دونوں اقوال اور ان کے دلائل کو تفصیل سے ذکر فرمایا ہے، تفسیر ابن کثیر میں ملاحظہ فرمالیں۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

ہمیشہ حکم شرع میں برس ہے بارہ مہینے کا، نہ کم نہ زیادہ اور دین ابراہیمؑ میں چار مہینے حرام تھے، ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب، کہ ان میں لڑنا حرام تھا۔ ملک عرب میں امن تھا تا (کہ) لوگ دور اور نزدیک کے حج وعمرہ کر سکیں اب اکثر علماء کے پاس (یعنی علماء کے نزدیک) یہ حکم نہیں، اس آیت سے بھی نکلتا ہے کہ کافروں سے لڑنا ہمیشہ روا (یعنی جائز) ہے اور ظلم کرنا ہمیشہ گناہ ہے (اور) ان مہینوں میں (ظلم کرنا) زیادہ (بڑا گناہ ہے) لیکن بہتر ہے کہ اگر کوئی کافر ان مہینوں کا ادب مانے تو ہم بھی اس سے ابتداء نہ کریں لڑائی کی۔ (موضح القرآن)

خیر یہ تو ایک اختلافی مسئلہ ہے اور پہلے جمہور کا قول گزر چکا ہے مگر دو باتوں پر سب کا اتفاق ہے ایک یہ کہ اگر کفار مسلمانوں پر حملہ کر دیں تو مسلمانوں کو جوابی کارروائی کرنی ہوگی ان مہینوں کا خیال کر کے ہاتھ روکنا جائز نہیں ہوگا۔

حضرت لاہوریؒ جو چار مہینوں میں حرمت قتال کے قائل ہیں تحریر فرماتے ہیں:

مسلمانوں کو چونکہ ساری دنیا سے لڑائی کرنی ہوگی، اس لئے فوج محمدی (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کو ہر سال میں چار ماہ آرام کیلئے دیئے جائیں گے ان مہینوں میں مسلمان خود لڑائی نہیں چھیڑیں گے، ہاں اگر کفار حملہ کر دیں گے تو مجبوراً لڑنا ہی پڑے گا۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

اس لئے تمام دنیا کے مسلمان ان مہینوں کا احترام کریں گے مگر اس حرمت سے یہ مراد نہیں کہ تم بے دست وپا ہو کر بیٹھ جاؤ بلکہ جب مخالفین تم کو متحد ہو کر تباہ کرنا چاہتے ہیں تو تم بھی اکٹھے ہو کر ان کا نام ونشان مٹا دو۔ (تفسیر الفرقان)

اور دوسری بات یہ ہے کہ ان چار مہینوں میں ظلم یعنی ہر طرح کے گناہوں سے زیادہ بچنے کا اہتمام کرنے کی تاکید ہے۔ تفسیر جلالین میں ہے:

فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ ای: الاشهر الحرم اَنْفُسَكُمْ بالمعاصي فانها فيها اعظم وزرا. (جلالين)

یعنی اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو ان چار مہینوں میں گناہ کر کے کیونکہ ان مہینوں میں گناہ کا وبال زیادہ سخت ہوتا ہے۔

بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ فِيْهِنَّ سے مراد تمام مہینے ہیں کہ کسی بھی مہینے میں گناہ نہ کرو۔

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً

تمام کافروں سے جنگ کرو جیسا کہ وہ تم سب سے جنگ کرتے ہیں۔ (انوار البیان)

فمعنى وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً لا يتخلف احد منكم عن قتالهم او لا تتركوا قتال واحد منهم. (روح المعاني)

یعنی وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً کا مطلب ہے کہ تم مسلمانوں میں سے کوئی ان کے ساتھ قتال سے پیچھے نہ رہے یا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ ہے کہ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی قتال نہ چھوڑو۔(یعنی تم سب ان سب سے لڑو)

امام قرطبیؒ بھی یہی معنی کرتے ہیں:

وَقَاتِلُوا امر بالقتال و كَآفَّةً معناه جميعا وهو مصدر في موضع الحال أي محيطين بهم ومجتمعين۔ (قرطبي)

اور آگے لکھتے ہیں:

وانما معنى هذه الآية الحض على قتالهم والتحزب عليهم وجمع الكلمة

یعنی مقصد اس آیت کا مسلمانوں کو کافروں کے خلاف قتال پر ابھارنا اور متحد ہو کر کافروں کے خلاف جہاد کرنے کی ترغیب دینا ہے۔(القرطبی)

اور كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَآفَّةً کا معنیٰ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

فبحسب قتالهم واجتماعهم لنا يكون فرض اجتماعنا لهم

پس وہ کافر جس قدر ہم سے لڑیں گے اور جس قدر ہمارے خلاف جمع ہوں گے اسی قدر ہم پر بھی ان کے خلاف جمع ہو کر لڑنا فرض ہوگا۔ واللہ اعلم۔(قرطبی)

## آیت مبارکہ کا ایک اور ربط

تفسیر عثمانی میں ہے:

میرے نزدیک اوپر سے سلسلہ مضمون کا یوں ہے کہ گذشتہ رکوع میں مشرکین کے بعد اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے جہاد کرنے کا حکم دیا۔ پھر رکوع حاضر کے شروع میں بتایا کہ ان کے عقائد اور طور طریق بھی مشرکین سے ملتے جلتے ہیں، ان کا عزیر و مسیح کو خدا کا بیٹا کہنا ایسا ہی ہے جیسے مشرکین "ملائکۃ اللہ" کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے، بلکہ نصاریٰ میں "ابنیت مسیح" کا عقیدہ مشرکین کی تقلید سے آیا ہے، وہ بتوں کو خدائی کا درجہ دیتے ہیں، انہوں نے مسیح و روح القدس کو خدا ٹھہرالیا، باوجود دعوائے کتاب کے احبار و رہبان کے احکام کو شریعت الٰہیہ کا بدل تجویز کر لیا، یعنی احبار و رہبان رشوتیں لے کر اور حرام مال کھا کر جس چیز کو حلال یا حرام کر دیتے احکام سماوی کی جگہ ان ہی کو قبول کر لیا جاتا، ان کا یہ طریقہ ٹھیک مشرکین کے طریقہ کے مشابہ ہے، ان کے سرگروہ بھی جس چیز کو چاہتے حلال و حرام ٹھہرا کر خدا کی طرف نسبت کر دیتے تھے، جس کا ذکر "انعام" میں مفصل گزر چکا اور یہاں بھی اس کی ایک مثال بیان کی جاتی ہے۔ عرب میں قدیم سے معمول چلا آتا تھا کہ سال کے بارہ مہینوں میں سے چار مہینے "اشہر حرم" (خاص ادب و احترام کے مہینے) ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم، رجب ان میں خونریزی اور جدال و قتال قطعاً بند کر دیا جاتا تھا۔ حج، عمرہ اور تجارتی کاروبار کے لیے امن و امان کے ساتھ آزادی سے سفر کرتے تھے، کوئی شخص ان ایام میں اپنے باپ کے قاتل سے بھی تعرض نہ کرتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھا بلکہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اصل ملت ابراہیمی میں یہ چار ماہ "اشہر حرم" قرار دیے گئے تھے، اسلام سے ایک مدت پہلے جب عرب کی وحشت اور جہالت حد سے بڑھ گئی اور باہمی جدال وقتال میں بعض بعض قبائل کی درندگی اور انتقام کا جذبہ کسی آسمانی یا زمینی قانون کا پابند نہ رہا تو "نسی" کی رسم نکالی۔ گویا عہد جاہلیت میں کافروں کے کفر و گمراہی کو بڑھانے والی ایک چیز یہ بھی تھی کہ خدا کے حلال یا حرام کیے ہوئے مہینہ کو بدل ڈالنے کا حق کنانہ کے ایک سردار کو سونپ دیا گیا تھا، ٹھیک اسی طرح یہود و نصاریٰ کا حال تھا کہ انہوں نے تحلیل و تحریم کی باگ طامع اور غرض پرست احبار ورہبان کے ہاتھ میں دے دی تھی، دونوں جماعتوں کی مشابہت ظاہر کرنے کے لئے "نسی" کی رسم کا یہاں ذکر کیا گیا اور اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اس کے رد کی تمہید ہے، یعنی آج سے نہیں جب سے آسمان و زمین پیدا کیے خدا کے نزدیک بہت سے احکام شرعیہ جاری کرنے کے لئے سال کے بارہ مہینے رکھے گئے ہیں جن میں سے چار اشہر حرم (ادب کے مہینے) ہیں جن میں گناہ و ظلم سے بچنے کا اور زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔ یہی سیدھا دین (ابراہیم علیہ السلام کا) ہے۔ (تفسیر عثمانی)

---

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہے۔

"جب تمام دنیا تمہیں برباد کرنے کی ٹھان لے تو اس وقت کمال تقویٰ یہی ہے کہ تم بھی ان کی فنا سامانی پر کمر بستہ ہو جاؤ۔" (تفسیر الفرقان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۳۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّمَا النَّسِيٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا

یہ مہینوں کا ہٹا دینا کفر میں اور ترقی ہے اس سے کافر گمراہی میں پڑتے ہیں اس مہینے کو ایک برس تو حلال کر لیتے ہیں اور دوسرے برس

وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ

اسے حرام رکھتے ہیں تاکہ ان مہینوں کی گنتی پوری کر لیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے پھر حلال کر لیتے ہیں جو

اللّٰهُ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے ان کے برے اعمال انہیں بھلے دکھائی دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت نہیں کرتا

## خلاصہ

ان کفار کی طرف سے احکام الٰہی میں مجرمانہ مداخلت کی ایک مثال نسیٔ کی رسم ہے کہ جس میں وہ اپنے بعض سرداروں کی مرضی سے حرمت کے مہینے کو آگے پیچھے کرتے رہتے تھے ان کا یہ عمل کفر میں ان کی مزید ترقی ہے۔ اس کے ذریعہ ان کے بڑے اپنے عام لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، یہ لوگ حرمت والے مہینوں کی بس گنتی تو پوری کرتے ہیں مگر اللہ کے حرام کیے ہوئے کو حلال کرتے رہتے ہیں، اور انہیں اپنے ان برے اعمال پر کوئی ندامت بھی نہیں بلکہ انہیں یہ برائیاں بھلی معلوم ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا کیونکہ وہ ہدایت پر آنا نہیں چاہتے۔

## نسیٔ کا مطلب

"(جب عرب کے مشرک) قبائل کی درندگی اور انتقام کا جذبہ کسی آسمانی یا زمینی قانون کا پابند نہ رہا تو "نسیٔ" کی رسم نکالی یعنی جب کسی زور آور قبیلہ کا ارادہ ماہ محرم میں جنگ کرنے کا ہوا تو ایک سردار نے اعلان کر دیا کہ اس سال ہم نے محرم کو "اشہر حرم" سے نکال کر اس کی جگہ صفر کو حرام کر دیا پھر اگلے سال کہہ دیا کہ اس مرتبہ حسب دستور قدیم محرم حرام اور صفر حلال رہے گا۔ اس طرح سال میں چار مہینوں کی گنتی تو پوری کر لیتے تھے لیکن ان کی تعیین میں حسب خواہش رد و بدل کرتے رہتے تھے۔ ابن کثیر کی تحقیق کے موافق "نسیٔ" (مہینہ آگے پیچھے کرنے) کی رسم صرف محرم و صفر میں ہوتی تھی اور اس کی وہی صورت تھی جو اوپر مذکور ہوئی۔ امام مغازی محمد ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ پہلا شخص جس نے یہ رسم جاری کی "قلمس کنانی" تھا پھر اس کی اولاد در اولاد یوں ہی ہوتا چلا آیا، آخر میں اسی کی نسل سے "ابوثمامہ جنادہ بن عوف کنانی" کا معمول تھا کہ ہر سال موسم حج میں اعلان کیا کرتا کہ اس سال محرم "اشہر حرم" میں داخل رہے گا یا صفر۔ اسی طرح محرم و صفر میں سے ہر مہینہ کبھی حلال اور کبھی حرام کیا جاتا تھا اور عام طور پر لوگ اسی کو قبول کر لیتے تھے۔"

(تفسیر عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## فائدہ

آیت ۳۶ اور ۳۷ کا مضمون آپس میں بالکل مربوط ہے اس لئے دونوں کے معارف کو جوڑ کر پڑھ لیں تو مفہوم جہاد اچھی طرح سمجھ آجائے گا کہ کفار و مشرکین کے جرائم میں سے یہ بھی ہے کہ وہ قانون الٰہی اور قانون فطرت میں اپنی من چاہی اور خواہشات کے تحت رد و بدل کرتے ہیں اور یہود و نصاریٰ اور مشرکین عقائد و اعمال کے اعتبار سے ایک جیسے ہیں جس کی مثال نسئی کی رسم ہے پس ان سب سے قتال ہوگا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ایک اہم مسئلہ

تفسیر معارف القرآن میں ہے:

مذکورہ (دو) آیتوں سے ثابت ہوا کہ مہینوں کی جو ترتیب اور ان مہینوں کے جو نام اسلام میں معروف ہیں وہ انسانوں کی بنائی ہوئی اصطلاحیں نہیں، بلکہ رب العالمین نے جس دن آسمان و زمین پیدا کیے اسی دن یہ ترتیب اور یہ نام اور ان کے ساتھ خاص خاص مہینوں کے خاص خاص احکام متعین فرمادیے تھے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک احکام شرعیہ میں قمری مہینوں کا اعتبار ہے، اسی قمری حساب پر عام احکام شرعیہ، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ دائر ہیں۔ لیکن قرآن حکیم نے تاریخ و سال معلوم کرنے کے لئے جیسے قمر (چاند) کو علامت قرار دیا ہے اسی طرح آفتاب (سورج) کو بھی اس کی علامت فرمایا ہے۔

لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ اس لئے تاریخ و سال کا حساب چاند اور سورج دونوں سے جائز ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کے لئے چاند کے حساب کو پسند فرمایا اور احکام شرعیہ اسی پر دائر فرمائے، اس لئے قمری حساب کا محفوظ رکھنا فرض کفایہ ہے اگر ساری امت قمری حساب ترک کر کے اس کو بھلا دے تو سب گناہگار ہوں گے اور اگر وہ محفوظ رہے تو دوسرے حساب کا استعمال بھی جائز ہے لیکن سنت اللہ اور سنت سلف کے خلاف ضرور ہے اس لئے بلا ضرورت اس کو اختیار کرنا اچھا نہیں۔ (معارف القرآن)

تفسیر انوار البیان میں ہے:

دنیاوی معاملات کے لئے بطور یادداشت اگر قمری مہینوں کے علاوہ دوسرے مہینوں کو استعمال کیا جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے لیکن پسندیدہ نہیں، کیونکہ ہجری مہینوں کے سوا جو دوسرے مہینے رائج ہیں انہیں دشمنان دین نے اختیار کر رکھا ہے۔ وہ ہمارے ہجری مہینوں کو کوئی حیثیت نہیں دیتے تو ہمیں ان کی طرف مائل ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ (انوار البیان)

" محققین نے کہا ہے کہ احکامات عبادات میں معتبر صرف سنہ قمری ہے، رومی، ایرانی، مصری کسی اور سنہ کو اسلام معتبر نہیں قرار دیتا۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

هذه الآية تدل على ان الواجب تعليق الاحكام من العبادات وغيرها انما يكون بالشهور والسنين تعرفها العرب دون الشهور التي تعتبرها العجم والروم والقبط وان لم تزد على اثنى عشر شهراً۔ (قرطبی، تفسیر ماجدی)

**فائدہ**

سورۃ توبہ آیت ۲۹ سے اہل کتاب کے خلاف جہاد کا حکم اور ترغیب کا مضمون چل رہا تھا، عرب کے مسلمان یہودیوں اور عیسائیوں کو مذہبی لوگ سمجھتے تھے، چنانچہ ان کو سمجھایا گیا کہ یہ یہود و نصاریٰ کہلاتے تو ''اہل کتاب'' ہیں مگر ان کے عقائد و اعمال مشرکین جیسے ہیں، اہل کتاب اور مشرکین کے درمیان مشابہت کا مضمون ان آخری دو آیات (۳۶) اور (۳۷) میں بھی بیان ہوگیا۔ ان تمام آیات میں مسلمانوں کی اہل کتاب کے خلاف جہاد کے لئے ذہن سازی کی جارہی تھی گویا یہ آیات غزوۂ تبوک کی تمہید اور ترغیب تھیں، اب آگے غزوۂ تبوک کا بیان شروع ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# غزوہ تبوک

(یوم پنجشنبہ ماہ رجب ۹ھ)

حضور اکرم ﷺ کا آخری غزوہ جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قیادت اور کمان فرمائی۔

سورۃ توبہ آیت (۳۸) سے غزوۂ تبوک کا بیان شروع ہو رہا ہے اس کو پڑھنے سے پہلے غزوہ تبوک کا مختصر واقعہ ملاحظہ فرمالیں تا کہ آیات مبارکہ کی تفسیر سمجھنے میں آسانی رہے۔ غزوۂ تبوک کا واقعہ تو بہت مفصل ہے یہاں مختصر واقعہ پیش خدمت ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# غزوۂ تبوک

## (یوم پنجشنبہ ماہ رجب ۹ھ)

معجم طبرانی میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نصارائے عرب نے ہرقل شاہ روم کے پاس یہ لکھ کر بھیجا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتقال ہوگیا اور لوگ قحط اور فاقوں سے بھوکے مر رہے ہیں۔ عرب پر حملہ کے لئے یہ موقع نہایت مناسب ہے۔ ہرقل نے فوراً تیاری کا حکم دے دیا۔ چالیس ہزار رومیوں کا لشکر جرار آپ کے مقابلہ کے لئے تیار ہوگیا۔ (مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۹۱)

شام کے نبطی سوداگر زیتون کا تیل فروخت کرنے مدینہ آیا کرتے تھے۔ ان کے ذریعے یہ خبر معلوم ہوئی کہ ہرقل نے ایک عظیم الشان لشکر آپ کے مقابلہ کے لئے تیار کیا ہے جس کا مقدمۃ الجیش بلقاء تک پہنچ گیا ہے اور ہرقل نے تمام فوج کو سال بھر کی تنخواہیں بھی تقسیم کردی ہیں۔

اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ فوراً سفر کی تیاری کی جائے تاکہ دشمنوں کی سرحد (تبوک) پر پہنچ کر ان کا مقابلہ کریں، لمبی مسافت، موسم گرما، زمانہ قحط، گرانی فقر وفاقہ اور بے سروسامانی، ایسے نازک وقت میں جہاد کا حکم دیا تھا کہ منافقین جو اپنے کو مسلمان کہتے تھے، گھبرا اٹھے کہ اب ان کا پردہ فاش ہوا جاتا ہے۔ خود بھی جان چرائی اور دوسروں کو بھی یہ کہہ کر بہکانے لگے: لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ”ایسی گرمی میں مت نکلو“۔

ایک مسخرے نے کہا: لوگوں کو معلوم ہے کہ میں حسین وجمیل عورتوں کو دیکھ کر بے تاب ہوجاتا ہوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ رومیوں کی پری جمال نازنینوں کو دیکھ کر کہیں فتنہ میں مبتلا نہ ہوجاؤں۔ (ابن سید الناس، عیون الاثر ج ۲ ص ۲۱۵، ابن ہشام، سیرۃ النبی ج ۲ ص ۱۷۰)

مومنین مخلصین سمعاً وطاعۃً کہہ کر جان ومال سے تیاری میں مصروف ہوگئے۔ سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کل مال لاکر آپ کے سامنے پیش کردیا جس کی مقدار چار ہزار درہم تھی۔ (ریاض النضرۃ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا اہل وعیال کے لئے کچھ چھوڑا ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: صرف اللہ اور اسکے رسول کو۔ فاروق اعظم نے نصف مال پیش کیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے دوسو اوقیہ چاندی لاکر حاضر کی، عاصم بن عدی نے ستر وسق کھجوریں پیش کیں۔ (زرقانی شرح مواہب ج ۳ ص ۶۳)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ مع ساز و سامان کے اور ایک ہزار دینار لا کر بارگاہ نبوی میں پیش کیے۔ آپ نہایت مسرور ہوئے، بار باران کو پلٹتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ اس عمل صالح کے بعد عثمان کو کوئی عمل ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوا، تو بھی اس سے راضی ہو۔ (زرقانی، ابن حجر، فتح الباری ج ۷، ص ۴۳)

اکثر صحابہ نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق اس مہم میں امداد کی مگر پھر بھی سواری اور زادراہ کا پورا سامان نہ ہو سکا، چند صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم بالکل نادار ہیں، اگر سواری کا کچھ تھوڑا بہت ہم کو سہارا ہو جائے تو ہم اس سعادت سے محروم نہ رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس کوئی سواری نہیں، اس پر وہ حضرات روتے ہوئے واپس ہوئے، انہی کی شان میں یہ آیتیں نازل ہوئیں:

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝ (التوبة ۹۲)

”اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ ہے کہ جب وہ آپ کے پاس آئے کہ آپ ان کو جہاد میں جانے کے لئے سواری عطا فرمائیں تو آپ نے یہ فرمایا کہ اس وقت کوئی چیز نہیں پاتا کہ جس پر تم کو سوار کردوں، تو وہ لوگ اس حال میں واپس ہوئے کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ رہی تھیں۔ اس غم میں کہ ان کو کوئی چیز میسر نہیں کہ جسے خرچ کر سکیں۔“

عبداللہ بن مغفل اور ابولیلیٰ عبدالرحمن بن کعب جب آپ کے پاس سے روتے ہوئے واپس ہوئے تو راستہ میں یامین بن عمرو نضری مل گئے۔ رونے کا سبب دریافت کیا انہوں نے کہا: نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواری ہے اور نہ ہم میں استطاعت ہے کہ سفر کا سامان مہیا کر سکیں۔ اب افسوس اور حسرت اس چیز کی ہے کہ ہم اس غزوہ کی شرکت سے محروم رہے جاتے ہیں۔ یہ سن کر یامین کا دل بھر آیا۔ اسی وقت ایک اونٹ خریدا اور زادراہ کا انتظام کیا۔ (زرقانی، کتاب و جلد مذکور ص ۶۶)

جب صحابہ چلنے کے لئے تیار ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام اور مدینہ کا والی مقرر کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اہل و عیال کی حفاظت اور خبر گیری کے لئے مدینہ میں چھوڑا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ مجھ کو بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تجھ کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارون کو موسیٰ کے ساتھ تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری، الجامع الصحیح جس ۵۲۶، مناقب علی کتاب المناقب)

الغرض آپ تیس ہزار فوج کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے جس میں دس ہزار گھوڑے تھے۔

(ابن سید الناس، عیون الاثر ج ۲ ص ۲۱۶، زرقانی، شرح مواہب ج ۳ ص ۷۳)

## مقام عذاب سے گزر

راستہ میں وہ عبرتناک مقام بھی پڑتا تھا جہاں قوم ثمود پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا۔ جب آپ وہاں سے گزرے تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس درجہ متاثر ہوئے کہ چہرہ انور پر کپڑا ڈال لیا اور ناقہ کو تیز کر دیا اور صحابہ کو تاکید فرمائی کہ کوئی شخص ان ظالموں کے مکانات میں داخل نہ ہو اور نہ یہاں کا پانی پیئے اور نہ اس سے وضو کرے، سر جھکا کر روتے ہوئے اس طرف سے گزر جائیں اور جن لوگوں نے غلطی اور لاعلمی سے پانی لے لیا تھا یا اس پانی سے آٹا گوندھ لیا تھا ان کو حکم ہوا کہ وہ پانی گرا دیں اور وہ آٹا اونٹوں کو کھلا دیں۔ (بخاری، الجامع الصحیح ج ۱ ص ۴۷۸، اخاہم صالحا قولہ تعالیٰ کذب اصحاب الحجر المرسلین، کتاب الانبیاء، ابن حجر، فتح الباری ج ۶ ص ۲۶۸ زرقانی حوالہ مذکور)

مسجد حرام مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی جو کہ ہر وقت اللہ جل جلالہ کی طاعت اور بندگی سے معمور ہیں وہاں جانا، وہاں ٹھہرنا، وہاں رہنا عین قربت اور عبادت اور سراسر موجب خیر و برکت اور باعث نزول رحمت ہے۔ اس کے برعکس ان مقامات میں قصداً داخل ہونا جو ایک عرصہ تک اللہ جل شانہ کی نافرمانی کا مرکز رہے ہوں اور وہاں اللہ کا قہر اور عذاب نازل ہوا ہو نہایت خطرناک ہے۔ جس طرح حرم الٰہی میں داخل ہونے والے کے لئے یہ حکم ہے (وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا) اسی طرح مواقع عذاب میں داخل ہونے سے نزول عذاب کا اندیشہ ہے۔ بیت الحرام خواہ کوئی اس کا طواف کرے یا نہ کرے وہ فی حد ذاتہ خیرات و برکات اور انوار و تجلیات کا منبع اور سرچشمہ ہے۔ اس کے دیکھتے ہی سے دل کی ظلمتیں اور کدورتیں دور ہوتی ہیں۔ اس سرزمین کی آب و ہوا ہی امراض روحانی کے لئے پیام شفا ہے۔ پس عجب نہیں کہ اطباء روحانی کی نظر میں واقع عذاب کی آب و ہوا مسموم ہو اور وہاں کے زہریلے جراثیم روح اور قلب کے لئے مضر ہوں، اس لئے آپ نے وہاں کے پانی استعمال کرنے کی قطعاً ممانعت کر دی اور جس کنوئیں سے صالح علیہ السلام کی ناقہ پانی پیا کرتی تھی اس کنوئیں سے پانی لینے کا حکم دیا اس لئے کہ وہ کنواں معصیت اور غضب خداوندی کے اثر سے پاک تھا۔ آب زمزم چونکہ مبارک پانی ہے اور امراض ظاہری اور خصوصاً امراض باطنی کے لئے اکسیر ہے اس لئے اس کے پینے کی تاکید فرمائی کہ جس قدر پی سکو پیو۔ جو بدنصیب اللہ اور اس کے رسول کی معصیت اور نافرمانی پر تل گئے یہاں تک کہ ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا وہ حقیقت میں جانور اور بہائم بلکہ ان سے بھی بدترین ہیں۔ کما قال تعالیٰ: اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (الاعراف ۹ ۱۷) اس لئے آپ نے اس آٹے کے متعلق جو قوم ثمود کے پانی سے گوندھا گیا تھا یہ حکم دیا کہ اونٹوں کو کھلا دیا جائے، ایسا پانی جانوروں کے مزاج کے مناسب ہے۔ انسانوں کے مناسب نہیں، الغرض جس وقت آپ اس سرزمین عذاب سے گزرے تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ مبادا اس مقام کی زہریلی آب و ہوا کا اثر صحابہ پر نہ ہو جائے۔ اس لئے اس سے حفاظت کے لئے ایک تریاق تجویز فرمایا وہ یہ کہ اس مقام سے سرنگوں اور روتے ہوئے گزر جائیں یعنی تخشع اور تضرع، گریہ وزاری اور اپنے گناہوں پر ندامت اور شرمساری، اس جیسے مقام کی زہریلی آب و ہوا سے بچنے کے لئے تریاق اور اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ انجکشن لینے کے بعد اگر طاعونی محلہ سے گزر جائے تو اندیشہ نہیں۔ اے دوستو! بارگاہ خداوندی میں گریہ وزاری، توبہ اور شرمساری گناہوں کا ایسا قوی اور زبردست

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بخشش ہے کہ بخت سے بخت زہریلا مادہ بھی اس کے بعد باقی نہیں رہ سکتا۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ ۔ قال تعالیٰ: وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔ وَسَكَنْتُمْ فِي مَسٰكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ظالموں کی طرف میلان اور ظالموں کے مکانات میں سکونت بھی موجب عتاب ہے۔

حجر پہنچ کر آپ نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ کوئی شخص تنہا نہ نکلے۔ اتفاق سے دو شخص تنہا نکل پڑے، ایک کا دم گھٹ گیا جو آپ کے دم کرنے سے اچھا ہوا اور دوسرے شخص کو ہوا نے طے کے پہاڑوں میں لے جا کر پھینک دیا جو ایک مدت کے بعد مدینہ پہنچے۔ یہ بیہقی اور ابن اسحاق کی روایت ہے۔ صحیح مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ تبوک میں پیش آیا۔ ممکن ہے کہ دو واقعے ہوں یا ابن اسحاق اور بیہقی کی روایت میں راوی کا وہم ہو۔ واللہ اعلم۔

آگے چل کر جب ایک منزل پر ٹھہرے تو پانی نہ تھا، سخت پریشان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے مینہ برسا دیا جس سے سیراب ہو گئے۔ وہاں سے چلے تو اثنائے راہ میں آپ کا ناقہ گم ہو گیا۔ ایک منافق نے کہا: آپ آسمان کی تو خبر بیان کرتے ہیں مگر اپنے ناقہ کی خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم مجھ کو کسی چیز کا علم نہیں مگر وہ جو اللہ نے مجھ کو بتلا دیا ہے اور اب بالہام الٰہی مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ وہ ناقہ فلاں وادی میں ہے اور اس کی مہار ایک درخت سے اٹک گئی ہے جس سے وہ رکی ہوئی ہے۔ چنانچہ صحابہ جا کر اس اونٹنی کو لے آئے۔ (رواہ البیہقی وابونعیم، زرقانی شرح مواہب، ج ۳ ص ۷۲)

تبوک پہنچنے سے ایک روز پیشتر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ کل چاشت کے وقت تم تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے کوئی شخص اس چشمہ سے پانی نہ لے، جب اس چشمہ پر پہنچے تو پانی کا ایک ایک قطرہ اس میں سے رس رہا تھا۔ بدقت تمام کچھ پانی ایک برتن میں جمع کیا گیا۔ آپ نے اس پانی سے اپنا ہاتھ اور منہ دھو کر پھر اسی چشمہ میں ڈال دیا۔ اس پانی کا ڈالنا تھا کہ وہ چشمہ فوارہ بن گیا، جس سے تمام لشکر سیراب ہوا اور معاذ بن جبلؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: اے معاذ! اگر تو زندہ رہا تو اس خطہ کو باغات سے سرسبز اور شاداب دیکھے گا۔ (رواہ مسلم) ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ آج تک وہ فوارہ جاری ہے۔ دور سے اس کی آواز سنائی دیتی ہے۔

تبوک پہنچ کر آپ نے بیس روز قیام فرمایا، مگر کوئی مقابلہ پر نہیں آیا، لیکن آپ کا آنا بیکار نہیں گیا۔ دشمن مرعوب ہو گئے اور آس پاس کے قبائل نے حاضر ہو کر سر تسلیم خم کیا۔ اہل جربہ، اذرح اور ایلہ (جرباء، اذرح اور ایلہ یہ تینوں شہر علاقہ شام میں ہیں) کے فرماں روا نے حاضر خدمت ہو کر صلح کی اور جزیہ دینا منظور کیا۔ آپ نے ان کو صلح نامہ لکھوا کر عطا فرمایا۔ (سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ج ۱ ص ۲۷۲)

اسی مقام سے آپ نے خالد بن ولید کو چار سو بیس سواروں کے ساتھ اکیدر کی طرف روانہ فرمایا جو ہرقل کی طرف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے دومۃ الجندل کا حاکم اور فرماں روا تھا۔ آپ نے روانگی کے وقت خالد بن ولیدؓ سے یہ فرمایا کہ وہ تم کو شکار کھیلتا ہوا ملے گا، اس کو قتل نہ کرنا، گرفتار کر کے میرے پاس لے آنا، ہاں وہ اگر انکار کر دے تو قتل کر دینا۔ خالدؓ چاندنی رات میں پہنچے، گرمی کا موسم تھا، اکیدر اور اس کی بیوی قلعہ کی فصیل پر بیٹھے ہوئے گانا سن رہے تھے۔ اچانک ایک نیل گائے نے قلعہ کے پھاٹک سے آ کر ٹکر ماری۔ اکیدر فوراً ہی مع اپنے بھائی اور چند عزیزوں کے شکار کے لئے اترا اور گھوڑوں پر سوار ہو کر اس کے پیچھے دوڑے۔ تھوڑی ہی دور نکلے تھے کہ خالد بن ولیدؓ آ پہنچے، اکیدر کے بھائی حسان نے مقابلہ کیا وہ مارا گیا اور اکیدر جو شکار کرنے کے لئے نکلا تھا وہ خود خالد بن ولیدؓ کا شکار ہو گیا۔

خالدؓ نے کہا میں تم کو قتل سے پناہ دے سکتا ہوں بشرطیکہ تم میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا منظور کرو۔ اکیدر نے اس کو منظور کیا، خالد بن ولیدؓ اکیدر کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اکیدر نے دو ہزار اونٹ، آٹھ سو گھوڑے، چار سو زرہیں اور چار سو نیزے دے کر صلح کی۔ (ابن سید الناس، عیون الاثر، ج ۲ ص ۲۲، زرقانی، شرح مواہب ج ۳ ص ۷۷)

## مسجد ضرار

تیس روز قیام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے مدینہ منورہ واپس ہوئے۔ جب آپ مقام ذی آوان میں پہنچے جہاں سے مدینہ ایک گھنٹہ کے راستے پر رہ جاتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن دخشم اور معن بن عدی کو مسجد ضرار کے منہدم کرنے اور جلانے کے لئے آگے بھیجا۔ یہ مسجد منافقین نے اس لئے بنائی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اس میں بیٹھ کر مشورے کریں۔ جس وقت آپ تبوک جا رہے تھے اس وقت منافقین نے آ کر آپ سے درخواست کی کہ ہم نے بیماروں اور معذوروں کے لئے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ چل کر اس میں ایک مرتبہ نماز پڑھ دیں تا کہ وہ مقبول اور متبرک ہو جائے۔ آپ نے فرمایا اس وقت تو میں تبوک جا رہا ہوں واپسی کے بعد دیکھا جائے گا۔ واپسی کے بعد آپ نے ان دو حضرات کو حکم دیا کہ اس مسجد کو جلا دیں اور یہ آیتیں اسی کے بارے میں اتری ہیں:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ۭ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَي التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۭ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ (توبہ ۱۰۷۔۱۰۸)

"اور جن لوگوں نے ایک مسجد بنائی مسلمانوں کو ضرر پہنچانے کے لئے اور کفر کرنے کے لئے اور اہل ایمان میں تفرقہ ڈالنے کے لئے اور قیام گاہ بنانے کے لئے اس شخص کے لئے کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے ہی برسر پیکار ہے اور قسمیں کھائیں گے کہ ہماری نیت سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ اس مسجد میں جا کر کبھی کھڑے بھی نہ ہوں۔ البتہ جس مسجد کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی (یعنی مسجد قباء) وہ واقعی اس لائق ہے کہ آپ اس میں جا کر کھڑے ہوں اس میں ایسے مرد ہیں کہ جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پسند کرتا ہے پاک رہنے والوں کو۔"

ابن ہشام کی روایت میں ہے کہ آپ نے سویلم یہودی کے مکان کے بھی جلانے کا حکم دیا جس میں منافقین جمع ہو کر آپ کے خلاف مشورے کیا کرتے تھے۔ حضرت طلحہؓ نے چند آدمیوں کی ہمراہی میں جا کر اس مکان کو نذر آتش کیا۔ جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو مشتاقان جمال نبوی ماہتاب نبوت و رسالت کے استقبال کے لئے نکلے۔ یہاں تک کہ غلبہ شوق میں پردہ نشینان حرم بھی نکل پڑیں۔ لڑکیاں اور بچے یہ اشعار گاتے تھے:

طلع البدر علينا من ثنيات الوداع
وجب الشكر علينا ما دعا لله داع
ايها المبعوث فينا جئت بالامر المطاع

جب مدینہ کے مکانات نظر آنے لگے تو یہ فرمایا: هذه طابة یہ مدینہ طیبہ ہے اور جبل احد پر نظر پڑی تو فرمایا:

هذا جبل يحبنا ونحبه

"یہ پہاڑ ہم کو محبوب رکھتا ہے اور ہم اس کو محبوب رکھتے ہیں۔"

اخیر شعبان یا شروع رمضان میں مدینہ میں داخل ہوئے۔ اوّل مسجد نبوی میں جا کر ایک دوگانہ ادا فرمایا، نماز سے فارغ ہو کر لوگوں سے ملاقات کے لئے کچھ دیر بیٹھے، بعد ازاں آرام کے لئے گھر تشریف لے گئے۔ (زرقانی، شرح مواہب ج ۳ ص ۷۱)

یہ آخری غزوہ تھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس شریک ہوئے۔

## غزوۂ تبوک میں پیچھے رہنے والے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک روانہ ہوئے تو مومنین مخلصین بھی آپ کے ہمرکاب روانہ ہوئے۔ منافقین کا ایک گروہ شرکت سے رہ گیا، لیکن چند مومنین مخلصین نفاق کی وجہ سے نہیں بلکہ بعض کسی عذر سے اور بعض بمقتضائے بشریت گرمی اور لو کی تکلیف سے گھبرا کر پیچھے رہ گئے۔

ابوذر غفاریؓ کا اونٹ لاغر اور دبلا تھا اس لئے یہ خیال ہوا کہ دو چار روز یہ اونٹ کھا پی کر چلنے کے قابل ہو جائے گا اس وقت میں آپ سے جا ملوں گا۔ جب اس اونٹ سے ناامید ہوئے تو اپنا سامان اپنی پشت پر لادا اور پا پیادہ روانہ ہوئے۔ اسی طرح تن تنہا تبوک پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا: رحم فرمائے اللہ ابوذر پر، اکیلا چلا آ رہا ہے، اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی اٹھایا جائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ربذہ میں تنہا وفات پائی، کوئی تجہیز و تکفین کرنے والا نہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اتفاقاً عبداللہ بن مسعودؓ کوفہ سے واپس آ رہے تھے۔ انہوں نے تجہیز و تکفین کی۔ (زرقانی، حوالہ مذکور)

معجم طبرانی میں ابوخیثمہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک روانہ ہوئے اور میں مدینہ رہ گیا۔ شدت کی گرمی تھی، ایک دن دوپہر میں میرے اہل خانہ نے چھپر میں چھڑکاؤ کیا اور ٹھنڈا پانی اور کھانا لا کر رکھا۔ یہ منظر دیکھ کر یکایک دل پر ایک چوٹ لگی کہ واللہ یہ سراسر بے انصافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو لو اور گرمی میں ہیں اور میں سایہ میں بیٹھا ہوا اس طرح عیش و آرام کر رہا ہوں، فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور کچھ کھجوریں ساتھ لیں اور اونٹ پر سوار ہوا اور نہایت تیز رفتاری کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب لشکر سامنے آ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے دیکھ کر فرمایا: ابوخیثمہ آ رہا ہے۔ میں نے حاضر خدمت ہو کر واقعہ بیان کیا۔ آپ نے میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔ (ابن حجر، فتح الباری ج ۸ص ۸۸، زرقانی شرح مواہب ج ۳ص ۷۱)

انہیں مومنین صالحین میں سے کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ بھی تھے۔

صحیح بخاری میں کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے اور میں سفر کی تیاری میں تھا۔ یہ خیال تھا کہ ایک دو روز میں جب سامان ہو جائے گا تو آپ سے جا ملوں گا۔ اسی میں دیر ہو گئی اور قافلہ دور نکل گیا اور مدینہ میں سوائے معذورین اور منافقین کے کوئی باقی نہ رہا، جب یہ منظر دیکھتا تو نہایت رنج ہوتا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تو منافقین نے جھوٹے عذر بیان کیے۔ آپ نے ظاہری طور پر ان کے عذر قبول کیے اور دلوں کا حال اللہ کے سپرد کیا۔

مغازی ابن عائذ میں ہے کہ کعب بن مالک کہتے ہیں میں نے یہ عزم کرلیا کہ ایسا ہرگز نہ کروں گا کہ غزوہ سے پیچھے بھی رہوں اور پھر اللہ کے رسول سے جھوٹ بھی بولوں، چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا۔ آپ نے اعراض فرمایا، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی آپ مجھ سے کیوں اعراض فرماتے ہیں؟ خدا کی قسم میں نہ منافق ہوا، نہ مجھ کو شک لاحق ہوا ہے اور نہ میں دین اسلام سے پھرا ہوں۔ آپ نے فرمایا پیچھے کیوں رہے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ میں اگر کسی دنیادار کے سامنے بیٹھا ہوتا تو باتیں بنا کر اس کے غصہ سے نکل جاتا، لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اگر آج جھوٹ بول کر آپ کو راضی بھی کرلیا تو ممکن ہے کہ کل خداوند ذوالجلال آپ کو مجھ سے ناراض کر دے اور اگر آپ سے سچ سچ کہہ دیا جس سے آپ ناراض ہو جائیں تو مجھ کو اللہ کے فضل سے امید ہے کہ وہ معاف فرمائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے پاس کوئی عذر نہیں۔ میں قصوروار ہوں۔ آپ نے فرمایا: اس شخص نے سچ سچ کہہ دیا ہے۔ اچھا اس وقت جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کوئی حکم نازل فرمائے۔ اسی طرح مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قصور کا اعتراف کیا۔ آپ نے یہ حکم دیا کہ پچاس دن تک کوئی شخص ان تینوں آدمیوں سے بات نہ کرے۔ چنانچہ سب نے ہم سے سلام و کلام قطع کر دیا۔ خویش و اقارب، دوست احباب سب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بیگانے نظر آنے لگے۔ کعب کہتے ہیں کہ میرے دونوں ساتھی ضعیفی کی وجہ سے خانہ نشین ہو گئے۔ دن رات گریہ وزاری میں گزرتا۔ میں جوان تھا، میں جماعت میں حاضر ہوتا غرض یہ کہ پچاس دن اسی پریشانی میں گزرے۔ یہاں تک کہ اللہ کی زمین ہم پر تنگ ہوگئی، سب سے زیادہ فکر اس کی تھی کہ اگر اس عرصہ میں موت آگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان میرے جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھیں گے۔

پچاس دن کے بعد یکایک جبل سلع سے مژدہ جانفزا سنائی دیا:

یا کعب بن مالك ابشر

"اے کعب بن مالک تم کو بشارت ہو۔"

یہ سنتے ہی میں سجدہ میں گر پڑا اور سمجھ گیا کہ مشکل دور ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمادیا کہ ان لوگوں کی توبہ مقبول ہوئی۔ ہر طرف سے لوگ مجھ کو اور میرے دونوں ساتھیوں کو خوشخبری اور مبارک باد دینے کے لئے دوڑے، ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ یہ کہتے تھے لتھنك توبة الله عليك مبارک ہو تجھ کو اللہ کا تیری توبہ کا قبول کرنا۔ جو شخص میرے پاس خوشخبری لے کر آیا اس کو فوراً ہی میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر پہنا دیئے۔ بعد ازاں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے مسجد میں قدم رکھا ہی تھا کہ طلحہ بن عبید اللہؓ دوڑے ہوئے آئے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔ کعب کہتے ہیں حاضرین میں سے اور کوئی شخص نہیں اٹھا خدا کی قسم طلحہ کا یہ احسان میں کبھی نہ بھولوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ آپ کو سلام کیا آپ نے فرمایا:

ابشر بخير يوم مر عليك منذ ولدتك امك

"مبارک ہو تجھ کو وہ دن جو تمام دنوں سے بہتر ہے جب سے تیری ماں نے تجھ کو جنا ہے۔"

کعب بن مالک جس دن اسلام میں داخل ہوئے بے شک وہ دن تمام دنوں سے بہتر تھا لیکن حقیقت میں یہ دن اس دن سے بھی بہتر تھا، اس لئے کہ اس دن میں بارگاہ خداوندی سے ان کی توبہ قبول ہوئی جس سے ان کے ایمان واخلاص پر ہمیشہ کے لئے مہر ہوگئی اور یہ آیتیں ان کے بارے میں نازل ہوئیں:

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّعَلَي الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُھُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (التوبہ ۱۱۷ تا ۱۱۹)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"تحقیق اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت اور عنایت سے متوجہ ہوئے پیغمبر پر اور مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے تنگی اور دشواری کے وقت میں نبی کا ساتھ دیا۔ (بوقت تنگدستی آشنا بیگانہ می گردد، صراحی چوں شود خالی جدا پیمانہ می گردد) بعد اس کے ایک گروہ کے دل قریب تزلزل کے تھے پھر اللہ نے ان پر توجہ فرمائی اور اللہ بڑا شفیق اور مہربان ہے اور توجہ فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان تین شخصوں پر بھی جن کا معاملہ ملتوی اور موقوف تھا۔ یہاں تک کہ جب زمین باوجود کشادہ ہونے کے ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں بھی ان پر تنگ ہوگئیں اور انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ اللہ کی گرفت سے کہیں پناہ نہیں سوائے اس کے تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی اور ان کا قصور معاف کیا تا کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کریں۔ بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔ اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔"

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ اس توبہ کے شکریہ میں اپنا کل مال خیرات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: کچھ رہنے دو اس لئے خیبر میں میرا جو حصہ تھا میں نے وہ رکھ لیا اور باقی سب خیرات کر دیا اور عرض کیا: یارسول اللہ اللہ نے مجھ کو محض سچ کی وجہ سے نجات دی ہے۔ میں اپنی توبہ کا تکملہ اور تتمہ یہ سمجھتا ہوں کہ مرتے دم تک کبھی سوائے سچ کے کوئی بات نہ کروں گا۔ (ماخوذ از سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۳۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اے ایمان والو تمہیں کیا ہوا جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوچ کرو تو

اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ

زمین پر گرے جاتے ہو کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہوگئے ہو

فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾

دنیا کی زندگی کا فائدہ تو آخرت کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے

## خلاصہ

جہاد میں سستی پر شدید تنبیہ...... جہاد سے روکنے والی بیماری...... اور اس بیماری کا علاج......

## تنبیہ

اے ایمان والو! تم لوگوں کو کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے راستے جہاد میں نکلو تو تم زمین کو لگے جاتے ہو (یعنی گھر بیٹھ جاتے ہو جہاد کے لئے اٹھتے اور چلتے نہیں ہو، یا تم دنیا اور اسکی لذتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہو اور سفر جہاد کی مشقت، تکلیف اور تھکاوٹ سے گھبراتے ہو یا تم اپنے گھر اور زمینوں میں رہنے کو ترجیح دیتے ہو۔ خلاصہ یہ کہ دنیا کے تقاضے، زمین، وطن، زندگی اور گھر کی محبت تمہارے پاؤں پکڑ لیتی ہے اور تم سست اور بھاری ہو کر جہاد سے محروم ہو جاتے ہو)۔

## جہاد سے روکنے والی بیماری

کیا تم آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی اور یہاں کے فانی مزوں پر راضی ہو چکے ہو۔ (معلوم ہوا کہ جہاد سے روکنے والی بیماری حبِّ دنیا ہے، آخرت کو بھلا کر دنیا کو سب کچھ سمجھنے والے جہاد سے بہت دور ہو جاتے ہیں)۔

## بیماری کا علاج

اے اللہ کے بندو! دنیا کی زندگی کے مزے اور فائدے آخرت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ یہ تو بہت کم ہیں تو پھر یہ کونسی عقلمندی ہے کہ آخرت کی ہمیشگی کی نعمتوں کو چھوڑ کر دنیا کے فانی مزوں کو اختیار کیا جائے یہ تو بہت نقصان اور گھاٹے والا سودا ہے۔ دنیا کے مزے آخرت کی لذتوں کے مقابلے میں وہی حیثیت رکھتے ہیں جو ایک قطرہ پانی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سمندر کے مقابلے میں رکھتا ہے۔

پس بیماری کا علاج یہ ہے کہ آخرت کو مقصود بناؤ اور آخرت کی فکر کو مقدم رکھو۔ الغرض اس آیت مبارکہ میں تین باتوں کا بیان ہے: ❶ جرم جہاد میں نکلنے سے سستی کرنا جرم ہے۔ ❷ جرم کی وجہ اس جرم کی وجہ حُبِّ دنیا کا مرض ہے۔ ❸ مرض کا علاج فکرِ آخرت اس مرض کا علاج ہے۔

## آیت مبارکہ کا ربط

❶ گذشتہ آیات کا حاصل یہ تھا کہ تمہیں اہل کتاب سے جنگ کرنی پڑے گی اب اس غزوہ کا تذکرہ آتا ہے جس میں اہل کتاب سے جنگ (کے لئے روانگی) ہوئی۔ (تفسیر الفرقان)

❷ یہاں (یعنی اس آیت ۳۸) سے غزوہ تبوک کے لئے مومنین کو ابھارا گیا ہے گذشتہ رکوع سے پہلے رکوع میں قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ... الخ سے اہل کتاب کے مقابلہ میں جہاد کرنے کی ترغیب دی گئی تھی، درمیان میں جو ذیلی مضامین آئے ان کا ربط موقع بہ موقع ظاہر ہوتا رہا ہے گویا وہ سب رکوعِ حاضر کی تمہید تھی اور رکوع حاضر غزوہ تبوک کے بیان کی تمہید ہے۔ (تفسیر عثمانی)

❸ المروی عن ابن عباسؓ ان هذه الآية نزلت فی غزوة تبوك (تفسیر کبیر)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت غزوہ تبوک کے بارے میں نازل ہوئی۔

❹ پچھلی آیات میں کفار کے جرائم اور خرابیاں بیان فرمائی گئیں۔ اب اُن سے قتال کی ترغیب دی جارہی ہے۔

اعلم انه تعالیٰ لما شرح معايب هؤلاء الكفار وفضائحهم عاد الى الترغيب فی مقاتلتهم۔ (تفسیر کبیر)

اس کے بعد امام رازیؒ یہ مفید نکتہ بیان فرماتے ہیں:

وتقرير الكلام انه تعالیٰ ذكر فی الآيات السابقة اسبابًا كثيرة موجبة لقتالهم الخ)

یعنی سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے ایسے اسباب ذکر فرمائے جو کفار سے قتال کو واجب کرتے ہیں اور وہ فوائد بھی ذکر فرمائے جو قتال کرنے سے حاصل ہوتے ہیں يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ اور پھر کافروں کے غلط اقوال اور ان کے غلط کردار کو بھی بیان فرمایا...... ان تمام چیزوں کی موجودگی میں مسلمان کے لئے قتال سے رکنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہ جاتی سوائے اس کے کہ وہ اپنے قتل ہونے سے ڈرے اور زندگی کو محبوب رکھے، تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سمجھا دیا کہ جہاد سے رکنے کی یہ وجہ تو بہت فضول ہے کیونکہ آخرت کی کامیابی کے مقابلے میں دنیا کی کامیابی اس طرح ہے جس طرح سمندر کے مقابلے میں قطرہ۔ پس تھوڑی سی تکلیف سے بچنے کے لئے اتنی بڑی خیر سے محروم ہو جانا جہالت اور کم عقلی ہے۔ (تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## شدت سے جہاد پر ابھارا ہے

آیت حاضرہ (یعنی اس آیت) میں مسلمانوں کو بڑی شدت سے جہاد کی طرف ابھارا ہے اور بتلایا ہے کہ تھوڑے سے عیش و آرام میں پھنس کر جہاد کو چھوڑنا گویا بلندی سے پستی کی طرف گر جانے کے مرادف ہے، مومن صادق کی نظر میں دنیا کے عیش و آرام کی آخرت کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہ ہونی چاہئے، حدیث میں ہے کہ اگر خدا کے نزدیک دنیا کی وقعت پر پشہ (مچھر کے پر) کے برابر ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی کا نہ دیتا۔ (تفسیر عثمانی)

## مسلمانوں کی زندگی کا راز صرف جہاد میں پنہاں ہے

"اس وقت عیسائیوں کی ایک جماعت مسلمانوں کو تباہ کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے پھر ایسے وقت میں مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جب انہیں اللہ کی راہ میں اور اس کے مرکز (اسلام) کے بقاء کی خاطر جہاد کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو کاہلی اور سستی کا اظہار کرتے ہیں، حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ مسلمانوں کی زندگی کا راز صرف جہاد ہی میں پنہاں ہے اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ جب اللہ اور اس کا رسول تم کو ایسی چیز کی دعوت دے جس میں تمہاری زندگی ہے تو اسے فوراً لبیک کہو، کیا تم دنیا کی چند روزہ زندگی پر فریفتہ ہو گئے ہو، حالانکہ آخرت کے مقابلہ میں اس کی کچھ بھی حقیقت نہیں ہے"

حدیث میں آتا ہے: ماالدنيا في الآخرة الا كما يجعل احدكم اصبعه هذه في اليم فلينظر بم ترجع واشار بالسبابة (مسلم) اپنی شہادت کی انگلی سمندر میں ڈال کر دیکھو اس کے ساتھ کس قدر پانی آتا ہے، یہی حال دنیا کا آخرت کے مقابلہ میں ہے۔ (تفسیر الفرقان)

## جدید روشن خیالی کا ستم

"امت کے لئے اصلی اور قوی ترین محرک اور داعی عمل اجر آخرت ہے، جیسا کہ قرآن مجید کی بکثرت آیتوں سے ظاہر و روشن ہے۔ جدید "روشن خیالی" نے افسوس ہے کہ اسی قوی ترین محرک اور موثر ترین داعیہ کو سب سے زیادہ کمزور کر دیا ہے اب مسلمانوں کو لالچ اور ترغیب ہر قسم کی دی جائے گی، دنیوی ترقی کی، آزادی کی، فلاح کی، مالی خوشحالی کی وغیرہا۔ زبان پر نام نہ آئے گا تو ایک اسی اجر آخرت کا۔ (تفسیر ماجدی)

اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ : اس جملے کا جو مطلب "خلاصہ" میں اختیار کیا گیا ہے.... اس کی تائید کے لئے ملاحظہ فرمائیے المدارک کی یہ عبارت:

أي ملتم الى الدنيا وشهواتها وكرهتم مشاق السفر و متاعبه او ملتم الى الاقامة بارضكم وديارکم۔ (المدارك)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## غزوہ تبوک اور چھ قسم کے لوگ

صاحب بیان القرآن نے تحقیق فرمائی ہے کہ جب غزوۂ تبوک میں نکلنے کا حکم دیا گیا تو لوگوں کی چھ قسمیں ہوگئیں:

❶ وہ جو فوراً بلا کسی تردد کے تیار ہوگئے

❷ وہ جن کو شروع میں تھوڑا تردد ہوا مگر پھر وہ ٹھیک ہوگئے اور ساتھ نکل کھڑے ہوئے

ان دونوں طبقوں کا تذکرہ سورۃ توبہ کی اس آیت میں ہوا ہے۔

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ (التوبہ ۱۱۷)

❸ وہ لوگ جو کسی حقیقی عذر کی وجہ سے ساتھ نہ جا سکے ان کا تذکرہ ان آیات میں ہے:

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى الآیۃ (التوبہ ۹۱)

❹ وہ لوگ جو سستی کی وجہ سے ساتھ نہیں گئے مگر وہ منافق نہیں تھے اور واپسی پر انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف بھی کر لیا تھا ان کا تذکرہ ان آیات میں ہے:

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ الآیۃ (التوبہ ۱۰۲)

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ الآیۃ (التوبہ ۱۰۶)

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا الآیۃ (التوبہ ۱۱۸)

❺ وہ لوگ جو منافقین تھے اور وہ اس سخت امتحان میں اپنے نفاق کو نہ چھپا سکے اور جہاد سے الگ رہے ان لوگوں کے بارے میں بہت سی آیات نازل ہوئیں

❻ وہ منافقین جو جاسوسی اور شرارت کے لئے مسلمانوں کے ساتھ ہو لیے تھے ان کے بارے میں کئی آیات نازل ہوئیں مثلاً:

وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ الآیۃ (التوبہ ۴۷) (ایک تفسیری قول کے مطابق)

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ الآیۃ (التوبہ ۶۵)

وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا الآیۃ (التوبہ ۷۴)

یہ اقسام ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس آیت (۳۸) کا تعلق چوتھی قسم کے لوگوں کے ساتھ ہے جو محض سستی اور کاہلی کی وجہ سے جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔ (مفہوم بیان القرآن)

یعنی آیت اور اس کا مفہوم تو عام ہے البتہ اس کے اولین مخاطب وہ لوگ ہیں جو غزوہ تبوک میں سستی کر رہے تھے، ویسے قرآن پاک کا اسلوب بھی ہے کہ وہ پوری قوت سے دعوت دیتا ہے تا کہ عمل کرنے والے پکے ہو جائیں اور سستی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرنے والوں کی اصلاح ہو جائے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

صاحب معارف القرآن مذکورہ بالا تحقیق کو آگے بڑھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

جو آیتیں اوپر لکھی گئی ہیں (التوبہ ۳۸ تا مابعد) بظاہر ان کا تعلق اس چوتھی جماعت سے ہے جو بغیر کسی صحیح عذر کے اپنی سستی اور کاہلی کی بناء پر شریک جہاد نہیں ہوئے۔ پہلی آیت میں ان کو اس کاہلی اور غفلت پر تنبیہ کی گئی اور اس کے ساتھ ان کے اس مرض غفلت و کاہلی کا سبب اور پھر اس کا علاج بھی ارشاد فرمایا گیا جس کے ضمن میں یہ بھی واضح ہو گیا کہ چونکہ مرض کا جو سبب اور علاج اس جگہ بیان فرمایا گیا ہے اگرچہ اس جگہ اس کا تعلق ایک خاص واقعہ سے تھا لیکن اگر غور کیا جائے تو ثابت ہوگا کہ دین کے معاملہ میں ہر کوتاہی، سستی اور غفلت اور تمام جرائم اور گناہوں کا اصلی سبب یہی دنیا کی محبت اور آخرت سے غفلت ہے اسی لئے حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

حب الدنيا رأس كل خطيئة یعنی دنیا کی محبت ہر خطاء و گناہ کی بنیاد ہے، اس لئے آیت مذکورہ میں فرمایا گیا کہ: "اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا کہ جب تمہیں اللہ کے راستے میں نکلنے کے لئے کہا جاتا ہے تو تم زمین کو لگے جاتے ہو (حرکت کرنا نہیں چاہتے) کیا تم آخرت کے بدلے صرف دنیا کی زندگی پر مگن ہو گئے۔"

تشخیص مرض کے بعد اس کا علاج اگلے جملہ میں اس طرح ارشاد ہوا کہ:

"دنیوی زندگی سے نفع اٹھانا تو کچھ بھی نہیں بہت قلیل و حقیر ہے"

جس کا حاصل یہ ہے کہ بڑی فکر آخرت کی دائمی زندگی کی چاہئے اور یہ فکر آخرت ہی درحقیقت سارے امراض کا واحد اور مکمل علاج ہے اور انسداد جرائم کے لئے بے نظیر نسخۂ اکسیر ہے۔ عقائد اسلام کے بنیادی اصول تین ہیں: توحید، رسالت اور آخرت...... ان میں عقیدۂ آخرت درحقیقت اصلاح عمل کی روح اور جرائم اور گناہوں کے آگے ایک آہنی دیوار ہے۔ (معارف القرآن)

## ایک شرعی مسئلہ

"فقہاء نے آیت سے یہ (مسئلہ) بھی نکالا ہے کہ جب جہاد کی نفیر (پکار) ہو جائے تو ہر شخص پر جو بلا عذر ہو جہاد واجب (فرض) ہو جاتا ہے۔

اقتضى ظاهر الآية وجوب النفير على من لم يستنفر" (جصّاص) (تفسیر ماجدی)

## طلبہ علم کے لئے تحفہ

امام رازیؒ نے اس آیت مبارکہ پر بہت جذبے والی تقریر لکھی ہے شائقین طلبہ تفسیر کبیر میں ملاحظہ فرمالیں اسی طرح امام رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اعلم ان هذه الآية تدل على وجوب الجهاد في كل حال (تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی خوب سمجھ لو کہ یہ آیت ہر حال میں جہاد کے فرض ہونے کی دلیل ہے۔

یعنی جہاد صرف دشمنوں کے غلبے اور حملے کے وقت فرض نہیں ہوتا بلکہ ہر حال میں فرض کفایہ رہتا ہے جبکہ دشمنوں کے غلبے اور حملے کے وقت تو وہ فرض عین ہو جاتا ہے۔ امام قرطبیؒ نے بھی یہ ساری تفصیل بہت مدلل تحریر فرمائی ہے۔ یاد رہے کہ غزوہ تبوک میں مسلمان خود لڑنے کے لئے نکلے تھے ان پر کوئی حملہ وغیرہ نہیں ہوا تھا بس اس بات کی خبر آئی تھی کہ رومی اور شامی عیسائی مسلمانوں پر حملے کی تیاری کر رہے ہیں اس میں مسلمانوں کے لئے بہت بڑا سبق ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## غزوہ تبوک میں توریہ نہیں کیا گیا

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

وقيل : ما خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة الا ورّى عنها بغيرها الا في غزوة تبوك ليستعد الناس تمام العدّة (المدارک)

اسی بات کو تفسیر مظہری میں یوں بیان کیا گیا ہے:

بغویؒ نے لکھا ہے کہ طائف سے واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں سے جہاد کرنے کی تیاری کا حکم دے دیا، محمد بن یوسف صالحی کا بیان ہے کہ تبوک کے سال جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں سے جہاد کرنے کا ارادہ کیا تو وہ زمانہ بڑی تنگدستی کا تھا، گرمی بھی بہت سخت تھی، ملک بھی خشک تھا اور پھلوں کی فصل بھی تیار تھی، لوگ اپنے پھلوں کی نگرانی کے لئے مدینہ میں رکنا اور سایہ میں رہنا پسند کرتے تھے، ایسے وقت اور اس حالت میں روانگی ان کو ناگوار تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی جہاد پر جانے کا ارادہ ہوتا تو بطور کنایہ در پردہ بیان فرما دیتے اور توریہ کے طور پر کسی دوسری جگہ کا اظہار کر دیتے تھے۔ صرف تبوک کا جہاد ایسا ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھل کر لوگوں سے ارادہ کا اظہار کر دیا، کیونکہ مسافت لمبی تھی، زمانہ بھی سخت تھا اور جن دشمنوں کا مقابلہ کرنا تھا ان کی تعداد بھی بہت تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (صراحتہ) نام لے کر اظہار فرما دیا تاکہ لوگ تیاری کر لیں ابن ابی شیبہ بخاری اور ابن سعد نے حضرت کعب بن مالکؓ کی روایت سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے اس روایت میں اتنا زائد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے گرد و گرد رہنے والے قبائل عرب کو بھی شرکت کی دعوت دی تھی اور مکہ (والوں) کو بھی پیغام بھیج دیا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بکثرت لوگ ہو گئے۔ (مظہری)

## فائدہ

توریہ ایک خاص قسم کی "جنگی و عسکری تدبیر" ہے اس کا جھوٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور مفسرین نے اسے اس موقع پر اس لئے بیان فرمایا ہے تاکہ مسلمانوں میں جہاد کی اہمیت مزید اجاگر ہو کہ ان کے قائد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنگی تدبیروں کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے اور وہ کتنے بلند اور ماہر سپہ سالار بھی تھے پس ان کے امتیوں کو بھی اپنے اندر یہ صفات پیدا کرنی چاہئیں اور جہاد کے معاملات کو خاص اہمیت دینی چاہئے۔ (واللہ اعلم بالصواب) ☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سورۃ التوبۃ مدنیۃ آیت ۳۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِلَّا تَنفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَ
اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا اور تمہاری جگہ اور لوگ
كُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٩﴾
پیدا کرے گا اور تم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے

## خلاصہ

سخت وعید اور شدید تنبیہ ان کے لئے جو جہاد میں نکلنے سے سستی کریں...... ایسے لوگوں کو دنیا آخرت میں دردناک عذاب کا سامنا ہوگا اور اللہ تعالیٰ ان کی جگہ اپنے ایسے فرمانبردار بندوں کو لے آئے گا جو حکم جہاد پر عمل کریں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے دین اور اپنے نبی کی نصرت کرنے میں اور دین کے دشمنوں کو ہلاک کرنے میں کسی کا محتاج نہیں ہے وہ چاہے تو تمہارے جہاد کے بغیر بھی یہ سب کچھ کر سکتا ہے اس لئے جہاد چھوڑ کر تم اپنا ہی نقصان کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

## سخت وعید

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

هذا تهديد شديد و وعيد مؤكّد في ترك النّفير......

اور آگے لکھتے ہیں:

فوجب بمقتضاها النفير للجهاد والخروج الى الكفار لمقاتلتهم على ان تكون كلمة الله هي العليا (القرطبي)

یعنی اس آیت میں سخت تنبیہ اور مؤکد وعید ہے جہاد چھوڑنے پر...... اور اس آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کفار کے خلاف جہاد کے لئے نکلنا تاکہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو جائے یہ واجب ہے۔ (القرطبی)

یعنی ان دو آیات (۳۹،۳۸) سے بھی جہاد کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

قال القاضي : هذه الآية دالّة على وجوب الجهاد سواء كان مع الرسول اولا معه، لانه تعالىٰ قال يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انفِرُوا ولم ينص على ان ذلك القائل هو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الرسول فان قالوا: يجب ان يكون المراد هو الرسول لقوله تعالىٰ وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ولقوله وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا اذ لا يمكن ان يكون المراد بذلك الا الرسول قلنا: خصوص آخر الآية لا يمنع عموم اوّلها. (تفسیر کبیر)

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

سخط عظيم على المتثاقلين حيث اوعدهم بعذاب اليم مطلق يتناول عذاب الدارين، وانه يهلكهم ويستبدل بهم قوماً آخرين خيرا منهم واطوع وانه غني عنهم في نصرة دينه لا يقدح تثاقلهم فيها شيئاً.

یعنی جہاد سے سستی کرنے والوں کے لئے سخت ترین ناراضگی کا اظہار ہے کہ انہیں ایسے دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے جو مطلق ہے یعنی دنیا آخرت دونوں جگہ کو شامل ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک فرمادے گا اور ان کی جگہ ان سے بہتر اور زیادہ فرمانبردار قوم لے آئے گا اور وہ اپنے دین کی نصرت کے بارے میں ان کا محتاج نہیں ہے ان کی سستی سے اس میں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ (المدارک نقلا عن الکشاف)

تفسیر الفرقان میں ہے:

اگر تم جہاد کے لئے نہ نکلے تو یہ خیال نہ کرنا کہ تمہارے رہ جانے سے مسلمانوں کی ترقی رک جائے گی، یہ تو نہیں ہوسکتا بلکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہیں دنیا اور آخرت، دونوں جگہ سخت ترین عذاب ہوگا، دنیا کی تاریخ تمہارے سامنے ہے جس قوم نے بھی تلوار سے علیحدگی اختیار کی اس کا کیا انجام ہوا ہے۔ (تفسیر الفرقان)

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

ثم توعد تعالىٰ من ترك الجهاد فقال إِلَّا تَنفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا

یعنی اللہ تعالیٰ نے ترک جہاد پر وعید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: إِلَّا تَنفِرُوا ...... الخ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ایک قبیلے کو جہاد پر نکلنے کا حکم دیا انہوں نے سستی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش روک لی۔ (قحط سالی میں مبتلا کردیا) یہ ان کے لئے عذاب تھا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ اى لنصرة نبيه واقامة دينه یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کیلئے اور اپنے دین کی اقامت کیلئے وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا اى ولا تضروا الله شيئا بتوليكم عن الجهاد ونكولكم وتثاقلكم عنه یعنی تمہارا جہاد چھوڑنا اور اس میں نافرمانی اور سستی کرنا اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اى قادر على الانتصار من الاعداء بدونكم یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے بغیر بھی دشمنوں سے بدلہ لینے پر قادر ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## دوسری قوم کونسی؟

آیت میں فرمایا گیا کہ اگر تم جہاد نہیں کرو گے تو اللہ پاک تمہاری جگہ کسی اور قوم کو اس کام کے لئے لے آئے گا، اس سے کونسی قوم مراد ہے؟ مفسرین کے کئی اقوال ہیں:

❶ کوئی خاص قوم مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جہاد نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ہٹا کر کسی اور کو لے آئے گا جو اس کی فرمانبرداری اور جہاد کریں گے۔

یہ قول زیادہ مضبوط ہے۔

❷ مراد اہل یمن ہیں

❸ مراد اہل فارس ہیں

❹ مراد تابعین ہیں

امام ابو حیانؒ لکھتے ہیں:

**والمستبدل الموعودبهم قال: جماعة اهل اليمن، وقال ابن جبير ابناء فارس وقال ابن عباس هم التابعون والظاهر مستغن عن التخصيص. (البحرالمحيط)**

عَذَابًا اَلِيْمًا جہاد میں سستی کرو گے تو دردناک عذاب پاؤ گے۔ اس میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں، علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

**بالاهلاك بسبب فظيع لقحط وظهور عدو. (روح المعانی)**

یعنی کسی خوفناک سبب (مثلاً) قحط اور دشمنوں کے غلبے کے ذریعے ہلاک کر دیا جائے گا۔

تمام اقوال کا خلاصہ یہی ہے کہ ترک جہاد میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے اور دشمنوں کا غلبہ اور ذلت ہے اعاذنا اللہ منها...... (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ ۔ آیت ۴۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا

اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو اس کی اللہ تعالیٰ نے مدد کی ہے جس وقت اسے کافروں نے نکالا تھا کہ

ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ

وہ دو میں سے دوسرا تھا جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا تو غم نہ کھا

إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ

بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے اس پر تسکین اتاری اور اس کی مدد کو وہ فوجیں

لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ

بھیجیں جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کی بات کو پست کردیا اور بات تو

اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٠﴾

اللہ تعالیٰ ہی کی بلند ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست (اور) حکمت والا ہے

### خلاصہ

اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو گے تو اس سے اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اللہ تعالیٰ کے دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس وقت اپنے رسول کی مدد فرمائی جب انہیں مکہ کے کافروں نے مکہ معظمہ سے نکال دیا اور وہ اپنے ساتھی کے ساتھ غار میں پہنچ گئے اول تو دشمنوں کے درمیان سے صحیح سالم نکال دیا، پھر غار ثور تک عافیت اور سلامتی کے ساتھ پہنچا دیا پھر جب دشمن غار کے منہ پر پہنچ گئے اس وقت بھی ان کی حفاظت فرمائی اور جو لوگ تلاش میں نکلے تھے ان کو واپس کردیا اور پھر غار ثور سے نکال کر پیچھا کرنے والے دشمنوں سے محفوظ فرما کر عافیت کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچا دیا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہوا۔

پھر جب دشمن تلاش کرتے ہوئے غار کے منہ تک پہنچ گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کے پاؤں نظر آنے لگے تو وہ اس بات سے گھبرا گئے کہ دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان نہ پہنچا دیں، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا غم نہ کرو، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر تیرا کیا خیال ہے ان دو کی نسبت جن کا تیسرا اللہ ہے؟ یعنی جب اللہ ہمارے ساتھ ہے تو پھر کس کا ڈر ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک خاص قسم کے سکون اور اطمینان والی کیفیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک پر اور آپ کی برکت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل پر نازل فرمائی اور فرشتوں کی فوج سے آپ دونوں کی حفاظت اور مدد فرمائی پس اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات نیچی کردی اور ان کی تدبیر خاک میں ملادی (ہجرت کی کامیابی کافروں کی پستی، ذلت اور شکست کا آغاز بن گئی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین روز غار میں قیام فرما کر عافیت کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ بے شک انجام کار اللہ تعالیٰ ہی کی بات اونچی رہتی ہے وہ ہر چیز پر غالب ہے اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ (تلخیص از عثمانی و انوار البیان)

## اقوال وحوالے

### نصرت کا نمونہ

اللہ تعالیٰ کی مدد کا ایک نمونہ دیکھ چکے ہو جبکہ غار ثور میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فقط ایک ہی آدمی (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) تھا اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے نرغہ سے رسول کو بچایا۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

### غزوۂ تبوک کے موقع پر واقعہ ہجرت کی یاد دہانی

غزوۂ تبوک ۹ھ میں پیش آیا اور اس موقع پر نو سال پرانا ایک واقعہ یاد دلا کر دلوں کو مضبوط کیا جا رہا ہے اور جہاد کی ترغیب ایک نئے انداز میں دی جا رہی ہے۔ غزوۂ تبوک میں سفر لمبا ہے تو اے مسلمانو! ہجرت کا سفر بھی تو بہت لمبا اور اس سفر سے زیادہ پُر خطر تھا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبرؓ کیلئے تھے، اگر یہ سفر نہ ہوتا تو تم میں سے کتنے لوگ ایمان سے محروم رہتے، اب کیوں لمبے سفر سے گھبرا رہے ہو۔

غزوۂ تبوک میں دشمن بے حد طاقتور تھا سامنے روم کی پوری سلطنت تھی جو سپر پاور کہلاتا تھا تو ہجرت کو یاد کرو جہاں دو افراد تھے اور پورا مکہ اور ارد گرد کے قبائل ان کے دشمن تھے۔ مگر اللہ پاک نے ان دونوں کو بچایا، نکالا، غالب فرمایا اور آج مکہ پر ان کی حکومت ہے۔ ظاہری طاقتوں پر نظر رکھنے والو ہجرت کو یاد کرو...... پھر اہم بات یہ ہے کہ ہر لڑائی کے بعد دونوں فریق فتح مندی کے دعوے کرتے ہیں، ہر کوئی کہتا ہے کہ جیت میری ہوئی حتیٰ کہ شکست فاش کھانے والے بھی کسی نہ کسی طرح اپنے دل کو تسلی دے لیتے ہیں۔ مگر ہجرت کا واقعہ ایسا ہے کہ اس میں اللہ کے دین کی فتح بالکل واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ موجود ہے، غالب ہے اور وہ اپنے نبی اور ان کے ماننے والوں کی مدد کرتا ہے یہ سب کچھ ہجرت کے واقعہ سے سب نے دیکھ لیا وجہ یہ ہے کہ تمام دشمنوں کے نہ چاہنے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچ گئے، سب اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں موجود ہیں۔ اب بتاؤ ان کو کس نے پہنچایا؟ گھر پر دشمنوں کے خوفناک محاصرے کے باوجود غار ثور تک کون لایا؟ غار ثور کے منہ تک دشمن پہنچ گئے پھر ان کی آنکھوں کو کس نے اندھا کیا کہ وہ دو افراد کو نہ دیکھ سکے۔ حالانکہ اگر وہ اپنے پاؤں پر نظر ڈالتے تو انہیں سب کچھ نظر آ جاتا۔ عرب کے قیافہ جو راستے کے پتھروں تک کو پہچانتے تھے کیوں اپنے حواس کھو بیٹھے؟...... الغرض

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہجرت کا ہر واقعہ اور ہر پہلو ایک ہی صدا لگاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے، اللہ تعالیٰ غالب ہے، اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار ہے۔ پس غزوہ تبوک کے موقع پر بھی یقین دلوں میں زندہ کرنے کے لئے ہجرت کے واقعہ کو چھیڑا گیا تا کہ مسلمانوں کے دلوں سے ہر خوف اور ہر پریشانی نکل جائے اور انہیں اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ قربانی بھی یاد آئے جو آپ نے ہجرت کے موقع پر پیش فرمائی، اور انہیں یہ پیغام بھی ملے کہ دیکھو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی، سفر فرمایا تو دین کو کتنا فائدہ پہنچا اب تم بھی اور لوگوں تک دین پہنچانے کے لئے جہاد کا سفر کرو تا کہ یہ دین پھیلتا جائے اور اللہ پاک کا بلند کلمہ ہر طرف اونچا ہوتا چلا جائے۔

غزوہ تبوک کے مشکل موقع پر ہجرت کا واقعہ یاد دلانے میں عجیب فوائد تھے اور ایمان وجذبات کی عجیب تازگی تھی اسے سمجھنے کے لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ہجرت کا پورا واقعہ تفصیل کے ساتھ سیرت کی مستند کتب میں پڑھ لے، پھر اس واقعہ کو اس موقع پر ذکر کرنے کی بہت سی حکمتیں سمجھ آجائیں گی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## مسلمانو! جہاد کرو

اس آیت کے فوائد میں صاحب تفسیر الفرقان لکھتے ہیں:

اللہ کی بات تو ہر صورت میں اوپر ہی رہے گی مگر مسلمانوں کے حق میں یہی بہتر ہے کہ وہ اللہ کا دست عمل (یعنی دست عمل کا آلۂ کار) بن کر اسی کے قانون کو بلند کریں ورنہ وہ تو فرشتوں سے بھی کام لے سکتا ہے، اگر تم نے اس کو اپنا مقصد حیات نہ بنایا تو تباہ کر دیئے جاؤ گے۔ (تفسیر الفرقان)

## آیت میں جہاد کی ترغیب ہے

امام رازیؒ فرماتے ہیں:

اعلم ان هذا ذكر طريق آخر في ترغيبهم في الجهاد

یعنی خوب سمجھ لو کہ اس آیت میں ایک اور طریقے سے جہاد کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ (تفسیر کبیر)

واقعی اس آیت کو جس پہلو سے بھی لیا جائے یہ آیت انسان کو جہاد پر کھڑا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا یقین، دین کی خاطر قربانی کا مقام اور مشکل وقت میں ساتھ دینے کا بلند اجر وغیرہ۔

## آیت مبارکہ کے بعض نکات اور فوائد

اس آیت مبارکہ پر حضرات مفسرین نے بہت تفصیل سے لکھا ہے اگر چند مفسرین کی تقاریر نقل کر دی جائیں تو ایک پوری کتاب تیار ہو جائے، واقعہ ہجرت، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب۔ ثَانِيَ اثْنَيْنِ کے معارف، لَا تَحْزَنْ اور لا تخف کا فرق، روافض کا پر زور تعاقب، بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا کے متعلق اقوال اور إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا کی ایمان افروز تشریح۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تفسیر کی کتب تو اپنی جگہ سیرت کی کتابوں میں بھی اس آیت پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ حضرت علامہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے سیرت المصطفیٰ جلد اول میں صرف اس آیت کے معارف پر تیرہ صفحات تحریر فرمائے ہیں۔ شائقین حضرات وہاں ملاحظہ فرمالیں۔ یہاں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہیں چند ضروری فوائد اور نکات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

## حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت پر نص قطعی

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

من انکر صحبة ابی بکر فقد کفر لانکاره کلام الله ولیس ذلك لسائر الصحابة (المدارک)

یعنی جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے وہ کافر ہے کلام اللہ کا انکار کرنے کی وجہ سے اور یہ حکم تمام صحابہ کرام کا نہیں ہے۔

صاحب تفسیر ماجدی بھی لکھتے ہیں:

علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت سے انکار کرتا ہے وہ قرآن سے انکار کرتا ہے اور اس سے اس کا کفر لازم آ جاتا ہے اور یہ بات دوسرے صحابیوں کے لئے نہیں۔ (تفسیر ماجدی)

## غزوۂ تبوک اور ہجرت دونوں میں صدیق اکبر آگے آگے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حسن بصریؒ اور سفیان بن عیینہؒ سے منقول ہے کہ اس آیت میں حق تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرنے پر تمام عالم کو عتاب فرمایا مگر صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس عتاب سے مستثنیٰ ہی نہیں فرمایا بلکہ ایسے آڑے اور نازک وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اور مصاحبت اور معیت کو بطور مدح ذکر فرمایا۔ (مفہوم سیرت المصطفیٰ)

## آیت میں حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ بلافصل ہونے کی دلیل

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

قال بعض العلماء: فی قوله تعالیٰ ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ مایدل علی ان الخلیفة بعد النبی صلی الله علیه وسلم ابوبکر الصدیق رضی الله عنه لان الخلیفة لایکون ابداً الا ثانیاً (القرطبی)

یعنی بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس آیت کے الفاظ ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ﴾ میں اس بات کی دلیل ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے کیونکہ خلیفہ ثانی ہوتا ہے امام اور بادشاہ کا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## حضرت صدیق اکبرؓ کا حزن اور غم

"صاحب معالم التنزیل لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فکرمند ہونا بزدلی کی وجہ سے اور اپنی جان کی وجہ سے نہیں تھا انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کی حفاظت کا خیال ہو رہا تھا، انہوں نے کہا: ان اقتل فأنا رجل واحد وان قتلت هلكت الامة اگر میں مقتول ہو گیا تو میں ایک ہی آدمی ہوں اور اگر آپ کی ذات مبارک پر حملہ کر دیا گیا تو پوری امت ہلاک ہو جائے گی۔ درمنثور ج ۲ ص ۲۴۱ میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور میں پہنچنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے خیال سے کبھی آگے چلتے تھے اور کبھی پیچھے اور کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف اور مقصد یہ تھا کہ اگر کوئی تکلیف پہنچے تو مجھے پہنچ جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ اور صحیح سالم رہیں، نیز یہ بھی لکھا ہے کہ اس خیال سے کہ دشمنوں کو نشان ہائے قدم کا پتہ نہ چل جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اوپر اٹھا کر انگلیوں کے بل چلے یہاں تک کہ ان کی انگلیاں چھل گئیں۔" (انوار البیان)

نیز کئی مفسرین حضرات نے حزن اور خوف کے معنیٰ میں فرق بھی لکھا ہے......

## غار ثور

تفسیر ماجدی میں ہے:

یہ غار "غار ثور" مضافات مکہ میں سے تھا، مکہ سے جنوب و مشرق میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اندر تین دن تک قیام پذیر رہے، (یہ غار) مدینہ کے راستہ میں نہ تھا، اس سے ہٹ کر تھا، مدینہ کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو راستہ قصداً ذرا چکر کا اختیار فرمایا کہ تلاش کرنے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسانی سے نہ پا سکیں، اس کا دہانہ اب تک اتنا تنگ ہے کہ اندر صرف لیٹ کر ہی جانا ممکن ہے، شیخ رشید رضا مصری نے تفسیر المنار میں ایک مصری امیر الحج رفعت پاشا (سن حج ۱۳۸۱ ہجری) کے حوالہ سے غار کی پیمائش وغیرہ دی ہے اور اس کی تنگی کا ذکر صراحت کے ساتھ کیا ہے۔ (تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۴۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ

تم ہلکے ہو یا بوجھل نکلو اور اپنے مالوں اور جانوں سے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھتے ہو

### خلاصہ

جہاد کے لئے نکل پڑو جس وقت بھی نکلنے کا حکم دیا جائے خواہ تم ایسی حالت میں ہو کہ نکلنا آسان ہو یا ایسی حالت میں ہو کہ نکلنا مشکل اور بھاری ہو۔ الغرض ہر حال میں نکل پڑو اور اپنے مال اور جان سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو یہ جہاد کرنا ہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔

### اقوال و حوالے

### اپنے ذاتی اور شخصی تقاضوں کو جہاد کے راستے کی رکاوٹ نہ بننے دو

''ایک مسلمان کا فرض یہی ہے کہ وہ کسی حالت میں ہو جس وقت الجہاد، الجہاد کا اعلان سنے فوراً میدان جنگ میں حاضر ہو جائے اور اپنی ہر چیز اللہ کی راہ میں قربان کر دے، اسے نہ تو افلاس اور دولت مندی مانع ہو، نہ انفراد و اجتماع کا خیال ہو، جوانی اور بڑھاپے کی جانب توجہ نہ ہو اور پیدل اور سواری کا خطرہ (یعنی خیال) تک نہ آنے پائے۔ غرض یہ کہ شخصی مصلحتوں پر غور کیے بغیر ہر وقت جہاد فی سبیل اللہ کے لئے تیار رہے۔'' (تفسیر الفرقان)

''لہٰذا اگر نصرت دین متین کی سعادت چاہتے ہو تو جس وقت حکم ملے فوراً نکل پڑو خواہ ساز و سامان کی بہتات ہو یا نہ ہو۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

### خفافا وثقالا

آیت مبارکہ میں دو لفظ خفافا و ثقالا استعمال ہوئے ہیں جن کا اردو میں عام ترجمہ ہلکے یا بوجھل کے الفاظ سے کیا جاتا ہے۔ان دو لفظوں کی مراد کیا ہے؟ اس میں مفسرین حضرات کے کئی اقوال ہیں۔

امام رازیؒ ایک جامع بات لکھتے ہیں:

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا : والمراد انفروا سواء کنتم علی الصفة التی یخف علیکم الجهاد او الصفة التی یثقل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی مقصد یہ ہے کہ تم جہاد پر نکلو خواہ تم ایسی حالت میں ہو کہ نکلنا تمہارے لئے آسان ہو یا ایسی حالت میں ہو کہ نکلنا تمہارے لئے بھاری اور مشکل ہو۔ (تفسیر کبیر)

تفسیر ماجدی میں ہے:

خفافا اور ثقالا دو متقابل کے لفظ ہیں، ان کی مختلف اور متعدد تفسیریں آئی ہیں مثلاً تنگدست اور خوشحال، جوان تیز رو اور پیر سست رفتار، بیکار اور مشغول، بے سامان اور باسامان، خوش دلی سے اور بے دلی سے وغیرہا۔

ای شیباً وشباناً (ابن جریر عن الحسن) ای اغنیاء ومساکین (ابن جریر عن قتادة) ای مشاغیل وغیر مشاغیل (ابن جریر عن الحکم) ای نشطاً وغیر نشاط (ابن جریر عن ابن عباسؓ وقتادة)

مقصود بہر صورت عموم حکم ہے کہ جس حال میں بھی ہو جہاد کے لئے چل پڑو، نکل کھڑے ہو، ابن جریر نے متعدد تفسیریں نقل کر کے قول فیصل یہ لکھا ہے کہ خفاف کے تحت ہر وہ شخص داخل ہے جسے قوت، صحت، جوان عمری، خوشحالی، بے شغلی غرض کسی بناء پر بھی آسانیاں حاصل ہوں اور ثقال کے ماتحت وہ سب آ جاتے ہیں جن میں اس کے برعکس مذکورہ بالا بناؤں میں دشواریاں لاحق ہوں اور اسی کے قریب قریب ابن کثیرؒ نے بھی لکھا ہے: حتم علی المومنین فی الخروج معه علیٰ کل حال فی المنشط والمکرہ والعسر والیسر۔ (ابن کثیر، تفسیر ماجدی)

تفسیر مظہری میں ہے:

”خفافا اور ثقالا کی تفسیر مختلف طور پر کی گئی ہے:

1. جوان ہو یا بوڑھے (حسن، ضحاک، مجاہد، قتادہ، عکرمہ)
2. چست ہو یا چست نہ ہو
3. نادار (یعنی فقیر) ہو یا مالدار
4. ہتھیار کم ہوں یا زیادہ (ابن عباسؓ)
5. سوار ہو یا پیدل (عطیہ عوفی)
6. جائداد اور جاگیر والے نہ ہو یا جائداد اور جاگیر والے ہو جس کا چھوڑنا تم کو پسند نہ ہو (ابن زید)
7. کاموں میں مشغول ہو یا خالی ہو (حکیم بن عتبہ)
8. بیمار ہو یا تندرست (ہمدانی)
9. مجرد (غیر شادی شدہ) ہو یا بیوی بچے والے
10. تمہارے متعلقین (یعنی) نوکر، چاکر نہ ہوں یا ہوں (یمانی)
11. مال سے ہلکے ہو یعنی محتاج ہو یا مال کا بوجھ رکھتے ہو یعنی غنی ہو (ابو صالح)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

⓬ بعض کے نزدیک مراد یہ ہے کہ دعوت جہاد سنتے ہی فوراً بلا تامل نکل کھڑے ہو یا تامل و غور اور تیاری کے بعد نکلو زہریؒ کی روایت ہے کہ حضرت سعید بن مسیب کی ایک آنکھ جاتی رہی، اسی حالت میں آپ جہاد کو نکلے، کسی نے کہا آپ تو بیمار اور دکھی ہیں، فرمایا: اللہ نے خفیف اور ثقیل سب کو جہاد کی دعوت دی ہے، اگر مجھ سے لڑائی نہ ہو سکے گی تو میں مسلمانوں کی جماعت میں اضافہ کا ہی سبب بن جاؤں گا اور سامان کی حفاظت کرتا رہوں گا۔ (تفسیر مظہری)

امام قرطبیؒ نے بھی کئی اقوال ذکر فرمائے ہیں پہلے ان کی عربی عبارت ملاحظہ فرمایئے:

وفیه عشرة اقوال: الاوّل۔ یذکر عن ابن عباس فانفروا ثبات أوسرایا متفرقین۔ الثانی۔ روی عن ابن عباس ایضا وقتادة: نشاطاً وغیر نشاط۔ الثالث۔ الخفیف: الغنی والثقیل الفقیر، قاله مجاهد الرابع۔ الخفیف: الشاب، والثقیل: الشیخ قاله الحسن، الخامس مشاغیل وغیر مشاغیل، قاله زید بن علیّ والحکم بن عتیبة السادس الثقیل: الذی له عیال والخفیف الذی لا عیال له قاله زید بن أسلم السابع الثقیل: الذی له ضیعة یکره ان یدعها والخفیف: الذی لا ضیعة له، قاله ابن زید الثامن الخفاف: الرجال والثقال: الفرسان، قاله الاوزاعی التاسع الخفاف: الذین یسبقون الی الحرب کالطلیعة وهو مقدم الجیش والثقال: الجیش بأسره العاشر الخفیف الشجاع والثقیل الجبان حکاه النقاش والصحیح فی معنی الآیة أن الناس أمروا جملة ای انفروا خفّت علیکم الحرکة اوثقلت۔

اس عبارت میں تقریباً وہی اقوال ہیں جو اوپر تفسیر مظہری کے حوالے سے گزر چکے ہیں، البتہ یہ چند اقوال مختلف ہیں:

❶ خفافاً سے مراد چھوٹے دستے اور ثقالاً سے مراد پورا لشکر

❷ خفافاً سے مراد بہادر اور ثقالاً سے مراد بزدل

❸ خفافاً سے مراد لشکر کے اگلے دستے اور ثقالاً سے مراد عام لشکر یعنی اگلے اقدامی دستوں میں نکلو یا عام لشکر کا حصہ بن کر نکلو۔

امام قرطبیؒ یہ تمام اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"صحیح مطلب آیت کا یہ ہے کہ تمام لوگوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ جہاد میں نکلیں یہ نکلنا ان کے لئے آسان ہو یا مشکل"۔ (القرطبی)

**فائدہ**

بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس آیت کا عموم منسوخ ہو چکا ہے دوسری آیات لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علی الشرطی وغیرہ کے ذریعہ..... مگر امام قرطبیؒ اور دیگر بڑے مفسرین نے نسخ کے قول کو درست قرار نہیں دیا وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت محکم ہے اور اس کا تعلق ان حالات سے ہے جب جہاد فرض عین ہو جائے۔

مثلاً جب دشمن مسلمانوں کے کسی علاقے پر حملہ یا قبضہ کرلیں یا مسلمانوں کا امیر مسلمانوں کو نکلنے کا اعلان عام دے دے۔ اسی طرح سال میں ایک مرتبہ مسلمانوں کے امیر پر لازم ہے کہ وہ ایک لشکر جہاد کے لئے روانہ کرے..... تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے تفسیر قرطبی۔

## چند واقعات

اگر یہ آیت منسوخ ہوتی تو حضرات صحابہ کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس آیت کو اپنی دلیل نہ بناتے، حالانکہ صحابہ کرام تو اسی آیت کا حوالہ دے کر مشکل ترین حالات میں بھی جہاد کرتے رہے، امام قرطبیؒ نے اس موقع پر چند واقعات بیان فرمائے ہیں..... وہ لکھتے ہیں:

والصحیح انها لیست بمنسوخة روی ابن عباس عن ابی طلحةؓ فی قوله تعالی: انْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا قال شبانا وکهولا الخ.

یعنی صحیح بات یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے حضرت ابن عباس حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے انْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ جوان ہو یا بوڑھے ہر حال میں نکلو، اللہ پاک نے کسی کے عذر کو قبول نہیں فرمایا پھر حضرت ابوطلحہ شام کی طرف جہاد میں نکل گئے اور مرتے دم تک جہاد کرتے رہے اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہؓ نے سورۃ توبہ کی تلاوت فرمائی جب اس آیت پر پہنچے انْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا تو فرمانے لگے اے میرے بیٹو! میرا سامان جہاد تیار کرو، میرا سامان جہاد تیار کرو۔ ان کے بیٹوں نے عرض کیا اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر ان کے آخری دم تک جہاد کیا اور اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر ان کے آخری دم تک جہاد کیا اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر بھی جہاد کیا اب ہم آپ کی طرف سے جہاد کریں گے (آپ آرام فرمائیں) فرمایا نہیں بس میرا سامان تیار کرو پھر سمندر کے جہاد میں شریک ہوئے اور اسی جہاد میں انتقال فرمایا آپ کے رفقاء کو آپ کی تدفین کے لئے کوئی جزیرہ نہیں مل رہا تھا بالآخر سات دن بعد ملا تو اس میں ان کی تدفین ہوئی سات دن گذرنے کے باوجود جسم میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ رضی اللہ عنہ

طبریؒ نے سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ایک صاحب نے حضرت مقدادؓ کو حمص (کے علاقے) میں صراف کے صندوق پر بیٹھے دیکھا اور ان کا جسم موٹاپے کی وجہ سے اس صندوق پر پورا نہیں آ رہا تھا اور آپ جہاد میں جانے کی تیاری میں تھے اس وقت ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اللہ پاک نے آپ کو معذور قرار دیا ہے تو فرمانے لگے منافقوں کے حالات کھول کھول کر بیان کرنے والی سورۃ نازل ہو چکی ہے انْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا (القرطبی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## ایک سوال

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ اگر سب لوگ جہاد سے روگردانی کرنے لگیں تو اکیلا آدمی کیا کرے؟ یعنی اگر اکثر لوگ جہاد چھوڑ چکے ہوں (نعوذ باللہ) تو جو آدمی اس آیت پر عمل کرنا چاہے تو اس کے لئے کیا طریقہ ہے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ فدیہ دے کر کسی ایک مسلمان قیدی کو آزاد کرائے اور اگر خود جہاد کر سکتا ہو تو خود لڑے ورنہ جو لوگ جہاد کر رہے ہوں ان تک سامانِ جہاد لے جائے۔ (قرطبی)

الغرض کسی نہ کسی طرح جہاد میں شرکت اور شمولیت کی کوشش کرے۔

## ایک مسئلہ

تفسیر ماجدی میں ہے:

فقہاء نے اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ جب جہاد واجب ہو جائے تو امیر جہاد اور لشکریوں کے فاسق ہونے کے باوجود بھی واجب رہتا ہے فان قيل هل يجوز الجهاد مع الفسلق قيل له ان كل احد من المجاهدين فانما يقوم بغرض نفسه فجائزله ان يجاهد الكفار وان كان امير الجيش وجنوده فساقاً (جصاص)

## ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

جہاد سے آخرت کی فلاح تو ظاہر اور یقینی ہے یعنی وہاں کا اجر و قرب، باقی دنیا کی فلاح بھی اکثر حاصل ہو ہی جاتی ہے مثلاً فتح و عزت اور مالِ غنیمت وغیرہ۔ (تفسیر ماجدی)

امام رازیؒ لکھتے ہیں اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (اگر تم جانتے ہو) اس لئے فرمایا گیا کہ جہاد کے فوائد اور اسکی خیریں بغیر غور و فکر کے سمجھ نہیں آتیں اسکو تو صرف وہی ایمان والا سمجھ سکتا ہے جو قیامت کو بالکل حق مانتا ہو اور آخرت کی جزا سزا کا یقین رکھتا ہو ولذلك قال تعالىٰ ان كنتم تعلمون لان مايحصل من الخيرات في الآخره على الجهاد لايدرك الا بالتامل ولا يعرفه الا المؤمن الذى عرف بالدليل ان القول بالقيامة حق وان القول بالثواب والعقاب حق وصدق (تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ٤٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّ سَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَ لٰكِنْ

اگر مال نزدیک ہوتا اور سفر ہلکا ہوتا تو وہ ضرور تیرے ساتھ ہوتے لیکن

بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا

انہیں مسافت لمبی نظر آئی اور اب اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم سے ہوسکتا تو ہم تمہارے ساتھ

مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٤٢﴾

ضرور چلتے اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں

## خلاصہ

وہ منافقین جو غزوہ تبوک سے رہ گئے تھے انکی وجہ ان کی ”حُبِّ دنیا“ تھی وہ دنیا ہی کو اپنا مقصود بنائے ہوئے تھے اور آخرت ان کے نزدیک کچھ نہیں تھی کہ اس کی خاطر کوئی مشقت برداشت کرتے یا قربانی دیتے، وہ دنیا ہی کی خاطر ظاہری طور پر مسلمان بنے ہوئے تھے پھر جب انہیں غزوہ تبوک کے لئے بلایا گیا تو انہیں اس میں دنیا کا کوئی فائدہ نظر نہ آیا بلکہ نقصان محسوس ہوا اس لئے کہ سفر بہت لمبا اور پر مشقت تھا اور مال غنیمت ملنے کی کوئی امید ان کو تھی نہیں کیونکہ وہ رومیوں کو بہت طاقتور اور ناقابل شکست سمجھتے تھے چنانچہ انہوں نے جانے سے انکار کر دیا اگر انہیں مال غنیمت ملنے کا یقین ہوتا اور سفر بھی قریب کا ہوتا تو وہ ضرور شریک ہو جاتے تاکہ نفاق بھی چھپا رہے اور دنیا بھی ہاتھ آئے۔ ان لوگوں کا یہ گمان تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفقاء اس سفر سے واپس نہیں آئیں گے مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے غالب و منصور واپس تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی سلطنتوں پر اسلام کی دھاک بٹھلا دی تو منافق بہت رسوا ہوئے تو فرمایا جا رہا ہے کہ جب آپ واپس تشریف لائیں گے تو یہ منافق آپ کے پاس آکر قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہماری استطاعت ہوتی تو ہم آپ کے ساتھ ضرور جاتے یہ لوگ خود کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ یہ جھوٹی قسمیں کھا رہے ہیں ان کے پاس استطاعت تھی مگر یہ اپنے نفاق کی وجہ سے نہیں نکلے۔

## آیت کا موضوع

1 حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

جو لوگ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور اعلانِ جہاد کے بعد گھر سے نکلنے سے گھبراتے ہیں وہ اپنے نفسوں کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی آیت کا موضوع یہ ہے کہ ترکِ جہاد میں ہلاکت ہے

② امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

لما رجع النبی صلی الله علیه وسلم من غزوة تبوك اظهر الله نفاق قوم

یعنی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تو اللہ پاک نے ایک قوم کے نفاق کو ظاہر فرمادیا۔ (قرطبی)

یعنی آیت مبارکہ میں منافقین کے لئے سخت وعید ہے اور ان کے حالات ونظریات کو بیان کیا گیا ہے صاحب انوار البیان لکھتے ہیں:

اس کے بعد ان منافقین کا حال بیان فرمایا جنہوں نے مجاہدین کے ساتھ جانا منظور نہیں کیا تھا ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ طالب دنیا ہیں اگر ان کو معلوم ہوتا کہ جلدی ہی سے کوئی دنیاوی سامان مل جائے گا یا سفر ہی ایسا ہوتا کہ اسے مشقت کے بغیر برداشت کر لیتے تو آپ کے ساتھ ہو لیتے اس ساتھ لگنے میں ان کے اسلام کے ظاہری دعویٰ کا بھرم رہ جاتا اور جن دنیاوی منافع کے لئے انہوں نے ظاہراً اسلام قبول کیا ہے ان کے منافع کی امید بدستور قائم رہتی لیکن سفر کے بارے میں جو انہوں نے غور کیا تو انہیں محسوس ہوا کہ یہ تو سفر بہت لمبا ہے اور سخت تکلیف دہ ہے لہٰذا ان کا نفاق کھل کر سامنے آگیا اور انہوں نے ہمراہ نہ جانے ہی کو اپنے لئے پسند کیا اور ساتھ نہ گئے۔ منافقین تھوڑی بہت تکلیف تو جھیل جاتے تھے لیکن جب زیادہ تکلیف کا موقعہ آتا تھا تو ان کا نفاق کھل جاتا تھا۔ (انوار البیان)

③ تفسیر الفرقان میں ہے:

اب تک گذشتہ آیات میں ان مشکلات کو بیان کیا گیا تھا جو جہاد فی سبیل اللہ شروع ہونے سے قبل لوگوں کے لئے رکاوٹ کا باعث بن جاتی ہیں اب ان امور پر بحث ہوتی ہے جو جنگ شروع ہونے کے بعد رونما ہوتے ہیں۔ (تفسیر الفرقان)

## منافقین رومی عیسائیوں کی طاقت سے مرعوب تھے

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

فکانوا کالآیسین من الفوز بالغنیمة، بسبب انهم کانوا یستعظمون غزو الروم فلهذا السبب تخلفوا۔

یعنی منافقین مال غنیمت ملنے سے گویا کہ بالکل مایوس تھے کیونکہ وہ رومیوں کو بڑی طاقت سمجھتے تھے اسی وجہ سے وہ جہاد سے رہ گئے۔ (تفسیر کبیر)

منافقین کا یہ خاص مرض ہے کہ وہ ہمیشہ کافروں کی طاقت سے مرعوب رہتے ہیں اور اللہ پاک کی طاقت اور نصرت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پر ان کی نگاہ نہیں جاتی۔

## غزوہ تبوک کے نام

اہل سیر نے غزوہ تبوک کے کئی نام لکھے ہیں ان میں سے ایک نام "غزوۂ فاضحہ" بھی ہے سیرت حلبیہ کے مصنف لکھتے ہیں: اس غزوہ کو غزوۂ عسیرہ بھی کہا جاتا ہے (مسلمانوں کی تنگدستی اور اسباب کی کمی کی وجہ سے) نیز اس کو غزوہ فاضحہ بھی کہا جاتا ہے فاضحہ کے معنی ہیں پول کھولنے والا اور فضیحہ (رسوا) کرنے والا کیونکہ اس غزوہ میں بہت سے منافقوں کے نفاق کا پول کھل گیا (جو اب تک اپنے نفاق کو چھپائے ہوئے تھے اور اندر اندر مسلمانوں کے خلاف کاروائیاں کرتے رہتے تھے) (سیرت حلبیہ مترجم)

اس آیت مبارکہ سے منافقین کی فضیحت کا بیان شروع ہوتا ہے اور یہی سورۃ براۃ کا سب سے بڑا موضوع ہے۔

## ایک درد بھری عبارت

"تمام عیسائی دنیا مسلمانوں کو برباد کرنے پر تلی ہوئی ہے ہر طرف سے ان پر حملے ہو رہے ہیں ان کے ملکوں پر غیروں کا قبضہ ہو رہا ہے مگر آہ ثم آہ (نام کے) مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ اس سخت ترین مصیبت کے وقت مدافعت کے فرض سے الگ رہنے کی فکر میں ہیں، وہ اول تو یہ چاہتے ہیں کہ انہیں اس بات کا یقین دلایا جائے کہ اس جنگ میں کامیابی قطعی (یعنی یقینی) ہے وہ انجام کی فکر میں ہیں اور بغیر اس نتیجہ کے معلوم کئے آگے بڑھنا خلاف عقل سمجھتے ہیں دوسرے انکی دلی آرزو یہ ہے کہ سفر بھی دور دراز کا نہ ہو کسی قسم کی تکلیف بھی نہ اٹھانی پڑے اور مقصد بھی حاصل ہو جائے ظاہر ہے یہ دونوں باتیں بیکار ہیں اور یہ انہیں کو سوجھتی ہیں جن کے دل ملک اور قوم کی ہمدردی سے خالی ہوں اور صرف زبانی باتوں سے مسلمانوں کو خوش کرنا چاہتے ہوں، بلکہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ اگر ہم میں طاقت ہوتی تو ضرور اس موقع پر مدد کرتے مگر حق یہ ہے کہ انہیں اپنے آپ کو جنگ سے مستثنیٰ کرنے کا کوئی حق نہ تھا ان کا فرض تیاری کرنا تھا چونکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا اس لئے انہیں ضرور سزا ملے گی اور ان حرکتوں سے وہ اسلام کو تو نقصان پہنچانے سے رہے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالیں گے۔" (تفسیر الفرقان)

## ہلاکت کے تین اسباب

ارشاد فرمایا کہ یہ منافقین خود کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں يُهْلِكُونَ أَنفُسَهُمْ مفسرین نے اس ہلاکت کے تین اسباب لکھے ہیں ❶ نفاق ❷ فرض جہاد میں نہ جانا ❸ جھوٹی قسمیں کھانا۔

اور ان بدنصیب لوگوں میں یہ تینوں اسباب جمع ہو چکے تھے حالانکہ ان میں سے ایک بھی ہلاکت کے لئے کافی ہے علامہ ابوحیان لکھتے ہیں:

والمعنیٰ: انهم یوقعونها فی الهلاك، بحلفهم الكاذب ومايحلفون عليه من التخلف (البحر المحیط)

اور علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں: يُهْلِكُونَ أَنفُسَهُمْ ای بالكذب والنفاق (قرطبی) ☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ التَّوْبَة مَدَنِيَّة آیت ۴۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف کردیا تم نے انہیں کیوں رخصت دی یہاں تک کہ تیرے لئے

صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾

سچے ظاہر ہوجاتے اور تو جھوٹوں کو جان لیتا

## خلاصہ

منافقین نے طے کرلیا تھا کہ وہ غزوہ تبوک میں نہیں جائیں گے مگر پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد سے چھٹی کی اجازت لینے آرہے تھے اور طرح طرح کے بہانے بنارہے تھے ان کا خیال یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھٹی دے دی تو نفاق چھپا رہے گا اور گھر رہنے کا موقع بھی مل جائے گا اور اگر چھٹی نہ دی تب بھی ہم گھر بیٹھے رہیں گے اور جہاد میں نہیں جائیں گے پھر وہ اپنے بہانے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گھر بیٹھنے کی اجازت دے دی جس پر فرمایا گیا کہ اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف فرمادیا ہے آپ ان کو اجازت نہ دیتے تو زیادہ اچھا ہوتا اور ان کا نفاق آپ کے سامنے آجاتا اور سب کے سامنے بھی بالکل کھل جاتا۔

## ایک جامع عبارت

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرات مفسرین نے جو کچھ لکھا ہے اس کا بہترین نچوڑ درج ذیل عبارت میں آگیا ہے۔

"منافقین جھوٹے عذر کرکے جب مدینہ میں ٹھہرے رہنے کی اجازت طلب کرتے تو آپ ان کے مکر اور نفاق سے چشم پوشی کرکے اور یہ سمجھ کر کہ ان کے ساتھ چلنے میں فساد کے سوا کوئی بہتری نہیں، اجازت دے دیتے تھے اس پر فرمایا کہ اگر آپ اجازت نہ دیتے تو زیادہ بہتر ہوتا کیونکہ اس وقت ظاہر ہوجاتا کہ انہوں نے اپنے نہ جانے کو آپ کی اجازت پر موقوف نہیں رکھا ہے۔ جہاد میں جانے کی توفیق تو انہیں کسی حال میں نہ ہوتی، البتہ اجازت نہ دینے کی صورت میں ان کا جھوٹ کھل جاتا، پس اجازت دینا کوئی گناہ نہ تھا، البتہ نہ دینا موجودہ حالات کے اعتبار سے زیادہ موزوں تھا، چنانچہ اس افضل صورت کے ترک کی وجہ سے خطاب کو "عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ" سے شروع فرمایا، عفو کا لفظ ضروری نہیں گناہ ہی کے مقابلہ میں ہو نیز بعض محققین نے "عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ" کے جملے کو کلام کے شروع میں محض دعا اور تعظیم کے طور پر لیا ہے جیسا کہ عرب کے محاورات میں عام تھا مگر سلف سے وہی منقول ہے جو ہم نے پہلے بیان کیا اور لفظ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ اسکی تائید کرتا ہے واللہ اعلم۔ (تفسیر عثمانی تسہیل)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تفسیر ماجدی میں ہے:

لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ: اجازت سے مراد جنگ میں نہ شریک ہونا اور وطن میں رہ جانے کی اجازت ہے، یہ اجازت دے دینا کوئی معصیت (یعنی گناہ والی بات) نہ تھی البتہ حالات وقت کے لحاظ سے اجازت نہ دینا بہتر تھا عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لفظ عفو سے گناہ کا سرزد ہو چکنا لازم نہیں آتا۔ جس طرح گناہ اور جرم عفو (یعنی معاف) کئے جاتے ہیں اسی طرح معافی خلافِ احتیاط اور خلافِ اولیٰ کارروائیوں پر بھی ملتی ہے۔ (تفسیر ماجدی)

## اصل غصہ منافقین پر ہے

آیت مبارکہ پر غور کیا جائے تو صاف پتا چلتا ہے کہ اصل غصہ منافقین پر ہے بس اس غصے اور عتاب کے دوران اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لطف ومحبت کے ساتھ فرمایا گیا کہ ایسے لوگوں کو اجازت دے کر اُن کو تھوڑی دیر کا اطمینان اور پردہ بھی نہیں دینا چاہیے تھا، صاحب تفسیر ماجدی لکھتے ہیں

آیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت ملتے ہی ان لوگوں کو جو گونہ بے فکری ہوگئی یہ نہ ہوتی (یعنی ان کو جو ایک طرح کا اطمینان ہو گیا کہ ہم تو اجازت سے گھر بیٹھے ہیں یہ بھی نہ نصیب ہوتا) بلکہ اگر آپ کے بغیر اجازت یہ رہ جاتے تو انکی خباثت اور زیادہ کھل کر رہتی۔ (تفسیر ماجدی)

## پہلے معافی پھر تنبیہ

مفسر ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

عن عون قال:هل سمعتم بمعاتبة احسن من هذا؟ نداء بالعفو قبل المعاتبة فقال عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ

حضرت عون فرماتے ہیں کیا تم نے تنبیہ کرنے کا اس سے زیادہ پیارا انداز دیکھا ہے کہ معافی کا اعلان پہلے اور تنبیہ بعد میں چنانچہ فرمایا: اللہ پاک نے آپ کو معاف فرما دیا ہے آپ نے ان کو اجازت کیوں دی۔ (تفسیر ابن کثیر)

## منافقین کا طریقہ

قال مجاهد: نزلت هذه الآية في أناس قالوا:استأذنوا رسول الله صلى الله عليه وسلم فان أذن لكم فاقعدوا وان لم يأذن لكم فاقعدوا

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر بیٹھنے کی اجازت مانگو اگر اجازت دے دیں تب بھی بیٹھ جاؤ اور اجازت نہ دیں تب بھی بیٹھے رہو۔

(تفسیر ابن کثیر)

★★★

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۴۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ
جو لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں وہ تم سے رخصت نہیں مانگتے اس سے کہ
يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝۴۴
اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے

### خلاصہ

جہاد اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، جہاد آخرت میں کامیابی دلوانے والا عظیم عمل ہے اور جہاد تقویٰ کی علامت ہے اسی لئے جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور آخرت کو مانتے ہیں وہ جہاد کے موقع پر گھر بیٹھنے کی اجازت ہرگز نہیں مانگتے بلکہ خوب بڑھ چڑھ کر اپنی جان اور مال سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے متقی لوگوں کو خوب جانتا ہے وہ انہیں بڑے اجر سے نوازے گا۔

## اقوال و حوالے

### مؤمن اور منافق کا فرق

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مقصد ایمان والوں اور منافقوں کا فرق بتاتا ہے کہ مؤمن تو جہاد کا اعلان ہونے کے بعد خوب بڑھ چڑھ کو اس میں حصہ لیتے ہیں اور تھوڑا سا بھی توقف نہیں کرتے جبکہ منافقین سوچ میں پڑ جاتے ہیں اور طرح طرح کے بہانے اور عذر تراش کر خود کو جہاد سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

والمقصود من هذا الكلام تمييز المؤمنين عن المنافقين فان المؤمنين متى أمروا بالخروج الى الجهاد تبادروا اليه ولم يتوقفوا و المنافقون يتوقفون و يتبلدون و يأتون بالعلل والاعذار (تفسیر کبیر)

### صحابہ کرامؓ کا طرز عمل

"ایمان والوں کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ وہ آپ سے جہاد کے موقع پر رخصت مانگیں مخلص مہاجرین و انصار تو فرمایا کرتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی رخصت نہیں مانگیں گے بلکہ ہم لازماً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر اپنی جان و مال سے جہاد کریں گے۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیس من عادۃ المؤمنین ان یستاذنوک فی ان یجاھدوا وکان الخلص من المھاجرین و الانصار یقولون: لانستأذن النبی أبداولنجاھدن أبداً معه بأموالناوانفسنا(کشاف)

## جہاد ایمان کا تقاضا ہے

اس آیت مبارکہ کو غور سے دیکھیں اللہ پاک نے ایمان والوں کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ جہاد سے چھٹی نہیں مانگتے بلکہ بڑھ چڑھ کر جہاد میں شریک ہوتے ہیں پس معلوم ہوا کہ جس آدمی کے دل میں اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان ہوگا وہ جہاد میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لے گا۔

مفسر ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

لانھم یرون الجھاد قربة ولماندبھم الیه بادروا وامتثلوا

یعنی ایمان والے تو جہاد کو قربۃ (یعنی اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل کرنے کا ذریعہ) سمجھتے ہیں چنانچہ جب ان کو بلایا جاتا ہے تو وہ تیزی سے اس کی طرف دوڑتے ہیں اور حکم جہاد کو پورا کرتے ہیں (تفسیر ابن کثیر)

اب اس آیت پر حضرات صحابہ کرام کا عمل دیکھیں تو ان کی یہ تین حالتیں سامنے آتی ہیں۔

❶ وہ فوراً جہاد کے لئے دوڑ پڑتے تھے اور اس بات سے ڈرتے تھے کہ ان کو روک نہ لیا جائے۔

❷ اگر ان میں سے کسی کو روک لیا جاتا تھا تو اس پر گھر بیٹھنا شاق گذرتا تھا جس طرح کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روکا گیا تو وہ فرمانے لگے یا رسول اللہ کیا مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ گھر بٹھایا جارہا ہے تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسلی دی امام رازیؒ لکھتے ہیں: وکانوا بحیث لو امرھم الرسول بالقعود لشق علیھم ذالك الاتریٰ ان علی بن ابی طالب لما امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بأن یبقیٰ فی المدینه شق علیه ذلك ولم یرض الی ان قال له الرسول انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰ (تفسیر کبیر)

❸ اور جو لوگ کسی واقعی عذر کی وجہ سے نہ جا پاتے تھے وہ سخت غمگین اور پریشان ہوتے تھے اور انکی آنکھیں غم کے آنسو بہاتی تھیں جیسا کہ آگے چل کر سورۃ توبہ ہی میں آرہا ہے تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا (التوبہ ۹۲)

## چند دلکش عبارتیں

❶ بلکہ یہ صاحب ایمان لوگ جہاد سے جی چرانا کیسا، الٹا تعمیل حکم الٰہی کے لئے اور دوڑیں گے، مرشد تھانویؒ نے فرمایا کہ مومن جب خبر کو سنتا ہے تو بلا تامل اس کی طرف دوڑتا ہے اور یہ حالت شوق سے پیدا ہوتی ہے تو اس میں شوق کا اثبات ہوا۔ (تفسیر ماجدی)

❷ ایماندار تو جہاد سے جی نہیں چراتے (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❸ (اس آیت میں) ایک قاعدہ کلیہ بتا دیا گیا کہ ارباب ایمان کبھی استثناء کی درخواست نہ کریں گے بلکہ ان کی تو ہمیشہ یہ آرزو رہتی ہے کہ وہ اپنی ہر چیز اللہ کے نام پر قربان کر دیں ﴿إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ میری ہر قسم کی عبادت، زندگی اور موت سب اللہ ہی کے لئے ہے۔ (تفسیر الفرقان)

❹ اور جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارہ میں اس میں شریک نہ ہونے کی کبھی آپ سے رخصت (یعنی اجازت) نہ مانگیں گے بلکہ وہ حکم کیساتھ دوڑ پڑیں گے اور اللہ تعالیٰ ان متقیوں کو خوب جانتا ہے ان کو اجر و ثواب دے گا۔ (بیان القرآن)

## مجاہد کے متقی ہونے کی قرآنی شہادت

آیت کے آخر میں فرمایا: ﴿وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ﴾ کہ اللہ پاک متقی لوگوں کو خوب جانتا ہے، مفسرین فرماتے ہیں کہ اس میں دو باتوں کا خاص طور پر بیان ہے ایک یہ کہ جو لوگ جہاد کرتے ہیں وہ متقی ہیں اور دوسرا یہ کہ اللہ پاک ان سے اجر کا وعدہ فرما رہا ہے۔

﴿وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ﴾ شهادة لهم بالانتظام في زمرة المتقين وعدة لهم بأجزل الثواب

یعنی اس جملے میں ان کو متقیوں کے زمرے میں شامل کرنے کی شہادت ہے اور ان کے ساتھ بڑے اجر کا وعدہ ہے۔ (کشاف، البحر المحیط)

آخری جملے میں ان لوگوں کے متقی ہونے کی شہادت اور (در پردہ) ثواب کا وعدہ ہے۔ (تفسیر مظہری)

## نکتہ

امام ابو حیانؒ لکھتے ہیں: ”مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جب جہاد کا اعلان ہوتا ہے تو ایمان والے لوگ آپ سے کوئی اجازت نہیں مانگتے نہ گھر بیٹھنے کی اور نہ جہاد میں نکلنے کی، بلکہ وہ خود نکل کھڑے ہوتے ہیں کیونکہ ایسے وقت میں اجازت مانگنا نفاق کی علامت سمجھا جاتا تھا۔

وقيل: التقدير لا يستاذنك المومنون في الخروج ولا القعود، كراهة ان يجاهدوا بل اذا امرت بشيء ابتدروا اليه وكان الاستئذان في ذلك الوقت علامة على النفاق. (البحر المحيط)

امام قرطبیؒ نے بھی اسی تفسیر کو اختیار فرمایا ہے ملاحظہ فرمایئے تفسیر قرطبی۔

## مومن تو جہاد کے انتظار میں رہتا ہے

علامہ آلوسیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں وہ حدیث شریف بیان کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مومن تو ہر وقت جہاد کے انتظار میں رہتا ہے کہ کب اعلان ہو اور وہ اڑ کر جا پہنچے اور وہ اللہ تعالیٰ کے راستے کی موت کا طلبگار ہوتا ہے۔ (روح المعانی)

★★★

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۴۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

| تم سے رخصت وہی مانگتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں |
|---|

الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ﴿۴۵﴾

| رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں سو وہ اپنے شک میں بھٹک رہے ہیں |
|---|

### خلاصہ

جہاد سے علیحدہ رہنے کی اجازت لینا ان لوگوں کا شیوہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے وعدوں پر یقین نہیں ہے اور نہ وہ آخرت کی زندگی کو مانتے ہیں اور اسلام کے بارے میں اور اسلام اور مسلمانوں کے غالب آنے کے (الٰہی) وعدوں کے بارے میں ہمیشہ شک وشبہ میں گرفتار رہتے ہیں۔ (عثمانی، تسہیل)

### منکرین جہاد در اصل خفیہ دشمنان اسلام ہیں

"یہاں سے نہایت ہی تفصیل کے ساتھ ان لوگوں کی خصوصیات بیان کی جاتی ہیں جو بظاہر تو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور بباطن (یعنی اندر سے) اس کی بیخ کنی (یعنی جڑیں کاٹنے) کی فکر میں رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان حالات کو پڑھ کر اپنے گریبان میں منہ ڈالیں جنگ سے بھاگنے کی صرف وہی شخص کوشش کرے گا جس کا دل ایمان سے خالی ہو، جسے ہر وقت یہ کھٹکا لگا ہوا ہو کہ مسلمانوں کا پابند مذہب بن کر ترقی کرنا ممکن نہیں اور اسی شک کی وجہ سے وہ خود حیران وسرگرداں پھرتا ہو کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔" (تفسیر الفرقان)

### شک میں پھنسے لوگ

"جہاد میں شریک نہ ہونے کی اجازت کے طلبگار تو صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہیں سو وہ اپنے شکوک میں پڑے ہوئے حیران ہیں، کبھی جہاد میں ساتھ جانے کا ارادہ کر لیتے ہیں تاکہ اگر مسلمانوں کو کامیابی ہو جائے تو مسلمانوں کی طرف سے ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اور کبھی شریک نہیں ہونا چاہتے۔" (تفسیر مظہری)

### ایمان جہاد میں لے جاتا ہے اور بے ایمانی جہاد سے روکتی ہے

علامہ آلوسیؒ اور بعض دیگر مفسرین نے یہ عجیب نکتہ لکھا ہے کہ ان دونوں آیات میں ایمان کا تذکرہ ہے، پچھلی آیات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں تھا کہ ایمان والے جہاد سے چھٹی اور رخصت نہیں مانگتے اور اس آیت میں ہے کہ بے ایمان لوگ جہاد میں نہیں جاتے بلکہ نہ جانے کی اجازت مانگتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جہاد پر کھڑا کرنے والی چیز ایمان ہے اور جہاد سے روکنے والی چیز بے ایمانی (ایمان نہ ہونا) ہے۔ پس جو ایمان رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے دین اور توحید کی خاطر جہاد کرتا ہے اور اس کے لئے جہاد میں قتل ہونا آسان ہوتا ہے کیونکہ وہ آخرت کی ہمیشہ والی نعمتوں کا امیدوار ہوتا ہے اور جو ایمان نہیں رکھتا وہ جہاد میں نہیں جاتا کیونکہ اسے آخرت کے ثواب کی کوئی امید نہیں ہوتی۔

تخصيص الايمان بهما في الموضعين للايذان بان الباعث على الجهاد والمانع عنه الايمان بهما وعدم الايمان بهما فمن آمن بهما قاتل في سبيل دينه وتوحيده وهان عليه القتل فيه لما يرجوه في اليوم الآخر من النعيم المقيم ومن لم يومن بمعزل عن ذلك على ان الايمان بهما مستلزم للايمان بسائر مايجب الايمان به (روح المعانی)

## شک سے کیا مراد ہے؟

”نہ ایمان کا قصد (یعنی پکا ارادہ) کرتے ہیں اور نہ امت اسلامیہ کے دائرہ سے اپنے کو نکالتے ہی ان سے بن پڑتا ہے (یعنی خود کو مسلمان کہلوانا چاہتے ہیں مگر پورا مسلمان نہیں بننا چاہتے)“

یَتَرَدَّدُوْنَ تردد کے معنی ہیں حیران و سرگرداں ہونا، دل کا آگا پیچھا کرنا، دودلے ہوتے رہنا واقعی منافقین کا یہی حال رہا کرتا (ہے) اور ان کا دل الٹا پلٹا ہوتا رہتا ہے۔ (تفسیر ماجدی)

## منافق مزاج لوگ

ہاں منافق مزاج (لوگ) حیلے بہانے (کر کے جہاد) سے بچنا چاہتے ہیں۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## انتالیس افراد

ویسے تو یہ آیت مبارکہ عمومی طور پر ایک پورے نفاق زدہ طبقے کی حالت بیان فرماتی ہے مگر ابتدائی طور پر یہ جن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق یہ انتالیس افراد تھے جن کو کوئی عذر نہیں تھا مگر انہوں نے جہاد سے چھٹی مانگ لی۔

والآية نزلت كما روى عن ابن عباس رضي لله عنهما في المنافقين حين استاذنوا في القعود عن الجهاد بغير عذر وكانوا على ما في بعض الروايات تسعة وثلاثين رجلاً. (روح المعانی)

امام نسفیؒ لکھتے ہیں: وكانوا تسعة وثلاثين رجلاً (المدارک) یعنی یہ انتالیس مرد تھے۔

★★★

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۴۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ

اور اگر وہ نکلنا چاہتے تو اس کے لئے کوئی سامان ضرور تیار کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا اٹھنا پسند نہ کیا

انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾

سو انہیں روک دیا اور حکم ہوا کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو

## خلاصہ

منافقین دراصل جہاد میں نکلنا ہی نہیں چاہتے، ان کے دل میں نکلنے کا ارادہ ہی نہیں ہوتا، اس لئے ان کی یہ بات غلط ہے کہ ہم تو نکلنا چاہتے تھے مگر اچانک فلاں فلاں عذر پیش آ گئے۔ ان لوگوں نے اگر نکلنے کا ارادہ کیا ہوتا تو اس کی تیاری کرتے، جہاد کا سامان برابر کرتے اور دل میں جہاد کا شوق اور نیت زندہ کرتے مگر انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا معلوم ہوا کہ یہ لوگ جہاد میں جانا ہی نہیں چاہتے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے نفاق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے جہاد میں نکلنے کو پسند ہی نہیں فرماتا...... اللہ تعالیٰ ان کو جہاد کی عزت نہیں دینا چاہتا اس لئے اس نے ان کو سست کر دیا اور معذوروں، عورتوں اور بچوں کے ساتھ گھر بٹھا دیا۔

## یہ بے ایمان لوگ جہاد کے مبارک سفر کے قابل ہی نہیں

"کوئی ناگہانی چیز ان کو سفر جہاد سے مانع نہیں، بلکہ ان لوگوں نے جہاد کا خیال کر کے کبھی تیاری کا ارادہ ہی نہیں کیا اور ایسے بے ایمانوں کو خدا تعالیٰ بھی اس مبارک سفر پر لے جانا نہیں چاہتا۔" (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## آج کل کے دانشور

جہاد پر اعتراضات کرنے والے آج کل کے نام نہاد دانشوروں کی حالت بھی یہی ہے وہ کبھی بھی جہاد میں نہیں جانا چاہتے انہوں نے خود کو دنیا میں بری طرح سے پھنسا لیا ہے مگر یہ لوگ اپنی بزدلی چھپانے کے لئے جہاد پر اعتراضات کرتے ہیں کہ فلاں جگہ کا جہاد غیر شرعی ہے کیونکہ جہاد تو حکومت کا کام ہے اور حکومت اس جہاد میں ساتھ نہیں ہے اور فلاں جگہ کا جہاد غیر شرعی ہے کیونکہ وہ سرکاری جہاد ہے حکومت کی ایجنسیاں وہاں تعاون کر رہی ہیں۔ ایسے لوگوں سے یہی پوچھا جائے کہ اگر کہیں آپ کی شرائط کے مطابق شرعی جہاد شروع ہو جائے تو اس کے لئے آپ نے کیا تیاری کی ہوئی ہے؟ اور کیا آپ کے دل میں جہاد کرنے کی کوئی نیت ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ جہاد کو سرا سر اپنی زندگیوں سے نکال چکے ہیں، اللہ پاک سب مسلمانوں پر رحم فرمائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## "عُدَّۃ" کے معنیٰ

آیت میں فرمایا گیا کہ اگر ان لوگوں کا جہاد میں نکلنے کا ارادہ ہوتا تو یہ "عُدَّۃ" یعنی کچھ تیاری کرتے، اس تیاری سے کیا مراد ہے؟ امام ابو حیانؒ نے کئی اقوال ذکر فرمائے ہیں:

❶ قال ابن عباسؓ عدۃ من الزاد والماء والراحلہ

یعنی سفر کا توشہ، پانی اور سواری تیار کرتے

❷ عن ابن عباسؓ العدۃ النیۃ الخالصۃ فی الجہاد

یعنی عدۃ کا مطلب جہاد کی خالص نیت ہے کہ یہ لوگ اگر نکلنا چاہتے تو جہاد کی خالص نیت کرتے

❸ وحکی الطبری کل ما یعد للقتال من الزاد والسلاح

یعنی عدۃ سے مراد ہے جنگ میں کام آنے والی تمام چیزیں توشہ اسلحہ وغیرہ۔ (البحر المحیط)

اُس زمانے میں تقریباً سب لوگ تلوار چلانا اور گھوڑا بھگانا جانتے تھے اور یہی چیزیں جنگ میں کام آتی تھیں مگر اس زمانے میں جس اسلحے سے جہاد ہوتا ہے وہ لوگوں کے عام استعمال کی چیز نہیں ہے اس لئے اسلحہ چلانے کی تربیت بھی "عدۃ" میں شامل ہوگی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## جہاد کی تیاری فرض ہے

"اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ ان لوگوں کا ارادہ جنگ کے لئے نکلنے کا تھا اور معذور ہونے کے باعث رہ گئے تو یہ خیال بھی غلط ہے، اس لئے کہ تیاری کرنا ان کا فرض تھا، اس کے بعد اگر کوئی دقت پیش آجاتی تو یہ امام کا کام تھا کہ ان کو مستثنیٰ کردیتا، یہ خود اپنے آپ کو مستثنیٰ کرنے والے کون تھے، یہ لوگ قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان نااہلوں کو جہاد کی عزت سے محروم رکھنا چاہتا تھا، اس لئے سستی اور کاہلی کا شکار بن گئے اور شرکت سے محروم رہے۔" (تفسیر الفرقان)

"ان کا ارادہ ہی گھر سے نکلنے کا نہیں، ورنہ اس کا کچھ تو سامان کرتے، حکم جہاد سنتے ہی جھوٹے عذر نہ لے دوڑتے، واقعہ یہ ہے کہ خدا نے ان کی شرکت کو پسند ہی نہیں کیا، یہ جاتے تو وہاں فتنے اٹھاتے، نہ جانے کی صورت میں انہیں پتہ لگ جائے گا کہ مومنین کو خدا کے فضل سے ایک تنکے کے برابر ان کی پروا نہیں، اسی لئے خدا نے صفوف مجاہدین میں شامل ہونے سے روک دیا، اس طرح کہ رکنے کا وبال انہی کے سر پر ہے گویا ان کو تکوینا کہہ دیا گیا کہ جاؤ، عورتوں، بچوں اور اپاہج آدمیوں کے ساتھ گھر میں گھس کر بیٹھ رہو اور پیغمبر علیہ السلام نے ان کے اعذار کاذبہ کے جواب میں جو گھر بیٹھے رہنے کی اجازت دے دی، یہ بھی ایک طرح خدا ہی کا فرمادینا ہے اس لئے تکوینا کی قید بھی ضروری نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

## بیٹھے رہو، بیٹھے رہو

آیت کے آخری حصے میں فرمایا گیا وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ کہ ان سے کہا گیا کہ گھر بیٹھے ہوئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معذوروں، عورتوں اور بچوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ یہ عجیب جملہ ہے جو ان کی ذلت اور محرومی کو بیان کرتا ہے، بعض مفسرین کہتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ بیٹھے رہو، بیٹھے رہو۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹے بہانے گھڑ کر اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا بیٹھے رہو۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا تکوینی حکم تھا کہ بیٹھے رہو، یعنی جس وقت ایمان والے مسلمان جہاد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور وہ جنت کی طرف دوڑ رہے تھے اور ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر جان و مال پیش کر رہا تھا تو بدنصیب منافقوں کے اندر اور باہر ہر طرف سے ایک ہی آواز آرہی تھی کہ بیٹھے رہو بیٹھے رہو، یعنی اس عظیم الشان نعمت سے محروم رہو۔ اللہ پاک ایسی ذلت ناک صورتحال سے ہم سب مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ جہاد کے موقع پر بلا عذر گھر بیٹھے رہنا ایک بڑی ذلت ہے گویا کہ ان سے کہا جا رہا ہے کہ بیٹھے رہو یعنی ذلت میں پڑے رہو۔

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

ھو ذم لھم و إلحاق بالنساء والصبیان والذمنی الذین شانھم القعود فی البیوت (المدارک)

## آیت مبارکہ دعوت فکر دیتی ہے

1. نہ جہاد کی نیت، نہ جہاد کی تربیت، نہ جہاد کی تیاری، نہ جہاد کا شوق اور باتیں اونچی اونچی، کیا یہ کسی مسلمان کا طریقہ ہو سکتا ہے؟ آیت مبارکہ میں غور فرمائیں......
2. کچھ لوگوں نے خود کو جہاد اور مجاہدین سے بالاتر سمجھ رکھا ہے اور کسی حال میں بھی وہ جہاد میں نہیں نکلنا چاہتے، کیا یہ ایمان والوں کا طریقہ ہو سکتا ہے؟ آیت مبارکہ میں غور فرمائیں......
3. روانگی غزوہ تبوک کے لئے تھی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرکز اسلام مدینہ منورہ کو چھوڑ کر جا رہے تھے، صحابہ کرام مسجد نبوی اور صفہ کی درسگاہ کو چھوڑ کر جا رہے تھے، تعلیم و تربیت اور اصلاح نفس سمیت دین کا ہر کام مدینہ منورہ میں یہ حضرات کرتے تھے مگر اب یہ سارے حضرات جنگ کے لئے جا رہے تھے، یہ حضرات کس جہاد میں جا رہے تھے؟ آیت مبارکہ میں واضح طور پر غزوہ تبوک کا بیان ہے جو ایک جنگی سفر تھا، ان حالات میں جو لوگ مدینہ منورہ کی پاک زمین پر رک رہے ہیں ان کی برائی بیان ہو رہی ہے کہ یہ اللہ پاک کے پسندیدہ لوگ نہیں ہیں۔ آج کل جن چھوٹی چھوٹی چیزوں کی وجہ سے مسلمانوں نے جہاد کو اپنی زندگیوں سے نکالا ہوا ہے کیا ان کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟ آیت مبارکہ میں غور فرمائیں۔

## آیت مبارکہ کا پیغام

جہاد کی سچی نیت نہ ہو، جہاد کی ضروری تیاری نہ ہو اور پھر طرح طرح کے عذر، بہانے اور اعتراضات کر کے جہاد سے دور رہنا یہ اہل نفاق کا طریقہ ہے اللہ پاک ہم سب مسلمانوں کی نفاق سے حفاظت فرمائے۔

★★★

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۴۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَ اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ

اگر وہ تم میں نکلتے تو سوائے فساد کے اور کچھ نہ بڑھاتے اور تم میں فساد ڈلوانے کی

يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾

غرض سے دوڑے دوڑے پھرتے اور تم میں ان کے جاسوس بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے

## خلاصہ

ان منافقین کا مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں نہ نکلنا مسلمانوں کے لئے اچھا ہی رہا کیونکہ یہ بزدل، دنیا پرست اور فتنہ باز لوگ اگر مسلمانوں کے ساتھ نکلتے تو بہت شر پھیلاتے، مسلمانوں کو آپس میں لڑاتے، دشمنوں کی طاقت کے بارے میں افواہیں پھیلا کر مجاہدین کو خوفزدہ کرتے، الٹی سیدھی باتیں کر کے لشکر میں بزدلی اور تفرقہ پھیلاتے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے خوب بھاگ دوڑ کرتے، ادھر مسلمانوں میں سے بعض افراد ایسے بھی ہیں جو پرانے تعلقات یا سادہ دلی کی وجہ سے ان کی باتیں سن لیتے ہیں اور اُن کا اثر بھی لیتے ہیں اس لئے منافقین کے ساتھ نہ جانے میں مسلمانوں کے لئے بہت خیر ہوئی باقی یہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے اللہ پاک ان سب ظالموں کو خوب جانتا ہے وہ ان سے نمٹ لے گا۔

## اقوال وحوالے

### تکوینی طور پر اچھا ہوا

”مطلب یہ ہوا کہ ان منافقین کا لشکر اسلام کے ساتھ نہ جانا مصالح تکوینی کے اعتبار سے بھی اچھا ہی ہوا یہ ساتھ جاتے تو اس کے سوا کیا کرتے کہ لگائی بجھائی کر کے آپس میں تفریق ڈلواتے، جھوٹی خبریں اڑا کر پریشان کرتے اور دشمن کا خوف ورعب دلوں میں بٹھاتے۔ (تفسیر ماجدی)

خَبَالًا کے کئی معنی حضرات مفسرین نے بیان فرمائے ہیں اوپر کی عبارت میں ان سب کا لحاظ رکھا گیا ہے علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

خَبَالًا ای شرّا وفسادا

یعنی خَبَالًا کے معنی ہیں شر وفساد کہ اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو شر وفساد ہی پھیلاتے۔

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما عجزا وجبنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خَبَالًا کے معنی کمزوری اور بزدلی کے ہیں کہ اگر یہ لوگ تمہارے ساتھ نکلتے تو تم میں کمزوری اور بزدلی پھیلاتے۔

وعن الضحاك غدرا ومكرا

اور حضرت ضحاکؒ کے نزدیک خَبَالًا کے معنی دھوکہ اور سازش کے ہیں کہ یہ تمہیں دھوکہ دیتے۔

یہ تمام اقوال لکھنے کے بعد صاحب روح المعانی فرماتے ہیں:

اصل الخبال كما قال الخازن: اضطراب ومرض يوثر في العقل كالجنون

کہ خبال کا اصل مطلب اضطراب پھیلاتا ہے اور دماغ خراب کرتا ہے...... (روح المعانی)

مطلب یہ ہوا کہ جہاد کے لئے جس قلبی اور ذہنی اطمینان اور باہمی اتفاق کی ضرورت ہوتی ہے یہ لوگ تمہیں اس سے محروم کر دیتے اور تمہارے اندر اضطراب پھیلا دیتے......

## یہ تمہاری ہمتیں کمزور کر دیتے

''یعنی اگر تمہارے ساتھ نکلتے تو اپنے جبن (یعنی بزدلی) اور نامردی کی وجہ سے دوسروں کی ہمتیں بھی سست کر دیتے اور آپس میں لگا بجھا کر مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کی کوشش کرتے اور جھوٹی افواہیں اڑا کر ان کو دشمنوں سے مرعوب زدہ کرنا چاہتے۔ غرض ان کے وجود سے بھلائی میں تو کوئی اضافہ نہ ہوتا، ہاں برائی بڑھ جاتی اور فتنہ انگیزی کا زور ہوتا اسی وجہ سے خدا نے ان کو جانے کی توفیق نہ بخشی وَفِيكُمْ سَمّٰعُونَ لَهُمْ یعنی اب بھی ان کے جاسوس یا بعض ایسے سادہ لوح افراد تم میں موجود ہیں جو ان کی بات سنتے اور تھوڑا بہت متاثر ہوتے ہیں (ابن کثیر) گو (یہ جاسوس) ویسا فتنہ فساد برپا نہیں کر سکتے جو ان شریروں کے وجود سے ہو سکتا تھا بلکہ ایک حیثیت سے ایسے جواسیس کا ہمراہ جانا مفید ہے کہ وہ بچشم خود (یعنی اپنی آنکھوں سے) مسلمانوں کی اولوالعزمی، بے جگری وغیرہ دیکھ کر ان سے نقل کریں گے تو ان کے دلوں پر بھی مسلمانوں کی ہیبت قائم ہوگی۔ (تفسیر عثمانی)

## سماعون کون تھے؟

ارشاد فرمایا کہ تم میں کچھ لوگ ان کے ''سماع'' ہیں، مفسرین نے اس کے دو مطلب بیان فرمائے ہیں ایک یہ کہ تم میں سے کچھ لوگ جو مخلص مسلمان ہیں مگر سادہ مزاج ہیں وہ ان کی باتوں میں آ جاتے ہیں، چنانچہ اگر یہ منافق ساتھ ہوتے تو الٹی باتیں پھیلاتے اور یہ سادہ لوح مسلمان ان کی باتیں سن کر اثر لیتے اور یوں لشکر میں پھوٹ اور بزدلی پھیل جاتی۔ آیت کا یہ مطلب جمہور نے بیان فرمایا ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے تفسیر ابن کثیر وغیرہ۔

جبکہ بعض مفسرین کے نزدیک مطلب یہ ہے کہ ان میں سے بعض لوگ جاسوسی کے لئے تمہارے لشکر میں شامل ہو گئے ہیں تاکہ تمہاری باتیں سن کر واپسی پر اپنے بڑوں کو بتائیں۔ تفسیر ماجدی میں ہے:

سَمّٰعُونَ کے معنی اس سیاق میں جاسوسی یا ٹوہ لینے والوں کے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ای جواسیس الکفار (ابن عباسؓ) المراد فیکم عیون لهم ینقلون الیهم ما یسمعون منکم (کبیر عن مجاهد وابن زید) و فیکم مخبرون لهم یؤدون الیهم مایسمعون منکم وهم الجواسیس (معالم عن مجاهد)۔ (تفسیر ماجدی)

سَمّٰعُوْنَ سے مراد اگر وہ مسلمان ہوں جو منافقین کی باتیں سن کر ان کا اثر لیتے تھے تو اس پر اشکال ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں نکلنے والے افراد ایسے کس طرح سے ہو سکتے ہیں؟

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

کیف یجوز ذلك علي المومنین مع قوة دینهم و نیتهم فی الجهاد؟

یعنی یہ کیسے ممکن ہے کہ راسخ مضبوط دین اور جہاد والے مسلمان اس طرح کے ہوں کہ منافقین کی باتیں سنیں اور ان کا اثر لیں۔ امام رازیؒ آگے خود ہی جواب دیتے ہیں:

قلنا لا یمتنع فیمن قرب عهده بالاسلام ان یوثر المنافقین فیهم الخ

یعنی جواب یہ ہے کہ ممکن ہے بعض نئے اسلام قبول کرنے والے مسلمان ایسے ہوں جن پر منافقین کی باتیں اثر کرتی ہوں...... یا بعض مسلمان طبعی طور پر کمزور دل کے ہوں اور اس طرح کے لوگوں کی باتوں کا جلد اثر لے لیتے ہوں......... یا بعض مسلمان منافقین کے رشتہ دار ہوں اور سردار قسم کے منافقین کی عزت ان کے دلوں میں باقی ہو، اسی وجہ سے ان کی بات سن لیتے ہوں۔ (تفسیر کبیر)

## کان بند رکھیں

خلاصہ یہ ہوا کہ اگر کوئی شخص مسلمان جہاد پر قائم رہنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ فتنہ باز لوگوں کی باتوں سے اپنے کان بند رکھے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## جہاد میں کامیابی کے لئے لازمی چیز

امام رازیؒ نے یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ وہ سب سے اہم اور بڑی چیز جس سے جہاد میں بچنا ضروری ہے آپس کا اختلاف ہے کیونکہ آپس کے اختلاف سے جماعت میں کمزوری آتی ہے اور ایسا لشکر آسانی سے شکست کھا جاتا ہے، چنانچہ اس آیت میں بتایا گیا کہ اگر یہ منافقین تمہارے ساتھ ہوتے تو تمہارے درمیان اختلافات کا فساد ڈالتے اور پھر تمہارے بڑوں کے درمیان خوب بھاگ دوڑ کر ایسی چغلیاں کرتے کہ وہ بھی آپس کے اتفاق سے محروم ہو جاتے (الغرض ان کے نہ جانے میں بڑی خیر ہوگئی کیونکہ جہاد کے لئے باہمی اختلاف سخت نقصان دہ ہے اور اگر یہ ساتھ ہوتے تو باہمی اختلاف ضرور ڈال دیتے)۔

والخبال هو الافساد الذی یوجب اختلاف الرأی وهو من اعظم الامور التی یجب الاحتراز عنها فی الحروب لان عند حصول الاختلاف فی الرأی یحصل الانهزام و

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الانكسار على اسهل الوجوه، ثم بين تعالىٰ انهم لا يقتصرون على ذلك بل يمشون بين الاكابر بالنميمة فيكون الافساد اكثر وهو المراد بقوله وَّلَا۟اَوۡضَعُوۡا خِلٰلَکُمۡ. (تفسیر کبیر)

وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ : کہ اللہ تعالیٰ ان ظالموں سے خوب واقف ہے۔ مفسرین حضرات نے اس پر کئی اقوال لکھے ہیں کہ ظالمین سے مراد کون ہیں؟ ویسے اصل مصداق تو منافقین ہیں یعنی جھوٹے عذر گھڑ کے جہاد سے پیچھے رہ جانے، مسلمانوں کے لئے فتنے اٹھانے والے، لیکن بعض مفسرین نے یہ مطلب بھی بیان کیا ہے کہ جو منافقین کے جاسوس تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے خوب واقف ہے اور چونکہ وہ منافقین کے بڑے لوگ نہیں ہیں اس لئے وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

تفسیر ماجدی میں ہے:

وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ: چنانچہ اللہ تعالیٰ اس سے خوب واقف ہے کہ ان کے جو لوگ تمہارے ساتھ لگے ہوئے ہیں وہ چونکہ اہل الرائے نہیں، اس لئے ان کا شامل رہنا چنداں مضر (نقصان دہ) نہیں۔ (تفسیر ماجدی)

اس بارے میں جامع قول امام ابوحیانؒ نے یہ ذکر فرمایا ہے:

وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ يعم كل ظالم ومعنىٰ ذلك انه يجازيه على ظلمه واندرج فيه من يقبل كلام المنافقين، ومن يودى اليهم اخبار المومنين ومن تخلف عن هذه الغزاة من المنافقين. (البحر المحیط)

یعنی اس میں سب ظالم آ گئے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک ان سب کو ان کے ظلم کی سزا دے گا اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو منافقین کی باتیں قبول کرتے ہیں اور وہ بھی جو منافقین تک مسلمانوں کی خبریں پہنچاتے ہیں اور وہ بھی جو اپنے نفاق کی وجہ سے غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۴۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى

یہ پہلے بھی فساد کے طالب رہے ہیں اور بہت سی باتوں میں تمہارے لیے الٹ پھیر کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ

جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾

حق آ پہنچا اور اللہ تعالیٰ کا حکم غالب ہوا اور وہ ناخوش ہی رہے

## خلاصہ

یہ منافقین اس غزوۂ تبوک سے پہلے بھی کئی بار فتنہ بازی کر چکے ہیں، یہ لوگ غزوۂ احد کے موقع پر بھی راستہ سے واپس چلے گئے تھے تاکہ مسلمانوں کی ہمت ٹوٹ جائے اور اسلامی لشکر میں پھوٹ پڑ جائے اور یہ ماضی میں طرح طرح کی مکاریاں اور آپ کو ایذاء پہنچانے کی تدبیریں کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ اللہ پاک نے آپ پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے اور حق غالب آ گیا اگرچہ یہ سب کچھ انہیں ناگوار تھا مگر ان کی ناگواری اور شرارتوں سے اسلام کو اور آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا بالآخر خود انہیں بھی ظاہری طور پر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرنا پڑا۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے کہ ان کی تدبیریں اور ان کی سازشوں کا الٹ پھیر آپ کے خلاف پہلے سے جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ماضی میں آپ کو ان سے محفوظ فرمایا۔ آئندہ کے لئے بھی آپ ان کی مفسدانہ کارروائیوں کا خیال دل میں نہ لائیں اور اب جو یہ لوگ تبوک کے لئے آپ کے ہمراہ روانہ نہ ہوئے اس سے بھی آپ رنجیدہ نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد نہ کرنا اور اسلام اور داعی اسلام کی دشمنی پر کمربستہ رہنا یہ ان کی پرانی عادت ہے۔ (انوار البیان مظہری وغیرہ)

## عبارات

### منافقین کی جہاد میں شرکت مسلمانوں کے لئے مفید نہیں ہے

’’یہ سمجھانے کا شفقت آمیز طریقہ ہے کہ مجرم کو اس کے قصور کا ذمہ دار بنا دیا اور ادھر مسلمانوں کو بھی اطمینان دلا دیا کہ اچھا ہوا یہ تمہارے ساتھ نہیں گئے، فائدہ کی بجائے نقصان ہی پہنچاتے، دوسروں پر برا اثر پڑتا، خرابیاں پھیلاتے اور تم میں فتنہ و فساد برپا کرنے کے لئے تمہارے درمیان ریشہ دوانیاں کرتے، یہی ان کی عادت ہے اور کبھی اس سے باز نہ آئیں گے، اگرچہ یہ منافقین اس وقت تمہارے ساتھ میدان جنگ میں نہیں مگر ان کے جاسوس برابر لگے ہوئے ہیں، جن کا کام یہ ہے کہ تمہاری کمزوریوں کی یادداشت تیار کریں اور جب تم واپس آ جاؤ تو ان کی ایک فہرست مرتب کر کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دنیا کے سامنے پیش کردیں، غزوہ احد میں عبداللہ بن ابی بن سلول اسی عادت سے مجبور ہو کر اپنے ساتھیوں کو راستہ سے واپس لے آیا، غزوہ احزاب میں یہودی عہد نامہ توڑ کر کفار مکہ سے مل گئے، غزوہ تبوک میں انہوں نے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی مگر اللہ کے فضل و کرم سے تمہیں کامیابی ہوئی اور یہ فتح تو ان کے لئے سخت ناگوار تھی...... پس جو لوگ جہاد فی سبیل اللہ سے بچنا چاہتے ہیں ان کی گذشتہ زندگی پر نظر ڈالنی چاہئے اور اگر وہ ابتداء ہی سے بدکار چلے آتے ہیں تو ان کے پیچھے رہنے سے گھبرانا نہیں چاہئے، کیونکہ ان کی شرکت کبھی مفید نتائج پیدا نہیں کرے گی۔" (تفسیر الفرقان)

## ایک جامع عبارت

مفسر ابن کثیرؒ اور دیگر مفسرین نے اس آیت پر جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا خلاصہ درج ذیل عبارت میں ملاحظہ فرمایئے:

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے یہود اور منافقین مدینہ آپ کے خلاف طرح طرح کی فتنہ انگیزیاں کرتے رہے اور اسلام کی روز افزوں ترقیات کا تختہ الٹنے کے لئے بہت کچھ الٹ پھیر کی۔

مگر بدر میں جب کفر و شرک کے بڑے بڑے ستون گر گئے اور حیرت انگیز طریقہ پر اسلام کا غلبہ ظاہر ہوا تو عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں نے کہا: ان ھذا امر قد توجہ کہ یہ چیز تو اب رکنے والی معلوم نہیں ہوتی، چنانچہ بہت سے لوگ خوف کھا کر محض زبان سے کلمہ اسلام پڑھنے لگے، مگر چونکہ دل میں کفر چھپا ہوا تھا اس لئے جوں جوں اسلام و مسلمین کی کامیابی اور غلبہ دیکھتے دل دل میں جلتے اور غیظ کھاتے تھے، غرض ان کی فتنہ پردازی اور مکاری کوئی نئی چیز نہیں شروع سے ان کا یہی وتیرہ رہا ہے، جنگ احد میں یہ لوگ اپنی جماعت کو لیکر راستہ سے لوٹ آئے تھے مگر آخر دیکھ لیا کہ حق کس طرح غالب ہو کر رہتا ہے اور باطل کیسے ذلیل و رسوا کیا جاتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

## ایک قول

امام رازیؒ اور بعض دیگر مفسرین نے ابن جریجؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آیت مبارکہ میں اشارہ اس سازش کی طرف ہے جو منافقین نے "لیلۃ العقبۃ" میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے لئے تیار کی تھی۔

قال ابن جریج، ھو ان اثنی عشر رجلاً من المنافقین وقفوا علیٰ ثنیۃ الوداع لیلۃ العقبۃ لیفتکوا بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۴۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ

اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ مجھے تو اجازت ہی دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے خبردار وہ فتنہ

سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝۴۹

میں پڑ چکے ہیں اور بے شک دوزخ کافروں پر احاطہ کرنے والی ہے

## خلاصہ

بعض منافقین اپنے نفاق اور بزدلی پر دینداری کا پردہ ڈالتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں جہاد چھوڑ کر گھر رہنے کی اجازت دے دیجئے کیونکہ اگر ہم جہاد میں گئے تو اپنی کمزوری کی وجہ سے گناہوں اور فتنوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔

یہ ان کا ایک جھوٹا بہانہ ہے جہاد چھوڑ کر وہ گناہ اور فتنے میں تو مبتلا ہو ہی چکے ہیں (جہاد کے وقت بلاعذر جہاد سے پیچھے رہ جانا ایک بڑی خرابی اور فتنہ ہے) در اصل ان کافروں کو جہنم نے اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے کہ دنیا میں یہ ان گناہوں کے گھیرے میں رہتے ہیں جو جہنم میں لے جانے والے ہیں اور آخرت میں یہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔

## اقوال و حوالے

### دینی نقصان کا بہانہ

"اس شخص کا نام جد بن قیس تھا اس نے یہ بہانہ تراشا تھا کہ میں عورتوں پر مفتون ہو جاتا ہوں اور رومیوں کی عورتیں حسین زیادہ ہیں (جہاد پر) جانے میں میرا دینی ضرر (یعنی دینی نقصان) ہے اس لئے رخصت کا خواستگار (یعنی طلبگار) ہوں۔ کذا فی الدر المنثور" (بیان القرآن)

### ایک بخیل اور بزدل سردار

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت ابتدائی طور پر بنی سلمہ کے سردار "جد بن قیس" کے بارے میں نازل ہوئی۔
وهكذا روى عن ابن عباس ومجاهد وغير واحد انها نزلت في الجد بن قيس وقد كان الجد بن قيس هذا من اشراف بني سلمه. (ابن کثیر)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو خود جہاد میں جانے کی دعوت دی مگر اس نے کہا کہ مجھے ساتھ نہ لیجائیے بلکہ گھر رہنے کی اجازت دے دیجئے کیونکہ میں عورتوں کا دیوانہ ہوں رومی عورتوں کو دیکھ کر فتنے اور گناہ میں مبتلا ہو جاؤں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گا۔ البتہ میں آپ کے ساتھ مالی تعاون کروں گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور اسے گھر رہنے کی اجازت دے دی۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للجد بن قيس اخي بن سلمة لما اراد الخروج الى تبوك "يا جُد" هل لك في جلاد بني الاصفر تتخذ منهم سراری ووصفاء فقال الجُدّ قد عرف قومي أني مغرم بالنساء واني اخشیٰ ان رأیت (بنات) بنی الاصفر الا اصبر عنهن فلا تفتنی واذن لي في القعود واعينك بمالي فاعرض عنه رسول الله عليه وسلم وقال قد اذنت لك۔ (القرطبي)

اس شخص کے اس طرز عمل کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبیلہ بنی سلمہ کی سرداری سے بھی ہٹا دیا۔

ولما نزلت قال النبي صلى الله عليه وسلم لبني سلمة وكان الجُد بن قيس منهم "من سيدكم يا بني سلمة" قالوا: جُد بن قيس، غير انه بخيل جبان فقال النبي صلى الله عليه وسلم واي داء ادویٰ من البخل بل سيدكم الفتیٰ الابيض بشر بن البراء بن معرور۔

یعنی اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی سلمہ سے فرمایا تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے کہا جد بن قیس مگر وہ بخیل اور بزدل ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخل سے بڑھ کر اور کونسی بیماری ہو سکتی ہے۔ تمہارا سردار یہ نہیں بلکہ جوانمرد خوبصورت جوان بشر بن براء بن معرور (رضی اللہ عنہ) تمہارا سردار ہے۔ (القرطبی)

## جہاد چھوڑنا بڑی برائی اور فتنہ ہے

ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ تو کہہ رہے ہیں کہ جہاد میں جا کر ہمیں گناہ اور فتنے میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے حالانکہ برائی اور فتنے میں تو یہ لوگ مبتلا ہو چکے ہیں۔ مراد اس برائی اور فتنے سے جہاد میں نہ جانا ہے۔

اي ان كان انما يخشىٰ من نساء بني الاصفر وليس ذلك به فما سقط فيه من الفتنة بتخلفه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم والرغبة بنفسه عن نفسه اعظم

یعنی جس فتنے سے بچنے کی وہ بات کر رہا تھا وہ تو ابھی ہوا ہی نہیں تھا یعنی رومی عورتوں سے گناہ کا فتنہ جبکہ جس فتنے میں وہ گر چکا تھا وہ تو بڑا فتنہ تھا اور وہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں پیچھے رہ جانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان مبارک سے اپنی جان کو زیادہ عزیز رکھنا۔ (ابن کثیر)

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

اي في الاثم والمعصية وقعوا وهي النفاق والتخلف عن النبي صلى الله عليه وسلم

گناہ اور معصیت میں تو وہ مبتلا ہو چکے تھے اور وہ معصیت تھی نفاق اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر جہاد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے پیچھے رہ جانا۔ (القرطبی)

تفسیر مظہری میں ہے:

یعنی مصیبت اور خرابی تو وہ ہے جس میں یہ خود پڑے ہوئے ہیں مراد یہ ہے کہ جہاد کو نہ جانا اور نفاق کا ظاہر ہو جانا ہی ان کی خرابی ہے۔ (تفسیر مظہری)

## فائدہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم جہاد میں گئے تو ہم کمزور ہیں ہم بھاگ جائیں گے اس لئے ہم جہاد میں نہیں جاتے۔ ان لوگوں کو اس آیت مبارکہ میں غور کرنا چاہئے اور اس قسم کی باتوں سے بچنا چاہئے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## آیت مبارکہ کے دو اور مفہوم

آیت مبارکہ کا ایک مفہوم تو شان نزول کے ساتھ بیان ہو گیا، مفسرین حضرات نے اس آیت کے دو مزید مفہوم بھی بیان فرمائے ہیں:

❶ فتنہ سے مراد گناہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ بعض منافقین نے کہا کہ آپ ہمیں جہاد میں نہ جانے کی اجازت دے دیجئے کیونکہ اگر ہم بغیر اجازت اپنے گھروں میں رک گئے تو ہم گناہگار ہو جائیں گے تو آپ ہمیں گناہگار نہ کیجئے ان کو جواب دیا گیا کہ تم گناہ میں تو مبتلا ہو چکے ہو کیونکہ تم جہاد میں جانا ہی نہیں چاہتے ہو۔

❷ بعض منافقین نے کہا کہ ہماری زمینوں اور گھر بار کا مسئلہ ہے آپ ہمیں جہاد میں لے جا کر پریشانی اور آزمائش میں نہ ڈالیں کیونکہ اگر ہم جہاد میں گئے تو زمینیں خراب ہو جائیں گی اور ہمارے بعد ہمارے مال اور بیوی بچوں کا کوئی نگران نہ ہوگا تو یہ سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔ ان کو جواب دیا گیا کہ جہاد چھوڑ کر اور نفاق میں پڑ کر تم تباہ تو ہو ہی چکے ہو اب اس سے بڑھ کر اور کیا تباہی ہوگی۔ امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

**ولا تفتنی ولا توقعنی فی الفتنة وھی الاثم بان لاتاذن لی فانی ان تخلفت بغیر اذنك اثمت، اولا تلقنی فی الھلکة فانی ان خرجت معك ھلك مالی وعیالی. (المدارك)**

تفسیر مظہری میں ہے:

بعض علماء نے آیت کا مطلب اس طرح بیان کیا ہے (کہ) آپ مجھے خود ساتھ نہ جانے کی اجازت دے دیجئے ایسا نہ ہو کہ آپ کے حکم کی خلاف ورزی کر کے میں گناہ میں پڑ جاؤں اور آپ کی اجازت نہ ہونے کے باوجود بیٹھ رہوں۔

بعض لوگوں کے نزدیک فتنہ سے مراد ہے مال اور بیوی بچوں کی بربادی۔ یعنی میرے بعد ان کا کوئی نگران نہ رہے گا اور سب کی تباہی ہو جائے گی۔ (تفسیر مظہری)

صاحب روح المعانی نے ایک چوتھا معنی یہ بیان کیا ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وقال ابو مسلم: ای لاتعذبنی بتکلیف الخروج فی شدة الحر

یعنی مجھے اتنی سخت گرمی میں جہاد کے لئے نکال کر تکلیف میں نہ ڈالئے۔

## فائدہ

آیت مبارکہ کے یہ چار مفہوم دیکھ کر اس بات کو سمجھا جاسکتا ہے کہ منافق جہاد میں نہ جانے کے لئے کیا کیا بہانے بناتے ہیں، پس ہر مسلمان ان کی روشنی میں اپنے دل کا جائزہ لے اور اسے نفاق کے حیلوں سے دور رکھے۔

اللہ پاک ہم سب کی نفاق سے حفاظت فرمائے۔

## جہنم نے ان کو گھیر لیا ہے

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

وان جهنم لمحيطة بالكافرين الآن لان اسباب الاحاطة معهم اوهي تحيط بهم يوم القيامة.(المدارك)

یعنی جہنم نے ان کو ابھی سے گھیر لیا ہے کیونکہ جہنم میں جانے کے اسباب ان کے پاس جمع ہو چکے ہیں یا جہنم انہیں قیامت کے دن گھیرے گی۔

امام رازیؒ نے یہ عجیب نکتہ لکھا ہے کہ آیت مبارکہ کے اس حصے میں منافقین کی اس حالت کا بیان ہے جس میں وہ پھنس چکے ہیں۔ان کی حالت کا خلاصہ یہ ہے:

1. وہ ایمان اور اس کی حلاوت سے محروم ہیں
2. لوگوں میں ان کا نفاق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی دشمنی ظاہر ہو چکی ہے
3. انہوں نے دنیا کے مال و جاہ ہی کو کامیابی سمجھ رکھا ہے
4. وہ نہ چاہنے کے باوجود دن رات اسلام کی قوت اور ترقی دیکھ رہے ہیں
5. ان کو ہر وقت اپنی جان، مال اور اولاد پر خوف کے سائے منڈلاتے نظر آتے ہیں

الغرض وہ شدید جہالت اور سخت خوف کے مشترکہ عذاب میں مبتلا ہیں۔(ان کے لئے نہ دنیا ہے نہ آخرت) اسی کو فرمایا گیا کہ جہنم نے ان کو گھیر لیا ہے۔

(یعنی آخرت میں تو جہنم میں جانا ہی ہے دنیا میں بھی اس جہنم کے اثرات ان کو گھیرے ہوئے ہیں) (مفہوم تفسیر کبیر)

آیت کی تفسیر تو وہی ہے جو اوپر تفسیر المدارک کے حوالے سے بیان ہوئی جبکہ امام رازیؒ کا یہ کلام اس کیفیت کا بیان ہے جو اس طرح کے جہنمی لوگوں پر مسلط رہتی ہے۔العیاذ باللہ......

تفسیر ماجدی میں بھی اس کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دین کو معصیت اور طاعات کو بلا سمجھنے والے کم از کم عہدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دورانِ نزولِ قرآن میں تو امن میں نہ رہ سکے، صحابہ کرام سربکف سرگرم جہاد رہے اور دنیا میں بھی ہر طرح کامیاب و منصور...... منافقوں نے جتنی تمنائیں احکام دین سے بچنے کی کیں اور زیادہ ہدفِ مصائب بنتے گئے۔ (تفسیر ماجدی)

## خود کو جہاد سے مستثنیٰ رکھنے والے

حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

مستثنین کی پہلی جماعت تو جانے کے لئے تیار نہیں تھی، دوسری جماعت کا ذکر اس آیت میں ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں ہم اگر گئے تو وہاں کام نہیں کریں گے کیونکہ ہمیں کسی رومی عورت کے حسن پر مفتون ہو جانے کا خطرہ ہے۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ التَّوبَة مَدَنِيَّة آیت ۵۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ

اگر تمہیں آسائش حاصل ہوتی ہے تو انہیں بری لگتی ہے اور اگر کوئی مشکل پڑتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم

أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُونَ ۝۵۰

نے تو اپنا کام پہلے سنبھال لیا تھا اور خوشیاں مناتے لوٹ جاتے ہیں

## خلاصہ

یہ منافقین خود کو مسلمان کہلواتے ہیں حالانکہ ان کی اسلام دشمنی اور دل کی گمراہی کا یہ عالم ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد میں فتح غنیمت اور کامیابی ملتی ہے تو ان کو تکلیف پہنچتی ہے یعنی ان کا دل جلنے لگتا ہے اور اگر آپ کو جہاد میں ظاہری طور پر کسی پریشانی یا شکست وغیرہ کا سامنا ہوتا ہے تو یہ لوگ بہت خوش ہو کر کہتے ہیں کہ اچھا ہوا کہ ہم نے احتیاط، حکمت اور دوراندیشی سے کام لیا اور ان کے ساتھ نہیں گئے اور ہم نے اپنے بچاؤ کی جو تدبیریں کیں کہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں نہیں نکلے اور کافروں سے اچھے تعلقات بنا کر رکھے وہ تدبیریں کام آگئیں......

## اقوال و حوالے

### اپنی دوراندیشی کا وہم

"حَسَنَةٌ سے فتح اور مال غنیمت مراد ہے۔ مُصِيبَةٌ سے مراد شکست یا مشقت و دشواری جیسے احد کے دن ہوئی تھی" یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنگ میں کسی طرح کی شکست یا مشقت پڑتی ہے تو منافق اپنے شریک نہ ہونے اور ساتھ نہ جانے پر خوش ہوتے ہیں اور اپنی دوربینی کی تعریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے تو اس مصیبت کے آنے سے پہلے ہی وہ بات اختیار کر لی تھی جو ہمارے لئے زیادہ مناسب اور مفید تھی کہ ہم شریک ہی نہ ہوئے يَتَوَلَّوْا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یا اپنے مجمع کی طرف سے یا اپنے اس بیان کے بعد خوش خوش چلے جاتے ہیں اور مسلمانوں کی مصیبت سے شاد ہوتے ہیں۔ (مظہری)

### منافقین کی عقلمندی اور احتیاطی تدابیر

منافقین ایسے بدنصیب ہیں کہ جہاد اور شہادت سے محرومی پر خوشیاں مناتے ہیں گویا کہ جہنم کا مستحق بننے کو اپنی عقلمندی سمجھتے ہیں۔ اس آیت میں فرمایا گیا کہ مسلمانوں کی ظاہری شکست کے وقت وہ کہتے ہیں قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِنْ قَبْلُ یعنی ہم نے پہلے سے ہی احتیاطی تدابیر اختیار کر لی تھیں...... یہ احتیاطی تدابیر کیا تھیں؟ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں:

یعنون به التخلف والقعود عن الحرب والمداراة مع الکفرة وغیر ذلك من امور الکفر والنفاق قولا وفعلاً

یعنی منافقین اپنی جس عقلمندی اور پیش بندی کا تذکرہ کرتے تھے اس سے مراد یہ تھی کہ وہ جہاد میں نہیں گئے، گھر بیٹھے رہے، کافروں سے دوستی رکھی اور قول وفعل کے اعتبار سے کفر ونفاق میں مبتلا رہے۔ (روح المعانی)

یہی تھی ان کی عقلمندی، پیش بندی اور احتیاطی تدابیر۔ نعوذ باللہ من ذالک

## کامیاب وہ ہے جو فرض ادا کرے

''منافقین کی یہ حالت ہوتی ہے کہ مسلمانوں کی کامیابی انہیں ناگوار گزرتی ہے اور اگر سوئے اتفاق انہیں تکلیف پہنچے تو خوشی سے پھولے نہیں سماتے اور کہتے ہیں کہ ہم نے پہلے ہی عقلمندی سے کام لے کر اس میں شرکت نہیں کی، ہمیں تو پہلے ہی خیال تھا کہ اس کا یہی انجام ہوگا...... کاش وہ اس بات کو سمجھتے کہ کامیابی تو صرف مسلمانوں ہی کے لئے مخصوص ہے کیونکہ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ (تفسیر الفرقان)

بے شک فرض ادا کرتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا کامیابی اور فرض چھوڑ کر پوری دنیا کی بادشاہت پالینا خسارہ اور ناکامی ہے۔

## حسنة و مصيبة کا مصداق

امام ابوحیان ؒ لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حسنۃ سے مراد بدر کا دن اور مصیبۃ سے مراد احد کا دن ہے، ممکن ہے یہ قول تمثیل پر مبنی ہو۔

(یعنی بھلائی کی مثال بدر کا دن اور تکلیف کی مثال احد کا دن) ویسے حسنۃ اور مصیبۃ کا لفظ عام ہے اس سے ہر طرح کی بھلائی اور تکلیف مراد ہو سکتی ہے البتہ آیت کا سیاق بتاتا ہے کہ مراد جہاد کی بھلائی اور تکلیف ہے اسی لئے مفسرین کہتے ہیں کہ حسنۃ سے مراد فتح اور غنیمت اور مصیبۃ سے مراد شکست اور ہزیمت۔

قال ابن عباس: الحسنة یوم بدر والمصيبة یوم أحد وینبغي ان یحمل قوله علی التمثیل، واللفظ عام في کل محبوب ومکروه وسیاق الحمل یقتضي ان یکون ذلك في الغزو ولذلك قالوا: الحسنة الظفر والغنیمة والمصيبة الخیبة والهزیمة (البحر المحیط)

## عجیب نکتہ

تفسیر ماجدی میں یہ عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے کہ مسلمان کے لئے تو جہاد میں خیر ہی خیر ہے، معصیت تو کوئی ہے ہی نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تو اس آیت میں جو لفظ مُّصِيْبَةٌ آیا ہے یہ منافقین کے نقطۂ نظر کے اعتبار سے ہے کہ وہ جس چیز کو مصیبت سمجھتے تھے یعنی دنیاوی نقصان......

حَسَنَةٌ مُّصِيْبَةٌ دونوں لفظوں کا استعمال منافقین کے نقطۂ نظر سے ہے یعنی اس مادی دنیا کا نفع وضرر۔

(تفسیر ماجدی)

## ایک دلچسپ عبارت

''منافقین کی عادت تھی جب مسلمانوں کو غلبہ وکامیابی نصیب ہوتی تو جلتے اور کڑھتے تھے اور اگر کبھی کوئی سختی کی بات پیش آ گئی مثلاً کچھ مسلمان شہید یا مجروح (زخمی) ہو گئے تو فخریہ کہتے کہ ہم نے از راہ دور اندیشی پہلے ہی سے اپنے بچاؤ کا انتظام کر لیا تھا، ہم سمجھتے تھے کہ یہی حشر ہونے والا ہے لہٰذا ان کے ساتھ گئے ہی نہیں۔ غرض ڈینگیں مارتے ہوئے اور خوشی سے بغلیں بجاتے ہوئے اپنی مجلسوں سے گھروں کو واپس جاتے تھے۔ (تفسیر عثمانی)

عصر حاضر کے مغرب زدہ دانشوروں کا طرز عمل بھی مجاہدین کی فتح وشکست کے وقت اسی طرح کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ پر رحم فرمائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۵۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ

کہہ دو ہمیں ہرگز نہ پہنچے گا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے لکھ دیا وہی ہمارا کارساز ہے اور اللہ تعالیٰ

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿٥١﴾

ہی پر چاہیے کہ مومن بھروسہ کریں

## خلاصہ

ایمان والے کبھی بھی مصیبت کے ڈر سے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے سے نہیں رُکتے۔ وہ جانتے ہیں کہ جو تقدیر میں لکھا ہوا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ پھر جہاد اور دیگر فرائض کو موت اور شکست کے ڈر سے کیوں چھوڑا جائے۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار اور ولی ہے وہ ان کے لئے جو کچھ مقدر فرماتا ہے اس میں ان کے لئے خیر ہی خیر ہوتی ہے۔ فتح مقدر فرمائے تب بھی خیر اور شہادت وزخم عطاء فرمائے تب بھی خیر۔ پس اسی قانون کو مدنظر رکھ کر ایمان والوں کو ظاہری اسباب پر نظر نہیں رکھنی چاہئے اور نہ ہی ظاہری تدبیروں کو سب کچھ سمجھنا چاہئے بلکہ ان کو چاہئے کہ صرف اللہ تعالیٰ پر ہی توکل رکھیں۔ (شریعت کے مطابق اسباب اختیار کریں مگر منافقوں کی طرح اسباب اور تدبیر کو سب کچھ نہ سمجھیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل کریں)

## اقوال وحوالے

### ایمان والوں کے لئے ہر حالت میں خیر ہے

"قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا یعنی آپ ان سے فرمادیجئے کہ ہمیں وہی حالت پیش آئے گی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمادی ہے، خوشحالی، خوبی اور بہتری ہو یا کسی قسم کا کوئی حادثہ ہو جائے یا دکھ تکلیف سے دوچار ہو جائیں یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے مقرر اور مقدر ہے هُوَ مَوْلٰىنَا اللہ ہمارا مددگار ہے ہمارا ولی ہے ہم اس کی قضاء وقدر پر راضی ہیں، سب کچھ اسی کی طرف سے ہے، اور ہماری ہر حالت میں اس نے خیر رکھی ہے، فتح ظفر ہو جائے، مال غنیمت مل جائے تو یہ بھی خیر ہے اگر تکلیف پہنچ جائے تو اجر وثواب کے اعتبار سے وہ بھی خیر ہے اور ہم میں سے جو لوگ جام شہادت نوش کرتے ہیں یہ بھی خیر ہے وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اور مومنین ہمیشہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں اپنے سارے امور اللہ ہی کے سپرد کریں اور اسی سے خیر وخوبی اور خوشحالی کی امید رکھیں، مومنین کا بھروسہ صرف اللہ پر ہے وہ اسباب بھی اختیار کر لیتے ہیں لیکن بھروسہ اسباب پر اور ہتھیاروں پر اور اپنی قوت اور طاقت پر نہیں کرتے۔ اسباب کو اختیار کرنا تقدیر اور توکل کے خلاف نہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے توکل بھی سکھایا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور اسباب بھی اختیار فرمائے اور اسباب اختیار کرنے کا حکم بھی دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا اور جو کر کے دکھایا اہل ایمان اسی کو اختیار کرتے ہیں نہ ترک اسباب کریں اور نہ اسباب پر بھروسہ رکھیں۔" (انوار البیان)

## مومن کو کوئی سختی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے نہیں روک سکتی

"یعنی سختی یا نرمی جو جس وقت کے لئے مقدر ہے وہ ٹل نہیں سکتی نہ دنیا میں اس سے (بچنے کے لئے) کوئی چارہ ہے، مگر ہم چونکہ ظاہر و باطن سے اللہ تعالیٰ کو اپنا حقیقی مولا اور پروردگار سمجھتے ہیں، لہٰذا ہماری گردنیں اس کے فیصلے اور حکم کے سامنے جھکی ہوئی ہیں، کوئی سختی اس کی فرمانبرداری سے باز نہیں رکھتی اور اسی پر ہم کو بھروسہ ہے کہ وہ عارضی سختی (یعنی تکلیف) کو آخرت میں یقیناً اور بسا اوقات دنیا میں بھی راحت وخوشی سے تبدیل کر دے گا۔" (تفسیر عثمانی، تسہیل)

## مومن کا اعتماد صرف اللہ تعالیٰ پر

"انہیں کہہ دیجئے ہمارا اعتماد اللہ تعالیٰ پر ہے اور ہمیں جو چیز پہنچے گی وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پہنچے گی اور اس میں ہمارے لئے کوئی نہ کوئی بہتری ہوگی۔" (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## جو تقدیر پر ایمان رکھے گا وہی غالب رہے گا

"ایک مسلمان جب تقدیر کے آگے اپنی گردن خم کر لیتا ہے تو دنیا کے تمام باطل پرستوں کے آگے سربلند ہو جاتا ہے، وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ خدا کی مرضی کے بغیر مجھے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔" (تفسیر الفرقان)

یعنی تقدیر پر پختہ ایمان مومن کو بہت مضبوط کر دیتا ہے، پھر وہ موت کے ڈر سے جہاد ترک نہیں کرتا اور نہ ہی دشمنوں کی طاقت اور قوت سے مرعوب ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ سب کچھ اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے اور اللہ پاک ایمان والوں کے ساتھ ہے...... یہی وہ کیفیت ہے جو منافقین کو نصیب نہیں ہو سکتی...... جیسا کہ پچھلی آیت میں گزر چکا ہے۔

## فائدہ

امام رازیؒ نے قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا کے تین معانی بیان فرمائے ہیں اور امام ابوحیانؒ نے هُوَ مَوْلٰىنَا کے تین معانی بیان فرمائے ہیں۔ یہ دونوں مفید بحثیں تفسیر کبیر اور تفسیر البحر المحیط میں ملاحظہ فرمالیں۔

## عجیب نکتہ

تفسیر مظہری میں ہے کہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا ہے کہ مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں خیر ہی خیر ہے کیونکہ فرمایا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا اور لَنَا کا معنی ہوا ہمارے فائدے کے لئے۔

پس مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں ہمارے فائدے کے لئے جو کچھ لکھ دیا ہے وہ ہمیں پہنچ کر رہے گا (فتح ہو یا شہادت)۔ یہاں لَنَا کی جگہ عَلَيْنَا نہیں فرمایا، پس معلوم ہوا کہ ہمارے لئے نقصان کی کوئی بات نہیں۔

(خلاصہ تفسیر مظہری)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی تقدیر کا مالک اللہ ہے اور وہ ہمارا مولیٰ ہے پھر ہم کسی دشمن سے یا برے حالات سے ڈر کر جہاد کیوں چھوڑیں؟

## عظیم الشان تحفہ

یہ آیت مسلمانوں کے لئے ایک عظیم الشان تحفہ، بہت بڑی تسلی اور بہت بلند بشارت ہے، اگر ہم اس کو اپنے دل کا یقین بنالیں تو پھر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی طاقت کا رعب دل سے نکل جائے گا اور مسلمان کو اپنے ہر طرف کامیابی ہی کامیابی نظر آنے لگے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقدیر پر کامل ایمان عطاء فرمائے اور ہمیں اس بات کا یقین نصیب فرمائے کہ وہ صرف ایمان والوں ہی کا مولیٰ (ناصر و مددگار) ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذات پر پورا توکل نصیب فرمائے۔ (آمین)

تفسیر ماجدی میں ہے:

سکون خاطر، یکسوئی قلب، اطمینان و فراغت کا یہ آسان سستا اور موثر نسخہ کتنی بار کا آزمایا ہوا ہے، بدنصیب ہیں وہ لوگ جو اس کی طرف سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ (تفسیر ماجدی)

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

**قیل فی اللوح المحفوظ وقیل: ما اخبرنا بہ فی کتابہ من انّا امّا ان نظفر فیکون الظفر حسنٰی لنا وامّا ان نقتل فتکون الشہادۃ اعظم حسنٰی لنا (القرطبی)**

یعنی اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے یا قرآن پاک میں ہمیں بتادیا ہے کہ اگر ہم نے فتح پائی تو یہ فتح ہمارے لئے بھلائی ہے اور اگر ہم قتل کر دیے گئے تو شہادت ہمارے لئے (فتح سے بھی) بڑی بھلائی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۵۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ

کہہ دو تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے ایک کے منتظر ہو اور ہم تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں

بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ فَتَرَبَّصُوْٓا

کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہاں سے تم پر کوئی عذاب نازل کرے یا ہمارے ہاتھوں سے تم بھی انتظار کرو

اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝۵۲

ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتے ہیں

### خلاصہ

جہاد میں نکلنے والے مومنوں کے لئے دونوں حالتوں میں خیر ہی خیر ہے انہیں فتح ملے تب بھی ان کے لئے اچھائی ہے اور ان کو شہادت ملے تب بھی ان کے لئے اچھائی ہے۔ اس لئے وہ منافق جو خود کو دور اندیش سمجھ کر جان بچانے کے لئے گھر بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس بات کی توقع نہ کریں کہ مجاہد مسلمانوں کو کوئی برائی پہنچے گی۔ وہ واپس آ گئے تب بھی خیر پانے والے ہوں گے اور واپس نہ آئے اور شہید ہو گئے تب بھی خیر پانے والے ہوں گے۔ مگر ناکامی تو منافقوں کے لئے ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے نفاق اور شرارتوں پر خود بلا واسطہ سزا دی تب بھی وہ ناکام اور اگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان سے لڑنے کی اجازت دے دی تب بھی وہ ناکام۔

پس مسلمان اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے کا انتظار کریں اور منافق شیطان کے وعدوں کے پورا ہونے کا انتظار کریں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کے وعدے پورے ہوں گے۔ تب معلوم ہو جائے گا کہ مومنوں اور منافقوں میں سے زیادہ انجام بین اور دور اندیش کون تھا۔

### اقوال و حوالے

#### مسلمان کے لئے ناکامی نہیں

"مسلمان تو ایک لمحے کے لئے بھی ناکام نہیں رہ سکتا، وہ اگر جہاد فی سبیل اللہ میں مر جاتا ہے تو بہرہ اندوز شہادت ہوتا ہے، اور اگر زندہ رہا تو غازی ہونے میں کلام نہیں، فرض ادا کرنا تھا اور وہ ہو گیا۔ رہے مخالفین اسلام، ان کی حالت یہ ہے کہ چونکہ وہ اسلام کے دشمن ہیں اس لئے بالکل ممکن ہے کہ آفات ارضی و سماوی سے تباہ ہو جائیں یا مسلمانوں کے ہاتھ سے ذلیل ہوں اگر انتظار کرنا ہے تو کر دیکھو" (تفسیر الفرقان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## خطاب کافروں یا منافقوں کو ہے

”آپ کہہ دیجئے کہ تم تو ہمارے حق میں دو بہتریوں میں سے ایک بہتری کے ہی منتظر رہتے ہو“ یہ خطاب کافروں یا منافقوں کو ہے احدی الحسنیین دو اچھے نتیجوں میں سے ایک نتیجہ شہادت (ہے) جو دخول جنت اور دوامی زندگی کے حصول کا ذریعہ ہے دوسرا فتح اور مال غنیمت...... یعنی تم ہمارے قتل ہو جانے کی تمنا کررہے ہو اور قتل ہو جانا تمہاری نظر میں برا ہے مگر ہمارے لئے وہ بھی سراسر بھلائی ہے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے کے لئے) نکلا ہو اور اس کے نکلنے کا سبب سوائے اللہ پر ایمان رکھنے اور اللہ کے پیغمبروں کو سچا جاننے کے سوا کچھ نہ ہو تو اللہ نے اس کے لئے وعدہ فرمالیا ہے کہ یا تو حاصل کردہ ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ اس کو (صحیح سالم) واپس کردوں گا یا (بصورت شہادت) جنت میں داخل کردوں گا (متفق علیہ) یعنی دو چیزوں میں سے ایک اس کو ضرور عطاء کروں گا (فتح یا جنت) لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا کہ فتح کے ساتھ جنت نہیں مل سکتی۔

**وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ يُصِيبَكُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا**

اور ہم تمہارے حق میں اس کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ تم پر کوئی عذاب واقع کرے گا (خواہ) اپنی طرف سے (دنیا اور آخرت میں) یا ہمارے ہاتھوں سے......

خطاب اگر کافروں کو ہو تو مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے ہم پر فتح پائی تو اللہ تعالیٰ آخرت میں تم کو عذاب دے گا اور اگر تم نے شکست کھائی تو ہمارے ہاتھوں سے کفر کی حالت میں مارے جاؤ گے اور دوامی عذاب کے مستحق بنو گے اور اگر خطاب منافقوں سے ہو تو مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارا کفر ظاہر نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ تمہیں گذشتہ اقوام کی طرح تباہ کرکے جہنم میں ڈالے گا اور اگر تم نے کفر کا اعلان کردیا تو کفر کی وجہ سے مسلمانوں کے ہاتھوں سے مارے جاؤ گے۔ (مظہری تسہیل) (اکثر مفسرین کے نزدیک خطاب منافقوں سے ہے)

## ہمیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی ہر حالت محبوب ہے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی راحت و رنج دونوں ہمیں محبوب ہیں اور ہم تو اس بات کے منتظر ہیں کہ تم پر کب عذاب نازل ہوتا ہے یا ہمیں کب حکم دیا جاتا ہے کہ تمہیں سزا دیں۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## انتظار کرو

ارشاد فرمایا: **فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ** یعنی تم بھی انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتے ہیں:

1. تم ہمارے انجام کا انتظار کرو اور ہم تمہارے انجام کا انتظار کرتے ہیں۔ یقیناً جب تم اور ہم اپنا انجام پالیں گے تو تم وہ چیز دیکھو گے جو ہمیں خوش کرنے والی ہوگی اور ہم وہ چیز دیکھیں گے جو تمہیں غم میں ڈالنے والی ہوگی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فاذا لقي كل منا ومنكم ما يتربصه لا نشاهد الا مايسؤكم ولا تشاهدون الا مايسرنا۔ (روح المعانی)

❷ تم شیطان کے وعدوں کا انتظار کرو اور ہم اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کا انتظار کرتے ہیں جن میں اسلام کے غلبے اور دشمنوں کے خاتمے کی بشارت ہے۔

فتربصوا مواعيد الشيطان انا متربصون مواعد الله تعالىٰ من اظهار دينه واستئصال من خالفه۔ (قرطبی، روح المعانی)

❸ بہرحال تم اور ہم دونوں کو ایک دوسرے کا انجام دیکھنے کے لئے منتظر رہنا چاہئے، آخر معلوم ہو جائے گا کہ دونوں میں زیادہ انجام بین اور دور اندیش کون تھا۔ (تفسیر عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۵۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝۵۳

کہہ دو تم خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا بے شک تم نافرمان لوگ ہو

## خلاصہ

کچھ منافقین نے کہا تھا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں تو نہیں جاسکتے البتہ جہاد کے لئے مالی تعاون کریں گے۔ان سے فرمایا گیا کہ تمہارا مال اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہے کیونکہ تم سرکش اور متکبر لوگ ہو۔

## شان نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ یہ آیت جد بن قیس کے بارے میں نازل ہوئی اس نے کہا مجھے جہاد سے تو چھٹی دے دیجئے البتہ میں مالی تعاون کر دیتا ہوں۔

قال ابن عباس: نزلت فی الجد بن قیس اذ قال ائذن لی فی القعود وهذا مالی اعینك به (القرطبی)

## آیت مبارکہ عام ہے

آیت اگرچہ ایک خاص واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر اس کا حکم عام ہے۔امام رازیؒ لکھتے ہیں:

واعلم ان السبب وان کان خاصا الا ان الحکم عام۔(تفسیر کبیر)

”آیت کا سبب نزول خواہ جد بن قیس ہی کا واقعہ ہو لیکن آیت کے الفاظ عام ہیں جو تمام منافقین کو شامل ہیں۔

(انوار البیان)

## ان مالداروں کے لئے عبرت ہے جو مال خرچ کرنے کو ہی کافی سمجھتے ہیں

”آیت کے اندر ہماری قوم (یعنی مسلمانوں) کے امراء ورؤساء کے لئے بڑی عبرت پوشیدہ ہے جو پختگی ایمان اور حسن عمل کی طرف سے غافل محض اپنے بھاری چندوں پر نازاں اور انہیں پر تکیہ کیے رہتے ہیں،مالی اعانت بھی بلاشبہ بہت بڑی خدمت ہے دین کی......لیکن نفسِ ایمان اور ایمانِ صحیح کا وجود ان پر بھی مقدم ہے۔(تفسیر ماجدی)

## قبولیت کے دو معنی

قبول نہ کیے جانے کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ ان سے لیا ہی نہیں جائے گا اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو اجر و ثواب نہیں ملے گا۔

ونفي التقبل يحتمل ان يكون بمعنى عدم الاخذ منهم، ويحتمل ان يكون بمعنى عدم الاثابة عليه۔ (روح المعاني)

صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ دونوں معنیٰ لینے کی گنجائش ہے۔

## ایسے مال کی کوئی قدر نہیں ہے

"گزشتہ آیات میں منافقین کے جو حالات بیان کیے گئے تھے، ان کی وجہ سے مسلمانوں نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی تو اس دباؤ میں آ کر انہوں نے مذہبی چندوں میں حصہ لینا شروع کر دیا، ان سے کہا جاتا ہے کہ اگر تم اس تعلیم (اسلام اور حکم جہاد) کو صحیح سمجھتے ہیں ہو تو اس کی خاطر جان دینے کو تیار ہو جاؤ، اس وقت اسلام کو اسی جانی قربانی کی ضرورت ہے، اگر اس کے لئے تیار ہو تو پھر مال بھی قبول کیا جا سکتا ہے اور اگر یہ نہیں تو روپیہ دینا بے سود ہے اور شریعت کی نظر میں اس روپیہ کی کوئی عزت نہیں، تم سے بڑھ کر اور کون بے حیاء ہوگا کہ اپنا خون تو بہاتے نہیں جس کی اس وقت ضرورت ہے اور روپیہ دے کر اس کو ٹالنا چاہتے ہو۔" (تفسیر الفرقان)

"چونکہ تم میں قانون شکنی کے جذبات موجود ہیں اس لئے بسوئے جہاد تمہارا چندہ قبول نہیں کیا جائے گا۔" (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## بے اعتقاد کا مال قبول نہیں

جد بن قیس نے رومی عورتوں کے فتنہ کا بہانہ کر کے یہ بھی کہا تھا کہ حضرت! میں بذات خود نہیں جا سکتا، لیکن مالی اعانت کر سکتا ہوں، اس کا جواب دیا کہ بے اعتقاد کا مال قبول نہیں خواہ خوشی سے خرچ کرے یا ناخوشی سے، یعنی خوشی سے خدا کے راستہ میں خرچ کرنے کی ان کو توفیق کہاں وَلَا یُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ تاہم اگر بالفرض خوشی سے بھی خرچ کریں تو خدا قبول نہیں کرے گا اس کا سبب اگلی آیت میں آتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

کئی مفسرین حضرات نے طوعا و کرہا کے معنی یہ کیے ہیں کہ خرچہ کی دو قسمیں تھیں ایک وہ جو ان پر لازم کیا جاتا تھا اور دوسرا وہ جو لازم نہیں کیا جاتا تھا لازم کو کَرْهًا اور غیر لازم کو طَوْعًا کہا گیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ التَّوْبَة مَدَنِيَّة آیت ۵۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا

اور ان کے خرچ کے قبول ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ انہوں نے

بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے کفر کیا اور نماز میں سست ہو کر آتے ہیں

وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور ناخوش ہو کر خرچ کرتے ہیں

## خلاصہ

ان کا مال قبول نہ کیے جانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ اسلام کا دعویٰ کرنے کے باوجود یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے منکر ہیں اور ان کے منکر ہونے کی ظاہری علامت یہ ہے کہ یہ نماز میں بہت سستی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرنا ان پر بہت بھاری گزرتا ہے کیونکہ یہ اسے جرمانہ سمجھتے ہیں۔

## اقوال و حوالے

### یہ جہاد میں نہیں گئے اس لئے چندہ قبول نہیں

حضرت لاہوریؒ تحریر فرماتے ہیں:

”سفر جہاد کے لئے جو حکم ملا ہے اس میں انہوں نے نافرمانی کی ہے، اس لئے چندہ بھی منظور نہیں ہوگا“ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## ایک جامع عبارت

عربی تفاسیر میں اس آیت پر جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا خلاصہ درج ذیل عبارت میں آ گیا ہے:

ان کے صدقات کو قبول ہونے سے منع کرنے والی کوئی چیز اس کے علاوہ نہیں ہے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اور رسول کے ساتھ کفر کیا اور کفر کے ساتھ کوئی عمل مقبول نہیں اور گو وہ اسلام کے مدعی ہیں اور کفر کو چھپائے ہوئے ہیں، لیکن ان کا کفر ان کے ڈھنگ (یعنی اعمال اور انداز) سے ظاہر ہوتا رہتا ہے۔

نماز جو ایمان کے بعد سب سے بڑا فریضہ ہے اور جو ایمان کی سب سے بڑی اور سب سے پہلی علامت ہے اس کے لئے آتے ہیں تو سستی کے ساتھ ہارے جی آتے ہیں گویا ان پر بہت بڑی مصیبت آ گئی ..... اور جب اللہ کی راہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں خرچ کرنے کا موقع آتا ہے تو مسلمانوں کو دکھانے کے لئے بددلی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں، جب ایمان نہیں تو آخرت کا یقین بھی نہیں، لہٰذا مال خرچ کرنے پر ثواب کی امید بھی نہیں، جب ثواب کی امید نہیں تو خوشدلی سے خرچ کرنے کی کوئی وجہ نہیں، لامحالہ بددلی سے خرچ کرتے ہیں۔ (انوار البیان)

## لوگوں کے سامنے نمازی

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا (نماز میں سستی کا مطلب یہ ہے کہ) جب لوگوں کے سامنے ہو تو ادا کرے اور جب اکیلا ہو تو چھوڑ دے اور ایسا وہی شخص کرتا ہے جو نماز ادا کرنے پر اجر اور چھوڑنے پر سزا کا یقین نہ رکھتا ہو۔ حاصل یہ کہ نفاق لامحالہ عبادات میں سستی کا ذریعہ بنتا ہے۔

قال ابن عباس: ان كان في جماعة صلّى وان انفرد لم يصل، وهو الذي لا يرجو على الصلوٰة ثواباً ولا في تركها عقاباً فالنفاق يورث الكسل في العبادة لا محالة. (القرطبی)

آگے لکھتے ہیں:

یہ لوگ بددلی سے خرچ کرتے ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کو تاوان اور نہ خرچ کرنے کو غنیمت سمجھتے ہیں۔ لانهم يعدونها مغرما ومنعها مغنما۔ (القرطبی)

## مسلمانوں کو ایک اہم نصیحت

"اس میں مسلمانوں کو بھی تنبیہ ہے کہ نماز میں سستی، کاہلی اور زکوٰۃ وصدقات سے دلی ناگواری پیدا ہونا علامت نفاق ہے، مسلمانوں کو کوشش کر کے ان علامات سے بچنا چاہئے۔" (معارف القرآن)

**جب نماز میں سستی نفاق کی علامت ہے تو نماز چھوڑنا کتنا بڑا جرم ہوگا**

"علماء نے لکھا ہے کہ جب محض کسلِ نماز (یعنی نماز میں سستی کرنا) نفاق کی علامت قرار پائی تو ترکِ نماز (یعنی نماز چھوڑنا) ظاہر ہے کس درجہ کی چیز ہوگی" (تفسیر ماجدی)

## ہم مسلمانوں کے لئے خوف کا مقام

"آیت میں ہم سب "نام کے مسلمانوں" کے لئے ڈرنے کی بات ہے، ظاہری اعمال (تو) منافقین کے بھی مسلمانوں ہی سے مشابہت رکھتے تھے، نام مسلمانوں کے سے، وضع ومعاشرت مسلمانوں کی سی، نمازیں بھی کسی نہ کسی طرح پڑھ لیتے تھے، خیر وخیرات بھی کچھ نہ کچھ دے نکلتے تھے، اس پر (یعنی اس کے باوجود) بھی حکم ان پر کفر اور فقدانِ ایمان ہی کا لگا!...... خدا نہ کرے کہ ہم کلمہ گوؤں میں سے کسی کا بھی یہ حشر ہو۔" (تفسیر ماجدی)

پس مسلمانوں کو چاہئے کہ جہاد کے عمل کو زندہ کریں تا کہ نفاق سے حفاظت رہے۔

★★★

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۵۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ

سو تو ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کر اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیا کی

بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾

زندگی میں انہیں عذاب دے اور کفر کی حالت میں ان کی جانیں نکلیں

### خلاصہ

مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ منافقوں کے زیادہ مال اور اولاد کو دیکھ کر متاثر نہ ہوں اور نہ اس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں اور نہ یہ سمجھیں کہ منافق تو بڑی اچھی حالت میں ہیں کیونکہ منافقوں کا مال اور اولاد ان کے لئے رحمت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔ وہ اس مال اور اولاد کی وجہ سے دنیا میں طرح طرح کی تکلیفیں، مشقتیں اور پریشانیاں اٹھاتے ہیں۔ اور اسی مال اور اولاد کے چھوٹ جانے کے ڈر سے جہاد میں بھی نہیں جاتے اور توبہ بھی نہیں کرتے چنانچہ ان کی موت بھی کفر کی حالت میں آتی ہے، یہ موت بھی بہت سخت ہوتی ہے اور اس کے بعد کا عذاب تو اور زیادہ سخت ہے۔

### خطاب عام ہے

ظاہری طور پر تو آیت میں خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر حقیقت میں یہ خطاب سب مسلمانوں کے لئے عام ہے۔

هذا الخطاب، وان كان في الظاهر مختصا بالرسول عليه السلام الا ان المراد منه كل المومنين، اى لا ينبغي ان تعجبوا باموال هؤلآء المنافقين والكافرين ولا باولادهم ولا بسائر نعم الله عليهم. (تفسیر کبیر)

### منافقوں کی مالداری سے متاثر نہ ہوں

**فَلَا تُعْجِبْكَ** : تفسیر مظہری میں ہے:

**اعجاب** کا معنیٰ ہے کسی پسندیدہ چیز پر خوش ہونا، مطلب یہ ہے کہ ہم نے (ان کو) جو دولت اور اولاد عطا کی ہے وہ پسندیدگی کے قابل نہیں یہ تو محض ایک ڈھیل ہے جو حقیقت میں وبال ہے۔ (مظہری)

تفسیر "البحر المحیط" میں ہے:

اے سننے والو! تم ان منافقوں کے مال کو پسند کی نظر سے نہ دیکھو اور نہ اس کی وجہ سے کسی فتنے میں پڑو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ولا یعجبک ایھا السّامع بمعنی لا یستحسن ولا یفتتن بما اوتوا من زینۃ الدنیا۔ (البحر المحیط)

جو مجاہدین دنیاداروں کے مال سے متاثر ہوتے ہیں اور اسے پسند کی نظر سے دیکھتے ہیں وہ اکثر حُبِّ دنیا کے فتنے میں مبتلا ہو کر جہاد سے محروم ہو جاتے ہیں۔ تفسیر ماجدی میں ہے: فقہاء نے اس آیت سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ کافروں، فاسقوں کی ظاہری نعمتوں کو دیکھ کر ان کے حال کو اچھا سمجھنا اور ویسی ہی کیفیت کی تمنا کرنا حرام ہے۔ (تفسیر ماجدی)

اور لکھتے ہیں:

مرشد تھانویؒ نے فرمایا کہ اس میں اہل ایمان کو تنبیہ ہے کہ اہل دنیا کے مال و زینت کو مستحسن (یعنی اچھا) نہ سمجھیں اور کہیں اس کے باعث آخرت کے عمل اور اس پر نظر کرنے سے محجوب نہ ہو جائیں۔ (تفسیر ماجدی)

تفسیر روح المعانی میں ہے:

ای لا یروقک شیء من ذلک فانہ استدراج لھم ووبال علیھم

یعنی ان منافقوں کا مال آپ کو بھلا نہ لگے کیونکہ وہ تو ان کے لیے ایک ڈھیل اور ان پر ایک وبال ہے۔ (روح المعانی)

## ان پر یہ عذاب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے ہے

"انہوں نے خدا تعالیٰ کو راضی نہیں کیا اللہ تعالیٰ بھی ان کو دنیا میں چین نہیں دے گا۔ ان کا مال اور اولاد ایک طرح پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے یہ چیزیں ان کے لئے موجب راحت نہیں ہوں گی بلکہ باعث مصیبت ہوں گی"۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## جامع تفسیر

"شبہ گزر سکتا تھا کہ جب یہ (منافق) ایسے مردود ہیں تو ان کو مال و اولاد وغیرہ نعمتوں سے کیوں نوازا گیا ہے۔ اس کا جواب دیا کہ یہ نعمتیں ان کے حق میں بڑا عذاب ہے، جس طرح ایک لذیذ اور خوشگوار غذا تندرست آدمی کی صحت وقوت کو بڑھاتی ہے اور فاسد الاخلاط مریض کو ہلاکت سے قریب تر کر دیتی ہے۔ یہی حال ان دنیوی نعمتوں مال و اولاد وغیرہ کا سمجھو۔ ایک کافر کے حق میں یہ چیزیں سوء مزاج (یعنی اس کے غلط مزاج) کی وجہ سے زہر ہلاہل (یعنی ہلاک کر دینے والا زہر) ہیں چونکہ کفار دنیا کی محبت میں غریق ہوتے ہیں اس لئے اوّل اس کے جمع کرنے میں بے حد کوفت اٹھاتے ہیں، پھر ذرا نقصان یا صدمہ پہنچ گیا تو جس قدر محبت ان چیزوں سے ہے اسی قدر غم سوار ہوتا ہے اور کوئی وقت اس کے فکر و اندیشہ اور ادھیڑ بن سے خالی نہیں جاتا، پھر جب موت ان محبوب چیزوں سے جدا کرتی ہے اس وقت کے صدمے اور حسرت کا تو اندازہ کرنا مشکل ہے۔ غرض دنیا کے عاشق اور حریص کو کسی وقت حقیقی چین اور اطمینان میسر نہیں، چنانچہ یورپ و امریکہ وغیرہ کے بڑے بڑے سرمایہ داروں کے اقوال اس پر شاہد (یعنی گواہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں باقی مومنین جو دولت اور اولاد کو (اپنا) معبود اور زندگی کا اصل نصب العین (یعنی مقصد) نہیں سمجھتے چونکہ ان کے دل میں حب دنیا کا مرض نہیں ہوتا اس لئے یہی چیزیں ان کے حق میں نعمت اور دین کی اعانت کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اس کے علاوہ اکثر کفار کثرت مال و اولاد پر مغرور ہو کر کفر و طغیان میں اور زیادہ شدید (یعنی مضبوط اور سخت) ہو جاتے ہیں جو اس کا سبب بنتا ہے کہ اخیر دم تک کافر ہی رہیں، نیز منافقینِ مدینہ جن کے حق میں یہ آیات نازل ہوئیں ان کا حال یہ تھا کہ بادل نخواستہ جہاد وغیرہ کے مواقع پر ریاء، نفاق سے مال خرچ کرتے تھے اور ان کی اولاد میں بعض لوگ مخلص مسلمان ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوتے تھے، یہ دونوں چیزیں منافقین کے منشائے قلبی (یعنی دل کی خواہش) کے بالکلیہ خلاف تھیں۔ اس طرح اموال و اولاد ان کے لئے دنیا میں عذاب بن گئے تھے۔

حضرت شاہ صاحب ؒ لکھتے ہیں:

”یعنی یہ تعجب نہ کر کہ بے دین کو اللہ نے نعمت کیوں دی، بے دین کے حق میں اولاد اور مال وبال ہے کہ ان کے پیچھے دل پریشان رہے اور ان کی فکر سے چھوٹنے نہ پائے مرتے دم تک، نہ تو بہ کرے یا نیکی اختیار کرے (یعنی مال اور اولاد کے چھوٹ جانے کے ڈر سے نہ تو جہاد کی نیکی کرتا ہے اور نہ نفاق سے توبہ کرتا ہے کیونکہ مال اور اولاد اس کی مجبوری بن جاتے ہیں)۔ (تفسیر عثمانی)

## ایک تفسیری قول

ایک قول یہ ہے کہ آیت میں تقدیم و تاخیر ہے اور مطلب یہ ہے:

فلا تعجبك اموالهم ولا اولادهم فى الحيٰوة الدنيا انما يريد الله ليعذبهم بها فى الآخرة

یعنی دنیا کی زندگی میں ان کا مال و اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالے۔ اللہ پاک چاہتا ہے کہ اس مال و اولاد کے ذریعہ آخرت میں ان کو عذاب دے۔ (ابن کثیر)

## سخت موت

وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ: زہوق کا اصل لغوی معنٰی ہے دشواری کے ساتھ نکلنا یعنی ان کی جانیں ٹوٹ ٹوٹ کر افسوس اور حسرت کے ساتھ نکلیں۔ (تفسیر مظہری)

## حب دنیا سے حفاظت

چونکہ غزوۂ تبوک کا بیان چل رہا ہے اور مال و اولاد کی محبت نے منافقوں کو ایمان اور جہاد سے محروم رکھا اس لئے اس آیت میں ایمان والوں کو حُبِّ دنیا سے بچنے کا سبق دیا گیا کہ تم منافقوں کی طرح نہ بنو ان کا مال و اولاد تو ان کے لئے دنیا و آخرت کا عذاب ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں:

”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا مال زیادہ ہوگا اس کا حساب سخت ہوگا اور جو زیادہ خرید و فروخت میں پڑے گا اس کے شیاطین زیادہ ہوں گے اور جو بادشاہ سے زیادہ قرب رکھے گا تو اللہ تعالیٰ سے زیادہ دور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے گا...... اور احادیث اس بارے میں بہت ہیں اور مقصود یہ ہے کہ دنیا کی طرف نہ جھکو اور اس میں خود کو تباہ نہ کرو اور دنیا کی کثرت پر فخر نہ کرو۔"

وذكر عبيد بن عمير ورفعه الى الرسول عليه السلام من كثر ماله اشتد حسابه ومن كثر تبعه كثرت شياطينه ومن ازداد من السلطان قرباً ازداد من الله بعدا والاخبار المناسبة لهذا الباب كثيرة والمقصود منها الزجر عن الارتكان الى الدنيا والمنع من التهالك في حبها والافتخار بها. (تفسير كبير)

## دو علمی تحفے

امام رازیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں حبِّ دنیا کی مذمت میں عجیب اور مفصل تقریر فرمائی ہے اور امام ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں وہ آیات ذکر فرمائی ہیں جن میں کافروں کے مال اور ظاہری ترقی کی طرف مسلمانوں کو نہ دیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

شائقین طلباء کرام تفسیر کبیر اور ابن کثیر میں یہ دونوں اہم بحثیں ملاحظہ فرمالیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۵۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۭ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝۵۶

اور اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ بے شک تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں لیکن وہ ڈرتے ہیں

### خلاصہ

ان منافقین کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ اپنے مسلمان ہونے کی قسمیں کھاتے ہیں حالانکہ یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں بلکہ خالص ڈرپوک لوگ ہیں جن کا مقصد بس اپنی جان بچانا اور اپنے لئے امن پانا ہے۔

### سچے مسلمان کو قسموں کی کیا ضرورت؟

"سچے مومن کو اپنے ایمان پر قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہوتی، اہل ایمان اس کے حالات اور معاملات اور احوال واعمال اور برتاؤ کو دیکھ کر ہی اسے مومن سمجھتے ہیں......اور منافقین کا رنگ ڈھنگ بتاتا ہے کہ یہ اندر سے مومن نہیں ہیں اس لئے اہل ایمان ان سے بچتے ہیں اور انہیں اپنا نہیں سمجھتے لہٰذا (وہ) بار بار قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم تمہیں میں سے ہیں۔" (انوار البیان)

### اپنے ایمان پر قسمیں کھانا منافقین کا طریقہ

بیّن ان من اخلاق المنافقین الحلف بأنهم مؤمنون

یعنی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ منافقین کی عادتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مسلمان ہونے کی قسمیں کھاتے ہیں۔ (القرطبی)

اللہ کے نبی نے جہاد پر بلایا تو نہیں گئے، نماز میں سستی، زکوٰۃ اور صدقات میں بددلی اور کافروں سے یارانے اور تعلقات اور پھر زوردار قسمیں کہ ہم مسلمان ہیں، ہم مسلمان ہیں۔

یہ طبقہ ہر زمانے میں مسلمانوں کے لئے پریشانی کا باعث بنا رہتا ہے۔

### مسلمانوں کے گھر پیدا ہو گئے

"منافقین کی عام عادت یہی ہے کہ قسمیں کھا کر اپنی باطل پرستی کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں، مسلمانوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ ہیں، حالانکہ وہ خوف ودہشت سے سہمے جاتے ہیں اور سچی بات زبان سے نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نکال سکتے، اس لئے کہ اگر ان میں ہمت ہوتی تو اللہ کے نام پر جان دینے سے جی نہ چراتے، گویا ان کی اصلی حالت یہ ہے کہ صرف دکھانے کی خاطر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں کیونکہ وہ ایک مسلمان کے گھر پیدا ہوئے، ان کے تمام رشتہ دار بھی اتفاق سے مسلمان واقع ہوئے ہیں، اگر انہیں موقع مل جاتا تو فوراً اسلام کو خیر باد کہہ دیتے، اب صرف گرد و پیش کی مجبوریوں نے ان کو مسلمان بنا دیا ہے۔ (تفسیر الفرقان)

صاحبِ عبارت نے اپنے زمانے کے بعض لوگوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ صاحب تفسیر ماجدی بھی اسی طرح کا ایک اشارہ درج ذیل عبارت میں فرماتے ہیں:

”آج بھی ہمارے اندر کتنے لوگ ایسے ہیں جو محض سوسائٹی کے ڈر سے اور اس مجبوری کی بناء پر کہ کوئی دوسری سوسائٹی انہیں عزت کے ساتھ اپنے اندر جذب کرنے اور قبول کرنے پر تیار نہیں، محض سوشل حیثیت سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کئے ہوئے، اپنے کو اسلامی سوسائٹی کا رکن بنائے ہوئے اور اپنا نام مردم شماری کے رجسٹروں میں مسلمان کے خانہ میں لکھائے ہوئے ہیں۔ (تفسیر ماجدی)

اور ایسے لوگ بھی ہیں جو مسلمانوں کا حکمران بنے رہنے کے لئے زور دے کر خود کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے ذرہ برابر خیر خواہ نہیں ہوتے۔

## مشکل وقت میں کام نہیں آتے

”آڑے وقت (یعنی مشکل وقت) تو اسلام کے کام نہیں آتے (کہ جہاد وغیرہ میں شرکت نہیں کرتے) اور ویسے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم پکے مسلمان ہیں۔“ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۵۷

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ

اگر وہ کوئی پناہ کی جگہ یا غار یا گھسنے کی جگہ پائیں تو دوڑتے ہوئے

وَهُمْ يَجْمَحُونَ ﴿٥٧﴾

ادھر جائیں

## خلاصہ

جب اسلام اور مسلمانوں کو قوت ملتی ہے تو یہ منافقین خوف اور نفرت میں جلنے لگتے ہیں چونکہ ان کے پاس بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں ہوتی اس لئے ڈر کی وجہ سے خود کو مسلمان کہتے ہیں مگر وہ اس تاک میں رہتے ہیں کہ کوئی قوم ان کو پناہ دے دے یا کسی بھی جگہ وہ مسلمانوں سے دور اپنی بد دینی کی زندگی گزار سکیں...... انہیں اگر ایسی کوئی پناہ گاہ مل جائے تو وہ دوڑ کر وہاں چلے جائیں۔

## وہ اسلام اور مسلمانوں سے نفرت رکھتے ہیں

"پھر منافقین کی قلبی بے تعلقی کا تذکرہ فرمایا کہ انہیں کوئی دوسرا ٹھکانہ میسر نہیں اس لئے تم سے اپنا تعلق ظاہر کرتے ہیں اور تمہاری جماعت کی طرف منسوب ہوتے ہیں اگر انہیں کوئی ٹھکانہ مل جائے جس میں پناہ لے سکیں یا کوئی غار مل جائے جس میں چھپ سکیں یا داخل ہونے کے لئے کوئی دوسری جگہ مل جائے تو تیزی کے ساتھ اس میں چلے جائیں گے اور تمہاری طرف سے نظریں پھیر لیں گے اور پوری طرح طوطا چشمی اختیار کر لیں گے تم سے انہیں بالکل بھی قلبی تعلق نہیں۔(انوار البیان)

## ملجأ کا معنی

تفسیر مظہری میں ہے:

مَلْجَأً یعنی کوئی حفاظت کا مقام جس میں پناہ لی جاسکتی یا کوئی قوم جس کے پاس جا کر امن مل جاتا۔(مظہری)

## مسلمانوں کے لئے تسلی

غزوہ تبوک کا بیان چل رہا ہے منافقین نے جانے سے انکار کر دیا تھا، مسلمانوں کو تسلی دی جا رہی ہے کہ ان کا نہ جانا اچھا ہے۔ یہ تمہارے دوست نہیں ہیں کہ تمہیں ساتھ جا کر فائدہ پہنچاتے بلکہ یہ تو تمہارے دشمن ہیں ان کو موقع ملے تو تمہیں فوراً چھوڑ کر چلے جائیں۔(واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## یہ منافق مسلمانوں کی ترقی اور فتح نہیں دیکھ سکتے

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

**ولھذا لا یزالون فی ھم وحزن وغم لان الاسلام واھله لایزال فی عز ونصر ورفعة فلھذا کلما سر المسلمون ساء ھم ذلك فھم یودون ان لا یخالطوا المومنین۔**

یعنی منافقین مسلمانوں کی فتح اور عزت وسر بلندی دیکھ کر ہمیشہ غم، پریشانی اور تکلیف میں رہتے ہیں اور مسلمانوں کی ہر خوشی ان کے لئے غم کا سبب بنتی ہے اسی لئے وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ نہ رہیں۔ (ابن کثیر)

آج بھی اگر کسی علاقے میں اسلام غالب آجائے، مسلمانوں کی اسلامی حکومت قائم ہو جائے اور وہ اسلام کو نافذ کردیں تو اس آیت کا منظر ساری دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گی کہ کس طرح خود کو مسلمان کہلوانے والے بعض لوگ رسیاں تڑوا کر کافروں کی پناہ میں بھاگتے ہیں۔ ویسے بھی اپنی بددینی کو تحفظ دینے کے لئے غیر ملکوں میں پناہ لینے والوں کی آج بھی کوئی کمی نہیں ہے حالانکہ نام سے وہ خود کو مسلمان کہلواتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۵۸-۵۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا

اور بعضے ان میں سے وہ ہیں جو خیرات بانٹنے میں تجھے طعن دیتے ہیں سو اگر انہیں اس میں سے مل جائے تو راضی

وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ

ہوتے ہیں اور اگر نہ ملے تو فوراً ناراض ہوجاتے ہیں۔ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اسی پر

رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ

راضی ہوجاتے جو انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے دیا ہے اور کہتے ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے

سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾

وہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا اور اس کا رسول۔ ہم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رغبت کرنے والے ہیں

## خلاصہ

اب ایسے لوگوں کا تذکرہ آتا ہے جو جہاد سے صرف اس لئے بھاگتے ہیں کہ انہیں روپیہ (یعنی مال) نہیں ملتا، اگر آج روپیہ مل جائے تو ہر طرح کی خدمت کو تیار ہیں، گویا وہ روپیہ (یعنی مال) کے بندے (یعنی غلام) ہیں (تفسیر القرآن)

یہ خود کو جہاد سے مستثنیٰ کرنے والوں کی تیسری قسم ہے کہ جن کو جہاد سے رضائے الٰہی اور اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مطلوب نہیں بلکہ مال کمانا مقصود ہے اگر مال تھوڑا ملے تو وہ بگڑ جاتے ہیں، اگر انہیں مال مطلوب نہ ہوتا تو جتنا ملتا اس پر اکتفاء کرتے اور کہتے ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے جب ضرورت ہوگی پھر دے دے گا۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## آیت مبارکہ کا ربط

غزوہ تبوک کا بیان چل رہا ہے منافقین نے طرح طرح کے بہانے بنا کر جانے سے انکار کردیا تو ان منافقین کی برائیاں اور احوال بیان ہو رہے ہیں۔ ان کی ایک برائی یہ ہے کہ وہ مال کے بے حد حریص ہیں اور اگر مال کم ملے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی زبان چلانے سے باز نہیں آتے...... اسی طرح ان کی ایک برائی یہ ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اعتماد نہیں ہے ان کو یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ نعوذ باللہ مال غنیمت کی تقسیم میں انصاف نہیں ہوتا...... اور ان کی ایک برائی یہ ہے کہ وہ جہاد نہیں کرتے اور اگر کریں بھی تو اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں مال کے لئے کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کا مسلمانوں کے ساتھ نہ جانا مسلمانوں کے حق میں اچھا ہی رہا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## شانِ نزول کے واقعات

حضرات مفسرین نے اس آیت مبارکہ کے شان نزول میں کئی واقعات لکھے ہیں جن میں زیادہ مشہور واقعہ "ذوالخویصرۃ التمیمی" کا ہے جس کا اصل نام "حرقوص بن زہیر" تھا...... بخاری ومسلم کی روایت ہے:

بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسم مالا اذ جاءہ حرقوص بن زہیر. اصل الخوارج ویقال لہ ذو الخویصرۃ التمیمی، فقال: اعدل یارسول اللہ فقال: ویلک ومن یعدل اذا لم اعدل فنزلت الآیۃ۔ (القرطبی)

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال تقسیم فرما رہے تھے، اس دوران حرقوص بن زہیر (خوارج کا مورث اعلیٰ) آیا اس نے کہا یارسول اللہ انصاف سے کام لیجئے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہلاکت ہو تیرے لئے، اگر میں انصاف نہیں کرتا تو پھر کون انصاف کرے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ قبیلہ ہوازن سے حاصل شدہ مال غنیمت کی تقسیم کی وقت پیش آیا۔ (یعنی غزوہ حنین کی فتح کے بعد) بعض روایات میں اعتراض اور نکتہ چینی کرنے والے کا نام "معتب بن قشیر" لکھا ہے جو منافق تھا۔ (مظہری)

درمنثور ص ۲۵۰ ج ۳ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین کے موقع پر غنیمت کے اموال تقسیم فرمائے تو میں نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ یہ تو ایسی تقسیم ہے جس کے ذریعہ اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا گیا (العیاذ باللہ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بات کا تذکرہ کیا، اپ نے فرمایا: اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے انہیں اس سے زیادہ تکلیف دی گئی پھر انہوں نے صبر کیا اس پر یہ آیت وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ نازل ہوئی۔ (انوار البیان)

صاحب تفسیر مظہری شان نزول کے کئی واقعات ذکر کرنے کے بعد ان پر رد کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:

میرے نزدیک اس آیت کا نزول اس موقع پر ہوا جب لوگ تبوک کے لشکر کی تیاری کے لئے مال، صدقات لا رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان صدقات کی تقسیم کر رہے تھے (اس وقت منافقین نے کچھ اعتراضات اٹھائے)۔ (تفسیر مظہری)

## منافقین طالب دنیا

"جن لوگوں کے دلوں میں دنیا کی محبت رچی ہوئی ہوتی ہے، وہ مال ہی سے خوش ہوتے ہیں، دین وایمان اور اعمالِ صالحہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے خوش نہیں ہوتے، انہیں اس بات سے خوشی نہیں ہوتی کہ ہمیں نعمت اسلام مل گئی اور اعمالِ صالحہ کی دولت نصیب ہوگئی بلکہ حُبِ دنیا کی وجہ سے وہ دنیا ملنے ہی کے منتظر رہتے ہیں دنیا مل گئی تو خوش اور نہ ملی تو ناخوش، منافقوں کے دلوں میں چونکہ ایمان نہیں تھا اور دنیا کے منافع ہی کے لئے جھوٹے منہ سے اپنے مسلمان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہونے کا دعویٰ کر دیا تھا اس لئے مال نہ ملنے پر ان کا موڈ خراب ہو جاتا تھا۔ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا (سو اگر ان کو صدقات میں سے مال دے دیا جائے تو راضی ہو جاتے ہیں) وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ (اور اگر ان کو ان (صدقات) میں سے نہ دیا جائے تو اسی وقت (فوراً) ناراض ہو جاتے ہیں، طالب دنیا کو بس مال چاہیے جو فانی ہے اور ایمان اور اعمال صالحہ کے مقابلہ میں حقیر چیز ہے۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہلاک ہو دنیا کا غلام اور درہم کا غلام اور چادر کا غلام اگر کچھ دے دیا جائے تو خوش ہو جائے اور نہ دیا جائے تو ناراض ہو جائے، یہ شخص ہلاک ہوا اور اوندھے منہ گرے اور جب اسے کانٹا لگ جائے تو خدا کرے اس کا کانٹا نہ نکلے (بخاری) غور کرو رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے طالب دنیا کو کیسی بددعا دی۔"

مزید فرمایا:

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ

بات یہ ہے کہ مومن آدمی اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور اسی سے امیدیں باندھ رکھتا ہے تھوڑا مال جو اللہ کی طرف سے مل جائے اس پر بھی راضی رہتا ہے اور منافق تھوڑے پر راضی نہیں ہوتا برکتوں سے واقف نہیں ہوتا، اللہ سے لو نہیں لگاتا، ہر وقت مال ہی کی طلب اور حرص میں لگا رہتا ہے۔ (انوار البیان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ٦٠

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا

زکوۃ مفلسوں اور محتاجوں اور اس کا کام کرنے والوں کا حق ہے

وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ

اور جن کی دلجوئی کرنی ہے اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے قرض میں اور اللہ تعالیٰ کی راہ

اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٠﴾

میں اور مسافر کو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے

### خلاصہ

چونکہ صدقات کی تقسیم کے معاملہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن اور اعتراض کیا گیا تھا اس لئے اس آیت میں متنبہ فرماتے ہیں کہ صدقات کی تقسیم کا طریقہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا ہوا ہے اس نے صدقات وغیرہ کے مصارف متعین فرما کر فہرست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دے دی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کے مطابق تقسیم کرتے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کسی کی خواہش کے تابع نہیں ہو سکتے حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے صدقات (زکوۃ) کی تقسیم کو نبی یا غیر نبی کسی کی مرضی پر نہیں چھوڑا بلکہ بذات خود اس کے مصارف متعین کر دیے ہیں جو آٹھ ہیں: ❶ فقراء (جن کے پاس کچھ نہ ہو) ❷ مساکین (جن کو بقدر حاجت میسر نہ ہو) ❸ عاملین (جو اسلامی حکومت کی طرف سے صدقات وصول کرنے پر مامور ہوں) ❹ مؤلفۃ قلوب (جن کے اسلام لانے کی امید ہو یا اسلام میں کمزور ہوں (وغیر ذلک من الانواع) اکثر علماء کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد (انتظاماً) یہ مد نہیں رہی) ❺ رقاب (یعنی غلاموں کا بدل کتابت ادا کر کے آزادی دلائی جائے یا خرید کر آزاد کیے جائیں یا قیدیوں کو فدیہ دے کر رہا کرایا جائے) ❻ غارمین (جن پر کوئی حادثہ پڑا اور مقروض ہو گئے یا کسی ضمانت وغیرہ کے بار میں دب گئے) ❼ سبیل اللہ (جہاد وغیرہ میں جانے والوں کی اعانت کی جائے) ❽ ابن السبیل (مسافر جو حالت سفر میں مالک نصاب نہ ہو اگرچہ اپنے گھر میں مالدار ہو)۔ (تفسیر عثمانی، تسہیل)

### اقوال وحوالے

جہاد کے موقع پر مصارف زکوۃ کا بیان اس طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ مال کی تقسیم کا معاملہ بسا اوقات جماعت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں اختلاف کا باعث بنتا ہے اور مال کے حریص لوگ "تقسیم کرنے والوں پر" الزامات لگاتے ہیں اور یوں آپس میں پھوٹ پڑ جاتی ہے، غزوۂ تبوک کے موقع پر بھی منافقین دیگر بہانوں کے ساتھ اس طرح کی باتیں بھی کر رہے تھے، اس لئے بتا دیا گیا کہ مال زکوٰۃ کی تقسیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس مال کو اپنے اختیار سے تقسیم فرماتے ہیں اس کی تقسیم کا اختیار بھی اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو دیا ہے، حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

منافقین نے تقسیم صدقات پر اعتراض کیا تھا، اب مصارف مال زکوٰۃ کا اعلان کیا جاتا ہے تاکہ ان منافقین کو پتہ لگ جائے کہ صدقات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی وابی کو کوئی ذاتی غرض نہیں ہے آپ تو اس سے ایک کوڑی لینے کے بھی روادار نہیں۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## فائدہ

اس آیت مبارکہ میں چونکہ اسلام کے ایک اہم رکن "زکوٰۃ" کے حقی مصارف کا بیان ہے اس لئے حضرات مفسرین نے اس پر خوب دل کھول کر لکھا ہے۔

اسی طرح فقیر اور مسکین کے معنیٰ میں بھی کئی اقوال ہیں اور زکوٰۃ کے بعض مسائل میں ائمہ کرام کا اختلاف بھی ہے اسے بھی حضرات مفسرین نے دلائل کے ساتھ لکھا ہے شائقین حضرات تفاسیر معتبرہ کی طرف رجوع فرمالیں۔

## فی سبیل اللہ سے مراد جہاد

زکوٰۃ کے آٹھ مصارف میں سے ایک "فی سبیل اللہ" ہے جس سے اکثر مفسرین نے "جہاد" مراد لیا ہے۔ چنانچہ تفسیر ماجدی میں ہے:

"لفظی معنیٰ کے اعتبار سے اس مد میں تو ہر وہ خرچ آ جاتا ہے جو اللہ کی رضا جوئی کے لئے کیا جائے لیکن مفسرین نے احادیث نبوی اور آثار صحابہؓ کی روشنی میں خرچ کی اس مد کو عموماً مجاہدین تک محدود رکھا ہے۔

اراد بها الغزاة فلهم سهم من الصدقة (معلم) فمنهم الغزاة الذين لاحق لهم في الديوان (ابن كثير) هم الغزاة وهذا قول اكثر العلماء وهو تحصيل مذهب مالكؒ (القرطبي)۔ (تفسیر ماجدی)

اس قول کی تائید میں چند دیگر عبارتیں ملاحظہ فرمایئے:

1. وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ اى القائمين بالجهاد، ممن لا فىء لهم، ولو اغنياء (جلالين)
2. اور اللہ کی راہ یعنی جہاد کا خرچ (موضح القرآن)
3. اور جہاد کرنے والوں کے سامان میں (بیان القرآن)
4. وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وهم الغزاة وموضع الرباط يعطون ماينفقون فى غزوهم كانوا اغنياء او فقراء (القرطبي)

یعنی اس سے مراد مجاہدین ہیں اور جہادی مقامات، ان مجاہدین کو زکوٰۃ میں سے دیا جائے گا جو وہ اپنے جہادی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کاموں میں خرچ کریں گے برابر ہے کہ وہ مالدار ہوں یا فقیر۔ (حنفیہ کے ہاں فقر شرط ہے)

⑤ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فقراء الغزاة او الحجيج المنقطع بهم (المدارك)

⑥ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قال المفسرون: يعني الغزاة (تفسیر کبیر)

⑦ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ هو المجاهد يعطي منها اذا كان فقيرا والجمهور علىٰ انه يعطي منها وان كان غنياً ماينفق في غزوته۔

یعنی مراد اس سے مجاہد ہے جب ضرورت مند ہو مگر جمہور کا قول یہ ہے کہ مجاہد کو جہادی کاموں کے لئے زکوٰۃ دی جائے گی اگر چہ غنی ہو۔ (البحر المحیط)

ان تمام اقوال سے معلوم ہوا کہ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کا اولین مصداق مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔

اور بعض مفسرین نے لفظ فِيْ سے یہ نکتہ بھی بیان فرمایا ہے کہ یہ مصرف دیگر مصارف سے زیادہ اہم اور تاکیدی ہے۔

کئی مفسرین حضرات نے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کے مصرف میں مجاہدین کے علاوہ بعض دیگر افراد کو بھی شامل فرمایا ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے قرطبی، روح المعانی ودیگر تفاسیر معتبرہ۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# فہرست

## سورۃ الانفال


| عنوانات | صفحہ نمبر |
|---|---|
| ابتدائیہ | ۶ |
| پچھتر آیات میں مضامین جہاد کا خلاصہ | ۷ |
| زمانۂ نزول | ۱۲ |
| وجہ تسمیہ | ۱۳ |
| مال غنیمت کو انفال کیوں کہتے ہیں؟ | ۱۳ |
| نکتہ، بشارت، فائدہ، کلام برکت | ۱۵ |
| سورۃ الانفال کا مختصر خلاصہ | ۱۶ |
| یہ اقدامی جہاد تھا، (۱۵) قوانین جنگ | ۱۶ |
| (۲۰) فوائد جہاد | ۱۷ |
| مجاہدین کے (۲۵) اوصاف | ۱۸ |
| حضرت لاہوریؒ کی تحقیق | ۱۹ |
| سورۃ الانفال آیت (۱) خلاصہ | ۲۰ |
| اقوال و حوالے | ۲۱ |
| پوچھنے والے کون تھے؟ | ۲۱ |
| فائدہ، مجاہدین کی زبردست اصلاح | ۲۲ |
| اسلامی معیشت کا اہم اصول، تقویٰ اور جہاد | ۲۳ |
| تقویٰ کے عجیب معنیٰ | ۲۴ |
| جہاد کے لئے بڑا خطرہ، تقویٰ کے عجیب فوائد | ۲۵ |
| مجاہدین کے باہمی تعلقات | ۲۵ |
| خلاصۂ مضمون | ۲۶ |
| تنبیہ، زبان کی حفاظت کے نسخے | ۲۷ |
| (۱) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت | ۲۷ |
| (۳) جہاد اور اطاعت، خلاصۂ مضمون | ۲۸ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ❁ | ایمان کامل | ۲۹ |
| ❁ | سورۃ انفال (۲،۳،۴) خلاصہ، فائدہ | ۳۰ |
| ❁ | اقوال وحوالے | ۳۱ |
| ❁ | خلاصہ مضمون | ۳۳ |
| ❁ | غزوہ بدر کبری، رمضان المبارک ۲ھ | ۴۰ |
| ❁ | آغاز قصہ | ۴۱ |
| ❁ | روانگی | ۴۲ |
| ❁ | قریش کی روانگی کی اطلاع اور صحابہؓ سے مشورہ اور حضرات صحابہ کرامؓ کی جاں نثارانہ تقریریں | ۴۵ |
| ❁ | حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی جاں نثارانہ تقریر | ۴۵ |
| ❁ | حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی جاں نثارانہ تقریر | ۴۶ |
| ❁ | تنبیہ | ۴۷ |
| ❁ | عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب، فائدہ | ۴۸ |
| ❁ | جہیم بن الصلت کا خواب | ۴۹ |
| ❁ | جنگ کی تیاری | ۵۱ |
| ❁ | میدان کارزار میں عتبہ کی تقریر | ۵۳ |
| ❁ | فائدہ، آغاز جنگ | ۵۴ |
| ❁ | ذکر قتل عتبہ وشیبہ وولید | ۵۵ |
| ❁ | فائدہ | ۵۷ |
| ❁ | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ خداوندی میں دعاء فتح | ۵۷ |
| ❁ | ایک شبہ اور اس کا ازالہ | ۵۹ |
| ❁ | اہل اسلام کی امداد کیلئے آسمان سے فرشتوں کا نزول | ۶۰ |
| ❁ | نکتہ | ۶۱ |
| ❁ | فرشتوں کو طریقہ جہاد وقتال کی تعلیم | ۶۲ |
| ❁ | ابوجہل کی دعا اور لوگوں کو جنگ کیلئے جوش دلانا | ۶۳ |
| ❁ | امیہ بن خلف اور اس کے بیٹے کا قتل | ۶۷ |
| ❁ | ابوجہل عدو اللہ، فرعون امت رسول اللہ کا قتل | ۶۸ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | |
|---|---|
| فتح کے بعد ابوجہل کی لاش کی تلاش | ۶۸ |
| نکتہ، فائدہ | ۷۰ |
| اسیرانِ بدر | ۷۱ |
| مقتولینِ بدر کی لاشوں کا کنویں میں ڈلوانا | ۷۱ |
| فتح کی بشارت کیلئے مدینہ منورہ قاصد روانہ کرنا | ۷۲ |
| مالِ غنیمت کی تقسیم | ۷۳ |
| فائدہ | ۷۴ |
| اسیرانِ بدر کی مسلمانوں میں تقسیم اور ان کے ساتھ سلوک اور احسان کا حکم | ۷۴ |
| اسیرانِ بدر کی بابت مشورہ | ۷۴ |
| فدیہ لینے پر عتاب الٰہی کا نزول | ۷۸ |
| فائدہ | ۷۹ |
| ایک شبہ اور اس کا جواب | ۸۰ |
| خلاصۂ کلام، فضائلِ بدریین | ۸۱ |
| تعدادِ بدریین | ۸۲ |
| اسماءِ ملائکہ بدریین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین | ۸۴ |
| اسماءِ شہداءِ بدر رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ | ۸۴ |
| اسلام کے مقابلہ میں قوم اور وطن کی حمایت | ۸۸ |
| غزوۂ بدر پر دوبارہ نظر | ۸۹ |
| خلاصۂ کلام | ۹۴ |
| سورۃ الانفال (۵،۶) خلاصہ، ربط | ۹۵ |
| غزوۂ بدر کا تذکرہ، جامع تفسیر | ۹۵ |
| ایک وضاحت | ۹۶ |
| جہاد "حق" ہے، ایک شبہ کا جواب، کما کی ترکیب | ۹۷ |
| خلاصۂ کلام، ایک دلچسپ قول | ۹۸ |
| دفعِ اشکال | ۹۹ |
| جہاد میں نکلنا ایک عظیم الشان نعمت ہے، اسباق | ۱۰۰ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | |
|---|---|
| سورۃ الانفال آیت (۷، ۸)، خلاصہ، اقوال وحوالے | ۱۰۱ |
| کافروں سے مقابلہ اللہ تعالیٰ کا انعام | ۱۰۱ |
| کلام برکت | ۱۰۲ |
| حق کا حق ہونا ظاہر فرمادے | ۱۰۲ |
| کلمات سے کیا مراد ہے؟ | ۱۰۳ |
| اسباق | ۱۰۴ |
| سورۃ الانفال (۹، ۱۰) خلاصہ، شان نزول | ۱۰۵ |
| جنگ کا ماحول بنتے ہی فوراً دعا | ۱۰۷ |
| مجاہدین اپنی نظر خالص اللہ تعالیٰ پر رکھیں | ۱۰۷ |
| عزیزٌ حکیمٌ، اسباق | ۱۰۸ |
| سورۃ انفال (۱۱)، خلاصہ | ۱۰۹ |
| اقوال وحوالے، جامع تفسیر | ۱۰۹ |
| اونگھ کے دو فائدے | ۱۱۰ |
| ۱۷ رمضان المبارک کی رات بارش ہوگئی | ۱۱۰ |
| طہارت اور جہاد | ۱۱۱ |
| باران رحمت مشرکین کے لئے زحمت، جہاد سب سے افضل عبادت | ۱۱۱ |
| دشمنوں کو اقتصادی نقصان پہنچانے کے لئے حملہ جائز ہے | ۱۱۱ |
| قتال میں اونگھ اللہ تعالیٰ کی نعمت | ۱۱۲ |
| چھ وجوہات، اسباق | ۲۱۱ |
| سورۃ الانفال (۱۲) خلاصہ، تلخیص مضامین | ۱۱۳ |
| ایک سوال کا جواب، جامع تفسیر | ۱۱۵ |
| فرشتوں کا دلوں کو مضبوط کرنا | ۱۱۵ |
| کافروں کے دلوں پر رعب بہت بڑی الٰہی نعمت | ۱۱۶ |
| اسباق | ۱۱۷ |
| سورۃ الانفال (۱۳، ۱۴) خلاصہ | ۱۱۸ |
| سب سے بڑے مجرم، مجاہدین کی شان | ۱۱۸ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ❁ | اصل عذاب باقی ہے، اسباق | ۱۱۹ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۱۵)(۱۶) خلاصہ | ۱۲۰ |
| ❁ | یہ حکم قیامت تک کے لئے ہے | ۱۲۰ |
| ❁ | اس حکم کی مکمل وضاحت | ۱۲۱ |
| ❁ | میدانِ جنگ سے بھاگنا حرام ہے | ۱۲۲ |
| ❁ | زبردست جنگی تدبیر، قرآنی ماحول | ۱۲۳ |
| ❁ | جرم پر استغفار، اسباق، الحاق | ۱۲۴ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۱۷، ۱۸) خلاصہ | ۱۲۶ |
| ❁ | عظیم الشان نعمت | ۱۲۶ |
| ❁ | عجب اور انانیت کا خاتمہ | ۱۲۷ |
| ❁ | رمی یعنی پھینکنے کے واقعات | ۱۲۷ |
| ❁ | ایک ایمان افروز اشارہ، کلام برکت | ۱۲۸ |
| ❁ | نکتہ | ۱۲۹ |
| ❁ | اسباق، حوالہ | ۱۳۰ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۱۹) خلاصہ | ۱۳۱ |
| ❁ | شانِ نزول | ۱۳۱ |
| ❁ | اب تم نے دلیل دیکھ لی ہے | ۱۳۲ |
| ❁ | اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے | ۱۳۲ |
| ❁ | اسباق | ۱۳۳ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۲۰، ۲۱) خلاصہ، ربط | ۱۳۴ |
| ❁ | جہادی معارف | ۱۳۵ |
| ❁ | ربط کے بارے میں دو حوالے | ۱۳۶ |
| ❁ | نکتہ، اسباق | ۱۳۷ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۲۲، ۲۳) خلاصہ | ۱۳۸ |
| ❁ | ان آیات کے اوّلین مصداق | ۱۳۸ |
| ❁ | جانوروں سے بدتر، ترکِ جہاد پر سخت وعید | ۱۳۹ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ❁ | نکتہ، دیگر اقوال | ۱۳۹ |
| ❁ | چاروں آیات کا خلاصۂ تفسیر، سبق عبرت | ۱۴۰ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۲۴) خلاصہ | ۱۴۱ |
| ❁ | پچھلے مضمون کی تاکید، حیات والا عمل کون سا؟ | ۱۴۱ |
| ❁ | مسئلہ حل ہوگیا، حائل ہونے کا معنی | ۱۴۴ |
| ❁ | اسباق | ۱۴۵ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۲۵) خلاصہ، ربط | ۱۴۶ |
| ❁ | فتنہ کے معنی، کسی گناہ کا جڑ پکڑ لینا | ۱۴۷ |
| ❁ | دو آیات کی مختصر تفسیر | ۱۴۷ |
| ❁ | فتنہ سے مراد ترک جہاد | ۱۴۸ |
| ❁ | الانفال (۲۶) خلاصہ، تفسیر الفاظ | ۱۴۹ |
| ❁ | ایک دلچسپ عبارت، سبق | ۱۵۰ |
| ❁ | الانفال (۲۷) خلاصہ، ربط | ۱۵۱ |
| ❁ | دلنشیں تفسیر | ۱۵۱ |
| ❁ | شان نزول | ۱۵۲ |
| ❁ | جامع تفسیر، خیانت کا ایک اور معنی | ۱۵۳ |
| ❁ | خیانت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ | ۱۵۴ |
| ❁ | اسباق، ایک نکتہ | ۱۵۴ |
| ❁ | نکتہ | ۱۵۵ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۲۸) خلاصہ، ربط | ۱۵۶ |
| ❁ | مال و اولاد کی دو قسمیں | ۱۵۶ |
| ❁ | فتنہ یا سبب فتنہ؟ | ۱۵۷ |
| ❁ | اسباق، نکتہ | ۱۵۷ |
| ❁ | الانفال (۲۹) خلاصہ | ۱۵۹ |
| ❁ | تفسیری اقوال، "فرقان" سے مراد غلبے کی بشارت ہے | ۱۵۹ |
| ❁ | فرقان کے تین مفہوم | ۱۶۰ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | |
|---|---|
| فرقان کے معنی علمی فیصلہ اور عملی فیصلہ | ۱۶۱ |
| اور ایک ربط یوں بھی ہوسکتا ہے | ۱۶۲ |
| فرقان سے مراد غزوۂ بدر ہے، فرقان کا مطلب اللہ تعالیٰ کی مدد | ۱۶۲ |
| فرقان کے معنی خلاصی کی صورت | ۱۶۳ |
| فرقان کے معنی فتح و نصرت | ۱۶۳ |
| فرقان کے معنی میں امام رازیؒ کی تحقیق | ۱۶۳ |
| عبرت، نکتہ، گناہوں کا کفارہ اور معافی | ۱۶۴ |
| اسباق | ۱۶۵ |
| سورۃ الانفال (۳۰) خلاصہ، فرقان نصیب ہونے کا عجیب واقعہ | ۱۶۶ |
| مختصر واقعہ | ۱۶۷ |
| فتح کی خوشی کو بڑھانے والی آیت، تنبیہ، فائدہ | ۱۶۸ |
| بعض الفاظ کی تفسیر نکتہ | ۱۶۹ |
| سورۃ الانفال (۳۱) خلاصہ، ربط | ۱۷۰ |
| شانِ نزول، اگر ہم چاہیں | ۱۷۱ |
| دورِ حاضر اور یہ آیات، قرآن پاک کا عجیب اعجاز، ایک دلچسپ عبارت | ۱۷۲ |
| سورۃ الانفال (۳۲) خلاصہ، ربط، مختصر تفسیر، کلام برکت | ۱۷۳ |
| کافروں کا غرور | ۱۷۵ |
| سورۃ الانفال (۳۳) خلاصہ، اقوال و حوالے، کلام برکت، چند مزید اقوال | ۱۷۶ |
| روایتِ ترمذی، عجیب نکتہ | ۱۷۷ |
| سورۃ الانفال (۳۴) خلاصہ، دوسرا قول | ۱۷۸ |
| کعبۃ اللہ کے آزاد ہونے کی بشارت ہے، فائدہ، عذاب کا مقتضا موجود ہے | ۱۷۹ |
| عذاب کا مطلب | ۱۸۰ |
| سورۃ الانفال (۳۵)، یہ جہاد کی بشارت ہے، غزواتِ نبوی ﷺ کی طرف اشارہ ہے | ۱۸۱ |
| کفار کی ثقافتی جنگ | ۱۸۲ |
| سورۃ الانفال (۳۶)، شانِ نزول | ۱۸۳ |
| مختصر تفسیر، غلبۂ اسلام کو روکنے کیلئے مال لگائیں گے | ۱۸۴ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ❁ | فائدہ، اقتصادی جنگ، ایک بے حد اہم نکتہ | ۱۸۴ |
| ❁ | آیت کا مضمون عام ہے، فائدہ | ۱۸۵ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۳۷) خلاصہ، کلام برکت، کلام رازیؒ | ۱۸۶ |
| ❁ | فائدہ، نکتہ، دنیا کے اتحادی آخرت میں اکٹھے | ۱۸۷ |
| ❁ | جہاد کرنے والے پاک اور چھوڑنے والے برعکس، اسباق | ۱۸۸ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۳۸) خلاصہ، اسلام پچھلے سب گناہ مٹا دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمت | ۱۹۰ |
| ❁ | اگر پھر لڑیں گے، کافروں کو بدر کی یاددہانی، دشمنی معاف کردی جائے گی | ۱۹۱ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۳۹) خلاصہ، اقوال، (۱) کلام برکت، (۲) کافروں کی قوت پاش پاش ہوجائے | ۱۹۳ |
| ❁ | (۳) حضرات صحابہ کرام نے آیت کا کیا معنی سمجھا؟ | ۱۹۳ |
| ❁ | (۴) جب تک زمین پر حق و سچ قائم نہ ہوجائے | ۱۹۴ |
| ❁ | (۵) قرآن پاک کو اعلیٰ قانون کے درجے پر تسلیم کرلیا جائے، (۶) آیت کی جامع تفسیر | ۱۹۴ |
| ❁ | (۷) جہاد کا حکم قیامت تک جاری و باقی ہے | ۱۹۵ |
| ❁ | نکتہ، فائدہ | ۱۹۶ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۴۰) خلاصہ، جہاد اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر ہے، اگر وہ باز نہ آئیں | ۱۹۸ |
| ❁ | یہ فتح کا صریح وعدہ ہے، اگر وہ جنگ کرتے رہے | ۱۹۸ |
| ❁ | تم کسی کی پرواہ نہ کرو، بزدلی اور جہاد چھوڑنے کی کوئی گنجائش نہیں | ۱۹۹ |
| ❁ | تمہارا اسلحہ کم مگر مددگار بڑا ہے، دعوت جہاد کا دلنشین اختتام | ۱۹۹ |
| ❁ | نکتہ | ۲۰۰ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۴۱) خلاصہ، کلام برکت | ۲۰۱ |
| ❁ | تقریر عثمانی، فائدہ | ۲۰۲ |
| ❁ | آیت مبارکہ کا ربط | ۲۰۳ |
| ❁ | غنیمت کے لغوی اور اصطلاحی معنی، بعض الفاظ کے معانی | ۲۰۵ |
| ❁ | یوم الفرقان | ۲۰۶ |
| ❁ | فائدہ، عجیب نکتہ | ۲۰۷ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۴۲) خلاصہ، کلام برکت | ۲۰۸ |
| ❁ | بعض الفاظ کی ترکیب اور معنی | ۲۰۹ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ❁ | جنگ بدر کا نقشہ بتانے کا مقصد، غزوۂ بدر کی کیفیات | ۲۱۰ |
| ❁ | جہاد سے دلیل واضح ہوتی ہے | ۲۱۱ |
| ❁ | طے شدہ جنگ کیوں نہ ہوتی | ۲۱۲ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۴۳)(۴۴) خلاصہ، دو سوال | ۲۱۳ |
| ❁ | کلام برکت، تفسیر عثمانیؒ | ۲۱۴ |
| ❁ | کلام رازیؒ، تحقیق حقانیؒ، تفسیر اندلسیؒ | ۲۱۵ |
| ❁ | دوسرے سوال کا جواب، تفسیر ابن کثیرؒ | ۲۱۶ |
| ❁ | تفسیر عثمانی، تفسیر قرطبیؒ | ۲۱۶ |
| ❁ | تحقیق نسفیؒ، ایک قول، عجیب نصرت | ۲۱۷ |
| ❁ | مجاہدین کے لئے خاص نظام قدرت | ۲۱۸ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۴۵)، اقوال وحوالے، کلام برکت | ۲۱۹ |
| ❁ | آیت کا ربط، ثابت قدمی سے لڑو | ۲۲۰ |
| ❁ | جنگ کے دوران کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو | ۲۲۱ |
| ❁ | آیت میں ذکر سے کیا مراد ہے؟، تفسیر عثمانیؒ، تفسیر نسفیؒ، تحقیق رازیؒ | ۲۲۳ |
| ❁ | تفسیر جصاصؒ، تحقیق قرطبیؒ | ۲۲۴ |
| ❁ | تفسیر اندلسیؒ | ۲۲۵ |
| ❁ | خلاصہ | ۲۲۶ |
| ❁ | سورۃ الانفال: (۴۶) خلاصہ، اقوال | ۲۲۷ |
| ❁ | کامیابی کی کنجی، تمام الفاظ کی جامع تفسیر | ۲۲۸ |
| ❁ | اختلاف کی نحوست سے پسپائی | ۲۲۹ |
| ❁ | نزاع اور اختلاف سے بچنے کا طریقہ صبر ہے | ۲۳۰ |
| ❁ | ایک ایمان افروز عبارت | ۲۳۱ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۴۷) خلاصہ، آیت کا موضوع | ۲۳۲ |
| ❁ | عبارات، (۱) کلام برکت، (۲) ذکر چھوڑنے اور نزاع کرنے کی نحوست، (۳) شکست کے اسباب | ۲۳۳ |
| ❁ | (۴) جہاد عظیم الشان عبادت ہے | ۲۳۳ |
| ❁ | (۵) ثابت قدمی تکبر کی وجہ سے نہ ہو، مجاہدین کے لئے اہم ترین نصیحت | ۲۳۴ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ❁ | فخر، غرور اور تکبر مشرکین کی خصلت تھی، ریاکاری سے بچنا | ۴۳۶ |
| ❁ | فائدہ، شان نزول کی ایک عبارت | ۴۳۶ |
| ❁ | جہادی مضمون کی اہم آیت | ۴۳۷ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۴۸) خلاصہ، شان نزول | ۴۳۸ |
| ❁ | آیت کا ربط | ۴۴۰ |
| ❁ | عظیم معجزہ، خطرناک حملہ، غزوۂ بدر کی اہمیت، شیطان کی رسوائی | ۴۴۱ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۴۹) خلاصہ، کلام برکت | ۴۴۳ |
| ❁ | غلبہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ملتا ہے، مسلمان دھوکے میں نہیں توکل پر ہیں | ۴۴۳ |
| ❁ | ربط، منافق کون تھے؟ | ۴۴۴ |
| ❁ | دلوں کے مریض کون تھے؟، وہ کس بات کو دھوکا کہہ رہے تھے؟ | ۴۴۵ |
| ❁ | عزیز حکیم، دین کی سرشاری | ۴۴۶ |
| ❁ | سورۂ انفال (۵۰)(۵۱) خلاصہ، ربط | ۴۴۷ |
| ❁ | کافروں کی موت کا منظر خوفناک، ابوجہل پر فرشتوں کی مار | ۴۴۸ |
| ❁ | آگ کے کوڑے، نکتۂ رازیؒ | ۴۴۹ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۵۲) خلاصہ، تکذیب کا بدلہ تعذیب، ربط اور تفسیر | ۴۵۰ |
| ❁ | دوسری تفسیر، معارف | ۴۵۱ |
| ❁ | سورۃ الانفال (۵۳) خلاصہ، کلام برکت، رحمت کے بعد زحمت، کفار مکہ کی خراب حالت | ۴۵۲ |
| ❁ | نکتہ نسفیؒ، تقریر عثمانیؒ، تقریر ماجدیؒ | ۴۵۳ |
| ❁ | فائدہ | ۴۵۴ |
| ❁ | الانفال (۵۴) خلاصہ، فرعون کا تذکرہ | ۴۵۶ |
| ❁ | دونوں آیات میں تکرار نہیں ہے | ۴۵۷ |
| ❁ | الانفال (۵۵، ۵۶، ۵۷) خلاصہ، شانِ نزول | ۴۵۸ |
| ❁ | ربط | ۴۶۰ |
| ❁ | بعض جملوں اور الفاظ کے مفاہیم | ۴۶۱ |
| ❁ | (۱) کافروں کی کمر ہمت ٹوٹ جائے، (۲) یہ بدترین جانور ہیں | ۴۶۲ |
| ❁ | فائدہ | ۴۶۳ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ❁ | الانفال (۵۸) خلاصہ، جامع تفسیر | ۲۶۴ |
| ❁ | حفاظت کی تدابیر، اہم مسئلہ | ۲۶۵ |
| ❁ | اسلام اور عہد کی حفاظت، خائن ترقی نہیں کرسکتا | ۲۶۶ |
| ❁ | الانفال (۵۹) خلاصہ، ربط | ۲۶۷ |
| ❁ | فائدہ | ۲۶۸ |
| ❁ | الانفال (۶۰) خلاصہ، دلنشیں عبارتیں، (۱) تقریر عثمانیؒ | ۲۶۹ |
| ❁ | (۲) تقریر اشرفیؒ، فائدہ | ۲۷۰ |
| ❁ | (۳) تقریر حقانیؒ، (۴) تقریر ماجدیؒ | ۲۷۱ |
| ❁ | (۵) تقریر خواجہؒ، (۶) تقریر عاشق الٰہیؒ | ۲۷۲ |
| ❁ | (۷) تقریر احمدیؒ، (۸) کلام برکت، ہر طرح کی قوت تیار کرو | ۲۷۴ |
| ❁ | اسلحہ سیکھنا فرائض میں سے ہے | ۲۷۵ |
| ❁ | کافروں پر دہشت مسلمانوں کے لئے مفید | ۲۷۶ |
| ❁ | مکمل جہادی تیاری، متفرق نکات، جہاد قیامت تک جاری رہے گا | ۲۷۸ |
| ❁ | بے بسی کا عذر غلط ہے | ۲۷۸ |
| ❁ | اصل چیز دہشت ہے، دہشت کس چیز سے پڑتی ہے؟ | ۲۷۹ |
| ❁ | ایک شبہ کا ازالہ، اے مسلمانو! اس حکم پر عمل کرو | ۲۸۰ |
| ❁ | اسلام اور جہاد کی تیاری، افرادی قوت | ۲۸۱ |
| ❁ | عسکری قوت، حدیث | ۲۸۴ |
| ❁ | جہاد کی تیاری کی ضرورت | ۲۸۵ |
| ❁ | قابل غور | ۲۸۶ |
| ❁ | جہاد کی تیاری کا وجوب | ۲۸۷ |
| ❁ | الانفال (۶۱) خلاصہ، ربط، صلح کی پیشکش قبول کرنا ضروری نہیں | ۲۹۳ |
| ❁ | تفسیر احکام القرآن کا مطالعہ کریں، کلام برکت | ۲۹۴ |
| ❁ | دس سال سے زائد جنگ بندی کا معاہدہ، تقریر عثمانیؒ، فائدہ | ۲۹۵ |
| ❁ | الانفال آیت (۶۲، ۶۳) خلاصہ، غزوہ بدر کی یاد دہانی | ۲۹۶ |
| ❁ | اور مسلمانوں کے ذریعہ قوت دی، ایک سوال کا جواب | ۲۹۷ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | |
|---|---|
| دلوں میں الفت، بہت بڑی نعمت | ۲۹۸ |
| (۱) دلوں کی حالت بالکل بدل گئی، (۲) ایک سو بیس سالہ دشمنی ختم | ۲۹۹ |
| (۳) روئے زمین کے خزانے خرچ کرنے سے بھی یہ کام نہ ہوتا | ۲۹۹ |
| نکتہ، (۴) غلبے کی بشارت، (۵) کلام برکت | ۳۰۰ |
| فائدہ | ۳۰۱ |
| الانفال (۶۴) خلاصہ، آسان تفسیر، کلام برکت | ۳۰۲ |
| شانِ نزول، عجیب ربط، اللہ والی جماعت کے لئے اللہ تعالیٰ کافی، نکتہ | ۳۰۳ |
| بشارت، فائدہ | ۳۰۴ |
| الانفال (۶۵، ۶۶) خلاصہ | ۳۰۵ |
| مضامینِ آیت، ربط، حرض کے معنی کی تحقیق | ۳۰۶ |
| تقریرِ عثمانی | ۳۰۹ |
| تنبیہ، تقریرِ احمدیؒ | ۳۱۰ |
| تقریرِ خواجہؒ، کافروں کے کمزور ہونے کی وجہ | ۳۱۱ |
| آیت مبارکہ کا حکم، کیا آیت ۶۵ کا حکم منسوخ ہے؟ | ۳۱۳ |
| صابر مسلمان، کمزوری کا کیا مطلب ہے، جہاد کو جاری رکھنے کا ذریعہ | ۳۱۴ |
| الانفال (۶۷) خلاصہ، کلام برکت، جامع تفسیر | ۳۱۶ |
| تنبیہ، نکتہ | ۳۱۸ |
| تقریرِ حقانی، ربط | ۳۱۹ |
| صحابہ کرام کی حضرات انبیاء علیہم السلام سے تشبیہ | ۳۲۰ |
| فائدہ | ۳۲۱ |
| نکتہ | ۳۲۲ |
| الانفال: (۶۸، ۶۹) خلاصہ، اس بات سے کیا مراد؟ | ۳۲۳ |
| فائدہ، عذاب دکھلایا گیا | ۳۲۶ |
| الانفال: (۷۰، ۷۱) خلاصہ، شانِ نزول | ۳۲۸ |
| حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا واقعہ | ۳۲۹ |
| اللہ تعالیٰ کا وعدہ، اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دل میں خیر دیکھے گا | ۳۳۴ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ❁ | یہاں خیانت کا مطلب | ۳۳۲ |
| ❁ | الانفال (۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵) | ۳۳۳ |
| ❁ | خلاصہ | ۳۳۵ |
| ❁ | ربط | ۳۳۶ |
| ❁ | چار طبقے، کلام برکت | ۳۳۷ |
| ❁ | مسلمان اگر کافروں سے یاری کریں، ہجرت اور جہاد | ۳۳۸ |
| ❁ | آیت کی تفسیر میں دو قول | ۳۴۰ |
| ❁ | نکتہ، قرآن پاک کو ماننے والی ایک جماعت | ۳۴۱ |
| | سُورَةُ التَّوبَة | |
| ❁ | ابتدائیہ | ۳۴۳ |
| ❁ | سورۃ کے دیگر نام | ۳۴۴ |
| ❁ | سورۃ مبارکہ کے غزوات وواقعات اور زمانہ نزول | ۳۴۵ |
| ❁ | سورۃ التوبہ کا سورۃ الانفال سے ربط | ۳۴۷ |
| ❁ | ایک عجیب نکتہ، سورۃ توبہ کے بعض جہادی مضامین کا عجیب خلاصہ | ۳۴۹ |
| ❁ | (۱) جہاد فی سبیل اللہ کی سات حکمتیں اور فائدے | ۳۵۰ |
| ❁ | (۲) وہ پانچ باتیں جو جہاد سے رکنے کا عذر نہیں بن سکتیں، (۳) اہل کتاب کے خلاف جہاد | ۳۵۰ |
| ❁ | (۴) خود اپنے آپ کو جہاد سے مستثنیٰ رکھنا نفاق کی علامت ہے | ۳۵۱ |
| ❁ | (۵) جہاد کی بدولت منافق بے نقاب ہو جاتے ہیں | ۳۵۱ |
| ❁ | (۶) ترک جہاد پر سخت وعیدیں، (۷) فرضیت وافضلیت جہاد، (۸) طریق جنگ کی تعلیم | ۳۵۲ |
| ❁ | (۹) سورۃ انفال کا تتمہ اور مسلمانوں کا ایک خالص مرکز | ۳۵۲ |
| ❁ | اس نکتے کو مزید سمجھنے کے لئے ملاحظہ فرمایئے یہ دلنشین عبارت | ۳۵۳ |
| ❁ | (۱۰) سورۃ براءۃ کے چوٹھے | ۳۵۴ |
| ❁ | (۱۰) جہادی نکات سورۃ توبہ از حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ | ۳۵۶ |
| ❁ | ملاحظہ، نماز اور زکوٰۃ نہیں تو ایمان بھی نہیں، فتح مکہ کے ایک سال بعد براءۃ کا اعلان | ۳۵۶ |
| ❁ | اسلام پر اعتراض کرنے والے کا قرکوزی نہیں بنایا جاسکتا | ۳۵۶ |
| ❁ | جہاد کا درجہ قرابت سے بڑا ہے، اہل کتاب سے جہاد | ۳۵۶ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ❁ | غزوۂ حنین کا سبق، پھونکیں مارنے سے مراد کافروں کا جھوٹا پروپیگنڈہ ہے | ۳۵۷ |
| ❁ | دین اسلام سب سے اونچا ہے، کافروں سے لڑنا ہمیشہ جائز ہے | ۳۵۷ |
| ❁ | منافقوں کے حالات کا بیان اس سورۃ کا خاص موضوع ہے | ۳۵۷ |
| ❁ | ایک منافق کا عجیب بہانہ، بددین کا مال اور اس کی اولاد نعمت نہیں وبال ہے | ۳۵۷ |
| ❁ | مجاہدین زکوٰۃ کا مصرف ہیں، دین کی باتوں کا مذاق اڑانے والے منافق ہیں | ۳۵۸ |
| ❁ | منافقین کے دوبرے کارنامے، گناہگار اور بدعقیدہ کے درمیان فرق | ۳۵۸ |
| ❁ | السابقون یعنی قدیم مسلمان کون؟، بے انصافی کی شامت، السائحون کے تین معانی | ۳۵۸ |
| ❁ | کافر تم میں سختی دیکھیں، منافق کی پہچان؛ اکثر جہاد کے وقت ہوتی ہے | ۳۵۹ |
| ❁ | نبی صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں کہ میری امت زیادہ ہو جائے | ۳۵۹ |
| ❁ | صاحب مدارک کی ایک جامع عبارت | ۳۵۹ |
| ❁ | ملاحظہ، فائدہ، خلاصہ مضامین سورۃ توبہ مأخوذ از تفسیر الفرقان | ۳۶۰ |
| ❁ | باب دوم | ۳۶۱ |
| ❁ | باب سوم | ۳۶۲ |
| ❁ | التوبہ (۲،۱) خلاصہ، فائدہ، (۱) تقریر حضرت لاہوریؒ | ۳۶۳ |
| ❁ | مشرکین کی چار قسمیں، (۲) تقریر عثمانیؒ | ۳۶۵ |
| ❁ | ان آیات کا زمانہ اور ماحول | ۳۶۷ |
| ❁ | ایک عجیب نکتہ | ۳۶۹ |
| ❁ | چار مہینے کون سے؟ | ۳۷۰ |
| ❁ | التوبہ (۳) خلاصہ، تفسیری اقوال | ۳۷۲ |
| ❁ | اعلان عام کا مختصر واقعہ | ۳۷۳ |
| ❁ | التوبہ (۴) خلاصہ، چند عبارتیں | ۳۷۵ |
| ❁ | التوبہ (۵) خلاصہ، چار مہینے، دوسرا قول | ۳۷۷ |
| ❁ | ایک جامع عبارت | ۳۷۸ |
| ❁ | تقریر عثمانیؒ، کلام برکت | ۳۷۹ |
| ❁ | یہ آیت "آیت السیف" ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو چار تلواریں عطا کی گئیں | ۳۸۰ |
| ❁ | جنگ کی تاکید | ۳۸۰ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | |
|---|---|
| ایک گزارش، ایک قول | ۳۸۱ |
| التوبہ (۶) خلاصہ، اقوال وحوالے، اسلام کا دروازہ کھلا ہے، چند ضروری احکامات | ۳۸۲ |
| اسلام کے کمالات، طلبہ کے لئے آسان وجامع تفسیر | ۳۸۳ |
| التوبہ (۷) خلاصہ، ان مشرکین کو قتل کرنے میں پریشانی محسوس نہ کرو | ۳۸۴ |
| یہ برأت اور اعلان جنگ کی وجہ بیان فرمائی ہے | ۳۸۴ |
| عجیب تفسیر | ۳۸۵ |
| اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دوستی؟، اعلانِ جنگ کی وجوہات، اعلان برأت کی حکمت | ۳۸۶ |
| وجوہات قتال مع المشرکین | ۳۸۷ |
| توبہ (۸) خلاصہ، ان سے دوستی کیسے ہوسکتی ہے؟، اللہ پاک مسلمانوں کو سمجھاتے ہیں | ۳۸۸ |
| کفر وشرک کی نحوست | ۳۸۹ |
| آج کل کی فرنگی قومیں، اللہ اور رسول کے منکر تمہارے دوست کس طرح ہے؟ | ۳۹۰ |
| مشرکین فاسق کس طرح؟ | ۳۹۱ |
| فائدہ | ۳۹۲ |
| التوبہ (۹) خلاصہ، اس میں قتال کی ترغیب ہے، مشرکین کی خرابیوں کا سبب حُبِّ دنیا ہے | ۳۹۳ |
| آخرت کی ذمہ داری محسوس نہ کرنا جرم ہے، خواہشات کے پیچھے ایمان کو چھوڑنے والے | ۳۹۴ |
| طلبہ علم کے لئے آیت کی آسان تفسیر | ۳۹۴ |
| کاش، ایک ایمان کش دسترخوان، آیت میں یہود کی طرف بھی اشارہ ہے | ۳۹۵ |
| اچھے اخلاق صرف سچے دین کی پیروی سے پیدا ہوتے ہیں | ۳۹۵ |
| التوبہ (۱۰) خلاصہ، آیت میں تکرار نہیں ہے | ۳۹۶ |
| التوبہ (۱۱) خلاصہ، مختصر تفسیر، نکتہ | ۳۹۸ |
| اسلامی برادری میں داخل ہونے کی تین شرطیں | ۳۹۹ |
| التوبہ (۱۲) خلاصہ، ربط | ۴۰۰ |
| تقریر قرطبیؒ | ۴۰۱ |
| آسان تفسیر، آیت مبارکہ کے الفاظ کی تشریح | ۴۰۲ |
| اَئِمَّةَ الْكُفْرِ یعنی کفر کے سردار کون؟ | ۴۰۳ |
| اہم نکتہ | ۴۰۶ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ❁ | التوبہ (۱۳) خلاصہ، جہاد پر ابھارا جارہا ہے | ۴۰۷ |
| ❁ | اور زیادہ جوش دلایا جارہا ہے، ایمانی غیرت | ۴۰۸ |
| ❁ | امام قرطبیؒ کا عجیب جملہ، تقریر رازیؒ، جہاد پر ابھارنے کے مزید چار اسباب | ۴۰۹ |
| ❁ | فتح مکہ کی ترغیب ہے | ۴۱۰ |
| ❁ | التوبہ (۱۴)(۱۵) خلاصہ | ۴۱۱ |
| ❁ | مختصر و جامع تفسیر | ۴۱۲ |
| ❁ | جہادی نکات از امام رازی رحمہ اللہ، ربط | ۴۱۳ |
| ❁ | یہ خوشخبری قیامت تک کے لئے ہے، فائدہ | ۴۱۴ |
| ❁ | نکتہ، تقریر لاہوریؒ | ۴۱۵ |
| ❁ | مظلوموں کو مسرت کا حاصل ہونا ان کو کام پر کھڑا کرنے کے لئے ضروری ہے | ۴۱۶ |
| ❁ | التوبہ (۱۶) خلاصہ، جہاد کے ذریعے حقیقی اور سچے مسلمان ممتاز ہوجاتے ہیں | ۴۱۸ |
| ❁ | جہاد مومن اور منافق میں امتیاز کرتا ہے، نکتہ، دو طرح کے امتحانات | ۴۱۹ |
| ❁ | اگر مسلمان ہو تو جہاد نہ چھوڑ د | ۴۲۰ |
| ❁ | آیت میں جنگوں کی طرف اشارہ ہے، دین کی خاطر اپنے عزیزوں قریبوں سے قتال کرنا | ۴۲۱ |
| ❁ | ولیجہ؟ غیروں سے یاری | ۴۲۱ |
| ❁ | اس آیت میں آئندہ مجاہدین کے ہمیشہ موجود رہنے کا اشارہ ہے | ۴۲۲ |
| ❁ | التوبہ ۱۷ خلاصہ، آیت کا پہلا موضوع | ۴۲۳ |
| ❁ | آیت کا دوسرا موضوع، آیت کا تیسرا موضوع | ۴۲۴ |
| ❁ | آیات کی مختصر و جامع تشریح | ۴۲۵ |
| ❁ | مشرکوں کا اعتبار نہیں، طلبہ کے لئے آیت کے الفاظ کی آسان تفسیر | ۴۲۶ |
| ❁ | التوبہ ۱۸ خلاصہ، نکتہ، فوائد | ۴۲۸ |
| ❁ | فائدہ | ۴۳۰ |
| ❁ | التوبہ ۱۹ خلاصہ، اقوال و حوالے، ترک جہاد کے دوسرے عذر کی نفی | ۴۳۱ |
| ❁ | ایمان بھی افضل اور جہاد بھی افضل | ۴۳۱ |
| ❁ | جہاد مسجد حرام کا متولی بننے سے بھی افضل ہے، اصل مقصود جہاد کی افضلیت کا بیان ہے | ۴۳۲ |
| ❁ | خود کو جہاد سے مستثنیٰ کرنے والوں کو تنبیہ، نکتہ | ۴۳۳ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ❁ | تھوڑا سا غور فرمائیں، سعادت تو جان و مال کی قربانی میں ہے | ۴۳۴ |
| ❁ | التوبہ ۲۰، ۲۱، ۲۲ خلاصہ، اقوال و حوالے، مبارکبادیاں | ۴۳۵ |
| ❁ | انسانیت کے بلند ترین درجے تک پہنچانے والی چار صفات | ۴۳۶ |
| ❁ | ایمان، ہجرت اور جہاد کا بدلہ رحمت، جنت اور رضوان | ۴۳۷ |
| ❁ | کامیاب لوگ | ۴۳۸ |
| ❁ | جنت کی نعمتیں ہمیشہ کے لئے، اللہ پاک کی رضا کے طلبگار | ۴۳۹ |
| ❁ | التوبہ ۲۳ خلاصہ، آیت مبارکہ کا ربط اور جہادی مضامین | ۴۴۰ |
| ❁ | (۱) کوئی خونی رشتہ جہاد کے لئے رکاوٹ نہ بنے، (۲) وہ تعلقات جو ہجرت و جہاد میں خلل انداز ہوں | ۴۴۰ |
| ❁ | (۳) جہاد میں اپنے قریبی رشتہ داروں سے لڑنا پڑے تب بھی دریغ نہ کرے | ۴۴۰ |
| ❁ | فائدہ، رشتہ داروں کے ساتھ حد سے زیادہ بڑھے ہوئے تعلق کی مذمت | ۴۴۱ |
| ❁ | ایک اور عجیب ربط، ایک سخت وعید، اہم سبق | ۴۴۲ |
| ❁ | اصل رشتہ اسلام و ایمان کا رشتہ ہے نسبی وطنی تعلقات سب اس پر قربان کرنے ہیں | ۴۴۳ |
| ❁ | التوبہ ۲۴ خلاصہ، آیت کا موضوع | ۴۴۴ |
| ❁ | ہجرت کے مقام پر جہاد کا تذکرہ، فائدہ | ۴۴۵ |
| ❁ | مسلمان کا جہاد چھوڑنا قابل تعجب ہے، ایمان سے بھی دور اور عقل سے بھی دور | ۴۴۵ |
| ❁ | جہاد سے روکنے کے لئے شیطان کا مورچہ، اس آیت میں جہاد کی فضیلت کا بیان ہے | ۴۴۶ |
| ❁ | آہ! ایسے لوگ کم ہیں | ۴۴۶ |
| ❁ | اب تو یہ جرم عار بھی نہیں، ایک ناصحانہ عبارت | ۴۴۷ |
| ❁ | اس آیت کا براءۃ سے تعلق | ۴۴۸ |
| ❁ | غزوہ حنین ۲ شوال ۸ھ (یکم فروری ۶۳۰ء) | ۴۴۹ |
| ❁ | تقسیم غنائم حنین | ۴۵۴ |
| ❁ | احکام و مسائل | ۴۵۶ |
| ❁ | مفتوح و مغلوب کفار کے اموال میں عدل و انصاف اور احتیاط | ۴۵۷ |
| ❁ | سورۃ توبہ آیت (۲۵) (۲۶) (۲۷) خلاصہ | ۴۵۸ |
| ❁ | غزوہ حنین میں مسلمانوں کے لئے عجیب اسباق | ۴۵۹ |
| ❁ | سبق نمبر ۱۔ قلت تعداد کو جہاد چھوڑنے کا عذر نہ بناؤ | ۴۵۹ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۞ | سبق نمبر۲۔ اپنی کثرت اور فوجی قوت پر گھمنڈ نہ کرو | ۴۵۹ |
| ۞ | سبق نمبر۳۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے واقعات یاد کرنے سے قوت ملتی ہے | ۴۶۱ |
| ۞ | سبق نمبر۴۔ جس گناہ کی وجہ سے نصرت اٹھ جائے اسے چھوڑ دیں تو نصرت واپس آجاتی ہے | ۴۶۲ |
| ۞ | سبق نمبر۵۔ جہاد کرتے ہوئے خود کو ٹھیک کریں | ۴۶۲ |
| ۞ | سبق نمبر۶۔ جہاد کفر سے توبہ کا بہت بڑا ذریعہ ہے | ۴۶۳ |
| ۞ | سبق نمبر۷۔ حضور اکرم ﷺ کے وارث بہادر ہونے چاہئیں | ۴۶۴ |
| ۞ | سبق نمبر۸۔ مغلوب کافروں کے ایمان سے مایوس نہ ہوں | ۴۶۵ |
| ۞ | سبق نمبر۹۔ جو دین کو دنیا پر ترجیح دے گا اللہ تعالیٰ اسے دین و دنیا دونوں عطا فرمائے گا | ۴۶۵ |
| ۞ | سبق نمبر۱۰ کافروں کے لئے اصل چیز شکست ہی ہے | ۴۶۶ |
| ۞ | اسباق اور بھی ہیں، یہ آیت آیات احکام میں سے ہے | ۴۶۶ |
| ۞ | کلام برکت | ۴۶۷ |
| ۞ | التوبہ ۲۸ خلاصہ | ۴۶۸ |
| ۞ | آیت مبارکہ کا موضوع | ۴۶۹ |
| ۞ | عصر حاضر کا سب سے بڑا بت معیشت | ۴۷۰ |
| ۞ | آیت مبارکہ کے احکامات، یہود و نصاریٰ بھی اس حکم میں مشرکین کی طرح ہیں | ۴۷۱ |
| ۞ | یہ بہت بڑا مجاہدہ تھا | ۴۷۱ |
| ۞ | روزی دینا اللہ پاک کا کام ہے | ۴۷۲ |
| ۞ | التوبہ ۲۹ خلاصہ، مسلمانوں کے لئے روزی کا انتظام | ۴۷۳ |
| ۞ | مشرکین سے قتال کے بعد اہل کتاب سے قتال کا حکم | ۴۷۴ |
| ۞ | غزوہ تبوک کی تمہید، آیت میں تمام کافروں سے قتال کا حکم ہے | ۴۷۴ |
| ۞ | وہ دس بحثیں جو اس آیت کی تفسیر میں اہل علم نے فرمائی ہیں | ۴۷۵ |
| ۞ | فائدہ، ایک درد بھری عبارت | ۴۷۸ |
| ۞ | آیت مبارکہ کے احکامات کو سمجھنے کے لئے چند آسان سوالات | ۴۷۹ |
| ۞ | جواب ملتو پھرا، دوسرا سوال، ایک بالکل واضح بات، فائدہ | ۴۸۰ |
| ۞ | کلام برکت، اہل علم کے لئے تحفہ | ۴۸۱ |
| ۞ | التوبہ (۳۰) خلاصہ، ایمان والوں کو یہود و نصاریٰ سے قتال پر ابھارا جا رہا ہے | ۴۸۲ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ۞ | ایک سوال کا جواب | ۴۸۳ |
| ۞ | دو اہم نکتے | ۴۸۴ |
| ۞ | التوبہ (۳۱) خلاصہ، اقوال وحوالے، علماء سوء اور بناوٹی صوفیوں کے پجاری، روما کے پوپ | ۴۸۶ |
| ۞ | ایک روایت، آسمانی وحی کے احکامات کو چھوڑنے والے، دورِ حاضر کی ایک پریشانی | ۴۸۷ |
| ۞ | ایک تحقیقی عبارت | ۴۸۸ |
| ۞ | التوبہ ۳۲ خلاصہ، اقوال وحوالے، ایک خبر ایک وعدہ | ۴۸۹ |
| ۞ | عملی صداقت، بہت بڑی تسلی | ۴۹۰ |
| ۞ | التوبہ ۳۳ خلاصہ، اقوال وحوالے، یہ دین نازل ہی اسی لئے ہوا ہے | ۴۹۱ |
| ۞ | اسلام کے غلبے کی تین صورتیں | ۴۹۲ |
| ۞ | اس آیت میں جہاد کی دعوت ہے، اسلام کے غلبے کی احادیث | ۴۹۳ |
| ۞ | ایک دلچسپ بحث، عجیب نکتہ | ۴۹۴ |
| ۞ | اسلامی غلبے کے عناصر | ۴۹۵ |
| ۞ | التوبہ ۳۴_۳۵ خلاصہ | ۴۹۶ |
| ۞ | یہود ونصاریٰ کے مذہبی رہنماؤں کی خاص نشانی، ان دو آیات کے مضامین | ۴۹۷ |
| ۞ | ایک دعاء | ۴۹۸ |
| ۞ | التوبہ ۳۶ خلاصہ، آیت کا ربط | ۴۹۹ |
| ۞ | جہاد ہمیشہ رہے گا، آیت کا تعلق جہاد وقتال سے ہے، نکتہ، چار مہینوں کی حرمت | ۵۰۰ |
| ۞ | آیت مبارکہ کا ایک اور ربط | ۵۰۲ |
| ۞ | التوبہ ۳۷ خلاصہ، نسئی کا مطلب | ۵۰۳ |
| ۞ | فائدہ، ایک اہم مسئلہ | ۵۰۵ |
| ۞ | فائدہ | ۵۰۶ |
| ۞ | غزوۂ تبوک (یوم پنجشنبہ ماہ رجب ۹ھ) | ۵۰۷ |
| ۞ | مقام عذاب سے گزر | ۵۰۹ |
| ۞ | مسجد ضرار | ۵۱۲ |
| ۞ | غزوۂ تبوک میں پیچھے رہنے والے | ۵۱۳ |
| ۞ | التوبہ ۳۸ خلاصہ، تنبیہ، جہاد سے روکنے والی بیماری، بیماری کا علاج | ۵۱۷ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ❁ | آیت مبارکہ کا ربط | ۵۱۸ |
| ❁ | شدت سے جہاد پر ابھارا ہے | ۵۱۹ |
| ❁ | مسلمانوں کی زندگی کا راز صرف جہاد میں پنہاں ہے، جدید روشن خیالی کا ستم | ۵۱۹ |
| ❁ | غزوۂ تبوک اور چھ قسم کے لوگ | ۵۲۰ |
| ❁ | ایک شرعی مسئلہ، طلبہ علم کے لئے تحفہ | ۵۲۱ |
| ❁ | غزوۂ تبوک میں توریہ نہیں کیا گیا، فائدہ | ۵۲۲ |
| ❁ | التوبہ (۳۹) خلاصہ، سخت وعید | ۵۲۳ |
| ❁ | دوسری قوم کونسی؟ | ۵۲۵ |
| ❁ | التوبہ ۴۰ خلاصہ | ۵۲۶ |
| ❁ | اقوال وحوالے، نصرت کا نمونہ، غزوۂ تبوک کے موقع پر واقعہ ہجرت کی یاد دہانی | ۵۲۷ |
| ❁ | مسلمانو! جہاد کرو | ۵۲۸ |
| ❁ | آیت میں جہاد کی ترغیب ہے، آیت مبارکہ کے بعض نکات اور فوائد | ۵۲۸ |
| ❁ | حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت پر نص قطعی | ۵۲۹ |
| ❁ | غزوۂ تبوک اور ہجرت دونوں میں صدیق اکبر آگے آگے | ۵۲۹ |
| ❁ | آیت میں حضرت ابو بکرؓ کے خلیفہ بلا فصل ہونے کی دلیل | ۵۲۹ |
| ❁ | حضرت صدیق اکبرؓ کا حزن اور غم، غارِ ثور | ۵۳۰ |
| ❁ | التوبہ ۴۱ خلاصہ، اقوال وحوالے، خفافاً وثقالاً | ۵۳۱ |
| ❁ | فائدہ | ۵۳۳ |
| ❁ | چند واقعات | ۵۳۳ |
| ❁ | ایک سوال، ایک مسئلہ | ۵۳۵ |
| ❁ | التوبہ (۴۲) خلاصہ، آیت کا موضوع | ۵۳۶ |
| ❁ | منافقین رومی عیسائیوں کی طاقت سے مرعوب تھے | ۵۳۷ |
| ❁ | غزوۂ تبوک سے نام ایک درد بھری عبارت، ہلاکت کے تین اسباب | ۵۳۸ |
| ❁ | التوبہ (۴۳) خلاصہ، ایک جامع عبارت | ۵۳۹ |
| ❁ | اصل غصہ منافقین پر ہے، پہلے معافی پھر تنبیہ، منافقین کا طریقہ | ۵۴۰ |
| ❁ | التوبہ (۴۴) خلاصہ، اقوال وحوالے | ۵۴۱ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ❁ | مؤمن اور منافق کا فرق، صحابہ کرام کا طرزِ عمل | ۵۴۱ |
| ❁ | جہاد ایمان کا تقاضا ہے، چند دلکش عبارتیں | ۵۴۲ |
| ❁ | مجاہد کے متقی ہونے کی قرآنی شہادت، نکتہ، مؤمن تو جہاد کے انتظار میں رہتا ہے | ۵۴۳ |
| ❁ | التوبہ ۴۵ خلاصہ، تفسیری عبارت | ۵۴۴ |
| ❁ | منکرین جہاد درا صل خفیہ دشمنانِ اسلام ہیں، شک میں پھنسے لوگ | ۵۴۴ |
| ❁ | ایمان جہاد میں لے جاتا ہے اور بے ایمانی جہاد سے روکتی ہے | ۵۴۴ |
| ❁ | شک سے کیا مراد ہے؟، منافق مزاج لوگ، انتالیس افراد | ۵۴۵ |
| ❁ | التوبہ ۴۶ خلاصہ، یہ بے ایمان لوگ جہاد کے مبارک سفر کے قابل ہی نہیں | ۵۴۶ |
| ❁ | آج کل کے دانشور | ۵۴۶ |
| ❁ | "عُدّۃ" کے معنیٰ، جہاد کی تیاری فرض ہے، بیٹھے رہو، بیٹھے رہو، | ۵۴۷ |
| ❁ | آیت مبارکہ دعوت فکر دیتی ہے، آیت مبارکہ کا پیغام | ۵۴۸ |
| ❁ | التوبہ ۴۷ خلاصہ، اقوال وحوالے، تکوینی طور پر اچھا ہوا | ۵۴۹ |
| ❁ | یہ تمہاری ہمتیں کمزور کردیتے، سمّاعون کون تھے؟ | ۵۵۰ |
| ❁ | کان بند رکھیں، جہاد میں کامیابی کے لئے لازمی چیز | ۵۵۱ |
| ❁ | التوبہ ۴۸ خلاصہ، عبارات، منافقین کی جہاد میں شرکت مسلمانوں کے لئے مفید نہیں ہے | ۵۵۳ |
| ❁ | ایک جامع عبارت، ایک قول | ۵۵۴ |
| ❁ | التوبہ ۴۹ خلاصہ، اقوال وحوالے، دینی نقصان کا بہانہ، ایک بخیل اور بزدل سردار | ۵۵۵ |
| ❁ | جہاد چھوڑنا بڑی برائی اور فتنہ ہے | ۵۵۶ |
| ❁ | فائدہ، آیت مبارکہ کے دو اور مفہوم | ۵۵۷ |
| ❁ | فائدہ، جہنم نے ان کو گھیر لیا ہے | ۵۵۸ |
| ❁ | خود کو جہاد سے مستثنیٰ رکھنے والے | ۵۵۹ |
| ❁ | التوبہ ۵۰ خلاصہ، اپنی دور اندیشی کا وہم، منافقین کی عقلمندی اور احتیاطی تدابیر | ۵۶۰ |
| ❁ | کامیاب وہ ہے جو فرض ادا کرے، حسنة ومصيبة کا مصداق، ایک دلچسپ عبارت | ۵۶۱ |
| ❁ | التوبہ ۵۱ خلاصہ، اقوال وحوالے، ایمان والوں کے لئے ہر حالت میں خیر ہے | ۵۶۳ |
| ❁ | مؤمن کو کوئی سختی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے نہیں روک سکتی | ۵۶۴ |
| ❁ | مؤمن کا اعتماد صرف اللہ تعالیٰ پر، جو تقدیر پر ایمان رکھے گا وہی غالب رہے گا، فائدہ، عجیب نکتہ | ۵۶۴ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

| | |
|---|---|
| عظیم الشان تحفہ | ۵۶۵ |
| التوبہ ۵۲ خلاصہ، اقوال وحوالے، مسلمان کے لئے ناکامی نہیں | ۵۶۶ |
| خطاب کافروں یا منافقوں کو ہے | ۵۶۷ |
| ہمیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی ہر حالت محبوب ہے، انتظار کرو | ۵۶۷ |
| التوبہ ۵۳ خلاصہ، شانِ نزول، آیت مبارکہ عام ہے | ۵۶۹ |
| ان مالداروں کے لئے عبرت ہے جو مال خرچ کرنے کو ہی کافی سمجھتے ہیں | ۵۶۹ |
| قبولیت کے دو معنی | ۵۶۹ |
| ایسے مال کی کوئی قدر نہیں ہے، بے اعتقاد کا مال قبول نہیں | ۵۷۰ |
| التوبہ ۵۴ خلاصہ، | ۵۷۱ |
| اقوال وحوالے، یہ جہاد میں نہیں گئے اس لئے چندہ قبول نہیں، ایک جامع عبارت | ۵۷۱ |
| لوگوں کے سامنے نمازی، مسلمانوں کو ایک اہم نصیحت، ہم مسلمانوں کے لئے خوف کا مقام | ۵۷۲ |
| التوبہ ۵۵ خلاصہ، خطاب عام ہے، منافقوں کی مالداری سے متاثر نہ ہوں | ۵۷۳ |
| ان پر یہ عذاب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے ہے، جامع تفسیر | ۵۷۴ |
| ایک تفسیر قول، سخت موت، حُبِّ دنیا سے حفاظت | ۵۷۵ |
| دو علمی تحفے | ۵۷۶ |
| التوبہ ۵۶ خلاصہ، سچے مسلمان کو قسموں کی کیا ضرورت؟ | ۵۷۷ |
| اپنے ایمان پر قسمیں کھانا منافقین کا طریقہ، مسلمانوں کے گھر پیدا ہو گئے | ۵۷۷ |
| مشکل وقت میں کام نہیں آتے | ۵۷۸ |
| التوبہ ۵۷ خلاصہ | ۵۷۹ |
| وہ اسلام اور مسلمانوں سے نفرت رکھتے ہیں | ۵۷۹ |
| ملجأ کا معنی، مسلمانوں کے لئے تسلی | ۵۷۹ |
| یہ منافق مسلمانوں کی ترقی اور فتح نہیں دیکھ سکتے | ۵۸۰ |
| التوبہ (۵۸،۵۹) خلاصہ، آیت مبارکہ کا ربط | ۵۸۱ |
| شانِ نزول کے واقعات، منافقین طالب دنیا | ۵۸۳ |
| التوبہ ۶۰ خلاصہ، اقوال وحوالے | ۵۸۴ |
| فائدہ، فی سبیل اللہ سے مراد جہاد | ۵۸۵ |

www.KitaboSunnat.com

# فتح الجواد

فی معارف

# آیاتِ الجهاد

● سُوْرَةُ التَّوْبَة (بقیه) ● سُوْرَةُ الْحَجّ ● سُوْرَةُ النُّور

● سُوْرَةُ الْأَحْزَاب ● سُوْرَةُ مُحَمَّد (صلی اللہ علیہ وسلم)

۳

مولانا محمد مسعود ازہر حفظہ اللہ

ناشر: مکتبۂ عرفان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب ........ فتح الجواد فی معارف آیات الجہاد (جلد دوم)

مؤلف ........ مولانا محمد مسعود ازہر صاحب حفظہ اللہ

اشاعت اوّل تا دوم ..... تعداد ۴۴۰۰

دوسری اشاعت ......... صفر المظفر ۱۴۳۰ھ

تعداد ................ ۲۲۰۰

صفحات ........... ۴۵۰

قیمت ........... ۳۳۰ روپے

## ہماری مطبوعات ملنے کے پتے

مکتبۃ الایمان دکان نمبر ۱۳۱، ندیم ٹریڈ سینٹر، محلہ جنگی، عقب قصہ خوانی بازار پشاور 0321-9013592

رحمانی کتاب گھر دکان نمبر 2، نزد نور سبحانی مسجد لسبیلہ چوک کراچی 0300-2249928

مکتبہ ابن مسعودؓ، مدرسہ ابن عبداللہ، چشمہ جات نزد کمپنی باغ کوہاٹ 0321-5782621

مکتبہ عثمان وعلیؓ، نزد بند حسن شادی ہال، کوثر کالونی بہاولپور 0321-6837145

کتب خانہ رشیدیہ، مدرسہ تعلیم القرآن، راجہ بازار راولپنڈی 051-5771798

ادارہ اشاعت الخیر، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان، فون 061-4514929

مکتبۃ السلام، اعظم مارکیٹ کمیٹی چوک راولپنڈی 0333-5178392

رجسٹرڈ

مکتبہ عرفان

ناشر

اسٹاکسٹ مکتبۃ ابن مبارک

37۔ حق سٹریٹ اردو بازار۔ لاہور

موبائل: 0321-4066827

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# مختصر فہرست

# فتح الجواد فی معارف آیات الجہاد

## جلد سوم


- سورة التوبه (بقیه) ............ ۵
- سورة الحج ............ ۱۷۵
- سورة النور ............ ۲۱۷
- سورة الاحزاب ............ ۲۳۴
- سورة محمد (ﷺ) ............ ۳۱۴

آیاتِ جہاد کی چار فہرستیں ............ ۴۲۸

فہرستِ مضامین ............ ۴۳۳


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ

# التوبة

مدنية

آیت ٦١ سے آخر تک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۶۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ

اور بعضے ان میں سے پیغمبر کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص نرا کان ہے کہہ دے وہ کان

خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ

تمہاری بھلائی کیلئے ہے اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتا ہے اور مسلمانوں کی بات کا یقین کرتا ہے اور تم میں سے

اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾

ایمان والوں کے حق میں رحمت ہے اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے

## خلاصہ

یہ خود کو جہاد سے مستثنیٰ کرنے والوں (یعنی جہاد میں شامل نہ ہونے والوں) کی چوتھی قسم کے لوگوں کا بیان ہے، خدمتِ اسلام میں صحیح معنیٰ میں یہ بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم خیال نہیں ہیں کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کان کے کچے ہیں جو بات کوئی کہہ دے اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں (یعنی اپنی کوئی رائے نہیں رکھتے لوگوں کی باتوں میں آجاتے ہیں) اسی بدگمانی کے باعث یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اشتراکِ عمل کو پسند نہیں کرتے۔ (حضرت لاہوریؒ)

## منافق کو اپنی عقل مندی کا وہم ہوتا ہے

نفاق کا مرض بہت خطرناک ہے، منافق جہاد میں نہ جانے کو اپنی بہت بڑی عقل مندی سمجھتا ہے اور اس کی نظر میں مخلص مسلمان کم عقل اور بیوقوف ہوتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس کے بارے میں بھی منافقین کا یہی خیال تھا کہ نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کوئی رائے نہیں رکھتے۔

وقال الحسن: كان المنافقون يقولون ما هذا الرجل الا اذن من شاء صرفه حيث شاء لا عزيمة له

حسن بصریؒ فرماتے ہیں: منافق کہا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو کان کے کچے ہیں جو چاہے آپ کو جس طرف پھیر دے اور آپ پختہ رائے نہیں رکھتے۔ (نعوذ باللہ) (تفسیر کبیر)

وغرضهم منه انه ليس له ذكاء ولا بعد غور

یعنی مقصد ان منافقین کا یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مضبوط رائے اور سمجھ نہیں رکھتے۔ (نعوذ باللہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دراصل بزدل انسان کے نزدیک صرف جان بچانا ہی عقل مندی ہے، یہ منافق لوگ جہاد سے محروم ہو کر گھر بیٹھے ہوئے تھے اور نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بدگمانیاں پھیلا رہے تھے۔

## منافق گستاخ رسول ہوتا ہے

آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نفاق کے مرض میں مبتلا لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں بکتے ہیں۔ ان لوگوں کو جہاد میں موت نظر آتی ہے چنانچہ جہاد سے بچنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور آپ کی تعلیمات کے بارے میں شکوک وشبہات پھیلاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے یہ دو عبارتیں:

❶ اُذُنٌ...... کہتے ہیں ایسے شخص کو جو کان ہی کان ہو اور اپنی سادگی سے جو بات بھی سنے اس کا یقین کر لے، اردو میں اسی کو کہتے ہیں "کانوں کا کچا" ایسا گستاخانہ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بجز سیاہ قلب منافقین کے اور کہہ ہی کون سکتا تھا۔

الاذن الرجل الذی یصدق قول کل احد (کشاف) ای یقبل کل ما قیل له (ابن قتیبة)

یؤذون النبی ...... یعنی ایسی باتیں کرتے رہتے ہیں جو نبی ﷺ کے لیے باعث اذیت ہیں۔ (تفسیر ماجدی)

❷ "منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات پر نکتہ چینی کرنا اپنا فرض قرار دے رکھا تھا اور اپنی کج فہمی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سودمند (یعنی مفید) تعلیم کے ایسے پہلو تلاش کرتے رہتے جو محل اعتراض بن سکیں، اگر کوئی شخص ہٹ دھرمی سے کام لے تو عمدہ سے عمدہ قانون میں بھی شک پیدا کیا جا سکتا ہے، یہ منافقین کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کان کے کچے ہیں جو کچھ آپ سے کہا جاتا ہے اس کو فوراً مان لیتے ہیں اور ذاتی رائے نہیں رکھتے، اس پر فرمایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر اچھی بات قبول کر لینا تمہارے لئے باعث رحمت ہے ورنہ اگر آپ اپنی طبیعت پر رہتے اور اپنے معیار پر لوگوں کو پرکھتے تو ایک آدمی بھی اس قابل نہ نکلتا جو آپ سے (مکمل) فیضیاب ہو سکتا"۔

آپ تو اپنے اوپر جبر کر کے اپنے بلند ترین مرتبہ سے نیچے اترتے ہیں (کہ جھوٹ اور سچ سمجھنے کے باوجود فوری طور پر ہر وقت اس کا اظہار نہیں فرماتے اور بات سن کر چشم پوشی کر لیتے ہیں) اور یہ لوگ اپنی بدطینتی کی وجہ سے اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ (تفسیر الفرقان)

## مؤمن اور منافق کا ایک فرق

منافق ہر بات کو چالاکی سے سنتا ہے اور اس کے طرح طرح کے مطلب نکالتا ہے اور آخرت سے بے فکری کی وجہ سے باتوں کی اونچ نیچ ہی میں الجھا رہتا ہے جبکہ مؤمن بھولا بھالا اور شریف ہوتا ہے وہ ہر بات سے دین اور آخرت کا نفع اور خیر ڈھونڈتا ہے اور فضول باتوں پر زیادہ غور نہیں کرتا۔ بس اس کی اس عادت پر منافق لوگ اس کو سادہ اور کم عقل سمجھتے ہیں، آج کل بھی جو مسلمان قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

جہاد کا پیغام سن کر جہاد میں نکل کھڑے ہوتے ہیں تو دنیا پرست منافق ان کو کم عقل، بیوقوف، جذباتی اور گمراہ قرار دے دیتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع

منافقین نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو "ہر بات سننے والا" کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی صفت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبی قرار دے کر منافقین کو چپ کرا دیا۔ یہاں اشارۃً یہ بات بھی سمجھا دی گئی کہ کانوں کی بیماری تو منافقین کو لگی ہوئی ہے کہ وہ ہر بری اور نقصان دہ بات کو سنتے اور قبول کرتے ہیں اور خیر کی باتوں کو نہیں سنتے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سننا تو سراسر خیر ہی خیر ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی باتیں سنتے ہیں اور ان پر یقین رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سننا پوری انسانیت کے لیے خیر کا باعث ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان والوں کی بات سنتے ہیں اس کی وجہ سے ان کو خیر پہنچتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سچی باتوں کو سن کر فیصلے فرماتے ہیں تو پوری امت کو خیر پہنچتی ہے اور تم منافقوں میں سے جو خود کو مسلمان قرار دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بھی سن لیتے ہیں اور چشم پوشی فرماتے ہیں۔ اس میں بھی تمہارے لئے خیر ہے کہ تمہیں مہلت ملتی ہے اور ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند اخلاق اور قوت برداشت دیکھ کر تم میں سے کچھ لوگ ایمان لے آئیں۔

حضرت شاہ صاحب ؒ لکھتے ہیں:

منافق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طعن کرتے کہ یہ شخص کان ہی رکھتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وقار سے جھوٹے کا جھوٹ پہچانتے تو بھی نہ پکڑتے تغافل کرتے وہ بیوقوف جانتے کہ انہوں نے سمجھا نہیں سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ خو (عادت) نبی کی تمہارے حق میں بہتر ہے نہیں تو اول تم پکڑے جاؤ گے۔ (موضح القرآن)

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں:

وھو تعریض بان المنافقین اذن شر یسمعون آیات اللہ تعالیٰ ولا ینتفعون بھا ویسمعون قول المومنین ولا یقبلونہ وانہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسمع قولھم الا شفقۃ علیھم لا انہ یقبلہ لعدم تمییزہ علیہ الصلوۃ والسلام کما زعموا۔ (روح المعانی)

اس عبارت سے مذکورہ بالا پورے مضمون کی تائید ہو گئی خلاصہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے میں خیر ہی خیر ہے اور منافقین کے سننے میں شر ہی شر ہے۔

## گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دردناک سزا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پہنچائے گا اسے انتہائی دردناک عذاب دیا جائے گا۔

”پھر فرمایا: وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے) اس میں عذاب دنیوی یا عذاب اخروی کی قید نہیں ہے دونوں جہان میں عذاب ہونے کی وعید ہے۔ دنیا میں یہ لوگ عذاب میں مبتلا ہوئے، دربار نبوی ﷺ سے ذلت کے ساتھ نکالے گئے اور آخرت کا جو عذاب ہے وہ تو ہر کافر کے لیے مقرر ہی ہے“۔ (انوار البیان)

صاحب تفسیر ماجدی یہاں یہ دلنشین جملہ تحریر فرماتے ہیں:

ایذائے رسول ﷺ کی سزا عذاب الیم جس طرح آپ ﷺ کی زندگی میں تھی آج بھی ہے۔ (تفسیر ماجدی)

## طلبہ علم کے لیے

اس آیت مبارکہ کی جامع اور مختصر لفظی تشریح ”تفسیر المدارک“ میں ملاحظہ فرمالیں..... اور تفسیر قرطبی، روح المعانی، مظہری میں اس آیت کے شان نزول پر کئی واقعات بیان کیے ہیں شائقین طلبہ وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

## جامع تفسیر

”منافقین آپس میں بیٹھ کر اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بدگوئی کرتے، جب کوئی ان سے کہتا کہ یہ باتیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائیں گی تو کہتے کیا پرواہ ہے۔ ان کے سامنے ہم جھوٹی تاویلیں کر کے اپنی براءت اور صفائی کا یقین دلا دیں گے کیونکہ وہ تو کان ہی کان ہیں جو سنتے ہیں فوراً تسلیم کر لیتے ہیں ان کو باتوں میں لے آنا کچھ مشکل نہیں۔ بات یہ تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (بعض اوقات) جھوٹے کا جھوٹ پہچان لیتے جب بھی اس کی پکڑ نہ فرماتے بلکہ اپنے عظیم اخلاق کی وجہ سے چشم پوشی اور مسامحت فرماتے اس پر وہ بے وقوف لوگ سمجھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ کا پتا ہی نہیں لگا، اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ اگر وہ کان ہی ہیں تو تمہارے بھلے کے واسطے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تمہارے حق میں بہتر ہے ورنہ سب سے پہلے تم ہی پکڑے جاؤ گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان عظیم اخلاق کو دیکھ کر تمہیں ہدایت نصیب ہو جائے کہ وہ کس طرح سے چشم پوشی اور درگزر کا معاملہ فرماتے ہیں۔ باقی تمہاری جھوٹی باتوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی اس لئے نہیں ہے کہ انہیں واقعی تمہارا یقین آ جاتا ہے، یقین تو ان کو اللہ تعالیٰ پر ہے اور ایمان والوں کی بات پر، ہاں تم میں سے جو ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں ان کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی اور چشم پوشی ایک طرح کی رحمت ہے کہ فوراً ان کے جھوٹ کو ظاہر کر کے ان کو رسوا نہیں کیا جاتا، باقی منافقین کی یہ بری حرکتیں اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں، یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بدگوئی کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ”کان“ کہہ کر جو ایذاء پہنچاتے ہیں اس پر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت سزا کے منتظر رہیں۔ (تسہیل عثمانی)

★★★

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آيت ۶۲-۶۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ

تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تمہیں راضی کریں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو

يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿۶۲﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ

راضی کرنا بہت ضروری ہے اگر وہ ایمان رکھتے ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے

اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ

رسول کا مقابلہ کرتا ہے تو اس کے واسطے جہنم کی آگ ہے اس میں ہمیشہ رہے گا یہ

الْعَظِيمُ ﴿۶۳﴾

بڑی ذلت ہے۔

### خلاصہ

منافقین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں......اور جب جہاد سے پیچھے رہ جاتے ہیں تو پھر اسلامی معاشرے میں اپنی عزت بحال کرنے اور مسلمانوں سے اپنی جان و مال کو محفوظ رکھنے کے لیے ان کے سامنے اپنی صفائی میں جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں......اور ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلمان ان سے خوش اور مطمئن رہیں۔منافق کی نظر میں چونکہ صرف دنیا کا مفاد ہوتا ہے چنانچہ وہ اسی مفاد کو حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں کو اپنے بارے میں مطمئن رکھنا چاہتے ہیں......اور ان کے سامنے قسمیں کھا کھا کر بتاتے ہیں کہ ہم سچے مؤمن ہیں...... حالانکہ اگر ان میں ایمان ہوتا تو یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی رکھنے کی فکر کرتے مگر یہ کم عقل لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار سمجھانے کے باوجود ابھی تک یہ بات بھی نہیں سمجھ سکے کہ آخرت کی ذلت اور رسوائی بہت ہی زیادہ سخت ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرے گا وہ اس رسوائی میں ضرور گرفتار ہوگا......اگر منافقین اس یقینی بات کو سمجھتے تو وہ سب سے پہلے ایمان، اخلاص اور اطاعت کے ذریعے اس بڑی رسوائی سے بچنے کی کوشش کرتے۔

### آیت کا موضوع

اعلم ان المقصود من هذه الآية ايضا شرح احوال المنافقين الذين تخلفوا عن غزوة تبوك

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی اس آیت میں بھی ان منافقین کے احوال کا بیان ہے جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ (تفسیر کبیر)

جہاد چھوڑ کر گھر بیٹھ رہنے والے منافق کیسے ہوتے ہیں؟ یہ لوگ جہاد میں کیوں نہیں نکلتے؟ ان کے دلوں میں کون کون سی بیماریاں ہوتی ہیں؟ ان آیات میں یہی تمام باتیں سمجھائی جا رہی ہیں۔ یہاں بتایا گیا کہ ان ظالموں پر بس دنیا کی عزت و ذلت کا بھوت سوار ہوتا ہے، آخرت کے بڑے عذاب کی یہ ذرہ برابر فکر نہیں رکھتے، اس لئے مسلمانوں کو تو کسی حد تک راضی رکھنے کی کوشش کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کو راضی رکھنے کا ان کو خیال نہیں آتا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## شانِ نزول

ان آیات کے شانِ نزول میں دونوں طرح کے اقوال ہیں کہ...... ان منافقین کا جھوٹی قسمیں کھانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کے بعد ہوتا تھا یا جہاد میں پیچھے رہ جانے کے بعد۔

قیل: هذا بناء على ما تقدم يعني يؤذون النبي ويسيئون القول فيه ثم يحلفون لكم وقيل نزلت في رهط من المنافقين تخلفوا عن غزوة تبوك. (تفسیر کبیر)

## احمق لوگ

"یہ لوگ اس درجہ احمق بن گئے ہیں کہ مسلمانوں کو خوش کرنے کے لیے اپنی ہر کوشش صرف کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا مندی کی پروا تک نہیں کرتے۔ حالانکہ اصل چیز وہی تھی۔" (تفسیر الفرقان)

## اپنا بچاؤ، اپنی لیڈری

ہر زمانے میں منافقین کا یہی طرزِ عمل رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی کھلم کھلا مخالفت کرتے ہیں مگر مسلمانوں کے درمیان قسمیں کھا کھا کر خود کو مسلمان بتاتے ہیں تاکہ اسلامی معاشرے میں ان کی عزت ہو، وہ محفوظ رہیں اور ہو سکے تو مسلمانوں کے لیڈر بھی کہلائیں۔

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

یہ لوگ مسلمانوں کے سامنے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے فلاں بات نہیں کی یا ہم فلاں غزوہ میں فلاں عذر سے نہ جا سکے تاکہ تم کو راضی کر لیں جس میں جان و مال محفوظ رہے۔ (بیان القرآن)

علامہ آلوسیؒ نے یہ نکتہ لکھا ہے کہ جن روایات میں آیا ہے کہ منافقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لیے قسمیں کھاتے تھے تو وہاں بھی مقصد یہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا سے خود کو بچانے کے لیے ایسا کرتے تھے اور ان کی نیت اپنے ایمان اور اخلاص کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو راضی کرنے کی نہیں ہوتی تھی۔


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## بار بار کی تعلیم کے باوجود یہ لوگ نہ سمجھ سکے

قرآن پاک کے الفاظ اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا سے حضرات مفسرین نے یہ اشارہ سمجھا ہے کہ یہ منافق ایسے بدنصیب اور ایسے ڈھیٹ تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بار بار تعلیم کے باوجود یہ بات نہ سمجھ سکے کہ اللہ، رسول کی مخالفت کا نتیجہ آخرت کا رسواکن عذاب ہے۔

قال اہل المعانی: قوله الم تعلم خطاب لمن حاول الانسان تعلیمه مدة وبالغ فی ذلك التعلیم ثم انه لم یعلم فیقال له: الم تعلم بعد هذه الساعات الطویلة والمدة المدیدة وانما حسن ذلك لانه طال مكث رسول الله صلی الله علیه وسلم وكثرت نهایاته للتحذیر عن معصیة الله والترغیب فی طاعته (تفسیر كبیر)

## رسوائی ملی وہ بھی بڑی

ذٰلِكَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ: یعنی جس رسوائی سے بچنے کے لیے نفاق اختیار کیا ہے اس سے بڑی رسوائی یہ (آخرت کی رسوائی) ہے۔ (حقانی)

## کلام برکت

”کسی وقت حضرت ان کی دغا بازی پکڑتے تو مسلمانوں کے روبرو قسمیں کھاتے کہ ہمارے دل میں بری نیت نہ تھی تا (کہ) ان کو راضی کر کر اپنی طرف کریں (انہوں نے یہ) نہ جانا کہ یہ فریب بازی اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (یعنی سامنے) کام نہیں آتی۔“ (موضح القرآن)

## عجیب نکتہ

حضرت شاہ صاحبؒ کی اس عبارت سے یہ عجیب نکتہ بھی معلوم ہوا کہ منافقین اپنی ان جھوٹی قسموں کے ذریعے مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنا چاہتے تھے تا کہ انہیں اپنے ساتھ ملا لیں اور انہیں اسلام کے مرکز سے کاٹ دیں...... اور منافقین ہمیشہ سے ایسا ہی کرتے آئے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر اللہ تعالیٰ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی جماعت سے کاٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سورة التوبة مدنية — آیت ۶۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ

منافق اس بات سے ڈرتے ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی ایسی سورۃ نازل ہو جو انہیں وہ بتادے جو منافقوں کے

قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾

دل میں ہے کہہ دو ہنسی کیے جاؤ جس بات سے تم ڈرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے ضرور ظاہر کردے گا

## خلاصہ

منافقین جھوٹی قسمیں کھا کر مسلمانوں کو اپنے بارے میں مطمئن کرنے کی کوشش کرتے تھے مگر انہیں اس بات سے ڈر لگا رہتا تھا کہ قرآن پاک کی کوئی سورۃ ان کے بارے میں نازل ہو کر ان کے نفاق اور خفیہ ارادوں کو ظاہر نہ کردے تو فرمایا گیا کہ ان سے کہہ دیا جائے ٹھیک ہے تم ٹھٹھے کرلو اللہ تعالیٰ کھولنے والا ہے وہ چیز جس کا تم کو ڈر ہے۔

الغرض منافقوں کو کسی حالت میں سکون نصیب نہیں ہوتا وہ اپنی بزدلی اور حب دنیا کی وجہ سے ہر وقت ہر کسی سے ڈرتے رہتے ہیں۔

## منافقوں کو رسوا کرنے والی سورۃ

”منافقوں کی شرارتیں جاری رہتی تھیں، ان میں سے جو لوگ غزوۂ تبوک کے لیے جانے والے مسلمانوں کے ساتھ سفر میں چلے گئے تھے (جن میں اہل نفاق کے لیے جاسوسی کرنے والے بھی تھے) انہوں نے طرح طرح سے تکلیفیں دیں اور برے منصوبے بنائے، منافقین کی عادت تھی کہ آپس میں مل کر اسلام اور داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل اسلام کے خلاف باتیں کرتے رہتے تھے اور ساتھ ہی انہیں یہ ڈر بھی لگا رہتا تھا کہ قرآن میں کوئی ایسی سورت نازل نہ ہو جائے جو ہمارے دلوں کی باتوں کو کھول دے، ان کی نیتوں، باتوں اور ارادوں کو سورۂ توبہ میں بیان فرمایا ہے۔ حضرت قتادہؒ نے فرمایا کہ اس سورۃ کا ایک نام ”سورۃ الفاضحۃ“ بھی ہے کیونکہ اس میں منافقوں کے بھیدوں اور حالوں کو خوب کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ منافقین آپس میں چپکے چپکے اسلام کے خلاف باتیں کرتے رہتے تھے اور رسوائی سے ڈرتے بھی رہتے تھے لیکن بے ہودگیوں سے باز نہیں آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: قُلِ اسْتَهْزِءُوْا تم مذاق بنالو“۔ (انوار البیان)

## رازوں کو کھول کر نکالنے والی

وقال الحسن: كان المسلمون يسمّون هذه السورة الحفّارة لانها حفرت ما في قلوب المنافقين فأظهرته

یعنی حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ مسلمان اس سورۃ توبہ کو الحفارۃ یعنی خوب کھودنے والی کہا کرتے تھے کیونکہ اس نے منافقین کے دلوں کی باتوں کو کھود کھود کر ظاہر کر دیا۔ (القرطبی)

## منافقین سہمے رہتے تھے

"منافقین اس بات کا خیال کر کے کہ ان کے مکروفریب کا تار و پود بکھیرا جا رہا ہے، سہمے جاتے تھے۔ قرآن حکیم میں اعلیٰ ترین اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے اور اس لئے ارباب نفاق کے نام متعین کر کے نہیں بتائے گئے، مگر اس کے ساتھ یہ بھی تو کسی طرح مناسب نہ تھا کہ ان منافقین کی خطرناک کارروائیوں پر بالکل پردہ ڈال دیا جاتا، لہٰذا قرآن حکیم نے حسب موقع مؤمنین کو اس خبیث جماعت کی طرف سے ہوشیار کرنے میں ذرہ برابر کمی نہیں کی، ایک جگہ آتا ہے:

وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ الآیۃ

ترجمہ: اور وہ لوگ جب تمہارے پاس آتے ہیں تو تم کو ایسے کلمہ سے دعا دیتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے تم کو دعا نہیں دی اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ اس کلمہ پر جو ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم کو عذاب کیوں نہیں دیتا، ان کو جہنم کافی ہے وہ اس میں داخل ہوں گے پس وہ بری جگہ ہے"۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ الآیۃ

ترجمہ: وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے کیا وہ خیال رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے کینوں کو ہرگز ظاہر نہیں کرے گا اور اگر ہم چاہیں تو تم کو وہ لوگ دکھا دیں پس تم ان کے چہرے سے پہچان لو اور طرز کلام میں تم ضرور ان کو پہچان لو گے۔ (تفسیر الفرقان)

یہ تقریر تفسیر ابن کثیر کے مطابق ہے۔

## فائدہ

تفسیر مظہری میں بغوی کے حوالے سے اس آیت مبارکہ کے ذیل میں ان بارہ منافقین کا واقعہ لکھا ہے جنہوں نے غزوہ تبوک کے سفر میں آپ ﷺ پر حملہ کرنے کی سازش کی تھی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے نام بتا دیئے۔ ملاحظہ فرمایئے تفسیر مظہری۔ اور امام قرطبیؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستر منافقین کے نام بتا دیئے تھے۔ ملاحظہ فرمایئے تفسیر قرطبی۔

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۶۵، ۶۶

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ

اور اگر تم ان سے دریافت کرو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی بات چیت اور دل لگی کر رہے تھے کہہ دو کیا اللہ تعالیٰ سے

وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم

اور اس کی آیتوں سے اور اس کے رسول سے تم ہنسی کرتے تھے۔ بہانے مت بناؤ ایمان لانے کے

بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً

بعد تم کافر ہو گئے اگر ہم تم میں سے بعض کو معاف کر دیں گے تو بعض کو عذاب بھی دیں گے

بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾

کیونکہ وہ گناہ کرتے رہے ہیں

### خلاصہ

اگر ان منافقوں کو ان کے استہزاء (یعنی مذاق اڑانے) پر ٹوکا جائے تو کہتے ہیں کہ ہم تو محض مذاق اور دل لگی کر رہے تھے، اور ہم نے سچے دل سے کوئی اعتراض نہیں کیا تو ان سے کہہ دو کہ کیا مذاق کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتیں اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمہیں نظر آیا؟ اب زیادہ بہانے نہ بناؤ تم خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے بعد پھر دین کی توہین کر کے اپنے کفر کا ثبوت دے چکے ہو، اب تمہیں اپنے جرائم کی سزا ضرور ملے گی ہاں جو سچے دل سے توبہ کر کے اپنے جرائم سے باز آ جائیں گے انہیں معاف کر دیا جائے گا۔

### شانِ نزول مختصر تفسیر

یہ آیت بھی غزوہ تبوک کے موقع پر نازل ہوئی، منافقین ہمیشہ سے جہاد کا مذاق اڑاتے چلے آئے ہیں اور وہ ہمیشہ سے کافروں کو بہت طاقتور اور ناقابل شکست سمجھتے ہیں، غزوہ تبوک کے سفر میں بعض منافق بھی مسلمانوں کے ساتھ نکل پڑے تھے، انہوں نے راستے میں دین کا، جہاد کا اور مسلمانوں کا مذاق اڑایا۔ اس بارے میں کئی واقعات حضرات مفسرین نے لکھے ہیں ان سب کا خلاصہ درج ذیل عبارت میں ملاحظہ فرمائیں۔

"تبوک میں جاتے ہوئے بعض منافقین نے ازراہ تمسخر یعنی (مذاق اڑانے کے طور پر) کہا اس شخص (حضرت محمد ﷺ) کو دیکھو کہ شام کے محلات اور روم کے شہروں کو فتح کرنے کا خواب دیکھتا ہے، انہوں نے رومیوں کی جنگ کو عربوں کی باہمی جنگ پر قیاس کر رکھا ہے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ کل ہم سب رومیوں کے سامنے رسیوں میں بندھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوئے کھڑے ہوں گے۔ یہ ہمارے قرآن پڑھنے والے (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) پیٹو (یعنی زیادہ کھانے والے) جھوٹے اور بزدل لوگ روم کی باقاعدہ فوجوں سے کیا لڑیں گے۔ وغیر ذلک من الهفوات

ان کی یہ باتیں جو وہ مسلمانوں کو رومیوں سے مرعوب اور خوفزدہ کرنے کے لیے اور ان کے دلوں کو کمزور کرنے کے لیے کہہ رہے تھے، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئیں۔ آپ ﷺ نے بلا کر ان سے پوچھا تو کہنے لگے حضرت! ہم نے سچے دل سے یہ باتیں نہیں کہیں، ہم تو محض گپ شپ اور دل لگی کے طور پر کچھ کہہ رہے تھے تا کہ ان باتوں میں سفر آسانی کٹ جائے۔ (ان سے کہہ دیجیے) کیا دل لگی اور گپ شپ کا موقع اور محل یہ ہے کہ اللہ، رسول اور ان کے احکام کا مذاق اڑایا جائے؟ اللہ، رسول کا استہزاء اور احکام الٰہیہ کی توہین تو وہ چیز ہے کہ اگر صرف زبان سے دل لگی کے طور پر کی جائے تو وہ بھی کفر عظیم ہے، چہ جائیکہ منافقین کی طرح از راہ شرارت و بدباطنی ایسی حرکت سرزد ہو۔ اب جھوٹے بہانے تراشنے اور حیلے حوالوں سے کچھ فائدہ نہیں، جن کو نفاق واستہزاء کی سزا ملنی ہے مل کر رہے گی، ہاں اب بھی جو سچے دل سے توبہ کر کے اپنے جرائم سے باز آجائیں گے اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دے گا۔ (تسہیل عثمانی)

وقال قتادة: فبينما النبي صلى الله عليه وسلم في غزوة تبوك وركب من المنافقين يسيرون بين يديه فقالوا يظن هذا ان يفتح قصور الروم وحصونها هيهات هيهات فاطلع الله نبيه صلى الله عليه وسلم على ما قالوا فقال علي بهؤلاء النفر فدعاهم فقال قلتم كذا و كذا فحلفوا ماكنا الا نخوض ونلعب. (ابن كثير)

## دین کا مذاق اڑانا کفر ہے

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

انّ الاستهزاء بالدين كيف كان كفر بالله (تفسير كبير)

علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ جو دین محمدی کے ساتھ تمسخر کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

## آج کل کے شعراء اور ادیب توجہ کریں

تفسیر ماجدی میں ہے:

(منافق کہا کرتے تھے ہم تو یوں ہی بات چیت اور ہنسی مذاق کر رہے تھے) یہ عذر آج بھی کتنا چلا ہوا ہے، شعر وادب کے پردے میں کیسی گستاخی اللہ تعالیٰ اور اس کی شریعت اور اس کے فرشتوں اور حوروں کے ساتھ اڑ رہی ہے اور جواب ہر مرتبہ یہی ملتا ہے کہ یہ تو محض شعری اور ادبی دلچسپیوں کے لیے تھا، کہیں واقعی مذہب پر تعریض تھوڑے ہی منظور تھی (ان منافقین کو جواب دیا گیا کہ) یعنی بالفرض تمہاری غرض محض تھوڑی دیر کے لیے خوش طبعی ہی تھی، جب بھی یہ تو سوچا ہوتا کہ استہزاء کن چیزوں سے کر رہے ہو، اللہ سے؟ اس کے احکام سے؟ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے؟ یہ چیزیں محل استہزاء کس صورت میں بھی ہو سکتی ہیں؟ آج کے ادیب اور شاعر ایک دو نہیں صدہا کی تعداد میں ذرا ان پہلوؤں کو بھی سوچ رکھیں۔ فقہاء نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ حکم شرعی کے اعتبار سے استہزاء (یعنی مذاق اڑانے) کی یہ تینوں قسمیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ استہزاء اللہ تعالیٰ کے احکام کے ساتھ استہزاء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استہزاء) برابر ہیں۔

دلّ علی ان الاستهزاء بایات الله وبشیء من شرائع دینه کفر فاعله (جصاص)

فقہاء نے یہ مسئلہ بھی مستنبط کیا ہے کہ کلمۂ کفر خواہ قصداً اور سنجیدگی سے ادا کیا جائے، خواہ محض ایک لطیفہ و خوش طبعی کے طور پر حکم شرعی کے اعتبار سے دونوں برابر ہیں، اس لئے کہ قرآن نے ان کے لہو و لعب کو بالکل مسترد کر دیا اور حکم کفر ان پر باقی رکھا...... ہاں حالتِ جبر و اکراہ کا حکم اس سے الگ ہے۔

فیه الدلالة علی ان اللاعب والجاد سواء فی اظهار کلمة الکفر علیٰ غیر وجه الاکراه۔ (جصاص) (تفسیر ماجدی)

## کافروں کی طاقت سے مرعوب بنا منافقین کا مستقل شیوہ ہے

منافق اسلام کی حقانیت کو نہیں مانتا اور جہاد میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے نازل ہونے کو بھی وہ نہیں مانتا اس لئے ہر زمانے میں وہ جہاد کو ناممکن سمجھتا ہے کیونکہ اسے کافروں کی طاقت ہمیشہ بہت بڑی اور ناقابل شکست نظر آتی ہے۔ اس زمانے کا منافق روم اور فارس کی طاقت کو اسی نظر سے دیکھتا تھا جس نظر سے آج کے لوگ امریکہ، یورپ اور روس کو دیکھتے ہیں۔ منافق کے نزدیک کل بھی جہاد ناممکن تھا اور آج بھی جہاد ناممکن ہے، اللہ تعالیٰ نفاق اور اہل نفاق سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے آمین۔

## تذکرہ ایک خوش نصیب کا

ان آیات کی تفسیر میں حضرات مفسرین نے ایک خوش نصیب انسان کا تذکرہ کیا ہے ان کا نام تھا "مَخْشِيّ بن حُمَيّرٍ الأشجعيّ"

غزوہ تبوک میں جاتے وقت جن تین افراد نے غلط باتیں کی تھیں یہ بھی ان میں سے ایک تھے مگر روایات میں آیا ہے کہ انہوں نے خود تو کوئی بات نہیں کی تھی مگر باقی دو منافقوں کی باتیں سنی تھیں اور ان باتوں پر ہنسے تھے، پھر ان کو بہت ندامت ہوئی اور انہوں نے سچے دل سے توبہ کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا اور میرے والد کا نام تبدیل فرما دیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام "عبداللہ بن عبدالرحمٰن" رکھ دیا۔ یہ مخلص صحابی جب اس آیت کو پڑھتے تو بہت نادم ہوتے اور یہ دعاء کرتے کہ یا اللہ مجھے اپنے راستے کی ایسی شہادت نصیب فرما کہ کسی کو میرا پتہ ہی نہ چلے اور کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ میں نے غسل دیا، میں نے کفن دیا، میں نے دفن کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ان کی توبہ قبول فرمائی اسی طرح ان کی دعاء بھی قبول فرمائی اور وہ "جنگ یمامہ" میں شہید ہوئے اور کسی کو ان کا


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کچھ پتا نہ چلا۔ (روح المعانی، مظہری، قرۃ العینین)

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

**کانوا ثلاثة نفر هزیء اثنان وضحك واحد فالمعفوّ عنه هو الذی ضحك ولم یتکلم**

یعنی مذاق اڑانے والے کل تین افراد تھے، دو نے مذاق اڑایا تھا اور تیسرا ہنسا تھا آیت کریمہ میں جس کے لیے معافی کا تذکرہ ہے یہ وہ ہے جو صرف ہنسا تھا اور اس نے خود کوئی بات نہیں کی تھی۔ (القرطبی)

آگے چل کر لکھتے ہیں:

**انه استشهد بالیمامه، وکان تاب وسمّی عبدالرحمٰن فدعا الله ان یقتل شهیدا ولا یعلم بقبره واختلف هل کان منافقا او مسلما فقیل کان منافقا ثم تاب توبة نصوحا وقیل: کان مسلما الّا انه سمع المنافقین فضحك لهم ولم ینکر علیهم.**

یعنی وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے انہوں نے توبہ کر لی تھی اور ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا گیا تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی کہ انہیں شہادت نصیب ہو اور ان کی قبر کا پتا نہ چلے، پھر اس میں اختلاف ہے کہ اس واقعہ کے وقت وہ مسلمان تھے یا منافق ایک قول یہ ہے کہ وہ منافق تھے پھر انہوں نے سچی توبہ کر لی جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ مسلمان تھے مگر انہوں نے منافقوں کی بات سن لی اور انہیں روکا نہیں بلکہ ان کی بات پر ہنسے تھے۔ (القرطبی)'' اور ﴿إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ﴾ کے مصداق میں مخشی بن حمیر کا ذکر روایات میں آیا ہے اور طائفہ کا اطلاق واحد پر بھی ہوتا ہے اس لئے کوئی اشکال نہیں کذا فی الروح۔ (بیان القرآن)

## شہادت کا اعلیٰ مقام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے والے حضرات صحابہ کرام شہادت کے بلند مقام کو خوب سمجھتے تھے اور وہ جان گئے تھے کہ شہادت بڑے سے بڑے گناہ کا کفارہ اور توبہ کی تکمیل ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## نکتہ

ان آیات میں جن منافقین کا ذکر ہے انہوں نے جہاد کا اور جہاد کو بنیاد بنا کر دین کا مذاق اڑایا تھا آج کل خود کو روشن خیال اور سیکولر کہلانے والے افراد بھی جہاد کا اور جہاد کو بنیاد بنا کر مسلمانوں کا اور دین کا مذاق اڑاتے ہیں نیز ان آیات کے شان نزول سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد کا مذاق اڑانا دین کا مذاق اڑانا ہے اور دین کا مذاق اڑانا کفر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سورة التوبة مدنية آیت ۶۷ تا ۶۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ

منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے ہم جنس ہیں برے کاموں کا حکم کرتے ہیں

بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا

اور نیک کاموں سے منع کرتے ہیں اور ہاتھ بند کیے رہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے

اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ

سو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھلا دیا بے شک منافق وہی نافرمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور

وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِىَ حَسْبُهُمْ ۚ

منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے پڑے رہیں گے اس میں وہی انہیں کافی ہے

وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۶۸﴾

اور اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

## خلاصہ

1. منافق مرد اور عورتیں خود کو مسلمان کہتے ہیں اور قسمیں کھا کر مسلمانوں کو اطمینان دلاتے ہیں کہ ہم تم میں سے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے منافق مرد اور عورتیں آپس میں ایک ہیں اور ان کا اسلامی برادری سے کوئی تعلق اور رشتہ نہیں ہے۔

2. منافق مرد اور عورتیں اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتے وہ کفر کے حامی اور اسلام و جہاد کے مخالف ہیں اور وہ مال کے لالچی ہیں، مسلمان ان سے ہوشیار رہیں۔

3. سب سے بڑے نافرمان یہی منافق ہیں جن کے مرد اور عورتیں اسلام کا زبانی اقرار کرنے کے باوجود دن رات اسی کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ ہر قسم کے حیلے اور فریب کر کے لوگوں کو اچھی باتوں سے بیزار اور برے کاموں پر آمادہ کریں (یعنی مسلمانوں میں ہر برائی پھیلا دیں اور ہر نیکی کو کمزور کر دیں) اور (دین کے لیے اور جہاد کے لئے) خرچ کرنے کے اصلی موقعوں پر مٹھی بند رکھیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ کلمہ تو اسلام کا پڑھتے رہیں لیکن نہ ان کی زبان سے کسی کو بھلائی پہنچے نہ مال سے، جب یہ اللہ تعالیٰ کو ایسا چھوڑ بیٹھے تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو چھوڑ دیا...... اور اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ان کے لیے اور کافروں کے لیے جہنم کے دائمی عذاب کا وعدہ کیا اور دنیا و آخرت میں ان کو لعنت کا مستحق بنا دیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## ایک فکر انگیز عبارت

”اتحاد مقصد (یعنی مقصد کے ایک ہونے) کے اعتبار سے منافق مرد و عورت یکساں ہیں کہ دونوں کی غرض مسلمانوں کو مرکزی قوت کی حفاظت اور فریضۂ جہاد سے روکنا ہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے انہیں بڑی ہی سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے، انہوں نے ان فرائض کو فراموش کر دیا ہے جو ان کے لیے زندگی بخش تھے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اب ان چیزوں کو مفید سمجھ رہے ہیں جو ان کے لیے مضرت کا باعث ہیں، انہوں نے عین ضرورت کے وقت اسلام کی مدد نہ کی پس اللہ تعالیٰ بھی عین ضرورت کے وقت ان کی حاجت روائی نہ کرے گا...... جو لوگ حفاظت اسلام کا خیال ترک کر دیں، جہاد فی سبیل اللہ سے نفرت کریں اور محض زبانی دعویٰ اسلام کرتے پھریں، ان میں اور ان لوگوں میں کوئی فرق نہیں رہتا جو اسلام کی جانب رخ تک نہ کریں۔“ (تفسیر الفرقان)

## جہاد سے نفرت منافق کی نشانی

منافق مرد اور عورتیں مسلمانوں کے لیے بے حد خطرناک ہیں قرآن پاک مسلمانوں کو متنبہ اور ہوشیار کرتا ہے کہ ان اصل نافرمان لوگوں سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے کیونکہ یہ ہر نیکی کے دشمن اور ہر برائی کے حامی ہوتے ہیں اور یہ اپنا پورا زور لگا کر مسلمانوں میں برائیوں کو پھیلاتے ہیں اور ان کی خاص نشانی جہاد سے نفرت ہے کہ ان میں سے ہر کوئی جہاد سے بے حد نفرت کرتا ہے حالانکہ جہاد اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور ایک معروف یعنی نیکی ہے۔ مغرب کی سرپرستی میں چلنے والی این جی اوز کے طرز عمل کو ایک نظر ملاحظہ فرما لیجئے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## منافق جہاد سے روکتے ہیں

”وینھون عن المعروف اور اچھے کاموں سے روکتے ہیں یعنی ایمان اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں گرمی میں جہاد کو نہ نکلو“۔ (تفسیر مظہری)

یعنی کوئی بھی بات بنا کر جہاد سے روکتے ہیں جیسے غزوۂ تبوک کے موقع پر گرمی کا بہانہ بنا کر روک رہے تھے۔

## ہاتھ روکنے کا مطلب جہاد چھوڑنا بھی ہے

فرمایا گیا کہ منافق اپنے ہاتھوں کو روکتے ہیں ﴿وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ﴾ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ وہ جہاد میں نہیں نکلتے۔

وقبض ایدیھم عبارة عن ترك الجهاد. (القرطبی)

اور ہاتھ روکنے کا مطلب ہے کہ جہاد چھوڑنا کہ وہ جہاد نہیں کرتے۔

وقال ابن زيد وعن الجهاد وحمل السلاح في قتال الاعداء (البحر المحيط)

یعنی ابن زید فرماتے ہیں کہ وہ جہاد کرنے سے اور دشمنوں سے قتال کرنے میں اسلحہ اٹھانے سے اپنے ہاتھوں کو روکے رکھتے ہیں۔


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ویدخل فیه ترک الانفاق فی الجهاد ونبّه بذلک علیٰ تخلفهم عن الجهاد. (تفسیر کبیر)

یعنی ہاتھ روکنے میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ جہاد میں مال خرچ نہیں کرتے اور اس جملہ سے ان کے ترک جہاد کو بیان کیا گیا ہے۔

## منافق دنیا کو سب کچھ سمجھتے ہیں

" هِيَ حَسْبُهُمْ یہ آگ ان کے لیے کافی ہوگی۔ یہ کلمہ بطور توبیخ ہے۔ وہ چونکہ دنیا ہی کو اپنے لئے سب کچھ سمجھتے ہیں اسلئے فرمایا کہ دنیا تو ختم ہو جائے گی اب جہنم کی آگ ہی ان کے لیے سب کچھ ہوگی۔" (انوار البیان)

## آج کل کے روشن خیال

آج کل جو لوگ خود کو روشن خیال کہتے ہیں ان کی بھی یہی کوشش ہوتی ہے کہ دنیا کی ہر برائی مسلمانوں میں عام ہو جائے، یہ لوگ این جی اوز اور طرح طرح کے ادارے بنا کر مسلمانوں میں بے حیائی، بے پردگی اور بے راہ روی کو فروغ دیتے ہیں۔ یہ لوگ جہاد کے سخت مخالف اور دشمن ہیں اور مال کے بے حد حریص اور لالچی۔ ان کے نزدیک بھی دنیا اور یہاں کا عیش و آرام سب کچھ ہے۔ مگر ان تمام خصلتوں کے باوجود ان کا اصرار ہے کہ وہ اچھے مسلمان ہیں۔

واللہ المستعان وھو اعلم بالصواب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۶۹ تا ۷۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

كَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ

جس طرح تم سے پہلے لوگ تم سے طاقت میں زیادہ تھے اورر مال اور اولاد میں بھی

أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُم بِخَلَاقِكُمْ كَمَا

زیادہ تھے پھر وہ اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا گئے اور تم نے اپنے حصہ سے فائدہ اٹھایا جیسے

اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُم بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي خَاضُوا ۚ

تم سے پہلے لوگ اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا گئے اور تم بھی انہیں کی سی چال چلتے ہو

أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٦٩﴾

یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہوگئے اور وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَ

کیا انہیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے تھے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور

قَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ ۚ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم

ابراہیم کی قوم اور مدین والوں کی اور ان بستیوں کی خبر جو الٹ دی گئی تھیں ان کے پاس ان کے رسول

بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٧٠﴾

صاف احکام لے کر پہنچے سو اللہ تعالیٰ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔

### خلاصہ

منافقین یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے دل میں کفر چھپا کر اور جہاد میں نہ جا کر بڑا فائدہ حاصل کر لیا ہے اور وہ مزے میں ہیں کہ کافروں سے بھی یاری رکھتے ہیں اور خود کو مسلمان بتا کر مسلمانوں میں بھی گھسے رہتے ہیں اور دنیا کے خوب مزے پاتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے، یہ منافق ماضی کے ناکام لوگوں کی طرح ایک بہت بڑے خسارے اور نقصان کی طرف بڑھ رہے ہیں، پس ان کے ظاہری امن اور دنیاوی ٹھاٹھ دیکھ کر کوئی دھوکے میں نہ رہے ماضی کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ایسے لوگوں کا انجام بہت برا ہوتا ہے۔

### تمہاری شرارت کا نتیجہ بھی یہی نکلے گا

"اے منافقین! تم سے پہلے بڑی بڑی طاقت والے فتنہ انگیز پیدا ہوئے اور دنیا و آخرت کا خسارہ پا کر نامراد چلے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گئے، تمہاری شرارت کا نتیجہ بھی یہی نکلے گا، کیا تم نے ان تباہ ہونے والی قوموں کے قصے نہیں سنے؟ جن کی تباہی کا باعث ان کی بداعمالی تھی"۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## منافق مادی چمک پر گرنے والے

"یعنی جیسا پرانی جاہلی مشرک قوموں کو اپنے جاہ و ثروت اور دنیوی ترقیوں پر ناز اور تاؤ بے چارہ چکا ہے، اسی طرح تم بھی آج ظاہری دلفریبیوں اور مادی چمک دمک پر مٹے ہوئے ہو"۔ (تفسیر ماجدی)

## ظاہری عیش اور گناہوں کے انبار

"ظاہری ٹیم ٹام (ٹیپ ٹاپ) کے ساتھ بری عادتوں اور ناپاک خصلتوں میں گھسنے اور دوڑنے کی مثالیں دیکھنا ہوں تو آج کے مہذب قوموں کے شفاخانوں محتاج خانوں، ڈاک خانوں، درس گاہوں کے پہلو بہ پہلو ان کے نشاط خانے، شراب خانے، قمار خانے، ناچ گھر، ان کے نگار خانے، ان کے تھیٹر، ان کے سینما بلکہ ان کے ایک ایک گھر کے بیڈ روم (خواب گاہیں) دیکھ لیے جائیں"۔ (تفسیر ماجدی)

کمزور عقیدے کے مسلمان کافروں کے اسی ظاہری ٹھاٹھ اور ان کے اسی عیش و عشرت کو دیکھ کر گمراہ ہوتے ہیں اور جہاد سے منہ موڑ کر نفاق کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ

## ترک جہاد کا اصل سبب

غزوۂ تبوک کا بیان چل رہا ہے، منافقین نے اس غزوہ کے موقع پر خوب تماشے کیے اور گھر بیٹھے رہے، قرآن پاک نے ان کے راز اور احوال کھول کھول کر بیان فرمائے اور ان آیات میں یہ سمجھایا کہ منافقین یہ سب کچھ ماضی کے کافروں کی طرح دنیا کی محبت میں کر رہے ہیں مگر دنیا تو عارضی اور فانی ہے۔

صاحب انوار البیانؒ لکھتے ہیں:

كَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ (الآیۃ) اس میں منافقوں سے خطاب ہے کہ تم لوگ انہی لوگوں کی طرح ہو جو تم سے پہلے تھے وہ لوگ تم سے بڑھ کر قوت اور طاقت والے اور تم سے زیادہ اموال واولاد والے تھے۔ وہ لوگ اپنے دنیاوی حصہ سے مستفید ہوئے اور تم بھی اپنے دنیاوی حصہ سے مستفید ہوئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگ اپنے حصہ سے مستفید ہوئے، وہ لوگ بھی دنیا ہی میں لگے اور دنیا ہی کو سب کچھ سمجھا تم لوگ بھی انہی کی راہ پر ہو تم لوگ بھی باطل میں اور برائیوں میں اسی طرح گھس گئے جس طرح تم سے پہلے لوگ گھسے تھے۔ ان کا جو انجام ہوا تمہارا بھی یہی انجام ہوگا۔

پھر انجام بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ کہ یہ وہ لوگ تھے جن کے اعمال دنیا و آخرت میں بیکار چلے گئے۔ دنیا تھوڑی سی تھی، فانی تھی جو ختم ہوگئی اور جو کچھ ملا وہ بطریق استدراج تھا، انعام و اکرام کے طور پر نہ تھا اور آخرت میں تو ظاہر ہے کہ کسی کافر کے لیے کوئی نعمت ہے ہی نہیں"۔ (انوار البیان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## مسلمانوں کے لیے تسلی

قوم نوح ؑ، عاد، ثمود، قوم ابراہیم ؑ، اصحاب مدین اور قوم لوط ؑ جس طرح تباہ کردی گئیں اسی طرح یہ اسلام دشمن منافق اور کافر بھی ناکام اور ہلاک ہوں گے اور جس طرح ماضی کے انبیاء علیہم السلام اور ایمان والوں کی اللہ تعالیٰ نے نصرت فرمائی اسی طرح اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ پر ایمان لانے والوں کی بھی نصرت فرمائے گا، پس یہ منافق جو اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں اپنی تدبیروں میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سورۃ التوبۃ مدنیۃ — آیت ۷۱ تا ۷۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ

اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں نیکی کا

بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ

حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں

وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ

اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں یہی لوگ

سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٧١﴾ وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ

ہیں جن پر اللہ تعالیٰ رحم کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والے مردوں

وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسَاكِنَ

اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں ہمیشہ رہنے

طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ذَٰلِكَ هُوَ

والے ہوں گے اور عمدہ مکانات کا ہمیشگی کے باغوں میں اور اللہ تعالیٰ کی رضا ان سب سے بڑی ہے یہی

الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٧٢﴾

وہ بڑی کامیابی ہے۔

### خلاصہ

1. مومن مرد اور عورتیں آپس میں ایک جماعت ہیں، ایک دوسرے کے معاون، مددگار، حامی اور خیر خواہ ہیں، منافق اور کافر آپس میں ہم مسلک ہیں ان کے مقابلہ میں مومنین کی جماعت ہم مشرب ہے جس کا مقصد دین اور خیر کو پھیلانا اور کفر اور برائیوں کو مٹانا ہے۔

2. مومنین کی یہ جماعت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی ہے جس کا اعلیٰ ترین درجہ جہاد ہے۔

3. مومن اور منافق کے درمیان فرق پانچ چیزوں میں ہے: منافق برائی کی دعوت دیتا ہے، نیکی سے روکتا ہے، نماز میں سستی کرتا ہے، زکوٰۃ میں بخل کرتا ہے، جہاد سے پیچھے رہتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ اسے جہاد کے لیے نکلنے کا حکم دیتا ہے تو وہ خود بھی نہیں نکلتا اور دوسروں کو بھی روکتا ہے..... مومن اس کے برعکس ہے وہ نیکی کا حکم دیتا ہے، برائی سے روکتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے نماز قائم کرتا ہے زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور جہاد میں نکلتا ہے۔ (البحر المحیط)

❹ منافق دین سے آزادرہ کر دنیا کا عیش و آرام پاتا ہے مگر مومن اپنے دینی فرائض ادا کرنے اور جہاد کرنے کی وجہ سے دنیا میں اپنے بہت سے عیش و آرام کو قربان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے جنت کی لافانی اور عظیم نعمتوں کا وعدہ فرمایا ہے اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ مومن کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی نصیب ہوگی جو سب سے بڑی کامیابی ہے۔

## مومن آپس میں ایک جسم کی طرح ہیں

تفسیر القرآن میں ہے:

"مومن مرد اور عورتیں آپس میں جسم واحد کی طرح ہیں، حدیث میں آتا ہے:

المؤمن للمومن کالبنیان یشد بعضه بعضا وشبك بین اصابعه (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں ملا کر فرمایا کہ اس طرح سے ایک مسلمان دوسرے کی قوت کا باعث ہوتا ہے۔ دوسری روایت میں آتا ہے:

مثل المؤمنین فی توادهم وتراحمهم وتعاطفهم مثل الجسد اذا اشتکی منه عضو تداعی له سائر الجسد بالسهر والحمٰی (مسلم)

باہمی محبت (اور تعاون) کے اعتبار سے مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو اس کو تمام جسم محسوس کرتا ہے۔ یہ لوگ اصولی امور کو ہمیشہ پہلے لیتے ہیں، قرآن کی حفاظت ان کا اوّلین کام ہے جہاد کر کے مرکزی قوت کو کمزور ہونے سے بچاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں عزت عطاء فرمائے گا اور یہ بات اس عزیز و حکیم کے نزدیک کچھ بھی (مشکل) نہیں ہے مگر چونکہ ایک وفادار بندے کے لیے مالک کی رضا مندی سب سے بڑی نعمت ہے اس لئے ارشاد ہوا کہ آئندہ تم احکم الحاکمین کی خوشنودی سے ہمیشہ کے لیے سرفراز ہو گے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ حدیث میں آتا ہے:

ان اللہ یقول لا هل الجنة یااهل الجنة! فیقولون لبیك ربنا وسعدیك والخیر فی یدیك فیقول هل رضیتم، فیقولون ربنا ومالنا لا نرضی وقد اعطیتنا مالم تعطه احدا من خلقك، فیقول الا اعطیکم افضل من ذلك، قالوا یا ربنا وای شی افضل من ذلك، قال احل علیکم رضوانی فلا اسخط علیکم بعده ابدا. (بخاری)

اللہ تعالیٰ اہل جنت سے کہے گا کہ کیا تم راضی ہو، وہ جواب دیں گے کہ ہم کیوں نہ راضی ہوں، یہ نعمتیں (جو ہمیں ملی ہیں یہ) تو اب تک کسی کو بھی نہیں دی گئیں، اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تمہیں اس سے بھی بہترین چیز عطاء کرتا ہوں اور وہ یہ کہ ہم تم سے راضی ہو گئے اور اب ہم کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گے۔ (تسہیل، تفسیر القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## مؤمن اور منافق کے درمیان پانچ چیزوں میں فرق

امام ابوحیان الاندلسیؒ لکھتے ہیں کہ اس آیت میں مؤمن کی وہ پانچ صفات بیان ہوئی ہیں جن کی بدولت وہ منافقین سے جدا ہوتا ہے۔ وھی الخمسة التی یتمیز بھا المؤمن علی المنافق

منافق میں درج ذیل پانچ خصلتیں پائی جاتی ہیں:

| | |
|---|---|
| ❶ منافق نیکی سے روکتا ہے اور برائی کی طرف بلاتا ہے | فالمنافق یأمر بالمنکر وینھی عن المعروف |
| ❷ وہ نماز میں سستی کرتا ہے | ولا یقوم الی الصلوٰة الا ھو کسلان |
| ❸ وہ زکوٰۃ ادا کرنے میں بخل کرتا ہے | ویبخل بالزکاة |
| ❹ وہ جہاد میں نہیں نکلتا | ویتخلف بنفسه عن الجهاد |
| ❺ اور جب اللہ تعالیٰ (اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم) اس کو جہاد میں جانے کا حکم دیتے ہیں تو خود بھی نہیں جاتا اور دوسروں کو بھی روکتا ہے۔ | واذا امره الله تثبط وثبط غیره...... |

جبکہ مؤمن اس کے برعکس ہے وہ نیکی کا حکم کرتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور جہاد میں نکلتا ہے۔ اس آیت میں وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں) سے مراد جہاد میں نکلنا ہے۔

والمؤمن بضد ذلك كله من الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر واقام الصلوٰة وایتاء الزكوٰة والجهاد وهو المراد في هذه الآية بقوله ويطيعون الله ورسوله (البحر المحیط)

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

والمنافق اذا امره الله ورسوله بالمسارعة الی الجهاد فانه یتخلف بنفسه ویثبط غیره كما وصفه الله بذلك والمؤمنون بالضد منهم وهو المراد في هذه الآية بقوله وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

یعنی منافق کو جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں نکلنے کا حکم فرماتے ہیں تو وہ خود بھی نہیں نکلتا اور دوسروں کو بھی روکتا ہے جبکہ مؤمن اس کے برعکس ہے (کہ خود بھی نکلتا ہے اور دوسروں کو بھی دعوت دیتا ہے) اور اس آیت میں وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ سے یہی مراد ہے۔ (تفسیر کبیر)

## نکتہ

پہلے منافقین کی صفات بیان فرمائی گئیں جن سے معلوم ہوا کہ یہ طبقہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے بے حد خطرناک ہے، یہ لوگ منکر یعنی کفر اور برائی کو پھیلانے میں اپنی قوت اور زور خرچ کرتے ہیں اور معروف یعنی اسلام کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

خلاف ہر کوشش صرف کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ آستین میں چھپے ہوئے اس خطرناک فتنے کا مقابلہ کیسے ہوگا؟ یہ تو اندر ہی اندر سے مسلمانوں کو دیمک کی طرح چاٹ جائیں گے، تو ان دو آیات میں فرمایا گیا کہ مسلمان مرد اور عورتیں ایمان کی بنیاد پر ایک جماعت بن کر رہیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں اور اس جماعت کے ضروری کام یہ ہوں:

❶ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ❷ اقامت صلوٰۃ ❸ ایتاء زکوٰۃ ❹ جہاد فی سبیل اللہ

تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت آئے گی اور وہ اس جماعت کو دنیا میں حفاظت اور عزت عطاء فرمائے گا۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ اور اس جماعت کو جو تکلیفیں پہنچیں گی تو اس کا بدلہ جنت کی لذیذ نعمتوں کے ذریعہ دیا جائے گا اور اللہ پاک ان کو اپنی رضاء کی عظیم الشان نعمت بھی عطاء فرمائے گا۔ ﴿ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## دو الگ الگ گروہ

مسلمان خود کو منافقین سے الگ رکھیں اور ان کے اثرات کو قبول نہ کریں یہ ان آیات کا ایک اہم مقصد ہے، تفسیر ماجدی میں ہے:

"فقہاء نے لکھا ہے کہ آیت کی رُو سے ایک مستقل گروہ کافروں اور منافقوں کا قرار پا گیا ہے اور دوسرا مستقل طبقہ اہل ایمان کا۔ اس لئے جو سلوک ومحبت مؤمنین کے درمیان آپس میں ثابت اور لازم ہے وہ سلوک ومحبت کفار ومنافقین سے نہیں رکھنی چاہئے اور جو سختی اور شدت کفار ومنافقین کے ساتھ رکھنا دینی طور پر ضروری ہے وہ سختی مسلمانوں کے ساتھ رکھنا جائز نہیں اور اس سے فقہاء نے یہ مسئلہ بھی سمجھا ہے کہ کسی مؤمن کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے مؤمن کو اپنے قول، عمل یا صرف ارادے سے بھی نقصان پہنچائے"۔ (تسہیل ماجدی)

## اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی نعمت

"حق تعالیٰ مؤمنین کو جنت میں ہر قسم کی جسمانی وروحانی نعمتیں اور مسرتیں عطاء فرمائے گا مگر سب سے بڑی نعمت محبوب حقیقی کی دائمی رضا ہوگی"۔ (تفسیر عثمانی)

## فائدہ

مسلمانوں کو چاہئے کہ ان دو آیات کو پڑھ کر جنت کی نعمتوں اور وہاں کے بہترین عالی شان محلات کو یاد کریں تاکہ ان کی روح آخرت کی طرف متوجہ ہو جائے اور یہ نفاق سے حفاظت کا بہترین نسخہ ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور محبت کو یاد کر کے اس کی رضا مندی کے مقام کو سوچیں اور تصور کریں کہ وہ لمحہ کیسا ہوگا جب محبوب حقیقی خود فرمائے گا کہ اے بندو! میں تم سے راضی ہوں۔ تفسیر ابن کثیر اور تفسیر مظہری میں ان آیات کے ذیل میں جنت کے عجیب وغریب دلکش احوال کا بیان ہوا ہے شائقین وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

☆☆☆


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُوْرَۃُ التَّوْبَۃِ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۷۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ اغْلُظْ عَلَيْهِمْ

اے نبی! کافروں اور منافقوں سے لڑائی کر اور ان پر سختی کر

وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾

اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے۔

## خلاصہ

(از تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار اور منافقین سے جہاد کرنے اور ان پر سختی کرنے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ آپ اپنے متبع ایمان والوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ کفار اور منافقین کا ٹھکانہ آخرت میں جہنم کی آگ ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار تلواریں دیکر بھیجا گیا:

❶ مشرکین کے لیے تلوار۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ (التوبہ ۵)

❷ اہل کتاب کے لیے تلوار۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ لَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ (التوبہ ۲۹)

❸ منافقین کے لیے تلوار۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ (التوبہ ۷۳)

❹ باغیوں کے لیے تلوار۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ (الحجرات ۹)

اس سے معلوم ہوا کہ منافقین سے بھی تلوار کے ساتھ جہاد کیا جائے گا جب وہ اپنے نفاق کا اعلان کر دیں اور یہی ابن جریر کا قول ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ کے بارے میں فرماتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ منافقین سے جہاد کیا جائے گا ہاتھ سے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو چہرے کی سختی اور درشتی سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے خلاف تلوار سے اور منافقین کے خلاف زبان سے جہاد کا حکم دیا اور ان پر ہر طرح کی نرمی سے روک دیا اور ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ آیت کا مفہوم یہ ہے

جاھد الکفار بالسیف واغلظ علی المنافقین بالکلام وھو مجاھدتھم

یعنی کفار سے تلوار کے ساتھ جہاد کرو اور منافقین پر گفتگو سے سختی کرو

امام مقاتلؒ اور ربیعؒ کا بھی یہی قول ہے (حضرت لاہوریؒ نے بھی اپنے حاشیہ میں اسی کو اختیار فرمایا ہے وہ لکھتے ہیں: کفار سے جہاد کیجئے اور منافقین کو منہ نہ لگایئے، بلکہ درشتی سے پیش آیئے۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

حسن بصریؒ اور قتادہؒ فرماتے ہیں کہ منافقین کا مجاہدہ یہ ہے کہ ان پر حدود کو قائم کیا جائے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان تمام اقوال میں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ منافقین کے احوال کے مطابق ان کی پکڑ کی جائے گی، کبھی کسی طرح اور کبھی کسی طرح۔ واللہ اعلم بالصواب (تفسیر ابن کثیر)

## وہ منافق جن سے قتال کا حکم ہے

قرآن پاک سورۃ النساء کی آیت ⑧⑨ میں منافقین کی ایک خاص قسم کا بیان ہے جن کے خلاف مسلمانوں کو قتال کا حکم دیا گیا ہے۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ (النساء ۸۹)

چنانچہ بعض مفسرین کے نزدیک اس آیت میں بھی جہاد کا لفظ اپنے اصلی شرعی معنیٰ میں ہے اور کفار و منافقین دونوں سے قتال کا حکم ہے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ لکھتے ہیں:

بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ اگر منافقین کا نفاق بالکل عیاں ہو جائے تو ان پر بھی جہاد بالسیف ہے۔ (تفسیر عثمانی)

## منافقین کے خلاف قتال نہیں ہے

اکثر مفسرین کرام کی رائے یہ ہے کہ منافقین کے خلاف قتال نہیں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کو جاننے اور پہچاننے کے باوجود ان کے خلاف قتال نہیں فرمایا۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ آیت سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ کفار و منافقین کے خلاف جہاد لازم ہے مگر اس جہاد کی کیفیت کیا ہوگی تو دلائل سے ثابت ہوا کہ کفار کے خلاف تلوار سے جہاد لازم ہے جبکہ منافقین کے خلاف کبھی اتمام حجت سے، کبھی نرمی نہ کرنے سے اور کبھی انہیں جھڑکنے سے۔

فنقول ان الآیۃ تدل علی وجوب الجھاد مع الفریقین فاما کیفیۃ تلک المجاھدۃ فلفظ الآیۃ لایدل علیھا بل انما یعرف من دلیل آخر واذا ثبت ھذا فنقول: دلت الدلائل المنفصلۃ علی المجاھدۃ مع الکفار یجب ان تکون بالسیف، ومع المنافقین باظھار الحجۃ تارۃ وبترک الرفق ثانیا، وبالانتھار ثالثا۔ (تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قرآن پاک میں اس کی نظیر موجود ہے کہ ایک ہی صیغہ کے ساتھ استعمال ہونے والے لفظ کے ایک ہی وقت میں دو الگ الگ معنی ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الآیۃ (الاحزاب)

یہاں يُصَلُّوْنَ کا لفظ دو معنی میں آیا ہے اور دونوں ایک ہی وقت میں مراد ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا صلوٰۃ بھیجنا اور ہے اور فرشتوں کا صلوٰۃ بھیجنا اور ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ایک عجیب نکتہ

حضرات مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس آیت کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ منافقین کے خلاف بھی جہاد بالسیف ہو مگر دیگر دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ منافقین کے خلاف جہاد بالسیف نہیں ہے۔

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

وفی الآیۃ سؤال وھو ان الآیۃ تدل علی وجوب مجاھدۃ المنافقین وذلک غیر جائز فان المنافق ھو الذی یستر کفرہ وینکرہ بلسانہ ومتی کان الامر کذلک لم یجز محاربتہ ومجاھدتہ

یعنی آیت پر ایک سوال وارد ہوتا ہے کہ اس آیت کا ظاہر تو منافقین سے جنگ کے وجوب پر دلالت کرتا ہے حالانکہ منافقین کے ساتھ جنگ جائز نہیں ہے کیونکہ ان کا کفر دل میں چھپا ہوتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

ظاھرہ یقتضی مقاتلۃ المنافقین وھم غیر مظھرین للکفر ولا نحکم بالظاھر

یعنی اس آیت کا ظاہر تو یہی سمجھاتا ہے کہ منافقین کے خلاف بھی قتال کیا جائے اگرچہ انہوں نے اپنے کفر کا اعلان نہ کیا ہو۔ ہم یہاں آیت کا ظاہری معنی نہیں لیں گے۔ (روح المعانی)

ان دونوں عبارتوں میں ''عجیب نکتہ'' یہ ہے کہ حضرات مفسرین نے ''لفظ جہاد'' کے فوری اور متبادر معنی ''قتال فی سبیل اللہ'' ہی کے لیے ہیں اسی لئے تو وہ فرماتے ہیں کہ آیت کا ظاہر منافقین سے قتال کا تقاضا کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جہاد کے حقیقی اور شرعی معنی قتال فی سبیل اللہ کے آتے ہیں جبکہ جہاد کے لغوی اور مجازی معنی سخت محنت اور کوشش کرنے کے آتے ہیں۔ چنانچہ بعض مفسرین کے نزدیک یہاں جہاد کے لغوی اور مجازی معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک کی کئی سورتوں میں جہاد اپنے لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں بھی جہاد اپنے حقیقی اور شرعی معنی میں ہو مگر جہاد کی کیفیت کفار کے لیے الگ ہو اور منافقین کے لیے الگ ہو (واللہ اعلم بالصواب)

## نکتہ

ارشاد فرمایا گیا کہ کفار اور منافقین کے خلاف جہاد کرو، اس میں منافقین کے لیے سخت وعید اور تنبیہ بھی ہو سکتی ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کہ تمہارے کفر کی وجہ سے حق تو یہی بنتا ہے کہ تم سے بھی کفار کی طرح جہاد کیا جائے یعنی تم سے لڑا جائے۔ اور اس میں مسلمانوں کے لیے بھی یہ سبق ہے کہ منافقین اس قابل نہیں ہیں کہ تم ان سے دوستی کرو بلکہ وہ تو کافروں کی طرح جہاد کے قابل ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ان پر سختی کیجئے

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اور کفار و منافقین پر سختی کیجئے

امام ابوحیانؒ لکھتے ہیں:

والمراد خشونة الكلام وتعجيل الانتقام

یعنی مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ سخت کلام کیا جائے اور ان سے جلد انتقام لیا جائے۔ (البحر المحیط)

تفسیر ماجدی میں ہے:

غلظہ کا حکم کافروں اور منافقوں دونوں کے حق میں مشترک ہے اور غلظ لغت میں رأفت یعنی نرمی کی ضد ہے، مراد یہ ہے کہ ان کے مقابلے میں نرم نہ پڑیئے، مضبوطی سے قائم رہیئے۔

الغلظ نقيض الرأفة وهي شدة القلب (قرطبي) الغلظة ضد الرقة غلظة اى خشونه (راغب)

''آج کے دور دجل وتلبیس میں لفظ ''رواداری'' جس معنی میں چلا ہوا ہے اسلام اس کا ہرگز قائل نہیں، دوستانِ حق سے وہ اس برتاؤ کا حکم دیتا ہے جس کے وہ مستحق ہیں، اسی طرح دشمنانِ حق سے بھی اسی سلوک کا جس کے وہ لائق ہیں، انسان مرغیوں اور بکریوں کو اپنے پاس سے کھلا کھلا کر پالتا ہے اور محنت اٹھا اٹھا کر انہیں زندہ رکھتا اور بڑھاتا ہے اور سانپوں اور بچھوؤں کو بلا تامل مار ڈالتا ہے ''عقل'' کی تعلیم یہ ہرگز نہیں کہ جانور جانور سب برابر ہیں اور یکساں ''رواداری'' سے سب کے ساتھ پیش آنا چاہیے''۔ (تفسیر ماجدی)

## قتال کا حکم قیامت تک کے لیے ہے

''جَاهِدِ الْكُفَّارَ'' کافروں کے مقابلہ میں جہاد جنگ وقتال سے ہوگا۔

امر بالجهاد مع الكفار بالسيف (قرطبي، ابن عباس) دلّت الدلائل المنفصلة على ان المجاهدة مع الكفار يجب ان تكون بالسيف (كبير)

اس وقت اس حکم جہاد کی تعمیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال کی شکل میں کر کے دکھادی تھی، باقی نفس حکم (یعنی کفار کے خلاف قتال کا حکم) قیامت تک ہر دور، ہر عہد کے لیے قائم ہے جب بھی اس کے شرائط پورے ہو جائیں''۔ (ماجدی)

## نکتہ

کفر اور نفاق بدترین جرائم ہیں، جب کافروں اور منافقوں کے ساتھ سختی کی جائے گی تو تبھی ان کو احساس ہوگا کہ



کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ہم غلطی پر ہیں اور پھر ممکن ہے ان کو توبہ کی توفیق مل جائے۔ لیکن اگر مسلمان ان کے ساتھ نرمی کرتے رہے، ان کا اکرام کرتے رہے اور دنیاوی ترقی کی وجہ سے نعوذ باللہ ان کو اپنے سے برتر قرار دیتے رہے تو وہ اپنے کفر پر پکے اور مطمئن رہیں گے اور یہ بات خود ان کے لیے اور ساری انسانیت کے لیے نقصان دہ ہوگی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## اہم سبق

رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانے کے ”منافقین“ کے خلاف ”قتال“ نہیں فرمایا حالانکہ انہوں نے بہت ستایا اور بہت تنگ کیا۔ دراصل اس میں بہت بڑی حکمت تھی۔ اگر مسلمان اپنے علاقے کے منافقین کے ساتھ لڑائی میں مشغول ہو جاتے تو کفار کے خلاف جہاد بند ہو جاتا یا بہت کمزور ہو جاتا اور اسلامی معاشرہ طرح طرح کی تقسیم اور اختلاف کا شکار ہو جاتا۔ چنانچہ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نے اپنی ساری توجہ کفار کے خلاف جہاد پر مرکوز رکھی اور منافقین پر تلوار نہیں چلائی۔ اس حکمت عملی کی برکت سے اسلام تھوڑے ہی عرصے میں مشرق و مغرب تک پھیل گیا۔

آج بھی مجاہدین کے لیے اس میں یہ سبق ہے کہ وہ کفار کے خلاف جہاد میں مشغول ہوں اور منافقین کے ساتھ لڑائی میں اپنی توانائیاں ضائع نہ کریں، کافر کمزور ہوں گے تو منافقین خود ختم ہو جائیں گے۔ مگر افسوس کہ آج منافقین کے خلاف جہاد کو زیادہ اہم سمجھا جا رہا ہے، جس کی وجہ سے امت بہت سے مسائل کا شکار ہے۔

(واللہ المستعان وھو اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سورۃ التوبۃ مدنیۃ آیت ۷۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا

اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا اور بے شک انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اور مسلمان

بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ

ہونے کے بعد کافر ہوگئے اور انہوں نے قصد کیا تھا ایسی چیز کا جو نہیں پاسکے اور یہ سب کچھ

اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا

اسی کا بدلہ تھا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے دولت مند کردیا ہے سو اگر وہ توبہ کریں

لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا

تو ان کیلئے بہتر ہے اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا اور آخرت میں

وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾

دردناک عذاب دے گا اور انہیں روئے زمین پر کوئی دوست اور کوئی مددگار نہیں ملے گا۔

### خلاصہ

منافقین آپس میں بیٹھ کر کفریہ باتیں کرتے تھے مثلاً

1. جہاد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کے جو وعدے اللہ تعالیٰ نے فرمائے ان کو جھٹلاتے تھے
2. وہ کہتے تھے کہ اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سچی ہوں تو ہم گدھوں سے بدتر ہوں گے
3. ایک موقع پر ان کے سردار نے کہا کہ جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو ہم عزت والے لوگ ان بے عزت مسلمانوں کو نکال دیں گے۔ (نعوذ باللہ)
4. یہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں بکتے تھے اور اسلام پر اعتراضات کرتے تھے۔

پھر جب ان سے پوچھا جاتا کہ تم نے یہ باتیں کیوں کیں؟ تو وہ جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی صفائی پیش کردیتے حالانکہ انہوں نے اسلام کا اظہار کرنے کے بعد کفریہ باتیں بولیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے اور مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کا ارادہ کیا مگر ان کے یہ برے ارادے پورے نہ ہوئے۔ یہ سارا ظلم انہوں نے اس کے باوجود کیا کہ ان پر اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بے حد احسانات تھے۔ اب اگر وہ توبہ کرلیں گے تو ان کے لیے اچھا ہوگا۔ اور اگر توبہ نہیں کریں گے تو دنیا اور آخرت دونوں جگہ دردناک سزائیں ان کی منتظر ہیں اور وہ روئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زمین پر کسی کو اپنا یار و مددگار نہیں پائیں گے۔

## آسان اور جامع تفسیر

حضرات مفسرین نے اس آیت مبارکہ پر جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ درج ذیل عبارت میں ملاحظہ فرمائیے:

**يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا:** منافقین پیچھے بیٹھ کر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دین اسلام کی اہانت کرتے، جیسا کہ سورۂ منافقون میں آئے گا۔ جب کوئی مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک ان کی باتیں پہنچا دیتا تو اس کی تکذیب کرتے اور قسمیں کھا لیتے کہ ہم نے فلاں بات نہیں کی، اللہ تعالیٰ نے مسلمان راویوں کی تصدیق فرمائی کہ بے شک ان منافقین نے وہ باتیں زبان سے نکالی ہیں اور اسلام کا دعویٰ کرنے کے بعد دین اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وہ کلمات کہے ہیں جو صرف کافروں کی زبان سے نکل سکتے ہیں۔

**وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا:** غزوۂ تبوک سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لشکر سے علیحدہ ہو کر ایک پہاڑی راستہ پر تشریف لے جا رہے تھے تقریباً بارہ منافقین نے چہرے چھپا کر رات کی تاریکی میں چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہاتھ چلائیں اور معاذ اللہ پہاڑی سے گرا دیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حذیفہ رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ تھے عمارؓ کو تو انہوں نے گھیر لیا تھا مگر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مار مار کر ان کی اونٹنیوں کے منہ پھیر دیئے چونکہ وہ اپنے چہرے چھپائے ہوئے تھے، حذیفہؓ وغیرہ نے ان کو نہیں پہچانا۔ بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ و عمار رضی اللہ عنہما کو نام بنام ان کے پتے بتا دیئے مگر منع فرما دیا کہ کسی پر ظاہر نہ کریں، اسی واقعہ کی طرف **وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا** میں اشارہ ہے کہ جو ناپاک ارادہ انہوں نے کیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے پورا نہ ہوا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ کسی موقع پر لشکر اسلام میں کچھ خانہ جنگی کا ماحول بن گیا تھا، منافقین نے گرما گرمی پھیلا کر مہاجرین وانصار میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی اصلاح فرما دی جیسا کہ سورۂ منافقون میں آئے گا۔

**وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ:** یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء سے اللہ تعالیٰ نے ان (منافقین کو) دولت مند کر دیا، یا اپنے قرضوں کے بارے سبکدوش ہوئے، مسلمانوں کے ساتھ ملے جلے رہنے کی وجہ سے مال غنیمت سے حصہ ملتا رہا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے پیداوار اچھی ہوئی، ان احسانات کا بدلہ یہ دیا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دغا بازی کرنے لگے اور ہر طرح سے پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کو ستانے پر کمر باندھ لی۔ اب بھی اگر توبہ کر کے شرارتوں اور احسان فراموشیوں سے باز آ جائیں تو ان کے حق میں بہتر ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں وہ سزا دے گا جس سے بچانے والا روئے زمین پر کوئی نہ ملے گا، بعض روایات میں ہے کہ "جلاس" نامی ایک شخص یہ آیات سن کر صدق دل سے تائب ہوا اور آئندہ زندگی خدمت اسلام میں قربان کر دی۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (عثمانی۔ تسہیل)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## فائدہ

وہ بات جس کے بارے میں انہوں نے قسم کھائی کہ ہم نے نہیں کی، کونسی تھی؟ زیادہ مشہور اقوال چار ہیں:

1. جُلاس بن سوید کی بات کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ کہتے ہیں وہ سچ ہے تو ہم گدھوں سے بھی بدتر ہیں
2. نیلی شیطانی آنکھوں والے ایک منافق اور اس کے ساتھیوں کی گستاخانہ گفتگو
3. ان منافقین کا باہمی مشورہ کہ تبوک سے واپسی سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) نقصان پہنچایا جائے
4. غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر عبداللہ بن ابی کی یہ بات کہ جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو (نعوذ باللہ) ان بے عزت مسلمانوں کو نکال دیں گے۔ ان تمام اقوال کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے (قرطبی، المدارک، کبیر، ابن کثیر، بیان القرآن)

نیز امام قرطبیؒ نے ان کے "کلمۂ کفر" کے بارے میں چار اقوال ذکر کیے ہیں جن میں سے پہلا قول درج ذیل ہے:

قال النقاش تكذيبهم بما وعد الله من الفتح

یعنی یہ کفریہ بات یہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کو جھٹلاتے تھے جو اس نے مسلمانوں کو فتح دینے کے متعلق نازل فرمائے۔ (القرطبی)

## منافقین نے کس چیز کا قصد کیا تھا؟

حضرات مفسرین نے اس میں چار اقوال لکھے ہیں:

1. انہوں نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضور اکرم ﷺ کو (نعوذ باللہ) نقصان پہنچانے کا قصد کیا تھا مگر ناکام ہوئے
2. انہوں نے مہاجرین اور انصار کو قومیت کی بنیاد پر لڑانے کی کوشش کی مگر ناکام ہوئے
3. انہوں نے قصد کیا تھا کہ ہم عزت والے لوگ ان مہاجر مسلمانوں کو مدینہ منورہ سے نکال دیں گے مگر وہ ایسا نہ کرسکے۔
4. انہوں نے قصد کیا تھا کہ غزوہ تبوک سے واپسی پر عبداللہ بن اُبی (رئیس المنافقین) کی تاجپوشی کر کے اس کی سرداری کا اعلان کریں گے مگر وہ اس میں ناکام ہوئے۔ (البحر المحیط)

## منافقین کے لیے دنیا میں بھی عذاب الیم

"آخرت میں تو ہر منافق اور ہر کافر کو جہنم کا عذاب ہے ہی، منافقوں کو دنیا میں عذاب الیم کی وعید سنائی گئی اس سے کیا مراد ہے؟ اس کے بارے میں مفسرین نے فرمایا ہے کہ بار بار رسوائی ہونا اور اہل ایمان کے دلوں میں ان کی وقعت نہ ہونا، سب کی نظروں سے گر جانا اور موت کے وقت عذاب میں مبتلا ہونا مراد ہے، چونکہ دنیا میں ان کو قتل نہیں کیا گیا اور ایمان کے ظاہری دعویٰ کی وجہ سے ان کے ساتھ مروّت کا معاملہ کیا جاتا رہا، اس لئے مفسرین نے عذاب دنیوی کی مذکورہ بالا تفسیر کی ہے"۔ (انوار البیان)


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

### روئے زمین پر ان کا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا

منافقین اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار ہو جاتے تو سب کچھ پا لیتے مگر انہوں نے خود کو "وسیع المہاد" اور "روشن خیال" قرار دے کر ہر کسی سے جڑنے اور بنا کر رکھنے کی محنت کی۔ انہوں نے دنیا میں امن اور ظاہری ترقی پانے کے لیے کافروں سے بھی تعلقات جوڑے اور خود کو مسلمان کہہ کر اسلامی معاشرے میں شامل ہونے کی بھی کوشش کی اور انہوں نے جہاد کی مخالفت کی تاکہ وہ امن میں رہیں اور کوئی ان کا دشمن نہ ہو مگر ان کے ان تمام اقدامات کا انجام یہ ہوا کہ وہ کسی کے بھی نہ رہے اور ان کو ذلت اور عذاب سے بچانے والا کوئی بھی یار و مددگار نہ ہوا۔ جبکہ حضرات صحابہ کرام ؓ نے یکسوئی اختیار کی اور سب سے کٹ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو رہے۔ اللہ پاک نے ان کو دنیا میں زمین کا حکمران اور آخرت میں جنت کا مالک بنا دیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَۃُ التَّوْبَۃِ مَدَنِیَّۃٌ — آیت ۷۵،۷۶،۷۷،۷۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ

اور بعضے ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے دے تو ہم ضرور خیرات کیا کریں گے

وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۷۵ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا

اور نیکوں میں سے ہو جائیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو اس میں بخل کرنے لگے

بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۷۶ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

اور منہ موڑ کر پھر بیٹھے تو نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیا

اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا

اس دن تک کیلئے کہ اللہ تعالیٰ سے ملیں گے اس لیے کہ انہوں نے جو اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا اسے پورا نہ کیا اور اس لیے

يَكْذِبُوْنَ ۝۷۷ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ

کہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ان کا بھید اور ان کا مشورہ جانتا ہے

وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۷۸

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ غیب کی باتیں جاننے والا ہے۔

### خلاصہ

1. یہ خود کو جہاد سے مستثنیٰ رکھنے والوں (یعنی جہاد میں نہ نکلنے والوں) کی پانچویں قسم کا بیان ہے جو کہتے ہیں کہ اگر ہمارے پاس اسباب اور وسائل ہوں تو ہم ضرور جہاد کریں گے مگر جب اسباب مل جاتے ہیں تو وہ بخل شروع کر دیتے ہیں اور مال بنانے ہی میں لگے رہتے ہیں۔ (مفہوم تحقیق حضرت لاہوریؒ)

2. منافقین اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں اور پھر اس عہد کو پورا نہیں کرتے

3. منافقین مال کے بے حد حریص اور اس کے حقوق ادا کرنے میں بے حد بخیل ہوتے ہیں

4. جو منافق اللہ تعالیٰ سے عہد کر کے اس عہد کو توڑتے ہیں تو ان کا نفاق پکا ہو جاتا ہے اور ان کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی

5. منافقین کا سارا نظام ان کے دماغ کی سوچوں اور آپس کے خفیہ مشوروں پر چلتا ہے کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ان کے رازوں کو بھی جانتا ہے اور خفیہ مشوروں کو بھی اور اللہ تعالیٰ غیب کی تمام باتوں کو خوب جانتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## جہاد سے بچنے والے

تفسیر الفرقان میں ہے:

''اب تک مختلف قسم کے لوگوں کا تذکرہ آچکا ہے جو جہاد سے بچنا چاہتے ہیں، ان میں سے آخری قسم کے ارباب نفاق یہ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے عہد تو کرتے ہیں کہ اگر اس نے انہیں مالا مال کر دیا تو وہ ضرور اس کی راہ میں قربانی کریں گے اور نیک بن جائیں گے لیکن جس وقت ان کو دولت مل گئی تو بخل شروع کر دیتے ہیں، انہوں نے اپنے عہد کو توڑ ڈالا اور تمام عمر جھوٹ بولنے میں بسر کی، اس جرم کی وجہ سے ان کے دل میں ہمیشہ اس بات کا ڈر رہے گا کہ اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل نہ کر دے، ظاہر ہے کہ ان کی حرکتیں اللہ تعالیٰ پر مخفی نہیں رہ سکتیں، مسلمان کی تو ہر چیز خدا کے ہاتھ میں بک چکی ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبہ ۱۱۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے خرید لیا'' (تفسیر الفرقان)

## یہ آیت کئی منافقین کے بارے میں نازل ہوئی

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

قال الضحاك: ان الآية نزلت في رجال من المنافقين نبتل بن الحارث وجدّ بن قيس ومعتّب بن قشير

یعنی حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں: یہ آیت چند منافق مردوں کے بارے میں نازل ہوئی جن کے نام یہ ہیں نبتل بن الحارث، جد بن قیس، معتب بن قشیر۔ (القرطبی)

شان نزول کے متعلق ثعلبہ بن حاطب کے مشہور واقعہ کے متعلق قرطبیؒ لکھتے ہیں:

قلت وثعلبة بدري انصاري وممن شهد الله له ورسوله بالايمان حسب مايأتي بيانه في اوّل الممتحنة فما روى عنه غير صحيح قال ابوعمر ولعلّ قول من قال في ثعلبة انه مانع الزكاة الذي نزلت فيه الآية غير صحيح، والله اعلم

یعنی ثعلبہ بن حاطب بدری صحابی ہیں چنانچہ ان کے بارے میں یہ کہنا شاید صحیح نہ ہو کہ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (القرطبی)

اکثر مفسرین حضرات نے آیت کے شان نزول میں ثعلبہ بن حاطب کا واقعہ نقل کیا ہے۔ تفسیر قرطبی کے حاشیہ میں اس واقعہ کی سند کو بے حد ضعیف اور متروک قرار دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## آیت کا حکم عام ہے

تفسیر ماجدی میں ہے:

"شانِ نزول کی روایتوں میں یہاں ایک خاص شخص کا نام لیا گیا ہے لیکن روایات شانِ نزول کا حاصل صرف اسی قدر ہوتا ہے کہ آیت کا سبب نزول وہ مخصوص واقعہ تھا، یہ مقصود ہرگز نہیں ہوتا کہ آیت کا حکم یا آیت کی دلالت صرف اس شخص یا واقعہ تک محدود ہے"۔ (تفسیر ماجدی)

## اللہ تعالیٰ سے وعدہ خلافی کی سزا

"یعنی خدا سے صریح وعدہ خلافی کرنے اور جھوٹ بولتے رہنے کی سزا میں ان کے بخل واعراض کا اثر یہ ہوا کہ ہمیشہ کے لیے نفاق کی جڑ ان کے دلوں میں قائم ہوگئی جو موت تک نکلنے والی نہیں اور یہی "سنۃ اللہ" ہے کہ جب کوئی شخص اچھی یا بری خصلت خود اختیار کر لیتا ہے تو کثرتِ مزاولت وممارست (یعنی اس پر زیادہ عمل کرنے) سے وہ دائمی بن جاتی ہے، بری خصلت کے اسی دوام واستحکام کو کبھی کبھی ختم وطبع (مہر لگانے) سے تعبیر کر دیتے ہیں"۔ (تفسیر عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۷۹ تا ۸۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ

وہ لوگ جو ان مسلمانوں پر طعن کرتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں

وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۭ

اور جو لوگ اپنی محنت کے سوا طاقت نہیں رکھتے پھر ان پر ٹھٹھا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان

سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا

سے ٹھٹھا کرتا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ تو ان کے لئے بخشش مانگ یا

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ

نہ مانگ اگر تو ان کیلئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگے گا تو بھی اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہیں

يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَ

بخشے گا یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے کفر کیا اور

اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٨٠﴾

اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا۔

## خلاصہ

❶ جو مسلمان جہاد میں اپنا مال تھوڑا یا زیادہ خرچ کرتے تھے منافقین ان پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے اللہ تعالیٰ ان کو اس مذاق اڑانے پر سخت سزا دے گا اور یہ منافقین دردناک عذاب میں جلیں گے۔ ❷ ان کافر اور نافرمان منافقین کے لیے اگر رسول اللہ ﷺ بھی استغفار فرمائیں تو ان کی بخشش نہیں ہوگی۔

## دوسروں کی نیکی بھی برداشت نہیں

”یہ منافقین خود تو نیکی کر نہیں سکتے اور دوسرے نیکی کرنے والے مسکینوں پر استہزاء کرتے ہیں...... چونکہ یہ نالائق خود اپنی اصلاح کے لیے تیار نہیں اس لئے حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے انہیں کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے“۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## مسلمانوں کی ترقی کے دشمن

جہاد میں خرچ کرنے سے مسلمانوں کو ہر طرح کی دینی اور دنیوی ترقی نصیب ہوتی ہے، منافقین کو مسلمانوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی ترقی کہاں گوارا تھی چنانچہ وہ ان خرچ کرنے والے مسلمانوں پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دیتے تھے، ملاحظہ فرمایئے یہ عبارت:

"جنگ تبوک کی تیاری کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مالی قربانی کی دعوت دی تو ہر صحابی نے اپنی حیثیت کے مطابق کچھ نہ کچھ لا کر پیش کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال و متاع پیش کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: **ما ابقیت لاھلک** اپنے اہل و عیال کے لیے کیا چھوڑ آئے؟ انہوں نے جواب دیا: **ابقیت لھم اللہ و رسولہ** اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

آنکس کہ ترا بخواست، جاں راچہ کند؟
فرزند و عیال و خانماں راچہ کند؟
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہاں راچہ کند؟

منافقین کی حالت یہ تھی کہ ہر ایک مسلمان پر آوازے کستے، اگر ایک دولتمند مسلمان بہت سا سامان لیکر آتا تو کہتے کہ صرف لوگوں کو دکھانا مقصود ہے اور اگر کوئی غریب مسلمان تھوڑی سی کھجوریں لاتا تو کہتے خدا کو ان کی کیا ضرورت ہے بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

**لما نزلت آیة الصدقة کنا نتحامل علی ظهورنا، فجاء رجل فتصدق بشیء کثیر، فقالوا مرائی وجاء رجل فتصدق بصاع، فقالوا ان اللہ لغنی عن صدقة هذا.**

جب آیۃ الصدقہ (جہاد میں خرچ کرنے کی ترغیب والی آیت) نازل ہوئی تو ہم صدقات اپنے کندھوں پر لاد لاد کر دربار رسالت میں حاضر کرتے، بڑی رقم لانے والے کو یہ منافقین ریاکار بتاتے اور تھوڑا سا صدقہ لانے والے سے کہتے کہ خدا کو اس کی کونسی ضرورت ہے۔

ان ارباب نفاق کی اصل خرابی یہ ہے کہ خود اپنے عہدوں کے پابند نہیں بنتے اور جو مخلص مسلمان اپنے شوق سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں، ان بدبختانِ ملت کا مقصد یہ ہے کہ کسی مسلمان کو ترقی نہ کرنے دیں اور قرآن یہ چاہتا ہے کہ فرزندانِ اسلام زندہ رہیں (اور ان کی زندگی جہاد میں ہے) پھر جو لوگ اسلام تباہ کرنے کی فکر میں ہیں ان سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا، چونکہ یہ نالائق مرکزی نقطہ سے ہٹ گئے ہیں اس لئے اب کوئی عمل صالح ان کے لیے نفع بخش نہیں ہو سکتا اور چونکہ انہوں نے مسلمانوں کو برباد کرنے کی کوشش کی اس لئے عذاب الٰہی سے کوئی چیز ان کو نجات نہیں دے سکتی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ بھی ان کے لیے رحمت کے دروازے نہیں کھول سکے گی۔

اس آیت میں جو یہ فرمایا گیا کہ اگر آپ ستر مرتبہ توبہ کریں تو بھی اس کو شرف اجابت نہ بخشا جائے گا تو اس سے یہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

خیال نہ آنے پائے کہ اس سے کوئی مخصوص عدد مراد ہے اور اس سے زیادہ توبہ کرنے پر ان کی مغفرت ہو جائے گی بلکہ اہل عرب اس عدد کو بیان کر کے کثرت مراد لیتے ہیں اور وہی یہاں مقصود ہے، غرض یہ ہے کہ ان جرائم کے بعد ان کے لیے توبہ کسی طرح بھی قبول نہیں ہو سکتی"۔ (تفسیر الفرقان)

## منافقین جہادی چندے کے دشمن

جہاد سے اسلام کو قوت ملتی ہے اور مسلمانوں کو غلبہ نصیب ہوتا ہے یہ دونوں باتیں منافقین کو برداشت نہیں ہیں اور جہاد کے لیے مال کی بے حد ضرورت پڑتی ہے، اس لیے قرآن پاک نے جہاد بالمال کو بہت تاکید، تفصیل اور فضیلت سے بیان فرمایا ہے، غزوہ تبوک کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جہادی چندے کا اعلان فرمایا تو مخلص مسلمان بڑھ چڑھ کر مال پیش کرنے لگے، منافقین یہ منظر برداشت نہ کر سکے اور ان کے دل درد اور غم سے جلنے لگے، چنانچہ انہوں نے جہاد میں مال خرچ کرنے والوں پر خوب آوازے کسے اور اعتراضات کیے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ منافقین جہادی چندے کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتے، وہ جب کمزور تھے تو زبان سے اس پر اعتراضات کرتے رہے اور جب وہ طاقت پکڑ لیتے ہیں تو قوت کے ساتھ اس کو روکتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ان دو آیات سے متعلق بعض واقعات

تقریباً تمام بڑے مفسرین نے ان دو آیات کی تفسیر میں بہت سے واقعات نقل فرمائے ہیں:

❶ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد میں مال خرچ کرنے کا اعلان فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے کر حاضر ہوئے۔

❷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آدھا مال پیش کیا

❸ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے انہوں نے چار ہزار درہم لا کر پیش کر دیے اور چار ہزار اپنے اہل وعیال کے لیے چھوڑ دیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی کہ جو کچھ تم نے دیا اور جو کچھ رکھ لیا اللہ تعالیٰ اس سب میں تمہیں برکت عطاء فرمائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعاء قبول ہوئی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مال میں خوب برکت ہوئی۔

❹ حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے سو وسق کھجوریں حاضر خدمت کیں۔ (ایک وسق ساٹھ صاع اور ایک صاع چار سیر کا ہوتا ہے)

❺ حضرت ابوعقیل انصاریؓ نے جن کا اسم گرامی "حبحاب" ہے ایک صاع کھجوریں پیش کیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) رات بھر پانی کھینچ کر میں نے دو صاع مزدوری کی تھی، ایک صاع گھر والوں کے لیے چھوڑ آیا اور ایک صاع آپ کی خدمت میں پیش کر دیے۔

❻ ایک صحابیؓ جن کا قد چھوٹا اور رنگ سیاہ تھی ایک بہت خوبصورت موٹی اونٹنی لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

خدمت میں پیش کردی منافقین میں سے کسی نے کہا اس کی اونٹنی تو اس سے اچھی (یعنی خوبصورت) تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منافق کو کھڑا کر کے فرمایا کہ سب کے سامنے کہو یہ (صحابی) اور ان کی اونٹنی دونوں مجھ سے بہتر ہیں۔

۷ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اعلان ہوا تو ہم صدقات اپنی گردن پر لاد لاد کر پیش کرتے تھے۔

یہ تمام واقعات تفسیر ابن کثیر، قرطبی، روح المعانی اور مظہری وغیرہا میں سند کے ساتھ منقول ہیں۔ منافقین نے ان مسلمانوں پر ریاکاری کا الزام لگایا جنہوں نے زیادہ مال دیا تھا اور ان مسلمانوں کا مذاق اڑایا جنہوں نے تھوڑا مال دیا تھا کہ یہ زور لگا کر خود کو بڑوں میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ بھلا اللہ تعالیٰ کو ان کے ان صدقات کی کیا ضرورت ہے؟

## استغفار کس کے لیے؟

آیت ۸۰ میں فرمایا گیا کہ اگر آپ ان کے لیے ستر بار بھی استغفار کریں تو ان کی بخشش نہیں ہوگی تو یہ آیت کس کے متعلق نازل ہوئی؟

مفسرین نے تین اقوال لکھے ہیں:

۱ جب مسلمانوں کے صدقات پر مذاق اڑانے والوں کے متعلق آیت (۷۹) نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ اللہ پاک ان کو سزا دے گا تو یہ مذاق اڑانے والے منافقین اپنے لئے استغفار کرانے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

قال ابن عباس رضی اللہ عنهما: ان عند نزول الآية الاولیٰ فی المنافقين قالوا يارسول الله استغفرلنا، فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم سأستغفرلكم واشتغل بالاستغفار لهم، فنزلت هذه الآية، فترك رسول الله صلی الله عليه وسلم الاستغفار۔ (تفسير كبير)

۲ منافقین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر معذرتیں کرتے اور بہانے بناتے تھے کہ ہمارا مقصد تو اچھا تھا ہم نے تو بھلائی کا ارادہ کیا تھا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی (کہ یہ لوگ کافر و فاسق ہیں اور اس قابل نہیں کہ ان کے بہانے اور معذرتیں قبول کی جائیں اور ان کے لیے استغفار کیا جائے)۔

وقال الحسن: كانوا يأتون رسول الله، فيعتذرون اليه ويقولون ان اردنا الا الحسنیٰ وما اردنا الا احسانا وتوفيقا فنزلت هذه الآية (تفسير كبير)

۳ عبداللہ بن ابی منافق جب بیمار ہو گیا تو ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے لیے استغفار کی درخواست کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

ولما سئل عبدالله بن عبدالله بن أبی رسول الله صلی الله عليه وسلم ان يستغفر لأبيه فی مرضه نزل اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ (المدارك)



کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

امام رازیؒ نے ایک اور قول بھی لکھا ہے وہ بھی عبداللہ بن اُبی کے متعلق ہے مگر مذکورہ بالا قصے کے علاوہ کا واقعہ ہے ملاحظہ فرمایئے تفسیر کبیر۔

## ستر بار استغفار

ستر بار استغفار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ جتنی بار اور جتنا زیادہ ان کے لیے استغفار کریں ان کو اس کا کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا، حضرات مفسرین نے سات اور ستر کے عدد پر دلچسپ تحقیقات رقم فرمائی ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے المدارک، روح المعانی، البحر المحیط...... یہاں مختصراً اس ایک عبارت پر اکتفا کیا جاتا ہے:

" سَبْعِيْنَ مَرَّةً ستر سے مراد یہاں عدد کامل یا کثرت استغفار ہے، اور ستر تحدید کے لیے نہیں صرف تکثیر کے لیے آیا ہے، جیسا کہ محاورۂ عرب میں اکثر آتا ہے۔

والسبعون جار مجري المثل في كلامهم للتكثير (كشاف) ذكر السبعين على وجه المبالغة في اليأس من المغفرة (جصاص) لان العرب في اساليب كلامها تذكر السبعين في مبالغة كلامها ولا تريد التحديد بها (ابن كثير). (تفسیر ماجدی)

## غریب لوگوں کو بھی جہاد میں خرچ کرنے کی راہ نکالنی چاہیے

اس آیت مبارکہ میں ان لوگوں کی تعریف کی گئی جو محنت مزدوری کرکے تھوڑا بہت کما کر لاتے تھے اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے پیش کرتے تھے۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ سے یہی لوگ مراد ہیں پس معلوم ہوا کہ غریب مسلمانوں کو بھی محنت کر کے جہاد میں مال خرچ کرنا چاہیے اس میں ان کے لیے اجر عظیم اور فائدہ ہی فائدہ ہے۔ انوار البیان میں ہے:

" حضرت ابوعقیل رضی اللہ عنہ جو محنت مشقت کر کے تھوڑی سی کھجوریں کسب کر کے لائے تھے اس کا خصوصی تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ (جو لوگ اپنی محنت و مشقت کے علاوہ کچھ بھی نہیں پاتے ان پر یہ منافقین طنز کرتے ہیں) اس میں صدقہ کرنے کے لیے محنت کرنے والوں کی تعریف ہے کہ وہ یہ سمجھ کر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھتے کہ ہمارے پاس کچھ ہے ہی نہیں ہم کیا صدقہ کریں؟...... (بلکہ وہ) محنت و مشقت سے کچھ مال حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے پیش کر دیتے ہیں، معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے کے لیے مالدار ہونا ضروری نہیں جس کے پاس کچھ بھی نہیں وہ بھی صدقہ کرنے کا راستہ نکال سکتا ہے اور جسے جانی و مالی عبادت کا ذوق ہو وہ بہت کچھ کر سکتا ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لیے خیر کی کیسی کیسی نظیریں چھوڑی ہیں"۔ (انوار البیان)

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

فقد يكون القليل الذي يأتي به الفقير اكثر موقعا عندالله تعالىٰ من الكثير الذي يأتي به الغني۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی بعض اوقات وہ تھوڑا سا مال جو غریب آدمی اللہ تعالیٰ کے راستے میں پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مالدار کے پیش کیے ہوئے بہت مال سے زیادہ وقعت والا ہوتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

### منافقین کے لیے شدید ترین وعید

اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے حق میں استغفار کریں تو ان کی بخشش نہیں ہوگی، یہ منافقین کے لیے سخت ترین وعید ہے۔ العیاذ باللہ

اللهم انّا نعوذبك من الشقاق والنفاق وسوء الاخلاق

اللهم طهّر قلوبنا من النفاق برحمتك يا ارحم الراحمين

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۸۱،۸۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ

رسول اللہ کے تشریف لے جانے کے بعد پیچھے رہ جانے والے اپنے بیٹھ رہنے پر خوش ہوتے ہیں اور انہوں

يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا

نے اس بات کو ناپسند کیا کہ اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں اور کہا

تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾

گرمی میں مت نکلو کہہ دو کہ جہنم کی آگ کہیں زیادہ گرم ہے کاش یہ سمجھ سکتے۔

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾

سو وہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں ان اعمال کے بدلے جو کرتے رہے ہیں۔

## خلاصہ

1. منافقین جہاد میں نہ نکلنے کو اپنی کامیابی اور عقل مندی سمجھتے ہیں اور اس پر خوشیاں مناتے ہیں۔
2. منافقین جہاد میں اپنا مال اور اپنی جان لگانے کو بہت برا سمجھتے ہیں اور اس سے بچتے ہیں۔
3. منافقین جہاد میں پہنچنے والی تکلیفیں اور نقصانات بتا بتا کر لوگوں کو جہاد سے روکتے ہیں۔
4. منافقین بے عقل لوگ ہیں وہ یہ بات بھی نہیں سمجھتے کہ جہاد چھوڑنے کی وجہ سے انہیں جہنم کی جس آگ میں ڈالا جائے گا وہ خوفناک آگ جہاد میں پہنچنے والی تکلیفوں سے بہت زیادہ سخت ہے۔
5. منافق کی زندگی اور انجام کا خلاصہ بس اتنا ہے کہ تھوڑا سا ہنسنا پھر ہمیشہ کا رونا تھوڑے سے مزے اور پھر ہمیشہ کا دردناک عذاب...... دنیا کی فانی لذت اور خوشی اور آخرت کا دائمی درد اور غم

## آسان تفسیر

"یہ ان منافقین کے متعلق ہے جو غزوۂ تبوک کی شرکت سے علیحدہ رہے، یعنی منافقین کا حال یہ ہے کہ برائی اور عیب کا کام کر کے خوش ہوتے ہیں، نیکی سے گھبرا کر دور بھاگتے ہیں اور جیسا کہ پہلے گزرا (کہ وہ) نیکی کرنے والوں پر طعن (یعنی اعتراض) کرتے اور آوازے کستے ہیں، ایسی قوم کو نبی ﷺ کے استغفار سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ یہاں سے گنہگار اور بد اعتقاد کا فرق نکلتا ہے۔ گناہ ایسا کونسا ہے جو پیغمبر کے بخشوانے سے نہ بخشا جائے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء) لیکن بداعتقاد کو پیغمبر کا ستر مرتبہ استغفار فائدہ نہ دے۔

لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ (کہ گرمی میں نہ نکلو) یا تو منافقین آپس میں ایک دوسرے کو کہتے تھے اور یا بعض مؤمنین سے کہتے ہوں گے کہ ان کی ہمتیں سست ہو جائیں۔

لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ (اگر ان کو سمجھ ہوتی) یعنی اگر سمجھ ہوتی تو خیال کرتے کہ یہاں کی گرمی سے بچ کر جس گرمی کی طرف جا رہے ہیں وہ کہیں زیادہ سخت ہے، یہ تو وہی مثال ہوئی کہ دھوپ سے بھاگ کر آگ کی پناہ لی جائے۔ حدیث میں ہے کہ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر درجہ زیادہ تیز ہے، نعوذ باللہ منہا...... یعنی چند روز اپنی حرکات پر خوش ہو لو اور ہنس لو پھر ان کرتوتوں کی سزا میں ہمیشہ کو رونا ہے"۔ (تفسیر عثمانی)

## وہ بدنصیب جو جہاد سے دھتکار دیئے گئے

اَلْمُخَلَّفُوْنَ اس کا لفظی معنی ہے "وہ جو پیچھے چھوڑ دیئے گئے" (یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے)...... تو ان منافقین کو کس نے جہاد سے پیچھے چھوڑ دیا؟ علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

ای الذین خلفهم النبی صلی الله علیه وسلم واذن لهم فی التخلّف او خلفهم الله تعالیٰ بتثبیطه ایاهم لحكمة علمها اوخلفهم الشیطان باغرائه او خلفهم الكسل والنفاق.

## یعنی

❶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیچھے چھوڑ دیا اور گھر بیٹھنے کی اجازت دے دی (جس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے کہ یہ اجازت کیسی تھی)

❷ یا...... اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم تکوینی سے ان کو گھر بٹھا دیا (اور ان کے نکلنے کو پسند نہیں فرمایا)

❸ یا شیطان نے ان کو گمراہ کر کے پیچھے رہنے پر آمادہ کیا

❹ یا ان کی سستی اور نفاق نے ان کو گھر بٹھا دیا اور نکلنے نہیں دیا (روح المعانی)

ان کی بدنصیبی اور بدبختی کی وجہ سے یہ سارے اسباب جمع ہو گئے، شیطان نے ان کو بہکایا، ان کی سستی اور نفاق نے ان کو محروم کیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو اجازت دے دی کہ ان کے نکلنے میں سوائے نقصان کے اور کچھ حاصل نہ تھا اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نفاق کی وجہ سے ان کے نکلنے کو پسند ہی نہیں فرمایا...... (واللہ اعلم بالصواب)

## حکم جہاد کی مخالفت پر جہنم کی آگ

"قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا" آپ کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ بہت زیادہ گرم ہے اور تم نے حکم جہاد کی مخالفت کر کے جہنم کی آگ کو اختیار کر لیا یعنی تم بڑے جاہل ہو جو شخص ایک ساعت کی مشقت کو برداشت نہ کرے اور اس کی وجہ سے سخت ترین دوامی (یعنی ہمیشہ کی) تکلیف میں پڑ جائے وہ بڑا جاہل ہے"۔ (تفسیر مظہری)



کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جلالین میں ہے:

قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا من تبوك، فالاولیٰ ان يتقوها بترك التخلف یعنی جہنم کی آگ تبوک کی گرمی سے زیادہ گرم ہے پس جہاد میں شریک ہو کر اس سے بچنا زیادہ ضروری تھا۔ (جلالین)

## جہاد سے پیچھے رہ جانے کا نتیجہ

جہاد فی سبیل اللہ سے مستقل رہنے کی کوشش کرنے والوں کا تذکرہ ختم ہو گیا اب بتایا جاتا ہے کہ اس فرض جلیل کے ادا کرنے سے باز رہنا، مرکزی قوت کو محفوظ نہ رکھنا اور اپنے مصالح خصوصی کے اعتبار سے (یعنی اپنے ذاتی مفادات کی خاطر) مقاصد ملی کو نظر انداز کرنا کس قدر خطرناک نتائج پیدا کرتا ہے۔

جو لوگ جہاد سے عمداً (یعنی (جان بوجھ کر) پیچھے رہ گئے وہ خود تو اس فرض جلیل کے ادا کرنے سے رہے مگر دوسروں کو بھی بہکانا شروع کر دیا کہ گرمی کا زمانہ ہے، ریگستان عرب کی حرارت سے جل بھن جاؤ گے، نہ جانا ہی بہتر ہے، یہ پیچھے تو رہ گئے لیکن انہیں اس بات کا خیال نہ آیا کہ ہم اس نازک ترین موقع پر مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں، انہیں اب تک ہم پر اعتماد رہا، اب محض گرمی کا بہانہ کر کے رُک جانا کس قدر بے ایمانی ہے، اگر یہ تھوڑی سی کوشش کرتے، اور اس تکلیف کو برداشت کر لیتے تو (اس جرم سے) بچ سکتے تھے، اب پیچھے رہ کر جہنم کی آگ کے مستوجب ہوئے...... (تفسیر الفرقان)

## خلاف کے دو معنی

خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ کے عام طور سے دو ترجمے کیے جاتے ہیں:

❶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد..... یعنی پیچھے رہ جانے والے منافقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبوک تشریف لے جانے کے بعد اپنے گھر بیٹھے رہنے پر خوش ہوئے۔

❷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں..... یعنی جو لوگ پیچھے رہ گئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف بیٹھ رہنے سے خوش ہوتے ہیں۔

تفسیر ماجدی میں ہے:

”خِلٰفَ کے معنی ”بعد“ کے ہیں۔

ای خلفه (کشاف) بمعنی بعد وخلف (روح) قال الاخفش ان خلاف بمعنی خلف وان یونس رواه عن عیسی بن عمرو ومعناه بعد رسول اللہ (کبیر)

لیکن دوسرے معنی ”مخالفت میں“ کے بھی ہیں

قیل هو بمعنی المخالفة (کشاف، روح) یعنی مخالفة برسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم (کبیر عن قطرب وزجاج) (تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## منافقین کو جہاد کی حقانیت میں شک تھا

”جدّ بن قیس (منافق) نے جبّار بن منحر اور اپنے ان ساتھیوں سے جو بنی سلمہ کے تھے کہا اس گرمی میں جہاد کو نہ نکلو، جدّ کو جہاد کی رغبت نہ تھی۔ جہاد کی حقانیت میں اس کو شک تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ بدگمانی پھیلانا چاہتا تھا۔ اس لئے گرمی کے بہانے اس نے لوگوں کو جہاد سے روکا) اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا نازل فرمائی“۔ (مظہری)

## آخرت کا رونا

حضرت عبداللہ بن قیسؓ (یہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام ہے) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جہنمی اتنا روئیں گے کہ ان کے آنسوؤں میں اگر کشتیاں چلائی جائیں تو جاری ہو جائیں (اور ان کے آنسو عام آنسو نہ ہوں گے بلکہ) وہ آنسوؤں کی جگہ خون روئیں گے۔ (رواہ الحاکم فی المستدرک ص ۶۰۵ ج ۴، وقال ہذا حدیث صحیح الاسناد واقرہ والذہبی)

## قرآن پاک کا اعجاز

فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا : قرآن پاک نے دو جملوں میں منافق کی پوری زندگی اور داستان بیان فرمادی ہے کہ منافق وہ ہیں جو تھوڑے سے عیش و آرام اور خوشی پر ہمیشہ کے عیش و آرام اور خوشی کو قربان کر دیتے ہیں۔ اور تھوڑی سی تکلیف سے بچنے کے لیے ہمیشہ کی تکلیف کو گلے لگا لیتے ہیں۔ منافق دنیا میں آزاد، مست اور خوش رہنا چاہتا ہے، نماز سے آزاد، جہاد سے آزاد، دینی احکامات سے آزاد، بس ہنسی ہی ہنسی اور عیش ہی عیش..... مگر آخرت میں اس کے لیے سوائے غم اور رونے کے اور کچھ نہیں ہوگا..... بس منافق کی پوری داستان کا خلاصہ یہی ہے کہ چند دن کا تھوڑا سا ہنسنا اور پھر ہمیشہ کا رونا (العیاذ باللہ)۔ (واللہ اعلم بالصواب)

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

ای فیضحکون قلیلا علیٰ فرحهم بتخلفهم فی الدنیا ویبکون کثیرا جزاء فی العقبیٰ، الا انه اخرج علی لفظ الامر للدلالة علی انه حتم واجب لایکون غیره، یروی ان اهل النفاق یبکون فی النار عمر الدنیا لایرقألهم دمعٌ ولا یکتحلون بنوم۔ (المدارک)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۸۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ

سو اگر تجھے اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی فرقہ کی طرف پھیر لے جائے پھر تجھ سے نکلنے کی اجازت چاہیں تو کہہ دو

لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ

کہ تم میرے ساتھ کبھی بھی ہرگز نہ نکلو گے اور میرے ساتھ ہو کر کسی دشمن سے نہ لڑو گے تمہیں

رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾

پہلی مرتبہ بیٹھنا پسند آیا سو پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

### خلاصہ

جو لوگ اپنے نفاق کی وجہ سے غزوہ تبوک میں نہیں نکلے ان کا نام غازیوں کے دیوان (یعنی رجسٹر) سے نکال دیا گیا ہے اب اگر یہ آئندہ نکلنے کی اجازت بھی مانگیں تو ان کو بتا دیا جائے کہ نہ تم کبھی ہمارے ساتھ نکل سکتے ہو اور نہ ہمارے ساتھ مل کر دشمنان اسلام سے قتال کر سکتے ہو۔ اب تم عورتوں، بچوں، اپاہجوں اور کمزور بڈھوں کے ساتھ گھر بیٹھے رہو اور جس چیز کو پہلی دفعہ تم نے اپنے لئے پسند کر لیا ہے مناسب ہے کہ اسی حالت پر مرو تا کہ اچھی طرح عذاب الٰہی کا مزہ چکھ لو۔ (مستفاد من عثمانی)

### منافقین کو جہاد سے کوئی محبت نہیں

"تخلُّف (یعنی جہاد سے پیچھے رہ جانے) کے باعث نفاق کا حکم لگ گیا اور ان کی بد باطنی نمایاں ہوئی تو وہ اب اس داغ کو دھونا چاہتے ہیں ورنہ جہاد سے محبت نہیں ہے۔ لہٰذا انہیں جہاد میں شرکت کی اجازت نہیں دی جاتی"۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

### منافق نہ نکلیں...... یہ حکم ہے یا خبر

ارشاد فرمایا گیا: ان سے کہہ دیجئے لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا یعنی تم میرے ساتھ کبھی بھی ہرگز نہ نکلو گے اور میرے ساتھ ہو کر کسی دشمن سے نہ لڑو گے...... تو کیا یہ مستقبل کی پیشین گوئی اور خبر ہے یا نہ نکلنے کا حکم ہے...... حضرات مفسرین کے دونوں طرح کے اقوال ہیں...... ان دو اقوال کا خلاصہ درج ذیل عبارت میں ملاحظہ فرمایئے:

"(آیت کا مطلب یہ ہے کہ) آئندہ میں تمہیں ہرگز ساتھ نہ لے جاؤں گا یعنی انہوں نے پہلے بیٹھے رہنے کو پسند

www.KitaboSunnat.com

کیا تھا لہٰذا اب بھی ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ رہو جو پیچھے رہ جانے کے لائق ہیں یعنی بوڑھے بچے اور عورتیں تم انہی میں رہو، وہ معذوری کی وجہ سے نہیں جاتے تم بغیر معذوری ہی کے ان لوگوں کے ساتھ رہ جاؤ میں تمہیں ساتھ نہیں لے جاتا

قال صاحب الروح هو اخبار بمعنى النهي للمبالغة صاحب روح المعانی فرماتے ہیں: یہ خبر دینا ہے نہی کے معنی میں مبالغہ کی وجہ سے۔ بعض مفسرین نے اس کا مطلب یہ بتایا ہے کہ تم جو ساتھ چلنے کی اجازت لے رہے ہو یہ اجازت لینا جھوٹا ہے اور دنیا سازی کے طور پر ہے جب جانے کا وقت ہوگا تو ہمراہ (یعنی ساتھ) نہ چلو گے بلکہ بیٹھے ہی رہ جاؤ گے جیسا کہ تم پہلے بھی رہ گئے تھے، لہٰذا تم پیچھے رہ جانے والوں ہی میں اب بھی اپنے کو شمار کرلو، جھوٹی اجازت لے کر اہل ایمان کو کیوں دھوکہ دے رہے ہو۔ فهو خبر بمعنى الخبر وهو المتبادر من لفظ التنزيل العزيز (انوار البیان)

**طَآئِفَةٍ مِّنۡهُمۡ** ان میں سے ایک گروہ کی طرف:

دراصل پیچھے رہ جانے والے کئی طرح کے تھے، اس لئے ارشاد فرمایا کہ **اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنۡهُمۡ** کہ اگر آپ کی واپسی ان میں سے ایک گروہ کی طرف ہو یعنی ان منافقین کی طرف جو اپنے نفاق کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔

ابوحیانؒ لکھتے ہیں:

لان منهم من مات، ومنهم من تاب وندم، ومنهم من تخلف لعذر صحيح، فا لطائفة هنا الذين خلصوا في النفاق وثبتوا عليه هكذا قيل (البحر المحيط)

یعنی ان میں سے کچھ مر گئے تھے اور کچھ نادم ہو کر تائب ہو چکے تھے اور کچھ صحیح عذر کی وجہ سے رُکے تھے، پس طائفہ سے مراد یہاں وہ لوگ ہیں جو پکے منافق تھے اور نفاق پر قائم تھے...... حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

یہ جو فرمایا کہ اگر پھر لے جاوے اللہ تعالیٰ کسی فرقے کی طرف، اس واسطے کہ آیت نازل ہوئی سفر میں (جبکہ) وہ منافق (موجود) تھے مدینہ میں اور فرقے (یعنی ایک گروہ) فرمایا اس واسطے کہ بعضے منافق پیچھے مرگئے اور سب بیٹھنے والے منافق نہ تھے، بعضے مسلمان بھی تھے کہ ان کی تقصیر معاف ہوئی۔ (موضح القرآن)

## خالفین کون؟

**فَاقۡعُدُوۡا مَعَ الۡخٰلِفِيۡنَ** پس بیٹھے رہو "خالفین" کے ساتھ...... حضرات مفسرین نے اس کے چار معنی بیان کیے ہیں۔

1. بیٹھے رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ...... یعنی جو عذر کی وجہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں مثلاً بیمار، بوڑھے، بچے، عورتیں وغیرہ
2. بیٹھے رہو خالفین کے ساتھ یعنی جو دین کی مخالفت کی وجہ سے جہاد میں نہیں نکلتے
3. بیٹھے رہو فاسدین کے ساتھ...... یعنی نافرمان فاسقوں کے ساتھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❸ پیچھے رہ جانے والے ذلیل اور خسیس لوگوں کے ساتھ

لفظ "خالف" ان تمام معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے قرطبی، البحر المحیط، تفسیر کبیر۔

## قتال کی فضیلت

ارشاد فرمایا: ﴿فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا﴾ ان سے کہہ دیجئے کہ تم آئندہ کبھی ہمارے ساتھ نہیں نکلو گے......

ظاہر بات ہے یہ نکلنا جہاد ہی کے لیے ہوگا کہ جب ہم جہاد پر نکلیں گے تو تمہیں اپنے ساتھ نہیں لے جائیں گے تو پھر اس کے بعد یہ جملہ فرمانے کا کیا مطلب ہے کہ ﴿وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا﴾ اور تم ہمارے ساتھ مل کر دشمنوں سے جنگ نہیں کرو گے۔ جہاد میں نکلنا تو قتال کرنے ہی کے لیے ہوتا ہے تو دوبارہ قتال یعنی جنگ کا تذکرہ کس لئے کیا گیا؟......

❶ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں:

اگرچہ ایک جملہ کہنا بھی کافی ہو جاتا کہ تم ہمارے ساتھ نہیں نکلو گے مگر قتال کا تذکرہ بھی فرما دیا جو کہ نکلنے کا اصلی مقصد ہوتا ہے کہ بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام غازیوں کی فہرست اور مجاہدین کے رجسٹر سے نکال دیا ہے اور تم صحبت اور جہاد کے بلند مقام سے محروم ہو چکے ہو، اللہ تعالیٰ تمہیں جہاد میں نکالنا پسند نہیں فرماتا اور ہمیں اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ تمہیں اسلامی لشکر میں شمار کریں۔

وذكر القتال كما قال بعض المحققين لانه المقصود من الخروج فلو اقتصر على احدهما لكفى اسقاطاً لهم عن مقام الصحبة ومقام الجهاد او عن ديوان الغزاة وديوان المجاهدين واظهارًا لكراهة صحبتهم وعدم الحاجة الى عدهم من الجند (روح المعانی)

❷ امام ابوحیانؒ لکھتے ہیں:

پہلے خروج یعنی جہاد میں نکلنے کا تذکرہ فرمایا اور یہ خروج ان منافقین پر بھاری تھا پھر اس کے بعد قتال کا ذکر فرمایا جو ان پر اور زیادہ بھاری تھا اور قتال کا تذکرہ خاص طور سے اس لئے کیا گیا کہ وہ جہاد کا بلند ترین مقام ہے اور جہاد میں نکلنے کا اصل ثمرہ ہے اور ان تلواروں کے چمکنے کا مقام ہے جن کے نیچے جنت ہے...... تو یہ انتقال ہوا مشکل سے مشکل ترین کی طرف......

وانتقل بالنفي من الشاق عليهم وهو الخروج الى الغزاة الى الاشق وهو قتال العدو لانه اعظم الجهاد وثمرة الخروج وموضع بارقة السيوف التي تحتها الجنة۔ (البحر المحيط)

## کم ہمتی پھیلانے والوں کو جہاد میں ساتھ نہ لیا جائے

امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر کے بعد فرماتے ہیں:

وهذا يدل على ان استصحاب المخذّل في الغزوات لايجوز

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی اس آیت سے معلوم ہوا کہ کم ہمتی پھیلانے والے (یا جہاد سے پسپائی اختیار کرنے کی عادت رکھنے والے) افراد کو جہاد میں ساتھ لے جانا جائز نہیں ہے۔ (القرطبی)

تفسیر الفرقان میں ہے:

''یہ لوگ اس درجہ پر آگئے ہیں کہ ان کو دوبارہ مسلمانوں میں شریک کرنا خلاف مصلحت ہوگا، کیونکہ ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہے گی کہ ایک ایک کر کے مسلمانوں سے بدلہ لیں، وہ اپنی بات کو سچا ثابت کرنے کی فکر میں رہیں گے اور کہتے پھریں گے کہ ہم نے اس وقت خوب دانشمندی سے کام لیا، اس لئے جس وقت منافقین کی طرف لوٹ کر آئیں تو باوجود ان کی درخواست کے ان سے فرما دیجئے کہ اب تمہاری امداد کی ضرورت نہیں ہے، تم نے پہلے عین وقت پر دھوکا دیا، اس لئے اب تم پر اعتماد کرنا خلاف عقل ہے، جب تم نے دیکھا کہ ہم کامیاب ہو گئے ہیں تو محض نام کی خاطر ہمارے شریک کار رہنا چاہتے ہو۔ (تفسیر الفرقان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۸۴-۸۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ

اور ان میں سے جو مر جائے کسی پر کبھی نماز نہ پڑھ اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو

اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾

بے شک انہوں نے اللہ تعالی اور اس کے رسول سے کفر کیا اور نافرمانی کی حالت میں مر گئے۔

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ

اور ان کے مالوں اور اولاد سے تعجب نہ کر اللہ تعالی یہی چاہتا ہے کہ انہیں ان چیزوں کے باعث

يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

دنیا میں عذاب دے اور ان کی جانیں نکلیں ایسے حال میں کہ وہ کافر ہی ہوں۔

## خلاصہ

❶ (یہ منافقین جب تک زندہ رہیں ان کو جہاد میں ساتھ نہ لے جایئے) اور جب ان میں سے کوئی مرجائے تو آپ اس کی نماز جنازہ ادا نہ کیجیے اور نہ دفن اور دعاء کے لیے اس کی قبر پر کھڑے ہوں کیونکہ یہ کافر ہیں اور اسی کفر ونافرمانی کی حالت پر مرے ہیں

❷ ان کا مال اور ان کی اولاد ان پر اللہ تعالی کی نعمت نہیں بلکہ عذاب ہے اور ان کے نفاق پر اڑے رہنے کا ذریعہ ہے

❸ منافقت کی بہت سی صورتیں کثرت مال سے پیدا ہوتی ہیں، اس لئے ایسے مالداروں کے الگ ہونے پر مسلمانوں کو ہمت نہ ہارنی چاہیے

## شانِ نزول اور جامع تفسیر

منافق کی نماز جنازہ کے متعلق نازل ہونے والی اس آیت پر حضرات مفسرین نے بہت تفصیل سے لکھا ہے، بطور خلاصہ یہ جامع عبارت ملاحظہ کیجیے:

”صحیح بخاری ص ۶۷۳ ج ۲ میں ہے کہ جب عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) مرگیا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ خدمت عالی میں حاضر ہوا (جو خالص مسلمان تھا) اور اس نے کہا کہ میرے باپ کی موت ہوگئی ہے آپ اپنا کرتہ عنایت فرمادیں جو اسے بطور کفن پہنادیا جائے پھر عرض کیا کہ آپ نماز بھی پڑھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کیلئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ پکڑلیا اور عرض کیا کہ آپ اس


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کی نماز پڑھاتے ہیں حالانکہ وہ منافق ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی اس کی نماز پڑھا دی، اس پر آیت وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا (آخر تک) نازل ہوئی۔ فتح الباری ص ۳۳۶ ج ۸ میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے بعد کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی، باقی رہی یہ بات کہ عبداللہ بن اُبی کی نماز جنازہ پڑھانے میں کیا مصلحت تھی؟ اس کے بارے میں فتح الباری میں لکھا ہے کہ اس کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خوشی کے لیے اور قبیلہ خزرج کی قوم کی تالیف قلب کے لیے ایسا فرمایا۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا کرتا اسے کیا فائدہ دے گا میں نے تو یہ عمل اس لئے کیا ہے کہ اس کی قوم کے ہزار آدمی مسلمان ہو جائیں، روح المعانی ص ۱۵۴ ج ۱۰ میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ میرے اس عمل سے قبیلہ بنی خزرج کے ایک ہزار سے زیادہ افراد مسلمان ہو جائیں گے، پھر لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امید پوری کی اور ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ عبداللہ بن اُبی کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کرتہ عطا فرمایا اس کی وجہ تفسیر و حدیث کی کتابوں میں یہ لکھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو جب بدر کے قیدیوں میں لایا گیا تھا تو اس وقت ان کے بدن پر کپڑا نہ تھا، قد آور اور بھاری ہونے کی وجہ سے کسی کا کپڑا ان کے جسم پر نہیں آتا تھا۔ اس وقت عبداللہ بن اُبی نے اپنا کرتہ پہنا دیا تھا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مکافات کے لیے اپنا کرتہ کفن میں شامل کرنے کے لیے عنایت فرما دیا۔ (انوار البیان)

”آپ کو تعجب نہ ہو کہ (یہ منافقین) جب راندۂ درگاہ الٰہی ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مردود ہیں) تو پھر مال اور اولاد کی نعمت کیوں عطا ہوئی۔ یہ رحمت نہیں ہے بلکہ یہ چیزیں ان کے حق میں زحمت ہیں“۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

ان دو عبارتوں سے دونوں آیات کا مفہوم واضح ہو گیا، مزید تفصیلات دیکھنی ہوں تو قرطبی، ابن کثیر اور روح المعانی اور بیان القرآن میں ملاحظہ فرمائیں۔

## خزرج کے ایک ہزار افراد مسلمان ہو گئے

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

جب خزرج قبیلے کے لوگوں نے دیکھا کہ عبداللہ بن ابی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک سے تبرک لیا ہے (تو ان کے وہ اشکالات دور ہو گئے جو عبداللہ بن ابی اسلام کے بارے میں پھیلاتا تھا) تو ان میں سے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو گئے۔ واللہ اعلم

روی انہ اسلم الف من الخزرج لما رأوہ یطلب التبرک بثوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (المدارک)


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## ان بڑے مالداروں کے جانے کا مسلمان غم نہ کریں

”منافقت کی بیشتر صورتیں کثرتِ مال ہی سے پیدا ہوتی ہیں اس لئے ایسے مالداروں کے الگ ہونے پر مسلمانوں کو ہمت نہ ہارنی چاہیئے“۔ (تفسیر الفرقان)

مذکورہ بالا مفہوم بھی آیت ۸۵ سے سمجھا جاسکتا ہے، آیت کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے فتح الجواد جلد دوم معارف سورۃ التوبۃ آیت ۵۵۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## تنبیہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شرع نبی اور رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ ادا فرمائی پھر اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے لیے روکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رُک گئے۔ امت کے لیے ان تمام باتوں میں اشکال کی کوئی بات ہے ہی نہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ جو کچھ سمجھاتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی کچھ کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے خود شارع تھے۔ واللہ اعلم بالصواب

## آیت کے نزول کے بعد صحابۂ کرام کی احتیاط

”اس آیت کے نزول کے بعد منافقین کا جنازہ پڑھنا قطعاً ممنوع ہوگیا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ احتیاطاً ایسے شخص کا جنازہ نہ پڑھتے تھے جس کی نماز میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ شریک نہ ہوں۔ کیونکہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے منافقین کا نام بنام علم کرادیا تھا اسی لئے ان کا لقب ”صاحب السر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ ہوا۔ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار)“۔ (تفسیر عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ　آیت ۸۶-۸۷

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

وَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ آمِنُوا بِاللَّهِ وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ

اور جب کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے

اسْتَأْذَنَكَ أُولُو الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوا ذَرْنَا نَكُن مَّعَ

ساتھ ہو کر جہاد کرو تو ان میں سے دولت مند بھی تجھ سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دے کہ

الْقَاعِدِينَ ﴿٨٦﴾ رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلَىٰ

بیٹھنے والوں کے ساتھ ہو جائیں۔ وہ خوش ہیں کہ پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ رہ جائیں اور ان کے

قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ﴿٨٧﴾

دلوں پر مہر کر دی گئی ہے سو وہ نہیں سمجھتے۔

## خلاصہ

❶ جب قرآن پاک میں یہ حکم نازل ہوتا ہے کہ ٹھیک طرح سے ایمان لے آؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں نکلو..... یعنی جہاد میں نکل کر اپنے ایمان کا ثبوت دو کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو مان لیا ہے تو ان منافقین میں سے مالدار لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر جہاد سے چھٹی اور رخصت مانگنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ چھوڑ دیجئے۔

❷ ان کی غیرت بالکل ختم ہو چکی ہے یہ گھر بیٹھی عورتوں اور دین کے لیے بے فائدہ لوگوں میں خود کو شامل کرنے پر راضی اور مطمئن ہیں۔

❸ دراصل نفاق کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے اس لئے یہ نہیں سمجھتے کہ جہاد میں کتنی کامیابی اور سعادت ہے اور بلا عذر جہاد سے پیچھے رہ جانے میں کتنی بدنصیبی اور ہلاکت ہے۔ یا یہ نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد میں ان کے لیے کتنے فائدے رکھے ہیں۔

## جہاد ایمان کا تقاضا ہے

”یعنی جب قرآن کی کسی سورۃ میں ہدایت کی جاتی ہے کہ پوری طرح خلوص و پختگی سے ایمان لے آؤ جس کا بڑا اثر یہ ظاہر ہونا چاہیے کہ پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ ہو کر خدا کے راستہ میں جہاد کریں تو یہ منافقین جان چرانے لگتے ہیں اور ان میں سے استطاعت اور مقدور والے بھی جھوٹے عذر تراش کر اجازت طلب کرنے آتے ہیں کہ حضرت ہمیں تو

ہمیں مدینہ میں رہنے دیجئے۔ گویا کمال بے غیرتی اور نامردی سے اس پر راضی ہیں کہ لڑائی یا خطرہ کا نام سنتے ہی خانہ نشین (یعنی گھر بیٹھی) عورتوں کے ساتھ گھروں میں گھس کر بیٹھ رہیں۔ ہاں جس وقت جنگ وغیرہ کا خطرہ نہ رہے اور امن واطمینان کا زمانہ ہو تو باتیں بنانے اور قینچی کی طرح زبان چلانے میں سب سے پیش پیش (یعنی آگے آگے) ہوتے ہیں۔ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ (الاحزاب ۱۹)"۔ (تفسیر عثمانی)

## جہاد سے بھاگنے والے مالدار اور سردار

فرمایا گیا کہ ان میں سے أُولُوا الطَّوْلِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر بیٹھنے کی اجازت مانگنے آجاتے ہیں۔

أُولُوا الطَّوْلِ کے حضرات مفسرین نے دو معنی بیان فرمائے ہیں:

1. مالدار، وسعت وطاقت والے لوگ
2. ان کے بڑے اور سردار لوگ

وفی اولوا الطول قولان: الاوّل قال ابن عباس والحسن: المراد اهل السعة فی المال: الثانی قال الاصم: یعنی الرؤساء والکبراء المنظور علیهم. (تفسیر کبیر)

## غیرت سے عاری لوگ

الْخَوَالِفِ سے مراد یہاں عورتیں ہیں، ابن عباسؓ اور متعدد تابعین سے یہی منقول ہے، عورتیں چونکہ گھر میں بیٹھی رہ جانے والیاں ہیں، اسی لئے انہیں الْخَوَالِفِ کہتے ہیں۔

الخوالف النساء (ابن جریر عن ابن عباس وقتادة و مجاهد والضحاك والحسن وابن زید) الخوالف النساء قاله الجمهور کابن عباس و مجاهد وقتادة وشمر بن عطیه وابن زید والفراء (بحر) ای النساء التی تخلفن فی البیوت. (جلالین)

رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ (توبہ ۸۷) شریعت اسلام نے جو مشاغل حیات مرد کے ساتھ مخصوص کر رکھے ہیں اور عورت کو ان سے الگ کر رکھا ہے، ان میں سے ایک شغل جہاد کا بھی ہے، آیت میں جہاد سے جی چرانے والوں پر طنز ہے کہ مرد ہو کر اچھے خاصے عورت بنے جا رہے ہیں۔

تهجین لهم ومبالغة فی الذم والخوالف النساء قاله الجمهور...... وذلك ابلغ فی الذم لانهم نزلوا انفسهم منزلة النساء (البحر)۔ (تفسیر ماجدی)

الْخَوَالِفِ کا ایک معنی تو اوپر کی عبارت میں آ گیا یعنی عورتیں...... جبکہ بعض حضرات کے نزدیک اس کا معنی ہے وہ لوگ جن میں کوئی خیر نہ ہو۔

وقال النضر بن شمیل: الخوالف من لا خیر فیه، وقال النحاس: یقال للرّجل


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

**الذي لا خير فيه:**

یعنی یہ منافق اس بات پر خوش ہیں کہ وہ بے کار، حقیر اور بے فائدہ لوگوں میں شامل رہیں۔

والمراد اخسه الناس واخلافهم. (البحر المحيط)

## جہاد میں سست، باتوں میں چست

امام ابن کثیرؒ نے ان دو آیات کی تفسیر میں بہت ایمان افروز جملے لکھے ہیں اور مزید کئی آیات سے اس مضمون کی تاکید بیان فرمائی ہے، ملاحظہ فرمایئے ان کا ایک جملہ:

فاذا وقع الحرب كانوا اجبن الناس واذا كان أمن كانوا اكثر الناس كلاما

یعنی جب جنگ شروع ہوتی تو یہ منافق سب سے زیادہ بزدلی دکھاتے مگر جب امن کا وقت ہوتا تو لوگوں میں سب سے زیادہ زبان چلانے والے ہوتے۔ (ابن کثیرؒ)

امام ابن کثیرؒ کی تقریر اور چند دیگر فوائد پر مبنی ملاحظہ فرمایئے یہ عبارت:

”جب کوئی ایسی سورۃ نازل ہو جس میں قرآن حکیم کو دستور العمل بنانے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں جنگ کرنے کا حکم ہو تو دولتمند جن سے توقع ہی یہی تھی کہ اس موقع پر اسلام کی خدمت کریں گے، وہی صد ہا قسم کے حیلے بنا کر پیچھے رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شہر کے نظم ونسق کے لیے بہرحال کچھ نہ کچھ لوگ ضرور رہیں گے تو ہمیں بھی ان میں شامل کر لیجیے۔ گویا چوڑیاں پہن کر عورتوں کی طرح گھر میں بیٹھنا پسند کرتے ہیں۔

اسی حالت کا نقشہ دوسری جگہ یوں کھینچا ہے:

أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ (الاحزاب ۱۹)

سو جب خوف کا موقع آتا ہے تو ان کو دیکھتے ہو کہ وہ تمہاری طرف تکتے ہیں، ان کی آنکھیں چکرائی جاتی ہیں، جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی طاری ہو، پھر جب خوف جاتا رہتا ہے تو تیز تیز زبانوں سے تم پر زبان درازی کرتے ہیں۔ ایک مقام پر یوں ارشاد ہے:

فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ (محمد ۲۰)

”پھر جب کوئی واضح سورۃ نازل کی جائے گی اور اس میں جہاد کا ذکر کیا جائے گا تو جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے ان کو تم دیکھو گے کہ تمہاری طرف اس طرح تکتے ہیں جیسے موت سے بے ہوش آدمی تکتا ہے، سو ان کے لیے خرابی ہے۔ ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے، اب یہ حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتے، مردانگی کا جوہر ان سے سلب ہو چکا ہے“۔ (تفسیر الفرقان)


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## جہاد فی سبیل اللہ کو نہ سمجھنا دل پر مہر لگنے کی علامت ہے

وَ طُبِعَ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ فَہُمۡ لَا یَفۡقَہُوۡنَ (توبہ ۸۷) اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی ہے پس وہ نہیں سمجھتے۔

❶ فہم لا یفقہون ما فی الجہاد من الفوز والسعادۃ ومافی التخلف من الھلاک والشقاء

یعنی وہ نہیں سمجھتے کہ جہاد میں کتنی کامیابی اور سعادت ہے اور جہاد سے پیچھے رہ جانے میں کتنی ہلاکت اور بدبختی ہے۔ (المدارک)

❷ فَہُمۡ لَا یَفۡقَہُوۡنَ فلأجل الطبع لا یفقہون ولا یتدبرون ولا یتفہمون ما فی الجہاد من الفوز والسعادۃ ومافی التخلف من الشقاء والضلال

یعنی دل پر لگی ہوئی مہر کی وجہ سے وہ نہیں سمجھتے، غور نہیں کرتے اور جاننے کی کوشش نہیں کرتے کہ جہاد میں کتنی کامیابی اور سعادت ہے اور پیچھے رہ جانے میں کتنی بدبختی اور گمراہی ہے۔ (البحر المحیط)

❸ فَہُمۡ لَا یَفۡقَہُوۡنَ ای لا یفہمون اسرار حکمۃ اللہ فی الجہاد

یعنی وہ جہاد میں چھپی ہوئی اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کو نہیں سمجھتے۔ (تفسیر کبیر)

❹ فَہُمۡ لَا یَفۡقَہُوۡنَ پس وہ نہیں سمجھتے کہ جہاد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت میں کیسی خوش نصیبی ہے اور مخالفت میں کیسی بدبختی ہے۔ (تفسیر مظہری)

❺ یعنی کذب ونفاق، نکول عن الجہاد (یعنی جہاد سے پیچھے ہٹنے) اور تخلف عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں نہ جانے کی شامت) سے ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی ہے کہ اب موٹے موٹے عیب بھی ان کو نظر نہیں آتے اور انتہائی بے غیرتی و بزدلی پر بجائے شرمانے کے نازاں وفرحاں ہوتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

❻ فَہُمۡ لَا یَفۡقَہُوۡنَ کے یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ یہ مہر زدہ لوگ احکام جہاد کی مصلحتوں اور حکمتوں کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ (تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۸۸-۸۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ

لیکن رسول اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان والے ہیں وہ اپنے مالوں اور

اَنْفُسِهِمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۸۸

جانوں سے جہاد کرتے ہیں اور انہی لوگوں کے لئے بھلائیاں ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے باغ تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں

فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۸۹

ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے۔

### خلاصہ

❶ اللہ تعالیٰ کا "حکم جہاد" سن کر اگر منافقین نہیں نکلتے تو کیا ہوا وہ لوگ جو ان منافقین سے بہت بہتر اور افضل ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے "حکم جہاد" پر پورا عمل کرتے ہیں۔

❷ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرتے ہیں۔

❸ وہ لوگ جو ایمان والے ہیں وہ بھی اپنے مال اور جان سے جہاد کرتے ہیں۔

❹ جب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم جہاد کو پورا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے انہیں دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائیں، انہیں کامیاب کیا اور ان کے لیے جنت تیار فرمائی یقیناً یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

### جہاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم والا کام ہے

"لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اہل ایمان نے اپنے مال و جان سے جہاد کیا، یعنی اگر ان منافقوں نے ساتھ نہیں دیا اور جہاد کو نہیں گئے تو دین اسلام کا کوئی نقصان نہیں ہوا، ان سے بہتر اور افضل لوگوں نے جہاد کیا"۔ (مظہری)

ان تخلف هؤلاء المنافقون عن الغزو فقد توجه اليه من هو خير منهم واخلص نية واعتقادا (تفسير كبير) (ترجمہ اوپر کی عبارت میں مذکور ہے)۔

پس معلوم ہوا کہ جہاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ایمان والے صحابہ کا کام ہے۔ اور جہاد سے روگردانی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرنا منافقین کا طریقہ ہے۔ شیخ الاسلامؒ لکھتے ہیں:

"منافقین کے بالمقابل مؤمنین مخلصین کا بیان فرمایا کہ دیکھو یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے وفادار بندے جو اس کے راستہ میں نہ جان (دینے) سے ہٹتے ہیں نہ مال (لگانے) سے، کیسا ہی خطرہ کا موقع ہو، اسلام کی حمایت اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہر قربانی کے لیے تیار رہتے ہیں، پھر ایسوں کے لیے فلاح وکامیابی نہ ہوگی تو اور کس کے لیے ہوگی۔ (تفسیر عثمانی)

## جہاد ایمان کی بڑی علامت ہے

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں: اس آیت میں یہ جو فرمایا گیا کہ ایمان والے جہاد کرتے ہیں اس میں منافقین کے بے ایمان اور کافر ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ اگرچہ انہوں نے صراحۃً کفر اختیار نہیں کیا مگر ان کا جہاد سے روگردانی کرنا ان کے بے ایمان ہونے کی علامت ہے۔

**وفي الآية تعريض بأن القوم ليسوا من الايمان بالله تعالىٰ في شيء وان لم يعرضوا عنه صريحا اعراضهم عن الجهاد باستئذانهم في القعود**

یعنی آیت میں اشارہ ہے کہ منافقین میں بالکل ایمان نہیں ہے، اگرچہ انہوں نے صراحۃً ایمان سے روگردانی نہیں کی مگر گھر بیٹھنے کی اجازت مانگ کر جہاد سے روگردانی ان کے کافر ہونے کی علامت ہے۔ (روح المعانی)

## مجاہدین کے لیے تین عظیم الشان انعامات

ان دو آیات میں مجاہدین کے لیے تین انعامات کا ذکر فرمایا گیا ہے:

### ① پہلا انعام

**أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ** کہ ان کے لیے بھلائیاں ہیں...... ان "خیرات" اور بھلائیوں سے کیا مُراد ہے؟

حضرات مفسرین کے کئی اقوال ہیں:

★ مُراد دونوں جہانوں کے فائدے اور بھلائیاں ہیں۔

**تناول منافع الدارين لاطلاق اللفظ** (المدارک)

★ دنیا میں نصرت اور غنیمت اور آخرت میں جنت اور اس کی نعمتیں۔

**وظاهر اللفظ عمومها هنا لمنافع الدارين كالنصر والغنيمة في الدنيا والجنة ونعيمها في الاخرى** (روح المعانی)

★ اس سے مُراد جنت کی حوریں ہیں۔ (فيهن خيرات حسان) (قرطبی)

★ مال غنیمت اور غلام، باندیاں مُراد ہیں۔


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وقیل المراد بھا الغنائم من الاموال والذراری (البحرالمحیط)

★ خیرات میں جن بھلائیوں کا ذکر ہے اگلی آیت میں اس کی تفصیل ہے کہ وہ بھلائیاں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جنت تیار فرمائی ہے۔

وقیل اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ جَنّٰتٍ تفسیر للخیرات اذھو لفظ مبھم (البحرالمحیط)

حضرت تھانویؒ نے بیان القرآن میں اسی آخری قول کو اختیار کیا ہے۔

### ❷ دوسرا انعام

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کہ یہی لوگ کامیاب ہیں۔

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

المراد منه التخلص من العقاب والعذاب

کہ کامیابی سے مراد یہ ہے کہ وہ ہر طرح کی سزا اور عذاب سے بچ جائیں گے۔ (تفسیر کبیر)

انوارالبیان میں ہے:

"اس میں منافقین پر تعریض ہے جو یوں سمجھتے ہیں کہ ہم جو غزوہ میں ساتھ نہ گئے اور گرمی سے بچ گئے اس میں کامیابی ہے۔ درحقیقت یہ ان کی بے وقوفی ہے کیونکہ کامیابی جہاد فی سبیل اللہ میں ہے، جہاد چھوڑ کر گھروں میں بیٹھ جانے میں نہیں ہے"۔ (انوارالبیان)

### ❸ تیسرا انعام

اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ جَنّٰتٍ (الآیۃ) کہ اللہ پاک نے ان کے لیے جنتیں تیار فرمائی ہیں جن میں نہریں چلتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

الذی لا فوز وراءہ

ایسی کامیابی کہ اس سے بڑھ کر کوئی کامیابی ہے ہی نہیں۔ (روح المعانی)

کیونکہ جنت کا ملنا اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی پختہ علامت ہے۔

### نکتہ

ارشاد فرمایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جہاد کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی۔

محقق تھانویؒ نے یہاں یہ نکتہ لکھا ہے کہ "مؤمنین کے ساتھ یہاں ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا مؤمنین کی ہمت افزائی وقدر افزائی کے لیے ہے کہ جہاد میں ان کا اخلاص بھی کامل ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاص اکمل ہے"۔ (ماجدی)

☆☆☆


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُوْرَۃُ التَّوْبَۃِ مَدَنِیَّۃٌ — آیت ۹۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِیُؤْذَنَ لَھُمْ وَقَعَدَ

اور بہانے کرنے والے دیہاتی آئے تاکہ انہیں رخصت مل جائے اور بیٹھ رہے

الَّذِیْنَ کَذَبُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ؕ سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

وہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا تھا جو ان میں سے کافر ہیں

مِنْھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۹۰﴾

عنقریب انہیں دردناک عذاب پہنچے گا۔

## خلاصہ

❶ مدینہ منورہ سے باہر دیہاتوں میں رہنے والے لوگوں میں بھی منافقین موجود تھے، جب ان کو جہاد کے لیے بلایا گیا تو ان کا نفاق کھل گیا۔

❷ جو لوگ ان میں سے اپنے کفر پر قائم رہیں گے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

## اَلْمُعَذِّرُوْنَ کون تھے؟

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اَلْمُعَذِّرُوْنَ وہ بدو اور دیہاتی تھے جنہوں نے اسلام کا دعویٰ کر رکھا تھا مگر جب ان کو جہاد کے لیے بلایا گیا تو وہ طرح طرح کے جھوٹے بہانے کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں نہ جانے کی اجازت مانگنے لگے۔ کسی نے اپنی تنگ حالی اور کثرت عیال کا عذر کیا تو کسی نے اپنے مال و اولاد پر دشمنوں کے خطرے کا بہانہ بنایا...... اور وَقَعَدَ الَّذِیْنَ کَذَبُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ سے وہ منہ زور اور بے حیا منافق مراد ہیں جو اعلان جہاد کے بعد اپنے گھروں میں بیٹھے رہے اور انہوں نے جھوٹا عذر پیش کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہ کی......

دوسرا قول یہ ہے کہ اَلْمُعَذِّرُوْنَ سے وہ مسلمان مراد ہیں جن کو واقعی کوئی عذر تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا عذر پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ جانے کی اجازت مرحمت فرما دی جبکہ وَقَعَدَ الَّذِیْنَ کَذَبُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ سے مراد منافقین ہیں اس قول کے مطابق عَذَابٌ اَلِیْمٌ کی وعید صرف انہی لوگوں کے لیے ہوگی عذر پیش کرنے والوں کے لیے نہیں۔

حضرات مفسرین کے ان دو اقوال کا خلاصہ درج ذیل عبارت میں ملاحظہ فرمائیں:

”یعنی جس طرح مدینہ کے رہنے والوں میں منافقین بھی ہیں اور مخلصین بھی اسی طرح دیہاتی گنواروں میں ہر قسم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے لوگ پائے جاتے ہیں، ان میں سے یہاں دو قسموں کا ذکر فرمایا۔ مخلص دیہاتیوں کا ذکر اس رکوع کے خاتمہ پر وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ الخ میں آئے گا یہاں دیہاتیوں کی جن دو جماعتوں کا ذکر ہے (معذرون اور قاعدون) ان میں سے پہلی جماعت اَلْمُعَذِّرُوْنَ کے مصداق میں مفسرین سلف کا اختلاف ہے کہ آیا اس سے مراد جھوٹے بہانے بنانے والے منافق ہیں یا سچے عذر کرنے والے مسلمان، جو واقعی جہاد میں شرکت سے معذور تھے۔ اگر پہلی شق اختیار کی جائے (کہ معذرون سے مراد جھوٹے بہانے بنانے والے ہیں) تو آیت میں منافقین کی دو قسموں کا بیان ہوگا "معذرون" تو وہ ہوئے جو باوجود نفاق کے محض رسم ظاہرداری نباہنے کے لیے جھوٹے حیلے بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرتے تھے اور "قاعدون" سے وہ منافقین مراد ہوں گے جنہوں نے اول دعوائے ایمان میں جھوٹ بولا، پھر ظاہرداری کی بھی پروا نہیں کی، جہاد کا نام سنکر گھروں میں بیٹھے رہے، بالکل بے باک و بے حیا ہو کر عذر کرنے بھی نہ آئے، اس تقدیر پر (یعنی اس قول کے مطابق) سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ دونوں جماعتوں کو شامل ہوگا۔ اور معنی یہ ہوں گے کہ جو لوگ دونوں جماعتوں میں سے اپنے کفر پر اخیر تک قائم رہیں گے ان کے لیے عذاب دردناک ہے۔ جن کو توبہ کی توفیق ہو جائے گی وہ اس وعید کے نیچے داخل نہیں۔ اور اگر "معذرون" سے مراد مؤمنین مخلصین لیے جائیں جو واقعی معذور تھے تو "قاعدون" سے مراد منافقین ہوں گے اور سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ کی وعید صرف ان ہی کے حق میں ہوگی، پہلی جماعت کا ذکر گویا قبول عذر کے طور پر ہوگا"۔ (حقانی)

## معذرت کرنے والے

"انہوں نے خیال کیا تھا کہ جہاد سے بھی بچ جائیں گے اور مسلمان بھی رہیں گے، جب معلوم ہوا کہ ان کی قلعی کھل گئی ہے تو معذرت کے لیے آئے ہیں"۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

یعنی وہ چاہتے تھے کہ مسلمان بھی کہلاتے رہیں اور جہاد میں بھی نہ جانا پڑے مگر ایسا نہ ہوا اور ان کے نفاق کا راز کھل گیا، پس جہاد کے ذریعہ معاشرے میں غلط لوگوں کے درمیان چھانٹی ہو جاتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


## سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۹۱،۹۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا

ضعیفوں پر اور مریضوں پر اور ان لوگوں پر جو نہیں پاتے جو

يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَا

خرچ کریں کوئی گناہ نہیں ہے جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ

عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾ وَّلَا عَلَى

خیر خواہی کریں نیکو کاروں پر کوئی الزام نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور ان لوگوں پر

الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ

بھی کوئی گناہ نہیں کہ جب وہ تیرے پاس آئیں کہ تو انہیں سواری دے تو نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں

عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا

کہ تمہیں اس پر سوار کردوں تو وہ لوٹ گئے اور اس غم سے ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے کہ

يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾

ان کے پاس خرچ موجود نہیں تھا۔

### خلاصہ

❶ یہ تین طرح کے لوگ اگر جہاد میں نہ نکلیں تو ان پر کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معذور قرار دے دیا ہے۔

(الف) کمزور جیسے بہت بوڑھے، نابینا، لنگڑے وغیرہ (ب) بیمار جن کو ایسا مرض ہو جس کے ہوتے ہوئے نکلنا اور لڑنا محال ہو (ج) فقیر جن کو جہاد میں جانے کے اسباب اور وسائل کسی بھی طرح میسر نہ ہوں۔ ان لوگوں پر کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخلص رہیں۔ جس کی چند علامات ہیں مثلاً:

- ان کا ایمان بھی سچا ہو، اقرار بھی سچا ہو، جہاد میں شرکت کے جذبات بھی سچے ہوں، بس مجبوری کی وجہ سے رہ گئے ہوں، ان کے دلوں میں پوری سچائی کے ساتھ یہ بات ہو کہ اگر ہمیں استطاعت ہوتی تو ہم جہاد میں ضرور شریک ہوتے۔
- گھر بیٹھ کر دین اور جہاد کے خلاف کوئی شرارت نہ کریں اور جہاں تک ممکن ہو خیر خواہی کرتے رہیں۔ اور جہاد میں جانے والوں کی ہمت پست نہ کریں اور خوف کی خبریں نہ پھیلائیں۔
- پیچھے رہ کر جہاد اور مجاہدین کی جو خدمت کرسکتے ہوں کرتے رہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

❷ اور ان لوگوں پر بھی کوئی حرج نہیں ہے جو دل و جان سے جہاد کا جذبہ رکھتے ہیں اور اسباب تیار کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں اور جب اسباب مہیا نہیں ہوتے تو وہ غم کی وجہ سے خوب آہ وزاری کرتے ہیں اور آنسو بہاتے ہیں۔

## ایک دلنشین عبارت

ان دو آیات کی تفسیر اور ان کا منظر سمجھنے کے لیے ملاحظہ فرمائیے یہ عبارت جو مفسرین کے کلام کا نچوڑ ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ حَرَجٌ

کہ وہ لوگ جو ضعیف ہیں اور جو لوگ مریض ہیں اور جن کے پاس خرچ کرنے کو نہیں ہے، ان پر غزوہ میں شریک نہ ہونے کا کوئی گناہ نہیں۔ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ جب کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سچے دل سے اور خلوص کے ساتھ حاضر ہوں، ان کا ایمان بھی سچا، اقرار بھی سچا، شرکت جہاد کے جذبات بھی سچے ہیں، مجبوری سے رہ گئے۔ ان کے دلوں میں پوری سچائی کے ساتھ یہ بات ہے کہ اگر ہمیں استطاعت ہوتی تو غزوہ میں ضرور ہی شریک ہوتے۔ انہوں نے عذر بنایا نہیں۔ واقعی معذور تھے۔

مزید فرمایا: مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِن سَبِيلٍ کہ جو لوگ نیکوکار ہیں ان پر کوئی الزام نہیں اور کوئی گرفت بھی نہیں وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ اور اللہ تعالیٰ غفور ہے رحیم ہے۔ مخلصین اور محسنین کی کوتاہی کو معاف فرمادے گا۔

پھر فرمایا: وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ

اور ان لوگوں پر بھی کوئی گناہ نہیں جو آپ کے پاس آئے کہ آپ انہیں سواری دے دیں ان کے جواب میں آپ نے فرمادیا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کرادوں، البدایہ والنہایہ میں ۵ ج ۵ میں لکھا ہے کہ سات افراد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سواری طلب کرنے کے لیے حاضر ہوئے تھے، ان میں ❶ سالم بن عمیرؓ ❷ علیہ بن زیدؓ ❸ ابو لیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعبؓ ❹ عمرو بن الحمامؓ ❺ معقل بن یسارؓ ❻ حرمی بن عبداللہؓ ❼ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہم تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اپنے دل سے پوری طرح تیار ہیں، آپ کے ساتھ سفر میں جانا چاہتے ہیں لیکن سواری نہ ہونے سے مجبور ہیں، آپ ہمیں سواری عنایت فرمادیں قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس کوئی سامان نہیں تاکہ تمہارے لئے سواری کا انتظام کردوں۔

تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ

(وہ اس حال میں واپس ہوئے کہ ان کی آنکھوں سے اس وجہ سے آنسو بہ رہے تھے کہ وہ خرچ کرنے کیلئے نہیں پاتے) اول تو یہ حضرات معذور تھے، واقعی معذوری ہی جہاد میں شرکت نہ کرنے کے لیے کافی تھی۔ پھر انہوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ اور واقعی عذر کو بھی عذر نہ سمجھا اور انہیں یہ گوارا نہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جائیں اور خود پیچھے رہ جائیں۔ وہ خدمت عالی میں حاضر ہوئے کہ ہمارے لئے سواری کا انتظام فرمادیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی انتظام نہیں ہے تو اس پر بھی بس نہ کیا اور اپنے دلوں میں یوں نہ کہا کہ اب تو ہم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی آخری کوشش کر لی اب جہاد میں نہ گئے تو کیا حرج ہے؟ وہ اپنی معذوری والی مجبوری پر رنجیدہ ہو رہے تھے۔ اور رنج بھی معمولی نہیں۔ ان کے چہروں پر آنسوؤں کی لڑی تھی اور وہ اس رنج میں گھلے جا رہے تھے کہ ہائے ہمارے پاس انتظام نہیں، انتظام ہوتا تو ہم ضرور ساتھ جاتے۔ اس موقع پر جہاں وہ لوگ موجود تھے جو جھوٹے عذر بنا بنا کر پیچھے ہٹ رہے تھے، ان میں وہ حضرات بھی تھے جو عذر ہوتے ہوئے بھی جہاد کی شرکت کے لیے تڑپ رہے تھے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امت کے لیے کیسی کیسی قابل اقتداء روایات چھوڑی ہیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض حضرات کے لیے سواری کا انتظام فرما دیا اور بعض حضرات کے لیے انتظام کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت ابو لیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب اور حضرت عبداللہ بن مغفل (رضی اللہ عنہما) کی راستہ میں حضرت یامین بن عمیر نضری رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی۔ یہ دونوں روتے ہوئے جا رہے تھے، یامینؓ نے دریافت کیا تم کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور عرض کیا کہ ہمارے پاس کوئی انتظام نہیں تا کہ آپ کے ساتھ سفر میں جائیں۔ آپ ہمارے لئے سواری کا انتظام فرما دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی سواری نہیں تھی جو عنایت فرما دیتے، ہمارا رونا اسی وجہ سے ہے کہ شرکت جہاد سے رہے جاتے ہیں، اس پہ یامینؓ نے اپنی ایک اونٹنی عطاء فرما دی اور اپنے پاس سے بطور توشہ کھجوریں بھی دے دیں اور علیہ بن زیدؓ کے ساتھ یہ ہوا کہ وہ رات کو نماز پڑھتے رہے اور روتے رہے اور یوں دعاء کی کہ اے اللہ! آپ نے جہاد کا حکم فرمایا اور اس میں شریک ہونے کی ترغیب دی پھر مجھے مال نہیں دیا جس سے میں جہاد کی شرکت کے لیے قوت حاصل کر لیتا اور نہ آپ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس وقت) مال عطاء فرمایا تا کہ میرے لئے سواری کا انتظام فرما دیتے۔ اب میں جہاد سے محرومی کے بدلہ میں یہ کرتا ہوں کہ جس کسی مسلمان سے مجھے کوئی تکلیف پہنچی ہے یا کسی کا مجھ پر کوئی مالی حق ہے میں اسے معاف کرتا ہوں۔ جب صبح ہوئی رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے سوال فرمایا کہ اس رات کس نے صدقہ دیا؟ کسی نے بھی جواب نہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات جس نے صدقہ دیا ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ اس پر علیہ بن زید کھڑے ہوئے اور اپنا حال بتایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم خوشخبری قبول کرو، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تمہارے لئے مقبول زکوٰۃ کا ثواب لکھا گیا ہے۔

غزوہ تبوک میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے قبیلے کے چند افراد نے بھی حضرت ابو موسیٰؓ کے واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست پیش کی تھی کہ ہمارے لئے سواری کا انتظام کیا جائے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے چھ اونٹوں کا انتظام فرما دیا۔ (ایضاً ص ۶ ج ۵) (انوار البیان)

## معذور کون؟

ان آیات کی روشنی میں حضرات مفسرین نے معذورین کی چار قسمیں بیان کی ہیں:

① کمزور ② بیمار ③ جن کے پاس اسباب نہ ہوں ④ جن کے پاس توشہ تو ہو مگر سواری نہ ہو اور جہاد ایسا ہو کہ


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

بغیر سواری کے جانا ممکن نہ ہو۔ (تفسیر کبیر)

تفسیر حقانی میں عورتوں کو بھی معذورین کی مستقل قسم میں شمار کیا گیا ہے۔ (تفسیر حقانی)

معذورین کا مسئلہ سمجھنے کے لیے ملاحظہ فرمائیے یہ عبارت:

"جھوٹے عذر کرنے والوں کے بعد سچے معذورین کا بیان فرماتے ہیں:

حاصل یہ ہے کہ عذر تو کبھی شخصی طور پر لازم ذات ہوتا ہے مثلاً بڑھاپے کی کمزوری جو عادۃً کسی بھی طرح آدمی سے جدا نہیں ہو سکتی اور کبھی (عذر) عارضی ہوتا ہے پھر "عارضی" (کی دو قسمیں ہیں) ❶ بدنی جیسے بیماری وغیرہ ❷ مالی جیسے افلاس اور اسباب سفر کا نہ ہونا۔ چونکہ غزوۂ تبوک میں مجاہدین کو بہت دور دراز مسافت طے کر کے پہنچنا تھا، اس لئے سواری نہ ہونے کا عذر بھی معتبر و مقبول سمجھا گیا، یعنی جو لوگ واقعی معذور ہیں اگر ان کے دل صاف ہوں اور خدا اور رسول کے ساتھ ٹھیک معاملہ رکھیں مثلاً خود نہ جا سکتے ہوں تو جانے والوں کی ہمتیں پست نہ کریں بلکہ اپنی طاقت کے مطابق نیکی کرنے اور اخلاص کا ثبوت دینے کے لیے مستعد رہیں۔ ان پر جہاد کی عدم شرکت سے کچھ الزام نہیں۔ (عثمانی تفسیل)

## معذور لوگ پیچھے رہ کر کیا کریں؟

جو لوگ واقعی سچے معذور ہیں ان کو جہاد میں نہ جانے کا کوئی گناہ نہیں ہو گا مگر شرط یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دل سے صاف رہیں۔ ملاحظہ فرمائیے اس شرط کی تفصیل کے بارے میں چند عبارتیں:

❶ وہ گھر بیٹھ کر خوف کی خبریں، فتنہ اور کم ہمتی نہ پھیلائیں اور اطاعت سے روگردانی نہ کریں۔

إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ فی حال قعودهم، بعدم الارجاف والتثبيط والطاعة (جلالین)

❷ امام رازیؒ لکھتے ہیں:

إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ معناه انهم اذا اقاموا في البلد احترزوا عن القاء الاراجيف وعن اثارة الفتن وسعوا في ايصال الخير الى المجاهدين الذين سافروا اما بان يقوموا باصلاح مهمات بيوتهم واما بان يسعوا في ايصال الاخبار السارة من بيوتهم اليهم، فان جملة هذه الامور جارية مجرى الاعانة على الجهاد (تفسیر کبیر)

یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دل سے صاف رہنے کا مطلب یہ ہے کہ

وہ معذور افراد جب پیچھے رہ جائیں تو خوف کی خبریں اور فتنہ پھیلانے سے بچیں اور جو مجاہدین جہادی سفر پر جا چکے ہیں انکو بھلائی پہنچانے کی کوشش کریں اور وہ اس طرح کہ یا تو ان کے گھروں کی دیکھ بھال کریں یا ان تک ان کے گھروں کی اچھی خبریں پہنچاتے رہیں۔

پس یہ تمام امور ان کے لیے جہاد میں اعانت کے قائم مقام ہو جائیں گے۔


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❸ حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:
ہاں جو واقعی معذور ہیں ان پر کوئی الزام نہیں ہے بشرطیکہ وہ گھر بیٹھے ہوئے شرارت نہ کریں اور جہاں تک ممکن ہو خیر خواہی کرتے رہیں۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## قرآن پاک کا اعجاز

جو لوگ معذور ہو کر جہاد سے بیٹھ جاتے ہیں شیطان ان پر حملہ آور ہوتا ہے اور انہیں طرح طرح کے وساوس اور فتنوں میں ڈالتا ہے۔ انسان کی کمزوری ہے کہ اس کی ایک محرومی دوسری محرومی کو جنم دیتی ہے، پس جو لوگ جہاد سے محروم ہو جاتے ہیں شیطان ان کو مزید کئی محرومیوں میں ڈالتا ہے اور وہ ان کو فتنوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ قرآن پاک نے ابتداء ہی سے اس غلطی کا علاج بتا دیا اور ازالہ فرما دیا۔ جو لوگ معذور ہو کر گھر بیٹھنے والے افراد کے حالات جانتے ہیں ان کو بخوبی علم ہے کہ قرآن پاک کا یہ حکم کس قدر حکیمانہ اور معجزانہ ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## کچھ تذکرہ جہاد کے مخلص عاشقوں کا

قرآن پاک نے سورۃ توبہ کی آیت ۹۲ میں جہاد کے سچے عاشقوں کا عجیب تذکرہ فرمایا ہے، یہ لوگ معذور تھے، ان کے پاس سواری نہیں تھی مگر وہ شوق جہاد میں بلک بلک کر، تڑپ تڑپ کر رو رہے تھے۔

❶ ایک طرف منافقین تھے جو اسباب ہونے کے باوجود جھوٹے بہانے بنا رہے تھے اور ایک طرف یہ مخلص عاشقین جہاد تھے کہ معذور ہونے کے باوجود غم اور بے چینی سے آنسو بہا رہے تھے۔

❷ لوگ مصیبتوں، تھکاوٹوں اور سختیوں سے بچنے کے لیے ہر محنت کرتے ہیں جبکہ اسلام کے یہ بیٹے خود کو جہاد، گرمی اور سفر کی تکلیف میں ڈالنے کے لیے رو رہے تھے۔

یہ لوگ بھی کہہ سکتے تھے کہ جہاد لغت میں محنت کو کہتے ہیں اور ہم مدینہ میں رہ کر محنت کر کے جہاد کا ثواب لے لیتے ہیں مگر وہ دین کو سمجھنے والے صحابہ کرامؓ تھے ان کے پاس نہ جانے کا سچا عذر بھی تھا، مگر پھر بھی ان کی آہیں اور نالے آسمان کو ہلا رہے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ جہاد کیا ہے اور جہاد میں کتنی فضیلت ہے۔

❸ ان کے آنسو سچے تھے، اللہ پاک نے ان کو اتنا پسند فرمایا کہ ان کے آنسوؤں کا تذکرہ قرآن پاک کا حصہ بنا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر جہاد کے دوران انہیں یاد رکھا اور فرمایا کہ وہ ہمارے اجر میں شریک ہیں۔

❹ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو پوری امت مسلمہ کی طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائے کہ ان کے آنسو آج تک جہاد کے مسئلے پر پڑنے والے ہر تحریفی غبار کو دھو کر رکھ دیتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## جوتے دے دیجئے ہم پیدل دوڑتے جائیں گے

مفسرین نے لکھا ہے کہ ان حضرات میں سے بعض نے یہاں تک عرض کیا کہ ہمیں سواری نہیں ملتی تو کوئی حرج نہیں ہمیں چمڑے کے موزے اور جوتے مل جائیں تو ہم مجاہدین کے اونٹوں کے ساتھ دوڑتے جائیں گے۔


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

فکانهم قالوا: احملنا علیٰ ما یتیسر او المراد احملنا ولو علی نعلنا واخففنا (روح المعانی)

تفسیر مظہری میں ہے:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ (جن لوگوں کے پاس سواریاں نہ تھیں ان) لوگوں نے یہ خواہش کی تھی کہ ہم کو پیوند لگے موزے اور مرمت کی ہوئی جوتیاں عنایت کر دیجئے تا کہ ہم آپ کے ساتھ دوڑ سکیں۔ (مظہری)

## ان سے آنسو نہیں گویا کہ غم سے ان کی آنکھیں بہہ رہی تھیں

اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ: یہ جملہ بہت بلیغ ہے کہ اس میں آنکھوں ہی کو بہتا ہوا آنسو بنا دیا گیا۔ (مفہوم ماجدی)

اللہ، اللہ جہاد کتنی بڑی چیز ہے، صحابہ کرامؓ اس کو سمجھتے تھے اس لئے اس سے محرومی کے غم کی وجہ سے ان کے آنسو اس قدر بہہ رہے تھے کہ گویا آنکھیں ہی بہہ جائیں گی اسی وجہ سے ان کا نام "البکائین" یعنی بہت رونے والے پڑ گیا۔

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

فَسُمّوا البکّائین۔ (القرطبی)

## سات بھائی، ساتوں صحابی، ساتوں مجاہد

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ ایک قول کے مطابق یہ آیت سات بھائیوں کے متعلق نازل ہوئی یہ سب "مقرن" کے بیٹے تھے، ان کے اسماء گرامی یہ تھے:

❶ نعمان ❷ معقل ❸ عقیل ❹ سوید ❺ سنان ❻ عبداللہ ❼ عبدالرحمٰن

رضی اللہ عنہم اجمعین

یہ سب "صحابی" تھے اور ان کے علاوہ یہ شرف کسی کو حاصل نہیں کہ سات بھائی صحابی ہوں۔ انہوں نے ہجرت کی اور یہ ساتوں بھائی غزوۂ خندق میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔

وقیل نزلت فی بنی مقرن وعلیٰ هذا جمهور المفسرین۔ وکانوا سبعة اخوة کلهم صحبوا النبی صلی اللہ علیه وسلم ولیس فی الصحابة سبعة اخوة غیرهم هاجروا وصحبوا الرسول صلی اللہ علیه وسلم وقد قیل انهم شهدوا الخندق کلهم (القرطبی)

**تنبیہ**: جن حضرات کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں ان کی تعیین میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں، ملاحظہ فرمایئے قرطبی، ابن کثیر، مظہری، روح المعانی

## اس پر روتے تھے کہ قربانی سے رہ گئے

"شدت درد و غم سے بے اختیار ہو کر رونے لگتے تھے۔ کس بات پر؟ اس پر کہ عیش و راحت میں انہیں حصہ نہیں


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ملا؟ نہیں، اس پر کہ راہِ حق کی مصیبتوں اور قربانیوں میں شریک ہونے سے رہ گئے"۔ (ترجمان القرآن)

## ان کے آنسو آج بھی زندہ ہیں

"ان کے درد وغم کا یہ حال تھا کہ "البکائین" کے نام سے مشہور ہوگئے تھے، یعنی بہت رونے والے (ابن جریرؒ) سبحان اللہ، ان چند آنسوؤں کی قدر وقیمت جو ایمان کی تپش سے بہے تھے کہ ہمیشہ کے لیے ان کا ذکر کتاب اللہ نے محفوظ کر دیا۔ آج بھی کہ تیرہ صدیاں گزر چکی ہیں، ممکن نہیں ایک مؤمن یہ آیت پڑھے اور ان آنسوؤں کی یاد میں خود اس کی آنکھیں اشکبار نہ ہو جائیں"۔ (ترجمان القرآن)

"قرآن کی معجزانہ بلاغت دیکھو، پہلے بے مقدوروں (یعنی معذور لوگوں) کا ذکر ہو چکا تھا لیکن خصوصیت کے ساتھ پھر ان کا ذکر کیا اور ان کی محبت ایمانی کی تصویر کھینچ دی تاکہ نفاق کے مقابلہ میں ایمان کا بھی ایک مرقع سامنے آجائے یعنی یا تو وہ ہیں کہ قدرت رکھنے پر بھی حیلے بہانے نکالتے ہیں۔ یا یہ ہیں کہ مقدرت (یعنی قدرت) نہ رکھنے پر بھی دل کی لگن چین سے بیٹھنے نہیں دیتی آنسو بن کر آنکھوں سے ٹپک رہی ہے"۔ (ترجمان القرآن)

## "کوئی ہے جو ایسی مثال لائے"

"سبحان اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں عشق الٰہی کا وہ نشہ پیدا کیا تھا جس کی مثال کسی قوم وملت کی تاریخ میں موجود نہیں۔ مستطیع اور مقدور (یعنی استطاعت اور قدرت رکھنے) والے صحابہ کو دیکھو تو جان ومال سب کچھ خدا کے راستے میں لٹانے کو تیار ہیں اور سخت سے سخت قربانی کے وقت بڑے ولولہ اور اشتیاق سے آگے بڑھتے ہیں (اور) جن کو مقدور (یعنی قدرت) نہیں وہ اس غم میں رو رو کر جان کھوئے لیتے ہیں کہ ہم میں اتنی استطاعت کیوں نہ ہوئی کہ اس محبوب حقیقی کی راہ میں قربان ہونے کے لیے اپنے کو پیش کر سکتے، حدیث صحیح میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم مدینہ میں ایک ایسی قوم کو پیچھے چھوڑ آئے ہو جو ہر قدم پر تمہارے اجر میں شریک ہے، تم جو قدم خدا کے راستے میں اٹھاتے ہو یا کوئی جنگل قطع کرتے ہو یا کسی پگڈنڈی پر چلتے ہو، وہ قوم برابر ہر موقع پر تمہارے ساتھ ساتھ ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں واقعی مجبوریوں نے تمہارے ہمراہ چلنے سے روکا حسنؒ کے "مرسل" میں ہے کہ یہ مضمون بیان فرما کر آپ نے یہی آیت وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ الخ تلاوت فرمائی"۔ (تفسیر عثمانی)

## فائدہ

امام قرطبیؒ نے ان آیات کی تفسیر میں ان صحابہ کرام کا والہانہ تذکرہ بھی فرمایا ہے جو مستقل معذور ہونے کے باوجود جہاد میں نکلے جیسے نابینا صحابی حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اور پاؤں سے معذور صحابی حضرت عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ۔ طالب علم تفسیر قرطبی میں ملاحظہ فرمالیں۔

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ٩٣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَأْذِنُوْنَكَ وَهُمْ أَغْنِيَاءُ ۚ رَضُوْا

الزام ان لوگوں پر ہے جو دولت مند ہیں اور تم سے اجازت طلب کرتے ہیں۔ اس بات سے وہ خوش

بِأَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ

ہیں کہ پیچھے رہنے والیوں کے ساتھ رہ جائیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کردی ہے

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٣﴾

پس وہ نہیں سمجھتے۔

### خلاصہ

گناہ اور سزا تو ان لوگوں کے لیے ہی ہے جو جہاد کی استطاعت اور طاقت رکھتے ہیں..... مگر اس کے باوجود وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں نہ جانے کی اجازت مانگتے ہیں۔ وہ عورتوں کی طرح گھروں میں بیٹھے رہنے پر خوش ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے پس وہ جہاد کے دنیوی اور اخروی فائدوں کو نہیں جانتے۔

### گناہ اور سزا کے مستحق

إِنَّمَا السَّبِيْلُ ای العقوبة والمأثم

یعنی سزا اور گناہ ان لوگوں پر ہے جو طاقت کے باوجود جہاد سے جی چرا رہے ہیں۔ (القرطبی)

”الزام فقط ان لوگوں پر ہے جو استطاعت رکھتے ہیں، صحیح سالم ہیں اور پھر جانے سے جی چراتے ہیں“۔ (حضرت لاہوریؒ)

”یعنی باوجود قدرت واستطاعت جہاد سے پہلوتہی کرتے ہیں اور نہایت بے حسی سے یہ عار گوارا کرتے ہیں کہ عورتوں کی طرح گھر میں چوڑیاں پہن کر بیٹھ جائیں“۔ (عثمانی)

### دلوں پر مہر ہے اس لئے جہاد کے فوائد نہیں سمجھتے

امام ابوحیانؒ لکھتے ہیں:

وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ما يترتب على الجهاد من منافع الدين والدنيا

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے پس وہ نہیں جانتے کہ جہاد میں دین اور دنیا کے کیا کیا فائدے ہیں۔ (البحر المحیط)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام رازیؒ عجیب نکتہ لکھتے ہیں:

**یعنی ان السبب فی نفرتهم عن الجهاد هو ان الله طبع علی قلوبهم فلاجل الطبع لا یعلمون ما فی الجهاد من منافع الدین والدنیا**

یعنی منافقین کی جہاد سے نفرت کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے پس اسی مہر کی وجہ سے وہ جہاد کے دینی اور دنیوی فوائد کو نہیں جانتے۔ (تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُورَۃُ التَّوْبَۃِ مَدَنِیَّۃٌ — آیت ۹۴،۹۵،۹۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا

جب تم ان کی طرف واپس جاؤ گے تو تم سے عذر کریں گے کہہ دو عذر مت کرو

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى

ہم تمہاری بات ہرگز نہیں مانیں گے تمہارے سب حالات اللہ تعالیٰ ہمیں بتا چکا ہے اور ابھی

اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمہارے کام کو دیکھے گا پھر تم غائب اور حاضر کے جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا

سو وہ تمہیں بتاوے گا جو تم کر رہے تھے۔ جب تم ان کی طرف پھر جاؤ گے تو تمہارے

انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۫

سامنے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو سو تم ان سے درگزر کرو بے شک وہ پلید ہیں

وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ

اور جو کام کرتے رہے ہیں ان کے بدلے ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ وہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں

لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ

کھائیں گے تاکہ تم ان سے خوش ہو جاؤ اگر تم ان سے خوش بھی ہو جاؤ تو بھی اللہ تعالیٰ

الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾

نافرمانوں سے خوش نہیں ہوتا۔

### خلاصہ

❶ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مجاہد صحابہ کرام غزوۂ تبوک سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائیں گے تو پیچھے رہ جانے والے منافقین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جھوٹے عذر پیش کریں گے کہ ہم فلاں عذر کی وجہ سے نہیں جاسکے تھے۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مدینہ واپسی پر منافقین نے جھوٹے عذر پیش کیے)

❷ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرما دیں کہ ہم تمہاری ان باتوں کو سچا نہیں مان سکتے ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے حالات کی پوری خبر دے دی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❸ اب آئندہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری کارگزاری دیکھ لیں گے (توبہ کرلی تو ٹھیک ہے ورنہ لوگوں کے سامنے تمہارے حالات آتے رہیں گے اور تمہاری ذلت ہوتی رہے گی)

❹ اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ظاہر اور پوشیدہ ہر چیز اور بات کو جانتا ہے وہ تمہیں تمہارے کرتوتوں کی خبر دے دے گا۔

❺ منافقین مسلمانوں کے سامنے قسمیں کھائیں گے اور قسمیں کھا کر اپنی صفائی اور آئندہ کی وفاداری کا اعلان کریں گے تاکہ مسلمان ان سے اعراض اور درگزر کا معاملہ کریں۔ پس مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ ان سے اعراض کریں یعنی ان کو تنبیہ نہ کریں اور سزا نہ دیں کیونکہ وہ سراپا گندگی ہیں ان کی اصلاح کا امکان نہیں ہے وہ اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم کے مستحق بن چکے ہیں۔ یا مسلمان ان سے اعراض کریں یعنی قطع تعلق کرلیں کیونکہ وہ سراپا نجاست ہیں اور جہنمی ہیں تو ایسے لوگوں سے دوستی اور اختلاط نہیں رکھنا چاہیے۔

❻ منافقین قسمیں کھا کر مسلمانوں کو اپنے سے راضی کرنے کی کوشش کریں گے مسلمانوں کو ان سے راضی نہیں ہونا چاہیے، اگر بالفرض مسلمان ان سے راضی ہو بھی گئے تو اللہ تعالیٰ ایسے نافرمانوں سے راضی نہیں ہوتا۔

## شان نزول

ان آیات کے شان نزول اور ان منافقین کی تعداد کے بارے میں چند اقوال ملاحظہ فرمائیں:

❶ ”صاحب معالم التنزیل لکھتے ہیں کہ یہ آیت جد بن قیس اور معتب بن قشیر اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی یہ اسی آدمی تھے جو اپنے نفاق کی وجہ سے تبوک میں شریک نہیں ہوئے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان لوگوں کے ساتھ نہ انھیں بیٹھیں اور نہ ان سے بات کریں (یہ حکم فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ پر عمل کرنے کے لیے تھا)“۔ (انوار البیان)

❷ ”ذکر انہی منافقین مخلفین کا چل رہا ہے جو صاحب مقدرت بھی تھے اور تندرست بنے کٹے بھی اور عذر نہ افلاس کا پیش کر سکتے تھے اور نہ بیماری کا۔

وهم اغنياء اصحاء لا عذر بهم (المنار)

طبقات ابن سعد کی روایت ہے کہ ایسے منافقین تعداد میں ۸۲ تھے۔

نزول آیت کا زمانہ سفر تبوک کا زمانہ ہے، یہ بات بطور پیش خبری فرمائی جارہی ہے کہ جب لشکر اسلام مدینہ واپس پہنچے گا تو منافقین اپنے طرح طرح کے عذر پیش کریں گے کوئی کہے گا ہم بیمار تھے اور کوئی کہے گا ہم نادار تھے وقس علیٰ ھذا“۔ (ماجدی)

❸ ”بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت جد بن قیس، معتب بن قشیر اور ان کے ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی ان کی مجموعی تعداد اسی تھی اور سب کے سب منافق تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دے دیا کہ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ترک کردو اور ان سے بات چیت بھی نہ کرو مقاتل نے کہا کہ اس آیت کا نزول عبداللہ بن ابی کے بارے میں ہوا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا، آپ مجھ سے راضی ہو جائیں قسم کھاتا ہوں اس اللہ تعالیٰ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں (کسی جہاد میں) آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا (ہر جہاد میں شریک ہوں گا)"۔ (مظہری)

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

حلف عبداللہ بن ابی ان لا یتخلف عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ذلك وطلب ان یرضی عنه (القرطبی)

فَأَعۡرِضُواْ عَنۡهُمۡۖ إِنَّهُمۡ رِجۡسٞۖ

پس تم ان سے اعراض کرو بے شک وہ ناپاک ہیں (گندے اور پلید ہیں)

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

قال ابن عباس رضی اللہ عنہما: یرید ترك الکلام والسلام قال مقاتلؒ: قال النبی صلی اللہ علیه وسلم حین قدم المدینة لا تجالسوھم ولاتکلموھم قال اھل المعانی: ھؤلآء طلبوا اعراض الصفح، فاعطوا اعراض المقت (تفسیرکبیر)

امام رازیؒ کے اسی کلام سے ملتی جلتی یہ عبارات ملاحظہ فرمائیں:

❶ "وہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے اعراض کرو اور درگزر کرنے کا معاملہ کرو۔ اعراض تو تم کرلینا لیکن رضامندی کے طور پر نہیں بلکہ ناراضگی والا اعراض کیونکہ یہ لوگ ناپاک ہیں ان کے عقائد و اعمال گندے ہیں"۔ (انوارالبیان)

❷ وہ لوگ بالکل گندے ہیں۔ یعنی ان کے باطن گندے ہیں اس لئے ان سے اُنسیت بڑھانا اور ان کی صحبت اختیار کرنا جائز نہیں اور چونکہ ان میں پاک ہونے اور پاکیزہ بننے کی صلاحیت و قابلیت ہی باقی نہیں رہی اس لئے ان کو عتاب و سرزنش بھی نہ کرو عتاب کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ وہ توبہ پر آمادہ ہو جائیں اور پچھلی حرکتوں سے رجوع کر کے آئندہ کے لیے عہد کرلیں اور پاک ہو جائیں مگر توبہ کرنے اور پاک ہونے کی جب ان میں صلاحیت ہی نہیں رہی تو عتاب لاحاصل ہے۔ (مظہری)

❸ یعنی اچھی بات ہے، ان کی خواہش پوری کردو اور ان کی طرف التفات بھی نہ کرو، تعرض سے مقصود تو اصلاح ہوتی ہے، سو اس کی کوئی توقع ہی ان کے خبث کی بناء پر نہیں

لکن لا اعراض رضا کما طلبوا بل اعراض اجتناب (روح)

یہ ایک کرشمہ ہے قرآنی بلاغت کا کہ منکروں ہی کے لفظ "اعراض" کو الٹ کر اس کو بالکل ہی دوسرے مفہوم میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لے لیا۔ (ماجدی)

## مسلمانوں کی فتح کے بعد منافقین کا طرز عمل

جہاد میں جانا ہو، سامنے دشمن طاقتور ہو اور راستہ لمبا ہو تو منافقین اپنی آنکھیں پھیر لیتے ہیں اور جہاد کرنے والے مسلمانوں سے خود کو الگ کر لیتے ہیں اور مجاہدین پر خوب اعتراضات کرتے ہیں...... لیکن جب مجاہدین فتح مند ہو کر واپس آ جائیں تو منافقین کا طرز عمل ایک دم بدل جاتا ہے...... اب وہ استقبال کرتے ہیں، ملنے آتے ہیں، قسمیں کھا کھا کر اپنی محبت اور وفاداری جتلاتے ہیں، اور مجاہدین سے قریبی تعلق بنانے کی کوشش کرتے ہیں...... قرآن پاک نے یہ پورا نقشہ ان تین آیات میں دکھا دیا اور مجاہدین کو سمجھا دیا کہ ان لوگوں سے بچ کر رہیں اور ہوشیار رہیں......
قرآن پاک کا بتایا ہوا یہ نقشہ ہر دور میں مسلمانوں کے سامنے آتا رہتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سورۃ التوبۃ مدنیۃ آیت ۹۷، ۹۸، ۹۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ

دیہاتی کفر اور نفاق میں بہت سخت ہیں اور اس قابل ہیں کہ جو احکام اللہ تعالیٰ نے اپنے

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾ وَمِنَ

رسول پر نازل فرمائے ہیں ان سے واقف نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور بعض

الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ

دیہاتی ایسے ہیں کہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے تاوان سمجھتے ہیں اور تم پر زمانہ کی گردشوں کا

الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾ وَ

انتظار کرتے ہیں انہی پر بری گردش آئے اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ اور

مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ

بعضے دیہاتی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے

قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہونے اور پیغمبر کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں خبردار بیشک وہ ان کے لئے نزدیکی کا سبب ہے

سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾

عن قریب انہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کرے گا بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

### خلاصہ

غزوہ تبوک کے موقع پر منافقین کا نفاق سب کے سامنے کھل گیا اور سورۃ التوبہ نے ان کے تمام حالات اور ان کی اقسام کھول کھول کر بیان فرما دیں اسی سلسلے میں یہ تین آیات بھی ہیں۔ ان میں سے پہلی دو آیات میں دیہاتوں میں بسنے والے سخت قسم کے منافقوں کا بیان ہے مثلاً بنو اسد، غطفان وغیرہ جبکہ تیسری آیت میں دیہاتوں میں بسنے والے مخلص مسلمانوں کا تذکرہ ہے مثلاً بنو مقرن اور مزینہ وغیرہ......

### شانِ نزول

امام ابوحیان پہلی دو آیات کے متعلق فرماتے ہیں:

نزلت في اعراب اسد وغطفان وتميم

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ آیات قبیلہ اسد، غطفان اور تمیم کے منافقین کے بارے میں نازل ہوئیں۔ (البحر المحیط) یہ سخت قسم کے منافق تھے اور غزوۂ تبوک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں گئے تھے۔

امام ابوحیان آیت ۹۰ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

**قیل هم اسد وغطفان قالوا: ان لنا عیالا وان بنا جهدا فاذن لهم فی التخلف. (البحر المحیط)**

اور تیسری آیت یعنی آیت ۹۹ کے بارے میں فرماتے ہیں:

**نزلت الآیة فی بنی مقرن من مزینة. (البحر المحیط)**

یہ مسلمان دیہاتی تھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے پوری طرح فیض یاب تھے۔

## تین آیات کی مختصر تفسیر

"ان آیات میں اعراب یعنی دیہات کے رہنے والوں کا حال بتایا ہے اوّل تو یہ بتایا کہ دیہاتی کفر اور نفاق میں بہت سخت ہیں اور علم کے ماحول سے دور ہونے کی وجہ سے ان کا یہی حال ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا انہیں علم نہ ہو، جو اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائے، ایمان و یقین اور علم و عمل کے ماحول میں رہیں تو کفر سے بچیں اور نفاق سے بھی، اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو بھی جانیں، لیکن مرکز علم و عمل سے دوری کی وجہ سے ان میں کفر شدید ہے اور نفاق اور جہالت میں بھی آگے آگے ہیں۔

**قال صاحب الروح (ص ٤ ج ١١) اشد کفرا ونفاقا من اهل الحضر (الکفار والمنافقین) لتوحشهم وقساوة قلوبهم وعدم مخالطتهم اهل الحکمة وحرمانهم استماع الکتاب والسنة وهم اشبه شیء بالبهائم.**

(صاحب روح المعانی فرماتے ہیں: دیہاتوں کے کفار و منافقین اپنے کفر اور نفاق میں سخت اس لئے ہیں کہ ان کی طبیعت نامانوس ہے اور ان کے دل سخت ہیں اور اہل علم سے میل نہ ہونے کی وجہ سے اور کتاب وسنت کے سننے سے محروم ہونے کی وجہ سے اور وہ چوپایوں کے بہت زیادہ مشابہ ہیں)۔ دیہاتیوں میں عموماً سخت مزاجی ہوتی ہے۔ سنن ابوداؤد (باب فی اتباع الصید) میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

**من سکن البادیة جفا ومن اتبع الصید غفل ومن اتی السلطان افتتن**

(جو شخص دیہات میں رہا وہ سخت مزاج ہوا اور جو شخص شکار کے پیچھے لگا وہ غافل ہوا اور جو شخص صاحب اقتدار کے پاس آتا جاتا رہا وہ فتنے میں پڑ گیا) درحقیقت دیہات کا مزاج ہی ایسا ہے کہ طبیعت میں سختی آجاتی ہے اور علم سے دور رہتے ہیں جس کی وجہ سے عمل سے بھی محروم رہتے ہیں۔ اس کے بعد دیہاتیوں کی دو قسمیں بتائیں، ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو جہاد وغیرہ میں کچھ خرچ کر دیتے ہیں تو اسے ایک قسم کا جرمانہ اور تاوان سمجھتے ہیں کیونکہ ثواب کے امیدوار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں اس لئے یہ خرچ ان کے نفسوں پر شاق گزرتا ہے جیسے خواہ مخواہ کا تاوان بھگت رہے ہوں اور اس بخل کی صفت کے ساتھ ان کی عداوت کا یہ عالم ہے کہ وہ مسلمانوں کے لیے گردشوں (یعنی حادثات) کے منتظر رہتے ہیں کہ ان پر کوئی گردش پڑ جائے جس سے ختم ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ (انہی لوگوں پر بری گردش پڑنے والی ہے) چنانچہ ایسا ہی ہوا، فتوحات ملتی چلی گئیں، مسلمانوں کی ترقی ہوتی چلی گئی، ممالک فتح ہوئے، منافق اور کافر ذلیل ہوئے، اپنی امیدوں میں ناکام ہوئے اور ان کی آرزوئیں جو مسلمانوں کے خلاف تھیں دل ہی دل میں رہ گئیں وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (اور اللہ تعالیٰ ان کے کفر و نفاق کی باتیں سننے والا ہے اور ان کے احوال کو اور ان کی نیتوں اور ارادوں کو جاننے والا ہے) ان کے احوال اور اعمال کے مطابق سزا دے گا۔

دیہاتیوں کی دوسری قسم کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (الآیۃ)

اور دیہاتیوں میں بعض ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا ذریعہ بنا لیتے ہیں اور ان کا مقصد اجر و ثواب حاصل کرنا اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعائیں لینا ہے۔ لہٰذا جو مال خرچ کرتے ہیں بطور تاوان بددلی کے ساتھ نہیں بلکہ پوری بشاشت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے خرچ کرتے ہیں، ان کے اموال جو خرچ ہوتے ہیں واقعی وہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کا سبب ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں رحمت میں داخل فرمائے گا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ غفور ہے رحیم ہے۔ (انوار البیان)

## ایمان والے دیہاتی جہاد میں خوشی سے مال لگاتے ہیں

وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ فی الجهاد والصدقات قربات اسبابا للقربة عِنْدَ اللّٰهِ

یعنی ایمان والے دیہاتی جہاد اور صدقات میں مال خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (المدارک)

## جہاد کی برکت سے کافر و منافق رسوا ہوئے

''اور ان مذکورہ منافقین دیہاتیوں میں سے بعض بعض ایسا ہے کہ کفر و نفاق و جہل کے علاوہ بخل و عداوت (یعنی مسلمانوں سے دشمنی) کے ساتھ بھی موصوف ہے حتیٰ کہ جو کچھ جہاد، زکوٰۃ وغیرہ کے مواقع میں مسلمانوں کی شرما شرمی (میں) خرچ کرتا ہے اس کو مثل جرمانہ سمجھتا ہے یہ تو بخل ہوا اور عداوت یہ ہے کہ مسلمانوں کے واسطے زمانہ کی گردشوں کا منتظر رہتا ہے کہ کہیں ان پر کوئی حادثہ پڑ جائے تو ان کا خاتمہ ہو، سو برا وقت انہی منافقین پر پڑنے والا ہے۔ چنانچہ فتوحات کی وسعت ہوئی، کفار ذلیل ہوئے ان کی ساری حسرتیں دل ہی میں رہ گئیں اور تمام عمر رنج اور خوف میں کٹی''۔ (بیان القرآن)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۰۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

اور جو سابق اور مقدم ہیں مہاجرین اور انصار میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں

بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے ان کیلئے ایسے باغ تیار کیے ہیں

تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۰﴾

جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

## خلاصہ

۱ ایمان، ہجرت اور نصرت میں سبقت کرنے والے حضرات صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول جماعت ہیں

۲ جو بھی قیامت تک ان مقبول حضراتؓ کی اخلاص کے ساتھ اور حسنِ عقیدت کے ساتھ پیروی کرے گا وہ بھی کامیاب ہے

۳ اللہ تعالیٰ حضرات صحابہ کرامؓ اور ان کے مخلص پیروکاروں سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں

۴ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے اور ان سب حضرات کو اللہ تعالیٰ یہ کامیابی اپنی رضا اور جنت کی صورت میں عطا فرمائے گا

## آیت مبارکہ کے مضامین

حضرات مفسرین کرام نے اس آیت مبارکہ کے ذیل میں کئی مضامین بیان فرمائے ہیں، مثلاً:

۱ سابقین اوّلین سے مراد کون حضرات ہیں؟

۲ احسان کے ساتھ اتباع کرنے کا کیا مطلب ہے؟

۳ آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام صحابہ کرام کامیاب اور جنتی ہیں

۴ آیت مبارکہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خاص فضیلت ثابت ہوتی ہے اور آپ کے برحق خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (بلا فصل) ہونے کا ثبوت ملتا ہے

۵ حضرات صحابہ کرامؓ پر کسی بھی طرح کی طعن و تشنیع اور اعتراض بازی جائز نہیں ہے

۶ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے

۷ حضرات مہاجرینؓ کے فضائل اور ان کے درجات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۸ حضرات انصارؓ کے فضائل اور ان کے درجات

۹ حضرات تابعینؒ کے فضائل اور ان کے درجات

ان تو مضامین کی تفصیل دیکھنے کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

تفسیر قرطبی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر کبیر، روح المعانی، البحر المحیط، عثمانی، بیان القرآن، حاشیہ حضرت لاہوریؒ، ماجدی

طلبہ علم اگر قرطبی، کبیر، ابن کثیر اور روح المعانی دیکھ لیں تو ان شاء اللہ یہ تمام مضامین ان چار تفاسیر میں مدلل مل جائیں گے۔

## آیت مبارکہ کی جامع تفسیر

۱ حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

مہاجرین اور انصار بارگاہ الٰہی کی مقبول جماعت ہے۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

۲ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

جنگ بدر تک جو مسلمان ہوئے ہیں وہ قدیم ہیں اور باقی ان کے تابع ہیں۔ (موضح القرآن)

۳ حضرت شیخ الاسلامؒ لکھتے ہیں:

”اعراب مؤمنین“ یعنی دیہاتی مسلمانوں کے تذکرہ کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ بڑے اور زعماء مؤمنین کا کچھ ذکر کیا جائے، یعنی جن مہاجرین نے ہجرت میں سبقت اور پہل کا شرف حاصل کیا اور جن انصار نے نصرت واعانت میں پہل کی، غرضیکہ جن لوگوں نے حق کو قبول کرنے اور اسلام کی خدمت کرنے میں جس قدر آگے بڑھ چڑھ کر حصے لیے اور پھر جو لوگ نیک کرداری اور اخلاص سے ان پہلے مسلمانوں کی پیروی کرتے رہے ان سب کو درجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور حقیقی کامیابی حاصل ہو چکی۔ جیسے انہوں نے پوری خوشدلی اور دل کی رغبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کی تقدیر کے سامنے گردنیں جھکا دیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رضا اور خوشنودی کا پروانہ دے کر غیر محدود انعام واکرام سے سرفراز فرمایا۔

## تنبیہ

مفسرین سلف کے اقوال ” السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ “ کی تعیین میں مختلف ہیں بعض نے کہا ہے کہ وہ مہاجرین وانصار مراد ہیں جو ہجرت سے پہلے مشرف باسلام ہوئے، بعض کے نزدیک وہ مراد ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں (کعبہ وبیت المقدس) کی طرف نماز پڑھی، بعض کہتے ہیں کہ جنگ بدر تک کے مسلمان ”سابقین اولین“ ہیں، بعض حدیبیہ تک اسلام لانے والوں کو اس کا مصداق قرار دیتے ہیں اور بعض مفسرین کی رائے ہے کہ تمام مہاجرین وانصار اطراف کے مسلمانوں اور پیچھے آنے والی نسلوں کے اعتبار سے ”سابقین اولین“ ہیں۔ ہمارے نزدیک ان اقوال میں کوئی تعارض نہیں ”سبقت“ و ”اولیت“ اضافی چیزیں ہیں، ایک ہی شخص یا جماعت کسی کے اعتبار سے سابق (یعنی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آگے) اور دوسرے کی نسبت لاحق (یعنی بعد والی) بن سکتی ہے، جیسا کہ ہم نے ''فائدہ'' میں اشارہ کیا ہے۔ پس جو شخص یا جماعت جس درجہ میں سابق واوّل ہوگی اسی قدر رضائے الٰہی اور حقیقی کامیابی سے حصہ پائے گی کیونکہ سبقت واوّلیت کی طرح رضا و کامیابی کے بھی درجات بہت سے ہو سکتے ہیں۔ واللہ اعلم (تسہیل عثمانی)

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

اور مہاجرین اور انصار ایمان لانے میں سب امت سے سابق اور مقدم ہیں اور بقیہ امت میں جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ایمان لانے میں ان کے پیرو ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا اور ان کا ایمان مقبول فرمایا جس پر ان کو جزا ملے گی اور وہ سب اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے کہ طاعت اختیار کی، جس کی رضا اور زائد ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

﴿السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ﴾ میں سب مہاجرین و انصار آگئے اور ﴿وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ﴾ میں باقی ایمان والے...... پھر ان باقی ایمان والوں میں پہلا درجہ ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا ہے جو مہاجرین و انصار نہیں تھے، کیونکہ اخیر میں ہجرت فرض نہ رہی تھی، مسلمان ہو کر اپنے اپنے گھر رہنے کی اجازت تھی اور دوسرا درجہ حضرات تابعین کا ہے، پھر صحابہ کرام اور تابعین کے علاوہ باقی ایمان والوں کا درجہ ہے۔ پھر ان میں بھی حضرات تبع تابعین اور لوگوں سے افضل ہیں۔ (تسہیل بیان القرآن)

غزوۂ تبوک میں کچھ لوگ بڑھ چڑھ کر نکلے، کچھ نے سستی کی اور کچھ نے نفاق کا مظاہرہ کیا...... ایسے وقت میں خالص ایمان والوں کا تذکرہ فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کامیابی کا مدار کیا ہے...... ایمان، ہجرت، نصرت...... دین کے لیے ہر طرح کی قربانی میں سبقت کرنا بڑھ چڑھ کر حصہ لینا...... چنانچہ جن لوگوں نے ہجرت و نصرت میں سبقت کی وہ بہت اونچے مقام تک پہنچ گئے اور اپنی منزل کو پا گئے...... اور اب بھی دروازہ کھلا ہے ہر مسلمان ان جیسے اعمال و اخلاق اختیار کر کے کامیابی اور منزل پا سکتا ہے...... ان حضرات کو جو کچھ ملا ایمان اور دین کی خاطر قربانی سے ملا تو اب بھی جو اسی طرح کا ایمان اور عمل لائے گا وہ کامیابی پائے گا۔ یہ منافقین نہ تو ٹھیک طرح سے ایمان لائے، نہ انہوں نے جہاد میں نکلنا گوارہ کیا اور نہ انہوں نے تبوک کے موقع پر اپنے گھروں سے عارضی ہجرت کی۔ تو یہ کس طرح سے کامیابی کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فضیلت کے بیان میں ہجرت و نصرت کا خاص تذکرہ

غزوۂ تبوک کے موقع پر اللہ تعالیٰ ہجرت کا خاص تذکرہ فرماتا ہے جیسا کہ سورۂ توبہ آیت ۴۰ میں گزرا ہے کہ مسلمانوں کو ہجرت کا واقعہ یاد دلا کر غزوۂ تبوک کی ترغیب دی گئی۔ اب اس آیت میں بھی حضرات صحابہ کرامؓ کے ساتھ اپنی رضا کے اعلان کے وقت ہجرت اور نصرت کو خاص طور سے ذکر کیا گیا ہے۔ بلکہ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ آیت کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مقصد ہی یہی ہے کہ وہ حضرات جنہوں نے ہجرت اور نصرت میں سبقت کی وہ سب سے افضل ہیں اور پھر ان کے بعد والے اور آئندہ بھی جو ایمان میں اور ان امور میں ان حضرات کی اخلاص کے ساتھ پیروی کرے گا وہ کامیاب ہوگا۔

والصحیح عندی انھم السابقون فی الهجرة والنصرة

یعنی زیادہ صحیح قول میرے نزدیک یہ ہے کہ السابقون سے ہجرت اور نصرت میں سبقت کرنے والے مراد ہیں۔(تفسیر کبیر)

پس معلوم ہوا کہ کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ ہر مسلمان دین کی خاطر جان، مال اور وطن کی قربانی کے لیے ہر وقت خود کو تیار رکھے، ہجرت کے موقع پر ہجرت کرے، نصرت کے موقع پر نصرت کرے، حضرات صحابہ کرامؓ کی طرح جہاد میں بھرپور شرکت کرے تاکہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت مل سکے۔(واللہ اعلم بالصواب)

## جو بھی صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلا وہ کامیاب

ملاحظہ فرمایئے یہ عبارت:

”ہر نیکی کی ابتداء مشکل ہوتی ہے، اور جو لوگ اس تکلیف کی حالت میں حق کے لیے سرفروشی کرتے ہیں، وہ ہر جگہ معزز و محترم ہوتے ہیں، لہٰذا اس رازِ فطرت کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے کہ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ اور اس سے صحابہ کرامؓ کے کسی خاص گروہ کی تعیین مراد نہیں۔ گو شعبیؒ کہتے ہیں کہ اس میں وہ صحابہ شامل ہیں جنہوں نے بیعت رضوان میں شرکت کی تھی، ابو موسیٰ اشعریؓ اور سعید بن المسیبؒ کی رائے ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے بیت المقدس اور بیت اللہ دونوں جانب نماز پڑھی، مگر ہماری رائے میں یہ آیت نہ صرف مہاجرین و انصار پر مشتمل ہے بلکہ اس میں قیامت تک کے مسلمان آجاتے ہیں بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ ان مہاجرین کے نقش قدم پر چلیں، سورہ جمعہ میں آتا ہے: وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (جمعہ ۳) اور وہ لوگ جو اب تک ان سے نہیں ملحق ہوئے۔

سورۂ انفال میں ہے: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ (انفال ۷۵) اور جو بعد میں دولتِ ایمان سے مشرف ہو کر ہجرت اور جہاد کے فرائض ادا کریں گے وہ بھی تمہارے ساتھ ہیں۔“(تفسیر الفرقان)

## احسان کے ساتھ اتباع کرنے کا کیا مطلب ہے

حضرات مہاجرین و انصار کی کامیابی میں تو اللہ تعالیٰ نے ”احسان“ کی شرط ذکر نہیں فرمائی، اس کی وجہ حضرت تھانویؒ یہ بیان فرماتے ہیں:

”اور سابقون میں قید احسان کی اس لیے نہیں ذکر فرمائی کہ ان کا مہاجر و انصار ہونا اس بات کی واضح اور کافی دلیل ہے کہ ان میں ”احسان“ یعنی اخلاص موجود تھا“۔(تسہیل بیان القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مگر بعد والوں کے لیے یہ شرط لازم کی گئی کہ وہ مہاجرین وانصار کی اتباع کریں احسان کے ساتھ تو احسان سے کیا مراد ہے:

❶ ایک قول یہ ہے کہ احسان سے مراد اخلاص اور حسن نیت ہے جیسا کہ اوپر کی عبارتوں میں آچکا ہے۔

❷ دوسرا قول یہ ہے کہ حضرات مہاجرین وانصار کی ہر اچھی خصلت اور نیکی میں اتباع کریں۔

**شرط علیهم ان یتبعوهم باحسان وهو ان یقتدوا بهم فی اعمالهم الحسنة ولا یقتدوا بهم فی غیر ذلك. (روح المعانی)**

❸ تیسرا قول یہ ہے کہ احسان یعنی ان کے ذکر خیر کے ساتھ ان کی اتباع کریں اور ان کے بارے میں کوئی بری بات نہ بکیں اور نہ ان پر کوئی اعتراض یا طعنہ زنی کریں۔

**هو ان یتبعوهم باحسان فی القول وان لا یقولوا فیهم سوءا وان لا یوجهوا الطعن فیما اقدموا علیه. (روح المعانی)**

امام ابن کثیرؒ نے اسی تیسرے قول کو اختیار فرمایا ہے اور روافض پر شدید تنقید کی ہے، ملاحظہ فرمائیے ان کی یہ عبارت:

**فقد اخبر الله العظیم انه قد رضی عن السابقین الاوّلین من المهاجرین والانصار ﴿وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ﴾ فیاویل من ابغضهم اوسبهم او ابغض اوسب بعضهم، ولا سیما سید الصحابة بعد الرسول وخیرهم وافضلهم اعنی الصدیق الاکبر والخلیفة الاعظم ابا بکر بن ابی قحافة رضی الله تعالیٰ عنه فان الطائفة المخذولة من الرافضیة یعادون افضل الصحابة ویبغضونهم ویسبونهم عیاذاً بالله من ذلك، وهذا یدل علی ان عقولهم معکوسة وقلوبهم منکوسة فاین هؤلاء من الایمان بالقرآن اذا یسبون من رضی الله عنهم؟**

یعنی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ سابقین اولین مہاجرین وانصار سے راضی ہو چکا ہے اور ان سے بھی جو کہ خیر کے ساتھ ان کی اتباع کریں گے، پس ہلاکت ہے اس کے لیے جو حضرات صحابہ کرام سے بغض رکھے یا انہیں گالیاں دے یا ان میں سے بعض سے دشمنی رکھے اور انہیں گالیاں دے خصوصاً صحابہ کے سردار اور ان میں سب سے بہتر اور افضل یعنی صدیق اکبر، خلیفہ اعظم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، بے شک رافضیوں کا رسوا گروہ افضل الصحابہ سے دشمنی اور بغض رکھتا ہے اور ان کو گالیاں بکتا ہے، اللہ پاک کی پناہ...... اس سے معلوم ہوا کہ ان کے دماغ الٹے اور دل گمراہ ہیں، پس ان لوگوں کا قرآن پر کیا ایمان ہے کہ ان حضرات کو گالیاں دیتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا۔ (ابن کثیر)


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## حضرات صحابہ کرامؓ کے فضائل کو بیان کرنا چاہئے

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ (احسان کے ساتھ حضرات صحابہ کرامؓ کی اتباع کا مطلب یہ ہے کہ ذکر خیر کے ساتھ ان کا اتباع کیا جائے)۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مہاجرین وانصار کا احسان کے ساتھ اتباع کرنے والے وہ ہیں جو ان کے لیے جنت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت (حاصل ہونے) کا تذکرہ کرتے ہیں اور ان کے لیے دعاء کرتے ہیں اور ان کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

قال عطاء عن ابن عباس رضي الله عنهما يريد يذكرون المهاجرين والانصار بالجنة والرحمة والدعاء لهم ويذكرون محاسنهم وقال في رواية اخرى والذين اتبعوهم باحسان على دينهم الى يوم القيمة۔ (كبير)

اس کے بعد امام رازیؒ جو کچھ لکھتے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

1. احسان کے ساتھ اتباع کا مطلب یہ ہوا کہ حضرات صحابہ کرامؓ کی پیروی بھی کریں اور ان کا ذکر خیر بھی کریں
2. بعد والوں کی کامیابی کے لیے شرط ہے کہ وہ احسان کے ساتھ حضرات مہاجرین وانصار کی پیروی کریں
3. جب یہ شرط نہیں پائی جائے گی یعنی ”احسان“ جس کا معنیٰ ذکر خیر ہے تو اللہ پاک کی رضا اور کامیابی بھی نہیں ملے گی
4. پس اسی وجہ سے اہل دین مسلمان حضرات صحابہ کرامؓ کی بہت زیادہ تعظیم کرتے ہیں اور ان کی غیبت کو اپنی زبانوں پر نہیں آنے دیتے اور جو چیزیں ان کی شان کے لائق نہیں ان کا تذکرہ نہیں کرتے۔ (مفہوم تفسیر کبیر)

## فائدہ

اس آیت کی تفسیر میں امام رازیؒ نے روافض کے کئی اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں اور صاحب انوار البیان نے بھی اس موضوع کو بیان فرمایا ہے۔ شائقین تفسیر کبیر اور تفسیر انوار البیان میں ملاحظہ فرمالیں۔

## اصل کامیابی آخرت کی ہے

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یہی بڑی کامیابی ہے

”خوب خیال رہے کہ قرآن مجید نے بار بار اور صریح الفاظ میں تکرار اور تصریح دونوں کے ساتھ اصلی وحقیقی کامیابی اخروی کامیابی کو قرار دیا ہے، نہ کہ دنیا کے کسی انعام کو۔ مسلمان کا منتہائے مقصود فلاح آخرت ہے نہ کہ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا اعزاز یا مرتبہ۔ نہ کسی آرٹ یا سائنس کی اکیڈمی کی ممبری نہ کوئی نوبل پرائز نہ کسی خلائی جہاز میں بڑی سے بڑی اڑان“۔ (تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## دعوت فکر

بعد کے مسلمانوں کی کامیابی حضرات مہاجرین وانصار کی اتباع میں ہے، حضرات مہاجرین وانصار کا جہاد کے بارے میں کیا نظریہ تھا اور کیا عمل تھا یہ بالکل واضح ہے۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر منافقین جہاد سے بھاگ رہے تھے تو حضرات مہاجرین وانصار اپنا مال اور اپنی جان لیکر جہاد کی طرف دوڑ رہے تھے۔ پس وہ مسلمان جنہوں نے جہاد کو اپنی زندگیوں سے بالکل نکال دیا ہے وہ غور فرمائیں کہ وہ حضرات مہاجرین وانصار کی اتباع اور پیروی میں کس مقام پر کھڑے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۰۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ

اور تمہارے گرد و نواح کے بعضے دیہاتی منافق ہیں اور بعض مدینہ والے بھی نفاق پہ اڑے

الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ

ہوئے ہیں تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں ہم انہیں دوہری

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۚ﴿۱۰۱﴾

سزا دیں گے پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

## خلاصہ

مدینہ منورہ کے آس پاس اور خود مدینہ منورہ میں بعض لوگ بہت پکے منافق ہیں۔ مگر وہ اتنے چالاک اور گہرے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کو جانتا ہے کہ وہ منافق ہیں آپ لوگ ان کے نفاق کو نہیں پہچانتے۔ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں دوبار سزا دے گا اور پھر آخرت میں یہ بڑے عذاب میں دھکیل دیئے جائیں گے۔

## ربط

❶ پچھلی آیت میں مہاجرین وانصار کے اتباع کا حکم تھا اب اس آیت سے یہ مضمون شروع ہوتا ہے کہ جب حضرات مہاجرین وانصار کا اتباع نہیں ہوگا تو لوگوں کی کیسی کیسی صورتیں سامنے آئیں گی۔ تفسیر الفرقان میں ہے:

”اگر مہاجرین وانصار کا طریق عمل چھوڑ دیا گیا تو حسب ذیل قسموں کے لوگ پیدا ہوں گے“۔ (تفسیر الفرقان)

❷ پچھلی آیت میں کامیاب ترین مسلمانوں کا ذکر تھا یعنی مہاجرین وانصار میں سے جو سابق اور اول تھے اور اس آیت میں ناکام ترین لوگوں کا تذکرہ ہے یعنی وہ منافق جن کا نفاق اعتقادی ہے اور وہ بہت پکے اور گہرے منافق ہیں۔ حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

(اس آیت میں ان) منافقین (کا بیان ہے) جو نا قابل معافی ہیں۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## کلام برکت

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ان کو ہم عذاب دیں گے دوبار۔ یعنی دنیا میں بھی تکلیف پر تکلیف پائیں گے پھر آخرت میں پکڑے جاویں گے۔

”وہ منافق کوئی اندھا ہوا، کوئی کوڑھی ہوا کسی کے بدن میں پیپ پڑی“۔ (موضح القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## دوبار عذاب

ارشاد فرمایا گیا کہ ہم ان کو دنیا میں دوبار عذاب دیں گے۔ اس میں ایک قول تو یہ ہے کہ دوبار سے مراد بار بار کا عذاب ہے۔

ویحتمل ان یکون لا یراد بها شفع الواحد، بل یکون المعنیٰ علی التکثیر کقوله
ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ (البحر المحیط)

لیکن اکثر مفسرین حضرات کی رائے یہ ہے کہ واقعی دنیا کے دو عذاب مراد ہیں۔ پھر ان دو عذابوں کی تعیین میں کئی اقوال ہیں، مثلاً دو عذاب یہ ہیں:

| پہلا عذاب | دوسرا عذاب |
|---|---|
| دنیا میں رسوائی | عذاب قبر |
| دنیا میں بیماریاں | عذاب قبر |
| دنیا میں حدود کا اجراء | عذاب قبر |
| اسلام کا غلبہ دیکھ کر جلنا | عذاب قبر |
| مال اولاد کا عذاب | عذاب قبر |
| قتل اور بھوک | عذاب قبر |
| موت کے وقت فرشتوں کا ان کے منہ اور پیٹھوں پر مارنا | عذاب قبر |
| ان کے اموال کا زبردستی لیا جانا | جہاد پران کی تشکیل۔ (البحر المحیط) |

## منافقین جہاد کو عذاب سمجھتے ہیں

امام ابوحیانؒ لکھتے ہیں:

حسن بصریؒ کے نزدیک وہ دو عذاب جو دنیا میں ان منافقین کو ملتے ہیں ان میں سے پہلا یہ ہے کہ ان کے اموال جبراً ان سے لیے جاتے ہیں (یعنی خود کو مسلمان کہلوانے کی وجہ سے ان کو زکوٰۃ وغیرہ ادا کرنی پڑتی ہے) اور دوسرا یہ ہے کہ ان کو زبردستی جہاد کا حکم دیا جاتا ہے اور وہ اسے عذاب سمجھتے ہیں۔

وقال الحسن: الاول ما یؤخذ من اموالهم قهرا والثانی: الجهاد الذی یؤمرون به قسراً لانهم یرون ذلك عذابا (البحر المحیط)

یعنی چونکہ مسلمان کہلاتے ہیں تو ان کو جہاد کا حکم دیا جاتا ہے جو کہ ان کو عذاب کی طرح سخت لگتا ہے۔ وہ اس زمانے کے منکرین تو تھے نہیں کہ یہ کہہ کر جان چھڑا لیتے کہ جہاد کے لغوی معنی محنت کرنے کے آتے ہیں پس دین کی خاطر ہر محنت کرنے سے جہاد کا فریضہ ادا یا ساقط ہو جاتا ہے۔ اس زمانے میں جہاد کا معنی متعین اور مشہور تھا چنانچہ کسی کے لیے تاویل کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ (واللہ اعلم بالصواب) ☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ

اور کچھ اور بھی ہیں کہ انہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا ہے انہوں نے اپنے نیک اور بدکاموں کو ملا دیا ہے

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذْ

قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کردے بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ ان کے

مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ

مالوں میں سے زکوٰۃ لے کر اس سے ان کے ظاہر کو پاک اور ان کے باطن کو صاف کردے اور انہیں دعا دے

اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ

بے شک تیری دعا ان کیلئے تسکین ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ

اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ

اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور صدقات لیتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی

هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ

توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اور کہہ دے کہ کام کیے جاؤ پھر عنقریب اللہ تعالیٰ اور اس کا

رَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

رسول اور مسلمان تمہارے کام کو دیکھیں گے اور عنقریب تم غائب اور حاضر کے جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ ع

پھر وہ تمہیں بتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

### خلاصہ

### ترکِ جہاد کا گناہ کیسے معاف ہوگا؟ مکمل توبہ کا نصاب

جہاد فرض ہونے کے بعد جن مسلمانوں سے غفلت ہو جائے اور وہ کسی جہاد میں شریک ہونے سے رہ جائیں تو ان کی معافی، توبہ اور اصلاح کا نصاب یہ ہے:

1. اپنی غلطی پر سخت نادم ہوں اور خوب سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کریں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

۲ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنے مال کا کچھ حصہ صدقہ کریں

۳ اس بات کا یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ توبہ اور صدقہ کو قبول فرمانے والا، بہت تواب اور مہربان ہے بس ہم اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے صاف رکھیں

۴ آئندہ کے لیے اپنے عمل کو ٹھیک رکھیں، جہاد میں شرکت کرتے رہیں اور آخرت کے دن کی پیشی کو یاد رکھیں۔
(اور اگر ہو سکے تو امیر المؤمنین یا امیر الجہاد سے اپنے لئے دعاء کرائیں، یہ بات آیت مبارکہ سے اشارۃً بھی جا سکتی ہے)

## شانِ نزول

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

آیت ۱۰۲ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے (مسلمانوں) کے متعلق نازل ہوئی انہوں نے خود کو باندھ دیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کیا کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نہیں کھولیں گے اور راضی نہیں ہوں گے اس وقت تک وہ بندھے رہیں گے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک کی قسم نہ میں انہیں کھولوں گا اور نہ ان کی معذرت قبول کروں گا جب تک اللہ تعالیٰ مجھے اس کا حکم نہ دے، انہوں نے جہاد کے وقت مجھے چھوڑا اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کرنے سے پیچھے رہے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ جب ان حضرات کو کھول دیا گیا تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ ہمارے اموال حاضر ہیں ان کی وجہ سے ہم آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے سے محروم رہے، آپ انہیں ہماری طرف سے صدقہ فرما دیجئے اور ہمیں (گناہوں کے اثرات سے) پاک فرما دیجئے اور ہمارے لئے استغفار فرمائیے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے تمہارے اموال میں سے کچھ لینے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت ۱۰۳ نازل فرمائی: خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً (جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا صدقہ قبول کرنے کا حکم فرمایا)۔ (قرطبی)

جب ان حضرات کی توبہ اور صدقہ قبول ہو گیا اور عام مسلمانوں میں پھرنے لگے تو وہ منافق جن کی معذرت قبول نہیں ہوئی تھی اعتراض کرنے لگے۔ در منثور ص ۲۷۵ ج ۳ پر ہے کہ:

جب ان حضرات کی توبہ قبول ہو گئی جنہوں نے اپنی جانوں کو ستونوں سے باندھ دیا تھا تو وہ پھر بے تکلف مسلمانوں کے ساتھ رہنے سہنے لگے اس پر منافقین نے کہا کل تک تو یہ لوگ اس حال میں تھے جس میں ہم ہیں نہ ان سے کوئی بات کرتا تھا اور نہ ان کے پاس کوئی شخص بیٹھتا تھا آج کیا ہوا (کہ سب مسلمان ان سے خوش ہیں اور ہم سے بدستور ناراض) اس پر اللہ تعالیٰ شانہٗ نے آیت کریمہ ۱۰۴ اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ نازل فرمائی۔


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ترجمہ) ''کیا انہیں معلوم نہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور صدقات قبول فرماتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے رحم کرنے والا''۔ (انوار البیان)

اللہ تعالیٰ اپنے ''بندوں'' کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ ان لوگوں نے سچے دل سے توبہ کر کے، خود کو ستونوں سے باندھ کے، اپنا مال صدقہ کے لیے پیش کر کے اپنی ''بندگی'' کا ثبوت دیا ہے، اللہ تعالیٰ سمیع ہے اس نے ان کی سچی توبہ کو سنا اور علیم ہے اس نے ان کے دل کے اخلاص کو جانا تو اس نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔ منافقین نے اپنی ''بندگی'' کا ثبوت نہیں دیا نہ سچے دل سے توبہ کی اور نہ اپنی غلطی پر نادم ہوئے۔ باقی رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کہ آپ نے منافقین کی معذرت قبول نہ فرمائی اور ان مسلمانوں کی معذرت قبول فرمائی تو وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں، اللہ تعالیٰ نے جس کے بارے میں جو حکم دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں وہی کیا کیونکہ توبہ قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور کسی کو نہیں۔

صاحب مدارک لکھتے ہیں:

وهو للتخصيص أي ان ذلك ليس الي رسول الله صلى الله عليه وسلم انما الله هو يقبل التوبة ويردها فاقصدوه بها ووجهوها اليه (المدارك)

پس جو معافی اور توبہ چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف کرے اور اسی کی طرف توجہ کرے۔

## یہ لوگ کون تھے؟

بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ لوگ بھی منافق تھے مگر ان کا نفاق عقیدے کا نفاق نہیں تھا عمل کا نفاق تھا اور پھر یہ توبہ تائب ہو گئے، ملاحظہ فرمایئے قرطبی اور تفسیر کبیر..... مگر جمہور مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ حضرات مخلص مسلمان تھے اور سستی کی وجہ سے جہاد میں جانے سے رہ گئے تھے، یہ قول زیادہ درست اور قرآنی آیات کے مطابق ہے۔

حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

بعض مفسرین کی رائے ہے کہ منافقین میں سے یہ وہ لوگ ہیں جو قابل معافی ہیں کیونکہ یہ دل سے اسلام کے دشمن نہیں ہیں، جمہور مفسرین حضرات کی رائے ہے کہ مسلمانوں کی جو جماعت غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئی تھی ان کے حق میں یہ آیت اتری۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## جہاد اچھا عمل اور ترک جہاد برا عمل

ارشاد فرمایا گیا کہ ان لوگوں کے اعمال رلے ملے تھے یعنی کچھ عمل اچھے تھے اور کچھ برے۔

خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا

ترجمہ: انہوں نے ملے جلے عمل کیے تھے کچھ بھلے اور کچھ برے۔

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ان کا اچھا عمل یہ تھا کہ وہ غزوۂ تبوک سے پہلے جہاد میں شریک ہوتے رہے اور برا عمل یہ تھا کہ وہ غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہوئے۔

خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا خروجا الی الجهاد وَّاٰخَرَ سَيِّئًا تخلفا عنه۔ (المدارك)

امام ابوحیانؒ نے حضرت حسن بصریؒ کا بھی یہی قول لکھا ہے:

اوخروجًا الی الجهاد قبل وتخلفاً عن هذه قاله الحسن وغيره (البحر المحيط)

برے عمل کے بارے میں تو تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ مراد اس سے غزوۂ تبوک کے موقع پر جہاد میں نہ جانا ہے جبکہ اچھے اعمال کے بارے میں کئی دیگر اقوال بھی ہیں، مثلاً: توبہ کرنا وغیرہ۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## اس توبہ کو قائم رکھنے کے لیے آئندہ جہاد کرتے رہنا

آیت ۱۰۵ میں ارشاد فرمایا:

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

ترجمہ: اور آپ کہہ دیجئے کہ کام کیے جاؤ پھر عنقریب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مسلمان تمہارے کام کو دیکھ لیں گے اور عنقریب تم غائب اور حاضر کے جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے، پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے......

حضرت شیخ الاسلامؒ لکھتے ہیں:

یعنی توبہ وغیرہ سے گزشتہ تقصیرات معاف ہوگئیں۔ لیکن آگے دیکھا جائے گا کہ تم کہاں تک صدق واستقامت کا عملی ثبوت پیش کرتے ہو۔ اس جہاد میں قصور ہوا (یعنی کوتاہی ہوئی) تو آئندہ اور جہاد ہوں گے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یا خلفاء کے روبرو...... ان میں امتحان ہوگا کہ کیسا عمل کرتے ہو۔ پھر خدا کے یہاں جا کر ہر عمل کا پورا بدلہ مل جائے گا کیونکہ وہ ہی تمام کھلی چھپی چیزوں اور ظاہری عمل اور باطنی نیتوں پر مطلع ہے ہر ایک کے ساتھ اس کی واقعی حالت کے موافق معاملہ کرے گا۔ آیت کی یہ تقریر حضرت شاہ صاحبؒ کے مذاق (یعنی ذوق) پر کی گئی ہے کیونکہ اوفق بالسیاق ہے۔ (تفسیر عثمانی)۔ حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

ضرور تم کو اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں کا جاننے والا ہے، وہ تم کو تمہارا سب کیا ہوا بتلا دے گا پس برے عمل جیسے جہاد سے پیچھے رہ جانا وغیرہ سے احتیاط رکھو۔ (تسہیل بیان القرآن)

حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

ان سے فرما دیجئے کہ آئندہ اپنے اعمال میں اصلاح کرکے دکھاؤ تاکہ تم پر پورا اعتماد قائم ہوجائے۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## توبہ قبول کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ

یہاں زور دے کر بتایا گیا کہ توبہ قبول کرنے کا تعلق تو خدائے تواب و رحیم سے ہے نہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ای ان ذلک لیس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما اللہ هو الذی یقبل التوبة (المدارک)

جاہلی قوموں یہاں تک کے بعض مسیحی فرقوں نے توبہ قبول کر لینے اور گناہ معاف کر دینے کا حق درمیانی واسطوں پادریوں وغیرہ کو دے دیا ہے قرآن مجید ان سب کی نفی کر رہا ہے۔ (تفسیر ماجدی)

## امام المسلمین کی دعاء

”یہ بھی کہا ہے کہ رسول کی دعاء امت کے حق میں، امام کی دعاء رعایا کے حق میں، مشائخ کی دعاء شاگردوں اور مریدوں کے حق میں اور بڑوں کی دعاء چھوٹوں کے حق میں وعدۂ قبول رکھتی ہے“۔ (ماجدی)

## امید افزاء دعوت

وہ مسلمان جو اب تک ”فریضۂ جہاد“ سے محروم رہے ہیں، انہوں نے اب تک جہاد کی تربیت تک حاصل نہیں کی ہے اور نہ انہوں نے جہاد کی کوئی تیاری کی ہے اور وہ اب تک اسلام کی اس بلند ترین چوٹی سے محروم ہیں وہ ان چار آیات میں بیان کردہ نصاب پر عمل کر کے اپنی مغفرت کا سامان کر سکتے ہیں اور عزت و عظمت والے راستے جہاد فی سبیل اللہ کی توفیق پا سکتے ہیں۔ حضرات مفسرین نے لکھا ہے کہ گناہگاروں کے لیے قرآن پاک کی یہ آیت ۱۰۲ سب سے زیادہ امید دلانے والی آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھلا ہے اور یہ توبہ کا دروازہ ہے۔ فوری طور پر اپنی سابقہ غفلت سے ندامت کے ساتھ توبہ کی جائے، اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ دیا جائے تاکہ روح اور نفس کو مکمل پاکی نصیب ہو جائے اور گناہ اور سستی کے اثرات اس سے دھل جائیں اور آئندہ کے لیے اسلام کے اس فریضے جہاد فی سبیل اللہ پر بھی دیگر فرائض نماز روزہ حج زکوٰۃ کی طرح عمل کی ترتیب بنائی جائے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

یہ کتنے حضرات تھے اور کون کون تھے، اس بارے میں طلبہ علم کے لیے چند اقوال پیش خدمت ہیں:

وقال ابن عباسؓ: نزلت فی عشرة تخلفوا عن غزوة تبوك فأوثق سبعة منهم انفسهم فی سواری المسجد۔ وقال زید بن اسلم کانوا ثمانیة۔ وقیل کانو ستة۔ وقیل: خمسة (القرطبی)

وقیل ثلاثة ابو لبابة بن عبدالمنذر، واوس بن ثعلبة وودیعة بن خذام الانصاری وقیل نزلت فی ابی لبابة وحده ویبعد ذلك من اللفظ وَاٰخَرُوْنَ لانه جمع (البحر المحیط)

☆☆☆



کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۰۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۭ

اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر موقوف ہے خواہ انہیں عذاب دے یا انہیں معاف کر دے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٠٦﴾

اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

## خلاصہ

اور کچھ لوگوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کا حکم آنے تک ملتوی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دے یا ان کی توبہ قبول فرمائے۔

جہاد سے پیچھے رہ جانا مسلمان کی شان اور منصب کے خلاف ہے ان لوگوں سے سستی ہوئی اور وہ بلا عذر پیچھے رہ گئے مگر واپسی پر انہوں نے سب کچھ سچ سچ بتا دیا۔ وہ اپنے قصور پر نادم تو تھے ہی مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے ان سے قطع تعلق کیا تو یہ تکلیف ان پر بھاری پڑی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کے لیے متوجہ ہوئے پھر اللہ پاک نے ان کی توبہ قبول فرمائی جیسا کہ آگے آیت ۱۱۸ میں آیا ہے۔

## شانِ نزول

قال ابن عباس ومجاهد و عكرمة والضحاك وغير واحد: هم الثلاثة الذين خلفوا اى عن التوبة وهم مرارة بن الربيع وكعب بن مالك وهلال بن امية. الخ

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر کئی مفسرین کا قول ہے کہ یہ تین حضرات تھے جن کی توبہ قبول ہونے کا معاملہ مؤخر کیا گیا، مرارہ بن ربیع، کعب بن مالک اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم یہ شک اور نفاق کی وجہ سے نہیں بلکہ سستی کی وجہ سے غزوۂ تبوک میں شرکت سے رہ گئے اور انہوں نے خود کو ستونوں سے بھی نہیں باندھا تھا۔ (ابن کثیر)

## غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں کی تین قسمیں

امام رازیؒ اور دیگر مفسرین نے قرآنی آیات کی روشنی میں غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں اس آیت میں تیسری قسم کے افراد کا ذکر ہے، ملاحظہ فرمائیے یہ عبارت:

"اہل مدینہ میں سے یہاں ایک چھوٹی سی جماعت کا ذکر فرمایا ہے، اصل یہ ہے کہ "متخلفین عن تبوک" (یعنی غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے والے) تین قسم کے تھے۔ ایک منافق جو از راہ شک و نفاق علیحدہ رہے، دوسرے بعض مؤمنین جو محض سستی اور تن آسانی کی بدولت شریک جہاد نہ ہوئے۔ پھر ان میں دو قسمیں تھیں۔ اکثر وہ تھے

www.KitaboSunnat.com

جنہوں نے واپسی کی اطلاع پا کر اپنے کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیا ان کا ذکر پچھلی آیت میں گزر چکا۔ صرف تین شخصوں کی جماعت وہ تھی جنہوں نے نہ اپنے کو ستونوں سے بندھوایا نہ کوئی عذر تراشا۔ بس جو واقعہ تھا اور جو قصور ہوا تھا صاف صاف بلا کم و کاست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کر دیا۔ ان کے بارے میں یہ آیت وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ نازل ہوئی۔ یعنی ان کا معاملہ ابھی ڈھیل میں ہے۔ چند روز خدا کے حکم کا انتظار کرو، خواہ ان کو سزا دے یا معاف کرے۔ جو اس کے علم و حکمت کا اقتضاء ہوگا کیا جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تا نزول حکم الٰہی ادب دینے کے لیے مسلمانوں کے تعلقات ان تینوں سے منقطع کر دیئے پچاس دن تک یہ معاملہ رہا۔ پھر معافی ہوئی"۔ (تفسیر عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ

کچھ منافق وہ ہیں جنہوں نے اس غرض سے ایک مسجد بنائی کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں اور کفر کو تقویت دیں اور ایمان

الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ

والوں میں پھوٹ ڈالیں اور اس مسجد کو اس شخص کے گھات لگانے کی جگہ بنائیں جو ایک عرصے سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ

کے خلاف برسرپیکار ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصد تو صرف بھلائی کی تھی اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بیشک

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى

وہ جھوٹے ہیں۔ تو اس میں کبھی کھڑا نہ ہو البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے

مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ

وہ اس قابل ہے کہ تو اس میں کھڑا ہو اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو

يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ

پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ بھلا جس نے اپنی عمارت کی بنیاد

عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کی رضا مندی پر رکھی ہو وہ بہتر ہے یا جس نے اپنی عمارت کی بنیاد

عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

ایک کھائی کے کنارے پر رکھی جو گرنے والی ہے پھر وہ اسے جہنم کی آگ میں لے گری اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِىْ بَنَوْا رِيْبَةً فِىْ

راہ نہیں دکھاتا۔ جو عمارت انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی مگر جب ان کے

قُلُوْبِهِمْ اِلَّاۤ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾

دل کے ٹکڑے ہوجائیں اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

### خلاصہ

منافقین ان چار چیزوں کو اپنا مقصد اور ہدف بناتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

❶ مسلمانوں کے دینی مراکز اور مساجد کو نقصان پہنچانا۔

❷ مسلمانوں کے معاشرے میں کفریہ باتوں کو پھیلانا اور کفر کو تقویت دینا۔

❸ مسلمانوں کے درمیان تفرقے پیدا کرنا ان میں جدائیاں ڈالنا۔

❹ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے والے کافروں کو اڈے فراہم کرنا، ان کے خفیہ مراکز بنانا اور ان کی امداد کرنا۔

مدینہ منورہ میں موجود منافقین نے مسجد قباء کے نزدیک مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی اور ان کے یہی چار مقاصد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں جانے سے روک دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گرانے اور جلانے کا حکم دے دیا۔

○ مسلمانوں کو ان مساجد کے ساتھ جڑ کر رہنا چاہئے جن کی بنیاد تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر ہے اور جن میں پاکی، پاکیزگی اور طہارت کا سبق ملتا ہے۔

اور منافقوں کے فتنہ پرور مراکز سے دور رہنا چاہئے کیونکہ وہ جہنم کے کنارے پر قائم ہیں اور اپنے آباد کرنے والوں اور بنانے والوں کو اپنے ساتھ جہنم میں گراتے ہیں۔

○ مسجد ضرار کو گرادیا گیا اس کی یہ تباہ شدہ عمارت، ان کے لیے ہمیشہ کے نفاق، غم و غصے اور حسرت کا سبب بن گئی۔

## ربط

حضرات مفسرین نے ان آیات کے ماقبل کے ساتھ کئی ربط لکھے ہیں، ملاحظہ فرمائیے چند عبارات۔

❶ پہلے ان لوگوں کا ذکر تھا جن سے بظاہر ایک برا کام ہو گیا (تخلف عن الجهاد یعنی جہاد سے پیچھے رہ جانا) مگر ان کا عقیدہ ٹھیک تھا اور انہوں نے اپنی خطاء کا اعتراف کرلیا تھا تو ان کو معافی مل گئی۔ یہاں (ان آیات میں) ایسی جماعت کا بیان ہے جنہوں نے بظاہر اچھا کام کیا (تعمیر مسجد) لیکن بداعتقادی (اور بدنیتی) کی وجہ سے وبال بن گیا۔ (حقانی تسہیل)

❷ گزشتہ رکوع میں بتایا گیا تھا کہ مہاجرین وانصار کے نقش قدم پر چلنے سے کامیابی نصیب ہوسکتی ہے، اس کو ترک کرنے کے بعد مختلف اقسام کے لوگ پیدا ہوجاتے ہیں جن کا اوپر تذکرہ ہوا، اب ایک ایسی جماعت کا ذکر آتا ہے جو اس مقدس گروہ (یعنی مہاجرین وانصار) کے بخط مستقیم (یعنی بالکل) مخالف ہے اور اس کا نصاب عین بالکل جداگانہ ہے۔ (تفسیر الفرقان)

❸ اوپر بار بار منافقین کا ذکر ہوا ہے آگے ان کے ایک (نام کی) مسجد بنانے اور اس کے متعلقات کا بیان ہے۔ (بیان القرآن)

❹ نفاق اعتقادی والے منافقین کے یہ کارنامے ہیں کہ حق کے مقابلہ میں ایک باطل کا مرکز بنانا چاہتے ہیں۔ (حضرت لاہوریؒ)


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## نام دین کا، کام کفر کا

یہ منافقین کا پرانا طرز عمل ہے کہ وہ دین کا نام لیکر کفر پھیلاتے ہیں اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس واقعہ میں انہوں نے ”مسجد“ کا نام استعمال کیا اور حقیقت میں کفر، نفاق اور شر و فساد کا ایک اڈہ بنایا۔

صاحب انوار البیان نے اس موضوع پر دو صفحات کا دلنشین مضمون رقم فرمایا ہے، طلبہ علم تفسیر انوار البیان میں ملاحظہ فرمالیں، یہاں اس کا صرف ایک اقتباس پیش خدمت ہے:

## مرزا قادیانی اور جہاد کا انکار

تحریر فرماتے ہیں:

”انگریزوں کو اپنے اقتدار میں یہ خوف لاحق ہوا کہ کہیں مسلمان جہاد کے لیے کھڑے نہ ہو جائیں اس لئے انہیں اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اسلام ہی کی راہ سے جہاد کو منسوخ کرائیں، جہاد اسلام کا بہت بڑا عمل ہے، اپنے وفادار نام نہاد علماء سے منسوخ کراتے تو کون مانتا اس لئے انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ایک شخص سے نبوت کا دعویٰ کرایا پھر اس سے جہاد منسوخ ہونے کا اعلان کرادیا وہ سمجھتے تھے کہ اس طرح مسلمان جہاد کو منسوخ مان لیں گے، انہیں یہ پتہ نہ تھا کہ مسلمان انگریزوں کے بنائے ہوئے نبی کو کافر قرار دے دیں گے اور اس کی جھوٹی نبوت کو ماننے سے انکار کردیں گے، بہر حال انہوں نے اپنا یہ حربہ استعمال کیا یعنی ایک شخص سے نبوت کا اعلان کرا کے جہاد منسوخ کرانے کی سعی لاحاصل کی۔ (انوار البیان)

## منافقین امت مسلمہ کے خیر خواہ؟؟

ان آیات سے منافقین کی ایک اور پہچان بھی اشارۃً سمجھی جاسکتی ہے کہ وہ دن رات کفر کی خدمت میں لگے رہتے ہیں، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے ہیں مگر ان کا ایک ہی نعرہ ہوتا ہے۔

اِنۡ اَرَدۡنَآ اِلَّا الۡحُسۡنٰی کہ ہم تو مسلمانوں کے بڑے خیر خواہ ہیں، ہم امت مسلمہ کے لیے کامیابی اور بھلائی چاہتے ہیں۔ مسجد ضرار بنانے والوں نے بھی یہی کہا تھا کہ ہماری غرض تو بہت اچھی ہے۔ ہم کمزور، بیمار اور مسکین مسلمانوں کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں کہ انہیں نماز کے لیے دور نہ جانا پڑے اور گرمی سردی اور بارش سے ان کا بچاؤ رہے۔ اس زمانے سے لیکر آج تک ہر دور میں یہی نعرہ منافقین کی زبانوں پر رہتا ہے کہ ہم تو امت مسلمہ کے خیر خواہ ہیں اور اسے فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں۔ صاحب تفسیر ماجدیؒ لکھتے ہیں:

”منافقین کا دعویٰ یہ تھا کہ ہمیں تو امت مسلمہ کی عین آسائش اور اس کے لیے مزید گنجائش ہی مقصود ہے، بجائے ایک کے دو دو مسجدیں ہوسکیں، قریب والوں کو کتنی آسانی ہوگی وقس علیٰ ہذا...... آہ آج بھی کتنے اِلَّا الۡحُسۡنٰی کہنے والے اسی طرح مسلمانوں کے ایمان پر چھاپے (یعنی ڈاکے) مار رہے ہیں۔ (ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## ان آیات کا ایک اہم سبق

ان آیات نے ہمیں ایک دائمی قانون بتا دیا کہ مہاجرین وانصار کے نقش قدم پر چلنا کامیابی کا اصل ذریعہ ہے، اگر اس سے الگ ہوئے تو ناکامی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ (تفسیر الفرقان)

مسلمانوں میں ہجرت اور نصرت کا جذبہ زندہ رہے۔ مسلمان ہجرت اور نصرت کے لیے ہر وقت تیار رہیں۔ مسلمان ہجرت اور نصرت میں لگے رہیں۔ مسلمانوں کی قیادت بھی انہی لوگوں کے ہاتھ میں ہو جو حضرات مہاجرین وانصار کے نقش قدم پر ہوں تو پھر منافقین کے فتنے ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## شانِ نزول

عربی تفاسیر میں ان آیات پر جو کچھ لکھا گیا ہے ان سب کا جامع خلاصہ درج ذیل عبارت میں ملاحظہ فرمائیں:

"حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ص۔۳۸۷ ج۔۲ میں ان آیات کا شانِ نزول بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے قبیلہ بنو خزرج میں ایک شخص (جسے ابو عامر کہا جاتا تھا) زمانہ جاہلیت میں نصرانی بن گیا تھا۔ وہ راہب تھا اور عبادت گذار تھا۔ اس نے اہل کتاب سے علم بھی حاصل کر لیا تھا۔ قبیلہ بنی خزرج میں اس کی بڑی اہمیت تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور اسلام کا کلمہ بلند ہو گیا تو اس ملعون کو بہت ہی ناگوار ہوا۔ یہ مدینہ منورہ سے فرار ہو کر مکہ معظمہ پہنچ گیا، وہاں اس نے مشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ پر آمادہ کیا۔ جس کی وجہ سے وہ لوگ دیگر قبائل کے ساتھ مدینہ منورہ پر چڑھائی کرنے آگئے اور اس کے نتیجے میں احد کا معرکہ پیش آیا، کہتے ہیں کہ اسی لعین نے وہاں چند گڑھے کھود دیئے تھے جس میں سے ایک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گر پڑے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہونے اور دندان مبارک شہید ہونے کا سبب بنا (جس کا ذکر سورہ آل عمران کی تفسیر میں گزر چکا ہے) جب احد میں مومنین اور کافرین کا مقابلہ شروع ہوا تو ابو عامر اپنی قوم (یعنی انصار) کی طرف بڑھا اور ان کو اپنی مدد کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی۔ ان حضرات نے اسے بہت برا کہا اور اس سے کہا کہ تو اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے اور اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور اس کا ساتھ نہیں دیا۔

تفسیر ابن کثیر اور معالم التنزیل ص۔۳۲۶ ج۔۲ میں لکھا ہے کہ ابو عامر (جو حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ کا باپ تھا) زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا اور اس نے رہبانیت اختیار کر لی تھی۔ ٹاٹ کے کپڑے پہنا کرتا تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس نے دریافت کیا کہ آپ کون سا دین لے کر آئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ملت حنیفیہ یعنی ابراہیم علیہ السلام کی ملت لیکر آیا ہوں، ابو عامر نے کہا ہم دونوں میں سے جو بھی جھوٹا ہو اللہ اسے ایسی جگہ موت دے جہاں وہ تنہا ہو، پردیسی ہو، دور پھینکا ہوا ہو، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین فرمایا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ شخص اپنی بددعا کے مطابق شام (قنسرین) میں جا کر


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مر گیا، جہاں کوئی اس کی خبر لینے والا نہ تھا۔ معالم التنزیل میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ابوعامر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جو لوگ بھی آپ سے جنگ کریں گے میں ان کے ساتھ مل کر آپ سے لڑوں گا۔ اس کے بعد وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ مل کر برابر آپ کے مقابلہ میں آتا رہا اور غزوۂ حنین تک اس نے اس پر عمل کیا۔ جب حنین میں بنی ہوازن کو شکست ہوگئی تو یہ نا امید ہوگیا اور شام کی طرف بھاگ نکلا، وہاں سے اس نے منافقین کو پیغام بھیجا کہ جہاں تک ممکن ہو قوت اور ہتھیار جمع کرلو اور میرے لئے ایک مسجد بنالو، میں قیصر کے پاس جا رہا ہوں جو روم کا بادشاہ ہے، میں رومیوں کا لشکر لے کر آؤں گا اور محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپکے ساتھیوں کو مدینہ سے نکال دوں گا۔ اس کا یہ پیغام آنے پر مسجد قباء کے قریب ہی مسجد ضرار بنائی گئی۔ (انتہیٰ)

چونکہ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کا غلبہ ہو چکا تھا، جس کی وجہ سے منافقین نے ظاہر میں اسلام قبول کر لیا تھا اور کھل کر اسلام کے خلاف کوئی مشورہ نہیں کیا جا سکتا تھا اور نہ کوئی مرکز بنایا جا سکتا تھا اس لئے انہوں نے اسلام ہی کے نام سے اپنا مرکز بنایا۔ یعنی مسجد کے عنوان سے ایک جگہ بنائی جو مسجد قباء کے قریب تھی، تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے مسجد بنائی ہے کہ آپ اس میں نماز ادا فرمالیں اور مقصد ان کا یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں نماز پڑھ لیں گے تو مسلمانوں کو اس کے مسجد ہونے کا یقین ہو جائے گا اور اس طرح کا کوئی شک و شبہ نہ کرسکیں گے کہ یہ مسجد کے علاوہ کوئی دوسری چیز ہے۔ ان لوگوں نے کہا یہ مسجد ہم نے ضعیف اور بیمار لوگوں کے لیے بنائی ہے تاکہ سردی اور بارش کی راتوں میں یہ لوگ قریب ہی نماز پڑھ سکیں دور جانا نہ پڑے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تو ہم سفر میں جا رہے ہیں جب واپس آئیں گے تو انشاء اللہ تمہاری فرمائش پوری کر دی جائے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے سفر میں تشریف لے گئے، جب وہاں سے واپس ہوئے تو مدینہ منورہ پہنچنے میں ابھی ایک دن یا اس سے کم مسافت باقی تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے خبر دے دی کہ یہ مسجد "مسجد ضرار" ہے جس کا مقصد اسلام کو اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانا اور کفر پر جمار ہنا اور مؤمنین کی جماعت میں تفریق پیدا کرنا ہے کہ جو لوگ مسجد قباء میں نماز پڑھتے ہیں ان کی جماعت کے کچھ لوگ اس مسجد ضرار میں آنے لگیں اور انہیں اپنے ڈھنگ پر ڈالا جا سکے۔ آنحضرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے بھی نہ تھے کہ راستہ ہی سے آپ نے بعض صحابہ کرام کو بھیج دیا جنہوں نے مسجد ضرار کو آگ لگا دی اور اسے گرا دیا۔ جن حضرات نے یہ کام کیا وہ مالک بن دخشم اور معن بن عدیؓ تھے، بعض حضرات نے معن کے بھائی عامر بن عدی کا بھی نام لیا ہے۔ معالم التنزیل میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ضرار کو جلانے کا حکم دے کر یہ بھی حکم دیا تھا کہ اسے کوڑا ڈالنے کی جگہ بنا لیا جائے جس میں مردہ جانور اور بدبودار چیزیں ڈالی جایا کریں، حافظ ابن کثیرؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ مسجد ضرار کے بنانے والے بارہ آدمی تھے اور ان لوگوں کے نام بھی لکھے ہیں جب ان لوگوں کا راز کھل گیا تو اپنی عادت کے مطابق وہی جھوٹی قسمیں کھانے لگے اور انہوں نے کہا اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰی کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ہم نے تو صرف خیر ہی کا ارادہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب فرمائی اور فرمایا وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بلاشبہ وہ جھوٹے ہیں''۔ (انوار البیان)

## وہ مسجد شریف کون سی ہے؟

آیت مبارکہ میں جس مسجد کے بارے میں فرمایا گیا کہ اس کی بنیاد تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پر رکھی گئی ہے وہ کون سی مسجد ہے؟...... اکثر مفسرین کا فرمانا ہے کہ اس کی اوّلین مراد مسجد قباء ہے۔ جبکہ کئی حضرات کے نزدیک اس سے مراد ''مسجد نبوی شریف'' ہے۔ حضرات مفسرین نے دونوں طرف کے دلائل جمع فرمادیئے ہیں شائقین حضرات ابن کثیر، قرطبی اور مظہری میں ملاحظہ فرمالیں...... کچھ حضرات نے دونوں اقوال میں تطبیق بھی کردی ہے کہ آیت میں تذکرہ مسجد قباء کا ہے مگر مسجد نبوی بھی بطریق اولیٰ اس کا مصداق ہے۔ ملاحظہ فرمایئے یہ عبارت:

''بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے مراد مسجد نبوی ہے تو یہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس تفسیر قرآنی کے منافی ذرا بھی نہیں، مسجد قباء کا مدلول ہونا تو بہ عبارۃ النص ہے، اور مسجد نبوی کا مدلول ہونا بدلالۃ النص ہے، یعنی جب صحابہ متقین کے بانی ہونے سے مسجد قباء اتنی مقبول ٹھہری تو مسجد نبوی کے بانی تو امام المتقین خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تھے، وہ ظاہر ہے کہ اس کی مصداق بدرجہ اولیٰ ہوگی۔ فقہاء مفسرین نے آیت کے عموم الفاظ سے یہ مطلب نکالا ہے کہ ہر وہ مسجد جو جائز طور پر بنائی جائے اور ہر وہ نمازی جو طہارت کو لازم ومحبوب بنالے اس خطاب کے تحت شامل ہیں، اس لئے حکم وصف پر لگایا گیا ہے نہ کہ ذات پر''۔ (تفسیر ماجدی)

## آیت مبارکہ کے چند دیگر مضامین

حضرات مفسرین نے ان آیات کی روشنی میں کئی دیگر مضامین کو بھی زیر بحث لایا ہے، مثلاً:

❶ اہل قباء کی طہارت پسندی کیا تھی؟ مشہور قول کہ وہ ڈھیلے کے ساتھ ساتھ پانی سے بھی استنجاء کرتے تھے کے علاوہ بھی کئی اقوال مثلاً وہ گناہوں سے پاکی کو پسند کرتے تھے وغیرہ۔

❷ یہ عبارت ان کے دل میں ہمیشہ ''ریبہ'' بنی رہے گی، تو یہاں ریبہ سے کیا مراد ہے؟ یہ کہ نفاق ان کے دلوں میں ہمیشہ رہے گا یا یہ عمارت ہمیشہ کھٹکتی رہے گی یا کچھ اور؟

❸ یہاں تک کہ ان کے دل پھٹ جائیں۔ تو دل پھٹنے سے کیا مراد ہے؟ دوام حسرت یا کچھ اور؟

❹ مساجد کی تعمیر اور آبادی کے فضائل

❺ طہارت کے فضائل اور اس کی حدود

❻ وہ بارہ افراد جنہوں نے یہ مسجد ضرار بنائی تھی ان کے نام

❼ مسلمانوں کو ضرر یا نقصان پہنچانا کتنا برا کام ہے ❽ مسجد ضرار کا ایک مقصد مسجد قباء کو ضرر پہنچانا تھا۔

ان تمام مضامین کے لیے ملاحظہ فرمایئے: قرطبی، کبیر، ابن کثیر اور مظہری ☆☆☆



کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَۃُ التَّوْبَۃِ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۱۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ

بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر خرید لیے ہیں کہ ان کیلئے

الْجَنَّةَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْدًا

جنت ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں پھر قتل کرتے ہیں اور قتل کیے بھی جاتے ہیں یہ

عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ

تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ

مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ

سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے پس جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہ

الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۱۱﴾

بڑی کامیابی ہے۔

### خلاصہ

❶ بلاشبہ... بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو جنت کے بدلے خرید لیا ہے

❷ اللہ تعالیٰ کے پاس جان و مال بیچ دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے راستے یعنی جہاد میں لڑتے ہیں جس میں کبھی قتل کرتے ہیں اور کبھی قتل کیے جاتے ہیں۔ یعنی وہ بیع (خرید و فروخت جس کا ذکر اس آیت میں آیا ہے) جہاد کرنا ہے، خواہ اس میں کوئی مسلمان قاتل رہے یا مقتول ہو جائے۔

❸ اس قتال پر مسلمانوں سے جنت کا سچا اور پکا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں بھی، انجیل میں بھی، قرآن میں بھی

❹ اور یہ بات یقینی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے اور جب اس نے تم سے اس بیع (یعنی خرید و فروخت) پر جنت کا وعدہ کیا ہے تو اس حالت میں تم لوگ جو کہ جہاد کر رہے ہو اپنی اس خرید و فروخت پر جس کا تم نے اللہ تعالیٰ سے معاملہ ٹھہرا لیا ہے خوشی مناؤ...... کہ تم نے فانی چیز دیکر ہمیشہ باقی رہنے والی چیز پالی ہے

❺ اس خرید و فروخت میں تمہارے ساتھ جنت کا وعدہ ہے اور جنت کا ملنا بڑی کامیابی ہے پس تم کو ضرور یہ سودا کرنا چاہیے۔ (بیان القرآن تسہیل)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## ربط

❶ پچھلی آیات میں جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کی مذمت تھی، آگے مجاہدین کی اور پھر ان میں سے خاص کاملین کی فضیلت کا تذکرہ ہے۔ (بیان القرآن تسہیل)

❷ اللہ تعالیٰ نے منافقین کی برائیاں اور خرابیاں ان کے غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے کے سبب بیان فرمائیں، پھر ان کی اقسام اور انجام کا بیان فرمایا، اب اس آیت سے دوبارہ جہاد کی فضیلت اور حقیقت کا بیان شروع ہو رہا ہے۔

اعلم انه تعالىٰ لما شرع في شرح فضائح المنافقين وقبائحهم بسبب تخلفهم عن غزوة تبوك، فلما تم ذلك الشرح والبيان وذكر اقسامهم، وفرع على كل قسم ما كان لائقابه عاد الى بيان فضيلة الجهاد وحقيقته فقال ﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ﴾ (تفسير كبير)

❸ مہاجرین وانصار کے نقش قدم پر نہ چلنے سے جو نتائج بد پیدا ہو سکتے تھے ان کا بیان آچکا، اب بتایا جاتا ہے کہ ﴿السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ﴾ کے اتباع کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کس قسم کا سلوک کرے گا۔ (تفسیر الفرقان)

## جہاد کی ترغیب پر مؤثر ترین آیت

حضرات مفسرین نے لکھا ہے کہ پورے قرآن پاک میں جہاد کی ترغیب پر آنے والی آیتوں میں یہ آیت سب سے زیادہ دلکش اور مؤثر ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کو ایک ایسے سودے کے طور پر بیان فرمایا ہے جس میں خریدار خود اللہ تعالیٰ ہے اور قیمت جنت کی وہ نعمتیں ہیں جن کا کسی نے ابھی تک تصور بھی نہیں کیا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس سودے میں یہ شرط بھی نہیں رکھی کہ لازماً تمہیں قتل ہونا ہوگا، بلکہ جو بھی نکل پڑے خواہ قتل کرے یا قتل کیا جائے اس کے لیے یہ وعدہ پکا ہے...... اور اس وعدے پر تین آسمانی کتابیں قرآن پاک، تورات اور انجیل گواہ ہیں اور وعدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ ایسا سچا ہے کہ اس کا ادھار دوسروں کے نقد سے زیادہ یقینی ہے...... بس مسلمانوں کے لیے اس سے بڑھ کر خوشی اور سرور والی اور کونسی بات ہو سکتی ہے۔

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

ولا ترىٰ كما نقل الشهاب ترغيباً في الجهاد احسن ولا ابلغ مما في هذه الآية لانه ابرز في صورة عقد عاقده رب العزة جل جلاله، وثمنه مالا عين رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر ولم يجعل المعقود عليه كونهم مقتولين فقط. الخ۔ (روح المعاني)

تفسیر قرطبی اور کبیر میں بھی یہ مضمون بیان ہوا ہے۔

## اس آیت مبارکہ نے ہر قربانی آسان کر دی

تفسیر ماجدی میں ہے:

"(یہ) آیت قرآن مجید کی اہم ترین اور کلیدی آیتوں میں سے ہے، مسلمان اگر اسے دلنشین کر لے تو اس پر


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وجد کی سی کیفیت طاری ہو جائے، اور اس کے بعد مؤمن کے لیے بڑی سے بڑی "قربانی" بھی کچھ مشکل نہ رہ جائے، بلکہ ہر قربانی کے لیے وہ ہنسی خوشی خود لپکنے لگے، ضرورت صرف اسی یقین واذعان کے استحضار کی ہے"۔ (تفسیر ماجدی)

یعنی مسلمان یقین کرلے کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے خریدا ہوا ہے، میری جان اور میرا مال جنت کے بدلے فروخت ہو چکا ہے، اب میں سودا دوں گا تو قیمت لوں گا، جان، مال قربان کروں گا تو اللہ تعالیٰ کی رضا والی جنت پاؤں گا، اور جان ومال دیتے ہی مجھے جنت مل جائے گی، یہ بالکل پکی اور سچی بات ہے۔ بس یہ یقین جتنا پختہ ہوگا اسی قدر قربانی دینا بھی آسان ہوگا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## مسلمان کا اجر ظاہری فتح میں نہیں بلکہ قتال کے لیے اترنے میں ہے

" یَقْتُلُوْنَ (صیغہ معروف) کے ساتھ یُقْتَلُوْنَ (بصیغہ مجہول) کے اضافہ نے یہ بھی صاف کر دیا کہ جہاد وقتال میں مسلمانوں کی جیت ہمیشہ اور ہر حال میں ہرگز یقینی نہیں، زخمی ہو کر گرنے، قید ہو جانے، شکست کھا جانے بلکہ مقتول ہو جانے کا احتمال ہر وقت باقی ہے، مسلمان ہرگز اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ وہ جیت کر آئے گا۔ انجام فوری طور پر جو کچھ بھی ہو، مسلمان کا اجر تو اس کی آمادگی قتال (یعنی قتال کے لیے تیار اور آمادہ ہو جانے) پر ہے"۔ (تفسیر ماجدی)

## مؤمن کے لیے جہاد میں ناکامی نہیں، ایک اہم مضمون

" دوسرے اگر لڑیں اور دشمنوں پر غالب نہ آسکیں تو ان کی ہار ہوئی، لیکن مؤمن وہ ہے جو ہار کے معنی ہی سے نا آشنا ہوتا ہے، وہ اگر کسی میدان میں غالب نہ آئے جب بھی جیت اسی کی ہے کیونکہ اس کی ہار جیت کا معیار میدان جنگ نہیں ہوتا خود اس کی طلب وسعی ہوتی ہے۔ اگر وہ اپنی طلب اور سعی میں پورا نکلا تو اس نے میدان مار لیا۔ اگرچہ میدان جنگ میں اس کی لاش ہزاروں لاشوں کے نیچے دبی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس راہ میں کبھی مر نہیں سکتا، اس کی موت بھی اس کی زندگی ہوتی ہے وَلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ "۔ (ترجمان القرآن)

## شہادت سے ہر گناہ مٹ جاتا ہے

امام ابو حیان لکھتے ہیں:

شہادت ہر گناہ کو مٹا دیتی ہے، یہاں تک کہ روایت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ شہید کے حقوق العباد اپنے ذمے لے کر ادا فرمادے گا۔

والشهادة ماحية بكل ذنب، حتى روى انه تعالىٰ يحمل عن الشهيد مظالم العباد و يجازيهم عنه۔ (البحر المحيط)

## جہاد کا حکم ہر شریعت میں موجود تھا

اس آیت میں فرمایا گیا کہ یہ وعدہ تورات، انجیل اور قرآن میں مذکور ہے، اس پر حضرات مفسرین نے لکھا ہے کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

جہاد کا حکم سابقہ شریعتوں میں بھی موجود تھا۔ امام ابوحیانؒ لکھتے ہیں:

والظاھر من قولہ فی التوراۃ والانجیل والقرآن ان کل امۃ امرت بالجھاد ووعدت علیہ بالجنۃ

کہ اس سے ثابت ہوا کہ ہر امت کو جہاد کا حکم دیا گیا تھا اور اس سے جہاد پر جنت کا وعدہ کیا گیا تھا۔

آگے لکھتے ہیں:

وقیل الامر بالجھاد والقتال موجود فی جمیع الشرائع

کہ ایک قول یہ ہے کہ جہاد و قتال کا حکم تمام شریعتوں میں موجود تھا۔ (البحر المحیط)

انوار البیان میں ہے:

"جہاد کی فضیلت بتاتے ہوئے جو وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے لیے بھی جہاد مشروع تھا۔ یہ جو مشہور ہے کہ شریعت عیسویہ میں جہاد نہیں تھا یہ ان لوگوں کی تحریف ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں اور اس نسبت میں جھوٹے ہیں، صاحب معالم التنزیل فرماتے ہیں: وفیہ دلیل علیٰ ان اھل الملل کلھم امروا بالجھاد علی ثواب الجنۃ" (انوار البیان)

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

اس آیت میں یہ بتایا گیا کہ یہ حکم تورات، انجیل اور قرآن میں مذکور ہے اور جہاد اور دشمنوں سے لڑنے کا حکم اصل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے ہے۔

اخبار من اللہ تعالیٰ ان ھذا کان فی ھذہ الکتب، وأن الجھاد ومقاومۃ الاعداء اصلہ من عھد موسیٰ علیہ السلام۔ (القرطبی)

بعض حضرات نے آیت مبارکہ کے اس حصے کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ جہاد کی صورت میں جنت کا یہ وعدہ تورات اور انجیل میں بھی مذکور ہے۔

امام ابوحیانؒ لکھتے ہیں:

ویحتمل ان یکون متعلقا بتقدیر قولہ منکوراً وھو صفۃ فالعامل فیہ محذوف ای وعدا علیہ حقا منکورا فی التوراۃ، فیکون ھذا الوعد بالجنۃ انما ھدی ھذہ الامۃ وقد نکر فی التوراۃ والانجیل والقرآن۔ (البحر المحیط)

تفسیر ماجدی میں ہے:

"قرآن تو اس مضمون کی تکرار سے بھرا پڑا ہے اور قرآن کے ساتھ توریت اور انجیل کے ناموں کا اضافہ تاکید

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

بیان کے لیے ہے کہ یہ مضمون اتنا اہم ہے کہ سب ہی کتب آسمانی میں درج ہو چکا ہے"۔ (تفسیر ماجدی)

## اس آیت کا وعدہ قیامت تک ہر مجاہد کے لیے

البحر المحیط میں ہے:

یہ آیت ہر اس شخص کے لیے عام (بشارت) ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے قیامت تک جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مسجد میں نازل ہوئی تو لوگوں نے (خوشی سے) تکبیر کہی تب ایک انصاری صحابی (تکبیر سن کر) آئے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ آیت نازل ہوئی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں۔ تو انہوں نے عرض کیا یہ تو بہت نفع والا سودا ہے ہم اسے کبھی نہیں توڑیں گے اور نہ توڑنے کی درخواست کریں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ اسی وقت جہاد میں نکل گئے اور شہید ہو گئے۔

والآية عامة في كل من جاهد في سبيل الله من امة محمد صلى الله عليه وسلم الى يوم القيامة وعن جابر بن عبدالله: نزلت ورسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد، فكبر الناس، فاقبل رجل. الخ. (البحر المحيط)

## مختصر و جامع تفسیر

آیت مبارکہ کی مختصر اور جامع تفسیر درج ذیل عبارت میں آ گئی ہے، اس عبارت کو سمجھنے کے لیے پہلے چند الفاظ کا ترجمہ ذہن نشین کر لیں۔

ملابست تعلق، عقد بیع خرید و فروخت کا معاملہ، مبیع جس چیز کو خریدا جائے، ثمن قیمت، بائع بیچنے والا مشتری خریدنے والا، بشر انسان، خطور کھٹکا۔

ملاحظہ فرمایئے یہ عبارت:

"اس سے زیادہ سود مند تجارت اور عظیم الشان کامیابی کیا ہو گی کہ ہماری حقیر سی جانوں اور فانی اموال کا خداوند قدوس خریدار بنا، ہماری جان و مال کو جو فی الحقیقت اسی کی مخلوق و مملوک ہے، محض ادنیٰ ملابست سے ہماری طرف نسبت کر کے "مبیع" قرار دیا جو "عقد بیع" میں مقصود بالذات ہوتا ہے اور جنت جیسے اعلیٰ ترین مقام کو اس کا "ثمن" بنایا جو مبیع تک پہنچنے کا وسیلہ ہے، حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جنت" میں وہ نعمتیں ہوں گی جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی بشر کے قلب پر ان کی کیفیات کا خطور ہوا۔ اب خیال کرو کہ جان و مال جو برائے نام ہمارے کہلاتے ہیں، انہیں جنت کا ثمن نہیں بنایا، نہ یہ کہا کہ حق تعالیٰ "بائع" اور ہم "مشتری" ہوئے، تلطف و نوازش کی حد ہو گئی کہ اس ذرا سی چیز کے (حالانکہ وہ بھی فی الحقیقت اسی کی ہے) معاوضہ میں جنت جیسی

www.KitaboSunnat.com

لازوال اور قیمتی چیز کو ہمارے لیے مخصوص کر دیا جیسا کہ "بالجنۃ" کی جگہ "بان لھم الجنۃ" فرمانے سے ظاہر ہوتا ہے۔

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد

آنچہ در ہمت نیاید آں دہد

پھر یہ نہیں کہ ہمارے جان و مال خرید لیے گئے تو فوراً ہمارے قبضہ سے نکال لیے جائیں، صرف اس قدر مطلوب ہے کہ جب موقع پیش آئے جان و مال خدا کے راستہ میں پیش کرنے کے لیے تیار رہیں۔ دینے سے بخل نہ کریں خواہ وہ لیں یا نہ لیں۔ اسی کے پاس چھوڑے رکھیں، اسی لئے فرمایا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ یعنی مقصود خدا کی راہ میں جان و مال حاضر کر دینا ہے، بعدہٗ ماریں یا مارے جائیں، دونوں صورتوں میں عقد بیع پورا ہو گیا اور یقینی طور پر ثمن کے مستحق ٹھہر گئے۔ ممکن ہے کسی کو وسوسہ گزرتا کہ معاملہ تو بے شک بہت سودمند اور فائدہ بخش ہے لیکن ثمن نقد نہیں ملتا اس کا جواب دیا وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ یعنی زرِ ثمن کے مارے جانے کا کوئی خطرہ نہیں۔ خدا تعالیٰ نے بہت تاکید و اہتمام سے پختہ دستاویز لکھ دی ہے، جس کا خلاف ناممکن ہے، کیا خدا سے بڑھ کر صادق القول، راستباز اور وعدہ کا پکا کوئی دوسرا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں لہٰذا اس کا ادھار بھی دوسروں کے نقد سے ہزاروں درجہ پختہ اور بہتر ہوگا، پھر مومنین کے لیے خوش ہونے اور اپنی قسمت پر نازاں ہونے کا اس سے بہتر کونسا موقع ہوگا کہ خود رب العزت ان کا خریدار بنے، اور اس شان سے بنے۔ سچ فرمایا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہ یہ وہ بیع ہے جس کے اقالت (یعنی معاملہ ختم کرنے کے) کی کوئی صورت ہم باقی نہیں رکھنا چاہتے۔ حق تعالیٰ اپنے فضل سے ہم ناتوانوں کو ان مومنین کے زمرہ میں محشور فرمائے آمین۔ (تفسیر عثمانی)

## دلچسپ نکتے

کسی بھی سودے کے قیمتی ہونے کا اندازہ تین چیزوں سے لگایا جاتا ہے:

1. خریدنے والے کی عظمت سے، کیونکہ بڑے لوگ کبھی حقیر چیزیں خریدنے کے لیے نہیں نکلتے
2. خریدنے اور بیچنے والے کے درمیان معاملہ طے کرانے والے کی عظمت سے، کیونکہ بڑے لوگ کبھی کسی ادنیٰ سودے کے درمیان نہیں آتے
3. قیمت کی عظمت سے، کیونکہ کسی گھٹیا چیز کے لیے بڑی قیمت نہیں لگائی جاتی۔

بس اسی سے آپ مجاہدین اور شہید کی جانوں کی قیمت کا اندازہ لگا لیں کہ ان کا خریدار خود اللہ تعالیٰ اور درمیان میں سودا کرانے والے سید الکونین حضرت محمد ﷺ اور سودے کی قیمت اللہ تعالیٰ کے قرب والی جنت ہے۔ (سبحان اللہ)

بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ جانیں تین قسم کی ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

① ایک وہ ہیں جن کی آزادی کی وجہ سے ان کا سودا نہیں ہوا یہ انبیاء علیہم السلام کی جانیں ہیں

② دوسری وہ جانیں جن کا سودا ان کے گھٹیا ہونے کی وجہ سے نہیں ہوا، یہ کافروں کی جانیں ہیں

③ تیسری وہ جانیں جن کے اعزاز کی وجہ سے ان کا سودا ہو گیا، یہ ایمان والوں کی جانیں ہیں

مصنفؒ (علامہ ابن النحاس شہیدؒ) فرماتے ہیں کہ تمام مسلمان اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں اور غلام کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں ہوتی جو وہ اپنے آقا کو بیچ سکے۔ کیونکہ غلام اور اس کی تمام چیزیں اس کے آقا کی ہوتی ہیں۔ تو غلام اسی وقت اپنے آپ کو آقا کے پاس بیچ سکتا ہے جب آقا اسے آزاد کر دے۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں کی جانوں کو خریدتا ہے پہلے انہیں جہنم سے آزاد کرتا ہے اور اس بات کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے جن میں مجاہدین کے لیے آگ کے حرام ہونے اور آگ سے ان کے آزاد ہونے کا تذکرہ ہے۔ (فضائل جہاد)

## تقریر لطیف

"جب اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی کہ میں نے ایمان والوں کی جان و مال کو خرید لیا ہے تو ایمان والوں نے عرض کیا یا اللہ اس کی قیمت کیا ملے گی؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہیں جنت ملے گی۔ پھر انہوں نے پوچھا ہم سودا کس طرح آپ کے سپرد کریں تو جواب دیا ﴿يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ﴾ میدان جہاد میں چلے آؤ لڑو اور جانیں قربان کرو سودا ہم تک پہنچ جائے گا۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا اللہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ خرید و فروخت کے وقت دو گواہ بنا لیا کرو اور ضمانت لکھوا لیا کرو تو اس خرید و فروخت کے گواہ کون ہیں؟ جواب ملا ﴿وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ﴾ کہ تم دو گواہوں کی بات کرتے ہو ہم نے اس خرید و فروخت پر تین کتابوں اور ان پر عمل کرنے والی تین امتوں کو گواہ بنا دیا ہے۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ جو چاہیں کر سکتے ہیں آپ سے کوئی پوچھ بھی نہیں سکتا اگر آپ نے ہمارا اجر مٹا دیا تو ہم گھاٹے میں رہ جائیں گے۔ جواب ملا ﴿وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ﴾ کہ ہم سے بڑھ کر عہد کو پورا کرنے والا کوئی نہیں ہے، پھر ہر خرید و فروخت کے بعد یا تو ندامت اور تنگی پہنچتی ہے یا فرحت اور خوشی تو یہ خرید و فروخت کس قسم کی ہے۔ ارشاد فرمایا ﴿فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ﴾ تم لوگ اس معاملے پر خوشیاں مناؤ اور اس کی مزید تاکید کے لیے فرمایا ﴿وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ اور بے شک یہ بڑی کامیابی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک اعرابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی آیت تلاوت فرما رہے تھے اس نے پوچھا یہ کس کا کلام ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم یہ تو نفع والا سودا ہے ہم اس خرید و فروخت کو کبھی ختم نہیں کریں گے چنانچہ جہاد میں نکل کر شہید ہو گیا۔ (رضی اللہ عنہ) (فضائل جہاد)

☆☆☆


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُوْرَۃُ التَّوْبَۃِ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۱۱۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ

توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے شکر کرنے والے روزہ رکھنے والے رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے

الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ

اچھے کاموں کا حکم کرنے والے اور بری باتوں سے روکنے والے اور اللہ تعالیٰ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۲﴾

اور ایسے مومنوں کو خوشخبری سنا دے۔

## خلاصہ

نو "۹" ایسی صفات جن کو مجاہدین اختیار کریں تو ان کی فضیلت اور ثواب میں مزید اضافہ ہو جائے اور تمام اہل ایمان ان کو اختیار کریں تو ان کے لیے بھی بشارت ہے کیونکہ یہ وہ صفات ہیں جن سے ایمان میں کمال پیدا ہوتا ہے:

۱ توبہ ........

۲ عبادت ........

۳ اللہ تعالیٰ کی حمد، شکر ........

۴ روزہ، دنیا سے بے تعلقی ........

۵ رکوع ........

۶ سجدہ ........

۷ امر بالمعروف ........

۸ نہی عن المنکر ........

۹ حدود اللہ کی پاسداری ........

## نو جامع صفات

"پھر آگے ان لوگوں کی نو "۹" صفات بیان فرماتا ہے یہ صفات اچھے اخلاق، روح کی نورانیت اور باہمی اصلاح کا عطر یعنی خلاصہ ہیں:

۱ اَلتَّآئِبُوْنَ: یعنی ہر قسم کی برائی جو بشریت (یعنی انسانی تقاضے) سے صادر ہو گئی اس سے توبہ کرنے والے


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

❷ اَلْعٰبِدُوْنَ: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے

❸ اَلْحٰمِدُوْنَ : اللہ تعالیٰ کی ہر حال میں حمد کرتے ہیں، جو کچھ اس نے عنایت کیا ہے اسی حالت میں اس سے خوش ہیں۔

❹ اَلسَّآئِحُوْنَ : روزہ رکھنے والے کیونکہ روزہ میں جب انسان خواہشوں کے دروازے بند کر لیتا ہے تو اس پر معارف کے دروازے کھل جاتے ہیں پھر وہ اس میں عالم جلال کی سیر کرتا ہے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے لیے سفر کرنے والے ہیں طلب علم یا جہاد کے لیے یا ہجرت کے لئے۔ مأخوذ من السیاحة

❺ ❻ رکوع اور سجدہ کرنے والے، نماز پڑھنے والے۔ ❼ ❽ صرف اپنی تکمیل پر بس کرنے والے نہیں بلکہ اوروں کو بھی اس میں شریک کرنے والے یعنی بھلی باتوں کا حکم دینے والے، بری باتوں سے منع کرنے والے۔

❾ اَلْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ : ہر معاملہ میں احکام الٰہی کی رعایت رکھنے والے اس میں ہزاروں باتیں آ گئیں"۔ (حقانی، تسہیل)

## یہ شرطیں نہیں صفات ہیں

کئی مفسرین حضرات کی رائے یہ ہے کہ اس آیت کا تعلق پچھلی آیت کے ساتھ ہے اور یہ نو چیزیں مجاہدین کے لیے بطور شرط نہیں ہیں کہ ان کے بغیر پچھلی آیت میں کیا گیا جنت کا وعدہ پورا نہ ہو بلکہ یہ "اوصاف تکمیل" ہیں کہ مجاہدین کو چاہئے کہ خود کو کامل بنانے کے لیے ان صفات کو اختیار کریں تو اس سے ان کا مقام بھی بڑھے گا، اجر و ثواب بھی بڑھے گا اور انہیں جہاد پر استقامت بھی نصیب ہو گی۔

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

"ان صفات کی قید لگانے کا یہ مطلب نہیں کہ بدوں (یعنی بغیر) ان صفات کے جہاد کا ثواب نہیں ملتا، کیونکہ نصوص کثیرہ میں صرف جہاد پر بشارات وارد ہیں البتہ ایمان شرط ضروری ہے بلکہ مطلب (ان صفات کی قید لگانے کا) یہ ہے کہ ان سب کے اجتماع پر ثواب اور فضیلت میں اور (زیادہ) کثرت اور قوت ہو جاتی ہے تا کہ نرے (یعنی صرف) جہاد پر نہ بیٹھ جاویں بلکہ ان عبادات کو بھی ہمیشہ بجا لاویں۔ (بیان القرآن)

پس اگر مجاہدین چاہتے ہیں کہ ان کو جہاد پر قوت ملے اور وہ اس سودے کو جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے ٹھیک طرح سے نباہ سکیں تو وہ ان اوصاف کو اختیار کرنے میں خوب محنت اور ہمت سے کام لیں۔

## مجاہدین کے لیے بہترین اصلاحی نصاب

اس آیت کا تعلق اگر پچھلی آیت سے ہو جیسا کہ کئی مفسرین حضرات کا فرمان ہے تو پھر اس آیت میں مجاہدین کے لیے ایک جامع اصلاحی نصاب بیان فرمایا گیا ہے۔ پس مجاہدین اس نصاب کو خود پر نافذ کریں اور اپنی جماعتوں اور تنظیموں میں اس نصاب کی پابندی کرائیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## آیت کی تفسیر میں دوسرا قول

بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت پچھلی آیت کے ساتھ جڑی ہوئی نہیں ہے بلکہ یہ جملہ مستانفہ (یعنی نیا اور مستقل جملہ) ہے۔

وآیة ان اللّٰه اشترٰی مستقلة بنفسها لم یشترط فیها شیء سوی الایمان فیندرج فیها کل مؤمن قاتل لتکون کلمة اللّٰه هی العلیاء وان لم تکن فیه هذه الصفات. (البحر المحیط)

پس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ ایمان کو کامل بنانے والی صفات ہیں پس ہر مؤمن کو چاہئے کہ وہ ان صفات میں سبقت کرے تاکہ ایمان کا اونچا مقام پا سکے اور جو ان صفات کو اختیار کرے گا اس کے لیے جنت ہے اگرچہ وہ جہاد میں نہ نکلا ہو مگر شرط یہ ہے کہ اسے جہاد کے ساتھ دشمنی اور عناد بھی نہ ہو اور نہ اس نے ترک جہاد کا پکا ارادہ کر رکھا ہو (یہ اس وقت ہے جب جہاد فرض عین نہ ہوا ہو)۔

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

انها اوصاف الکملة من المؤمنین، ذکرها اللّٰه لیستبق الیها اهل التوحید حتی یکونوا فی اعلی مرتبة وقال الزجاج: الذی عندی ان قوله: اَلتَّائِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ رفع بالابتداء وخبره مضمر، ای التائبون العابدون الی آخر الآیة. لهم الجنة ایضا وان لم یجاهدوا، اذا لم یکن منهم عناد وقصد الی ترک الجهاد، لان بعض المسلمین یجزی عن بعض فی الجهاد. (القرطبی)

یعنی مجاہدین کے لیے تو صرف جہاد پر ہی جنت کا وعدہ ہے جبکہ باقی مؤمنین کے لیے ان صفات کو اختیار کرنے پر جنت کا وعدہ ہے بشرطیکہ وہ جہاد کی مخالفت نہ کریں اور ترک جہاد کا قصد نہ کریں۔ یعنی فرض عین ہو جانے کی صورت میں نکلنے کے لیے تیار رہتے ہوں۔

## اَلسَّآئِحُوْنَ

حضرت شاہ صاحبؒ اَلسَّآئِحُوْنَ کا ترجمہ کرتے ہیں "بے تعلق رہنے والے" اور اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:
بے تعلق رہنا "روزہ" ہے یا "ہجرت" ہے یا دل نہ لگانا دنیا کے مزوں میں۔ (موضح القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَۃُ التَّوْبَۃِ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا

پیغمبر اور مسلمانوں کو یہ بات مناسب نہیں کہ مشرکوں کے لئے بخشش کی دعا کریں اگرچہ وہ

اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾

رشتہ دار ہی ہوں جب کہ ان پر یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ جہنمی ہیں۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ

اور ابراہیم کا اپنے باپ کیلئے بخشش کی دعا کرنا ایک وعدہ کے سبب سے تھا جو وہ اس سے کر چکے تھے

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ

پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے بے شک ابراہیم بڑے نرم دل

حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ

تحمل والے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ کسی قوم کو صحیح راستہ بتلانے کے بعد گمراہ کر دے جب تک ان پر واضح

لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

نہ کر دے وہ چیز جس سے انہیں بچنا چاہیے بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

### خلاصہ

❶ ایمان والوں نے جب اپنی جان اور مال اللہ تعالیٰ کے پاس بیچ دیا ہے تو ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ تنہا اسی کے ہو کر رہیں اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے محبت اور مہربانی کا کوئی تعلق نہ رکھیں، یہاں تک کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے لیے جو کفر و شرک پر مر چکے ہیں استغفار بھی نہ کریں۔ جو اللہ تعالیٰ کا باغی ہے وہ مسلمانوں کا دوست کس طرح سے ہو سکتا ہے؟؟ اگرچہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

❷ باقی رہا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے والد کے لیے استغفار کرنا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اس سے استغفار کا وعدہ کر لیا تھا۔ پھر جب وہ کفر پر مر گیا اور یہ بات یقینی ہو گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دشمنی پر مرا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے بیزاری کا اعلان کر دیا اور اس کے لیے استغفار کرنا بند کر دیا۔ بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے نرم دل اور متحمل مزاج تھے۔

❸ اب تک جو مسلمان اپنے مشرک آباء و اجداد کے لیے استغفار کرتے رہے ہیں تو ان کی اس بات پر اللہ تعالیٰ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی طرف سے کوئی پکڑ نہیں ہوگی کیونکہ پہلے اس سے صراحۃً منع نہیں کیا گیا تھا۔ پکڑ تو ان کاموں پر ہوتی ہے جن کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے واضح ممانعت کردی گئی ہو۔

## یہ جہاد کے لیے ذہن سازی ہے

تفسیر حقانی میں ہے:

"جہاد میں چونکہ مخالفین یگانہ (یعنی اپنے) لوگ تھے ان سے لڑنا شاق تھا اس لئے اوّل ان سے بے زاری ظاہر کرکے یہاں ان کے لیے استغفار سے بھی منع کرتا ہے"۔ (تفسیر حقانی)

## کفار سے برأت اور قطع تعلق

تفسیر کبیر اور بیان القرآن میں ہے کہ:

ان آیات کا تعلق کفار کے ساتھ اس اعلان براءۃ سے ہے جو اس سورۃ مبارکہ کے شروع میں ہوا تھا اور اسی پر جہاد کا حکم ہوا تھا اب بتایا جاتا ہے کہ یہ بیزاری، قطع تعلق اور مخالفت صرف زندگی ہی میں نہیں بلکہ ان کے مرنے کے بعد بھی تمہارے دلوں میں ان کے لیے کوئی نرمی نہیں آنی چاہیے خواہ وہ تمہارے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

بیان القرآن میں ہے:

زیادہ تر حصہ سورت کا تبری من الکفار میں ہے چنانچہ آغاز کیا گیا بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ سے اور جہاد کا حکم ہوا۔ یہ سب معاملات متعلق حیات کے تھے آگے اسی تبری کی تاکید کے لیے کفار کے واسطے استغفار کرنے سے نہی ہے جو کہ متعلق مابعد الموت کے ہے۔ (بیان القرآن)

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

شروع سورۃ سے یہاں تک ارشاد فرمایا گیا کہ کفار و منافقین سے مسلمانوں کو ہر طرح کا قطع تعلق کرنا واجب ہے۔ اب اس آیت میں فرمایا جارہا ہے کہ ان کے مرنے کے بعد بھی ان سے براءت یعنی بے زاری اور قطع تعلق واجب ہے اگرچہ بہت قریبی رشتہ داری کیوں نہ ہوں۔

اعلم انه تعالیٰ لما بین من اوّل هذه السورة الی هذا الموضع وجوب اظهار البراءة عن الکفار والمنافقین من جمیع الوجوه بین فی هذه الآیة انه تجب البراءة عن امواتهم وان کانوا فی غایة القرب من الانسان۔ (کبیر)

## اتمام حجت سے پہلے گمراہ نہیں کرتا

"آیت ۱۱۵" میں سمجھایا گیا کہ اتمام حجت اور اظہار حق سے پہلے اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا، گمراہی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے احکام صاف کھول کر بیان کرچکا پھر اس پر عمل نہ کیا جائے، گویا اشارہ کردیا کہ جو لوگ ممانعت سے قبل مشرکین کے لیے استغفار کرچکے ہیں ان پر مواخذہ نہیں لیکن اب اطلاع پانے کے بعد ایسا کرنا گمراہی ہے۔ (عثمانی تسہیل)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

سُورَةُ التَّوْبَة مَدَنِيَّة آیت ۱۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ ہی کی سلطنت ہے وہی جلاتا اور مارتا ہے اور

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾

اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں۔

### خلاصہ

ایمان والوں کے لیے قتال فی سبیل اللہ کی ترغیب ہے کہ وہ مشرکین اور کفار کے خلاف قتال کریں اور اللہ تعالیٰ جو آسمان وزمین کا مالک ہے اس کی نصرت پر بھروسہ رکھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا یار ومددگار ہے۔ (ابن کثیر)

### مسلمانوں کو کافروں کی ضرورت نہیں

پچھلی آیات میں مسلمانوں کو کافروں سے براءت اور قطع تعلق کا حکم دیا گیا تو سوال یہ اٹھتا ہے کہ جب تو مسلمان اکیلے رہ جائیں گے تو اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ نہیں اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے۔ تفسیر الفرقان میں ہے:

"اور مسلمانوں کو ان کی امداد کی ضرورت نہیں وہ اس خدا پر اعتماد کیے ہوئے ہیں جو زمین وآسمان کا مالک ہے اور جس کے ہاتھ میں موت وحیات کا رشتہ ہے، وہ مسلمانوں کو بہت جلد خلافت کبریٰ تک پہنچا دے گا اور اگر ان کی استعداد میں کچھ کمی ہوئی تو اس کو پورا کر دے گا"۔ (تفسیر الفرقان)

### جہاد کی ترغیب

قال ابن جریرؒ هذه تحريض من الله تعالى لعباده المؤمنين في قتال المشركين وملوك الكفر وان يثقوا بنصر الله مالك السموت والارض ولا يرهبوا من اعدائه فانه لا ولي لهم من دون الله ولا نصير لهم سواه. (ابن كثير)

"حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر (ص۔۳۹۶ ج۔۲) پر ابن جریر سے نقل کیا ہے کہ آخر میں یہ جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی یار ومددگار نہیں، اس میں اہل ایمان کو ترغیب ہے کہ مشرکین اور رؤساء کفر سے قتال کرو اور اللہ تعالیٰ کی مدد کا یقین رکھو اسی پر بھروسہ کرو اور اس کے دشمنوں سے نہ ڈرو، اللہ تعالیٰ تمہارا ولی اور مددگار ہے"۔ (انوار البیان)

### اللہ تعالیٰ ہی تمہارا سب کچھ ہے

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ سے چند باتیں سمجھ میں آتی ہیں:

1. جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کافروں سے براءۃ یعنی قطع تعلق کا حکم فرمایا تو اس آیت میں بتا دیا کہ زمین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وآسمان کی بادشاہت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، تو جب اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے تو یہ کافر تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

❷ جب مسلمانوں کو کفار سے قطع تعلق کا حکم ملا تو گویا کہ بعض مسلمانوں نے کہا کہ اب تو ہم اپنے قریبی رشتہ داروں (بھائی، بیٹے والد تک) سے نہیں جڑ سکیں گے تو اس آیت میں سمجھا دیا کہ اگر چہ تم اپنے ان قریبی رشتہ داروں کی مدد اور تعاون سے محروم ہوئے ہو مگر اللہ تعالیٰ جو آسمان وزمین اور زندگی، موت کا مالک ہے وہ تمہارا مددگار ہے، تو ان کفار کا تم سے کٹ جانا تمہارے لئے کچھ نقصان دہ نہیں ہے۔

❸ جب اللہ تعالیٰ نے ان مشکل احکامات (قطع تعلق اور جہاد وغیرہ) کا حکم دیا تو گویا کہ اس آیت میں سمجھا دیا کہ تم پر میرا حکم ماننا لازم ہے کیونکہ میں تمہارا معبود ہوں اور تم میرے بندے ہو۔ (مفہوم تفسیر کبیر)

## نکتہ

ارشاد فرمایا کہ (اے مسلمانو) اللہ تعالیٰ کے سوا نہ تمہارا کوئی یار ہے نہ مددگار...... یہ بہت عجیب حکمت سمجھائی کہ جب تم مسلمان ہو گئے اور سچے مسلمان بن گئے تو اب زمانے بھر کے کافر تمہارے دشمن ہو جائیں گے اور وہ کبھی بھی تمہارا غلبہ، تمہاری عزت اور تمہاری ترقی برداشت نہیں کریں گے، اس لئے تم ان سے دوستیاں یاریاں کر کے خود کو دھوکے میں نہ ڈالو، وہ اوپر اوپر سے تمہارے ہمدرد بن کر تم میں گھسیں گے تا کہ تمہیں نقصان پہنچا سکیں، اس لئے ہوشیار رہو اور دین کے ہر دشمن سے اعلان براءۃ کرو، جہاد کے میدان میں ثابت قدم رہو اور ایک اللہ تعالیٰ کی نصرت پر بھروسہ رکھو، کیونکہ اس کے علاوہ تمہارا کوئی حقیقی یار و مددگار نہیں ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچو

”اللہ تعالیٰ تو زمین وآسمان کا بادشاہ ہے اس لئے اس کے حکم کی تعمیل کو فرض اہم سمجھا جائے۔ اور اگر خدائے تعالیٰ ناراض ہو تو پھر کوئی مددگار نہیں مل سکے گا“۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَكِّيَّةٌ آیت ۱۱۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ

اللہ تعالیٰ نے نبی کے حال پر رحمت سے توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے

فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ

ایسی تنگی کے وقت میں نبی کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے بعض کے دل پھر جانے کے قریب

مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

تھے پھر اپنی رحمت سے ان پر توجہ فرمائی بیشک وہ ان پر شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

### خلاصہ

(از بیان القرآن)

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حال پر توجہ فرمائی (یعنی خوب مہربانی فرمائی) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت اور امامت جہاد اور تمام خوبیاں عطاء فرمائیں اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی توجہ فرمائی کہ ان کو ایسی مشقت کے جہاد میں ثابت قدم رکھا جنہوں نے ایسے تنگی کے وقت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اس کے بعد کے ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا اور وہ جہاد میں جانے سے ہمت ہارنے کو تھے مگر پھر اللہ تعالیٰ نے اس گروہ کے حال پر توجہ فرمائی کہ ان کو سنبھال لیا اور آخر ساتھ ہو ہی لیے۔ پس بلاشبہ اللہ تعالیٰ سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے کہ اپنی مہربانی سے ہر ایک کے حال پر کس کس طرح سے توجہ فرمائی۔ (بیان القرآن تسہیل)

### توبہ کا ایک معنی اللہ تعالیٰ کا فضل

"اللہ تعالیٰ کا فضل فرمانا، توبہ کی توفیق دینا، توبہ کو قبول فرمانا، معاملہ میں آسانی فرما دینا، تاب اللہ علیہ ان سب کو شامل ہے۔

قال صاحب القاموس تاب الله عليه، وفقه للتوبة ورجع به من التشديد الى التخفيف او رجع عليه بفضله وقبوله وهو توّاب على عباده

صاحب قاموس کہتے ہیں تاب اللہ علیہ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے توبہ کی توفیق دی اور اس سے سختی کو ہٹا کر آسانی کر دی یا اپنے فضل وقبولیت کے ساتھ اس پر توجہ فرمائی اور وہ اپنے بندوں کے لیے تواب ہے۔

لفظ تَابَ کا جو ترجمہ اوپر کیا گیا ہے اس میں اسی مفہوم کو سامنے رکھا گیا ہے۔ لہٰذا اب یہ اشکال نہ رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان مہاجرین اور انصار سے کون سا گناہ ہوا تھا جنہوں نے غزوہ تبوک میں شرکت کی اور گناہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کی وجہ سے توبہ کی اور وہ توبہ قبول ہوئی، تَابَ کے مفہوم میں فضل فرمانا۔ معاملہ میں آسانی دینا، توبہ کی توفیق فرمانا یہ سب سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے تاب کا ایک عام ترجمہ کر دیا گیا ہے (کہ اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی)۔" (انوار البیان)

## جہاد میں شمولیت اور اس پر استقامت اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر خاص توجہ اور مہربانی فرمائی کہ ان کو جہاد میں نکالا پھر جب حالات کی سختی کی وجہ سے ان کے دلوں میں وساوس آنے لگے اور پیچھے ہٹنے کا خیال آنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے پھر خاص توجہ اور مہربانی فرمائی اور ان کو جہاد پر استقامت نصیب فرما دی پس اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

1. جو لوگ جہاد میں نکلے ہوئے ہیں اور ڈٹے ہوئے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی بڑی مہربانی ہے وہ اس کا شکر ادا کریں
2. جو لوگ جہاد سے محروم ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں اور خاص مہربانی کا سوال کریں وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ایثار و فدا کاری کا عجیب جذبہ

"مشکل گھڑی سے مراد "غزوۂ تبوک" کا زمانہ ہے جس میں کئی طرح کی مشکلات جمع تھیں۔ سخت گرمی، طویل مسافت، کھجور کا موسم، اس زمانہ کی عظیم الشان سلطنت کے مقابلہ پر فوج کشی، پھر ظاہری بے سروسامانی ایسی کہ ایک ایک کھجور روزانہ دو دو سپاہیوں پر تقسیم ہوتی تھی، اخیر میں یہ نوبت پہنچ گئی کہ بہت سے مجاہدین ایک ہی کھجور کو یکے بعد دیگرے چوس کر پانی پی لیتے تھے۔ پھر پانی کے فقدان سے اونٹوں کی آلائش نچوڑ کر پینے کی نوبت آ گئی۔ سواری کا اتنا قحط کہ دس دس آدمی ایک ایک اونٹ پر اترتے چڑھتے چلے جا رہے تھے، یہی وہ جذبہ ایثار و فدا کاری تھا جس نے مٹھی بھر جماعت کو تمام دنیا کی قوموں پر غالب کر دیا۔ فللہ الحمد والمنہ۔

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ خدا کی مہربانیاں پیغمبر علیہ السلام پر بے شمار ہیں اور آپ ﷺ کی برکت سے مہاجرین وانصار پر بھی حق تعالیٰ کی مخصوص توجہ اور مہربانی رہی ہے کہ ان کو ایمان وعرفان سے مشرف فرمایا۔ اتباع نبوی، جہاد فی سبیل اللہ اور عزائم امور سرانجام دینے کی ہمت وتوفیق بخشی، پھر ایسے مشکل وقت میں جبکہ بعض مومنین کے قلوب بھی مشکلات اور صعوبتوں کا ہجوم دیکھ کر ڈگمگانے لگے تھے اور قریب تھا کہ رفاقت نبوی ﷺ سے پیچھے ہٹ جائیں۔

حق تعالیٰ نے دوبارہ مہربانی اور دستگیری فرمائی کہ ان کو اس قسم کے خطرات ووساوس پر عمل کرنے سے محفوظ رکھا اور مومنین کی ہمتوں کو مضبوط اور ارادوں کو بلند کیا۔" (تفسیر عثمانی)

## پیاس سے کرتے تھے گرتے کیسے کیسے

قرطبی، ابن کثیر اور دیگر مفسرین حضرات نے یہ روایت بیان فرمائی ہے:

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ تنگی کی وہ کیا گھڑی تھی جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک کی طرف روانہ ہوئے، سخت گرمی کا زمانہ تھا ایک منزل پر


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اترے تو ہمیں سخت پیاس لگی۔ پیاس کی شدت کا یہ عالم تھا کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ ہماری گردنیں ابھی کٹ کر گر پڑیں گی۔ اگر کوئی شخص قضائے حاجت کے لیے بھی جاتا تو واپس آنے میں پیاس کی شدت کی وجہ سے یہ سمجھ لیتا کہ میری گردن کٹ کر گر جانے والی ہے، پیاس کی شدت کی وجہ سے بعض اشخاص نے یہاں تک کیا کہ اونٹ کو ذبح کر کے اس کی اوجھری کو نچوڑ کر پیا اور تراوٹ حاصل کرنے کے لیے اسے اپنے پیٹ پر رکھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعاء کا عمل عطاء فرمایا ہے آپ اللہ تعالیٰ سے دعاء کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک ہاتھ اٹھائے اور دعاء کی۔ ابھی آپ نے ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ بارش ہونی شروع ہوگئی اور خوب بارش ہوئی۔ جس سے حاضرین نے اپنے سارے برتن بھر لیے، پھر ہم نے آگے بڑھ کر دیکھا کہ بارش کہاں تک ہے تو معلوم ہوا کہ وہ لشکر کی حدود سے آگے نہیں بڑھی۔ (ذکرہ الہیثمی فی مجمع الزوائد ص۱۴۹ ج۲ وقال رواہ البزاز والطبرانی فی الاوسط ورجال البزاز ثقات)

## شیطان کا ایک بڑا حربہ

جہاد میں جب مشکل حالات آجائیں تو شیطان دلوں میں خوب وسوسہ ڈالتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کہاں ہے؟...... اگر ہم سچے ہوتے تو اتنی مشکلات ہم پر کیوں پڑتیں؟ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جہاد برحق ہوتے تو اللہ تعالیٰ فوراً مدد فرماتا (نعوذ باللہ)۔ غزوہ تبوک کے موقع پر حالات بہت ہی زیادہ سخت تھے ان حالات میں بعض لوگوں کے دلوں میں وسوسے کا آجانا لازمی تھا۔ تب اللہ پاک نے ان پر توبہ یعنی مہربانی فرمائی اور ان کو تھام لیا۔

اس نکتے کی طرف حضرت شاہ صاحبؒ اور بعض دیگر مفسرین نے اشارہ فرمایا ہے، ملاحظہ فرمایئے جلالین، روح المعانی، موضح القرآن۔

## حضرات صحابہ کرام بار بار رحمت کے مستحق

”اس کرۂ ارضی کی پشت پر بہترین لوگ وہ ہیں جنہوں نے سخت تکلیف کے زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا، غزوۂ تبوک کے واقعات کو یاد کیجئے جس کو مسلمانوں کی غربت کی وجہ سے جیش العسرۃ اور غزوۃ العسرۃ بھی کہتے ہیں، قتادہؒ کہتے ہیں کہ سامان خوراک کی یہ کیفیت تھی کہ دو دو صحابہ میں ایک کھجور تقسیم ہوتی تھی اور بعض اوقات یہاں تک نوبت پہنچی کہ صرف گٹھلی چوسنے پر قناعت کرنی پڑی، دوران سفر میں ایک جگہ پانی ختم ہوگیا، قریب تھا کہ لوگ اونٹ ذبح کریں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دربار رسالت میں دعاء کے لیے عرض کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت دعاء کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اس قدر پانی برسا کہ سب سیراب ہوگئے۔ ثم ذھبنا ننظر فلم نجدھا تجاوزت العسکر پھر ہم یہ دیکھنے کو لشکر سے باہر گئے کہ کہاں تک بارش ہوئی ہے تو دیکھا کہ لشکر سے باہر اس کا اثر تک نہ تھا، ان حالات میں جن لوگوں نے ساتھ دیا وہ یقیناً بار بار رحمت کے مستحق ہیں“۔ (تفسیر الفرقان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## برحق جہاد میں بھی مشکلات آتی ہیں

اس طرح کی آیات اور غزوۂ تبوک کے پورے بیان سے یہ سبق بار بار ملتا ہے کہ وہ جہاد جو بالکل برحق اور خالص شرعی ہو اس میں بھی تکلیفیں، مشقتیں اور پریشانیاں آتی ہیں، یہ سبق ذہن میں رہے تو بہت سے اشکالات ختم ہو سکتے ہیں، غزوۂ تبوک میں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود کمان اور قیادت فرما رہے تھے اور ساتھ ساتھ مشکلات اور تکلیفیں بھی آرہی تھیں...... تو کیا یہاں اللہ تعالیٰ کی نصرت موجود نہیں تھی؟ بے شک موجود تھی مگر اللہ تعالیٰ کی نصرت مختلف رنگوں اور صورتوں میں نازل ہوتی ہے۔ مثلاً کبھی اسباب کی فراوانی کی صورت میں اور کبھی صبر و استقامت نازل کرنے کی صورت میں۔ یہاں نصرت کا رنگ یہ تھا کہ اللہ پاک نے اس قدر تکلیفوں کے باجود ان کو ثابت قدم رکھا اور اپنے راستے پر ان کو چلاتا رہا اور ہر قدم پر ان کو اجر و رحمت سے نوازتا رہا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۱۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ

اور ان تینوں پر بھی جن کا معاملہ ملتوی کیا گیا یہاں تک کہ جب ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے تنگ

بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ

ہوگئی اور ان کی جانیں بھی ان پر تنگ ہوگئیں اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی پناہ نہیں سوا اسی کی طرف

اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

آنے کے پھر اپنی رحمت سے ان پر متوجہ ہوا تاکہ وہ توبہ کریں بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

### خلاصہ

اور اللہ تعالیٰ نے ان تین شخصوں کے حال پر بھی مہربانی فرمائی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب ان کی پریشانی اس حد تک پہنچ گئی کہ زمین باوجود کشادہ ہونے کے ان پر تنگ ہوگئی اور وہ خود اپنی جان سے بھی تنگ آگئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے انہیں کہیں پناہ نہیں مل سکتی سوائے اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے، اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ کے قابل ہوگئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے حال پر خاص مہربانی فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی ہر معصیت اور معصیت کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع رہا کریں بے شک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ (بیان القرآن تسہیل)

### یہ تینوں انصاری صحابہ تھے

اخر الرسول صلى الله عليه وسلم امرهم وهم كعب بن مالك، مرارة بن ربيعة العامرى وهلال بن امية الواقفى وكلهم من الانصار

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تین حضرات کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر ملتوی رکھا تھا وہ حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت مرارہ بن ربیعؓ اور حضرت ہلال بن امیہؓ تھے یہ سب انصاری صحابی تھے۔ (قرۃ العینین)

### جہاد سے رہ جانا مؤمن کی شان نہیں

یہ تینوں مخلص اور پرانے صحابی تھے، غزوۂ تبوک سے رہ گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ قطع تعلق کا حکم فرمایا۔ ان حضرات نے کوئی بہانے اور کوئی تاویلیں پیش نہیں کیں اور نہ اپنی ماضی کی قربانیوں کو جتلایا اور نہ ہی انہوں نے یہ کہا کہ جہاد تو کئی قسم کا ہوتا ہے اور جہاد کا لفظ جہد سے مشتق ہے اور اس میں ہر طرح کی محنت شامل ہے اور ہر طرح کی دینی محنت کرنے سے فریضۂ جہاد ادا ہو جاتا ہے۔ بلکہ ان حضرات نے ندامت کا اظہار کیا،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

سچے دل سے توبہ کی، جب ان کو سزا دی گئی تو انہوں نے اس سزا کو قبول کیا اور برابر اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑ گڑاتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر مہربانی فرمائی، اور توبہ قبول فرمالی۔ اس میں مسلمانوں کے لیے بہت بڑا سبق ہے کہ وہ جہاد کے بارے میں اپنا نظریہ اور عمل ٹھیک کریں، ضد اور تاویلات سے کام نہ لیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## دو مناظر

پیچھے غزوہ تبوک کے بیان میں ان تین حضرات کا واقعہ گزر چکا ہے یہاں صرف اس واقعہ کے دو مناظر بیان کیے جارہے ہیں:

"حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اس مقاطعہ کے زمانہ میں ایک یہ واقعہ پیش آیا کہ میں اپنے چچازاد بھائی ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا جن سے مجھے بہ نسبت اور لوگوں کے سب سے زیادہ محبت تھی، میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا اے ابوقتادہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں، یہ سن کر وہ خاموش ہوگئے میں نے پھر اپنی بات دہرائی اور ان کو قسم دلائی وہ پھر خاموش ہوگئے، میں نے پھر اپنی بات دہرائی اور ان کو قسم دلائی تو انہوں نے اتنا کہہ دیا اللہ ورسوله اعلم (اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جاننے والا ہے) یہ بات سن کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور میں واپس ہوگیا اور دیوار پھاند کر چلا آیا۔

اور دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ میں مدینہ منورہ کے بازار میں جارہا تھا کہ شام کے کاشتکاروں میں سے ایک شخص جو غلہ بیچنے کے لیے مدینہ منورہ آیا ہوا تھا، لوگوں سے پوچھ رہا تھا کہ کعب بن مالک کون شخص ہے؟ لوگ میری طرف اشارے کرنے لگے وہ میرے پاس آیا اور غسان کے بادشاہ کا ایک خط مجھے دیا، جس میں لکھا تھا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تمہارے آقا نے تمہارے ساتھ سختی کا معاملہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں گرا پڑا آدمی نہیں بنایا، لہٰذا تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہاری دلداری کریں گے۔ یہ خط پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ایک اور آزمائش سامنے آگئی۔ میں نے اس خط کو لیکر تنور میں جھونک دیا" (انوار البیان بحوالہ صحیح بخاری)

## اس واقعہ کے اسباق

حضرات مفسرین نے اس واقعہ کی روشنی میں مسلمانوں کے لیے کئی اسباق اور مسائل ذکر فرمائے ہیں، ان میں سے چند ایک ملاحظہ فرمائیں:

## اسلامی حکومت کا نظم وضبط اور صحابہ کرام کی اطاعت

"(اس واقعہ میں) سزا کیسے کیسے اکابر وابرار کو ملی اور خود ان ابرار واکابر نے اسے کس طرح خوشی خوشی انگیز (یعنی قبول) کیا یہ معنی ہیں نظام حکومتِ الٰہی میں ڈسپلن یا اطاعت کے"۔ (ماجدی)

## سچ میں کامیابی جھوٹ میں ذلت

ان مخلص مسلمانوں نے سچ بولا تو توبہ قبول ہوگئی، منافق جھوٹ بول کر تباہ ہوئے، پس جو شخص اپنے اکابر اور متعلقین سے جھوٹ بولے چند دن ممکن ہے اس کا جھوٹ چل جائے لیکن پھر پول کھل جاتا ہے اور ذلت کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔

## دینی معاملات کی وجہ سے مقاطعہ جائز ہے

عام طور پر کسی مسلمان سے تین دن سے زائد مقاطعہ جائز نہیں ہے لیکن اگر دینی کوتاہی کا معاملہ ہو تو امیر المومنین اگر مناسب جانے تو بعض افراد کے بارے میں مقاطعہ کا فیصلہ کر سکتا ہے۔

## جڑے رہنا چاہیے

حضرت کعب بن مالک مسجد بھی آتے رہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام بھی پیش کرتے رہے، یہ نہیں سوچا کہ وہ روٹھے تو ہم بھی روٹھ جائیں جیسا کہ ان لوگوں کا طریقہ ہوتا ہے جن کا تعلق اصلی نہ ہو۔

## خاندان اور قبیلے کی حیثیت

آج کل کوئی شخص بھی سزا کا مستحق ٹھہرے تو کچھ لوگ اس کے ہمدرد بن کر مسلمانوں میں تفریق کا باعث بن جاتے ہیں۔ جبکہ ان حضرات کے قریبی رشتہ داروں اور اہل قبیلہ نے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے اپنی قرابت داری کو کوئی حیثیت نہیں دی اور ان تینوں کو اکیلا چھوڑ دیا۔

## دینی نعمتوں پر خوشی اور مبارکباد

جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو حضرات صحابہ کرام نے بڑھ چڑھ کر ان کو مبارکباد دی اور جوق در جوق ان سے ملاقات کرتے رہے، معلوم ہوا کہ دینی نعمتوں کے ملنے پر مبارکباد دینی چاہیے۔ (مفہوم انوار البیان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُورَۃُ التَّوْبَۃِ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۱۱۹

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

### خلاصہ

❶ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد کی طرف بلائیں تو فوراً حاضر ہوں اور پیچھے نہ رہیں۔

❷ اور جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے ساتھ نکلا کرو، یہ "صادقین" (یعنی سچے) ہیں اور منافقین کے ساتھ گھروں میں نہ بیٹھے رہا کرو۔

### شانِ نزول

اس آیت سے پچھلی دو آیتوں میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے دو ساتھیوں کی توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے، صحیح بخاری میں ہے کہ یہ آیت بھی انہی آیات کے ساتھ نازل ہوئی، حضرت کعبؓ اور ان کے ساتھیوں نے سچ بولا اور سچ ہی کی وجہ سے نجات ہوئی۔ (مفہوم انوار البیان)

### ربط

امام رازیؒ فرماتے ہیں:

جب ان تین صحابہ کرام کی توبہ قبول ہونے کا ذکر فرمایا تو اس آیت میں تنبیہ فرما دی کہ آئندہ ماضی والی غلطی نہیں ہونی چاہئے اور وہ غلطی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں نہ نکلنا، پس اس سے روکا جا رہا ہے۔

واعلم انہ تعالیٰ لما حکم بقبول توبۃ ھؤلاء الثلاثۃ ذکر مایکون کا الزاجر عن فعل ما مضیٰ وھو التخلف عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجہاد۔ (تفسیر کبیر)

### آیت مبارکہ کے جہادی احکامات

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں:

یہاں تقویٰ کی اوّلین مراد جہاد کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ درست معاملہ رکھنا ہے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر نکلنا چاہئے)

اِتَّقُوا اللّٰہَ ویدخل فیہ المعاملۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی امر المغازی دخولاً اولیاً ایضاً (روح المعانی)

www.KitaboSunnat.com

امام رازیؒ اس آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ﴾ فی مخالفة امر الرسول ﴿وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ یعنی مع الرسول واصحابه فی الغزوات، ولا تکونوا متخلّفین عنها وجالسین مع المنافقین فی البیوت

یعنی اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کرنے کے بارے میں۔ اور سچوں کے ساتھ رہو یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے ساتھ غزوات میں شریک رہو اور جہاد سے پیچھے رہنے والے اور منافقین کے ساتھ گھروں میں بیٹھنے والے نہ ہو۔ (تفسیر کبیر)

## غزوہ تبوک میں سرزد ہونے والی غلطی آئندہ نہ ہونے پائے

حضرت لاہوریؒ بھی امام رازیؒ کی تفسیر سے اتفاق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اے مسلمانو! تمہیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے اور ہر وقت حق پرستوں کا ساتھ دینا چاہئے، غزوہ تبوک میں بعض لوگوں نے جو ساتھ نہیں دیا تھا وہ غلطی آئندہ نہ ہونے پائے۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## آیت مبارکہ کے مضامین

❶ اس آیت مبارکہ میں "تقویٰ" کا حکم دیا گیا جو قرآن پاک کے اہم احکامات میں سے ایک ہے، کئی مفسرین حضرات نے "تقویٰ" پر مختصر تقریر فرمائی ہے۔

❷ ﴿الصَّادِقِينَ﴾ سچے کون ہیں؟ اس پر حضرات مفسرین نے کئی اقوال ذکر فرمائے ہیں۔

❸ ﴿مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ سچوں کے ساتھ رہو یا سچوں میں سے ہو۔ آیت مبارکہ میں دونوں معنیٰ کی گنجائش ہے۔ حضرات مفسرین نے اس پر بھی لکھا ہے۔

❹ سچ کی فضیلت اور جھوٹ کی مذمت کا مضمون اس آیت مبارکہ میں بیان ہوا ہے، حضرات مفسرین نے اس پر تفصیل سے لکھا ہے، ان تمام مضامین کے لیے ملاحظہ فرمائیے قرطبی، ابن کثیر، روح المعانی، تفسیر کبیر، انوار البیان وغیرہا

## ایک اصلاحی مضمون

صاحب انوار البیان نے اس آیت مبارکہ کی روشنی میں ایک جامع اصلاحی مضمون رقم فرمایا ہے، مجاہدین کرام کے افادے کے لیے یہ مضمون یہاں نقل کیا جا رہا ہے:

### اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور سچوں کے ساتھ ہو جانے کا حکم

اوپر کی دو آیتوں میں حضرت کعب بن مالکؓ اور ان کے دونوں ساتھیوں کی توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ یہ آیت بھی انہی آیات کے ساتھ نازل ہوئی۔ حضرت کعبؓ اور ان کے ساتھیوں نے سچ بولا اور سچ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہی کی وجہ سے نجات ہوئی (جس کا حدیث شریف میں ذکر ہے) اس آیت میں سچائی کی اہمیت اور ضرورت بتانے کے لئے عامۃ المسلمین کو حکم فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم قرآن مجید میں جگہ جگہ وارد ہوا ہے۔ اس آیت میں تقویٰ حاصل ہونے کا ایک طریقہ بتا دیا اور وہ یہ ہے کہ صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔ عربی میں صادق سچے کو کہتے ہیں اور سچائی کو صدق کہتے ہیں۔ دین اسلام میں صدق کی بہت بڑی اہمیت اور فضیلت ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی ایمان، اقوال اور اعمال سب میں ضرورت ہے۔ اس کی ضد کذب یعنی جھوٹ ہے۔ جھوٹ سے دین اسلام کو بہت سخت نفرت ہے اور اس کی شدید ممانعت ہے۔

مومن بندہ پر لازم ہے کہ ان وعدوں میں سچا ہو جو وہ مخلوق سے کرتا ہے۔ بندوں کے ساتھ جو رہنا سہنا ہو اس میں بھی سچائی کو سامنے رکھے، اگر سچائی پیش نظر نہ رہی تو جھوٹ بولے گا اور دھوکہ دے گا۔ سورۃ زمر میں فرمایا:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾

(اور جو شخص سچ لے کر آیا اور سچ کی تصدیق کی سو یہ لوگ تقویٰ والے ہیں)

اس میں سچائی اختیار کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے اور انہیں صفتِ تقویٰ سے متصف بتایا ہے۔

سورۃ حجرات میں فرمایا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾

(بلاشبہ مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے شک نہیں کیا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا، یہ وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں)

اس میں یہ بتا دیا کہ ایمان میں سچائی ہونا لازم ہے۔ اگر دین کی کسی بات کو نہ مانا یا عقائد دینیہ کے کسی عقیدہ میں شک کیا تو گو یا وہ لوگوں کے سامنے بظاہر مسلمان ہونے کی وجہ سے مومن سمجھا جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں مومن نہ ہوگا کیونکہ اس کے ایمان میں سچائی نہیں ہے۔ پھر عملی طور پر بھی ایمان کے تقاضوں کو پورا کر کے دکھانا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مالوں سے، جانوں سے جہاد کریں اور یہ سب کچھ دل کی گہرائیوں سے پوری سچائی کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے نہ جان جانے کی پرواہ ہو نہ مال خرچ ہونے سے نفس میں کوئی خلش اور چبھن محسوس ہوتی ہو۔

جو بھی عمل کریں اس میں نیت کی سچائی ہو یعنی صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت ہو، بندوں کو معتقد بنانا، ان سے تعریف کروانا، اعمال صالحہ کے ذریعہ دنیا طلب کرنا اور شہرت کے لئے علم حاصل کرنا مقصود نہ ہو۔ جیسی عبادت مخلوق کے سامنے کرے جو خالص اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہو ایسی ہی عبادت تنہائی میں کرے۔ ایسا نہ کرے کہ لوگوں کے سامنے لمبی نماز اور اچھی نماز پڑھے اور تنہائی میں نماز پڑھے تو جلدی جلدی نمٹا دے، نہ رکوع سجدہ ٹھیک ہو نہ تلاوت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحیح ہو اور نہ خشوع و خضوع ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جب بندہ ظاہر میں نماز پڑھتا ہے اور اچھی نماز پڑھتا ہے پھر لوگوں سے علیحدہ ہو کر تنہائی میں نماز پڑھتا ہے تب بھی اچھی نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ھذا عبدی حقا کہ سچ مچ یہ میرا بندہ ہے (رواہ ابن ماجہ کمافی المشکوٰۃ ص ۴۵۵)

حضرت شیخ سعدیؒ نے گلستان میں ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک صاحب جو بزرگ سمجھے جاتے تھے اپنے ایک لڑکے کے ساتھ بادشاہ کے مہمان ہوئے، وہاں انہوں نے نماز لمبی پڑھی اور کھانا کم کھایا۔ جب گھر واپس آئے تو اہل خانہ سے کھانا طلب کیا۔ لڑکے نے کہا کہ ابا جان نماز بھی دوبارہ پڑھئے، کیونکہ جیسے وہاں کھانا کم کھانا اللہ تعالیٰ کیلئے نہ تھا ایسے ہی آپ کی نماز بھی اللہ تعالیٰ کے لئے نہ تھی۔

جب بندہ کہتا ہے کہ اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں اور إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کے الفاظ زبان سے ادا کرتا ہے تو اُسے ظاہر سے اور باطن سے اللہ تعالیٰ ہی کا بندہ بننا لازم ہے۔ زبان سے اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے کا دعویٰ اور عملی طور پر دنیا کا بندہ، خواہشوں کا بندہ، دینار اور درہم کا بندہ۔ یہ شان عبدیت کو زیب نہیں دیتا۔ دعوائے بندگی میں سچا ہونا لازم ہے۔

جب دعا کرے تو دعا میں بھی سچائی ہونی چاہیے یعنی جب یوں کہے کہ اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں تو پوری طرح متوجہ ہو کر حقیقی سوالی بن کر سوال کرے۔ زبان سے دعا کے الفاظ جاری ہیں لیکن دل غافل ہے اور یہ بھی پتہ نہیں کہ کیا مانگ رہا ہوں؟ یہ سچ اور سچائی کے خلاف ہے، جب اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا مانگے تو سچے دل سے حضور قلب کے ساتھ مغفرت طلب کرے۔ ایسا نہ ہو کہ زبان سے یوں کہہ رہا ہے کہ میں مغفرت چاہتا ہوں لیکن دل اور کہیں لگا ہوا ہے۔ یہ صدق اور سچائی کے خلاف ہے۔ اسی لیے حضرت رابعہ بصریہؒ نے فرمایا کہ استغفارنا یحتاج الی استغفار کثیر۔ کہ ہمارا استغفار کرنا بھی صحیح استغفار نہیں ہے، اس کے لیے بھی استغفار کی ضرورت ہے (ذکرہ ابن الجزری فی الحصن) اگر قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے اور سچی قسم کھائے آئندہ کسی عمل کے کرنے پر قسم کھائے تو قسم پورا کرے۔ (بشرطیکہ گناہ کرنے کی قسم نہ کھائی ہو) اسی طرح سے اگر کوئی نذر مانے تو وہ بھی پورا کرے (شرط اس میں بھی وہی ہے کہ گناہ کی نذر نہ ہو) جب کسی نیک کام کرنے کا ارادہ اور وعدہ کرے تو سچا کر دکھائے۔

حضرت انسؓ کے چچا انس بن نضر غزوہ بدر میں شریک ہونے سے رہ گئے تھے اس کا انہیں بہت رنج ہوا، کہنے لگے کہ افسوس ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار مشرکین سے جنگ کی اور اس میں شریک نہ ہوا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین سے قتال کرنے کا موقع دیا تو میں جان جوکھوں میں ڈال کر دکھا دوں گا۔ آئندہ سال جب غزوہ احد پیش آیا اور اس میں مسلمان شکست کھا گئے تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں مشرکین کے عمل سے براءت ظاہر کرتا ہوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اور یہ جو مسلمانوں نے شکست کھائی ان کی طرف سے معذرت پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ مجھے احد سے ورے جنت کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے اور مشرکین سے بھڑ گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ شہادت کے بعد دیکھا گیا تو ان کے جسم پر تلواروں اور نیزوں کے اسی سے کچھ اوپر زخم تھے۔

اللہ جل شانہٗ نے یہ آیت نازل فرمائی: مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ (مومنین میں ایسے افراد ہیں جنہوں نے اپنا عہد پورا کر دکھایا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا)

حضرات صحابہؓ سمجھتے تھے کہ یہ آیت حضرت انس بن نضرؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی (ذکرہ السیوطی فی الدر المنثور ص ۱۹۱ ج ۵ و عزاہ الی الترمذی و النسائی والبیھقی فی الدلائل ورواہ البخاری مختصرا ص ۷۰۵ ج ۲)

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد سے فارغ ہوئے تو حضرت مصعب بن عمیرؓ پر آپ کا گزر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مقتول پڑا ہوا دیکھا اور آیت رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ تلاوت فرمائی (در منثور ص ۱۹۱ ج ۱ عن الحاکم و البیھقی فی الدلائل)

جو شخص عالم نہ ہو وہ طرز گفتگو سے یہ ظاہر نہ کرے کہ میں عالم ہوں۔ اگر کوئی شخص عالم بھی ہو اور مسئلہ معلوم نہ ہو تو اٹکل سے مسئلہ نہ بتائے کیونکہ اس میں اس کا دعویٰ ہے کہ میں جانتا ہوں اور یہ دعویٰ جھوٹا ہے پھر اٹکل سے بتانے میں غلطی ہو جاتی ہے اس میں اپنا بھی نقصان ہے اور سوال کرنے والے کو بھی دھوکہ دینا اور گمراہ کرنا ہے۔ اگر کسی کے پاس مال یا علم وعمل کا کمال نہ ہو تو اپنی حقیقی حالت کے خلاف ظاہر نہ کرے، کیونکہ یہ صدق وسچائی کے خلاف ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میری ایک سوتن ہے اگر میں جھوٹ موٹ (اسے جلانے کے لئے) یوں کہہ دوں کہ شوہر نے مجھے یہ یہ کچھ دیا ہے اور حقیقت میں نہ دیا ہو تو کیا اس میں کچھ گناہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: المتشبع بمالم یعط کلابس ثوبی زور (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۸۱ از بخاری و مسلم) کہ جس شخص نے جھوٹ یہ ظاہر کیا کہ مجھے یہ چیز دی گئی ہے حالانکہ اسے نہیں دی گئی اس کی ایسی مثال ہے جیسے کسی نے جھوٹ کے دو کپڑے پہن لئے (یعنی سر سے پاؤں تک وہ جھوٹا ہی جھوٹا ہے)۔ اس حدیث کا مفہوم بہت عام ہے۔ ہر قسم کے جھوٹے دعویداروں کو شامل ہے۔ سچ اور جھوٹ اقوال میں منحصر نہیں، اعمال واحوال اور لباس اور دعاوی اور عزائم ان سب میں سچ اور جھوٹ کی شان پیدا ہو جاتی ہے۔

ہر مومن بندہ اپنی نگرانی کرے اور سچ ہی کو اختیار کرے اور ہر طرح کے جھوٹ سے بچے۔ اصلاح بین الناس یا بعض دیگر مواقع میں جو جھوٹ بولنے کی اجازت دی گئی ہے وہ مستثنیٰ ہے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی جانوں کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طرف سے مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں:

❶ جب بولو تو سچ بولو۔

❷ وعدوں کو پورا کرو۔

❸ جو امانتیں تمہارے پاس رکھی جائیں انہیں ادا کرو۔

❹ اپنی شرم کی جگہوں کی حفاظت کرو۔

❺ اپنی نظروں کو نیچا رکھو۔

❻ اپنے ہاتھوں کو (ظلم اور زیادتی سے) بچائے رکھو۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۴۱۵)

عبداللہ بن عامرؓ کا بیان ہے کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے بلایا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے، میری والدہ نے کہا: آ میں تجھے دے رہی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے کیا چیز دینے کا ارادہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے کھجور دینے کا ارادہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو اسے کچھ بھی نہ دیتی تو تیرے اعمال نامہ میں ایک جھوٹ لکھا جاتا (مشکوۃ المصابیح ص ۴۱۶)۔ اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کو راضی کرنے کے لئے بھی جھوٹ بولنا جائز نہیں، ان سے جو وعدہ کریں وہ بھی سچا ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچ نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور بے شک نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور انسان برابر سچ اختیار کرتا ہے اور سچ ہی پر عمل کرنے کی فکر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ اور تم جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ گناہگاری کی طرف لے جاتا ہے اور گناہگاری دوزخ میں لے جاتی ہے اور انسان جھوٹ کو اختیار کرتا ہے اور جھوٹ ہی کے لئے فکر مند رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تیرے اندر چار خصلتیں ہوں تو ساری دنیا بھی اگر تجھ سے جاتی رہے تو کوئی ڈر نہیں:

❶ امانت کی حفاظت ❷ بات کی سچائی ❸ اخلاق کی خوبی ❹ لقمہ کی پاکیزگی (مشکوۃ المصابیح ص ۴۴۵)

## صادقین کی مصاحبت

ابھی صدق کی فضیلت اور اہمیت اور اس کے مقابل جو صفت کذب ہے اس کی مذمت اور شناعت وقباحت معلوم ہوئی۔ حضرات مفسرین کرام نے وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کا ایک مطلب تو یہی لکھا ہے کہ کونوا مثلهم فی صدقهم جو لوگ صادقین ہیں انہیں کی طرح ہو جاؤ یعنی صدق ہی کو اختیار کرو اور ایمان اعمال واقوال میں


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

صادقین کی راہ پر چلو اور جس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اس کی مناسبت سے یہی زیادہ اظہر ہیں۔ کیونکہ حضرت کعبؓ اور ان کے دونوں ساتھی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے ساتھ جانے سے رہ گئے تھے وہ ان کے ساتھ عمل صدق میں شریک نہ ہوئے تھے۔ لیکن الفاظ کا عموم اس بات کو بھی بتاتا ہے کہ صادقین کی صحبت اختیار کرو۔ صحبت کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ اچھی صحبت اور بری صحبت دونوں بہت زیادہ اثر انداز ہوتی ہیں۔ جو اچھوں کی صحبت اٹھائے گا اس میں خوبی پیدا ہوگی اور جو بروں کی صحبت میں رہے گا اس میں برائیاں آتی چلی جائیں گی اور اس کا نفس برائیوں سے مانوس ہو جائے گا اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لا تصاحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامك الا تقي۔ صرف مومن کی صحبت اختیار کر اور تیرا کھانا (یعنی طعام ضیافت) متقی کے سوا کوئی نہ کھائے (رواہ الترمذی)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے سو تم میں سے ہر شخص غور کرے کہ اس کی دوستی کس سے ہے (رواہ الترمذی) (اگر اچھے لوگوں سے دوستی ہے تو تو اچھا آدمی ہے، اور برے لوگوں سے دوستی ہے تو سمجھ لے کہ تو برا آدمی ہے)

پس ہر شخص کو معاشرت کے لئے، اٹھنے بیٹھنے کے لئے اور مصاحبت کے لئے صادقین کی صحبت اختیار کرنا لازم ہے جیسے ساتھی ہوں گے ویسا ہی خود ہو جائے گا اور یہ ایسی چیز ہے جس کا عموماً مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔ آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ سچوں کے ساتھ ہونے میں تقویٰ کی صفت سے بھی متصف ہوں گے۔ تقویٰ کا حکم دینے کے بعد سچوں کے ساتھ ہونے کا حکم دیا ہے۔ اپنے لئے بھی صادقین اور صالحین کی مصاحبت کا فکر کریں اور اپنی اولاد کے لئے بھی اسی کو سوچیں، صادقین کے ساتھ بھی رہیں ان کی کتابیں بھی پڑھیں۔ کتاب بھی بہترین ساتھی ہے مگر کتاب اچھی ہو، اچھائی سکھاتی ہو اور اچھے لوگوں کی لکھی ہوئی ہو۔

☆......☆......☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۲۰ تا ۱۲۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا

مدینہ والوں اور ان کے آس پاس دیہات کے رہنے والوں کو یہ مناسب نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول سے

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو اس کی جان سے زیادہ عزیز سمجھیں یہ اس لیے ہے کہ انہیں

لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو تکلیف پہنچتی ہے پیاس کی یا محنت کی یا بھوک کی یا وہ ایسی جگہ

لَا يَطَــــُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا

چلتے ہیں جو کافروں کے غصہ کو بھڑکائے اور یا کافروں سے کوئی چیز چھین لیتے ہیں ہر بات پر

اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝١٢٠

ان کیلئے عمل صالح لکھا جاتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا

اور جو وہ تھوڑا یا بہت خرچ کرتے ہیں یا کوئی میدان طے کرتے ہیں تو یہ سب کچھ ان کیلئے

كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١٢١

لکھ لیا جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دے۔

### خلاصہ

❶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں تشریف لے جائیں اور مدینہ منورہ اور آس پاس کے لوگ پیچھے رہ جائیں یہ کہاں جائز ہے؟

❷ کوئی مسلمان اپنی جان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان سے زیادہ عزیز سمجھے یہ کہاں جائز ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں سب سے افضل، انبیاء علیہم السلام کے سردار، اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں نکل رہے ہیں اور اپنی قیمتی جان مبارک کو تکلیف، مشقت اور خطرے میں ڈال رہے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کتنا اہم کام ہے۔ تو پھر پیچھے رہ جانے والوں نے کتنی بڑی محرومی اپنے سر لی۔ اور جو لوگ جہاد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے انہوں نے اپنی جھولی بھر لی، اطاعت اور محبت کا حق بھی ادا کیا اور اپنے ہر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اختیاری اور غیر اختیاری عمل پر اجر بھی پایا۔ انہیں پیاس پر بھی اجر ملا، تھکاوٹ پر بھی اجر ملا، بھوک پر بھی اجر ملا، ان کے ہر اس قدم پر بھی انہیں اجر ملا جس کے اٹھانے سے کافروں کو تکلیف پہنچی، اور انہوں نے دشمن سے جو کچھ چھینا یا اسے نقصان پہنچایا اس پر بھی اجر ملا اور ان کا شمار ان محسنین میں ہوا جن کے اجر کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں فرماتا۔ معلوم ہوا کہ جہاد بھی احسان یعنی بھلائی ہے۔

۳ اور یہ مجاہدین جہاد میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں تھوڑا یا زیادہ اور جو میدان بھی آتے جاتے عبور کرتے ہیں وہ سب ان کی نیکیوں میں شامل کر کے لکھ لیا جاتا ہے تا کہ اللہ پاک انہیں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

**ربط**

پچھلی آیت میں اس بات کو لازم قرار دیا گیا تھا کہ سب لوگ جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موافقت کیا کریں، اب اسی کی تاکید کرتے ہوئے اس بات سے روکا جا رہا ہے کہ کوئی مسلمان جہاد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جائے۔

اعلم ان اللہ تعالیٰ لما امر بقوله ﴿وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ﴾ بوجوب الكون فى موافقة الرسول عليه السلام فى جميع الغزوات والمشاهد، اكد ذلك فنهى فى هذه الآية عن التخلف عنه فقال ﴿مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ﴾ (تفسیر کبیر)

**ان دو آیات کے مضامین**

یہ دو آیات بہت سے جہادی مضامین پر مشتمل ہیں مثلاً:

۱ مسلمانوں کو غیرت دلائی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود جہاد میں تشریف لے گئے تو کوئی مسلمان ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد کس طرح سے پیچھے رہ سکتا ہے۔ کئی مفسرین نے لکھا ہے کہ ہر زمانے میں مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ امام وقت کے حکم پر نکلیں اور اس کی اطاعت و حفاظت میں مستعد رہیں۔

۲ ان لوگوں کو جو اپنی جان کو قیمتی سمجھ کر گھر بیٹھے رہتے ہیں اور دنیا کے ہر آرام اور راحت کو اپنا حق سمجھتے ہیں عار دلائی جا رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی قیمتی جان مبارک کو تکلیف اور خطرے میں ڈالا اور جہاد کے حکم کو پورا کیا تو اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان مبارک سے بڑھ کر کس کی جان ہے۔

۳ جہاد کی عجیب ترغیب ہے کہ مسلمانو! یہ وہ عمل ہے جس میں خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان مبارک کو تکلیف میں ڈالا تو سمجھ لو کہ یہ کتنا بڑا اور افضل عمل ہے اور پھر اس عمل کے دوران مجاہد کو اپنی ہر چھوٹی بڑی تکلیف اور قربانی پر اجر ہی اجر ملتا ہے اور اس کا شمار محسنین میں ہوتا ہے تو پھر کیوں ایسے عظیم عمل سے محروم رہا جائے۔ حضرات مفسرین نے فضائل جہاد پر احادیث مبارکہ کی روشنی میں کلام فرمایا ہے۔

۴ جہاد چھوڑنے والوں کے لیے وعید ہے کہ یہ لوگ بہت بڑی محرومی کا شکار ہوتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❺ اَلْمُحْسِنِیْنَ کے لفظ سے حضرات مفسرین نے یہ معنیٰ سمجھا ہے کہ جہاد ایک بڑی بھلائی ہے جس کا کرنے والا محسن یعنی بھلائی کرنے والا قرار پاتا ہے۔ صاحب تفسیر مظہری لکھتے ہیں:

"اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ یہ جملہ گزشتہ حکم کی علت ہے اور اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ جہاد ایک بھلائی ہے (سب انسانوں کے حق میں) کافروں کے حق میں جہاد کا بھلائی ہونا تو اس وجہ سے ہے کہ کافروں کو جہنم سے رہا کرانے اور ان کی انسانیت کو مکمل کرنے کی یہ انتہائی کوشش ہے۔ جیسے پاگل کو مارنا (یعنی پٹائی کرنا) کبھی اس کے لیے علاج ہوتا ہے اور بچے کو ادب سکھانے کے لیے مارنا (اس کے حق میں بھلائی ہوتا ہے) مؤمنوں کے حق میں جہاد کی بھلائی یہ ہے کہ جہاد ہی کے ذریعے سے اہل ایمان کافروں کی چیرہ دستی (یعنی ظلم)، اقتدار اور تسلط سے محفوظ رہتے ہیں۔ حضرت ابوعبسؓ کی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جس کے قدم گرد آلود ہوں گے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جہنم حرام کر دی ہے"۔ (رواہ البخاری)

تفسیر مظہری میں اس موقع پر جہاد کے مزید فضائل اور احکامات بھی ذکر فرمائے ہیں۔

❻ جہاد بہترین عمل ہے، یہ مسئلہ بھی حضرات مفسرین نے اس آیت مبارکہ کے ذیل میں بیان فرمایا ہے:

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے نیک کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔

صاحب مظہریؒ لکھتے ہیں:

اچھے عمل سے مراد ہے جہاد یا ان کے اعمال کی اچھی جزاء، حضرت ابومسعود انصاریؓ کی روایت ہے کہ ایک آدمی نکیل پڑی اونٹنی لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اس کے عوض تجھے سات سو نکیل پڑی اونٹنیاں ملیں گی۔ (رواہ مسلم)

حضرت زید بن خالدؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے لیے سامان تیار کر کے دیا، اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے مجاہد کے بیوی بچوں کی اس کے پیچھے خبر گیری کی اس نے بھی جہاد کیا۔ (بخاری، مسلم) (تفسیر مظہری)

❼ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور آپ کے زمانے کے بعد جہاد کا کیا حکم ہے؟ کئی مفسرین کرام نے اس پر بحث فرمائی ہے۔

❽ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو غم دلانا، ان کے دلوں کو جلانا اور ان کو نقصان پہنچانا یہ سب اچھے اور نیک اعمال ہیں۔

❾ جہاد کے دوران پہنچنے والی تکلیفیں اور مشقتیں دو قسم کی ہیں ایک اختیاری، جیسے مال خرچ کرنا، چلنا، لڑنا وغیرہ۔ اور دوسری غیر اختیاری جیسے بھوک، پیاس، تھکاوٹ وغیرہ۔ ان دو آیات میں بتلایا گیا کہ مجاہد کو ہر طرح کی تکلیف پر


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اجر ملتا ہے وہ تکلیف اختیاری ہو یا غیر اختیاری، چنانچہ بعض مفسرین نے وہ روایت ذکر کی ہے جس میں مجاہد کو خوف پہنچنے پر بڑے اجر کا وعدہ ہے۔

⓾ بعض مفسرین نے ان آیات کی تفسیر میں کچھ احکام جہاد بھی ذکر کیے ہیں مثلاً یہ کہ جو کمک مجاہدین تک پہنچتی ہے تو اگر یہ کمک والا دستہ جنگ کے بعد پہنچا تو اسے غنیمت میں حصہ ملے گا یا نہیں؟

ان تمام مضامین کے لیے ملاحظہ فرمائیں، المدارک، مظہری، روح المعانی وغیرہا

## جہاد کو آسان کرنے والی آیت

”اللہ کی راہ میں ہر قدم اٹھانے کے بے حساب اجر و انعام کا اگر استحضار رہے (یعنی یہ اجر و ثواب انسان کو یاد رہے) تو پھر جہاد و قتال کی سخت سے سخت کلفتوں کے پتھر بھی پانی ہو جائیں“۔ (یعنی آسان ہو جائیں) (ماجدی)

## جہاد میں خرچ ہونے والے ہر مال کا اجر ملے گا

حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

مدینہ منورہ یا اس کے قرب وجوار کے رہنے والوں کو یہ حق نہیں تھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) میدان جنگ میں تشریف لے جائیں اور یہ لوگ بیٹھے رہیں کیونکہ اس راستہ میں جو مصیبت بھی آئے وہ عمل صالح میں شمار ہوتی ہے اور انسان کو اجر کا مستحق ٹھہراتی ہے، (اور) اس راہ میں خرچ کرنے والوں کو کوڑی کوڑی کا اجر ملے گا۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## ایمانی تقاضے کے خلاف

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، غزوات میں خود تشریف لے جاتے تھے، تمام تکلیفوں میں بنفس نفیس شریک ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے کوئی آرام کی صورت نکالی ہو اور اپنے صحابہؓ کو تکلیف میں چھوڑ دیا ہو، ایسا ہرگز کبھی نہیں ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکلیف میں شریک تھے بلکہ اپنے ساتھیوں سے زیادہ محنت کرتے تھے، تکلیف اٹھاتے تھے، ان حالات میں کوئی شخص خواہ اہل مدینہ میں سے ہو خواہ آس پاس کے رہنے والے دیہاتیوں میں سے ہو، کسی کے لیے یہ کہاں روا ہو سکتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو غزوہ میں چلے جائیں اور وہ خود اپنی جان کو عیش، آرام اور حفاظت کے ساتھ اپنے گھر میں لیے ہوئے بیٹھا رہے، ایمانی محبت کا تقاضا یہی تھا کہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکل کھڑے ہوں اور البتہ جو معذور تھے وہ ساتھ نہ جائیں تو یہ دوسری بات ہے، جو لوگ غزوہ تبوک میں آپ کے ساتھ جانے سے پیچھے رہ گئے تھے جن کا ذکر اوپر ہوا، انہیں اور تمام صحابہؓ کو متنبہ فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر گھروں میں بیٹھے رہنا ایمانی تقاضوں کے خلاف ہے“۔ (انوار البیان)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سورۃ التوبۃ مدنیۃ — آیت ۱۲۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ

اور ایسا تو نہیں ہوسکتا کہ مسلمان سب کے سب کوچ کریں سو کیوں نہ نکلا ہر جماعت میں سے

مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا

ایک حصہ تاکہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کی طرف

رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾

واپس آئیں تو ان کو ڈرائیں تاکہ وہ بچتے رہیں۔

### خلاصہ

❶ عام حالات میں کافروں کے ملکوں اور علاقوں کی طرف جاکر جہاد کو قائم کرنا مسلمانوں کے ذمہ فرض کفایہ ہے، یعنی کچھ لوگ جائیں اور کچھ پیچھے رہ کر علم سیکھیں اور دیگر انتظامات سنبھالیں۔

❷ جب مجاہدین واپس آجائیں تو وہ دین کا علم سیکھیں اور دوسرے لوگ جہاد میں نکل جائیں تاکہ فرض ادا ہوتا رہے۔

❸ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ جہاد ''فرض کفایہ'' ہو لیکن جب فرض عین ہو جائے اور کفار ان پر حملہ آور ہوں تو پھر سب مسلمانوں پر جہاد لازم ہو جائے گا۔

### تفسیر قرطبی رحمہ اللہ

''جہاد فرض عین نہیں ہے بلکہ فرض کفایہ ہے، اس لئے کہ اگر تمام لوگ نکل گئے تو پیچھے ان کے اہل وعیال تباہ ہو جائیں گے پس ایک فریق ان میں سے جہاد کے لیے نکلے اور دوسرا فریق علاقے میں رہ کر دین سیکھے اور مجاہدین کے اہل وعیال کی حفاظت کرے، پھر جب مجاہدین واپس آجائیں تو مقیم رہنے والے ان کو شریعت کے وہ احکام سکھائیں جو انہوں نے پیچھے رہ کر سیکھے اور وہ جو کچھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر نیا نازل ہوا وہ ان کو بتائیں''۔ (قرطبی)

امام ابوحیان ؒ لکھتے ہیں:

یہ پوری ترتیب اس صورت میں ہے جب مسلمان کافروں تک اسلام پہنچانے کے لیے ان کے علاقوں اور ملکوں پر جہاد کر رہے ہوں لیکن اگر دشمن مسلمانوں کی طرف بڑھنے کا ارادہ کرے تو پھر ہر مسلمان پر اس سے دفاع کے لیے جہاد لازم ہو جائے گا۔

وهذا كله في الانبعاث الى غزو العدو على الدخول في الاسلام، واما اذا الم العدو بجهة

www.KitaboSunnat.com

فيتعين على كل احد القيام بذبه و مكافحته۔ (البحر المحيط)

## تقریر رازی رحمہ اللہ

امام رازیؒ نے جو کچھ اس آیت مبارکہ پر لکھا ہے اس کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں:

اس آیت کا تعلق یا تو احکام جہاد سے ہے یا یہ مستقل کلام ہے جس کا جہاد سے کوئی تعلق نہیں

❶ اگر اس کا تعلق پچھلی آیتوں کی طرح جہاد کے ساتھ ہو تو پھر اس کی تفسیر یوں ہوگی:

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں تشریف لے جاتے تو منافقین اور معذور افراد کے علاوہ باقی سب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلتے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے منافقین کے عیوب غزوہ تبوک کے موقع پر کھول کھول کر بیان فرمائے تو مسلمانوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم اب ہم نہ کسی غزوہ سے پیچھے رہیں گے اور نہ کسی سریہ سے، تبوک کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپ نے کفار کی طرف سرایا (جہادی لشکر) بھیجے تو تمام مسلمان ان میں نکل پڑے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں اکیلا چھوڑ دیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مسلمانوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ سب ہی نکل پڑیں بلکہ انہیں چاہیے کہ دو جماعتیں بنا لیں ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا کرے اور دوسری جہاد میں جایا کرے۔ دراصل اس وقت اسلام کو جہاد کی بھی ضرورت تھی اور دوسری طرف شریعت کے تازہ احکامات بھی نازل ہو رہے تھے تو اس وقت ان دونوں ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے یہ تقسیم ضروری تھی۔ اب اس میں دو قول ہیں کہ آیت مبارکہ میں جو فرمایا گیا ہے کہ وہ دین کا علم سیکھیں تو یہ سیکھنے والے کون ہیں؟ ایک قول یہ ہے کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود رہیں وہ دین کا علم سیکھیں اور پھر واپس آنے والوں کو سکھائیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ جہاد میں نکلنے والے وہاں اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اسلام کی حقانیت اور غلبے کا جو مشاہدہ کریں وہ خود ایک بڑا علم ہے پس وہ واپس آکر اپنی قوم کے کافروں کو یہ باتیں بتائیں تاکہ وہ کفر چھوڑ دیں۔ (قاضی ابن العربی نے اس دوسرے قول پر رد کیا ہے مگر امام رازیؒ نے ان کے رد کا جواب دیا ہے)

❷ اور اگر اس آیت کا تعلق جہاد کے احکام سے نہ ہو بلکہ یہ مستقل حکم ہو تو پھر اس کی تفسیر یوں ہوگی:

یہ آیت علم دین سیکھنے کے لیے سفر کرنے کے بارے میں ہے، اس زمانے میں دین مدینہ منورہ میں اتر رہا تھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دین سیکھنے کے لیے سفر کرنا واجب تھا تو اس کی ترتیب بتادی گئی کہ سب لوگ نہ آئیں بلکہ ہر بڑے قبیلے یا علاقے میں سے چند لوگ آئیں اور وہ دین سیکھ کر اپنی قوم کو سمجھانے کے لیے واپس پہنچیں۔ اب جبکہ شریعت کامل ہو چکی ہے تو اس آیت کا کیا حکم ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ اگر سفر کیے بغیر دین کا علم سیکھنا ممکن ہو تو سفر واجب نہیں ہوگا لیکن چونکہ آیت مبارکہ میں ”سفر“ کا تذکرہ ہے اس لئے مبارک اور نافع علم سفر سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ (مفہوم تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## تقریر حضرت لاہوری رحمہ اللہ

"جذبۂ جہاد پیدا کرنے کے لیے پہلے تعلیم الٰہی کے عام کرنے کی ضرورت ہے، اس تعلیم کے لیے پہلے ہر جماعت میں سے چند آدمی نکل کر جائیں، وہ تعلیم پا کر آئیں اور پھر اپنی قوم کے بچے بچے کو ذہن نشین کرائیں تا کہ اعلان جہاد کے وقت مسلمان بخوشی میدان جہاد میں آ جائیں"۔ (حضرت لاہوریؒ)

## محاذ جنگ بھی خالی نہ رہے

"جب جہاد ہمیشہ ہی فرض کفایہ ہے اور علوم دینیہ کو زندہ رکھنا بھی ضروری ہے اور مجاہدین کی خانگی حاجات اور ضروریات بھی ہیں تو ایسا کرنا ضروری ہوگا کہ فرض کفایہ کو قائم رکھنے کے لیے ایک جماعت جہاد میں چلی جایا کرے اور ان کی واپسی پر بلکہ ان سے پہلے ہی دوسری جماعت جہاد کے لیے روانہ ہو جایا کرے، جو لوگ علوم میں مشغول تھے وہ مجاہدین کے پیچھے ان کے گھر والوں کی خبر گیری رکھیں اور جب وہ واپس آ جائیں تو ان کو احکام شرعیہ بتائیں، قرآن وحدیث کی تعلیم دیں"۔ (انوار البیان)

## اہل علم غور فرمائیں

فرض ایک بہت بڑی اور بھاری چیز ہے، اس کے ساتھ کفایہ کا لفظ لگنے سے اس کی اہمیت کم یا ہلکی نہیں ہو جاتی، بعض ناواقف لوگ فرض کفایہ کو سنت اور نفل سے بھی ہلکا سمجھتے ہیں، لیکن فرض تو ایک قطعی اور لازمی حکم ہوتا ہے اور اس کے ساتھ "کفایہ" کا لفظ لگنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں سے اتنے لوگ اس فرض کو ضرور ادا کریں کہ "کفایت" ہو جائے۔

حضرت مولانا عبدالحق حقانیؒ لکھتے ہیں:

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں تو کسی کو جہاد سے باز رہنا (یعنی پیچھے رہنا) درست نہیں اور بعد میں (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد) یہ بات حسب ضرورت ہے یعنی اگر سب کے جانے کی مقابلہ کے لیے ضرورت ہو تو سب، ورنہ بعض کا جانا کافی ہے۔ (تفسیر حقانی)

اب یہ دیکھا جائے کہ اس وقت امت مسلمہ کی طرف سے یہ فرض کفایہ کون ادا کر رہا ہے؟ یاد رہے کہ فرض کفایہ وہ جہاد ہے جو مسلمان خود جا کر قائم کرتے ہیں، کافروں کے علاقوں اور ملکوں کی طرف مسلمانوں کے لشکر جاتے ہیں، پہلے ان کو اسلام کی، پھر جزیے کی دعوت دیتے ہیں اور نہ ماننے کی صورت میں قتال کرتے ہیں۔ یہ جہاد جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کو دے کر گئے تھے آج کس علاقے میں ہو رہا ہے؟ اہل علم اس پر غور فرمائیں اور قرآن پاک کے جہادی احکامات اور فضائل مسلمانوں کو کھول کھول کر بتائیں تو کچھ بعید نہیں کہ یہ نعمت مسلمانوں کو واپس مل جائے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی قوت، طاقت اور نصرت ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

اگر اللہ پاک کی نصرت سے یہ نعمت مسلمانوں کو واپس مل گئی تو ان پر سے ذلت اور مغلوبیت کا طوفان بھی ہٹ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جائے گا ان شاء اللہ...... (واللہ اعلم بالصواب)

## کامل شریعت وہ ہوتی ہے جس میں جہاد کا حکم بھی ہو

”گزشتہ آیت میں بتایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسلمانوں کو آرام طلب نہ ہونا چاہیے، باقی وہ اس کا خوف نہ کریں کہ انہیں ہمیشہ جنگ پر بھیجا جائے گا، کیونکہ خود مصلحت اس امر کی مقتضی ہے کہ کچھ لوگ ضرور پیچھے رہیں جو مجاہدین کے اہل وعیال کی نگرانی کریں، اور ممکن ہے وہ خدمت تمہارے ہی سپرد ہو جائے، بہر حال ہر جماعت میں سے کچھ لوگ ضرور اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوں جو علم دین حاصل کرنے کی خاطر برابر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہیں اور پھر فارغ ہو کر اپنی قوم کو تعلیم دیں، ان آیات پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ اسلام میں جنگ وجدل کی تعلیم اور ترغیب ہے اور یہ اصول اخلاق کے منافی ہے، مگر انہیں سوچنا چاہیے کہ کیا دنیا میں شریر لوگ ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو ایک کامل شریعت میں جہاد کی تعلیم ناگزیر (یعنی لازمی) ہے، اور جب جہاد واجب ہوا تو اس کے تمام متعلقات بھی واجب ہوئے، ایک نکتہ یہ بھی قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ جو فطرت انسانی کا خالق ہے ہمیشہ اس کی رعایت فرماتا ہے، پس جو چیز زیادہ گراں اور زیادہ ضروری ہوگی اس کی تاکید بھی نہایت ہی شدید ہوگی، یہی وجہ ہے کہ جہاد پر سب سے زیادہ زور دیا گیا“۔ (تفسیر الفرقان)

## الٹا معاملہ

اس آیت مبارکہ کے بارے میں اکثر مفسرین حضرات نے یہ شان نزول لکھا ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جب جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں پر خوب سختی کی گئی تو لوگوں میں جہاد کا جذبہ اپنے کامل عروج کو پہنچ گیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی جہادی مہم کا اعلان فرماتے تو ہر شخص اس میں نکلنے کے لیے بھاگ پڑتا، تب یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں روکا گیا کہ اس طرح نہ کریں اس سے تو اسلامی حکومت کا سارا نظم ونسق ہی ختم ہو جائے گا اور پیچھے مجاہدین کے اہل وعیال کی حفاظت اور دیکھ بھال کرنے والا بھی کوئی نہیں ہوگا۔ پس ”فرض کفایہ“ کا مسئلہ اس وقت سامنے آیا جب ہر کوئی جہاد کی طرف دوڑ رہا تھا، تب بعض لوگوں کو روکنے کے لیے یہ حکم فرمایا گیا۔ جبکہ آج ”فرض کفایہ“ کا لفظ جہاد سے جان چھڑانے کے لیے استعمال ہوتا ہے، جس کسی کو بھی جہاد کی دعوت دی جائے تو وہ ”فرض کفایہ“ کا فتویٰ سنا کر اپنی جان چھڑا لیتا ہے۔ اور کوئی یہ نہیں سوچتا کہ یہ کفایہ کون ادا کر رہا ہے؟ نماز جنازہ بھی تو فرض کفایہ ہے مگر میت کے قریبی رشتہ دار اسی کوشش میں رہتے ہیں کہ وہ اس فرض کو ادا کریں، جن مسلمانوں کا اسلام سے قریبی رشتہ ہو تو وہ بھی ضروری سمجھیں کہ جہاد کا فرض کفایہ ہم ہی سب سے پہلے ادا کر لیں۔ اور اب تو فرض کفایہ والے حالات ہی نہیں رہے مسلمانوں کے ملکوں اور زمینوں پر کفار کا قبضہ ہے، بے شمار مسلمان ان کی قید میں ہیں، شعائر اسلام کا کھلم کھلا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور مسلمانوں پر ہر طرف سے کفار کے حملے ہیں۔ ان حالات کے بارے میں تو امت مسلمہ کے اہل علم کا اتفاق ہے کہ جہاد کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح جب فرض کفایہ کو ادا نہ کیا جائے تو اس کی فرضیت کا دائرہ بھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وسیع ہو جاتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## کلام برکت

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں:

"یعنی ہر قوم میں سے چاہیے بعضے لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہیں تا (کہ) علم دین سیکھیں اور پچھلوں کو سکھادیں، اب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں لیکن علم دین موجود ہے، طلب علم فرض کفایہ ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے۔ (موضح القرآن)

## جہاد اور علم دین

اگر مسلمانوں کو "خلافت" نصیب ہو جائے تو مسلمانوں کا خلیفہ (امیر المؤمنین) خود ان دونوں فرائض (یعنی علم اور جہاد) کی ترتیب قائم کرتا ہے، کچھ لوگوں کو جہاد پر بھیجتا ہے اور کچھ لوگوں کو علم دین میں کمال حاصل کرنے کے لیے بٹھاتا ہے اب اس وقت مسلمان خلافت سے اور امیر المؤمنین سے محروم ہیں ان کو چاہئے کہ وہ خود ان دونوں فرائض کو زندہ کریں اور قرآن پاک کی بتائی ہوئی ترتیب کو قائم کریں۔ اسی طرح جہادی جماعتوں کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ اس ترتیب کو قائم کریں، کچھ ساتھی محاذ پر لڑا کریں اور کچھ پیچھے رہ کر ان کے گھروں کی حفاظت کیا کریں اور دین کا علم سیکھا کریں پھر محاذ والے واپس آجائیں اور پیچھے والے محاذ پر چلے جائیں۔ اس ترتیب میں بے حد فوائد ہیں کیونکہ یہ قرآن پاک کی بتائی ہوئی ترتیب ہے۔ اسی طرح وہ حضرات جنہوں نے خود کو دین کا علم پڑھنے اور پڑھانے کے لیے وقف کیا ہوا ہے وہ بھی اس ترتیب کو قائم کریں، کچھ افراد کو اپنے میں سے جہاد پر بھیجا کریں اور کچھ پیچھے رہا کریں، تاکہ باری باری ہر کسی کو جہاد بھی نصیب ہو اور علم بھی، کیونکہ ان دونوں میں سے کوئی بھی کام ایسا نہیں جس سے غفلت جائز ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## آیت مبارکہ کی تفسیر میں ایک اور قول

امام ابو حیانؒ فرماتے ہیں کہ زیادہ واضح بات یہ ہے کہ اس آیت کا تعلق علم سے ہے (جہاد سے نہیں) اور مطلب یہ ہے کہ سب لوگ علم حاصل کرنے کے لیے نکل پڑیں اسطرح تو مسلمانوں کے علاقے خالی ہو جائیں گے اور ان پر دشمن قبضہ کرلیں گے۔ پس کچھ لوگ تو علم سیکھنے کے لیے نکلیں اور کچھ دشمنوں سے قتال اور ملک کی حفاظت کے لیے پیچھے موجود رہیں۔ (پس یہ آیت علم کے بارے میں ہے مگر اس میں بھی جہاد کی اہمیت کا بیان ہے کہ علم میں منہمک ہو کر جہاد اور دفاع سے غفلت ٹھیک نہیں ہے)

وہ تحریر فرماتے ہیں:

والذی یظهر ان هذه الآیة انما جاءت للحض علی طلب العلم والتفقه فی دین الله وانه لا یمكن ان یرحل المؤمنون كلهم فی ذلك، فتعری بلادهم منهم، ویستولی علیها وعلی ذراریهم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اعدائهم...... فهلا نفر من كل جماعة كثيرة جماعة قليلة منهم، فكفوهم النفير وقام كل بمصلحة هذه بحفظ بلادهم وقتال اعدائهم وهذه لتعلم العلم وافادتها المقيمين اذا رجعوا اليهم. (البحر المحيط)

## تقریر عثمانی رحمہ اللہ

”گزشتہ رکوعات میں ”جہاد“ میں نکلنے کی فضیلت اور نہ نکلنے پر ملامت تھی ممکن تھا کوئی یہ سمجھ بیٹھے کہ ہمیشہ ہر جہاد میں تمام مسلمانوں پر نکلنا فرض عین ہے، اس آیت میں فرمادیا کہ نہ ہمیشہ یہ ضروری ہے، نہ مصلحت ہے کہ سب مسلمان ایک دم جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوں، مناسب یہ ہے کہ ہر قبیلہ اور قوم میں سے ایک جماعت نکلے، باقی لوگ دوسری ضروریات میں مشغول ہوں، اب اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس جہاد کے لیے تشریف لے جارہے ہوں تو ہر قوم میں سے جو جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے گی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر اور سینکڑوں حوادث و واقعات میں سے گزر کر دین اور احکام دینیہ کی سمجھ حاصل کرے گی اور واپس آکر اپنی باقی ماندہ قوم کو مزید علم و تجربہ کی بناء پر بھلے برے سے آگاہ کرے گی اور فرض کیجیے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود مدینہ میں رونق افروز رہے تو باقی ماندہ لوگ جو جہاد میں نہیں گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے مستفید ہو کر دین کی باتیں سیکھیں گے اور مجاہدین کی غیبت (یعنی غیر حاضری) میں جو وحی و معرفت کی باتیں سنیں گے ان سے واپسی کے بعد مجاہدین کو خبردار کریں گے۔ آیت کے الفاظ میں عربی ترکیب کے اعتبار سے دونوں احتمال ہیں، کمافی روح المعانی وغیرہ“۔ (تفسیر عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۲۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا

اے ایمان والو اپنے نزدیک کے کافروں سے لڑو اور چاہئے کہ وہ

فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

تم میں سختی پائیں اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

## خلاصہ

(اس سورۃ مبارکہ میں) پہلے اعلان جنگ کیا گیا اس کے بعد میدان جنگ میں جانے کا قانون بتلایا گیا اور متخلفین (یعنی نفاق کی وجہ سے جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں) کو وعید سنائی گئی۔ اب بتلایا جاتا ہے کہ مرکز ایک رہے اور دائرہ جنگ وسیع ہوتا جائے تاکہ ترتیب وار "اقرب فالاقرب" کو صاف کیا جائے، اے مسلمانو! پہلے اپنے قریب والوں سے لڑو۔ اس طرح لڑنے میں بھی آسانی ہوگی اور طاقت اسلامی بھی مجتمع رہے گی، مرکز کے ساتھ مجاہدین کا تعلق بلا روک ٹوک رہے گا اور مرکز سے ہر ایک قسم کی مدد آسانی پہنچ سکے گی۔ (حاشیہ مفہوم حضرت لاہوریؒ)

## ربط

❶ "ان قوانین آسمانی کا ذکر فرما کر اور مسلمانوں کو آئندہ تخلف (یعنی جہاد چھوڑ کر گھر بیٹھنے) سے منع کر کے عام جہاد کا حکم دیتا ہے اور قریب والوں سے شروع کرتا ہے کہ پہلے پاس والوں سے پھر اوروں سے رفتہ رفتہ سب سے لڑو۔ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ اور چونکہ اس کام کے لیے سختی اور بہادری بھی شرط ہے اس لئے فرماتا ہے وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً کہ ذرا کرارا پن بھی دکھاؤ"۔ (تفسیر حقانی)

❷ امام ابوحیانؒ کے نزدیک چونکہ پچھلی آیت کا تعلق "علم" سے ہے چنانچہ اسی کے مناسب یہ ربط بیان فرماتے ہیں: لما حض تعالیٰ علی التفقه فی الدین، وحرض علی رحلة طائفة من المؤمنين فيه، امر تعالیٰ المؤمنين كافة بقتال من يليهم من الكفار.

یعنی پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے دین کا علم سیکھنے کی ترغیب دی اور اس بات کی تاکید فرمائی کہ ایک جماعت علم سیکھنے کے لیے نکلے تو اس آیت میں تمام مسلمانوں کو اپنے قریبی کافروں سے قتال کا حکم فرمایا (پس تحصیل علم ہو یا کوئی اور کام کوئی بھی چیز جہاد فی سبیل اللہ کے بند ہونے کا ذریعہ نہ بنے)۔ (البحر المحیط)

## فائدہ

حضرات مفسرین نے لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلفائے راشدین نے قرآن پاک کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی ترتیب کے مطابق جہاد کو جاری فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اپنی قوم سے قتال فرمایا، پھر پورے عرب کو صاف فرمایا پھر روم کا رُخ فرمایا اور صحابہ کرامؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلے شام اور پھر عراق کی خبر لی۔ یہ مضمون امام رازیؒ، امام قرطبیؒ نے بھی بیان فرمایا ہے مگر زیادہ تفصیل سے امام ابن کثیرؒ نے اس موضوع کو لیا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور تک کے جہاد کا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے، طلبہ علم تفسیر ابن کثیر میں ملاحظہ فرمالیں۔

## فرضیت جہاد کی ترتیب

''اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ کافروں سے جہاد کا آغاز الاقرب فالاقرب کے طریقے پر کیا جائے، رہائشی اور نسبی قرابت کے اعتبار سے جو کافر قریب ترین ہوں ان سے جہاد شروع کیا جائے، قریب ترین کافروں کو اصلاح طلبی اور شفقت کا سب سے زیادہ حق ہے (پس ان سے شفقت کا تقاضا یہی ہے کہ ان سے جہاد کیا جائے تاکہ وہ کفر اور سرکشی سے باز آنے کا راستہ پائیں) اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے اپنے قریب ترین خاندان والوں کو تبلیغ کرنے کا حکم دیا گیا، اور ہجرت کے بعد بنی قریظہ، بنی نضیر اور خیبر کے یہودیوں سے جہاد کرنے کا حکم سب سے پہلے دیا گیا جب عرب سے جہاد ختم ہو گیا اور ضرورت نہ رہی تو رومیوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا، اس آیت میں (ایک روایت کے مطابق) رومیوں سے جہاد کرنے ہی کا حکم دیا گیا۔ رومی شام میں رہتے تھے اور عراق کی بہ نسبت شام مدینہ منورہ سے قریب تھا، اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کی طرف رومیوں سے جہاد کرنے کیلئے خروج کیا جیسا کہ ابن مردویہ نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے نقل کیا ہے۔ اس آیت کے مقتضا کا لحاظ کرتے ہوئے علماء فقہ نے صراحت کی ہے کہ کفار کی سرحد کے قریب جو مسلمان رہتے ہوں ان پر سرحدی کافروں سے جہاد کرنا واجب ہے اگر وہ کافی نہ ہوں اور زیادہ طاقت کی ضرورت ہو یا وہ سستی کریں اور حکم جہاد کی پرواہ نہ کریں تو ان سرحدی مسلمانوں کے متصل جو مسلمان رہتے ہوں، ان پر سرحدی کافروں سے جہاد کرنا واجب ہو جاتا ہے اور ان میں بھی اگر بقدر ضرورت طاقت نہ ہو یا سستی کی وجہ سے وہ جہاد ترک کر بیٹھیں تو ان سے پیچھے والے مسلمانوں کا وہی فریضہ ہو جاتا ہے جو سستی کرنے والوں کا تھا۔ اسی ترتیب کے ساتھ مشرق، مغرب کے تمام مسلمانوں پر جہاد کی فرضیت ہو جاتی ہے، میت کی تجہیز و تکفین کا سامان مہیا کرنا اور میت کی نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے''۔ (مظہری)

## اگر کفار حملہ آور ہوں

''جہاد (عام حالات میں) فرض کفایہ ہے جو ترتیب طبعی کے موافق اوّل ان کفار سے ہونا چاہیے جو مسلمانوں سے قریب تر ہوں بعدہ ان کے قریب رہنے والوں سے، اسی طرح درجہ بدرجہ حلقۂ جہاد کو وسیع کرنا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے جہاد اسی ترتیب سے ہوئے'' دفاعی جہاد'' میں بھی فقہاء نے یہی ترتیب


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

رکھی ہے کہ جس اسلامی ملک پر کفار حملہ آور ہوں، وہاں کے مسلمانوں پر دفاع واجب ہے، اگر وہ کافی نہ ہوں یا سستی کریں تو ان کے متصل رہنے والوں پر، وہ کافی نہ ہوں تو پھر جو ان سے متصل ہیں، اسی طرح اگر ضرورت پڑے تو درجہ بدرجہ مشرق سے مغرب تک جہاد فرض ہوتا چلا جائے گا‘‘۔ (عثمانی)

## قریب والوں سے زیادہ لازم ہے

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

القتال واجب مع جميع الكفرة قريبهم وبعيدهم، ولكن الاقرب فالاقرب اوجب. (المدارك)

یعنی قتال کرنا تمام کافروں سے لازم ہے وہ قریب ہوں یا دور لیکن قریب والوں سے زیادہ لازم ہے۔

تفسیر ماجدی میں ہے:

فقہاء مفسرین نے یہ بھی تصریح کر دی ہے کہ جہاد واجب ’’نفس کفار‘‘ کے مقابلہ میں ہے، خواہ وہ کہیں بھی ہوں البتہ جو قریب تر ہیں ان کے مقابلہ میں واجب تر ہے۔

فاوجب قتال جميع الكفار ولكنه خصّ بالذكر الذين يلوننا من الكفار اذ كان معلوما انه لا يمكننا قتال جميع الكفار في وقت واحد وان الممكن منه هو قتال طائفة فكان من قرب منهم اولى بالقتال ممن بعد (جصاص، ماجدی)

## روایات میں تطبیق

قریب کے کفار سے بعض مفسرین نے بنو قریظہ، بنو نضیر اور خیبر کے یہودی مراد لیے ہیں جبکہ بعض حضرات نے شام کے اہل کتاب مراد لیے ہیں، ان دونوں اقوال کے بارے میں صاحب انوار البیان لکھتے ہیں:

’’آیت کی تفسیر میں یہ دونوں قول اس زمانہ کے حالات کے پیش نظر تھے، جیسے جیسے مسلمان مختلف علاقوں میں بڑھتے گئے ان کے حالات کے اعتبار سے آیت شریفہ کا حکم شامل ہوتا چلا گیا، جس زمانہ میں جہاں کہیں بھی مسلمان ہوں ان کافروں سے قتال کریں جو ان سے قریب تر ہیں، قریب والے دب رہیں گے تو اس کا دور والے کافروں پر بھی اثر پڑے گا‘‘۔ (انوار البیان)

## پوری دنیا پر اسلام غالب آ جائے

’’مسلمانوں کی مرکزی جماعت کا فرض ہے کہ ان کافروں سے جنگ کریں جو ان کے بالکل متصل ہیں اور اس سختی کے ساتھ لڑیں کہ آخر دشمنان دین بالکل مقہور ہو جائیں اور سختی کی ضرورت اس لئے ہے کہ کوئی شخص تم میں سستی نہ پیدا کر سکے، تا آنکہ وہ ملک مسلمانوں سے آباد ہو، پھر اس جگہ کے مسلمانوں کا فرض ہوگا کہ اپنے قریب کے کافروں سے جنگ کریں، وھلم جرًا تا آنکہ دنیا کے گوشہ گوشہ اور کونہ کونہ میں قرآن کی حکومت قائم ہو، اس وقت مرکزی جماعت کا فرض یہ ہوگا کہ ان مجاہدین کے اہل وعیال کی خبر گیری کرے اور ان کی ہمت افزائی کے لیے ہر قسم کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ضروری سامان فراہم کرتی رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے عرب کو پاک کیا پھر عیسائیوں کی جانب توجہ کی"۔ (تفسیر الفرقان)

## حضرت شاہ صاحبؒ کا علمی کارنامہ

حضرت شاہ عبد القادرؒ نے اس آیت کے ترجمے ہی سے اس کی مکمل تفسیر واضح فرمادی ہے۔ ترجمہ کرنے والے اکثر حضرات نے اس آیت میں قاتلوا کا ترجمہ "قتال کرو یا لڑو" کیا ہے جبکہ حضرت شاہ صاحبؒ یوں ترجمہ فرماتے ہیں:

"اے ایمان والو لڑتے جاؤ اپنے نزدیک کے کافروں سے"

لڑتے جاؤ کے لفظ سے قتال کا جاری رہنا اور قریبی دشمن کے بعد اگلے دشمن سے قتال کا لازم ہونا سمجھ میں آتا ہے جو اس آیت کا اصل مفہوم ہے۔

## سختی کا مطلب

ارشاد فرمایا: وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً

اور وہ کافر تم میں سختی پائیں۔ اس سختی سے کیا مراد ہے؟ عام طور پر مفسرین کے دو قول ہیں: ① سختی سے مراد معاملے کی سختی، شدت اور غصہ ہے۔ ② سختی سے مراد جنگی قوت، مقابلہ میں بہادری اور ثابت قدمی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے چند عبارتیں:

① حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

سختی معلوم کریں یعنی قوت جنگ یا سختی یعنی معاملت میں بے رخی، پس کافر سے الفت وملائمت نہ کرے مگر جب دیکھے کہ دین کا راغب ہے"۔ (موضح القرآن)

② فان المؤمن الكامل هو الذى يكون رفيقا لاخيه المؤمن غليظا على عدوه الكافر یعنی کامل مؤمن وہ ہے جو اپنے مسلمان بھائی کے لیے نرم اور اپنے کافر دشمن پر بہت سخت ہو۔ (ابن کثیر)

③ "وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً" اس کے بارے میں صاحب معالم التنزیل لکھتے ہیں "شدة وحمية" کہ کافر لوگ تمہارے اندر شدت اور حمیت اور قوت محسوس کریں (یعنی دینی غیرت اور طاقت) پھر حضرت حسنؒ سے غِلْظَةً کی تفسیر کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ صبرا على جهادهم یعنی جب کافروں سے مقابلہ ومقاتلہ ہونے لگے تو جم کر مقابلہ کرو وہ تمہارے اندر نرمی اور کمزوری محسوس نہ کریں، بلکہ انہیں یہ محسوس ہو کہ تم لوگ قوت اور شوکت والے ہو دبنے والے اور راہ فرار اختیار کرنے والے نہیں"۔ (انوار البیان)

④ "مؤمن کی شان یہ ہے کہ اپنے بھائی کے حق میں نرم اور دشمنان خدا ورسول کے معاملہ میں سخت وشدید ہوتا کہ اس کی نرمی اور ڈھیلا پن دیکھ کر دشمن جری نہ ہو جائے۔

أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ (المائدة) — وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح) جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (التوبہ) وفي الحديث انه صلى الله عليه وسلم قال انا الضحوك القتال (عثمانی، ابن کثیر)

❺ "یعنی تم ہمیشہ اپنی جگہ پر مضبوط، آمادۂ جہاد، مستعد اور کیل کانٹے سے درست رہو کہ دشمن کی ہمت ہی تمہاری طرف نظر بد ڈالنے کی نہ پڑے..... غِلْظَةً یہاں خشونت کے معنی میں اس قدر نہیں جس قدر حدت، مضبوطی اور پختگی کے معنی میں ہے، یعنی ان کا رعب ہم پر نہ پڑنے پائے، بلکہ الٹا ہمارا رعب ان کے دلوں میں بیٹھ جائے۔

غِلْظَةً اي شدة وقوة وحمية (قرطبي) اذ كان ذلك بوقع المهابة لنا في صدورهم والرعب في قلوبهم (جصاص) وشدة وحمية (معالم). (تفسیر ماجدی)

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

❶ "اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی امداد متقی لوگوں کے ساتھ ہے پس ان (کافروں) سے ڈرو، دہو مت۔ (بیان القرآن)

❷ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ بالنصرة والغلبة

یعنی اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کی نصرت فرماتا ہے اور ان کو غلبہ عطاء فرماتا ہے۔ (المدارک)

❸ مطلب یہ ہے کہ جہاد مال اور جاہ کی طلب میں نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کے سبب سے ہو۔ (مفہوم تفسیر کبیر)

❹ "یہاں ایک طرف تو لفظ "متقین" لا کر جہاد و قتال میں اخلاص کامل کی تعلیم دے دی، اور طمع مال، حصول شہرت وغیرہ کے راستے بند کر دیے، تو دوسری طرف ان لوگوں (یعنی مجاہدین) کا "علاقۂ معیت" اللہ تعالیٰ سے جوڑ کر یہ بتلا دیا کہ تمہیں اب خوف و ہراس کی بات ہی کیا ہے، تمہاری نصرت کے لیے تو وہ ناصر و حافظ موجود ہے، جو ہر قوی سے قوی تر ہے۔

اي ايقنوا عند قتالكم اياهم ان الله معكم وهو ناصركم عليهم (ابن جرير)

(یعنی ان سے لڑتے وقت اس بات کا یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ان کے مقابلہ میں تمہارا مددگار ہے)

فان الله ناصر من اتقاه ومعينه (ابن جرير)

(بے شک اللہ تعالیٰ اس کا ناصر و مددگار ہے جو اس سے ڈرے)

واعلموا ان الله معكم اذا اتقيتموه واطعتموه (ابن كثير)

(یقین کرلو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اگر تم اس سے ڈرتے رہے اور اس کی اطاعت کرتے رہے)

ابن کثیرؒ نے جو مفسر ہونے کے ساتھ مؤرخ بھی تھے، لکھا ہے کہ جن مسلمان فرمانبرداروں نے یہ تقویٰ والی شرط پوری رکھی اور احکام شریعت پر عمل جاری کیا، ان کے زمانہ میں فتوحات برابر ہوتی رہیں، اور جوں جوں وہ شرط تقویٰ سے ہٹتے گئے فتح مندی ان سے کنارہ کرتی گئی۔ اور یہ عین حقیقت ہے۔ (ماجدی)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ

اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو بڑھایا ہے

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٢٤﴾

سو جو لوگ ایمان والے ہیں اس سورت نے ان کے ایمان کو بڑھایا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں۔

وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَ

اور جن کے دلوں میں مرض ہے سو ان کے حق میں نجاست پر نجاست بڑھادی اور وہ

مَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿١٢٥﴾ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً

مرتے دم تک کافر ہی رہے۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ ہر سال میں ایک دفعہ یا

أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾ وَإِذَا مَا

دو دفعہ آزمائے جاتے ہیں پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ اور جب کوئی

أُنْزِلَتْ سُورَةٌ نَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ

سورۃ نازل ہوتی ہے تو ان میں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتا ہے کہ کیا تمہیں کوئی مسلمان دیکھتا ہے

ثُمَّ انْصَرَفُوا ۚ صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ﴿١٢٧﴾

پھر چل نکلتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پھیر دیئے ہیں اس لیے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔

### خلاصہ

1 منافقین چونکہ کسی حکم الٰہی کی تعمیل کے لیے تیار نہیں اس لئے حکم الٰہی نازل ہونے سے ان کی قوت ارادی میں کوئی طاقت اور ہمت پیدا نہیں ہوتی۔ ہاں وہ حکم مومنین میں ایک نئی زندگی کی روح پھونک دیتا ہے ان کی قوت ایمانی میں طاقت پیدا ہوجاتی ہے۔

2 منافقین اور زیادہ غیظ وغضب میں پیچ وتاب کھاتے ہیں کہ مسلمانوں میں نئی زندگی کی روح آ گئی، ہماری سازشوں کا پختہ سدِ باب ہوگیا اور اسلام سے دشمنی کرنے اور مٹانے کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ (حضرت لاہوریؒ)

قرآن پاک میں آیات جہاد کے نزول کے وقت منافقین کے کفر میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ (امام رازیؒ)

3 کیا یہ منافق لوگ نہیں دیکھتے کہ ہر سال میں ایک یا دو مرتبہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں، امراض میں مبتلا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں، جہاد میں جانے کا حکم ہوتا ہے تو پیچھے رہ جاتے ہیں جس سے ان کا نفاق کھل جاتا ہے اور اس کی وجہ سے رسوا ہوتے ہیں۔ پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نصیحت بھی حاصل نہیں کرتے۔ (انوار البیان)

❷ جب بھی ایسی سورت نازل ہوتی ہے جس میں منافقین کے عیوب ونقائص بیان ہوں تو شرمندہ ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں پھر یہ کہتے ہوئے نظر بچا کر چل دیتے ہیں کہ کہیں تمہیں کوئی دیکھا تو نہیں۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## ربط

حضرات مفسرین نے ان آیات کا ماقبل کے ساتھ کئی طرح کا ربط بیان فرمایا ہے، ان میں سے صرف ایک کو یہاں ذکر کیا جا رہا ہے:

تفسیر حقانی کے مطابق ربط یہ ہے کہ پچھلی آیت میں جہاد کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے آخر میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہے، یعنی وہ ایمان والوں کی نصرت فرماتا ہے۔ پس ایمان والے اللہ تعالیٰ کی معیت اور نصرت کے بھروسے پر بے خوف ہو کر جہاد کریں۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت متقی لوگوں کے ساتھ ہے اور متقی اسے کہتے ہیں جو ہر برائی سے بچتا ہو۔ اب ان آیات میں سمجھایا گیا کہ جن برائیوں سے بچنا ضروری ہے ان میں سب سے بڑی برائی ''نفاق'' کا مرض ہے۔ خصوصاً جہاد کے دوران نفاق کے مرض سے بہت نقصان ہوتا ہے چنانچہ منافقین کے کچھ حالات بیان فرما دیئے۔

وہ تحریر فرماتے ہیں:

''اور تقویٰ ایک بڑا ''وسیع المعنیٰ'' لفظ ہے جس میں ہر قسم کی منہیات سے بچنے کی طرف اشارہ ہے لیکن ان سب میں بڑھ کر نفاق ہے، خصوصاً لشکر میں شمار (یعنی شامل) ہو کر اور اس (جہاد کے) دفتر (یعنی رجسٹر) میں نام لکھوا کر۔ اس لئے واذا ما انزلت سے لے کر بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ تک نفاق اور منافقین کی مذمت اور ان کی بے ہودہ حرکات ذکر فرما کر لوگوں کو متنبہ کر دیا''۔ (تفسیر حقانی)

## آیات جہاد کے نزول سے منافقین کا کفر بڑھ جاتا ہے

پچھلی دو آیات ١٢٣ اور ١٢٥ میں اشارہ فرمایا گیا کہ قرآن پاک کی سورۃ نازل ہوتی ہے تو وہ ایمان والوں کے ایمان میں ترقی کرتی ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں اور جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے ان کی گندگی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے، اس پر امام رازیؒ لکھتے ہیں:

اذا سمعت هذه السورة المشتملة على الجهاد وتعريض النفس للقتل والمال للنهب ازاداد كفرا على كفره

یعنی جب (منافق کا فانی دنیا سے محبت کرنے والا نفس) ایسی سورۃ سنتا ہے جو جہاد کے حکم پر مشتمل ہوتی ہے اور اس میں جان کو موت کے لیے اور اپنے اموال کو لٹنے کے لیے پیش کرنے کا حکم ہوتا ہے تو اس کے کفر میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جبکہ مومن تو حکم جہاد سے خوش ہوتے ہیں کہ اگر شہید ہوئے تو آخرت کے مزے اور اگر فتح پائی تو غلبے کی خوشی

والثاني ما يحصل لهم منا الاستبشار فمنهم من حمله على ثواب الآخرة ومنهم من حمله على ما يحصل في الدنيا من النصر والظفر. (تفسير كبير)

تفسیر الفرقان میں ہے:

"جب قرآن حکیم کی کسی سورت میں لوگوں کو جہاد فی سبیل اللہ کی دعوت دی جائے تو اہل ایمان اس حکم کے سنتے ہی مسرت وشادمانی کا اظہار کرتے ہیں، وہ خوب جانتے ہیں کہ ایمان کا بقا ضروری ہے اور یہ نہیں باقی رہ سکتا جب تک مرکزی قوت کو تمام بیرونی حملوں سے محفوظ نہ کردیا جائے، اور اس کے لیے جہاد ضروری ہے، مگر یہی حکم منافقین کے لیے موت ثابت ہوتا ہے، ان کی خباثت میں اور ترقی ہوتی ہے، وہ جہاد کی مصلحتوں سے واقف نہیں۔ (تفسیر الفرقان)

## منافقین کی سالانہ آزمائش سے مراد حکم جہاد ہے

تیسری آیت ۱۲۶ میں فرمایا گیا کہ ان منافقین کو سال میں ایک دوبار آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ اس آزمائش سے کیا مراد ہے؟ حضرات مفسرین کے کئی اقوال ہیں۔ حضرت قتادہؒ اور حضرت حسن بصریؒ کے نزدیک اس سے مراد حکم جہاد ہے۔ امام رازیؒ لکھتے ہیں:

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ ان کو جہاد میں نکلنے کا حکم دیا جاتا ہے پھر اگر وہ نہیں نکلتے تو لوگوں کے درمیان ان کی بہت رسوائی اور ذلت ہوتی ہے اور اگر نکلتے ہیں تو کفر کی حالت میں خود کو بلا فائدہ خطرے میں ڈالتے ہیں۔

قال قتادة: يفتنون بالغزو والجهاد فانه تعالى امر بالغزو والجهاد فهم ان تخلفوا وقعوا في السنة الناس باللعن والخزي والذكر القبيح، وان ذهبوا الى الغزو مع كونهم كافرين كانوا قد عرضوا انفسهم للقتل واموالهم للنهب من غير فائده (تفسير كبير)

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

قتادہ، حسنؒ اور مجاہدؒ کے نزدیک مراد یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں نکلنے کے ذریعے آزمائے جاتے ہیں اور جہاد میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے وعدوں کو سچا ہوتا دیکھتے ہیں مگر پھر بھی توبہ نہیں کرتے، نصیحت نہیں پکڑتے۔

وقال قتادة والحسن ومجاهد: بالغزو والجهاد مع النبي صلى الله عليه وسلم ويرون ما وعدالله من النصر ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ لذلك وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ. (القرطبي)

حضرت شاہ صاحبؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اکثر جنگ وجہاد کے وقت منافق معلوم ہوجاتے تھے (موضح القرآن) یعنی جب حکم جہاد کے ذریعے آزمائش ہوتی تو منافقین کا پتہ چل جاتا تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## اللہ پاک نے ان کے دلوں کو پھیر دیا

آیت ۱۲۷ میں ان منافقین کی محرومی کا حال بیان فرمایا گیا۔ ملاحظہ فرمایئے یہ عبارت:

”جس وقت وحی نازل ہوتی اور منافقین مجلس میں موجود ہوتے تو کلام الٰہی کا سننا ان پر بہت شاق گزرتا تھا خصوصاً وہ آیات جن میں ان کے عیوب کھولے جاتے تھے۔ (مثلاً جہاد سے پیچھے رہ جانا وغیرہ) اس وقت ایک دوسرے کی طرف کن انکھیوں سے اشارے کرتے اور ادھر ادھر دیکھتے کہ مجلس میں کسی مسلمان نے ہم کو پرکھا نہ ہو پھر نظر بچا کر شتاب (یعنی فوراً) مجلس سے کھسک جاتے تھے۔ صرف اللہ قلوبہم یعنی مجلس نبوی سے کیا پھرے خدا نے ان کے دلوں کو پھیر دیا کہ وہ اپنی جہل وحماقت سے ایمان وعرفان کی باتوں کو سمجھنا اور قبول کرنا نہیں چاہتے۔ (تفسیر حقانی)

## فائدہ

کئی مفسرین کرام نے ان چار آیات کی عمومی تفسیر بیان کی ہے یہاں خاص طور سے جہادی معارف اور اقوال کو بیان کر دیا گیا ہے۔ واللہ الموفق للصواب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُورَةُ التَّوبَة مَدَنِيَّة آیت ۱۲۸، ۱۲۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

البتہ تحقیق تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آیا ہے اسے تمہاری تکلیف گراں معلوم ہوتی ہے

حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا

تمہاری بھلائی پر وہ حریص ہے مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے۔ پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں

فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ

تو کہہ دو مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور وہی

الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

عرش عظیم کا مالک ہے۔

### خلاصہ

① سورۃ التوبہ میں مشکل احکامات کا بیان ہے، آخر میں ایسی بات فرمادی کہ جس سے یہ مشکل احکامات (جہاد، کافروں سے قطع تعلق وبرأت وغیرہ) میٹھے لگنے لگیں اور ان پر عمل کرنا آسان ہوجائے

② یہ تمام احکامات تمہارے پاس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ چھ صفات موجود ہیں:

❶ وہ اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان رسول ہیں، یعنی کمال کے سب سے اونچے درجے پر فائز ہیں اور جو کچھ لاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لاتے ہیں۔

❷ وہ تم میں سے ہیں یعنی بنی آدم میں سے ہیں۔ پس تمہارے خیرخواہ ہیں اور تمہارے مزاج، طبیعت اور دکھ کو سمجھتے ہیں۔

❸ وہ تمہارے مشقت میں پڑنے کو گوارا نہیں کرتے بلکہ ہر وقت تمہارے لئے بھلائی اور آسانی کے طلبگار رہتے ہیں۔

❹ وہ تمہاری ہدایت اور تمہارے لئے دنیا آخرت کی ہر بھلائی کے خواہشمند رہتے ہیں۔

❺ وہ ایمان والوں کے لیے بہت شفیق ہیں

❻ وہ ایمان والوں کے لیے بڑے مہربان ہیں

اب خود سوچو کہ جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ تمام صفات موجود ہوں تو وہ تمہارے لئے کوئی تکلیف اور نقصان کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

بات کہاں کر سکتے ہیں، پس وہ جو احکامات لائے ہیں ان میں تمہارے لئے خیر ہی خیر اور برکت و کامیابی ہے۔

(۳) اگر یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانیں گے تو اپنا ہی نقصان کریں گے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو اللہ تعالیٰ کافی ہے جو عرش عظیم کا رب ہے۔ پس اگر یہ لوگ نہیں مانیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دین کا کوئی نقصان نہیں ہوگا، یہ دین آگے بڑھتا چلا جائے گا اور اس کا ساتھ نہ دینے والے پیچھے رہ جائیں گے۔

## تفسیر لاہوری

اے انسانو! خطاب عام ہے (خواہ مسلمان ہوں یا کافر و منافقین) تم سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے کیوں جی چراتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ تم پر رحمت اور برکت نازل ہو، تمہاری تکلیف سے ان کو صدمہ ہوتا ہے وہ تو فقط تمہاری بھلائی پر حریص ہیں لہٰذا تم ان کا کہا مانو گے تو اپنا بھلا کرو گے۔ اگر اتنے صاف اعلان کے بعد بھی یہ لوگ مخالفت سے باز نہ آئیں تو انہیں کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ میرا حامی و مددگار کافی ہے، میرا اسی پر بھروسا ہے۔ (پھر دیکھ لینا کہ کون کامیاب ہوتا ہے) اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

## ربط

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

اعلم انه تعالیٰ لما امر رسوله علیه السلام ان یبلغ فی هذه السورة الی الخلق تکالیف شاقة شدیدة صعبة یعسر تحملها الا لمن خصه الله تعالیٰ بوجوه التوفیق والکرامة ختم السورة بما یوجب سهولة تحمل تلك التکالیف۔

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ اس سورۃ کے ذریعے مخلوق تک مشکل احکامات پہنچائیں، وہ احکامات جن پر عمل کرنا بہت مشکل ہے سوائے ان لوگوں کے جنہیں اللہ پاک توفیق عطاء فرمائے۔ تو اس سورۃ کا اختتام ایسی بات پر کیا جو ان مشکل احکامات کو قبول کرنا آسان بنا دیتی ہے۔ (تفسیر کبیر)

## عجیب نکتہ

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر زیادہ محبت ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس قدر زیادہ پہچان ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر تعلق زیادہ ہوگا اسی قدر جہاد سمیت پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ان دو آیات کے مضامین

ان دو آیات پر حضرات مفسرین نے خوب دل کھول کر لکھا ہے، جن مضامین پر تفاسیر میں روشنی ڈالی گئی ہے ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) مِّنْ اَنْفُسِكُمْ وہ رسول تم ہی میں سے ہیں یہ خطاب عرب کو ہے یا تمام بنی آدم کو؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❷ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ یہ اَنْفُسِكُمْ فا پر ضمہ (پیش) کے ساتھ ہے یا اَنْفَسِكُمْ فا پر فتحہ (یعنی زبر) کے ساتھ ہے، زبر کی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ وہ رسول تم میں سے سب سے زیادہ نفیس و معزز ہیں۔

❸ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ وہ تمہارے لئے کس بات کے حریص ہیں، ہدایت کے؟ دنیا و آخرت کی ہر بھلائی کے؟ ان کی امت کی تعداد زیادہ ہو اس بات کے؟

❹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور مہربانی صرف ایمان والوں کے لیے ہے اس پر حضرات مفسرین نے مدلل اور مفصل بحث فرمائی ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فکرمند تو ساری امت کے لیے تھے مگر خاص رحمت و شفقت امتِ اجابت کے لیے ہیں۔

❺ فَاِنْ تَوَلَّوْا پھر اگر وہ نہ مانیں۔

ایمان نہ لائیں؟ اس سورۃ کے احکامات نہ مانیں؟ جہاد میں آپ کی نصرت سے روگردانی کریں؟ ان تمام اقوال پر مفسرین نے کلام فرمایا ہے۔

❻ حَسْبِيَ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ میرے لئے کافی ہے۔ اس کا مفصل مطلب

❼ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ کی وسعت اور بڑائی پر مفسرین نے خوب عبارتیں لکھی ہیں، علامہ آلوسیؒ نے تو اعداد و شمار بھی پیش کیے ہیں کہ جب معلوم چیزوں کے اعداد و شمار یہ ہیں تو عرش تو ان سے بھی بڑا ہے۔

❽ مفسرین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک، خاندان اور اس خاندان کی پاکیزگی پر بھی روایات جمع فرمائی ہیں۔

❾ امت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کو کئی مفسرین حضرات نے مثالوں سے واضح فرمایا ہے۔

❿ کئی مفسرین نے سورۃ توبہ کی آخری آیت کا مسنون عمل بھی ذکر فرمایا ہے، (جو تھوڑا آگے چل کر ذکر کیا جائے گا)

ان تمام مضامین پر تفصیلی معلومات کے لیے ملاحظہ فرمائیے: قرطبی، البحر المحیط، ابن کثیر، روح المعانی، تفسیر کبیر، بیان القرآن، انوار البیان، موضح القرآن وغیرہا۔

## جہاد رحمت ہے

”جو لوگ قلب سلیم رکھتے ہیں، وہ خوب جانتے ہیں کہ جہاد فی سبیل اللہ کا حکم بالکل فطرت انسانی کے مطابق ہے، جہاد کے احکام ایسی ”ذات قدسی“ کی طرف سے دیئے جاتے ہیں جو اجنبی نہیں کہ تم سے دشمنی کا اظہار کر رہا ہے، بلکہ تم ہی میں کا ایک عربی ہے، اور پھر یہی نہیں بلکہ اسے تمہارے ساتھ بے انتہا الفت و محبت ہے، تمہاری ہر تکلیف اس کے لیے پریشانی کا باعث بن جاتی ہے اور اسے برابر یہ فکر دامن گیر رہتی ہے کہ تمہیں ہر قسم کا فائدہ حاصل ہو، پس جو نبی اس درجہ رحم مجسم ہو اس کی نسبت تمہیں یہ گمان ہو سکتا ہے کہ وہ کبھی تمہیں ایسا حکم دے گا جو تمہاری تکلیف کا باعث ہو؟ ایسا ہونا غیر ممکن اور محال ہے، اس لئے جہاد کا حکم رحمت کے منافی نہیں۔ بلکہ تم غور کرو تو تمہاری حیات اجتماعی ہے لہذا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

تمہیں حکم ہے کہ جہاد کا عمل کیے بغیر تم غیروں کی دست برد سے ہرگز محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اس لئے دنیا میں جہاد کا حکم تمہارے لئے بے انتہا فوائد اپنے اندر رکھتا ہے۔ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ جس چیز کو تم ناپسند کرتے ہو عجب نہیں وہی تمہارے لئے رحمت کا موجب بن جائے۔ لیکن اگر باوجود ان کھلے کھلے احکام کے پھر بھی تم نے غفلت سے کام لیا اور سرفروشان اسلام کی جماعت تیار نہ کی جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے نام پر سر دینے کو تیار ہو تو تمہیں یہ معلوم ہو جانا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صرف ایک اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ ان کا اعتماد کسی انسانی قوت پر نہیں، بلکہ اس ذات واحد پر ہے جو عرش عظیم کا مالک ہے وہ ''اپنے قرآن'' اور کلمہ حق کی حفاظت کے لیے تم سے بہتر نفوس قدسیہ سارے عالم سے منتخب کرلے گا''۔ (تفسیر الفرقان)

## جہاد اور آپ ﷺ کی شفقت ورحمت

اگر جہاد کا حکم نہ ہوتا تو ظالم کافر مسلمانوں کو ستاتے رہتے اور انہیں کفر اختیار کرنے پر مجبور کرتے۔

اگر جہاد کا حکم نہ ہوتا تو بہت سے افراد کی سمجھ میں اسلام نہ آتا۔

اگر جہاد کا حکم نہ ہوتا تو مکہ مکرمہ اور جزیرۃ العرب پر اسلام کی حکومت قائم نہ ہوتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امت پر خاص شفقت کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے فرمانے پر اسے جہاد کا حکم دیا جس کی وجہ سے......

ان پر سے ظلم اور تکلیفیں دور ہوئیں

ان کو دنیا آخرت کی بھلائیاں ملیں

ملک فتح ہوئے اور قوموں کی قومیں مسلمان ہوئیں

اور مسلمانوں نے جہاد کے ذریعہ آخرت کی کامیابی اور دنیا کی خلافت پالی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## دعوت جہاد کا اسلوب

سورۃ الانفال اور سورۃ التوبہ جہاد کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، ان دو سورتوں میں جہاد کے بارے میں ہر بات موجود ہے۔ اب سورۃ کا اختتام بہت دلنشین انداز میں ہو رہا ہے کہ مسلمانوں کو جہاد سمجھانا ہو تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جوڑ دو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہوگی تو جہاد کو سمجھنے میں کچھ مشکل پیش نہیں آئے گی۔ مگر جہاد ہوگا کیسے؟ تو بالکل آخری آیت میں '' تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ '' کا حکم دیا گیا کہ جہاد تَوَكُّل سے ہوگا۔ عرش عظیم کے رب پر مکمل بھروسا اور تَوَكُّل رکھو گے تو تمہارے لئے جہاد بالکل آسان ہو جائے گا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## ایک بڑا ہتھیار

'' تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ نبیوں کا اور ان کے امتیوں کا سب سے بڑا ہتھیار ہے اسی سے مشکل ترین کام آسان ہو جاتے ہیں''۔ (انوار البیان)


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## ایک عمل

ابوداؤد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص صبح شام سات سات بار

---

حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

پڑھا کرے، اللہ تعالیٰ اس کے تمام ہموم و غموم کو کافی ہو جائے گا۔ (عثمانی)

تمّ سورة التوبة بفضل الله ورحمته وتوفيقه......

حسبي الله لا اله الا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم، اللهم يا توّاب يا رحيم تب علينا وارحمنا انك انت التواب الرحيم. اللهم صل على حبيبك سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وصحبه وبارك وسلم تسليما كثيرا كثيرا.

٢٦ ربيع الثاني ١٤٢٩ هجرى

بمطابق ۳ مئی ۲۰۰۸ء يوم السبت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## ضمیمہ

# زکوٰۃ کے مصرف ”فی سبیل اللہ“ سے جمہور کے نزدیک مجاہدین ہی مراد ہیں

**سورۃ التوبہ آیت ٦٠ میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بیان فرمائے گئے ہیں**

**ان میں سے ایک مصرف ”فی سبیل اللہ“ کا بیان ہوا ہے۔**

**”فی سبیل اللہ“ سے کیا مراد ہے؟ اس سوال کا جواب دینے والی ایک علمی اور تحقیقی تحریر**

**ماخوذ از جدید فقہی مسائل جلد دوم مؤلفہ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی (انڈیا)**

---

قرآن مجید نے زکوٰۃ کے جو مصارف ہشتگانہ بیان کئے ہیں ان میں ایک ”فی سبیل اللہ“ ہے، فی سبیل اللہ سے متعلق تین اہم مباحث ہیں: ❶ اول یہ کہ فی سبیل اللہ سے کیا مراد ہے؟ ❷ دوسرے اس مد میں بھی ”مالک بنانے“ کی شرط ہے یا نہیں؟ ❸ تیسرے اس مد میں بھی فقر و احتیاج ضروری ہے یا نہیں؟ پہلے نکتہ پر سلف صالحین میں بہت کم اختلاف ہے، لیکن دوسرے اور تیسرے نکات پر ائمہ مجتہدین کے دور سے اختلاف رہا ہے، اس وقت ان تینوں نکات پر گفتگو کی جاتی ہے۔

”فی سبیل اللہ“ میں کچھ لوگ مطلق توسع کے قائل ہیں، بعض حضرات ایک گونہ تحدید کے، اور جمہور محدثین و فقہاء کے نزدیک اس کا دائرہ نہایت محدود ہے؛ اس لئے اس سلسلہ میں سب سے پہلے اہل علم کی آراء پیش کی جائیں گی، پھر متوسعین اور جمہور کی دلیلیں، اس کے بعد ان دلائل کا تجزیہ کیا جائے گا تا کہ کسی نتیجہ پر پہنچا جا سکے۔

## جمہور فقہاء کی رائے

ائمہ اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ ”فی سبیل اللہ“ سے مجاہدین فی سبیل اللہ مراد ہیں، حنفیہ کی رائے طحاویؒ نے ان الفاظ میں نقل کی ہے:

”قوله في سبيل الله هو منقطع الغزاة والحاج“ (طحطاوی: ٤٧٢/٢)

یہی بات ”مجمع الانہر“ میں کہی گئی ہے (مجمع الانهر: ٢٢١/١)...... شوافع کے نقطہ نظر کی ترجمانی سیوطیؒ نے ان الفاظ میں کی ہے:

”القائمين بالجهاد لمن لا فيء لهم ولو اغنياء“ (جلالين: ١٦١)

کار جہاد انجام دینے والے، جن کا وظیفہ مقرر نہ ہو، گو وہ مالدار ہوں۔ قرطبی نے مالکیہ کی رائے نقل کی ہے کہ:

”في سبيل الله وهم الغزاة“ (الجامع لاحكام القرآن: ١٨٥/٨)

حنابلہؒ کے یہاں بھی مجاہدین اس کا مصداق اولین ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"أما فی سبیل اللّٰہ فمنهم الغزاة الذین لا حق لهم فی الدیوان عند الامام احمد" (تفسیر ابن کثیر: ۳۸۰/۲)

یہاں تک کہ امام مالکؒ نے فرمایا: "فی سبیل اللّٰہ" کا لفظ گو اپنے معنی کے اعتبار سے عام ہے، مگر اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس آیت میں مجاہدین ہی اس کا مصداق ہیں:

"سبل اللّٰہ کثیرۃ ولکنی لا أعلم خلافا فی أن المراد بسبیل اللّٰہ ھھنا الغزو من جملۃ سبل اللّٰہ" (احکام القرآن لابن العربی: ۹۶۹/۲)

ترجمہ: "اللہ کے راستے بہت ہیں۔ لیکن میرے علم کے مطابق اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہاں اللہ کے راستے سے جہاد مراد ہے، جو من جملہ اللہ کے راستوں کے ہے۔"

علامہ عینی نقل فرماتے ہیں:

"وقال السکاکی: منقطع الغزاۃ وھو المراد من قولہ فی سبیل اللّٰہ عند أبی حنیفۃ وابی یوسف والشافعی ومالک و عند أحمد و محمد منقطع الحاج." (عینی علی الھدایہ: ۲۵/۱)

ترجمہ: سکاکی کہتے ہیں کہ "فی سبیل اللہ" سے مراد امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک وہ مجاہدین ہیں، جن کے پاس سامان سفر نہ ہو۔ امام احمدؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اس سے سامان سفر سے محروم حاجی مراد ہے۔"

ائمہ مجتہدین تک ہمیں "فی سبیل اللہ" کے مصداق کی تعیین میں صرف دو مواقع پر توسع نظر آتا ہے، ایک یہ کہ مالکیہ کے یہاں مجاہدین کی مد کے علاوہ آلات جہاد کی فراہمی اور دفاعی تیاریوں پر بھی اس کے خرچ کی اجازت ہے (دیکھئے صاوی علی الجلالین: ۱۵۴/۲)...... جس کا ذکر آگے آئے گا اور امام احمدؒ کے ایک قول کے مطابق نیز امام محمدؒ کے نزدیک ایسے حاجی کو بھی اس مد سے دیا جا سکتا ہے جو حج فرض ہونے کے بعد استطاعت حج سے محروم ہو گیا ہو، لیکن حنفیہ نے عام طور پر امامؒ کے اس قول کو قابل ترجیح نہیں کہا ہے، اکثر متون میں اس کو صیغہ تمریض (قیل) کے ساتھ نقل کیا گیا ہے، نسفی، حصکفی، اسبیجابی رحمہم اللہ تعالیٰ اور اکثر فقہاء نے اس رائے کو معتمد نہیں مانا ہے (دیکھئے: رد المحتار: ۲۸۹/۳)...... لیکن حقیقت یہ ہے کہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے درمیان زکوٰۃ کے مسئلے میں "فی سبیل اللہ" کے مصداق میں یہ وسعت اور تنگی محض لفظی اختلاف کا درجہ رکھتی ہے، کہ حنفیہ کے یہاں مجاہد ہو یا حاجی، اس کے مصرف زکوٰۃ ہونے کے لئے "فقر" ضروری ہے اور "فقر" بجائے خود استحقاق زکوٰۃ کے لئے کافی ہے (البحر الرائق: ۲۴۲/۲)...... امام احمدؒ سے بھی ایک قول "فی سبیل اللہ" سے حجاج مراد ہونے کا منقول ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہی ان کی معروف و "اظہر" رائے ہے:

وقال أحمد فی أظھر الروایتین: الحج من سبیل اللّٰہ. (رحمۃ الامۃ: ۱۱۲)


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## متوسعین

بعد کے فقہاء میں ایک گروہ ہمیں ایسا نظر آتا ہے جس نے ”فی سبیل اللہ“ کے معنی میں عموم و وسعت کی راہ اختیار کی ہے ان میں سرفہرست چھٹی صدی کے نامور فقیہ و عالم ملک العلماء علامہ کاسانیؒ کا نام نامی آتا ہے، وہ فرماتے ہیں:

”و فی سبیل اللہ عبارۃ عن جمیع القرب فیدخل فیہ کل من سعی فی طاعۃ اللہ و سبیل الخیرات“ (بدائع الصنائع: ۲/۴)

ترجمہ: ”فی سبیل اللہ“ تمام نیکیوں سے عبارت ہے اور اس میں اللہ کی اطاعت اور نیکیوں کے راستہ میں کی جانے والی ہر کوشش داخل ہے“۔

مگر علامہ کاسانیؒ نے ایک ہاتھ سے ”فی سبیل اللہ“ کے مفہوم میں جو وسعت برتی تھی، دوسرے ہاتھ سے اسے یہ قید لگا کر واپس بھی لے لیا ہے کہ:

”اذا کان محتاجاً“

ترجمہ: ”بشرطیکہ وہ محتاج ہو“۔

جب حاجت اور فقر کی شرط پر زکوٰۃ دی جائے گی، تو عملاً اس مصرف میں وہی تحدید باقی رہے گی جو دوسرے فقہاء کے یہاں ہے، تاہم شاید کاسانیؒ کی اس تشریح سے فائدہ اٹھا کر صاحب فتاویٰ ظہیریہ نے ”طلبہ علوم دینیہ“ کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ (تاتارخانیہ: ۲/۲۷۰)...... لیکن عام طور پر فقہاء نے ”طلبہ“ کے لئے بھی فقر و احتیاج کی قید برقرار رکھی ہے، اسی لئے عملاً زکوٰۃ کی اس مد کے سلسلہ میں ان حضرات کی آراء سے کوئی حقیقی توسع پیدا نہیں ہوتا، اس لئے حصکفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ تعبیر و مراد کا یہ فرق مصرف وصیت و اوقاف کے باب میں ظاہر ہوگا۔

”و ثمرۃ الاختلاف فی نحو الاوقاف“. (در مختار علی ھامش الرد: ۲۸۹/۳)

جن فقہاء کے ہاں ”فی سبیل اللہ“ والی مد میں فقر و احتیاج کی شرط نہیں، ان کے ہاں البتہ ”فی سبیل اللہ“ کے معنی میں توسع حقیقی طور پر اثر انداز ہوگا...... اس سلسلہ میں غالباً سب سے پہلے مشہور شافعی عالم قفال رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعض فقہاء سے توسع نقل کیا ہے اور کہا کہ:

”انھم اجازوا صرف الصدقات الی جمیع وجوہ الخیر من تکفین الموتی و بناء الحصون و عمارۃ المسجد لان قولہ و فی سبیل اللہ عام فی الکل.“ (مفاتیح الغیب: ۱۱۳/۱۶)

ترجمہ: فقہاء نے تمام کارہائے خیر جیسے مردہ کو کفن، قلعوں اور مسجدوں کی تعمیر میں صدقات کے خرچ کرنے کی اجازت دی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”فی سبیل اللہ“ ان سب میں عام ہے“۔

تفسیر مواہب الرحمٰن میں بھی صاحب رائے کی وضاحت کے بغیر بعض فقہاء سے اس طرح کی رائے نقل کی گئی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

امام فخر الدین رازی نے اسی قول کو نقل کیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دبے لفظوں میں انہوں نے اس کی تائید بھی کی ہے:

"اعلم أن ظاهر اللفظ في قوله و في سبيل الله لا يوجب القصر على كل الغزاة." (حوالہ مذکور)

افسوس کہ قفال رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان فقہاء کا نام بھی ذکر نہ کیا جو لغوی معنی کے اعتبار سے اس مد میں وسعت کے قائل تھے، شاید ایسا اس لئے ہوا ہو کہ اس زمانہ میں یہ قول "شذوذ" کا درجہ رکھتا تھا اس لئے انہوں نے اس کو قابل ذکر بھی نہ سمجھا ہو، اس کے بعد تین سو سال سے زیادہ عرصہ تک اس رائے کی کوئی تائید ہوتی نظر نہیں آتی، سوائے اس کے کہ بعض مصنفین نے مذاہب و آراء کی نقل کے ذیل میں ایک ایسی رائے کی حیثیت سے اس کا ذکر کر دیا، جس کے حاملین اور قائلین بھی پردہ ابہام میں ہوں، پھر گیارہویں صدی کے مشہور محقق اور محدث علامہ مرتضیٰ زبیدی (م ۱۲۰۵ھ) نے اس کی تائید میں چند سطریں لکھیں، فرماتے ہیں:

"يمكن أن يريد المجاهدين و الانفاق منها في الجهاد لأنه يطلق عليه هذا الاسم عرفاً ويمكن أن يريد سبيل الخير كلها المقربة الى الله." (اتحاف: ۲۵۰/۴)

ترجمہ: "ممکن ہے کہ مجاہدین پر اور جہاد میں خرچ کرنا مراد لیا جائے، اس لئے کہ عرف میں اس نام (فی سبیل اللہ) کا اطلاق اسی پر کیا جاتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ خیر کے وہ تمام راستے جو اللہ کے نزدیک کرنے والے ہوں، وہ مراد ہوں۔"

پھر اپنے مذاق متصوفانہ کی وجہ سے اس میں وہ عموم برتا کہ مجاہدین کارزار سے لے کر مجاہدہ نفس کرنے والوں تک اس کا دائرہ وسیع کر دیا اور پیاسے جانوروں اور درختوں کی بھی اس مد زکوٰۃ سے محرومی گوارا نہ کی، لکھتے ہیں:

"بل ما تقتضيه المصلحة العامة لكل انسان بل لكل حيوان حتى الشجرة يراها تموت عطشا فيكون عنده بما يشترى لها ما يسقيها به من مال الزكاة فيسقيها بذالك فانه من سبيل الله و ان أراد المجاهدين فالمجاهدون معلومون بالعرف من هم والمجاهدون انفسهم ايضا في سبيل الله فيعانون بذالك على جهاد أنفسهم." (اتحاف: ۲۵۰/۴)

ترجمہ: بلکہ ہر انسان، بلکہ ہر جانور یہاں تک کہ وہ درخت جو پیاس سے سوکھ رہا ہو، کے لئے مصلحت عامہ کا جو تقاضہ ہو وہ سب فی سبیل اللہ میں داخل ہے۔ کہ اگر اس کے پاس مال زکوٰۃ میں ایسا مال ہو جس کے ذریعہ وہ اس کی آبیاری کا سامان کر سکے، تو اس کو اس سے سیراب کرے۔ اس لئے کہ اس کا شمار بھی فی سبیل اللہ میں ہے۔ اور اگر اس سے مجاہدین مراد لیں تو جو لوگ اپنے نفس سے جہاد کرنے میں مشغول ہوں وہ بھی فی سبیل اللہ کا مصداق ہیں کہ زکوٰۃ کے ذریعہ وہ مجاہدہ نفس میں مدد لیتے ہیں۔"

اس کے بعد سے کم درجہ کی توسیع علامہ صنعانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ملتی ہے، انہوں نے مجاہدین پر قیاس


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے قضاۃ، مفتیین اور مدرسین کو بھی اس زمرہ میں رکھا ہے:

"ویلحق بہ من کان قائماً بمصلحۃ عامۃ من مصالح المسلمین کالقضاء و الافتاء و التدریس و ان کان غنیاً." (سبل السلام: ۲/۱۴۳)

ترجمہ: اسی سے وہ لوگ بھی ملحق ہیں جو مسلمانوں کی مصالح میں سے کسی عام مصلحت کو انجام دینے میں مشغول ہوں۔ جیسے: قضاء، افتاء، تدریس اگرچہ وہ غنی ہوں۔"

سترہویں صدی کے صنعتی اور فکری انقلاب کے بعد مغرب بڑی قوت سے اسلام پر حملہ زن ہوا اور اس نے عالم اسلام پر استحلال کے ساتھ ساتھ اسلام پر بھی فکری اور نظری یلغار اپنے تمام وسائل کے ساتھ شروع کر دی۔ دوسری طرف اسلام کے خادمین اور اس کے فکری و علمی محافظین کا رشتہ حکومت و سلطنت سے کٹ کر رہ گیا اور وسائل و ذرائع سے محرومی ان کے سامنے ایک سوالیہ نشان بن گئی کہ ان حالات میں کہ باطل پورے مادی وسائل کے ساتھ علم و قلم کی شمشیر بے نیام لے کر بڑھ رہا ہے، اسلامی سلطنتیں مغربی تہذیب کے سامنے سپر انداز ہو چکی ہیں اور ان کے بیش قدر ذرائع میں ثقافت و تہذیب کے نام پر "بد دینیوں" کے لئے تو وافر حصہ ہے لیکن حفاظت اسلام کے لئے نہ صرف کوئی حصہ نہیں، بلکہ وہ ایک جرم کا درجہ رکھتا ہے، ان حالات میں وہ اسلام کی فکری مورچہ بندی اور اہل باطل کی صف شکنی اور مدافعت کے لئے کہاں سے وسائل لائیں؟

اس صورت حال نے پورے جذبۂ اخلاص کے ساتھ ان کو راہ بتائی کہ "فی سبیل اللہ" کے معروف مفہوم کی بجائے اس کے لغوی معنی کو اختیار کرتے ہوئے زکوٰۃ سے اس ضرورت کی تکمیل کی جائے، اسی لئے اس صدی سے پہلے جہاں محقق علماء کے یہاں اس رائے کو ایسا "شذوذ" سمجھا جاتا تھا کہ یہ تک کسی نے نہیں لکھا کہ اس وسعت کا قائل کون ہے؟ اس صدی میں عالم اسلام کے وہ علماء جو اسلام کے قلب و جگر اور زبان و دہن بن کر اسلام کی فکری سربلندی کا اثبات کرتے رہے اور "کلمۃ اللہ تعلو و لا تعلیٰ" کا ذریعہ بننا ان کو نصیب ہوا، انہوں نے ہی اس مد میں وسعت و کشائش کا آوازہ بلند کیا، یہ ہیں: صاحب المنار علامہ رشید رضا مصری رحمہ اللہ تعالیٰ جنہوں نے غالباً سب سے پہلے اس نقطۂ نظر کو دلائل و براہین کے پیرہن کے ساتھ پیش کیا (تفسیر المنار: ۱۰/۵۰۴-۵۰۵)...... علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ تعالیٰ (سیرۃ النبی: ۵/۱۳۶)...... مولانا ابو الکلام آزاد رحمہ اللہ تعالیٰ (ترجمان القرآن: ۳/۱۹)...... نواب صدیق حسن خان (الروضۃ الندیۃ: ۱/۲۰۶-۲۰۷)...... ماضی قریب کے علماء میں مولانا سید احمد عروج قادری رحمہ اللہ تعالیٰ (دیکھئے عشر و زکوٰۃ اور سود کے چند مسائل...... مولانا امین احسن اصلاحی رحمہ اللہ تعالیٰ (تدبر قرآن: ۳/۱۹۲)......اور بعض دوسرے علماء۔

ڈاکٹر یوسف قرضاوی۔ جن کی "فقہ الزکوٰۃ" اسلامی کتب خانہ میں ایک گرانقدر اضافہ ہے...... نے اس تحدید و توسیع کے درمیان ایک درمیانی راہ نکالی کہ فی سبیل اللہ سے مراد تو "مجاہدین" ہی ہیں، لیکن جہاد سے صرف "جہاد


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بالسیف'' ہی مراد نہیں ہے، جہاد بالقلم اور جہاد باللسان وغیرہ بھی اس میں داخل ہے (فقہ الزکوٰۃ: ۶۵۷-۶۵۸/۲) ہر چند کہ قرضاوی صاحب نے رشید رضا کی بے روک ٹوک توسیع پر نقد کر کے بیہ راہ وسط نکالی ہے، لیکن ''جہاد'' کے مفہوم میں اس عموم کے بعد حقیقت یہی ہے کہ رشید رضا اور قرضاوی صاحب کی رائے میں عملاً کوئی فرق باقی نہیں رہ پاتا۔

## جمہور کے دلائل

جمہور فقہاء جو اس مد کو ''مجاہدین'' اور ''غزاۃ'' تک محدود مانتے ہیں، ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

❶ ''اِنَّمَا'' کا لفظ عربی زبان میں حصر کو بتلاتا ہے اور ''فی سبیل اللہ'' کو لغوی معنی کے اعتبار سے عام رکھا جائے تو پھر مصارف زکوٰۃ میں کوئی تحدید باقی نہیں رہتی۔

❷ زکوٰۃ کے آٹھ مصارف کی تعیین اس بات کی متقاضی ہے کہ ان تمام مدات میں نوعیت کا اختلاف پایا جائے، لیکن ''فی سبیل اللہ'' میں اگر اس درجہ عموم روا رکھا جائے تو ادنیٰ تکلف کے بغیر بقیہ ساتوں مصارف بھی ''فی سبیل اللہ'' کے تحت آ جاتے ہیں۔

❸ احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آٹھ مصارف میں تحدید اور انحصار ہی شارع کا منشاء ہے اور ''فی سبیل اللہ'' میں عموم کے بعد اس منشاء کی تکمیل ممکن نہیں ابوداؤد شریف میں مروی ہے:

''عن زیاد بن حارث الصدائی قال: أتیت رسول اللہ فبایعتہ و ذکر حدیثاً طویلاً فأتاہ رجل فقال أعطنی من الصدقۃ، فقال لہ رسول اللہ ﷺ: ان اللہ لم یرض بحکم نبی ولا غیرہ فی الصدقات حتیٰ حکم فیھا ھو فجزءھا ثمانیۃ أجزاء فان کنت من تلک الأجزاء أعطیتک حقک.'' (ابو داؤد: ۲۳۰/۱ کتاب الزکوٰۃ، نیز ملاحظہ ہو: درمنثور: ۲۲۰/۲)

ترجمہ: زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے بیعت کی، زیاد نے ایک طویل حدیث کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا: مجھے صدقہ دیجئے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ صدقات کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ نے نبی یا کسی اور کی مرضی پر نہیں رکھا ہے۔ بلکہ اس کے بارے میں خود فیصلہ فرما دیا اور آٹھ حصے مقرر کر دیں۔ اگر تم ان میں سے ہو تو میں تم کو تمہارا حق دے دوں۔''

❹ ''فی سبیل اللہ'' کی حیثیت ایک اصطلاح شرع کی ہے، لہٰذا جب یہ لفظ مطلق بولا جائے تو اس سے ''مجاہدین فی سبیل اللہ'' ہی مراد ہوں گے، چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'' سبیل اللہ کثیرۃ ولکن لا أعلم خلافاً فی أن المراد بسبیل اللہ ھھنا الغزو فی سبیل اللہ۔''

(احکام القرآن لابن عربی: ۹۶۹/۲)

ترجمہ: ''اللہ کے راستے تو بہت ہیں؛ لیکن میرے علم کے مطابق اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہاں ''سبیل اللہ'' سے جہاد فی سبیل اللہ مراد ہے۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس طرح کی تصریحات دوسرے اہل علم کے یہاں بھی موجود ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔

❺ غور کیا جائے تو چوتھی صدی ہجری تک "فی سبیل اللہ" کے مصداق میں دو کے سوا کوئی تیسرا قول نہیں ملتا، ایک مجاہدین اور متعلقات جہاد، دوسرے حجاج۔ گویا ائمہ مجتہدین کے دور میں اس پر اجماع منعقد ہو چکا۔ اس کے بعد کسی اور رائے کا اظہار گویا خرق اجماع کے مترادف ہے۔

❻ مصارف زکوٰۃ کی آیت سے پہلے قرآن مجید میں جہاد کا ذکر کیا گیا ہے، اور "انفروا خفافاً و ثقالاً" (التوبۃ:۴۱) کی ترغیب دی گئی ہے، قرآن مجید کا عام اسلوب بیان یہ ہے کہ وہ ایک مسئلہ کے ذکر کے بعد جب دوسرے مسئلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، تو ان دونوں میں کوئی مناسبت اور باہمی ربط ہوا کرتا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں فی سبیل اللہ سے "مجاہدین فی سبیل اللہ" مراد ہیں۔ (الاساس فی التفسیر للشیخ السید حوصی:۴/۲۳۱۲)

## متوسعین کی دلیلیں

❶ "فی سبیل اللہ" اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے عام ہے اور کتاب و سنت میں جو عام وارد ہوں، وہ اپنے عموم پر باقی رہتے ہیں، سوائے اس کے کہ اس کے خلاف کوئی قرینہ موجود ہے۔ امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی عموم سے استدلال کیا ہے۔ (تفسیر کبیر:۱۶/۱۱۳ نیز ملاحظہ ہو: اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی:۴/۲۵۰)

❷ اگر "فی سبیل اللہ" سے مجاہدین ہی مراد ہوں تو ان پر ان دوسرے لوگوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے، جو مسلمانوں کی مصالح عامہ کو انجام دیتے ہوں جیسے قضاۃ، اہل افتاء، مدرسین وغیرہ۔ علامہ صنعانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ کیا ہے (سبل السلام:۲/۶۳۴) اور صنعانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا خیال ہے کہ اسی طرف امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا میلان تھا، چنانچہ انھوں نے اپنی "صحیح" میں ایک عنوان اس طرح قائم فرمایا ہے:

"باب رزق الحاکم و العاملین علیہا" (بخاری شریف: ۲/۱۰۶۱)

(قاضی اور عاملین زکوٰۃ کے کفاف کا بیان)

غرض اعلاء کلمۃ اللہ کی علت میں اشتراک کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو بھی اس زمرہ میں رکھ کر ان کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

❸ قرآن مجید نے بعض مصارف پر لام داخل کیا ہے جو "تملیک" کے معنی میں ہوتا ہے۔ گویا ان مصارف میں افراد و اشخاص کی حاجت روائی اور ان کو مالک بنانے کی طرف اشارہ ہے، جب کہ بعض مصارف پر "فی" داخل کیا گیا ہے، جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس مد سے اشخاص و افراد بذات خود مراد نہیں ہیں، بلکہ شریعت کی کچھ خاص مصلحتیں پیش نظر ہیں کہ زکوٰۃ کے ذریعہ ان کی تکمیل کی جائے۔ لہٰذا "جہاد فی سبیل اللہ" کی مصلحت اور مقصود کی جن ذرائع سے بھی تکمیل ہوتی ہو، تکمیل کی جائے گی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

④ مصارف زکوٰۃ پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر اس کے دو مقاصد ہیں، ایک مقصد فقراء کی حاجت کو پورا کرنا ہے، دوسرا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ ہے۔ فقراء و مساکین، ابن سبیل، غارمین اور عاملین وغیرہ پہلے مقصد کو پورا کرتے ہیں جب کہ مؤلفۃ القلوب اور فی سبیل اللہ سے دوسرے مقصد کی تکمیل ہوتی ہے۔ فی زمانہ چوں کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد بالسیف سے بڑھ کر جہاد بالقلم کی ضرورت ہے اور آج کا رگاہ مقابلہ صحافت، ادب، تصنیف و تالیف اور علم وفن بن چکا ہے، اس لئے شریعت کے اس منشاء و مصلحت کی تکمیل اس کے بغیر ممکن نہیں کہ "فی سبیل اللہ" کے مفہوم میں وسعت برتی جائے۔

⑤ قرن اول میں "فی سبیل اللہ" سے بعض صحابہ نے "حج" مراد لیا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے مراد حجاج اور عمرہ کرنے والے ہیں، اسی طرح کا قول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی منقول ہے، نیز امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابولاس سے نقل کیا ہے کہ آپ نے ان کو صدقہ کا اونٹ عطا فرمایا تھا (ملاحظہ ہو احکام القرآن للقرطبی: ۱۸۵/۸ نیز ملاحظہ ہو صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ باب قولہ تعالیٰ و الغارمین و فی سبیل اللہ وابن السبیل) اس سے معلوم ہوا کہ "فی سبیل اللہ" کی مد مجاہدین میں منحصر نہیں ہے۔

⑥ فقہاء متاخرین کے یہاں اس بات کی صراحت ملتی ہے کہ انہوں نے طلبہ علوم دینیہ کو بھی اس مد میں شمار کیا ہے، فقہاء مالکیہ نے تو بیا نگ دہل غنی طلبہ کو بھی اس مد میں شامل رکھا اور وجہ بتائی ہے کہ وہ بھی مجاہدین ہیں، چنانچہ علامہ صاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے:

"مذهب مالک أن طلبة العلم المنهمكين فيه لهم الأخذ من الزكوة ولو غنيا اذا انقطع حقهم من بيت المال لأنهم مجاهدون." (حاشیہ صاوی علی تفسیر جلالین: ۱۵۴/۲)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ طلبہ جو علم میں منہمک ہوں، ان کے لئے زکوٰۃ لینا درست ہے۔ گو وہ مالدار ہوں، بشرطیکہ بیت المال سے ان کا حق مسدود ہو گیا ہو؛ اس لئے کہ وہ مجاہدین ہیں۔"

لیکن خود فقہاء حنفیہ کے یہاں بھی ایسی صراحتیں مل جاتی ہیں کہ غنی طلبہ کو زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے، علامہ حصکفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحب واقعات سے نقل کیا ہے:

"ان طالب العلم يجوز له أخذ الزكوة ولو غنيا اذا فرغ نفسه لافادة العلم و استفادته لعجزه عن الكسب." (در مختار علی ہامش الرد: ۲۸۵/۳ نیز ملاحظہ ہو مراقی الفلاح: ۴۷۵)

ترجمہ: "طالب علم کو غنی ہو، اگر وہ اپنے آپ کو علم کے افادہ اور استفادہ کے لئے فارغ کرلے تو اس کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ کیوں کہ وہ کسب معاش سے عاجز ہے۔"

⑦ مصارف صدقات کی آیت میں "انما" حصر حقیقی کے لئے نہیں بلکہ حصر اضافی کے لئے ہے، چوں کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

منافقین آرزومند تھے کہ صدقات میں سے ان کو دیا جائے، جیسا کہ اس آیت سے پہلے کی آیت میں مذکور ہے، قرآن ان کے استحقاق کی نفی کرنا چاہتا ہے تو قرآن مجید کا منشاء صرف منافقین کے استحقاق کی نفی کرنا ہے، مطلق حصر وتحدید مقصود نہیں۔ (ملاحظہ ہو حجۃ اللہ البالغۃ: ۲/۱۰۶ مصارف زکوۃ)

## جمہور کی دلیل پر ایک نظر

اب ہم ایک نظر ان دلائل پر ڈالیں گے جو فریقین کی جانب سے پیش کیے گئے ہیں۔ جمہور کی طرف سے "فی سبیل اللہ" میں مجاہدین کی تخصیص پر یہ استدلال کہ اس سے پہلے جہاد کا مضمون آیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ یہاں بھی "فی سبیل اللہ" سے جہاد ہی مراد ہو، محض ایک قرینۂ بعید کا درجہ رکھتا ہے، منافقین کو نماز وروزہ بظاہر کر لیتے تھے، لیکن سب سے زیادہ "جہاد" سے راہ فرار اختیار کرتے تھے، اس لئے ترغیب جہاد کے بعد روئے سخن منافقین کی طرف ہوا اور چوں کہ منافقین مفت خوری کے متمنی رہتے تھے، اس لئے ایک طرف ان کے اس مزاج ومذاق کی مذمت کی گئی اور دوسری طرف یہ وضاحت بھی کر دی گئی کہ زکوۃ وصدقات کے مصرف کون لوگ ہیں؟ اس طرح "فی سبیل اللہ" کے مفہوم میں تحدید وحصر کے بغیر بھی آیت کے سیاق وسباق سے اس کا ربط قائم رہتا ہے۔ اس کے سوا جمہور نے اپنے نقطۂ نظر پر جو نکات پیش کیے ہیں وہ کافی قوی ہیں!

## متوسعین کے دلائل پر ایک نظر!

❶ دوسرے گروہ کی سب سے قوی دلیل "فی سبیل اللہ" کا لفظی اعتبار سے عموم واطلاق ہے۔ لیکن اگر جمہور کے نقطۂ نظر کے مطابق اس کو ایک شرعی اصطلاح تسلیم کر لیا جائے تو پھر اس دلیل میں کوئی وزن باقی نہیں رہتا، اس لئے کہ اصطلاحات شرعیہ میں الفاظ کے عموم واطلاق اور اس کے حقیقی ولغوی معنی کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔

❷ "مجاہدین" پر مصارف زکوۃ کے باب میں دوسروں کو قیاس کرنا اس لئے قرین صواب نہیں کہ زکوۃ عبادت ہے اور عبادات میں اصل "تعبد" ہے اور تعبدی احکام میں اصولی طور پر قیاس کو دخل نہیں۔

❸ "لام" اور "فی" سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ پہلی قسم کے مدات میں شارع نے صرف اشخاص کی ضرورت کو سامنے رکھا ہے، دوسری قسم کی مدات میں مصالح بھی پیش نظر ہیں؛ لیکن خود قرآن مجید کی تعبیر سے واضح ہے کہ ان مدات میں بھی مجرد مصلحت مقصود نہیں ہے بلکہ افراد کے واسطہ سے مصلحت کی تکمیل مقصود ہے، غور کیا جائے کہ فک رقاب کا مسئلہ ہو، ابن سبیل کی مدد ہو یا غارمین کا، ہر جگہ افراد واشخاص کے ذریعہ مصلحت کی تکمیل ہوتی ہے، اس لئے "فی سبیل اللہ" والی مصلحت بھی افراد واشخاص کے واسطے سے مکمل کی جائے گی محض رفاہی اور دینی افعال واعمال کے ذریعہ نہیں، اسی لئے جو لوگ "فی سبیل اللہ" سے مجاہدین مراد لیتے ہیں، ان کے ہاں اصل عبارت "فی سبیل الغزاۃ فی سبیل اللہ" قرار پائے گی۔ علامہ زمخشری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تعبیر میں "لام" سے "فی" کی طرف عدول کی اچھی عقدہ کشائی کی ہے، فرماتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

"فان قلت: لم عدل عن اللام الی فی فی الأربعة الاخیرة قلت: للایذان بانهم أرسخ فی استحقاق التصدق علیهم من سبق ذکره لان "فی" للوعاء فنبه علی انهم احقاء بأن توضع فیهم الصدقات و یجعلوا مظنة لها و مصبا و ذالک لما فی فک الرقاب من الکتابة او الرق أو الاسر و فی فک الغارمین من الغرم من التخلیص و الانقاذ و لجمع الغازی الفقیر والمنقطع فی الحج بین الفقر او العبادة و کذالک ابن السبیل جامع بین الفقر و الغربة عن الأهل والمال و تکریر "فی" فی قوله و فی سبیل الله و ابن السبیل فیه فضل ترجیح لهذین علی الرقاب و الغارمین." (الکشاف: ۲/ ۱۵۸،۵۹)

ترجمہ: اگر تم کہو کہ آخری چار مصارف میں "لام" سے "فی" کی طرف کیوں رجوع کیا گیا تو میں کہوں گا کہ یہ بتانے کے لئے کہ وہ بہ مقابلہ سابق الذکر مدات کے صدقہ کے زیادہ مستحق ہیں؛ اس لئے کہ "فی" ظرف کے لئے ہے۔ تو اس بات پر متنبہ فرمایا گیا کہ وہ لوگ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان میں زکوۃ رکھی جائے۔ "فک رقاب" یعنی غلام مکاتب یا مطلق غلام یا قیدیوں کو آزاد کرنے اور مقروضوں کی قرض سے گردن چھڑانے میں ان کو نجات دلانا اور غلامی سے نکالنا ہے اور محتاج مجاہد یا حج میں جس کا سامان سفر ختم ہو گیا ہو، وہ فقر و محتاجی اور عبادت دونوں کو جمع کیے ہوئے ہے۔ اسی طرح مسافر میں محتاجی نیز اہل و عیال اور مال سے دوری دونوں جمع ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فی سبیل اللہ" اور "ابن السبیل" میں "فی" کے تکرار سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان دونوں مدات کو "رقاب" (غلام آزاد کرنے) اور "غارمین" (مقروضوں کی مدد) پر زیادہ ترجیح حاصل ہے۔"

آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اس نکتہ کا اضافہ کیا ہے کہ پہلے چار مصارف میں خود ان کو مالک بنایا جاتا ہے، جب کہ بعد کے چاروں مصارف میں خود اس کو مالک بنانا مقصود نہیں ہوتا، بلکہ اس کی مصلحتوں کی تکمیل مقصود ہوتی ہے، تو اس لئے "لام تملیک" پہلے چاروں مصارف کے لئے زیادہ مناسب و موزوں تھا۔ (روح المعانی: ۱۰/ ۱۲۳)

❹ اس میں شبہ نہیں کہ مصارف زکوۃ پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ فقراء کی حاجت روائی اور اعلاء کلمۃ اللہ زکوۃ کے دو کلیدی مقاصد ہیں اور جہاد بالسیف کے علاوہ بھی اظہار دین اور اعلاء کلمۃ اللہ کے مختلف ذرائع ہیں، لیکن ظاہر ہے "اعلاء کلمۃ اللہ" کی حیثیت ایک حکمت و مصلحت کی ہے اور احکام کی بنیاد "حکمت" پر نہیں ہوتی، علت پر ہوتی ہے، علت جیسے "عاملین" میں "عمل عامل" اور "غارمین" میں مقروض ہونا یا بعض فقہاء کی رائے پر دو مسلمانوں کے درمیان مصالحت کے لئے مالی بار کو برداشت کرنا ہے، اسی طرح "فی سبیل اللہ" جہاد ہے اور جہاد کا اصطلاحی مفہوم "جہاد بالسیف" ہے، اس لئے حکم کی بنیاد و اساس اسی پر رہے گی۔

❺ "فی سبیل اللہ" میں امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک قول کے مطابق حجاج کو داخل کرنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر پر مبنی ہے، لیکن خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثر کا بہ نظر غائر جائزہ لیا جائے تو اس سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

مصرف زکوۃ والے "فی سبیل اللہ" میں عموم قرین صواب نظر نہیں آتا، قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس روایت کو اپنی تفسیر میں تفصیل سے ذکر کیا ہے، اصل میں ایک شخص نے اپنے مال کے ایک حصہ کی "فی سبیل اللہ" وصیت کی تھی، خاتون نے آکر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا، انہوں نے فرمایا: "فھو کما قال فی سبیل اللہ"۔ اس مجمل جواب سے خاتون کی الجھن دور نہ ہوئی۔ اس لئے عبدالرحمان بن ابی نعیم نے جو ان کے ساتھ تھے۔ مکرر توجہ دلائی، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ میں اسے کہوں کہ ان فوجیوں کو دے دے جو زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں اور راہگیروں کو لوٹتے ہیں؟ عبدالرحمٰن نے دریافت کیا: پھر آپ اس کو کس مد میں خرچ کرنے کا حکم دیتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: صالحین کے حوالہ کرنے کا، یعنی حجاج بیت اللہ کو وہ اللہ کے مہمان ہیں۔ (الجامع لاحکام القرآن: ۱۸۵/۸)

غور کیا جائے کہ یہاں زکوۃ کے مصرف "فی سبیل اللہ" کا کوئی ذکر نہیں، بلکہ یہ "نذر" ہے، اس میں جہاد اور دوسرے کار خیر دونوں کی گنجائش تھی، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ کے فوجیوں کی بے راہ روی دیکھتے ہوئے ان کو مشورہ دیا کہ حجاج پر خرچ کر دیا جائے، "نذر" کی بنیاد اصل میں عرف پر ہوتی ہے، جس میں دونوں معنی کی گنجائش ہے اور "فی سبیل اللہ" کی حیثیت مصارف زکوۃ میں اصطلاح شرعی کی ہے، اس لئے دونوں میں فرق ظاہر ہے۔ چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کے بعض تلامذہ نے اس قول سے رجوع نقل کیا ہے (ارشاد الساری: ۵۷/۳)...... گو بعض دفعہ ائمہ کا مرجوع عنہ قول ہی معروف ہو جاتا ہے اور قبول عام حاصل کر لیتا ہے، اس کی واضح مثال "آمین" کے جہر و سر میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے ہے، آمین میں جہر آپ کا مرجوع عنہ قول ہے، مگر یہی فقہاء شوافع کے ہاں معمول و معتمد ہے، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس طرح کے نذر کے واقعہ سے استدلال کیا ہے جو عہد نبوی ﷺ میں پیش آیا (الاتحاف: ۲۲۸/۴)۔ لیکن فقر و احتیاج کی قید کے بعد جیسا کہ ذکر ہوا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا اختلاف محض تعبیر کے اختلاف کا درجہ رکھتا ہے۔

❻ "طلبہ" کے سلسلہ میں جہاں تک حنفیہ کی بات ہے، تو قول صحیح و معتمد یہی ہے کہ ان کے مستحق زکوۃ ہونے کے لئے بھی فقر و حاجت کی شرط ہے، گو بعض مصنفین نے "غنی طلبہ" کو بھی زکوۃ کی اجازت دی؛ لیکن اس کو کبھی بھی فقہ حنفی میں اعتبار و قبول حاصل نہ ہو سکا، یہ ان کے اس اصول کے خلاف ہے جو صراحۃً فقہ حنفی کی تمام ہی متون و شروح میں منقول ہے کہ سوائے "عاملین" کے تمام ہی مدات میں فقر و حاجت کی شرط کے ساتھ ہی زکوۃ کا استحقاق ثابت ہوتا ہے، شامی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

"وھذا الفرع مخالف لا طلاقھم الحرمة فی الغنی ولم یعتمدہ أحد...... والأوجه تقیدہ بالفقیر۔" (ردالمحتار: ۲۸۶/۳)

ترجمہ: یہ جزئیہ غنی کے بارے میں فقہاء نے مطلقاً زکوۃ کی حرمت کا جو حکم لگایا ہے، اس کے مخالف ہے۔ کسی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صاحب علم نے اس قول پر اعتماد نہیں کیا اور صحیح یہی ہے کہ یہ صورت بھی محتاج کے ساتھ مقید ہے۔"

رہ گیا مالکیہ کا طلباء علوم دینیہ کو غناء کے باوجود زکوٰۃ کا مستحق قرار دینا تو ان کے ہاں واقعی اس میں توسع معلوم ہوتا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ ائمہ اربعہ میں اس مسئلہ میں نسبۃً مالکیہ کے یہاں ایک گونہ وسعت نظر آتی ہے۔

## مسئلہ کی اصل اور بنیاد

اصل میں اس مسئلہ میں جو بات اساس و بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے، وہ یہ ہے کہ قرآن کی تعبیرات عام طور پر اس کے لغوی معنی میں استعمال ہوتی ہیں اور یہی اس کے "عربی مبین" (الشعراء ۱۹۵) ہونے کا تقاضہ ہے، لیکن بیسیوں اصطلاحات ہیں جن کو قرآن مجید ایک خاص معنی و مفہوم میں استعمال کرتا ہے، صلوٰۃ و صوم، زکوٰۃ و حج، طہارت، معروف و منکر، دین و شریعت وغیرہ۔ یہ اس کی خاص اصطلاحات ہیں، جب سیاق و سباق، صلات، اس سے متعلق افعال اور اس کے لغوی معنی اس کی شہادت نہ دیتے ہوں تو ان کو خاص انہیں اصطلاحی معنوں پر محمول کیا جائے گا، اب سوال یہ ہے کہ "فی سبیل اللہ" کی حیثیت کیا ہے؟ جن لوگوں نے اس کا عموم برتا ہے، انہوں نے اس کو سادہ لغوی معنی پر محمول کیا ہے اور جن حضرات نے "مجاہدین فی سبیل اللہ" کی تحدید کی ہے، انہوں نے اس کو ایک شرعی اور قرآنی اصطلاح کی نظر سے دیکھا ہے۔

چنانچہ علامہ کاسانی، قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے کے مطابق مجاہدین کے ساتھ اس کی تخصیص پر یہی استدلال کرتے ہیں کہ

"لأن سبیل اللہ اذا أطلق فی عرف الشرع یراد بہ ذلک" (بدائع الصنائع: ۲/۸۰۳)

ترجمہ: کیونکہ شریعت کے عرف کے مطابق جب مطلق "سبیل اللہ" بولا جائے تو اس سے مجاہد فی سبیل اللہ ہی مراد ہوتا ہے"۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

"لأن "فی سبیل اللہ" عند الاطلاق انما ینصرف الی الجہاد فان کل مافی القرآن من ذکر سبیل اللہ انما یرید بہ الجہاد الا الیسیر فیجب ان یحمل مافی الأیۃ علی ذلک." (المغنی: ۶/۴۷۰)

ترجمہ: اس لئے کہ "سبیل اللہ" جب مطلق ہو تو اس سے جہاد مراد ہوتا ہے کیونکہ قرآن میں چند جگہوں کو چھوڑ کر جہاں بھی "سبیل اللہ" کا ذکر آیا ہے اس سے جہاد ہی مراد ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس آیت میں بھی "فی سبیل اللہ" کو اسی معنی پر محمول کیا جائے۔"

لغت کی مشہور کتابوں میں بھی یہی بات کہی گئی ہے...... علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ تعالیٰ ناقل ہیں:

"واذا أطلق فھو فی الغالب واقع علی الجہاد حتی صار لکثرۃ الاستعمال کأنہ مقصور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علیہ۔" (تاج العروس: ۳۶۶/۷، نیز ملاحظہ ہو ابن اثیر کی النہایہ: ۱۵۶/۲)

ترجمہ: "جب "فی سبیل اللہ" کا لفظ مطلق ہو تو اکثر اس سے جہاد ہی مراد لیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کثرت استعمال کی وجہ سے یہ لفظ ایسا ہو گیا کہ گویا اس کا صرف یہی معنی ہے۔"

لسان العرب میں کہا گیا ہے:

"واذا اطلق فهو في الغالب واقع على الجهاد حتى صار لكثرة الاستعمال كأنه مقصور عليه۔" (لسان العرب: ۳۲۰/۱۱)

ترجمہ: جب یہ لفظ مطلق بولا جائے تو اس سے جہاد ہی مراد ہوتا ہے، یہاں تک کہ کثرت استعمال کی وجہ سے یہ لفظ ایسا ہو گیا کہ گویا اس کا صرف یہی معنی ہے۔"

شارح ہدایہ عینی کا بیان ہے:

"سبيل الله عبارة عن جميع القرب لكن عند الاطلاق ينصرف الى الجهاد۔" (البنایہ علی الہدایہ: ۱۲۵۸/۲)

ترجمہ: "سبیل اللہ" میں تمام نیکیاں شامل ہیں، لیکن جب یہ لفظ مطلق ہو تو اس سے جہاد مراد ہو گا۔"

شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے:

"الطاعات كلها في سبيل الله ولكن عند اطلاق هذا اللفظ المقصود بهم الغزاة عند الناس۔" (المبسوط: ۱۰/۳)

ترجمہ: "تمام طاعتیں فی سبیل اللہ میں داخل ہیں، لیکن جب یہ لفظ مطلق ہو تو ان سے مقصود مجاہدین ہیں۔"

ان تصریحات سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن میں جہاں کہیں "فی سبیل اللہ" کے لئے معنی جہاد سے انحراف کا قرینہ موجود نہ ہو، وہاں "فی سبیل اللہ" سے یہی معنی مراد ہوتا ہے۔ ہاں کسی خاص نقل کے سیاق میں یا صلات کی تبدیلی کی وجہ سے کہیں اس سے مختلف معنی مراد لیا گیا ہو تو وہ اس کے معارض نہیں، جیسے: صلوٰۃ ایک اصطلاح شرعی ہے، لیکن بعض جگہ لغوی معنی میں بھی استعمال ہوا ہے " وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَوٰتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ " (التوبہ ۱۰۳) کہ یہاں صلوٰۃ بہ معنی "دعا" وارد ہوا ہے۔

## جہاد بھی ایک شرعی اصطلاح ہے!

یہی بات ان حضرات سے بھی کہنی ہے جو "فی سبیل اللہ" سے جہاد مراد لے کر خود جہاد کے معنی میں توسع برتتے ہیں اور اس میں شبہ نہیں کہ "جہاد" کے لغوی معنی مطلق سعی و کوشش کے ہیں، اس لحاظ سے دین کی سربلندی کی ہر کوشش فی الجملہ "جہاد فی سبیل اللہ" میں داخل ہے، اسی مادۂ اشتقاق کی رعایت سے نصوص میں بعض مقامات پر زبان و قلم کے ذریعہ ہونے والی دینی مساعی پر بھی جہاد کا اطلاق کیا گیا ہے (التوبہ ۸۳، عنکبوت ۶۹)، لیکن یہ صورتیں اصطلاحی جہاد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بہرحال نہیں ہیں، یہ ویسے ہی ہے کہ جیسے آپ ﷺ نے ''مسلم'' کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی:

"المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده." (بخاري: ۶/۱)

ترجمہ: ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔''

اور ''مؤمن'' کے بارے میں فرمایا گیا:

"لا يؤمن من لا يأمن جاره بوائقه." (بخاري: ۸۸۹/۲)

ترجمہ: ''وہ مومن نہیں جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔''

یا ارشاد ہوا:

"المهاجر من هجر مانهى الله عنه." (بخاري: ۶/۱)

ترجمہ: ''مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کی ہوئی بات سے باز رہے۔''

ظاہر ہے کہ ان روایات میں اسلام اور ہجرت کے بعض تقاضوں کی طرف کمال لطافت کے ساتھ اشارہ کیا گیا ہے، یہی حال ان روایات کا ہے جن میں قلم ولسان کی مساعی اور سلطان جائر کے ساتھ کلمۂ حق کی جرأت اظہار کو جہاد سے تعبیر کیا گیا ہے، امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''اسماء شرعیہ'' کے متعلق صحیح لکھا ہے کہ اس میں گو معنیٰ لغوی سے مکمل عدول وانحراف نہیں ہوتا؛ لیکن شریعت اس کے مصداق میں تصرف بھی ضروری کرتی ہے اور بعض دفعہ اُس کے عموم واطلاق میں تخصیص سے کام لیتی ہے:

"والمختار عندنا أنه لا سبيل الى انكار تصرف الشرع في هذه الأسامي ولا سبيل الى دعوى كونها منقولة عن اللغة بالكلية كما ظنه قوم ولكن عرف اللغة تصرف في الأسامي من وجهين: أحدهما التخصيص ببعض المسميات كما في الدابة فتصرف الشرع في الحج والصوم والايمان من هذا الجنس اذ للشرع في الاستعمال كما للعرب." (المستصفى: ۲۳۰/۱، الفصل الرابع في الاسماء الشرعيه)

ترجمہ: ہمارے نزدیک مختار یہ ہے کہ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شریعت نے ان الفاظ میں تصرف کیا ہے نیز یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ یہ الفاظ بالکلیہ لغت سے منقول ہیں جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ناموں کی بابت عرف لغت نے دو طریقوں پر تصرف کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جو افراد نام کے مصداق ہیں ان میں سے بعض کے ساتھ یہ نام مخصوص کر دیا گیا، جیسے ''دابۃ'' کا لفظ، اسی طرح شریعت میں بھی حج، صوم ایمان وغیرہ کے مصداق میں جو تصرف کیا ہے وہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ اس لئے کہ جیسے اہل زبان کا عرف ہے، اسی طرح شریعت کا بھی ایک عرف ہے۔''

پس جہاں کہیں شارع نے ''جہاد'' کی اصطلاح استعمال کی ہی، وہاں ضروری ہے کہ جہاد بالسیف ہی مراد ہو،


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سوائے اس کے کہ اس کے خلاف کوئی صراحت یا ایسا واضح قرینہ موجود ہو، جو یہاں کنایہ واستعارہ کا متقاضی ہو؛ اس لئے اس آیت میں بھی "جہاد" کے معنی میں عموم صحیح نظر نہیں آتا اس لئے بہت سے فقہاء نے جہاد فی سبیل اللہ کی بجائے "غزو فی سبیل اللہ" کی اصطلاح استعمال کی ہے، امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول گزر چکا ہے:

"المراد بسبیل اللہ ھھنا الغزو فی سبیل اللہ" (احکام القرآن لابن العربی:۹۶۹/۲) ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے: "الغزاۃ الذین لا حق لھم فی الدیوان" (تفسیر ابن کثیر:۳۸۰/۱) زمخشری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: "فقراء الغزاۃ" (کشاف:۱۵۸/۱) قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قتال کا لفظ استعمال کیا ہے۔

قرطبی کہتے ہیں:

"وھم الغزاۃ و موضع الرباط یعطون ماینفقون فی غزوھم کانوا أغنیاء أو فقراء۔" (الجامع لاحکام القرآن: ۱۸۵/۸)

ترجمہ: "اس کا مصداق مجاہدین اور سرحدات پر رہنے والے ہیں، ان کو دیا جائے گا تاکہ یہ جہاد میں خرچ کریں۔ چاہے وہ مالدار ہوں یا محتاج۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

"فالا کثر علی انه یختص بالغازی۔" (فتح الباری: ۳۳۲/۳)

ترجمہ: "اکثر حضرات کے نزدیک یہ غازی کے لئے مخصوص ہے۔"

خود حدیث میں بھی "غازی" ہی کا لفظ استعمال ہوا ہے، ارشاد ہے:

"لا تحل الصدقة لغنی الا لخمسة: لغاز فی سبیل اللہ أو لعامل علیها أو لغارم أو لرجل اشتراها بماله أو لرجل له جار مسکین فتصدق علی المسکین فاهدی المسکین الی الغنی۔" (ابو داؤد: ۲۳۱/۱)

ترجمہ: "سوائے پانچ اشخاص کے مال دار کے لئے زکوۃ حلال نہیں۔ مجاہد فی سبیل اللہ، عامل زکوۃ، مقروض، جس شخص نے اپنے مال سے کوئی زکوۃ کی چیز خریدی ہو، جس شخص کا کوئی مسکین پڑوسی ہو، مسکین پر صدقہ کیا جائے اور مسکین اس مال دار کو ہدیہ کر دے۔"

نصوص میں جہاد بالقلم، جہاد باللسان اور جہاد بالنفس وغیرہ پر "لغوی جہاد" کا اطلاق کیا گیا ہے؛ لیکن میرے حقیر علم کے مطابق "غزوہ" کا اطلاق اس قسم کی مساعی پر نہیں کیا گیا ہے۔ اس لئے واقعہ ہے کہ مذکورہ آیت میں "فی سبیل اللہ" سے جہاد اصطلاحی ہی مراد ہے، نہ کہ مطلق دین کے لئے مساعی اور جدوجہد۔

## زکوٰۃ کی اس مد میں تملیک؟

زکوٰۃ کے سلسلہ میں اس بات پر قریب قریب ائمہ کے یہاں اتفاق ہے کہ رفاہی کاموں، مدارس و مساجد کی تعمیر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور ریلوں کی مرمت، مردوں کی تجہیز وتکفین اور اس طرح کے کاموں میں زکوۃ کی رقم صرف نہیں کی جاسکتی، فقہاء حنفیہ کے علاوہ ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی صراحت کی ہے (ملاحظہ ہو البحر الرائق: ۲/ ۲۴۳، المغنی: ۲/ ۲۸۰، در مختار علی هامش الرد: ۲/ ۶۴) البتہ مالکیہ غالباً مقصد جہاد کے لئے تملیک کو ضروری نہیں سمجھتے محمد بن عبد الحکم نے مال زکوۃ سے زرہ، ہتھیار اور آلات حرب کی خریداری وغیرہ کی اجازت دی ہے (الجامع لاحکام القرآن: ۸/ ۱۸۶) علامہ محمد علیش مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مد سے جاسوس کو بھی دینے کی اجازت دی ہے اور گو عام فقہاء نے دفاعی تعمیرات، فصیل بندی، اور کشتی سازی وغیرہ کے لئے اس مد سے خرچ کرنے کو منع کیا ہے مگر ابن عبد الحکم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی جائز قرار دیا ہے۔ (منح الجلیل علی مختصر الخلیل: ۱/ ۳۷۴،۳۷۵)

فقہاء نے زکوۃ میں تملیک کی شرط کتاب وسنت کی تعبیرات کو سامنے رکھ کر لگائی ہے، اس سلسلہ میں یہ نکات قابل ذکر ہیں:

❶ قرآن مجید نے مصارف زکوۃ کا آغاز "لام" سے کیا ہے، جو تملیک کے لئے آتا ہے۔

❷ قرآن نے متعدد مواقع پر: وَآتُوا الزَّكَاةَ ...... "ایتاء" اعطاء (دے دینے) کے معنی میں ہے (الایتاء والاعطاء، مفردات القرآن للاصفهانی: ۸)...... جو اس بات کا متقاضی ہے کہ مال زکوۃ کا مالک بنا دیا جائے، جیسے مہر سے متعلق ارشاد ہوا وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً (النساء: ۴) یہاں بھی "ایتاء" تملیک کے معنی میں ہے۔

❸ رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"تؤخذ من اغنیاء هم وترد فی فقراء هم." (بخاری: ۱/ ۱۸۷)

ترجمہ: "ان کے مال داروں سے لی جائے اور ان کے فقراء پر خرچ کی جائے۔"

"تقسیم" کا لفظ تملیک کو مستلزم ہے۔

یہ تمام قرائن بتاتے ہیں کہ "فی سبیل اللہ" والی مد میں بھی زکوۃ کے لئے تملیک ضروری ہے اور دفاعی امور ومصالح پر یہ رقم "مجاہدین" کے واسطے سے خرچ کی جائے گی۔

رہ گئی یہ بات کہ اس مد خاص میں "لام" کی بجائے "فی" کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے؟ تو علامہ زمخشری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ "فی" عربی زبان میں ظرف پر داخل ہوتا ہے اور ظرف مظروف کا احاطہ واستیعاب کر لیتا ہے، اس طرح "ظرف" کے ساتھ تعبیر تاکید بلیغ اور اہتمام خاص کو بتاتی ہے، چونکہ پہلے چاروں مدات کے مقابلہ بعد کے چاروں مدات کی نوعیت زیادہ اہم تھی؛ اس لئے ان پر "فی" داخل کیا گیا ہے خصوصیت سے "سبیل اللہ" میں تو محض عطف پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ "غارمین" کے ذکر کے بعد مستقل طور پر "فی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سبیل اللہ" فرمایا گیا۔(ملخص از: الکشاف:۲/۵۹،۱۵۸)

## فی سبیل اللہ میں فقر کی شرط

مالکیہ، شوافع اور حنابلہ اس بات پر متفق ہیں کہ غنی مجاہدین کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔(شرح مہذب:۲۱۲/۶) شوافع یہ قید بھی لگاتے ہیں کہ وہ مجاہدین مستقل تنخواہ دار نہ ہوں، بلکہ رضا کارانہ خدمت کرتے ہوں (المنهاج القويم للهيثمي: ١٥٥، فتح المعين: ٥٣) حنفیہ کے یہاں مجاہدین کے لئے بھی فقر شرط ہے (ہدایہ وفتح القدیر:۲/۲۶۴) جمہور کی دلیل وہ حدیث ہے جو پہلے گذری کہ پانچ اشخاص کے لئے باوجود غنی ہونے کے زکوٰۃ حلال ہے اور انہیں میں آپ نے "غازی فی سبیل اللہ" کو بھی شمار فرمایا۔(ابوداؤد:۱/۲۳۱)......حنفیہ کی دلیل وہ روایت ہے جس میں آپ ﷺ نے غنی کے لئے زکوٰۃ کو حرام قرار دیا "لا تحل الصدقة لغني ولا لذي مرة سوي" (ترمذی كتاب الزكوة، باب ماجاء من لاتحل له الصدقة) ایک اور روایت میں ہے:

"لا حظ فيها لغني ولا لقوي مكتسب" (ابو داؤد:۱/۲۳۱)

ترجمہ:"زکوٰۃ میں مال دار اور کمانے پر قادر طاقت ور شخص کے لئے کوئی حصہ نہیں۔"

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے یمن بھیجتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ اغنیاء سے زکوٰۃ لی جائے اور فقراء میں تقسیم کر دی جائے۔(بخاری:۱/۱۸۷) پس گویا "فقر" استحقاق زکوٰۃ کے لئے بنیادی شرط ہے۔

حنفیہ نے اس روایت کا مختلف طریقوں سے جواب دینے کی کوشش کی ہے جس میں "مجاہد" کو غنی ہونے کے باوجود زکوٰۃ کا حقدار ٹھہرایا گیا ہے (دیکھئے مرقاة المفاتيح: ۲/۳۵۰، اتحاف سادة المتقين:۲۳۹/۴، فتح القدیر:۲/۲۰۹) مگر قوی تر جواب وہ ہے جو امام ابوبکر جصاص رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنی "حضری" زندگی کے اعتبار سے غنی ہو، اس کی مکان میسر ہو، اثاثہ جات ہوں، خادم ہوں، سواری ہو، دو سو درہم سے زیادہ رقم ہو، لیکن اب جب وہ سفر جہاد پر کمر بستہ ہو تو سفر اور بالخصوص سفر جہاد کے اعتبار سے حاجت مند ہو جاتا ہے، ذرائع سفر مطلوب ہیں، آلات حرب کی ضرورت ہے، توشہ سفر بھی درکار ہے تو ایسے شخص کو جو اپنے وطن میں رہتے ہوئے "غنی" تھا، حاجت وفقر کی وجہ سے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔(احکام القرآن:۴/۳۲۹)

جمہور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر "فی سبیل اللہ" اور دوسری مدات میں بھی فقر کی شرط پر ہی زکوٰۃ دینی جائز ہو تو مصارف ہشتگانہ کا ذکر بے معنی ہوگا، ایسی صورت میں تو صرف "فقراء" اور "عاملین" کا ذکر کافی ہو جاتا۔(حنفیہ عاملین کو غنی ہونے کے باوجود مال زکوٰۃ سے اجرت کا حقدار قرار دیتے ہیں) لیکن اس سوال کا جواب زکوٰۃ کے دوسرے ہی مصرف "مساکین" میں موجود ہے کہ اگر تمام مصارف میں کھلی ہوئی "مغایرت" ہی ضروری ہو، تو یہ "فقراء" و "مساکین" کے درمیان بھی نہیں ہے، اصل یہ ہے کہ "فقر وحاجت" زکوٰۃ کی بنیادی مصلحت ہے، لیکن چوں کہ بعض صورتوں میں کوئی خاص وصف پایا جاتا ہے، اس لئے اس کا خصوصیت سے ذکر کر دیا گیا، مسکین کے پاس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کچھ مال ہوتا ہے لیکن ناکافی، اس لئے اس کا ذکر کیا گیا کہ استحقاق زکوٰۃ کے لئے ضروری نہیں کہ وہ بالکل ہی مال و جائداد سے محروم ہو، غلام کا ذکر کیا گیا کہ ایک مکاتب یا قیدی فی نفسہ غنی ہو لیکن اپنی گلو خلاصی کے لئے حاجت مند ہو، "غارمین" کی صراحت کی گئی کہ بعض اوقات ایک شخص مالک نصاب ہوتا ہے، لیکن ادائے قرض میں فقیر و محتاج ہوتا ہے، مسافر اپنی جائے سکونت کے اعتبار سے غنی ہوتا ہے لیکن سفر کی عارضی حالت میں مبتلائے فقر ہوتا ہے۔ پس غور کیا جائے تو سوائے عاملین و مؤلفۃ القلوب کے تمام مصارف میں شریعت نے فقر کو بنیاد بنایا ہے، البتہ چوں کہ ان صورتوں میں فقر کی ایک خاص کیفیت پائی جاتی ہے یا زکوٰۃ کے ذریعہ فقر کا مداوا کرنے کے ساتھ ساتھ ایک مصلحت دینی کی تکمیل بھی پیش نظر ہوتی ہے، اس لئے قرآن نے ان کا مستقل ذکر مناسب سمجھا، اب ان تمام مصارف کی طرح احناف "مجاہدین" کی صورت میں بھی "فقر" کی قید لگا دیں، تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کو منشاء ربانی کے خلاف سمجھا جائے!

تاہم حنفیہ پر ابھی یہ بار جواب باقی رہتا ہے کہ وہ جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں "لاتحل الزکوٰۃ لغني ولا لقوي مكتسب" وہاں غنی کے ساتھ اس شخص کے لئے بھی زکوٰۃ حلال قرار نہیں دی گئی، جو توانا اور کمانے پر قادر ہو، مگر احناف ایسے محتاج شخص کے لئے زکوٰۃ جائز قرار دیتے ہیں اور "لاتحل" کو اس کے حق میں زجر و توبیخ پر محمول کرتے ہیں، تو کیا دوسرے فقہاء کے لئے اس بات کی گنجائش ہے کہ دونوں قسم کی حدیثوں کے درمیان تطبیق پیدا کرنے کی غرض سے وہ "غنی" کے حق میں بھی اس کو اسی پر محمول کریں، یا اس حدیث کے عموم میں دوسری حدیث سے تخصیص و استثناء کریں؟

بہر حال یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں بحث ونظر کی گنجائش موجود ہے!!!

## خلاصہ بحث

پس ان مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ:

1. "فی سبیل اللہ" سے مجاہدین فی سبیل اللہ ہی مراد ہیں اور یہ قریب قریب اجماعی رائے ہے۔
2. "مجاہدین" سے اصطلاحی جہاد کرنے والے مراد ہیں، نہ کہ زبان و قلم وغیرہ کے ذریعہ دعوت اسلام اور حفاظت اسلام کا فریضہ سر انجام دینے والے علماء۔
3. "فی سبیل اللہ" کی مد میں بھی ائمہ اربعہ کے نزدیک تملیک ضروری ہے، صرف مالکیہ سے اس میں قدرے توسع منقول ہے۔
4. "فی سبیل اللہ" میں بھی حنفیہ کے یہاں "فقر" کی قید ملحوظ ہے، اکثر فقہاء کو اس سے اختلاف ہے اور طرفین کے پاس اپنے نقطۂ نظر کے لئے معقول دلیلیں موجود ہیں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب وعلمه أتم وأحكم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ

# الحج

مدنية

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# ابتدائیہ

اس تالیف میں "سورۃ الحج" کی درج ذیل

۱۷ آیات کے مضامین جہاد کو بیان کیا گیا ہے

آیات
۱۹ تا ۲۲

آیات
۳۸ تا ۴۱

آیت
۵۵

آیات
۵۸ تا ۶۲

آیت
۷۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# ابتدائیہ

## سترہ آیات میں مضامین جہاد کا خلاصہ

آیت۔ ١٩ تا ٢٢ اپنے اپنے دین کی خاطر لڑنے والے دو فریق۔ اور آخرت میں ان کا انجام (مبارزین غزوہ بدر)

آیت۔ ٣٨ اللہ تعالیٰ کی نصرت آنے والی ہے، جہاد کی اجازت ملنے والی ہے، حرم شریف سے کافروں کا غلبہ اور اقتدار ختم ہونے والا ہے۔

آیت۔ ٣٩ جہاد کی اجازت دے دی گئی، نظر اللہ تعالیٰ کی نصرت پر رکھو۔ (جہاد میں ظلم کا توڑ ہے)

آیت۔ ٤٠ جہاد ہی میں حق والوں کا اور انکی عبادت گاہوں کا تحفظ ہے، (جہاد میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کا پکا وعدہ ہے) (جہاد میں عبادت گاہوں کی حفاظت ہے)

آیت۔ ٤١ آیت تمکین یعنی حضرات مہاجرین سے تمکین فی الارض کا وعدہ۔ اسلامی حکومت کا نقشہ۔ مجاہدین کے لیے اہم سبق۔

آیت۔ ٥٥ یَوۡمٍ عَقِیۡمٍ بے برکت دن، غزوہ بدر کا دن کافروں کے لیے بہت سخت دن تھا۔

آیت۔ ٥٨ تا ٥٩ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہجرت اور جہاد میں نکلنے والے شہید ہوں یا طبعی موت مریں ہر حال میں کامیاب ہیں انہیں بہترین روزی اور عمدہ رہائش جنت کی نصیب ہوگی۔

آیت۔ ٦٠، ٦١، ٦٢ مظلوم نے بدلہ لیا پھر اُس پر دوبارہ ظلم ہوا تو اللہ تعالیٰ ضرور اُسکی مدد فرمائے گا، اللہ تعالیٰ قادر، غالب، برحق کے لیے یہ کچھ مشکل نہیں۔

آیت۔ ٧٨ اللہ تعالیٰ کے راستے میں بھرپور جہاد کرو۔

**اختتام ابتدائیہ و آغاز معارف آیات الجہاد**

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُورَۃُ الحَجِّ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۡ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ

یہ دو فریق ہیں جو اپنے رب کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں پھر جو منکر ہیں

لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۭ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝۱۹

ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کیے گئے ہیں اور ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔

يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝۲۰ۭ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝۲۱

جس سے جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے اور کھالیں جلس دی جائیں گی۔ اور ان پر لوہے کے گرز پڑیں گے۔

كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۤ وَذُوْقُوْا

جب گھبرا کر وہاں سے نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور جلنے کا

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝۲۲ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

عذاب چکھتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ

باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہاں انہیں سونے کے کنگن اور

ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝۲۳ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ

موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہوگا۔ اور انہوں نے عمدہ بات کی راہ پائی

مِنَ الْقَوْلِ ښ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝۲۴

اور تعریف والے اللہ تعالیٰ کی راہ پائی۔

### خلاصہ

دو فریق ہیں: ایک اہل ایمان کا اور دوسرا کافروں کا۔

ان دونوں میں اختلاف ہے اور اسی اختلاف کی وجہ سے آپس میں جنگ ہے قتل و قتال ہے اور جھگڑے ہیں...... دنیا میں اپنے اپنے دین کی خاطر لڑنے والوں کا آخرت میں انجام یہ ہوگا کہ کافروں کو جہنم میں ڈالا اور جلایا جائے گا، جہاں ان کے لیے طرح طرح کے سخت عذاب تیار ہیں اور ایمان والوں کو جنت اور اس کی نعمتیں نصیب ہوں گی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## ان آیات کا شان نزول

صحیح مسلم میں قیس بن عباد کی روایت ہے وہ کہتے ہیں:

سمعت اباذرؓ یقسم قسما ان ﴿هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ﴾ انها نزلت فی الذین برزوا یوم بدر حمزةؓ و علی وعبیدة بن الحارث رضی الله عنهم و عتبة و شیبة ابنا ربیعة والولید بن عتبة۔

میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ قسم کھا کر فرماتے تھے کہ یہ آیت (یہ دو فریق ہیں جو اپنے رب کے بارے میں لڑے) غزوہ بدر کے ابتدائی مقابلے میں نکلنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی مسلمانوں کی طرف سے حضرت حمزہ حضرت علی حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم اور کافروں کی طرف سے عتبہ اور شیبہ اور ولید نکلے تھے۔

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ اسی روایت پر امام مسلم نے اپنی کتاب کو ختم فرمایا ہے (القرطبی)

”تفسیر ابن کثیر میں ہے:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرماتے تھے کہ یہ آیت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ان کے دو ساتھیوں...... اور ان کے مقابلے میں بدر کے دن جو کافر آئے تھے عتبہ اور اس کے دو ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (بخاری مسلم)

صحیح بخاری میں ہے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قیامت کے دن میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی حجت ثابت کرنے کے لیے گھٹنوں کے بل بیٹھوں گا۔ حضرت قیسؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بدر کے دن ایک دوسرے کے سامنے مقابلے کے لیے اترے تھے۔ حضرت علی، حضرت حمزہ، حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہم اور شیبہ، عتبہ اور ولید (بخاری) (تفسیر ابن کثیرؒ)

### فائدہ

تفسیر قرطبی اور تفسیر مظہری میں ان آیات کا یہ شان نزول دیگر کئی سندوں سے بھی بیان ہوا ہے اور امام قرطبیؒ نے اسی شان نزول کو ترجیح دی ہے۔ وہ فرماتے ہیں والقول الاوّل اصح

یعنی پہلا قول کہ یہ آیت غزوہ بدر کے مبارزین کے بارے میں نازل ہوئی زیادہ صحیح ہے۔ (القرطبی)

### نکتہ

سورۃ الحج آیت (۱۷) میں چھ فریق یا جماعتیں بیان کی گئیں: ❶ اہل ایمان ❷ یہودی ❸ نصاریٰ ❹ مجوسی ❺ مشرکین ❻ صابئین

اب اس آیت (۱۹) میں ان چھ جماعتوں کو دو فریق قرار دیا گیا ❶ اہل ایمان ❷ کافروں کے تمام گروہ اور فرمایا گیا کہ ان دو فریقوں میں جھگڑا اور جنگ ہوتی ہے..... مسلمان اللہ تعالیٰ کی خاطر لڑتے ہیں اور کافر اپنے باطل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ادیان کی خاطر لڑتے ہیں...... اس عقیدے اور لڑائی پر ان دونوں فریقوں کو کیا ملے گا تو پہلے کافروں کا انجام بتایا کہ ❶ انہیں آگ کے کپڑے پہنائے جائیں گے ❷ ان کے سروں پر حمیم یعنی سخت کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کے پیٹ میں موجود سب کچھ نکل جائے گا اور ان کی کھال جل جائے گی ❸ جب آگ کے شعلے ان کو اوپر اٹھائیں گے اور وہ جہنم سے نکلنا چاہیں گے تو لوہے کے گرز مار کر ان کو واپس پھینک دیا جائے گا ❹ وہ ہمیشہ جلنے کا عذاب بھگتیں گے۔

## جبکہ ایمان والے

❶ حسین و خوبصورت جنتوں میں ہونگے

❷ ان کو سونے اور موتیوں کے کنگن پہنائے جائیں گے

❸ ان کا لباس ریشم کا ہوگا

❹ ان کو دنیا میں کلمہ طیبہ، قرآن پاک اور دین اسلام نصیب ہوا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے شکر کی توفیق اور جنت نصیب ہوگی۔ اور فرشتوں کا سلام نصیب ہوگا (واللہ اعلم بالصواب)

## آغاز معرکۂ بدر سے ہوا

ملاحظہ فرمائیے یہ عبارت:

”یہ دونوں فریق ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کے بارہ میں جھگڑا کیا۔ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کو قبول کیا اور باقی پانچ مذکورہ فرقوں نے یعنی یہود نصاریٰ اور مجوس اور صابئین اور مشرکین نے دین اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اور باہم (یعنی دونوں فریقوں کے درمیان آپس میں) جنگ وجدال اور قتل وقتال کا سلسلہ شروع ہوا جس کا آغاز معرکۂ بدر سے ہوا۔ چنانچہ بدر کے میدان میں حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم، عتبہ اور شیبہ اور ولید کے مقابلہ پر نکلے، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عزت دی اور کافروں کو ذلیل کیا“۔ (معارف کاندھلویؒ)

## عمومی تفسیر

ان آیات کے شان نزول میں دیگر کئی اقوال بھی ہیں ملاحظہ فرمائیے القرطبی، تفسیر کبیر اور روح المعانی وغیرہ۔

اور امام مجاہدؒ کا قول عموم پر مشتمل ہے اسی قول کے مطابق ملاحظہ فرمائیے یہ دو عبارتیں

❶ ”یعنی پہلے ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ﴾ الی آخرہ میں جن فرقوں کا ذکر ہوا ان سب کو حق و باطل پر ہونے کی حیثیت سے دو فریق کہہ سکتے ہیں ایک مؤمنین کا گروہ جو اپنے رب کی سب باتوں کو من وعن تسلیم کرتا اور اس کے احکام کے آگے سربسجود رہتا ہے۔ دوسرے کفار کا مجمع جس میں یہود، نصاریٰ، مجوس، مشرکین، صابئین وغیرہ سب شامل ہیں جو ربانی ہدایات کو قبول نہیں کرتے اور اس کی اطاعت کے لیے سر نہیں جھکاتے یہ دونوں فریق دعاوی (یعنی دعووں) میں بحث ومناظرہ میں اور جہاد وقتال کے مواقع میں بھی ایک دوسرے کے


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مدمقابل رہتے ہیں جب کہ بدر کے میدان مبارزہ میں حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم تین کافروں عتبہ ابن ربیعہ، شیبہ ابن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کے مقابلہ پر نکلے تھے آگے (آیتوں میں) دونوں فریق کا انجام جتلاتے ہیں"۔ (عثمانی)

❷ سبب نزول خواہ انہیں دو جماعتوں کا مقابلہ ہو جن کا ذکر اوپر گذرا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا لیکن آیت کا عموم یہ بتا رہا ہے کہ اہل ایمان اور اہل کفر کی دونوں جماعتیں آپس میں اپنے اپنے دین وملت کے لیے لڑ رہی ہیں بدر کا مذکورہ واقعہ بھی اسی دینی دشمنی کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے"۔ (انوار البیان)

## نکتہ

پس یہ بشارت اُن تمام مجاہدین کے لیے ہے جو قیامت تک کافروں کے کسی بھی گروہ سے دین کی خاطر لڑیں گے، اللہ پاک جہاد کی مشقتوں کے بدلے انہیں جنت عطاء فرمائے گا، انہوں نے ہاتھ میں مومن کا زیور یعنی اسلحہ اٹھایا تھا اللہ پاک انہیں جنت کے زیور پہنائے گا، انہوں نے اپنے جسموں کو جہاد میں گرد آلود کیا تھا اللہ تعالیٰ اُن کو ریشم کا لباس پہنائے گا۔ دنیا میں اُن کو سخت باتیں سننا پڑی تھیں اللہ پاک آخرت میں اُن کو فرشتوں کا سلام سلام سنائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

## فائدہ

حضرات مفسرین نے ان آیات کے ذیل میں جہنم، اُس کے لباس، حمیم، مقامع یعنی جہنم کے ہتھوڑے اور جہنم کے دیگر عذابوں پر سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے نیز جنت کی نعمتوں وہاں کے زیورات اور کنگنوں، ریشم کے لباس پر بھی روایات لائی ہیں، اور اس مسئلے پر بھی بحث فرمائی ہے کہ مسلمان مردوں کے لیے دنیا میں ریشم اور سونے کا استعمال ممنوع ہے، اور اَلطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ اور صِرَاطِ الْحَمِیْدِ پر بھی کئی اقوال ذکر فرمائے ہیں شائقین طلبہ قرطبی، ابن کثیر، روح المعانی وغیرہ میں ملاحظہ کرلیں۔

## اَلطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ

"دنیا میں بھی لا الہ الا اللہ کہا، قرآن پڑھا اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کیا اور آخرت میں بھی فرشتے ہر طرف سے سلام کریں گے اور جنتی آپس میں ایک دوسرے سے ستھری باتیں کرتے ہونگے، بک بک جھک جھک نہ ہوگی اور تمہارے جنت پر شکر خداوندی بجالائیں گے، مثلاً کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ (زمر ۷۴) سورۂ فاطر میں ہے یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ: الآیۃ ۳۳ ۳۴ اس سے آیت حاضرہ کی تفسیر ہوتی ہے۔ نبه علیه فی الروح" صِرَاطِ الْحَمِیْدِ یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ پائی جس کا نام اسلام ہے یہ راہ خود بھی حمید ہے اور راہ والا بھی حمید ہے۔ یا راہ پائی اُس جگہ کی جہاں پہنچ کر آدمی کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکرادا کرنا ہوتا ہے"۔ (عثمانی)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُورَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ آیت ۳۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝۳۸

بیشک اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے دشمنوں کو ہٹا دے گا اللہ تعالیٰ کسی دغا باز ناشکر گزار کو پسند نہیں کرتا۔

## خلاصہ

① اللہ تعالیٰ کی نصرت کا وعدہ

② جہاد کی اجازت ملنے کا وعدہ

③ اسلام کے غلبے اور مکہ مکرمہ فتح ہونے کی بشارت

④ خیانت اور ناشکری شکست اور ذلت کے اسباب ہیں۔

⑤ جہاد میں مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی نصرت زوردار ہوگی، بار بار ہوگی

## ربط

① کئی مفسرین کے نزدیک اس آیت مبارکہ کا تعلق آیت ۲۵ سے ہے جس میں فرمایا گیا تھا کہ یہ کافر لوگ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے اور مسجد حرام سے روکتے ہیں اس میں صلح حدیبیہ کے واقعہ کی طرف اشارہ تھا اس آیت کے بعد حج اور قربانی کے بعض احکامات کا ذکر ہوا اور پھر اس آیت میں وعدہ فرمایا گیا کہ اللہ پاک عنقریب ایمان والوں کی ایسی نصرت فرمائے گا کہ انہیں کعبہ شریف سے روکنے والے کفار کی طاقت ٹوٹ جائے گی یہ نصرت جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے سے ہوگی اور مسلمان حرم شریف کو کفار و مشرکین سے آزاد کرا لیں گے اور اس میں امن و امان سے آیا جایا کریں گے۔

امام ابوحیانؒ لکھتے ہیں:

ومناسبة هذه الآية لما قبلها: انه تعالىٰ لما ذكر جملة مما يفعل في الحج وكان المشركون صدوا رسول الله صلى الله عليه وسلم عام الحديبية و آذوا من بمكة من المؤمنين انزل الله تعالىٰ هذه آلايات: مبشرة المؤمنين بدفعه تعالىٰ عنهم ومشيرة الى نصرهم، واذنه لهم في القتال وتمكينهم في الارض بردهم الى ديار هم وفتح مكة۔

یعنی اس آیت کا ماقبل سے تعلق یہ ہے کہ پچھلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے حج کے کئی افعال بیان فرمائے جبکہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ والے سال حرم شریف سے روک دیا تھا اور مکہ میں موجود مسلمانوں کو ایذائیں پہنچائی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں جو بشارت دیتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے اُن کے دشمنوں کو دور فرمائے گا اور یہ آیات اشارہ کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو غلبہ دے گا اور انہیں قتال کی اجازت ملے گی اور انہیں زمین پر حکومت ملے گی اور مکہ مکرمہ فتح ہوگا۔ (البحر المحیط)

## اسلام کے غلبے کی بشارت

"آغاز کلام اس آیت سے ہوا تھا:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (الحج ۲۵)

یعنی کفار قریش مسلمانوں کو مسجد حرام سے روکتے ہیں اب آخر میں اہل اسلام کو تسلی فرماتے ہیں کہ تم ان احکام مذکورہ کو سن کر یہ خیال نہ کرنا کہ ہمیشہ غلبہ انہی کفار مانعین (حرم سے روکنے والوں) کا رہے گا عنقریب ایک وقت آنے والا ہے کہ مسلمان بے خوف وخطر حج وعمرہ کیا کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کافروں کو مسلمانوں کے راستے سے ہٹا دے گا اے مسلمانو! تم فی الحال کافروں کے غلبے سے یہ نہ سمجھنا کہ یہ کفار اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض اور معتوب ہیں، کیونکہ سرتاپا کفر اور خیانت ہیں ایسے (لوگ) کیسے محبوب ہوسکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حکمتوں اور مصلحتوں کی بناء پر ان کو مہلت دے رکھی ہے گھبراؤ نہیں عنقریب راستہ بالکل صاف ہوجائے گا اور اللہ تعالیٰ اہل اسلام کی مدد کرے گا اور اُن کو کافروں پر غلبہ عطاء فرمائے گا جیسا کہ اس کا وعدہ ہے إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا (مومن ۵۱) پس یہ آیت غلبہ اسلام کی بشارت ہے اور گزشتہ آیت وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ کا تتمہ اور تکملہ ہے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم"۔ (معارف القرآن کاندھلویؒ)

## اس آیت میں جہاد کی اجازت کا وعدہ ہے

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

اس نصرت کا طریق آیت آئندہ میں مذکور ہے (بیان القرآن)

یعنی اس آیت میں جس نصرت کا وعدہ ہے اُس کا طریقہ اگلی آیت میں مذکور ہے اور اگلی آیت میں جہاد کی اجازت دی گئی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس آیت میں "حدیبیہ" کی طرف اشارہ ہے اور حدیبیہ کا واقعہ تو ۶ ھ میں ہوا جبکہ جہاد کو فرض ہوئے کئی سال ہوچکے تھے اور مسلمان کئی غزوات بھی لڑ چکے تھے تو پھر اس آیت میں جہاد کی اجازت ملنے کی طرف اشارہ کا کیا مطلب ہے؟ اس کا جواب اگلی آیت کی تقریر میں حضرت تھانویؒ کے الفاظ میں بیان کیا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## آیت مبارکہ کی ایک اور تقریر

بعض مفسرین حضرات اس آیت کو "مکی" مانتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں جب مشرکین نے مسلمانوں کو بہت ستایا تو بعض مسلمانوں نے ارادہ کیا کہ وہ حیلے اور تدبیر سے مشرکین کو قتل کرنا شروع کر دیں تب یہ آیت نازل ہوئی اور دھوکہ دے کر قتل کرنے سے منع کیا گیا اور اشارہ دیا گیا کہ عنقریب جہاد کا حکم نازل ہونے والا ہے۔

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

رُوی انها نزلت بسبب المؤمنين لما كثروا بمكة و آذاهم الكفار و هاجر من هاجر الى ارض الحبشة واراد بعض مؤمني مكة أن يقتل من امكنه من الكفار ويغتال و يغدر ويحتال، فنزلت هذه الآية الى قوله "كَفُورٍ" فوعد فيها سبحانه بالمدافعة ونهى افصح نهى عن الخيانة والغدر (القرطبی)

## زوردار نصرت بار بار نصرت

يُدٰفِعُ اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے کافروں کے شر اور نقصان کو دور فرما دے گا۔ يُدٰفِعُ کے لفظ میں مبالغہ بھی ہے اور تکرار بھی ہے یعنی اللہ پاک خوب زوردار نصرت فرمائے گا اور بار بار نصرت فرمائے گا۔

وصيغة المفاعلة اما للمبالغة أو للدلالة على تكرر الدفع ...... اى ان الله تعالىٰ يبالغ فى دفع غائلة المشركين و ضررهم الذى من جملة الصد عن سبيل الله تعالىٰ والمسجد الحرام مبالغة من يغالب فيه أويد فعها عنهم مرة بعد أخرىٰ حسبمايتجد د منهم القصد الى الاضرار بهم كمافى قوله تعالىٰ كُلَّمَآ اَوۡقَدُوۡا نَارًا لِّلۡحَرۡبِ اَطۡفَاَهَا اللّٰهُ (المائدہ ۶۴) (روح المعانی)

## خیانت اور ناشکری شکست کے اسباب ہیں

آخر میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوۡرٍ : بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی بھی خیانت کرنے والے ناشکرے کو پسند نہیں فرماتا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ جملہ پچھلی بات کی علت اور سبب ہے کہ چونکہ مشرک اور کافر بڑے خائن اور سخت ناشکرے ہیں اس لیے اللہ پاک اُن کو مغلوب کر دے گا اور اُن پر مسلمانوں کو غلبہ دے گا۔

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

ثم علّل ذلك بقوله اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ فى امانة الله كفور لنعمة الله اى لانه لا يحب اضدادهم و هم الخونة الكفرة الذين يخونون الله والرسول ويخونون اماناتهم ويكفرون نعم الله ويغمطونها (المدارک)

انوار البیان میں ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہر کافر اور مشرک خیانت کرنے والا ہے اس کے ذمہ ہے کہ اپنے خالق و مالک وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرے اور اس کے بھیجے ہوئے دین کو مانے لیکن وہ ایسا نہیں کرتا لہٰذا وہ بڑا خائن ہے اس لیے لفظ "خَوَّانٍ" مبالغہ کے صیغہ کے ساتھ لایا گیا ہے اور ہر کافر کَفُوْرٍ یعنی ناشکرا بھی ہے پیدا تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور عبادت کرتا ہے غیر اللہ کی، اور ان دینوں کو اختیار کرتا ہے جنہیں لوگوں نے خود تراشا ہے یہ خالق جل مجدہ کی بہت بڑی ناشکری ہے کہ نعمتیں اس کی کھا کر اسی کے دین سے منحرف ہیں اللہ تعالیٰ ان سے محبت نہیں فرماتا مشرک اور کافر سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہیں آخر یہ لوگ مغلوب ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے مومن بندے ہی کامیاب ہوں گے۔ (انوار البیان)

## کلام: برکت

حضرت شاہ صاحبؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں جہاد کی اجازت ملنے کی بشارت ہے ملاحظہ فرمایئے اُن کی جامع عبارت:

جب تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں رہے حکم تھا کہ مسلمان صبر کریں کافروں کی بدی پر صبر کیا۔ جب مدینے میں آئے حکم ہوا کہ جو تم سے بدی کرتے ہیں تم بھی بدلا لو تب جہاد شروع ہوا اگلی آیت میں (اس کا) حکم ہے (موضح قرآن)

## قرآن پاک کی حقانیت

یہ آیت اس وقت نازل ہو رہی تھی جب مکہ مکرمہ پر مشرکوں کا مکمل قبضہ تھا اور دور دور تک اس بات کا امکان نہیں تھا کہ مسلمان اس کو آزاد کرا سکیں گے اور وہ کافروں کے نقصان اور شر سے بالکل محفوظ اور مامون ہو کر وہاں آیا جایا کریں گے۔ بے شک قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو سخت اندھیروں میں روشنی کا وعدہ کر رہا ہے اور یہ وعدہ پورا ہوا اور ساری دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تفسیر ماجدی میں ہے:

"آیت کا زمانہ نزول وہ ہے جب مکہ کی مشرک ریاست ہر طرح غالب و چیرہ دست تھی اور مسلمان اقلیت اس کے مقابلہ میں ہر طرح کمزور اور بے بس"۔ (ماجدی)

## جہاد میں دفاع ہے

اس زمانے میں مسلمان کافروں کے ظلم و ستم کا شکار تھے تو یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا: بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے دور کر دے گا مشرکوں کے غلبہ اور اقتدار کو۔ اس کے فوراً بعد جہاد کا حکم دے کر سمجھا دیا کہ کافروں کے غلبے کو ختم کرنے اور اُن کے شر سے بچنے کا طریقہ جہاد ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت نازل ہوتی ہے۔ پس آج کے مسلمان بھی اس آیت پر عمل کر کے وہی فائدہ اٹھائیں جو پہلے زمانے کے مسلمانوں نے اٹھایا قرآن پاک تو زندہ کتاب ہے اس کے بتائے ہوئے نسخے قیامت تک کے لیے کارگر ہیں آج بھی مسلمان کافروں کے غلبے، شر اور اقتدار کے سامنے مظلوم ہیں یہ اور اس کے بعد والی آیات انہیں آزادی کا طریقہ بتا رہی ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُورَةُ الحَجِّ مَدَنِيَّةٌ آیت ۳۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ﴿۳۹﴾

جن سے کافر لڑتے ہیں انہیں بھی لڑنے کی اجازت دی گئی ہے اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور بیشک اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔

### خلاصہ

1. مسلمانوں کو کفار سے جہاد کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔
2. مسلمان اپنی کمزوری اور قلت پر نظر نہ کریں اللہ تعالیٰ اُن کی مدد پر قادر ہے وہ اُن کی نصرت فرمائے گا۔
3. جہاد کی ایک حکمت یہ ہے کہ اس میں ظلم کا توڑ اور مظلوم کی حفاظت ہے۔

### جہاد فی سبیل اللہ پر سب سے پہلی آیت

حضرات مفسرین میں سے اکثر کے نزدیک یہ ”جہاد فی سبیل اللہ“ کے بارے میں نازل ہونے والی سب سے پہلی آیت ہے، اس سے پہلے مکہ مکرمہ میں ستر سے کچھ زائد آیات میں جہاد سے منع کیا گیا تھا اور مسلمانوں کے لیے یہی حکم تھا کہ وہ صبر سے کام لیں...... اس آیت مبارکہ میں چار مضامین بہت اہم ہیں جنہیں مفسرین نے ذکر فرمایا ہے

1. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد نازل ہوئی اور مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دے دی گئی۔
2. ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت ”مکی“ ہے جو ہجرت سے کچھ پہلے نازل ہوئی حضرات صحابہ کرامؓ جب ہجرت کر رہے تھے تو مشرکین اُن کو روکتے اور ستاتے تھے تب اُن کو اجازت دے دی گئی کہ وہ ہجرت سے روکنے والوں کے خلاف لڑیں اور ہجرت کے راستے کی رکاوٹ کو ”قتال“ کے ذریعہ دور کریں۔
3. اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ کہ اللہ تعالیٰ اُن کی نصرت پر قادر ہے اس میں ایک تفسیر یہ ہے کہ مسلمان اپنی کمزوری اور قلت پر نظر نہ کریں جس اللہ تعالیٰ نے اُن کو جہاد کا حکم دیا ہے وہی اُن کی نصرت بھی فرمائے گا یعنی نصرت اور غلبے کا وعدہ ہے۔
4. دوسرا قول اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بغیر جہاد کے بھی اُن کی نصرت پر قادر ہے مگر وہ چاہتا ہے کہ اُس کے مخلص بندے اُس کے راستے میں جان و مال سے جہاد کریں اور وہ اُن کی نصرت فرمائے۔ پس جہاد اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل ہے اور وہ اس کے ذریعے سے اپنے بندوں کو بہت سی نعمتوں سے نوازتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

یہ چار مضامین ذہن میں رہیں تو اس آیت مبارکہ پر حضرات مفسرین کی عبارات سمجھنا بہت آسان ہو جائے گا
اب ملاحظہ فرمائیے چند عبارات۔ سب سے پہلے امام ابن کثیرؒ کی تقریر جنہوں نے اس آیت پر جامع کلام فرمایا ہے۔

## تقریر ابن کثیر

قال العوفی عن ابن عباس: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی جب اُن کو مکہ مکرمہ سے نکال دیا گیا۔ حضرت ابن عباس، مجاہد، ضحاک، عروہ بن زبیر، زید بن اسلم، مقاتل بن حیان اور قتادہ وغیرہ فرماتے ہیں ھذہ اول آیۃ نزلت فی الجھاد: یہ پہلی آیت ہے جو جہاد کے بارے میں نازل ہوئی اور اسی آیت سے اس سورۃ کے مدنی ہونے کو ثابت کیا ہے۔ ابن جریر اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکالا گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون انہوں نے اپنے نبی کو نکالا ہے یہ ضرور ہلاک ہوں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں سمجھ گیا کہ اب ضرور جنگ ہوگی۔

ترمذی اور نسائی کی روایت میں بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا گیا ہے وھی اول آیۃ نزلت فی القتال کہ یہ پہلی آیت ہے جو قتال کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ (اور اللہ تعالیٰ اُنکی مدد پر قادر ہے) یعنی وہ اس بات پر قادر ہے کہ اپنے ایمان والے بندوں کی بغیر قتال کے بھی نصرت فرمائے مگر وہ چاہتا ہے کہ اُس کے بندے اُس کی فرمانبرداری میں اپنی پوری محنت صرف کریں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) پس جب تم اُن کے مقابل ہو جو کافر ہیں تو اُنکی گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم اُن کی خوب خونریزی کر چکو تو اُنکی مشکیں کس لو (یعنی اُن کو باندھ دو) پھر یا تو اس کے بعد احسان کر دیا تا وان لے لو یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے یہی (حکم) ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اُن سے خود ہی بدلہ لے لیتا لیکن وہ تمہارا ایک دوسرے کے ساتھ امتحان کرنا چاہتا ہے اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال برباد نہیں کرے گا جلدی اُنہیں راہ دکھائے گا اور اُن کا حال درست کر دے گا اور اُنہیں جنت میں داخل کرے گا جس کی حقیقت اُنہیں بتا دی ہے (محمد ۴ تا ۶) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (ترجمہ) اِن سے لڑو تا کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں تمہارے ہاتھوں عذاب دے اور اُنہیں ذلیل کرے اور تمہیں ان پر غلبہ دے اور مسلمانوں کے دلوں کو ٹھنڈا کرے اور اُن کے دلوں سے غصہ دور کرے اور اللہ جسے چاہے توبہ نصیب کرے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے (التوبہ ۱۴، ۱۵) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (ترجمہ) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ ابھی تک اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جدا ہی نہیں کیا جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اور مومنوں کے سوا کسی کو ولی، دوست نہیں بنایا اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں سے باخبر ہے (التوبہ ۱۶) اور ارشاد باری تعالیٰ ہے


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(ترجمہ) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ظاہر کیا ان لوگوں کو جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں اور ابھی تک صبر کرنے والوں کو بھی ظاہر نہیں کیا (آل عمران ۱۴۲) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور ہم تمہیں آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں کو اور صبر کرنے والوں کو معلوم کر لیں اور تمہارے حالات جانچ لیں (محمد ۳۱) اس موضوع پر آیات بہت ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُس کے ایمان والے بندے جہاد کریں اور اسی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا یعنی اُن کی نصرت فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے جہاد ایسے وقت پر شروع فرمایا جو جہاد کے لیے بہترین وقت تھا۔ اگر مکہ مکرمہ میں جہاد کا حکم دیا جاتا تو مشرکین کی تعداد بہت زیادہ اور مسلمان بہت تھوڑے تھے (دس مشرکوں کے مقابلے میں ایک مسلمان بھی نہیں تھا) ان حالات میں یہ حکم کافی مشکل پڑتا۔ لیلۃ العقبہ میں جب اسی سے زائد انصار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تو عرض کیا کہ ہم منیٰ میں موجود مشرکوں پر حملہ نہ کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ابھی (قتال) کا حکم نہیں دیا گیا پھر جب مشرکوں کی سرکشی حد سے بڑھ گئی انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکالا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا ارادہ کیا، آپ کے صحابہ کرام کو بکھیر دیا کچھ حبشہ چلے گئے اور کچھ مدینہ منورہ۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ مدینہ منورہ میں اکٹھے ہوئے اور جم گئے اور اُن کو ایک دارالاسلام اور پناہ مل گئی تو اللہ پاک نے اُن کے لیے جہاد کو شروع فرمایا اور اس کے بارے میں یہ پہلی آیت نازل فرمائی أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ (ابن کثیر)

## تفسیری نکتے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو جہاد کی اجازت دے دی گئی اس سبب سے کہ وہ مظلوم تھے مشرکین مکہ اُن کو سخت ایذائیں پہنچاتے تھے صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ماریں کھا کر اور زخمی ہو کر آتے اور ان مظالم کی شکایت کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے صبر کرو، مجھے قتال کی اجازت نہیں ہے یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

وهی اول آية أذن فيها بالقتال بعد ما نهی عنه فی نيف وسبعين آية: اور یہ پہلی آیت ہے جس میں قتال کی اجازت دی گئی یہ اُن ستر سے زائد آیات کے بعد نازل ہوئی جن میں قتال سے روکا گیا تھا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی نصرت پر قادر ہے یہ مسلمانوں کے لیے نصرت اور غلبے کی بشارت ہے اور یہ اس آیت کی طرح ہے إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا (المدارک)

امام رازیؒ اور امام ابوحیان نے بھی یہی عبارت نقل کی ہے۔

## اس آیت کا پچھلی آیت کے ساتھ ربط

پچھلی آیت میں جس نصرت کا وعدہ تھا یہ اُس کی تفصیل ہے کہ وہ نصرت یہ ہے کہ اللہ پاک نے مسلمانوں کو جہاد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کی اجازت دے دی ہے جس کے ذریعے سے وہ کفار پر غالب ہوں گے اور مکہ مکرمہ بھی آزاد ہوگا۔

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

اوپر (یعنی پچھلی آیت میں) نصرت مؤمنین کا وعدہ تھا آگے (یعنی اس آیت سے) اس نصرت کے طریق (یعنی طریقے) کا بیان ہے، جس میں جہاد کی اجازت اور اُس پر نصرت کا وعدہ مذکور ہے اور ہر چند کہ آیت آئندہ (یعنی اجازت قتال والی آیت) واقعہ حدیبیہ سے متقدم ہے کیونکہ یہ آیت جہاد کی آیات میں سب سے اوّل ہے کما رواہ الحاکم فی المستدرک عن ابن عباسؓ کذا فی الروح اور واقعہ حدیبیہ بعد چند غزوات کے ہوا ہے لیکن تلاوت کی ترتیب میں جو کہ توقیفی ہے اس آیت کا یہاں ہونا ارتباط مذکور کو مقتضی ہے۔ تقریر ارتباط کی یہ ہوگی کہ اُس نصرت کا طریق یہ ہے کہ اذن بالجہاد ہو ہی چکا ہے جس پر نصرت موجود ہے پس جب اُس کا وقت آوے گا اُسی جہاد سے تم اُن پر غالب آجاؤ گے (بیان القرآن)

خلاصہ یہی ہے کہ پچھلی آیت میں فرمایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے کفار کے شر اور نقصان کو دور فرمادے گا تو اس آیت میں اس کا طریقہ بیان فرمادیا کہ ایسا جہاد کے ذریعے سے ہوگا کہ مسلمان جہاد کریں گے اور اللہ تعالیٰ اس جہاد میں اُنکی نصرت فرمائے گا تو کفار مغلوب ہو جائیں گے اور اسلام اور مسلمان غالب آجائیں گے۔

## یہ آیت مکی ہے۔ ایک تفسیری قول

امام ابو حیانؒ لکھتے ہیں:

وقیل: نزلت فی قوم خرجوا مهاجرین فاعترضهم مشرکو مکۃ فاذن لهم فی مقاتلتهم

یعنی ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت اُن حضرات کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ سے ہجرت کرنے کے لیے نکلے مشرکین نے اُن کو روکا تب انہیں ان مشرکین سے لڑنے کی اجازت دے دی گئی۔ (البحر المحیط)

تفسیر مظہری میں ہے:

بغوی نے مجاہدؒ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اُن خاص لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو مکہ کو چھوڑ کر مدینہ کو جانے کے خیال سے نکلے تھے اور کافر اُن کے راستے میں رکاوٹیں ڈال رہے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اُن کو کافروں اور رکاوٹ پیدا کرنے والوں سے لڑنے کی اجازت دے دی (مظہری)

تفسیر ماجدی میں ہے:

یہ آیت احکام قتال و جہاد میں اوّلین آیت ہے اور..... ہجرت نبوی سے کچھ ہی قبل نازل ہوئی (ماجدی)

حضرات مفسرین کے اس قول کے مطابق جہاد کی اجازت کا ہجرت سے پہلے نازل ہونا ثابت ہوگا۔ بہر حال پہلا قول زیادہ مضبوط ہے (واللہ اعلم بالصواب)

## اجازت جہاد کی پہلی آیت کونسی؟

اجازت جہاد کی پہلی آیت کونسی ہے؟ علامہ آلوسیؒ نے اس بارے میں تین قول نقل فرمائے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

❶ یہی سورۃ الحج کی آیت (٣٩) (جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے) ❷ ابن جریرؒ نے حضرت ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ جہاد کی پہلی آیت سورۃ البقرۃ کی آیت (١٩٠) ہے وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ
❸ حاکم نے "الاکلیل" میں نقل کیا ہے کہ جہاد کی سب سے پہلی آیت سورۃ التوبۃ کی آیت (١١١) إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم ہے۔ (روح المعانی)

پہلا قول راجح اور مضبوط ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## صرف اجازت نہیں حکم

"جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے حکم تھا کہ کفار کی سختیوں پر مسلمان صبر کریں اور ہاتھ روکے رکھیں چنانچہ انہوں نے کامل تیرہ سال تک سخت زہرہ گداز مظالم کے مقابلہ میں بے مثال صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا جب مدینہ "دارالاسلام" بن گیا اور مسلمانوں کی قلیل سی جمعیت ایک مستقل مرکز پر جمع ہوگئی تو مظلوم مسلمانوں کو جن سے کفار برابر لڑتے رہتے تھے اجازت ہوئی بلکہ حکم ہوا کہ ظالموں کے مقابلہ پر تلوار اٹھائیں اور اپنی جماعت اور مذہب کی حفاظت کریں اس قسم کی کئی آیتیں اسی زمانہ میں نازل ہوئی ہیں وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ یعنی اپنی قلت وبے سروسامانی سے نہ گھبرائیں اللہ تعالیٰ مٹھی بھر فاقہ مستوں کو دنیا کی فوجوں اور سلطنتوں پر غالب کر سکتا ہے فی الحقیقت یہ ایک شہنشاہانہ طرز میں مسلمانوں کی نصرت وامداد کا وعدہ تھا۔ (تفسیر عثمانی)


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُورَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ آیت ۴۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّآ أَنْ يَّقُوْلُوْا
وہ لوگ جنہیں ناحق ان کے گھروں سے نکال دیا گیا ہے صرف اس کہنے پر
رَبُّنَا اللّٰهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ
کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا تو
صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ
تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں ڈھادی جائیں جن میں اللہ تعالیٰ کا نام کثرت سے
كَثِيْرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾
لیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اللہ تعالیٰ کی مدد کرے گا بیشک اللہ تعالیٰ زبردست غالب ہے۔

## خلاصہ

1. جن کو جہاد کی اجازت دی گئی ہے یہ وہ مظلوم لوگ ہیں جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے اور سوائے توحید کے اُن کا اور کوئی جرم نہیں تھا۔
2. جہاد و قتال کی ایک بڑی حکمت یہ ہے کہ ہر زمانے میں جہاد اللہ تعالیٰ کے سچے دین اور اُس دین کی عبادتگاہوں کا محافظ رہا ہے، اور اس دین اسلام اور اسکی مساجد کا محافظ بھی جہاد ہے۔
3. جو بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کے لیے جہاد میں نکلے گا اللہ تعالیٰ اُسکی ضرور نصرت فرمائے گا
4. اللہ تعالیٰ قوی ہے، غلبے والا ہے۔

## اگر جہاد نہ ہوتا تو حق ہر زمانے میں مغلوب رہتا

امام قرطبیؒ اس آیت کا خلاصہ ان الفاظ میں لکھتے ہیں:

لولا القتال والجهاد لتغلّب على الحق في كل أمة

یعنی اگر قتال و جہاد نہ ہوتا تو ہر اُمت میں حق مغلوب ہو جاتا آگے فرماتے ہیں عیسائیوں اور صابئوں میں سے جن لوگوں نے جہاد کو بے فائدہ سمجھا ہے وہ اپنے مذہب کے خلاف بات کرتے ہیں کیونکہ اگر جہاد کے ذریعے دین کا دفاع نہ ہوتا پھر دین ہی باقی نہ رہے۔

فمن استبشع من النصارى والصابئين الجهاد فهو مناقض لمذهبه اذلولا القتال لما بقي الدين الذي يذب عنه (القرطبي)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## جہاد ہی سے شریعت قائم ہے

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

اگر اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام اور ایمان والوں کو جہاد کا حکم نہ فرماتا تو اہل شرک غالب آ جاتے اور اُن عبادتگاہوں کو تباہ کر دیتے جو اہل توحید نے قائم کی تھیں، مگر اللہ تعالیٰ نے اہل شرک کو اس کام سے روک دیا اور اس طرح کہ اس نے جہاد کو فرض فرمایا تاکہ اہل توحید باآسانی عبادت کر سکیں پس جہاد کا حکم پہلی امتوں میں بھی تھا اور اسی کے ذریعے سے تمام سچی شریعتوں کا فائدہ عام ہوا (کیونکہ جہاد رکاوٹوں کو دور کرتا ہے) اور عبادتگاہیں مضبوط رہیں۔

لولا ماشرعه الله تعالىٰ للانبياء والمؤمنين من قتل الاعداء لاستولى اهل الشرك وعطلوا ما بينته ارباب الديانات من مواضع العبادات ولكنه دفع بأن اوجب القتال ليتفرغ اهل الدين للعبادة فالجهاد امر متقدم في الامم وبه صلحت الشرائع واجتمعت المتعبدات (القرطبی)

## آیت مبارکہ کی آسان تفسیر

”مشرکین مکہ نے جو اہل اسلام سے دشمنی کی اور اُن کو تکلیفیں دیں اور مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور کیا اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کا نام لیتے تھے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانتے تھے، دین توحید قبول کر لیا تھا، کسی کا بگاڑا کچھ نہیں تھا، کسی قسم کا جرم نہیں کیا تھا، کافروں کے نزدیک اُن کا صرف یہ جرم تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو گئے اسی کو فرمایا الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ (اور آگے وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ فرما کر) اس میں جہاد اور قتال کی حکمت بیان فرمائی اور یہ بتایا کہ قتال اور جہاد صرف اسی اُمت کے لیے مشروع اور مامور نہیں ہے اس اُمت سے پہلے جو مسلمان تھے ان کے لیے بھی قتال مشروع تھا، بات یہ ہے کہ کفر اور اسلام کی ہمیشہ دشمنی رہی ہے اسی وجہ سے کافروں اور مومنوں میں لڑائیاں ہوتی رہی ہیں اپنے اپنے زمانہ میں حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امتوں نے کافروں سے جنگ کی ہے اور اسی کے ذریعہ کافروں کا زور توڑا ہے، اللہ جل شانہ کی یہ عادت رہی ہے کہ ایک جماعت کے ذریعہ دوسری جماعت کو دفع فرمایا ہے، اگر یہ صورتحال نہ ہوتی تو کفار اہل ایمان کی عبادتگاہوں کو گرا کر ختم کر دیتے یہود نے (جو اپنے زمانے میں مسلمان تھے) دشمنوں سے مقابلہ اور مقاتلہ کیا اور اپنی عبادتگاہوں کو بچایا پھر نصاریٰ کا دور آیا (جو اپنے زمانے کے مسلمان تھے) انہوں نے بھی کافروں سے جنگ کی اور اپنے عبادت خانوں کی حفاظت کی، وہ دونوں قومیں اب بھی ہیں لیکن سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین قبول نہ کرنے کی وجہ سے کافر ہیں، اب اُمت محمدیہ ہی مسلمان ہے اور تمام کافروں سے (جن میں یہود و نصاریٰ بھی داخل ہیں) مسلمانوں کی جنگ ہے اگر مسلمان جنگ نہ کریں تو ان کی مساجد گرا دی جائیں گی جن میں اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کیا جاتا ہے، کافروں کو یہ کہاں گوارا ہے کہ مسلمان اذانیں دیں اور مسجدیں بنائیں اور اُن میں


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جماعت سے نمازیں پڑھیں (یہ تمام کفار) مسلمانوں کے جہاد سے ڈرتے رہتے ہیں اس لیے دنیا جہاں (یعنی دنیا بھر) میں (آج بھی) مسجدیں قائم ہیں اور پورے عالم میں برابر انکی تعداد بڑھ رہی ہے"۔ (انوار البیان)

## مشروعیت جہاد کی دوسری حکمت

پچھلی آیت میں مشروعیت جہاد کا ایک سبب بیان ہوا تھا کہ جہاد ظالموں کے ظلم کو توڑنے اور مظلوموں کے تحفظ کا ذریعہ ہے۔ حضرت کاندھلویؒ لکھتے ہیں:

مطلب یہ ہے کہ صحابہ کو جہاد کی اجازت اس لیے دی گئی کہ یہ لوگ مظلوم ہیں اور مظلوم کو ظالم کے ظلم کا مقابلہ تمام مذاہب میں نہ صرف جائز ہے بلکہ واجب اور لازم ہے، اور حق کو باطل کی سرکوبی کا ہر وقت حق حاصل ہے حتی کہ اگر حق مصلحت سمجھے قبل اس کے کہ باطل سر اٹھائے۔ سر اٹھانے سے پہلے ہی اس کا سر کچل دیا جائے تو یہ بھی عین حق ہے اور کمال تدبر و دانائی ہے اور انتظار میں رہنا کہ جب باطل مجھ پر حملہ آور ہو تو اس کی مدافعت کروں گا تو یہ کم عقلی ہے، اور مسلمان چونکہ بے سروسامان تھے اور تعداد میں بھی بہت قلیل تھے اس لیے ان کی تسلی کے لیے فرمایا کہ اے مسلمانو! تم جہاد و قتال کی اجازت سے گھبراؤ نہیں ﴿وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ﴾ بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری مدد پر قادر ہے۔ (معارف القرآن کاندھلویؒ)

اب اس آیت میں جہاد کی ایک اور حکمت اور حکم جہاد کے نازل ہونے کا ایک اور سبب بیان فرمایا ہے کہ اس میں دین کا اور عبادتگاہوں کا تحفظ ہے، ملاحظہ فرمائیے یہ عبارت:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اجازت جہاد کا دوسرا سبب بیان فرمایا یعنی جس طرح مظلوم کے لیے ظالم کے ظلم کی مدافعت اجازت جہاد کا سبب بنی اسی طرح اجازت جہاد کا ایک سبب ایک دینی مصلحت بھی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اس امر کی مقتضی ہے (یعنی اس بات کا تقاضہ کرتی ہے) کہ ہر زمانہ میں دین حق انبیاء کرام اور ان کے تابعین کے ہاتھ غالب ہوتا رہے، اگر جہاد کی اجازت نہ ہوتی تو تمام کارخانہ ملت و مذہب درہم برہم ہو جاتا حتی کہ ہر مذہب کے عبادت خانے اور درویشوں کے خلوت خانے ویران ہو جاتے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے ﴿وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ﴾ (البقرۃ ۲۵۱)۔ (معارف القرآن کاندھلویؒ)

## جہاد اقامت توحید کا ذریعہ ہے

"یعنی اگر یہ "سنت اللہ" ہمیشہ سے نہ چلی آئی ہوتی کہ ظالموں، سرکشوں، زبردستوں کا زور، انسانوں ہی کے بعض گروہوں کے ہاتھ سے تڑوا دیا جاتا رہتا تو اب تک جو جو عمارتیں توحید کی مرکز رہی ہیں مثلاً مسجدیں جو اب بھی اسی غرض کے لیے ہیں اور اہل کتاب کی مذہبی عمارتیں، جو اپنے اپنے زمانہ میں یہ کام انجام دے چکی ہیں، سب ختم ہو گئی ہوتیں۔ گویا جہاد کی مشروعیت و مطلوبیت "اقامت توحید" ہی کی خاطر ہے"۔ (تفسیر ماجدی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## جو دین کی خاطر جہاد کرے گا اُس کے ساتھ نصرت کا وعدہ ہے

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ: اور اللہ تعالیٰ ضرور اُس کی مدد کرے گا جو اللہ تعالیٰ کی مدد کرے گا۔

❶ امام رازیؒ لکھتے ہیں: بعض مفسرین کے نزدیک اس جملے کا مطلب یہ ہے من ینصرہ بتلقی الجهاد بالقبول نصرة لدين الله تعالىٰ یعنی جو جہاد کے حکم کو قبول کر کے اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کے لیے جہاد میں نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کی ضرور مدد کرے گا۔ (تفسیر کبیر)

❷ اس جملے میں "نصرت کی شرط" بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسی کی نصرت فرمائے گا جس کی نیت خالص ہوگی اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبے اور حفاظت کے لیے میدان میں اترے گا۔ ملاحظہ فرمائیے یہ عبارت:

" آگے اخلاص فی الجہاد پر غلبہ کی بشارت ہے (ارشاد فرمایا) اور بے شک اللہ تعالیٰ اُسکی مدد کرے گا جو کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرے گا یعنی اُس کے لڑنے میں خالص نیت اعلاء کلمۃ اللہ کی ہو"۔ (بیان القرآن)

❸ اس جملے میں مسلمانوں کے غلبے کا وعدہ ہے۔ تفسیر مظہری میں ہے وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ اور اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی (یعنی اُس کے دین کی) مدد کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ قوت والا (اور) غلبہ والا ہے یعنی اُن کو فتح یاب کرنے کی قوت رکھتا ہے اور ایسا غالب ہے کہ اُس کے غلبہ کو روکا نہیں جا سکتا، یہ سابق وعدہ کی تاکید ہے۔

## صوامع، بیع، صلوٰت

ان تین الفاظ پر حضرات مفسرین نے تفصیل سے لکھا ہے سب سے مضبوط قول یہی ہے کہ صوامع سے مراد عیسائی راہبوں کی خانقاہیں اور کوٹھڑے بیع سے مراد عیسائیوں کے گرجے اور صلوٰت سے مراد یہودیوں کے عبادت خانے ہیں۔ صوامع للرهبان وبيع كنائس للنصارى وصلوات كنائس لليهود بالعبرانية (جلالین)

## دو شبہات

❶ آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جہاد دین کے غلبے کے لیے مشروع ہوا ہے اگر جہاد نہ ہوتا تو اہل حق مغلوب ہو جاتے اس پر یہ شبہ کیا جا سکتا ہے کہ ماضی میں کئی بار اہل حق مغلوب ہوئے ہیں اس کا جواب حضرت تھانویؒ یوں دیتے ہیں۔

کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ گاہ گاہ اہل حق بھی مغلوب ہوتے ہیں، اصل یہ ہے کہ اتنا غلبہ جس میں حق محو نہ ہو جائے (یعنی بالکل مٹ نہ جائے) مقصود بالحکمت ہے، سو یہ حاصل رہا ہے (یعنی جہاد کی برکت سے حق کو بالکل نہیں مٹایا جا سکا)

❷ آیت مبارکہ میں وعدہ ہے کہ جو بھی اخلاص کے ساتھ جہاد میں نکلے گا اللہ تعالیٰ اُسکی مدد فرمائے گا اُس کو غلبہ دے گا جب کہ بعض اوقات مجاہد مغلوب ہو جاتا ہے اس کا جواب حضرت تھانویؒ یوں دیتے ہیں

" یعنی یہ بشرط ثبات، انجام میں غلبہ اہل حق ہی کو ہوتا ہے اور اعتبار ہر کام میں انجام کا ہی ہوتا ہے جیسا دوران

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

علاج میں مریض کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں مگر انجام اگر صحت ہے تو علاج کو نافع کہیں گے (حضرت تھانوی)

مجاہد کے لیے اللہ تعالیٰ کی نصرت کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، فوری نتیجہ ظاہر ہونا ضروری نہیں ہے اصل کام دین کی حفاظت ہے وہ ہر حال میں حاصل ہو کر رہتا ہے ظاہری طور پر مجاہد کو فتح ملے یا شہادت۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## دو سبق

❶ اسلام اور مساجد کی حفاظت کے لیے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ جہاد میں حصہ لینا چاہیے اور فریضہ جہاد کو قائم کرنا چاہیے

❷ مجاہدین بہت خوش نصیب ہیں وہ جہاں بھی جہاد اور رباط (جہاد کی پہرے داری) میں مشغول ہوں انہیں انشاء اللہ دنیا بھر کی مساجد کی حفاظت کا اجر ملتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ آیت ۴۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ

وہ لوگ اگر ہم انہیں دنیا میں حکومت دے دیں تو نماز کی پابندی کریں اور زکوۃ دیں

وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ

اور نیک کام کا حکم کریں اور برے کاموں سے روکیں اور ہر کام کا انجام تو اللہ تعالیٰ کے

الْاُمُوْرِ ۝۴۱

ہی ہاتھ میں ہے۔

### خلاصہ

یہ اُن ہی مسلمانوں کا بیان ہے، جن پر ظلم ہوئے اور جن کو گھروں سے نکالا گیا یعنی اللہ تعالیٰ اُن کی (جہاد میں) مدد کیوں نہ کرے گا جب کہ وہ ایسی قوم ہے کہ اگر ہم اسے زمین کی سلطنت (اقتدار اور حکومت) دے دیں تب بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہوں (پس ایسے لوگوں کو جہاد کی اجازت دینا اور پھر اُن کی جہاد میں نصرت کرنا یہ تمام انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس کی بدولت انسانوں کو زمین پر اچھے حکمران نصیب ہوتے ہیں جو زمین کو امن و سکون سے بھر دیتے ہیں یہ ایسے لوگ ہیں کہ) بذات خود بدنی و مالی نیکیوں میں لگے رہیں اور دوسروں کو بھی اسی راہ پر ڈالنے کی کوشش کریں، چنانچہ حق تعالیٰ نے اُن کو زمین کی حکومت عطاء فرمائی اور جو پیشنگوئی کی تھی حرف بحرف سچی ہوئی فللّٰہ الحمد علیٰ ذلک اس آیت سے صحابہ رضی اللہ عنہم خصوصاً مہاجرین اور اخص خصوص کے طور پر حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی حقانیت اور مقبولیت و منقبت ثابت ہوئی وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ یعنی اگر چہ آج مسلمان کمزور اور کافر غالب نظر آتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے کہ آخر کار انہیں منصور و غالب کر دے یا یہ مطلب کہ یہ اُمت اللہ تعالیٰ کا دین قائم کرے گی ایک مدت تک آخر اللہ تعالیٰ ہی جانے کیا ہوگا۔ (تفسیر عثمانی، اضافہ و تسہیل)

### آیت مبارکہ کے اہم مضامین

❶ حضرات مفسرین اس آیت کو "آیت التمکین" کہتے ہیں جس طرح سے سورۃ النور کی آیت (۵۵) کو "آیت استخلاف" کہا جاتا ہے اور وہ ان دونوں آیات سے خلفاء راشدین کی خلافت کا برحق اور منصوص ہونا ثابت فرماتے ہیں۔

❷ آیت کا تعلق اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا سے ہے یا مَنْ يَّنْصُرُهٗ سے ہے حضرات مفسرین نے دونوں اقوال لکھے ہیں اور دونوں کی تفصیل بھی درج فرمائی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❸ یہ آیت تمام اُمت کے بارے میں ہے یا صحابہ کرام میں سے صرف حضرات مہاجرین کے بارے میں ہے یا تمام صحابہ کرام اور تابعین کے بارے میں ہے...... تفاسیر میں تمام اقوال مذکور ہیں۔

❹ مسلمان حکمران کی کیا ذمہ داریاں ہیں، بعض مفسرین نے اس آیت کی روشنی میں اس کی تفصیل لکھی ہے۔

❺ کیا یہ صفات اللہ تعالیٰ کی نصرت کے لیے شرط کے طور پر ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف انہی مسلمانوں کی جہاد میں نصرت فرماتا ہے جن میں یہ صفت ہو کہ وہ حکومت ملنے کے بعد دین اور شریعت کو قائم کرنے والے ہوں...... امام ضحاکؒ کا قول۔ ان تمام مضامین کی تفصیل کے لیے مطالعہ فرمایئے تفسیر قرطبی، تفسیر کبیر، روح المعانی، معارف القرآن کاندھلویؒ وغیرہا۔

اس تالیف میں آیہ مبارکہ کی توضیح کے لیے چند ضروری عبارات پر اکتفا کیا جاتا ہے...... ان عبارتوں میں مذکورہ بالا تمام مضامین کا کسی قدر خلاصہ آ گیا ہے۔

## آسان تفسیر

"اس کے بعد اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن بندوں کے اوصاف بیان فرمائے جو مکہ مکرمہ سے نکالے گئے پھر جب انہیں اقتدار سونپا گیا تو انہوں نے دین کی خدمت کی خود بھی نمازیں قائم کیں اور زکاتیں ادا کیں اور دوسروں سے بھی دین پر عمل کرایا، عمل کرانے کے لیے امر بالمعروف، نہی عن المنکر کی ضرورت ہوتی ہے، ان حضرات نے دونوں چیزوں کا خوب اہتمام فرمایا، جن حضرات کے مذکورہ بالا اوصاف بتائے ہیں ان کا سب سے پہلا مصداق، حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ہیں، یہ حضرات مکہ مکرمہ سے نکالے گئے اور انہوں نے اپنے زمانہ میں وہ سب کام کیے جن کا آیت بالا میں تذکرہ فرمایا ہے تفسیر ابن کثیر ص ۲۲۶ ج ۳ میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت میرے بارے میں اور میرے اصحاب کے بارے میں ہے، ہم ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے جب کہ ہمارا اس کے علاوہ کچھ قصور نہ تھا کہ ہم ربنا اللّٰہ کہتے تھے پھر ہمیں اللہ تعالیٰ نے زمین میں اقتدار عطا کیا تو ہم نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا۔

آیت شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس کسی مسلمان کو اقتدار نصیب فرمائے، وہ نماز بھی پڑھے اور زکوٰۃ بھی دے اور لوگوں کو نیکیوں کا حکم کرے اور گناہوں سے روکے آج کل لوگ اقتدار تو سنبھال لیتے ہیں لیکن خود ہی نماز نہیں پڑھتے نہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور نہ لوگوں سے فرائض کا اہتمام کراتے ہیں اور نہ ہی گناہوں سے روکتے ہیں اور اتنا ہی نہیں کرتے بلکہ ذرائع ابلاغ کو گناہوں کے پھیلانے اور معصیت عام کرنے کا ذریعہ بناتے ہیں اور عوام سے ڈرتے ہیں کہ اگر انہیں گناہوں سے روکا تو ناراض ہو جائیں گے اور ملا ازم کا طعنہ دیں گے اور ان سے اقتدار چھن جائے گا آخر میں فرمایا کہ وَلِلّٰہِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (اور سب کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے) مسلمانوں کا ابتدائی زمانہ دکھ تکلیف کا تھا مکہ مکرمہ چھوڑنا پڑا پھر اسی مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے اللہ جل شانہ نے زمین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں اقتدار نصیب فرمایا زمین کے بڑے حصہ پر انکی حکومت قائم رہی اور اب بھی دنیا کے بہت بڑے حصہ پر ان کا اقتدار ہے گو اقتدار کے مقتضا پر عمل نہیں کرتے سب کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے، اس نے مسلمانوں کو خوب بڑھایا، اقتدار سے نوازا، کافروں کے مقابلہ میں ان کا انجام اچھا ہوا اور آخرت میں ہر مؤمن کا انجام تو اچھا ہی ہے فللہ الحمد والمنۃ" (تفسیر انوار البیان)

## یہ چار باتیں ہر حکمران کے لیے شرط ہیں

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

وقال الضحاك! هو شرط شرطه الله عزوجل علیٰ من آتاه الملك یعنی امام ضحاک فرماتے ہیں کہ یہ چار چیزیں ہر اُس آدمی کے لیے شرط ہیں جسے اللہ پاک حکومت عطاء فرمائے (القرطبی) یعنی ہر مسلمان حکمران کے لیے شرط ہے کہ وہ:

1. نماز قائم کرے
2. زکوٰۃ ادا کرے
3. امر بالمعروف کرے
4. نہی عن المنکر کرے

حضرات مفسرین نے لکھا ہے کہ

نماز اور زکوٰۃ کے قائم کرنے سے تمام اسلامی احکام پر عمل کرنے کی طرف اشارہ ہے اور امر بالمعروف میں علوم دینیہ کو زندہ رکھنے کی طرف اشارہ ہے اور نہی عن المنکر میں جہاد قائم رکھنے، کافروں سے جزیہ لینے اور مسلمانوں پر حدود جاری کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

## مجاہدین توجہ فرمائیں

پچھلی آیت میں ارشاد فرمایا تھا کہ جو اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کرے گا اللہ تعالیٰ اُسکی ضرور نصرت فرمائے گا اب اس آیت میں سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کرنے والوں کے اوصاف کیا کیا ہیں پس مجاہدین کو چاہیے کہ انفرادی طور پر اور جماعتی طور پر ان چار کاموں کو خوب زندہ کریں اور اس بات کی پکی نیت رکھیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اُن کو حکومت اور اقتدار دے گا تو وہ ان چار باتوں کا مضبوطی سے التزام کریں گے۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کھولنے کا دروازہ ہے آج سے تمام مجاہدین اپنی نیت ٹھیک کرلیں کہ ہم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کے لیے لڑ رہے ہیں اور ہمارا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور پھر ان چار کاموں کو زندہ کریں انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کی نصرت خوب برسے گی اور زمین پر انشاء اللہ پھر خلافت قائم ہو جائے گی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صاحب تفسیر حقانی کی یہ عبارت مجاہدین کے لیے بہترین رہنما ہے:

جو اللہ تعالیٰ کی یعنی اس کے دین اور انبیاء کی اعانت وحمایت کرے گا اللہ تعالیٰ ضرور اس کی بھی مدد کرے گا پھر (اس آیت میں) ان ناصرین دین (دین کے مددگاروں) کے چند اوصاف ذکر کرتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ زمین پر غالب ہو جائیں اور سلطنت وحکومت حاصل کریں تو ❶ نمازیں پڑھا کریں ❷ زکوۃ دیا کریں ❸ نیک باتوں کا حکم دیا کریں ❹ بری باتوں سے لوگوں کو منع کیا کریں مطلب یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی قوم کو دین کی حمایت کے صلے میں کسی ملک پر حکومت دے دے تو اُن کو یہ باتیں عمل میں لانی چاہیے نہ کہ عیاشی اور فسق وفجور میں مبتلا ہونا چاہیے کیونکہ اُن کے غالب ومسلط کرنے سے اللہ تعالیٰ کا یہی مقصود ہے کہ زمین پر نیکی اور خدا پرستی اور عدل وانصاف رہے"۔ (تفسیر حقانی)

## اسلامی طرز حکومت کی تصویر

تفسیر ماجدی میں اس آیت کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

"یہ ہے اصلی اور سچی تصویر اسلامی طرز حکومت کی۔ گورنمنٹ اگر مسلمانوں، سچے مسلمانوں کی قائم ہو جائے تو مسجدیں آباد و پر رونق ہو جائیں، ہر طرف سے صدائیں تکبیر وتہلیل کی گونجا کریں، بیت المال کے بعد کوئی ننگا بھوکا نہ رہ جائے، عدالتوں میں انصاف بکنے کی بجائے ملنے لگے، رشوت جعلسازی، دروغ حلفی کا بازار سرد پڑ جائے، بے شرمیاں، بدکاریاں، چوریاں ڈاکے خواب وخیال ہو جائیں۔ آبکاری کے محکمے کو کوئی پانی دینے والا بھی نہ رہے، مہاجنی کوٹھیوں، سودخوار ساہوکاروں، سودکار بنکوں کے ٹاٹ الٹ جائیں گویے نچنیے (یعنی گانے ناچنے والے) اگر تائب نہ ہوں تو شہر بدر کر دیے جائیں، سینما، تھیٹر، تمام شہوانی تماشہ گاہوں کے پردوں کو آگ لگا دی جائے، گندہ، فحش، افسانہ، شاعری کی جگہ صالح و پاکیزہ ادبیات لے لیں غرض یہ کہ دنیا دوبارہ کہ بھی نمونہ جنت بن جائے۔

محققین نے آیت سے خلفاء اربعہ کی صحت امارت وامامت پر بھی استدلال کیا ہے کہ ان چاروں مہاجرین (یعنی اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ کے مصداقوں) کے دور حکومت میں ان اوصاف کا تحقق پوری طرح پایا گیا۔

وهو صفة الخلفاء الراشدين الذين مكنهم الله فی الارض وهم ابوبكر و عمر و عثمان و علی رضی الله عنهم و فيه الدلالة الواضحه علیٰ صحة امامتهم لاخبار الله تعالیٰ بانهم اذا مكنوا فی الارض قاموابفروض الله عليهم (جصاص) (ماجدی)

## اہم عبارت

آیت مبارکہ کے کئی اہم مضامین سمجھنے کے لیے درج ذیل عبارت کو توجہ اور باریکی سے پڑھیں ان شاء اللہ کافی باتیں سمجھ آجائیں گی۔


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اس آیت کو ''آیت تمکین'' کہتے ہیں جس میں صحابہ کرامؓ اور درویشان اسلام سے تمکین فی الارض کا وعدہ فرمایا اس آیت میں خلافت راشدہ کی طرف اشارہ ہے جس کی حقیقت ایسی تمکین فی الارض ہے جس میں اقامت صلوٰۃ اور ایتاء الزکوٰۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہو یعنی حکومت کے ساتھ ولایت بھی ہو۔ حق جل شانہ نے اس آیت میں جو ''اہل تمکین'' کے اوصاف بیان فرمائے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ جن کو جہاد کی اجازت دی گئی عنقریب اُن کو روئے زمین کی حکومت اور سلطنت عطاء ہوگی اور یہ لوگ سلطنت ملنے کے بعد دین کے قائم کرنے والے ہوں گے۔ پس یہ آیت خلفائے اربعہ کی خلافت کی صحت اور حقانیت کی دلیل ہے کہ چاروں مہاجرین اوّلین میں سے تھے اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کے بموجب ان کو زمین کی تمکین عطاء فرمائی اور وہ چاروں ان صفات مذکورہ کے ساتھ علی وجہ الکمال موصوف تھے۔ یہ آیت ان چاروں خلفاء کی خلافت کے حق ہونے کی دلیل ہے اس سے بڑھ کر انسان کی کیا خوبی ہے کہ فرمانبردار ہو اور ان چاروں صفتوں کا جامع ہو، بادشاہ بھی ہو اور ولی بھی، امیر سلطنت بھی ہو اور شیخ طریقت بھی ہو۔ امیری اور فقیری ایک کمبل میں جمع ہوں، جاننا چاہیے کہ ''خلافت راشدہ'' کے دو جز ہیں ایک تمکین فی الارض یعنی حکومت اور سلطنت اور دوسرا اقامت دین یعنی قانون شریعت کا اجراء اور نفاذ جو انبیاء کرام کی بعثت اور اسلامی حکومت کا اوّلین مقصد ہے۔ اصل مقصود ''دین'' ہے اور ''حکومت'' اُسکی خادم ہے اس لیے حق تعالیٰ نے تمکین فی الارض کے بعد جو اصحاب تمکین کے اوصاف بیان فرمائے ہیں ان میں پہلا وصف یہ بیان فرمایا اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اس جملہ میں تمام شعائر اسلامیہ کے قائم کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ اور اس کے بعد وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ میں تمام علوم دینیہ کے احیاء کی طرف اشارہ ہے اور نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ میں کافروں سے جہاد اور جزیہ لینے کی طرف اشارہ ہے اس لیے کہ کفر سے بڑھ کر کوئی منکر اور کوئی بدتر شے نہیں اور مسلمانوں پر حدود اور تعزیرات قائم کرنے کو بھی یہ لفظ شامل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ سلطنت ملنے کے بعد خود بھی احکام شریعت کے پابند ہوں گے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ دوسروں کو بھی شریعت کا پابند بنائیں گے اور اخیر میں وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ انجام کی خبر اللہ تعالیٰ ہی کو ہے تم کو خبر نہیں کہ اس جہاد کا کیا اثر ہوگا اور کیسے عجیب و غریب ثمرات و برکات اس پر مرتب ہوں گے نیز اشارہ اس طرف بھی ہے کہ درمیانی احوال اور وقتی شکست پر نظر نہ کرنا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ جیسے مریض کی حالتیں بدلتی رہتی ہیں مگر انجام اس کا صحت ہے بہرحال ''تمکین فی الارض'' اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو عرش سے نازل ہوا ہے لہٰذا ایسا ممکن ہے کہ یہ وعدہ پورا نہ ہو اور یہ بھی ناممکن ہے کہ اس خدائی وعدہ کو کوئی غصب کرے اللہ تعالیٰ نے اس کے ایفاء کو اپنے ذمہ لیا ہے جو خلفائے راشدین کے ہاتھوں پر پورا ہوا۔ وعدہ خداوندی میں نہ مخالفت کا امکان ہے اور نہ مخاصمت کا اور نہ تسلط اور تغلب کا اور نہ غصب کا اور نہ خیانت کا'' (معارف القرآن کاندھلویؒ)

ان آخری جملوں میں صاحب عبارت نے رافضیوں پر رد کیا ہے، اور بھی کئی مفسرین نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے رافضیوں پر مضبوط رد کیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## مراد پوری اُمت ہے

حسن بصریؒ اور ابوالعالیہؒ جیسے حضرات فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مراد حضور اکرم ﷺ کی پوری اُمت ہے۔

**وقال عكرمة هم اهل الصلوٰت الخمس وقال الحسن وابوا لعالية هم هذه الامة اذافتح الله عليهم اقاموا الصلوٰة** (القرطبی)

پس مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ قتال فی سبیل اللہ کے لیے نکلیں، اور اس میں اپنی نیت خالص اللہ پاک کی رضا کے لیے دین کی نصرت کی رکھیں اور اپنی ذاتی اور جماعتی زندگی میں نماز، زکوۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو مضبوط کریں اور اس بات کا پختہ عزم رکھیں کہ انہیں جیسے ہی حکومت ملی وہ معاشرے میں ان چیزوں کو قائم کریں گے پس ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ نصرت فرمائے گا اور زمین پر خلافت قائم ہو جائے گی ان شاء اللہ۔

افسوس اس کا ہے کہ جو مسلمان نماز، زکوۃ میں پکے ہیں وہ جہاد کی طرف نہیں آتے اور جو جہاد میں آتے ہیں وہ عبادات میں زیادہ محنت نہیں کرتے اور اپنی جماعتوں کا شرعی نظام قائم نہیں کرتے پس بڑی نصرت نازل ہونے کا پورا نصاب مکمل نہیں ہوتا اور دنیا پر کافروں کا غلبہ ہوتا جارہا ہے والی اللہ المشتکیٰ۔

آپ سورۃ الحج کی ان پانچ آیات کو غور سے پڑھ لیں آیت ۳۸ تا ۴۱ تو آپ یہ تمام باتیں ان شاء اللہ آسانی سے سمجھ جائیں گے۔ الحمد للہ جو مسلمان اس زمانے میں بھی اخلاص کے ساتھ جہاد کر رہے ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ کی نصرت کھلی آنکھوں سے اُترتی ہوئی نظر آرہی ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اُمت مسلمہ اجتماعی طور پر جہاد کی طرف متوجہ ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ آیت ۵۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ

اور کفار قرآن کی طرف سے ہمیشہ شک میں رہیں گے یہاں تک کہ قیامت

السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۝۵۵

یکایک ان پر آموجود ہو یا منحوس دن کا عذاب ان پر نازل ہو۔

## خلاصہ

اور کافرلوگ ہمیشہ قرآن پاک اوردین کے بارے میں شک میں رہیں گے یہاں تک کہ اُن پر اچانک قیامت آجائے یا اُن پر کسی بے برکت دن کا عذاب آپڑے۔

## غزوۂ بدر کا دن مراد ہے

کئی مفسرین حضرات کے نزدیک يَوْمٍ عَقِيْمٍ (منحوس اور بے برکت دن) سے مراد غزوہ بدر کا دن ہے کہ یہ دن زمانے کے بڑے مشرکوں کے لیے ہر طرح کی خیر اور برکت سے خالی تھا۔ ملاحظہ فرمایئے چند عبارتیں:

❶ امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

وقال ابن عباس و مجاهد وقتاده المراد عذاب يوم بدر ومعنىٰ عقيم لا مثل له في عظمه لأن الملائكة قاتلت فيه. ابن جُريج: لانهم لم ينظروا فيه الى الليل بل قتلوا قبل المساء فصار يوماً لا ليلة له.

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت مجاہد و حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ سے بدر کے دن کا عذاب مراد ہے اور عَقِيْمٍ کا معنی یہ ہے کہ اس دن کی بڑائی بے مثال ہے کیونکہ اس دن فرشتوں نے قتال کیا تھا اور ابن جریج کا بھی یہی قول ہے مگر وہ فرماتے ہیں کہ عَقِيْمٍ اس دن کو کہتے ہیں جس کی رات نہ ہو تو بدر کے دن مشرکین کو رات تک کی مہلت نہ ملی اور وہ شام سے پہلے قتل کر دیے گئے تو گویا یہ دن اُن کے لیے بغیر رات کے تھا۔ (القرطبی)

❷ امام رازیؒ لکھتے ہیں:

## يَوْمٍ عَقِيْمٍ کے بارے میں دو قول ہیں

احد هما انه يوم بدر ایک قول یہ ہے کہ اس سے بدر کا دن مراد ہے۔

وانما وصف يوم الحرب بالعقيم لوجوه اربعة اور جنگ کے دن کو عَقِيْمٍ یعنی بانجھ دن کہنے کی چار وجوہات ہیں:

www.KitaboSunnat.com

❶ جنگ میں عورتوں کے بچے قتل ہوتے ہیں پس وہ اس دن ایسے رہ جاتی ہیں گویا کہ بانجھ ہوں ❷ جنگجو لوگوں کو "أبناء الحرب" جنگ کے بیٹے کہا جاتا ہے تو جب یہ لوگ مارے جاتے ہیں تو گویا وہ دن بانجھ رہ جاتا ہے ❸ یَوۡمٍ عَقِيۡمٍ اُس دن کو کہتے ہیں جس میں کوئی خیر اور بھلائی نہ ہو جیسے ریح عقیم اُس ہوا کو کہا جاتا ہے جو بارش سے خالی ہو۔ ❹ کیونکہ یہ دن اپنی بڑائی میں بے مثال تھا اس وجہ سے کہ فرشتوں نے اس میں قتال کیا تھا۔ (تفسیر کبیر)

امام رازیؒ نے یہ عبارت کشاف سے نقل فرمائی ہے۔

❸ قال مجاهد: قال ابي بن كعب: هو يوم بدر

یعنی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن سے مراد بدر کا دن ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

## مزید کئی اقوال

یَوۡمٍ عَقِيۡمٍ بے برکت دن کے بارے میں ایک قول تو آپ نے ملاحظہ فرمالیا جبکہ اس میں مزید کئی اقوال بھی ہیں:

❶ مُراد قیامت کا دن ہے کیونکہ وہ ایسا دن ہے جس میں رات نہیں ہے

❷ مُراد اُن کی موت کا لمحہ ہے

❸ مُراد قحط کا عذاب ہے

تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے معتبر تفاسیر۔

## بدر کا دن اللہ پاک کی نشانی

غزوہ بدر کا دن اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی ہے اور یہ دن مسلمانوں کے لیے ایک بڑی مثال ہے قرآن پاک میں اس دن کو مختلف ناموں سے یاد کر کے اُس کے کئی اہم پہلوؤں کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے مثلاً سورۃ انفال میں اسے یوم الفرقان فیصلے کا دن قرار دیا گیا جس میں اشارہ ہے کہ جہاد کے ذریعے کفر و اسلام کے درمیان فیصلہ ہوتا ہے اور یہاں سورۃ الحج میں اسے یوم عقیم فرمایا گیا کہ جہاد کے ذریعہ سے کفر کی گود بانجھ ہوتی ہے اور اس کا غرور اور اتحاد ٹوٹ جاتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سورۃ الحج مدنیۃ — آیت ۵۸،۵۹

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ

اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی پھر قتل کیے گئے یا مرگئے ضرور انہیں

اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ ٥٨

اللہ تعالیٰ اچھا رزق دے گا اور بے شک اللہ تعالیٰ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ ٥٩

ضرور انہیں ایسی جگہ پہنچائے گا جسے پسند کریں گے اور بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا بردبار ہے۔

### خلاصہ

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہجرت اور جہاد کے لیے نکلے پھر وہ لڑتے ہوئے شہید ہو جائیں یا طبعی موت سے اُن کا انتقال ہو۔ ان سب کو اللہ تعالیٰ بہترین روزی اور بہت عمدہ رہنے کی جگہ عطاء فرمائے گا۔ اور ان کو خوش کر دے گا۔ یعنی دونوں صورتوں میں یہ کامیاب ہیں۔ قتل کیے جائیں یا طبعی موت مریں۔

### ربط

ان دو آیات کے پچھلی آیات کے ساتھ ربط کے بارے میں یہ چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیں۔

❶ گذشتہ آیات میں عام مؤمنین صالحین کی فضیلت بیان فرمائی ان آیات میں خاص مہاجرین ومجاہدین کی فضیلت بیان فرماتے ہیں۔ (معارف القرآن کاندھلویؒ)

❷ چند آیات پہلے جہاد کی اجازت کا بیان تھا، اور اس میں فتح اور نصرت کا وعدہ بھی تھا، مگر جو لوگ جہاد میں شہید ہو جاتے ہیں یا طبعی موت سے اُن کا انتقال ہو جاتا ہے تو اُن کو تو ظاہری طور پر نصرت اور فتح نہیں ملتی تو ان دو آیات میں یہ مسئلہ سمجھا دیا کہ یہ لوگ بھی کامیاب ہیں اور ان کے لیے دنیاوی فتح سے بھی بڑی بشارت ہے کہ اللہ پاک اُن کو جنت کی کامیابی عطاء فرمائے گا۔

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

اوپر آیت اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ الخ میں جہاد کی اجازت اور نصرت کی بشارت اور اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا میں مؤمنین مظلومین کی مہاجرت ارشاد فرمائی گئی تھی یہاں تک اسی سلسلہ میں مضمون چلا آیا تھا چونکہ دوران جہاد وہجرت میں بعض کو قتل یا موت طبعی کی بھی نوبت آتی ہے اور ہر چند کہ وہ منافی وعدہ نصرت کے اس لیے نہیں کہ منصوریت صفت قوم کی ہوتی ہے نہ کہ ہر احد کی احاد قوم سے لیکن تاہم یہ مظنہ ہو سکتا ہے اس میت یا مقتول کی حسرت کا کہ ہم اس وعدہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے معائنے سے متمتع نہ ہوئے اس لیے آگے ان مقتولین یا متوفین کو اُس بشارت و نصرت سے بڑھ کر دوسری بشارت سناتے ہیں۔(بیان القرآن)

تفسیر ماجدی میں اسی ربط کو ان آسان الفاظ میں بیان کیا ہے "یعنی جو لوگ راہِ دین میں ترکِ وطن کے بعد شہید ہو گئے یا اپنی طبعی موت سے مر گئے غرض کسی سبب سے بھی اہلِ کفر پر غلبہ و فتحمندی کے ثمرات سے اس دنیا میں محروم رہ گئے۔ وہ اطمینان کامل رکھیں کہ وہ جنت میں ضرور اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتوں سے مستفید و محظوظ ہوں گے۔(ماجدی)

## شانِ نزول کے بعض واقعات

❶ امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے نبی! جو لوگ شہید ہو چکے ہیں اُن کے بارے میں تو ہم نے جان لیا کہ اللہ پاک نے اُن کو کیسی کیسی بھلائیاں عطاء فرمائی ہیں۔ اور ہم بھی آپ کے ساتھ مل کر اسی طرح جہاد کر رہے ہیں جس طرح انہوں نے جہاد کیا اب اگر آپ کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے ہمیں (طبعی) موت آ جائے تو ہمیں کیا ملے گا؟ اس پر یہ دو آیات نازل ہوئیں۔

روی ان طوائف من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالوا یا نبی اللہ ھؤلاء الذین قتلوا قد علمنا ما اعطاھم اللہ من الخیر و نحن نجاھد معک کما جاھدوا فمالنا ان متنا معک؟ فأنزل اللہ ھاتین الآیتین (المدارک)

❷ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ:

جب حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہما کا انتقال ہوا تو بعض لوگوں نے کہا مہاجرین میں سے جو قتل ہوئے ہیں وہ طبعی موت مارے جانے والوں سے افضل ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ان سب کو بہترین روزی ملے گی۔

وذلک انہ لما مات عثمان بن مظعون وابو سلمۃ بن عبد الاسد قال بعض الناس من قتل من المھاجرین افضل ممن مات حتف انفہ، فنزلت مسوّیۃ بینھم ان اللہ یرزقھم رزقاً حسناً (البحر المحیط)

❸ بعض صحابہ کرام ہجرت کے لیے نکلے تو مشرکین نے اُن کا پیچھا کر کے اُن کو شہید کر دیا۔(یعنی اُن کی ہجرت مکمل نہ ہوئی مگر اجر مکمل مل گیا) نزلت فی طوائف خرجوا من مکۃ الی المدینۃ للھجرۃ فتبعھم المشرکون وقاتلوھم (البحر المحیط)

## ان تمام واقعات کا عجیب خلاصہ

خلاصہ ان تمام واقعات کا یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلنا ہی کافی ہے اسی لیے اس کا نام سبیل اللہ اللہ کا راستہ ہے۔ یعنی یہ راستہ خود منزل ہے پس جو اس راستے پر اخلاص کے ساتھ نکلا وہ کامیاب ہو گیا اس کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ظاہری انجام خواہ کچھ بھی ہوا۔ فتح پائی، شہید ہوا، حادثاتی موت مرا یا طبعی موت سے اس کا انتقال ہوا۔

## یہاں ہجرت سے مراد جہاد کے لیے نکلنا ہے

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ای فی الجهاد حسبما یلوح به قوله تعالیٰ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا

یعنی یہاں ہجرت فی سبیل اللہ سے مراد جہاد میں نکلنا ہے جیسا کہ بعد والے الفاظ (پھر وہ قتل ہوئے یا مر گئے) سے واضح ہوتا ہے۔ (روح المعانی)

امام رازیؒ نے بھی یہ قول ذکر فرمایا ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ آیت کو عام رکھنا بہتر ہے تاکہ اس میں ہجرت بھی شامل ہو یعنی اللہ تعالیٰ کی خاطر وطن چھوڑنا اور خاص ہجرت بھی شامل ہو یعنی جہاد میں نکلنا۔ واختلفوا فیمن ارید بذلك، فقال بعضهم من هاجر الی المدینة طالبا لنصرة الرسول صلی الله علیه وسلم و تقربا الی الله تعالیٰ، وقال آخرون بل المراد من جاهد فخرج مع الرسول صلی الله علیه وسلم اوفی سرایاه لنصرة الدین ولذلك ذكر القتل بعده ومنهم من حمله علی الامرین ......وظاهر الكلام للعموم۔ (تفسیر کبیر)

## مقتول افضل یا مقتول و میت برابر

ان دو آیتوں کا اصل موضوع تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہجرت و جہاد میں نکلنے والے افراد کامیاب ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاص نعمتوں کے مستحق ہیں۔ مگر حضرات مفسرینؒ نے ان آیات کی تفسیر میں اس مسئلے پر بھی بحث فرمائی ہے کہ جہاد میں نکل کر مقتول ہونے والا زیادہ افضل ہے یا جہاد میں نکل کر مقتول ہونے والا اور طبعی موت پانے والا دونوں برابر ہیں۔ اس موضوع پر سب سے اچھی بحث تفسیر قرطبی، البحر المحیط، تفسیر ابن کثیر اور روح المعانی میں مذکور ہے اور ان تمام حضرات نے دونوں طرح کے اقوال لکھے ہیں۔ یعنی بعض کے نزدیک جہاد میں نکلنے والا مقتول اور میت دونوں اجر اور مقام کے اعتبار سے برابر ہیں جب کہ بعض کے نزدیک مقتول کو میت پر فضیلت حاصل ہے۔ تقریباً تمام مفسرین نے اس دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

وظاهر الشريعة يدل علیٰ ان المقتول افضل

یعنی ظاہر شریعت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قتل ہونے والے کو زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ (القرطبی)

امام ابوحیانؒ لکھتے ہیں:

وظاهر الشريعة أن المقتول افضل۔ (البحر المحیط)

علامہ آلوسیؒ نے بھی روح المعانی میں امام ابوحیان کے الفاظ نقل فرمائے ہیں۔

علامہ ابن النحاس ابوزکریا احمد بن ابراہیم دمشقی شہیدؒ لکھتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بعض علماء کرام کا خیال ہے کہ اللہ تعالی کے راستے میں مارا جانے والا اور انتقال کرنے والا بالکل برابر ہیں۔

ان کی دلیل ام حرام رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے جنہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بشارت دیتے ہوئے) فرمایا تھا کہ تم پہلوں میں سے ہو اور ان کا انتقال گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے ہوا تھا۔ (بخاری)

دوسرے علماء کرام کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالی کے راستے میں قتل ہونے والے کو کچھ زیادہ فضائل حاصل ہیں یہی (قول) زیادہ درست معلوم ہوتا ہے ان حضرات کے دلائل یہ ہیں۔

❶ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا سب سے افضل جہاد کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں تمہارے گھوڑے کو مار دیا جائے اور تمہیں قتل کر دیا جائے۔ (موارد الظمآن)

❷ وہ شخص جو کسی چیز کی نیت کرے اور پھر اُسے پا بھی لے وہ یقیناً اُس سے افضل ہے جو کسی چیز کی نیت تو کرے مگر اُسے پا نہ سکے۔

❸ شہید کو قرآن مجید نے مردہ کہنے سے منع کیا ہے۔

❹ شہید جنت میں جا کر دنیا میں واپس آ کر بار بار شہید ہونے کی تمنا کرے گا ممکن ہے کہ اللہ تعالی کے راستے میں مرنے والا بھی واپسی کی تمنا کرے مگر وہ بھی واپس آ کر قتل ہونے کی تمنا کرے گا اِسی سے قتل ہونے کی فضیلت ثابت ہوگی۔

❺ شہید پر جو احکام جاری ہوتے ہیں مثلاً اُسے غسل نہیں دیا جاتا بعض ائمہ کے ہاں اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جاتی یہ احکام میت کے لیے نہیں ہیں اسی طرح اور بھی بہت سے فضائل شہید کو حاصل ہیں (فضائل جہاد ص ۳۱۴)

## ایک ایمان افروز واقعہ

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں کئی مفسرین حضرات نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ ذکر فرمایا ہے۔

راوی فرماتے ہیں ہم روڈس کے جہاد میں حضرت فضالہ بن عبید الانصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے (جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں) تو حضرت فضالہ کا گذر دو جنازوں پر سے ہوا ایک ان میں سے شہید تھے اور دوسرے کا (دوران جہاد) انتقال ہوا تھا۔ لوگ شہید کے جنازے پر ہجوم کر رہے تھے اس پر حضرت فضالہ نے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہوا ایک جنازے پر ہجوم کر رہے ہیں اور دوسرے کو چھوڑ رہے ہیں لوگوں نے عرض کیا یہ شہید کا جنازہ ہے تو ارشاد فرمایا (میرے نزدیک دونوں باتیں برابر ہیں) اللہ کی قسم مجھے اس کی پروا نہیں کہ میں ان دو قبروں میں سے کسی سے اٹھایا جاؤں لوگو اللہ تعالی کی کتاب سنو وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا (یہ پوری آیت تلاوت فرمائی)

دوسری روایت میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ جہاد میں انتقال کرنے والے کی قبر کے پاس جا بیٹھے، لوگوں نے عرض کیا: آپ نے شہید کی قبر چھوڑ دی اور اِس کی قبر کے پاس آ بیٹھے؟ ارشاد فرمایا: میرے لیے یہ بات برابر ہے کہ میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ان دو (طرح کی) قبروں میں سے کسی ایک سے اٹھایا جاؤں بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا

پس اے بندے تجھے اور کیا چاہیے جب تجھے پسندیدہ جگہ داخل کر دیا جائے اور بہترین روزی دی جائے اس لیے میرے نزدیک یہ برابر ہے کہ میں ان دو قبروں میں سے کسی سے اٹھایا جاؤں۔ (تفسیر ابن کثیر)

## فائدہ

اس موضوع پر مزید دلائل اور تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمایئے علامہ ابن النحاس شہیدؒ کی کتاب "مشارع الاشواق" کی تلخیص وتشریح "فضائل جہاد" صفحہ ۴۰۹ تا ۴۱۳۔

## وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ

اور بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا بردبار ہے۔

❶ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ (مجاہدین ومہاجرین) کس چیز سے راضی ہوں گے اور یہ بھی جانتا ہے کہ کن لوگوں نے خالص اُس کے راستہ میں اپنا گھر بار ترک کیا ہے۔ ایسے مہاجرین اور مجاہدین کی فروگزاشتوں (یعنی غلطیوں) پر حق تعالیٰ تحمل کرے گا اور شانِ عفو سے کام لے گا (عثمانی)

❷ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ باحوال من قضیٰ نحبه مجاهدا وآمالِ من مات وهو ينتظر معاهدا۔

یعنی اللہ تعالیٰ اُن کے احوال بھی جانتا ہے جنہوں نے جہاد میں جان دے کر مقصد کو پالیا اور اُنکی امیدوں کو بھی جانتا ہے جن کا جہاد میں انتقال ہوا حالانکہ وہ بھی جان دینے کا عہد رکھتے تھے (المدارک)

❸ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ان لوگوں نے خدا کی راہ میں کتنی مشقت برداشت کی اور وہ بڑا بردبار ہے کہ دشمنوں پر عذاب نازل کرنے میں جلدی نہیں کرتا (معارف القرآن کاندھلویؒ)

❹ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا علم والا ہے، ہر واقعہ کی حکمت ومصلحت اس پر خوب روشن رہتی ہے، اہل ایمان کو دنیا میں اگر ناکامی رہی تو اس سے مایوس وبددل ہرگز نہ ہونا چاہیے۔ (اللہ تعالیٰ بڑا حلم والا ہے) چنانچہ بڑے بڑے مجرموں غداروں، باغیوں کو بھی ہمیشہ فوری ہی سزا نہیں دیتا، اور اس کے حلم ہی سے بڑا دھوکا اہل باطل کو ہو جاتا ہے۔ (ماجدی)

## مرضی کا رہنا سہنا

ہجرت اور جہاد میں گھربار چھوٹتا ہے، کھانے پینے کی تنگی ہوتی ہے تو اس لیے خاص طور پر رزق اور رہائش کا تذکرہ فرمادیا کہ ہر تکلیف کا ایسا بہترین بدلہ ملے گا کہ وہ پوری طرح سے راضی ہو جائیں گے۔ تفسیر عثمانی میں ہے:

"یعنی جو لوگ خدا کے راستہ میں گھربار چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے خواہ وہ لڑائی میں شہید ہوں یا طبعی موت سے مریں دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اُنکی خاص مہمانی ہوگی، کھانا پینا رہنا سہنا سب اُنکی مرضی کے موافق ہوگا" (عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُورَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ آیت ۶۰ تا ۶۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ

بات یہ ہے اور جس نے اسی قدر بدلہ لیا جس قدر اسے تکلیف دی گئی تھی پھر اس پر زیادتی کی گئی تو اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۶۰ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي

ضرور اس کی مدد کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا معاف کرنے والا ہے۔ یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ رات

النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝۶۱

کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کیا کرتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ

یہ اس لیے کہ حق اللہ تعالیٰ ہی کی ہستی ہے اور جنہیں اس کے سوا پکارتے ہیں

الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝۶۲

باطل ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی بلند مرتبہ بڑائی والا ہے۔

## خلاصہ

❶ فیصلہ الٰہی یوں ہی ہے کہ جس مظلوم نے ظالم سے (واجبی) بدلہ لیا اور پھر ظالم نے اُسے ستایا تو اللہ تعالیٰ اُس پہلے مظلوم کی ضرور مدد فرمائے گا (مفہوم لاہوریؒ) بے شک اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا معاف کرنے والا ہے یعنی واجبی بدلہ لینے والے کو اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دیتا اگرچہ بدلہ نہ لینا بہتر تھا، بدر کی لڑائی میں مسلمانوں نے کافروں کے ایذاء کا بدلہ لیا، پھر کافر اُحد اور احزاب میں زیادتی کرنے کو آئے پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی پوری مدد فرمائی (مفہوم موضح القرآن)

❷ اللہ تعالیٰ ظالم کے مقابلہ میں مظلوم کی مدد آسانی سے کر سکتا ہے کیونکہ اندھیرے کو روشنی میں داخل کرنا اور روشنی کو اندھیرے میں داخل کرنا اُس کا معمول ہے لہٰذا طاقتور ظالم کو کمزور بنانا اور کمزور مظلوم کو طاقتور بنا دینا اس کے لیے کونسا مشکل ہے، اللہ تعالیٰ مظلوم کی فریاد سنتا اور ظالم کے کرتوت دیکھتا ہے۔ (مفہوم لاہوریؒ)

❸ اللہ تعالیٰ جو کہ حق ہے اس لیے حق کی امداد فرمائے گا اور یہ اُسکی بلندی اور بزرگی کا فیصلہ ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرفداری والا پہلو ہمیشہ غالب رہے گا۔ (لاہوریؒ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## شان نزول

❶ محرم الحرام کا مہینہ ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں مشرکین کے ایک گروہ نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا وہ کہتے تھے کہ یہ لوگ (یعنی صحابہ کرام) حرمت والے مہینوں میں جنگ کو پسند نہیں کرتے اس لیے ان کو مارنے کا اچھا موقع ہے۔ مسلمانوں نے انہیں محرم کی حرمت کا واسطہ دیا مگر وہ نہ مانے تب مسلمانوں نے جم کر مقابلہ کیا اللہ تعالیٰ نے اُنکی نصرت فرمائی اور وہ غالب رہے مگر اُن کے دل میں کچھ پریشانی اس بات کی تھی کہ انہوں نے حرمت والے مہینے میں جنگ کی ہے تب یہ آیت نازل ہوئی اور اُن کو تسلی دے دی گئی۔

قال مقاتلؒ: نزلت في قوم من مشركي مكة لقوا قوماً من المسلين لليلتين بقيتا من المحرم فقالوا: ان اصحاب محمد يكرهون القتال في الشهر الحرام فاحملوا عليهم: فنا شدهم المسلمون الا يقاتلوهم في الشهر الحرام:فأبي المشركون الّا القتال فحملوا عليهم فثبت المسلمون و نصرهم الله على المشركين وحصل في انفس المسلمين من القتال في الشهر الحرام شئي فنزلت هذه الاية (القرطبی، کبیر، ابن کثیر، البحر المحیط)

❷ غزوۂ احد میں مسلمانوں کو شہید کرنے والے کافروں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلہ لیا تو یہ آیت نازل ہوئی (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھیک کیا) وقیل: نزلت في قوم من المشركين مثلوا بقوم من المسلمين قتلوهم يوم أحد فعاقبهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بمثله (القرطبی)

❸ یہ آیت اُن مشرکین کے بارے میں ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مظالم ڈھائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکالا وقال ابن جريج: الآية في المشركين بغوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم واخرجوه (البحر المحيط) حضرت شاہ صاحبؒ کا رجحان اسی شان نزول کی طرف لگتا ہے جیسا کہ "خلاصہ" میں اُنکی عبارت گزر چکی ہے۔

## ربط

پچھلی دو آیات میں ہجرت اور جہاد کے دوران شہید ہونے والے اور وفات پانے والوں کا اجر و ثواب مذکور تھا اس آیت میں سمجھایا گیا کہ دنیا میں بھی ظالموں کے مقابلے میں انکی نصرت کی جائے گی۔

ومناسبتها لماقبلها واضحة: وهو انه تعالىٰ لماذكر ثواب من هاجر وقتل أومات في سبيل الله اخبر انه لا يدع نصرتهم في الدنيا على من بغى عليهم (کبیر، البحر المحیط)

## ذٰلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ

اس میں ذٰلِكَ کا ترجمہ تفسیر کبیر میں ان الفاظ سے کیا گیا ہے وقال الزجاج اى الامر ماقصصنا عليك من انجاز الوعد للمهاجرين الذين قتلوا أوماتوا یعنی یہ بات طے ہو چکی ہے کہ مہاجرین کے شہداء اور وفات پانے والوں سے جو وعدہ کیا گیا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## آسان تفسیر

یعنی مظلوم اگر ظالم سے واجبی بدلہ لے لے۔ پھر از سرِنو ظالم اُس پر زیادتی کرے تو وہ پھر مظلوم ٹھہر گیا۔ حق تعالیٰ پھر مدد کرے گا جیسا کہ اُس کی عادت ہے کہ مظلوم کی آخر حمایت کرتا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ یعنی بندوں کو بھی چاہیے کہ اپنے ذاتی اور معاشرتی معاملات میں عفو و درگزر کی عادت سیکھیں، ہر وقت بدلہ لینے کے درپے نہ ہوں، حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی واجبی بدلہ لینے والے کو خدا عذاب نہیں کرتا اگرچہ بدلہ نہ لینا بہتر تھا "بدر" کی لڑائی میں مسلمانوں نے بدلہ لیا کافروں کی ایذاء کا پھر کافر "اُحد" "واحزاب" میں زیادتی کرنے کو آئے پھر اللہ نے پوری مدد کی" ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ یعنی وہ اتنی بڑی قدرت والا ہے کہ رات دن کا الٹ پلٹ کرنا اور گھٹانا بڑھانا اسی کے ہاتھ میں ہے اسی کے تصرف سے کبھی کے دن بڑے، کبھی کی راتیں بڑی ہوتی ہیں، پھر کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ایک مظلوم قوم یا شخص کو امداد دے کر ظالموں کے پنجہ سے نکال دے بلکہ اُن پر غالب و مسلط کر دے پہلے مسلمان مہاجرین کا ذکر تھا اس آیت میں اشارہ فرمادیا کہ عنقریب حالات رات دن کی طرح پلٹا کھانے والے ہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ رات کو دن میں لے لیتا ہے اسی طرح کفر کی سرزمین کو اسلام کی آغوش میں داخل کر دے گا۔ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ یعنی مظلوم کی فریاد سنتا اور ظالم کے کرتوت دیکھتا ہے۔ (عثمانی)

امام نسفیؒ نے یہ عجیب نکتہ لکھا ہے کہ

دن کو بہت شور شرابا ہوتا ہے اور آوازیں دب جاتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ سَمِيعٌ خوب سننے والا ہے دن کے شور شرابے کا اُس پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور رات کو اندھیرا ہوتا ہے تو چیزیں نظر نہیں آتیں مگر اللہ تعالیٰ بَصِيرٌ ہے کہ رات کی تاریکی سے اُس کے دیکھنے میں کوئی فرق نہیں آتا۔

وانه سميع لما يقولون ولا يشغله سمع عن سمع وان اختلفت في النهار الاصوات بفنون اللغات، بصير بما يفعلون ولا يستر عنه شئ بشئ في الليالي وان توالت الظلمات (المدارک)

پس مظلوم فکرمند نہ ہوں کہ اُن کا سننے والا کوئی نہیں اور ظالم بے فکر نہ ہوں کہ اُن کو دیکھا نہیں جا رہا۔

تفسیر ماجدی میں ہے:

مظلوم کی تسکین و تسلی کا کتنا بڑا سامان عقیدہ سمیع بصیر کے استحضار میں ہے۔ (ماجدی)

## آیت مبارکہ کی ایک اور تفسیر

بغوی نے لکھا ہے کہ حسن بصریؒ نے اس آیت کی تفسیر اس طرح کی ہے مَنْ عَاقَبَ جو مشرکوں سے لڑا بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ جیسا مشرک اُس سے لڑے ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ پھر اُس پر زیادتی کی گئی کہ اس کو وطن سے نکال دیا گیا تو اللہ تعالیٰ اُس کی (ضرور) مدد فرمائے گا۔ (تفسیر مظہری)

اس تفسیر کی رو سے وہ مسلمان جو غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اُن کے لیے بہت بڑی بشارت ہے۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ میں ذَٰلِكَ کا ترجمہ یوں ہوگا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ مسلمانوں کی نصرت اور غلبہ (اس لیے بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی برحق ہے)

ذٰلِكَ النصر ایضاً (جلالین)

اس آیت کی تفسیر کے لیے ملاحظہ فرمایئے یہ عبارت:

یہ سب اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ تو خدائے برحق ہی ہے کسی میں یہ قدرت نہیں کہ اس کی قدرت اور مشیت میں مزاحمت کر سکے اور یہ بے عقل جس کو پکارتے ہیں وہی باطل ہے یعنی جن بتوں کو یہ پکارتے ہیں وہ سب غلط ہے وہ نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع اور اللہ تعالیٰ وہی ہے جو بلند اور برتر ہے اور سب اس کے سامنے ذلیل اور حقیر ہیں وہ جس کو چاہے بلند کرے اور جس کو چاہے پست کرے یہ شان تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے بتوں میں یہ قدرت کہاں ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ حق کو بلند کرے اور باطل کو پست کرے (معارف القرآن کاندھلوی)

## ایک اہم نکتہ

آیت ۶۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اُتنا ہی بدلہ لیا جائے جتنا ظلم ہوا ہو یعنی بدلہ ظلم کے برابر ہو۔ اب اس میں دو باتیں قابل غور ہیں پہلی یہ کہ یہ بات کون طے کرے گا کہ برابر کا بدلہ کتنا ہے اور دوسری یہ کہ جہاد میں بالکل برابر کا بدلہ ممکن نہیں ہے کیونکہ جنگ کے ہنگامے میں تو کچھ بھی ہو سکتا ہے، حضرت تھانویؒ نے دونوں باتوں کا جواب بیان القرآن میں دیا ہے ① برابری کا اندازہ لگانا مظلوم کے اجتہاد پر ہے ② بدلے میں برابری کا لازم ہونا جہاد میں نہیں ہے، وہ فرماتے ہیں ”اور یہ جو اوپر قید لگائی گئی بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ الخ سو اس مماثلت کی مراعات مظلوم کے اجتہاد پر ہے جس میں اُس نے اپنی وسعت حتی الامکان مبذول کی ہو اور اس پر بھی اگر مماثلت سے قدرے بیشی ہو جائے جو بوجہ غایت غموض وخفاء کے ضبط میں نہ آسکے تو وہ موجب مؤاخذہ وخلل وعدہ نصرت نہیں۔ یہ رعایت مماثلت کا وجوب معاملات معاشرت میں ہے نہ کہ جہاد میں چنانچہ ادلہ شرعیہ سے یہ امر ظاہر ومشہور ہے (حضرت تھانویؒ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ آیت ۷۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ

اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوشش کرو جیسا کوشش کرنے کا حق ہے اس نے تمہیں پسند کیا ہے اور

عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ

دین میں تم پر کسی طرح کی تنگی نہیں کی تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے اسی اللہ تعالیٰ

سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ ھٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

نے تمہارا نام پہلے مسلمان رکھا تھا اور اس قرآن میں بھی تاکہ رسول

شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ ښ فَاَقِيْمُوا

تم پر گواہ بنے اور تم لوگوں پر گواہ ہو پس نماز قائم کرو

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ

اور زکوٰۃ دو اور اللہ تعالیٰ ہی کو مضبوط پکڑے رہو وہی تمہارا مولیٰ ہے

فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ۧ

پھر کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

## خلاصہ

1. اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے۔
2. اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو منتخب فرمایا ہے، اس اُمت کی دعوت عالمگیر ہے، یعنی سب کے لیے ہے اور قیامت تک کے لیے ہے۔
3. اللہ تعالیٰ نے دین کے بارے میں تم پر کوئی تنگی نہیں کی، یہ دین سب کے لیے آسان ہے اور فلاح ونجات کا ذریعہ ہے۔
4. دین اسلام کا دوسرا نام ملت ابراہیمی ہے لہٰذا تم اپنے باپ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت کو لازم پکڑو۔
5. اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے پس پورے فرمانبردار بنو۔
6. تمہیں یہ شرف اور امتیاز اس لیے عطاء ہوا تاکہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ ہوں اور تمہاری تصدیق کریں اور تم تمام اُمتوں پر گواہ بنو اور ان کے انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کرو۔
7. پس جب اللہ تعالیٰ کے تم پر اتنے زیادہ احسانات ہیں تو تم بھی اس کے احکامات پر مکمل عمل کرو، خصوصاً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نماز قائم رکھو، زکوٰۃ ادا کرو اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے دین کو مضبوط پکڑے رہو، اسی سے مدد مانگو اسی پر بھروسہ کرو، اسی سے قوت حاصل کرو۔

❽ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا مولیٰ ہے۔ یعنی تمہارا محافظ، مددگار اور دشمنوں پر تمہیں غالب کرنے والا ہے۔

❾ پس اللہ تعالیٰ کیا ہی بہترین کارساز ہے۔

❿ اور کیا ہی خوب مددگار ہے۔ پس اس دین کو مضبوطی سے پکڑنے کی وجہ سے کوئی بھی تمہارا دشمن بنے تو تمہیں کیا ڈر۔

## جہاد سے مراد کفار سے جنگ

اس آیت مبارکہ کے پہلے حصے وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ میں بعض مفسرین کے نزدیک جہاد سے مراد کافروں سے جنگ ہے۔

**والمراد هنا عند الضحاك جهاد الكفار حتى يدخلوا في الاسلام ويقتضي ذلك ان تكون الآية مدنية لان الجهاد انما امر به بعد الهجرة** یعنی امام ضحاک کے نزدیک آیت مبارکہ میں کفار سے جہاد کرنا مراد ہے یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں اس قول کے مطابق یہ آیت "مدنی" ہوگی کیونکہ جہاد کا حکم ہجرت کے بعد نازل ہوا (روح المعانی)

امام ابن کثیرؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اسی قول کو اختیار کیا ہے وہ فرماتے ہیں وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ای باموالکم والسنتکم وانفسکم یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں پورا پورا جہاد کرو اپنے مال سے اپنی زبانوں سے اور اپنی جانوں سے (تفسیر ابن کثیر)

اس تفسیر میں اشارہ ہے رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کی طرف:

**جاهدوا المشركين باموالكم وانفسكم والسنتكم**

یعنی مشرکین کے خلاف جہاد کرو اپنے اموال سے اپنی جانوں سے اور اپنی زبانوں سے۔ (ابوداؤد)

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

**قوله تعالىٰ** وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ **قيل: عنىٰ به جهاد الكفار** یعنی اس آیت میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد کفار کے خلاف جہاد ہے۔ (القرطبی)

تفسیر حقانی میں ہے:

"اور اس کے بعد حکم دیتا ہے وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ جہاد سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک دشمنانِ دین سے جنگ کرنا ہے اور حَقَّ جِهَادِهِ سے مراد پورے طور پر اور نہایت سعی و کوشش سے جس کی تفسیر بعض نے یوں کی ہے کہ خالصاً للہ (ہو) اور بعض کہتے ہیں جس میں اللہ اور سردار (یعنی امیر جہاد) کی مخالفت (یعنی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نافرمانی) نہ ہو بعض کہتے ہیں جس میں کسی ملامت کا خوف نہ ہو پھر یہ (کفار کے خلاف جہاد) عام ہے خواہ زبان سے ہو خواہ تلوار سے اور اس حکم کا سب سے اخیر میں صادر کرنا اس بات کو جتلاتا ہے کہ نماز اور فعل الخیرات سب سے بڑھ کر یہ (جہاد کا) کام ہے کیونکہ جب تک شرّ اعداء (یعنی دشمنوں کے شر) سے امن قائم نہ ہوگا تو زمین پر خدا تعالیٰ کے بندے نہ بفراغ قلبی نماز پڑھ سکیں گے نہ کوئی اور نیک کام کر سکیں گے۔'' (تفسیر حقانی)

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

احدها ان المراد قتال الکفار خاصة

یعنی ایک قول یہ ہے کہ یہاں جہاد سے مُراد خاص کفار سے جہاد کرنا ہے اس صورت میں حق جھادہ کا معنٰی یہ ہوگا کہ یہ جہاد خالص عبادت کی نیت سے ہو اپنی شہرت یا غنیمت کی نیت سے نہ ہو۔

ومعنی حَقَّ جِهَادِهٖ ان لا یفعل الا عبادة لا رغبة فی الدنیا من حیث الاسم او الغنیمة (تفسیر کبیر)

آیت مبارکہ میں جہاد سے کفار کے خلاف جنگ کرنا مراد ہے اس پر کئی قرینے بھی موجود ہیں:

❶ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ اللہ پاک نے اس اُمت کو دوسری اُمتوں پر فضیلت اور فوقیت عطاء فرمائی ہے اس کی دعوت کو پورے عالم کے لیے اور قیامت تک کے لیے بنایا ہے لازمی بات ہے کہ دوسری قومیں اس اُمت سے حسد کریں گی، اس کو ختم کرنے کے درپے ہوں گی اور اسکی عالمگیر دعوت میں رکاوٹ ڈالیں گی تب اس اُمت کو اپنی بقاء وحفاظت اور اپنی دعوت کو سب تک پہنچانے کے لیے جہاد کرنا ہوگا۔ ❷ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ اس کا معنٰی بھی بعض مفسرین نے یہ کیا ہے کہ یہ اُمت کسی خاص نسل، قبیلے تک محدود نہیں ہے۔ جب اس کی دعوت سب کے لیے ہے تو پھر اس کی دعوت کے راستے میں جو رکاوٹیں آئیں گی اُن کو توڑنے کے لیے جہاد کرنا ہوگا۔ ❸ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام مبارک ہی قربانیوں کی یاد دلاتا ہے ❹ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ اس کا ترجمہ امام ابن کثیرؒ ان الفاظ میں فرماتے ہیں هُوَ مَوْلَاكُمْ ای حافظکم وناصرکم ومظفرکم علی الاعداء فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ یعنی نعم الولی ونعم الناصر من الاعداء یعنی اللہ تعالیٰ تمہارا مولیٰ ہے یعنی تمہارا محافظ ہے، مددگار ہے اور تمہیں دشمنوں کے مقابلے میں کامیاب کرنے والا ہے پس وہ کیا ہی بہترین کارساز ہے اور دشمنوں کے مقابلے میں کیا ہی خوب مددگار ہے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

## آیت مبارکہ کی تفسیر میں دوسرا قول

ویسے تو اس آیت مبارکہ میں لفظ جہاد پر کئی اقوال ہیں مگر دوسرا مشہور قول یہ ہے کہ جہاد یہاں پر کوشش اور محنت کے معنٰی میں ہے تب اس میں جہاد فی سبیل اللہ بھی آجاتا ہے اور اخلاص نیت بھی اور دین کی خاطر کی جانے والی ہر محنت اور مجاہدے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے حضرت شاہ صاحب'' آیت مبارکہ کا ترجمہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ اور محنت کرو اللہ واسطے جو چاہیے اس کی محنت۔ (موضح القرآن)


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آیت مبارکہ کا یہ معنی لینے پر بھی کئی قرینے موجود ہیں۔

## اختتام

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت میں جہاد سے مراد کفار سے جنگ کرنا ہے اسی لیے بحث کا اختتام تفسیر جلالین کی عبارت پر کیا جاتا ہے جو اکثر مفسرین کے قول کے مطابق ہے۔

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ لاقامة دينه حَقَّ جِهَادِهٖ باستفراغ الطاقة فيه اور جہاد کرو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کے دین کی اقامت کے لیے جیسا کہ جہاد کا حق ہے کہ اس میں اپنی پوری طاقت صرف کی جائے (جلالین)

الحمدلله تمّ سورة الحج بفضل الله تعالىٰ ورحمته ومنّه، اللهم لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك ولعظيم سلطانك اللهم لا أحصي ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك، وصل اللهم وبارك وسلم علىٰ حبيبك سيدنا محمد واله وصحبه بعدد خلقك ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم و تب علينا انك انت التواب الرحيم سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين

۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

۱۷ مئی ۲۰۰۸ء یوم السبت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ

# الشُّورٰى

مَكِّيَّة

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# ابتدائیہ

اس تالیف میں "سورۃ النور" کی درج ذیل
چار آیات کے معارف الجہاد کو بیان کیا گیا ہے

آیت ۵۳

آیت ۵۴

آیت ۵۵

آیت ۶۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# ابتدائیہ

## چار آیات میں مضامین جہاد کا خلاصہ

آیت ۵۳ ۵۴ منافق جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم ضرور جہاد میں نکلیں گے (مگر نکلتے نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فائدہ ہی فائدہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی احسان نہیں۔

آیت ۵۵ زمین پر خلافت، تمکین دین اور امن کا پکا وعدہ۔

آیت ۶۲ اصل ایمان والے وہ ہیں جو جہاد وغیرہ کے اجتماع سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لئے بغیر نہیں جاتے۔

**اختتام ابتدائیہ و آغاز معارف آیات الجہاد**

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۵۳،۵۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۭ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا

اور اللہ تعالیٰ کی پکی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آپ انہیں حکم دیں تو سب کچھ چھوڑ کر نکل جائیں کہہ دو قسمیں نہ کھاؤ

طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ

دستور کے موافق فرمانبرداری چاہیے بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ کہہ دو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی

اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ

فرمانبرداری کرو پھر اگر منہ پھیرو گے تو پیغمبر پر تو وہی ہے جس کا وہ ذمہ دار ہے اور تم پر وہ ہے جو تمہارے ذمہ لازم کیا گیا ہے

وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

اور اگر اس کی فرمانبرداری کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کے ذمہ صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

## خلاصہ

❶ منافق لوگ زوردار قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جہاد کا حکم دیں گے تو ہم ضرور نکلیں گے، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جتنی بڑی قربانی کے لئے حکم فرمائیں گے ہم وہ قربانی دیں گے۔

❷ ان منافقوں سے کہہ دیا جائے کہ قسمیں نہ کھاؤ، اونچے دعوے نہ کرو بس دستور کے مطابق فرمانبرداری تم سے مطلوب ہے...... ایسی فرمانبرداری تو خود عمل سے نظر آتی ہے اُسے قسموں سے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے کہ تم قول و فعل کے کس تضاد میں جیتا ہو۔

❸ اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری نہیں کرو گے تو اُن کا کچھ نقصان نہیں ہوگا، اُن کے ذمے تم تک اللہ تعالیٰ کا حکم صاف صاف پہنچا دینا ہے۔ انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری فرمادی پس وہ تو کامیاب ہیں۔ تم اپنی ذمہ داری پر نظر رکھو تمہارا کام اُن کی اطاعت ہے اگر تم نے اطاعت کی تو کامیاب ہو جاؤ گے...... اس لئے قسمیں کھانے اور اونچے دعوے کرنے کی بجائے عمل کرو، اطاعت کرو اسی میں تمہارا اپنا فائدہ ہے، تمہارا اطاعت کرنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی احسان نہیں۔

## اگر آپ ہمیں جہاد میں نکلنے کا حکم دیں

❶ منافقین کہا کرتے تھے اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جہاد میں نکلنے کا حکم فرمائیں تو ہم فوراً نکل پڑیں گے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہمیں اپنے گھروں کو چھوڑ دینے کا حکم دیں گے تو ہم فوراً چھوڑ دیں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ای لئن امرنا محمد بالخروج الی الغزو لغزونا او بالخروج من دیارنا لخرجنا (المدارک)

❷ نکلنے سے مراد جہاد کے لئے نکلنا ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں نکلنے کا حکم فرمائیں تو ہم نکل پڑیں گے۔

والمراد بهذا الخروج الخروج للجهاد كما أخرجه ابن ابی حاتم عن مقاتلؒ (روح المعانی)

❸ منافق کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے گھر، اپنی عورتیں اور اپنے اموال چھوڑ جانے کا حکم دیں تو ہم یہ سب کچھ چھوڑ کر نکل پڑیں گے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جہاد کا حکم دیں تو ہم جہاد میں نکل کھڑے ہوں گے۔

فقالوا واللہ لو امرتنا ان نخرج من دیارنا و نسلہ نا و اموالنا لخرجنا ولوامرتنا بالجهاد لجاهدنا فنزلت هذه الاية (القرطبی)

❹ "وہ منافق قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ اگر آپ ہمیں وطن سے نکل جانے کا بھی حکم دیں گے تو ہم تعمیل کریں گے یعنی ہم دل سے مطیع ہیں فرمایا کہہ دو کیوں جھوٹی قسمیں کھاتے ہو، وطن سے نکلنے کا کوئی حکم نہیں دیتا دستور کے موافق اطاعت کا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتا ہے اسی پر قائم رہو" (حقانی)

❺ "بغویؒ نے لکھا ہے کہ منافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ آپ جہاں ہوں گے ہم آپ کے ساتھ ہوں گے اگر آپ (غزوات یا جہاد کے لئے) نکلیں گے تو ہم آپ کے ساتھ نکلیں گے اگر آپ (کہیں) قیام کریں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ ٹھہر جائیں گے (آپ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے) اگر آپ ہم کو جہاد کا حکم دیں گے تو ہم جہاد کریں گے آپ ان سے کہہ دیجئے کہ (جھوٹی) قسمیں نہ کھاؤ تمہاری فرمانبرداری (کی حقیقت) معلوم ہے (مظہری)

## حکم تو فرما دیا تھا

جہاد کا حکم تو نازل ہو چکا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی جہاد میں تشریف لے جاتے تھے، صحابہ کرام بڑھ چڑھ کر جہاد میں حصہ لے رہے تھے، ان حالات میں منافقین کا یہ کہنا کہ اگر آپ حکم دیں تو ہم نکلیں گے۔ بہت عجیب سی بات ہے۔ جب جہاد کا وقت ہوتا تو وہ بہانے بنا کر گھر بیٹھ جاتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لاتے تو وہ جھوٹی قسمیں کھا کھا کر آئندہ مکمل فرمانبرداری اور ہر طرح کی قربانی کا وعدہ کرتے۔ اور انداز ایسا اختیار کرتے کہ گویا کہ وہ اطاعت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی احسان کر رہے ہیں۔ تب قرآن پاک نے یہ اصول بیان فرما دیا کہ اپنے عمل سے اطاعت دکھاؤ اپنی باتوں اور دعوؤں سے نہیں۔ اور یہ کہا کہ تمہاری اطاعت اور نافرمانی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی فرق نہیں پڑتا حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

"ذو وجھین (یعنی دو چہروں والے) منافقین سے کہا جاتا ہے زبانی جمع خرچ مت کرو کام کے وقت کام کر کے دکھاؤ...... اے رسول ان سے کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو گے تو تمہارے حق میں بہتر ہوگا...... اگر وہ اطاعت نہ کریں تو آپ کے ذمہ تو فقط تبلیغ ہے...... احکام کی تعمیل ان لوگوں کے


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ذمے ہے۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

مخلص مسلمان اطاعت کی قسمیں نہیں کھاتے بلکہ اطاعت کر کے دکھاتے ہیں جب کہ منافق یہی کہتے رہتے ہیں کہ جناب جیسے حکم فرمائیں...... اُن کو بتایا جا رہا ہے کہ حکم تو فرما دیا ہے اب اچھے طریقے سے اطاعت کر کے دکھاؤ (واللہ اعلم بالصواب)

**طَاعَةٌ مَّعْرُوفَةٌ**

اس جملے کے حضرات مفسرین نے چار ترجمے بیان فرمائے ہیں:

1. تمہاری فرمانبرداری کی حقیقت خوب معلوم ہے کہ یہ صرف زبان سے ہوتی ہے دل سے نہیں

لان طاعتكم معروفة بانها واقعة باللسان فقط من غير مواطاة القلب (روح المعانی)

2. قسمیں کھانے کی ضرورت نہیں بس اپنی استطاعت کے مطابق اطاعت اور عمل کر کے دکھاؤ یعنی اونچے دعووں کی بجائے درمیانی درجے کی اطاعت زیادہ بہتر ہیں لا تتكلفوا القسم طاعة معروفة متوسطة على قدر الاستطاعة امثل واجدى لكم (البحر المحیط)

3. قسموں کو کافی نہ سمجھو تمہاری اطاعت تمہارے عمل کی صورت میں نظر آنی چاہیے، ظاہر ہونی چاہیے۔

لاتقنعوا بالقسم طاعة تعرف منكم وتظهر عليكم وهوالمطلوب (البحر المحيط)

4. قسمیں کھا کر ہمیں مطمئن کرنے کو اپنے لئے کافی نہ سمجھو اللہ تعالیٰ کی اطاعت تو واضح چیز ہے اور دشمنوں سے جہاد کرنا سب کو نظر آتا ہے...... پس تمہاری نجات کے لئے یہ کافی نہیں کہ قسمیں کھا کر ہمیں مطمئن کر لو بلکہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنی چاہیے اور جہاد میں نکلنا چاہیے لا تقنعوا لانفسكم بارضائنا بالقسمة طاعة الله معروفة وجهاد عدوه مهيع لائح (البحر المحیط)

امام نسفیؒ اس جملے کا مطلب ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں تم سے ایسی اطاعت اور فرمانبرداری کا مطالبہ ہے جو مخلص مسلمانوں کی اطاعت کی طرح ٹھیک اور واضح ہو اور اس میں کوئی شک وشبہ نہ کیا جا سکے...... اى الذى يطلب منكم طاعة معروفة لايشك فيها ولايرتاب كطاعة الخلص من المؤمنين (المدارک)

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ہی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

**طلبہ علم کے لئے آسان تفسیر**

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ غايتها لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ بالجهاد لَيَخْرُجُنَّ قُلْ لهم لَّا تُقْسِمُوْا طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ للنبي، خيرمن قسمكم الذى لاتصدقون فيه اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ من طاعتكم بالقول، ومخالفتكم بالفعل قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا عن طاعة بحذف احدى التائين خطاب لهم فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ من التبليغ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ من طاعة وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ البيّن (جلالين)

☆☆☆



کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُورَةُ النُّورِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۵۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کیے کہ انہیں ضرور ملک کی حکومت

الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ

عطا کرے گا جیسا کہ ان سے پہلوں کو عطا کی تھی اور ان کیلئے جس دین کو پسند کیا ہے اسے ضرور مستحکم کر دے گا اور

الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ

ضرور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی کو

لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾

شریک نہ کریں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے وہی فاسق ہوں گے۔

## خلاصہ

❶ ایمان کامل اور اعمال صالحہ پر تین چیزوں کا پکا وعدہ ہے

★ زمین پر خلافت عطاء ہوگی

★ تمکین دین...... یعنی دین اسلام زمین پر مضبوط، مستحکم اور نافذ ہو جائے گا

★ امن...... یعنی دشمنوں کے خوف سے امن مل جائے گا۔

جن لوگوں کو یہ نعمتیں نصیب ہونگی اُن کی حالت یہ ہوگی کہ...... خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہیں گے اور ہر طرح کے شرک سے بچیں گے اور جو کوئی اس نعمت کے بعد ناشکری کرے وہ بڑا نافرمان ہوگا۔

❷ اس آیت سے چاروں خلفائے راشدین کی خلافت کا برحق ہونا صاف صاف ثابت ہوا (حقانی)

## آیت استخلاف

یہ آیت مبارکہ عرف میں "آیت استخلاف" کے نام سے مشہور ہے حضرات مفسرین نے اپنے اپنے رنگ اور انداز میں اس آیت پر بہت تفصیل سے لکھا ہے...... اور کئی اہم مضامین کو بیان فرمایا ہے...... اس آیت سے درج ذیل جہادی معارف سمجھے جا سکتے ہیں۔

❶ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مسلمانوں کو جو خلافت، قوت اور امن دینے کا وعدہ فرمایا یہ وعدہ جہاد فی سبیل اللہ کے عمل کے ذریعہ پورا ہوا حضرات صحابہ کرام نے جہاد کیا اور اللہ پاک نے اُن کو فتوحات عطاء فرمائیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❷ یہ وعدہ ایمان اور عمل صالح کی بنیاد پر کیا گیا...... جہاد کو ماننا ایمان کا حصہ ہے اور جہاد میں شرکت کرنا بہت بڑا عمل ہے۔ اس لئے اب بھی انہیں مسلمانوں کو یہ وعدہ نصیب ہوگا جن کا ایمان مکمل اور عمل صالح پورا ہوگا...... جہاد کو مانے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا کیونکہ جہاد اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور جہاد پر عمل کئے بغیر عمل صالح پورا نہیں ہوتا کیونکہ جہاد اسلام کی بلند ترین چوٹی کا نام ہے۔

❸ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ حضرات صحابہ کرام کے ساتھ پورا ہوا جو اس بات کی دلیل ہے کہ اُن کا ایمان اور اُن کے اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول اور پسندیدہ تھے...... پس جس زمانے کے مسلمان اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کو حضرات صحابہ کرام جیسا بنائیں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کو بھی اس وعدے کی برکات نصیب فرمائے گا۔ حضرات صحابہ کرام کے ایمان اور اعمال صالحہ میں جہاد بہت اہمیت کے ساتھ موجود تھا...... چنانچہ جہاد کو مانے بغیر اور جہاد کو کئے بغیر کسی کا بھی ایمان وعمل حضرات صحابہ کرام جیسا نہیں ہو سکتا...... (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

اس آیت مبارکہ کی تفصیل اور سیر حاصل تفسیر پڑھنی ہو تو حضرت کاندھلویؒ کی تفسیر "معارف القرآن" میں ملاحظہ فرمائیں انہوں نے تقریباً انیس صفحات پر اس آیت مبارکہ کے ہر پہلو پر روشنی ڈالنے کی سعی مشکور فرمائی ہے فجزاھم اللہ احسن الجزاء...... نیز تفسیر ابن کثیرؒ، انوار البیان، بیان القرآن اور تفسیر ماجدی میں بھی مسلک اہلسنت کی بہترین ترجمانی کی گئی ہے...... امام قرطبیؒ اور امام نسفیؒ نے قدرے مختصر مگر جامع تقریر فرمائی ہے...... طلبہ علم ان تفاسیر کی طرف رجوع فرمائیں...... یہاں چند ضروری عبارات اور حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

## کلام اکابر

صاحب تفسیر عثمانیؒ نے حضرت شاہ صاحبؒ کی تقریر کو تسہیل اور اضافے کے ساتھ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

"یہ خطاب فرمایا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے لوگوں کو یعنی جو اُن میں اعلیٰ درجہ کے نیک اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبع ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُن کو زمین کی حکومت دے گا اور جو دین اسلام خدا کو پسند ہے اُن کے ہاتھوں سے دنیا میں اُس کو قائم کرے گا گویا جیسا کہ لفظ استخلاف میں اشارہ ہے وہ لوگ محض دنیوی بادشاہوں کی طرح نہ ہوں گے، بلکہ پیغمبر کے جانشین ہو کر آسمانی بادشاہت کا اعلان کریں گے اور دین حق کی بنیاد جمائیں گے اور خشکی وتری میں اُس کا سکہ بٹھلا دیں گے...... اُس وقت مسلمانوں کو کفار کا خوف مرعوب نہ کرے گا وہ کامل امن واطمینان کے ساتھ اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول رہیں گے اور دنیا میں امن وامان کا دور دورہ ہوگا ان مقبول ومعزز بندوں کی ممتاز شان یہ ہوگی کہ وہ خالص خدائے واحد کی بندگی کریں گے جس میں ذرہ برابر شرک کی آمیزش نہ ہوگی، شرک جلی کا تو وہاں ذکر کیا ہے شرک خفی کی ہوا بھی اُن کو نہ پہنچے گی، صرف ایک خدا کے غلام ہوں گے اُسی سے ڈریں گے اُسی سے امید رکھیں گے اُسی پر بھروسہ کریں گے اُسی کی رضا میں اُن کا جینا اور مرنا ہوگا کسی دوسری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہستی کا خوف وہراس اُن کے پاس نہ پھٹکے گا نہ کسی دوست کی خوشی ناخوشی کی پروا کریں گے الحمدللہ کہ وعدہ الٰہی چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پورا ہوا...... اور دنیا نے اس عظیم الشان پیشین گوئی کے ایک ایک حرف کا مصداق اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا...... خلفائے اربعہ کے بعد بھی کچھ بادشاہانِ اسلام وقتاً فوقتاً اس نمونہ کے آتے رہے اور جب اللہ تعالیٰ چاہے گا آئندہ بھی آئیں گے...... احادیث سے معلوم ہوا ہے کہ آخری خلیفہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہونگے جن کے متعلق عجیب غریب بشارات سنائی گئی ہیں...... وہ خدا کی زمین کو عدل سے بھر دیں گے اور خارق عادت جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ اسلام کا کلمہ بلند کریں گے۔"

اللھم احشرنا فی زمرته وارزقنا شھادة فی سبیلك انك واسع المغفرة وذوالفضل العظیم

**تنبیہ:** اس آیت استخلاف سے خلفائے اربعہ کی بڑی بھاری فضیلت ومنقبت نکلتی ہے۔

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ یعنی ایسے انعامات عظیم کے بعد ناشکری کرنا بہت ہی بڑے نافرمان اور اکبر مجرم کا کام ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جو کوئی خلفائے اربعہ کی خلافت (اور اُن کے فضل وشرف) سے منکر ہوا ان الفاظ سے اُس کا حال سمجھا گیا مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۰﴾ ربنا انك رؤف رحیم (تفسیر عثمانی)

## آیت کریمہ کے شان نزول کے واقعات

حضرات مفسرین نے کئی روایات ذکر فرمائی ہیں جن سب کا خلاصہ یہی نکلتا ہے کہ مسلمان مکہ مکرمہ میں بھی خوف کی حالت میں تھے مدینہ منورہ پہنچے تو جہاد فرض ہو گیا لڑائیاں شروع ہو گئیں، صبح شام اسلحہ ساتھ رکھتے تھے اور خوف کی حالت تھی تب ان میں سے بعض نے کہا کہ کبھی ایسا بھی ہو گا کہ ہمیں بھی امن نصیب ہو گا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے عنقریب امن کا وعدہ فرمایا اور یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

## آیت مبارکہ معجزات میں سے ہے

جس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہو رہی تھی اُس وقت اِس کا تصور بھی مشکل تھا کہ مسلمانوں کی خلافت زمین میں اس شان کے ساتھ قائم ہو گی کہ دین نافذ ہو کر جم جائے گا اور مسلمان بے خوف ہوں گے...... مگر کچھ عرصہ بعد یہ تمام باتیں پوری ہو گئیں...... یہ آیت مبارکہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کے سچا ہونے کی دلیل ہے۔

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

دلّت الآیة علیٰ صحة نبوة محمد صلی اللہ علیه وسلم لانه اخبر عن الغیب فی قوله لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا: وقد وجد هذا المخبر موافقا للخبر ومثل هذا الخبر معجز والمعجز دلیل الصدق فدل علی صدق محمد صلی اللہ علیه وسلم (تفسیر کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## یہ خطاب عام ہے تمام مسلمانوں کے لیے

کئی مفسرین حضرات کے نزدیک یہ خطاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اُمت سے ہے کہ جو بھی ان میں سے ایمان لائیں گے اور پھر ایمان کے مقتضیات پر عمل کریں گے اُن کے لیے یہ وعدہ ہے...... حضرت تھانویؒ نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

اے مجموعہ اُمت تم میں سے جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں یعنی ہدایت کا کامل اتباع کریں اُن سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ اُن کو اس اتباع کی برکت سے زمین میں حکومت عطاء فرمائے گا جیسا اُن سے پہلے اہل ہدایت لوگوں کو حکومت دی تھی مثلاً بنی اسرائیل کو قبطیوں پر غالب کیا پھر عمالقہ پر غلبہ دیا اور مصر و شام کی حکومت دی اور مقصود اس کا حکومت دینے سے یہ ہوگا کہ جس دین کو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے پسند کیا ہے یعنی اسلام (لقولہ تعالیٰ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا) اس کو ان کے نفع آخرت کے لئے قوت دے گا (بیان القرآن)

اس قول کی مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے قرطبی اور روح المعانی۔

## خلافت

ایسی بادشاہت اور سلطنت جس کے ساتھ تمکین دین یعنی غلبہ اسلام اور اہل اسلام کے لئے کامل امن وامان بھی جمع ہوں تو وہ خلافت راشدہ ہے اور خلیفہ راشد وہ فرمانروا ہے کہ جو مؤمن، صالح اور خدا پرست ہو اور نظام مملکت قانون شریعت کے مطابق ہو“۔ (معارف القرآن کاندھلوی)

”حکومت وحاکمیت کا مفہوم بھی گو اکثر خلافت کے ساتھ شامل ہو گیا ہے لیکن ”خلافت“ حکومت وحاکمیت کے مترادف نہیں، خلافت کے لئے حکومت کا ”عادلہ“ ہونا لازمی ہے جس میں شریعت ربانی کا سکہ چلے اور حدود الٰہی کی پوری نگہداشت ہو...... یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اسی کا وعدہ کامل الایمان مسلمانوں سے ہے اور یہی اُن کے لئے مطلوب ہے...... ایسی حکومت جو مزرعۂ آخرت ہو۔

مطلق حکومت جس کی بنیاد ہی جاہ وتفوق، مسابقت وخود غرضی پر ہوتی ہے ایک شکل خالص دنیا کی ہے، ہرگز کسی مسلمان کا مطلوب نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اس کا کوئی وعدہ مسلمانوں سے ہے وہ تو دوسری تکوینی چیزوں کی طرح محض مادی تدبیروں، دنیوی اسباب کی فراہمی سے حاصل ہو سکتی ہے، جیسے آج بھی یورپی اور امریکی قوموں کو حاصل ہے“۔ (تفسیر ماجدی)

## تین وعدے جو پورے ہوئے

”یہ آیت عرف میں آیت استخلاف کے نام سے مشہور ہے اس لئے کہ آیت میں خلیفہ بنانے کا ذکر ہے...... یہ آیت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تسلی کے لئے نازل فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ نے تین نعمتوں کا وعدہ فرمایا (اول) استخلاف فی الارض یعنی آسمانی بادشاہت اور نبوت کی خلافت عطاء کریں گے یعنی وہ محض دنیاوی بادشاہت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہ ہوگی بلکہ نبوت کی خلافت اور نیابت ہوگی اور وہ سلطنت حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام کی خلافت وسلطنت کے ہم رنگ ہوگی (دوم) تمکین دین متین یعنی جو دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے یعنی دین اسلام وہ خلفاء کے ہاتھوں اس قدر مضبوط اور مستحکم ہو جائے گا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کی نشر واشاعت اور اس کی تبلیغ ودعوت اور اس کے احکام کے اجراء وتنفیذ میں مزاحم نہیں ہو سکے گی اور چار دانگ عالم میں دین اسلام کا ڈنکا بج جائے گا۔ (سوم) تبدیل خوف با من یعنی دشمنوں کا خوف امن سے بدل جائے گا۔ اہل اسلام کو سوائے خدا کے کسی کا ڈر نہ رہے گا بلکہ اس کے برعکس روئے زمین کے کافر مسلمانوں کی قوت وشوکت سے لرزاں اور ترساں ہوں گے۔

یہ تین وعدے حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُن لوگوں سے فرمائے جو نزول آیت کے وقت زمین پر موجود تھے اور نزول آیت سے پہلے ایمان اور عمل صالح سے آراستہ ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ تین وعدے فرمائے کہ ہم تم کو دنیاوی زندگی میں یہ تین نعمتیں عطاء کریں گے سو الحمد للہ یہ وعدہ الٰہی حرف بحرف پورا ہوا صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ اللہ تعالیٰ نے جنگ احزاب کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں پر کھلم کھلا غلبہ عطاء فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے ہی مکہ مکرمہ اور خیبر اور بلاد یمن اور بحرین اور طائف وغیرہ سب فتح ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کے یہ تینوں وعدے حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر پورے ہوئے جن کا دنیا نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا اور کسی منکر کو انکار کی جرأت نہ ہوئی۔

## پہلا وعدہ

استخلاف فی الارض کا تھا یعنی زمین میں تم کو خلافت اور سلطنت عطاء کریں گے سو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو ایسی بادشاہت دی کہ قیصر وکسریٰ کی سلطنتیں اُن کے ہاتھ آئیں اور اس وقت روئے زمین پر یہی دو سلطنتیں سب سے بڑی تھیں...... عہد فاروقی میں دونوں زیر وزبر ہو گئیں اور آپ کے زمانہ میں بلاد شام اور بلاد عراق اور اکثر اقلیم فارس فتح ہو گئے اور دن بدن دائرہ فتوحات کا وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ دنیا میں جو سلطنت باقی رہ گئی وہ اس قابل نہ تھی کہ اسلامی حکومت کے مقابلہ میں سر اٹھا سکے اور اسی کا نام اقتدار اعلیٰ ہے۔

## دوسرا وعدہ

تمکین دین متین کا تھا یعنی جو دین خدا کے نزدیک پسندیدہ ہو گا وہ مضبوط اور مستحکم ہو جائے گا سو اس کی یہ کیفیت ہوئی کہ مشرق سے مغرب تک اسلام پھیل گیا اور ہر جگہ قاضی اور مفتی مقرر ہو گئے یعنی ہر جگہ اسلامی عدالتیں قائم ہو گئیں غرض یہ کہ ان حضرات کے زمانہ میں دین اسلام کے قدم روئے زمین پہ ایسے جمے کہ ظاہراسباب میں اُن کا اکھاڑنا ناممکن ہو گیا اور بظاہر کوئی قوت ایسی نہ رہی کہ اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے میں کامیاب ہو سکے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## تیسرا وعدہ

اعطاء امن بعد الخوف تھا وہ بھی بحمدہ تعالیٰ پورا ہوا اور مسلمانوں کو اندرونی اور بیرونی ہر قسم کے دشمنوں سے نجات ملی اور امن وامان کی یہ کیفیت ہوئی کہ خلفائے راشدین کے دور خلافت میں اور خاص کر صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں مسلمانوں کو کافروں کا کوئی خوف وخطرہ نہ تھا۔ معاملہ برعکس ہو گیا بجائے مسلمانوں کے کافر خوف زدہ ہو گئے جس طرح مسلمانوں کا خوف امن سے بدل گیا اس طرح کافروں کا امن خوف سے بدل گیا بحمد اللہ یہ تینوں وعدے خلفائے راشدین کے ہاتھوں پورے ہوئے...... حجاز اور نجد اور یمن اور بحرین تک کا تمام علاقہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسلام کے زیر نگین آ چکا تھا اور اس دنیا میں سب سے بڑی سلطنتیں دو ہی تھیں۔ ایران میں مجوسیوں کی سلطنت تھی اور شام اور روم میں عیسائیوں کی سلطنت تھی اور دونوں سلطنتیں فوج اور خزانہ کے اعتبار سے بے مثل تھیں مسلمان تعداد کے اعتبار سے بھی تھوڑے اور تنگدست بھی تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فتنۂ ارتداد کھڑا ہو گیا جس سے اسلام کی بنیادیں ہل گئیں ابوبکر صدیقؓ نے خلیفہ ہونے کے بعد سب سے پہلا کام یہ کیا کہ فتنۂ ارتداد کا قلع قمع کیا...... ایک سال میں جب اسلام کی بنیادیں استوار ہو گئیں تو صدیق اکبرؓ نے قیصر وکسریٰ پر فوج کشی کا ارادہ فرمایا اور فوجیں روانہ کیں اور مصر وشام کے کچھ سرحدی علاقے فتح ہوئے اتنے میں پیغام خداوندی آ پہنچا اور دنیا سے رخصت ہوئے اور فاروق اعظمؓ کو اپنا جانشین بنا گئے فاروق اعظمؓ نے خلیفہ ہونے کے بعد کام وہیں سے شروع کیا جہاں ابوبکر چھوڑ گئے تھے اور قیصر وکسریٰ کے لئے فوجیں روانہ کیں، چنانچہ ان کے زمانہ خلافت میں سارا ملک شام اور سارا مصر اور اکثر ملک فارس مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور کسریٰ شاہ فارس نے بہت کوشش کی مگر سوائے کسر شوکت واقبال کچھ نہ دیکھا اور قیصر نے بھی بڑے ہاتھ پاؤں مارے مگر سوائے قصور طالع کے کچھ نہ دیکھا اور دونوں سلطنتوں کے بے شمار خزانے اور بے حساب اسباب مسلمانوں پر تقسیم ہوئے، اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں اسلامی سلطنت کی حدود جانب مغرب میں اندلس اور قبرص اور قیروان اور بحر محیط تک پہنچیں اور مشرق میں بلاد چین تک تمام علاقہ فتح ہو گیا اور خراسان اور ایران اور بلخ تک تمام علاقہ فتح ہو کر اسلام کے زیر نگین آ گیا اور مسلمانوں نے ترکوں سے سخت قتال کیا اور خاقان چین ذلیل وخوار ہوا اور اس نے خراج بھیجا اور حضرت عثمانؓ ہی کے دور خلافت میں کسریٰ کی حکومت کا نام ونشان بھی نہ رہا اور ۳۰ھ میں کسریٰ مارا گیا اور مدینہ کے بیت المال میں مشارق اور مغارب سے خراج آنے لگا اور اسلام مستحکم اور مضبوط ہو گیا اور اسلام اور مسلمانوں کو کسی دشمن کا خوف وخطرہ نہ رہا...... خلاصہ کلام یہ کہ وعدہ خداوندی کے مطابق اس قلیل عرصہ میں صدیوں کی حکومتوں کا خاتمہ ہوا اور اسلام باوجود بے سروسامانی کے ان پر فتح یاب ہوا اور دنیا کی ان دو عظیم سلطنتوں کی بے شمار فوجوں کے مقابلہ میں لشکر اسلام مظفر ومنصور ہوا اور اسلام کا کلمہ بلند ہوا اور مشارق ومغارب کا خراج مدینہ کے خزانہ میں آیا ایسی فتح مبین اور ایسی تمکین دین نہ کبھی دیکھی گئی اور نہ کبھی سنی گئی...... الحمد للہ اس طرح اللہ تعالیٰ کا وعدہ حرف بحرف پورا ہوا خلفائے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

راشدین کے بعد کچھ بادشاہانِ اسلام وقتاً فوقتاً اس نمونہ کے آتے رہے اور آئندہ بھی اگر خدا نے چاہا تو آئیں گے اور روئے زمین کے آخری خلیفہ امام مہدیؒ ہوں گے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے اور اُن کی خلافت اسی شان کی ہوگی۔ (معارف القرآن کاندھلویؒ)

اس تقریر کا بہت سا حصہ تفسیر ابن کثیر سے ماخوذ ہے۔

## جب شرط پر عمل نہ رہا

’’پھر ہوا یہ کہ مسلمانوں نے شرط کی خلاف ورزی کی، ایمان بھی کمزور ہوگیا اور اعمالِ صالحہ بھی چھوڑ بیٹھے، عبادت الٰہیہ سے بھی پہلوتہی کرنے لگے لہٰذا بہت سے ملکوں سے حکومتیں ختم ہوگئیں اور بہت سی جگہ خوف وہراس میں مبتلا ہوگئے امن وامان تباہ ہوگیا اور دشمنوں سے امن وامان کی اور اپنی حکومتوں کی بھیک مانگنے لگے‘‘۔ (انوار البیان)

## شرک نہ کرنے کے چار مطلب

ارشاد فرمایا کہ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا امام قرطبیؒ نے اس کے چار مطلب بیان فرمائے ہیں۔

1. میرے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے
2. میری عبادت میں کسی کے لئے ریاکاری نہیں کریں گے
3. میرے سوا کسی سے نہیں ڈریں گے
4. میرے سوا کسی سے محبت نہیں کریں گے

احدها لا يعبدون إلهاً غيري الثاني لا يرائي بعبادتي احداً الثالث لا يخافون غيري الرابع لا يحبون غيري (القرطبی)

پہلا قول نقاشؒ کا تیسرا حضرت ابن عباسؓ اور چوتھا مجاہدؒ کا ہے۔

## خلافت بغیر جہاد کے؟

اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کو خلافت کی بے حد ضرورت ہے..... خلافت کے قائم ہونے سے ہی اس اُمت کی عظمت رفتہ بحال ہوسکتی ہے..... مگر یہ خلافت بغیر جہاد فی سبیل اللہ کے قائم ہوجائے گی ایسا سوچنا بھی عجیب تر ہے تمام مسلمان اس آیت مبارکہ پر دل کی گہرائیوں سے غور کریں اور پھر ایمان کی تکمیل اور اعمالِ صالحہ کے التزام کی محنت فرمائیں اور جہاد فی سبیل اللہ کے مقام اور اس کی ضرورت کو سمجھیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## آیت ۵۶ اور ۵۷ کا جہادی مضمون

کئی مفسرین حضرات نے اس آیت مبارکہ کے بعد والی دو آیات کے جہادی مضمون کو بیان فرمایا ہے..... ملاحظہ فرمائیے یہ دو عبارتیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

① "اور اس وعدہ کے بعد پھر اُن مسلمانوں کو جن کے لئے خلافت و امامت اور زمین پر حکومت و شوکت کا وعدہ کیا ہے ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ﴾ الخ کا حکم دیتا ہے کہ زمین پر اقتدار پا کر اور سلطنت اور شوکت حاصل کر کے بنی اسرائیل کی طرح خدا اور اس کے رسول سے برگشتہ نہ ہو جانا بلکہ نماز و روزہ اور جمیع امور میں اس کے احکام کی پابندی کرنا جن کی طرف ﴿أَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ میں اجمالاً اشارہ ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے، ورنہ قہر الٰہی میں مبتلا ہو جاؤ گے شوکت و سلطنت چھین لی جائے گی اور جو دنیا میں اقتدار پا کر خدا سے سرتابی کرتے ہیں اور تکبر میں آ کر دین کی پروا نہیں کرتے ان کو یہ نہ سمجھو کہ وہ خدا کے قبضے میں نہیں رہے، دنیا میں بھی وہ رسوا ہوں گے اور آخرت میں بھی اُن کا ٹھکانا جہنم ہے اور نیز اس فقرہ ﴿لَا تَحْسَبَنَّ﴾ الخ میں مسلمانوں کو تسلی دیتا اور اپنے وعدہ خلافت کا وثوق ظاہر کرتا ہے کہ اے مسلمانو! آج جو تم کفار سے دبے ہوئے ہو اور تمہارے مقابلہ میں روم و ایران وغیرہ بڑی بڑی سلطنتیں ہیں یہ سب ہمارے بس میں ہیں ان کو ہم مغلوب و مقہور کرنے پر قادر ہیں" (تفسیر حقانی)

② "احکام بدنیہ (صلوٰۃ) اور مالیہ (زکوٰۃ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اطاعت کرو تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو...... رحمت الٰہی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ حق پرست جماعت فاتح اور فائز المرام ہوگی اور کافر خدائی طاقتوں کا کب مقابلہ کر سکتے ہیں؟"۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُورَةُ النُّورِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۶۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ

مومن تو وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب وہ اس کے ساتھ کسی

عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ

جمع ہونے کے کام میں ہوتے ہیں تو چلے نہیں جاتے جب تک اس سے اجازت نہ لیں جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ

وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں پھر جب تجھ سے اپنے کسی کام کیلئے اجازت مانگیں تو ان میں سے

شَأْنِهِمْ فَأْذَنْ لِمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ

جسے تو چاہے اجازت دے اور ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا کر اللہ تعالیٰ بخشنے والا

غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۶۲﴾

نہایت رحم والا ہے۔

## خلاصہ

❶ اصل ایمان والے وہی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جب جہاد وغیرہ اجتماعی کاموں میں شریک ہوتے ہیں تو بغیر اجازت کے وہاں سے نہیں جاتے۔

❷ آپ ﷺ کو اختیار ہے کہ اجازت دیں یا نہ دیں اگر کسی کو اجازت دیں تو اُس کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں۔

## شانِ نزول

آیت مبارکہ کے شان نزول میں اکثر مفسرین حضرات نے یہ واقعہ ذکر فرمایا ہے۔

”غزوہ احزاب کے موقع پر قریش مکہ ابو سفیان کی قیادت میں مدینہ منورہ کی آبادی کے قریب بیر رومہ کے پاس ٹھہر گئے اور قبیلہ بنی غطفان کے لوگ آئے تو یہ لوگ اُحد کی طرف آ کر ٹھہر گئے (قریش اور بنی غطفان یہ تمام مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے آئے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی آمد کی خبر ہوگئی اس موقع پر خندق پہلے ہی سے کھودی جاچکی تھی، جس میں مسلمانوں نے خوب خوشی سے حصہ لیا...... لیکن منافقین اول تو دیر سے آتے تھے اور جب آتے تھے تو تھوڑا بہت کام کر دیتے تھے، پھر جب جانا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور اجازت کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

بغیر چپکے سے کھسک جاتے تھے اور مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ جب کوئی ضرورت پیش آتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر جاتے تھے پھر جب ضرورت پوری ہو جاتی تھی تو واپس آجاتے تھے اللہ جل شانہ نے اس آیت میں اہل ایمان کی توصیف فرمائی۔ (درمنثور، انوار البیان)

## امر جامع کا مطلب

❶ امر جامع یعنی وہ کام جو اجتماع کو واجب کرے یعنی ایسا کام جس میں مسلمانوں کا مجمع ضروری سمجھا جائے جیسا کہ مخالفین سے لڑائی (وغیرہ) (حقانی)

❷ ای الذی یجمع له الناس نحو الجهاد والتدبیر فی الحرب وکل اجتماع فی الله حتی الجمعة والعیدین

یعنی وہ کام جس کے لئے لوگوں کو جمع کیا جاتا ہے جیسے جہاد یا جنگی مشورہ اور ہر وہ اجتماع جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہو یہاں تک کہ جمعہ اور عیدین کا اجتماع (المدارک)

❸ عن مجاهد فی الحرب وغیره

امام مجاہد کے نزدیک اس سے جنگ کا اجتماع مراد ہے یعنی جب جہاد کے لئے جمع ہوں۔ (تفسیر کبیر)

## آسان تفسیر

"یعنی پورے ایمان والے وہ ہیں جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہوتے ہیں اور جب کسی اجتماعی کام میں شریک ہوں مثلاً جمعہ، عیدین، جہاد اور مجلس مشاورت وغیرہ تو بدون اجازت کے اٹھ کر نہیں جاتے یہی لوگ ہیں جو کامل اور صحیح معنی میں اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں...... فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ یعنی غور وفکر کے بعد جس کو مناسب سمجھیں اجازت دے دیں مگر اجازت پر عمل کر کے چلے جانے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے محرومی اور دین پہ دنیا کو ترجیح دینے کا شائبہ ہے اس لئے ان مخلصین کے حق میں استغفار فرمائیں تاکہ آپ کے استغفار کی برکت سے ان کے اس نقصان کی تلافی ہو سکے"۔ (عثمانی تسہیل)

## آیت ۶۳ کا جہادی مضمون

اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت کے بعد والی آیت میں بھی جہادی مضمون بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہونا لازمی ہے اور منافق لوگ جہاد کے مواقع سے چپکے کے ساتھ کھسک جاتے ہیں۔

امام قرطبی لکھتے ہیں:

وقیل کانوا یتسللون فی الجهاد رجوعا عنه یلوذ بعضهم بعضا وقال الحسن لواذا فرارا من الجهاد

یعنی ایک قول یہ ہے کہ منافق جہاد کے اجتماع سے ایک دوسرے کی آڑ لے کر کھسک جاتے تھے اور امام حسن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بصریؒ فرماتے ہیں کہ لِوَاذًا کا معنی ہے جہاد سے فرار ہونے کے لئے (وہ کھسک جاتے تھے) (القرطبی)

امام قرطبیؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابن العربیؒ کے نزدیک ان دو آیات کا حکم جہاد کے ساتھ مخصوص ہے مگر میرے نزدیک آیات کو جہاد اور دیگر اجتماعات کے لئے عام رکھنا زیادہ بہتر ہے۔

واختار ابن العربي ما ذكره في نزول الآية عن مالك وابن اسحاق وأن ذلك مخصوص فى الحرب قلت القول بالعموم اولى وارفع واحسن واعلى (القرطبی)

امام ابوحیانؒ لکھتے ہیں:

وقال الحسن لِوَاذًا فرارًا من الجهاد وقيل: في حفر الخندق ينصرف المنافقون بغير اذن ويستاذن المؤمنون اذا عرضت لهم حاجة وقال: مجاهد لواذا اخلافا وقال ايضا يتسللون من الصف في القتال

یعنی کئی بڑے مفسرین کے نزدیک آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ منافق جہاد سے بھاگنے اور لڑائی کی صف سے نکلنے کے لئے کھسک جاتے تھے جن کا اس آیت مبارکہ میں تذکرہ ہے۔

## کلام برکت

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

''حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے سے فرض ہوتا تھا حاضر ہونا جس کام کو بلاویں پھر یہ بھی کہ وہاں سے بے حکم چلے نہ جاویں اب بھی چاہیے اپنے سرداروں سے کرنا (موضح القرآن)

یعنی اب مسلمانوں کے امیر کا یہی حکم ہے کہ اس کے بلانے پر حاضر ہونا چاہیے اور اُس کی اجازت کے بغیر وہاں سے نہیں جانا چاہیے...... دیگر مفسرین اور فقہا کرام نے بھی یہ مسئلہ لکھا ہے کہ خصوصاً جہاد میں اطاعت لازمی ہے (واللہ اعلم بالصواب)

## فائدہ

آیت ۶۲ اور ۶۳ کا مضمون باہم جڑا ہوا ہے اور دونوں میں مضامین جہاد کا بیان بھی ہے اس لئے آیت ۶۳ کے مضامین جہاد کو بھی آیت ۶۲ کے ساتھ بیان کرنا چاہیے (واللہ اعلم بالصواب)

تمّ سورة النّور بتوفيق الله ورحمته وفضله

وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم تسليماً

١٧ جمادي الاولى ١٤٢٩هـ ـ ٢٣ مئی ٢٠٠٨ء يوم الجمعة

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ

# الأحزاب

مدنية

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# ابتدائیہ

اس تالیف میں ''سورۃ الاحزاب'' کی درج ذیل

بائیس آیات کے مضامین جہاد کو بیان کیا گیا ہے:

آیات ۹ تا ۲۷

آیت ۶۰

آیت ۶۱

آیت ۶۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# ابتدائیہ

## بائیس آیات میں مضامین جہاد کا خلاصہ

آیت ⑨ غزوۂ احزاب میں جب اتحادی افواج نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا تب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تیز ہوا اور فرشتوں کے ذریعہ مدد فرمائی...... وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے۔

آیت ⑩ مسلمانوں پر حملہ کئی اطراف سے تھا اور یہ بہت ہی مشکل وقت تھا۔

آیت ⑪ یہ امتحان اور آزمائش کا وقت تھا۔

آیت ⑫ منافق اپنی اصلیت پر اتر آئے اور بے ایمانی کی باتیں بولنے لگے۔

آیت ⑬ منافقین جہاد سے بھاگتے ہیں۔

آیت ⑭ منافقین مسلمانوں کے دشمن اور کافروں کے یار ہیں۔

آیت ⑮ منافقین نے پہلے یہ عہد کیا تھا کہ ہم آئندہ جہاد سے منہ نہیں موڑیں گے۔

آیت ⑯ جہاد سے بھاگنے والے موت سے نہیں بچ سکتے اور نہ جہاد سے بھاگنا زندگی میں کوئی اضافہ کر سکتا ہے۔

آیت ⑰ اللہ تعالیٰ مارنا چاہے تو کوئی بچا نہیں سکتا، بچانا چاہے تو کوئی مار نہیں سکتا، جو اللہ تعالیٰ سے کٹ جائے گا وہی بے یار و مددگار رہ جائے گا۔

آیت ⑱ منافقین خود بھی جہاد میں نہیں نکلتے اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں۔

آیت ⑲ منافقین بخیل، بزدل، بے حد لالچی، حریص اور بے ایمان

آیت ⑳ منافقین انتہائی بزدل، جہاد سے بہت دور۔

آیت ㉑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے میدان جہاد میں ثابت قدم رہنا ایمان کا تقاضا ہے۔

آیت ㉒ اتحادی افواج کو دیکھ کر ایمان والوں کے یقین اور ایمان میں ترقی ہوگی۔

آیت ㉓ اللہ تعالیٰ کے سچے وفادار بندے، بعض شہید ہوگئے اور بعض شہادت کے انتظار میں ہیں۔

آیت ㉔ غزوۂ احزاب اور جہاد کی ایک حکمت کا بیان کہ سچے مسلمان اور منافق الگ الگ ہو جائیں۔

آیت ㉕ غزوۂ احزاب کا انجام۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مسلمانوں کو فتح ملی اور اتحادی لشکر ناکام اور نامراد واپس لوٹ گئے۔

آیت ㉖ غزوۂ بنی قریظہ۔

آیت ㉗ اموال غنیمت، فتوحات کی بشارت۔

آیت ۶۰، ۶۱، ۶۲ مسلمانوں کو کافروں سے خوفزدہ کرنے والی خبریں پھیلانے والے بدکار منافقین کی سزا۔

## اختتام ابتدائیہ و آغاز معارف آیات الجہاد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے احسان کو یاد کرو جو تم پر ہوا جب تم پر کئی لشکر چڑھ آئے پھر ہم

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

نے ان پر ایک آندھی بھیجی اور وہ لشکر بھیجے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ تعالیٰ

بَصِيْرًا ۝۹

دیکھ رہا تھا۔

## خلاصہ

❶ غزوۂ احزاب یعنی غزوۂ خندق کے واقعہ کا آغاز

❷ مسلمان اللہ تعالیٰ کی نعمت اور انعام کو یاد کریں جب اس نے ایسے مشکل وقت میں ان کی نصرت فرمائی

❸ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احزاب میں مسلمانوں کی نصرت کے لیے تیز آندھی بھیجی اور فرشتے نازل فرمائے

❹ مسلمانوں کا خندق کھودنا، جنگ کے لیے ڈٹ جانا اور مشکل حالات میں استقامت دکھانا یہ سب کچھ اللہ پاک نے دیکھا اور پسند فرمایا اور ان کی امداد فرمائی۔

## آسان تفسیر

"اے ایمان والو تم اس نازک وقت میں اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا انعام یاد کرو کہ اس نے بغیر قتال ہی کے تم کو کافروں پر غلبہ دیا اور کافروں کو باوجود پورے ساز و سامان کے ذلت و خواری کے ساتھ میدان جنگ سے بھگایا۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا انعام ایسے ہی لوگوں پہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوں اور اپنے وعدوں پہ سچے ہوں اور منافقین کے کہنے پر نہ چلتے ہوں اور صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوں اور اسی کے حکم پر چلتے ہوں۔ جس وقت کہ دشمنوں کے لشکر اور ان کی فوجیں تمہارے سر پر آ پہنچیں قریش مکہ اور غطفان اور کنانہ اور بنو قریظہ اور بنو نضیر یہ تمام جماعتیں متفقہ طور پر تم پر آ چڑھیں تو ہم نے دشمنان اسلام پر ایک تیز ہوا بھیجی جس نے ان کے خیمے اکھاڑ دیے اور ان کے گھوڑے چھوٹ گئے اور آگیں بجھ گئیں اور مٹی ان کے منہ پر آ کر لگنے لگی اور کافروں کی فوجیں گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئیں اور وہ آندھی باوجود اس زور اور شدت کے ان سے متجاوز نہ ہوئی صرف کفار کے لشکر تک محدود رہی۔

(كما فى رواية حذيفة عند ابن كثيرؒ. واذا الريح فى عسكرهم ماتجاوز عسكرهم شبرًا (ابن كثير)) جیسا کہ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آندھی صرف کافروں پر بھیجی گئی تھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور مسلمانوں پر نہیں بھیجی گئی تھی اور اہل اسلام کی مدد کے لیے ہم نے فرشتوں کے لشکر بھیجے جن کو تم نے نہیں دیکھا فرشتوں کے لشکروں نے اگرچہ جنگ بدر کی طرح کافروں سے قتال نہیں کیا مگر ان کے دل میں رعب ڈالتے تھے اور لشکر کے اطراف و جوانب میں بآواز بلند "اللہ اکبر" کہتے تھے۔ (کما فی روح المعانی) جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کفار کے لشکر میں یکلخت سراسیمگی پھیل گئی اور سراسیمگی اور پریشانی سے نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہر قبیلہ کا سردار اپنے لوگوں سے کہنے لگا چلو، چلو، بھاگو، بھاگو اور بعض بدحواس ہو کر کہنے لگے کہ واللہ! محمد (ﷺ) نے تم پر جادو کر دیا ہے اب تم یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ لہٰذا کوچ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب دیکھنے والا تھا کہ آندھی سے دشمنوں کو ہلاک کیا اور اپنے دوستوں اور وفاداروں یعنی صحابہ کرامؓ کو محفوظ رکھا لہٰذا اے مسلمانو! تم کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی اس تازہ نعمت کا شکر کرو"۔ (معارف القرآن، کاندھلوی)

اور اللہ تعالیٰ تمہارے (اس وقت کے) اعمال کو دیکھتے تھے کہ تم نے ایک طویل و عریض اور گہری خندق کھودنے میں بڑی محنت اٹھائی، پھر کفار کے مقابلہ کے لیے بڑے استقلال کے ساتھ ثابت قدم رہے اس پر خوش ہو کر تمہاری امداد فرما رہے تھے۔ (بیان القرآن)

## ایک ہزار فرشتے

وَجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا اور اللہ تعالیٰ نے ایسے لشکر بھیجے جنہیں تم نے نہیں دیکھا

وهم الملائكة وكانوا الفا یا ایک ہزار فرشتے تھے

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے ان پر ٹھنڈی ہوا (یعنی مشرق سے آنے والی آندھی) بھیجی جس نے ان کو بالکل ٹھنڈا کر کے رکھ دیا اور ان کے چہروں پر وہ ہوا مٹی پھینکتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اترنے کا حکم دیا مشرکین کے خیموں کی کیلیں اکھڑ گئیں اور رسیاں ٹوٹ گئیں اور آگ کو بجھا دیا اور دیگوں کو الٹ دیا، ان کے گھوڑے بھاگنے لگے اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا گیا اور فرشتوں نے ان کے لشکر کے اردگرد تکبیر کے نعرے بلند کیے پس وہ بغیر لڑائی کے پسپا ہو گئے۔

بعث الله عليهم صبا باردة في ليلة شاتية فاخصرتهم واسفت التراب في وجوههم وامر الملائكة فقلعت الاوتاد وقطعت الاطناب واطفأت النيران وكبرت الملائكة في جوانب عسكرهم فانهزموا من غير قتال. (المدارك)

تفسیر مظہری میں ہے:

رِيْحًا یعنی ہوا تھی (یعنی مشرق سے آنے والی ہوا) موسم بھی سردی کا تھا، رات بھی بہت سرد تھی، پروا ہوا کا ایک طوفان آیا جو انتہائی سرد تھا جس کی وجہ سے ڈیروں اور خیموں کی میخیں اکھڑ گئیں، رسیاں ٹوٹ گئیں آگ بجھ گئی، ہانڈیاں الٹ گئیں، گھوڑے رسیاں توڑ کر بھاگ نکلے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

**جُنُودًا** یعنی ملائکہ کا لشکر (جو غیبی امداد کے لیے بھیجا گیا تھا اور) جو لشکر کے گرد اگرد تکبیر کی آوازیں بلند کر رہے تھے، کافروں پر رعب چھا گیا خوفزدہ ہو گئے، ہر قبیلہ کے سردار نے اپنے قبیلہ کو آواز دے کر اپنے پاس بلایا جب سب آ گئے تو کہا جلد بھاگو، جلد بھاگو، نتیجہ میں بغیر لڑائی کے سب بھاگ کھڑے ہوئے، اس روز فرشتوں نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا (صرف مسلمانوں کو اطمینان دلانے اور کافروں کے دلوں میں رعب ڈالنے کے لیے آئے تھے)۔ (مظہری)

## نصرت والی ہوا

اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احزاب میں مشرکین پر جو ہوا بھیجی مفسرین فرماتے ہیں کہ وہ "صبا" تھی۔

**قال مجاهد هي الصبا (القرطبي)**

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

**نصرت بالصبا واهلكت عادٌ بالدبور (بخاري، مسلم)**

کہ میری مدد صبا (یعنی باد مشرق) کے ذریعہ کی گئی جبکہ قوم عاد کو دبور (یعنی مغربی ہوا) سے ہلاک کیا گیا۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ "ہوا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھی کہ اس نے مشرکین کے لشکر کو تو الٹ دیا جبکہ مسلمانوں کو اس کا پتہ تک نہ چلا حالانکہ ان کے اور مشرکین کے درمیان صرف خندق کا فاصلہ تھا۔

**وكانت هذه الريح معجزة للنبي صلى الله عليه وسلم لان النبي صلى الله عليه وسلم والمسلمين كانوا قريبا منها، لم يكن بينهم وبينها الا عرض الخندق وكانوا في عافية منها ولا خبر عندهم بها (القرطبي)**

الغرض فرشتوں نے اور اس ہوا نے مشرکین کو ہر طرف سے ایسا اکھاڑا اور ان پر ایسا خوف مسلط ہوا کہ وہ ڈر کر بھاگ گئے اور وہ جو فیصلہ کن حملہ کرنے آئے تھے بھاگو بھاگو کی آوازیں لگا کر واپس دوڑنے لگے۔ بے شک جہاد میں اللہ تعالیٰ کی نصرت اترتی ہے اور عجیب عجیب طریقوں سے اترتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب ”اتحادی افواج“ نے مدینہ منورہ پر حملہ کردیا

# غزوۂ احزاب

شوال ۵ ھ

سورۃ الاحزاب کی آیت ۹ تا ۲۵ غزوۂ احزاب کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے

## غزوۂ احزاب کا مختصر واقعہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# غزوۂ احزاب

شوال ۵ھ

## غزوۂ احزاب کا واقعہ

اس غزوہ کے وقوع میں اختلاف ہے موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں کہ یہ غزوہ شوال ۴ھ میں ہوا۔ امام بخاریؒ نے اسی کو اختیار فرمایا ہے محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ شوال ۵ھ میں ہوا۔ تمام ائمہ مغازی اور علماء سیر کا اسی پر اتفاق ہے حافظ ذہبی اور حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ یہی قول صحیح اور قابل اعتماد ہے ابن سعدؒ اور واقدیؒ کہتے ہیں کہ ذیقعدہ ۵ھ میں ہوا۔

امام بخاریؒ نے موسیٰ بن عقبہ کی تائید عبداللہ بن عمرؓ کے اس قول سے فرمائی کہ میں احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا، اس وقت میں چودہ سال کا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا غزوۂ احد میں شریک ہونا منظور نہیں فرمایا۔ خندق کے دن پیش ہوا اس وقت میں پندرہ سال کا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔ (بخاری شریف) جس سے صاف ظاہر ہے کہ غزوۂ احد اور غزوۂ خندق میں صرف ایک سال کا وقفہ ہے اور یہ مسلّم ہے کہ غزوۂ احد ۳ھ میں ہوا، لہٰذا غزوۂ خندق ۴ھ میں ثابت ہوا۔

جمہور ائمہ مغازی کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ غزوہ ۵ھ میں ہوا۔ اس لیے امام بیہقی فرماتے ہیں کہ عجب نہیں عبداللہ بن عمرؓ غزوۂ احد کے وقت پورے چودہ سال کے نہ ہوں بلکہ چودھویں سال کا آغاز ہو اور غزوۂ خندق کے وقت پورے پندرہ سال کے ہوں اس اعتبار سے غزوۂ احد اور غزوۂ خندق میں دو سال کا وقفہ ہو سکتا ہے۔

نیز غزوۂ احد سے واپسی کے وقت ابوسفیان نے کہا تھا کہ سال آئندہ بدر پر ہمارا اور تمہارا مقابلہ ہوگا۔ یہ وعدہ کر کے مکہ واپس ہوا جب سال آئندہ ایفائے عہد کا وقت آیا تو ابوسفیان یہ کہہ کر راستہ سے واپس ہوا کہ یہ زمانہ قحط سالی کا ہے جنگ کے لیے مناسب نہیں۔ اس کے ایک سال بعد دس ہزار آدمیوں کی جمعیت لے کر مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ جس کو غزوۂ احزاب اور غزوۂ خندق کہتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ غزوہ احد اور غزوہ احزاب میں دو سال کا وقفہ ہے۔ جو جمہور علماء سیر کے قول کا مؤید ہے۔ (فتح الباری باب غزوۃ الخندق)

احزاب، حزب کی جمع ہے، جس کے معنی پارٹی یا جماعت کے آتے ہیں۔ اس غزوہ میں کفار کی مختلف جماعتیں متحد ہو کر مسلمانوں کو ختم کر دینے کا معاہدہ کر کے مدینہ پر چڑھ آئی تھیں، اسی لیے اس غزوہ کا نام غزوۂ احزاب رکھا گیا ہے اور چونکہ اس غزوہ میں دشمن کے آنے کے راستہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے خندق کھودی گئی تھی اس لیے اس کو غزوہ خندق بھی کہتے ہیں۔

ابتداء ہجرت سے اس وقت تک کفار کے حملے مسلمانوں پر مسلسل جاری تھے غزوۂ احزاب کا حملہ بڑی بھرپور طاقت وقوت اور پختہ عزم اور عہد ومیثاق کے ساتھ کیا گیا تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر یہ


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

غزوہ سب دوسرے غزوات سے زیادہ اشد تھا۔ کیونکہ اس میں حملہ آور احزاب کفار کی تعداد بارہ ہزار سے پندرہ ہزار تک بتلائی گئی ہے، اور اس طرف سے مسلمان کل تین ہزار وہ بھی بے سروسامان اور زمانہ سخت سردی کا۔ قرآن کریم میں تو اس واقعہ کی شدت بڑی ہولناک صورت میں یہ بیان فرمائی ہے: زَاغَتِ الْاَبْصَارُ (آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں) بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ (کلیجے منہ کو آنے لگے)، وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا (سخت زلزلہ میں ڈالے گئے)۔ مگر جیسا کہ یہ وقت مسلمانوں پر سب سے زیادہ سخت تھا، ویسے ہی اللہ تعالیٰ کی نصرت وامداد سے اس کا انجام مسلمانوں کے حق میں ایسی عظیم فتح وکامیابی کی صورت میں سامنے آیا کہ اس نے تمام مخالف گروہوں مشرکین، یہود اور منافقین کی کمر توڑ دی۔ اور آگے ان کو اس قابل نہیں چھوڑا کہ مسلمانوں پر کسی حملے کا ارادہ کر سکیں۔ اس لحاظ سے یہ غزوہ کفر واسلام کا آخری معرکہ تھا جو مدینہ منورہ کی زمین پر ہجرت کے چوتھے یا پانچویں سال میں لڑا گیا۔

اس واقعے کی ابتداء یہاں سے ہوئی کہ یہود کے قبیلہ بنی نضیر اور بنی وائل کے تقریباً بیس آدمی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے سخت عداوت رکھتے تھے مکہ مکرمہ پہنچے اور قریشی سرداروں سے ملاقات کر کے ان کو مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے آمادہ کیا۔ قریشی سردار کہتے تھے کہ جس طرح مسلمان ہماری بت پرستی کو کفر کہتے ہیں اور اس لیے ہمارے مذہب کو برا سمجھتے ہیں یہود کا بھی یہی خیال ہے تو ان سے موافقت واتحاد کی کیا توقع رکھی جائے۔ اس لیے ان لوگوں نے یہود سے سوال کیا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ ہمارے اور محمد (ﷺ) کے درمیان دین ومذہب کا اختلاف ہے اور آپ لوگ اہل کتاب اور اہل علم ہیں، پہلے ہمیں یہ بات بتلائیں کہ آپ کے نزدیک ہمارا دین بہتر ہے یا ان کا۔

## سیاست کے کھلاڑ ے میں جھوٹ کوئی نئی چیز نہیں

ان یہودیوں نے اپنے علم وضمیر کے بالکل خلاف ان کو یہ جواب دیا کہ تمہارا دین محمد (ﷺ) کے دین سے بہتر ہے۔ اس پر یہ لوگ کچھ مطمئن ہوئے مگر اس پر بھی معاملہ یہ ٹھہرا کہ بیس آدمی یہ آنے والے اور پچاس آدمی قریشی سرداروں کے مسجد حرام میں جا کر بیت اللہ کی دیواروں سے سینے لگا کر اللہ کے سامنے یہ عہد کریں کہ ہم میں سے جب تک ایک آدمی بھی زندہ رہے گا، ہم محمد (ﷺ) کے خلاف جنگ کرتے رہیں گے۔

## اللہ تعالیٰ کے حلم وکرم کا ایک تجربہ

اللہ کے گھر میں اللہ کے بیت سے چمٹ کر اللہ کے دشمن اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ لڑنے کا معاہدہ کر رہے ہیں اور مطمئن ہو کر جنگ کا نیا جذبہ لے کر لوٹتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حلم وکرم کا عجیب مظہر ہے۔ پھر ان کے اس معاہدے کا حشر بھی آخر قصہ میں معلوم ہوگا کہ سب کے سب اس جنگ سے منہ موڑ کر بھاگے۔

یہ یہودی قریش مکہ کے ساتھ معاہدہ کرنے کے بعد عرب کے ایک بڑے اور جنگجو قبیلہ غطفان کے پاس پہنچے اور ان کو بتلایا کہ ہم اور قریش مکہ اس پر متفق ہو چکے ہیں کہ اس نئے دین (اسلام) کے پھیلانے والوں کا ایک مرتبہ سب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

مل کر استیصال کر دیں۔ آپ بھی اس پر ہم سے معاہدہ کریں اور ان کو یہ رشوت بھی پیش کی کہ خیبر میں جس قدر کھجور ایک سال میں پیدا ہوگی وہ اور بعض روایات میں اس کا نصف قبیلہ غطفان کو دیا جانے کا وعدہ کیا۔ قبیلہ غطفان کے سردار عیینہ بن حصن نے اس شرط کے ساتھ ان سے شرکت کو منظور کر لیا اور یہ لوگ بھی جنگ میں شامل ہو گئے اور باہمی قرارداد کے مطابق مکہ سے قریشیوں کا لشکر چار ہزار جوانوں اور تین سو گھوڑوں اور ایک ہزار اونٹوں کے سامان کے ساتھ ابوسفیان کی قیادت میں مکہ مکرمہ سے نکلا اور مر ظہران میں قیام کیا یہاں قبیلہ اسلم اور قبیلہ اشجع اور بنو مرہ، بنو کنانہ اور فزارہ اور غطفان کے سب قبائل شامل ہو گئے۔ جن کی مجموعی تعداد بعض روایات میں دس ہزار بعض میں بارہ ہزار اور بعض میں پندرہ ہزار بیان کی گئی ہے۔

## مدینہ منورہ پر سب سے بڑا حملہ

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے مقابل آنے والا لشکر ایک ہزار کا تھا، پھر غزوہ احد میں حملہ کرنے والا لشکر تین ہزار کا تھا۔ اس مرتبہ لشکر کی تعداد بھی ہر پہلی مرتبہ سے زائد تھی اور سامان بھی اور تمام قبائل عرب و یہود کی اتحادی طاقت بھی۔

## مسلمانوں کی جنگی تیاری

1. اللہ پر توکل ..........
2. باہمی مشورہ ..........
3. بقدر وسعت مادی وسائل کی فراہمی ..........

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس متحدہ محاذ کے حرکت میں آنے کی اطلاع ملی تو سب سے پہلا کلمہ جو زبان مبارک پر آیا یہ تھا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ "یعنی ہمیں اللہ کافی ہے اور وہی ہمارا بہتر کارساز ہے"۔ اس کے بعد مہاجرین و انصار کے اہل حل و عقد کو جمع کر کے ان سے مشورہ لیا۔ اگرچہ صاحب وحی کو درحقیقت مشورہ کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ براہ راست حق تعالیٰ کے اذن و اجازت سے کام کرتے ہیں مگر مشورے میں دو فائدے تھے، ایک امت کے لیے مشورہ کی سنت جاری کرنا، دوسرے قلوب مؤمنین میں باہمی ربط و اتحاد کی تجدید اور تعاون و تناصر کا جذبہ بیدار کرنا۔ اس کے بعد دفاع اور جنگ کے مادی وسائل پر غور ہوا۔ مجلس مشورہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے جو ابھی حال میں ایک یہودی کی مصنوعی غلامی سے نجات حاصل کر کے اسلامی خدمات کے لیے تیار ہوئے تھے، انہوں نے مشورہ دیا کہ ہمارے بلاد فارس کے بادشاہ ایسے حالات میں دشمن کا حملہ روکنے کے لیے خندق کھود کر ان کا راستہ روک دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مشورہ قبول فرما کر خندق کھودنے کا حکم دے دیا اور آپ نفس نفیس خود بھی اس کام میں شریک ہوئے۔

## خندق کی کھدائی

یہ خندق جبل سلع کے پیچھے اس پورے راستے کی لمبائی پر کھودنا طے ہوا جس سے مدینہ کے شمال کی طرف سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

آنے والے دشمن آسکتے تھے۔ اس خندق کے طول وعرض کا خط خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھینچا۔ یہ خندق قلعہ شیخین سے شروع ہو کر جبل سلع کے مغربی گوشہ تک آئی اور بعد میں اسے بڑھا کر وادی بطحان اور وادی راتونا کے مقام اتصال تک پہنچا دیا گیا۔ اس خندق کی کل لمبائی تقریباً ساڑھے تین میل تھی۔ چوڑائی اور گہرائی کی صحیح مقدار کسی روایت سے معلوم نہیں ہوئی، لیکن یہ ظاہر ہے کہ چوڑائی اور گہرائی بھی خاصی ہوگی جس کو عبور کرنا دشمن کے لیے آسان نہ ہو۔

حضرت سلمانؓ کے خندق کھودنے کے واقعہ میں یہ آیا ہے کہ وہ روزانہ پانچ گز لمبی اور پانچ گز گہری خندق کھودتے تھے۔ (مظہری) اس خندق کی گہرائی پانچ گز بھی جا سکتی ہے۔

### اسلامی لشکر کی تعداد

اس وقت مسلمانوں کی جمعیت کل تین ہزار تھی اور کل چھتیس گھوڑے تھے۔

### بلوغ کی عمر پندرہ سال قرار دی گئی

اسلامی لشکر میں کچھ نابالغ بچے بھی اپنے جوش ایمانی سے نکل کھڑے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بچوں کو واپس کر دیا جو پندرہ سال سے کم عمر والے تھے، پندرہ سالہ تو عمر لے لیے گئے۔ جن میں حضرت عبداللہ بن عمر، زید بن ثابت، ابو سعید خدری، براء بن عازب رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ جس وقت یہ اسلامی لشکر مقابلہ کے لیے روانہ ہونے لگا تو جو منافقین مسلمانوں میں رلے ملے رہتے تھے انہوں نے سرکنا شروع کیا۔ کچھ چھپ کر نکل گئے، کچھ لوگوں نے جھوٹے اعذار پیش کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واپسی کی اجازت لینی چاہی۔ یہ اپنے اندر سے ایک نئی آفت پھوٹی۔ (قرطبی)

### اسلامی وحدت اور قومیت کی تقسیم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہاد کے لیے مہاجرین کا جھنڈا حضرت زید بن حارثہؓ کے سپرد فرمایا اور حضرات انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہؓ کے سپرد فرمایا۔ اس وقت مہاجرین وانصار کے درمیان مواخات (بھائی چارے) کے تعلقات بڑی مضبوط ومستحکم بنیادوں پر قائم تھے اور سب بھائی بھائی تھے۔ مگر انتظامی سہولت کے لیے مہاجرین کی قیادت الگ اور انصار کی الگ کر دی گئی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی قومیت اور اسلامی وحدت انتظامی اور معاشرتی تقسیم کے منافی نہیں بلکہ ہر جماعت پر ذمہ داری کا بوجھ ڈال دینے سے باہمی اعتماد اور تعاون وتناصر کے جذبہ کی تقویت ہوتی تھی اور اس جنگ کے سب سے پہلے کام یعنی خندق کھودنے میں اس تعاون وتناصر کا اس طرح مشاہدہ ہوا کہ:

### خندق کی کھدائی کی تقسیم پورے لشکر پر کی گئی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے لشکر کے مہاجرین وانصار کو دس دس آدمیوں کی جماعت میں تقسیم کر کے ہر دس آدمیوں کو چالیس گز خندق کھودنے کا ذمہ دار بنایا۔ حضرت سلمان فارسیؓ چونکہ خندق کھودنے کا مشورہ دینے والے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور کام سے واقف اور مضبوط آدمی تھے اور نہ انصار میں شامل تھے نہ مہاجرین میں، ان کے متعلق انصار اور مہاجرین میں ایک مسابقت کی فضا پیدا ہو گئی۔ انصار ان کو اپنے ساتھ شامل کرنا چاہتے تھے، مہاجرین اپنے ساتھ۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع نزاع کے لیے مداخلت کرنے کی نوبت آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا کہ سلمان منا اهل البیت یعنی سلمان ہمارے اہل بیت میں شامل ہیں۔

## صلاحیت کار میں ملکی غیر ملکی، مقامی اور بیرونی کا امتیاز

آج تو دنیا میں غیر ملکی باشندے اور غیر مقامی کو اپنی برابر کا درجہ دینا لوگ پسند نہیں کرتے، وہاں ہر فریق اہل صلاحیت کو اپنے ساتھ شامل کرنے میں فخر محسوس کرتا تھا۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اہل بیت میں خود داخل فرما کر نزاع کو ختم کیا اور عملی طور پر چند انصار اور مہاجرین شامل کر کے دس کی جماعت بنائی، جس میں حضرت عمرو بن عوفؓ اور حذیفہؓ وغیرہ مہاجرین میں سے تھے۔

## ایک عظیم معجزہ

اتفاق سے جو حصہ خندق کا حضرت سلمانؓ وغیرہ کے سپرد تھا اس میں ایک سخت اور چکنے پتھر کی چٹان نکل آئی۔ حضرت سلمانؓ کے ساتھی عمرو بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ اس چٹان نے ہمارے اوزار توڑ دیئے اور ہم اس کے کاٹنے سے عاجز ہو گئے۔ تو میں نے سلمانؓ سے کہا اگرچہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اس جگہ سے کچھ ہٹ کر خندق کھود یں اور ذرا سی کجی کے ساتھ اس کو اصل خندق سے ملا دیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھینچے ہوئے خط سے انحراف ہمیں اپنی رائے سے نہیں کرنا چاہیے، آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کر کے حکم حاصل کریں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔

## قدرت کی تنبیہات

اس ساڑھے تین میل کے میدان میں خندق کھودنے والوں میں کسی کو رکاوٹ پیش نہ آئی جو عاجز کر دے۔ پیش آئی تو حضرت سلمانؓ کو پیش آئی، جنہوں نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا تھا اور اسی کو قبول کر کے یہ سلسلہ جاری ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دکھلا دیا کہ خندق کھودنے اور بنانے میں بھی اللہ کی طرف رجوع کے سوا چارہ نہیں۔ آلات واوزار سب جواب دے چکے۔ جس میں ان حضرات کو تعلیم تھی کہ مادی اسباب کو بقدر وسعت وطاقت جمع کرنا فرض ہے مگر ان پر بھروسہ کرنا درست نہیں۔ مومن کا بھروسہ تمام اسباب مادیہ کو جمع کر لینے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ ہی پر ہونا چاہیے۔

حضرت سلمانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بتلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اپنے حصہ کی خندق میں کام کر رہے تھے اور خندق کی مٹی کو اس جگہ سے منتقل کرنے میں مصروف تھے۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جسم مبارک کو غبار نے ایسا ڈھانپ لیا تھا کہ پیٹ اور پیٹھ کی کھال نظر نہ آتی تھی۔ ان کو کوئی مشورہ یا حکم دینے کی بجائے خود ان کے ساتھ موقع پر تشریف لائے اور دس حضرات صحابہ مع سلمانؓ کے جو اس کے کھودنے میں مصروف تھے خندق کے اندر اتر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں شامل ہو گئے اور کدال اپنے دست مبارک میں لے کر اس چٹان پر ایک ضرب لگائی اور یہ آیت پڑھی تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا (یعنی پوری ہو گئی نعمت آپ کے رب کی سچائی کے ساتھ) اس ایک ہی ضرب سے چٹان کا ایک تہائی حصہ کٹ گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک روشنی پتھر کی چٹان سے برآمد ہوئی اس کے بعد آپ ﷺ نے دوسری ضرب لگائی اور آیت مذکورہ کو آخر تک پڑھا یعنی تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا، اس دوسری ضرب سے ایک تہائی چٹان اور کٹ گئی اور اسی طرح پتھر سے ایک روشنی نکلی۔ تیسری مرتبہ پھر وہی آیت پوری پڑھ کر تیسری ضرب لگائی تو باقی چٹان بھی کٹ کر ختم ہو گئی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے باہر تشریف لائے اور اپنی چادر جو خندق کے کنارہ پر رکھ دی تھی اٹھائی اور ایک طرف بیٹھ گئے۔ اس وقت سلمان فارسیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) آپ نے جتنی مرتبہ اس پتھر پر ضرب لگائی میں نے ہر مرتبہ پتھر سے ایک روشنی نکلتی دیکھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ سے فرمایا: کیا تم نے واقعی یہ روشنی دیکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) میری آنکھوں نے اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی ضرب میں جو روشنی نکلی میں نے اس روشنی میں یمن اور کسریٰ کے محلات دیکھے اور جبرئیل امین نے مجھے بتلایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ان شہروں کو فتح کرے گی اور جب میں نے دوسری ضرب لگائی تو مجھے رومیوں کے سرخ محلات دکھائے گئے اور جبرئیل امین نے یہ خوشخبری دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ان شہروں کو بھی فتح کرے گی۔ یہ ارشاد سن کر سب مسلمان مطمئن ہوئے اور آئندہ عظیم الشان فتوحات پر یقین ہو گیا۔

## منافقین کی طعنہ زنی اور مسلمانوں کا بے نظیر یقین ایمانی

اس وقت جو منافقین خندق کی کھدائی میں شامل تھے، وہ کہنے لگے کہ تمہیں محمد (ﷺ) کی بات پر حیرت و تعجب نہیں ہوتا؟ وہ تمہیں کیسے باطل اور بے بنیاد وعدے سنا رہے ہیں کہ یثرب میں خندق کی گہرائی کے اندر انہیں حیرہ اور مدائن کسریٰ کے محلات نظر آ رہے ہیں اور یہ کہ تم لوگ ان کو فتح کرو گے۔ ذرا اپنے حال کو تو دیکھو کہ تمہیں اپنے تن بدن کا تو ہوش نہیں، پیشاب پاخانے کی ضرورت پوری کرنے کی مہلت نہیں، تم ہو جو کسریٰ وغیرہ کے ملک فتح کرو گے۔

اسی واقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی: وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا اس آیت میں وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ میں بھی انہیں منافقین کا حال بیان کیا گیا ہے جن کے دلوں میں نفاق کا مرض چھپا ہوا تھا۔

غور کیجیے کہ اس وقت مسلمانوں کے ایمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پر پورے یقین کا کیسا سخت امتحان تھا کہ ہر طرف سے کفار کے نرغہ اور خطرے میں ہیں، خندق کھودنے کے لیے مزدور اور خادم نہیں، خود ہی یہ محنت ایسی حالت میں برداشت کر رہے ہیں کہ سخت سردی نے سب کو پریشان کر رکھا ہے، ہر طرف سے خوف ہی خوف ہے۔ ظاہری اسباب میں اپنے بچاؤ اور بقاء پر یقین کرنا بھی آسان نہیں، دنیا کی عظیم سلطنت روم و کسریٰ کی فتوحات کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خوشخبری پر یقین کس طرح ہو؟ مگر ایمان کی قیمت سب اعمال سے زیادہ اسی بناء پر ہے کہ اسباب وحالات کے سراسر خلاف ہونے کے وقت بھی ان کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں کوئی شک وشبہ پیدا نہ ہوا۔

## واقعہ مذکورہ میں خاص ہدایت

یہ کس کو معلوم نہیں کہ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے جاں نثار خادم تھے جو کسی حال بھی یہ نہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اس مزدوری کی محنت شاقہ میں ان کے شریک ہوں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی دل جوئی اور امت کی تعلیم کے لیے اس محنت ومزدوری میں برابر کا حصہ لیا۔ صحابہ کرام کی جاں نثاری، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کمال اور نبوت ورسالت کی بنیاد پر تو تھی ہی، مگر ظاہر اسباب میں ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ ہر محنت ومشقت اور تنگی وتکلیف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب عوام کی طرح ان میں شریک ہوتے تھے۔ حاکم ومحکوم، بادشاہ ورعیت اور صاحب اقتدار وعوام کی تفریق کا کوئی تصور وہاں نہ پیدا ہوتا اور جب سے ملوک اسلام نے اس سنت کو ترک کیا اسی وقت سے یہ تفرقے پھوٹے اور طرح طرح کے فتنے اپنے دامن میں لائے۔

## مشکلات پر عبور حاصل کرنے کا نسخہ

اس واقعہ مذکورہ میں اس ناقابل تسخیر چٹان پر ضرب لگانے کے ساتھ آیت قرآن ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ﴾ تلاوت فرمائی، اس سے معلوم ہوا کہ کسی مشکل کو حل کرنے کے لیے اس آیت کی تلاوت ایک مجرب نسخہ ہے۔

## صحابہ کرام کا ایثار اور تعاون وتناصر

اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ خندق کی کھدائی کے لیے ہر چالیس گز پر دس آدمی مامور تھے، مگر یہ ظاہر ہے کہ بعض لوگ قوی اور جلد کام کر لینے والے ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام میں سے جن حضرات کا اپنا حصہ کھدائی کا پورا ہو جاتا تو یہ سمجھ کر خالی نہ بیٹھتے تھے کہ ہماری ڈیوٹی پوری ہو گئی، بلکہ دوسرے صحابہ جن کا حصہ ابھی مکمل نہیں ہوا تھا ان کی مدد کرتے تھے۔ (قرطبی، مظہری)

## ساڑھے تین میل لمبی خندق چھ دن میں مکمل

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جدوجہد اور کوشش کا نتیجہ چھ روز میں سامنے آگیا۔ اتنی طویل اور چوڑی اور گہری خندق کی چھ روز میں تکمیل ہو گئی۔ (مظہری)

## خندق کی گہرائی اور بعض ایمان افروز واقعات

خندق اس قدر گہری کھودی گئی کہ تری نکل آئی۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۳۰۵)

ابن سعد فرماتے ہیں کہ چھ دن میں خندق کھودنے سے فارغ ہوئے۔ (طبقات ابن سعد ص ۴۸ ج ۲)

موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں کہ بیس دن میں فارغ ہوئے۔ علامہ سمہودی فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ خندق


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کھودنے سے چھ دن میں فارغ ہوئے۔ بیس دن اصل میں محاصرے کی مدت ہے، تفصیل کے لیے زرقانی ص ۱۱۰ ج ۲ کی مراجعت کی جائے۔

صحابہ کرام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی خندق کھودنے میں مصروف ہوئے اور اوّل خود دست مبارک سے کدال زمین پر ماری اور یہ کلمات زبان مبارک پر تھے:

بسم الله وبه بدينا ——— ولو عبدنا غيره شقينا

بسم اللہ اور اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں ہم اور اگر اس کے سوا کسی کی عبادت کریں تو بڑے ہی بدنصیب ہیں۔

حبذا ربا وحبذا دينا

وہ کیا ہی اچھا رب ہے اور اس کا دین کیسا ہی اچھا دین ہے۔ (روض الانف ص ۱۸۹ ج ۲، فتح الباری ص ۳۱۲ ج ۷)

جاڑے کا موسم تھا، سرد ہوائیں چل رہی تھیں، کئی کئی دن کا فاقہ تھا مگر حضرات مہاجرین اور انصار نہایت ذوق کے ساتھ خندق کھودنے میں مشغول تھے، مٹی اٹھا اٹھا کر لاتے اور یہ پڑھتے جاتے:

نحن الذين بايعوا محمدا

على الجهاد ما بقينا ابدا

ہم ہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور آپ ﷺ کے واسطے سے اپنی جانوں کو خدا کے ہاتھ فروخت کر چکے ہیں جب تک جان میں جان ہے کافروں سے جہاد کرتے رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں یہ ارشاد فرماتے:

اللهم لا عيش الا عيش الآخرة

فاعفو للانصار والمهاجرة

اے اللہ بے شک زندگی تو حقیقت میں آخرت کی زندگی ہے پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔ اور کبھی فرماتے:

اللهم انه لا خير الا خير الآخرة

فبارك في الانصار والمهاجرة

اے اللہ بے شک حقیقی خیر اور بھلائی آخرت ہی کی خیر اور بھلائی ہے، پس برکت دے انصار و مہاجرین میں۔

براء بن عازبؓ راوی ہیں کہ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بہ نفس نفیس مٹی ڈھو ڈھو کر لا رہے تھے، یہاں تک کہ شکم مبارک گرد آلود ہو گیا اور یہ کہتے جاتے تھے:

والله لولا الله ما اهتدينا

ولا تصدقنا ولا صلينا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

خدا کی قسم اگر اللہ کی توفیق نہ ہوتی تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے

فانزلن سکینۃ علینا

وثبت الاقدام ان لاقینا

اے اللہ ہم پر سکون اور اطمینان نازل فرما اور لڑائی کے وقت ہم کو ثابت قدم رکھ

ان الالیٰ قد بغوا علینا

اذا ارادوا فتنۃ ابینا

ان لوگوں نے ہم پر بڑا ظلم کیا یہ جب کبھی ہم کو کسی فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں تو ہم کبھی اس کو قبول نہیں کرتے اور ابینا ابینا آواز بلند بار بار فرماتے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ کھودتے کھودتے ایک سخت چٹان آ گئی ہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ٹھہرو میں خود اترتا ہوں اور بھوک کی وجہ سے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا اور ہم نے بھی تین دن سے کوئی چیز نہیں چکھی تھی۔ آپ ﷺ نے کدال دست مبارک میں پکڑی اور اس چٹان پر ماری تو چٹان دفعۃً ایک تودہ ریگ تھی (یعنی ٹوٹ کر ریت بن گئی)۔

یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے، مسند احمد اور نسائی میں اس قدر اضافہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پہلی بار بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو وہ چٹان ایک تہائی ٹوٹ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اکبر مجھ کو شام کی کنجیاں عطاء کی گئیں۔ خدا کی قسم شام کے سرخ محلوں کو اس وقت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بار کدال ماری تو دوسرا تہائی ٹکڑا ٹوٹ کر گرا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اکبر فارس کی کنجیاں مجھ کو عطاء ہوئیں، خدا کی قسم مدائن کے قصر ابیض کو اس وقت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ تیسری بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو بقیہ چٹان بھی ٹوٹ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اکبر یمن کی کنجیاں مجھ کو عطاء ہوئیں، خدا کی قسم صنعاء کے دروازوں کو میں اپنی آنکھوں سے اس جگہ کھڑا دیکھ رہا ہوں۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ سند اس روایت کی حسن ہے اور ایک روایت میں ہے پہلی بار کدال مارنے سے ایک بجلی چمکی جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا اور صحابہ کرام نے بھی تکبیر کہی اور یہ ارشاد فرمایا کہ جبرئیل امین نے مجھ کو خبر دی ہے کہ میری امت ان شہروں کو فتح کرے گی۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۳۰۴، ۳۰۵)

**فائدہ جلیلہ**

خندق کھودنا یہ طریقہ عرب کا نہ تھا بلکہ فارس کا طریقہ تھا شاہان فارس میں سب سے پہلے منوشہر بن ایرج بن افریدون نے خندقیں کھود کر جنگ کرنے کا طریقہ ایجاد کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے اس طریقہ کو اختیار فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ جہاد میں کفار کے طریقہ جنگ کو اختیار کرنا درست ہے اور علی ہذا کفار کے ایجاد کردہ آلات حرب کا استعمال بھی درست ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ طائف میں منجنیق کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

استعمال فرمایا اور حضرت عمرؓ نے محاصرۂ تستر میں ابوموسیٰ اشعریؓ کو منجنیق قائم کرنے کا حکم دیا اور عمرو بن العاصؓ نے جب اسکندریہ کا محاصرہ کیا تو منجنیق کا استعمال کیا۔ اور علیٰ ہذا زہر آلود تیر اور تلواروں کا استعمال بھی درست ہے لیکن تدخین (یعنی دھواں پھیلانا جس سے لوگ مر جائیں جیسے آجکل زہریلا گیس نکلا ہے) کا استعمال صرف اس وقت جائز ہے کہ جب دشمنوں کو زیر کرنے کی کوئی صورت باقی نہ رہے، بلاشدید ضرورت اور مجبوری کے تدخین کا استعمال جائز نہیں۔

اس مسئلے کی تفصیل اگر درکار ہو تو شرح السیر الکبیر جلد ثالث (باب قطع الماء عن اهل الحرب وتحريق حصنهم ونصب المجانيق عليها) سے مراجعت کریں۔

وقال تعالى: وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ

اور مہیا کرو کافروں کے لیے جو قوت بھی مہیا کر سکتے ہو اور گھوڑے بھی پالو تاکہ تم اس قوت وشوکت سے اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو مرعوب کر سکو۔

معلوم ہوا کہ ان تمام چیزوں کا سیکھنا ضروری ہے کہ جس سے اللہ کے دشمن مرعوب اور اللہ کے دین کی عزت اور شوکت قائم ہو۔

## لشکروں کی آمد

مسلمان خندق کھود کر فارغ ہوئے کہ قریش دس ہزار آدمیوں کا لشکر جرار لے کر مدینہ پہنچے اور احد کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین ہزار مسلمانوں کی جمعیت اپنے ہمراہ لے کر مقابلہ کے لیے کوہ سلع کے قریب جا کر ٹھہرے۔ خندق مابین فریقین حائل تھی، عورتوں اور بچوں کو ایک قلعہ میں محفوظ ہو جانے کا حکم دیا۔

## بنو قریظہ کی بدعہدی

یہودی بنی قریظہ اس وقت تک الگ تھے لیکن حیی بن اخطب سردار بنو نضیر نے ان کو اپنے ساتھ ملا لینے کی پوری کوشش کی یہاں تک کہ خود کعب بن اسد سردار بنی قریظہ کے پاس گیا جو پہلے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کر چکا تھا۔ کعب نے حیی کو آتے دیکھ کر قلعہ کا دروازہ بند کر لیا، حیی نے آواز دی کہ دروازہ کھولو۔ کعب نے کہا:

ويحك يا حيي انك امرأ مشوم واني قد عاهدت محمدا فلست بنا قض ما بيني فاني لم ارمنه الا صدقا ووفاء

افسوس اے حیی بلاشبہ تو منحوس آدمی ہے، میں محمد (ﷺ) سے معاہدہ کر چکا ہوں میں اب اس عہد کو نہ توڑوں گا کیونکہ میں نے محمد (ﷺ) سے سوا سچائی اور ایفائے عہد کے کچھ نہیں دیکھا۔

حیی نے کہا کہ میں تمہارے لیے دائمی عزت کا سامان لایا ہوں قریش اور غطفان کی فوجوں کو لا کر میں نے یہاں اتارا ہے، ہم سب نے یہ عہد کیا ہے کہ جب تک محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کا استیصال اور قلع قمع نہ کر دیں گے اس وقت تک یہاں سے ہرگز نہ ٹلیں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کعب نے کہا: خدا کی قسم تو ہمیشہ کی ذلت اور رسوائی لے کر آیا ہے، میں محمد (ﷺ) سے کبھی عہد نہ توڑوں گا، میں نے ان سے سوائے سچائی اور ایفائے عہد کے کچھ نہیں دیکھا، حیی برابر اصرار کرتا رہا یہاں تک کہ اس کو عہد شکنی پر آمادہ کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ہوئی تو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادۃ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کو تحقیق حال کے لیے روانہ فرمایا اور یہ حکم دیا کہ اگر یہ خبر صحیح نکلے تو وہاں سے واپس آ کر اس خبر کو ایسے مبہم الفاظ میں بیان کرنا کہ لوگ سمجھ نہ سکیں اور وہ اگر غلط ہوں تو پھر علی الاعلان بیان کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

یہ لوگ کعب بن اسد کے پاس گئے اور اس کو معاہدہ یاد دلایا، کعب نے کہا کیسا معاہدہ اور کون محمد (ﷺ) میرا ان سے کوئی معاہدہ نہیں، جب واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: "عضل وقارہ" یعنی جس طرح قبیلہ عضل وقارہ نے اصحاب رجیع یعنی خبیب ؓ کے ساتھ غدر کیا اسی طرح انہوں نے بھی غداری کی۔ (سیرۃ ابن ہشام ص ۱۴۰ ج ۲، زرقانی ص ۱۱۱ ج ۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی غداری اور بدعہدی سے صدمہ ہوا۔ کافروں نے ہر طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا۔ باہر کے دشمنوں کا ٹڈی دل سامنے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ اندرونی دشمن یعنی قریظہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے، ہر شخص مسلمانوں کے خون کا پیاسا تھا، الغرض مسلمانوں کے لیے عجب پریشانی کا وقت تھا، جاڑوں کی راتیں تھیں اور کئی کئی دن کا فاقہ تھا۔ حق جل شانہ نے سورۂ احزاب میں اس معرکہ کا حال اس طرح بیان فرمایا:

إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ۝١٠ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۝١١ (الاحزاب)

"یاد کرو اس وقت کو کہ جب دشمن تمہارے سر پر آ پہنچے اوپر کی جانب سے بھی اور نیچے کی جانب سے بھی اور نگاہیں خیرہ ہو گئیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے اور خدا کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرنے لگے اس جگہ اہل ایمان آزمائے گئے اور خوب ہلائے گئے"۔

یہ وقت ابتلاء اور آزمائش کا تھا۔ ابتلاء کی کسوٹی پر نفاق اور اخلاص کو کسا جا رہا تھا۔ اس کسوٹی نے کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا۔ چنانچہ منافقین نے حیلے اور بہانے شروع کیے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر پست دیوار ہونے کی وجہ سے غیر محفوظ ہیں بچوں اور عورتوں کی حفاظت ضروری ہے ہم اس لیے اجازت چاہتے ہیں۔

يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۖ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا (الاحزاب ۱۳)

منافقین یہ کہتے تھے کہ تحقیق ہمارے گھر خالی ہیں اور حالانکہ وہ خالی نہیں وہ محض بھاگنا چاہتے ہیں، اس لیے یہ حیلے بہانے کر رہے ہیں اور مسلمان جن کے قلوب اخلاص اور ایمان سے لبریز تھے ان کی یہ حالت ہوئی جو حق جل شانہ نے بیان فرمائی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ (الاحزاب)

اور اہل ایمان نے جب کافروں کی فوجیں دیکھیں تو بے ساختہ یہ کہا: یہ وہی ہے کہ جو اللہ اور اسکے رسول نے ہم سے وعدہ کیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا ہے اور اس سے ان کے یقین اور اطاعت میں زیادتی ہوگئی۔

## حضرت جابرؓ کی دعوت میں ایک کھلا معجزہ

اسی خندق کی کھدائی کے دوران وہ مشہور واقعہ پیش آیا کہ ایک روز حضرت جابرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر محسوس کیا کہ بھوک کے سبب آپ متاثر ہو رہے ہیں، اپنی اہلیہ سے جا کر کہا کہ تمہارے پاس کچھ ہو تو پکالو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھوک کا اثر دیکھا نہیں جاتا۔ اہلیہ نے بتلایا کہ ہمارے گھر میں ایک صاع بھر جو رکھے ہیں میں ان کو پیس کر آٹا بناتی ہوں۔ ایک صاع ہمارے وزن کے اعتبار سے تقریباً ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے۔ اہلیہ پیسنے پکانے میں لگ گئی، گھر میں ایک بکری کا بچہ تھا، حضرت جابرؓ نے اس کو ذبح کر کے گوشت تیار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے کے لیے چلے تو اہلیہ نے پکار کر کہا کہ دیکھیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت بڑا مجمع صحابہ کا ہے، صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی طرح تنہا بلا لائیں، مجھے رسوانہ کیجیے کہ صحابہ کرام کا اتنا بڑا مجمع چلا آئے۔ حضرت جابرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری حقیقت حال عرض کر دی کہ صرف اتنا کھانا ہے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے لشکر میں اعلان فرمادیا کہ چلو جابر کے گھر دعوت ہے۔ حضرت جابر حیران تھے۔ گھر پہنچے تو اہلیہ نے سخت پریشانی کا اظہار کیا اور پوچھا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل حقیقت اور کھانے کی مقدار بتلا دی تھی؟ جابرؓ نے فرمایا ہاں، وہ میں بتلا چکا ہوں تو اہلیہ محترمہ مطمئن ہوئیں کہ پھر ہمیں فکر نہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مالک ہیں جس طرح چاہیں کریں۔

واقعہ کی تفصیل اس جگہ غیر ضروری ہے، اتنا نتیجہ معلوم کر لینا کافی ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے روٹی اور سالن سب کو دیئے اور کھلانے کا اہتمام فرمایا اور پورے مجمع نے شکم سیر ہو کر کھایا اور حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ سب مجمع کے فارغ ہونے کے بعد بھی نہ ہماری ہنڈیا میں سے کچھ گوشت کم نظر آتا تھا اور نہ گوندھے ہوئے آٹے میں کوئی کمی معلوم ہوتی تھی۔ ہم سب گھر والوں نے بھی شکم سیر ہو کر کھایا باقی پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا۔

اس طرح چھ روز میں جب خندق سے فراغت ہوگئی تو احزاب کا لشکر آپہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے جبل سلع کو اپنی پشت کی طرف رکھ کر فوج کی صف بندی کر دی۔

## رسول اللہ ﷺ کی ایک جنگی تدبیر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں یہ بات آچکی تھی کہ قبیلہ غطفان کے رئیس نے ان یہودیوں کے ساتھ شرکت خیبر کے پھل اور کھجور کی طمع میں کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غطفان کے دو سرداروں عیینہ ابن حصن اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ابوالحارث بن عمرو کے پاس قاصد بھیجا کہ ہم تمہیں مدینہ طیبہ کا ایک تہائی پھل دیں گے، اگر تم اپنے ساتھیوں کو لے کر میدان سے واپس چلے جاؤ۔ یہ گفتگو درمیان میں تھی اور دونوں سردار راضی ہو چکے تھے، قریب تھا کہ معاہدہ صلح پر دستخط ہو جائیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب عادت ارادہ کیا کہ صحابہ کرام سے اس معاملہ میں مشورہ لیں۔ قبیلہ اوس وخزرج کے دو بزرگ سعدین یعنی سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کو بلا کر ان سے مشورہ لیا۔

## حضرت سعدؓ کی غیرت ایمانی اور عزم شدید

دونوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کو اس کام کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا ہے تو ہمارے کچھ کہنے کی مجال نہیں ہم قبول کریں گے، ورنہ بتائیں کہ یہ آپ کی طبعی رائے ہے یا آپ نے ہمیں مشقت وتکلیف سے بچانے کے لیے یہ تدبیر کی ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ امرالٰہی اس کا ہے اور نہ میری طبیعت کا تقاضا ہے بلکہ صرف تمہاری مصیبت وتکلیف کو دیکھ کر یہ صورت اختیار کی ہے کیونکہ تم لوگ ہر طرف سے گھرے ہوئے ہو۔ میں نے چاہا فریق مقابل کی قوت کو اس طرح فوراً توڑ دیا جائے۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم جس وقت بتوں کو پوجتے تھے اللہ تعالیٰ کو نہ پہچانتے تھے نہ اس کی عبادت کرتے تھے، اس وقت ان لوگوں کو ہمارے شہر کے پھل میں سے ایک دانہ کی طمع رکھنے کی ہمت نہیں تھی، بجز اس کے کہ وہ ہمارے مہمان ہوں اور مہمانی کے طور پر ہم ان کو کھلا دیں یا پھر ہم سے خرید کر لے جائیں۔ آج جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی معرفت عطاء فرمائی اور اسلام کا اعزاز عطاء فرمایا، کیا آج ہم ان لوگوں کو اپنا پھل اور اپنے اموال دیدیں گے؟ ہمیں ان کی مصالحت کی کوئی حاجت نہیں، ہم تو ان کو تلوار کے سوا کچھ نہیں دیں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعدؓ کی اولوالعزمی اور غیرت ایمانی کو دیکھ کر اپنا یہ ارادہ چھوڑ دیا اور فرمایا کہ تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو۔ سعدؓ نے صلح نامہ کا کاغذ ان کے ہاتھوں سے لے کر تحریر مٹا دی، کیونکہ ابھی اس پر دستخط نہیں ہوئے تھے۔ غطفان کے سردار عیینہ اور حارث جو خود اس صلح کے لیے تیار ہو کر مجلس میں موجود تھے، صحابہ کرامؓ کی یہ قوت وشدت دیکھ کر خود بھی اپنے دلوں میں متزلزل ہو گئے۔

## حضرت سعدؓ بن معاذ کا زخمی ہونا اور ان کی دعا

ادھر خندق کے دونوں طرفوں سے تیراندازی اور پتھراؤ کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت سعد بن معاذؓ بنی حارثہ کے قلعہ میں جہاں عورتوں کو محفوظ کر دیا گیا تھا، اپنی والدہ کے پاس گئے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں بھی اس وقت اسی قلعہ میں تھی اور عورتوں کو پردے کے احکام اس وقت تک آئے نہ تھے، میں نے دیکھا کہ سعد بن معاذؓ ایک چھوٹی سی زرہ پہنے ہوئے ہیں جس میں سے ان کے ہاتھ نکل رہے تھے اور ان کی والدہ ان سے کہہ رہی ہیں کہ جاؤ جلدی کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لشکر میں شامل ہو جاؤ۔ میں نے ان کی والدہ سے کہا کہ ان کے لیے کوئی بڑی زرہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوتی تو بہتر تھا۔ مجھے ان کے ہاتھ پاؤں کا خطرہ ہے جو زرہ سے نکلے ہوئے ہیں۔ والدہ نے کہا کچھ مضائقہ نہیں، اللہ کو جو کچھ کرنا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔

حضرت سعد بن معاذؓ لشکر میں پہنچے تو ان کو تیر لگا جس نے ان کی رگ اکحل کو کاٹ ڈالا۔ اس وقت حضرت سعدؓ نے یہ دعاء کی کہ یا اللہ! اگر آئندہ بھی قریش کا کوئی حملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر ہونا مقدر ہے تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھیے، کیونکہ اس سے زیادہ میری کوئی تمنا نہیں کہ میں اس قوم سے مقابلہ کروں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذائیں پہنچائیں، وطن سے نکالا اور آپ کی تکذیب کی۔ اور اگر آئندہ آپ کے علم میں یہ جنگ کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے تو آپ مجھے موت شہادت عطا فرمائیں مگر اس وقت تک مجھے موت نہ آئے جب تک بنی قریظہ سے ان کی غداری کا انتقام لے کر میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔

حق تعالیٰ نے آپ کی یہ دونوں دعائیں قبول فرمائیں اس واقعہ احزاب کو کفار کا آخری حملہ بنا دیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کی فتوحات کا دور شروع ہوا۔ پہلے خیبر پھر مکہ مکرمہ اور پھر دوسرے بلاد فتح ہوئے اور بنو قریظہ کا واقعہ آگے آتا ہے کہ وہ گرفتار کر کے لائے گئے اور ان کے معاملہ کا فیصلہ حضرت سعد بن معاذؓ ہی کے سپرد کیا گیا۔ ان کے فیصلہ کے مطابق ان کے جوان قتل کیے گئے اور عورتیں اور بچے قید کر لیے گئے۔

اس واقعہ احزاب میں صحابہ کرام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات بھر خندق کی دیکھ بھال کرنی پڑتی تھی۔ اگر کسی وقت آرام کے لیے لیٹے بھی تو ذرا کسی طرف سے شور و شغب کی آواز آئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسلحہ باندھ کر میدان میں جاتے تھے۔ حضرت ام سلمہ ام المومنین فرماتی ہیں کہ ایک رات میں کئی کئی مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذرا آرام کرنے کے لیے تشریف لائے اور کوئی آواز سنی تو باہر تشریف لے گئے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں بہت سے غزوات غزوہ مریسیع، خیبر، حدیبیہ، فتح مکہ اور غزوہ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہی ہوں، آپ پر کسی غزوہ میں ایسی شدت اور مشقت نہیں ہوئی، جیسی غزوہ خندق میں پیش آئی۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کو زخم بھی بہت لگے، سردی کی شدت سے بھی تکلیف اٹھائی، اس کے ساتھ کھانے پینے کی ضروریات میں بھی تنگی تھی۔ (مظہری)

## رسول اللہ ﷺ کی چار نمازیں اس جہاد میں قضا ہوئیں

ایک روز مقابل کفار نے یہ طے کیا کہ سب مل کر یکبارگی حملہ کرو اور کسی طرح خندق کو عبور کر کے آگے پہنچو۔ یہ طے کر کے بڑی بے جگری سے مسلمانوں کے مقابلہ میں آ گئے، اور سخت تیر اندازی کی، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو دن بھر ایسا مشغول رہنا پڑا کہ نماز کے لیے بھی ذرا سی مہلت نہ ملی، چار نمازیں عشاء کے وقت میں پڑھی گئیں۔

## رسول اللہ ﷺ کی دعاء

جب مسلمانوں پر شدت کی انتہاء ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے کفار کے لیے بددعاء کی اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تین روز پیر، منگل، بدھ مسجد فتح کے اندر مسلسل احزاب کی شکست وفرار اور مسلمانوں کی فتح کے لیے دعاء کرتے رہے۔
تیسرے روز بدھ کے دن ظہر وعصر کے درمیان دعاء قبول ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاداں وفرحاں صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے، فتح کی بشارت سنائی، صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ اس وقت کے بعد کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پیش نہیں آئی۔ (مظہری)

## دو دعائیں

مسند احمد میں ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ہم نے حصار کی شدت اور سختی کا ذکر کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعاء کی درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعاء مانگو:

❶ اللهم استر عوراتنا وآمن روعاتنا

اے اللہ ہمارے عیبوں کو چھپا اور ہمارے خوف کو دور کر۔

اور صحیح بخاری میں ہے کہ یہ دعا فرمائی:

❷ اللهم منزل الكتاب ومجري السحاب وهازم الحزاب اهزمهم وانصرنا عليهم (صحيح بخاري كتاب الجهاد باب لاتمنو القاء العدو)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاء قبول فرمائی اور قریش اور غطفان پر ایک سخت ہوا مسلط کی کہ جس سے ان کے تمام خیمے اکھڑ گئے، رسیاں اور طنابیں ٹوٹ گئیں، ہانڈیاں الٹ گئیں، گرد وغبار اڑ کر آنکھوں میں بھرنے لگا جس سے کفار کا تمام لشکر سراسیمہ ہو گیا۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ الخ (الاحزاب ۹)

اے ایمان والو یاد کرو اللہ کے اس انعام کو جو تم پر اس وقت ہوا کہ جب کافروں کے بہت سے لشکر تمہارے سروں پر آ پہنچے اس وقت ہم نے تمہارے دشمنوں پر ایک آندھی بھیجی اور تمہاری مدد کے لیے آسمان سے ایسے لشکر اتارے جو تم کو دکھائی نہیں دیتے تھے یعنی فرشتے اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔

جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا سے فرشتے مراد ہیں۔ جنہوں نے کافروں کے دلوں کو مرعوب اور خوفزدہ بنایا اور مسلمانوں کے دلوں کو قوی اور مضبوط کیا۔ اس طرح کفار کا دس ہزار کا لشکر وہاں سے سراسیمہ ہو کر بھاگا۔ کما قال تعالیٰ:

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ (الاحزاب ۲۵) (زرقانی ص۱۲۲ ج۲)

اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو مع ان کے غیظ وغضب کے واپس کر دیا اور ذرہ برابر کسی بھلائی کو حاصل نہ کر سکے اور اللہ نے اہل ایمان کی طرف سے لڑائی میں کفایت کی اور اللہ تعالیٰ بڑا توانا اور غلبہ والا ہے۔

## لشکر کفار اور فتح کے اسباب کا آغاز

دشمنوں کی صفوں میں قبیلہ غطفان ایک بڑی طاقت تھی، حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ نے انہی میں سے ایک شخص

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نعیم ابن مسعودؓ کے دل میں ایمان ڈال دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور بتایا کہ ابھی تک میری قوم میں کسی کو یہ معلوم نہیں کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں، اب مجھے فرمائیں کہ میں اسلام کی کیا خدمت کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اکیلے آدمی یہاں کوئی خاص کام نہ کر سکو گے، اپنی قوم میں واپس جا کر انہی میں مل کر اسلام سے مدافعت کا کوئی کام کر سکو تو کرو۔ نعیم ابن مسعودؓ ذہین سمجھدار آدمی تھے، ایک منصوبہ دل میں بنالیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی اجازت چاہی کہ میں ان لوگوں میں جا کر جو مصلحت دیکھوں کہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔

نعیم بن مسعودؓ یہاں سے بنوقریظہ کے پاس گئے جن کے ساتھ زمانہ جاہلیت میں ان کے قدیم تعلقات تھے ان سے کہا کہ اے بنوقریظہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا قدیم دوست ہوں، انہوں نے اقرار کیا کہ ہمیں آپ کی دوستی میں کوئی شبہ نہیں، اس کے بعد حضرت نعیم ابن مسعودؓ نے بنوقریظہ کے سرداروں سے ناصحانہ اور خیر خواہانہ انداز میں سوال کیا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ قریش مکہ ہوں یا ہمارا قبیلہ غطفان یا دوسرے قبائل یہود وغیرہ، ان کا وطن یہاں نہیں، یہ اگر شکست کھا کر بھاگ جائیں تو ان کا کوئی نقصان نہیں، تمہارا معاملہ ان سب سے مختلف ہے۔ مدینہ تمہارا وطن ہے، تمہاری عورتیں اور اموال سب یہاں ہیں۔ اگر تم نے ان لوگوں کے ساتھ جنگ میں شرکت کی اور بعد میں یہ لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے تو تمہارا کیا بنے گا، کیا تم تنہا مسلمانوں کا مقابلہ کر سکو گے؟ اس لیے میں تمہاری خیر خواہی سے یہ مشورہ دیتا ہوں کہ تم لوگ ان کے ساتھ اس وقت تک جنگ میں شریک نہ ہو جب تک یہ لوگ اپنے خاص سرداروں کی ایک تعداد تمہارے پاس رہن نہ رکھ دیں کہ وہ تم کو مسلمانوں کے حوالے کر کے بھاگ نہ جائیں۔

بنوقریظہ کو ان کا یہ مشورہ بہت اچھا معلوم ہوا، اس کی قدر کی اور کہا کہ آپ نے بہت اچھا مشورہ دیا۔

اس کے بعد نعیم بن مسعودؓ قریشی سرداروں کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں آپ کا دوست ہوں اور محمد (ﷺ) سے بری ہوں۔ مجھے ایک خبر ملی ہے تمہاری خیر خواہی کا تقاضہ ہے کہ میں وہ خبر تمہیں پہنچا دوں، بشرطیکہ آپ لوگ میرے نام کا اظہار نہ کریں۔ وہ خبر یہ ہے کہ یہودی قریظہ تمہارے ساتھ معاہدہ کرنے کے بعد اپنے فیصلے پر نادم ہوئے اور اس کی اطلاع محمد (ﷺ) کے پاس یہ کہہ کر بھیج دی ہے کہ کیا آپ ہم سے اس شرط پر راضی ہو سکتے ہیں کہ ہم قریش اور غطفان کے چند سرداروں کو آپ کے حوالے کر دیں کہ آپ ان کی گردن مار دیں، پھر ہم آپ کے ساتھ مل کر ان سب سے جنگ کریں۔ محمد (ﷺ) نے ان کی بات کو قبول کر لیا ہے۔ اب بنو قریظہ تم سے بطور رہن کے تمہارے کچھ سرداروں کا مطالبہ کریں گے، اب آپ لوگ اپنے معاملہ کو سوچ لیں۔

اس کے بعد نعیم بن مسعودؓ اپنے قبیلہ غطفان میں گئے اور ان کو بھی یہی خبر سنائی۔ اس کے ساتھ ہی ابوسفیان نے قریش کی طرف سے عکرمہ بن ابی جہل کو غطفان کی طرف سے ورقہ ابن غطفان کو اس کام کے لیے مقرر کیا کہ وہ بنوقریظہ سے جا کر کہیں کہ اب ہمارا سامان جنگ بھی ختم ہو رہا ہے اور ہمارے آدمی بھی مسلسل جنگ سے تھک رہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ہیں، ہم آپ کے معاہدے کے مطابق آپ کی امداد اور شرکت کے منتظر ہیں۔ بنو قریظہ نے ان کو اپنی قرارداد کے مطابق یہی جواب دیا کہ ہم تمہارے ساتھ جنگ میں اس وقت تک شریک نہیں ہوں گے جب تک تم دونوں قبیلوں کے چند سردار ہمارے پاس بطور رہن (یرغمال) کے نہ بھیج جائیں۔ عکرمہ اور ورقہ نے یہ خبر ابوسفیان کو پہنچادی تو قریش اور غطفان کے سرداروں نے یقین کرلیا کہ نعیم بن مسعودؓ نے جو خبر دی تھی وہ صحیح ہے۔ اور بنو قریظہ سے کہلا بھیجا کہ ہم اپنا ایک آدمی بھی آپ کو نہیں دیں گے، پھر آپ کا دل چاہے تو ہمارے ساتھ جنگ میں شرکت کریں اور نہ چاہیں تو نہ کریں۔ بنو قریظہ کو یہ حال دیکھ کر اس بات پر جو نعیم ابن مسعودؓ نے کہی تھی اور زیادہ یقین ہوگیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے دشمن گروہ میں سے ایک شخص کے ذریعہ ان کے آپس میں پھوٹ ڈال دی اور ان لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔

اس کے ساتھ دوسری آسمانی افتاد ان پر یہ آئی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سخت اور برفانی ہوا ان پر مسلط کردی، جس نے ان کے خیمے اکھاڑ پھینکے، ہنڈیاں چولھوں سے اڑادیں۔ یہ تو ظاہری اسباب اللہ تعالیٰ نے ان کے پاؤں اکھاڑنے کے لیے پیدا فرمادیے تھے اس پر مزید اپنے فرشتے بھیج دیے جو باطنی طور پر ان کے دلوں پر رعب طاری کردیں، ان دونوں باتوں کا ذکر آیات مذکورہ کے شروع میں بھی اس طرح فرمایا گیا ہے: فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا "یعنی ہم نے بھیج دی ان کے اوپر ایک تند و سخت ہوا اور بھیج دیے فرشتوں کے لشکر"۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ اب ان لوگوں کے لیے بھاگ کھڑے ہونے کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔

## حضرت حذیفہؓ کا دشمن کے لشکر میں جانے اور خبر لانے کا واقعہ

دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعیم ابن مسعودؓ کی کارگذاری اور احزاب کے درمیان پھوٹ کے واقعات کی خبر ملی تو ارادہ فرمایا کہ اپنا کوئی آدمی جا کر دشمن کے لشکر اور ان کے ارادوں کا پتہ لائے۔ رات کا وقت تھا، صحابہ کرام دن بھر کی محنت و مقابلہ سے چور چور سخت سردی کے سبب سمٹے ہوئے بیٹھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمع کو مخاطب کرکے فرمایا کہ کون ہے جو کھڑا ہو اور دشمن کے لشکر میں جا کر ان کی خبر لائے اور اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے؟ جاں نثاروں کا مجمع تھا مگر حالات نے ایسا مجبور کر رکھا تھا کہ کوئی کھڑا نہ ہوسکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مشغول ہوگئے اور کچھ دیر نماز میں مشغول رہنے کے بعد پھر مجمع کو خطاب کرکے فرمایا کہ کوئی شخص جو دشمن کے لشکر کی مجھے خبر لادے اور اس کے عوض میں جنت حاصل کرے۔ اس مرتبہ بھی پورے مجمع میں سناٹا رہا، کوئی نہیں اٹھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر نماز میں مشغول ہوگئے اور کچھ دیر کے بعد پھر تیسری مرتبہ وہی خطاب فرمایا کہ جو ایسا کرے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ مگر پوری قوم دن بھر کی سخت تکان اور کئی دن کے فاقہ سے اور بھوک سے اور اوپر سے سردی کی شدت سے ایسی بے بس ہورہی تھی کہ پھر بھی کوئی نہ اٹھا۔

حضرت حذیفہؓ بن یمان راوی حدیث فرماتے ہیں کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام لے کر فرمایا کہ حذیفہ تم جاؤ۔ حالت میری بھی سب جیسی تھی، مگر نام لے کر حکم دینے پر اطاعت کے سوا چارہ نہیں تھا۔ میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کھڑا ہو گیا اور سردی سے میرا تمام بدن کانپ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سر اور چہرے پر پھیرا اور فرمایا کہ دشمن کے لشکر میں جاؤ اور مجھے صرف خبر لا کر دو اور میرے پاس واپس آنے سے پہلے کوئی کام نہ کرو اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری حفاظت کے لیے دعا فرمائی۔ میں نے اپنی تیر کمان اٹھائی اور اپنے کپڑے اپنے اوپر باندھ لیے اور ان کی طرف روانہ ہو گیا۔

جب یہاں سے روانہ ہوا تو عجیب ماجرا یہ دیکھا کہ خیمے کے اندر بیٹھے ہوئے جو سردی سے کپکپی طاری تھی وہ ختم ہو گئی اور میں اس طرح چل رہا تھا جیسے کوئی گرم حمام کے اندر ہو، یہاں تک کہ میں ان کے لشکر میں پہنچ گیا۔ میں نے دیکھا کہ ہوا کے طوفان نے ان کے خیمے اکھاڑ دیئے تھے اور ہانڈیاں الٹ دی تھیں۔ ابوسفیان آگ سینک رہے تھے۔ میں نے یہ دیکھ کر اپنا تیر کمان میں مستحکم کیا اور ابوسفیان پر تیر پھینکنے ہی والا تھا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد آ گیا کہ کچھ کام وہاں سے واپس آنے تک نہ کرنا۔ ابوسفیان بالکل میری زد میں تھے مگر اس فرمان کی بناء پر میں نے اپنا تیر الگ کر لیا۔ ابوسفیان حالات سے پریشان ہو کر واپسی کا اعلان کرنا چاہتے تھے مگر اس کے لیے ضروری تھا کہ قوم کے ذمہ داروں سے بات کریں۔ رات کی تاریکی میں اور سناٹے میں یہ خطرہ بھی تھا کہ کوئی جاسوس موجود ہو اور ان کی بات سن لے۔ اس لیے ابوسفیان نے یہ ہوشیاری کی کہ بات کرنے سے پہلے سارے مجمع کو کہا کہ ہر شخص اپنے برابر والے آدمی کو پہچان لے تا کہ کوئی غیر آدمی ہماری بات نہ سن سکے۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ اب مجھے خطرہ ہوا کہ میرے برابر کا آدمی جب مجھ سے پوچھے گا کہ تو کون ہے تو میرا راز کھل جائے گا۔ انہوں نے بڑی ہوشیاری اور دلیری سے خود مسابقت کر کے اپنے برابر والے آدمی کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا تعجب ہے تم مجھے نہیں جانتے، میں فلاں ابن فلاں ہوں۔ وہ قبیلہ ہوازن کا آدمی تھا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت حذیفہ کو گرفتاری سے بچا لیا۔

ابوسفیان نے جب یہ اطمینان کر لیا کہ مجمع اپنا ہی ہے کوئی غیر نہیں تو اس نے پریشان کن حالات اور بنو قریظہ کی بدعہدی اور سامان جنگ ختم ہو جانے کے واقعات سنا کر کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ اب آپ سب واپس چلیں اور میں بھی واپس جا رہا ہوں، اسی وقت لشکر میں بھگدڑ مچ گئی اور سب واپس جانے لگے۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں یہاں سے واپس چلا تو محسوس ہوا کہ میرے گرد کوئی گرم حمام ہے جو مجھے سردی سے بچا رہا ہے۔ واپس پہنچا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں مشغول پایا، جب آپ نے سلام پھیرا تو میں نے واقعہ کی خبر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر مسرت خبر سے خوش ہو کر ہنسنے لگے۔ یہاں تک کہ رات کی تاریکی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک چمکنے لگے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے قدموں میں جگہ دی، اور جو چادر آپ ﷺ اوڑھے ہوئے تھے اس کا ایک حصہ مجھ پر ڈال دیا، یہاں تک کہ میں سو گیا۔ جب صبح ہو گئی تو آپ ﷺ نے ہی یہ کہہ کر مجھے بیدار فرمایا کہ قم یا نومان کھڑا ہو جا اے بہت سونے والے۔


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## قریش کی واپسی

جب قریش واپس ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

**الآن نغزوهم ولا يغزوننا نحن نسير اليهم (بخاری شریف)**

اب ہم ان پر حملہ آور ہوں گے اور یہ کافر ہم پر حملہ آور نہ ہو سکیں گے ہم ہی ان پر حملہ کرنے کے لیے چلیں گے یعنی کفر اب اتنا کمزور ہو گیا کہ اب اس میں اتنی قوت نہیں رہی کہ وہ اسلام کے مقابلہ میں کوئی اقدام کر سکے اور اسلام فقط اپنا دفاع کرے بلکہ اس کے برعکس اب اسلام اتنا قوی ہو گیا ہے کہ وہ کفر کے مقابلہ میں ابتداءً اقدام کرے گا اور جارحانہ حملہ آور ہو گا۔

## تنبیہ

جو لوگ اسلام میں اقدامی جہاد کے منکر ہیں وہ بخاری کی روایت کے ان الفاظ کو خوب بغور پڑھ لیں۔

اور جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی اور زبان مبارک پر یہ کلمات تھے:

**لا اله الا الله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير آئبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق الله وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده**

(بخاری شریف ص ۵۹۰)

## شہداء غزوۂ احزاب

ابن سعدؒ اور بلاذریؒ کہتے ہیں کہ محاصرہ پندرہ دن رہا۔ واقدیؒ کہتے ہیں یہی قول سب سے زیادہ راجح ہے۔ سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ چوبیس دن رہا۔ اس غزوہ میں مشرکین میں کے تین آدمی قتل ہوئے نوفل بن عبداللہ، عمرو بن عبدود، منبہ بن عبید اور چھ آدمی مسلمانوں کے شہید ہوئے:

1. سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
2. انس بن اوس رضی اللہ عنہ
3. عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ
4. طفیل بن نعمان رضی اللہ عنہ
5. ثعلبۃ بن عنمہ رضی اللہ عنہ
6. کعب بن زید رضی اللہ عنہ

اور دو نام حافظ دمیاطی نے اضافہ کیے:

7. قیس بن زید رضی اللہ عنہ
8. عبداللہ بن ابی خالد رضی اللہ عنہ

(ماخوذ از معارف القرآن وسیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُوْرَۃُ الْاَحْزَابِ مَدَنِیَّۃٌ آیت ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

إِذْ جَآءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ

جب وہ لوگ تم پر تمہارے اوپر کی طرف اور نیچے کی طرف سے چڑھ آئے اور جب آنکھیں پتھرا گئی تھیں

وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ﴿١٠﴾

اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کر رہے تھے۔

## خلاصہ

❶ غزوہ احزاب میں مسلمان ہر طرف سے گھیرے جاچکے تھے مدینہ منورہ کے اونچے حصے یعنی مشرق کی طرف اور نچلے حصے یعنی مغرب کی طرف دشمنوں کے لشکر موجود تھے۔

❷ وہ ایسا خوف اور دہشت کا وقت تھا کہ آنکھیں پتھرا رہی تھیں اور بعض لوگ آنکھیں پھیر رہے تھے، کچھ لوگوں کے تیور بدل گئے اور دوستی جتلانے والے آنکھیں چرانے لگے۔

❸ خوف دہراس کی وجہ سے دل دھڑک رہے تھے گویا کہ اپنی جگہ سے اٹھ کر گلے میں آ گئے ہوں۔

❹ اور مختلف لوگ اللہ تعالیٰ سے طرح طرح کے گمان کر رہے تھے الغرض بہت سخت وقت تھا اور بڑی سخت آزمائش تھی۔

## اوپر نیچے ہر طرف سے حملہ

إِذْ جَآءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ

(جب وہ لوگ تم پر تمہارے اوپر کی طرف اور نیچے کی طرف سے چڑھ آئے)

❶ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد ہر طرف سے گھر جانا ہے کہ تم اس وقت ہر طرف سے دشمنوں کے گھیرے میں تھے۔

ویحتمل ان یکون من فوق ومن اسفل کنایة عن الاحاطة من جمیع الجوانب کانه قیل: اذ جاؤکم محیطین بکم کقوله تعالیٰ یغشاهم العذاب من فوقهم ومن تحت ارجلهم (روح المعانی)

❷ مگر زیادہ مشہور قول یہ ہے کہ اوپر کی طرف سے مراد مدینہ منورہ کے مشرق کی طرف ان لشکروں کا آنا اور نیچے کی طرف سے مراد مدینہ منورہ کے مغرب کی طرف سے ہے۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ مغرب کی طرف سے تو خود مدینہ منورہ میں موجودہ بنو قریظہ کے یہودی تھے جبکہ مشرق کی طرف سے قریش اور دیگر قبیلوں کا لشکر تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ ای الاحزاب وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ تقدم عن حذیفة رضی الله عنه انهم بنو قریظه (ابن کثیر)

جبکہ دیگر مفسرین کے نزدیک اوپر کی طرف سے آنے والے بنو غطفان، اہل نجد، بنو نضیر وغیرہ اور نیچے کی طرف سے آنے والے قریش، احابیش، بنو کنانہ اور اہل تہامہ وغیرہ تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ اوپر سے آنے والے بنو قریظہ تھے اور نیچے سے آنے والے قریش، اسد، غطفان، سلیم وغیرہ۔ (روح المعانی)

مِنْ فَوْقِكُمْ ای من اعلی الوادی من قبل المشرق بنو غطفان

وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ من اسفل الوادی من قبل المغرب قریش (المدارک)

## آنکھیں پھر گئیں

وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ

حضرات مفسرین اس کے دو ترجمے بیان فرماتے ہیں:

❶ مالت عن سننها ومستوی نظرها حیرة او عدلت عن کل شیء فلم تلتفت الا الی عدوها لشدة الروع

یعنی خوف اور دہشت کی وجہ سے آنکھیں پتھرا گئیں۔ (المدارک)

❷ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

اور آنکھیں ڈگنے لگیں یعنی تیور بدلنے لگے لوگوں کے۔ اور دوستی جتانے والے لگے آنکھیں چرانے۔ (موضح القرآن)

شدید خوف کے وقت یہ دونوں حالتیں ہوتی ہیں، آنکھیں دائیں بائیں دیکھنا بھول کر پتھرا جاتی ہیں اور کئی لوگ ایسے مشکل وقت میں آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔

## دلوں کا خوف اور ایک دعاء

صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ دل خوف کی وجہ سے حلق میں آرہے ہیں کوئی دعاء ارشاد فرمادیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ دعاء پڑھو:

اللهم استر عوراتنا وآمن روعاتنا

پس اللہ تعالیٰ نے دشمنوں پر آندھی بھیج کران کو پسپا فرمادیا۔

عن ابی سعید رضی الله عنه قال: قلنا یوم الخندق: یارسول الله هل من شیء نقول، فقد بلغت القلوب الحناجر قال صلی الله علیه وسلم نعم قولوا: اللهم استر عوراتنا وآمن روعاتنا. قال: فضرب وجوه اعدائه بالریح فهزمهم بالریح، وكذا رواه الامام احمد بن حنبل عن ابی عامر العقدی. (تفسیر ابن کثیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## طرح طرح کے گمان

وَتَظُنُّونَ بِاللّٰهِ الظُّنُونَا

اور تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کر رہے تھے۔

❶ مسلمان یہ گمان کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ سچا ہے اور ان کو فتح ملے گی، جبکہ منافق یہ گمان کر رہے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی اب بالکل ختم ہو جائیں گے ان کی جڑ ہی کٹ جائے گی۔

ظن المنافقون ان محمدا صلى الله عليه وسلم واصحابه يستأصلون وايقن المؤمنون ان ما وعدالله ورسوله حق وانه سيظهره على الدين كله ولو كره المشركون. (ابن كثير عن حسن)

❷ "یعنی کوئی کچھ سمجھتا تھا، کوئی کچھ اٹکلیں لگا رہا تھا، مسلمانوں نے سمجھا کہ اس مرتبہ اور سخت آزمائش آئی دیکھئے کیا صورت پیش آئے۔ کچے اعمال والوں نے خیال کیا بس جی اب کی بار نہیں بچیں گے، منافقین کا تو پوچھنا ہی کیا آگے ان کے مقولے آتے ہیں۔ (عثمانی)

ایک منافق نے یہاں تک کہا کہ محمد (ﷺ) ہم سے قیصر و کسریٰ کے خزانوں کا وعدہ کرتے تھے اور اب یہ حالت ہے کہ ہم بیت الخلاء تک بھی نہیں جا سکتے۔

حتى قال معتب بن قشير اخو بني عمرو بن عوف كان محمد يعدنا ان نأكل كنوز كسرى وقيصر، واحدنا لا يقدر على ان يذهب الى الغائط. (ابن كثير)

❸ ایمان والوں نے یہ گمان کیا تھا کہ اس بار آزمائش سخت ہو گی تو وہ پھسلنے اور کمزوری دکھانے سے ڈر رہے تھے جبکہ منافقین نے جو گمان کیا وہ تو آگے آیات میں آ رہا ہے۔

خطاب للذين امنو ومنهم الثبت القلوب والاقدام والضعاف القلوب الذين هم على حرف والمنافقون، فظن الاوّلون بالله انه يتبليهم فخافوا الزلل وضعف الاحتمال واما الآخرون فظنوا بالله ماحكي عنهم (المدارك)

❹ "اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کر رہے تھے جیسا کہ مواقع شدت میں طبعی طور پر مختلف وسوسے آیا کرتے ہیں اور یہ کچھ مذموم نہیں"۔ (بیان القرآن)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُورَۃُ الاَحزَاب مَدَنِیَّۃ آیت ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿١١﴾

اس موقع پر ایماندار آزمائے گئے اور سخت ہلا دیئے گئے۔

### خلاصہ

❶ ایسے شدید وقت میں اہل ایمان کو آزمائش میں ڈالا گیا۔ تاکہ مخلص اور منافق کی پہچان ہوجائے اور ثابت قدم رہنے والوں اور بھاگ جانے والوں میں امتیاز ہوجائے۔ الحمدللہ مسلمان اس امتحان میں پورے اترے اور منافقین کا نفاق ظاہر ہوگیا۔

❷ اور اس موقع پر اہل ایمان خوف اور دہشت کے ساتھ خوب ہلائے گئے اور جھنجھوڑے گئے، تب مخلصین ثابت قدم رہے اور منافقوں اور کمزوروں کے قدم اکھڑ گئے۔

### یہ سخت آزمائش پانچ چیزوں سے تھی

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ اس وقت مسلمانوں کا امتحان لیا گیا تاکہ مخلص اور منافق الگ الگ ہوجائیں اور یہ آزمائش ان چیزوں کے ذریعے تھی:

❶ خوف

❷ قتال یعنی جنگ

❸ بھوک

❹ محاصرہ

❺ دشمنوں سے جنگی حالت میں آمنا سامنا

ای عند ذلك اختبر المؤمنون ليتبين المخلص من المنافق وكان هذا الابتلاء بالخوف والقتال والجوع والحصر والنزال (القرطبی)

ان پانچ چیزوں کو لکھنا اور پڑھنا آسان ہے مگر جب یہ پانچوں کسی انسان پر جمع ہوجائیں تو اس کے ہوش وحواس تک جواب دے جاتے ہیں، آفرین ہے حضرات صحابہ کرام پر کہ ان حالات میں بھی وہ ڈٹے رہے، وفادار رہے اور ثابت قدم رہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

روح المعانی میں ہے کہ مسلمانوں کی یہ آزمائش

❶ بھوک کے ذریعے تھی (من ضحاک)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❷ شدید محاصرے کے ذریعے تھی (عن مجاہد)

❸ یا ایمان پر ثابت قدمی کے بارے میں تھی

و ابتلاء هم على ماروى عن الضحاك بالجوع، وعلى ماروى عن مجاهد بشدة الحصار، وعلى ما قيل بالصبر على الايمان (روح المعاني)

"ایسے ہی شدید وقت میں اہل ایمان کا امتحان کیا گیا تا کہ ثابت قدم اور متزلزل اور صادق اور منافق ایک دوسرے سے ممتاز ہو جائے سو الحمد للہ مسلمان امتحان میں پورے اترے اور منافقین کا نفاق ظاہر ہو گیا"۔ (معارف القرآن، کاندھلوی)

## فائدہ برائے طلبہ علم

"هنا" للقريب من المكان و "هنالك" للبعيد و "هناك" للوسط. ويشار به الى الوقت (القرطبي)

## اندرونی زلزلے

**وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا**

اور وہ اس وقت سخت جھنجوڑ دیے گئے، زلزلے میں ڈالے گئے اس جملے کے حضرات مفسرین نے تین معنی لکھے ہیں:

❶ خوف کی وجہ سے وہ خوب ہلائے گئے یعنی ہل کر رہ گئے۔

❷ وہ اپنے رہنے کی جگہوں سے حالات کی وجہ سے دور پھینکے گئے کہ سوائے خندق کے ان کے پاس کوئی پناہ گاہ نہیں تھی۔

❸ وہ جس عقیدے اور سوچ پر تھے اس کے بارے میں ان کے اندر ایک اضطراب اور زلزلہ برپا ہوا۔

پس کچھ لوگ دین سے پھسل گئے جبکہ مخلص لوگ اس زلزلے میں بھی اپنے دین پر مضبوطی سے جمے رہے۔

قال ابن سلام: اى حركوا بالخوف تحريكا شديدا وقال الضحاك هو ازاحتهم عن اماكنهم حتى لم يكن لهم الا موضع الخندق

وقيل: انه اضطرابهم عما كانوا عليه فمنهم من اضطرب فى نفسه ومنهم من اضطرب فى دينه (القرطبي)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَإِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ

اور جبکہ منافق اور جن کے دلوں میں شک تھا کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جو ہم سے وعدہ

وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾

کیا تھا صرف دھوکا ہی تھا۔

## خلاصہ

بعض منافق کہنے لگے کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے تھے کہ میرا دین مشرق و مغرب میں پھیلے گا اور فارس، روم، صنعاء کے محلات مجھ کو دیے گئے۔ یہاں تو مسلمان قضائے حاجت کو بھی نہیں نکل سکتے۔ وہ وعدے کہاں ہیں۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو چاہیے اب بھی ناامیدی کے وقت بے ایمانی کی باتیں نہ بولیں۔ (عثمانی، موضح قرآن)

## شان نزول

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

طعمہ بن ابیرق اور معتب بن قشیر اور تقریباً ستر افراد نے غزوہ خندق کے دن کہا کہ آپ (ﷺ) ہم سے کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کا کس طرح سے وعدہ کرتے ہیں حالانکہ ہم میں سے کوئی (دشمنوں کے محاصرے اور تیر اندازی کی وجہ سے) قضائے حاجت کے لیے بھی نہیں نکل سکتا۔ یہ باتیں انہوں نے تب کہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چٹان توڑتے وقت صحابہ کرام کو فتوحات کی بشارتیں عطا فرمائیں۔

و ذلك ان طعمة بن ابيرق ومعتب بن قشير وجماعة نحو من سبعين رجلا قالوا يوم الخندق: كيف يعدنا كنوز كسرىٰ وقيصر ولا يستطيع احدنا ان يتبرز؟ وانما قالوا ذلك لما فشا في اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم من قوله عند ضرب الصخرة (القرطبي)

## جن کے دلوں میں مرض تھا

منافق کا معنیٰ تو معلوم ہے مگر وہ کون لوگ تھے جن کے دلوں میں مرض تھا؟ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

❶ یہ منافقین ہی کی صفت ہے کہ وہ منافق جن کے دلوں میں شک اور نفاق کا مرض تھا۔

قيل: هو وصف المنافقين بالواو (المدارك)

❷ یہ وہ مسلمان تھے جنہیں دین کی بصیرت حاصل نہیں تھی منافقین ان کو شبہات میں ڈال کر اپنی طرف مائل کر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیتے تھے۔ وقیل هم قوم لا بصیرة لهم فی الدین کان المنافقون یستمیلونهم بادخال الشبه علیهم۔ (المدارک)

❸ یہ نو مسلم لوگ تھے جن کا عقیدہ مضبوط نہیں ہوا تھا۔

وقیل: قوم کانوا ضعفاء الاعتقاد لقرب عهدهم بالاسلام۔ (روح المعانی)

## یہ تَظُنُّونَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا کی تفصیل ہے

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ پہلے جو ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے طرح طرح کے گمان کر رہے تھے یہ اس کی تفصیل ہے کہ منافقین کا گمان یہ تھا کہ (نعوذ باللہ) ہمارے ساتھ دھوکا اور فریب ہوا ہے۔ (تفسیر کبیر)

## ہماری طاقت سے زائد بوجھ ڈالا جا رہا ہے

غُرُوْرًا دھوکا اور فریب کو کہتے ہیں۔

ای امرا یغرنا ویوقعنا فیما لا طاقة لنا به

یعنی ہمیں فریب میں ڈالنے والی باتیں کی جاتی ہیں اور ان چیزوں میں ہمیں ڈالا جاتا ہے جن کی ہمارے اندر طاقت نہیں ہے۔ (البحر المحیط)

یہ منافقین کا سدا بہار الزام ہے کہ جہاد ہماری استطاعت میں نہیں ہے اور دشمن ہم سے بہت طاقتور ہیں اور ہم ان کے مقابلے کی قوت اور استطاعت نہیں رکھتے۔ اُس زمانے سے لیکر آج تک جہاد کے منکر ''نفاق زدہ'' اسی بات کو اپنی سب سے بڑی دلیل سمجھتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ

اور جبکہ ان میں سے ایک جماعت کہنے لگی اے مدینہ والو تمہارے لیے ٹھہرنے کا موقع نہیں سو لوٹ چلو

وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَمَا

اور ان میں سے کچھ لوگ نبی سے رخصت مانگنے لگے کہنے لگے کہ ہمارے گھر اکیلے ہیں اور حالانکہ

هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾

وہ اکیلے نہ تھے وہ صرف بھاگنا چاہتے تھے۔

## خلاصہ

❶ غزوۂ احزاب کے موقع پر بعض منافقین نے دوسروں سے کہا کہ اے یثرب والو یہاں محاذ جنگ پر ٹھہرنے کی گنجائش نہیں ہے اس لیے واپس اپنے گھروں کو لوٹ چلو تو جان بچ جائے گی۔

❷ اور کچھ نے یہ بہانہ بنایا کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں ہمیں گھروں میں جانے کی اجازت دی جائے، حالانکہ ان کے گھر غیر محفوظ نہیں تھے وہ تو صرف جہاد سے بھاگنا چاہتے تھے۔

## واپس لوٹ چلو

بعض منافقین اس سخت صورتحال میں محاذ جنگ چھوڑ کر واپس اپنے گھروں کو لوٹنے کی بات کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا فَارْجِعُوْا کہ واپس لوٹ جاؤ۔ حضرات مفسرین نے اس کے کئی معنی لکھے ہیں:

❶ اسلامی لشکر سے الگ ہو کر واپس اپنے گھروں میں لوٹ جاؤ تاکہ مشرکین تمہیں قتل نہ کریں۔

❷ دین اسلام چھوڑ کر واپس کفر اختیار کر لو کیونکہ مسلمان رہنے کی صورت میں موت یقینی ہے۔

❸ حضور اکرم (ﷺ) سے جو بیعت کی ہے اس کو توڑ دو اور (نعوذ باللہ) آپ (ﷺ) کو مشرکین کے حوالے کر دو۔

❹ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے منافق ہونے کا پتہ چل چکا ہے اس لیے ان کا ساتھ چھوڑ کر مشرکین اور یہودیوں کے ساتھ مل جاؤ، ورنہ رسول اللہ (ﷺ) کامیاب ہونے کے بعد تمہیں مار دیں گے۔

فَارْجِعُوْا الی بیوتکم ومنازلکم امروھم بالھرب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقیل فارجعوا کفارا الی دینکم الاوّل واسلموہ الی اعدائہ (البحر المحیط)

فقالو: لا مقام لکم علی معنیٰ لا مقام لکم مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ ان غلب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قتلكم فارجعوا عما بايعتموه عليه واسلموه عليه الصلوة والسلام أو فارجعوا عن الاسلام واتفقوا مع الاحزاب. (روح المعاني)

تفسیر حقانی میں ہے:

مقاتلؒ کہتے ہیں وہ بنوسالم کے منافق تھے۔ سدیؒ کہتے ہیں عبداللہ بن ابی اور اس کے یاروں نے کہا تھا، بعض کہتے ہیں "بن قیظی" اور اس کے دوستوں نے کہا تھا۔ یٰٓاَھْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَکُمْ اے مدینہ والو تمہارے لیے یہاں ٹھہرنے کی جگہ نہیں یا تم دشمن کے مقابلے میں ٹھہر نہیں سکتے، میدان جنگ چھوڑ کر اپنے اپنے گھر چلو، یا تم دین اسلام پر قائم نہیں رہ سکتے دین چھوڑ کر کفر کی طرف رجوع کرو کہ دشمنوں سے پناہ پاؤ۔

"یَثْرِبَ ابوعبیدہؒ کہتے ہیں یثرب زمین کے ایک قطعہ کا نام ہے اور مدینہ اس کے ایک گوشے میں آباد ہے، بعض کہتے ہیں خاص مدینہ کا پہلا نام یثرب ہے۔ بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت کی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایسے شہر میں رہنے کا حکم ہوا جو اور شہروں کو کھا جائے گا، اس کو یثرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے " الحدیث۔ اس سے معلوم ہوا کہ یثرب مدینہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر "یثرب" نام لینے سے منع کیا جیسا کہ امام احمدؒ نے روایت کیا ہے اس لیے کہ یثرب کے نام میں سرزنش کے معنی پائے جاتے ہیں اس لیے مدینہ نام لینا بہتر ٹھہرایا"۔ (تفسیر حقانی)

## یہودیوں کا مشورہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ مدینہ منورہ کے یہودیوں نے عبداللہ بن ابی اور دوسرے منافقین سے کہا کہ کیوں خود کو ابوسفیان اور ان کے لشکر کے ہاتھوں سے قتل کراتے ہو، واپس ہمارے پاس مدینہ لوٹ آؤ ہم بھی مشرکین کے لشکر کے ساتھ ہیں اس طرح تم بچ جاؤ گے۔

قال ابن عباس: قالت اليهود لعبد الله بن ابى ابن سلول واصحابه من المنافقين ما الذى يحملكم على قتل انفسكم بيد ابى سفيان واصحابه! فارجعوا الى المدينة فانا مع القوم فانتم آمنون. (القرطبي)

## منافق کے نزدیک اصل کامیابی جان کا بچ جانا

منافق کے نزدیک اصل اور بڑی کامیابی یہ ہے کہ اس کی جان بچ جائے۔ غزوۂ احزاب کے موقع پر بھی اپنی جان بچانے کے لیے وہ ہر برائی اور بے غیرتی کرنے پر تیار تھے، یہاں تک کہ نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں کے حوالے کرنے کی باتیں کر رہے تھے۔

منافقوں کی یہ علامت ہر زمانے میں دیکھی جا سکتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## جہاد سے بھاگنے والے

بعض منافقین نے کہا کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں، چھوٹی چھوٹی دیواریں ہیں، چوروں اور دشمنوں کا خوف ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے ہمیں گھر جانے کی اجازت دی جائے۔ قرآن پاک نے فرمایا کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں ان کے گھر غیر محفوظ نہیں ہیں وہ صرف جہاد سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی نصرت کرنے سے بھاگنا چاہتے ہیں۔

وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ ای بنو حارثة يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ اعتذروا ان بيوتهم عرضة للعدو والسارق لانها غير محصنة فاستاذنوه ليحصنوها ثم يرجعوا اليه فكذبهم الله بانهم لا يخافون ذلك وانما يريدون الفرار من القتال۔ (المدارك)

إِلَّا فِرَارًا ای هربا من القتال ونصرة المؤمنين قاله جماعة (روح المعانی)

## موذی زبانیں

منافقوں کو جب جان کا خطرہ پڑے یا کافروں کا خوف ہو تو ان کی زبانیں مسلمانوں کے خلاف اور مجاہدین کے خلاف بہت سخت چلنے لگتی ہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ ان کو معلوم تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کو "یثرب" کہنا پسند نہیں فرماتے تو شاید اسی لیے انہوں نے يَا أَهْلَ يَثْرِبَ اے یثرب والو کی آواز لگائی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچا سکیں (اور اپنے لوگوں میں علاقہ پرستی کا تعصب جگا سکیں)

وكأن القائلين اختاروا يثرب من بين الاسماء مخالفة له صلى الله تعالى عليه وسلم لما علموا من كراهيته عليه الصلوٰة والسلام لهذا الاسم من بينها۔ (روح المعانی)

## فائدہ

اس آیت کی تفسیر میں حضرات مفسرین نے مدینہ منورہ کے ناموں پر بھی روشنی ڈالی ہے، امام ابن کثیرؒ نے گیارہ نام ذکر فرمائے ہیں۔ شائقین رجوع فرمالیں۔

## کام برکت

"یثرب نام تھا مدینے کا۔ یعنی سارے عرب ہمارے دشمن ہوئے تو ہم کو رہنے کا ٹھکانا کہاں؟ سب لشکر سے جدا ہو جاؤ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے ساتھ باہر کھڑے تھے، شہر میں محکم (یعنی مضبوط) حویلیوں کونا کے بند کر کر زنانے ان میں رکھ دیے تھے۔ یہ (منافقین) بہانہ کرنے لگے کہ ہمارے گھر کھلے ہیں اور وہ جھوٹ بات تھی"۔ (موضح القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُورَةُ الْأَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا

اور اگر کسی طرف سے کوئی ان پر گھس آتا پھر ان سے فساد کی درخواست کی جاتی تو فساد پر آمادہ ہو جاتے

وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾

اور دیر نہ کرتے مگر بہت ہی کم۔

## خلاصہ

ان منافقین کی اندرونی حالت یہ ہے کہ اگر مدینہ میں کفار کا لشکر ہر جانب سے اچانک داخل ہو جائے اور یہ لوگ اپنے گھروں میں محفوظ ہوں پھر وہ کفار ان سے فتنہ فساد یعنی مسلمانوں سے لڑنے کی درخواست کریں تو یہ فوراً مسلمانوں سے لڑنے کے لیے تیار ہو جائیں گے اور اس میں دیر نہیں کریں گے مگر بہت تھوڑی۔ یعنی ان کی بات سنتے ہی مسلمانوں سے مقابلہ اور جنگ کے لیے تیار ہو جائیں گے اور دیر نہ کریں گے مگر صرف اتنی جتنی کہ سوال وجواب اور ہتھیار اٹھانے اور گھر سے نکلنے میں دیر لگتی ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ اصل میں ان کو مسلمانوں سے عداوت اور کفار سے محبت ہے اور یہ لوگ مسلمانوں کی فتح ونصرت ہرگز نہیں چاہتے اور صرف تعداد بڑھانے کی حد تک بھی مسلمانوں کی نصرت نہیں کرنا چاہتے، باقی گھروں کے غیر محفوظ ہونے کا تو صرف بہانہ ہے۔ (بیان القرآن تسہیل)

## منافقین مسلمانوں کے دشمن کافروں کے یار

اس آیت مبارکہ میں منافقین کی بہت اہم نشانی بیان فرمائی ہے کہ یہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر تو جہاد نہیں کرنا چاہتے لیکن اگر کافروں کا طاقتور لشکر ان کو اپنے ساتھ ملا کر مسلمانوں سے لڑانا چاہے تو فوراً تیار ہو جائیں گے۔ اس زمانے میں بھی کئی دانشور جو خود کو مسلمان کہلاتے ہیں مجاہدین کے جہاد کو قتل وغارت اور فساد قرار دیتے ہیں جبکہ امریکہ اگر مسلمانوں کو قتل کرے تو یہ خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امریکہ نے امن قائم کیا ہے اور دہشت گردی ختم کی ہے۔

اللهم انا نعوذبك من الشقاق والنفاق وسوء الاخلاق

## آسان تفسیر

امام ابوحیانؒ لکھتے ہیں:

الفتنة ای الردة والرجوع الی اظهار الكفر و مقاتلة المسلمين قال ابن عطية ولو دخلت المدينة من اقطارها واشتد الحرب الحقيقی ثم سئلو الفتنة والحرب لمحمد صلی

www.KitaboSunnat.com

الله علیه وسلم لطاروا الیها واتوها مجیبین فیها ولم یتلبثوا فی بیوتهم لحفظها الا یسیرا قیل قدر ما یاخذون سلاحهم۔ (البحر المحیط)

اسی تفسیر کو اس عبارت میں ملاحظہ فرمائیں:

"یعنی (یہ لوگ) جھوٹے حیلے بنا رہے ہیں۔ اگر فرض کرو یہ لوگ شہر میں ہوں اور کوئی غنیم (یعنی دشمن) اِدھر اُدھر سے گھس آئے پھر ان سے مطالبہ کرے کہ دین اسلام چھوڑ دو، جسے بظاہر یہ لوگ اختیار کیے ہوئے ہیں، یا یہ کہے کہ مسلمانوں سے لڑو اور فتنے فساد برپا کرو، اس وقت ان کا جھوٹ صاف کھل جائے۔ فوراً ان مطالبات کی تائید میں نکل پڑیں۔ نہ گھروں کے کھلے ہونے کا عذر کریں نہ لٹنے کا۔ بس بات چیت کرنے اور ہتھیار اٹھا کر لانے میں جو تھوڑی دیر لگے گی اسے مستثنیٰ کر کے ایک منٹ کا توقف نہ کریں، اسلام کے ظاہری دعوے سے دستبردار ہو کر فوراً فتنہ و فساد کی آگ میں کود پڑیں"۔ (عثمانی)

## انہیں مسلمانوں سے دشمنی ہے اور کافروں سے محبت

"اگر مدینہ کے اطراف سے کوئی لشکر ان پر گھس آئے پھر ان سے فتنے کا سوال کیا جائے تو یہ ضرور فتنے کو منظور کر لیں گے مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ جو گھروں کے غیر محفوظ ہونے کا بہانہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر راہ فرار اختیار کرنا چاہتے ہیں ان کا مقصد مسلمانوں کے ساتھ شریک قتال ہونے سے منہ موڑنا ہے۔ اگر کافروں کا کوئی لشکر ان کے پاس پہنچ جائے اور وہ ان سے کہے کہ چلو مسلمانوں سے لڑو تو یہ ضرور ان کی بات مان لیں گے اور اپنے گھروں میں بہت ہی کم ٹھہریں گے بس کافروں کے کہتے ہی چل پڑیں گے یا اتنی دیر لگائیں گے جتنی دیر میں ہتھیار لے لیں، اس وقت انہیں گھروں کی حفاظت کا بالکل خیال نہیں رہے گا، انہیں مسلمانوں سے دشمنی ہے اور کافروں سے محبت ہے۔

قال صاحب الروح ان طلبهم الاذن فی الرجوع لیس لا ختلال بیوتهم بل لنفاقهم وکراهتهم نصرتك

تفسیر روح المعانی کے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ان کا واپسی کی اجازت مانگنا واقعۃً کوئی گھروں کے نقصان کے اندیشہ کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ ان کے منافق ہونے اور آپ کی مدد کو ناپسند کرنے کی وجہ سے تھا"۔ (انوار البیان)

## فتنے میں پڑنے کے بعد یہ جلدی ہلاک ہو جائیں گے

بعض مفسرین کے نزدیک ﴿وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ کافروں کے کہنے میں آ کر فتنے میں پڑ گئے یعنی انہوں نے کفر کا اعلان کر دیا اور مسلمانوں سے جنگ کی تو پھر یہ مدینہ منورہ میں نہیں رہ سکیں گے مگر بہت تھوڑا سا وقت۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک فرما دے گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

او ما لبثوا بالمدینة بعد ارتدادھم الا یسیرا فان اللہ یھلکھم (المدارک)

## غور فرمائیں

امریکہ یورپ اور نیٹو کی صلیبی اتحادی فوجیں مسلمانوں کے ممالک پر حملہ آور ہوتی ہیں اور ان کے ملکوں میں ہر طرف سے گھس آتی ہیں نام کے وہ مسلمان جو ان اتحادی فوجوں کے ساتھ مل کر مخلص مسلمانوں سے لڑتے ہیں وہ اس آیت مبارکہ پر غور کریں۔ اسی طرح اسلامی ممالک کے جو حکمران اور فوجیں اتحادی صلیبی فوجوں کا ساتھ دیتی ہیں وہ بھی اس آیت پر غور کریں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُورَةُ الْاَحْزَاب مَدَنِيَّة آیت ۱۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۚ وَكَانَ

حالانکہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ تعالیٰ سے

عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ﴿۱۵﴾

عہد کرنے کی باز پرس ہوگی۔

## خلاصہ

ان منافقین نے غزوۂ احزاب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے پختہ اور مضبوط عہد کیا تھا کہ آئندہ ہم کافروں سے جہاد میں پشت نہیں پھیریں گے بلکہ مضبوطی کے ساتھ لڑیں گے...... اب ان کا وہ عہد کہاں گیا؟ خوب یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے ہوئے عہد کی باز پرس ہوگی۔ پوچھا جائے گا کہ عہد پورا کیوں نہیں کیا اور عہد توڑنے پر سزا بھی دی جائے گی......

## یہ عہد کب کیا تھا؟

ان لوگوں نے جہاد سے پیٹھ نہ پھیرنے کا عہد کب کیا تھا اس میں کئی اقوال ہیں:

1. غزوۂ بدر کے بعد انہوں نے کہا تھا کہ اگر آئندہ جہاد ہوا تو ہم بھی ضرور شریک ہوں گے اور بہادری سے لڑیں گے۔
2. غزوۂ احد کے بعد انہوں نے یہ عہد کیا تھا۔
3. وہ جب بھی جہاد سے رہ جاتے تھے تو آئندہ کے لیے شرکت کا عہد کر لیتے تھے۔
4. مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کے وقت کا عہد یاد دلایا جا رہا ہے (تب اس سے مراد صرف منافقین نہیں ہوں گے۔ یہ قول ضعیف ہے)

ای من قبل غزوة الخندق وبعد بدر قال قتادة وذلك انهم غابوا عن بدر ورأوا ما اعطي الله اهل بدر من الكرامة والنصر، فقالوا لئن اشهدنا الله قتالاً لنقاتلن وقال يزيد بن رومان: هم بنو حارثة هموا يوم احد ان يفشلوا مع بني سلمة فلما نزل فيهم مانزل عاهدوا الله الا يعودوا لمثلها فذكر الله لهم الذى اعطوه من انفسهم. قال مقاتل والكلبي هم سبعون رجلا بايعوا النبي صلى الله عليه وسلم ليلة العقبة. (القرطبي)

او من قبل نظرهم الى الاحزاب (المدارك)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فانهم قبل ذلك تخلفوا واظهروا عذرا وندما وذكروا ان القتال لا يزال لهم قدما.

(تفسیر کبیر)

## آسان تفسیر

"اس آیت میں بھی انہیں لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے گھروں کے خالی ہونے کا بہانہ کر کے راہ فرار اختیار کرنے کے لیے اجازت طلب کی تھی۔ ارشاد فرمایا: وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ الآیۃ یعنی ان لوگوں نے اس سے پہلے عہد کیا تھا کہ پشت پھیر کر نہ جائیں گے۔ صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں بنو حارثہ کا ذکر ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے قبیلہ بنو سلمہ مراد ہے، یہ لوگ غزوۂ احد کے موقع پر بزدلی دکھا چکے تھے پھر توبہ کر کے شریک ہو گئے تھے اور خندق کا واقعہ پیش آنے سے پہلے عہد کیا تھا کہ راہ فرار اختیار نہ کریں گے۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ آیت کریمہ میں ان منافقوں کا ذکر ہے جو غزوۂ بدر کی شرکت سے رہ گئے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے وہاں مسلمانوں کو فتح عطاء فرمائی اور کافروں کو بری طرح شکست دی تو یہ کہنے لگے افسوس ہم شریک نہ ہوئے، اگر ہم شریک ہوتے تو یوں کرتب دکھاتے اور ایسا کرتے، ویسا کرتے۔ آئندہ جب کوئی جہاد کا موقع ہوگا تو ہم اپنی بہادری کے جوہر دکھائیں گے۔ جب غزوۂ خندق کا موقع آیا تو ان کے سارے دعوے اور معاہدے دھرے کے دھرے رہ گئے اور فرار کی راہیں اختیار کرنے لگے۔

وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا جاتا ہے اس کی باز پرس ہوگی، عہد کی خلاف ورزی اور عہد شکنی کر کے سزا کے مستحق ہو چکے ہیں"۔ (انوار البیان)

## کلام برکت

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں:

"جنگ احد کے بعد اقرار کیا تھا کہ پھر ہم ایسی حرکت نہ کریں گے"۔ (موضح القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الاحزاب مدنیۃ — آیت ۱۶، ۱۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَ

کہہ دو اگر تم موت یا قتل سے بھاگو گے تو تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور

اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٦﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ

اس وقت سوائے تھوڑے دنوں کے نفع اٹھاؤ گے۔ کہہ دو کون ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے بچا سکے

اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ

اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کرنا چاہے یا تم پر مہربانی کرنا چاہے اور اللہ تعالیٰ کے

لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٧﴾

سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔

## خلاصہ

❶ منافقین مرنے اور قتل ہونے کے ڈر سے میدان جہاد سے بھاگ رہے ہیں تو ان کو بتا دیا جائے کہ میدان جہاد سے بھاگنا تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ موت کا وقت مقرر ہے۔ جب موت کا وقت آ جائے تو وہ ہر جگہ پہنچ جاتی ہے گھر میں ہو یا میدان جہاد میں۔ اور اگر وقت نہ آیا ہو تو میدان جنگ میں بھی موت نہیں آ سکتی۔ تب بھاگ کر اتنے ہی دن جی لو گے جو قسمت میں لکھے ہیں، بالآخر پھر موت آ ہی جائے گی۔

❷ اگر ان منافقین کا یہ گمان ہے کہ ان کے قلعے، محلات یا کافروں سے یاری ان کو بچا سکتی ہے تو ان کو بتا دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور قوت کے سامنے کسی کی نہیں چلتی۔ وہ اگر تمہیں قتل، شکست یا ذلت میں ڈالنا چاہے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا اور اگر تم پر اپنا فضل فرمانا چاہے تو کوئی اس میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتا۔ یاد رکھو جو اللہ تعالیٰ سے کٹ جائے گا وہ بے یار و مددگار رہ جائے گا۔

## اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی فائدہ نہیں

امام رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں یہ حکیمانہ کلام فرماتے ہیں:

تقدیر لکھی جا چکی ہے، جو کچھ طے ہو چکا ہے اس سے کوئی بھاگ کر بچ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے جو مقدر فرما دیا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کا حکم دیا جائے وہ اگر یہ حکم پورا نہیں کرے گا بلکہ نافرمانی کرے گا تو اُسے اس نافرمانی سے کوئی فوری فائدہ نہیں ملے گا البتہ اپنے وقت پر اس نافرمانی کی سزا اُسے ضرور ملے گی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

(اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیا، پس اس حکم کو نہ ماننے والے سزا تو پائیں گے مگر جہاد میں نہ جا کر وہ کوئی فوری نفع یا فائدہ اٹھالیں گے تو یہ ناممکن ہے)

اشارة الی ان الامور مقدرة لا یمکن الفرار مما وقع علیه القرار وما قدره الله کائن فمن امر بشيء اذا خالفه یبقیٰ فی ورطة العقاب آجلا ولا ینتفع بالمخالفة عاجلا۔ (تفسیر کبیر)

## کیا میدان جنگ میں سب مارے جاتے ہیں؟

”یعنی جس کی قسمت میں موت ہے وہ کہیں بھاگ کر جان نہیں بچا سکتا، قضائے الٰہی ہر جگہ پہنچ کر رہے گی اور اگر ابھی موت مقدر نہیں تو میدان سے بھاگنا بے سود ہے۔ کیا میدان جنگ میں سب مارے جاتے ہیں اور اگر فرض کرو بھاگنے سے بچاؤ ہی ہو گیا تو کے دن (یعنی کتنے دن؟) آخرت موت آنی ہے، اب نہیں چند روز کے بعد آئے گی اور نہ معلوم کس سختی اور ذلت سے آئے۔

اللہ تعالیٰ کے ارادے کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ نہ کوئی تدبیر اور حیلہ اس کے مقابلہ میں کام دے سکتا ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ اسی پر توکل کرے اور ہر حالت میں اسی کی مرضی کا طلبگار رہے۔ ورنہ دنیا کی برائی بھلائی یا سختی نرمی تو یقیناً پہنچ کر رہے گی، پھر اس کے راستہ میں بزدلی کیوں دکھائے اور وقت پر جان کیوں چرائے جو عاقبت خراب ہو اور دنیا کی تکلیف ہٹ نہ سکے۔ (تفسیر عثمانی)

یعنی جہاد چھوڑنے میں کوئی فائدہ تو ملے گا نہیں البتہ عاقبت خراب ہو گی اور دنیا میں جو تکلیف مقدر ہے وہ بھی آکر رہے گی۔

## آسان تفسیر

”(ان دو آیات میں) راہ فرار اختیار کرنے والوں کو تنبیہ فرمائی کہ اگر تم موت سے یا قتل کے ڈر سے بھاگ گئے تو تمہارا یہ بھاگنا تمہیں نفع نہ دے گا، اگر بھاگ گئے تو کتنا جیو گے؟ اجل مقررہ کے مطابق موت تو آ ہی جائے گی اور عمر کا جو بقیہ حصہ ہے اس سے بھی زیادہ نفع حاصل نہیں کر سکتے، بھاگ کر عمر نہیں بڑھ سکتی کیونکہ اس کا وقت مقرر ہے، مزید فرمایا کہ ہر چیز کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر تم بھاگ گئے اور جہاں پہنچے وہاں اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہلاک فرما دیا تو تمہیں اللہ تعالیٰ سے کون بچا سکتا ہے؟ اور وہ تم پر فضل فرمائے مثلاً زندہ رکھے جو کہ ایک دنیاوی رحمت ہے تو اسے اس سے کون روک سکتا ہے؟“ (تفسیر انوار البیان)

## مسئلہ جہاد پر دو اہم نکتے

1. ہر زمانے میں منافقین جہاد میں موت دیکھتے ہیں کیونکہ وہ کافروں کی طاقت کو ناقابل شکست سمجھتے ہیں، آیت ۱۶ میں یہ پکا فیصلہ سنا دیا گیا کہ جہاد میں موت نہیں اور فرار میں زندگی نہیں۔ موت اپنے وقت پر آتی ہے اور زندگی کے لمحات مقرر ہیں ان میں کمی زیادتی نہیں ہو سکتی۔

2. منافقین کا ہر دور میں یہی نعرہ ہوتا ہے کہ ہم ساری دنیا سے کٹ کر کیسے زندگی گزاریں گے؟ اگر ہم جہاد

www.KitaboSunnat.com

کریں یا جہاد کی بات کریں تو ہم کافروں کی عالمی برادری سے کٹ جائیں گے تو پھر ہم دنیا میں کیسے رہیں گے؟ آیت ۱۷ میں اللہ تعالیٰ نے سمجھا دیا کہ ساری دنیا کے کافروں سے کٹ کر زندہ رہنا اور زندگی گزارنا ممکن ہے مگر اللہ تعالیٰ سے کٹ کر کامیاب ہونا ناممکن ہے۔ موت، زندگی، نفع، نقصان اور عزت وذلت کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ سے جڑنے کی فکر کرو وہی مددگار ہے وہی کارساز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے کٹ کر ساری دنیا سے جڑنے کا منافقانہ شوق دل سے نکال دو کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو ساری دنیا مل کر تمہیں کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

ان دو آیات نے دو واضح اصول سمجھا دیے اور جہاد کا مسئلہ سمجھا دیا اور جہاد کے خلاف ہر تاویل و تحریف کا دروازہ بند کر دیا۔ اور ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ ان آیات میں جو اصول بتا کر جہاد کا مسئلہ سمجھایا گیا ہے وہ اصول قیامت تک کے لیے ہیں، اس لیے جہاد کی تمام آیات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام کے زمانے کے ساتھ مخصوص ماننا ایک کھلی غلطی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## کلام اکابر

حضرت شاہ صاحب آیت ۱۶ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"یعنی جس کی قسمت میں موت ہے اس کو بچاؤ نہ ہوگا بھاگنے سے اور اگر موت نہیں تو بھاگ کر بچا کے دن (یعنی کتنے دن؟) (موضح القرآن)

آیت ۱۶۔ یاد رکھو اے منافقین! موت کا وقت معین ہے اس سے کہاں بھاگ سکتے ہو

آیت ۱۷۔ اللہ تعالیٰ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے؟ (حضرت لاہوریؒ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُورَةُ الْأَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۸، ۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ

تحقیق اللہ تعالیٰ تم میں سے روکنے والوں کو جانتا ہے اور جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے

إِلَيْنَا ۚ وَلَا يَأْتُوْنَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَآءَ

پاس آجاؤ اور لڑائی میں بہت ہی کم آتے ہیں۔ تم سے ہمدردی کرتے ہوئے پھر جب

الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْكَ تَدُوْرُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى

ڈر کا وقت آجائے تو تو انہیں دیکھے گا کہ تیری طرف دیکھتے ہیں ان کی آنکھیں پھرتی ہیں جیسے

عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ

کسی پر موت کی بے ہوشی آئے پھر جب ڈر جاتا رہے تو تمہیں تیز زبانوں سے طعنہ

أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَأَحْبَطَ اللّٰهُ أَعْمَالَهُمْ ۚ

دیتے ہیں مال کے لالچی ہیں یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام اعمال ضائع

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾

کردیئے اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے۔

## خلاصہ ①

1. منافقین مسلمانوں کو جہاد سے روکتے ہیں
2. خود بھی جہاد میں شرکت نہیں کرتے
3. اسلام اور مسلمانوں کے لیے اپنے جان و مال کو خرچ کرنے میں سخت بخیل ہیں
4. انتہائی بزدل ہیں
5. مال کے بے حد لالچی ہیں
6. ان بے ایمان لوگوں کے اعمال کو اللہ تعالیٰ نے ضائع فرما دیا ہے

## خلاصہ ②

”بے شک اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے تم میں سے ان لوگوں کو جو دوسروں کو لڑائی میں جانے سے روکتے ہیں جو اپنے نسبی یا وطنی بھائیوں سے یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی طرف نہ جاؤ بلکہ ہماری طرف آجاؤ سلامت رہو گے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی طرف جا کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور ان کی بزدلی کا حال یہ ہے کہ نہیں آتے یہ منافق لڑائی میں مگر بہت تھوڑا، کبھی کبھی دکھانے اور سنانے کے لیے آ جاتے ہیں اس حال میں کہ یہ منافقین تمہاری جانی اور مالی مدد کرنے میں بڑے بخیل ہیں ان کے دل حرص اور طمع سے بھرے ہوئے ہیں، کسی وقت اگر لڑائی میں شرکت کرتے ہیں تو اس طمع کی بناء پر شرکت کرتے ہیں کہ مال غنیمت کے ہم مستحق ہو جائیں۔ پھر جب کبھی خوف کا موقع پیش آئے تو آپ ان کو اس حالت میں دیکھیں گے کہ یہ لوگ آپ کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھیں حیرت اور دہشت سے ایسے چکراتی ہیں جیسے وہ شخص کہ جس پر موت کی وجہ سے غشی طاری ہو گئی ہو تو اس کے ہوش و حواس جاتے رہتے ہیں اور اس کی نگاہ اوپر کو چڑھ جاتی ہے، پھر وہ پلک نہیں مار سکتا، اسی طرح لڑائی کے وقت بزدلوں کا حال ہوتا ہے کہ خوف کی وجہ سے ان کی آنکھیں اوپر کو چڑھ جاتی ہیں، پھر جب وہ خوف چلا جاتا ہے اور ڈر کا وقت نکل جاتا ہے اور امن ہو جاتا ہے تو تیز زبانوں سے تم پر زبان درازی کرتے ہیں اس حال میں کہ مال غنیمت کے بارے میں سخت حریص ہوتے ہیں یعنی فتح کے بعد اپنی بہادری جتلاتے ہیں اور چڑھ چڑھ کے باتیں کرتے ہیں کہ ہماری پشت پناہی سے تم کو فتح حاصل ہوئی لہٰذا مال غنیمت سے ہم کو بھی حصہ دو۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی باتوں پر یقین نہیں، پس اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو ملیامیٹ کر دیا اور ان کا جہاد اور ان کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول نہیں اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے جس کو چاہے توفیق دے اور جس کو چاہے محروم کرے۔" (معارف القرآن کاندھلوی)

## ان دو آیات سے متعلق چند واقعات

❶ ایک مخلص مسلمان غزوۂ خندق کے موقع پر اپنے سگے بھائی کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ چپاتی اور بھنا ہوا گوشت کھا رہا ہے اور اس کے آس پاس نبیذ (کھجوروں کا میٹھا پانی) پڑا ہے، یہ شخص منافق تھا، مخلص مسلمان نے اس سے کہا تو یہاں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیزوں اور تلواروں کے درمیان ہیں اس پر بھنا ہوا گوشت کھانے والے شخص نے کہا کہ تو بھی میرے پاس آ جا کہ اب تو تم لوگ ایسے گھیرے میں آ گئے ہو کہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے، مخلص مسلمان نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اللہ کی قسم میں تیری بات کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دوں گا، جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آیت کریمہ ﴿قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنكُمْ﴾ لے کر نازل ہو چکے ہیں۔ (قرطبی، روح المعانی، انوار البیان)

❷ یہودیوں نے منافقین کو پیغام بھیجا کہ تم لوگ ابو سفیان اور ان کی جماعت اور دوستوں کے ہاتھوں کیوں اپنی جان کو تباہ کر رہے ہو، اگر اس مرتبہ انہوں نے تم پر قابو پا لیا تو تم میں سے ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے، ہمیں تم پر ترس آ رہا ہے، تم ہمارے بھائی ہو اور پڑوسی ہو، ہمارے پاس آ جاؤ۔ یہود کی باتوں سے متاثر ہو کر "رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی مخلص مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں جنگ کرنے سے روکنے لگے اور خوفزدہ کرنے لگے کہ دیکھو اگر ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں نے تم پر قابو پا لیا تو تم میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے، تمہیں محمد (ﷺ)


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

سے کس خیر کی امید ہے اس جنگ کا تو یہ حاصل ہے کہ ہم سب یہیں مقتول ہو جائیں، چلو ہم اپنے یہودی بھائیوں کے پاس چلیں۔ منافقوں کی یہ بات سن کر اہل ایمان کا ایمان اور مضبوط ہو گیا اور ان میں ثواب کی امید اور زیادہ پکی ہو گئی۔ (معالم التنزیل، انوار البیان)

❸ منافقین نے مسلمانوں سے کہا محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی مٹھی بھر ہیں یہ سب ہلاک ہو جائیں گے اس لیے تم ان کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ آجاؤ۔ (روایت کے الفاظ میں "اکلۃ رأس" کا لفظ آیا ہے جس کا معنی ہے یہ لوگ اتنے تھوڑے سے ہیں کہ (کسی جانور کا) ایک سر ان سب کے کھانے کے لیے کافی ہو سکتا ہے، یہ لفظ تعداد کی کمی بتانے کے لیے بولا جاتا ہے)

انهم المنافقون، قالوا للمسلمين: ما محمد واصحابه الا اكلة رأس وهو هالك ومن معه فهلم الينا (القرطبی)

## آسان تفسیر

اور اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کو جانتا ہے جو جہاد سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آجاؤ۔

لِاِخْوَانِهِمْ بھائیوں سے مراد مدینہ منورہ کے باشندے ہیں یعنی ہمارے پاس آجاؤ محمد (ﷺ) کا ساتھ چھوڑ دو ان کے ساتھ مل کر جنگ نہ کرو ہم کو تمہارے مارے جانے کا اندیشہ ہے۔

عائق موڑ دینے والا عوق پھیر دینا عائق سے مراد ہوتا ہے خیر سے روکنے والا یہاں اَلْمُعَوِّقِيْنَ سے مراد وہ منافق ہیں جو لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے اور آپ کے ہمراہ رہنے سے روکتے تھے، قتادہؒ نے کہا یہ لوگ منافق تھے جو انصار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے سے روکتے تھے اور اپنے بھائی بندوں سے کہتے تھے محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی گوشت (کی طرح) ہیں ابوسفیان اور اس کے ساتھی ان کو لقمہ بنالیں گے، یہ شخص تو تباہ ہونے ہی والا ہے اس کو چھوڑ دو (نعوذ باللہ)

وَلَا يَأْتُوْنَ الْبَأْسَ اِلَّا قَلِيْلًا یہ منافقین لڑائی میں شریک نہیں ہوتے مگر بہت کم۔ بعض اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ یہ آیت منافقوں کے کلام کا حصہ ہے مطلب یہ ہے کہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی "جنگ خندق" زیادہ دیر جاری نہیں رکھ سکیں گے اور لڑائی میں تھوڑی ہی دیر ٹک سکیں گے۔

(جس طرح اس زمانے کے مغرب پرست دانشور مجاہدین کے بارے میں یہی پیشین گوئی کرتے رہتے ہیں کہ وہ اتحادی فوجوں کے مقابلے میں زیادہ دیر نہیں لڑسکیں گے)

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ تمہارے حق میں سخت بخیل ہیں۔ یعنی تمہاری مدد کرنے یا اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرنے یا تمہاری فتح یا مال غنیمت حاصل ہو جانے کے معاملہ میں بڑے بخیل ہیں۔ یعنی تمہاری مدد اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا نہیں چاہتے اور تمہاری فتح ان کو گوارا نہیں ہے اشحۃ...... شحیح کی جمع ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ

پھر جب وہ خوف دور ہو جاتا ہے تو تم کو تیز تیز زبانوں سے طعنے دیتے ہیں۔

❶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تمہاری تنقیص (توہین) کرتے ہیں اور تمہاری غیبت کرتے ہیں۔

❷ بعض اہل تفسیر کے نزدیک سَلَقُوكُم سے مراد ہے دکھ پہنچانا یعنی تم کو اذیت پہنچاتے ہیں اور حالت امن میں زبان کے تیر تم پر چلاتے ہیں۔

❸ قتادۃ فرماتے ہیں کہ مال غنیمت کی تقسیم کے وقت تم سے زبان درازی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم لڑائی میں تمہارے ساتھ تھے تم ہم سے زیادہ مال غنیمت کے حقدار نہیں۔

فعند الغنيمة اشح قوم وابسطهم لسانا ووقت البأس اجبن قوم واخوفهم

یعنی غنیمت کی تقسیم کے وقت وہ سب سے زیادہ حریص اور زبان دراز ہوتے ہیں اور جنگ کے وقت سب سے زیادہ بزدل اور خوفزدہ۔

❹ جنگ کے بعد بہت فصیح و بلیغ اونچی اونچی باتیں کر کے اپنی بہادری کے قصے گھڑتے ہیں۔

اى فاذا كان الامن تكلموا كلاما بليغا فصيحا عاليا، وادعوا لانفسهم المقامات العالية فى الشجاعة والنجدة (ابن كثير)

"یعنی آڑے وقت رفاقت سے جی چراتے ہیں، ڈر کے مارے جان نکلتی ہے اور فتح کے بعد آ کر باتیں بناتے اور سب سے زیادہ مردانگی جتاتے ہیں اور مال غنیمت پر مارے حرص کے گرے پڑتے ہیں۔ (قرطبی، طبری، ابن کثیر، حقانی)

## منافقین کی حالت پر ایک شعر

امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

یعنی منافقین میں کوئی خیر نہیں ہے، ان میں بزدلی، جھوٹ اور خیر کی قلت جمع ہے انہی جیسے لوگوں کے بارے میں شاعر نے کہا ہے کہ

"وہ لوگ امن کی حالت میں گدھوں جیسے ہیں، بدزبان اور سخت مزاج اور جنگ میں وہ حائضہ عورتوں کی طرح ہیں۔"

اى ليس فيهم خير قد جمعوا الجبن والكذب وقلة الخير فهم كما قال فى امثالهم الشاعر

افى السلم اعيارا جفاء وغلظة: وفى الحرب أمثال النساء العوارك

اى فى حال المسالمة كانهم الحمر، والاعيار جمع عير وهو الحمار، وفى الحرب كانهم النساء الحيض (ابن كثير)

امن کی حالت میں سختی، بدزبانی اور بدخلقی اور جنگ کی حالت میں نامردی، سستی اور زنانہ پن۔

ایسے بے ایمان لوگوں کے اعمال اللہ پاک نے اکارت فرما دیئے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ آیت ٢٠

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ
خیال کرتے ہیں کہ فوجیں نہیں گئیں اور اگر فوجیں آجائیں تو آرزو کریں کہ کاش

اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَاۗىِٕكُمْ ۭ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ
ہم باہر گاؤں میں جا رہیں تمہاری خبریں پوچھا کریں اور اگر تم میں بھی رہیں

مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ۝٢٠
تو بہت ہی کم لڑیں۔

### خلاصہ

کفار کی فوجیں ناکام واپس جاچکیں ہیں، لیکن ان ڈرپوک منافقوں کو ان کے چلے جانے کا یقین نہیں آتا اور فرض کیجیے کفار کی فوجیں پھر لوٹ کر حملہ کر دیں تو ان کی تمنا یہ ہوگی کہ اب وہ شہر میں بھی نہ ٹھہریں جب تک لڑائی رہے کسی گاؤں میں رہنے لگیں اور وہیں دور بیٹھے آنے جانے والوں سے پوچھ لیا کریں کہ لڑائی کا نقشہ کیسا ہے؟ مسلمانوں کو شکست ہوئی یا نہیں؟ اور اگر یہ گاؤں میں نہ جائیں بلکہ تمہارے درمیان رہیں تب بھی برائے نام قتال میں حصہ لیں گے۔ (مفہوم عثمانی)

### بزدلی کی انتہاء

اکثر مفسرین حضرات نے لکھا ہے کہ ان آیات میں منافقین کی انتہائی بزدلی کو بیان فرمایا گیا ہے کہ کافروں کی فوجیں ناکام ونامراد لوٹ چکی ہیں مگر منافقوں کو ان کے چلے جانے کا یقین نہیں آتا۔ اس میں یہ بات بھی ہوسکتی ہے کہ وہ کافروں کی طاقت کو ناقابل شکست سمجھتے ہیں اور ان کے دل کی خواہش بھی یہی ہوتی ہے کہ کافروں کی فوجیں مخلص مسلمانوں کا صفایا کر دیں اس لیے ان کو یقین نہیں آتا کہ واقعی کافروں کی فوجیں واپس جاچکی ہیں۔ اس زمانے میں بھی کافروں کی اتحادی فوجیں ہر جگہ مسلمان مجاہدین کے سامنے حالت شکست میں ہیں مگر نام کے مسلمان دانشور یہی کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ کافروں نے ابھی تک اپنی طاقت اور ٹیکنالوجی استعمال ہی نہیں کی اور ان کو بالکل شکست نہیں ہوئی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

### اسلام اور منافقین کی صحافت

غزوۂ احزاب میں تو منافقین اچانک پھنس گئے تھے کہ ان کو مدینہ منورہ میں رہنا پڑا لیکن اگر کافروں نے دوبارہ حملہ کیا تو ان کی خواہش ہوگی کہ دور جا کر کسی دیہات میں جا بیٹھیں مگر وہاں بیٹھ کر بھی مسلمانوں کی شکست کی خبروں کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انتظار کرتے رہیں۔

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

**یتحدثون اما هلك محمد واصحابه اما غلب ابوسفیان واحزابه**

یعنی وہاں دیہات میں بیٹھ کر یہ باتیں کرتے رہیں کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے ساتھی ختم ہو گئے (نعوذ باللہ)۔ کیا ابوسفیان اور اس کا لشکر غالب آ گیا؟ (القرطبی)

**وقیل كان منهم في اطراف المدينة من لم يحضر الخندق جعلوا يسئلون عن اخباركم ويتمنون هزيمة المسلمين**

ایک قول یہ بھی ہے کہ کچھ منافقین مدینہ منورہ کے اطراف میں رہتے تھے اور غزوہ خندق میں شریک نہیں ہوئے تھے وہ باہر بیٹھ کر مسلمانوں کی خبریں پوچھتے رہتے تھے اور اس بات کی تمنا رکھتے تھے کہ مسلمانوں کو شکست ہو جائے۔ (القرطبی)

## دو چار پتھر

**وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا**

”اے مسلمانو! یہ منافق اگر تمہارے اندر رہ جائیں تب بھی تمہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتے بس نام کے لیے ذرا سی جنگ کر لیں گے جس سے ریاکاری مقصود ہو گی، ایک دو پتھر پھینک کر کہیں گے کہ ہم نے بھی تو جنگ میں شرکت کی تھی۔“ (انوار البیان)

یعنی کافروں والی تمام حرکتیں کر کے بھی مسلمانوں کی جان نہیں چھوڑتے بلکہ مسلمانوں میں خود کو شمار کرانے کے لیے کچھ نہ کچھ کر لیتے ہیں۔

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

**ای رمیا بالنبل والحجارة على طريق الرياء والسمعة**

یعنی بطور ریاکاری اور دکھاوے کے چند تیر اور پتھر پھینک لیں گے۔ (القرطبی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُورَةُ الأَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا

بے شک تمہارے لیے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ تعالیٰ

اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾

اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتا ہے۔

### خلاصہ

1 میدان جہاد میں ثابت قدم رہنا اور اس معاملے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا ایمان کا تقاضہ ہے۔ پس جس کا ایمان کامل ہوگا وہ جہاد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے ثابت قدم رہے گا۔ اس میں منافقین کو بھی عار دلائی گئی ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود ایمان کے تقاضے پر عمل نہیں کرتے اور جہاد سے منہ موڑتے ہیں۔ (مفہوم بیان القرآن)

### جہاد میں ثابت قدمی کی ترغیب اور مؤثر دعوت

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور آپ کی قربانیوں کو پیش کرکے ایمان والوں کو جہاد میں ثابت قدمی کی دعوت دی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے اس آیت مبارکہ پر مفسرین کرام کی بعض ایمان افروز تقریریں۔

### آپ ﷺ پر ذرہ برابر خوف طاری نہیں ہوا

”مؤمنین کے لیے اس نازک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل نمونہ ہے کہ ذرہ بھر خوف و ہراس طاری نہیں ہوا اور استقامت سے اسلام کی حمایت (یعنی نصرت اور حفاظت) فرمائی اس استقامت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی امداد آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح پائی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار“۔ (حضرت لاہوریؒ)

### قتال فی سبیل اللہ میں ثابت قدم رہ کر آپ ﷺ کی اقتداء کرو

#### اسوۂ حسنہ

اقتداء به فی القتال والثبات فی مواطنه

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو قتال میں اور میدان جنگ میں ثابت قدم رہنے میں۔ (جلالین)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## جہاد میں آپ ﷺ کے استقلال کو دیکھو

"یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو، ان سختیوں میں کیا استقلال رکھتے ہیں، حالانکہ سب سے زیادہ اندیشہ اور فکران ہی پر ہے (یعنی کفار کا اصل نشانہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان سب سے زیادہ قیمتی تھی اور سب سے زیادہ بوجھ اور مشقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی تھی) مگر مجال ہے پائے استقامت ذرا جنبش کھا جائے جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ملنے اور آخرت کا ثواب حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں اور کثرت سے خدا کو یاد کرتے ہیں ان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات منبع البرکات بہترین نمونہ ہے۔ چاہیے کہ ہر معاملہ، ہر ایک حرکت وسکون اور نشست وبرخاست میں ان کے نقش قدم پر چلیں اور ہمت واستقلال وغیرہ میں ان کی چال سیکھیں۔" (عثمانی)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو، ان سختیوں میں کیا استقلال رکھتا ہے، سب سے زیادہ محنت اور اندیشہ اس پر ہے۔ (موضح القرآن)

## آپ ﷺ کا مثالی جہاد

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ غزوۂ احزاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد کی پیروی کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت، میدان جنگ میں مضبوطی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رباط، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشقتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ سے اس بات کا امیدوار رہنا کہ وہ اچھے حالات لائے گا۔ ان تمام امور میں مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں۔

ولهذا امر تبارك وتعالىٰ الناس بالتأسي بالنبي صلى الله عليه وسلم يوم الاحزاب في صبره ومصابرته ومرابطته ومجاهدته وانتظاره الفرج من ربه عزو جل، صلوٰت الله وسلامه عليه دائما الى يوم الدين. (تفسیر ابن کثیر)

## جہاد میں آپ ﷺ کی قربانیاں

"اُسْوَةٌ معنی قدوۃ یعنی وہ طریقہ جس کی اقتدا کی جائے، اس جگہ مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں تمہارے لیے خصائل حمیدہ موجود ہیں جو تمہارے لیے واجب العمل ہیں، مثلاً لڑائی میں ثابت قدم رہنا اور شدائد کو برداشت کرنا۔ یا یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مقتدا ہیں، تمہارے لیے ان کی اقتداء ہی مناسب ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اُسْوَةٌ ایتساء سے مشتق ہے یعنی تم لوگوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اچھی ہمدردی کرنا لازم ہے، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی مدد کی تم بھی ویسی ہی دین کی مدد کرتے رہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت جنگ میں شہید ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا شہید ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں، مگر انہوں نے ہر دکھ پر صبر کیا اور تمہاری ہمدردی کی، لہٰذا تم بھی ان کی


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طرح مصائب وشدائد پر صبر رکھو اور ان سے ہمدردی کرو اور ان کے طریقہ پر چلو۔

فلقد شج وجهه، وكسرت رباعيته، وقتل عمه حمزةُ وجاع بطنه ولم يلف الا صابرا محتسبآ وشاكرا وراضيا. (مظهری، قرطبی)

## ہمت اور شجاعت آپ ﷺ کی اتباع سے حاصل ہوتی ہے

''ہمت اور شجاعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوتی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں، البتہ تحقیق تمہارے لیے رسول خدا کے اندر عمدہ نمونہ ہے کہ دیکھو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان سختیوں میں کیسے ثابت قدم رہے حالانکہ سب سے زیادہ اندیشہ اور خطرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی تھا، مگر ان سختیوں اور مصیبتوں میں ثابت قدم رہے، اہل ایمان کو چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں''۔ (معارف القرآن کاندھلوی)

## آپ ﷺ سے زیادہ کون پیارا ہے؟

''آگے ثبات فی الحرب (یعنی جہاد میں ثابت قدمی) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتداء واتباع کا مقتضائے ایمان ہونا بیان فرماتے ہیں، تاکہ منافقین کی تعییر ہو، (یعنی ان کو عار دلایا جائے) کہ باجود دعوائے ایمان اس کے مقتضا سے تخلف کیا اور مخلصین کی تبشیر ہو کہ یہ لوگ البتہ (یعنی یقینا) مصداق لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ الخ کے ہیں پس ارشاد فرماتے ہیں کہ تم لوگوں کے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو یعنی مؤمن کامل ہو یَرْجُوا میں مبدأ ومعاد کا اعتقاد آگیا اور ذکر اللہ میں سب طاعتیں آگئیں غرض ایسے شخص کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی (جہاد میں) شریک رہے تو آپ سے زیادہ کون پیارا ہے کہ وہ اقتداء نہ کرے اور اپنی جان بچائے پھرے۔ (بیان القرآن)

## صرف دعویٰ کرنے سے کام نہیں چلتا

''غزوۂ احزاب میں بھی سب کو وہی کرنا لازم تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، کسی کو اپنی جان بچا کر چلے جانا درست نہیں تھا۔ اس میں اہل ایمان کو تعلیم فرمادی کہ جیسے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور اتباع کیا اسی طرح آئندہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو اپنے لیے اسوۂ حسنہ یعنی عملی زندگی کا نمونہ بنائیں، جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور یوم آخرت کی پیشی کا یقین رکھتے ہیں انہیں ایسا ہی ہونا چاہیے، مؤمنین کی تعلیم وتلقین کے ساتھ ہی منافقین پر تعریض بھی ہے جنہوں نے ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود راہ فرار کو پسند کیا اور لوگوں کو غزوہ کی شرکت سے روکا۔ بات یہ ہے کہ صرف دعویٰ کچھ کام نہیں دیتا، جب کسی کام کا دعویٰ کرے تو اسکو سچا کر دکھائے۔ منافقین دنیاوی مصالح کی بناء پر ایمان کا دعویٰ تو کر بیٹھے جب آزمائش آئی تو وعدہ کو نبھاہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہ سکے، ان کا اعمال واقوال سے جھوٹا ہونا صاف طریقے پر واضح ہو گیا"۔ (انوار البیان)

## آپ ﷺ نے اپنی جان مبارک سے جہاد کیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر ایک عظیم صفت ہے جس کا حق ہے کہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جائے۔ وہ صفت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی جان سے جہاد کیا (یعنی جہاد میں اپنی جان اور اپنا مال لگایا) او فیه خصلة من حقها ان يؤتسیٰ بها حيث قاتل بنفسه (المدارک)

## بغیر جہاد اتباعِ سنت کا دعویٰ؟

آیت مبارکہ کا مفہوم حضرات مفسرین کی عبارتوں کی روشنی میں واضح ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ جہاد میں شرکت، جہاد میں ثابت قدمی اور جہاد میں قربانی یہ سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ، طریقہ اور سنتیں ہیں۔ پس وہ لوگ جنہوں نے جہاد کو سراسر اپنی زندگیوں سے نکال دیا ہے اور وہ اتباعِ سنت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں وہ اس آیت مبارکہ پر غور فرمائیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَةُ الْأَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۲۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

اور جب مومنوں نے فوجوں کو دیکھا تو کہا یہ وہ ہے جس کا ہم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا اور

وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا اور اس سے ان کے ایمان اور فرمانبرداری میں ترقی ہوگئی۔

### خلاصہ

پکے مسلمانوں نے جب دیکھا کہ کفر کی فوجیں اکٹھی ہو کر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑی ہیں تو بجائے مذبذب یا پریشان ہونے کے اُن کی اطاعت شعاری کا جذبہ اور اُن کا یقین اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ پر اور زیادہ بڑھ گیا۔

وہ کہنے لگے کہ یہ تو وہی منظر ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے دے رکھی تھی اور جس کے متعلق اُن کا وعدہ ہو چکا تھا جیسا کہ سورۃ بقرۃ میں فرمایا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ (بقرۃ ۲۱۴)

(ترجمہ: کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ تمہیں وہ حالات پیش نہیں آئے جو اُن کو پیش آئے جو تم سے پہلے ہو گزرے انہیں سختی اور تکلیف پہنچی اور ہلا دیے گئے یہاں تک کہ رسول اور جو اُن کے ساتھ ایمان لائے تھے بول اُٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب ہوگی سنو بے شک اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہے)

اور سورۃ ص میں جو کہ پہلے فرمایا تھا:

جند ما هنالك مهزوم من الأحزاب (ص)

ترجمہ: وہاں اُن کے لشکر شکست پائیں گے (حقانی)

### وعدہ کونسا؟

ایمان والوں نے جب کفار کے "اتحادی لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی ہے جس کا ہم سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا تھا تو اس سے مراد کونسا وعدہ ہے؟

❶ یہ وہ وعدہ ہے جس کا تذکرہ سورۃ بقرۃ آیت ۲۱۴ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ الخ میں ہے کہ مسلمانوں پر سخت آزمائش آئے گی مگر آخر میں اللہ تعالیٰ کی نصرت اُن کی مدد کے لیے پہنچ جائے گی یہ حضرت قتادہؒ کا قول ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یرید قوله تعالیٰ فی سورة البقرة ﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ (البقرۃ ۲۱۴) فلما رأوا الاحزاب یوم الخندق قالوا هذا ما وعدنا الله ورسوله قاله قتادة (القرطبی)

❷ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا تھا کہ کافروں کے متعدد لشکر نو یا دس راتوں میں تم تک پہنچنے والے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا صحابہ کرام نے جب ان اتحادی لشکروں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے وقت پر پہنچے دیکھا تو کہا کہ یہ وہی ہے جس کا ہم سے وعدہ فرمایا گیا تھا۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے وعن ابن عباس رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لا صحابه ان الأحزاب سائرون الیکم فی آخر تسع لیال او عشر فلما رآوهم قد اقبلوا للمیعاد قالوا ذاك (المدارک)

حضرت شاہ صاحبؒ نے بھی یہی دو اقوال تحریر فرمائے ہیں:

”وعدہ اللہ تعالیٰ کا یہی کہ فرمایا تھا تکلیف پاؤ گے کافروں کے ہاتھ سے آخر تم کو غلبہ ہے اور یہ بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا آٹھ دس دن میں تم پر فوجیں آتی ہیں“ (موضح القرآن)

❸ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو فتوحات کی جو بشارتیں دی تھیں وہ مراد ہیں (قرطبی، کبیر)

## آزمائش اور امتحان کا وعدہ تھا

”مؤمنین صحابہؓ کی تعریف فرمائی کہ جب انہوں نے کافروں کے گروہوں کو دیکھ لیا کہ وہ باہمی مشورے کر کے آ گئے ہیں تو انہوں نے یوں کہا ﴿هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ﴾ یہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا تھا...... یعنی اہل ایمان کی جانچ اور امتحان کا جو قرآن کریم میں کئی جگہ ذکر ہے اسی میں کا ایک یہ امتحان وابتلاء ہے، دشمنوں کی آمد اہل ایمان کے لیے ایمان میں اضافہ کا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو زیادہ بشاشت کے ساتھ تسلیم کرنے کا سبب بن گئی، سورۃ بقرۃ میں امتحان کا ذکر فرمایا ہے ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ﴾ (۱۵۵) (الآیہ) اور سورۃ آل عمران میں فرمایا ہے: ﴿اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (۱۴۲) اور سورۃ عنکبوت میں فرمایا ہے ﴿اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ﴾ ② اور فرمایا ﴿وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ﴾ ⑪ ان آیات میں واضح طور پر بیان فرما دیا ہے کہ اہل ایمان کا امتحان ہوگا اور مؤمنین ومنافقین الگ الگ پہچان لیے جائیں گے (انوار البیان)

## منافقین سے برعکس

منافقین نے کہا تھا کہ ﴿مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا﴾ کہ ہمارے ساتھ دھوکے کا وعدہ ہوا ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے برعکس ایمان والوں نے فرمایا کہ هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ کہ ہم نے تمام وعدوں کو سچا پایا ہے۔ دراصل خوف کے وقت منافق کو اپنی جان کی پڑ جاتی ہے کہ اسے کس طرح سے بچائے جبکہ مومن کو اس وقت بھی اپنے ایمان کی فکر پڑی رہتی ہے کہ اس وقت ایمان کا تقاضا کیا ہے۔

حضرت کاندھلویؒ لکھتے ہیں کہ:

”اب آگے ان منافقین کے مقابلہ میں مومنین مخلصین کے صدق اور اخلاص کا ذکر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اسلام کو یہ خبر دی تھی کہ احزاب یعنی کفار کے لشکر تم پر چڑھ کر آئیں گے جس سے تم پر کام سخت ہو جائے گا لیکن بالآخر تم ہی ان پر فتح پاؤ گے چنانچہ فرماتے ہیں اور جب مومنین مخلصین نے احزاب یعنی کفار کے لشکروں کو آتے دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی شئے ہے جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ اور رسول نے سچ کہا تھا اور احزاب کے دیکھنے سے ان کے ایمان اور تسلیم میں اور ترقی ہوگئی یعنی ان کا یقین بڑھ گیا اور فرمانبرداری اور جانثاری اور زیادہ ہوگئی اور کہنے لگے کہ یہ تو وہی بات ہے جس کی ہم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی سے خبر دے دی تھی آج ہم نے اس کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیا“ (معارف القرآن کاندھلوی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۲۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ

ایمان والوں میں سے ایسے آدمی بھی ہیں جنہوں نے اللہ تعالی سے جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا پھر ان میں

مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾

سے بعض تو اپنا کام پورا کر چکے اور بعض منتظر ہیں اور عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

### خلاصہ

منافقین نے جو عہد کیا تھا جیسا کہ (آیت ۱۵ میں) گزر چکا ہے اُسے توڑ کر بے حیائی کے ساتھ میدان جنگ سے ہٹ گئے اُن کے برعکس کتنے پکے مسلمان ہیں، جنہوں نے اپنا عہد و پیمان سچا کر دکھلایا۔ بڑی سختیوں کے وقت دین کی حمایت اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹایا، اللہ و رسول کو جو زبان دے چکے تھے، پہاڑ کی طرح اس پر جمے رہے۔ اُن میں سے کچھ تو وہ ہیں جو اپنا ذمہ پورا کر چکے ہیں، یعنی جہاد میں جان دے دی جیسے شہدائے بدر و اُحد جن میں سے حضرت انس بن النضر رضی اللہ عنہ کا قصہ بہت مشہور ہے اور بہت سے مسلمان وہ ہیں جو نہایت اشتیاق کے ساتھ موت فی سبیل اللہ کا انتظار کر رہے ہیں کہ کب کوئی معرکہ پیش آئے جس میں ہمیں بھی شہادت کا مرتبہ نصیب ہو، بہر حال دونوں قسم کے مسلمانوں نے (جو اللہ تعالی کی راہ میں جان دے چکے اور جو مشتاقِ شہادت ہیں) اپنے عہد و پیمان کی پوری حفاظت کی اور اپنی بات سے ذرہ بھر نہیں بدلے (عثمانی)

### فائدہ

حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا ھذا ممن قضی نحبہ (یہ اُن میں سے ہیں جو اپنا ذمہ پورا کر چکے) گویا اُن کو اسی زندگی میں شہید قرار دے دیا۔ یہ وہ بزرگ ہیں جو جنگ احد میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے اپنے ہاتھ پر تیر روکتے رہے حتی کہ ہاتھ شل ہو کر رہ گیا رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ (عثمانی)

### شان نزول

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

نذر رجال من الصحابة انهم اذا لقوا حربًا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثبتوا وقاتلوا حتى يستشهدوا وهم عثمان بن عفان و طلحه وسعيد بن زيد وحمزة ومصعب وغيرهم

یعنی صحابہ کرام میں سے بعض حضرات نے اس بات کا عہد کیا تھا کہ جب بھی انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کا موقع ملا تو وہ شہادت پانے تک ثابت قدمی سے لڑتے رہیں گے یہ عہد حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت طلحہ، حضرت سعید بن زید، حضرت حمزہ اور حضرت مصعب بن عمیر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا تھا۔ (المدارک، کشاف)

## نذر اور موت

قَضٰى نَحْبَهٗ ...... نحب کے معنی نذر کے بھی آتے ہیں اور موت کے بھی

قال بعضهم اجله وقال البخاري عهده وهو يرجع الى الاول (ابن کثیر)

دونوں کا مقصد ایک ہی ہے...... یعنی ان میں سے بعض نے اپنی نذر پوری کردی کہ شہید ہوگئے یا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے بعض شہید ہو چکے ہیں اس طرح سے انھوں نے اپنا عہد پورا کر دیا ہے۔

تفسیر مظہری میں ہے:

پس ان میں سے کچھ لوگوں نے تو اپنی نذر پوری کردی اور عہد کو کامل طور پر پورا کر دیا اب کئے ہوئے وعدہ کا کوئی بار اس پر باقی نہیں رہا مطلب یہ ہے کہ اس نے جہاد و طاعت پر صبر کیا (یعنی ڈٹا رہا) یہاں تک کہ شہید ہو گیا یا مر گیا نَحْبَ کا معنی نذر بھی ہے موت بھی قَضٰى نَحْبَهٗ اس نے اپنی میعاد زندگی پوری کر لی یعنی مر گیا نحب اگر بمعنی موت لیا جائے تو یہ مطلب ہوگا کہ اس نے اپنا عہد پورا کر دیا اور اسی حالت میں اس کی موت آگئی جیسے حضرت حمزہؓ وغیرہ تھے (مظہری)

## ایک ایسے دن کا انتظار جس میں جہاد ہو

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ اور کچھ ان میں سے انتظار کر رہے ہیں۔

امام مجاہدؒ فرماتے ہیں:

وہ ایک ایسے دن کا انتظار کر رہے ہیں جس میں جہاد ہو اور وہ اس میں اپنی نذر پوری کریں یعنی لڑتے ہوئے شہید ہو جائیں۔ وقال مجاهد ينتظر يوما فيه جهاد فيقضي نحبه (البحر المحیط)

## خاص الخاص ایمان والوں کا تذکرہ

بیان القرآن وغیرہ میں ہے کہ اس آیت میں خاص الخاص ایمان والوں کا تذکرہ ہے۔ یہ حضرات جہاد و شہادت کا خاص شوق اور جذبہ رکھتے تھے۔ ملاحظہ فرمایئے اس کے مطابق ایک عبارت:

”اب بعض خاص الخاص مؤمنین صادقین کا حال ذکر کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں منجملہ ان مؤمنین مخلصین میں کچھ ایسے مردانِ خدا بھی ہیں کہ جنہوں نے سچ کر دکھایا اس بات کو جس کا انھوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا جیسے انس بن النضر رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء جو اتفاق سے غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے تو ان کو اس کا بہت افسوس ہوا کہ میں پہلے غزوہ میں لڑائی سے غائب رہا اور کہنے لگے کہ اگر خدا تعالیٰ نے پھر کافروں سے جہاد کا موقع دیا تو خدا دیکھ لے


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا کہ میں اسکی راہ میں کیا کرتا ہوں پھر ان معاہدین کی دو قسمیں ہوگئیں بعضے تو وہ ہیں جو اپنی نذر کو پوری کر چکے اور خدا کی راہ میں جانبازی اور سرفروشی دکھلا کر شہید ہوگئے جیسے انس بن النضرؓ اور مصعب بن عمیرؓ اور حمزہؓ یہ لوگ تو وہ ہیں، جنہوں نے اپنے عہد کی وفا کی اور اپنی نذر سے فارغ ہوئے اور بعضے ان میں سے وہ ہیں جو وقت کے منتظر ہیں جیسے عثمانؓ اور طلحہؓ کہ ابھی شہید نہیں ہوئے مگر شہادت کے مشتاق ہیں اور انہوں نے ذرہ برابر اپنا عہد بدلا نہیں اپنے عہد پر قائم ہیں، اپنی بات سے پھرے نہیں ان لوگوں نے اپنے عہد کو نہ توڑا اور نہ بدلا اہل صدق اور اہل وفا کا یہی حال ہوتا ہے بخلاف منافقین کے کہ وہ اپنے عہد پر قائم نہیں رہتے جیسا کہ منافقین کے بیان میں گزر چکا ہے۔

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ (الایہ) (معارف القرآن کاندھلوی)

## آسان تفسیر

”اس کے بعد اُن مؤمنین کا تذکرہ فرمایا جنہوں نے ایمان والے عام عہد اور اقرار کے علاوہ بھی کچھ عہد زائد کیا تھا، اُن کے لیے فرمایا کہ بعض نے تو اپنی نذر پوری کر دی یعنی معاہدے کے مطابق جہاد میں شرکت کر کے شہید ہوگئے اُن کے بارے میں فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ فرمایا اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو ابھی انتظار میں ہیں کہ جب موقع ہوگا اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیں گے۔

یہاں مفسرین کرام نے ایک اور واقعہ نقل کیا ہے (یہ واقعہ بخاری و مسلم میں موجود ہے) جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میرے چچا انس بن النضر رضی اللہ عنہ غزوہ بدر کی شرکت سے رہ گئے تھے انہوں نے کہا یارسول اللہ: آپ کا مشرکین سے جنگ کرنے کا یہ پہلا موقع تھا میں جس میں شریک نہیں ہوا اب اگر اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے جنگ کرنے کا موقع دیا تو میں جان جوکھوں میں ڈال کر دکھا دوں گا، جب غزوہ احد کا موقع آیا تو یہ اس میں شریک ہوگئے اور مسلمانوں کو جب ظاہری شکست ہوگئی تو بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ ایمان والوں نے جو کچھ کیا میں اس کی معذرت پیش کرتا ہوں اور مشرکین نے جو کچھ کیا میں اُس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں، یہ کہہ کر آگے بڑھے مشرکین کی طرف جا رہے تھے کہ راستہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی اور اُن سے کہا میرے رب کی قسم! مجھے اُحد کے ورے جنت کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے اس کے بعد لڑتے لڑتے شہید ہوگئے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اُن کی نعش ملی تو چونکہ مشرکین نے اُن کے ناک کان کاٹ دیئے تھے...... اس لیے انگلیوں کے پوروں سے اُنکی بہن نے انہیں پہچانا۔ شمار کیا تو دیکھا کہ اُن کے جسم پر اسّی سے کچھ اوپر تلوار، نیزہ اور تیر کے زخم تھے، ہم سمجھ رہے تھے کہ یہ آیت یعنی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ حضرت انس بن نضر اور اُن جیسے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی (ذکرہ البغوی فی معالم التنزیل ص۵۲۰ ج۳ وذکرہ البخاریؒ فی کتاب التفسیر من جامعہ ص۷۰۵ ج۲ قال انس بن مالك نرىٰ هذه الايه نزلت في انس بن نضر)


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا کہ یہ آیت انس بن نضرؓ اور اُن جیسے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ان اصحاب کے اسمائے گرامی جو مفسرین نے لکھے ہیں ان میں سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبد المطلب اور حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم ہیں، بعض روایات میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو یہ بات پسند کرے کہ کسی ایسے شخص کو زمین پر چلتا پھرتا دیکھے جس نے اپنی نذر پوری کردی ہو تو طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھے (معالم التنزیل)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ غزوہ اُحد اور غزوہ احزاب میں شہید نہیں ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ کا مصداق بتایا، کیوں کہ انہوں نے غزوہ اُحد کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں کے تیروں سے اپنے ہاتھ کے ذریعے بچایا تھا، یعنی ڈھال کی جگہ اپنے ہاتھوں سے کام لیا تھا، جس کی وجہ سے اُن کا ہاتھ شل ہو گیا تھا، اور اُن کے جسم میں ستر سے کچھ اوپر زخم آگئے تھے، اپنی طرف سے تو انہوں نے نذر پوری کردی تھی اور شہید ہونے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، یہ دوسری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندگی دی اور جنگ جمل کے موقع پر ۳۶ھ میں شہید ہوئے، صحابہ کرامؓ کے دشمن ذرا غور تو کریں کہ انہوں نے کیسی کیسی قربانیاں دی ہیں۔ (انوار البیان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُوْرَۃُ الْاَحْزَابِ مَدَنِیَّۃٌ — آیت ۲۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ

تاکہ اللہ تعالیٰ سچوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے اور اگر چاہے تو منافقوں کو عذاب دے یا

شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۲۴

ان کی توبہ قبول کرے بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

## خلاصہ

1. غزوہ احزاب کی ایک حکمت کا بیان
2. جہاد کی ایک حکمت کا بیان
3. اللہ تعالیٰ کے حکم کو مان کر جہاد کرنے والے سچے ہیں، ان صادقین کو ان کے صدق کا بدلہ ملے گا
4. اللہ تعالیٰ کی مرضی کہ وہ منافقین کو عذاب دے یا توبہ کی توفیق دے کر بخش دے وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

## جہاد کی حکمت کا بیان

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

ای امر اللہ بالجهاد لیجزی الصادقین فی آلاخرة بصدقهم الخ

یعنی اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیا تاکہ سچوں کو آخرت میں اُن کے سچ کا بدلہ دے اور منافقین کو چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو توبہ کی توفیق دے۔ (القرطبی)

یعنی جہاد کے ذریعے سچے مخلص مسلمان اور منافقوں کے درمیان امتیاز ہو جاتا ہے۔ جنھوں نے صدق دل سے اسلام قبول کیا ہوتا ہے وہ جہاد میں نکل کھڑے ہوتے ہیں اور جن کا اسلام زبانی ہوتا ہے تو جہاد کے موقع پر اُن کا نفاق کھل جاتا ہے۔

## غزوۂ احزاب کی حکمت کا بیان

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

”آگے اس غزوہ کی ایک حکمت بیان فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ اس لیے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ سچے مسلمانوں کو اُن کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے چاہے اُن کو (نفاق سے) توبہ کی توفیق دے کیونکہ ایسے مصائب اور حوادث میں مخلص اور متصنع متمیز ہو جاتا ہے۔“ (بیان القرآن)

”اب آئندہ آیت میں اس غزوہ کی حکمت بیان کرتے ہیں کہ یہ غزوہ منجانب اللہ ابتلاء اور امتحان تھا جس کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مقصود یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مخلصین صادقین کو اُن کے صدق اور اخلاص کی جزا دے اور منافقوں اور جھوٹوں کو عذاب دے اگر چاہے کہ وہ نفاق پر مریں یا اُن کو توبہ کی توفیق دے اگر چاہے کہ اُن کی مغفرت کرے یہ سب لوگ اللہ تعالیٰ کی زیر مشیت ہیں بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا ہے اور مہربان ہے کہ جسکو چاہتا ہے توبہ کی توفیق عطاء کر کے اس کی مغفرت کر دیتا ہے (معارف القرآن کاندھلوی)

## عہد پورا کرنے والے سچے

بعض مفسرین کے نزدیک اس آیت کا تعلق اس سے پچھلی آیت کے ساتھ ہے..... مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے جہاد میں ثابت قدمی کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہوا اپنا عہد پورا کیا وہ لوگ سچے ہیں اُن کو اللہ تعالیٰ بدلہ عطاء فرمائے گا..... تفسیر مظہری میں ہے۔

صدق سے مراد عہد کا پورا کرنا ہے (مظہری)

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ بوفائهم العهد

یعنی جن لوگوں نے اپنا عہد پورا کر کے اپنے سچے ہونے کا ثبوت دیا اللہ تعالیٰ اُن کو بدلہ عطاء فرمائے گا (المدارک)

حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

وعدوں کو سچا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائے گا اور منافقین کو اگر چاہے تو سزا دے اور چاہے تو معاف فرمائے اور توبہ کی توفیق دے (حضرت لاہوریؒ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُوْرَةُ الْأَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۚ وَكَفَى اللّٰهُ

اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے غصہ میں بھرا ہوا لوٹایا انہیں کچھ بھی ہاتھ نہ آیا اور اللہ تعالیٰ

الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾

نے مسلمانوں کی لڑائی اپنے ذمہ لے لی اور اللہ طاقت ور غالب ہے۔

## خلاصہ

1. غزوہ احزاب کا انجام..... کفار کو ناکامی ہوئی اور مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی۔
2. کافر مسلمانوں کے خلاف جس غیظ اور غصے سے بھرے ہوئے آئے تھے اللہ تعالیٰ نے اسی کے ساتھ انکو ناکام لوٹا دیا۔
3. اللہ تعالیٰ اس لڑائی میں خود مسلمانوں کی طرف سے کافی ہوگیا اور مسلمانوں کو عمومی جنگ نہیں کرنی پڑی
4. اللہ تعالیٰ قوی اور غالب ہے اس کے لیے یہ سب کچھ کرنا کچھ بھی دشوار نہیں

## آسان تفسیر

"اب اس غزوہ کے انجام اور آخری حالت کو بیان کرتے ہیں..... اور اس لڑائی کا انجام یہ ہوا کہ بیس پچیس روز بعد ان تمام کافر جماعتوں کو جو مدینہ پر چڑھ کر آئی تھیں اللہ تعالیٰ نے انکو ان کے غیظ سمیت بے نیل مرام (یعنی مقصد حاصل کیے بغیر) واپس کر دیا۔ یعنی جس طرح غصہ میں بھرے ہوئے آئے تھے، اسی طرح غصہ میں بھرے ہوئے واپس ناکام واپس ہوگئے اور دل کی بھڑاس نہ نکال سکے اور کسی بھلائی کو نہیں پہنچ سکے اور اللہ تعالیٰ نے "بادصبا" اور فرشتوں کے ذریعہ اہل ایمان سے لڑائی کی کفایت فرمائی کہ بغیر لڑائی کے مسلمانوں کو فتح اور نصرت عطا کی اور بلا جنگ وجدال کے دشمنوں کو ان کے بلاد سے نکال باہر کیا اور اس آیت وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ میں اشارہ اس طرف ہے کہ اب مسلمانوں اور قریش کے درمیان لڑائی ختم ہوئی، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ احزاب کی واپسی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آلان تغزوهم ولا يغزوننا (بخاری)

اب ہم مشرکین عرب پر چڑھ کر جائیں گے اور ان پر حملہ آور ہوں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر چڑھ کر گئے اور مکہ مکرمہ فتح کیا..... اور اسطرح کافروں کی جماعتوں کو ہٹا دینے اور بھگا دینے کو عجیب نہ سمجھو کیونکہ اللہ تعالیٰ زور آور زبردست ہے اُسے یہ کام کوئی دشوار نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی حول اور قوت سے ان کو اس طرح خائب وخاسر پھیر دیا۔" (معارف القرآن کاندھلوی)

## تین چیزوں سے نصرت

یہ بہت بڑا حملہ تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی نصرت فرمائی تو کفار کا متحدہ لشکر واپس لوٹ گیا اور ہمیشہ کے لیے حوصلہ بھی ہار گیا...... امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت تین چیزوں کے ذریعے ہوئی ❶ فرشتے ❷ تیز ہوا یعنی سرد آندھی ❸ رعب۔

پہلی دو چیزوں نے متحدہ لشکر کو اکھاڑ پھینکا اور رعب کی وجہ سے بنو قریظہ کے یہودی اپنے قلعوں میں بند ہوگئے

بأن ارسل عليهم ريحا و جنودا حتى رجعوا و رجعت بنو قريظة الى صياصيهم فكفى امر قريظة بالرعب (القرطبی)

## فرشتوں کے اسلحے کی جھنکار

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب محاذ جنگ سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کافی گرد وغبار تھا، حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا پانی لے آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک دھونے لگیں، اتنے میں جبرئیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور فرمایا آپ نے اسلحہ اتار دیا جبکہ آسمان والوں (یعنی فرشتوں نے) ابھی تک نہیں اتارا میں مشرکین کے لشکر کا مسلسل پیچھا کرتا رہا یہاں تک کہ ان کو "مقام روحا" سے آگے تک چھوڑ آیا ہوں، پھر فرمایا بنو قریظہ کی طرف تشریف لے چلیے...... ابو سفیان بتاتے تھے کہ واپسی پر میں مسلسل اپنے پیچھے اسلحے کی جھنکار سن رہا تھا یہاں تک کہ میں "روحا" سے آگے نکل گیا۔

وأصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم فعاد الى المدينة وبه من الشعث ماشاء الله، فجاءته فاطمة بغسول فكانت تغسل راسه فاتاه جبريل فقال "وضعت السلاح ولم تضعه اهل السماء" مازلت اتبعهم حتى جاوزت بهم الروحاء ثم قال انهض الى بني قريظه وقال ابو سفيان مازلت أسمع قعقعة السلاح حتى جاوزت الروحا (القرطبی)

## تقریر دلپذیر

امام ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں جو دلپذیر تقریر فرمائی ہے اس کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں:

❶ اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر تیز ہوا اور "جنود الٰہیہ" (الٰہی لشکر) بھیج کر ان کو مدینہ منورہ سے ہٹا دیا اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین نہ ہوتے تو یہ ہوا اس لشکر کو ویسے کاٹ پھینکتی جس طرح قوم عاد کو منحوس ہوا نے کاٹ ڈالا تھا

❷ یہ کفار و مشرکین دنیا و آخرت کی خیر سے محروم رہے بلکہ دنیا و آخرت کی ذلت اور خسارہ ان کا مقدر رہا

❸ مسلمانوں کو نہ تو کافروں سے عمومی جنگ کرنی پڑی اور نہ آمنے سامنے کا مقابلہ ہوا اللہ تعالیٰ خود ہی اکیلے ان کے لیے کافی ہوگیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

**لا الٰہ الا اللہ وحدہ، صدق وعدہ، ونصر عبدہ واعز جندہ، وھزم الاحزاب وحدہ فلا شئی بعدہ (بخاری)**

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اُس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اپنے لشکر کو عزت دی اور اکیلے تمام لشکروں کو شکست دی، اُس کے بعد کوئی نہیں۔

④ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے غزوہ احزاب میں یہ دعا فرمائی

**اللھم منزل الکتاب، سریع الحساب، اھزم الاحزاب، اللّٰھم اھزمھم وزلزلھم**

اے پروردگار، کتاب کو نازل فرمانے والے، جلدی حساب لینے والے، ان لشکروں کو شکست دے اے اللہ ان لشکروں کو شکست دے اور انہیں ہلا دے (بخاری، مسلم)

(آج کل جب کہ کفار و مشرکین کے اتحادی لشکر امت مسلمہ پر حملہ آور ہیں مسلمانوں کو اس دعا کا اہتمام کرنا چاہیے)

⑤ **وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ** اس میں یہ بھی اشارہ تھا کہ اب قریش کے ساتھ جنگ کا خاتمہ ہے وہ اب کبھی حملہ نہیں کر سکیں گے بلکہ مسلمان اُن پر حملہ آور ہوں گے (تفسیر ابن کثیر)

## فائدہ

امام ابوحیانؒ نے تفسیر البحر المحیط میں **وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ** کے کئی معنی لکھے ہیں اور غزوہ احزاب میں شہید ہونے والے چھ مسلمانوں اور قتل ہونے والے چار مشرکوں کا بھی تذکرہ کیا ہے اور عمرو بن عبدودؔ کے قتل کا واقعہ بھی لکھا ہے شائقین طلبہ علم ملاحظہ فرمالیں۔

## اللہ تعالیٰ کی قوت کے سامنے کون ٹھہر سکتا ہے

”یعنی کفار کا لشکر ذلت و ناکامی سے پیچ و تاب کھاتا اور غصہ سے دانت پیستا ہوا میدان چھوڑ کر واپس ہوا، نہ فتح ملی نہ کچھ سامان ہاتھ آیا...... ہاں عمرو بن عبدود جب اُن کا نامور سوار جسے لوگ ایک ہزار سواروں کے برابر گنتے تھے اس لڑائی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے کھیت رہا (یعنی ہلاک ہوا) مشرکین نے درخواست کی کہ دس ہزار لے کر اس کی لاش ہمیں دے دی جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تم لے جاؤ ہم مردوں کا ثمن کھانے والے نہیں **وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ** یعنی مسلمانوں کو عام لڑائی لڑنے کی نوبت نہ آنے دی، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ہوا کا طوفان اور فرشتوں کا لشکر بھیج کر وہ اثر پیدا کر دیا کہ کفار از خود سراسیمہ اور پریشان حال ہو کر بھاگ گئے اللہ تعالیٰ کی زبردست قوت کے سامنے کون ٹھہر سکتا ہے۔“ (عثمانی)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عہد شکن، دغا باز، موذی یہودیوں کے خلاف لڑی جانے والی تاریخی جنگ

# غزوہ بنی قریظہ

ذیقعدہ ۵ھ بروز بدھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# غزوہ بنی قریظہ

(واقعہ ذیقعدہ ۵ ہجری (زرقانی ص ۱۲۶ ج ۲))

سورۃ الاحزاب آیت ۲۶، ۲۷ میں غزوہ بنی قریظہ کا بیان ہے

ان آیات کے معارف ملاحظہ کرنے سے پہلے غزوہ بنی قریظہ پر ایک نظر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خندق سے صبح کی نماز کے بعد واپس ہوئے آپ نے اور تمام مسلمانوں نے ہتھیار کھول دیے۔ جب ظہر کا وقت قریب آیا تو جبرئیل امین ایک خچر پر سوار عمامہ باندھے ہوئے تشریف لائے (ابن سعد کی روایت میں ہے کہ جبرئیل امین موضع جنائز (یعنی وہ جگہ جو آپ نے نماز جنازہ کے لیے مسجد سے علیحدہ بنوائی تھی) کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے۔ (طبقات ص ۵۳ ج ۲) معلوم ہوا کہ جنازہ کی نماز مسجد میں نہ پڑھنی چاہیے ورنہ جنازہ کے لیے مسجد سے علیحدہ جگہ بنانے کی کیا حاجت تھی) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہا: کیا آپ نے ہتھیار اتار دیے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ جبرئیل امین نے کہا فرشتوں نے تو ابھی ہتھیار نہیں کھولے اور نہ وہ ہنوز واپس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیا ہے اور میں خود بنی قریظہ کی طرف جا رہا ہوں اور ان کو جا کر متزلزل کرتا ہوں۔ (البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۱۱۶، ابن ہشام ج ۳ ص ۱۳۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی قریظہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین پہلے سے معاہدہ تھا۔ جب قریش دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے آئے تو بنی قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد توڑ کر قریش کے ساتھ مل گئے۔ اللہ عزوجل نے جب احزاب کو شکست دی تو بنی قریظہ قلعوں میں گھس گئے۔ جبرئیل امین فرشتوں کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ فوراً بنی قریظہ کی طرف روانہ ہو جائیں، آپ نے فرمایا میرے اصحاب ابھی تھکے ہوئے ہیں، جبرئیل امین نے کہا آپ اس کا خیال نہ کریں روانہ ہو جائیں میں ابھی جا کر ان کو متزلزل کیے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر جبرئیل امین فرشتوں کی جماعت کے ساتھ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ کوچۂ بنی غنم تمام گرد و غبار سے بھر گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ غبار کہ جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی سواری سے کوچہ بنی غنم میں اٹھا تھا وہ اب تک میری نظروں میں ہے گویا کہ اس وقت میں اس غبار کو اٹھتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری شریف)

جبرئیل امین تو روانہ ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کوئی شخص سوائے بنی قریظہ کے کہیں نماز عصر نہ پڑھے۔ راستہ میں جب نماز عصر کا وقت آیا تو اختلاف ہوا بعض نے کہا کہ ہم تو بنی قریظہ ہی پہنچ کر نماز پڑھیں گے۔ بعض نے کہا ہم نماز پڑھ لیتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہ تھا (کہ نماز قضا کر دی جائے بلکہ مقصود تعجیل تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کسی پر اظہار ناراضی نہیں فرمایا (بخاری شریف) اس لیے کہ نیت ہر ایک کی بخیر تھی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

**فائدہ**

حافظ ابن قیم فرماتے ہیں جس نے حدیث کے ظاہر الفاظ پر عمل کیا اس کو بھی اجر ملا اور جس نے اجتہاد و استنباط کیا اس کو بھی اجر ملا لیکن جن لوگوں نے ظاہر الفاظ پر نظر کر کے بنی قریظہ پہنچنے سے پہلے نماز عصر ادا نہ کی حتی کہ وقت عصر نکل گیا تو ان لوگوں کو فقط ایک فضیلت حاصل ہوئی یعنی حکم نبوی کی تعمیل کا اجر ملا اور جن لوگوں نے اجتہاد و استنباط سے کام لیا اور سمجھا کہ منشا نبوی یہ نہیں کہ نماز عصر قضا کر دی جائے بلکہ مقصود جلد پہنچنا ہے۔ اس لیے نماز عصر راستہ ہی میں پڑھ لی ان لوگوں کو اس اجتہاد و استنباط کی بدولت دو فضیلتیں حاصل ہوئیں ایک فضیلت حکم نبوی کی تعمیل کی اور دوسری فضیلت صلوٰۃ وسطیٰ (نماز عصر) کی محافظت کی (جو در حقیقت بے شمار فضائل کو متضمن اور شامل ہے جس کی محافظت کا حکم قرآن کریم میں آیا ہے حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی اور حدیث میں ہے کہ جس کی عصر کی نماز فوت ہو گئی اس کے اعمال حبط ہو گئے وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر الفاظ پر عمل کرنے والوں پر اگرچہ اظہار ناراضی نہیں فرمایا اس لیے کہ نیت بخیر تھی لیکن جن لوگوں نے اجتہاد و استنباط سے کام لیا ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکے۔ (فتح الباری ص ۳۱۶ ج ۷)

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اسلامی جھنڈا دے کر روانہ فرمایا جب حضرت علی وہاں پہنچے تو یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلم کھلا گالیاں دیں (جو ایک مستقل اور ناقابل عفو جرم ہے) اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس روانہ ہوئے اور پہنچ کر بنی قریظہ کا محاصرہ کیا، پچیس روز تک ان کو محاصرہ میں رکھا اس اثناء میں ان کے سردار کعب بن اسد نے ان کو جمع کر کے یہ کہا کہ میں تین باتیں تم پر پیش کرتا ہوں ان میں سے جس ایک کو چاہو اختیار کر لو تا کہ تم کو اس مصیبت سے نجات ملے۔

اوّل یہ کہ ہم اس شخص (یعنی محمد ﷺ) پر ایمان لے آئیں اور اس کے متبع اور پیرو بن جائیں۔

فو اللہ لقد تبین لکم انہ لنبی مرسل وانہ للذی تجدونہ فی کتابکم فتأمنون علی دمائکم واموالکم وابنائکم ونسائکم

کیونکہ خدا کی قسم تم پر یہ بات بالکل واضح اور روشن ہو چکی ہے کہ وہ بلاشبہ اللہ عزوجل کے نبی اور رسول ہیں اور تحقیق یہ وہی نبی ہیں جن کو تم توراۃ میں لکھا پاتے ہو۔ اگر ایمان لے آؤ گے تو تمہاری جان اور مال بچے اور عورتیں سب محفوظ ہو جائیں گے۔

بنی قریظہ نے کہا کہ ہم کو یہ منظور نہیں، ہم اپنا دین نہیں چھوڑیں گے، کعب نے کہا اچھا اگر یہ منظور نہیں تو دوسری بات یہ ہے کہ بچوں اور عورتوں کو قتل کر کے بے فکر ہو جاؤ اور شمشیر بکف ہو کر پوری ہمت اور تن دہی کے ساتھ محمد (ﷺ) کا مقابلہ کرو اگر ناکام رہے تو بچوں اور عورتوں کا کوئی غم نہ ہو گا اور اگر کامیاب ہو گئے تو عورتیں بہت ہیں ان سے بچے بھی پیدا ہو جائیں گے۔ بنو قریظہ نے کہا بلا وجہ عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے زندگی کا لطف برباد کرنا ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کعب نے کہا اچھا اگر یہ منظور نہیں تو تیسری بات یہ ہے کہ آج ہفتہ کی شب ہے عجب نہیں کہ محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب غافل اور بے خبر ہوں اور ہماری جانب سے بایں وجہ مطمئن ہوں کہ یہ دن یہود کے نزدیک محترم ہے اس میں وہ حملہ نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کی اس بے خبری اور غفلت سے یہ نفع اٹھاؤ کہ یکایک ان پر شب خون مارو، بنو قریظہ نے کہا اے کعب تجھ کو معلوم ہے کہ ہمارے اسلاف اسی دن کی بے حرمتی کی وجہ سے بندر اور سور بنائے گئے پھر تو ہم کو اسی کا حکم دیتا ہے، الغرض بنو قریظہ نے کعب کی ایک بات کو نہ مانا۔

ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے بنی قریظہ کے حلیفانہ تعلقات تھے اس لیے ان کو یہ امید ہوئی کہ شاید وہ اس آڑے وقت میں ہماری کوئی مدد کر سکیں اس بنا پر بنو قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ابولبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیں تاکہ ہم ان سے مشورہ کریں آپ نے ابولبابہ کو اجازت دی۔ ابولبابہ کو دیکھ کر سب جمع ہو گئے بچے اور عورتیں ان کو دیکھ کر رونے لگے یہ دیکھ کر ابولبابہ کا دل بھر آیا۔ بنو قریظہ نے جب اُن سے یہ دریافت کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو منظور کر لیں اور آپ کے فیصلہ پر راضی ہو جائیں۔ ابولبابہؓ نے کہا ہاں بہتر ہے لیکن حلق کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ ذبح کیے جاؤ گے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تمہارے قتل کا ہے۔ ابولبابہ اپنی جگہ سے ابھی ہٹے نہ تھے فوراً تنبہ ہوا کہ میں نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کی اور سیدھے وہاں سے مسجد نبوی میں پہنچے اور اپنے کو ایک ستون سے باندھ دیا اور قسم کھائی کہ جب تک اللہ عزوجل میری توبہ قبول نہ فرمائے گا اس وقت تک اس جگہ سے نہ ٹلوں گا اور اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ بنی قریظہ میں کبھی قدم نہ رکھوں گا اور جس شہر میں اللہ اور اُس کے رسول کی خیانت کی ہے اس کو کبھی نہ دیکھوں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر ہوئی تو یہ ارشاد فرمایا اگر وہ سیدھا میرے پاس آتا تو میں اس کے لیے استغفار کرتا لیکن جب وہ ایسا کر گزرا ہے تو میں اس کو اپنے ہاتھ سے نہ کھولوں گا جب تک اللہ عزوجل اس کی توبہ نازل نہ فرمائے۔ (ابن ہشام ج ۲ ص ۱۴۶۔ البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۱۱۹)

بالآخر مجبور ہو کر بنو قریظہ اس پر آمادہ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم دیں وہ ہمیں منظور ہے جس طرح خزرج اور بنو نضیر میں حلیفانہ تعلقات تھے۔ اسی طرح اوس اور بنو قریظہ میں حلیفانہ تعلقات تھے اس لیے اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ خزرج کے التماس پر حضور ﷺ نے بنی نضیر کے ساتھ جو معاملہ فرمایا اسی طرح کا معاملہ ہماری استدعا پر بنو قریظہ کے ساتھ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہارا فیصلہ تم ہی میں کا ایک شخص کر دے انہوں نے کہا یا رسول اللہ سعد بن معاذ جو فیصلہ کر دیں وہ ہمیں منظور ہے۔

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جب خندق میں زخمی ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لیے مسجد نبوی میں ایک جگہ خیمہ لگوا دیا تھا کہ قریب سے ان کی عیادت کر سکیں ان کے بلانے کے لیے آدمی بھیجا حمار پر سوار ہو کر تشریف لائے جب آپ کے قریب پہنچے تو یہ فرمایا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قوموا الی سید کم اپنے سردار کی تعظیم کے لیے اٹھو (اور یا یہ معنی لیے جائیں کہ اپنے سردار کے اتارنے کے لیے اٹھو کیونکہ وہ بیمار تھے) جب اتار کر بیٹھا دیئے گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں نے اپنا فیصلہ تیرے سپرد کیا ہے سعدؓ نے کہا میں ان کی بابت یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں کے لڑنے والے یعنی مرد قتل کیے جائیں اور عورتیں اور بچے اسیر کر کے لونڈی اور غلام بنا لیے جائیں اور اُن کا تمام مال اسباب مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے آپ نے ارشاد فرمایا بے شک تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔

بعد ازاں حضرت سعدؓ نے یہ دعا مانگی اے اللہ تجھ کو خوب معلوم ہے کہ مجھ کو اس سے زیادہ کوئی محبوب چیز نہیں کہ اس قوم سے جہاد کروں جس قوم نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور حرم سے اس کو نکالا اے اللہ میں گمان کرتا ہوں کہ تو نے ہمارے اور ان کے مابین لڑائی کو ختم کر دیا ہے پس اگر قریش سے ابھی لڑنا باقی ہے تو مجھ کو زندہ رکھ تاکہ تیری راہ میں اُن سے جہاد کروں اور اگر تو نے لڑائی کو ختم کر دیا ہے تو اس زخم کو جاری کر دے اور اسی کو میری شہادت کا ذریعہ بنا دے۔

دعاء کا ختم کرنا تھا کہ زخم جاری ہو گیا اسی میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیه راجعون۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سعدؓ بن معاذ کی موت سے عرش ہل گیا۔ (رواہ البخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان کے تمام دروازے ان کے لیے کھول دیئے گئے اور آسمانوں کے فرشتے ان کی روح کے چڑھنے سے مسرور ہوئے (رواہ الحاکم، فتح الباری، مناقب سعد بن معاذؓ)

اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازے میں شریک ہوئے جو اس سے قبل کبھی آسمان سے نازل نہ ہوئے تھے (ذکرہ ابن عائذ، ورواہ البزار باسنادہ جید، البدایہ والنہایہ ج ۴۔ ص ۱۲۸)

چنانچہ انصار میں سے کسی نے اس بارے میں شعر کہا ہے:

وما اهتزّ عرش الله من موت هالك

سمعنا به الا لسَعْد ابي عمرو

(استیعاب لابن عبدالبر ص ۳۳، ج ۲ ترجمہ سعد بن معاذؓ)

ہم نے سوائے سعد بن معاذؓ کے اور کسی مرنے والے کے لیے کبھی نہیں سنا کہ عرش خداوندی اس کے مرنے سے ہلا ہو۔ اور ان کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی تھی واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (روض الانف ص ۱۹۳ ج ۲)

تمام بنی قریظہ گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے اور ایک انصاری عورت کے مکان میں ان کو محبوس رکھا گیا اور بازار میں ان کے لیے خندقیں کھدوائی گئیں بعد ازاں دو دو چار چار کو اس مکان سے نکلوایا جاتا اور ان خندقوں میں ان کی گردنیں ماری جاتیں۔ حیی بن اخطب اور سردار بنی قریظہ کعب بن اسد کی بھی گردن ماری گئی حیی ابن اخطب (جس کے کہنے سے کعب بن اسد سردار بنی قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدعہدی کی اور معاہدہ توڑا)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

جب آپ کے سامنے لایا گیا تو آپ کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے اللہ میں اپنے نفس کو آپ کی دشمنی کی بارے میں ملامت نہیں کرتا لیکن حق یہ ہے کہ خدا جس کی مدد نہ کرے اس کا کوئی مددگار نہیں پھر لوگوں کی طرف دیکھا اے لوگو کچھ مضائقہ نہیں اللہ نے بنی اسرائیل کے لیے جو سزا مقدر کی تھی اور جو مصیبت ان کے لیے لکھ دی تھی وہ پوری ہوئی یہ کہہ کر بیٹھ گیا اور اس کی گردن ماری گئی عورتوں میں سوائے ایک عورت کے کوئی قتل نہیں کی گئی جس کا یہ جرم یہ تھا کہ اس نے کوٹھے سے چکی کا پاٹ گرایا تھا جس سے خلاد بن سوید رضی اللہ عنہ شہید ہوئے (اس عورت کا نام بنانہ تھا حکم قرظی کی بیوی تھی عیون الاثر ص ۸۷ ج ۲)

ترمذی۔ نسائی۔ ابن حبان میں حضرت جابر سے باسناد صحیح مروی ہے کہ ان کی تعداد چار سو تھی اور سبایا بنی قریظہ یعنی قیدیوں کو فروخت کرنے کے لیے نجد اور شام کی طرف بھیجا اور ان کی قیمت سے گھوڑے اور ہتھیار خرید ے گئے اور جو مال اسباب بنی قریظہ سے غنیمت میں ملا تھا وہ مسلمانوں پر تقسیم کیا گیا (زرقانی ج ۲ ص ۱۳) بنی قریظہ کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائی:

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ (الی آخرہ) (الاحزاب ۲۶)

”ترجمہ: اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیا ایک گروہ کو تم قتل کرتے تھے اور ایک گروہ کو قید کرتے تھے اور اللہ نے تم کو وارث بنایا ان کی زمین کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا اور اس زمین کا جس پر تم نے ابھی تک قدم بھی نہیں رکھا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ (ماخوذ از سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

## تنبیہ:

بنی قریظہ کے متعلق حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ عین تورات کے مطابق تھا، جس پر ان کا ایمان تھا، چنانچہ تورات سفر استثناء باب بستم آیت دہم میں ہے۔

”جب تو کسی شہر کے پاس لڑنے کے لیے آ پہنچے تو پہلے اس سے صلح کا پیغام کر، اگر وہ صلح منظور کرے اور تیرے لیے دروازہ کھول دے تو ساری خلق جو اس شہر میں پائی جائے تیری خراج گزار ہوگی اور تیری خدمت کرے گی اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے بلکہ تجھ سے جنگ کرے تو تو اس کا محاصرہ کر اور جب خداوند قدوس تیرا خدا اسے تیرے قبضے میں کر دے تو وہاں کے ہر مرد کو تلوار سے قتل کر۔ مگر عورتوں اور لڑکوں اور مواشی کو اور جو کچھ اس شہر میں ہو اس کا سارا لوٹ اپنے لیے لے اور تو اپنے دشمنوں کی لوٹ کو جو خداوند تیرے خدا نے تجھے دی ہے کھائیو۔“

اور ابولبابہ مسجد کے ستون سے بندھے ہوئے تھے صرف نماز اور قضاء حاجت کے لیے کھول دیے جاتے تھے نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ میں اسی طرح رہوں گا یہاں تک کہ مر جاؤں یا اللہ عزوجل میری توبہ قبول فرمائیں چھ روز کے بعد سحر کے وقت ان کی توبہ نازل ہوئی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ کے گھر میں تھے۔ حضرت ام سلمہ نے آپ سے اجازت لے کر ان کو بشارت سنائی اور مبارکباد دی۔ مسلمان دوڑے کہ ان


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو کھولیں۔ ابولبابہؓ نے کہا میں قسم کھا چکا ہوں کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے اس وقت نہ کھلوں گا چنانچہ آپ جب صبح کی نماز کے لیے تشریف لائے تو خود دست مبارک سے ان کو کھولا۔

## شہداء غزوہ بنی قریظہ

غزوہ بنی قریظہ میں صرف ایک مسلمان شہید ہوئے ان کا اسم گرامی ہے حضرت خلاد بن سوید رضی اللہ عنہ اور ایک صحابی کا انتقال ہوا ان کا اسم گرامی ہے حضرت ابوسنان بن محصن بن حرثان رضی اللہ عنہ (روح المعانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۶ تا ۲۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ

اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی انہیں ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا

وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾

اور ان کے دلوں میں خوف ڈال دیا بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید کر لیا۔

وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا

اور ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا تمہیں مالک بنا دیا اور (تمہیں مالک بنا دیا) اُس زمین کا جس پر تم نے

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾

کبھی قدم نہیں رکھا تھا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

## خلاصہ

1 اہل کتاب میں سے "بنو قریظہ" نے مشرکوں کے اتحادی لشکر کا تعاون کیا تھا، ان کو اللہ تعالیٰ نے ان کے قلعوں سے اتار دیا۔

الذين عاونوا الاحزاب: قريشا وغطفان، وهم بنو قريظة من صياصيهم اي حصونهم

2 اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر رعب مسلط فرما دیا (کہ انہیں مسلمانوں سے لڑنے، حملہ کرنے یا دفاع کرنے کی ہمت نہیں ہوئی بلکہ وہ اپنے قلعوں میں محصور ہو گئے اور پھر اتر آئے)

3 مسلمانوں نے ان کے مردوں کو قتل کر دیا

فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وهم رجال

4 اور ان کی عورتوں، بچوں کو قیدی بنا لیا

وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا هم النساء والذرية

5 اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کی زمینوں، گھروں اور اموال کا مالک بنا دیا

6 اور بعد میں مسلمانوں کو اس زمین کا بھی مالک بنا دیا جس پر انہوں نے ابھی تک قدم نہیں رکھا تھا

اس سے مراد یا تو حنین کی زمین ہے، یا مکہ مکرمہ، یا روم و فارس یا ہر وہ زمین جو قیامت تک مسلمان فتح کریں گے (یا خیبر مراد ہے یا یمن وغیرہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قال يزيد بن رومان وابن زيد ومقاتل: يعني حنين ولم يكونوا نالوها فوعدهم الله اياه وقال قتادة: كنا نتحدث انها مكة وقال الحسن: هی فارس وروم وقال عكرمة: كل ارض تفتح الى يوم القيمة

ﮯ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے

اس کے تین مطلب بیان کیے گئے ہیں:

☆ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سزا دینے اور معاف کرنے پر قادر ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ قلعوں اور شہروں کو فتح کرانے پر قادر ہے۔

☆ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا ہے اس کو پورا کرنے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا فيه وجهان: احدهما: على ما اراد بعباده من نقمة او عفو قدير قاله محمد بن اسحاق الثاني: على ما اراد ان يفتحه من الحصون والقرىٰ قدير. قاله النقاش وقيل: كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مما وعدكموه قَدِيْرًا لا ترد قدرته ولا يجوز عليه العجز تعالىٰ۔ (القرطبی)

(دو آیات کا یہ خلاصہ تفسیر قرطبی سے ماخوذ ہے)

## فائدہ

ان دو آیات کی تفسیر میں کئی مفسرین حضرات نے ''غزوہ بنی قریظہ'' کے واقعات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ روح المعانی اور تفسیر مظہری میں زیادہ تفصیل ہے اور صاحب تفسیر مظہری نے اس غزوہ کی روشنی میں کئی ''احکام جہاد'' کو بھی بیان کیا ہے، مثلاً یہ غزوہ ''ذوالقعدہ'' کے مہینہ میں ہوا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حرمت والے مہینوں میں جنگ کی ابتداء کرنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ مال غنیمت کی تقسیم کے مسائل اور غلام باندیوں کے مسائل پر بھی مفصل روشنی ڈالی ہے۔ شائقین طلبہ علم تفسیر مظہری میں مطالعہ فرمالیں۔ یہاں صرف حضرت شاہ صاحبؒ کی تقریر پر اکتفاء کیا جا رہا ہے، جس کو تفسیر عثمانی میں تسہیل اور اضافے کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

## آسان تفسیر

''یہ یہود ''بنی قریظہ'' تھے، مدینہ کے شرقی جانب ان کا مضبوط قلعہ تھا اور (وہ) پہلے سے مسلمانوں کے ساتھ صلح کا معاہدہ کیے ہوئے تھے۔

جنگ احزاب کے موقع پر ''حیی بن اخطب'' کے اغواء (یعنی گمراہ کرنے) سے تمام معاہدات بالائے طاق رکھ کر مشرکین کی مدد پر کھڑے ہوگئے، ان میں سے بعض نے مسلمان عورتوں پر حملہ کرنا چاہا، جس کا جواب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بڑی بہادری سے دیا۔ جب کفار قریش وغیرہ عاجز ہو کر چلے گئے تو ''بنو قریظہ'' اپنے مضبوط قلعوں میں جا گھسے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احزاب سے فارغ ہو کر غسل وغیرہ میں مشغول تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے چہرہ پر غبار کا اثر تھا فرمایا، یارسول اللہ! آپ نے ہتھیار اتار دیے جبکہ فرشتے ہنوز (یعنی ابھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

تک) ہتھیار بند ہیں، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ "بنو قریظہ" پر حملہ کیا جائے۔ فوراً منادی ہوگئی کہ "بنو قریظہ" کے بد عہد یہودیوں پر چڑھائی ہے۔ نہایت سرعت کے ساتھ اسلامی فوج نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ چوبیس پچیس دن محاصرہ جاری رہا۔ آخر محصورین تاب نہ لا سکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیام بھیجنے شروع کیے۔ اخیر میں ان کی طرف سے بات اس پر ٹھہری کہ ہم قلعوں سے باہر آتے ہیں اور "اوس" کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم ٹھہراتے ہیں۔ (کیونکہ وہ ان کے حلیف تھے) جو فیصلہ ہمارے حق میں حضرت سعدؓ کریں گے ہم کو منظور ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قبول فرمایا۔ قصہ مختصر حضرت سعد تشریف لائے اور بحیثیت ایک مسلّم حَکَم کے فیصلہ کیا کہ بنی قریظہ کے سب جوان قتل کر دیے جائیں اور عورتیں لڑکے، سب قید غلامی میں لائے جائیں اور ان کے اموال و جائیداد کے مالک مہاجرین ہوں۔ اللہ اور رسول کی مرضی اور ان کی بد عہدی کی سزا یہی تھی اور یہ فیصلہ ٹھیک ان کی مسلّمہ آسمانی کتاب "تورات" کے موافق تھا۔ اس فیصلہ کے مطابق کئی سو یہودی جوان قتل کیے گئے اور کئی سو عورتیں اور لڑکے قید ہوئے (جن کو فروخت کر کے مسلمانوں نے جہاد کے لیے اسلحہ خریدا) اور ان کے املاک و اموال پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا، یہ زمین جو مدینہ کے قریب ہاتھ لگی حضرت نے مہاجرین پر تقسیم کر دی۔ ان کے گزران کا ٹھکانا ہوگیا اور انصار پر سے ان کا خرچ ہلکا ہوا اور دوسری زمین سے مراد خیبر کی زمین ہے جو اس کے دو برس بعد ہاتھ لگی اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب آسودہ ہوگئے، بعض کہتے ہیں کہ یہ دوسری زمین مکہ کی ہے۔ بعض نے فارس و روم کی زمینیں مراد لی ہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء کے ہاتھوں سے فتح ہوئیں اور بعض کہتے ہیں کہ قیامت تک جو زمینیں فتح کی جائیں گی سب اس میں شامل ہیں۔ (واللہ اعلم) (تفسیر عثمانی)

## اس آیت میں مسلمانوں کے لیے بڑی فتوحات کی بشارت ہے

امام ابو حیانؒ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا اختتام اس پر کیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اس میں اشارہ ہے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت زیادہ فتوحات ملیں گی اور یہ کچھ مشکل نہیں کیونکہ جس طرح اس نے مسلمانوں کو بنو قریظہ کی زمین کا مالک بنا دیا اسی طرح وہ دوسرے ملکوں کو فتح کرانے کی قدرت بھی رکھتا ہے اور کوئی چیز اسے عاجز نہیں کر سکتی۔

وختم تعالیٰ هذه الآية بقدرته على كل شيء فلا يعجزه شيء، وكان في ذلك اشارة الى فتحه على المسلمين الفتوح الكثيرة، وانه لا يستبعد ذلك فكما ملكهم هذه فكذلك هو قادر على ان يملكهم غيرها من البلاد. (البحر المحيط)

## اتحادی لشکروں کی شکست کے بعد

مشرکین کے بہت سے قبائل اور یہودیوں نے اتحادی لشکر بنایا اور مسلمانوں پر حملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مسلمان ڈٹ گئے، تب اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت فرمائی۔ جب یہ اتحادی لشکر ناکام ہو کر لوٹا تو گویا مشرکین اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

یہودیوں کی ہوا ہی اکھڑ گئی اور مسلمانوں کے لیے فتوحات کا دروازہ کھل گیا۔ آج کل بھی امت مسلمہ کے خلاف ''اتحادی لشکروں'' اور ''اتحادی حملوں'' کا زور ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان کے مقابلہ میں ڈٹ جائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ان اتحادی لشکروں کو ناکام واپسی کا منہ دیکھنا پڑا تو بہت امید ہے کہ ان شاء اللہ ان کی ہوا اکھڑ جائے گی اور مسلمانوں کے لیے عظیم فتوحات کا دروازہ پھر کھل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ قادر وقدیر سے اسی کی دعا ہے۔

وما ذلك علي الله بعزيز (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُورَةُ الأَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ آیت ۶۰، ۶۱، ۶۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ

اگر منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض ہے اور مدینہ میں غلط خبریں اڑانے والے

فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا

باز نہ آئیں گے تو آپ کو ہم ان کے پیچھے لگا دیں گے پھر وہ اس شہر میں تیرے پاس نہ ٹھہریں گے۔ مگر

قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾

بہت کم لعنت کیے گئے ہیں جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور قتل کیے جائیں گے۔

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ

یہی اللہ تعالیٰ کا قانون ہے ان لوگوں میں جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے قانون میں کوئی

تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾

تبدیلی ہرگز نہ پائیں گے۔

**خلاصہ**

❶ کچھ لوگ مدینہ منورہ میں مقیم تھے، ان میں تین خرابیاں تھیں ○ نفاق ○ بدکاری ○ مسلمانوں کو کافروں سے خوفزدہ کرنے والی خبریں اڑانا۔ ان کو تنبیہ کی گئی کہ باز نہ آئے تو ان کو مدینہ منورہ سے نکال دیا جائے گا اور ان سے قتال کیا جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے جو پہلے سے چلا آ رہا ہے۔

❷ اگر باز نہ آئے تو منافق اور جن کے دل میں روگ (مرض) ہے (یعنی جن کو بدنظری اور شہوت پرستی کا روگ لگا ہوا ہے) اور جھوٹی خبریں اڑانے والے مدینہ میں (یہ غالباً یہود ہیں جو اکثر جھوٹی خبریں اڑا کر اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کیا کرتے تھے اور ممکن ہے منافق ہی مراد ہوں) یہ لوگ اگر اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے تاکہ چند روز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مدینہ سے نکال باہر کریں اور جتنے دن رہیں ذلیل و مرعوب ہو کر رہیں، چنانچہ یہود نکالے گئے اور منافقوں نے دھمکی سن کر شاید اپنا رویہ بدل دیا ہوگا اس لیے اس سزا سے بچے رہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"جو لوگ بدنیت تھے مدینہ میں عورتوں کو چھیڑتے، ٹوکتے اور جھوٹی خبریں اڑاتے، مخالفوں کے زور اور مسلمانوں کے ضعف و شکست کی، ان کو فرمایا۔" (موضح القرآن)

(یعنی وہ لوگ مسلمانوں کی کمزوری اور شکست کی اور کافروں کی طاقت اور قوت اور فتح کی خبریں پھیلایا اور اڑایا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کرتے تھے تو ان کو روکنے کا طریقہ بیان فرمایا)

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ: یعنی عادت اللہ یہی رہی ہے کہ پیغمبروں کے مقابلہ میں جنہوں نے شرارتیں کیں اور فتنے فساد پھیلائے اسی طرح ذلیل و خوار، یا ہلاک کیے گئے۔ یا یہ مطلب ہے کہ پچھلی کتابوں میں بھی یہ حکم ہوا ہے کہ مفسدوں کو اپنے درمیان سے نکال باہر کرو جیسا کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے "تورات" سے نقل کیا ہے۔" (تفسیر عثمانی)

## کافروں کا رعب اور خوف پھیلانے والے

اَلْمُرْجِفُوْنَ یہ وہ لوگ تھے جو مسلمانوں میں ایسی خبریں پھیلاتے تھے جن سے ان کے دلوں میں کافروں کا رعب اور خوف بیٹھ جائے اور وہ کافروں سے ڈرنے لگیں اور ان کے دل جہاد کے بارے میں متزلزل ہو جائیں۔ یہ لوگ کہتے تھے کہ بس آج کل میں دشمن حملہ کرنے والا ہے۔ مسلمانوں کے فلاں لشکر کو شکست ہو چکی ہے اور فلاں جگہ کافروں نے مسلمانوں پر فتح حاصل کی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے چند عبارتیں:

❶ والمرجفون في المدينة قوم كانوا يخبرون المؤمنين بما يسوءهم من عدوهم فيقولون اذا خرجت سرايا رسول الله صلى الله عليه وسلم انهم قد قتلوا اوهزموا وان العدو قد اتاكم. (قرطبی)

❷ هم اناس كانوا يرجفون باخبار السوء عن سرايا رسول الله صلى الله عليه وسلم فيقولون هزموا وقتلوا وجرى عليهم كيت وكيت فيكسرون بذلك قلوب المؤمنين. (المدارك)

❸ اور مدینہ میں سنسنی پیدا کرنے والے، اگر اپنی سنسنی خیز جھوٹی خبروں کو پھیلانے سے باز نہ آئے، رجفۃ کا معنی ہے زلزلہ اور حرکت کا شدید اضطراب۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین کے دستوں کو بھیجتے تھے تو کچھ منافق مدینہ میں جھوٹی خبریں پھیلاتے تھے کبھی کہتے جن لوگوں کو بھیجا گیا تھا وہ مارے گئے یا شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے، کبھی کہتے عنقریب دشمن مسلمانوں پر مدینہ میں حملہ کرنے والا ہے۔" (تفسیر مظہری)

❹ نیز دشمنان اسلام جن میں مدینہ کے رہنے والے یہودی بھی تھے اور منافق بھی، یہ حرکت بھی کرتے تھے کہ مسلمانوں کے لشکر جب کہیں جاتے تو لوگوں میں رعب پیدا کرنے والی باتیں پھیلاتے اور شکست کی خبریں اڑا دیتے اور خواہ مخواہ بیٹھے بٹھائے یوں کہتے تھے کہ دشمن آ گیا، دشمن آ گیا۔" (انوار البیان)

❺ اور دوسری ایذاء رسانی اس طرح سے تھی کہ ایسی جھوٹی خبریں اڑاتے کہ جس سے مسلمان پریشان ہو جائیں اور گھبرا جائیں جسے آج کل کی اصطلاح میں پروپیگنڈا کہتے ہیں ان ایذاؤں کے سد باب کے لیے یہ آیتیں نازل ہوئیں۔" (معارف القرآن کاندھلوی)

❻ یہ لوگ کہتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب مغلوب ہو کر مدینہ منورہ سے نکال دیئے جائیں گے


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفقاء عنقریب پکڑے جائیں گے۔ (نعوذ باللہ)

المرجف الذي يؤذي النبي صلى الله عليه وسلم بالارجاف بقوله غلب محمد (ﷺ) وسيخرج من المدينة وسيؤخذ وهؤلاء (تفسیر کبیر)

## فائدہ

مذکورہ بالا تمام عبارتوں کو غور سے پڑھ لیں اور پھر ان لوگوں کے طرز عمل پر غور کریں جو دن رات مسلمانوں میں کافروں کی طاقت کا رعب پھیلاتے رہتے ہیں اور مسلمانوں کو خوفزدہ کرتے ہیں اور مجاہدین کی شکست کی پیشین گوئیاں کرتے ہیں۔ بظاہر یہ لوگ دانشور اور مسلمانوں کے خیر خواہ کہلاتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب کافروں کا خوف اور رعب پھیلانے والے مرجفین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔

## ارجاف حرام ہے

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ "ارجاف" یعنی مسلمانوں کو خوفزدہ، مرعوب اور کمزور کرنے والی خبریں پھیلانا حرام ہے، کیونکہ اس میں بھی ایذاء رسانی ہے اور یہ آیت ارجاف کے ذریعہ ایذاء پہنچانے کو حرام قرار دیتی ہے۔

فالارجاف حرام، لان فيه اذاية، فدلت الآية على تحريم الايذاء بالارجاف (القرطبي)

## خطرناک

عام طور پر منافق سے جنگ نہیں کی جاتی مگر جب وہ اسلامی معاشرے میں زنا اور بدکاری پھیلانے لگے اور مسلمانوں کے دلوں پر کافروں کا رعب اور خوف بٹھانے لگے تو حکم دیا گیا کہ اس کے ساتھ شدید قتال کیا جائے کیونکہ یہ دو چیزیں اسلامی معاشرے کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔ پس مسلمانوں کو ان فتنوں پر گہری نظر رکھنی چاہئے۔

(واللہ اعلم بالصواب)

اللهم طهر قلوبنا من النفاق والمرض وثبت قلوبنا على دينك وطاعتك برحمتك يا ارحم الراحمين، وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله واصحابه اجمعين وسلم تسليما كثيرا كثيرا.

یکم جمادی الآخر ۱۴۲۹ھ

یوم الجمعہ، بعد صلوٰۃ الجمعہ دار الہجرۃ

۶/ جون ۲۰۰۸ء

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سورة

# محمد

مدنية

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# ابتدائیہ

## سورۃ کا نام

اس سورۃ مبارکہ کے دو نام مشہور ہیں:

1. سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
2. سورۃ القتال

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں: سورۃ القتال وھی سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

قال النسفیؒ: سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقیل سورۃ القتال (المدارک)

## یہ سورۃ مدنی ہے

جمہور کے نزدیک یہ سورۃ "مدینہ منورہ" میں نازل ہوئی ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول ہے، اس سورۃ میں اور مدینہ منورہ میں نازل ہونے والی اکثر سورتوں میں احکامات، جہاد، منافقوں کی بدکرداری اور اس کے برے نتائج اور اچھے اخلاق کی تاکید ہوتی ہے۔ (حقانی)

## یہ سورۃ ہجرت کے بعد نازل ہوئی

سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دوسرا نام سورۃ قتال بھی ہے، کیونکہ جہاد و قتال کے احکام اس میں بیان ہوئے ہیں، ہجرت مدینہ کے فوراً بعد ہی یہ سورۃ نازل ہوئی یہاں تک کہ اس کی ایک آیت وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ کے متعلق حضرت ابن عباسؓ اور حضرت قتادہؓ کا یہ قول ہے کہ وہ مکی آیت ہے، کیونکہ اس کا نزول اس وقت ہوا ہے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی نیت سے مکہ معظمہ سے نکلے اور مکہ مکرمہ کی بستی اور بیت اللہ شریف پر نظر کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساری دنیا کے شہروں میں مجھے تو ہی زیادہ محبوب ہے، اگر اہل مکہ مجھے یہاں سے نہ نکالتے تو میں نہ نکلتا۔ حضرات مفسرین کی اصطلاح میں جو آیات مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے سفر میں نازل ہوئی ہیں وہ مکی کہلاتی ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ یہ سورۃ ہجرت مدینہ کے بعد نازل ہوئی ہے اور یہیں تحقیق کر کفار سے جہاد و قتال کے احکام نازل ہوئے ہیں۔

وتسمّٰی سورۃ القتال، وھی مدنیۃ عند الاکثرین ولم یذکروا استثناء وعن ابن عباس وقتادۃ انہا مدنیۃ الا قولہ تعالیٰ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ (محمد ۱۳) الی آخرہ فانہ صلی اللہ علیہ وسلم لما خرج من مکۃ الی الغار التفت الیہا وقال "انت احب بلاد اللہ تعالیٰ الی اللہ وانت احب بلاد اللہ تعالیٰ الیّ ولو لا ان اھلک اخرجونی منک لم اخرج منک" فانزل اللہ تعالیٰ ذلک فیکون مکیا بناۃ علی ان ما نزل فی طریق المدینۃ قبل ان یبلغھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعنی ما نزل فی سفر الھجرۃ من المکی اصطلاحا۔ (روح المعانی، معارف القرآن)



کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک قول یہ ہے کہ سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سورۃ الحدید کے بعد نازل ہوئی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## دونوں ناموں کی مناسبت

قرآن پاک کی کئی سورتیں انبیاء علیہم السلام کے مبارک ناموں پر ہیں مثلاً سورۃ یونسؑ، سورۃ ہودؑ، سورۃ یوسفؑ، سورۃ ابراہیمؑ، سورۃ نوحؑ...... اسی طرح یہ سورۃ سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام گرامی پر ہے اور اس سورۃ کی دوسری آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی "محمد" مذکور ہے۔

جبکہ سورۃ کا دوسرا نام "القتال"...... دینِ اسلام کے محکم فریضے قتال فی سبیل اللہ سے منسوب ہے کیونکہ اس سورۃ مبارکہ میں کفار کے خلاف زوردار جہاد کرنے، مسلسل جہاد کرنے اور ہمت کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ

1. اس سورۃ میں "دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم" کی خاطر "قتال فی سبیل اللہ" کی تاکید ہے۔
2. اس سورۃ میں واضح اعلان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد سے لیکر قیامت تک دین برحق صرف "دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم" ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین نے باقی تمام ادیان اور شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے...... اب دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی صرف اور صرف "دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم" میں ہے...... پس اسی برحق دین کی دعوت کے راستے میں جو رکاوٹ آئے اسے قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے سے دور کیا جائے۔

   پس دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے قتال کا حکم اس سورۃ میں دیا گیا ہے۔
3. جب یہ دعویٰ کیا گیا کہ اب سچا اور برحق دین صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے...... اور قیامت تک کے تمام انسانوں اور جنوں پر لازم ہے کہ وہ اس دین کو قبول کریں...... تو لازمی بات ہے کہ شیطان کے پجاری اس دین سے دشمنی کریں گے اور اسے روکنے کی کوشش کریں گے، پس ان کا علاج قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے سے کیا جائے گا۔
4. اب سچا اور برحق دین صرف دینِ اسلام یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم والا دین ہے...... اس دین کے بہت دشمن ہیں اور وہ وسائل اور قوت سے مالا مال ہیں...... ان دشمنوں سے دین کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد فی سبیل اللہ کا حکم دیا ہے...... پس جو اس حکم کو مانے گا وہ دینِ اسلام کا سچا پیروکار ہوگا...... اور جو اس حکم سے روگردانی کرے گا وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوگا...... پس دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سچے اور جھوٹے کے امتیاز کے لیے "قتال فی سبیل اللہ" کا حکم دیا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ملاحظہ فرمائیے یہ عبارت جو پوری سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک جھلک دکھاتی ہے:

"اس سورۃ کی ابتداء ایک عجیب اور پرعظمت اعلان سے ہو رہی ہے کہ کافر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

علیہ وسلم کے دشمن ہیں، جن کی زندگی کا مقصد لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنا ہے، اور دعوت محمدیہ ﷺ کا مقابلہ کرنا ہے۔ ان کے اعمال برباد ہیں۔ اس کے بعد مسلمانوں کو جہاد و قتال کا حکم ہے۔ پھر مسلمانوں کی فتح و نصرت اور غلبہ و عزت کا معیار بیان کیا گیا اور یہ کہ مسلمان قوم اللہ تعالیٰ کی نصرت کی کب مستحق ہوتی ہے، ساتھ ہی کفار مکہ کی تباہی کی مثال واضح کردی گئی۔ اسی کے ضمن میں منافقین کی سازشوں کا بھی ذکر ہوگیا۔ پھر سورۃ کے اختتام پر مسلمانوں کو دعوت دی گئی کہ جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے عزت و کامیابی کا راستہ طے کریں۔ سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دوسرا نام مفسرین نے سورۃ القتال بھی بیان کیا ہے۔ کیونکہ اس سورۃ کا نزول سچے مسلمانوں اور کفار و منافقین کے درمیان تمیز کرنے ہی کے لیے فرمایا گیا ہے، جس میں مختلف اسلوب اور پیرایوں میں سعداء (سعادت مند لوگوں) اور اشقیا (بدبخت لوگوں) کے حالات اور ان کے مراتب و منازل بیان کیے گئے ہیں۔" (معارف القرآن کاندھلوی)

## سورۃ محمد (ﷺ) اور جہاد

سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فریضۂ جہاد کو سمجھانے والی سورۃ ہے، اس کا ایک نام "سورۃ القتال" بھی ہے، کوئی مسلمان اگر اس سورۃ کو سمجھ کر پڑھ لے تو وہ جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

- یہ سورۃ مبارکہ بارہ طریقوں سے جہاد کی دعوت دیتی ہے
- یہ سورۃ مجاہدین کو بہت اہم عسکری اور دینی نصیحتیں فرماتی ہے
- یہ سورۃ جہاد فی سبیل اللہ کی حکمتیں بیان فرماتی ہے
- یہ سورۃ جنگی قیدی کے احکامات سناتی ہے
- یہ سورۃ شہداء کرام کے عجیب و غریب انعامات کا تذکرہ کرتی ہے۔

اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ سورۃ مسلمانوں کے دل میں کفر کی نفرت پیدا کرتی ہے، کفر انسانیت کے لیے کتنا خطرناک ہے؟ کفر میں دنیا و آخرت کی ناکامی ہے۔ یہ بات یہ سورۃ بہت تفصیل کے ساتھ سمجھاتی ہے۔ اور یہ سورۃ جہاد کے اس بنیادی نکتے کا اعلان کرتی ہے کہ اب مقبول دین صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا "دین اسلام" ہے۔ سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ بات بہت تفصیل سے سمجھاتی ہے کہ شرک اور کفر سب سے بڑا جرم ہے، کافر جہنم کا مستحق ہے، کافر دنیا و آخرت میں ناکام ہے، جہاد دراصل وہی مسلمان کرسکتا ہے جس کے دل میں ایمان اور اسلام کی محبت، عظمت اور ضرورت پوری طرح سے راسخ ہو، اور اس کے دل میں کفر سے مکمل نفرت اور بے زاری ہو۔ اور وہ یقین رکھتا ہو کہ کفر ہر برائی کی اصل جڑ اور اسلام ہر کامیابی کی اصل بنیاد ہے۔ اس لیے اگر کافروں کو طاقتور ہونے دیا گیا تو یہ بات انسانیت کے لیے بہت بڑی ہلاکت کا باعث ہوگی، پس انسانوں سے ہمدردی کا تقاضہ یہ ہے کہ مسلمان جہاد کریں اور انسانیت کے دشمن کافروں کو کمزور کریں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سورۂ محمد (ﷺ) کے مضامین جہاد کا خلاصہ

① اسلام اور کفر کا تقابل، آیت ۱، ۲، ۳، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۳۲، ۳۴

② ایمان اور نفاق کا تقابل، آیت ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰

(دراصل جب مسلمانوں کو کافروں سے جہاد کا حکم ملا تو اسلام کا دعویٰ کرنے والوں میں دو طرح کے لوگ سامنے آئے (الف) سچے مخلص ایمان والے جنہوں نے اس حکم کو مانا (ب) جھوٹے منافق جنہوں نے اس حکم کو ناپسند کیا اور نہ مانا)

③ کافر اسلام کے دشمن اور دینی دعوت کے راستے کی رکاوٹ ہیں آیت ۱

④ اب معتبر دین صرف "دین اسلام" ہے آیت ۲

⑤ مسلمانوں کے لیے غلبے کا وعدہ آیت ۲

⑥ کافروں کے خلاف خوب مضبوطی سے جنگ کرو آیت ۴

⑦ اقدامی جہاد (یعنی مسلمان خود بڑھ کر جہاد کریں) آیت ۴

⑧ کافروں کو قیدی بنانے کی اجازت آیت ۴

⑨ جنگی قیدیوں کے احکامات آیت ۴

⑩ جہاد قیامت تک جاری رہے گا آیت ۴

⑪ جہاد ایمان کا امتحان ہے آیت ۴

⑫ شہداء کرام کی فضیلت اور ان کے لیے عجیب و غریب انعامات کا تذکرہ آیت ۴، ۵، ۶

⑬ مجاہدین کی فضیلت اور انعامات آیت ۴، ۵، ۶ (ایک قرأت کے مطابق)

⑭ مجاہدین سے اللہ تعالیٰ کی نصرت کا پکا وعدہ آیت ۷

⑮ مجاہدین صرف دین کی خاطر جہاد کریں تب نصرت آئے گی آیت ۷

⑯ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار ہے اور کافر بے یار و مددگار ہیں آیت ۱۱

⑰ مکہ مکرمہ فتح ہونے کی بشارت آیت ۱۳

⑱ جہاد کی بنیاد "لا الٰہ الا اللہ" آیت ۱۸

⑲ ایمان والوں کا شوقِ جہاد اور منافقین کی جہاد سے نفرت آیت ۲۰

⑳ جہاد کے موقع پر مطلوبہ طرزِ عمل اور منافقین کی اطاعت کی حقیقت آیت ۲۱

㉑ جہاد چھوڑو گے تو دنیا قتل و غارت، خونریزی اور فساد سے بھر جائے گی آیت ۲۲

㉒ منافقوں کو حکومت ملے تو وہ مسلمانوں کی خونریزی کرتے ہیں آیت ۲۲ (تفسیری قول)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

۲۳ مجاہدین کو طاقت و حکومت ملے تو فساد برپا نہ کریں، قطع رحمی نہ کریں آیت ۲۲ (تفسیری قول)

۲۴ منافق جہاد کی بات نہیں سنتے اور نہ جہاد کے فوائد کو دیکھتے ہیں آیت ۲۳

۲۵ منافقین قرآن پاک میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے ہیں اس لیے وہ جہاد کو نہیں سمجھتے آیت ۲۴

۲۶ شیطان نے منافقوں کو لمبی عمر کی امیدیں دلا کر جہاد سے روکا ہے آیت ۲۵

۲۷ منافقوں کی یہ حالت کافروں سے یاری رکھنے کی وجہ سے ہوئی ہے آیت ۲۶

۲۸ جہاد چھوڑنے والے منافقین کی موت کا بھیانک منظر آیت ۲۷

۲۹ منافقین کو جہاد سمیت اللہ تعالیٰ کی رضا والے ہر کام سے نفرت ہے آیت ۲۸

۳۰ منافق بے نقاب ہو سکتے ہیں آیت ۲۹

۳۱ منافق جہاد کے مواقع پر اپنی باتوں سے پہچانے جاتے ہیں آیت ۳۰

۳۲ جہاد کے ذریعہ امتحان ہوتا ہے کہ کون سچا مؤمن ہے آیت ۳۱

۳۳ اسلام کے خلاف کافروں کی تدبیریں اللہ تعالیٰ ناکام فرما دیتا ہے آیت ۳۲

۳۴ مجاہدین کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق جہاد کرنا چاہیے نہ کہ اپنی خواہش کے مطابق آیت ۳۳

۳۵ کافروں کے لیے دنیا و آخرت میں ناکامی ہے آیت ۳۴

۳۶ جہاد میں کمزوری اور سستی نہ کرو، کافروں کے غلبے کو تسلیم نہ کرو اور کافروں کو خود صلح کی طرف نہ بلاؤ، آیت ۳۵

۳۷ مسلمانوں کے غلبے کا وعدہ آیت ۳۵

۳۸ مجاہدین کے لیے اللہ تعالیٰ کی معیت اور نصرت کا وعدہ آیت ۳۵

۳۹ ایمان والوں کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے آیت ۳۵

۴۰ جہاد سے روکنے اور صلح کی طرف جھکانے والی چیز دنیا کی محبت ہے، دنیا کی حقیقت اور بے ثباتی کا بیان آیت ۳۶

۴۱ جہاد میں مال خرچ کرنے کی ترغیب آیت ۳۷، ۳۸

۴۲ مسلمان خود جہاد کے محتاج ہیں، اللہ تعالیٰ کو ان کے جہاد کی حاجت نہیں، جہاد میں مسلمانوں کا اپنا فائدہ اور بقاء ہے آیت ۳۸

## مجاہدین کے لیے بارہ نصیحتیں

سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مجاہدین کے لیے اہم نصیحتیں اور احکامات ہیں،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ملاحظہ فرمایئے بارہ نصیحتوں کا خلاصہ:

❶ جنگ بہت قوت سے کرو **آیت ۴**

❷ جب تک کافروں میں لڑنے کی طاقت باقی رہے ان کے خلاف جہاد کرتے رہو **آیت ۴**

❸ جہاد صرف اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت اور غلبے کے لیے کرو **آیت ۷**

❹ جہاد میں مقتول ہونے سے نہ ڈرو **آیت ۴، ۵، ۶**

❺ جنت کی نعمتوں کا شوق اپنے دل میں پیدا کرو **آیت ۱۵**

❻ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں قوت اور حکومت دے دے تو اس کا ناجائز استعمال نہ کرو اور مسلمانوں کی خونریزی نہ کرو **آیت ۲۲**

❼ جہاد اللہ تعالیٰ کے حکم اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق کرو **آیت ۳۳**

❽ جنگ میں کمزوری نہ دکھاؤ اور دنیا کی محبت میں آ کر خود صلح کی طرف نہ جھکو **آیت ۳۵**

❾ کافروں کے غلبے کو تسلیم نہ کرو **آیت ۳۵**

❿ دنیا سے بے رغبت رہو، یہاں کے عیش و آرام کو اپنا مقصود نہ بناؤ **آیت ۳۶**

⓫ جہاد میں اپنا مال بھی خرچ کرو **آیت ۳۸**

⓬ خود کو اللہ تعالیٰ کا اور جہاد کا محتاج سمجھو **آیت ۳۸**

## جہاد کی حکمتیں

سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے "فریضۂ جہاد" کی بعض حکمتیں بھی بیان فرمائی ہیں مثلاً:

❶ جہاد کا حکم اس لیے ہے تاکہ کافروں کا زور ٹوٹ جائے اور وہ دین اسلام کے راستے کی رکاوٹ نہ بن سکیں اور لوگوں کو گمراہ نہ کر سکیں **آیت ۴**

❷ ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کا امتحان ہو جائے کہ کس کا دعویٰ سچا ہے اور کس کا جھوٹا **آیت ۴، ۳۱**

## غزوۂ بدر اور غزوۂ احد کی طرف اشارات

بعض تفسیری اقوال کے مطابق سورۂ محمد (ﷺ) کی آیت ۱ تا ۳ میں غزوہ بدر کے اور آیت ۵ اور ۶ میں غزوۂ احد کے بعض واقعات کی طرف اشارہ ہے۔

## بارہ طریقوں سے جہاد کی دعوت اور ترغیب

سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مسلمانوں کو جہاد کی دعوت اور ترغیب دی گئی ہے۔ یہ دعوت اور ترغیب مختلف طریقوں سے دی گئی ہے۔ کبھی جوش اور ہمت دلا کر اور کبھی دنیا سے بے رغبتی دلا کر، کبھی جنت کا حسین منظر دکھا کر اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کبھی جہنم اور نفاق سے ڈرا کر۔ بطور خلاصہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس سورۃ مبارکہ میں درج ذیل طریقوں سے جہاد کی ترغیب دی گئی ہے:

1. کفر کی مذمت بیان فرما کے **آیت ١** (و دیگر کئی آیات میں)
2. مجاہدین اور شہداء کرام کے انعامات بیان کر کے **آیت ۴ تا ۶**
3. دنیا کے فانی ہونے کو سمجھا کے **آیت ۳۶**
4. اپنی نصرت، معیت اور مدد کا وعدہ فرما کے **آیت ۷، ۳۵**
5. مجاہدین کے لیے گناہوں کی معافی کا اعلان فرما کے **آیت ۴، ۲، ۳۵**
6. مجاہدین کو ''اللہ تعالیٰ کا مددگار'' یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کا مددگار قرار دے کر **آیت ۷**
7. یہ بیان فرما کر کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے جہاد کی ضرورت نہیں، اس میں خود تمہارا اپنا فائدہ ہے **آیت ۴، ۳۸**
8. یہ وعید سنا کر کہ جہاد نہیں کرو گے تو زمین ظلم، فساد اور قطع رحمی سے بھر جائے گی **آیت ۲۲**
9. جنت کی نعمتوں کا تذکرہ فرما کر اور جہنم کے عذاب سے ڈرا کر **آیت ۱۵**
10. جہاد کو ایمان کی علامت قرار دے کر **آیت ۳۱**
11. حضرات صحابہ کرامؓ کے شوق جہاد کو بیان فرما کر **آیت ۲۰**
12. یہ فرما کر کہ جہاد سے نفرت منافقین کی علامت ہے **آیت ۲۰** (و دیگر کئی آیات)

(جہاد کی دعوت دینے والوں کے لیے یہ بارہ رہنما اسلوب ہیں، جبکہ دعوت جہاد کے بعض اسلوب دوسری سورتوں میں مذکور ہیں، مثلاً مظلوم مسلمانوں کا تذکرہ کر کے جہاد کی دعوت دینا وغیرہ)

## کافروں کی مذمت

سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک خاص موضوع کفر کی مذمت اور اس کی قباحتوں کا بیان ہے، ملاحظہ فرمائیے اس موضوع کی ایک جھلک:

1. کافر خود کو اور دوسروں کو دین اسلام سے روکنے والے ہیں **آیت ١**
2. کافروں کے نیک اعمال بھی قبول نہیں **آیت ١**
3. کافروں کی اسلام کے خلاف تدبیریں ناکام ہوں گی **آیت ١**
4. کافر شیطان کے پیروکار اور غلط راستے پر چلنے والے ہیں **آیت ۳**
5. کافروں کی جان و مال کی کوئی حرمت نہیں (خصوصاً جب مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لیے اتر آئیں) **آیت ۴**


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❻ کافروں کے لیے تباہی اور بربادی ہے **آیت ٨**

❼ کافر قرآن پاک کے مخالف ہیں اور یہی ان کی ناکامی کی وجہ ہے **آیت ٩**

❽ کافروں کا انجام "ناکامی" ہے **آیت ١٠**

❾ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کافروں کا کوئی مددگار نہیں **آیت ١١**

❿ کافر جانوروں کی طرح بے کار زندگی گزارنے، دنیا کے عیش و آرام، سرمایہ اور کھانے پینے کو مقصد بنانے والے ہیں **آیت ١٢**

⓫ کافر جہنمی ہیں **آیت ١٢**

⓬ کافروں کی طاقت اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے **آیت ١٣**

⓭ کافر اپنے برے کاموں کو اچھا سمجھتے ہیں، اس لیے بہت برائی پھیلاتے ہیں **آیت ١٤**

⓮ کافروں کے لیے جہنم کا کھولتا ہوا پانی ہے **آیت ١٥**

## ایک اہم موضوع

سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن پاک کی طرف بلاتی ہے کہ انسانوں کی کامیابی قرآن پاک کو ماننے، اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں ہے۔ سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کافروں اور منافقوں کی ناکامی کی وجہ یہ بیان فرماتی ہے کہ وہ قرآن پاک کے احکامات کو پسند نہیں کرتے، قرآن پاک میں غور اور تدبر نہیں کرتے اور قرآن پاک کو نہیں مانتے۔ جبکہ اہل ایمان قرآن پاک کو مانتے ہیں اور اس کے ہر حکم سے ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ اہم مضمون درج ذیل آیات میں ملاحظہ فرمائیں:

آیات: ٢ ، ٣ ، ٩ ، ١٢ ، ١٦ ، ١٧ ، ٢٠ ، ٢٣ ، ٢٦

## منافقین کے طور طریقے

سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب جہاد کا حکم دیتی ہے تو اس طبقے کو بھی بے نقاب کرتی ہے جو خود کو مسلمان کہلواتا ہے مگر جب اسے جہاد کا حکم سنایا جاتا ہے تو وہ بدک جاتا ہے اور اس کی اصلیت ظاہر ہونے لگتی ہے۔

- منافقین پر جہاد کا حکم بہت بھاری پڑتا ہے
- منافقین جہاد کی آیات سن کر بے حد پریشانی اور تکلیف محسوس کرتے ہیں اور یہ تکلیف اور نفرت ان کے چہروں پر ظاہر ہو جاتی ہے
- منافقین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھیک طرح سے اطاعت نہیں کرتے تھے، خصوصاً جہاد کے حکم میں
- نافرمانی کے ساتھ ساتھ الٹی باتیں کرنا بھی منافقین کا طریقہ ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

○ منافقین خود کو مسلمان تو کہتے ہیں مگر ایمان کے اہم تقاضے جہاد فی سبیل اللہ کو وہ پورا نہیں کرتے

○ منافق مسلمانوں کے ساتھ مل کر تو جہاد نہیں کرتے البتہ کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لیے تیار رہتے ہیں

○ منافقوں پر لعنت ہے کہ وہ جہاد کے فوائد کو نہیں سنتے اور جہاد کے فوائد کو نہیں دیکھتے

○ منافقوں کے دلوں پر تالے چڑھے ہیں، وہ قرآن پاک میں غور نہیں کرتے اور جہاد کو نہیں سمجھتے

○ منافقین کو شیطان لمبی عمر کی امیدیں دلا کر جہاد سے روکتا ہے

○ منافقین اسلام دشمن کافروں سے عسکری تعاون کے سمجھوتے کرتے ہیں

○ منافق قتل ہونے کے ڈر سے جہاد میں نہیں نکلتے مگر وہ موت سے نہیں بچ سکتے، فرشتے مارتے ہوئے ان کی روحیں سختی سے قبض کرتے ہیں

○ منافقین اپنے دل کی باتوں کو چھپاتے ہیں مگر حکم جہاد کے ذریعہ ان کی پہچان ہو جاتی ہے

منافقین کے بارے میں یہ تمام مضامین ملاحظہ فرمایئے سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آیات ۱۶ تا ۳۰

(واللہ اعلم بالصواب)

**اختتام ابتدائیہ و آغاز معارف آیات الجہاد**


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ آيات ۳۸

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝١

وہ لوگ جو منکر ہوئے اور انہوں نے لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ

اور وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام بھی کیے اور جو کچھ محمد پر نازل کیا گیا اس پر بھی ایمان لائے حالانکہ وہ

الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝٢ ذَٰلِكَ

ان کے رب کی طرف سے برحق بھی ہے تو (اللہ تعالیٰ) ان کی برائیوں کو مٹا دے گا اور ان کا حال درست کرے گا۔ یہ اس

بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا

لیے کہ جو لوگ منکر ہیں انہوں نے جھوٹ کی پیروی کی اور جو لوگ ایمان لائے انہوں نے اپنے رب کی طرف سے

الْحَقَّ مِن رَّبِّهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ ۝٣

حق کی پیروی کی اسی طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کیلئے ان کی مثالیں بیان کرتا ہے۔

## خلاصہ

❶ اب صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین اسلام ہی برحق اور معتبر ہے۔ اور تمام جہان کو اسی دین کے قبول کرنے کا حکم ہے کیونکہ اب سچا دین یہی ہے۔ اچھے اور برے کام مسلمان بھی کرتے ہیں اور کافر بھی لیکن اسلام کو قبول کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ نیکی قبول ہو جاتی ہے اور برائی معاف اور اسلام کو نہ ماننے کی سزا یہ ہے کہ اچھے کام برباد اور گناہ لازم۔ (مفہوم حضرت شاہ صاحبؒ)

❷ کافروں کے اچھے اعمال ضائع کر دیئے جاتے ہیں کہ ان پر ان کو آخرت میں کچھ بھی نہیں ملے گا اور اسلام کے خلاف وہ جو محنتیں اور تدبیریں کرتے ہیں وہ سب برباد اور ناکام کر دی جاتی ہیں۔

❸ دین برحق وہی ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے جو اسے مانتے ہیں اور اچھے اعمال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف فرما دے گا اور دنیا و آخرت میں ان کی حالت درست رکھے گا۔ اور ان کی نصرت فرما کر انہیں دنیا میں سلطنت اور غلبہ عطا فرمائے گا۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ کافر تو غلط راستے پر چلے جبکہ اہل ایمان اپنے رب کی طرف سے بتائے ہوئے صحیح راستے پر چلے۔ اللہ تعالیٰ یہ حالات بیان فرماتا ہے تاکہ لوگ اس سے سبق اور عبرت حاصل کریں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## ربط

① اس سے پچھلی سورۃ "الاحقاف" کے آخر میں فرمایا تھا کہ نافرمان لوگ ہلاک ہوں گے، اس پر یہ پوچھا جاسکتا تھا کہ نافرمان لوگ بھی تو بعض اچھے کام کرتے ہیں جیسے غریبوں کو کھانا کھلانا، صلہ رحمی کرنا وغیرہ تو پھر وہ کیسے ہلاک ہوں گے تو اس سورۃ کے آغاز ہی میں فرمادیا کہ کفر کی وجہ سے ان کا کوئی اچھا عمل باقی ہی نہیں رہا، کفر کی وجہ سے سب کچھ برباد ہوجاتا ہے۔

اول ہذہ السورۃ مناسب لآخر السورۃ المتقدمۃ فان آخرہا قولہ تعالیٰ ﴿فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ فان قال قائل کیف یہلک الفاسق ولہ اعمال صالحۃ کا طعام الطعام وصلۃ الارحام الخ (تفسیر کبیر)

② "گزشتہ سورۃ کا اختتام مجرمین کی ہلاکت وتباہی کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا تھا اور مقصود اہل مکہ کو تنبیہ تھی کہ وہ ان واقعات سے عبرت حاصل کریں، ساتھ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی بھی دینا تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی مدد اور رحمت کا انتظار کریں، حق بہر حال غالب ہوگا۔ تو اب اس سورۃ کی ابتداء کافروں اور منکروں کے اعمال کی بربادی کے بیان سے کی جارہی ہے۔ اور یہ کہ حق اور باطل کا فرق اس دنیوی زندگی میں بھی انسان کے سامنے آکر رہے گا اور آخرت میں بھی باطل پرستوں کی تباہی اور عذاب اور اہل حق کی کامیابی ونجات قطعی اور یقینی ہے، ان مضامین کے ساتھ یہ بھی فرمایا جارہا ہے کہ حق اور باطل کا معرکہ اس کا متقاضی ہے کہ اہلِ حق اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے باطل سے جہاد کرنے کے واسطے تیار ہوجائیں جہاد کا حکم ایک امتحان ہے جس کے ذریعے مؤمنین ومطیعین کا ایثار واخلاص اور قربانی کا جذبہ معلوم ہوگا اور ساتھ ہی باطل پر حق کی فتح وکامیابی بھی تاریخ عالم میں ایک حقیقت بن کر دنیا کی نظروں میں آئے گی۔" (معارف القرآن کاندھلویؒ)

③ پچھلی سورۃ کے آخر میں فرمایا گیا تھا ﴿فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ کہ فاسق لوگ ضرور ہلاک ہوں گے۔ اس سورۃ میں ہلاک ہونے والے فاسقوں کی علامات سے بات شروع فرمائی کہ فاسق وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے۔ پھر کافروں کی ہلاکت کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ان پر آسمانی عذاب نازل کیا جائے جس طرح قوم عاد اور ثمود ہلاک ہوئیں اور دوسری یہ کہ جہاد کے ذریعہ اہلِ ایمان کے ہاتھوں سے ان کو ہلاک کیا جائے تو سورۃ محمد میں بتایا گیا کہ ان کو جہاد کے ذریعہ ہلاک کیا جائے گا۔ اب سوال یہ تھا کہ ان کے بعض اچھے اعمال بھی ہیں تو پھر ان کو جہاد کے ذریعے کیوں ختم کیا جائے؟ تو جواب ارشاد فرمایا کہ کفر کی وجہ سے ان کا کوئی اچھا عمل قابل قبول نہیں ہے۔

پھر سوال یہ تھا کہ ان میں سے بعض کافر سابقہ شریعتوں کو مانتے ہیں تو جواب ارشاد فرمایا کہ نہیں اب صرف ایک شریعت برحق ہے اور وہ ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت، چونکہ ان کافروں نے اس شریعت کو چھوڑ کر باطل کی پیروی کی ہے اور یہ لوگ اسلام کے راستے کی رکاوٹ بھی بنے ہوئے ہیں اس لیے ان کے خلاف جہاد کیا جائے گا جس کا حکم آیت ④ میں آتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## اسلام سے روکنے والے

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور روکا اللہ تعالیٰ کے راستے سے......

امام رازیؒ فرماتے ہیں:

انہوں نے خود کو یا دوسروں کو اسلام قبول کرنے سے روکا

في الصدو جهان احدهما صدوا انفسهم معناه انهم صدوا انفسهم عن السبيل ومنعوا عقولهم من اتباع الدليل وثانيهما صدوا غيرهم ومنعوهم (تفسیر کبیر)

## یہ کون لوگ تھے؟

حضرات مفسرین نے کئی اقوال لکھے ہیں:

1. یہ اہل مکہ تھے جنہوں نے خود کو اور مسلمانوں کو دین اسلام سے روکا تھا
2. یہ غزوہ بدر کے موقع پر مشرکین کے لشکر کو کھانا کھلانے والے بارہ سردار تھے

ابوجہل...... حارث بن ہشام...... عتبہ بن ربیعہ...... شیبہ بن ربیعہ...... ابی بن خلف...... امیہ بن خلف...... عقبہ بن حجاج...... شیبہ بن حجاج...... ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن اسود، حکیم بن حزام، حارث بن عامر

3. یہ اہل کتاب تھے جو اپنے لوگوں کو اور دوسروں کو اسلام قبول کرنے سے روکتے تھے
4. مراد اس سے ہر کافر ہے

امام ابوحیانؒ نے تمام اقوال لکھنے کے بعد آخری قول کو ترجیح دی ہے وہ فرماتے ہیں:

وهو عام في كل من كفر وصدّ

یہ آیت عام ہے ہر اس شخص کے بارے میں جو کفر اختیار کرے اور دین اسلام سے روکے۔ (البحر المحیط)

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ ہر کافر دراصل اسلام سے روکنے والا ہوتا ہے، کچھ تو باقاعدہ جان و مال لگا کر لوگوں کو دین اسلام سے روکتے ہیں جبکہ کچھ اپنے عمل سے روکتے ہیں کیونکہ لوگ ایک دوسرے کو دیکھ کر کفر پر پکے ہوتے ہیں اور بعد میں آنے والے اپنے پہلوں کی اتباع اور پیروی کرتے ہیں پس ہر کافر دوسروں کو اسلام سے روکنے کا کسی نہ کسی طرح ذریعہ بنتا ہے۔

كل من كفر صار صادًا لغيره

پس اس آیت کا ترجمہ یوں بھی ہو سکتا ہے:

"جنہوں نے کفر کیا اور اس کفر کرنے کی وجہ سے وہ دوسروں کو دین اسلام سے روکنے والے بن گئے" (تفسیر کبیر)

اس تقریر سے اس سوال کا جواب آ گیا کہ کوئی کافر دین سے نہ روکے تو کیا اس کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے؟


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ویسے بھی ہر کافر خود کو تو دین سے روکتا ہی ہے۔

تفسیر حقانی میں ہے:

ارشاد فرمایا: اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ کہ جو منکر ہوئے اور لوگوں کو یا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے رستے سے باز رکھا ❶ ایمان ❷ صوم ❸ صلوٰۃ ❹ جہاد ❺ حسنات ❻ اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب کو سبیل اللہ کا لفظ شامل ہے۔ ان کے اعمال برباد ہوگئے، بوجہ بغاوت کے وہ کچھ بھی کام نہ آئیں گے۔ (تفسیر حقانی)

کافروں سے جہاد کیوں ہوتا ہے؟ یہ اس کی بڑی وجہ بیان فرمادی کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے باغی یعنی کافر ہیں اور دوسروں کو بھی دین حق سے روکتے ہیں ان کو اگر کھلی چھوٹ دے دی گئی تو یہ پوری دنیا میں کفر پھیلائیں گے اور ہر جگہ اسلامی دعوت کو روکیں گے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## کافروں کے اعمال ضائع اور برباد

اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ان کے اعمال اللہ تعالیٰ نے برباد کردیے

پس ان اعمال سے ان کو کوئی نفع یا بھلائی نہ ملی بلکہ صرف نقصان ہی کا ذریعہ بنے۔

ای اتلفها حیث لم ینشاء عنها خیر ولا نفع، بل ضرر محض (البحر المحیط)

❶ ان اعمال سے مراد ان کے اچھے اعمال ہیں جیسے صلہ رحمی، قیدی چھڑانا وغیرہ

المراد بالاعمال اعمالهم البرة فی الجاهلیة من صلة رحم، وفك عان ونحو ذلك (البحر المحیط)

"بہر حال فرمایا کہ جن لوگوں نے کفر کا شیوہ اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو ضائع کردیا، اعمال کی قبولیت کا مدار ایمان پر ہے اگر ایمان ہی نہیں تو رفاہ عامہ کا اچھے سے اچھا کام بھی نامقبول ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا۔ سورۃ کہف کے آخری رکوع میں ہے کہ اے پیغمبر! آپ ان سے کہہ دیں کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اعمال کے لحاظ سے نقصان زدہ لوگ کون ہیں فرمایا

اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (الکهف)

یہ وہ لوگ ہیں جن کی "سعی" دنیا میں ہی برباد ہوگئی اور وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں، اگر کوئی کہے کہ کافر بھی تو رفاہ عامہ کے کام کرتے رہتے ہیں، سکول بناتے ہیں، ہسپتال بناتے ہیں، مالی امداد دیتے ہیں تو کیا ان کو کچھ اجر نہیں ملے گا؟ بالکل نہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی نیکی کا اجر دنیا ہی میں نیک نامی اور شہرت کی صورت میں دے دیا۔

(فلا یرون لها فی الآخرة ثوابا ویجزون بها فی الدنیا من فضله تعالیٰ (جلالین))

اب آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں کیونکہ ایمان سے خالی رہے" (معالم العرفان)

❷ ان اعمال سے مراد ان کی وہ تدبیریں اور سازشیں ہیں جو وہ اسلام کے خلاف اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

او ما عملوہ من الکید لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصد عن سبیل اللہ (المدارک)

ومعنی اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ابطل کیدھم ومکرھم بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وجعل الدائرۃ علیھم (القرطبی)

حاصل یہ ہوا کہ کافروں کے ظاہری طور پر نیک اور اچھے اعمال دیکھ کر ان کو دنیا بھر میں کفر پھیلانے کے لیے کھلا نہیں چھوڑا جائے گا۔ ایمان نہ ہونے کی وجہ سے ان اعمال کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور نہ ہی ان کے یہ اعمال کوئی اچھا نتیجہ پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح دوسری تفسیر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر اسلام کے خلاف جو تدبیریں اور سازشیں کرتے ہیں اللہ پاک ان کو توڑ دیتا ہے چنانچہ کافروں کی ہر کوشش کے باوجود اسلام بڑھتا ہی چلا گیا اور دین پھیلتا ہی چلا گیا۔ والحمدللہ رب العالمین۔

## مقبول ایمان والے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کافروں کے مقابلے میں ایمان والوں کا ذکر فرمایا..... جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے..... اور ایمان بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور شریعت پر لائے اور اب اللہ تعالیٰ کے ہاں معتبر صرف یہی ایمان ہے تو ایسے ایمان والوں کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور ان کے احوال کو دنیا و آخرت میں درست کر دیا جائے گا۔

اس آیت سے مراد کون ہیں؟؟.....

1. انصار مدینہ..... تب اعمال صالحہ سے مراد اپنے گھروں اور اموال میں مہاجرین کو حصہ دینا ہے
2. قریش کے کچھ حضرات..... تب اعمال صالحہ سے مراد ہجرت ہے
3. اہل کتاب میں سے ایمان لانے والے
4. ہر ایمان والا مراد ہے..... تب اعمال صالحہ سے مراد وہ تمام اعمال جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو

"ھم ناس من قریش او من الانصار او من اھل الکتاب او عام" (المدارک)

شان نزول کے اعتبار سے ابتدائی طور پر کوئی بھی مراد ہو قرآن پاک کے الفاظ عام ہیں اور ہر ایمان والے کے لیے یہ بشارت ہے۔

فاللفظ عام یتناول کل کافر وکل مؤمن (البحر المحیط)

پھر ارشاد فرمایا کہ اب ہر ایمان معتبر نہیں ہے بلکہ صرف وہی ایمان معتبر ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے قرآن پر ہو۔

وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ

ترجمہ: اور ایمان لائے اس پر جو نازل ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور وہی ہے سچا دین ان کے رب کی طرف سے

وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ یہ "حصر" کا جملہ ہے کہ حقانیت اب صرف اور صرف دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے

وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وھو جملۃ معترضۃ بین المبتداء والخبر مفیدۃ لحصر الحقیۃ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

فيه على طريقة الحصر في قوله تعالىٰ ذٰلِكَ الكتاب (روح المعاني)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تمام ادیان کے لیے ناسخ ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین نے تمام ادیان کو منسوخ کر دیا ہے اور اس دین کو اب کوئی اور منسوخ نہیں کر سکتا۔

وَهُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ اى القرآن وقيل ان دين محمد هو الحق اذ لا يرد عليه النسخ وهو ناسخ لغيره (المدارك)

وهو الحق من ربهم يريد ان ايمانهم هو الحق من ربهم وقيل اى ان القرآن هو الحق من ربهم نسخ به ماقبلهم (القرطبي)

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں:

”پہلے زمانے میں سب خلق کو تکلیف نہ تھی ایک شرع کی (یعنی سب لوگ ایک شریعت کے مکلف نہ تھے) اس وقت سب جہان کو ایک حکم ہے اب سچا دین یہی ہے اور بھلے برے کام مسلمان بھی کرتے ہیں اور کافر بھی، لیکن سچا دین ماننے کو یہ قبولیت ہے کہ نیکی ثابت اور برائی معاف اور نہ ماننے کی یہ سزا ہے کہ نیکی برباد اور گناہ لازم“۔ (موضح القرآن)

یہ جہاد کی فرضیت، ضرورت اور حکمت کا ایک بنیادی نکتہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اب دین برحق صرف اسلام ہے، وجہ یہ ہے کہ

1. اسلام کے اس دعوے کی وجہ سے کہ اب صرف اسلام ہی سچا دین ہے باقی تمام مذاہب کے لوگ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن بن جاتے ہیں، وہ اسلام اور مسلمانوں سے حسد کرتے ہیں، اسلامی دعوت کی راہ میں رکاوٹ ڈالتے ہیں اور اسلام کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ جہاد ہی سے ان کی دشمنی، حسد اور حملوں کا دفاع ہوتا ہے۔

2. جب صرف اسلام ہی سچا دین ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس کی دعوت ہر قوم تک پہنچائیں، مسلمان جب یہ دعوت لیکر جاتے ہیں تو کفار ان کے راستے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں چنانچہ جہاد کے ذریعے سے راستے کی رکاوٹوں کو توڑا جاتا ہے۔

3. جب اسلام ہی دین برحق ہے اور اب صرف یہی دین ہی نجات کا اور آخرت کی کامیابی کا واحد ذریعہ ہے تو اس دین کے دشمن تمام انسانیت کے دشمن ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے باغی ہیں، اللہ تعالیٰ کے ان باغیوں کو اور انسانیت کے ان دشمنوں کو کمزور کرنا بہت ضروری ہے ورنہ وہ تو دنیا کو کفر اور فساد سے بھر دیں گے۔ چنانچہ انسانیت کے ان دشمنوں کو کمزور کرنے کے لیے جہاد کیا جاتا ہے تا کہ ان میں لوگوں کو گمراہ کرنے کی طاقت باقی نہ رہے۔

حاصل یہ ہے کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی برحق ہونا جہاد کی اہم ترین بنیاد ہے، چنانچہ جہاد کے مخالف فتنے اب اسی بنیاد کو کمزور کرنے کی فکر میں ہیں چنانچہ کئی ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں جو خود کو مسلمان کہتے ہیں مگر ان کا دعویٰ ہے کہ دین اسلام ہی دین برحق نہیں ہے بلکہ اور مذاہب بھی حق پر ہیں اور ان کے ذریعے بھی انسان کامیابی حاصل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کر سکتا ہے۔ نعوذ باللہ من هذه الضلالة

## ایمان والوں کے گناہ معاف اور احوال کی اصلاح

كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو مٹا دے گا اور ان کا حال درست کرے گا۔

① ان کے ایمان اور نیک اعمال کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان کے سابقہ کفر اور ان کے گناہوں کو چھپا دے گا (مٹا دے گا) انہیں توبہ کی توفیق دے کر ان کی حالت کو اچھا کر دے گا کہ انہیں دین کے کاموں کی توفیق عطاء فرمائے گا اور اس طرح بھی ان کی حالت اچھی کر دے گا کہ انہیں اپنی نصرت اور مدد دے کر دنیا میں غلبہ اور سلطنت عطاء فرمائے گا...... یعنی وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ کے دو مطلب ہوئے ① نیکیوں کی توفیق ملنا ② زمین پر غلبہ اور حکومت پانا۔

كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ستر بايمانهم وعملهم الصالح ماكان منهم من الكفر والمعاصي لرجوعهم عنها وتوبتهم وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ اى حالهم وشأنهم بالتوفيق فى امور الدين وبالتسليط على الدنيا بما اعطاهم من النصرة والتائيد. (المدارك)

② ”اللہ تعالیٰ ان کے گناہ ان پر سے اتار دے گا یعنی معاف کر دے گا اور دونوں جہان میں ان کی حالت درست رکھے گا، دنیا میں تو اس طرح کہ ان کو اعمال صالحہ کی توفیق بڑھتی جاوے گی اور آخرت میں اس طرح کہ ان کو نجات ہوگی۔ (بیان القرآن)

③ ایمان اور اچھے اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو چھپا دے گا اور ان کے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ اور دنیا میں ان کے حالات درست رکھے گا، دشمنوں پر فتح عنایت کرے گا گناہوں سے بچنے اور شیطان کے تسلط سے محفوظ رہنے کی اور طاعت الٰہیہ کی توفیق عطاء فرمائے گا پھر آخرت میں دوامی راحت اور خوشنودی خدا مرحمت کرے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یعنی زندگی بھر ان کی حفاظت رکھے گا۔ (مظہری)

اس میں بھی جہاد کے اہم نکتے آ گئے۔

① یہ سوال اٹھایا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں سے بھی غلطیاں اور گناہ ہوتے ہیں تو پھر انہیں کیا حق حاصل ہے کہ وہ دوسری قوموں سے جہاد کریں تو جواب ہو گیا کہ مسلمانوں کے گناہ ”کفر“ کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں اور جو گناہ ان سے سرزد ہوتے ہیں تو ایمان کی برکت سے ان کی معافی اور تلافی کا راستہ موجود ہے اس لیے مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جہاد کریں۔

② مسلمانوں سے بھی گناہ اور غلطیاں ہوتی ہیں تو پھر انہیں اللہ تعالیٰ کی نصرت کیسے حاصل ہوگی تو جواب ہو گیا کہ ایمان اور اعمال صالحہ کی برکت سے توبہ کی توفیق ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول فرماتا ہے اور گناہوں کو مٹا دیتا ہے چنانچہ مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی نصرت کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

❸ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ میں بھی فرمادیا کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ مزید نیکیوں کی توفیق عطا فرماتا ہے اور انہیں اپنی مدد دے کر زمین پر غلبہ عطا فرماتا ہے، پس وہ جہاد کے عمل کے ذریعے دین اسلام کو مضبوط کرتے ہیں، توفیق اور نصرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## جیسا راستہ، ویسی منزل

ایسا کیوں ہوا کہ کافروں کے تو نیک اعمال بھی برباد اور مسلمانوں کے گناہ بھی معاف؟...... کیا یہ ظلم نہیں؟......

تیسری آیت میں سمجھادیا کہ اس میں کوئی ظلم نہیں ہے بلکہ کافروں نے راستہ ہی غلط منتخب کیا وہ باطل کے راستے پر چلے اور یہ راستہ ناکامی کی طرف جاتا ہے۔ جبکہ ایمان والوں نے اپنے رب کا برحق راستہ اختیار کیا تو وہ اس راستے کی منزل یعنی کامیابی تک پہنچ گئے۔

❶ اور یہ جو مؤمنین کی خوشحالی اور کفار کی بدحالی بیان کی گئی اس وجہ سے ہے کہ کافر تو غلط رستہ پر چلے اور اہل ایمان صحیح رستہ پر چلے جو ان کے رب کی طرف سے آیا ہے اور غلط رستہ کا موجب ناکامی ہونا اور صحیح رستہ کا سبب کامیابی ہونا ظاہر (یعنی واضح) ہے اس لیے وہ ناکام ہوئے اور یہ کامیاب ہوئے۔'' (بیان القرآن)

❷ کافروں کے اعمال کا برباد ہونا اور مسلمانوں کے گناہوں کا معاف اور احوال کا اچھا ہونا اس لیے ہے کہ کافروں نے شیطان کی پیروی کی اور ایمان والوں نے قرآن پاک کی اتباع کی۔

ای ذلک الامر وهو اضلال اعمال احد الفريقين وتكفير سيئات الثاني والاصلاح كائن بسبب اتباع هؤلاء الباطل وهو الشيطان وهؤلاء الحق وهو القرآن. (المدارك)

❸ پھر فرماتا ہے کہ کافروں کے لیے ایسا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے کے لیے ایسا کیوں تجویز ہوا؟ اس لیے کہ کافروں نے باطل اور غلط کا اتباع کیا جس کا نتیجہ خسارۂ دارین ہے اور ایمان داروں نے حق کا اتباع کیا جس کا ثمرہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بات کھول دی ہے۔'' (تفسیر حقانی)

یہ فرق اس واسطے ہے کہ کافر باطل پرست ہیں اور مؤمن حق پرست ہیں (حضرت لاہوریؒ)

کافر باطل پرست ہیں، غلط راستے پر ہیں، اسلام سے روکنے والے ہیں، کفر اور فساد پھیلانے والے ہیں تو ایسے لوگوں کی قوت کو توڑنا کس قدر ضروری ہے، اس کے لیے آگے جہاد کا حکم آتا ہے۔

## ہر کوئی عبرت حاصل کرے

آخری جملے میں ارشاد فرمایا: كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ

اسی طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے ان کے احوال اور مثالیں بیان فرماتا ہے۔

ای احوال الفريقين المؤمنين والكافرين واوصافهما. (روح المعاني)

ایمان والے حق پر ہیں اور کافر باطل پر ہیں۔ ایمان والے کامیاب ہیں اور کافر ناکام ہیں۔ کافروں کے اعمال باطل ہیں اور ایمان والوں کے گناہ معاف اور اعمال مقبول ہیں۔ یہ سب کچھ لوگوں کے لیے بیان کیا جاتا ہے تاکہ وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

عبرت حاصل کریں۔

لاجل الناس لیعتبروا بھم (البحر المحیط)

”یعنی اس طرح کھول کھول کر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے بھلے برے احوال پر متنبہ کرتا ہے تا (کہ) باطل پرستی کی نحوست و شامت اور حق پرستی کی برکت ان کے پوری طرح ذہن نشین ہو جائے۔“ (تفسیر عثمانی)

جہاد وہی انسان کر سکتا ہے جس کے دل میں ایمان اور اسلام کی عظمت پوری طرح راسخ ہو اور اس کے دل میں کفر کے لیے مکمل نفرت اور بےزاری ہو۔ اسلام انسانیت کے لیے کتنا ضروری اور مفید ہے اور کفر انسانیت کے لیے کتنا نقصان دہ اور تباہ کن ہے اس بات کو دل میں بٹھائے بغیر جہاد کا مسئلہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ اللہ پاک نے کافروں کی ناکامی اور ایمان والوں کی کامیابی کے احوال کھول کھول کر بیان فرما دیئے تا کہ ہر انسان ایمان اور کفر کی حقیقت کو سمجھ لے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## سورۃ محمد کی ابتداء میں ایک پرعظمت اعلان

”اس سورۃ کی ابتداء ایک عجیب اور پرعظمت اعلان سے ہو رہی ہے کہ کافر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں جن کا مقصدِ زندگی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنا ہے اور دعوت محمدیہ ﷺ کا مقابلہ کرنا ہے، ان کے اعمال برباد ہیں، اس کے بعد مسلمانوں کو جہاد و قتال کا حکم ہے۔“ (معارف القرآن کاندھلویؒ)

یعنی پہلی آیت میں فرمایا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ یہ بنیاد ہے اس بات کی کہ کافر اسلام دشمنی پر اترے ہوئے ہیں، پھر چوتھی آیت میں ان سے قتال کا حکم ہے۔

## ان آیات کا غزوہ بدر سے تعلق

بعض مفسرین کرام ان آیات کو غزوہ بدر سے جوڑتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ آیات غزوہ بدر کے بارے میں نازل ہوئیں۔ وقیل: نزلت هذه الآية ببدر (البحر المحیط)

وان الاشارة بقوله: أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ الى الاتفاق الذی اتفقوه فی سفرهم الی بدر (البحر المحیط)

قال: المعنیٰ ابطل جلّ وعلا ما عملوه من الکید لرسول الله صلی الله علیه وسلم كالانفاق الذی انفقوه فی سفرهم الی محاربته علیه الصلوٰة والسلام وغیره بنصر رسوله ﷺ واظهار دینه علی الدین كله، ولعله اوفق بما بعده وكذا بما قیل ان الآية نزلت ببدر۔ (روح المعانی)

اس سورۃ کی پہلی آیت کے بارے میں یہ قول ہے کہ وہ غزوہ بدر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ شان نزول کے اعتبار سے ایسا ہو سکتا ہے مگر الفاظ اور حکم عام ہے اور غزوہ بدر کو قرآن پاک جگہ جگہ بطور مثال کے پیش فرماتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ — آیت ۴-۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ

پس جب تم ان کے مقابل ہو جو کافر ہیں تو ان کی گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم ان کی خوب خونریزی کر چکو تو ان کی مشکیں

فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ

کس لو پھر یا تو اس کے بعد احسان کرو یا تاوان لے لو یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے یہی (حکم)

اَوْزَارَهَا ۛ ۚ ذٰلِكَ ؕۛ وَ لَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَاۡ

ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان سے خود ہی بدلہ لے لیتا لیکن وہ تمہارا ایک دوسرے کے ساتھ امتحان

بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ④

کرنا چاہتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال برباد نہیں کرے گا۔

سَيَهْدِيْهِمْ وَ يُصْلِحُ بَالَهُمْ ⑤ وَ يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ⑥

جلدی انہیں راہ دکھائے گا اور ان کا حال درست کر دے گا۔ اور انہیں جنت میں داخل کرے گا جس کی حقیقت انہیں بتا دی ہے۔

### خلاصہ

حق و باطل کا معرکہ تو رہتا ہی ہے، جس وقت مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہو جائے تو مسلمانوں کو پوری مضبوطی اور بہادری سے کام لینا چاہیے، باطل کا زور جب ہی ٹوٹے گا کہ بڑے بڑے شریر مارے جائیں اور ان کے جتھے توڑ دیے جائیں۔ اس لیے جنگ کے دوران کمزوری، سستی، بزدلی اور توقف اور تردد کو راہ نہ دو اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی گردنیں مارنے میں کچھ باک نہ کرو۔ کافی خونریزی کے بعد جب تمہاری دھاک بیٹھ جائے اور ان کا زور ٹوٹ جائے (اور ان میں لڑنے کی سکت باقی نہ رہے) اس وقت قید کرنا بھی کفایت کرتا ہے۔ قال تعالیٰ:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ (الانفال ۶۷)

یہ قید و بند ممکن ہے ان کے لیے عبرت اور نصیحت کا کام دے اور مسلمانوں کے پاس رہ کر ان کو اپنی اور تمہاری حالت کے جانچنے اور اسلامی تعلیمات میں غور کرنے کا موقع فراہم کرے۔ اور وہ لوگ حق و صداقت کا راستہ اختیار کر لیں۔ پھر مصلحت سمجھو تو بغیر کسی معاوضہ کے ان پر احسان کر کے قید سے رہا کر دو، اس صورت میں بہت سے افراد ممکن ہے تمہارے احسان اور اچھے اخلاق سے متاثر ہو کر تمہاری طرف راغب ہوں اور تمہارے دین سے محبت کرنے لگیں۔ اور یہ بھی کر سکتے ہو کہ فدیہ لیکر یا مسلمان قیدیوں کے بدلہ میں ان قیدیوں کو چھوڑ دو، اس میں بھی کئی طرح کے فائدے ہیں۔ بہر حال ان جنگی قیدیوں کو ان کے وطن کی طرف واپس کرو تو اس کی دو ہی صورتیں ہیں: ❶ معاوضہ میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

چھوڑنا ❷ یا بلا معاوضہ رہا کرنا۔ ان میں جو صورت امام کے نزدیک زیادہ مفید ہو اس کو اختیار کر سکتا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک بھی فتح القدیر اور شامی وغیرہ میں اس طرح کی روایات موجود ہیں۔ ہاں اگر قیدیوں کو ان کے وطن کی طرف واپس کرنے میں مصلحت نہ ہو تو پھر تین صورتیں ہیں ❶ ذمی بنا کر بطور رعیت کے رکھنا ❷ غلام بنا لینا ❸ قتل کر دینا۔ احادیث سے قیدی کو قتل کرنے کا ثبوت صرف خاص خاص حالات میں ملتا ہے، جبکہ وہ کسی ایسے سنگین جرم کا مرتکب ہوا ہو جس کی سزا قتل سے کم نہ ہو، البتہ غلام یا رعیت بنا کر رکھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا: یعنی یہ جنگ کا اور قتل کرنے کا اور قید و بند کا سلسلہ برابر جاری رہے گا یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار اتار کر رکھ دے اور جنگ موقوف ہو جائے (اور ایسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ہوگا، مطلب یہ ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا)۔

وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ: یعنی اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ ان کافروں کو کوئی آسمانی عذاب بھیج کر "عاد" و "ثمود" وغیرہ کی طرح ہلاک کر ڈالے۔ لیکن جہاد و قتال شروع کر کے اس نے بندوں کا امتحان کرنا تھا۔ وہ دیکھتا ہے کہ کتنے مسلمان اللہ تعالیٰ کے نام پر جان و مال قربان کرنے پر تیار ہیں اور کفار میں سے کتنے لوگ ان تنبیہی کاروائیوں سے بیدار ہوتے ہیں اور اس مہلت سے فائدہ اٹھاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہے کہ پچھلی قوموں کی طرح ایک دم پکڑ کر مکمل خاتمہ نہیں کر دیتا (اور جہاد کے ذریعہ بعض کافروں کو فوری سزا بھی دیتا ہے)

وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ: یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہید ہوئے خواہ بظاہر یہاں (اس دنیا میں) کامیاب نظر نہ آتے ہوں لیکن حقیقت میں وہ کامیاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے کام ضائع نہیں کرے گا بلکہ انجام کار ان کی محنت ٹھکانے لگائے گا (اور ان کے عمل کا ثواب ان کے لیے قیامت تک بڑھتا رہے گا) ان کو جنت کی طرف راہ دے گا اور آخرت کی تمام منزلوں اور مقامات میں ان کی حالت درست رکھے گا (قبر، حشر، میزان ہر جگہ ان کو خوب سہولت و راحت عطاء فرمائے گا)

وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ: یعنی جس جنت کا حال ان کو انبیاء علیہم السلام کی زبان اور اپنے وجدان صحیح سے معلوم ہو چکا تھا اس میں داخل کیے جائیں گے اور وہاں پہنچ کر ہر جنتی اپنے ٹھکانے کو خود بخود پہچان لے گا اس کے دل کی کشش ادھر ہی ہوگی جہاں اس کو رہنا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عَرَّفَهَا لَهُمْ کے معنی "طيبها لهم" کے لیے ہیں، یعنی جنت ان کے لیے خوشبوؤں سے مہکا دی گئی ہے۔ (تفسیر عثمانی، تسہیل و اضافہ)

## ان تین آیات کے اہم مضامین

❶ ان آیات کا ماقبل سے ربط..... حضرات مفسرین نے یہ ربط بیان کرتے ہوئے عجیب جہادی نکات تحریر فرمائے ہیں۔

❷ اقدامی جہاد کی طرف واضح اشارہ

www.KitaboSunnat.com

امام رازیؒ نے لَقِيتُمُ اور فَضَرْبَ الرِّقَابِ سے یہ نکتہ بیان فرمایا ہے۔

❸ قیدیوں کے احکامات، ائمہ کرام کے اقوال اوران کے دلائل، امام قرطبیؒ، علامہ آلوسیؒ، امام ابوحیانؒ، امام ابوبکر جصاصؒ اور دیگر مفسرین نے بہت تفصیل سے یہ مسئلہ لکھا ہے۔

❹ جہاد قیامت تک جاری رہے گا...... امام ابن کثیرؒ، امام ابوحیانؒ، امام رازیؒ اور دیگر مفسرین نے حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا کے جملے سے یہ مطلب بیان فرمایا ہے۔

❺ جہاد کی حکمت...... وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ کے جملہ سے تمام مفسرین نے بیان فرمائی ہے۔

❻ شہید کے فضائل اور شہداء کے مقامات

❼ مجاہد کی فضیلت...... اگر قرأت قُتِلُوا کی جگہ قٰتَلُوا کی اختیار کی جائے۔

❽ غزوۂ احد کا تذکرہ۔ کیونکہ بعض مفسرین کے نزدیک آیت ۵ میں شہدائے احد کا خاص طور سے بیان ہے۔

❾ شہید کے اعمال ضائع نہیں ہوتے، اس کو رہنمائی ملتی ہے اور اس کی حالت سنوار دی جاتی ہے۔ ان تمام جملوں کے معانی پر حضرات مفسرین نے ایمان افروز عبارتیں لکھی ہیں۔

❿ عَرَّفَهَا لَهُمْ ...... شہداء کو اس جنت میں داخل کیا جائے گا جس جنت کی تعریف ان کے سامنے بیان ہو چکی ہے۔ اس جملے عَرَّفَهَا لَهُمْ کے حضرات مفسرین نے دس سے زائد معانی لکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کوشش کی جائے گی کہ ان تمام مضامین کا خلاصہ اس تالیف میں آجائے۔

## ربط

❶ پچھلی آیات سے معلوم ہوا کہ نجات کا دارومدار اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر ہے۔ جو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو مانے گا صرف وہی کامیاب ہوگا۔ پس اس جماعت کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی ہے فیاضی اور سخاوت سے کام لینا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو نجات کے راستے پر لانے کے لیے جہاد کرنا چاہئے، کیونکہ جہاد کے ذریعہ اسلام کی دعوت کے راستے کی رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں، چنانچہ فرمایا فَاِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ

تفسیر حقانی میں ہے:

چونکہ نجات کا دارومدار خدا کے پچھلے (یعنی آخری) فرستادہ (یعنی نبی) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر رکھا گیا ہے اس لیے اس جماعت کو جو اس نبی پر ایمان لائے ہیں فیاضی کرنا چاہئے اور دوسرے بھائیوں کے لیے اس راہ راست کے کانٹوں کو صاف کرنا چاہئے، اس لیے فرماتا ہے فَاِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا الخ کہ جنگ میں جب کافروں سے مڈ بھیڑ ہو جائے جو اس رستہ کے لیے خار (یعنی کانٹے) ہیں اور اس شمع ہدایت کو بجھانا چاہتے ہیں تو ان کی گردنیں مارو، آخر جو ہاتھ لگیں ان کو باندھ لو پھر یا تو احسان کر دیا ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

❷ پچھلی آیات سے ایمان والوں کا مصلح ہونا اور کفار کا مفسد ہونا معلوم ہوتا ہے، اب جہاد کو بیان کیا جارہا ہے جس کا مقصد مصلحین کے ہاتھوں سے مفسدین کے فساد کو دبانا ہے۔ (مفہوم بیان القرآن)

❸ ''آیت مبارکہ ﴿فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ میں مسلمانوں کو کافروں کے مقابلہ میں جہاد کا حکم اور کفر وشرک کی طاغوتی طاقتوں کی سرکوبی کی تاکید کی جارہی ہے، ابتداء میں حق اور باطل کا مقابلہ ذکر فرمایا گیا تو ظاہر ہے کہ اس کا مقصد بھی ہے کہ اہل حق اور مؤمنین کو ضروری ہے (یعنی ان پر لازم ہیں) کہ کفر کی شوکت اور غلبہ پامال کرنے کے واسطے جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور کافروں سے خوب مقابلہ اور مقاتلہ کریں اور ان کی گردنیں اڑائیں اور ان مجرمین کا خون بہائیں تا آنکہ ان کی قوت اور حوصلے شکستہ ہو جائیں اور مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کی سکت باقی نہ رہے۔'' (معارف القرآن کاندھلوی)

❹ (پچھلی آیات میں) فرمایا حقیقت یہ ہے کہ کافر لوگ باطل کی پیروی کرتے ہیں جبکہ اہل ایمان حق کے تبع ہیں، حق وباطل کی کشمکش ہمیشہ چلی آرہی ہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا (تو ان آیات میں) اللہ تعالیٰ نے جنگ کے قانون اور اس کی حکمت کا تذکرہ فرمایا ہے۔'' (معالم العرفان)

❺ پچھلی آیات میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اعمال ضائع فرما دیئے ہیں۔ انسان کی قیمت اس کے اعمال کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ پس جس کے پاس کوئی عمل نہ ہو وہ تو بے کار اور بے فائدہ ہے (اس چھوٹی سی مکھی کی طرح جو گدھوں کے منہ پر بیٹھتی ہے) پھر اگر وہ بے فائدہ انسان دوسروں کو ایذا بھی پہنچانے لگے تو اس کو ختم کر دینا ہی بہتر ہے، چنانچہ اس آیت میں فرمایا گیا کہ ان کی گردنیں مارو کیونکہ ان کے اعمال ضائع ہونے کی وجہ سے ان کی کوئی حرمت باقی نہیں رہی۔

لما بين ان الذين كفروا اضل الله اعمالهم واعتبار الانسان بالعمل ومن لم يكن له عمل فهو همج فان صار مع ذلك يؤذي حسن اعدامه ﴿فَإِذَا لَقِيتُمُ﴾ بعد ظهور ان لا حرمة لهم بعد ابطال اعمالهم فاضربوا اعناقهم. (تفسیر کبیر)

❻ بعض لوگ اپنے دل کی کمزوری اور ناقص عقل کی وجہ سے کہتے ہیں کہ کسی بھی جاندار کو نہیں مارنا چاہئے اور نہ اس پر کوئی ظلم کرنا چاہئے، ایسے لوگوں کی تردید میں کہا جاتا ہے کہ اعمال کے اچھا یا برا ہونے کا تعلق ان کی ظاہری صورت سے نہیں ہے، بلکہ جو عمل حق کی اتباع میں ہو وہ اچھا ہے اور جو عمل باطل کی پیروی میں ہو وہ برا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی کو قتل کرنے والے کا اجر نمازی اور روزے دار جیسا ہے، پس جب تم کافروں سے لڑو تو انہیں خوب قتل کرو، وہ باطل کے پیروکار ہیں اور تمہیں اس بارے میں کوئی نرمی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ تم ان کو حق کی اتباع کرتے ہوئے قتل کر رہے ہو۔ (سانپ، بچھو اور دیگر موذی جانوروں کو مارنا بھی تو ظاہری طور پر ظلم نظر آتا ہے اور ان موذی جانوروں کے اندر بھی جان ہوتی ہے)۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

أن من الناس من يقول لضعف قلبه وقصور نظره ايلام الحيوان من الظلم والطغيان ولاسيما القتل الذي هو تخريب البنيان فيقال ردًا عليهم: لما كان اعتبار الاعمال باتباع الحق والباطل فمن يقتل في سبيل الله لتعظيم امر الله لهم من الاجر ما للمصلي وللصائم، فاذا لقيتم الذين كفروا فاقتلوهم ولا تاخذكم بهم رأفة فان ذلك اتباع الحق والاعتبار به لا بصورة الفعل (تفسیر کبیر)

**تنبیہ** امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں اس آیت کا ماقبل کے ساتھ تین طرح کا ربط بیان کیا ہے، یہاں ان میں سے دو ربط بیان کر دیئے گئے ہیں جبکہ ایک ربط اوپر اردو عبارات میں آچکا ہے تو اس کو دوبارہ ذکر نہیں کیا گیا۔

## اقدامی جہاد کا بیان

حضرات مفسرین نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس میں اقدامی جہاد کا حکم ہے کہ مسلمان خود کافروں پر حملہ آور ہوں۔ (اسلامی ترتیب کے مطابق کہ پہلے دعوت ایمان دی جائے پھر جزیہ کی طرف بلایا جائے اور اگر وہ نہ مانیں تو پھر قتال کیا جائے)

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

**لما ميّز بين الفريقين امر بجهاد الكفار**

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے دونوں فریقوں (مسلمانوں اور کافروں) کے درمیان فرق بیان فرما دیا تو ایمان والوں کو کافروں سے لڑنے کا حکم دیا۔ (القرطبی)

یعنی اس آیت میں یہ حکم ہے کہ مسلمان کافروں سے جہاد کریں اس مسئلے کی مزید وضاحت امام رازیؒ نے فرمائی ہے، ملاحظہ کیجئے امام رازیؒ کے کلام کا خلاصہ:

1. ارشاد فرمایا گیا کہ ان کی گردنیں مارو، اس سے معلوم ہوا کہ مؤمن صرف اپنا دفاع کرنے والا نہیں بلکہ کافروں کو ختم کرنے والا ہے، کیونکہ اگر صرف حملہ آور سے اپنا دفاع کرنا مقصود ہوتا تو گردنوں پر مارنے کا حکم نہ دیا جاتا جو کہ مکمل ختم کرنے کا حکم ہے، پس اللہ تعالیٰ کے کلام کا مقصد یہی ہے کہ کافروں کو زمین سے ختم کر دو اور ان کے وجود سے زمین کو پاک کر دو کیونکہ یہ زمین تمہارے لیے مسجد ہے اور مشرکین نجس ہیں پس مسجد کو نجاست سے پاک کیا جاتا ہے۔

2. ﴿فَإِذَا لَقِيتُمُ﴾ (جب تم ان سے ٹکراؤ) سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حملے کا قصد مسلمانوں کی طرف سے ہے کیونکہ اگر کافروں کی طرف سے ہوتا تو ﴿فَإِذَا لَقِيتُمُ﴾ کہا جاتا کہ جب وہ تم سے ٹکرائیں اسی لیے دوسری جگہ پر فرمایا ﴿وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ﴾ کہ انہیں قتل کرو جہاں تم ان کو پاؤ۔

ما الحكمة في اختيار ضرب الرقبة علىٰ غيرها من الاعضاء نقول فيه: لما بين ان المؤمن ليس يدافع انما هو دافع وذلك ان من يدفع الصائل لا ينبغي ان يقصد اولا مقتله بل

يتـدرج ويضرب على غير المقتل فان اندفع فذاك ولا يترقى الى درجة الا هلاك فقال تعالىٰ ليس المقصود الا دفعهم عن وجه الارض وتطهير الارض منهم، وكيف لا والارض لكم مسجد والمشركون نجس والمسجد يطهر من النجاسة (تفسیر کبیر)

آگے لکھتے ہیں:

وفي قوله لَقِيتُمُ ما ينبئ عن مخالفتهم الصائل لان قوله لَقِيتُمُ يدل علىٰ ان القصد من جانبهم بخلاف قولنا لقيكم ولذلك قال في غير هذا الموضع وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ (تفسیر کبیر)

## جنگی قیدیوں کے احکامات

سورۃ محمد آیت ۴ کا ایک اہم مضمون جنگی قیدیوں کے احکامات کا بیان ہے۔

ارشاد فرمایا: فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً

ترجمہ: تو (قتل سے بچ جانے والے کافروں کو) مضبوط باندھ لو، پھر یا تو اس کے بعد احسان کر دیا تاوان لے لو

حضرات مفسرین نے اس موضوع پر بہت تفصیل سے لکھا ہے ملاحظہ فرمایئے ان کی تقاریر کا ایک خلاصہ اس عبارت میں:

”اس آیت سے دو باتیں ثابت ہوئیں، اول یہ کہ جب قتال کے ذریعہ کفار کی شوکت وقوت ٹوٹ جائے تو اب بجائے قتل کرنے کے ان کو قید کر لیا جائے، پھر ان جنگی قیدیوں کے متعلق مسلمانوں کو دو اختیار دیئے گئے، ایک یہ کہ ان پر احسان کیا جائے، بغیر کسی فدیہ یا معاوضہ کے چھوڑ دیا جائے، دوسرے یہ کہ ان سے کوئی فدیہ لیکر چھوڑا جائے۔ یہ حکم بظاہر اس حکم کے خلاف ہے جو سورۃ انفال کی آیت میں گزر چکا ہے جس میں غزوۂ بدر کے قیدیوں کو معاوضہ لیکر چھوڑ دینے کی رائے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہوا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اس عمل پر اللہ تعالیٰ کا عذاب قریب آ گیا تھا اگر یہ عذاب آتا تو اس سے بجز عمر بن خطابؓ اور سعد بن معاذؓ کے کوئی نہ بچتا، کیونکہ انہوں نے فدیہ لیکر چھوڑنے کی رائے سے اختلاف کیا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ آیت انفال نے بدر کے قیدیوں کو فدیہ لیکر چھوڑنا بھی ممنوع کر دیا تو بلا معاوضہ چھوڑنا بدرجۂ اولیٰ ممنوع ہوگا اور سورۃ محمد کی آیت مذکورہ نے ان دونوں چیزوں کو جائز قرار دیا ہے، اس لیے اکثر صحابہ اور ائمہ فقہاء نے فرمایا کہ سورۃ محمد کی اس آیت نے سورۃ انفال کی آیت کو منسوخ کر دیا، تفسیر مظہری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حسن اور عطاء اور اکثر صحابہ و جمہور فقہاء کا یہی قول ہے اور ائمہ فقہاء میں سے ثوری، شافعی، احمد، اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ غزوۂ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی قلت تھی اس لیے ”منّ وفداء“ کی ممانعت آئی اور پھر جب مسلمانوں کی شوکت و تعداد بڑھ گئی تو سورۃ محمد میں ”منّ وفداء“ کی اجازت دے دی گئی۔ تفسیر مظہری میں حضرت قاضی ثناء اللہؒ نے اس کو نقل کر کے یہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے کہ یہی قول صحیح اور مختار ہے، کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل فرمایا اور آپ کے بعد خلفائے راشدین نے اس پر عمل فرمایا، اس لیے یہ آیت سورۂ انفال کی آیت کے لیے ناسخ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ سورۂ انفال کی آیت غزوۂ بدر کے وقت نازل ہوئی جو ہجرت کے دوسرے سال میں ہوا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ ہجری غزوۂ حدیبیہ میں جن قیدیوں کو بلا معاوضہ آزاد فرمایا ہے وہ سورۂ محمد کی اس آیت مذکورہ کے مطابق ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مکہ میں سے اسی آدمی اچانک "جبل تنعیم" سے اترے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے خبر پا کر قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زندہ گرفتار کرلیا پھر بلا معاوضہ آزاد کر دیا۔ اسی پر سورۂ فتح کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ﴾

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مشہور مذہب ان کی ایک روایت کے مطابق یہ ہے کہ جنگی قیدیوں کو بلا معاوضہ یا معاوضہ لیکر آزاد کرنا جائز نہیں (بلکہ غلام بنایا جائے یا قتل کیا جائے کیونکہ آزاد کرنے میں کافروں کو قوت ملے گی) اسی لیے علماء حنفیہ نے سورۂ محمد کی آیت مذکورہ کو منسوخ اور سورۂ انفال کی آیت کو ناسخ قرار دیا ہے مگر تفسیر مظہری نے یہ واضح کر دیا کہ سورۂ انفال کی آیت پہلے اور سورۂ محمد کی آیت بعد میں نازل ہوئی ہے، اس لئے وہی ناسخ اور انفال کی آیت منسوخ ہے اور امام اعظم کا مختار مذہب بھی جمہور صحابہ وفقہاء کے مطابق آزاد کر دینے کے جواز کا نقل کیا ہے جبکہ مسلمانوں کی مصلحت اس میں ہو، اور فرمایا کہ یہی اصح اور مختار ہے، علمائے حنفیہ میں سے علامہ ابن ہمام فتح القدیر میں اسی طرف مائل ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ قدوری اور ہدایہ کی روایت کے مطابق امام اعظم کے نزدیک قیدیوں کو فدیہ لیکر آزاد نہیں کیا جاسکتا اور یہ ایک روایت ہے امام ابوحنیفہؒ سے، مگر انہی سے دوسری روایت سیر کبیر میں جمہور کے قول کے مطابق جواز کی منقول ہے اور یہی ان دو روایتوں میں اظہر ہے اور امام طحاوی نے معانی الآثار میں اسی کو ابوحنیفہؒ کا مذہب قرار دیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ سورۂ محمد اور سورۂ انفال کی دونوں آیتیں جمہور صحابہ وائمہ کے نزدیک منسوخ نہیں، مسلمانوں کے حالات اور ضرورت کے مطابق امام المسلمین کو اختیار ہے کہ ان میں سے جس صورت کو مناسب سمجھے اختیار کرلے۔ قرطبی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے عمل سے یہ ثابت کیا ہے کہ جنگی قیدیوں کو کبھی قتل کیا گیا ہے اور کبھی غلام بنایا گیا اور کبھی فدیہ لیکر چھوڑا گیا اور کبھی بغیر فدیہ کے آزاد کر دیا گیا۔ فدیہ لینے میں یہ بھی داخل ہے کہ ان کے بدلے میں مسلمان قیدی آزاد کرا لیے جائیں اور یہ بھی کہ ان سے کچھ مال لیکر چھوڑا جائے، دونوں قسم کی صورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے عمل سے ثابت ہیں، اس تفصیل کو نقل کرنے کے بعد انہوں نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا کہ اس معاملہ میں جن آیتوں کو ناسخ منسوخ کہا گیا در حقیقت وہ سب محکم ہیں، ان میں سے کوئی منسوخ نہیں، اس لیے کہ جب کفار قید ہو کر ہمارے قبضے میں آ گئیں تو امام المسلمین کو چار چیزوں کا اختیار ہے کہ مناسب سمجھے تو قتل کر دے اور مصلحت مسلمانوں کی سمجھے تو ان کو غلام اور لونڈی بنالے اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فدیہ لیکر چھوڑنے میں مصلحت ہو تو فدیہ مال کا یا مسلمان قیدیوں کا لیکر چھوڑ دے یا بغیر کسی معاوضہ کے آزاد کر دے، قرطبی نے یہ تفصیل نقل کر کے لکھا ہے:

**وھذا القول یروی من اھل المدینة والشافعی وابی عبید و حکاہ الطحاوی مذھبا عن ابی حنیفة والمشھور ماقدمناہ (قرطبی ص۲۲۸ ج۱)**

مذکورۃ الصدر تقریر سے واضح ہو گیا کہ جنگی قیدیوں کے قتل اور استرقاق یعنی غلام بنا لینے کا جو امام المسلمین کو اختیار ہے اس پر تو تمام امت کا اجماع ہے اور فدیہ لیکر یا بلا معاوضہ آزاد کرنے میں اگرچہ کچھ اختلافات ہیں مگر جمہور کے نزدیک یہ دونوں صورتیں بھی جائز ہیں۔

## اسلام میں غلامی کی بحث

ان آیات سے یہ نتیجہ نکالنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے کہ ان آیات کے نزول کے بعد قتل یا غلام بنانے کی اجازت منسوخ کر دی گئی ہے، ورنہ اگر غلام بنانے کا حکم منسوخ ہو گیا ہوتا تو قرآن و حدیث میں کسی ایک جگہ تو اس کی ممانعت مذکور ہوتی، اور اگر یہ آیت ہی ممانعت کے قائم مقام تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن و حدیث پر جان دینے والے صحابہ کرامؓ نے بے شمار غزوات میں جنگی قیدیوں کو غلام کیوں بنایا؟ روایات حدیث و تاریخ میں غلام بنانے کا ذکر اس کثرت اور معنوی تواتر کے ساتھ آیا ہے کہ اس کا انکار مکابرہ (یعنی ضد بازی اور سینہ زوری) کے سوا کچھ نہیں۔ رہا یہ اشکال کہ اسلام، جو حقوق انسانیت کا سب سے بڑا محافظ ہے، اس نے غلامی کی اجازت کیوں دی؟ سو در حقیقت یہ اشکال اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کی جائز کی ہوئی غلامی کو دیگر مذاہب و اقوام کی غلامی پر قیاس کر لیا گیا ہے، حالانکہ اسلام نے غلاموں کو جو حقوق عطاء کیے اور معاشرے میں ان کو جو مقام دیا اس کے بعد وہ صرف نام کی غلامی رہ گئی ورنہ حقیقت میں وہ بھائی چارہ بن گیا، اور اگر اس کی حقیقت اور روح پر نظر کی جائے تو بہت سی صورتوں میں جنگی قیدیوں کے ساتھ اس سے بہتر سلوک ممکن نہیں، مشہور مستشرق موسیو گستاؤ لیبان اپنی کتاب تمدن عرب میں لکھتا ہے:

”غلام کا لفظ جب کسی ایسے یورپین شخص کے سامنے بولا جاتا ہے جو تیس سال کے دوران لکھی ہوئی امریکی رواتیوں کو پڑھنے کا عادی ہے تو اس کے دل میں ان مسکینوں کا تصور آ جاتا ہے جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں، ان کے گلوں میں طوق پڑے ہیں اور انہیں کوڑے مار مار کر ہنکایا جا رہا ہے، ان کی غذا ان کی سد رمق کے لیے بھی کافی نہیں اور انہیں رہنے کے لیے تاریک کوٹھڑیوں کے سوا کچھ میسر نہیں، مجھے یہاں اس سے بحث نہیں کہ یہ تصویر کس حد تک درست ہے اور انگریزوں نے چند سالوں سے امریکہ میں جو کچھ کیا ہے یہ باتیں اس پر صادق آتی ہیں یا نہیں؟ لیکن یہ بالکل یقینی بات ہے کہ اہل اسلام کے یہاں غلام کا تصور نصاریٰ کے یہاں غلام کے تصور سے بالکلیہ مختلف ہے“۔

(منقول از دائرہ معارف القرآن لفرید وجدی ص ۲۷۹ ج ۴ مادہ ”استرقاق“)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


حقیقت یہ ہے کہ بہت سی ایسی صورتیں ہوتی ہیں جن میں قیدیوں کو غلام بنانے سے بہتر کوئی دوسرا راستہ نہیں ہوتا، کیونکہ اگر غلام نہ بنایا جائے تو تین ہی صورتیں عقلاً ممکن ہیں، یا قتل کر دیا جائے، یا آزاد چھوڑ دیا جائے، یا دائمی قیدی بنا کر رکھا جائے اور بسا اوقات یہ تینوں صورتیں مصلحت کے خلاف ہوتی ہیں، قتل کرنا اس لیے مناسب نہیں ہوتا کہ قیدی اچھی صلاحیتوں کا مالک ہوتا ہے، آزاد چھوڑ دینے میں بعض مرتبہ یہ خطرہ ہوتا ہے کہ دارالحرب میں پہنچ کر وہ مسلمانوں کے لیے دوبارہ عظیم خطرہ بن جائے، اب دو ہی صورتیں رہ جاتی ہیں، یا تو اسے دائمی قیدی بنا کر آجکل کی طرح کسی الگ تھلگ جزیرے میں ڈال دیا جائے، یا پھر غلام بنا کر اس کی صلاحیتوں سے کام لیا جائے اور اسکے حقوق کی پوری نگہداشت کی جائے، ہر شخص سوچ سکتا ہے کہ ان میں سے بہتر صورت کونسی ہے؟ بالخصوص جبکہ غلاموں کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نظر وہ ہے جو ایک معروف حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالفاظ ذیل بیان فرمایا ہے:

اخوانکم جعلھم اللہ تحت ایدیکم فمن کان اخوہ تحت یدیہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا یکلفہ ما یغلبہ، فان کلفہ ما یغلبہ فلیعنہ (بخاری، مسلم، ابو داؤد وغیرہ)

ترجمہ: تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے زیردست (یعنی تمہارے اختیار میں) کر دیا ہے، پس جس کا بھائی اس کے زیردست ہو اسے چاہئے کہ اس کو بھی اسی میں سے کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور اسی میں سے پہنائے جسے وہ خود پہنتا ہے اور اس کو ایسے کام کی زحمت نہ دے جو اس کے لیے ناقابل برداشت ہو اور اگر اسے ایسے کام کی تکلیف دے تو خود بھی اس کی مدد کرے۔

معاشرتی اور تمدنی حقوق کے اعتبار سے اسلام نے غلاموں کو جو مرتبہ عطاء کیا وہ آزاد افراد کے قریب قریب مساوی ہے، چنانچہ دوسری اقوام کے برخلاف اسلام نے غلاموں کو نکاح کی نہ صرف اجازت دی بلکہ آقاؤں کو وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ والی آیت کے ذریعہ اس کی تاکید کی گئی ہے، یہاں تک کہ وہ آزاد عورتوں سے بھی نکاح کر سکتا ہے، مال غنیمت میں اس کا حصہ آزاد مجاہدین کے برابر ہے اور دشمن کو امان دینے میں اس کا قول اسی طرح معتبر ہے جس طرح آزاد افراد کا، قرآن وحدیث میں ان کے ساتھ حسن سلوک کے اتنے احکام آئے ہیں کہ ان کو جمع کرنے سے ایک مستقل کتاب بن سکتی ہے، یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے جو الفاظ آخری وقت تک زبان مبارک پر جاری تھے اور جس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خالق حقیقی سے جا ملے، وہ یہ الفاظ تھے:

الصلوٰۃ الصلوٰۃ اتقو اللہ فیما ملکت ایمانکم

ترجمہ: نماز کا خیال رکھو، نماز کا خیال رکھو، اپنے زیردست غلاموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

(ابوداود، باب فی حق المملوک)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

غلاموں کے لیے تعلیم و تربیت کے جو مواقع اسلام نے فراہم کیے ہیں ان کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں اسلامی سلطنت کے تقریباً تمام صوبوں میں علم و فضل کے مرجع اعلیٰ سب کے سب غلاموں میں سے تھے، جس کا واقعہ متعدد کتب تاریخ میں مذکور ہے، پھر غلاموں کو آزاد کرنے کے اتنے فضائل قرآن و حدیث میں وارد ہوئے ہیں کہ شاید ہی کوئی نیکی اس کی ہمسری کر سکے، مختلف فقہی احکام میں غلاموں کو آزاد کرنے کے لیے بہانے ڈھونڈے گئے ہیں، کفارۂ صوم، کفارۂ قتل، کفارۂ ظہار، کفارۂ یمین ان تمام صورتوں میں سب سے پہلا حکم یہ مذکور ہے کہ کوئی غلام آزاد کیا جائے، یہاں تک کہ حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی نے غلام کو ناحق تھپڑ مار دیا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دیا جائے (صحیح مسلم، باب صحبۃ الممالیک)

چنانچہ صحابہ کرامؓ جس کثرت کے ساتھ غلام آزاد کیا کرتے تھے اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ "صاحب نجم الوہاج" نے بعض صحابہؓ کے آزاد کردہ غلاموں کی یہ تعداد نقل کی ہے:

حضرت عائشہؓ **۶۹** حضرت عباسؓ **۷۰** حضرت حکیم بن حزامؓ **۱۰۰** حضرت عبداللہ بن عمرؓ **۱۰۰۰**
حضرت عثمان غنیؓ **۲۰** حضرت ذوالکلاع حمیریؓ **۸۰۰۰** ایک دن میں، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ **۳۰۰۰۰**

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف سات صحابہ کرامؓ نے انتالیس ہزار دو سو انسٹھ غلام آزاد کیے اور ظاہر ہے کہ دوسرے ہزاروں صحابہؓ کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد اس سے کہیں زائد ہوگی، غرض اسلام نے غلامی کے نظام میں جو ہمہ گیر اصلاحات کیں جو شخص بھی انہیں بنظر انصاف دیکھے گا وہ اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اسے دوسری اقوام کے احکام غلامی پر قیاس کرنا بالکل غلط ہے اور ان اصلاحات کے بعد جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کی اجازت ان پر ایک عظیم احسان بن گئی ہے" (معارف القرآن)

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

و حکم اساری المشرکین عندنا القتل او الاسترقاق، والمن والفداء المذکوران فی الآیة منسوخ بقوله فاقتلوا المشرکین (التوبة ٥) لان سورة "براءة" من آخر ما نزل وعن مجاهد: لیس الیوم من ولا فداء انما هو الاسلام، أو ضرب العنق. أو المراد بالمن ان یمن علیهم بترك القتل ویسترقوا او یمن علیهم فیخلوا لقبولهم الجزیة وبالفداء ان یفادی باسراهم اساری المسلمین فقد رواه الطحاوی مذهبا عن ابی حنیفة رحمه الله وهو قولهما والمشهور انه لا یری فداءهم لا بمال ولا بغیره لئلا یعودوا حربا علینا وعند الشافعی رحمه الله تعالیٰ: للامام ان یختار احد الامور الاربعة: القتل والاسترقاق والفداء بأساری المسلمین والمن. (المدارك)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ عبارت نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قتل اور غلام بنانا بھی قرآن پاک سے ثابت ہے پس ان تاویلات کی ضرورت نہیں جو امام رازیؒ نے تحریر فرمائی ہیں اور بعض اردو تفسیروں میں بھی ان کو نقل کیا گیا ہے۔(واللہ اعلم بالصواب)

## جہاد قیامت تک جاری رہے گا

ارشاد فرمایا: حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا

یعنی کافروں کو مارنے اور پکڑنے کا یہ سلسلہ جاری رکھو یہاں تک کہ لڑائی کا سلسلہ ہی ختم ہو جائے اور مشرکوں کا زور ٹوٹ جائے تو جنگ ہی کا خاتمہ ہو جائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ایسا ہو جائے گا۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر جنگ کرتا رہے گا، اپنے مقابل لوگوں پر غالب رہے گا یہاں تک کہ ان کا آخری شخص دجال مسیح سے جنگ کرے گا (رواہ ابوداؤد) بغوی کی روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے جہاد جاری ہے یہاں تک کہ میری امت کا آخری شخص دجال سے لڑے گا۔(مظہری)!

ملاحظہ فرمایئے آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرات مفسرین کے اقوال:

❶ امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا (یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار رکھ دے)

امام مجاہدؒ فرماتے ہیں: (کہ مطلب یہ ہے کہ جہاد کا سلسلہ جاری رہے گا) یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول ہو جائے۔ امام مجاہدؒ نے گویا کہ اس حدیث شریف سے یہ تفسیر کی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

**لا تزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق حتى يقاتل آخرهم الدجال**

یعنی میری امت کی ایک جماعت برابر حق پر ظاہر رہے گی یہاں تک کہ ان کا آخری شخص دجال سے قتال کرے گا۔ اور مسند احمد اور نسائی کی روایت ہے کہ حضرت سلمۃ بن نفیل رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے گھوڑوں کو چھوڑ دیا ہے اور اسلحہ رکھ دیا ہے اور جنگ نے اپنے ہتھیار رکھ دیئے ہیں اور میں نے کہہ دیا ہے کہ اب قتال ہے ہی نہیں تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اب قتال آچکا ہے میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ لوگوں پر غالب رہے گی اور جن لوگوں کے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے یہ ان سے لڑیں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں ان سے روزی عطاء فرمائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (یعنی قیامت کا وقت) آجائے گا اور وہ اسی حالت پر ہوں گے خوب سن لو کہ مسلمانوں کی زمین شام میں ہے اور گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت کے دن تک خیر رکھ دی گئی ہے۔

اور امام قتادہؒ فرماتے ہیں کہ حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا کا مطلب یہ ہے کہ شرک باقی نہ رہے اور اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

آیت کا مفہوم دوسری آیت وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ جیسا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

❷ حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا

یہاں تک کہ جنگ اپنے وہ ہتھیار اور آلات رکھ دے جو جنگ کے لیے ضروری ہوتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اوزار کا معنی ہے گناہ۔ یعنی جنگ کرنے والے مشرکین اپنے گناہ یعنی شرک سے باز آجائیں۔ (المدارک)

❸ یہ جملہ بطور استعارہ کے ہے کہ ہمیشہ لڑتے رہو کیونکہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جنگ کبھی ختم نہیں ہوتی۔ یہ جملہ اسی طرح ہے کہ کوئی کہے میں یہ کام قیامت تک کرتا رہوں گا تو مراد یہ ہوتا ہے کہ ہمیشہ کرتا رہوں گا۔ یہ ابن عطیہؒ کا قول ہے۔

وقال ابن عطية: وظاهر اللفظ انها استعارة يراد بها التزام الامر ابداء وذلك ان الحرب بين المؤمنين والكافرين لا يضع أوزارها، فجاء هذه كما تقول انا افعل كذا وكذا الى يوم القيمة فانما تريد ان تفعله دائما (البحر المحيط)

امام ابوحیانؒ نے باہم ملتے جلتے اور بھی کئی اقوال لکھے ہیں:

وقيل: الاوزار هنا الآثام، لان الحرب لابدّ ان يكون فيها آثام في احد الجانبين وهذه الغاية قال مجاهد: حتى ينزل عيسىٰ ابن مريم وقال قتادة: حتى يسلم الجميع وقيل: حتى تقتلوهم (البحر المحيط)

امام رازیؒ فرماتے ہیں:

❹ وہ کونسا وقت ہوگا جب جنگ اپنے ہتھیار رکھ دے گی؟ ہم کہتے ہیں اس میں کئی اقوال ہیں جن سب کا حاصل یہ ہے کہ یہ وہ وقت ہوگا جب کافروں کی کوئی جماعت ایسی نہیں رہے گی جو مسلمانوں سے لڑ سکے، کہا جاتا ہے کہ ایسا دجال کے قتل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ہوگا۔ (تفسیر کبیر)

❺ حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا یہاں تک کہ جنگ کرنے والے اپنے ہتھیار رکھ دیں اور وہ اس طرح کہ یا تو اسلام قبول کرلیں یا مسلمانوں کو جزیہ دینا منظور کرلیں ان دو چیزوں کے حاصل ہونے تک قتل اور قید کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔

حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اي اهلها اَوْزَارَهَا اثقالها من السلاح وغيره بان يسلم الكفار، او يدخلوا في العهد وهذه غاية للقتل والأسر (جلالين)

حضرت تھانویؒ نے بھی یہی تفسیر اختیار فرمائی ہے وہ لکھتے ہیں:

"یہ قید اور قتل جس کے بعد من وفداء جائز ہے اس وقت تک ہے جب تک لڑنے والے دشمن اپنے ہتھیار نہ رکھ دیں، مراد اس سے اسلام اور استسلام میں سے کسی امر کا قبول کرنا ہے، پس اگر قتل اور قید سے پہلے اسلام لے آویں یا ذمی ہونا قبول کریں تو اب نہ قتل جائز ہے اور نہ قید جائز ہے" (بیان القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## جہاد کی حکمت

ارشاد فرمایا:

**ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ**

ترجمہ: ''یہی (حکم) ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان سے خود ہی بدلہ لے لیتا لیکن وہ تمہارا ایک دوسرے کے ساتھ امتحان کرنا چاہتا ہے''

ذٰلِكَ یعنی ان کافروں کے متعلق حکم یہی ہے (مبتداء محذوف ہے) یا کافروں کے ساتھ ایسا ہی کرو (فعل محذوف ہے)۔ (مظہری)

❶ یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو کافروں سے انتقام لے لیتا تمہارے جہاد کے بغیر ان کو ہلاک کر دیتا لیکن اس نے تم کو جنگ اور قتال کا حکم دیا تا کہ کافروں سے جنگ کرا کے مؤمنوں کی جانچ کر لے اور وہ مؤمن جہاد کر کے ثواب کے مستحق ہو جائیں اور مؤمنوں سے جنگ کرا کے کافروں کی جانچ کر لے اور مسلمانوں کے ہاتھوں کافروں کو سزا دے دے تا کہ کچھ لوگ کفر سے باز آ جائیں اور بعض لوگ کفر پر قائم رہ کر جہنم کے مستحق قرار پائیں۔ حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اگرچہ کافروں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی قدرت رکھتا ہے لیکن اس نے جو جہاد کا حکم دیا یہ حکم حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے اور مصلحت یہ ہے کہ مؤمنوں اور کافروں کی جانچ ہو جائے۔ (مظہری)

❷ اللہ تعالیٰ خود کافروں کو ہلاک فرما سکتا ہے مگر جہاد کا حکم اس لیے دیا تا کہ مسلمان اس پر عمل کر کے اونچا مقام حاصل کر سکیں۔

ای ولکن لیکلفکم فیحصل لکم شرف باختیارہ ایاکم لھذا الامر (تفسیر کبیر)

❸ جہاد کا حکم اس لیے دیا کہ ایمان والوں میں مخلص اور غیر مخلص کی چھانٹی ہو جائے اور کافروں کا خاتمہ ہو جائے۔

لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ای المؤمنین بالکافرین تمحیصاً للمؤمنین وتمحیقاً للکافرین (المدارک)

❹ اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیا تا کہ ایمان والوں کا کافروں سے لڑنے کے ذریعہ امتحان ہو جائے پس وہ جہاد کر کے اجر حاصل کریں اور زمانے کے صفحات پر ان کی عظمت ہمیشہ کے لیے ثبت ہو جائے اور کافروں کا امتحان ہو جائے کہ ان میں سے بعض کو اپنی سزا کا کچھ حصہ دنیا میں مل جائے اور باقی لوگ دوسروں سے عبرت پکڑ کر اسلام کی طرف مائل ہوں۔

ولکن یجاھدوھم فینالوا الثواب ویخلد فی صحف الدھر مالھم من الفضل الجسیم والکافرین بالمؤمنین بان یعالجھم عزّ وجل ببعض انتقامہ سبحانہ فیتعظ بہ بعض منھم ویکون سببا لاسلامہ (روح المعانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت تھانوی تحریر فرماتے ہیں:

لیکن تم کو جہاد کرنے کا حکم اس لیے دیا تا کہ تم میں ایک کا دوسرے کے ذریعہ سے امتحان کرے۔ مسلمانوں کا امتحان یہ کہ کون حکم الٰہی کو جان پر ترجیح دیتا ہے اور کفار کا امتحان یہ کہ اس عقوبت سے متنبہ ہو کر کون حق کو قبول کرتا ہے، پس اسی حکمت کے لیے بھی جہاد کو مشروع کیا گیا‘‘ (بیان القرآن)

یعنی جہاد کو مشروع کرنے میں حکمتیں اور بھی ہیں ان حکمتوں میں سے ایک یہ حکمت ہے جو اس آیت مبارکہ میں مذکور ہے۔

❺ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ اس آیت میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اس امت میں کفار سے جہاد و قتال کی مشروعیت درحقیقت ایک رحمت ہے، کیونکہ وہ آسمانی عذابوں کے قائم مقام ہے، کیونکہ کفر و شرک اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت کی سزا پچھلی قوموں کو آسمانی اور زمینی عذابوں کے ذریعہ دی گئی، امت محمدیہ میں بھی ایسا ہو سکتا تھا، مگر رحمۃ للعالمین کی برکت سے اس امت کو ایسے عام عذابوں سے بچا لیا گیا، اس کے قائم مقام جہاد شرعی کو کر دیا گیا جس میں بہ نسبت عذاب عام کے بڑی سہولتیں اور مصلحتیں ہیں۔ اوّل تو یہ کہ عذاب عام میں پوری قوم میں مرد، عورت، بچے بھی تباہ ہوتے ہیں اور جہاد میں عورتیں بچے تو مامون ہیں ہی، مرد بھی صرف وہی اس کی زد میں آتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت کرنے والوں کے مقابلہ پر قتال کے لیے آ کھڑے ہوں، پھر اس میں بھی سب مقتول نہیں ہوتے، ان میں بہت سے لوگوں کو اسلام و ایمان کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ نیز جہاد کی مشروعیت کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ جہاد و قتال کے دونوں فریق، مسلمان اور کافر کا امتحان ہو جاتا ہے کہ کون اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنی جان و مال نثار کرنے کو تیار ہو جاتا ہے اور کون سرکشی اور کفر پر جما رہتا ہے یا اسلام کے روشن دلائل (اور جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت کو) دیکھ کر اسلام قبول کر لیتا ہے۔ (معارف القرآن)

## فائدہ

آیت مبارکہ کے اس حصے پر اور حضرات مفسرین کی عبارتوں میں غور فرمائیں اور دیکھیں کہ وہ مسلمان جو جہاد کے قریب بھی نہیں پھٹکتے بلکہ جہاد کی مخالفت کرتے ہیں وہ ایمان کے اس امتحان میں کس مقام پر کھڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

## شہداء کی فضیلت

آگے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے گئے اللہ تعالیٰ ان کے اعمال برباد نہیں کرے گا۔

حضرات مفسرین کرام نے آیت مبارکہ کے اس حصے کی تفسیر میں حضرات شہداء کرام کے کچھ فضائل بیان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرمائے ہیں، پہلے ملاحظہ فرمایئے چند عبارتیں اس کے بعد انشاء اللہ فضائل شہداء کا ایک جامع خلاصہ پیش خدمت کیا جائے گا۔

❶ ”پھر فرمایا وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں اللہ تعالیٰ ہرگز ان کے اعمال ضائع نہ فرمائے گا۔ اس میں یہ بتادیا کہ جہاد میں امتحان کی حکمت کے ساتھ ساتھ تمہارا فائدہ بھی ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جاؤ گے تو یہ صرف امتحان کی کامیابی تک محدود نہیں رہے گا بلکہ تمہارے اعمال کے عوض بڑے بڑے انعامات ملیں گے، شہادت کا درجہ عطاء کیا جائے گا“ (انوار البیان)

❷ ”اور جو لوگ جہاد کے دوران اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال ضائع نہیں کرے گا۔ اس لیے اگر کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائیں تو یہ نہ سمجھیں کہ ان کی جان ضائع ہو گئی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی کا بہترین اور اعلیٰ عوض حاصل کر لیا۔ (معارف القرآن کاندھلوی)

❸ ”مجاہدین جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جائیں، (زندگی میں) گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے اچھے اعمال کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ گناہوں کو ساقط کر دے گا اور نیکیوں کا ثواب دے گا“ (مظہری)

اس کے بعد مصنفؒ نے شہداء کرام کی فضیلت پر ایک طویل حدیث شریف نقل فرمائی ہے، طلبہ علم ملاحظہ فرمالیں۔

❹ ”شروع سورۃ میں ذکر تھا کہ جو لوگ کفر و شرک پر جمع ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی اسلام سے روکتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے نیک اعمال کو بھی اکارت اور ضائع کر دیا یعنی صدقہ، خیرات اور رفاہ عام کے نیک کام جو وہ کرتے ہیں کفر و شرک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک آخرت میں ان کا کوئی ثواب نہیں، اس کے بالمقابل اس آیت میں فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں ان کے اعمال ضائع نہیں ہوتے یعنی اگر انہوں نے کچھ گناہ بھی کیے ہوں تو ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کے نیک اعمال پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ بسا اوقات ان کے نیک اعمال ان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں“ (معارف القرآن)

❺ امام ابن کثیرؒ نے آیت مبارکہ کے اس حصے پر مفصل تقریر فرمائی ہے، اور کئی احادیث اور روایات کے ذریعہ شہید کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ شہید کے عمل کو ضائع نہیں فرمائے گا بلکہ اس عمل کو بڑھاتا جائے گا، اس میں اضافہ فرمائے گا اور اسے کئی گنا زیادہ کر دے گا اور شہداء میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ جن کا عمل ان کی پوری برزخی زندگی میں جاری رہے گا اور شہادت کے بعد بھی ان کو جہاد کرنے کا اجر ملتا رہے گا اور قیامت تک ان کا اجر بڑھتا رہے گا۔

ثم لما كان من شأن القتال ان يقتل كثير من المؤمنين قال وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ اى لن يذهبها بل يكثرها وينميها ويضاعفها ومنهم من يجرى عليه عمله في طول برزخه كما ورد بذلك الحديث الخ“ (ابن كثير)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

❶ امام رازیؒ نے اس آیت مبارکہ پر عجیب نکتے تحریر فرمائے ہیں ملاحظہ فرمائیے ان کے کلام کا خلاصہ:

● آیت مبارکہ کے اس حصے کا تعلق فَضَرْبَ الرِّقَابِ سے بھی ہو سکتا ہے وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَضَرْبَ الرِّقَابِ یعنی ان کافروں کو قتل کرو، اب جو آدمی کسی کو قتل کرنے کے لیے آگے بڑھتا ہے تو خود اس کے مقتول ہو جانے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے اور یہ اندیشہ اسے آگے بڑھنے سے روک سکتا تھا تو فرمایا کہ ڈرو نہیں اگر تم جہاد میں شہید ہو گئے تو تمہیں جہاد و قتال کا پورا ثواب اور اجر مل جائے گا۔ چنانچہ اس بات کا یقین آتے ہی آگے بڑھنا اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر قتال کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

● آیت کے اس حصے کا تعلق لِيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ سے بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جہاد میں تمہارا امتحان لینا چاہتا ہے مگر اس امتحان میں ہر حال میں کامیابی ہے پس اگر تم مارے گئے تو تمہیں کامیابی اور جنت ملے گی اس سے معلوم ہو گیا کہ اگر وہ کافروں کو مارے گا تو بھی امتحان میں کامیاب ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ جب ظاہری ناکامی یعنی مقتول ہونے کی صورت میں کامیابی ہے تو پھر قاتل ہونے کی صورت میں کامیابی تو بالکل واضح بات ہے۔

● آیت کے اس حصے کا تعلق لِيَبْلُوَا سے ہو سکتا ہے اور یہ ایک سوال کا جواب ہے، سوال یہ ہے کہ کسی بھی قیمتی چیز کی آزمائش اس طرح سے نہیں کی جاتی کہ وہ چیز خود ہی ختم ہو جائے، مثلاً بہترین تلوار کی آزمائش اس طرح نہیں کی جاتی کہ اسے کسی سخت چٹان وغیرہ پر مارا جائے کہ جس سے وہ تلوار ہی ٹوٹ جائے تو پھر انسان کو تو اللہ تعالیٰ نے بہت عزت اور مقام عطاء فرمایا ہے تو اس کی آزمائش جہاد کے ذریعہ کس طرح سے کی جارہی ہے حالانکہ جہاد میں انسان کی ہلاکت کا خطرہ ہوتا ہے؟ اس آیت مبارکہ نے جواب دے دیا کہ جہاد میں مقتول ہو جانا مسلمان کے لیے ہلاکت نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی پانے کا ذریعہ ہے، موت نے تو ہر حال میں اپنے وقت پر آنا ہے اگر بغیر شہادت کے آئے گی تو یہ بڑے اجر سے محروم رہے گا۔

**فنقول القتل ليس باهلاك بالنسبة الى المؤمن فانه يورث الحياة الابدية فاذا ابتلاه بالقتال فهو علىٰ تقدير ان يقتل مكرم وعلى تقدير ان لا يقتل مكرم هذا ان قاتل وان لم يقاتل، فالموت لا بدمنه وقد فوت علىٰ نفسه الاجر الكبير.**

یعنی جہاد میں شہادت مؤمن کے لیے ہلاکت نہیں بلکہ حیاۃ ابدی ہے، اللہ تعالیٰ نے جہاد کے ذریعہ اس کا امتحان لیا ہے اب یہ جہاد کرتے ہوئے مارا جائے یا نہ مارا جائے ہر حال میں اس کے لیے اکرام ہے (کیونکہ وہ امتحان میں پورا اترا) اور اگر یہ جہاد نہ کرے تب بھی موت تو ضرور آئے گی البتہ اجر عظیم سے محروم رہے گا۔ (تفسیر کبیر)

## فائدہ

اللہ تعالیٰ نے کافروں کے بارے میں فرمایا أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ اور شہداء کے بارے میں فرمایا فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ کافر کے لیے ماضی کا صیغہ لانے میں اشارہ ہے کہ اس کا عمل گویا کہ وجود ہی میں نہیں آیا بلکہ شروع سے معدوم ہے جبکہ مؤمن کے لیے مضارع کا صیغہ لایا کہ اس کا عمل وجود میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے پکا فرما دیتا ہے اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے عمل کو ہمیشہ بڑھاتا رہتا ہے۔ فَلَنْ يُّضِلَّ للتابید (تفسیر کبیر)

❼ حضرت تھانوی تحریر فرماتے ہیں:

"اور جہاد میں جیسے قاتل ہونا کامیابی ہے اسی طرح مقتول ہونا بھی ناکامی نہیں ہے، چنانچہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں یعنی جہاد میں مارے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو جن میں وہ عمل بھی آ گیا جس کی بدولت وہ مارے گئے ہرگز ضائع نہ کرے گا جیسا کہ ظاہراً متوہم ہوسکتا ہے کہ جب مارا گیا تو اس کے قتال پر کوئی نتیجہ مطلوبہ مرتب نہیں ہوا اور وہ ضائع گیا سو واقع میں ضائع نہیں ہوا کیونکہ اس پر دوسرا نتیجہ جو ظاہری نتیجہ سے بدرجہا فائق (کئی درجے بلند) ہے مرتب ہوا (اس نتیجے کا ذکر آگے آتا ہے سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ الخ) (بیان القرآن)

## خلاصہ فضائل شہداء کرام

شہادت ایک خاص، طاقتور، مزیدار اور اونچی زندگی کا نام اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا ایک مقام ہے، چنانچہ قرآن پاک کا اعلان ہے کہ

❶ شہید زندہ ہے (البقرۃ ۱۵۴، آل عمران ۱۶۹)

❷ شہید کو مردہ مت کہو (البقرۃ ۱۵۴)

❸ شہید کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزی ملتی ہے (آل عمران ۱۶۹)

❹ شہید کو مردہ گمان نہ کرو (آل عمران ۱۶۹)

❺ شہید کے اعمال جاری رہتے ہیں، یعنی شہادت کے بعد بھی اجر ملتا اور بڑھتا رہتا ہے (محمد ۴)

❻ شہید جنت میں داخل ہوتا ہے (محمد ۶)

❼ شہید کے لیے جنت مہکا دی گئی ہے (محمد ۶)

❽ قبر، حشر، آخرت کی تمام منازل میں شہید کی رہنمائی کی جاتی ہے (محمد ۵)

❾ شہید بہت خوش ہوتا ہے (آل عمران ۱۷۰)

❿ شہید جشن مناتا ہے (آل عمران ۱۷۱)

⓫ شہید اپنے پیچھے والوں کا خوشی کے ساتھ انتظار کرتا ہے (آل عمران ۱۷۰)

⓬ شہید اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا ہے (الاحزاب ۲۳)

⓭ شہید نے اپنا عہد نبھا لیا، پورا کر دیا (الاحزاب ۲۳)

⓮ شہید کی حالت کو اللہ تعالیٰ سنوارتا ہے (محمد ۵)

⓯ شہید کے لیے ہدایت خاصہ کی نعمت ہے (محمد ۵)

⓰ شہید کے لیے نور ہے (الحدید ۱۹)


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

۱۷ شہید کے لیے مغفرت ہے (آل عمران ۱۵۷)

۱۸ شہید کے لیے رحمت ہے (آل عمران ۱۵۷)

۱۹ شہید کے لیے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں (آل عمران ۱۷۱)

۲۰ شہید کے لیے اللہ تعالیٰ کا فضل ہے (آل عمران ۱۷۱)

۲۱ شہید خوف اور غم سے آزاد ہے (آل عمران ۱۷۰)

اس اکیس نکاتی فہرست میں کوئی "تکرار" نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے شہید کو جو اونچے اعزازات اور فضائل عطاء فرمائے ہیں یہ اکیس عنوانات ان اعزازات کو سمجھنے کا دروازہ ہیں، اہل دل اگر ان پر غور فرمائیں تو پھر اللہ تعالیٰ سے صبح بھی شہادت مانگیں اور رات بھی شہادت، خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے بار بار شہادت مانگی اور اس کی تمنا فرمائی (صحیح بخاری) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے شہید کے لیے جن اعزازات کا اعلان فرمایا ان میں سے چند ایک ملاحظہ فرمائیں:

۱ شہید کو شہادت پر ایسا اعزاز و اکرام ملے گا کہ وہ جنت میں جا کر بھی دنیا میں واپس آنے اور دس بار شہید ہونے کی خواہش کرے گا (بخاری، مسلم، ترمذی)

۲ شہادت کی موت ساری دنیا کا مالک و حکمران بن جانے سے زیادہ افضل ہے (احمد، نسائی)

۳ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرشتے ساتھ لے گئے اور شہداء کا گھر دکھایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس سے بہترین اور خوبصورت گھر کبھی نہیں دیکھا (بخاری)

۴ شہید پر فرشتوں کا سایہ (بخاری، مسلم)

۵ شہید کے جنت میں پر اور اس کی پروازیں (طبرانی)

۶ قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (مسلم)

۷ شہید کو موت اور قتل کا درد نہیں ہوتا مگر ایک چونٹی کاٹنے جتنا (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

۸ شہداء کی روحیں پرندوں میں (ترمذی)

۹ شہید اپنے خاندان کے ستر افراد کی شفاعت کرے گا (ابوداؤد، صحیح ابن حبان)

۱۰ شہید کے گناہ معاف (ابن حبان)

۱۱ شہید جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل ہوگا (ابن حبان)

۱۲ شہید عذاب قبر سے محفوظ (المرابز، البیہقی)

۱۳ شہید قیامت کے خوف سے محفوظ (المرابز، البیہقی)

۱۴ شہید کے لیے کرامت کا خاص لباس (المرابز، البیہقی)


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۱۵) شہید کے سر پر وقار اور ہمیشگی کا تاج (البزاز، البیہقی)

(۱۶) شہید کے لیے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت (البزاز، البیہقی)

(۱۷) شہید کے لیے عرش کے نیچے نور کا خاص منبر (البزاز، البیہقی)

(۱۸) شہید بلا حساب جنت میں (طبرانی)

(۱۹) شہید سے اللہ تعالیٰ ہنسے گا اور جسے یہ نعمت نصیب ہو اس کا کوئی حساب نہیں ہوتا (احمد، ابو یعلی)

(۲۰) شہید کے لیے جنت کے اونچے بالا خانے (احمد)

(۲۱) شہید کو فرشتوں پر ترجیح دی جائے گی (الاصبہانی)

(۲۲) شہید کو اللہ تعالیٰ نے تحی قرار دیا (ابو یعلی، البیہقی)

(۲۳) خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی شہید کی مغفرت (مسند احمد)

(۲۴) شہید کو زمین پر گرتے ہی جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے (مسند احمد)

(۲۵) بہتر حوروں سے شہید کی شادی کرائی جاتی ہے (مسند احمد)

(۲۶) شہید کے لیے یہ فوری انعامات ہیں:

(۱) خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی مغفرت کر دی جاتی ہے (۲) جنت کا ٹھکانہ اس کو دکھا دیا جاتا ہے (۳) عذاب قبر سے بچا لیا جاتا ہے (۴) "الفزع الاکبر" یعنی قیامت کے دن کے بڑے خوف سے اس کو امن دے دیا جاتا ہے (۵) اس کے سر پر وقار کا ایسا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے (۶) بہتر حور عین سے اس کا نکاح کرا دیا جاتا ہے (۷) اپنے اقارب میں ستر افراد کی شفاعت کا اختیار دے دیا جاتا ہے۔ (الترمذی وقال حدیث صحیح غریب)

(۲۷) شہید کے خون کا قطرہ اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے (الترمذی)

(۲۸) شہید کے استقبال کے لیے حور عین زمین پر اترتی ہے (الطبرانی)

(۲۹) شہید کو اوپر لے جاتے وقت سونے کے جنتی حلے (یعنی خاص جوڑے) پہنائے جاتے ہیں (الطبرانی)

(۳۰) شہید کا خون ابھی خشک نہیں ہوتا کہ اس کی دو بیویاں (حوریں) ایسا لباس لیکر پہنچ جاتی ہیں جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہے (ابن ماجہ)

(۳۱) شہید کے اونچے مقام کو قیامت کے دن دوسرے لوگ گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے (الترمذی)

(۳۲) شہداء کے لیے جنت کے دروازے کے پاس نہر کے کنارے ایک قبہ خضراء ہے جہاں صبح شام ان کے لیے خصوصی رزق آتا ہے (احمد، ابن حبان)

(۳۳) شہید کے لیے جنت میں فردوس اعلیٰ کا مقام ہے (بخاری)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

۲۴ شہید کے سر پر تلواروں کی چمک اس کے لیے قبر کے فتنے کی طرف سے کافی ہو جاتی ہے (نسائی)

۲۵ شہید کا چہرہ سفید، جسم خوشبودار اور روزی وافر (مستدرک حاکم)

۲۶ شہید اللہ تعالیٰ کا محبوب (الطبرانی)

۲۷ شہداء اتنے خوش ہوتے ہیں کہ تمنا کرتے ہیں یا اللہ ہماری حالت کی خبر ہمارے پیچھے والوں تک پہنچا دیجئے (ابوداؤد)

۲۸ اللہ تعالیٰ شہداء سے راضی، اور شہداء اللہ تعالیٰ سے راضی (بخاری)

۲۹ جب صور پھونکا جائے گا تو شہداء بے ہوش نہیں ہوں گے (مستدرک حاکم)

۳۰ شہداء قیامت کے دن تلواریں اٹھائے اللہ تعالیٰ کے عرش کے ارد گرد ہوں گے (ابن ابی الدنیا)

احادیث مبارکہ میں شہداء کرام کے اور بھی بہت سے فضائل اور مناقب بیان ہوئے ہیں ان سب کا خلاصہ سمجھنے کے لیے یہ دو روایتیں ملاحظہ فرمائیے:

1 حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نماز کے لیے تشریف لائے، اس وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرما رہے تھے، وہ صاحب جب صف میں پہنچے تو انہوں نے دعاء مانگی:

اللھم آتنی افضل ما تؤتی عبادك الصالحین

اے میرے پروردگار مجھے وہ سب سے افضل چیز عطاء فرما جو آپ اپنے صالح بندوں کو عطاء فرماتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل فرما کر دریافت فرمایا ابھی وہ دعاء کس نے مانگی تھی؟ ان صاحب نے عرض کیا میں نے یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تب تو تمہارے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹی جائیں گی اور تم شہید ہو گے۔ (ابن حبان، مستدرک حاکم، وقال الحاکم صحیح علی شرط مسلم)

معلوم ہوا کہ ایمان والوں کو جو سب سے اونچی اور افضل نعمت اللہ تعالیٰ عطاء فرماتا ہے وہ شہادت ہے۔

2 امام قرطبیؒ نے حضرت حسنؒ کی یہ مرسل روایت اپنی تفسیر میں بیان کی ہے:

وروی الحسن قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان فوق کل برّ برّ حتی یبذل العبد دمہ فاذا فعل ذلك فلا برّ فوق ذلك۔ (القرطبی ص ۲۴۴ ج ۸)

یعنی ہر نیکی سے بڑھ کر دوسری نیکی موجود ہے یہاں تک کہ بندہ اپنی جان قربان کر دے، پس جب وہ اپنی جان قربان کر دے تو اس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں۔ اس کے بعد امام قرطبیؒ نے یہ شعر لکھا ہے:

الجود بالماء جود فیہ مکرمۃ
والجود بالنفس اقصیٰ غایۃ الجود


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

پانی کی سخاوت کرنا بہت اعزاز والی سخاوت ہے جبکہ جان کی سخاوت کرنا (یعنی جان قربان کر دینا) سخاوت کا سب سے آخری اور اونچا مقام ہے۔ (القرطبی)

## مجاہدین کی فضیلت

ارشاد فرمایا: وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ

اس میں ایک قراءۃ قَاتَلُوا کی بھی ہے، اس قراءۃ کے اعتبار سے اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرنے والے مجاہدین کی فضیلت کا بیان ہوگا۔

تفسیر حقانی میں ہے:

''جمہور نے قَاتَلُوا پڑھا ہے معروف کا صیغہ اور بعض نے قُتِلُوا مجہول کا صیغہ پڑھا ہے اور بعض نے قَتَلُوا کو معروف کا صیغہ پڑھا ہے، جمہور کی قرأت پر اور اس کو قَتَلُوا معروف کا صیغہ پڑھنے والے کے نزدیک معنی صاف (یعنی واضح) ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑے ان کے اعمال ضائع نہ جائیں گے، دنیا میں اللہ تعالیٰ ان کو نیک باتوں کی توفیق و ہدایت دے گا اور مرنے کے بعد جنت میں داخل کرے گا''۔ (تفسیر حقانی)

معلوم ہوا کہ جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لینا اپنے اعمال کی حفاظت، ترقی، ہدایت اور جنت پانے کا بہترین ذریعہ ہے، اور اللہ پاک کی رضا کے لیے کافروں کو قتل کرنا فساد نہیں بلکہ بہت بڑی نیکی ہے ملاحظہ فرمایئے امام رازیؒ کی تقریر کا خلاصہ:

''اگر اسے قَتَلُوا پڑھا جائے (کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال ضائع نہیں فرمائے گا) تو اس کا تعلق فَضَرْبَ الرِّقَابِ سے ہوگا کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کو قتل کرنے کا حکم دیا اور پھر آیت کے اس حصے میں سمجھا دیا کہ قاتل کے لیے اللہ تعالیٰ کے یہ انعامات ہیں، یہ رد ہے ان لوگوں پر جو یہ گمان کرتے ہیں کہ قتل کرنا فساد ہے کیونکہ اس میں تکریم والے انسان کو ختم کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے سمجھا دیا کہ کافر کی تو نیکی بھی برباد ہے جبکہ جہاد میں کافروں کو قتل کرنے والے مسلمان کا عمل ضائع نہیں ہوگا...... اور اگر اسے قَاتَلُوا پڑھا جائے (کہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کیا اللہ تعالیٰ ان کا عمل ضائع نہیں فرمائے گا) تو اس میں مجاہد کی زیادہ فضیلت کا بیان ہوگا کیونکہ اس میں ہر وہ مجاہد داخل ہوگا جس نے قتال میں شرکت کی، پھر اس نے کسی کافر کو قتل کیا یا نہ کیا۔

اما من قرأ قَتَلُوا فلانه لما قال فَضَرْبَ الرِّقَابِ ومعناه فاقتلوهم بين ما للقاتل بقوله وَالَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ردا على من زعم ان القتل فساد محرم اذ هو افناء من هو مكرم، فقال عملهم ليس كحسنة الكافر يبطل بل هو فوق حسنات الكافر، اضل الله اعمال الكفار، ولن يضل القاتلين، فكيف يكون القتل سيئة، واما من قرأ قَاتَلُوا فهو اكثر فائدة واعم تناولا، لانه يدخل فيه من سعى في القتل سواء قتل او لم يقتل (تفسير كبير)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## غزوۂ احد کی طرف اشارہ

بعض مفسرین کے نزدیک اس آیت مبارکہ کا ابتدائی نزول "شہداء احد" کے بارے میں ہوا۔ غزوہ احد میں مسلمانوں کو ظاہری طور پر شکست ہوئی تھی، ستر مسلمان شہید ہوئے تھے اور بہت سے زخمی، خود حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہوئے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی اور ان لوگوں کے منہ بند کر دیئے گئے جو کہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعوذ باللہ مسلمانوں کو مروا دیا...... اس آیت مبارکہ نے سمجھا دیا کہ جہاد میں مارا جانا مسلمان کے لیے بہت بڑی اور عظیم الشان کامیابی ہے۔ پس وہ لوگ جو موت کے ڈر سے جہاد کی مخالفت کرتے ہیں اور جہاد کی دعوت دینے والوں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو مروا رہے ہیں وہ اس آیت مبارکہ میں غور کریں۔

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یرید قتلیٰ اُحُد من المؤمنین

کہ اس آیت کا (ابتدائی) مصداق احد کے دن شہید ہونے والے مسلمان ہیں۔

آگے لکھتے ہیں:

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں: ہمیں بتایا گیا کہ یہ آیت غزوۂ احد کے دن نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کی گھاٹی میں تھے، مسلمانوں میں بہت سے شہید ہوئے اور بہت سے زخمی، تب مشرکین نے آواز بلند کی: اُعلُ ھُبل یعنی ہُبل (بت) کی جے۔ مسلمانوں نے جواب میں نعرہ بلند کیا: اللہ اعلیٰ واجل کہ اللہ تعالیٰ سب سے بلند و برتر ہے۔ مشرکوں نے کہا: آج کا دن بدر کے دن کے بدلے میں ہو گیا اور جنگ ڈول کی طرح ہے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان سے کہو کوئی برابری نہیں، ہمارے مقتولین زندہ ہیں، اپنے رب کی طرف سے روزی پاتے ہیں اور تمہارے مقتولین آگ میں ہیں ان کو عذاب دیا جاتا ہے۔ اس پر مشرکوں نے کہا: ہمارے پاس عُزّیٰ (بت) ہے اور تمہارے پاس عزّیٰ نہیں۔ تو مسلمانوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ ہمارا مولیٰ (حامی و مددگار) ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔

قال قتادة: ذكر لنا أن هذه الآية نزلت يوم احد ورسول الله صلى الله عليه وسلم في الشعب، وقد فشت فيهم الجراحات والقتل، وقد نادى المشركون اعل هبل. ونادى المسلمون: الله اعلىٰ واجل. وقال المشركون: يوم بيوم بدر والحرب سجال. فقال النبي صلى الله عليه وسلم قولوا لاسواء، قتلانا احياء عند ربهم يرزقون وقتلاكم في النار يعذبون. فقال المشركون: ان لنا العزى ولا عزى لكم. فقال المسلمون: الله مولانا ولا مولىٰ لكم. (القرطبي)

حضرت قتادہ کے قول کے مطابق آیت کا ابتدائی مصداق شہدائے احد ہیں آیت مبارکہ کے الفاظ عام ہیں اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس میں ہر اس مسلمان کی فضیلت کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیا جائے، جیسا کہ تمام مفسرین نے یہ عمومی تفسیر فرمائی ہے۔

## شہید کے لیے اعمال کی حفاظت، ہدایت، اصلاح احوال کا وعدہ

ارشاد فرمایا:

وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝

ان آیات میں شہید کے لیے چار وعدے ہیں:

1. فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ : اللہ تعالیٰ ان کے اعمال ضائع نہیں فرمائے گا
2. سَيَهْدِيهِمْ: انہیں راہ دکھائے گا، ہدایت اور رہنمائی عطا فرمائے گا
3. وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ : اور ان کا حال درست فرمادے گا
4. وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ: اور انہیں جنت میں داخل کرے گا، جس کی حقیقت انہیں بتادی ہے

ملاحظہ فرمایئے مفسرین کی بعض عبارتیں:

"(1) جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیے گئے اللہ تعالیٰ ان کے اعمال ضائع نہیں فرمائے گا، ان کی رہنمائی فرمائے گا، جنت کے راستے کی طرف، یا منکر نکیر کے سوالات کے درست جوابات دینے میں اور ان کی حالت ٹھیک فرمائے گا کہ جن لوگوں کے حقوق اس کے ذمہ ہوں گے ان کو اس کی طرف سے راضی فرمادے گا اور ان شہداء کے اعمال قبول فرمائے گا"۔

سَيَهْدِيهِمْ الى طريق الجنة او الى الصواب فى جواب منكر نكير وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ يرضى خصمائهم ويقبل اعمالهم (المدارك)

"(2) جو مجاہدین اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جائیں فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ یعنی گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے ان کے اچھے اعمال کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرے گا بلکہ گناہوں کو ساقط کردے گا اور نیکیوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔

سَيَهْدِيهِمْ یعنی اللہ تعالیٰ دنیا میں ان کو ہدایت کے راستے پر چلائے گا اور آخرت میں اونچے درجات کی رہنمائی فرمائے گا۔

وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ یعنی دونوں جہان میں ان کی حالت کو درست رکھے گا، دنیا میں تو ان کے حالات کی درستی یہ ہوگی جو مجاہد شہید نہیں ہوئے ان کو بھی شہداء کی فہرست میں شامل کردیا جائے گا اور شہداء کا ثواب ان کو عطا کیا جائے گا کیونکہ وہ بھی لڑنے اور شہید ہونے کے لیے گھروں سے نکلے تھے اور آخرت میں ان کے احوال کی اصلاح یہ ہوگی کہ جو (مجاہد) شہید ہوئے یا شہید نہ ہوسکے سب کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کردے گا اور نیکیاں قبول فرمائے گا۔ اور جن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے حقوق ان کے ذمے ہوں گے اللہ تعالیٰ (ثواب اور بدلہ دے کر) ان لوگوں کو راضی کردے گا۔ ابونعیم نے حلیہ میں حضرت سہل بن سعدؓ کی روایت سے اور بیہقی نے شعب الایمان میں نیز بزاز نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین (قسم کے) آدمیوں کی طرف سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ (ان کا قرض) ادا کرے گا، وہ شخص جس کو اندیشہ ہو کہ دشمن مسلمانوں کے ممالک محروسہ پر حملہ کردے گا اور اس کے پاس قوت نہ ہو اس لیے (جہاد کی خاطر) قرض لے کر ہتھیار خرید کر قوت حاصل کرلے اور قرض ادا کرنے سے پہلے مر جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے اس کا قرض ادا کرے گا۔ دوسرا وہ شخص جس کا مسلمان بھائی مر جائے اور اس کے پاس کفن دینے کو نہ ہو اس کے لیے قرض لے کر کفن خریدلے اور ادائے قرض کی قدرت حاصل نہ ہو پائے اور اسی حالت میں مر جائے اس کا قرض بھی اللہ تعالیٰ ادا کردے گا۔ تیسرا وہ شخص جس کو زنا کے ارتکاب کا خطرہ ہو اس لیے (کچھ قرض لے کر) کسی عورت سے نکاح کرلے اور اس طرح پاک دامن رہے اور ادائیگی قرض (پر قدرت حاصل ہونے) سے پہلے مر جائے تو اس کا قرض بھی اللہ تعالیٰ ادا کرے گا“۔ (تفسیر مظہری)

❸ ”اللہ تعالیٰ ان کو (یعنی شہداء کو) منزل مقصود تک جس کا بیان آگے آتا ہے پہنچادے گا اور ان کی حالت قبر میں اور حشر میں اور صراط پر اور تمامی مواقع آخرت میں درست رکھے گا کہیں کوئی خرابی اور مضرت (یعنی تکلیف) ان کو نہ پہنچے گی“۔ (بیان القرآن)

❹ ” سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ اس میں شہید فی سبیل اللہ کے لیے دو نعمتوں کا ذکر ہے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کردے گا، دوسرے ان کے سب حالات درست فرمادے گا، حالات سے مراد دنیا و آخرت دونوں جہان کے حالات ہیں، دنیا میں تو یہ کہ جو شخص جہاد میں شریک ہوا اگرچہ وہ شہید نہ ہوا، سلامت رہا وہ بھی شہید کے ثواب کا مستحق ہوگیا، اور آخرت میں یہ کہ وہ قبر کے عذاب سے، محشر کی پریشانی سے نجات پائے گا اور اگر کچھ لوگوں کے حقوق اس کے ذمہ رہ گئے تو اللہ تعالیٰ اصحاب حقوق کو اس سے راضی کرکے اس کی خلاصی کرادیں گے اور شہادت کے بعد ہدایت کردینے سے مراد ان کو منزل مقصود یعنی جنت تک پہنچا دینا ہے، جیسا کہ قرآن میں اہل جنت کے متعلق آیا ہے کہ جنت میں پہنچ کر کہیں گے ”الحمدللہ الذی ھدانا لھذا“ (معارف القرآن)

❺ امام رازیؒ لکھتے ہیں:

سَيَهْدِيهِمْ کہ اللہ پاک ان کی جنت کے راستے کی طرف رہنمائی فرمائے گا کہ اپنی قبروں سے سیدھے اپنے عیش و آرام والی جنت تک بغیر کسی رکاوٹ اور وقفے کے پہنچ جائیں گے۔

سَيَهْدِيهِمْ طريق الجنة من غير وقفة من قبورهم الى موضع حبورهم (تفسیر کبیر)

خلاصہ یہ ہوا کہ شہید کے گناہ معاف کردیے جائیں گے جس کی وجہ سے اس کے اعمال محفوظ ہوجائیں گے، ضائع نہیں ہوں گے اور اللہ پاک شہید کو ایک خاص قسم کی ہدایت اور رہنمائی عطاء فرمائے گا جس ہدایت کی روشنی میں وہ آخرت کی ہر منزل پر کامیاب ہوتا چلا جائے گا اور آخرت کے سخت مقامات پر جب لوگ طرح طرح کی پریشانیوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

میں ہوں گے شہید کی حالت بالکل درست رہے گی، گویا کہ آخرت کا دن اس کے لیے صرف اور صرف خوشی اور راحت کا دن ہوگا۔ سبحان اللہ! ایک مسلمان کو اور کیا چاہیے۔

**اللهم ارزقنا شهادة مقبولة فی سبيلك**

## جانی، پہچانی، مہکتی جنت

ان آیات میں ''شہید'' کے لیے چوتھا انعام یہ ارشاد فرمایا وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ اور اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل فرمائے گا جس کی حقیقت ان کو بتا دی ہے۔

عَرَّفَهَا لَهُمْ کے حضرات مفسرین نے کئی معنی بیان فرمائے ہیں:

1 شہداء اپنی جنت کو، حوروں کو اور وہاں کی نعمتوں کو ایسے پہچان لیں گے گویا کہ وہ ہمیشہ سے یہاں رہتے چلے آئے ہیں، جمعہ کی نماز کے لیے جانے والے جس طرح واپسی پر اپنے گھروں کو پہچانتے ہیں اہل جنت ان سے زیادہ اپنے گھروں کو جنت میں پہچاننے والے ہوں گے۔

هو ان كل احد يعرف منزلته ومأواه حتى ان اهل الجنة يكونون اعرف بمنازلهم فيها من اهل الجمعة ينتشرون فی الارض كل احد يأوی الی منزله (تفسير كبير) قال معناه مجاهدؒ واكثر المفسرين (القرطبی)

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خاص الہام کے ذریعہ یہ شہداء کرام جنت میں اپنے گھروں اور مقامات کو پہچان لیں گے اور انہیں کسی کی رہنمائی لینے کی ضرورت نہیں ہوگی (یعنی اجنبیت میں جو تھوڑی سی پریشانی ہوتی ہے اس سے بھی محفوظ رہیں گے)۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

**لاحدكم بمنزله فی الجنة اعرف منه بمنزله فی الدنيا**

یعنی تم جنت میں اپنے مکان کو دنیا کے اپنے مکان سے زیادہ پہچان لوگے۔

مقاتلؒ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جو فرشتہ انسان کے ساتھ اعمال کی نگرانی کے لیے مقرر تھا وہ جنت میں اس آدمی کے آگے آگے چلا جائے گا یہاں تک کہ اس کی آخری منزل تک اسے لے جائے گا اور وہاں کی ہر چیز کا اس کو تعارف کراتا جائے گا، جب آدمی اپنے مکان میں اپنی بیویوں کے پاس پہنچ جائے گا تو وہ فرشتہ واپس لوٹ جائے گا۔

واخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل انه قال: بلغنا ان الملك الذی كان وكل بحفظ عمل الشخص فی الدنيا يمشی بين يديه فی الجنة ويتبعه الشخص حتی يأتی اقصیٰ منزل هو له فيعرفه كل شیء أعطاه الله تعالیٰ فی الجنة فاذا انتهیٰ الی اقصیٰ منزله فی الجنة دخل الی منزله وازواجه وانصرف الملك عنه (روح المعانی)

بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نیکیاں جنت میں اس کی رہنما ہوں گی اور اسے ہر چیز کا تعارف کرائیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گی۔ وورد فی بعض الآثار ان حسناته تکون دلیلا الی منزله فیها (روح المعانی)

اور ایک قول یہ ہے کہ جنت کی ہر رہائش گاہ پر اس کے مالک کا نام لکھا ہوگا۔

وقیل: انه تعالیٰ رسم علی کل منزل اسم صاحبه وهو نوع من التعریف (روح المعانی)

❷ ایک قول کے مطابق پہچان کرانے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کے سامنے جنت کے اچھے اوصاف بیان فرمائے ہیں کہ وہ اس کے عاشق ہوگئے ہیں چنانچہ انہوں نے اسے پانے کی بھرپور کوشش کی شاعر کہتا ہے کہ

(ترجمہ:) ''کان کبھی آنکھوں سے پہلے عاشق ہوجاتے ہیں''

أن التعریف فی الدنیا وهو بذکر اوصافها والمراد انه تعالیٰ لم یزل یمد حها لهم حتی عشقوها فاجتهدوا فیما یوصلهم الیها ۔

والاذن تعشق قبل العین احیاناً

❸ عَرَّفَهَا لَهُمْ ای طیبها لهم

یعنی اللہ تعالیٰ ان کو ایسی جنت میں داخل فرمائے گا جس جنت کو اللہ تعالیٰ نے خوشبوؤں سے مہکا دیا ہے۔

و عن ابن عباس فی روایة عطاء ای طیبها لهم علی انه من العرف وهو الریح الطیبة ههنا (روح المعانی) وقال ابن عباس: ای طیبها لهم بانواع الملاذ (القرطبی)

❹ عَرَّفَهَا لَهُمْ یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی فرمانبرداری کی توفیق دی یہاں تک کہ وہ جنت کے مستحق ہوگئے۔

ای وفقهم للطاعة حتی استوجبوا الجنة (القرطبی)

❺ عَرَّفَهَا لَهُمْ یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں میں یہ اعلان فرما دیا اور انہیں اس بات کی پہچان کرادی کہ جنت کے مقامات ان شہداء کے لیے ہیں، اس سے شہداء کرام کی کرامت اور فضیلت کا آسمان والوں میں اظہار ہوا۔

وقیل عرّف اهل السماء انها لهم اظهار آلکرامتهم فیها (القرطبی)

❻ عَرَّفَهَا لَهُمْ یعنی جنت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے نعمتوں کے ڈھیر لگا دیئے اور درجوں پر درجے بنا دیئے۔ وقیل: هو من وضع الطعام بعضه علی بعض من کثرته یقال حریر معرّف ای بعضه علی بعض (القرطبی)

❼ عَرَّفَهَا لَهُمْ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں ان کے مقامات و مکانات کی حدود مقرر فرما کے دے دی ہیں، تا کہ ہر ایک کی جنت دوسرے سے الگ اور ممتاز ہو۔

وقیل تعریفها، تحدیدها یقال: عرف الدار و أرفها ای حددها ای حددها لهم بحیث یکون لکل جنة مفرزة (روح المعانی)

❽ عَرَّفَهَا لَهُمْ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جنت کو بہت بلند، اونچا اور عالی شان بنا دیا ہے۔


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وقیل ای شرفہا لہم ورفعہا وعلاہا علیٰ أن عرفہا من الاعراف التی ہی الجبال وما اشبہا (روح المعانی)

9 عَرَّفَهَا لَهُمْ یعنی اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل کرنے سے پہلے جنت دکھا دیتا ہے، چنانچہ شہید کی روح نکلنے سے پہلے اسے جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے تو اس کی روح حالت شوق میں نکلتی ہے۔

عَرَّفَهَا لَهُمْ قبل القتل فان الشهيد قبل وفاته تعرض عليه منزلته فی الجنة فيشتاق اليها

10 عَرَّفَهَا لَهُمْ یعنی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جنت کا اعلان کرا دیا ہے کہ کون ہے جو اپنی جان اور مال دے کر جنت لینا چاہتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ الخ

تو شہید نے اس اعلان کو سن کر فوری عمل کیا اور اپنی جان دے دی تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا وہی جنت جس کا دنیا میں اعلان اور وعدہ ہوا تھا۔

هو من باب تعريف الضالة فان الله تعالىٰ لما قال ان الله اشترىٰ من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة فكانه تعالىٰ قال من يأخذ الجنة ويطلبها بماله او بنفسه فالذی قتل سمع التعريف وبذل ما طلب منه عليها فأدخلها (تفسیر کبیر)

11 عَرَّفَهَا لَهُمْ یعنی دنیا میں اپنی کتابوں اور رسولوں کے ذریعہ انہیں اس کی (یعنی جنت کی) پہچان کرا دی ہے۔ (انوار البیان)

یہ تمام اقوال اس لیے لکھ دیے گئے تاکہ شہادت اور جنت کا شوق پیدا ہو جائے اور توجہ آخرت کی نعمتوں کی طرف ہو جائے۔

اللهم ارزقنا شهادةً فی سبيلك......

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۷، ۸، ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ⑦

اے ایمان والو اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمائے رکھے گا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ⑧ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا

اور جو منکر ہیں سو ان کیلئے تباہی ہے اور وہ ان کے اعمال اکارت کردے گا۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے ناپسند کیا

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ⑨

جو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے سو اس نے ان کے اعمال ضائع کردیے۔

### خلاصہ

❶ مسلمان اگر جہاد میں نکل کر اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کریں گے تو اللہ تعالیٰ دشمنوں کے مقابلے میں ان کی نصرت فرمائے گا اور میدان جہاد میں ان کو ثابت قدمی عطاء فرمائے گا۔

❷ جو کافر مسلمانوں کے مقابلے میں اتریں گے وہ ہلاک ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی تمام تدبیریں اور محنتیں ضائع فرمادے گا۔

❸ ان کافروں کی ہلاکت، ناکامی اور تباہی کی وجہ یہ ہے کہ وہ قرآن پاک کو نہیں مانتے، دین اسلام کو قبول نہیں کرتے، اس لیے ان کا کوئی عمل قابل قبول نہیں ہے۔

### ربط

❶ پچھلی آیات میں قتال فی سبیل اللہ کے اجر و ثواب کو بیان فرمایا تھا اب اس آیت میں جہاد و قتال کے دوران مسلمانوں کی نصرت کا وعدہ کیا جا رہا ہے تاکہ جہاد میں ان کا شوق بڑھے اور وہ بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیں۔

ثم انه تعالیٰ لما بین ما علی القتال من الثواب والاجر وعدهم بالنصر فی الدنیا زیادة علی الحث لیزداد منهم الإقدام فقال: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ الخ (تفسیر کبیر)

❷ پچھلی آیات میں سمجھایا گیا کہ جہاد میں مسلمان کے لیے ہر حالت میں کامیابی ہے (ظاہری غلبے یا شہادت) اب اس آیت میں جہاد کی دنیوی کامیابی کو جو مجموعی طور پر مسلمانوں کو نصیب ہوتی ہے، بیان فرما کے جہاد کی ترغیب دیتے ہیں۔ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ میں قتال کی ترغیب بھی ہے۔ (مفہوم بیان القرآن)

❸ سابق (آیات کا) مضمون مسلمانوں کو کافروں کے مقابلہ میں جہاد و قتال کی ترغیب و تشویق پر مشتمل تھا اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

یہ کہ اہل حق پر لازم ہے کہ باطل کو مٹانے کے لیے اپنی پوری قوت صرف کر ڈالیں۔ جب تک وہ فریضۂ جہاد ادا نہیں کریں گے عنداللہ بری الذمہ نہ ہوسکیں گے، تو اب ان آیات میں مسلمانوں کی فتح و کامیابی اور میدان جہاد میں ان کی ثابت قدمی کا معیار بیان فرمایا جا رہا ہے۔ (معارف القرآن کاندھلویؒ)

یعنی مسلمانوں کی فتح، کامیابی اور غلبہ اسی میں ہے کہ وہ دین اسلام کی سربلندی کے لیے جہاد میں نکلیں۔

❷ ابتدائے سورۃ میں تمہید بیان کی گئی (کہ کافروں سے جنگ کیوں کی جاتی ہے) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جنگ کے بعض قوانین بیان فرمائے کہ اگر دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو پھر بزدلی کا مظاہرہ نہیں کرنا، بلکہ جرأت اور بہادری سے لڑنا، پھر جب اچھی طرح خونریزی ہو جائے تو دشمن کے بچے کھچے سپاہیوں کو قیدی بنالو حتیٰ کہ جنگ موقوف ہو جائے، جنگی قیدیوں کے متعلق فرمایا کہ یا تو ان پر احسان کر کے انہیں رہا کر دو یا ان سے فدیہ وصول کر کے چھوڑ دو، یہ جنگ کافروں کو سزا دینے کا ایک طریقہ ہے، تاہم اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو کسی دوسرے طریقے سے بھی کفار کا قلع قمع کرنے پر قادر ہے مگر اس کا قانون یہ ہے کہ وہ لوگوں کی جنگ کے ذریعے آزمائش کرنا چاہتا ہے۔ اسی لیے اس نے جہاد کا حکم دیا ہے، جس میں تن، من، دھن ہر چیز لگانی پڑتی ہے، پھر جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو آخرت میں بلند مراتب عطاء کرے گا اور اس جنت میں پہنچائے گا جس کی پہچان اللہ تعالیٰ کے نبیوں نے ان کو دنیا میں ہی کرادی ہے اب اس آیت میں بھی جہاد کا بیان ہے اور اس کو ایک دوسرے پیرائے میں سمجھایا گیا ہے۔ (معالم العرفان تسہیل)

## یہ وعدہ آج بھی ہے

تفسیر حقانی میں ہے:

اے ایمان دارو! اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کر کے اس کی مدد کرو گے حالانکہ وہ مدد کا محتاج نہیں تو ہر کام میں، خصوصاً اس (جہاد کے) کام میں تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم رکھے گا اور کفار کو پست کرے گا اور ان کی تدابیر کو رد کر دے گا۔ اس وعدہ کے بموجب اللہ تعالیٰ نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخالفوں پر فتحیاب کیا اور دشمنوں کو سرنگوں کر دیا اور آئندہ جو کوئی دین اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے دین) کی حمایت پر کمربندھے اسی عنایت و وعدہ کا مستحق ہے، جب چاہے آزما کر دیکھ لے۔ (تفسیر حقانی)

## مسلمان اللہ تعالیٰ کی نصرت کیسے کریں

امام رازیؒ فرماتے ہیں:

فنقول المؤمن ینصر اللہ بخروجه الی القتال واقدامه، واللہ ینصره بتقویته وتثبیت اقدامه، وارسال الملائکة الحافظین له من خلفه وقدامه

یعنی مؤمن کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی نصرت یہ ہے کہ وہ جہاد میں نکلتا ہے اور خوب بڑھ چڑھ کر لڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مؤمن کے ساتھ نصرت یہ ہے کہ وہ اسے جنگ میں قوت اور ثابت قدمی عطا فرماتا ہے اور ایسے فرشتے نازل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرماتا ہے جو مجاہد کی آگے اور پیچھے سے حفاظت کرتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ ای دین اللہ ورسولہ يَنْصُرْكُمْ علی عدوکم ویفتح لکم وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ فی مواطن الحرب او علی محجۃ الاسلام (المدارک)

## مسلمانوں کی فتح کامیابی اور ثابت قدمی کا معیار

آیت مبارکہ سے واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ مسلمان جب دین کی نصرت کے لیے جہاد میں نکلیں گے تو اللہ پاک ان کو فتح، کامیابی اور ثابت قدمی عطاء فرمائے گا اور ان کے دشمنوں کو ذلیل و مغلوب فرمائے گا۔

آج مسلمانوں کے دشمن اسی لیے طاقتور ہیں کہ مسلمانوں نے جہاد کو چھوڑ دیا ہے، وہ پھر جہاد کی طرف لوٹ آئیں تو ان آیات مبارکہ میں کیے گئے وعدے کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے، ملاحظہ فرمائیے یہ عبارت:

”جہاد کا حکم فرمانے کے بعد ان آیات میں اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو خدا کے دین کی مدد کا حکم فرمایا اور ساتھ ہی یہ بتا دیا کہ خود ان کی کامیابی اور فتح کا راز یہی ہے۔ اگر مسلمان من حیث القوم زندہ رہنا چاہتے ہیں اور عزت کی زندگی مطلوب ہے تو ان کو چاہیے کہ اعلاء کلمۃ اللہ میں مصروف رہیں اور اپنی کوششیں اسی مقصد کے واسطے وقف کر دیں، اسی کی برکت سے وہ دشمنوں کے مقابلہ میں مضبوط و ثابت قدم رہیں گے، اور یہی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ اصل کامیابی آخرت کی ہے، وہ صرف ایمان و تقویٰ پر موقوف ہے۔“ (معارف القرآن کاندھلوی)

## ایک اعتراض کا جواب

آج کل بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم جہاد تب کریں گے جب اللہ تعالیٰ کی واضح اور مضبوط نصرت کا ہمیں یقین ہوگا کہ وہ ضرور اترے گی۔ یعنی (نعوذ باللہ) پہلے اللہ تعالیٰ انہیں نصرت دکھائے پھر وہ جہاد میں اتریں گے حالانکہ اس آیت مبارکہ میں بالکل صاف فرما دیا کہ اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کے لیے جہاد میں نکلو تو اللہ تعالیٰ تمہاری نصرت فرمائے گا۔ معلوم ہوا کہ پہلے مسلمانوں کو جہاد میں نکلنا ہوگا تب نصرت آجائے گی، یعنی پہلے مسلمان اللہ تعالیٰ کا حکم مان کر اور اس کے وعدے پر یقین رکھتے ہوئے نکلیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی نصرت فرمائے گا اس آیت مبارکہ کو بار بار پڑھیں تو یہی بات واضح طور پر سمجھی جا سکتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ اسی قرآنی حکمت کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ چاہے تو آپ (یعنی خود) ہی کافروں کو مسلمان کر ڈالے پر یہ بھی منظور نہیں۔ چنانچہ (یعنی امتحان لینا) منظور ہے سو (یعنی پس) بندے کی طرف سے کمر باندھنی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کام بنانا“۔ (موضح القرآن)

یعنی آغاز بندے کو کرنا ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر کمر باندھ کر نکلے تب اللہ تعالیٰ اس کا کام بنا دے گا، یعنی اس کو اپنی نصرت عطاء فرمائے گا۔

حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

’’اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا تمہارے مقابلہ میں کفار کی ہلاکت اور محنت کے رائیگاں کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے ان (کفار) کی تباہی کا یہ سبب ہے کہ وہ منزل من اللہ تعلیم کے مخالف ہیں۔‘‘ (حضرت لاہوریؒ)

تفسیر مظہری میں ہے:

’’یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے دشمن پر فتح یاب کرے گا اور کافروں سے جہاد کرنے اور حقوق اسلام ادا کرنے میں تم کو ثابت قدم رکھے گا۔‘‘ (مظہری)

یعنی جہاد میں نکلنے کی برکت سے باقی دین پر چلنا بھی آسان ہو جائے گا۔

تفسیر عثمانی میں ہے:

اے ایمان والو! اگر تم مدد کرو گے اللہ تعالیٰ کی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کی اور اس کے پیغمبر کی تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور جما دے گا تمہارے پاؤں یعنی جہاد میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے تمہارے قدم نہیں ڈگمگائیں گے اور اسلام وطاعت پر ثابت قدم رہو گے جس کے نتیجہ میں ’’صراط‘‘ پر ثابت قدمی نصیب ہو گی۔ (تفسیر عثمانی)

ان تمام عبارات پر غور فرمائیں اور پھر سوچیں کہ مسلمانوں نے جہاد چھوڑ کر کتنی بڑی سعادتوں سے خود کو محروم کر رکھا ہے۔

## دلوں میں امن کی کیفیت

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کرو گے تو وہ کفار کے مقابلہ میں تمہاری نصرت فرمائے گا، سورہ حج کی آیت وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ (الحج ۴۰) بھی اسی معنیٰ میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قتال میں تمہارے پاؤں جما دے گا یعنی مسلمانوں کے دلوں میں امن کی کیفیت ڈال کر ان کے دل مضبوط کر دے گا۔ تو ثابت قدمی کا مطلب ہو گا جنگ کے دوران نصرت اور مدد نازل فرمانا۔

ای ان تنصروا دین اللہ ینصرکم علی الکفار نظیرہ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ (الحج ۴۰) وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ای عند القتال۔ وقیل المراد تثبیت القلوب بالامن فیکون تثبیت الاقدام عبارۃ عن النصر و المعونۃ فی موطن الحرب۔ (القرطبی)

سبحان اللہ، کتنی بڑی نعمت اور سعادت ہے کہ جنگ کے دوران دل میں امن کی کیفیت نصیب ہو گی۔ امن کی کیفیت تو بہت بڑی نعمت ہے اور بہت سے لوگوں کو یہ نعمت اپنے محفوظ گھروں میں بھی نصیب نہیں ہوتی۔ امام قرطبیؒ نے ثابت قدمی کے بارے میں دو قول اور بھی لکھے ہیں جو تفسیر عثمانی کی عبارت میں گزر چکے ہیں۔

## مسلمانوں کے مقابلے میں اترنے والے کافروں کے لیے ہلاکت اور ناکامی

ارشاد فرمایا: وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور جن لوگوں نے کفر کیا ہلاکت ہے ان کے لیے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔

❶ ”دنیا میں بھی مؤمنین کے ہاتھوں ان کی تباہی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لیے ہلاکت یعنی عذاب شدید اور دائمی ہے۔“ (انوار البیان)

❷ ”جو لوگ کافر ہیں ان کے واسطے منہ کے بل گرانا، ذلیل و مغلوب کرنا ہے اور بجائے اس کے کہ اچھے کام یا ان کی وہ کوششیں جو مسلمانوں کے خلاف ہوں کامیاب ہوں، یہی فیصلہ ہے کہ ان کے کیے ہوئے کام برباد کر دیئے، اس وجہ سے نہ تو ان کے کوئی اچھے کام اور نیک عمل ان کے کام آئے اور نہ اس کے ساتھ جو کچھ انہوں نے اسلام اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف محنت کی، تدبیریں کیں وہ کارگر ثابت ہوئیں، جس کا حاصل یہی ہے کہ آخرت اور دنیا ہر لحاظ سے ان کے اعمال اور کوششیں حبط و برباد ہوگئیں۔“ (معارف القرآن کاندھلوی)

❸ آیت مبارکہ میں کافروں کے لیے فرمایا گیا فَتَعْسًا لَّهُمْ اس جملے کے حضرات مفسرین نے کئی معنی بیان فرمائے ہیں۔ امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مراد اس سے دنیا میں قتل ہونا اور آخرت میں آگ میں گرنا ہے۔

وعن ابن عباس رضي الله عنهما: يريد في الدنيا القتل وفي الآخرة التردي (المدارك)

حضرت شیخ الہندؒ نے اس کا ترجمہ منہ کے بل گرنے سے کیا ہے:

”اور جو لوگ منکر ہوئے وہ گرے منہ کے بل اور کھو دیئے ان کے کیے کام (ترجمہ شیخ الہندؒ)

امام قرطبیؒ نے فَتَعْسًا لَّهُمْ کے معنی میں دس اقوال لکھے ہیں:

❶ اور کافروں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری ہے (بعدا لهم قاله ابن عباس وابن جريج)

❷ اور کافروں کے لیے غم اور افسوس ہے (حزنا لهم قاله السدي)

❸ اور کافروں کے لیے بدبختی اور بدنصیبی ہے (شقاء لهم قاله ابن زيد)

❹ اور کافروں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعید اور غصہ ہے (شتما لهم من الله قاله الحسن)

❺ اور کافروں کے لیے ہلاکت ہے (هلاكا لهم قاله ثعلب)

❻ اور کافروں کے لیے ناکامی ہے (خيبة لهم قاله الضحاك وابن زيد)

❼ اور کافروں کے لیے خرابی ہے (قبحا لهم حكاه النقاش)

❽ اور کافروں کے لیے ذلت و حقارت ہے (رغما لهم قاله الضحاك)

❾ اور کافروں کے لیے شر ہے (شرا لهم قاله ثعلب ايضا)

❿ اور کافروں کے لیے نامرادی ہے (شقوة لهم قاله ابو العاليه)

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ”تعس“ کا معنی تنزل اور ٹھوکر کھانے کے ہیں۔ ابن السکیت فرماتے ہیں کہ ”تعس“ کا معنی ہے منہ کے بل گرنا۔ (القرطبی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمان جب اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کے لیے جہاد میں نکلتے ہیں تو ان کے مدمقابل آنے والے کافروں کے لیے ہر طرح کی ذلت، لعنت، بدبختی، نامرادی، شکست اور ناکامی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصرت دین کی خاطر جہاد کرنے کی توفیق عطاء فرمائے تاکہ دنیا سے کفار کی ظاہری شان و شوکت کا خاتمہ ہو جائے۔ آمین یا ارحم الراحمین

## کافروں کی ناکامی کی وجہ

ارشاد فرمایا:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ

ذٰلِكَ یہ ہلاکت اور تباہی اس لیے ہے کہ انہوں نے قرآن پاک کو پسند نہیں کیا پس اللہ پاک نے ان کے اعمال ضائع فرما دیے۔

اعمال کے ضائع کرنے کو دوبارہ اس لیے ذکر کیا، اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ کفر کے ساتھ اعمال کا ضائع ہونا لازمی ہے۔ (مظہری)

آج کل کچھ دانشور کافروں کی ظاہری ترقی دیکھ کر ان کے گن گاتے ہیں ان کو سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں غور کرنا چاہیے جو بار بار سمجھاتی ہے کہ کافروں کے اعمال برباد اور بے فائدہ ہیں۔

❶ ”یعنی جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی باتوں کو ناپسند کیا تو اللہ تعالیٰ ان کے کام کیوں پسند کرے گا؟ اور جو چیز خدا کو ناپسند ہو وہ محض اکارت (ضائع اور بے کار) ہے۔ (عثمانی)

❷ ان کافروں نے قرآن پاک کو ناپسند کیا اس لیے ان کے اعمال اللہ تعالیٰ نے ضائع فرما دیے۔ وجہ یہ ہے کہ کونسا عمل نیک ہے یہ بات عقل سے نہیں پہچانی جا سکتی یہ تو شریعت ہی بتاتی ہے کہ فلاں عمل نیک ہے اور فلاں بد، اور شریعت معلوم ہوتی ہے قرآن پاک سے۔ تو جب ان لوگوں نے قرآن پاک کو ہی نہیں مانا تو انہیں معلوم ہی نہیں ہوگا کہ نیک عمل کونسا ہے اور اس کو کرنے کا طریقہ کیا ہے، اس لیے وہ جو کچھ کرتے ہیں وہ باطل ہے اور ضائع ہے۔ (تفسیر کبیر)

❸ انہوں نے توحید کا انکار کیا اس لیے ان کے عمل ضائع ہوگئے، کیونکہ شرک ہر عمل کو برباد کر دیتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

اللہ تعالیٰ نے آخرت کے بارے میں جو کچھ نازل کیا انہوں نے اسے نہ مانا، چنانچہ ان کے عمل ضائع ہوگئے۔ کیونکہ انہوں نے جو کچھ کیا دنیا کے لیے کیا اور دنیا فانی ہے۔ (تفسیر کبیر)

## آسان تفسیر

اب آخر میں ملاحظہ فرمایئے ان تین آیات کی ایک آسان اور علمی تفسیر:

”آگے جہاد کے دنیوی فوائد و فضائل کا ذکر کر کے اس کی ترغیب ہے کہ اے ایمان والو اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا جس کا نتیجہ دنیا میں دشمنوں پر غالب آنا ہے، خواہ ابتداءً ہو یا کچھ عرصہ کے بعد انجام کار میں...... اور بعض مؤمنین کا مقتول ہو جانا یا کسی معرکہ میں وقتی طور پر مغلوب ہو جانا اس کے منافی نہیں اور اسی طرح دشمنوں کے مقابلہ میں تمہارے قدم جما دے گا، خواہ ابتداء ہی سے یا وقتی پسپائی کے بعد انتہاء میں ثابت قدم رکھ کر کفار پر غالب کرے گا۔ جیسا کہ بار بار اس کا مشاہدہ دنیا میں ہو چکا ہے، یہ تو مسلمانوں کا حال بیان کیا گیا اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لیے دنیا میں جبکہ وہ مؤمنین سے مقابلہ کریں تباہی اور مغلوبیت ہے اور آخرت میں ان کے اعمال کو اللہ تعالیٰ کالعدم کر دے گا جیسا کہ شروع سورۃ میں بیان ہوا، غرض کفار دونوں جہان میں خسارے میں رہے اور یہ کفار کا خسارہ اور اعمال کی بربادی اس سبب سے ہوئی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے احکام کو ناپسند کیا عقیدۃً بھی اور عملاً بھی، پس اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو اول ہی سے اکارت کر دیا کیونکہ کفر اعلیٰ درجے کی بغاوت ہے اور اس کا یہی اثر ہے۔“ (بیان القرآن تسہیل)

## مجاہدین کے لیے مبارک

اس آیت مبارکہ میں مجاہدین کو اللہ تعالیٰ کا مددگار...... یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کا مددگار قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ اللہ پاک کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے، یہ تو اس کا خاص فضل اور بڑا انعام ہے کہ مجاہدین کو یہ لقب عطاء فرمایا۔ مجاہدین اس سعادت پر جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔ اور انہیں چاہیے کہ اس سعادت کے لذت والے مقام کا یقین کر کے مرتے دم تک جہاد پر قائم رہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

## قرآن پاک سے دوری

ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن پاک سے دوری اور قرآن پاک کے احکامات سے بے رغبتی بہت ہی خطرناک جرم ہے، پس مسلمانوں کو چاہیے کہ قرآن پاک کو سمجھیں، قرآن پاک کو اپنائیں اور قرآن پاک کے ہر ہر حکم کو پوری محبت کے ساتھ تسلیم کریں۔ واللہ اعلم بالصواب

---

امام نسفیؒ لکھتے ہیں: بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ ای القرآن (المدارک)

کہ کافروں نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قرآن کو ناپسند کیا۔ اسی لیے وہ ہلاکت اور بربادی میں جا پڑے۔ پس مسلمان وہی ہے جو قرآن پاک کے ہر حکم کو دل کی رغبت اور محبت کے ساتھ مانے اور پسند کرے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُورَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن

کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی وہ دیکھتے ان کا انجام کیسا ہوا جو ان سے پہلے تھے

قَبْلِهِمْ ۖ دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۖ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ﴿١٠﴾

اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کردیا اور منکروں کیلئے ایسی ہی (سزائیں) ہیں۔

### خلاصہ

یہ کافر زمین میں سیر کر کے دیکھ لیں کہ مخالفین حق کو حق کے مقابلہ میں ہمیشہ شکست فاش ہوئی ہے یا نہیں اور آئندہ بھی یہی ہوگا۔ (حضرت لاہوریؒ)

### ربط

پہلے فرمایا تھا وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَّهُمْ کہ کافروں کے لیے ہلاکت ہے اب اس ہلاکت کا ثبوت دیتے ہیں أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ (کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر پہلے کافروں کی ہلاکت کا حال نہیں دیکھا) (تفسیر حقانی، تسہیل)

### آسان تفسیر

"منکرین کو تنبیہ فرمائی کہ اپنی دنیا اور ساز و سامان اور عمارت سے دھوکہ نہ کھائیں، ان سے پہلے بھی قومیں گزر چکی ہیں جو ہلاکت و بربادی کا منہ دیکھ چکی ہیں، ارشاد فرمایا (ترجمہ) کیا یہ لوگ زمین پر نہیں چلے پھرے سوان لوگوں کا انجام دیکھ لیتے جو ان سے پہلے تھے دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک فرمایا وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا اور کافروں کے لیے ایسی ہی چیزیں ہیں، یعنی موجودہ جو کفار ہیں اور ان کے بعد جو بھی کافر ہوں گے ان کے لیے دنیا میں اسی طرح عذاب ہوگا اور ہلاک کر دیئے جائیں گے اور آخرت میں شدید اور دائمی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔" (تفسیر انوار البیان)

### کیا آج کل کے کافروں کو سزا نہیں مل سکتی

"یعنی دنیا ہی میں دیکھ لو منکروں کی کیسی گت بنی اور کس طرح ان کے منصوبے خاک میں ملا دیئے گئے، کیا آج کل کے منکروں کو ایسی سزائیں نہیں مل سکتیں؟" (حقانی)

ہر زمانے کے کافر خود کو "ناقابل شکست" اور "زمین کا مالک" سمجھتے ہیں تو ان کو یاد دلایا گیا کہ اپنے سے پہلوں کا حشر دیکھو، مسلمانوں کے مقابلے پر اترنے میں تمہارا بھی ایسا ہی حشر ہوگا، چنانچہ مکہ کے مشرکین کا بہت برا حشر ہوا اور ان کی کافرانہ سلطنت کا نام و نشان ہی مٹ گیا۔ مطلب یہ ہے کہ کفر اللہ تعالیٰ کو مبغوض اور ناپسند ہے اس لیے کسی زمانے کے کافر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے فکر نہ رہیں۔

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَۃُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ — آیت 11

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿۱۱﴾

یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان کا حامی ہے جو ایمان لائے اور کفار کا کوئی بھی حامی نہیں۔

### خلاصہ

مسلمانوں کی نصرت اور کامیابی.....اور کافروں کی ہلاکت اور ناکامی اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا حامی، مددگار اور کارساز ہے اور کافروں کا کوئی مددگار اور کارساز نہیں ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان کی مدد کر سکے۔

### مسلمانوں اور کافروں میں بہت بڑا فرق

اس آیت مبارکہ میں بیان فرمایا گیا کہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان بہت بڑا فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا مددگار اللہ تعالیٰ ہے اور وہ زمین و آسمان کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہے اور وہی مسلمانوں کا کارساز ہے کہ ان کے ہر کام کو بناتا ہے۔ گویا کہ یہ یوں کہا گیا کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے اپنے اور پیارے ہیں جبکہ کافروں کا کوئی ایسا مددگار نہیں جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان کی نصرت کر سکے۔ حضرات صحابہ کرامؓ نے اس آیت پر یقین کیا اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے دنیا بھر کے کافروں سے ٹکرا گئے اور انہیں ہر جگہ یہی نظر آیا کہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ موجود ہے جبکہ کافر دنیا و آخرت میں بے یار و مددگار ہیں۔ اس آیت مبارکہ پر یقین کی وجہ سے حضرات صحابہ کرامؓ نے کبھی بھی اپنی اور کافروں کی ظاہری طاقت کو نہیں تولا اور نہ کافروں کی ظاہری طاقت سے مرعوب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آج بھی ہم سب مسلمانوں کو اس آیت مبارکہ پر کامل یقین عطاء فرمائے۔

حضرت امام رازیؒ لکھتے ہیں:

وفي الكلام تباين عظيم بين الكافر والمؤمن، لأن المؤمن ينصره الله وهو خير الناصرين، والكافر لا مولىٰ له

یعنی اس آیت مبارکہ میں کافر اور مؤمن کے درمیان بہت بڑا فرق بیان ہوا ہے کہ مؤمن کی مدد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو بہترین مددگار ہے جبکہ کافروں کا سرے سے کوئی مددگار ہی نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر)

حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

"(کافروں کو) مقابلہ کے وقت شکست فاش اس لیے ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا پشت پناہ تھا اور کفار کا پشت پناہ کوئی نہ تھا"۔ (حضرت لاہوریؒ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## مولیٰ بمعنی مددگار

مولیٰ کا لفظ عربی زبان میں کئی معنیٰ پر آتا ہے، بعض اہل لغت فرماتے ہیں کہ مولیٰ کے چودہ معنیٰ ہیں۔ مولیٰ مالک کو بھی کہتے ہیں اس اعتبار سے تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں اور کافروں سب کا مولیٰ ہے (کما فی قوله تعالیٰ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ) اور مولیٰ کے معنیٰ مددگار اور کارساز کے بھی آتے ہیں تو اس معنیٰ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مولیٰ ہے کافروں کا نہیں۔

فان الله مولى العباد جميعا من جهة الاختراع وملك التصرف فيهم ومولى المؤمنين خاصة من جهة النصرة (المدارك)

## جامع تفسیر

امام ابوحیانؒ لکھتے ہیں:

ذٰلِكَ یہ مسلمانوں کی نصرت اور کامیابی یا کافروں کی ہلاکت اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار اور مؤید ہے اور کافروں کا کوئی مددگار نہیں کیونکہ انہوں نے ایسے خدا گھڑ رکھے ہیں جو نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان اور انہوں نے نفع اور نقصان کے مالک اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ رکھا ہے۔ قتادہؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت غزوہ احد کے موقع پر نازل ہوئی اور اسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے نعرے کا جواب نکالا، اس دن مشرکین نے نعرہ لگایا تھا ان لنا عزى ولا عزى لكم کہ ہمارے پاس عزیٰ ہے اور تمہارے پاس عزیٰ نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کو جواب دو الله مولانا ولا مولى لكم کہ اللہ تعالیٰ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔

پچھلی آیت میں فرمایا تھا کہ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا اس کی ایک تفسیر یہ تھی کہ اس امت کے کافروں کو اس امت کے مسلمانوں کے ہاتھوں عذاب دیا جائے گا اور جن مسلمانوں کو وہ حقیر سمجھتے ہیں ان کے ہاتھوں سے عذاب پانا آسمانی عذاب سے زیادہ دردناک ہے تو آگے فرمایا ذٰلِكَ کہ ایسا اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے اور کافر بے یار و مددگار ہیں۔ (البحر المحیط، تفسیر کبیر)

## اس سورۃ مبارکہ کا خاص موضوع

اس سورۃ مبارکہ کا خاص موضوع یہ ہے کہ کفر اور کافر اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور ایمان والے اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اسی لیے جہاد کا حکم ہے اور اسی لیے مسلمانوں کی دنیا و آخرت میں کامیابی اور کافروں کی دنیا و آخرت میں رسوائی ہے۔ کافر اللہ تعالیٰ کے مبغوض ہیں، وہ حق کے دشمن ہیں، ان کے اچھے اعمال کا کوئی وزن نہیں، وہ دنیا میں گمراہی، جرم اور کفر پھیلانا چاہتے ہیں، وہ لوگوں کو حق کے راستے سے کاٹتے ہیں اور جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ باتیں ہر مسلمان کے دل میں اتر جائیں یہ سورۃ مبارکہ بار بار ان باتوں کو سمجھاتی ہے۔ اور ان باتوں کے سمجھنے پر جہاد کا سمجھنا موقوف


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ورنہ آج کل تو لوگ کافروں کی ظاہری ترقی اور چمک دیکھ کر اپنے غریب مسلمانوں کو ان کے مقابلے میں (نعوذ باللہ) حقیر قرار دینے لگتے ہیں۔ ایسے کم عقل لوگ جہاد کو کہاں سمجھ سکتے ہیں؟ حضرت تھانویؒ نے اسی آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ کامیابی صرف مسلمانوں کے لیے ہے، یہ آیت مبارکہ یہی بات سمجھاتی ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

یہ دنیا و آخرت میں مسلمانوں کے لیے کامیابی کے وعدے اور کافروں کے لیے ناکامی کی وعیدیں اس سبب سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا کارساز ہے اس لیے دونوں جہانوں میں ان کو کامیاب فرماتا ہے اور کافروں کا کوئی ایسا کارساز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان کے کام بنا سکے اس لیے وہ دنیا و آخرت میں ناکام رہتے ہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کو کبھی ظاہری ناکامی (شکست) ہو جائے اور کفار کو ظاہری کامیابی مل جائے۔ لیکن اعتبار اصل میں حقیقت کا ہے اور اس کے اعتبار سے مسلمان ہمیشہ کامیاب اور کافر ہمیشہ ناکام رہتا ہے۔ (بیان القرآن تسہیل)

بہر حال اس آیت مبارکہ میں مسلمانوں کے لیے بہت بڑی تسلی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا حامی اور مددگار ہے پس وہ جہاد کے میدان میں اترنے سے نہ ڈریں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُورَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ

بیشک اللہ تعالیٰ انہیں داخل کرے گا جو ایمان لائے اور نیک کام کیے جنتوں میں جن کے

تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ

نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جو کافر ہیں وہ عیش کر رہے ہیں اور اس طرح کھاتے ہیں جس طرح چوپائے

الْأَنْعٰمُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿۱۲﴾

کھاتے ہیں اور جہنم ان کا ٹھکانا ہے۔

## خلاصہ

① ایمان والوں کا ٹھکانا جنت ہے اور کافروں کا ٹھکانا جہنم ہے۔

② کافروں نے اسی دنیا کے عیش و آرام کو مقصود بنایا ہوا ہے اور وہ انسانیت کے مقام سے گر چکے ہیں، کافروں کی زندگی بے مقصد ہے وہ حیوانوں کی طرح اپنی خواہشات پوری کرنے میں لگے رہتے ہیں۔

## ربط

”یہ تو کفر و ایمان کا دنیوی ثمرہ تھا اس کے بعد اخروی فرق بیان فرماتا ہے:

فقال: إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ الخ کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اس کے بعد نیک کام کیے ایسے باغوں میں داخل کرے گا کہ جن میں نہریں جاری ہوں گی اور کفار و بدکار لوگ دنیا میں چارپایوں کی طرح کھانے پینے میں مصروف ہیں نہ ان کو آخرت کی فکر نہ نیک باتوں کی طرف رغبت نہ برے اعمال سے نفرت، ان کا ٹھکانا آگ ہے اس میں رہا کریں گے۔“ (تفسیر حقانی)

پس مسلمانوں کے لیے دنیا و آخرت میں کامیابی ہے، اس لیے وہ جہاد سے منہ نہ موڑیں اور کافر لوگ اللہ تعالیٰ سے اور آخرت سے غافل ہیں ان کے لیے دنیا و آخرت میں ناکامی ہے، پس ان کو اتنا طاقتور نہ ہونے دیا جائے کہ وہ ساری دنیا کو کفر اور مادہ پرستی سے بھر کر اللہ تعالیٰ سے غافل کر دیں۔

## آج کی دنیا پر ایک نظر

انسان کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر اپنی خلافت کے لیے بھیجا اور اسے دین کی امانت عطا فرمائی۔ کفار اپنے اس عظیم منصب کو بھول کر دنیا کے عیش و آرام اور جانوروں کی طرح کھانے پینے کو اپنا مقصد بنا لیتے ہیں، انبیاء علیہم السلام ان کو دین پر لانا چاہتے ہیں تو کفار میں سے ہٹ دھرم لوگ دنیا کی خاطر انبیاء علیہم السلام کا انکار کرتے ہیں اور ان کے دشمن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بن جاتے ہیں، ان کا کفر و غرور جب حد سے بڑھتا ہے تو ان جانوروں سے بدتر کافروں کو عذاب الٰہی کا نشانہ بنا دیا جاتا ہے۔ جہاد کی مشروعیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان مادہ پرست کافروں کو قوت و شوکت حاصل نہ ہو ورنہ یہ دنیا کو فساد سے بھر دیں گے اور انسانوں کو حیوانوں کی طرح خود غرض، شہوت پرست اور غافل بنا دیں گے۔ آج کی دنیا پر نظر ڈالی جائے تو پوری دنیا مادہ پرستی کی غفلت میں جکڑی ہوئی نظر آتی ہے۔ اکثر انسانوں نے انسانیت کو چھوڑ کر بس دنیا کے عیش و آرام کو اپنا مقصد بنا لیا ہے، ساری ایجادات اور ساری محنتیں بس اسی لیے ہیں کہ کس طرح سے زیادہ سے زیادہ لذت و آرام اس دنیا میں حاصل کیا جائے اور کس طرح زیادہ سے زیادہ مال بنایا جائے۔ آخرت سے غفلت ایک ایسا جرم ہے جو انسان کو ہر جرم اور ظلم میں مبتلا کر دیتا ہے۔ مسلمان اگر آج بھی جہاد کے لیے نہ اٹھے اور اسلام کی دعوت کو لیکر نہ نکلے تو خود مسلمانوں کی آئندہ نسلیں اسی خوفناک مادہ پرستی میں مبتلا ہو سکتی ہیں جس کا انجام کفر اور جہنم ہے۔ (العیاذ باللہ)

## احوال و اقوال

صاحب انوار البیان لکھتے ہیں:

”(اس آیت مبارکہ میں) اہل ایمان کا انعام اور کافروں کی طرز زندگی (دنیا میں) اور ان کا عذاب بیان فرمایا جو آخرت میں ان کے لیے تیار کیا گیا ہے۔

فرمایا: إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ بلاشبہ اللہ تعالیٰ داخل فرمائے گا ایمان والوں کو اور جنہوں نے نیک عمل کیے ایسے باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ نفع حاصل کرتے ہیں اور کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھاتے ہیں، یہ ان کا دنیاوی حال ہے وَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ اور آخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اہل کفر کے سامنے دنیا ہی ہے اسی کو سب کچھ سمجھتے ہیں اس لیے کسی بھی طرح کی دنیاوی لذت اور دنیاوی طمع اور دنیاوی ترقی اور دنیاوی مال حاصل کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے کیونکہ انہیں صرف دنیا ہی مطلوب ہے، اس لیے کمانے اور کھانے پینے میں اور ہر طرح کی لذت حاصل کرنے میں کوئی حیا اور شرم، انسانیت اور مروّت ان کے لیے رکاوٹ نہیں بنتی، جس طرح جانور اور چوپائے کھانے پینے میں ہر جگہ منہ مار لیتے ہیں اور جنسی لذت حاصل کرنے کے لیے سب کے سامنے سب کچھ کر لیتے ہیں اسی طرح یہ دنیاوی لذتوں کے حوالے سب کچھ کر گزرتے ہیں۔ (آگے اہل مغرب اور کفار کی جنسی بے راہ روی کا تذکرہ کیا ہے اس کے بعد لکھتے ہیں) جس طرح جنسی لذت کے لیے کافر لوگ دیوانے ہو رہے ہیں اسی طرح مال کمانے اور کھانے پینے میں جانوروں کی راہ اختیار کیے ہوئے ہیں، حلال حرام سے کوئی بحث نہیں، جو ملا کھا لیا، جو چاہا کھا لیا، سور اور شراب تو ان کی روزانہ کی غذا ہے، قرآن کریم میں ان کی اس دنیاوالی زندگی کو يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ سے تعبیر فرمایا اور ساتھ ہی یہ فرما دیا کہ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔“ (انوار البیان)


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## قرآن پاک کا عجیب اعجاز

دنیا پرست مسلمان آج کل کافروں کے ظاہری عیش و آرام، کھانے پینے اور آزادی کو دیکھ کر ان کی بے حد تعریفیں کرتے ہیں اور ہر وقت مسلمانوں کو کوستے رہتے ہیں اور اسلام کے احکامات کو بدلنے کی ناکام جسارتیں کرتے ہیں۔ جبکہ قرآن پاک نے کافروں کی اسی ترقی کو ذکر کر کے فرمایا کہ جہنم ان کا ٹھکانا ہے۔ آپ آیت مبارکہ کے الفاظ کو غور سے پڑھیں، اللہ پاک نے ان کے عیش و آرام کو اور کھانے پینے میں ان کی آزادی اور کھلے پن کو ذکر کر کے فرمایا یہ جہنمی ہیں۔ پس اس آیت کو دیکھنے اور سمجھنے کے بعد کیا کوئی مسلمان کافروں کے ظاہری عیش و آرام اور لذتوں کو دیکھ کر متاثر ہو سکتا ہے؟ آج مجاہدین پر بھی الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی ترقی میں رکاوٹ ہیں۔ یہ آیت مبارکہ اس الزام اور اعتراض کا واضح جواب دیتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## کافر اپنے دنیاوی عیش و عشرت پر غرور نہ کریں

”اور جو لوگ کافر ہیں وہ دنیا میں عیش کر رہے ہیں اور اس طرح آخرت سے بے فکر ہو کر کھاتے پیتے ہیں، جس طرح چوپائے کھایا کرتے ہیں، کہ وہ یہ نہیں سوچتے کہ ہم کو کیوں کھلایا پلایا جاتا ہے اور ہمارے ذمہ اس کا کیا حق وابستہ ہے، جہنم ان لوگوں کا ٹھکانا ہے اور جس تمتع (عیش و عشرت) کا ذکر ہوا ہے اس پر آپ ﷺ کے مخالفین کو مغرور نہ ہونا چاہئے اور نہ آپ کو ان کی اس غفلت پر کچھ افسوس و حزن ہونا چاہئے جو کہ سبب ہوگی مخالفت کا، حتیٰ کہ آپ کو تنگ کر کے مکہ میں بھی نہیں رہنے دیا۔“ (بیان القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُورَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْ أَخْرَجَتْكَ

اور کتنی ہی بستیاں تھیں جو آپ کی اس بستی سے طاقت میں بڑھ کر تھیں جس کے رہنے والوں نے آپ کو نکال دیا ہے

أَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾

ہم نے انہیں ہلاک کر دیا تو ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہوا۔

## خلاصہ

اہل مکہ اپنی قوت اور طاقت پر غرور نہ کریں، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکالا ہے تو یہ ان بستیوں اور قوموں سے زیادہ طاقتور نہیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کی نافرمانی اور دین دشمنی کی وجہ سے تباہ و ہلاک فرما دیا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوا، اسی طرح اہل مکہ بھی مغلوب ہوں گے۔

## رابطہ

❶ ”کفار یہ سن کر کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار ہے یہ طعنہ دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور حمایت کہاں گئی؟ ہم نے تو (حضرت) محمد (ﷺ) کو مکہ سے نکال دیا اور روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکلنے کا رنج تھا۔ ابو یعلیٰ موصلی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکلے اور غار میں چھپنے چلے تو مکہ کی طرف مڑ مڑ کر دیکھتے تھے اور یہ کہتے تھے اللہ کی قسم سب شہروں سے تو میرے نزدیک محبوب ہے اگر یہ لوگ مجھے نہ نکالتے تو میں نہ نکلتا۔ اس پر یہ تسلی بخش آیت نازل ہوئی“۔ (حقانی، تسہیل)

❷ کفار نے دنیا کے عیش و عشرت اور کھانے پینے کو مقصود بنایا ہوا ہے اور یہ کوئی معمولی مرض نہیں ہے اسی مرض کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے نبی اور اللہ تعالیٰ کے دین کے دشمن بن جاتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دین کے خلاف ہر قدم اٹھا لیتے ہیں، جیسا کہ اہل مکہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکالا، پس ایسے ظالموں سے قتال کا حکم دینا تمام انسانیت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## بدر کی لڑائی نے فیصلہ کر دیا

”وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ کہ اے محمد (ﷺ) بہت سے شہر جو تمہارے اس شہر سے (کہ جس نے تجھے نکال دیا یعنی مکہ نے) طاقت و زور میں بڑھ کر تھے سدوم و عمورہ وغیرہا، ہم نے ان کو ہلاک کر دیا، کوئی ان کا مددگار نہ تھا، پھر یہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اہل مکہ کیا گھمنڈ کرتے ہیں، ذرا صبر کریں، چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں بدر کی لڑائی نے ان متکبروں کا فیصلہ کر دیا۔" (تفسیر حقانی)

## اہم سبق

اسلام اور کفر کے مقابلے کی بات چل رہی ہے، مسلمانوں کو کافروں سے قتال کا حکم دیا گیا ہے، اس آیت سے یہ سبق ملا کہ کافروں کی طاقت دیکھ کر مسلمان مایوس نہ ہوں اور کافر اپنی طاقت سے مغرور نہ ہوں ماضی کے واقعات پر ہر فریق ایک نظر ڈالے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ — آیت ۱۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾

پس کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر ہو وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جسے اس کے برے عمل اچھے کر دکھائے گئے ہوں اور انہوں نے اپنی ہی خواہشوں کی پیروی کی ہو۔

### خلاصہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کافروں کو ہلاک کرنا اور ان کے مقابلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی نصرت کرنا بالکل برحق اور عدل وانصاف کے عین مطابق ہے۔ اس وجہ سے کہ مؤمن اللہ تعالیٰ کی نصرت کے مستحق ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔ جبکہ کافر اپنی خواہشات کا غلام ہے اور وہ بری باتوں کو اچھا سمجھتا ہے۔ پس مؤمن اور کافر کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ (اسی لیے جہاد کے ذریعے کفر اور کافروں کو کمزور کرنا ضروری ہے)

### مؤمن اور کافر برابر نہیں

❶ ”یعنی ایک شخص نہایت شرح صدر اور فہم وبصیرت کے ساتھ سچائی کی صاف کشادہ سڑک پر بے کھٹکے چلا جا رہا ہے، اور دوسرا اندھیرے میں پڑا ٹھوکریں کھا رہا ہے، جس کو سیاہ وسفید یا نیک وبد کی کچھ تمیز نہیں، حتیٰ کہ اپنی بے تمیزی سے برائی کو بھلائی سمجھتا ہے اور خواہشات کی پیروی میں اندھا ہو رہا ہے، کیا ان دونوں کا مرتبہ اور انجام برابر ہو جائے گا؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ حق تعالیٰ کی شان حکمت وعدل کے منافی ہے“۔ (عثمانی)

❷ کیا وہ شخص جس کے پاس اس کے رب کی سند ہے یعنی کتاب اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو محض اٹکل سے اپنے خیالات کا پیرو ہے اور بری باتوں کو بھلا سمجھ کر کرتا ہے۔ اس آیت میں کفر اور ایمان کا ایک اور فرق بیان فرمایا ہے۔“ (حقانی، تسہیل)

### کافروں کی ہلاکت اور مسلمانوں کی نصرت برحق ہے

امام رازیؒ فرماتے ہیں:

اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا میں کافروں کا ہلاک کرنا اور رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کرنا برحق ہے، احوال واقعی اس بات کا تقاضہ کرتے ہیں کہ کافروں کو عذاب دیا جائے اور ایمان والوں کو اجر وثواب ملے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اعلم ان هذا اشارة الى الفرق بين النبى صلى الله عليه وسلم والكفار ليعلم ان اهلاك الكفار ونصرة النبي عليه السلام في الدنيا محقق وان الحال يناسب تعذيب الكافر واثابة المؤمن۔ (تفسیر کبیر)

پس معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں کو کافروں سے لڑنے کا حکم کیوں دیا گیا، کیونکہ کافر حق راستے کا دشمن، نفس کا پجاری اور اندھیروں کا سوداگر ہے۔

**قرآن پاک اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا ہدایت ہے:**

ارشاد فرمایا:

﴿أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ﴾ کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے دلیل پر یعنی واضح ہدایت پر ہو۔ الخ

امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

اى على حجة من عنده وبرهان وهو القرآن المعجز وسائر المعجزات يعنى رسول الله صلى الله عليه وسلم (المدارك)

یعنی ﴿بَيِّنَةٍ﴾ سے مراد قرآن پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام معجزات ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ

اس جنت کی کیفیت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے (یہ ہے) کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہوں گی جو بگڑنے

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ

والا نہیں اور کچھ دودھ کی نہریں جن کا مزہ بھی نہیں بدلے گا اور کچھ نہریں ایسی شراب کی جو پینے والوں کیلئے

لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ

خوش ذائقہ ہوگا اور کچھ نہریں صاف شہد کی اور ان کیلئے وہاں ہر قسم کے میوے ہوں گے اور اپنے رب کی

وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا

بخشش (کیا وہ) ان جیسے ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا

فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾

سو وہ ان کی آنتوں کے ٹکڑے کر دے گا۔

### خلاصہ

❶ ایمان والوں اور کافروں میں ایک اور بڑا فرق یہ ہے کہ ایمان والوں کے لیے جنت، اس کی نعمتیں اور اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے اور کافروں کے لیے جہنم اور اس کا عذاب ہے۔

❷ ایمان والے اللہ تعالیٰ کے انعامات کے مستحق ہیں اور کافر اللہ تعالیٰ کی سزا کے مستحق ہیں۔

❸ کافر جس راستے کی طرف جا رہے ہیں اور لوگوں کو لے جا رہے ہیں وہ جہنم کی طرف جاتا ہے، پس اس لیے ان کے خلاف جہاد ہے تاکہ وہ قوت پکڑ کر لوگوں کو جہنم کی طرف نہ لے جا سکیں۔

### آسان تفسیر ـ مجاہدین کے لیے جنت کے سو درجے

صاحب انوار البیانؒ لکھتے ہیں:

''اس آیت میں بھی مومنین کے انعامات اور کافروں کی سزا بیان فرمائی ہے، اول تو جنت کا حال بتایا جس کا متقیوں سے وعدہ ہے، جنت میں بہت سی نعمتیں ہیں، ان میں نہریں بھی ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو متغیر نہ ہوگا اور دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزہ بدلا ہوا نہ ہوگا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے سراپا لذت ہوگی اور بالکل صاف شہد کی نہریں ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جنت میں سو درجے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کے

www.KitaboSunnat.com

لیے تیار فرمایا ہے، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے، پس جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو، کیونکہ وہ جنت کا سب سے افضل اور اعلیٰ درجہ ہے اور اسی کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور اسی سے نہریں جاری ہیں (صحیح بخاری ص ۳۹۱ ج ۱) یہ حدیث حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس میں یوں ہے: منها تفجر انهار الجنة الاربعة یعنی جنت الفردوس سے چاروں نہریں جاری ہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "مرقاۃ المصابیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" میں لکھتے ہیں:

یہی وہ چار نہریں ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں یعنی پانی اور دودھ اور شراب اور شہد کی نہریں، حدیث شریف کے بیان سے معلوم ہوا کہ جنت الفردوس سے چار نہریں نکلتی ہیں ان کا منبع اور مرکز جنت الفردوس ہے (پھر ان کی شاخیں پھوٹی ہوئی دوسری جنتوں میں پہنچتی ہیں)

نہروں کا تذکرہ فرمانے کے بعد فرمایا: وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ان کے لیے ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہوگی، اس کے بعد فرمایا: كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ (الآیۃ) یہاں عبارت حذف ہے یعنی من كان في هذا النعيم كمن هو خالد في النار جو شخص ان مذکورہ بالا نعمتوں میں ہوگا، کیا ان لوگوں کی طرح ہو سکتا ہے جو ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہیں گے اور جنہیں کھولتا ہوا گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو کاٹ ڈالے گا۔"

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنمیوں کو اتنی زبردست بھوک لگا دی جائے گی جو اکیلی ہی اس عذاب کے برابر ہوگی جو ان کو بھوک کے علاوہ ہو رہا ہوگا، لہٰذا وہ کھانے کے لیے فریاد کریں گے اس پر ان کو "ضریع" کا کھانا دیا جائے گا جو نہ موٹا کرے گا نہ بھوک دفع کرے گا۔ پھر دوبارہ کھانا طلب کریں گے تو ان کو "طعام ذی غصة" گلے میں اٹکنے والا کھانا دیا جائے گا جو گلوں میں اٹک جائے گا اس کے اتارنے کے لیے تدبیریں سوچیں گے تو یاد کریں گے کہ دنیا میں تھے تو گلے میں اٹک جانے والی چیزوں کے اتارنے کے لیے پینے کی چیز پیا کرتے تھے، لہٰذا پینے کی چیز طلب کریں گے، چنانچہ کھولتا ہوا پانی لوہے کی سنڈاسیوں کے ذریعہ ان کے سامنے کر دیا جائے گا، وہ سنڈاسیاں جب ان کے چہروں کے قریب ہوں گی تو ان کے چہروں کو بھون ڈالیں گی، پھر جب پانی پیٹوں میں پہنچے گا تو پیٹ کے اندر کی چیزوں (یعنی آنتوں وغیرہ) کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۰۴ از ترمذی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ویسقی من ماء صدید کے بارے میں فرمایا کہ ماء صدید (پیپ کا پانی) جب دوزخی کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو وہ اس سے نفرت کرے گا، پھر اور قریب کیا جائے گا تو چہروں کو بھون ڈالے گا اور بالآخر پاخانے کے مقام سے باہر نکل آئے گا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت فرمائی: وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ (سورۃ محمد) اور وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ (سورۃ الکہف) (مشکوٰۃ از ترمذی) (انوار البیان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## شہید کے لیے فردوسِ اعلیٰ

آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جنت میں پانی، دودھ، شہد اور شراب کی نہریں ہیں۔ حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ان نہروں کا مرکز ''جنت الفردوس'' ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء کرام کے لیے جنت الفردوس کی بشارت دی ہے، ملاحظہ فرمایئے یہ روایت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام ربیع بنت براء رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ مجھے (میرے بیٹے) حارثہ کے بارے میں نہیں بتائیں گے؟ وہ بدر کے دن ایک گمنام تیر سے مارے گئے تھے اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کرلوں گی اور اگر اس کے علاوہ کچھ ہے تو پھر میں ان پر خوب رووں گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حارثہ کی ماں! جنت میں تو کئی باغات ہیں تیرا بیٹا تو فردوسِ اعلیٰ میں ہے۔ (بخاری)

اللّٰھم انا نسئلك جنة الفردوس برحمتك یا ارحم الراحمین

## کلام برکت

''وہاں کی شراب بامزہ ہے جیسے یہاں کی بے مزہ، بہشت میں ہر کسی کے گھر چار نہریں مقرر ہیں، اور بعضوں کو زیادہ (موضح القرآن)

## جنت کی نہریں

دودھ، شہد اور شراب کی نہروں کا سن کر وہ لوگ جن کے دل سیدھے نہیں ہیں طرح طرح کی باتیں سوچتے ہیں کہ ایسی نہریں کس طرح کی ہوں گی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے اس کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جنت کی نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کو نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کے دل میں ان کا کھٹکا گزرا۔ تھوڑا سا غور کریں کہ آج سے دو سو سال پہلے اگر کسی کو موبائل فون کے بارے میں بتایا جاتا تو کیا وہ اس کی مکمل حقیقت کو سمجھ لیتا؟ جب آجکل کی اوئی سی ایجادات کو کچھ عرصہ پہلے سمجھنا مشکل تھا تو جنت تو بہت بڑی چیز ہے اور وہ بہت دور ہے۔ قرآن پاک تو ایسے الفاظ لاتا ہے جن کو عام لوگ سمجھ سکیں، بس عام لوگ نہروں اور دریاؤں کو سمجھتے ہیں مگر جنت کی نہریں اور دریا کیسے ہوں گے اس کو تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ تفسیر حقانی کے مصنف نے اس نکتے کی طرف اشارہ کیا ہے وہاں ملاحظہ فرمالیں۔ مگر نہریں فرما کر کثرت کا استعارہ لینا محل نظر ہے۔ جنت کے ان دریاؤں کا صریح تذکرہ قرآن پاک میں موجود ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی ان دریاؤں اور سمندروں کے احوال بیان ہوئے ہیں، اسی لیے یہی کہنا درست ہے کہ یہ تمام دریا تو بلاشبہ موجود ہیں مگر ان


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی کیفیت اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے امام ابن کثیرؒ نے حضرت انس بن مالکؓ کا یہ فرمان نقل فرمایا ہے: تم لوگ شاید یہ گمان کرتے ہو کہ جنت کے دریا زمین کھود کر بنائے ہیں اللہ کی قسم ایسا نہیں ہے وہ تو زمین کے اوپر چلتے ہیں ان کی دیواریں موتیوں کے خیمے ہیں اور ان کی مٹی مشک ہے۔

لعلکم تظنون ان انهار الجنة تجری فی اخدود فی الارض واللہ انها لتجری سائحة علی وجه الارض حافاتها قباب اللؤلؤ وطینتها المسك الاذخر (ابن کثیر)

یاد رہے عربی میں نہر کا لفظ دریا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۱۶ تا ۱۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا

اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ کی بات سنتے ہیں یہاں تک کہ جب آپ کے ہاں سے نکل جاتے ہیں تو ان سے کہتے

لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۣ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

ہیں جنہیں علم دیا گیا ہے اس نے ابھی کیا کہا یہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر

قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ

مہر کردی ہے اور انہوں نے اپنی خواہشوں کی پیروی کی ہے۔ اور جو راستہ پر آگئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اور زیادہ ہدایت دیتا

تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾

اور انہیں پرہیز گاری عطا کرتا ہے۔

### خلاصہ

❶ کافروں کی ایک قسم وہ لوگ ہیں جو منافق ہیں یہ قرآن پاک کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو سننے کے باوجود نہیں سمجھتے نہیں مانتے۔ آگے ان کا تذکرہ آتا ہے کہ جب قرآن پاک میں جہاد کا حکم نازل ہوتا ہے تو ان پر موت کی بے ہوشی کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔

❷ جو لوگ ایمان والے ہیں وہ قرآن پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو سن کر خوب فائدہ حاصل کرتے ہیں، اور ان کو عمل کی توفیق بھی نصیب ہوتی ہے پس ایمان والوں اور کافروں میں بہت بڑا فرق ہے۔

### ایمان والوں اور بے ایمانوں میں ایک بڑا فرق

”منافقین بے ایمان قرآن سن کر بھی کچھ نہیں سمجھتے۔ ایمان والوں کو قرآن کی آواز سننے سے ہدایت ہوتی ہے۔ (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

### احکام قرآن کے بارے میں منافقین کا طرز عمل

منافقین خود کو مسلمان کہلواتے تھے، اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس اور جمعہ وغیرہ کے بیانات میں بھی حاضر ہوتے تھے، مگر وہ دین پر عمل کرنے میں کوئی رغبت نہیں رکھتے تھے، ظاہری طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں غور سے سنتے پھر جب مجلس ختم ہو جاتی تو اہل علم صحابہ سے پوچھتے کہ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ ان کا مقصد مذاق اڑانا اور یہ ثابت کرنا ہوتا تھا کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کی ضرورت نہیں ہے اس لیے ہم نے کچھ بھی غور سے نہیں سنا۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ وہ سنتے تو غور سے تھے مگر چونکہ ان کے دلوں پر مہر لگی ہوئی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

تھی اور اپنے نفس کی خواہش کے مطابق انہوں نے اپنا ایک ذہن بنا رکھا تھا اس لیے ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سمجھ میں نہیں آتی تھیں تو اس لیے بعد میں صحابہ کرام سے پوچھتے پھرتے تھے۔

الغرض ان میں تکبر بھی تھا، نفس پرستی بھی تھی اور دین سے بے رغبتی بھی۔ اسی طرح جب وہ آیات سنائی جاتیں جن میں ان کا تذکرہ ہوتا تھا تو وہ منہ موڑتے تھے اور بے توجہی ظاہر کرتے تھے، منافقین جہاد کے موقع پر بھاگتے تھے تو قرآن پاک میں ان کے احوال کھول کھول کر بیان کیے جاتے تھے۔ امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

كانوا يحضرون الخطبة يوم الجمعة فاذا سمعوا ذكر المنافقين فيها أعرضوا عنه فاذا خرجوا سألوا عنه

یعنی یہ لوگ جمعہ کے خطبہ میں حاضر ہوتے تھے پھر جب اس میں منافقین کا تذکرہ سنتے تو اعراض کرتے تھے اور پھر بعد میں دوسروں سے اس کے بارے میں پوچھتے تھے۔ (القرطبی)

آجکل کے مغرب زدہ دانشوروں کو دیکھ لیں، یہ مغربی تعلیم کے اثر سے اپنا ایک مخصوص ذہن بنا کر پھر اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں اور جہاد وغیرہ کے جو احکامات ان کے ذہن کے مطابق نہیں ہوتے ان کی طرف ادنیٰ سی توجہ بھی نہیں کرتے۔ (العیاذ باللہ)

بیان القرآن میں ہے:

اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض آدمی ایسے ہیں مراد اس سے منافقین ہیں وہ آپ کی تبلیغ و تعلیم کے وقت ظاہر میں تو آپ کی طرف کان لگاتے ہیں لیکن دل سے بالکل متوجہ نہیں ہوتے، یہاں تک کہ جب وہ لوگ آپ کے پاس سے اٹھ کر مجلس سے باہر جاتے ہیں تو دوسرے اہل علم صحابہ سے کہتے ہیں کہ حضرت نے ابھی جب ہم مجلس میں تھے کیا بات فرمائی تھی، ان کا یہ کہنا بھی ایک قسم کا مذاق اڑانے کے لیے تھا اور مقصود یہ جتلانا تھا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کو قابل توجہ نہیں سمجھتے، یہ بھی ایک شعبہ نفاق ہی کا تھا، یہ وہ لوگ ہیں کہ حق تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے، ہدایت سے دور ہو گئے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہیں اور نبی کی قوم میں سے جو لوگ راہ پر ہیں یعنی مسلمان ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو احکام سننے کے وقت اور زیادہ ہدایت عطا فرماتا ہے کہ وہ نئے نازل ہونے والے احکامات پر بھی ایمان لاتے ہیں، جس سے ان کی ایمانیات میں اضافہ ہوتا ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو اور زیادہ قوی اور مضبوط کر دیتے ہیں جو کہ نیک اعمال کا خاصہ ہے کہ اس سے ایمان میں مزید پختگی پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو تقویٰ کی توفیق دیتا ہے۔" (بیان القرآن تسہیل)

منافقین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں حاضر ہوتے تھے، اسی طرح مغرب زدہ گمراہ دانشور بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں اور دینی کتب پڑھتے ہیں۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو نہ وہ منافقین مانتے تھے اور نہ یہ دانشور مانتے ہیں۔ وجہ ایک ہی ہے اور وہ ہے اس دنیا کی محبت اور خواہشات کی پیروی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم

دراصل کفر کے طاقتور ہونے سے نفاق کا فتنہ جڑ پکڑتا ہے، اسی لیے کافروں سے قتال کا حکم دیا گیا تا کہ وہ کمزور ہو جائیں اور ان کی قوت اور طاقت سے متاثر ہو کر مسلمانوں میں منافقین پیدا نہ ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب

## دین کے ہر حکم کو ماننا ضروری ہے

”دوسری آیت میں اہل ایمان کے انعام کا تذکرہ فرمایا کہ جن لوگوں نے ہدایت پائی اللہ تعالیٰ ان کو مزید ہدایت دیتا ہے کہ جیسے جیسے احکام نازل ہوتے ہیں وہ ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور عمل کرتے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو ان کا تقویٰ نصیب فرماتا ہے کہ احکام پر بھی عمل کرتے ہیں اور جن افعال و اعمال سے منع فرمایا ہے ان سے بھی بچتے ہیں“۔ (انوار البیان)

معلوم ہوا کہ پورے دین کو ماننا ضروری ہے اس لیے دین کے حصے کر کے یہ کہنا کہ یہ مکی دین ہے اور یہ مدنی دین ہے اور پھر یہ کہنا کہ فلاں حکم ہمارے لیے نہیں ہے کیونکہ ہم مکی دور میں ہیں یہ سب غلط ہے، مؤمن وہ ہے جو پورے دین کو مانتا ہے اور پورے دین پر عمل کی کوشش کرتا ہے، اور اگر دین کے کسی حکم پر عمل کا بالکل موقع ہی نہ ہو تو اس حکم پر یقین رکھتے ہوئے اس پر عمل کی تمنا رکھتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ — آیت ۱۸، ۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ

پھر کیا وہ قیامت کا انتظار کرتے ہیں کہ ان پر ناگہاں آئے پس تحقیق اس کی علامتیں تو ظاہر ہو چکی ہیں

فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

پھر جب وہ آ گئی تو ان کا سمجھنا کیا فائدہ دے گا۔ پس جان لو کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ

اور اپنے اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگیے اور اللہ تعالیٰ ہی تمہارے لوٹنے اور

وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾

آرام کرنے کی جگہ کو جانتا ہے۔

## خلاصہ

❶ یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان کو سن کر ہر منافق اور کافر کو اپنے کفر اور نفاق اور اسلام کے خلاف سازشوں اور مسلمانوں کے خلاف دشمنی سے باز آجانا چاہیے۔ بلکہ ان قرآنی دلائل اور زمینی حقائق کی روشنی میں ان لوگوں کو دین اسلام قبول کر لینا چاہیے مگر ان کے کفر و نفاق میں نہ کوئی کمی ہوتی ہے اور نہ ہی یہ اس سے باز آتے نظر آتے ہیں تو پھر کیا یہ صرف قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ اچانک ان پر آجائے؟ یہ کافر اور منافق قیامت کو دور نہ سمجھیں اور اس کا مذاق نہ اڑائیں، قیامت کی نشانیاں تو ظاہر ہو چکی ہیں، پھر جب قیامت آجائے گی تو اس وقت ان کا نصیحت قبول کرنا فائدہ مند نہیں ہوگا، اس وقت تو توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ (معارف القرآن کاندھلوی تسہیل)

❷ بہر کیف یہ کفار دعوت توحید مانیں یا نہ مانیں، سنیں یا نہ سنیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پر قائم رہیں اور اپنے لیے اور ایمان والے مردوں اور عورتوں کے لیے استغفار کرتے رہیں، اللہ پاک کو آپ سب کے تمام احوال کی خبر ہے۔ پس کافروں کے ظاہری غلبہ کو دیکھ کر مسلمانوں کو مایوس اور پریشان نہیں ہونا چاہیے کہ کافروں پر دنیا میں فوری عذاب کیوں نہیں آ رہا۔ اور نہ ہی مسلمانوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ جس مغلوبی اور مظلومی کے دور سے وہ آج گزر رہے ہیں وہ کبھی نہیں بدلے گا۔

سارے احوال اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں اس لیے عارضی اور وقتی احوال کو مستقل نہیں سمجھنا چاہیے۔ (معارف القرآن کاندھلوی تسہیل)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❸ اصل کامیابی کا معیار "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کلمۂ توحید ہے جو اس کو اختیار کرے گا وہی دنیا و آخرت میں کامیاب ہوگا۔ اور "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا اقرار کرنے والوں سے اگر کوئی غلطی ہو جائے تو وہ استغفار کریں، کلمۂ توحید کا اقرار کرنے والوں کے گناہ استغفار سے معاف ہو جاتے ہیں۔

## "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ہی جہاد کی بنیاد ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

أمرت أن اقاتل الناس حتى يقولوا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فمن قال لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عصم منى ماله ونفسه الا بحقه وحسابه على الله (صحيح بخاری ص ۱۸۱ ج ۲)

ترجمہ: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں) کا اقرار کرلیں، اور جس نے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا اقرار کرلیا تو اس نے اپنی جان اور مال کو مجھ سے محفوظ کرلیا سوائے اسلامی حق کے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔

## فائدہ

پہلی آیت میں فرمایا کہ جب قیامت آجائے تو اس وقت نصیحت کو ماننے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ دوسری آیت میں یہ سمجھایا کہ اگر قیامت سے پہلے سدھرنا چاہتے ہو تو طریقہ موجود ہے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا اقرار کرلو۔ (مفہوم حقانی)

## دل کا سکون

امام قرطبی لکھتے ہیں:

❶ پچھلی آیات میں مسلمانوں اور کافروں کے احوال بیان فرمائے (کہ مسلمانوں کے لیے دنیا و آخرت کی کامیابی اور کافروں کے لیے دنیا و آخرت کی ناکامی ہے) تو اب اس آیت میں توحید پر ثابت قدمی کا حکم فرمایا (کہ یہی کامیابی کا مدار ہے)

لما ذكر له حال الكافرين والمؤمنين امره بالثبات على الايمان (القرطبی)

تفسیر مظہری میں ہے:

فَاعْلَمْ میں ف سببیہ ہے، یعنی جب آپ کو مؤمنوں کا خوش نصیب ہونا اور کافروں کا بد نصیب ہونا معلوم ہوگیا تو آپ کو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نفس کی اصلاح احوال و اعمال کا جو علم حاصل ہوگیا ہے اس پر جمے رہیے۔ (مظہری)

❷ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مبارک کافروں کا کفر اور منافقوں کا نفاق (اور ان کی سازشیں اور شرارتیں) دیکھ کر تنگ ہوتا تھا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی آپ کی پریشانیاں دور فرمائے گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

وقیل: کان علیہ السلام یضیق صدرہ عن کفر الکفار والمنافقین، فنزلت الآیۃ ای فاعلم انہ لا کاشف یکشف مابک الا اللہ، فلا تعلق قلبک بأحد سواہ (القرطبی)

## ان دو آیات کے خاص مضامین

❶ علامات قیامت۔ اکثر مفسرین حضرات نے آیت ⑱ کی تفسیر میں علامات قیامت میں سے بعض کو بیان فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیے: ابن کثیر، قرطبی، مظہری، روح المعانی

❷ اس دنیا کی عمر۔ اس دنیا کی عمر کتنی ہے اور قیامت کب تک آسکتی ہے (حقیقی علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے) علامہ آلوسیؒ نے آیت ⑱ کی تفسیر میں اس پر مفصل و مدلل کلام فرمایا ہے اور اس بارے میں حساب دانوں کے تخمینوں کو غلط قرار دیا ہے آخر میں انہوں نے یہ جملہ لکھا ہے:

والحزم الجزم بانہ لا یعلم ذلک الا اللطیف الخبیر کہ یقینی اور پکی بات یہ ہے کہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

❸ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری علامات قیامت میں سے ایک اہم علامت ہے اس لیے کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کی امت آخری امت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت ہے۔ کئی مفسرین حضرات نے مختصراً یہ مضمون بیان فرمایا ہے۔

❹ قیامت کے دن لوگوں کو ان کے ناموں سے پکارا جائے گا۔
اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ کی ایک تفسیر یہ بھی ہے۔ اس لیے حدیث پاک میں اچھے نام رکھنے کی ترغیب ہے۔ امام قرطبیؒ نے اس مسئلے پر روشنی ڈالی ہے۔

❺ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معانی اور معارف۔ اس پر علامہ آلوسیؒ نے کئی صفحات لکھے ہیں۔

❻ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور استغفار کی کثرت کے فضائل کئی مفسرین حضرات نے لکھے ہیں خصوصاً ابن کثیر اور مظہری ملاحظہ فرمائیں۔

❼ استغفار کے فضائل۔ یہ اکثر مفسرین نے تحریر فرمائے ہیں، زیادہ تفصیل تفسیر مظہری اور ابن کثیر میں ہے۔

❽ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو معصوم ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کا کیا مطلب ہے؟ حضرات مفسرین نے اس پر مفصل کلام فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں روح المعانی، مظہری، بیان القرآن۔

❾ استغفار کے مختلف صیغے۔ امام ابن کثیرؒ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کے کئی الفاظ بیان فرمائے ہیں۔

❿ علم عمل سے مقدم ہے۔ امام نسفیؒ اور امام قرطبیؒ نے فَاعْلَمْ کے لفظ سے حضرت سفیان بن عیینہؒ کے حوالے سے یہ مضمون بیان فرمایا ہے۔

⓫ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ کے کیا معنی ہیں۔ امام قرطبی و دیگر مفسرین نے پانچ اقوال تحریر فرمائے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## آسان تفسیر

آیت ⑱ یعنی قرآن کی نصیحتیں، گزشتہ اقوام کی عبرتناک مثالیں اور جنت وجہنم کے وعدہ وعید سب سن چکے، اب ماننے کے لیے کس وقت کا انتظار ہے۔ یہی کہ قیامت کی گھڑی ان کے سر پر اچانک آ کھڑی ہو، سو قیامت کی کئی نشانیاں تو آ چکیں اور جب خود قیامت آ کھڑی ہوگی اس وقت ان کے لیے سمجھ حاصل کرنے اور ماننے کا موقع کہاں باقی رہے گا؟ یعنی وہ سمجھنا اور ماننا بے کار ہے، کیونکہ اس پر نجات نہیں ہو سکتی۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”بڑی نشانی قیامت کی ہمارے نبی ﷺ کا پیدا ہونا ہے۔ سب نبی خاتم النبیین کی راہ دیکھتے تھے، جب وہ آ چکے (مقصود تخلیق عالم کا حاصل ہو چکا) اب قیامت ہی باقی ہے حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ”انا والساعة کھاتین“ (میں اور قیامت اس طرح ہیں) گویا میں قیامت سے اتنا آگے نکل آیا ہوں جتنا بیچ کی انگلی شہادت کی انگلی سے آگے نکلی ہوئی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

آیت ⑲ صاحب معالم التنزیل لکھتے ہیں: امر بالاستغفار مع انه مغفور له لیستن به امته یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کا حکم دیا گیا حالانکہ آپ بخشے ہوئے ہیں، تاکہ امت آپ کی اتباع کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میرے دل پر میل سا آتا ہے اور بے شک میں اللہ تعالیٰ سے روزانہ سو دفعہ استغفار کرتا ہوں، اور بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مجلس میں سو مرتبہ استغفار فرماتے تھے۔

صاحب معالم التنزیل مزید لکھتے ہیں: ھذا اکرام من اللہ تعالیٰ لھذہ الامة حیث امر نبیھم ان یستغفر لذنوبھم وھو الشفیع المجاب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کا اکرام ہے کہ ان کے نبی کو حکم فرمایا کہ ان کے گناہوں کے لیے استغفار کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو اللہ تعالیٰ نے شفاعت کرنے والا بھی بنایا اور شفاعت قبول کرنے کا وعدہ بھی فرمایا۔ (معالم التنزیل)

مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ (یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کی خبر رکھتا ہے)

① متقلب یعنی دنیوی مشاغل کے لیے گھومنا پھرنا اور مثویٰ آخرت میں جنت یا جہنم کی طرف جانا۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما)

② مُتَقَلَّبَكُمْ سے مراد دن میں کاروبار میں مشغول رہنا اور مَثْوٰىكُمْ سے مراد رات کو خواب گاہوں میں بستروں پر جانا (مقاتل، ابن جریر)

③ مُتَقَلَّبَكُمْ سے مراد باپ کی پیٹھ سے ماں کے رحم میں آنا اور مَثْوٰىكُمْ سے مراد زمین پر ٹھہرنا، قیام کرنا (عکرمہؒ)

④ مُتَقَلَّبَكُمْ سے مراد باپ کی پیٹھ سے ماں کے شکم میں آنا اور مَثْوٰىكُمْ سے مراد قبروں میں قیام کرنا۔ (ابن کیسان)

بہر حال مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام احوال (اور انجام) کو جانتا ہے اس سے تمہاری کوئی حالت


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پوشیدہ نہیں اس لیے اس سے ڈرتے رہو۔ (مظہری)

## شیطان کی کمر توڑنے والا عمل

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور استغفار کو لازم پکڑو اور ان کی کثرت کرو، بے شک ابلیس نے کہا کہ میں نے لوگوں کو گناہوں کے ذریعے ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور استغفار کے ذریعے ہلاک کیا، پھر جب میں نے یہ صورتحال دیکھی تو میں نے انہیں خواہشات کے ذریعے ہلاک کیا اور وہ خود کو ہدایت یافتہ سمجھتے رہے (یعنی استغفار سے رُک گئے) (تفسیر ابن کثیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۖ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ

اور کہتے ہیں وہ لوگ جو ایمان لائے کوئی سورت کیوں نہیں نازل ہوئی سو جس وقت کوئی صاف (مضمون کی) سورت نازل

مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ

ہوتی ہے اور اس میں جہاد کا بھی ذکر ہوتا ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں بیماری (نفاق) ہے آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ

يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٠﴾

وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو بس ایسے لوگوں کیلئے تباہی ہے۔

## خلاصہ

❶ ایمان والوں اور منافقوں میں فرق کہ ایمان والے جہاد کا بہت شوق رکھتے ہیں، جبکہ منافقوں پر جہاد کا حکم سنتے ہی بے ہوشی کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔

❷ قرآن پاک کی ہر وہ سورۃ جس میں جہاد کا حکم ہو وہ "سورۃ محکمۃ" کہلاتی ہے کیونکہ جہاد کا حکم قطعی ہے جو قیامت تک کے لیے ہے اور اسکے منسوخ ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ (امام قتادہؒ)

❸ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے والے مخلص مسلمان اس اشتیاق میں رہتے تھے کہ جہاد کا حکم نازل ہو۔ کیونکہ جہاد میں اللہ تعالیٰ کے کلمے کی بلندی اور بے حد اجر و ثواب ہے۔

## مسلمانوں میں جہاد کی انتہائی خواہش

تفسیر مظہری میں ہے:

جہاد کی انتہائی خواہش کی وجہ سے مسلمان کہتے ہیں کوئی ایسی سورۃ کیوں نہیں نازل کی گئی جس میں جہاد کا حکم ہو۔

سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ کا معنی بعض علماء کے نزدیک یہ ہے کہ اس میں جہاد کی فرضیت کے علاوہ کسی اور معنی کا احتمال ہی نہیں ہے (یعنی کسی بھی صحیح تاویل کے ذریعے جہاد کے علاوہ کوئی اور معنی مراد نہیں لیے جاسکتے)

قتادہؒ فرماتے ہیں کہ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وہ ہے جس میں جہاد کا حکم دیا گیا ہو حکم جہاد قیامت تک جاری رہے گا، جہاد کا حکم جس سورۃ میں نازل ہوا منافقوں پر اس سورۃ کا نزول سارے قرآن سے زیادہ شاق اور دشوار ہوا۔ (مظہری)

## جہاد کا حرص

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

مخلص مسلمان وحی کے شوق اور جہاد اور اس کے اجر کے حرص میں کہتے تھے کہ کوئی سورۃ کیوں نہیں نازل ہوتی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(جس میں جہاد کا حکم ہو) پھر جب کوئی محکم سورۃ نازل ہوتی ہے، محکم وہ سورۃ جو منسوخ نہ ہو، قتادہؒ فرماتے ہر وہ سورۃ جس میں جہاد کا ذکر ہو وہ محکم ہے اور ایسی سورتیں منافقین پر بہت بھاری پڑتی ہیں۔ منافقین جہاد والی سورۃ سن کر بے ہوش آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ وہ جہاد میں نکلنے سے ڈرتے تھے، بزدل تھے اور اندر اندر سے کافروں کے ساتھ ہمدردی رکھتے تھے۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا ای المؤمنون المخلصون لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ اشتیاقا للوحی وحرصا علی الجهاد وثوابه ومعنی "لولا" هلا فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ لانسخ فیها قال قتادة کل سورة ذکر فیها الجهاد فهی محکمة وهی اشد القرآن علی المنافقین يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ

وذلك لجبنهم عن القتال جزعاً وهلعاً ولميلهم فی السّرّ الی الکفار (القرطبی)

## مسلمان تو جہاد کے حکم کا انتظار کرتے ہیں

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

جہاد کے عظیم اجر وثواب کو دیکھ کر جہاد کے بہت زیادہ شوق کی وجہ سے سچے ایمان والے کہتے تھے کہ ایسی سورۃ کیوں نہیں نازل ہوتی جس میں جہاد کا حکم ہو۔ پھر جب ایسی محکمہ سورۃ نازل ہوتی جس میں جہاد کا باقاعدہ حکم ہوتا تو وہ لوگ جن کے دلوں میں نفاق کا یا دین میں کمزوری کا مرض ہے آپ کو یوں دیکھتے ہیں جس طرح قریب الموت شخص دیکھتا ہے۔ یعنی خوف اور بزدلی کی وجہ سے ان کی آنکھیں پتھرا جاتی ہیں۔

محکمہ سے مراد ایسی سورۃ جو بالکل واضح ہو اور اس میں قتال کی فرضیت کے علاوہ کسی اور معنی کا احتمال نہ ہو، زمخشریؒ نے اس کی تفسیر اس سورۃ سے کی ہے جس کے احکام منسوخ نہ ہوں اور قتادہؒ فرماتے ہیں کہ ہر وہ سورۃ جس میں قتال کا حکم ہو وہ محکم سورۃ ہے اور وہ منافقین پر بہت بھاری ہے۔ حضرت قتادہؒ نے یہ بات پورے قرآن پاک میں غور کر کے بیان کی ہے، صرف اسی آیت کو دیکھ کر نہیں۔ اور یہ بات بالکل پکی ہے کہ قتال والی آیات منسوخ نہیں ہوئیں اور ان کا حکم قیامت تک باقی ہے۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا حرصا علی الجهاد لما فیه من الثواب الجزیل فالمراد بهم المؤمنون الصادقون لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ای هلاّ انزلت سورة یؤمر فیها بالجهاد۔ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ای بطریق الأمر به والمراد بمحکمة مبینة لاتشابه ولا احتمال فیها لوجه آخر سوی وجوب القتال وفسرها الزمحشری بغیر منسوخة الاحکام۔ وعن قتادة کل سورة فیها القتال فهی محکمة وهو اشد القرآن علی المنافقین وهذا أمر استقراه قتادة من القرآن لا بخصوصیة هذه الآیة والمتحقق أن آیات القتال غیر منسوخة وحکمها باق الی یوم القیمة۔ (روح المعانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## منافقین قتال کے حکم میں تاویل نہیں کرسکتے تھے

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

**وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ**

پھر جس وقت کوئی صاف سورۃ نازل ہوتی ہے اور اس میں قتال کا ذکر ہوتا ہے۔ یعنی جب ایسی واضح اور پکی سورۃ نازل ہوتی ہے کہ جس میں نہ تو منافق یہ تاویل کرسکتے ہیں کہ اس میں قتال کا معنی مراد نہیں ہے اور نہ وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے، اس لیے ہم قتال نہیں کرتے۔

محکمة فیها فائدة زائدة من حیث انهم لا یمکنهم ان یقولوا المراد غیر ما یظهر منه او یقولوا هذه آیة قد نسخت فلا نقاتل. (تفسیر کبیر)

## جہاد کا حکم سنتے ہی منافقوں کا برا حال

انوار البیان میں ہے:

"ان آیات میں اہل ایمان کا "شوق جہاد" اور منافقین کا "حکم جہاد" سن کر گھبراہٹ اور پریشانی میں پڑنے کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ ایمان والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ کوئی نئی سورۃ کیوں نازل نہ ہوئی، یہ احکام جدیدہ کے نازل ہونے اور ان پر عمل کرنے کے اشتیاق میں کہہ دیتے تھے، جب کوئی بھی سورۃ نازل ہوتی تو ایمان والے خوش ہوجاتے تھے لیکن جو منافقین تھے وہ نزول احکام سے ڈرتے تھے، خصوصاً جب کسی سورۃ میں قتال کا حکم نازل ہوتا تو بس ان کا برا حال ہوجاتا تھا۔ ان کے دلوں میں مرض یعنی نفاق تھا، نہ سچے دل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانتے تھے، نہ قرآن کو مانتے تھے، نہ وقوع قیامت کا یقین رکھتے تھے، لہٰذا جہاد والی سورۃ کا مضمون سن کر گھبرا اٹھتے تھے اور اس کا اثر ان کے چہروں سے ظاہر ہوجاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیانک نظروں سے اس طرح دیکھتے تھے جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہوجائے۔ یہ لوگ سمجھتے تھے کہ اب رکھ رکھاؤ کے لیے جہاد میں جانا ہی پڑے گا، دل چاہتا نہیں، لیکن شریک ہوتا ہی ہے، بددلی کی شرکت تو مستقل عذاب اور اگر میدان جہاد میں مقتول ہوں تو یہ اس سے بڑا عذاب ہوگیا۔ اسی کو فرمایا **فَاَوْلٰى لَهُمْ** کہ عنقریب ان کی کم بختی آنے والی ہے۔" (انوار البیان)

## جہاد کا حکم منافقوں پر بھاری ہے

تفسیر عثمانی میں ہے:

"حضرت شاہ صاحبؒ (موضح القرآن میں) لکھتے ہیں:

مسلمان سورۃ مانگتے تھے یعنی کافروں کی ایذاء سے عاجز ہوکر آرزو کرتے کہ اللہ تعالیٰ جہاد کا حکم دے تو جو ہم سے ہوسکے کر گزریں، جب جہاد کا حکم آیا تو منافق اور کچے لوگوں پر بھاری ہوا، خوفزدہ اور بے رونق آنکھوں سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھنے لگے کہ کاش ہم کو اس حکم سے معاف رکھیں، بے حد خوف میں بھی آنکھ کی رونق نہیں رہتی، جیسے مرتے وقت آنکھوں کا نور جاتا رہتا ہے۔" (تفسیر عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## مسلمان اسلام کے غلبے کی خاطر جہاد کے حریص

امام ابو حیان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ایمان والے اسلام کے غلبے اور اس کے کلمے کی بلندی کا بہت شوق رکھتے تھے اور اس کی خاطر دشمنوں سے لڑنے کی تمنا رکھتے تھے، وہ وحی سے اُنس رکھتے تھے اور جب وحی میں تاخیر ہوتی تو پریشان ہو جاتے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے سورۃ کے نازل ہونے کے بارے میں ان کی تمنا کی تعریف فرمائی، مطلب یہ ہے کہ مسلمان تمنا رکھتے تھے کہ ان کو دشمنوں سے لڑنے کا حکم دیا جائے اور منافقوں کی رُسوائی ہو۔

كان المؤمنون حريصين على ظهور الاسلام وعلو كلمته وتمنى قتل العدو، وكانوا يستأنسون بالوحي ويستوحشون اذا ابطأ. فمدح تعالىٰ المؤمنين بطلبهم انزال سورة، والمعنىٰ تتضمن امرنا بالمجاهدة العدو وفضح امر المنافقين. (البحر المحيط)

## مسلمان جہاد فی سبیل اللہ کی آرزو رکھتے ہیں

گزشتہ آیات میں سعادت مند اہل ایمان اور ان کی مقبولیت عند اللہ کا ذکر تھا۔ اور یہ کہ مجرمین کا انجام ہلاکت اور دین و دنیا کی ذلت اور رسوائی کے علاوہ کچھ نہیں، تو اب ان آیات میں یہ ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ مؤمنین مخلصین کا جذبہ کس قدر پاکیزہ ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا دین قائم کرنے کے لیے کس طرح سے جہاد فی سبیل اللہ کی آرزو کرتے ہیں، مگر اس کے برعکس منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہوتا ہے وہ کس کس طرح دین اور احکام دین کی پیروی کرنے سے گریز کرتے ہیں، ایسے لوگوں کی بداعمالیوں اور فساد فی الارض کو بیان کرتے ہوئے اس حقیقت کا پھر اعادہ کیا گیا کہ انسانی سعادت اور کامیابی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی فرمانبرداری میں ہے چنانچہ ارشاد فرمایا:

”اور کہتے ہیں ایمان والے کیوں نہ اتاری گئی ایک سورۃ خاص طور سے جس میں جہاد کی اجازت دے دی جائے اور احکام جہاد کی تفصیل بیان کر دی جائے“ حضرات صحابہؓ جہاد کی فرضیت سے قبل اس کی تمنا اور طلب میں تھے جس کے لیے سب سے پہلے أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا نازل کی گئی، یہ تو جذبہ اہل ایمان کا تھا لیکن پھر جب نازل کی گئی ایک سورۃ جانچی ہوئی جو اپنے ٹھیک وقت پر اتاری گئی اور جس میں جچے تلے احکام تھے اور اس میں ذکر ہوا قتال کا تو وہ حیرانی اور بدحواسی کے عالم میں آپ کی طرف دیکھتے ہیں اس شخص کی طرح دیکھنا جس پر موت کے وقت کی غشی طاری ہوئی ہو کر خوفزدہ ہو کر پھٹی پھٹی بے رونق آنکھوں سے دیکھتا ہے، جیسے کہ مرتے وقت انسان کی آنکھوں کا نور جاتا رہتا ہے۔ پس ہلاکت و بربادی ہے ان کے واسطے جو نفاق اور ضعف ایمان کی وجہ سے اسی طرح کی کیفیات میں مبتلا ہیں۔“ (معارف القرآن کاندھلویؒ)

## طلبہ علم کے لیے آسان تفسیر

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ فيها ذكر الجهاد فَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ في معنى

www.KitaboSunnat.com

الجهاد محكمة مبينة غير متشابهة لا تحتمل وجها الا وجوب القتال وعن قتادة: كل سورة فيها ذكر القتال فهى محكمة لان النسخ لا يرد عليها من قبل ان القتال نسخ ما كان من الصفح والمهادنة وهو غير منسوخ الى يوم القيامة ﴿وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ﴾ اى امر فيها بالجهاد ﴿رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ نفاق اى رأيت المنافقين فيما بينهم يضجرون منها ﴿يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ﴾ اى تشخص ابصارهم جبنا وجزعا كما ينظر من اصابه الغشية عند الموت ﴿فَأَوْلَىٰ لَهُمْ﴾ وعيد بمعنى فويل لهم وهو افعل من الولى وهو القرب ومعناه الدعاء عليهم بان يليهم المكروه. (المدارك)

﴿فَأَوْلَىٰ لَهُمْ﴾ کا ایک معنی تو اس عبارت سے معلوم ہو گیا۔ جبکہ اصمعیؒ فرماتے ہیں ﴿فَأَوْلَىٰ لَهُمْ﴾ کے معنی قاربه ما يهلكه یعنی ان کی ہلاکت کے اسباب قریب آچکے ہیں۔ (القرطبی)

## آئینہ

اس آیت مبارکہ کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ

1. اہل ایمان جہاد کا شوق اور جذبہ رکھتے ہیں
2. وہ ان آیتوں سے خوش ہوتے ہیں جن میں جہاد کا حکم ہے
3. منافقین آیات جہاد سن کر بے حد پریشانی اور تکلیف محسوس کرتے ہیں اور یہ تکلیف ان کے چہروں سے ظاہر ہوتی ہے
4. جہاد سے نفرت رکھنے والوں کے لیے ہلاکت اور بربادی کی بددعا ہے
5. آیت مبارکہ میں لفظ "القتال" استعمال ہوا ہے یعنی اس سے فرض جہاد مراد ہے جو قتال کے معنی میں آتا ہے

اب ہر مسلمان اس آیت مبارکہ کو آئینہ بنا کر اس میں اپنا دل اور چہرہ دیکھے۔ اگر جہاد کا شوق ہے، جہاد کی آیتیں سن کر دل خوش ہوتا ہے تو یہ ایمان کی علامت ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، اور اگر جہاد کا شوق دل میں نہیں ہے اور جہاد کی آیتیں سن کر پریشانی ہوتی ہے تو پھر نفاق کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔ اور اپنی حالت پر خوب گریہ وزاری کر کے استغفار کرے۔ کیونکہ نفاق بہت بڑا جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ نفاق سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سورۃ محمد مدنیۃ — آیت ۲۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ

حکم ماننا اور نیک بات کہنا (لازم ہے) پس جب بات قرار پا جائے تو اگر وہ اللہ تعالیٰ سے سچے رہے

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿۲۱﴾

تو ان کیلئے بہتر ہے۔

### خلاصہ

❶ صرف اسلام کا زبانی دعویٰ کرنے سے کام نہیں بنتا بلکہ ان منافقین پر لازم ہے کہ اطاعت کریں اور اچھی بات کریں۔

❷ اور جب جہاد کا تاکیدی حکم آ جائے تو جہاد میں نکل کر اپنے ایمان کی سچائی ثابت کریں۔ ان کا فائدہ اور بھلائی اسی میں ہے، نہ کہ جہاد سے بھاگنے میں۔

### آسان تفسیر

❶ "یعنی ظاہر میں یہ لوگ فرمانبرداری کا اظہار اور زبان سے اسلام اور احکام اسلام کا اقرار کرتے ہیں، مگر کام کی بات یہ ہے کہ عملاً اللہ اور رسول کا حکم مانیں اور بات اچھی اور معقول کہیں، پھر جب جہاد وغیرہ میں کام کی تاکید اور زور آ پڑے اس وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے سچے ثابت ہوں تو یہ صورت ان کی بہتری اور بھلائی کی ہوگی، حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

"یعنی حکم شرع کو نہ ماننے سے کافر ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا حکم ہر طرح ماننا ہی چاہیے، پھر رسول بھی جانتا ہے کہ نامردوں (یعنی بزدلوں) کو کیوں لڑوائے، ہاں جب بہت ہی تاکید آ پڑے، اسی وقت لڑنا ضروری ہوگا، جیسی تو لڑنے والے بہت ہیں" (عثمانی)

❷ "یعنی منافقین کو چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم نازل ہو تو تنگ دل ہونے کی بجائے کہیں کہ ہمارا کام فرمانبرداری کرنا اور اچھی بات کہنا ہے، یعنی دل سے اور زبان سے تسلیم کرنا ہے۔

قال صاحب معالم التنزیل ای لو اطاعوا وقالوا قولا معروفا کان امثل واحسن، ثم قال وقیل ھو متصل بما قبله واللام بمعنی الباء فاولیٰ بھم طاعة الله ورسوله وقول معروف بالاجابة وھذا قول ابن عباس فی روایة عطاء (صاحب معالم التنزیل فرماتے ہیں یعنی اگر وہ اطاعت کرتے اور اچھی بات کہتے تو بہت ہی درست اور بہتر ہوتا پھر کہا کہ بعض کے نزدیک یہ جملہ پچھلی آیت میں فَاَوْلٰى لَهُمْ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے جڑا ہوا ہے۔ یعنی ان کے لائق یہی تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے اور حکم کو قبول کرکے اچھی بات کہتے)

﴿فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ﴾ : پھر جب مضبوطی کے ساتھ حکم آ گیا یعنی جہاد کرنے کا واقعی حکم ہو گیا تو اس وقت یہ لوگ اپنے دعویٰ ایمان اور دعویٰ فرمانبرداری میں سچے ہوتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا۔" (انوار البیان)

## منافقوں کی چند عادتیں

آیت مبارکہ کی تفسیر سے منافقوں کی چند عادتیں معلوم ہوئیں:

1. وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھیک طرح سے فرمانبرداری نہیں کرتے تھے خصوصاً جہاد کے حکم میں
2. نافرمانی کرنے کے ساتھ ساتھ الٹی اور غلط باتیں بھی کرتے تھے۔ یہ بے عمل اور بدعمل لوگوں کا طریقہ ہوتا ہے کہ اپنی صفائی دینے کے لیے عمل کرنے والوں اور عمل کا حکم دینے والوں پر الٹی باتیں بناتے ہیں
3. جہاد کا تاکیدی معاملہ طے ہو جانے کے بعد بھاگ کھڑے ہوتے تھے، جیسے غزوہ احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا، کئی طرح کے مشورے سامنے آئے مگر طے یہی بات ہوئی کہ باہر نکل کر لڑنا چاہیے تو اس وقت یہ منافق پیچھے ہٹ گئے
4. نفاق سے حفاظت کا بڑا طریقہ عملی جہاد میں شرکت ہے، اسی لیے فرمایا کہ اگر یہ لوگ جہاد میں نکل کر خود کو سچا ثابت کر دیں تو ان کے حق میں بہتر ہوگا یعنی اس صورت میں ان کے پچھلے گناہ اور نفاق کی معافی کا ذریعہ ہو جائے گا (یہ بات بیان القرآن کے حوالے سے آگے آنے والی ہے)
5. منافق مسلمان ہونے کا دعویٰ تو کرتے تھے مگر ایمان کے اہم تقاضے جہاد فی سبیل اللہ سے بھاگتے تھے

اللّٰھم انّا نعوذبك من الشقاق والنفاق وسوء الاخلاق

## جہاد میں صدق دل سے نکلنا توبہ کی علامت ہے

بیان القرآن میں ہے:

"فرصت (یعنی عام حالات) میں یہ بہت باتیں اطاعت اور خوشامد کی بنایا کرتے تھے لیکن ان کی اطاعت اور بات چیت کی حقیقت معلوم ہے جس کا اب نزولِ حکمِ قتال کے وقت ان کی حالت سے سب ہی پر ظہور ہو گیا پھر جب بعد نزولِ حکمِ جہاد کے جب سارا کام اور سامان لڑائی کا تیار ہی ہو جاتا ہے تو اس وقت بھی اگر یہ لوگ دعویٰ ایمان باللہ میں اللہ تعالیٰ سے سچے رہتے یعنی دعویٰ ایمان کے مقتضا پر عمل کرتے جس میں تمام احکام شرعیہ عموماً اور حکم جہاد خصوصاً شامل ہے اور صدق دل سے جہاد کرتے تو ان کے لیے بہت بہتر ہوتا یعنی ابتداء میں اگر منافق تھے تو اخیر ہی میں نفاق سے تائب ہو جاتے تب بھی ایمان مقبول ہو جاتا"۔ (بیان القرآن)


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آیت مبارکہ میں فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچے ہونے سے مراد جہاد میں شرکت ہے۔ پس اس آیت سے بھی دیگر کئی آیات کی طرح معلوم ہوا کہ جہاد مؤمن کے صدق یعنی سچا ہونے کی نشانی ہے۔

(واللہ اعلم بالصواب)

## ایک تفسیری قول

امام ابن کثیرؒ کے نزدیک اس آیت کا تعلق پچھلی آیت کے جملے فَأَوْلَىٰ لَهُمْ سے ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

فَأَوْلَىٰ لَهُمْ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ

ای وکان الاولیٰ بھم ان یسمعوا ویطیعوا

یعنی ان کے لیے بہتر یہ تھا کہ وہ حکم کو سنتے اور عمل کرتے (تفسیر ابن کثیرؒ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ　آیت ۲۲،۲۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا

پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم ملک کے حاکم ہو جاؤ تو ملک میں فساد مچانے اور قطع رحمی

اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾

کرنے لگو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے پھر انہیں بہرہ اور اندھا بھی کر دیا ہے۔

### خلاصہ

**خلاصہ: ①** جہاد چھوڑ دو گے تو زمین میں بہت فساد، خون خرابہ اور ظلم عام ہو جائے گا۔

**خلاصہ: ②** اے منافقو! اگر تم جہاد سے اعراض یعنی (روگردانی) کرو گے تو تم سے یہی توقع ہے کہ تم اپنی منافقانہ شرارتوں سے زمین میں خرابی مچاؤ گے اور جن مسلمانوں سے تمہاری قرابت داری ہے اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کھلم کھلا کافروں کے مددگار رہو گے۔

**خلاصہ: ③** ابھی جہاد کی تمنا کرتے ہو اگر جہاد کی برکت سے تمہیں حکومت اور اقتدار مل جائے تو زمین پر ظلم و فساد برپا نہ کرنا اور قطع رحمی نہ کرنا۔

**خلاصہ: ④** اگر تم جہاد نہیں کرو گے تو تم پر اپنا کوئی حاکم نہیں رہے گا اور دشمنوں کے شر سے حفاظت کی کوئی صورت نہیں رہے گی تو افراتفری کے اس زمانے میں تم آپس میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑو گے، فساد مچاؤ گے اور رشتہ داری اور قرابت کا کوئی لحاظ نہیں کرو گے۔

حقیقت یہ ہے کہ جہاد و قتال نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں میں اجتماعیت اور امارت ختم ہو جاتی ہے تو وہ ہزاروں مصائب اور آفات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

**خلاصہ: ⑤** اگر تم دین سے اور قرآن سے روگردانی کرو گے تو جیسے زمانہ جاہلیت میں تھے ممکن ہے ویسے ہو جاؤ

### خلاصہ

آیت ۲۳ : یہ وہ لوگ ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کردی ہے اس لیے یہ بہرے ہو گئے ہیں کہ فوائد جہاد کو نہیں سنتے اور اندھے بھی ہیں کہ خود بھی اس کے فوائد نہیں دیکھتے۔

### جہاد نہ ہو تو فساد ہی فساد

آیت مبارکہ کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ جہاد کی برکت سے امن قائم ہوتا ہے اور مسلمانوں میں جوڑ اور اتحاد رہتا ہے، جہاد نہ ہو تو فساد، خون خرابہ اور تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

آج مسلمان اپنے داخلی حالات دیکھ لیں تو منظر بالکل اسی آیت مبارکہ والا نظر آتا ہے۔

## منافق حکمران

آیت مبارکہ کے ایک تفسیری قول سے معلوم ہوتا ہے اور امام ابوحیانؒ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ جہاد سے بھاگنے والے منافقوں کو اگر حکومت اور اقتدار مل جائے تو پھر وہ خوب فساد مچاتے ہیں، قتل و غارت کرتے ہیں، مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کی مدد کرتے ہیں۔ آجکل اسلامی دنیا کے حکمران کافروں کیخلاف جہاد سے سخت نفرت رکھتے ہیں جبکہ اپنے مسلمان عوام کو دن رات مارتے اور کاٹتے ہیں۔ قرآن پاک نے کیسا واضح اور صاف نقشہ کھینچ دیا ہے۔

آیت مبارکہ کے ان تمام مطالب کو سمجھنے کے لیے ملاحظہ فرمایئے یہ چند عبارتیں:

## جہاد سے عدل و انصاف اور امن قائم ہوتا ہے

”اس آیت میں جہاد کے حکم کی تاکید ہے اور جہاد چھوڑنے والوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ جہاد چھوڑنے میں ایک ظاہری دنیوی نقصان بھی ہے۔ چنانچہ منافقین کو خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ تم لوگ جو جہاد سے کراہت کرتے ہو اس میں تمہارا دنیوی نقصان بھی ہے، چنانچہ اگر تم سب جہاد سے کنارہ کش (یعنی دور) رہو تو تمہیں اس بات کا احتمال ہونا چاہئے کہ تم سب آدمی دنیا میں فساد مچا دو اور آپس میں قطع قرابت کر دو۔ یعنی جہاد میں بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے عدل و اصلاح اور امن کا نظام قائم ہوتا ہے۔ اس لیے اگر جہاد کو چھوڑ دیا جائے تو فسادی لوگوں کا غلبہ ہو جائے اور کوئی انتظام جس میں تمام لوگوں کے مصالح کی حفاظت ہوتی رہے، پس جب ایسا انتظام نہ ہوگا تو فساد عام ہوگا اور حقوق ضائع کیے جائیں گے۔ اگرچہ کوئی جاہل آدمی جہاد نہ ہونے کی وجہ سے یہ کہتا پھرے کہ چونکہ لڑائی نہیں ہے اس لیے امن قائم ہے۔ حالانکہ جس جگہ لوگوں کے اصلی حقوق تلف ہوں وہاں امن تو نہیں ہوتا۔ پس معلوم ہوا کہ جہاد میں دنیوی فائدہ بھی ہے تو ایسے مفید عمل کو چھوڑنا اور اس سے پیچھے ہٹنا اور بھی عجیب ہے۔ (مفہوم بیان القرآن)

## جہاد میں مسلمانوں کا ساتھ نہ دینا ”فساد“ ہے

امام ابوحیان لکھتے ہیں:

آیت مبارکہ میں منافقین سے جہاد کے بارے میں خطاب ہے کہ اے منافقو! اگر تم اللہ تعالیٰ کا جہاد والا حکم نہیں مانو گے اور اہل اسلام کی مدد نہ کر کے زمین میں فساد پھیلاؤ گے تو تم قطع رحمی کرنے والے ہو گے، کیونکہ تمہارے اور مسلمانوں کے درمیان قرابت داری کا رشتہ بھی ہے۔

والأظهر أن ذلك خطاب للمنافقين في امر القتال، وهو الذى سبقت الآيات فيه، اى: ان اعرضتم عن امتثال امر الله فى القتال، وان تفسدوا فى الارض بعدم معونة اهل الاسلام، فاذا لم تعينوهم قطعتم مابينكم وبينهم صلة الرحم (البحر المحيط)

www.KitaboSunnat.com

## منافقین کافروں کے مددگار

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

''یعنی جان سے تنگ ہو کر جہاد کی آرزو کرتے ہو اور اگر اللہ تعالیٰ تم ہی کو غالب کر دے تو فساد نہ کرنا'' (موضح القرآن)

(یعنی مجاہدین کو نصیحت ہے کہ جہاد کی برکت سے جو قوت اور طاقت اور اقتدار ملے اس کو غلط استعمال نہ کریں، فساد برپا نہ کریں)

''یعنی حکومت و اقتدار کے نشہ میں لوگ عموماً اعتدال و انصاف پر قائم نہیں رہا کرتے، دنیا کی حرص اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ پھر جاہ و مال کی کشمکش اور غرض پرستی میں جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں، جن کا آخری نتیجہ ہوتا ہے عام فتنہ و فساد اور ایک دوسرے سے قطع تعلق۔

(**تنبیہ**) حضرت شاہ عبدالقادرؒ اور حضرت شیخ الہندؒ نے تَوَلَّیْتُمْ کا ترجمہ حکومت مل جانے سے کیا ہے، جیسا کہ بہت سے مفسرین کی رائے ہے، دوسرے علماء ''تولی'' کو بمعنی اعراض (یعنی روگردانی) لے کر یوں مطلب لیتے ہیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے اعراض کرو گے تو ظاہر ہے دنیا میں امن و انصاف نہ رہے گا، تو ظاہر ہے فساد، بدامنی اور حق ناشناسی کا دور دورہ ہوگا۔ اور بعض نے اس طرح تفسیر کی ہے کہ اگر تم ایمان لانے سے اعراض کرو گے تو زمانہ جاہلیت کی کیفیت عود کر آئے گی، جو خرابیاں اور فساد اس وقت تھے اور ادنیٰ ادنیٰ بات پر رشتے ناطے قطع ہو جاتے تھے، وہی سب نقشہ پھر قائم ہو جائے گا، اور اگر آیت میں خاص منافقین سے خطاب مانا جائے تو ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر جہاد سے اعراض کرو گے تو تم سے یہی توقع کی جا سکتی ہے کہ اپنی منافقانہ شرارتوں سے ملک میں خرابی مچاؤ گے اور جن مسلمانوں سے تمہاری قرابتیں ہیں ان کی مطلق پروا نہ کرتے ہوئے کھلے کافروں کے مددگار بنو گے۔ (عثمانی، تسہیل)

## ایک سخت تنبیہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک قول کے مطابق اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اب تو تم حق کی خاطر اور دین کی خاطر جہاد کرنے سے بھاگتے ہو روگردانی کرتے ہو اس کے بدلے میں ایسا ہو سکتا ہے کہ تم پر ظالم حکمران مسلط کر دیئے جائیں پھر وہ تم سے فساد کی خاطر لڑائیاں کروائیں گے اور تم اس وقت ظلم، فساد اور قطع رحمی کی خاطر لڑو گے۔

اس تفسیری قول کے مطابق اگر حالات پر غور کیا جائے تو بالکل واضح نقشہ نظر آتا ہے کہ جو لوگ جہاد میں لڑنے کو غلط قرار دیتے ہیں وہی لوگ کافروں اور ظالموں کی خاطر لڑتے ہیں اور اپنی زندگیاں بربادی اور ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔

وقیل: المعنیٰ تولاکم ولاۃ غشمۃ خرجتم معھم ومشیتم تحت لواءھم وافسدتم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

بافسادهم. (روح المعانی)

## جہاد اور امیر سے محرومی ہزاروں مصیبتوں کا سبب ہے

تفسیر حقانی میں امام رازیؒ کی تحقیق کو لیا ہے اور ایک قول مزید بھی لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے یہ سبق آموز عبارت:

"جہاد کے بارے میں منافق ایک عذر یہ بھی کیا کرتے تھے کہ ہم عربوں سے کیسے لڑیں؟ ہماری ان سے قرابت داری ہے اور قرابت داری کو توڑنا اور لڑ بھڑ کر فساد مچانا کوئی اچھی بات نہیں ہے، اس لیے ہم جہاد سے عذر کرتے ہیں۔ ان کی بات کو رد کرتے ہوئے فرمایا فَهَلْ عَسَيْتُمْ الخ اگر خود تمہیں حکومت مل جائے تو پھر دیکھو تم کس قدر فساد کرتے اور قطع رحمی کرتے ہو تَوَلَّيْتُمْ کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ اس کو ولایت سے ماخوذ قرار دیا جائے یعنی تم والی اور مالک ہو جاؤ۔ دوسرے یہ کہ اس کو تولّی بمعنی فرار سے ماخوذ مانا جائے تب اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اگر تم جہاد سے پھر جاؤ گے اور تم پر اپنا کوئی حاکم نہ رہے گا، مخالفوں کے شر سے کوئی امن کی صورت نہ ہوگی تو ایسی غفلت کے زمانہ میں تم خود سر ہو کر چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں لڑو گے اور فساد مچاؤ گے، رحم اور قرابت کا کچھ لحاظ نہ کرو گے، جیسا کہ جاہلیت کے زمانہ میں عرب کی عادت تھی، ذرا ذرا باتوں پر تلوار چلتی تھی اور ہزاروں خون ہو جاتے تھے حقیقت یہ کہ جہاد و قتال نہ ہونے سے مسلمانوں میں امیر (خلیفہ) کا وجود جاتا رہا، پھر ہزاروں مصائب اور آفات میں مبتلا ہو گئے"۔ (حقانی تسہیل)

## منافقوں پر لعنت ہوئی وہ جہاد کو نہیں سمجھتے

آیت ۲۳ تفسیر حقانی میں ہے:

"یہ وہ لوگ ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کر دی ہے جس کی وجہ سے یہ بہرے ہو گئے، فوائد جہاد کو نہیں سنتے اور اندھے بھی ہیں خود بھی اس کے فوائد نہیں دیکھتے"۔ (حقانی تسہیل)

## ضرور غور فرمائیں

تمام مسلمان ان دو آیتوں میں خاص طور سے غور فرمائیں تاکہ معلوم ہو کہ جہاد سے محرومی کتنی بڑی مصیبت ہے اور دنیا کو امن اور کامیابی کے لیے جہاد کی کس قدر ضرورت ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُورَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۴، ۲۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

پھر کیوں قرآن میں غور نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں۔ بیشک جو لوگ

ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ

پیچھے کی طرف الٹے پھر گئے بعد اس کے کہ ان پر سیدھا راستہ ظاہر ہو چکا شیطان نے ان کے سامنے برے کاموں

سَوَّلَ لَهُمْ ۭ وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۵﴾

کو بھلا کر دکھایا اور انہیں آرزو دلائی۔ ہے چکا

### خلاصہ

❶ منافق قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کی شرارتوں کی بدولت دلوں پر قفل پڑ گئے ہیں کہ نصیحت کے اندر جانے کا راستہ ہی نہیں رہا، اگر قرآن کے سمجھنے کی توفیق ملتی تو بآسانی سمجھ لیتے کہ جہاد میں کس قدر دنیوی واخروی فوائد ہیں۔ (عثمانی)

❷ یعنی منافقین "اسلام" کا اقرار کرنے اور اس کی سچائی ظاہر ہونے کے بعد وقت آنے پر اپنے قول و قرار سے پھرے جاتے ہیں اور جہاد میں شرکت نہیں کرتے، شیطان نے ان کو یہ بات سمجھا دی ہے کہ لڑائی میں نہ جائیں گے تو دیر تک زندہ رہیں گے، خواہ مخواہ جا کر مرنے سے کیا فائدہ۔ اور نہ معلوم کیا کچھ سمجھاتا ہے اور دور دراز کے لمبے چوڑے وعدے دیتا ہے۔ (عثمانی)

### منافق قرآن پاک کو نہ سمجھنے کی وجہ سے جہاد کو نہیں سمجھتے

حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"یعنی منافق قرآن کو نہیں سمجھتے کہ جہاد میں کتنے فائدے ہیں اور اقرار ایمان سے پھرے جاتے ہیں کہ لڑائی میں نہ جاویں گے تو دیر تک جیویں گے"۔ (موضح القرآن)

یعنی قرآن اور جہاد کا سمجھنا آپس میں لازم و ملزوم ہے جو قرآن پاک کو سمجھتا ہے وہ جہاد کو بھی سمجھتا ہے۔ پس جس کو جہاد کی سمجھ نہیں حقیقت میں اس کو قرآن پاک کی سمجھ نہیں۔

### جہاد میں خرابیاں شیطان دکھاتا ہے

تفسیر حقانی میں ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

”کاش قرآن میں غور کر کے مصالح جہاد کو سوچتے، ان کے دلوں پر مہر اور قفل ہیں (ان کو) یہ توفیق کہاں؟ ہدایت ظاہر ہونے پر جو منہ پھیرتے ہیں ان کو شیطان نے یہ حیلہ بازی سکھائی کہ جہاد میں یہ خرابی ہے اور اسی نے ان کو امید دلائی ہے کہ مدتوں تک جیو گے، ابھی کیوں لڑ کر مرتے ہو۔“ (حقانی)

## جہاد میں ترقی ہے

”جہاد دنیا میں امن وامان کے قیام کا ضامن ہے اور اس کے ذریعے ترقی کی راہیں کھلتی ہیں، اس کے برخلاف جہاد سے گریز کرنے والوں کے دلوں پر تالے لگ جاتے ہیں اور وہ زنگ آلود ہو جاتے ہیں“ (معالم العرفان)

## جہاد میں قرابتوں کا احترام ہے

”اسلام نے تمام رسوم جاہلیت کو مٹایا اور اس کے مٹانے کے لیے ”حکم جہاد“ جاری فرمایا جو اگرچہ ظاہر میں خونریزی ہے مگر درحقیقت اس کا حاصل سڑے ہوئے عضو کو جسم سے الگ کر دینا ہے، تاکہ باقی جسم سالم رہے، جہاد کے ذریعے عدل وانصاف اور قرابتوں اور رشتوں کا احترام قائم ہوتا ہے۔“ (معارف القرآن)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ — آیت ۲۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾

یہ اس لیے کہ وہ ان لوگوں سے کہنے لگے جنہوں نے ناپسند کیا اس کو جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے کہ بعض باتوں میں ہم تمہارا کہا مانیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی رازداری کو جانتا ہے۔

### خلاصہ

❶ شیطان کا ان منافقین کو لمبی عمر کے دھوکے میں ڈالنا اس سبب سے ہے کہ ان منافقوں نے کافروں سے کہا کہ ہم بعض کاموں میں تمہاری اطاعت کریں گے۔ مثلاً:

○ مسلمانوں کے ساتھ مل کر تمہارے خلاف جہاد نہیں کریں گے

○ دین اسلام کو کمزور کرنے میں تمہارا ساتھ دیں گے

○ مسلمانوں کو جہاد میں شرکت سے روکیں گے

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دل میں دشمنی رکھیں گے وغیرہ

### خلاصہ

❷ یہ منافق جو ہدایت آنے کے بعد الٹے پھر گئے اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے وحی یعنی قرآن کے دشمنوں سے وعدہ کر لیا تھا کہ ہم تمہاری کچھ باتیں مانیں گے اور یہ بات مخفی کہی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کی رازداری معلوم ہے۔

### کلامِ برکت

"منافقوں نے کافروں سے کہا کہ ہم مسلمان ہوئے ہیں لیکن تم سے نہ لڑیں گے" (موضح القرآن)

یہ بعینہٖ وہی نظریہ ہے جو آجکل خود کو روشن خیال کہنے والے دانشوروں نے اختیار کیا ہوا ہے۔

### کافروں سے خفیہ سمجھوتے

❶ "منافقوں نے یہود وغیرہ سے کہا کہ ہم ظاہر میں مسلمان ہو گئے ہیں لیکن مسلمانوں کے ساتھ ہو کر تم سے نہ لڑیں گے۔ بلکہ موقع ملا تو تم کو مدد دیں گے اور اس قسم کے کاموں میں تمہاری بات مانیں گے" (تفسیر عثمانی)

❷ "شیطان نے ان کے واسطے گمراہی رچا دی ہے ان کے دلوں میں، اور دور کی باتیں سمجھائیں کہ جہاد میں

جانے سے تو ہو سکتا ہے کہ جلد مر جائیں اور اگر نہ گئے تو دیر تک زندہ رہیں گے، خواہ مخواہ جہاد میں جا کر مر جانے سے کیا فائدہ۔ دور دراز کی باتیں اور امیدیں بھی دل میں رچا ئیں اور دھوکا میں ڈالا جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَٰنُ إِلَّا غُرُورًا﴾ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ان لوگوں سے جو اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی چیز سے نفرت کرتے تھے کہا (یعنی یہودیوں سے) کہ ہم تمہاری اطاعت کریں گے بعضے کاموں میں اگرچہ ہم نے ظاہر میں اسلام کا دعویٰ کیا ہے لیکن ہم درحقیقت ان کے ساتھ نہیں بلکہ دل سے ہم تمہارے ساتھ ہیں، اور تمہاری موافقت اور اطاعت کریں گے اگر مسلمان حملہ کریں گے تو ہم اس وجہ سے کہ ظاہر میں مسلمان ہیں یہ نہیں ہوگا کہ ان کا ساتھ دیتے ہوئے تم سے لڑیں، بلکہ ایسی صورت میں کہ تم مسلمانوں سے مقابلہ کرو ہم تمہارا ساتھ دیں گے، منافقین یہ باتیں کہہ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے یہ خفیہ مشورے جانتا ہے، یہ منافقین ان خفیہ معاہدوں اور رازدارانہ مشوروں کو یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کی کسی کو خبر نہیں یہ غلط ہے، اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ (معارف القرآن کاندھلویؒ)

## طلبہ علم کے لیے آسان تفسیر

﴿ذَٰلِكَ﴾ ای اضلالهم ﴿بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ﴾ ای المشرکین ﴿سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ﴾ ای المعاونة علی عداوة النبی صلی الله علیه وسلم، وتثبیط الناس عن الجهاد معه قالوا ذلك سرا فاظهر الله تعالیٰ ﴿وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ﴾ بفتح الهمزة جمع سرّ وبكسرها: مصدر۔ (جلالین)

## کافروں کے ساتھ عسکری تعاون کی نحوست

گمراہ تو یہ لوگ پہلے بھی تھے مگر جب انہوں نے کافروں کے ساتھ خفیہ عسکری سمجھوتے مسلمانوں کے خلاف کیے تو ان کی شقاوت اور بدبختی اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔

انوار البیان میں ہے:

(ان منافقوں نے کافروں سے کہا) جہاد میں شرکت نہ کرنے میں اور دین اسلام کو کمزور کرنے میں ہم تمہاری بات مان لیں گے تمہاری سب باتوں کی اطاعت کا وعدہ نہیں کرتے، یہ لوگ کافر تو پہلے ہی سے تھے مزید صفات کفریہ کا اظہار اور اعلان بھی کر دیا اس لیے شیطان کو انہیں ڈھیل دینے اور کفر میں آگے بڑھانے کا موقع مل گیا۔ (قرطبی انوار البیان)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ　آیت ۲۷، ۲۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ

پھر کیا حال ہوگا جب ان کی (روحیں) فرشتے قبض کریں گے ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر مارتے ہوں گے۔ یہ اس لیے کہ یہ اس

بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ أَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾

پر چلے جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو برا جانا پھر اس نے بھی ان کے اعمال اکارت کر دیئے۔

## خلاصہ

❶ منافق موت اور تکلیف سے بچنے کے لیے جہاد میں نہیں نکلتے۔ مگر ان کا یہ بچاؤ کتنے دن چلے گا بالآخر موت کا وقت آئے گا اور فرشتے ان کے چہروں اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے ان کی روحیں قبض کریں گے۔

❷ یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ناراضی والے راستے کو اختیار کیا اور اللہ پاک کو راضی کرنے والے اعمال سے نفرت کی پس ان کے تمام اعمال بے کار چلے گئے، پس ان کے پاس ایسا کوئی عمل نہیں جو ان پر سے عذاب کو ہلکا کرنے کا ذریعہ بن سکے۔

## کلام برکت

پھر کیسا ہوگا؟ جبکہ فرشتے جان نکالیں گے ان کی، مارتے جاتے ہیں ان کے منہ پر اور پیٹھ پر۔ یعنی تب موت سے کیوں کر بچیں گے اور تب نفاق کا مزہ چکھ لیں گے۔ (موضح القرآن)

یعنی آج جہاد میں نہیں نکلتے تاکہ موت سے بچ جائیں مگر جب موت کا وقت آ جائے گا تو تب کیسے اس سے بچیں گے، بلکہ تب تو نفاق کی سزا بھی شروع ہو جائے گی۔

## بھیانک موت

منافق ہمیشہ جہاد کی موت کو بھیانک موت سمجھتا ہے اور اسی سے ڈرا کر لوگوں کو جہاد سے روکتا ہے تو قرآن پاک نے اس کی اپنی موت کا انتہائی بھیانک نقشہ کھینچا کہ وہ کس قدر ذلت اور تنگی کے ساتھ مرتا ہے۔ جہاد میں ہر شخص اپنے چہرے اور پیٹھ کو دشمن سے بچانے کی کوشش کرتا ہے جبکہ یہ منافق مرتے وقت فرشتوں کی مار سے نہیں بچ سکیں گے اور فرشتے ان کے چہروں اور پیٹھوں پر کوڑے اور گرز مار کر ان کی جان نکالیں گے۔

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

وھو علی ما قیل تصویر لتوفیھم علی اھول الوجوہ وافظعھا وابراز لما یخافون منہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ویجبنون عن القتال لاجله فان ضرب الوجوه والادبار فی القتال والجهاد مما یتقیٰ

یعنی یہ ان کی موت کی ہیبت ناک تصویر کشی ہے اور یہ بات ظاہر کی گئی ہے کہ جس چیز سے بچنے کے لیے وہ جہاد نہیں کرتے وہی چیز انہیں موت کے وقت پیش آجائے گی یعنی چہروں اور پیٹھوں پر مارا جانا۔ (روح المعانی)

**اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا عمل**

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ منافقوں کو یہ سزا اس لیے ملتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ امام نسفیؒ لکھتے ہیں: یہاں اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے عمل سے مراد مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کی مدد کرنا ہے۔

اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ من معاونة الكافرين (المدارك)

**اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والا عمل**

ارشاد فرمایا کہ منافقوں کو یہ سزا اس لیے ملی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا والے عمل کو ناپسند کیا۔ امام نسفیؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا والے عمل سے مراد جہاد میں مسلمانوں کی نصرت کرنا ہے۔

وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ من نصرة المؤمنين. (المدارك)

تفسیر مظہری میں ہے:

وَكَرِهُوْا اور انہوں نے ایسے کاموں سے نفرت کی جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے موجب ہیں یعنی ایمان، جہاد اور دوسری طاعتوں سے نفرت کی، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو اکارت کر دیا۔ (مظہری)

انوار البیان میں ہے:

"صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ دنیا میں یہ لوگ جہاد سے بچ رہے ہیں ان کا یہ بچاؤ کتنے دن چلے گا بالآخر مریں گے اور موت کے وقت سے ان کی پٹائی شروع ہو جائے گی" (انوار البیان)

**بدنصیبی کی انتہاء**

آیت مبارکہ میں سمجھایا گیا کہ یہ لوگ صرف برائیاں ہی نہیں کرتے بلکہ نیکیوں سے نفرت بھی رکھتے ہیں۔ یہ صرف باطل کے پجاری ہی نہیں بلکہ حق کے دشمن بھی ہیں۔ یقیناً یہ بدبختی کی انتہاء ہے اور جس انسان پر بھی نفاق کا اثر ہوتا ہے وہ جہاد سمیت اللہ پاک کی رضا والے تمام اعمال سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ العیاذ باللہ (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ آیت ۲۹-۳۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ أَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ أَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾

کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض (نفاق) ہے یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی دلی دشمنی ظاہر نہ کرے گا۔

وَلَوْ نَشَآءُ لَأَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾

اور اگر ہم چاہتے تو آپ کو وہ لوگ دکھا دیتے پس آپ اچھی طرح انہیں ان کے نشان سے پہچان لیتے اور آپ انہیں طرز کلام سے پہچان لیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔

### خلاصہ

❶ منافقین اپنے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو حسد، دشمنی اور کینے رکھتے ہیں کیا ان کا خیال ہے کہ یہ سب کچھ چھپا رہے گا؟ اللہ تعالیٰ اسے ظاہر نہیں فرمائے گا؟ اور مسلمان ان کے مکر وفریب پر مطلع نہیں ہوں گے؟ ایسا ہرگز نہیں، ان کا باطنی خبث ضرور ظاہر ہو کر رہے گا اور وہ ایسے امتحان کی بھٹی میں ڈالے جائیں گے جہاں کھوٹا، کھرا بالکل الگ ہو جائے گا۔ (مفہوم عثمانی)

❷ اللہ تعالیٰ چاہے تو تمام منافقین کو متعین کر کے آپ کو دکھلا دے یا ان کے نام آپ کو بتا دے، مگر اللہ تعالیٰ حکمت والے نے ایسا نہیں کیا، ویسے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو فراست عطا فرمائی ہے اس سے آپ ان کی علامتیں دیکھ کر ان کو پہچان لیتے ہیں اور آئندہ ان کی باتوں اور انداز گفتگو سے آپ ان کو پہچان لیں گے کیونکہ منافق اور مخلص کی بات کا ڈھنگ الگ الگ ہوتا ہے جو زور، شوکت، پختگی اور خلوص کا رنگ مخلص کی باتوں میں جھلکتا ہے منافق کتنی ہی کوشش کرے اپنے کلام میں پیدا نہیں کر سکتا۔ (مفہوم عثمانی)

### رابطہ

”گزشتہ آیات میں جہاد کے حکم پر منافقین کے بیہودہ رویہ اور طرز عمل کا ذکر تھا اب ان آیات میں ان کو مخاطب کرتے ہوئے تنبیہ کی جا رہی ہے اور آگاہ کیا جا رہا ہے کہ اللہ رب العزت سے ان کی کوئی بھی بات مخفی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ جب چاہے ان کے راز فاش کر سکتا ہے، ان کے نام ان کی علامات اور نشانیوں کے ذریعے سے بھی مسلمانوں کو آگاہ کر سکتا ہے کہ یہ لوگ منافق اور اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں، ساتھ ہی (اگلی آیات میں) اہل ایمان کو اس پر متوجہ کیا جا رہا ہے کہ دشمنان اسلام کے رویہ اور طرز عمل سے نہ گھبرائیں، بلکہ اس کو ایک طرح سے جہاد کا مرحلہ سمجھتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ہوئے ہمت کے ساتھ مردانہ وار مقابلہ کریں اور صبر و استقامت اختیار کریں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں لگے رہیں اسی میں کامیابی ہے۔ (معارف القرآن کاندھلویؒ)

## منافقین کی گفتگو

ارشاد فرمایا کہ آپ ان کے "لَحْنِ الْقَوْلِ" یعنی گفتگو کے انداز سے ان کو پہچان لیں گے۔ اہل تفسیر فرماتے ہیں "لحن القول" وہ بات ہوتی تھی جس کا ظاہر اچھا اور باطن خراب ہوتا تھا۔ ظاہری الفاظ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی تعریف اور خیر خواہی نظر آتی تھی مگر اصل مقصد اس کے برخلاف ہوتا تھا۔

كانوا يصطلحون فيما بينهم من الفاظ يخاطبون بها الرسول مما ظاهره حسن ويعنون به القبيح (البحر المحيط)

منافقین ہمیشہ اسی طرح مسلمانوں کو ڈستے ہیں ظاہری طور پر دوستی اور خیر خواہی دکھاتے ہیں مگر اصل مقصد کفر کی ترجمانی اور مسلمانوں کو جہاد سے روکنا ہوتا ہے۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ "لحن القول" سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے دل کی بات ہمیشہ نہیں چھپا سکتے، اہم مواقع (خصوصاً مواقع جہاد) پر ان کی زبانیں نفاق والے کلمات بولنے لگتی ہیں۔

جیسے إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ یا لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ الخ یا إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ

تو جہاد کے مواقع پر ایسے کلمات ان کی زبانوں سے نکل جاتے تھے جس کی وجہ سے ان کا نفاق کھل جاتا تھا۔ (تفسیر کبیر، البحر المحیط)

## ایک خاص آزمائش

ان آیات میں فرمایا گیا کہ منافقین یہ نہ سمجھیں کہ ان کا نفاق ہمیشہ چھپا رہے گا۔ اب اگلی آیت میں اس خاص آزمائش کا ذکر ہے جس میں منافق ناکام رہتے تھے اور ان کا نفاق ظاہر ہو جاتا تھا اور وہ آزمائش تھی جہاد کا حکم۔ ملاحظہ فرمائیے آیت (٣١)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سُورَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ آیت ۳۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾

اور ہم تمہیں آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں کو اور صبر کرنے والوں کو معلوم کرلیں اور تمہارے حالات کو جانچ لیں

## خلاصہ

ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کو جہاد کا حکم دے کر آزمایا جاتا ہے، تب سچے اور جھوٹے کا سب کو پتا چل جاتا ہے

## آسان تفسیر

”یعنی جہاد وغیرہ کے احکام سے آزمائش مقصود ہے، اسی سخت آزمائش میں کھلتا ہے کہ کون لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑنے والے اور شدید ترین امتحانات میں ثابت قدم رہنے والے ہیں اور کون ایسے نہیں وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ یعنی ہر ایک کے ایمان اور اطاعت وانقیاد کا وزن معلوم ہوجائے اور سب کے اندرونی احوال کی خبریں عملاً محقق ہوجائیں“ (عثمانی)

## امام رازیؒ کی تقریر دلپذیر

اس آیت پر امام رازیؒ کی تقریر کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں:

”ہم تمہیں حکم دیں گے اس چیز کا جس کا کرنا اور نہ کرنا ممکن ہے (یعنی جہاد کا) تاکہ ہم ظاہر کردیں ان لوگوں کو جو آگے بڑھ کر جہاد کرنے والے ہیں اور جہاد میں پیٹھ پھیرے بغیر ثابت قدمی سے لڑنے والے ہیں اور ہم جانچ لیں تمہاری باتوں کو۔ باتوں سے مراد یا تو ایمان کا دعویٰ ہے کہ مؤمن اور منافق دونوں نے کہا تھا کہ ہم ایمان لائے، اب جہاد کے ذریعہ پتہ چلے گا کہ ان میں سے کس کا دعویٰ سچا تھا۔ یا باتوں سے مراد ان کا یہ کہنا ہے کہ ہم جہاد میں پیٹھ نہیں پھیریں گے۔ پھر جب جہاد شروع ہوتا ہے تو مؤمن سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹ کر لڑتا ہے اور اپنی بات میں سچا نکلتا ہے جبکہ منافق تھوڑے سے خوف کی آواز سن کر حقیر کپڑے کی طرح بکھر جاتا ہے۔“ (تفسیر کبیر)

## منافقین جہاد میں کھوٹے

”جہاں تک منافقین کی پہچان کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی مختلف مواقع پر آزمایا، مثلاً جنگ احد میں منافقین کا گروہ بھی مسلمانوں کے ساتھ مدینے سے نکلا مگر وہ سارے عبداللہ بن ابی کی قیادت میں میدان جنگ میں پہنچنے سے پہلے ہی واپس لوٹ گئے، اسی طرح غزوۂ تبوک کے موقع پر بھی اسی ۸۰ سے زائد منافقین نے حیلوں بہانوں سے جنگ کے لیے نکلنے سے گریز کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کا پردہ چاک کیا۔ غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر بھی ان کی آزمائش ہوئی مگر یہ اس میں ناکام ہوئے، انہوں نے مختلف حیلوں بہانوں سے مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کی، یہ اپنے مقصد میں تو کامیاب نہ ہوسکے البتہ ان کی اپنی خباثت ظاہر ہوگئی۔“ (معالم العرفان) ☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ — آیات ۳۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَاقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ

بیشک جنہوں نے انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ان پر سیدھا

مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ۭ وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾

راستہ واضح ہوچکا وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے اور وہ ان کے اعمال کو اکارت کردے گا۔

## خلاصہ

دین کے دشمن کافر جو سمجھنے کے باوجود اسلام کو قبول نہیں کرتے یہ اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کی تمام تدبیریں، محنتیں اور کوششیں ضائع ہوجائیں گی۔

## شانِ نزول

مفسرین فرماتے ہیں کہ ابتدائی طور پر یہ آیت:

1. غزوہ بدر میں مشرکین کے لشکر کو کھانا کھلانے والے سرداروں کے بارے میں نازل ہوئی۔
2. بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی وہ بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مال خرچ کرتے تھے۔
3. منافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔

يرجع الى المنافقين او الى اليهود وقال ابن عباس هم المطعمون يوم بدر (القرطبی)

نزلت في المطعمين من اصحاب بدر او في قريظة والنضير (جلالين)

تفسیر مظہری میں ہے:

"اس جگہ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہودی اور وہ مکی کافر مراد ہیں جنہوں نے بدر کی لڑائی میں کافروں کے لشکر کو باری باری سے کھانا کھلایا تھا، یہ بارہ سردار تھے، ہر سردار نے اپنی باری کے دن پورے لشکر کو کھانا دیا تھا۔

لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ یعنی اپنے کفر سے وہ اپنے آپ کو ہی ضرر پہنچائیں گے، اللہ تعالیٰ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ (مظہری)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## اہل ایمان کے لیے تسلی

وہ طاقتور کافر جو دوسروں کو بھی دین اسلام سے روک رہے ہیں، یعنی وہ بہت اثر و رسوخ اور اسباب والے کافر ہیں اور ضدی بھی ہیں کہ اسلام کی حقانیت کو پہچاننے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر اڑے ہوئے ہیں۔ اے مسلمانو! ایسے کافر اسلام کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ان کی تمام کوششیں اور تدبیریں ناکام ہو جائیں گی۔ اس لیے طاقتور کافروں کے سامنے جھکنے کی بجائے ان کے خلاف جہاد کرو۔

تفسیر عثمانی میں ہے:

"یعنی (یہ کافر) اپنا ہی نقصان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا کیا نقصان ہے، نہ اس کے دین اور پیغمبر کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں، وہ قدرت والا ان کے سارے منصوبے غلط اور تمام کام اکارت کر دے گا اور سب کوششیں خاک میں ملا دے گا۔" (عثمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

# سورۃ محمد مدنیۃ — آیت ۳۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کا حکم مانو اور اس کے رسول کا حکم مانو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔

## خلاصہ

جہاد یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور کوئی محنت یا ریاضت کرنا اس وقت مقبول ہے جب اللہ و رسول کے حکم کے موافق ہو، محض اپنی طبیعت کے شوق یا نفس کی خواہش پر کام نہ کرو، ورنہ ایسا عمل یونہی بے کار ضائع جائے گا، مسلمان کا کام نہیں کہ جو نیک کام کر چکا یا کر رہا ہے، اس کو کسی صورت ضائع ہونے دے، نیک کام کو نہ بیچ میں چھوڑو، نہ ریاء، نمود، اعجاب اور غرور وغیرہ سے اس کو برباد کرو، ارتداد کا تو تصور بھی نہ کرو جو ایک دم تمام اعمال کو ضائع کر دیتا ہے۔ (العیاذ باللہ) (عثمانی تسہیل)

## کلام برکت

”یعنی جہاد کرنا یا کچھ محنت کرنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جب قبول ہے کہ موافق حکم کے ہو اپنی چاؤ (یعنی خواہش) پر کام نہ کرے“۔ (موضح القرآن)

## مسلمان کافروں اور منافقوں سے متاثر نہ ہوں

تفسیر حقانی میں ہے:

”اس کے بعد مسلمانوں کو فرماتا ہے کہ تم ان (کافروں اور منافقوں) کے کہنے میں نہ آنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرنا، خلاف کرنے میں عمل حبط ہو جاویں گے“۔ (حقانی)

یعنی مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ کافروں اور منافقوں سے متاثر ہو کر ان کی باتوں میں نہ آئیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر ڈٹے رہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

## نفاق اور ریاکاری سے بچو

ارشاد فرمایا: وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ

امام نسفیؒ لکھتے ہیں: بالنفاق او بالريا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی نفاق سے یا ریاکاری سے اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔ (المدارک)

امام قرطبیؒ نے اس پر کئی اقوال جمع فرمائے ہیں کہ

اپنے اعمال برباد نہ کرو:

1. گناہوں کے ذریعے (حسن بصریؒ)
2. کبیرہ گناہوں کے ذریعے (زہریؒ)
3. ریاء اور دکھاوے کے ذریعے (ابن جریجؒ)
4. احسان جتلانے کے ذریعے جب ان لوگوں کو خطاب ہوگا جو اسلام قبول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان جتلاتے تھے۔ (مقاتلؒ)

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

یہ تمام اقوال آپس میں قریب قریب ہیں اور حسن بصریؒ کا قول ان سب کو جمع کرتا ہے۔

وكله متقارب وقول الحسن يجمعه (القرطبي)

## ایمان اور نیکی پر احسان جتلانے والے

ایک قول یہ ہے کہ جب قبیلہ "بنو اسد" کے لوگ مسلمان ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے ہم نے آپ کو ترجیح دی ہے اور ہم اپنی جانیں اور اہل وعیال کو لے کر آگئے ہیں، ان کا انداز احسان جتلانے والا تھا تو یہ آیت نازل ہوئی (کہ احسان جتلا کر اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو)

قيل ان بني اسد اسلموا وقالوا لرسول الله صلى الله عليه وسلم: قد آثرناك وجئناك بنفوسنا واهلنا كانهم منوا بذلك فنزلت فيهم (روح المعاني)

پس اسلام قبول کرنا ہو یا جہاد وغیرہ کوئی نیکی ہو اس میں عمل کرنے والے کا اپنا ہی فائدہ ہے اور یہ اس کی اپنی ضرورت ہے اس لیے کسی اور پر احسان جتلانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے بلکہ اس میں عمل کی بربادی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# سُورَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۳۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ

بیشک جنہوں نے انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا پھر مر گئے اس حال میں کہ وہ کافر تھے

فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾

سو اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔

## خلاصہ

کافروں کے لیے سخت ترین وعید کہ اگر وہ کفر پر مرے تو ان کی بخشش ہرگز نہیں ہوگی۔

## ربط

حضرات مفسرین نے کئی طرح کے ربط بیان فرمائے ہیں، ان میں سے ایک ملاحظہ فرمائیں:

"اس سے قبل بیان چل رہا تھا کہ منافقین کا نفاق چھپا نہیں رہ سکتا، اور ان کی سازشیں بھی مخفی نہیں رہ سکتیں، نفاق اور ان منافقین کی سازشیں اور مکر و فریب سب کچھ طشت از بام کر دیا جائے گا، اب ان آیات (۳۴ تا ۳۸) میں منکروں اور اسلام دشمنوں کا انجام بد بیان کیا جا رہا ہے کہ ان کے واسطے دنیا میں بھی ہلاکت ہے اور آخرت میں بھی عذاب ہے، اور اسی کے ساتھ مسلمانوں کو صبر و استقامت کی تلقین فرماتے ہوئے ان کو غلبہ و کامیابی کی بشارت سنائی جا رہی ہے اور یہ بتایا جا رہا ہے کہ مسلمان قوم کی فتح و نصرت کس بنیاد پر قائم ہے ان کو چاہیے کہ دنیا اور دنیا کی زیب و زینت اور دھوکہ میں نہ پڑیں، اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد میں مصروف رہیں اور کسی قسم کی بھی جانی اور مالی قربانی سے دریغ نہ کریں، جو کچھ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں گے لوٹ کر اس کا فائدہ تصور سے بھی بالا و برتر ان ہی کو پہنچے گا اور اگر مال و دولت کی محبت میں بخل کریں گے اس کے نقصانات انہی کو برداشت کرنے پڑیں گے۔" (معارف القرآن کاندھلوی)

## آیت مبارکہ عام ہے

امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس آیت میں بیان فرمایا کہ حالت کفر پر مرنا ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنے کا مستحق بناتا ہے ایک قول یہ ہے کہ اس آیت کا مصداق غزوۂ بدر میں ہلاک ہونے والے وہ مشرک ہیں جن کو بدر کے کنویں میں ڈالا گیا تھا مگر آیت کا حکم ہر اس کافر کے لیے عام ہے جو کفر پر مرے۔

بین ان الاعتبار بالوفاة علی الکفر یوجب الخلود فی النار وقد مضی فی البقرة

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com



الکلام فیه وقیل ان المراد بالآیة اصحاب القلیب وحکمها عام" (القرطبی)

## سورۃ محمد (ﷺ) کا خاص موضوع

سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خاص موضوع کہ کافر اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض اور ناپسندیدہ ہیں اور اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ یہی جہاد کی ایک بڑی بنیاد ہے کہ کافر اللہ تعالیٰ کے دشمن، دین اسلام کے مخالف اور دین کے راستے کی بڑی رکاوٹ ہیں۔ اور وہ جس چیز کی طرف بلاتے ہیں اس میں دنیا و آخرت دونوں کا شدید نقصان ہے پس انسانیت کو اس نقصان سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ جہاد کے ذریعہ کافروں کو کمزور کیا جائے تا کہ وہ دنیا میں کفر اور ناکامی نہ پھیلا سکیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۳۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾

پس تم سست نہ ہو اور نہ صلح کی طرف بلاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں نقصان نہیں دے گا۔

### خلاصہ

❶ اے مسلمانو! قتال فی سبیل اللہ میں کمزوری اور سستی نہ دکھاؤ ❷ کافروں کو (بزدلی دکھا کر) صلح کی طرف نہ بلاؤ ❸ تم ہمیشہ غالب رہو گے ❹ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے، اس کی مدد اور نصرت تمہیں حاصل رہے گی ❺ اللہ تعالیٰ تمہارا کوئی نقصان نہیں فرمائے گا، تمہیں فائدہ ہی فائدہ ملے گا۔

### مسلمانو! ہمت سے کام لو

"یعنی مسلمانوں کو چاہیے کہ کفار کے مقابلہ میں سست اور کم ہمت نہ بنیں اور جنگ کی سختیوں سے گھبرا کر صلح کی طرف نہ دوڑیں، ورنہ دشمن شیر ہو کر دباتے چلے جائیں گے اور جماعت اسلام کو مغلوب اور رسوا ہونا پڑے گا، ہاں کسی وقت اسلام کی مصلحت اور اہل اسلام کی بھلائی صلح میں نظر آئے تو اس وقت صلح کر لینے میں مضائقہ نہیں، جیسا کہ آگے سورۂ "فتح" میں آتا ہے، بہر حال صلح کی بناء (یعنی وجہ) اپنی کم ہمتی اور نامردی (یعنی بزدلی) نہ ہونی چاہیے۔ اور تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور نقصان نہ دے گا تم کو تمہارے کاموں میں۔ یعنی گھبرانے کی کچھ بات نہیں، اگر صبر و استقلال دکھاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر ثابت قدم رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے وہ تم کو آخر کار غالب کرے گا اور کسی حالت میں بھی تم کو نقصان اور گھاٹے میں نہ رہنے دے گا"۔ (عثمانی)

### مسلمانو! تم کافروں کے غلبے کو تسلیم نہ کرو

"کافر چونکہ اسلام کا دشمن ہے اور دشمن اپنی ہر طاقت اور تدبیر بروئے کار لایا کرتا ہے، غلبہ حاصل کرنے کے لیے۔ تو یقیناً وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑیں گے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ کفار کے مقابلہ میں سست، کمزور اور کم ہمت نہ بنیں اس لیے اے مسلمانو تم کمزور اور بودے نہ بنو اور جنگ کی سختیوں سے گھبرا کر تم پکارنے لگو صلح کی طرف جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اپنی کمزوری کی وجہ سے ان کے غلبہ اور تسلط کو مان لو گے اور پھر ایسی صورت میں نہ کبھی تم کافروں سے جہاد کر سکو گے اور نہ کفر کی قوت و شوکت کو توڑ سکو گے اور جب کفر کی قوت و شوکت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

نہ ٹوٹ سکے گی تو پھر ایمان وہدایت عالم میں کس طرح پھیلے گی اور اعلاء کلمۃ اللہ اور غلبہ دین اسلام کیونکر (یعنی کیسے) ہو سکے گا۔ تو اے مسلمانو! تم ہرگز نہ گھبراؤ اور تم ہی غالب رہو گے اور اگر تم صبر واستقلال کے ساتھ احکام الٰہی پر ثابت قدم رہے تو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور ہرگز وہ پروردگار تمہارے کاموں میں کوئی نقصان نہ ہونے دے گا۔ (معارف القرآن کاندھلوی ؒ)

### مسلمان اللہ تعالیٰ کے محبوب اور کافر مبغوض

بیان القرآن میں ہے:

"جب معلوم ہو گیا کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے محبوب اور کفار مبغوض (ناپسندیدہ) ہیں تو اے مسلمانو! تم کفار کے مقابلہ میں ہمت مت ہارو اور ہمت ہار کر ان کو صلح کی طرف مت بلاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اور وہ مغلوب ہوں گے کہ تم محبوب ہو اور وہ مبغوض ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے، یہ تو تم کو دنیا کی کامیابی ہوئی اور آخرت میں یہ کامیابی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کے ثواب میں ہرگز کمی نہ کرے گا۔" (بیان القرآن)

### مسلمانوں میں ایک خاص فکر کی ترویج

مسلمانوں میں یہ خاص فکر پیدا کی جارہی ہے کہ وہ دنیا میں کافروں کو غالب نہ ہونے دیں اور ہمیشہ جہاد کے لیے تیار رہیں اور اس بات کو یاد رکھیں کہ وہ غالب ہونے کے لیے آئے ہیں مغلوب ہونے کے لیے نہیں۔ اور ان کے مغلوب ہونے میں پوری انسانیت کا نقصان ہے۔ اس لیے وہ جان لٹانے والے بنیں جان بچانے والے نہیں۔ اس لیے کہ جس قوم کو جان بچانے کی فکر پڑ جائے اسے اس کی بہت مہنگی قیمت ذلت اور مغلوبیت کی صورت میں ادا کرنی پڑتی ہے۔

روح المعانی میں ہے کہ اس آیت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سخت ضرورت کے بغیر کافروں سے صلح کرنا جائز نہیں ہے اور بالکل عاجز ہو جانے کے علاوہ کسی بھی صورت میں جہاد کا چھوڑ دینا حرام ہے۔

واستدل الكيا بهذا النهي على منع مهادنة الكفار الا عند الضرورة وعلى تحريم ترك الجهاد الا عند العجز (روح المعاني)

### امام رازی کی ایمان افروز تقریر

اس آیت مبارکہ پر امام رازیؒ نے ایمان افروز تقریر فرمائی ہے، ملاحظہ کیجئے اس کے کچھ حصہ کا خلاصہ:

پچھلی آیات سے معلوم ہوا کہ

1. کافروں کے وہ کام جو نیکیاں دکھائی دیتے ہیں وہ مقبول نہیں۔
2. اور کافروں کے بدترین جرم یعنی کفر کی بخشش نہیں ہے (اگر کفر پر مریں) پس معلوم ہوا کہ کافر کی نہ دنیا میں کوئی حرمت وقیمت ہے اور نہ آخرت میں۔


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

۳ اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ

۴ اور انہیں قتال کا حکم دیا فَلَا تَهِنُوْا یعنی قتال میں کمزوری نہ دکھاؤ۔

۵ پہلے جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا تھا تو اس میں بھی جہاد کی تاکید آ گئی تھی۔ کیونکہ جہاد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔

اب دو باتیں جہاد کے لیے رکاوٹ بن سکتی تھیں ایک تو دینی بات کہ جہاد میں قتل کرنا پڑتا ہے تو اس کا جواب دے دیا کہ کافر کی جان کی کوئی حرمت اور قیمت نہیں اور دوسری بات دنیوی تھی کہ مسلمان خود غفلت اور سستی کریں تو ان کو وَلَا تَهِنُوْا فرما کر تاکید کر دی کہ دنیا کے تقاضوں کی خاطر جہاد میں کمزوری نہ کرو۔ پس اس طرح بہت ہی تاکید کے ساتھ جہاد کا حکم مسلمانوں کو فرما دیا۔ (تفسیر کبیر)

## صلح کا حکم

اس آیت میں فرمایا کہ صلح کی طرف نہ بلاؤ جبکہ سورۃ انفال میں ہے وَاِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَهَا کہ اگر وہ صلح کے لیے جھکیں تو مسلمان صلح کر لیں۔ دونوں آیتوں کا حکم اب بھی موجود ہے۔ تفسیر حقانی کے حوالے سے اوپر تفصیل گزر چکی ہے۔

حضرت شاہ صاحب ؒ لکھتے ہیں:

”محنت (یعنی تکلیف، مشقت) سے بھاگ کر صلح نہ چاہیے اور اگر صلح نظر آوے تو درست ہے آگے آوے گا سورۂ فتح میں“ (موضح القرآن)

## اہل ایمان کو تنبیہ

”پھر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو تنبیہ فرمائی فَلَا تَهِنُوْا دیکھو! کافروں کی ایذا رسانیوں، افرادی قوت اور ساز و سامان سے مرعوب ہو کر سست نہ پڑ جانا، اور اس قدر ہمت نہ ہار بیٹھنا وَتَدۡعُوۡۤا اِلَى السَّلۡمِ کہ خود ان کو صلح کی دعوت دینے لگو۔“ (معالم العرفان)

★★★

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُورَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۳۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۚ وَإِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ

بلاشبہ دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشا ہے اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگاری اختیار کرو تو تمہیں

أُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْئَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾

تمہارے اجر دے گا اور تم سے تمہارے مال نہیں مانگے گا۔

### خلاصہ

○ جہاد سے روکنے والی چیز دنیا کی محبت ہے پس یاد رکھو کہ دنیا کی زندگی تو عارضی ہے اور وقتی کھیل تماشا ہے۔

○ جہاد میں محنت نہ کرکے کافروں کو خود صلح کی طرف بلانا تبھی ہو سکتا ہے جب تمہارے دل میں اس فانی دنیا کی محبت ہو۔ اس میں جان کی محبت، مال کی محبت اور اہل وعیال کی محبت سب داخل ہیں اس لیے بتلا دیا کہ یہ سب چیزیں بہر حال ختم اور فنا ہونے والی ہیں، اس لیے ان فانی اور عارضی چیزوں کی محبت میں آکر جہاد کے دائمی اجر و ثواب سے محرومی اختیار نہ کرو۔

○ اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں پورا اجر دے گا اور وہ تم سے تمہارے اموال نہیں مانگتا۔

### فائدہ

آیت مبارکہ کی تفسیر سمجھنے کے لیے پہلے چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیں اور پھر آخری جملے کہ "اللہ تعالیٰ تم سے تمہارے اموال نہیں مانگتا" کا مطلب مستقل طور پر بیان کیا جائے گا۔

### جہاد میں خرچ کرنے کا بدلہ

"یعنی آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی حقیقت کھیل تماشا جیسی ہے۔ اگر تم ایمان و تقویٰ اختیار کرو گے اور اس کھیل تماشہ سے ذرا بچ کر چلو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو اس کا پورا بدلہ دے گا اور تمہارا مال بھی تم سے طلب نہیں کرے گا۔ اسے کیا حاجت ہے؟ وہ تو خود دینے والا ہے۔

کما قال:

مَا أُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَا أُرِيْدُ أَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ (الذاریات)

اگر طلب بھی کرے تو مالک حقیقی وہی ہے تمام مال اسی کا ہے، مگر اس کے باوجود دین کے معاملہ میں جب خرچ کرنے کو کہتا ہے تو سارے مال کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ ایک تھوڑا سا حصہ طلب کیا جاتا ہے۔ وہ بھی اپنے لیے نہیں بلکہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تمہارے فائدہ کو۔

حضرت شاہ صاحب ؒ لکھتے ہیں:

”حق تعالیٰ نے ملک فتح کرادیئے، مسلمان کو تھوڑے دن (اپنی گرہ سے) پیسہ خرچ کرنا پڑا، پھر جتنا خرچ کیا تھا اس سے سو گنا ہاتھ لگا۔ اس مطلب سے (قرآن کریم میں کئی جگہ) فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قرض دو۔“ (تفسیر عثمانی)

## دنیا کی خاطر جہاد میں سستی نہ کرو

امام ابو حیان ؒ لکھتے ہیں:

اس آیت میں دنیا کی حقارت بیان فرمائی ہے کہ یہاں کے عیش و آرام کی خاطر جہاد میں سستی نہ کرو، دنیا سے مراد وہ چیزیں ہیں جو دنیا کی خاطر ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور آخرت کے لیے کیے گئے کاموں کو لہو ولعب نہیں فرمایا۔

﴿إِنَّمَا الْحَيَوٰةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ﴾ وهو تحقير لأمر الدنيا، اي: فلا تهنوا في الجهاد، وأخبر عنها بذلك ما يختص بها من ذلك واما ما فيها من الطاعة وامر الآخرة فليس بذلك (البحر المحيط)

”چونکہ جہاد سے روکنے والی چیز انسان کے لیے دنیا کی محبت ہی ہو سکتی ہے جس میں اپنی جان کی محبت، اہل وعیال کی محبت، مال ودولت کی محبت سب داخل ہیں۔ اس آیت میں یہ جتلا دیا گیا کہ یہ سب چیزیں بہر حال ختم اور فنا ہونے والی ہیں، اس وقت ان کو (بالفرض) بچا بھی لیا تو پھر کیا؟ دوسرے وقت یہ چیزیں ہاتھ سے نکلیں گی، اس لیے ان فانی اور ناپائیدار چیزوں کی محبت کو آخرت کی دائمی پائیدار نعمتوں کی محبت پر غالب نہ آنے دو۔“ (معارف القرآن)

”ہر مقابلہ اور جہاد کی صورت پیش آنے پر صلح کی پیش کش کرنا اور عملاً جہاد کی کوششوں سے گریز کرنا دنیوی حیات کے مرغوب ہونے کے آثار میں سے معلوم ہوتا ہے، تو اس کے لیے یہ بات ہر وقت قلب (یعنی دل) کی گہرائیوں میں رچی بسی چاہیے کہ بس دنیا کی زندگی ایک کھیل اور تماشا ہے۔“ (معارف القرآن کاندھلویؒ)

## دنیا سے بے رغبت کرکے جہاد کی ترغیب دی جارہی ہے

”پچھلی آیت میں حوصلہ دلا کر جہاد کی ترغیب تھی جبکہ اس آیت میں دنیا سے بے رغبت کر کے جہاد کی ترغیب اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کی تمہید ہے، ارشاد فرمایا: یہ دنیوی زندگی تو محض ایک لہو ولعب ہے اگر اس میں جان ومال سے فائدہ اٹھانا چاہے تو وہ مزہ کتنے دن کا ہوگا اور اس کا حاصل کیا ہوگا؟ اور اگر تم ایمان اور تقویٰ اختیار کرو اس میں جان ومال سے جہاد کرنا بھی آگیا تو اللہ تعالیٰ تم کو اپنے پاس سے نفع پہنچا دے گا اس طرح سے کہ تم کو تمہارے اجر عطاء کرے گا اور تم سے کسی نفع کا طالب نہ ہوگا۔“ (بیان القرآن تسہیل)

## جہاد پر مزید ابھارا جارہا ہے

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

یہ مزید تسلی دی جا رہی ہے کہ اے مسلمان! دنیا کی زندگی تمہیں جہاد کے ذریعے آخرت کو پانے سے کیسے روک سکتی ہے؟ حالانکہ اگر تمہیں جہاد میں فتح اور غلبہ ملے تو دنیا کی زندگی بھی تم سے نہیں چھنتی اور اگر تم سے چھن بھی جائے تب بھی پروا نہیں کیونکہ تمہارے اعمال ضائع نہیں ہوتے (اور ان کا بدلہ جاری رہتا ہے) بالفرض اگر کسی سے دنیا کی زندگی بغیر کسی بدلے کے بھی چھن جائے تو پریشانی کی بات نہیں کیونکہ دنیا کی زندگی تو محض کھیل تماشا ہے۔ (جبکہ مجاہد کو اس بے کار زندگی کے بدلے بھی ہمیشہ کی نعمتوں والا بدل مل جاتا ہے)

زيادة في التسلية يعني كيف تمنعك الدنيا من طلب الآخرة بالجهاد، وهي لا تفوتك لكونك منصورا غالباً، وان فاتتك فعملك غير موثر، فكيف وما يفوتك، فان فات فائت ولم يعوض لا ينبغي لك ان تلتفت اليها لكونها لعبا ولهوا! (تفسير كبير)

## لعب اور لہو میں فرق

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

وہ چیزیں جن میں انسان مشغول ہو جاتا ہے اور ان میں نہ اسے کوئی دنیا کا فائدہ ملتا ہے نہ آخرت کا تو ایسی چیزیں لہو ولعب کہلاتی ہیں۔ پھر اگر یہ مشغولیت اسے اس کے ضروری کاموں سے غافل نہیں کرتی ہے تو یہ لعب ہے اور اگر اسے ضروری کاموں سے بھی غافل اور مدہوش کرتی ہے تو یہ لہو ہے، اس لیے گانے بجانے کے آلات کو ملاہی کہا جاتا ہے" (تفسیر کبیر)

## جہاد میں فائدہ ہی فائدہ ہے

"اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور جنگ کرنے میں کوشش کرو، پھر اس میں فتح پاؤ گے تو یہ مطلوب ہے یا شہید ہو جاؤ گے، دنیا میں کیا رکھا ہے کہ اس پر دھوکہ ہو، دنیا کی زندگی کھیل کود ہے بے کار اور ناپائیدار۔ پھر اس چند روزہ زندگی میں ایمان لاؤ، پرہیزگاری اختیار کرلو یہی توشہ ہے اسے آخرت میں ساتھ لے چلو اور آخرت میں تمہارے بدلے تم کو دیے جائیں گے اور اس میں کچھ خرچ نہیں ہوتا جس سے کوئی ڈرے اور تنگی سے دور بھاگے، وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ کے یہی معنی ہیں" (تفسیر حقانی، تسہیل)

## اللہ تعالیٰ تم سے تمہارا مال نہیں مانگتا

آیت مبارکہ کے آخر میں ارشاد فرمایا:

وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ اور اللہ تعالیٰ تم سے تمہارا مال نہیں مانگتا۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن پاک میں کئی مقامات پر مسلمانوں کو زکوٰۃ کی، جہاد میں خرچ کرنے کی اور دیگر صدقات کی ترغیب دی گئی ہے تو پھر اس جملے کا کیا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے تمہارا مال نہیں مانگتا..... حضرات مفسرین نے کئی جوابات ارشاد فرمائے ہیں:

1. اللہ تعالیٰ اپنے نفع کے لیے تم سے کچھ نہیں مانگتا، وہ تو غنی ہے تمہارا خرچ کرنا خود تمہارے نفع کے لیے ہوتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


۲ اللہ تعالیٰ تم سے تمہارا سارا مال نہیں مانگتا، اس کے ایک تھوڑے سے حصے کو خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے، جبکہ کافر سے تو اس کا تمام مال چھین لیا جاتا ہے اگر وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے اترے۔

۳ تمہارے پاس جو مال ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کا ہے اللہ تعالیٰ اسی میں سے خرچ کرنے کا حکم فرماتا ہے، یہ مال خود تمہارا تو نہیں ہے کہ تمہیں خرچ کرنے میں تکلیف ہو۔

۴ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے تبلیغ کرنے پر کوئی اجرت یا بدلہ نہیں مانگتے۔ (القرطبی، روح المعانی)

اب ملاحظہ فرمایئے اس جملے پر امام رازیؒ کی تقریر کا خلاصہ:

۱ جہاد میں ضرور مال خرچ کرنا پڑتا ہے تو آیت مبارکہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو تمہارا وہ مال خرچ کرنے کا حکم نہیں فرماتا جس کے تم ضرورت مند ہو، بلکہ ضروریات اصلیہ سے زائد مال خرچ کرنے کا حکم فرماتا ہے۔

۲ تمام "مال" اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ تمہارے ہاتھ میں عاریت ہے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا اور اجازت دی کہ تم اپنا مال جہاد میں خرچ کرو پس اس میں تمہارا بخل کرنا غلط ہے۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الحدید ۱۰)

ترجمہ: اور تمہیں کیا ہو گیا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، حالانکہ آسمانوں اور زمین کا ورثہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔

۳ اللہ تعالیٰ تم کو سارا مال خرچ کرنے کا حکم نہیں دیتا بلکہ اس کا ایک تھوڑا سا حصہ خرچ کرنے کا فرماتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

## فائدہ

دنیا کے عارضی عیش و آرام اور مال کی خاطر کافروں کو صلح کا پیغام نہ دیتے پھرو بلکہ جہاد کر کے اپنے ایمان اور تقویٰ کا ثبوت دو اور اپنی آخرت کے لیے اجر بناؤ۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور ان آیات مبارکہ کا واضح پیغام ہے۔ مگر آج تو اسلامی ممالک کے کئی حکمران کافروں کے ساتھ عسکری تعاون کے معاہدے کر کے اپنے ہی مسلمانوں کو ذبح کر رہے ہیں۔ کیا وہ ان آیات پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں؟...... (واللہ اعلم بالصواب)

☆☆☆

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ — آیت ۳۷-۳۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنْ يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾ هَا أَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ

اور اگر وہ تم سے وہ (مال) مانگے پھر تمہیں تنگ کرے تو تم بخل کرنے لگو اور تمہارے دلی کینے ظاہر کر دے۔ خبردار تم وہ لوگ

تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ وَمَنْ يَبْخَلْ

ہو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کو بلائے جاتے ہو تو کوئی تم میں سے وہ ہے جو بخل کرتا ہے اور جو بخل کرتا ہے

فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ وَإِنْ

سو وہ اپنی ہی ذات سے بخل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بے پروا ہے اور تم ہی محتاج ہو اور اگر تم نہ

تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾

مانو گے تو وہ اور قوم سوائے تمہارے بدل دے گا پھر وہ تمہاری طرح نہ ہوں گے۔

### خلاصہ

- اگر اللہ تعالیٰ تم سے تمہارا سارا مال مانگ لے اور تم کو مشقت میں ڈال دے تو تم بخل کرنے لگو گے اور تمہارے دلوں کی کھوٹ ظاہر ہو جائے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رحمت اور ستاری کا معاملہ فرمایا اور تم سے سارا مال طلب نہیں فرمایا اور تم کو اس امتحان میں نہیں ڈالا۔
- اے ایمان والو! تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے راستے جہاد اور دیگر خیر کے کاموں میں خرچ کرنے کے لیے پکارا جا رہا ہے۔
- پھر تم میں سے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے بلانے کے باوجود بخل سے کام لیتے ہیں، پس جو بخل کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔
- اللہ تعالیٰ غنی ہے، اسے تمہارے جہاد اور تمہارے خرچ کرنے کی کوئی حاجت نہیں۔
- جبکہ تم محتاج ہو، اللہ رب العزت کے اور اس کے احکامات جہاد اور خرچ کرنے وغیرہ کے۔
- اگر تم اطاعت نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ اور لوگ لے آئے گا جو اس کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں گے۔

### کلام برکت

"تاکید جو سنتے ہو، مال خرچ کرنے کی یہ نہ جانو کہ اللہ تعالیٰ مانگتا ہے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مانگتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ہیں) یہ تمہارے بھلے کو فرماتا ہے، پھر ایک ایک کے ہزار ہزار پاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کو کیا پروا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو" (موضح القرآن)

یعنی جہاد میں خرچ کرنے میں تمہارا ہی دنیا و آخرت کا فائدہ ہے۔ اس کو سمجھو۔ صحابہ کرامؓ نے خرچ کیا تو دنیا کے خزانوں کے مالک بنے اور آخرت کی کامیابی بھی ملی جو اصل کامیابی ہے۔ آج مسلمان جہاد چھوڑنے کی وجہ سے معاشی تنگی میں مبتلا ہیں۔

## آسان تفسیر

"اگر اللہ تعالیٰ تم سے مانگے اور پھر سب کا سب مال لے لے تو تم بخل کرو گے اور تمہاری بخیلی ظاہر ہو جائے گی، مطلب یہ ہے کہ دین میں مال کا ایسا خرچ نہیں کہ سب دے دیا جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ سارا مال مانگے اور تمہارا امتحان لے تو مال کی وجہ سے تم اسلام سے نفرت کرنے لگو۔ ان جملوں میں منافقین پر تعریض ہے جو جہاد میں مال دینے کو بوجھ سمجھتے تھے۔ اس کے بعد صاف صاف بیان فرماتے ہیں کہ هٰٓاَنۡتُمۡ هٰٓؤُلَآءِ تُدۡعَوۡنَ الخ کہ دیکھو تم کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے یعنی جہاد میں، جس میں سرکشی اور برائی کا کڑوا درخت دنیا سے کاٹنا مقصود ہے۔ پھر بعض تم میں سے بخل کرتے ہیں یعنی منافقین۔ اور جو کوئی بخل کرتا ہے اپنے ہی لیے بخل کرتا ہے، اس لیے کہ جو کچھ یہاں دو گے وہاں (آخرت میں) پاؤ گے اور جو نہ دو گے اس سے اپنے آپ کو محروم کرو گے۔ اور اللہ تعالیٰ کو کچھ حاجت نہیں اس میں تمہارا ہی نفع ہے، حاجتمند تو تم خود ہو۔ اور اگر تم نہ مانو گے تو تم کو ہٹا کر تمہاری جگہ ایک اور قوم اسلام میں داخل کرے گا، جو نیک ہوں گے تم جیسے نہ ہوں گے۔ ترمذیؒ وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی تو لوگوں نے پوچھا حضرت! وہ کون ہیں جو ہماری جگہ آئیں گے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر ہاتھ مار کر فرمایا: یہ اور اس کی قوم۔ اگر دین ثریا (ستارے) کے پاس ہوتا تو آل فارس میں سے ایک شخص اس کو وہیں سے حاصل کرتا۔ بعض کہتے ہیں اس قوم سے مراد انصار ہیں، بعض کہتے ہیں فارس و روم، بعض کہتے ہیں اہل یمن۔ امام مجاہدؒ کا قول زیادہ ٹھیک ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اسلام کا حامی اور مددگار بنا دے، چنانچہ ایسا ہوا عرب کے بعد ترک کھڑے ہوئے۔" (تفسیر حقانی، تسہیل)

## جہاد وغیرہ میں خرچ کرو

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

اے ایمان والو! تمہیں بلایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے یعنی جہاد اور خیر کے کاموں میں خرچ کرو۔

هٰٓاَنۡتُمۡ هٰٓؤُلَآءِ تُدۡعَوۡنَ ای ھا انتم ھؤلاء ایھا المؤمنون تدعون لِتُنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ای فی الجھاد وطریق الخیر۔ (القرطبی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## دشمنوں کو ذلیل کرنے اور مسلمانوں کی مدد کرنے میں خرچ کرو

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

تمہیں پکارا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے جہاد میں یا اپنے مستحق مسلمان بھائیوں پر خرچ کرو۔ مطلب یہ ہے کہ دشمنوں کو ذلیل کرنے اور اپنے مسلمان دوستوں کی نصرت پر مال خرچ کرو۔

تُدْعَوْنَ ای الی الانفاق اما فی سبیل اللہ تعالیٰ بالجهاد، واما فی صرفه الی المستحقین من اخوانکم، وبالجملة ففی الجهتین تخذیل الاعداء ونصرة الاولیاء (تفسیر کبیر)

## ہمت سے کام لو

حضرت لاہوریؒ لکھتے ہیں:

"ہاں انفاق فی سبیل اللہ اور زکوٰۃ جہاد وغیرہ میں خرچ کرنے کے لیے توجہ دلائی جاتی ہے، اس میں بھی بعض لوگ بخل کرتے ہیں، ہمت سے کام کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم کھڑا کر دے گا۔" (حاشیہ حضرت لاہوریؒ)

یعنی سورۃ کے شروع میں کافروں سے سخت قتال کا حکم تھا، چونکہ جہاد میں مال خرچ ہوتا ہے تو سورۃ کے آخر میں اس کی طرف بلایا جا رہا ہے۔

## فائدہ

حضرات مفسرین نے ان آیات کی تفسیر میں "انفاق فی سبیل اللہ" یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے فضائل بھی لکھے ہیں ملاحظہ فرمایئے تفسیر مظہری.......... اور یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ کی تفسیر میں بھی کئی اقوال لکھے ہیں ملاحظہ فرمایئے قرطبی، روح المعانی وغیرہ۔ نیز بعض مفسرین نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کی منقبت اور فضیلت بھی بیان فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے تفسیر عثمانی، معارف القرآن کاندھلوی، معارف القرآن، مظہری، انوار البیان اور حقانی۔

## مسلمانو! تم جہاد کے محتاج ہو

ارشاد فرمایا: وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ

اور اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم محتاج ہو۔

امام رازیؒ لکھتے ہیں:

"اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے مال کی حاجت نہیں۔ جبکہ تم دنیا و آخرت میں محتاج ہو۔ دنیا میں اس طرح کہ اگر تم جہاد نہیں کرو گے تو مارے جاؤ گے اس لیے کہ اگر کافر سے نہ لڑا جائے تو وہ حملہ آور ہو جاتا ہے اور ضرورت مند مسلمانوں کو نہیں دو گے تو وہ تمہارے مال کو لوٹیں گے اور آخرت میں محتاجی تو بالکل واضح ہے، اس دن انسان کو حساب کے لیے کھڑا کیا جائے گا تب نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے۔"

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ غیر محتاج الی مالکم واتمه بقوله وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ حتی لاتقولوا انا ایضا اغنیاء عن القتال ودفع حاجة الفقراء فانهم لا غنی لهم عن ذلك فی الدنیا والآخرة اما فی الدنیا فلأنه لو لا القتال لقتلوا فان الکافر ان لم یغز یغز والمحتاج الخ۔ (تفسیر کبیر)

## مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے پکارنے کو سنو

اللہ تعالیٰ نے جہاد میں مال خرچ کرنے کے لیے پکارا تو حضرات صحابہ کرامؓ کے پاس جو کچھ تھا تھوڑا یا بہت تھا وہ لیکر جہاد میں نکل کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو بھی عزت دی اور خود ان کو بھی...... اور وہ دنیا میں بھی کفار کے بڑے بڑے خزانوں کے مالک بن گئے اور آخرت کی اصل کامیابی بھی ان کا مقدر بنی۔ مگر آج مسلمانوں نے مال کو اپنے لیے وبال بنالیا ہے۔ ہر طرف مسلمان یا مال کو جمع کر رہے ہیں یا مال کے لیے تڑپ رہے ہیں۔ آج اسلامی دنیا کے پاس مال بہت ہے مگر نہ عزت ہے نہ غلبہ اور نہ حفاظت۔ اللہ تعالیٰ نے پکارا ہے کہ اپنا مال جہاد میں اور دین کے دوسرے کاموں میں خرچ کرو۔ اللہ غنی تمہیں غنی فرمادے گا۔ یہ پکار آج بھی قرآن پاک میں سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اس آیت میں موجود ہے۔ ہم یہ آیت پڑھتے ہیں، سنتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے پکارنے پر توجہ نہیں کرتے جس کی وجہ سے ذلت اور مغلوبیت نے ہمیں رسوا کر رکھا ہے۔ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے پکارنے کو سنو، سمجھو اور زیادہ سے زیادہ اپنے اموال ”جہاد فی سبیل اللہ“ میں خرچ کرکے دنیا آخرت کی کامیابی حاصل کرو۔ واللہ اعلم بالصواب

تمّ برحمة اللّٰه وفضله سورة محمد صلی اللّٰه علیه وسلم والحمدللّٰه رب العالمین الذی بنعمته تتم الصالحات۔ وصلی اللّٰه تعالیٰ علی خیر خلقه خاتم النبیین سیدنا محمد وآله وصحبه وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

٤ رجب المرجب ١٤٢٩ھ بمطابق ٨ جولائی ٢٠٠٨ء

یوم الثلثاء قبل صلوٰة العصر فی دار الهجرة

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# آیاتِ جہاد کی چار فہرستیں

1. مدنی سورتوں میں آیاتِ جہاد
2. مدنی سورتوں میں اشاراتِ جہاد
3. مکّی سورتوں میں اشاراتِ جہاد
4. مزید اشارات جہاد حضرت لاہوریؒ کے نزدیک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

| بقرہ | ال عمران | نساء | مائدہ | انفال | توبہ | حج | نور | احزاب | محمد |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳۵ | ۲۲ | ۲۳ | ۲۰ | ۷۵ | ۱۲۹ | ۱۷ | ۴ | ۲۲ | ۳۸ |
| ۱۰۹ | ۱۲ | ۶۹ تا ۸۵ | ۲ | مکمل سورۃ | مکمل سورۃ | ۱۹ تا ۲۴ | ۵۳ | ۹ تا ۲۷ | مکمل سورۃ |
| ۱۱۲ | ۱۳ | ۸۸ تا ۹۱ | ۳ | | | ۳۸ تا ۴۱ | ۵۴ | ۶۰ | |
| ۱۵۳ تا ۱۵۷ | ۲۸ | ۹۴ تا ۱۰۴ | ۱۱ تا ۱۲ | | | ۵۵ | ۵۵ | ۶۱ | |
| ۱۷۷ | ۱۱۰ تا ۱۱۲ | ۱۳۸ تا ۱۴۷ | ۲۰ تا ۲۶ | | | ۵۸ تا ۶۲ | ۶۲ | ۶۲ | |
| ۱۹۰ تا ۱۹۵ | ۱۱۸ تا ۱۲۹ | | ۳۵ | | | ۷۸ | | | |
| ۲۰۷ | ۱۳۹ تا ۱۷۵ | | ۵۱ تا ۵۶ | | | | | | |
| ۲۱۲ تا ۲۱۸ | ۱۹۵ تا ۲۰۰ | | ۸۲ | | | | | | |
| ۲۳۹ | | | | | | | | | |
| ۲۴۳ تا ۲۵۱ | | | | | | | | | |
| ۲۶۱ | | | | | | | | | |
| ۲۶۲ | | | | | | | | | |
| ۲۷۳ | | | | | | | | | |
| ۲۸۶ | | | | | | | | | |

**مدنی آیات جہاد**

**کل آیات ۵۵۸**

| فتح | حجرات | حدید | مجادلہ | حشر | ممتحنہ | صف | منافقون | تحریم | عادیات | نصر |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۹ | ۵ | ۴ | ۹ | ۱۷ | ۱۳ | ۱۴ | ۱۱ | ۱ | ۸ | ۳ |
| مکمل سورۃ | ۶ | ۱۰ | ۱۴ تا ۲۲ | ۱ تا ۱۷ | مکمل سورۃ | مکمل سورۃ | مکمل سورۃ | ۹ | ۱ تا ۸ | مکمل سورۃ |
| | ۹ | ۱۱ | | | | | | | | |
| | ۱۰ | ۱۹ | | | | | | | | |
| | ۱۳ | ۲۵ | | | | | | | | |
| | ۱۵ | | | | | | | | | |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# مدنی اشاراتِ جہاد

## کل آیات ۳۱

| بقرہ ۵ | آل عمران ۱۸ | مائدہ ۸ |
|---|---|---|
| ۳۰ | ۱۳ | ۵۷ |
| ۳۱ | ۱۵ | ۵۸ |
| ۵۸ | ۱۹ | ۵۹ |
| ۵۹ | ۲۶،۲۷ | ۶۰ |
| ۸۹ | ۵۵ | ۶۱ |
| | ۵۶ | ۶۲ |
| | ۸۱ | ۶۳ |
| | ۱۰۰تا۱۰۳ | ۶۷ |
| | ۱۳۰تا۱۳۳ | |

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## مکی قصص و اشارات جہاد

**کل آیات ۷۰**

| نحل ۲ | بنی اسرائیل ۱ | کہف ۱۵ | انبیاء ۳ | فرقان ۱ | نمل ۱۴ | قصص ۱ | عنکبوت ۵ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۱۰<br>۱۲۶ | ۸۱ | ۸۳تا۹۷ | ۱۸<br>۴۴<br>۱۱۲ | ۵۲ | ۲۳تا۳۶ | ۸۵ | ۲<br>۳<br>۵<br>۶<br>۶۹ |

| روم ۷ | سبا ۱ | صافات ۳ | ص ۱ | مؤمن ۱ | طور ۱ | مزمل ۱ | بلد ۱ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱تا۷ | ۱۱ | ۱۷۲<br>۱۷۳<br>۱۷۷ | ۳۱ | ۵۵ | ۴۷ | ۲۰ | ۲ |

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

| بقرہ ۵ | ال عمران ۷ | نساء ۳ | مائدہ ۱ | نور ۱ | عنکبوت ۶۹ | روم ۶۰ | حجرات ۱۸ | حدید ۲۹ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۱۰ | ۱۳ | ۸۵ | ۳۲ | ۵۷ | مکمل سورۃ | مکمل سورۃ | مکمل سورۃ | مکمل سورۃ |
| ۱۸۷ | ۱۵ | ۱۱۰ | | | | | | |
| ۱۹۶ | ۱۳۰ | ۱۵۰ | | | | | | |
| ۲۱۹ | ۱۳۱ | | | | | | | |
| ۲۲۰ | ۱۳۲ | | | | | | | |
| | ۱۳۳ | | | | | | | |
| | ۱۳۴ | | | | | | | |

**اشارات جہاد**
**حضرت لاہوری رحمہ اللہ**

**کل آیات ۱۹۳**

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

# فہرست

## سورۃ التوبہ


| | | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ○ | التوبہ (۶۱) خلاصہ، منافق کو اپنی عقل مندی کا وہم ہوتا ہے | ۶ |
| ○ | منافق گستاخ رسول ہوتا ہے، مؤمن اور منافق کا ایک فرق | ۷ |
| ○ | اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع | ۸ |
| ○ | گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دردناک سزا | ۸ |
| ○ | طلبہ علم کے لئے، جامع تفسیر | ۹ |
| ○ | التوبہ ۶۲، ۶۳ خلاصہ، آیت کا موضوع | ۱۰ |
| ○ | شان نزول، احمق لوگ، اپنا بچاؤ، اپنی لیڈری | ۱۱ |
| ○ | بار بار کی تعلیم کے باوجود یہ لوگ نہ سمجھ سکے، رسوائی ملی وہ بھی بڑی | ۱۲ |
| ○ | کلام برکت، عجیب نکتہ | ۱۲ |
| ○ | التوبہ ۶۴ خلاصہ، منافقوں کو رسوا کرنے والی سورۃ | ۱۳ |
| ○ | رازوں کو کھود کر نکالنے والی | ۱۳ |
| ○ | منافقین سہمے رہتے تھے، فائدہ | ۱۴ |
| ○ | التوبہ ۶۵، ۶۶ خلاصہ، شان نزول و مختصر تفسیر | ۱۵ |
| ○ | دین کا مذاق اڑانا کفر ہے، آج کل کے شعراء اور ادیب توجہ کریں | ۱۶ |
| ○ | کافروں کی طاقت سے مرعوب رہنا منافقین کا مستقل شیوہ ہے، تذکرہ ایک خوش نصیب کا | ۱۷ |
| ○ | شہادت کا اعلیٰ مقام، نکتہ | ۱۸ |
| ○ | التوبہ ۶۷-۶۸ خلاصہ | ۱۹ |
| ○ | ایک فکر انگیز عبارت، جہاد سے نفرت منافق کی نشانی، منافق جہاد سے روکتے ہیں | ۲۰ |
| ○ | ہاتھ روکنے کا مطلب جہاد چھوڑنا بھی ہے | ۲۰ |
| ○ | منافق دنیا کو سب کچھ سمجھتے ہیں، آج کل کے روشن خیال | ۲۱ |
| ○ | التوبہ ۶۹، ۷۰ خلاصہ، تمہاری شرارت کا نتیجہ بھی یہی نکلے گا | ۲۲ |
| ○ | منافق مادی چمک پر گرنے والے، ظاہری عیش اور گناہوں کے انبار | ۲۳ |
| ○ | ترک جہاد کا اصل سبب | ۲۳ |
| ○ | مسلمانوں کے لیے تسلی | ۲۴ |
| ○ | التوبہ ۷۱-۷۲ خلاصہ | ۲۵ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

| | | |
|---|---|---|
| ⭘ | مؤمن آپس میں ایک جسم کی طرح ہیں | ۲۶ |
| ⭘ | مؤمن اور منافق کے درمیان پانچ چیزوں میں فرق، نکتہ | ۲۷ |
| ⭘ | دو الگ الگ گروہ، اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی نعمت، فائدہ | ۲۸ |
| ⭘ | التوبہ ۷۳ خلاصہ | ۲۹ |
| ⭘ | وہ منافق جن سے قتال کا حکم ہے، منافقین کے خلاف قتال نہیں ہے | ۳۰ |
| ⭘ | ایک عجیب نکتہ | ۳۱ |
| ⭘ | ان پر سختی کیجیے، قتال کا حکم قیامت تک کے لیے ہے | ۳۲ |
| ⭘ | اہم سبق | ۳۳ |
| ⭘ | التوبہ ۷۴، خلاصہ | ۳۴ |
| ⭘ | آسان اور جامع تفسیر | ۳۵ |
| ⭘ | فائدہ، منافقین نے کس چیز کا قصد کیا تھا؟، منافقین کے لیے دنیا میں بھی عذاب الیم | ۳۶ |
| ⭘ | روئے زمین پر ان کا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا | ۳۷ |
| ⭘ | التوبہ ۷۵،۷۶،۷۷،۷۸ خلاصہ | ۳۸ |
| ⭘ | جہاد سے بچنے والے، یہ آیت کئی منافقین کے بارے میں نازل ہوئی | ۳۹ |
| ⭘ | آیت کا حکم عام ہے، اللہ تعالیٰ سے وعدہ خلافی کی سزا | ۴۰ |
| ⭘ | التوبہ ۷۹، ۸۰ خلاصہ، دوسروں کی نیکی بھی برداشت نہیں، مسلمانوں کی ترقی کے دشمن | ۴۱ |
| ⭘ | منافقین جہادی چندے کے دشمن، ان دو آیات سے متعلق بعض واقعات | ۴۳ |
| ⭘ | استغفار کس کے لئے؟ | ۴۴ |
| ⭘ | ستر بار استغفار، غریب لوگوں کو بھی جہاد میں خرچ کرنے کی راہ نکالنی چاہیے | ۴۵ |
| ⭘ | منافقین کے لیے شدید ترین وعید | ۴۶ |
| ⭘ | التوبہ ۸۱،۸۲ خلاصہ، آسان تفسیر | ۴۷ |
| ⭘ | وہ بدنصیب جو جہاد سے دھتکار دیے گئے، حکم جہاد کی مخالفت پر جہنم کی آگ | ۴۸ |
| ⭘ | جہاد سے پیچھے رہ جانے کا نتیجہ، خلاف کے دو معنی | ۴۹ |
| ⭘ | منافقین کو جہاد کی حقانیت میں شک تھا، آخرت کا رونا، قرآن پاک کا اعجاز | ۵۰ |
| ⭘ | التوبہ ۸۳ خلاصہ، منافقین کو جہاد سے کوئی محبت نہیں، منافق نہ نکلیں...... حکیم ہے باخبر | ۵۱ |
| ⭘ | خالفین کون؟ | ۵۲ |
| ⭘ | قتال کی فضیلت، کم ہمتی پھیلانے والوں کو جہاد میں ساتھ نہ لیا جائے | ۵۳ |
| ⭘ | التوبہ ۸۴، ۸۵ خلاصہ، شان نزول اور جامع تفسیر | ۵۵ |
| ⭘ | خزرج کے ایک ہزار افراد مسلمان ہوئے | ۵۶ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

| | | |
|---|---|---|
| ⊙ | ان بڑے مالداروں کے جانے کا مسلمان غم نہ کریں، **تنبیہ** | ۵۷ |
| ⊙ | آیت کے نزول کے بعد صحابہ کرام کی احتیاط | ۵۷ |
| ⊙ | التوبہ ۸۶، ۸۷ خلاصہ، جہاد ایمان کا تقاضا ہے | ۵۸ |
| ⊙ | جہاد سے بھاگنے والے مالدار اور سردار، غیرت سے عاری لوگ | ۵۹ |
| ⊙ | جہاد میں سست، باتوں میں چست | ۶۰ |
| ⊙ | جہاد فی سبیل اللہ کو نہ سمجھنا دل پر مہر لگنے کی علامت ہے | ۶۱ |
| ⊙ | التوبہ ۸۸۔۸۹ خلاصہ، جہاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم والا کام ہے | ۶۲ |
| ⊙ | جہاد ایمان کی بڑی علامت ہے، مجاہدین کے لیے تین عظیم الشان انعامات | ۶۳ |
| ⊙ | التوبہ ۹۰ خلاصہ، المعذرون کون تھے؟ | ۶۵ |
| ⊙ | معذرت کرنے والے | ۶۶ |
| ⊙ | التوبہ ۹۱۔۹۲ خلاصہ | ۶۷ |
| ⊙ | ایک دلنشین عبارت | ۶۸ |
| ⊙ | معذور کون؟ | ۶۹ |
| ⊙ | معذور لوگ پیچھے رہ کر کیا کریں؟ | ۷۰ |
| ⊙ | قرآن پاک کا اعجاز، کچھ تذکرہ جہاد کے مخلص عاشقوں کا | ۷۱ |
| ⊙ | جوتے دے دیجئے ہم پیدل دوڑتے جائیں گے | ۷۱ |
| ⊙ | ان کے آنسو نہیں گویا کہ غم سے ان کی آنکھیں بہہ رہی تھیں | ۷۲ |
| ⊙ | سات بھائی...... ساتوں صحابی...... ساتوں مجاہد، **تنبیہ** | ۷۲ |
| ⊙ | اس پر روتے تھے کہ قربانی سے رہ گئے | ۷۲ |
| ⊙ | ان کے آنسو آج بھی زندہ ہیں، ”کوئی ہے جو ایسی مثال لائے“، فائدہ | ۷۳ |
| ⊙ | التوبہ ۹۳ خلاصہ، گناہ اور سزا کے مستحق، دلوں پر مہر ہے اس لئے جہاد کے فوائد نہیں سمجھتے | ۷۳ |
| ⊙ | التوبہ ۹۴، ۹۵، ۹۶ خلاصہ | ۷۶ |
| ⊙ | شان نزول | ۷۷ |
| ⊙ | مسلمانوں کی فتح کے بعد منافقین کا طرز عمل | ۷۹ |
| ⊙ | التوبہ ۹۷۔۹۸۔۹۹ خلاصہ، شان نزول | ۸۰ |
| ⊙ | تین آیات کی مختصر تفسیر | ۸۱ |
| ⊙ | ایمان والے دیہاتی جہاد میں خوشی سے مال لگاتے ہیں | ۸۲ |
| ⊙ | جہاد کی برکت سے کافر و منافق رسوا ہوئے | ۸۲ |
| ⊙ | التوبہ ۱۰۰ خلاصہ، آیت مبارکہ کے مضامین | ۸۳ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | |
|---|---|
| آیت مبارکہ کی جامع تفسیر، **تنبیہ** | ۸۴ |
| فضیلت کے بیان میں ہجرت و نصرت کا خاص تذکرہ | ۸۵ |
| جو بھی صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلا وہ کامیاب | ۸۶ |
| احسان کے ساتھ اتباع کرنے کا کیا مطلب ہے | ۸۶ |
| حضرات صحابہ کرامؓ کے فضائل کو بیان کرنا چاہیے | ۸۸ |
| فائدہ، اصل کامیابی آخرت کی ہے | ۸۸ |
| دعوت فکر | ۸۹ |
| التوبہ ۱۰۱ خلاصہ، ربط، کلام برکت | ۹۰ |
| دو بار عذاب، منافقین جہاد کو عذاب سمجھتے ہیں | ۹۱ |
| التوبہ ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵ خلاصہ، ترک جہاد کا گناہ کیسے معاف ہوگا؟ مکمل توبہ کا نصاب | ۹۲ |
| شان نزول | ۹۳ |
| یہ لوگ کون تھے؟، جہاد اچھا عمل اور ترک جہاد برا عمل | ۹۴ |
| اس توبہ کو قائم رکھنے کے لیے آئندہ جہاد کرتے رہنا | ۹۵ |
| توبہ قبول کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے | ۹۶ |
| امام المسلمین کی دعا، امید افزا دعوت، فائدہ | ۹۶ |
| التوبہ ۱۰۶ خلاصہ، شان نزول، غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں کی تین قسمیں | ۹۷ |
| التوبہ ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰ خلاصہ | ۹۹ |
| ربط | ۱۰۰ |
| نام دین کا، کام کفر کا، مرزا قادیانی اور جہاد کا انکار، منافقین امت مسلمہ کے خیر خواہ؟؟ | ۱۰۱ |
| ان آیات کا ایک اہم سبق، شان نزول | ۱۰۲ |
| وہ مسجد شریف کون سی ہے؟، آیت مبارکہ کے چند دیگر مضامین | ۱۰۳ |
| توبہ ۱۱۱ خلاصہ | ۱۰۵ |
| ربط، جہاد کی ترغیب پر مؤثر ترین آیت، اس آیت مبارکہ نے ہر قربانی آسان کردی | ۱۰۶ |
| مسلمان کا اجر ظاہری فتح میں نہیں بلکہ قتال کے لیے اترنے میں ہے | ۱۰۷ |
| مومن کے لیے جہاد میں ناکامی نہیں، ایک اہم مضمون | ۱۰۷ |
| شہادت سے ہر گناہ مٹ جاتا ہے، جہاد کا حکم ہر شریعت میں موجود تھا | ۱۰۷ |
| اس آیت کا وعدہ قیامت تک ہر مجاہد کے لئے، مختصر و جامع تفسیر | ۱۰۹ |
| دلکش نکتے | ۱۱۰ |
| تقریر لطیف | ۱۱۱ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

| | |
|---|---|
| التوبہ ۱۱۲ خلاصہ، "نو" جامع صفات | ۱۱۲ |
| یہ شرطیں نہیں صفات ہیں، مجاہدین کے لیے بہترین اصلاحی نصاب | ۱۱۳ |
| آیت کی تفسیر میں دوسرا قول، السائحون | ۱۱۴ |
| التوبہ ۱۱۳ تا ۱۱۵ خلاصہ | ۱۱۵ |
| یہ جہاد کے لیے ذہن سازی ہے، کفار سے برائت اور قطع تعلق | ۱۱۶ |
| اتمام حجت سے پہلے گمراہ نہیں کرتا | ۱۱۶ |
| التوبہ ۱۱۶ خلاصہ، مسلمانوں کو کافروں کی ضرورت نہیں، جہاد کی ترغیب | ۱۱۷ |
| اللہ تعالیٰ ہی تمہارا سب کچھ ہے، نکتہ، اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچو | ۱۱۸ |
| التوبہ ۱۱۷ خلاصہ، توبہ کا ایک معنی اللہ تعالیٰ کا فضل | ۱۱۹ |
| ایثار و فدا کاری کا عجیب جذبہ، پیاس سے گردنیں کٹنے کو تھیں | ۱۲۰ |
| شیطان کا ایک بڑا حربہ، حضرات صحابہ کرامؓ بار بار رحمت کے مستحق | ۱۲۱ |
| برحق جہاد میں بھی مشکلات آتی ہیں | ۱۲۲ |
| التوبہ ۱۱۸ خلاصہ، یہ تینوں انصاری صحابہ تھے، جہاد سے رہ جانا مومن کی شان نہیں | ۱۲۳ |
| دو مناظر، اس واقعہ کے اسباق، اسلامی حکومت کا نظم و ضبط اور صحابہ کرام کی اطاعت | ۱۲۴ |
| سچ میں کامیابی جھوٹ میں ذلت، دینی معاملات کی وجہ سے مقاطعہ جائز ہے | ۱۲۵ |
| جڑے رہنا چاہیے، خاندان اور قبیلے کی حیثیت، دینی نعمتوں پر خوشی اور مبارکباد | ۱۲۵ |
| التوبہ ۱۱۹ خلاصہ، شان نزول، ربط، آیت مبارکہ کے جہادی احکامات | ۱۲۶ |
| غزوۂ تبوک میں سرزد ہونے والی غلطی آئندہ نہ ہونے پائے | ۱۲۷ |
| آیت مبارکہ کے مضامین، ایک اصلاحی مضمون | ۱۲۷ |
| اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور سچوں کے ساتھ ہو جانے کا حکم | ۱۲۷ |
| صادقین کی مصاحبت | ۱۳۱ |
| التوبہ ۱۲۰ تا ۱۲۱ خلاصہ | ۱۳۳ |
| ربط، ان دو آیات کے مضامین | ۱۳۴ |
| جہاد کو آسان کرنے والی آیت، جہاد میں خرچ ہونے والے ہر مال کا اجر ملے گا | ۱۳۶ |
| ایمانی تقاضے کے خلاف | ۱۳۶ |
| التوبہ ۱۲۲ خلاصہ، تقریر قرطبی رحمہ اللہ | ۱۳۷ |
| تقریر رازی رحمہ اللہ | ۱۳۸ |
| تقریر لاہوری رحمہ اللہ، محاذ جنگ کبھی خالی نہ رہے، اہل علم غور فرمائیں | ۱۳۹ |
| کامل شریعت وہ ہوتی ہے جس میں جہاد کا حکم بھی ہو، الٹا معاملہ | ۱۴۰ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ○ | کلام برکت، جہاد اور علم دین، آیت مبارکہ کی تفسیر میں ایک اور قول | ۱۴۱ |
| ○ | تقریر عثمانی رحمہ اللہ | ۱۴۲ |
| ○ | التوبہ ۱۲۳ خلاصہ، ربط، فائدہ | ۱۴۳ |
| ○ | فرضیت جہاد کی ترتیب، اگر کفار حملہ آور ہوں | ۱۴۴ |
| ○ | قریب والوں سے زیادہ لازم ہے، روایات میں تطبیق | ۱۴۵ |
| ○ | پوری دنیا پر اسلام غالب آجائے | ۱۴۵ |
| ○ | حضرت شاہ صاحبؒ کا علمی کارنامہ، سختی کا مطلب | ۱۴۶ |
| ○ | واعلموا ان اللہ مع المتقین | ۱۴۷ |
| ○ | التوبہ ۱۲۴_۱۲۵_۱۲۶_۱۲۷ خلاصہ | ۱۴۸ |
| ○ | ربط، آیات جہاد کے نزول سے منافقین کا کفر بڑھ جاتا ہے | ۱۴۹ |
| ○ | منافقین کی سالانہ آزمائش سے مراد حکم جہاد ہے | ۱۵۰ |
| ○ | اللہ پاک نے ان کے دلوں کو پھیر دیا، فائدہ | ۱۵۱ |
| ○ | التوبہ ۱۲۸، ۱۲۹ خلاصہ | ۱۵۲ |
| ○ | تقریر لاہوریؒ، ربط، عجیب نکتہ، ان دو آیات کے مضامین | ۱۵۳ |
| ○ | جہاد رحمت ہے | ۱۵۴ |
| ○ | جہاد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و رحمت، دعوت جہاد کا اسلوب، ایک بڑا ہتھیار | ۱۵۵ |
| ○ | ایک عمل | ۱۵۶ |
| ○ | ضمیمہ، زکوٰۃ کے مصرف "فی سبیل اللہ" سے جمہور کے نزدیک مجاہدین ہی مراد ہیں | ۱۵۷ |
| ○ | جمہور فقہاء کی رائے | ۱۵۷ |
| ○ | متوسعین | ۱۵۹ |
| ○ | جمہور کے دلائل | ۱۶۲ |
| ○ | متوسعین کی دلیلیں | ۱۶۳ |
| ○ | جمہور کی دلیل پر ایک نظر، متوسعین کے دلائل پر ایک نظر | ۱۶۵ |
| ○ | مسئلہ کی اصل اور بنیاد | ۱۶۸ |
| ○ | جہاد بھی ایک شرعی اصطلاح ہے | ۱۶۹ |
| ○ | زکوٰۃ کی اس مد میں تملیک؟ | ۱۷۱ |
| ○ | فی سبیل اللہ میں فقر کی شرط | ۱۷۳ |
| ○ | خلاصہ بحث | ۱۷۴ |
| ○ | ☆ | |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

## سورۃ الحج


| | |
|---|---|
| ابتدائیہ | ۱۷۶ |
| سترہ آیات میں مضامین جہاد کا خلاصہ | ۱۷۷ |
| الحج ۱۹ تا ۲۴ خلاصہ | ۱۷۸ |
| ان آیات کا شان نزول، فائدہ، نکتہ | ۱۷۹ |
| جنگ ایمان والے، آغاز معرکہ بدر سے ہوا، عمومی تفسیر | ۱۸۰ |
| نکتہ، فائدہ، الطیب من القول | ۱۸۱ |
| الحج ۳۸ خلاصہ، ربط | ۱۸۲ |
| اسلام کے غلبے کی بشارت، اس آیت میں جہاد کی اجازت کا وعدہ ہے | ۱۸۳ |
| آیت مبارکہ کی ایک اور تقریر، زوردار نصرت یا بار بار نصرت | ۱۸۳ |
| خیانت اور ناشکری شکست کے اسباب ہیں | ۱۸۴ |
| کلام برکت، قرآن پاک کی حقانیت، جہاد میں دفاع ہے | ۱۸۵ |
| الحج ۳۹ خلاصہ، جہاد فی سبیل اللہ پر سب سے پہلی آیت | ۱۸۶ |
| تقریر ابن کثیرؒ | ۱۸۷ |
| تقریر نسفیؒ، اس آیت کا پچھلی آیت کے ساتھ ربط | ۱۸۸ |
| یہ آیت مکی ہے، ایک تفسیری قول، اجازت تو جہاد کی پہلی آیت کونسی؟ | ۱۸۹ |
| صرف اجازت نہیں حکم | ۱۹۰ |
| الحج (۴۰) خلاصہ، اگر جہاد نہ ہوتا تو حق ہر زمانے میں مغلوب رہتا | ۱۹۱ |
| جہاد ہی سے شریعت جمتی ہے، آیت مبارکہ کی آسان تفسیر | ۱۹۲ |
| مشروعیت جہاد کی دوسری حکمت، جہاد اقامت توحید کا ذریعہ ہے | ۱۹۳ |
| جو دین کی خاطر جہاد کرے گا اس کے ساتھ نصرت کا وعدہ ہے | ۱۹۴ |
| صوامع، بیع، صلوات، رد شبہات | ۱۹۴ |
| دو سبق | ۱۹۵ |
| الحج (۴۱) خلاصہ، آیت مبارکہ کے اہم مضامین | ۱۹۶ |
| آسان تفسیر | ۱۹۷ |
| یہ چار باتیں ہر حکمران کے لیے شرط ہیں، مجاہدین توجہ فرمائیں | ۱۹۸ |
| اسلامی طرز حکومت کی تصویر، اہم عبارت | ۱۹۹ |
| مراد پوری امت ہے | ۲۰۱ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| رکوع ۵۵ خلاصہ، غزوۂ بدر کا دن مُراد ہے، یوم عقیم کے بارے میں دو قول ہیں | ۲۰۲ |
| مزید کئی اقوال، بدر کا دن اللہ پاک کی نشانی | ۲۰۳ |
| رکوع ۵۸_۵۹ خلاصہ، ربط | ۲۰۴ |
| شانِ نزول کے بعض واقعات، ان تمام واقعات کا عجیب خلاصہ | ۲۰۵ |
| یہاں ہجرت سے مُراد جہاد کے لیے نکلنا ہے، مقتول افضل یا مقتول و میت برابر | ۲۰۶ |
| ایک ایمان افروز واقعہ | ۲۰۷ |
| فائدہ، وان اللہ لعلیم حلیم ، مرضی کا رہنا سہنا | ۲۰۸ |
| رکوع ۶۰،۶۱،۶۲ خلاصہ | ۲۰۹ |
| شانِ نزول، ربط، ذلک ومن عاقب | ۲۱۰ |
| آسان تفسیر، آیت مبارکہ کی ایک اور تفسیر، ذلک بان اللہ ھو الحق | ۲۱۱ |
| ایک اہم نکتہ | ۲۱۲ |
| رکوع ۷۸ خلاصہ | ۲۱۳ |
| جہاد سے مُراد کفار سے جنگ | ۲۱۴ |
| آیت مبارکہ کی تفسیر میں دوسرا قول | ۲۱۵ |
| اختتام | ۲۱۶ |
| ☆ | |


## سورۃ النور


| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| ابتدائیہ | ۲۱۸ |
| چار آیات میں مضامین جہاد کا خلاصہ | ۲۱۹ |
| النور (۵۳) (۵۴) خلاصہ، اگر آپ ﷺ جہاد میں نکلنے کا حکم دیں | ۲۲۰ |
| حکم تو فرمادیا تھا | ۲۲۱ |
| طاعت معروف، طلبہ علم کے لئے آسان تفسیر | ۲۲۲ |
| النور ۵۵ خلاصہ، آیت استخلاف | ۲۲۳ |
| فائدہ، کلام برکت | ۲۲۴ |
| آیت کریمہ کے شان نزول کے واقعات، آیت مبارکہ معجزات میں سے ہے | ۲۲۵ |
| یہ خطاب عام ہے تمام مسلمانوں کے لیے، خلافت، تین وعدے جو پورے ہوئے | ۲۲۶ |
| پہلا وعدہ، دوسرا وعدہ | ۲۲۷ |
| تیسرا وعدہ | ۲۲۸ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | |
|---|---|
| جب شرط پر عمل نہ رہا، شرک نہ کرنے کے چار مطلب، خلافت بغیر جہاد کے؟ | ۴۲۹ |
| آیت ۵۶ اور ۵۷ کا جہادی مضمون | ۴۲۹ |
| النور ۶۲ خلاصہ، شان نزول | ۴۳۱ |
| امر جامع کا مطلب، آسان تفسیر، آیت ۶۳ کا جہادی مضمون | ۴۳۲ |
| کلام برکت، فائدہ | ۴۳۳ |
| ☆ | |



| سورة الاحزاب | |
|---|---|
| ابتدائیہ | ۴۳۵ |
| بائیس آیات میں مضامین جہاد کا خلاصہ | ۴۳۶ |
| الاحزاب ۹ خلاصہ، آسان تفسیر | ۴۳۷ |
| ایک ہزار فرشتے | ۴۳۸ |
| نصرت والی ہوا | ۴۳۹ |
| غزوۂ احزاب | ۴۴۰ |
| غزوۂ احزاب کا واقعہ | ۴۴۱ |
| سیاست کے اکھاڑے میں جھوٹ کوئی نئی چیز نہیں | ۴۴۲ |
| اللہ تعالیٰ کے حلم و کرم کا ایک نمونہ | ۴۴۲ |
| مدینہ منورہ پر سب سے بڑا حملہ، مسلمانوں کی جنگی تیاری، خندق کی کھدائی | ۴۴۳ |
| اسلامی لشکر کی تعداد، بلوغ کی عمر پندرہ سال قرار دی گئی | ۴۴۳ |
| اسلامی وحدت اور قومیت کی تقسیم | ۴۴۳ |
| خندق کی کھدائی کی تقسیم پورے لشکر پر کی گئی | ۴۴۳ |
| صلاحیت کار میں ملکی غیر ملکی، مقامی اور بیرونی کا امتیاز | ۴۴۵ |
| ایک عظیم معجزہ، قدرت کی تنبیہات | ۴۴۵ |
| منافقین کی طعنہ زنی اور مسلمانوں کا بے نظیر یقین ایمانی | ۴۴۶ |
| واقعہ مذکورہ میں خاص ہدایت | ۴۴۷ |
| صحابہ کرام کا ایثار اور تعاون و تناصر | ۴۴۷ |
| ساڑھے تین میل لمبی خندق چھ دن میں مکمل | ۴۴۷ |
| خندق کی گہرائی اور بعض ایمان افروز واقعات | ۴۴۷ |
| فائدہ جلیلہ | ۴۴۹ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

| | | |
|---|---|---|
| ⭘ | لشکروں کی آمد، بنو قریظہ کی بدعہدی | ۲۵۰ |
| ⭘ | حضرت جابرؓ کی دعوت میں ایک کھلا معجزہ | ۲۵۲ |
| ⭘ | رسول اللہ ﷺ کی ایک جنگی تدبیر | ۲۵۲ |
| ⭘ | حضرت سعدؓ کی غیرت ایمانی اور عزم شدید | ۲۵۳ |
| ⭘ | حضرت سعدؓ بن معاذ کا زخمی ہونا اور ان کی دعاء | ۲۵۳ |
| ⭘ | رسول اللہ ﷺ کی چار نمازیں اس جہاد میں قضا ہوئیں | ۲۵۴ |
| ⭘ | رسول اللہ ﷺ کی دعاء | ۲۵۴ |
| ⭘ | دو دعائیں، کشود کار اور فتح کے اسباب کا آغاز | ۲۵۵ |
| ⭘ | حضرت حذیفہؓ کا دشمن کے لشکر میں جانے اور خبر لانے کا واقعہ | ۲۵۷ |
| ⭘ | قریش کی واپسی، تنبیہ، شہداء غزوۂ احزاب | ۲۵۹ |
| ⭘ | الاحزاب ۱۰ خلاصہ، اوپر نیچے ہر طرف سے حملہ | ۲۶۰ |
| ⭘ | آنکھیں پھر گئیں، دلوں کا خوف اور ایک دعاء | ۲۶۱ |
| ⭘ | طرح طرح کے گمان | ۲۶۲ |
| ⭘ | الاحزاب ۱۱ خلاصہ، یہ سخت آزمائش پانچ چیزوں سے تھی | ۲۶۳ |
| ⭘ | فائدہ برائے طلبہ علم، اندرونی زلزلہ | ۲۶۴ |
| ⭘ | الاحزاب ۱۲ خلاصہ، شان نزول | ۲۶۵ |
| ⭘ | جن کے دلوں میں مرض تھا | ۲۶۵ |
| ⭘ | ہماری طاقت سے زائد بوجھ ڈالا جا رہا ہے | ۲۶۶ |
| ⭘ | الاحزاب ۱۳ خلاصہ، واپس لوٹ چلو | ۲۶۷ |
| ⭘ | یہودیوں کا مشورہ | ۲۶۸ |
| ⭘ | منافق کے نزدیک اصل کامیابی جان کا بچ جانا | ۲۶۸ |
| ⭘ | موذی زبانیں، فائدہ، کلام برکت | ۲۶۹ |
| ⭘ | الاحزاب ۱۴ خلاصہ | ۲۷۰ |
| ⭘ | منافقین مسلمانوں کے دشمن کافروں کے یار | ۲۷۰ |
| ⭘ | آسان تفسیر | ۲۷۰ |
| ⭘ | انہیں مسلمانوں سے دشمنی ہے اور کافروں سے محبت | ۲۷۱ |
| ⭘ | غور فرمائیں | ۲۷۲ |
| ⭘ | الاحزاب ۱۵ خلاصہ، یہ عہد کب کیا تھا؟ | ۲۷۳ |
| ⭘ | آسان تفسیر، کلام برکت | ۲۷۳ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | |
|---|---|
| الاحزاب ۱۶۔۱۷ کا خلاصہ | ۲۷۵ |
| اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی فائدہ نہیں | ۲۷۵ |
| کیا میدان جنگ میں سب مارے جاتے ہیں | ۲۷۶ |
| آسان تفسیر، مسئلہ جہاد پر دو اہم نکتے | ۲۷۶ |
| کلام برکت | ۲۷۷ |
| الاحزاب ۱۸۔۱۹ خلاصہ ا، خلاصہ ۲ | ۲۷۸ |
| ان دو آیات سے متعلق چند واقعات | ۲۷۹ |
| آسان تفسیر | ۲۸۰ |
| منافقین کی حالت پر ایک شعر | ۲۸۱ |
| الاحزاب ۲۰ خلاصہ، بزدلی کی انتہاء، اسلام دشمن صحافت | ۲۸۲ |
| دو چار تبصرہ | ۲۸۳ |
| الاحزاب ۲۱ خلاصہ، جہاد میں ثابت قدمی کی عجیب اور مؤثر دعوت | ۲۸۳ |
| آپ ﷺ پر ذرہ برابر خوف طاری نہیں ہوا | ۲۸۳ |
| قتال فی سبیل اللہ میں ثابت قدم رہ کر آپ ﷺ کی اقتداء کرو | ۲۸۳ |
| جہاد میں آپ ﷺ کے استقلال کو دیکھو | ۲۸۵ |
| آپ ﷺ کا مثالی جہاد، جہاد میں آپ ﷺ کی قربانیاں | ۲۸۵ |
| ہمت اور شجاعت آپ ﷺ کی اتباع سے حاصل ہوتی ہے | ۲۸۶ |
| آپ ﷺ سے زیادہ کون پیارا ہے؟ | ۲۸۶ |
| صرف دعویٰ کرنے سے کام نہیں چلتا | ۲۸۶ |
| آپ ﷺ نے اپنی جان مبارک سے جہاد کیا | ۲۸۷ |
| بغیر جہاد اتباع سنت کا دعویٰ؟ | ۲۸۷ |
| الاحزاب ۲۲ خلاصہ، وعدہ کونسا؟ | ۲۸۸ |
| آزمائش اور امتحان کا وعدہ تھا، منافقین کے برعکس | ۲۸۹ |
| الاحزاب ۲۳ خلاصہ، فائدہ، شان نزول | ۲۹۱ |
| نذر اور موت، ایک ایسے دن کا انتظار جس میں جہاد ہو | ۲۹۲ |
| آسان تفسیر | ۲۹۳ |
| الاحزاب ۲۴ خلاصہ، جہاد کی حکمت کا بیان | ۲۹۵ |
| غزوۂ احزاب کی حکمت کا بیان | ۲۹۵ |
| عہد پورا کرنے والے سچے | ۲۹۶ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ○ | الاحزاب ۲۵ خلاصہ، آسان تفسیر | ۲۹۷ |
| ○ | تین چیزوں سے نصرت، فرشتوں کے اسلحے کی جھنکار | ۲۹۸ |
| ○ | تقریر دلپذیر | ۲۹۸ |
| ○ | فائدہ، اللہ تعالیٰ کی قوت کے سامنے کون ٹھہر سکتا ہے | ۲۹۹ |
| ○ | غزوۂ بنی قریظہ | ۳۰۰ |
| ○ | فائدہ | ۳۰۲ |
| ○ | **تنبیہ** | ۳۰۵ |
| ○ | شہداء غزوۂ بنی قریظہ | ۳۰۶ |
| ○ | الاحزاب ۲۶، ۲۷ خلاصہ | ۳۰۷ |
| ○ | فائدہ | ۳۰۸ |
| ○ | آسان تفسیر | ۳۰۸ |
| ○ | اس آیت میں مسلمانوں کے لیے بڑی فتوحات کی بشارت ہے | ۳۰۹ |
| ○ | اتحادی لشکروں کی شکست کے بعد | ۳۰۹ |
| ○ | الاحزاب ۶۰۔۶۱۔۶۲ خلاصہ | ۳۱۱ |
| ○ | کافروں کا رعب اور خوف پھیلانے والے | ۳۱۲ |
| ○ | فائدہ، ارجاف حرام ہے، خطرناک | ۳۱۳ |
| ○ | ☆ | |

| | | |
|---|---|---|
| ○ | **سورۃ محمد (ﷺ)** | |
| ○ | ابتدائیہ، سورۃ کا نام، یہ سورۃ مدنی ہے | ۳۱۵ |
| ○ | یہ سورۃ ہجرت کے بعد نازل ہوئی | ۳۱۵ |
| ○ | دونوں ناموں کی مناسبت | ۳۱۶ |
| ○ | سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور جہاد | ۳۱۷ |
| ○ | سورۃ محمد (ﷺ) کے مضامین جہاد کا خلاصہ | ۳۱۸ |
| ○ | مجاہدین کے لیے بارہ نصیحتیں | ۳۱۹ |
| ○ | جہاد کی دو حکمتیں، غزوۂ بدر اور غزوۂ احد کی طرف اشارات | ۳۲۰ |
| ○ | بارہ طریقوں سے جہاد کی دعوت اور ترغیب | ۳۲۰ |
| ○ | کافروں کی مذمت | ۳۲۱ |
| ○ | ایک اہم موضوع، منافقین کے طور طریقے | ۳۲۲ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ○ | سورۃ محمد ۱،۲،۳ خلاصہ | ۳۲۳ |
| ○ | اسلام سے روکنے والے | ۳۲۶ |
| ○ | یہ کون لوگ تھے؟ | ۳۲۶ |
| ○ | کافروں کے اعمال ضائع اور برباد | ۳۲۷ |
| ○ | مقبول ایمان والے | ۳۲۸ |
| ○ | ایمان والوں کے گناہ معاف اور احوال کی اصلاح | ۳۳۰ |
| ○ | جیسا راستہ، ویسی منزل، ہر کوئی عبرت حاصل کرے | ۳۳۱ |
| ○ | سورۃ محمد کی ابتداء میں ایک پرعظمت اعلان | ۳۳۲ |
| ○ | ان آیات کا غزوہ بدر سے تعلق | ۳۳۲ |
| ○ | سورۃ محمد ۴،۵،۶ خلاصہ | ۳۳۳ |
| ○ | ان تین آیات کے اہم مضامین | ۳۳۳ |
| ○ | ربط | ۳۳۵ |
| ○ | اقدامی جہاد کا بیان | ۳۳۷ |
| ○ | جنگی قیدیوں کے احکامات | ۳۳۸ |
| ○ | اسلام میں غلامی کی بحث | ۳۴۰ |
| ○ | جہاد قیامت تک جاری رہے گا | ۳۴۳ |
| ○ | جہاد کی حکمت | ۳۴۵ |
| ○ | فائدہ شہداء کی فضیلت | ۳۴۶ |
| ○ | فائدہ | ۳۴۸ |
| ○ | خلاصہ فضائل شہداء کرام | ۳۴۹ |
| ○ | مجاہدین کی فضیلت | ۳۵۳ |
| ○ | غزوہ احد کی طرف اشارہ | ۳۵۴ |
| ○ | شہید کے لیے اعمال کی حفاظت، ہدایت، اصلاح احوال کا وعدہ | ۳۵۵ |
| ○ | جانی، پہچانی، مہکتی جنت | ۳۵۷ |
| ○ | سورۃ محمد ۷،۸،۹ خلاصہ، ربط | ۳۶۰ |
| ○ | یہ وعدہ آج بھی ہے، مسلمان اللہ تعالیٰ کی نصرت کیسے کریں | ۳۶۱ |
| ○ | مسلمانوں کی فتح کامیابی اور ثابت قدمی کا معیار | ۳۶۲ |
| ○ | ایک اعتراض کا جواب | ۳۶۲ |
| ○ | دلوں میں امن کی کیفیت | ۳۶۳ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | |
|---|---|
| مسلمانوں کے مقابلے میں اترنے والے کافروں کے لیے ہلاکت اور ناکامی | ۳۶۳ |
| کافروں کی ناکامی کی وجہ، آسان تفسیر | ۳۶۵ |
| مجاہدین کے لیے مبارک، قرآن پاک سے دوری | ۳۶۶ |
| سورۃ محمد ۱۰ خلاصہ، ربط، آسان تفسیر | ۳۶۷ |
| کیا آج کل کے کافروں کو سزا نہیں مل سکتی؟ | ۳۶۷ |
| سورۃ محمد ۱۱ خلاصہ، مسلمانوں اور کافروں میں بہت بڑا فرق | ۳۶۸ |
| مولیٰ بمعنی مددگار، جامع تفسیر | ۳۶۹ |
| اس سورۃ مبارکہ کا خاص موضوع | ۳۶۹ |
| سورۃ محمد ۱۲ خلاصہ، ربط، آج کی دنیا پر ایک نظر | ۳۷۱ |
| قرآن پاک کا عجیب اعجاز، کافر اپنے دنیاوی عیش و عشرت پر غرور نہ کریں | ۳۷۳ |
| سورۃ محمد ۱۳ خلاصہ، ربط، بدر کی لڑائی نے فیصلہ کر دیا | ۳۷۴ |
| اہم سبق | ۳۷۵ |
| سورۃ محمد ۱۴ خلاصہ، مؤمن اور کافر برابر نہیں | ۳۷۶ |
| کافروں کی ہلاکت اور مسلمانوں کی نصرت برحق ہے | ۳۷۶ |
| قرآن پاک اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا ہدایت ہے | ۳۷۷ |
| سورۃ محمد ۱۵ خلاصہ، آسان تفسیر، مجاہدین کے لیے جنت کے سو درجے | ۳۷۸ |
| شہید کے لیے فردوسِ اعلیٰ، کلام برکت، جنت کی نہریں | ۳۸۰ |
| سورۃ محمد ۱۶۔۱۷ خلاصہ، ایمان والوں اور بے ایمانوں میں ایک بڑا فرق | ۳۸۲ |
| احکامِ قرآن کے بارے میں منافقین کا طرزِ عمل | ۳۸۲ |
| دین کے ہر حکم کو ماننا ضروری ہے | ۳۸۳ |
| سورۃ محمد ۱۸، ۱۹ خلاصہ | ۳۸۵ |
| "لا الٰہ الا اللہ" ہی جہاد کی بنیاد ہے | ۳۸۶ |
| فائدہ، دل کا سکون | ۳۸۶ |
| ان دو آیات کے خاص مضامین | ۳۸۷ |
| آسان تفسیر | ۳۸۸ |
| شیطان کی کمر توڑنے والا عمل | ۳۸۹ |
| سورۃ محمد ۲۰ خلاصہ، مسلمانوں میں جہاد کی انتہائی خواہش | ۳۹۰ |
| جہاد کا حرص | ۳۹۰ |
| مسلمان تو جہاد کے حکم کا انتظار کرتے ہیں | ۳۹۱ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com


| | | |
|---|---|---|
| ○ | منافقین قتال کے حکم میں تاویل نہیں کر سکتے تھے | ۳۹۲ |
| ○ | جہاد کا حکم سنتے ہی منافقوں کا برا حال، جہاد کا حکم منافقوں پر بھاری ہے | ۳۹۲ |
| ○ | مسلمان اسلام کے غلبے کی خاطر جہاد کے حریص | ۳۹۳ |
| ○ | مسلمان جہاد فی سبیل اللہ کی آرزو رکھتے ہیں | ۳۹۳ |
| ○ | طلبہ علم کے لیے آسان تفسیر | ۳۹۳ |
| ○ | آئینہ | ۳۹۴ |
| ○ | سورۃ محمد ۲۱ خلاصہ، آسان تفسیر | ۳۹۵ |
| ○ | منافقوں کی چند عادتیں، جہاد میں صدق دل سے نکلنا توبہ کی علامت ہے | ۳۹۶ |
| ○ | ایک تفسیری قول | ۳۹۷ |
| ○ | سورۃ محمد ۲۲،۲۳ خلاصہ، جہاد نہ ہو تو فساد ہی فساد | ۳۹۸ |
| ○ | منافق حکمران، جہاد سے عدل و انصاف اور امن قائم ہوتا ہے | ۳۹۹ |
| ○ | جہاد میں مسلمانوں کا ساتھ نہ دینا "فساد" ہے | ۳۹۹ |
| ○ | منافقین کافروں کے مددگار، ایک سخت تنبیہ | ۴۰۰ |
| ○ | جہاد اور امیر سے محرومی ہزاروں مصیبتوں کا سبب ہے | ۴۰۱ |
| ○ | منافقوں پر لعنت ہوئی وہ جہاد کو نہیں سمجھتے، ضرور غور فرمائیں | ۴۰۱ |
| ○ | سورۃ محمد ۲۴،۲۵ خلاصہ، منافق قرآن پاک کو نہ سمجھنے کی وجہ سے جہاد کو نہیں سمجھتے | ۴۰۲ |
| ○ | جہاد میں خرابیاں شیطان دکھاتا ہے | ۴۰۲ |
| ○ | جہاد میں ترقی ہے، جہاد میں قرابتوں کا احترام ہے | ۴۰۳ |
| ○ | سورۃ محمد ۲۶ خلاصہ، کلام برکت | ۴۰۳ |
| ○ | کافروں سے خفیہ سمجھوتے | ۴۰۴ |
| ○ | طلبہ علم کے لیے آسان تفسیر، کافروں کے ساتھ عسکری تعاون کی نحوست | ۴۰۵ |
| ○ | سورۃ محمد ۲۷،۲۸ خلاصہ، کلام برکت، بھیانک موت | ۴۰۶ |
| ○ | اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا عمل، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والا عمل | ۴۰۷ |
| ○ | بدنصیبی کی انتہاء | ۴۰۷ |
| ○ | سورۃ محمد ۲۹،۳۰ خلاصہ، ربط | ۴۰۸ |
| ○ | منافقین کی گفتگو، ایک خاص آزمائش | ۴۰۹ |
| ○ | سورۃ محمد ۳۱ خلاصہ، آسان تفسیر | ۴۱۰ |
| ○ | امام رازیؒ کی تقریر دلپذیر، منافقین جہاد میں کھوٹے | ۴۱۰ |
| ○ | سورۃ محمد ۳۲ خلاصہ، شان نزول | ۴۱۱ |


کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

| | |
|---|---|
| اہلِ ایمان کے لیے تسلی | ۴۱۲ |
| سورۃ محمد ۳۳ خلاصہ، کلام برکت | ۴۱۳ |
| مسلمان کافروں اور منافقوں سے متاثر نہ ہوں | ۴۱۳ |
| نفاق اور ریاکاری سے بچو | ۴۱۳ |
| ایمان اور نیکی پر احسان جتلانے والے | ۴۱۴ |
| سورۃ محمد ۳۴ خلاصہ، ربط، آیت مبارکہ عام ہے | ۴۱۵ |
| سورۃ محمد (ﷺ) کا خاص موضوع | ۴۱۶ |
| سورۃ محمد ۳۵ خلاصہ، مسلمانو! ہمت سے کام لو | ۴۱۷ |
| مسلمانو! تم کافروں کے غلبے کو تسلیم نہ کرو | ۴۱۷ |
| مسلمان اللہ تعالیٰ کے محبوب اور کافر مبغوض | ۴۱۸ |
| مسلمانوں میں ایک خاص فکر کی ترویج | ۴۱۸ |
| امام رازیؒ کی ایمان افروز تقریر | ۴۱۸ |
| صلح کا حکم، اہلِ ایمان کو تنبیہ | ۴۱۹ |
| سورۃ محمد ۳۶ خلاصہ، فائدہ، جہاد میں خرچ کرنے کا بدلہ | ۴۲۰ |
| دنیا کی خاطر جہاد میں سستی نہ کرو | ۴۲۱ |
| دنیا سے بے رغبت کر کے جہاد کی ترغیب دی جا رہی ہے | ۴۲۱ |
| جہاد پر مزید ابھارا جا رہا ہے | ۴۲۱ |
| لعب اور لہو میں فرق، جہاد میں فائدہ ہی فائدہ ہے | ۴۲۲ |
| اللہ تعالیٰ تم سے تمہارا مال نہیں مانگتا | ۴۲۳ |
| فائدہ | ۴۲۳ |
| سورۃ محمد ۳۷، ۳۸ خلاصہ، کلام برکت | ۴۲۴ |
| آسان تفسیر، جہاد وغیرہ میں خرچ کرو | ۴۲۵ |
| دشمنوں کو ذلیل کرنے اور مسلمانوں کی مدد کرنے میں خرچ کرو | ۴۲۶ |
| ہمت سے کام لو، فائدہ، مسلمانو تم جہاد کے محتاج ہو | ۴۲۶ |
| مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے پکارنے کو سنو | ۴۲۷ |
| ☆ | |